

مع اضافہ ابن خلدون کی عظمت اور علمائے یورپ

آسان بامحاورہ جدید ترجمہ اضافۂ عنوانات اور حواشی کے ساتھ

مُقدّمہ
تاریخ ابنِ خلدون

تصنیف: علامہ عبدالرحمٰن ابنِ خلدون

مقدمہ: ڈاکٹر سید ابوالخیر کشفی

روئے زمین کے تمام خطوں سے متعلق مختلف النوع مباحث، نشوو ارتقاء، عمرانیات، تہذیب وتمدن، سلطنت وریاست، برّی وبحری تسخیر کائنات، معاشیات، اور دنیا کے تمام بنیادی علوم کی تاریخ وحقائق اور دیگر بے شمار تحقیقات پر مشتمل کتاب

دارالاشاعت

اُردو بازار ○ ایم اے جناح روڈ ○ کراچی پاکستان فون: 32631861

تاریخ ابنِ خلدون

تاریخ ابنِ خلدون

تصنیف: علامہ عبدالرحمٰن ابنِ خلدون

جلد ۵
کا حصہ اوّل دوم
سابقہ پنجم ششم

مصر کی مختلف امارات، دولت علویہ، ادریسہ، زیدیہ، اسماعلیہ، خلافت فاطمیہ، تنازعات تشیع واہلِ سنت، امارت اندلس، اندلس کی اسلامی تاریخ کا عروج، امارت افریقہ، امارت یمن ودیگر بلادِ اسلامیہ، جزیرہ ہائے شام کی اسلامی امارات

امارت بنی مزید، امارت مصر ابن طولون کے ہاتھ میں، امارت خراسان وماوراء النہر، غزنی و غوری، اسلامی سپاہیوں کی ہندوستان آمد، سلطان محمود غزنوی کی فتوحات وسوانح

اردو ترجمہ: علامہ حکیم احمد حسین الہ آبادی

عنوانات، تسہیل، اضافہ حواشی

مولانا ثناء اللہ محمود صاحب

فاضل جامعہ دارالعلوم کراچی واستاد اسلامیہ کالج کراچی

دار الاشاعت
اردو بازار ایم اے جناح روڈ
کراچی پاکستان 2213768

باہتمام : خلیل اشرف عثمانی
طباعت : دسمبر ۲۰۰۹ء علمی گرافکس
ضخامت : 708 صفحات

قارئین سے گزارش

اپنی حتی الوسع کوشش کی جاتی ہے کہ پروف ریڈنگ معیاری ہو۔ الحمدللہ اس بات کی نگرانی کے لئے ادارہ میں مستقل ایک عالم موجود رہتے ہیں۔ پھر بھی کوئی غلطی نظر آئے تو از راہ کرم مطلع فرما کر ممنون فرمائیں تا کہ آئندہ اشاعت میں درست ہو سکے۔ جزاک اللہ

...... ملنے کے پتے ......

ادارۃ المعارف جامعہ دارالعلوم کراچی
مکتبہ معارف القرآن جامعہ دارالعلوم کراچی
بیت القرآن اردو بازار کراچی
مکتبہ اسلامیہ امین پور بازار۔ فیصل آباد
مکتبۃ المعارف محلّہ جنگی۔ پشاور

ادارہ اسلامیات ۱۹۰۔ انارکلی لاہور
بیت العلوم 20 نابھ روڈ لاہور
مکتبہ رحمانیہ ۱۸۔ اردو بازار لاہور
مکتبہ اسلامیہ گامی اڈا۔ ایبٹ آباد
کتب خانہ رشیدیہ۔ مدینہ مارکیٹ راجہ بازار راولپنڈی

انگلینڈ میں ملنے کے پتے

AZHAR ACADEMY LTD.
54-68 LITTLE ILFORD LANE
MANOR PARK, LONDON E12 5QA

ISLAMIC BOOK CENTRE
119-121, HALLIWELL ROAD
BOLTON, BL1-3NE

امریکہ میں ملنے کے پتے

MADRASAH ISLAMIAH BOOK STORE
6665 BINTLIFF, HOUSTON,
TX-77074, U.S.A.

DARUL-ULOOM AL-MADANIA
182 SOBIESKI STREET,
BUFFALO, NY 14212, U.S.A

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فہرست

تاریخ ابن خلدون

جلد پنجم ...... حصہ اوّل، دوم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خلافت عباسیہ کے دور کی حکومت علویہ کے حالات

دولت علویہ کا پس منظر:......حکومت علویہ میں ہم سب سے پہلے ''ادارسیہ'' کی حکومت کے حالات تحریر کریں گے جو ''المغرب الاقصیٰ'' میں تھی۔ ہم اوپر شیعان علی واہل بیت اور ان کے دونوں صاحبزادوں رضی اللہ عنہم کے حالات بھی بیان کر چکے ہیں اور ان واقعات کو بھی ہم تحریر کر چکے ہیں جو ان کے شیعوں پر کوفہ میں گزرے۔ حسن بن علی رضی اللہ عنہما کی ''تسلیم امارت'' کے اسباب کوفہ میں زیاد کے نظام حکومت کی خرابی کی علتیں اور اس کے بانیوں کے مارے جانے کے تذکرے بھی (ان میں حجر بن عدی اور ان کے ساتھی بھی تھے) ہم اوپر لکھ چکے ہیں۔ پھر انہی شیعان اہل بیت نے حضرت معاویہ کی وفات کے بعد حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہما کو کوفہ بلایا چنانچہ وہ تشریف لے گئے اور جو واقعہ ان کی شہادت کا ''مقام کربلا'' میں پیش آیا وہ مشہور ہے۔

قتل حسین پر شیعوں کی ندامت اور بغاوت:......اس کے بعد شیعوں کو ان کی امداد نہ کرنے اور خاموشی اختیار کرنے پر ندامت ہوئی۔ لہٰذا یزید کے مرنے اور بیعت مروان کے بعد شیعوں نے ''رفع ندامت'' کے لئے بغاوت کر دی۔ عبید اللہ بن زیاد بھی کوفہ کی فوجوں کو تیار کر کے یہ ہنگامہ ختم کرنے نکلا ان لوگوں نے اپنا نام ''التوابین'' ❶ رکھا۔ شیعوں نے سلیمان بن صرد کو اپنا امیر بنا رکھا تھا۔ شام کے اطراف میں عبید اللہ بن زیاد کے لشکر سے مقابلہ ہوا۔ اور ایک سخت اور خونریز جنگ کے بعد سب کے سب پائمال کر دیئے گئے۔

مختار کی بغاوت:......اس کے بعد مختار بن ابوعبید ثقفی نے کوفہ میں حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے انتقام کے اظہار کے لئے محمد بن حنفیہ کے پیروکاروں کے ساتھ خروج کیا اس بناء پر سارے شیعوں نے اس کا ساتھ دیا اور اپنا نام اللہ کی پولیس مشہور کیا۔ چنانچہ عبید اللہ بن زیاد نے مختار پر حملہ کیا۔ مگر مختار نے اس کو شکست دے دی اور جنگ کے دوران اسے قتل کر دیا۔ ان واقعات سے مختار کا دماغ پھر گیا۔ چنانچہ محمد بن حنفیہ کو اس کی خبر ملی تو انہوں نے بیزاری کا خط اسے لکھا۔ اس کے بعد مختار ان کی حمایت چھوڑ کر حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے ساتھ مل گیا۔

زید بن علی کی شہادت:......چنانچہ شیعوں نے زید بن علی بن حسین رضی اللہ عنہما کو ہشام بن عبدالملک کے دور میں بیعت خلافت کرنے کے لئے کوفہ بلوایا۔ مگر یوسف بن عمر (گورنر کوفہ) نے ان کو قتل کر کے صلیب پر چڑھا دیا۔ پھر یحییٰ بن زید نے جرجان (مضافات خراسان) میں حکومت کے خلاف خروج کیا۔ ان کے ساتھ بھی یہی معاملہ (قتل و صلیب چڑھائے جانے کا) پیش آیا جو ان کے والد زید کے ساتھ پیش آیا تھا۔ غرض اہل بیت کی خونریزی کا سلسلہ چاروں طرف پھیلا ہوا تھا جس کو آپ دولت امویہ اور عباسیہ کے ''دور حکومت'' کے ضمن میں پڑھ چکے ہیں۔

رافضی فرقہ کی ابتداء:......پھر شیعوں میں امام مقرر کرنے کے بارے میں اختلاف واقع ہوا اور ان لوگوں میں خوب جھگڑے ہوئے۔ بعض امامیہ اس بات کے قائل ہیں کہ وصیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وصیت کے مطابق علی ابن ابی طالب امام ہیں اور اسی بناء پر ان کو وصی کا لقب دیتے ہیں اور شیخین (یعنی ابوبکر رضی اللہ عنہ و عمر رضی اللہ عنہ) سے بیزاری کا اظہار اور تبرّا کرتے ہیں کیونکہ انہوں نے ان کو کوفہ بلایا تھا۔ تو اس بارے میں جھگڑا کیا تھا چونکہ حضرت زید شہید نے

---

❶......اس تحریک کا نقطۂ آغاز حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت تھی۔ چنانچہ کوفہ کے شیعوں نے جب یہ دیکھا کہ کوفہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت سے ان کے نام پر جو دھبہ لگا ہے وہ اسی وقت دھل سکتا ہے کہ یہ سب مر جائیں یا حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے قاتلوں کو قتل کر دیں، لہٰذا ان میں سے بعض لوگ توبہ اور استغفار کرتے ہوئے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی قبر پر حاضر ہوئے اور سورۃ بقرۃ آیت نمبر ۵۴ کی نسبت سے اپنا لقب توابین یعنی ''توبہ کرنے والے'' مقرر کیا۔ ''فتاب علیکم انہ ھو التواب الرحیم'' (سورۃ بقرۃ آیت نمبر ۵۴) دیکھیں مسعودی کی مروج الذھب (جلد نمبر ۳ صفحہ نمبر ۱۰۰)

''شیخین'' سے بیزاری ظاہر نہ کی اور نہ ان پر تبرا کیا اس لئے ان امامیہ نے ان کا ساتھ چھوڑ دیا۔ چنانچہ اس بناء پر وہ ''رافضی'' کے نام سے مشہور ہو گئے۔

فرقہ زیدیہ: ......انہی میں سے ایک فرقہ زیدیہ کہلاتا ہے جو امامت بنی فاطمہ کا قائل ہے یہ فرقہ حضرت علی اور ان کے بیٹوں کو تمام صحابہ پر چند شرائط سے فضیلت دیتا ہے۔ شیخین کی امامت اس کے نزدیک صحیح ہے باوجود اس کے کہ حضرت علی کو سب سے افضل جانتا ہے۔ یہ مذہب حضرت زید شہید اور ان کے متبعین کا ہے یہ فرقہ انحراف اور غلو سے بہت دور اور دوسرے شیعوں کی بہ نسبت اعتدال کے بیحد قریب ہے۔

کیسانیہ اور عباسیہ: ......انہی میں سے ایک فرقہ ''کیسانیہ'' ❶ ہے۔ جو کہ کیسان کی طرف منسوب ہے اس فرقہ کا یہ اعتقاد ہے کہ حضرت حسن اور حسین کے بعد محمد حنفیہ اور ان کے بیٹے امام برحق بنے تھے اسی فرقہ کی ایک دوسری شاخ ''شیعان بنی عباس'' کی نکلتی ہے۔ جو اس بات کے قائل ہیں کہ ابو ہاشم بن محمد بن حنفیہ کی وصیت کے مطابق امامت محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس بن عبدالمطلب کی طرف منتقل ہوگئی ہے۔ عرض مذہب شیعہ میں بہت سے اختلافات پیدا ہوئے اور طرح طرح کے مذہب نکلے اور اختلاف اعتقادیات و مذہب کے لحاظ سے الگ ناموں سے مشہور ہوئے۔ کیسانیہ جو بنی حنفیہ کے گروہ سے تھے وہ اکثر عراق اور خراسان میں رہے۔

مدینہ میں بیعت: ......جس وقت بنی امیہ کی حکومت میں اختلال اور اضمحلال پیدا ہوا اس وقت اہل بیت نے مدینہ میں جمع ہو کر محمد بن عبداللہ بن حسن مثنیٰ بن حسن بن علی کی خلافت کی خفیہ طور سے بیعت کر لی اور ان سب نے ان کو اپنا خلیفہ اور سردار تسلیم کر لیا۔ اس مجلس میں ابو جعفر عبداللہ بن محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس بن عبدالمطلب یعنی المنصور بھی شریک تھا اور اہل بیت کے ساتھ اس نے بھی محمد بن عبداللہ بن حسن مثنیٰ کی بیعت کی تھی اس کے بعد ان لوگوں نے اس لئے کہ اس میں دانائی اور تدبیر کا مادہ زیادہ تھا اس کو اپنا پیشوا بنا لیا۔

امام ابو حنیفہ اور امام کی حمایت: ......اسی وجہ سے امام مالک اور امام ابو حنیفہ رحمہا اللہ نے جس وقت ابو جعفر عبداللہ نے حجاز سے خروج کیا تھا مخالفت کی تھی محمد بن عبداللہ کی امامت کو ابو جعفر عبداللہ کی امامت سے زیادہ صحیح اور قابل اعتماد بنایا تھا کیونکہ اس سے پہلے محمد بن عبداللہ کی بیعت منعقد ہوگئی تھی اگرچہ شیعہ کے نزدیک حضرت زید بن علی کی وصیت سے حکومت دوبارہ اس کی طرف منتقل ہوگئی تھی مگر امام مالک اور امام ابو حنیفہ انہی ہی کی فضیلت کے قائل رہے اور انہی کے استحقاق کو راجح سمجھتے رہے۔ گو کہ اس کا نتیجہ یہ ہوا کی اسی وجہ سے ابو جعفر منصور کے دور میں ان کو طرح طرح کے مصائب اٹھانے پڑے۔ امام مالک کو طلاق مکرہ و مجبور کے فتویٰ پر پٹوایا اور امام ابو حنیفہ کو عہدہ قضا نہ قبول کرنے پر جیل میں ڈال دیا۔

المنصور کے عہد میں بنی حسن کی گرفتاری: ......جس وقت دولت و حکومت نے بنی امیہ سے منہ پھیر لیا اور بنی عباسیہ کا دور حکومت آ گیا اور تخت خلافت پر ابو جعفر منصور جلوہ افروز ہوا اس وقت لوگوں نے اس سے بنی حسن بن علی بن ابی طالب کے بارے میں یہ جڑ دیا۔ کہ محمد بن عبداللہ علم مخالفت بلند کرنے والا ہے۔ اور اس کے مبلغین اور قاصد خراسان میں پھیل گئے ہیں۔ اسی وجہ سے منصور نے بنی حسن اور اس کے بھائیوں کو گرفتار کر لیا۔ چنانچہ حسن، ابراہیم، جعفر، قائم، موسیٰ بن عبداللہ، سلیمان و عبداللہ بن داؤد اور محمد و اسماعیل و اسحاق بن ابراہیم بن حسن کو اہل بیت کے پینتالیس معزز ارکان سمیت کے گرفتار کر کے کوفہ کے باہر ''قصر ابن ہبیرہ'' میں قید کر دیا۔ اسی قید کی حالت میں رفتہ رفتہ یہ سب کے سب جاں بحق ہو گئے ان لوگوں کی گرفتاری کے بعد محمد بن عبداللہ کی تلاش ہونے لگی۔ محمد بن عبداللہ نے یہ خبر پا کر ۱۴۵ھ میں مدینہ سے خروج کیا اور اپنے بھائی ابراہیم کو بصرہ کی طرف بھیجا چنانچہ ابراہیم نے بصرہ، اہواز اور فارس پر قبضہ کر لیا۔ حسن بن معاویہ کو مکہ روانہ کیا چنانچہ حسن نے بھی مکہ پر قبضہ کر لیا اور ایک عامل کو یمن روانہ کیا۔ غرض اپنی خلافت کی کھلم کھلا دعوت دی رسول اللہ ﷺ کے منبر پر چڑھ کر خطبہ پڑھا اور خود کو ''مہدی'' کے لقب سے ملقب کیا لوگ اس کو ''النفس الزکیہ'' کے خطاب سے مخاطب کرتے تھے۔ اس نے ''رباح بن عثمان مری'' گورنر مدینہ کر کے جیل میں ڈال دیا تھا۔ ابو جعفر منصور کو اس کی خبر ملی تو اسے مہدی کی بڑھتی ہوئی قوت سے خطرہ پیدا ہو گیا۔ چنانچہ روک تھام کی غرض سے ایک خط لکھا۔ جو کتب تواریخ میں موجود اور مؤرخین کے نزدیک مشہور ہے۔ منصور نے اس خط میں بسم اللہ کے بعد تحریر کیا تھا۔

❶ دیکھیں شہرستانی کی الملل والنحل (جلد نمبر ا صفحہ نمبر ۱۷۰) اور فاروق عمر کی ''طبیعۃ الدعوۃ الاسلامیہ'' صفحہ ۱۰۹۔

من عبداللّٰه امیر المومنین الی محمد بن عبداللّٰه امابعد فانماجزاء اللذین یحاربون اللّٰه ورسوله ویسعون فی الارض فساداً ان یقتلوا اویصلبوا اوتقطع ایدیهم وارجلهم من خلاف اوینفوا من الارض ذلك لهم خزیٌ فی الدنیاولهم فی الاخرة عذاب عظیم .الاالذین تابوا من قبل ان تقدرواعلیهم فاعلموا ان اللّٰه غفوررحیم وان لك ذمة اللّٰه وعهده ومیثاقه ان تبت من قبل ان نقدرعلیلك ان نومنك علی نفسك وولدك واخوتك ومن تابعك وجمیع شیعتك وان اعطیك الف الف درهم وانزلك من البلاد حیث شئت واقضی لك ماشئت من الحاجات وان اطلق من سجن من اهل نبیتك وشیعتك وانصارك ثم لااتبع احدامنكم بمكروه وان شئت ان تتوثق لنفسك فوجه الیَّ من یاخذلك من المیثاق والعهدوالامان مااحبت والسّلام❶ من عبداللّٰه .

ازطرف امیر المومنین عبداللہ کی طرف سے محمد بن عبداللہ کی خدمت میں امابعد بیشک ان لوگوں کی یہی سزا ہے جو اللہ اور اس کے رسول سے لڑتے ہیں اور دنیا میں فساد برپا کرتے رہتے ہیں کہ وہ مارڈالے جائیں یا سولی پر چڑھائے جائیں یا ہاتھ پاؤں ان کی الٹی جانب سے کاٹے جائیں یا ملک بدر کردیئے جائیں یہ تو ان کی رسوائی دنیا کی ہے اور آخرت میں ان کے لئے بڑی مار ہے۔ مگر جنہوں نے توبہ کی ہو اس سے پہلے کہ وہ تمہارے ہاتھ لگ جائیں، چنانچہ جان لو کہ اللہ تعالیٰ غفور رحیم ہے میرے اور تمہارے درمیان اللہ کا عہد و میثاق اور واسطہ ہے کہ اگر تم نے توبہ کرلی اس سے پہلے کہ تم ہماری گرفت میں آؤ تو ہم تمہیں اور تمہارے بیٹوں اور تمہارے بھائیوں کو اور تمہارے تابعداروں کو اور تمہارے سارے گروہ والوں کو امان دیتے ہیں اور تمہیں ایک لاکھ درہم دیتے ہیں اور جہاں تمہیں پسند ہو وہیں تمہیں ٹھہرائیں گے اور جس قسم کی تمہاری ضرورتیں ہوں سب ہم پوری کریں گے اور قید کی مصیبت سے تمہارے خاندان والوں اور گروہ والوں اور مددگاروں کو رہا کردیں گے اس کے بعد کسی قسم کی تکلیف نہیں دیں گے اور اگر تم اس کے لئے اپنا ذاتی اطمینان کرنا چاہتے ہو تو ہمارے پاس ایسے شخص کو بھیج دو جو تمہارے لئے عہد و اقرار اور امان جیسا تم چاہتے ہو ہم سے لے لے والسلام۔

محمد بن عبداللہ نے جواباً خط تحریر کیا جس میں بسم اللہ کے بعد یہ عبارت لکھی تھی۔

من عبداللّٰه محمد المهدی امیر المؤمنین ابن عبداللّٰه محمد امابعد طسم تلك ایات الکتاب المبین نتلوعلیك من نباء موسیٰ وفرعون بالحق لقوم یومنون ان فرعون علافی فی الارض وجعل اهلها شیعاً یستضعف طایفة منهم یذبح ابناء هم یستحی نساهم انه كان من المفسدین ونریدان نمن علی اللذین استضعفوافی الارض ونجعلهم الوارثین ونمكن لهم فی الارض ونری فرعون وهامان وجنودهما منهم ماكانوا یحذرون واناعرض علیك من الامان مثل اللذی اعطیتنی فقد تعلم ان الحق حقناوانمادعیتم هذاالامربناونهضتم فیه بسیعناوحزتموه بفضلناوان علیا علیہ السلام كان الوصی والامام فكیف ورثتموه دونناونحن احیاء وقد علمتم انه لیس احد من بنی هاشم یشدبمثل فضلنا لناولایفخربمثل قد یمناوحدیثناونسبناونسیبناوانابنوبنته فاطمه فی الاسلام من اینكم فانااوسط بنی هاشم نسباوخیرهم امّاوابالم تلد نی العجم❷ لم تعرف فی امهات الاولادوان اللّٰه عزوجل لم یزل یختارلنافولدنی من النبیین

---

❶ دیکھیں تاریخ الکامل (جلد نمبر ۳ صفحہ ۵۲۸) اور تاریخ طبری (جلد نمبر ۹ صفحہ ۲۱۰) اور تاریخ کامل مصنف امام مبرد (جلد نمبر ۳ صفحہ نمبر ۱۴۸۷) مختلف الفاظ کے ساتھ۔

❷ تاریخ الکامل ابن اثیر میں اس جگہ لم تلد نی العجم کی جگہ "لم تعرف فی العجم" کے الفاظ ہیں۔ (جلد نمبر ۳ صفحہ نمبر ۵۲۸) اور اس عبارت میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ منصور کی ماں ام ولد (وہ لونڈی جس سے آقا کا بچہ پیدا ہو جائے) تھی اور اس کو سلامہ بربریہ کہا جاتا تھا۔

افضلهم محمدصلى الله عليه وسلم من اصحابه اقدمهم اسلاماً واوسعهم علماًواكثرهم جهاداعلى بن ابى طالب ومن نسائه افضلهن خديجة بنت خويلداول من امن بالله وصلى الى القبلة ومن بناته افضلهن ومن المتولدين فى الاسلام سيد اشباب اهل الجنة ثم قد علمت ان هاشماً ولد علياً مرتن من قبل جدى الحسن والحسين فمازال الله يختارلى حتى اختارلى فى معنى النار فولدنى ارفع الناس درجةًفى الجنة واهون اهل النار عذاباً يوم القيامة فانا ابن خير الاخيار وابن خير الاشرار وابن خيراهل الجنة وابن خير اهل النار ولك عهد الله ان دخلت فى بنيعتى ان اومنك على نفسك وولدك وكل مااصبته الاحداًمن حدودالله واحقالمسلم اومعاهد فقد علمت مايلزمك فى ذالك فاناوفى بالعهد منك واحرى بقبول الامان فامّا امانك اللذيے عرضت على فهواى الامانٔ هى امان ابن هبيره ام امان عمك عبدالله بن على ام امان ابى مسلم . والسلام .

اللہ کے بندے محمد مہدی امیر المومنین ابن عبداللہ محمد کی طرف سے طسم ۔ یہ آیۃ ایک روشن کتاب کی ہیں ۔ ہم تجھ کو موسیٰ اور فرعون کا کچھ احوال سچائی کے ساتھ سناتے ہیں کہ ایمان والوں کو یقین کا باعث ہو بیشک فرعون دنیا میں بہت بڑھ چڑھ رہا تھا اور وہاں کے لوگوں کو کئی گروں میں کر رکھا تھا اور اسی میں سے ایک گروہ کو کمزور کر رکھا تھا ۔ انکے لڑکوں کو مار ڈالتا تھا اور عورتوں کو زندہ چھوڑ دیتا تھا ۔ بیشک وہ (فرعون) مفسدین میں سے تھا ۔ اور ہم چاہتے ہیں ملک میں جو کمزور تھے ان پر احسان کریں اور انہی کو سردار بنائیں اور انہی کو قائم مقام کریں اور ان کی حکومت ہم ملک میں قائم کردیں اور فرعون اور ہامان اور اس کے لشکر کو ہم وہ دکھادیں جس چیز کا وہ اندیشہ کرتے تھے اور میں تمہارے سامنے ویسی ہی امان پیش کرتا ہوں جیسا کہ تم نے ہمیں دی ہے ۔ تم یقیناً یہ جانتے ہو کہ یہ حق ہمارا حق ہے اور ہمارے ہی وسیلہ سے تم نے اس کا دعویٰ کیا اور ہماری ہی کوشش سے تم اٹھے اور ہماری بدولت تم کامیاب ہوئے اور بیشک حضرت علی رضی اللہ عنہ وصی اور امام تھے چنانچہ ہمارے ہوتے ہوئے تم ان کے کیسے وارث بن گئے ۔ بلاشبہ تم جانتے ہو کہ کوئی شخص بنی ہاشم میں سے ہمارے فضل کے جیسا دعویٰ نہیں کرسکتا اور نہ ہمارے قدیم اور جدید اور نسب ونسیب کی طرح فخر کرسکتا ہے اور ہم اسلام میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی فاطمہ کی اولاد ہیں لہٰذا ہم بلحاظ نسب اوسط بنی ہاشم ہیں اور باعتبار باپ اور ماں کے اچھے ہیں نہ تو عجم کا میل میرے نسب میں ہے اور نہ لونڈیوں کا اور بیشک اللہ عزوجل ہم کو ممتاز بناتا چلا آیا ہے ۔ چنانچہ میں پیدا ہوا ہوں اس شخص سے جو نبیوں میں سب سے افضل تھے یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے اصحاب میں قبول اسلام کے لحاظ قدیم اور باعتبار علم کے وسیع اور کثیر الجہاد تھے یعنی حضرت علی بن ابیطالب اور عورتوں میں جو افضل ترین تھیں خدیجہ بنت خویلد جو سب سے پہلے ایمان لائیں اور قبلہ کی طرف نماز پڑھی اور آپ کی بیٹیوں میں سے جو سب سے افضل اور جنتی عورتوں کی سیدہ تھیں ان سے میں پیدا ہوا ہوں اور فرزندان اسلام میں سے جو سردار جوانان جنت ہیں ان سے میں پیدا ہوا ہوں ۔ بیشک تم جانتے ہو کہ میرے اجداد کے اعتبار سے حسن وحسین کے حضرت علی کا ہاشم سے دوہرا تعلق ہے لہٰذا اللہ تعالیٰ مجھے سلسل ممتاز کراتا آرہا ہے تا آنکہ دوزخیوں میں بھی ممتاز رہا چنانچہ میں بیٹا ہوں اس کا جس پر قیامت میں بہ نسبت اور دوزخیوں کے عذاب کم ہوگا (یعنی ابوطالب) ۔ چنانچہ میں خیر الاخیار اور خیر الاشرار اور بہترین اہل جنت اور بہترین ''اہل نار'' کا بیٹا ہوں اور اللہ درمیان میں ہے اگر تم میری بیعت قبول کرلو تو میں تمھیں اور تمہارے بیٹوں کو امان دیتا ہوں اور جو کچھ کرچکے ہو اس سے درگزر کرتا ہوں مگر کسی حد کا حدود اللہ سے یا کسی مسلمان کے حق یا معاہدہ کا ذمہ دار نہیں بنوں گا تم خود جانتے ہو کہ اس سے تم پر کیا لازم آتا ہے میں تم سے زیادہ وعدے کا پورا کرنیوالا ہوں اور میرا امان تمہاری امان سے قبول کرنے کے لائق زیادہ ہے اور تم جو امان مجھے دے رہے ہو تو یہ کونسی امان ہے؟ ۔ آیا امان ''ابن ہبیرہ'' والی یا امان تمہارے چچا ''عبداللہ بن علی'' والی ہے یا امان ''ابو مسلم'' والی ہے؟ والسلام [1]

---

[1] ..... مذکورہ تینوں افراد کو ''المنصور'' نے امان دینے کے بعد دھوکے سے قتل کردیا تھا ۔ (ثناء اللہ محمود)

منصور نے جواب میں یہ عبارت تحریر کی۔

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم. من عبداللّٰہ امیر المومنین الی محمد بن عبداللّٰہ فقد اتانی کتابک وبلغنی کلامک فاذاجل فخرک بالنساء لتجل به الجفاة والغوغاء ولم یجعل اللّٰہ النساء کالعمومة ولاالاباء کالعصبة والاولیاء وقدجعل اللّٰہ العم اباوبدابه علی الولد فقال جل ثنائه عن نبیه علیہ السلام واتبعت ابای ابراهیم واسماعیل واسحاق ویعقوب ولقد علمت ان اللّٰہ تبارك وتعالی بعث محمداً صلی اللّٰہ علیه وسلم وعمومته اربعة فاجابه اثنان احدهماابی وکفربه اثنان احدهماابوك واماما ذکرت من النساء وقراباتهن فلواعطی علی قرب الانساب وحق الاحساب لکان الخیر کله لامنة بنت وهب ولکن اللّٰہ یختار لدینه من یشاء من خلقه واماماذکرت من فاطمة ام ابی طالب فان اللّٰہ لم یهد احداً من ولد ها الی الاسلام ولوفعل لکان عبداللّٰہ بن عبدالمطلب اولاهم بکل خیرفی الاخرة والاولی واسعدهم بدخول الجنة غداولکن اللّٰہ ابیٰ ذالك فقال انك لاتهد ی من احببت ولکن اللّٰہ یهدی من یشاء .واماماذکرت من فاطمة بنت اسد ام علی بن ابیطالب وفاطمة ام الحسین وان هاشماً ولدعلیامرتین وان عبدالمطلب ولد الحسن مرتین فخرالاولین رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم لم یلده هاشم الامرة واحدة واماماذکرت من انك ابن رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم فان اللّٰہ عزوجل قدابی ذلك فقال ماکان محمد اباءاحد من رجالکم ولکن رسول اللّٰہ وخاتم النبین ولکنکم قرابة ابنته وانهالقرابة غیرانها امراة لاتخورالمیراث ولاتجوزان قوم فکیف تورث الامامة من قبلها وتفد طلب بهاابوك من قبلها وتفد طلب بها تخاصم ومرضها سراً ودفنها لیلاوابی الناس الاتقدیم الشیخین ولقد حضرابوك وفاة رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم فامربالصّلوة غیرهٗ ثم اخذالناس رجلاً رجلاً فلم یاخذوااباك فیهم ثم کان فی اصحاب الشوریٰ فکل دفعه عنهابایع عبدالرحمٰن عثمان وقبلها عثمان وحارب اباك طلحة والزبیرودعاسعدالی بیعته فاغلق بابه دونه ثم بایع معاویه بعده وافضی امرجدك الی ابیك الحسن فسلمه الی معاویة بخزف ودراهم واسلم فی یدیه شیعته وخرج الی المدینة فدفع الامر الی غیراهله واخذمالامن غیراهله واخذمالامن غیر حله فان کان لکم فیها شیٌ فقد بعتموه فاما قولك ان اللّٰہ اختارلك فی الکفر فجعل ایا ك اهون اهل النار عذاباً فلیس فی الشر خیار ولامن عذاب اللّٰہ هین ولاینبغی لمسلم ومن باللّٰہ والیوم الاخران یفتخر بالنار سترد فتعلم وسیعلم اللذین ظلموا ای منقلب ینقلبون واماقولك لم تلدك العجم ولم تعرف فیك امها ت الاولاد انك اوسط بنی هاشم نسباً وخیرهم اماًواباً فقد رایتك فخرت علی بنی هاشم طراً وقدمت نفسك علی من هوخیر منك اولاً واخراً واصلاً وفضلاً فخرت علی ابراهیم رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم فانظر ویحك این تکون من اللّٰہ غداوماولد قبلکم مولود بعدوفاة رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم افضل من علی بن الحسین وهولام ولدٍ ولقد کان خیراً من جدك حسن بن حسن ثم انبه محمدخیرمن ابیك وجدته ام ولدٍ ثم ابنه جعفر وهوخیرولقد علمت ان جدك علیاًحکم الحکمین واعطاهما عهده ومیثاقه علی الرضابماحکمابه فاجمعاعلی خلعه ثم خرج عمك الحسین بن علی علی ابن مرجانة فکان الناس اللذین

معه عليه حتى قتلوه ثم اتوابكم على الاقتاب ❶ كالسبى المجلوب الى الشام ثم خرج منكم غير واحد فقتلكم بنوامية وحرقوكم بالنار وصلبوكم على جزوع النخل حتى خرجناعليهم فادركنا يسيركم اذلم تدركوه ورفعنااقداركم واورثناكم الرضهم وديارهم بعد ان كانوا يلعنون اباك فى ادبار كل صلواة مكتوبة كمايلعن الكفرة فسفهناهم وكفرناهم وبينا فضله واشدنا بذكره فاتخذ ت ذلك علينا حجة وظننت انا بماذكرنا من فضل على قدمناه على حمزة والعباس وجعفر كل اولئك مضوا سالمين مسلمامنهم وابتلى ابوك بالدماء ولقد علمت ان ماثرنا فى الجاهلية سقاية الحجيج الاعظم وولاية زمزم وكانت للعباس مندون اخوته فنازعنا فيها ابوك الى عمر فقضى لناعمربهاوتوفيرسول الله عليهوسلم وليس من عمومته احد حياً الاالعباس وكان وارثه دون بنى عبدالمطلب وطلب الخلافة غير واحدمن بنى هاشم فلم ينلها الاولده فاجتمع للعباس انه ابورسول الله صلى الله عليه وسلم خاتم الانبياوبنوه القادة الخلفاء فقد ذهب بفضل القديم والحديث ولولاان العباس اخرج الى بدر كرها لمات عماك طالب وعقيل جوعاً اويلحسان جفان عتبة وشيبة ماذهب عنهماالعاروالشناولقد جاء الاسلام والعباس يمون به طالب اصابتهم ثم فدى عقيلايوم بدرفعزنا كم فى الكفر وفديناكم من الاسروورثنادونكم خاتم الانبياء وادركنابثاركم اذعجز تم عنه ووضعناكم بحيث لم تضعو اانفسكم والسلام. ❷

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔عبداللہ امیر المومنین کی جانب سے محمد بن عبداللہ کی طرف ۔تمہارا خط مجھے ملا تمہارا پیغام مجھے پہنچا۔تمہارا خط بہت بڑا فخر عورتوں پر ہے اس سے صرف عوام اور بازاری لوگ دھوکے میں پڑتے ہیں اللہ تعالیٰ نے عورتوں کو چچاؤں اور باپوں اور عصبہ اور ولیوں کی طرح نہیں بنایا اور بلاشک اللہ نے چچا کو باپ کے قائم مقام بنایا ہے۔اور بیٹے کو اسی سے شروع کیا ہے اللہ جل ثناء اپنے نبی علیہ السلام کی زبان سے ارشاد فرماتا ہے اور اتباع کی میں نے اپنے آباء ابراہیم اور اسماعیل اور اسحاق اور یعقوب کی ۔تمہیں خوب معلوم ہے کہ جب اللہ تبارک وتعالیٰ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا تو اس وقت ان کے چار چچا زندہ تھے دو نے اسلام قبول کیا ایک ان میں سے میرا باپ تھا اور دو نے انکار کیا ایک ان میں سے تیرا باپ تھا اور جو تم نے عورتوں اور ان کی قرابتوں کا ذکر کیا ہے تو اس کا یہ حال ہے کہ اگر نسب وحسب کے قرب وحق کا خیال کیا جاتا تو ساری خیر آمنہ بنت وہب (مادر رسول) کو دی جائیں ۔لیکن اللہ اپنے دین کے لئے اپنے مخلوقات سے جس کو چاہتا ہے اختیار کر لیتا ہے۔اور جو تم نے فاطمہ (مادر ابی طالب) کا ذکر کیا ہے تو اس کا یہ حال ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کے بیٹوں میں سے کسی کو اسلام نصیب نہیں کیا۔اور اگر کسی کو اسلام کی ہدایت کرتا تو عبداللہ بن عبدالمطلب آخرت و دنیا کی ساری بھلائیوں کے لئے زیادہ موزوں اور بروز قیامت جنت میں داخل ہونے کے بیحد مستحق تھے لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کو منظور نہ کیا چنانچہ ارشاد فرمایا بیشک تو جس کو دوست رکھتا ہے اس کو ہدایت نہیں کر سکتا لیکن اللہ جس کو چاہتا ہے ہدایت کرتا ہے۔اور جو تم نے فاطمہ بنت اسد (علی بن ابیطالب کی والدہ) اور فاطمہ (حسنین کی والدہ) کا ذکر کیا ہے اور یہ بھی ذکر کیا ہے کہ علی ماں اور باپ دونوں کی جانب سے ہاشمی ہیں اور حسن کا عبدالمطلب سے مادری اور پدری تعلق ہے اس کا یہ جواب ہے کہ فخر الاولین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاشم سے ایک ہی واسطہ قرابت ہے اور عبدالمطلب سے بھی قرابت کا ایکہی واسطہ ہے۔اور جو تم نے یہ تحریر کیا ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بیٹا ہوں اس کا جواب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس سے انکار کیا ہے ارشاد فرمایا ہے محمد تم میں سے کسی کے باپ نہیں اور لیکن وہ رسول اللہ اور خاتم النبین ہیں۔ہاں تم آپ کی صاحبزادی کے ذریعہ ان کے قرابت دار ہو اور یہ قرابت قریبی ہے مگر چونکہ عورت کے ذریعہ سے ہے اس لئے نہ تو وہ

❶ ...... یہ جمع ہے اس کی واحد قتب جس کا مطلب ہے کہ وہ زین نما چیز جو اونٹ کے کوہان پر بیٹھے کے لئے رکھی جاتی ہے۔(لسان العرب) ❷ ...... یہ خط پوری تفصیل کے ساتھ تاریخ طبری (جلد نمبر ۹ صفحہ ۲۱۱) ابن اثیر کی الکامل (جلد نمبر ۳ صفحہ ۵۷۱) مبرد کی الکامل (جلد نمبر ۳ صفحہ ۱۴۹۰) پر موجود ہے۔اور ان میں کچھ الفاظ مختلف ہیں۔

میراث کی مستحق ہے اور نہ امانت کر سکتی ہے چنانچہ تم کیسے اس کے ذریعہ سے امامت کے وارث بن سکتے ہو تمہارے باپ نے ہر طرح سے اس کی کوشش کی اس کے لئے لڑے جھگڑے اور در پردہ اس مرض کو پال کے رکھا مگر لوگوں نے شیخین (ابوبکر وعمر) ہی کو امام بنایا۔ تمہارے باپ وفات رسول اللہ ﷺ کے وقت موجود تھے مگر آنحضرت ﷺ نے دوسرے شخص کو نماز پڑھانے کا حکم دیا اس کے بعد لوگ یکے بعد دیگرے دوسرے شخص کو منتخب کرتے گئے لیکن تمہارے والد کو نہ منتخب کیا پھر تمہارے والد اصحاب شوریٰ میں بھی شامل ہوئے ہر مرتبہ انتخاب سے نکالے گئے۔ عبدالرحمٰن نے عثمان کی خلافت کی بیعت کی اور عثمان نے اس کو قبول کر لیا۔ تمہارا باپ طلحہ وزبیر سے لڑا اور سعد کو اپنی بیعت کرنے بلایا۔ مگر حضرت سعد نے دروازہ بند کر لیا اس کے بعد حضرت معاویہ کی بیعت کر لی رفتہ رفتہ تمہارے دادا کی یہ کوشش تمہارے والد حسن تک پہنچی انہوں نے ٹھیکری اور دراہم کے بدلے حکومت حضرت معاویہ کو دے دی اپنے حامیوں کو معاویہ کے حوالہ کر کے آپ خود مدینہ چلے گئے حکومت کو ایک نااہل کو دے دیا اور غیر حلال مال لے لیا۔ چنانچہ اگر کوئی حق تمہارا اس میں تھا تو اس کو تم نے فروخت کر دیا تمہارا یہ کہنا کہ اللہ تعالیٰ نے کفر میں بھی ممتاز بنایا ہے اور ہمارے پردادا کو بہ نسبت دوسرے اہل نار کے کمتر عذاب میں رکھا ہے تو اصل یہ ہے کہ برائی میں بھلائی نہیں ہوتی اور نہ اللہ کے عذاب میں کوئی کمی ہوتی ہے۔ کسی مسلمان کو جو اللہ پر اور روز قیامت پر ایمان رکھتا ہو دوزخی ہونے پر فخر نہیں کرنا چاہئے اور تم تو عنقریب اس میں جاؤ گے اور جان لو گے اور جنہوں نے ظلم کیا ہے وہ عنقریب جان جائیں گے کہ کس کروٹ الٹے پلٹے جائیں گے۔ اور تمہارا یہ کہنا کہ تم میں نہ تو کسی عجمی کا میل جول ہے اور نہ تم کنیزک زادہ ہو اور یہ کہ تم بنی ہاشم میں باعتبار نسب اور بلحاظ ماں باپ کے سب سے بہتر ہو میں دیکھتا ہوں کہ تم نے سارے بنی ہاشم سے خود کو بڑھا دیا اور تم نے اپنے آپ کو اس سے بھی بڑھا دیا جو تم سے اولاً، آخراً، اصلاً اور فضلاً بہتر ہے تم نے ابراہیم بن رسول اللہ ﷺ سے بھی خود کو افضل بنا دیا ذرا سوچو تو سہی تف ہو تم پر کل تمہاری کیا حالت ہوگی۔ رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد کوئی شخص حضرت علی بن حسین سے افضل و بہتر نہیں پیدا ہوا حالانکہ وہ کنیزک کے بیٹے تھے اور بیشک وہ تمہارے دادا "حسن بن حسن" سے بہتر تھے اس کے بعد ان کے بیٹے محمد تمہارے باپ سے افضل ہیں اور ان کی دادی کنیزک تھیں۔ اس کے بعد ان کے بیٹے جعفر ہوئے اور وہ بھی افضل ہیں تم کو معلوم ہوگا کہ تمہارے دادا حضرت علی نے دو حکم مقرر کئے تھے اور اپنی رضامندی سے یہ وعدہ کیا تھا کہ جو کچھ وہ فیصلہ کریں گے ہم اس کو تسلیم کریں گے چنانچہ ان دونوں حکموں نے ان کی معزولی پر اتفاق کر لیا اس کے بعد تمہارے چچا حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہما نے ابن مرجانہ پر خروج کیا۔ اتفاق یہ کہ جو لوگ ان کے ہمراہ تھے وہی مخالف بن گئے حتیٰ کہ ان کو قتل کر ڈالا۔ اور تم لوگوں کو تجارتی لونڈی غلاموں کی طرح اونٹوں پر سوار کر کے شام لے گئے اس کے بعد اکثر لوگوں نے تم میں سے خروج کیا اور بنوامیہ نے ان کو مار ڈالا آگ میں جلا دیا اور سولی دے دی یہاں تک کہ ہم لوگوں نے ان پر خروج کیا اور ہم نے ان کو دبا لیا جبکہ تم ان کو نہ دبا سکے اور ہم نے تمہاری قدر بڑھائی اور ہم نے تم کو ان کے ملک اور زمین کا وارث بنایا اس سے پہلے وہ لوگ تمہارے باپ پر ہر فرض نماز کے بعد لعن کیا کرتے تھے جیسا کہ کفار پر لعن کیا جاتا ہے چنانچہ ہم نے ان کو ذلیل اور رسوا کیا اور ان کی (یعنی علی) فضیلت بیان کی اور ان کے ذکر کو بڑھایا چنانچہ تم نے اسی کو ہمارے مقابلہ میں دلیل بنا لیا۔ اور تم نے یہ سمجھ لیا کہ ہم حضرت علی کی فضیلت کی وجہ سے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ اور حضرت عباس رضی اللہ عنہ اور حضرت جعفر رضی اللہ عنہ پر حضرت علی رضی اللہ عنہ کو مقدم کرتے ہیں یہ سب کے سب اچھے چلے گئے۔ اور ہر ابتلاء سے محفوظ بھی رہے اور تمہارا باپ خونریزی میں مبتلا کیا گیا۔ تم کو معلوم ہے کہ جاہلیت میں ہماری عزت حاجیوں کو زمزم پلانا تھی اور زمزم کا متولی ہونا تھا اور یہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے قبضہ میں تھا نہ کہ ان کے دوسرے بھائیوں کے۔ اس معاملہ میں تمہارے والد نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے سامنے ہم سے جھگڑا کیا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس کا فیصلہ ہمارے حق میں کیا۔ رسول اللہ ﷺ نے وفات پائی تو ان کے چچاؤں سے حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے سوا کوئی زندہ نہ تھا۔ چنانچہ یہی وارث ہوئے نہ کہ دوسرے بنی عبدالمطلب، بنی ہاشم میں سے دوسرے لوگوں نے بھی خلافت کی خواہش کی مگر وہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی اولاد کے سوا کسی کو نصیب نہ ہوئی۔ اس لحاظ سے حضرت عباس رضی اللہ عنہ میں یہ سب باتیں جمع ہو گئیں کہ ان کو رسول اللہ ﷺ کا باپ ہونے کا شرف حاصل ہوا اور ان کے بیٹے خلیفہ بنے غرض

جدید اور قدیم فضیلت حضرت عباس کو حاصل ہوگئی۔ اور اگر بدر میں حضرت عباس رضی اللہ عنہ مجبوراً نہ گئے ہوتے تو تمہارے چچا طالب اور عقیل بھوکوں مرجاتے یا عتبہ وشیبہ کے لگنوں کو چاٹا کرتے اصل یہ ہے کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے ان کی عزت وآبرو رکھ لی۔ اسلام آیا تو یہی حضرت عباس رضی اللہ عنہ بنوطالب کی خبر گیری کرتے رہے۔ جنگ بدر میں عقیل کا فدیہ دیا ہم نے کفر میں بھی تمہاری عزت بڑھائی فدیہ دے کر قید سے چھڑایا اور تمہارے بجائے ہم خاتم الانبیاء کے وارث ہوئے۔ تمہارا بدلہ ہم نے لیا جبکہ تم اس سے عاجز ہوگئے تھے اور ہم نے تم کو اس جگہ پر رکھا جہاں تم خود کو نہ رکھ سکتے تھے والسلام۔

عیسیٰ اور محمد بن عبداللہ کی جنگ:......یہ تحریر روانہ کرنے کے بعد ابوجعفر منصور نے محمد بن عبداللہ سے جنگ کرنے کے لئے چچازاد بھائی عیسیٰ بن موسیٰ بن علی کو روانہ کیا، چنانچہ عیسیٰ نے ایک عظیم لشکر کے ساتھ محمد بن عبداللہ پر چڑھائی کردی۔ مدینہ منورہ میں دونوں حریفوں میں جنگ صف ہوئی۔ پندرہویں ماہ رمضان المبارک ۱۴۵ھ کو ہنگامہ کارزار گرم ہوا۔ چنانچہ میدان جنگ عیسیٰ کے ہاتھ رہا محمد بن عبداللہ مہدی کو شکست ہوئی اس کا بیٹا علی نامی سندھ کی طرف بھاگ گیا اور وہیں تاحیات مقیم رہا۔ دوسرا بیٹا عبداللہ اشتر روپوش ہوگیا اور اسی روپوشی میں مرگیا۔ ان لوگوں کی حالت کو ہم مکمل طور سے ابوجعفر ''منصور'' کے حالات کے ضمن میں لکھ چکے ہیں۔

ابراہیم اور شاہی فوج کی جنگ:......اس کامیابی کے بعد عیسیٰ خلیفہ منصور کے پاس واپس چلا گیا۔ منصور نے ایک دوسرا لشکر مرتب کرکے محمد مہدی کے بھائی ابراہیم سے لڑنے کے لئے عیرہ روانہ کیا۔ اسی ۱۴۵ھ کے آخری ماہ ذی قعدہ میں ابراہیم اور عیسیٰ کی جنگ ہوئی۔ اس معرکہ میں بھی ابراہیم کو شکست ہوگئی۔ اور وہ جنگ کے دوران مارا گیا جیسا کہ ہم خلیفہ منصور کے حالات میں تحریر کرچکے ہیں۔ ان لوگوں میں جو ابراہیم کے ساتھ اس لڑائی میں کام آئے عیسیٰ بن زید بن علی بھی تھا۔

ابن قتیبہ کی رائے:......ابن قتیبہ کا یہ خیال ہے کہ عیسیٰ بن زید بن علی نے ابومسلم کے قتل کے بعد منصور کی مخالفت کا علم بلند کیا تھا اور ایک لاکھ بیس ہزار فوج کے ساتھ منصور کا مقابلہ کیا تھا۔ دونوں حریفوں میں عرصے تک لڑائیاں ہوتی رہیں حتیٰ کہ منصور کو اضطراب پیدا ہوگیا میدان جنگ سے بھاگ جانے ارادہ کرلیا لیکن اس کے بعد ہی عنوان جنگ کچھ ایسا تبدیل ہوگیا کہ عیسیٰ کو شکست ہوگئی۔ ابراہیم بن عبداللہ کے پاس بصرہ بھاگ گیا اور وہیں ٹھہرا رہا۔ یہاںتک کہ عیسیٰ بن موسیٰ بن علی نے ان پر چڑھائی کی اور ان دونوں کی زندگانی کا خاتمہ کردیا جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا۔

حسین بن علی بن حسن کی بغاوت:......اس کے بعد ۱۶۹ھ خلافت مہدی کے زمانے میں بنی حسن میں سے حسین بن علی بن حسن بن حسن بن علی ابن ابیطالب نے مدینہ منورہ میں علم خلافت کے خلاف سر اٹھایا اور آل محمد کی حمایت کی۔ چنانچہ لوگوں نے بیعت کرلی۔ اور سامان سفر درست کرکے چلا گیا۔ خلیفہ ہادی کو اس کی خبر ملی تو محمد بن سلیمان بن علی کو جو اتفاق سے حج کے ارادے بصرہ سے دارالخلافت آیا ہوا تھا ''یوم ترویہ'' کو حسین بن علی سے جنگ کرنے پر مامور کیا۔ مکہ سے تین میل کی مسافت پر ''مقام فج'' میں مقابلہ ہوا اور میدان محمد بن سلیمان کے ہاتھ رہا حسین بن علی اپنے عزیزوں سمیت مارے گئے باقیماندہ لوگ بڑی مشکل سے اپنی اپنی جان بچا کر بھاگے جن میں ان کے چچا ''ادریس بن عبداللہ'' بھی تھے۔

ادریس بن عبداللہ کا فرار:......ادریس نے میدان جنگ سے بھاگ کر مصر میں جاکے دم لیا۔ مصر کے محکمہ خبر رسانی پر ان دونوں 'واضح' صالح بن منصور کا غلام معروف ''بہ مسکین'' مامور تھا چونکہ اس کو شیعیت کی جانب میلان تھا۔ چنانچہ ادریس کے آنے کی خبر پاکر ادریس کے پاس گیا جہاں پر وہ روپوش تھا اور اس کو ڈاک کے گھوڑوں کے ذریعہ سے مغرب کی طرف روانہ کردیا اس کے ہمراہ اس کا خادم راشد بھی تھا۔ چنانچہ وہ ۱۷۰ھ میں ''بولیلی'' میں جاکر مقیم ہوگیا۔

ادریس کی بیعت:......''بولیلی'' میں ان دنوں اسحاق بن محمد بن عبدالحمید امیر اور یہ موجود تھا جو قبیلہ 'بربر'' کا ایک مشہور شخص تھا اس نے ادریس کی بڑی آؤ بھگت کی اور عزت واحترام سے ٹھہرایا اور ''بربر'' کو جمع کرکے اس کی خلافت کی ترغیب دی اور آخر کار اسحاق ''خلافت عباسیہ'' سے منحرف ہوکر 'ادریس' کا مطیع بن گیا۔ بربریوں نے بھی اپنے سردار کے مائل ہوجانے سے 'ادریس' کی بیعت کرلی اور اس کے علم حکومت کے مطیع بن گئے اس زمانہ

میں مغرب میں ''مجوسی'' بھی رہتے تھے۔ بربریوں نے ان سے جنگ کی ان کی متعدد لڑائیاں ہوئیں حتیٰ کہ وہ لوگ دائرہ اسلام میں داخل ہو گئے اور ادریس ''المغرب الاقصیٰ'' پر کامیابی کے ساتھ حکمرانی کرنے لگا۔ اس کے بعد ۱۷۳ھ میں ''تلمسان'' پر بھی قبضہ کر لیا اور رفتہ رفتہ بادشاہان زناتہ نے اس کے علم حکومت کے آگے گردن اطاعت جھکا دی اور اس کی حکومت اور دولت کو مکمل طور سے استقلال و استحکام حاصل ہو گیا۔

خلیفہ کی سازش اور ادریس کی موت :...... اس کے بعد ابراہیم بن اغلب (حاکم قیروان) نے خلیفہ رشید کو اس کی اطلاع بھیجی۔ خلیفہ رشید نے خلیفہ مہدی کے خادموں میں سے سلیمان بن حریر ''شماخ'' نامی ایک خادم کو اپنا خط دے کر ابراہیم کے پاس قیروان روانہ کیا ابن اغلب نے پروانہ راہداری دے کر ''المغرب الاقصیٰ'' جانے کی اجازت دے دی چنانچہ شماخ نے ''المغرب الاقصیٰ'' میں جا کر ادریس کے پاس قیام کیا اور یہ ظاہر کیا کہ میں ''خلافت عباسیہ'' سے بیزار ہو کر ''طالبیوں'' کی حکومت کے سائے میں قیام کرنے آیا ہوں۔ امام ادریس نے شماخ کو اپنے خاص مصاحبوں میں داخل کر لیا۔ شماخ اپنی عمدہ کارگزاریوں سے ''ادریس'' کی آنکھوں میں ایسا عزیز ہو گیا کہ ہواسی کی آنکھوں سے دیکھنے لگا۔ کچھ عرصے بعد ادریس کو دانتوں کے درد کی شکایت پیدا ہو گئی۔ شماخ نے دواء میں زہر ملا کے دانتوں پر ملنے کو دیا۔ چنانچہ جیسے ہی ادریس نے اس دواء کو دانتوں پر ملا اسی وقت اس کا دم گھٹ گیا اور اس طرح جیسا کہ مورخین کا خیال ہے ادریس کی موت واقع ہو گئی۔ ۱۷۵ھ کا یہ واقعہ ہے۔ مرنے کے بعد ادریس کو بولیلی ہی میں دفن کیا گیا۔ اور شماخ دواء دے کر جان کے خوف سے بھاگ نکلا۔ ''راشد'' نے پیچھا کیا اور وادی ملویہ میں شماخ سے سامنا ہو گیا، مقابلہ ہوا تو راشد نے شماخ کا ایک ہاتھ بیکار کر دیا مگر شماخ نے جیسے تیسے وادی کو طے کر کے اپنی جان بچائی۔

ادریس بن ادریس کی حکومت :...... بربریوں نے ادریس کی موت کے بعد اس کے بیٹے 'ادریس' کی بیعت کی اور اُس کی اطاعت و فرمانبرداری میں سرگرمی سے کام لینے لگے۔ رفتہ رفتہ افریقہ اور اندلس سے اکثر عرب ''المغرب الاقصیٰ'' میں ادریس بن ادریس کے پاس آ گئے جس سے ادریس کی قوت بڑھ گئی اور بنو اغلب (افریقہ کے حکام) اس کا مقابلہ نہ کر سکے نتیجہ یہ ہوا کہ ادریس اور اس کی آئندہ نسلوں کے قدم استحکام کے ساتھ ''المغرب الاقصیٰ'' کی حکومت پر جم گئے اور ایک دولت و حکومت قائم کر لی حتیٰ کہ ابوالعالیہ اور اس کی قوم ''مکناسہ'' (امراء خلفاء عبیدین) کے ہاتھوں ۳۱۳ھ میں اس حکومت و دولت کا خاتمہ ہوا جیسا کہ ہم اس کو ''بربر'' کے تذکرے میں بیان کریں گے اور وہاں پر ان کے ہر ایک بادشاہ کی علیحدہ علیحدہ حکومت اور انتزاع حکومت کے حالات تحریر کریں گے کیونکہ یہ حالات ''بربر'' کے متعلقات میں سے ہیں جو ان کی حکومت و دولت کے بانی تھے۔

یحییٰ بن عبداللہ کی بغاوت :...... ان واقعات کے بعد یحییٰ (محمد بن عبداللہ بن حسن) کے بھائی دیلم کے ساتھ ۱۷۶ھ ہارون کے دور میں بغاوت کی۔ تھوڑے ہی دنوں میں اس کا جاہ و جلال حد سے زیادہ بڑھ گیا۔ خلیفہ ہارون نے ''فضل بن یحییٰ برمکی'' کو یہ مہم سر کرنے کے لئے روانہ کیا چنانچہ فضل نے طالقان پہنچ کر یحییٰ سے خط و کتابت شروع کی اور ''بلاد دیلم'' سے اس کو بلانے کی تدبیریں کرنے لگا آخر کار فضل 'یحییٰ' کو سمجھا بجھا کر اپنی حکمت عملی کے ذریعے اس کو دارالخلافت بغداد لے آیا چنانچہ خلیفہ ہارون نے جو کچھ فضل نے یحییٰ سے اقرار و عہد کیا تھا سب کو پورا کیا۔ سال بھر کی تنخواہ یک مشت دے دی۔ مگر اس کے بعد آل زبیر کے لگانے بجھانے سے یحییٰ کو قید کر دیا بیان کیا جاتا ہے کہ کچھ عرصے بعد رہا کر دیا تھا اور دل جوئی کے خیال سے کچھ مال بھی عطا کیا تھا اور بعضے کہتے ہیں کہ رہائی کے ایک مہینے بعد خلیفہ ہارون نے اسے زہر دلوا دیا تھا جس سے یحییٰ کی موت واقع ہو گئی اور بعض مورخین کا یہ خیال ہے کہ جعفر بن یحییٰ نے خلیفہ ہارون کی اجازت کے بغیر یحییٰ کو جیل سے رہا کر دیا تھا اسی لئے برامکہ کی بربادی اور تباہی ہوئی۔

''بنی حسن'' کی حالت حالات تبدیل ہونے سے دگرگوں ہو گئی اور ''زیدیہ'' کا دور دورہ ایک مدت کے لئے خاموشی اور گمنامی کے گوشہ میں چھپ گیا یہاں تک کہ ان میں سے کچھ عرصے بعد یمن اور دیلم میں چند لوگ سامنے آئے جیسا کہ ہم آئندہ تحریر کریں گے ''واللّٰہ غالب علیٰ امرہٖ''۔

فتنہ بغداد اور فاطمیین کی بغاوت :...... ابوجعفر منصور کے وقت سے ''دولت عباسیہ'' کو استحکام حاصل ہو گیا تھا۔ خوارج اور شیعہ کے ایلچیوں کی تدبیریں زاویہ سکون چھپ گئی تھیں تا آنکہ خلیفہ ہارون الرشید کا انتقال ہو گیا اور اس کے بیٹوں کے درمیان جھگڑے کا دروازہ کھل گیا ''امین الرشید'' ''طاہر بن حسین کے ہاتھ مارا گیا۔ بغداد کے محاصرے لڑائی قتل اور غارتگری ہوئی۔ اور مامون الرشید فتنہ و فساد فرو کرنے اور اہل خراسان کی تسکین کے

لئے خراسان ہی میں مقیم رہا۔ انتظاماً عراق کی حکومت پر ''حسن بن سہل'' کو مامور کر دیا کی اس تقرری کا عمل میں آنا تھا کہ عراق میں بغاوت پھوٹ نکلی۔ ''مامون الرشید'' کے ارکین دولت میں اس لئے کہ فضل بن سہل خلیفہ مذکور کی ناک کا بال ہو رہا تھا۔ گروہ بندی شروع ہوگئی۔ چنانچہ اس وقت شیعہ کو موقع مل گیا اور وہ گہری نظر سے انجام کا دیکھنے لگے۔ علویہ کو حکومت و دولت حاصل کرنے کی لالچ پیدا ہوگئی۔ عراق میں ابراہیم بن محمد بن حسن مثنیٰ کی نسل کے کچھ لوگ موجود تھے (ابراہیم وہ شخص ہے، جو منصور کے عہد خلافت میں بصرہ میں مارا گیا تھا)۔

طباطبا کی بغاوت:...... ابراہیم کی نسل کے جو لوگ عراق میں تھے ان میں محمد بن اسماعیل بن ابراہیم نامی ایک شخص تھا جس کو اس کے باپ نے لکنت کی وجہ سے ''طباطبا'' کا لقب دیا تھا اس کے گروہ والے اکثر ''زیدیہ'' تھے جو اس کی امامت کے قائل تھے اور اس بات کو مانتے تھے کہ اس کو وارثت کے ذریعے اپنے آباء واجداد ابراہیم امام سے امامت حاصل ہوئی ہے۔ جیسا کہ ہم اوپر اس کے حالات میں بیان کر آئے ہیں۔ چنانچہ ۱۹۹ھ میں طباطبا نے خروج کیا اور اپنی امامت وخلافت کا دعوی دار بن گیا۔ ابوالسرایا سری بن منصور (جو بنی شیبان کا معزز سردار تھا) نے ''طباطبا'' کے بیان کی تائید کی اور اس کی امامت وخلافت کی بیعت کر کے اس کی حمایت کے لئے لشکر مرتب کرنے لگا تھوڑے دنوں میں ایک بڑا لشکر حاصل کر کے کوفہ پر قبضہ کر لیا۔ پھر قرب وجوار کے عربوں نے اطاعت قبول کر لی جس سے اس کی طاقت بہت بڑھ گئی۔

طباطبا کی موت اور ابوالسرایا:...... حسن بن سہل نے ''زہیر بن مسیّب'' کو طباطبا سے جنگ کرنے کے لئے روانہ کر دیا۔ طباطبا نے پہلی ہی جنگ میں زہیر کو شکست دے کر اس کی لشکر گاہ کو لوٹ لیا۔ اس کے بعد اگلے دن صبح کو طباطبا اچانک مر گیا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ ''ابوالسرایا'' نے اس کو زہر دلوا دیا تھا وجہ یہ تھی کہ طباطبا نے اس کو مال غنیمت سے روکا تھا بہر کیف ابوالسرایا نے اسی دن محمد ❶ بن جعفر بن محمد بن زید بن علی (زین العابدین) بن حسین رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔ چونکہ محمد میں کام کرنے کی قابلیت نہ تھی اس لئے ابوالسرایا ہر کام میں پیش پیش اور سفید وسیاہ کرنے کا مالک بن گیا۔ خلیفہ مامون کی فوجوں نے اس پر حملہ کر دیا مگر ابوالسرایا نے ان کو شکست فاش دی اور بصرہ، واسط اور مدائن پر قبضہ کر لیا۔ چنانچہ حسن بن سہل نے جھلا کر ہرثمہ بن اعین کو عظیم فوج دے کر اس مہم پر روانہ کیا۔

ابوالسرایا اور ہرثمہ:...... ہرثمہ کو ان دنوں حسن سے کسی وجہ سے ناراضگی تھی۔ مگر حسن نے اس کو راضی کر لیا۔ چنانچہ ہرثمہ نے ابوالسرایا اور اس کے ساتھیوں پر فوج کشی کی اور نہایت مردانگی سے ابوالسرایا کو مدائن کی لڑائی میں ہزیمت فاش دی اور ان میں سے ایک بڑے گروہ کو مار ڈالا۔ ابوالسرایا نے مدائن میں شاہی فوج سے شکست کھا کر حسین افطس بن حسن بن علی زین العابدین کو مکہ روانہ کیا۔ محمد بن سلیمان بن داؤد بن حسن مثنیٰ بن حسن کو مدینہ بھیجا اور زید بن موسیٰ بن جعفر الصادق کو بصرہ پر مقرر کیا۔ زید بن موسیٰ کو ''زید النار'' کے لقب سے بھی اس زمانہ میں لوگ یاد کرتے تھے اس مناسبت سے کہ انہوں نے بصرہ میں بہت سے آدمیوں کو جلا دیا تھا۔ چنانچہ ان لوگوں نے مکہ، مدینہ اور بصرہ پر قبضہ کر لیا ان دنوں مکہ میں ''مسرور خادم'' اکبر اور سلیمان بن داؤد بن عیسیٰ موجود تھے یہ دونوں حسین کے آنے کی خبر سن کر مکہ چھوڑ کر بھاگ گئے۔ باقی حجاج موقف میں ٹھہرے رہے اگلے دن 'حسین' نے مکہ میں داخل ہو کر حجاج کو جی کھول کر لوٹا۔ زمانہ جاہلیت سے خانہ کعبہ میں جو 'خزانہ' تھا جس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے بعد کے خلفاء نے بھی بدستور قائم رکھا تھا نکال لیا اس خزانہ میں جیسا کہ روایت کی جاتی ہے ''دو سو قنطار'' سونا تھا۔ حسین نے اس کو اپنے ساتھیوں پر تقسیم کر دیا۔ اس کے بعد ہرثمہ نے ابوالسرایا سے لڑائی چھیڑ دی۔ مگر اس معرکہ میں ابوالسرایا کو شکست ہوگئی اور بھاگ کر کوفہ پہنچ گیا۔

ابوالسرایا کا قتل اور جعفر صادق کی بیعت:...... ہرثمہ نے اس کا تعاقب کیا۔ ابوالسرایا نے کوفہ کو چھوڑ کر قادسیہ کا راستہ لیا۔ ہرثمہ نے کوفہ میں داخل ہو کر قبضہ کر لیا۔ ابوالسرایا نے قادسیہ میں بھی امن کی صورت نہ دیکھ کر 'واسط' کا رخ کیا۔ ''واسط'' کے حاکم نے تلوار اور نیزوں سے اس کا استقبال کیا۔ چنانچہ ابوالسرایا شکست کھا کر جلولاء چلا گیا۔ گورنر جلولاء اس کو گرفتار کر کے پابزنجیر حسن بن سہل کے پاس نہروان لے آیا۔ جہاں حسن بن سہل نے قتل کا حکم دے دیا یہ واقعہ ۲۰۰ھ کا ہے رفتہ رفتہ اس واقعہ کی خبر علویہ تک مکہ میں پہنچی۔ چنانچہ سب نے جمع ہو کر محمد بن جعفر الصادق کے ہاتھ

❶...... تاریخ طبری، تاریخ یعقوبی، البدایۃ والنہایۃ اور تاریخ خلیفہ میں خیاط میں اسی طرح ہے البتہ مسعودی کی مروج الذھب (جلد نمبر ۴ صفحہ نمبر ۳۱) میں محمد بن محمد بن یحییٰ بن زید تحریر ہے۔

پر بیعت کر لی اور امیر المومنین کے لقب سے مخاطب کرنے لگے۔ مگر ان کے دونوں بیٹے علی اور حسین ان پر ایسے غالب و مستولی ہو گئے کہ ان کی موجودگی میں ان کو کسی قسم کا اختیار نہ حاصل ہو سکا۔

ابراہیم بن موسیٰ کاظم کی بیعت:...... ابراہیم بن موسیٰ کاظم بن جعفر صادق اپنے اہل بیت سمیت یمن چلے گئے اور وہاں پر اپنی امارت و خلافت کی بنیاد ڈالی اور نہایت تھوڑی مدت میں یمن کے اکثر علاقوں پر قابض و متصرف ہو گیا۔ چونکہ اس نے کثرت سے لوگوں کو قتل کیا تھا اس لئے ''یہ جزار'' (قصائی) کے لقب سے ملقب کیا جاتا ہے اسحاق بن موسیٰ بن عیسیٰ گورنر یمن کسی طرح اپنی جان بچا کر خلیفہ مامون کی خدمت میں بھاگ گیا۔ خلیفہ نے سامان جنگ اور بڑی فوج دے کر انہی علویوں کو زیر کرنے کے لئے دوبارہ رخصت کر دیا چنانچہ اسحاق نے مکہ پہنچ کر علویوں کو زیر کر لیا۔ محمد بن جعفر الصادق کی تلاش میں لوگوں کو ادھر ادھر پھیلا دیا۔

جعفر صادق کی مامون کے ہاتھ پر بیعت:...... محمد بن جعفر الصادق نے گھبرا کر امان طلب کی چنانچہ اسحاق نے امان دے دی۔ چنانچہ مکہ میں آ کر خلیفہ مامون کی خلافت کی بیعت کر لی اور منبر پر اس کے نام کا خطبہ پڑھا۔ اس واقعہ سے پہلے شاہی فوجیں یمن پہنچ گئی تھیں اور اس نے یمن کو علویوں سے خالی کرا لیا تھا اور دولت عباسیہ کا کالا جھنڈا کامیابی کی ہوا میں لہرا رہا تھا۔ اس کے بعد حسین افطس نے خلافت کے دعوے کے ساتھ مکہ میں پھر خروج کیا۔ خلیفہ مامون نے اس کو اور اس کے دونوں بیٹوں علی محمد کو قتل کر کے علویوں سے اپنے ممالک مقبوضہ کو پاک و صاف کر لیا۔

علی رضا کا مامون کے ولی عہد بننا:...... مگر کچھ عرصے بعد شیعوں کی کثرت اور تمام ممالک اسلامیہ میں ان کے ایلچیوں کے پھیل جانے کے وجہ سے اور اس وجہ سے بھی کہ مامون کے خیالات اور عقائد علی بن ابیطالب اور سبطین (حسن و حسین) علیہم السلام کے بارے میں قریب قریب انہی لوگوں کے خیالات اور عقائد کے تھے۔ اس نے ۲۰۱ھ میں علی رضا بن موسیٰ کاظم بن جعفر صادق بن محمد بن علی بن حسین بن علی بن ابیطالب کو اپنا ولیعہد بنا دیا اور ایک گشتی فرمان اس بارے میں کہ میرے بعد تاج و تخت خلافت کے مالک ''علی رضا'' ہوں گے روانہ کر دیا در باری لباس سیاہ کپڑوں کے بجائے سبز کپڑوں کو قرار دیا ہے۔ چنانچہ عباسیوں کو اس سے ناراضگی پیدا ہو گئی اور عراق میں مامون کے چچا ابراہیم بن مہدی کی خلافت کی بیعت ۲۰۲ھ میں لے لی گئی بغداد میں اس لئے خلیفہ کے نام کا خطبہ پڑھا گیا۔ اور فتنہ و فساد کے دروازے کھل گئے۔ مامون الرشید اس ہنگامہ کو فرو کرنے کے لئے خراساں سے عراق کی جانب روانہ ہوا اتفاق سے راستے میں اچانک علی رضا بن موسیٰ کاظم ولیعہد کا ۲۰۳ھ میں انتقال ہو گیا انہیں مقام ''طوس'' میں دفن کیا گیا مامون الرشید سفر طے کر کے ۲۰۴ھ میں دار الخلافت بغداد پہنچا اور اپنے چچا ابراہیم کو گرفتار کر لیا۔ مگر پھر اس کو معاف کر دیا اور چونکہ ولیعہد کا انتقال ہو چکا تھا اس لئے فتنہ و فساد فرو ہو گیا۔

عبدالرحمٰن بن احمد کی بغاوت:...... اس کے بعد ۲۰۹ھ میں عبدالرحمٰن بن احمد بن عبداللہ بن محمد بن عمر بن علی بن ابیطالب نے یمن میں علم بغاوت بلند کیا اہل یمن نے آل محمد کی حمایت کر کے اس کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔ خلیفہ مامون نے اپنے غلام ''دینار'' کو ایک بڑی فوج دے کر اس مہم کے سر کرنے بھیجا۔ عبدالرحمٰن نے 'دینار' کے پہنچتے ہی امن کی درخواست کر دی اور علم خلافت کی اطاعت قبول کر لی۔ پھر زیدیوں نے سرزمین حجاز، عراق، جبال اور دیلم میں بکثرت خروج کیا ان میں سے ایک بڑا گروہ مصر بھاگ گیا۔ اور ایک بہت سے لوگوں کو علم خلافت کے حامیوں نے گرفتار کر لیا۔ مگر اس کے باوجود چاروں طرف ان کے ایلچی پھیل گئے۔

محمد بن قاسم کی بغاوت:...... چنانچہ پہلے ان زیدیوں میں سے جس نے مذکورہ واقعہ کے بعد خروج کیا وہ محمد بن قاسم [1] بن علی بن عمر بن زین العابدین تھا۔ ۲۱۹ھ میں خلیفہ معتصم کے خوف سے خراسان بھاگ گیا پھر خراسان سے ''طالقان'' چلا گیا اور اپنی خلافت و حکومت کا دعویٰ دار بن گیا۔ زیدیہ کے سارے گروہوں نے اس کی اتباع کی اور تھوڑے ہی دنوں میں بہت بڑی جماعت بن گئی عبداللہ بن طاہر گورنر خراسان نے علم خلافت کی طرف سے محمد بن قاسم پر فوج کشی کی چنانچہ متعدد لڑائیاں ہوئیں اور آخر کار عبداللہ بن طاہر کامیاب ہو گیا اور محمد بن قاسم کو گرفتار کر کے دربار خلافت بھیج

[1] ...... مروج الذھب (جلد نمبر ۴ صفحہ نمبر ۶۱) اور تاریخ یعقوبی (جلد نمبر ۲ صفحہ ۴۷۱) یہ نام اس طرح تحریر ہے۔ محمد بن القاسم بن علی ابن عمر بن علی بن الحسین

دیا۔ خلیفہ معتصم نے جیل میں ڈال دیا اور پھر قید ہی میں محمد بن قاسم کا انتقال ہوا۔ بعضوں کا بیان ہے کہ اسے زہر دیا گیا تھا۔

حسین بن محمد بن حمزہ کی بغاوت: ......محمد بن قاسم کے بعد کوفہ میں ''حسین بن محمد بن ❶ حمزہ'' بن عبداللہ بن حسین اعرج بن علی بن زین العابدین ۲۵۱ھ میں خلافت وحکومت کے دعویدار بنے، بنی اسد کا قبیلہ ان کا مطیع بن گیا اس کے علاوہ ان کے دوسرے حامی اور گروہ والے ہر جگہ سے ان کے پاس آ گئے۔ دولت عباسیہ کے امیر ''ابن شیکال'' نے اس طوفان کو روکنے پر کمر ہمت باندھی۔ حسین اور ابن شیکال میں جنگ ہوئی تو میدان ابن شیکال کے ہاتھ رہا اور حسین بھاگ کر ''صاحب زنج'' کے پاس پہنچا اور اسی کے پاس قیام کیا۔ کوفیوں نے واپسی کے خطوط لکھے مگر وہ واپس نہیں آیا تھوڑے دنوں بعد صاحب زنج نے خلافت عباسیہ کے خلاف علم بغاوت بلند کیا اور وہ بھی شکست کھا کر گیا اور حسین وہاں بھاگا اور پکڑ دھکڑ میں مارا گیا۔

صاحب زنج کی بغاوت: ......''صاحب زنج'' نے حسین کے چند دنوں بعد بصرہ خروج کیا بصرہ کے سب عبیدیوں کی اطاعت قبول کر لی علم خلافت کے لئے یہ ایک خطرناک واقعہ پیش آ گیا۔ صاحب زنج اپنی زبان سے کہا کرتا تھا کہ میں ''عیسیٰ بن زید شہید'' کی اولاد سے ہوں میرا نام علی بن محمد بن زید بن عیسیٰ ہے پھر خود کر یحییٰ بن زید شہید کی طرف نسباً منسوب کیا اور حق یہ ہے کہ اہل بیت کا یہ ایک ایلچی تھا۔ جیسا کہ ہم اس کے حالات میں بیان کریں گے۔ چنانچہ موفق (خلیفہ معتمد کے بھائی) نے اس کی سرکوبی کی مہم اپنے ہاتھ میں لی۔ دونوں کی بہت جنگیں ہوئیں۔ آخر کار ''صاحب زنج'' مارا گیا اور اس کی دعوت کا نشان ''صفحۂ ہستی'' سے مٹا دیا گیا جیسا کہ ہم اوپر ''موفق'' کے حالات کے ضمن میں لکھ چکے ہیں اور دوبارہ عنقریب ان کے حالات میں لکھنے والے ہیں۔

حسن بن زید ''علوی'' کی بغاوت: ......پھر دیلم میں حسن بن زید بن حسن سبط کی اولاد سے ''حسن بن زید'' بن محمد بن اسماعیل بن حسن معروف بہ ''علوی'' ۲۵۵ھ نے خلافت وحکومت کا دعویٰ کیا۔ طبرستان، جرجان اور اس کے پورے صوبہ پر مستولی ومتصرف ہو گیا۔ یہاں پر اس کی اور اس کے گروہ ''زیدیہ'' کی ایک مدت تک حکومت قائم رہی ہے جو تیسری صدی ہجری کے آخر میں ختم ہوئی اور اس کی جانشین ''حسن سبط'' کی اولاد بنی۔

اطروش کی حکومت: ......اس کے بعد عمر بن علی زین العابدین کی نسل سے ''ناصر اطروش'' یعنی حسن بن علی بن حسین بن علی بن عمر (والی طالقان کا چچازاد) اس ریاست وحکومت کا وارث ہوا۔ دیلم اسی اطروش کے ہاتھ پر ایمان لائے تھے اور انہی کی امداد واعانت سے اطروش نے طبرستان وغیرہ پر قبضہ کیا تھا۔ یہاں پر اس کی آئندہ نسلوں کی دولت وحکومت کا سلسلہ جاری وقائم ہو گیا بلاد اسلامیہ پر دیلم کے قابض ہونے اور خلفاء عباسیہ پر حاوی ہونے کے یہی باعث بنے جیسا کہ ہم ان کی حکومت کے حالات میں بیان کریں گے۔

زیدیہ کی حکومت: ......پھر یمن میں زیدیہ سے ''یحییٰ بن حسین'' بن قاسم رسی بن ابراہیم طباطبا نے (جو ابوالقاسم رسیا کا دوست محمد کا بھائی تھا) ۲۸۸ھ میں بغاوت کی اور کامیابی کے ساتھ ''صعدہ'' پر قابض ہو گیا اس کے بعد اس کی آئندہ نسلوں نے اپنی حکومت کا سلسلہ اس وقت تک جاری وقائم رکھا ہے اور اسی کو زیدیہ کا مرکز حکومت ہونے کا شرف حاصل ہے جیسا کہ تم ان کے حالات میں پڑھو گے۔

موسیٰ بن کاظم کے پوتوں کا کارنامہ: ......انہی واقعات کے دوران محمد وعلی بن حسن بن جعفر بن موسیٰ کاظم مدینہ منورہ میں خلافت وحکومت کے دعویدار ہوئے۔ مدینہ منورہ اور اس کے گرد ونواح کو لوٹ کر غارتگری اور لوٹ مار شروع کر دی۔ مسجد نبوی ﷺ میں تقریباً ایک مہینے تک نماز نہ پڑھی گئی یہ واقعہ ۲۷۱ھ کا ہے۔

ابوعبداللہ شیعی کی بغاوت: ......پھر مغرب میں رافضیوں کا ایلچی ''ابوعبداللہ شیعی'' ۲۸۰ھ میں عبیداللہ مہدی بن محمد بن جعفر بن محمد بن اسماعیل امام بن جعفر صادق کی طرف سے ''کتامہ'' قبائل بربر میں سامنے آیا۔ چنانچہ ''قیروان'' میں اغالبہ پر قابض ومتغلب ہو گیا اور ۲۹۶ھ میں عبیداللہ

❶ ......ابن اثیر کی تاریخ الکامل (جلد ۴ صفحہ ۳۸۵) یہ نام اس طرح تحریر ہے۔ الحسین بن احمد بن حمزہ بن عبداللہ بن الحسین بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ۔

مہدی کی خلافت کی بیعت ''المغرب الاقصیٰ'' میں لی گئی۔اسی وقت المغرب الاقصیٰ میں اس کی دولت وحکومت کی بناء استحکام کے ساتھ پڑ گئی جس کی وارث اس کی آئندہ نسلیں بنیں اس کے بعد ۳۵۸ھ میں انہی لوگوں میں سے المعزلدین اللہ محمد بن اسماعیل بن ابوالقاسم بن عبیداللہ المہدی نے مصر وقاہرہ پر قبضہ کرلیا۔اور کچھ عرصے بعد شام پر بھی قابض ہوگیا۔ایک مدت تک اس کی اور اس کی اولاد کی حکومت و دولت کا سکہ کامیابی کے ساتھ چلتا رہا حتیٰ کہ عاضدلدین اللہ کے دور حکومت میں سلطان صلاح الدین ایوبی کے ہاتھوں ۵۶۵ھ میں ان کی دولت وسلطنت کا خاتمہ ہوگیا۔

فرج بن یحییٰ اور ابوسعید جنا حی:......۲۵۸ھ میں دُعاۃ رافضہ (رافضیوں کے ایلچیوں) میں فرج بن یحییٰ نامی ایک شخص سواد کوفہ میں سامنے آیا۔اس نے ایک کتاب بھی اس بات کے اظہار کے لئے رافضیوں کے سامنے پیش کی تھی کہ یہ کتاب احمد بن محمد بن حنفیہ کی لکھی ہوئی ہے۔اس کتاب میں کلمات کفر وتحلیل وتحریم درج تھے۔اسی کا یہ دعویٰ تھا کہ احمد بن محمد ہی مہدی موعود اور امام زماں ہیں اس نے سواد کوفہ کو تخت وتاراج کر کے بلاد شام کی طرف رُخ کیا۔اور اس کو بھی جی کھول کر لُوٹا۔اسی میں ایک گروپ نے بحرین اور اس کے گردنواح میں جا کر اپنی حکومت وسلطنت کا سکہ جمایا۔اس گروہ کا سردار ابوسعید جنا حی تھا۔یہاں پر اس کی حکومت ودولت کا سلسلہ جاری وقائم ہوگیا۔جس کے وارث اس کے بیٹے ہوئے حتیٰ کہ صفحۂ ہستی سے ان کی حکومت ودولت کا نام بھی مٹا دیا گیا ان کی دولت وحکومت کے حالات آئندہ بیان کئے جائیں گے اہل بحرین عبیدین کے علم حکومت کے مطیع اور تابعدار تھے جن کی حکومت وسلطنت المغرب الاقصیٰ میں تھی۔

قلعہ موت کے حکمران:......پھر عراق میں اسماعیلیہ کے ایلچیوں اور ان رافضیوں کا ایک دوسرا گروپ ظاہر ہوا جس نے گردونواح کے اکثر شہروں پر قبضہ کرلیا۔اس کے اکثر قلعے ان کی طرف منسوب کئے جاتے ہیں ان میں ایک قلعہ موت بھی یہ قرامطہ کی جانب منسوب کئے جاتے ہیں اور کبھی عبیدیوں کی طرف۔اسی گروہ میں سے حسن بن صباح قلعہ موت میں تھا حتیٰ کہ ان کی حکومت ودولت کا سلسلہ آخری سلاطین سلجوقیہ کے آخری دور میں منقطع ہوگیا۔

یمامہ، مکہ اور مدینہ میں شیعی حکومتیں:......یمامہ، مکہ اور مدینہ میں بھی زیدیہ اور رافضیہ کی حکومتیں رہی ہیں۔یمامہ میں بنی اخضر یعنی محمد بن یوسف ابراہیم بن موسیٰ جون بن عبداللہ بن حسن مثنیٰ کی حکومت کے زمانہ میں ان کے بھائی اسماعیل بن یوسف نے سرزمین حجاز میں بغاوت کی تھی اور مکہ پر قابض ہوگیا تھا اس کے بعد قضائے الٰہی سے مر گیا تب اس کے بھائی محمد نے یمامہ پر فوج حملہ کیا اور اس پر قابض ہوگیا اس کے بعد اس کی آئندہ نسلیں تخت حکومت پر متمکن ہوتی رہیں یہاں تک کہ قرامطہ ان پر غالب آگئے۔

مکہ کی زیدی حکومتیں:......مکہ میں بنی سلمان بن داؤد بن حسن مثنیٰ نے حکمرانی کی مامون کے دور میں محمد بن سلمان ماھض نے بغاوت کی اور مکہ میں کامیابی کے ساتھ اپنی حکومت کا جھنڈا گاڑ دیا یہاں پر اس کی اور اس کی اولاد کی حکومت کا سلسلہ ایک مدت تک جاری وقائم رہا۔یہاں تک کہ ہواشم نے ان کو زیر وزبر کردیا۔اس کا سردار محمد بن جعفر بن ابی ہاشم محمد بن حسن بن محمد موسیٰ بن عبداللہ ابوالکرام بن موسیٰ تھا چنانچہ اس نے ۴۵۴ھ میں ابراہیم سے قبضہ چھین لیا۔

بنی حسن کا مدینہ پر قبضہ:......اسی دوران بنی حسن نے مدینہ منورہ پر بھی قبضہ کرلیا غرض مکہ معظمہ میں خلفاء عباسیہ اور عبیدیوں میں دھینگا مشتی ہو رہی تھی کبھی عباسیہ کا اور کبھی عبیدیوں کا خطبہ پڑھا جاتا تھا مگر زمام حکومت وسلطنت بنی حسن ہی کی اولاد کے قبضہ اقتدار میں رہی یہاں تک چھٹی صدی ہجری کے آخر میں ان کی دولت وحکومت کا اختتام ہوگیا اور اس کے امراء میں سے ''بنوابی نمی'' مکہ پر قابض ہوگئے جو اس وقت تک حکمراں ہیں۔سب سے پہلے جس نے ان میں سے مکہ معظمہ کا اقتدار حاصل کیا وہ ''ابوعزیز قتادہ'' بن ادریس بن عبدالکریم بن موسیٰ بن عیسیٰ بن محمد بن سلیمان بن عبداللہ بن موسیٰ جون تھا یہی ''دولت ہواشم'' کا وارث وجانشین بنا۔اس کے بعد اس کے بیٹے وراثتہً مالک ومتصرت ہوگئے جیسا کہ آئندہ آپ ان کے حالات کے تذکرے میں پڑھیں گے۔یہ سب ''فرقہ زیدیہ'' کے لوگ تھے۔

مدینہ میں رافضیوں کا دور دورہ:......مدینہ منورہ میں رافضیوں کی حکومت کا دور دورہ تھا ''ہناء'' کی اولاد کے قبضہ اقتدار میں اس سرزمین مبارک

کی زمام حکومت تھی۔ مسیحی کہتا ہے کہ اس کا نام ''حسن بن طاہر'' بن مسلم تھا۔ دولت بنی سبکتگین کے مورخ عتبی نے اپنی کتاب میں لکھا ہے کہ مسلم کا اصلی نام ''محمد بن طاہر'' تھا اور یہ حسن بن علی زین العابدین کی نسل سے تھا کافور کا یہ دولت اور اس کی حکومت کا انتظام سنبھالنے والا ناظم تھا اسی ذریعے ''طاہر بن مسلم'' نے مدینہ منورہ پر ۳۶۰ھ میں قبضہ کیا اور اس کے بعد اس کی آئندہ نسلیں اس سرزمین کی حکومت کی اس وقت تک وارث ہوتی آئیں۔ جیسا کہ ہم ان کے واقعات میں یہ حالات بیان کریں گے۔ (واللہ وارث الارض ومن علیھا)

ادارسہ (ادریس کی اولاد)

مغرب اقصی کے حکمران: ...... جس وقت ''حسین بن علی رضی اللہ عنہما'' بن حسن مثلث بن حسن مثنی بن حسن سبط نے مکہ معظمہ میں ماہ ذی قعدہ ۱۶۹ھ خلیفہ مہدی کے دور میں خلافت کا دعویٰ کیا اور اس کے اعزہ واقارب جس میں اس کے دونوں چچا ادریس اور یحییٰ بھی تھے اس کے ہم آہنگ ہو گئے اور ''محمد بن سلیمان'' بن علی نے ''مقام فخ'' میں جو مکہ سے تین میل کی مسافت پر ہے۔ اس سے جنگ لڑی، اس معرکہ میں ''حسین بن علی'' اپنے اہل بیت کے ایک گروہ سمیت کام آ گئے۔ باقی لوگ شکست کھا کر بھاگ گئے۔ کچھ لوگ ان میں سے گرفتار کر لئے گئے۔ کچھ عرصے بعد یحییٰ نے ''دیلم'' کو جمع کر کے خروج کر دیا۔ جیسا کہ اس سے پہلے ان واقعات اور حالات کو اور نیز یہ کہ خلیفہ راشد نے کس طرح اس سے صلح کی اور کیوں قید کیا آپ اوپر پڑھ چکے ہیں۔

''ادریس'' کی حکومت کا قیام: ...... اور ادریس بھاگ کر مصر پہنچ گیا۔ ان دنوں محکمہ ڈاک پر ''واضح مسکین'' یعنی صالح بن منصور کا خادم مقرر تھا چونکہ یہ مذہباً شیعہ تھا۔ چنانچہ ادریس کی آمد کی خبر سن کر ادریس کے پاس چلا گیا۔ جہاں وہ چھپا ہوا تھا۔ پھر حکومت کے پنجہ سے ادریس کی جان بچنے کی سوائے اس کے کہ ڈاک کے ملازموں کے ساتھ روانہ کر دیا جائے اور کوئی اور صورت واضح نظر نہ آئی۔ چنانچہ جھٹ پٹ سامان سفر درست کر کے ادریس کو وہاں سے روانہ کر دیا۔ چنانچہ سفر طے کرنے کے بعد ادریس اپنے خادم راشد کے ساتھ المغرب الاقصیٰ پہنچ گیا۔ اور ۱۷۲ھ میں مقام بولیہ جا کر مقیم ہو گیا ان دنوں اسحاق بن محمد بن عبدالحمید امیر اور یہ یہاں پر موجود تھا۔ اس نے ادریس کو امن دیا اور بربر کو اس کی خلافت وحکومت قائم کرنے کی ترغیب دی اور خلافت وحکومت کے اسرار اور رازوں کو کھولنے لگا تھوڑے دنوں میں رواغہ، لواتہ، سدراتہ، غیاثہ، نفیرہ، مکناسہ، غمارہ اور مغرب کے تقریباً سارے بربریوں نے متحد ہو کر ادریس کی خلافت وحکومت کی بیعت کر لی اور اس کی تشریف آوری کو رحمت الٰہی کا ایک کرشمہ سمجھا۔

ادریس کا خطبہ: ...... جس دن لوگوں نے ادریس کی حکومت کی بیعت کی اسی دن ادریس نے لوگوں کو جمع کر کے خطبہ دیا جس میں حمد باری وصلوٰۃ رسول کے بعد یہ بیان کیا تھا،، اے لوگو تم اپنی گردنیں اٹھا کر ہمارے علاوہ غیروں کو مت دیکھو کیونکہ جو ہدایت اور راہ راست کی اتباع میں ہمارے پاس پاؤ گے وہ تمہیں دوسروں کے پاس ہرگز نہیں ملے گی۔ اتنا کہہ کر وہ منبر سے اتر گیا اور چند دنوں کے بعد اس کے بھائیوں میں سے سلیمان بھی اس کے پاس آ گیا اور سرزمین زناتہ (متعلقات تلمسان) اور اس کے اطراف میں مقیم ہو گیا جیسا کہ آئندہ اس کے حالات بیان کریں گے۔

ادریس کی فتوحات: ...... الغرض جب ادریس کی حکومت کو استحکام واستقلال حاصل ہو گیا تو اس نے فوجیں مرتب کر کے مغرب میں اُن بربریوں پر فوج کشی کی جو ابھی تک دائرہ اسلام میں داخل نہیں ہوئے تھے اور وہ مذہباً مجوسی، یہودی اور نصرانی تھے مثلاً قندلاوہ، بہلوانہ اور مدیونہ، زاروغیرہ۔ چنانچہ ادریس نے ماسنا، شالہ اور ماولہ وغیرہ شہروں کو جن کے اکثر باشندے یہودی اور عیسائی تھے لڑ کر فتح کر لئے ان لوگوں نے مجبوراً اس کے ہاتھ پر اسلام قبول کر لیا اس نے اُن کے قلعوں اور مضبوط مضبوط فصیلوں کو توڑ پھوڑ دیا۔ اور اس کے بعد ۱۷۳ھ میں تلمسان پر چڑھائی کی۔ تلمسان میں ان دنوں بنی یعرب اور معرادہ کا دور دورہ تھا۔ محمد بن جرز ابن حزلان امیر تلمسان نے ادریس سے ملاقات کر کے اس کی اطاعت وفرمانبرداری قبول کر لی ادریس نے اس کو اور تمام زناتہ کو امان دے دی۔ تلمسان کی مسجد بنوائی، منبر بنوانے کا حکم دیا اور اپنے نام کو منبر پر کندہ کرایا جو اس وقت تک موجود ہے اس کے بعد شہر بولیلی واپس آ گیا۔

خلیفہ ہارون کی چال: ...... خلیفہ رشید کو اس کی بڑھتی ہوئی قوت سے خطرہ پیدا ہوا چنانچہ خلیفہ مہدی کے غلاموں میں سے ایک غلام سلیمان بن

جریرشماخ کوایک خط دے کرابن اغلب کے پاس روانہ کیاابن اغلب نے اس کو پروانہ راہداری دے کرادریس کے پاس مغرب بھیج دیا شماخ نے ادریس کے پاس پہنچ کر یہ ظاہر کیا کہ خلافت عباسیہ سے بیزار ہوکر آپکی حکومت وسایہ عاطفت میں رہنے کے لئے بڑی مسافت طے کر کے آیا ہوں امام ادریس نے اس کو اپنے خاص مصاحبوں میں شامل کرلیا۔

ادریس کا قتل:...... ایک دن اتفاق سے ادریس کے دانتوں میں درد پیدا ہوا چنانچہ شماخ نے ایک منجن جس میں زہر ملا ہوا تھا پیش کیا جیسے ہی ادریس نے استعمال کیا اس کا دم گھٹ گیا اور اس کا انتقال ہوگیا جیسا کہ مورخین کا خیال ہے یہ واقعہ ۱۷۵ھ کا ہے پھر اسے مقام بولیلی میں دفن کر دیا گیا۔ شماخ ،امام ادریس کو زہر دے کر نو دو گیارہ ہوگیا مورخین کے مطابق وادی ملویہ میں ادریس کے خادم راشد نے پہنچ کر شماخ کو پکڑلیا۔ چنانچہ دونوں میں لڑائی ہوئی راشد نے شماخ کا ایک ہاتھ بیکار کر دیا مگر شماخ وادی کو طے کر کے نکل گیا۔

ادریس اصغر کی حکومت:...... ادریس کے مرنے کے بعد بربریوں نے متحد ہوکر اس کے بیٹے ادریس اصغر کی حکومت کی بناء ڈالی جو اس کی لونڈی کنزہ کے بطن سے تھا۔ پہلے حالت حمل میں اس کی بیعت کی گئی پھر حالت رضاعت (شیر خوارگی) میں پھر دودھ چھوڑنے کے بعد یہاں تک کہ وہ جوان ہوگیا اس وقت بربریوں نے جامع بولیلی میں جبکہ یہ گیارہ سال کا تھا ۱۸۸ھ میں دوبارہ اس کی حکومت وخلافت کی بیعت کی۔

اس سے پہلے ابن اغلب نے بربریوں کو نقد وجنس دے کر ملا لیا تھا اور اس کے اشارہ سے ۱۸۶ھ میں امام ادریس کے خادم راشد کو ان لوگوں نے مارڈالا تھا۔ راشد کے بعد ابوخالد ❶ بن یزید بن الیاس عبدی ادریس اصغر کی خبر گیری کرنے لگا یہاں تک ۱۸۸ھ میں اس کی خلافت وامارت کی بیعت لی گئی۔

اندلس اور عرب قبائل کی آمد:...... چنانچہ تمام بربریوں نے اس کی حکومت وامارت بطیب خاطر قبول کرلی اور شاہی قوانین، سیاست وتمدن کی غرض سے مرتب کئے گئے اور رفتہ رفتہ تمام بلاد مغرب کو اس نے فتح کرلیا۔ اس نے اپنا قلمدان وزارت مصعب بن عیسیٰ ازدی ملجوم کے حوالہ کر دیا۔ اس کی مدبرانہ چالوں اور حکمت عملی سے اکثر عرب اور اندلس کے قبائل نے اس کے علم حکومت کی اطاعت قبول کرلی چنانچہ پانچ سو سے کچھ زائد آدمی اس کے پاس آ آ کر جمع ہوگئے چنانچہ اس نے انہی لوگوں کو اپنا معتمد علیہ بنایا۔ حکومت وسلطنت کے اہم اور ذمہ داری کے کام سپرد کئے اور انہی لوگوں کی وجہ سے اس کی حکومت ودولت کو استحکام واستقلال حاصل ہوا۔ کچھ عرصے بعد ۱۹۲ھ میں امیر یہ اسحاق بن محمد کو اس الزام میں کہ اس نے ابراہیم بن اغلب حاکم افریقہ سے ساز باز کرلی ہے مارڈالا گیا۔

کزوادہ شہر کی تعمیر:...... چونکہ ابولیلیٰ ایک چھوٹا سا علاقہ تھا اور ارا کین دولت واعوان حکومت آئے دن بڑھتے ہی جارہے تھے اس لئے ایک دوسرا مقام ''دارالحکومت'' بنانے کے لئے تجویز کیا گیا۔ ''فاس'' میں بنی بوغش اور بنی حسیر اور زاغہ رہتے تھے ''بنی بوغش'' میں کچھ لوگ 'مجوسی' تھے اور کچھ یہودی اور نصاریٰ۔ فاس ہی کی ایک جگہ ''شیبوبیہ'' میں مجوسیوں کا آتشکدہ تھا یہ لوگ ''ادریس'' کے ہاتھ پر مسلمان ہوگئے تھے مگر ان لوگوں میں پہلے ہی سے آپس میں جھگڑا پڑا ہوا تھا۔ ادریس نے ان لوگوں کی اصلاح کی غرض سے اپنے سکریٹری ابوالحسن عبدالملک بن مالک خزاجی کو روانہ کیا۔ اس کے بعد خود بھی ''فاس'' چلا گیا اور ''کزوادہ'' بنیاد ڈال کر تعمیر کا حکم دے دیا۔

ادریس کے ترقیاتی کام اور جہاد:...... ۱۹۲ھ میں ادریس کی سرحد بندی کرائی اور اس کے بعد ۱۹۳ھ میں قزوبین کی سرحدی دیواریں اور منارے بنوائے اور قزوبین ہی میں مکانات بنوا کر ''بولیلی'' سے وہاں آ گیا۔ ''جامع مسجد شرفاء'' بنوائی۔ قزوبین کی حدود ''باب سلسلہ'' سے نہر جوزاء 'دجرف' تک تھی اتنے ہی زمانہ میں اس کی خلافت وحکومت کی بنیاد مستحکم ہوگئی۔ حکومت وسلطنت کی ترغیب دینے والے ایلچیوں کا کام بھی باقاعدہ چل نکلا اور شاہی تزک واحتشام وغیرہ بھی مناسب رویہ سے مہیا ہوگیا۔ اس دوران ۱۹۷ھ کا دور آ گیا۔ لہٰذا وہ جہاد کے ارادے سے مصامدہ فوجیں آراستہ کر کے نکل پڑا۔ چنانچہ اس کے اکثر شہروں کو فتح کرلیا۔ اور اہل مصامدہ اس کے لئے حکومت کے سائے میں آ کر پناہ گزیں ہوگئے اس کے بعد

❶ ...... ابن اثیر کی الکامل (جلد نمبر ۴ صفحہ نمبر ۶۵) پر ابوخالد یزید بن الیاس تحریر ہے

''تلمسان'' پر چڑھائی کردی اور مسجد کو دوبارہ بنوایا اور منبر کو بھی درست کرایا۔ یہاں اس کا تین سال تک مسلسل قیام رہا ادھر بربریوں اور زناتہ کا انتظام درست ہوگیا۔ خوارج کے ایلچی منہ کی کھا کر نکل گئے۔ اور ''اشموس الاقصیٰ'' سے شلف تک خلافت عباسیہ کی حکومت منقطع ہوگئی۔

ادریس کے ساتھ بے وفائی: ..... لیکن چند ہی دنوں کے بعد ابراہیم بن اغلب نے اپنی مدبرانہ چالوں اور حکمت عملیوں سے ادریس کے اراکین دولت وسلطنت کو اپنے ساتھ ملالیا۔ چنانچہ بہلول بن عبدالواحد مظفری نے اپنی قوم سمیت ادریس کی اطاعت سے منحرف ہوکر خلیفہ ہارون الرشید کے علم حکومت کے آگے گردن اطاعت جھکادی اور ایک وفد تیار کر کے اس کے پاس ''قیروان'' آیا۔

ادریس کی حکمت عملی: ..... ادریس کو ان واقعات نے بربریوں کی طرف سے مشتبہ کردیا چنانچہ مصلحتہً اس نے ابراہیم بن اغلب سے صلح کرلی اور فتنہ وفساد فروہوگیا اس صلح کا نتیجہ آئندہ نکلا کہ ابراہیم بن اغلب کے حامی ادریسیوں سے مقابلہ نہ کرسکے اور ان ادریسیوں نے آہستہ آہستہ حکومت عباسیہ کو ''المغرب الاقصیٰ'' سے معدوم کردیا۔ خلفاء عباس سے اور تو کچھ بن نہ پڑا۔ لہٰذا ادریس پر طرح طرح کی طعن وتشنیع کرنے لگے اور ادریس اول کے نسب کے بارے میں جرح وقدح شروع کردی جو مکڑی کے جالے سے بھی کمزور تھی۔

ادریس اصغر کے بعد حکومت کے حصے: ..... اس کے بعد ادریس نے ۲۱۳ھ وفات پائی اور اس کا بیٹا محمد اس کی جگہ سریر حکومت پر بیٹھا لیکن اس کی دادی کنزہ (ادریس کی والدہ) کی یہ رائے ہوئی کہ محمد کے اور دوسرے بھائیوں کو بھی حکومت وسلطنت میں شریک اور حصہ دار بنایا جائے۔ چنانچہ اس رائے کے مطابق محمد کے باپ کے ممالک مقبوضہ اس طرح تقسیم کردیئے گئے قاسم کو طنجہ ❶ بصرہ سبتہ، تیطاوین... قلعہ حجر النسر اور اس کے مضافات .... اور قبائل دیئے گئے عمر کو.... تیکیساں، ترغہ اور وہ قبائل جو مابین ان کے صنہاجہ اور غمازہ تھے ملے.... داؤد ہوارہ کے علاقوں تسول.... تازی اور قبائل مکناسہ اور غیاسہ پر قابض ہوا۔ عبداللہ باغمات، نفیس، حبال مصامدہ، بلادلمطہ ❷ اور السوس الاقصیٰ پر حکمرانی کے لئے مخصوص ومختص کیا گیا۔ اور باصیلا، عرایش اور بلادرزغہ وغیرہ یحییٰ کے قبضہ وتصرف میں دیئے گئے۔ عیسیٰ کو ستالہ، سلا، ازمور اور تاسنا وغیرہ ملے۔ حمزہ بولیلی اور اس کے صوبہ پر متصرف ہوا ادریس کے اور دوسرے بیٹے بوجہ کم سنی کے انہی لوگوں اور اپنی دادی کنزہ کی کفالت ونگرانی میں رہے۔ اس کے علاوہ تلمسان پر سلیمان بن عبداللہ قابض ہوگیا۔

محمد اور اس کے بیٹوں کی جنگ: ..... اس طرح حصہ بخرے کرنے کے چند دنوں بعد عیسیٰ نے آزمور سے اپنے بھائی محمد پر حکومت وسلطنت حاصل کرنے کی غرض سے فوج کشی کی۔ محمد نے پہلے تو اپنے بھائی قاسم کو اس مہم پر جانے کا حکم دیا مگر قاسم نے انکار کردیا۔ تب عمر کو روانہ کیا۔ چنانچہ عمر کو اس مہم میں کامیابی حاصل ہوئی۔ عیسیٰ کو شکست دے کے اس کے تمام مقبوضہ ممالک کو اپنے بھائی محمد کی اجازت سے اپنے محروسہ ممالک میں شامل کرلیا۔ چونکہ محمد کو قاسم سے اس لئے کہ اس نے عیسیٰ سے جنگ کرنے کے لئے جانے سے انکار کردیا تھا دلی ناراضگی پیدا ہوچکی تھی لہٰذا عیسیٰ کے خلاف کامیابی کے بعد ہی محمد نے عمر کو قاسم پر حملہ کرنے کی ہدایت کی عمر نے نہایت تیزی سے سامان جنگ درست کرکے قاسم پر فوج کشی کردی دونوں بھائیوں میں متعدد لڑائیاں ہوئیں۔ چنانچہ قاسم کو شکست ہوگئی اور میدانِ جنگ عمر کے ہاتھ رہا اور اس کے بھی سارے صوبے عمر کے صوبہ میں شامل اور ملحق کردیئے گئے۔ چنانچہ ساری دریائی زمین سکسان اور بلادغمازہ سے سبتہ وطنجہ ساحل بحر روم تک اور اصیلا سلا ازمور اور بلاد تامسنا یعنی ساحل بحر کبیر تک کے علاقے عمر کے قبضہ اقتدار میں آگئے قاسم نے شکست کھانے کے بعد ترک دنیا کر کے زہد اختیار کرلیا اور ساحل اصیلا پر ایک مکان بنوا کر عبادت الٰہی میں مصروف ہوگیا اور پھر اسی حالت سے اس مقام پر اس کی وفات ہوئی۔

امیر محمد کا وفادار بھائی عمر: ..... عمر کا دائرہ حکومت عیسیٰ اور قاسم کے مقبوضات کے ملحق ہوجانے سے بہت زیادہ وسیع ہوگیا مگر وہ اپنے بھائی محمد کی اطاعت سے ذرا بھی منحرف نہ ہوا۔ بالآخر اپنے بھائی محمد ہی کے زمانہ امارت میں شہر صنہاجہ کے مقام فج الفرض ۲۲۰ھ میں اس کا انتقال ہوگیا اور فاس

❶ ..... یہاں اور اس کے علاوہ اس صفحے پر جو جگہ چھوٹی ہوئی ہے کتاب کے اصل مسودہ میں بھی اسی طرح ہے۔ (مترجم) ہمارے پاس موجود تاریخ ابن خلدون (جلد نمبر ۴ صفحہ نمبر ۱۷) جدید عربی ایڈیشن مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت پر ایسی کوئی علامت نہیں ہے جس سے معلوم ہو کہ یہاں جگہ چھوٹی ہوئی ہے۔

❷ ..... لمطہ: اقصی مغرب (مغرب کے انتہائی حصے) میں ایک علاقہ ہے جہاں بربریوں کا ایک قبیلہ رہتا تھا۔ دیکھیں معجم البلدان (جلد نمبر ۴ صفحہ نمبر ۱۸۲)

میں مدفون ہوا۔ یہی عمراُن محمودیوں کا مورث اور جداعلیٰ ہے جو اندلس میں بنوامیہ کے مدمقابل آئے تھے جیسا کہ ہم آئندہ بیان کریں گے۔

امیر محمد کے بعد:......امیر محمد نے عمر کی وفات کے بعد اس کے بیٹے علی بن عمر کو سند حکومت عطا کی اور عمر کے انتقال کے ساتویں مہینے ۲۲۱ھ میں خود بھی اس دار فانی سے عالم جاودانی کی طرف کوچ کر گیا۔ اس نے مرض الموت میں اپنے بیٹے علی کو جس کی عمر اس وقت نو سال کی تھی اپنا جانشین اور ولیعہد بنالیا تھا چنانچہ اسی بناء پر اس کے انتقال کے بعد علی بن محمد تخت حکومت پر رونق افروز ہوا۔ اراکین دولت اور امراء ملک وملت عرب، اوربہ، اور تمام بربر نے نہایت خوشی ومسرت سے اس نو عمر لڑکے کی حکومت وسلطنت کی بیعت کی اور انتہائی مستعدی سے کاروبار سلطنت کو انجام دینے لگے۔ اس کا عہد حکومت رعایا کے لئے بے حد مفید تھا اس نے اپنی حکومت کے تیرہویں سال ۲۳۴ھ میں وفات پائی اور وفات کے وقت اپنے بھائی یحییٰ بن محمد کو اپنا جانشین بنایا۔

یحییٰ بن محمد کی حکومت:......چنانچہ اس نے علی بن محمد کی وفات کے بعد زمام حکومت اپنے ہاتھ میں لے لی۔ اس کا دور حکومت نہایت مبارک ہوا، عظیم الشان دولتوں میں اس کا شمار ہوا۔ اس کے زمانہ کی ترقیاں اس وقت تک خوبی اور نیکی کے ساتھ یاد کی جاتی ہیں فاس کی آبادی میں بے حد ترقی ہوئی۔ بہت سے حمام اور منڈیاں کاروبار تجارت کے لئے بنائی گئیں دور ودراز ممالک سے تجارت پیشہ اور ذی علم لوگ فاس آ آ کر جمع ہوگئے۔

ام البنین بن محمد فہری:......اتفاق سے اہل قیروان کی ایک عورت ام البنین بنت محمد فہری یہاں آ گئی تھی ابن ابی ❶ ذرع کہتا ہے کہ اس کا اصل نام فاطمہ تھا اور یہ ہوارہ کی رہنے والی تھی اس کو کسی ذریعہ سے وراثۃً بہت سا مال مل گیا تھا اس نے یہ نیت کر لی تھی کہ میں اس مال کو کسی کار خیر میں صرف کروں گی چنانچہ اس عورت نے سرحد قزوبین مقام بیضاء میں ایک جامع مسجد کی ۲۴۵ھ میں بناء ڈالی۔ اس مقام کو امام ادریس نے اسی عورت کو جاگیر میں دے دیا تھا جامع مسجد تیار ہونے کے بعد تنگی کی وجہ سے جامع ادریس سے جمعہ موقوف ہو کر اس جامع مسجد میں خطبہ اور جمعہ ہونے لگا۔

جامع مسجد اور خانقاہ:......اس کے بعد احمد بن سعید بن ابوبکر یغرنی نے ۳۴۵ھ میں جامع مسجد کی پورے ایک صدی کے بعد اپنی خانقاہ بنوائی جیسا کہ اس تحریر سے جو اس کے رکن شرقی پر لکھی ہے ظاہر ہوتا ہے اس کے بعد منصور بن ابی عامر نے اس کی تعمیر میں اور اضافہ کیا۔ پہاڑ پر سے بذریعہ نہر پانی لایا۔ حوض درست کرایا۔ باب خفاۃ میں دروازے لگوائے پھر بادشاہان لمتونہ موحدین اور بنی مرین نے اس کی عمارت میں بہت زیادہ اضافہ کیا اور اپنی ہمتوں کو برابر اس کی مضبوطی اور تعمیر میں صرف کرتے آئے یہاں تک کہ رفتہ رفتہ بہت بڑی عمارت بن گئی۔ جیسا کہ کتب تواریخ مغرب میں مذکور ہے۔

یحییٰ بن یحییٰ:......یحییٰ بن محمد کی سند ❷ میں وفات ہوئی اور اس کی جگہ اس کا بیٹا یحییٰ بن یحییٰ کرسی امارت پر بیٹھا۔ اس نے نہایت کج خلقی سے کام لیا بدچلنی، بداطواری اور غارتگری اس کے خمیر میں تھی۔ اس کے ایک فعل شنیع اور زشت کی وجہ سے عوام الناس نے بغاوت کر دی۔ اس بغاوت کا بانی مبانی عبدالرحمٰن بن ابی سہل خرامی تھا باغیوں نے یحییٰ بن یحییٰ کو سرحد قزوبین سے سرحد اندلس کی طرف بھگا دیا یہ دوراتوں تک چھپا رہا اور آخر کار شرم وغیرت سے مر گیا۔ اس کے مرتے ہی محمد بن ادریس کے خاندان سے حکومت وسلطنت کا سلسلہ منقطع ہو گیا۔ شدہ شدہ یحییٰ کی موت کی خبر علی بن عمر تک پہنچی۔ ملک گیری کے شوق نے پُر ارمان دل میں چٹکیاں یعنی شروع کر دی ابھی اس نے کوئی ارادہ نہیں کیا تھا کہ یحییٰ کے اراکین دولت عرب، بربر اور نیز اس کے خادموں نے علی کو طلبی کے خطوط بھیجے۔

علی بن عمر کی حکومت:......چنانچہ علی اپنے جاہ وحشم کے ہمراہ فاس میں آیا۔ خواص اور عوام نے بطیب خاطر بیعت کر لی اس نے مغرب کے تمام صوبوں پر بلامزاحمت ومخاصمت غیرے قبضہ حاصل کر لیا تا آنکہ عبدالرزاق خارجی نے جبال مدیونہ سے اس کے خلاف خروج کیا، عبدالرزاق عقائد صفریہ کا پابند اور معتقد تھا علی شکست کھا کر اروبہ بھاگ گیا اور عبدالرزاق نے فاس اور سرحد اندلس پر اپنی کامیابی کا جھنڈا گاڑ دیا۔

یحییٰ بن قاسم کی حکومت:......سرحد قزوبین والوں نے یحییٰ بن قاسم بن ادریس،، صرام،، کو اپنا امیر بنالیا یحییٰ نے ان لوگوں کو مرتب ومسلح کر کے

---

❶......دیکھیں روض القرطاس (صفحہ ۲۹) ❷......اصل کتاب میں یہ جگہ خالی ہے۔

عبدالرزاق خارجی پر حملہ کر دیا۔ چنانچہ متعدد لڑائیاں ہوئیں بیان کیا جاتا ہے کہ اس نے عبدالرزاق کو اندلس کی سرحد سے نکال کر ثعلبہ بن محارب بن عبداللہ ربضی قرطبی کو جو مہلب بن ابی صفرہ کی اولاد سے تھا متعین کیا اس کے بعد عبداللہ عبود کو جو اس کا بیٹا تھا اور اس کے بعد محارب بن ثعلبہ کو یکے بعد دیگرے اسی ترتیب سے سند امارت عطا کرتا گیا یہاں تک کہ ربیع بن سلیمان نے ۲۹۲ھ میں اس کو زک دی۔ تب اس کے بجائے یحییٰ بن ادریس بن عمر (یہ علی بن عمر کا بھتیجا تھا) حمرانی کرنے لگا اور ادارسہ کے سب مقبوضہ علاقوں پر قابض اور متصرف ہو گیا۔ چنانچہ مغرب کے تمام صوبوں کے منبروں پر اس کے نام کا خطبہ پڑھا گیا۔ یہ بادشاہان بنی ادریس کا ایک مشہور حکمراں تھا۔ سیاست کے اعتبار بھی کامیابی کے ساتھ حکمرانی کی یہ فقیہ اور محدث تھا ادریسیوں میں کوئی اور بادشاہ اس کی بادشاہی اور دولت کی برابری نہیں کر سکتا۔

افریقہ کی حکومت میں شیعی شراکت: ...... اسی دوران شیعہ بھی افریقہ کی حکومت وسلطنت میں شریک اور حصہ دار ہو گئے۔ اسکندریہ کو دبالیا۔ اور مہدیہ کی حد بندی کر دی جیسا کہ ''دولت کتامہ'' کے واقعات میں بیان کیا جائے گا۔ اس کے بعد شیعی حکمران ملک مغرب کو تخت وتاراج کرنے بڑھے چنانچہ ''مصالہ بن جسوس'' سردار مکناسہ وحاکم تاہرت کو بادشاہوں مغرب سے جنگ کرنے ۳۰۵ھ میں ایک عظیم الشان فوج کا سردار بنا کر روانہ کیا۔ مکناسہ اور کتامہ کی فوجیں دریا کی طرح بڑھیں۔ یحییٰ بن ادریس (بادشاہ مغرب) اپنا مغربی لشکر مرتب کر کے مقابلے کی غرض سے مقابلہ پر آیا۔ اور بربر کی فوجیں اور اس کے سارے خدام اس کے رکاب میں تھے۔ دونوں حریفوں کا ایک کھلے میدان میں مقابلہ ہوا۔ اتفاق سے یحییٰ کو شکست ہوگئی اور وہ شکست کھا کر ''فاس'' واپس آ گیا۔ پھر صلح کے نامہ وپیام شروع ہو گئے۔ آخر کار یہ طے پایا کہ یحییٰ کچھ زرنقد سالانہ بطور خراج ادا کیا کرے اور عبداللہ شیعی کی اطاعت بھی قبول کرلے فریقین نے ان شرائط صلح کو منظور وقبول کرلیا اور باہم مصالحت ہوگئی۔ عبیداللہ اور یحییٰ میں بدستور سابق صلح قائم رہی اس نے اس کو اس کے مقبوضات پر بحال رکھا اور اپنے چچازاد بھائی موسیٰ بن ابوالعافیہ کو جو مکناسہ دسنور وتازیر کا امیر تھا۔ بربر کے تمام صوبوں کی سند حکومت عطا کی جیسا کہ ہم مکناسہ وحکومت موسیٰ کے واقعات میں بیان کریں گے۔

موسیٰ بن ابوالعافیہ اور یحییٰ: ...... موسیٰ بن ابوالعافیہ اور یحییٰ بن ادریس کی آپس میں عداوت اور دشمنی چلی آ رہی تھی جس کی وجہ سے ایک دوسرے کو مبغوض سمجھتا تھا۔ چنانچہ وقت ''مصالہ'' جنگ ثانی سے ۳۰۹ھ میں مغرب واپس آیا موسیٰ بن ابوالعافیہ نے اشارہ کر دیا ''مصالہ'' نے طلحہ بن یحییٰ بن ادریس ''حاکم فاس'' کی حکومت پر مقرر کر دیا۔ کچھ عرصے کے بعد طلحہ کو قید سے رہا کر کے ''اصیلا'' کی طرف جلاء وطن کر دیا۔ اس کے بعد یحییٰ نے افریقہ کے ارادے سے فوجیں آراستہ کر کے خروج کیا مگر موسیٰ بن ابوالعافیہ نے اس کو راستے سے گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا پھر دو برس کے بعد رہا کر دیا۔ بیچارہ یحییٰ قید سے رہائی پا کر ۳۳۱ھ میں مہدیہ چلا گیا اور سن ❶ میں ابویزید کے محاصرہ کے وقت مر گیا۔

حجام اور کتامی کی جنگ: ...... یحییٰ کے مرنے کے بعد موسیٰ بن ابوالعافیہ کی حکومت کو استحکام واستقلال مکمل طور سے حاصل ہو گیا اس واقعہ سے پہلے ۳۱۳ھ میں حسن بن محمد بن قاسم بن ادریس حجام نے فاس میں ریحان کتامی کے خلاف علم مخالفت بلند کیا تھا اور جنگ لڑ کر ریحان کو فاس سے نکال باہر کر دیا تھا۔ پھر وہ دو برس تک فاس پر قابض رہا اس کے بعد موسیٰ بن ابوالعافیہ نے حسن پر فوج کشی کی۔ دونوں حریفوں میں متعدد اور سخت لڑائیاں ہوئیں۔ انہی لڑائیوں میں منہال بن موسیٰ مارا گیا اور آخر کار ایک ہزار سے زائد جانوں کے تلف ہونے کے بعد لڑائی کا سلسلہ منقطع ہو گیا۔ حسن شکست کھا کر فاس کی طرف بھاگا حامد بن حمدان اوربی نے اس سے بدعہدی کی لیکن حامد کو حسن پر کسی قسم کی دسترس نہ حاصل ہو سکی لہٰذا موسیٰ کے پاس فاس پر قبضہ کرنے کا پیغام بھیجا۔ چنانچہ موسیٰ نے فاس پہنچ کر قبضہ کرلیا اور قبضہ وتصرف حاصل کرنے کے بعد حامد پر حسن کو حاضر کرنے کا دباؤ ڈالنا شروع کیا مگر حامد بہانے کرنے لگا رفتہ رفتہ موسیٰ کو حسن کا سراغ مل گیا لہٰذا گرفتار کرا کے شہر پناہ کی دیوار پر لٹکا دیا۔ چنانچہ وہ گر پڑا اور اسی صدمہ سے اسی رات کو مر گیا۔

ادریس کا خاندان بصرہ میں: ...... حامد بن حمدان جان کے خوف سے مہدیہ بھاگ گیا عبداللہ بن ثعلبہ بن محارب اور اس کے دونوں بیٹے محمد اور یوسف، موسیٰ کے ہاتھ پڑ گئے موسیٰ نے ان لوگوں کی زندگانی کا خاتمہ کر دیا اسی واقعہ سے ادارسہ کی حکومت ملک مغرب سے ختم ہوگئی اور موسیٰ بن

❶ ...... اصل کتاب میں یہ جگہ خالی ہے۔ (مترجم)

ابوالعافیہ سارے بلاد مغرب پر قابض و متصرف ہو گیا محمد بن قاسم بن ادریس کے بیٹے اور اس کے بھائی حسن بلاد ساحلیہ کی طرف جلاء وطن ہو کر بھاگ گئے بصرہ پہنچ کر اپنے خاندان کے بزرگ ابراہیم بن محمد بن قاسم (حسن کے بھائی) کے پاس جمع ہوئے اور سب کے سب نے متفق ہو کر اس کو اپنا سردار بنالیا۔ ابراہیم نے ان لوگوں کے لئے حجر النسر نامی مشہور و معروف قلعہ ۳۱۷ھ میں بنوایا اور ان لوگوں کو اس میں ٹھہرایا۔ بنو عمر بن ادریس ان دنوں غمارہ میں تیجاس بیشہ اور طنجہ تک پھیلے ہوئے تھے اور ابراہیم حجر النسر میں تھا ۳۱۹ھ میں علی بن ادریس نے ابوالعیش بن ادریس بن عمر سے سبتہ چھین لیا اور ایک دستہ فوج حفاظت کی غرض سے اس میں ٹھہرایا۔

ابراہیم بن محمد کی وفات:..... اس دوران ابراہیم بن محمد کا سردار مر گیا۔ پھر اس کی جگہ اس کا بھائی قاسم کانون (حسن حجام کا بھائی) حکمرانی کرنے لگا۔ یہ قاسم، محمد بن قاسم کا بیٹا تھا اس نے موسیٰ بن ابوالعافیہ اور اس کے مذہب سے منحرف ہو کر شیعہ کے علم حکومت کی اطاعت قبول کر لی تھی اسی کے زمانہ سے حکومت و سلطنت کا سلسلہ اس کے خاندان میں جاری ہو گیا اور غمارہ اس کی دولت کے ارا کین اور اس کی سلطنت کے بازو بنے رہے جیسا کہ غمارہ کے حالات میں ہم بیان کریں گے۔

خلفاء مروانیہ:..... ان واقعات کے بعد خلفاء مروانیہ حکمرانان قرطبہ کے مبلغ مغرب کے علاقوں میں پھیل گئے اور زناتہ کو طاقت کے زور پر دبالیا اس کے بعد بنی ایوب اور ان کے بعد معراوہ، فاس پر قابض ہو گئے اور ادارسہ غمارہ کے ساتھ ریف میں جا کر ٹھہر گئے شہر بصرہ، حجر النسر، سبتہ اور اصیلا میں ان کی حکومت اور سلطنت بنی محمد اور بنی عمر کے ذریعہ قائم ہو گئی۔ چند دنوں کے بعد مروانیوں نے ان پر قابو پالیا اور یہ ان کو اندلس تک پامال کرتے چلے گئے اور بالآخران لوگوں کو اسکندریہ کی طرف جلاء وطن کر دیا۔ غرض عبیدی بن کانون نے اپنے بادشاہ کی تلاش میں اپنے قاصد ملک مغرب روانہ کئے مگر منصور بن ابی عامر نے ان کو پکڑ کر قتل کر دیا۔

سلطان اور یہ کی حکومت کا خاتمہ:..... اسی کے زمانہ میں ان کی حکومت و سلطنت اور ملک مغرب کے سلطان اور یہ کی دولت کا خاتمہ ہو گیا۔ یہ اُن ادریسیوں کی نسل سے تھا جنہوں نے غمارہ میں آ کر پناہ لی تھی اور اندلس میں اموی حکمرانوں کے مزاحم و معاصر تھے چنانچہ جس وقت ان "ادریسیوں" کی حکومت و سلطنت ختم ہو گئی۔ اور وہ لوگ پریشان ہو کر غمارہ میں آ کے پناہ گزیں ہوئے تو وہاں پہنچ کر ان لوگوں نے ایک نئی حکومت کی بنیاد ڈالی جو ایک عرصے تک بنی محمد اور بنی عمر (ادریس بن ادریس کی اولاد) میں قائم رہی یہی وجہ تھی کہ "بربریوں" کا ان سے میل جول تھا اور وہ ان اطاعت و فرمانبرداری کی طرف مائل وراغب رہے بنوحمود بھی ❶ "غمارہ" ہی سے تھے مستعین سے جنگ میں بربریوں کے ساتھ "ملک مغرب" آ گئے تھے اور حکمت عملی سے حکومت کی باگ دوڑ اپنے ہاتھ میں لے لی تھی اور اندلس کے حکمران بن گئے تھے جیسا کہ آپ ان کے حالات میں یہ واقعات پڑھیں گے۔

سلیمان (ادریسی):..... سلیمان (ادریس اکبر کا بھائی) عباسیوں کے زمانہ میں ملک مغرب بھاگ گیا تھا۔ اور "ادریس" کے مرنے کے بعد اطراف "تاہرت" میں مقیم ہو گیا اور وہیں حکومت و سلطنت کا دعویٰ دار بن گیا۔ بربریوں نے اسے قبول کر لیا۔ ادھر "اغالبہ" کے ارا کین دولت پنجے جھاڑ کر اس کے پیچھے پڑ گئے۔ اسی تگ و دو میں اس کے نسب کی تصحیح ہو گئی چنانچہ بڑی مشکل سے تلمسان پہنچا اور اپنی مدبرانہ چالوں اور حکمت عملی سے اس پر قابض ہو گیا "زناتہ" اور تمام بربری قبائل نے اس کو خاندان حکومت کا ایک ممبر تصور کر کے اس کی اطاعت قبول کر لی۔ اس کے بعد اس کا بیٹا محمد بن سلیمان حکمراں بنا۔ تھوڑے دنوں بعد اس کے بیٹوں میں نفاق پیدا ہو گیا۔ چنانچہ حکومت کرنے کی غرض سے "المغرب الاوسط" میں پھیل گئے۔ آپس میں حکومت و سلطنت کے حصہ بخرے کر لئے۔ تلمسان پر محمد بن احمد بن قاسم بن محمد بن احمد قابض ہو گیا۔ میرا خیال یہ ہے کہ قاسم وہی ہے جس کے نسب کا بنو عبدالود دعویٰ کرتے ہیں کیونکہ یہ قاسم بن ادریس اس دعویٰ سے بہت زیادہ مشابہت رکھتا ہے۔

عیسیٰ بن محمد بن سلیمان:..... ارشکول کی حکومت عیسیٰ بن محمد بن سلیمان کے قبضہ میں رہی یہ شخص "شیعیت" کی طرف مائل تھا 'جرادہ' کی حکمرانی ادریس بن محمد بن سلیمان کے قبضہ میں چلی گئی۔ اس کے بعد ابوالعیش عیسیٰ (اس کا بیٹا) حکمراں بنا۔ اسی زمانہ سے اس صوبہ کی امارت کی کرسی پر اس کی

❶..... اصل کتاب میں یہ جگہ خالی ہے۔ (مترجم)

ائندہ نسلیں قابض رہتی چلی آئیں۔ چنانچہ اس کے بعد اس کا بیٹا ابراہیم بن عیسیٰ پھر اس کا بیٹا یحییٰ بن ابراہیم اور اس کے بعد اس کا بھائی ادریس بن ابراہیم تخت حکومت پر یکے بعد دیگرے جلوہ افروز ہوئے۔ ادریس بن ابراہیم حاکم ''ارشکول'' اور خلیفہ عبدالرحمٰن ناصر کے دوستانہ مراسم تھے۔ علی ہذا یحییٰ کو بھی اسی قسم کا اس سے تعلق تھا۔ حکومت شیعہ کے سپہ سالار میسور کو اس کی طرف سے شبہہ پیدا ہو گیا۔ چنانچہ اس نے موقع پا کر ۳۲۳ھ میں گرفتار کر لیا پھر جب موسیٰ بن ابوالعافیہ نے دولت شیعہ کے ارکین کا ساتھ چھوڑ کے خلافت علویہ کی دعوت کی بناء ڈالی اور حسن بن ابوالعیش عیسیٰ کا جرادہ میں محاصرہ گیا اور جنگ کر کے جرادہ کو حسن سے چھین لیا تو حسن بھاگ کر ادریس بن ابراہیم حاکم ارشکول کے پاس چلا گیا۔ بوری بن موسیٰ بن ابوالعافیہ نے تعاقب کیا اور ارشکول پہنچ کر دونوں کا محاصرہ کر لیا۔ آخر کار بوری نے طاقت کے ذریعے ان دونوں کو گرفتار کر لیا اور پابزنجیر خلیفہ ناصر کے پاس بھیجد یا خلیفہ ناصر نے ان دونوں کو قرطبہ میں ٹھہرایا۔

تنس پر زیری من مناد کا قبضہ:...... تنس کا صوبہ ابراہیم بن محمد بن سلیمان کے قبضہ میں تھا اس کے بعد اس کا بیٹا محمد اور اس کے بعد اس کا بیٹا یحییٰ بن محمد پھر اس کا بیٹا علی بن یحییٰ جانشین ہوا۔ اسی کے زمانہ میں زیری بن مناد ۳۴۲ھ میں تنس پر قابض ہو گیا تھا۔ اور یحییٰ اپنی جان بچا کر جبر بن محمد بن خرز کے پاس بھاگ گیا۔ اس کے دونوں بیٹے حمزہ اور یحییٰ ناصر کے پاس چلے گئے۔ چنانچہ ناصر نے عزت واحترام سے ملاقات کی۔ کچھ عرصے کے بعد یحییٰ اپنی بگڑی حالت درست کر کے دوبارہ تنس پر قبضہ کرنے کے لئے پھر آیا مگر کامیاب نہ ہو سکا۔

بقیہ لوگوں کے ٹھکانے:...... اسی ابراہیم (حاکم تنس) کی اولاد میں سے احمد بن عیسیٰ بن ابراہیم حاکم سوق (بازار) ابراہیم اور سلیمان بن محمد بن ابراہیم تھے جو المغرب الاوسط کے رئیس تھے۔ اور بنی محمد بن سلیمان کی نسل سے یہ اور بطوش بن حناتش بن حسن بن محمد بن سلیمان تھے۔ ابن حزم کہتا ہے کہ یہ لوگ ملک مغرب میں بہت زیادہ تھے اور بلاد مغرب کی حکومت کی باگ ڈور انہیں کے قبضہ میں تھی۔ جن کی ریاستیں اور حکومتیں ختم اور منقطع ہو گئیں اور ان میں سے اب کوئی رئیس بجایہ کے اطراف میں باقی نہیں رہا۔ بنی حمزہ میں سے جو ہر، قیروان چلا گیا تھا اور ان میں سے کچھ لوگ پہاڑوں اور ان کے قرب وجوار کے دیہاتوں میں باقی رہ گئے جن سے اس مقام کے بربری واقف اور آگاہ ہیں۔ (واللہ وارث الارض ومن علیہا۔)

صاحب زنج کے حالات

صاحب زنج کا نسب:...... ابتداء ہی سے اس حکومت ودولت میں اضطراب اور تذبذب کی کیفیت پیدا ہو گئی تھی جس کی وجہ سے اس کے بانی کی حکومت مستقل اور مستحکم نہیں ہوئی۔

معتصم کے دور میں ''علویہ زیدیہ'' کے ایلچیوں نے جس کی حکومت وسلطنت کی ترغیب دینا شروع کی تھی اور جن کے حامی کثرت سے تمام علاقوں میں پیدا ہو گئے تھے۔ وہ علی بن محمد بن احمد بن عیسیٰ ❶ بن زید شہید تھے۔ جس وقت ان کی شہرت ہوئی اور علم خلافت کو ان کی بڑھتی ہوئی قوت سے خطرے کا احساس ہوا اور خلافت عباسیہ کا تاجدار اس کی روک تھام کی طرف متوجہ ہوا۔ تو علی بن محمد بھاگ گیا اور اس کے چچا کا بیٹا ''علی بن محمد بن حسن بن علی بن عیسیٰ'' اسی ہنگامہ میں قتل کر دیا گیا۔ علی بن محمد اس ہنگامہ کے بعد روپوش ہو گئے چنانچہ صاحب زنج نے ۲۵۵ھ میں یہ دعویٰ کر دیا کہ میں ہی علی بن محمد ہوں۔ کچھ عرصے کے بعد انہوں نے ظاہر ہو کر جب بصرہ پر قبضہ حاصل کیا تو صاحب زنج کی قلعی کھل گئی اس نے فوراً اس دعویٰ سے دست بردار ہو کر یحییٰ بن زید شہید جون کی طرف خود کو نسباً منسوب کر دیا۔ مسعودی اس کو طاہر بن حسین بن علی کی طرف نسباً منسوب کرتا ہے اور بعض علی بن محمد بن جعفر بن حسین بن طاہر کی طرف۔

نسب نامے کی الجھنیں:...... بہر کیف اس نسب کو صحیح ماننے میں یہ دقت ہوتی ہے کہ حسین رضی اللہ عنہ بن فاطمہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سلسلہ نسل صرف

❶ ...... النجوم الزاہرۃ (جلد نمبر ۳ صفحہ ۲۲) پر احمد بن علی بن عیسیٰ تحریر ہے۔

حضرت زین العابدین ہی سے چلا ہے۔ ابن حزم کہتا ہے کہ اس ظاہر سے اگر طاہر بن یحییٰ محدث بن حسن بن عبید اللہ بن حسن اصغر بن زین العابدین کو مراد لیا جائے تو سلسلہ نسب لمبا ہو جاتا ہے اور حسین رضی اللہ عنہ بن فاطمہ رضی اللہ عنہا تک بارہ پشتیں بن جاتی ہیں اور یہ بات قیاس وعقل سے دور معلوم ہوتی ہے کہ جس زمانہ میں صاحب زنج ظاہر ہوا اس وقت تک اس کی بارہ پشتیں ہو چکی ہوں۔

محققین کا قول: ...... علماء محققین طبری اور ابن حزم ❶ وغیرہ اس بات کا اقرار کرتے ہیں کہ یہ شخص قبیلہ عبدالقیس سے تھا رے کے مضافات میں ❷ میں رہتا تھا علی بن عبدالرحیم اس کا نام تھا چونکہ مزاج میں چل پھر زیادہ تھی لہٰذا دل میں سرداری اور گروہ بندی کا خیال پیدا ہو گیا۔ اتفاق سے انہی دنوں زید یہ فاطمیہ حکومت کا بہت دعویٰ کر رہے تھے جھٹ پٹ اس نے ایک نسب نامہ بنا کر علوی ہونے کا دعویٰ کر دیا حالانکہ اُس خاندان سے اس کا ذرا بھی تعلق نہ تھا۔

صاحب زنج کا مذہب: ...... ہمارے اس بیان کی تائید اس بات سے ہوتی ہے کہ یہ خارجی المذہب اور عقائد ازارقہ کا پابند تھا۔ دونوں گروہوں یعنی اصحاب جمل اور صفین پر لعن کرتا تھا پھر یہ شخص کس طرح صحیح النسب علوی ہو سکتا ہے۔ اور اسی وجہ سے کہ اسد نے خود کو غلط طور پر نسباً علوی بیان کیا اور اپنے دعوے کو سچائی کے ساتھ ثابت نہ کر سکا اس کا سارا کارخانہ درہم و برہم ہو گیا چنانچہ اسے قتل کر دیا گیا۔ اور اس کی حکومت کا کوئی سلسلہ قائم نہ ہو سکا اگرچہ اس نے بے حد زیادتیاں کیں، اطراف بصرہ میں غارتگری کی، بلاد اسلامیہ کو ویران اور پامال کیا، اسلامی فوج کو شکست بھی دی، امراء و اکابرین ... کو شہید بھی کیا اور اپنے لئے قلعہ بھی بنوایا جس میں وہ خود مارا گیا جیسا کہ اللہ کی سنت اللہ اس کے بندوں میں جاری ہے اس کا وقت بھی پورا ہو گیا تھا۔

ابتدائی حالات: ...... یہ تو ایک جملہ معترضہ تھا اب پھر ہم صاحب زنج کا حال تحریر کرتے ہیں کہ اس نے پہلے اُن لوگوں سے میل جول پیدا کیا جو دربار خلافت کے صاحب اور خلیفہ مستنصر کے محل کے خدام تھے۔ جب اس کے متبعین کی ایک خاصی جماعت بن گئی تو یہ اُن لوگوں کے ساتھ ۲۴۹ھ میں بحرین کی طرف چلا گیا اور یہ دعویٰ کر دیا کہ میں علوی ہوں اور حسین بن عبید اللہ بن عباس بن علی کی نسل سے ہوں۔ اور لوگوں کو اپنی اطاعت کی ترغیب دی چنانچہ اہل حجر کا ایک بڑا گروہ اس کا مطیع وفرمانبردار بن گیا اس کے بعد یہ احساء چلا گیا اور بنی تمیم کے قبیلہ میں مقیم ہوا یحییٰ بن محمد ازراق اور سلیمان بن جامع اس کے ساتھ تھے۔ اہل بحرین کی اس سے لڑائی ہوئی اور اہل بحرین نے اس کو شکست دے دی۔ عرب کا گروہ جو اس کے ساتھ رکا تھا تتر بتر ہو گیا چنانچہ پریشان ہو کر بھاگ گیا اور بصرہ پہنچا۔ ان دنوں بصرہ میں بلالیہ اور سعدیہ کے درمیان جھگڑا ہو رہا تھا اس کے آنے کی خبر محمد بن رجاء حاکم بصرہ کو ملی چنانچہ اس نے اُسکی گرفتاری اور تلاش پر پولیس کو تعینات کر دیا چنانچہ یہ تو ہاتھ نہ آیا مگر اس کا بیٹا، اس کی بیوی اور اس کے بعض ساتھی گرفتار کر لئے گئے۔

عیسیٰ بن زید کی طرف نسبت: ...... پھر یہ خود چند دنوں کے بعد دربار خلافت بغداد میں داخل ہوا اور خود کو عیسیٰ بن زید شہید کی اولاد ظاہر کرنے لگا جیسا کہ ہم ابھی اوپر بیان کر چکے ہیں کچھ عرصے بعد یہ خبر پا کر کہ بلالیہ اور سعدیہ نے محمد بن رجاء حاکم بصرہ کو بصرہ سے نکال دیا ہے اور اس کے اہل وعیال کو قید کی مصیبت سے رہائی مل گئی ہے۔ دارالخلافت بغداد سے بصرہ کی جانب ماہ رمضان ۲۵۵ھ میں لوٹ گیا۔ یحییٰ بن محمد، سلیمان بن جامع اور اہل بغداد کے بہت سے خاص اور ذی جاہ لوگ جن کو اس نے حکمت عملی سے ملا لیا تھا مثلاً جعفر بن محمد صمد ❸ حانی، علی بن ابان اور عبدان بن سمینا وغیرہ اس کے ہمراہ تھے۔

زنگی غلام اور صاحب زنج: ...... بصرہ کے قریب پہنچ کر پڑاؤ کیا اور زنگی غلاموں میں اپنے خیالات کو پھیلانے اور ان کو اپنی اطاعت کی ترغیب دینے لگا۔ زیادہ وقت گزرنے نہ پایا تھا کہ اُن زنگی غلاموں کو ان کے آقاؤں کی طرف سے برگشتہ اور بددل کر کے آزادی اور حریت کی طرف مائل کر دیا

---

❶ ...... جیسے علامہ ابن کثیر دمشقی ابن تاریخ البدایۃ والنہایۃ (جلد نمبر ۱۱ صفحہ ۱۸) پر فرماتے ہیں کہ وہ سچا نہ تھا بلکہ وہ تو صرف عبدالقیس کا ایک ملازم تھا۔ ❷ ...... تاریخ طبری اور مروج الذھب میں ''دریفن'' کے بجائے ''ورزنین'' تحریر ہے ❸ ...... یہاں صحیح لفظ الصوحانی ہے۔ دیکھیں اثیر کی الکامل (جلد نمبر ۴ صفحہ ۴۱۲)

اور جب یہ خیالات ان کے دماغ میں بیٹھ گئے تو ان کو حکومت اور ملک داری کی لالچ دلائی اور ایک جھنڈا بنایا جس پر آیۃ کریمہ ان اللّٰہ اشتری من المؤمنین انفسھم تا آخر آیۃ لکھی تھی۔ ان زنگی غلاموں کے آقا ان کی جستجو اور تلاش میں آئے۔ چنانچہ صاحب زنج اشارہ کر دیا اور وہ سیاہ بخت غلام اپنے آقاؤں کو لپٹ گئے باہم خوب لڑائی ہوئی۔ بصرہ اور ابلہ کی فوجیں سرکوبی کے لئے آئیں مگر ناکام واپس چلی گئیں۔ اس واقعہ کے بعد صاحب زنج قادسیہ چلا گیا۔ اسی دوران دربار خلافت بغداد سے ایک تازہ دم فوج اہل بصرہ کی کمک پر آ گئی مگر صاحب زنج سے یہ بھی شکست کھا گئی۔ تب ایک دوسری فوج جعلان ترکی کی کمان میں بصرہ کے کمانڈر کی حمایت پر آئی۔ آپس میں ان کی لڑائیاں ہوئیں اور آخر کار یہ بھی شکست کھا گئی اور صاحب زنج نے ابلہ وغیرہ پر قبضہ حاصل کر کے اہواز کا رخ کر لیا۔ اہواز میں ان دنوں ابراہیم بن مدبر خوارج پر حکومت کر رہا تھا۔ اُس نے اس کو بھی طاقت سے فتح کر کے ابراہیم کو گرفتار کر لیا۔ یہ واقعہ ۲۵۶ھ کا ہے۔ چند دنوں کے بعد ابراہیم زنگیوں کی قید سے نکل کر بھاگ گیا۔

سعید بن صالح کی آمد اور شکست: ...... ۲۵۷ھ میں دار الخلافت بغداد سے سعید بن صالح کو جو ان دنوں بصرہ کا گورنر تھا زنگیوں کی لڑائی پر بھیجا گیا۔ چنانچہ واسط سے فوج آرائی کر کے زنگیوں کی طرف بڑھا علی بن ابان زنگیوں کا کمانڈر مقابلہ پر آیا چنانچہ ایک سخت اور خونریز جنگ کے بعد سعید شکست کھا کر بحرین کی طرف بھاگ گیا اور بصرہ میں پہنچ کر قلعہ بندی کر لی۔ علی بن ابان نے بھی پہنچ کر محاصرہ کر لیا یہاں تک کہ سعید نے امان حاصل کر کے شہر پناہ کے دروازے کھول دیئے چنانچہ علی بن ابان نے شہر میں داخل ہو کر اسے لوٹ لیا اور جامع مسجد کو جلا کر خاک وسیاہ کر دیا۔ صاحب زنج کو اس سے ناراضگی پیدا ہوئی۔ لہٰذا اس کو بصرہ سے واپس بلا کر اس کی جگہ بصرہ پر یحییٰ بن محمد بحرانی کو مقرر کر دیا۔

محمد بن مولد کی آمد: ...... خلیفہ معتمد نے محمد بن مولد کو بصرہ کی طرف زنگیوں کے طوفان بدتمیزی کی روک تھام کے لئے روانہ فرمایا چنانچہ محمد کو اس مہم میں کامیابی حاصل ہوئی اور اس نے بصرہ سے زنگیوں کو نکال دیا۔ اس کے تھوڑے دنوں بعد زنگیوں نے محمد پر حالت غفلت میں شبخون مارا چنانچہ محمد کو اس لڑائی میں شکست ہوگئی۔ زنگیوں نے محمد کو شکست دے کر اہواز کی جانب قدم بڑھائے۔ منصور خیاط گورنر اہواز مقابلہ پر آیا لیکن اپنی ناعاقبت اندیشی کی وجہ سے شکست کھا کر میدان جنگ سے بھاگ گیا۔

موفق کی جنگیں: ...... قبل ان واقعات سے پہلے خلیفہ معتمد نے اپنے بھائی ابو احمد موفق کو مکہ معظمہ سے بلوا کر کے کوفہ، حرمین، طریق مکہ اور یمن کی حکومت عطا کر دی تھی اس کے بعد بغداد، سواد، واسط، کور دجلہ، بصرہ اور اہواز کا نظم ونسق بھی اسی کے قبضہ اقتدار میں دے دیا تھا اور یہ ہدایت کر دی تھی کہ بصرہ، کور دجلہ، یمامہ، اور بحرین پر سعید بن صالح کی جگہ یارجوج کو مقرر کرنا چنانچہ جب سعید بن صالح کو زنگیوں کے مقابلہ میں شکست ہوئی تو یارجوج نے اپنی طرف سے سعید بن صالح کی جگہ منصور بن جعفر کو مقرر کیا۔ چنانچہ زنگیوں نے اس کو شکست دے کر قتل دیا جیسا کہ ہم تحریر کر چکے ہیں۔ تب خلیفہ معتمد نے اپنے بھائی موفق کو ۲۵۸ھ میں زنگیوں کے مقابلہ پر روانہ کیا۔ اس کے مقدمۃ الجیش پر مفلح تھا۔ زنگیوں نے یہ خبر پا کر بصرہ سے نکل کر مفلح کا مقابلہ کیا۔ علی بن ابان زنگیوں کے اس لشکر کا سردار تھا۔ مگر مفلح کو بھی اس معرکہ میں شکست ہوگئی اور وہ پکڑ دھکڑ میں مارا گیا۔ اس کے لشکر کی فوج ادھر ادھر منتشر ہوگئی۔ موفق مجبوراً سامرا لوٹ آیا۔

اصطیخور کی جنگیں اور شہادت: ...... منصور خیاط کے شکست کھانے کے بعد اہواز کی حکومت اصطیخور کو عطا ہوئی یحییٰ بن محمد بحرانی (زنگیوں کا کمانڈر) جنگی کشتیوں کا بیڑہ لے کر اہواز پر قبضہ کرنے آیا ہوا تھا مگر یہ خبر سن کر کہ موفق ایک بڑی فوج کے ساتھ آیا ہوا ہے بغیر جنگ کئے واپس چلا گیا اصطیخور نے تعاقب کیا اور اس کو گرفتار کر کے سامرا لے آیا اور وہاں قتل کر دیا۔ صاحب زنج نے یحییٰ کی جگہ علی بن ابان اور سلیمان شعرانی کو روانہ کیا ان لوگوں نے ۲۵۹ھ میں اہواز کو اصطیخور ❶ کے قبضہ سے واپس چھین لیا۔ اصطیخور شکست کے بعد ایک کشتی پر سوار ہو کر بھاگا۔ لیکن چونکہ اس کا آخری وقت آ گیا تھا اتفاق سے کشتی ڈوب گئی اور مر گیا۔

موسیٰ بن بغا اور مسرور بلخی: ...... پھر خلیفہ معتمد نے ان لوگوں کی سرکوبی کے لئے موسیٰ بن بغا کو ان صوبوں کی حکومت عطا کر کے روانہ کیا چنانچہ اس

❶ ...... یہاں صحیح لفظ "اصغجون" ہے۔ دیکھیں علامہ طبری کی الرسل والملوک (جلد نمبر ۹ صفحہ ۵۰۳)

نے اپنی طرف سے نائب کے طور پر اہواز پر عبدالرحمٰن بن مفلح کو، بصرہ پر اسحاق بن کندا ❶ جق کو، باد اورد پر ابراہیم بن سلیمان کو بھیجا اور چاروں طرف سے سیاہ بخت زنگیوں پر حملہ کرنے کا حکم دیا۔ ڈیڑھ سال تک مسلسل لڑائی جاری رہی مگر کوئی فیصلہ نہ ہو سکا۔ اس کے بعد موسیٰ بن بغا نے استعفاء دے دیا چنانچہ خلیفہ معتمد نے اس کی جگہ ان صوبوں پر مسرور بلخی کو مقرر کیا اور زنگیوں کو زیر کرنے کے لئے اپنے بھائی ابواحمد موفق کو روانہ فرمایا۔

ابواحمد موفق اور یعقوب صفار:......اس روانگی سے پہلے خلیفہ معتمد نے موفق کی ولیعہدی کا اعلان کر دیا تھا کہ میرے بعد تاج و تخت اور خلافت کا مالک یہی ہوگا اور، "الناصر لدین اللہ الموفق"، کا مبارک لقب دیا تھا اور تمام مشرقی صوبوں کی اصفہان تک اور نیز حجاز کی حکومت عطا کی تھی چنانچہ موفق اس مہم کو سر کرنے کے لئے ۲۶۲ھ میں روانہ ہو گیا۔ اتفاق سے یعقوب صفار کا معاملہ پیش آ گیا جو کہ ایک بڑی فوج لے کر بغداد پر حملہ کرنے آ رہا تھا۔ اس لئے موفق، یعقوب سے لڑائی میں مصروف ہو گیا۔ اس معرکہ میں یعقوب صفار کو شکست ہوئی جتنا علاقہ اہواز کا اس کے قبضہ میں تھا نکل گیا۔ مسرور بلخی بھی اس معرکہ میں شریک ہونے بغداد آ گیا تھا۔ چنانچہ صاحب زنج کو موقع مل گیا اس نے اس کی غیر حاضری کو اپنی کامیابی کا ذریعہ سمجھ کر لوٹ مار شروع کر دی اور قادسیہ تک تخت و تاراج کرتا چلا گیا۔

شاہی فوج کی زنگیوں سے شکست:......رفتہ رفتہ یہ خبر دارالخلافت بغداد تک پہنچ گئی، لہذا دربار خلافت سے فوراً شاہی فوجیں اغرتمش اور خشتش ❷ کی کمان میں صاحب زنج کو ہوش میں لانے کے لئے روانہ کی گئیں مگر زنگیوں نے پہلے ہی معرکہ میں شاہی فوجوں کو شکست دے دی اس جنگ میں زنگیوں کا سپہ سالار سلیمان بن جامع تھا خشتش (شاہی فوج کا سپہ سالار) مارا گیا۔ علی بن ابان (زنگی کمانڈر) ایک فوج لے کر گیا ہوا تھا ان دنوں اس صوبہ کی حکومت محمد بن ہزار مرد کردی کے قبضہ میں تھی مسرور بلخی نے علی بن ابان کے ارادے سے مطلع ہو کر اہواز بچانے کے لئے احمد بن نیونہ کو روانہ کیا چنانچہ دونوں میں سخت اور خونریز لڑائیاں ہوئیں ابتداً علی بن ابان نے اہواز پر کامیابی کے ساتھ قبضہ کر لیا لیکن جب محمد بن اہزار مرد نے کردوں کو مجتمع کر کے دوبارہ حملہ کیا تو علی بن ابان کے پاؤں میدان جنگ سے اکھڑ گئے اور اس نے تشتر پہنچ کر ہی دم لیا۔ اور محمد بن ہزار مرد، سوس لوٹ آیا۔

علی بن ابان اور صاحب زنج کی جنگ:......صاحب زنج کا یہ خیال تھا کہ علی بن ابان میرے نام کا خطبہ پڑھے گا مگر یہ خیال خام نکلا وہ یعقوب صفار سے سازش کر کے اس کے نام کا خطبہ پڑھنے لگا۔ اس لئے علی بن ابان اور صاحب زنج کے درمیان ناصافی پیدا ہو گئی حتی کہ جنگ کی نوبت آ گئی جسمیں میدان صاحب زنج کے ہاتھ رہا اور علی بن ابان کو شکست ہوئی وہ تشتر چھوڑ کر بھاگ نکلا۔ اس وقت ملک فارس فتنہ و فساد سے بھرا ہوا تھا جس طرف آنکھ اٹھتی تھی جنگ اور خونریزی کے سوا کچھ نظر نہیں آتا تھا۔

زنگیوں اور شاہی فوج کی جنگیں:......ان واقعات کے بعد یعقوب صفار اہواز پر قابض ہو گیا اور زنگیوں سے مراسم پیدا کر لئے سلیمان بن جامع (زنگیوں کا مور سپہ سالار) فوجیں مرتب کر کے ملک گیری کے لئے بڑھا۔ موفق نے شہر واسط پر احمد بن مولد کو مامور کیا اور زنگیوں کی طرف سے خلیل بن ابان واسط پر حملہ آور ہوا احمد بن مولد سینہ سپر ہو کر مقابلہ پر آیا مگر خلیل نے اس کو شکست دے کر واسط کو قتل و غارت سے بھر کر قتل عام کا بازار گرم کر دیا۔ یہ واقعہ ۲۲۶ھ کا ہے فتحمند گروہ نے کامیابی کے بعد اطراف سواد میں نعمانیہ اور جرجرایا تک اپنے خیمے نصب کر لئے اور ان مقامات کے رہنے والوں کا عام طور سے خون مباح کر دیا۔ علی بن ابان ان دنوں دوبارہ اہواز کی طرف گیا ہوا تھا اور اہل اہواز کا محاصرہ کر رکھا تھا۔

تکید بخاری اور زنگیوں کی صلح:......چنانچہ "موفق" نے مسرور بلخی کو مقرر کر کے اہواز کی جانب روانہ کیا مسرور نے اپنی جانب سے تکید بخاری ❸ کو تشتر روانہ کیا علی بن ابان اور اس کے ساتھی زنگیوں نے "تکید" کی فوج کو پسپا کر دیا مگر اس واقعہ کے بعد "تکید" اور علی بن ابان کی صلح ہو گئی۔ مسرور بلخی کو اس سے شبہہ پیدا ہو گیا۔ اس نے سازش کے الزام میں تکید کو گرفتار کر لیا اور اس کی جگہ "اغرتمش" کو مقرر کیا۔ پھر اغرتمش نے پہلے حملہ میں تو زنگیوں کو شکست دے دی مگر دوسرے معرکہ میں خود شکست کھا کر بھاگ گیا۔ پھر علی بن ابان نے محمد بن ہزار مرد کردی پر فوج کشی کر دی اور رامہرمز کو اس کے

❶......یہاں صحیح لفظ "کنداج" ہے دیکھیں الرسل والملوک (جلد نمبر ۹ صفحہ ۵۰۴) ❷......یہاں صحیح لفظ خشیش ہے دیکھیں الرسل والملوک (جلد نمبر ۹ صفحہ نمبر ۵۲۴) ❸......یہاں صحیح لفظ تکین ہے دیکھیں الرسل والملوک (جلد نمبر ۹ صفحہ نمبر ۵۳۴)

قبضہ سے چھین لیا۔

محمد بن ہزار مرد کی علی بن ابان سے صلح:......محمد بن ہزار مرد نے دیکر دو لاکھ درہم سالانہ پر مصلحت کر لی اور یہ بھی وعدہ کر لیا کہ میرے تمام صوبوں میں ''علی بن ابان'' کے نام کا خطبہ پڑھا جائے گا۔ علی بن ابان اس مہم سے فارغ ہو کر ''اہواز'' کے دوسرے قلعوں کو سر کرنے بڑھا۔ ''مسرور بلخی'' کو اس کی خبر ملی تو اس نے بھی فوجیں مرتب کر کے ''علی بن ابان'' کے لشکر پر حملہ کر دیا دونوں میں خوب گھمسان کی لڑائی ہوئی آخر کار علی بن ابان شکست کھا کر بھاگا اور اس کی لشکر گاہ کو لوٹ لیا گیا۔

ابوالعباس بن ابواحمد کی روانگی:......اس واقعہ سے پہلے موفق نے اپنے بیٹے ابوالعباس کو ۲۶۶ھ میں دس ہزار فوج کے ساتھ جس وقت زنگیوں نے ''شہر واسط'' کو تاخت و تاراج کیا تھا دریا کے راستے واسط کی طرف روانہ کیا تھا۔ جنگی کشتیوں کا ایک بہت بڑا بیڑہ اس کے ساتھ تھا ابوحمزہ نصیر امیر البحر، ان جنگی کشتیوں کا انچارج تھا۔ نصیر نے ''موفق'' کو تحریر کیا کہ سلیمان بن جامع ''زنگیوں'' کی طرف سے بڑی فوج لے کر مقابلہ پر آیا ہوا ہے بری اور بحری لڑائی کا سامان بھی ہے اور اس کے مقدمۃ الجیش کا امیر ''جنانی'' ❶ ہے۔ سلیمان بن موسیٰ شعرانی بھی اپنے لشکر سمیت آ گیا ہے اور نشیبی ''واسط'' میں خیمہ زن ہوا ہے

ابوالعباس کی فتح:......چنانچہ ابوالعباس نے اپنی فوجوں کو مرتب کر کے زنگیوں پر حملہ کیا۔ سیاہ بخت زنگی لشکر مقابلہ نہ کر سکا اور پیچھے ہٹ گیا۔ چنانچہ ابوالعباس کی فوج نے بڑھ کر ان کے مورچوں پر قبضہ کر لیا اور زنگی فوجیں واسط میں ٹھہری ہوئی شاہی لشکر کا مقابلہ کرتی رہیں۔ بہت سی لڑائیاں ہوئیں اور ہر لڑائی میں زنگیوں ہی کو شکست ہوئی۔

موفق کی فتح:......''صاحب زنج'' نے اپنی مسلسل شکست سے متاثر اور خائف ہو کر علی بن ابان اور سلیمان بن جامع کو متحد ہو کر ابوالعباس بن موفق سے جنگ کرنے کا حکم دیا جاسوسوں نے موفق تک یہ خبر پہنچا دی۔ چنانچہ ''موفق'' ماہ ربیع الاول ۲۶۷ھ میں بغداد سے واسط کی طرف روانہ ہو گیا اور منیعہ پہنچ کر زنگیوں پر حملہ کر دیا۔ ''زنگی فوجیں'' اس اچانک حملہ سے گھبرا کر بھاگ گئیں۔ ابوالعباس بن موفق کے لشکر نے تعاقب کیا۔ منیعہ کا میدان کشت و خون سے سرخ ہو گیا تھا مقتولوں اور قیدیوں کی کوئی صحیح تعداد بیان نہیں کی جا سکتی جس طرف آنکھ اٹھتی تھی۔ لاشیں ہی لاشیں نظر آتی تھیں۔ فتحمند گروہ کا جو سپاہی دکھائی دیتا تھا وہ دو چار قیدیوں کو ضرور گرفتار کر کے لاتا تھا۔ منیعہ کی شہر پناہ منہدم و مسمار کر دی گئی۔ خندق جو شہر پناہ کے اردگرد تھی پاٹ دی گئی۔

منصورہ اور طہشا پر موفق کا قبضہ:......سلیمان بن موسیٰ شعرانی اور سلیمان بن جامع کسی نہ کسی طرح اپنی جان بچا کر بھاگ کھڑے ہوئے۔ ابوالعباس نے منصورہ اور طہشا ❷ کی طرف قدم بڑھائے اور پہنچتے ہی اس پر قبضہ کر لیا مال اسباب اور خزانہ وغیرہ جو کچھ تھا سب لوٹ لیا اور شہر پناہ کو منہدم کرا دیا۔ خندق پٹوا دی۔ چنانچہ سلیمان ابن جامع بھاگ کر واسط پہنچ گیا ابوالعباس بھی منصور سر کرنے کے بعد واسط کی طرف لوٹ گیا۔ اس کے بعد موفق نے اپنی فوج کو دو حصوں میں تقسیم کیا ایک حصہ پر اپنے بیٹے ہارون کو واسط میں چھوڑا اور دوسرے حصہ کو مرتب اور مسلح کر کے زنگیوں کی سرکوبی کے لئے اہواز کی طرف بڑھا۔ اتنے میں یہ خبر سنی گئی۔ کہ زنگی طہشا اور منصورہ کی طرف گئے ہیں۔ اسی وقت فوج سے چند دستہ فوج کو چند تجربہ کار کمانڈروں کی ماتحتی میں ان زنگیوں کو زیر کرنے روانہ کر دیا۔ جو طہشا اور منصورہ کی طرف بھاگ گئے تھے اور خود جس ارادے اور عزم سے نکلا تھا اس ارادے کی تکمیل کو مدنظر رکھ کر کوچ کر دیا۔ اور آہستہ آہستہ سوس پہنچا۔

زنگیوں کی امن کی درخواست:......اس وقت تک علی بن ابان اہواز ہی میں مقیم تھا۔ موفق کے آنے کی خبر سن کر چند دستہ فوج اہواز کی حفاظت پر چھوڑ کر اپنے سردار ''صاحب زنج'' کے پاس چلا گیا۔ زنگیوں میں سے جو لوگ اہواز میں باقی رہ گئے تھے انہوں نے موفق سے امن کی درخواست کی۔

❶...... یہاں صحیح لفظ الجبائی ہے دیکھیں الرسل والملوک (جلد نمبر ۹ صفحہ نمبر ۵۵۸) ❷...... یہاں صحیح لفظ طھیثا ہے دیکھیں الرسل والملوک (جلد نمبر ۹ صفحہ نمبر ۵۶۰)

چنانچہ موفق نے ان کی درخواستیں منظور کر لیں اور ان کو امن دے کے ''تشتر'' کی طرف چلا گیا۔ محمد بن عبداللہ کردی بھی ''شاہی امن'' حاصل کر کے اھواز چلا گیا۔

خبیث سے جنگ:...... موفق نے اپنے ایک بیٹے ہارون کو فرات بصرہ کی نہر ''مبارک'' پر فوج کے ساتھ ملنے کا حکم بھیجا اور دوسرے بیٹے ابوالعباس کو نہر ابی خصیب پر خبیث سے جنگ کرنے کو روانہ کیا خبیث کے کمانڈروں کے ایک گروپ نے امن کی درخواست کی جو ابوالعباس نے منظور کر لی اور امان دے کر ان کے عذر قبول کر لئے اس کے بعد لشکر مرتب کر کے شہر ''مختارہ'' پر حملہ کر دیا اور دریا کے راستے سے فوجیں بھیجیں پچاس ہزار شاہی فوج تھی اور زنگیوں کی فوج کی تعداد تین لاکھ تھی۔ ابوالعباس نے جابجا دھس اور دمدمے بندھوائے۔ جگہ جگہ منجنیقیں نصب کرائیں۔ مورچے قائم کئے اور رہنے کے لئے ''شہر موفقہ'' کا بنیادی پتھر رکھا۔ قرب وجوار کے شہروں سے رسد وغلہ منگانے کا حکم بھیجا اور ''مختار'' کی رسد وغلہ کی آمد رفت بند کر دی۔ یہ تو خشکی کا انتظام تھا دریا کے محاصرے کے لئے جنگی کشتیوں کے متعدد بیڑے ہر وقت دریا میں رہتے تھے۔ ماہ شعبان ۲۶۷ھ تک نہایت شدت کے ساتھ مختارہ کا محاصرہ کئے رہا اس کے بعد مجموعی قوت سے حملہ کر کے طاقت سے ''مختارہ'' پر کامیابی کے ساتھ قبضہ کر لیا۔

خبیث کا فرار اور ''صاحب زنج'' کا قتل:...... خبیث اپنے بیٹے ''انکلائے'' اور سلیمان بن جامع کے ساتھ ایک قلعہ کی طرف بھاگا جو اسی مقصد کے لئے پہلے سے تجویز کیا گیا تھا۔ شاہی لشکر کے ایک دستے نے تعاقب کیا۔ چنانچہ خبیث قلعہ تک نہ پہنچنے پایا تھا کہ شاہی لشکر نے اس کو گھیر لیا۔ دونوں حریفوں میں لڑائی ہوئی اور خبیث شکست کھا کر بھاگ گیا اس کے ساتھی مارے گئے اور سلیمان بن جامع کو گرفتار کر لیا گیا اس کے بعد ''صاحب زنج'' بھی اسی دار وگیر میں مارا گیا اس کا سر اتا کر موفق کے پاس لایا گیا۔ انکلائے پانچ ہزار زنگیوں کے ساتھ بھاگ کر دیناری پہنچ گیا۔ شاہی لشکر نے تعاقب کیا اور ان سب کو گرفتار کر لایا اس کے سپہ سالاروں میں سے ''درمونہ'' نامی ایک سپہ سالار شاہی لشکر کی رسد وغلہ بند کرنے ''بطیحہ'' چلا گیا تھا۔ چنانچہ جب اس کو اپنے سردار کے مارے جانے کی خبر ملی تو اس نے بھی موفق سے امن کی درخواست کر دی موفق نے اس کو بھی امن دے دیا۔

اس خداداد کامیابی کے بعد موفق چند دنوں تک اپنے شہر میں مقیم رہا اس کے بعد بصرہ، ابلہ اور کور دجلہ پر ایک شخص کو مقرر کر کے دارالخلافت بغداد کی جانب لوٹ گیا۔ چنانچہ ماہ جمادی الاول ۲۷۰ھ میں بغداد پہنچ گیا۔

صاحب زنج کا صرف ایک بیٹا محمد تھا جس کا لقب ''انکلائے'' تھا۔ زنگی زبان میں اس کے معنی ''شاہزادہ'' کے ہیں۔ پھر یحییٰ، سلیمان اور فضل گرفتار کر کے ''مطبق'' میں قید کر دیئے گئے یہاں تک مر گئے۔ واللّٰہ وارث الارض ومن علیھا

علویہ کے مبلغین دیلم وجبل کے حالات:...... ابوجعفر منصور نے ''علویہ'' میں بنی حسن سبط کو اور بنی حسن سبط میں سے ''حسن بن زید بن حسن'' کو منتخب کر کے مدینہ منورہ کی گورنری مرحمت فرمائی تھی یہ وہی شخص ہے جس نے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کی آزمائش کی تھی جیسا کہ مشہور ہے اور اسی نے ''خلیفہ منصور'' کو بنی حسن کی طرف سے بدظن ومشتبہ کیا تھا۔ ''محمد مہدی'' اور اس کے بیٹے عبداللہ کی سازش اور مخالفت کی اطلاع منصور کو اسی نے دی تھی۔ یہاں تک کہ منصور نے ان لوگوں کو گرفتار کر کے عراق بھیج دیا جیسا کہ ہم اوپر تحریر کر چکے ہیں ان کے رشتہ دار ''رے'' میں تھے اسی خاندان سے حسن بن زید بن محمد بن اسمٰعیل بن حسن (گورنر مدینہ منورہ) تھا۔

رستم کے بیٹے اور ابن اوس:...... جس وقت محمد بن اوس (جو سلیمان بن عبداللہ بن طاہر نائب محمد بن طاہر کی طرف سے طبرستان کا گورنر تھا) اور محمد وجعفر بن رستم جو کہ اطراف طبرستان کے گورنر تھے نزاع کے درمیان پیدا ہوئی جس کا ذکر اوپر ہو چکا ہے اس وقت طبرستان کے قرب وجوار کے رہنے والوں نے اس کو دیلم سے امداد کی درخواست کرنے کی ترغیب دی یہ لوگ اس وقت ''مجوسی المذہب'' تھے اور ان کا بادشاہ ''اھشوذار بن حسان'' تھا۔ ان لوگوں نے رستم کے بیٹوں کی درخواست منظور کر لی اور محمد بن اوس سے جنگ کرنے کے لئے تیار ہو گئے اس دشمنی کی بناء پر کہ محمد بن اوس نے دیلم کے شہروں کو بری طرح پامال اور تاخت وتاراج کیا تھا۔

حسن بن زید کی بیعت:...... رستم کے بیٹوں نے محمد بن ابراہیم کو طبرستان سے حکومت کرنے کے لئے بلوایا۔ مگر محمد بن ابراہیم نے خود تو منظور نہ کیا

لیکن حسن بن زید کا پتہ بتادیا کہوہ ''رے''میں ہیں اوراس بات کے مستحق ہیں ان لوگوں نے محمد بن ابراہیم کے خط کے ذریعہ حسن بن زید کو بلاوے کا خط لکھا اور بلانے کے لئے اپنے خاص اور بااعتماد آدمی روانہ کئے چنانچہ حسن بن زید ''رے'' سے ''دیلم'' تشریف لے آئے پھر صرف دیلم اور رستم کے بیٹے نہیں بلکہ بلاد طبرستان کے سارے امیروں نے متحد ہوکر حسن بن زید کی حکومت کی بیعت کرلی۔ان کے علاوہ جبال طبرستان والوں نے بھی اس کے علم حکومت کی اطاعت قبول کرلی۔حسن بن زید نے ان سب کو فوج کی شکل میں تیار کرکے آمد پر فوج کشی کردی۔محمد بن اوس بھی اپنی فوجیں تیار کرکے مقابلہ کرنے پر آیا اور آمد کے باہر لڑائی چھڑ گئی۔حسن بن زید نے چند دستہ فوج اپنی فوج سے علیحدہ کرکے ''آمد'' پر دوسری طرف سے حملہ کردیا اس وقت ''آمد'' میں گنتی کے چند سپاہیوں کے علاوہ جو انتظام اور حفاظت کے لئے شہر میں رک گئے تھے اور کوئی سردار موجود نہ تھا۔چنانچہ حسن بن زید نے انتہائی آسانی سے آمد پر قبضہ کرکے اپنی کامیابی کا جھنڈا گاڑ دیا۔محمد بن اوس گھبرا کر میدان جنگ سے بھاگ گیا۔بڑی مشکل سے اپنی جان بچا کر سلیمان بن عبداللہ بن طاہر کے پاس ''ساریہ'' پہنچا۔

سلیمان کی حسن سے شکست: ...... حسن نے تعاقب کیا اور سلیمان اپنا لشکر تیار کرکے مقابلہ پر آ گیا۔گھمسان کی لڑائی ہونے لگی اس دوران حسن نے اپنے ایک سپہ سالار کو چند دستہ فوج کے ساتھ دوسری طرف سے ساریہ پر حملہ کرنے کے لئے روانہ کیا جس کی خبر اس کی حمایت کرنے والے سلیمان بن عبداللہ کو بھی نہ تھی اس سپہ سالار نے پہنچتے ہی ساریہ پر قبضہ کرلیا۔سلیمان اس غیر متوقع شکست سے گھبرا کر جرجان کی طرف بھاگ گیا اور حسن نے اس کی لشکرگاہ اور ان سب چیزوں پر جو وہاں تھیں اس کے حرم اور اولاد سمیت قبضہ کرلیا۔اس کی حرم اور اولاد کو کشتیوں پر سوار کرا کے سلیمان کے پاس بھیج دیا۔اور مال واسباب وغیرہ ہڑپ کر گیا۔

بعض مورخین کا یہ خیال ہے کہ سلیمان نے استشیع کی وجہ سے جو بنی طاہر میں تھی جان بوجھ کر یہ شکست کھائی تھی۔

حسن کا طبرستان پر قبضہ: ...... اس کے بعد حسن بن زید نے طبرستان کا رخ کیا اور اس پر بھی قابض ہوگیا۔سلیمان فوراً طبرستان سے بھاگ گیا پھر کیا تھا ''حسن'' کے حوصلہ بڑھ گئے۔چنانچہ پورے صوبہ طبرستان میں اپنے ایلچیوں کو پھیلا دیا اور اپنے آپ کو ''داعی علوی'' کے لقب سے مشہور کیا۔ پھر ''رے'' کی طرف اپنے چچازاد بھائی قاسم بن علی بن اسماعیل کو روانہ کیا ان دنوں ''رے'' میں قاسم بن زین العابدین یسمری تھا۔چنانچہ قاسم ''رے'' پر قبضہ کرکے اپنی طرف سے اپنے نائب کے طور پر محمد بن جعفر بن احمد بن عیسیٰ بن حسین بن صغیر بن زین العابدین کو مامور کیا۔

قزوین پر قبضہ: ...... قزوین کی جانب حسین ''کوبکی'' بن احمد بن محمد بن اسمٰعیل بن محمد بن جعفر کو بھیجا۔گورنر قزوین نے اس کو شکست دے دی تب حسن بن زید نے اپنے مشہور سپہ سالار ''دواجن'' کو محمد بن میکال گورنر قزوین کی سرکوبی کے لئے روانہ کیا۔چنانچہ ''دواجن'' نے محمد کو شکست دے کر قتل کردیا۔اور قزوین پر کامیابی کے ساتھ قبضہ کرلیا۔یہ واقعہ ۲۵۰ ھ کا ہے۔

طبرستان پر سلیمان اور قزوین پر موسیٰ کا قبضہ: ...... ان واقعات کے بعد ''سلیمان بن عبداللہ بن طاہر'' نے فوجیں تیار کرکے جرجان سے طبرستان پر فوج کشی کردی۔حسن بن زید یہ خبر سنکر طبرستان چھوڑ کر دیلم چلے گئے۔اور سلیمان نے طبرستان میں داخل ہوکر قبضہ کرلیا۔اس کے بعد ساریہ کی طرف بڑھا۔قاران بن شہرزاد ❶ کے بیٹے اور اہل آمد ❷ نے حاضر ہوکر علم خلافت کی اطاعت قبول کرلی۔سلیمان نے ان کی کوتاہی معاف کردی۔ اس کے بعد محمد بن طاہر نے جنگ کے لئے حسن بن زید پر فوج کشی کی۔چنانچہ محمد اور حسن میں سخت وخونریز لڑائیاں ہوئیں۔آخرکار اس میں حسن کو شکست ہوئی تین سو چالیس نامی گرامی سردار مارے گئے۔پھر ۲۵۳ ھ میں موسیٰ بن بغان لوگوں سے جنگ کرنے کے لئے فوجیں مرتب کرکے دارالخلافت بغداد سے چلا مقام قزوین میں حسین کوبکی سے مڈبھیڑ ہوگئی حسین شکست کھا کر دیلم بھاگ گیا اور موسیٰ بن بغا نے قزوین پر قبضہ کرلیا۔

حسین کوبکی کا رے پر قبضہ: ...... اس کے بعد حسین کوبکی ۲۵۶ ھ میں بلاد دیلم سے لوٹ آیا اور بغیر کسی مزاحمت اور جنگ کے رے پر قبضہ کرلیا

❶ ...... تاریخ الکامل ابن اثیر (جلد نمبر ۴ صفحہ نمبر ۳۸۴) پر قارن بن شہریار کے دو بیٹے تحریر ہیں۔ ❷ ...... بن اثیر کی تاریخ الکامل (جلد نمبر ۴ صفحہ نمبر ۳۸۴) پر آمد کے بجائے آمل تحریر ہے اور بقول یاقوت حموی کے طبرستان کا سب سے بڑا شہر آمل ہے۔

اور قاسم بن علی اس کے بعد ہی ۲۵۷ھ میں کرخ پر قابض ہوگیا۔ اور حسن بن زید نے جرجان پر چڑھائی کی۔ محمد بن طاہر گورنر خراسان نے جرجان کو بچانے کے لئے فوجیں روانہ کیں۔ لیکن حسن بن زید نے ان کو پسپا کر کے جرجان پر کامیابی کے ساتھ قبضہ کر ہی لیا۔ اسی واقعہ سے بنی طاہر کی حکومت خراسان سے ختم ہوگئی۔ اور طوائف الملوکی کا زمانہ شروع ہوگیا۔ کہ اگر آج اس کو خراسان پر حکومت کا اعزاز حاصل ہے تو کل اس کو ہوگا۔ غرض اسی داعی نے خراسان کی حکمرانی الٹ پلٹ کر رکھ دیا، یہاں تک کہ یعقوب صفار نے خراسان کو اس کے قبضہ وتصرف سے چھین لیا۔ اس کے بعد حسین نے ۲۵۹ھ میں قومس پر اس سے قبضہ واپس لے لیا۔

طبرستان پر صفار کا قبضہ: ...... عبداللہ سنجری ❶ اور یعقوب بن لیث صفار کے درمیان ریاست سجستان کے بارے میں ایک مدت سے لڑائی چل رہی تھی چنانچہ جس وقت یعقوب کو سجستان کی حکومت مل گئی عبداللہ سنجری نے منیشاپور میں جا کے محمد طاہر سے پناہ مانگی چنانچہ محمد بن طاہر نے پناہ دے دی کچھ عرصے بعد جب یعقوب صفار نے منیشاپور پر حملہ کیا تو عبداللہ سنجری حسن بن زید کے پاس بھاگ گیا اور ساریہ میں جا کر قیام پذیر ہوگیا۔ یعقوب صفار نے حسن بن زید سے عبداللہ کو مانگا، مگر حسن بن زید نے دینے سے انکار کر دیا۔ اس بناء پر یعقوب نے ۲۶۰ھ میں حسن پر فوج کشی کی اور حسن کو لڑ کر شکست دیدی۔ حسن شکست کھا کر دیلم کے ملک میں چلا گیا اور عبداللہ سنجری نے رئے میں جا کر دم لیا۔

ساریہ اور آمد پر صفار کا قبضہ: ...... یعقوب نے کامیابی کے ساتھ ساریہ اور آمد پر قبضہ کر لیا اور سال بھر کی مالگذاری بھی وصول کر لی۔ اس کے بعد حسن کے تعاقب میں روانہ ہوا اتفاق وقت سے راستہ بھول کر طبرستان کے پہاڑوں میں پھنس گیا برسات اور راستہ کی کیچڑ سے بڑی مشکل سے اپنی جان بچا کر واپس آیا اور دربار خلافت میں حسن کے حالات اور جو کچھ اس کے ساتھ اس نے کئے تھے ان سب کو لکھ کر بھیج دیا اور عبداللہ سنجری کے تعاقب میں رئے کی جانب کوچ کیا رئے کے گورنر نے یہ خبر سن کر عبداللہ کو گرفتار کر کے یعقوب کے پاس بھیج دیا چنانچہ یعقوب نے اسے قتل کر دیا۔

طبرستان پر حسن کا قبضہ: ...... اس واقعہ کے بعد ۲۶۱ھ میں حسن بن زید اپنا لشکر درست کر کے طبرستان کی جانب واپس لوٹا اور یعقوب صفار کے عمال سے اسے چھین لیا بعد اس کے سجستانی نے یعقوب بن لیث صفار سے خراسان میں بغاوت کر دی اور خراسان کو اس کے قبضہ سے چھین لیا جیسا کہ ہم اوپر بیان کر چکے ہیں۔ ابوطلحہ بن شرکب نے اس واقعہ سے مطلع ہو کر سجستانی پر چڑھائی کر دی۔ سجستانی بھی خم ٹھونک کر میدان جنگ میں آ گیا۔ ۲۶۵ھ میں گھمسان لڑائی ہوئی اور آخر کار سجستانی نے جرجان کو ابوطلحہ کے قبضہ سے چھین لیا اس کے بعد یعقوب صفار کے انتقال کے بعد اس کے بھائی عمرو بن لیث سے جنگ کرنے کے لئے خروج کیا جیسا کہ ان کے حالات میں بیان کیا جائے گا۔

حسن بن محمد اور حسن بن زید: ...... ۲۶۶ھ میں حسن بن زید اور سجستانی کی لڑائی ہوگئی۔ حسن نے سجستانی پر فوج کشی کر دی چنانچہ اس معرکہ میں سجستانی کو شکست ہوئی۔ اور حسن نے جرجان پر قبضہ کر لیا سجستانی بھاگ کر آمد پہنچا۔ حسن نے بڑھ کر ساریہ پر قبضہ کر لیا اور حسن بن محمد بن جعفر بن عبداللہ عبیعی بن حسین اصغر بن زین العابدین کو مقرر کر کے واپس ہوگیا اس کے بعد حسن بن محمد نے حسن بن زید کی مرنے کی خبر مشہور کر دی اور حکومت وسلطنت کا دعوی دار بن گیا۔ چنانچہ ایک گروپ نے اس کے ہاتھ پر بیعت کر لی مگر اس کے تھوڑے ہی دنوں بعد حسن بن زید ساریہ پہنچ گیا اور حسن بن محمد کو گرفتار کر کے قتل کر دیا۔

حسن کی وفات محمد کی حکومت: ...... ماہ رجب ۲۷۰ھ میں حسن بن زید حاکم طبرستان کی وفات ہوگئی اور پھر اس کی جگہ اس کا بھائی محمد بن زید جانشین ہوا پہلے یہ لوگ ابن طاہر کی وجہ سے خراسان میں رہتے تھے جیسا کہ ہم اوپر بیان کر چکے ہیں اس کے بعد یعقوب صفار نے خراسان پر قبضہ کیا اور کچھ عرصے بعد احمد سجستانی نے اس سے بغاوت کی اور لڑ کر خراسان کو یعقوب کے قبضہ سے چھین لیا۔ اس واقعہ کے بعد ۲۶۵ھ میں مر گیا اور اس کی جگہ اس کا بھائی عمرو حکومت پر قابض ہوا اور فوجیں مرتب کر کے خراسان پر چڑھائی کر دی سجستانی ان دنوں میں تھا۔ دونوں میں بہت سی لڑائیاں ہوتی رہیں اور حسن مبلغ طبرستان ان دونوں کا مقابلہ کر رہا تھا یہاں تک کہ اس نے بھی وفات پائی اور اس کی جگہ اس کا بھائی محمد بن زید تخت حکومت پر جلوہ

❶ ...... یہاں صحیح لفظ سجزی ہے۔ دیکھیں ابن اثیر تاریخ الکامل (جلد نمبر ۴ صفحہ نمبر ۴۵۰)

افروز ہوا جیسا کہ آپ ابھی اوپر پڑھ چکے ہیں۔

موفق کا قزوین پر قبضہ:......انہی واقعات کے دوران موفق نے قزوین پر قبضہ کرلیا اور انتظاماً اپنے خادموں میں سے اذکوتکین کو وہاں متعین کیا اذکوتکین نے ۲۷۲ھ میں رے پر فوج کشی کی محمد بن زید، دیلم اور اہل طبرستان وخراسان کی ایک بہت بڑی فوج تیار کر کے مقابلہ لئے آیا۔ مگر کثرت فوج کے باوجود شکست کھا کر بھاگ گیا اس کی چھ ہزار فوج ماری گئی دو ہزار گرفتار کر لی گئی۔ لشکر گاہ کو لوٹ لیا گیا اور رے پر علم خلافت کا قبضہ ہو گیا اذکو تکین نے اپنے عمال کو صوبہ رے کے شہروں پر مقرر و متعین کر دیا۔

سجستانی کی وفات:......پھر سجستانی کا وقت پورا ہو گیا اور وہ داعی اجل کو لبیک کہہ کر ملک عدم کی طرف کوچ کر گیا۔ اس کی جگہ خراسان میں رافع بن لیث نامی ایک شخص طاہر کے کمانڈروں میں سے فائز ہوا محمد بن زید اور رافع کی اَن بَن ہو گئی۔ کچھ دنوں تک آپس میں لڑائیاں ہوتی رہیں آخر کار ۲۸۱ھ میں ان کی مصالحت ہو گئی ۲۸۲ھ میں رافع نے اس شرط سے محمد بن زید کے نام کا خطبہ خراسان میں پڑھوایا کہ محمد بن زید عمرو بن لیث کے مقابلے میں رافع کا معین و مددگار رہو گا۔ چنانچہ محمد بن زید نے عمرو بن لیث کو رافع بن لیث سے لڑنے کے بارے میں ملامتانہ اور دھمکی کا خط تحریر کیا۔ چنانچہ اس وقت تو کسی مصلحت سے عمرو بن لیث خاموش ہو گیا لیکن کچھ عرصے بعد عمرو بن لیث نے رافع کو دبا لیا مگر پھر بھی محمد بن زید کی بے توقیری نہ کی اور اسے اتنا موقع دے دیا کہ اس کے لئے طبرستان چھوڑ کر دیلم چلا گیا۔

عمرو بن لیث اور ماوراء النہر:......عمرو بن لیث نے خراسان پر قابض ہونے اور رافع کو قتل کرنے کے بعد خلیفہ معتضد کی خدمت میں ماوراء النہر کی حکومت کے حصوں کی درخواست بھیجی چنانچہ دربار خلافت سے اس درخواست کی منظوری ہو گئی۔ رفتہ رفتہ یہ خبر اسماعیل بن احمد سامانی کو ملی جو اس اطراف کے ممالک کا حکمران تھا۔ فوراً فوجیں تیار کر کے دریائے جیحون کو عبور کر لیا اور عمرو بن لیث سے جا بھڑا عمرو بن لیث کو اس جنگ میں شکست ہو گئی چنانچہ وہ لوٹ کر بخارا چلا گیا۔ اور وہاں سے منیشاپور روانہ ہوا منیشاپور پہنچ کر اس نے فوجیں درست کیں اور سامان جنگ فراہم کیا اور اسماعیل سامانی سے جنگ کرنے منیشاپور سے بلخ کی طرف روانہ ہوا نہر بلخ پر پہنچ کر کشتیوں کی عدم موجودگی سے کنارے پر رُک گیا۔ اسماعیل سامانی کو اس کی خبر ملی تو۔ جھٹ پٹ نہر بلخ عبور کر کے چاروں طرف سے رات ہی کے وقت ناکہ بندی کر لی۔ صبح ہوئی تو عمرو بن لیث نے خود کو اسماعیل سامانی کے محاصرہ میں پایا۔ چنانچہ عمرو بن لیث نے محاصرہ توڑ کر نکلنے کی کوشش کی۔ مگر ناکام رہا۔ چنانچہ بہت بڑی خونریز لڑائی ہوئی اور آخر کار اسماعیل سامانی نے ایک طرف سے راستہ دے دیا عمرو بن لیث اس کو غنیمت تصور کر کے اس کی طرف بڑھا۔ مگر اسماعیل کے آدمیوں نے اسے گرفتار کر لیا اور زنجیر سے باندھ کر اسماعیل کے پاس لائے۔ اسماعیل نے ۲۸۸ھ میں اسے خلیفہ معتضد کی خدمت میں روانہ کر دیا چنانچہ خلیفہ نے جیل میں ڈال دیا اور اسماعیل کو ان شہروں کی بھی حکومت عطا کر دی جو عمرو بن لیث کے قبضہ وتصرف میں تھے۔

محمد بن زید اور اسماعیل کی جنگ:......جس وقت عمرو بن لیث کی گرفتاری اور اسماعیل سامانی کی کامیابی کی خبر محمد بن زید تک پہنچی اس خیال سے کہ کہیں اسماعیل مجھ پر حملہ آور نہ ہو جائے فوجیں تیار کر کے طبرستان سے اسماعیل سے جنگ کے لئے نکل پڑا۔ اور سفر و قیام کرتا ہوا جرجان پہنچ گیا اسماعیل نے اسے اس لاحاصل خونریزی سے باز آنے کی نصیحت کی لیکن جب محمد نے انکار میں جواب دیا تو اسماعیل نے محمد بن ہارون کو ایک عظیم الشان فوج کے ساتھ محمد بن زید کے مقابلہ پر روانہ کر دیا۔ (محمد بن ہارون پہلے رافع بن ہرثمہ کا سپہ سالار میں تھا رافع کے قتل ہونے کے بعد عمرو بن لیث کی خدمت میں رہا اور عمرو بن لیث کی گرفتاری کے بعد اسماعیل سامانی کا مطیع اور ملازم ہو گیا) محمد بن زید اور محمد بن ہارون کے درمیان جرجان کے میدان میں ہنگامہ کارزار گرم ہوا۔ پہلی لڑائی میں تو محمد بن ہارون کو شکست ہوئی لیکن شکست کھانے کے بعد محمد نے اپنے پُر زور حملے سے محمد بن زید کو پسپا کر دیا اس کا سارا لشکر بے ترتیبی کے ساتھ بھاگ گیا۔ ایک گروہ اس کے لشکر کا کام آ گیا۔ اس کا بیٹا زید گرفتار کر لیا گیا اور یہ خود بھی زخمی ہوا جسکے صدمہ سے تھوڑے ہی دنوں بعد مر گیا۔ محمد بن ہارون اس کی لشکر گاہ کو لوٹ کر طبرستان کی جانب بڑھا اور اس پر قابض ومتصرف ہو گیا۔ بشارت فتح کا خط یزید کی معرفت اسماعیل کی خدمت میں روانہ کر دیا۔ اسماعیل نے خوش ہو کر اسے بخارا میں قیام کرنے کا حکم دیا اور اس کی تنخواہ بڑھا دی اور ساتھ ہی

منصب اور جاگیر بھی عطا کی۔

دیلم کے خلاف اسماعیل کی فتح:......پھر ۲۸۹ھ میں اسماعیل سامانی نے دیلم پر حملہ کیا اس وقت اس کی حکومت ابن حسان کے قبضہ اقتدار میں تھی۔ اسماعیل کو اس مہم میں بھی کامیابی نصیب ہوئی اور اس وقت سے خراسان کے علاوہ طبرستان اور جرجان پر بھی سامانی جھنڈا کامیابی کی ہوا میں اُڑنے لگا یہاں تک کہ اطروش اس ملک میں ظاہر ہوا جیسا کہ آئندہ آپ پڑھیں گے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ اس واقعہ کے زید بن محمد بن زید نے طبرستان پر حکمرانی تھی اور اس کے مرنے کے بعد اس کا بیٹا حسن بن زید کرسی حکومت پر جلوہ افروز ہوا تھا۔

اطروش کا تعارف اور شیعی محنت:......اطروش۔ عمر بن زین العابدین کی اولاد سے تھا جو خلیفہ معتصم کے دور۔ میں طالقان کا داعی تھا۔ اس کا تذکرہ آپ اوپر پڑھ چکے ہیں اطروش کا اصلی نام حسن تھا، علی بن ❶ حسین بن علی بن عمر بن زین العابدین کا بیٹا تھا، محمد بن زید کی شہادت کے بعد دیلم چلا گیا۔ اور تیرہ برس تک وہیں ٹھہرا ہوا اسلام کی دعوت اور تعلیم دیتا رہا اور محض ان لوگوں سے عُشر لینے پر اکتفا وقناعت کرتا رہا۔ اگر چہ دیلم کا بادشاہ (ابن حسان) اس کی مدافعت اور روک تھام کرتا رہتا تھا مگر پھر بھی دیلم کا ایک بڑا گروہ اس کے ہاتھ پر مسلمان ہو گیا اور اس کی اطاعت قبول کر لی۔ اطروش نے دیلم کے علاقے میں مسجدیں بنوائیں اور ان کو مذہب شیعہ زیدیہ کی تلقین وتعلیم دی چنانچہ وہ لوگ اسی مذہب کے پابند بن گئے۔

دیلم کا طبرستان پر حملے سے انکار:......اس کے بعد اطروش نے ان لوگوں کو طبرستان پر حملہ کرنے کی ترغیب دی چونکہ احمد بن اسمٰعیل بن سامان کی طرف سے محمد بن نوح طبرستان پر حکمرانی کر رہا تھا اور دیلم پر اس کے بیشمار احسانات تھے اس لئے اہل دیلم نے اطروش سے طبرستان پر حملہ آور ہونے کے بارے میں عذر کیا مگر چند دنوں کے بعد احمد سامانی نے محمد بن نوح کو حکومت طبرستان سے معزول کر کے ایک دوسرے شخص کو مامور کیا اس نے اہل طبرستان کے ساتھ بہت بُرے برتاؤ کئے ظلم وستم کا کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھا۔ چنانچہ احمد سامانی نے اس کو معزول کر کے محمد بن نوح کو دوبارہ حکومت طبرستان پر واپس بھیج دیا۔

طبرستان پر اطروش کا قبضہ:......پھر محمد بن نوح کے انتقال کے بعد ابوالعباس محمد بن ابراہیم صعلوک کو متعین کیا۔ اس نے بھی اہل دیلم اور رؤساء طبرستان کے ساتھ ظالمانہ برتاؤ کئے جس سے ان لوگوں کو ناراضگی پیدا ہوگئی۔ اور انہوں نے حسن اطروش کو طبرستان پر قبضہ کر لینے کے لئے بلوالیا حسن کی تو مانگی مراد برآئی وہ فوراً لشکر آراستہ کر کے طبرستان پر چڑھ آیا۔ ابوالعباس بھی یہ خبر پا کر مقابلہ پر آیا اور سالوس سے ایک منزل کے فاصلہ پر دریا کے کنارے جنگ کی نوبت آئی جس میں ابوالعباس کو ہزیمت شکست ہوگئی چار ہزار افراد اس معرکہ میں کام آ گئے باقی سپاہیوں پر اطروش نے سالوس میں محاصرہ کر لیا، یہاں تک کہ محصوروں نے امن کی درخواست کی اطروش نے ان لوگوں کو امن دے دیا اور آمد میں پہنچ کر پڑاؤ کر دیا بعد اس کے دور حسن بن قاسم بن علی بن عبدالرحمٰن بن قاسم بن محمد بطحانی بن قاسم بن حسن بن زید گورنر مدینہ (اطروش کا داماد) پہنچ گیا اور سارے پناہ گزینوں کو قتل کر دیا اطروش اس وقت موجود تھا۔

اطروش کا طبرستان پر قبضہ:......اطروش نے اس مہم سے فارغ ہو کر طبرستان کے پورے صوبہ پر قبضہ کر لیا اور حسن بن قاسم خود کو ،، ناصر ،، کے لقب سے یاد کرنے لگا۔ یہ واقعہ ۳۰۱ھ کا ہے۔

ابوالعباس شکست کھا کر ''رے'' چلا گیا اور پھر ''رے'' سے بغداد کی طرف کوچ کیا اس کے بعد ۳۰۲ھ میں ناصر نے آمد سے نکل کر سالوس میں پڑاؤ کیا ابوالعباس کو اس کی خبر ملی تو فوجیں مرتب کر کے پھر مقابلہ پر آ گیا دونوں حریفوں میں گھمسان کی لڑائی ہوئی۔ حسن داعی یعنی حسن بن زید نے اس کو شکست دے دی اس کے بعد سعید بن نصر بن احمد نے عساکر خراسان کے ساتھ اطروش پر ۳۰۴ھ میں حملہ کیا اور شکست دے کر اس کو قتل کر دیا۔

''اطروش'' کے مارے جانے کے بعد اس کا داماد اور اس کے بیٹے حکمرانی کرنے لگے۔ ان لوگوں کے درمیان متعدد لڑائیاں ہوئیں جیسا کہ

❶......ابن اثیر کی تاریخ الکامل (جلد نمبر ۵ صفحہ نمبر ۴۴) پر علی بن حسین کے بجائے علی بن الحسن بن علی بن عمر تحریر ہے۔

آئندہ بیان کیا جائے گا۔

طروش کی اولاد:...... اطروش کے تین بیٹے تھے ابوالقاسم، حسن، حسین اس کے لشکر کے سارے سالار اور سردار "دیلمی" تھے۔ ان میں سے لیلی بن نعمان (اس کو اطروش کے داماد حسن نے اطروش کے بعد جرجان پر مقرر کیا تھا) اور ماکان بن کالی (یہ استرآباد میں حکمرانی کرتا تھا) اس کے دیلمی سرداروں کے دوسرے گروہ میں سے اسفار بن شیرویہ (ماکان کا ساتھی تھا) سکبری اور مرداویح بھی تھے (یہ دونوں اسفار کے ساتھی تھے) اور سولویہ مرداویح کا ساتھی اور مصاحب تھا۔ ان سب کے حالات آئندہ تحریر کئے جائیں گے۔

اطروش کا داماد "داعی":...... حسن بن قاسم، اطروش کا داماد، ہر کام میں اطروش کا پیرو اور مقلد تھا اسی وجہ سے یہ "داعی صغیر" کے لقب سے یاد کیا جاتا تھا۔ اس نے ۳۰۸ھ میں دیلمی سپہ سالار لیلی بن نعمان کو جرجان پر مقرر کیا۔ اسے اس کی قوم میں بہت بڑا اعزاز وافتخار حاصل تھا اطروش اور اطروش کی اولاد سے "المویدلدین اللہ المنتصر لآل رسول اللہ" کے لقب سے یاد کرتے تھے ان دنوں خراسان کی حکومت "نصر بن احمد سامانی" کے قبضہ اقتدار میں تھی۔ اس کی سرحد طبرستان کی طرف سے "دامغان" تک تھی بنی سامان کا ایک غلام قراتکین ❶ نامی اس سرحد پر مقرر تھا اس کا اور "لیلی بن نعمان" کا جھگڑا ہوا۔ متعدد لڑائیاں ہوئیں آخر کار لیلی نے اس کو شکست دے دی۔

حسن بن قاسم کا عروج:...... اس واقعہ سے اس کی عظمت وشوکت بڑھ گئی قراتکین کا غلام "فارس" بھی اس کے پاس چلا گیا۔ اس نے فارس کی بڑی آؤ بھگت کی اور اپنی بہن کا نکاح اس سے کر کے سسرالی رشتہ قائم کرلیا اس کے بعد ابوالقاسم بن حفص جو کہ احمد بن سہل کا بھانجا اور ملوک سامانیہ کا کمانڈر تھا۔ جبکہ اس کے ماموں (احمد) کا نظام درہم برہم ہوا۔ امن کی درخواست کی۔ چنانچہ لیلی نے امن دے کر اسے اپنے پاس بلالیا۔ کچھ دن بعد حسن بن قاسم داعی صغیر نے نیشاپور پر فوج کشی کرنے کی تیاری کی۔ چنانچہ ابوالقاسم بھی اس کے ساتھ اس مہم پر گیا۔ قراتکین حاکم نیشاپور سے اس کی لڑائی ہوئی۔ چنانچہ قراتکین شکست کھا کر بھاگ گیا۔ اور حسن بن قاسم نے ۳۰۸ھ میں کامیابی کے ساتھ نیشاپور پر قبضہ کر کے اپنے نام کا خطبہ پڑھوایا، سکہ جاری کیا۔

لیلی بن نعمان کے خلاف پیش قدمی:...... اسی سال سعید بن نصر بن نجاء اسے اپنی فوجیں اپنے نامور کمانڈر حمویہ بن علی کی کمان میں لیلی بن نعمان کو ہوش میں لانے کے لئے روانہ کیں۔ محمد بن عبیداللہ یلعی ❷ ابو جعفر صعلوک، خوارزم شاہ سیجو ردوانی ❸ اور بقراخاں ❹ وغیرہ نامی گرامی کمانڈر اس مہم پر "حمویہ" کے ساتھ گئے تھے "مقام طوس" میں لیلی کی فوج سے مقابلہ ہوا دونوں حریفوں میں گھمسان کی لڑائی ہوئی۔ چنانچہ میدان "حمویہ" کے ہاتھ رہا اور لیلی شکست کھا کر آمد پہنچ گیا اور اس بے سروسامانی و پریشانی کے ساتھ آمد میں داخل ہوا کہ قلعہ بندی بھی نہ کر سکا اور بقراخان نے پہنچ کر اسے گرفتار کرلیا۔ دیلمی فوج نے مجبوراً امن کی درخواست پیش کردی۔ چنانچہ امن دے دیا گیا۔ مگر بعد میں حمویہ نے ان لوگوں کے قتل کا اشارہ کردیا تب ان لوگوں نے اس کے کمانڈروں کے دامن عاطفت میں جا کر پناہ لی۔ اس کے بعد لیلی کو پیش کیا گیا حمویہ نے اس کا سر اتار کر ماہ ربیع الاول ۳۰۹ھ میں دارالخلافت بغداد بشارت فتح کے ساتھ روانہ کردیا۔ فارس (قراتکین کا غلام) بدستور جرجان میں رہا۔

طبرستان میں علویہ کی امارت:...... آپ اوپر پڑھ چکے ہیں کہ ۳۰۴ھ میں "حسن اطروش" کے قتل کے بعد طبرستان میں اس کا داماد حسن بن قاسم "داعی صغیر" جس کا لقب ناصر تھا تخت حکومت پر بیٹھا۔

بعضے کہتے ہیں کہ حسن بن قاسم، حسن بن اطروش کا بھائی تھا جیسا کہ ابن حزم وغیرہ نے لکھا ہے لیکن یہ صحیح نہیں ہے بلکہ حسن بن قاسم، اطروش کا داماد اور حسین بن زید گورنر مدینہ کے خاندان سے تھا اس کا نبیرہ بطحانی بن قاسم بن حسن، حسن بن قاسم کا مورث اور جد اعلیٰ تھا۔

حسن بن اطروش:...... حسن بن اطروش اپنے باپ اطروش کے قتل کے وقت استرآباد میں تھا اس واقعہ کے بعد ماکان بن کالی نے حکومت

---

❶ ...... ابن اثیر کی تاریخ الکامل (جلد نمبر ۵ صفحہ نمبر ۶۸) پر بھی قراتکین تحریر ہے جبکہ ہمارے پاس جدید عربی ایڈیشن میں فراتکین تحریر ہے۔ ❷ ...... یہاں صحیح لفظ البلغمی ہے۔ دیکھیں الکامل ابن اثیر (جلد نمبر ۵ صفحہ نمبر ۶۹)۔ ❸ ...... یہاں صحیح لفظ سیجور ہے دیکھیں الکامل ابن اثیر (جلد نمبر ۵ صفحہ نمبر ۶۹)۔ ❹ ...... کامل ابن اثیر پر "بغرا" تحریر ہے۔ (جلد نمبر ۵ صفحہ ۶۹)

وسلطنت کی اس کے ہاتھ پر بیعت کی اور اس کی طرف سے ملک کا نظم ونسق سنبھالنے لگا۔ چنانچہ جب لیلی بن نعمان والی جرجان نے قراتکین کو شکست دی اور قراتکین کا غلام فارس لیلی کے پاس آ گیا اور ابوالقاسم بن حفص بھی پناہ حاصل کر کے لیلی کی خدمت میں آ گیا تو اس وقت سعید بن نصر سامانی حاکم خراسان نے اپنے نامور کمانڈر سیجور دوانی کو چار ہزار سواروں کے ساتھ جرجان کے محاصرے کے لئے روانہ کیا چنانچہ سیجور کئی مہینے تک جرجان کا محاصرہ کے رہا۔ جرجان میں محصوروں کے ساتھ حسن اور سرخاب بن وہشوادان ❶ (ماکان بن کالی کا چچازاد بھائی) امیر لشکر بھی تھا۔ جس وقت حملہ آوروں نے محصوروں پر شدت شروع کی اس وقت حسن وسرخاب آٹھ ہزار دیلمی فوج لے کر محاصرہ توڑ کر نکل گئے۔ سیجور کو اولاً ہزیمت شکست ہوئی چنانچہ محصوروں نے کامیابی کے جوش میں تعاقب کیا ادھر کمین گاہ سے سیجور کے لشکریوں نے نکل کر دیلمی فوج کام آ گئی۔ حسن دریا کے راستے بھاگ کر استرآباد پہنچ گیا۔

حسن کی فتوحات:......اس کے بعد سرخاب بھی پریشان حال استرآباد میں آ گیا دونوں ایک دوسرے سے لپٹ کر اپنی اپنی قسمت پر پھوٹ پھوٹ کر روئے اور سیجور فتحمند گروہ کو لے کر جرجان میں ٹھہرا رہا۔ چند دن بعد سرخاب مر گیا۔ چنانچہ حسن نے ماکان بن کالی کو استرآباد میں اپنا نائب مقرر کر کے ''ساریہ'' کا راستہ لیا۔

استرآباد اور ماکان بن کالی:......حسن کے چلے جانے کے بعد ''دیلمیوں'' نے جمع ہو کر ''ماکان بن کالی'' کو اپنا امیر بنالیا۔ سعید بن نصر سامانی کو اس کی خبر مل گئی چنانچہ عظیم الشان فوج ان لوگوں کے محاصرے اور سرکوبی کے لئے بھیج دی۔ چنانچہ یہ فوج ایک مدت تک ماکان بن کالی کا محاصرہ کئے رہی۔ آخر کار ''ماکان بن کالی'' استرآباد حملہ آوروں کے حوالہ کر کے ساریہ کی طرف چلا گیا۔ حملہ آور فوج نے استرآباد میں داخل ہو کر قبضہ حاصل کر لیا۔ اور ''بقراخان'' کو استرآباد کی حکومت پر مقرر کر کے جرجان اور پھر جرجان سے نیشاپور کی طرف لوٹ گیا۔ اس کے بعد ۳۱۰ھ میں ''ماکان بن کالی'' نے استرآباد کو ''بقراخان'' کے قبضہ سے چھین لیا اس کے بعد جرجان پر بھی قابض ہو گیا اور ایک مدت تک اسی شان وشوکت سے ٹھہرا رہا۔

اسفار بن شیرویہ:......پھر اس کے بعد ''اسفار بن شیرویہ'' جرجان پر قابض ہو کر استقلال واستحکام کے ساتھ حکومت کرنے لگا۔ اس کا سبب یہ بنا کہ ''اسفار بن شیرویہ'' ماکان بن کالی کا مصاحب اور جان نثار سپہ سالار تھا مگر کسی وجہ سے ''ماکان بن کالی'' کو اسفار سے ناراضگی اور کشیدگی پیدا ہو گئی۔ اس نے اسے اپنے لشکر سے نکال دیا۔ اسفار بن شیرویہ ملوک سامانیہ میں سے ''ابوبکر بن محمد بن الیسع'' کے پاس نیشاپور چلا گیا اور اس کے پاس رہنے لگا کچھ دن بعد ابوبکر نے ''اسفار'' کو ایک فوج دے کر جرجان فتح کرنے کے لئے روانہ کیا وہ زمانہ تھا کہ ''ماکان'' طبرستان چلا گیا تھا اور جرجان میں اپنے بھائی ابوالحسن علی کو مقرر کر گیا تھا۔

ابوعلی حسین کا قتل:......ایک روز رات کے وقت ''ابوالحسن'' نے ابوعلی حسین بن اطروش کو قتل کرنے کا ارادہ کیا۔ مگر اتفاق سے ابوعلی کو اس کا احساس ہو گیا۔ اس نے ابوالحسن کو گرفتار کر کے قتل کر دیا اور مکان سے نکل کر ایک گوشہ عافیت میں روپوش ہو گیا۔

اگلے دن لشکر کے کمانڈروں اور اراکین دولت کو بلا کر اس واقعہ کی اطلاع دی ان لوگوں نے ''ابوعلی حسین'' کو اس جان لیوا حادثہ سے محفوظ رہنے کی مبارکباد دی اور خوشی کے ساتھ اس کی حکومت وسلطنت کی بیعت کر لی۔ علی بن خورشید کو فوج کی سربراہی عنایت ہوئی۔ اس کے بعد ان لوگوں نے متفق ہو کر ''اسفار بن شیرویہ'' کو اپنی امداد اعانت کی غرض سے بلوالیا۔ چنانچہ ''اسفار'' ابوبکر بن محمد سے اجازت حاصل کر کے ان لوگوں کے پاس آ گیا۔ ہوتے ہوتے اس کی خبر ''ماکان بن کالی'' تک بھی پہنچی۔ تو اس نے فوجیں مرتب کر کے چڑھائی کر دی دونوں میں بہت سی لڑائیاں ہوئیں آخر کار ''ماکان کو شکست ہو گئی اور اسفار اور علی بن خورشید وغیرہ نے ''طبرستان'' پر قبضہ کر کے ابوعلی حسین کو لا کر وہیں ٹھہرایا۔ پھر کچھ عرصے ابوعلی حسین طبرستان میں مقیم رہا۔

علی بن خورشید کی وفات:......اس واقعہ کے بعد علی بن خورشید کی وفات ہو گئی۔ جس سے ماکان بن کالی کو مناسب موقع ہاتھ آ گیا۔ اس نے لشکر

❶......ہمارے پاس موجود جدید ایڈیشن میں وھسوذان تحریر ہے جبکہ اکی نسخ میں ھشوذاب ہے جو صحیح نہیں ہے۔ دیکھیں الکامل ابن اثیر (جلد نمبر ۵ صفحہ نمبر ۷۳)

تیار کر کے دوبارہ "اسفار" پر حملہ کر دیا۔ "طبرستان" میں جنگ کی نوبت آئی۔ "اسفار" نے شکست کھا کر ابوبکر بن محمد کے پاس جرجان میں جا کر دم لیا اور وہیں ٹھہرا رہا۔ یہاں تک کہ ۳۱۵ھ میں اس کا انتقال ہو گیا۔ چنانچہ نصر بن احمد بن سامان نے اسفار کو جرجان کی حکومت عنایت کی۔

طبرستان پر اسفار کا قبضہ:...... اس نے حکومت اپنے ہاتھ میں لے کر مرداویج بن دینار (یازیار) جیلی کو کمانڈر مقرر کر کے طبرستان کی طرف بڑھنے کا حکم دیا۔ چنانچہ مرداویج نے نہایت مستعدی اور مردانگی سے اس مہم کو انجام دیا اور تھوڑے ہی عرصے میں طبرستان پر کامیابی کے ساتھ قابض ہو گیا۔ اسی زمانہ میں "حسن بن قاسم داعی" اور اس کا سپہ سالار ماکان بن کالی دیلمی رے، قزوین، زنجار، ابہر اور قم وغیرہ پر قابض ہو چکا تھا حسن اور ماکان یہ خبر سن کر مرداویج کے قبضہ سے طبرستان چھڑانے دوڑ پڑے اسفار بھی فوجیں تیار کر کے میدان جنگ میں آ گیا۔ ماکان اور حسن بن قاسم داعی شکست کھا کر بھاگ گیا۔ چونکہ اس کی سخت مزاجی اور ذرا ذرا سی بھول چوک پر مواخذہ کرنے کی عادت کی وجہ سے لشکر میں بددلی پیدا ہو گئی تھی اس لئے اس کے ساتھیوں نے اسی بھگدڑ میں ساتھ چھوڑ دیا۔ اور فتحمند گروہ نے پہنچ کر اسے قتل کر دیا۔

داعی کے ہاتھوں قتل عام:...... اس کے بعد شکست خوردہ لشکر نے ایک جگہ جمع ہو کر رؤساء جبل میں سے ہذر میدان کو امیر لشکر بنانے اور حسن داعی کی گرفتاری اور اس کی جگہ ابوالحسن بن اطروش کی تقرری کا مشورہ کیا ہذر میدان مرداویج اور وشمکین کا ماموں تھا۔ کسی ذریعہ سے یہ خبر داعی تک پہنچ گئی۔ چنانچہ داعی اپنے سپہ سالاروں سمیت ابوالحسن سے ملا اور اس کو ان لوگوں سمیت جو مشورے میں شریک تھے اپنے محل میں جو جرجان میں تھا دعوت کے بہانہ سے لے گیا۔ جیسے ہی یہ لوگ داخل ہوئے ایک سرے سے سب کو قتل کر کے ڈھیر کر دیا۔

داعی کا قتل:...... اس وجہ سے دیلموں کو اس سے نفرت وکشیدگی پیدا ہو گئی چنانچہ موقع پا کر دھوکے سے قتل کر ڈالا۔ پھر اسفار نے بلا مزاحمت ومخاصمت طبرستان رے، جرجان، قزوین، زنجار، ابہر، قم اور کرج پر قبضہ کر لیا اور ملوک بنی سامان حاکم خراسان کی حکومت کا جھنڈا گاڑ دیا خود تو ساریہ میں خیمہ زن رہا اور ہارون بن بہرام کو امارت دے کر آمد روانہ کر دیا۔ ہارون کا طبعی میلان ابوجعفر کی طرف تھا جو ناصر بن اطروش کی اولاد میں سے تھا چنانچہ اس نے آمد میں پہنچ کر ابوجعفر کے نام کا خطبہ پڑھنا شروع کر دیا۔ ابوجعفر نے خوش ہو کر اپنے ایک سردار کی لڑکی سے اس کا عقد کر دیا اور مجلس عقد میں خود بھی دوسرے علویوں کے ساتھ شریک ہوا۔ اسفار کو ان واقعات کی اطلاع مل گئی، اس نے عین عقد کے دن اچانک آمد پر حملہ کر دیا اور ابوجعفر کو دوسرے سرداران علویہ سمیت گرفتار کر کے بخارا لے آیا اور وہیں پر ان سب کو قید کر دیا یہاں تک کہ اس کے ایک مدت کے بعد قید کی مصیبت سے ان لوگوں کو رہائی ملی۔

بعض مؤرخین کا قول:...... بعض مؤرخین متاخرین تحریر کرتے ہیں کہ حسن بن قاسم داعی (اطروش کے داماد) کی بیعت اطروش کی موت کے بعد کی گئی اور، ،الناصر، ، کالقب دیا گیا اس نے اپنی حکومت کی بیعت لینے کے بعد جرجان پر قبضہ کیا اور اس سے پہلے دیلم نے جعفر بن اطروش کی اطاعت قبول کر لی تھی اور اس کے مطیع بن گئے تھے پس داعی مذکور نے طبرستان پر چڑھائی کر دی اور جعفر کے قبضہ سے چھین لیا۔ جعفر بھاگ کر دنباوند پہنچ گیا جہاں علی بن احمد بن نصر نے گرفتار کر کے علی بن وہشووان بن حسان حاکم دیلم کے پاس بھیج دیا یہ اُس کے ایک صوبے کا گورنر تھا۔ چنانچہ علی نے جعفر کو قید میں ڈال دیا۔ پھر جب علی بن احمد مارا گیا تو علی بن وہشووان نے جعفر کو رہا کر دیا۔ چنانچہ جعفر نے دیلم پہنچ کر فوجیں مرتب کیں اور اس کو مسلح وآراستہ کر کے دوبارہ طبرستان کی طرف لوٹا۔ حسن یہ خبر سن کر بھاگ گیا اور جعفر نے طبرستان پر کامیابی کے ساتھ قبضہ کر لیا۔

جعفر اور حسن کی وفات:...... اس کے بعد جعفر کی وفات ہو گئی تب ابوالحسن کی حکومت کی بیعت لی گئی جو اس کے بھائی حسن کا بیٹا تھا چنانچہ جب ماکان بن کالی کو یہ بات پتہ چلی تو اس نے حسن داعی کی بیعت کر لی۔ اس نے حسن بن احمد (یہ جعفر کے بھائی کا بیٹا تھا) کو گرفتار کر کے جرجان میں قتل کرنے کے لئے نظر بند کر دیا جہاں پر اس کا بھائی ابوعلی قید تھا۔ حسن نے ایک دن ابوعلی کو قتل کر کے جرجان کے سپہ سالاروں سے اپنی امارت کی بیعت لے لی۔ اس بناء پر ماکان کی اور اس کی لڑائیاں ہوئیں آخر کار حسن بھاگ کر آمد پہنچ گیا اور وہیں اس کا انتقال ہو گیا

ابوجعفر بن محمد بن احمد کی حکومت:...... اس کے بعد اس کے بھائی ابوجعفر بن محمد بن احمد کی بیعت حکومت منعقد ہوئی ماکان نے رئے سے اس پر حملہ کیا ابوجعفر نے آمد کو خیر آباد کہہ کر ساریہ کی طرف کوچ کر دیا۔ اس وقت ساریہ میں اسفار بن شیرویہ موجود تھا ابوجعفر اور اسفار میں جنگیں ہوئیں۔ اور

میدان ابوجعفر کے ہاتھ رہا میدان جنگ سے اسفار بھاگ نکلا اور جرجان میں جا کر ابوبکر بن محمد بن الیاس کے پاس پناہ لی۔ اس کے بعد ماکان نے ابوالقاسم داعی کے ہاتھ پر حکومت وامارت کی بیعت کر لی۔ حسن داعی نے یہ خبر سن کر مرداویح سے اپنے ماموں سیداب بن بندار کا بدلہ لینے کے لئے رئے پر فوج کشی کر دی (یہ شخص ۳۲۱ھ میں جرجان کا داعی تھا) اور ماکان دیلم کی طرف واپس گیا اور طبرستان پر قبضہ کیا۔

مرداویح:..... یہیں پر ابوعلی ناصر بن اسمٰعیل بن جعفر اطروش کی حکومت کی اس نے بیعت کی زیادہ زمانہ گذرنے نہ پایا تھا کہ ابوعلی کی وفات ہوگئی ابوجعفر بن محمد بن ابوالحسن احمد بن الطروش اس واقعہ کے بعد ہی دیلم کی طرف چلا گیا۔ یہاں تک کہ مرداویح نے رئے پر قبضہ کر لیا۔ چنانچہ اس نے ابوجعفر کو دیلم سے خط وکتابت کر کے بلالیا اور بڑی آؤ بھگت سے ٹھہرایا۔ پھر جب اس نے طبرستان پر اپنی کامیابی کا جھنڈا گاڑ اور ماکان کو طبرستان سے نکال دیا تو اس نے اسی ابوجعفر کی امارت کی بیعت کی اور ،،صاحب القلنسوہ،، کے لقب سے پکارا پھر جب وہ مر گیا تو اس کے بھائی کے ہاتھ پر امارت وحکومت کی بیعت کی،، اور الثائر،، کا لقب دیا یہ ایک مدت تک دیلمیوں کے ساتھ مقیم رہا۔

مرداویح کی فتوحات:..... ۳۳۶ھ میں اس نے جرجان پر چڑھائی کی، اس وقت جرجان کی حکومت، رکن الدولہ بن بویہ کے قبضہ میں تھی اس نے اس طوفان کی روک تھام کرنے کے لئے ابن عمید کو مامور کیا۔ چنانچہ ابن عمید اور الثائر کی جنگیں ہوئیں اور ایک سخت اور عام خونریزی کے بعد ابن عمید کو کامیابی نصیب ہوگئی۔ الثائر شکست کھا کر پہاڑوں میں چھپ گیا اور وہیں پر دیلمیوں کے ساتھ ٹھہرا رہا۔ اور عجم کے حاکم اس کے نام کا خطبہ پڑھتے رہے یہاں تک کہ ۳۸۵ھ میں اپنی حکومت کے تیس برس کے بعد اس کی وفات پائی ہوگئی تب اس کے بھائی حسن بن جعفر کی امارت کی بیعت لی گئی ،، الناصر،، کا لقب دیا گیا۔ کچھ دن بعد لیکوبن وشکس (بادشاہ جبل) نے اس کو گرفتار کر کے خلفاء بغداد کے کمانڈروں کے حوالہ کر دیا۔ الناصر کی گرفتاری سے فاطمین کی حکومت وامارت ان ممالک اور پہاڑوں سے ختم اور معدوم ہوگئی (والبقاء للّٰہ وحدہ)۔

دولت اسماعیلیہ

پہلے ہم ان میں سے اُن عبیدیوں کے حالات تحریر کریں گے جنھوں نے قیروان اور قاہرہ میں حکمرانی کی اور ان کی اُس دولت وحکومت کے تذکرے تحریر کریں گے جو مشرق اور مغرب میں تھی۔

عبیدیوں کی اصل:..... ان عبیدیوں کی اصل شیعہ امامیہ سے ہے۔ ہم اوپر ان کے مذہب کی داستان، شیخین اور تمام صحابہ سے برائت کرنے کی وجہ یعنی کہ ان لوگوں کے اپنے خیال میں کہ رسول اللہ ﷺ امامت کی وصیت علی کے حق میں کر گئے تھے اس کے باوجود صحابہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو چھوڑ کے شیخین کی امامت کی بیعت کر لی تھی تفصیل سے بیان کر چکے ہیں۔ اسی وجہ سے شیعہ امامیہ اور شیعوں سے علیحدہ سمجھے جاتے ہیں ورنہ شیعوں کے تمام فرقے تفضیل علی کے قائل ہیں۔ اس اعتقاد سے زیدیہ کو امامت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کوئی دقت نہیں واقع ہوتی کیونکہ زیدیہ کے نزدیک مفضول کی امامت افضل شخص کی موجودگی میں جائز ہے۔

وصیت علی کی روایت گڑھی ہوئی ہے:..... اور نہ کیسانیہ کے اعتقادیات میں اس اعتقاد سے کچھ فرق پڑتا ہے۔ اس سبب سے کہ وہ اس وصیت کے قائل نہیں ہیں لہذا انہیں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی امامت سے کوئی دقت نہیں پیش آئی۔ اہل نقل وارباب سیر اس وصیت کا انکار کرتے ہیں درحقیقت یہ امامیہ کی اور ان کی گڑھی ہوئی وہ روایت مفتریات میں سے ہے۔

رافضی کہنے کی وجہ:..... کبھی امامیہ کو رافضی کے نام سے بھی موسوم کیا جاتا ہے۔ وجہ تسمیہ یہ بیان کی جاتی ہے کہ جس وقت زید شہید نے کوفہ میں علم حکومت کے خلاف خروج کیا اور شیعوں نے ان کے پاس آمد ورفت شروع کی اسی زمانہ میں ایک دن شیعوں نے شیخین کے بارے میں زید شہید سے بحث ومباحثہ شروع کر دیا اور یہ کہتے گئے کہ شیخین نے حضرت علی رضی اللہ عنہ پر بڑا ظلم کیا کہ خلافت سے ان کو محروم کر کے خود خلیفہ وامیر بن بیٹھے۔ مگر زید شہید نے اس خیال پر ان لوگوں سے ناراضگی اور بیزاری ظاہر کی شیعہ بولے،، اچھا تو آپ پر بھی کسی نے ظلم نہیں کیا اور خلافت وامارت میں آپ کا کوئی حق

نہیں ہے،، شیعہ یہ کہہ کر چلے گئے اور ان کا ساتھ چھوڑ دیا۔ لہذا اسی لئے رافضی کے نام سے مشہور ہو گئے (رفض کے معنی چھوڑنے کے ہیں) اور جو لوگ زید شہید کے متبع اور ان کی رفاقت میں رہے وہ لوگ زیدیہ کہلائے۔

امامیہ فرقے کی تقسیم: ...... امامیہ کے نزدیک حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بعد حضرت حسن رضی اللہ عنہ امام بنے اس کے بعد حضرت حسین رضی اللہ عنہ پھر ان کے بیٹے علی زین العابدین ان کے ان کے بیٹے محمد الباقر ان کے بعد جعفر الصادق یکے بعد دیگرے وصیت کے مطابق عہدۂ امامت سے ممتاز ہوتے گئے یہ چھ ائمہ ہیں جن کی امامت کے بارے میں رافضیوں میں سے کسی نے بھی اختلاف نہیں کیا۔ پھر جعفر صادق کے بعد دو گروہ ہو گئے ایک گروہ اثناعشریہ کہلایا اور دوسرا فرقہ اسماعیلیہ۔ اثناعشریہ اس وقت تک امامیہ کے نام سے موسوم کئے جاتے ہیں اور ان کا مذہب یہ ہے کہ صادق سے امامت منتقل ہو کر ان کے بیٹے موسیٰ کاظم کی ❶ طرف آئی۔

جعفر صادق کی وفات کے بعد: ...... ان کے والد (جعفر صادق) کے انتقال کے بعد ایلچیوں نے خروج کیا۔ ہارون الرشید کو اس کی خبر ملی چنانچہ ان کو مدینہ منورہ سے گرفتار کرا کے عیسیٰ بن جعفر کے پاس قید کیا۔ اور کچھ عرصے بعد بغداد بھیج دیا ابن شاہک کی نگرانی میں قید رکھا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ یحییٰ بن خالد نے موسیٰ کاظم کو انگور میں زہر دے دیا تھا جس سے ان کی موت وقوع میں آئی یہ واقعہ ۱۸۳ھ کا ہے۔ شیعوں نے موسیٰ کاظم کے بعد ان کے بیٹے علی رضا کو امام برحق تسلیم کیا۔ علی رضا بنی ہاشم میں ایک ممتاز اور باوقار شخص تھے ان کا زمانہ زیادہ تر خلیفہ مامون کی صحبت میں گذرا۔

علی رضا کی ولی عہدی اور وفات: ...... ۲۰۱ھ میں جبکہ طالبیوں کے دُعاۃ (ایلچی) ظاہر ہوئے اور چاروں طرف سے ان لوگوں نے خروج کرنا شروع کیا اُس وقت خلیفہ مامون نے علی رضا کو ان سیاسی پیچیدگیوں کی وجہ سے اپنا ولیعہد بنایا ان دنوں خلیفہ مامون خراسان ہی میں تھا اپنے بھائی امین کے قتل کے بعد عراق نہیں گیا تھا چنانچہ عباسیہ کو یہ بات ناگوار گذری۔ خلیفہ مامون کے چچا ابراہیم نے مہدی کے ہاتھ پر حکومت وخلافت کی بغداد میں بیعت کی اور خلیفہ مامون سے منحرف ہو گئے خلیفہ مامون کو اس کی اطلاع ملی تو خراسان سے عراق کی جانب کوچ کر دیا اور علی رضا اس کے ساتھ تھے راستے میں اتفاق سے ۲۰۳ھ میں علی رضا انتقال کر گئے۔ اور طوس میں مدفون ہوئے کہا جاتا ہے کہ خلیفہ مامون نے ان کو زہر دلا دیا تھا۔

زہر دلانے کی روایت غلط ہے: ...... روایت کی جاتی ہے کہ خلیفہ مامون ایک دن بیماری میں علی رضا کی عیادت کرنے گیا تھا اور علی رضا سے مخاطب ہو کر بولا کہ،، آپ مجھے کچھ وصیت کیجئے،، انھوں نے جواب دیا،، دیکھو تم کوئی چیز مجھے ایسی نہ دینا کہ جس پر تمھیں آئندہ ندامت ہو،، میرے نزدیک یہ روایت صحیح نہیں ہے کیونکہ خلیفہ مامون ناحق خونریزی، اور علی الخصوص اہل بیت کی خونریزی سے بالکل مبرّا اور پاک وصاف ہے الغرض شیعوں نے علی رضا کی وفات کے بعد یہ گمان کر لیا کہ ان کے بعد ان کے بیٹے محمد تقی امامت پر مقرر ہوئے خلیفہ مامون کے دربار میں ان کی بھی بڑی آؤ بھگت تھی ۲۰۵ھ میں اپنی بیٹی کا ان سے عقد کر دیا تھا ۲۲۰ھ میں انہوں کی وفات ہوگئی اور قریش کے قبرستان میں دفن کئے گئے۔

امام علی نقی ''یا ہادی'': ...... اثناعشریہ شیعہ نے پھر یہ گمان کیا کہ ان کے بعد ان کے بیٹے علی ملقب،، بہ ہادی،، امام بنے جو جواد کے نام سے بھی پکارے جاتے ہیں ۲۵۴ھ میں انہوں کا بھی انتقال کیا اور قم میں مدفون ہوئے ابن سعید کا یہ خیال ہے کہ خلیفہ مقتدر نے ان کو زہر دلوا دیا تھا ان کے بعد شیعہ اثناعشریہ نے یہ اعتقاد جمایا کہ اب کے بیٹے حسن عسکری امامت کے عہدہ ممتاز ہوئے۔ کیونکہ یہ سر من ❷ رئ میں پیدا ہوئے تھے اور اس وقت یہ عسکر کے نام سے مشہور تھا۔ حکام وقت کو ان سے خطرہ پیدا ہوا چنانچہ گرفتار کر کے وہیں قید کر دیا یہاں تک کہ ۲۶۰ھ میں ان کا انتقال ہو گیا اور مشہد میں اپنے والد کے پہلو میں مدفون ہوئے۔

---

❶ ...... ان ائمہ کرام کی ترتیب اس طرح ہے۔ (۱) حضرت علی رضی اللہ عنہ (۲) حضرت حسن رضی اللہ عنہ (۳) حضرت حسین رضی اللہ عنہ (۴) علی زین العابدین (۵) محمد الباقر (۶) جعفر الصادق (۷) موسیٰ الکاظم (۸) علی الرضا (۹) محمد جواد التقی (۱۰) علی الھادی (۱۱) ابو محمد الحسن العسکری (۱۲) محمد مہدی المنتظر (یعنی جن کا انتظار کیا جا رہا ہے) دیکھیں شجرہ نسب کے لئے۔ ضحی الاسلام مصنف احمد امین۔ (جلد نمبر ۳ صفحہ نمبر ۲۱۱)۔ ❷ ...... بقول زجاجی کے اس شہر کو پہلے سامیرا کہا جاتا تھا اور اس کی نسبت حضرت نوح علیہ السلام کے صاحب زادے سامیر کی طرف کی جاتی تھی۔ جب معتصم نے اس علاقے کو نئے سرے سے بنوایا تو اس کا نام رکھا ''سُرَّ مَنْ رای ''یعنی جس نے دیکھا خوش ہوا۔ دیکھیں معجم البلدان (جلد نمبر ۳ صفحہ نمبر ۴۲)

محمد بن حسن عسکری:......حسن عسکری وفات کے وقت اپنی بیوی کو حاملہ چھوڑ گئے تھے جس سے حسن عسکری کی وفات کے بعد محمد پیدا ہوا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ یہ اپنی والدہ کے ساتھ سرداب میں اپنے والد کے مکان میں داخل ہوئے تھے اور پھر غائب ہو گئے۔ شیعوں نے یہ گمان کیا کہ اپنے والد کے بعد یہی امام ہوتے انھیں یہ لوگ ،،مہدی،،اور،،حجت،، کے لقب سے یاد کرتے ہیں اور یہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ یہ زندہ ہیں اور زندہ رہیں گے اور مریں گے نہیں اس وقت تک ان کے آنے کا یہ انتظار کر رہے ہیں اور اسی انتظار کی وجہ ❶ سے کسی دوسرے کی امامت کے قائل نہیں ہوئے حضرت علی کی اولاد میں بسلسلہ خط مستقیم یہ بارہویں ہیں اور اسی مناسبت سے ان کے گروہ ❷ والے اثنا عشریہ کے نام سے یاد کئے جاتے ہیں۔

اثنا عشریہ کی امام کو پکار:......اس مذہب کے ماننے والے مدینہ منورہ، کرخ، ہشام، حلہ، اور عراق میں موجود ہیں۔ اس وقت تک جیسا کہ ہمیں معلوم ہوا ہے نماز مغرب پڑھ کر ایک گھوڑا جملہ ساز وسامان کے سمیت سرمن رائے پر لیجاتے ہیں اور درمیانی آواز سے نہ زیادہ بلند اور نہ زیادہ پست سے پکارتے ہیں ❸ ''ایھا الا مام اخرج الینا فان الناس منتظرون والخلق حائرون والظلم عام والحق مفقود فاخرج الینا فتقرب الرحمۃ من اللّٰہ فی اثارك ''انہی فقروں کو مکرر سہ کرر کہے جاتے ہیں تا آنکہ ستارے کنارہ آسمان پر نکل آتے ہیں اس وقت یہ لوگ اپنے اپنے مکانوں پر واپس آجاتے ہیں اور آئندہ رات کو پھر جاتے ہیں اور اسی طریقہ اور رویہ کو پورا کر کے واپس آتے ہیں۔ ان لوگوں کا یہ فعل جہل ونادانی پر مبنی ہے کیونکہ وہ لوگ ایسے شخص کا انتظار کر رہے ہیں جس کی موت کا طویل زمانہ کی بناء پر یقین ہو چکا ہے لیکن تعصب نے ان کی آنکھوں پر پٹی باندھ دی ہے اور اسی نے اُن کو اس کام پر اُبھارا ہے۔ کبھی یہ لوگ، اس بات کی تردید میں خضر کا قصہ پیش کر دیا کرتے ہیں حالانکہ یہ بھی قصہ باطل اور بے بنیاد ہے صحیح یہ ہے کہ حضرت کا انتقال ہو چکا ہے اور وہ زندہ نہیں ہیں۔

جعفر صادق کے بعد، بزعم اسماعیلیہ:......فرقہ اسماعیلیہ کا یہ گمان ہے جعفر صادق کے بعد آپ کے بیٹے اسماعیل کو امامت ملی۔ اسماعیل کا انتقال جعفر صادق کے پہلے ہو چکا تھا۔ ابوجعفر منصور خلیفہ نے ان کو طلب کیا تھا گورنر مدینہ منورہ نے لکھا کہ یہ وفات پا چکے ہیں۔ اسماعیلیہ اسماعیل کو منصوص بالامامت اس لئے سمجھتے ہیں کہ امامت کا عہدہ اپنی ہی اولاد میں باقی رہ جائے اگرچہ ان کا انتقال ان کے والد جعفر صادق کی وفات سے پہلے ہی ہو چکا تھا جیسا کہ حضرت موسیٰ نے ہارون (صلوات اللہ علیہا) کو منصوص بالامامت فرمایا تھا اُن سے پہلے انتقال کر گئے تھے اسماعیلیہ کے نزدیک واپس میں مراد سوائے ان کے کوئی اور نہیں ہے کیونکہ کسی کام کا از سرِ نو آغاز کرنے کا عقیدہ اللہ تعالیٰ پر رکھنا محال ہے۔ محمد بن اسماعیل کے بارے میں اسماعیلیہ کہتے ہیں کہ آئمہ طاہرین کی ساتویں عدد کو یہ پورا کرتے ہیں اور آئمہ مستورین میں سب سے پہلے ہیں۔ اسماعیلیہ کا یہ عقیدہ بھی ہے کہ آئمہ مستورین تین ہیں۔ دنیا کسی وقت امام سے خالی نہیں رہتی۔ امام وقت خواہ خود ظاہر ہو یا مستور اور روپوش ہو اگر روپوش ومستور ہو گا تو اس کی نشانیاں ظاہر ہوں گی اور اس کے دُعاۃ بظاہر تبلیغ احکام کر رہے ہوں گے۔ فرقہ اسماعیلیہ کا یہ خیال بھی ہے کہ عدد کے لحاظ سے ہفتہ کے دن اور آسمانوں اور ستاروں کے آئمہ بھی سات ہی ہوں گے اور نقیبوں کی تعداد بارہ ہو گی۔

ائمہ مستورین:......اسماعیلیہ کے نزدیک آئمہ مستورین میں سب سے پہلے محمد بن اسماعیل معروف بہ محمد المکتوم ہیں ان کے بعد ان کے بیٹے ،،جعفر المصدق،، پھر ان کے بیٹے محمد الحبیب پھر ان کے بیٹے عبید اللہ المہدی (صاحب حکومت افریقہ ومغرب) ہے جس کی حکومت وسلطنت کا بانی اور قائم کرنے والا ،،ابو عبداللہ شیعی تھا،، جو کتامہ میں ظاہر ہوا تھا اسی فرقہ اسماعیلیہ میں سے قرامطہ بھی ہیں جن کی حکومت اور دولت بحرین میں تھی جس کا سردار ابو سعید جنابی تھا اس کے بعد ابوالقاسم حسین بن فرخ بن وشب کوفی بنا،، جو محمد الحبیب اور اس کے بیٹے عبداللہ،، منصور،، کی طرف سے یمن کا داعی تھا یہ شخص پہلے فرقہ اثنا عشریہ میں تھا پھر جس وقت ان کے ہاتھوں سے حکومت نکل گئی تب یہ اسماعیلیہ کے عقائد کا پابند ہو گیا۔

ابوعبداللہ:......محمد الحبیب،، نے ابو عبداللہ کو اپنا ایلچی بنا کر یمن روانہ کیا تھا چنانچہ جب اس کو یہ معلوم ہوا کہ محمد بن یعفر بادشاہ صنعاء،، نے حکومت

---

❶ ......دیکھیں شہرستانی کی الملل والنحل (جلد نمبر ا صفحہ نمبر ۱۹۸) ❷ ......ہندوستان میں ہی فرقہ بکثرت پایا جاتا ہے۔ (مترجم) ❸ ......ترجمہ: اے امام ہماری طرف نکلئے۔ لوگ آپ کے منتظر ہیں، لوگ پریشان ہیں۔ ظلم عام ہو چکا۔ حق ختم ہو چکا، ہماری طرف تشریف لائیے، اللہ تعالیٰ کی رحمت آپ کے قدم بہ قدم ہو گی۔

سے توبہ کر کے زہد اور گوشہ نشینی اختیار کر لی ہے تو یہ یمن میں داخل ہو گیا۔ اس وقت یمن میں ایک بہت بڑا گروہ بنی موسیٰ، نامی قبیلہ عدن لاعہ کا تھا۔ علی بن فضل یمن کا رہنے والا اور شیعوں کا رئیس وسردار تھا۔ طاہر بن حوشب اس کی حکومت کا ناظم تھا امام محمد نے اس کو ایک خط لکھا جس میں اپنے بیٹے عبداللہ کو اپنا ولی عہد بنانا تحریر کیا تھا اور اس کو جنگ کرنے کی اجازت دی تھی۔ چنانچہ وہ امام محمد کی امامت کی دعوت دینے لگا اور ساری سرزمین یمن میں اس اعتقاد کو پھیلایا۔ اور فوجیں مرتب کیں مدائن اور صنعاء کو فتح کیا بنی یبعن کو وہاں سے مار کر نکال دیا اور اپنے ایلچیوں کو یمن، یمامہ، بحرین، سندھ، ہند اور مغرب کی طرف روانہ کر دیا۔ یہ بظاہر آل محمد کی حمایت کی دعوت دیتا تھا اور در پردہ کہا کرتا تھا کہ محمد الحبیب امام زماں روپوش ہیں۔ پھر وہ رفتہ رفتہ سارے ملک یمن پر قابض وغالب ہو گیا۔ عبیداللہ المہدی کے ایلچیوں میں سے ابوعبداللہ شیعی صاحب کتامہ تھا اور اسی کی صحبت سے رخصت ہو کر افریقہ گیا تھا اس کو کتامہ میں پہنچ کر فرقہ باطنیہ کا ایک بڑا گروہ ملا۔ یہ مذہب، کتامہ میں اس وقت سے تھا جب سے جعفر صادق نے اپنے ایلچیوں کو سرزمین مغرب کی طرف روانہ کیا تھا چنانچہ ان لوگوں نے افریقہ میں پہنچ کر قیام کیا اور اس دعوت ومذہب کو خوب پھیلایا۔ چنانچہ بربریوں کا ایک گروپ جو زیادہ تر کتامہ سے تھے اس دعوت ومذہب میں شریک اور شامل ہو گیا۔ پھر جب ابوعبداللہ شیعی (عبیداللہ المہدی کا ایلچی) سرزمین افریقہ میں داخل ہوا اور اس مذہب میں کتامہ کو داخل دیکھا تو وہ ان کی تعلیم میں مصروف ہو گیا۔ اور اس مذہب کو زندہ کرنے اور پھیلانے لگا یہاں تک کہ اس کا مقصود اسے حاصل ہو گیا اور ''عبیداللہ المہدی'' کی امامت وامارت کی بیعت لی گئی جیسا کہ ابھی ان کے حالات بیان کئے جائیں گے

دولت عبیدیہ کا پہلا حکمران:......عبیدیوں کے خاندان حکومت کا پہلا حکمران ''عبیداللہ المہدی'' بن محمد الحبیب بن جعفر مصدق بن محمد المکتوم بن جعفر صادق تھا اہل قیروان وغیرہ میں سے بعض لوگوں نے اس نسب سے انکار کیا ہے اس کا کوئی اعتبار نہیں ہے اور نہ ہی وہ محضر قابل اعتماد ہے جو دارالخلافت بغداد میں خلیفہ قادر کے دور میں اس نسب کے قدح وطعن کے بارے میں تیار کیا گیا تھا اور اس پر نامی گرامی علماء کے دستخط ثابت کئے گئے تھے۔ اس کا ذکر ہم پہلے کر چکے ہیں خلیفہ معتضد کا فرمان جو ابن اغلب کے پاس قیروان اور ابن مدرار کے پاس ''سجلماسہ'' اس کی گرفتاری کے بارے میں روانہ کیا گیا تھا (یہ اس وقت مغرب کی طرف چلا گیا تھا) اس نسب کے صحیح ہونے کی گواہی دیتا ہے اور ''شریف رضی'' کے اشعار اس پر بڑی دلیل ہیں۔ اور جن لوگوں نے ''محضر'' گواہی کے لئے دستخط کر دئے تھے وہ شہادت سمعی شہادتوں کی وقعت جیسی ہوتی ہے وہ قارئین سے مخفی نہیں ہے۔ بات یہ ہے کہ ایک صدی سے شیعان بنی عباس، جو ان عبیدیوں کے حریف اور مقابل تھے بغداد میں ان عبیدیوں کے نسب کے بارے میں مخالفت ورقابت کی وجہ سے ردوقدح کر رہے تھے۔ چنانچہ عوام الناس نے حکومت وسلطنت کی بات صحیح سمجھ لی اور اسی بناء پر گواہی کے طور پر محضر نسب پر دستخط بھی ہو گئے باوجودیکہ یہ شہادت انکار کی تھی مگر پھر بھی فطرتاً ظہور کے وقت ان عبیدیوں کے لوگوں نے حتی کہ اہل مکہ ومدینہ نے بھی ان کی اطاعت قبول کر لی اور یہ بات ان کا نسب صحیح ہونے کی قوی ترین دلیل ہے اور جن لوگوں نے ان ❶ کو نسباً یہودی یا نصرانی بتایا اور میمون قداح وغیرہ کی جانب ان کو منسوب کیا ہے ان کے لئے اس افتراء پردازی ❷ اور جھوٹ کا گناہ کافی ہے۔

عبیدیوں کا گروہ:......ان عبیدیوں کے حامی اور گروہ والے مشرق، یمن، اور افریقہ میں تھے شروع میں ان کا ظہور افریقہ میں حلوانی اور ابوسفیان کے جانے سے ہوا، جو ان کے حامی تھے انھیں جعفر صادق نے افریقہ روانہ کیا تھا اور یہ ارشاد کیا تھا کہ مغرب کی زمین شور ہے تم لوگ جا کر اس کو قابل زراعت بناؤ یہاں تک کہ کاشتکار اصلی بیج لے کر آئے۔ چنانچہ حلوانی اور ابوسفیان سرزمین مغرب میں گئے ایک نے شہر مرغہ میں قیام کیا دوسرے نے سوق حمار میں۔ یہ دونوں شہر کتامہ کے مضافات تھے۔ انہی دونوں کے توسط سے ان علاقوں میں یہ مذہب پھیلا۔ اس وقت تک محمد الحبیب مقام سلمیہ ❸ حمص میں قیام پذیر تھا اس کے گروہ کے لوگ جب حسین بن علی کی قبر کی زیارت کرنے آتے تو اس کی بھی زیارت ضرور کیا کرتے تھے۔

---

❶......دیکھیں ابن اثیر کی تاریخ الکامل (جلد نمبر ۵ صفحہ نمبر ۱۲) اور تاریخ افریقہ اور مغرب کے مصنف امیر عبدالعزیز کا خیال ہے کہ ان کا نسب یہودیوں سے جا ملتا ہے۔ ❷......یہاں عربی میں لفظ سفسفہ استعمال ہوا ہے جو جمع ہے۔ واحد سفساف ہے۔ یعنی ہر چیز کا ناپسندیدہ حصہ یا کوئی حقیر بات۔ حدیث شریف میں ہے کہ اللہ تعالیٰ اونچے درجے کے کاموں کو پسند کرتے ہیں اور بیکار چیزوں، باتوں کو ناپسند کرتے ہیں۔ دیکھیں مختار الصحاح۔ ❸......حماۃ کے علاقوں میں خشکی کی طرف ایک علاقہ ہے جسے سلمیہ کہتے تھے۔ اس کے حماۃ کے درمیان دو دن کا فاصلہ ہے۔ اور یہ حمص کے صوبوں میں سے شمار کیا جاتا تھا۔ اور یاقوت حموی کے بقول آج تک اسماعیلوں کا گڑھ سمجھا جاتا ہے۔ دیکھیں معجم البلدان (جلد نمبر ۳ صفحہ نمبر ۶۰)

یمن میں عبیدی دعوت:......ایک مرتبہ یمن ❶ سے محمد بن فضل قبیلہ عدن لاعہ سے محمد الحبیب کی زیارت کرنے آیا واپسی کے وقت محمد الحبیب نے اپنے ساتھیوں میں سے رستم بن حسن بن حوشب کو یمن میں دعوت خلافت عبیدیہ کو قائم کرنے اور پھیلانے کے لئے محمد بن فضل کے ساتھ کر دیا اور ہدایت کر دی کہ عنقریب مہدی موعود ظاہر ہونے والا ہے لہذا جتنی جلدی ممکن ہو سکے اس دعوت کو لوگوں میں پھیلاؤ۔ رستم نے اس ہدایت کے مطابق یمن میں پہنچ کر آل محمد کے مہدی، ان صاف کے ساتھ جوان کے یہاں مشہور اور معروف ہیں دعوت دینے لگا رفتہ رفتہ یمن کے اکثر علاقوں پر قابض ہو گیا اور خود کو المنصور کے لقب سے مشہور کر دیا۔ کوہ لاعہ میں ایک قلعہ بنوایا، بنی یعفر سے صنعاء کو چھین لیا۔ پھر یمن، یمامہ، بحرین، سندھ، ہند، مصر اور مغرب کی طرف اپنے ایلچیوں کو روانہ کر دیا۔

ابوعبداللہ حسن بن محمد:......ابوعبداللہ حسن بن محمد بن زکریا ''محتسب'' (یہ بصرہ میں محتسب تھا اور بعض مؤرخ کہتے ہیں کہ یہ محتسب نہیں تھا بلکہ اس کا بھائی ابوالعباس مخطوم محتسب تھا اور یہ ابوعبداللہ ''معلم'' کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے اس مناسبت سے کہ یہ لوگوں کو ''مذہب امامیہ'' کی تعلیم دیا کرتا تھا محمد الحبیب کی خدمت میں ''سلمیہ'' میں حاضر ہوا، محمد الحبیب،، نے ابوعبداللہ کو لائق اور اہلیت والا آدمی دیکھ کر رستم کے پاس تعلیم کی غرض سے یمن بھیج دیا اور یہ ہدایت کر دی کہ تعلیم حاصل کرنے کے بعد سرزمین مغرب میں جا کر شہر کتامہ میں اس مذہب کو پھیلانا۔ چنانچہ،، ابوعبداللہ،، نے رستم کی صحبت میں رات دن رہ کے علم و کمال حاصل کیا۔ اور اس کے بعد یمن کے حاجیوں کے ساتھ مکہ معظمہ آیا اور موسم حج میں ''کتامہ'' کے رئیسوں اور سرداروں موسیٰ بن حریث (سردار بنی مکان) (جو اہل کتامہ کی ایک شاخ ہے) ابوالقاسم ورنجومی، (جو ان کے اخلاف سے تھا) مسعود بن عیسیٰ بن بلال مساکنی اور موسیٰ بن مکاد وغیرہ سے ملاقات کی۔ یہ لوگ اس کی مذہبی باتیں سننے لگے اور اس کی عبادت و ریاضت کو دیکھ کر کچھ ایسے گرویدہ ہو گئے کہ اس کی مصاحبت کو فلاح دارین اور نجات کا وسیلہ تصور کر کے روانگی کے وقت بڑی منت و خوشامد سے اپنے ساتھ ملک مغرب چلنے کی درخواست کی ابوعبداللہ تو ایک چلتا پرزہ آدمی تھا اس نے پہلے ان لوگوں سے ان کی قوم کی مالی حالت پوچھی ان کی گروہ بندیوں کے حالات پوچھے، شہروں کی

کیفیت معلوم کی اور یہ دریافت کیا کہ وہاں کا حکمران کون ہے اس کی کیا کیفیت ہے؟ ان لوگوں نے سارے حالات بتائے اس کے بعد ان لوگوں سے اپنے مذہب کے پھیلانے اور دولت عبیدیہ کی دعوت دینے کا وعدہ لیا۔ ان لوگوں نے خوشی سے یہ سب شرائط قبول کر کے،، بادشاہ مغرب،، سے بھی اس کی اجازت دلا دینے کا وعدہ کیا۔

ابوعبداللہ کی انکجان روانگی:......''ابوعبداللہ'' نے یہ خیال کر کے کہ اب میرا کام ان لوگوں میں انہی لوگوں کے ذریعہ سے انجام کو پہنچ جائے گا سامان سفر درست کر کے ان لوگوں کے ساتھ ملک مغرب کی ❷ طرف کوچ کر دیا۔ ان لوگوں نے قیروان کا راستہ چھوڑ کر جنگل و بیابان کا راستہ اختیار کیا، اور رفتہ رفتہ شہر ''سوماتہ'' پہنچے اس وقت شہر ''سوماتہ'' میں محمد بن حمدون بن سماک اندلسی، بجایہ اندلس کی جانب سے ٹھہرا ہوا تھا۔ ابو عبداللہ شیعی نے اسی کے پاس قیام کیا چونکہ ''محمد بن حمدون'' نے اس سے پہلے ''حلوانی'' سے اس مذہب کی تعلیم حاصل کر لی تھی، اس نے اس لئے یہ سمجھ کر کہ ہو نہ ہو یہی ''صاحب امر'' ہے ابواعبداللہ کی بڑی آؤ بھگت کی۔ دو چار دن قیام کرنے کے بعد ''ابوعبداللہ'' نے اپنے ساتھیوں کے ساتھ کوچ کر دیا ''محمد بن حمدون'' بھی ساتھ چلا اور رفتہ رفتہ پندرہویں ربیع الاول ۲۸۸ھ کو شہر کتامہ پہنچا اور موسیٰ بن حریث کے مکان پر شہر ''انکجان'' میں جونہی مسکان کی ایک پہاڑی پر واقع تھا قیام پذیر ہو گیا۔ اس کے بعد ابوعبداللہ کے قیام کے لئے ایک مکان مقام ''فج الاخبار'' میں مخصوص اور معین کر دیا گیا۔

اہل کتامہ اور ابوعبداللہ:......اس نے لوگوں کو یہ تعلیم دینی شروع کی کہ میرے پاس ''امام زماں مہدی'' کی یہاں پر قیام کرنے کی دلیل موجود ہے اور عنقریب وہ بھی ہجرت کر کے اسی مقام پر آ جائیں گے اور ان کے مددگار اور معاون اپنے زمانہ کے بہترین لوگوں میں سے ہوں گے اور وہ لوگ اس شہر کے رہنے والے ہوں گے جس کا ''نام کتمان'' سے بنا ہوگا تھوڑے دنوں میں ''اہل کتامہ'' کا ایک بڑا گروہ اس کے پاس جمع ہو گیا۔ بعض علماء بھی

---

❶......عباسی حکومت کے مرکز سے دور ہونے کی وجہ سے اور علاقے کی جغرافیائی کیفیات کی وجہ سے اور دشوار گزار پہاڑی راستے ہونے کی وجہ سے یمن سے اختیار ختم ہو گیا تھا چنانچہ یمن میں شیعوں کی حکومت مشہور ہے۔ ❷......ابوعبداللہ کا مغرب کی طرف جانا بیکار نہ تھا بلکہ یہ سیاسی حکمت عملی کی وجہ سے تھا۔ اور ان علاقوں کے بارے میں پہلے گزر چکا ہے کہ یہاں شیعی مذہب پہنچنے کے لئے بہت مفید ذرائع اور حالات تھا جو حکومت ادارسہ کے قیام کا سبب بنے۔

اس کے جھانسے میں آ گئے اب آہستہ آہستہ اس کا مذہب بڑھنے لگا اور اہل بیت کی امامت کے علانیہ تذکرے ہونے لگے ایک دوسرے کو کھلم کھلا حمایت ''آل محمدؐ'' کی تلقین اور ہدایت کرنے لگا۔ اس وقت ''کتامہ'' میں بہت کم آدمی ایسے باقی رہ گئے تھے جو اس مذہب اور اس خیال سے علیحدہ رہے ہوں وہ لوگ اس کو ''ابوعبداللہ شیعی مشرق'' کے نام سے یاد کرتے تھے۔ ان واقعات کی اطلاع امیر افریقہ ''ابراہیم بن احمد بن اغلب'' کو ملی چنانچہ اس نے دھمکی اور تہدید کا خط تحریر کیا ''ابوعبداللہ'' نے ابراہیم کے ایلچی کو نہایت سخت جواب دے کر واپس بھیج دیا مگر کتامہ کے سرداروں کو ابراہیم کی مخالفت سے خطرہ پیدا ہو گیا۔ لہٰذا موسیٰ بن عیاش والی مسیلہ، علی بن بعض بن عسلو یہ والی سریف اور ابن تمیم صاحب یلزمہ وغیرہ (بلاد کتامہ کے عمال) ابوعبداللہ کے معاملہ میں پس وپیش کرنے لگے۔ اتنے میں یحییٰ مساکنی (جو امیر کے لقب سے پکارا جاتا تھا) مہدی بن ابی کمارہ رئیس لہیعہ، فرج بن حیران رئیس اجانہ اور زمل بن بجل رئیس بطانہ پہنچ گئے ان لوگوں نے صلاح ومشورہ کر کے ''بیان بن صقلان'' (بنی سکتان کے رئیس) سے اس بارے میں خط وکتابت کی کہ ابوعبداللہ شیعی کو ہم لوگ اپنے شہر سے نکال دیں یا کہ ابراہیم (حاکم افریقہ) کے حوالے کر دیں؟ اس وقت تک ابوعبداللہ شیعی مقام انکجان ہی [1] میں مقیم تھا۔ بیان بن صقلان نے اس باب کو اہل علم کا مشورہ سمجھا۔

ابوعبداللہ کی تازروت روانگی: ......چنانچہ وہ لوگ علماء کے خدمت میں حاضر ہو گئے بحث ومباحثہ ہوا لیکن کوئی بات طے نہ ہو سکی ابوعبداللہ اور اس ساتھیوں کو اس کی اطلاع مل گئی چنانچہ اس نے حسن بن ہارون غسانی کے پاس اپنے آدمی بھیجے اور ''انکجان'' سے ہجرت کر کے اس کے پاس آ جانے کی درخواست کی حسن نے اس درخواست کو منظور کر لیا۔ ابوعبیداللہ اپنے ساتھیوں سمیت انکجان سے نکل کے شہر ''تازروت'' چلا گیا جو حسن کے شہر میں سے ایک شہر تھا۔ تھوڑے دنوں میں 'عسان'' کو بہکا کر اپنا معین ومددگار بنالیا۔ غسان اور کتامہ کے اُن خاندانوں نے ابوعبداللہ کی مدد ونصرت پر کمر ہمت باندھ لی جنہوں نے اس سے پہلے اس کے ہاتھ پر بیعت کی تھی اس سے ابوعبداللہ کی شان وشوکت بڑھ گئی اور ایک اطمینان کی حالت میں زندگی بسر کرنے لگا۔ اس کے بعد حسن بن ہارون اور اس کے بھائی محمد کے درمیان حکومت وریاست کے سلسلے میں جھگڑ ہو گیا محمد اور مہدی بن ابی کمارہ کے مراسم اتحاد تھے۔ چنانچہ مہدی نے ابوعبداللہ کو فساد کی جڑ قرار دے کے محمد کو ابوعبداللہ سے مواخذہ کرنے کا اشارہ کیا اس سے غسان اور لہیعہ کے درمیان جھگڑا ہو گیا ابوعبداللہ اس وقت تک ظاہر نہیں ہوا تھا۔ اس نے لہیعہ کو پر تیار دیکھ کے حسن کو لہیعہ کو سر کرنے کی تحریک کی مہدی بن بی کمارہ سردار لہیعہ کا بھائی ابومدینی نامی ابوعبداللہ کا معتقد تھا اس نے موقع پا کر مہدی کو مار ڈالا اور خود اس کی جگہ لہیعہ پر حکومت کرنے لگا۔ مہدی کے مارے جانے سے لہیعہ بھی ابوعبداللہ کے مطیع بن گئے۔

ابوعبداللہ کی فتوحات: ......ان واقعات کے بعد کتامہ'' نے متحد ہو کر ابوعبداللہ سے جنگ کرنے کا مشورہ کیا اور پھر مرتب ومسلح ہو کر'' تازروت'' پر چڑھ آئے۔ ابوعبداللہ نے سہیل بن فوکاش ''کو شمل بن بجل بطانہ کے (سردار) کے پاس امداد مانگنے بھیجا۔ شمل اور ابوعبداللہ کے درمیان سسرالی رشتہ قائم ہو گیا تھا چنانچہ شمل نے کتامہ کو ابوعبداللہ سے جنگ کرنے سے روکا مگر وہ نہ رُکے۔ چنانچہ ابوعبداللہ اور کتامہ کے درمیان بہت سی لڑائیاں ہوئیں آخر کار ابوعبداللہ کو فتح نصیب ہوئی اور کتامہ شکست کھا کر بھاگ گئے عروبہ بن یوسف ملوشی اس معرکہ میں سخت مصیبتوں میں مبتلا ہو گیا تھا اسی لڑائی سے سب کے ہوش وحواس درست ہو گئے غسان، لہیعہ اور اجانہ کے سارے لوگوں نے ابوعبداللہ کی اطاعت قبول کر لی ان دنوں ان سب کی عنان حکومت ''ماکنون بن ضبارہ'' اور ابوزاکی ''تمام بن معارک'' کے قبضہ اقتدار میں تھی ''اجانہ'' سے فرج بن حیران اور ''بطانہ'' سے شمل بن بجل وغیرہ ''جمیلہ'' چلے گئے۔ جو باقی رہ گئے وہ ابوعبداللہ کے مطیع وفرمانبردار ہو گئے۔

ابوعبداللہ اور فتح بن یحییٰ کی جنگ: ......اس کے بعد فتح بن یحییٰ اپنی قوم کو متحد کر کے ابوعبداللہ سے لڑنے نکلا ابوعبداللہ بھی یہ خبر سن کر تیار ہو گیا۔ اور دونوں میں لڑائی چھڑ گئی۔ اس معرکہ میں بھی ابوعبداللہ کو کامیابی حاصل ہوگئی اور فتح بن یحییٰ شکست کھا کر بھاگ گیا۔ اس کی صورت نظر نہ آئی تو انہوں نے ابوعبداللہ سے امن کی درخواست کی جو ابوعبداللہ نے منظور کر لی اور وہ لوگ اس کے پاس آ کر امن وچین سے بسر کرنے لگے۔

---

[1] ......انکجان کے بارے میں ادریسی کے قول سے معلوم ہوتا ہے یہ سطیف اور بجایۃ کے درمیان ایک پہاڑ ہے اور انتہائی مضبوط قلعہ دیکھیں نزہۃ المشتاق فاصیلت افریقہ واندلس صفحہ نمبر ۹۸۔

فتح بن یحییٰ کا دوبارہ حملہ:......فتح بن یحییٰ شکست کے بعد عجیسہ چلا گیا تھا اور اپنی گئی گذری حالت کی درستگی میں مصروف تھا۔ چند دنوں کے بعد جب اس کی حالت درست ہوگئی تو اس نے ابوعبداللہ سے جنگ کرنے کے لئے دوبارہ فوج کشی کی اور ہارون بن یونس کو لشکر کا سردار مقرر کر کے روانہ کیا۔ ''ابوعبداللہ بھی اپنی فوج تیار کر کے میدان جنگ میں آ گیا چنانچہ ہارون پہلے ہی حملہ میں شکست کھا کے بھاگا اور ایک قلعہ میں داخل ہو کر قلعہ بند ہو گیا ''ابوعبداللہ شیعی'' نے تعاقب کیا اور اس قلعہ پر پہنچ اس کا محاصرہ کر لیا۔ آخر کار محصورین نے اطاعت قبول کر لی اور عبداللہ نے اس قلعہ کو فتح کر لیا۔

ابوعبداللہ کی کامیابی:......اس کامیابی سے ابوعبداللہ کا ''رعب وداب'' بڑھ گیا۔ عجیسہ، زواوہ، اور کتامہ کے سارے قبائل اس کے مطیع وفرمانبردار ہو گئے ابوعبداللہ واپس تازروت آیا اور اپنے ایلچیوں کو پورے ملک مغرب میں پھیلا دیا چنانچہ لوگوں نے طوعاً وکرہاً اس کی اطاعت قبول کر لی۔ اور اس کے علم حکومت کے مطیع ہو گئے فتح بن یحییٰ بھاگ کر ابراہیم بن احمد ''امیر تیونس'' کے پاس پہنچ گیا اور اس کو ابوعبداللہ سے جنگ کرنے کی ترغیب دینے لگا۔

مسیلہ کی فتح:......اس کے بعد ابوعبداللہ نے اہل مسیلہ کی سازش سے مسیلہ کو فتح کر لیا اور اس کے امیر موسیٰ بن عیاش کو قتل کر کے ماکنون بن ضیارہ جانی کو ''مسیلہ'' کی کرسی حکومت پر بٹھا دیا۔ ابراہیم بن موسیٰ بن عیاش نے ابوالعباس ابراہیم بن اغلب کے پاس تیونس میں جا کر دم لیا۔

عبداللہ اور ابوشوال کی جنگ:......۲۸۹ھ میں ابراہیم نے فتح بن یحییٰ اور ابراہیم بن موسیٰ کی ترغیب وتحریک سے اپنے بیٹے ''ابوخوال'' کو ایک فوج عظیم کا سردار بن کر ابوعبداللہ سے مقابلہ کرنے روانہ کیا۔ چنانچہ اس نے کتامہ کو جی کھول کر پامال کیا اور اس کے بعد تازروت کی طرف بڑھا ''ابواعبداللہ شیعی'' نے اپنی فوجوں کو تیار کر کے شہر ''ملوسہ'' میں ابوخوال سے مقابلہ کیا۔ اتفاق سے پہلے ہی حملہ میں ''ابوخوال'' نے ابوعبداللہ کو شکست دے دی اور ابوعبداللہ میدان جنگ سے بھاگ کر ''انکجان'' پہنچ گیا اور اپنے ہوش وحواس درست کر کے قلعہ بندی کر لی اور ابوخوال کامیابی حاصل کر کے ''قصر تازروت'' میں داخل ہوا اور اس کو مسمار ومنہدم کرا کے ابوعبداللہ کے تعاقب میں روانہ ہو گیا اس پکڑ دھکڑ اور تعاقب میں کتامہ کو نہایت بُری طور سے پامال کیا گیا اور ''ابواخوال'' کی حکومت میں بھی ایک گونہ ضعف واضمحلال پیدا ہو گیا۔

ابراہیم بن موسیٰ کا فرار:......ابراہیم بن موسیٰ عیاش ''ابوخوال'' کے لشکر سے ''میسلہ'' کی جانب ابوعبداللہ کے حالات معلوم کرنے گیا ہوا تھا۔ ایک موقع پر ابوعبداللہ کے ساتھیوں کی اس سے مڈبھیڑ ہوگئی۔ ابوعبداللہ کے ساتھی ابراہیم کو شکست گاہ تک تعاقب کرتے چلے گئے اس سے بھی ابوخوال کے رعب وداب میں بڑا نقصان پہنچا، مجبور ہو کر کتامہ سے نکل کھڑا ہوا اور ابوعبداللہ نے ''انکجان'' میں طرح رہائش کر لی اور وہیں پر ایک شہر ''دارالہجرت'' کے نام سے آباد ہوگئی اور اس کی جماعت دوبارہ بڑھ گئی اسی دوران حسن بن ہارون کا انتقال ہو گیا۔

ابوخوال کا دوبارہ حملہ:......ابوالعباس نے دوبارہ فوجیں مرتب کیں اور اپنے بیٹے ابوخوال کو امیر لشکر بنا کر ابوعبداللہ شیعی اور اہل کتامہ سے جنگ کرنے روانہ کیا۔ چنانچہ ابوخوال لڑائی کا نیزہ لے کر بلاد کتامہ میں داخل ہوا مگر فوراً ہی شکست کھا کر واپس ہو گیا اور بلاد کتامہ کی سرحد ہی پر قیام کر کے ان کا مقابلہ کر کے پیش قدمی سے روکتا رہا اتنے میں ابراہیم بن احمد بن اغلب گورنر افریقہ کو اس کے بیٹے زیادۃ اللہ نے قتل کر دیا اور خود تخت حکومت پر بیٹھ کر حکمرانی کرنے لگا اس وقت ابوخوال کتامہ کی سرحد پر پڑاؤ کئے ہوئے۔ موجود تھا اس نے خط بھیجا اور جب وہ اس کی طلبی پر آ گیا تو قتل کر دیا اور تو نس سے نکل کر وقادہ چلا گیا۔ لہو ولعب او عیاشی میں مصروف ہو گیا۔ ابوعبداللہ کو موقع مل گیا کیونکہ اب کوئی مزاحمت کرنے والا باقی نہ رہا تھا اس نے لشکر کو پورے افریقہ میں پھیلا دیا تھوڑے ہی دنوں میں اس کی حکومت کا سکہ بیٹھ گیا اور یہ اپنے معتقدوں کو یہ سمجھانے لگا مہدی عنقریب ظاہر ہونے والا ہے چنانچہ آئندہ جیسا کہ اس نے کہا تھا وہی وقوع میں آیا۔

مہدی مغرب میں:......محمد الحبیب بن جعفر بن محمد بن اسماعیل نے اپنے انتقال کے وقت اپنے بیٹے عبیداللہ کو اپنا ولی عہد بنایا تھا اور یہ ارشاد کیا تھا کہ تم ہی ''مہدی موعود ہو'' اور میرے بعد تم یہاں سے دور دراز ملک کی طرف ہجرت کرو گے اور تمہیں بڑے بڑے مصائب کا سامنا کرنا پڑے گا۔ چنانچہ اس کی وفات کے بعد اس واقعہ کی خبر ان کے سارے قاصدوں اور افریقہ ویمن کے معتقدین میں مشہور ہوگئی۔ ابوعبداللہ نے چند لوگوں کو بطور وفد (اس خداداد کامیابی کی خبر دینے کے لئے بلاد کتامہ سے روانہ کیا اور یہ کہلوایا تھا کہ ہم لوگ بہت شوق سے آپ کا انتظار کر رہے ہیں۔ ہوتے ہوتے یہ

خبریں دارالخلافت بغداد تک بھی پہنچیں۔

عبیداللہ مہدی کی گرفتاری کا حکم: ......اس وقت تخت خلافت ''پر خلیفہ مکتفی جلوہ افروز تھا۔ اس نے ''عبیداللہ مہدی'' کی گرفتاری اور اس کی بڑھتی ہوئی خلافت کی روک تھام کا حکم صادر کر دیا۔ ''عبیداللہ یہ خبر سن کر ملک شام سے عراق چلا گیا پھر عراق سے مصر میں جا کر دم لیا اس کے ساتھ اس کا بیٹا ابوالقاسم اور ایک نوعمر غلام تھے۔ علاوہ ان کے چند مصاحب اور اس کے آزاد کردہ خاص خاص غلام بھی تھے۔ مصر پہنچ کر 'عبیداللہ مہدی' نے یمن کا رخ کیا مگر یہ سن کر کہ ''علی بن فضل'' نے ابن حوشب کے بعد اپنی کج ادائی سے اہل یمن کو بھڑکا دیا ہے ''ابوعبداللہ شیعی کے پاس مغرب چلے جانے کا ارادہ کر لیا اور سامان سفر درست کر کے مصر سے اسکندریہ کی جانب کوچ کر دیا پھر اسکندریہ پہنچ کر کچھ سامان و اسباب تجارت خریدا اور سوداگروں کے لباس میں بلاد مغرب کی طرف روانہ ہو گیا۔

گرفتاری کی کوشش: ......اس دوران ''خلیفہ مکتفی کا فرمان عبیداللہ مہدی کی گرفتاری کا مصر کے گورنر کے نام صادر ہوا جس میں اس کا حلیہ اور نام لکھا ہوا تھا۔ ان دنوں مصر کا گورنر عیسیٰ نوشری تھا چنانچہ عیسیٰ عبیداللہ مہدی تلاش میں لوگوں کو روانہ کیا اور ایک گونہ اس کو عبیداللہ مہدی کی تلاش میں کامیابی بھی ہوئی لیکن اس کو اس بات کا یقین نہ ہوا کہ یہی شخص ''عبیداللہ مہدی'' ہے اس لئے باجود مطلع ہو جانے اور گرفتار کر لینے کے رہا کر دیا۔ ''عبیداللہ مہدی'' رہائی پا کے نہایت تیزی سے مسافت طے کرنے لگا۔

مہدی طرابلس میں: ......راستے میں اس کی کتابیں چوری ہو گئیں جن میں اس کے آباء و اجداد کے منقولات تھے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ اس کے بیٹے ''ابولقاسم'' نے ان کتابوں کو ''برقہ'' سے برآمد کر لیا تھا جس وقت اس نے مصر پر فوج کشی کی تھی الغرض جس وقت ''عبیداللہ مہدی'' طرابلس پہنچا اور اس کے تاجر ساتھی اس سے علیحدہ ہوئے اُس وقت ''عبیداللہ مہدی'' نے ابوالعباس (ابوعبداللہ شیعی کے بھائی) کو ''ابوعبداللہ شیعی'' کے پاس انہی تاجروں کے ہمراہ کتامہ روانہ کیا۔

ابوالعباس کی گرفتاری: ......ابوالعباس ''طرابلس'' سے روانہ ہو کے قیروان پہنچا مگر اس کے پہنچنے سے پہلے زیادۃ اللہ کو ''عبیداللہ مہدی'' اور اس کے ساتھیوں کی خبر مل گئی تھی اور یہ ان کی تلاش میں تھا۔ چنانچہ ابوالعباس نے لاعلمی ظاہر کی چنانچہ زیادۃ اللہ'' نے جھلا کر اسے جیل میں ڈال دیا اور گورنر طرابلس کو حکم بھیجا کہ عبیداللہ مہدی کو جس کا حلیہ اس اس طرح کا ہے فوراً گرفتار کر لو۔

مہدی کا فرار: ......اتفاق سے عبیداللہ مہدی کو اس کی خبر مل گئی۔ تو وہ طرابلس سے قسطنطنیہ چلا گیا پھر وہاں سے نکل کر ابوعبداللہ شیعی کے بھائی ابوالعباس کے خیال سے جو قیروان میں قید تھا ''سلجماسہ'' جا کر قیام کیا ان دنوں ''سلجماسہ'' کی حکومت الیسع بن مدرار'' کے قبضہ اقتدار میں تھی ''الیسع'' نے عبیداللہ مہدی کی بیحد توقیر اور عزت کی اس کے بعد ہی ''زیادۃ اللہ'' کا خط کہا جاتا ہے یہ خلیفہ مکتفی کا فرمان تھا الیسع کے پاس پہنچ گیا جس میں یہ لکھا ہوا تھا کہ یہی شخص ''مہدی'' ہے اور حکومت و خلافت کا دعوے دار ہے اور کتامہ کا داعی ہے چنانچہ الیسع نے ''عبیداللہ مہدی کو فوراً گرفتار کر لیا۔

ابوعبداللہ کا سطیف پر قبضہ: ......ان واقعات کے بعد ''ابوعبداللہ شیعی'' نے ابوخوال'' کے مارے جانے کے بعد جو اس سے لڑ رہا تھا سارے کتامہ کو جمع کیا اور ان کو آلات حرب سے مسلح و آراستہ کر کے ''سطیف'' پر حملہ کر دیا سطیف میں ان دنوں علی بن جعفر بن عسکوجہ'' حکمرانی کر رہا تھا اور اس کا بھائی ''ابوالحبیب بھی وہیں موجود تھا۔ اور عبداللہ ایک عرصے تک سطیف کا محاصرہ کئے رہا آخر کار طاقت سے اس پر قبضہ کر لیا۔ داؤد بن جاشۃ'' کا سردار'' اس وقت ''سطیف'' ہی ٹھہرا ہوا تھا یہ اس زمانہ میں یہاں آ گیا تھا جس وقت کتامہ کے بعض سردار آ گئے تھے۔ ''اہل سطیف'' کے ساتھ اس نے بھی ''ابوعبداللہ شیعی'' سے امن کی درخواست کی تھی اور ابوعبداللہ شیعی نے امن دے دیا تھا۔ ابوعبداللہ نے شہر ''سطیف'' میں کامیابی کے ساتھ داخل ہو کر شہر کو منہدم کر دیا اور قلعہ کو مسمار کرا کے زمین دوز کر دیا۔

ابوعبداللہ اور ابن حشنش کی جنگ: ......زیادۃ اللہ کو اس کی خبر ملی تو فوجیں مرتب کر کے اپنے ایک قریبی رشتہ دار ابراہیم کرتی ہوئی قسنطینہ پہنچی۔

اور وہیں مقیم ہوگئی اس وقت فریق مخالفت اونچے اونچے پہاڑوں کی چوٹیوں پر پناہ گزیں تھے ابراہیم نے اپنی فوج کو حملہ کا حکم دے دیا۔ چونکہ پہاڑ کی چڑھائی تھی لہٰذا کامیابی نہ ہوئی اور پسپا ہو کر لوٹی۔ شہر یلزمہ کے میدان میں دونوں حریف پھر گتھ گئے۔ ابراہیم کی فوج کو شکست ہوگئی اور وہ شکست کھا کر ''باغایہ'' پہنچی اور وہاں سے قیروان چلی گئی۔ ابوعبداللہ شیعی نے کتامہ کے چند معتبر اور بااعتماد آدمیوں کو ''بشارت فتح'' دے کر مہدی کے پاس روانہ کیا یہ لوگ مسافت طے کر کے خفیہ طور سے مہدی کی خدمت میں حاضر ہوئے اور لڑائی اور کامیابی سب واقعات عرض کئے۔

ابوعبداللہ کی مزید کامیابیاں:......اس کامیابی کے بعد ابوعبداللہ شیعی نے ''شہر طنبہ'' امان کے ساتھ فتح ہوگیا اس کے بعد ابوعبداللہ نے شہر یلزمہ کی طرف قدم بڑھائے جہاں پر ابراہیم کی فوج کا اس سے مقابلہ ہوا تھا۔ چنانچہ ''ابوعبداللہ'' نے تلوار کے زور پر اس کو بھی فتح کر لیا۔ زیادۃ اللہ نے اس طوفان کی روک تھام اور فرو کرنے کے لئے ہارون طبنی'' گورنر باغایہ کو ایک فوج دے کر روانہ کیا ہارون ''زیادۃ اللہ'' سے رخصت ہو کر شہر ''ازمول'' پہنچا مگر اہل ازمول ابوعبداللہ کے علم حکومت کے مطیع تھے لہٰذا مقابلہ پر آ گئے۔ ہارون نے ان کو شکست دے کر ازمول'' کی شہر پناہ کو منہدم اور شہر کو لوٹ کر'' تاخت وتاراج'' کر دیا ''عروبہ بن یوسف'' (یہ ابوعبداللہ کے حامیوں میں سے تھا) نے یہ خبر پا کے ہارون پر حملہ کر دیا۔ ہارون کو ''عروبہ'' کے حملہ کی کچھ خبر نہ تھی۔ لہٰذا شکست کھا کر بھاگا اور پکڑ دھکڑ میں مارا گیا۔

تیجبت کی فتح:......اس کے بعد ابوعبداللہ شیعی نے ''شہر تیجبت'' کو یوسف غسانی کے ذریعہ فتح کیا شہر ''تیجبت'' کا لشکر بھاگ کر قیروان پہنچ گیا پھر ابوعبداللہ کی حکمت عملی اور عالمانہ تدبیروں سے عوام الناس میں اس کی انصاف پسندی، وعدہ پورا کرنے اور امان دینے کی خبر جیسے ہی مشہور ہوئی۔ قرب وجوار کے رہنے والوں نے حاضر ہو کر امن حاصل کر لیا، بازاریوں اور اوباشوں نے زیادۃ اللہ کو پریشان کرنا شروع کر دیا۔ زیادۃ اللہ'' نے ان بغاوتوں اور شورشوں کو فرو کرنے کے لئے فوجوں کو متعین کیا اور جتنا روپیہ خزانہ میں تھا رعایا کی اصلاح اور لشکر کی ترتیب میں خرچ کر کے ۲۹۵ھ میں خود ابوعبداللہ کو زیر کرنے نکل کھڑا ہوا۔ ''اریس'' پہنچ کر پڑاؤ کیا مگر پھر کچھ سوچ سمجھ کر مقابلہ کرنے سے میں ہچکچانے لگا دوساتھیوں نے قیروان واپس چلنے کی رائے دی۔ چنانچہ بغیر کسی مقابلہ اور لڑائی کے منزل کوچ کرتا ہوا قیروان واپس آ گیا۔ قیروان پہنچ کر جب ذرا اس کے ہوش درست ہوئے تو اس نے ''ابراہیم بن ابی اغلب نامی'' ایک شخص کو جو اس کا رشتہ دار تھا لشکر کا سردار بنا کے اریس کی جانب روانہ کیا اور وہیں پر قیام کرنے کا حکم دیا۔

باغایہ کی فتح:......اس واقعہ بعد ''ابوعبداللہ شیعی'' نے ''باغایہ'' پر حملہ کیا گورنر باغایہ یہ خبر کر بھاگ گیا اور اہل ''باغایہ نے اطاعت قبول کر لی اور وہ صلح کے ساتھ فتح ہوگیا۔

قرطاجنۃ کی فتح:......ابوعبداللہ شیعی نے اسی دوران ایک فوج شہر قرطاجنہ'' کو فتح کرنے کے لئے روانہ کی چنانچہ یہ بھی تلوار کے زور سے فتح ہوگیا قرطاجنۃ کا حکم مارا گیا۔ بازار لوٹ لئے گئے ان مقامات کے فتح ہو جانے سے ابوعبداللہ کی قوت بہت بڑھ گئی فوجیں بھی باقاعدہ ہوگئیں۔ حوصلے بھی بڑھ گئے۔ فتوحات کا دائرہ وسیع کرنے کے خیال سے اپنی فوج کو پورے افریقہ میں پھیلا دیا۔ نفرہ کے قبائل کو ایک قیامت کا سامنا تھا خونریزی اور غارتگری کے دروازے کھلے ہوئے تھے۔ چنانچہ تنگ اور مجبور ہو کر اہل ''نیقاش'' نے امن کی درخواست کی چنانچہ ابوعبداللہ شیعی نے ان کو امن دے کر ان پر صواب بن ابوالقاسم سکتانی کو مقرر کیا۔ اتنے میں ابراہیم ابی اغلب (زیادۃ اللہ کا سپہ سالار) پہنچ گیا۔ اور لڑائی چھڑ گئی، دوایک ہی لڑائی لڑ کر دونوں فریق الگ ہوگئے۔

خصرین وغیرہ پر قبضہ:......ابراہیم کے علیحدہ ہونے پر ابوعبداللہ نے اپنی فوج کو بہت حصوں پر تقسیم کر کے باغایہ، ''سکتانہ'' اور رتبہ'' کی طرف روانہ کیا۔ چنانچہ امان کے ساتھ یہ علاقے بھی فتح ہوگئے۔ اس کے بعد قمودہ کے قصرین پر فوج کو حملہ کرنے کا اشارہ کیا۔ ''اہل قصرین'' نے امن حاصل کر کے شہر کو اپنے حملہ آور حریف کے حوالہ دیا۔ ''ابوعبداللہ شیعی'' ان علاقوں کو فتح کر کے رقادہ کی جانب بڑھا۔ ابراہیم بن ابی اغلب کو زیادۃ اللہ کی فوج کی سے خطرہ پیدا ہوگیا کہ کہیں ابوعبداللہ سے اس کو شکست دیکھنا نہ پڑے۔ یہ خیال آنا تھا کہ اپنی فوج کو تیاری کا حکم دے دیا اور نہایت جلدی سے ''ابوعبداللہ شیعی'' کے بڑھتے ہوئے سیلاب سے مقابلہ کرنے میدان جنگ میں آ گیا۔ ابوعبداللہ اور ابراہیم کی متعدد اور سخت لڑائیاں ہوئیں مگر آخری

فیصلہ کسی لڑائی میں نہ ہوا چنانچہ ایک دوسرے سے علیحدہ ہو گئے ابوعبداللہ شیعی ''انکجان'' کی جانب لوٹ گیا اور ابراہیم ''اربس کی طرف لوٹا۔

قسطنطنیہ پر حملہ: ...... پھر دوبارہ ابوعبداللہ شیعی نے اپنی فوجوں کو آراستہ کر کے قسطنطنیہ پر چڑھائی کی ایک مدت محاصرے اور بہت سیطور سے فتح کر کے ''باغایہ'' واپس آ گیا۔ اور ''باغایہ'' اپنی فوج کے بڑے حصہ کو ''ابومکدولہ جیلی کی ماتحتی میں چھوڑ کر ''انکجان'' کی جانب روانہ ہو گیا ابراہیم بن ابی اغلب کو اس کی خبر ملی تو فوراً ''باغایہ'' کا رخ کر دیا ابوعبداللہ شیعی نے اس سے مطلع ہو کر ابومدینی بن فرخ لہیمی کو عروبہ بن یوسف ملوشی اور رجاء بن ابی قنہ کے ساتھ بارہ ہزار فوج کے ساتھ باغایہ کو بچانے روانہ کر دیا۔ چنانچہ ابراہیم بن ابی اغلب اور ابوعبداللہ شیعی کی فوج کی لڑائی چھڑ گئی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ ابراہیم بن ابی اغلب بے نیل ومرام ''باغایہ'' سے واپس چلا گیا اور ابوعبداللہ شیعی کا لشکر فج العرعر تک تعاقب کر کے واپس آ گیا۔

قیروان اور رقادہ کی فتح: ...... ۲۹۶ھ میں ابوعبداللہ شیعی نے دو لاکھ فوج کے ساتھ ابراہیم بن ابی اغلب پر اربس میں حملہ کیا۔ عرصے تک لڑائیاں ہوتی رہیں۔ آخر کار ابراہیم شکست کھا کر قیروان کی جانب بھاگ گیا اور اس کی لشکر گاہ کو لوٹ لیا گیا۔ ابوعبداللہ شیعی اربس میں قتل و غارت کرتا داخل ہوا اور دل کھول کر برباد کیا۔ دو چار دن قیام کر کے ''اربس'' سے کوچ کر کے قمودہ پہنچا جب اس کی خبر ''زیادۃ اللہ کو ملی تو وہ اس وقت یہ ''رقادہ'' مگر گھبرا کر مشرق کی طرف بھاگ گیا۔ عوام الناس اور بازاریوں نے اس کے محل کو لوٹ لیا اور اہل رقادہ'' پریشان ہو کر قیروان'' اوسوسہ کی طرف چلے گئے۔ اس کے بعد ابراہیم بن ابی اغلب'' قیروان'' میں داخل اور قصر امارت میں جا کر ٹھہرا پھر لوگوں کو جمع کر کے سمجھایا اور ان لوگوں سے مالی امداد دینے کی بیعت لینے کا ارادہ ظاہر کیا۔ خواص تو خاموش رہے مگر عوام الناس شور وغل مچانے لگے ابراہیم بن ابی اغلب اہل قیروان سے نکل کر اپنے آقائے نعمت کے پاس چلا گیا اور ''عبداللہ شیعی کو ان لوگوں کے بھاگنے کی خبر ''سبیہ'' میں ملی تو اسی وقت ''رقادہ'' کی طرف کوچ کر دیا۔

ابوعبداللہ کا استقبال: ...... عروبہ بن یوسف'' اور حسن بن ابی خنزیر وغیرہ بھی یہیں آ گئے اہل رقادہ اور قیروان نے انتہائی گرمجوشی سے اپنے نئے حکمران کا استقبال کیا۔ دعوتیں کیں۔ خوشیاں منائیں اور شہر میں چراغاں کیا۔ ابوعبداللہ شیعی نے بھی ان لوگوں کو جان و مال کی امان دی۔ عزت افزائی کی یہ واقعہ ماہ رجب ۲۹۶ھ کا ہے۔ بہر حال وہ خوشی خوشی قصر امارت میں مقیم ہو گیا اور اپنے بھائی ''ابوالعباس'' کو قید کی مصیبت سے رہائی دلائی اور امن وامان کا اعلان کرا دیا۔ امراء، رؤساء اور عوام الناس جو جنگ کے خوف سے ادھر اُدھر بھاگ گئے تھے واپس آ آ کر اپنے اپنے گھروں پر آ گئے اور شاہی عمال، جان کے خوف سے ادھر اُدھر بھاگ گئے۔ ابوعبداللہ شیعی'' نے شہر کے مکانات کو کتامہ پر تقسیم کر دیا چنانچہ کتامہ اطمینان کے ساتھ ان گھروں میں رہنے لگے۔

سجلماسہ کی طرف روانگی: ...... جنگ کے خاتمے اور شہر پر قبضہ کرنے کے بعد ''زیادۃ اللہ'' کا مال واسباب اور آلات حرب'' جمع کئے گئے'' ''ابوعبداللہ شیعی'' نے اس پر ایک سرسری نظر ڈالی اور ان کی اور ان کی لونڈیوں کی حفاظت کا حکم دیا اتنے میں جمعہ کا دن آ گیا۔ خطیبوں نے پوچھا کہ کس کے نام کا خطبہ پڑھائے جائے؟ ابوعبداللہ شیعی نے کسی کو نامزد نہ کیا لیکن جو سکہ ڈھلوایا تھا۔ اس کے ایک طرف ''حجۃ اللہ'' اور دوسری طرف ''تفرق اعداء اللہ'' چھپا ہوا تھا ہتھیاروں پر ''عدۃ فی سبیل اللہ'' اور گھوڑوں پر ''الملک اللہ'' لکھوایا تھا۔ رقادہ میں چند دن قیام کر کے عبیداللہ مہدی کی تلاش میں ''سجلماسہ'' کی جانب چل پڑا۔ روانگی کے وقت افریقہ پر بطور نائب اپنے بھائی ''ابوالعباس'' کو مقرر کر گیا۔ ''ابوزا'' کی تمام بن معارک'' الجالی بھی ابوالعباس کے پاس چھوڑ دیا گیا تھا۔ اہل مغرب کو اس سے بے حد خوشی ہوئی ''زناتہ'' یہ سن کر کہ ''ابوعبداللہ شیعی ''سجلماسہ'' جارہا ہے راستہ سے ہٹ گئے اور گذر جانے کے بعد اطاعت وفرمانبرداری کا پیغام بھیجا ''ابوعبداللہ شیعی'' نے منظور کر لیا۔ ''سجلماسہ'' کے قریب پہنچ کر الیسع بن مدرارہ'' (گورنر سجلماسہ) کے پاس ایک قاصد بھیجا خوشامد اور منت کا خط لکھا۔

الیسع کی شکست اور فرار: ...... ''الیسع نے خط کو پھاڑ کے قاصد کو قتل کر دیا۔ اور فوجیں مرتب کر کے جنگ کے لئے نکل کھڑا ہوا جس وقت دونوں فوجیں مقابلہ پر آئیں تو اتفاق سے ''الیسع'' کی فوج بھاگ کھڑی ہوئی مجبوراً ''الیسع'' اور اس کے ساتھی بھی بے سروسامانی کے ساتھ بھاگ گئے اگلے دن اہل شہر ''ابوعبداللہ شیعی'' سے ملنے آئے اور انتہائی تعظیم وتوقیر سے شہر میں لے گئے۔

عبیداللہ مہدی کی رہائی:...... ''ابوعبداللہ شیعی'' شہر میں داخل ہوتے ہی سیدھے جیل میں چلا گیا جہاں پر عبیداللہ مہدی اپنے بیٹے سمیت قید تھا۔ اوران دونوں کو قید سے نکالا اور ''عبیداللہ شیعی'' تھا۔ خوشی کے مارے رورہا تھا اور یہ کہہ رہا تھا ''ھذا مولا کم''۔ ''ھذا مولا کم'' ترجمہ یہ تمہارا آقا ہے یہ تمہارا آقا ہے۔ یہاں تک اپنی قیام گاہ پہنچا۔ اور عبیداللہ مہدی کو اپنے خاص خیمہ میں ٹھہرایا اور سپاہیوں کو ''الیسع'' کی گرفتاری پر مقرر کیا۔ تھوڑی دیر کے بعد ''الیسع'' کو پکڑ کر لایا گیا۔ ابوعبداللہ نے اس کے قتل کا حکم دے دیا چنانچہ مارڈالا گیا۔

مہدی کی روانگی اور بیعت:......ابوعبداللہ اور عبیداللہ مہدی چالیس دن تک ''سلجماسہ'' میں مقیم رہے اس کے بعد افریقہ کی جانب کوچ کر دیا رفتہ رفتہ ''انکجان'' پہنچے ابوعبداللہ شیعی نے جتنا مال واسباب اور زرنقد جمع کر رکھا تھا عبیداللہ مہدی کے حوالے کر دیا۔ چند دن قیام کر کے رقادہ روانہ ہوئے اور ماہ ربیع الثانی ۲۹۷ھ میں رقادہ پہنچ گئے۔ اہل قیروان نے حاضر ہو کر اطاعت وفرمانبرداری، کا اظہار کیا یہیں پر ''عبیداللہ مہدی'' کی خلافت وامارت کی بیعت عامہ لی گئی۔ اور اس کی حکومت وسلطنت کی استحکام واستقلال کے ساتھ بنیاد پڑ گئی تھی۔ ''عبیداللہ مہدی'' نے اپنے ایلچیوں کو پورے افریقہ میں پھیلا دیا۔ جن لوگوں نے اس کی دعوت کے خوف سے قبول کی ان کی تعداد کم تھی۔ لونڈیوں اور مال واسباب کو ''اہل کتامہ'' میں تقسیم کر دیا، جاگیریں دیں، پھر دفاتر اور محکمہ جات (مال ودیوانی کے) قائم کیے، خراج وصول کرنے کے قواعد بنائے ملک کو صوبوں پر تقسیم کر کے ان پر عمال مقرر کئے ''ماکنون بن ضبارہ الحال'' کو طرابلس کی طرف روانہ کیا اور صقلیہ کی طرف حسن بن احمد ابی خنزیر بھیجا۔ اسحاق بن منہال کو ''عہد قضا'' عطا کیا اور اس کے بھائی کو ''ہیت'' کا گورنر بنایا۔ ۲۹۸ھ میں حسن بن احمد نے دریا کو ساحل شمالی کی جانب سے عبور کیا اور ''قسلوریہ'' یعنی فرانس کے مقبوضہ علاقوں میں قیام کر کے اہل فرانس کو تنگ کرنے لگا۔ آخر اسی سال کامیابی کے ساتھ صقلیہ کی طرف لوٹا۔ چونکہ دماغ میں اس کامیابی سے نخوت سما گئی تھی اس لئے اہل صقلیہ کے ساتھ ظالمانہ برتاؤ کرنے لگا۔ اہل صقلیہ نے اچانک حملہ کر کے گرفتار کر لیا اور عبیداللہ مہدی کی خدمت میں معذرت کا خط بھیجا۔ ''عبیداللہ مہدی'' نے ان لوگوں کے عذر قبول کر لئے۔ اور صقلیہ میں اس کی جگہ ''علی بن عمر بلوی'' کو متعین کیا چنانچہ علی، آخری ۲۹۹ھ میں صقلیہ پہنچ گیا۔

عبیداللہ مہدی اور ابوعبداللہ شیعی کی مخاصمت:......جس وقت افریقہ میں ''عبیداللہ مہدی'' کی حکومت کو ایک گونہ استقلال اور استحکام حاصل ہوگیا اور اس کے رعب وداب کا سکہ لوگوں کے دلوں پر بیٹھ گیا تو اس نے ''ابوعبداللہ شیعی'' اور اس کے بھائی ابوالعباس کو جو ہر کام میں پیش پیش اور امور سلطنت وسیاست پر مستولی اور حاوی ہو رہے تھے چیرہ دستی نے جا خود سری سے روکنا شروع کر دیا۔ یہ بات ان دونوں بھائیوں کو ناگوار گزری۔ چنانچہ ابوالعباس جوش میں آ کر جو کچھ اس کے دل میں تھا کہنے لگا مگر ابوعبداللہ شیعی نے منع کیا مگر ابوالعباس نے توجہ نہ کی اور آہستہ آہستہ اس کو بھی اپنی رائے کی جانب مائل کرنے لگا۔

شیعی اور اس کے بھائی کے خیالات:......تھوڑے ہی عرصے میں ''ابوعبداللہ شیعی'' بھی اپنے بھائی ابوالعباس کی رائے سے متفق ہوگیا۔ کسی ذریعہ سے یہ خبر عبیداللہ مہدی کو ہوئی لیکن یقین نہ ہوا۔ لیکن اس خبر سے کچھ ہوشیار اور چوکنا ہوگیا۔ اور در پردہ ''ابوعبداللہ شیعی'' کی حرکات اور سکنات پر نظر رکھنے لگا۔ اس کے بعد ابوعبداللہ شیعی کو لوگوں سے میل جول زیادہ رکھنے اور عوام الناس سے اختلاط کرنے سے یہ کہہ کر منع کیا کہ اس سے حکومت وسلطنت کا رعب وداب ختم ہو جائے گا، نرمی اور پیار سے کئی بار سمجھایا۔ مگر ابوعبداللہ شیعی نے توجہ نہیں کی بلکہ دونوں بھائیوں کی نیتیں بدل گئیں۔

ابوعبداللہ اور ابوالعباس کی دست درازیاں:......اور کتامہ کو عبیداللہ مہدی کے خلاف ابھارنا شروع کر دیا اور یہ سمجھانے لگے کہ یہ وہ امام معلوم نہیں ہے جس کی امارت اور حکومت کی ہم نے تمہیں دعوت دی تھی۔ ہم اس کے ظاہری برتاؤ سے دھوکہ کھا گئے یہ بڑا لالچی اور دنیادار شخص ہے۔ دیکھو تمہارا اتنا مال واسباب جس کو ''انکجان'' میں ہم نے معصوم کے لئے تم سے لیا تھا۔ وہ اس نے دبا لیا۔ تم لوگ اگر تیار ہو جاؤ تو ہم اس کو ابھی نکال دیں گے۔ اہل کتامہ تو اس کے ہاتھ میں کٹھ پتلی تھے فوراً بھڑ اگئے چنانچہ اس نے انہی میں سے ایک شخص کو جو ''شیخ المشائخ'' کے لقب سے معروف تھا۔

مہدی کے ہاتھوں شیخ المشائخ کا قتل:......شیخ المشائخ'' نے عبیداللہ مہدی کے پاس جا کر سوال کیا'' چونکہ ہم لوگوں کو آپ کے بارے میں شک وشبہ پیدا ہوگیا ہے کہ آپ امام معصوم نہیں ہیں۔ اس لئے آپ ہم کو اپنی امامت کی کوئی نشانی دکھاؤ چنانچہ عبیداللہ مہدی سمجھ گیا ہو نہ ہو یہ ابوعبداللہ کا

گل کھلایا ہوا ہے اس نے کوئی جواب نہ دیا۔ بلکہ ایک غلام کو اشارہ کر دیا، اس نے لپک کر شیخ المشائخ کا سر اتار لیا۔ اس واقعہ سے اہل کتامہ کا شبہ پکا ہو گیا اور وہ سب کے سب عبیداللہ مہدی کے قتل پر تل گئے اور اس سازش میں ابوزا کی تمام بن معارک وغیرہ جیسے کتامہ کے سرداروں کو بھی شریک کر لیا۔

ابوزا کی کا قتل: ...... عبیداللہ مہدی کو اس کی خبر مل گئی چنانچہ وہ دل جوئی کے خیال سے نرمی اور بہادر سے پیش آنے لگا۔ اور انہی سرداروں میں سے جو اس سازش میں شریک تھے بعض حکومت دے کر دوسرے شہروں میں بھیج دیا۔ چنانچہ ابوزا کی تمام بن معارک کو طرابلس بھیجا اور کنون گورنر طرابلس کو در پردہ حکم دے دیا کہ ابوزا کی تمام بن معارک کا پہنچتے ہی کام تمام کر دینا۔ چنانچہ جب ابوزا کی طرابلس پہنچا تو گورنر طرابلس نے اسے قتل کر دیا۔

ابوعبداللہ کا قتل: ...... اس کے بعد عبیداللہ مہدی کو ابن العزیم پر سازش کا شبہ پیدا ہوا یہ شخص زیادۃ اللہ، مصاحب تھا عبیداللہ مہدی نے اس کو بھی قتل کر وادیا اور اس کا مال واسباب ضبط کر لیا۔ اسمیں زیادۃ اللہ کے مال کا بھی بڑا حصہ شامل تھا ان تدبیروں کے بعد بھی ان دونوں بھائیوں کا جوش ٹھنڈا ہوا اور وہ مسلسل اس کی مخالف کرتے رہے تب عبیداللہ مہدی نے عروبہ بن یوسف اور اس کے بھائیوں کا حباسہ کو خلوت خاص میں بلا کر ابوعبداللہ شیعی اور اس کے بھائی قتل کرنے کا حکم دیا۔ عروبہ اور حباسہ اس حکم کے تعمیل کرنے کے لئے قصر امارت کے ایک کونے میں جا کر گئے اور جب ''ابوعبداللہ شیعی'' آیا تو عروبہ نے حملہ کر دیا۔ ابوعبداللہ شیعی بولا ''عروبہ! تم یہ کام کس حکم سے کر رہے ہو،، جواب دیا جس کی اطاعت کا تم نے ہمیں حکم دیا تھا۔ ابوعبداللہ شیعی کی زبان سے کوئی بات نکلنے نہیں پائی تھی کہ عروبہ اور حباسہ کتے کی طرح جھپٹے اور عبداللہ کو اس کے بھائی سمیت مار کر ڈھیر کر دیا یہ واقعہ پندرہویں جمادی الثانی ۲۹۸ھ کا ہے۔

بیان کیا جاتا ہے کہ عبیداللہ مہدی نے ابوعبداللہ شیعی کی نماز جنازہ پڑھائی اور اس کے حق میں دعائے مغفرت کی تھی۔

عبیداللہ مہدی کی مجبوری: ...... عبیداللہ مہدی کو ''ابوعبداللہ شیعی'' کے قتل پر جن بات نے تیار کیا تھا وہ ابوالعباس ابواعبداللہ شیعی کے بھائی کی مخالفت اور ناعاقبت اندیشی تھی۔ ''عبیداللہ مہدی'' نے مجبوراً ان دونوں بھائیوں کو قتل تو کر دیا لیکن ان دونوں کے قتل سے ایک عام شورش پھیل گئی۔ دوست واحباب بدلہ لینے اٹھ کھڑے ہوئے۔ عبیداللہ مہدی ہنگامہ ٹھنڈا کر لینے کے لئے سوار ہوا۔ چنانچہ شورش فرد ہوگئی۔ اس کے بعد دوسرا ہنگامہ اہل کتامہ اور اہل قیروان کے درمیان پیدا ہوا قتل وغارتگری کے دروازے کھل گئے۔ ''عبیداللہ مہدی'' نے اپنی طاقت اور حکمت عملی سے اس کو بھی رفع دفع کر دیا اور مصلحتاً مبلغین کو روک دیا کہ اکثر لوگوں کو مذہب شیعہ کی دعوت اور تلقین نہ کی جائے۔

'زیادۃ اللہ کے بعد بنی اغلب کا ایک گروپ مختلف اغراض کے حصول کے لئے دوسرے مقامات پر گیا ہوا تھا یا جنگ کے زمانے میں ادھر اُدھر بھاگ گیا تھا دوبارہ رقادہ میں واپس آ گیا مگر عبیداللہ مہدی نے ان سب کو قتل کروا دیا۔

ابوالقاسم نزار کی ولی عہدی: ...... ابوعبداللہ شیعی کے مارے جانے کے بعد عبیداللہ مہدی نے اپنے بیٹے ابوالقاسم نزار کی ولی عہدی کا باضابطہ اعلان کر دیا برقہ اور اوس کے مضافات کی سند حکومت ''حباسہ بن یوسف'' کو دی مغرب پر اس کے بھائی عروبہ یوسف کو مقرر کیا اور ''باغایہ'' میں قیام کرنے کی ہدایت کی چنانچہ عروبہ نے ''باغایہ'' پہنچ کر ہرات پر حملہ کیا اور طاقت سے اس کو فتح کر لیا، دواس بن صولات مہیص کو اس کی حکومت عنایت کی۔

کتامہ کے شیعوں کی بغاوت: ...... ان واقعات کے بعد شیعان کتامہ میں ''ابوعبداللہ شیعی'' کے مارے جانے کا جوش پھر دوبارہ پیدا ہو گیا ایک نو عمر لڑکے کو امیر بنا کر ''مہدی'' کا لقب دیا گیا۔ دعوی یہ کیا کہ نبی ہے اور ''ابوعبداللہ شیعی'' کا انتقال نہیں ہوا۔ عبیداللہ مہدی نے اپنے بیٹے ابوالقاسم کو ''شیعان کتامہ'' کو ہوش میں لانے پر مقرر کیا۔ شیعان کتامہ اور ابوالقاسم کی لڑائی ہوئی ایک سخت وخونریز جنگ کے بعد اہل کتامہ کو ہزیمت شکست ہوئی وہ لڑکا جس کو ''شیعان کتامہ'' نے کھڑا کیا تھا قتل کر دیا گیا اور کتامہ بے حد پامال کئے گئے۔

طرابلس کی بغاوت: ...... پھر ۳۰۰ھ میں ''اہل طرابلس'' نے بغاوت کر دی اور اپنے گورنر ''ماکنون'' کو مار پیٹ کر نکال دیا۔ عبیداللہ مہدی نے اپنے بیٹے ابوالقاسم کو یہ ہنگامہ فرو کرنے روانہ کیا چنانچہ ابوالقاسم نے ایک طویل عرصے کے محاصرے اور جنگ کے بعد ایک سخت اور عام خونریزی سے

طاقت سے فتح کرلیا۔ تین لاکھ دینار سرخ جنگ کا تاوان وصول کئے۔

مصر پر حملہ:......ان بغاوتوں اور آئے دن کی سرکشیوں کے ختم ہونے پر ابوالقاسم نے فوجیں مرتب کیں اور جنگی کشتیوں کے بیڑے درست کئے اور اپنے بزرگ باپ ''عبیداللہ مہدی'' سے اجازت حاصل کر کے ۳۰۱ھ میں اسکندریہ اور مصر کی جانب بڑھا۔ دو سو کشتیوں کا بیڑہ دریا کے راستے روانہ کیا جس کا سردار ''حباسہ بن یوسف'' تھا۔ حباسہ نے پہنچتے ہی برقہ اور اس کے بعد اسکندریہ اور قیوم پر کامیابی کے ساتھ قبضہ کرلیا۔ دارالخلافت بغداد میں اس کی خبر ملی تو خلیفہ مقتدر نے سبکتگین اور مونس خادم کو ایک عظیم فوج کے ساتھ اس مہم پر روانہ کیا۔ دونوں فوجوں میں متعدد لڑائیاں ہوئیں آخر کار سبکتگین اور مونس نے اپنے مخالف کو ملک مصر سے نکال دیا اور مغربی فوجیں اپنے ملک واپس آ گئیں۔

حباسہ اور طروبہ کا قتل:......۳۰۲ھ میں حباسہ نے دوبارہ اسکندریہ پر حملہ کیا۔ دارالخلافت بغداد سے ''مونس خادم'' کو اس کی روک تھام کا حکم صادر ہوا۔ حباسہ اور مونس میں کئی لڑائیاں ہوئیں۔ آخری نتیجہ نکلا کہ مونس کو فتح نصیب ہوئی۔ تقریباً سات ہزار فوج ''حباسہ'' کی ان لڑائیوں میں ماری گئی۔ سخت پریشانی اور اضطراب کے ساتھ ملک مغرب واپس گیا اور عبیداللہ مہدی نے کوئی جھوٹا الزام لگا کہ اسے مارڈالا۔ عروبہ کو اپنے بھائی کے مارے جانے سے انتقام کا جوش پیدا ہوا گیا اس نے وہ فوراً ملک مغرب میں علم مخالفت و بغاوت بلند کردیا۔ ''کتامہ'' اور بربر کا جم غفیر اس کے پاس مجتمع ہو گیا۔ عبیداللہ مہدی نے اپنے خادم ''غالب'' کو اس طوفان کو روکنے پر مقرر کیا چنانچہ غالب نے عروبہ کو شکست دے دی، اور اس کو اس کے چچازاد بھائیوں اور بے شمار ساتھیوں کو جو بے شمار اور لاتعداد تھے قتل کردیا۔

صقلیہ کی بغاوت:......عروبہ کے مارے جانے کے بعد صقلیہ میں بغاوت پھوٹ نکلی۔ گورنر صقلیہ ''علی بن عمر کو نکال دیا گیا۔

باغیوں نے متفق الرائے ہو کر ''احمد بن قہرب'' نامی ایک شخص کو اپنا امیر بنایا اور عبیداللہ مہدی سے منحرف ہو کر ''خلیفہ مقتدر عباسی'' کی خدمت میں اطاعت کے اظہار کا خط بھیجا، یہ واقعہ ۳۰۴ھ کا ہے۔ عبیداللہ مہدی نے یہ سن کر جنگی کشتیوں کا ایک بیڑہ حسن بن ابی خنزیر۔۔۔۔ صقلیہ کی بغاوت فرد کرنے کے لئے روانہ کیا۔ ''احمد بن قہرب کے بیڑے سے ٹکراؤ ہو گیا اور کامیابی کا مہرا احمد بن قہرب'' کے سر رہا۔ حسن بن ابی خنزیر کو شکست ہوئی اور مارا گیا۔ اس کے بعد اہل صقلیہ کو عبیداللہ مہدی کی طاقت اور سختی سے خطرہ پیدا ہو گیا۔ چنانچہ عبیداللہ مہدی کی خدمت میں معذرت کا خط روانہ کیا اور سب نے متفق ہو کر احمد بن قہرب کو معزول کر کے زنجیر سے جکڑ کے عبیداللہ مہدی کے پاس بھیج دیا، عبیداللہ نے اپنا دل کو ٹھنڈا کرنے کے لئے ''حسن بن ابی خنزیر'' کی قبر پر احمد کو ذبح کردیا اور صقلیہ پر علی بن موسیٰ بن احمد کو امارت عطا کر کے کتامہ کی فوج کے ساتھ صقلیہ روانہ کردیا۔

مہدیہ نامی نئے شہر کی تعمیر:......چونکہ عبیداللہ مہدی کو اپنی دولت وحکومت پر خوارج کے مسلط ہو جانے کا خطرہ پیش نظر رہتا تھا اس لئے اس دریا کے ساحل پر ایک شہر تعمیر کرنے کا خیال پیدا ہوا جو اس کے اور اس کے خاندان والوں کے لئے ''بوقت ضرورت پناہ کا ذریعہ بنے

بیان کیا جاتا ہے کہ عبیداللہ مہدی نے اس شہر کی بنیاد کے وقت یہ کہا تھا کہ میں اس شہر کو اس غرض سے تعمیر کررہا ہوں کہ آئندہ کسی وقت ''بنی فاطمہ'' کے لئے ایک گونہ اطمینان اور امن کا ذریعہ ہوگا۔ حاضرین کو شہر کے سامنے ایک میدان میں یہ بھی دکھا دیا تھا کہ فلاں مقام تک ''صاحب الحمار'' یعنی ابو یزید خارجی آئے گا اور شہر آباد کرنے کی جگہ تجویز کرنے کے لئے سوار ہو کر نکلا۔ تجویز کرتے کرتے تیونس اور قرطاجنہ پہنچ گیا ہے اور سرزمین بر کصورہ کے قریب ایک جزیرے کو شہر آباد کرنے کے لئے منتخب اور پسند کرلیا چنانچہ سنگ بنیاد نصب کر کے شہر ''مہدیہ'' کی تعمیر اور آبادی ۳۰۳ھ کے آخر شروع کردی دارالسلطنت محلسرا ء، اور شہر پناہ بنوائی۔ شہر پناہ کے دروازے لوہے کے بے حد مضبوط اور وزنی بنوائے دروازے کے ہر ایک پٹ کا وزن سو سو قنطار تھا۔

مہدی کی پیش گوئی:......جب شہر پناہ اور فصیل تیار ہو گئی تو ایک دن فصیل پر چڑھ کر مغرب کی طرف تیر مارا۔ جہاں وہ تیر جا کر گرا وہ جگہ دکھا کر بولا ،،دیکھو اس جگہ تک صاحب الحمار (ابو یزید خارجی) آئے گا،، (عبیداللہ مہدی نے گوئی کی تھی) مہدیہ آباد کرنے کے بعد کشتیاں بنانے کا ایک کارخانہ قائم کیا اور نو سو کشتیاں تیار کرائیں، ۳۰۶ھ میں اس شہر کی تعمیر اور آبادی تکمیل کو پہنچ گئی۔ عبیداللہ مہدی ہنس کر بولا ،،آج مجھ کو بنی فاطمہ کی طرف سے

اطمینان ہوگیا ہے کہ وہ کچھ دنوں کے لئے غیر کے حملوں سے محفوظ اور مامون رہیں گے۔

ابوالقاسم کی شکست:......اس کے بعد اپنے بیٹے ابوالقاسم کو ایک بڑی فوج کے ساتھ دوبارہ ۳۰۷ھ میں مصر کی جانب بھیجا۔ چنانچہ اس نے اسکندریہ جزیرہ۔ اشمونین اور صلعید کے اکثر علاقے طاقت سے فتح کر لئے'' اور اہل مکہ کو لکھا کہ میرے علم حکومت کی اطاعت قبول کر لو اہل مکہ نے قبول نہ کیا چنانچہ دربار خلافت میں ان واقعات کی اطلاع ہوگئی خلیفہ مقتدر نے مونس خادم کو کمانڈر بنا کر ابوالقاسم کی بڑھتی ہوئی قوت کی روک تھام کرنے کے لئے روانہ کیا۔ چنانچہ مونس اور ابوالقاسم کی متعدد لڑائیاں ہوئیں۔ جن میں کامیابی کا سہرہ مونس کے سر رہا اور ابوالقاسم اور اس کے لشکر کو بڑے بڑے مصائب رسد وغلہ کی کمی اور دباؤ، اور طرح طرح کی تکلیفوں کا سامنا کرنا پڑا۔ مجبور ہو کر افریقہ کی جانب لوٹ گیا۔

افریقی بیڑے کی تباہی:......ابوالقاسم کی واپسی کے پہلے اسی کشتیوں کا بیڑہ ''مہدیہ'' سے اس کی کمک اور امداد کے لئے'' اسکندریہ کی طرف روانہ ہو چکا تھا جس کی کمان سلیمان خادم اور یعقوب کتامی کے پاس تھی اور یہ بیڑہ جنگی کشتیوں کا پہنچ بھی گیا تھا مگر ابوالقاسم کو اطلاع نہ ہوسکی۔ ابوالقاسم تو افریقہ کی جانب روانہ ہوگیا اور اس بیڑہ کا ''رشید'' میں شاہی بیڑے سے مقابلہ ہوگیا جس میں پچیس جنگی کشتیاں تھیں اور طرسوس سے یہ خبر پا کر آیا ہوا تھا نہایت سخت اور خونریز جنگ کے بعد شاہی بیڑے کو فتح نصیب ہوئی۔ چنانچہ افریقہ کے بیڑے میں آگ لگادی گئی فوجیں گرفتار کر لی گئیں۔ سلیمان اور یعقوب کو بھی پکڑ لیا گیا یعقوب تو قید میں مصر ہی میں مرگیا اور سلیمان قید خانہ سے افریقہ بھاگ گیا۔

ادریسی حکومت کا خاتمہ:......۳۰۸ھ میں ''عبیداللہ مہدی'' نے مضالہ بن حبوس کو لشکر'' مکناسہ'' کا سردار مقرر کر کے مغرب کے علاقوں کی طرف بڑھنے کا حکم دیا۔ اس وقت تک ملک ''فاس'' میں ''ادریسیوں'' کی حکومت تھی ''یحییٰ بن ادریس بن عمرو'' تخت حکومت پر فائز تھا۔ ''مضالہ'' کی اس سے جنگیں ہوئیں اور آخر کار مضالہ'' نے یحییٰ کی خودمختاری چھین کر کے'' عبیداللہ مہدی'' کی اطاعت پر راضی کر لیا۔ اور اپنی قوم میں سے ''موسیٰ بن ابی العافیہ'' کمناسی نامی ایک شخص کو مغرب کے صوبوں کا نگراں مقرر کر کے واپس آ گیا پھر ۳۰۹ھ میں مغرب پر حملہ کیا اور باقی ماندہ شہروں کو فتح کر لیا۔ ''موسیٰ بن ابی العافیہ'' نے یحییٰ بن ادریس'' گورنر فاس'' کی شکایت جڑ دی۔ ''مضالہ'' نے اس کو گرفتار کر کے'' فاس'' کو موسیٰ کی گورنری میں شامل کر دیا اور مغرب کے علاقوں سے ادریسی حکومت کا نام ونشان مٹادیا ''خاندان ادریسی'' کے ممبروں کو فاس کے صوبہ میں کسی مقام پر امن کی صورت نظر نہ آئی لہٰذا مجبور ہو کر بیچاروں نے ''ریف'' اور ''غمارہ'' کا راستہ لیا اور وہاں پہنچ کر ان لوگوں نے اپنی حکومت کی از سرنو بنیاد ڈالی۔ جیسا کہ ہم'' غمارہ'' کے حالات میں بیان کریں گے۔ انہی میں سے ''بنوحمود'' علوی بھی تھے جو اسویہ کی حکومت کے خاتمے کے وقت قرطبہ پر حاوی اور قابض ہو گئے تھے۔ جیسا کہ اس مقام پر مذکور ہوگا۔ ''مضالہ'' نے اس مہم سے فارغ ہو کر ''سلجماسہ'' پر چڑھائی کر دی اس کے امیر جو'' مدرار کناسی'' کی اولاد میں سے تھا اور دولت شیعہ کی اطاعت سے منحرف تھا قتل کر دیا اور اپنے چچازاد بھائی کو وہاں کی حکومت دے دی جیسا کہ آپ ان کے حالات میں پڑھیں گے۔

زناتہ اور مضالہ کی جنگیں:......ان واقعات سے اہل مغرب میں ایک خاص قسم کا جوش پیدا ہوگیا تھا۔ ''زناتہ'' اس طوفان کی روک تھام کے لئے اُٹھ کھڑے ہوئے جنگ کی آگ پورے ملک مغرب میں پھیل گئی۔ زناتہ اور مضالہ میں بکثرت لڑائیں ہوئیں۔ ''مضالہ'' انہی لڑئیوں میں محمد بن خرز کے ہاتھ سے مارا جاتا تھا کہ ملک مغرب میں بغاوت پھوٹ نکلی۔ ''عبیداللہ مہدی'' نے یہ ہنگامہ فرو کرنے پر ۳۱۵ھ میں لشکر کتامہ اور سرداران شیعہ کے ساتھ اپنے ابوالقاسم کو مقرر کیا۔ محمد خزر'' ابوالقاسم کا مقابلہ نہ کرسکا اور اپنے ساتھیوں اور افریقہ کے ریگستان کی جانب چلا گیا۔ چنانچہ ابوالقاسم نے مزاتہ، مطماطہ ہوارہ، بلاد اباضیہ، صفریہ اور اطراف تاہرت میں دارالحکومت المغرب الاوسط کو فتح کر لیا مگر کسی کے کان پر جوں نہ رینگی اس کے بعد اپنے پُرزور حملوں سے ''ریف کو'' بھی فتح کر لیا۔ شہر'' لکور'' کو بھی ''جو المغرب الاوسط'' کے ساحل کا ایک مشہور شہر تھا فتح کر لیا۔'' والی جراوہ'' یعنی حسن بن ابی العیش کا محاصرہ کر لیا حسن بن العیش ''ادریس'' کے خاندان حکومت کا ایک فرد تھا۔ محاصرہ میں ''حسن اور ابوالقاسم میں بہت سی لڑائیاں ہوئیں۔ حسن کو ہر طرح کے مصائب سے مقابلہ کرنا پڑا مگر ابوالقاسم سے شکست کھا گیا بالآخر ابوالقاسم اپنی کامیابی سے مایوس ہو کر واپس چلا گیا۔ شہر مسیلہ سے ہو کر گزرا۔ یہاں پر ''بنو کملان'' حکمرانی کررہے تھے جو'' ہوارہ'' کے خاندان سے تھے چونکہ ان لوگوں کی طرف سے یہ خطرہ پیش نظر تھا کہ کسی نہ کسی وقت یہ

فتنہ وفساد برپا کردیں گے اس لئے ان لوگوں کو ''قیروان'' کی طرف جلاء وطن کردیا مشیت الٰہی میں یہ تھا کہ لوگ آئندہ ''صاحب الحمار'' (ابویزید خارجی) کے خروج کے وقت اس کے معین اور مددگار بنیں گے اور ایسا ہی ہوا بھی۔

مسیلہ کی دوبارہ تعمیر: ..... ''بنوکملان'' کو جلاوطن کرنے کے بعد مسیلہ کو دوبارہ تعمیر اور آباد کرایا اور ''محمدیہ'' کے نام سے موسوم کردیا۔ علی بن حمدون ''اندلسی نے اس کی تعمیر اور آبادی میں اپنی حکومت کے ماہر کاریگر لگادیئے تھے جس کی وجہ سے ابوالقاسم نے اس کو ''محمدیہ'' اور ''زاب'' کی حکومت عطا کی۔ ''اب میں'' اس نے ایک قلعہ بنوایا اور سامان جنگ اور غلہ وغیرہ سے اس کو خوب بھرلیا جس نے بوقت محاصرہ صاحب الحمار منصور کا ہاتھ بٹایا۔ جیسا کہ آئندہ تحریر کیا جائیگا۔

موسیٰ بن ابی العافیہ کی بغاوت: ..... پھر ''موسیٰ بن ابی العافیہ'' فاس ومغرب کے گورنر کے دماغ میں بغاوت کی ہوا سما گئی اور وہ حکومت شیعہ سے منحرف ہوکر دولت امویہ کا مطیع بن گیا جو دریا کے دوسری طرف تھی اور ان کی حکومت کو پورے بلاد مغرب میں پھیلا دیا۔ احمد بن بصلین مکناسی جو عبیداللہ مہدی کا کمانڈر تھا۔ ایک فوج لے کر موسیٰ بن ابی العافیہ کو ہوش میں لانے کے لئے آیا۔ دونوں فوجوں میں گھمسان کی لڑائی ہوئی آخر کا احمد نے موسیٰ کو طاقت سے مجبور کر کے ملک مغرب سے نکال دیا اور دل کھول کر ملک کو پامال کر کے کامیابی کے ساتھ عبیداللہ مہدی کے پاس واپس آیا۔

عبیداللہ مہدی کی وفات ابوالقاسم کی جانشینی: ..... ماہ ربیع ۳۲۲ھ میں عبیداللہ مہدی اپنی حکومت وخلافت کے چوبیس سال کے بعد انتقال کر گیا اور اس کی جگہ اس کا بیٹا ابوالقاسم محمد محنت حکومت پر بیٹھا۔ تخت نشینی کے بعد یہی ''نزار کے نام سے مشہور ہوئے۔ اور القایم بامراللہ'' کے لقب سے ملقب ہوا۔ اس کو اپنے باپ کے مرنے کا بے حد صدمہ ہوا بیان کیا جاتا ہے کہ یہ اپنی پوری عمر میں صرف دوبار ''جلوس شاہی'' سے نکلا تھا۔

عبیداللہ مہدی کی وفات ابوالقاسم کی جانشینی: ..... اس کے عہد حکومت میں ہنگامے اور بغاوتیں بکثرت ہوئیں طرابلس کے اطراف میں ابن طالوت قرشی نے سر اٹھایا اور ''ابن مہدی'' ہونے کا دعوی دار بن گیا۔ اس نے طرابلس کا محاصرہ کرلیا۔ چند دن بعد بربر کے سامنے اس کی قلعی کھل گئی اور اس کا جھوٹ ظاہر ہوگیا۔ چنانچہ بربر نے متحد ہوکر اس کو فتح کردیا۔ اس کے بعد ''قائم بامراللہ'' نے ملک مغرب کو سر کرنے پر ہمت باندھی۔ چنانچہ ''فاس'' پر احمد بن بکر بن ابی سہل جذابی کو مقرر کیا اور ادارسہ ریف وغوارہ کے بادشاہوں نے بھی فوج کشی کی۔ ادھر ''میسو'' نے قیروان سے قدم نکالے اور ملک مغرب میں داخل ہوکر ''فاس'' کا محاصرہ کرلیا۔ احمد بن بکر وگورنر نے ڈر کر مصالحت کرلی۔ اس کے بعد میسور نے موسیٰ بن ابی العافیہ پر یلغار کی موسیٰ اور میسور کی متعدد لڑائیاں ہوئیں اور انہی لڑائیوں میں ''ثوری بن موسیٰ گرفتار کرلیا گیا'' ''میسور'' نے اسے ملک مغرب سے جلاوطن کردیا ان لڑائیوں میں موسیٰ کو شکست ہوگئی او میسور نے کامیابی کے ساتھ موسیٰ کے مفتوحہ صوبوں میں اُن ''ادارسہ'' کی حکومت کا جھنڈا گاڑ دیا جو ''ریف'' میں حکومت کررہے تھے۔ ان کا سپاہیوں کے بعد میسور ۳۲۴ھ میں ''قیروان پہنچ کر قاسم بن محمد کو جو محمد بن ادریس کی اولاد میں سے تھا اور ریف کے حکمران، ادارسہ کا بزرگ خاندان تھا ایک بڑی فوج کمانڈر بنا کر موسیٰ بن ابی العافیہ کے مقابلے پر روانہ کیا۔ چنانچہ قاسم نے فاس کے علاوہ تمام بلاد مغرب کو فتح کرلیا اور حکومت شیعہ کی دعوت اس کے تمام علاقوں میں پھر اور جاری ہوگئی۔

فرانس پر حملہ: ..... ابوالقاسم ''قائم'' بامراللہ ان تمام واقعات کو ایسی خاموشی اور سکوت سے دیکھ رہا تھا کہ گویا وہ دیکھتا اور سنتا ہی نہ تھا پورے بلاد مغرب میں ایک بڑی تبدیلی پیدا ہوگئی مگر اس کے کان پر جوں تک نہ رینگی۔ اس نے واقعات کے ختم ہونے پر ایک بہت بڑا بیڑہ جنگی جہاز وہ فرانس کے مقبوضہ ساحل پر جہاد کرنے کے لئے روانہ کیا۔ اس بیڑہ کا افسر اعلیٰ ابن اسحاق نامی ایک مشہور امیر البحر تھا۔ ابن اسحاق نے فرانس کے مقبوضہ فرانس ساحل پر پہنچ کہ اپنی فوج کو بغیر مزاحمت اور جنگ کے خشکی پر اتار لیا انتہائی سختی سے خونریزی اور عام جنگ کرتا ہوا فرانس کے علاقوں میں گھس گیا۔ قتل وقید کرتا ہوا شہر جنوہ'' تک پہنچ گیا اور طاقت کے زور سے اس کو بھی فتح کرلیا۔ اس کے بعد سروانیہ'' پر چڑھائی کی، یہ جزیرہ بھی فرانس ہی کے قبضہ میں تھا۔ اللہ تعالی کی عنایت اور امداد نے یہاں پر بھی ''ابن اسحاق'' کا ساتھ دیا اور فرانس کو پامال اور زیر کیا۔ ''ابن اسحاق'' اس مہم سے فارغ ہو کر قرقیسیا کی طرف بڑھا۔ یہ شام کا ایک مشہور ساحل ہے چنانچہ شامیوں کی جتنی کشتیاں اس ساحل پر موجود تھیں سب کو جلا کر خاک وسیاہ کردیا اور

اپنے خادم ''زیران'' کی ماتحتی میں ایک فوج مصر کی جانب روانہ کر دی چنانچہ ،زیران ، نے نہایت مستعدی سے اسکندریہ کو فتح کر لیا۔اس کے بعد مصر سے ''اخشید'' کالشکر پہنچ گیا۔اور اس نے ان ممالک سے ان لوگوں کے قدم ڈگمگا دیئے چنانچہ وہ لوگ مجبوراً مغرب کی جانب واپس چلے گئے۔

ابویزید خارجی کے حالات:......ابو یزید ''مخلد کیراد کا'' بیٹا تھا۔کیراد شہر ''توزر'' کے شہروں میں ''قسطیلہ'' کا رہنے والا تھا۔تجارت کے ذریعہ سے ''سوڈان'' اکثر آیا جایا کرتا تھا۔''سوڈان'' ہی میں اس کا بیٹا ''ابو یزید'' پیدا ہوا اور ''توزر'' میں نشو ونما پائی اور قرآن مجید پڑھا۔چونکہ ''نکاریہ'' خوارج یعنی صفریہ سے کے میل جول اور دوستانہ مراسم اس لئے کے مذہب کی جانب مائل ہو گیا اور انہی لوگوں سے اس مذہب کے اصول سیکھے اور تعلیم پائی اور اس کے بعد ''تاہرت'' چلا گیا اور وہاں پر پہنچ کر بچوں کو پڑھانے لگا۔اور جب ''ابوعبداللہ شیعی'' مہدی کی تلاش میں ''سجلماسہ'' روانہ ہوا تو اس وقت یہ ''تاہرت'' سے ''تقیوس'' چلا گیا پہلے کی طرح پڑھانے لگا۔پھر اس کے دل و دماغ میں یہ ہوا سما گئی تھی کہ جس طرح بھی ہو میرے مذہب والوں کی ترقی ہو اس کا یہ اعتقاد بھی غیر مذہب والوں کا مال اور خون مباح کو وعظ ونصیحت کرنا شروع کیا۔

ابوزید کی بغاوت:......۳۱۶ھ میں کھلم کھلا منہیات شرعیہ سے روکنے اور لوگوں کی اصلاح پر کمر باندھ لی رفتہ رفتہ اس کے مقلدوں کی جماعت بڑھ گئی۔چنانچہ جس وقت عبیداللہ مہدی کی وفات ہوئی ہیں اس کو موقع مل گیا چنانچہ اطراف کوہ اور اس میں علم حکومت کے خلاف بغاوت کر دی۔گدھے پر سوار ہو کہ نکلا اور ''شیخ المومنین'' کے لقب سے خود کو ملقب کیا اور خلیفہ ناصر ''اموی'' حاکم اندلس کی حکومت کی بنا ڈالی۔بربریوں کے ایک گروپ نے اس کی اتباع کر لی۔''گورنر باغایہ'' نے یہ خبر سن کر اس کی سرکوبی کی غرض سے فوجیں مرتب کیں ''ابو یزید'' نے بھی بربریوں کو متحد کر کے لشکر کا لباس پہنایا۔چنانچہ دونوں فوجوں میں گھمسان لڑائی ہوئی اور آخر کار ''گورنر باغایہ'' شکست کھا کر گیا ابو یزید نے باغایہ حملہ کر دیا۔اور چاروں طرف سے محاصرہ کر کے لڑائی شروع کر دی مگر ناکام واپس گیا۔قبائل ''زمانہ'' سے ''بنی واسی'' کو باغایہ کے محاصرے اور اسے فتح کرنے پر ابھار دیا ''بنی واسی'' نے ۳۳۳ھ میں باغایہ پر چڑھائی کی اور ابوزید نے ''بنفسہ اور مجانہ'' حملہ کیا۔چنانچہ ''اہل اور مجانہ'' صلح کے ساتھ شہر پناہ کے دروازے کھول دیئے۔

اہل مرجانہ کی فتح:......اسی دروان اہل مرجانہ کے ایک شخص نے ابوزید کو ایک ابلق گدھا بطور تحفہ دیا ابوزید نے اس پر سواری شروع کر دی چنانچہ اسی مناسبت سے یہ اس سے ملقب ہوا۔اون کا ایک چھوٹا ''جبہ'' جس کی آستین تنگ ہوا کرتی تھیں پہنتا تھا۔

اربس کی فتح:......کتامہ کا لشکر اس وقت ''اربس'' میں تھا ابوزید کی کامیابی کی خبر پا کر سن کہ اربس چھوڑ کر بھاگ گیا تو ابوزید نے اس پر بھی قبضہ کر لیا اس کے لشکر نے ''اربس'' کے بازاروں میں آگ لگا دی اور لوٹ لیا، جن لوگوں نے جامع مسجد میں قتل کے خوف سے جا کر پناہ لی تھی وہ بھی نہ بچے ان لوگوں کو بھی ''ابوزید'' نے اس کے لشکریوں نے تیز تلواروں سے شکار کر لیا۔

باجہ کی تباہی:......''ابوزید'' نے اس عام خونریزی سے فارغ ہو کر ایک لشکر شبیبہ کی طرف روانہ کیا گورنر شبیبہ مقابلہ پر آیا لڑائی ہوئی تو شبیبہ کا حاکم مارا گیا۔حاکم شبیبہ کے مارے جانے سے شبیبہ فتح ہو گیا پھر ہوتے ہوتے یہ خبر قائم بامراللہ تک پہنچی تو ساختہ بول اٹھا اب اگر ابوزید کی روک تھام نہ کی گئی تو وہ ضرور ''مہدیہ'' کی جانب روانہ کر دیا۔ابوزید یہ خبر سن کر مقابلہ پر اور ''باجہ'' کے باہر ایک میدان میں دونوں کا مقابلہ ہوا۔بہت بڑی اور سخت خونریزی کے بعد بشریٰ شکست کھا کر تونس کی طرف بھاگ گیا اور ابوزید نے باجہ میں داخل ہو کر اسے لوٹ لیا بازاروں میں آگ لگا دی، لڑکوں کو قتل کر دیا اور، عورتوں کو گرفتار کر کے لونڈیاں بنا لیا۔گردونواح کے بربری اور خوشخبری سن کر ابوزید کے پاس آ آ کر جمع ہو گئے۔اور ''اہل باجہ'' کے مکانات باغیوں اور اسلحے پر قابض ہو گئے۔

بشریٰ کا دوبارہ حملہ:......بشریٰ نے تونس پہنچکر اپنی فوج کو دوبارہ مرتب و آراستہ کیا اور چند دن آرام کر کے ''باجہ'' دوبارہ حملہ کیا چنانچہ ابوزید نے اس کی اطلاع پا کر اپنی فوج کے ایک حصے کو بشریٰ کے مقابلہ پر روانہ کیا مگر اس معرکہ میں ابوزید کی فوج میدان جنگ سے بھاگ گئی اور کامیابی اور فتحیابی کا سہرا بشریٰ کے سر رہا۔

تیونس کی بغاوت:......اس واقعہ کے بعد اہل تیونس میں باغیانہ جوش پیدا ہوگیا ان سب نے مل کر بشریٰ پر حملہ کر دیا۔ بے چارہ بشریٰ اپنی جان بچا کر بھاگ گیا اور ان لوگوں نے ابویزید سے امن حاصل کر کے اس کے علم حکومت کے فرمان بردار بن گئے۔ ابویزید نے ان لوگوں پر ایک شخص کو مقرر کر کے قیروان کی جانب کوچ کر دیا۔ قائم بامراللہ کو اس کی خبر ملی تو اس نے اپنے پرانے خادم بشریٰ کو ابویزید کی روک تھام اور مقابلہ کے لئے روانہ کیا۔ اور یہ ہدایت کر دی کہ ایک دستہ فوج کو ابویزید کے حالات معلوم کرنے پر متعین کر دینا۔ چنانچہ بشریٰ نے اس ہدایت کی تعمیل اپنی فوج کے ایک دستے کو اس خدمت پر مامور کر دیا۔ ابویزید نے بھی یہ خبر سن کر فوجیں مرتب کر لیں اور سامان جنگ حاصل کر کے بشریٰ کی فوج سے جا بھڑا۔ اتفاق سے اس معرکہ میں ابویزید کے لشکر کو شکست ہوگئی اور چار ہزار فوج ماری گئی اور جو لوگ قید کر لئے گئے وہ مہدی میں پوری حفاظت سے لائے گئے۔ اور فوراً قید حیات سے سبکدوش کر دیئے گئے۔

رقادہ اور قیروان کی فتح:......ابویزید اس شکست سے متاثر ہو کر کتامیوں کی طرف بڑھا اور ان کی گشتی پارٹی (مقدمۃ الجیش) کو شکست دے کر قیروان تک ان کا تعاقب کرتا چلا گیا اور رقادہ پہنچ کر پڑاؤ کیا اس وقت اس کے ہمراہ دو ہزار جنگجو تھے۔ ان دنوں رقادہ کا گورنر خلیل بن اسحاق تھا اور وہ میسور کے آنے کے انتظار میں مقابلہ کرنا پسند نہیں کرتا تھا مگر ابویزید اپنے حریف کو کب اتنی مہلت دے سکتا تھا چنانچہ اس نے پہنچتے ہی لڑائی چھیڑ دی ادھر لوگوں نے خلیل کو بات چیت کر کے مقابلہ پر تیار کر دیا۔ تو خلیل اور ابویزید میں گھمسان لڑائی چھڑ گئی۔ نتیجہ یہ نکلا کہ خلیل شکست کھا کر قیروان کی جانب بھاگ گیا۔ اور ابویزید نے ''رقادہ'' میں داخل ہو کر خوب قتل و غارت کی۔

قیروان پر قبضہ:......اس کے بعد زدیلی کو ایک فوج دے کر قیروان روانہ کیا چنانچہ ایوب نے صفر ۳۳۳ھ میں قیروان پر قبضہ کر لیا پھر اس کے لشکریوں نے شہر قیروان کو خاطر خواہ لوٹا۔ پھر خلیل نے امن کی درخواست کی تو ایوب نے امن دے دیا مگر جس وقت ابویزید کے سامنے پیش کیا گیا تو ابویزید نے اس کے قتل کا اشارہ کر دیا جس کی تعمیل اسی وقت کر دی گئی۔ اس کے بعد قیروان کے سرداروں نے امن کی درخواستیں پیش کیں چنانچہ ابویزید نے ان لوگوں کو بھی امن دے دیا اور غارتگری کی ممانعت کر دی۔

میسور کا قتل:......ان واقعات کے بعد میسور نے ابویزید پر چڑھائی کر دی اس مہم میں میسور کے ساتھ ابوکملان بھی تھا۔ ابویزید نے ابوکملان سے ساز باز کرنے اور میسور کو یہ واقعہ لکھ بھیجا اور ابوکملان کے جان سے بچنے کی تاکید کی اس پر میسور نے ابوکملان کے ساتھ سختی کی چنانچہ ابوکملان موقع پا کر ابویزید کے پاس چلا گیا جس سے میسور کا بازو کمزور پڑ گیا اور اس معرکہ میں اس کو شکست ہوگئی، اور لڑائی کے دوران بنوکملان نے میسور کو قتل کر دیا اور اس کا سر اتار کے ابویزید کے پاس لے آئے ابویزید نے اس کے سر کو نیزہ پر رکھ کر قیروان میں گشت کروایا۔

افریقہ کی تباہی:......پھر کامیابی کی خبریں اپنے سب علاقوں میں بھیجیں میسور کا لشکر پریشان ہو کر بھاگ کر قائم بامراللہ کے پاس مہدیہ پہنچ گیا قائم بامراللہ نے دور اندیشی سے کام لے کر قلعہ بندی اور خندق کھدوانے کا حکم دیا۔ اور ابویزید اس کامیابی کے بعد دو مہینہ دس دن تک میسور ہی کے کیمپ میں ٹھہرا ہوا قیروان کے آس پاس کے علاقوں میں شبخون مارنے کی غرض سے فوجیں بھیجتا رہا۔ جو وقتاً فوقتاً مال غنیمت لے کر واپس آتی تھیں۔ سوسہ بھی انہی فوجوں کے ہاتھ فتح ہوا تھا غرض افریقہ کو اکیلے ایک ابویزید نے الٹ پلٹ کر رکھ دیا۔ ایک عظیم الشان تغیر پیدا ہوگیا ہزاروں خاندان نیست و نابود ہوگئے بڑی بڑی بستیاں ویران ہوگئیں ہزاروں لوگ جلاء وطن ہو کر نکل کھڑے ہوئے اور بڑی تعداد میں بھوک پیاس سے افریقہ کے ریگستان میں مر گئے باقیماندہ بھوکے، پیاسے اور برہنہ مہدیہ پہنچے۔

مہدیہ پر حملے کی تیاری:......قائم بامراللہ کا دل ان لوگوں کو دیکھ کر بھر آیا چنانچہ اس نے کتامہ کے سرداروں قبائل بربر اور زیری بن (مناطر شاہ صنہاجہ) کو مہدیہ کی امداد و اعانت کے لئے بلوایا۔ چنانچہ یہ لوگ مہدیہ کو ابویزید کے پنجہ غضب سے بچانے روانہ ہوگئے اتفاق سے اس کی اطلاع ابویزید کو مل گئی۔ وہ فوراً فوجیں مرتب کر کے روانہ ہوگیا اور مہدیہ سے سات کوس کے فاصلہ پر پہنچ کر پڑاؤ کر دیا۔ اور مہدیہ کے آس پاس علاقوں میں چھوٹی چھوٹی فوجیں شبخون مارنے کی غرض سے پھیلا دیں۔

کتامہ اور بربر کی جنگ: ...... جاسوسوں نے ''کتامہ'' تک یہ خبر پہنچادی کہ ابوزید کا لشکر شبخون مارنے کی غرض سے ادھر ادھر پھیل گیا ہے۔ چنانچہ ''کتامہ'' نے آخری جمادی الاول ۳۳۳ھ میں ابوزید پر حملہ کردیا ابوزید نے اپنے بیٹے فضل کو کتامہ کے مقابلہ پر مقرر کیا جو قیروان سے ایک تازہ دم فوج لے کر اپنے باپ کی کمک کے لئے آیا ہوا تھا۔ فضل کی روانگی کے بعد خود بھی سوار ہو کر میدان جنگ کی طرف چلا ادھر کتامہ کی فوج بغیر جنگ وقتال کے بھاگ کھڑی ہوئی، ابوزید مہدیہ کے دروازے تک تعاقب کرتا چلا گیا اور جب وہ ہاتھ نہ آئی تو واپس آ گیا۔ ابوزید نے چند دنوں کے بعد مہدیہ پر پھر یلغار کی اور خندق تک حملہ کرتا ہوا پہنچ گیا خندق کے اوپر عبیدیوں کا گروہ مقابلہ کے لئے موجود تھا تھوڑی دیر تک لڑائی ہوتی رہی بالآخر عبیدیوں کو شکست ہوگئی اور ابوزید خندق عبور کر کے شہر پناہ کی دیوار تک پہنچ گیا حتیٰ کہ شہر سے صرف ایک تیر کا فاصلہ باقی رہ گیا۔ دوسری جانب بربری جان توڑ کر لڑ رہے تھے اور کتامہ کی فوجیں حملہ پر حملہ کر رہی تھیں آخر کار بربریوں کو شکست ہوگئی۔

باب مہدیہ پر حملہ: ...... ابوزید کو اس کی اطلاع ہوئی تو بے حد غمگین ہوا مگر پھر اس نے ہوش وحواس درست کر کے باب مہدیہ پر حملہ کیا زیری بن مناد اور کتامہ کی فوجوں نے پیچھے سے حملہ کیا پورے دن لڑائی ہوتی رہی اور ابوزید بڑی مشکل سے جان بچا کر اپنی لشکر گاہ میں واپس آیا۔ دیکھا کہ عبیدی جیسا کہ اس سے پہلے لڑ رہے تھے اب بھی لڑ رہے ہیں لیکن ابوزید کے آجانے سے اس کے ساتھیوں کی قوت بڑھ گئی اور وہ مجموعی قوت سے سب کے سب عبیدیوں پر ٹوٹ پڑے چنانچہ عبیدیوں کے پاؤں اکھڑ گئے اور وہ شکست کھا کر بھاگے، ابوزید بھی مصلحتاً کچھ پیچھے ہٹ گیا اور اپنی لشکر گاہ کے اردگرد خندق کھدوائی، بربر انفوسہ، زاب اور ملک مغرب کے لوگ آ آ کر اس کے پاس جمع ہوگئے ماہ جمادی الآخرۃ کے آخر میں مہدیہ پر پھر حملہ کیا۔ اور نہایت سختی سے محاصرہ کر کے لڑائی شروع کردی۔ ایک پورے دن مسلسل لڑائی جاری رہی، مگر اس کو کسی قسم کی کامیابی حاصل نہ ہوسکی لہٰذا بے نیل ومرام واپس چلا گیا اور گورنر قیرواں سے امدادی فوج منگوا کر تیسری بار ماہ رجب کے آخر میں مہدیہ پر پھر چڑھائی کی اور پھر شکست کھا کر واپس آ گیا اس معرکہ میں اس کے ساتھیوں کی بڑی تعداد ماری گئی۔

مہدیہ پر سخت محاصرہ: ...... اس کے بعد چوتھی بار ماہ شوال کے آخر میں پھر ابوزید نے حملہ کیا اور ناکامی کے ساتھ اپنی لشکر گاہ میں واپس چلا گیا۔ اس مرتبہ کی واپسی کے بعد محاصرے میں شدت سے کام لینے لگا۔ جس سے اہل مہدیہ کو بہت مصائب کا سامنا کرنا پڑا۔ غلہ ختم ہوگیا بھوک کے مارے لوگوں نے مرداروں اور جانوروں کو کھانا شروع کر دیا۔ عوام الناس پریشان ہو ہو کہ ادھر ادھر نکل گئے صرف فوج باقی رہ گئی۔ قائم بامراللہ نے غلہ کے گوداموں کو کھول کر لشکریوں پر تقسیم کر دیا۔ اس غلہ کو عبیداللہ مہدی نے ضرورت کے وقت کے لئے جمع کر رکھا تھا۔ ان واقعات کے کتامہ نے جمع ہو کر قسطنطنیہ میں لشکر آرائی کی ابوزید نے یہ خبر پا کر ایک فوج ان کو منتشر کرنے کے لئے بھیجی چنانچہ کتامہ شکست کھا کر منتشر ہوگئے۔

ابویزید کی ناکام واپسی: ...... ابویزید نے بربریوں کو ہر جگہ سے بلوا کر ایک جگہ پر جمع کر کے سوسہ کے محاصرہ کا حکم دیا اور چاروں طرف سے اس کو باہر سے آمد ورفت بند کردی ابھی کوئی آخری فیصلہ نہیں ہونے پایا تھا کہ بربریوں نے اس وجہ سے کہ ابویزید کھلم کھلا محرمات شرعیہ کو جائز کہتا اور کھلے عام گناہوں اور منکرات کا ارتکاب کرتا تھا، بغاوت کردی اور اس سے علیحدہ ہو کے اپنے اپنے شہروں کی طرف چلے گئے مجبوراً ابویزید بھی ۳۳۴ھ میں قیروان کی جانب لوٹ گیا۔ اس سے اہل مہدیہ کو موقع مل گیا انھوں نے جی کھول کر اس کی لشکر گاہ کو لوٹا اور ہر طرف سے بربریوں پر غارتگری اور قتل عام کی بارش ہونے لگی۔

اہل قیروان کی بغاوت: ...... چنانچہ سرزمین افریقہ میں کوئی ایسی جگہ نہیں تھی جہاں پر کہ بربریوں پر ہاتھ صاف نہ کیا گیا۔ اہل قیرواں میں بھی اس سے ایک جوش پیدا ہوگیا انہوں نے بھی ان کی مخالفت پر کمر باندھ لی اور ابویزید کی اطاعت سے منحرف ہو کر قائم بامر اللہ کے علم حکومت کے نیچے آ گئے۔ اتنے میں مسیلہ سے علی بن حمدون ایک فوج لے کر پہنچ گیا۔ ایوب بن ابویزید نے اس پر شبخون مارا لہٰذا علی بن حمدون اس اچانک حملہ سے گھبرا کر بھاگ کھڑا ہوا اور تیونس میں جا کر دم لیا۔ اس کے بعد قائم بامراللہ کی فوجیں آ گئیں ان کی کئی مرتبہ ایوب سے مڈبھیڑ ہوئی آخر کار ایوب ربیع الاول ۳۳۴ھ میں شکست کھا کر قیروان کی جانب چلا گیا اور اپنی حالت درست کر کے ایک فوج ''علی بن حمدون'' سے جنگ کرنے کے لئے ملطیہ روانہ کی۔ کافی عرصے

تک دونوں میں لڑائی ہوتی رہی یہاں تک کہ ایوب کی فوج نے اہل ملیطہ سے ساز باز کر کے شہر پر قبضہ کرلیا اور علی بن حمدون بھاگ کر کتامہ کے ملک چلا گیا۔ پھر کتامہ، نفزہ اور مزاتہ نے متحد ہو کر اس شکست پر نوحہ خوانی کی اور پھر اپنی حالت کو درست کر کے قسطنیہ میں لشکر آرائی کرنے لگے۔

قائم بامراللہ کی وفات :.....علی بن حمدون نے اسی فوج کے ایک حصہ کو تجربہ کار سردار ہوارہ روانہ کیا۔''اہل ہوارہ'' مقابلہ پر آئے لڑائیاں ہوئیں اور ابو یزید نے بھی ان کی امداد کی مگر کامیابی حاصل نہ ہوسکی علی بن حمدون نے شہر تہبیت اور باغایہ میں اپنی کامیابی کا جھنڈا گاڑ دیا۔ ابو یزید کو اس سے سخت صدمہ پہنچا اس نے ماہ جمادی الثانی میں فوجیں تیار کر کے ''سوسہ'' پر چڑھائی کر دی۔ قائم بامراللہ کا لشکر اس وقت ''سوسہ'' میں مقیم تھا۔ چنانچہ ہنگامہ کارزار گرم ہو گیا۔ اسی دوران ابو یزید کے محاصرہ میں ہی قائم بامراللہ کا انتقال ہو گیا۔

المنصور کی تخت نشینی :.....قائم بامراللہ ابوالقاسم محمد بن عبیداللہ مہدی حاکم افریقہ اپنے بیٹے اسماعیل کو اپنا ولی عہد بنا کر انتقال کر گیا۔ اس کے انتقال کے بعد اسماعیل تخت حکومت پر جلوہ افروز ہوا اور خود کو ''المنصور'' کے لقب سے ملقب کیا۔ چونکہ انہی دنوں ابو یزید ''سوسہ'' کا محاصرہ کئے ہوئے تھا اس لئے مصلحت اور دوراندیشی کے تحت اس نے اپنے باپ کے انتقال کو چھپایا اور نہ خود کو خلیفہ کے لقب سے ملقب کیا اور نہ ہی سکے اور خطبے کو تبدیل کیا یہاں تک کہ ابو یزید کی مہم سے اس کو فراغت حاصل ہو گئی جیسا کہ آئندہ بیان کیا جا سکے گا۔

ابو یزید کی شکست :.....آپ ابھی اوپر پڑھ چکے ہیں کہ جس وقت قائم بامراللہ کی وفات ہوئی تھی ان دنوں ابو یزید ''سوسہ'' کا محاصرہ کئے ہوئے تھا اور اہل سوسہ سے لڑائی جاری ہوئی تھی چنانچہ جب اسماعیل منصور نے حکومت اپنے قبضہ میں لی تو جو پہلا کام اس نے کیا وہ یہ تھا کہ جہازوں کے بیڑہ مہدیہ سے ''سوسہ'' روانہ کیا جس پر سامان جنگ فوجیں اور غلہ بھرا ہوا تھا اس بیڑے کے سردار شیق کاتب اور یعقوب بن اسحاق تھے اس بیڑے کی روانگی کے بعد خود بھی تھوڑی سی فوج لے کر روانہ ہو گیا مگر راستے سے ہی مشیروں اور اراکین دولت کے مشورے سے واپس آ گیا اتنے میں اس کے بیڑہ ''سوسہ'' کے ساحل پر جا لگا۔ ابو یزید نے یہ خبر سن کر جہازوں کے بیڑے سے مزاحمت کی۔ چنانچہ فوجیں خشکی پر اتر پڑیں اور ''سوسہ'' کے لشکر کے ساتھ مل کر ابو یزید سے لڑنے لگیں۔ ابو یزید شکست کھا کر بھاگ گیا اور اس کی لشکر گاہ کو لوٹ کر جلا کر خاک وسیاہ کر دیا گیا۔

ابو یزید کی سبیر روانگی :.....ابو یزید اس لڑائی سے جان بچا کر پریشانی کے عالم میں تھا میں قیروان نے شہر میں داخل نہیں ہونے دیا اور طرہ اس پر یہ ہوا کہ ابو یزید کے گورنر کو بھی مار کر نکال دیا چنانچہ یہ بھی قیروان سے نکل کر ابو یزید کے پاس آ گیا۔ پھر دونوں ایک دوسرے سے بغلگیر ہوئے اور اپنی ناکامی پر افسوس کرتے ہوئے تنبیہ کی طرف روانہ ہو گئے۔ یہ واقعہ ماہ شوال ۳۳۴ھ کے آخر کا ہے۔

منصور اور ابو یزید کی جنگیں :.....اس کے بعد منصور قیروان کی طرف آیا اور اہل قیروان کو امن دیا اور اپنے دامن عاطفت سے ان کے آنسو پونچھے۔ ابو یزید کے بچے اور عورتیں اس وقت قیروان ہی میں تھے منصور نے اپنی بے نظیر فیاضی و مردانگی سے ان کی حفاظت ونگرانی کی اور ان کے گذارے کے لئے وظائف مقرر کئے۔ اور فوج کا ایک دستہ ابو یزید کے حالات معلوم کرنے کی غرض سے مقرر کیا، اتفاق سے ابو یزید نے بھی منصور کے حالات معلوم کرنے کے لئے ایک مختصر سی فوج مقرر کی تھی۔ دونوں فوجوں کا ایک مقام پر سامنا ہو گیا اور آپس میں لڑائی ہو گئی۔ چنانچہ اس واقعہ میں منصور کی فوج کو شکست ہو گئی۔ اس سے ابو یزید کے حوصلے بڑھ گئے اور اس کی طاقت دوگنی ہو گئی۔ اور وہ اپنے ساتھیوں کو مرتب و مسلح کر کے جنگ کرنے پھر قیروان کی طرف بڑھا۔ منصور نے بھی یہ خبر سن کر تیاری شروع کر دی اور اپنی لشکر گاہ کے ارد گرد خندقیں کھدوائیں۔ دمدمے باندھے مورچے قائم کئے پہلی لڑائی میں منصور کو کامیابی حاصل ہو گئی مگر دوسرے دن اس کی فوج شکست کھا کر بھاگ لی، اس کے باوجود منصور انتہائی مردانگی سے میدان جنگ میں رک کر لڑتا رہا جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ اس کے رکاب کی فوج جو ابھی میدان جنگ سے بھاگ گئی تھی مہدیہ اور سوسہ کے دوسرے راستوں سے مڑ کر پھر میدان کارزار میں آ گئی اور بے جگری سے لڑنے لگی ابو یزید اس بات کا احساس کر کے ذی قعدہ ۳۳۴ھ کے آخر میں لڑائی نامکمل چھوڑ کر چلا گیا۔ لیکن تھوڑے ہی دنوں بعد پھر واپس آ گئے لڑنے لگا۔ اسی طریقہ سے ایک مدت تک لڑائی کا سلسلہ جاری رہا۔ کبھی منصور غالب آ جاتا اور کبھی ابو یزید کو کامیابی حاصل ہو جاتی تھی۔ جنگ کا سلسلہ قائم رہنے کی وجہ سے امن وامان کا نام ختم ہو گیا تھا مہدیہ اور سوسہ کے راستے بند تھے۔

ابو یزید کی وعدہ شکنی: .....اسی دوران ابو یزید نے منصور کے پاس اپنے اہل وعیال کی طلبی کے لئے قاصد روانہ کیا، منصور نے ابو یزید سے صلح اور واپس چلے جانے کی قسم لے کر اس کے اہل وعیال کو اس کے پاس بھیج دیا مگر ابو یزید نے اس کے خلاف کیا اور جب اس کے اہل وعیال اس کے پاس آ گئے تو وہ اپنے قول و اقرار اور عہد و پیمان بھول گیا اور پہلے زیادہ سختی سے لڑنے لگا۔ پانچویں محرم ۳۳۵ھ میں اپنے ساتھیوں کو متحد کر کے ایک پر جوش تقریر کی اور ان کو دوبارہ مرتب کر کے جنگ کے لئے میدان جنگ کی طرف آ گیا۔

بربریوں کی تباہی: ..... بربری فوج اس کے میمنہ میں تھی کتامہ میسرہ میں تھے منصور خود اپنے ساتھیوں سمیت قلب میں تھا ابو یزید نے پہلا حملہ اس کے میمنہ پر کیا اور اس کو شکست دے کر قلب کی طرف بڑھا جہاں پر منصور اپنے ارا کین دولت سمیت موجود تھا۔ بہت بڑی اور سخت خونریزی لڑائی ہوئی اور منصور نے اپنی فوج کو ایک جگہ متحد کر کے مجموعی قوت سے ابو یزید پر حملہ کر دیا جس سے ابو یزید کے قدم میدان جنگ سے اکھڑ گئے اور وہ انتہائی بے سروسامانی کا ساتھ بھاگ کھڑا ہوا۔ مال و اسباب اور آلات حرب تک نہیں لے جا سکا ایک بڑی تعداد اس کے ساتھیوں کی اس معرکہ میں کام آ گئی مقتولوں کے سر جو قیروان کے لڑکوں کے ہاتھ میں اس وقت نظر آتے تھے ان کی تعداد دس ہزار تک پہنچ گئی تھی۔

ابو یزید کی شکست: .....ابو یزید شکست کھا کر باغایہ کی طرف چلا گیا مگر اہل باغانہ نے شہر میں داخل نہیں ہونے دیا جس پر اس نے شہر کا محاصرہ کر لیا۔ رفتہ رفتہ اس کی خبر منصور تک پہنچ گئی۔ چنانچہ وہ ماہ ربیع الاول ۳۳۵ھ میں ''مہدیہ'' میں مرام صقلی کو مقرر کر کے ابو یزید کی سرکوبی کے لئے روانہ ہوا۔ ابو یزید نے اس سے مطلع ہو کر دوسرے سے قلعہ کا رخ کر لیا۔ منصور نے پھر تعاقب کے ارادے سے کوچ کر دیا غرض ان دونوں حریفوں میں اسی طرح لڑائی جاری تھی کہ جہاں ابو یزید نے کسی قلعہ کا رخ کیا منصور فوج کو تعاقب کا حکم دے دیتا یہاں تک کہ منصور ابو یزید کا تعاقب کرتا ہوا ''طبنہ'' میں پہنچا یہاں پر ابو یزید کے ارا کین دولت میں سے محمد بن خزر امیر کا قاصد منصور کے پاس صلح اور امن اس کی درخواست لے کر حاضر ہوا منصور نے اس کو امان دی اور ابو زید کی گرفتاری کا حکم دے دیا۔ اس وقت ابو یزید بنو برزائی کے پاس پہنچ گیا تھا۔ یہ لوگ فرقہ انکاریہ سے تھے مگر یہ خبر پا کر کہ منصور میرے تعاقب میں ہے ''بنو برزائی'' سے رخصت ہو کر ریگستان کی طرف چلا گیا تھوڑی دور چل کر ''اطراف غمرت'' کی جانب لوٹ گیا اتفاق سے منصور سے سامنا ہو گیا۔ دونوں کی لڑائی ہوئی اور ابو یزید شکست کھا کر کوہ سالات کی طرف بھاگ گیا۔ اور منصور اس کے تعاقب میں تنگ اور دشوار گزار پہاڑیوں میں ابو یزید چھپتا پھر رہا تھا اور منصور اپنے حریف کو انہی گھاٹیوں میں تلاش کر رہا تھا۔ اسی تگ و دو میں دونوں کو بڑے بڑے مصائب کا سامنا کرنا پڑا بھوک اور پیاس کی تکلیفیں اٹھائیں راستوں کی دشواری اور تنگی کی بھی دقتیں پیش آئیں۔

ابو یزید اور منصور: .....ابو یزید یہ خیال کر کے اس درہ کے سوا جو بلاد سوڈان تک جا رہا ہے کوئی جگہ پناہ کی نظر نہیں آ رہی فوراً اس درے میں داخل ہو گیا۔ منصور راستہ کی ناواقفیت کی وجہ سے رک گیا اور مجبوراً غمرت کی جانب لوٹ گیا جو صنہاجہ کا ایک صوبہ تھا۔ یہاں پر ''زیری'' بن مناد امیر صنہاجہ وفد لے کر حاضر ہوا منصور نے اس کی عزت افزائی کی اور اس کی حیثیت کے مطابق اس کو صلہ عنایت کیا اس کے بعد محمد بن خزر کا خط آیا جس میں ابو یزید کی جائے قیام کا مفصل حال لکھا ہوا تھا۔ مگر منصور اس وجہ سے کہ وہ ایک اتفاقیہ بیماری میں مبتلا ہو گیا اس خط پر اپنی توجہ مبذول نہ کر سکا۔

ابو یزید کی آمد اور فرار: .....مگر ابو یزید اپنی فوج اور مال حالت درست کر کے ''سیلہ'' جانب جنگ اور محاصرہ کے ارادے سے واپس آ گیا اور اس کا محاصرہ بھی کر لیا۔ چنانچہ جس وقت صحت یاب ہوا پہلی رجب ۳۳۵ھ کو ابو یزید تعاقب میں کر دیا، ابو یزید نے یہ خبر سن کر مسیلہ چھوڑ دیا اور بلاد سوڈان کے ارادے سے اسی درہ کی طرف روانہ ہو گیا جن کو اس نے ٹھکانہ بنایا تھا۔ اس کے ساتھیوں میں سے بنو کملان نے اس کی مخالفت کی، مجبوراً ان کی رائے کے مطابق ''جبال کتامہ'' اور ''عجیسہ'' کی جانب واپس آ گیا اور وہیں قلعہ بند ہو گیا۔ اتنے میں منصور بھی پہنچ گیا اور سامنے کے میدان میں اپنے مورچے قائم کر لئے۔

ابو یزید پر حملہ: .....دسویں شعبان ۳۳۵ھ کو ابو یزید نے لڑائی چھیڑ دی۔ فریقین بے جگری سے لڑ رہے تھے۔ آخر کار ابو یزید کو شکست ہو گئی اور اس کا سارا لشکر بے ترتیبی کے ساتھ میدان جنگ سے بھاگ گیا، حریف مقابل کے کسی سوار نے اسی بھاگ دوڑ میں لپک کر ابو یزید کو ایک نیزہ مارا، وہ جیسے

ی منہ کے بل گرا ساتھیوں میں سے کسی نے دوڑ کر سنبھال لیا جس جان بچ گئی اور وہ بھاگ گیا مگر اس معرکہ میں دس ہزار فوج کام آ گئی۔

کتامہ کا محاصرہ:......خاتمہ جنگ کے بعد یکم رمضان کو منصور نے ابو یزید کے تعاقب کے ارادے سے کوچ کیا شکست خوردہ گروپ تنگ راستے کی جہ سے نہ بھاگ سکتا تھا اور نہ کامیاب فوج ان پر حملہ کر سکتی تھی دونوں فوجوں کی جان کشمش میں پڑی ہوئی تھی۔ پائے رفتن نہ جائے ماندن کا مضمون بن رہا تھا مگر اس کے باوجود کچھ نہ کچھ چھیڑ چھاڑ ہو جاتی تھی۔ بالآخر ابو یزید اس مسلسل جنگ سے گھبرا گیا اور اپنا مال واسباب چھوڑ کہ پہاڑوں کی چوٹیوں پر چڑھ گیا، اور اوپر سے سنگ باری کرنے لگا منصور نے بہت بڑی جدوجہد سے اپنی فوج کو بھی انہی پہاڑوں کی چوٹیوں پر چڑھا دیا، پھر دوبدو لڑائی ہونے لگی اور بہت بڑی خونریزی ہوئی۔ پورا دن آدھی رات تک ہنگامہ کارزار گرم رہا۔ جب رات کی تاریکی نے دونوں حریفوں کو جنگ کرنے سے روک دیا تو ابو یزید صبح ہونے سے پہلے ہی میدان جنگ چھوڑ کر ''قلعہ کتامہ'' میں جا کر پناہ گزین ہو گیا۔ ''اہل ہوارہ'' جو اس کے ساتھ تھے ان لوگوں نے تنگ آ کر منصور سے امن کی درخواست کر دی۔ منصور نے ان کی درخواست کو منظور کر کے امان دے دی۔

کتامہ پر حملہ:......اس کے بعد اپنی فوج کو مرتب کر کے کتامہ پر حملہ کیا اور پہنچتے ہی اس کو گھیر کر رسد اور غلہ کی آمد بند کر دی زمانہ محاصرہ میں روزانہ لڑائی ہوتی رہی یہاں تک کہ منصور نے اسے فتح کر لیا اور مکانات میں آگ لگا دی۔ ابو یزید کے ساتھیوں پر فتح مند گروہ چاروں طرف سے ہاتھ صاف کر رہا تھا خونریزی اور غارتگری کی کوئی حد نہ تھی جس طرف آنکھ اٹھتی تھی مقتولوں ہی کی لاشیں خاک وخون میں تڑپتی نظر آتی تھیں۔

قصر کتامہ پر قبضہ:......ابو یزید کے اہل وعیال نے قصر کے دروازے بند کر لئے تھے رات ہو گئی تھی کچھ سمجھائی نہ پڑتا تھا۔ منصور کے حکم سے قصر کے صحن میں آگ روشن کر دی گئی روشنی کی وجہ سے کسی کو بھاگنے کا موقع نہ ملا یہاں تک کہ صبح کی سفیدی نمایاں ہو گئی اور ابو یزید کے بیٹوں نے متحد ہو کر ایک ایسا ناقابل برداشت حملہ منصور کے لشکر پر کیا جس سے اس کے پاؤں اکھڑ گئے۔ منصور نے اپنے سپہ سالاروں کو للکار کر مجموعی قوت سے حملہ کرنے کا حکم دیا اور خود بھی شمشیر بکف حملہ آور ہوا کہ کہیں ابو یزید اس ہنگامہ میں نکل نہ جائے فوراً حکم صادر کیا کہ ابو یزید کو دیکھو کہاں ہے؟ ڈھونڈھ کر لاؤ ابو یزید زخمی ہو گیا تھا تین آدمی اس کے ساتھیوں میں سے اس کو اٹھا کر لے جا رہے تھے۔ مگر پکڑے جانے کے خوف سے سنبھال نہ سکے چنانچہ ابو یزید گر پڑا۔ ان لوگوں نے اٹھانے کی کوشش کی کامیاب نہ ہوئے۔ فتحمند گروہ اسے منصور کے پاس اٹھا لایا۔ منصور نے اپنے دشمن کو ایسی ذلیل حالت میں دیکھ کر سجدہ شکر ادا کیا اور لشکریوں کو قتل وغارت سے روک دیا۔ محرم ۳۳۶ھ کے آخر تک اسی مقام پر ٹھہرا رہا اور ابو یزید کا صدمہ زخم سے انتقال ہو گیا منصور نے حکم دیا کہ اس کی کھال کھینچ کے بھوسہ بھر دو اور ایک پنجرے میں اسکو دو بندروں کے ساتھ بند کر دو، تا کہ یہ اس سے کھیلتے رہیں۔ چنانچہ اس کی اسی وقت تعمیل کر دی گئی۔

فضل بن ابو یزید:......اس مہم سے فارغ ہو کر منصور قیروان اور مہدیہ کی جانب لوٹ گیا۔ ابو یزید کا بیٹا ''فضل'' سعید بن خزر کے پاس چلا گیا اور اس کو منصور کی مخالفت پر آمادہ کر کے طبنہ اور بسکرہ پر چڑھائی کر دی۔ منصور نے یہ خبر سن کر قیروان جانے کے بجائے اور فضل اور سعید کی سرکوبی کی طرف متوجہ ہو گیا چنانچہ سعید نے ایک ہلکی سی جنگ کے بعد بھاگ کر بلاد کتامہ کا راستہ لیا۔ منصور نے ایک فوج کو اپنے خادموں شفیع اور قیصر کے ساتھ ان کے تعاقب پر مقرر کیا۔ زیری بن مناد بھی صنہاجہ کی فوج کے ساتھ اس مہم میں شریک تھا فضل اور سعید کے چھکے چھوٹ گیے۔ اور وہ انتہائی بے سروسامانی کے ساتھ بھاگ کھڑے ہوئے ان کی ساری قوت تتر بتر ہو گئی۔ منصور کامیابی کے ساتھ قیروان کی طرف لوٹ گیا اور مکمل اطمینان سے اس میں داخل ہو گیا۔

حمید بن بصلین کی بغاوت:......ان واقعات کے بعد حمید بن بصلین ''حاکم مغرب'' دولت شیعہ عبیدیہ سے منحرف ہو کر علم خلافت امویہ کا مطیع بن گیا اور فوجیں تیار کر کے ''تاہرت'' پر حملہ کر دیا۔ منصور نے اس واقعہ سے مطلع ہو کر ماہ صفر ۳۳۶ھ میں حمید کی سرکوبی کے لئے کوچ کیا۔ اور رفتہ رفتہ بلاد حمزہ میں پہنچ گیا اور فوج کے حصول کے خیال سے پڑاؤ کر دیا۔ زیری بن مناد نے نہایت عجلت اور تیزی سے صنہاجہ کی فوج کو چاروں طرف سے جمع کر کے منصور کے سامنے پیش کر دیا منصور ان سب کو متعدد کالموں پر تقسیم کر کے تاہرت کی طرف بڑھا مگر حمید کو اس کی خبر مل گئی اور وہ محاصرہ اٹھا کر چلا گیا

منصور نے یعلی بن محمد یفرنی کو تاہرت کی حکومت عطا کی اور زیری بن مناد کو اس کی قوم کی اور اس کے سارے علاقوں حکومت مرحمت کر کے جنگ لواتہ کے لئے کوچ کر دیا۔ لواتہ یہ خبر سن کر افریقہ کے ریگستان میں چلے گئے اور منصور ''وادی میناس'' میں ٹھہرا رہا۔

وادی میناس اور اس کے محل :...... وادی میناس میں تین پہاڑیاں تھیں اور ہر پہاڑی پر ایک ایک محل تراشے ہوئے پتھر کا بنا ہوا تھا ان میں سے ایک محل کے دروازہ پر پتھر پر کچھ لکھا ہوا نظر آیا۔ منصور نے مترجم کو اسے پڑھنے کا حکم دیا۔ مترجم نے گزارش کی کہ اس میں لکھا ہے ''میں سلیمان سرغوس ہوں'' اس شہر کے باشندوں نے بادشاہ وقت سے بغاوت کی تھی۔ بادشاہ نے مجھے ان کی سرکوبی پر متعین کیا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کی امداد سے میں نے باغیوں کو زیر کر لیا اور اس کامیابی کی یادگار میں میں نے ان عمارتوں کو بنوایا ہے'' ابن الرفیق نے اس حکایت کو اپنی تاریخ میں تحریر کیا ہے۔

فضل بن ابو یزید کا قتل :...... اس مہم سے فارغ ہو کر منصور نے ''زیری بن مناد'' کو خلعت سے سرفراز فرما کر قیروان کی جانب کوچ کر دیا۔ ماہ جمادی الاولیٰ ۳۳۶ھ میں منصور یہ پہنچا یہاں پہنچ کر یہ خبر ملی کہ فضل بن ابو یزید کوہ اوراس کی طرف آیا ہے اور بربزیوں کو علم حکومت کے خلاف ابھار رہا ہے منصور نے اپنی فوج کو تیار کر کے فضل کی سرکوبی کے لئے نکل کھڑا ہوا ''فضل'' کو اس کی خبر مل گئی تو وہ کوہ اوراس سے نکل کے ریگستان میں چلا گیا۔ منصور بھی مجبوراً قیروان کی طرف لوٹ گیا اور پھر قیروان سے مہدیہ آ گیا اس سے فضل کو موقع مل گیا وہ ریگستان سے مڑ کر باغایہ چلا گیا اور اس کا محاصرہ کر لیا محاصرہ کے دوران باطیط نامی ایک شخص جو اسی کا ساتھی تھا اس کو دھوکا دے کر مار ڈالا اور سر اتار کر منصور کے پاس بھیج دیا۔ ۳۳۹ھ میں منصور نے خلیل بن اسحاق کو معزول کر کے حسین بن علی بن ابوالحسین کو صوبہ صقلیہ کی گورنری عطا کی۔ چنانچہ حسین نے استقلال کے ساتھ اپنی حکومت وسلطنت کی صقلیہ میں بناء ڈالی چنانچہ یہ حکومت اس کی اور اس کی آئندہ نسلوں کی ایک زمانہ تک صقلیہ میں قائم رہی جیسا کہ آئندہ ہم بیان کریں گے۔

فرانس پر حملہ :...... اس کے بعد منصور کو یہ خبر ملی کہ ''شاہ فرانس'' بلاد اسلامیہ پر فوج کشی کرنے والا ہے وہ یہ سنتے ہی آگ بگولا ہو گیا۔ اور اسی وقت اپنے جنگی بیڑے کو تیاری کا حکم دے دیا اور فوج وسامان جنگ سے اس کو پر کر کے اپنے خادم ''فرج صقلی'' کی ماتحتی میں فرانس کی طرف بڑھنے کا اشارہ کیا حسین بن علی ''گورنر صقلیہ'' کو لکھا کہ فوجیں تیار کر کے شاہی بیڑے کے ساتھ تم بھی فرانس کے شہروں پر جہاد کی غرض سے حملہ آور ہو جاؤ۔ فرج اور حسین بن دریا کو ساحل فرانس کی طرف عبور کر کے ''قلوریہ'' پہنچ کر لڑائی کا نیزہ گاڑ دیا رجاء شاہ فرانس یہ سن کر ایک عظیم فوج لے کر مقابلہ پر آیا۔ چنانچہ لڑائیاں ہوئیں۔ عساکر اسلامیہ نے رجاء کو شکست فاش دے دی اور ان کو ایسی فتح نصیب ہوئی جس کی نظیر ومثل ڈھونڈھنے سے بھی نہیں مل سکتی۔ یہ واقعہ ۳۴۰ھ کا ہے مگر مہدیہ کی طرف واپسی اس فتح نصیب اسلامی لشکر کی مال غنیمت کے ساتھ ۳۴۲ھ میں ہوئی۔

سعید خزر کا قتل :...... سعید بن خزر فضل بن ابو یزید نے سازش کے بعد برابر علم حکومت کی مخالفت کرتا رہا اور دولت منصوریہ کے ارکین اس کو ڈھونڈھتے ہی رہے یہاں تک کہ کسی لڑائی میں اپنے بیٹے سمیت گرفتار ہو گیا اور منصور کے پاس بھیج دیا گیا۔ منصور نے ۳۴۱ھ میں ''بازار منصور'' میں تشہیر کی غرض سے گشت کرا کے ان دونوں کو قتل کرا دیا۔

منصور کی وفات المعز کی حکومت :...... ماہ رمضان المبارک ۳۴۱ھ کے آخر میں منصور اپنی حکومت کے سات سال پورے کر کے انتقال کر گیا چونکہ بارش اور برف میں کو اس کو سفر کرنا پڑا تھا۔ اس لئے دوران خون طبعی حالت پر نہیں رہتا تھا۔ اس خیال سے کہ دوران خون طبعی حالت پر ہونے لگے حمام میں گیا مگر اس سے حرارت بڑھ گئی چنانچہ ایک ماہ تک تپ میں مبتلا رہا آخر کار اسی بیماری میں اس کا انتقال ہو گیا۔ اس کا مشیر طبی اسحاق بن سلیمان اسرائیل تھا اس نے منصور کو حمام جانے سے منع کیا تھا مگر منصور نے توجہ نہ کی۔ آخر کار یہی ذریعہ اور باعث اس کی موت کا بنا۔

معد کی حکومت :...... منصور کر مرنے کے بعد اس کا بیٹا معد تخت حکومت پر بیٹھا۔ ''المعز لدین اللہ'' کا لقب اختیار کیا اور استقلال اور استحکام کے ساتھ حکومت وسلطنت کی بناء ڈالی ۳۴۲ھ میں ''کوہ اوراس'' پر فوج کشی کی اور برز ور حملوں سے ''اہل کوہ اوراس'' کو تنگ کرنے لگا چنانچہ بنوکملان اور ''اہل ہوارہ'' سے ملیلہ نے امن کی درخواست کی اور اس کے حصول کے بعد معز لدین اللہ کے علم حکومت کے سائے میں آ کر پناہ گزین ہو گئے۔ معز بھی ان لوگوں کے ساتھ عزت واحترام سے پیش آیا اور انہیں انعامات دیئے اس کے بعد محمد بن خزر نے اپنے بھائی سعید کے مارنے جانے کے بعد امن کی

درخواست پیش کی۔ چنانچہ معز نے اس کو بھی امن دے دیا اور قیروان کی جانب لوٹ گیا۔

معز کی سیاسی دور اندیشی :.....معز نے روانگی کے وقت اپنے خادم خاص ''قیصر'' کو اپنی فوج کی سرداری پر چھوڑا اور باغایہ کی حکومت عطا کی۔ چنانچہ اس نے فوجوں کو لیا اور مرتب کر کے قرب وجوار کے شہروں پر حملہ کر دیا اور جن بربریوں نے اس وقت تک علم حکومت کی اطاعت قبول نہیں کی تھی ان میں سے کسی کو بزور تیغ اور کسی کو حکمت اور دلی جوشی سے مطیع بنا کر قیروان کی طرف واپس چلا گیا۔ معز نے قیصر اور بربریوں کو جنہوں نے علم حکومت کے آگے گردنیں اطاعت کی جھکا دی تھیں انعامات دیئے۔ جاگیریں دیں صلے مرحمت کیے۔ اسی زمانہ میں محمد بن خزر وحاکم مغراوہ'' وفد لے کر حاضر ہوا۔ ''معز نے'' نہایت عزت واحترام سے ملاقات کی اور اپنے خاص محلسرا میں انھیں ٹھہرایا۔ اس وقت سے محمد بن خزر قیروان ہی میں مقیم رہا یہاں تک کہ ۳۴۸ھ میں اس کی وفات ہوگئی۔

بحری جنگیں :.....۳۴۳ھ میں ''معز'' نے ''زیری بن مناد'' امیر صنہاجہ کو بلوایا تھوڑے دنوں بعد زیری بن مناد، مقام اسیتر سے حاضر ہو گیا تو معز نے اس کو بھی انعامات اور صلے مرحمت کر کے اسے اس کے صوبہ کی طرف واپس کر دیا۔ ۳۴۴ھ میں اس نے حسین بن علی گورنر صقلیہ کو لکھا کہ تم اپنے جنگی جہاز کے بیڑے کو تیار کر کے ساحل مریہ اندلس پر حملہ کر دو چنانچہ حسین نے اس کی تعمیل کی اور بہت سامال غنیمت اور قیدی لے کر واپس آ گیا۔ اسی بناء پر ناصر حاکم اندلس نے اپنے بیڑے کو اپنے خادم غالب کی ماتحتی میں سواحل افریقہ کی جانب روانہ کیا۔ ''معز'' کی فوج نے اندلسی فوج کو خشکی پر اترنے ہی نہ دیا اور نہایت ناکامی کے ساتھ حاکم اندلس کے بیڑے کو بھگا دیا۔ اس کے بعد ۳۴۵ھ پھر اندلسی فوجیں سواحل افریقہ پر چڑھ آئیں ستر جنگی جہازوں کا یہ بیڑہ تھا اس مرتبہ اندلسی فوج نے خزر کے دارالحکومت کو جلا کر خاک وسیاہ کر دیا۔ افریقہ کے ساحلی علاقوں کو غارتگری اور قتل سے بے حد پامال کیا سوسہ اور طبریہ بھی انہی کے ہاتھوں تاخت وتاراج ہوا۔

معز کی اندلسی فوج کو شکست :.....معز نے اس بات کا احساس کر کے نہایت مستعدی سے اندلسی فوج کے بڑھتے ہوئے سیلاب کی روک تھام کی، جس سے اندلسی فوجیں شکست کھا کر لوٹ گئیں۔ اور معز کی حکومت وسلطنت کا پورے افریقہ اور مغرب میں سکہ چل گیا اور اس کا دائرہ دولت کافی طور سے وسیع ہو گیا۔ صوبہ ایفکان اور تاہرت کی گورنر پر یعلی بن محمد یفرنی مامور تھا، صوبہ اشیر کی حکومت پر زیری بن مناد صنہاجی، میلہ کے صوبہ پر جعفر بن علی اندلسی، باغایہ کے صوبہ قیصر صقلبی۔ فاس کی حکومت پر احمد بن بکر بن ابی سہل خدامی اور سجلماسہ کی گورنر پر محمد بن واسول مکناسی مقرر تھے۔

ایفکان کی تباہی :.....۳۴۷ھ میں مغرب تک یہ خبر پہنچی کہ یعلی بن محمد یفرنی سے سلاطین امویہ سے جو دریا کے دوسری جانب حکومت کر رہے ہیں سازش کر لی ہے اور اہل المغرب الاقصیٰ کے علم حکومت کی اطاعت وفرمانبرداری چھوڑ دی ہے۔ معز نے فوجوں کو مرتب کر کے جوہر صقلی (سکریڑی) کے ساتھ المغرب الاقصیٰ کی جانب روانہ کیا ان دنوں یہی معز کا وزیر بھی تھا۔ اس مہم پر اس کے ساتھ جعفر بن علی گورنر مسیلہ اور زیری بن مناد گورنر اشیر وغیرہ بھی بھیجے گئے تھے یعلی بن محمد والی ''المغرب الاوسط'' بھی مقابلہ کی غرض سے اپنا لشکر تیار کر کے نکلا۔ اتفاق یہ جس وقت یعلی نے ''ایفکان'' سے کوچ کیا۔ اہل صیلہ میں بددلی پیدا ہوگئی بیان کیا جاتا ہے کہ بنی یعرب نے یہ ریشہ دوانی کی تھی بہر کیف یعلی کو گرفتار کر لیا گیا۔ اس دوران جوہر بھی پہنچ گیا چنانچہ کتامہ نے تلواریں نیام سے کھینچ لیں اور ایفکان دیکھتے ہی دیکھتے تاخت وتاراج کر دیا گیا۔

شاکر اللہ :.....اسی ہنگامہ میں یعلی کا بیٹا یدو بھی قید کر لیا گیا اور جوہر اور اہل کتامہ قتل وغارتگری کرتے ہوئے ''فاس'' پہنچے اور وہاں سے لوٹ مار کرتے ہوئے ''سلجماسہ'' تک بڑھ گئے اور اس کو بھی بزور تیغ حاصل کر لیا شاکر اللہ محمد بن فتح کو بھی گرفتار کر لیا گیا جو ''بنی واسول'' سے تھا امیر المومنین'' کے لقب سے ملقب کیا جاتا تھا۔ ''شاکر اللہ کی گرفتاری کے بعد اس کے چچازاد بھائیوں میں سے ''ابن المعز'' کو امارت کی کرسی پر متمکن کیا گیا، سرزمین مغرب میں خونریزی اور غارتگری کے سوا اور کوئی بات محسوس نہیں کی تھی۔ دریا تک قتل عام کا ہنگامہ برپا تھا جوہر سے دریا پر پہنچ کر دوبارہ فاس کی جانب مراجعت کی اور یہ خیال کر کے یہ بھی حکومت شیعہ کا معاند ہے محاصرہ کر لیا۔

احمد بن بکر اور محمد بن واسول کی گرفتاری :.....ان دنوں احمد بن بکر بن ابی سہل جذامی کے قبضہ میں ''فاس'' کی تھی احمد نے اپنی فوجوں کو مرتب

کر کے جوہر کا مقابلہ کیا اور عرصے تک لڑتا رہا، جوہر نے اپنی کامیابی سے مایوس ہو کر محاصرہ اٹھالیا اور ''سلجماسہ'' کی طرف کوچ کر دیا ''محمد بن واسول مکناسی'' اس صوبہ پر حکمرانی کر رہا تھا'' اس نے بھی اپنے کو ''امیر المومنین شاکر اللہ'' کے لقب سے ملقب کر کے اپنے نام کا سکہ ڈھلوایا تھا جوہر کی آمد کی خبر سن کر محمد بھاگ گیا زیادہ عرصہ نہ گذرنے پایا کہ گرفتار کر کے جوہر کی خدمت میں پیش کرتا ہوا ''فاس'' کی جانب دوبارہ لوٹ گیا پھر ایک مدت تک اس کا محاصرہ کئے رہا آخر کار ''زیری بن مناذ'' کی کوششوں سے طاقت سے فتح ہو گیا اور احمد بن بکر کو گرفتار کر لیا گیا، یہ واقعہ ۳۴۸ھ کا ہے۔

قیصر اور مظفر کا قتل:...... احمد کی گرفتاری کے بعد عمال بنی امیہ کو سرزمین مغرب سے نکال کر اپنی جانب سے اپنے عمال مقرر کئے صوبہ تاہرت کو زیری بن مناد کے صوبہ سے ملحق کر دیا کامیابی کے ساتھ فاطمین کے ساتھ قیروان کی طرف لوٹ گیا چند دنوں بعد احمد بن بکر اور محمد بن واسول کو ایک آہنی پنجرے میں قید کر کے منصوریہ میں داخل ہوا اہل منصوریہ نے بہت بڑی خوشی منائی اور شہر میں چراغاں کیا اس کے بعد ۳۴۹ھ میں معز کے دونوں خادموں قیصر اور مظفر کو جو اپنی عاملانہ تدابیر سے معز کی ناک کا بال ہو رہے تھے اور ہر کام کے سیاہ وسفید کرنے کے مختار تھے گرفتار کر کے قتل کر دیا۔

اہل افریقہ کی جلاوطنی:...... جزیرہ اقریطش (کریٹ) میں حکم بن ہشام حاکم اندلس کی طرف سے ایک امیر رہتا تھا جزیرہ اقریطش کے رہنے والے، افریقہ کے باشندے تھے، افریقہ میں رافضیوں کا دردورہ تھا یہ لوگ ان کے ہاتھوں تنگ آ کر افریقہ سے اسکندریہ بھاگ گئے تھے اور وہیں رہنے لگے تھے۔ ان دنوں عبداللہ بن طاہر مصر کا گورنر تھا اس کو خبر ملی تو فوجوں کو مرتب کر کے اسکندریہ کا محاصرہ کر لیا۔ یہاں تک کہ ان نوداروں نے امان مانگ لی عبداللہ بن طاہر نے اس شرط سے ان کو امان دی کہ وہ لوگ اسکندریہ چھوڑ کر دریا عبور کر کے ''جزیرہ اقریطش'' چلے جائیں چنانچہ ان غریب مسافروں نے اسکندریہ کو خیر باد کہہ کر جزیرہ اقریطش میں جا کر قیام کیا اور اسی زمانہ سے اس کو آباد کر کے وہیں رہنے لگے انہی میں سے ''ابوحفص بلوطی نامی ایک شخص ان پر حکومت کرنے لگا اور اس طریقہ سے اس کی آئندہ نسلیں اس جزیرہ کی حکمران بنیں یہاں تک کہ اسی ۳۵۰ھ میں عیسائیوں نے ساٹ جنگی کشتیوں کا بیڑہ تیار کر کے چڑھائی کی بہت بڑی خونریزی ہوئی ہزاروں مسلمان شہید ہوئے اور بے شمار قید کر لئے گئے چنانچہ اسی زمانہ سے اس وقت تک یہ جزیرہ عیسائیوں ہی کے قبضہ میں رہا (واللہ غالب علیٰ امرہ)

طرمین کی فتح:...... ۳۵۱ھ میں والی صقلیہ نے قلعہ طرمین پر جو صقلیہ کا ایک مشہور قلعہ تھا فوج کشی اور ایک طویل مدت تک محاصرہ کئے رہا آخر کار نویں مہینے میں اہل قلعہ طرمین نے حاکم صقلیہ کے حکم سے قلعہ کے دروازے کھول دیئے اور عساکر اسلامیہ نے داخل ہو کر قلعہ پر قبضہ کر لیا اور انتہائی اطمینان سے رہنے لگے۔ اس خداداد کامیابی کے بعد حاکم صقلیہ نے قلعہ طرمین کا نام بدل دیا اور پھر طرمین کے بجائے معزیہ رکھا۔ معزیہ اس مناسبت سے نام رکھا گیا تھا کہ ''المعز لدین اللہ شاہ افریقہ کا لقب تھا۔

رمطہ کا محاصرہ:...... بعد اس کے حاکم صقلیہ یعنی احمد بن حسن بن علی بن ابی الحسن نے صقلیہ کے دوسرے قلعے ''رمطہ'' کی طرف قدم بڑھایا، والی قلعہ نے بادشاہ قسطنطنیہ سے امداد کی درخواست کی چنانچہ بادشاہ قسطنطنیہ نے بحری اور بری فوجیں ''قلعہ رامطہ'' کی کمک پر روانہ کیں۔ حاکم صقلیہ نے بھی یہ خبر پا کر معز سے امدادی فوجیں طلب کیں چنانچہ معز نے ایک عظیم لشکر اپنے بیٹے حسن کے ساتھ روانہ کیا رفتہ رفتہ یہ امدادی فوج شہر پہنچی اور حاکم صقلیہ کے لشکر کے ساتھ مل کر قلعہ رمطہ کی جانب روانہ ہوئی اس کے محاصرے پر حسن بن عمار نامی ایک نامور سردار تھا چنانچہ اسلامی فوجوں نے نعرہ ''اللہ اکبر'' لگا کر قلعہ پر مجموعی قوت سے حملہ کیا۔ رومی فوجیں بھی سینہ سپر ہو کر مقابلہ پر آ ئیں۔ بہت بڑی خونریزی ہوئی جس میں رومیوں کا سردار بطریقوں ایک گروہ سمیت مارا گیا اور رومی لشکر نہایت تیزی کے ساتھ شکست کھا کر بھاگ کھڑا ہوا۔ عساکر اسلامیہ نے تعاقب کیا مگر خندق کی وجہ سے آگے نہ بڑھ سکے۔ مسلمانوں نے جی کھول کر ان کو پامال کیا ان کی لشکرگاہ کو لوٹ لیا۔

روم کی فتح اور جنگ مجاز:...... رومی لشکر کے پامال ہونے کے بعد عساکر اسلامیہ نے اہل رمطہ کے محاصرہ میں شدت اور سختی سے کام لینا شروع کیا۔ زیادہ زمانہ گزرنے نہ پایا تھا کہ غلہ وغیرہ کا ذخیرہ ختم ہو گیا۔ مسلمانوں کو اس کی خبر مل گئی چنانچہ بزور تیغ قتل و غارت کرتے ہوئے گھس پڑے۔ کچھ لوگ کشتیوں پر سوار ہو کر دریا کے راستے بھاگے امیر احمد بن حسن نے اپنے بیڑے کو ان کے تعاقب میں روانہ کر دیا جو نہایت تیزی سے شکست خوردہ حریفہ

کی کشتیوں تک پہنچ گیا چند مسلمان جو تیراکی کے ماہر تھے دریا میں کود پڑے اور غوطہ لگا کر حریف مقابل کے کشتیوں میں سوراخ کر دیا ان کی کشتیاں ناکام ہو گئیں۔ اہل کشتی گرفتار کر لئے گئے۔

اس خداداد کامیابی کے بعد احمد نے عساکر اسلامیہ کو روم کے علاقوں میں پھیلا دیا جنہوں نے بلاد روم کی پامالی اور غارتگری میں کوئی کسر نہیں چھوڑی یہاں تک کہ روم نے جزیہ دینا منظور کر لیا اور آپس میں مصالحت ہو گئی۔ یہ واقعہ ۳۵۴ھ کا ہے۔ اس لڑائی کا نام جنگ محاذ ہے۔

مصر کی فتح: ......اس واقعہ کے چند دنوں بعد ''معزلدین اللہ'' حاکم افریقہ کو یہ خبر ملی کہ '' کافور اخشیدی'' کے انتقال سے مصر کی سیاسی حالت میں اضطرابی کیفیت پیدا ہو گئی ہے اور آئے دن فتنہ وفساد اور باہمی نزاعات پیدا ہوتے رہتے ہیں۔ خلیفہ بغداد اس لئے کہ بختیار بن معزالدولہ'' اور عضدالدولہ بختیار کا چچازاد میں جھگڑا ہو رہا ہے مصر کی اصلاح کی جانب متوجہ نہیں ہو سکا۔ معز نے یہ سن کر مصر پر فوج کشی کا ارادہ کیا چنانچہ ۳۵۵ھ میں کتامیوں کو متحد کرنے کی غرض سے جوہر کاتب کو ملک مغرب روانہ کیا اور صوبہ برقہ میں جگہ جگہ کنوئیں کھودنے کا حکم صادر فرمایا۔ فوج کی فراہمی کے بعد جوہر کو ایک عظیم فوج کے ساتھ مصر کی طرف بڑھنے کا حکم دیا اور رخصت کرنے کی غرض سے خود بھی جوہر کے لشکر تک آیا چند دنوں تک ٹھہرا جوہر اور اس کے ساتھیوں ہمراہیوں کو مناسب ہدایت دیتا رہا۔ جوہر نے ان ہدایتوں کو اپنی یادداشت کی کتاب میں لکھ لیا اور رخصت ہو کر مصر روانہ ہو گیا۔ کسی زریعہ سے اس کی روانگی کی خبر فوج تک پہنچ گئی اس وقت مصر کی حفاظت پر تھی یہ سنتے ہی بغیر جنگ قتال کے متفرق ومنتشر ہو گئی جیسا کہ آئندہ بیان کیا جائے گا۔

مصر میں پہلی شیعی اذان: ......جوہر کوچ وقیام کرتا ہوا بغیر جنگ قتال کے متفرق ومنتشر ہو گئی جیسا کہ آئندہ ہوا۔ پرانی جامع مسجد میں معزلدین اللہ کے نام کا خطبہ پڑھا اور اسی وقت سے حکومت علویہ کا جھنڈا مصر میں اڑنے لگا۔ اس کے بعد ماہ جمادی الاولیٰ ۳۵۹ھ میں جوہر نے جامع ابن طولون اذان تھی جو مصر میں اس اضافہ کے ساتھ دی گئی

ضروری اقدامات: ......مصر کی کامیابی اور اس کے نظم ونسق سے فراغت حاصل کرنے کے بعد جوہر نے معز کی خدمت میں تحائف اور ہدایا روانہ کئے اور نیز ارا کین ''دولت اخشیدیہ'' کو بھی بھیجا۔ معز نے ان لوگوں کو ''مہدیہ'' کی جیل میں ڈال دیا قضاۃ اور علماء مصر کو جو وفد لے کر آئے ہوئے تھے ان کو انعامات اور صلے دے کر مصر کی طرف واپس کیا۔ اسی زمانہ سے جوہر نے قاہرہ کی تعمیر کی بنیاد ڈالی اور معز کو مصر آنے کی ترغیب دینے لگا۔

حسن بن عبداللہ کی گرفتاری: ......مصر کے فتح ہونے اور بنو طغج کی گرفتاری کے بعد حسن بن عبداللہ بن طغج اپنے چند سپہ سالاروں کیساتھ مکہ معظمہ کی طرف جان بچا کر بھاگا۔ جوہر کو اس کی اطلاع مل گئی چنانچہ اس نے جعفر بن فلاح کتامی کو ایک فوج کے ساتھ حسن کے تعاقب کا حکم دیا۔ حسن اور جعفر کی لڑائیاں ہوئیں آخرکار جعفر نے حسن کو اس کے سپہ سالاروں سمیت جو اس کے ہمراہ تھے گرفتار کر لیا اور زنجیر سے باندھ کر جوہر کے پاس بھیج دیا جوہر نے ان لوگوں کو اسی حالت میں ''معزلدین اللہ'' کے پاس افریقہ روانہ کر دیا۔

رملہ اور طبریہ کی فتح: ......جعفر نے اس مہم سے فارغ ہو کر رملہ کا رخ کیا اور قتل وغارت کرتا ہوا بزور شمشیر رملہ میں گھس پڑا۔ جو مقابلہ پر آئے ان کو تیغ کیا اور باقی شہریوں کو امن دے دیا اور ان پر خراج قائم کر کے طبریہ کا رخ کیا۔ ان دنوں طبریہ میں ابن ملہم نامی ایک شخص حکمرانی کر رہا تھا چونکہ ابن ملہم پہلے ہی سے علم حکومت معز کا مطیع ہو گیا تھا اس لئے جعفر نے اس سے تعرض نہ کیا۔ اور دمشق کا راستہ اختیار کر لیا اور لڑ کر تلواروں اور نیزوں کے زور سے اس پر اپنے رُعب وداب کا سکہ جما دیا۔

دمشق کی فتح: ......ماہ محرم ۳۵۹ھ کے پہلے جمعہ میں ''معزلدین اللہ'' کے نام کا خطبہ پڑھا۔ دمشق میں ''شریف ابوالقاسم بن یعلی ہاشمی'' ایک بااثر شخص رہتا تھا۔ بہت سے لوگ اس کے مطیع تھے اس نے بازاریوں اور گنواروں کو جمع کر کے دوسرے جمعہ میں ''دولت علویہ'' کی مخالفت کا علم بلند کر دیا سیاہ کپڑے پہنے۔ جھنڈا بنایا اور جامع مسجد میں دوبارہ خلیفہ مطیع عباسی کے نام کا خطبہ پڑھا۔ جعفری اس سے مدتوں لڑائیاں ہوتی رہیں بالآخر شریف ابوالقاسم کو شکست پر شکست ہونے لگی۔

شریف ابوالقاسم کا فرار:...... مغربی فوجوں نے اہل دمشق کو پامال کرنا شروع کیا بیچارہ شریف ابوالقاسم میدان جنگ سے رات کے وقت شہر میں بھاگ گیا صبح ہوئی تو اہل شہر نے جعفری کو جعفر کے پاس صلح کی گفتگو کرنے بھیجا جعفر نے تسلی و تشفی دی اور اہل شہر کے ساتھ حسن سلوک کا وعدہ کیا اور یہ کہہ کر شریف جعفری کو واپس کر دیا کہ اہل دمشق سے یہ کہہ دو کہ مجھے کچھ دیر کے لئے شہر میں داخل ہونے دیں، میں شہر دمشق کا ایک چکر لگا کر اپنی لشکر گاہ میں واپس چلا جاؤں گا۔ کسی سے کچھ تعرض نہیں کرونگا

جعفر کا دھوکہ:...... اہل شہر اس جھانسے میں آ گئے، اور جعفر اپنی فوج سمیت شہر میں داخل ہو گیا مغربی فوجیں قتل و غارتگری کرنے لگیں۔ اہل شہر کو اس سے ناراضگی پیدا ہوگئی چنانچہ سب نے متفق ہو کر جعفر کی فوج پر حملہ کر دیا اور اس کے بیشمار آدمیوں کو مار ڈالا خندقیں پھر کُھدنے لگیں۔ قلعہ بندی کی تیاری ہونے لگی، شریف ابوالقاسم نے جعفر سے دوبارہ نامہ و پیام مصالحت شروع کیا۔ خدا خدا کر کے پندرہویں ذی الحجہ ۳۵۹ھ کو فریقین میں صلح ہوگئی۔ ''جعفر کا افسر پولیس'' شہر میں انتظام کے لئے آیا۔ ہنگامہ ختم ہو گیا۔ بلوائیوں کے ایک گروپ کو گرفتار کر کے مصر روانہ کر دیا اور دمشق کی کرسی حکومت پر متمکن ہو کے استقلال کے ساتھ حکومت کرنے لگا۔

جعفر کی اطاعت:...... ان واقعات سے پہلے ۳۵۸ھ میں ابوجعفر زناتی نامی ایک شخص نے افریقہ میں معز کے علم حکومت کے خلاف سر اٹھایا تھا۔ بربریوں اور زناتیہ کا جم غفیر اس کے پاس جمع ہو گیا تھا معز خود اس مہم کو سر کرنے کے لئے روانہ ہوا رفتہ رفتہ باغایہ پہنچا۔ یہاں پر یہ خبر سن گئی کہ بلوائیوں کی جماعت منتشر ہو کر ریگستان کی طرف چلی گئی ہے۔ چنانچہ معز ''بلکین بن زیری'' کو ابوجعفر کے تعاقب اور گرفتاری کا حکم دے کر مہدیہ کی جانب لوٹ گیا ''بلکین''، ایک مدت تک ابوجعفر کی تلاش میں سرگرداں بیابان اور ریگستان کی خاک چھانتا رہا مگر بھی سراغ ملا اس کے بعد خود ابوجعفر نے ۳۵۶ھ معز کے دربار میں حاضر ہو کر امن کی درخواست کی معز نے اس کو امن دی۔ اور گزارے کے لئے تنخواہ بھی مقرر کر دی۔ اس واقعہ کے بعد ہی جوہر کا خط آیا۔ جس میں مصر و شام میں حکومت علویہ عبیدیہ کے قیام کا حال لکھا تھا اور نیز معز کو مصر بلایا تھا۔ معز اس خط کو پڑھ کر مارے خوشی کے جامہ سے باہر ہو گیا۔ اراکین دولت کو اس سے مطلع کر کے دربار عام کیا جس میں شعراء نے قصائد مدحیہ پڑھے۔

دمشق پر قرامطہ کا حملہ:...... اس کے بعد قرامطہ کے ساتھ ان کا بادشاہ اعصم بھی تھا جعفر بن فلاح نے سینہ سپر ہو کر مقابلہ کیا اور انتہائی مردانگی سے ان کو مار بھگایا۔ پھر ۳۶۱ھ میں قرامطہ کی فوجیں دمشق کی جانب بڑھیں۔ جعفر بھی اپنی فوجیں تیار کر کے میدان جنگ میں آ گیا۔ گھمسان کی لڑائی ہوئی اور میدان قرامطہ کے ہاتھ رہا۔ جعفر کو شکست ہوگئی پکڑ دھکڑ میں قرامطہ ❶ کے ہاتھ سے مارا گیا۔ اعصم نے کامیابی کے ساتھ دمشق پر قبضہ کر کے مصر کا رخ کیا۔ مگر جوہر کو اس کی خبر لگ گئی اس نے معز کو یہ واقعات لکھ بھیجے۔ چنانچہ معز نے مصر کی حمایت پر اپنی کمر باندھ لی اور روانگی مصر کا پکا ارادہ کر لیا۔

محمد بن حسن کا قتل:...... جس وقت یہ خبریں معز تک پہنچیں معز نے روانگی مصر کا عزم بالجزم کر لیا مگر روانگی سے پہلے ملک مغرب کا انتظام کرنا اور وہاں کے فساد کو ختم کرنا بھی ضروری تھا محمد بن حسن بن خزر مغراوی اس کا مخالف ''المغرب الاوسط'' میں موجود تھا۔ زناتہ اور بربریوں کا بہت بڑا گروہ اس کا مطیع اور اس کے ایک اشارہ پر گردن کٹوانے پر تیار تھا اور خود بھی یہ بہت بڑا دلیر جبار اور گردن کش انسان تھا۔ معز کو اس سے خطرہ پیدا ہو گیا۔ اور یہ خیال کر کے کہ کہیں میری غیر موجودگی میں محمد، افریقہ پر قابض نہ ہو جائے ''بلکین بن زیری بن مناذ'' کو محمد، پر فوج کشی کرنے اور اس کے ملک میں جا کر اس سے جنگ کرنے کا حکم صادر کیا۔ چنانچہ ان دونوں میں متعدد لڑائیاں ہوئیں اور بہت بڑی خونریزی ہوئی آخر کار محمد بن حسن کو ہر شکست ہو کر اور اس کا لشکر شکست کھا کر بھاگ گیا۔ محمد بن حسن نے اس بات کا احساس کر کے خودکشی کر لی۔ زناتہ کے سترہ سردار اس جنگ میں مارے گئے اور بہت سے گرفتار کر لئے گئے یہ واقعہ ۳۶۰ھ کا ہے۔

معز قاہرہ میں:...... بلکین نے اس خداداد کامیابی کی اطلاع ''معز کو دی'' معز نے اظہار مسرت کی غرض سے دربار عام کیا۔ آس پاس کے علاقوں سے مبارکباد کے خطوط آئے اس کے بعد معز نے بلکین کو میدان جنگ سے بلوا کر افریقہ اور ملک مغرب کی حکومت پر مقرر کر دیا اور قیروان میں قیام

---

❶ ...... قرامطہ نے ماہ ذیقعدہ ۳۶۰ھ میں فوجکشی کی تھی، تاریخ کامل جلد (۸) صفحہ (۲۴۲)

کرنے کا حکم دیا ''ابوالفتوح'' کے خطاب سے مخاطب کیا۔ طرابلس کی حکومت عبداللہ بن ''یخلف کتامی'' کو دی اور ان دونوں میں سے ایک کو دوسرے پر حکمرانی کا اختیار نہ دیا وصول مال گذاری پر ''زیادہ اللہ بن عزیم'' کو اور محکمہ خراج (بورڈ آف ریونیو) پر ''عبدالجبار خراسانی'' اور حسین بن خلف مرصدی'' کو مامور کیا۔ ملک کے انتظام سے فارغ ہو کر ''منصوریہ'' کے باہر آخری شوال ۳۶۱ھ میں لشکر آرائی کا حکم دیا اور خود منصوریہ سے کوچ کر کے قیروان کے قریب سروانیہ میں پڑاؤ کیا یہاں تک کہ اس کے انتظام سے بھی فراغت حاصل کی اس دوران اس کی سپاہ، خدم حشم اور اہل وعیال بھی آ گئے قصر حکومت میں جتنا مال واسباب اور سامان آرائش تھا سب اُٹھا لائے۔

مصر کے لئے روانگی:...... سروانیہ میں آنے کے چوتھے مہینے مصر کے ارادے سے کوچ کیا۔ بلکین بھی مشایعت کی غرض سے ساتھ تھا تھوڑی دور چل کر معز نے بلکین کو واپس کر دیا اور خود کوچ وقیام کرتا ہوا اپنی سپاہ سمیت طرابلس پہنچ گیا۔ اہل طرابلس سے کچھ لوگ ''کوہ نفوسہ'' بھاگ گئے اور قلعہ بند ہو گئے۔ معز نے دو ایک دن قیام کر کے برقہ کی جانب کوچ کیا۔ یہاں پر اس کا شاعر محمد بن ہانی اندلسی آخری رجب ۳۶۲ھ کو کنارہ دریا پر مقتول پایا گیا۔ قاتل کا کچھ پتہ نہ چلا۔ پھر معز نے برقہ سے اسکندریہ کی طرف کوچ کیا چنانچہ شعبان کے آخر میں اسکندریہ پہنچا۔ امراء ورؤساء شہر نے حاضر ہو کر باریابی کی عزت حاصل کی۔ معز ان لوگوں سے انتہائی احترام وتوقیر ملا۔ انعامات دیئے، صلے دیئے اور پھر اسکندریہ سے کوچ کر کے پانچویں رمضان کو قاہرہ میں داخل ہو گیا اور اس شہر کو اس کے اور اس کے بعد کے خلفاء کے رہنے کی عزت دی گئی یہاں تک کہ ان کا دور حکومت ختم ہو گیا۔

رملہ کی فتح:...... بنی طےّ ایک عرصے سے قرامطہ کو سالانہ تین ❶ لاکھ دینار خراج دمشق کے حکمران ادا کیا کرتے تھے چنانچہ جس وقت جعفر بن فلاح نے دمشق پر قبضہ کیا اور المعز لدین اللہ علوی کی حکومت کا جھنڈا ان ممالک میں اُڑایا تو یہ خراج جو بنی طےّ، قرامطہ کو ادا کیا کرتے تھے بند کر دیا گیا۔ قرامطہ کو اس سے ناراضگی پیدا ہو گئی اور وہ فوجیں تیار کر کے دمشق پر چڑھ آئے۔ ان کا بادشاہ اعصم خود اس مہم میں ان کا افسر اعلیٰ تھا۔ جعفر بن فلاح نے شہر دمشق سے نکل کر قرامطہ کا مقابلہ کیا۔ مگر قرامطہ نے جعفر کو شکست دیکر شہر پر قبضہ کر لیا اور لڑائی کے دوران اس کو قتل کر دیا، اس کے بعد قرامطہ نے رملہ کا رُخ کیا تو اہل رملہ شہر چھوڑ کر بھاگ گئے ''یافا'' میں جا کہ قلعہ بندی کر لی اور قرامطہ نے رملہ پہنچ کر کامیابی کے ساتھ قبضہ کر لیا اس مہم میں قطرہ بھی خون کا نہ گرا۔

قرامطہ کی کامیابی:...... ان دو مسلسل کامیابیوں سے قرامطہ کے حوصلے بلند ہو گئے یافا میں لشکر آرائی کر کے مصر کی طرف بڑھے اور ''عین شمس'' پر جس کو اب مطریہ کہتے ہیں پہنچ کر پڑاؤ کیا عرب اور بنی طےّ کے خادموں کا ایک گروپ قرامطہ کے پاس آ کر جمع ہو گیا۔ قرامطہ نے اپنی فوج اور ان سب کو مرتب کر کے مغربیوں کا قاہرہ میں محاصرہ کر لیا۔ عرصے تک دونوں حریفوں میں لڑائی ہوتی رہی انجام کار قرامطہ کو فتح نصیب ہوئی۔

یافا کا محاصرہ:...... اس کے بعد مغربی فوجیں اپنے حریف سے لڑنے، مرنے، اور مارے جانے پر قسم کھا کر پھر مکمل پڑیں اور اپنے زبردست حملوں سے قرامطہ کو شکست دے دی۔ قرامطہ مصر چھوڑ کر رملہ چلے گئے اور یافا کا نہایت سختی سے محاصرہ کر لیا جعفر کو اس کی خبر ملی تو یافا کے محصورین کو چھڑانے کے لئے مصر سے ایک تازہ دم فوج دریا کے راستے ''یافا'' روانہ کیا جاسوسوں نے قرامطہ کو اس کی اطلاع کر دی قرامطہ نے جعفر کی ساری کشتیوں کو جس پر اہل یافا کی امدادی فوج جارہی تھی گرفتار کر لیا۔ معز کو قیروان میں اس واقعہ کی اطلاع ملی، وہ مصر جانے کا ارادہ تو کر ہی چکا تھا لہٰذا فوراً سامان سفر درست کر کے مصر کی جانب روانہ ہو گیا اور کوچ وقیام کرتا ہوا مصر پہنچ گیا جیسا کہ ہم اوپر بیان کر چکے ہیں۔

معز اور قرامطہ کی جنگ:...... مصر پہنچ کر معز کو یہ خبر ملی کہ قرامطہ کے لئے تیاری کر رہے ہیں اس نے ایک خط لکھ کر اعصم (سردار قرامطہ) کے پاس روانہ کیا جس میں پہلے تو اپنے خاندان کی فضیلت تحریر کی تھی اس کے بعد یہ لکھا تھا کہ ابتداً تم لوگ ہمارے اور ہمارے آباء واجداد کے حامی تھے اور انہی کی دولت وحکومت کے قاصد بنے ہوئے پھرتے تھے۔ غرض اسی قسم کے مضامین لکھ کر اور سمجھا نے بجھانے کا کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا اور آخر میں دھمکی بھی دی تھی۔ مگر اعصم نے وہ خط پڑھ کر نہایت سختی سے جواب دیا'' اس نے لکھا کہ (تمہارا خط پہنچا جس میں مطلب کی باتیں کم اور فضولیات زیادہ تھیں اور ہم تم پر حملہ کرنے والے ہیں والسلام) جواب روانہ کرنے کے بعد فوج کو تیاری کا حکم دیا اور سامان سفر وجنگ درست کر کے ''احساء'' سے

❶...... دیکھو تاریخ کامل ابن اثیر جلد (۸) صفحہ (۲۴۲)

مصر کی جانب کوچ کردیا۔ رفتہ رفتہ مصر پہنچ گئے اور عین شمس میں پڑاؤ کیا۔ گردونواح کے رہنے والے اور نیز عرب آ آ کر اعصم کے پاس اکٹھے ہو گئے۔ حسان بن جراح طائی (عرب کا امیر) بھی قبیلہ طے کا بہت بڑا گروہ لے کر پہنچ گیا۔

قرامطہ کی شکست: ...... اعصم اور حسان نے مشورہ کرکے اپنی اپنی فوج کے متعدد دستوں کو شبخون مارنے اور قتل وغارت گری کرنے کے لئے مصر کے مضافات میں پھیلا دیا چنانچہ ایک ہنگامہ نمونہ قیامت برپا ہوگیا۔ معز کو قرامطہ کی فوج کی کثرت سے خوف پیدا ہوگیا، تو اس نے حسان سے خط وکتابت شروع کی، اور اس کو ایک لاکھ دینار دے کر اپنے ساتھ ملالیا۔ آپس میں یہ رائے طے پائی کہ جنگ کے وقت قرامطہ کی فوج کو میدان جنگ میں تنہا چھوڑ کر ہم اپنی فوج سمیت بھاگ جائیں گے۔ چنانچہ اس قرار داد کے مطابق معز نے شہر سے نکل کر قرامطہ پر حملہ کیا۔ حسان دو چار ہاتھ لڑ کر پیچھے ہٹا تو معز نے اپنی فوج کو بڑھنے کا حکم دے دیا۔ ادھر حسان عرب فوج کے ساتھ بھاگ کھڑا ہوا قرامطہ تھوڑی دیر تک میدان جنگ میں اڑے رہے لیکن آخر کار شکست کھا کر بھاگے اور تقریباً ڈیڑھ ہزار فوج گرفتار کر لی گئی۔ باقی فوج کے تعاقب پر معز نے ابومحمود نامی سپہ سالار کو دس ہزار سواروں کے ساتھ متعین کیا۔ قرامطہ نے بھاگ کر ''اذرعان'' میں دم لیا اور جب وہاں بھی فتحمند گروہ کی مہیب شکل دکھائی دی تو وہ ''اذرعات'' سے نکل کر ''احساء'' کی جانب چل پڑے۔

دمشق پر ابن موہوب کا قبضہ: ...... جنگ کے خاتمے بعد معز نے قرامطہ کے قیدیوں کے قتل کا حکم صادر کردیا۔ اور ظالم بن موہوب عقیلی نامی سپہ سالار کو گورنر دمشق مقرر کرکے دمشق روانہ کردیا۔ دمشق میں ان دنوں قرامطہ کی جانب سے ابوالہیجاء اور اس کا بیٹا حکمرانی کررہے تھے۔ ظالم نے پہنچتے ہی ان کو گرفتار کرلیا اور مال واسباب جو کچھ وہاں تھا وہ ضبط کرلیا۔ اس دوران ابومحمود قرامطہ کے تعاقب سے واپس آ کر دمشق پہنچا۔ ظالم کو اس کے آنے سے بے حد خوشی ہوئی اور وہ ایک دوسرے سے بغلگیر ہو گئے ظالم نے کہا بہتر یہ ہے کہ آپ دمشق کے باہر قیام پذیر ہوں، تاکہ قرامطہ کے حملہ سے ہم لوگ محفوظ رہیں'' ابومحمود نے اس رائے کو پسند کیا اور دمشق کے باہر خیمے نصب کرا دیئے ظالم نے ''ابوالہیجاء'' اور اس کے بیٹے کو ''ابومحمود'' کے حوالہ کردیا ابومحمود نے اس کو مصر روانہ کردیا چنانچہ ابوالہیجاء مصر کی جیل میں ڈال دیا گیا۔

اہل دمشق اور فوج کا ہنگامہ: ...... اس کے بعد ابومحمود کے ساتھیوں نے اہل دمشق پر ہاتھ صاف کرنا شروع کیا اس سے لوگوں میں ایک جوش پیدا ہوگیا۔ چند لوگوں نے متفق ہو کر افسر پولیس کو قتل کردیا اور اس کے اسٹاف کے افسروں کو بھی مار ڈالا شہر کے باہر اہل شہر اور لشکریوں میں بل چل مچ گیا۔ ظالم اپنے سرداروں کے ساتھ سوار ہو کر ہنگامہ فرو کرنے نکلا اور سمجھا بجھا کر اہل شہر کو شہر کی طرف واپس لایا اور مغربی فوجوں کو ان کی لشکر گاہ کی جانب لوٹایا۔ تھوڑے دنوں کے لئے امن ہوگیا بعد ازاں پندرھویں شوال ۳۶۳ھ کا ماہین اہل دمشق اور لشکریان محمود پھر جھگڑا ہوگیا۔ مدتوں لڑائیاں ہوتی رہیں آخر کار اہل شہر کو ہزیمت ہوئی۔

ابن موہوب کا فرار: ...... لشکریان محمود شہر تک اہل شہر کا تعاقب کرتے چلے آئے۔ ظالم بن موہوب اسی دن کا خطرہ سامنے رکھ کر اہل شہر کے ساتھ مدارات کررہا تھا چنانچہ وہ اپنی جان کے خوف سے دارالامارت چھوڑ کر نکل بھاگا۔ مغربی فوج نے دروازہ فرادیس سے گھس کر شہر میں آگ لگادی جس سے بے شمار لوگ جل کر مر گئے۔ اس فساد کی آگ ربیع الثانی ۳۶۴ھ تک چلتی رہی اس کے بعد اس شرط پر مصالحت ہوگئی کہ ظالم بن موہوب کو شہر سے نکال دیا جائے اور اس کے بجائے جیش بن صمصامہ کے محمود کے بھانجے کو مقرر کیا جائے۔

ابومحمود کی واپسی: ...... چنانچہ اس تبدیلی کے بعد فتنہ وفساد ختم ہوگیا، زیادہ مدت نہیں گذرنے پائی تھی کہ مغربی فوجوں نے پھر لوٹ مار شروع کردی اور عوام الناس نے ہنگامہ کردیا اور یورش کرکے اس محل کی طرف بڑھے جس میں ابومحمود رہتا۔ ابومحمود یہ خبر سن کر اپنے لشکر میں بھاگ گیا اور فوج کر مرتب کرکے شہر پر حملہ کردیا۔ چنانچہ اہل شہر بھی مقابلہ پر ڈٹ گئے تو ابومحمود نے شہر کا محاصرہ کرکے باہر سے آمد ورفت بند کردی غلہ، پانی اور ضروریات کا آنا جانا بند ہوگیا۔ اہل شہر تنگی سے بسر کرنے لگے بازار بند ہو گئے۔ پھر رفتہ رفتہ اس کی خبر معز تک پہنچ گئی چنانچہ معز نے ابومحمود پر اس فعل سے ناراضگی ظاہر کی اور ''ریان'' خادم کو طرابلس میں لکھ بھیجا کہ خط دیکھتے ہی دمشق چلے جاؤ اور صحیح صحیح واقعات وہاں کے لکھ کر بھیجو اور کمانڈر ابومحمود کو دمشق سے واپس

بھیج دو۔ چنانچہ ریان نے دمشق پہنچ کر ابو محمود کو رملہ کی طرف لوٹا دیا۔ اور دمشق کے اصلی واقعات لکھ کر معز کی خدمت میں روانہ کیا اور خود ''افتکین'' (نئے والی دمشق) کے آنے تک دمشق میں ٹھہرا رہا۔

افتکین کا دمشق پر قبضہ:...... افتکین، عزالدولہ بن بویہ کا خادم تھا جس وقت ترکوں نے بختیار بن عزالدولہ پر سبکتگین کی کمان میں یورش کی اور سبکتگین اس دوران مرگیا تو ترکوں نے اس کو اپنا اور سردار بنا کر بختیار کا واسط میں محاصرہ کر لیا عقد الدولہ یہ خبر پا کر بختیار کی امداد اور ترکوں سے نجات دلانے پہنچ گیا۔ مگر ترکوں نے محاصرہ اٹھالیا اور واسط چھوڑ کے چلتے بنے۔ افتکین ایک دستہ فوج لے کر حمص آ گیا تھا اور اس کے قریب پہنچ کر پڑاؤ کر دیا تھا ظالم نے اس کی گرفتاری کی تدبیریں کیں مگر کامیاب نہ ہوسکا اور افتکین حمص سے نکل کر دمشق چلا گیا دمشق پر ان دنوں زیاد (معز کا خادم) قابض تھا۔ روسا شہر، پولیس اور عوام الناس زبردستی ایسے مطیع وفرمانبردار ہو رہے تھے کہ کوئی شخص دم نہ مارسکتا تھا ایک دن روسائے شہر چھپ کر افتکین کے پاس آئے اور اس سے شہر پر قبضہ ہونے اور امارت قبول کرنے کی درخواست کی اور مغربیوں کی شکایت بھی جڑی کہ وہ لوگ ہمیں بے جبر و اکراہ روافض کے عقائد کے عقائد کی تعلیم دیتے ہیں ان کے عمال ہم پر طرح طرح کے ظلم وستم کرتے ہیں افتکین کا دل یہ سن کر بھر آیا خود بھی قسم کھائی اور ان لوگوں سے بھی متحد الکلمہ اور متفق رہنے کی قسم لی اس کے بعد شہر پر قبضہ کر لیا چنانچہ زیادہ دمشق چھوڑ کر چلا گیا خلیفہ معز علوی کا خطبہ سکہ موقوف ہو گیا منبروں پر خلافت عباسیہ کا خطبہ پڑھا جانے لگا فتنہ پردازوں اور مفسدوں کی بیخ کنی کر دی گئی عربوں کے قبضہ سے علاقے نکال لئے گئے جن پر وہ قابض ہو گئے تھے الغرض افتکین اس طرح استقلال کے ساتھ دمشق پر حکومت کرنے لگا۔ معز نے یہ خبر سن کر افتکین کو اطاعت قبول کرنے اور اپنی جانب سے سند امارت دینے کا حکم لکھا مگر افتکین نے اس کی تحریر پر اعتماد نہ کیا اور اس کے قاصد کو لوٹا دیا اس بناء پر معز نے افتکین کے خلاف فوج کشی کی اتفاق یہ کہ وہ مقام ابلیس میں مرگیا جیسا کہ آئندہ بیان کیا جائے گا۔

معز علوی کی وفات:...... پندرہویں ❶ ربیع الثانی ۳۶۵ھ کو ❷ معز لدین اللہ علوی نے اپنی خلافت وحکومت کا تیئسواں ❸ سال پورا کر کے مصر میں وفات پائی اس کی ولی عہدی اور وصیت کے مطابق اس کا بیٹا تزار سریر متمکن ہوا اور ''العزیز باللہ'' کا مبارک خطاب اختیار کیا۔ عزیز نے نظام حکومت اپنے قبضہ میں لے کر ملکی وسیاسی مصلحت کے پیش نظر کے انتقال کو عید الاضحیہ ۳۵۶ھ تک مخفی رکھا۔ قربانی کے دن عید گاہ میں گیا، عام مسلمانوں کے ساتھ نماز ادا کی۔ خطبہ دیا، اپنے حق میں دعا کی اور اپنے باپ کے مرنے کا حال بیان کر کے تعزیت وغیرہ میں مصروف ہو گیا۔

حجاز پر حملہ:...... اس کے بعد یعقوب بن کلس کو (جیسا کہ اس کے باپ کے زمانہ میں تھا) عہدۂ وزارت پر اور بلکین زیری کو بدستور افریقہ کی گورنری بحال رکھا افریقہ کے عبداللہ بن یخلف کتامی کے ماتحت صوبوں یعنی طرابلس، سرت اور جرابیہ کو بھی بلکین بن زیری کی گورنری کے علاوہ کے ماتحت علاقوں میں ملحق وشامل کر دیا۔ مکہ اور مدینہ کے رہنے والوں نے گذشتہ موسم حج میں معز کی، اطاعت قبول کر لی تھی اور اس کے نام کا خطبہ پڑھتے تھے، مگر عزیز کی تخت نشینی پر عزیز کے نام کا خطبہ نہ پڑھا اس وجہ سے عزیز نے سرزمین حجاز پر حملہ کیا، چنانچہ اس کی فوج نے مکہ ومدینہ کا محاصرہ کر لیا۔ رسد وغلہ کی آمد بند ہوگئی۔ اہل حرمین نے مجبور ہو کر اطاعت قبول کر لی۔ مکہ معظّمہ میں اس کے نام کا خطبہ پڑھا گیا ان دنوں مکہ معظّمہ کا گورنر عیسیٰ بن جعفر تھا اور مدینہ منورہ کا طاہر بن مسلم۔ اتفاق سے اسی سال اس نے وفات پائی لہٰذا اس کی جگہ اس کا بھائی مقرر کیا گیا

افتکین کے باقی حالات:...... جب معز کا انتقال ہو گیا اور اس کی جگہ عزیز حکمران مقرر ہوا افتکین نے فوجیں تیار کر کے علم مخالفت بلند کر دیا اور اس کے ان علاقوں پر حملہ کر دیا جو شام کے ساحل پر واقع تھے، چنانچہ سب سے پہلے ''صیدا'' کا محاصرہ کیا، ابن الشیخ اور ظالم بن موہوب عقیلی مغاربہ سردار

---

❶...... مزید تفصیلات کے لئے علامہ عماد الدین ابن کثیر الشافعی کی تاریخ (البدایۃ والنہایۃ جلد ۱۱ صفحہ ۲۸۳) کا مطالعہ فرمائیں۔ ❷...... معز لدین اللہ ابو تمیم سعد بن منصور باللہ اسماعیل بن قائم بامر اللہ ابوالقاسم محمد بن مہدی ابو محمد عبید اللہ علوی حسینی افریقہ کے ایک علاقے ''مہدیۃ'' میں (۱۱) رمضان المبارک ۳۱۹ھ میں پیدا ہوا۔ اس کی کل عمر ۴۵ سال اور چھ مہینے ہوئی، یہ پہلا علوی خلیفہ تھا جس نے مصر پر قبضہ کیا تھا، دیکھیں (تاریخ کامل جلد (۸) صفحہ ۳۶۳ مطبوعہ مصر) (مترجم)۔ ❸...... تاریخ کامل (جلد (۵) صفحہ ۳۶۵) کے مطابق معز کی وفات ۱۵ ربیع الثانی کے بجائے ۱۷ ربیع الثانی میں ہوئی۔

کے ساتھ اس وقت صیدا میں موجود تھے فوجیں تیار کر کے افتکین سے مقابلہ کرنے نکل پڑے سخت اور خونریز جنگ کا آغاز ہوا افتکین لڑتے لڑتے پیچھے ہٹا مغربی فوجیں کامیابی اور کثرت کے جوش میں آگے بڑھتی چلی آئیں یہاں تک کہ اپنے مورچہ سے بہت دور نکل آئیں اس وقت افتکین اپنی فوج کو جمع کر کے مغربی فوجوں پر ٹوٹ پڑا پھر کیا تھا مغربی فوجیں شکست کھا گئیں۔ چار ہزار سپاہی مارے گئے اس سے افتکین کے حوصلے بڑھ گئے مکہ کا ارادہ کیا اور اس کا محاصرہ کر کے طبریہ کی طرف بڑھا، یہاں کے باشندوں کے ساتھ بھی وہی سلوک کر کیا جو اہل صیدا کے ساتھ کیا تھا اس کے بعد دمشق کی طرف واپس آ گیا عزیز نے اس کے بارے میں اپنے وزیر یعقوب بن کلس سے مشورہ کیا یعقوب نے یہ رائے دی کہ اس کے مقابلہ کے لئے جوہر کاتب بھیجا جائے۔ عزیز نے اس رائے کے مطابق فوجیں آراستہ کر کے جوہر کو افتکین کی روک تھام لئے روانہ کیا۔

دمشق کا محاصرہ:...... اسی دوران افتکین دمشق پہنچ گیا تھا افتکین کو اس کی خبر ملی تو اس نے اہل دمشق کو جمع کر کے کہا تم لوگ خوب جانتے ہو کہ میں نے تمہاری رضامندی سے تم پر حکومت کی اور تمہاری درخواست پر اتنی بڑی ذمہ داری کے کام کو اپنے ہاتھوں میں لیا، اب چونکہ عزیز والی مصر و افریقہ کا مقابلہ ہے میں نہیں چاہتا کہ میری وجہ سے تم لوگ کسی مصیبت میں مبتلا ہو اس وجہ سے میں لوگوں سے علیحدہ ہونا چاہتا ہوں'' اہل دمشق یہ سن کے ایک زبان ہو کر بولے'' ہم لوگ آپ سے جدا نہیں ہوں گے اور جان و مال کو آپ پر صدقہ کر دیں گے'' افتکین نے اس عہد و اقرار پر ان لوگوں سے قسم لی اور جوہر کے ساتھ مقابلہ کرنے پر تل گیا۔ ماہ ذیقعدہ ۳۵۶ھ کو جوہر اپنی فوج کے ساتھ دمشق پہنچ گیا اور نہایت حزم و احتیاط سے اس کا محاصرہ کر لیا دو مہینے کامل محاصرہ جاری رہا، لڑائیاں ہوتی رہیں، فریقین کے ہزار آدمی مارے گئے بالآخر افتکین نے طول محاصرے سے گھبرا کے اعصم (بادشاہ قرامطہ) کو یہ واقعات لکھ بھیجے اور اس سے مدد طلب کی، چنانچہ قرامطہ بادشاہ اپنا لشکر مرتب کر کے ''احساء'' سے دمشق کی طرف روانہ ہوا۔ شام اور عرب کا جم غفیر اس کے پاس آ آ کے جمع ہو گیا جس کی تعداد پچاس ہزار کے قریب تھی۔

جوہر کاتب اور افتکین:...... جوہر نے یہ خبر سن کر دمشق کا محاصرہ اٹھا لیا اور اس خوف سے کہ کہیں اور دشمنوں کے درمیان میں نہ آ جاؤں فرار ہو گیا مگر افتکین اور بادشاہ قرامطہ نے نہایت تیزی سے راستہ طے کر کے جوہر کو ''رملہ'' میں جا کے گھیر لیا۔ اور ان کا پانی ❶ بند کر دیا، جوہر رملہ چھوڑ کے عسقلان چلا گیا، افتکین اور بادشاہ قرامطہ نے عسقلان پر بھی حملہ کر دیا۔ اور اس کا بھی محاصرہ کر لیا رسد و غلہ کی آمد بند ہو گئی۔ نہایت سختی سے گزر بسر ہونے لگی۔ جوہر نے افتکین سے صلح اور سازش کے بارے میں خط و کتابت شروع کی بادشاہ قرامطہ جوہر کو اس سے روک رہا تھا آخر کار جوہر نے ملاقات کرنے کی درخواست کی افتکین نے منظور کر لی، دونوں ایک مقررہ جگہ پر ملے۔ جوہر کہنے لگا'' یہ قتل و خونریزی تمہاری وجہ سے ہوئی ہے تمہیں مسلسل صلح کا پیام دے رہا تھا'' افتکین نے جواب دیا'' میں اس معاملہ میں معذور ہوں یہ سارا کیا دھرا بادشاہ قرامطہ کا ہے'' اسی قسم کی دنوں میں تھوڑی دیر تک گفتگو ہوتی رہی آخر میں یہ طے پایا کہ افتکین محاصرہ اٹھا لے اور جوہر اپنے آقاء نامدار عزیز سے اس حسن سلوک کا معاوضہ دلوائے اس بات کے طے ہونے پر جوہر نے وعدہ پورا کرنے کی قسم کھائی۔ افتکین اپنے لشکر گاہ میں واپس آیا اور بادشاہ قرامطہ کو تمام حالات بتلائے۔ بادشاہ قرامطہ نے افتکین کو اس پر ڈانٹ ڈپٹ کی، جوہر کی چالاکیاں اور مکاریاں بیان کرتے ہوئے یہ کہا کہ محاصرہ اٹھا لینے کے بعد جوہر اپنے آقاء نامدار عزیز کے پاس جائے گا اور ایسی تیاری سے ہم لوگوں پر حملہ آور ہو گا کہ جس کا جواب دینا ہمارے بس سے باہر ہو گا۔ بہتر یہ ہو گا کہ تم اپنے قول و اقرار سے پھر جاؤ۔ افتکین نے بادشاہ قرامطہ کی اس نصیحت پر توجہ نہ کی اور جوہر کو اس کے ساتھیوں سمیت مصر جانے کی اجازت دے دی۔

جوہر کی مصر روانگی:...... چنانچہ جوہر محاصرہ سے نجات پا کر مصر کی جانب روانہ ہوا۔ عزیز کے دربار میں پہنچ کے تمام واقعات عرض کئے۔ اور سمجھا بجھا کے ان لوگوں پر حملہ کرنے پر ابھار دیا۔ عزیز نے جوہر کے کہنے کے مطابق فوجیں آراستہ کر کے چڑھائی کر دی۔ مقدمۃ الجیش پر جوہر تھا افتکین اور بادشاہ قرامطہ یہ خبر سن کر رملہ چلے آئے تھے اور لشکر تیار کرنے کی فکر کرنے لگے۔ اس دوران عزیز نے محرم ۳۶۷ھ رملہ کے باہر مورچے قائم کئے اور افتکین کو پیغام بھیجا کہ تم میری اطاعت قبول کر لو میں تمہیں اپنے لشکر کا سردار مقرر کر دوں گا، جاگیریں دوں گا، جس ملک کو پسند کرو گے اس کی حکومت

---

❶ ...... شہر رملہ سے تین کوس کے فاصلہ پر نہر طواحسین تھی اسی سے شہر میں پانی جاتا تھا افتکین اور بادشاہ قرامطہ نے اسی نہر پر اپنے مورچے قائم کئے تھے اور شہر میں پانی کا جانا بند کر دیا (تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۸ صفحہ ۲۶۱ مطبوعہ مصر) مترجم۔

عطا کردوں گا، اور ان باتوں کے طے کرنے کے لئے مجھ سے آ کر ملو، افتکین صف لشکر سے نکل کر ننگے پیر دونوں لشکروں کے درمیان میں آ کر کھڑا ہو گیا اور عزیز کے قاصد سے کہا "تم جا کر امیر المومنین کو بہ ادب تمام میرا یہ پیغام دے دو کہ اگر کچھ دیر پہلے یہ پیغام مجھے مل جاتا تو مجھے اس کی تعمیل میں کوئی عذر نہ تھا مگر اب یہ ناممکن ہے"۔

افتکین کی شکست:......قاصد افتکین سے رخصت ہو کر عزیز کے لشکر کی جانب روانہ ہوا اور افتکین نے عزیز کے "میسرہ" پر حملہ کر دیا۔ اس حملہ میں عزیز کے میسرہ کو شکست ہوئی ایک بڑا گروپ کام آیا عزیز نے اس بات کو محسوس کر کے اپنے "میمنہ" کو حملہ کرنے کا حکم دیا اور خود بھی حملہ آور ہوا۔ افتکین اور شاہ قرامطہ کو شکست ہوئی مغربی فوجوں نے تلواریں نیام سے کھینچ لیں افتکین کے بیس ہزار سپاہی مارے گئے۔

افتکین کی رہائی:......کامیابی کے بعد عزیز اپنے خیمہ میں واپس آیا، فتحمند گروہ نے جنگی قیدیوں کو پیش کرنا شروع کیا۔ جو شخص قیدی پیش کرتا تھا اس کو خلعت دی جاتی تھی۔ عزیز نے اختلاف کرا دیا کہ جو شخص افتکین کو گرفتار کر کے لائے گا اس کو ایک لاکھ دینار دیئے جائیں گے۔ اتفاق سے مفرج بن دغفل طائی سے افتکین کی ملاقات ہوگئی، افتکین نے پیاس کی شکایت کی مفرج نے اس کو پانی پلایا اپنے خیمے میں ٹھہرا کر عزیز کے پاس گیا اور اس کو افتکین کا پتہ بتلا کے ایک لاکھ دینار وصول کر لیا، لہٰذا جس وقت افتکین عزیزی کے سامنے پیش کیا گیا۔ چونکہ عزیز کو اس کے مارے جانے کا مکمل یقین ہو چکا تھا لہٰذا اسے زندہ دیکھ کر بہت خوش ہوا اور کمال توقیر سے افتکین کے لئے خیمہ نصب کرایا۔ جو کچھ مال واسباب اس کا لوٹ لیا گیا تھا وہ سب کا سب واپس کرا دیا اور اس کے ساتھ واپس مصر آیا اپنے خاص ساتھی ہونے کا اعزاز عنایت کیا، حجابت کے عہدہ سے ممتاز فرمایا۔

اعصم قرمطی:......اس کے بعد اس کے ایک شخص کو اعصم قرمطی (بادشاہ قرامطہ) کو بھی واپس لانے کی غرض سے مقرر کیا، چنانچہ اس شخص نے اعصم قرمطی سے طبریہ میں جا کر ملاقات کی اور اس سے عزیز کے پاس مصر چلنے کو کہا اعصم نے مصر جانے سے انکار کیا۔ اس شخص نے عزیز کو واقعہ سے مطلع کیا، عزیز نے بیس ہزار دینار اعصم کو بھیجے اور اتنے ہی ہر سال دینے کا وعدہ کیا مگر اعصم پھر بھی مصر نہ گیا اور اسی وقت طبریہ سے "احساء" چلا آیا۔

افتکین کا قتل:......ان واقعات کے بعد افتکین کو وزیر یعقوب بن کلس نے اس وجہ سے کہ افتکین عزیز کے ناک کا بال ہو رہا تھا زہر دے دیا۔ عزیز کو اس کی خبر مل گئی۔ گرفتار کرا کے چالیس دن تک قید میں رکھا اور پانچ لاکھ دینار جرمانہ لے کے رہا کر دیا اور بدستور عہدۂ وزارت پر مقرر کیا۔ ماہ ذیقعدہ ۳۸۱ھ میں جوہر کاتب نے وفات پائی اس کی جگہ اس کا بیٹا حسن مقرر کیا گیا "قائد القواد" کا مبارک لقب عطا ہوا۔

قسام اور سلیمان کی جنگ:......افتکین نے اپنے حکومت میں قسام نامی ایک شخص کو دمشق میں اپنا نائب بنایا تھا افتکین کے دمشق چھوڑنے کے بعد اس کا رعب داب بڑھ گیا، کچھ لوگ اس کے فرمانبردار ہو گئے رفتہ رفتہ چند شہروں پر قابض بھی ہو گیا لہٰذا جب افتکین اور قرامطہ کو شکست ہوئی تو عزیز نے اپنے نامی گرامی سپہ سالار ابو محمود بن ابراہیم کو دمشق کا گورنر مقرر کر کے دمشق روانہ کیا اس وقت دمشق اور اس کے آس پاس کے شہروں پر قسام کا قبضہ تھا۔ اور عزیز کے نام کا خطبہ پڑھ رہا تھا اس کی موجودگی میں ابو محمود کی کچھ پیش نہ گئی۔ قسام بدستور کرسی حکومت کرتا رہا۔ اسی دوران ابو تغلب ❶ بن حمدان (گورنر) موصل عضد الدولہ سے شکست کھا کر دمشق کی طرف آیا قسام نے اس خیال سے کہ کہیں یہ خود بخود یا عزیز کے حکم سے شہر پر قبضہ نہ کر لے دمشق میں داخل نہ ہونے دیا، چنانچہ ابو تغلب اور قسام کے درمیان ناچاکی پیدا ہوگئی اور نوبت جدال و قتال تک پہنچ گئی۔ آخر کار ابو تغلب طبریہ چلا گیا اس کے بعد عزیز کا لشکر سالار فضل کی ماتحتی میں دمشق آ پہنچا، اور قسام کا دمشق میں محاصرہ کر لیا مگر اتفاق کچھ ایسا پیش آیا کہ لشکر ناکام ہو کر عزیز کے پاس چلا گیا لہٰذا عزیز نے ۳۶۵ھ میں ایک دوسری فوج سلیمان بن جعفر بن فلاح کی ماتحتی میں دمشق روانہ کی۔ سلیمان نے دمشق کے باہر پڑاؤ ڈالا قسام نے اپنے آدمیوں کو اشارہ کر دیا انہوں نے لڑ کر سلیمان کو اس مقام سے ہٹا دیا جہاں اس نے پڑاؤ تھا۔

مفرج بن جراح:......انہیں دنوں بنو طے کا امیر مفرج بن جراح اور سارے عرب سرزمین فلسطین میں مقیم تھے اس جماعت کی اور شوکت وشان

❶......ہمارے پاس موجود جدید عربی ایڈیشن (جلد ۴ صفحہ ۵۶) پر "ابو تغلب" کے بجائے "ابو تعلب" تحریر ہے۔

بڑھ گئی تھی۔ آس پاس کے سرحدی شہروں کو قتل و غارتگری سے تباہ و برباد کر رہے تھے عزیز نے ایک لشکر ان کی سرکوبی کے لئے اپنے سپہ سالار بلتکین ترکی کی ماتحتی میں روانہ کیا، چنانچہ یہ لشکر کوچ و قیام کرتا ہوا رملہ کی جانب روانہ ہوا۔ قبیلہ قیس کا ایک بڑا گروپ اس کے لشکر کے ساتھ آ ملا اس کے بعد مفرج بن جراح اور بلتکین کی آپس میں مڈبھیڑ ہوگئی۔ بلتکین نے چند دستوں کو پہلے ہی سے مورچے میں بیٹھا رکھا تھا، مفرج کو اس وجہ سے شکست ہوئی یہ بھاگ کر انطاکیہ پہنچا انطاکیہ کے گورنر نے اس کو پناہ دے دی اس دوران بادشاہ روم حملہ کرنے کے لئے قسطنطنیہ سے شامی علاقوں کی طرف روانہ مفرج کو اس سے خطرہ پیدا ہوا، بکجور خادم سیف الدولہ والی حمص کے گورنر کو اس واقعہ سے مطلع کر کے مدد طلب کی بکجور نے مفرج کی درخواست منظور کر لی اور دل کھول کر اس کی مدد کی۔

قسام اور بلتکین کی جنگ: ...... اس کے بعد بلتکین نے دمشق کی جانب رخ کیا اور قسام کو یہ پیغام بھیجا کہ میں کسی غرض سے نہیں آیا بلکہ صرف شہر کے نظم و نسق کو ٹھیک کرنے آیا ہوا ہوں، قسام کے ساتھ ابو محمود کی بھائی جیش بن صمصامہ بھی دمشق سے نکل کے بلتکین کے پاس آیا، بلتکین نے اس کو اس کے ساتھیوں سمیت شہر کے باہر ٹھہرنے کو کہا۔ اس سے قسام کو خطرہ پیدا ہوا فوراً شہر کی جانب واپس چل پڑا اور لڑائی کی تیاری شروع کر دی۔ خم ٹھونک کے دونوں دشمن میدان جنگ میں آ گئے۔ اتفاق یہ کہ اس معرکہ میں قسام کے ساتھیوں کو شکست ہوئی بلتکین نے شہر میں داخل ہو کر قتل و غارتگری کا بازار گرم کر دیا، مکانات میں آگ لگا دی، اہل شہر نے گھبرا کر بلتکین سے امن کی درخواست کرنے کی رائے قائم کی اور اسی غرض سے اس کی خدمت میں حاضر ہونے کی اجازت طلب کی، بلتکین نے ان لوگوں کو حاضری کی اجازت دے دی قسام کو اس واقعہ کی اطلاع ملی سنتے ہی بدحواس ہو گیا مگر چارہ کار نہ تھا اہل شہر نے بلتکین کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنے لئے اور قسام کے لئے امن حاصل کر لیا۔ ہنگامہ کارزار ختم ہو گیا سب لوگ اپنے اپنے مکانات میں آ آ کر آباد ہوئے۔

قسام کی اطاعت: ...... بلتکین نے اپنی جانب سے خطلج نامی ایک امیر کو شہر کی حکومت پر مقرر کیا۔ چنانچہ خطلج محرم ۳۷۲ھ میں امارت کا جھنڈا لئے ہوئے شہر میں داخل ہوا۔ اس کے دوسرے دن قسام کسی خیال سے روپوش ہو گیا۔ بلتکین کے ساتھیوں نے قسام اور اس کے ساتھیوں کے مکانات لوٹ لئے قسام نے یہ سمجھ کر کے کہ اب بچنا دشوار ہے خود کو بلتکین کے دربار میں حاضر کر دیا اور معذرت کی بلتکین نے اس کی معذرت قبول کر لی اور اس کو بعزت اور احترام مصر روانہ کر دیا عزیز نے بھی اپنی بے نظیر فیاضی و رحم دلی سے اس کو امن عنایت کیا۔

دمشق کا امیر بکجور: ...... بکجور جو کہ سیف الدولہ کا خادم اور اس کی جانب سے حمص کا گورنر تھا ان دنوں جب کہ دمشق عزیز اور قسام کی فوجوں کا میدان کارزار بنا ہوا تھا حمص سے عزیز کے لشکر کے بعد ۳۷۲ھ میں ابو المعالی اور بکجور میں چل گئی بکجور نے عزیز سے اس کی شکایت کی، عزیز نے ابو المعالی کی گوشمال اور اس کو دمشق کی حکومت دینے کا وعدہ کیا۔ اسی دوران اتفاق یہ پیش آیا کہ مغربیوں نے مصر میں وزیر السلطنت ابن کلس کے خلاف بغاوت کر دی اور اس کے قتل پر تل گئے، اس ہنگامہ کے ختم کرنے کی غرض سے عزیز کو دمشق سے بلتکین کے بلانے کی ضرورت محسوس ہوئی، چنانچہ عزیز نے بلتکین کو دمشق سے طلب فرمالیا اور اس کی جگہ بکجور کو دمشق کی حکومت سپرد کی۔

بکجور کی معزولی: ...... رجب ۳۷۲ھ میں بکجور علم حکومت لئے ہوئے دمشق میں داخل ہوا چونکہ اس کو کسی ذریعہ سے یہ معلوم ہو گیا تھا کہ ابن کلس وزیر السلطنت عزیز کو منع کر رہا تھا کہ بکجور کو حکومت دمشق نہ دی جائے اس عداوت و کینہ سے بکجور نے دمشق میں داخل ہوتے ہی ابن کلس کے آدمیوں اور اس کے حمایتیوں کو پامال کرنا شروع کیا۔ تھوڑے دنوں بعد رعایائے دمشق کو بھی ایذائیں پہنچانے لگا۔ ابن کلس کو اس کی خبر مل گئی موقع پا کر عزیز سے اس کی شکایت کر دی کہ بکجور والی دمشق بڑا متمرد و سرکش ہو گیا ہے ظلم و جفا کاری اس کا شیوہ ہو رہا ہے، اگر معزول نہ کیا جائے گا تو صوبہ دمشق ویران ہو جائے گا، لہٰذا عزیز نے ۳۷۸ھ میں ایک لشکر عظیم بسر افسری منیر خادم کو بکجور کے ہوش میں لانے کی غرض سے روانہ کیا روانگی کے بعد نزال طرابلس کے گورنر اس مدد کرنے کو لکھا بکجور نے اس واقعہ سے مطلع ہو کے اردگرد کے عرب کو جمع کر لیا اور آلات حرب سے ان کو مسلح کر کے خم ٹھونک کر میدان جنگ میں آ گیا۔ مگر پہلے ہی حملہ میں شکست کھا کر بھاگ کھڑا ہوا اور بکجور یہ خیال کر کے کہ کہیں نزال نہ آ جائے اہل دمشق کے لئے امان حاصل کر کے

رقہ چلا گیا اور اس پر قابض متصرف ہو گیا۔

بکجور اور سعد الدولہ کی جنگ:......ادھر منیر نے بھی دمشق میں داخل ہو کر کامیابی کے ساتھ قبضہ حاصل کر لیا۔ استقلال واستحکام سے حکمرانی کرنے لگا اس واقعہ کے بعد بکجور نے دمشق سے رقہ میں پہنچ کر سعد الدولہ والی حلب سے حمص کی حکومت کی درخواست کی سعد الدولہ نے کسی مصلحت سے اس کو منظور نہ کیا۔ اس بناء پر بکجور نے عزیز سے سعد الدولہ پر حملہ کرنے کی اجازت طلب کی عزیز نے بکجور کی درخواست منظور فرما کے فوجیں عنایت کیں اور نزال والی طرابلس کو اس کی کمک اور مدد کرنے کو لکھ بھیجا۔ چنانچہ بکجور نے فوجوں کو مرتب کر کے سعد الدولہ پر چڑھائی کر دی سعد الدولہ نے بھی مدافعت ومقابلہ کی غرض سے فوجیں فراہم کر لیں اور حلب سے نکل کر میدان جنگ میں آ گیا نزال نے اپنے دل میں یہ ٹھان لی تھی کہ جس طرح سے ممکن ہو جنگ کے وقت بکجور کو دغا دی جائے۔ اس کو اس بات پر عیسیٰ ابن نسطورس وزیر السلطنت نے ابھارا تھا جو ابن کلس کے بعد وزیر بنا تھا۔

بکجور کا قتل:......انہیں دنوں عامل انطاکیہ نے بادشاہ روم سے امداد کی درخواست کی تھی اور اس نے ایک بڑی فوج اس کی کمک پر بھیج دی تھی۔ الغرض نزال نے اپنے منشور کے مطابق ان عربوں سے جو بکجور کے دستے میں تھے معرکہ جنگ کے وقت بھاگ جانے کے بارے میں سازش کر لی اور ان سے اس معاملہ کے انجام ہو جانے پر بڑے بڑے وعدے کئے۔ لہٰذا جس وقت دونوں فوجوں کا مڈ بھیڑ ہوا بکجور کو کسی ذریعہ سے اس سازش کی خبر مل گئی مرنے پر کمر بستہ ہو کر سیف الدولہ پر حملہ آور ہوا اور لولو کبیر (سیف الدولہ کے خادم) کا ایک ہی وار سے کام تمام کر دیا۔ سیف الدولہ نے لولو کبیر کو خاک وخون پر تڑپتا ہوا دیکھ کر بکجور پر حملہ کیا بکجور شکست کھا کر بعض قبائل عرب میں چھپا اور دو چار روز کے بعد اپنی حالت درست کر کے سیف الدولہ پر حملہ آور ہوا مگر پہلے ہی حملہ میں خود بکجور کے میدان جنگ سے پاؤں اکھڑ گئے اور پکڑ دھکڑ کے دروان مارا گیا۔ سعد الدولہ نے اس کے مال واسباب کو ضبط کر کے رقہ کی جانب کوچ کیا اور اس پر قابض ہو گیا بکجور کے بیٹوں نے عزیز کو اپنے باپ کے مارے جانے کا واقعہ لکھ بھیجا اور اس سے سعد الدولہ سے سفارش کرنے کے بارے میں تحریک کی۔

حلب کا محاصرہ:......چنانچہ عزیز نے سعد الدولہ کے پاس بکجور کے بیٹوں کی سفارش کا خط ایک قاصد کے ذریعے روانہ کیا اور یہ بھی تحریر کیا کہ بکجور کے بیٹوں کو میرے پاس مصر بھیجو اور اس حکم کے تعمیل نہ کرنے کی صورت میں دھمکی بھی دی تھی۔ سعد الدولہ نے ایک بھی نہ سنی عزیز کی سفارت کو نہایت برے طور سے واپس کیا عزیز نے طیش میں آ کر ایک جرار لشکر منجوتکین کی سربراہی میں حلب کے محاصرہ کرنے کے لئے روانہ کیا، منجوتکین نے حلب پہنچ کر محاصرہ کر لیا ان دنوں حلب میں ابوالفضائل ابن سعد الدولہ اور لولو صغیر خادم سیف الدولہ تھا ان دونوں نے بسیل بادشاہ روم کی خدمت میں مدد کے لئے سفارت بھیجی اگرچہ اس وقت یہ جنگ بلغار میں مصروف تھا مگر پھر بھی ابوالفضائل کی سفارت بھیجنے پر والی انطاکیہ کو حلب کے محصوروں کی مدد کرنے کو لکھ بھیجا والی انطاکیہ اس حکم کے مطابق پچاس ہزار فوج لے کر حلب کو بچانے کے لئے روانہ ہوا رفتہ رفتہ جسر عاصی تک پہنچا منجوتکین کو اس کی خبر مل گئی حلب سے محاصرہ اٹھا کر شکست دے دی اور قتل وقید کر کے انطاکیہ کی طرف بڑھا انطاکیہ کے اطراف میں ہنگامہ برپا ہو گیا۔

ابوالحسن کی معزولی:......اسی غیر حاضری کے دوران ابوالفضائل حلب کے آس پاس غلہ فراہم کرنے نکل کھڑا ہوا جس سے بے حد مہنگائی پیدا ہو گئی جتنا فراہم کر سکا فراہم کر لیا باقی جو رہ گیا اس میں آگ لگا دی۔ لہٰذا جب منجوتکین حصار حلب کے لئے پھر واپس آیا اور سر کرنے کی غرض سے فوجوں کو حلب کے ارد گرد پھیلا دیا، لولو صغیر نے ابوالحسن مغربی کی خدمت میں صلح کا پیغام بھیجا۔ شرائط صلح طے ہو جانے کے بعد آپس میں صلح ہو گئی منجوتکین دمشق کی جانب واپس چل پڑا۔ عزیز کو اس واقعہ کی اطلاع ہوئی سخت برہم ہوا، اسی وقت منجوتکین کو محاصرہ حلب پر واپس جانے اور (وزیر ابوالحسن) مغربی کے معزول کرنے کا حکم لکھ بھیجا۔ دریا کے راستے رسد غلہ بھی روانہ کیا۔ چنانچہ منجوتکین نے پھر حلب کا محاصرہ کر لیا۔ اہل حلب نے بادشاہ روم کے پاس مدد اور استعانت کی غرض سے سفارت بھیجنے اور اس کو اس سلوک کا معاوضہ دینے کا بھی وعدہ کیا۔

حمص کی تباہی:......رومی بادشاہ نہایت تیزی سے فوجوں کو آراستہ کر کے حلب کی جانب روانہ ہوا لولو صغیر نے اس خیال سے کہ مسلمانوں اور اسلام کو اس سے سخت صدمہ اور نقصان پہنچ جائے گا منجوتکین کو بادشاہ روم کے آنے سے مطلع کر دیا اس کے علاوہ جاسوسوں نے بھی یہی خبر منجوتکین تک پہنچا

دی۔ منجوتکین نے مصلحتاً محاصرہ اٹھالیا کئی بازار محل اور حمامات محاصرہ کے دوران ویران و برباد ہوگئے اس کے بعد بادشاہ روم حلب پہنچا، ابوالفضائل اور لولوء صغیر ملنے آئے دو چار روز قیام کر کے شام کی جانب کوچ کیا حمص اور شیرز کو فتح کر کے تخت و تاراج کر دیا چالیس دن تک طرابلس کا محاصرہ کئے رکھا۔ مگر کامیابی کی صورت نظر نہ آئی۔ مجبور ہو کر اپنے ملک کو واپس گیا۔ ان واقعات کی خبر عزیز تک پہنچی بے حد شاق گزرا جہاد کا اعلان کر کے ۳۸۱ھ میں قاہرہ سے خروج کر دیا، اتنے میں منیر نے دمشق ختم کرنے کے لئے دمشق کی جانب قدم بڑھایا۔

اخبار وزراء:...... معزلدین اللہ علوی افریقہ و مصر کے گورنر کا وزیر السلطنت یعقوب بن کلس تھا اصلاً یہ یہودی تھا پھر مسلمان ❶ ہو گیا اخشید یہ کے دور حکومت میں مصر کے انتظامی امور کا ایک یہ بھی منتظم تھا ابوالفضائل بن فرات نے اس کو ۳۵۷ھ میں معزول کر دیا اور کچھ جرمانہ بھی کیا یعقوب اس کو ادا نہ کر سکا روپوش ہو گیا کچھ عرصہ بعد مصر سے مغرب بھاگ گیا اور معزلدین اللہ کے دربار میں پہنچ کر رسوخ حاصل کیا اور اس کے ساتھ ساتھ مصر آیا رفتہ رفتہ وزارت کا مالک بن گیا۔ دربار معزیہ میں اس کی بڑی عزت و توقیر تھی معزلدین اللہ کے بعد عزیز بن معزلدین اللہ مسند حکومت پر متمکن ہوا اس نے بھی یعقوب کو بدستور عہدۂ وزارت پر قائم و بحال رکھا یہاں تک کہ ۳۸۰ھ میں یعقوب نے وفات پائی عزیز نے نماز جنازہ پڑھائی تجہیز و تدفین میں شریک ہوا اس کی طرف سے اس کا دین (قرضہ) ادا کیا اور اس کی ناممکن خدمات کو یوں تقسیم کیا کہ عدالتی و انتظامی خدمت حسن ❷ بن عماز (جو کتامہ کا سردار تھا) کو عطا ہوئی اور مالی خدمت عیسیٰ بن نسطورس ❸ کے سپرد کی گئی۔ اسی وقت سے دولت علویہ کی وزارت مسلسل اہل اقلام کے قبضہ میں رہی اور یہ لوگ بڑے ذی رتبہ اور عظیم الشان تھے۔

بارزی:...... ان وزراء میں سے ایک بارزی تھا یہ باوجود وزیر ہونے کے قاضی القضاۃ اور داعی الدعاۃ بھی تھا۔ اس سے یہ درخواست کی گئی تھی کہ اس کا نام سکہ پر ڈھلوایا جائے، اس نے اس کو منظور نہ کیا اور یہ سوچ کر کہیں میں مجبور نہ کیا جاؤں غریب الوطنی اختیار کر لی مقام تنیس میں کسی نے مار ڈالا۔

ابوسعید نسری:...... ابوسعید نسری بھی حکومت علویہ کا ایک نامور وزیر تھا یہ پہلے یہودی تھا مگر وزیر بننے سے پہلے مسلمان ہو گیا تھا۔

جرجانی:...... جرجانی بھی اسی سلسلہ کا ایک جلیل القدر شخص تھا اس کو کسی کام کے بارے میں لکھنے سے منع کیا گیا تھا اس نے اس کی تعمیل نہ کی اس پر حاکم نے اس کے ہاتھ کاٹنے کی قسم کھالی اور معزول کر دیا مگر پھر اس کے تیسرے دن عہدۂ وزارت پر بحال کر دیا گیا اور خلعت خوشنودی سے سرفراز و ممتاز ہوا ابن ابی کدینہ نے تیرہ (۱۳) مہینے وزارت کی اس کے بعد معزول کر کے مار ڈالا، ابوطاہر بن بادشاہ وزیر السلطنت دین دار آدمیوں سے تھا اس نے وزارت سے استعفاء دے کر جامع مصر میں گوشہ نشینی اختیار کر لی ایک وزارت کے وقت چھت سے گر کر مر گیا۔

ابوالقاسم:...... وزیر السلطنت ابوالقاسم بن مغربی آخری وزیر تھا اس کے بعد بدر جیالی خلیفہ مستنصر کے زمانے میں سیف الدولہ کا وزیر بنا اس کے دور حکومت میں بدر نے بہت زور و شور سے وزارت کی اور اس کے بعد بھی یہ اسی حالت پر رہا جیسا کہ ان کے حالات کے سلسلے میں بیان کیا جائے گا۔

قاضیوں کے حالات:...... نعمان بن محمد بن منصور بن احمد بن حیون معزلدین اللہ علوی کی حکومت کے زمانے میں قیروان کا قاضی تھا جب معز مصر آیا تو نعمان بھی اس کے دستے میں تھا، مصر پہنچ کر معزلدین اللہ نے نعمان کو عہدۂ قضاء عطا کیا یہاں تک کہ اس نے اسی عہدہ پر وفات پائی اس کی جگہ اس کا بیٹا علی مقرر ہوا۔ ۳۷۴ھ میں یہ بھی مر گیا تو عزیز نے اس کے بھائی ابوعبداللہ محمد کو عہدۂ قضا پر مقرر کیا، خلعت دی اور اپنے ہاتھ سے اس کے گلے میں تلوار حمائل کی، معز نے اس کے باپ سے اسی محمد کو مصر میں عہدۂ قضا دینے کا وعدہ کیا تھا۔ ۳۸۹ھ حاکم کے دور حکومت میں اس نے بھی وفات پائی یہ شخص بہت بڑا جلیل القدر بہت احسان کرنے والا اور عدالت و افتاء میں بے حد محتاط تھا، اس کا زمانہ قضا خلائق کے لئے رحمت الٰہی کا ایک نمونہ تھا اس کے بعد اس کا چچازاد بھائی ابوعبداللہ حسین علی بن نعمان عہد خلافت حاکم میں عہدۂ قضا سے سرفراز کیا گیا ۔۔۔ عرصے بعد ۳۹۴ھ میں معزول

---

❶...... دیکھیں ابن ایاس کی کتاب (بدائع الزہور فی وقائع الدہور) جلد ۱ صفحہ ۱۹۳ ❷...... ہمارے پاس موجود جدید ایڈیشن (جلد ۴ صفحہ ۵۸) پر حسن بن عماز کے بجائے حسن بن عمار تحریر ہے۔ ❸...... یہ عیسائیوں میں سے تھا، اور مسلمانوں کو اس سے بہت تکلیفیں پہنچی۔ دیکھیں ابن ایاس کی (بدائع الزہور فی الدہور جلد ا صفحہ ۱۹۳)

کر دیا گیا اور قتل کر کے جلا دیا گیا اس کے بعد ملکہ بن سعید القارقی مقرر ہوا یہاں تک ۴۰۵ھ اطراف قصور میں حاکم نے اس کو سزا موت دے دی خلیفہ حاکم کی نظروں میں اس کی بہت عزت تھی۔ امور سلطنت میں اس کو پورا دخل تھا اور خلوت وجلوت میں یہ خلیفہ حاکم کا ہمراز وساتھی تھا۔

احمد بن محمد بن عبداللہ:......ملکہ کے مارے جانے پر احمد بن عبداللہ بن ابی العوام عہدۂ قضا سے نوازا گیا یہی شخص حکومت علویہ کے آخری دور تک عہدۂ قضا پر مقرر رہا۔ قاضی کے متعلق دادرسی اور دعوت کی خدمت سپرد رہا کرتی تھی اور کبھی کبھی داعی الدعاۃ کا عہد قاضی سے لے لیا جاتا تھا اور اس خدمت پر ایک دوسرا شخص مقرر ہوا کرتا قاضی حکومت کے ان عہدہ داروں میں سے تھا جو جمعہ اور عیدوں میں خلیفہ کے ساتھ خطبہ دیتے وقت منبر پر چڑھا کرتے تھے۔

حاکم بامراللہ کی خلافت:......ہم پہلے بیان کر آئے ہیں کہ عزیز نے ۳۸۱ھ میں جہاد کا اعلان کیا تھا اور رومیوں کے خلاف جہاد کرنے کے لئے فوجیں آراستہ کر کے خروج کر دیا تھا کوچ وقیام کرتا ہوا بلبیس ❶ پہنچا بلبیس میں پہنچ کے ایسے چند امراض میں مبتلا ہو گیا کہ انہیں کے صدمہ سے آخری رمضان ۳۸۶ھ میں اپنی حکومت وخلافت کے ساڑھے گیارہ سال پورے کر کے مر گیا۔ اس کے بعد اس کا بیٹا ابوعلی ❷ منصور مسند خلافت پر متمکن ہوا ''الحاکم بامراللہ'' کا خطاب اختیار کیا۔

ارجوان اور ابومحمد کی کشیدگی:......ارجوان ❸ خادم اس کے عہد حکومت میں بھی امور سلطنت کا منتظم اور اس پر غائب تھا جیسا کہ اس کے باپ عزیز کے عہد حکومت میں تھا اور ابومحمد حسن بن عمار ہر کام میں ارجوان کا ردیف وشریک تھا، ارجوان نے شاہی محل میں انتظامی اور مالی محکموں پر قبضہ کر لیا ''امین الدولہ'' کے لقب سے اپنے کو ملقب کیا، کتامہ والوں کو موقع مل گیا۔ رعایا کے مال اور عزت کو اپنی خواہشات نفسانی کا شکار کرنے لگے منجوتکین کو یہ بات اور اس کے علاوہ ابومحمد کا ہر کام میں پیش پیش ہونا ناگوار گزرا، ارجوان کو لکھ بھیجا کہ اگر تم میری ہاں میں ہاں ملاؤ تو میں حکومت کے خلاف بغاوت کر دوں، ارجوان کا دل ابومحمد سے تو پک ہی گیا تھا منجوتکین سے سازش کر لی۔

منجوتکین کی بغاوت:......چنانچہ منجوتکین نے خودسری کا اظہار کر کے ایک فوج دمشق سے مصر کی طرف روانہ کی جس کا سردار سلیمان بن جعفر فلاح تھا ابومحمد کو اس کی اطلاع ہوئی تو اس نے بھی لشکر کو اس طوفان کی روک تھام کرنے کے لئے روانہ کیا۔ مقام عسقلان میں دونوں فوجوں کا مقابلہ ہوا ایک سخت وخونریز جنگ کے بعد منجوتکین کو شکست ہوئی دو ہزار آدمی مارے گئے اور خود بھی پکڑ دھکڑ کے دوران گرفتار کر لیا گیا اور پابزنجیر مصر بھیج دیا گیا۔

ابوتمیم سلیمان بن فلاح:......ابومحمد نے مصلحتاً مشرقی فوجوں کو ملانے کی غرض سے منجوتکین کو رہا کر دیا اپنی طرف سے ملک شام پر ابوتمیم سلیمان بن فلاح کتامی کو مقرر کیا اس نے طبریہ پہنچ کر اپنے بھائی علی کو سند حکومت عطا کر کے دمشق بھیجا۔ اہل دمشق نے علی کی سرداری تسلیم نہ کی لڑنے پر آمادہ ہوئے۔ ابوتمیم نے اہل دمشق کے پاس اپنی سفارت بھیجی اور ان کو سرکشی اور مخالفت کے برے انجام سے ڈراتے ہوئے اپنے جاہ وجلال کی دھمکی بھی دی۔ اہل دمشق نے ڈر کر اطاعت قبول کر لی اور علی کی سرداری وحکومت تسلیم کر کے شہر پناہ کے دروازے کھول دیئے علی نے شہر میں داخل ہوتے ہی تباہی مچادی، خونریزی اور غارتگری کا بازار گرم کر دیا، کسی کو قید کیا کسی کو قتل کیا، ابوتمیم کو اس کی خبر ملی، فوراً آ پہنچا اور اہل دمشق کو علی کے پنجہ غضب سے نجات دلا کر علی کو دمشق سے طبرابلس کی حکومت پر تبدیل کر دیا اور طبرابلس کے سابق حکمراں جیش بن صمصامہ کو معزول کر دیا۔

ابومحمد کے خلاف سازش:......جیش نے معزول کے بعد مصر کا راستہ لیا۔ تھوڑے دنوں کے سفر کے بعد مصر میں داخل ہوا ارجوان کے پاس آنا جانا شروع کیا جیش اور ارجوان نے متفق ہو کر یہ رائے قائم کی کہ ابومحمد اور کتامہ کے بعد سرداروں کو جو اس کے ساتھی ومشیر ہیں جس طرف سے ممکن ہو امصر سے نکال دینا چاہا۔ اس سازش میں شکر خادم عضدالدولہ بھی شریک تھا۔ اسی تعلق سے یہ ارجوان اور جیش کے ساتھ رہا کرتا تھا۔

---

❶......(النجوم الزاهرة) میں بلبیس کے بجائے بیانیاس الشام تحریر ہے۔ ❷......ابوعلی منصور کی عمر تخت نشینی کے وقت گیارہ سال تھی۔ (تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۹ صفحہ ۸۳ مطبوعہ لندن (مترجم)۔ ❸......ابن اثیر کی الکامل (جلد ۵ صفحہ ۵۱۶) میں اسی طرح ہے، جب کہ ہمارے پاس موجود تاریخ ابن خلدون کے جدید عربی ایڈیشن (جلد ۴ صفحہ ۵۹ پر ارجوان کے بجائے برجون تحریر ہے۔

ابومحمد کی روپوشی: ...... اتفاق سے ابومحمد کو اس سازش کی اطلاع ہوگئی اس نے ابھی ارجوان وغیرہ اپنے مخالفین کے زیر کرنے کی تدبیریں شروع کر دیں۔ جاسوسوں نے ارجوان تک یہ خبر پہنچادی پھر کیا تھا دونوں فریق میں فتنہ وفساد شروع ہوگیا مشرقی اور مغربی فوجوں نے تلواریں نیام سے کھینچ لیں۔ کشت وخون شروع ہوگیا۔ اس معرکہ میں مغربیوں کو شکست ہوئی۔ ابومحمد جان کے خوف سے روپوش ہوگیا ارجوان نے حاکم کی خدمت میں حاضر ہو کر تمام واقعات عرض کئے اور اس کو مسند خلافت پر جلوہ افروز کر کے اس کی خلافت وحکومت کی دوبارہ بیعت لی۔

کتامہ کی بربادی: ...... تجدید بیعت کے بعد ارجوان نے سپہ سالاران دمشق کو ابوتمیم گرفتاری کے بارے میں ایک خفیہ تحریر بھیج دی کسی کو کانوں کان خبر نہ ہوئی سپہ سالاران دمشق اور اہل شہر نے اچانک کر کے ابوتمیم کے گھربار اور خزانہ کو لوٹ لیا۔ کتامہ کی خونریزی شروع ہوگئی۔ فتنہ وفساد کا دروازہ کھل گیا ایک مدت تک دمشق میں اس فساد کی آگ مشتعل رہی عوام الناس اور بازاری امور سلطنت پر قابض ہوگئے۔

اس کے بعد ارجوان نے ابومحمد کی خطا معاف کر دی دربار شاہی میں حاضر ہونے کی اجازت دی اور اس کی تنخواہ مقرر کر کے پہلے کی طرح مکان میں قیام کرنے کا حکم دیا۔

صور کی فتح: ...... انہیں واقعات کے دروان اہل شام میں بغاوت ہوگئی اہل صوبہ باغی ہوگئے ایک ملاح قلاقہ نامی کو اپنا امیر بنالیا مفرج بن دغفل بن جراح نے بھی علم خلافت کی اطاعت سے منہ موڑ کر کے خودسری اختیار کر لی۔ رملہ پہنچ کر قتل وغارتگری شروع کر دی روم کا بادشاہ دوقس بھی جو ایسے مواقع کا منتظر اور حکومت اسلامیہ کا پرانا رقیب تھا قلعہ اقامیہ پر چڑھ آیا اور اس کا محاصرہ کر لیا۔ ارجوان نے ان واقعات سے مطلع ہو کر ایک عظیم فوج کو جیش بن صمصامہ کی ماتحتی میں رملہ کی جانب روانہ کیا۔ اور دوسری فوج کو ابوعبداللہ حسین بن ناصر الدولہ بن حمدون ❶ کی ماتحتی میں شروع کر دی قلاقہ نے بادشاہ روم سے مدد مانگی، بادشاہ روم نے ایک بیڑہ جنگی کشتیوں شکست کھا کر بھاگ گئے اہل صوبہ کے مجبوری گردن اطاعت جھکادی، ابوعبداللہ نے صوبہ پر قبضہ کر کے قلاقہ کو گرفتار کر لیا اور پابزنجیر ایک دستہ فوج کی حراست میں مصر روانہ کر دیا۔ مصر پہنچنے کے بعد قلاقہ کی کھال کھینچ لی گئی اور صلیب پر چڑھا دیا گیا۔

دوقش کا قتل: ...... جیش بن صمصامہ مفرج بن دغفل کی سرکوبی کے لئے رملہ بھیجا گیا تھا مفرج یہ خبر سن کر جیش کے مقابلہ سے بھاگ کھڑا ہوا۔ جیش کوچ وقیام کرتا ہوا دمشق پہنچا، اہل دمشق ملنے آئے جیش عزت واحترام سے ان لوگوں سے ملا ان کے ساتھ احسانات کئے ان کی تکلیفیں دور کیں اور پھر وہاں سے اقامیہ کی طرف کوچ کیا جہاں پر کہ دوقش بادشاہ روم اپنے لشکر سمیت پڑاؤ کئے ہوئے تھے اور بلاد اسلامیہ کو تباہ کر رہا تھا۔ اقامیہ پر عساکر اسلامیہ اور رومی لشکر سے صف آرائی ہوئی، شروع میں جیش اور اس کے ساتھی شکست کھا کر بھاگے صرف بشارت اخشیدی بن فرارہ پندرہ سو سواروں کے ساتھ میدان جنگ میں ٹھہرا ہوا لڑتا رہا، اور دوقش بادشاہ روم اپنے جھنڈے کے نیچے اپنے بیٹوں اور چند غلاموں کے ساتھ کھڑا ہوا رومیوں کی قتل وغارتگری اور مسلمانوں کی تباہی دیکھ رہا تھا اخشیدی کے ساتھیوں میں سے ایک کردی لوہے کا لٹھ جس کا نام خشت تھا لئے ہوئے دوقش کی جانب چلا، دوقش نے یہ سمجھ کر کے شاید یہ امن حاصل کرنے کی غرض سے آرہا ہے اپنی حفاظت نہ کی کردی نے قریب پہنچ کے دوقش پر حملہ کر دیا اور پہلے ہی حملہ میں اس کو مار ڈالا، دوقش کے مارے جانے سے رومی لشکر بھاگ کھڑا ہوا اور جیش کی فوج جو میدان جنگ سے شکست کھا گئی تھی پھر لوٹ آئی انطاکیہ تک قتل وقید کرتی اور ان کے مال واسباب کو لوٹتی چلی گئی۔

دمشق کے باغیوں کا انجام: ...... اس کامیابی کے بعد جیش نے دمشق کے باہر ایک میدان میں قیام کیا کسی مصلحت سے دمشق میں نہ گیا دمشق کے نوجوانوں کے سرداروں کو جو ہنگامہ کے بانی تھے طلب کر کے اپنی دوستی کا اعزاز عنایت کیا اور انہیں میں سے ایک گروہ کو اپنا حاجب بھی بنایا، روزانہ ان لوگوں کے لئے نفیس نفیس کھانے پکواتا اور انتہائی دریادلی سے ان کو ان لوگوں سمیت جوان کے ساتھ ہوتے کھلاتا تھا، اسی طریقہ سے ایک زمانہ گذر گیا کچھ عرصے بعد ایک دن جب یہ لوگ کھانے کے کمرے میں گئے اپنے غلاموں کو اشارہ کر دیا انہوں نے دروازے بند کر کے تلواریں نیام سے

---

❶ یہاں صحیح لفظ کے بجائے حمدان ہے، دیکھیں (تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۵ صفحہ ۵۱۷)۔

کھینچ لیں اوران لوگوں کے جان وتن کا فیصلہ کرنے لگے ،تقریباً تین ہزار آدمی مارے گئے ،ان لوگوں کے مارے جانے سے جیش کے دل کواطمینان حاصل ہوا۔اپنی فوج کے ساتھ دمشق میں گیااور اس کا چکر لگا کرشرفاء رؤساء شہر کو دربار میں حاضر ہونے کی اجازت دی ،جب وہ لوگ دربار میں آ گئے تو ان لوگوں کے سامنے دمشق کے نوجوانوں کے سرداروں کوقتل کروایا اور انہیں شرفاء رؤساء شہر کو بطور وفد کے مصر کی طرف روانہ کیا۔اس سے فتنہ وفساد کی آگ جو طویل عرصہ سے مشتعل ہورہی تھی بجھ گئی لوگ امن وامان سے اپنے اپنے گھروں میں رہنے لگے۔

جیش کی وفات:......ان واقعات کے چند دنوں بعد جیش نے بواسیر میں مبتلا ہو کر وفات پائی اس کی جگہ اس کا بیٹا محمود بن جیش دمشق کا حکمران بنا۔

ارجوان کا قتل:......جیش کی وفات سے ارجوان کے بازو کمزور ہو گئے بسیل بادشاہ روم سے نامہ وپیام کر کے دس سال ❶ کے لئے صلح کر لی اور ایک فوج برقہ اور طرابلس غرب کے فتح کرنے کے لئے روانہ کی چنانچہ اس فوج نے ان دونوں مقامات کولڑ کر فتح کر لیا ،اورارجوان کی حکومت پر یانس صقلی ❷ کومقرر کیا۔

چونکہ ارجوان کو حاکم والی مصر کی افواج میں زیادہ تعلق پیدا ہو گیا تھا، سیاہ وسفید جو چاہتا تھا کر گزرتا تھا اور یہ بات اب حاکم کو ناپسند معلوم ہونے لگی تھی نتیجہ اس کا یہ ہوا کہ ۳۸۹ھ میں حاکم نے ایک بے جا الزام لگا کر ارجوان کو سزائے موت دے دی۔

حسان بن معراج کی بغاوت:......ارجوان ایک خوجہ سرا تھا اور پیدائشی مخنث تھا اس کا وزیر فہد بن ابراہیم نصرانی تھا حاکم نے ارجوان کے قتل کے بعد فہد کو اپنے قلمدان وزارت کا مالک بنایا کچھ عرصے حسین بن عمار کو پھر حسین بن جوہر سپہ سالار افواج کو بھی قتل کر ڈالا۔پھر یہ خبر سن کر کہ حسان بن مفرج طائی ضلب کے آس پاس لوٹ مار کر رہا ہے چند فوجیں یارختکین کی زیر نگرانی حلب کی طرف روانہ کیں جس وقت یہ فوجیں غزہ سے عسقلان کی جانب بڑھیں حسان اور اس باپ مفرج نے اچانک اُن پر حملہ کر دیا۔یارختکین اوراس کے دستے کی فوج کو شکست ہوئی۔یارختکین کے ساتھیوں میں سے آدمی کام آئے۔حسان نے عسقلان کے قرب وجوار کو تباہ برباد کیا،رملہ پر قابض ہو گیا۔فوجی قوت بھی بڑھا لی۔اورابوالفتوح حسن بن جعفر (علوی حسنی)امیر مکہ کو مکہ معظمہ سے بلا کر خلافت وامارت کی بیعت کی ''امیر المومنین'' کے لقب سے مخاطب کر کے ابوالفتوح کو مکہ معظمہ واپس کر دیا اور پہلے کی طرح حاکم کا خاشیہ اطاعت اپنے کندھوں پر لے لیا ابوالفتوح نے بھی مکہ معظمہ میں پہنچ کر حاکم کے نام کا خطبہ پڑھا اور اس کی حکومت کا مطیع ہو گیا۔

علی اور حسان کی جنگ:......حاکم نے ان لوگوں کی متحدہ قوت کے توڑنے کے بعد اپنی فوجوں کو علی بن جعفر بن فلاح کی ماتحتی میں شام کی جانب روانہ کیا۔علی نے سب سے پہلے رملہ پر چڑھائی کی۔حسان بن مفرج مقابلہ نہ کر سکا،شکست کھا کر بھاگا۔علی نے ان شہروں پر قبضہ جو اس کے تھے قبضہ کر لیا۔ماہ شوال ۳۹۰ھ میں قرب وجوار کے شہروں کو فتح کرتا ہوا دمشق پہنچا اور اس پر بھی کامیابی کے ساتھ قابض ہو گیا۔مفرج اور اس کا بیٹا حسان تقریباً دو برس تک فقر وفاقہ کی حالت میں اِدھر اُدھر مارا مارا پھرتا رہا حتی کہ مفرج نے اسی حالت میں انتقال کیا۔حسان کی رہی سہی توانائی جاتی رہی گھبرا کر حاکم والیٔ مصر سے امن کی درخواست کی حاکم نے اس کی عزت افزائی کی اور جائزہ عطا کیا۔

خروج ابورکوہ:......ابورکوہ کے بارے میں یہ گمان ❸ کیا جاتا ہے کہ اس کا نام ولید تھا ہشام بن عبدالملک بن عبدالرحمن الداخل اموی تاجدار اندلو سیہ عظمٰی کا بیٹا تھا جس وقت منصور بن ابی عامر اندلوسیہ عظمٰی قابض ہو گیا اور بنوامیہ کے شہزادوں کو ڈھونڈھ ڈھونڈھ کر قتل کرنے لگا اُس وقت یہ ابورکورہ جس کی عمر غالباً بیس سال کی رہی ہوگی کے خوف سے چھپ کر قیروان بھاگ گیا اور وہیں کچھ عرصہ ٹھہرا ہوا لڑکوں کو پڑھاتا رہا پھر مصر چلا آیا۔اور حدیث کی کتاب شروع کر دی پھر یہاں سے بھی برداشتہ ہو کر مکہ ویمن سے ہوتا ہوا شام پہنچا اور اپنے اور باپ ہشام کے بیٹوں میں سے قائم کی امارات کی ترغیب دینے لگا۔

اس کی کنیت ابوارکوہ اس وجہ سے ہوئی کی یہ صوفیوں کی عادت کے مطابق پانی کا کٹورہ اپنے رکھتا تھا۔

---

❶ ......دیکھیں تاریخ یحییٰ بن سعید صفحہ ۱۸۴)۔❷ ......تاریخ ابن اثیر میں ''صقلی'' کے بجائے ''صقلبی'' تحریر ہے ۔❸ ......س گمان کے باوجود علامہ ابن اثیر اور ابن کثیر اس بات پر متفق ہیں کہ اس کا سلسلہ نسب بنوامیہ سے جاملتا ہے، دیکھیں (الکامل جلد ۹ صفحہ ۱۹۷) اور (البدایۃ والنہایۃ جلد ۱۱ صفحہ ۳۳۷)۔

ابورکوہ اور بنوقرہ:...... شام میں تھوڑے دنوں ٹھہر کر پھر واپس آیا اور ہلال بن عامر کے بادیہ میں قرہ کے پاس ٹھہرا لڑکوں کو قرآن کی تعلیم دیتا اور لوگوں کی امامت کرتا تھا۔ اس حالت سے ایک مدت گزر گئی جب بنی قرہ سے اتحادی تعلق پیدا ہو گئے تو جو کچھ اس کے دل میں تھا اس کو ظاہر کر کے قائم کی امارت وحکومت کی دعوت دینے لگا، چونکہ حاکم بامر اللہ علوی نے ہر طبقہ کے آدمیوں پر قتل وغارت کا ہاتھ صاف کرنے شروع کر دیا تھا امراء وشرفاء اور روساء ملک وملت تنگ آ گئے تھے بنی قرہ کے ایک گروہ کو بھی ان کے فتنہ وفساد کی وجہ سے قتل کر کے جلا دیا تھا، اس وجہ سے ان لوگوں نے ابورکوہ کے کہنے کو بسر وچشم تسلیم کیا اور اس کے مطیع ومنقاد ہو گئے اس کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔ ان سے اور لواتہ مزاتہ اور زماتہ میں سے جوان کے پڑوس میں رہتے تھے لڑائیاں ہوتی تھیں مگر ان سب نے ان لڑائیوں کو بالائے طاق رکھ کے بالاتفاق ابورکوہ کی حکومت کی اطاعت قبول کر لی تھی۔

ابورکوہ کا برقہ پر قبضہ:...... نیال (والی برقہ) نے حاکم علوی (والی مصر) کو اس کی اطلاع دی حاکم نے ان لوگوں سے جنگ کرنے سے منع کر دیا ابورکوہ نے ان لوگوں کو جمع کر کے برقہ پر چڑھائی کر دی۔ والی برقہ نے ان سے زمادہ میں جنگ کی، اتفاق یہ کہ والی برقہ کو شکست ہوئی سارا مال واسباب اور آلات جنگ لوٹ لئے گئے اور پکڑ دھکڑ کے دوران خود بھی مارڈالا گیا، ابورکوہ نے اس کامیابی کے بعد داد ودہش اور عدل وانصاف شروع کر دیا۔

حاکم کو شکست کی خبر ملی تو اس کے بھی ہوش درست ہو گئے، اپنے سپاہیوں اور عمال کو ظلم وستم قتل اور غارتگری کی ممانعت کر دی اور تھوڑی مدت میں پانچ ہزار سواروں کو مرتب ومسلح کر کے ابوالفتوح فضل بن صالح کی ماتحتی میں سپہ سالار، ابورکوہ کی سرکوبی کے لئے روانہ کیا۔

ابوالفتوح اور ابورکوہ کی جنگ:...... ابوالفتوح منزل بمنزل سفر کرتا ہوا ذات الحمام تک پہنچا ''ذات الحمام اور برقہ میں دو منزل کی مسافت تھی مگر یہ مسافت نہایت دشوار گزار تھی پانی کا کہیں نام ونشان نہیں تھا، ان منزلوں میں نہ دریا تھا اور نہ نہر، کنوؤں میں بہت مشکل سے بہت دور پانی نکلتا اور وہ بھی کم ابورکوہ نے یہ سن کر کہ ابوالفتوح پانچ ہزار سواروں کی جمعیت سے آ رہا ہے اپنے ایک سپہ سالار کو حکم دیا کہ دونوں منزلوں کے کنوؤں کا پانی اتنا نکال لو کہ وہ نہ ہونے کے برابر ہو جائیں سپہ سالار نے اس حکم کی نہایت مستعدی سے تعمیل کی پھر ابورکوہ نے جس وقت کہ حملہ آور دشمن اس دشوار گزار منزل میں آ گیا دفاع ومقابلہ کے لئے اپنی فوج کو مرتب کیا اور اس میدان میں پہنچا جہاں شدت پیاس سے ابوالفتوح اور مصری فوج کا برا حال ہو رہا تھا، ابورکوہ کی فوج، مقابل کے دشمن سے بھڑ گئی، ابورکوہ کھڑا ہوا جنگ کا تماشہ دیکھ رہا تھا کہ اچانک کتامہ کے ایک گروہ نے حاضر ہو کر اطاعت کی گردن جھکا دی، ابورکوہ نے امن دی اور اپنے لشکر میں داخل کر لیا۔ اس سے حاکم کا لشکر بہت بے سروسامانی کے علم میں شکست اٹھا کر مصرف کی جانب بھاگا ہزاروں کا کام تمام ہو گیا، ابورکوہ کامیاب وکامران برقہ واپس آیا متعدد فوجیں شبخون مانے اور غارتگری کرنے کے لئے صعید اور سرزمین مصر کی جانب روانہ کیں۔

علی بن فلاح کی روانگی:...... حاکم کو اس واقعہ سے بے حد صدمہ ہوا اپنی حکومت پر پچھتایا، اس نے فوجیں آراستہ کر کے علی بن فلاح کو امیر بنا کے ابورکوہ سے جنگ کرنے بھیجا ادھر اہل مصر نے در پردہ ابورکوہ لکھ بھیجا کہ ہم لوگ حاکم کی ظلم وستم سے تنگ آ گئے ہیں، آپ مصر پر حملہ کیجئے ہم لوگ ساتھ دینے کے لئے تیار ہیں، ان لوگوں میں سے جنہوں نے اس قسم کی خط وکتابت ابورکوہ سے کی تھی حسن بن جوہر کمانڈر انچیف تھا، ابورکوہ اس سے مطلع ہو کر برقہ سے صعید کی جانب بڑھا حاکم نے یہ خبر سن کر اپنے ممالک محروسہ کی ساری فوج طلب کر لی اور ان کو سامان جنگ عطا کر کے ابورکوہ کے مقابلہ پر روانہ کیا۔

راس برکر کی جنگ:...... اس فوج میں عرب کے علاوہ سولہ ہزار جنگجو تھے فضل بن عبداللہ کا افسر اعلیٰ تھا، سب سے پہلے بنی قرہ سے صف آرائی کی نوبت آئی، بنی قرہ کو شکست ہوئی ان کے سرداروں میں سے عبدالعزیز بن مصعب، رافع بن طراو اور محمد بن ابی بکر مارا گیا، اس کے بعد فضل نے اپنی حکمت عملی سے بنی قرہ کے سرداروں کو ملانا شروع کیا، چنانچہ ماضی بن مقرب کے جو بنی قرہ کا سربرآوردہ سردار تھا فضل سے مل گیا۔ اتنے میں علی بن فلاح بھی آ گیا اس نے ایک دستہ فوج فیوم کی طرف روانہ کیا، بنی قرہ نے پسپا کر دیا۔ حاکم نے مصر سے ایک تازہ دم فوج اس شکست خوردہ لشکر کی کمک کے لئے روانہ کی۔ ابورکوہ اس امدادی فوج کو روکنے کی غرض سے ہرمین کی جانب گیا، اور اسی دن واپس آیا، ماضی نے فضل کو اس کی اطلاع کر دی، اس

نے بھی جنگ ومقابلہ کے لئے فیوم کی جانب کوچ کیا۔راستے میں مقام راس برگز پر دونوں حریفوں کا مقابلہ ہوا ابورکوہ کی فوج میدان جنگ سے کھڑی ہوئی، بنی کلاب وغیرہ فضل سے امن حاصل کر کے ابورکوہ سے علیحدہ ہو گئے۔

ابورکوہ کا خاتمہ:......علی بن فلاح تو میدان کارزار سے اپنی لشکر گاہ میں واپس آیا اور فضل ابورکوہ کی تلاش وتعاقب میں آگے بڑھا ماضی نے پہلے بنی قرہ کو بہلا پھسلا کر ابورکوہ سے علیحدہ کرادیا پھر خود بھی ابورکوہ کو یہ سمجھا کر کہ تم اب نوبہ میں جا کے اپنی جان بچاؤ علیحدہ ہوگیا۔ابورکوہ پریشان حال نوبہ کے ایک قلعہ پر پہنچا،اہل قلعہ نے قلعہ میں داخل ہونے سے روکا،ابورکوہ نے کہا میں خلیفہ حاکم بامر اللہ کا قاصد ہوں والی قلعہ کے پاس لایا ہوں،،اہل قلعہ نے جواب دیا''ہم بادشاہ نوبہ سے تمہارے بارے میں دریافت کرلیں تو قلعہ میں آنے کی اجازت دیں''ابورکوہ یہ سن کر قلعہ کے دروازے پر ٹھہر گیا ،اہل قلعہ کو قلعہ میں داخل ہونے کے بعد معلوم ہوا کہ یہ نوبہ ابورکوہ ہے،فوراً اس کو حراست میں لے لیا اور بادشاہ کو اس واقعہ سے آگاہ کیا۔بادشاہ نوبہ اس وقت ایک کم عمر لڑکا تھا جو اپنی باپ کے انتقال کے بعد مسند حکومت پر متمکن ہوا تھا ہوتے ہوتے فضل کو اس کی خبر مل گئی فضل نے بادشاہ نوبہ کے پاس اپنی سفارش بھیجی،ابورکوہ کو اس سے طلب کیا۔چنانچہ بادشاہ نوبہ نے ابورکوہ شجر بن مینا اپنے ایک سرحدی صوبہ دار کے پاس بھیجادیا اور یہ لکھ دیا اس کو حاکم بامر اللہ کے نائب کے حوالے کر دو بس شجر نے ابورکوہ کو فضل کے سفیر کے حوالے کر دیا۔فضل نے اس کو ایک علیحدہ خیمہ میں ٹھہرایا اور دوسرے دن مصر روانہ کر دیا۔مصر پہنچنے پر حاکم ابورکوہ اونٹ پر سوار کرا کے سارے شہر میں تشہیر کرائی اور قتل کرنے کی غرض سے قاہرہ سے باہر لے جانے کا حکم دیا،ابھی مقتل میں نہ پہنچنے پایا تھا کہ ابورکوہ وفات پا گیا۔پھر بھی سر اتار کر اس کی نعش کو صلیب پر چڑھا یا یہ واقعات ۳۹۷ھ کے ہیں۔

فضل کا قتل:......حاکم نے اس حسن خدمت کے صلہ میں فضل کی بے انتہا عزت افزائی کی،بڑے درجات پر پہنچایا پھر چند دنوں کے بعد کسی بات پر ناراض ہو کر قتل کر ڈالا۔

بقیہ اخبار حاکم:......حسن بن عمار،حاکم بامر اللہ کے عہد حکومت کا ناظم و مدبر تھا،حسن کتامہ کا سردار ار پشت پناہ تھا جیسا کہ ہم پہلے بیان کر آئے ہیں ۔ارجوان خادم خلیفہ حاکم بامر اللہ کی ناک کا بال ہو رہا تھا،خلافت پناہ کے خادموں اور کتامیوں میں ایک مدت سے رقابت اور آپس میں ان بن چلی آتی تھی بسا اوقات یہ رنجش وکشیدگی جدال وقتال کی صورت اختیار کر لیا کرتی تھی۔چنانچہ ۳۸۷ھ میں مغربیوں اور خادموں میں چل گئی،ادھر سے حسن سوار ہو کر جنگ کے لئے نکلا۔ادھر سے ارجوان دونوں دشمنوں میں متعدد لڑائیاں ہوئیں آخر کار دونوں دشمن قتل وخونریزی سے رک گئے۔حسن کو معزول کر دیا گیا،ساری عزت وتوقیر خاک میں مل گئی۔گوشہ نشین ہو گیا اور ارجوان امور سلطنت کا نظم ونسق کرنے لگا۔کاتب بن فہر بن ابراہیم کو دادرسی کی خدمت سپرد کی گئی اور بجائے صندل کے برقہ کی حکومت،یانس افسر پولیس کو عطا ہوئی۔اس دوران ۳۸۹ھ کا دور آ گیا اور ارجوان خادم کو قتل کر ڈالا ،عنان حکومت سپہ سالار عبداللہ بن حسین بن جوہر کے قبضہ اقتدار میں دی گئی،کاتب بن فہر پہلے کی طرح اپنا کام کرتا رہا۔

عضولہ بن بکار:......۳۹۰ھ میں منصور بن بلکتین بن زیری والی افریقہ کے دائرہ حکومت سے طرابلس نکال لیا گیا،عزیز کے خادموں میں سے یانس نامی ایک شخص مقرر کیا گیا،جوں ہی یانس طرابلس آیا،منصور کے گورنر عضولہ بن بکار نے حکومت یانس کے سپرد کر دی اور خود اپنے اہل وعیال اور مال واسباب کے ساتھ حاکم کی خدمت میں حاضر ہونے کے کھڑا ہوا۔بیان کیا جاتا ہے عضولہ کے ساٹھ سے زائد بیٹے تھے پینتیس حرم (لونڈیاں) تھیں حاکم نے اس سے عزت اور احترام کے ساتھ ملاقات کی،قیام کے لئے خاص محل سراء میں جگہ عنایت فرمائی جاگیریں اور وظائف مقرر کئے پھر کچھ عرصہ بعد صوبہ دمشق کی سند حکومت عنایت فرما کے دمشق کی جانب روانہ کر دیا۔مگر افسوس ہے کہ عضولہ کی زندگی کا حکومت دمشق حاصل ہونے کے ایک سال بعد خاتمہ ہو گیا۔

یحییٰ بن علی طرابلس میں:......۳۹۲ھ مین فلفول بن حزرون معزاوی نے حاکم گورنر مصر کو یہ اطلاع دی کہ طرابلس پھر منصور بن بلکتین کے دروازہ حکومت میں داخل ہو گیا ہے حاکم نے ایک عظیم فوج یحییٰ بن علی اندلسی کی سربراہی میں طرابلس کی حمایت کے لئے روانہ کی۔

یحییٰ کا بھائی جعفر خلفاء عبیدیہ مصر کی طرف سے زاب کا گورنر تھا لیکن کسی وجہ سے عبیدیوں نے الگ ہو کر بنو امیہ کے حمایتوں میں داخل ہو گیا

تھا، چنانچہ یہ اور اس کا بھائی یحییٰ اسی وقت سے برابر حکمرانان بنوامیہ کی حمایت کرتے چلے آ رہے تھے یہاں تک کہ منصور بن ابی عامر نے کسی الزام میں جعفر کو قتل کر ڈالا اس وقت اس کا بھائی یحییٰ مصر میں عزیز کے پاس چلا آیا اور اس کی خدمت میں رہنے لگا لہٰذا جب حاکم بامراللہ کا دور حکومت آیا اور فلفول کی اطلاعی عرضداشت جو اس مضمون پر مشتمل تھا کہ اہل طرابلس نے منصور بن بلکتین اطاعت پھر قبول کر لی ہے دربار حکومت مصر میں پہنچی تو حاکم نے اسی یحییٰ کو اس مہم کا سردار بنا کے طرابلس کی جانب روانہ کیا جیسا کہ ابھی ہم بیان کر آئے ہیں۔

بنوقرہ اور یحییٰ سے مقام برقہ میں مقابلہ ہوا بنوقرہ نے یحییٰ کی جماعت کو منتشر کر دیا یحییٰ مجبوراً مصر کی طرف واپس روانہ ہوا اور یانس نے برقہ سے طرابلس کی طرف کوچ کیا۔

وزیروں کی تقرری اور معطّلی: ...... عضولہ والی دمشق نے حکومت اپنے ہاتھ میں لی اور یانس کے بعد مفلح خادم مقرر کیا گیا مفلح کے بعد علی بن فلاح نے حکومت دمشق اپنے ہاتھ میں لی اور یانس کے بعد برقہ کی حکومت صندل اسود کو عطا ہوئی۔

۳۹۸ھ میں حسین ابن جوہر وزیر صیغہ جنگ کسی وجہ سے معزول کیا گیا امور سلطنت کا نظم ونسق صالح بن علی بن صالح درباری کے سپرد ہوا حسین کی بدنصیبی صرف معزولی ہی پر ختم نہیں ہوئی بلکہ اس کے تھوڑے ہی دنوں بعد قتل کر ڈالا گیا حسین کو قتل ہوئے زیادہ زمانہ گذرنے نہ پایا تھا کہ اس کا جانشین صالح بھی قتل کر دیا گیا اس کی جگہ کافی بن نصر بن عبدون جنگ اور سیاسی معاملات کا وزیر مقرر کیا گیا۔ پھر اس سے بھی کچھ عرصے بعد حکومت لے لی گئی زرعہ بن عیسیٰ بن نسطورش حکمرانی کرنے لگا مگر اس کی وزارت اور دور حکومت کو بھی استحکام حاصل نہ ہو سکا وزارت کے تھوڑے ہی دنوں بعد معزول کر دیا گیا گوشہ نشین ہو گیا پھر ابوعبداللہ حسن بن طاہر وزان قلمدان وزارت کا مالک ہوا۔

حاکم بامراللہ: ...... وزارت کی ان تبدیلیوں کا سبب یہ تھا کہ حاکم بامراللہ ایک رنگ بدلتی شخصیت کا مالک تھا ظلم وستم کی بھی عادت تھی سخت گیر اتنا تھا کہ ارا کین سلطنت ہر وقت لرزاں رہتے تھے۔ جرجراری وغیرہ کے ہاتھ کٹوائے قتل کرایا اکثر جان وآبرو کے ڈر سے شہر چھوڑ کر بھاگ گئے کچھ لوگوں نے امان کی درخواست کی۔ چنانچہ حاکم نے ان لوگوں کو امان نامہ لکھ دیا، قصہ مختصر ظلم وعدل اور خوف وامن، پابندی مذہب اور غیر پابندی مذہب میں اس کی حالتیں بدلتی رہتی تھیں، اس پر کفر کا فتویٰ دینا اس وجہ سے کہ اس نے نماز پنجگانہ کے چھوڑ دینے کا فرمان جاری کیا تھا غیر صحیح ہے کوئی صاحب عقل اس کا قائل نہیں ہو سکتا۔ اور بالفرض اگر اس سے اس قسم کے افعال سرزد ہوتے تو اسی وقت قتل کر ڈالا جاتا۔ ہاں اس کا مذہباً رافضی ہونا البتہ معروف ومشہور ہے مگر باوجود اس کے اس معاملہ میں بھی اس کے بدلتے مزاج کی وہی کیفیت تھی، کبھی تراویح پڑھنے کی اجازت دیتا تھا، کبھی بالکل منع کر دیتا تھا علم نجوم میں اس کو مکمل وزارت تھی اور اس کے احکام وتاثیرات کو بھی دل سے مانتا تھا اس کے بارے میں یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ اس نے عورتوں کو بازاروں میں نکلنے سے منع کر دیا۔

حاکم بامراللہ کا فرمان: ...... ایک مرتبہ اس سے شکایت کی گئی کہ روافض نے اہل سنت کے ساتھ جماعت سے نماز تراویح اور نماز جنازہ پڑھتے ہوئے چھیڑ چھاڑ کی ہے اور ان پر پتھر برسائے اس نے اسی وقت ایک فرمان لکھوایا جو آئندہ جمعہ کو جامع مصر کے منبر پر پڑھا گیا (اور وہ یہ ہے)

اما بعد فان امير المومنين يتلوا عليكم اية من كتاب الله المبين لا اكراه فى الدين قد تبين الرشد من الغى فمن يكفر بالطاغوت ويؤمن بالله فقد استمسك بالعروة الوثقى لانفصام لها والله سميع عليم معنى امس بهافيه واتى اليوم بمايقتضه معاشر المسلمين نحن الائمة وانتم الامة انما المومنين اخوة فاصلحوا بين اخوايكم واتقوالله لعلكم ترحمون لايحل فتل من شهد الشهدتين ولايحل عروة بين اثنين تجمعهم هذه الاخوة عصم الله بها من عصم وحرم لها ماحرم من كل محرم من دم ومال ومنكح الصلاح والا صلاح بين الناس اصلح والفساد والافساد بين العباد يستقبح يطوى ماكان فيما مضى فلا ينتشر ويعرض عما القضي فلا بذكر ولايقبل على مسامر وادبر من اجراء الامور على ماكانت عليه فى الايام الخاليه ايام

ابـائـنـا الائـمة المهتدين سلام الله عليهم اجميعين مهديهم بالله وقائمهم بامر الله و منصورهم بالله معزهم لـديـن الـلـه وهـم اذذاك بـالـمهتـديه والمنصور ية واحوال القيروان تجرى فيها طاهر ة غيرخفيه ليست بـمسـتـور ـةعنهم ولامطوية يصوم الصائمون علىٰ حسابهم ويقطرون ولا يعارض اهل الرويه فيماهم عليه صـائـمـون و مـضطرون صلا ة الخمس للذين بها جاء هم فيها يصلون وصلاة الضحىٰ وصلا ة التراويح لامـانـع لهـم مـنها ولاهم عنها يد فعون بخمس فى التكبير عليها الخبائز للمختسون ولا يمنع من التكبير عـليها المربعون يوذن بها لايوذنون لايسب احد من السلف ولا يحتسب علىٰ الواصف فيهم بمايوصف والـخـالف فيهـم بـما خلف لكل مسلم مجتهدفى دينه اجتهاده والى ربه ميعاده عنده كتابه وعيله حسابه ليكن عبادالله على مثل هذا اعملكم منذ اليوم لايستعنى مسلم على مسلم بما اعتقده ولايعترض معترض عـلـى صـاحـبـه فيـمـا اعـتـمده من جميع مانصه امير المومنين فى سجله هذا وبعده قوله تعالىٰ ياايها الذين امـنـوعـلـيـكـم انـفسكم لايضركم من ضل اذا اهتديتم الى الله مرجعكم جميعافينبئكم بما كنتم تعلون والسلام عليكم ورحمةالله وبركاته

امابعد امیر المومنین تمہارے سامنے اللہ تعالیٰ کی روشن کتاب قرآن کی آیت تلاوت کرتے ہیں ۔دین کے بارے میں زبردستی نہیں ہدایت اور گمراہی واضح ہوچکی ہے لہٰذا جو شخص کفریات سے منکر ہوا اور اللہ پر ایمان لایا تو اس نے بیشک مضبوط رسی پکڑ لی ہے جو ٹوٹنے والی نہیں ہے اور اللہ سنتا ہے اور جانتا ہے کل کا دن لواحق کے ساتھ گذر گیا اور آج کا دن اپنے ضروریات کے ساتھ آ گیا ۔اے مسلمانوں ہم لوگ امام ہیں اور تم لوگ امت ہو بیشک ہر مسلمان ایک دوسرے کا بھائی ہے پس بھائیوں میں جوڑ کرادو اور اللہ سے ڈرتے رہو امید ہے کہ تم پر رحم کیا جائے گا جو شخص توحید ورسالت کا اقرار کرے اور دوشخصوں میں نفاق نہ ڈالے وہ سب اس اخوت اسلامی میں داخل ہیں اس کے ذریعے سے جسے اللہ کو بچانا ہوا جس کو روکنا ہوا اس کو محرمات خون مال اور جائز عورت سے روکا ،صلاحیت اور اصلاح خلق بہتر وعمدہ چیز ہے فساد اور فتنہ پردازی خلائق ،ناز یبا پسندیدہ امر ہے گذشتہ باتوں کا تذکرہ نہ کیا جائے اور زمانہ ماضیہ سے ایک طرف ہوکر کے اس کا ذکر ترک کردیا جائے اور جو اس سے پہلے گذر چکا اس کو پیش نظر نہ کرنا چاہئے ان اموراور واقعات میں سے جو پہلے زمانوں میں گذر گئے خاص طور پر ہمارے آباء مہتدین کے عہد حکومت کے تذکرہ سے ''اللہ تعالیٰ کا سلام ان سب پر ہو وہ کون ہیں کہ مہدی باللہ قائم بامر اللہ منصور باللہ اور معزلدین اللہ وغیرہم ہیں اور وہ سب راہ راست پر تھے اور منصور تھے اور قیروان کا حال ظاہر غیر پوشیدہ ہے نہ ان لوگوں سے وہ مخفی ہے نہ سربستہ راز ہے روزہ دار اپنے اپنے مذہب کے مطابق روزے رکھیں اور افطار کریں ،کوئی شخص کسی شخص سے خواہ روزہ دار ہو یا افطار کررہا ہو چھیڑ چھاڑ نہ کرے ،نماز پنجگانہ جو مذہباً فرض ہے ہر شخص ادا کرتا رہے ۔نماز چاشت اور نماز تراویح سے ان کو کبھی نہ روکے اور نہ اس سے ان کو کوئی روکے ۔نماز جنازہ پر پانچ تکبیر کہنے والے پانچ تکبیریں کہیں اور چار تکبیر کہنے والے بھی چار تکبیروں کے کہنے سے منع نہ کئے جائیں مؤذن اذان میں حی علی خیر العمل پکاریں اور جو شخص اذان میں اس کو نہ کہے وہ ستایا نہ جائے ،گذشتہ اصحاب کو گالی نہ دی جائے اور نہ ان کی تعریف کرنے والوں سے جیسا کہ ان کی تعریف کی جاتی ہے مواخذہ کیا جائے اور اس بارے میں جو ان کا مخالف ہو وہ مخالف رہے ہر مسلمان ،مجتہد دینی معاملات میں اپنے اجتہاد کا ذمہ دار ہے اور اللہ تعالیٰ کے سامنے اس کو جانا ہے اس کے پاس اس کی کتاب ہے اور اسی پر اس کا حساب مناسب ہے !اے بندگان خدا آج کے دن سے جیسا کہ اوپر ذکر کیا گیا ہے تم عمل درآمد کرو اور کوئی مسلمان دوسرے مسلمان پر اس کی اعتقادات میں دست اندازی نہ کرے اور نہ کوئی شخص اپنے اپنے دوست کے مذہبی خیالات سے متعرض ہو،ان سب باتوں کو امیر المؤمنین نے اس فرمان میں تحریر فرمایا ہے اور اس کے بعد قول اللہ تعالیٰ کا یہ ہے،اے ایمان والوں تم اپنی ذات کا خیال رکھو جو شخص گمراہ ہوجائے گا وہ تمہیں کچھ ضرر نہ پہنچائے گا ،جب کہ تم

ہدایت پر ہو گئے تم سب کا اللہ تعالیٰ کی طرف مرجع ہے لہٰذا تمھیں وہ آگاہ کرے گا جو تم کر رہے ہو والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

یہ فرمان ماہ رمضان المبارک کو ۳۹۳ھ کو لکھا گیا تھا۔

ظاہر کی تخت نشینی: ...... ان واقعات کے بعد حاکم ❶ بامر اللہ ابوعلی منصور بن عزیز باللہ نزار بن معز علوی والی مصر جس کی سوانح اور عہد حکومت کے حالات ابھی آپ اوپر پڑھ آئے ہیں مقام برکت الحبش مصر میں مقتول پایا گیا❷۔ یہ اکثر رات کے وقت گدھے پر سوار ہو کر شہر کا چکر لگایا کرتا تھا اور کوہ مقطم پر ایک مکان بنا رکھا تھا اس میں عبادت کی غرض سے تنہا جا کر رہا کرتا تھا، بیان کیا جاتا ہے کہ سیاروں کی روحانیت کی جذب کرنے وہاں جاتا تھا چنانچہ ستائیسویں شوال ۴۱۱ھ کو رات کے وقت اپنے گدھے پر سوار ہو کر چلا۔ دو سوار ساتھ ہو لئے اس نے دونوں سواروں کو باری باری واپس کر دا ای اور خود غائب ہو گیا پھر لوٹ کر دو چار روز تک نہ آیا۔ اراکین حکومت اس کے آنے کا انتظار کرتے رہے۔ بالآخر مظفر ❸ صقلی، قاضی اور بعض مصاحبین ڈھونڈھتے ہوئے کوہ معظم کی طرف روانہ ہوئے۔ جوں ہی پہاڑ پر چڑھے اس کی سواری کے گدھے کو دیکھا کہ ہاتھ پاؤں کٹا ہوا مردہ پڑا ہے۔ نشاں پاتے ہوئے آگے بڑھے تو اس کے کپڑے کو پایا جو ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا تھا جس میں چھریوں کے زخم کے چند نشانات موجود تھے۔ اس سے ان لوگوں نے اس کے قتل ہو جانے کا یقین کر لیا۔

بنت الملک: ...... بیان کیا جاتا ہے کہ حاکم کی بہن کے بارے میں حاکم کے کانوں تک یہ خبر پہنچی تھی کہ اس کے پاس اجنبی مرد آیا جایا کرتے ہیں اس بناء پر حاکم نے اپنی بہن کو دھمکایا، حاکم کی بہن نے ناراض ہو کر سپہ سالاران کتامہ میں ابن دواس نامی سپہ سالار کو طلب کیا اور اس سے یہ کہا ''میرا بھائی بدعقیدہ ہو گیا ہے اس وجہ سے مسلمانوں کے قدم ڈگمگا رہے ہیں بہتر یہ ہے کہ اس کو تم مار ڈالو دیکھو اگر تم اس راز کو افشاء کر دو گے تو نہ ہماری جان کی خیر ہے اور نہ تمہاری جان کی، اگر تم اس خدمت کو پوری طرح سے انجام دے دو گے تو میں تمھیں بہت بڑا عہدہ دوں گی اور جاگیریں بھی عنایت کر دوں گی''، ابن دواس تو حاکم کا مخالف تھا ہی اس کے علاوہ حاکم کو مار ڈالنے سے آئندہ تمام خطرات سے اس کو نجات ملتی تھی بغیر غور و فکر حاکم کے قتل پر تیار ہو گیا چنانچہ دو افراد کو حاکم کے قتل کرنے کے لئے اس کی خلوت میں بھیجا اور جب ان لوگوں نے اس کو مار ڈالا اور اراکین حکومت کو اس کے مارے جانے کا یقین ہوا تو سب کے سب جمع ہو کر اس کی بہن بنت الملک کے پاس گئے۔ ابن دواس بھی حاضر ہوا سب نے متفق ہو کے علی بن حاکم کو مسند خلافت پر متمکن کیا، اس وقت یہ ایک کم عمر لڑکا تھا ابھی سن بلوغ کو نہیں پہنچا تھا'' غرض علی بن حاکم نے بیعت خلافت لینے کے بعد ''الظاہر لاعزاز دین اللہ'' کا خطاب اختیار کیا تمام ممالک محروسہ میں گشتی فرامین بیعت خلافت لینے کی غرض سے روانہ کئے گئے۔

ابن دواس کا قتل: ...... بیعت لینے کے دوسرے دن ابن دواس سپہ سالار دوسرے سپہ سالاروں کے ساتھ ❹ بنت الملک حاکم کی بہن کی خدمت میں حاضر ہوا بنت الملک نے اپنے خادم کو اشارہ کر دیا'' اس نے لپک کے ابن دواس کو تلوار پر اٹھا لیا یہاں تک کہ انھیں سپہ سالاروں کے سامنے ابن دواس مار ڈالا گیا بنت الملک برابر کہتی جاتی تھی ''یہ حاکم کے خون کا بدلہ ہے'' یہ ''حاکم کے خون کا بدلہ ہے'' کسی نے دم تک نہ مارا۔

ابوالقاسم بن احمد: ...... ابن دواس کے مارے جانے اور خلیفہ ظاہر کے تخت نشین ہونے کے بعد بنت الملک، سلطنت کے معاملات کی نگرانی کرنے لگی۔ چار سال تک زمام حکومت اس کے قبضہ میں رہی اس کے مرنے کے بعد خدام خلافت معضاد اور نافر بن وزان امور مملکت کے سیاہ وسفید

---

❶ ...... حاکم بامر اللہ قاہرہ میں ۲۳ ربیع الاول ۳۷۵ھ بروز جمعرات پیدا ہوا، ۳۸۳ھ میں اس کی ولی عہدی کی بیعت اس کے باپ کی زندگی میں ہی لے لی گئی تھی، ۳۸۶ھ میں اپنے باپ کی وفات کے بعد تخت نشین ہوا، طبیعت مستقل مزاجی بالکل نہ تھی ہر لمحے موڈ بدلتا رہتا تھا، اس کے واقعات بہت عجیب و غریب ہیں، دیکھیں (تاریخ ابن خلکان جلد نمبر ۲ صفحہ نمبر ۱۲۷ مطبوعہ مصر (مترجم) ❷ ...... اس کے قتل کی تفصیلات کے لئے دیکھیں (الکامل ابن اثیر جلد نمبر ۹ صفحہ نمبر ۳۱۴ اور (ابن کثیر کی البدایہ والنہایہ جلد نمبر ۱۲ صفحہ نمبر ۹) یہ اور ''دروز'' کا خیال یہ ہے کہ حاکم بامر اللہ اپنی مرضی اور کسی خاص ارادے سے غائب ہوا تھا، ❸ ...... یہاں صحیح لفظ صقلی کے بجائے صقلی ہے، دیکھیں (ابن اثیر کی الکامل جلد نمبر ۹ صفحہ نمبر ۳۱۴) ❹ ...... ہمارے پاس موجود جدید ایڈیشن جلد نمبر ۴ صفحہ نمبر ۶۵ پر بنت الملک کے بجائے حاکم کی بہن کا نام ست الملک تحریر ہے، اس کے علاوہ یہاں یہ تحریر ہے۔ کہ ابن دواس کے قتل کے وقت ست الملک یہ کہہ رہی تھی کہ ''یہ حاکم کے خون کا بدلہ ہے'' جب کہ ہمارے پاس موجود جدید عربی ایڈیشن میں یہ بات قاتل کے حوالے سے تحریر ہے دیکھیں (حوالہ مذکورہ)۔

کرنے کے مالک ہو گئے وزارت کا عہدہ ابوالقاسم بن احمد جرجرای کے سپرد ہوا۔اس نے اپنے عہد وزارت میں حکومت اپنے قبضہ لے لی تھی کسی کی کچھ نہیں چلتی تھی۔

شام کی بغاوت:......انھیں واقعات کے دروان شام میں بغاوت پھوٹ نکلی بنی کلاب سے صالح بن مرداس نے حلب پر قبضہ کر لیا۔بنو جراح نے اس کے گرد ونواح کو تباہ وبرباد کرنا شروع کر دیا،ظاہر کو اس کی اطلاع ہوئی فوجیں مرتب وتیار کر کے ۴۲۰ھ کو زریری والی فلسطین کو شام کی جانب روانہ کیا۔صالح بن مرداس سے اور اس سے مقابلہ ہوا،صالح اور اس کا چھوٹا بیٹا مارا گیا زریری نے دمشق پر قبضہ کر لیا اور حلب کو بھی شبل الدولہ نصر بن صالح کے قبضہ سے نکال کر اس کو قتل کر ڈالا۔

اس واقعہ سے پہلے جب کہ شبل الدولہ فلسطین میں تھا اس کی اور ابن جراح کی اَن بَن ہو گئی تھی اور بہت سی لڑائیاں ہوئی تھیں انہیں لڑائیوں کے سلسلہ میں شبل الدولہ رملہ سے قیساریہ میں جا کے پناہ گزیں ہو گیا تھا۔ابن جراح نے رملہ کو جلا کر خاک وسیاہ کر دیا اور شبخون مارنے کی غرض سے قرب وجوار میں اپنی فوج کو پھیلا دیا اس لوٹ اور غارتگری کا سیلاب بڑھتے بڑھتے عریش تک پہنچا۔اہل یلبس اور اہل قرافہ جان وآبر کے ڈر سے جلا وطن ہو کر مصر چلے گئے اس کے بعد صالح بن مرداس نے عرب کو جمع کر کے دمشق پر چڑھائی کی،ان دنوں دمشق میں ذوالقرنین ناصر الدولہ بن حسین حکومت کر رہا تھا۔حسان بن جراح نے یہ خبر سن کر ذوالقرنین کی کمک پر فوجیں روانہ کیں۔اتفاق کچھ ایسا پیش آیا کہ دونوں گروہوں میں صلح ہو گئی۔صالح بن مرداس نے دمشق سے محاصرہ اٹھا کے حلب پر فوج کشی کر دی اور اس کو شعبان کتامی کے قبضہ سے نکال لیا،اس کے بعد خلیفہ ظاہر مصر کے گورنر کے مغربی فوجیں زریری کی ماتحتی میں روانہ کیں جیسا کہ آپ پہلے پڑھ چکے اس اور اس نے دمشق پر قبضہ کر لیا۔

ظاہر کی وفات مستنصر کی خلافت:......۱۵شعبان ۴۲۷ھ کو خلیفہ الظاہر لاعزاز دین اللہ ابوالحسن علی بن حاکم علوی والی مصر نے وفات پائی تقریباً سولہ سال خلافت کی (تینتیس (۲۹) سال کی عمر پائی)۔

خلیفہ ظاہر کے انتقال کے بعد اس کا بیٹا ابوتمیم معد نے مسند خلافت پر قدم رکھا "المستنصر باللہ" کا خطاب اختیار کیا حکومت ابوالقاسم علی بن احمد جرجرای وزیرالسلطنت نے اپنے ہاتھ میں لی جو سابق خلیفہ کے عہد حکومت میں بھی عہدہ وزارت سے سرفراز تھا۔

انوشتکین رزریری:......ان دنوں حکومت دمشق پر زریزی ❶ مقرر تھا جس کا اصلی نام انوشتکین تھا اس نے اپنے عادلانہ برتاؤ سے ملک میں امن وسکون پیدا کر دیا تھا۔ملک کے کسی گوشہ سے بغاوت اور فتنہ وفساد کی آواز تک نہیں سنی جاتی تھی مگر وزیرالسلطنت ابوالقاسم کو اس سے دلی نفرت تھی اور ہمیشہ اس کی تباہی کی فکر میں رہا کرتا تھا،ایک مدت کے غور وفکر کے بعد زریزی کے سیکرٹری (ابوسعید) سے خط وکتابت شروع کی اور اس کے ذریعہ سے زریری کو حکومت علویہ کی مخالفت پر ابھارنے لگا زریری نے اس مخالفت کو ناپسند تصور کر کے ابوسعید کو اپنے دربار سے نکلوا دیا اس وجہ سے ابوسعید اور زریری کا درمیان کشیدگی اور منافرت پیدا ہو گئی،اتفاق سے انہیں دنوں میں زریری کے لشکر چند سپاہی کسی ضرورت سے مصر آئے ہوئے تھے۔وزیرالسلطنت نے ان لوگوں کو بھی بہلا پھسلا کر اپنا بنا لیا چنانچہ ان سپاہیوں نے واپسی کے بعد بقیہ لشکریوں کو سمجھا بجھا کر زریری پر اچانک حملہ کرنے پر آمادہ وتیار کر لیا۔زریری کو کسی ذریعہ سے اس کی خبر مل گئی۔۶۵،۶۶ زریری ان کو سمجھانے کی کوشش کی،مگر جب کامیابی کی صورت نظر نہ آئی تو دمشق کو خیرباد کہہ کر بعلبک کی طرف چلا گیا،یہ واقعہ ۴۳۳ھ کا ہے بعلبک،کے گورنر نے زریری کو شہر میں داخل نہ ہونے دیا تو اس نے حماۃ کی طرف قدم بڑھایا حماۃ کے گورنر نے بھی اس کی حمایت نہ کی زریری کو غصہ آ گیا۔جنگ کے لئے تیار ہوا،جنگ کے دروان رسد وغلہ کی فراہمی کی غرض سے قرب وجوار کے شہروں پر غارتگری کا ہاتھ بھی صاف کرنے لگا۔چند دنوں کے بعد فوج کی کمی محسوس ہوئی۔کفرطاب سے اپنے ایک دوست ❷ کو اپنی کمک کے لئے بلا بھیجا۔چنانچہ والی کفرطاب دو ہزار پیادے لئے ہوئے مدد کے لئے پہنچا زریری نے ان لوگوں سمیت حلب کی جانب کوچ کر دیا اور وہاں پہنچ کر

---

❶......یہاں صحیح لفظ دذبری ہے،دیکھیں (ابن اثیر کی تاریخ الکامل جلد نمبر ۹ صفحہ نمبر ۵۰۰)۔❷......اس شخص کا نام مقلد بن کنانی تھا،(دیکھیں تاریخ ابن اثیر مطبوعہ لیدن جلد نمبر ۱۰ صفحہ نمبر ۳۴۳) مترجم

ماہ جمادی الآخر سن مذکورہ میں وفات پائی۔

شام میں بغاوت:......زریری کی وفات سے شام کے امن عامہ میں خلل پیدا ہو گیا قرب وجوار کے عرب باشندوں کو طمع دامنگیر ہوگئی۔ وزیر السلطنت ابوالقاسم نے انتظاماً حکومت دمشق پر حسین بن حمدان ان کو مقرر کیا اس کی آخری اور انتہائی کوشش یہ تھی کہ یہ شام کو حکومت علوی کے باغیوں کے حملوں سے بچاتا رہا۔ مگر کامیاب نہ ہوا حسان بن مفرج طائی نے فلسطین پر قبضہ کر لیا معز الدولہ صالح کلابی نے حلب پر حملہ کر کے شہر پر قبضہ کر لیا باقی رہا قلعہ حلب وہ چند دنوں تک فتح نہ ہوا اہل قلعہ نے دروازے بند کر لئے، بارگاہ خلافت مصر سے مدد کی درخواست کی، جب خلافت سے کوئی امداد کمک نہ پہنچی تو اہل قلعہ نے قلعہ کو اپنے مدِ مقابل معز الدولہ بن مفرج صالح کے سپرد کر دیا اور اس نے قلعہ پر بھی قبضہ کر لیا۔

عرب افریقہ:......۴۴۰ھ میں معز الدولہ بادیس نے ملک افریقہ میں عبیدیوں کی حکومت کی مخالفت کا جھنڈا بلند کیا خلیفہ مستنصر علوی کا خطبہ وسکہ چھوڑ کر کے خلیفہ عباسی کا نام کا خطبہ پڑھنے لگا۔ خلیفہ مستنصر نے اس واقعہ سے مطلع ہو کے ڈانٹ بھر خط لکھا جس کا معز نے بھی ترکی بہ ترکی جواب دیا۔

اس واقعہ کے بعد مصر کی وزارت میں تبدیلی واقع ہوئی وزیر السلطنت ابوالقاسم معزول کر دیا گیا، اس کی جگہ حسین بن علی تازوری قلمدان وزارت کا مالک ہوا چونکہ یہ خاندان وزارت میں سے نہ تھا اس وجہ سے خلیفہ مستنصر نے اس کو ان خطابات سے مخاطب نہ کیا جن خطابات سے پہلے وزراء کو خطاب کیا کرتا تھا۔ اس سے پہلے خلفاء مصر، اپنے وزراء کو ''عبدہ'' سے مخاطب کیا کرتے تھے لیکن خلیفہ وقت نے اس کو اس صنیعہ'' کہہ کر مخاطب کیا، تازوری کو یہ ناگوار گذرا اور خفیہ طور پر خلافت علویہ کی بیخ کنی کرنے لگا۔ ادھر قبائل رغبہ اور رباح بطون ہلال میں باہم صلح کرا کے افریقہ کی جانب روانہ کیا اور ان سے یہ وعدہ کر لیا کہ جن جن ملکوں کو تم فتح کر لو گے وہ سب تمہارے مقبوضہ اور مملوکہ تصور کئے جائیں گے۔ ادھر معز والی افریقہ کو یہ پیام بھیجا ''امابعد فقد ارسلنا الیك خیولا وحملنا علیھا رجالا لیقضی اللہ امراً کان مفعولاً'' (ہم نے تمہارے پاس جنگ جو ذر آور کو بھیجا ہے تا کہ اللہ تعالیٰ جو کچھ کرنے والا ہے اس کو پورا کرے)

عرب برقہ میں:......غرض عرب کا یہ گروہ کوچ وقیام کرتا ہوا برقہ کی سرزمین پہنچا ملک سرسبز وشاداب تھا مگر ویران پڑا ہوا تھا وجہ یہ تھی کہ معز نے برقہ کے پرانے رہنے والے قبیلہ زناتہ کو جلاء وطن کر دیا تھا۔ لہٰذا عرب نے برقہ پہنچتے ہی ڈیرے ڈال دیئے اور رہنے لگے۔ رفتہ رفتہ معز تک یہ خبر پہنچی۔ حقارت کی نظر سے عرب کے اس گروہ کو دیکھ کر غلاموں کی خریداری شروع کر دی، تھوڑے دنوں میں تیس ہزار غلام خرید کر لئے۔ اس دوران بنو رغبہ نے طرابلس پر ۴۴۶ھ میں قبضہ کر لیا۔ بنو رباح، رج میں اور بنو عدی افریقہ میں قتل وغارتگری کرتے ہوئے گھس گئے۔ سارا ملک خونریزی اور لوٹ مار سے بھر گیا۔ اس کے بعد انہیں عربوں کے سرداروں میں چند لوگ بطور وفد (ویٹوپیش) معز کے دربار خلافت میں گئے۔ اس وفد کا سردار نبی مرداس کا ایک شخص یونس بن یحییٰ ❶ نامی تھا معز نے اس وفد کی بڑی آؤ بھگت کی، جائزے دیئے صلے عطا کئے اور انعام واکرام کے ساتھ رخصت کیا مگر اس تواضع اور مدارات نے کچھ بھی کام نہ کیا ان وفد نے اپنے ملک میں پہنچ کر اپنی قدم کے ساتھ پھر وہی لوٹ مار کرنے لگے جیسا کہ اس سے پہلے کر رہے تھے اس وقت افریقہ مصیبتوں اور طرح طرح کی بلاؤں کا ٹھکانہ بنا ہوا تھا۔ ایسی خونریزی، ایسی غارتگری افریقہ میں کبھی نہ دیکھی گئی اور نہ سنی گئی۔

یوم العین:......مجبوراً معز نے ان لوگوں کی سرکوبی کی غرض سے فوجیں تیار کیں۔ صنہاجہ اور سوڈان کے تیس ہزار جنگجو ساتھ لے کر افریقہ کی حمایت کے لیے نکل کھڑا ہوا اس کے مقابلہ ❷ پر تین ہزار عرب تھے۔ اتفاق ی یہ کہ باوجود کثرت فوج کے معز کو شکست ہوئی صنہاجہ کا گروہ بری طرح پامال ہوا معز نے بھاگ کر قیروان میں دم لیا اس کے بعد بڑی عید کے دن جس وقت کہ عرب کا گروہ نماز میں مشغول تھا معز نے پھر حملہ کیا عرب نے اس واقعہ میں بھی

❶......ہمارے پاس موجود جدید عربی ایڈیشن (جلد نمبر ۴ صفحہ نمبر ۶۷) پر یونس بن یحییٰ کے بجائے مونس بن یحییٰ تحریر ہے۔ ❷...... یہ مقابلہ ''جندران'' نامی جگہ پر ہوا تھا، یہ ایک پہاڑ ہے جس سے تین دن کے فاصلے پر قیروان ہے، شروع عربوں کا گروپ اس ٹڈی دل لشکر کو دیکھ کر گھبرا گیا تھا، یونس کو اس بات کا پورا پورا احساس تھا چنانچہ اس نے کہا ''آج کا دن بھاگنے کا نہیں ہے'' عربوں نے جواب دیا'' اچھا ہم انہیں کس طرح نیزوں کا نشانہ بنائیں کیونکہ یہ لشکر سر سے لے کر پیروں تک لوہے کی زرہ پہنے ہوئے ہیں'' یونس نے جواب دیا کہ ''آنکھوں میں نیزے مارو'' چنانچہ عربوں نے ایسا ہی کیا، اسی وجہ سے اس جنگ کا نام ''یوم العین'' مشہور ہو گیا، (کیونکہ عین عربی میں آنکھ کو کہتے ہیں مصحح) دیکھیں (تاریخ کامل ابن اثیر جلد نمبر ۱۰ صفحہ نمبر ۳۸۹ مطبوعہ لیدن) مترجم۔

معز کو پسپا کر دای۔ یہ شکست پہلی شکست سے بڑی تھی۔ پھر تیسری بار معز نے زنانہ اور صنہاجہ کو فوجیں کو تیار کر کے عرب پر حملہ کیا اور نا کامی کے ساتھ پسپا ہوا اس واقعہ میں اس کے لشکر کے تین ہزار آدمی کام آئے عرب کا تمند گروہ ہارے ہوئے سپاہیوں کا مصلاے قیروان تک تعاقب کرتا چلا گیا اور معز کے سپاہی شکست پر شکست اٹھائے ہوئے بھاگ جاتے تھے ایک بڑی تعداد ماری گئی معز نے اپنے سپاہیوں کو رسد وغلہ کی فراہمی کی غرض سے قیروان میں داخل ہونے کی اجازت دی، جوں ہی سفر کا لشکر قیروان میں داخل ہوا عوام الناس سے مڈبھیڑ ہوگئی اس واقعہ نے باقی ماندوں کا وارا ینارا کر دیا۔

قیروان کی فتح اور تباہی: ......۴۴۶ھ میں عرب نے قیروان پر حملہ کیا معز نے اگر چہ حفاظت کا بخوبی انتظام کر لیا تھا مگر پھر بھی یونس بن یحییٰ سردار عرب نے شہر باجہ پر قبضہ کر لیا۔ معز نے گھبر کر اہل قیروان کو مہدیہ میں جا کے قلعہ نشین ہو جانے کا حکم دیا ان دنوں میں مہدیہ کی حکومت تمیم کے قبضہ میں تھی، تمیم معز کا بیٹا تھا ۴۴۵ھ میں معز نے اس کو مہدیہ کی حکومت پر متعین کیا تھا ۴۴۹ھ میں معز بھی عرب کی روزانہ چھیڑ چھاڑ سے تنگ آ کے قیروان سے مہدیہ چلا گیا، عرب کو موقع مل گیا قتل وغارتگری شروع کر دی، قیروان اور اس کے قرب وجوار کے سب شہر اور قلعوں کو آزادی کے ساتھ تباہ وبرباد کیا جیسا کہ آئندہ ان کے حالات کے ضمن میں بیان کیا جائے گا۔

اس کے بعد دار الخلافت بغداد میں بساسیری (بنی بویہ کا ایک غلام تھا) کی سازش سے اس وقت جب بنی بویہ اور سلجوق قبول کی حکومتیں ختم ہو رہی تھیں خلیفہ مستنصر علوی مصری کے نام کا خطبہ پڑھا گیا جیسا کہ ہم ان کے حالات میں بیان کرنے والے ہیں۔

ناصر الدولہ کا قتل: ......خلیفہ مستنصر کی ماں اگر چہ عورت تھی مگر امور سلطنت میں اسی کا حکومت کا سکہ بیٹھا ہوا تھا وزارت کی تبدیلی اور تقرری اسی کے قبضہ میں تھی وزارت حکومت متغلب اور متصرف ہونے کے لئے ترکوں کو اپنی فوج میں بھرتی کر لیا کرتے تھے لیکن یہ میں جس سے کشیدہ خاطر ہو جاتی تھی اس کو اپنی جان کے لالے پڑ جاتے تھے، اس کے بائیں ہاتھ کا یہ کھیل تھا کہ جس سے ناراض ہوتی اس بارے میں خلیفہ مستنصر کو اشارہ کر دیتی تھی، خلیفہ مستنصر اس کو فوراً قتل کر ڈالتا تھا۔

ابتداً قلمدان وزارت ابوالفتح فلاجی کے سپرد ہوا کچھ عرصے بعد مستنصر کی ماں کو اس سے ناراضگی پیدا ہوئی۔ خلیفہ مستنصر نے اپنی ماں کے اشارہ سے ابوالفتح کو گرفتار کر کے قتل کروایا پھر یہ عہدہ ابوالبرکات حسن بن علی کو عطا ہوا زیادہ زمانہ نہیں گزرا تھا کہ یہ بھی معزول کیا گیا اس کی جگہ ابومحمد تازوری ❶ اس عہدہ جلیلہ سے ممتاز ہوا۔ یہ بھی چند دنوں وزارت کر کے مار ڈالا گیا پھر ابوعبداللہ حسین بن یا بلی قلمدان وزارت کا مالک ہوا۔

کوم الریش کی جنگ: ......دولت علویہ کے سوڈانی غلاموں میں سے ناصر الدولہ بن حمدان نامی ایک شخص تھا کتامہ اور مضامدہ اس کی طرف مائل ہو گئے اور اس کے حمایتی بن گئے ایک روز کسی بات پر ترکوں اور بارگاہ خلافت کے غلاموں میں چل گئی، پچاس ہزار غلام جنگ کرنے جمع ہو گئے۔ ترکوں کی تعداد صرف چھ ہزار تھی۔ ترکوں نے خلیفہ مستنصر سے غلاموں کی شکایت کی، خلافت مآب نے کچھ خیال نہ فرمایا، مجبوراً ترکوں کو بھی جنگ کے لئے تیار ہونا پڑا مقام کوم الریش میں مقابلہ کی جگہ ٹھہری، ترکوں نے فوج کے ایک دستہ کو پہلے سے کمین گاہ میں ہٹا دیا تھا۔ اور باقی کو تیار کر کے سینہ بسینہ لڑنے نکلنے۔ لڑتے لڑتے پیچھے ہٹے غلاموں نے کامیابی کے جوش میں تعاقب کیا فتحیابی کے جوش میں بڑھتے چلے آئے جس وقت غلاموں کا لشکر یہ سمجھ کر کہ یہ خلیفہ مستنصر کی فوج ہے بھاگ کھڑا ہوا سینکڑوں غلام قتل کر دیئے گئے اور تقریباً چالیس ہزار دریا میں ڈوب گئے۔

حیران کی جنگ: ......اس واقعہ سے ترکوں کی قوت بڑھ گئی نظام حکومت کا شیرازہ درہم وبرہم ہو گیا فتنہ وفساد کے دروازے کھل گئے۔ شاہی لشکر ملک شام وغیرہ سے جمع ہو کر غلاموں کی کمک کو آیا اور غلاموں کے ساتھ مل کر ترکوں کی سرکوبی کے لئے نکلا۔ اس لشکر تعداد پندرہ ہزار تھی۔ اس وقت ترکوں کا گروپ حیرہ میں تھا چنانچہ شاہی لشکر حیرہ کی طرف بڑھا ترک بھی مقابلہ پر آئے۔ ناصر الدولہ بن حمدان ترکوں کی سرداری کر رہا تھا۔ اس معرکہ میں بھی ترکوں کو فتح نصیب ہوئی شاہی لشکر شکست کھا کر صعید کی جانب واپس آیا اور ناصر الدولہ ترکوں کے ساتھ کامیاب وکامران اپنے قیام گاہ میں واپس آیا۔

---

❶......یہاں صحیح لفظ تازور نہیں بلکہ یازور ہے جو رملہ کے ایک گاؤں کا نام ہے، دیکھیں (تاریخ ابن اثیر جلد نمبر ۱۰ صفحہ نمبر ۱۸)۔

ناصر الدولہ بن حمدان: ...... اس کے بعد غلاموں کے صعید میں گروہ بندی شروع کر دی اور ترکوں کا گروہ معافی مانگنے کے لئے خلیفہ کے محل میں حاضر ہوا۔ مستنصر کی ماں نے محل کے غلاموں کو ترکوں کے قتل کا اشارہ کر دیا، غلاموں نے یہ کام کرنے کے لئے ہلڑ مچا دیا، ترک اس کو تاڑ گئے محل سے نکل کر باہر چلے آئے۔ ناصر الدولہ بھی ان کے ساتھ تھا ارا کین اور حکومت کے حمایتوں سے جنگ شروع ہوگئی ترکوں نے ان کو شکست دے کر اسکندریہ اور دمیاد پر قبضہ کر لیا۔ ان دونوں شہروں سے پورے ریف سے، خلیفہ مستنصر کی خلافت جاتی رہی، خطبہ وسکہ ختم کر دیا گیا، دار الخلافت بغداد میں تاجداری خلافت عباسیہ سے خط وکتابت ہونے لگی اس شورش کی وجہ سے اہل قاہرہ شہر چھوڑ چھوڑ کر ادھر ادھر بھاگ نکلے خلیفہ مستنصر نے یہ حال دیکھ کر شہر کی اصلاح کی جانب توجہ کی، قاہرہ آیا اور امن واماں کی منادی کرائی، مستنصر کی ماں نے پچاس ہزار دینار پر ناصر الدولہ سے صلح کر لی۔

ناصر الدولہ کا قتل: ...... صلح ہونے کی وجہ سے ناصر الدولہ کے اکثر ساتھی اور نیز اس کی اولاد متفرق ومنتشر ہوگئی، خلیفہ مستنصر کو اپنے پرانے کینہ کو نکالنے کا موقع مل گیا۔ ترکی سرداروں کو ملا کر حکومت علویہ کے خطبہ وسکہ جاری کرانے کی تحریک کی، ان لوگوں نے جواب دیا کہ جب تک ناصر الدولہ ہم میں موجود ہے یہ بات ناممکن ہے، خلیفہ مستنصر نے کہا ''اسی نے تو لڑ واکر تباہ وبرباد کیا ہے اس کا وارانیارا کر دو'' ترک سردار اس فقرہ میں آ گئے۔ رات کے وقت ناصر الدولہ کے مکان پر پہنچے آواز دی ناصر الدولہ کو چونکہ ان لوگوں سے کسی خطرہ کا اندیشہ نہ تھا باہر نکل آیا۔ ترکی سردار تلواریں نیام سے کھینچ کے ٹوٹ پڑے یہاں کہ وہ مر گیا، سر اتار کر اس کے بھائی کے مقام پر آئے اور اس کو بھی قتل کر کے سر اتار لیا، دونوں بھائی کو سر لئے ہوئے خلیفہ مستنصر کی خدمت میں حاضر ہوئے، یہ واقعہ ۴۶۵ھ کا ہے۔ ناصر الدولہ کے بارے میں جانے کے بعد ترکوں نے الذکر [1] نامی ایک شخص کو امیر بنایا چنانچہ یہ حکومت علویہ کا انتظام اور انصرام کرنے لگا۔

بدر جمالی: ...... بدر جمالی ارمنی الاصل، حکومت علویہ کا پروان چڑھایا ہوا اور خلیفہ مستنصر کا خادم تھا پہلے یہ والی دمشق کا حاجب مقرر کیا گیا پھر دارالامارت کے سوا سارے شہر کی نظامت پر مقرر ہوا۔ پھر جب والی دمشق نے وفات پائی تو اس نے حکومت دمشق اپنے ہاتھ لے لی یہاں تک کہ ابن منیر دمشق کا گورنر ہو کر دمشق میں آیا لہٰذا ابن منیر کے آنے کے بعد بدر دار الخلامت مصر چلا آیا اور ترقی کرتے کرتے عکا کا گورنر بنا، بدر حد درجہ کا کفایت شعار تھا، نہایت قابلیت سے حکومت کی تھی۔ قابل حکمرانوں میں شمار کیا جاتا تھا

بدر کا عروج: ...... جس وقت مستنصر کے ساتھ ترکوں کے جھگڑے پیدا ہوئے اور آئے دن ترکوں نے مستنصر کو تنگ کرنا شروع کیا اس وقت مستنصر نے بدر جمالی کو امور سلطنت کے انتظام کی غرض سے دار الخلافت مصر میں طلب کیا۔ بدر جمالی کو امور سلطنت کے انتظام کی غرض سے فوج بڑھانے کی اجازت دی جائے خلافت مآب نے اجازت دے دی تب بدر نے ایک عظیم فوج ارمینیوں کی تیار ومرتب کر کے دس جنگی کشتیوں کے ساتھ عکا سے دریا کے راستے مصر کی طرف کوچ کیا، تھوڑے دنوں بعد مصر میں داخل ہوا بارگاہ خلافت میں حاضر ہو کر خلافت مآب کی دست بوسی کا شرف حاصل کیا، خلیفہ مستنصر نے محل کے سوا تمام شہروں کی حکومت عنایت کی خلعت فاخرہ سے سرفراز فرما کے پٹے کے بجائے جواہر کا گلوبند عطا کیا اور والی دمشق کی طرح ''اسید الاجل امیر الجیوش'' کا خطاب دیا، اس کے علاوہ ''کافل قضاۃ المسلمین'' کے خطابات بھی دیئے۔ قلمدان وزارت بھی بدر کے سپرد کیا، غرض علم اور قلم دونوں کا مالک بنایا۔ تمام امور سلطنت کہ نظم ونسق کا اختیار اس کو دیا۔ جس کو جو کچھ دربار خلافت میں عرض ومعروض کرنا ہوتا اس کے ذریعہ سے کرتا۔

بدر کے کارنامے: ...... خلیفہ مستنصر نے ان سب کے بارے میں بدر سے عہد وپیمان کر لیا تھا۔ دعاۃ اور قضاۃ کی تقرری بھی اسی کے قبضہ میں تھی۔ یہ مذہب امامیہ کا ایک غالی اور متعصب فرد تھا۔ اس نے امور سلطنت کا نظم ونسق شروع کیا۔ آس پاس کے سرداروں اور بنی عقیل نے صور کو دبالیا تھا واپس لے لیا۔ مثلاً ابن عمار نے طرابلس کو، ابن معرف نے عسقلان کو، اس کے بعد سپہ سالار لشکر اور ارا کین حکومت کی جانب متوجہ ہوا۔ ان لوگوں سے بھی وہ مال وزر جو ان لوگوں نے زمانہ طوائف الملو کی میں خلیفہ مستنصر سے لیا تھا ایک ایک کر کے وصول کر لیا۔ دمیاط پر مفسدین عرب کی ایک جماعت قابض ہو رہی تھی بدر نے ان کی بھی سرکوبی کی اور دمیاط کو ان لوگوں سے قبضہ سے نکال لیا۔ لواتہ کی بھی گوشمالی کی ان کے مردوں کو قتل اور عورتوں اور بچوں

---

[1] ...... یہاں صحیح لفظ ''الذکر'' ہے دیکھیں (ابن اثیر کی تاریخ الکامل جلد نمبر صفحہ ۸۱)۔

کو گرفتار کر کے لونڈی غلام بنایا۔ پھر جہینہ کی طرف بڑھا❶......ان لوگوں کے ساتھ ایک گروہ بنی جعفر کا تھا طرخ العلیا میں دونوں دشمنوں کا ۴۶۹ھ میں مقابلہ ہوا۔ بدر نے ان کو بھی فاش شکست دے کے ان کے مال واسباب کو لوٹ لیا۔ اس مہم سے فارغ ہو کر اہواز کی جانب کوچ کیا، اہواز پر کنز الدولہ محمد قابض تھا، بدر نے اس کو قتل کر کے اہواز پر قبضہ کر لیا غرض نہایت کم مدت میں بدر نے دولت علویہ کو اندرونی اور بیرونی فسادات سے پاک وصاف کر کے ایک متمدن اور باسیات سلطنت بنا دیا۔ رعایا کو خوش الحال بنانے کی غرض سے تین سال خراج معاف کر دیا جس سے حکومت علویہ اس عروج اور شائستگی پر آ گئی جیسا کہ اس سے پہلے تھی۔

شام پر ترکوں کا قبضہ:......سلاطین سلجوقیہ ان دنوں خراسان، عراقین اور بغداد پر قابض تھے اس وقت ان کا بادشاہ طغرلبک تھا۔ ایسا کوئی ملک نہ تھا جہاں پر ترکوں کا لشکر نہ پہنچا ہوا۔ اتسنر بن افق جو سلطان ملک شاہ سلجوقی کو فوج کا ایک نامور سردار تھا ۴۴۳ھ بلکہ ۴۶۳ھ میں شام پر حملہ کیا۔

اتسنر کو شامی، اقسفس ❷ کے نام سے یاد کرتے تھے واقعہ یہ ہے کہ یہ ترکی نام سے تلفظ کی وجہ سے ناموں میں بہت تبدیلی ہو جاتی ہے ہکذا قال ابن الاثیر۔ (جیسا کہ ابن الاثیر نے کہا ہے)۔

اتسنر نے رملہ اور بیت المقدس کو لڑ کر فتح کر کے دمشق کا محاصرہ کیا اس کے قرب وجوار کے قصبوں اور یہادتوں کو غارتگری سے تباہ و برباد کرنے لگا، ان دنوں دمشق کی حکومت، خلافت مصر کی طرف سے معلّٰی بن حیدرہ کے قبضہ میں تھی معلّٰی نے نہایت حزم واحتیاط سے قلعہ بندی کی، اتسنر نے اگر چہ لوٹ مار سے دمشق کے مضافات کو ویران وخراب کر دیا مگر دمشق فتح نہ ہوا ۴۶۸ھ تک دمشق حملہ آور گروہ کا تختہ مشق جنگ بنا رہا۔ مسلسل ہے حصار، رسد غلہ اور مدد کی آمد ورفت نہ ہونے کی وجہ سے اہل دمشق نے معلّٰی کے خلاف بغاوت کر دی۔ بیچارہ معلّٰی اپنی جان بچا کے بلسیس بھاگ گیا اور وہاں سے مصر چلا گیا خلیفہ مستنصر نے اس کو گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا حتی کہ بحالت قید مر گیا۔

دمشق کی فتح:......معلّٰی کے چلے جانے کے بعد مصامدہ نے جمع ہو کر انتصار بن یحیٰی کو دمشق کی امارت کی کرسی بیٹھایا وزیر الدولہ لقب دیا، مگر تھوڑے ہی دنوں بعد مہنگائی کی وجہ سے اہل دمشق کی حالت نازک ہو گئی اس دوران خلافت عباسیہ کا ایک نامور ہو کر امیر قدس شریف سے آ گیا اور اس نے محاصروں کا حوصلہ بڑھا دیا۔ اہل دمشق نے مجبور ہو کر امان طلب کی اور شہر کو محاصروں کے حوالہ کر دیا۔ فتحمند امیر نے وزیر الدولہ کو قلعہ بانیاس میں لے جا کر نظر بند رکھا اور خود کامیاب وکامران ماہ ذیقعدہ میں دمشق میں داخل ہوا خلافت عباسیہ کا پھریرہ دمشق کے قلعہ پر اڑایا گیا جامع مسجد میں خلیفہ مقتدی کے نام کا خطبہ پڑھا گیا۔

قدس کی فتح اور تباہی:......اس کے بعد ۴۶۹ھ میں اتسنر نے مصر پر حملہ کیا بدر نے گرد ونواح کی عربی فوجوں کو فراہم کر کے اتسنر کا مقابلہ کیا، ایک خونریز وسخت جنگ کے بعد اتسنر کو شکست ہوئی ان کے اکثر ساتھی کام آ گئے اور اتسنر شکست اٹھا کر شام کی جانب لوٹا دمشق پہنچ کر اہل دمشق کا شکریہ ادا کیا اور اس حسن خدمت کے صلے میں کہ اہل دمشق نے اس کی غیر حاضری میں دمشق کی عمدہ طریقہ سے مخالفت ونگرانی کی ۴۶۹ھ کا خراج معاف کر دیا، اور اہل قدس نے چونکہ اس کی عدم موجودگی میں سرکشی اور بغاوت کی تھی اس وجہ سے ان لوگوں کا محاصرہ کیا اور بزور تیغ قتل وغارت کرتا ہوا شہر میں داخل ہو گیا شکست خوردہ گروہ مسجد داود علیہ السلام میں جا کے پناہ گزیں ہوا مگر ان بے چاروں کو وہاں بھی پناہ نہ ملی ہزار ہا آدمی مسجد اقصیٰ میں مارے گئے۔ اس دوران امیر الجیوش بدر جمالی نے مصر سے ایک عظیم فوج سپہ سالار نصیر الدولہ دمشق کی جانب روانہ کی چنانچہ نصیر الدولہ نے دمشق پہنچ کر محاصرہ کیا رسد وغلہ کی آمد بند کر دی آئے دن لڑائیوں سے اہل دمشق کو تنگ کرنے لگا۔

شام میں تتش کا تقرر:......سلطان ملک شاہ تاجدار سلجوقیہ نے ۴۷۰ھ میں اپنے بھائی تتش کو شام کی حکومت سپرد کی تھی ساتھ ہی اس کے یہ بھی ارشاد کیا تھا کہ شام کے جن جن شہروں کو تم لڑ کر فتح کر لو گے وہ سب تمہارے مقبوضہ تسلیم کئے جائیں گے چنانچہ تتش نے شام میں پہنچ کر حلب فوج کشی کی، ترکمانستان کی ایک عظیم فوج اس کے دستے میں تھی۔ اہل حلب کو اس محاصرہ اور حملہ سے سخت مصیبت کا سامنا کرنا پڑا۔ ابھی کسی فریق کی قسمت

❶......اصل کتاب میں یہ جگہ خالی ہے (مترجم)۔ ❷......یہاں صحیح لفظ اقسیس ہے دیکھیں (تاریخ کامل جلد نمبر ۱۰ صفحہ نمبر ۱۰۳)۔

کا آخری فیصلہ نہ ہوا تھا کہ اتسنر نے دمشق سے کہلا بھیجا کہ مصری فوجوں نے دمشق کا محاصرہ کر لیا ہے رسد و غلہ کی آمد بند کر دی ہے۔ اگر آپ میری مدد نہ کریں گے تو مجھے مجبوراً شہر کو فریق مخالف کے حوالہ کر دینا پڑے گا۔

اتسنر کا قتل:......تتش نے یہ پیغام سن کر دمشق کی جانب کوچ کر دیا، مصری سپہ سالار کو جو یہ خبر ملی تو وہ بھی محاصرہ اٹھا کے شکست خوردہ گروہ کی طرح چلتا پھرتا نظر آیا، اتنے میں تتش کے قریب پہنچ گیا۔ اتسنر اس کی آمد کی خبر سن کر اس سے ملنے کے لئے دمشق سے باہر آیا۔ تتش نے اس کو قتل ❶ کر کے شہر پر قبضہ کر لیا۔ یہ واقعہ ۴۷۱ھ کا ہے اس کے بعد ملک شاہ کی فوج نے حلب پر بھی قبضہ کر لیا۔ اور اسی طرح آہستہ آہستہ تاجدار سلجوقیہ پورے شام پر قابض ہو گیا، امیر الجیوش بدر جمالی کو تاجدار سلجوقیہ کی یہ کامیابیاں شاق گزر رہی تھیں ارد گرد کی فوجوں کو تیار و مرتب کر کے دمشق پر چڑھائی کی۔ ان دنوں دمشق میں تاج الدولہ تتش، سلطان ملک شاہ کا بھائی حکومت کر رہا تھا، اس نے مصری فوج کی آمد کی خبر سن کر نہایت حزم و احتیاط سے قلعہ بندی کر لی جس سے حملہ آور گروہ کی ایک بھی نہ چل سکی، ناکام و نامراد ہو کر واپس گیا، پھر ۴۷۲ھ میں مصری فوج کے سپہ سالار نے شام پر حملہ کیا۔

منیر الدولہ کی بغاوت:......اس مرتبہ شہر صور کو قاضی عین الدولہ بن ابی عقیل کے قبضہ سے واپس لے لیا اور اس کے بعد شہر صیدا اور شہر جمیل کو بھی یکے بعد دیگر فتح کر کے اپنی جانب سے گورنر مقرر کیے۔ ۴۸۴ھ میں فرانس نے جزیرہ صقلیہ کو مسلمانوں کے قبضہ سے نکال لیا اور ۴۸۶ھ میں منیر الدولہ جیوشی والی شہر صور نے علم مخالفت بلند کیا جس کو بدر جمالی نے حکومت علویہ کی جانب سے صور کی ولایت پر مقرر کیا تھا۔ چنانچہ بدر جمالی نے ان کی سرکوبی کے لئے ایک لشکر روانہ کیا جس وقت یہ لشکر شہر صور کے قریب پہنچا اہل صور نے یہ خبر سن کر شاہی لشکر، منیر الدولہ باغی کی سرکوبی کو آ گیا ہے شہر کے اندر بھی ایک ہنگامہ برپا کر دیا منیر الدولہ سے کچھ بن نہ آئی گھبرا گیا۔ مصری لشکر نے بلا جدال و قتال شہر پر اہل شہر کی مدد سے قبضہ کر لیا اور منیر الدولہ کو گرفتار کر کے اس کے ساتھیوں کے ساتھ مصر روانہ کر دیا۔ جوں ہی یہ لوگ مصر پہنچے بارگاہ خلافت سے ان قیدیوں کے قتل کا حکم صادر ہوا جس کی نہایت تیزی سے تعمیل کیا گیا۔

بدر کی موت:......ان واقعات کے بعد ماہ ربیع الاول ۴۸۷ھ میں امیر الجیوش بدر جمالی نے انتقال کیا، اسی سال عمر کے طے کئے، اس کے دو خالہ زاد تھے ایک کا نام امین الدولہ لاویز تھا اور دوسرے کا نصیر الدولہ افتکین بدر کے مرنے کے بعد خلیفہ مستنصر نے امین الدولہ لاویز کو اس کی جگہ مقرر کرنے کی رائے ظاہر کی۔ نصیر الدولہ کو یہ بات ناگوار گزری فوج کو تیاری کا حکم دیکر سوار ہو گیا۔ سارے شہر میں ایک ہلڑ سا مچ گیا۔ بلوائیوں اور بازاریوں نے قصر خلافت کو جا کے گھیر لیا۔ خلیفہ مستنصر کو سخت و ناملائم کلمات سنانے لگے۔ خلیفہ مستنصر نے مجبور ہو کر اپنی پہلی رائے سے رجوع کیا اور بدر کے بیٹے محمد ملک ابوالقاسم کو بدر کی جگہ وزیر بنایا اور بدر کی طرح طور و طریقہ سے امور سلطنت کا انتظام کرنے لگا جیسا کہ اس کے باپ بدر کا رویہ تھا اس کی وزارت کے بعد ہی خلیفہ مستنصر نے وفات پائی۔ چونکہ ابوالقاسم بن مقری عہد وزارت بدر میں نہایت کا کام کرتا تھا اس وجہ سے بعد انتقال محمد ملک ابوالقاسم، قلمدان وزارت کا یہی مالک بنایا گیا۔

مستنصر کی وفات اور مستعلی کی خلافت:......خلیفہ مستنصر باللہ ابو تمیم ابوالحسن علی الظاہر لاعزاز دین اللہ علوی والی مصر و شام نے یوم الترویہ (آٹھویں ذالحجہ) ۴۸۷ھ کو وفات پائی ساٹھ سال اور بروایت بعض مؤرخین پینسٹھ سال خلافت کی اس نے اپنے زمانہ خلافت کے شروع میں بڑے بڑے مصائب اٹھائے طرح طرح کی تکالیف برداشت کی، مال خزانہ لوٹ گیا بے سروسامانی اس حد تک پہنچ گئی تھی کہ اس کے پاس سوائے اس ایک فرش کے جس پر بیٹھا کرتا تھا اور کوئی مال و اسباب باقی نہ بچا برائے نام خلیفہ تھا، اصل بات یہ ہے کہ اس کی معزولی میں کوئی کسر باقی نہ رہی تھی کہ اچانک اس نے اپنے ہوش و حواس کو درست کر کے امور سیاست کی جانب توجہ کی عکا سے بدر جمالی کو بلا بھیجا اور جب بدر جمالی آ گیا تو تمام امور سلطنت کے سیاہ و سفید کرنے کا اس کو اختیار دے دیا۔ بدر نے تھوڑے دنوں میں بدنظمیاں دور کر کے اس کے ممالک مقبوضہ کو ایک متمدن اور مہذب ملک بنا دیا

❶......اس واقعہ کی وجہ یہ بیان کی جاتی ہے کہ تتش نے حلب کے قریب پہنچ کر مصری فوج کا جب کوئی نام و نشان نہ پایا تو اتسنر کی اس حرکت پر ناراضگی کا اظہار کیا کیونکہ اس نے بلا وجہ مدد طلب کی تھی، اتسنر نے معذرت کی جس کو تتش نے قبول نہ کیا اور اسی وقت گرفتار کر کے قتل کر دیا، حافظ ابوالقاسم ابن عساکر دمشق نے لکھا ہے کہ یہ واقعہ ۴۷۲ھ کا ہے دیکھیں (تاریخ ابن اثیر جلد نمبر ۱۰ صفحہ نمبر ۲۷)۔

اور شاہی اختیارات کو اسی پیمانہ سے برتنے لگا جیسا کہ ضروری تھا۔

مستعلی کی تخت نشینی: ...... مستنصر نے اپنی وفات پر تین بیٹے چھوڑے۔(۱) احمد (۲) نزار (۳) ابوالقاسم کہا جاتا ہے کہ مستنصر نے نزار کو اپنے ولی عہد بنایا تھا چونکہ نزار اور محمد ملک ابوالقاسم وزیر السلطنت میں اَن بَن تھی وزیر نے یہ سمجھ کر کہ کہیں نزار کرسی خلافت پر متمکن ہو کر مجھے کسی قسم کا نقصان نہ پہنچائے مستنصر کی بہن کو بہکایا کہ ابوالقاسم کی خلافت کی تحریک کیجئے میں آپ وعدہ کرتا ہوں کہ امور سلطنت ہمیشہ آپ کی رائے اور ذمہ داری سے انجام پذیر ہوا کریں گے، مستنصر کی بہن نے اس بناء پر قاضی اور داعی کے سامنے ابوالقاسم کی ولی عہدی کا اظہار کیا اور قسم بھی کھائی۔ پس ارا کین حکومت نے ابوالقاسم کے ہاتھ پر خلافت وامارت کی بیعت کر لی ''المستعلی باللہ'' کہ مبارک لقب سے یاد کرنے لگے۔

نزار کا قتل: ...... نزار مستعلی سے بڑا تھا اس کو یہ بات ناگوار گزری بیعت خلافت لینے کے تیسرے دن مصر چھوڑ کر اسکندریہ چلا گیا۔ نصیر الدولہ افتکین، بدر جمالی کا غلام ان دنوں اسکندریہ میں حکمرانی کر رہا تھا اس سے اور محمد ملک ابوالقاسم وزیر السلطنت سے بہت بنتی تھی نصیر الدولہ سن کر کہ ابوالقاسم مسند خلافت پر متمکن کیا گیا ہے باغی ہو گیا اور خلیفہ مستنصر کی ولی عہدی کے مطابق نزار کی خلافت کی بیعت کر کے ''المصطفی لدین اللہ'' کے خطاب سے مخاطب کرنے لگا۔ دربار خلافت مصر میں اس کی خبر ہوئی، وزیر السلطنت نے ایک فوج تیار کر کے نزار کی گوشمالی کی غرض سے کوچ کیا، کوچ وقیام کرتا ہوا اسکندریہ پہنچا اور اپنے مدِ مقابل دشمن کا محاصرہ کر لیا ایک مدت کے محاصرہ وجنگ کے بعد محصوروں نے امان حاصل کر کے شہر پناہ کا دروازہ کھول دیا کامیاب گروہ نے شہر میں داخل ہو کر اپنی کامیابی کا جھنڈا گاڑ دیا اور نزار کو کشتی پر سوار کرا کے قاہرہ روانہ کر دیا۔ خلیفہ مستعلی نے نزار کو پہنچتے ہی قتل کروا دیا اس کے بعد ہی وزیر السلطنت افضل افتکین کے ساتھ مصر واپس آیا۔ ایک دن خلیفہ کے حکم کے مطابق افتکین کو دربار خلافت میں پیش کیا۔ خلیفہ مستعلی نے اس کو بغاوت اور سرکشی پر ڈانٹ ڈپٹ کی، افتکین نے گستاخانہ جواب دیا، خلیفہ مستلی کو مخاطب کر کے کہا۔ ''حضرت والا! یہ قتل وخونریزی کفارے میں (قسم) نہیں ہو سکتا''۔

حسن بن صباح: ...... بیان کیا جاتا ہے کہ حسن بن صباح جو عراق میں فرقہ اسماعلیہ کا ایک نامور سردار تھا سوداگروں کے لباس میں خلیفہ مستنصر کی خدمت میں حاضر ہوا تھا اور ملک عجم میں اس کی حکومت وخلافت کی منادی کرنے کی اجازت طلب کی تھی۔ چنانچہ مستنصر نے اجازت دی، علی سبیل تذکرہ حسن نے خلیفہ مستنصر دریافت کیا'' آپ کے بعد میرا امام کون ہوگا؟ جواب دیا'' میرا بیٹا نزار'' اس کے بعد حسن ملک عجم چلا گیا اور خلیفہ طور پر لوگوں میں خلیفہ مستنصر کی خلافت کی منادی کرنے لگا تھوڑے دنوں کے بعد اس نے ہاتھ پاؤں نکالے اور وہاں کے اکثر قلعوں مثلاً قلعہ موت وغیرہ پر قابض ہو گیا جیسا کہ آئندہ اسماعیلیہ فرقہ کے حالت میں بیان کریں گے۔ یہ واقعات کہ اہم مشہور اخبار میں ہے یہ لوگ نزار کے امامت کے قائم ہیں۔

کسیلہ کی بغاوت: ...... الغرض خلیفہ مستعلی نے جوں ہی مسند خلافت پر قدم رکھا سرحدی شہروں میں پھوٹ نکلی، کسیلہ نامی ایک شخص جو صور کا گورنر تھا خلیفہ سے منحرف وباغی ہو گیا، خلیفہ مستعلی نے ایک فوج اس کی سرکوبی کے لیے روانہ کی لہٰذا اس فوج نے صور پہنچ کر محاصرہ کیا۔ بہت زبردست خونریزی ہوئی اور آخر کار شاہی لشکر فتحیاب ہوا اور کسیلہ کو شکست فاش اٹھانا پڑی، لشکر نے اس کو گرفتار کر کے نام وبشارت فتح کے ساتھ مصر روانہ کر دیا، خلافت مآب نے پہنچتے ہی کسیلہ کو قتل کر ڈالا یہ واقعہ ۴۹۱ھ کا ہے۔

تاج الدولہ تتش والی شام کے انتقال پر اس کے دونوں بیٹوں رضوان اور دقاق میں خانہ جنگی کا بازار گرم ہو گیا دقاق دمشق میں رہتا تھا اور رضوان حلب میں۔ رضوان نے اپنے صوبہ میں چند دنوں تک خلیفہ مستعلی نام کا خطبہ پڑھا تھا مگر پھر خلافت عباسیہ کا خطبہ پڑھنے لگا۔

عیسائیوں کا بیت المقدس پر قبضہ: ...... بیت المقدس کی حکومت پر تاج الدولہ تتش نے امیر سقمان بن ارتق ترکمانی کو مقرر کیا تھا اس کے بعد ہی ۴۹۰ھ میں عیسائیوں نے شام کی طرف قدم بڑھائے عیسائی کروسیڈروں کی جماعت رفتہ رفتہ قسطنطنیہ پہنچی اور اس کی خلیج کو عبور کیا والی قسطنطنیہ نے اس خیال سے کہ عیسائی کروسیڈر، اس کے اور امراء سلجوقیہ اور ترک والیاں شام کے بیچ میں پڑھ جائیں عیسائی کروسیڈروں کو اپنے ملک میں راستہ دے دیا چنانچہ عیسائیوں نے پہلے انطاکیہ پہنچ کر جنگ کا نیزہ گاڑا اور اس کو باغیان سپہ سالار سلجوقیہ کے قبضہ سے نکال لیا انطاکیہ کے باغیوں کو حریف مقابل

محاصرہ میں چھوڑ کر بھاگ نکلا کسی ارمنی نے راستے میں مار ڈالا اور سرا تار کے عیسائیوں کے پاس انطا کیہ میں لے آیا اس واقعہ سے لشکر شام پر عیسائیوں کے رعب اور داب کا سکہ بیٹھ گیا اور اس کے سرداروں کی آنکھوں میں آئندہ خطرات کی تصوریں گھومنے لگیں۔

حمص اور عسکہ پر عیسائیوں کا قبضہ:...... پہلے کربوقا، والی موصل فوجیں مرتب کر کے عیسائی کروسیڈروں سے بدلہ لینے نکلا اور مرج وابق پہنچ کے پڑاؤ ڈالا دقاق بن تتش۔ سلیمان بن راثق، طغتکین، اتابک والی حمص اور والی سنجار بھی آ آ کر کربوقا کے پاس جمع ہوئے۔ گردونواح کے ترکوں عربوں کو مجتمع کر کے فوجیں آراستہ کیں اور انطا کیہ پر عیسائیوں کے تیرہ دن قبضہ کرنے کے بعد انطا کیہ کو چھڑانے کے لیے کوچ کیا۔ عیسائیوں نے بھی چاروں طرف سے عیسائی مجاہدوں کو جمع کر لیا تھا۔ یورپ کے بڑے بڑے بادشاہ اس جنگ میں شریک تھے۔ انکا سرور بیمنید نامی ایک عیسائی بادشاہ تھا۔ عساکر اسلامیہ اور عیسائی فوجوں سے صف آرائی کی نوبت آئی، سخت خونریزی کے بعد مسلمانوں کو شکست ہوئی۔ ہزاروں مسلمانوں کو عیسائی کروسیڈروں نے قتل کیا اور ان لشکر گاہ پر قبضہ کر کے معرۃ النعمان کی جانب بڑھے ایک مدت تک اس پر محاصرہ کئے رکھا بالآخر اس کے مددگار اپنی کامیابی سے ناامید ہو کر صلح کرائی پھر صلح کے بعد عیسائیوں نے حمص کو جا گھیرا۔ جناح الدولہ نے شہر کو اپنے حریف محاصر کو سپرد کر کے صلح کر لی، پھر ان عیسائیوں نے عکہ پہنچ کر محاصرہ کر لیا، مدتوں عکہ فتح نہ ہوا، ترکی اسلامی فوج مقیم عکہ کو بڑے بڑے مصائب کا سامنا کرنا پڑا جو احاطہ تحریر وتقریر سے باہر ہے۔

افضل بن بدر جمالی کا بیت المقدس پر قبضہ:...... اسی پرآشوب زمانہ میں اہل مصر کو سلجوقیہ اور ترکوں کے زیر کرنے کا شوق پیدا ہوا، وزیر السلطنت افضل بن جمالی فوجیں تیار کر کے بیت المقدس کے میں ان دنوں سقمان اور ایلغازی ارتق کے بیٹے اور اس کا بھتیجا یاقوتی اور چچازاد بھائی سوتج موجود تھا۔ افضل نے چالیس منجنیقین قلعہ شکن بیت المقدس کو فتح کرنے کے لیے نصب کرائیں تھیں۔ تقریباً چالیس دن محاصرہ کئے رہا پھر ۴۹۰ھ میں امن کے ساتھ فتح کر لیا۔ افضل نے فتحیابی کے بعد سقمان ایلغازی اور ان لوگوں کے ساتھ جو ان کے ساتھ اچھے برتاؤ کئے اور ان کے چلے جانے کی اجازت دی۔ کسی قسم کی ان سے مزاحمت نہ کی لہذا سقمان شہر الرہا چلا گیا اور ایلغازی نے عراق کا راستہ دیا، ان لوگوں کی روانگی کے بعد افضل نے اطمینان سے تمام بیت المقدس پر قبضہ کر کے اپنے آتش شوق کو بجھایا اور فتحیابی، پھر یرہ لئے ہوئے مصر کی جانب واپس آیا۔

بیت المقدس پر عیسائیوں کا دوبارہ قبضہ:...... اسی فتحیابی کے بعد عیسائی کروسیڈروں نے بیت المقدس کا ارادہ کیا، چالیس روز تک محاصرے کئے رہے۔ قلعہ شکن منجنیقین چاروں طرف نصب کیں، شہر پناہ کی دیوار منہدم کرنے کی غرض سے دو بڑے بڑے برج بنائے تھے، جس پر آتش بازی کا کوئی اثر نہیں پہنچتا تھا۔ لڑتے بھڑتے شمالی جانب سے بیت المقدس میں ماہ شعبان ۴۹۲ھ کے ختم ہونے میں باقی رہ گئی تھیں گھس گئے ہفتوں عام خونریزی اور کشت وخوں کا ہنگامہ گرم اور جاری رہا۔ مسلمانوں نے محراب داؤد علیہ السلام میں جاکے پناہ لی اور یہ سمجھا کہ وہاں جا چھپے تھے شاید اب خونریزی اور قتل سے ہم بچ جائیں گے مگر ان بچاروں کو وہاں بھی پناہ نہ ملی عیسائی فوجوں نے پہلے ان کو امن دی اور جب انہوں نے دروازہ کھولا تو قتل کرنے لگے مسجد اقصیٰ اور صخرہ میں ستر ہزار مسلمان شہید کئے گئے۔ مسجد اقصیٰ کے چالیس قندیلیاں نقرئی جو تین تین ہزار چھ سو درہم وزن کی تھیں اور ایک تنور نقرئی (جو وزن میں چالیس شامی رطل تھا)۔ اور ایک سو پچاس قندیلیں سونے کی لوٹ لیں۔ اس کے علاوہ اور مال واسباب اور قیمتی قیمتی سامان لوٹ لئے گئے جو شمار سے باہر ہے۔ بقیۃ السلف جو اس عام خونریزی سے بچ گئے تھے وہ بحال پریشان روتے دھوتے بغداد پہنچے اور ان مصائب کو تفصیل سے بیان کیا جو اسلام اور مسلمانوں پر بیت المقدس اور سرزمین شام میں قتل غارتگری اور قید ہونے کے گزرے تھے، خلافت مآب نے سرآوردہ علماء کے ایک گروہ کو سلطان برکیاروق اور اس کے بھائیوں محمد اور سنجر کے پاس جہاد پر جانے کی غرض سے بھیجا لیکن یادگاران سلاطین سلجوقیہ میں آپس میں مخالفت کی وجہ سے اتنی قوت نہ بچی تھی کہ عیسائی کروسیڈروں کے مقابلہ پر تلوار اٹھا سکتے اور بیت المقدس کو ان کے قبضہ سے نکالنے کی کوشش کرتے، چاروناچار علماء کا وفد لاکام ولامراد واپس آیا۔

عسقلان کا محاصرہ:...... وزیر السلطنت افضل بن بدر جمالی امیر الجیوش نے بیت المقدس پر عیسائیوں کے قبضہ کی خبر سن کر فوجیں آراستہ کیں اور عیسائی کروسیڈروں کو بیت المقدس سے باہر نکالنے کے لئے مصر سے کوچ کیا، عیسائی فوجیں بھی افضل کے لشکر سے جنگ لڑنے کے لئے بڑھیں

اور اچانک حملہ کر کے ان کو پسپا کر دیا، مصری لشکر کا ایک گروہ متفرق و منتشر ہو کر گولروں کے گنجان باغ میں جا چھپا، عیسائیوں نے آگ لگا دی۔ سب کے سب جل گئے اور جو گھبرا کر باغ سے باہر نکلا اس کو عیسائیوں نے بیدریغ قتل کر ڈالا۔

اس ہوش ربا واقع کے بعد عیسائی فوجیں عسقلان کی طرف واپس آئیں اور پہنچتے ہی محاصرہ کر لیا بیس ہزار دینار بطور تاوان جنگ لے کر واپس ہوئیں۔

آمر کی خلافت:......مصر کا حکمران خلیفہ مستعلی ابوالقاسم احمد بن مستنصر باللہ علوی ۱۵ صفر ۴۹۵ھ کو اپنی خلافت پر بیٹھایا گیا اور ''الآمر باحکام اللہ'' کا خطاب اختیار کیا خلفاء علویہ میں سے کوئی شخص اس سے اور مستنصر سے زیادہ کم عمر خلیفہ نہیں بنایا گیا اس کی یہ حالت تھی کہ اکیلا گھوڑے پر بھی سوار نہ ہو سکتا تھا۔

عیسائیوں اور مصریوں کا مقابلہ:......۴۹۶ھ میں افضل امیر الجیوش مصریہ نے دوبارہ فوجیں تیار کر کے عیسائیوں سے جنگ کرنے کے لئے شام کی جانب روانہ کیں، سعد الدولہ طورشی نامی ایک امیر جو اسکے باپ کا غلام تھا اس مہم کا سردار بنایا گیا رملہ اور یافہ کے درمیان عیسائی کروسیڈروں سے معرکہ آرائی ہوئی عیسائیوں کے سردار کا نام بغدوین تھا، پہلے حملہ میں عیسائیوں نے مصری لشکر کو شکست دی پکڑ دھکڑ کے دوران سعد الدولہ مارا گیا، عیسائیوں نے اس کے خیمہ اور لشکر گاہ پر قبضہ کر لیا اور وہاں پر جو کچھ مال واسباب پایا لوٹ لیا۔ افضل کو اس واقعہ کی خبر ملی تو اس نے اپنے بیٹے شرف المعالی کو فوج کا سردار مقرر کر کے روانہ کیا رملہ کے قریب عیسائیوں سے مڈبھیڑ ہوئی شرف المعالی نے عیسائیوں کو شکست دی، بغدوین گرفتاری و قتل کے ڈر سے گنجان درختوں میں چھپ گیا اور جب جنگ کا ہنگامہ ختم ہو گیا تو چند عیسائی سرداروں کے ساتھ نکل کر چپکے سے رملہ چلا گیا۔

رملہ پر شرف المعالی کا قبضہ:......شرف المعالی نے اس مہم کو سر کر کے رملہ پر حملہ کیا پندرہ دن تک محاصرہ کئے آخر کار اس کو فتح کر لیا۔ چار سو عیسائیوں کو قتل کیا اور تین سو عیسائی سرداروں کو گرفتار کر کے مصر بھیج دیا مگر بغدوین اس واقعہ سے بھی بال بال بچ کر یافا چلا گیا اتفاق سے اسی دوران عیسائی نائروں کا ایک بڑا گروپ بیت المقدس کی زیارت کے لئے آیا ہوا تھا۔ بغدوین نے ان کو صلیبی لڑائی لڑنے کی ترغیب دی اور جب وہ آمادہ و تیار ہو گئے تو ان کو مرتب و تیار کر کے عسقلاں کی جانب بڑھا۔ شرف المعالی یہ خبر سن کر اپنے باپ افضل امیر الجیوش کے پاس چلا گیا اور عیسائیوں نے عسقلان پر بلا جدال و قتال قبضہ حاصل کر لیا۔

تاج العجم کی گرفتاری:......اس کے بعد شرف المعالی نے بری اور بحری فوجیں تیار کیں، اپنے باپ کے نامور غلام تاج العجم کو عظیم فوج کے ساتھ خشکی کے راستے عیسائیوں کے مقابلہ پر عسقلان کی طرف روانہ کیا اور قاضی ابن قادوس کی ماتحتی میں جنگی کشتیوں کا بیڑہ دریا کے راستے یافا کی جانب بھیجا چنانچہ تاج المعالی نے عسقلان کے قریب پہنچ کر پڑاؤ ڈالا۔ قاضی قادوس نے تاج العجم کو کہلا بھیجا ''آؤ ہم تم متفق ہو کر عیسائیوں پر حملہ کریں'' تاج العجم نے انکاری جواب دیا ''افضل امیر الجیوش کو اس واقعہ کی اطلاع ہوئی، افضل نے اسی وقت قاضی ابن قادوس کو تاج العجم کے گرفتار کر لینے کو لکھ بھیجا اور اپنے خادموں میں سے جمال الملک کو عسقلان کی جانب روانہ کیا اور شامی لشکر سرداری بھی اسی کو عطا کی۔

سناء الملک کا عیسائیوں پر حملہ:......۴۹۶ھ انہیں واقعات پر مکمل ہو جاتا ہے آئندہ ۴۹۷ھ میں مصری اور عیسائیوں فوجوں میں آپس میں کسی قسم کی چھیڑ چھاڑ نہیں ہوئی ۴۹۸ھ میں وزیر السلطنت افضل نے اپنے دوسرے بیٹے سناء الملک حسین کو عیسائیوں کے مقابلہ پر روزانہ کیا اور جمال الملک کو اس کے ساتھ جانے کا حکم دیا۔ چنانچہ سناء الملک پانچ ہزار فوج کی جمعیت سے عیسائیوں سے لڑنے روانہ ہوا طغتکین اتابک والی دمشق سے کمک طلب کی۔ طغتکین نے تیرہ سو سوار بھیج دیئے عسقلان اور یافا کے درمیان مسلمان اور عیسائی فوجوں کا مقابلہ ہوا اور ہزاروں آدمی کام آ گئے اس کے بعد دونوں فریق ایک دوسرے سے خود بخود علیحدہ ہو گئے، اسلامی لشکر عسقلان اور دمشق کی طرف واپس آ گئے۔

بکتاش کی سازش:......۴۹۷ھ میں بکتاش بن تتش عیسائیوں سے مل گیا تھا۔ وجہ یہ تھی کہ طغتکین نے اپنے دوسرے بھتیجے وفاق بن تتش کو حکومت کی کرسی پر بٹھانے کا ارادہ کیا تھا، اسی وجہ سے بکتاس نے عیسائیوں سے سازش کر لی تھی اور ان کے مل گیا تھا۔

طرابلس پر عیسائی حملہ: ......طرابلس پر خلافت علویہ کی حکومت کا پھریرہ اُڑ رہا تھا۔ اسی خطرناک زمانہ میں عیسائیوں نے اس کا بھی محاصرہ کر رکھا تھا۔ محصوروں کی مدد اور کمک مصری دارالخلافت سے آ رہی تھی۔ ۵۰۳ھ کے دور میں جہازوں کا بیڑہ دریا کے راستے عیسائی مقبوضات سے طرابلس کے ساحل پر پہنچا، سردار قمص کبیر یعنی ریمینڈ بن صنجیل تھا۔ اس بیڑہ میں غلہ، رسد اور فوج کی کافی مقدار تھی، سروانی صنجیل کا بھانجا پہلے سے طرابلس کا محاصرہ کیے ہوئے تھا سروانی اور ریمینڈ میں ان بن ہوگئی۔ بغدوین والی بیت المقدس نے بہت جلد دونوں میں صلح کرادی۔ ادھر ان دونوں نے متفق ہو کے طرابلس پر حملہ کیا اُدھر مصر سے محصوروں کی آمد و رفت بند ہوگئی۔

طرابلس کی فتح: ......عیسائیوں نے طرابلس کے شہر پناہ پر چڑھنے کی غرض سے چند برج بنائے تھے جن کو آہستہ آہستہ لڑتے ہوئے شہر پناہ کی دیوار سے جا کے ملا دیا۔ عیسائی فوجیں اسی کے ذریعہ سے شہر پنا کی دیوار پر چڑھ گئیں اور لڑتے ہوئے دوسری ذی الحجہ ۵۰۳ھ فتح کرلیا۔ بہت خونریزی ہوئی ہزار ہا قید و گرفتار کر لئے گئے۔ والی طرابلس نے مفتوح ہونے سے پہلے اپنے چند سردار لشکر کے ساتھ امن حاصل کرلی تھی اور اس جان کاہ واقعہ سے پہلے دمشق چلا گیا۔

اس کامیابی کے بعد ایک دوسرا بیڑہ کشتیوں کا طرابلس کے ساحل پر پہنچا جس پر ایک سال کے خرچ کا غلہ بھرا ہوا تھا' عیسائیوں نے 'صور' صیدا' اور بیروت کے محاصر فوجوں پر تقسیم کر دیا مختصر یہ کہ آہستہ آہستہ عیسائیوں نے شام کے تمام ساحلوں پر قبضہ کرلیا۔

ایک وضاحت: ......ہم نے ان واقعات کو حکومت علویہ کے تذکرہ میں اس وجہ سے خاص طور سے تحریر کیا ہے کہ ان مقامات پر خلافت علویہ کا قبضہ تھا۔ بقیہ حالات کو عیسائیوں کی تاریخ کے ضمن میں بیان کریں گے انشاء اللہ تعالیٰ۔

مصریوں کا عسقلان پر قبضہ: ......عسقلان پر خلافت علویہ مصر کا قبضہ تھا اس کی حکومت شمس الخلافۃ نامی ایک امیر کے قبضہ میں تھی۔ بیت المقدس کے گورنر بغدوین شمس الخلافت علویہ سے اپنے تعلقات نیازمندی ختم کر لئے۔ یہ خبر دربار خلافت مصر تک پہنچی، امیر الجیوش افضل نے ایک فوج تیار کر کے عسقلان کی جانب روانہ کی اور امیر لشکر تک یہ ہدایت کر دی کہ جس وقت شمس الخلافۃ لشکر میں آئے فوراً گرفتار کر لینا کسی ذریعہ سے شمس الخلافت کو اس کی اطلاع ہوگئی کھلم کھلا مخالفت پر آمادہ ہو گیا۔ اور جتنے اہل مصر اس کے شہر میں تھے سب کو نکال دیا۔

شمس الخلافت کا قتل: ......وزیر السلطنت امیر الجیوش افضل نے غصہ ٹھنڈا کرنے کے لئے شمس الخلافت کو نہایت نرمی کا خط لکھا اور اس کو اس کے عہدہ پر بحال رکھنے کا اظہار کیا مگر شمس الخلافت کا دل وزیر السلطنت کی طرف سے صاف نہ ہوا ساتھ ہی اس کے اہل عسقلان کو اس سے کشیدگی ومنافرت پیدا ہوا گئی۔ سب نے متفق ہو کر حملہ کر دیا، مگر گرفتار کر کے قتل کر ڈالا ❶۔ اور خلیفہ آمر باحکام اللہ اور وزیر السلطنت افضل کے دربار میں اس واقعہ کی اطلاع کر دی خلیفہ آمر نے دارالخلافت مصر سے ایک شخص کو امیر مقرر کر کے عسقلان روانہ کیا۔ اس امیر نے عسقلان پہنچ کر اہل عسقلان کے ساتھ نہایت رحم و انصاف کا برتاؤ کیا شورش و بغاوت جتنی تھی ختم ہوگئی۔ نظام حکومت درست ہو گیا۔

عیسائیوں کا صور پر حملہ: ......اس واقعہ کے بعد بغدوین عیسائی بادشاہ بیت المقدس نے شہر صور پر حملہ کیا۔ صور بھی مصری خلافت علویہ کے مقبوضہ علاقوں میں سے تھا۔ عزالملک الاعز نامی ایک امیر اس شہر کا گورنر تھا آرمینیوں کا لشکر اس کی حفاظت کر رہا تھا۔ عیسائیوں نے اس شہر پر چاروں طرف سے محاصرہ کر کے لڑائی شروع کر دی۔ اہل صور نے طغتکین اتابک والی دمشق سے مدد کی درخواست کی، چنانچہ طغتکین اتابک اپنی فوج کے ساتھ اہل صور کی کمک پر آیا۔ مدتوں حصار اور لڑائی کا سلسلہ جاری اور قائم رہا اتنے میں فصل کی تیاری کا زمانہ آ گیا، عیسائی بادشاہ اس خوف سے کہ طغتکین والی دمشق عیسائی مقبوضات کے تیار شدہ فصل کو لوٹ نہ لے، محاصرہ اٹھا کے مکہ چلا گیا اور اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے اہل صور کو اس کے شر سے یوں بچالیا۔

بغدوین کی موت: ......ماہ ذی الحجہ ۵۱۱ھ میں بغدوین بادشاہ بیت المقدس نے فوجیں تیار کر کے مصر پر چڑھائی کی کوچ و قیام کرتا ہوا تنیس تک

❶ یہ واقعہ ۵۰۴ھ کا ہے۔ دیکھیں (تاریخ کامل ابن اثیر جلد نمبر ۱۰) مطبوعہ لیدن (مترجم)

پہنچا ایک روز تیرنے کی غرض سے نیل میں اترا موت کا وقت قریب آ گیا تھا پرانے زخم ہرے ہو گئے مجبوراً بیت المقدس کی جانب واپس آیا چنانچہ بیت المقدس پہنچ کر مر گیا۔ بیت المقدس کی بادشاہی کی وصیت قمص والی الرہا کے حق میں کر گیا، اگر اس وقت سلجوقیہ بادشاہوں میں خانہ جنگیاں اور آپس کے جھگڑے نہ ہوتے تو ان لوگوں نے عیسائیوں سے شام کے وہ سب علاقے واپس کے لئے ہوتے جن وہ قابض ہو گئے تھے مگر اللہ تعالیٰ جل شانہ نے اس نیک نامی صلاح الدین بن ایوب فاتح بیت المقدس کے لئے رکھ چھوڑا اور یہ سہرا اسی کے سر باندھا گیا۔

آمر کی افضل سے کشیدگی:......ہم اوپر بیان کر آئے ہیں کہ وزیر السلطنت افضل نے خلیفہ مستعلی کی وفات کے بعد خلیفہ آمر باحکام اللہ جس وقت کہ اس کی عمر پانچ برس تھی مسند خلافت پر بٹھایا تھا لہٰذا جب خلیفہ آمر کو افضل کا ہر کام میں آگے آگے رہنا ناگوار گزرنے لگا۔ ❶ چنانچہ افضل مصر میں مستقل ہو گیا اور گھر بار بھی وہیں بنالیا اور نہ چاہتے ہوئے بھی اپنی بیٹی کا نکاح خلیفہ آمر سے کر دیا۔ اپنے ساتھیوں سے وزیر السلطنت افضل کے قتل کے بارے میں مشورہ کیا اس کا چچازاد بھائی عبدالمجید ❷ جو اس کا ولی عہد بھی تھا بولا خلافت مآب، حکومت کی خیر خواہی کرتا چلا آ رہا ہے جس وقت لوگوں کو یہ بات معلوم ہو گی کیا کیا خیالات نہ پیدا ہوں گے اس کے علاوہ اس کو قتل کرنے سے پہلے کسی شخص کو قلمدان وزارت سپرد کر دینا چاہئے، تا کہ آئندہ خطرات سے آپ محفوظ رہیں'' خلیفہ آمر یہ سن کر خاموش ہو گیا تھوڑی دیر کے بعد عبدالمجید نے یہ رائے دی'' کہ ابو عبداللہ بن بطائحی ❸ کے ذریعہ سے اس اہم کام کو انجام دینا چاہئے ابو عبداللہ اس کا معتمد علیہ اور ساتھی بھی ہے وہی اس کام کو کچھ اچھا کرے گا اور وہی ایسے لوگوں کو متعین کرے گا جو افضل کو قتل کر دیں گے۔

وزیر ''افضل'' کا قتل:......چنانچہ خلیفہ آمر نے ابو عبداللہ کو اپنے محل میں طلب کر کے وزیر السلطنت افضل کے قتل کر ڈالنے کی خواہش ظاہر کی اور عہد وزارت پر مقرر کرنے وعدہ کیا لہٰذا ابو عبداللہ نے دو شخصوں کو وزیر السلطنت کے قتل پر مقرر کیا جنہوں نے مصر میں قتل کر ڈالا جب کہ وہ اپنے مؤکب کے ساتھ قاہرہ کو مصر سے جا رہا تھا۔ یہ واقعہ ۵۱۵ھ کا ہے۔

آ بیل مجھے مار:......وزیر السلطنت افضل پہلے کی طرح عید کے دن قاہرہ کے خزانۃ السلاح کو انعام واکرام تقسیم کرنے کی غرض سے جا رہا تھا۔ خدام اور فوج کی کثرت، خلائق اور تماشائیوں کے ہجوم کی وجہ سے گرد وغبار بہت اٹھ رہا تھا۔ وزیر السلطنت کو اس سے تکلیف ہوئی حکم دیا کہ ہمارے ساتھ کوئی شخص نہ آئے، ساری فوج ہم سے اتنے فاصلے پر رہے کہ مابدولت تک گرد وغبار نہ پہنچ سکے۔ چنانچہ فوج پیچھے رہ گئی اور خود آگے بڑھ گیا دو شخص جن کو ابو عبداللہ نے اس کے قتل پر مقرر کیا تھا۔ ایک گوشہ سے نکل کر وزیر السلطنت کی طرف لپکے ایک نے تلوار چلائی دوسرے نے نیزہ مارا۔ زخمی ہو کر گھوڑے سے زمین پر آ گرا، اتنے میں ایک تیسرے آدمی نے آ کر پیچھے سے کولہوں کے درمیان خنجر سے وار کیا ❹، قاتلوں نے بھاگنے کی کوشش کی لیکن اس میں ان کو کامیابی ہوتی نظر نہ آئی تو خودکشی کر لی وزیر السلطنت محل اٹھالا گیا اس وقت تک اس میں کچھ دم باقی تھا خلیفہ آمر عیادت کے لئے آیا اور دریافت کیا ''تمہارا خزانہ کہاں کہاں ہے'' عرض کی ''اس کا باپ اسامہ قاہرہ کا قاضی تھا'' اور جو دفینہ اس سے بتائی جائی لہٰذا جب افضل اپنی وزارت کا اٹھائیسواں سال پورا کر کے داعی آجل کو لبیک کہہ کر ملک عدم ہوا۔

افضل کا خزانہ:......خلیفہ آمر نے اس کے مال واسباب اور خزانہ کی پوری طرح سے نگرانی کی چھ ہزار روٹو کرے، اشرفیوں کے پچاس ہزار روپیوں کے رنگ برنگ کے ریشمی کپڑے، بغدادی، اسکندری، اسباب، ہندی برتن سونے چاندی کے طرح طرح کی خوشبودار چیزیں، عنبر ومشک بے شمار برآمد ہوئے اسی کے ذخائر واسباب میں ہاتھی دانت اور آبنوس کے ٹکڑوں ایک مصنوعی پہاڑ ملا تھا جس پر چاندی جڑی ہوئی تھی پہاڑ پر ایک مثمن (ہشت پہل) چبوترا عنبر جس کا وزن ایک ہزار رطل ❺ تھا اور اس چبوترا پر سونے کی چڑیا بنی ہوئی تھی جس کے پاؤں سرخ مرجان کے تھے'' چونچ زمرد اور

---

❶ ......تصحیح واستدراک، مفتی ثناء اللہ محمود۔ ❷ ......دیکھیں (تاریخ کامل ابن اثیر جلد نمبر ۱۰ صفحہ نمبر ۵۹۰، ۵۹۱)۔ ❸ ......ابو عبداللہ بن بطائحی محل میں قالین وغیرہ بچھانے کا کام کیا کرتا تھا چنانچہ افضل نے اس کو ترقی دے کر اپنے ذاتی کاموں میں استعمال کرنا شروع کر دیا اور اس کو حاجب بنالیا، دیکھیں تاریخ ابن خلدون جدید عربی ایڈیشن (جلد نمبر ۴ صفحہ نمبر ۷۳) تصحیح واستدراک ثناء اللہ محمود۔ ❹ ......ایک نسخے میں دو قاتلوں کا ذکر ہے جیسے یہاں تھا جو صحیح نہیں ہے دیکھیں (تاریخ الکامل ابن اثیر جلد نمبر ۱۰ صفحہ نمبر ۵۸۹) تصحیح واستدراک ثناء اللہ محمود۔ ❺ ......موجودہ رائج وزن کے مطابق ایک رطل ۳۳ تولہ کا ہوتا ہے۔ اس حساب سے وہ چبوترہ ۳۳ ہزار تولہ کا ہوا۔ (مترجم)۔

آنکھیں یاقوت کی تھیں۔ امیر الجیوش افضل اس چبوترا اپنے محل میں رکھتا تھا جس سے سارا مکان معطر ہو جاتا تھا، قدرت کی یہ نیرنگی یاد رکھنے کے قابل ہیں یہ سب مال وذخیرہ صلاح الدین کے قبضہ میں آیا۔

بطائحی کی وزارت: ......ابن اثیر ❶ لکھتا ہے بطائحی کا باپ، عراق میں وزرات مآب افضل کے مخبروں میں تھا بچپن میں اس کے سر سے اس کے باپ کا سایہ اٹھ گیا، کوئی متروکہ چھوڑا نہایت تنگی سے پالا گیا سن شعور کو نہ پہنچنے پایا تھا کہ ماں بھی مرگئی، پہلے تو اس نے معماری کا کام سیکھا، پھر حمالی کا کام کرنے لگا اکثر اوقات مال واسباب اٹھا کر محل وزارت میں لایا کرتا تھا امیر الجیوش افضل کو اس کی غربت وکمزوری پر رحم آ گیا، فرشوں کے زمرہ میں نوکر رکھ لیا، ترقی کرتے کرتے کے عہد پر پہنچ گیا، لہٰذا جب امیر الجیوش افضل مارا گیا تو خلیفہ آمر نے اس کو افضل کی جگہ وزارت کے عہدہ سے سرفراز فرمایا، اگرچہ بطائحی، ابن فاتت اور ابن قائد کے نام سے مشہور تھا لیکن خلیفہ آمر نے عہدہ وزارت عطا کرنے بعد ''جلال الاسلام'' کا لقب مرحمت کیا ،خلعت دی، وزارت کے دوسرے سال ''المامون'' کا خطاب دیا۔

آمر اور بطائحی کی ناراضگی: ......تھوڑے دنوں میں بعد افضل کی طرح سلطنت کے معاملات میں ظلم وستم اور سختی سے کام لینے لگا۔ اس سے خلیفہ آمر کو کشیدگی پیدا ہوئی، مامون کو بھی اس سے کشیدگی سے منافرت اور وحشت ہو چلی۔ مامون کا ایک بھائی ملقب بہ مؤتمن تھا مامون نے خلیفہ آمر سے مشورہ کر کے ایک گروہ بھی گیا جس میں علی بن سلار، تاج الملوک، سنا الملک الجمل اذرری الحروب وغیرہ تھے ان لوگوں کی روانگی کے بعد مامون نے قاہرہ میں قیام اختیار کیا فوج آرائی اور ترتیب لشکر کی فکر کرنے لگا لوگوں نے خلیفہ آمر سے اس کی شکایت شروع کردی کہ یہ خود کو نزار کی اولاد میں سے بتلاتا ہے کہتا ہے کہ میں نزار کی لونڈی کے بطن سے ہوں جو محل خلافت سے عاملہ نکل آئی تھی، ساتھ ہی اس کے یہ خبر بھی خلیفہ آمر کے کان تک پہنچادی کہ مامون نے نجیب الدولہ کو یمن میں اپنی امارت کی دعوت دینے کے لئے روانہ کیا ہے آمر نے اس امر کے انکشاف کی غرض سے چند لوگوں کو یمن روانہ کیا۔

مامون اور مؤتمن کی گرفتاری: ......جس وقت خلیفہ آمر کا دل مامون کی شکایتیں سنتے سنتے فکر تردد سے بھر گیا اور طرح طرح کے خیالات اس کے دماغ کو پراگندہ کرنے لگے، اس وقت اس سپہ سالاروں کو قاہرہ میں بلا بھیجا جو مامون کے بھائی کے ساتھ اسکندریہ میں مقیم تھے........علی بن سلار کو اس سے تردد پیدا ہوا مگر خلیفہ کا حکم تھا خلاف وزری کی کس میں طاقت تھی، سب کے سب ماہ رمضان ۵۱۹ھ میں دار الخلافت قاہرہ آ گئے اس کے بعد مؤتمن بھی اجازت حاصل کر کے اسکندریہ سے قاہرہ چلا آیا، خدام خلافت ہمیشہ کی طرح افطار کرنے قصر خلافت میں حاضر ہوئے مامون اور مؤتمن بھی افطار کے لئے قصر خلافت میں حاضر ہوا خلیفہ آمر نے ان دونوں بھائیوں کو گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا۔

مامون ومؤتمن کا قتل: ......اگلے دن دربار عام کر کے ان دونوں بھائیوں کے حالات اور بے جا کاروائیوں کو ظاہر کیا۔ اور عہدہ وزارت پر کسی کو مقرر نہ فرمایا دفتر وزارت سے دو آدمیوں کو خراج، زکوٰۃ اور ٹیکس کے وصول کرنے پر مقرر کیا کچھ عرصے بعد ان دونوں آدمیوں کو ظلم کی وجہ سے معزول ومعطل فرمایا اس کے بعد جو لوگ مامون کی تفتیش کی غرض سے یمن گئے ہوئے تھے بارگاہ خلافت میں حاضر ہوئے اور نجیب الدولہ مامون اور مؤتمن کو قتل کر کے صلیب پر چڑھا دیا۔

آمر کا قتل اور حافظ لدین اللہ کی خلافت: ......خلیفہ آمر اپنی خواہشات نفسانیہ میں ڈوبا ہوا تھا مگر پھر بھی ترقی کا خواہاں تھا طرقہ یہ ہے کہ دلی کوشش بھی نہ کرتا تھا، کبھی عراق جانے کا ارادہ کرتا تھا پھر رک جاتا تھا، طبیعت موزوں پائی تھی دو چار اشعار کہہ لیا کرتا تھا ان میں سے یہ دو شعر ہیں۔

اصبحت لاارجو ولااخشیٰ الا الہ ولہ الفضل جد ی نبی اوما می ابی ومذھبی التوحید والعدل

مجھے نہ کسی سے کوئی تمنا ہے اور نہ میں کسی سے ڈرتا ہوں سوائے اپنے اللہ کے اور وہ فضل والا ہے میرا دادا نبی ہے اور باب امام ہے اور میرا مذہب توحید اور عدل ہے

خلیفہ آمر کا قتل: ......فرقہ بعد ان میں سے دس آدمیوں نے ایک مکان میں جمع ہو کر اس کے قتل کا مشورہ کیا، ایک روز خلیفہ آمر سوار ہو کر روضہ کی

❶ ......دیکھیں (تاریخ کامل ابن اثیر جلد نمبر ۱۰ صفحہ نمبر ۶۲۹)۔

طرف جارہا تھا اس پل سے ہوکر گزار جو جزیرہ اور مصر کے درمیان تھا۔ ان دسوں آدمیوں کو اس کی خبر مل گئی آگے بڑھ کر راستے میں چھپ گئے لہٰذا جس وقت خلیفہ آمر پل سے گذرا تنگی راہ کی وجہ سے لشکر سے علیحدہ ہوکر چلا قاتلوں کو موقع مل گیا اچانک تلواریں تول کر ٹوٹ پڑے اور دیکھتے ہی دیکھتے قتل کر ڈالا۔ یہ واقعہ ۵۲۴ھ کا ہے ساڑھے انتیس برس خلافت کی چونتیس برس کی عمر پائی۔

برغش عادل اور برغود ہر یز ملوک اس کے دو خادم خاص تھے انہیں کے ذریعے وہ سلطنت کے معاملات کو انجام دیتا۔

آمر کی وصیت:.....لہٰذا جب خلیفہ آمر نے وفات پائی چونکہ اس کی کوئی اولاد نہ تھی اس وجہ سے اس کے چچا کے بیٹے میمون عبدالمجید بن امیر ابوالقاسم بن مستنصر باللہ کو جانشین کیا کہتے ہیں کہ خلیفہ آمر نے وصیت کی تھی کہ میری بیوی کو حمل ہے، میں نے خواب دیکھا کہ اس کے بطن سے لڑکا پیدا ہوا۔ لہٰذا میرے بعد وہی لڑکا مسند خلافت پر بٹھایا جائے' اور میمون عبدالمجید اس نگرانی و پرداخت کرتا رہے۔

حافظ لدین اللہ:.....چنانچہ اراکین حکومت نے میمون کے ہاتھ پر بطور نائب خلیفہ کے بیعت کی' حافظ لدین اللہ' کا خطاب دیا، مرحوم خلیفہ کی وصیت کے مطابق ہز برالملوک قلمدان وزارت سپرد کیا گیا اور سعید یاس جو وزیر السلطنت افضل کے خادموں میں سے تھا۔ اس کو داروغہ محل خلافت بنایا اس انتظام کے بعد محل میں اس مضمون کا فرمان پڑھا گیا۔

وزارت کی تبدیلی اور وزارت کا قتل:.....جس وقت یہ بات طے پائی گئی کہ وہ عہدہ وزارت ہز برالملوک کو عطا کیا جائے اور اسی وجہ سے ہز برالملوک کو خلعت عنایت ہوئی تو لشکریوں اور امراءلشکر کو ناگوار گزرا۔ اس ناراضگی میں سب سے بڑا حصہ رضوان بن وخش نے لیا تھا جو مصری لشکر کا سردار اور افسر اعلیٰ تھا۔ ابوعلی بن افضل اس وقت قصر خلافت میں موجود تھا برغش عادل نے لشکریوں اور امراءلشکر کی ناراضگی کا احساس کر کے ابوعلی کو وزیر السلطنت کے خلاف ابھار دیا چنانچہ ابوعلی نے حاصل کرنے وزارت حاصل کرنے کے لئے قصر خلافت سے خروج کیا جوں ہی محل سے باہر آیا لشکر اور امراءلشکر متفق الکلمہ ہو کے چلا اٹھے' ہذا الوزیر ابن الوزیر ہذا الوزیر ابن الوزیر' ہاتھوں ہاتھ ابوعلی کو اپنے کیمپ میں لے گئے مابین قصر خلافت وقصر وزارت ابوعلی کے قیام کے لئے خیمہ نصب کیا پورے شہر میں ہنگامہ برپا ہو گیا۔ قصر خلافت کے دروازے بند کردیئے گئے ہر طبقہ کے لوگوں میں بے چینی کی کیفیت پیدا ہوگئی خلیفہ حافظ مجبوراً ہز برالملوک کو عہدۂ وزارت سے معزول کیا اور جب اس پر ہنگامہ ختم نہ ہوتو اس کے قتل کرنے پر مجبور ہوا قلمدان وزارت ابوعلی احمد بن افضل کے سپرد کیا۔

حافظ کی معزولی:.....لہٰذا ابوعلی عہدۂ وزارت سے سرفراز ہوکر نہایت خوبی سے اس عہدۂ کے اہم معاملات کو انجام دینے لگا اور جیسا کہ اس جلیل القدر عہدے کا تقاضہ تھا اس کو پورا کیا۔ آدمی منتظم اور ہوشیار تھا خلیفہ حافظ کو اپنے حسن انتظام سے دبا لیا' اس سے تمام اختیارات چھین لئے' جو چاہتا تھا کر گزرتا تھا۔ خزانہ اور شاہی ذخائر میں نقد وجنس اپنے مکان میں اُٹھا لایا۔ یہ امامیہ اثناعشریہ مذہب رکھتا تھا اور حد درجہ کا متعصب اور سخت تھا فرقہ امامیہ اثناعشریہ کے تحریک سے اس نے قائم منتظر (یعنی مہدی موعود) کی دعوت قائم کی' سکہ پر' اللہ الصمد الامام محمد' وھو الامام المنتظر ❶ مسکوک کرایا۔ اسمٰعیل اور خلیفہ حافظ کے ناموں کو خطبہ سے نکال دیا۔ اذان میں' حی علیٰ خیر العمل کے کہنے کی ہدایت کی۔ اور خطیبوں کو حکم دیا کہ میرے نام کو ان ان اوصاف سے منبروں پر ذکر کرو' دماغ میں نخوت اتنی سما گئی تھی جن لوگوں نے خلیفہ آمر کو قتل کر ڈالنے ارادہ کر لیا اور اسی وجہ سے اُن لوگوں سے سازش کر لی تھی جن لوگوں نے خلفیہ آمر کو قتل کیا تھا مگر اس قادر نہ ہوسکا خلیفہ حافظ کو خلافت سے معزول کر کے ایک مکان میں قید کر دیا۔

ابوعلی کا قتل:.....ہوا خواہان خلافت علویہ شیعہ کو یہ امر شاق گزرا لشکریوں کو ملا اس کے قتل کا آپس میں عہد و پیمان کیا' چنانچہ ابوعلی ایک روز اپنے لشکر کے ساتھ شہر کے باہر جوگان کھیلنے کو گیا تھا چند سپاہی کمینگاہ میں چھپ گئے جس وقت ابوعلی اس طرف سے ہوکر گزرا ان سپاہیوں نے کمینگاہ سے نکال کر ابوعلی نیزے چلائے جس سے ابوعلی زخمی ہوکر گر پڑا اور اسی وقت تڑپ کر دم توڑ دیا۔

ابوعلی کے مارے جانے کے بعد امراءلشکر نے خلیفہ حافظ کو قید سے نکالا اور دوبارہ اس کے ہاتھ پر خلافت وامارت کی بیعت کی۔ لشکر نے ابوعلی کا

❶ .....ترجمہ:۔ اللہ تعالیٰ بے نیاز ہے، اور امام محمد ہے اور وہ امام ہے جس کے آنے کا انتظار ہے۔ تصحیح واستدراک مفتی ثناءاللہ محمود۔

مکان لوٹ لیا۔ باقی جو رہ گیا اس کو خلیفہ حافظ تجدید کے بعد قصر خلافت میں اٹھالایا۔

یانس حفظی:...... خلیفہ حافظ نے ابوعلی کے قتل کے بعد قلمدان وزارت ابوالفتح یانس حافظی کو عطا فرمایا ''امیر الجیوش کا خطاب دیا، یہ بہت بارعب وذی وجاہت تھا، اس نے بھی تھوڑے دنوں بعد خلیفہ حافظ کو دبالیا۔ اس سے دونوں گروہوں میں کشیدگی پیدا ہوئی۔ کہا جاتا ہے کہ خلیفہ حافظ نے اس کے غسل خانہ میں زہر آلود پانی رکھوادیا جس کی وجہ سے یانس کی موت وقوع میں آئی یہ واقعہ آخری ذی الحجہ ۵۲۶ھ کا ہے۔

بیٹے کی باپ سے بغاوت:...... وزیر السلطنت یانس کے ہلاک ہونے کے بعد خلیفہ حافظ نے ارادہ کیا کہ آئندہ یہ عہدہ جلیلہ کسی غیر کو نہ دیا جائے تاکہ آئندہ خطرات کا جس کا سامنا گذشتہ ایام میں حکومت کو کرنا پڑا تھا نہ کرنا پڑے چنانچہ اس خیال سے وزارت کے اہم ذمہ داریوں کے امور پر اپنے بیٹے سلیمان کو مقرر کیا اتفاق ایسا پیش آیا کہ دو مہینے بعد سلیمان مر گیا تب اپنے دوسرے بیٹے حسن کو اس خدمت پر متعین کیا۔ حسن نے یہ گل کھلائے کہ اس نے دعویٰ خلافت کر دیا اور اپنے باپ خلیفہ حافظ کو قید کر لینے کے ارادہ میں اس کی اطاعت کی، کسی ذریعہ سے خلیفہ حافظ کو اس کی خبر مل گئی بحکمت عملی اس کے ساتھیوں اور حمایتوں میں نفاق پیدا کرا دیا۔

حسین جبن حافظ کا قتل:...... بیان کیا جاتا ہے کہ اس رات میں خلیفہ حافظ نے چالیس آدمیوں کو ایک کے بعد ایک قتل کیا پھر اپنے ایک خادم کو قصر خلافت سے حسن کو قتل کرنے کے لئے روانہ کیا، حسن نے اس کو نیچا دکھا دیا، اب اس وقت حافظ تنہا بے یارومددگار رہ گیا سارا کارخانہ درہم وبرہم ہو گیا مجبور ہو کر بہرام ارمنی کو پیام دیا کہ ارمنی فوج کو ہماری مدد پر آمادہ کر دو چنانچہ بہرام نے ارمینیوں کو ابھار دیا ارمینیوں نے حسن پر یورش کی اور قصر خلافت وقصر وزارت کے درمیان میں صف آرائی ہوئی۔ قصر وزارت کو جلانے کی غرض سے لکڑیاں جمع کیں حسن یہ خبر سن کر قصر وزارت سے نکل آیا اور ارمینیوں سے لڑنے لگا۔ بالآخر ارمینیوں نے اس کو گرفتار کر کے خلیفہ حافظ کے سامنے پیش کیا خلیفہ حافظ نے اپنے ہاتھ سے اس کو قتل کر کیا پنے کلیجے کو ٹھنڈ کیا۔ یہ واقعہ ۵۲۹ھ کا ہے۔

بہرام کی وزارت:...... حسن بن حافظ کے مارے جانے کے بعد ارمینیوں نے جمع ہو کر بہرام کی وزارت کی تحریک کی، خلیفہ حافظ نے ان کی درخواست پر بہرام کو خلعت وزارت عطا فرمائی سلطنت کے معاملات سیاہ وسفید کرنے کی اجازت دی، بہرام نے عہدۂ وزارت سے ممتاز ہو کر ارمینیوں کو انتظامی اور مالی صیغوں میں بھرنا شروع کیا اور مسلمانوں کی اہانت کرنے لگا۔ رضوان بن ونحش کو جو کہ محل کا داروغہ تھا اور حکومت علویہ کا ایک نامور خیرخواہ تھا، بہرام کی وزارت سے کشیدگی پیدا ہوئی اکثر اوقات بہرام کے طرز عمل اور وزارت پر نکتہ چینیاں کرتا تھا۔ بہرام نے مصلحتاً رضوان کو صوبہ غربیہ کی سند حکومت دے کر قاہرہ سے علیحدہ کر دیا۔

بھائی کی گرفتاری:...... رضوان نے تھوڑے دنوں بعد ایک فوج مرتب کر کے قاہرہ پر حملے کا ارادہ کیا۔ بہرام یہ سن کر دو ہزار ارمینیوں کے ساتھ قوص بھاگ گیا۔ قوص پہنچ کے اپنے بھائی کو مقتول پایا مگر پھر بھی اہل قوص سے کسی قسم کا مواخذہ نہ کیا کچھ عرصے بعد قوص سے نکل کر اسوان کی جانب آیا کنز الدولہ اسوان کے گورنر نے شہر پناہ کے دروازے بند کر لئے بہرام کی گرفتاری کے لئے روانہ کیا چنانچہ ابراہیم، بہرام ان آرمینیوں سمیت جو اس کے ساتھ تھے امان دے کر گرفتار کرلایا، خلیفہ حافظ نے اس کو اپنے قصر خلافت میں نظربند رکھا یہاں تک کہ وہ اپنے مذہب ودین پر مر گیا، رضوان قلمدان وزارت کا مالک ہوا۔ ''الافضل'' کا لقب اختیار کیا، یہ سنی المذہب تھا اور اس کا بھائی ابراہیم امامیہ مذہب رکھتا تھا۔

رضوان کی وزارت:...... رضوان نے بھی عہدۂ وزارت سے ممتاز وسرفراز ہو کر ہاتھ پاؤں نکالے امور سلطنت پر غالب ہونے کا ارادہ کیا۔ ایک ہاتھ میں قلم غرض مالی اور انتظامی دونوں صیغوں کی نگرانی کرنے لگا۔ ٹیکس اور بہت سے محصولات معاف کر دیئے اور جو شخص اس کے خلاف مرضی ٹکس قائم کرتا یا محصول وصول کرتا تھا اس کو سزائیں دیتا تھا۔

رضوان اور حافظ کی کشیدگی:...... ان امور سے خلافت مآب کو ناراضگی پیدا ہوئی داعی الدعاۃ اور فقہاء امامیہ کو طلب کر کے رضوان کی معزولی کے

بارے میں مشورہ کیا، ان لوگوں نے خلافت مآب کی رائے سے اختلاف کیا، تب خلیفہ حافظ نے پچاس سواروں کو گلی کوچہ میں رضوان کی مخالفت اوراس کے برخلاف ہنگامہ کرنے کی تحریک کرنے اور ترغیب دینے پر مقرر فرمایا۔ رضوان کے کان تک یہ خبریں پہنچیں، پندرہویں شوال ۵۳۳ھ کو قاہرہ سے جان کے خوف سے بھاگ نکلا بازاریوں اور لشکریوں نے اس کے محل کو لوٹ لیا، خلیفہ حافظ سوار ہو کے قصر وزارت کی جانب آیا۔ فتنہ وفساد فرو ہوگیا، جو کچھ مال غارتگری سے بچ گیا تھا اس کو قصر خلافت میں اٹھوالایا۔

رضوان کی گرفتاری:......رضوان، قاہرہ سے نکل کر شام کی طرف ترکوں سے مدد طلب کرنے کے لئے روانہ ہوا تھا، اس کے ساتھیوں میں اور لوگوں کے علاوہ شادر نامی ایک شخص تھا جو اس کا معتمد علیہ اور منتخب خیر خواہ تھا خلیفہ حافظ نے اس سے مطلع ہو کر کہ رضوان ترکوں سے مدد حاصل کرنے شام جارہا ہے امیر بن مضیال کو رضوان واپس لانے کے لئے بھیجا چنانچہ امیر نے سمجھا بجھا کے اور امان دے کر رضوان کو قاہرہ کی جانب واپس کیا جوں ہی قصر خلافت میں خلیفہ حافظ کی دست بوسی کو حاضر ہوا خلیفہ حافظ نے قید کر لینے کا اشارہ کردیا۔

رضوان کا قتل:......بعض کہتے ہیں کہ رضوان قاہرہ سے نکل کر سرحد چلا گیا تھا۔ والی سرحد امین الدولہ کمشتکین نے رضوان کی بڑی آؤ بھگت کی ایک مدت تک رضوان سرحد میں ٹھہرا رہا پھر ۵۳۴ھ میں مصر پر حملہ کیا قصر خلافت کے دروازہ پر شاہی لشکر سے لڑا اور اس کو شکست دی، مگر اس کے بعد ہی اس کے ساتھیوں میں نفاق پیدا ہوگیا ایک دوسرے سے علیحدہ ہوگیا، کچھ لوگوں نے شام کی جانب روانگی کا ارادہ کیا اور چند لوگوں نے شاہی لشکر سے میل جول پیدا کرلیا، خلیفہ حافظ نے اس بات کو محسوس کر کے امیر بن مضیال کے ذریعہ سے رضوان کو گرفتار کر کے قید کردیا، ۵۴۳ھ تک قید میں رہا اس کے بعد ایک روز جیل میں نقب لگا کر بھاگ گیا۔ جیزہ پہنچا مغربیوں کو جمع کر کے قاہرہ کی طرف واپس آیا جامع ابن طولون کے قریب شاہی لشکر سے معرکہ آراء ہوا، شاہی لشکر کو شکست ہوئی، رضوان کامیابی کا جھنڈا لئے ہوئے قاہرہ میں داخل ہوا، جامع اقمر کے قریب قیام کیا اور خلیفہ حافظ سے کہلا بھیجا کہ لشکریوں کے انعام تقسیم کرنے کے لئے روپیہ بھیج دو چنانچہ خلیفہ کے پہلے حسب دستور قدیم بیس ہزار دینار بھیجے پھر بیس بیس ہزار یکے بعد دیگرے مزید روانہ کئے۔ رضوان کو اب اس سے ایک گونہ اطمینان حاصل ہوگیا مگر خلیفہ حافظ اس کے استیصال میں لگا رہا۔ چنانچہ سوڈانیوں کے ایک گروہ کو رضوان کے قتل پر متعین کردیا جنہوں نے موقع پا کر رضوان کو مار ڈالا اور سر اتار کے خلیفہ مآب کے پاس لائے، خلیفہ حافظ نے سجدہ شکر ادا کیا اور اپنی حکومت وسلطنت کے کاروبار کو بنفس نفیس انجام دینے لگا۔ اس کے بعد مرتبہ وزارت پر کسی کو مقرر نہ کیا یہ عہدہ خالی ہی رہا۔

ظافر کی خلافت:......۵۴۴ھ میں خلیفہ حافظ لدین اللہ عبدالمجید بن امیر ابوالقاسم احمد بن مستنصر نے جب کہ خلافت کو ساڑھے انیس سال گزر چکے تھے وفات پائی۔ ابوالعالیہ سے روایت ہے کہ اس نے اپنے عمر کے ستر (۷۰) ❶ مرحلے طے کئے تھے یہ اپنے آخر زمانہ خلافت میں بلا کسی وزیر کے امور سلطنت کو انجام دیتا رہا اس کے مرنے کے بعد اس کا بیٹا ابومنصور اسماعیل اس کا ولی عہد مسند خلافت پر متمکن ہوا اور ''الظافر بامر اللہ'' کا خطاب اختیار کیا۔

ابن مضیال ❷ وعادل کی وزارت:......خلیفہ حافظ نے تقرر ولی عہدی کی تقرری کے وقت اپنے آئندہ جانشین کو امیر بن مضیال کی وزارت کی وصیت اور ہدایت کی تھی لہٰذا خلیفہ ظافر وصیت کے مطابق چالیس دن تک امیر بن مضیال سے وزارت کا کام لیتا رہا اس کے بعد عادل بن سلار والی اسکندریہ عہدۂ وزارت حاصل کرنے کے لئے اسکندریہ سے قاہرہ کی طرف بڑھا اس کے ساتھ اس کی بیوی (جو اس کی چچازاد بھی تھی) بلادرۃ بنت ابو القاسم اور اس سے اس کا بیٹا عباس بھی تھا، جب عباس جوان ہوا تو حافظ کے پاس چلا آیا، حافظ نے اس کو غربی علاقوں کا وزیر بنادیا، ابن سلار ابن مضیال کے وزیر بنائے جانے پر خوش نہ تھا، عباس بھی اس کا ہم خیال ہوگیا اور دونوں نے ابن کو معزول کرانے کے بارے میں سوچ بچار شروع کردی، ابن مضال نے ظافر سے شکایت کی اس نے کوئی توجہ دی، ذوحرب نے کہا کہ یہاں ایسا کوئی آدمی نہیں جو ابن سلار سے قتال کرے، یہ سن کر ظافر غصہ ہوگیا اتفاق ہوا یہ کہ امیر مضیال وزیر السلطنت کسی ضرورت سے ان دنوں سوڈان گیا ہوا تھا، عادل نے قاہرہ پہنچ کر قاصر وزارت پر قبضہ کرلیا اور قلمدان

---

❶......ہمارے پاس موجود جدید ایڈیشن (جلد نمبر ۴ صفحہ نمبر ۷۷ پر ستر (۷۰) کے بجائے ستتر (۷۷) سال تحریر ہے۔ (مصحح)

❷......ہمارے پاس موجود جدید عربی ایڈیشن جلد نمبر ۴ صفحہ نمبر ۷۷ پر ابن مضیال کے بجائے ابن مصال تحریر ہے۔ (مصحح)

وزارت کا مالک بن ہو گیا۔

عادل نے قلمدان وزارت کے مالک ہونے کے بعد عباس بن ابوالفتوح بن تمیم بن معز بن بادیس صنہاجی کو جو کہ اس کا سوتیلا بیٹا بھی تھا ایک لشکر کے ساتھ امیر بن مضیال معزول وزیر سے جنگ کرنے کے لئے روانہ کیا چنانچہ عباس نے امیر بن مضیال پر جنگ کے ذریعے فتحیابی حاصل کی اور اس کو مار بھی ڈالا امیر کے قتل کئے جانے سے عادل کی وزارت کو استقلال اور استحکام ہو گیا۔

عادل بن سالار کے ساتھ بلارہ بنت قاسم بن تمیم بن بادیس اور اس کا بیٹا عباس بھی تھا۔ بلارہ پہلے ابوالفتوح بن یحییٰ کے نکاح میں تھی ۵۰۹ھ میں علی بن یحییٰ تمیم بن معز والی افریقہ نے اپنے بھائی ابوالفتوح کو کسی وجہ سے افریقہ سے نکال دیا تھا چنانچہ ابوالفتوح اپنی زوجہ بلارہ اور اپنے بیٹے عباس کے ساتھ مصر آ گیا اس وقت یہ نہایت کم عمر تھا۔ ابوالفتوح نے مصر میں پہنچ کر اسکندریہ میں عادل بن سالار کے پاس قیام کیا۔ عادل نے عزت واحترام سے ٹھہرایا۔ چند دنوں کے قیام کے بعد ابوالفتوح مر گیا تو اس کی بیوی بلارہ نے عادل بن سلار سے نکاح کر لیا، عباس نے اسی کے پاس نشو ونما پائی، بڑا ہوا، اور اس کے ساتھ ساتھ وقت یہ عہدۂ وزارت حاصل کرنے قاہرہ آیا۔ دربار خلافت میں حاضر ہوا اور عادل کے عہدۂ وزارت سے سرفراز کیا گیا۔

عادل کے خلاف سازش:...... عادل نے ”رہ وزارت حاصل کر کے امور سلطنت کی نگرانی کی طرف توجہ کی خلیفہ کی اس کے سامنے کچھ بھی نہ چلتی تھی۔ جو چاہتا تھا کر گزرتا تھا اور خلیفہ ظافر منہ تکتا رہ جاتا تھا۔ انہیں وجوہات سے خلیفہ ظافر کو وزیر السلطنت سے کشیدگی پیدا ہوئی مگر وزیر السلطنت مسلسل خلیفہ ظافر کو اونچ نیچ سمجھاتا رہا اور اپنے فرائض منصبی کو نہایت خوبی وخوش اسلوبی سے انجام دیتا رہا تھا۔ ایک مرتبہ چند لونڈوں نے جو خلیفہ ظافر کی خدمت میں رہا کرتے تھے وزیر السلطنت کے قتل کا ارادہ کیا۔ وزیر السلطنت کو کسی ذریعہ سے اس کی خبر مل گئی۔ ان سب کو گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا اور ایک گروہ کو ان میں سے قتل کر ڈالا۔ خلیفہ ظافر نے دم تک نہ مارا۔ اسی کے زمانہ وزارت میں عسقلان پر عیسائیوں نے چڑھائی کی، اس نے عسقلان کو بچانے کے لئے کئی مرتبہ فوجیں روانہ کیں، آلات حرب اور رسد وغلہ بھیجتا رہا، مگر عیسائی حملہ آوروں نے عسقلان پر قبضہ ❶ کر ہی لیا جس سے حکمران علویہ کی کمزوری بڑھ گئی اور عوام الناس کے خیالات اس کی طرف سے بدل گئے۔

عباس بن ابوالفتوح:...... عباس بن ابوالفتوح سے جو وزیر السلطنت عادل کا سوتیلا بیٹا تھا اور خلیفہ ظاہر سے بہت قریبی تعلق تھا اکثر رات کو محل میں رات بجاتا تھا اس کا ایک بیٹا نصیر نامی تھا خلیفہ ظافر نے اس کو اپنا مخصوص خادم بنا رکھا تھا بیان کیا جاتا ہے کہ خلیفہ ظافر اس کو محبت بھری نگاہوں سے دیکھتا تھا۔ عادل نے عباس کو سمجھایا کہ اپنے بیٹے نصیر کو خلیفہ ظافر کی صحبت میں آنے جانے اور اس سے میل جول پیدا کرنے سے منع کر دو عباس نے اس پر کچھ توجہ نہ کی، تب عادل نے نصیر کی دادی بلارہ یعنی عباس کی ماں کو یہی سمجھایا۔ یہ بات نصیر اور عباس کو بری لگی عادل کی طرف سے ان کے دلوں میں میل آ گئی اس دوران عیسائیوں نے عسقلان پر فوج کشی کر دی۔ لہٰذا عادل نے فوجیں تیار کر کے سامان جنگ اور آلات حرب کے ساتھ عباس بن ابوالفتوح کو عسقلان کی جانب روانہ ہونے کا حکم دیا۔

عادل کا قتل:...... عباس نے خلیفہ ظافر کی خدمت میں حاضر ہو کر عادل کی شکایتوں کا دفتر کھول دیا اور تمام واقعات عرض کئے اتفاق سے مؤید الدولہ اسامہ بن منقذ امیر شیراز بھی دربار خلافت میں موجود تھا جو عباس کا دوست حمایتی تھا اس نے عادل کے قتل کر ڈالنے کی رائے دی۔ خلیفہ ظافر اور عباس نے اس کی ہاں میں ہاں ملائی عباس تو فوج کے ساتھ بلبیس چلا گیا اور اپنے بیٹے نصیر کو عادل کے قتل کی ہدایت کرتا گیا۔ چنانچہ نصیر ایک گروہ کے ساتھ اپنی دادی کے گھر آیا عادل اس وقت سو رہا تھا پہنچتے ہی عادل پر ایسا تلوار کا وار کیا کہ عادل بستر خواب پر ہی مر گیا سوتا کا سوتا رہا اس کے بعد عباس فوج کے ساتھ بلبیس سے واپس آیا اور خلیفہ ظافر کے قلمدان وزارت کا مالک بن گیا حکومت اپنے قبضہ میں لے کر نظم ونسق کرنے لگا۔ اہل عسقلان کو اس وقت تک عیسائیوں کے محاصرہ میں ایک مدت گزر چکی تھی اور اب تک وہ مدد کی امید میں غنیم کی دفاع کی کوشش کرتے جا رہے تھے مگر جب ان کو اس واقعہ کی خبر ملی اور دربار خلافت کی طرف سے مدد سے ناامیدی ہوئی تو انہوں نے طویل محاصرہ شہر عسقلان کو عیسائیوں کے حوالے کر دیا یہ سب واقعات

❶ عادل کے قتل کے بعد عیسائیوں نے عسقلان پر قبضہ کر لیا تھا، جیسا کہ آپ آگے پڑھیں گے۔ (مترجم)

۵۴۸ھ کے ہیں۔

فائز کی خلافت: ..... نصیر بن عباس جیسا کہ آپ پہلے پڑھ آئے یہی خلیفہ ظافر کا خاص دوست اور شب و روز کا ساتھی تھا اور خلیفہ ظافر بھی اس کو پیار کرتا تھا اس وجہ سے لوگوں کے خیالات اس کی طرف سے بُرے ہو رہے تھے جس کے منہ میں جو آتا تھا کہتا تھا اسامہ بن منقذ کو جو کہ عباس کا دوست اور خیر خواہ تھا ان افواہوں اور لوگوں کے خیالات ہی کی طرف سے بُرے ہو رہے تھے جس کے منہ میں جو آتا تھا کہتا تھا خیالات ظافر سے صدمہ پہنچتا تھا۔ اسامہ نے ایک دن عباس سے نصیر کے بارے میں لوگوں کے خیالات ظاہر کر کے کہنے لگا کہ اگر تم خلیفہ ظافر کا خاتمہ کر دو تو اس ننگ و عار سے تمہیں نجات مل جائے گی ورنہ قیامت تک تم پر یہ الزام رہے گا۔ عباس نے اپنے بیٹے نصیر کو اور اس کی بدفعلی اور خلاف فطرت افعال کے ارتکاب پر برا بھلا کہا لوگوں کے خیالات اور ان کی سرگوشیوں کا تذکرہ کرتے ہوئے یہ رائے دی کہ اگر تم خلیفہ ظافر کو کسی حیلہ سے قتل کر ڈالو تو تمہارے دامن سے یہ داغ مٹ جائے گا ورنہ قیامت تک لوگ کیا کچھ نہ کہیں گے۔ اس گفتگو سے نصیر کے دل میں غیرت آ گئی دعوت کے بہانے خلیفہ ظافر کو بلایا اور جب وہ قصر خلافت سے نصیر کے گھر میں آ گیا تو نصیر نے اس کو ان لوگوں سمیت جو اس کے ساتھ آئے تھے قتل کر کے اسی مکان میں دفن کر دیا یہ واقعہ ماہ محرم ۵۴۹ھ کا ہے۔

ظافر کے بھائیوں کا قتل: ..... خلیفہ ظافر کے قتل کے دوسرے دن عباس قصر خلافت گیا، خدام خلافت سے خلیفہ ظافر کے بارے میں پوچھا، ان لوگوں نے لاعلمی ظاہر کی، عباس جیسے ہی محل سے واپس آیا خلیفہ کے خادم خلیفہ ظافر کے بھائیوں یوسف اور جبرئیل کے پاس گئے اور خلیفہ ظافر کے سوار ہو کر نصیر کے گھر پر جانے اور پھر واپس نہ آنے کا حال بتلایا۔ یوسف اور جبرئیل نے کہا اس واقعہ کو تم لوگ جا کر وزیر السلطنت سے بیان کرو۔ لہٰذا جب اس کے دوسرے دن عباس پھر محل میں آیا ان لوگوں نے بیان کیا کہ خلیفہ ظافر سوار ہو کر آپ کے بیٹے نصیر کے مکان پر گئے تھے اور پھر وہاں سے واپس نہیں آئے عباس اس خبر کے سنتے ہی سخت غضبناک ہوا مگر ضبط کر کے کہنے لگا معلوم ہوتا ہے کہ خلیفہ ظافر کے دونوں بھائی یوسف اور جبرئیل اس واقعہ قتل میں سازش کئے ہوئے ہیں یہ کہہ کر اپنے خادم کی طرف متوجہ ہوا اور اسی وقت ان دونوں بھائیوں کو گرفتار کر لانے کا حکم دیا، جوں ہی یہ دونوں بے چارے پہلے مار ڈالے گئے انہیں کے ساتھ عباس نے حسن بن حافظ کے دونوں لڑکوں کو بھی مار ڈالا۔

فائز کی خلافت: ..... ان لوگوں کے قتل سے فارغ ہو کر خلیفہ ظافر کے بیٹے ابوالقاسم عیسیٰ کو محل سے طلب کر کے اپنے کندھے پر اٹھا لیا اور مسند خلافت پر لا کے بٹھا دیا اس وقت اس کی عمر تقریباً پانچ سال یا اس سے کچھ زیادہ کی تھی سب سے پہلے عباس نے ابوالقاسم عیسیٰ کی امارت کی بیعت کی نذر گذرانی اور ''الفائز بنصر اللہ'' کا لقب دیا عباس کو من مانی کا موقع مل گیا جو کچھ مال و اسباب اور خزانہ، قصر خلافت میں تھا سب اپنے گھر اٹھا لایا۔

جس وقت عباس خلیفہ ظافر کے دونوں بھائیوں کو قتل کر کے باہر نکلا مقتولوں کی لاشیں دیکھ کر اتنا متاثر اور پریشان ہوا کہ عارضہ صرعض (مرگی) میں گرفتار ہو گیا اور تمام عمر اسی میں مبتلا رہا۔

صالح بن زریک کی وزارت: ..... خلیفہ ظافر اور اس کے دونوں بھائیوں کے قتل کئے جانے کے بعد قصر خلافت کی بیگمات نے طلائع بن زریک کو یہ واقعات کی وجہ سے لوگوں میں عباس اور بھنسہ کا گورنر تھا۔ اسی دوران اس کو یہ بھی خبر ملی کہ انہیں واقعات کی وجہ سے لوگوں میں عباس کی طرف سے ناراضگی اور بددلی پیدا ہو گئی ہے لہٰذا طلائع نے فوجیں تیار کر کے قاہرہ کا ارادہ کیا ماتمی سیاہ کپڑے پہنے، نیزوں پر ان بالوں کو لگایا جس کو قصر خلافت کی بیگمات نے بغرض اظہار ماتم بھیجا تھا، جس وقت صالح نے دریا عبور کیا وزیر السلطنت عباس اور اس کا بیٹا نصیر جتنا مال و زر اور آلات حرب لے سکا لے کر شام کی جانب نکل کھڑا ہوا ان دونوں کے ساتھ ان کا دوست اسامہ منقذی بھی تھا۔ اتفاق سے راستے میں عیسائیوں سے مڈبھیڑ ہو گئی۔ ایک دوسرے سے گتھ گیا۔ عباس مارا گیا اس کا بیٹا نصیر گرفتار کر لیا گیا اور اسامہ کسی طرح سے اپنی جان بچا کے شام کی طرف بھاگ گیا۔

صالح بن زریک: ..... وزیر السلطنت عباس کے نکل جانے کے بعد طلائع ربیع الثانی ۵۴۹ھ میں قاہرہ داخل ہوا اور پیادہ پا قصر خلافت میں آیا اس کے بعد عباس کے مکان کی طرف گیا اس کے ساتھ وہ خادم بھی تھا جو بوقت قتل ظافر موجود تھا ظافر کی لاش کو قبر سے نکال کر اس کے آباء و اجداد کے مقام میں دفن کیا، خلیفہ فائز نے خوش ہو کر وزارت کی خلعت عنایت کی'' اور ''الملک الصالح'' کا خطاب مرحمت کیا۔

صالح امامیہ مذہب رکھتا تھا۔ بہت بڑا ادیب اور خوشنویس تھا، وزارت سے ممتاز ہو کر امور سلطنت کی طرف متوجہ ہوا۔ خراج کی فراہمی اور صوبوں کے گورنروں کی نگرانی کرنے لگا۔

نصیر بن عباس کا قتل:......اوحد بن تمیم نامی ایک شخص عباس کے رشتے داروں میں سے تنیس کا گورنر نے عباس کے حالات سن کر فوجیں مرتب کیں اور قاہرہ کے ارادے سے روانہ ہوا مگر اس کے پہنچنے سے پہلے طلائع قاہرہ میں داخل ہو چکا تھا اور قلمدان وزارت پر استقلال کے ساتھ قبضہ کر لیا تھا پس طلائع نے اوحد کو اس کے صوبہ دیساط اور تنیس کی طرف واپس کر دیا۔

اس کے بعد صالح نے عیسائیوں سے نصیر عباس کو معاضہ دے کر لے لیا اور جب وہ قاہرہ آیا تو قتل کر کے باب زویلہ پر سولی دے دی۔

تاج الملک وغیرہ کی سرکوبی:......نصیر کے قتل سے فارغ ہو کر ان سرداروں کی طرف متوجہ ہوا جو حکومت علویہ سے وقتاً فوقتاً مزاحمت اور مخاصمت کا برتاؤ کیا کرتے تھے ان لوگوں میں سب سے زیادہ تاج الملک قایماز اور ابن غالب ہر کام میں آڑے آتے تھے، ان دونوں کی سرکوبی کے لئے فوجیں مقرر کیں، تاج الملک اور ابن غالب یہ خبر سن کر بھاگ گیا۔ لشکروں نے ان کے مکانات لوٹ لئے۔ غرض اسی طرح سب سردار کو یکے بعد دیگرے کمزور اور مضمحل کر دیا حتیٰ کہ حکومت علویہ میں کوئی امیر ایسا نہ رہا جو اس کے کام میں بھی دخل اندازی کر سکتا۔ دربان، خدام اور حجاب اپنی طرف سے قصر خلافت میں مقرر کئے، مال واسباب اور سامان آرائش جتنا محل خلافت میں تھا سب کا سب اپنے مکان میں اُٹھا لایا۔

خلیفہ فائز کی پھوپھی کا قتل:......خلیفہ فائز کی پھوپھی مال دیکھ کر وزیر السلطنت صالح کے قتل کی تدبیریں کرنے لگی، روپیہ اور مال بھی خرچ کیا۔ مگر ابھی اپنے ارادہ میں کامیاب نہ ہونے پائی تھی کہ کسی ذریعہ سے وزیر السلطنت تک یہ خبر پہنچ گئی سوار ہو کر قصر خلافت میں آیا محل کے داروغہ خلیفہ کے خادموں کو اشارہ کر دیا، انہوں نے ایسے طریقہ سے خلیفہ فائز کی پھوپھی کو قتل کر ڈالا کہ کسی کو کانوں کان خبر تک نہ ہوئی۔

خلیفہ فائز کی نشوونما:......اس کے قتل کے بعد خلیفہ فائز اپنی چھوٹی پھوپھی کی کفالت اور نگرانی میں پرورش پانے لگا، رفتہ رفتہ سن شباب کو پہنچا اور امور سلطنت کے نیک اور بد کو سمجھنے لگا۔ امراء اور اراکین حکومت مرتبوں کے مطابق حکومتیں عنایت کیں، اہل ادب کی ایک مجلس قائم کی جن کا کام محض داستان گوئی تھا۔ کبھی کبھی کچھ نظم بھی کر لیتا تھا لیکن فن شاعری میں اس کو بالکل دخل نہ تھا' شاور سعدی شعر گوئی ہی کے لئے مقرر کیا گیا تھا۔ خلیفہ فائز کے بعض ساتھیوں نے شاور کی علیحدگی کی کوشش شروع کی چنانچہ خلیفہ فائز نے شاور سے اس معاملہ میں کچھ گفتگو کی، شاور نے جواب دیا اگر آپ مجھے اس کام سے معزول کر دیں اس کو علیحدہ نہ کیا۔

اسی کے عہد حکومت میں الملک العادل سلطان نورالدین محمود زنگی نے دمشق کو بنی طغتکین اما بک تتش کے قبضہ سے ۵۴۹ھ میں نکال لیا تھا۔

فائز کی وفات اور عاضد کی خلافت:......۵۵۵ھ میں خلیفہ فائز بنصر اللہ ابوالقاسم عیسیٰ بن ظافر اسماعیل مصر کے خلیفہ نے وفات پائی۔ چھ سال خلافت کی۔

خلیفہ فائز کی وفات کے بعد وزیر السلطنت صالح بن زریک، قصر خلافت میں اور خدام خلافت کو خاندان خلافت کے بیٹوں کے پیش کرنے کا اس حکم دیا کہ ان میں سے کسی کو منتخب کر کے مسند خلافت بٹھائے پر خاندان خلافت کے بزرگوں کی طرف اس وجہ سے نظر تک نہ اٹھائی کہ ان لوگوں کے مسند خلافت پر بیٹھنے سے اس کی کچھ پیش نہ جائے گی لڑکوں اور کم عمروں کو خلیفہ بنانے سے امور سلطنت پر خود غالب رہے گا لہٰذا اس نے ابو محمد عبداللہ بن یوسف بن حافظ کو خلیفہ بنایا مسند خلافت پر بٹھا کر کے حکومت وخلافت کی بیعت کی ''العاضد لدین اللہ'' کا لقب دیا اور اپنی بیٹی سے نکاح کر کے اتنا جہیز دیا کہ احاطہ تقریر وتحریر سے باہر ہے خلیفہ عاضد اس وقت بالغ ہونے والا تھا۔

صالح کا قتل:......خلیفہ عاضد کی کم عمری اس کے علاوہ اس میں سے وزیر السلطنت صالح ہی کا یہ خلیفہ بنایا ہوا تھا وزیر السلطنت صالح کے قدم، حکومت وسلطنت پر استقلال اور استحکام کے ساتھ جم گئے، حالات سلطنت کے سیاہ وسفید کرنے کا مکمل اختیار اس کے قبضہ میں آ گیا۔ فراہمی مال و

وصولی خراج کا مالک بن گیا۔ خلیفہ عاضد برائے نام خلیفہ تھا محل کے اندر اور باہر اسی کا حکم نافذ و جاری تھا۔ اراکین حکومت خادموں کو یہ امر ناگوار معلوم ہوا بڑے بڑے سردار کے قتل کی فکریں کرنے لگے۔

خلیفہ عاضد کی چھوٹی پھوپھی:......خلیفہ عاضد کی چھوٹی پھوپھی نے جو خلیفہ فائز کی کفیل تھی اس اہم کام کرنے کا بیڑہ اٹھایا۔ اس نے قبالا ران سودانیہ اور قصر خلافت کے خادموں کو جمع کر کے وزیر السلطنت کے قتل کر ڈالنے کا ذمہ دار بنایا چنانچہ ان لوگوں نے متفق ہو کر صالح کے قتل کا عہد و پیان کیا ابن الداعی ❶ اور امیر قوام الدولہ اس سلسلے میں زیادہ معروف تھے۔

صالح کا قتل:......ایک دن دونوں قصر خلافت کی دہلیز میں چھپ کر کھڑے ہو گئے جوں ہی وزیر السلطنت اس طرف سے ہو کر گزرا ابن الداعی نے لپک کر تلوار کا وار کیا۔ امیر نے بڑھ کر نیزہ مارا صالح زخمی ہو کر زمین پر گر پڑا۔ لوگ اٹھا کر وزیر کے محل میں لائے اس وقت تک اس میں دم باقی تھا خلیفہ عاضد کے پاس کہلا بھیجا ''خلافت مآب نے میرے خون سے اپنے ہاتھ کو ناحق رنگ لیا اس کا نتیجہ اچھا نہ ہوگا'' خلیفہ عاضد نے جواب دیا'' میں اس سے بری ہوں یہ کام میری پھوپھی کا ہے'' جواب آنے کے بعد وزیر السلطنت نے دم توڑ دیا۔ بوقت وفات اپنے بیٹے زریک کو طلب کر کے قلمدان وزارت سپرد کیا اور خلیفہ عاضد کو زریک کو وزیر بنانے کی وصیت کر گیا پس خلیفہ عاضد نے صالح کے بعد اس کے بیٹے زریک عہدۂ وزارت عطا فرمایا اور ''العادل'' کا خطاب دیا۔

زریک بن صالح:......زریک نے عہدۂ وزارت حاصل کر کے خلیفہ عاضد کی اجازت سے اپنے باپ کے قاتلوں خلیفہ عاضد کی پھوپھی، امیر ابن قوام الدولہ اور استاد عنبر ربقی کو سزائے موت دی اور حکومت وسلطنت کا نظم ونسق کرنے لگا۔ بے سمجھے بوجھے شاور والی صعید کی معزولی پر تل گیا، شاور نہایت چالاک اور مدبر تھا۔ صالح اکثر کہا کرتا تھا کہ میں اس کو مسند حکومت دے کر بہت پچھتایا اور پھر میں اس کو معزول نہ کر سکا، صالح نے انہیں باتوں پر نظر کر کے فساد سے چھیڑ چھاڑ نہ کرنے کی رزیک کو ہدایت کی تھی۔ مگر رزیک نے بالکل خیال نہ کیا۔ شاور کی معزولی کا حکم بھیج دیا اور اس کی جگہ امیر بن رقعہ کو صعید کا حاکم مقرر کیا۔ شاور اس سے سخت غضبناک ہو گیا، فوجیں تیار کر کے قاہرہ کی طرف بڑھا۔

رزیک کا قتل:......رزیک کو اس کی خبر مل گئی، مقابلہ کی طاقت اپنے میں نہ دیکھ کے اپنے چند غلاموں کے ساتھ تھوڑا سا مال واسباب لے کر نکل بھاگا ۔کوچ ومقام کرتا ہوا طیفچہ پہنچا اتفاق سے ابن نصر مل گیا اس نے رزیک کو گرفتار کر لیا اور پابزنجیر شاور کی خدمت لا کر حاضر کر دیا شاور نے اس کے بھائی کو نظر بند کر دیا کچھ عرصے بعد رزیک نے جیل سے نکل جانے کا ارادہ کیا، رزیک کے بھائی نے شاور تک یہ خبر پہنچا دی، پس شاور نے رزیک کو اس کی وزارت کے ایک سال بعد اس کے باپ کی وزارت کے نویں سال قتل کر ڈالا۔

شاور وضرغام کی وزارت:......۵۵۸ھ نے شاور کامیاب وکامران قاہرہ میں داخل ہوا سعید السعداء کے مقام جا کے اترا۔ اس کے ساتھ اس کے بیٹے علی طے ❷ اور کامل بھی تھے۔ دار انوارارت پر شاور کے قابض ہو جانے کی وجہ سے خلیفہ عاضد نے قلمدان وزارت شاور کے حوالہ کر دیا۔ ''امیر الجیوش'' خطاب کا عنایت کیا، بنی رزیک کے مال واسباب اور مکانات پر قبضہ کر لینے کی اجازت دے دی چنانچہ شاور نے بنی رزیک کے مال واسباب، مکانات اور خزانوں پر قبضہ کر لیا تسلی کے لئے حکومت علویہ کے وظیفہ خواروں کے وظائف بڑھائے۔ اراکین حکومت کو انعامات اور صلے دیئے۔

برقیہ نامی گروپ:......صالح بن رزیک نے اپنے عہدۂ وزارت میں حملوں کا ایک گروہ بنایا تھا جن کو برقیہ کے نام سے یاد کرتا تھا اس گروہ کا سردار ضرغام نامی ایک شخص تھا جو اس سے پہلے خلیفہ کے محل کا داروغہ تھا اس نے شاور کی وزارت کے نویں مہینے وزارت کا دعویٰ کیا، لڑ جھگڑ کر شاور کو مصر سے نکال دیا اور خود دار الانوارارت پر قابض ہو گیا۔ شاور نے مصر سے نکل کے شام کا راستہ لیا شاور کے جانے کے بعد مصر میں ضرغام نے قتل عام کا بازار گرم

❶......یہاں صحیح لفظ الراعی ہے دیکھیں (تاریخ کامل ابن اثیر جلد نمبر ۱۱ صفحہ نمبر ۲۷۴ھ)۔

❷......ایک نسخے کے طے کے بجائے طبن تحریر ہے، جو غلط ہے دیکھیں (تاریخ ابن اثیر جلد نمبر ۱۱ صفحہ نمبر ۲۹۰)

کردیا، شاور کے بیٹے علی کو مارڈالا اس کے علاوہ اور بہت سے امراء مصر کو قتل کیا جو حکومت علویہ کے جان نثاروں سے تھے اسی وجہ سے حکومت علویہ کے قوائے حکمرانی ضعیف ہوگئے اور حکومت، مدبروں اور سیاسی رجال سے خالی ہوگئی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ تھوڑے ہی دنوں بعد اس مرد بیمار نے دم توڑ دیا۔

شیرکوہ اور لشکر نوریہ مصر میں:......شاور نے شام پہنچ کے الملک العادل سلطان نورالدین محمود زنگی کی شرف حضور دمشق میں حاصل کی، اپنی کہانی بیان کر کے امداد کا خواستگار ہوا اور شرط کی کہ اگر یہ خادم، عہدۂ وزارت پر بدستور بحال ہو جائے تو امراء لشکر کے جاگیروں کے علاوہ ملک مصر کا تین بٹے چار حصہ پر حکومت نوریہ کا مسلمہ مقبوضہ ہوگا، شیرکوہ سلطان محمود نورالدین محمود کی فوج افسر اعلیٰ کا اس واقعہ کو شیرکوہ سلطان نورالدین محمود کی خدمت میں کیسے پہنچا موقع کے مطابق ہم تحریر کریں گے، ماہ جمادی الآخر ۵۵۹ھ میں سلطان محمود نے اسدالدین کو شیرکوہ ایک عظیم فوج کے ساتھ شاور کی کمک پر روانہ کیا کہ مصر پہنچ کے غاصب جوز یرضرغام، وزارت سے معزول کر دیا جائے اور شاور عہدۂ وزارت پر مقرر و بحال کیا جائے اور جو شخص اس کام کے انجام دہی میں رکاوٹ بنے اس سے جنگ کی جائے۔

شاور کی بحالی:......اسدالدین شیرکوہ روانگی کے بعد سلطان نورالدین محمود اس خیال سے کہ کہیں سرحدی عیسائی فوجیں، اسدالدین شیرکوہ سے روک ٹوک نہ کریں فوجیں آراستہ کر کے ممالک عیسائیہ کی طرف روانہ ہوا، شیرکوہ اور شاور نے ملک مصر میں پہنچ کے بلبیس میں پڑاؤ ڈالا، ناصرالدین ہمام اور فخرالدین ہمام ضرغام کے بھائی مصری فوج لے کے مقابلہ پر آئے شیرکوہ نے ان دونوں کو شکست فاش دی اور مصری فوج کو پامال اور برقیہ سرداروں کو قتل کرتا ہوا قاہرہ کی طرف بڑھا برقیہ سردار وہی تھے جنہوں نے شاور کے خلاف ضرغام سے سازش کی تھی پکڑ دھکڑ کے دوران ضرغام کے دونوں بھائی گرفتار کر لئے گئے۔ شیرکوہ ان قیدیوں کے ساتھ کامیاب وکامران قاہرہ میں داخل ہوا۔ ضرغام دارالانورات چھوڑ کر بھاگ نکلا پل پر سیدہ نفیسہ کے مقبرے کے پاس مارڈالا گیا، اس کے دونوں بھائی ناصرالدین اور فخرالدین بھی قتل کروانے گئے شاور پہلے کی طرح عہدۂ وزارت پر مقرر کیا گیا ایفاء وعدہ کا کیا ذکر ہے اسدالدین شیرکوہ کی مخالفت شروع کر دی شیرکوہ چند وجوہات کی بناء پر شام کی طرف واپس روانہ ہو گیا۔

شیرکوہ اور شاور:......شیرکوہ مصر سے شام واپس آ کر ایک مدت تک نورالدین محمود کی خدمت میں حاضر رہا ۵۶۲ھ میں نورالدین محمود سے مصر پر فوج کشی کی اجازت طلب کی۔ نورالدین محمود نے شیرکوہ کو اجازت دی چنانچہ شیرکوہ فوجیں تیار کر کے روانہ ہوا۔ کوچ و قیام کرتا اور عیسائی ممالک سے گزرتا ہوا اطفیح (بلادمصر) پہنچ کے ٹھہر گیا۔ دریائے نیل غربی ساحل سے عبور کر کے جیزہ میں قیام کیا، پچاس دن کے اندر مصر کے غربی علاقوں پر قبضہ کرلیا، شاور نے عیسائیوں سے مدد طلب کی ان کی فوج کو مصر میں لے آیا اور ان کے ساتھ ہو کر شیرکوہ کے مقابلہ پر نکلا۔ مقام صعید میں دونوں حریفوں کا مقابلہ ہوا پہلے شیرکوہ کو مصریوں اور عیسائیوں کی کثرت سے خطرہ پیدا ہوا لیکن پھر اپنے دل کو مضبوط کر کے توکلاً علی اللہ میدان جنگ کا راستہ لیا اور باوجود یہ کہ فوج کم تھی اور اس کی تعداد دو ہزار تک نہیں پہنچتی تھی مصری اور عیسائی فوجوں کو شکست دی۔

اسکندریہ پر قبضہ:......شیرکوہ نے اس کامیابی کے بعد اسکندریہ کی طرف قدم بڑھایا۔ اہل اسکندریہ نے امن حاصل کر کے شہر کو شیرکوہ کے حوالہ کر دیا شیرکوہ نے اپنے بھائی نجم الدین ایوب کے بیٹے صلاح الدین کو اسکندریہ کا حاکم مقرر کر کے صعیدہ پر حملہ کیا۔ مصر اور عیسائی امیروں نے یہ خبر سن کہ اپنی اپنی فوجوں کو قاہرہ میں جمع اور آراستہ کر کے اس ناگہانی مصیبت کے دفع کرنے کے لئے اسکندریہ کی جانب بڑھے اور اسکندریہ کی طرف اپنے بھتیجا صلاح الدین کی حمایت کے لئے کوچ کیا۔ ان واقعات کے دوران شاور کے بعض ترکمانوں نے روانہ جنگ سے بیدلی ظاہر کرنا شروع کر دی ، ابھی شیرکوہ نے کوئی فیصلہ قطعی نہیں کیا تھا کہ مصریوں اور عیسائیوں نے صلح کا پیام بھیجا، نامہ پیام کے بعد شیرکوہ نے اسکندریہ کو ان کے حوالہ کر دیا اور تاوان جنگ لے کر دمشق کی جانب واپس روانہ ہوا، آخری ماہ ذیقعدہ میں دمشق پہنچا۔

عیسائیوں کے ساتھ معاہدہ:......عیسائیوں نے شیرکوہ کی واپسی کے بعد مصریوں کے سامنے یہ چند شرائط پیش کیں (۱) عیسائی فوجیں قاہرہ میں مقیم رہیں گی (۲) ان کی طرف سے ایک سیاسی ناظم قاہرہ میں رہے گا (۳) شہر پناہ کے دروازے پر عیسائیوں کا قبضہ رہے گا تا کہ نورالدین کا لشکر شہر میں داخل نہ ہو سکے (۴) اس انتظام اور حسن کارگزاری کے معاوضہ میں ایک لاکھ دینار سالانہ، حکومت مصر عیسائی بادشاہ کو ادا کیا کرے حکومت مصر نے

ان تمام شرائط کو بخوشی و رغبت منظور کر لیا۔

مصر پر قبضے کا عیسائی پروگرام:......اس کے بعد عیسائیوں کو مصر پر قبضہ کرنے کی لالچ لگ گئی اور اہل مصر پر جا بجا حکمرانی کرنے لگے۔ بلبیس کو دبالیا۔ قاہرہ پر قبضہ کرنے پر تیار ہو گئے شاور نے عیسائیوں کے خوف سے مصر کو ویران کر دیا اور شہر میں آگ لگا دی۔ بازاروں کو اہل شہر نے لوٹ لیا۔ اس دوران عیسائی فوجیں قبضہ کرنے کے ارادے سے قاہرہ پہنچ گئیں۔ خلیفہ عاضد نے سلطان نورالدین محمود کو ان واقعات کی اطلاع دی اور امداد طلب کی، شاور اس خیال سے کہیں خلیفہ عاضد اور نورالدین محمود آپس میں متفق اور متحد نہ ہو جائیں عیسائیوں سے صلح کی خط و کتابت کرنے لگا۔ بالآخر دو لاکھ ❶ دینار مصری نقد اور دس ہزار اردب غلہ پر صلح ہو گئی مگر اتنی زیادہ رقم کا فراہم ہونا اس زمانہ میں جب کہ شاور نے عیسائیوں کے خوف سے اس سے پہلے مصر کو ویران و خراب کر دیا تھا دشوار تھا، نوبت جبر و تعدی تک پہنچ گئی۔

شاور اور عیسائیوں کی صلح:......شاور اور عیسائیوں کے درمیان سفارت کا کام جلیس بن عبدالقوی اور شیخ موفق کاتب سر دی کر رہا تھا اور خلیفہ عاضد اس صلح کا مخالف تھا۔ شاور نے قاضی فاضل عبدالرحیم بیسانی کو خلیفہ کو سمجھانے اور صلح پر راضی کرنے کے لئے دربار خلافت روانہ کیا اور یہ کہلوایا کہ عیسائیوں کو جزیہ و خراج دینا بہتر ہے اس سے کہ ترکوں کا تسلط اور دخل ان شہروں میں ہو جائے اور ان کے حالات سے مطلع ہوں مگر خلیفہ عاضد نے کوئی جواب نہیں دیا اور شاور مال و زر حاصل کرنے میں مصروف رہا۔

خلیفہ عاضد کی تیاری:......خلیفہ عاضد کے قاصد کے پہنچنے پر نورالدین محمود نے لشکر کو تیاری کا حکم دے دیا اور اسدالدین شیرکوہ کو جنگ کا بہت سا مال و اسباب مرحمت کر کے مصر کی جانب خلیفہ عاضد کی کمک پر روانہ کر دیا اس مہم میں صلاح الدین (شیرکوہ کا بھتیجا) بھی شیرکوہ کی درخواست پر مقرر کیا گیا اس کے علاوہ ایک جماعت امراء نوریہ کی شیرکوہ کے ساتھ مصر آئی ہوئی تھی۔ جس وقت عیسائیوں کو لشکر نوریہ کی آمد کی خبر ملی فوراً قاہرہ چھوڑ کر اپنے ملک واپس چلے گئے۔

ابن طویل دولت عبیدیین کا مؤرخ لکھتا ہے کہ شیرکوہ نے قاہرہ میں عیسائی لشکر کو شکست دے کر اس کے کیمپ کو لوٹ لیا تھا اور ماہ جمادی الاولیٰ ۵۶۴ھ میں کامیابی کے ساتھ قاہرہ میں داخل ہو گیا چنانچہ خلیفہ عاضد نے اسے خلعت خوشنودی عطا کی، اور شیرکوہ حاضری دے کر اپنی لشکر گاہ میں واپس آیا۔

شاور کا قتل:......شاور بدستور اپنے عہدے پر فائز تھا مگر اس کے دل پر غالب ہو رہا تھا، طرح طرح کے خیالات اس کے دماغ اور دل کو پریشان کر رہے تھے۔ ابھی تک کوئی قطعی رائے نہیں قائم کی تھی کہ خلیفہ عاضد نے شیرہ کو شاور کے قتل کا اشارہ کر دیا اور یہ کہا کہ یہ (یعنی شاور) ''ہمارا خالہ زاد ہے اس کو باقی رکھنے میں نہ ہمارا کا کوئی فائدہ ہے اور آپ کا'' چنانچہ شیرہ کوہ نے اپنے بھتیجا صلاح الدین بن ایوب اور عزالدین جرد یک ❷ کو یہ کام کرنے پر متعین کیا ایک دن شاور بھی یہ خبر پا کر امام شافعیؒ کے مقبرے کی طرف روانہ ہوا۔ راستے میں صلاح الدین اور عزالدین جردیک سے سامنا ہو گیا ان دونوں نے اس کو قتل کر کے سر اُتار لیا اور خلیفہ عاضد کی خدمت میں لے جا کر پیش کر دیا۔

شیرکوہ کی وزارت:......عوام الناس نے شاور کے مکانات لوٹ لئے اس کے دونوں بیٹے کامل اور طے ان لوگوں کے ساتھ قصر وزارت میں اس کے حامی تھے گرفتار کر کے جیل میں ڈال دئے گیے۔ خلیفہ عاضد نے خوش ہو کر شیرکوہ کو وزارت کا عہدہ عنایت کیا اور اسے ''المنصور امیر الجیوش'' کا خطاب مرحمت فرمایا۔

شیرکوہ کا حکومت پر قبضہ:......شیرکوہ عہدۂ وزارت سے ممتاز ہو کر قصر وزارت میں اجلاس منعقد کیا، ملک کے نظم و نسق کی جانب توجہ کی۔ اور دولت و حکومت علویہ پر متغلب اور متصرف ہو گیا۔ لشکریوں کو جاگیریں دیں، اپنے مصاحبوں اور امراء لشکر کو حکومتیں عطا کیں۔ اہل مصر میں آباد کرنے کے

❶ ...... دیکھیں (الکامل ابن اثیر جلد نمبر ۱۱ صفحہ نمبر ۳۳۷) ❷ ...... یہاں صحیح لفظ جوریک ہے دیکھیں (تاریخ کامل ابن اثیر جلد نمبر ۱۱ صفحہ نمبر ۳۳۸)

لئے واپس بلایا اوران کے اس فعل سے جو کہ انہوں نے اس کی بربادی اور ویرانی کیا تھا بیزاری اور ناراضگی ظاہر کی۔

شیرکوہ کی عزت افزائی:......اس کے بعد شیرکوہ کئی بار عاضد سے ملنے گیا ایک دن جوہر اُستاد نے خلیفہ عاضد سے کہا ''امیر المؤمنین فرماتے ہیں کہ ہمیں یقین کامل ہے کہ اللہ جل شانہ نے دشمنانِ خلافت کے مقابلے میں ہماری مدد کا سہرہ تمہارے سر باندھا ہے ہمیں امید ہے کہ تم ہمیشہ اپنی خیر خواہی کا دولت علویہ کو عمدہ ثبوت دیتے رہو گے'' شیرکوہ نے اتنی مقدرافزائی کا شکریہ ادا کرتے ہوئے عرض کیا ''انشاء اللہ تعالیٰ آپ کو جیسی توقع ہے اس سے زیادہ میں خود کو ثابت کرتا رہوں گا'' خلیفہ عاضد نے سے خلعت فاخرہ سے سرفراز کیا اور جلیس بن عبدالقوی کے برابر بیٹھنے کی جگہ مقرر کی۔ جلیس بن عبدالقوی داعی الدعاۃ اور قاضی القضاہ بھی تھا شیرکوہ نے اسے اس کے عہدہ پر بحال وقائم رکھا۔

شیرکوہ کی وفات:......شیرکوہ کی وفات اس کے بعد اسدالدین شیرکوہ نے اپنی وزارت کے دو مہینے اور چند دن بعد اور بعض کہتے ہیں کہ گیارہ مہینے کے بعد وفات پائی۔ اور وفات کے وقت اپنے مصاحبوں اور امراءِ لشکر کو وصیت کی کہ کسی بھی وقت تم لوگ قاہرہ چھوڑنے کا ارادہ مت کرنا۔

وزارت کے لئے مشورے:......شیرکوہ کے انتقال کے وقت امراءنوریہ سے عین الدولہ یاروقی ❶ قطب الدین نسال سیف الدین ❷ مشطوب ہکاری اور شہاب الدین محمود حارمی ❸ قاہرہ میں موجود تھے یہ لوگ رُتبہ وزارت ریاست حاصل کرنے میں جھگڑ پڑے ہر فریق نے دوسرے کو مغلوب کرنے کے لئے اپنے حامیوں کو جمع کر لیا۔ لیکن خلیفہ عاضد اس خیال سے کہ صلاح الدین کم سنی کی وجہ سے امور سلطنت بغیر مشورہ ارا کین خلافت کے انجام نہیں دے سکے گا، صلاح الدین کی وزارت کی طرف مائل ہو گیا۔ اکثر ارا کین دولت نے اس خیال کی موافقت کی، بعضوں کی یہ رائے ہوئی کہ ترکوں کا لشکر مشرقی علاقوں کی طرف واپس کر دیا جائے اور ان پر قراقوش کو حاکم بنا دیا جائے۔

صلاح الدین ایوبی کی وزارت:......خلیفہ عاضد نے کثرت رائے کے مطابق، صلاح الدین کو محل سرائے خلافت میں طلب کر کے قلمدان وزارت عطا کر دیا، اس سے امراءنوریہ میں سخت بے دلی پیدا ہوگئی، مگر فقیہ عیسیٰ ہکاری کی عاقلانہ تدابیر سے جو صلاح الدین کا دلی خیر خواہ تھا سارے امراءنوریہ صلاح الدین کی طرف مائل اور اس کے مطیع ہو گئے عین الدولہ باروقی ضدی شخص تھا اس نے کسی طرح اطاعت قبول نہیں کی اور ترک رفاقت کر کے شام چلا گیا۔

صلاح الدین کے اہم کام:......الغرض صلاح الدین مصر میں خلیفہ عاضد کی وزارت کا کام انجام دینے لگا اس کو سلطان نورالدین محمود زنگی کے دربار سے بھی تعلق تھا، اس کی طرف سے صلاح الدین، مصر میں بطور نائب کے رہتا تھا، نورالدین اس کو امیر سپہ سالار کے خطاب سے یاد کرتا تھا، خط وکتابت میں اس کا نام لکھنے کے بجائے'' سپہ سالار اور جمیع امراءنوریہ مقیم دیار مصریہ کا امیر'' تحریر کرنے پر اکتفاء کیا کرتا تھا رفتہ رفتہ صلاح الدین تمام امراءِ سلطنت سیاہ وسفید کرنے کے اختیارات اپنے قبضہ اقتدار میں لیتا گیا اور خلیفہ عاضد کے قوائے حکمرانی کمزور و مضمحل ہوتے گئے۔ اس نے مصر کے دارالمعونہ کو جو کوتوال مصر کے رہنے کا مکان اور نیز ے خیل تھا منہدم کرا دیا، شافعیہ کا مدرسہ تعمیر کرایا۔ اسی طرح دارالعزل کو بھی مسمار کرا کے مالکیہ کا مدرسہ بنوایا۔ شیعی قاضیوں کو معزول کر کے شافعی قاضی مقرر کئے اور اپنی طرف تمام مصری علاقوں میں ایک ایک نائب مقرر کیا۔

عیسائیوں کا محاصرہ دمیاط:......جس وقت اسدالدین شیرکوہ امراءنوریہ کے ساتھ مصر میں آ گیا اور عہدہ وزارت حاصل کر کے مصر کے ملک پر قابض متصرف ہو گیا اور عیسائیوں سے ملک مصر کو خالی کرا لیا تو اس وقت عیسائیوں کو اپنی زیادتیوں پر ندامت ہوئی جو کچھ بطور خراج ان کو ملک مصر سے ملتا تھا وہ بھی بند ہو گیا طرہ یہ ہوا کہ ان کو بیت المقدس پر قبضہ رکھنے میں آئندہ خطروں کا خیال پیدا ہو گیا اور انہوں نے صقلیہ ❹ اور اندلس کے عیسائیوں کو یہ واقعات لکھ بھیجے اور ان سے امداد طلب کی۔ چنانچہ تھوڑے دنوں کے بعد عیسائیوں مجاہدوں کا ایک عظیم گروہ شامی عیسائیوں کی کمک پر آ گیا اس

❶......ایک نسخے میں یاروقی کے بجائے فاروقی ہے جو غلط ہے دیکھیں (تاریخ کامل ابن اثیر جلد نمبر ۱۱ صفحہ نمبر ۳۴۳)۔ ❷......ایک نسخے میں عین الدولہ مشطوب حکاوی تحریر ہے، جو غلط ہے دیکھیں (تاریخ کے کامل ابن اثیر جلد نمبر ۱۱ صفحہ نمبر ۳۴۳)۔ ❸......ایک نسخے میں حارمی کے بجائے حازمی تحریر ہے، جو غلط ہے، دیکھیں (تاریخ ابن اثیر جلد نمبر ۱۱ صفحہ نمبر ۳۴۳)
❹......موجودہ سسلی، (مصحح)

سے عیسائیان شام کے حوصلے بڑھ گئے مرتب اور مسلح ہو کے ۵۶۵ھ میں دمیاط آ اترے محاصرہ کرلیا۔

نورالدین زنگی اور عیسائی:......دمیاط کی حکومت پر ان دنوں شمس الخواص منکور نامی ایک امیر مقرر تھا انہوں نے صلاح الدین کو اس سے مطلع کردیا صلاح الدین نے بہاؤالدین قراقوش کو ایک فوج دے کر اہل دمیاط کی مدد کے لئے روانہ کیا خزانہ مال و اسباب اور بے شمار آلات حرب عطا کئے اور اس کے ساتھ ہی سلطان نورالدین زنگی محمود زنگی سے بھی امداد طلب کی شیعوں اور سوڈانیوں کی وجہ سے مصر نہ چھوڑنے اور اس مہم پر نہ جانے کی معذرت لکھی چنانچہ نورالدین محمود نے بھی وقتاً فوقتاً تھوڑی تھوڑی سی فوجیں اہل دمیاط کی امداد کے لئے روانہ کیں اور ان کی قوت تقسیم کرنے کے خیال سے خود بھی شام کے ساحلوں پر حملہ آور ہوا اپنے پرزور حملوں سے عیسائیوں کو تنگ کرنے لگا' نتیجہ یہ نکلا کہ عیسائی کروسیڈرون نے گھبرا کر پچاس دن کے محاصرے کے بعد دمیاط سے محاصرہ اٹھالیا اور لوٹ کر اپنے شہروں میں آئے تو ان کو ویران اور خراب پایا۔

کامیابی پر خراج تحسین:......خلیفہ عاضد نے اس کامیابی پر صلاح الدین کی بے حد تعریف کی اس کے بعد صلاح الدین نے اپنے والد نجم الدین اور تمام ساتھیوں اور احباب کو شام سے مصر میں طلب کرلیا خلیفہ عاضد ان لوگوں سے ملنے آیا اور بڑی آؤ بھگت کی۔

صلاح الدین کے خلاف مشورے:......جس وقت صلاح الدین کا قدم استقلال کے ساتھ مصر کے حکومت پر جم گیا شیعان مصر اور ان کے حمایتیوں کو بے حد ناراضگی ہوئی ایک گروہ ان میں سے جن میں عوریش قاضی القضاۃ ابن کامل، امیر معروف عبدالصمد کاتب اور عمارہ یمنی زبیدی شاعر تھا صلاح الدین کے خلاف مشورے کرنے کے لئے جمع ہوئے ان سب کا سرگروہ اور پیشوا یہی ''عمار یمنی'' تھا ان لوگوں نے بحث و مباحثہ کر کے یہ طے کیا کہ مصر سے ترکوں کو باہر لگانے کے لئے عیسائیوں سے امداد لینا چاہئے اور اس صلہ میں مصر کی آمدنی سے ان کا ایک حصہ مقرر کردیا جائے اس صلاح و شوریٰ میں سوڈانی غلام اور قصر خلافت کے خدام بھی شریک تھے۔

جعلی خلیفہ عاضد:......مؤتمن الخلافۃ نے عیسائیوں کے سفیر کو خلیفہ عاضد کی دربار تک پہنچا دینے کا بیڑہ اٹھایا تھا۔ ''مؤتمن الخلافۃ'' قصر خلافت کے خادموں کا سردار تھا۔ خلیفہ عاضد کا پروردہ تھا اور اس کی بیٹی خلیفہ عاضد کی بیوی تھی۔ چنانچہ ''مؤتمن الخلافت'' نے اپنے مکان میں عیسائی سفیر کو ایک جعلی خلیفہ عاضد سے ملایا۔ عیسائی سفیر یہ خیال کر کے خلیفہ عاضد نے میرے ساتھ عہد و پیمان کرلیا ہے اور واپس چلا گیا رفتہ رفتہ اس کی خبر نجم الدین مضیال کو ملی جو شیعوں کا نامور سردار تھا اس کو صلاح الدین سے خاص تعلق حمایت کا پیدا ہوگیا تھا۔ صلاح الدین نے اس کو اسکندر کی یہ حکومت عطا کی تھی چونکہ بہاء الدین قراقوش کی اس سے کسی بات پر کشیدگی پیدا ہوگئی تھی، شیعوں نے یہ خیال کر کے کہ اب نجم الدین کو صلاح الدین سے ہمدردی باقی نہیں رہی سارا حال تفصیل بتلا دیا کہ تم کو وزارت دی جائے گی۔ ''عمار یمنی'' عہد و کتابت مرحمت ہوگا سکریٹریٹ کا دفتر بھی اسی کے چارج میں رہے گا فاضل بن کامل قاضی القضاۃ داعی الدعاۃ موقوف اور معزول کیا جائے گا۔ عبدالصمد خراج پر متعین ہوگا اور عوریش اس کی نگرانی کرتا رہے گا۔

صلاح الدین کو بغاوت کی اطلاع:......نجم الدین نے یہ سن کر مسرت ظاہر کی اور بڑی خوشی سے ان لوگوں کی رائے سے موافقت کا اظہار کیا۔ لیکن موقع پا کر چپکے سے صلاح الدین کو اس سے مطلع کردیا صلاح الدین نے ان کو اور عیسائیوں کے سفیر کو گرفتار کرا لیا متعدد مجلسوں اور جگہوں میں ان کی الزامات کی تفتیش کی قصر خلافت کے خواجہ سراؤں اور دربانوں کو بلوا کر نہایت سختی سے پوچھا کہ خلیفہ عاضد قصر خلافت سے کس طرح نکل کر نجاج (مؤتمن الدولہ) کے مکان پر گیا ان لوگوں نے قسم کھا کر بیان کیا کہ خلیفہ عاضد نے محلسرائے خلافت سے باہر قدم نہیں نکالا آپ تک یہ خبر غلط طریقے سے پہنچائی گئی ہے اس پر صلاح الدین نے خلیفہ عاضد کے سامنے نجاج کو بلوا کر حلفی اظہار لیا اس نے بھی بیان کیا کہ خلیفہ عاضد میرے مکان پر تشریف نہیں لے گئے اور نہ عیسائیوں کے سفیر سے ملاقات کرنے کا خلیفہ کو موقع ملا۔ نجاج کے اظہار سے صلاح الدین کے دل پر خلیفہ عاضد کی برات کی تصویر کھینچ گئی۔

عمارہ یمنی شاعر اکثر شمس الدولہ تورانشاہ کی خدمت میں آیا جایا کرتا تھا تورانشاہ نے اپنے بھائی صلاح الدین سے برسبیل تذکرہ بیان کیا کہ عمارہ نے خلیفہ عاضد کی تعریف میں ایک قصیدہ لکھا ہے جس میں اس کو یمن جانے اور اہل یمن کو پامال کرنے کی ترغیب دی ہے اور اس قصیدہ میں خاندان

نبوت پر بھی چوٹ کی ہے جس سے اس کا خون مباح اور قتل واجب ہوتا ہے۔اشعار کا ترجمہ حسب ذیل ہے۔

''تم اپنے لئے ایسا کرو جس میں تمہیں دوسروں کی ضرورت باقی نہ رہ جائے''

''اور تم جنگ کی آگ کو لڑائی جھنڈا کے ذریعہ سے بھڑکاؤ''

''اس بے شعور کی حکومت اس طریقہ کی ہے جیسا کہ زبان زدعوام ہے''

''کہ کمزور کی بیوی سارے جہاں کی بھابھی ہوتی ہے

ابتداً اس کی بنیاد ایسے شخص نے ڈالی ہے جو اپنی کوششوں سے سردار عالم کہلایا ہے''

باغیوں کا قتل: ...... چنانچہ صلاح الدین نے تفتیش کے بعد کل ملزموں کو ایک دن قصر خلافت و قصر وزارت کے درمیان جمع کر کے قتل کروایا اور نعشوں کو صلیب پر چڑھ جائے جانے کا حکم صادر ہوا۔اسے پا زنجیر باندھ کر قاضی فاضل کے مکان کی طرف سے نکالا گیا،عمارہ نے قاضی فاضل سے ملنے کی درخواست کی مگر قاضی فاضل نے انکار کر دیا اور عمارہ اپنا سا منہ لے کے رہ گیا اور یہ کہتا ہوا مقتل کی جانب چلا۔

عبدالرحیم قد احتجب ان الخلا ص هو العجب

عبدالرحیم (قاضی فاضل) روپوش ہو گیا۔اب رہائی تعجبات میں سے ہے۔

سوڈانیوں کی بغاوت: ...... کتاب ❶ ابن اثیر میں لکھا ہے کہ صلاح الدین کو ان لوگوں کی حرکات کی یوں اطلاع ملی تھی کہ ان لوگوں نے جو خط عیسائیوں کو لکھا تھا،وہ کسی ذریعہ سے صلاح الدین کی خدمت میں پیش کر دیا۔چنانچہ صلاح الدین نے پہلے تو مؤتمن الخلافۃ کو اس جرم کی پاداش میں قتل کرایا اور اس کے بعد تمام خدام محلسرائے خلافت کو معزول کر کے اپنی جانب سے دوسرے خدام مقرر کئے بہاؤالدین قراقوش کو ان کا سردار بنایا،چنانچہ سوڈانیوں میں اس سے اشتعال پیدا ہو گیا،تقریباً پچاس ہزار سوڈانیوں نے جمع ہو کر صلاح الدین کے خلاف ہنگامہ کر دیا،چنانچہ صلاح الدین کے لشکر کی سوڈانیوں سے قصر خلافت و قصر وزارت کے درمیان معرکہ آرائی ہوئی۔سوڈانی شکست کھا کر بھاگے۔فتحمند گروہ نے ان کے گھروں میں آگ لگا دی،ان کے مال و اسباب کو جلا کر خاک وسیاہ کر دیا،ہزاروں سوڈانی مارے گئے،باقی بچنے والوں نے امان کی درخواست کی،امان دے دی گئی اور جیزہ میں ٹھہرنے کا حکم دیا گیا۔شمس الدولہ تورانشاہ کو اس کی خبر نہ تھی مسلح ہو کے ان کی طرف گیا اور جی کھول کے ان کو پامال کیا۔

خلافت عباسیہ کے لئے مصر میں کوششیں: ...... جس دن سے صلاح الدین کی حکومت کا سکہ ملک مصر میں استقلال واستحکام کے ساتھ چلنے لگا تھا اور قصر خلافت پر بھی قابض ہو گیا اور اس کے ساتھ ہی خلیفہ عاضد کی حکومت وخلافت کی مشین کے پرزے ڈھیلے اور ایک دوسرے سے الگ ہو گئے تھے اسی دن سے سلطان نورالدین محمود تحریک کر رہا تھا کہ مصر سے خلافت علویہ کا خطبہ موقوف کر دیا جائے اور خلیفہ مستقی تاجدار خلافت عباسیہ کے نام کا خطبہ ساعد کے منبروں پر پڑھایا جائے،مگر صلاح الدین اس خوف سے کہ کہیں کوئی فتنہ وفساد برپا نہ ہو جائے جہاں سے ٹال رہا تھا اور یہ معذرت کرتا جارہا تھا کہ اس سے اہل مصر مشتعل اور ناراض ہو جائیں گے'' نورالدین نے اس کی معذرت پر بالکل توجہ نہیں کی اور مار ڈانٹ بھی خط تحریر کیا اور خلیفہ عاضد سے سازش کرنے کا الزام لگایا،صلاح الدین نے اپنے ساتھیوں سے اس بارے میں مشورہ کیا مصاحبوں نے رائے دی کہ نورالدین سے مخالفت اچھی نہیں ہے جیسا حکم ہو اس کی تعمیل کرنا مناسب اور آئندہ کے لئے فائدہ مند ہے،

خلیفہ عباسی کا مصر میں خطبہ: ...... اسی زمانہ میں علماء عجم کی طرف سے فقیہ حبشانی وفد کے ساتھ صلاح الدین کی خدمت میں حاضر ہوا یہ شخص ''الامیر العالم'' کے لقب سے مخاطب کیا جاتا تھا اس نے اس بات کا احساس کر کے کہ صلاح الدین اور اس کے ارا کین [illegible] دلت،خلافت عباسیہ کی خطبہ پڑھنے میں تامل کر رہے ہیں حاضرین کو مخاطب کر کے کہا'' یہ میرا کام ہے میں خلافت عباسیہ کا خطبہ پڑھوں گا چنانچہ محرم ۵۶۷ھ کے پہلے جمعہ میں خطیب سے پہلے منبر پر چڑھ گیا اور خلیفہ مستقی کے نام کا خطبہ پڑھا اور اس کے لئے دعا کی چنانچہ کسی نے دم تک نہ مارا۔

---

❶ ...... مزید تفصیلات کے لئے دیکھیں (تاریخ کامل ابن اثیر جلد نمبر ۱۱ صفحہ نمبر ۴۵،۴۷) اور ابن کثیر کی (البدایہ والنہایہ جلد نمبر ۱۳ صفحہ نمبر ۲۵۸)

صلاح الدین اور خلافت عباسیہ:...... دوسرے جمعہ میں صلاح الدین نے مصر قاہرہ کے خطبوں کو خلیفہ عاضد کے نام کا خطبہ موقوف کرنے اور خلیفہ مستفی کے نام کا خطبہ پڑھنے کا حکم دیا، چنانچہ تمام خطیبوں نے اس حکم کی تعمیل کی اور ایک گشتی فرمان تمام ممالک مصر میں اس مضمون کا بھیج دیا۔

علوی خلیفہ عاضد کی وفات:...... خلیفہ عاضد اس وقت سخت بیمار تھا بیماری کی وجہ سے کسی نے اس کی اطلاع تہ کی یہاں تک کہ یوم عاشورہ (دسویں محرم) کو اس کی وفات ہوگئی صلاح الدین نے تعزیت کا اجلاس بلایا اور قصر خلافت کا سارا مال واسباب ضبط کرلیا۔ بہاؤالدین قراقوش مال واسباب کے حصوں اور اس کو اٹھالانے پر مقرر تھا۔

علوی خلافت کا ترکہ ضبط:...... شاہی خزانہ اور قصر خلافت میں اتنے قیمتی قیمتی اسباب تھے کہ آج تک نہ آنکھوں سے دیکھے گئے اور نہ کانوں سے سنے گئے۔ یاقوت، زبرد، طلائی زیورات، نقرئی طلائی برتن قیمتی قیمتی کپڑے، طرح طرح کی خوشبودار اشیاء اور شیشہ آلات بے شمار ہاتھ لگے، ایک لاکھ بیس ہزار کتابیں ملیں جن کو صلاح الدین نے فاضل عبدالرحیم بیسانی کو دے دیا جو اس کا سیکرٹری اور قاضی تھا، آلات حرب، سامان جنگ بھی بے حد وحساب اور زرنقد بے انتہا ہاتھ لگا مال واسباب ضبط کرنے کے بعد مردوں اور عورتوں کو قید کردیا حتی کہ پھر اسی قید میں وہ سب مرگئے۔

اہل کتامہ کا فنا:...... عزیز اور حاکم جو کہ مصر کے حاکم تھے ان کے دور میں دولت علویہ اہل کتامہ سے بھری ہوئی تھی اور یہ لوگ تمام مشرقی علاقوں میں پھیلے ہوئے تھے مگر شیعوں کا سلسلہ حکومت منقطع ہونے اور خلیفہ عاضد (آخری خلیفہ) کے مرنے کے بعد ان لوگوں کا بھی خاتمہ ہوگیا...... زمانہ کے نشیب وفراز اور واقعات کے تغیرات نے ان لوگوں کو ایسا کھالیا کہ ڈکار تک نہ لی جیسا کہ ہمیشہ سے دولت وحکومت کی پرانے زمانہ سے یہی رفتار چلی آرہی ہے۔

شیعان مصر کی ناکام کوشش:...... خلیفہ عاضد کے مرنے کے بعد مصر میں خلافت عباسیہ کی حکومت کا جھنڈا کامیابی کی ہوا میں اڑنے لگا، شیعان مصر کو یہ بات ناگوار گذری ان میں سے ایک گروہ نے جمع ہوکر داؤد بن عاضد کے ہاتھ پر خلافت وامارت کی بیعت کرلی کسی ذریعہ سے صلاح الدین کو اس کی خبر مل گئی چنانچہ سب کو گرفتار کرکے قتل کردیا اور داؤد کو قصر خلافت سے نکال دیا یہ واقعہ ۵۶۹ھ کا ہے۔

عاضد کے پوتے کی بغاوت:...... اس واقعہ کے ایک مدت کے بعد داؤد[1] بن عاضد کے بیٹے سلیمان نے صعید میں سر اٹھایا مگر سر اٹھاتے ہی گرفتار کرلیا گیا، چنانچہ پھر وہ قید ہی میں مرگیا اس کے بعد فارس کے اطراف میں محمد بن عبداللہ بن عاضد خلافت وامارت کا دعویٰ دار ہوا "مہدی" کے لقب سے اپنے آپ کو ملقب کیا لیکن اس کو بھی پھلنے پھولنے کا موقع نہ ملا اور ابتداء ہی میں قتل کرکے صلیب پر چڑھایا گیا۔

عبیدیوں کا فنا ہونا:...... ان لوگوں کے قتل ہوجانے "سے عبیدیوں کا کوئی" ممبر کہیں باقی نہ دیا البتہ عراق میں فرقہ فدایہ اور بلاد اسماعیلیہ میں حسن بن صباح قلعہ "موت" میں انہیں خلفاء علویہ عبیدیہ کی یادگار تھا ہم ان کے حالات آئندہ موقع پر بیان کریں گے خاندان خلافت علویہ کے ان باقی ممبروں کی حکومت کا سلسلہ بھی، خلافت عباسیہ بغداد کے ساتھ ۶۵۵ھ میں چنگیز خاں بادشاہ کے تاتاء کے پوتے ہلاکوخان کے ہاتھ تباہ وبرباد ہوگیا (والامر للہ وحدہ)

خلفاء فاطمیین کے یہی حالات تھے جن کو ہم نے تاریخ کامل ابن اثیر اور ان کی تاریخ حکومت تالیف ابن طویل اور کچھ ابن مسیحی کی روایات سے تلخیص ملخص کرکے اس جگہ پر جمع کیا ہے۔

عبیدیہ کے ماتحت "بنی حمدون" یعنی مسیلہ وزاب کے حکمرانوں کے واقعات

علی بن حمدون:...... علی بن حمدون بن سماک بن مسعود بن منصور جذامی معروف بہ ابن اندلسی اندلوسیہ عظمیٰ کا رہنے والا تھا، علی بن حمدون اتفاق سے

[1]...... دیکھیں (تاریخ کامل ابن اثیر جلد نمبر ۱۱ صفحہ نمبر ۳۹۸، ۳۹۹)

عبیداللہ اور ابوالقاسم کے پاس مشرق میں حکومت علویہ قائم ہونے سے پہلے سے موجود تھا ان لوگوں نے علی بن حمدون کو طرابلس سے عبداللہ شیعی کے پاس بھیج دیا، عبداللہ شیعی، علی بن حمدون سے پرتپاک طریقے سے ملا اور عزت واحترام سے پیش آیا چنانچہ علی بن حمدون اس زمانہ تک ان لوگوں کی خدمت میں رہا جب تک کہ یہ لوگ سجلماسہ میں مقیم رہے۔

علی بن حمدون کی حکومت:...... چنانچہ جب ان لوگوں کی حکومت وریاست کو ایک گونہ استحکام اور استقلال ہو گیا اور ابوالقاسم ۳۱۵ھ میں مغرب کی طرف واپس آیا اور شہر مسیلہ کا بنیادی پتھر رکھا اس وقت اس نے علی بن حمدون کو اس شہر کو آباد اور تعمیر کرنے پر متعین کیا اور اس کا ''محمدیہ'' نام رکھا جب اس کی تعمیر مکمل ہو چکی تو اس نے علی بن حمدون کو زاب کی حکومت عطا کی اور وہیں قیام کرنے حکم دیا۔ پھر جس وقت ''منصور'' کا ابویزید ''صاحب الحمار'' نے جبل کتامہ محاصرہ کیا اس وقت اس نے اس شہر کو رسد وغلہ اور آلات حرب سے بھر دیا وقت سے مسلسل یہی اس شہر پر حکومت کرتا رہا اس کے دونوں بیٹے جعفر اور یحییٰ نے ابوالقاسم کے ہاں پرورش اور تربیت پائی۔

علی بن حمدون کی موت:......پھر جب ابویزید نے دوبارہ سر اُٹھایا اور تمام افریقی علاقوں میں فساد کی آگ روشن ہو گئی اور اطراف وجوانب سے دولت علویہ کے خامیوں کے دلوں میں بربادی کی مہیب صورتیں جاگزیں ہو گئیں تو منصور نے ''علی بن حمدون'' کو لکھ بھیجا کہ قبائل بربر کی فوجیں تیار کر کے ہم سے آملو، چنانچہ علی بن حمدون نے فوجیں تیار کر کے ''قسنطینہ'' سے مہدیہ کی جانب کوچ کر دیا۔ راستے میں علاقے ملتے تھے ان کو تخت وتاراج کرتا ہوا ناریہ پہنچا پھر یہاں سے کوچ کر کے ''باجہ'' پر جا کر پڑاؤ کیا۔ اس وقت باجہ میں ایوب نے بن ابویزید نکاریہ اور بربر کے بڑے لشکر کے ساتھ موجود تھا۔ چنانچہ نے علی ایوب پر حملہ کیا اور فریقین میں گھمسان کی لڑائی ہونے لگی ایک دن جنگ کے دوران رات کے وقت ایوب نے علی بن حمدون کے لشکر پر چھاپہ مارا جس سے علی کا لشکر گھبرا کر بھاگ گیا۔ علی بن حمدون اپنی فوج سے علیحدہ ہو کر ایک پہاڑی کی چوٹی پر چلا گیا اور وہیں ۳۳۴ھ میں مر گیا۔

جعفر علی بن حمدون:......ابویزید کا زمانہ شورش وفساد ختم ہونے کے بعد منصور نے مسیلہ اور زاب کی کرسی پر جعفر بن علی حمدون کو بٹھایا۔ اور وہیں پر اس کو اور اس بھائی یحییٰ کو قیام کرنے کی ہدایت کی۔ چنانچہ جعفر اور یحییٰ نے مسیلہ اور زاب میں اپنی حکومت وریاست کی بنیاد ڈالی۔ دفاتر اور محکمے قائم کیے مجلسرائیں بنوائیں حمامات تعمیر کیے۔ ایک مدت ان لوگوں کی حکومت اس شہر میں قائم رہی۔ دور دراز ملکوں سے علماء وشعراء ان کے دربار میں آئے جن میں ابن ہانی شاعر اندلیش بھی شامل تھا اس کے قصائد جو اس نے جعفر و یحییٰ کے شان میں لکھے تھے، معرف ومشہور ہیں۔

جعفر اور زیری بن سناد:......جعفر اور زیری بن سناد کے درمیان بیحد عداوت تھی دونوں کی حکومت وریاست کے بارے میں متعدد لڑائیاں ہوئیں جن کی وجہ سے زیری کو اس وقت جب وہ سرکشی وبغاوت زناتہ کی وجہ سے مغرب سے واپس آرہا تھا سخت نقصان کا سامنا کرنا پڑا اس کے بعد جب معز نے ۳۰۲ھ میں قاہرہ آنے کا ارادہ کیا تو جعفر کو مسیلہ سے بلوالیا۔ جعفر کو اس سے خطرہ پیدا ہو گیا چنانچہ اپنی فوج سمیت معز کے آنے سے پہلے زناتہ سے مل گیا، چنانچہ صنہاجہ اور خلیفہ معز نے اس سے خط وکتابت کا سلسلہ منقطع کر دیا۔ جعفر نے زناتہ کو جمع کر کے معز کی مخالفت پر اُبھار اور خلیفہ مستنصر کی اطاعت کی ترغیب دی جسے ''زناتہ'' نے خوشی ورغبت کے ساتھ جعفر کی تحریک پر عملدرآمد کیا۔

زیری بن مناد کا قتل:......اتنے میں زیری بن مناد پہنچ گیا اور اس نے ہنگامہ کارزار گرم کر دیا اتفاق سے اس میں ''زیری'' کو شکست ہو گئی اور لڑائی کے دوران امراء زناتہ سے کسی نے زیری پر تلوار چلائی زیری زخمی ہو کر گھوڑے سے گرا پڑا اور قاتل نے لپک کر سر اتار لیا۔ جنگ کے بعد جعفر نے زیری کے سر کو چند امراء زناتہ کے ساتھ خلیفہ مستنصر کی خدمت میں بھیج دیا'' خلیفہ مستنصر نے ان لوگوں کی بے حد عزت افزائی کی اور زیری کے سر کو عبرت کے لئے قرطبہ کے بازار میں للکار دیا۔ اس واقعہ سے یحییٰ بن علی کی مستنصر کے دربار میں قدر ومنزلت بڑھ گئی اور جعفر کو بنظر قدر افزائی دربار خلافت میں حاضر ہونے کی اجازت دی۔

جعفر کا قرطبہ میں فرار:...... چند دن زناتہ کو یہ خبر مل گئی کہ ''یوسف بن زیری'' اپنے مقتول باپ کے خون کے بدلہ لینے کی تیاری کر رہا ہے چنانچہ وہ کمزور طبیعت کے وجہ سے گھبرا گئے اور مقابلہ سے جی چرانے لگے عوام کا کیا ذکر ہے روساء اور امراء زناتہ بھی فتنہ وفساد کی وجہ سے اپنے آنے والے

حریف کے مقابلے سے عاجز مجبور ہو گئے اس سے جعفر کو خطرہ پیدا ہو گیا۔ کشتیوں پر مال واسباب حشم، خدم، اور جس قدر خزانہ شاہی تھا اس کو لوٹ کر کے دریا کے راستے دارالخلافت قرطبہ چل دیا جعفر کے ساتھ بڑے بڑے امراء زناتہ جو اندلس امویہ کے مطیع اور حامی تھے قرطبہ آ گئے تاج دار دولت امویہ ان لوگوں سے بعزت واحترام ملا۔ انعامات دیئے اور توقیر وعزت سے ٹھہرایا۔ جب ایک مدت کے بعد یوسف بن زیری کا طوفان بدتمیزی ختم ہو گیا اور تمام علاقوں میں امن وامان کی ہوا چلنے لگی تو یہ لوگ واپس ہو گئے چنانچہ تاجدار دولت امویہ نے ان لوگوں کی عزت واحترام کے ساتھ رخصت کر دیا۔ یہ لوگ اپنے اپنے دلوں میں دولت امویہ کی محبت اور حمایت لے کر واپس گئے۔

علی بن حمدون کی اولاد قرطبہ میں:......واپسی کے وقت علی بن حمدون (گورنر زاب ومسیلہ) کی اولاد ان لوگوں کے ساتھ شریک نہیں ہوئی اس نے مصلحتاً دارالخلافت میں قیام کر دیا۔ خلیفہ وقت نے قدر افزائی کے لئے وزیروں کی جماعت میں ان لوگوں کو داخل کر لیا اور ان کو وہی جاگیریں اور وظائف عطا کئے جو وزراء کو دیئے جاتے تھے چنانچہ یہ لوگ باوجودیکہ اس گروہ میں نئے داخل ہوئے تھے مگر خلیفہ وقت کی قدر دانی کی وجہ سے حکومت کے پرانے حامیوں میں شمار کئے جانے لگے۔

قید ورہائی:......اس کے تھوڑے دنوں کے بعد یہ واقعہ پیش آیا کہ علی بن حمدون نے دربار خلافت میں ایک دن کسی معاملے میں بحث ومباحثہ کرتے ہوئے آداب خلافت کا لحاظ چھوڑ دیا جس کی وجہ سے اس کی اولاد عتاب شاہی میں گرفتار ہو گئی قصر خلافت میں سب کو طلب کر کے قید کر دیا گیا۔ پھر چند دنوں کے بعد جب کہ خلیفہ ''حکم'' فالج میں مبتلاء ہوا اور مغرب میں مردانیوں کا مطلع حکومت غبار آلود ہو چلا اور حکومت کو سرحدی حفاظت اور دشمنان خلافت سے مقابلے کی ضرورت محسوس ہوئی تو علی بن حمدون کی اولاد کو قید سے رہائی دے دی گئی۔ یحییٰ بن محمد بن ہاشم کو سرحدی مقامات سے طلب کیا گیا (فاش اور مغرب کا حاکم تھا) حاجب مصحفی نے رائے دی کہ جعفر بن علی بن حمدون مغربی علاقوں کی سرحد پر بھیجا جائے کیونکہ یہ ایک عرصے تک ''زناتہ مغرب'' کے ساتھ رہا ہے۔

حکومت پر تمکین:......چنانچہ اولاد علی بن حمدون کی اولاد کو نکبت اور بدبختی سے باہر نکال کر عزت کی کرسی پر متمکن کر دیا گیا جعفر اور اس کے بھائی یحییٰ کو مغرب کی حکومت عطا کی گئی۔ شاہانہ خلعتیں دی گئیں۔ دونوں بھائیوں کو بے حد مال واسباب دیا گیا۔ الغرض جعفر ۳۶۵ھ میں سرحدی علاقوں کے انتظام اور اس کے دشمنوں کے حملوں سے بچانے کے لئے مغرب کی طرف روانہ ہو گیا اور پہنچتے ہی بدنظمی دور کرنے لگا زناتہ کے حکمران ہی یقرن معرادہ اور رلماسہ نے حاضر ہو کر علم خلافت کی اطاعت قبول کر لی۔

منصور بن عامر:......خلیفہ حکم کے مرنے کے بعد ہشام نے تخت حکومت پر قدم رکھا اس کے عہد خلافت میں منصور بن ابی عامر کے ہاتھ میں عنان حکومت تھی، اس نے اپنے زمانہ حکمرانی کے شروع میں سرحدی علاقوں میں سے صرف سبتہ کے انتظام پر اکتفا کیا شاہی لشکر اور اراکین دولت کی توجہ اسی شہر کی طرف لگ رہی اہل علم وسیف کے قبضہ میں اس شہر کا انتظام دیا گیا۔ اس کے علاوہ دوسرے شہروں کی جانب سے لاپرواہی برتی گئی۔ زناتہ کے حکمران بدستور علی بن حمدون کی اولاد کے زیر انتظام ونگرانی رہے خلعتیں اور انعامات دربار خلافت سے آتے رہے وفود کی آمد ورفت جاری وقائم رہی۔

جعفر بن علی بن حمدون:......انہی واقعات کے دوران جعفر اور یحییٰ بن علی بن حمدون کے درمیان اَن بَن ہو گئی یحییٰ نے اپنے بھائی جعفر سے علیحدگی اختیار کر کے شہر بصریٰ کو دبا لیا اور کثر امراء وسرداران لشکر کے ساتھ بصریٰ چلا گیا اس کے بعد بنوغواطہ کی بدولت جعفر کا جہاز تباہی میں پڑ گیا۔ ڈوبنے کے قریب پہنچ گیا تھا کہ محمد بن ابی عامر نے عنان حکومت اپنے ہاتھ میں لیتے ہی جعفر کو اس کی مستعدی اور کارگذاری کی وجہ سے دارالخلافت میں بلوالیا❶......چونکہ اس سے پہلے جعفر کو خلیفہ حکم کو (تاجدار اندلس) کی بدولت اکثر مصائب کا سامنا کرنا پڑا تھا، اس لئے محمد بن ابی عامر کے حکم کی تعمیل میں ذرا تاخیر سے کام لیا''، لیکن پھر کچھ سمجھ بوجھ کر ملک مغرب کی حکومت، اپنے بھائی کے لئے چھوڑ کر دریا کے راستے محمد بن ابی عامر کی جانب روانہ گیا جس وقت یہ دارالخلافت میں پہنچا اس کی بے حد آؤ بھگت کی گئی۔ عزت واحترام سے شاہی محل میں ٹھہرایا گیا۔

❶......اصل کتاب میں اس قدر جگہ خالی ہے، من مترجم

بلکین کا حملہ اور پسپائی:...... بلکین نے ۳۶۹ھ مغرب پر فوج کشی کی، محمد بن ابی عامر نے قرطبہ سے فوجیں تیار کر کے بلکین کے مقابلے کی غرض سے جزیرہ کی جانب کوچ کیا، جعفر بن علی نے سبتہ کی حفاظت پر کمر ہمت باندھی، تاجدار اندلس نے ایک سو اونٹ سامان جنگ سے لدے ہوئے محمد ابن عامر کی کمک پر روانہ کئے، ملوک زناتہ بھی اس کی پشت پناہی کے لئے پہنچ گئے، بلکین بے نیل و مرام واپس چلا گیا جیسا کہ آئندہ ہم تحریر کریں گے۔

جعفر کا قتل:...... اس واقعہ کے بعد محمد ابی عامر کسی معاملہ میں جعفر سے مشکوک و مشتبہ ہو گیا رفتہ رفتہ یہ شک اس حد تک بڑھا کہ محمد بن ابی عامر نے چند لوگوں کو جعفر کے قتل پر مقرر کر دیا جنہوں نے اس کے گھر میں گھس کر ❶ ...... میں قتل کر دیا۔ اس کے بعد یحییٰ بن علی مصر چلا گیا اور عزیز باللہ کے محل میں لہٰذا عزیز باللہ نے انتہائی احترام سے ٹھہرایا چنانچہ ایک مدت تک اسی عزت و توقیر سے مصر میں مقیم رہا۔ چنانچہ جس وقت فلفول بن خرزون نے حاکم بامر اللہ کے دور میں طرابلس کو صنہاجہ کے قبضہ سے نکالنے کی کوشش کی تو اس وقت خلیفہ حاکم نے جو فوجیں مرتب اور تیار کر کے طرابلس کی جانب روانہ کی تھیں اس کی سرداری کا علم یحییٰ بن علی ہی کو عطا کیا تھا۔ مقام برقہ میں پہنچ کے بلالیوں میں سے بنو قرہ نے مزاحمت کی جس سے یحییٰ کی طاقت متفرق و منتشر ہو گئی اور مجبوراً مصر واپس آ گیا۔ اور وہیں ٹھہرا رہا اور پھر مصر ہی میں مر گیا (واللہ وارث الارض ومن علیها وھو خیر الوارثین)

قرامطہ ❷ کے حالات جنہوں نے بحرین میں حکومت قائم کی تھی

اس دعوت کا اظہار نہ تو علویہ میں سے کسی نے کیا اور نہ طالبیوں میں سے کوئی شخص مدعی بنا۔ اس حکومت کے بانی مبانی خاندان اہل بیت سے مہدی کے ایلچی ہوئے ہیں باوجودیکہ وہ دوبارہ مہدی باہم مختلف تھے جیسا کہ آئندہ ذکر کی جائے گا۔

قرامطہ کے بنیادی مبلغ:...... قرامطہ کی دعوت کا دارومدار دو افراد پر تھا ان میں سے ایک کا نام فرج بن یحییٰ بن عثمان قاشانی تھا جو کہ فرج بن یحییٰ مہدی کے ایلچیوں میں تھا، ذکرویہ بن مہرویہ کے لقب سے بھی ملقب کیا جاتا تھا یہ وہی شخص ہے جو سواد کوفہ میں، اور اس کے بعد عراق و شام میں اس مذہب کو پھیلانے والا اور حکومت قرامطہ کا بانی تھا مگر باوجود اس کی سعی کوشش حکومت و دولت کی بناء قائم نہ ہوئی۔ دوسرے کا نام ابوسعید حسن بن بہرام جنابی تھا۔ اس نے بحرین میں قرامطہ کا مذہب پھیلانے اور حکومت و ریاست کی بناء قائم کرنے کی کوشش کی اور اپنے ارادہ میں کامیاب ہو گیا'' یہاں پر اس کی اور اس کی آئندہ نسلوں کی حکومت قائم و جاری ہو گئی۔ بعض لوگوں نے اس کو فرقہ اسماعیلیہ کے ایلچیوں میں شمار کیا ہے جن کی حکومت و سلطنت قیروان میں تھی جیسا کہ آئندہ آپ پڑھو گے۔

قرامطہ کے عقیدے:...... قرامطہ کے اعتقادات اور مذہبی مسائل نہایت مضطرب، مخل اور شریعت حقہ اسلامیہ کے منافی و مخالف ہیں سب سے پہلے ۲۷۸ھ میں ایک شخص سواد کوفہ میں ظاہر ہوا۔ بظاہر زہد و ورع، طہارت اور عبادت کا بہت پابند تھا، اس کا یہ زعم تھا کہ میں مہدی موعود کی حکومت کا ایلچی ہوں، چنانچہ بہت سے لوگ اس کے متبع بن گئے یہ خود کو قرامطہ ❸ کے لقب سے ملقب کرتا تھا، جو شخص اس کی جماعت میں شریک ہوتا تھا اس

---

❶...... اصل کتاب میں اس قدر جگہ خالی ہے، من مترجم۔ ❷...... قرامطہ کے بارے میں سیر حاصل معلومات کے لئے دیکھیں علامہ ابن کثیر کی (البدایۃ والنہایۃ جلد نمبر ۱۱ صفحہ نمبر ۶۱ اور امام ابوالحسن اشعری کی (مقامات الاسلامین مطبوعہ قاہرۃ سن ۱۹۵) علامہ ابن حزم اندلسی کی (الفصول فی الملل والنحل) اور (اسی کتاب پر لکھا ہوا علامہ شہرستان کا حاشیہ مطبوعہ مکتبہ المثنی بغداد) اور حسن بن یوسف الحلی کی (الالفین فی امامۃ امیر المومنین، مطبوعہ نجف سن ۱۹۵۳ء) اور علامہ محمد بن جریر طبری کی (تاریخ الرسل والملوک مطبوعہ دار المعارف مع طبقہ لیدن) امام غزالی کی (فیصل التفرقۃ بین الاسلام والزندقۃ، مطبوعہ قاہرہ ۱۹۶۱ء)۔ ❸...... علامہ ابن الجوازی نے اپنی کتاب (القرامطہ صفحہ نمبر ۲۹ مطبوعہ نشر المکتب الاسلامی بیروت) میں لکھا ہے ان کے قرامطہ کہلوائے جانے کے بارے میں چھ اقوال ہیں۔ (پہلا قول) یہ قرامطہ کے نام سے اس لئے مشہور ہوئے کیونکہ انہیں سب سے پہلے اس سے محبت کے بارے میں بتانے والے کا نام محمد المقرمطہ تھا اور یہ کوفہ کا رہنے والا تھا۔ (دوم) ان کے سردار (جو سواد کوفہ کا رہنے والا تھا اور غالباً قبیلہ انباط کا تھا) کا لقب قرمطویہ تھا چنانچہ اسی کی طرف ان کی نسبت ہو گئی۔ (سوم) قرمطہ اسماعیل بن جعفر بن محمد الصادق اپنے والد کی زندگی میں جوان العمری میں ہی وفات پا گئے تھے۔ اور انہوں نے اپنے والد سے کوئی حدیث روایت نہیں کی۔ (یہ یاد رہے کہ یہ اسماعیل بن جعفر صادق وہی ہیں جن کے چھوٹے بھائی موسیٰ کاظم شیعوں کے ساتویں امام ہیں۔ شیعہ پہلے ان ہی کی امامت کے قائل تھے۔ لیکن ان کی جوانی ہی میں وفات کی وجہ سے شیعہ حضرت موسیٰ کاظم کی امامت کے قائل ہو گئے۔ اور یہ عقیدہ گھڑ لیا کہ (معاذ اللہ) اللہ تعالیٰ بھول گئے تھے، اس لئے (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

سے ایک دینار امام موعود کے لئے لیتا تھا اس جماعت پر بہت سے نقیب مقرر کئے تھے حواریوں کے نام سے یاد کرتا تھا لہٰذا ہزاروں مسلمان اس فتنہ میں مبتلا ہوگئے گورنر کوفہ نے اس کو گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا مگر چند دن کے بعد محافظوں کی غفلت سے بھاگ گیا پھر کوئی خبر نہ ملی کہ کیا ہوا۔ اس سے اس کے متبعین اور فتنہ میں پڑ گئے۔ بعضوں نے ان میں سے یہ خیال جمالیا کہ یہ وہی شخص ہے جس کی بشارت احمد بن محمد بن حنفیہ نے دی تھی اور یہ احمد نبی تھا۔ اس مذہب نے سواد میں بے حد ترقی کی۔

قرامطہ کی کتاب اور نماز:......ان لوگوں میں ایک کتاب کی تلاوت کی جاتی ہے جس کے بارے میں ان کا یہ خیال ہے کہ اس کو مہدی کا ایلچی لایا تھا اس کتاب میں نماز کی ترکیب یوں لکھی ہے

''بسم اللہ'' کے ہر رکعت میں ان فقروں کو پڑھے (فرج بن عثمان کہتا ہے کہ)

"الحمد لله بكلمته وتعالى باسمه المتخذ ❶ لا وليايه باوليائه قل ان لاهلة " " مواقيت للناس ظاهر هاليعلم عدد السنين والحساب والشهور" "والايام وباطنها اولياى الذين عرفوا اعبادى سبيلى اتقونى يا اولى الالباب وانا الذى لااسال عما افعل وانا العليمالحكيم وانا " "الذى ابلوعبادى واستخير ❷ خلقى فمن صبر على بلاى ومحنتى واختيارى " 'القيته في جنتي واخلدته في نعمتي ومن زال عن امري وكذب رسلي اخلدته مهاناً في عذابي واتممت اجلي واظهرت على السنته رسلي "" فانا الذى لايتكبر على بعبارالاوضعته ولا عزيز الاذله❸ ابليس ""فليس الذى اصر على امره دام على جهالته وقال لن نبرح عليه " عاكفين وبه مومنين اولئك هم الكافرون .

اس کے بعد رکوع کرے اور رکوع میں دوبار ''سبحان ربي ورب العزة تعالى عما يصف الظالمون'' پڑھے پھر سجدہ کرے اور سجدہ میں '' الله اعلى '' دوبار اور ایک بار '' الله اعظم '' کہے۔ سال میں دو دن روزے رکھے ایک دن مہرجان میں دوسرا یوم نیروز میں نبیذ کا پینا حرام تھا۔ شراب حلال تھی، جنابت (ناپاکی) میں بجائے غسل کے وضو کر لینا کافی تھا۔ سارے دم دار اور پنجہ دار جانوروں کا کھانا حرام تھا جو شخص اس مذہب کا مخالف ہوا اور برسرجنگ آئے اس کا قتل واجب اور جو شخص برسرجنگ نہ آئے اس سے جزیہ لیا جائے اس کتاب میں اسی قسم کے مسائل اور دعاوی شنیعہ ایک دوسرے کے مخالف مسائل جس سے ان کا کذب محض ہونا روز روشن کی طرح معلوم ہوتا ہے تحریر ہے۔

قرامطہ کے عقائد کی بنیاد:......اس گروہ کو جس بات نے ایسے خرافات پر مبنی مذہبی خیالات قائم کرنے پر ابھارا تھا وہ شیعہ کی روایات مشہورہ میں

---

❶......ہمارے پاس موجود جدید عربی ایڈیشن (جلد نمبر ۴ صفحہ نمبر ۸۹) پر متخذ کے بجائے المنبذ تحریر ہے (مصحح)۔ ❷......ہمارے پاس موجود جدیدہ عربی ایڈیشن (جلد نمبر ۴ صفحہ نمبر ۸۹) پر یہ عبارت اس طرح ہے واستخبر خلقی فمن صبر علی بلائی ومحنتی واختیاری، یعنی استخیر کی جگہ استخبر اور اختیاری کی جگہ اختباری تحریر ہے (مصحح) ❸......اصل کتاب میں اس قدر جگہ خالی ہے۔ من مترجم۔

(گذشتہ حاشیہ) اسماعیل کو امام مقرر کیا تھا۔ لیکن جب اللہ تعالیٰ کو یاد آیا کہ اصل میں امام موسیٰ کاظم کو بنانا تھا۔ تو موسیٰ کاظم کو امام بنا دیا اور اسی اسماعیل کی وفات ہوگئی۔ چنانچہ شیعوں کا آج بھی مسلمہ عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کو بھول چوک ہو سکتی ہے دیکھیں معتبرات شیعہ اصول کافی، اصول کلینی ملا باقر مجلسی کی حق الیقین وغیرہ۔

دوسری طرف شیعوں کا ہی ایک گروہ اس بات پر قائم رہا کہ نہیں بلکہ اصل امام تو اسماعیل بن جعفر صادق ہی ہیں لیکن دنیا سے پردہ فرما گئے ہیں۔ آغا خانی کے نام سے جانے جاتے ہیں اور ان کے دینی رہنما پرنس کریم آغا خانی فرانس کے شہر پیرس میں (paris) میں مقیم ہیں۔ (چوتھا قول) ان کا کوئی داعی کرمیۃ نامی کسی شخص کے پاس ٹھہرا تھا، جب وہاں سے جانے لگا تو اسے بھی اپنے مذہب میں داخل کرلیا اور قرامطہ بن اشعب کا لقب دیا وہیں سے یہ اس لقب سے مشہور ہوئے۔ (پانچواں قول) ان کے بعض داعی کرامیۃ نامی ایک شخص کے پاس ٹھہرے تھے، جب وہاں سے چلے گئے تو اسی شخص کی نسبت سے جانے پہچانے لگے پھر جب یہ لفظ کرمیۃ لوگوں کی زبانوں پر چڑھا تو کرمیہ سے قرمطہ ہوگیا۔ (چھٹا قول) ان کے داعیوں میں سے کسی کا نام حمدان بن قرامطہ تھا جو کوفہ کے عبادت گذار لوگوں میں سے سمجھا جاتا تھا۔ چنانچہ یہ لوگ اسی شخص کی نسبت سے مشہور ہوگئے۔

جومہدی کے بارے میں احادیث کی صورت میں بیان کی جاتی ہیں اور جن کی تخریج کے اسباب وخلل پر ہم نے مقدمہ تاریخ ''باب الفاطمی'' میں تنقید کی ہے چنانچہ قرامطہ، مہدی اوراس کی دعوت کی طرف کچھ ایسا گرویدہ ہوا ہے کہ جس نے مہدویت کا دعویٰ کیا، دل وجان سے سچائی کے ساتھ اس کے معین ومددگار بن گئے اگر چہ وہ اپنے استحقاق ودعویٰ میں جھوٹا رہا ہوا، اور بعضوں نے اس کی بناء محض کذب اور افتراء پر دنیا کمانے کی غرض سے قائم کی ہے۔ ❶........

یحییٰ بن فرج:...... کہا جاتا ہے کہ یحییٰ بن فرج ''صاحب زنج'' کے قتل کے بعد ظاہر ہوا تھا اور امان حاصل کر کے اس کے پاس سے گیا تھا اور یہ ظاہر کیا تھا کہ میرے قبضہ میں اس وقت ایک لاکھ تلواریں ہیں مناظرہ کرلیں، عجیب نہیں کہ ہم اور تم ایک مذہب کے پابند ہو جائیں اور ایک دوسرے کا معین ومددگار بن جائے، مگر اتفاق سے دونوں میں مخالفت ہوگئی قرامطہ (یحیٰی بن فرج) واپس آ گیا یہ کہ خود کو ''قائم بالحق'' کے لقب سے ملقب کرتا تھا اور بعضوں کا یہ خیال ہے کہ یہ ازارقہ خوارج کا مذہب رکھتا تھا۔

قرامطہ کی روک تھام کی کوشش:...... الغرض جب اس مذہب کا شیوع اور اس کے متبعین کی کثرت ہوئی تو احمد بن طائی حاکم کوفہ نے اس کی روک تھام کی غرض سے پیش قدمی کی اور فوجیں تیار کر کے قرامطہ پر حملہ کر دیا، جس سے قرامطہ منتشر ہو گئے اور متواتر حملوں اور مسلسل تعاقب کی وجہ سے اکثر لوگ نیست ونابود ہو گئے۔

قرامطہ کے سردار کا فرار:...... سردار قرامطہ نے بھاگ کر قبائل عرب میں جا کر دم لیا اور ان لوگوں کو اپنے مذہب کی تعلیم دینے لگا مگر کسی نے اس مجوبہ مذہب کو قبول نہ کیا اس وقت یہ ایک چٹیل میدان کے باؤلی میں چھپ گیا جس کو اس نے خود اسی غرض کے لئے بنایا تھا، اس باؤلی کا دروازہ لوہے کا تھا اور دروازہ کے پہلو میں تنور تھا تا کہ ڈھونڈنے والے کو یہ گمان بھی نہ ہو کہ کوئی شخص اس باؤلی میں ہے اس باؤلی میں روپوش ہونے کے بعد اس نے اپنے بیٹوں کو قبیلہ ''کلب بن دبرہ'' کے قبیلہ میں گئے اور آہستہ آہستہ اپنے مذہب کو پھیلانے اور اس کی تعلیم دینے لگے، یہ تین افراد تھے یحییٰ، حسین اور علی۔ قبیلہ کلب بن دبرہ کی کسی شاخ نے اس مذہب کو قبول نہ کیا مگر بنو قلیس بن ضمضم بن علی بن جناب ان کے دام تزویر میں آ گئے اور یحییٰ کے ہاتھ پر اس خیال سے بیعت کرلی کہ یہ یحییٰ بن عبداللہ بن محمد بن اسماعیل امام ہے ''ابوالقاسم'' اس کی کنیت رکھی گئی اور شیخ کا لقب دیا گیا تھوڑے دنوں کے بعد اس نے اپنا نام تبدیل کر دیا اور یہ ظاہر کیا کہ میں محمد بن عبداللہ ہوں مگر مصلحتاً اس نام کو چھپاتا تھا اور یہ کہ میری ناقہ من جانب اللہ مامور ہے جو شخص اس کی اتباع کرے گا وہ کامیاب ہوگا سبک (یا شبل) خلیفہ معتضد کے غلام نے قرامطہ پر فوج کشی کی اور پہلے ہی حملے میں ناکام ہو کر پسپا ہو گیا اور اسی دوران مارا گیا۔

خلیفہ اور قرامطہ کی گفتگو:...... جنگ کے بعد دربار خلافت میں پیش کئے گئے خلیفہ نے قیدیاں قرامطہ کو مخاطب کر کے کہا ''کیا تمہارا یہ اعتقاد ہے کہ اللہ تعالیٰ کی روح اور اس کے انبیاء کرام کی روحیں تم میں حلول کر گئی ہیں جس کی وجہ سے تم لوگ خطا ولغزش سے معصوم رہتے ہو اور اعمال صالح کے کرنے کی توفیق ہوتی ہے؟ قرامطہ کے سردار نے جواب دیا'' مجھے تعجب ہے کہ آپ کو اس گفتگو سے کیا حاصل ہوگا؟ اگر مجھ میں شیطان کی روح حلول کر گئی ہے تو اس سے آپ کو کیا فائدہ؟ اور جس کے تذکرہ سے کوئی فائدہ نہ پہنچے اس کو چھوڑ دیجئے اور اس طرف توجہ کیجئے جس میں کچھ فائدہ ہو'' خلیفہ نے ارشاد کیا'' ''اچھا تم ہی مطلب کی بات کرو'' قرامطہ کا سردار بولا'' رسول اللہ ﷺ کی وفات ہوئی اس حال میں کہ تمہارے مورث اعلیٰ عباس بن عبدالمطلب زندہ تھے مگر انہوں نے حکومت وخلافت کی تمنا نہیں کی اور نہ کسی نے ان کے ہاتھ پر امارت وحکمرانی کی بیعت کی اس کے بعد حضرت ابوبکر کا انتقال ہوا انہوں نے جب عمر کو اپنا جانشین بنایا اور حضرت نے حالانکہ عباس بن عبدالمطلب جو اس وقت موجود اور ان کی آنکھوں کے سامنے تھے نہ تو ان کو اپنا ولی عہد بنایا اور نہ ارباب شوریٰ میں شامل کیا۔ ارباب شوریٰ صرف چھ بزرگ تھے، جس میں قریب اور دور کے رشتہ دار تھے ان لوگوں نے بھی تمہارے دادا کو منتخب نہیں کیا پھر فرمایئے کہ کس ذریعہ سے آپ خلافت وامارت کے مستحق بن گئے'' خلیفہ معتضد نے اس کا کوئی جواب نہ دیا بلکہ اپنے

---

❶ ...... ہمارے پاس موجود جدید عربی ایڈیشن (جلد نمبر ۴ صفحہ نمبر ۸۹) پر یہاں عبارت اس طرح ہے کہ ''ولا عز یزا لا ذللتہ'' یعنی ابلیس کا لفظ بیچ میں نہیں ہے (مصحح)۔

کارندوں کواشارہ کردیا وہ لوگ سردار قرامطہ پرٹوٹ پڑے۔عضوعضو علیحدہ کر کے گردن اتارلی۔

قرامطہ کی دمشق کی طرف پیش قدمی:......اس واقعہ کے بعد قرامطہ نے دمشق کی جانب ۲۹۰ھ میں پیش قدمی شروع کردی۔ان دنوں دمشق کی حکومت، طغج (احمد بن طولون کے غلام) کے قبضہ میں تھی۔طفض نے اپنے آقا کے بیٹے (حاکم مصر) سے امداد طلب کی چنانچہ مصری فوج اس کی کمک پر آ گئی اس کی قرامطہ سے متعدد لڑائیاں ہوئیں انہی لڑائیوں میں یحیٰی بن ذکرویہ موسوم بہ ''شیخ'' ایک بڑے گروہ سمیت مارا گیا۔قرامطہ کے باقی سپاہیوں نے اس کے بھائی حسین جسے احمد کہتے تھے اس کے پاس جا کر پناہ لی۔

حسین ''احمد'' اور اس کے عقائد:......اس کی کنیت ابوالعباس تھی چونکہ اس کے منہ پر ایک تل تھا جس کے بارے میں اس کا یہ اعتقاد تھا کہ (یہ اللہ تعالیٰ کی ایک نشانی ہے) ❶......یہ اپنے کو''مہدی امیر المومنین'' کے لقب سے ملقب کرتا تھا تھوڑے دن بعد اس کا چچازاد بھائی عیسیٰ کو اپنا ولی عہد (عبداللہ) بن احمد بن محمد بن اسماعیل امام اس کے پاس آ گیا۔چنانچہ اس نے عیسیٰ کو اپنا ولی عہد بنالیا اور''المدثر'' کا خطاب دیا۔اعتقاد یہ تھا کہ یہ وہی مدثر ہے جس کا ذکر قرآن مجید میں آیا ہے اس نے اپنے خاندان میں سے ایک لڑکے کو''یمطوق'' کا لقب دیا تھا اور چپکے چپکے اپنے مذہب کی تلقین اور تعلیم دینے لگا،ایک عرصے کے بعد بادیہ نشینوں کے اکثر قبائل نے اس کا مذہب قبول کرلیا۔تب اس کے ان لوگوں کو مرتب و مسلح کر کے دمشق پر چڑھائی کردی۔عرصہ دراز تک محاصرہ اور بعلبک پر فوج کشی کی۔بہت بڑا خونریزی کا مرتکب ہوا۔عورتوں اور بچوں تک کو نہیں چھوڑا آخر کار ان شہروں کو پامال اور تاخت وتاراج کر کے سلیمہ کی جانب بڑھا،سلمیہ میں ایک بنی ہاشم کا ایک گروپ مقیم تھا،ان لوگوں کو بھی اس نے تہہ تیغ کردیا۔مدرسہ کے چھوٹے چھوٹے بچے اور جانور بھی اس کے تیغ ستم سے بچ نہ سکے۔رفتہ رفتہ دربار خلافت تک خبر پہنچ گئی چنانچہ مکتفی نے بہ نفس نفیس لشکر تیار کر کے اس کی سرکوبی پر کمر باندھ لی اور اپنی فوج کے مقدمہ کو آگے بڑھنے کا حکم دیا۔چنانچہ شاہی فوج نے اس کی فوج پر حماۃ کے باہر ایک میدان میں حملہ کیا۔سخت اور خونریز جنگ کے بعد اس کو شکست دے دی اور اس کے باقی سپاہیوں نے حلب پہنچ کر دم لیا (یہ واقعہ ۲۹۱ھ کا ہے)۔

بدر اور قرامطہ:......جنگ کے بعد خلیفہ مکتفی نے برقہ ❷ کی جانب کوچ کیا اور ابن طولون کا آزاد کردہ غلام بدر قرامطہ کے تعاقب میں روانہ ہوگیا اور منزل بہ منزل قرامطہ کو شکست دیتا گیا اور قرامطہ کمال بے سروسامانی سے بھاگتے چلے گئے۔

حسین کی گرفتاری اور قتل:......اسی دوران خلیفہ نے ایک دوسری فوج قرامطہ کے تعاقب اور سرکوبی کو روانہ کی، یحیٰی بن سلیمان کاتب،اس فوج کا سردار تھا۔حسین بن حمدان تغلبی اور بنوشیباں کے نامی گرامی جنگ آور اس فوج میں شامل تھے،۲۹۱ھ میں قرامطہ سے مڈبھیڑ ہوئی۔قرامطہ کے مشہور لوگ مارے گئے اس کا بیٹا ابوالقاسم کچھ سامان واسباب لے کر بھاگ گیا اور خود اطراف کوفہ کے آس پاس جان کے خوف سے روپوش ہوگیا۔مدثر اور مطوق بھی اس کے ساتھ تھے یہ حلیہ تبدیل کر کے رحبہ پہنچا کسی نے والی رحبہ کو اس آمد کی خبر کردی،اس نے ان لوگوں کو گرفتار کر کے خلیفہ کی خدمت میں مقام برقہ بھیج دیا۔خلیفہ نے سردار قرامطہ یعنی حسین''صاحب شامہ'' کو پہلے دوسو کوڑے لگوائے اور اس کے بعد ہاتھ اور پاؤں کا کٹوا کر صلیب پر چڑھا دیا پھر یہی برتاؤ اس کے باقی ہمراہیوں کے ساتھ بھی کیا گیا اس کے بعد خلیفہ نے اپنے لشکر ظفر پیکر کے ساتھ بغداد کی جانب مراجعت کی۔

علی بن ذکرویہ:......علی بن ذکرویہ اپنے بھائی یحیٰی کے مارے جانے کے بعد،فرات کی جانب بھاگ گیا،قرامطہ کی منتشر جماعت آہستہ آہستہ اس کے پاس جمع ہورہی تھی جب ایک کافی مقدار میں قرامطہ جمع ہوگئے تو علی نے طبریہ کی طرف پیشقدمی شروع کردی اور پہنچتے ہی اس کو لوٹ لیا۔حسین بن حمدان نے یہ خبر پا کر علی کی گوشمالی پر کمر باندھی۔چنانچہ علی نے اپنے ہمراہیوں کے ساتھ یمن کے اکثر شہروں پر قبضہ کرلیا اور صنعاء کی جانب بڑھا یعفر گورنر صنعاء شہر چھوڑ کر بھاگ گیا چنانچہ علی نے جی کھول کر صنعاء کو تخت وتاراج کیا۔

---

❶......اصل کتاب میں اس قدر جگہ خالی ہے۔(تاریخ ابوالفداء جلد نمبر ۲ صفحہ ۶۳ مطبوعہ قسطنطنیہ) سے میں نے یہ عبارت کو بین میں ترجمہ کی ہے (مترجم) اس کے علاوہ دیکھیں ابن اثیر کی (الکامل جلد نمبر ۴ صفحہ نمبر ۶۰۸) (مصحح)

❷......ہمارے پاس موجود جدید عربی ایڈیشن (جلد نمبر ۴ صفحہ نمبر ۹۰) پر برقہ کے بجائے رقہ تحریر ہے (مصحح)

البتہ ❶ صعدۃ سے چھیڑ چھاڑ نہیں کی کیونکہ ان کے اور ان کے اور بنی المرسی کے درمیان رشتہ علویت تھا۔ پھر بنی زیاد بن بید کے ہاں قیام پذیر ہو اور یمن کے نواح میں اس کی صورت آئی۔

ذکرویہ کا خطہ:...... انہی واقعات کے دوران علی کے باپ ذکرویہ نے بنی قلیس کے پاس جنہوں نے سماوہ ❷ میں ایک مدت سے رہائش اختیار کر لی تھی عبداللہ بن سعید ''ابوغانم'' خط دے کر ۲۹۳ھ میں روانہ کیا اس خط میں لکھا تھا یحییٰ بذریعہ وحی معلوم ہوا ہے کہ صاحب الشامہ (حسین موسوم بہ احمد) اور اس کا بھائی یحییٰ ''شیخ عنقریب دوبارہ آنے والا ہے اور ان کے بعد امام زماں ظاہر ہوں گے اور تمام روئے زمین کو عدل وانصاف سے معمور کر دیں گے'' چنانچہ ابوغانم نے قبیلہ کلب میں پہنچ کے ان خیالات کو پھیلایا اور ان لوگوں کو مذہبی سپاہی بنا کر شام کا رُخ کیا، پہلے بصرہ کو لوٹا اور اس کے بعد اذرعات کی پامالی کی جانب بڑھا اور اس کو بھی پامال کر کے دمشق پر اُترا۔

ابوغانم کی کامیابیاں:...... ان دنوں دمشق کی عنان حکومت احمد بن کیغلغ ❸ کے قبضہ اقتدار میں تھی اگرچہ اتفاق سے احمد دمشق میں موجود نہ تھا۔ بلکہ خلیجی ❹ کی بغاوت وسرکشی کی وجہ سے شاہی لشکر کی کمک کے لئے مصر گیا ہوا تھا مگر اس کے نائبوں نے نہایت مستعدی وہوشیاری سے ابوغانم کا مقابلہ کیا اور اس کو مار بھگایا۔ اس کے ساتھ مارے گئے باقی ماندہ ابوغانم کے حاکم اس دن مقابلہ نہ کر سکا اور مارا گیا۔ اس سے ابوغانم کے حوصلے بڑھ گئے اور وہ طبریہ کی طرف بڑھا۔ اور اس کو بھی لوٹ لیا۔ دربار خلافت میں ان واقعات کی خبر پہنچی تو خلیفہ مکتفی نے ایک عظیم لشکر بسرافسری حسین بن حمدان باغیوں کی سرکوبی کے لئے روانہ کیا۔ ابوغانم کے یہ خبر سن کر سماوہ کی جانب بھاگ گیا۔ شاہی فوج نے تعاقب کیا اور ہزاروں قرمطی پیاس کی شدت سے مر گئے بالآخر حسین ان لوگوں کو گرفتار کر کے رحبہ کی جانب واپس لوٹا، وہ بیان کیا جاتا ہے کہ شاہی لشکر نے ابوغانم کو گرفتار کر کے قتل کر دیا تھا۔ جس سے اس کی طاقت منتشر ہوگئی یہ واقعہ ۲۹۳ھ کا ہے۔

ذکرویہ کا ظہور وقتل:...... ان واقعات کے بعد قرامطہ متحد ہو کر گھاٹی کی طرف گئے جہاں پر ذکرویہ بیس سال سے چھپا ہوا تھا اور اس کو گھاٹی سے نکال کر باہر لائے۔ اطراف وجوانب کے ایلچی جو اس کے مذہب کی تعلیم اور تلقین کرتے تھے وہ سب بھی آ آ کر اس پاس جمع ہو گئے، چنانچہ ذکرویہ نے اُن پر اپنی جانب سے احمد بن قاسم بن احمد کو اپنا نائب مقرر کر دیا۔ اور لوگوں کو ان کے وہ فرائض وحقوق بتا ئے جو ان پر واجب تھے اور نیز یہ بھی ہدایت کی کہ ان کی دینی اور دینوی کامیابی اسی میں ہے کہ یہ لوگ اپنے امیر کے دائرۂ اطاعت سے ذرا بھی قدم باہر نہ نکالیں ان دعووں کے ثبوت میں ذکرویہ نے آیات قرانی پیش کیں جن کے معانی ومطالب میں خواہش کے مطابق تاویل وتحریف کی تھی۔ اتنی تعلیم کر کے ذکرویہ پھر روپوش ہو گیا۔ یہ لوگ اس کو سید کے نام یاد کرتے تھے، احمد بن قاسم سارے امور مذہبی اور سیاسی انجام دیتا تھا خلیفہ مکتفی نے ان کی سرکوبی کے لئے فوجیں روانہ کیں۔ قرامطہ نے ان کو سوادہی میں پسپا کر دیا اور ان کی لشکر گاہ کو لوٹ لیا۔

قرامطہ کی سفاکی:...... اس کے بعد قرامطہ حاجیوں کے لوٹنے کو بڑھے۔ حلوان کی ساخت وتاراج کرتے ہوئے ''واقصہ'' گھیر لیا۔ اہل واقصہ نے قلعہ بندی کر لی قرامطہ نے اس کے مضافات کے چشموں اور کنوؤں کے پانی کو خراب کر دیا دربار خلافت میں اس کی خبر پہنچی تو خلیفہ مکتفی نے ایک فوج بسرافسری محمد ابن اسحاق بن کنداج، قرامطہ کی گوشالی کے لئے روانہ کی قرامطہ سے مڈبھیڑ ہونے کی نوبت نہ آئی لہٰذا بے نیل ومرام واپس آ گئی قرامطہ نے حاجیوں سے چھیڑ چھاڑ کی، حاجیوں نے باوجودیکہ تین دن کے بھوکے پیاسے تھے جی توڑ کر مقابلہ کیا لیکن قرامطہ کی بڑھی ہوئی قوت کا مقابلہ نہ کر سکے اور امن کی درخواست کر دی قرامطہ نے ان کو امن دے کر ان کا مال واسباب لوٹ لیا اور جہاں تک ان لوگوں کی قوت نے ساتھ دیا حاجیوں کو تہ تیغ کیا ان حاجیوں کے مال واسباب کے ساتھ سوداگروں اور بنی طولون کے قیمتی قیمتی اسباب بھی تھے جن کو بنی طولون نے مصر سے مکہ کے راستے بغداد روانہ کیا تھا اس کے بعد قرامطہ نے باقی حجاج کا حمص میں محاصرہ کر لیا چنانچہ

❶ تصحیح واستدراک مصحح مفتی ثناء اللہ محمود۔ ❷ ...... کوفہ اور شام کے درمیان ایک علاقے کا نام ہے، دیکھیں یاقوت حموی کی (معجم البلدان) ❸ ...... یہاں صحیح لفظ کیغلغ ہے، دیکھیں (البدایۃ والنہایۃ جلد نمبر ۱۱ صفحہ نمبر ۱۰۰)۔ ❹ ...... یہ بنی طولون کا حامی تھا، (ثناء اللہ محمود)

ہزاروں بے گناہ حاجی مارے گئے اوران کا مال واسباب لوٹ لیا گیا۔

قرامطہ کو شکست: ......خلیفہ مکتفی نے ایک بڑی فوج وصیف ❶ بن صوارتکین کی کمان میں روانہ کی، اس فوج میں نامی گرامی سپہ سالار بھیجے گئے تھے خفان کے راستے یہ فوج روانہ ہوئی، کوچ وقیام کرتی ہوئی قرامطہ تک پہنچ گئی۔ ایک دوسرے گتھ گیا دو دن کی جنگ کے بعد شاہی فوج نے قرامطہ کو شکست دے دی اور ذکرویہ قرامطہ کے سردار کے سر پر زخم کاری لگا جس کی وجہ سے وہ بھاگ نہ سکا اور گرفتار ہو گیا اور شاہی لشکر گاہ میں لایا گیا اس کے ساتھ نائب احمد بن قاسم اس کا بیٹا اس کی بیوی اور اس کا سیکرٹری بھی گرفتار کر لیا گیا تھا۔ پانچ دن زندہ رہ کر چھٹی شب میں مر گیا۔ وصیف نے نامہ فتح کی خوشی خبری کے ساتھ اس کی نعش کو دارالخلافت بغداد بھیج دیا خلافت مآب کے حکم سے نعش کو تو صلیب پر چڑھا دیا اور سر کاٹ کر خراسان میں ان حاجیوں کے اعزہ واقارب کو دکھانے کے لئے روانہ کیا جن کو اس نے قتل کیا تھا اور لوٹا تھا۔ اس واقعہ سے قرامطہ کا بڑا گروہ صفحہ ہستی سے مٹ گیا جو کچھ باقی رہ گئے تھے انہوں نے شام کا راستہ لیا حسین بن حمدان کو اس کی خبر مل گئی۔ اس نے بھاگنے والوں پر حملہ کر دیا پورے ملک شام اور عراق میں ان کے قتل اور خونریزی کا بازار گرم ہو گیا، زمین باوجود فراخی کے ان پر تنگ ہو گئی یہاں تک کہ سب کے سب قتل کر ڈالے گئے یہ واقعہ ۲۹۴ھ کا ہے۔

بن جنابی کا اقتدار: ......۲۸۱ھ میں یحییٰ بن مہدی نامی ایک شخص قطیف مضافات بحرین میں آیا اور یہ ظاہر کیا کہ میں امام زمان مہدی کا ایلچی ہوں کا ایک خط لایا ہوں، عنقریب وہ خروج کرنے والے ہیں۔ علی بن معلیٰ بن حمدان ہادی نے جو نہایت غالی شیعہ تھا شیعان قطیف کو ایک جلسہ میں جمع کر کے مہدی کے اس خط کو پڑھ کر سنایا جس کو یحییٰ نے پیش کیا تھا۔ تھوڑے دنوں میں یہ خبر تمام مضافات بحرین میں پھیل گئی سب نے انتہائی خلوص واطاعت شعاری سے اس خبر کو سنا اور امام زماں مہدی کے ساتھ بغاوت کے لئے تیار ہو گئے۔ انہیں لوگوں میں ابو سعید ❷ جنابی بھی تھا اس کا نام حسن بن بہرام تھا یہ ان لوگوں میں ایک سربرآوردہ اور ممتاز شخص تھا۔

یحییٰ اور قیس کے قبیلے: ......اس کے بعد یحییٰ غائب ہو گیا، ایک مدت کے بعد مہدی کا ایک دوسرا خط لے کر آیا جس میں مہدی کی طرف سے ان لوگوں کا شکریہ ادا کیا تھا اور یہ لکھا تھا کہ ہر شخص چھتیس چھتیس دینار یحییٰ کو ادا کرے، ان لوگوں نے نہایت خوشی سے اس حکم کی تعمیل کی پھر دینار وصول کر کے یحییٰ چلا گیا۔ اس کے ایک مدت بعد ایک تیسرا خط لے کر پہنچا جس میں لکھا تھا کہ ہر شخص اپنے مال کا پانچواں حصہ امام زماں کے لیے یحییٰ کے حوالہ کر دے سب نے اس حکم کی بھی تعمیل کی اس کے بعد یحییٰ ان لوگوں میں رہنے لگا اور قبائل قیس میں آنا جانا شروع کر دیا۔

ابو سعید جنابی: ......۲۸۳ھ یا ۲۸۶ھ میں ابو سعید جنابی نے بحرین میں اس دعوت کا اظہار واعلان کیا آس پاس کے قرامطہ اور عرب دیہاتیوں کا گروہ اس کے پاس آ کر جمع ہو گیا۔ ابو سعید نے ان سب کو فوجی صورت میں مرتب کر کے قطیف سے بصرہ کی طرف کوچ کیا ان دنوں بصرہ کی حکومت احمد بن محمد بن یحییٰ واثق کے قبضہ میں تھی۔ احمد نے ابو سعید کی نقل وحرکت سے مطلع ہو کر بحکم خلافت مآب بصرہ کا شہر پناہ نئے سرے سے تعمیر کرایا، دربار خلافت سے عباس بن عمر غنوی والی فارس دو ہزار ❸ سواروں کی جمعیت کے ساتھ بصرہ بچانے کے لیے روانہ کیا گیا، یمامہ اور بحرین اس کو بطور جاگیر اس مہم کے سر کرنے کے صلہ میں عنایت ہوا تھا۔ چنانچہ عباس اور ابو سعید سے مڈبھیڑ ہوئی۔ میدان ابو سعید کے ہاتھ رہا۔ عباس شکست کھا کے بھاگا پکڑ دھکڑ کے دوران گرفتار کر لیا گیا ابو سعید نے اس کے لشکر گاہ کو لوٹ لیا، قیدیوں کو آگ میں جلا دیا کچھ عرصہ بعد عباس کو رہا کر دیا عباس رہا ہو کر رملہ پہنچا اور وہاں سے بغداد کی طرف روانہ ہو گیا۔

ہجر پر قبضہ: ......اس کامیابی کے بعد ابو سعید نے ہجر پر حملے کا ارادہ کیا اور اس پر بھی کامیابی کے ساتھ قبضہ کر لیا اس واقعہ سے اور عباس کی شکست

---

❶ ......وصیف بن صوارتکین ترکی، فصل بن موسیٰ بن بی، بشر خادم افشین اور رائق جزری جیسے نامی گرامی تجربہ کار شاہسوار اس فوج کے ساتھ روانہ کئے گئے تھے، شاہی لشکر کا ایک بڑا گروپ اس معرکہ میں مارا گیا تھا یہ ۲۹۳ھ کا واقعہ، دیکھیں (تاریخ ابوالفراء جلد نمبر ۲ صفحہ نمبر ۶۴) مطبوعہ قسطنطنیہ۔ ❷ ......اسے حربی بھی کہا جاتا تھا جیسا کہ خود اس نے کہا ہے کہ علم حدیث کی طلب میں ایک قبیلے کے ساتھ کرخ میں رہا تو انہوں نے مجھے حربی کہنا شروع کر دیا کیونکہ ان کے ہاں جو شخص جنگوں میں قنطرہ العتیقہ سے، آگے نکل جاتا تھا اسے حربی کہتے تھے، دیکھیں (صفۃ الصفوۃ جلد نمبر ۲ صفحہ نمبر ۴۰۵۔ ❸ ......اصل کتاب میں اس مقام پر کچھ نہیں ہے۔ من مترجم۔

سے اہل بصرہ میں بے حد اضطراب پیدا ہوگیا۔ بصرہ چھوڑ کر نکل جانے پر آمادہ ہو گئے مگر واثق (امیر بصرہ) کے روکنے سے رک گئے۔

ابن سعید کی تاریخ میں قرامطہ بحرین کے حالات، کلام طبری سے خلاصہ کر کے جیسا کہ اس نے لکھا ہے یہ ہے کہ قرامطہ کا ابتدا ظہور ۳۰۸ھ میں ہوا تھا واللہ اعلم۔

ابوسعید نے اپنے بڑے بیٹے سعید کو اپنا ولی عہد بنایا تھا پس یہی ❶ ...... اس پر اس کے چھوٹے بھائی ابوطاہر سلیمان نے حملہ کیا اور اس کو قتل کر کے قرامطہ پر حکومت کرنے لگا عقدونیہ نے بھی اس کی حکومت کی اس کے ہاتھ پر بیعت کر لی اتنے میں عبید اللہ المہدی کا خط مشعر حکومت ابوطاہر کی حکومت کے بارے میں آ پہنچا جس سے ایک طرح کا اطمینان اس کو حاصل ہو گیا۔

ابوطاہر: ...... ۲۸۶ھ میں ابوالقاسم قائم مصر پہنچا اور ابوطاہر قرمطی کو بلا لیا ابھی ابوطاہر نہیں آنے پایا تھا کہ مونس خادم نے علم خلیفہ کی طرف سے حملہ کر دیا۔ میدان مونس کے ہاتھ رہا ابوطاہر شکست کھا کے مہدیہ کی واپس چلا گیا، اگلے سال ۲۸۷ھ میں ابوطاہر نے بصرہ پر حملہ کیا اور اس کو خاطر پامال تباہ برباد کر کے واپس گیا اس سے دار الخلافت بغداد میں بے حد تشویش پیدا ہوئی خلیفہ مقتدر نے شہر پناہ کے درست کئے جانے کا حکم صادر فرمایا جوں ہی شہر پناہ کی مرمت مکمل ہوئی کہ ۳۱۱ھ میں ابوطاہر نے پھر بصرہ پر چڑھائی کر دی، بازاروں کو لوٹ لیا قتل و غارتگری سے بصرہ کو بھر دیا۔ جامع مسجد ویران ہوگئی اور ایک مدت تک اسی حالت میں پڑی رہی پھر ۳۱۲ھ میں ابوطاہر حاجیوں کے قافلے لوٹنے کے لئے نکلا اور غفلت کی حالت جب ان پر حملہ آور ہوا شاہی سپہ سالار کر لیا، عورتوں اور بچوں کو قید کر لیا مال و اسباب لوٹ کر بقیہ حجاج کو اسی چٹیل میدان میں چھوڑ کے ہجر کی جانب واپس روانہ ہوگیا حاجیوں کا ایک بڑا گروہ پیاس کی شدت سے اسی میدان میں مر گیا باقی لوگ بہت مشکل سے بغداد پہنچے۔

عراق پر حملہ: ...... پھر ۳۱۴ھ میں ابوطاہر نے عراق کی طرف حملہ کیا سواء کو لوٹتا ہوا کوفہ میں داخل ہوا، بصرہ سے زیادہ اس کو تباہ و برباد کیا۔ اسی سن میں عقدانیہ اور اہل بحرین کے درمیان مخالفت ہوگئی ابوطاہر نے بحرین سے نکل کر شہر احسار تعمیر کرایا، اور اس کو ''مومنیہ'' کے نام سے موسوم کیا مگر یہ نام چلا نہیں اس کے علاوہ اور کسی نے اس نام سے اس کو یاد نہ کیا، اس شہر میں اس نے اپنے اور اپنے ساتھیوں کے لیے محل بنوائے تھے ۳۵۱ھ اس نے عمان پر قبضہ کر لیا ''ولی عمان'' دریا کے راستے فارس بھاگ گیا ۳۱۶ھ میں اس نے فرات کی جانب پیش قدمی شروع کر دی اور اس کے شہروں کو تاراج کرنے لگا خلیفہ مقتدر نے آذربائیجان سے یوسف بن ابی الساج کو طلب فرما کے واسط کی حکومت عطا کی اور ابوطاہر سے جنگ کرنے کے لئے روانہ فرمایا۔ کوفہ کے باہر ابوطاہر اور یوسف نے صف آرائی کی، کامیابی ابوطاہر کو حاصل ہوئی یوسف کے دستے کی فوج شکست کھا گئی پکڑ دھکڑ کے دوران یوسف گرفتار کر لیا گیا اور اس سے دار الخلافت میں اور زیادہ بے اطمینانی سی پھیل گئی۔

رحبہ اور جزیرہ کی تباہی: ...... ابوطاہر اس واقعہ کے بعد کوفہ سے ابناء کی طرف روانہ ہوا۔ دربار خلافت سے اس کی روک تھام کے لئے فوجیں روانہ ہوئیں، مونس، مظفر، ہارون بن غریب الخال اس مہم کے سردار تھے۔ ہر چند ان لوگوں نے ابوطاہر کو روکنے کی کوشش کی مگر کامیاب نہ ہوئے مجبوراً مونس وغیرہ بغداد کی جانب واپس چلے گئے اور ابوطاہر رحبہ کی طرف بڑھا۔ رحبہ کو بھی اس نے پامال کیا اور جزیرہ کو مسلسل اور متواتر شبخون مارنے سے ویران وخراب کر ڈالا ❷ اس کے بعد ہیت اور کوفہ ہوتا ہوا برقہ پہنچا اہل برقہ نے شہر پناہ کے دروازے بند کر لیے اور قلعہ نشین ہو کر مدتوں لڑتے رہے۔ جزیرہ کے دیہاتی عربوں پر سالانہ خراج قائم کیا گیا جس کو وہ لوگ ہجر بھیجا کرتے رفتہ رفتہ قرامطہ کہ مذہب بنی سلیم بن منصور اور بنی عامر بن صعصعی داخل ہوگیا اور اس کے بعد ہارون بن غریب الخال نے دار الخلافت بغداد سے ایک عظیم فوج کے ساتھ ابوطاہر کو ختم کرنے کے لیے خروج کیا، ابوطاہر نے یہ خبر سن کر میدانوں اور جنگلوں کا راستہ لیا ہارون کا قرامطہ کے ایک گروہ سے مڈبھیڑ ہوگیا جس کو ہارون نے قتل کر دیا اور دار الخلافت بغداد کی طرف واپس چلا گیا۔

مکہ پر حملہ: ...... ۳۱۷ھ میں ابوطاہر نے مکہ معظمہ حملہ کیا بے شمار حاجیوں کو قتل کیا تمام اہل ملہ کے گھر بار اور مال و اسباب کو لوٹ لیا، خانہ کعبہ کے دروازہ اور پرنالہ کو اکھاڑ دیا۔ غلاف کعبہ کو اپنے ساتھیوں میں تقسیم کر دیا اور حجر اسود کو اکھاڑ ❸ کے واپس چلا گیا روانگی کے وقت اعلان کرتا گیا کہ آئندہ

---

❶ ...... تاریخ اخبار قرامطہ صفحہ نمبر ۱۵ اردو کے بجائے ایک ہزار سوار تحریر ہیں۔ ❷ ...... تصحیح واستدراک مفتی ثناء اللہ محمود۔ ❸ ...... (سفاء الغرام جلد نمبر ۱ صفحہ نمبر ۹۳) پر تحریر ہے کہ حجر اسود کو جعفر بن فلاح نے ابوطاہر کے حکم سے اکھاڑا تھا، وہ پیر کا دن اور ذی الحجہ کی ۱۵ تاریخ تھی، اس کی جگہ بدھ کے روز ۱۰ ذی الحجہ (یوم النحر) ۳۳۹ھ میں نصب کیا گیا۔

حج میرے یہاں ہوا کرے گا۔

حجر اسود کی واپسی:......اس قیامت خیز سانحہ کی اطلاع عبید اللہ المہدی کو پہنچی تو اس نے قیران سے ڈانٹ کا ایک خط تحریر کیا اور بصورت مال واسباب اور حجر اسود واپس نہ کرنے کی صورت میں جنگ کی دھمکی دی۔ ابو طاہر نے معذرت کی کہ مال واسباب تو میرے قبضہ میں نہیں ہے لشکریوں کے استعمال میں ہے اور اس کا واپس ہونا دشوار ہے باقی رہا حجر اسود میں اس کو مکہ معظمہ میں پھر بھیج دوں گا چنانچہ ۳۳۹ھ میں جب منصور اسماعیل نے قیروان سے اس کے واپس کرنے کے بارے میں بار بار خط وکتاب کی تو واپس کر دیا حالانکہ اس سے پہلے امراء حکومت جو زمانہ خلافت مستکفی میں امور سلطنت پر قابض اور سیاہ وسفید کرنے کے مالک ومختار تھے پچاس ہزار دینار سرخ حجر اسود کے واپس کرنے کے بدلے میں قرامطہ کو دے رہے تھے قرامطہ نے واپس کرنے سے انکار کیا اور یہ گھٹیا خیال قائم کیا کہ حجر اسود کو وہ لوگ اپنے امام عبید اللہ المہدی والی افریقہ کے حکم سے اٹھالائے ہیں اور اسی کے یا اس کے نائب کے حکم سے اس کو واپس کریں گے۔

الغرض ابو طاہر بحرین میں ٹھہرا ہوا عراق اور شام کو روانہ حملوں سے تباہ کرتا رہا یہاں تک کہ بغداد دمشق میں بنی طغج پر ابو طاہر نے سالانہ ٹیکس یا خراج مقرر کیا۔

ابو منصور احمد:......ان واقعات کے بعد ۳۳۲ھ میں اکتیس سال حکومت کر کے ابو طاہر مر گیا بوقت وفات دس بیٹے چھوڑ گیا سب سے بڑا سابور تھا، ابو طاہر کے بعد اس کا بڑا بھائی احمد بن حسن، قرامطہ کا سردار بنا بعض عقدنیہ نے اس کی مخالفت کی اور سابور بن ابو طاہر حکومت ورداری کی طرف مائل ہوئے چنانچہ اس بارے میں قائم (والی افریقہ) کو لکھا۔ اس نے ابو طاہر کے بھائی احمد کی حکومت تسلیم کی اور یہ تحریر کیا کہ اس کے بعد سابور حکمران بنایا جائے گا۔ اس تحریر کے مطابق حکومت احمد کے قبضہ میں رہی، قرامطہ اس کو ابو منصور کی کنیت سے یاد کرتے تھے اس نے حجر اسود کو مکہ معظمہ واپس کیا تھا جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں۔

سابور کا قتل:......اس کے بعد سابور نے اپنے چچا ابو منصور کو اپنے بھائیوں کو سازش سے گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا یہ واقعہ ۳۵۸ھ کا ہے پھر اس کے بھائیوں نے اس پر حملہ کیا اور ابو منصور کو جیل سے نکال لائے، ابو منصور نے جیل میں سب سے پہلے سابور کو قتل کیا پھر اس کے بھائیوں اور تمام حمایتیوں کو ایک ایک کر کے جزیرہ اوال کی طرف جلاوطن کر دیا اس دوران ۳۵۹ھ کا دور آ گیا اور ابو منصور کا انتقال ہو گیا کہا جاتا ہے کہ سابور کے حمایتیوں نے اس کو زہر دے دیا تھا۔

اعصم قرمطی:......ابو منصور کے مرنے کے بعد اس کا بیٹا ابو علی حسن بن احمد جس کا لقب ''اعصم'' یا بروایت بعض اغنم تھا نے حکومت پر قدم رکھا اس کا دور حکومت زیادہ دنوں تک نہ رہا، اس کے بڑے بڑے واقعات ہیں اس نے ابو طاہر کے بیٹوں کے ایک گروہ کو جلاوطن وشہر بدر کیا تھا بیان کیا جاتا ہے کہ جزیرہ اوال میں ابو طاہر اولاد اور اس حمایتی تقریباً تین سو جمع ہو گئے تھے اعصم نے بنفسہ خود حج بھی کیا تھا اور حاجیوں کے قافلوں سے کسی قسم کی چھیڑ چھاڑ نہیں کی تھی اور خلیفہ مطیع کے خطبہ پڑھے جانے پر ناپسندیدگی کا اظہار بھی نہیں کیا۔

قرامطہ اور معز علوی کی جنگ:......جس وقت معز لدین اللہ علوی کے سپہ سالار ''جوہر'' نے مصر پر اور جعفر بن فلاح کتامی نے دمشق پر قبضہ کر لیا تو حسن جس کا لقب اعصم تھا نے وہ خراج یا سالانہ ٹیکس مانگا جو اس کو والی دمشق ادا کیا کرتا تھا اہل دمشق اور دمشق کے نئے گورنر نے دینے سے انکار کیا اس سے نوبت جنگ پر پہنچ گئی خلیفہ معز نے حسن کو ڈانٹ بھرا خط تحریر کیا، ساتھ ہی اس کے حمایتیوں ابو طاہر قرمطی کو یہ کہا کہ حکومت پر ابو طاہر کی اولاد کو میں قابض کرا دوں گا۔ کسی ذریعہ سے حسن کو اس کی خبر مل گئی حسن نے ۳۶۰ھ میں علم خلافت علویہ سے منہ موڑ کر خلیفہ مطیع عباسی کے نام کا خطبہ اپنے مقبوضہ علاقوں میں پڑھنا شروع کیا اور خلافت عباسیہ کے اتباع میں سیاہ کپڑے پہنے اس کے بعد فوجیں آراستہ کر کے دمشق پر حملہ کیا، جعفر بن فلاح دمشق کا گورنر مقابلہ پر آیا گھمسان کی جنگ ہوئی میدان حسن کے ہاتھ رہا جعفر کی فوج کو شکست ہوئی پکڑ دھکڑ کے دوران جعفر مارا گیا اور حسن کامیابی کے ساتھ دمشق میں داخل ہوا اہل دمشق کو امان دی۔ مالی اور فوجی انتظام کر کے مصر کی طرف بڑھا۔

خلیفہ معز اور بنو طاہر: ...... ان دنوں مصر میں جوہر سپہ سالار معز حکمرانی کر رہا تھا۔ ایک مدت تک حسن نے محاصرہ کئے رہا محاصرہ کے دوران عرب فوج اس سے بگڑ گئی اور اپنی طرف کا محاصرہ اٹھا لیا مجبوراً حسن بھی محاصرہ اٹھا کے شام کی جانب روانہ ہو گیا کوچ و قیام کرتا ہوا پہنچا خلیفہ معز نے حسن کو دھمکی دی ڈانٹ بھرا کا خط تحریر کیا اور اس کو قرامطہ کی سرداری سے معزول کر کے بنی طاہر کو مقرر کیا لہٰذا بنی طاہر نے جزیرہ اوال سے نکل کے حسن کے غیر حاضری کے زمانے میں احساء کو تاراج کیا، جوں ہی دربار خلافت بغداد میں یہ خبر پہنچی خلیفہ طائع عباسی نے بنی طاہر کو تحریر کیا کہ دائرہ اطاعت سے قدم باہر نہ نکالو اور اپنے چچازاد بھائیوں کے ساتھ مخاصمانہ برتاؤ کرنے سے باز آؤ۔ اس فرمان کے روانہ کرنے کے بعد خلیفہ طائع نے اپنے ایک معتمد علیہ کو بھی ان لوگوں میں صلح کرانے کے لئے بھیجا مگر نتیجہ کچھ نہ ہوا۔

بلبیس: ...... ان واقعات کے بعد حسن نے سر شام حملہ کیا مدتوں قرامطہ اور مغربی فوج سے جنگیں ہوتی رہیں آخر کار جوہر نے حسن کے دستے کی عربی فوج کو بہت ساز و مال دے کے ملا لیا، عربی فوج نے حسن کو میدان جنگ میں دشمن کے مقابلے میں چھوڑ دیا حسن کو شکست ہوئی جوہر نے اس کی لشکر گاہ کو لوٹ لیا۔

اس کے بعد خلیفہ معز افریقہ سے ۳۶۳ھ میں قاہرہ چلا آیا اور اپنی فوج کو تمام ملک شام میں دائرہ حکومت کے وسیع کرنے کے لئے پھیلا دیا لہٰذا معز کی فوج نے تھوڑی مدت میں ملک شام پر قبضہ کر لیا۔ حسن قرمطی اس سیلاب کو روکنے اٹھا اور انتہائی مردانگی سے خلیفہ معز کی فوج سے جنگ کرتا آخر کار کل ملک شام کو علم خلافت علویہ کی حکومت سے نکال لیا اور فوجوں کو نئے سرے سے مرتب و مسلح کر کے مصر کی طرف بڑھا۔ خلیفہ معز نے اس کو روک تھام کے لئے اپنے بیٹے عبداللہ کو مقرر کیا مقام بلبیس میں مڈبھیڑ ہوئی ایک سخت وخونریز جنگ کے بعد حسن کو شکست ہوئی اس کے ہزار ساتھی مارے گئے اور قید کر لئے گئے جن کی تعداد تین ہزار بتائی جاتی ہے حسن شکست کھا کر احساء کی جانب واپس ہوا اور خلیفہ معز نے بنی خراج امراء شام کو جو کہ قبیلہ طے سے تعلق رکھتے تھے ان تمام ممالک پر جن پر کہ قرامطہ قابض ہو چکے تھے بہت سی جنگ اور محاصروں کے بعد اپنی طرف سے مقرر کیا۔

۳۶۵ھ میں معز وفات پا گیا۔ حسن کو اس اتفاقی تبدیلی سے فائدہ اٹھانے کا موقع مل گیا فوجیں تیار کر کے ملک شام پر قبضہ کرنے اٹھ کھڑا ہوا۔

افتکین: ...... افتکین ترکی، معز الدولہ بن بویہ کا خادم تھا جس وقت عضد الدولہ، بغداد میں داخل ہو رہا تھا اس وقت بختیار بن معز الدولہ کے مقابلہ میں افتکین ترکی کو شکست ہوئی تھی لہٰذا افتکین شکست کھا کے دمشق پہنچا۔ اہل دمشق نے ان دنوں ریان خادم کو جو معز علوی کی طرف سے حکمرانی کر رہا تھا حکومت دمشق سے معزول کر دیا تھا۔ اس وجہ سے اہل دمشق نے افتکین کو حکمران بنا دیا تھا۔ خلیفہ معز نے یہ خبر سن کر دمشق پر حملے کی تیاری کی اتفاق سے معز کی موت آ گئی اور اس کا بیٹا عزیز مسند حکومت پر جلوہ گر ہوا، اس نے اپنی طرف سے جوہر کی اس مہم کے مکمل کرنے پر مقرر کیا۔ جوہر نے دمشق پہنچ کر محاصرہ کر لیا۔ افتکین نے حسن قرمطی کو یہ حالات لکھ بھیجے اور اس کو شام پر قبضہ کرنے کے لئے بلا بھیجا۔ اس وجہ سے حسن نے ۳۶۶ھ میں مصر کی وفات کے بعد شام کا ارادہ کیا جیسا کہ ابھی پڑھ آ چکے ہیں۔

ابو سعید کی اولاد کی جلاوطنی: ...... اس مہم میں حسن کے دستے میں افتکین بھی تھا پہلے ان دونوں نے رملہ کا محاصرہ کیا اور اس کو بزور تیغ جوہر کے قبضہ سے نکال لیا اس کے بعد عزیز نے خود ان لوگوں پر حملہ کیا اور اپنے پرزور حملوں سے ان کو پسپا کر دیا۔ پکڑ دھکڑ کے دروان افتکین گرفتار کر لیا گیا اور اعصم (حسن) نے بھاگ کر طبریہ دم لیا۔ پھر طبریہ سے احساء چلا گیا۔ اہل احساء اور نیز قرامطہ کو اس کا یہ فعل کہ اس سے خلافت عباسیہ کی اطاعت قبول کر لی تھی ناگوار گذرا سب نے متفق ہو کر حکومت بنو ابو سعید جنابی کے قبضہ سے نکال لی اور اپنے گروہ میں سے دو افراد جعفر و اسحاق کو حکومت کی کرسی پر بیٹھایا ابو سعید جنابی کی اولاد جلاء وطن ہو کر جزیرہ اوال پہنچی اوال میں ابو طاہر قرمطی کی اولاد پہلے ہی سے مقیم تھی ان لوگوں کو احمد (ابو منصور) بن حسن اور اس کی اولاد سے فرت اور کشیدگی تو پہلے ہی سے تھی لہٰذا جو شخص ان میں سے یا ان کے حمایتوں میں سے جزیرہ اوال گیا اس کو ان لوگوں نے فوراً مار ڈالا۔

جعفر قرمطی اور اسحاق قرمطی: ...... الغرض جعفر اور اسحاق مل کر قرامطہ پر حکمرانی کرنے لگے اور حکومت اپنے ہاتھ میں لیتے ہی خلافت علویہ کے

مطیع ہو گئے اور جنگ بنی ❶.......اور ۴۶۴ھ میں جعفر اور اسحاق نے دریائے فرات کے کنارے شکست دی ایک بڑا گروہ اس فوج کا کام آ گیا۔ قادسیہ تک فتحمند گروہ شکست خوردوں کا تعاقب کرتا چلا گیا۔ پھر اس کے جعفر اور اسحاق میں مخالفت پیدا ہوگئی ہر ایک ریاست وحکومت سے اپنے ساتھی کو محروم کرنا چاہتا تھا۔ جس سے ان میں نفاق کا مادہ پیدا ہو گیا شیرازہ حکومت بکھر گیا۔ اتحاد صورت جاتی رہی یہاں تک کہ اصغر بن ابوالحسن تغلبی کا دور حکومت آ گیا اور اس نے احساء کو ان کے قبضہ سے نکال کر ان کی حکومت کو ایسا کر دیا جیسے کبھی تھی ہی نہیں اس وقت سے پھر احساء میں خلیفہ عباسیہ کے نام خطبہ پڑھا جانے لگا یہاں پر اس کی اور اس کے علاوہ آئندہ نسلوں کی حکومت قائم ہوگئی۔

عرب حکمرانوں کی تاریخ جنہوں نے قرامطہ کے بعد بحرین پر حکومت کی:......عرب قبیلے صوبہ بحرین میں عرب کا ایک بڑا گروہ رہتا تھا جن سے قرامطہ وقتاً فوقتاً بوقت ضرورت اپنے دشمنوں کے مقابلہ میں مدد طلب کرتے تھے اور اکثر جنگوں میں ان کی مدد سے کامیابی حاصل کرتے تھے کبھی قرامطہ ان سے لڑ بھی جاتے تھے اوان کے رشتہ مراسم واتحاد کو ختم کر دیتے تھے عرب کے بڑے بڑے قبائل جو اس وقت بحرین میں مقیم تھے (۱) بنوعقیل اور (۲) بنوسلیم تھے اور ان میں بلحاظ کثرت وعزت بنوثعلب سب سے بڑے چڑھے تھے لہٰذا جس وقت قرامطہ کی حکومت کے بحرین میں قدم لڑکھڑانے لگے اور جنابی کی حکومت ختم ہونے کے دوران ان کے اور بنی بویہ آپس میں دشمن کے مستحکم ہوگئی اور یہ عداوت ومخالفت خلافت عباسیہ کی حکومت کی تحریک کے دنوں بہت معمولی تھی اس وقت بعض قرامطہ اور ان کے اکثر ایلچیوں نے اپنی حکومت وریاست کو کمزور ہوتے دیکھ کر علم خلافت عباسیہ کی اطاعت قبول کر لی۔ بنی مکرم نے عمان کے اکثر سرداروں کو ان خیالات میں اپنا ہم خیال بنالیا۔ اسی زمانہ میں اصغر بحرین پر قابض ہو گیا چنانچہ اس کی آئندہ نسلوں نے بذریعہ وارثت اس صوبہ کے حکمرانی کی اور بنی مکرم، عمان پر قابض ہو گئے۔

بنوسلیم کی بحرین سے جلاوطنی:......بنوثعلب اور بنوسلیم میں چل گئی بنوسلیم نے بنی عقیل کی مدد سے بنوسلیم کو بحرین سے نکال دیا بنوسلیم بحرین سے جلاوطن ہو کر مصر چلے گئے پھر مصر سے افریقہ کا راستہ لیا جیسا کہ آپ آئندہ پڑھیں گے۔

بنوعقیل کی جلاوطنی:......پھر ایک مدت کے بعد بنی ثعلب اور بنی عقیل میں مخالفت پیدا ہوگئی۔ بنی ثعلب نے بنی عقیل کو بھی بحرین سے نکال دیا، عراق چلے گئے کوفہ اور اکثر عراقی علاقوں کے مالک بن بیٹھے۔ بحرین میں زمانہ دراز تک اصغر کی حکومت کا سکہ چلتا رہا جزیرہ اور موصل کو بھی اپنے دائرہ حکومت میں شامل کر لیا تھا ۴۳۸ھ میں راس عین ''مضافات جزیرہ'' میں بنی عقیل اور اصغر کی پھر جنگ ہوئی نصیر الدولہ بن مروان (والی میافارقین ودیار بکر) اصغر سے بگڑ گیا لہٰذا چاروں طرف کے سردار ملک کے جمع فوج کو فراہم کر کے اصغر پر حملہ کر دیا لیکن میدان کے ہاتھ رہا۔ اصغر نے نصیر الدولہ کو گرفتار کر لیا کچھ عرصہ بعد آزاد کر دیا اور مر گیا، بحرین کی حکومت اصغر کی آئندہ نسلوں کے قبضہ میں ہی یہاں تک کہ یہ کمزور ہو گئے اور ان کی حکومت کا شیرازہ درہم برہم ہو گیا۔

بنوعقیل کی بحرین واپسی:......انہیں دنوں میں بنی عقیل کی حکومت بھی جزیرہ میں مضمحل اور کمزور ہوگئی تھی۔ اراکین حکومت سلجوقیہ نے ان کو جزیرہ سے نکال کے ان کے اصلی وطن، بحرین کی طرف ان کو واپس بھگا یا یہ وہ زمانہ تھا کہ بنی ثعلب بہت کمزور ہو گئے تھے اور ان کی حکمرانی کی مشین کے پرزے ڈھیلے ہو چکے تھے لہٰذا ابن عقیل نے ان کو دیا اور مغلوب کر دیا۔

بحرین کی موجودہ حکومت:......ابن سعید نے لکھا ہے کہ میں نے اہل بحرین سے ۶۵۱ھ میں مدینہ منورہ میں پوچھا تھا کہ بحرین میں اب کس کی حکومت ہے؟ جواب دیا بنی عامر بن عوف بن عامر بن عقیل حکمرانی کر رہے ہیں اور بن ثعلب ان کی رعایا ہیں۔ اور بنی عصفور جو انہیں میں سے ہیں احساء کے مالک وحکمران ہیں۔ اب ہم اس جگہ پر قرامطہ کے کاتبوں اور بحرین اور عمان کے شہر کی حدود بیان کرنا چاہتے ہیں کیونکہ یہ بھی قرامطہ کی تاریخ کے متعلقات میں سے ہے۔

---

❶......اصل کتاب میں اس جگہ پر کچھ نہیں لکھا ہے۔ (مترجم) فاضل مترجم کے پاس تاریخ ابن خلدون کا جو نسخہ تھا اس میں غالباً یہ جگہ خالی چھوڑ دی گئی تھی، لیکن ہمارے موجود تاریخ ابن خلدون کے جدید عربی ایڈیشن (جلد نمبر ۴ صفحہ نمبر ۹۴) مطبوعہ بیروت دار احیاء التراث العربی میں ایسی کوئی علامت نہیں کہ جس سے یہ معلوم ہو کہ یہاں جگہ خالی تھی، یا چھوڑ دی گئی تھی۔ (مصحح)

ابوالفتح حسین قرامطی:......ابوالفتح حسین بن محمود معرف بہ کشاجم قرامطہ کا (سیکریڑی) تھا نامی گرامی شعراء میں شمار کیا جاتا تھا۔ تعلیمی نے۔ یتمہ اور جیفر یئے زہرالاداب میں لکھا ہے کہ اس کی پیدائش میں ہوئی۔ قرامطہ کی ملازمت کی وجہ سے یہ مشہور ہوا تھا جیسا کہ بیہقی نے ذکر کیا ہے اس کے بعد اس کا بیٹا ابوالفتح نصر، قرامطہ کا کاتب بنا اس کو بھی اس کے باپ کی طرف کفاجم کے لقب سے سب یاد کرتے تھے یا اعصم قرمطی کا کاتب تھا۔

محل وقوع:......بحرین ❶ ایک ملک ہے جو اپنے شہر کے نام سے جانا جاتا ہے بعض مؤرخ اس کو ہجر کے نام سے بھی یاد کرتے ہیں جو اس ملک کا ایک دوسرا شہر ہے۔ اسی ملک کا حضر یہ نامی ایک شہر تھا جس کو قرامطہ نے ویران کر دیا تھا اور اس کے بجائے احساء کو آباد کیا۔ اس ملک کی مسافت ایک مہینہ کی ہے۔ بحر فارس کے کنارہ بصرہ اور عمان کے درمیان میں واقع ہے اس کے مشرق میں بحر فارس ❷ ہے مغربی جانب اس کی یمامہ متصل اور ملحق ہے شمال میں بصرہ ہے جنوب میں عمان سرسبز وشاداب ملک ہے ہر طرح کے میوے اور ترکاریاں ہوتی ہیں۔ گرمی زیادہ پڑتی ہے ریت کے ٹیلے بھی ہیں تیز ہوا چلنے سے مکانات میں ریت بھر جاتی ہے۔ یہ ملک اقلیم ثانی سے ہے اور بعض صلہ اس کا اقلیم ثالث میں ہے۔

زمانہ جاہلیت میں اس کے حکمران:......زمانہ جاہلیت میں یہ عبدالقیس اور بکر بن وائل قبیلہ ربعیہ کے قبضہ میں تھا، پھر فارس کے بادشاہوں نے اس پر قبضہ کر کے اپنی جانب سے منذر بن ساوی تمیمی کو بطور گورنر کے مقرر کیا زمانہ اسلام کے شروع بنی جارودی اس کے حکمران بنے خلافت عباسیہ کے گورنر کبھی ہجر میں نہیں رہتے تھے، ابوسعید قرمطی نے تین سال کے محاصرۂ جنگ اور آتش زنی وقتل کے بعد اس پر قبضہ کیا تھا اس کے بعد بنو طاہر نے شہر احساء کی تعمیر کی، قرامطہ کی حکومت ایک مدت تک مسلسل قائم رہی۔ بعد میں بنی ابوالحسن بن ثعلب کے قبضہ میں اس کی حکومت گئی پھر بنو عامر بن عقیل حکمران بنے ابن سعید کہتا ہے کہ ان دنوں ان لوگوں میں سے اس کی حکومت بنو عصفور کے ہاتھ ہے۔

احساء:......احساء کی تعمیر ابوطاہر قرمطی نے تیسری صدی میں کی تھی۔ چونکہ اس ملک میں اونٹوں کی چراگاہیں اور ریگستان میں پانی کے چشمے بکثرت ہیں اس وجہ سے اس کو احساء کے نام سے یاد کیا۔ یہاں پر قرامطہ کی حکومت تھی اسی مقام سے قرامطہ نکل کر اطراف شام، عراق، مصر اور حجاز میں پھیلے تھے اور شام وعمان پر قابض ہوئے تھے۔

دارین:......دارین، ملک بحرین کے متعلقات اور مضافات میں سے ہے اسی مقام کی طرف خوشبو منسوب کی جاتی ہے جیسا کہ نیزہ خطبہ ❸ کی جانب منسوب کیا جاتا ہے مشک دارین اور نیزہ خطبہ۔

عمان:......عمان، جزیرہ نما عرب کا ایک حصہ ہے یمن، حجاز، شجر، حضر موت اور عمان پر مشتمل ہے۔ عمان بحر فارس پر آباد ہے اس کی غربی جانب سے ایک ماہ کی مسافت ہے۔ اس کے مشرق میں بحر فارس واقع ہے جنوب میں بحر ہند، مغرب میں بلاد حضر موت اور شمال میں بحرین اس میں بکثرت میوے اور نخلستان ہیں یہاں پر موتیوں کی بھی پیداوار ہے۔ اس شہر کو عمان اس مناسبت سے کہ سب کے پہلے عمان بن قحطان اپنے بھائی یعرب کی طرف سے حاکم ہو کر یہاں پر آ کر مقیم ہوا تھا۔ بعد سیل عرم کے بنی ازد اس ملک کے حاکم بنے۔ پھر جب اسلام کا دور آیا تو اس وقت بنو جلندی اس کے مالک وحاکم تھے۔ یہاں پر خوارج بہت ہیں۔ بنو بویہ سے ان کی اکثر جنگیں ہوتی تھیں۔ اس ملک کا دارالسلطنت تروی میں تھا۔ فارس کے بادشاہوں نے کئی بار دریا کے راستے اس پر فوج کشی کی اور کامیاب ہو کر اس پر حکمرانی کرتے رہے۔ یہ اقلیم ثانی میں ہے اس میں چشمے، باغات، بازار اور نخلستان بکثرت ہیں۔ عہد اسلام میں انکار کرتے ہیں۔

محمد بن قاسم شامی:......بہر حال پہلے محمد بن قاسم شامی نے خلیفہ معتضد کی ہدایت کے مطابق اس ملک پر فوج کشی کی، اور حملوں کے زد سے فتح کر کے قابض ہو گیا، خوارج جلاوطن ہو کر تروی کے پہاڑوں کی چوٹی پر چلے گئے۔ اس وقت سے یہاں پر خلافت عباسیہ کا خطبہ پڑھا جانے لگا اس

---

❶......دیکھیں یاقوت حموی کی معجم البلدان (جلد نمبر ۱ صفحہ نمبر ۳۴۷)۔ ❷......بحر فارس سے مراد خلیج عربی ہے۔

❸......ہمارے پاس موجود جدید عربی ایڈیشن (جلد نمبر ۴ صفحہ نمبر ۹۶) پر خطبہ کے بجائے خط تحریر ہے، مکمل لفظ اس طرح ہے والبرماح الخطیۃ بمعنی تیر کی طرح سیدھا۔ (مصحح)

کے بعد وراثت اس کے بیٹوں نے اس ملک پر حکمرانی کی اور سنت کے شعاء ظاہر کئے پھر ۳۰۵ھ میں ان لوگوں میں مخالفت پیدا ہوئی۔ آپس میں لڑے۔ ان میں سے قرمطہ سے جاملے۔

حجر اسود کا چور ابوطاہر قرامطی:......باقی اسی فتنہ وفساد میں پڑے رہے یہاں تک کہ ابوطاہر قرمطی ان پر ۳۱۷ھ میں جب کہ یہ حجر اسود کو مکہ سے اُکھاڑ لایا تھا غالب ہو گیا اور عبیداللہ مہدی قرمطی کے نام کا خطبہ پڑھا۔ اس زمانہ سے قرامطہ کے حکمران ۳۷۵ھ تک آتے جاتے رہے پھر ان پر خوارج اہل تر دی غالب آگئے اور جتنے یہاں روافض اور قرامطہ تھے سب کو قتل کر ڈالا، اس وقت سے یہاں کی ریاست انہیں کے قبضہ میں رہی اور بنی از داس کی حکمرانی کرتے رہے پھر عمان کے سرداروں میں بنومکرم دار الخلافت بغداد گئے۔ اور بنی بویہ کی ملازمت اختیار کی اور پھر ان کی مدد واعانت سے بنومکرم نے عمان پر چڑھائی کی۔ بہت زبردست خونریزی ہوئی آخر کار خوارج جلاوطن ہو کر پہاڑوں پر چلے گئے اور بنی مکرم عمان پر قابض ہو گئے۔ خلافت عباسیہ کا خطبہ پڑھا جانے لگا۔

موید الدولہ ابوالقاسم علی:......اس کے بعد جب بغداد میں بنو بویہ کی حکومت میں کمزوری آگئی۔ تو بنی مکرم نے عمان میں خودسری وخود مختاری کی حکومت قائم کر لی اور اس کی کرسی حکومت پر اس کی آئندہ نسلیں متمکن ہوئیں، انہیں میں سے موئد الدولہ ابوالقاسم علی بن ناصر الدولہ حسین بن مکرم تھا۔ یہ سخی نیک اور بادشاہ تھا ایسا ہی بیہقی نے لکھا ہے اور مہیار دیلمی وغیرہ نے اس تعریف کی ہے۔ ایک زمانہ دراز حکومت کرنے کے بعد اس نے ۴۲۰ھ میں وفات پائی۔

بنی مکرم کی کمزوری:......پھر ۴۴۲ھ میں بنی مکرم میں ضعف آگیا۔ عورتیں اور غلام سلطنت کے معاملات میں پیش ہو گئے۔ خوارج نے اس بات کو پیش کر کے حملہ کر دیا۔ بنی مکرم مقابلے کی تاب نہ لا سکے کمال ابتری کے ساتھ پسپا ہوئے، خوارج کو کامیابی حاصل ہوئی۔ عمان پر قبضہ کر کے باقی کو بھی قتل کیا۔ شاہی کا نام ونشان صفحہ ہستی سے مٹ گیا وہاں کے باشندے حجاز کے دیہاتوں میں جا بسے۔ یہ ملک بالکل بنجر ہے یہ بھی عمان کا حصہ ہے جو اقلیم ثانی سے بحر فارس آباد ہے اور جہاں پر کہ شجر اور حجاز ملتے ہیں اور اس کے شمال میں بحرین تک منزلوں کی مسافت ہے عمان قدرتی طور سے بڑے بڑے پہاڑوں کے درمیان واقع ہے اسی وجہ سے کسی شہر پناہ کے بنانے کی ضرورت محسوس نہیں ہوئی۔ اس خاندان شاہی سے زکریا بن عبدالملک از دی نے ۴۴۲ھ میں قبضہ کیا تھا خوارج تر دی شہر شراۃ میں ان لوگوں کو مذہبی تعلیم دیتے اور یہ سمجھتے تھے کہ یہ لوگ جلندی کی اولاد میں سے ہیں۔

عراق، فارس اور شام کے قلعوں کے حکمران اسماعیلیوں کی تاریخ

فرقہ اسماعیلیہ کا تعارف:......فرقہ اسماعیلیہ فرقہ قراسطہ کی ایک شاخ ہے یہ حد سے گزرا ہوا رافضیوں کا ایک گروہ ہے جیسا آپ پہلے پڑھ آئے یہیں ان کا مذہب کسی اصل پر مبنی نہیں ہے منتشر اور مختلف مسائل اور عقیدوں کا ایک مجموعہ ہے۔ اس مذہب والے ہمیشہ عراق، خراسان فارس اور شام کے اطراف ایک مقام سے دوسرے مقام پر نقل وحرکت کرتے رہتے تھے۔ اس وجہ سے ان کے مسائل اور عقیدوں میں اختلاف پیدا ہو گیا ہے۔ شروع میں فرقہ اسماعیلیہ قرامطہ کے نام سے یاد کئے جاتے تھے، عراق میں باطنیہ کے نام سے پکارے جانے لگے پھر اسماعیلیہ کہلائے، چونکہ مستنصر علوی کے دور حکومت میں اس کے بیٹے نزار نے بیعت نہ کرنے پر اسماعیلیہ کے حمایتوں کو قتل کیا تھا اور حسن بن صباح بانی فرقہ باطنیہ، نزار کی خدمت میں رہتا تھا۔ اس وجہ سے کے گروہ والوں کو لوگوں نے نزاریہ کے نام سے یاد کیا تھا۔

فرقہ باطنیہ:......ذکرویہ کے قتل اور جماعت کے منتشر ہونے کے بعد اس مذہب والے تمام لوگ ممالک اسلامیہ میں پھیل گئے اور در پردہ پردہ خفیہ طریقے سے اپنے مذہب کی تعلیم وتلقین کرنے لگے۔ اسی مناسبت سے یہ لوگ ''فرقہ باطنیہ'' کے نام سے یاد کئے گئے۔ پھر ان کی تکلیف دہی، تمام ممالک اسلامیہ میں عام ہو گئی کیونکہ ان کا عقیدہ یہ تھا کہ غیر مذہب کا خواہ مسلم ہی کیوں نہ ہو قتل کرنا واجب ہے لہٰذا اس وجہ سے فرقہ باطنیہ کا ہر فرد نامی گرامی آدمی کو قتل کرنا اپنا فرض سمجھتا تھا، اپنے اس شرمناک مقصد کو حاصل کرنے کے لئے مکانات کی دہلیزوں میں چھپ رہتا تھا اور جب موقع مل جاتا

تو اپنے ناپاک مقصد کو پورا کر لیتا۔ رفتہ رفتہ ان کو یہ فتنہ وفساد ملک شاہ کے کارخانے میں جب کے دیلم اور سلجوقیہ ممالک اسلامیہ پر حکمرانی کر رہے تھے بہت زیادہ بڑھ گیا۔ خلفاء وقت ان کی گوشمالی اور سرکوبی کرنے پر مجبور ہو گئے تھے اس آتش فساد ومضرت کو بجھا نہ سکے، تھوڑے ہی دنوں میں تمام ممالک اسلامیہ میں پھیل گئے۔

فارس پر قبضہ:......اسی زمانے میں ایک گروہ باطنیہ کا سادہ ہمدان کے اردگرد جمع ہوا اور عید کی نماز پڑھی شحنہ ہمدان نے ان کو گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا مگر چند ہی دنوں کے بعد رہا کر دیا اس کے بعد اس فرقہ والے مضبوط مضبوط قلعوں اور شہروں پر قابض ہو گئے۔ سب سے پہلے جس قلعہ پر فرقہ باطنیہ قابض ہوا، وہ فارس کے قریب ایک قلعہ تھا جس کا گورنر اسی مذہب کا پابند ومقلد تھا چنانچہ اس فرقے والے اس کے پاس جا کے پناہ گزیں ہوئے اور رفتہ رفتہ وہی سب کے سب جمع ہوئے اہل قلعہ آنے جانے والے لوگوں کو دن دھاڑے لوٹنے لگے۔ نہایت قلیل مدت میں ان کا ضرر ان اطراف وجوانب میں عام طور سے پھیل گیا۔

احمد بن عطاش:......پھر فرقہ باطنیہ نے قلعہ اصفہان پر قبضہ کر لیا اس قلعہ کا نام شاہ در تھا سلطان ملک شاہ نے اس کو تعمیر کرایا تھا اور اپنی طرف ایک شخص کو اس کا گورنر مقرر کیا تھا احمد بن عطاش نامی ایک شخص فرقہ باطنیہ کا حاکم قلعہ کی خدمت کی جا کے رہنے لگا

احمد کا باپ فرقہ باطنیہ کا پیشوا تھا حسن بن صباح وغیرہ نے اس سے تعلیم حاصل کی تھی اس وجہ سے اور ذی تعلیم ہونے کی وجہ سے بھی فرقہ باطنیہ اس کی بے حد عزت کرتا تھا۔ اس فرقہ والوں نے بہت سا مال وزر جمع کر کے احمد کی خدمت میں پیش کیا اور نہایت عزت سے اپنا پیشوا بنایا احمد ان لوگوں سے رخصت ہو کر قلعہ کے گورنر کے پاس گیا اور اپنے نمایاں خدمات کی وجہ سے گورنر کی آنکھوں میں اتنے عزیز محترم ہو گیا کہ اس تمام امور کے سیاہ سفید کرنے کا احمد کو اختیار دے دیا پھر جب قلعہ کا گورنر مر گیا تو احمد بن عطاش قلعہ شاہ در کا گورنر ہو گیا اس نے اپنے تمام ہم مذہب ساتھیوں کو جو اس قلعہ کے مضافات میں قید تھے رہا کر دیا۔ ان لوگوں کے رہا ہوتے ہی چاروں طرف سے امن وامان کا دور دورہ ختم ہو گیا ''دن دھاڑ'' سے قافلے لوٹنے لگے۔

حسن بن صباح:......اس کے بعد فرقہ باطنیہ اطراف قزوین کے آس پاس قلعہ موت پر قابض ہو گیا[1] (الموت کا مطلب ہے عقاب کو حملہ اور شکار کر کے لانے کی تعلیم دینا) اس اطراف کو طالقان بھی کہتے ہیں۔ ان ممالک پر جعفری حکومت کر رہا تھا، جعفری نے ایک علوی کو اپنے نہایت کا اعزاز دے رکھا تھا اور رے کا حاکم ابومسلم تھا جو نظام الملک طوسی کا سسرالی رشتہ دار تھا حسن بن صباح جوڑ توڑ کر ابومسلم کے پاس آ کر رہنے لگا، چونکہ علوم نجوم وسحر میں حسن کو ید طولیٰ خاص تھا اور غطاش (والی قلعہ اصفہاں) کے نامی گرامی شاگردوں سے تھا اس وجہ سے اس نے ابومسلم کے دل میں نہایت کم مدت میں اپنی جگہ بنالی لیکن تھوڑے دنوں بعد ابومسلم نے حسن پر یہ الزام لگایا کہ مصریوں کے ایلچیوں سے جو اس وقت وہاں تھے سازش کئے ہوئے ہے حسن کو اس کی خبر مل گئی، حسن بھاگ نکلا مختلف شہروں میں ہوتا ہوا مصر پہنچا خلیفہ مستنصر علوی بڑی آؤ بھگت سے پیش آیا، اور اس کو یہ ہدایت کی کہ لوگوں کو میری امامت کی تعلیم دو، حسن نے عرض کیا ''آپ کے بعد میرا کون امام ہوگا'' مستنصر نے جواب دیا ''میرا بیٹا نزار'' حسن مصر سے واپس ہو کر شام، جزیرہ، دیار بکر اور بلاد روم کی سیر کرتا ہوا قلعہ موت واقع خراسان پہنچا علوی کے پاس مقیم ہوا، جعفری اپنا نائب بنایا تھا۔ علوی نے بے حد عزت کی اور اس کے قیام کو رحمتیں نازل ہونے کا باعث تصور کیا۔

نظام الملک:......حسن ایک مدت تک قلعہ میں ٹھہرا ہوا قلعہ پر قبضہ کر لینے کی در پردہ تدبیریں کرتا رہا۔ لہٰذا جب مرضی کے مطابق تدبیریں ہو گئیں تو حسن نے علوی کو قلعہ موت سے نکال کے قبضہ کر لیا۔ نظام الملک کو اس کی خبر ملی فوراً ایک فوج حسن کے محاصرہ کے لئے روانہ کی۔ محاصرہ نہایت سرگرمی اور مستعدی سے کیا گیا، لڑائیاں شروع ہوئیں جنگ کے دوران حسن نے فرقہ باطنیہ کے ایک گروہ کو نظام الملک کے قتل کرنے پر مقرر کر دیا چنانچہ اس گروہ نے نظام الملک کی زندگی کا خاتمہ کر دیا۔ جو فوجیں محاصرہ پر تھیں، نظام الملک کی شہادت کی وجہ سے واپس آ گئیں پھر کیا تھا فرقہ باطنیہ کی بن آئی۔ قلعہ طبس اور نیز قوہستان کے قلعات از دوں وقائد پر جو اس کے قرب وجوار میں تھے قبضہ کر لیا۔

---

[1] ......تصحیح واستدراک مفتی ثناء اللہ محمود۔

اسماعیلیہ کی قوہستان آمد اور قبضہ:......قوہستان کا رئیس منور نامی ایک شخص تھا جو بنی سیجور ❶ امراء خراسان اور سامانی بادشاہوں کی نسل سے تھا گورنر قوہستان نے منور کو اپنے یہاں بلایا اور اس کی بہن کو جبراً لے لینے کا ارادہ کیا منور نے اسماعیلیہ کو اپنی مدد کے لئے بلا بھیجا چنانچہ فرقہ اسماعیلیہ باطنیہ نے پہنچ کر قوہستان کے قلعوں پر بھی قبضہ کرلیا۔ اسی زمانہ میں قلعہ خالنجان پر بھی فرقہ باطنیہ قابض ہو گیا تھا، یہ قلعہ اصفہان سے نوکوس کے فاصلہ پر تھا پہلے یہ موید الملک بن نظام الملک کے قبضہ میں پھر جاولی سقادہ کے قبضہ میں چلا گیا، جو ترکوں کا ایک نامور امیر تھا اور اس کی جانب سے کوئی ترکی امیر اس قلعہ کا حاکم بنا۔

احمد بن عطاش کا خالنجان پر قبضہ:......فرقہ باطنیہ کے چند لوگ حاکم قلعہ کی خدمت میں گئے اور مستعدی سے اس کی خدمت کرتے رہے رفتہ رفتہ رسوخ اتنا بڑھا کہ حاکم قلعہ کی ناک کے بال گئے، حاکم قلعہ نے قلعہ کی کنجیاں حوالہ کر دیں ان لوگوں نے احمد بن عطاش والی قلعہ شاہ در کو لکھ بھیجا۔ پس احمد اپنی فوج کے ساتھ غفلت کی حالت میں اس قلعہ پر آ پہنچا، حاکم قلعہ گھبرا کر بھاگ کھڑا ہوا، احمد بن عطاش نے قلعہ پر قبضہ کرلیا اور جتنی فوج وہاں تھی سب کو قتل کر دیا اس قلعہ پر قبضہ کر لینے سے فرقہ باطنیہ کی قوت بڑھ گئی اہل اصفہان، ان سے دبنے لگے یہاں تک کہ ان لوگوں نے اہل اصفہان پر ٹیکس قائم کیا۔

ابوحمزہ اسکاف:......فرقہ باطنیہ کے مقبوضہ قلعوں سے (سویا، ❷ ندمیں الرمل، اور قلعہ آمد) تھا چنانچہ فرقہ باطنیہ نے بعد ملک شاہ سلجوقی کے بعد چاند کی غداری سے [illegible] کیا تھا۔ قلعہ اردہن بھی ان کے مقبوضہ قلعوں میں شمار کیا جاتا تھا اس قلعہ کو ابوالفتوح حسن بن صباح کے بھانجے نے ختم کیا تھا ان قلعوں کے علاوہ کردلوہ قلعہ ناظرہ، واقع خورستان اور قلعہ طنبور متصل ارجان تھا اس قلعہ کو ابوحمزہ اسکاف نے اہل ارجان کے قبضہ سے نکالا تھا ابوحمزہ اسکاف ضرورت سے مصر گیا ہوا تھا۔ وہیں اس نے اس مذہب کی تعلیم حاصل کی اور اس فرقہ حاصد بن کر عوام الناس میں واپس آیا۔

ملاذ خاں پر باطنیوں کا قبضہ:......قلعہ ملاذ خاں ❸ بھی انہیں کے قلعوں میں سے تھا جو فارس وخوزستان کے درمیان کے واقع تھا۔ لٹیروں اور مفسدوں نے تقریباً دوسو سال سے اس قلعہ کو اپنا مرکز بنا رکھا تھا اور آنے جانے والوں پر شبخوں مارا کرتے تھے یہاں تک کہ عضدالدولہ بن بویہ نے اس قلعہ کو فتح کیا اور جتنے ڈاکو یہاں تھے ان سب کو قتل کیا، لہٰذا جب ملک شاہ نے اس پر قبضہ کیا تو امیر انز کو بطور جاگیر یہ قلعہ عطا فرمایا۔ امیر انز نے اپنی طرف سے ایک شخص کو اس قلعہ کا حاکم مقرر کیا۔ فرقہ باطنیہ نے جوار جان میں تھے قلعہ پر حکم راہ ورسم پیدا کی۔ پہلے تو اس قلعہ کے فروخت کر ڈالنے پر ابھارا جب والی قلعہ نے اس سے انکار کیا تو فرقہ باطنیہ نے مذہبی پیرانہ اختیار کیا، کہلا بھیجا کہ ہم ایک شخص کو تمہارے پاس مناظر کرنے کے لئے بھیجتے ہیں تا کہ تم پر ہمارے مذہب کی حقانیت ظاہر ہو۔ والی قلعہ کے خادم کو گرفتار کرلیا اس نے قلعہ کی چابیاں ان کے حوالہ کر دیں ان لوگوں نے قلعہ میں گھس کر قلعہ کے گورنر کو بھی پکڑ لیا اس سے ان کی شوکت وقوت بڑھ گئی۔

باطنیوں کے خلاف جہاد:......فرقہ باطنیہ کے آئے دن عروج اور فسادات سے لوگ اٹھ کھڑے ہوئے۔ چاروں طرف سے ان کے قتل پر آمادگی اور تیاری ظاہر ہونے لگی اور ان کے قتل کو ثواب اور ان سے جنگ کرنے کو جہاد سمجھ کر ہر سمت سے عامہ مسلمین ان پر ٹوٹ پڑے۔ اصفہان میں بھی عوام الناس نے ان کو خوب قتل کیا۔

فرقہ باطنیہ اصفہان میں ان دنوں ظاہر ہوا تھا جب کہ سلطان برکیاروق نے اصفہان کا محاصرہ کیا تھا اور اصفہان میں اس کا بھائی محمد اور اس کی ماں خاتون جلالیہ موجود تھی، رفتہ رفتہ یہ فرقہ اصفہان میں پھیل گیا اور اس کا مکروفریب اور ان کے متبعین کی فتنہ انگیز چالیں عام ہوگئیں لہٰذا اصفہان میں عام باشندوں نے ان پر حملہ کیا اور ان کو قتل کرنے لگے۔

---

❶......یہاں صحیح لفظ سیجور ہے سیجو رنہیں دیکھیں (تاریخ الکامل جلد نمبر ۱۰ صفحہ ۳۱۸) ❷......بریکٹ کے اندر تحریر کردہ عبارت صحیح نہیں ہے یہاں صحیح لفظ اُستو ناوند ہے جو رَی اور آمل کے درمیان میں ایک علاقہ ہے، دیکھیں (ابن اثیر کی تاریخ الکامل جلد نمبر ۱۰ صفحہ نمبر ۳۱۸) ❸......ہمارے پاس موجود جدید عربی ایڈیشن (جلد نمبر ۴ صفحہ نمبر ۹۸) پر خلاذ خان تحریر ہے۔ (مصحح)

باطنیوں کا اندوہناک قتل:...... بڑے بڑے خندق کھود کر اس میں آگ جلائی۔ جہاں پر فرقہ باطنیہ میں سے کسی کو پاتے پکڑ لاتے اور اسی خندق میں ان کو ڈال لیتے تھے فارس کے گورنر چاولی مقادہ نے ان کے خلاف جہاد کرنے کی غرض سے کمر ہمت باندھی فوجیں آراستہ کر کے ہمدان کی طرف بڑھا ،ایک مدت تک فرقہ باطنیہ کے خلاف جہاد کرتا رہا۔

فرقہ باطنیہ کے فدائی حملے:...... اس کے بعد فرقہ باطنی نے امراء سلجوقیہ کو چالاکی سے قتل کرنے کی غرض سے خاندان کی طرف کوچ کیا۔ چنانچہ اس فرقہ نے ہمدان پہنچ کے یہ طریقہ اختیار کیا کہ ایک باطنی شخص کو سلجوقیہ امیر کو قتل کرانے کے لئے لباس تبدیل کر کے جاتا اور موقع پا کر اس کو قتل کر کے اپنے آپ کو بھی قتل کر دیتا۔ حقیقت یہ ہے کہ سلطان برکیاروق نے اس فرقہ کو ایسی حرکتوں پر تیار کیا تھا اور اپنے بھائی کے مقابلہ میں اس فرقہ سے مدد طلب کی تھی لہٰذا یہ فرقہ یہ چال چلنے لگا کہ ایک شخص ان میں سے ایک امیر کی خدمت میں جا کر ملازمت اختیار کرتا اور جب اس کو موقع مل جاتا تو یہ اس امیر پر وار کر دیتا اکثر یہ ہوتا تھا کہ وہ امیر مر جاتا اور اس ظلم کی پاداش میں وہ باطنی بھی مار ڈالا جاتا تھا غرض اس طریقہ سے امراء سلجوقیہ کے ایک گروہ کو اس فرقہ نے قتل کر دیا۔

سلطان برکیاروق اور باطنی:...... جب سلطان برکیاروق کو اپنے بھائی محمد کے مقابلہ میں کامیابی حاصل ہوئی تو اس وقت یہ فرقہ اس کے تمام لشکر میں ملا جلا ہوا تھا اس گروہ نے آہستہ آہستہ گروہ بندی کر لی تھی امراء لشکر کو ان سے خطرہ پیدا ہوا، وقتاً فوقتاً ان لوگوں نے امراء لشکر کو قتل کرنے کی دھمکیاں دی امراء لشکر ہر وقت مسلح رہنے لگے اور اس امر کی شکایت سلطان برکیاروق سے کی اور اس کے علاوہ یہ جڑ دیا کہ فرقہ باطنیہ کے آپ کے بھائی کی فوج سے اتحاد تعلقات ہیں۔ سلطان برکیاروق سن کر آگ بگولا ہو گیا ان لوگوں کے قتل کی عام اجازت دے دی خود بھی مسلح ہو کر سوار ہوا اس کی فوج بھی مرتب ہو کر اس کے ساتھ فرقہ باطنیہ پر زمین باوجود وسعت وفراخی کے تنگ ہو گئی جس طرف جاتے تھے قتل کئے جاتے تھے۔

امیر محمد، ابراہیم وغیرہ باطنیوں کا قتل:...... امیر محمد جو علاء الدولہ کاکویہ کی نسل تھا اور اس مذہب کا ایک ممبر تھا جان کے خوف سے بھاگا مگر اس کو موت نے نہ چھوڑا۔ بغداد ابو ابراہیم استر آبادی [1] سلطان کے سفیر کے حیثیت سے گیا ہوا تھا سلطان برکیاروق نے لکھ بھیجا میں گرفتار کر کے مار ڈالا گیا یہ وہ زمانہ تھا کہ فرقہ باطنیہ پر چاروں طرف سے قتل کی بوچھار ہو رہی تھی جس طرف آنکھیں اٹھتی تھیں فرقہ باطنیہ کے ہی مقتول نظر آتے تھے، ہر شخص ان کے قتل کا خونریزی پر تلا ہوا تھا یہ واقعات ۴۸۶ھ کے ہیں۔

قلعہ شاور کا محاصرہ:...... پھر جب سلطان برکیاروق کے بعد سلطان محمد کا دور حکومت آیا اور اسی حکومت وسلطنت کو مکمل طور پر استحکام واستقلال حاصل ہو گیا تو سلطان محمد نے قلعہ شاور پر جس کا گورنر احمد بن عطاش تھا حملہ کیا یہ قلعہ اصفہان کے قریب تھا اور فرقہ باطنیہ کا گویا یہی قلعہ دار السلطنت تھا، ماہ رجب چھٹی صدی کے شروع میں اس قلعہ کا محاصرہ کیا گیا۔ اس قلعہ کو چاروں طرف سے بلند و بالا پہاڑیاں چھ کوس تک گھیرے ہوئے تھیں سلطان محمد نے اپنے امراء لشکر کو باری جنگ کرنے پر مقرر کیا اور نہایت حزم واحتیاط اور انتہائی مستعدی سے اس قلعہ پر طویل عرصے تک حملے کرتا رہا فرقہ باطنیہ شدت جنگ اور طول محاصرہ سے گھبرا گیا۔

اہل سنت اور باطنیہ کے فتاوای اور مذکرہ:...... فقہاء اہل سنت والجماعت سے پوچھا جس کا مضمون یہ تھا ''کیا فرماتے ہیں سادات فقہاء اور ائمہ دین اس گروہ کے بارے میں جو اللہ تعالیٰ پر اور قیامت پر اور اس کی کتابوں اور رسولوں پر ایمان رکھتا ہے اور ماجاء بہ رسول اللہ ﷺ کی تعلیمات کو حق جانتا ہے اور اس کی تصدیق کرتا ہے لیکن محض امامت میں اختلاف کرتا ہے کیا سلطان وقت کو اس کی موافقت اور رعایت جائز ہے اور ان کی اطاعت قبول کی جا سکتی ہے اور ہر تکلیف سے ان کو بچانا مناسب ہے یا نہیں؟ اکثر فقہاء نے اس کے جواز کا فتویٰ دیا بعضوں نے توقف اختیار کیا ،بحث ومناظرہ کرنے کے لئے علماء وفقہاء جمع ہوئے سمنجانی جو شافعیہ کا نامی گرامی وسر برآوردہ عالم تھا اس گروہ کے قتل کے واجب ہوئے کا قائل

---

[1] ...... ہمارے پاس موجود عربی ایڈیشن (جلد نمبر ۴ صفحہ نمبر ۹۹ علامہ ابن اثیر جزری (تاریخ الکامل جلد نمبر ۱۰ صفحہ نمبر ۳۲۳) کے حوالے سے استر آبادی کو غلط قرار دیا گیا ہے، اور اس کی جگہ صحیح لفظ اسد آبادی تحریر ہے۔

تھا چنانچہ صاف صاف لکھ دیا کہ اس فرقہ کا محض زبان سے اقرار اور آپ ﷺ کی رسالت کی گواہی دینا کافی نہ ہوگا جب تک وہ شرعی احکام کی مخالفت سے نہ باز آئیں اس وجہ سے اجماعاً ان کی خونریزی مباح ہے، بہت دیر تک مناظرہ ہوتا رہا مگر کوئی بات طے نہ ہوئی تب علماء اہل سنت و جماعت کو بھی اس جلسہ میں بلایا۔ مگر فرقہ باطنیہ نے حیلہ وحوالہ کر کے ٹال دیا اور سفارت ❶ بے نیل مرام واپس آئے۔

سلطان محمد کا حملہ اور محاصرہ: ......سلطان محمد جھلا کے محاصرہ میں شدت کرنے لگا بالآخر فرقہ باطنیہ امن کا طلب گار ہوا اور یہ درخواست کی کہ بعوض اس قلعہ کے بدلے قلعہ خالنجان ہمیں عطا کیا جائے جو اصفہان سے دس کوس کے فاصلہ پر ہے اور اس قلعہ سے نکل کر قلعہ خالنجان میں جانے کے لیے ایک مہینے کی مہلت دی جائے، سلطان محمد نے اس درخواست کو منظور کر لیا فرقہ باطنیہ مال و اسباب جمع کرنے میں مصروف ہوا ابھی مقررہ وقت تمام نہ ہوا تھا کہ فرقہ باطنیہ میں سے چند لوگوں نے سلطان محمد کے ایک امیر پر حملہ کر دیا، اتفاق یہ کہ یہ امیر ان کے حملہ سے بچ گیا سلطان محمد کو اس کی خبر ملی تو اس نے پھر محاصرہ کر لیا۔ فرقہ باطنیہ نے خود کردہ پر پریشان ہو کر امان طلب کی اور قلعہ ناظرہ طبس چلے جانے کی اجازت مانگی اور وہ اس طرح سے کہ سلطان محمد اپنی فوج کے چند دستوں کے ساتھ ہماری فوج کے ایک حصہ کو قلعہ ناظر پہنچانے پر مقرر فرمائے اور باقی لوگوں کو قلعہ کے ایک گوشہ میں نظر بند اور قید رکھے جب یہ حصہ قلعہ موت میں بھیج دے سلطان محمد نے ان کی یہ درخواست بھی منظور فرمائی چنانچہ پہلا حصہ فرقہ باطنیہ کا سلطانی فوج کے ساتھ قلعہ ناظر و طبس کی طرف روانہ ہوا سلطان نے قلعہ کے ویران کرنے کا حکم دیا جس کی تعمیل نہایت مستعدی سے شاہی فوج کرنے لگی۔

احمد بن عطاش: ......احمد بن عطاش قلعہ کے ایک مینار میں چھپ گیا۔ سپاہیوں نے اس پر حملہ کیا اور بعض سپاہی دوڑ کر سلطان کے پاس آئے اور اس مکاں محفوظ جگہ کا جہاں احمد بن عطاش چھپ گیا تھا پتہ بتایا سلطان نے اشارہ کر دیا ایک امیر چند سپاہیوں کو لے کر اس مینار پر چڑھ گیا اور جتنے فرقہ باطنیہ والے پائے گئے سب کو قتل کر ڈالا۔ ان مقتولوں کی تعداد اسی بیان کی جاتی ہے۔ احمد بن عطاش زندہ گرفتار کر لیا گیا۔ کھال کھینچ کے بھوسہ بھرا گیا اس کے ساتھ اس کالڑکا بھی مارا گیا دونوں کے سر اتار کے بغداد بھیجے گئے اس کی بیوی نے یہ حال دیکھ کے اپنے آپ کو ایک بلند مقام سے نیچے گرا دیا اور ہلاک ہوگئی۔

اسماعیلی شام میں: ......جس وقت ابوابراہیم استر آبادی بغداد میں سلطان برکیاروق کے خوف کے مطابق قتل کر دیا گیا جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا تو اس کا بھتیجا بہرام دارالخلافت بغداد سے شام کی طرف بھاگ گیا اور وہیں خفیہ طور پر اپنے مذہب کی تعلیم و تلقین کرتا رہا۔ رفتہ رفتہ اہل شام کے ایک گروہ نے اس مذہب کو قبول کر لیا۔ زیادہ تر لوگوں کو اس مذہب کی طرف میلان اس وجہ سے ہوا کہ فرقہ باطنیہ اسماعیلیہ چالاکی اور دھوکے سے قتل کرنے میں خوب مشہور ہو چکا تھا۔

قلعہ بانیاس پر قبضہ: ......ابوالغازی بن ارتق حلب کا گورنر اپنے دشمنوں کے مقابلہ میں کامیابی حاصل کرنے کے لیے کبھی کبھی فرقہ باطنیہ سے ملا کرتا تھا اسی نے دمشق کے گورنر علی بن افتکین اتابک کو بھی اس فرقہ سے تعلقات قائم کرنے کی ہدایت کی تھی چنانچہ علی نے اس رائے کو قبول کر لیا اور بہرام اس کے پاس چلا گیا، اسی زمانہ سے اس کی شہرت ہوگئی علانیہ اپنے مذہب کی دعوت دینا شروع کر دی، ابوعلی ظاہر بن سعد مزدعانی ❷ وزیر مصلحت کے تحت بہرام کی مدد کرنے لگا تھوڑے ہی دنوں میں بہرام کی حکومت میں استقلال و استحکام کی کیفیت پیدا ہوگئی اور اس کے پیروکاروں کی تعداد بڑھ گئی مگر پھر بھی دمشق کے عوام کی مخالفت سے بہرام کو خطرہ تھا علی، والی دمشق اور اس کے وزیر ابوعلی سے درخواست کی کہ ہم لوگوں کے رہنے اور بوقت ضرورت وہاں پناہ گزیں ہونے کے لیے ایک نائب مذہبی تعلیم اور تلقین کے لیے چھوڑ کر قلعہ کی تمام راستہ لیا۔

مذہب کی ترقی: ......قلعہ بانیاس میں بہرام کے متمکن ہونے سے اس مذہب نے بہت ترقی کی تمام اطراف و جوانب میں یہ مذہب پھیل گیا اور متعدد قلعوں پر جو کہ پہاڑوں پر تھے قابض و متصرف ہوگیا۔ ان میں سے قلعہ قدموس وغیرہ تھے۔

---

❶ ......تاریخ ابن اثیر جلد نمبر ۱۰ صفحہ نمبر ۴۳۲) پر مسلمانوں کے سفیر کا نام قاضی ابوالعلاء صاعد بن یحییٰ تحریر ہے جو اصبہان میں حنفیہ بڑے مشائخ میں شمار ہوتے تھے۔ ❷ ......یہاں صحیح لفظ مرغینانی ہے دیکھیں (تاریخ کامل جلد نمبر ۱۰ صفحہ نمبر ۲۳۲)

بہرام کا قتل:......وادی تیم ،صوبہ لبلبک میں بہت بڑا گروہ مجوس ،نصرانی ❶ اور ورزیہ کا رہتا تھا ضحاک نامی ملک امیر ،ان سب کا سردار تھا ۵۲۲ھ میں بہرام نے ان پر فوج حملہ کیا اور قلعہ بانیاس پر اپنی طرف سے اسماعیل کو بطور نائب کے مقرر کیا،ضحاک نے ایک ہزار سپاہیوں کے ساتھ بہرام کا مقابلہ کیا گھمسان کی جنگ ہوئی ضحاک نے بہرام کو شکست کر اس کے لشکر گاہ کو لوٹ لیا بہرام کے سینکڑوں سپاہی مارے گئے اور خود بھی بھاگ دوڑ میں مارا گیا پریشان قلعہ بانیاس پہنچے ،اسماعیل نے ان سب کے غم میں شرکت کی اور ان پر حکومت کرنے لگا۔

ابوعلی اور اسماعیل:......اسماعیل نے اپنے بکھیرے ہوئے ہم مذہبوں کو ایک جگہ جمع کیا اور اپنے ایلچیوں کو اپنے مذہب کی تعلیمات پھیلانے کے لیے دور دراز ملکوں میں بھیجا۔ابوعلی وزیر نے اس معاملہ میں ہاتھ بٹایا اور اس گروہ کی مالی وفوجی امداد کی ،دمشق میں بہرام کا خلیفہ ابوالوفاء تعلیم وتلقین کر رہا تھا یہی وجہ ہے کہ یہاں فرقہ باطنیہ کی قوت وشوکت بڑھ گئی ،گئی ہوئی قوت پھر واپس آ گئی ماننے والوں کی تعداد میں معقول اضافہ ہو گیا ادھر دمشق کے گورنر تاج الملوک بن طغتکین کے قوائے حکمرانی کمزور ہو چکے تھے لہٰذا ابوعلی وزیر نے عیسائیوں کو یہ پیغام دیا کہ ہم تمہیں دمشق پر قبضہ اس شرط سے دے دیں گے کہ تم صور ہمارے حوالے کر دو گے عیسائیوں نے اس درخواست کو منظور کر لیا اور اس معاملے کی تکمیل کے لئے ایک خاص دن مقرر کیا اس کے بعد ابوعلی وزیر نے اسماعیلیہ سے سازش کر لی اور ان کو عیسائیوں کے مقابلہ پر لے آیا وہ تیار کر دیا۔کسی ذریعہ سے اسماعیل کو اس کی خبر مل گئی اس خوف سے کہ کہیں عوام الناس ہماری مخالفت پر کمر بستہ نہ ہو جائیں قلعہ بانیاس ،عیسائیوں کے حوالے کر کے انہیں کے یہاں چلا گیا اور وہیں ۵۲۴ھ مر گیا۔

قلعہ مصیات کا محاصرہ:......ان اطراف میں فرقہ باطنیہ اسماعیلیہ کے بہت سے قلعے تھے جو ایک دوسرے سے ملے ہوئے تھے سب سے بڑا قلعہ مصیات تھا جس وقت سلطان صلاح الدین نے ۵۷۲ھ میں ملک شام پر قبضہ کیا اس وقت اس قلعہ کا بھی محاصرہ کیا اور نہایت سختی سے جنگ شروع کی ۔سنان سردار فرقہ اسماعیلیہ نے صلاح الدین کے ماموں شہاب حارمی کو حماۃ میں لکھا کہ صلاح الدین سے صلح کرا دو اور صلح نہ کرنے کی صورت میں قتل کرا دینے کی دھمکی دی۔لہٰذا شہاب الدین حماۃ سے صلاح الدین کے پاس گیا اور ان کی طرف سے صلاح الدین کے خیالات کی اصلاح کر دی صلاح الدین نے محاصرہ اٹھالیا۔

عراق کے ان قلعوں کے باقی حالات جو اسماعیلیوں کے قبضے میں تھے

اسماعیلیہ کے قلعے جو عراق میں تھے جس زمانہ سے احمد بن عطاش اور حسن بن صباح نے ان پر بحکمت عملی سے قبضہ کیا تھا اسی زمانہ سے گمراہیوں کے گڑھ بنے ہوئے تھے حسن بن صباح کے بہت سے مقالات مذہبی ہیں جو سر سے پیر تک رافضہ خیالات میں ڈوبے ہوئے ہیں حس اعتدال سے بڑھے ہوئے اور حد کفر تک پہنچے ہوئے ہیں روافض ان کو مقالات جدیدہ کے نام سے یاد کرتے ہیں اور سوائے ان روافض کے جو جادۂ اعتدال سے بڑھے ہوئے اور تعصب میں ڈوبے ہوئے ہیں اور کوئی ان مقالات کو اپنا مذہب و دین نہیں قرار دیتا۔ان مقالات کو شہرستانی نے کتاب الملل والنحل میں ذکر کیا ہے۔اگر آپ اس سے واقف ہونا چاہتے ہوں تو کتاب الملل والنحل کا مطالعہ کریں۔

باطنیوں کی فتوحات:......چونکہ اس فرقہ کے نقصان اور خونریزیاں بہت مشہور ہو گئی تھیں اس وجہ سے ملوک اسلام چاروں طرف سے ان پر نیتے سے فوج کشی کرنے لگے اس دوران ملوک سلجوقیہ کے نظام حکومت میں خلل پیدا ہو گیا اور اتیغمش نے رئے اور ہمدان پر قبضہ کر لیا لہٰذا اس نے ۶۰۳ھ میں فرقہ باطنیہ کے ان قلعوں پر جو قزوین کے آس پاس تھے فوج کشی کی اور نہایت مستعدی اور ہوشیاری سے محاصرہ کیا۔چنانچہ ان میں سے پانچ قلعے لڑ کر فتح کر کے قلعہ موت پر حملے کا ارادہ کیا ،مگر اتفاق سے کچھ ایسا پیش آ گیا اور چند رکاوٹیں ایسی حائل ہو گئیں کہ جن کی وجہ سے قلعہ مذکورہ اتیغمش کے

---

❶ ...... یہاں صحیح لفظ نصرانی نہیں بلکہ نصیریہ ہے ،دیکھیں (تاریخ الکامل جلد نمبر ۱۰ صفحہ نمبر ۶۵۶)۔نصیریہ غالی شیعوں کا ایک فرقہ تھا جس کی نسبت محمد بن نصیر النمیری کی طرف کی جاتی ہے۔اس کا دعویٰ یہ تھا کہ وہ نبی ہے جسے ابوالحسن عسکری نے بھیجا ہے۔یہ تناسخ کا بھی قائل تھا اور ابوالحسن عسکری کو رب سمجھتا تھا ،یہ محارم یعنی ماں ،بہن ،بیٹی ،پھوپھی ،خالہ ،نانی ،دادی اور رضاعی بہن اور ماں وغیرہ سے نکاح کو بھی مباح قرار دیتا تھا۔اس کے علاوہ مردوں کے ایک دوسرے سے نکاح کو نہ صرف جائز سمجھتا تھا بلکہ اسے تو تواضع اور عاجزی وانکساری کی علامت سمجھتا تھا ،اور سونے پہ سہاگہ یہ کہ خواہ شہوات ہوں یا طیبات اللہ تعالیٰ نے کسی چیز کو حرام نہیں قرار دیا ،دیکھیں (ابن حزم کی الملل والنحل جلد نمبر ۱ صفحہ نمبر ۲۲۰) اور اس پر شہرستانی کا حاشیہ نمبر ۴۔

ہاتھ سے بچ گیا۔

جلال الدین کا باغیوں پر حملہ: ......اس کے بعد جلا الدین منکرتی بن علاء الدین خوارزم شاہ نے جس وقت ہندوستان سے واپس آ رہا تھا اورآ ذربائیجان اورارمینہ پر قبضہ کیا تھا فرقہ اسماعیلیہ باطنیہ پرحملہ کیا جس طرح اس فرقہ والوں نے امراءاسلام کوقتل کیا تھا اسی طرح اس نے اس فرقہ کے سرداروں کوقتل کیا ان کے آباد شہروں اور قلعوں کوتباہ و برباد کیا قلعہ موت کے آس پاس اوراس کے علاوہ وہ قلعے جوخراسان میں تھے جلال الدین کے حملوں سے ویران اورخراب ہوگئے۔اس فرقہ نے جس وقت سے تاتاریوں نے خروج کیا تھا مسلمان علاقوں کی طرف پاؤں بڑھائے تھے۔ پردہ غیب سے جلال الدین ان کی سرکوبی کے لئے اٹھ کھڑا ہوا اور ۶۲۴ھ میں ان پرفوج کشی کردی جیسا کہ ابھی آپ پڑھ چکے ہیں۔

باطنیوں کا زوال: ......اس واقعہ سے فرقہ باطنیہ کی مکمل گوشمالی ہوگئی اوران کی بیماری کا معقول علاج کردیا گیا پھر جب تاتاریوں کے قبضہ میں حکومت آ گئی تو ہلاکو نے ۶۵۰ھ میں بغداد سے ان کے قلعوں پر چڑھائی کی اس کے بعد ظاہر نے ان قلعوں پرحملہ کیا جوشام میں تھے۔اکثر قلعے ان حملوں کے فرمانبردار ہوگئے اوران کی حکومت اس طرح ختم ہوگئی کہ گویا صفحۂ ہستی پر نہ تھا کوئی کوئی جو باقی رہ گئے تھے اس کے ذریعہ سے باطنیہ سرداراپنے دشمنوں کودھوکہ وفریب دے کرقتل کراتے تھے یہ لوگ خود کوفدائی کے لقب سے مشہور کرتے تھے یعنی اپنے آپ کوموت کے بدلہ میں دے کراپنا مقصد حاصل کرتے تھے۔ واللہ وارث الارض ومن علیھا

یمامہ کے حسنی حکمرانوں بنی اُخیضر کی تاریخ

اسماعیل سفاک: ......جس وقت موسیٰ جون بن عبداللہ بن حسن سبط کے دونوں بھائی محمد وابراہیم روپوش ہوگئے اس وقت خلیفہ ابوجعفر منصور نے موسیٰ جون کومجبور کیا کہ ان دونوں کوحاضر کرے چنانچہ موسیٰ جون نے ان کے حاضر کرنے کی ذمہ داری کرلی اورخود بھی روپوش ہوگیا مگراتفاق سے خلیفہ منصور نے پتہ لگا کر موسیٰ جون کوگرفتار کرلیا اورایک ہزار کوڑے لگوائے پھر جب اس کا بھائی محمد المہدی مدینہ میں قتل کیا گیا تو جان کے خوف سے موسیٰ جون دوبارچھپ گیا یہاں تک کہ وفات پا گیا۔اسی کی نسل سے یوسف بن ابراہیم بن موسیٰ اوراس کے بیٹے اسماعیل اورمحمد اُخیفر تھے ۲۵۱ھ میں اسماعیل مذکور(جس کا لقب سفاک تھا) نے سرزمین حجاز میں خروج کیا،مکہ کی طرف بڑھا،جعفروالی مکہ سامان؟ بھاگ کیا اسماعیل نے اس کے اورشاہی سرداروں کے مکانات کولوٹ لیا اہل مکہ اورشاہی لشکر کی بڑی تعداد کوقتل کیا۔ جتنا اٹھا کرلے جانے کے قابل تھا خانہ کعبہ اوراس کے خزانہ سے سونے چاندی کا مال اٹھا کرلے گیا،خانہ کعبہ کا غلاف اتارلیا دولاکھ دینار اہل مکہ کے لوٹ لئے۔مکانات میں آگ لگادی،پچاس دنوں تک ٹھہرارہا۔

مدینہ کا محاصرا: ......پھرمدینہ منورہ کی جانب کوچ کیا مدینہ کا گورنر یہ خبرسن کرروپوش ہوگیا،اسماعیل نے پہنچتے ہی مدینہ منورہ کا محاصرہ کرلیا یہاں تک اہل مدینہ رسد وغلہ کے بند ہوجانے سے بھوکوں مرگئے مسجد نبوی میں کئی روز تک نماز پڑھی گئی۔دارالخلافت میں اس کی خبر پہنچی تو شاہی لشکر تیار ہوکر دفاع کے لئے آ پہنچا اسماعیل محاصرہ اٹھا کر مکہ معظّمہ لوٹ گیا،مکہ معظّمہ کا دوبارہ محاصرہ کرلیا،دومہینے تک محاصرہ کئے رہا پھرجدہ کا رخ کیا،سوداگروں کے مال لوٹ لئے،کشتیوں میں جتنا تجارتی مال واسباب لدا ہوا تھا سب کا سب لوٹ کے مکہ معظّمہ کی جانب واپس آ گیا۔

خلیفہ کی فوج کی آمد: ......مگراس کے پہنچنے سے پہلے محمد بن عیسیٰ بن منصور اورعیسیٰ بن محمد مخزومی مکہ معظّمہ پہنچ گئے تھے خلیفہ نے ان لوگوں کودربارخلافت سے اسماعیل سے جنگ کرنے کے لئے روانہ کیا تھا مقام عرفات میں جا کر پناہ لی۔ ❶ اورایک ہزاراورطبری کی روایت کے مطابق گیارہ سوحاجیوں کوقتل کیا موقف میں اسماعیل اوراس کے ساتھیوں کے علاوہ اورکوئی جاندار نہ تھا چنانچہ اسماعیل نے اپنے نام کا خطبہ پڑھا۔پھرواپس جدہ آیا اور دوبارہ اس کوتباہ وبرباد کیا آخری اپنی بغاوت کے ایک سال بعد چیچک میں مبتلا ہوکرآخری ۲۵۲ھ میں مستعین ومعتز کی جنگ کے زمانے میں مرگیا۔

❶ ......تصحیح واستدراک ثناءاللہ محمود۔

بنواخیضر کا یمامہ پر قبضہ:.....اسماعیل حجاز میں بیس سال سے دوڑ دھوپ کرر ہا تھا۔ وفات کے وقت اس نے کوئی اولاد نہ چھوڑی اس کی جگہ اس کا بھائی محمد اخیضر حکمران بنا۔ یہ اس سے بیس سال بڑا تھا۔ اس نے یمامہ کی طرف خروج کیا اور لڑ کر اس پر قابض ہو گیا قلعہ خضر کو بھی قبضہ میں لے لیا۔ اس کے چار بیٹے تھے (۱) محمد (۲) ابراہیم (۳) عبداللہ اور (۴) یوسف۔ محمد اخیضر کی وفات کے بعد اس کا بیٹا یوسف حکومت کرنے لگا اور اپنے بیٹے اسماعیل کو حکومت وریاست میں شریک کر لیا۔ پھر جب یوسف مر گیا تو اسماعیل تنہا حکومت کا مالک بن گیا اس کے تین بھائی اور تھے (۱) حسن (۲) صالح (۳) اور محمد (جو یوسف کے بیٹے تھے اس کے بعد کا بھائی حسن پھر اس کا بیٹا احمد بن حسن یکے بعد دیگرے حکمراں بنے اور اس وقت سے برابر یمامہ کی حکومت انہیں کے خاندان میں رہی یہاں تک کہ پھر قرامطہ غالب آ گئے اور ان کی حکومت وسلطنت جاتی رہی والبقاء للہ وحدہ

صالح کا نسب:.....مغرب کی سوڈان کے شہر خانہ میں جہاں بحر محیط ہے بنی صالح کی نسبت سے ایسی واقفیت نہیں ہوئی جس پر ہمیں اعتماد ہوتا بعض مؤرخوں نے لکھا ہے کہ صالح، عبداللہ بن موسیٰ بن عبداللہ ملقب بہ ابوالکرام بن موسیٰ جون کا بیٹا تھا ماموں کے زمانۂ خلافت میں خراسان میں اس نے خروج کیا تھا مگر اراکین خلافت کی تدبیر سے پہلے صالح اور پھر اس کا بیٹا محمد گرفتار کر لیا۔ باقی ماندہ اولاد مغرب کی طرف چلی گئی اور شہر خانہ میں اپنی حکومت وریاست قائم کی ابن حزم نے صالح کو اس نسبت سے موسیٰ جون کے اعقاب میں نہیں ذکر کیا شاید وہ وہی صالح ہو جیسے ہم نے ابھی یوسف بن محمد اخیضر کی اولاد میں ذکر کیا ہے واللہ اعلم۔

مکہ اور یمن پر حکمران بنی حسن میں سے سلیمان کی حکومت کی تاریخ

مکہ مکرمہ:.....مکہ معظّمہ اس سے کہیں زیادہ مشہور ومعروف ہے کہ جن الفاظ سے ہم اس کی تعریف لکھیں گے یا اس کو متعارف کروائیں گے بہر کیف دوسری صدی کے بعد اس اصلی باشندے قریش، علویوں کے پے در پے فتنے وفسادات سے جو آئے دن سرزمین حجاز میں ان کی وجہ سے واقع ہو رہے تھے گمنام ہو گئے اور یہ سرزمین مبارک نام ونشان سے خالی ہو گئی علاوہ گنتی کے چند متبعین بنی حسن کے کہ کس کے نامی گرامی سردار جلسہ اور دیلم کے آزاد غلام تھے اور کوئی باقی نہ رہا۔

اس متبرک شہر کا حاکم ہمیشہ دربار خلافت بغداد سے مقرر ہو کر آیا کرتا تھا اور یہاں پر برابر خلافت عباسیہ کا خطبہ پڑھا جاتا تھا یہاں تک عہد حکومت مستعین اور معتز میں اور ان کے بعد آتش فساد مشتعل ہوئی، جس سے ایک نئی حکومت اس شہر میں سلیمان بن داؤد بن حسن مثنیٰ بن حسن السبط کی اولاد کی قائم ہو گئی۔

محمد بن سلیمان:.....دوسری صدی کے آخر میں اس خاندان کا بزرگ اور قابل فخر ممبر محمد بن سلیمان نامی ایک شخص تھا یہ سلیمان، ابن داؤد نہیں ہے کیونکہ اس کو ابن حزم نے لکھا ہے کہ یہ مدینہ منورہ میں مامون کی خلافت کے زمانے میں حکومت وریاست کا دعویٰ دار ہوا تھا ان دونوں زمانوں میں تقریباً سو سال کا فرق ہے۔

غرض ۳۰۱ھ مقتدر کے عہد خلافت میں محمد بن سلیمان نے خلافت عباسیہ کی اطاعت سے منہ موڑ لیا اور موسم حج میں یہ خطبہ دیا۔

"الحمدللّٰه الذی اعاد الحق الیٰ وابرز عرالایمان من اکمامه وکمل دعوة "" خیر الرسل باسباطه بن اعمامه صل الله علیه اله الطاهر ین وکف " "عنابرکته اسباب المعتدین وجعلها کلمة باقیة فی عقبه الی یوم الدین "❶

❶..... تمام تعریفیں اللہ ہی کے لئے ہیں جس نے حق کو دوبارہ حق نظام عطا فرمایا اور ایمان کے خوشنما پھولوں کا اظہار فرمایا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت کو ان کی اولاد کے ذریعے مکمل کیا جو ان کے چچا بھی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان پر اور ان کے آل واولاد پر کروڑوں رحمتیں نازل فرمائیں، اور ان کی برکت سے ہمیں دشمنوں کی دشمنی سے بچایا اور اس کو ان کی آنے والی نسلوں کے لئے بھی کلمۃ باقیہ بنایا۔

خطبہ کے بعد یہ اشعار پڑھے۔

لاطلبن بسیفی ماکان للحق دینا واسطون بقوم بغواوجاروعلینا یھدون کل بلاد من العراق علینا

ہم تلوار کے ڈر سے راہ حق طلب کریں گے اور جس قوم نے ہم سے عداوت ومخالفت کی اس کو اپنی شان وشوکت دکھائیں گے یہی لوگ عراق کے شہروں کو ہماری مخالفت پر اٹھار ہے تھے

یہ اپنا تعارف زبیدی کے لقب سے اپنے مذہب سے کرواتا تھا جو مذہب امامیہ کا ایک شیعہ ہے۔

ابو طاہر حاجیوں پر ظلم:......اس وقت تک عراق کے قافلے مکہ معظمہ مسلسل آیا کرتے تھے ابو طاہر قرمطی عبیداللہ مہدی والی افریقہ کا متبع تھا اور اسی کے نام کا خطبہ پڑھا کرتا تھا، اس نے ۳۱۲ھ میں حجاج کے قافلوں سے چھیڑ چھاڑ کی، ابوالھیجاء بن حمدان والد سیف الدولہ کو ایک گروہ سمیت قید کر لیا، حاجیوں کو قتل کر کے عورتوں اور بچوں کو ریگستانوں اور میدان میں چھوڑ دیا جو بغیر مارے مر گئے، قرامطہ کی اس حرکت سے حاجیوں کا عراق سے آنا بند ہو گیا۔

شاہی فوج سے ابو طاہر کا ٹکراؤ:......خلیفہ مقتدر نے ۳۱۷ھ میں اپنے خدام میں سے منصور دیلمی کو قرامطہ کی سرکوبی پر مقرر کیا۔ چنانچہ یوم الترویہ، مکہ میں ابو طاہر قرمطی سے منصور دیلمی نے مڈبھیڑ کی مگر شکست کھا کر بھاگ گیا، ابو طاہر نے حاجیوں کے مال واسباب کو لوٹ لیا، ان کو کعبہ وحرم میں بھی قتل کیا زمزم کا کنواں مقتولوں کی لاشوں سے بھر گیا۔ غریب حجاج چلا رہے تھے۔ ''کیف یقتل جیران اللّٰہ'' (اللہ کے ہمسایہ کیوں قتل کئے جاتے ہیں) ابو طاہر قرمطی جواب دے رہا تھا، لیس بجار من خالف او امر اللّٰہ ونواھیہ (جو شخص اللہ کے احکامات اور ممنوعات کی مخالفت کرتا ہو وہ اللہ کا ہمسایہ نہیں ہے) اور آیۃ کریمہ

انما ❶ جزاء الذین یحاربون اللّٰہ ورسولہ ویسعون فی الارض فسادا ان یقتلوااو یصلبوا او تقطع ایدیھم وارجلھم من خلاف اوینفوا من الارض ،ذلك لھم خزی فی الدنیا ولھم فی الاخرۃ عذاب عظیم الا الذین تابوا من قبل ان تقدرواعلیھم ،فاعلموا ان اللّٰہ غفوررحیم ،

پڑھتا جاتا تھا

خانہ کعبہ کی بے حرمتی:......ابو طاہر قرمطی، اس عام قتل وخونریزی سے فارغ ہو کر حجر اسود کو اکھاڑ کر احساء لے گیا، خانہ کعبہ کا دروازہ کھود کر پھینک دیا، ایک شخص پرنالہ اکھاڑنے خانہ کعبہ کی چھت پر چڑھا گرا اور مر گیا، ابو طاہر نے کہا'' جانے دو یہ ابھی محفوظ رہے گا یہاں تک کہا اس کا مالک یعنی مہدی آئے'' عبیداللہ مہدی کو ان واقعات کا علم ہوا تو اس نے ڈانٹ کا خط لکھا جس کا ترجمہ یہ ہے،

مجھے تمہارا خط پڑھ کر تعجب ہوا کہ تم نے ایسی ناشائستہ حرکات کیوں کی ہیں، اور کیوں تجھے ایسے گندے افعال کرنے کی جرات ہوئی تو نے اس مکان کی بے توقیری کی جہاں زمانہ جاہلیت میں بھی خونریزی اور اس کے اہل کی اہانت حرام وممنوع سمجھی جاتی تھی، تو نے بہت بڑی زیادتی یہ کی کہ حجر اسود کو کھود لایا جو اللہ تعالیٰ کا یمین سمجھا جاتا تھا اور جس سے اللہ تعالیٰ کے بندے مصافحہ کرتے تھے تجھ کو اس ناشائستہ اور قبیح حرکت پر یہ خیال پیدا ہوا کہ میں تیرا شکر گزار رہوں گا لعنت ہو اللہ تعالیٰ کی تجھ پر اور تیرے اس گندے فعل پر، سلام اس پر جس کے ہاتھ اور زبان سے مسلمان محفوظ رہیں اور جس نے آج کے دن وہ کام کیا جس کا حساب کل اللہ تعالیٰ کو دے سکے گا۔

ابو طاہر کو ابو علی یحییٰ کا مشورہ:......اس خط کے پہنچنے سے قرامطہ عبیدیوں کی حکومت سے منحرف ہو گئے اس کے بعد ۳۲۰ھ میں خلیفہ مقتدر، مونس

---

❶ ...... جو لوگ اللہ اور اس کا رسول ﷺ سے لڑتے ہیں اور زمین میں فساد پھیلاتے ہیں، ان کی سزا صرف یہ ہے کہ انہیں قتل کر دیا جائے یا صولی پر لٹکا دیا جائے یا ان کے دائیں ہاتھ کے مقابلے میں بایاں پیر اور بائیں پیر کے مقابلے میں دایاں ہاتھ کاٹ دیا جائے یا انہیں جلاء وطن کر دیا جائے، یہ ان کے لئے دنیا میں رسوائی ہے اور آخرت میں زبردست عذاب، البتہ وہ لوگ جنہوں نے آپ کے ہاتھ لگنے سے پہلے توبہ کر لی تو پھر جان لیجئے کہ اللہ تعالیٰ بڑا مہربان اور بخشنے والا ہے۔

کی سازش سے قتل کیا گیا اس کی جگہ اس کا بھائی قاہر خلیفہ بنا۔ اس سال نئے خلیفہ کا امیر حج کرنے مکہ معظمہ آیا مگر آئندہ سال سے حجاج کی آمد عراق سے پھر بند ہوگئی یہاں تک کہ ابوعلی یحییٰ فاطمی نے ۳۲۷ھ میں عراق سے ابوطاہر قرمطی کو تحریر کیا کہ حاجیوں کو حج و زیارت سے نہ روکو البتہ ان لوگوں سے کچھ بطور ٹیکس لے لیا کرو۔ ابوطاہر چونکہ ابوعلی کی دینداری کی وجہ سے عزت کرتا تھا اس وجہ سے اس تحریر کے مطابق حاجیوں سے ٹیکس لینے لگا اور حج کرنے کی اجازت دے دی یہ ایک ایسا واقعہ گذرا ہے جس کی نظیر اسلام میں ڈھونڈنے سے بھی نہ ملے گی۔

خلافت عباسیہ کا خطبہ:......اس سال مکہ معظمہ میں خلیفہ راضی بن مقتدر کے نام کا خطبہ پڑھا گیا پھر ۳۲۹ھ میں اسکے بھائی متقی کے نام کا خطبہ پڑھا گیا، ان سالوں میں حاجیوں کا قافلہ عراق سے نہیں آیا، ۳۳۳ھ میں توزور ❶ امیر الامراء کی عاملانہ تدابیر سے حاجیوں کا قافلہ، حج کرنے کو ابوطاہر کے بعد مکہ معظمہ میں آیا پھر ۳۳۴ھ جب کہ معزالدولہ دارالخلافت بغداد پر قابض ہوگیا اور خلیفہ مستکفی کی آنکھیں نکلوا کے جیل میں ڈال دیا، خلیفہ مطیع بن مقتدر کے نام کا خطبہ مکہ معظمہ میں پڑھا گیا اس خطبہ میں خلیفہ مطیع کے نام کے ساتھ معزالدولہ کا نام بھی خطبہ میں شامل تھا قرامطہ کی شرارت اور فتنہ سے حاجیوں کی آمد پھر بند ہوگئی، ۳۳۹ھ میں خلیفہ منصور علوی (گورنر افریقہ) کے حکم سے احمد بن ابوسعید سردار قرامطہ نے حجر اسود کو مکہ معظمہ میں واپس کر دیا۔

ابن بویہ کے نام کا خطبہ:......۳۴۲ھ سے پھر حج کا سلسلہ شروع ہوا چنانچہ عراق اور مصر سے اپنے اپنے امیروں کے ساتھ حجاج کا ایک جم غفیر حج کرنے آیا، اتفاق سے دونوں گروہوں میں چلی گئی بات یہ تھی کہ عراق کے حجاج اور اس کے امیر کی مرضی تھی کہ خطبہ ابن بویہ کے نام کا پڑھا جائے اور مصری امیر حجاج چاہتا تھا کہ ابن اخشید یعنی مصر کے گورنر کا نام خطبہ میں داخل کیا جائے۔ اس واقعہ میں مصریوں کو شکست ہوئی، خطبہ ابن بویہ کے نام کا پڑھا گیا۔ اس زمانہ سے حاجیوں کی آمد و رفت پھر شروع ہوئی۔

ابن بویہ کا مکہ میں خطبہ:......۳۴۸ھ میں بغداد اور مصر سے حاجیوں کا بہت برا قافلہ آیا، عراقی قافلہ کا امیر محمد بن عبیداللہ تھا ❷........لہٰذا امیر قافلہ نے اس درخواست کو منظور کر لیا چنانچہ محمد بن عبیداللہ منبر کے پاس آیا اور ابن بویہ کے نام کا خطبہ پڑھے جانے کا حکم دیا، مصریوں کو یہ بات ناگوار گذری مگر اپنے امیر کے خلاف کوئی کاروائی نہ کر سکتے تھے مجبوراً خاموش رہے مگر نتیجہ یہ ہوا کہ ادھر مصری قافلہ کے امیر کو کافور اخشیدی نے جو اس کا سردار تھا ڈانٹ ڈپٹ کی اور گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا، کہا جاتا ہے کہ کافور نے اس کو قتل کر ڈالا۔ ادھر ابن بویہ نے محمد بن عبیداللہ سے اس صلح پر مواخذہ کیا ۳۵۶ھ میں عراق کا قافلہ پھر حج کرنے آیا اس قافلہ کا سردار ابواحمد موسوی شریف رضی کا باپ تھا جو طالبیوں کا نقیب تھا، اس سال بنوسلیم نے مصری قافلہ کو لوٹ لیا اور اس کے امیر کو مار ڈالا۔

ابوالحسن اور خلیفہ مطیع:......۳۵۷ھ میں پھر ابواحمد مذکور امیر حجاج ہو کر مکہ معظمہ آیا، مکہ معظمہ میں بختیار بن معزالدولہ کے نام کا خطبہ پڑھا ان دنوں بغداد کی مسند خلافت پر مطیع عباسی جلوہ افروز تھا، پھر ۳۶۳ھ میں قرامطہ کے سردار کے نام کا خطبہ مکہ معظمہ میں پڑھا گیا لہٰذا جب احمد قرامطی مرگیا ابوالحسن قرمطی اور تاجدار حکومت عبیدیہ سے آپس میں جھگڑا ہوگیا، ابوالحسن حکومت عبیدیہ کی مخالفت کا اعلان کر کے خلیفہ مطیع عباس کا مطیع ہوگیا اور اس کے نام کا خطبہ پڑھنے لگا۔

مطیع اور ابوالحسن کی جنگ:......خلیفہ مطیع نے یہ خبر سن کر سیاہ جھنڈے روانہ کئے خوشنودی کا اظہار کیا اس کے بعد ابوالحسن سے معرکہ آرائی ہوئی آخر کار ابوالحسن نے جعفر کو قتل کر کے دمشق پر قبضہ کر لیا، خلیفہ مطیع کے نام کا خطبہ پڑھنے لگا چند دنوں کے بعد ابوالحسن اور جعفر کے حمایتوں میں مخالفت پیدا ہوگئی خونریزی اور قتل و غارت کے دروازے کھل گئے معزعلوی نے ایک شخص کو صلح کرانے کی غرض سے روانہ کیا اور مقتولوں کی دیت (خون بہا) اپنے خزانہ سے ادا کئے جانے کا حکم دیا۔

❶......یہاں صحیح لفظ توزور نہیں بلکہ توزون ہے، دیکھیں (البدایۃ والنہایۃ جلد نمبر ۱۱ صفحہ نمبر ۲۱۰)۔ ❷......ہمارے پاس موجود جدید عربی ایڈیشن (جلد نمبر ۴ صفحہ نمبر ۱۰۴) پر ایسی کوئی علامت نہیں جس یہ معلوم ہو کہ یہاں جگہ چھوٹی ہوگئی ہے جب کہ مترجم کے مطابق اصل کتاب میں جگہ خالی ہے

ابوالفتوح حسن بن جعفر: ......ان واقعات کے بعد ابوالحسن نے مصر میں وفات پائی اس کا بھائی عیسیٰ اس کی جگہ متمکن ہوا پھر ابوالفتوح حسن بن جعفر ۳۸۴ھ میں اس کا جانشین بنا پھر جب عضدالدولہ کی فوجیں آئیں تو حسن بن جعفر، مدینہ منورہ بھاگ گیا اور جب عزیز کا رملہ میں انتقال ہوا ،بنوابی طاہر اور بنواحمد بن ابی سعید میں مخالفت دربارہ شروع ہوئی تو خلیفہ طائع کی جانب سے ایک امیر علوی، مکہ معظمہ میں آیا اور وہاں پر اس کے نام کا خطبہ پڑھنے لگا۔

بادیس بن زیری کا حرمین پر قبضہ: ......۳۶۷ھ میں عزیز نے مصر سے بادیس بن زیری صنہاجی افریقہ کے گورنر کے بھائی بلکین کو امیر حجاج مقرر کر کے روانہ کیا اس نے حرمین پر قبضہ کر لیا اور خفیہ وسکہ اس کے نام کا جاری وقائم کیا، ان دنوں عضدالدولہ عراق میں اپنے چچازاد بختیار کے جھگڑوں میں مصروف تھا اس وجہ سے عراق کا قافلہ نہیں آیا اگلے سال عراق کا قافلہ آیا اور ابواحمد موسوی نے عضدالدولہ کے نام کا خطبہ پڑھا، خلافت عباسیہ کا خطبہ مکہ سے فتح ہو گیا مصر کے عبیدی کا خلفاء ایک زمانہ تک خطبہ قائم رہا ابوالفتوح کی شان وشوکت یوماً فیوماً بڑھتی گئی اور اس کی امارت وحکومت کو مکہ معظمہ میں استحکام ہوتا گیا۔

ابوالفتوح اور عراقی حاجی: ......۳۹۶ھ میں خلیفہ قادر نے ابوالفتوح سے عراق کے حاجیوں کو حج کرنے کی اجازت طلب کی، ابوالفتوح نے اس شرط پر منظور کیا کہ خطبہ حاکم والی مصر کے نام کا پڑھا جائے، حاکم نے یہ سن کر ابن جراح امیر طی کو حاجیوں سے چھیڑ چھاڑ کرنے لکھ بھیجا اس مرتبہ قافلہ حجاج کا امیر، شریف رضی اور اس کا بھائی مرتضیٰ تھا، لہٰذا ابن جراح ان لوگوں سے نرمی کے ساتھ پیش آیا کسی قسم کی چھیڑ چھاڑ نہ کی اس شرط سے کہ پھر دوبارہ نہ آئیں اس کے بعد ۳۹۴ھ میں حجاج، عراق سے اصیغر تغلبی ❶ نے جس وقت کہ جزیرہ پر قبضہ کیا تعرض کیا اتفاق سے اس قافلہ میں دو قاری تھے انہوں نے اس کو سمجھایا بجھایا، آئندہ سال خفاجہ کے دیہاتوں نے حجاج کے قافلہ پر لوٹ مار کا ہاتھ بڑھایا اور ان غریبوں کو لوٹ لیا۔

حاکم اور ابوالفتوح: ......علی بن یزید امیر بنی اسد تعاقب میں روانہ ہوا چنانچہ ۴۰۲ھ میں ان لوگوں سے مڈبھیڑ ہوئی پھر اگلے سال ان لوگوں نے یہی حرکت کی علی بن یزید کی بہت شہرت ہوئی اور اس کی قوم پر اس کی سرداری کا یہی سبب بنا، ۴۰۸ھ میں حاکم نے ایک گشتی حکم اپنے عمال کے نام حضرت ابوبکر وحضرت عمر رضی اللہ عنہما روانہ کیا، ابوالفتوح امیر مکہ نے اس کی تعمیل سے انکار کیا اور باغی ہو گیا، اس کے وزیر ابوالقاسم مغربی نے خودمختار حکومت کی ترغیب دی، حاکم نے اس کے باپ اور اعمام (چچاؤں) کو قتل کر ڈالا۔

ابوالفتوح الراشد باللہ: ......ابوالفتوح کو اس سے سخت برافروختگی پیدا ہوئی اپنے نام کا خطبہ پڑھا الراشد باللہ کا لقب اختیار کیا اور سامان سفر درست کر کے شہر رملہ کی طرف ابن جراح کو بہت سامال لے کر مالا مال کر دیا ان لوگوں نے ابوالفتوح کے ساتھ بدعہدی کی اور اس کو حاکم کے حوالہ کر دیا اس کا وزیر مغربی ابن سبا ❷ سمیت دیار بکر سرزمین موصل کی طرف بھاگ گیا اور تہامی رے چلا گیا حاکم نے حرمین شریفین میں غلہ بھیجنا بند کر دیا کچھ عرصہ بعد ابوالفتوح نے حاکم کی اطاعت قبول کر لی حاکم نے اس کی تقصیر معاف کر دی اور امارت مکہ پر پھر بھیج دیا۔

حجر اسود کی بے حرمتی: ......ان سالوں میں عراق سے کوئی شخص حج کرنے نہیں آیا تھا ۴۱۲ھ میں اہل عراق کے ساتھ ابوالحسن محمد بن حسن افساسی ❸ فقیہ طالبین حج کرنے آیا، قبیلہ طی سے بنونبہان نے جن کا امیر حسان بن عدی تھا حاجیوں کے قافلے سے چھیڑ چھاڑ کی۔ اہل قافلہ نے سینہ سپر ہو کر مقابلہ کیا، انتہائی مردانگی سے بنونبہان کو شکست دے کر اس کے امیر حسان کو مار ڈالا۔ اس سال مکہ میں ظاہر بن حاکم کا خطبہ پڑھا گیا۔ ۴۱۳ھ کے موسم حج میں اہل مصر سے ایک شخص نے یہ کہہ کر تو کب تک معبود بنا رہے گا اور کب تک تیرا بوسہ دیا جائے گا حجر اسود پر ایک پتھر کا ٹکڑا کھینچ مارا جس سے حجر اسود میں گڑھا پڑ گیا لوگ اس پر ٹوٹ پڑے اور مار ڈالا اس واقعہ سے اہل عراق کو جوش پیدا ہوا اہل مصر پر حملہ آور ہوئے اور ان کے مال واسباب کو لوٹ لیا اور ان کی خوب مرمت کی۔

---

❶ ......یہاں صحیح نام افساسی نہیں بلکہ افساسی ہے، دیکھیں (کامل ابن اثیر جلد نمبر ۹ صفحہ نمبر ۳۲۵)۔ ❷ ......یہاں صحیح نام اصغر المنتفقی ہے۔ دیکھیں (کامل ابن اثیر جلد نمبر ۹ صفحہ نمبر ۱۸۲) ❸ ......ہمارے پاس موجودہ عربی جدید ایڈیشن (جلد نمبر ۴ صفحہ نمبر ۱۰۵) پر ابن سبا کے بجائے ابن سبابہ تحریر ہے۔ (مصحح)

بنوسلیمان کی امارت کا خاتمہ:......پھر ۴۱۴ھ میں عراقی قافلہ کے ساتھ نقیب بن افساسی امیر حج بن کر آیا لیکن عرب کی لوٹ مار سے ڈر کر دمشق شام واپس گیا، پھر آئندہ سال حج کے لئے آیا پھر عراق کے حاجیوں کا قافلہ حج کے لئے نہ آیا یہاں تک کہ آیا خلیفہ قائم عباسی نے ۴۲۲ھ میں بیعت خلافت لی اور یہ ارادہ کیا کہ حاجیوں کا قافلہ روانہ کرنا چاہئے مگر غلبہ عرب اور بنی بویہ کی حکومت ختم ہونے کی وجہ سے اپنے اس ارادہ پر قادر نہ ہوسکا اس کے بعد مستنصر بن ظاہر کا خطبہ مکہ معظّمہ میں پڑھا گیا۔

امیر ابوالفتوح کی وفات:......پھر امیر ابوالفتوح حسن بن جعفر بن محمد بن سلیمان سردار مکہ و بنی سلیمان ۴۳۰ھ میں اپنی حکومت کے چالیسویں سال انتقال کر گیا اس کے بعد امارت مکہ کا امیر اس کا بیٹا شکر بنا اس سے اور اہل مدینہ سے چند واقعات پیش آئے جن کے دوران اس نے مدینہ منورہ پر بھی قبضہ کرلیا اور حرمین شریفین کی حکومت اپنے قبضہ میں لے لی اسی کے عہد حکومت میں بنی سلیمان کی امارت ۴۳۰ھ میں مکہ معظمہ سے جاتی رہتی ہے اور ہواشم کا دور حکومت آجاتا ہے جیسا کہ آئندہ ذکر کیا جائے گا۔

جعفر بن ابوھاشم:......اسی شکر کی نسبت بنوہلال بن عامر کا یہ خیال ہے کہ اس نے جاز بنت سرجان امیر انج سے نکاح کیا تھا۔ یہ خبر ان لوگوں میں دور تک مشہور ہے اور چند حکایتیں بھی نقل کی جاتی وہ لوگ اپنی زبان کے اشعار سے سجاتے ہیں یہ لوگ اس شریف ابن ہاشم کے نام سے کرتے ہیں۔

ابن خرم کا قول:......ابن خرم کہتا ہے کہ جعفر بن ابی ہاشم نے زمانہ اخشید مین مکہ پر قبضہ کیا تھا اس کے بعد اس کا بیٹا عیسیٰ بن جعفر اور ابوالفتوح پھر شکر بن ابوالفتوح نے حکمرانی کی اس کی حکومت کے بعد اس کی حکومت کا سلسلہ منقطع ہوگیا کیونکہ شکر کی کوئی اولاد نہ تھی اس وجہ سے حکومت پر اس کا ایک غلام قابض ہوگیا تھا۔ اور وہ مستنصی کے خلافت میں، اور ان دونوں زمانوں میں تقریباً ایک سو سال کا فرق ہے۔

بنی حسن میں سے ہواشم کی حکومت کی تاریخ، مکہ کے امراء سے آخر حکومت تک

محمد بن جعفر بن ابو ہاشم:......ہواشم مکہ سردار ابو ہاشم محمد بن حسن بن محمد بن موسیٰ بن عبداللہ ابی الکرام بن موسیٰ جون کی اولاد میں سے ہیں۔ ان کا نسب مشہور و معروف ہے جس کا ذکر پہلے یہاں کیا گیا۔ ہواشم اور سلیمان میں بے حد جھگڑے اور فتنے ہوئے۔ جس وقت شکر نے وفات پائی اس وقت بنی سلیمان کی حکومت کا سلسلہ ختم ہوگیا، اس وجہ سے کہ کوئی یادگار سلسلہ نسل نہیں چھوڑا تھا، اس کے مرنے پر طراد بن احمد پیش پیش ہوگیا حالانکہ یہ خاندان امارت میں سے نہ تھا اس کی شجاعت و مردانگی کی وجہ سے لوگوں نے اسکو اپنا سردار بنالیا، ان دونوں ہواشم کا سردار، محمد بن جعفر بن ابو ہاشم محمد تھا۔ اس نے ہواشم پر نہایت نیک نامی کے ساتھ حکومت کی اسکی ذاتی خوبیوں کی وجہ سے اس کی بہت شہرت ہوئی ۴۵۴ھ میں شکر کے انتقال کے بعد ہواشم اور بنی سلیمان میں جنگ ہوئی ہواشم نے بنی سلیمان کو شکست دے کر سرزمین حجاز سے نکال باہر کیا بنی سلیمان پریشان حال یمن چلے گئے اور یمن پہنچ کر اپنی حکومت وریاست کی بنیاد ڈالی جیسا کہ آئندہ ذکر کیا جائے گا اس واقعہ کے بعد محمد بن جعفر استقلال واستحکام کے ساتھ مکہ معظّمہ کی امارت کرنے لگا اور مستنصر عبیدی کے نام کا خطبہ پڑھنا شروع کیا۔

قائم عباسی اور محمد بن جعفر:......جس وقت سلطان الپ ارسلان، بغداد اور خلیفہ کے محل پر قابض ہوگیا، خلیفہ قائم نے سلطان ارسلان ایک سے درخواست کی کہ جس طرح ممکن ہو حج کا راستہ کھول دینا چاہیے" سلطان نے بہت سا مال وزر اس معاملہ میں خرچ کیا اور عرب سے ضمانت لی چنانچہ ۴۵۶ھ سے کے عراق حاجیوں کا قافلہ آنے لگے سال بیت الحرام سے واپس نہ گرگیا۔

۴۵۸ھ امیر محمد بن جعفر عبیدیوں کی اطاعت سے منحرف ہوکر خلافت عباسیہ کا مطیع ہوگیا۔ وجہ سے مکہ معظّمہ کی رسد جو مصر سے آیا کرتی تھی بند ہوگئی اس پر اہل مکہ نے امیر محمد کو برا بھلا کہا اور نصیحت کی تھی امیر محمد پر خلفاء عبیدیین کے نام کا خطبہ پڑھنے لگا خلیفہ قائم نے دھمکی آمیز خط تحریر کیا اور بہت سا مال وزر حوصلہ تسلی کے لئے بھیجا چنانچہ امیر محمد نے ۴۶۲ھ کے موسم حج میں دوبارہ خلیفہ قائم کے نام کا خطبہ پڑھا اور خلیفہ مستنصر علوی کو مصر میں معذرت کا خط روانہ کیا اس کے بعد خلیفہ قائم نے ابوالغنائم زینبی کو ۴۶۳ھ میں عراقی قافلہ کا امیر مقرر کر کے حج کرنے بھیجا۔ اس مرتبہ اس کے ساتھ

بہت بڑا لشکر تھا اور نیز سلطان الپ ارسلان کی طرف سے امیر مکہ کے لئے دس ہزار دینار اور ایک قیمتی خلعت بھی تھی۔ ابوالغنائم اور امیر محمد بن جعفر گورنر مکہ موسم حج میں جمع ہوئے اور دربار خلافت کے کہنے پر امیر محمد نے خطبہ دیا۔

الحمد للّٰه الذی هدانا الی اهل بیته بالرائی المصیب وعوض بیته بلبسة الشاب بعد المشیب واما ل قلوبنا الی الطاعة ومتابعة امام الجماعة

مستنصر اور محمد بن جعفر:......خلیفہ مستنصر یہ خبر سن کر بنو ہاشم سے بگڑ گیا اور سلیمانیوں کی جانب مائل ہو گیا۔ علی بن محمد صبیحی ❶ کو جو اس کی دعوت خلافت کا یمن میں افسر اعلیٰ تھا لکھ بھیجا کہ "سلیمانیوں کو جس طرح ممکن ہو پھر حکومت دی جائے اور اس کام کے انجام دینے کے لئے فوراً مکہ معظمہ روانہ ہو جاؤ چنانچہ صبیحی فوجیں تیار کر کے سلیمانیوں کو حکومت مکہ دلانے کے لئے روانہ ہوا سفر و قیام کرتا ہوا مہجم پہنچا سعید بن نجاح احول جو نہی صبیحی سے کسی زمانہ میں شکست کھا کر گیا تھا ہند سے آ گیا تھا اور صنعار میں داخل ہو کر لوٹ مار شروع کر دی تھی صبیحی نے یہ خبر سن کر ستر آدمیوں کے ساتھ اس پر حملہ کیا اس وقت سعید کے ساتھ پانچ ہزار سپاہی مہجم میں تھے سعید نے اس سے مطلع ہو کر صبیحی پر حملہ کر دیا اور مار ڈالا۔ اس واقعہ کے کے بعد، امیر محمد بن جعفر نے ترکی فوجوں کو تیار کر کے مدینہ منورہ پر حملہ کیا اور بنی حسن کو وہاں سے نکال کر خود قابض ہو گیا۔ مدینہ منورہ پر قبضہ کر لینے سے امیر محمد، حرمین شریفین کا گورنر بن بیٹھا۔

شیعہ سنی فساد:......اسی دوران خلیفہ قائم عباسی کا انتقال ہو گیا اس کے مرنے سے جو کچھ دربار خلافت بغداد سے ابوالغنائم زمنی پھر حج کرنے آیا او رجتنا مال و زر دربار خلافت بغداد سے مکہ معظمہ آتا تھا بند ہو گیا لہٰذا امیر محمد بن جعفر نے خلافت عباسیہ کا خطبہ پڑھنا شروع کیا۔ پھر ۴۷۰ھ میں خلیفہ مقتدی نے ایک نئے طرز کا منبر مکہ معظمہ روانہ کیا یہ منبر لکڑی کا تھا نقش و نگار سونے نے کا بنایا تھا اور سونے ہی سے اس پر خلیفہ مقتدی کا نام لکھا ہوا تھا۔

پہلا ترکی امیر حج:......اس مرتبہ امیر قافلہ حجاج ختلغ ❷ ترکی تھا یہ پہلا شخص ہے جو ترکوں میں سے امیر حج ہو کر مکہ معظمہ آیا تھا یہ کوفہ کا گورنر تھا۔ اس نے عرب کو بہت ستایا اور ان پر طرح طرح کے ظلم و ستم کئے۔ اتفاق سے شیعہ اور اہل سنت و جماعت کے درمیان جھگڑا ہو گیا۔ منبر توڑ کر جلا دیا گیا مگر جوں توں حج کے مناسک پورے کئے گے۔

اہل سنت اور شیعہ کی چپقلش:......پھر ۴۷۳ھ میں شیعہ اور اہل سنت و جماعت کے درمیان آتش وفساد دوبارہ مشتعل ہوئی، خلیفہ مستنصر کے نام کے خطبہ کے بجائے خلیفہ مقتدی کے نام کا خطبہ پڑھا جانے لگا۔ اس وقت سے حجاج کی امارت پر مسلسل ختلغ مقرر رہا اس کے بعد خمار تکین مقرر کیا گیا یہاں تک کہ سلطان ملک شاہ در اور اس کے وزیر نظام الملک نے وفات پائی، خلفاء عباسیہ کا خطبہ مکہ معظمہ سے ختم ہو گیا چونکہ سلاطین سلجوقیہ آپس کی لڑائی میں مصروف ہو گئے اور عربوں نے لوٹ مار شروع کر دی تھی اس وجہ سے عراقی حجاج کا قافلہ کی جگہ اس کا بیٹا مستظہر مسند خلافت پر بیٹھا، خلیفہ مستنصر علوی گورنر مصر نے بھی مصر میں وفات پائی اس کی جگہ اس کے بیٹے مستعلی کی خلافت کی بیعت لی گئی ❸......اپنی امارت سے یہ وہی شخص ہے جس نے مکہ معظمہ میں خلافت عباسیہ کی اطاعت کا اظہار کیا تھا اور اس کا خطبہ پڑھا تا اور اسی وجہ سے اس کی حکومت بناء پڑی تھی لیکن کبھی خلافت عباسیہ کا خطبہ پڑھنا چھوڑ بھی دیتا تھا۔

امیر قاسم بن محمد:......اس کے بعد اس کا بیٹا قاسم مکہ کا گورنر بنا اس کا زمانہ حکومت بدامنی اور پریشانی میں ختم ہو گیا مگر بنو مزید گورنر علہ نے نہایت مستعدی اور انتظام سے امن کا سلسلہ قائم کیا جس اہل عراق ہر سال حج کے لئے آنے لگے ۵۱۲ھ میں نظر خادم منجانب خلیفہ مسترشد عراق کے قافلہ کے ساتھ حج کرنے آیا، خلعت اور مال و زر، امیر مکہ تک پہنچایا، قاسم بن محمد اپنی امارت کے تیس سال بعد ۵۱۸ھ میں انتقال کر گیا اس کا زمانہ حکومت نہایت بے چینی اور مغلوبیت میں گزرا۔

❶......یہاں صحیح لفظ صلیحی ہے دیکھیں (کامل ابن اثیر جلد نمبر ۱۰ صفحہ نمبر ۳۰)۔ ❷......یہاں صحیح نام جعل ہے دیکھیں (البدایۃ والنہایۃ جلد نمبر ۱۲ صفحہ نمبر ۱۱۷)۔ ❸......اصل کتاب میں جگہ خالی ہے، (مترجم) ہمارے پاس موجود جدید عربی ایڈیشن (جلد نمبر ۴ صفحہ نمبر ۱۰۷) پر ایسی کوئی علامت نہیں جس سے معلوم ہو کہ یہاں جگہ چھوٹی ہوئی ہے ممکن ہے فاضل مترجم کے پاس جو نسخہ ہو وہ ایسا ہی ہو، (مصحح جدید)

ابوقلیبہ بن قاسم: ......اس کے مرنے اس کا بیٹا ابوقلیبہ امارت مکہ کی امارت پر مقرر ہوا اس نے حکومت اپنے قبضہ میں لیتے ہی خلافت عباسیہ کا خطبہ پڑھنا شروع کر دیا اور اس کی خوبیوں اور انصاف کی تعریف کرنے لگا، نظر خادم امیر حجاج، قافلہ عراق کے ساتھ حج کرنے آیا خلعت، مال اور زر امیر مکہ کو دینے کے لیئے ساتھ لایا، ۵۲۷ھ میں ابوقلیبہ نے اپنی حکومت کے دس سال پورے کر کے وفات پائی اس وقت تک مکہ معظمہ میں خلافت عباسیہ کا خطبہ پڑھا جاتا تھا اور قافلہ حجاج کی امارت کرنے پر نظر خادم مقرر تھا۔

امیر حجاج نظر خادم: ......خلیفہ مسترشد اور سلطان محمود ❶ کے جھگڑوں، نزاعات اور واقعہ قتل نے حاجیوں کے قافلہ کی آمد بند کر دی اگلے سال نظر خادم پھر امیر حجاج بن کر قافلہ کے ساتھ آیا اسماعیلیہ یمن کی گورنر نے قاسم بن ابوقلیبہ کے پاس سفیر بھیجا، دھمکی کا خط لکھا قاسم نے خلیفہ حافظ کا خطبہ ختم کرنے کا وعدہ کیا اتفاق یہ کہ اچانک اسماء کی موت آ گئی جس سے اللہ تعالیٰ نے اس کے شر سے اس کو بچالیا، چونکہ ان سالوں میں فتنہ وفسادات آئے دن ہوتے رہتے تھے اور مہنگائی بہت تھی اس وجہ سے حاجیوں کی عراق سے آمد بند ہوگئی، پھر ۵۴۴ھ میں نظر خادم امیر حج ہو کر عراق سے مکہ معظمہ کی طرف روانہ ہوا راستے میں فوت ہو گیا اس کی جگہ اس کا آزاد کردہ غلام قیماز ❷ قافلہ کا امیر بنا۔ عرب دیہاتیوں نے یہ خبر سن کر قافلہ کو لوٹ لیا مگر آئندہ سال سے قیمازی امیر حج بن کر قافلہ کے ساتھ آتا رہا اور مکہ معظمہ میں ۵۵۵ھ تک خلافت عباسیہ کا خطبہ پڑھا جاتا رہا۔

مکہ کے گورنر عیسیٰ بن قاسم کی معزولی: ......اس کے بعد اس کے خلیفہ مستنجد کی خلافت کی بیعت لی گئی اس کے نام کا بھی خطبہ مکہ معظمہ میں پڑھا گیا جیسا کہ اس کے باپ مقتفی کا خطبہ پڑھا جاتا تھا ۵۶۶ھ میں قاسم بن ابوقلیبہ مار ڈالا، خلیفہ مستضی نے عراق کے قافلہ حجاج کے ساتھ طاشتکین ❸ ترکی کو امیر مقرر کر کے روانہ کیا۔ اس دوران عبیدیوں کی حکومت کا دور حکومت مصر میں ختم ہو گیا اور سلطان صلاح الدین نجم الدین ایوب، مصر کی حکومت پر قابض ہو گیا، اس نے مکہ اور یمن کو بھی اپنے دائرہ حکومت میں داخل کر لیا، حرمین میں خلافت عباسیہ کا خطبہ پڑھا جانے لگا۔

خلیفہ مستضی کی وفات: ......۵۷۵ھ میں خلیفہ مستضی نے وفات پائی اس کا بیٹا ناصر خلیفہ بنا اس کا نام بھی خطبہ حرمین میں پڑھا گیا اس کی ماں ۵۸۵ھ میں حج کرنے آئی جب واپس دار الخلافت بغداد پہنچی تو خلیفہ ناصر کو وہ سب حالات بتلائے جو اس کو زمانہ حج میں مکہ کے ساتھ عیسیٰ بن قاسم کے معلوم ہوئے تھے خلیفہ ناصر نے اس کو امارت مکہ سے معزول کر کے اس کے بھائی مکثر بن قاسم کو سند امارت عطا کی، یہ جلیل القدر شخص تھا اس نے ۵۸۹ھ میں وفات پائی جس سن میں کہ سلطان صلاح الدین کا انتقال ہوا تھا۔ اس کے بعد سے ہواشم کی حکومت میں کمزوری پیدا ہوگئی ابوعزیز بن قتادہ ہواشم کے سلسلہ نسب (جو باپ کی طرف سے تھا) میں نہ تھا بلکہ ماں کے سلسلہ نسب میں پڑتا تھا۔ بکثر کے بعد حکم کا حکمران بنا قصہ مختصر اس طرح ہواشم کا دور حکومت ختم ہو گیا اور جو قتادہ حکمرانی کرنے لگے و البقاء للّٰہ

بنی قتادہ کی حکومت کی تاریخ

عبداللہ ابوالکرام: ......بنو قتادہ نے ہواشم کے بعد جن کا ذکر ابھی لکھا گیا ہے مکہ معظمہ پر حکومت کی موسیٰ جون کی اولاد سے جس کا ذکر بنی حسن کے ضمن میں ہو چکا ہے عبداللہ ابوالکرام نامی ایک شخص تھا جیسا کہ علماء نسب بیان کرتے ہیں اس کے تین بیٹے تھے (۱) سلیمان (۲) زید اور (۳) احمد، انہیں سے اس کی اولاد کا سلسلہ چلا زید کی اولاد آج کل صحراء میں نہر حسینیہ پر ہیں اور احمد کی اولاد دھنا میں، باقی رہا سلیمان اس کی نسل سے مطاعن بن عبدالکریم بن یوسف بن عیسیٰ بن سلیمان تھا مطاعن کے دو بیٹے ادریس اور ثعلب، ثعالبہ حجاز میں تھے۔

ادریس کی اولاد: ......ادریس سے دو بیٹے پیدا ہوئے ایک قتادہ نابغہ دوسرا صرفہ، صرفہ سے ایک گروہ کا سلسلہ چلا جو شکرہ کے نام سے معروف ومشہور ہیں قتادہ نابغہ کی کنیت ابوعزیز تھی اس کے بیٹوں سے علی اکبر اور اس کا حقیقی بھائی حسن تھا، حسن کے چار بیٹے تھے (۱) ادریس (۲) احمد (۳) محمد (۴)

---

❶ ......ہمارے پاس موجود جدید عربی ایڈیشن (جلد نمبر ۹ صفحہ نمبر ۱۰۸) پر محمود کی جگہ سلطان مسعود تحریر ہے۔ ❷ ......یہاں صحیح لفظ قیماز نہیں بلکہ قائماز ہے، دیکھیں (تاریخ کامل ابن اثیر جلد نمبر ۱۱ صفحہ نمبر ۱۴۶)۔ ❸ ......یہاں بھی صحیح نام طاشتکین نہیں بلکہ طاشتکین ہے، دیکھیں (تاریخ کامل ابن اثیر جلد نمبر ۱۱ صفحہ نمبر ۳۶۷)

اور جمان ینبوع کی امارت سے اس کے عقاب میں تھی انہیں میں سے اس وقت دو امیر ینبوع کی امارت کرتے ہیں جو ادریس بن حسن بن ادریس کی اولاد میں سے ہیں اور ابوعزیز قتادہ نالغہ کی اولاد ان دنوں امراء مکہ معظمہ ہیں، بنو حسن ان دنوں جب کہ مکہ میں ہواشم کی حکومت کا دور تھا نہر علقمہ وادی ینبوع میں رہتے تھے اور یہ سب کے سب خانہ بدوش بادیہ نشین تھے۔

قتادہ کا ینبوع اور صغراء پر قبضہ:......لہٰذا جس وقت قتادہ اپنے خاندان میں نشو ونما پا کر سن شعور کو پہنچا تو اپنی قوم کو جو کہ مطاعن کی اولاد سے تھی جمع کیا اور ان کو مرتب و مسلح کر کے حملہ کر دیا۔ وادی ینبوع میں اس وقت بنو خراب جو کہ عبداللہ بن حسن بن حسن کی اولاد میں سے تھے اور بنو عیسیٰ بن موسیٰ بن سلیمان بن موسیٰ جون حکومت کر رہے تھے لہٰذا ان سے اور بنو طاعن سے معرکہ آرائی ہوئی اس وقت بنو طاعن کا امیر ابوعزیز قتادہ تھا چنانچہ ابوعزیز قتادہ نے ینبوع کے امیر کو ینبوع سے نکال باہر کر کے ینبوع اور صفراء پر قبضہ کر لیا اور آہستہ آہستہ اپنی فوج اور غلاموں کو ضرورت کے مطابق بڑھا لیا۔

مکہ پر قبضہ:......ابوعزیز قتادہ عباسی خلیفہ مستنصر کے دور خلافت چھٹی صدی ہجری کے وسط میں تھا اس وقت مکہ معظمہ کی حکومت جعفر بن ہاشم بن حسن بن محمد بن موسیٰ بن ابی الکرام عبداللہ کی اولاد کے قبضہ میں تھی جو ہواشم میں سے تھا اور مکثر بن عیسیٰ بن قاسم ان کو جانشین ہو گیا تھا جس نے کوہ ابوقبیس پر قلعہ تعمیر کرایا تھا اس نے ۵۸۵ھ میں وفات پائی لہٰذا قتادہ نے فوجیں آراستہ کر کے مکہ معظمہ پر چڑھائی کی اور اس کو ان کے قبضہ سے نکال لیا قبضہ کرنے کے بعد خلیفہ ناصر عباسی کے نام کا خطبہ پڑھا تقریباً چالیس سال تک اس مقدس شہر پر حکومت کرتا رہا۔ اس کی حکومت کو حد درجہ کا استحکام واستقلال حاصل ہوا تمام اطراف یمن میں اس کی حکومت پھیل گئی۔

حجاج عراق اور عربوں کی لڑائی:......۶۰۳ھ میں وجہ السبع ترکی (خلیفہ ناصر کا غلام) امیر قافلہ ہو کر حج کرنے آیا لیکن عربوں کے خوف سے راستے سے ہی بھاگ گیا، قافلہ کو عربوں نے لوٹ لیا، ۶۰۸ھ میں ایک شخص ❶ حاجیاں عراق سے شریف مکہ پر جو قتادہ کے عزیزوں میں سے تھا حملہ کر کے قتل کر ڈالا اشرفاء مکہ نے قافلہ کے سرداروں پر اس کا الزام لگایا اور سب نے جمع ہو کر قافلہ پر حملہ کر دیا اور ان میں سے ایک بڑے گروہ کو قتل کر ڈالا اس کے بعد شرفاء مکہ نے حوصلہ افزائی کے لیے ایک وفد دارالخلافت بغداد روانہ کیا قتادہ نے بھی اپنے بیٹوں میں سے ایک بیٹے کو خلافت مآب کو راضی کرنے بغداد بھیجا خلافت مآب نے فریقین میں صلح کرا دی۔

خلیفہ ناصر اور قتادہ:......۶۱۵ھ میں بعد خلیفہ ناصر تاجدار دولت عباسیہ، عادل بن ایوب اور ان دونوں کے بعد کامل بن عادل کے نام کا خطبہ مکہ معظمہ میں پڑھا گیا تھا اور ۶۱۶ھ میں تاتاریوں نے حملہ کیا۔

قتادہ عادل تھا اس کے زمانہ میں نہایت امن وامان رہا اس نے خلفاء اور بادشاہوں میں سے کسی کے ساتھ زیادتی اور سرکشی نہیں کی یہ کہا کرتا تھا کہ میں خلافت امارت کا مستحق ہوں دارالخلافت بغداد سے مال وزارا اور خلعت ہمیشہ اس کے لیے آیا کرتی تھی۔

قتادہ کے اشعار:......ایک بار خلیفہ ناصر نے اس کو بلایا تھا اس نے جواباً یہ چند اشعار بھیجے،

❷ولی کف ضرغام اذل ببسطها ☆ اشری بهاعز الوری وابیع
❸تظل ملوك الارض تلثم ظهرها ☆ وفی بطنها للمجد بین ربیع
❹اجعلها تحت الوحاتم ابتغی ☆ خلا صالها انی اذالوضیع
❺ومانا الاالمسك فی كل بقعة ☆ یضوع واما عند كم فیضیع

---

❶......(تاریخ کامل ابن اثیر جلد نمبر ۱۲ صفحہ نمبر ۲۹۷) پر لکھا ہے کہ وہ شخص باطنی فرقے سے تعلق رکھتا تھے۔ ❷......میرا پنجہ شیر کے پنجے کی طرح ہے، میں اسے پھیلا کر لوگوں کو ذلیل کرتا ہوں، اور اسی سے دنیا کی عزت کی خرید وفروخت کرتا ہوں۔ ❸......دنیا بھر کے بادشاہ میرے ہاتھ کی پشت کو چھومتے ہیں اور میری ہتھیلی موسم ربیع کی طرح ہے جس میں کثرت سے غلہ اور سبزہ اگتا ہے اور لوگ خوشحال ہوتے ہیں۔ ❹......کیا میں اسے چکی میں دبا کر (یعنی جان بوجھ کر کسی مصیبت میں پھنس کر) پھر اس سے جان چھڑانے کی کوشش کروں، اس صورت میں تو میں کمینہ ہوں گا ❺......میں تمہارے علاوہ ہر جگہ خوشبو کی مہکتا ہوں لیکن میں تمہارے پاس ذلیل وحقیر ہوتا ہوں، (عاجزی کا اظہار کیا گیا ہے)۔

اس کا دائرہ حکومت بہت وسیع تھا مکہ معظمہ، ینبوع، اطراف یمن نجد اور مدینہ منورہ کے بعض مقامات پر اس کی حکومت تھی

حسن بن قتادہ اور امیر اقباش کی جنگ:......۶۱۷ھ میں اس نے وفات پائی کہا جاتا ہے کہ اس کے بیٹے حسن نے اس کو زہر دے دیا تھا بعض مؤرخ کہتے ہیں کہ حسن نے زہر نہیں دیا تھا بلکہ ایک لونڈی کو روپیہ دے کر پلا لیا تھا، اس نے حسن کو رات کے وقت جب قتادہ سو گیا محل میں بلا لیا، حسن نے پہنچ کر اپنے باپ قتادہ کا گلا گھونٹ کر مار ڈالا اس کی جگہ خود مکہ معظمہ پر حکمرانی کرنے لگا، راجح بن ابوعزیز قتادہ کو اس کی خبر مل گئی، امیر حج اقباش ترکی سے اس واقع کی شکایت کی، اقباش ترکی نے انصاف اور تفتیش کا وعدہ کیا حسن نے اس مطلع ہو کر مکہ معظمہ کے شہر پناہ کے دروازے بند کر لیئے اور اس کے چند امراء نے شہر سے نکل کر باب معلّٰی کے قریب امیر قیاش ❶ سے جنگ کی ایک دوسرے سے گتھ گیا نتیجہ یہ ہوا کہ امیر قیاش مارا گیا ان لوگوں نے اس کی لاش کو صفا اور مروہ کے درمیان لٹکا دیا۔

حسن اور مسعود کی جنگ:......اس کے بعد ۶۲۰ھ میں مسعود بن کامل، یمن سے مکہ آیا، حج کیا، حج سے فراغت کے بعد مسعود نے مکہ پر قبضہ کر کے کامیابی حاصل کی، دربار خلافت تک یہ خبر پہنچی تو خلافت مآب ❷ نے مسعود سے اس بار اور نیز ان حرکات پر جو اس نے مکہ معظمہ میں کی تھیں ناراضگی ظاہر فرمائی اور بے حد غصہ کیا، مسعود کے باپ نے بھی مسعود کو بیزاری اور نفرین کا خط لکھ بھیجا جس کا مضمون یہ تھا،

''میں تجھ سے بری الذمہ ہوں اے سخت دل تو نے بڑا غضب ڈھایا مجھے قسم ہے کہ مجھے موقع مل گیا تو میں تیرا سیدھا ہاتھ کاٹ دوں گا تو نے بیشک دین اور دنیا دونوں کو پس پشت ڈال دیا۔ لاحول ولاقوة الاباللہ العلی العظیم''

اس سے مسعود کے دماغ کی گرمی ختم ہوئی، شرفاء مکہ کے خوں بہا (دیت) ادا کیئے، اس معرکہ میں اس کا ایک ہاتھ بیکار ہو گیا تھا۔

حسن بن قتادہ کی بغداد روانگی:......حسن بن قتادہ حوصلہ افزائی کے لیئے بغداد کی طرف روانہ ہوا تن تنہا شام، جزیرہ اور عراق کی خاک چھانتا ہوا دارالخلافت بغداد میں داخل ہوا، ترکوں نے اس کی آمد کی خبر سن کر امیر اقباش کے بعد اس کے قتل کی فکر کی، لیکن اہل بغداد نے ترکوں کو اس فعل سے روک دیا یہاں تک کہ ۶۲۲ھ میں مسعود بن کامل، مکہ معظمہ میں مر گیا اور معلّٰی میں دفن کیا گیا اس کا سپہ سالار فخر الدین بن شیخ مکہ معظمہ کا حکمران بنا اور یمن کی امارت، امیر الجیوش عمر بن علی بن رسول کے قبضہ میں رہی۔

راجح بن قتادہ:......۶۲۹ھ میں راجح بن قتادہ نے عمر بن علی بن رسول کی فوجیں لے کے مکہ معظمہ پر حملے کا ارادہ کیا چنانچہ ۶۳۰ھ میں اس مقدس شہر کو فخر الدین بن شیخ کے قبضہ سے نکال لیا فخر الدین نے مصر جا کے دم لیا پھر ۶۳۲ھ میں مصری فوجیں امیر جبرئیل کی زیر نگرانی مکہ معظمہ کی طرف بڑھیں اور تلوار کے زور سے اس پر قبضہ کر لیا، راجح یمن بھاگ گیا پھر عمر بن علی اپنی فوج سمیت راجح کے ساتھ اس کی کمک کے لیئے آیا، مصری فوجیں، مکہ معظمہ خالی کر کے بھاگ گئیں راجح نے مکہ معظمہ پر کامیابی کے ساتھ قبضہ حاصل کر لیا اور خطبہ میں خلیفہ مستنصر عباسی کے بعد عمر بن علی کا نام پڑھا اور جب تاتاریوں نے عراق پر ۶۳۴ھ میں قبضہ کر لیا اور ان لوگوں کی حکومت مستحکم ہوئی اور یہ رفتہ رفتہ اربل تک پہنچ گئے تو خلیفہ مستنصر نے علماء سے فتویٰ لے کر کے جہاد کی وجہ سے حج بند کر دیا۔

ترکی اور قتادہ:......۶۴۳ھ میں خلیفہ مستعصم نے حاجیوں کا قافلہ اپنی ماں کے ساتھ روانہ کیا اور کوفہ تک اس کے ساتھ آیا اس مرتبہ یہ واقعہ پیش آیا کہ ایک ترکی نے شریف مکہ کو مارا راجح نے خلیفہ کی خدمت میں اس کی شکایت کی، اس جرم کی سزا میں اس ترکی کے ہاتھ کاٹ ڈالے گئے، اس کے بعد پھر حاجیوں کی آمد بند ہو گئی اور ایک زمانہ تک حج رکا رہا۔

جماز بن حسین کا مکہ پر حملہ:......پھر موسیٰ امام زیدیہ کی حکومت کا سکہ یمن میں چلنے لگا اس نے خلافت عباسیہ کا خطبہ ختم کر دینے کا ارادہ کیا یہ

---

❶......ہمارے پاس موجود جدید عربی ایڈیشن میں اقباش کی جگہ اقباش تحریر ہے۔ (جلد نمبر ۴ صفحہ نمبر ۱۰۹)۔ ❷......ہمارے پاس موجود عربی ایڈیشن (جلد نمبر ۴ صفحہ نمبر ۱۱۰) پر مسعود کے بجائے یہ خط مسعود کے باپ کی طرف (دربار خلافت) سے لکھا جانا تحریر ہے اور پھر مسعود کے باپ نے مسعود کو خط لکھا تھا (مصحح)

بات مظفر بن عمر بن علی بن رسول کو ناگوار گذری خلیفہ مستعصم کو اس سے مطلع کر کے حاجیوں کے قافلہ روانہ کرنے کی ترغیب دی لیکن کوئی کامیابی نہ ہوئی اور موسیٰ امام زید یہ اپنے ارادہ میں کامیاب ہو گیا ۶۵۱ھ میں جماز بن حسین بن قتادہ، دمشق میں ناصر بن عزیز بن ظاہر بن ایوب کی خدمت میں ابوسعید کے خلاف فوجی مدد حاصل کرنے اس بناء پر گیا کہ گورنر یمن کا خطبہ مکہ معظمہ میں ختم کر دیا جائے چنانچہ ناصر نے جماز کو فوجی مدد دی اور جماز مکہ معظمہ پر حملہ آور ہوا، ابوسعید نے مقابلہ کیا، ابوسعید حرم میں مارا گیا ساتھ ہی اس کے جماز نے ناصر کے ساتھ یہ وعدہ شکنی کی کہ کامیابی کے بعد والی یمن ہی کے نام کا خطبہ پڑھا۔

بنوقتادہ کی مکہ سے بے دخلی:......ابن سعید روایت کرتا ہے کہ ۶۵۳ھ میں مجھے جس وقت کہ میں سرزمین مغرب میں تھا یہ خبر ملی کہ راجح بن قتادہ مکہ آیا ہوا تھا یہ ایک معمر اور بڑی عمر کا شخص تھا یمن کے آس پاس مقام سدیر میں رہتا تھا لہٰذا اس نے پہنچ کے جماز بن حسن بن قتادہ کو مکہ سے نکال دیا جماز ینبوع چلا گیا، پھر ابن سعید نے لکھا ہے کہ ۶۶۴ھ میں یہ خبر ملک مغرب پہنچی کہ حکومت کہ کی مابین ابونمی بن سعید جس کو جماز نے مکہ کی امارت حاصل کرنے کے لئے مار ڈالا تھا، اور غالب بن راجح (جس نے جماز کو ینبوع کی طرف نکال دیا تھا) کے درمیان آ جا رہی ہے۔

ابونمی بن سعید:......پھر ابونمی کے قدم حکومت مکہ پر جم گئے اور اس نے اپنے باپ ابوسعید کے قاتلوں ادریس، جماز اور محمد کو ینبوع کی جانب شہر بدر کر دا ی ان سے ادریس تھوڑے دنوں تک مکہ کا امیر رہا ان لوگوں نے ینبوع پہنچ کر پھر اپنی حکومت کی بنا ڈالی چنانچہ اس وقت تک ان کی نسلیں ینبوع کی حکمران ہیں۔

ابونمی تقریباً پچاس سال تک مکہ معظمہ میں امیر رہا آخری ساتویں صدی ہجری یا اس کے دو سال بعد مر گیا اور بوقت وفات تیس بیٹے چھوڑ گیا۔

بنی نمی کی حکومت

ابونمی کی اولاد:......ابونمی کے مرنے کے بعد مکہ معظمہ کی حکومت اس کے بیٹوں رمیثہ اور حمیضہ کے قبضہ میں آ گئی اور یہ دونوں بلااشتراک حکومت کرنے لگے، عطیفہ اور ابوالغیث نے رثیہ اور حمضہ سے مکہ معظمہ کی امارت کے بارے میں جھگڑا کیا، رثیہ اور حمیضہ نے عطیفہ اور ابوالغیث کو گرفتار کرا کے جیل میں ڈال دیا اتفاق سے انہیں دنوں بیبرس جاشنگر جو مصر میں الملک الناصر کے ماتحت علاقوں کا حکومت کے شروع سے منتظم و مدبر تھا مکہ آ پہنچا، اس نے عطفیہ اور ابوالغیث کو قید سے رہا کر کے مسند حکومت پر بٹھایا اور رثیہ اور حمیضہ کو مصر بھیج دیا سلطان نے ان دونوں کو اپنی فوج کے ساتھ پھر امارت مکہ کی امارت پر واپس کیا، عطفیہ اور ابوالغیث کچھ عرصے بعد آپس میں لڑنے لگے، یہ لڑائیاں جو مکہ کی امارت کے لئے ان لوگوں کے درمیان ہونا شروع ہوئی تھیں ایک مدت تک جاری رہیں، انہیں لڑائیوں کے دوران ابوالغیث میدان میں مر گیا۔

حمیضہ کا قتل:......اس کے بعد حمیضہ اور رثیہ میں امارت کے بارے میں جھگڑا اور ممانعت پیدا ہوئی رثیہ ۷۱۵ھ میں الملک الناصر کی خدمت میں امراء شاہی اور عساکر سلطانی سے مدد طلب کرنے گیا حمیضہ یہ خبر سن کر کہ میری مخالفت پر شاہی سردار اور سلطانی فوجیں آ رہی ہیں اہل مکہ کے مال واسباب کو لوٹ کر بھاگ گیا مگر عساکر سلطانی کی واپسی کے بعد پھر مکہ آیا، دونوں بھائیوں نے آپس میں صلح کر لی اور بالاتفاق حکومت کرنے لگے۔

رمشیہ کی گرفتاری:......پھر عطیفہ نے ۷۱۸ھ میں رمیشہ اور حمیضہ کی مخالفت کی اور مدد کے لئے، سلطان کی خدمت میں حاضر ہوا چنانچہ شاہی امداد حاصل کر کے مکہ معظمہ پہنچا اور قبضہ کر لیا رمیشہ کو گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا مگر ۷۲۰ھ میں جس وقت کہ سلطان حج کے لئے آ رہا تھا رہا کر دیا، رمیشہ سلطان کے ساتھ مصر آ گیا اور حمیضہ فرار ہو گیا یہاں تک کہ سلطان سے اس کی درخواست کی سلطان نے امن دے دی۔ سلطان کے ساتھ ایک حمیضہ کے خادموں کا تھا وہ لوگ اس کے زمانہ بغاوت ومخالفت میں مصر سے اس کے پاس بھاگ آئے تھے، حمیضہ کے پاس پہنچے تو یہ معلوم ہوا کہ حمیضہ نے سلطان کی حکومت کی اطاعت قبول کر لی ہے، خوف غالب ہوا کہ اگر حمیضہ کے ساتھ سلطانی دربار میں ہم حاضر ہوئے تو سلطان ہم لوگوں کو سزائے موت دے دے گا، سب نے متفق ہو کر حمیضہ کو مار ڈالا اور سر اتار کر سلطان کی خدمت میں لائے سمجھ کر کے کہ سلطان ہم سے خوش ہو جائے گا

رمیثہ مکہ کا گورنر: ......رمیثہ کو اس سے تنبیہ ہوئی اپنے بھائیوں کے قافلوں کو قتل کیا اور باقی جو شریک تھے ان سے درگزر کیا پھر سلطان نے رمیثہ کو خود مختاری عنایت فرما کے عطیفہ کے ساتھ مکہ کی امارت وحکومت میں شریک کر دیا، تھوڑے دنوں کے بعد عطیفہ مر گیا اور رمیثہ استقلال کے ساتھ مکہ معظمہ پر حکومت کرنے لگا۔

رمیثہ اور اس کے بیٹے: ......رمیثہ کی زندگی میں اس کے دو بیٹوں ثقبہ اور عجلان نے برضامندی رمیثہ، امارت مکہ آپس میں تقسیم کر لی تھی مگر پھر رمیثہ نے اس تقسیم کو الٹ پھیر کرنا چاہا ان دنوں بھائیوں نے منظور نہ کیا اور اپنی اپنی حکومتوں پر قائم رہے کچھ عرصے بعد دونوں بھائیوں میں جھگڑا شروع ہوا ثقبہ مکہ چھوڑ کر نکل گیا اور عجلان بدستور مکہ میں حکومت کرتا رہا پھر ثقبہ نے اپنی گئی گزری حالت درست کر کے عجلان کو مکہ معظمہ میں شکست دے دی۔

ثقبہ بن رمیثہ کا قتل: ......عجلان شکست کے باوجود ثقبہ کا مقابلہ کرتا رہا یہاں تک کہ دونوں بھائی ۷۵۶ھ میں لڑتے جھگڑتے مصر پہنچے، حکمران مصر نے ان میں سے عجلان کو مکہ کی سند حکومت عطا کی، ثقبہ ناراض ہو کر سرزمین حجاز چلا گیا، اور وہیں قیام کر دیا، جتنا عرصہ حجاز میں رہا کئی بار مکہ پر حملہ آور ہوا، عجلان آئے دن لڑائیوں سے تنگ آ کر ۷۶۲ھ میں مدد کے لئے مصر گیا اور وہاں سے شاہی فوج لے کر ثقبہ کے مقابلہ پر آیا دونوں بھائیوں میں گھمسان کی لڑائی ہوئی، ثقبہ مارا گیا اور اس کی فوج کا کچھ حصہ بھی اس معرکہ میں کام آ گیا۔

عجلان بن رمیثہ: ......عجلان اپنے زمانہ امارت میں عدل وانصاف کے راستہ پر نہایت اچھے طریقے سے چلا جا رہا تھا اس ظلم اور زیادتی سے منزلوں دور تھا جو اس کی قوم، تجارت پیشہ اصحاب اور مجاورین بیت اللہ الحرام کے ساتھ کیا کرتی تھی اس نے اپنے زمانہ امارت میں غلاموں کا ٹیکس جو حجاج پر تھا ختم کر کے شاہی خزانہ سے ان کی تنخواہیں اور وظائف مقرر کرائے جو ایام حج میں ان کو ادا کئے جاتے تھے، یہ امر سلطان مصر کی زندہ یادگاروں اور ٹیکسوں میں سے تھا جس کی کوشش امیر عجلان نے کی تھی جزاہ اللہ خیرا اسی عدل وداد اور رفاہ مسلمین پر عجلان قائم رہا یہاں تک کہ ۷۷۷ھ میں انتقال کیا۔

احمد بن عجلان: ......عجلان کی وفات کے بعد اس کا بیٹا احمد اس کی جگہ حکمران بنا، احمد اپنے باپ عجلان کی زندگی ہی سے امور سیاست کا انتظام کر رہا تھا اور حکومت میں اس کا شریک تھا عجلان کے مرنے کے بعد وہی مراسم عدل وانصاف احمد نے قائم وجاری رکھے جو اس کے باپ کے عہد حکومت میں تھے تمام عالم میں اس کے عدل وانصاف اور حق پسندی کا شہرہ ہو گیا حجاج اور مجاورین بیت اللہ اس کی تعریف وتوصیف کرنے لگے الملک الظاہر ابوسعید برقوق عالی مصر نے اس کے محاسن کے تذکرہ سن کر اپنی طرف سے اس کو سند حکومت عطا جیسا کہ اس کے باپ کو دربار شاہی سے عطا ہوئی تھی اور پرانے دستور کے مطابق خلعت بھی بھیجی۔

محمد بن عجلان کا قتل: ......امیر احمد نے اپنے اکثر عزیز رشتے داروں کو جن میں اس کا بھائی محمد، محمد بن ثقبہ اور عنان بن مغامس احمد کا چچا زاد بھائی تھا کسی مصلحت سے گرفتار کر کے جیل میں ڈال رکھا تھا امیر احمد کے انتقال پر یہ لوگ قید خانہ سے نکل بھاگے محمد بن عجلان ایک ہوشیار آدمی تھا اس نے اسی وقت حکومت اپنے ہاتھ میں لے لی اور حکمت عملی سے ان سب کو واپس بلا لیا صرف عنان بن مغامس حیران وپریشان مصر پہنچا اور سلطان مصر سے محمد وکبیش کے ضابطے کے لئے طلب کی چنانچہ سلطان مصر نے اس کی کمک پر ایک فوج مقرر کی اور امیر قافلہ حجاج کے ساتھ صحیح حالات واقعات دریافت کرنے کے لئے روانہ کیا اتفاق سے فرقہ باطنیہ کا ایک گروہ ان کے ساتھ ہو لیا تھا لہٰذا جس وقت محل جس پر غلاف کعبہ تھا مکہ معظمہ کے قریب پہنچا، محمد اس کو لینے کے لئے مکہ معظمہ سے باہر آیا اور پرانی عادت کے مطابق اس کو بوسہ دینے کے لئے آگے بڑھا باطنیوں نے اچانک وار کر دیا محمد زخمی ہو کر زمین پر گرا اور محل حاجیوں کے قافلے سمیت مکہ معظمہ میں داخل ہو گیا۔

عنان بن معامس: ......امیر حج نے عنان بن مغامس مکہ کی امارت پر مقرر کیا، کبیش اور اس کے حمایتی بھاگ کر جدہ پہنچے پھر جب حج کا وقت گزر گیا اور حاجیوں کا قافلہ واپس روانہ ہوا تو کبیش نے لشکر آراستہ کر کے اپنے ساتھیوں کے ساتھ مکہ معظمہ پر حملہ کر دیا اور اس کا محاصرہ کر لیا عنان بن مغامس اور کبیش میں متعدد جنگیں ہوئیں انہیں لڑائیوں میں سے کسی لڑائی میں کبیش مارا گیا علی بن عجلان اور اس کا بھائی حسن فریادیوں والی صورت بنائے ہوئے الملک الظاہر والی مصر کی خدمت میں حاضر ہوئے، الملک الظاہر اس خیال سے کہ فتنہ وفساد اس وقت تک ختم ہوگا جب تک ان کو بھی مکہ کر

حکومت میں حصہ نہ دیا جائے گا، ۹۷ے ھ میں ان کو بھی سند حکومت عطا کی اور عنان بن مغامس کے ساتھ امارت میں شریک رہنے کا حکم دیا۔

علی بن عجلان: ...... چنانچہ علی وحسن امیر حج کے ساتھ مکہ معظمہ روانہ ہوئے جس وقت مکہ معظمہ کے قریب قافلہ پہنچا، عنان حسب دستور امیر حج کے استقبال کے لئے آیا لیکن یہ خبر سن کر کہ اسی قافلہ میں علی وحسن بن ہیں راستے سے ہی بھاگ گیا، علی نے مکہ میں داخل ہو کر مکہ کی حکومت اپنے قبضہ میں لے لی اور استقلال واستحکام کے ساتھ حکومت کرنے لگا۔ پھر جب حج کا وقت گزر گیا اور حاجیوں کا قافلہ واپس روانہ ہوا، تو عنان اپنے چچا زاد مبارک اور شرفاء عرب کے ایک گروپ کے ساتھ مکہ پر حملہ آور ہوا، پہنچتے ہی علی کا مکہ معظمہ میں محاصرہ کر لیا امارت وریاست کی بارے میں جھگڑے ہونے لگے پھر خود بخود یہ جھگڑے ختم ہوگئے، کچھ عرصے بعد پھر وہی چھیڑ چھاڑ شروع ہوگئی، اسی حالت میں اس وقت تک یہ لوگ چلے آئے ۹۴ے ھ میں ان لوگوں کا ایک وفد (ڈیپوٹیشن) سلطان کی خدمت میں مصر پہنچا۔ سلطان نے علی کو تنہا سند حکومت عطا کی، خلعت اور جائزے دیئے فوجیں اور خادم عنایت فرمایئے۔

عنان بن مغامس کی گرفتاری: ...... عنان بن مغامس کو اپنے دربار میں رکھ لیا، رتبہ کے مطابق اس کی تنخواہ مقرر کی، اور اپنے اراکین حکومت میں شامل کر لیا اس کے چند دنوں بعد سلطان تک یہ خبر پہنچی کہ عنان بن مغامس کے دماغ میں پھر امارت مکہ کی ہوا سمائی ہے اور امیر مکہ علی بن عجلان سے دربارہ امارت لڑنے کی غرض سے مجاز کی طرف چھپ کر چلے جانے کا ارادہ رکھتا ہے سلطان نے گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا علی بن عجلان کو اس واقعہ کی خبر لگی تو اس نے بھی ان شرفاء مکہ کو جو عنان کے حمایتی اور ہمدرد تھے گرفتار کر لیا پھر ان کو احسان کرتے ہوئے رہا کر دیا، ان احسان فراموشوں اور محسن کشوں نے امارت کے بارے میں پھر جھگڑا شروع کیا اور علی بن عجلان کے ساتھ اس وقت تک لڑ جھگڑ رہے ہیں، واللہ متولی الامور لارب غیرہ،

بنی مہنی امراءِ مدینہ نبویہ اور بنی حسین کی حکومت اور تاریخ

بنی مہنی کے امراء: ...... اگرچہ انصار اوس وخزرج مدینہ منورہ میں رہتے تھے جیسا کہ مشہور معروف ہے لیکن نہایت کم مدت میں جس وقت کہ اسلامی فتوحات کی موجیں بڑے بڑے سلاطین کی مستحکم سلطنتوں کی دیواروں سے ٹکرا رہی تھیں تمام عالم میں پھیل گئے اور مدینہ منورہ سے ان کی حکومت وسرداری جاتی رہی کوئی شخص ان میں سے باقی نہ رہا صرف گنتی کے چند طالبی النسل باقی رہ گئے۔

بنو جعفر کی مدینہ سے بے دخلی: ...... ابن حصین نے اپنے ذیل میں جو اس نے طبری پر لکھا ہے تحریر کیا ہے کہ میں چوتھی صدی میں مدینہ منورہ گیا تھا جس وقت مدینہ منورہ میں خلیفہ مقتدر عباسی کے نام کا خطبہ پڑھا جاتا تھا پھر لکھتا ہے کہ اس شہر پر خلفاء عباسیہ کے گورنر مسلسل حکمرانی کرتے آتے جاتے رہے لیکن اصل میں حکومت بنی حسین اور بنی جعفر کے قبضہ میں تھی آخر میں بنی جعفر کو بنی حسین نے نکال دیا، ان لوگوں نے مکہ اور مدینہ منورہ کے درمیان سکونت اختیار کی پھر ان کو بنو حرب نے زبید سے قری اور حصون کی طرف جلاء وطن کر کے صعید تک پہنچا دیا چنانچہ اس وقت تک یہ وہاں پر موجود ہیں اور بنی حسین مدینہ ہی میں رہ گئے یہاں تک کہ طاہر بن مسلم مصر سے مدینہ منورہ آیا اور اس نے ان کے قبضہ سے مدینہ منورہ کو نکال لیا۔

طاہر بن مسلم: ...... کتب تواریخ میں ہے کہ طاہر بن مسلم کے باپ کا نام محمد بن عبیداللہ بن حسین بن طاہر بن یحییٰ محدث بن حسن بن جعفر تھا، شیعہ کے نزدیک یہ حجۃ اللہ بن عبیداللہ بن حسین اصغر بن زین العابدین کے نام سے یاد کیا جاتا تھا اور یہ مسلم جس کا ذکر اوپر ہو چکا کافور کا دوست تھا جو خشید یہ مصر پر قابض تھا اور اس کی سلطنت کا انتظام کرتا تھا اس زمانہ میں اس سے زیادہ وجیہ کوئی شخص نہ تھا جس وقت عبیدیوں کا پرچم مصر پر لہرانے لگا اور معز لدین اللہ علوی ۳۶۵ھ میں افریقہ سے مصر آیا قاہرہ میں قیام کیا مسلم کے کسی بیٹے کی لڑکی سے نکاح کرنے کی درخواست کی مسلم نے انکار کر دیا۔ معز نے ناراض ہو کر مسلم کا مال واسباب ضبط کر لیا، گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا، مسلم قید کی حالت میں مر گیا، یہ بیان کیا جاتا ہے کہ مسلم قید خانہ سے بھاگ گیا تھا اور اسی حال میں اس نے وفات پائی اس کے بعد اس کا بیٹا طاہر مدینہ منورہ گیا۔ بنو حسین نے اس کو اپنا سردار بنایا، چنانچہ دو سال تک استقلال واستحکام کے ساتھ حکومت کر کے ۳۸۱ھ میں مر گیا اس کی جگہ اس کا بیٹا حسن حکمران بنا۔

حسن بن ظاہر: ......عتبی مورخ حکومت بنی سبکتگین کی کتاب میں ہے کہ ظاہر کے بعد جو شخص مدینہ منورہ کا حکمران بنا تھا وہ اس کا داد مادا اور اس کا چچا کا بیٹا داؤد بن قاسم بن عبید اللہ بن ظاہر تھا اس کی کنیت ابوعلی تھی اس نے استقلال اور استحکام کے ساتھ ظاہر کے بعد حکمرانی کی تھی ظاہر کے بیٹے حسن نے نہیں یہاں تک کہ ابوعلی نے وفات پائی اس کی جگہ اس کا بیٹا ہانی پھر اس کا بیٹا مہنی بالترتیب حکومت کرتے رہے حسن بن ظاہر سلطان محمود بن سبکتگین کے پاس خراسان چلا گیا تھا اور وہیں ٹھہرا رہا۔

حسن کے بارے میں غلط روایت: ......میرے نزدیک یہ روایت غلط ہے کیونکہ مسیحی ❶ مؤرخ حکومت عبیدیہ نے ظاہر بن مسلم کی وفات اور اس کے بیٹے حسن کی حکومت کو اسی سن میں تحریر کیا ہے جس سن میں کہ ابھی ہم نے بیان کیا مسیحی نے لکھا ہے کہ ۳۸۳ھ میں مدینہ منورہ کا حکمران حسن بن ظاہر تھا جو مہنی کے لقب سے یاد کیا جاتا تھا۔

مسیحی بہ نسبت عتبی مدینہ منورہ اور مصر کے حالات سے زیادہ واقف تھا اس وقت مدینہ منورہ کے سردار اپنے آپ کو داؤد کی طرف نسباً منسوب کرتے ہیں کہتے ہیں کہ داؤد عراق سے آیا تھا میرے نزدیک اس کا قاتل وہی شخص ہوگا جس کا تاریخ سے کوئی تعلق نہ ہوگا مورخ حماۃ جہاں پر ان کے مورثوں کا ذکر کرتا ہے تو ان کو ابوداؤد کی جانب نسباً منسوب کرتا ہے واللہ اعلم۔

جسد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کو مصر لے جانے کا منصوبہ: ......ابوسعید نے لکھا ہے کہ ۳۹۰ھ میں مکہ کے امیر ابوالفتوح حسن بن جعفر نے جو بنی سلیمان میں سے تھا بحکم حاکم عبیدی مدینہ منورہ پر قبضہ کر لیا تھا اور بنی مہنی کی امارت جو کہ بنی حسین سے تعلق رکھتے تھے مدینہ منورہ سے ختم کر دی تھی اس نے جسد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کو مدینہ منورہ سے رات کے وقت مصر لے جانے کا ارادہ کیا تھا اس رات اتنی تیز ہوا چلی کی جس سے فضاء آسمان تاریک ہو گیا قریب تھا کہ بڑے بڑے مکانات اور تناور درخت جڑ سے اکھڑ جاتے ابوالفتوح گھبرا کر اس ارادہ سے باز آیا اور فوراً مکہ معظّمہ کی طرف واپس روانہ ہو گیا۔ بنو مہنی بھی مدینہ منورہ واپس آ گئے۔

قاسم بن مہنی: ......مؤرخ حماۃ نے ان کے امراء میں سے منصور بن عمار کا ذکر کیا ہے مگر کسی کی جانب نسباً منسوب نہیں کیا۔ لکھتا ہے کہ ۴۹۷ھ میں منصور نے وفات پائی تھی اس کے بعد اس کا بیٹا حکمران بنا اور یہ سب مہنی کی اولاد میں سے تھے اس کے علاوہ انہیں میں سے قاسم بن مہنی بن حسین بن مہنی بن داؤد کا تذکرہ لکھا ہے اس کی کنیت ابوقلیتہ تھی کہ یہ سلطان صلاح الدین بن ایوب کے ساتھ جہاد انطاکیہ میں گیا تھا اور ۵۸۵ھ میں اس کو اس نے فتح کیا تھا۔

ابوعزیز قتادہ اور سالم کی لڑائی: ......زنجاری مؤرخ حجاز جیسا کہ اس سے ابن سعید نے بوقت ملوک مدینہ کے تذکرہ کے وقت جو اولاد سے حسین ابن علی کے تھے، روایت کی ہے لکھتا ہے کہ بوجہ جلیل القدر عظیم الشان ہونے کے ان لوگوں میں سے قابل ذکر قاسم بن حجاز بن قاسم بن مہنی ہے اس کو خلیفہ مستضی نے مدینہ منورہ کی سند حکومت عطا کی تھی۔ پچیس سال تک حکمرانی کرتا رہا۔ ۵۸۳ھ میں وفات پائی اس کی جگہ اس کا بیٹا سالم ابن قاسم حکمران بنا یہ شاعر تھا اس سے اور مکہ کے گورنر ابوعزیز قتادہ سے ۶۰۱ھ مقام بدر میں لڑائی ہوئی تھی، ابوعزیز نے مکہ سے مدینہ منورہ پر حملہ کیا تھا اور مدینہ منورہ کا محاصرہ کر لیا تھا، ایک مدت تک نہایت سختی سے محاصرہ کئے رہا پھر محاصرہ اٹھا کے چلا آیا، اس دوران سالم کی کمک پر بنی لام جو کہ ہمدان کے قبائل سے ہیں آ گئے پھر کیا تھا سالم نے ابوعزیز کا تعاقب کیا اور مقام بدر میں جا کے ابوعزیز کو گھیر لیا۔ فریقین میں گھمسان کی لڑائی ہوئی دونوں طرف کے ہزارہا آدمی مارے گئے ابوعزیز شکست کھا کر مکہ کی طرف بھاگا۔

شیمنہ بن مسلم: ......پھر اسی ۶۰۱ھ میں معظم عیسیٰ بن عادل آ گیا سالم بن قاسم پھر قلعہ بندی شروع کی لڑائی کے مورچہ قائم کئے دمدمے اور دستے بند ہوئے سالم بن قاسم امیر مدینہ بھی اس کے ساتھ تھا کسی وجہ سے یہ لوگ واپس روانہ ہوئے راستے میں مدینہ منورہ پہنچنے سے پہلے سالم انتقال کر گیا اس کے بعد اس کا بیٹا شیخہ حکمران بنا۔

---

❶ ......یہاں صحیح نام مسیحی نہیں بلکہ مُسَبّحی ہے دیکھیں (تاریخ ابن خلدون جدید عربی ایڈیشن جلد نمبر ۴ صفحہ نمبر ۱۱۳)

سالم کی فوج:......سالم نے اپنے زمانہ حکمرانی میں ترکمانوں کی ایک فوج تیار کی تھی جس کوشیحہ نے نئے سرے سے مرتب کر کے قتادہ پر چڑھائی کی اور لڑ کر قبضہ کرلیا،ابوعزیز قتادہ ینبوع بھاگ گیا اور وہاں جا کر قلعہ نشین ہوگیا، ۶۴۷ھ میں گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا اور اس کی جگہ خود حکمرانی کرنے لگا۔ابن سعد ❶ لکھتا ہے کہ ۶۵۹ھ میں ابوالحسن بن شیحہ بن سالم مدینہ منورہ کا حکمران تھا اس کے علاوہ دیگر مؤرخین لکھتے ہیں کہ ۶۵۳ھ میں ابو مالک منیف بن شیحہ مدینہ منورہ کا حکمران تھا۔ ۶۵۷ھ میں اس نے وفات پائی اس کی جگہ اس کا بھائی جماز حکمران بنا،اس نے بہت لمبی عمر پائی۔ ۷۰۴ھ میں اس کا انتقال ہوا۔

منصور اور ابوعزیز کی جنگ:......اس کے بعد اس کا بیٹا منصور حکمرانی کرنے لگا اس کا دسرا بیٹا مقبل نامی شام چلا گیا اور بطور وفد مصر میں بیبرس کی خدمت میں حاضر ہوا بیبرس نے منصور کے نصف مقبوضہ علاقے کی حکومت مقبل کو عطا کی لہٰذا مقبل غفلت کی حالت میں مدینہ منورہ میں داخل ہوا اسوقت مدینہ منورہ میں منصور کا بیٹا ابو کبیشہ حکومت کرر ہا تھا،ابو کبیشہ اور منصور سے کچھ بن نہ پڑی شہر چھوڑ کر بھاگ کھڑے ہوئے مقبل نے کامیابی کے ساتھ شہر پر قبضہ کرلیا،ابو کبیشہ بہت پریشانی کے حالات میں عرب کے قبائل میں چلا گیا اور ان لوگوں سے ایک فوج مرتب کر کے ۷۰۹ھ میں مدینہ منورہ کی طرف واپسی روانہ ہوا مقبل اور ابو کبیشہ سے لڑائی ہوئی مقبل مارا گیا منصور کامیابی سے اپنے دارالامارت میں داخل ہوا۔

ماجد بن مقبل اور ابوعزیز کی جنگ:......مقبل کا ایک لڑکا ماجد نامی تھا اس کو بعض مقبوضات جو اس کے باپ کے تھے عطا کئے گئے لہٰذا یہ عرب کے ساتھ وہاں جا کے قیام پذیر ہوا اور درپردہ منصور کی مخالفت کرتا رہا اتنے میں مابین منصور اور ینبوع کا گورنر ابوعزیز قتادہ ۷۱۱ھ میں اسی ماجد کی وجہ سے لڑائی ہوئی اس کے بعد ماجد بن مقبل ۷۱۷ھ میں اپنے چچا منصور سے جنگ کرنے کو مدینہ منورہ آیا منصور نے سلطان سے مدد طلب کی چنانچہ شاہی لشکر اس کی کمک پر آیا اس وقت ماجد بن مقبل مدینہ کا محاصرہ کئے ہوئے تھا بہت بڑی خونریز لڑائی ہوئی آخر کار ماجد شکست کھا کر بھاگ کھڑا ہوا اور منصور بدستور اپنی امارت پر قائم رہا یہاں تک کہ ۷۲۵ھ میں مرگیا اور اس کا بیٹا کبیش بن منصور امارت کرنے لگا۔

ابو کبیشہ بن منصور:......اس کا زمانہ حکومت بھی طویل ہوا ودی بن جماز سے اور اس سے امارت کے بارے میں جھگڑا ہوا ودی ایک مدت تک اس کا محاصرہ کئے رہا پھر طفیل حکمراں ہوا ۷۵۱ھ میں طاز نے گرفتار کرلیا اور عطیہ کو حکومت عنایت کی (۷۸۳ھ میں عطیہ مرگیا) طفیل کو سند حکومت عطا ہوئی کچھ عرصہ بعد قید کرلیا گیا اور جماز بن ہبۃ اللہ بن جماز بن منصور کو امارت دی گئی۔

مدینہ منورہ میں حکمرانوں کا خاندان:......عرض سلاطین ترک جو مصر میں حکمرانی کررہے تھے مدینہ منورہ کی حکومت کو انہیں دو خاندانوں میں سے کسی ممبر کو منتخب کرتے تھے علاوہ ان دو خاندانوں کے مدینہ منورہ کی امارت کے لئے کسی خاندان میں سے کسی کو منتخب نہیں کرتے تھے ان دنوں مدینہ منورہ کی زمام حکومت جماز بن ہبۃ اللہ بن جماز کے ہاتھ میں تھی اور اس کا ابن عم ❷......ابن محمد بن عطیہ امارت کے بارے میں جھگڑا کررہا تھا کیونکہ ان دونوں میں ایک طویل مدت سے جھگڑا چلا آرہا تھا یہ سب مذہب امامیہ رکھتے تھے جو رافضیوں کی ایک شاخ ہے یہ لوگ ائمہ اثنا عشر کے قائل تھے اور ان تمام اعتقادات کے معتقد تھے جو رافضیوں کے ہیں واللہ یخلق مایشاء ویختار۔

یہ آخری حالات امراء مدینہ کے ہیں اس سے زیادہ مجھے واقفیت کا موقع نہیں ملا

الا واللہ المقدر لجمیع الامور سبحانہ لاالہ الاھو

صعدہ کے حکمرانوں ائمہ زیدیہ بنی رسی کی حکومت کی تاریخ

ابن القاسم الرسی:......محمد بن ابراہیم جس کا لقب طباطبا بن اسماعیل بن ابراہیم بن حسن داعی تھا کے حالات اور زمانہ خلافت مامون میں اس کے

---

❶......ہمارے پاس موجود جدید عربی ایڈیشن (جلد نمبر ۴ صفحہ نمبر ۱۱۴) پر ابن سعد کے بجائے ابن سعید لکھا ہے۔ ❷......اصل کتاب میں اس مقام پر کچھ نہیں لکھا۔ (مترجم) ہمارے پاس موجود عربی ایڈیشن (جلد نمبر ۴ صفحہ نمبر ۱۱۴) پر اس جگہ ایسی کوئی علامت نہیں ہے جس معلوم ہو کہ یہاں کچھ چھوٹا ہوا ہے۔ (مصحح جدید)

ظہیر کے واقعات اور ابوالسرایا اس کی بیعت کرنی اور تبلیغ کی کیفیات تم اوپر پڑھ آئے ہو۔ لہٰذا جب یہ اور اس کے علاوہ ابوالسرایا مر گیا تو ان کا کارخانہ درہم برہم ہو گیا خلیفہ مامون نے اس کے بھائی قاسم الرسی بن ابراہیم طباطبا کی گرفتاری کا حکم صادر فرمایا قاسم جان کے خوف سے سندھ کی طرف بھاگ گیا اور اسی حالت روپوشی میں ۲۴۵ھ میں مر گیا اس کے مرنے کے بعد اس کا بیٹا حسین بن یمن واپس آیا۔ صعدہ بلاد یمن کے ائمہ اسی کی نسل سے تھے اسی کی آئندہ نسلوں نے زیدیہ کی حکومت مقام مذکورہ میں قائم کی جو آخر زمانہ تک باقی رہی۔

صعدہ پہاڑ: ...... صعدہ ایک پہاڑ ہے جو صنعاء کے مشرق میں واقع ہے اس میں بہت سے قلعے تھے جس میں صعدہ، قلعہ تلا اور جبل مطابہ زیادہ مشہور و معروف تھے یہ سب بنی رسی کے مقبوضات میں سے شمار کئے جاتے تھے۔

یحییٰ ہادی: ...... ان میں سے سب سے پہلے جس نے صعدہ میں خروج کیا تھا وہ یحییٰ بن حسین بن قاسم رسی تھا اس نے صعدہ میں اپنی خود مختار حکومت کا اعلان کیا اور ''ہادی'' کے لقب سے مخاطب ہوا، ۲۸۸ھ میں اس کی زندگی ہی میں حسین بن قاسم، یحییٰ کی حکومت وسلطنت کی بیعت لی گئی تھی۔ بیعت لینے کے بعد اس نے اپنے حمایتیوں کو فوجیں فراہم کیں اور ابراہیم بن یعفر سے معرکہ آرا ہوا چنانچہ صنعاء اور بحرین کو اس کے قبضہ سے نکال لیا اپنے نام کا سکہ ڈھلوایا کچھ عرصے بعد بنو یعفر نے صنعاء وغیرہ کو یحییٰ سے چھین لیا، یحییٰ شکست کھا کر صعدہ واپس آیا، ۲۹۸ھ میں اپنی حکومت کے دس سال پورے کر کے وفات پائی ایسا ہی ابن جار نے لکھا ہے اور یہ بھی لکھا ہے کہ حلال وحرام کے بارے میں اس نے ایک کتاب تصنیف کی ہے اس کے سوا اور مورخین لکھتے ہیں کہ احکام شرعیہ کا بہت بڑا مجتہد کا تھا علم فقہ میں اس کی عجیب وغریب آراء تھیں اس کی تصانیف شیعہ میں مصروف ہے۔

مرتضیٰ بن یحییٰ: ...... صولی کہتا ہے کہ اس کے بعد اس کا بیٹا مرتضیٰ حکمرانی کرنے لگا اس کا زمانہ نہایت پر آشوب گذرا، اس کے بعد چھبیس سال حکومت کی ۳۲۰ھ وفات پائی اس کی جگہ اس کا بھائی الناصر احمد حکمران بنا فتنہ وفساد کا بازار سرد ہو گیا، ملک میں امن وامان ہو گیا اس کے بعد اس کا بیٹا حسین منتخب ❶ نے حکمران بنا، ۳۲۴ھ میں اس نے انتقال کیا پھر اس کی جگہ اس کا بھائی قاسم مختار حکمران بنا یہاں تک کہ ابوالقاسم ضحاک ہمدانی نے ۳۴۴ھ میں اس کی زندگی کا خاتمہ کر دیا۔

عبداللہ بن ناصر: ...... صولی کہتا ہے کہ بنی ناصر سے رشید اور منتخب تھا اس نے ۳۲۴ھ میں وفات پائی ابن حزم جہاں ابوالقاسم رسی کی اولاد کا تذکرہ لکھتا ہے تحریر کرتا ہے کہ انہی میں سے وہ لوگ ہیں جو صعیدہ سرزمین میں حکمرانی کر رہے تھے ان کا پہلا حکمران یحییٰ ہادی گزرا علم فقہ میں اس کو بڑی دسترس حاصل تھی میں نے دیکھا ہے کہ اہل سنت والجماعت سے یہ بہت دور نہیں گیا اس کے بیٹے احمد ناصر کے چند بیٹے تھے انہیں میں سے اس کے بعد جعفر پھر اس کا بھائی قاسم مختار پھر حسن منتخب اور محمد مہدی ترتیب مذکورہ حکمران بنے پھر لکھتا ہے کہ یمانی جس نے ۳۴۳ھ میں ماردہ کی حکومت کی بنیاد ڈالی تھی وہ عبداللہ بن احمد ناصر جو رشید، مختار اور مہدی کا بھائی تھا، ابن حباب تحریر کرتا ہے کہ ان لوگوں کی امامت اور حکومت کا سلسلہ صعدہ میں مسلسل ایک مدت تک جاری رہا یہاں تک کہ ان لوگوں میں آپس میں مخالفت پیدا ہوئی اور سلیمانیوں نے جب کہ ان کو ہواشم نے مکہ سے باہر نکال دیا تھا صعدہ میں پہنچ کر ان لوگوں کو شکست دی اور ان کی حکومت کے سلسلہ کو چھٹی صدی ہجری میں ختم کر دیا۔

فاتک بن محمد کا قتل: ...... ابن سعید نے لکھا ہے کہ بنی سلیمان میں جس وقت کہ یہ مکہ معظمہ سے یمن کی طرف نکالے گئے تھے، احمد بن حمزہ بن سلیمان ایک سربرآوردہ شخص تھا اس کو اہل زبیدہ نے جس زمانہ میں علی بن مہدی خارجی ان کا محاصرہ کئے ہوئے تھا اپنی امداد کے لئے بلا لیا، ان دنوں زبید میں فاتک بن محمد نجاحی حکمرانی کر رہا تھا احمد بن حمزہ نے کہلا بھیجا کہ میں تمہاری مدد کے لئے موجود ہوں بشرطیکہ تم لوگ فاتک کو مار ڈالو، چنانچہ اہل زبید نے غریب فاتک کو ۵۰۳ھ میں مار کر اپنی حکومت احمد بن حمزہ کے قبضہ میں دے دی لیکن احمد بن حمزہ سے کچھ بن نہ پڑی علی بن مہدی کا مقابلہ نہ کر سکا زبید سے بھاگ کھڑا ہوا علی بن مہدی نے زبید پر قبضہ کر لیا ابن بنی سعید کا بیان ہے کہ عیسیٰ بن حمزہ جو احمد بن حمزہ کا بھائی تھا اپنے خاندان کے یمن میں تھا ❷ ...... اور انہیں میں سے غانم بن یحییٰ تھا اس کے بعد بنی سلمان کی حکومت تمامہ، جبال اور یمن سے بنی مہدی کے ہاتھوں جاتی رہی اس

---

❶ ...... ہمارے پاس موجود جدید عربی ایڈیشن (جلد نمبر ۴ صفحہ نمبر ۱۵) پر منتخب کے بجائے منتجب تحریر ہے۔ ❷ ...... اصل کتاب میں جگہ خالی ہے، (مترجم) ہمارے پاس موجود جدید عربی ایڈیشن میں ایسی کوئی علامت نہیں جس سے معلوم ہو کہ یہ جگہ خالی ہے، (مصحح جدید

کے بعد بنی ایوب نے ان ممالک پر قبضہ کر کے بنی مہدی کو شکست دے دی۔

منصور عبداللہ: ...... آخر کار اس کی حکومت پر منصور عبداللہ ابن احمد بن حمزہ حکمران بنا ابن عدیم نے لکھا ہے کہ اس نے صعدہ کی حکومت اپنے باپ سے حاصل کی تھی، خلیفہ ناصر عباسی تاجدار خلافت بغداد کے ساتھ اکثر بحث ومباحثہ کیا کرتا تھا اور اپنے ایلچیوں کو دیلم اور جبلان (کیلان کی طرف بھیجتا تھا یہاں تک کہ ان علاقوں کے رہنے والوں نے اس کی امامت وریاست کو تسلیم کیا وراس کے نام کا خطبہ پڑھنے لگے اور اسی کی طرف سے ان علاقوں پر گورنر مقرر کئے جانے لگے، خلیفہ ناصر نے اہل عرب اور یمن کو بے حد مال ودولت دیا اوران کو ملانے کی کوشش کی لیکن کامیاب نہ ہوا۔

منصور کا یمن پر حملہ: ...... ابن اثیر لکھتا ہے کہ ۶۰۱ھ میں منصور عبداللہ بن احمد بن حمزہ نے جن دنوں صعدہ میں زیدیہ کی حکومت تھی ایک عظیم فوج تیار کی، یمن پر حملہ آور ہو، معز بن سیف الاسلام طغتکین بن ایوب کو اس سے خطرہ پیدا ہوا، مگر سوائے مقابلہ کے چارہ کار نہ تھا، فوجیں آراستہ کر کے منصور عبداللہ شکست کھا کر بھاگ گیا پھر دوبارہ ۶۱۲ھ میں منصور عبداللہ ہمدان اور خولان کی فوجیں جمع کر کے یمن کی طرف بڑھا۔ تمام ملک یمن میں زلزلہ سا آ گیا، مسعود بن کامل جو اس وقت یمن کا گورنر تھا بہت خوف زدہ ہوا، کردوں اور ترکوں کی فوج اس کے دستے میں تھی امیر الجیوش عمر بن رسول نے رائے دی کہ قبل اس کے منصور عبداللہ کسی قلعہ پر قابض ہو جائے جنگ چھیڑ دینا چاہئے مسعود نے اس رائے کے مطابق لڑائی چھیڑ دی، چونکہ لڑائی شروع ہونے سے پہلے منصور کے ساتھیوں میں آپس میں جھگڑا شروع ہو گیا تھا منصور کو شکست ہوئی۔

احمد موطی بن حسین: ...... منصور نے بہت لمبی عمر پائی ۶۳۰ھ میں انتقال کیا، ایک بیٹا احمد نامی یادگار چھوڑا زیدیہ نے اس کو اپنا امیر بنایا مگر اس کی امامت کا خطبہ بوڑھے ہونے اور شرائط امامت پورے ہونے کے انتظار میں نہ پڑھا گیا ۶۴۵ھ میں زیدیہ کے ایک گروہ نے احمد موطی (جو یادگار اسلاف رہی تھا) کے ہاتھ پر بیعت کی، احمد موطی حسین کا بیٹا اور ہادی کی نسل سے تھا جس وقت بنوسلیمان نے بنو ہادی کو صعدہ کی امامت سے اتار کر نکال باہر کیا تھا اس وقت یہ لوگ کوہ تطابہ میں جا کر پناہ گزین ہوئے تھے جو صعدہ کے مشرق میں واقع ہے۔

بنو ہادی کا ٹھکانہ: ...... اس زمانہ سے مسلسل اسی پہاڑ میں مقیم رہے اور ہر زمانہ میں ان کا امام اعلان کرتا آتا تھا کہ اصل میں حکومت ہماری ہی ہے یہاں تک کہ زیدیہ نے احمد موطی کے ہاتھ پر امامت وامارت کی بیعت کی، یہ فقہ، ادیب اپنے مذہب کا عالم اور پابند صوم وصلوٰۃ تھا، ۶۴۵ھ میں اس کی امامت کی بیعت کی گئی، نورالدین عمر بن رسول کو اس سے خطرہ پیدا ہوا فوجیں مرتب کر کے احمد موطی پر چڑھائی کر دی اور تلا سنہ میں اس کا محاصرہ کر لیا، احمد موطی نے قلعہ بندی کر لی عمر بن رسول نے محاصرہ اٹھا لیا اور دوبارہ محاصرہ کرنے کی غرض سے محصور قلعہ کو گرد ونواح کے قلعوں سے فوجیں طلب کیں لیکن ان فوجوں کے پہنچنے سے پہلے عمر بن رسول کو مار ڈالا گیا اس کا بیٹا مظفر، قلعہ دملوہ کے فتح کرنے میں مصروف تھا اس کو وقت نے اتنا موقع نہ دیا کہ وہ احمد موطی کے مقابلہ پر آتا۔

احمد موطی کی فتوحات: ...... احمد موطی نے نہایت اطمینان کے ساتھ قلعوں کو فتح کرنا شروع کر دیا، بیس قلعے لڑ کر فتح کئے صعدوں پر فوج کشی کی ،سلیمان کو شکست فاش دے کر صعدہ میں اپنی کامیابی کا جھنڈا گاڑا سلیمانیوں نے امام منصور عبداللہ کے بیٹے احمد کی بیعت، اسی زمانہ میں کر لی تھی اور متوکل کا خطاب دیا تھا جب کہ موطی کی امامت کی بیعت کی گئی تھی، کیونکہ سلیمانی اس کے حسن ہونے اور شرائط امامت کے پورے ہونے کا انتظار کر رہے تھے پس جب احمد موطی کی بیعت کی خبر مشہور ہوئی تو ان لوگوں نے بھی بیعت کر لی۔

سلیمانی اور امام احمد متوکل: ...... پھر جس وقت احمد موطی نے صعدہ کو فتح کر لیا تو سلیمانیوں کے امام متوکل نے امن حاصل کر کے خود کو احمد موطی کے حوالہ کر دیا اور اس امارت وامامت کی بیعت کر لی یہ واقعہ ۶۴۸ھ کا ہے، ۶۵۰ھ میں احمد موطی حج کرنے گیا، اس زمانہ سے زیدیہ صعدہ کی حکومت ،احمد موطی کی آئندہ نسلوں میں چلی گئی۔

نجاح بن صلاح: ...... میں نے صعدہ میں سنا ہے کہ امام صعدہ قبل ۷۸۰ھ سے پہلے علی بن محمد تھا جو کہ احمد موطی کی نسل سے تھا اور اس نے

۸۰ ۷ھ سے پہلے وفات پائی۔ پھران کا بیٹا صلاح الدین حکمران بنا زیدیہ نے اس کی بیعت کی بعض زیدیہ کہتے تھے جبکہ وہ امامت کی شرائط نہ ہونے کی وجہ سے امام نہیں تھا، ❶ لیکن وہ کہتا تھا کہ میں تمہارے لئے وہی ہوں جو تم چاہو اگر مجھے امام کہو تو امام، سلطان کہو تو سلطان بہر حال صلاح نے آخری ۷۹۳ھ میں انتقال کیا اس کی جگہ اس کا بیٹا نجاح حکمران بنا زیدیہ نے اس کی بیعت سے انکار کر دیا تو نجاح نے کہا کوئی مضائقہ نہیں ہے میں یہ معاملہ اللہ تعالیٰ پر چھوڑتا ہوں۔

یہ واقعات وہ ہیں مجھے اس وقت ان لوگوں سے معلوم ہوئے جب میں مصر میں ٹھہرا ہوا تھا اللہ تعالیٰ زمین اور ان تمام چیزوں کا جو اس پر ہیں وارث و مالک ہے۔

طالبیون کے نام ونسب اوران کے مشہور لوگوں کے تذکرے

خلافت کے دعویدار:......طالبیوں کا سلسلہ نسب حسن وحسین بن علی بن ابی طالب تک پہنچتا ہے جو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے پیدا ہوائے تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نواسے ہیں بعض طالبیوں کا سلسلہ نسب محمد بن حنفیہ سے جو کہ حضرت حسن وحسین رضی اللہ عنہما سے بھی جاملتا ہے اگر چہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی دوسری اولاد بھی تھی مگر جن لوگوں نے خلافت و امارت کو اپنا حق تصور کر کے طلب کیا اور شیعوں نے ان کی طرف داری کی اور اطراف بلاد میں ان کی امارت وحکومت کی ترغیب دی وہ یہی تین (حسن اور حسین اور محمد) تھے دوسرے اولاد نہیں تھی۔

حضرت حسن کی اولاد:......حسن کی اولاد میں سے حسن مثنیٰ اور زید ہیں انہی دونوں سے حسن سبط کی نسل امامت وحکومت کی مدعی بنی، حسن مثنیٰ کے بیٹوں میں عبداللہ کامل، حسن مثلث، ابراہیم عمر عباس اور داؤد ہیں عبداللہ کامل اور اس کے بیٹوں کے حالات اور انساب اوپر بیان ہو چکے جہاں پر اس کے بیٹے محمد مہدی کا تذکرہ اور حالات جو ابوجعفر منصور کے ساتھ پیش آئے تھے احاطہ تحریر میں لائے گئے ہیں، حکمران ادارسہ جو مغرب اقصیٰ میں تھے بنو ادریس بن ادریس ابن عبداللہ کامل بنو حمود حکمرانان اندلس، (جو بنو امیہ کے آخری عہد حکومت میں بنی امیہ کی جانب سے حکمران تھے) بنو حمود بن احمد بن علی بن عبیداللہ بن عمر بن ادریس کا ذکر ہم آئندہ تحریر کریں گے) بنو سلیمان بن عبداللہ کامل، (جس کی نسل سے شاہان یمامی بنو محمد احیضر بن یوسف بن ابراہیم بن موسیٰ جون گذرے ہیں) بنو صالح بن موسیٰ بن عبداللہ ساقی لقب بہ "ابوالکرام" بن موسیٰ جون انہی طالبیوں کے اعقاب اور نسل سے تھے۔

بنو صالح:......بنو صالح وہ ہیں جنہوں نے "بغافہ" یعنی سوڈان کے مضافات ملک "مغرب اقصیٰ" میں حکمرانی کی تھی اور ان کی آخری پسلیاں اس وقت تک وہاں پر معروف وموجود ہیں اسی کی نسل سے ہواشم بنو ابی ہاشم محمد بن حسن بن محمد اکبر بن موسیٰ ثانی بن عبداللہ ابوالکرام تھے جو عبیدیوں کے عہد حکومت میں مکہ کے امیر تھے ان کا تذکرہ ہم اوپر تحریر کر چکے ہیں، انہی کی نسل میں سے بنو قتادہ بن ادریس ابن مطاعن بن عبدالکریم بن موسیٰ بن عیسیٰ بن سلیمان بن موسیٰ جون بھی تھے جو ہواشم کے بعد مکہ معظمہ کے حکمران بنے یہ لوگ اپنے باپ قتادہ کی بدولت حکومت پر قابض ہوئے تھے انہی میں سے بنو نمی بن سعد بن علی بن قتادہ ہیں جو اس وقت مکہ کے امراء ہیں۔

داؤد بن حسن مثنیٰ سے سلیمانیوں کا سلسلہ نسب ملتا ہے جو مکہ معظمہ کے حکمران تھے یہ لوگ سلیمان بن داؤد کی نسل سے تھے ان پر آخر زمانہ میں ہواشم غالب آ گئے تھے پھر یہ لوگ مکہ معظمہ سے یمن کی جانب چلے گئے تھے جہاں زیدیہ نے ان کی امامت تسلیم کر لی جیسا کہ ان کے حالات کے ضمن میں بیان ہو چکا۔

حسن مثلث بن حسن مثنیٰ کی نسل میں سے "ابن طباطبا" ہے اس کا نام ابراہیم بن اسماعیل بن ابراہیم تھا انہی میں سے محمد بن طباطبا ابوالائمہ صعدہ تھا جن پر بنو سلیمان بن داؤد بن حسن مثنیٰ اس وقت غالب آئے تھے جب وہ مکہ سے صعدہ آئے تھے پھر ان پر "بنورسی" مسلط ہو گئے چنانچہ یہ لوگ اپنے امام کے پاس "صعدہ" چلے گئے اور اس وقت تک وہیں پر موجود ہیں۔

❶......تصحیح واستدراک مفتی ثناء اللہ محمود

بنو سلیمان اور داعی صغیر:.......بنو سلیمان بن داؤد بن حسن مثنیٰ اور اس کا بیٹا محمد بن سلیمان (جو حکمران مدینہ عہد حکومت مامون میں تھا) محمد بن حسن بن محمد بن ابراہیم بن حسن بن زید (جو زمانہ معتمد میں مدینہ منورہ کا والی اور حاکم گذرا ہے اور اس نے منہیات شرعیہ اور خونریزی کو حلال کر رکھا تھا فتنہ وفساد کی اتنی زیادہ گرم بازاری ہوگئی تھی کہ جماعت کے ساتھ نماز ہونے بند ہوگئی تھی) حسن بن زید بن محمد بن اسماعیل بن حسن بن زید اس کا بھائی محمد (جنہوں نے یکے بعد دیگر طبرستان میں حکومت وامارت قائم کی تھی، اوران دونوں کے حالات اوپر بیان کئے جا چکے ہیں، داعی صغیر حسین بن قاسم بن علی بن عبدالرحمٰن بن قاسم بن محمد طحانی بن قاسم بن حسین بن زید (جو رے اور طبرستان کا داعی صغیر تھا) اسی ابراہیم عمر بن حسن مثنیٰ کی نسل سے تھا ''داعی صغیر'' اور اطروش کے درمیان لڑائیاں بھی ہوئی تھیں، چنانچہ ۳۱۹ھ میں ''داعی صغیر'' مارا گیا اس کی آخری نسل میں سے قاسم بن علی بن اسماعیل تھا جو حسن بن زید کا ایک سپہ سالار تھا۔

دیلمی فوج:......ان لوگوں نے اس اطراف کے رہنے والوں کے ساتھ محبت اور اخلاق کا برتاؤ کیا تھا جس سے اس اطراف کے دلوں میں ان کی محبت جاگزین ہوگئی اور یہی سبب تھا کہ دیلم آئے دن اسلامی علاقوں پر حملہ آور ہوتے تھے کیونکہ ان حسینوں کی فوج انہی دیلمیوں سے مرتب کی جاتی تھی جوان لوگوں کے ساتھ خروج کیا کرتی تھی، اطروش حسنی کے ساتھ ''ماکان بن کالی'' شاہ دیلم نے خروج کیا تھا، مرداویج اور بنو بویہ انہی کے حامیوں میں سے تھے انہی دیلمیوں کے اعزہ واقارب ان کی فوج کے سپہ سالار اور سپاہی ہوتے تھے جو اپنی فوج کی وجہ سے ''دیلم'' کے نام سے یاد کئے جاتے تھے (واللہ یخلق مایشاء)

علی زین العابدین بن حسین رضی اللہ عنہ:......حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہما کی مذکر اولاد میں سے جو کہ یزید کے دور میں مقام کربلا میں شہید کردیئے گئے تھے صرف ایک یادگار ''علی'' ''زین العابدین'' باقی رہ گئے تھے علی زین العابدین کے چار بیٹے تھے محمد ''باقر'' عبداللہ ''ارقط'' عمر اور حسین ''اعرج''

حسین کو کبی:......عبداللہ بن کبی، حسن اطروش بن علی قائم بن حسن بن علی بن عمر کے سپہ سالار تھا اس نے طالقان میں معتصم کے دور میں حکومت وسلطنت کی بناء ڈالی تھی پھر خونریزی کے خوف سے روپوش ہوگیا تھا اور اسی حالت روپوشی میں اس کی وفات ہوئی یہ معتزلی مذہب رکھتا تھا، اطروش کے ہاتھ پر دیلم کا گروہ اسلام لایا تھا۔

اطروش کا تعارف:......اطروش کا نام حسن تھا اور یہ علی بن حسن بن علی بن عمر کا بیٹا تھا نہایت ادیب اور فاضل شخص تھا اس نے اپنے مذہب کا خوب سنوارا طبرستان پر حکمرانی کی ۳۰۴ھ میں وفات پائی اس کے بعد اس کا بھائی محمد حکمرانی کرنے لگا جب یہ بھی مرگیا تو حسین بن محمد بن علی جو اس کے بھائی کا بیٹا تھا کرسی حکومت پر بیٹھا ۳۱۶ھ میں نصر بن احمد بن اسماعیل بن احمد بن نوح بن اسد سامانی حاکم خراسان سے جنگ میں مارا گیا۔

حسین بن ہمرج:......حسین اعرج کی اولاد میں سے حسین ہمرج بن زین العابدین عبداللہ عقیقی بن حسین اعرج تھا عبداللہ عقیقی کی نسل میں سے حسین بن محمد بن جعفر بن عبداللہ عقیقی گذرا ہے جس کی زندگانی کا خاتمہ حسن بن زید والی طبرستان کے ہاتھوں ہوا اسی خاندان سے جعفر بن عبیداللہ بن حسین اعرج تھا جس کو اس کے گروہ والے ''حجۃ اللہ'' کے نام سے یاد کرتے تھے اسی کی آئندہ نسل میں ''مسلم'' ایک شخص پیدا ہوا تھا جو حکومت کافور میں مصر کے سیاسی امور کا ناظم گذرا ہے ''مسلم'' کا اصل نام محمد بن عبیداللہ بن طاہر بن یحییٰ محدث بن حسین بن جعفر حجۃ اللہ تھا مسلم کے بیٹے طاہر کی نسل سے اس زمانہ کے مدینہ منورہ کے امداد بنو جماز بن ہبۃ اللہ بن جماز بن منصور بن جماز بن شیحہ بن ہاشم قاسم بن مہنی اور مہنی بن داؤد قاسم براور مسلم اور عمر وطاہر ہیں۔

زید اور یحییٰ بن زید:......''حسین اعرج'' کی اولاد سے ''زید'' بھی تھے جنہوں نے کوفہ میں ہشام بن عبدالملک کے خلاف ۱۲۱ھ میں خروج کیا تھا اور وہیں مارے گئے تھے اس کے بعد ۱۲۵ھ میں ان کے بیٹے یحییٰ نے خراسان میں علم مخالفت بلند کیا اوران کی بھی زندگانی کا خاتمہ کردیا گیا بعض اوقات ''صاحب زنج'' خود کو نسباً ان کی طرف منسوب کرتا تھا اور اس کا بھائی عیسیٰ بن زید جس نے منصور کی خلافت کے شروع میں منصور سے جنگ کی تھی حسین ہی کی اولاد میں سے شمار کیا جاتا ہے اس کی نسل سے یحییٰ بن عمر بن یحییٰ تھا جس نے مستعین کے دور حکومت میں کوفہ میں امارت قائم کی تھی اس

کے خیالات، صحابہ رضی اللہ عنہم کے بارے میں اچھے اور قابل تحسین تھے اس کی طرف وہ عمری منسوب کئے جاتے ہیں جو کہ بغداد میں سلطان کی جانب سے دیلم کے قابض ہونے کے زمانہ میں کوفہ پر غالب اور متصرف ہوگئے تھے، علی بن زید بن حسین بن زید نے کوفہ میں حکومت قائم کی تھی پھر "صاحب الزنج" کے پاس بصرہ بھاگ گئے مگر اس نے اس کو قتل کر کے اس لونڈی کو گھر میں ڈال لیا جس کو انہوں نے بصرہ سے گرفتار کیا تھا۔

عبداللہ افطح کا فرقہ: ...... محمد" باقر بن زین العابدین کی اولاد میں عبداللہ افطح اور جعفر صادق تھے عبداللہ افطح کے گروہ والے، عبداللہ افطح کی امامت کے قائل تھے اسی گروہ میں سے "زرارہ بن اعین" کوفی تھا، زرارہ نے کوفہ سے نکل کر مدینہ منورہ میں جا کر قیام کیا تھا اہل مدینہ نے زرارہ سے چند مسائل فقہی معلوم کئے تھے جن کا جواب وہ نہ دے سکا چنانچہ ان لوگوں نے عبداللہ افطح کی امامت کے عقیدہ سے رجوع کر لیا اس لئے افطحیہ کی امامت کا سلسلہ منقطع ہوگیا۔

ابن حزم کا خیال ہے کہ شاہان مصر عبیدیین اس کی طرف نسباً منسوب کیا جاتا ہے حالانکہ یہ صحیح نہیں ہے۔

محمد دیباجہ: ...... جعفر صادق کے بیٹوں میں سے اسماعیل ❶، امام موسیٰ کاظم اور محمد دیباجہ تھا محمد دیباجہ نے زمانہ خلافت مامون میں مکہ معظمہ میں بغاوت کی اہل حجاز نے اس کی خلافت وامارت کی بیعت کی۔ پھر جس وقت معتصم حج کرنے آیا تو ان کو گرفتار کر کے مامون کی خدمت میں بغداد لے آیا۔ مامون نے اس کی خطا معاف کر دی تھی، محمد دیباجہ نے ۳۰۳ھ میں وفات پائی۔ باقی اسماعیل اور موسیٰ کاظم ان پر اور انہی سے شیعہ میں اختلاف پیدا ہوتا ہے۔

موسیٰ کاظم: ...... موسیٰ کاظم کا حلیہ بدویوں سے زیادہ ملتا جلتا اور رنگ مائل بہ سیاسی تھا، رشید ان کی بہت عزت کرتا تھا اور ان کے معاملات میں لوگوں کے کہنے سننے کان نہیں دھرتا تھا جیسا کہ آپ اوپر پڑھ چکے ہیں انہی کی آئندہ نسل سے باقی ائمہ ہیں جن کی امامت کا فرقہ امامیہ اثناعشریہ عہد خلافت علی ابن ابی طالب کے قائل ہے۔

اثناعشری عقیدہ امامت میں ترتیب: ...... حضرت علی رضی اللہ عنہ بن ابی طالب نے ۳۵ھ میں جام شہادت نوش فرمایا شیعہ عقیدے کے مطابق ان کے بعد ان کے صاحبزادے

حسن ❷ امامت کی کرسی پر متمکن ہوئے ان کی وفات ۴۵ھ میں ہوگئی پھر ان کے بعد بھائی حسین امام ہوئے ان کی شہادت ۶۱ھ میں ہوئی ان کے بعد ان کے بیٹے علی زین العابدین امامت کے عہدے سے سرفراز کئے گئے انہوں نے ۹۴ھ میں وفات پائی ان کی وفات کے بعد محمد بن علی زین العابدین ملقب بن باقر امام بنے انہوں نے ۱۱۶ھ ❸ میں انتقال کیا ان کے بعد ان کے بیٹے جعفر صادق نے امامت کی ۱۴۳ھ میں ان کا

---

❶ ...... یہ وہی اسماعیل ہیں جن کے ماننے والے آج کل اسماعیل یا آغاخانی کہلاتے ہیں، ان کے بارے میں وضاحت قرامطہ کے باب میں ابن جوزی کے بیان کردہ چھ میں سے تیسرے قول کے ضمن میں کی جا چکی ہے۔ (مصحح)۔ ❷ ...... مورخ ابن خلدون نے اس مقام پر شیعوں کی ترتیب اور ان کی تاریخ وفات تحریر کی ہے، ولادت کا زمانہ بیان نہیں کیا، میں اس کمی کو دوسری کتب تواریخ سے پورا کرتا ہوں وہ اس طرح ہے، حسن رضی اللہ عنہ کی ولادت مدینہ منورہ میں نصف رمضان ۲ھ میں ہوئی اور تقریباً بیالیس سال کی عمر پائی، حضرت حسین رضی اللہ عنہ بھی مدینہ منورہ میں ہجرت کے چوتھے سال شعبان کی پانچویں تاریخ کو پیدا ہوئے تقریباً ستاون سال کی عمر ہوئی، علی زین العابدین بھی مدینہ منورہ میں علی رضی اللہ عنہ بن ابی طالب کی زندگی ہی میں ان کی شہادت سے دو برس پہلے ۳۳ھ میں پیدا ہوئے، تقریباً ستاون سال کی عمر پائی، محمد باقر حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت سے تین سال پہلے مدینہ منورہ میں ۵۸ھ میں پیدا ہوئے، تقریباً اٹھاون سال کی عمر پائی، جعفر صادق کی ولادت ۸۰ھ میں مدینہ منورہ میں ہوئی ان کی والدہ کا نام ام فردہ بنت قاسم بن محمد ابن ابی بکر صدیق تھا، تریسٹھ سال کی عمر پائی، موسیٰ کاظم مقام ابواء ۱۲۸ھ میں پیدا ہوئے، ان کی والدہ کا نام حمیدہ بربریہ تھا، انہوں نے پچپن سال کی عمر پائی، ان کے سینتیس لڑکے اور لڑکیاں تھیں، علی رضا کی ۱۴۸ھ میں ولادت مقام مدینہ منورہ میں ہوئی پچپن برس کی عمر پائی، "طوس" میں مدفون ہوئے، محمد ملقب بہ "جواد" مدینہ منورہ میں ماہ رمضان ۱۹۵ھ میں پیدا ہوئے پچیس سال زندہ رہے بغداد میں مدفون ہوئے، علی ہادی ۲۱۴ھ میں مدینہ منورہ میں پیدا ہوئے چالیس سال کی عمر میں حسن عسکری ۲۳۲ھ مقام مدینہ منورہ میں پیدا ہوئے اور اٹھائیس سال کی عمر پائی اور "سر من رائی" میں مدفون ہوئے، بارہویں امام محمد "مہدی" ہیں کہا جاتا ہے کہ ان کی عمر ان کے والد حسن عسکری کی وفات کے پانچ برس کی تھی وہ اپنی والدہ کے ساتھ سرداب میں داخل ہوئے اور غائب ہوگئے۔ یہ سب تفصیل شیعوں کے نزدیک ہے اور تاریخ ابی الفرائد اور سبائک الذہب اور معارف ابن ابی قتیبہ سے لی گئی ہے۔ ❸ ...... یہاں امام باقر رحمہ اللہ تعالیٰ کی وفات ۱۱۶ھ تحریر ہے جب کہ ہمارے پاس موجودہ جدید عربی ایڈیشن (جلد نمبر ۴ صفحہ نمبر ۳۱) پر ان کی وفات ۱۸۱ھ تحریر ہے، ۱۱۶ھ زیادہ صحیح معلوم ہوتی ہے۔ (مصحح)۔

انتقال ہوا ان کے بعد ان کے بیٹے موسیٰ کاظم کا امامت دی گئی ان کی وفات ۱۸۳ھ میں ہوئی۔شیعوں کے نزدیک یہ ساتویں امام میں ان کے بعد ان کے بیٹے محمد ملقب نہ جواد ❶ امام ہوئے انہوں نے ۲۲۰ھ میں انتقال کیا پھر ان کے بیٹے علی ''ہادی'' نے امامت کی ان کا انتقال ۲۵۴ھ میں ہوا ان کے بیٹے محمد ''مہدی'' کو عہدۂ امامت ملا یہ شیعوں کے بارہویں امام ہیں ان کے حالات آپ اوپر پڑھ چکے ہیں۔

ابراہیم قصائی کا تعارف:.....موسیٰ کاظم کی اولاد سے سوائے ائمہ کے ابراہیم مرتضیٰ نامی ایک شخص گذرا ہے جس کو محمد بن طباطبا اور ابوالسرایا نے یمن کی حکومت دی تھی چنانچہ ابراہیم یمن گیا اور وہیں پر خلافت مامون کے دور میں رکا رہا اور خونریزی کرتا رہا حتیٰ کہ بہت زیادہ جس وجہ لوگوں نے اس کو ''جزار'' (قصائی) کا لقب دیا اس نے اپنی امامت کا اظہار کیا اور حکومت وسلطنت کا اس وقت دعویٰ کیا تھا جب خلیفہ مامون نے اس کے بھائی علی رضا کی ولی عہد کا اعلان کیا تھا اعلان کو زیادہ زمانہ نہ گذرا تھا کہ خلیفہ مامون پر ان کے قتل کا الزام لگا تو جزار نے علم مخالفت بلند کر دیا اور حکومت وسلطنت کا دعویٰ دار بن گیا چنانچہ مامون نے جنگ فاطمیین پر محمد بن زیاد بن ابی سفیان کو مامور کیا چونکہ ان لوگوں میں باہم عداوت وبغض تھا اس لئے محمد بن زیاد نے نہایت مستعدی سے اس مہم کو سر کیا فاطمیوں پر متعدد حملے کئے ان کے حامیوں اور گروہ والوں کو قتل کیا اور ان کی جماعت کو تتر بتر کر دیا۔

ابراہیم مرتضیٰ کی اولاد میں سے موسیٰ بن ابراہیم،شریف رضی اور مرتضیٰ کا دادا تھا اور ان دونوں کا نام علی بن حسین بن محمد بن موسیٰ بن ابراہیم تھا۔

زید ''النار'' کا تعارف:.....موسیٰ کاظم کی اولاد میں زید بھی تھا اس کو ''ابوالسرایا'' نے اہواز کی حکومت پر مامور کیا تھا چنانچہ زید بصرہ گیا اور اس پر حکمرانی کرتا رہا اور عباسیوں کے مکانات کو جو وہاں تھے جلا کر خاک وسیاہ کر دیا اسی مناسبت سے اسے ''زید النار'' کے نام سے یاد کیا گیا اس کی نسل سے زید الجنتہ بن محمد بن زید حسن بن ''زید النار'' تھا یہ اس خاندان کا نامور فاضل اور صالح ترشخص تھا اسے خلیفہ متوکل کے دور میں بغداد بھیجا گیا متوکل نے اس کو ابن ابی داؤد کے حوالے کر دیا۔ابن ابی داود نے اس کی آزمائش کی تو امتحان میں کامل نکلا تب ابن ابی داود کی گواہی پر متوکل نے اس کو رہا کر دیا موسیٰ کاظم ہی کی اولاد سے اسماعیل بھی تھا اس کو بھی ''ابوالسرایا'' نے فارس کی حکومت دی تھی

محمد بن حسین بن جعفر اور علی:.....جعفر صادق کی نسل میں سے ائمہ کے علاوہ محمد وعلی بن حسین بن جعفر تھے جنہوں نے ۲۷۱ھ میں حکومت وسلطنت کی مدینہ منورہ میں بنیاد ڈالی اور بہت خونریزی کی لوگوں کے مال واسباب لوٹ لئے جعفر بن ابی طالب کی اولاد کو جی کھول کر پامال کیا مہینوں تک مدینہ منورہ میں نہ جمعہ ہوا نہ جماعت کی نماز ہوئی۔

عبیدیوں کا نسب:.....اسماعیل امام کی نسل سے خلفاء قیرواں ومصر عبیدیین یعنی نبو عبیداللہ مہدی بن محمد بن جعفر بن محمد بن جعفر بن محمد بن اسمٰعیل تھے جن کا ذکر اوپر ہو چکا،جو لوگ ان کے نسب میں ردوقدح یا اختلاف کرتے ہیں وہ بالکل قابل التفات نہیں ہے صحیح وہی ہے جو ہم نے تحریر کیا ہے۔

ابن حزم نے لکھا ہے یہ لوگ حسن بغیض یعنی عبیداللہ مہدی کے چچا کی اولاد میں سے ہیں ابن حزم کہتا ہے کہ یہ عبیدیوں کا دعویٰ ہے جس کی حقیقت کچھ نہیں ہے۔

محمد بن حنفیہ:.....محمد بن حنفیہ کے بیٹوں میں سے عبداللہ بن عباس اور اس کا بھائی علی بن محمد اور اس کا بیٹا حسن بن علی بن محمد تھا۔شیعہ ان کی امامت کے بھی قائل ہیں۔خلیفہ مامون کے زمانہ خلافت میں اولاد علی بن محمد کے علاوہ عبدالرحمٰن بن محمد احمد بن محمد بن عبداللہ بن محمد بن علی بن ابی طالب نے بھی بغاوت کی تھی۔

عبداللہ بن معاویہ:.....جعفر بن ابی طالب کی نسل سے عبداللہ بن معاویہ بن عبداللہ بن جعفر بن ابی طالب تھا جس کی فارس میں حکومت تھی،کوفہ میں اس کی خلافت وامارت کی بیعت لی گئی،علویہ کے بعض حامیوں نے یہ چاہا تھا کہ عنان حکومت وسلطنت اس کے قبضہ میں دے دی جائے لیکن ابومسلم نے اس سے اختلاف کیا ان کے گروہ کے لوگ ان کے آنے کا انتظار کرتے ہیں اور وصیت کے ذریعے ابوہاشم بن محمد بن حنفیہ اس کی خلافت

❶.....ہمارے پاس موجود جدید عربی ایڈیشن جلد نمبر ۴ صفحہ نمبر ۱۲۰ پر ان کا لقب جواد کے بجائے التقی تحریر ہے۔(مصحح)

وامارت کا مستحق سمجھتے ہیں یہ فاسق شخص تھا اور معاویہ اس کا بیٹا شر وفسق میں اپنے باپ کی مثل تھا۔

قارئین!

طالبیوں کے انصاف اور حالات مکمل ہوئے اب ہم بنی امیہ کے حالات کی طرف متوجہ ہوتے ہیں جو اندلس میں علم خلافت عباسیہ کے مدمقابل تھے بعد اس کے ہم آپ عرب کی ان دولتوں ترک، یمن، جزیرہ، شام عراق، مغرب کے حالات کے لکھنے کی طرف اپنی توجہ مبذول کریں گے جو علم خلافت عباسیہ کی ماتحت اور ان کی نام لیوا تھیں، مگر اس سے علیحدہ اور جدا تھیں واللہ المستعان۔

اسلامی تنزل کی وجہ:......(مترجم) قارئین! ایک زمانہ دراز سے آپ ان اوراق کو نہایت صبر واستقلال سے پڑھتے آ رہے ہیں اور بظاہر روکھے سوکھے مضامین کے سوا چٹپٹے پھڑکتے ہوئے جملے آپ نے نہ دیکھے اور نہ سنے آپ نے انہی اوراق میں اسلام اور اسلامیوں کی جیتی جاگتی چلتی پھرتی تصویریں دیکھی ہیں اور پھر انہی صفحات میں آپ نے ان کے انحطاط کی تصویر کو بھی تنزل کے گوشہ میں گریبان میں منہ ڈالے بیٹھی ہوئی یا حیران اور سرگرداں ملاحظہ کیا ہوگا۔ اس آپ کے ذہن میں یہ خیال پیدا ہوسکتا ہے کہ آخر یہ کیوں ہوا؟ مگر ذرا سوچیں گے تو آپ کا ذہن، آپ کا دل، خود یہ جواب فوراً دے دے گا کہ اسلامیوں کی بربادی اس لئے ہوئی کہ ان لوگوں نے احکام قرآنی پر نظر نہ رکھی اور آپس کی خانہ جنگیوں کو، باہمی نزاعات، بے جا خواہشات حکمرانی اور تکبر و بے جا فخر وانساب "وہمچومن ❶ دیگرے نیست" میں مبتلا ہو گئے تھے۔

تنزل کا ابتدائی دور:......خلافت راشدہ اسلامیہ کے تیسرے دور کے آخر میں امیر المومنین حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی شہادت کا واقعہ اگرچہ فسادیان مصر کے علاوہ کبار صحابہ میں سے کوئی شریک نہیں ہوا تھا تاہم اسلام اور اسلامیوں کے نقصان عظیم پہنچانے کے لئے کم نہ تھا مگر اس زخم کا فوری علاج یوں ہو گیا کہ امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ ابن ابی طالب نے ارباب حل وعقد وکبار صحابہ کے مشورے سے خلافت کا معاملہ سنبھالا مگر ابھی نظام حکومت درست ہونے نہیں پایا تھا کہ اسی واقعہ نے (جس میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی مظلومانہ شہادت ہوئی تھی) خود کو جنگ جمل کے سانچے میں ڈال لیا حضرت طلحہ، زبیر اور ام المومنین "عائشہ" رضی اللہ عنہا ایک فریق بن گئے اور امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ الگ فریق بن گئے۔ لگانے بجھانے والوں اور قاتلین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے دونوں فریق لڑا کر خود کو شہید خلیفہ قصاص سے بچالیا، اس جنگ میں پہلے فریق کو شکست ہوئی اور امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ نے امیر المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو عزت واحترام سے میدان سے واپس کیا اور خود کوفہ پہنچ کر نظم ونسق میں مصروف ہو گئے۔

اسلام کا عظیم نقصان:......قصاص حضرت عثمان رضی اللہ عنہ طلبگاروں کے دل، واقعہ شہادت متذکرہ بالا سے بھرائے ہوئے تو پہلے سے ہی تھے، امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ کے عزل ونصب نے ان کے حق میں سونے میں سہاگا کا کام دے دیا اور جنگ صفین کی بنیاد پڑ گئی۔ اس میں فریق حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ گورنر شام تھے، دوسرے فریق وہی امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ دونوں کی قوت اس لڑائی کے نذر ہوگئی آخر کار قدرتی طور پر یہ طے پایا کہ اب اور عراق کی زمام حکومت امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ کے قبضہ اقتدار میں رہی اور شام پر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ حکمران رہے اس سے آپ اندازہ کرسکتے ہیں کہ اس دور میں خلافت اسلام کی متحد قوت دو قوتوں میں منقسم ہو جانے سے مسلمانوں کی قوت کو کتنا زیادہ نقصان پہنچا ہوگا اور وہ قوت جو اسلام کو خلافت کے پہلے دور میں حاصل تھی کہاں تک زائل ہوگئی ہوگی۔

جنگ نہروان:......پھر اسی جنگ کے خاتمہ پر نہروان کی بناء پڑ گئی اور امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اس میں مصروف ومشغول ہونا پڑ گیا اس سے خلافت کی رہی سہی قوت بھی ٹوٹ گئی تھی یہی واقعات تھے جن کی وجہ سے آخر دور خلافت میں فتوحات کا دائرہ وسیع کرنے کا موقع نہیں ملا اور ساری قوت آپس کے جھگڑوں، باہمی نزاعات اور بغاوت دور کرنے میں صرف ہوگئی۔ حتی کہ امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ کا زمانہ شہادت قریب آ گیا۔

حضرت حسن رضی اللہ عنہ اور اتحاد امت:......پھر ان کی شہادت کے بعد لوگوں نے آپ کے صاحبزدے حسن رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر خلافت وامارت کی بیعت کر لی، یہ بھی ایک صورت اجتماع اور شوریٰ کی تھی۔ حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے سریر خلافت پر بیٹھتے ہی اس بات احساس کر کے کہ ممالک اسلامیہ میں دو حکومتوں

❶......مجھ جیسا اور کوئی نہیں۔

کے قائم ہونے یا رہنے سے اسلام کو فائدے کے بجائے نقصان اور ترقی کے بدلے تنزلی ہوگی نہایت دانائی و دور اندیشی سے اس بات کو پیش نظر رکھ کر کہ خلافت راشدہ کا دور ارشاد نبوی ﷺ کے مطابق تیس سال رہے گا حکومت امارت امیر معاویہ کے حوالے کردی اور خود مدینہ منورہ میں جا کر گوشہ نشین ہو گئے۔

حسن رضی اللہ عنہ کا کارنامہ:...... لہٰذا کسی ہوا پرست کا یہ خیال کرنا کہ حسن رضی اللہ عنہ ابن علی رضی اللہ عنہ نے بزدلی یا سستی کاہلی سے چھوڑ دی نہایت حماقت و بے دینی ہے۔ اس کام نے ادھر رسول اللہ ﷺ کی اس پیشن گوئی ❶ کو جو کہ آپ نے عہد طفلی حسن بن علی رضی اللہ عنہ میں کی تھی سچ کر دکھایا ادھر شیعان علی نے ہمیشہ کے لیے اسی وجہ سے ان کے خاندان کو منصب امارت سے محروم کر دیا۔

بہ بیں تفاوت رہ از کجاست تا بہ کجا

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا دور:...... حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اس ''عام الجماعت ❷'' کے بعد تمام ممالک اسلامیہ پر بلاشرکت غیرے حکمرانی کرنے لگے یہ وہ زمانہ تھا لوگوں نے نبوت اور صحابہ کے فیوض و برکات بھلا دی تھیں قومی حمیت عصبیت اور جنبہ داری میں مبتلا ہو گئے تھے حضرت معاویہ طویل عرصے حکومت کر کے انتقال کر گئے انہوں نے انتقال سے چند دن پہلے اپنے بیٹے یزید کو ولی عہد بنایا۔ اسلام میں یہ پہلی مثال تھی جس سے انتخابی اور جمہوری حکومت برخاست ہوئی اور شخصی حکومت کی بناء قائم ہوئی ورنہ اس سے پہلے انتخاب اور اجماع اہل شوریٰ سے منصب امارت و خلافت دیا جاتا تھا۔ اگر حضرت امیر معاویہ خود بھی انتخاباً و اجماعاً خلیفہ و امیر نہیں بنائے گئے تھے مگر انہوں نے فطرت و جبات کے تقاضے کے مطابق جب کہ مسلمانوں میں تفرقہ پیدا ہو چلا تھا قوم کی بنا پر اپنی قوم اور سارے عرب اور تمام مسلمانوں کو اپنی طرف مائل کر لیا جیسا کہ ہر بادشاہ اپنی قوم کو بوجہ عصبیت اپنی جانب مائل کر لیتا ہے۔

یزید کا دور:...... اس وقت تک جتنی لڑائیاں ہوئیں وہ محدود اور شخصی تھیں اس کا اثر اسی وقت تک رہا جب تک کہ وہ قائم رہیں یزید کے زمانہ حکومت میں ایک ایسا واقعہ پیش آ گیا کہ جس سے اسلام میں گروہ بندیاں شروع ہو گئیں اگرچہ گروہ بندیوں کا سلسلہ آخری دور خلافت خلیفہ ثالث سے شروع ہو گیا تھا لیکن وہ ایسا دقیق نہیں ہے کہ جس کی طرف توجہ کی جائے۔

مسلم بن عقیل کے بیٹوں کا قتل:...... یزید کے زمانہ حکومت میں کوفیوں کی تحریک و اصرار پر جو خود کو شیعان علی کہلاتے تھے حضرت حسین بن علی نے پہلے مسلم بن عقیل کے بیٹوں کو کوفہ روانہ کیا اور جب کوفہ کے شیعان علی نے ان کے ہاتھ پر حسین بن علی کی بیعت کر لی تو آپ نے بھی یہ خبر پا کر کوفہ کی طرف کوچ کیا اور ہر حکومت کا دباؤ پڑنے سے کوفہ والوں نے جنہوں نے مسلم کے بیٹوں کے ہاتھ پر حسین ابن علی کی بیعت کی تھی مسلم بیٹوں کو حکومت کے حوالے کر دیا اور ان کو شہید کر دیا گیا ادھر حضرت حسین ابن علی کوچ و قیام کرتے ہوئے قریب کوفہ پہنچ گئے۔ یزید نے ملکی مصلحت کے خیال سے اپنے امراء لشکر اور نیز گورنر کوفہ کو اس کی روک تھام پر مامور کیا اس جدوجہد میں لشکر کو کامیابی حاصل ہوگئی اور کوفہ والے جنہوں نے خطوط لکھ کر بیعت کے لئے بلوایا تھا اور مسلم کے بیٹوں کے ہاتھ پر آپ کی بیعت بھی کر لی تھی اپنے مطلوبہ، امام کو لشکر شام کے حوالہ کر کے تماشائے جنگ لکھے تھے شیعان علی جس سے تھے اور اس کے متبع تھے۔ شام والے شاہی ملازم تھے اور ان کا مذہب میرے نزدیک نہ شیعہ تھا نہ سنی بلکہ وہ حکومت کا مذہب رکھتے تھے، حکومت کا مذہب کیا تھا؟ مصالح ملکی، انتظام سلطنت، اور حکمرانی۔

یزید کی موت اور حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہ:...... یہ واقعہ حرہ پیش آیا یہ بھی ایک دل خراش واقعہ تھا اس کے بعد یزید مر گیا اور اس کا بیٹا معاویہ بن زید بن معاویہ تخت نشین ہوا چالیس دن یا کچھ کم و زیادہ حکومت کر کے اس نے امارت سے ہاتھ کھینچ لیا، چنانچہ اہل حجاز، یمن، عراق اور خراسان نے بلا جدوجہد عبداللہ زبیر کی امارت کی بیعت کر لی، ملک شام اور مصر والے امیر مقرر کرنے میں پس و پیش کر رہے تھے کہ مروان بن الحکم کافی عرصے سے ایسے موقع کا منتظر اور حکومت و سلطنت کا خواہش مند تھا حکمت عملی سے ان لوگوں کو اپنی طرف مائل کرنے لگا اس کو اور اس کی آئندہ نسلوں کو اپنی

---

❶ ...... عن ابی بکرۃ رضی اللہ عنہ قال رایت رسول اللہ ﷺ علی المنبر والحسن بن علی الی جنبه وهو يقول علی الناس مرة علیه اخری ويقول ان ابنی هذا سيد ولعل الله ان يصلح به بين فئتين عظمتين من المسلمين من المسلمين رواہ البخاری، (ترجمہ) ابی بکر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو منبر پر دیکھا اور حسن بن علی رضی اللہ عنہما آپ کے پہلو میں تھے گاہے آدمیوں کی طرف متوجہ ہوتے تھے، اور گاہے حسن رضی اللہ عنہ کی طرف اور یہ فرماتے جاتے تھے میرا بیٹا سردار ہے اور یہ امید ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے ذریعے مسلمانوں کے دو گروہ عظیم میں مصالحت کراوے گا، روایت کی اس کی امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی مشکوٰۃ شریف صفحہ نمبر ۵۶۹ مطبوعہ اصح المطابع لکھنؤ ❷...... ''اتحاد کا سال'' (ثناء اللہ)

کوششوں میں کامیابی ہوگئی اور حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کی زندگانی کا ناکامی کے ساتھ خاتمہ ہو گیا حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کی بیعت امارت اگر غور سے دیکھا جائے تو اجماع اور شوریٰ کے ساتھ ہو سکتی ہے نہ کہ مروان بن الحکم کی۔

مروانیوں کا دورِ عروج: ...... بہر کیف اب وہ زمانہ آ گیا تھا کہ مروانیوں کی خوش اقبالی کا جھنڈا کامیابی کی ہوا میں لہرا رہا تھا ادھر دعویٰ دوران امارت وحکومت درپردہ ریشہ دوانیاں کر رہے تھے ادھر کبھی خوارج خروج کرتے نظر آتے تھے اور کبھی ❶ شیعان ومتبعان علی حسینؓ کا قصاص لینے کے لئے اٹھ کھڑے ہوتے تھے تاہم کچھ نہ کچھ جہاد کا سلسلہ قائم وجاری رہا، سندھ کاشغر، چین اور اندلوسیہ عظمیٰ وغیرہ جیسے ممالک فتح ہوئے۔

عباسی تحریک کی کامیابی: ...... ۱۰۰ھ سے دعویداران سلطنت اور خواہشمندان حکومت کا ایک نیا گروہ پیدا ہو گیا اس میں عباسی اور علوی حکومت اور سرداری کا جھنڈا لئے ہوئے نظر آتے ہیں اور ان لوگوں کو جنہوں نے بزور وغلبہ یا حکمت عملی سے حکومت حاصل کر لی تھی، حکومت کی کرسی سے اتار ناچاہتے ہیں عباسیوں کو اس ریشہ دوانی میں رفتہ رفتہ ۱۳۲ھ میں کامیابی حاصل ہوگئی اور علویہ جو قافلہ کے سالار تھے پیچھے رہ گئے مروان بن محمد آخری تاجدار بنوامیہ مارا گیا اور ابوالعباس مفاح حکومت وسلطنت کی قبا پہنے ہوئے کرسی امارت پر متمکن ہو گیا کاش یہ دعویداران سلطنت وخواہشمندان حکومت اپنی ذاتی منفعت باثروت ودولت کے حصول کی قوت کو غیر ممالک پر قبضہ وتصرف حاصل کرنے میں فوج کرتے اور ان ممالک میں آتش جنگ نہ بھڑکاتے جہاں اسلام کے نام لیوا حکومت کر رہے تھے تو آج دنیا میں صرف اسلام ہی اسلام نظر آتا۔

بنوامیہ وبنوعباس کی حکومتیں اور لڑائیاں: ...... اس وقت سے دوبارہ اسلام کی زمام حکومت دو مختلف خاندانوں کے قبضہ اقتدار میں چلی گئی ایک عباسیہ جو بنوامیہ کو کرسی حکومت سے اتار کر خود متمکن ہو گئے دوسرے بنوامیہ کی وہ آخری نسلیں جو عباسیہ کے ظلم کے ہاتھوں سے بچ کر اندلس بھاگ گئی تھیں اور وہاں پہنچ کر اپنی حکومت وامارت کی نئی بینا دقائم کی۔

بنوامیہ کی حکومت، ان ممالک سے ختم ہونے کے بعد ان کے گورنروں نے بار بار سر اٹھایا مگر حکومت وسلطنت نے ان کی سرکچل دیا غرض اس طرح سے آہستہ آہستہ بنوعباس کی حکومت کا سکہ ممالک اسلامیہ میں چلے۔

علویہ کا اقتدار اور سرکشی: ...... اس کے تھوڑے دنوں بعد، اہل بیت علویہ نے خلفاء عباسیہ سے لڑائی پیدا کر لی اور یہ خیال جما کر کہ ہم مستحق خلافت وامارت ہیں اپنی امارت وحکومت کی بناء قائم کرنے لگے، گھر کی بلا کو کون ٹال سکتا ہے انہوں نے بھی کچھ عرصے میں کوشش کر کے ممالک بعیدہ اسلامیہ پر قبضہ وتصرف حاصل کر لیا اور المغرب الاقصیٰ اور قیروان اور مصر وغیرہ وغیرہ ملکوں میں اپنی حکومت قائم کر لی۔

افسوسناک سوال؟: ...... یہ ممالک کس کے تھے؟ مسلمانوں کے! کس نے قبضہ کیا؟ وہی اسلام کے دعویداروں نے! یہ کیوں؟ محض اس دعویٰ سے کہ ہم امارت وخلافت کے مستحق ہیں ہم ہاشمی ہیں ہم علوی، ہمارے جدامجد کے حق میں امامت وامارت کی وصیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرما گئے تھے، حالانکہ ارباب نقل وروایات اس حدیث کا انکار کرتے ہیں۔

خواہشات کا کھیل اور اسلام کی تباہی: ...... افسوس ہے کہ ان لوگوں نے احکام وارشادات قرآنی کو بالائے طاق رکھ دیا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کو بھلا رکھا تھا مسلمانوں کی خونریزی کو بائیں ہاتھ کا کھیل سمجھ لیا تھا، مذہب وملت کو حکومت وسلطنت سے الگ کر دیا تھا بے جا خواہشات حکمرانی اور نسب کے تفاخر سے اسلام اور اسلامیوں کی بیخ کنی اور اپنی خواہش اور ہوس کے پودوں کی نشوونما میں اپنی قوتوں کو خرچ کر رہے تھے یہی اسباب تھے جن سے علم خلافت اسلامیہ آخر کار سرنگوں ہو گیا اور اس کا نام ونشان صفحۂ ہستی سے مٹ گیا۔

تنزلی کا ایک اور سبب: ...... حکومت اسلامیہ کی تنزلی کے اسباب میں ایک بڑا اور قوی سبب یہ بھی تھا کہ تاجدار خلافت کی سستی وکاہلی یا عدم خبرت کی وجہ سے حکومت وسلطنت کے بہت سے ٹکڑے ہو گئے تھے، چھوٹی چھوٹی متعدد سلطنتیں قائم ہو گئیں تھیں، آئے دن دعویداران حکومت وسلطنت، حکومت کے خلاف اٹھ کھڑے ہوتے تھے بسا اوقات وزراء امراء مجلس راء کے خواجہ سرا اور لونڈی غلام خلیفہ حاوی ہو جاتے تھے اور وہی امور سلطنت کے

❶ ...... یزید کی وفات وبیعت مروان بن الحکم، سلیمان بن صرد ومختار بن ابی عبید وغیرہم نے بطلب خون حسین کیا تھا دیکھو ترجمہ ''تاریخ ابن خلدون جلد نمبر ۴ صفحہ نمبر ۱

سیاہ وسفید کرنے کے مالک ہوتے تھے اجنبیوں اور عجمیوں کا دخل اتنا زیادہ بڑھ گیا تھا کہ ہر شعبہ کے مالک یہی تھے سرزمین عرب کے پرزے بالکل نکمے اور ناکارہ تسلیم کرلئے گئے تھے ہمارے اس دعویٰ کی اور گذرے واقعات کے علاوہ ابن علقمی وزیرالسلطنت اور خلیفہ مستعصم کا واقعہ، کافی طور سے شہادت دے رہا ہے، اگر مسلمانون کا ہر فرد خود کو اسلام کا جاں باز، سپاہی اور بہر حال باز سپاہی خود کو امیر وخلیفہ سمجھتا اور ان اصول کے مسلمان پابند رہتے جن کو نبی کریم ﷺ اور ان کے متبعین خلفاء نے جاری وقائم کیا تھا، جیسا کہ دور خلافت راشدہ میں تھا تو اسلام کو یہ برادن دیکھنے کی نوبت نہ آتی۔ اور نہ اسلامیوں کی حکومت، زوال پذیر ہوتی، یہی اصول تھے جن کو ترک کرنے سے اسلام اور اسلامیوں پر ضعف اور کمزوری طاری ہوئی اور غیر قوموں نے ان کی پابندی سے کامیابی حاصل کی۔

اسلام کی بربادی کا سبب بننے والے لوگ:...... اتنا تحریر کرنے بعد ہم ان لوگوں کی مختصر فہرست تحریر کرتے ہیں جنہوں نے عہد خلافت عباسیہ میں امارت وامامت کے ڈر سے علم مخالفت بلند کیا تھا اور حکومت وسلطنت اسلامیہ کی بربادی کا سبب بنے تھے۔

زمانہ خروج	مقام خروج	نام	کیفیت
۱۳۵ھ	حران	عبداللہ بن علی عباسی	امارت کی نوبت نہں آئی
عہد خلافت			۱۳۹ھ میں مارے گئے
منصور			
۱۴۵	مدینہ منورہ	محمد بن عبداللہ بن حسن بن حسن بن علی	۱۴۵ھ میں مارے گئے
عہدہ خلاف		ابن ابی طالب الملقب بہ مہدی ونفس	
منصور عباسی		زکیہ	
ایضاً	بصرہ	ابراہیم بن عبداللہ بن حسن بن حسن	بصرہ اور اہواز میں چند دن
		بن علی ابن ابی طالب	حکومت کی
۱۶۹ھ	مدینہ منورہ	حسین بن علی بن حسن مثلث بن حسن مثنیٰ	قتل کئے گئے اور امارت کی نوبت
عہد خلافت		بن حسن سبط	نہیں آئی
ہادی			
۱۷۲ھ	دیلم	یحییٰ بن عبداللہ بن حسن بن حسن سبط	فضل برمکی کی عاملانہ تدبیر
عہد خلافت			سے مصالحت ہوگئی تھی
ہارون الرشید			
۱۹۵ھ	دمشق	علی بن عبداللہ بن خالد بن یزید بن معاویہ	
عہد خلافت		سفیانی اموی	
مامون			
۱۹۹ھ	کوفہ	محمد بن ابراہیم بن اسماعیل بن ابراہیم	اس کے مرنے کے بعد اس کا غلام
عہد خلافت		بن حسن بن حسین علوی جو ''طباطبا''	ابوالسرایا شاہی لشکر سے لڑتا
مامون		کے نام سے مشہور تھا	رہا اور متعدد لڑائیاں ہوئیں

۲۱۱ھ	مکہ	محمد بن جعفر صادق بن محمد بن باقر بن علی	
		زین العابدین	
۲۱۹ھ یا کچھ پہلے	طالقان	محمد بن قاسم بن علی بن عمر بن زین العابدین	گرفتار ہو کر بغداد بھیجے گئے پھر
عہد خلافت معتصم			جیل سے نکل بھاگ گئے تھے
عہد خلافت	بغداد	عباس بن مامون	نوبت بغاوت کی نہیں آئی
معتصم			صرف بیعت کی گئی تھی
۲۲۷ھ	اطراف	ابوحرب یانی ''مبرقع'' اموی ہونے	
عہد خلافت	فلسطین	کا دعویدار تھا	
واثق			
۲۵۰ھ	کوفہ	یحییٰ بن عمر بن یحییٰ بن حسین بن زید شہید	۲۵۱ھ میں مارے گئے
عہد خلافت		علوی	
مستعین			
۲۵۹ھ	مصر	ابراہیم بن محمد بن یحییٰ بن عبداللہ بن محمد	صعید کے علاقوں کے چند قصبوں
عہد خلافت		بن جعفر علوی ''ابن صوفی''	پر قبضہ حاصل کر لیا تھا
معتمد			
معتمد	کوفہ	علی بن زید علوی	کوفہ پر قبضہ کر لیا تھا
ایضاً	رے	حسین بن زید علوی	۲۶۰ھ میں مارا گیا ہے
			پر قابض ہو گیا تھا موسیٰ
			بن بغا سے اور اس سے
			جنگ ہوئی
۳۰۰ھ یا	طبرستان	حسن بن علی بن حسین بن علی بن عمر بن	صوبہ طبرستان وغیرہ پر
اس سے کچھ	ودیلم	زین العابدین جو اطروش کے نام	قابض ہو گیا تھا
دن پہلے مقتدر		سے مشہور ہیں	
کے دور حکومت میں			

مختصر فہرست ان لوگوں کی تھی جنہوں نے وقتاً فوقتاً امارت و حکومت حاصل کرنے کے لئے بغاوت کی تھی مگر بہت ہی جلد حکومت کی طرف سے ان کا خاتمہ کر دیا گیا تھا اگر تاریخی روایات اور خادموں کے انتخاب میں میری نظر نے غلطی کی ہو اور کچھ لوگ اس فہرست میں شامل کرنے سے باقی رہ گئے ہوں تو مجھے امید ہے کہ آپ معاف کر دیں گے، باقی رہ گئے وہ لوگ جنہوں نے خلافت عباسیہ سے علیحدہ اپنی اپنی حکومت قائم کر لی تھی ان کو میں نے فہرست میں داخل نہیں کیا، علامہ مؤرخ نے ان لوگوں کے حالات کو الگ الگ تحریر کیا ہے انتہی کلام (المترجم)

اندلس کے حکمران بنوامیہ کے خلفاء کی تاریخ جو عرب کے اسی طبقے سے تھے اور عباسی حکومت کے مدمقابل تھے۔ اور پھر ملوک الطّوائف کے حالات

قدیم اندلس اور گاتھ قوم:.......اندلس بحیرہ روم کے شمالی کنارہ پر مغرب کی جانب واقع ہے اس کو عرب اندلوسیہ ❶ عظمیٰ کے نام سے یاد کرتے ہیں یہاں پر فرانس کا ایک گروہ رہتا تھا ان میں سے زیادہ سخت بڑی تعداد جلالقہ کی تھی لیکن قوم (گاتھ) نے اسلام سے دوسو سال پہلے لاطنیوں نے متعدد لڑائیاں لڑ کر اس خطہ پر قبضہ کر لیا تھا انہیں لڑائیوں میں قوم (گاتھ) نے روم کا محاصرہ کر لیا تھا اہل روم نے صلح کا پیغام دیا اور آخر کار اس بات پر صلح ہوگئی کہ گاتھ، اندلس واپس چلے جائیں چنانچہ ان لوگوں نے اس ملک کی طرف رخ کیا اور قبضہ کر لیا پھر جب رومیوں اور لاطنیوں نے لیلیہ نصرانیہ کو لے لیا تو دوسری طرف مغرب میں فرانسیسی بہادر بھی گھس پڑے اس وقت گاتھ کے قبضہ اقتدار میں یہاں کی زمام حکومت تھی لہٰذا گاتھ نے ان تعلقات سے عیسائی مذہب اختیار کر لیا۔

لرزیق (راڈرک):......گاتھ بادشاہوں کا دارالسلطنت طلیطلہ (ٹولیڈو) میں تھا اور اکثر ❷......اس کے درمیان قرطبہ، ماردہ اور اشبیلیہ تھا، اسی حال میں گاتھ نے تقریباً چارسو برس حکمرانی کی یہاں تک کہ اسلام کی روشنی سے تمام عالم منور ہوگیا اور اس کی فتح کی موجیں بحرظلمات اور سواحل افریقہ میں لہراتی نظر آنے لگیں، اس وقت یہاں کا بادشاہ لرزیق (راڈرک) تھا یہ لقب یہاں کے بادشاہوں کا تھا جیسا کہ جرجیر صقلیہ کے بادشاہوں کا خطاب تھا، گاتھ کا نسب اور ان کی حکومت کے واقعات ہم پہلے بیان کر آئے ہیں۔

بحیرہ روم کا جنوبی ساحل اور گاتھ:......بحیرہ روم کے جنوبی ساحل کے اس پار پر بھی گاتھ ہی کا قبضہ تھا جس کے حدود ایک طرف طنجہ سے دوسری طرف بربر کے علاقوں سے ملے ہوئے تھے۔ بربریوں کا بادشاہ جو اس صوبہ پر ان دنوں حکمرانی کر رہا تھا جس کو عرب جبال غمارہ سے تعبیر کرتے ہیں بلیان ❸ نامی ایک شخص تھا، یہ شخص انہیں کے مذہب کا پابند اور ان ہی کا ماتحت تھا، موسیٰ بن نصیر سردار عرب، خلیفہ ولید بن عبدالملک اموی کی طرف سے افریقہ کی گورنری پر مقرر تھا، اس کا دارالحکومت قیروان میں تھا اسلامی لشکروں نے اس نامور گورنری کی ماتحتی میں المغرب الاقصیٰ کے اکثر علاقوں کو فتح کیا ان کی فتوحات کا سیلاب بڑھتے بڑھتے جبال طنجہ سے گذر کر بحیرہ زقاق تک پہنچ گیا تھا صرف ایک قلعہ جبال غمارہ کا جس پر بلیان حکمرانی کر رہا تھا مسلمانوں کے مقابلہ پر اڑا ہوا لڑ رہا تھا۔

راڈرک اور فلورنڈا:......گورنر افریقہ موسیٰ بن نصیر، بلیان سے علم حکومت اسلامیہ کی اطاعت قبول کر لینے کے بارے میں گفتگو کر رہا تھا اور اپنے آزاد غلام طارق بن زیاد لیثی کو طنجہ کی حکومت پر مقرر کر دیا تھا، اتفاق سے انہی دنوں میں بلیان اور لرزیق بادشاہ گاتھ میں رنجش پیدا ہوگئی سبب یہ ہوا کہ لرزیق نے بلیان کی بیٹی (فلورنڈا) کی عزت پر اپنے محل میں حملہ کر کے اس کی پاکدامنی کو اپنی ہوس اور شہوت پرست اور عیش پسند طبیعت کا شکار کر ڈالا تھا۔

فلورنڈا کی عصمت دری پر باپ کے اقدامات:......اس وقت اسپین کی چھوٹی چھوٹی ریاستوں کا یہ دستور تھا کہ اپنے بچوں کو دربار شاہی میں آداب بزم تہذیب سیکھنے کی غرض سے بھیج دیا کرتے تھے چنانچہ بلیان نے اسی دستور کے مطابق اپنی بیٹی (فلورنڈا) کو طلیطلہ (ٹولیڈو) بھیج دیا تھا۔ بلیان کو اس شرمناک خبر سنتے ہی سخت برہمی پیدا ہوئی فوراً سامان سفر درست کر کے شاہی دربار کی طرف روانہ ہوا اور وہاں پہنچ کر لرزیق سے ملاقات کی اور اپنی مظلوم ❹ بیٹی کے ساتھ اپنے دارالحکومت واپس آیا واپس آتے ہی طارق سے ملاقات کی جس کے ساتھ کئی بار مقابلہ ہو چکا تھا، اور اس کو گاتھ

---

❶......بلیان کا نام جولیان تھا سبوتا (سبطہ) کا یہ گورنر تھا (مترجم) ڈاکٹر احمد بدر نے اپنی کتاب "دراسات فی تاریخ الاندلس وحضارتھا (جلد نمبرا صفحہ نمبر ۱۰) سبطہ یا ستبہ طنجہ اور بیزنطیہ کا مشترکہ علاقہ تھا۔ ❷......اندلوس یا اندلس کے معنی ہیں واندل شہر۔ ❸......اصل کتاب میں یہاں جگہ خالی ہے (مترجم) ❹......اس روایت کی مزید تفصیلات کے لئے دیکھیں علامہ ابن عبدالحکیم کی کتاب (اخبار مصر وفتوحات) اور مصری کی (نظم الطیب) اور ابن اثیر کی الکامل وغیرہ

کے سرسبز شاداب ملک کے راتوں کے بارے میں بتا کر اتنا شوق دلایا کہ عربی جرنیل کے منہ میں پانی بھر آیا۔

طارق بن زیاد کی فتوحات:......طارق نے فرصت اور موقع پر کر ۹۲ھ میں اپنے امیر موسیٰ بن نصیر سے اجازت حاصل کی اور تین سو عربی سپاہیوں کی جمعیت سے دریا کو پار کر کے اندلس کے ساحلوں پر حملہ آور ہوا، طارق کے ساتھ علاوہ تین سو عربی فوج کے تقریباً دس ہزار بربری فوج بھی تھی طارق نے ان کو بھی فوجی لباس پہنا کر ایک اچھا خاصہ لشکر بنالیا تھا اور فتح مندی کا جھنڈا لئے ہوئے جبل الفتح (لائیز زاک یاقلتہ الاسد) جیسے جبل الطارق (جبرالٹر کہتے ہیں تک پہنچ گیا دوسری طرف سے ظریف بن مالک تختی مما لک اندلس میں گھس کرتباہی اور بربادی پھیلاتا اور لوٹ مار کرتا ہوا اس مقام تک پہنچا جس کو اس کے نام کی مناسبت سے شہر طاریفا کہتے ہیں ان مقامات کے فتح ہونے کے بعد اسلامی لشکر نے اندلس کے اندورنی حصوں کی طرف رخ کیا لرزیق کو اس کی خبر ملی تو اس نے عجم کے مختلف گروہوں اور عیسائیوں کو جمع کر کے چالیس ہزار کی جمعیت سے اسلامی لشکر سے لڑنے کے لئے نکلا دونوں فوجوں کا ایک وادی میں جس کو عربی مؤرخ وادی بیکا ❶ کہتے ہیں مقابلہ ہوا، مسلمانوں کو اس معرکہ میں کامیابی ہوئی بہت سامال غنیمت ہاتھ آیا بے شمار لونڈی غلاموں کے مالک ہوئے، طارق نے فتح کی خوشخبری اور مال غنیمت متوقع فتح اور ناموری سے رشک پیدا ہوا ایک باضابطہ فرمان لکھ بھیجا کہ ''چونکہ تم بغیر میری اجازت ❷ کے غیر ملک میں گھسے ہو لہٰذا جہاں تک تم پہنچ گئے ہو رک جاؤ اور جب تک میں نہ پہنچ جاؤں آگے نہ بڑھو'' اور بجائے اپنے قیروان میں اپنے بیٹے عبداللہ کو مقرر کر کے ۳۹ھ ۱۱۷ء میں ایک عظیم لشکر کے ساتھ اندلس فتح کرنے کے لئے کوچ کیا، اس مہم میں حسین ❸ بن ابی عبداللہ المہدی فہری اور عرب کے نامی گرامی بہادر آزاد غلام اور بربر کے مشہور مشہور جنگجو شریک تھے۔

موسیٰ کی آمد اور طارق کی فتوحات:......چنانچہ موسیٰ بن نصیر نے خلیج زقاق کو طنجہ اور جزیرہ خضراء کے درمیان سے پار کر کے اندلوسیہ عظمیٰ میں قدم رکھا، طارق نے اپنے گورنر سے ملاقات کی اور مطیع وفرمانبردار ہو کر اس کی ماتحتی تک وسط میں اربونہ تک صنم قادس تک فتح کرلیا، تمام مما لک ہسپانیہ کو تباہ وبرباد کر کے بہت سامال غنیمت جمع کیا اور مشرق کی طرف سے قسطنطنیہ کو فتح کرتا ہوا شام میں داخل ہونے اور ان مما لک کے درمیان میں جتنے عجمیوں اور عیسائیوں کے مما لک تھے ان کو تباہ وبرباد اور فتح کر کے دارالخلافت میں حاضر ہونے کا ارادہ کیا تھا۔

موسیٰ بن نصیر کی واپسی:......رفتہ رفتہ دربار خلافت تک یہ خبر پہنچی، خلیفہ ولید کو مسلمانوں کا دارالاسلام سے اتنا دور نکل جانا اور دارالکفر میں جا کر اتنا مشغول ہو جانا اور وانہماک کرنا ناگوار گذرا، موسیٰ بن نصیر کو ڈانٹ بھرا فرمان لکھا اور واپس آنے کی سخت تاکید کی اس سے موسیٰ بن نصیر آگے بڑھنے سے رک گیا اور اندلس کا نظم ونسق وسرحدی مقامات کی حفاظت پر فوجیں مقرر کر کے واپس روانہ ہوا، روانگی کے وقت اپنے بیٹے عبدالعزیز کو اندلس کے علاقوں میں دشمنان اسلام کے خلاف جہاد کرنے کی ہدایت کی عنان حکومت اور انتظام بھی اسی کے سپرد کیا اور قرطبہ میں قیام کرنے کا حکم دیا، عبدالعزیز نے قرطبہ کو اپنا دارالامارت قرار دیا ۹۵ھ میں موسیٰ بن نصیر قیروان میں داخل ہوا اس کے بعد ۹۶ھ میں مال غنیمت اور خزائن وغیرہ کے ساتھ دارالخلافت دمشق کی جانب روانہ ہوا۔

مال غنیمت:......بیان کیا جاتا ہے کہ مال غنیمت جو ملک اندلس سے ہاتھ آیا تھا تیس ہزار سوار تھے جو اب غلامی کے حلقہ میں تھے افریقہ میں اس نے اپنی جگہ اپنے بیٹے عبداللہ کو متعین کیا تھا۔

جس وقت موسیٰ بن نصیر دربار خلافت میں حاضر ہوا، خلیفہ سلیمان نے اس کی جراءت اور مسلمانوں کو خطرہ میں ڈالنے پر ڈانٹ ڈپٹ کی اور اس

---

❶......وادی بیکا وادی لبست کے متصل دریا بہتا ہے اور دوسرا دریا طریفالگر کے پاس سے ہنوکر سٹریٹ کی طرف جاتا ہے۔ (تاریخ اسپین صفحہ نمبر ۱۵) (مترجم)۔ ❷......دیکھیں ابن عبدالحکیم کی (فتوح مصر واخبارھا صفحہ نمبر ۲۰۷) اور (الکامل ابن اثیر جلد نمبر ۳ صفحہ نمبر ۲۰۹)۔ ❸......موسیٰ بن نصیر کے اندلس پر حملہ آور ہونے کی وجہ ایک تو یہ تھی کہ قیمتی ظروف اور مال ودولت حاصل ہو جائے، اور دوسری وجہ یہ تھی کہ فتوحات کا تسلسل برقرار رہے، کیونکہ طارق بن زیاد اندلس کو انتہائی جنوبی حصے تک اس طرح فتح کرتا چلا جارہا تھا جیسے تیر اپنے ہدف کو پھاڑتا جاتا ہے، چنانچہ طارق کی فتوحات کے اطراف میں ایسے بہت علاقے تھے جو مسلمانوں نے اب تک فتح نہ کئے تھے، وروہاں گوتھ قوم کے حامی جمع ہورہے تھے، دیکھیں احمد بدر کی کتاب ''دراسات فی تاریخ الاندلس وحضارتھا'' (صفحہ نمبر ۱۷، ۱۸) اور صفحہ نمبر ۱۸ کا حاشیہ نمبر ۱۔ اور ابن عذاری جلد نمبر ۲ صفحہ نمبر ۶۲، اور ڈاکٹر ماجد کی ''التاریخ السیاسی للدولۃ العربیۃ'' (جلد نمبر ۲ صفحہ نمبر ۲۰۷)

کی اس کارگذاری کا ذرہ برابر پاس ولحاظ نہ کیا۔

عبدالعزیز کا قتل:......اس واقعہ کے دوسال بعد اندلس کے اسلامی لشکر نے سلیمان کے بہکانے سے عبدالعزیز بن موسیٰ بن نصیر کو قتل کر ڈالا پھر موسیٰ بن نصیر کے خالہ زاد بھائی ایوب بن حبیب لخمی حکومت اندلس پر مقرر کیا گیا، عبدالعزیز نیک مزاج، فاضل اور جوانمرد تھا اس کے زمانہ حکومت میں بہت سے علاقے فتح ہوئے، ایوب نے چھ ماہ حکومت کی اس کے بعد عرب گورنر اندلس میں حکمرانی کرنے آتے رہے۔ کبھی دربار خلافت کی جانب سے اور کبھی گورنر قیروان کی جانب سے۔

گاتھ اور جلالقہ کی امارت کا خاتمہ:......ان اسلامی گورنروں نے مختلف اوقات میں ملک اندلس کو ایک سرے سے دوسرے سرے تک فتح کر لیا اور تمام جزیرہ نما اندلس کو چھان ڈالا مشرق میں برشلونہ اور قلعات بشتالہ پر بھی قبضہ کر لیا تھا، وسط میں بسائط کو دبالیا تھا غرض رفتہ رفتہ قوم گاتھ اور جلالقہ کا گروپ ختم ہو گیا ان کی حکومت صفحہ دنیا سے مٹ گئی کچھ لوگ مسلمان بہادروں کی تلواروں سے بچ گئے تھے وہ جہاں فشالہ، اربونہ اور سرحدی پہاڑوں کے دروں میں جاکے پناہ گزین ہو گئے تھے ہزاروں مسلمان سپاہی برشلونہ کی دوسری طرف بھی جزیرہ نما اندلس کی سرحد سے نکل کر فرانس کے مقبوضات میں داخل ہو رہے تھے اور اپنی فتحیابی کی موجوں سے کفار کی دیواروں کی ہلانے ڈالتے تھے انہیں واقعات کے دوران کبھی کبھی اندلس کی عربی فوج میں اختلاف و جھگڑا بھی پیدا ہو جاتا تھا اس سے دشمنان اسلام کو موقع مل جاتا تھا پس اہل فرانس ان علاقوں کو مسلمانوں کے قبضہ سے نکال لیتے تھے جن کو لشکر اسلام لڑ کر ان سے چھین لیا تھا۔

ایوب کی معزولی:......سلیمان بن عبدالملک کے گورنر افریقہ محمد بن یزید کو جب عبدالعزیز بن موسیٰ بن نصیر کے مارے جانے کی خبر ملی تو اس نے حرب بن عبدالرحمٰن بن عثمان کو اندلس کی حکومت کی سند عنایت کر کے روانہ کیا...... چنانچہ حرب، اندلس میں پہنچ کر کر ایوب بن حبیب کو حکومت سے معزول کر کے خود حکمرانی کرنے لگا دوسال آٹھ مہینے اس نے حکمرانی کی خلیفہ عمر بن عبدالعزیز نے اندلس کی حکومت پر سمح بن مالک خولانی کو سرحدی علاقوں میں مقرر کیا اور مالیہ اندلس کے شکست پانچواں حصہ لینے کا حکم دیا چنانچہ سمح نے اس کی تعمیل کی اور قرطبہ کا پل تعمیر کرایا اس کے بعد ۱۰۲ھ میں مما لک فرانس کے خلاف جہاد کی غرض سے فوجیں تیار کیں اور نہایت بہادری سے حملہ آور ہوا، اتفاق یہ کہ سمح اس معرکہ میں شہید ہو گیا۔

عبیدۃ بن عبدالرحمٰن:......اہل اندلس اس کی جگہ عبدالرحمٰن بن عبداللہ غافقی کو اپنا امیر بنالیا یہاں تک کہ عنبسہ بن سحیم کلبی افریقہ کے گورنر یزید بن مسلم کی جانب سے امیر اندلس ہو کر آیا پھر عنبسہ کے قتل کے بعد اہل اندلس کی درخواست پر یحییٰ بن سلمہ کلبی کو حنظلہ بن صفوان کلبی (والی افریقہ) نے روانہ کیا ۱۰۷ھ میں یحییٰ بن سلمہ اندلس میں داخل ہوا ڈہائی سال حکمرانی کی اس نے اپنے زمانہ حکومت میں کوئی جہاد نہیں کیا اس کے بعد عثمان بن ابی ......(نسعۃ) ❶ عبیدہ ابن عبدالرحمٰن سلمی گورنر افریقہ کی طرف سے والی اندلس کا گورنر بن آیا۔ پھر پانچ مہینے بعد حذیفہ بن احوص قیسی کو بھیج کر عبیدہ کو معزول کیا، عبیدہ نے ۱۱۰ھ کو پورا کیا، کہا جاتا ہے کہ حکومت سے دوسال بعد اس کو بھی معزول کر دیا، مؤرخین اس میں اختلاف کرتے ہیں کہ آیا عثمان سے پہلے حذیفہ یا حذیفہ سے پہلے عثمان آیا تھا۔

ھشیم بن عبید کلابی:......بہر حال اس کے بعد ہشیم بن عبید کلابی ❷ محرم ۱۱۱ھ میں عبیدہ بن عبدالرحمٰن گورنر افریقہ کی طرف سے اندلس کا گورنر بن کر آیا اس نے سرزمین مقرشہ پر جہاد کیا اور لڑ کر اس کو فتح کر کے دس مہینے تک وہیں ٹھہرا رہا، اپنی حکومت کے دوسال بعد ۱۱۳ھ میں وفات پائی اس کے بعد عبیداللہ بن حجاب گورنر افریقہ کی طرف سے اندلس میں داخل ہوا ۱۱۳ھ میں فرانس کے خلاف جہاد کیا بڑے بڑے نمایاں کام کئے، دوسال حکومت کی۔ واقدیؒ نے لکھا ہے کہ چار سال تک اندلس کا حکمران رہا، یہ ظالم، سخت گیر اور رعب وداب والا شخص تھا، ۱۱۵ھ میں سرزمین بشکنش کے خلاف جہاد کیا اور انتہائی بہادری سے ان پر حملہ آور ہوا اس جنگ میں بہت سامال غنیمت ہاتھ آیا۔ پھر ۱۱۶ھ میں یہ معزول کر دیا گیا۔

---

❶ ......یہاں جگہ خالی تھی جیسے ابن اثیر کی الکامل (جلد نمبر ۳ صفحہ نمبر ۳۲۹) سے پر کیا گیا۔

❷ ......ابن اثیر کی الکامل (جلد نمبر ۳ صفحہ نمبر ۳۲۹) پر الکلابی کے بجائے الکنانی تحریر ہے۔

عتبہ بن حجاج سلولی: ...... اس کی جگہ عبید اللہ بن حجاب گورنر افریقہ کی طرف سے عتبہ بن حجاج سلولی ❶ اندلس کا گورنر مقرر ہو کر ۱۱۷ھ میں اندلس پہونچا، پانچ سال تک نہایت نیک سیرتی، عقلمندی اور کافروں کے خلاف جہاد کرنے کے ساتھ حکمرانی کرتا رہا، اسلامی فتوحات کا سیلاب اس کے زمانہ حکمرانی میں ارمونہ تک پہنچ گیا تھا، مسلمانوں کی بود و باش نہر درونہ تک پھیلی ہوئی تھی۔

عبدالملک بن قطنی فہری: ...... اس کے بعد عبدالملک بن قطن فہری نے ۱۲۱ھ میں اندلس کی گورنری کا دعویٰ کیا اور عتبہ کو امارت سے ہٹا کر مار ڈالا، بیان کیا جاتا ہے کہ عبدالملک نے عتبہ کو اندلس سے نکال کر حکومت کی باگ ڈور اپنے ہاتھ میں لے لی تھی یہاں تک کہ ۱۲۴ھ میں بلخ بن بشر ❷ شام کے لشکر کے ساتھ سر زمین اندلس میں داخل ہوا جیسا کہ پہلے بیان کیا گیا اور عبدالملک کی حکومت کا استیصال کر کے حکومت کے دور میں اپنے امیر عتبہ بن حجاج سے بغاوت و سرکشی کی تھی اور عبدالملک بن قطن کو اپنا امیر بنایا تھا اس حساب سے عتبہ کی حکومت کا دور چھ سال چار مہینے رہا بہر حال مقام سرقومہ ماہ صفر ۱۲۳ھ میں اس نے وفات پائی۔

بلخ بن بشر: ...... اس کے مرنے سے عبدالملک کے قدم مستقل طور پر حکومت اندلس میں جم گئے اس کے بعد بلخ بن بشر اہل شام کے ساتھ کلثوم بن عیاض بربر کے واقعہ کے بعد اندلس پہونچا، عبدالملک پر اچانک حملہ کر کے مار ڈالا۔ اس سے فہریوں کا گروہ دب دبا کر ایک طرف ہو گیا مگر در پردہ اپنی قوتوں کو فراہم اور اپنی کمزور حالت کو درست کرتے رہے یہاں تک کہ سب کے سب جمع ہو کر بلخ بن بشر سے لڑنے کے لئے تیار ہو گئے، عبدالملک بن قطن کے خون کا بدلہ لینے کے لئے میدان جنگ میں آ گئے اس وقت فہریوں پر عبدالملک بن قطن کے دونوں بیٹے قطن اور امیہ حکمرانی کر رہے تھے، اس معرکہ میں اتفاق سے فہریوں کو شکست ہوئی مگر بلخ بن بشر بھی انہیں لڑائیوں کی نذر ہو گیا یہ واقعہ ۱۲۴ھ کا ہے جب کہ بلخ کی حکومت کو تقریباً ایک سال گذر چکا تھا۔

ثعلبہ بن سلامہ جذامی: ...... بلخ کے بعد حکومت اندلس پر ثعلبہ بن سلامہ جذامی متولی و غالب ہوا، فہریوں نے اس سے بھی کنارہ کشی کی اور اس کے علم حکومت سے انکار کر دیا دو سال اس نے نہایت عدل و انصاف کے ساتھ حکومت کی آخر کار یمانی قبائل والوں نے مخالفت شروع کی جس سے اس کی حکومت کی مشین کے پرزے ڈھیلے پڑ گئے۔ فتنہ و فساد خوب پھیل گیا۔

ابوالخطاب حسام بن ضرار: ...... اسی دوران حنظلہ بن صفوان گورنر افریقہ کی طرف سے ابوالخطاب حسام بن ضرار کلبی والی اندلس ہو کر دریا تونس کے راستے ۱۲۵ھ میں اندلس آیا۔ اہل اندلس نے اس کی اطاعت قبول کر لی ثعلبہ، ابن سعد اور عبدالملک کے بیٹے اس سے ملنے آئے ابوالخطاب ان لوگوں سے عزت و احترام کے ساتھ پیش آیا، استقلال کے ساتھ حکمرانی کرنے لگا، یہ نہایت شجاع، کریم صائب الرائے اور عالی حوصلہ تھا اس کے عہد حکمرانی میں اہل شام اس کثرت سے آئے کہ قرطبہ جیسا وسیع شہر بھی ان کو کافی نہ ہوا لہٰذا ابوالخطاب نے ان لوگوں کو مختلف شہروں میں آباد ہونے کے لئے بھیج دیا۔

لوگوں کی آبادکاری: ...... اہل دمشق کو مشابہت کی وجہ سے بیرہ (گرے ناڈایا) میں ٹھہرایا اور دمشق کے نام سے اس کو پکارا اہل حمص کو اشبیلیہ میں آباد کیا اور آب و ہوا کی مناسبت سے اس کا نام حمص رکھا، اہل قنسرین کو حسان میں قیام کرنے کا حکم دیا اور اس کا نام بھی قنسرین رکھا اہل اردن کو ریہ یعنی مالقہ میں ٹھہرایا اور اردن کے نام سے پکارے جانے کا حکم دیا اہل فلسطین کو شدونہ (شیڈ ونیا یا شریش) میں آباد کیا اور اس کو فلسطین کا خطاب دیا اور اہل مصر کے مکانات تدمیر (مرشیا) میں بنوائے سرسبز و شادابی کی مناسبت سے مصر کے نام سے پکارا گیا اس کے بعد ثعلبی مشرقی چلا آیا اور مرداں بن محمد کی خدمت میں حاضر ہو کر اس کے ساتھ جنگوں میں شریک ہوا۔

---

❶ ...... تاریخ کامل ابن اثیر (جلد نمبر ۳ صفحہ نمبر ۳۲۹) پر عتبة الحاج السلولی کے بجائے عطیة بن الحجاج القیسی تحریر ہے۔

❷ ...... تاریخ کامل ابن اثیر میں ہے کہ بلخ بن بشر نے اپنے دس ہزار سپاہیوں کے لشکر کے ساتھ سبتہ کی طرف روانہ ہوا، اس کے تمام سپاہی شام کے عرب تھے۔ اس کے علاوہ دیکھیں البیان المغرب (جلد نمبر ا صفحہ ۵۶)

ابوالخطاب کا مزاج:......ابوالخطاب عرب کے ایک گاؤں کا رہنے والا تھا مزاج میں قوی تعصب اور اقربا پروری زیادہ تھی اس نے اپنے حکمرانی کے زمانے میں اپنی قوم یمانیہ کی خوب طرف داری کی مضریہ کو ہر کام میں دباتا گیا، قبیلہ قیس کو بھی زیروزبر کیا ایک روز ضمیل بن حاکم بن ضمر بن ذی الجوش سرداقسیہ کو جو کہ بلخ کے حمایتوں میں سے تھا کسی خاص کام پر مامور کیا، ضمیل منہ پر رومال ڈالے ہوئے اٹھا ایک چوکیدار نے جو قصر امارت کے باہر کھڑا ہوا تھا بول اٹھا "اے ابوالجوشن اپنے عمامہ کو درست کرلو"، ضیمل یہ جواب دیتا ہوا کہ اگر میری قوم چاہے گی تو اس کو درست کریں گے، چلا گیا کچھ عرصہ بعد اس کی قوم نے اتحاد کر کے اس کے کہنے کے مطابق ایک ہنگامہ برپا کردیا، مخالفین یمانیہ سے یمانیہ کے مقابلہ پر امداد طلب کر کے لڑنے لگے، لہٰذا ابوالخطاب نے اپنے آپ کو ۱۲۸ھ میں اپنی حکومت کے چار سال نو ماہ بعد حکومت اندلس سے علیحدہ کرلیا۔

ثعلبہ بن سلامہ بطور گورنر:......پھر اس کی جگہ ثعلبہ بن سلامہ جذامی ❶ والی اندلس ہوکر آیا اس کے زمانہ حکمرانی میں مشہور جنگ ہوئی اہل اندلس نے اس معاملہ میں عبدالرحمٰن بن حبیب (والی افریقہ) سے خط وکتابت کی عبدالرحمٰن نے ماہ رجب کے آخر میں ۱۲۹ھ میں ثعلبہ کو اندلس کی حکومت فرما کے روانہ کیا، ثعلبہ نے اندلس پہنچتے ہی حکومت اپنے ہاتھ میں لے لی اور ضمیل اس کی امارت وحکومت کے کام کو انجام دینے لگا۔ اس نے حکمت عملی سے دونوں گروہوں میں صلح کرادی دو سال حکومت کر کے مرگیا اس کے بعد اہل افریقہ میں مخالفت پیدا ہوگئی، مشرق میں بنی امیہ کی حکومت مضمحل اور کمزور ہو چکی خلافت امویہ حکمران آئے دن کے جھگڑوں اور عباسی حکومت کے ہالیوں کی ریشہ دوانیوں کی وجہ سے مغرب کے انتہائی حصے کے انتظام سے غافل ہوگئے۔

یوسف بن عبدالرحمٰن فہری:......اہل اندلس ایک خودمختاری وخودسری کی حالت سے اپنا آپ انتظام کرنے لگے اور ملکی ومذہبی مصلحتوں کے انجام دینے کے لئے عبدالرحمٰن بن کثیر کو امیر بنایا اس کے بعد اندلس میں مقیم مسلمانوں کے لشکر نے یہ رائے قائم کی کہ امارت اندلس، مضریہ اور یمینیہ میں آدھی آدھی تقسیم کردی جائے اور ایک ایک سال دونوں لشکروں کو حکمرانی کرنے کا موقع دیا جائے مضریہ نے اپنی امارت کے لئے یوسف بن عبدالرحمٰن فہری کو ۱۲۹ھ میں منتخب کیا، ایک سال تک یہ دارالامارت قرطبہ میں طے شدہ شرط کے مطابق حکومت کرتا رہا اس کے بعد یمینیہ، مدت ختم ہونے پر حکمرانی کی قبا پہن کر دارالامارت میں داخل ہوئے یوسف نے یمینیہ پر موضع شقندہ جو مضافات قرطبہ میں جہاں مینیہ ٹھہرے ہوئے تھے شبخون مارا ❷ ......ضمیل بن حاکم، قیسیہ اور مضریہ آپس میں لڑ پڑے بہت خونریزی جنگ ہوئی، یوسف کی حکومت سرزمین اندلس سے ختم ہوگئی، یمنیہ نے حکومت وامارت پر قبضہ کرلیا۔

عبدالرحمٰن الداخل:......ایک مدت تک دونوں گروہ اسی طریقہ سے رہے کہ کہیں یہ مغلوب ❸ ہوجاتے تھے اور کبھی غالب یہاں تک عبدالرحمٰن جو داخل سرزمین اندلس میں آیا، آخری دور میں یوسف بن عبدالرحمٰن نے ضمیل بن حاکم کو سرقسطہ کی حکومت پر مقرر کیا تھا، لہٰذا جب مشرق میں سیاہ جھنڈوں والے (عباسیہ) ظاہر ہوئے تو حباب بن رواحہ زہری نے اندلس کی جانب کوچ کیا اور ان کی حکومت وامارت کی دعوت دینے لگا ضیمل کا سرقسطہ میں محاصرہ کیا ضمیل نے طلیطلہ پہنچ کر حکومت کرنے لگا یہاں تک عبدالرحمٰن داخل اندلس آیا جیسا کہ ہم آئندہ تحریر کریں گے۔ (مترجم)

اندلس کی فتح کی کیفیت علامہ مؤرخ نے جس پیرایہ اور طرز سے تحریر کی ہے اس کو آپ پڑھ آئے ہیں اور میرے نزدیک واقفیت کے لئے کافی ہے، علامہ مؤرخ نے اندلس کی فتح کے کسی اہم واقعہ کو نظر انداز نہیں کیا جس کے لکھنے کی زحمت مترجم کا قلم گوارا کرتا مگر چونکہ آج کل لوگوں میں ناول بینی کا شوق حد سے زیادہ پیدا ہوگیا ہے اس وجہ سے جب تک کسی واقعہ کو گھٹا بڑھا کو نہ لکھوان کو لطف نہیں آتا، یہ نہیں سمجھتے کہ تاریخ کو چلبلے جملوں اور پھڑکتے ہوئے فقروں سے کوئی تعلق نہیں ہے لہٰذا اسی وجہ سے میں آپ کی دلچسپی کے خیال سے انہیں، واقعات کو جن پر آپ بھی پڑھ چکے ہیں ذرا تفصیل سے باضافہ والحاق لکھنا چاہتا ہوں سنئے! یہ جزیرہ نما جس کی سرسبزی وشادابی بے نظیر

---

❶......تاریخ الکامل ابن اثیر (جلد نمبر۳ صفحہ ۳۹۱) پر جذامی کے بجائے العجلی اور تاریخ ابن عذاری (جلد نمبر۱ صفحہ نمبر ۵۶) پر عاملی تحریر ہے۔ ❷......یہاں جگہ خالی ہے اور اس جگہ یہ عبارت ہے کہ یمانی یوسف کے پاس جمع ہوگئے اور مضریہ ضمیل بن حاکم کے پاس جمع ہوگئے، یہ خالی جگہ (الکامل ابن اثیر جلد نمبر۳ صفحہ نمبر ۴۶۶) سے پر کی گئی۔ اس کتاب میں ضمیل بن حاکم کے بجائے ضمیل بن حاتم تحریر ہے۔ ❸......ان جنگوں اور لوگوں کے بارے میں معلومات حاصل کرنے کے لئے ابن قوطیہ کی الاخبار المجموعۃ صفحہ نمبر ۳۵، ۴۳ کا مطالعہ فرمائیں۔

تھی ایک مدت سے، رومن امپائر کے قبضہ اقتدار میں تھا لیکن اسلام سے تقریباً دوسوسال پہلے قوم گاتھ نے روما کی لڑکھڑاتی گورنمنٹ کو اس صوبہ سے نکال کر دیا تھا اور ان کی حکومت وسلطنت کے نام ونشان کو مٹا کر اپنی کامیابی کا جھنڈا گاڑ دیا تھا۔ گاتھ ایک وحشی ایشیائی قوم تھی اس کی بہت سے شاخیں ہیں ان میں سے ایک وزی گاتھ ہے جس نے پانچویں صدی مسیحی (یعنی اسلام سے تقریبا دوسوسال پہلے میں سلطنت روما کی تہذیب اور شائستگی اپنے وحشیانہ حملوں سے تباہ کر کے صوبہ آئی بیریا (اسپین یا اندلس) پر قبضہ کرلیا تھا یاد رکھو کہ جس قوم میں تہذیب اور شائستگی حد سے زیادہ آ جاتی ہے اس کی دلاور بہادری، مردانگی اور شجاعت میں فوراً فرق آ جاتا ہے رومن قوم میں جس وقت شائستگی اور تہذیب کا نام نہ تھا اس وقت یہ اپنی آبشار تلوار سے خلائق کو مسخر اور مطیع کر رہے تھے جوں ہی ان لوگوں میں امارت اور عیش پسندی ی آئی، بہادری رخصت ہوگئی، اسلام میں بھی اس کی نظیر موجود ہے جب تک اہل اسلام سیدی سادی زندگی بسر کرتے تھے، نیزہ اور شمشیروں کے علاوہ دوسری چیزوں سے نہیں کھیلتے تھے اس وقت تک ان میں مذہبی جوش بھی تھا، یہ بہادری بھی تھے فاتح بھی تھے جب سے علوم وفنون کی آمدہ شروع ہوئی امارت اور عیش پسندی سے مانوس ہوئے دلجمعی کے ساتھ عیش وعشرت میں مصروف ہو گئے ،اور زمانہ کی حالت سے غافل ہو گئے ،نتیجہ یہ ہوا کہ ملک گیا، دولت گئی، مذہبی جوش کا خاتمہ ہو گیا ،صرف شیخی ہی شیخی باقی رہ گیا۔

راڈرک (لرزیق):......جس زمانہ میں اندلس پر اسلامی لشکر نے قبضہ کیا تھا ان دنوں اسپین میں راڈرک (لرزیق) نامی ایک بادشاہ حکمرانی کررہا تھا جس نے شاہ ڈنرا کو تخت حکومت سے اتار کر زبردستی حکومت حاصل کی تھی ،اس کا دارالحکومت طلیطلہ (ٹولیڈو) میں تھا۔ اسلامی فتوحات ان دنوں شمالی افریقہ میں بربری ممالک تک پہنچ رہیں تھیں اور اس نے قریب قریب اس کے سب شہروں کو فتح کرلیا تھا صرف ایک قلعہ سبط (سیوٹا) اس کے مقابلہ پراڑا ہوا لڑ رہا تھا، یہ قلعہ درحقیقت یونان کے بادشاہ والی قسطنطنیہ کے زیر حکومت تھا مگر دور و دراز ہونے کی وجہ سے مذہب اور قوم کی ہمدردی کے لحاظ سے اس کی حفاظت اور امداد کا ذمہ دار شاہ اسپین تھا قلعہ سبط کے والی کا نام جولین تھا جس کو عربی مؤرخ یالیان کے نام سے یاد کرتے ہیں اس سے شاہ اسپین راڈرک سے کچھ ان بَن ہوگئی تھی جھگڑے کی وجہ یہ تھی کہ جولین گورنر سبطہ نے دستور کے مطابق اسپین میں اپنی بیٹی فلورنڈ کو آداب شاہی تہذیب اور ترتیب حاصل کرنے کی غرض سے شاہ اسپین کے دربار بھیج دیا تھا شاہ اسپین (راڈرک) نے بجائے اس کے کہ فلورنڈا کی عصمت کو اپنی بیٹوں کی طرح محفوظ رکھتا اس کی پاکدامنی کو اپنی ہوس، عیش پرستی اور شہوت رانی کی نذر کردیا، یہ ایک بہت بڑا شرمناک واقعہ تھا، جولین یہ خبر سن کر حد سے زیادہ غضب ناک ہو گیا اول تو اس کا دل اس وجہ سے پہلے ہی سے صاف نہ تھا کہ راڈرک نے شاہ ڈنرا کی بیٹی جولین کی بیوی تھی دوسرے اس شرمناک واقعہ نے بارود خانہ میں چنگاری کا کام کردیا تھا، سامان سفر درست کر کے طلیطلہ پہنچا راڈرک سے ملاقات کی لیکن اپنے جوش انتقام اور غیض وغضب کو اس طرح چھپائے رکھا کہ راڈرک کو اس کی بددلی کا احساس تک نہ ہوا راڈرک سے رخصت ہو کر اپنی بیٹی کے ساتھ سبط واپس آیا۔

راڈرک کے خلاف سازش:......اور یہ ٹھان لی کہ اب میں مسلمانوں سے ہرگز جنگ نہ کروں گا، چنانچہ واپس آتے ہی موسیٰ بن نصیر (گورنر شمالی افریقہ) سے ملاقات کی، یہ ولید بن عبدالملک تاجدار خلافت امویہ کی جانب سے اس صوبہ کا گورنر تھا، قیروان میں اس کا دارالامارت تھا، جولین نے موسیٰ بن نصیر سے اسپین کی سرسبزی، زرخیزی اور شادابی کی حکایتیں بیان کر کے یہ ظاہر کیا کہ تمہارے جانے کی دیر ہے۔ تمہارا لشکر پہنچا نہیں کہ یہ ملک فتح ہوا نہیں، پہلے تو موسیٰ کو اس معاملہ میں پس وپیش ہوا مگر اس بھرے ہوئے خزانوں اور شاداب زمینوں کے حالات سننے سے منہ میں پانی بھر آیا۔ انگریزی مؤرخ لکھتے ہیں کہ خلیفہ دمشق سے اجازت حاصل کر کے یا اس کا مزاج معلوم کر کے پانچ سو آدمیوں کے لشکر کے ساتھ طارف کو ۷۱۰ء میں جولین کے چار جہازوں پر سوار کر کے اندلس کے ساحلوں پر لوٹ مار کرنے کے لئے روانہ کیا مگر عربی مؤرخوں کی تحریر سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ موسیٰ بن نصیر نے دمشق کے خلیفہ کی مرضی معلوم کیئے بغیر اپنی فوج طارق کی زیرنگرانی ہسپانیہ کی طرف روانہ کیا تھا۔ اگر انگریزی مورخوں کا بیان صحیح ہوتا تو خلیفہ ولید بن عبدالملک کو اندلس کی فتحیابی کا حال سننے سے بجائے خوشی کے قلق اور مسلمانوں پر افسوس نہ ہوتا۔ اور موسیٰ کو ڈانٹ کا فرمان نہ بھیجتا اور نہ اس کو شمالی افریقہ کی گورنری سے معزول کر کے دمشق میں طلب کرتا بہرحال عربوں کو بحر روم میں جہاز رانی کا پہلا موقع ملا طارف نے ابجیر اس کو تباہ وبرباد کر کے راہ گاتھ کی سلطنت کے حالات کو اپنی آنکھوں سے دیکھ کر کے تھوڑے دنوں بعد واپس آیا طارف پہلے جس مقام پر اترا تھا وہ اب تک اسی کے

نام سے طاریفا مشہور ہے، موسیٰ بن نصیر کے خیالات طریف ❶ کے بیان سے بہت زیادہ فتح اندلس کے بارے میں مستحکم ہو گئے اور جولین کے قول کی اس سے تصدیق بھی ہوگئی

فوجوں کی روانگی:......۹۱ءمیں موسیٰ نے دو فوجیں تیار کیں ایک کو طارق کی سرداری میں فتح کرنے کے لئے روانہ کیا اور دوسرے کو طریف کی سرداری میں اِن دونوں جرنیلوں نے ہسپانیہ میں قدم رکھتے ہی زبردست جنگ شروع کر دی طارق کے دستہ میں تین سو عرب اور تقریباً دس ہزار بربری تھے اور طریف بن ملک نخعی کے ساتھ دو سو عرب اور تقریباً سات ہزار بربر، راڈرک ان کے مقابلہ پر چالیس ہزار فوج لے کے لڑنے آیا تھا۔ طارق پہلے لائز ناک قلتا لاسد پر اترا جو اس وقت تک اس فاتح کے نام سے جبل الطارق (جبرالٹر) مشہور ہے اس مقام سے قریطہ کو فتح کر کے ہسپانیہ کے اندرونی حصوں کی طرف قدم بڑھائے ابھی زیادہ راستہ طے نہ کیا کہ راڈرک (شاہ اسپین) چالیس ہزار کی جمعیت سے آ پہنچا دونوں فوجوں کا ایک چھوٹا سے دریا کے کنارے مقام وادی بیکا میں مقابلہ ہوا۔

طلسمی گنبد:......اس موقع پر مغربی اور مشرقی مؤرخ عجیب وغریب افسانے تحریر کرتے ہیں ان میں سے ایک طلسمی گنبد ہے جس کو بادشاہ ہرقل نے سمندر کے کنارے پر بنوایا تھا اور اس میں ایک طلسمی (جادو) رکھا تھا اور اس کے وقت سے پہلے افشاء نہ کرنے کی بے حد تاکید کی تھی چنانچہ ہر نیا بادشاہ اپنے نام کا علیحدہ تالا دروازے پر لگا دیتا تھا۔

راز کھولنے کی وجہ:......لہٰذا جب راڈرک حکومت اندلس اپنے ہاتھ میں لی تو دو بوڑھے دربار شاہی میں حاضر ہوئے اور مراسم شاہان ادا کرنے کے بعد دروازہ گنبد کے دروازے پر تالا لگانے کی درخواست کی راڈرک کو خفیہ باتوں کے دریافت کرنے کا شوق پیدا ہوا۔

گنبد کی طرف روانگی:......ایک روز باوجود مشیروں اور پادریوں کی ممانعت کے بہت سے سوار اور پیادوں کو ساتھ لے کے گنبد کی جانب گیا۔ تالوں کو توڑ کے اندر داخل ہوا ایک وسیع کمرہ سے گذرتا ہوا دوسرے کمرہ میں گیا اس کمرہ کے دروازے کے سامنے پیتل کی ہیبت ناک تصویر مرد کی کھڑی تھی۔ ہاتھ میں ایک بھاری گرز تھا۔ تھوڑی تھوڑی دیر کے یہ تصویر گرز کوز میں پر مارتی تھی۔ اس تصویر کے سینے پر لکھا ہوا تھا میں اپنا منصوبی فرض ادا کر رہا ہوں اس حیرت انگیز تصویر کو دیکھ کر راڈرک کا حوصلہ اور بڑھا کسی نہ کسی طرح کمرہ کے اندر داخل ہو گیا۔

عجیب وغریب واقعہ:......کمرہ کے بیچ میں ایک میز رکھی تھی جس پر صندوقچہ رکھا ہوا تھا اس صندوقچہ پر یہ عبارت لکھی ہوئی تھی گنبد کے تمام اس راز اس صندوقچہ میں ہیں، سوائے ایک بادشاہ کے اس کے کھولنے کی جراءت نہ ہوگی، لیکن اس کو ذرا باخبر رہنا چاہیے کیونکہ مرنے سے پہلے بہت سے عجیب وغریب واقعات دیکھائی دیں گے، راڈرک نے صندوقچہ کو کھولا تو اس میں ایک چمڑے کی تھیلی پائی جو تانبے کی دو تختیوں کی بیچ میں محفوظ تھی تھیلی پر گھوڑے سواروں کی تصویر بنی تھی۔ صفحہ کے پیشانی پر یہ عبارت لکھی "دیکھ اے بد اندیش ان لوگوں کو جو تجھے تخت سلطنت سے اتار کر ذلت کی جگہ پر بٹھائیں گے اور تیرے ملک پر قبضہ کریں گے"۔ تھیلی پر نظر پڑتے ہی ان تصویروں میں اچانک حرکت پیدا ہوئی اور میدان جنگ کا حقیقی فوٹو سامنے آ گیا جس میں عیسائی اور اسلامی بہادر لڑتے ہوئے نظر آئے اسلامی لشکر نے مسیحوں کو پسپا کر کے اپنی کامیابی کا جھنڈا گاڑ دیا۔ شکست خوردہ گروہ جو ادھر ادھر بھاگتا نظر آ رہا تھا اس میں ایک جوان مرد سپاہی نظر آیا جو سر پر تاج شاہی رکھے ہوئے سفید گھوڑے سوار تھا، عین پکڑ دھکڑ کے وقت گھوڑے سے یہ شخص نیچے گرا اور پھر کہیں اس کا پتہ نہ چلا یہ شخص اسلحہ اور لباس بالکل شاہ راڈرک معلوم ہوتا تھا راڈرک اور اس کے ساتھی اس حیرت انگیز سین کو دیکھ کر گھبرا گئے۔ سراسیمہ حواس باختہ کمرہ سے باہر آئے تو نہ وہ تصویر تھی اور نہ اس کے محافظ زندہ تھے علاوہ اس کے اور بے شمار عجائبات نظر آئے جس سے سلطنت اسپین کی تباہی کی خبر ملتی تھی۔ عربی کے بعض مؤرخوں نے بھی یہ عجیب وغریب واقعہ تحریر کیا ہے اسپین کے درمیانی زمانہ کے مورخوں کی

---

❶......یہ طریف یا طارف وہی ہے جو جبرالٹر (جو لفظ جبل الطارق کی بگڑی ہوئی شکل ہے) کی بندرگاہ سے گذرنے والے غیر مسلم بحری جہازوں سے ٹیکس وصول کیا کرتا تھا، یہ ٹیکس بھی اسی کے نام سے طریف مشہور ہو گیا پھر جب یہ انگریزوں کی زبان پر چڑھا تو طَریف کے بجائے ٹریف (TARIF) ہو گیا جو ائر ٹکٹنگ (AIR TIKTING) کے ساتھ استعمال ہونے والی مشہور اصطلاح ہے۔ (تصحیح جدید)

تصنیفات میں اس قسم کے تعجب خیز حالات نہایت خوشی سے تحریر کیے گئے ہیں۔

میدان جنگ: ...... فریقین جو وادی بکا میں ایک دوسرے کے مقابلہ جنگ پر تل رہے تھے نہایت مردانگی سے میدان میں آئے اور اپنے مقابل دشمن سے جنگ شروع کی، شاہ راڈرک کے دستہ میں ٹڈی دل فوج تھی جن کے مقابلہ میں اسلامی عسا کر کو وہی نسبت تھی جو ایک کو دس ہوتی ہے تاہم اسلامی حملوں نے آٹھ روز مسلسل جنگ لڑ کر اپنے جوش دل اور جانبازیوں کو ثابت کر دیا اور شاہ راڈرک کی متواتر کوششوں کو شکست دے دی۔

اسپین کی فتح: ...... اس تائید الٰہی اور غیبی کامیابی سے طارق کے حوصلے بڑھ گئے نہایت الوالعزمی اور ثابت قدمی پورے اسپین کے فتح کرنے کے لئے تیار ہو گیا اور ضرورت کے مطابق سامان جنگ فراہم کر کے آگے بڑھا موسیٰ بن نصیر گورنر افریقہ کو جس کا طارق ماتحت تھا اس غیر متوقع کامیابی پر رشک پیدا ہوا باضابطہ فرمان بھیج کر طارق کو آگے بڑھنے سے روکا، مگر بلند حوصلہ طارق کو اس کے روکنے کی ذرا بھی پروانہ ہوئی اپنے دستہ کی فوج کو تین حصوں پر تقسیم کر کے تمام جزیرہ نما اسپین کو اس سرے سے اُس سرے تک چھان ڈالا ایک کے بعد ایک سارے صوبوں قلعہ جات کو فتح کر لیا قرطبہ کے محاصرہ اور فتح کرنے کے لئے مغیث (طارق کا سیکرٹری) سات سو آدمیوں کی فوج کے ساتھ گیا ہوا تھا۔ قرطبہ کے پاس پہنچ کر شام تک اِدھر اُدھر اپنی چھوٹی سی فوج لئے ہوئے چھپا رہا جوں ہی رات ہوئی شہر کی طرف بڑھا۔

مدد الٰہی: ...... اتفاق سے اس وقت بارش اولوں کا طوفان شروع ہو گیا اس نے اسلامی دلاوروں کے گھوڑوں کے ٹاپوں کی آواز دور تک نہ پہنچنے دی جس سے اہل قرطبہ کو ان کی آمد کی اطلاع تک نہ ہوئی، شہر پناہ کے قریب پہنچ کر حملہ کرنے کا موقع تلاش کرنے لگے۔ فصیل کے ایک مقام میں سوراخ نظر آیا مسلمانوں کا ارادہ ہوا کہ اسی جگہ سے حملہ کرنا چاہیے فصیل سے ملا ہوا انجیر کا درخت تھا ایک مسلمان سپاہی ڈر کر اوپر چڑھ گیا اور اس پر سے اوچھل کر فصیل پر کود گیا جھٹ پٹ اپنا عمامہ اتار کر نیچے لٹکا دیا کئی مسلمان سپاہی اس عجیب وغریب کمند کے ذریعہ سے اوپر چڑھ گئے۔

محافظین کی گرفتاری: ...... اس کے بعد ان لوگوں نے نہایت ہوشیاری سے چوکیدار کو باندھ لیا اور شہر پناہ کا دروازہ کھول دیا۔ پھر کیا تھا اسلامی دستہ شہر میں گھس گیا اور دیکھتے ہی دیکھتے شہر کو فتح کر لیا، گورنر اور شہر کے سب باشندوں نے ایک گرجہ میں جا کے پناہ لی۔ تین ماہ تک مسلمان سپاہی ان کا محاصرہ کئے ہوئے لڑتے رہے بالآخر ان محاصروں نے بھی اطاعت کا اظہار کر لیا کی فتح نے عیسائیوں کی کمر اور توڑ دی طارق فتحمندی کا جھنڈے لئے ہوئے جس طرف رخ کرتا تھا کامیابی اور نصرت دوڑ کر اس کی رکاب چوم لیتی تھی۔

آرکی ڈونا مالاکا، الویرا کی فتح: ...... آرکی ڈونا جدوجہد کئے بغیر فتح ہو گیا سارے باشندے بھاگ کر پہاڑوں میں جا چھپے، مالاگا اور الویرا کو حملہ کر کے عیسائیوں سے چھین لیا۔ اب صرف مرشیا کے پہاڑی درے باقی رہ گئے تھے جو تدمیر کی واقف کاری اور ہوشیاری کے وجہ سے مسلمان حملہ آوروں کے حملوں سے محفوظ تھے، آخر کار لشکر اسلام اور تدمیر کی کھلا میدان میں جنگ کرنے کی نوبت آئی مسلمانوں کو فتح ہوئی تدمیر اپنے ایک نوعمر غلام کے ساتھ بھاگ کر شہر ''اوری ہیولا'' میں جا کے پناہ گذین ہوا اسلامی لشکر بھی تعاقب کرتا ہوا اس شہر تک پہنچ گیا۔

اسپین کے سالار کی عقل مندی: ...... اس وقت مرشیا میں عورتوں اور بوڑھوں بچوں کے علاوہ کوئی جوان باقی نہ رہا تھا تدمیر کو اس موقع پر غضب کی ترکیب سوجھی اس نے ساری عورتوں کو مردانہ لباس پہنایا۔ سر پر خود رکھا۔ نیزہ کے بجائے اور دیگر ضروی نمائشی اسلحہ جنگ سے سجایا سر کے بالوں کو پیچ دے کر تھوڑی کے نیچے اس طرح لٹکایا کہ دور سے دیکھنے والوں کو داڑھی معلوم ہوتی تھی اس مصنوعی فوج کو تدمیر نے فصیل شہر کی حفاظت پر مقرر کیا اسلامی لشکر کو اس کا علم نہ تھا کہ یہ کس قسم کی فوج ہے سپاہی حملہ کی تدبیرے سوچنے لگے۔ تدمیر نے یہ محسوس کر کے میری تدبہ کامیاب ہو گئی فوراً اپنے نوعمر غلام کو ایلچیوں کا لباس پہنایا اور خود صلح کا جھنڈا لئے ہوئے صلح کرنے کے لئے شہر سے باہر آیا رفتہ رفتہ لشکر اسلام تک پہنچا۔

چالاکی سے صلح کا معاہدہ: ...... عربی سپہ سالار نے اس کو سفیر سمجھ کر نہایت تپاک اور احترام سے استقبال کیا، مہربانی اور نرمی سے آپس میں گفتگو ہونے لگی تدمیر بولا میں اپنے حکمران کی طرف سے آپ سے صلح کی شرائط طے کرنے آیا ہوں، جن کو قبول یا منظور کرنا آپ کی حوصلہ مندی اور مردانگی

سے بعید نہیں ہے ہمارے رحم دل صلح پسند حاکم کو خونریزی منظور نہیں ہے اگر آپ وعدہ فرمائیں کہ اہل شہر کو ان کے مال واسباب سمیت نکل جانے دیں تو کل صبح شہر آپ کے حوالہ کر دیا جائے ورنہ فصیل شہر کی حفاظت پر اور نا کہ بندیوں کو آپ خود ملاحظہ فرما رہے ہے اس شہر پر آپ کا اس وقت تک قبضہ نہ ہوگا جب تک ہم میں سے ایک بھی زندہ رہے گا، مغیث کو یہ شرط پسند آئی صلح پر راضی ہوگیا عہد نامہ لکھے جانے کے بعد پہلے مغیث نے دستخط کیا بعد ازاں تدمیر نے عہد نامہ پر دستخط کر کے مغیث کے حوالہ کر کے کہا'' لیجئے حضرت'' یہ'' عہد نامہ'' میں'' ہی اس شہر کا حاکم ہوں اس کے بعد تدمیر اپنے غلام کے ساتھ شہر واپس چلا گیا۔

تھیوڈ میر لینڈ کی وجہ تسمیہ:......اگلے دن صبح ہوتے ہی شہر پناہ کا دروازہ کھولا سب سے پہلے تدمیر اپنے چند غلاموں کے ساتھ نکلا ان کے پیچھے بڈھوں اور عورتوں اور بچوں کا گروہ ظاہر ہوا مغیث کو بے حد حیرت ہوئی حیران ہو کر تدمیر سے پوچھا'' آپ کے وہ سپاہی کہاں ہیں جو فصیل کی حفاظت پر تھے'' تدمیر تے جواب دیا'' میرے پاس سپاہی کہاں باقی رہ گئے تھے جن کے ذریعہ سے میں نے شہر کی حفاظت کی تھی وہ یہی عورتیں اور بوڑھے مرد ہیں '' مغیث کو تدمیر کی اس ہوشیاری اور دلیرانہ کاروائی بے حد تعجب ہوا کہ اور اتنی خوشی ہوئی کہ اس نے اپنے مغلوب دشمن کو مرشیا کا گورنر مقرر کر دیا چنانچہ آج تک یہ صوبہ اسی کے نام کی مناسبت سے'' تھیوڈ میر لینڈ'' کہا جاتا ہے۔

طارق کی پیش قدمی:......اس وقت طارق سرزمین اندلس کو فتح کرتا ہوا گاتھ سرداروں کے تعاقب و جستجو میں ٹولیڈو (طلیطلہ) تک پہنچ گیا تھا مگر ٹولیڈو میں صرف وہی لوگ باقی رہ گئے تھے جن کو مسلمانوں سے تعلق اور رابطہ پیدا ہوگیا تھا مثلاً کوئنٹ جولین (بالیاں) گورنر سبطہ اور'' شاہ ڈنرا'' سابق حکمران ہسپانیہ کا رشتہ دار، طارق نے ان لوگوں کو بڑے بڑے عہدے عنایت کئے سرداران گاتھ سرداروں کو جن کی تلاش میں طارق خاک چھان رہا تھا وہ لوگ آسٹریا کے پہاڑوں میں جا کے پناہ گزیں ہوگئے تھے اس وجہ سے ہاتھ نہ آئے۔

موسیٰ بن نصیر کا حسد:......طارق نے ممالک ہسپانیہ کے تقریباً سارے شہر کو فتح کر لیا تھا اور جو ادھر ادھر دو چار صوبہ باقی رہ گئے تھے وہ بھی فتح ہونے کے لئے تیار تھے کہ اسی دوران موسیٰ بن نصیر (گورنر افریقہ) نے جس کو طارق کی یہ غیر متوقع کامیابیاں پسند آئی تھیں اس نا موری اور فتحیابی میں حصہ لینے کی غرض سے اٹھارہ ہزار عربی سپاہیوں کے لشکر کے ساتھ اسٹریٹ کو ۹۴ھ کے موسم گرما میں عبور کیا، کارموتا، سیوائیل اور میریڈا کے میدانوں کو جنگ کر کے فتح کر لیا جس سے اسپین کا سارا ملک ایک سرے سے دوسرے تک مسلمانوں کے قبضہ میں آ گیا اور اس خلیفہ اسلام کی وسیع اور بسیط سلطنت کا یہ ایک صوبہ بن گیا، جس کا مرکز حکومت دمشق میں تھا۔

یورپ کی طرف پیش قدمی:......موسیٰ بن نصیر گورنر افریقہ کے دل میں اسپین کی فتح کے بعد یورپ کی فتح آرزو پیدا ہوئی مگر افسوس ہے کہ خلیفہ دمشق کی طلبی پر وہ اپنی اس آرزو کو پورا نہ کر سکا۔ پھر بھی اس کے چلے جانے کے بعد اسلامی لشکر نے یورپ کی طرف قدم بڑھائے چنانچہ ۱۰۹ھ کے اوائل میں گال کے جنوبی حصے پر جو'' سپٹی مونیا'' کے نام سے مشہور تھا قبضہ کر کے'' کرکالون'' اور'' تیریون'' کو بھی اپنی حکومت میں داخل کر لیا اس کے بعد'' برگنڈی'' اور'' ایکوئی ٹینا'' پر حملہ کیا، ایوڈیز ڈیوک آف ایکوئی ٹینا مقابلہ پر آیا اتفاق سے اس معرکہ میں مسلمانوں کو شکست ہوگئی۔

عزم مؤمن:......مگر اس شکست سے ان کی جواں مردی میں ذرہ برابر فرق نہ آیا۔ سامان جنگ درست اور لشکر کو مرتب کر کے مسلمانوں نے پھر ملک مغرب پر چڑھائی کی'' بیون'' پر قبضہ کر لیا قوم'' سن پر'' ٹیکس قائم کیا۔ ۱۳۰ھ میں'' ابوگنین'' پر قبضہ کر لیا ناریوں کے نئے حکمران عبدالرحمٰن نے فوجیں تیار کر کے پھر ایکوئی ٹینار پر چڑھائی کی، دریائے'' گارون'' پر اس سے اور'' ایوڈیز'' سے مقابلہ ہوا عساکر اسلامیہ نے ایوڈیز کو شکست فاش دے کر'' ٹوورز'' کی جانب قدم بڑھایا چارلس پیکن (شاہ فرانس) بادشاہ'' لوتا میہ'' کی حمایت کے لئے تیار ہو کر میدان میں آیا دونوں فریق کا'' پوراکٹرز'' اور'' ٹوورز'' کے درمیان مقابلہ ہوا۔ یہ بہت بڑی جنگ تھی اس سے بڑے، بڑے نتائج پیدا ہونے والے تھے اگر عساکر اسلامیہ کو اس معرکہ میں کامیابی ہوگئی ہوتی تو پورے یورپ میں بجائے گھنٹے کی آواز کے اذان کی آواز گونجتی، چارلس اور اس کی فرانسیسی فوج نے مسلمانوں کی ترقی کو اسی معرکہ سے روک دیا چھ دن تک معمولی اور چھوٹی چھوٹی لڑائیاں ہوتی رہیں ساتویں دن چارلس خود حملہ آور ہوا مسلمانوں کے پاؤں میدان جنگ

سے لڑ کھڑا گئے اسلامی فوج کا بڑا حصہ کام آ گیا اس واقعہ سے پھر مسلمانوں کو ممالک فرانس کی طرف قدم بڑھانے کا شوق پیدا نہ ہوا،
واللہ یفعل مایشاء ،انتھی کلام المترجم ملخصا ❶ من الطبری وتاریخ ابولفداء والکامل لابن الاثیر وکتاب نفخ الطیب وغیرھا من کتب تواریخ الانگلشیه .

عبدالرحمٰن ملقب الداخل کا اندلس جانا اور حکومت کی بنیاد ڈالنا

عبدالرحمٰن کا فرار:......جس وقت خاندان خلافت امویہ پر مشرق میں وہ مصائب نازل جوان پر نازل ہونے والے تھے ،خلافت کے دعوے داروں یعنی بنو عباس نے حکمت عملی سے ان کو دبا کر کے کرسی خلافت سے اتار دیا ،اس خاندان کے آخری خلیفہ مروان بن محمد بن مروان بن حکم کو ۱۳۲ھ میں قتل کر کے حکومت پر خود جلوہ افروز ہوئے ،ڈھونڈ ڈھونڈ کر اس خاندان کے ممبروں کو قتل کرنے لگے خاندان امیہ کے باقی ماندہ دو چار ممبر جو اس عام خونریزی سے بچ گئے تھے وہ جان کے خوف سے ادھر ادھر اور دور دراز ملکوں کی طرف بھاگ کھڑے ہوئے ان ہی لوگوں میں سے جو اس طوفان بے امتیازی سے بچ کر نکل بھاگے تھے۔

عبدالرحمٰن بن معاویہ:......عبدالرحمٰن بن معاویہ بن ہشام بن عبدالملک نامی ایک شخص اسی معزول شدہ خاندان امارت کا ایک ممبر تھا اس واقعہ سے پہلے اس کی قوم مغرب میں اس کی بادشاہت کی منتظر تھی اور اس میں حکومت کرنے کی ایسی علامات محسوس کرتی تھی جن کو مسلمہ بن عبدالملک نے بیان کیا تھا خود عبدالرحمٰن نے بھی بالمشافہ مسلمہ بن عبدالملک سے یہ سن رکھا تھا اس سے اس کے دل میں مغرب کی حکومت کا ولولہ وشوق پیدا ہور ہا تھا یہی وجہ تھی کہ جس سے عبدالرحمٰن بن معاویہ نے شام سے نکل کر ملک مغرب کا راستہ لیا اور اپنے ماموں ''نغرہ برارہ'' ❷ طرابلس کے یہاں پہنچ کے مقیم ہوا کسی ذریعہ سے عبدالرحمٰن بن حبیب کو اس کی خبر ہوگئی۔عبدالرحمٰن بن حبیب اس پہلے ولید بن عبدالملک کے دو بیٹوں کو جب وہ افریقہ میں شام سے بھاگ کر پہنچتے تھے قتل کر چکا تھا۔

عبدالرحمٰن کی اندلس روانگی:......عبدالرحمٰن بن معاویہ جان کے خوف سے نضرہ برابرہ سے نکل کر مغیلہ میں جاکے پناہ گزین ہوا بعضوں نے کہا ہے کہ مکناسہ میں اور بعضوں نے لکھا ہے کہ قوم زناتہ میں جا کر دم لیا تھا ان لوگوں کے نہایت احترام سے اس کی آ ؤ بھگت کی اور یہ ان میں کچھ عرصے اطمینان کے ساتھ ٹھہرا رہا اس کے بعد ملیلہ میں جاٹھہرا اور اپنے غلام بدر کو اندلس میں ان لوگوں کے پاس روانہ کیا جو مروانیوں کے خدام اور گروہ والے تھے۔

عبدالرحمٰن بن معاویہ کی حکومت کی دعوت:......چنانچہ بدر نے اندلس پہنچ کر ان سب کو جمع کیا اور عبدالرحمٰن بن معاویہ کی بادشاہت وحکومت کی دعوت دی ،ان سب لوگوں نے نہایت تپاک اور خوشی سے اس کو قبول کیا اور آپس میں اس تذکرہ کو خوب پھیلایا ،اتفاق سے اسی زمانہ میں جیسا کہ ہم پہلے لکھ آئے ہیں یمینیہ اور مضریہ کے درمیان چخ چل گئی ،اس وجہ سے یمینیہ نے عبدالرحمٰن بن معاویہ کی حکومت و بادشاہت پر اتفاق واجماع کرلیا ،بدر نے اندلس سے واپس آ کر اپنے آقا عبدالرحمٰن کو اس سے مطلع کیا۔

عبدالرحمٰن کی سندھ آمد:......عبدالرحمٰن نے ۱۳۸ھ عہد خلافت ابوجعفر المنصور عباسی میں دریا کو عبور کیا اور ساحل سمندر پر جا اترا ،اہل اشبیلیہ کے ایک گروہ نے حاضر ہو کر امارت وحکومت کی عبدالرحمٰن کے ہاتھ پر بیعت کی اس کے بعد عبدالرحمٰن نے کوراحب ❸ کا رخ کیا ،اس کے عامل عیسٰی بن مسور ❹ نے بھی بیعت کر لی تب عبدالرحمٰن شدونہ کی طرف واپس آیا ،عتاب بن علقمہ ❺ لخمی شدونہ کے گورنر نے اطاعت کر لی اور امارت وحکومت

---

❶......فاضل مترجم نے یہ خلاصہ طبری ،تاریخ ابوالفراء ،تاریخ کامل ابن اثیر ،نغم الطیب اور دیگر انگریزی تواریخ سے اقتباس کر کے لکھا ہے۔ ❷......ابن اثیر کی کامل میں نغرہ کی جگہ نغراہ تحریر ہے (جلد نمبر ۳ صفحہ نمبر ۵۴۳)۔ ❸......ہمارے پاس موجود جدید عربی ایڈیشن (جلد نمبر ۴ صفحہ نمبر ۱۲۶) پر راحب کے بجائے رحب تحریر ہے۔(مصحح جب کہ کامل ابن اثیر (جلد نمبر ۳ صفحہ نمبر ۵۴۳) پر ریہ تحریر ہے۔ ❹......کامل ابن اثیر (جلد نمبر ۳ صفحہ نمبر ۵۴۳) پر مسور کے بجائے مبساور تحریر ہے۔ ❺......کامل ابن اثیر (جلد نمبر ۳ صفحہ نمبر ۵۴۳) پر عتاب کے بجائے غیاث تحریر ہے۔

کی اس کے ہاتھ پر بیعت کر لی اس کے بعد مورو پہنچا اور اس کے گورنر ابن صباح سے بیعت لی پھر قرطبہ کی طرف روانہ ہوا یمینیہ نے حاضر ہو کر ان کی امارت کو تسلیم کیا۔

معرکہ قرطبہ:......ہوتے ہوتے اس کی خبر اندلس کے گورنر یوسف بن عبدالرحمٰن فہری تک پہنچی یہ اس وقت جلیقہ کے خلاف جہاد کر رہا تھا۔ اس خبر کے مشہور ہونے سے اس کے لشکر میں پھوٹ پڑ گئی مجبوراً اس کو قرطبہ کی طرف واپس آنا پڑا اس کے وزیر ضمیل بن حاتم نے رائے دی ''کہ مصلحت کے پیش نظر عبدالرحمٰن کے ساتھ نرمی اور مہربانی کا برتاؤ کرنا اور چالاکی و حکمت عملی سے کام لینا لیکن اس کی مراد پوری نہ ہوئی۔

عبدالرحمٰن، مالقہ نے سریش، اور برندہ میں:......اسی دوران عبدالرحمٰن، منکب سے مالقہ آ گیا اور لشکر مالقہ سے سیاسی تدابیر سے بیعت لے لی اس کے بعد برندہ پہنچا اور لشکر برندہ سے بھی اپنی امارت کی بیعت لی۔ پھر سریش پہنچا لشکر سریش نے بھی بیعت کر لی اس کے بعد اشبیلیہ میں جا کے قیام کیا، چاروں طرف سے ہوا حمایتوں اور امداد فوجوں کی آمد شروع ہو گئی آہستہ آہستہ مضریہ بھی اس کے پاس آ کر جمع ہو گئے حتیٰ کہ یوسف بن عبدالرحمٰن گورنر اندلس کے دستے میں سوائے فہریہ اور قیسیہ کے کوئی عربی شخص باقی نہ بچا لہٰذا اس وقت عبدالرحمٰن نے یوسف پر حملہ کیا قرطبہ کے باہر ایک میدان میں ہنگامہ کارزار گرم ہو گیا یوسف کو اس معرکہ میں شکست ہوئی، شکست کھا کے غرناطہ واپس آیا اور قلعہ بند ہو گیا۔

یوسف بن عبدالرحمٰن کی وعدہ شکنی:......امیر عبدالرحمٰن نے تعاقب کیا، غرناطہ پہنچ کے محاصرہ کیا بالآخر یوسف صلح کرنے پر مائل ہوا، عبدالرحمٰن نے اس شرط پر صلح کی کہ یوسف اس کے ساتھ غرناطہ سے نکل کر قرطبہ میں جا کے قیام کرے نکل کر اس صلح کے بعد یوسف نے بدعہدی کی ۱۴۱ھ میں بغاوت کے ارادے سے قرطبہ سے طلیطلہ چلا گیا تقریباً بیس ہزار بربر اس کے پاس جمع ہو گئے، امیر عبدالرحمٰن نے اس کے مقابلہ پر عبدالملک بن عمر مروان کو مقرر کیا۔

عبدالملک بن عمر:......عبدالملک بن عمر عبدالرحمٰن کے پاس مشرق سے آیا تھا اس کا باپ عمر بن مروان بن حکم اپنے بھائی عبدالعزیز کی زیر سرپرستی مصر میں رہتا تھا جب ۱۱۵ھ میں اس کا انتقال ہو گیا تو عبدالملک بدستور مصر ہی میں رہا یہاں تک کہ سیاہ جھنڈے والے (عباسیہ) سرزمین مصر میں داخل ہوئے تو عبدالملک نے مصر کو خیر آباد کہہ کر اپنے خاندان کے دس نامی گرامی دلاوروں اور جنگجوؤں کے ساتھ اندلس کا راستہ لیا، کوچ و قیام کرتا ہوا ۱۴۱ھ میں امیر عبدالرحمٰن کی خدمت میں حاضر ہوا عبدالرحمٰن نے اس کو اشبیلیہ کی سند حکومت عطا کی، اس کے بیٹے عمر بن عبدالملک کو ''مورور'' کی۔

یوسف بن عبدالرحمٰن فہری کا قتل:...... یوسف اندلس کے معزول گورنر نے ان دونوں کی طرف جنگ کے ارادے سے کوچ کیا، یہ دونوں بھی فوجیں تیار کر کے یوسف کی طرف بڑھے دونوں فریق کا ایک میدان میں مقابلہ ہوا بہت بڑی اور گھمسان کی جنگ ہوئی، ہزار ہا آدمی کام آ گئے آخر کار یوسف کی شکست ہوئی، انتہائی بے سروسامانی سے بھاگ کھڑا ہوا طلیطلہ کے اطراف میں خود اس کے کسی ساتھی نے مکر و فریب سے قتل کر ڈالا، سر اتار کر امیر عبدالرحمٰن کی خدمت میں لا کے پیش کر دیا۔

خلافت عباسیہ سے قطع تعلق:......یوسف کے مارے جانے پر امیر عبدالرحمٰن کی حکومت کو استحکام اور استقلال حاصل ہو گیا پورے اندلس نے اس کی اطاعت قبول کر لی، کوئی مخالف نام کو بھی باقی نہ رہا چنانچہ امیر عبدالرحمٰن نے قرطبہ کو اپنی حکومت کا مرکز بنایا، محلسرا، جامع مسجد بنوائی اور صرف اس کی تعمیر میں اسی ہزار (۸۰۰۰۰) دینار صرف کئے ابھی تعمیر پوری نہ ہونے پائی تھی کہ مر گیا اس کے علاوہ اور مسجدیں بھی بنوائیں ایک گروہ اس کے خاندان کا مشرق سے اس کے پاس چلا آیا پہلے یہ خلیفہ ابو جعفر المنصور کے نام کا خطبہ پڑھتا تھا۔

بنی مروان کی سلطنت:......پھر جب اس کی حکومت اقتدار میں آ گئی بنی مروان کی سلطنت کی بناء استحکام کے ساتھ پڑھ گئی جتنا ان کے معالم و ماثر خلافت کو مشرق میں نقصان پہنچا تھا اس کو از سر نو حاصل کر لیا، اندلس کے آس پاس کے باغیوں اور سرکشوں کو زیر و زبر کر چکا تب اس نے خلافت عباسیہ کے تاجدار کا نام خطبہ سے موقوف کیا اور مکمل طور پر اس قطع تعلق کر لیا۔

عبدالرحمٰن الداخل کا کارنامہ:......اس نے ۱۹۲ھ میں وفات پائی یہ عبدالرحمٰن داخل کے لقب سے مشہور تھا کیونکہ مروانی بادشاہوں میں سے سب سے پہلے یہی اندلس میں داخل ہوا تھا، چونکہ اس نے اندلس میں پہنچ کے بغیر کسی معاون و مددگار کے بڑے بڑے نمایاں کام کیے، مشرق سے کیسی بے سروسامانی سے بھاگا نہ تو اس میں قوت تھی اور نہ کوئی شخص اس کا معین و مددگار تھا مگر سرزمین اندلس پہنچ کے اندلس جیسے وسیع پر ملک پر قبضہ کرلیا اور اس کے گورنر کو معزول کردیا یہ اس کی بلند ہمت مردانگی اور استقلال کی قوی دلیل ہے اس وجہ سے خلیفہ ابوجعفر المنصور عباسی اس کو شیر بن امیہ ❶ کے نام سے یاد کرتا تھا اس کے بعد اس کی آئندہ نسلیں بوراثت اس کے اس وسیع ملک کی حکمرانی کرتی رہیں۔

امیر:......عبدالرحمٰن خود کو امیر کے لقب سے ملقب کرتا تھا، اسی طریقہ پر اس کے لڑکوں نے بھی اپنا رویہ رکھا ان میں سے کسی شخص نے اپنے کو "امیر المومنین" کے معزز خطاب سے مخاطب نہیں کیا کیونکہ بیعت خلافت مرکز اسلام اور مرکز عرب میں لے جاتی تھی یہاں تک کہ عبدالرحمٰن ناصر کا دور حکومت آیا یہ عبدالرحمٰن داخل کے خاندان کا آٹھواں ممبر تھا جیسا کہ ہم آئندہ تحریر کریں گے لہٰذا اس نے خود کو "امیر المومنین" کے لقب سے ملقب کیا اس کے بعد اس کی آئندہ نسلوں نے یکے بعد دیگرے اس خطاب کو اختیار کیا۔

عبدالرحمٰن داخل کی وسیع سلطنت:......عبدالرحمٰن ❷ داخل کی اس خطہ اندلس میں بہت بڑی وسیع حکومت اور بہت زرخیز مملکت تھی جو اس کے بعد کئی صدیوں تک قائم رہی جیسا کہ آئندہ ہم تحریر کریں گے اندلس کے مسلمان عبدالرحمٰن کی خوش اخلاقی اور عاملانہ تدابیر کے گرویدہ ہو کر اس کی حکومت کے دائرہ کے وسیع کرنے میں مصروف و مشغول ہو گئے اس سے اس کو بہت مدد ملی اس کی حکومت کو استحکام ہو گیا اس کا سکہ حکومت پورے ہسپانیہ میں چلنے لگا عبدالرحمٰن ایسی وسیع مملکت کے حاصل ہو جانے پر اطمینان کے ساتھ شاہی شان و شوکت بڑھانے کی طرف متوجہ ہوا۔

مسلمان علاقوں پر فرویلہ کا حملہ:......اسی دوران فرویلہ بن افونش نے مسلمانوں کے سرحدی علاقوں پر فوج کشی کردی مسلمانوں کو وہاں سے

---

❶......ہمارے پاس موجود جدید عربی ایڈیشن (جلد نمبر ۴ صفحہ نمبر ۱۲۷) پر شیر کے بجائے شکرے (صقر بنی امیۃ) کے الفاظ ہیں، یعنی بنی امیۃ کا شکرہ، اور مغری کی نفح الطیب (جلد نمبر ا صفحہ نمبر ۱۵۷) پر صقر قریش یعنی قریش کا شکرہ تحریر ہے۔ ❷......نوٹ:۔عبدالرحمٰن داخلی کے جس وقت تمام اعزہ و اقارب تقریباً ایک سو سال تک حکومت کر کے حکومت سے اتار دیئے گئے اور خلافت کے دعویداروں یعنی عباسیوں کے ہاتھوں قتل کیے گئے، اس وقت عبدالرحمٰن بھی چند جاں بروں کے ساتھ اپنی جان بچا کے بھاگا اس کے ساتھ بدر نامی اس کا ایک غلام اور اس کا نوعمر بیٹا ہشام تھا، دریائے فرات تک انتہائی وقت سے عباسیوں کے ہاتھ سے صحیح و سالم بچ کر پہنچ گیا اور ایک گاؤں میں یہ خیال کر کے ہم یہاں پر میرے رہنے کا حریفوں کو گمان تک نہ ہو گا، بود و باش اختیار کی ایک روز یہ اپنے خیمے میں بیٹھا ہوا تھا قدرت کی نیرنگیوں پر غور کر رہا تھا، اور اس کا بیٹا خیمہ سے باہر کھیل کود میں مصروف تھا کہ یکا یک یہ نوعمر بچہ چیختا چلاتا حیران و پریشان خیمہ میں گھس آیا، عبدالرحمٰن نے اس کو تسلی دی اور خوف کا سبب دریافت کرنے باہر آیا، دیکھا کہ گاؤں پر سیاہ جھنڈوں والے یعنی عباسیہ محاصرہ کرنے والے ہیں، پہلے تو سخت پریشان ہوا لیکن پھر اپنے خیالات کو جمع کیا اور کچھ سوچ سمجھ کر اپنے بچہ کو گود میں لے کر دریا میں کود پڑا بھاگتے وقت بدر کو ہدایت کر گیا کہ اس ہنگامہ کے ختم ہو جانے کے بعد میرے باقی اہل و عیال کو میرے پاس لے آنا، عباسیوں نے پہنچتے ہی خیمہ کی تلاشی لی، بنی امیہ کے خاندان کا ایک متنفس نظر نہ آیا، دریا کی طرف نظر گئی تو دو شخص نے جس کی گود میں نوعمر بچہ تھا، ایک نہ سنی مگر اس کا دوسرا ساتھی جو اس کے پیچھے پیچھے تیرتا جاتا تھا اور کافی تھک گیا تھا امان دینے کی آواز سن کے لوٹ آیا کنارہ پر پہنچا ہی تھا کہ سرتن سے جدا کر دیا گیا۔ پہلا شخص جو تیر کر دریا عبور کر گیا وہ عبدالرحمٰن تھا دوسرا شخص جس نے اپنے خود کو خطرے میں ڈالا اور مارا گیا، عبدالرحمٰن کا بھائی اور انیس سفر تھا، دریائے فرات عبور کر کے رات دن سفر کرتا، اور طرح طرح کی مصیبتیں جھیلتا ہوا افریقہ پہنچا جہاں اس کے پہنچنے کے چند روز کے بعد اس کے باقی اہل و عیال اور خاندان والے بدر سمیت آ ملے۔

عبدالرحمٰن کی عمر اس وقت (۲۰) سال کی تھی، جری، دلاور، معاملہ فہم، اور ذہین تھا قدرت نے صورت و سیرت کا کافی حصہ اس کو مرحمت کیا تھا، اس وقت شمالی افریقہ میں عبدالرحمٰن بن حبیب نامی گورنری کر رہا تھا اس کو خاندان امیہ سے دلی نفرت تھی اس نے ولید بن عبدالملک کے بیٹوں کو اس سے پہلے قتل کر ڈالا تھا، عبدالرحمٰن نے یہ سوچ کر کے اس کا استیصال ناممکن ہے اس کے علاوہ ایسے مقام پر قیام کرنا خطرہ سے خالی نہیں ہے جہاں پر کہ اپنے خاندان کا دشمن موجود ہو، اندلس کا راستہ لیا، پانچ برس تک سواحل بربر پر بحال پریشان خستہ و خراب مارا مارا پھرا آخر کار اپنے غلام بدر کو خاندان امیہ کے حمایتوں کے پاس اندلس روانہ کیا تمام سرداروں لشکر جن کو خانداں امیہ سے کچھ بھی تعلق تھا عبدالرحمٰن کی مدد پر کمر بستہ ہو گئے اور یمنی قبائل کو بھی بحث و مباحثہ کے بعد ہر طرح کی مدد و اعانت پر راضی و مستعد کر لیا۔

الغرض بدر تمام مراحل طے کر کے عبدالرحمٰن کے پاس واپس آیا عبدالرحمٰن اس وقت نماز پڑھ رہا تھا، سلام پھیرا تو اندلس کے سب سے پہلے ایلچی کو کامیابی کی خوشخبری لئے اپنے پاس موجود پایا فرط مسرت سے "ابو غالب" کا خطاب عنایت کیا اپنے معدود چند رفقاء کے ساتھ اور اہل خاندان کے ساتھ بلا توقف جہاز پر سوار ہو کر اندلس کی طرف روانہ ہو گیا۔ (تاریخ کامل جلد نمبر ۵ صفحہ نمبر ۲۳۴ مطبوعہ مصر) (مترجم)

نکال دیا چنانچہ ان کے قبضہ سے ''بریغال''، ''سمورہ''، ''سلمنقہ''، ''فشتالہ'' اور ''سقونیہ'' کو نکال لیا اور یہ علاقے جلالقہ کے قبضہ میں چلے گئے، ایک مدت تک انہیں کے قبضہ میں رہے یہاں تک کہ منصور بن ابی عامر دولت امویہ کے سپہ سالار نے ان شہروں کو پھر فتح کیا جیسا کہ اس کے حالات کے تذکرہ میں بیان کیا جائے گا۔

عبدالرحمٰن نے اندلس پر قبضہ کرنے کے زمانہ میں خلیفہ سفاح کے نام کا خطبہ پڑھا تھا پھر اس کا نام خطبہ سے نکال کر خود حکمران بن بیٹھا جیسا کہ ہم پہلے بیان کر آئے ہیں۔

علاء بن مغیث کا قتل: ...... اسی بناء پر ۱۴۶ھ میں علاء بن مغیث یحصبی نے افریقہ سے فوجیں فراہم کر کے اندلس کا رخ کیا اور باجہ میں پہنچ کر جنگ کی ٹھانی، یہ شخص خلیفہ ابوجعفر المنصور عباسی کے حمایتیوں میں سے تھا ایک بڑا گروہ اس کے پاس آ کے جمع ہو گیا، امیر عبدالرحمٰن کو اس کی خبر مل گئی تو اس نے بھی سامان جنگ درست کر کے علاء کو ہوش میں لانے کی غرض سے کوچ کیا'' اشبیلیہ کے اطراف میں دونوں حریفوں کا مقابلہ ہوا، چند دنوں تک لڑائیاں ہوتی رہیں آخر کار علاء کو شکست ہوئی سات ہزار آدمی مارے گئے علاء بھی اس معرکہ میں مارا گیا امیر عبدالرحمٰن نے مقتولوں کے سروں کو جمع کرا کے کچھ قیروان کئے اور کچھ مکہ معظمہ بھیج دیئے جو خفیہ طور پر ان کے بازاروں میں پھینک دیئے گئے ان سروں کے ساتھ سیاہ جھنڈے بھی تھے اور وہ خطوط بھی تھے جو خلیفہ منصور نے علاء کے پاس دوران جنگ بھیجے تھے۔

طلیطلہ کی فتح: ...... ہشام بن عبدربہ فہری طلیطلہ میں ایک بااثر شخص تھا اور ان واقعات سے پہلے عبدالرحمٰن کی نفرت اور مخالفت پیدا ہو چکی تھی اور وہ اسی طرح سے باقی تھی یہاں تک کہ ۱۴۷ھ میں امیر عبدالرحمٰن اموی نے اپنے پرانے خادم بدر اور تمام بن علقمہ کو طلیطلہ فتح کرنے کے لئے روانہ کیا لہٰذا ان دونوں نے طلیطلہ پہنچ کر محاصرہ کیا اور ایک خونریزی جنگ کے بعد اس کو فتح کر کے ہشام کو معہ حیوۃ بن ولید یحصبی اور عثمان بن حمزہ بن عبیداللہ بن عمر بن خطاب سمیت گرفتار کر لیا پیروں میں بیڑیاں ڈال کر قرطبہ لائے امیر عبدالرحمٰن نے ان کو صلیب دی۔

سعید یحصبی کی بغاوت: ...... پھر اسی ۱۴۷ھ میں سعید یحصبی (جو مطری مشہور تھا) نے ان لوگوں کے خون کا بدلہ لینے کے لئے بغاوت کی جو قبائل یمن کے علاء کے ساتھ مارے گئے تھے پہلے اس نے شہر لبلہ میں فوجیں تیار کیں جب ایک عظیم گروہ جمع ہو گیا تو اشبیلیہ پہنچ کر قبضہ کر لیا، امیر عبدالرحمٰن یہ سن کر اٹھ کھڑا ہوا فوجیں تیار کیں سامان جنگ درست کیا اور سعید سے جنگ کرنے کے لئے کوچ کر دیا، سعید اس کی آمد سے مطلع ہو کر اشبیلیہ کے ایک قلعہ میں جا کر پناہ گزیں ہو گیا، امیر عبدالرحمٰن نے پہنچتے ہی محاصرہ کر لیا، رسد و غلہ کی آمد و رفت بند کر دی۔

عبدالرحمٰن الداخل اور عتاب کا معرکہ: ...... عتاب بن علقمہ لخمی اس وقت شہر شدونہ میں تھا، مطری کے محصور ہونے کی خبر سن کر امدادی فوجیں جمع کر کے مطری کی طرف روانہ کیں، عبدالرحمٰن نے اپنے غلام بدر کی زیر نگرانی ایک دستہ فوج اس کی کمک کی روک تھام پر مقرر کیا چنانچہ بدر نے نہایت دانائی سے اس امداد کو مطری تک پہنچنے سے اس طرح روکا مطری اور امدادی فوج کے درمیان خود حائل ہو گیا ایک مدت تک محاصرہ و جنگ کا سلسلہ قائم و جاری رہا آخر کار سعید انہیں لڑائیوں میں مارا گیا، تب اہل قلعہ نے اس کی جگہ خلیفہ بن مروان کو اپنا امیر بنا لیا، امن کی درخواست کی امیر عبدالرحمٰن نے ان کی درخواست منظور کر لی اہل قلعہ نے قلعہ کے دروازے کھول دیئے عبدالرحمٰن نے قلعہ کو ویران کر دیا خلیفہ مروان ❶ کو لوگوں سمیت جو اس کے ساتھ تھے مار ڈالا۔

عتاب اور عبداللہ کی سرکوبی: ...... اس مہم سے فارغ ہو کر عتاب کی سرکوبی کے لئے روانہ ہوا، شدونہ پہنچ کر محاصرہ کر لیا، اہل شدونہ نے مجبور ہو کر امن کی درخواست پیش کی عبدالرحمٰن نے ان کو امن دی اور کامیابی کے ساتھ قرطبہ واپس آیا۔

واپسی کے بعد عبداللہ بن خراشہ اسدی نے ''کورہ جہاں'' میں بغاوت کی ایک بڑے گروہ کو جمع کر کے قرطبہ پر حملہ کرنے کی تیاری کی، عبدالرحمٰن

❶ ...... خلیفہ کے قتل کئے جانے کی وجہ یہ تھی کہ قلعہ والوں نے اس شرط پر امان طلب کی تھی کہ ہم قلعہ آپ کے حوالہ کر دیں گے لہٰذا جب عبدالرحمٰن نے اس کی درخواست منظور کر لی اور قلعہ اور خلیفہ کو قتل کر دیا کیونکہ صلح قلعہ والوں سے ہوئی تھی خلیفہ سے نہیں۔ دیکھیں تاریخ کامل ابن اثیر جلد نمبر ۵ صفحہ نمبر ۳۷۸ مطبوعہ مصر) (مترجم)

نے ایک فوج کو اس مجمع کے منتشر کرنے کے لئے روانہ کیا، عوام الناس نے یہ خبر سن کر کہ عبدالرحمٰن کا لشکر آ رہا ہے عبداللہ کا ساتھ چھوڑ دیا جمعیت منتشر ہو گئی عبداللہ نے خطا معاف کرائی اور امن طلب کی چنانچہ عبدالرحمٰن نے امن دے دی۔

غیاث بن میسر کی بغاوت: ......۱۵۰ھ میں غیاث بن میسر اسدی نے سر اٹھایا اور عبدالرحمٰن کی مخالفت پر کمر بستہ ہو کر بغاوت کی گورنر باجہ نے جو عبدالرحمٰن کی طرف سے مقرر تھا فوجیں تیار کیں اور سینہ سپر ہو کر لڑا آخر کار غیاث کو شکست ہوئی پکڑ دھکڑ کے دروان مارا گیا فتح کے بعد گورنر باجہ نے بشارت نامہ فتح کے ساتھ غیاث باغی کا سر بھی عبدالرحمٰن کے پاس قرطبہ روانہ کیا۔ اسی سن میں عبدالرحمٰن نے قرطبہ کے شہر پناہ بنانے کی بنیاد ڈالی۔

شقنا بن عبدالواحد: ......ان واقعات کے بعد مشرق اندلس میں ایک شخص نے بربر مکنامہ سے سر اٹھایا، یہ شخص شقنا بن عبدالواحد کے نام سے مشہور تھا معلّمی کا پیشہ کرتا تھا، اس نے دعویٰ کیا کہ میں حسین بن علی شہید کربلا کی اولاد میں سے ہوں، میرا نام عبداللہ بن محمد ہے بربریوں کا ایک بہت بڑا گروہ جمع ہو گیا، اس سے اس کی شان و شوکت بڑھ گئی، حوصلے بلند ہو گئے ''شنت بریہ'' ❶ میں جا کے ٹھہرا عبدالرحمٰن اس کی سرکوبی پر تیار ہو گیا، شقنا، عبدالرحمٰن کی آمد کی خبر سن کر جنگ کئے بغیر پہاڑوں پر بھاگ گیا اور وہیں جا کر پناہ گزیں ہو گیا۔

شقنا کی بغاوت: ......عبدالرحمٰن بے نیل مرام واپس آ گیا طلیطلہ پر حبیب بن عبدالملک کو مقرر کیا حبیب نے اپنی طرف سے شنت بریہ پر سلیمان بن عثمان بن مروان بن عثمان بن ابان بن عثمان بن عفان کو متعین کیا اور شقنا کی گرفتاری کی سخت تاکید کی سلیمان نے جنگ کی تیاری کر کے شقنا کا تعاقب کیا اتفاق یہ کہ شقنا نے سلیمان کو گرفتار کر کے قتل کر ڈالا اور اطراف قوریہ پر قبضہ کر لیا، عبدالرحمٰن ۱۵۲ھ میں بذات خود شقنا کی سرکوبی کے لئے نکلا شقنا یہ خبر سن کر پھر بھاگ گیا ہاتھ نہ آیا عبدالرحمٰن کو سخت پریشانی ہوئی ''شقنا'' کی روزانہ بغاوت اور فرار سے عبدالرحمٰن تنگ آ گیا جب یہ لشکر بھیجتا تھا ❷ تو اس کو چالاکی سے شکست دے دیتا تھا اور مسلسل ایک شہر سے دوسرے شہر میں جا پہنچتا اور وہاں کے لشکر کو شکست دیتا رہتا تھا، مگر اس کی اصل قیام گاہ ''جبال ملبنیہ'' کے قلعہ شیطر ان میں تھا۔

اہل اشبیلیہ اور یمینیہ کی بغاوت: ......۱۵۶ھ میں عبدالرحمٰن نے قرطبہ پر اپنے بیٹے سلیمان کو بطور نائب کے متعین کر کے شیطران پر حملے کا ارادہ کیا جوں ہی شیطران اُن کے قریب پہنچا اہل اشبیلیہ و یمینیہ قبیلہ کی بغاوت اور عبدالغفار و حیوۃ بن فلاقش ❸ کی مخالفت کی خبر ملی ناچار شقنا کو اسی حال میں چھوڑ کر اشبیلیہ کی طرف واپس آیا اور عبدالملک بن عمر کو اہل اشبیلیہ سے جنگ کرنے کی غرض سے آگے بڑھنے کا حکم دیا، عبدالملک ❹ اپنے دستے کی فوج لئے ہوئے اشبیلیہ کی جانب بڑھا اور مرنے پر تیار ہو کر اہل اشبیلیہ سے لڑا اہل اشبیلیہ بھاگ کھڑے ہوئے عبدالملک نے نہایت سختی سے ان

---

❶ ......الکامل ابن اثیر (جلد نمبر ۵ صفحہ نمبر ۶۱۲) میں اسی طرح تحریر ہے جب کہ ہمارے پاس موجود جدید عربی ایڈیشن (جلد نمبر ۴ صفحہ نمبر ۱۲۸) پر شنۃ تحریر ہے۔ ❷ ......۱۵۳ھ میں بدر خادم روانہ کیا گیا شقنا قلعہ شیطران خالی چھوڑ کر بھاگ گیا پھر ۱۵۴ھ میں خود عبدالرحمٰن شقنا کے خلاف جنگ کے لئے گیا شقنا پھر بھاگ گیا عبدالرحمٰن مجبوراً واپس آیا پھر ۱۵۵ھ میں ابوعثمان عبیداللہ بن عثمان کو عظیم فوج کے ساتھ روانہ کیا شقنا نے بحکمت عملی اس کی فوج کو بگاڑ دیا جس سے ابوعثمان کو شکست ہوئی شقنا نے اس لشکر گاہ کو لوٹ لیا اور بنی امیہ کی ایک جماعت کو قتل کر ڈالا اس کے بعد شقنا نے اسی سن میں قلعہ ہوار میں معروف بہ مدائن پر چڑھائی کی یہاں پر عبدالرحمٰن کو گورنر رہتا تھا شقنا نے براہ فریب بہلا پھسلا کر بلایا جب وہ باہر آیا تو شقنا نے اس کو قتل کر کے اس کا گھوڑا، ہتھیار اور سارا مال و اسباب لے لیا، مجبور ہو کر پھر عبدالرحمٰن بذاتہ اس مہم پر روانہ ہوا یہ واقعہ ۱۵۶ھ کا ہے جیسا کہ آپ ترجمہ تاریخ میں پڑھو گے، (انتہی ملخصاً من کامل لابن اثیر جلد ۵ صفحہ ۷ ۲۸ مطبوعہ مصر) (مترجم) ❸ ......ہمارے پاس موجود جدید عربی ایڈیشن میں فلاقش کے بجائے قلاقس تحریر ہے جب کہ ابن اثیر (جلد نمبر ۵ صفحہ نمبر ۶۱۲ پر ملابس تحریر ہے ❹ ......عبدالملک نے اشبیلیہ کے قریب پہنچ کر اپنے بیٹے امیہ کو اہل اشبیلیہ پر شبخون مارنے کے لئے روانہ کیا، امیہ نے اہل اشبیلیہ کو ہوشیار پا کر حملہ نہ کیا، اور اپنے باپ کے پاس واپس آیا، عبدالملک نے حملہ نہ کرنے کی وجہ دریافت کی امیہ نے جواب دیا اہل اشبیلیہ ہوشیار تھے حملہ کرنے کا موقع نہ تھا، عبدالملک بولا ''تو نے سوت سے ڈر کر حملہ نہیں کیا تو حد درجہ کا بزدل ہے میں ایسے بزدل شخص کو دوست نہیں رکھتا'' یہ کہہ کے عبدالملک نے امیہ کی گردن ماردی اور اپنے امراء لشکر کو جمع کر کے کہا، بھائیو! تم جانتے ہو کہ ہم لوگ مشرق سے اتنے دور دراز ملک کی طرف نکالے گئے اور اب یہ ٹکڑا اتفاق سے ہاتھ آ گیا ہے جو قوت لایموت کے حکم سے ہے تو اس کو بھی ہم بزدلی سے ضائع کرنا چاہتے ہیں بہتر یہ ہے کہ ایسی زندگی پر ہم موت کو ترجیح دیں، سب نے ایک زبان ہو کر مرنے یا فتح یاب ہو کر واپس ہونے کی قسمیں کھائیں اور مجموعی قوت سے حملہ آور ہوئے، یمانیہ اور اہل اشبیلیہ کو ایسی شکست ہوئی کہ پھر اس کے بعد یمانیہ نہ ابھر سکے، عبدالملک کو کئی زخم اس جنگ میں آئے تھے ہاتھ سے قبضہ شمشیر نہیں چھوٹتا تھا۔ ایسی حالت سے یہ عبدالرحمٰن کی خدمت میں آیا کہ تلوار سے خون ٹپک رہا تھا اور زخمیوں سے خون فوارے جاری تھے (تاریخ ابن اثیر جلد نمبر ۶ صفحہ نمبر ۴ مطبوعہ مصر) (مترجم)

تعاقب کیا اور دل کھول کر ان کو تباہ کر کے مظفر و منصور عبدالرحمٰن کی خدمت میں واپس آیا، عبدالرحمٰن نے بے حد شکریہ ادا کیا معقول صلہ دیا، اپنے بیٹے کا (جو ولی عہد تھا) عقد عبدالملک کی لڑکی سے کر کے اپنا سمدھی بنالیا اور عہدہ وزارت سے سرفراز فرمایا۔

عبدالغفار اور حیوۃ بن فلاقش کا قتل: ..... عبدالغفار اور حیوۃ بن فلاقش اس واقعہ سے جان بچا کر اشبیلیہ بھاگ گئے تھے ۱۵۷ھ میں عبدالرحمٰن نے ان پر حملہ کیا اور ان کو ایک بڑے گروہ کے ساتھ جوان کے حمایتوں کے تھے قتل کر ڈالا یہی اسباب تھے جن کی وجہ سے عبدالرحمٰن کو عرب کی جانب سے مشکوک اور مشتبہ ہونا پڑا اور اس نے اسی تاریخ سے عربوں کے علاوہ عجمی قبائل اور غلاموں کو اپنی فوج میں بھرتی اور حکومتوں پر مقرر کرنا شروع کیا۔

اس کے بعد ❶ ۱۶۰ھ میں شقنا کے ساتھیوں میں سے آدمیوں نے شقنا کو دھوکہ دے کر مار ڈالا اور سر اتار کر امیر عبدالرحمٰن کے پاس لائے۔

عبدالرحمٰن بن حبیب کا اندلس پر حملہ: ..... ان واقعات کے ختم ہونے کے بعد حکومت عباسیہ کے ارا کین کو عبدالرحمٰن کا زور توڑنے کا خیال آیا چنانچہ ۱۶۱ھ میں عبدالرحمٰن بن حبیب فہری معروف بہ صقلی ❷ افریقہ سے فوجیں آراستہ کر کے اندلس کی طرف خلافت عباسیہ کا سیاہ جھنڈا لئے ہوئے اہل اندلس کو زیر اور فرمانبردار کرنے کے لئے روانہ ہوا، تدمیر کے میدان میں پہنچ کے پڑاؤ ڈالا بربریوں کا ایک گروہ اس کے پاس آ کر جمع ہو گیا ،عبدالرحمٰن بن حبیب نے سلیمان بن یقظان والی برشلونہ کو لکھ بھیجا ''تم خلافت عباسیہ کی اطاعت قبول کرو ورنہ مجھے تم اپنے سر پر پہنچا ہوا یقین کرو'' سلیمان نے اس کو منظور نہ کیا، عبدالرحمٰن بن حبیب نے بربریوں کی فوج آراستہ کر کے سلیمان پر چڑھائی کی سلیمان بھی سینہ سپر ہو کر میدان میں آیا ،انتہائی مردانگی سے عبدالرحمٰن کو شکست دے دی عبدالرحمٰن بن حبیب ناکامی کے ساتھ تدمیر واپس آیا۔

عبدالرحمٰن بن حبیب کا قتل: ..... اس واقعہ کی عبدالرحمٰن کو خبر ملی تو اس نے قرطبہ سے تدمیر کا رخ کیا، عبدالرحمٰن بن حبیب اس کی آمد کی خبر سن کر کوہ بلنسیہ میں جا کر پناہ گزیں ہو گیا، عبدالرحمٰن نے اشتہار دے دیا کہ جو شخص عبدالرحمٰن بن حبیب کا سر اتار کر میرے سامنے لائے گا اس کو میں بے انتہاء مال و زر دوں گا چنانچہ عبدالرحمٰن ہی کے بربری ساتھیوں میں سے ایک شخص نے دھوکا دے کر عبدالرحمٰن کو مار ڈالا ،سر اتار کر عبدالرحمٰن کے پاس لے آیا، یہ واقعہ ۱۶۲ھ کا ہے عبدالرحمٰن بن حبیب کے مارے جانے کے بعد عبدالرحمٰن اپنے دارالحکومت قرطبہ میں واپس آیا۔

باغیوں کی سرکوبی: ..... اسی سن میں وحیہ غسانی نے بیرہ کے قلعوں میں سے ایک قلعہ میں مرکز بنا کر بغاوت کی عبدالرحمٰن نے شہید بن عیسیٰ کو اس کی سرکوبی کے لئے مقرر کیا، شہید نے نہایت مردانگی سے لڑ کر وحیہ کو شکست دی اور مار ڈالا اس کے بعد بربریوں نے سر اٹھالیا ابراہیم بن شجرہ ❸ ان کا سردار تھا عبدالرحمٰن نے بدر کو اس ہنگامہ کے فرو کرنے کا اشارہ کیا، بدر نے بھی بزبری باغیوں کے سردار ابراہیم کو قتل کر ڈالا اور ان کی جماعت کو تتر بتر کر دیا، انہیں دنوں سلمیٰ ❹ نامی ایک سپہ سالار باغی ہو کر قرطبہ سے طلیطلہ بھاگ گیا اور مخالفت شروع کر دی عبدالرحمٰن نے حبیب بن عبدالملک کو سلمیٰ کے زیر کرنے پر متعین کیا ایک عرصے تک حبیب اس کا محاصرہ کئے رہا یہاں تک کہ محاصرہ کے زمانہ میں سلمیٰ کا انتقال ہو گیا باغیوں کی جماعت منتشر ہو گئی۔

سلیمان کی بغاوت: ..... ۱۶۴ھ میں عبدالرحمٰن کو سرقطہ کی بغاوت ختم کرنے کی ضرورت پیش آئی ان دنوں سرقطہ میں سلیمان بن یقظان اور حسین بن عاصی ❺ حکمرانی کر رہے تھے ان دونوں احمقوں نے مل جل کر عبدالرحمٰن کے خلاف علم بغاوت بلند کیا، عبدالرحمٰن نے پہلے اپنے سپہ سالاروں میں سے

---

❶ ..... ۱۶۰ھ میں عبدالرحمٰن نے پھر ایک لشکر شقنا کی جنگ پر بھیجا تھا جس نے ایک مہینے تک قلعہ شیطران کا محاصرہ کئے رکھا آخر کار مجبور اور ناکام ہو کر واپس آ گیا۔ لشکر کی واپسی کے بعد شقنا قلعہ سے نکل کر مشنت بریہ (SAINT BARIA غالباً مصحح جدید) کے ایک گاؤں میں آیا، ابو معین اور ابو حزیم نے اس کو قتل کر دیا حالانکہ یہ دونوں اس کے ساتھیوں میں سے تھے، پھر عبدالرحمٰن کے پاس آ گئے، کامل ابن اثیر (جلد نمبر ۶ صفحہ نمبر ۶۱) مطبوعہ مصر (مترجم)۔ ❷ ..... ہمارے پاس موجود جدید عربی ایڈیشن (جلد نمبر ۴ صفحہ نمبر ۱۲۹) پر صقلی کے بجائے القلعی تحریر ہے جب کہ ابن اثیر کی الکامل (جلد نمبر ۳ صفحہ نمبر ۶۵۶) پر الصقلی تحریر ہے۔ ❸ ..... یہی نام البرلسی کے احناف کے ساتھ ابن اثیر کی الکامل (جلد نمبر ۳ صفحہ نمبر ۶۵۰) پر بھی ہے جب کہ ہمارے پاس موجود جدید عربی ایڈیشن (جلد نمبر ۴ صفحہ نمبر ۱۲۹) پر بحرۃ بن البرانسی تحریر ہے۔ ❹ ..... سلمیٰ کی بغاوت کی وجہ یہ بیان کی جاتی ہے کہ ایک مرتبہ سلمیٰ نے رات کے وقت شراب پی اور نشہ کی حالت میں قنطرہ کے دروازے کی طرف گیا، اور دروازہ کھولنا چاہا محافظوں نے منع کیا یہ واپس آ گیا، صبح جب نشہ اترا تو اس ڈر سے کہ کہیں عبدالرحمٰن مجھ سے کسی قسم کی جواب طلبی کرے بھاگ کر طلیطلہ آ گیا، اس کے آتے ہی جن جن لوگوں کے دلوں میں عبدالرحمٰن کی طرف سے غبار تھا وہ بھی طلیطلہ آ گئے اور بغاوت کر دی ،تاریخ کامل (جلد نمبر ۶ صفحہ نمبر ۶۴ مصر)، (مترجم)۔ ❺ ..... تاریخ کامل (جلد نمبر ۳ صفحہ نمبر ۶۵۲) پر یحییٰ تحریر ہے۔

ثعلبہ بن عبید کو اس مہم پر روانہ کیا، ثعلبہ نے پہنچتے ہی ان دونوں کا سرقطہ میں محاصرہ کر لیا ایک مدت تک سلسلہ جنگ اور محاصرہ جاری رہا ابھی کوئی نتیجہ نہیں ظاہر ہونے پایا تھا کہ ایک روز سلیمان نے دھوکا دے کر ثعلبہ کو گرفتار کر لیا۔ اور شاہ فرانس کو بلا لیا بس جس وقت شاہ فرانس سرقطہ میں آیا اس وقت شاہی لشکر نے ثعلبہ کی گرفتاری کی وجہ سے محاصرہ اٹھا لیا تھا، سلیمان نے ثعلبہ کو شاہ فرانس کے حوالہ کر دیا، شاہ فرانس اس امید میں کہ میں عبدالرحمٰن والی اندلس سے اس کے معاوضہ بہت سامال لوں گا واپس آ گیا اس کے بعد حسین بن سلیمان کو قتل کر کے بلاانفراد حکمرانی شروع کر دی، عبدالرحمٰن نے ان واقعات سے مطلع ہو کر فوجیں تیار کیں اور خود حسین سے جنگ کرنے سرقطہ پہنچ کے محاصرہ کر لیا یہاں تک کہ حسین نے طول محاصرہ سے تنگ آ کر صلح کر لی۔

حسین بن عاصی کا قتل:...... اس مہم سے فارغ ہو کر امیر عبدالرحمٰن فرانس و بشکنس کے خلاف جہاد ❶ کرنے میں مصروف ہو گیا علاوہ اور بادشاہوں کے خلاف جوان کے آس پاس تھے حملہ کر کے اپنے وطن قرطبہ واپس آیا اس کے بعد ۱۶۵ھ میں حسین نے سفام سرقطہ میں پھر علم مخالفت بلند کیا، عبدالرحمٰن کا ایک گورنر غالب بن ثمامہ بن علقمہ نامی اس ہنگامہ کے ختم کرنے کے لئے روانہ ہوا، متعدد چھوٹی چھوٹی جنگوں کے بعد حسین کے ساتھیوں میں سے ایک گروہ کو گرفتار کر لیا اور حصار کئے ہوئے لڑتا رہا یہاں تک کہ ۱۶۶ھ میں عبدالرحمٰن بنفس نفیس فوجیں آراستہ کر کے اس مہم ❷ کے فتح کرنے کے لئے روانہ ہوا اور لڑ کر اس کو فتح کر کے حسین کو قتل کر ڈالا، اہل سرقطہ میں سے بھی کچھ لوگوں کو قتل کیا۔

شطلونہ کی جنگ:...... ۱۶۸ھ میں ابوالاسود ❸ محمد بن یوسف بن عبدالرحمٰن فہری نے بغاوت کی وادی احمر مقام ''قسطونرس'' عبدالرحمٰن کا اس سے مقابلہ ہوا اور اس کو شکست دے کر اس کے ساتھیوں اور فوج کو دل کھول کر تباہ کیا اس کے بعد دوبارہ ۱۶۹ھ میں پھر ابوالاسود کے دماغ میں بغاوت سمائی اور عبدالرحمٰن سے لڑ کے نکلا عبدالرحمٰن نے اس واقعہ میں بھی اس کو شکست دی اس واقعہ کے دوسرے برس ۱۷۰ھ میں ابوالاسود صوبہ طلیطلہ میں مر گیا بجائے اس کے اس کا بھائی قاسم جانشین ہوا اور ایک بہت بڑی فوج مرتب کر لی، عبدالرحمٰن نے یہ خبر سن کر قاسم پر حملہ کیا ایک مدت کے محاصرہ و جنگ کے بعد قاسم بغیر امان کے گرفتار ہو کر آیا عبدالرحمٰن نے اس کو موت کی سزا تجویز کی جس کی بہت جلد تعمیل کی گئی۔ ❹

امیر عبدالرحمٰن کی وفات:...... انہیں واقعات کے ختم ہونے پر ۱۷۱ھ اور اس کے بعد ۱۷۲ھ کا دور شروع ہو جاتا ہے اور امیر عبدالرحمٰن ❺ نے اندلس

---

❶...... اس جہاد میں عبدالرحمٰن لڑتے لڑتے قلہرۃ تک پہنچ گیا تھا، شہر قلہرۃ کو فتح کیا اور ان قلعوں کو جو اس اطراف میں تھے ویران و منہدم کر دیا پھر بشکنس کی طرف روانہ ہوا قلعہ مثمین الاقرع کو فتح کر کے بلادثوں میں اطلال کی جانب بڑھا اور اس کے قلعہ کو لڑ کر فتح کر کے منہدم کرا دیا، (تاریخ کامل ابن اثیر جلد نمبر ۶ صفحہ نمبر ۲۶ مطبوعہ مصر) (مترجم)

❷...... سرقسطہ کی مہم سر کرنے میں عبدالرحمٰن نے اس مرتبہ بہت زیادہ اہتمام کیا، چھتیس منجنیقیں نصب کرائیں جو رات دن چلا کرتی تھیں، (دیکھو تاریخ کامل ابن اثیر جلد نمبر ۶ صفحہ نمبر ۲۷، ۲۸ مطبوعہ مصر) (مترجم) ❸...... ابوالاسود اس زمانہ سے قرطبہ کی جیل میں تھا جب سے اس کا باپ یوسف بھاگ گیا تھا، اور اس کا بھائی عبدالرحمٰن بن یوسف مارا گیا تھا سال دو سال قید رہنے کے بعد اس نے خود کو نابینا ظاہر کرنا شروع کیا بھول کر بھی کسی طرف آنکھیں نہیں اٹھاتا تھا، ایک لمبے زمانہ تک اسی حالت میں رہا، امیر عبدالرحمٰن کو بھی اس کے نابینا ہونے کا یقین ہو گیا، جیل کے آخر مکانات میں رہتا تھا، جن کے دروازے نہر اعظم کی طرف تھے سب قیدی اسی جانب حوائج ضروری دفع کرنے کے لئے جاتے تھے، جیل کے محافظ ابوالاسود کو نابینا تصور کر کے چھوڑ دیتے تھے، اور بالکل نگرانی اور حفاظت نہ کرتے تھے جس وقت نہر سے اپنی ضرورت دفع کر کے ابوالاسود واپس آتا تھا، تو آواز بلند سے کہتا تھا ''کون شخص اندھے کو اس کی جگہ پر لے جائے گا'' تھوڑے دنوں بعد ابوالاسود کا ایک خادم کنارہ نہر پر آنے لگا، اور اس سے سرگوشیاں کرنے لگا محافظ ابوالاسود کے اندھے ہونے کی وجہ سے کچھ چھیڑ چھاڑ نہ کرتے تھے ایک روز ابوالاسود نے اپنے اسی خادم سے سواری منگوائی اور دریا تیر کر گھوڑے پر سوار ہو کر نکل بھاگا محافظوں کو خبر تک نہ ہوئی، طلیطلہ پہنچ کر لوگوں کو فراہم کرنا شروع کیا جب بہت بڑی جماعت جمع ہو گئی تو ان کو فوج کی صورت میں مرتب کر کے عبدالرحمٰن اموی سے لڑنے نکل کھڑا ہوا پہلا معرکہ وادی احمر مقام قسطلونہ میں ہوا اس میں اس کے چار ہزار آدمی علاوہ ان لوگوں کے جو نہر میں پکڑ دھکڑ کے دوران ڈوب کر مر گئے کام آئے تھے، (تاریخ کامل ابن اثیر جلد نمبر ۶ صفحہ نمبر ۳۱، ۳۲ مطبوعہ مصر) (مترجم)

❹...... دیکھیں کامل ابن اثیر (جلد نمبر ۳ صفحہ نمبر ۶۶۲)۔ ❺...... امیر عبدالرحمٰن بن معاویہ بن ہشام بن عبدالملک والی اندلس نے ماہ ربیع الآخر ۱۷۲ھ عہد خلافت خلیفہ رشید میں وفات پائی تینتیس (۳۳) سال چار مہینے اندلس پر حکمرانی کی، سرزمین دمشق مقام دیر حنا ۱۱۳ھ میں پیدا ہوا تھا امادلدراح نامی بربریہ کے بطن سے تھا، اس کا باپ معاویہ اس کے دادا ہشام کے زمانہ میں مر گیا تھا جوامی کے شروع میں اس پر اس کے خاندان پر بہت بڑی مصیبت نازل ہوئی، ۱۳۸ھ میں شام سے جس کیفیت سے بھاگا آپ پہلے ہی پڑھ آئے ہیں اللہ تعالیٰ نے اسی کے دماغ اور اسی کے قوائے عقلیہ میں یہ قوت ودیعت رکھی تھی، کہ اندلس جیسے ملک پر پہنچتے ہی قبضہ کر لیا، اور قبضہ کرنے کے بعد آئے دن خانہ جنگیوں سے برابر مقابلہ کرتا رہا، حکمرانان اسلام اور حکومت اسلامیہ کی بربادی کے بڑے اسباب میں ایک سبب یہ بھی ہے کہ غور کریں کہ عبدالرحمٰن نے جس وقت اندلس (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

میں تینتیس (۳۳) سال حکومت کر کے وفات پائی۔

ہشام کی حکومت:...... جب عبدالرحمٰن کی وفات ہوئی اس وقت اس کا بڑا بیٹا سلیمان طلیطلہ میں حکمرانی کر رہا تھا اور اس کا دوسرا بیٹا ہشام، مارده میں حکومت کر رہا تھا، عبدالرحمٰن نے اسی کو اپنا ولی عہد بنایا تھا تیسرا بیٹا عبداللہ مسکین وفات کے وقت قرطبہ میں موجود تھا اپنے نامور باپ کی وفات پر اپنے بھائی ہشام کی حکومت کی بیعت لی اور اس حادثہ جانکاہ کی خبر پہنچائی، چنانچہ ہشام مارده سے قرطبہ آیا اور حکمرانی کی عبا پہن کر کرسی حکومت پر بیٹھ کر حکمرانی کرنے لگا۔

سلیمان بن امیر عبدالرحمٰن کی بغاوت:...... چونکہ سلیمان اس سے عمر میں بڑا تھا اس وجہ سے اس کو کشیدگی پیدا ہوئی، ہوتے ہوتے اس کشیدگی نے مخالفت کی صورت اختیار کی، طلیطلہ میں بغاوت کر دی اس کا بھائی عبداللہ بھی اس سے آملا، ہشام نے اس کو واپس لانے کے لئے کچھ لوگوں کو روانہ کیا مگر یہ اس کو نہ پاسکے اس کے بعد ہشام نے فوجیں تیار کر کے طلیطلہ کی طرف کوچ کیا، پہنچتے ہی ان دونوں کا طلیطلہ میں محاصرہ کر لیا سلیمان نے اپنے بھائی عبداللہ اور اپنے بیٹے کو شہر کی حفاظت پر چھوڑ کر قرطبہ کا راستہ لیا مگر کچھ حاصل نہ ہوا، ہشام نے اس کے تعاقب پر اپنے بیٹے عبدالملک کو مقرر کیا اور طلیطلہ کے محاصرہ پر رہا، سلیمان نے یہ خبر سن کر مارده کا رخ کیا مارده کے گورنر نے مقابلہ کیا دونوں حریف جی توڑ کر لوٹے آخر کار اللہ تعالیٰ نے سلیمان کو شکست دی، ہشام اس وقت طلیطلہ ہی کے محاصرہ پر اڑا ہوا تھا دو ماہ سے زیادہ کچھ روز گذر چکے تھے کہ ایک روز اس کا بھائی عبداللہ بغیر امن حاصل کئے ہوئے ہشام کی خدمت میں آ کر حاضر ہو گیا اور اطاعت قبول کر لی، ہشام نے اس کا قصور معاف کر دیا اور عزت افزائی کے لئے صلے عنایت کئے۔

سلیمان کی بربر روانگی:...... پھر ۱۷۴ھ میں ہشام نے اپنے بیٹے معاویہ کو سلیمان سے جنگ کرنے کے لئے تدمیر روانہ کیا چنانچہ معاویہ نے اپنے پرزور حملوں سے اطراف تدمیر کے اردگرد کو ویران اور تباہ کر دیا سلیمان ہر روز جنگ سے تنگ آ کے بنسبہ کے پہاڑوں کی طرف بھاگ گیا اور وہیں جا کے پناہ گزیں ہو گیا، اور معاویہ اپنے باپ کے پاس قرطبہ واپس آیا اس کے بعد سلیمان نے اپنے اہل وعیال کے ساتھ اندلس چھوڑ کر بربریوں کے ملک چلے جانے کی درخواست کی، ہشام نے منظور کر لیا اور اپنے باپ کے چھوڑے ہوئے مال سے دست بردار ہونے پر اس کو ساٹھ ہزار دینار عطا کئے سلیمان کے ساتھ اس کا بھائی عبداللہ بن اندلس سے چلا آیا تھا، ہشام اندلس میں ٹھہرا ہوا حکمرانی کرتا رہا۔

سعید بن حسین کی بغاوت:...... انہیں واقعات کے دوران مشرقی اندلس مقام طرسوسہ میں سعید بن حسین بن یحییٰ انصاری نے ہشام کی مخالفت کی، سعید اس زمانہ سے طرسوسہ ❶ میں ٹھہرا ہوا ریشہ دوانی کر رہا تھا جس زمانہ میں اس کا باپ حسین مارا گیا تھا لہٰذا جب اس کے پاس یمانیہ کا بڑا گروہ

---

❶...... تاریخ کامل (جلد نمبر ۶ صفحہ نمبر ۴۸) پر طوطوشہ تحریر ہے

(بقیہ گذشتہ صفحہ سے آگے) کی سرزمین پر قدم رکھا تھا اس وقت اندلس دو بڑے قبائل مینیہ اور مضریہ کی مخالفت کا دنگل بنا ہوا تھا، علاوہ ان دونوں قبائل کی آپس کی مخالفت کے بہت سے چھوٹے چھوٹے امیر خود سر حکمراں بنے ہوئے تھے، ایسی حالت میں عبدالرحمٰن ہی جیسے شخص کی ضرورت تھی اس نے مشرق سے بے دخل ہو کر اندلس پہنچ کر قبضہ جما لیا۔

قابض ہونے کی حیثیت سے آپ مطلع ہو چکے ہیں کہ اس وقت اس کو بالکل مخالفت اور بغاوت کا سامنا نہیں کرنا پڑا مگر قبضہ کرنے کے بعد ایک دن بھی چین سے بیٹھنے نہ پایا، ایک نہ ایک کی سرکوبی پر کمر باندھنا پڑتی تھی، یہ خودسریاں اور بغاوت کیوں ہوتی تھیں؟ اس کی بنا محض اسی پر تھی کہ کہیں تو حکومت عباسیہ کے حمایتوں کو اس کے مطیع کرنے کی خواہش پیدا ہوئی تھی جیسا کہ علاوہ کا واقعہ اس پر کافی روشنی ڈالتا ہے، اور کبھی حکومت کے خواہش مند اٹھ کھڑے ہوتے تھے، افسوس کہ ان لوگوں نے نقص عہد و بیعت اور فتنہ وفساد کو بائیں ہاتھ کا کھیل سمجھ لیا تھا حالانکہ اسلام اس کی سخت مخالفت کرتا ہے، مگر عبدالرحمٰن کی ہمت و مردانگی کو صد آفرین کہ وہ کبھی ہمت نہ ہارا جب اس کو یہ خبر ملتی کہ فلاں شخص فلاں مقام پر باغی ہو گیا ہے ۔ فوراً اٹھ کھڑا ہوتا اور جب تک اس کا قلع وقمع نہ کر لیتا آرام نہ کرتا تھا، اس کی سوانح میں کوئی ایسا واقعہ نہیں ملتا کہ جس سے یہ تھک گیا ہو۔ بہت عالی حوصلہ، سخی، شجاع، حلیم، عالم اور صاحب عزیمت تھا کبھی کبھی کچھ شعر بھی کہہ لیتا تھا، انتہائی درجہ کا فصیح اور بلیغ تھا ابن حبان لکھتا ہے کہ عبدالرحمٰن خود دربار عام میں بیٹھتا تھا اور رعایا کی فریادیں اور استغاثہ سنتا تھا، کمزور سے کمزور شخص بے روک ٹوک وبلا جدوجہد پہنچ کر اپنا حال عرض کر سکتا تھا اس کی عادات میں سے یہ تھا کہ اس کے دستر خوان اس کے ساتھیوں کے علاوہ جو شخص کھانے کے وقت موجود ہوتا تھا شریک کر لیا جاتا تھا ضرورت مند اپنے حاجات کو اس وقت بھی کہہ سکتے تھے۔ قرطبہ میں اس نے اپنے دادا ہشام کی طرح رصافہ تعمیر کرایا تھا وفات کے وقت گیارہ بیٹے اور نو بیٹیاں چھوڑ گیا تھا، سفید کپڑے اکثر پہنا کرتا تھا۔ ابن حزم نے لکھا ہے کہ اس کے رخسار ہلکے تھے قد بڑا تھا اور نحیف الجسم تھا چہرہ پر بڑا سا تل تھا (مترجم ملخص از تاریخ کامل ابن اثیر جلد نمبر ۶ صفحہ نمبر ۴۵ مطبوعہ مصر و کتاب نفح الطیب من غصن الاندلس الرطیب جلد نمبر ۱ صفحہ نمبر ۲۱۲ مطبوعہ لیدن) (مترجم)

جمع ہو گیا تو اس نے طرسوسہ پر قبضہ کر کے اس کے گورنر یوسف بن عیسیٰ ❶ کو نکال دیا موسیٰ بن فرفوق کو یہ بات ناگوار گزری مضریہ کو ملا کر سعید سے جنگ کرنے لگا اسی دوران مطروح بن سلیمان بن یقطان نے برشلونہ میں بغاوت کر دی، شہر سرقسطہ آشقہ پر قبضہ کر لیا جوں ہی ہشام نے اپنے بھائیوں کی مہم سے فراغت حاصل کی فوراً ابوعثمان عبید اللہ بن عثمان کی زیر نگرانی فوج کو مطروح کی سرکوبی پر مقرر کیا، ابوعثمان کے پہنچتے ہی مطروح کا ''سرقسطہ'' میں محاصرہ کر لیا ایک زمانہ تک حصار کئے ہوئے لڑتا رہا، پھر محاصرہ اٹھا کر طرسوسہ کے قریب آ کے پڑاؤ ڈالا اور اہل سرقسطہ پر آئے دن شبخون مارنے لگا انہیں دنوں مطروح کے بعض ساتھیوں نے دھوکہ دے کر مطروح کو مار ڈالا اور سر اتار کر ابوعثمان کے پاس لائے ابوعثمان نے ہشام کی خدمت میں بھیج دیا اور سرقسطہ میں داخل ہو کر قابض و متصرف ہو گیا۔

جلیقہ کی مہم: ...... ابوعثمان اس مہم کے فتح کرنے کے بعد ملک فرانس کے خلاف جہاد کرنے کے لئے روانہ ہوا شہر ❷ البتہ اور اس کے گرد و نواح کے قلعات پر حملہ کیا فرانسیسی دلاوروں نے بھی میدان جنگ کا راستہ لیا، فریقین میں گھمسان کی جنگ ہوئی آخر کار اسلامی لشکروں کو فتح نصیب ہوئی فرانسیسیوں کی فوج کی بہت بڑی جماعت ماری گئی۔ اور ابوعثمان نے ان مقامات کو فتح کر لیا، یہ واقعات ۱۷۵ھ کا ہے۔

اسی سن میں ہشام نے اسلامی افواج کو یوسف بن نجبہ ❸ جلیقہ ❹ کے فتح کرنے کے لئے اس وقت اس کا بادشاہ برمند کبیر تھا یہ بھی خم ٹھونک کر میدان میں آیا سخت اور خونریز جنگ ہوئی بے حد نقصان اٹھا کے برہند کو پسپا ہونا پڑا یوسف نے کامیابی کے ساتھ اس کے لشکر پر قبضہ کر لیا، بہت سا مال غنیمت ہاتھ آیا۔

طلیطلہ والوں کی اطاعت: ...... اسی سن میں ہشام کے بھائیوں کی روانگی کے بعد اہل طلیطلہ نے اپنے امیر ہشام کے علم حکومت کی اطاعت قبول کرنے کی درخواست پیش کی ہشام نے منظور کر کے تمام اہل طلیطلہ کو امن دی اور اپنے بیٹے کا حکم طلیطلہ کا گورنر مقرر کر کے روانہ کیا حکم نے طلیطلہ پہنچ کے عنان طلیطلہ کی حکومت اپنے ہاتھ میں لی اور انتظام و انصرام میں مصروف ہو گیا۔

فرانس پر حملہ: ...... پھر ۱۷۶ھ میں ہشام نے اپنے وزیر السلطنت عبدالملک بن عبدالواحد بن مغیث کو دشمنان اسلام کے خلاف جہاد کرنے کے لئے روانہ کیا، عبدالملک نے نہایت تیزی سے اسلامی علاقوں کی حدود سے نکل کر لڑائی شروع کر دی، لڑتا بھڑتا، فرانسیسیوں کے علاقوں کو فتح کرتا ہوا ''البتہ'' اور قلاح تک پہنچ گیا اور اس کے اردگرد کو اپنی فوج کا مرکز بنایا اس کے بعد ہشام کی ہدایت کے مطابق ایک عظیم الشان فوج کے ساتھ ''اربونہ'' اور جرندہ'' کی جانب روانہ ہوا۔ پہلے جرندہ پر حملہ کیا، جرندہ میں فرانس کی ایک عظیم فوج سرحدی علاقوں کی حفاظت کے لئے رہتی تھی، عبدالملک نے اس کو شکست دے کر جرندہ کے میناروں اور شہر پناہ کی فصیلوں کو منہدم کرا دیا اور سرزمین ❺ سرطلنیہ کو تباہ و برباد کرتا ہوا فرانس میں گھس گیا شہر، گاؤں اور قصبے ویران کرتا ہوا اربونہ پہنچا اربونہ میں بھی یہی واقعات ہوئے، اہل فرانس مسلمانوں کے نام سے کانپنے لگے۔ کوئی شخص مقابلہ پر نہ آتا تھا کئی قلعے ویران و مسمار کر دیئے اور کئی قلعوں کو جلا کر خاک و سیاہ کر دیا، اس جہاد میں اتنا مال غنیمت ہاتھ آیا کہ جس کا شمار نہیں ہو سکتا۔

فرانس کی امدادی کمک کا حال: ...... جس وقت عبدالملک واپس آیا، عیسائیوں نے ''دشکنش'' اور اپنے ہمسایہ بادشاہوں سے مسلمانوں کے خلاف امداد طلب کی اور جب امدادی فوجیں آ گئیں تو عبدالملک سے چھیڑ چھاڑ شروع کی عبدالملک نے اس معرکہ میں بھی ان قسمت کے ماروں کو شکست دی اور ان کے بڑے حصہ کو قتل کر کے خاک و خون میں ملا دیا۔

جلیقہ کی فتح: ...... ۱۹۸ھ میں ہشام نے اسلامی فوجیں عبدالکریم بن عبدالواحد بن مغیث کی زیر نگرانی جلیقہ کے خلاف جہاد کرنے کے لئے روانہ

---

❶ ...... ہمارے پاس موجود جدید عربی ایڈیشن (جلد نمبر ۴ صفحہ نمبر ۱۲۹) پر یوسف العبسی تحریر ہے جب کہ تاریخ کامل (جلد نمبر ۴ صفحہ نمبر ۴۸) پر القیسی تحریر ہے۔ ❷ ...... معجم البلدان میں البتہ تحریر ہے، اسی طرح کامل ابن اثیر میں بھی ہے (جلد نمبر ۴ صفحہ نمبر ۳۱)۔ ❸ ...... تاریخ کامل (جلد نمبر ۴ صفحہ نمبر ۳۲) پر نجبہ کی نجبہ کہ جگہ نجت تحریر ہے۔ ❹ ...... تاریخ کامل (جلد نمبر ۴ صفحہ نمبر ۳۲) جلیقہ کی جگہ جلیقیہ تحریر ہے۔ ❺ ...... ہمارے پاس موجود جدید عربی ایڈیشن (جلد نمبر ۴ صفحہ نمبر ۱۳۰) پر ارض سلطانیہ اور تاریخ کامل (جلد نمبر ۴ صفحہ نمبر ۳۹) پر شرطانیہ تحریر ہے۔

کیں اسلامی لشکروں نے دشمنوں کے ملک کو خوب تباہ و برباد کیا اور بہت سا مال غنیمت لے کر واپس آیا۔

تاکرتا کی بغاوت:......اسی سن میں تاکدنا (یا تاکرتا) میں بغاوت پھوٹ نکلی، یہ مقام ''زندہ'' ملک اندلس میں سے شمار کیا جاتا تھا یہاں جتنے بربری تھی انہوں نے امیر ہشام کو اطاعت سے منہ موڑ کر کے خودسری کا دعویٰ کیا تھا، ہشام نے ان کی سرکوبی کے لئے عبدالقادر بن ابان بن عبداللہ خادم امیر معاویہ بن ابوسفیان کو روانہ کیا عبدالقادر نے پہنچتے ہی ہنگامہ کارزار گرم کر دیا، ہزار باغی مارے گئے جو باقی رہ گئے وہ جلاءِ وطن ہو کر نکل بھاگے سات سال تک ''تاکدنا'' ویران پڑا رہا، ایک جان دار بھی نظر نہ آیا تھا۔

جلیقہ اور اوفونش کی شکست:......۱۷۹ھ میں ہشام نے پھر جہاد کی تیاری کی، عبدالواحد بن مغیث کو امیر لشکر مقرر کر کے جلیقہ پر حملہ کرنے کے لئے روانہ کیا رفتہ رفتہ عبدالملک سترقہ پہنچا شاہ جلالقہ (اوفونش) نے اپنی فوجیں تیار کیں اور اپنے آس پاس کے بادشاہوں سے امدادی فوجیں منگوائیں بہت بڑی تیاری کر کے مقابلہ پر آیا، لیکن عبدالملک کی ہیبت کچھ ایسی غالب ہوئی کہ جنگ کئے بغیر واپس چلا گیا، عبدالملک نے تعاقب کیا اوفونش بے سروسامانی سے آگے آگے بھاگا جا رہا تھا اور عبدالملک اس کے پیچھے پیچھے سراغ لگاتا جو ہاتھ آتا اس کو قتل کرتا، شہروں، گاؤں، قصبات کو لوٹتا ہوا چلا جا رہا تھا یہاں تک کہ اوفونش اپنے پایہ تخت کے قریب پہنچ گیا اس وقت عبدالملک واپس آیا۔

فرانس پر دوسرا حملہ:......اسی زمانہ میں ہشام نے ایک دوسری فوج سمیت سے فرانس کی طرف روانہ کی تھی، یہ فوج عبدالملک کی فوج سے جا ملی تھی اور متفق ہو کر اسلام کے دشمنوں کے علاقوں کو جی کھول کر تاراج کیا تھا، واپسی کے وقت فرانس کی فوج نے چھیڑ چھاڑ کی اور کس حد تک کامیاب ہوئی مگر پھر بھی عساکر اسلام مظفر و منصور واپس آیا۔

حکم کی حکومت:......۱۸۰ھ میں ہشام بن عبدالرحمٰن ❶ نے اپنی حکومت و امارت کے سات سال پورے کر کے وفات پائی بعضوں نے لکھا ہے کہ اس نے آٹھ سال حکومت کی۔

ہشام کا کردار:......ہشام نہایت نیک مزاج، صلح پسند، سخی، دلبر، شجاع، بلند حوصلہ صائب الرائے اور کثرت سے جہاد کرنے والا شخص تھا اسی نے جامع مسجد قرطبہ کی تعمیر مکمل کروائی جس کی بنیاد اس کے باپ عبدالرحمٰن نے ڈالی تھی اس نے صدقات اور زکوۃ کو مطابق کتاب وسنت کے وصول کیا تھا۔

اس کے انتقال کے بعد اس کا بیٹا حکم حکمران بنا اس کے عہد حکومت میں خادموں کی کثرت ہوئی بہت سے گھوڑے اصطبل شاہی میں باندھ گئے اور اس کی حکومت کو معقول طریقے سے استحکام و استقلال حاصل ہوا، یہ بذات خود ہر کام کی نگرانی کرتا اور جنگوں پر جاتا تھا۔

عبداللہ ملنبس کی بغاوت:......حکم کے انتہائی زمانہ حکومت میں عبداللہ ملنبس ابن عبدالرحمٰن داخل نے مغربی اندلس کی سرحد سے بغاوت کر کے بلنسیہ پر قبضہ کر لیا اس کے بعد طنجہ سے اس کے بھائی سلیمان نے بھی بغاوت کی حکم کو ایک سال تک ان دونوں کی جنگوں میں مصروف رہنا پڑا آخر کار حکم

---

❶......ہشام بن عبدالرحمٰن بن معاویہ بن عبدالملک بن مرواں اندلس کے گورنر کا انتقال ماہ صفر ۱۸۰ھ میں ہوا تقریباً چالیس سال عمر کے طے کئے، ام ولد کے بطن سے ماہ شوال ۱۳۹ھ میں پیدا ہوا تھا۔ علاوہ جامع مسجد قرطبہ کی تکمیل تعمیر کے اور بہت سی مسجدیں بنوائیں، اس کے عہد حکومت میں اسلامی شان و شوکت کو بے انتہا ترقی ہوئی، عیسائیوں سمیت ذلیل و خوار ہوئے اہل اندلس اس کو نہایت نیکی سے یاد کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ سیرۃ خلیفہ عمر بن عبدالعزیز سے مشابہ تھا، اندرونی بغاوتیں اور خانہ جنگیوں سے اس کو نہایت کم سامنا کرنا پڑا صرف اوائل عہد حکومت میں اس کے دونوں بھائیوں عبداللہ و سلیمان نے مخالفت کا سر اٹھایا تھا پھر کسی نے دم نہیں مارا، اس نے اپنا سارا زمانہ عیسائیوں پر جہاد کرنے میں صرف کیا، کبھی جلالقہ سے ہم نبرد نظر آتا تھا اور کبھی شاہ فرانس پر حملہ آور ہوتا تھا، اس سے عیسائیوں کا دم ناک میں آ گیا تھا اربونہ اسی کے زمانہ میں فتح ہوا تھا، جلالقہ سے اس نے خراج وصول کیا، فرانس کو مارتے مارتے اس کے پایہ تخت تک پہنچایا۔ اس کے زمانہ امارت میں اسلام کو اس درجہ عزت و غلبہ حاصل ہوا تھا کہ اس کے زمانہ میں ایک شخص نے وفات کے وقت وصیت کی تھی کہ میرے متروکہ مال سے ایک مسلمان قیدی ایک بھی نہ ملا اس سے زیادہ قوی دلیل دشمنان اسلام کی ضعیف اور اسلام کی قوت کی کیا ہو سکتی ہے، قرطبہ کے پل کو جو خوبی و مضبوطی میں مشہور زمانہ تھا نئے سرے سے بنوایا، اس پل کہ سمح خولانی گورنروں اندلس نے خلیفہ عمر بن عبدالعزیز کے حکم سے بنوایا تھا، (ملخص از تاریخ کامل ابن اثیر جلد نمبر ۶ مطبوعہ مصر صفحہ نمبر ۶۰ و کتاب نفح الطیب مطبوعہ لیدن جلد نمبر ۱ صفحہ نمبر ۲۱۹) (مترجم)

کو فتح نصیب ہوئی اور ۱۸۴ھ میں سلیمان کر دیا گیا باقی رہا عبداللہ وہ بلنسیہ میں مقیم رہا اگر چہ آئندہ جان کے خوف سے کسی قسم کی شورش اور فساد نہیں پھیلایا لیکن حکم نے یحییٰ بن یحییٰ فقیہ کو صلح کا پیغام دے کر ۱۸۶ھ میں روانہ کیا چنانچہ چچا اور بھتیجے میں آپس میں صلح ہوگئی۔

فرانسیسیوں کا برشلونہ پر قبضہ اور شکست:......انہیں خانہ جنگیوں کے دوران فرانس نے موقع مناسب دیکھ کر فوجیں تیار کیں اور حکم کو اپنے چچاؤں کے ساتھ جنگ میں مصروف دیکھ کر ''برشادنہ'' پر حملے کا ارادہ کیا، اسلامی فوجیں، برشلونہ کو بچانے نہ پہنچ سکیں، فرانس نے بغیر کسی رکاوٹ بر ''شلونہ'' پر قبضہ کر لیا حکم نے اپنے چچاؤں کی جنگ سے فراغت حاصل کر کے فرانس کی سرکوبی کی جانب توجہ کی اپنے دربان عبدالکریم بن عبدالواحد بن مغیث کو امیر لشکر مقرر کر کے ''برشلونہ'' اور ''جلالقہ'' کی جانب روانہ کیا، عبدالکریم نے اسلام دشمنوں سے سختی کے ساتھ جنگ چھیڑ دی حریف نے ایک تنگ اور دشوار راستہ اختیار کیا عبدالکریم نے میدان جنگ سے واپس آ کر راستہ کی دوسرے سرے کی ناکہ بندی کر لی اور اس سرے پر بھی اپنی فوج کے چند دستہ کو مقرر کر دیا، حریف اس وقت نہ ''پائے رفتن نہ جائے ماندن'' ❶ میں گرفتار ہو گیا، سب کے سب مارے گئے ایک بھی نہ بچا عبدالکریم کامیابی کے ساتھ اسلامی علاقوں کی طرف لوٹ آیا۔

عبیدہ بن عمیر کی بغاوت اور قتل:......۱۸۱ھ میں اندرونی بغاوتوں اور جھگڑوں کا زور شور ہوا اندلس کے سرحدی علاقوں میں فتنہ وفساد پھیل گیا، بہلول بن مرزوق معروف بہ ابوالحجاج نے علم مخالفت بلند کر کے سرقسطہ پر قبضہ کر لیا عبداللہ ملنبس امیر حکم کے چچا نے بھی اس سن میں سر اٹھایا جیسا کہ آپ پہلے پڑھ آئے ہیں۔ اس سن میں عبیدہ بن عمیرہ نے طلیطلہ میں مخالفت شروع کی، حکم نے اپنے گورنر و سپہ سالار عمروس بن یوسف کو جو کہ طلبیرہ میں رہتا تھا اس ہنگامہ کے ختم کرنے کا لکھ بھیجا عمروس نے طلیطلہ پہنچ کر محاصرہ کر کے جنگ شروع کر دی ایک مدت تک محاصرہ کئے ہوئے لڑتا رہا جنگ کے دوران عمروس نے اہل طلیطلہ میں سے بنی مخشی کو خط و کتابت کر کے اپنے ساتھ ملا لیا بنی مخش نے موقع پر کر عبیدہ کو قتل کر کے سر اتار لیا اور عمروس کے پاس بھیج دیا عمروس نے عبیدہ کے سر کو حکم کی خدمت میں روانہ کیا اور طلیطلہ میں داخل ہو کر قبضہ کر لیا بن مخشی کو اس خدمت کے صلہ میں انعامات دیئے جاگیریں دیں اور اعلیٰ اعلیٰ درجہ کے عہدے عطا کئے۔

عبیدہ کا انتقام اور منتقمین کا حشر:......اس کے بعد بربریوں نے جو طلبیرہ ❷ میں تھے عبیدہ کے بدلے میں بنی مخشی میں خونریزی شروع کر دی عمروس نے ان فسادیوں کو بھی گرفتار کرا کے قتل کیا اور ان کے سروں کو بھی دوسرے باغیوں کے سروں کے ساتھ حکم کی خدمت میں بھیج دیا، سارا فتنہ وفساد ختم ہو گیا، ہر طرف امن وامان پھیل گیا، عمروس اس کامیابی کے بعد اپنے بیٹے یوسف کو طلیطلہ پر مقرر کرا کے سرقسطہ کی جانب واپس آیا اور اس کو بھی سرکش باغیوں کے پنجہ سے نکال کے قبضہ کر لیا۔

فرانس کا طلیطلہ پر قبضہ:......۱۸۹ھ میں اندلس کے مسلمانوں پر یہ شامت آئی کہ اس میں سے بعض سرداروں اور لشکریوں کا خاندان امیر حکم سے ناراض ہو کر فرانس کے بادشاہ سے جا ملے اور اس کو طلیطلہ کے قبضہ پر ابھارنا شروع کیا عیسائیوں کو بھی اپنے پرانے دشمن سے بدلہ لینے اور ملک پر قبضہ کرنے کا خیال آیا، فوجیں اور سامان جنگ تیار کر کے طلیطلہ کی طرف فرانسیسی عیسائیوں نے قدم بڑھائے طلیطلہ کا گورنر یوسف مقابلہ پر آیا مدتوں جنگ اور محاصرہ کا سلسلہ جاری وقائم رہا چونکہ اس مہم میں اسلام دشمنوں کے ساتھ اسلام کے نام لیوا بھی شریک تھے عیسائیوں نے طلیطلہ پر قبضہ کر لیا اور طلیطلہ کے گورنر یوسف گرفتار کر کے صخرہ قیس میں لے جا کر قید کر دیا، عمروس اس وقت ''سرقسطہ'' کی حفاظت میں مصروف تھا۔

فرانس کی شکست:......جب اس واقعہ کی اس کو خبر ملی تو اس نے اسلامی لشکر کو اپنے چچا زاد بھائی کے ساتھ طلیطلہ سے فرانسیسیوں کو نکال باہر کرنے کی غرض سے روانہ کیا چنانچہ طلیطلہ کے باہر اسلامی لشکر نے اپنا مورچہ قائم کیا زبردست جنگ ہونے لگی بہت بڑی اور سخت جنگ کے بعد فرانسیسیوں کو شکست ہوئی، نہایت بے سروسامانی سے طلیطلہ چھوڑ کر بھاگے، مسلمانوں نے طلیطلہ پر پھر قبضہ کر لیا۔ عمروس نے اپنے نائب کو صخرہ قیس

---

❶......ترجمہ: نہ بھاگنے کے لئے میرا ساتھ دے رہے ہیں اور نہ پناہ کی کوئی جگہ ہے۔ ❷......طلبیرہ اندلس میں ایک شہر ہے جو طلیعہ کے صوبوں میں سے ہے، یہ شہر مسلمانوں کے درمیان بڑی رکاوٹ تھا۔

کی طرف روانہ کیا، اس نے پہنچتے ہی یوسف بن عمروس کو قید کی تکلیف سے نجات دے دی، اس واقعہ سے عمروس کے رعب وداب اور مردانگی کا سکہ فرانسیسی دلاوروں کے دلوں پر بیٹھ گیا۔

جنگ رَبَض ❶

حکم کی معزولی کا اعلان: ...... حکم اپنی حکومت کے شروع میں لذات دنیاوی، عیش اور عشرت میں منہمک و مستغرق ہو گیا تھا قرطبہ کے اہل علم وورع کو حکم کی یہ ترکیبیں ناگوار گذریں یحییٰ بن لیثی اور فقیہ طالوت جیسے فقہاء اور علماء نے ایک مجلس میں جمع ہو کے حکم کی معزولی کا مشورہ کیا اہل قرطبہ ان علماء کے اشارہ کے حکم پر ٹوٹ پڑے حکم کی فوج کے جاں نثار دستہ نے ان کو اس کام سے روکا لہٰذا ان لوگوں نے حکم کی معزولی کا اعلان کر دیا۔

محمد بن قاسم مروانی: ...... اور غربی قرطبہ کے شہر پناہ کے ایک محلّہ میں جو شاہی محل سے متصل تھا، محمد بن قاسم قرشی مروانی ہشام کے چچا کی امارت کی بیعت کی اور ۱۹۰ھ میں ان لوگوں کا مقابلہ کیا اور ان کو مغلوب کر کے ان میں سے بہت سوں کو ہمیشہ کے لئے موت کی نیند سلا دیا، باقی ماندگان لوگ ادھر ادھر منتشر و متفرق ہو گئے ان لوگوں کے مکانات ویران کر دیئے گئے اور مسجدیں گرا دیں گئیں باقی سپاہیوں ❷ نے بھاگ کر فاس (سرزمین افریقہ) میں جا کر دم لیا اور کچھ لوگوں نے اسکندریہ میں پناہ لی۔

حکم کے مخالفین کا حال: ...... یہاں پر بھی ان خانہ بدوشوں کو چین سے بیٹھنا نصیب نہ ہوا جب ان لوگوں کا ایک خاصہ بڑا گروہ اسکندریہ میں جمع ہو گیا تو ان لوگوں نے بغاوت کر دی، عبداللہ بن طاہر والی مصر ان کی سرکوبی کرنے آیا اور انتہائی مردانگی سے ان لوگوں کو زیر کر کے اسکندریہ کو ان کے غاصبانہ قبضہ سے نکال لیا اور ان لوگوں کو جہازوں پر سوار کرا کے جزیرہ اقریطش (کریٹ) کی طرف روانہ کر دیا جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا، ان لوگوں کا سردار ابوحفص عمر بلوطی نامی ایک شخص تھا یہی ان کا سردار رہا جب یہ مر گیا تو اس کی اولاد ان پر حکمرانی کرتی رہی عیسائیوں نے جزیرہ مذکورہ ان کے قبضہ سے نکال لیا۔

یوم الخندق

عمروس بن یوسف کی طلبی: ...... اہل طلیطلہ میں فساد اور مخالفت کا مادہ کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا ان کے دلوں اور دماغوں میں اپنے ملک کی حفاظت آپ خود کرنے کی ہوا سمائی ہوئی تھی اور آئے دن امراء کی معزولی تقرری سے یہ شیر ہو رہے تھے امیر حکم ان کی روزانہ بغاوت اور خودسری سے تنگ آ گیا تھا مجبور ہو کر صدی علاقوں سے اپنے نامور سپہ سالار عمروس بن یوسف کو اس آئے دن بغاوتوں کے ختم کرنے غرض سے بلا بھیجا۔

عمروس بن یوسف عربی نہ تھا بلکہ شہر شقہ کا رہنے والا اور مولدین ❸ سے تھا، حکم کی جانب سے سرحدی علاقوں کا گورنر تھا قرب وجوار کے سرکش و متمرد امراء اس کے نام سے کانپتے تھے۔

عمروس بن یوسف اور طلیطلہ: ...... حکم نے عمروس سے اہل طلیطلہ کو مطیع کرنے کے معاملہ میں اعانتاً طلب کیا اور اس کو مشورہ میں شریک کر کے طلیطلہ کی سند حکومت عنایت فرمائی چونکہ عمروس اہل طلیطلہ کو ہم قوم تھا اس وجہ سے اہل طلیطلہ اس سے مانوس و مطمئن ہو گئے تھوڑے دنوں بعد عمروس

---

❶ ...... راء اور باء کی زبر کے ساتھ، مختار الصحاح کے مطابق ایک شہر کا علاقہ ہے، جب کہ معجم البلدان کے مطابق ایک جدید اور نیا محلّہ جو شہر پناہ کی دیواروں کے باہر واقع تھا جہاں چھوٹے تاجر اور عام صنعت وحرفت سے تعلق رکھنے والے لوگ رہا کرتے تھے۔ ❷ ...... باقی سپاہی جو جلاء وطن ہو کر فارس چلے آئے تھے ان کی تعداد آٹھ ہزار تھی اور اسکندریہ میں تو جو گروہ جلاء وطنوں کا آیا تھا، وہ بچوں اور عورتوں کے علاوہ پندرہ ہزار افراد پر مشتمل تھا عرب مؤرخین کا ہے، واللہ اعلم (مترجم) ❸ ...... مولّدین؟ ایک لغت ہے اور جمع ہے اس کا واحد مولّد ہے، رجل" مولّد" اس شخص کو کہتے تھے جو خالص عربی نہ ہوتا، (مختار الصحاح) اور اصطلاح میں مولدین ان اسپینی لوگوں کو کہتے ہیں جو خلفاء بنوامیہ اور عربوں کے خلاف انقلاب کے حامی تھے یہ لوگ گورنروں اور عبدالرحمٰن الداخل کے زمانہ میں تھے۔

چالاکی سے اہل طلیطلہ کو اس مشورہ میں کہ بنی امیہ کو حکومت سے اتار دینا چاہئے شریک کرنا شروع کیا اور اس غرض کے لئے کہ وہ شاہی اراکین کے ساتھ اس میں گوشہ نشین ہو جائے گا ایک علیحدہ مکان تعمیر کرنے کی رائے دی اہل طلیطلہ اس بہکانے میں آ گئے، عمروس نے ان لوگوں کی اتفاق اور مدد سے حسب مرضی ایک مکان تعمیر کرایا۔

عبدالرحمٰن کی طلیطلہ آمد:...... اتفاق سے اسی زمانہ میں سرحد کے ایک افسر اعلیٰ نے دارالحکومت سے امداد طلب کی، امیر حکم نے ایک بہت بڑا لشکر اپنے بیٹے عبدالرحمٰن کی زیر نگرانی روانہ کیا جس میں وزیروں کی بھی ایک جماعت تھی کوچ و قیام کرتا ہوا یہ لشکر طلیطلہ سے ہو کر گزرا مگر طلیطلہ نہ تو جانے کا ارادہ کیا اور نہ اہل طلیطلہ سے چھیڑ چھاڑ کی دشمنان اسلام لشکر اسلام کی آمد کی خبر سن کر لوٹ گئے، اللہ تعالیٰ نے ان کے شر سے مسلمانوں کے علاقوں کو بچا لیا، عبدالرحمٰن نے قرطبہ کی جانب واپسی کا ارادہ کیا عمروس کی ترغیب و تحریک سے طلیطلہ کے سردار عبدالرحمٰن سے ملنے آئے عبدالرحمٰن نے ان لوگوں کی تعظیم و تکریم کی، عزت سے اپنے قریب بیٹھنے کا حکم دیا۔

عبدالرحمٰن کا طلیطلہ میں داخلہ:...... حکم کے خادم نے اہل طلیطلہ کو بتائے بغیر خفیہ طور پر عمروس کو امیر حکم کا فرمان دیا جس میں لکھا تھا جس طرح ممکن ہو ہوشیار اور چالاکی سے طلیطلہ کے فسادیوں کو زیر کرنا چاہئے'' عمروس نے اہل طلیطلہ سے کہا ''اس وقت اتفاق سے عبدالرحمٰن تمہارے شہر میں آ گیا ہے اس کو اپنے شہر میں لے چلو تا کہ تمہاری قوت و شوکت دیکھ کر دل میں متاثر ہو، اور آئندہ تمہارے مطیع کرنے کا خیال نہ کرے'' اہل طلیطلہ اس بہکاوے میں آ گئے، عبدالرحمٰن کو منت و سماجت کر کے اپنے شہر میں عمروس کی مرضی سے تعمیر کیا گیا تھا۔

مخالفین کا عجیب صفایا:...... ایک روز دعوت کے بہانے سے عمروس نے تمام سرداروں کو قصر امارت میں مدعو کیا اور یہ حکم دیا کہ رش کی وجہ سے امیر نے یہ انتظام فرمایا ہے کہ ''لوگ ایک دروازے سے مکان میں داخل ہوں اور جاتے وقت دوسرے دروازے سے جائیں'' اہل طلیطلہ اس رائے و انتظام کے مطابق گروہ کے گروہ قصر امارت میں داخل ہونے لگے جیسے ہی یہ قصر میں داخل ہوتے لشکر کے سرداران کو پکڑ کر اس گڑھے پر لے جاتے جو پہلے سے ان لوگوں کے قتل کے لئے کھدایا گیا تھا اور سب کی گردنیں مار دیتے، رفتہ رفتہ اسی تدبیر و حکمت عملی سے سارے سرغنوں کو قتل کر ڈالا۔ باقی بچے ہوئے معمولی حیثیت والے اس بات کو تاڑ گئے اور جان کے خوف سے بھاگ کھڑے ہوئے، اس خوفناک قیامت جیسے واقعہ نے سارے اہل طلیطلہ کے مزاج ٹھنڈے کر دیئے۔ بالکل سچے دل سے فرمانبردار بن گئے اور آخر تک مطیع و منقاد رہے جیسا کہ آئندہ ہم تحریر کریں گے۔

اہل قرطبہ کی بغاوت:...... پھر ۱۹۱ھ میں اصبغ بن عبداللہ نے ''ماردہ'' میں علم بغاوت بلند کیا، حکم کے گورنر کو مار نکال دیا، حکم کو اس کی اطلاع ہوئی تو اس نے فوجیں تیار کر کے ''ماردہ'' کو جا کر گھیر لیا محاصرہ کے دوران یہ خبر ملی کہ اہل قرطبہ میں بغاوت ہو گئی ہے محاصرہ اٹھا کے قرطبہ کی جانب لوٹ ❶ آیا اور نہایت تیزی سے آتش فساد ختم کر کے تمام مفسدوں اور سرغناؤں کو مار ڈالا اس کے بعد اصبغ نے بھی علم حکومت کی اطاعت قبول کر لی حکم نے اس کو قرطبہ بلا کھڑا لیا۔

طرسوسہ کا محاصرہ:...... ان ❷ آئے دن خانہ جنگیوں اور اندرونی بغاوتوں کو شاہ فرانس نے محسوس کر کے فوجیں تیار کیں سامان جنگ و حصار تیار کر کے طرسوسہ کے محاصرہ کی غرض سے کوچ کر دیا حکم کو اس کی اطلاع ہوئی اس نے بیٹے عبدالرحمٰن کو بہت بڑی فوج کے ساتھ شاہ فرانس کے استقبال پر مقرر کیا ابھی شاہ فرانس اپنے حدود مملکت سے آگے بھی نہ نکلا تھا کہ عبدالرحمٰن نے پہنچ کے جنگ کا نیزہ گاڑ دیا دونوں دشمن جی توڑ کر لڑنے لگے، نہایت

---

❶...... حکم کے واپس آنے پر اہل ماردہ کبھی مطیع ہو جاتے تھے اور کبھی پھر باغی ہو جاتے، حکم ان کی سرکوبی کے لئے ہمیشہ لشکر بھیجتا تھا یہاں تک کہ اصبغ کی قوت ختم ہو گئی، اسی عرصہ میں حکم نے اہل مارسہ کے سرداروں کو ملا لیا سب نے اس کا ساتھ ترک کر دیا، اصبغ کا بھائی بھی شاہی لشکر میں چلا آیا، مجبور ہو کر اصبغ نے امان طلب کی اور صلح کر لی (کامل ابن اثیر جلد نمبر ۶ مطبوعہ مصر صفحہ نمبر ۸) (مترجم) ❷...... یہ واقعہ ۱۹۲ھ کا ہے اسی سن میں حزم بن وہب نے اطراف باجہ میں بغاوت کی تھی اہل باجہ کے علاوہ اور لوگوں نے اس کا ساتھ دیا حزم نے اشبونہ کا رخ کیا اتنے میں حکم کو اس کی خبر مل گئی اپنے بیٹے ہشام کو بڑی فوج کے ساتھ حزم کے عزم کو توڑنے کے لئے روانہ کیا، ہشام نے پہنچتے ہی حزم کو ایسی بری طرح شکست دی کہ حزم اپنی حرکت پر پشیمان ہو کر امان کا طلب گار ہوا اور مطیع ہو گیا (تاریخ کامل ابن اثیر جلد نمبر ۶ مطبوعہ)، (مترجم)

سخت اور خونریزی جنگ کے بعد شاہ فرانس کو شکست ہوئی اسلامی لشکر کو فتح ہوئی اور عبدالرحمٰن اپنی فوج ظفر موج کے ساتھ مظفر و منصور مال غنیمت لئے ہوئے واپس ہوا۔

فرانس پر حملہ:......گذشتہ حملوں کی وجہ سے ۲۰۰ھ میں حکم نے اپنی فوج کو مملکت فرانس کے خلاف جہاد کی تیاری کا حکم دیا، سپاہیوں نے کمال شوق وذوق سے تیاریاں کیں، حکم نے ان لوگوں کو اپنے دربان عبدالکریم بن عبدالواحد بن مغیث کی زیرنگرانی شاہ فرانس پر حملے شروع کر دیئے، شہر کے شہر گاؤں کے گاؤں قصبے کے قصبے ویران ہو گئے بہت سے قلعات منہدم کر ڈالے، شاہ جلالقہ عظیم فوج لے کر مقابلہ پر آیا نہر کے کنارے دونوں دشمنوں کا مقابلہ ہوا، مدتوں چھوٹی چھوٹی جنگیں ہوتی رہیں، اسلامی لشکر کو فرانسیسی عیسائیوں سے ان جنگوں میں بہت بڑا فائدہ پہنچا اس کے بعد مسلسل تیرہ دن رات لڑائی ہوتی رہی، اتنے میں ان دنوں بہت بارش ہوئی نہر میں طغیانی پیدا ہوئی، عساکر اسلامیہ کامیابی سے مال غنیمت لئے ہوئے واپس آئے۔

عبدالرحمٰن اوسط کی جانشینی:......آخری ۲۰۶ھ میں امیر حکم بن ہشام ❶ نے اپنی حکومت کے ستائیس (۲۷) سال پورے کر کے وفات پائی یہ پہلا شخص ہے جس نے اندلس میں فوجی نظام رکھا، انکی تنخواہیں مقرر کیں طرح طرح کے آلات حرب کافی مقدار میں تیار کئے، غلاموں اور خادموں کی تعداد بڑھائی دروازہ پر جاں نثار فوجی دستے کا پہرہ مقرر کیا، اور مملوکوں، خادموں کو خدمات کے لئے رکھا اور ان لوگوں کے عجمی ہونے کی وجہ سے ''خرس'' کے نام سے پکارنے لگا، ان لوگوں کی تعداد پانچ ہزار تک پہنچ گئی تھی، یہ بذات خود ہر کام کی نگرانی کرتا اور ہر جنگ پراکثر خود جاتا تھا اس کو بہت سے مخبر اور جاسوس تھے جو روزانہ اس کو رعایا کے حالات اور تمام ملک کے واقعات سے مطلع کیا کرتے تھے اس کی صحبت علماء اور صالحین سے گرم رہا کرتی

---

❶......حکم بن ہشام ایک جلیل القدر عظیم الشان اندلس کا فرمانبردار تھا اپنے خیالات اور ارادوں پر استقلال کے ساتھ عمل کرتا تھا، سخت مصیبت میں گھبراتا نہ تھا اس کے شروع زمانہ حکومت میں اس کے چچاؤں نے اس کے خلاف بغاوت کی تھی، اس کو ان کے سرکرنے میں مصروف ہونا پڑا۔ اسی دوران فرانسیسی عیسائی اس موقع کو غنیمت سمجھ کر کے بلاد اسلامیہ پر حملہ آور ہوئے حکم نے جیسے تیسے اپنے چچاؤں کی بغاوت سے فراغت حاصل کر کے شاہ فرانس کو خوب خوب زیر کیا اگرچہ اپنے زمانہ حکومت کے شروع میں کسی حد تک لہو ولعب میں مصروف ہو گیا تھا اور یہی موقع علماء قرطبہ کو اس سے مخالفت کا حاصل ہوا تھا مگر میرا گمان ہے کہ بعد سمیت اس نے ان افعال وحرکات سے جو قرطبہ کے علماء وفقہاء کی ناراضگی کا سبب بنے تھے توبہ کر لی تھی اس کی دین داری اور تقویٰ کی ادنیٰ نظیر یہ ہے کہ ایک دن اپنے کسی خادم پر اس نے ناراض ہو کر ہاتھ کاٹنے کا حکم دیا، اتفاق سے اس وقت فقیہ زیاد بن عبدالرحمن آ پہنچا۔ امیر حکم کو مخاطب کر کے بولا ''اللہ تعالیٰ امیر کو توفیق خیر عطا فرمائے، مالک ابن انس نے مرفوعاً روایت کی ہے، جو شخص اپنے غیظ وغضب کو ضبط کرے جس کے نفاذ پر قادر ہو تو اللہ تعالیٰ اس کے دل کو قیامت کے دن امن وایمان سے پر کر دے گا'' اس فقرہ کے ختم ہوتے ہی حکم کا غضب وغیظ ختم ہو گیا اور خادم کی تقصیر معاف کر دی'' اس کہ مہر پر ''باللہ یثق الحکم'' منقس نہ تھا بیس (۲۰) بیٹے اتنی ہی بیٹیاں چھوڑ کر مرا اس کی ماں ام ولد تھی زخرف نام تھا، ۱۵۴ھ میں پیدا ہوا تھا اس کے حالات میں سے جس اس کی ہمدردی اسلام کا ثبوت ملتا ہے، ایک یہ حال ہے کہ عباس شاعر سرحدی بلاد کی طرف جار ہا تھا اتفاق سے اس کا گذر وادی حجارہ میں ہوا سنا ایک عورت چلا چلا کر کہہ رہی تھی، واغوثاہ بک یا حکم واغوثاہ بک یا حکم عباس نے قریب جا کے دریافت کیا عورت نے کہا امیر حکم ہمارے حال سے اتنا بے خبر ہے کہ عیسائی کتوں نے ہمیں بیوہ کر دیا ہے اور ہمارے بچوں کو یتیم بنا دیا ہم لوگ معہ اپنے چند رفقاء کے سمیت اس گاؤں سے آ رہے تھے کہ دشمن اسلام کے لشکر نے آ کر ہم کو گھیر کر پائمال کر ڈالا'' عباس نے فی البدیہ ایک قصیدہ کہا جس کے شروع کے مصرعے یہ تھے۔ تململك فی وادی الحجارة مسهراً اراعی نجوماً لا یرون تفیراً الیك اباالعاصی نضیت مطینی تسیربهم ساریاً ومهجر اُتدراك نساء العالمین فبصره ،فانك احری ان تغیث وتنصراً جس وقت عباس نے حکم کے دربار میں حاضر ہو کر یہ قصیدہ پڑھا اور سرحدی علاقوں کے خطرناک حالات کا فوٹو کھینچ کر دکھلایا اور اس عورت کا نام ونشان بتلایا جس کے خاندان کو دشمنان اسلام نے پائمال کیا تھا حکم نے اسی وقت جہاد کی تیاری اور لشکر کی تیاری کا حکم دیا، چنانچہ اس واقعہ کے تیسرے دن عباس شاعر سمیت وادی الحجارہ کی طرف کوچ کیا، وادی حجارہ میں پہنچ کے دریافت کیا کہ کس جانب سے دشمنوں نے حملہ کیا تھا بتلایا گیا کہ اس سمت سے (اشارہ کر کے) پس حکم نے اسی سمت پر حملہ کیا، کئی قلعے فتح کئے بہت سے شہروں کو ویران وخراب کیا، ہزاروں عیسائیوں کو مار ڈالا اور بے شمار قیدی اور مال غنیمت لے کر پھر وادی الحجارہ واپس آیا حکم دیا کہ اس مظلومہ عورت کو پیش کرو جب وہ عورت آئی تو اسکے سامنے عیسائی قیدی اس جنگ میں گرفتار ہو کر آئے تھے سب کو قتل کروا دیا، پھر عباس نے مخاطب ہو کر کہا کہ اس عورت سے پوچھو کہ اب تو حکم نے تمہاری فریاد رسی کی؟ عورت بولی ''واللہ اب میرا دل ٹھنڈا ہوا دشمنان اسلام نے اپنے کئے کی سزا پائی، مظلوم کی داد ملی، اللہ تعالیٰ امیر کی فریاد رسی کرے اور نصرت وفتح عطا فرمائے، حکم کے چہرہ پر اس فقرہ کے سنتے ہی خوشی کے آثار پیدا ہوئے، عباس کو مخاطب کر کے یہ دو شعر پڑھے، الم تر یا عباس انی اجبتها علی البعداقناد الخمیس المظفر ا ،فادر کت او طاء اُبر دف غله ،ونفست مکروباً اغنیت معسراً عباس نے جزاك الله عن المسلمین خیراً کہہ کر بڑھ کر امیر کے ہاتھ کو بوسہ دیا، (دیکھو تاریخ المقاری جلد نمبر ا صفحہ نمبر ۲۱۶ تا ۲۲۲ مطبوعہ لیدن وتاریخ کامل ابن اثیر جلد نمبر ۶ مطبوعہ مصر از صفحہ ۶۰ لغایۃ ۱۵۵) (مترجم)

تھی اسی نے اندلس کے خاروخس کوصاف کیا اور اپنے آئندہ جانشینوں کے لئے چھوڑ گیا اس کے مرنے کے بعد اس کا بیٹا عبدالرحمٰن حکمران بنا۔

عبداللہ بلنسی کی بغاوت:...... عبدالرحمٰن کے شروع زمانہ حکومت عبداللہ بلنسی (حکم کا چچا) پھر باغی ہو گیا فوجیں تیار کر کے قرطبہ پر حملے کے ارادے سے تدمیر کی جانب روانہ ہوا، عبدالرحمٰن نے اس کی سورش و بغاوت ختم کرنے کے لئے لشکر تیار کر کے کوچ کیا، عبداللہ پر کچھ ایسا خوف غالب ہوا کہ بغیر جنگ و جدال لوٹ کھڑا ہوا اور بلنسیہ میں پہنچ کر تھوڑے ہی دنوں بعد مر گیا عبدالرحمٰن اس کے اہل وعیال کو قرطبہ لے آیا۔

اس کے بعد عبدالرحمٰن نے ''جلیقہ'' کے خلافت جہاد کیا اور دور تک تباہ و برباد کرتا ہوا نکل گیا ایک عرصے تک قرطبہ سے غائب رہا۔ عیسائیوں کے مختلف گروہوں کو تباہ و برباد کر کے واپس آیا۔

زاب مُغَنِّی:...... اسی ۲۰۶ھ میں علی بن نافع معروف بہ ''زاب'' مغنی خلیفہ مہدی کا خادم، ابراہیم موصلی کا شاگرد، عراق سے اندلس آیا عبدالرحمٰن سوار ہو کر اس کے استقبال کے لئے گیا بے حد عزت واحترام سے پیش آیا چنانچہ علی بن کمال عزت سے اس کے قیام کیا اور اندلس میں علم موسیقی کو بطور اپنے وارثت کے چھوڑ گیا اس کے کئی بیٹے تھے عبدالرحمٰن سب سے بڑا تھا علم موسیقی میں یہی اس کا جانشین تصور کیا گیا۔

بیرہ والوں کی سرکوبی:...... ۲۰۷ھ میں مسلمان علاقوں کی سرحد سے عظیم الشان طوفان اٹھا عبدالرحمٰن کو اس کے ختم کرنے میں بذات خود مشغول ہونا پڑا، مدت ہوئی کہ مرحوم امیر حکم نے گورنر سرحد کو اس کے ظلم وستم کی وجہ سے گرفتار کر کے زندہ صلیب پر چڑھا دیا تھا اتفاق سے اس کے بعد ہی حکم بھی وفات پا گیا، اور امیر عبدالرحمٰن حکمران بنا، گورنر نے جن لوگوں پر ظلم کیا تھا اور ان کے مال واسباب کو ضبط کر لیا تھا وہ سب کے سب جمع ہو کر قرطبہ آئے اور اپنے مال واسباب کی واپسی کا مطالبہ کرنے لگے، اس واقعہ میں لشکر بیرہ زیادہ پیش پیش تھا ان بلوائیوں نے قصر امارت کے دروازہ کو جا کے گھیر لیا اور شوروغل مچانے لگے۔ عبدالرحمٰن نے چند لوگوں کو ان کے شوروغل ختم اور اس مجمع منتشر کرنے کے لئے بھیجا ان بلوائیوں اور فسادیوں نے کچھ نہ سنی عبدالرحمٰن نے جھلا کر فوج کو حملہ کرنے کا حکم دیا۔ حکم کرنے کی دیر تھی قرطبہ کا سارا لشکر ان پر ٹوٹ پڑا گنتی کے چند جان بچا کر بیرہ کی طرف واپس بھاگے عبدالرحمٰن نے تعاقب کا اشارہ کیا شاہی فوج قتل وغارت کرتی ہوئی آگے بڑھی۔ باقی لوگوں میں سے بھی اکثر لوگ مارے گئے۔

مضریہ اور یمنیہ کے قبائل:...... اسی سن میں قبائل مضریہ اور یمنیہ کا شہر تدمیر میں جھگڑا ہو گیا بہت خونریزی ہوئی دونوں طرف کے تقریباً تین ہزار آدمی کام آ گئے، عبدالرحمٰن نے عظیم فوج کے ساتھ یحییٰ بن عبداللہ بن خالد کو فتنہ وفساد کے ختم کرنے پر متعین کیا، یحییٰ کے پہنچتے ہی دونوں گروہ ایک دوسرے سے علیٰحدہ ہو گئے، جوں ہی یحییٰ روانہ ہوا پھر گتھ گئے، اسی طرح سے پورے سات سال مضریہ اور یمانیہ کا جنگوں کا سلسلہ جاری رہا۔

عبدالکریم:...... ۲۰۸ھ میں عبدالرحمٰن نے اپنے دربان عبدالکریم بن عبدالواحد بن مغیث کو ایک زبردست لشکر کے ساتھ ''البتہ'' اور ''فلاع'' کی جانب جہاد کرنے کے لیے روانہ کیا عبدالکریم نے دشمنوں کے اکثر شہروں کو ویران اور برباد کیا بعض قلعوں پر اپنی کامیابی کا جھنڈا اگاڑا اور بعض سے جزیہ لے کر صلح کر لی، مسلمان کے قیدیوں کو اسی ضمن میں قید کی تکلیف سے نجات دلوائی (یہ واقعات ❶ ماہ جمادی الآخر ۲۰۸ھ کے ہیں)

مارده کی بغاوت:...... ۲۱۳ھ میں اہل ''مارده'' نے علم بغاوت بلند کیا سب نے متفق ہو کر گورنر کو نکال دیا عبدالرحمٰن نے اس ہنگامہ کے ختم کرنے کی غرض سے فوجیں روانہ کیں۔ اہل ''مارده'' مقابلہ کرنے نکل آئے لڑائیاں ہوئیں آخر کار ''اہل مارده'' نے علم حکومت کے آگے گردن جھکا دی اور مطیع ہو گئے سپہ سالار افواج نے ''مارده'' کی شہر پناہ گرا دی اور ان لوگوں کے چند آدمیوں کے بطور ضمانت کے لے کر دارالحکومت قرطبہ کی جانب واپس روانہ ہوئے اس کے بعد عبدالرحمٰن نے شہر پناہ کے پتھروں کو نہر میں پھینکنے کا حکم دیا اس سے ''اہل مارده'' کو ناراضگی پیدا ہوئی اور پھر مخالف ہو گئے مارده کے گورنر کو گرفتار کر لیا اور ''مارده کی شہر پناہ نئے سرے سے درست کر لی اتنے میں ۲۱۴ھ کا دور آ گیا عبدالرحمٰن نے بنفس نفیس خود ان لوگوں کی سرکوبی پر کمر باندھی، اہل شہر نے شہر پناہ کے دروازے بند کر لئے اور لڑنے لگے عبدالرحمٰن چند وجوہات کی بناء پر زیادہ دنوں تک نہ ٹھہر سکا واپس آیا۔

❶ ..... دیکھیں تاریخ کامل ابن اثیر جلد نمبر ۶ صفحہ نمبر ۱۰۸ مطبوعہ مصر) (مترجم)

ماردہ کی فتح:......پھر ۲۱۷ھ میں فوجیں "اہل ماردہ" کے محاصرہ پر روانہ کیں، مگر کامیابی نہ ہوئی اس کے بعد ۲۲۰ھ میں ماردہ کا پھر محاصرہ کیا گیا ،اس مرتبہ شاہی فوج کو کامیابی ہوئی "ماردہ" شاہی پرچم لہرانے لگا کچھ لوگ محمود بن عبدالجبار کے ساتھ بھاگ کر شنت شلوط پہنچے اور ۲۲۰ھ میں وہاں پہنچ کر پناہ گزیں ہو گئے ،عبدالرحمٰن نے ان پناہ گزینوں کو فتح کرنے کے لئے شاہی لشکر روانہ کیا محمود یہ خبر سن کر اسلام دشمنوں کے ملک کی طرف بھاگ گیا اور وہاں پہنچ کر ان کے قلعوں میں سے ایک قلعہ پر قبضہ کر لیا پانچ سال تک اس قلعہ پر قابض رہا یہاں تک کہ اذفونش بادشاہ جلالقہ (گال) نے اس قلعہ کا محاصرہ کیا اور لڑ کر بزور فتح کیا ،محمود اپنے سارے ساتھیوں کے ساتھ مارا گیا، یہ واقعہ ۲۲۵ھ کا ہے۔

اہل طلیطلہ کی بغاوت:......۲۱۵ھ میں اہل طلیطلہ میں بغاوت پھوٹ نکلی ، ہاشم ضراب نامی ایک شخص اس بغاوت کا ذمہ دار تھا یہ شخص جنگ ربض میں موجود تھا اس نے آہستہ آہستہ اپنی شان وشوکت بڑھائی ۔ایک بہت بڑا گروپ اس کے پاس آکے جمع ہو گیا ، ہاشم ان سب فوج کو جنگی لباس پہنا کے اہل شنت بریہ پر حملہ آور ہوا عبدالرحمٰن نے شاہی فوجیں ہاشم سے جنگ کرنے کے لئے روانہ کیں بالکل کامیاب نہ ہوئی ، دوبارہ دوسرا لشکر روانہ کیا اطراف دورقہ کے آس پاس شاہی لشکر اور ہاشم نے صف آرائی کی ،شاہی لشکر نے اس معرکہ میں باغیوں کو شکست دے دی، پکڑ دھکڑ میں ہاشم کو اس کے بہت سے ساتھیوں کے ساتھ مار ڈالا مگر اہل طلیطلہ مخالف و بغاوت پر مسلسل اڑے رہے تب عبدالرحمٰن نے اپنے بیٹے امیہ کو اہل طلیطلہ کے محاصرہ اور جنگ پر مقرر کیا امیہ نے ایک زمانہ دراز تک اہل طلیطلہ کا محاصرہ کئے رکھا۔

اہل طلیطلہ کی سرکوبی:......اس کے بعد محاصرہ اُٹھا کے قلعہ ریاح ❶ میں آ اترا اور فوج کے ایک دستے کو اہل طلیطلہ پر شبخون مارنے کی غرض سے روانہ کیا اس سے پہلے جس وقت امیہ محاصرہ اٹھا کر قلعہ ریاح کی طرف واپس آ رہا تھا تعاقب کے خیال سے اہل طلیطلہ بھی نکل آئے تھے شاہی فوج اس بات کو محسوس کر کے کمینگاہ میں چھپ گئی۔ جوں ہی اہل طلیطلہ کمینگاہ سے آگے بڑھے شاہی فوج نے حملہ کر دیا طلیطلہ کے بہت سے آدمی کام آگئے گنتی کے چند جان بچا کے طلیطلہ واپس آئے امیہ کو اس خونریزی کا بے حد صدمہ ہوا تھوڑے دنوں بعد اسی صدمہ ورنج سے مر گیا عبدالرحمٰن نے پھر اہل طلیطلہ کے محاصرہ پر شاہی لشکر روانہ کیا لیکن کچھ کامیابی نہ ہوئی۔

طلیطلہ کی فتح:......قلعہ ریاح کا لشکر مسلسل اہل طلیطلہ پر حملہ کرنے جاتا تھا اور کچھ عرصہ محاصرہ کر کے واپس آجاتا تھا یہاں تک کہ ۲۲۲ھ میں عبدالرحمٰن نے اپنے بھائی ولید کو اہل طلیطلہ کو فتح کرنے پر مقرر کیا۔ ولید نے نہایت حزم واحتیاط سے طلیطلہ کا محاصرہ کیا چاروں طرف سے آمد ورفت بند کر دی اہل طلیطلہ مرنے کے قریب پہنچ گئے محاصرین کا دفاع بھی نہ کر سکے ولید نے لڑ کر طلیطلہ کو فتح کر لیا اہل طلیطلہ کا سارا جوش ختم ہو گیا۔ ولید اس کامیابی کے بعد ۲۲۳ھ تک ٹھہرا رہا پھر قرطبہ واپس آیا۔

قرنون اور لرزیق کی جنگ:...... اندرونی بغاوتوں کے ختم کرنے سے فارغ ہو کر ۲۲۴ھ میں عبدالرحمٰن نے اپنے ایک عزیز عبیداللہ بن عیسائی کو ایک بڑے لشکر کے ساتھ "البتۃ" اور "فلاع" کی جانب روانہ کیا دشمن جمع ہو کر مقابلہ پر آئے بہت زبردست جنگ ہوئی عبیداللہ نے نہایت مردانگی سے دشمنوں کو شکست دی دشمن کے ہزار ہا آدمی قتل اور قید کئے گئے اس کے بعد اسی سن میں لرزیق شاہ فرانس نے اسلامی علاقوں کی طرف حملہ کا ارادہ کیا ،سرحدی شہر سالم پر حملہ آور ہوا، فرنون ❷ بن موسیٰ نے اس سے مطلع ہو کر سالم کے بچانے کو کوچ کیا ایک دوسرے سے گتھ گئے نہایت سخت اور خونریز جنگ کے بعد شاہ فرانس کو شکست ہوئی۔ بہت عیسائی قتل کئے گئے اور ہزار ہا قید کر لئے گئے ،فرنون اس مہم سے فارغ ہو کر اس قلعہ کی طرف متوجہ ہوا جس کو دشمنان اسلام اہل "البتۃ" نے اسلامی سرحد کے سامنے مسلمانوں کو پریشان اور زیر کرنے کی غرض سے تعمیر کیا تھا، اہل قلعہ نے فرنون کے حملہ سے قلعہ کو بہت بچایا مگر کامیاب نہ ہو سکے فرنون نے اس قلعہ کو فتح کر کے گرا دیا۔

عبدالرحمٰن کا جلیقہ پر حملہ:......۲۲۵ھ میں عبدالرحمٰن نے فوجیں تیار کر کے بنفس نفیس خود جلیقہ پر حملہ کیا بہت سے قلعے فتح کئے ،ایک مدت تک

---

❶......تاریخ الکامل (جلد نمبر ۴ صفحہ نمبر ۲۳۵) میں ریاح کے بجائے رباح تحریر ہے یعنی یاء کے بجائے باء ہے۔ ❷......تاریخ الکامل (جلد نمبر ۴ صفحہ نمبر ۲۷۳) پر فرنون کے بجائے فرتون تحریر ہے

ٹھہرا رہا اور سرزمین فرانس کو تباہ کرتا رہا اس کے بعد بہت سا مال غنیمت اور قیدی لے کر واپس آیا پھر ۲۲۶ھ میں اسلامی افواج مملکت فرانس کو تباہ و برباد کرتی ہوئیں سرزمین سرطانیہ تک پہنچیں، عساکر اسلامیہ کے مقدمۃ الجیش پر موسیٰ بن موسیٰ (گورنر تطیلہ) تھا دشمنوں سے مڈبھیڑ ہوئی، مسلمانوں نے نہایت مستقل مزاجی سے کفار کا مقابلہ کیا حتی کہ عیسائی پسپا ہو کر بھاگے، موسیٰ نے اس معرکہ میں دلیری مردانگی کے جوہر دیکھائے اور شہرت اور نیک نامی حاصل کی۔

موسیٰ اور حرث کی جنگ:......پھر اتفاق سے اس سے عبدالرحمٰن کے ایک سپہ سالار سے باتوں بات میں جھگڑا ہو گیا سپہ سالار نے سخت کلامی کی موسیٰ کی سپہ سالار کی یہ حرکت نا گوار گذری، چونکہ عبدالرحمٰن نے اس معاملہ میں دخل نہیں دیا تھا، موسیٰ یہ سمجھ کر کہ اس سپہ سالار نے امیر عبدالرحمٰن ہی کے اشارہ سے مجھ سے سخت کلامی کی ہے، باغی ہو گیا، عبدالرحمٰن نے فوج کے چند دستوں کو حرث بن نبزیع کی زیر نگرانی موسیٰ کی گوشمالی پر متعین کیا، موسیٰ بھی مقابلہ پر آیا لڑائی ہوئی، موسیٰ شکست کھا کر بھاگا اس کا چچا زاد بھائی مارا گیا حرث کامیابی کے ساتھ میدان جنگ سے قرامطہ واپس آیا اس کے بعد تطیلطہ پر حملہ کیا اور اس کا محاصرہ کر لیا، اس وقت موسیٰ وہیں تھا مدتوں محاصرہ اور جنگ کا سلسلہ جاری رہا حتی کہ موسیٰ نے تنگ آ کر صلح کر لی اور تطیلطہ چھوڑ کر اربط چلا گیا اور حرث تطیلہ میں ٹھہرا ہوا انتظام کرتا رہا۔

موسیٰ کی دوبارہ جنگ اور فتح:......موسیٰ کے دماغ میں پھر بغاوت و سرکشی کا خیال آیا حرث نے موسیٰ کے حصار کی غرض سے اربط کی طرف کوچ کیا موسیٰ نے گھبرا کر غرسیہ کفار کے بادشاہ سے مدد طلب کی، غرسیہ اپنی فوجیں لے کر موسیٰ کی کمک پر آیا حرث نے مستقل مزاجی کا مظاہرہ کیا فوجوں کو آراستہ کر کے حریف کے لشکر پر حملہ کیا نہر بلبہ پر دونوں دشمنوں کا مقابلہ ہوا، حریف نے پہلے سے چند دستوں کو کمین گاہ میں بٹھا دیا تھا جس وقت حرث کا لشکر نہر "بلبہ" سے آگے بڑھا دشمن کی فوج نے کمین گاہ سے نکل کر حملہ کر دیا، بیچارہ حرث اس غیر متوقع حملہ کا جواب دے نہ سکا دشمنوں کے ہاتھ گرفتار ہو گیا اس کی آنکھیں اسی معرکہ کے نذر ہو گئیں۔

موسیٰ کی اطاعت:......عبدالرحمٰن کو اس ناگہانی واقعہ سے سخت صدمہ ہوا، ۲۲۹ھ میں اس نے اپنے بیٹے منذر کو ایک بہت بڑا لشکر دے کر موسیٰ کے محاصرہ کے لئے تطیلہ روانہ کیا موسیٰ نے ڈر کر صلح کر لی۔ تب منذر نے بنبلونہ کی طرف قدم بڑھایا اور دشمنوں پر جی توڑ توڑ کر حملے شروع کر دیئے، یہاں پر مشرکین سے بہت سی لڑائیاں ہوئیں غریب (والی بنبلونہ) مارا گیا جو حرث کے مقابلہ پر موسیٰ کی کمک کے لئے آیا تھا، اس کے بعد موسیٰ نے پھر سرکشی و مخالفت شروع کی، شاہی لشکر نے اس کو ہوش میں لانے کے لئے حملہ کیا موسیٰ نے دوبارہ پھر صلح کر لی اور اپنے بیٹے کو بطور ضمانت کے اندلس کے گورنر عبدالرحمٰن کی خدمت میں بھیج دیا، عبدالرحمٰن نے صلح کر لی تطیلہ کی سند حکومت عطا کی چنانچہ موسیٰ نے تطیلہ میں داخل ہو کے تطیلہ کے اردگرد کے انتظام و سیاست پر اپنے گورنر مقرر کئے اور آرام کے ساتھ تطیلہ میں حکومت کرنے لگا۔

مجوسیوں کی بغاوت:......اسی ۲۲۶ھ میں مجوسیوں ❶ نے اندلس کے اردگرد کے علاقوں میں بغاوت کی ساحل (شبونہ میں اپنی کشتیوں اور جہازوں سے خشکی پر اتر آئے اہل اشبونہ سے اور ان دشمنوں سے تیرہ دن تک مسلسل جنگ ہوتی رہی اس کے بعد قادس کی طرف بڑھے پھر قادس سے اشدونہ پہنچے اشدونہ میں مسلمانوں سے جنگ ہوئی آگے نہ بڑھ سکے تو ان لوگوں نے اشبیلیہ پر حملے کا ارادہ کیا اور اشبیلیہ کے قریب پہنچ گئے اہل

---

❶......ان مجوسیوں کی سرکوبی اور گوشمالی کے لئے امیر عبدالرحمٰن نے قرطبہ سے اپنے ایک نامور سپہ سالار کے ساتھ عساکر اسلامیہ کو روانہ کیا تھا مجوسیوں سے اور اس لشکر سے خشکی پر اترنے کے بعد بہت زبردست جنگ ہوئی، مسلمانوں نے سخت اور بے حد مصائب برداشت کر کے مجوسیوں کو شکست دی، اس کے بعد قرطبہ سے ایک دوسری تازہ دم فوج اس اسلامی لشکر کی کمک پر آ گئی مجوسیوں اور مسلمانوں میں پھر جنگ چھڑ گئی اس معرکہ میں مسلمانوں نے مجوسیوں کو شکست دی اور ان کی دو ایک کشتیاں بھی چھین لیں، مال و اسباب جو کچھ ان میں تھا لے کر جلا دیا، مجوسی قادس ہوتے ہوئے شدونہ پہنچے۔ اہل اشدونہ سے دو دن تک جنگ ہوتی رہی یہاں کی لڑائی میں مجوسیوں کو کامیابی ہوئی کچھ مال و اسباب بھی ہاتھ لگ گیا، اتنے میں عبدالرحمٰن کا جنگی کشتیوں کا بیڑہ ساحل اشبیلیہ پر آ لگا اسلامی افواج نے خشکی پر اتر کر مجوسیوں کو لبلہ کی طرف بھگا دیا مجوس لوٹ مار کرتے ہوئے باجہ کی طرف بڑھے اور جب باجہ میں بھی چین نہ لے سکے تو اشبونہ کی طرف واپس آئے، اشبونہ سے نکلنے کے بعد پھر ان کا حال معلوم نہ ہو سکا، یہ ہے تفصیل اس واقعہ کی جس کو مورخ ابن خلدون نے بیان کیا ہے ملخص از کتاب (نفح الطیب مطبوعہ لیدن) (جلد نمبر ا صفحہ نمبر ۲۲۲ و ۲۲۳) (مترجم)

اشبیلیہ نصف محرم (۱۵) ۲۲۸ھ میں ان دشمنوں سے لڑنے نکلے بہت زبردست جنگ ہوئی، مسلمانوں کو فتح ہوئی بہت سامال واسباب لوٹ لیا۔

مجوسیوں کا فرار:...... مجوسیوں نے میدان جنگ سے بھاگ کر ''باجہ'' کا راستہ لیا پھر باجہ سے اشبونہ کی طرف واپس آئے مسلمانوں نے ان کو یہاں پر بھی چین نہ لینے دیا اکھاڑ پچھاڑ کر نکال دیا، اس واقعہ کے بعد ان کے حالات کا سلسلہ ختم ہوگیا اور مما لک محروسہ اسلامیہ کے ان اطراف میں امن وامان ہوگیا یہ واقعات ۲۳۰ھ کے ہیں، مجوسیوں کے چلے جانے کے بعد عبدالرحمٰن اوسط نے ان شہروں کی فلاح اور آبادی کی جانب توجہ کی جن کو مجوسی خراب اور ویران کر گئے اور افواج اسلامیہ کی کافی تعداد کو ان کی حفاظت ونگرانی پر مقرر کیا۔

بعض مؤرخوں نے مجوسیوں کے ساتھ جنگوں کو ۲۴۶ھ میں تحریر کیا ہے شاید وہ دوسری جنگ ہوگئی واللہ اعلم۔

شہریوں کی پریشانی:...... ۲۳۱ھ میں عبدالرحمٰن نے اسلامی لشکر جلیقہ کی طرف روانہ کیا، افواج اسلامی دریا موجوں کی طرف بڑھتے بڑھتے عیسائیوں کے مشہور شہر لیون ❶ تک پہنچ گئیں۔ قلعہ شکن منجنیقیں نصب کر کے لڑائی شروع کر دی، اہل لیون مقابلہ نہ کر سکے، لیون کو اپنے دشمن کے حوالہ کر کے بھاگ کھڑے ہوئے، مسلمانوں نے شہروں میں گھس کر جو کچھ پایا اپنے قبضہ میں لیا، مکانات کو جلا کر خاک کر دیا شہر پناہ کے گرانے کی کوشش کی مگر کامیاب نہ ہوئے کیونکہ شہر پناہ کی دیوار کی چوڑائی پچیس (گز) ہاتھ کی تھی آخر کار تنگ آ کر شہر پناہ کی دیوار میں بہت بڑا سوراخ کر کے واپس آ گئے۔

عبدالرحمٰن کا برشلونہ پر حملہ:...... اس کے بعد پھر عبدالرحمٰن نے اپنے دربان عبدالکریم بن عبدالواحد بن مغیث کو ایک بڑا لشکر دے کر برشلونہ کی طرف جہاد کرنے کے لئے روانہ کیا، عبدالکریم برشلونہ اردگرد کو تاراج کرتا ہوا فرانس کی اس سرحد تک پہنچ گیا جو سرب (یا برمحت) کے نام سے جانا جاتا تھا، عیسائیوں اور عساکر اسلامیہ کی یہاں پر سخت اور خونریز جنگ ہوئی، مسلمانوں کے عیسائیوں کو شکست دے کر ان کی بڑی تعداد کو قید اور قتل کیا، عیسائیوں نے بھاگ کر جزیرہ میں دم لیا، جرندہ فرانس کا بہت بڑا اور مشہور شہر تھا، عساکر اسلامیہ نے ہارے ہوؤں کا تعاقب کیا، چونکہ عیسائیوں نے جرندہ میں پہلے سے پہنچ کر پورے طور سے قلعہ بندی کر لی تھی اس وجہ سے مسلمانوں کو مکمل کامیابی نہ ہوئی پھر بھی ان لوگوں نے اس کے آس پاس کو ویران اور اپنے قتل وغارتگری سے تباہ کر کے واپسی کا راستہ لیا۔

قسطنطنیہ کے بادشاہ سے تعلقات:...... انہیں دنوں بادشاہ قسطنطنیہ نوفلس بن نوفیل نے ۲۲۵ھ کے دوران میں امیر عبدالرحمٰن کی خدمت میں ہدایا اور تحائف بھیجے، مراسم اتحاد اور دوستی کی رسمیں قائم کرنے کی درخواست کی، امیر عبدالرحمٰن نے بھی اس کے بدلے میں یحییٰ غزال کے ذریعے بہت سے تحفے اور ہدایا روانہ کئے یحییٰ غزال امیر عبدالرحمٰن کی دولت وحکومت کا دایاں بازو تھا، شاعری اور فن حکمت میں یگانہ روزگار تھا یحییٰ نے شاہ قسطنطنیہ کے دربار میں پہنچ کر دونوں بادشاہوں کے درمیان رشتہ اتحاد ومواصلت کو مستحکم کیا اور واپسی آیا رفتہ رفتہ اس کی خبر اس حکومت کے رقیب عباسی خلیفہ کو بغداد تک پہنچی۔

نصر کی وفات کا عجیب واقعہ:...... ۲۳۶ھ میں نصر کی وفات ہوگئی اس کے انتقال کا قصہ بھی عجیب وغریب ہے، عبدالرحمٰن کے عہد حکومت میں نصر کی بہت شہرت اور بڑا دور دورہ تھا، اپنے آقا کو جس کام میں چاہتا تھا دبا لیتا تھا چنانچہ عبدالرحمٰن نے اپنے بیٹے محمد کو اپنا ولی عہد بنانا چاہا مگر نصر عبداللہ کی ماں کی سازش میں شریک ہو کر عبداللہ کی ولی عہدی کی کوشش کرنے لگا، جب نصر کو اس ارادے میں کامیابی کی کوئی صورت نظر نہ آئی تو شاہی طبیب پر محمد (ولی عہد) کو زہر دینے کا دباؤ ڈالا طبیب نے محل کی قہرمانہ کے ذریعہ، عبدالرحمٰن کو اس واقعہ سے مطلع کر دیا، اور یہ بھی گذارش کر دی کہ نصر نے مجھے زہر دینے پر مجبور کیا ہے، کل صبح کو جو پیالہ دوا کا آئے گا اس میں زہر ہوگا۔ اگلے دن صبح کے وقت نصر جب شاہی محل میں حاضر ہوا تو محمد (ولی عہد) کو امیر عبدالرحمٰن کے روبرو بیٹھا ہوا پایا دوا کا پیالہ سامنے رکھا ہوا تھا امیر عبدالرحمٰن نے نصر کو مخاطب کر کے ارشاد کیا ''نصر مجھے دوا بدمزہ اور کسلی معلوم ہوتی ہے تم اس کو پی لو'' نصر تو جانتا ہی تھا کہ اس میں زہر ملا ہوا ہے کوئی جواب نہ دے سکا بھونچکا رہ گیا امیر عبدالرحمٰن نے قسمیں دلائیں اور دوا پینے پر مجبور

---

❶...... لیون:۔ یہ شہر آج کل فرانسیسی علاقوں میں واقع ہے

کیا لہٰذا نصر انکار نہ کر سکا اور پیالہ اٹھا کے غٹا غٹ پی گیا اور بہت جلدی اجازت حاصل کر کے گھوڑے پر سوار ہو کر گھر پہنچا اور پہنچتے ہی مر گیا۔ غرض امیر عبدالرحمٰن نے اس آسان طریقہ سے اپنے بیٹے عبداللہ کی بیماری کا علاج کر دیا اور اس کے بعد ہی خود بھی مر گیا۔

محمد کی تخت نشینی: ......واقعہ مذکورہ بالا واقعہ کے بعد امیر عبدالرحمٰن ❶ اوسط بن حکم بن ہشام بن عبدالرحمٰن معروف بہ داخل نے ❷ ماہ ربیع الآخر ۲۳۸ھ میں وفات پائی اکیس ❸ سال حکومت کی۔

عبدالرحمٰن کا کردار: ......امیر عبدالرحمٰن اوسط علوم شریعہ اور فلسفہ کا عالم تھا اس کا زمانہ حکومت نہایت امن اور آسائش کا تھا دولت کی بہت زیادتی ہوئی متعدد محل اور حمام تعمیر کرائے پہاڑ سے نل کے ذریعے پانی لے آیا جس سے سارا شہر سیراب ہوا، جامع مسجد قرطبہ کے دو سائبان بڑھا ہوئے مگر ان کے مکمل طور پر تعمیر ہونے سے پہلے اس کا انتقال ہو گیا ان سائبانوں کو اس کے بیٹے تکمیل کو پہنچایا، اندلس میں اور بہت سی مسجدیں اور جامع مساجد تعمیر کرائی، آداب شاہی اور دفاتر مقرر کئے، عوام الناس سے ملنا جلنا تعلقات ختم کر دیئے لہٰذا جب اس نے وفات پائی تو اس کا بیٹا محمد اس کی جگہ حکمران بنا۔

قلعہ رباح کی درستگی: ......امیر محمد نے حکمران بنتے ہی قلعہ رباح کی فصیلوں کی مرمت کی غرض سے عساکر اسلامیہ کو اپنے بھائی حکم کی زیر نگرانی روانہ کیا، اس قلعہ کی فصیلوں کو اہل طلیطلہ نے خراب اور زمین دوز کر دیا تھا چنانچہ حکم نے پہلے قلعہ رباح کو درست کرآیا، پھر طلیطلہ کی طرف گیا اور اس کے آس پاس دیہاتوں اور گاؤں پر لوٹ مار شروع کر دی۔

موسیٰ بن موسیٰ کی فتوحات: ......اس کے بعد افواج شاہی کو موسیٰ بن موسیٰ والی تطیلہ کی زیر نگرانی ''البتہ'' کے اردگرد وقلاع کی جانب جہاد کرنے کے لئے روانہ کیا موسیٰ نے اس کے بعض قلعہ کو لڑ کر فتح کیا اور بہت سا مال غنیمت لے کر واپس آیا، پھر دوبارہ اسلامی فوجیں برشلونہ کی طرف روانہ کیں عساکر اسلامیہ نے ان اطراف میں بھی لوٹ مار شروع کر دی، اور برشلونہ کے قلعوں کو فتح کر کے واپس آئیں۔

وادی سلیط کا معرکہ: ......پھر ۲۴۰ھ میں امیر محمد عساکر اسلامیہ تیار کیا جنگی ساز وسامان سے لیس ہو کر طلیطلہ کی سرکوبی کرنے کے لیے روانہ ،اہل طلیطلہ نے بادشاہ (گالز) اور شاہ بشکنس سے مدد کی درخواست کی چنانچہ شاہان جلیقہ وبشکنس اہل طلیطلہ کی کمک پر آئے اور ان کے ساتھ مل کر امیر محمد سے میدان میں لڑنے نکلے، وادی سلیط میں دونوں دشمنوں کا مقابلہ ہوا۔ امیر محمد نے معرکہ کارزار گرم ہونے سے پہلے چند دستوں کو کمین گاہ میں بٹھا دیا تھا جس سے دشمن کے پاؤں اکھڑ گئے۔ کامیابی کا سہرا، امیر محمد کے سر رہا، اہل طلیطلہ اور مشرکین کے بیس ہزار آدمی مارے گئے پھر ۲۴۳ھ میں امیر محمد نے اہل طلیطلہ پر دوبارہ حملہ کیا نہایت سختی سے ان کو تباہ کیا ور ان کے مال واسباب کو نقصان پہنچایا اہل طلیطلہ نے دب کر صلح کر لی مگر امیر محمد کے واپس آتے ہی پھر بغاوت کی اور شاہی حکومت سے منحرف ہو گئے۔

مجوسیون کا فساد: ......۲۴۵ھ میں مجوسیوں کا بحری بیڑہ اندلس میں داخل ہوا، مجوسی جہازوں پر سے اشبیلیہ اور جزیرہ میں اتر آئے اور اس کی مسجد کو جلا

---

❶ ......یہ امیر عبدالرحمٰن اوسط کے لقب سے یاد کیا جاتا تھا کیونکہ عبدالرحمٰن اول، داخل کے خطاب سے تھا اور تیسرا عبدالرحمٰن ''الناصر'' کے لقب سے مشہور تھا، عبدالرحمٰن اوسط کی پیدائش شعبان ۱۷۶ھ طلیطلہ میں ہوئی، علوم شریعہ اور فلسفہ میں ماہر تھا، اس کا زمانہ بھی بغاوت وسرکشی سے خالی نہیں رہا جو ترقی ودولت میں رکاوٹوں کے بڑے اسباب میں سے ہے پھر بھی وقتاً فوقتاً اپنے مسیحی دشمنوں پر بھی حملے کرتا اور کامیابی حاصل کرتا رہتا تھا اس کے زمانہ حکومت میں مال ودولت کی بہت فراوانی ہوئی بہت سے مال اور حمام تعمیر کرائے ادیب اور شاعر تھا ،طروب نامی ایک کنیز پر فریفتہ تھا، ایک مرتبہ امیر عبدالرحمٰن اوسط نے اس کو ایک زیور عنایت کیا جس کی قیمت ایک لاکھ دینار تھی، وزراء نے گذارش کی ''شاہی خزانہ سے ایسی قیمتی چیزوں کو علیحدہ کرنا نازیبا ہے'' امیر عبدالرحمٰن نے جواب دیا اس کا پہننے والا تو اس زیور کے پہننے کے لائق ہے اور اس سے کہیں زیادہ اس کی قدر ومنزلت ہے'' اس کا رنگ گندمی آنکھیں گہریں لمبی ڈاڑھی جیم وشحیم شخص تھا ڈاڑھی میں حنا کا خضاب لگاتا تھا وفات کے وقت (۴۵) بیٹے اس کے موجود تھے (تاریخ کامل جلد نمبر ۷ صفحہ نمبر ۲۷) مطبوعہ مصر ونفح الطیب جلد نمبر ۱ صفحہ نمبر ۲۲۲ لغایۃ ۲۲ مطبوعہ لیدن۔ ❷ ......المقتبس میں لکھا ہے کہ یہ جمعرات کل رات تھی جب کہ ربیع الثانی کے تین دن گذر چکے تھے، دیکھیں المقتبس (صفحہ نمبر ۱۷) اور العقد الفرید (جلد نمبر ۴ صفحہ نمبر ۴۹۳)۔ ❸ ......ہمارے پاس موجود تاریخ ابن خلدون (جلد نمبر ۴ صفحہ نمبر ۱۳۵) جدید عربی ایڈیشن مطبوعہ بیروت (داراحیاء التراث العربی) پر اکیس کے بجائے اکتیس (۳۱) سال تحریر ہے، جب کہ المقتبس (صفحہ نمبر ۱۷) پر دو حکومت چھ دن اور العقد الفرید (جلد نمبر ۴ صفحہ نمبر ۴۹۳) پر اکتیس سال اور پانچ مہینے دور حکومت تحریر ہے۔

کے تدمیر کی طرف واپس چلے گئے پھر تدمیر سے قصر ابونہ ❶ چلے گئے سواحل فرانس کی طرف روانہ ہوئے اور ان ساحلی مقامات کو تاراج کرتے ہوئے واپس روانہ ہوئے اتنے میں امیر محمد کی جنگی کشتیوں سے مقابلہ ہوگیا، فریقین میں بحری جنگ ہوئی مسلمانوں نے مجوسیوں کی دو کشتیاں پکڑ لیں ،مجوسی باقی کشتیوں کو لے کر بنبلونہ ❷ کی طرف بھاگ گئے مسلمانوں کی ایک جماعت اس معرکہ میں شہید ہوگئی ،مجوسیوں نے بنبلونہ میں پہنچ کر دند مچائی اس کے گورنر غرسیہ فرنگی کو گرفتار کرلیا، غرسیہ نے ستر ہزار دینار زر فدیہ دے کر خود کو ان کے پنجے سے رہا کرایا۔

۲۴۷ھ میں امیر محمد طلیطلہ کے باغیوں کی سرکوبی کی طرف پھر توجہ کی ،شاہی فوجوں کو آراستہ کر کے طلیطلہ کی طرف روانہ کیا پورے ایک ماہ محاصرہ رہا۔

قلاع اور البتہ پر حملہ:......پھر ۲۵۱ھ ❸ میں امیر محمد نے اپنے بیٹے منذر کو ایک بڑا لشکر دے کر اطراف ''البتہ'' و ''قلاع'' کے خلاف جہاد کرنے کے لئے روانہ کیا اسلامی لشکر نے مشرکین کے علاقوں میں داخل ہو کر لوٹ مار شروع کردی شاہ لزریق فوجیں تیار کر کے مقابلہ پر آیا گھمسان کی جنگ ہوئی میدان مسلمانوں کے ہاتھ رہا لزریق شکست کھا کر بھاگا اسلامی لشکر نے تعاقب کیا تلواریں نیام سے کھینچ لی گئیں ،ہزار ہا مشرک قتل وقید کئے گئے ،اس معرکہ میں مسلمانوں کو بہت زبردست فتح حاصل ہوئی جس کی کوئی نظیر نہیں۔

اسی سن میں امیر محمد نے بذات خود جلالقہ کے خلاف جہاد کیا نہایت سختی سے ان کے شہروں کو تباہ وبرباد کیا بہت سے گاؤں اور قصبے ویران کر ڈالے۔

عبدالرحمٰن کی بغاوت:......اسی دوران عبدالرحمٰن بن مروان جلیقی ان نو مسلموں کے ساتھ جو اس کے ساتھ تھے باغی ہوگیا اور علم حکومت سے منحرف ہو کر ''اقصا'' سے ''بلاد'' میں چلا گیا ،شاہ اوفونش سے اتحادی تعلقات پیدا کرلئے وزیر السلطنت ہاشم بن عبدالرحمٰن اپنی فوج کے کمانڈر کی حیثیت سے عبدالرحمٰن کی بغاوت ختم کرنے کے لئے ۲۶۳ھ میں روانہ ہوا ،عبدالرحمٰن نے پہلے ہی حملہ میں ہاشم کو شکست دے کر گرفتار کرلیا ،کچھ عرصے بعد امیر محمد اور عبدالرحمٰن کے درمیان صلح کی خط وکتابت ہونے لگی ،صلح کی شرط یہ طے ہوئی کہ عبدالرحمٰن ''بطلیوس'' جا کر قیام کرے اور وزیر السلطنت ہاشم کو رہا کردے، ۲۶۵ھ صلح نامہ کی تکمیل ہوئی ،عبدالرحمٰن نے صلح کی شرائط کے مطابق بطلیوس میں جا کے قیام کیا اور اس کی مرمت وتعمیر کی طرف خاص توجہ کی اس وقت تک یہ ویران پڑا ہوا تھا۔ وزیر السلطنت ہاشم بھی رہا کیا گیا ،یہ رہائی عبدالرحمٰن کی خودسری کے ڈھائی سال بعد ہوئی۔

عبدالرحمٰن کی وعدہ شکنی:......صلح کے بعد اوفونش نے عبدالرحمٰن نے بدعہدی کی ،عبدالرحمٰن اس کی دوستی چھوڑ کر دارالحرب سے چلا آیا روانگی کے وقت دونوں میں جنگیں ہوئیں ،عبدالرحمٰن نے مارده کے آس پاس شہر انطانیہ پہنچ کے قیام کیا ،ان دنوں یہ شہر ویران اور کس مپرسی کی حالات میں پڑا ہوا تھا ،عبدالرحمٰن نے اس کی شہر پناہ کی فصیلیں درست کرائیں ،قلعہ بنوایا اس کے بعد اس کے گرد ونواح میں جلالقہ کے جتنے علاقے تھے ان پر قبضہ کر کے اپنے مقبوضات میں شامل کرلیا غرض رفتہ رفتہ انطانیہ سے بطلیوس تک اس مقبوضات کا دائرہ وسیع ہوگیا۔

موسیٰ بن ذی النون کی بغاوت:......شنت بریہ کے گورنر موسیٰ بن ذی النون ہواری نے اسی زمانہ میں علم بغاوت بلند کیا اور عہد توڑ کر اہل طلیطلہ پر حملہ کردیا ،اہل طلیطلہ بیس ہزار فوج کے ساتھ مقابلہ پر آئے سخت اور خونریز جنگ ہوئی ،آخر کار اہل طلیطلہ شکست کھا کر بھاگے ان لوگوں کے ساتھ مطرف بن عبدالرحمٰن بھی تھا یہ بھی شکست کھا کر بھاگا باوجود یہ کہ شجاعت میں یکتا نسب میں اعلیٰ درجہ کا شخص تھا۔

اس واقعہ سے موسیٰ کے حوصلے بڑھ گئے فوجیں تیار کر کے شنجہ (والی بنبلونہ) پر حملہ کردیا ،شنجہ نے موسیٰ کو شکست دے کر گرفتار کرلیا کچھ عرصے کے بعد بحکمت عملی جیل سے نکل کے شنت بریہ بھاگ آیا اور اس وقت سے مسلسل حکومت کا اطاعت گزار رہا حتی کہ آخری عہد حکومت امیر محمد میں مرگیا۔

اسد بن حرث کی بغاوت:......۲۶۱ھ میں اسد بن حرث بن بدیع نے ''تاکرتا'' (رندہ) میں بغاوت کی امیر محمد نے اس کی سرکوبی کے لئے فوجیں روانہ کیں ،محاصرہ وجنگ کے بعد اسد نے حکومت کے آگے گردن جھکادی ، ۲۶۳ھ میں امیر محمد نے اپنے بیٹے منذر کو جہاد کی غرض سے دارالحرب

---

❶......ہمارے پاس موجود جدید عربی ایڈیشن (جلد نمبر ۴ صفحہ نمبر ۱۳۶) نز قصر ابونہ تحریر ہے جب کہ تاریخ الکامل (جلد نمبر ۴ صفحہ نمبر ۳۲۹) پر اریوالہ تحریر ہے اور المقتبس میں اوریولہ تحریر ہے۔ ❷......تاریخ الکامل (جلد نمبر ۴ صفحہ نمبر ۳۴۰) پر بنبلونہ تحریر ہے۔ ❸......بارہ (۱۲) رجب ۲۵۱ھ کو یہ لڑائی فج مرکوین نامی جگہ پر ہوئی تھی ،حریف کے مقتولوں کی تعداد دو ہزار چار سو بانوے (۲۴۹۲) تھی ،زخمیوں کا کوئی شمار نہیں ،تاریخ کامل (جلد نمبر ۷ صفحہ نمبر ۶۳) مطبوعہ مصر (مترجم)

عرف روانہ کیا، منذر نے ''مارده'' کا راستہ اختیار کیا مارده کے آس پاس اس وقت عبدالرحمٰن بن مروان جلیقی موجود تھا شاہی لشکر کا ایک گروہ اسی سمت سے ہو کر گذرا عبدالرحمٰن ان کافروں کے، شاہی لشکر کے اس گروہ پر حملہ آور ہوا سب کو مار ڈالا۔ پھر ۲۶۴ھ میں جہاد کی غرض سے بنبلونہ کی جانب روانہ کیا گیا، اس مرتبہ منذر نے سرقسطہ کے راستے کوچ کیا اہل سرقطہ نے مزاحمت کی آپس میں جنگ ہوئی تو اس نے سرقسطہ سے ہٹ کر کے نطیہ کی جانب قدم بڑھائے اور اس کے تمام اطراف کو تابع کر کے بلاد مقبوضہ موسیٰ بن ذی النون کے مقبوضہ علاقوں کا رخ کیا اور اس سرزمین کو بھی اپنے گھوڑوں سے روندتا ہوا ببنلونہ جا پہنچا اس کے اکثر قلعے ویران اور خراب کر کے بہت سامال غنیمت لے کر قرطبہ کی طرف واپس آیا۔

جنگی کشتیوں کی تباہی: ...... ۲۶۶ھ میں امیر محمد نے دریائے قرطبہ میں جنگی کشتیوں کی تیاری کا حکم دیا غرض یہ تھی کہ اسلامی فوجیں بحر محیط ❶ کے راستے جلیقہ کے ملک میں دوسری جانب سے اتار دی جائیں، لہٰذا جب جنگی کشتیوں کا بیڑہ بن کے تیار ہوا اور دریائے قرطبہ سے بحر محیط میں داخل ہوا، اتفاق سے مخالف ہوا ایسی تیز اور تند چلی کہ ساری کشتیاں آپس میں ٹکرا ٹکرا کر لوٹ گئیں، ان میں سے دو چار ہی سالم بچیں ورنہ سب کی سب طوفان کی نذر ہو گئیں۔

عمر بن حفصون کی بغاوت: ...... ۲۶۷ھ میں عمر بن حفصون ❷ نے قلعہ بشتر جبال ❸ مالقہ میں بغاوت کی اس نے قلعہ بشتر کو اپنا مرکز حکومت بنا کر اردگرد کے قصبوں اور شہروں پر قبضہ کر لیا، افواج اسلامیہ نے جو اس صوبہ میں تھیں کئی بار اس پر حملہ کیا، عمر بن حفصون نے ان کو ہر بار شکست دی، جس سے اس کی حکمرانی میں مضبوطی پیدا ہو گئی اتنے میں خاص دارالحکومت قرطبہ سے شاہی لشکر عمر بن حفصون کی سرکوبی کے لئے آیا عمر بن حفصون نے چالاکی سے اس سے صلح کر لی امن وامان قائم ہو گیا۔

منذر کی فتوحات: ...... ۲۶۸ھ میں امیر محمد نے طوائف الملو کی اور دولت امویہ کے باغیوں کے استیصال پر اپنے بیٹے منذر کو مقرر کیا منذر نے سب سے پہلے سرقسطہ پہنچ کے محاصرہ کر لیا اس کے اطراف وجوانب اور گردوپیش کے مقامات پر لوٹ مار شروع کر دی۔ تھوڑے دنوں بعد قلعہ رطہ ❹ کو فتح کیا اس کے بعد دیر بزوجہ ❺ کی جانب بڑھا محمد بن لب بن موسیٰ یہیں موجود تھا اس سے بھی جنگ ہوئی پھر منذر نے شہر ''لاروہ'' و ''قرطاجیہ'' کا رخ کیا اور اس کی مہم سے فارغ ہو کر کفار کے علاقوں میں گھس کے چھیڑ چھاڑ شروع کر دی، اطراف ''البتہ'' و ''قلاع'' کو غارتگری اور قتل سے تباہ وبرباد کر دیا، قلعوں - کو کامیابی کے ساتھ فتح کر کے واپس آیا۔

عمر بن حفصون کی اطاعت: ...... ۲۷۰ھ میں ہاشم بن عبدالعزیز شاہی لشکر کو لے کر عمر بن حفصون کے محاصرہ اور جنگ پر قلعہ بشتر کی طرف روانہ ہوا، چنانچہ ابن حفصون باغی وسرکش کو سمجھا بجھا کے قرطبہ لے آیا اس نے وہیں قیام کیا۔

لاروہ کی تعمیر: ...... اسی سن میں اسماعیل بن موسیٰ نے شہر ''لاروہ'' کی تعمیر شروع کی والی برشلونہ کی جانب سے رکاوٹ پیدا ہوئی فوجیں تیار کر کے اسماعیل کو زیر کرنے آ پہنچا اسماعیل نے کمال مردانگی سے شکست دی اور اس کے بہت سے پیادوں کو مار ڈالا۔

ہاشم بن عبدالعزیز کی فتوحات: ...... ۲۷۱ھ میں ہاشم بن عبدالعزیز شاہی افواج کے افسر کی حیثیت سے سرقسطہ کے محاصرہ اور فتح کرنے کے لئے دوبارہ گیا ایک مدت کے محاصرہ وجنگ کے بعد سرقسطہ فتح ہوا، اہل سرقسطہ نے ہاشم کے فیصلہ وحکم سے شہر پناہ کے دروازے کھول دیئے اس مہم میں عمر بن حفصون بھی گیا ہوا تھا اور جنگ میں شریک ہوا تھا لیکن جنگ کے وقت چھپ کر اسلامی لشکر گاہ سے بھاگ کر بشتر جا کر دم لیا اور قلعہ نشین ہو گیا۔ اس کے بعد ہاشم نے عبدالرحمٰن بن مروان جلیقی کا قلعہ منت مولن میں محاصرہ کیا مگر سوچ سمجھ کر بغیر کامیابی کے واپس آیا، عبدالرحمٰن نے اس کے واپس آنے کے بعد اشبیلیہ اور بقیت پر چھاپا مارا اس کے بعد منت شلوط میں جا کر قیام پذیر ہو کر قلعہ بندی کر لی، امیر محمد نے مصلحتاً اسی قلعہ پر اس سے صلح کر لی

❶ ...... بحر محیط سے مراد اوقیانوس ہے، جو دنیا کا سب دوسرا بڑا سمندر ہے۔ ❷ ...... عمر بن حفصون عیسائی امیر تھا دیکھیں تاریخ اسپین (صفحہ نمبر ۸۱) مترجم۔ ❸ ...... تاریخ الکامل (جلد نمبر ۴ صفحہ نمبر ۵۰۷) پر ربیۃ کے قلعے تحریر ہیں۔ ❹ ...... تاریخ الکامل (جلد نمبر ۴ صفحہ نمبر ۵۱۲) پر ریط کے بجائے روطہ تحریر ہے، یاقوت حموی معجم البلدان میں تحریر کرتے ہیں کہ یہ رُوطہ ہے راء کی پیش اور واؤ کی جزم کے ساتھ، اندلس میں سرقسطہ کے پاس ایک قلعہ ہے جو وادی شلون پر بہت مضبوط بنا ہوا ہے۔ ❺ ...... تاریخ الکامل میں دیر تروجہ تحریر ہے۔

،عبدالرحمٰن بھی حکومت کا اطاعت گزار ہوگیا اور مسلسل فرمانبردار رہا امیر محمد نے وفات پائی ،ان دنوں روم اور فرانس کا بادشاہ فرلبیب بن لوز نیق تھا۔

منذر کی امارت: ......ان واقعات کے ختم ہوتے ہوتے امیر ❶ محمد بن عبدالرحمٰن اوسط بن حکم بن ہشام بن عبدالرحمٰن معروف بہ داخل ❷ ماہ صفر ۲۷۳ھ میں پینتیس سال حکومت کر کے فوت ہوگیا ،اس کے بعد اس کا بیٹا منذر حکمران بنا۔

ہاشم کا قتل: ......منذر نے اپنے زمانہ حکومت کے شروع میں ہاشم بن عبدالعزیز وزیر السلطنت کو قتل کی سزا دی اور فوجیں آراستہ کر کے عمر بن حفصون باغی وسرکش کی سرکوبی کے لئے روانہ ہوا۔

قلعہ بشتر کا محاصرہ: ......۲۷۴ھ میں اس کا قلعہ بشتر میں محاصرہ کیا گیا ،خونریز اور سخت جنگ کے بعد عمر بن حفصون سارے قلعوں اور شہروں کو فتح کرلیا ان میں سے قلعہ ریہ یعنی مالقہ بھی تھا منذر نے اس کے گورنر عیشون کو گرفتار کر کے قتل کر ڈالا اس کے بعد عمر بن حفصون نے شدت محاصرہ سے تنگ آ کر صلح کی درخواست کی ،منذر نے عمر بن حفصون کی درخواست پر صلح کرلی ،محاصرہ اٹھا کے واپس چلا گیا ،عمر بن حفصون نے منذر کے واپس جاتے ہی صلح کے خلاف وعدہ توڑ ڈالا منذر نے یہ خبرسن کر دوبارہ محاصرہ کرلیا عمر بن حفصون نے پھر صلح کرلی مگر جوں ہی منذر واپس ہوا عمر بن حفصون نے پھر وعدہ شکنی کی غرض عمر بن حفصون وعدہ شکنی پر شکنی کرتا جاتا تھا منذر نے وفات پائی ،عمر بن حفصون کو ہمیشہ کے لئے اس کے محاصرہ سے نجات مل گئی۔

امیر عبداللہ کی امارت: ......۲۷۵ھ میں محاصرہ کی حالت میں عمر بن حفصون قلعہ بشتر میں منذر ❸ کا آخری وقت آ پہنچا اس نے دو سال حکمرانی کی اس کی جگہ اس کا بھائی امیر عبداللہ بن امیر محمد حکمران بنا حکومت اپنے قبضہ میں لے لی ،سارے اندلس میں بغاوت وفساد پھیل گیا تھا ،محاصرہ اٹھا کے قرطبہ چلا آیا ،آئے دن کی بغاوتوں اور امراءِ مملکت کی مخالفتوں کی وجہ سے اندلس کی مالی حکومت کمزور ہوگئی تھی ،اس سے پہلے اس ملک کا ٹیکس تین لاکھ دینار تھا اس میں سے ایک لاکھ دینار لشکر کی تیاری فوج کے اخراجات میں صرف کئے جاتے تھے ،ایک لاکھ دینار مختلف ضرورتوں میں خرچ ہوتے تھے باقی ایک لاکھ شاہی خزانہ میں بطور بچت داخل کئے جاتے تھے ان سالوں میں جتنی بچت تھی وہ خرچ ہوگئی طرہ اس پر یہ ہوا کہ ٹیکس میں بھی کمی آ گئی۔

عام بغاوتیں ابن مروان کی بطلیوس میں بغاوت: ......ہم پہلے بیان کر آئے ہیں کہ عبداللہ بن مروان نے امیر محمد بن عبدالرحمٰن والی اندلس کے گورنر کے مقابلہ میں جلالقہ (گالز) کے ساتھ جہاد کے وقت ۲۵۵ھ میں علم مخالفت بلند کیا تھا ،چنانچہ نومسلموں اور مولدوں کا جم غفیر اس کے پاس جمع ہوگیا ،اقصائے بلاد کی طرف قدم بڑھائے ،رفتہ رفتہ اور خولش بادشاہ جلالقہ تک اس کی پہنچ ہوگئی ،اسی مناسبت سے یہ جلیقی کے نام سے مشہور ومعروف ہوا پہلے ہم یہ بھی بیان کر آئے ہیں کہ ہاشم بن عبدالرحمٰن ،وزیر السلطنت ۲۶۳ھ میں بحیثیت افسر افواج اندلس ابن مروان کی سرکوبی کے لئے گیا تھا اور ابن مروان نے اس کو شکست دے کر گرفتار کرلیا تھا اس کے بعد ۲۶۵ھ میں ہاشم کی رہائی اور ابن مروان کے بطلیوس سے چلے جانے پر آپس میں صلح ہوگئی ،اس صلح کی بناء پر ابن مروان بطلیوس چلا آیا اور اس کو نئے سرے سے آباد کر کے اپنی حکومت اور دولت کی بنیاد کی کچھ عرصے بعد اوفونش بدعہدی اور مخالفت کرنے لگا نوبت جدال اور قتال تک پہنچ گئی ،ابن مروان دار الحرب چھوڑ کر شہر اطانیہ (متعلقات ماردہ) چلا آیا اور اس کی قلعہ بندی کر کے وہیں ٹھہر گیا یہ شہر اس وقت ویران پڑا ہوا تھا ،ابن مروان نے قیام اطانیہ کے بعد بلاد الیون کے شہروں پر آہستہ آہستہ قبضہ کرلیا اور اپنے مقبوضات کو بطلیوس تک بڑھا کر اس کو بھی شامل کرلیا ،بلاد الیون جلالقہ کے مقبوضات میں سے تھے۔

---

❶......امیر محمد کی ۲۷۳ھ میں ہوئی تقریباً چھیاسٹھ سال کی عمر سفید رنگ سرخی مائل ،ڈاڑھی کو حنا وکسم سے رنگتا تھا ذکی ،ہوشیار ،اور سخی تھا اس کا زمانہ حکومت بھی طوائف الملوکی میں مکمل ہوا ،اندرونی بغاوتیں اور بیرونی سازشوں سے کبھی اس کو فرصت نہیں ملی۔سارے ملک پر بدعملی کا سیاہ بادل چھایا ہوا تھا عیسائیوں کی ریشہ دوانیاں ،نومسلموں کی شورشیں ،اس پر طرہ یہ کہ عربی سرداروں کی خودسریوں نے ایک دن بھی اس کو چین سے نہ بیٹھنے دیا حتیٰ کہ اسی حالت میں حکومت امویہ کو چھوڑ کر دنیا سے رخصت ہوگیا۔(ملخص از تاریخ کامل جلد ۷ صفحہ نمبر ۷۰ امطبوعہ مصر وکتاب نفح الطیب جلد اول صفحہ نمبر ۲۲۵ و ۲۲۶ مطبوعہ لیدن)۔ ❷......لعقد الفرید (جلد نمبر ۴ صفحہ نمبر ۴۹۳) پر لکھا ہے کہ امیر محمد کی وفات بروز جمعہ یکم ربیع الاول کو ہوئی۔ ❸......امیر منذر وفات کے وقت ۴۶ سال کا تھا ،چہرے پر چیچک کے داغ تھے ،داڑھی گھنی تھی ،اور بڑی تھی ،شعر وشاعر کا شوقین اور شاعروں کا قدردان تھا ،اس کی حکومت کا زمانہ بہت کم ہوا پھر بھی اس کو بھی بغاوتوں اور فتنہ وفساد نے ایک لمحے کے لئے بھی چین نہ لینے دیا ،دیکھیں (تاریخ کامل جلد نمبر ۷ صفحہ نمبر ۱۷۴ مطبوعہ مصر) (مترجم)

سعدون سرساقی:......ابن مروان کے ساتھ دار الحرب میں سعدون سرساقی نامی گرامی اور مشہور جنگجو بھی تھا فنون جنگ سے اس کو پوری آگاہی تھی، یہ بھی ابن مروان کے ساتھ امیر عبداللہ سے باغی ہوگیا تھا لہٰذا جب ابن مروان ''بطلیوس'' میں رہنے لگا تو سعدون نے اس سے علیحدگی اختیار کر کے قلیزہ اور باجہ کے درمیان ایک قلعہ میں قیام کیا کچھ عرصہ بعد قلنیرہ پر قابض و متصرف ہوکر دونوں حکومتوں یعنی حکومت اسلامیہ حکومت سچیہ کے درمیان میں رکاوٹ بن گیا یہاں تک کہ کسی لڑائی میں اوفونش کے ہاتھ مارا گیا۔

ابن تاکیت کی بغاوت:......محمد بن تاکیت قوم مصمودہ سے تعلق رکھتا تھا اس نے امیر محمد کی حکومت کے زمانہ میں سرحدی علاقوں میں بغاوت کی تھی اور سب سے پہلے ''ماردہ'' پر حملہ کیا تھا اس وقت ''ماردہ'' میں عرب اور کتامہ کی فوجیں مقیم تھیں محمد بن تاکیت چالاکی سے شاہی افواج کو ''ماردہ'' سے نکالی کر ''ماردہ'' میں اپنی قوم مصمودہ کے رہنے لگا۔

ابن مروان کے باقی حالات:......جس وقت محمد بن تاکیت نے ''ماردہ'' پر قبضہ کرلیا، شاہی فوجیں قرطبہ سے اس کو ہوش میں لانے کے لئے ''ماردہ'' کی طرف بڑھیں، عبدالرحمٰن بن مروان یہ خبر سن کر بطلیوس سے اس کی کمک کے لئے آیا، مدتوں محاصرہ اور جنگ کا سلسلہ جاری رہا بالآخر محاصرہ میں کامیابی نہ ہوئی مزید یہ ہوا کہ محمد بن تاکیت نے چالاکی سے بہلا پھسلا کر ان لوگوں کو ''ماردہ'' سے نکال دیا جو اس وقت ''ماردہ'' میں عرب، مصمودہ اور کتامہ کے لوگ رہتے اور موجود تھے ان لوگوں کے نکال دینے کے بعد محمد بن تاکیت مع اپنی قوم کے نہایت اطمینان کے ساتھ ''ماردہ'' میں رہنے لگا۔

لقنت کا معرکہ:......اس کے بعد محمد اور ابن مروان کے درمیان نزاع اور مخالفت پیدا ہوگئی ایک دوسرے سے جنگ شروع کی ابن مروان نے کئی بار محمد کو شکست دی، ان شکستوں میں سے ایک شکست مقام لقنت میں دی تھی اس واقعہ میں محمد کے لشکر کے ایک بازو میں مصمودہ کی فوج تھی، جو عین مقابلہ کے وقت بھاگ کھڑی ہوئی جس محمد کا ناکامی سے ساتھ میدان جنگ سے پسپا ہونا پڑا شکست کھانے کے بعد محمد نے ''سعدون سرساقی'' قلیز کے گورنر کی فوج طلب کر کے معرکہ آرائی کی، مگر اس تدبیر نے بھی اس کے زخم پر کسی قسم کا مرہم تسکین نہ رکھا، ابن مروان کی قوت وشکوک بڑھتی ہی گئی، اس کی حکومت کو استحکام ہوتا ہی گیا۔

عبدالرحمٰن بن عبدالرحمٰن:......اسی دوران ابن حفصون سے اس کی اَن بَن ہوگئی چونکہ ابن مروان کا دماغ ان کامیابیوں سے بڑھا چڑھا ہوا تھا ابن حفصون کو آگے بڑھنے سے روک دیا مگر اس کے بعد ہی امیر عبداللہ ابن مروان کی حکومت میں ❶ مرگیا، اس کی جگہ اس کا بیٹا عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن مروان حکمرانی کرنے لگا، بربریوں کو جو اس کے قرب وجوار میں تھے بے حد تنگ اور مجبور کیا، دو ہی مہینے حکومت کرنے پایا تھا کہ انتقال ہوگیا، لہٰذا امیر عبداللہ نے بطلیوس پر اپنی جانب سے عرب کے دو سرداروں کو مقرر کیا۔

عبدالرحمٰن کے پس ماندگان خاندان جس میں عبدالرحمٰن کے دو بیٹے مروان اور عبداللہ اور دونوں کا چچا مروان تھا قاعہ شونہ چلے گئے، کچھ عرصہ بعد عبدالرحمٰن کے دونوں بیٹے شونہ سے نکل کر اپنے دادا عبدالرحمٰن کے ساتھیوں اور مصاحبوں کے پاس جا کے ٹھہر گئے۔

امیر بطلیوس کا قتل:......پھر ان دو عرب سرداروں میں جو امیر عبداللہ کی جانب سے بطلیوس کی امارت پر مقرر ہوئے تھے آپس میں اَن بَن ہوگئی ایک نے دوسرے کو قتل کر کے بطلیوس پر قبضہ کرلیا امیر عبداللہ کو اس کی خبر ملی تو اس نے ۲۸۶ھ میں امیر بطلیوس کو گرفتار کر کے قتل کر ڈالا اور بطلیوس پر قبضہ کرلیا، بطلیوس کے قبضہ کے بعد امیر عبداللہ نے برابروں کے قلعوں کی طرف قدم بڑھایا اور اس وقت تک تباہی و بربادی پھیلاتا رہا جب یہ لوگ فرمانبردار نہ ہوگئے، اسی سلسلہ میں محمد بن تاکیت ماردہ کے گورنر سے معرکہ آرا ہوا، محمد بن تاکیت نے تنگ آ کے صلح کرلی مگر تھوڑے دنوں پھر باغی ہوگیا، امیر عبداللہ کی اور اس سے دوبارہ جنگ شروع ہوگئی جو امیر عبداللہ کے آخری عہد حکومت تک جاری رہی۔

لب بن محمد کی بغاوت:......۲۵۸ھ امیر محمد کے عہد حکومت میں لب بن محمد بن لب بن موسیٰ نے سرقسطہ میں بغاوت کی، امیر محمد نے متواتر حملے

---

❶......یہ سن ۲۷۵ھ کا زمانہ ہے، یہ تحریر یہاں موجود نہ تھی، لہٰذا اس کو تاریخ الکامل (جلد نمبر ۴ صفحہ نمبر ۵۵۴) سے نکل گیا گیا۔

کئے نتیجہ یہ ہوا کہ لب بن محمد نے گردن اطاعت جھکا دی، بغاوت ختم ہوگئی، امیر محمد نے اپنی جانب سے لب بن محمد کو سرقسطہ، تطیلہ اور طرسونہ کی سند حکومت عطا کی، لب بن محمد نے نہایت دانائی اور دیانتداری سے ان مقامات کی حفاظت وحمایت کی، تھوڑے ہی دنوں میں اس کی حکومت وامارت کو استحکام حاصل ہوگیا۔

لب بن محمد اور شاہ فرانس کی جنگ:......انہیں دنوں اوفونش (بادشاہ کے جلالقہ) نے طرسونہ پر حملہ کیا، لب بن محمد نے نہایت مردانگی سے اس کو شکست دے کر الٹے پاؤں بھگا دیا، تقریباً تین ہزار جلالقہ اس معرکہ میں مارے گئے اس کے بعد لب بن محمد نے امیر عبداللہ کے خلاف پھر دوبارہ علم مخالفت بلند کیا چنانچہ امیر عبداللہ نے قطیلہ میں اس کا محاصرہ کیا۔

مطرف بن موسیٰ کی بغاوت:......مطرف بن موسیٰ بہادری، عالی نسبی اور قومی تعصب میں مشہور ہو رہا تھا، اس نے مقام شنت بریہ میں علم مخالفت وبغاوت بلند کیا اس کی والی بنبلونہ بادشاہ بشکنس سے جو کہ جلالقہ کے گروہ میں سے تھا جنگیں ہوئیں جس میں فریق مخالفت نے مطرف کو اتفاق سے گرفتار کرلیا، مطرف موقع پا کر بھاگ آیا شنت بریہ میں پھر واپس آیا اور آخری زمانہ حکومت امیر محمد زمانہ کے آخر تک حکومت کا فرمانبردار رہا۔

ابن حفصون کی بغاوت:......ابن حفصون کا نام عمر بن حفصون بن عمر بن جعفر بن دمیال فرغلوش بن اوفونش القس تھا، ابن جان نے اس کا نسب یوں ہی بیان کیا ہے سب سے پہلے اندلس میں اسی نے بغاوت شروع کی، اسی نے مخالفت اور نزاع کے دروازے کھولے ۲۷۰ھ محمد بن عبدالرحمٰن والی اندلس دور حکومت مین تفرقہ اندازی کی، اسلامی لشکر سے علیحدہ ہوکر گوہ بشتر ''ریہ'' و''مالقہ'' کے اطراف میں خروج کیا، عساکر اسلامیہ اندلس کے بہت سے لوگ جن کے دل نافرمانی اور بغاوت کے مرض میں گرفتار ومبتلا تھے ابن حفصون سے آملے، ابن حفصون نے اس مقام پر اپنا مشہور قلعہ تعمیر کیا، اور مغربی اندلس پر ''رندہ'' تک سواحل پرشجہ سے بیرہ تک قبضہ کرلیا ہاشم بن عبدالعزیز وزیر السلطنت نے اس کی سرکوبی پر کمر ہمت باندھی اور اس کے سر پر پہنچ کر اس کا محاصرہ کرلیا۔

ابن حفصون کی فتوحات:......بالآخر ۲۷۰ھ میں اس کو سمجھا بجھا کر قرطبہ لے آیا کچھ عرصے بعد ابن حفصون قرطبہ سے بھاگ کر قلعہ بشتر جا پہنچا، اتنے میں امیر محمد اس دار فانی سے رحلت کر گیا ابن حفصون کو اپنے مقبوضات کے وسیع کرنے کا موقع مل گیا قلعہ یماء میہ ریہ، رندہ اور شجہ پر قبضہ کرلیا، امیر منذر نے ۲۷۴ھ میں ابن حفصون پر حملہ کیا اور اس سارے کے قلعوں کو لڑ کر فتح کرلیا اس کے گورنر ''ریہ'' کو قتل کر ڈالا، ابن حفصون نے مجبور ہوکر صلح کی درخواست پیش کی امیر منذر نے صلح کر لی مگر تھوڑے ہی دنوں بعد ابن حفصون نے پھر وعدہ شکنی کی اور علم بغاوت کردی۔ منذر نے اس کا دوبارہ محاصرہ کیا اتفاق یہ اسی محاصرہ کے دوران امیر منذر وفات پا گیا اور امیر عبداللہ محاصرہ اُٹھا کر قرطبہ چلا آیا، امیر منذر کے انتقال سے ابن حفصون اور دوسرے باغیوں کے کاموں میں استقلال واستحکام کی کیفیت پیدا ہوگئی۔ شاہی فوجیں اور اراکین حکومت متواتر اس پر حملہ آور ہوتے رہے اور مسلسل اس کا محاصرہ کئے رہے لیکن کامیاب نہ ہوئے۔

ابن حفصون اور ابن اغلب:......انہیں جنگوں کے دوران ابن حفصون نے ابن اغلب گورنر افریقہ سے خط وکتابت شروع کی اور اس سے میل جول اور اتحادی تعلقات پیدا کر کے اندلس میں دعوت عباسیہ جہاں جہاں وہ قابض ومتصرف تھا اعلان واظہار کیا مگر ابن اغلب افریقہ کے نظام حکومت درہم وبرہم اور مضطرب ہونے کی وجہ سے اس کام کو دشوار سمجھ کر رُک گیا ابن حفصون اہل قرطبہ سے تعلقات پیدا کر کے اس کے قریب ایک قلعہ بلایہ نامی تعمیر کرایا، امیر عبداللہ کو اس کی خبر ملی فوج کشی کردی چنانچہ بلایہ اور شجہ کو فتح کر کے ابن حفصون کے خاص قلعہ پر حملہ کا ارادہ کیا اور ایک مدت تک محاصرہ کئے رہا، جوں ہی واپس آیا ابن حفصون نے تعاقب کیا امیر عبداللہ نے پلٹ کر اس شدت کا حملہ کیا کہ ابن حفصون مقابلہ نہ کرسکا انتہائی بے سروسامانی کے ساتھ بھاگ کھڑا ہوا، امیر عبداللہ نے نہایت بے رحمی سے اس کے لشکر کو پامال کیا، اسی مہم کے سلسلہ میں ان صوبوں میں سے بیرہ کو فتح کرلیا اور ہر سال اس کے حصار اور اس سے جنگ کرنے کے لئے فوجیں بھیجتا رہا۔

ابن حفصون اور جلالقہ کا بادشاہ:......پس جب کہ ❶ ......اور اسّی ......عمر بن حفصون اور جلالقہ کے بادشاہ سے آپس میں عہد و پیمان ہوا اس کے امراء کو یہ بات ناگوار گذری، عہد نامہ کو بادشاہ جلالقہ کے پاس بھجوادیا۔ وزیر السلطنت احمد بن ابی عبیدہ فوجیں مرتب و آراستہ کر کے عمر بن حفصون کے محاصرہ کرنے کے لئے بڑھا، عمر بن حفصون نے ابراہیم بن حجاج باغی اشبیلیہ سے فوج مدد طلب کی، ابراہیم فوجیں تیار کر کے عمر بن حفصون کی کمک پر آ گیا وزیر السلطنت کی ان دونوں باغیوں سے مڈبھیڑ ہوئی۔ وزیر السلطنت نے ان دونوں سرکشوں کو شکست فاش دی، ابراہیم بن حجاج نے اس واقعہ کے بعد فرمانبرداری کا اظہار کیا، امیر عبداللہ نے اس کو اشبیلیہ کی سند حکومت مرحمت فرمائی۔

ابن حفصون کا انتقال:......باقی رہا ابن حفصون اس نے اظہار اطاعت کی غرض سے شیعہ حکومت کے ساتھ خط و کتابت شروع کی یہ وہ زمانہ تھا کہ شیعہ حکومت نے قیروان کو اغالبہ کے قبضہ سے نکال لیا تھا لہٰذا عمر بن حفصون نے اندلس میں عبیداللہ شیعی کی دعوت کا اظہار واعلان کیا مگر کچھ عرصہ بعد جس وقت کہ اللہ جل شانہ نے خلیفہ الناصر لدین اللہ اموی کی حکومت وسلطنت کو استحکام واستقلال عنایت فرمایا اور باغیوں کا خاطر خواہ خاتمہ ہو گیا۔ اس وقت عمر بن حفصون بھی حکومت کا پھر مطیع ومنقاد ہو گیا حتیٰ کہ اسی حالت میں ۳۰۶ھ میں بغاوت وسرکشی کے سینتیسویں سال مر گیا۔

سلیمان بن عمر بن حفصون کی بغاوت اور قتل:......اس کا بیٹا جعفر متمکن ہوا خلیفہ ناصر نے اس کی جانشینی کو بحال وقائم رکھا، جعفر نے دو یا تین سال حکومت کی تھی کہ اس کے بھائی سلیمان بن عمر کی سازش سے خود اس کے ایک سپاہی نے اس کو مار ڈالا، سلیمان اس وقت ناصر کی خدمت میں تھا یہ خبر سن کر قلعہ بشتر کی طرف گیا اور اپنے بھائی کی جگہ کے اہل بشتر پر حکومت کرنے لگا۔ یہ واقعہ ۳۰۸ھ کا ہے سلیمان نے بشتر پر قبضہ کرنے کے بعد خلیفہ ناصر کو اس واقعہ سے مطلع کیا خلیفہ ناصر نے اس کو بھی بشتر کی سند حکومت عطا کی جیسا کہ اس کے بھائی جعفر کو مرحمت فرمایا تھا، چند دنوں بعد سلیمان نے مخالفت وبغاوت کی ناصر نے گوشمالی کی غرض سے فوجیں بھیجیں مطیع ہو گیا پھر بدعہدی کی دوبارہ فوجیں گئیں پھر غلطی معاف کرا کے مطیع ہو گیا۔ مگر ناصر کو اس اظہار اطاعت پر اطمینان حاصل نہ ہوا اپنے وزیر السلطنت عبدالحمید بن بسیل کو شاہی افواج کے ساتھ سلیمان کو فتح کرنے کو بھیجا، وزیر السلطنت نے سلیمان کو شکست دے کے قتل کر ڈالا، سر اُتار کے قرطبہ لے آیا۔

ابن حفصون کا زوال:......مولدوں اور نومسلموں نے سلیمان کے بعد اس کے دوسرے بھائی حفص بن عمر کو اپنا امیر بنایا اس نے بھی بغاوت کی اور اپنی بدعہدی ومخالفت پر اڑا رہا۔ ناصر نے اس کی سرکوبی کے لئے فوجیں روانہ کیں، مدتوں محاصرہ اور جنگ کا سلسلہ جاری رہا یہاں تک کہ حفص نے امن کی درخواست کی ناصر نے اس کو امن دی چنانچہ حفص نے اپنی حکومت کے ایک سال بعد قرطبہ میں آ کے قیام کیا اور ناصر موکب ہمایوں کے ساتھ بشتر کی طرف گیا سرزمین بشتر کو ایک طرف سے چھان ڈالا۔

ابن حفصون اور اس کی اولاد کو پھانسی:......عمر بن حفصون اور اس کے بیٹوں جعفر وسلیمان کی نعشوں کو نکلوا کر قرطبہ میں لا کر صلیب پر چڑھایا، سارے کنائس ❷ اور قلعوں کو جو اطراف ریہ میں تھے گرا دیا، صوبہ مالقہ میں بیس یا کچھ زیادہ قلعے تھے یہ سب بھی زمین بوس کرا دیئے گئے۔ اسی واقعہ سے بنی حفصون کی حکومت ختم ہو جاتی ہے اور صفحہ ہستی سے ان کی حکمرانی کا نام ونشان مٹ جاتا ہے یہ واقعہ ۳۱۵ھ کا ہے، والبقاء اللہ وحدہ۔

اشبیلیہ کے باغی:......صوبہ اشبیلیہ کا باغیوں کا سرغنہ ابن عبید ابن خلدون ابن حجاج اور ابن مسلمہ تھا، سب سے پہلے اشبیلیہ میں امیہ عبدالغافر بن ابی عبیدہ نے بغاوت کی امیہ کا دادا ابوعبیدہ، عبدالرحمٰن داخل کی طرف سے اشبیلیہ کا گورنر تھا ابن سعید اندلس کے مجازی مؤرخین کے حوالے سے تحریر کرتا ہے اور محمد بن اشعب اور ابن حبان تحریر کرتا ہے جس وقت اندلس میں بوجہ فتنہ وبغاوت نظام حکومت وامور سیاست میں امیر عبداللہ کے دور میں اضطراب واختلال پیدا ہوا اور امراء ورؤساء، خودسری وخودمختاری کی جانب مائل ہو گئے۔

---

❶ ......اصل کتاب میں اسی طرح سے جگہ خالی ہے۔ (مترجم) ہمارے پاس موجود جدید ایڈیشن (جلد نمبر ۴ صفحہ نمبر ۱۴۰) ٹھیک اسی جگہ یہ علامت تو موجود ہے کہ یہاں کچھ جگہ خالی ہے لیکن کوئی وضاحت نہیں کی گئی، (مصحح جدید) ❷ ......کنائس جمع ہے کنیسہ کی یہ اصل میں یہ لفظ کلیسہ تھا جب عربی میں استعمال ہوا تو کنیسہ ہو گیا۔ یہودیوں یا عیسائیوں یا کافروں کی عبادت گاہ کو کہتے ہیں (مترجم)

امیر محمد بن عبداللہ کی اشبیلیہ روانگی:......اس وقت اشبیلیہ کے نامی گرامی سرداروں میں سے امیہ بن عبدالغافر، کریب ابن خلدون حضرمی اوراس کا بھائی خالد، اور عبداللہ بن حجاج تھا امیر عبداللہ نے اپنے بیٹے محمد کو جو کہ ناصر کا باپ تھا اشبیلیہ کا امیر مقرر کر کے روانہ کیا چونکہ یہ لوگ حکومت کے نام ونشان مٹانے کے درپے تھے اس وجہ سے ان لوگوں نے محمد بن امیر عبداللہ پر حملہ کر دیا اور قصر امارت میں اس کا اس کی ماں کے ساتھ محاصرہ کر لیا، محمد بن امیر عبداللہ بہت مشکل سے اپنی جان بچا کر اپنے باپ امیر عبداللہ کے پاس بھاگ گیا، امیہ ابن عبدالغافر ان لوگوں کے ساتھ اشبیلیہ پر حکمرانی کرنے لگا۔ تھوڑے دنوں کے بعد امیہ نے سازش کر کے عبداللہ بن حجاج کو قتل کرا دیا، ابراہیم بن حجاج (برادر عبداللہ) اپنے مقتول بھائی کی جگہ پر اٹھ کھڑا ہوا، امیہ قصر وامارت کا محاصرہ کر لیا، امیہ اس بات کو محسوس کر کے کہ ابراہیم نے مجھے چاروں طرف سے گھیر لیا ہے مرنے پر کمربستہ ہو کر اس طرح نکلا کہ اپنے اپنے اہل وعیال کو قتل کر کے مال واسباب میں آگ لگا دی اس کے بعد شمشیر بکف ہو کر میدان میں آ گیا آخر کار ابراہیم مارا گیا عوام الناس نے سر اتار کر پھینک دیا، یہ واقعات ۲۸۰ھ کے ہیں۔

کریب ابن خلدون:......ابن خلدون اوراس کے رفقاء نے ان واقعات سے امیر عبداللہ کو مطلع کیا اور یہ بھی لکھ بھیجا کہ ''امیہ کرسی حکومت سے اتار کر مار ڈالا گیا ہے اپنی جانب سے کسی کو امیر مقرر کرکے روانہ کیجئے'' امیر عبداللہ نے وقتی مصلحت کے لحاظ سے ابن خلدون کی اس گزارش کو قبولیت کا درجہ عنایت کیا اور اپنی جانب سے اشبیلیہ کی عمارت پر اپنے چچا ہشام بن عبدالرحمٰن کو بھیجا ہشام کے پہنچتے ہی ان لوگوں نے سرکشی کی اور اس کو نکال دیا، اس مخالفت کا بانی سبانی کریب ابن خلدون تھا چنانچہ یہی اہل اشبیلیہ کا حکمراں بنا۔

ابن خلدون کا خاندان:......ابن حیان نے لکھا ہے کہ ابن خلدون کا خاندان حضرموت کا ہے، اور یہ لوگ اشبیلیہ میں نہایت شرف وعزت سے ریاست سلطانیہ اور علیہ کے باز واور قسیم شمار کئے جاتے تھے، ابن حزم لکھتا ہے کہ ابن خلدون حضر وائل ابن حجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد میں سے تھا۔ اس کا نسب کتاب الجمہرہ میں لکھا ہوا ہے، ایسا ہی حبان نے بنی حجاج کے بارے میں لکھا ہے۔

کریب کا حکومت پر قبضہ:......حجازی تحریر کرتا ہے کہ جس وقت عبداللہ بن حجاج مارا گیا اس کا بھائی ابراہیم اس کی جگہ حکمران بنا بنی خلدون نے امیہ کے قتل کی کوشش شروع کی چنانچہ امیہ پر گزرا جو کچھ گزرنے والا تھا اور کریب ابن خلدون چالاکی سے حکومت پر قابض ہو گیا اہل اشبیلیہ پر ظلم وستم کرنے لگا اس سے اہل اشبیلیہ کو نفرت پیدا ہوئی نتیجہ یہ ہوا کہ ابراہیم کو اپنی غرض حاصل کرنے کا موقع ہاتھ آ گیا۔ اس وقت کریب اہل اشبیلیہ زبردستی اور ظلم کے ساتھ پیش آیا ابراہیم نرمی وملاطفت اور دلجوئی کرتا اور سفارشی بن کر اپنے نیک سیرتی کا ان پر اثر ڈالتا تھا

کریب کا قتل:......اس کے بعد ابراہیم نے کریب ابن خلدون پر سختی کرنے کی غرض سے امیر عبداللہ سے سند حکومت طلب کی، امیر عبداللہ نے ابراہیم کے نام کی سند حکومت لکھ کر بھیج دی جس وقت ابراہیم نے سند حکومت پا کے عوام الناس پر اس بات کو ظاہر کر دیا عوام تو کریب کے ظلم وستم سے اکتائے ہوئے تھے ہی سب کے سب کریب پر ٹوٹ پڑے اوراس کو قتل کر ڈالا کریب کے مارے جانے سے ابراہیم بن حجاج کی حکومت کرنے کے راستے کھل گئے اس کی حکومت امارت کا سکہ لوگوں کے دلوں پر بیٹھ گیا، امیر عبداللہ کی ماتحتی میں حکمرانی کرنے لگا، شہر قرمونہ کی قلعہ بندی کی اس میں گھوڑوں کے اصطبل بنوائے، قرمونہ اور اشبیلیہ کے درمیان اس کی آمد وشد لگی رہتی تھی، پھر ابراہیم ابن حجاج نے وفات پائی۔

حجاج بن مسلمہ:......اس جگہ اس کا بھائی حجاج ابن مسلمہ حکمران بنا مگر کچھ عرصہ بعد اشبیلیہ کی حکومت حجاج ابن مسلمہ کے قبضہ میں رہ گئی اور قرمونہ پر محمد بن ابراہیم بن حجاج حکمرانی کرنے لگا۔ ناصر نے اپنی طرف سے اس کو سند حکومت عطا فرمائی پھر اس نے بدعہدی کی ناصر نے اس کی سرکوبی کے لئے فوجیں روانہ کیں، ابن حفصون، حجاج بن مسلمہ کی کمک پر آیا شاہی فوج نے ان باغیوں کو شکست دی حجاج بن مسلمہ نے اپنے بیٹے کو اپنا سفارش بنا کر شاہی دربار میں بھیجا، سفارش قبول نہ ہوئی، تب ابن مسلمہ نے خفیہ طور پر اپنے ایک دوست کو روانہ کیا، اس رفیق نے دارالامارت پہنچ کر ناصر سے سفارش کی اور اپنے نام کی سند حکومت حاصل کر کے شاہی فوج لئے ہوئے اشبیلیہ آیا، ابن مسلمہ اپنے دوست سے باتیں کرنے اور اس کو لینے کے لئے شہر سے باہر آیا۔ لشکروں نے اس کے ساتھ بدعہدی کی، اور اس کو اشبیلیہ سے نکال کر کے قرطبہ لے آئے، شاہی گورنر نے بلامزاحمت اشبیلیہ میں

جا کر قیام کیا۔

ان بغاوتوں کا محرک امیر عبداللہ کا ایک قریبی رشتہ دار تھا اس تحریک فتنہ پردازی کا نتیجہ یہ ہوا کہ اس کے دوستوں نے دھوکے سے اس کو مار ڈالا۔

امیر محمد اور مطرف کا قتل:..... مطرف نے اپنے بھائی محمد کی شکایتوں سے اپنے باپ امیر عبداللہ کے کان بھرنا شروع کر دیئے، کہتے کہتے امیر عبداللہ کے دل میں اپنے بیٹے محمد کے بارے میں غلط خیالات پیدا ہوگئے ہر وقت ناپسندیدہ نظروں سے دیکھتا۔ محمد کو جب اس بات کا احساس ہوا تو وہ جان کے خوف سے ابن حفصون کے پاس بھاگ گیا کچھ عرصہ بعد امن حاصل کر کے پھر واپس آیا، مطرف نے پھر چغلی اور شکایتیں شروع کر دیں یہاں تک کہ امیر عبداللہ نے محمد کو ایک محل میں قید کر دیا اتفاق سے انہیں دنوں امیر عبداللہ کو کسی جنگ جانا پڑا چنانچہ مطرف کو اپنی جگہ مقرر کر کے چلا گیا مطرف کو اپنی دلی کاوش پوری کرنے کا موقع مل گیا، بیچارے محمد کو سخت سخت ایذائیں دے کر مار ڈالا، امیر عبداللہ کو اپنے بیٹے محمد کے مارے جانے کا دلی صدمہ ہوا۔ اس کے بیٹے عبدالرحمٰن کو شاہی محل میں داخل کر لیا اور خاص اہتمام سے پرورش کرنے لگا اس وقت اس کی عمر صرف بیس دن تھی۔

مطرف کا قتل:..... اس کے امیر عبداللہ نے اپنے بیٹے مطرف کو لشکر صائفہ کے ساتھ ۲۰۳ھ میں جہاد کرنے کیلئے روانہ کیا عبدالملک بن امیہ وزیر السلطنت بھی اس مہم میں مطرف کے ساتھ تھا، لہٰذا مطرف نے ایک روز موقع پا کر غفلت کی حالت میں وزیر السلطنت کو پرانی دشمنی کی وجہ سے مار ڈالا، امیر عبداللہ کو یہ بات بہت بری لگی اسی وقت مطرف کو گرفتار کرا کے محمد اور وزیر السلطنت عبدالملک کے خون کے بدلے میں بہت بری طرح سے قتل کرا دیا، اور وزیر السلطنت عبدالملک کی جگہ اس کے بیٹے امیہ بن عبدالملک کو وزارت کا عہدہ سپرد کیا۔

امیہ بن عبدالملک کا خاتمہ:..... امیہ نے عہدۂ وزارت سے سرفراز ہو کر متکبرانہ طریقہ اختیار کیا اپنے ساتھیوں اور وزیروں سے ناپسندیدہ سلوک رکھنے لگا ان لوگوں نے امیر عبداللہ سے اس کی شکایت کر دی کہ اس نے درپردہ ایک گروہ سے آپ کے بھائی ہشام بن محمد کی امارت کی بیعت لے لی ہے، اس بیان کی تائید میں چند شہادتیں بھی پیش کیں جن پر قاضی نے اعتماد کر لیا..... چغلی کرنے والوں نے وزیر السلطنت کے بعض دشمنوں کو پیش کر کے یہ کہلا دیا کہ ہمارے سامنے وزیر السلطنت نے ہشام کی بیعت لی ہے، اس سے رہی سہی کسر جاتی رہی امیر عبداللہ نے اسی وقت امیہ کو گرفتار کرا کے قتل کر ڈالا یہ واقعہ ۲۸۴ھ کا ہے۔

امیر عبداللہ کی وفات:..... آخری تیسری صدی ماہ ربیع الاول ❶ میں امیر عبداللہ ❷ کا اس دار فانی سے اپنی حکومت کے چھبیسویں ❸ سال انتقال کی ہوا اس کی جگہ اس کے پوتا عبدالرحمٰن بن محمد حکمران بنا یہ محمد وہی ہے جس کو مطرف نے اپنے باپ امیر عبداللہ کے زمانہ غیر موجودگی میں قتل کر ڈالا تھا۔

عبدالرحمٰن ناصر کی تخت نشینی:..... عبدالرحمٰن ناصر کی تخت نشینی بھی عجیب وغریب ہے یہ ایک نوعمر اور نوجوان شخص تھا اس کے اور اس کے باپ کے بہت سے چچا موجود تھے لیکن پھر بھی اس نے امارت حاصل کرنے کی کوشش کی اور کسی کے کان پر مخالفت کی جوں تک نہ رینگی، بلکہ سب نے اس کی حکمرانی کو اپنے لئے مبارک ومحمود تصور کیا اس وقت اندلس میں آئے دن کی بغاوتوں کی وجہ سے تہلکہ مچا ہوا تھا، عبدالرحمٰن ناصر نے حکومت پر متمکن ہوتے ہی تمام جھگڑوں کا خاتمہ اور سارے مخالفین کو ٹھنڈا کر دیا یہاں تک کہ ان باغیوں اور مخالفوں کو اپنی ناکامی کا یقین ہو گیا اور ان لوگوں نے مجبوراً

---

❶ ..... العقد الفرید (جلد نمبر ۴ صفحہ نمبر ۴۹۷) پر تحریر ہے کہ اس کی موت بروز بدھ واقع ہوئی جب کہ صفر کا مہینہ ختم ہونے میں صرف ایک رات باقی تھی اور سن ۳۰۰ھ تھا، جب کہ (النجوم الزاھرہ) اور (تاریخ ابوالفراء) میں یہی عبارت ہے جو متن میں تحریر ہے۔ ❷ ..... امیر عبداللہ بن محمد بن عبدالرحمٰن بن حکم بن ہشام بن عبدالرحمٰن داخل کی عمر بوقت وفات بیالیس (۴۲) سال تھی، اس کے کل گیارہ بیٹے تھے، اس کی حکومت کے زمانے میں بہت زیادہ بغاوتیں ہوئیں، مختلف شہروں کے امیروں نے خودمختاری اور سرکشی شروع کر دی تھی، پورے اندلس میں فتنہ وفساد پھیلا ہوا تھا، خراج ادا نہ کرنا، اور خرچ کی زیادتی کی وجہ سے خزانہ خالی ہو چکا تھا،، یہی وجوہات تھیں جن کی بناء پر اسلامی اور مسلمانوں کو اتنا نقصان پہنچا کہ ڈوبنے کے بعد پھر نہ ابھر سکے (مترجم) تاریخ الکامل (جلد نمبر ۸ صفحہ نمبر ۲۰۶) نفح الطیب (جلد نمبر ۱ صفحہ نمبر ۲۲۶)۔ ❸ ..... تاریخ الکامل (جلد نمبر ۵ صفحہ نمبر ۳۰۰) پر تحریر ہے کہ اس کی حکومت پچیس (۲۵) سال اور گیارہ (۱۱) مہینے رہی، جب کہ النجوم الزاھرۃ (جلد نمبر ۳ صفحہ نمبر ۱۸۰) پر تحریر ہے کہ اس کی حکومت پچیس سال چھ مہینے اور کچھ دن رہی جب کہ تاریخ ابی الفرائد (جلد نمبر ۲ صفحہ نمبر ۶۷) پر پچیس سال'' اور کچھ عرصہ'' تحریر ہے۔

اطاعت قبول کرلی۔

حکومت کا استحکام: ...... بنی حفصون کا نام ونشان صفحہ ہستی سے اسی نے مٹایا اور نیست و نابود کیا جو باغیوں کا سردار اور سرغنہ تھا، اہل طلیطلہ کو اسی نے حکومت کا مطیع بنایا حالانکہ اس سے پیشتر وہ لوگ وعدہ شکنی اور مخالفت پر طویل عرصہ سے اڑے ہوئے تھے، اندلس اور اس کے تمام صوبوں کا نظام حکومت اسی کے زمانہ حکومت کے پہلے بیس سال میں درست ہوا تقریباً پچاس سال اس نے حکمرانی کی، اسی کے زمانہ میں بنی امیہ کی حکومت کو ان اطراف میں استحکام و استقلال حاصل ہوا۔

امیر المؤمنین کا لقب: ...... یہ پہلا شخص ہے جس نے اپنے لئے ''امیر المؤمنین'' کا لقب استعمال کیا یہ وہ زمانہ تھا کہ مشرق میں عباسی خلافت مضمحل اور کمزور ہو چکی تھی اور ترکی غلام، خلفاء عباسیہ پر غالب ہو گئے تھے، اسی زمانہ میں یہ خبر بھی پھیلی ہوئی تھی کہ مونس مظفر نے اپنے آقائے نامدار خلیفہ مقتدر کو ۳۲۷ھ میں قتل کر ڈالا ہے لہٰذا ان اسباب اور وجوہات سے عبدالرحمٰن ثالث نے خلیفہ کا لقب اختیار کیا، بہ نفس نفیس خود جنگوں میں دشمن کے مقابلہ پر جاتا تھا، جہاد اور کفار کے ملک پر حملے کرنے کا بہت شائق تھا ۳۲۳ھ عام الخندق میں اس کو کفار کے مقابلہ میں شکست ہوئی اس واقعہ سے اس کی ہمت ٹوٹ گئی، بنفسہ خود لڑائیوں پر نہ جاتا تھا بلکہ ہر سال صوائف کو جہاد کے لئے روانہ کرتا تھا۔

فرانس کی تباہی: ...... چنانچہ عساکر اسلامیہ نے ملک فرانس کو اس قدر تباہ و برباد کیا تھا کہ اس سے پہلے اس طرح کبھی اس کو تاخت و تاراج نہیں کیا تھا سرحدی عیسائی امراء اور حکمرانوں کو اپنی حکومت ختم ہونے کا یقین ہو گیا تھا، اظہار محبت اتحادی تعلقات قائم کرنے کے لئے ان کے وفود (ڈیپوٹیشن) تحائف و ہدایا لے کر اس کے دربار میں حاضر ہوتے تھے اس کو خوش کرنے کے لئے روم اور قسطنطنیہ کے سلاطین بڑے بڑے تحائف بھیجتے تھے، ملوک جلالقہ (گال کے شاہزادے دور دراز مسافت طے کر کے اس کے ہاتھ چومنے آتے تھے اور اس میں اپنی عزت افزائی سمجھتے تھے، سرحد علاقوں کے شہروں میں سے سبتہ کو اس نے ۳۱۷ھ میں اہل سبتہ سے چھین لیا، بنوادریس اور ملوک زناتہ بربر نے اس کی اطاعت کا اظہار کیا اور ان میں سے بہت سے اس کے دربار خلافت میں چلے آئے جیسا کہ ہم ان کے حالات میں بیان کریں گے۔

وزیر اعظم: ...... عبدالرحمٰن ناصر کے رعب و داب کا سکہ شروع شروع میں یوں بیٹھا تھا کہ اس نے رعایا کے بہت سے ٹیکسوں میں کمی کر دی تھی، موسیٰ بن محمد بن یحییٰ کو حجابت سیکرٹیری کا عہدہ عنایت کیا تھا، وزارت کا عہدہ عبدالملک بن جہور بن عبدالملک بن جوہر اور احمد بن عبدالملک بن سعد کو مرحمت فرمایا تھا، اس نے ایک قیمتی نذرانہ دربار شاہی میں پیش کیا تھا جس میں کئی اقسام کی چیزیں تھیں۔

نذرانہ: ...... ابن حیان نے اس نذرانہ کا ذکر کیا ہے اس نذرانہ میں سے دولت امویہ کی دولتمندی اور خوش حالی کا واضح ثبوت ملتا ہے، اور وہ یہ ہے۔

خالص سونا عمدہ پانچ لاکھ مثقال ❶ (اٹھاون مَن ۲۴ سیر) خالص چاندی چار سو ❷ رطل چار مَن ۵ سیر چاندی کے سکہ رائج دو سو ❸ ٹوکرے (دو لاکھ چالیس ہزار) عود ہندی جو مجلسوں اور محفلوں میں شمع کی طرح جلایا جاتا تھا، بارہ رطل (ساڑھے چودہ سیر) عود ❹ غرقی کے ٹکڑے ۱۸۰ رطل (تقریباً دو مَن) برادہ عود ایک سو رطل تقریباً (ایک مَن سیر) مشک ❺ خالص اپنی جنس میں نہایت اعلیٰ درجہ کا ۱۰۰، اوقیہ (تقریباً چھ سیر) عنبر، شب اصلی بغیر ملاوٹ جیسا کہ پیدا ہوتا ہے، ۵۰۰ اوقیہ (تقریباً تیس سیر اس کے علاوہ عنبر کا ایک ٹکڑا عجیب و شکل کا تھا جس کا وزن سو اوقیہ (چھ سیر) تھا کافور عمدہ تیز بُو تین سو اوقیہ (۱۲۰ سیر) لباس کے تیس تھان ریشمی مختلف رنگ اور بناوٹ کے جن پر سونے کا کام بنا ہوا تھا خلفاء کے لباس کے لئے دس پوستین فنک ❻

---

❶ ...... ایک مثقال آج کل کے ساڑھے چار ماشے کے برابر ہوتا ہے۔ (مترجم)۔ ❷ ...... رطل تقریباً ۳۳ تولے کا ہوتا ہے۔ (مترجم)۔ ❸ ...... سکول کا ایک توڑا۔ یا، ٹوکرا بارہ سو (۱۲۰۰) سکول میں مشتمل ہوتا ہے، (مترجم)۔ ❹ ...... ابن فرضی نے بحوالہ اس خط کے جو وزیر السلطنت نے اس تحفہ کے ساتھ روانہ کیا تھا۔ تحریر کیا ہے کہ عود غرقی جو نہایت قیمتی تھا چار سو رطل بھیجا تھا جس سے ایک ٹکڑا ایک سو اسی رطل کا تھا، دیکھیں المقادیری (جلد نمبر ا صفحہ نمبر ۲۲۹) مطبوعہ لیدن۔ (مترجم)۔ ❺ ...... ابن فرضی اس خط کے حوالے سے جو اس تحفے کے ساتھ بھیجا گیا تھا، تحریر کرتا ہے کہ مشک خالص نفیس دو سو بارہ (۲۱۲) اوقیہ تھا، دیکھیں اعتادی (جلد نمبر ا صفحہ نمبر ۲۲۹) (مطبوعہ لیدن) (مترجم)۔ ❻ ...... فنک ف اور ن کے زبر کے ساتھ ایک جانور کا نام ہے جس کی کھال کی پوستین بنائی جاتی ہے یہ جانور خراسان میں کثرت سے ملتا ہے۔ اقرب المراد (جلد نمبر ۲ صفحہ ۱۶)۔ (مترجم)

خراسانیہ کی قیمتی ونفیس کھالوں کی، چھ پردے عراقی، اڑتالیس بغدادی جھولیں ریشمی طلائی آرائش وزینت گھوڑوں پر ڈالنے کیلئے تمیں بڑی جھولیں اونٹوں کے لئے دس قناطیر سمور ❶ جس میں سو کھالیں تھیں، ریشم بٹا ہوا چار ہزار رطل (سوا اکتالیس مَن) ریشم صاف کے لچھے جس کو بٹ سکتے تھے ایک ہزار رطل (دس من ساڑھے سیر) فرش رشمی تمیں عدد، مختلف اقسام کے قیمتی ونفیس فروش ایک ہزار جانماز مختلف اقسام کی ایک سو قطعہ، جانمازیں ریشم کی پندرہ قطعہ سجاوٹ کی اور جو سواری کے وقت استعمال کی جاتی ہیں، سفائیہ ڈھالیں ایک لاکھ عمدہ نفیس تیروں کے پھل ایک لاکھ، شاہی ❷ سواری کے لئے عربی اصیل گھوڑے پندرہ راس خچر سواری کے باساز ویراق بیس راس، اس کے علاوہ بہت سے خچر جن کی زینیں جعفری ریشم کی تھیں اور ایک سو اس گھوڑے وہ تھے جن سے لڑائیوں اور معرکوں میں کام لیا جا سکتا تھا، کئی قسم کے خدام چالیس سلیقہ شعار خادم، بیس خادمہ لباس وزیوارت سمیت دوسری قسم کی اشیا، جو تعمیرات میں کارآمد تھے عمدہ نفیس پتھر کے متون جن کی تیاری میں ایک سال میں اسی ہزار دینار ❸ سات لاکھ بیس ہزار روپیہ خرچ ہوئے تھے بیس ہزار، کمان بنانے لکڑیاں جو نہایت سخت اور پرانی تھیں جن کی قیمت پچاس ہزار دینار چار لاکھ پچاس ہزار روپیہ تھی۔

اس ہدیہ کے بھیجنے میں پینتالیس ہزار دینار (چار لاکھ پانچ ہزار روپیہ) خرچ ہوئے تھے ماہ جمادی الاولیٰ ۳۴۷ھ کی آٹھویں تاریخ کو یہ ہدیہ خلیفہ ناصر کی خدمت میں پیش کیا گیا تھا خلیفہ ناصر نے وزیر السلطنت کا شکریہ ادا کیا اور اس کی قدر افزائی فرمائی۔

قاضی اور محمد کا قتل: ...... محمد بن عبدالجبار بن امیر محمد اور عبدالجبار نے جو کہ خلیفہ ناصر کے باپ کا چچا تھا دربار خلافت میں اپنے بھائی قاضی بن محمد کی یہ شکایت کی کہ قاضی بن محمد خلافت مآب کی مخالفت پر آمادہ ہے اور اپنی خلافت وامارت کی بیعت لینے کا ارادہ رکھتا ہے، قاضی نے بھی محمد بن عبدالجبار کی اسی قسم کی شکایت خلافت مآب کی خدمت میں کردی خلیفہ ناصر نے دونوں کی شکایتوں کی خفیہ تفتیش شروع کردی اصل واقعہ کا پتہ چل گیا اور اس کے نزدیک دونوں کی مخالفت اور بغاوت کی قلعی کھل گئی لہٰذا اس نے ان دونوں کو ۳۰۸ھ میں قتل کر ڈالا۔

بنی اسحاق مروانین کی تاریخ: ...... اسحاق بن محمد بن اسحاق بن ابراہیم بن ولید بن ابراہیم بن عبدالملک بن مروان کا دادا (اسحاق بن ابراہیم) کی حکومت کے زمانہ اس ملک میں آیا تھا اور اس زمانہ سے مسلسل عزت واحترام کے ساتھ رہا یہاں تک کہ اسحاق کے خاندان میں ٹھہر گئی، جن دنوں سرزمین اندلس میں فساد وفتنہ پھیلا ہوا تھا اس نے ابن حجاج کے پاس اشبیلیہ میں جاکر قیام کیا، پھر جب ابن حجاج مرگیا اور ابن مسلمہ اس کی جگہ حکمران بنا تو ابن مسلمہ نے اس کو متہم اور ملزم قرار دے کے گرفتار کر لیا اس گرفتاری ومصیبت میں اس کا بیٹا اور اس کا داماد یحییٰ بن ہشام بن خالد بن ابان بن خالد بن عبداللہ بن عبدالملک حرث بن مروان بھی شریک تھا۔

اسحاق اور احمد کی جان بخشی: ...... ابن مسلمہ نے ان دونوں کو تو مار ڈالا باقی رہا اسحاق اور اس کا ایک دوسرا بیٹا احمد ثانی یہ دونوں باپ اور بیٹے ابن حفصون کے سفیر کی سفارش کی وجہ سے بچ گئے اس کے بعد خلیفہ ناصر نے اشبیلیہ کو ابن مسلمہ کے قبضہ سے نکال لیا اس وقت اسحاق دارالخلافت قرطبہ میں آگیا، خلیفہ ناصر نے اس کو وزارت کے عہدے سے سرفراز فرمایا اور اس کے بیٹے احمد کے بیٹوں محمد وعبداللہ کو بھی اس جلیل القدر عہدہ سے محروم نہ رکھا لہٰذا ان لوگوں نے بڑے بڑے نمایاں کام کئے، ذمہ داری اور مہتم بالشان امور کو انجام دیا، فتوحات کے دائرہ کو وسیع کیا، جس کی وجہ سے حکومت وسلطنت کے دائیں بازو شمار کئے جانے لگے یہاں تک کہ ان لوگوں کا باپ اسحاق وفات ہوگیا۔

بنی اسحاق کی جلاء وطنی: ...... چنانچہ ان لوگوں کو بھی اسی رتبے پر رکھا گیا، پھر اس خاندان کے بڑے بڑے وبزرگ شخص عبداللہ کا انتقال ہوا خلیفہ ناصر کی خدمت میں یہی اپنے خاندان میں سے پیش پیش تھا خلیفہ ناصر نے اس کے پس ماندگان کو رتبہ وزارت سے نواز کر چند دنوں بعد ناصر نے

---

❶ ...... سمور ایک زمینی جانور کا نام ہے جو بلی سے ملتا جلتا ہے، اس کی کھال کی پوستین بنائی جاتی ہے، دیکھیں (اقرب الموارد جلد نمبر ا صفحہ ۵۰۹)۔ ❷ ...... ابن الفرضی لکھتا ہے کہ ایک سو اس گھوڑے بھیجے گئے تھے جس میں سے پندرہ راس گھوڑے خاص ناصر کی سواری کے لئے عربی النسل اصیل تھے اور پانچ راس گھوڑے دیگر ساز وسامان سمیت شاہی جلوس کے لئے تھے جن کی زین اور بیٹھ کر عراقی اور ریشمی کپڑے کی تھی، باقی رہے اسی راس گھوڑے وہ تزک واحتشام (یعنی شان وشوکت کے اظہار) کے لئے تھے، دیکھیں نفح الطیب (جلد نمبر ا صفحہ نمبر ۲۳۰) مطبوعہ لیدن، (مترجم)۔ ❸ ...... دینار سونے کا سکہ ۴ء۱۰ ماشہ کا ہوتا تھا، جس کی قیمت ہمارے زمانے کے حساب سے تقریباً نو روپے ہوگئی۔ (مترجم)

بغاوت کا الزام ان کے سر تھوپا لوگوں کو موقع مل گیا، چغلی اور شکایتیں کرنے لگے، اس سے ناصر کے دل میں غبار آ گیا لہٰذا ان لوگوں کو ناصر نے قرطبہ سے نکال کر ادھر ادھر جلاء وطن کر دیا، چنانچہ ان میں سے امیہ نے قسترین میں قیام کیا اور ۳۲۵ھ میں خلیفہ ناصر کی اطاعت کا منکر ہو کر باغی ہو گیا، خلیفہ ناصر کو اس کی خبر ملی اس نے فوجیں آراستہ کر کے امیہ پر حملہ کر دیا، امیہ اس کی آمد سے مطلع ہو کر دار الحرب میں چلا گیا اور بادشاہ رذمیر کے پاس جا کر پناہ گزیں ہو گیا تھوڑے دنوں بعد رذمیر نے اس سے بدسلوکی شروع کی اس کو یہ بات ناگوار گذری بلاکشی عہد و پیمان کے خلیفہ ناصر کے پاس چلا آیا خلیفہ ناصر نے اس کی غلطی معاف کر دی اور اپنی خدمت میں رکھ لیا یہاں تک کہ اس نے وفات پائی۔

احمد بن اسحاق کا قتل:......احمد پر یہ گذری کہ جس زمانہ میں اس کے خاندان پر برا وقت آیا اسی زمانہ میں خلیفہ ناصر نے اس کو قرطبہ کی حکومت سے معزول کر دیا، دوبارہ بحال ہونے کی نوبت نہ آئی روز بروز شاہی عتاب اس پر بڑھتا گیا، لگانے بجھانے والے لگاتے بجھاتے رہے، بالآخر شاہی حکم سے قتل کر دیا گیا، باقی رہا محمد یہ خلیفہ ناصر ہی کی خدمت میں رہا یہاں تک کہ جانب ناصر کے موکب ہمایوں نے سرقسطہ کی جانب کوچ کیا لوگوں نے اس کی بھی شکایت جڑ دی، محمد جان کے خوف سے بھاگ کھڑا ہوا، اسی زمانہ میں اہل سرقسطہ کے چند لوگوں سے ملاقات ہوگئی ان لوگوں نے اس کو مار ڈالا۔

خلیفہ ناصر اور باغی:......خلیفہ ناصر کے عہد خلافت میں سب سے پہلے جو قلعہ فتح ہوا وہ ''ابیح'' تھا اس کے فتح کرنے کے لئے بدر (خلیفہ ناصر کا خادم) اور خلیفہ ناصر کا دربان مقرر کیا گیا تھا پس ان دونوں نے جان پر کھیل کے اس قلعہ کو ابن حفصون کے قبضہ سے ۳۰۰ھ میں نکال لیا اس کے بعد ہی خلیفہ ناصر نے بنفیس نفیس خود جہاد کی غرض سے کوچ کیا تیس سے زیادہ قلعے ابن حفصون نے لڑ کر فتح کئے ان میں سے اس کا قلعہ ''بیرہ'' بھی تھا، ابن حفصون کے مقبوضہ علاقے ناصر کے مواکب ہمایوں کا میدان بنا ہوا تھا آئے دن کی لڑائی اور محاصرہ سے ابن حفصون کے ناک میں دم کر دیا تھا یہاں تک کہ سعید بن مزیل نے اس کو قلعہ منتلون وقلعہ سمنان سے بھی سمجھا بجھا کے بے دخل کر دیا، پھر ۳۰۱ھ میں ناصر نے اشبیلیہ کو احمد بن مسلمہ کے قبضہ سے نکال لیا جیسا کہ پہلے ہم تحریر کر آئے ہیں، پھر ۳۰۳ھ میں فوجیں آراستہ کر کے ابن حفصون کے قلعوں کی طرف بڑھا، سر کرتا ہوا جزیرہ خضراء تک پہنچا، ساحلی مقامات پر قبضہ کر لیا جنگی کشتیوں کے بیڑوں پر بھی قبضہ کر لیا اور ان میں جس چیز کی کمی تھی اس کو پورا کیا، ابن حفصون نے برائے نام مزاحمت کی، ناصر نے کھری کھری سنائیں، ابن حفصون نے یحییٰ بن اسحاق مروانی کی زبانی صلح کا پیام دیا ناصر نے منظور کر کے صلح نامہ دستخط کر دیئے۔

بدر کی فتوحات:......ان واقعات کے بعد اسحاق بن محمد قریشی نے باغیان مرسیہ اور بلنسیہ کے باغیوں کے خلاف فوج کشی کی، نہایت سختی سے ان کے اطراف وجوانب کو تباہ کر کے اربولہ کو فتح کر لیا، اسی زمانہ میں بدر (ناصر کے آزاد غلام) نے شہر لبلہ پر حملہ کیا، عثمان بن نصر باغی کو گرفتار کر کے قرطبہ کی طرف بھیج دیا پھر ۳۰۵ھ میں اسحاق، شہر قرمونہ پر جنگ کرنے اترا اور حبیب بن سوارہ کے قبضہ سے نکال لیا، حبیب بن سوارہ نے بھی بغاوت کی تھی، اور اس شہر کو اپنا ٹھکانہ بنا رکھا تھا اس کے بعد قلعہ سمبرنہ کو ۳۰۶ھ میں اور ۳۰۹ھ میں قلعہ طرسوس کو فتح کیا، اسی زمانہ میں احمد بن اضحیٰ ہمدانی قلعہ جامہ کے باغی نے علم حکومت کی اطاعت قبول کر لی، اور آئندہ اطاعت کی ضمانت وطمانیت کی غرض سے اپنے بیٹے کو شاہی گورنروں کے حوالہ کر دیا۔

ابن حفصون کی سرکشی:......۳۱۳ھ میں ابن حفصون نے پھر بغاوت کی، مجمبرہ میں مقیم شاہی فوج نے اس کی سرکوبی شروع کی نہایت مستعدی سے اس کا محاصرہ کیا، ابن حفصون نے اپنی حرکتوں پر پشیمان ہو کر حفص کو امن حاصل کرنے کی غرض سے ناصر کے دربار میں بھیجا ناصر نے اس کو امن دی، ابن حفصون قلعہ کو حوالہ کر کے قرطبہ چلا آیا اور ناصر نے بشتر پر قبضہ حاصل کر لیا جیسا کہ پہلے بیان کیا گیا۔

مطرف بن منذف کی بغاوت:......اس واقعہ کے بعد ۳۲۵ھ میں امیہ بن اسحاق نے تسترین میں بغاوت کی اس کی بغاوت کی کیفیت پہلے بیان ہو چکی ہے، محمد بن ہشام تجیبی نے سرقسطہ اور مطراف بن منذف تجیبی نے قلعہ ایوب میں بغاوت کی خلیفہ ناصر نے اس سے مطلع ہو کر بذات خود ان لوگوں کی گوشمالی کرنے کے لئے کوچ کیا، سب سے پہلے قلعہ ایوب پر حملہ کیا اور پہلے ہی حملہ میں مطرف کو قتل کر دیا اس کے ساتھ یونس بن عبد العزیز بھی مارا گیا، اس کا بھائی ایک قصبہ میں جا کے پناہ گزیں ہوا جب نجات کی صورت نظر نہ آئی تو خلیفہ ناصر سے امن کی درخواست کی معافی مانگی خلیفہ ناصر نے اس کی خطا معاف کر دی، اس واقعہ میں مطرف کے ساتھ البتہ کے جتنے بھی عیسائی تھے وہ بھی قتل کئے گئے، اسی سلسلہ میں صوبہ البتہ کے تیس جو انہیں

عیسائیوں کے قبضے میں تھے فتح کر لئے گئے۔

ملکہ بشلنس کی وعدہ شکنی: ..... اس دوران طوطہ (ٹھوڈا) ملکہ بشکنس کی وعدہ شکنی کی خبر ملی، خلیفہ ناصر نے اس سے جنگ کرنے کے لئے نیبلونہ پر فوج کشی کی، اور اس کی سرزمین کو تاراج اور اپنے غارتگری اور قتل سے وہاں کے رہنے والوں کو پامال کر کے واپس آیا، اس کے بعد ۳۲۷ھ میں جلیقہ کے خلاف جہاد کرنے کی غرض سے جنگ خندق میں شریک ہوا اس جنگ میں خلیفہ ناصر کو شکست ہوئی مسلمانوں کو نقصان اٹھانا پڑا محمد بن ہاشم تجیبی کفار کے ہاتھوں گرفتار ہو گیا، خلیفہ ناصر نے اس کی رہائی کے لئے بڑی جدوجہد کی، دو سال تین ماہ بعد فرنگ کی جنگ سے اس نے نجات پائی۔ اس غیر متوقع حادثہ کی وجہ سے ناصر نے بذاتہ خود جہاد میں شریک ہونا چھوڑ دیا، لیکن فوجیں اور صوائف بھیجتا رہا۔

مارده کے باغیوں کا انجام: ..... ۳۴۳ھ میں ایک باغی نے اطراف مارده کے آس پاس بغاوت کی، شاہی لشکر اس کی گوشمالی کی طرف مائل ہوا اور اس باغی کو اس کے ساتھیوں سمیت گرفتار کر لایا، قرطبہ پہنچتے ہی مارده کے سب باغی مثلہ کر کے قتل کر ڈالے گئے۔

طلیطلہ کے حالات اور اطاعت: ..... ابن حیان تحریر کرتا ہے کہ ویرنقویش جبار نے جو کہ روم کا سپہ سالار تھا طلیطلہ کو آباد کیا تھا اور اس کو روم کی حکومت کا ٹھکانہ بنانا چاہتا تھا کچھ عرصے بعد نجدانیہ سے برباط نے یہاں پر بغاوت کی اور اس پر قبضہ کر لیا سپہ سالاران روم کے سپہ سالار اس سے جنگ کرنے اور محاصرہ کرنے مسلسل آتے رہے مگر کسی کو کامیابی نہ ہوئی اس دوران برباط کے ساتھیوں میں سے ایک شخص نے برباط پر حملہ کر دیا اور پہلے ہی حملہ میں قتل کر کے اس مقام پر قبضہ کر لیا زیادہ عرصہ گزرنے نہ پایا تھا کہ یہ بھی قتل کر دیا گیا اس کے مارے جانے سے اس کی حکومت پھر روم کے سپہ سالار کے قبضہ میں چلی گئی اس کے بعد یہاں کے رہنے والوں نے بغاوت کی اور اپنے میں سے ایک اینش نامی شخص کو اپنا امیر بنایا پھر یہ بھی قتل کر دیا گیا اور اس کی حکومت پر پھر روم کے سپہ سالاروں نے قبضہ کر لیا، سب سے پہلے جس نے اس کی حکومت اپنے ہاتھ میں لی وہ شنتیلہ تھا، رفتہ رفتہ اہل اندلس بھی اس کے مطیع ہو گئے اس وقت اس نے ملوک رومی بادشاہوں سے قطع تعلق کر لیا، ان پر حملہ کیا، روم کا محاصرہ کیا اور بہت سے علاقوں کو فتح کر کے طلیطلہ کی جانب واپس چلا گیا بشکنس نے اس سے بغاوت کی، اس نے اپنی تلوار کے زور سے بشکنس کو بھی دبا لیا اور نہایت بے رحمی سے ان کو قتل کیا وہ لوگ بھاگ کر پہاڑوں میں جا چھپے آخر کار شنتیلہ اپنی حکومت کے نو سال بعد مر گیا اس کی جگہ قوط (گاتھ) پر برسلہ چھ سال تک حکمرانی کرتا رہا اس نے کوئی نمایاں کام نہیں کیا۔

طلیطلہ والوں کی بغاوتیں: ..... اس کے بعد انہیں میں سے خندس نامی ایک شخص حکمران بنا اس نے افریقہ پر فوج کشی کی تھی، خندس کے بعد قنتبان حکمران بنا اس نے بہت سے کنائس تعمیر کرائے، نبی ﷺ کے مبعوث ہونے کی خبر ملی تھی بلیان نے جو کہ قوم قوط کا ایک معزز و محترم فرد تھا اس سے کہا تھا کہ میں مطربوس علم کی کتاب میں بروایت حضرت دانیال نبی علیہ السلام یہ لکھا ہوا دیکھا ہے کہ نبی (جن کے مبعوث ہونے کی خبر ملی سے پیروکار ایک دن اندلس پر قابض ہو جائیں گے تھوڑے دن حکومت کر کے یہ بھی مر گیا۔ اس کی جگہ اس کا بیٹا ❶ ..... سولہ سال تک حکمران رہا یہ نہایت بدخلق اور ظالم تھا اس کے بعد لزریق تخت نشین ہوا، غرض اس زمانہ سے طلیطلہ برابر فتنہ و فساد اور جنبہ داری کا مخزن بنا رہا۔ عبدالرحمن داخل بھی اس کی وجہ سے سات سال تک حیران و پریشان رہا۔ ہشام، حکم اور عبدالرحمن اوسط کے عہد حکومت میں بھی یہاں بغاوت ہوئی۔

ناصر کا طلیطلہ پر حملہ: ..... یہاں تک کہ خلیفہ ناصر کا دور حکومت آیا لہٰذا اس نے اس کو بزور ❷ جبر اپنی حکومت کا مطیع اور فرمانبردار بنا لیا فتح ''مارده'' ''بطلیوس'' اور ''تسترین'' کے بعد ناصر نے اس پر حملہ کیا اس نے محاصرہ کیا حکومت کے باغی چاروں طرف سے اس کی حمایت کے لیے آئے، خلیفہ ناصر نے ان لوگوں کی زبردست طریقے سے مدافعت کی اور ان پر غالب آیا، امیر ثعلبہ بن محمد بن عبدالوارث والی طلیطلہ نے مجبور ہو کر صلح کی

---

❶ ..... اصل کتاب میں اس مقام پر جگہ خالی ہے۔ (مترجم) جب کہ ہمارے پاس موجود جدید عربی ایڈیشن (جلد نمبر ۴ صفحہ نمبر ۱۴۵) پر ایسی کوئی علامت موجود نہیں جس سے معلوم ہو کہ یہاں جگہ خالی تھی۔ (مصحح جدید)۔ ❷ ..... خلیفہ ناصر نے جدید سیاست کی بنیاد رکھی جس کا ایک اصول یہ تھا کہ باغی یا انقلاب کے خواہش مند خواہ مولدین ہوں یا عرب لشکر عبدالرحمن کی بنائی ہوئی مرکزی حکومت مصلحت کے پیش نظر ان کے سامنے کسی قدر جھک سکتی ہے یا لچک دار رویہ اپنا سکتی ہے۔

گفتگو اور امن کی درخواست دینے کے لئے ناصر کے دربار میں حاضر ہوا، خلیفہ ناصر نے امن دی اور غلطیوں کو معاف فرما کر کامیاب و کامران صوبہ طلیطلہ میں داخل ہوا ایک سرے سے لے کر دوسرے سرے تک گھومتا پھرتا رہا۔ چال ڈالا کوئی چپہ زمین پر ایسا باقی نہ رہا کہ جس جگہ کو اس نے اپنے گھوڑے کے سموں سے نہ روندا ہو۔ اس وقت سے اہل طلیطلہ حکومت کے مطیع ہوئے اور بعد میں بھی مطیع رہے۔

ناصر اور سرحدی سردار:...... اندلس کی اندرونی بغاوتوں اور اس کے امراء کی خودسریوں کو دور کرنے کے بعد ناصر کو بربر کی سرحد پر مغربی علاقے فتح کرنے کا خیال آیا لہٰذا اس نے ''امرہ'' کو جو کہ ملک ''سبتہ'' میں بنی عصام کے زیر حکومت تھا فتح کیا، بربر کے سرحدی امراء نے اس کو قبضے کی غرض سے طلبی کے خطوط لکھے۔ اتفاق سے ابرہیم بن محمد امیر بنی ادریس کو اس کی اطلاع مل گئی، چنانچہ ابراہیم نے خلیفہ ناصر کے آنے سے پہلے بڑھ کر سبتہ کا محاصرہ کیا پھر اس سے اور ناصر سے سبتہ پر قبضہ کے معاملہ میں خط و کتابت شروع ہوئی۔

سبتہ ارشکوک اور کتامہ کی اطاعت:...... ابراہیم نے سبتہ میں ناصر کی حکومت تسلیم کی اور ناصر نے اپنی طرف سے اس کو سبتہ کی سند حکومت عطا کی، اس کی دیکھا دیکھی ''ادارسہ'' سے ادریس بن ابراہیم والی ارشکوک نے بھی ہدایا و تحائف بھیج کے خلیفہ ناصر سے سند حکومت حاصل کر لی، محمد بن خزن امیر ''مغراوہ'' اور کناسہ کے امیر موسیٰ بن ابی العالیہ نے بھی ادریس بن ابراہیم کی پیروی کی ان دنوں مغرب کی حکومت امیر کناسہ کے قبضہ میں تھی المغرب الاوسط کے بلاد تنیس، دہران، سرشال اور بطحاء بھی اسی کے زیر حکومت تھے ان لوگوں نے بھی ہدایا اور تحائف خلیفہ ناصر کے دربار میں بھیجے خلیفہ ناصر نے اس کو قبول کیا ان لوگوں کو جائزے اور معقول صلے عطا کئے ان کی حکومتوں کی بیناد کو مستحکم اور مضبوط کیا۔

''ادارسہ'' فاس وغیرہ کے تحائف:...... اسی طرح ادارسہ کے بادشاہوں کی ایک جماعت نے بھی خلیفہ ناصر کے دربار میں اسی قسم کا رسوخ پیدا کیا ان میں سے قاسم بن ابراہیم اور حسن بن عیسیٰ وغیرہ تھے فاس کے گورنر نے بھی بہت بڑا تحفہ ایوان خلافت ناصر میں بھیجا تھا ناصر نے اس کو بھی اپنی جانب سے سند حکومت عطا کی، الغرض جس وقت المغرب الاقصیٰ میں خلیفہ ناصر کی حکومت کا یوں زور شور ہوا تو عبیداللہ المہدی نے عظیم فوج کے ساتھ اپنے نامور سپہ سالار ابن بصل گورنر تاہرت کو ۳۲۱ھ میں مغرب فتح کرنے بھیجا موسیٰ بن ابی العافیہ نے ناصر کو اس واقعہ سے مطلع کر کے امداد کی درخواست کی، ناصر نے قاسم بن طلمس کو شاہی فوج دے کر، موسیٰ کی کمک پر متعین کیا اور جنگی کشتیوں کا بیڑہ بھی اس کے ساتھ روانہ فرمایا قاسم کوچ و قیام کرتا ہوا سبتہ پہنچا، یہاں پر یہ خبر سنی کہ موسیٰ بن ابی العافیہ نے غنیم کی فوج کو شکست دے دی ہے اس وجہ سے قاسم آگے نہ بڑھا واپس قرطبہ کی جانب روانہ ہوا جیسا کہ ان کے حالات میں مذکورہ ہے۔

خلیفہ ناصر اور فرانس و گالز:...... چوتھی صدی ہجری کے شروع میں قوم جلالقہ پر اردون بن رذمیرین برمند بن قربولہ بن اوفونش بن بیطر حکمران بنا، اس نے ۳۰۲ھ میں بلاد اندلس کی سرحد کی طرف خلیفہ ناصر کی حکومت کے شروع میں پیش قدمی کی ''ماردہ'' کے آس پاس قتل و غارتگری کا بازار گرم کر دیا قلعہ جنش پر قبضہ کر لیا، خلیفہ ناصر نے اپنے وزیر السلطنت احمد بن عبدہ کو بہت بڑی اسلامی فوج کے ساتھ اردون کے مقبوضہ علاقوں کی طرف بدلہ لینے کی غرض سے روانہ کیا، احمد نے نہایت دلیری و مردانگی سے اردن کے مقبوضات کو تباہ و برباد کرنا شروع کیا پھر دوبارہ ۳۰۵ھ میں اردون کے ملک پر حملہ کیا اس معرکہ میں یہ شہید ہو گیا لہٰذا خلیفہ ناصر نے اپنے آزاد غلام بدر کو اردون کے مقبوضات کے خلاف جہاد کرنے کے لئے مقرر کیا بدر ہوشیاری اور مردانگی سے اس مہم کو انجام دے کر واپس آیا۔

خلیفہ ناصر اور اردون کی جنگ:...... پھر خلیفہ ناصر بذات خود ۳۰۸ھ میں جلیقہ کے ملک کے خلاف جہاد کرنے کی غرض سے روانہ ہوا اردون نے سانجہ بن غرسیہ بادشاہ بشکنس دوالی بنبلونہ سے امداد طلب کی چنانچہ یہ سب مجموعی قوت سے مقابلہ پر آئے مگر ناصر کی روانگی اور جراءت کے آگے ایک کی بھی نہ چلی سب کے سب بہت بری طرح سے شکست کھا کر بھاگے خلیفہ ناصر دل کھول کر ان کے شہروں اور مقبوضات کو تاراج اور پامال کیا ان کے بہت سے قلعوں کو فتح کر لیا اور کئی کو منہدم کروایا۔ اس کے بعد مقبوضات غرسیہ کے خلاف متواتر اور مسلسل جہاد کرتا رہا۔ یہاں تک کہ اوفونش نے وفات پائی اس کا بیٹا فرویلہ حکمران بنا۔

اوفونش بن اردون: ......ابن حبان تحریر کرتا ہے کہ جس وقت فرویلہ بن اردون بن رذمیر بادشاہ جلالقہ ۳۱۳ھ میں حکمران بنا اس کا بھائی اوفونش بھی حکومت کا دعویدار ہوا اس کا بھائی شانجہ بھی اس جھگڑے میں شریک ہو گیا، غرسیہ کو موقع مل گیا اس نے ان کے دارالحکومت پر قبضہ کر لیا اور اوفونش نے اپنے بھتیجے کو مار نکالدیا❶ ......اور شانجہ کا داماد تھا ان لوگوں میں آپس میں منافقت پیدا ہو جانے کی وجہ سے مجموعی قوت ختم ہو گئی کچھ عرصے بعد متحد ہوئے۔ شانجہ کو حکومت وسلطنت سے ہٹا کر شہروں سے نکال دیا، شانجہ نے اندورنی جلیقہ میں جا کے پناہ لی اس کا بھائی رذمیر بن اردون اس کے مقبوضات پر جو کہ غربی جلیقہ میں قلنریہ تک تھے حکمران بنا، اس واقعہ کے بعد ہی شانجہ مر گیا، اس نے کوئی اولاد نہ چھوڑی۔

اوفونش کا استقلال واستحکام: ......اب اوفونش مستقل طور پر حکمران بن گیا تھا اس کی حکومت کا سکہ رعایا کے دلوں پر بیٹھ گیا تھا فوجیں آراستہ کر کے اپنے بھائی رذمیر پر حملہ کر دیا، شہر سنیت باذکش پر قبضہ کر لیا پھر اوفونش پر اس کی قوم ترک رہبانیت (درویشی) کی وجہ سے نفرین کرنے لگی اوفونش نے مجبور ہو کر رہبانیت اختیار کر لی، اس کے بعد دوبارہ خروج کیا اور شہروں پر قبضہ کر لیا ان دنوں اس کا بھائی رذمیر سمورہ کی طرف جنگ کرنے گیا ہوا تھا، یہ خبر سن کر واپس آیا اور اوفونش لیون میں محاصرہ کر لیا، یہاں تک کہ بزور تیغ ۳۲۰ھ میں لیون کو فتح کر کے اوفونش کو جیل میں ڈال دیا اس کو اپنے باپ کی اولاد کی طرف سے مخالفت اور حکومت کی دعویداری کا خطرہ پیدا ہوا ایک جماعت کو گرفتار کرا کے ان کی آنکھوں میں تیل کی سلائیاں پھروا دیں۔

ملکہ بشکنس کی سرکشی: ......غرسیہ بن شانجہ بادشاہ بشکنس کے مرنے کے بعد اس کی بہن طوطہ حکمران بنی ۳۲۵ھ میں ملکہ طوطہ نے وعدہ شکنی کی خلیفہ ناصر نے یہ خبر سن کر اس پر فوج کشی کر دی اطراف بنبلونہ کے ارد گرد علاقوں کو خوب خوب پامال کیا، کئی بار اس پر حملہ آور ہوا انہیں غزوات کے دوران محمد بن ہشام نے سرقسطہ میں بغاوت کی مگر محاصرہ وجنگ سے گھبرا کر اطاعت کر لی جیسا کہ پہلے بیان کیا گیا اسی طرح امیہ بن اسحاق نے مقام تستر ین میں سر اٹھایا تھا۔

محمد بن ہشام کی بغاوت: ......محمد بن ہشام کی بغاوت کا یہ واقعہ ہے کہ ۳۲۲ھ میں خلیفہ ناصر نے وخشمہ پر حملہ کیا محمد بن ہشام کو ''سرقسطہ'' کی طرف آیا اور محمد بن ہشام نے اس حکم کی تعمیل نہ کی، اس پر خلیفہ ناصر کو طیش آ گیا، واپس آ کر ''سرقسطہ'' کی طرف آیا اور محمد بن ہشام کے اس مقبوضہ قلعوں کو بزور تیغ فتح کر لیا، اس کے بھائی یحییٰ کو قلعہ ''روطہ'' سے گرفتار کر لیا پھر بنبلونہ کی جانب کوچ کیا ملکہ طوطہ بنت انثیر نے نذرانہ اطاعت پیش کر کے اس کو اپنا حاکم اور بالادست تسلیم کر لیا، اور اپنے بیٹے غرسیہ بن شانجہ بنبلونہ کی حکومت پر مقرر کیا۔

ناصر اور رذمیر کی جنگ: ......خلیفہ ناصر نے ملکہ طوطہ کے مقبوضات سے ہٹ کر ''البتہ'' اور اس کے مضافات کی طرف قدم بڑھایا چنانچہ اس سرزمین کو بھی خاطر خواہ پامال کیا، متعدد قلعوں کو مسمار منہدم کر دیا، اس کے بعد جلیقہ نے پھر پیش قدمی میں اپنے ساتھ وخشمہ کو بھی ملا لیا تھا خلیفہ ناصر کو اس کی خبر مل گئی، قلعہ برحمث پہنچ کے ان دونوں کا محاصرہ کر لیا آخر کار رذمیر کو شکست ہوئی بہت مشکل سے اپنی جان بچا کے بھاگا، خلیفہ ناصر نے اس قلعہ کو اس کے علاوہ اور بہت سے قلعوں کو ویران وخراب کر ڈالا، رذمیر اور خلیفہ ناصر کی بہت سی جنگیں ہوئیں ان لڑائیوں میں کامیابی کا سہرا خلیفہ ناصر ہی کے سر رہا ان مسلسل کامیابیوں کے بعد خلیفہ ناصر جنگ خندق میں یک ہوا اور اس کے بعد پھر اور کسی جنگ میں بذات خود نہیں گیا، لشکر ہمیشہ بھیجتا تھا اس کے رعب وداب کا سکہ عیسائی بادشاہوں کے دلوں پر بیٹھا ہوا تھا۔

قسطنطین بن الیون کی سفارت: ......۳۳۶ھ میں قسطنطین بن لیون بن مثل بادشاہ قسطنطنیہ نے اظہار محبت ونیاز مندی کی غرض سے سفیر بھیجا اور ان کی ذریعے ہدایا وتحائف روانہ کئے خلیفہ ناصر نے دربار عام میں اس سفارت کے پیش کئے جانے کا حکم دیا سارے افسران فوجی اور ملکی کے نام فرامین جاری کرا دیئے کہ دربار عام میں مناسب ساز وسامان اور آلات حرب سے مسلح ہو کر آئیں، قصر خلافت شاہانہ شان وشوکت سے آراستہ کیا گیا،

---

❶ ......اصل کتاب میں اس مقام پر کچھ نہیں لکھا ہے (مترجم) جب کہ ہمارے پاس موجود جدید عربی ایڈیشن (جلد نمبر ۴ صفحہ نمبر ۱۴۶) پر ایسی کوئی علامت نہیں جس سے معلوم ہو کہ یہاں کچھ چھوٹا ہوا ہے۔ البتہ یہ عبارت تحریر ہے۔'' وھو اذفونش بن فرویلہ ''یعنی یہ جو خالی جگہ ہے اس میں یہ عبارت فٹ ہو گی تو اب مکمل عبارت اس طرح ہو گی کہ ''اور اذفونش نے اپنے بھتیجے کو مار کر نکال دیا'' اس کا نام (بھی) اذفونش بن فرویلہ'' تھا اور یہ شانجہ کا داماد تھا۔ (مصحح جدید)

دروازوں اور محرابوں پر عمدہ عمدہ پردے لگائے گئے۔ وسط میں تخت خلافت بچھایا گیا، جس پر بہت سے آبدار ہیرے اور جواہرات جڑے ہوئے تھے تخت شاہی کے اردگرد شاہ ہزارے خلافت مآب کے بھائی، اعمام (چچا) رشتے دار، وزراء اور خدام اپنے اپنے مرتبوں اور درجوں کے مطابق کھڑے ہوئے بادشاہ قسطنطنیہ کے سفیر دربار میں داخل ہوئے تو دربان کی شان اور خلافت مآب کی جبروت اور سطوت سے حیرت زدہ ہوگئے مگر پھر ذرا سنبھلے اور شاہی تخت کے قریب جا کر اپنے بادشاہ قسطنطین کا پیغام پہنچایا، خط پیش کیا، خلیفہ ناصر نے حاضرین جلسہ کو اشارہ کیا کہ اس جلسہ میں موقع اور خطبہ کے مناسب تقریریں کی جائیں جس میں اسلام وخلافت اسلامیہ کی عظمت کا شکریہ ادا کیا جائے۔

شکریہ کی مجلس میں مقرر کا مسئلہ:...... چنانچہ حاضرین جلسہ جن میں بڑے بڑے نامی گرامی خطیب (اسپیکر) تھے حکم کی تعمیل پر تیار ہوئے لیکن جلسہ کے رعب (یا سلطان کی سطوت) سے اپنے پورے مافی الضمیر کو ادا نہ کرسکے، دو چار فقرے یا چند کلمے کہنے پائے تھے کہ زبان میں لکنت اور پاؤں میں لغزش پیدا ہوگئی کڑ کھڑا کر زمین پر گر پڑے، انہیں لوگوں میں ابوعلی القالی وافد عراقی تھا جو کہ حکم ولی عہد کے حاشیہ نشینوں اور قریبی ساتھیوں میں سے تھا خدمت انجام دینے کے لیے فخریہ کھڑا ہوا۔

منذر بن سعید بلوطی کی شاندار تقریر:...... جب سب خطیبوں کو جو کہ مشہور اسپیکر اور پہلے سے اس خدمت کے انجام دینے کو تیار تھے اس حکم کی تعمیل میں ناکامی ہوئی تو منذر بن سعید بلوطی نامی ایک شخص جو پہلے سے اس خدمت کے لئے تیار بھی نہیں ہوا تھا اور نہ اس نے اس سے پہلے ایسی شان وشوکت کی محفل دیکھی تھی اٹھا اور نہایت متانت اور سنجیدگی سے موقع محل کی مناسب سے تقریر کی اور اس خدمت کو پورے طریقے سے انجام دیا تقریر کے اختتام پر فی البدیہ چند اشعار بھی پڑھے جس سے حاضرین جلسہ اس کی ظاہر حالت پر بہت حیران ہوئے اور اس کو اس خدمت کی بجا آوری کا فخر حاصل ہوا خلیفہ ناصر نے اس کی برجستہ تقریر اور فصاحت وبلاغت پر متحیر اور خوش ہوکر قاضی القضاۃ کا معزز عہدہ عطا فرمایا، اس واقعہ سے منذر عزت اور سربرآوردگی میں مشہور ہوا اس کے حالات مشہور ہیں اور اس کا خطبہ بھی جو اس جلسہ میں اس نے دیا تھا ابن حبان کی تصانیف میں مذکور ہے۔

خلیفہ ناصر کی سفارت:...... ان سفیروں کی واپسی پر خلیفہ ناصر نے بھی ہشام بن کلیب جاثلیق کو اتحاد تعلق مضبوط اور رشتہ محبت مستحکم کرنے غرض سے کچھ ہدایا اور تحائف لے کے قسطنطنیہ بھیجا دو سال بعد ہشام قسطنطنیہ سے اندلس واپس آیا، قسطنطنیہ کے بادشاہ نے پھر اس کے ساتھ اپنے سفیر بھیجے اس کے بعد ہوتو صقالیہ، جرمن ''افوذ'' فرانس کے بادشاہ جو کہ سیرت کے ساتھ تھا اور کلاہ فرانس کے بادشاہ کلاہ قصائے مشرق کے ایلچی آئے خلیفہ ناصر نے ان لوگوں سے بھی ملاقات کی اور بادشاہ صقالیہ کے سفیروں کے ساتھ ربیع اسقف کو روانہ کیا دو سال بعد واپس آیا۔

ناصر اور اردون کی صلح:...... ۳۴۴ھ میں اردون بن رذمیر کا سفیر آیا یہ رذمیر وہی ہے جس نے اپنے بھائی افولش کی آنکھوں میں نیل کی سلائیاں پھروادی تھی جیسا کہ پہلے بیان کیا گیا اردون کا سفیر صلح اور اتحادی تعلق قائم کرنے کا پیغام لایا تھا خلیفہ ناصر نے صلح کرلی اور دوستانہ مراسم قائم اور جاری رکھنے کا عہد نامہ لکھ دیا۔ پھر ۳۴۵ھ میں اردون نے اس صلحنامہ میں فرولند بن عبد شلب قشتیلیہ کے سردار کو داخل کرنے کی درخواست پیش کی، خلیفہ ناصر نے درخواست کو قبولیت کا درجہ عنایت فرما کے فرولند کو بھی عہد نامہ میں شامل کرنے کی اردون کو اجازت دی، غرسیہ بن شانجہ کے اپنے باپ شانجہ بن فرویلہ کے بعد جلیقہ پر قبضہ وتصرف کرلیا تھا کچھ عرصے بعد اہل جلیقہ اس سے باغی ومنحرف ہوگئے۔

خلیفہ اور فرولند:...... فرولند سردار قشتیلیہ مذکورہ کو موقع مل گیا، اس نے جلیقہ حکومت کو اپنے ہاتھ میں لے لی اور اردون بن رذمیر کی طرف مائل ہوگیا، غرسیہ بن شانجہ ملکہ طوطہ بنت انیشر (والیہ بشکنس) کا پوتا تھا اس کو اپنے پوتے غرسیہ کی تباہی وبربادی سے رنج وملال ہوا، سامان سفر درست کرکے بطور وفد کے ۳۴۷ھ میں خلیفہ ناصر کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اپنی اور اپنے بیٹے شانجہ بن رذمیر کی صلح اور اپنے پوتے غرسیہ کی مدد کی درخواست پیش کی ملکہ طوطہ کے ساتھ شانجہ اور غرسیہ بھی آیا ہوا تھا۔ خلیفہ ناصر ان لوگوں سے عزت واحترام کے ساتھ پیش آیا ان کی درخواست کے مطابق ملکہ طوطہ شانجہ کے ساتھ صلح کرلی، صلح نامہ کی تکمیل کرادی۔

غرسیہ کی دوبارہ جلیقہ پر تخت نشینی: ......غرسیہ بادشاہ نے جلیقہ بادشاہ کے ساتھ فوجیں روانہ کیں لہٰذا عسا کر اسلامیہ نے غرسیہ کو جلیقہ کا دوبارہ بادشاہ بنایا چنانچہ جلیقہ نے اردون کی فرمانبرداری سے باغی ہونے کا اعلان کر دیا غرسیہ نے خلیفہ ناصر کی خدمت میں شکریہ کا خط روانہ کیا، اور آس پاس کے لوگوں کو خلیفہ ناصر کی مدد اور فرولند (سردار تشتیلیہ) کی وعدہ شکنی اور چیری دستی سے مطلع کیا اس لوگوں کو فرولند کی طرف سے نفرت پیدا ہوگئی اس زمانہ سے خلیفہ ناصر ہمیشہ غرسیہ کی ہمدردی مدد میں مصروف رہا۔

ملکہ برشلونہ اور ترکونہ کی صلح: ......جن دنوں مشرقی فرانس کا بادشاہ کلدہ کا سفیر آیا تھا اسی زمانہ میں بادشاہ برشلونہ اور طرکونہ کے سفیر بھی صلح واتحاد قائم کرنے کی غرض سے آئے ہوئے تھے خلیفہ ناصر نے جن کی درخواست کے مطابق ان لوگوں سے بھی صلح کر لی اس کے بعد رولمہ کا سفیر اظہار محبت دوستی کی رسم جاری وقائم رکھنے کے لئے حاضر ہوا خلیفہ ناصر نے اس سے بھی تعلقات واتحادی جاری وقائم رکھنے کا عہد کر لیا۔

خلیفہ ناصر اور اس کے بیٹے: ......خلیفہ ناصر نے اپنے بیٹے حکم کو اپنا ولی عہد بنایا تھا اور اپنے سب بیٹوں پر اس کو فضیلت دے رکھی تھی، کاروبار سلطنت میں بھی اس کو داخل کر لیا تھا، اکثر امور سیاست کا انتظام اس کے حوالے تھا اگر چہ حکم کا بھائی عبداللہ، عقل وفراست میں حکم سے کم نہ تھا لیکن باپ کا منظور نظر نہ تھا، یہ بات عبداللہ کو پسند نہ تھی موقع کا منتظر تھا بالآخر اس دلی خواہش نے باپ کے ساتھ مخالفت کرنے پر ابھار دیا، لہٰذا اس نے ان اراکین حکومت کو بھی اس مخالفت میں شریک کرنا چاہا جن کے دل پہلے سے اس مرض میں مبتلا ہو چکے تھے ان لوگوں نے نہایت خوشی سے عبداللہ کی درخواست کو قبول کیا، انہیں لوگوں میں سے یاسرفتی وغیرہ تھے۔

ناصر کے ہاتھوں باغی بیٹے کا قتل: ......ہوتے ہوتے اس کی خبر خلیفہ ناصر تک پہنچی خلیفہ ناصر نے تفتیش شروع کی تھوڑی ہی کوشش سے اصلی واقعہ کا علم ہو گا فوراً اپنے بیٹے عبداللہ اور یاسرفتی کو ان سب اراکین کے ساتھ جو اس سازش میں شریک تھے گرفتار کر لیا اور ۳۳۹ھ میں ان سب کے قتل کا حکم صادر فرمایا۔

ناصر کی تعمیرات: ......جس وقت خلیفہ ناصر کی حکومت وسلطنت اندورنی اور بیرونی خطرات سے محفوظ ہوگئی اور معقول طریقے سے اس کی امارت وحکمرانی کو استقلال واستحکام حاصل ہو گیا اس وقت خلیفہ ناصر نے عمارتیں تعمیر کرنے کی طرف توجہ فرمائی۔

دار الروضہ: ......خلیفہ ناصر کا دادا امیر محمد اور اس کے باپ عبدالرحمٰن اوسط اور اس کے دادا حکم نے ایک کے بعد ایک اپنے اپنے محل کثیر خرچ سے نہایت اعلیٰ درجہ کے بنوانے تھے انہی میں سے قصر الزاہر، بھوا کامل اور قصر منیف تھا پس جب عبدالرحمٰن ناصر کا دور حکومت آیا تو اس نے بھی قصر الزام کے پہلو میں محل تعمیر کرایا اور اس کا نام ''دار الروضہ'' رکھا پہاڑ سے اس شاہی محل میں بذریعہ نل کے پانی لایا مختلف ملکوں اور سرزمینوں سے بڑے بڑے انجینیر وں کو طلب کیا چنانچہ وہ لوگ دور دراز ملکوں سے قرطبہ آئے حتیٰ کہ بغداد اور قسطنطنیہ کے مشہور مشہور کاری گروں نے زحمت کر کے قرطبہ آ کر قیام اختیار کیا۔

حماموں کی تعمیر: ......محلات کی تعمیر کے بعد حماموں کی تعمیر کی جانب متوجہ ہوا محلات کے باہر مینار ناعورہ حمام تعمیر کرایا اور پہاڑ کی بلند چوٹی سے باوجود فاصلہ زیادہ کے پانی لایا۔ اس کے بعد مدینۃ الزہراء کا بنیادی پتھر رکھا اور اس کے تکمیل تعمیر کے بعد اس کو اپنا دار الحکومت اور سلطنت کی ٹھکانہ قرار دیا اس شہر میں بھی بڑی بڑی عمارتیں، عمدہ عمدہ محل بنوائے۔

باغیوں کی تعمیر: ......اس طرح جو بلقا جو اس کی تعمیرات سے اعلیٰ درجہ کے تھے تعمیر کرائے ان باغات میں جانور اس کے اندر کود پھاند کر سکتا اور اپنی طبعی طریقے سے رہ سکتا تھا، اسی شہر میں ''در الصناعۃ'' جنگی ساز وسامان اور زیورات کے بنانے کا بھی بڑا کارخانہ جاری کیا جامع قرطبہ کے صحن میں بہت بڑا شامیانہ لوگوں کو سورج کی تیزی سے بچنے کے لئے بنوا کر نصب کرایا۔

ناصر کی وفات: ......خلیفہ ناصر نے جس کی ذات سے اسلام کی شان، دین کی شوکت نئے سرے سے قائم ہوئی تھی اسی شاندار سلطنت چھوڑ کر

۳۰۵ھ ❶ وفات پائی۔

خلیفہ ناصر ❷ کے چار قاضی تھے (۱) مسلم بن عبدالعزیز (۲) احمد بن بقی بن مخلد...... (۳) محمد بن عبداللہ بن ابوعیسیٰ (۴) منذر بن سعید بلوطی،

---

❶ ...... ہمارے پاس موجود جدید عربی ایڈیشن (جلد نمبر ۴ صفحہ نمبر ۱۴۹) پر ۳۰۵ھ کے بجائے ۳۵۰ھ تحریر ہے (مصحح جدید)، اور النجوم الزاہرۃ میں لکھا ہے کہ اس نے پچاس سال حکومت کی۔ ❷ ...... خلیفہ عبدالرحمٰن جس کا لقب الناصر لدین اللہ اموی تھا ان تاجداروں میں سے تھا، جس کے رعب وداب کا سکہ تمام عالم میں چھل رہا تھا، تخت نشینی کے وقت اس کی عمر اکیس سال تھی، زمانہ ایسا نازک تھا کہ تمام ممالک ہسپانیہ میں فتنہ وفساد پھیلا ہوا تھا افق سیاست آئے دن کی بغاوتوں اور سرحدی عیسائی امراء کے حملوں سے گرد آلود ہو رہا تھا، عبدالرحمٰن ناصر نے حکومت اپنے ہاتھ میں لینے کے بعد پہلے باغی صوبوں پر حملہ کیا اور ان کو زبردستی اپنا مطیع کیا اس کے بعد سرحدی عیسائی ممالک کے خلاف جہاد کرنے میں مصروف ہوا۔

اندلس کا نوجوان بادشاہ اکثر لڑائیوں میں سپہ سالار میدان جنگ کی حیثیت سے اپنے لشکر کے ساتھ جاتا تھا اس سے لشکریوں کے جوش وخروش کی عجیب کیفیت ہو جاتی تھی اور ہر سپاہی ایسے امیر لشکر کے ساتھ سرفوشی اور جانبازی کو اپنی سعادت سمجھتا تھا۔

پورے ستائیس سال کی جان توڑ کوششوں اور جانکاہ فتنوں سے عبدالرحمٰن ناصر نے اندلس کی اندرونی رقیبوں اور بیرونی دشمنی کی نظروں سے بچا کر ایک شائستہ اور محفوظ حکومت بنائی اور اس زمانہ میں جب کہ اس کو صحیح طریقے سے یہ خبر ملی کہ مختلف مقامی گورنروں کی خودمختاری اور ارکین حکومت کی خودسریوں سے خلیفہ بغداد کا اقتدار ایوان خلافت کی چار دیواری کے اندر محدود ہو گیا ہے۔ افریقہ میں بربریوں کے نام نہاد خاندان حکومت کے علوی حکمران کے خود کو امیر المومنین کہلانا شروع کر دیا، نیز مونس مظفر نے اپنے آقا نے نامدار خلیفہ مقتدر کو قتل کر ڈالا ہے تب عبدالرحمٰن نے اپنے موروثی لقب کو بلا تکلف اختیار کر لیا اور خلیفہ عبدالرحمٰن ثالث الناصر لدین اللہ'' کے مبارک لقب سے مخاطب ہوا اور حق یہ ہے کہ عبدالرحمٰن نے جیسا کہ لقب اختیار کیا تھا، ویسا ہی اس کو خوب نبھایا۔

قرطبہ اس کے زمانہ میں دلہن کی طرح آراستہ تھا، مدبرانہ نظم ونسق اور شائستہ قوانین جاری تھے۔ دنیا کے علوم اور فنون کا یہ مرکز بنا ہوا تھا۔ طلباء علوم دور دراز ملکوں سے تحصیل علم کے لئے یہاں آتے تھے عروض، الہیات، قانون، فلسفہ، طب تجارت اور طبیعات غرض ہر شاخ کی تعلیم یہاں ہوتی تھی، ہر فن کے یگانہ روزگار یہاں موجود تھے، ماہرین جنگ، ماہر فنون جدال کا بھی یہی میدان تھا اصحاب قلم اور اصحاب شمشیر یہاں کے قیام کو ناموری وفخر کا باعث تصور کرتے تھے خلاصہ کلام یہ ہے کہ اندلس کو اس وقت یورپ سے وہی نسبت تھی جو کہ دلہن کو معمولی خواتین سے ہوتی ہے۔ اور قرطبہ کو اندلس سے وہی مناسبت تھی جو سر کو جسم سے یا دل کو اعضاء آلیہ سے، شہر قرطبہ کی لمبائی میں مختلف بیانات ہیں مگر اکثر کا اتفاق اس پر ہے کہ دس میل سے کسی طرح کم نہ تھی، (جو اس زمانہ میں لندن کی لمبائی ہے) خلیفہ کے رعب وداب کی یہ کیفیت تھی کہ عیسائی بادشاہ اپنے جھگڑوں کے فیصلہ کرانے کے لئے خلیفہ ناصر کے دربار میں آتے تھے، قسطنطنیہ، فرانس، جرمنی، اور اطالیہ کے بادشاہ اتحاد تعلق قائم کرنے اور آپس میں صلح رکھنے کی درخواست پیش کرنے کی غرض سے سفیر بھیجتے تھے، اس زمانہ میں کسی ملک کا کوئی ایسا خطہ نہ تھا جہاں پر خلیفہ ناصر کی سطوت وجبروت اپنی مہیب وخوفناک شکل نہ دکھلائی رہی ہو۔ خلیفہ ناصر کی عقل ودانش اور عظمت کا شہرہ تمام براعظم یورپ اور افریقہ میں عام ہو رہا تھا ابن حیان تحریر کرتا ہے، کہ جس وقت قسطنطنیہ کے سفیر ہدایا لئے ہوئے اندلس میں وارد ہوئے تو خلیفہ ناصر نے سرحد پر اور اس کے علاوہ سفر میں مہمان نوازی کرنے کے لئے یحییٰ بن محمد بن لیث کو روانہ کیا پھر جب سفیر قریب محلات قرطبہ کے محلات کے قریب پہنچے تو لشکر کے سپہ سالاروں کے ایک کے بعد ایک سفیروں سے ملاقات کی اس کے بعد خواجہ سراؤں کے سردار یاسر اور تمام جو شاہی محلات کے داروغہ اور خلیفہ ناصر کے تنہائی کے ساتھی تھے ملے اور نہایت احترام سے ولی عہد حکم کے ایوان خاص میں جو کہ شہر پناہ قرطبہ کے قریب تھا ٹھہرایا خواص وعوام کے آنے جانے کی ممانعت کر دی گئی اور ان سفیروں کی دیکھ بھال کے لئے چنے اور منتخب ۱۶ آزاد غلام مقرر کئے، خلیفہ ناصر نے ان سفیروں کے ملنے اور کاغذات سفارت پیش کئے جانے کے لئے گیارہویں ربیع الاول ۳۳۸ھ اور بقول مؤرخ علامہ ابن خلدون ۳۳۶ھ (مطابق ۹۸۹ھ) ہفتے کا دن مقرر کیا، قصر قرطبہ مجلس اعزاز شاہی شان وشوکت سے آراستہ سے گیا گیا

بیچ میں ایک جڑاؤ تخت بچھایا گیا، تخت کے دائیں بائیں جانب پہلے خلیفہ ناصر کے بیٹوں کی کرسیاں رکھی گئیں سب سے پہلے ولی عہد سلطنت حکم کی اس کے بعد عبداللہ کی پھر عبدالعزیز ابوالاصغ پھر مردان کی کرسیاں رکھی گئیں بائیں جانب منذر، بعد الجبار اور سلیمان کی کرسیاں ترتیب سے بچھائی گئیں عبدالملک بن خلیفہ ناصر جلالت کی وجہ سے دربار میں شریک نہیں ہوا ان شاہزادوں کے بعد وزراء مراتب کے مطابق دائیں بائیں حاضر تھے پھر حجاب (لارڈ چیمبر امین) اس کے بعد وزراء کے بیٹے خدام اور وکلاء صفیں بنا کر کھڑے ہوئے سارے محل میں اندر سے صحن تک قیمتی قیمتی قالین اور اعلیٰ درجہ کے فرش کا فرش تھا دروازں محرابوں پر ریشمی زردوزی کے پردے لٹکائے گئے مفرا نے قسطنطیہ کے سفیر جس وقوت اس شاہانہ دربار میں حاضر ہوئے دربار کی آراستگی دیکھ کر دنگ رہ گئے اور سب سے زیادہ حیرت تو ان پر خلیفہ ناصر کی سطوت وجبروت سے چھا گئی جیسے جیسے قریب تخت شاہی کے قریب پہنچ کر اپنے بادشاہ قسطنطین بن لیو (والی قسطنطینہ) کا خط پیش کیا خلاف آسمانی رنگ کا تھا جس پر سنہرے جس پر سنہرے حرفوں سے بخط اغریقی یونانی لکھا ہوا تھا غلاف کے اندر ایک صندوقچہ تھا اور یہ بھی رنگین تھا، نقرانی حروف سے اغریقی رسم الخط تحریر تھا، صندوقچہ پر سونے کی مہر لگی ہوئی تھی۔ جس کا وزن چار مثقال تھا مہر کے ایک رک میں مسیح کی صورت تھی دوسری جانب خود بادشاہ قسطنطنیہ کی تصویری اس کے بیٹے سمیت نقش تھی اس صندوقچہ تھی اس صندوقچہ کے اندر دوسرا چھوٹا صندوقچہ تھا یہ صندوقچہ شیشے کا تھا طلائی ونقرئی میناکاری کام اس پر بنا تھا، اس صندوقچہ کے اندر ایک ریشمی لفافہ تھا جس کے اندر خط رکھا ہوا تھا، عنوان خط کے عنوان کے ایک سطر میں قسطنطنین ورومانس مومنین مسیح بادشاہ عظیم سلطنت دوم لکھا ہوا تھا، (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

خلیفہ ناصر ❶ کی وفات کے بعد حکم جس کا لقب المستنصر باللہ تھا حکمران بنا عہدہ حجابت (لارڈ چیمبرلین) جعفر مصحفی کو عطا فرمایا، اس نے مستنصر کو جس دن اس نے تخت حکومت پر قدم رکھا تھا ایک تحفہ پیش کیا جس میں طرح طرح کی قیمتی قیمتی چیزیں تھیں جس کو ابن حبان نے مقتبس میں تحریر کیا ہے اور وہ یہ ہیں۔ ''ایک سو فرانسیسی غلام عمدہ نسل کے گھوڑے پر سوار تلواروں، نیزوں، زرہیں، ڈبالوں'' ہندی خودوں سے آراستہ پیراستہ تین سو بیس مختلف اقسام کی زرہ، تین سو خود ایک سو'' بیضہ ہندیہ، پچاس خود خشبیہ (لکڑی والے) یہ لکڑی فرانس کی مشہور اور اعلیٰ درجہ کی طاشانیہ سے کہیں زیادہ نفیس اور قیمتی تھی، تین سو فرانسیسی حربہ (نیزے) ایک سو سلطانی ڈھالیں دس جوشنیں سونے کی پچیس طلائی سنگین جو بھنیس کی سنیگ کی بنائی گئیں تھیں''

جلالقہ کی بغاوت:......خلیفہ ناصر کی وفات کے بعد جلالقہ کو ملک گیری کی ہوس شروع ہوئی فوجیں آراستہ کر کے سرحد پر آ پڑے خلیفہ حکم نے اس سے مطلع ہو کر بذات خود اس مہم کو سر کرنے کے لئے کوچ کیا اور اس شدت سے جلالقہ پر حملہ کیا کہ ان کے دانت کھٹے ہو گئے، بوریا بستر سنبھال کے سرحد بلاد اسلامیہ سے کوچ کر گئے صلح کا پیغام دیا اور اپنے اس خیال سے باز آئے جس کو انہوں نے خلیفہ ناصر کی انتقال کر جانے سے اپنے دماغوں میں پکانا شروع کیا تھا۔

جلیقہ پر حملہ:......اس کے بعد اس کا آزاد کردہ غلام غالب ❷ بلاد جلیقہ کے خلاف جہاد کرنے کو کمر بستہ ہو کر نکلا فوجیں آراستہ کر کے دارالحرب میں داخل ہونے کی غرض سے شہر سالم کی طرف روانہ ہوا جلیقہ نے بھی اس خبر سے مطلع ہو کے فوجیں تیار کیں دونوں فوجوں کا ایک وادی میں مقابلہ ہوا سخت اور خونریزی جنگ کے بعد عساکر اسلامیہ نے عیسائیوں کو شکست دی اور ان لشکر گاہ کو لوٹ کے فرولند قومس کے شہر پر چڑھ گئے اس کو بھی تاخت و تاراج کر کے کامیاب و کامران مال غنیمت لیے ہوئے واپس آئے۔

شانجہ کی وعدہ شکنی:......اسی زمانہ میں شانجہ بن رذمیر بادشاہ بشکنس کو وعدہ شکنی کا خیال پیدا ہوا اور عہد نامہ کے خلاف ممالک اسلامیہ کی جانب

---

❶......تاریخ الکامل (جلد نمبر ۵ صفحہ نمبر ۳۲۳) پر الناصر لدین اللہ تحریر ہے۔ ❷......اسلامی ممالک کی سرحدوں کا سپہ سالار تھا۔

(گذشتہ حاشیہ) اور دوسری سطر میں بزرگ قابل تعظیم مفتخر وشریف النسب عبدالرحمٰن خلیفہ و حاکم عرب در ملک اندلس اللہ تعالیٰ ان کی بقاء کو طویل کرے لکھا تھا، خلیفہ عبدالرحمٰن نے خط سن کر اشارہ کیا کہ خطباء اسپیکر یا لکچرار اور شعراء موقع کی مناسبت تبصرہ کریں اور قصیدے پڑھیں ولی عہد حکم نے فقیہ محمد بن عبدالبر کشنیائی کو اس خدمت کے انجام دینے کے لئے حکم دیا اگرچہ اس کو اپنی قادر الکلامی کا بہت دعویٰ تھا، ماہر فی البدیہہ خطبہ دینے پر بہ نسبت اوروں کے بہت ماہر تھا مگر دربار کی شان و شوکت اور خلیفہ ناصر کی سطوت و جبروت سے کھڑے ہوتے ہی بیہوش ہو کر گر پڑا پھر ابوعلی بغدادی اسماعیل بن قاسم قالی مولف امانی و نوادر کھڑا ہوا یہ خلیفہ کے یہاں وفد میں ہو کر عراق سے آیا ہوا تھا، اور ولی عہد سلطنت کا منظور و مقبول تھا حمد و نعت کے بعد یہ بھی خاموش ہو گیا، صورت سے معلوم ہوتا تھا کہ کسی فکر و اندیشہ میں مستغرق ہے ابن حبان وغیرہ نے ایسا ہی ذکر کیا ہے مورخ علامہ کی تحریر سے معلوم ہوتا ہے کہ خطبہ دینے کے لئے ابوعلی القالی پہلے سے اس خدمت پر مقرر کیا گیا تھا، مطمح میں لکھا ہوا ہے کہ جس وقت ابوعلی سکوت کے عالم میں حمد و نعت پڑھ کر کھڑا ہو گیا منذر بن سعید بلوطی جو زمرہ فقہاء میں حاضر دربار تھا خود بخود اٹھ کھڑا ہوا اور ایسی تقریر شروع کی کہ جو ابوعلی کے کلام سے جسپاں ہو گئی سامعین کو یہ معلوم نہ ہوا کہ حمد و نعت کسی اور کی ہے اور تقریر کسی اور کی خطبہ اور اشعار جو منذر نے اس موقع پر پڑھے تھے کتاب نفح الطیب جزء اول صفحہ ۲۳۸ و ۲۳۹ و ۲۴۱ میں موجود ہے فمن شاء الاطلاع علیھا فلیرجع الیه

مؤرخوں نے لکھا ہے کہ خلیفہ ناصر کے عہد حکومت میں دو کڑور چون لاکھ اسی ہزار دینار ایک دینار نو روپیہ کا تقریباً ہوتا ہے) اندلس کا ٹیکس تھا بازار اور گذروں کی آمدنی ساتھ لاکھ پینسٹھ ہزار دینار تھی باقی رہے اخماس غنائم (مال غنیمت کا پانچواں حصہ) یہ خارج از شمار تھے اس کا شمار کسی دفتر سے نہیں ہو سکتا خلیفہ ناصر اس خراج کو تین حصوں پر تقسیم کرتا تھا، ایک تہائی فوج اور جنگی سامان پر خرچ کرتا تھا اور ایک کو تعمیرات میں لگاتا تھا باقی رہا تیسرا ثلث وہ بیت المال میں جمع کیا جاتا تھا۔

بیان کیا جاتا تھا کہ وفات کے بعد خلیفہ ناصر، کاغذات میں سے ایک قلمی یادداشت بخط خاص خلیفہ ناصر نکلی جس مرحوم خلیفہ نے وہ دن انتہائی احتیاط سے لکھا تھے جو اس پچاس سالہ حکومت میں انکار خالی تھے گننے شمار کرنے سے معلوم ہوا کر اس طویل اور روانہ زمانہ میں اس کو ایسے صرف چودہ (۱۴) دن نصیب ہوئے۔

وقت وفات کے وقت اس کی عمر تہتر برس کی تھی۔ چہرہ کا رنگ سفید چمکدار، حسین، اور عظیم الجثہ تھا۔ پنڈلیاں پتلی اور چھٹی۔ پیٹھ تھی۔ اہل اندلس کا بیان ہے کہ یہ پہلا خلیفہ ہے جو اپنے دادا کے بعد سر پر حکومت پر جلوہ افروز ہوا۔ ام دلد جانہ کے بطن سے تھا جن لوگوں نے امیر المومنین کا خطاب اختیار کیا ان میں سے کسی نے اس کے زمانہ خلافت کے برابر علاوہ مستنصر علوی (والی مصر) کے خلافت نہیں کی گیارہ بیٹے وفات کے وقت اس کے موجود تھے ماہ رمضان المبارک ۳۵۰ھ میں وفات پائی افسوس ہے کہ اس کے جانشیں پھر ایسی قابلیت کے نہ ہوئے۔ (مترجم) ملخص از کتاب نفح الطیب جلد اول صفحہ ۲۲۷ لغایۃ ۲۴۷ و کامل ابن الاثیر جلد ۸ صفحہ ۲۰۱ و تاریخ اسپین انگریزی۔

پیش قدمی شروع کی، خلیفہ حکم نے یحییٰ بن محمد تجیبی والی سرقسطہ کو افواج اسلامیہ کا کمانڈر بنا کر اس مہم کو سر کرنے کے لئے روانہ کیا، جلالقہ کا بادشاہ شانجہ کی کمک پر آیا گھمسان کی جنگ ہوئی میدان یحییٰ کے ہاتھ رہا عیسائیوں کو بہت برے طریقے سے شکست ہوئی، بھاگ کر قوریہ میں اپنی جان بچائی، عساکر اسلامیہ نے دل کھول کر شانجہ کے مقبوضات تباہ و برباد کی اور بہت سامال غنیمت لے کر واپس آئے۔

سغالب اور وشقہ کی فتوحات:......انہیں دنوں ہذیل بن ہاشم اور غالب (مولائے حکم) بہ اجازت خلیفہ حکم سرحدی عیسائی مقبوضات کے خلاف جہاد کرنے گیا اور کامیابی کے ساتھ واپس آیا، حکم کے فتوحات کی تمام سرحدی ملکوں میں دھوم مچ گئی، سرحدی اسلامی سپہ سالاروں کے حوصلے بڑھ گئے ہر طرف سے فتح یابی اور کامیابی کی خوش خبریاں آنے لگیں، ان فتوحات میں سب سے بڑی اور نمایاں فتح قاہرہ مقبوضات بشلنس کی فتح تھی جو غالب کے ہاتھ پر ہوئی، خلیفہ حکم نے اس کو نئے سرے سے تعمیر کرایا اور اپنی خاص توجہ اس کی جانب صرف کی اس کے بعد فتح قطوبیہ کی ہے قطوبیہ کو سر کرنے کا سہرہ سپہ سالار وشقہ کے سر پر باندھا گیا اس کے فتح ہونے سے بہت سامال، اسباب جنگی آلات اور غلہ کا بہت بڑا ذخیرہ ہاتھ لگا اس کے مضافات سے گائے، بکریاں، گھوڑے کھانے پینے کی چیزیں اور قیدی جو تعداد و شمار سے باہر تھے عساکر اسلامیہ کے ہاتھ آئے۔

کمانڈر غالب کا البہ پر حملہ:......پھر ۳۴۵ھ میں غالب سپہ سالار افواج اسلامی نے "البہ" حملہ کیا اس مہم میں یحییٰ بن محمد تجیبی اور قاسم بن مطرف بن ذی النون وغیرہ مہمانامی گرامی کار آزمودہ سپہ سالار بھی شریک تھے، عساکر اسلامیہ نے پہلے قلعہ غرماج پر قبضہ کیا اس کے اور دشمن کے بلاد میں تاخت و تاراج کرتے ہوئے گھس گئے اور کامیابی کے ساتھ واپس۔

مجوسیوں کا بحری حملہ اور پسپائی:......اسی سال مجوسیوں کی کشتیوں کا بیڑا بحر کبیر کے ساحل سے آ لگا اور ان لوگوں نے خشکی پر اتر کر اشبونہ کے مضافات میں قتل و غارتگری اور لوٹ مار شروع کر دی، اہل اشبونہ مسلح ہو کر مقابلہ پر آئے اور مجوسیوں سے لڑنے لگے، گھبرا کر مجوسی اپنی کشتیوں کی طرف بھاگے، خلیفہ حکم کو اس کی خبر ملی تو اس بیدار مغز بادشاہ نے سپہ سالاروں کو ساحلوں کی حفاظت کی ہدایت اور تاکید کی اور عبدالرحمٰن بن رماحس امیر البحر کو حکم دیا کہ جتنی جلدی ممکن ہو جنگی کشتیوں کا ایک بیڑا مجوسیوں سے جنگ کرنے بھیج دو اس حکم کے صادر ہوتے ہی یہ اطلاع پہنچی کہ ساحلوں کے ہر طرف سے عساکر اسلامیہ نے یلغار کر کے مجوسیوں کو ان کی پیش قدمی کا مزا چکھا کے ذلیل و خوار واپس کر دیا۔

خلیفہ حکم اور اردون بن اوفونش:......ان واقعات کے بعد اردون بن اوفونش معزول شہزادہ جلالقہ حکم کے دربار میں حاضر ہوا اور انتہائی منت سماجت سے درخواست کی کہ مجھ کو تخت حکومت پر متمکن ہو گیا تھا، اور عیسائیوں نے اس کی اطاعت قبول کر لی تھی، اس وقت اردون اپنے داماد فردون (حکمران قشتیلیہ) کے پاس چلا گیا تھا، خلیفہ ناصر کی وفات کے بعد اردون کو یہ خیال آیا کہ شاید خلیفہ حکم بھی شانجہ کا معاون نہ ہو جائے جیسا کہ اس کا باپ خلیفہ ناصر اس کا مددگار تھا اس خیال کا پیدا ہونا تھا کہ سامان سفر درست کر کے بطور وفد خلیفہ حکم کی خدمت میں حاضر ہو کر پناہ گزیں ہو گیا خلیفہ حکم نے اس سے ملاقات کرنے کا ایک خاص دن مقرر کیا اور جیسا کہ اس سے پہلے سفر سلاطین کے آنے پر دربار سجایا تھا اردون کے آنے پر بھی ایوان خلافت آراستہ کیا گیا ابن حیان نے اس آراستگی و اہتمام کو اسی طرح بیان کیا ہے جس طرح کہ پہلے دربار کا حال تحریر کیا ہے۔

حکم اور اردون کے درمیان معاہدہ:......الغرض خلیفہ حکم کی خدمت میں اردون باریاب ہوا، خلیفہ حکم نے بیٹھنے کی اجازت دی اس کے دشمن کے مقابلہ میں امداد کا وعدہ کیا اور چونکہ اردون خود دربار شاہی میں حاضر ہوا تھا اس لئے خلعت عنایت کی اس کے بعد اہل اسلام سے دوستی اور فرولند قومس سے قطع تعلق کر لینے کی شرط پر عہد نامہ لکھا گیا خلیفہ حکم نے توثیق عہد و قرار کی غرض سے اردون کے ہاتھ پر ہاتھ مارا اور اردون نے اپنے بیٹے غرسیہ کو مزید اطمینان کے لئے دربار خلافت میں بطور ضمانت کے پیش خدمت رہنے کا وعدہ کیا، چنانچہ عہد نامہ کی تکمیل کے حملے اور جائزے اردون کو اس کے ساتھیوں کو عطا ہوئے واپس جاتے ہوئے ان لوگوں کے ساتھ قرطبہ کے چند ذمی مسیحی امراء اور ولید بن مغیث قاضی، اصبغ بن عبداللہ بن جاثلیق اور عبداللہ بن قاسم مطران وغیرہ بھیجے گئے کہ اردون کے ملک میں پہنچ کر اس کی تخت نشینی کی رسم میں شریک ہوں اور اس کے رہین کو قرطبہ لے آئے یہ واقعہ ۳۵۱ھ کا ہے۔

حکم اور شانجہ کے درمیان معاہدہ کی تحریر: ..... انہیں دنوں اردون کے چچازاد شانجہ بن رذمیر نے پھر اہل جلیقہ وسمورہ کے سرداروں اور مسیحی علماء کو بطور وفد دربار شاہی میں اظہار اطاعت اور شاہنشاہی اقتدار تسلیم کرنے کی غرض سے روانہ کیا اور اس کا اظہار کیا کہ جس طرح آپ کے بزرگ باپ خلیفہ ناصر نے مجھے حکومت پر متمکن فرمایا تھا اسی طرح آپ مجھے بحال وقائم رکھئے خلیفہ حکم نے ان لوگوں کے عہد و اقرار کو چند شرائطوں کے ساتھ قبول فرمایا ان میں سے قلعوں اور برجوں کا گرانا بھی تھا جو ممالک اسلامیہ کی سرحد پر بنا لئے گئے تھے۔

فرانس برشلونہ اور طرکونہ کی سفارتیں: ..... اس کے بعد پریزیڈنٹ فرانس کی طرف سے اتحادی تعلق قائم رکھنے کی سفارت آئی، اسی وقت برشلونہ اور طرکونہ کے بادشاہوں نے بھی سفارتیں بھیجیں اور یہ درخواست کی کہ دونوں سلطنتوں میں جیسا کہ اس پہلے رسم واتحاد وہی قائم و بحال رکھا جائے سفارت کے ساتھ ان دونوں بادشاہوں نے کچھ تحفہ بھی بھیجا تھا جو یہ ہے ''صقالیہ کے خواجہ سراؤں کے لڑکے میں افراد بیس قنطار ❶ سمور کا اون' پانچ قنطار قصدیر، ❷ دس ہتھلی زرہیں اور دوسو فرانسیسی تلواریں''۔

خلیفہ حکم نے ان لوگوں ے تحائف کو قبول فرمایا اور ان شرائط سے صلح کر لی کہ یہ دونوں ان قلعوں کو منہدم ومسمار کرادیں جو حدود ممالک اسلامیہ کے قریب واقع ہیں اور دونوں آئندہ اپنے کسی ہم مذہب کی مدد، خلافت مآب کے خلاف نہ کریں اور عیسائیوں کو مسلمان تاجروں کو مزاحمت اور ایذارسانی سے روک دیں۔ اس کے بعد غرسیہ بن شانجہ بادشاہ بشکنس کے سفراء، روساء اور علماء نصاریٰ کے ایک گروہ کے ساتھ دربار حکم میں حاضر ہوئے صلح کی درخواست پیش کی اگر چہ اس نے سفارت کے بھیجنے اور صلح کی درخواست کرنے میں توقف کیا تھا مگر خلیفہ حکم نے اپنی فیاضی اور عام اخلاق سے اس کو محروم نہ رکھا اس کی بھی درخواست منظور فرمائی، چنانچہ سفراء بادشاہ بشکنس کامیابی کے ساتھ واپس آ گئے۔

لرزیق کی سفارت: ..... سن ❸ ۳۶۵ھ میں ماردہ لزریق بن بلادکش سردار مغربی جلیقہ کی ماں جو سب میں سربرآوردہ اور ممتاز تھا دار الخلافت قرطبہ میں خلیفہ حکم کی خدمت میں آئی خلیفہ حکم نے اس کی بڑی خاطر ومدارات کی، اراکین حکومت کو استقبال کا حکم دیا اور اس سے ملنے کا ایک خاص دن مقرر کیا جس میں تمام شاہی محل اور دربار آراستہ کیا گیا چنانچہ لزریق کی ماں نے حاضر ہو کر صلح ومراسم اتحاد قائم رکھنے کی درخواست پیش کی خلیفہ حکم نے اس کی خواہش اور استدعاء کے مطابق اس کے بیٹے کے لئے عہد نامہ صلح لکھ دیا اور اس کو بہت سامال وزر عطا کی، جو اس کے ساتھی وفود میں تقسیم کر دیا گیا اس کے علاوہ ایک خچر سواری کے لئے عطا کیا جس کی زریں اور لگام سونے کی تھی اور جھول دیبا کی تھی اس کے بعد خلیفہ حکم کے اور ارکین حکومت نے اس سے بازدید کی ملاقات کی۔

زناتہ مغراوہ اور مکناسہ کی اطاعت: ..... ان واقعات کے بعد خلیفہ حکم کی فوجیں المغرب الاقصیٰ کی اور حدود المغرب الاوسط کی حدود بڑھیں اور زناتہ، مغراوہ، اور مکناسہ کے بادشاہوں کو خلیفہ حکم کے شاہنشاہی اقتدار کے تسلیم کرنے کا پیغام دیا ان لوگوں نے خوش دلی سے خود کو خلیفہ حکم کے ظل جماعت میں داخل کر کے اس کے اقتدار شاہی کو تسلیم کر لیا اور اس کے نام کا خطبہ اپنے یہاں کی جامع مساجد میں پڑھنے لگے، اسی وجہ سے حکومت شیعہ اور دولت امویہ اندلوسیہ میں رقابت پیدا ہو گئی اور ایک کا دوسرے سے ان ملکوں میں تصادم ہوا۔

آل خزر اور ابوالعافیہ کے وفد: ..... عمران کے بادشاہوں میں سے بنی آل خزر اور اپنی ابی العافیہ بطور وفد کے دربار حکم میں حاضر ہوئے تھے چنانچہ خلیفہ حکم نے ان لوگوں کو معقول انعامات عنایت کئے، عزت اور توقیر ٹھہرایا نہایت عزت سے واپس کیا، ان کے سرداروں میں سے بنی ادریس کی سرحد پر سرسبز وشاداب مقام پر کچھ عرصہ رہنے کے لئے جگہ دی پھر دریا کی راستے ان کو قرطبہ لے آیا اور جلاء وطن کر کے اسکندریہ کی جانب روانہ کر دیا جیسا کہ آئندہ ہم ان کو تحریر کریں گے۔

علم وادب کی سرپرستی: ..... خلیفہ حکم نے علوم اور فنون کا شیدائی، اہل علم وفضل کا قدردان اور عزت کرنے والا تھا، ہر قسم کی کتابوں کا بے حد شائق تھا اس

---

❶ ..... ایک قنطار سو (۱۰۰) رطل کا ہوتا ہے اور ایک رطل ۳۳ تولہ کے برابر ہوتا ہے۔ (مترجم)۔ ❷ ..... قصیدہ ریا قزوریا ایک معدنی دھات ہے۔ (مترجم)۔ ❸ ..... یہاں متن میں جگہ خالی تھی جسے جدید عربی ایڈیشن (جلد نمبر ۱۵۰) سے پر کیا گیا ہے۔ (مصحح جدید)

نے ایک بہت بڑا کتب خانہ بنوایا تھا جس میں بے شمار کتابیں تھیں اس سے پہلے اندلس کے بادشاہوں میں سے کسی نے اتنی کتابیں جمع نہیں کی تھی۔

ابن حزم کی تحریر: ..... ابن حزم کہتا کہ مجھے خواجہ سرا تلید نے جو کتب خانہ مکان بنی مروان کا داروغہ تھا اطلاع دی ہے کہ حکم کے شاہی کتب خانہ میں صرف دواوین کی فہرست کی چوالیس جلدیں تھیں، ہر فہرست میں بیس بیس اوراق تھے جس میں سوائے دواوین ❶ کے ناموں کے اور کتابوں کے نام نہ تھے حکم نے دارالحکومت قرطبہ میں علم وفضل کا بازار لگا دیا تھا، دور دراز ملکوں سے اہل علم وفضل اس کی مقناطیس کشش سے کھنچے آنے تھے، ابوعلی القالی ❷ مؤلف کتاب والامانی پھر بغداد جیسے اسلامی دارالسلطنت سے قرطبہ چلا آیا خلیفہ حکم اس کی بے حد عزت اور قدر افزائی کی، اہل اندلس نے اس کے علم سے فائدہ اٹھایا، بنظر قدر افزائی خلیفہ حکم نے اس کو اپنے مخصوص مصاحبوں میں داخل کرلیا اور اس کے علم سے مستفاد ہوا، نادر نایاب اور نئی کتابوں کے بہم پہنچانے کے لئے تمام عالم میں معتبر معتبر آدمیوں اور تجار کو روانہ کیا کہ جتنی نادر کتابیں دستیاب ہوں زر کثیر ان کی خریداری میں خرچ کر کے ان کو حاصل کرلیا قرطبہ بھیج دیں جہاں کہیں سنتا کہ فلاں شخص نے فلاں کتاب تصنیف کی ہے فوراً اشاعت سے پہلے اس کتاب کو خرید کر کے اپنے کتب خانہ میں داخل کرلیتا تھا، چنانچہ ابوالفرج اصفہانی مصنف کتاب الاغانی کے ساتھی یہی معاملہ پیش آیا، ابوالفرج خاندان بنی امیہ میں سے تھا، حکم نے ایک ہزار دینار سرخ اس کے پاس بھیج دیئے اور ایک نسخہ کتاب مذکور کا عراق میں شائع ہونے سے پہلے منگوا کر اپنے کتب خانہ میں رکھ لیا، ایسا ہی واقعہ قاضی ابوبکر بہری مالکی کے ساتھ پیش آیا تھا جب کہ اس نے مختصر ابن عبدالحکیم کی شرح لکھی تھی، بڑے بڑے خوشنویسوں، خطاط اور عمدہ عمدہ جلد سازوں کا دارالحکومت قرطبہ میں جمگھٹا رہتا تھا جو کتاب بقیمت نہ مل سکتی تھی اس کی نقل کرلی جاتی تھی غرض اندلس میں اتنا بڑا ذخیرہ کتابوں کا فراہم ہوگیا تھا کہ خلیفہ حکم سے پہلے اور نہ اس کے بعد جمع ہوا، البتہ خلیفہ ناصر عباسی ابن مستضی تاجدار سلطنت بغداد نے ایسا ہی ذخیرہ کتابوں کا جمع کیا تھا، اس زمانہ سے یہ کتابیں مسلسل قرطبہ کے شاہی محل میں رہیں یہاں تک کہ زمانہ محاصرہ بربر میں بہ اجازت وحکم واضح حاجب، اکثر کتابیں فروخت کر ڈالیں گئیں، واضح حاجب منصور بن ابی عامر کا خاص خادم تھا، باقی کتابیں جس وقت بربر نے قرطبہ میں قدم رکھا اور بزور تیغ اس پر قابض ہوئے کچھ جلا دی گئیں اور زیادہ لوٹ گئیں جیسا کہ آئندہ ہم تحریر کریں گے۔

خلیفہ حکم کی وفات: ..... خلیفہ حکم کے عہد حکومت میں اس کی فوجیں سرحدی المغرب الاقصیٰ اور المغرب الاوسط کو مسلسل پامال اور تاراج کرتی رہیں زناتہ، مغرادہ، اور مکناسہ کے بادشاہوں نے نہایت خوشی سے اس کی حکومت اور شاہی اقتدار کو تسلیم کیا اس کے نام کا خطبہ اپنے ہاں کے منبروں اور مسجدوں میں پڑھا یہی وجہ تھی کہ حکم نے شیعہ حکومت سے جو کہ ان دنوں اس کے گردونواح میں پھیلی ہوئی تھی مقابلہ کیا، ان کے ملوک وسلاطین آل خزر اور بنی ابی العافیہ بطور وفد اس کے دربار میں آئے اس نے ان لوگوں کے وفد کی بے حد عزت کی اور معقول تحائف عنایت کئے۔

ہشام مؤید کی حکومت: ..... بعد اس کے خلیفہ حکم ❸ المستنصر باللہ اموی تاجدار اندلس مرض فالج میں مبتلا ہوا رفتہ رفتہ بیماری اتنی ترقی کی کہ بڑھی کہ

---

❶ ..... داوٗدین، دیوان کی جمع ہے۔ ❷ ..... پورا نام اسماعیل بن القاسم بن عیدون بن ہارون بن عیسیٰ بن محمد بن سلیمان البغد اوی جو القالی کے نام سے مشہور ہیں (یعنی ابوعلی القالی) علم لغت اور نحو کے امام تھے، قرطبۃ میں ۳۲۸ھ میں وفات پائی ''الممد ودوالمقصود'' اور ''الامالی'' وغیرہ کتابیں تصنیف کیں دیکھیں معجم المصنفین، علامہ عمر رضا کحالہ (جلد نمبر ۲ صفحہ نمبر ۲۸۶)۔ ❸ ..... خلیفہ حکم کی سوانح پر نظر ڈالنے سے یہ معلوم ہوتا ہے، کہ اگرچہ حکم اس شان وشوکت اور رعب وداب کا حکمران نہ تھا جیسا کہ اس کا باپ خلیفہ ناصر تھا، مگر پھر بھی اس جلال سے یورپ کے بادشاہ خوف زدہ ہو رہے تھے۔ اور اس سے اتحادی تعلق قائم رکھنے کو باعث فخر وعزت سمجھتے تھے۔

خلیفہ حکم نے اپنے باپ کے انتقال کے دوسرے دن جمعرات کو حکومت سنبھالی تھی پورے ملک میں اپنی بادشاہی وتخت نشینی کے فرامین اور خطوط روانہ کئے حکومت اپنے ہاتھ میں لیتے ہی نظام حکومت کے درست کرنے، شیرازہ سلطنت کو مستحکم ومضبوط بنانے عام تعمیرات اور ترتیب افواج کی جانب توجہ کی۔

ناصر کی وفات اور حکم کی تخت نشینی سے سرحدی عیسائی اور امراء نے ممالک اسلامیہ کی طرف پیش قدمی شروع کی اور یہ کچھ کر کے خلیفہ ناصر کا انتقال ہو ہی چکا ہے اور اس کا جانشین محض کتابی کیڑا ہے وعدہ شکنی پر تیار ہوگئے، خلیفہ حکم نے اس کے مقابلہ پر فوجیں بھیجیں، ان فوجوں کی سپہ سالار ہی کبھی تو وہ خود کرتا تھا اور کبھی اپنے نامور سورما اور جنگ جو امراء ووزراء کو لشکر کا امیر مقرر کر کے روانہ کرتا تھا اور اس فوج کشی میں کامیابیاں حاصل کرتا تھا، انگریزی مورخوں کا یہ خیال ہے کہ خلیفہ حکم کتابی کیڑا تھا اس کو مخالفین کے مقابلہ پر خلیفہ اعظم عبدالرحمن ثالث الناصر لدین اللہ کا بیٹا ہونے کی وجہ سے کامیابی ہوتی تھے مخالفین کے دلوں پر اسکے باپ کا رعب وداب کا سکہ بیٹھا ہوا تھا، اگر ان کا یہ خیال صحیح تسلیم کرلیا ہے۔ تو کسی طرح یہ نہیں سمجھ میں نہیں آتا کہ سرحدی عیسائیوں کو وعدہ شکنی پر کون ابھارتا تھا اصل حقیقت یہ ہے کہ ان احسان فراموشوں کو خلیفہ ناصر کی کفش برداری اور قتل وغارتگری

(بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

بستر سے لگ گیا اور سولہ ❶ سال حکومت کر کے وفات پائی، اس کے بعد اس کے بیٹے ہشام نے تخت خلافت پر قدم رکھا، یہ اس وقت کم عمر تھا بالغ

❶ ...... تاریخ الکامل (جلد نمبر ۵ صفحہ نمبر ۴۱۸) پر پندرہ سال اور پانچ مہینے تحریر ہیں۔

(بقیہ گذشتہ صفحہ سے آگے) بھول گئی تھی اور اس اتفاقی تبدیلی حکومت سے انہوں نے فائدہ حاصل کرنے کی کوشش کی مگر ناکام رہے نتیجہ یہ ہوا کہ سب نے حاضر ہو کر پھر صلح کی درخواست کی اور اس کے شاہی اقتدار کو تسلیم کا کی جیسا کہ آپ اصل ترجمہ تاریخ میں ابھی پڑھ چکے ہو۔

آخری ماہ صفر ۳۹۱ھ میں اردون (اورڈونو) بن اوفونش اپنے بیس مصاحبوں کے ساتھ بطور وفد اندلس میں داخل ہوا۔ غالب ناصری اس کو اپنے ساتھ لئے ہوئے قرطبہ کی جانب روانہ ہوا، راستے میں محمد اور افلح ناصر کے بیٹے عظیم فوج لئے ہوئے ملے، اگلے دن یہ دونوں ارون کے ساتھ قرطبہ کی طرف روانہ ہوئے خلیفہ حکم نے اس سے مطلع ہو کر ہشام مصحفی کو بہت بڑی باضابطہ فوج کے ساتھ اردون کے استقبال کا حکم دیا، چنانچہ غالب محمد زیاد اور ہشام مصحفی اردون کو اس کے بیس ساتھیوں کے ساتھ قرطبہ کے شہر پناہ کے اندر داخل ہوئے اردون نے باب سدہ اور باب جناں کے درمیان پہنچ کر دریافت لیا "مرحوم خلیفہ ناصر کس جگہ مدفون ہوئے ہیں" بادشاہ سے بتلایا گیا کہ قصر خلافت کے اس حصہ میں مدفون ہیں ،اردون نے سنتے ہی سر سے ٹوپی اتار لی، مکان قبر کی طرف ذرا جھکا اور دعا کی اس کے بن خیزران نصاریٰ، قرطبہ اور عبیداللہ بن قاسم مطران طلیطلہ وغیرہ بھی تھے۔ اردون دونوں صفوں کے درمیان سے ہو کر گذرا۔ صفوں کی ترتیب زرق برق وردیاں ہتھیاروں کی چمک دمک اور فوج کثرت نے ایسا حیران ہو گیا کہ آنکھیں اوپر نہیں اٹھ سکتی تھیں رفتہ رفتہ باب الاقباء تک پہنچا جو قصر الزہراء کا پہلا دروازہ تھا جو امراء وارا کین اردون کو لانے گئے تھے سواریوں نے اتر گئے۔ بادشاہ اردون اور اس کے خاص خاص سردار سواری ہی پر رہے یہاں تک کہ باب السدہ" پر پہنچے اس وقت اردون کے سرداروں کو پیدل چلنے کا شاہی ملازمین نے اشارہ کیا لہٰذا وہ سب کے سب پیدل گئے، صرف اردون اپنے گھوڑے پر سوار رہا۔ محمد بن طملس کے ساتھ چلا جار ہا تھا، باڈی گارڈ کے مکان میں پہنچ کے قبلہ دالانوں میں سے بیچ کے ہال میں اتارا گیا، ہال کے بیچ میں ایک پتھر چبوترہ تھا جس پورے سونے کی کرسی رکھی تھی اردون اوس کرسی پر بیٹھ گیا۔ اس کے ساتھ بھی ان کے گروہ بیٹھ گئے، یہ وہی مکان تھا جہاں پر اس سے پہلے اس کا رقیب سلطنت، شانجہ بن رذ میر بیٹھا تھا، جب کہ وہ بطور وفد خلیفہ ناصر کے دربار میں حاضر ہوا تھا تھوڑی دیر کے بعد خلافت مآب کے پیش گاہ سے اردون کی حاضری کی اجازت ہوئی اردون نہایت ادب سے خاص دربار کے کمرہ کی طرف چلا اس کے پیچھے پیچھے اس کے سارے اس سارے ساتھی آہستہ آہستہ چلے، جوں ہی اس صحن میں پہنچا جو کہ مجلس شرقی کے سامنے تھا جہاں شاہی تخت رکھا ہوا تھا، اور خلیفہ حکم رونق افروز تھا، اردون کھڑا ہو گیا، سر سے ٹوپی اتار لی، گھٹنوں کے بل دونوں صفوں کے درمیان جو کہ دورویہ صحن میں تھیں چلنے لگے یہاں تک کہ صحن کے طے کر کے اس ہال (کمرہ) کے دروازہ پہنچا جس میں شاہی تخت رکھا ہوا تھا فوراً سجدہ میں گر پڑا پھر سر اٹھایا، اور چند قدم چل کے سجدہ کیا دوبارہ، تین بار بار بار سجدے کرتا ہوا قریب تخت خلافت کے قریب پہنچا خلیفہ حکم نے ہاتھ بڑھایا اردون ہاتھ چوم کر کے الٹے پاؤں واپس آ کر اس گدے پر بیٹھ گیا، تخت خلافت سے دس گز کے فاصلہ پر بچھا ہوا تھا، یہ گدر یشم کا تھا، سنہرے کام سے بالکل بھرا ہوا تھا، اردون ،خلافت مآب کے اشارہ پر اس گدی پر بیٹھ گیا اس کے بعد اس کے دوسرے ساتھیوں نے اسی طرح خلافت مآب کے ہاتھ چومے اور الٹے پاؤں لوٹ کر اردون کے پیچھے آ کر کھڑے ہو گئے، ولید بن خیزران قاضی نصاریٰ قرطبہ کو ترجمانی کی خدمت کے انجام دینے کا اشارہ ہوا، تھوڑی دیر کے بعد جب اردون کے چہرہ سے شاہی اجلال سے مرعوب ہونے کا اثر کم ہوا تو خلیفہ حکم نے ارشاد کیا "ہمیں تمہارے آنے سے بہت مسرت ہوئی، تمہاری اقبال مندی کی قوی دلیل یہ ہے کہ تمہارے بارے میں ہمارے خیالات نہایت اچھے ہیں اور ہم تمہاری امید سے زیادہ تمہارے مقصد میں تمہاری مدد کریں گے" اردون کا چہرہ ان فقروں کے سنتے ہی فرط مسرت سے چمکنے لگا جوش میں آ کے فرش کو چوم لیا جو شاہی تخت کے نیچے بچھا ہوا تھا اور عجز وانکساری سے عرض کیا "میں امیر المومنین کا غلام ہوں اور امیر المومنین کے فضل واحسانات سے امید رکھتا ہوں کہ جہاں پر اور جس خدمت پر امیر المومنین اپنے احسانات وافضال سے اس بندہ درگاہ کو مقرر کریں گے نہایت سچائی اور ارادت مندی سے اس خدمت کو انجام دے گا" خلیفہ حکم نے جواب دیا "تم ہمارے خیال میں اس مرتبہ وعزت کے لائق ہو جس پر ہماری عنایات ہو سکتی ہے عنقریب ہمارے احسانات اور افضال تم پر اتنے ہوں کہ تمہارے ہم قوم اور خاندان والے تم پر رشک کریں گے اور تم دیکھ لو گے کہ ہمارے سایہ عاطفت میں آ جانے سے کتنا آرام اور آسائش پاؤ گے" اردون یہ سن کر فرط مسرت سے سجدہ میں گر پڑا تھوڑی دیر کے بعد سر اٹھا کے گذارش کی شانجہ میرا چچازاد بھائی خلیفہ ناصر کی خدمت میں فریاد کی سن کر حاضر ہوا تھا، اس کی بڑی عزت افزائی ہوئی تھی وہ حقیقت میں پریشان حاضر ہوا تھا، اس کو اس کی رعایا نے بوجہ ظلم وبداخلاقی کی وجہ سے معزول کر دیا تھا ،اور اس کی جگہ مجھے سرداری کے لئے منتخب کیا تھا حالانکہ میں نے اس کی کوئی کوشش نہیں کی تھی، چنانچہ میں نے اس کو حکومت کے تخت سے اتار دیا اور وہ پریشان ہو کر مرحوم خلیفہ کی خدمت میں حاضر ہوا مرحوم خلیفہ نے اس کی عزت وتوقیر کی اور اس کی خواہش کے مطابق اس کی مدد کی مگر اس نے اپنے فرائض منصبی نہ ادا کئے، اور نہ احسانات شاہی کا شکر یہ ادا کیا ،اور نہ ان حقوق کی نگرانی کی جو اس پر موحوم خلیفہ اور پھر امیر المومنین کے تھے، یہ ارادت مند بلا کسی ضرورت اور حاجت کے دردولت کی آستانہ بوسی کے لئے حاضر ہوا ہے محض شاہی عنایت کا امیدوار اور خلافت پناہی کے لطف وکرم کا طلبگار ہے، اس وقت تک میری جانب سے میری رعایا کے بعد سر پر ٹوپی رکھ لی، خلیفہ حکم نے دار ناعورہ میں ٹھہرانے کا حکم دیا۔ اس مکان کو پہلے ہی سے قالینوں اور فرنیچر سے آراستہ کر رکھا تھا، چنانچہ انتہائی عزت واحترام سے اردو اس مکان میں ٹھہرایا گیا، جمعرات اور جمعہ دو دن آرام سے مقیم رہا تیسرے دن بروز ہفتہ کو خلیفہ حکم نے اردون کو دربار میں حاضر ہونے کی اجازت دی جس طرح خلیفہ ناصر نے بادشاہ کے سفیروں کے حاضر ہونے پر دربار کو آراستہ کیا اور سجایا تھا اسی طرح خلیفہ حکم نے دربار کی آرائش میں اپنی توجہ صرف کی۔ خصر الزہراہ کے مجلس شرقی میں تخت رکھا گیا اخوان الریاست اور ان کے بیٹے پھر وزراء اور ان کے بیٹے پھر قاضی منذر بن سعید، حکام ،فقہاء ترتیب وار مراتب کے مطابق اپنے اپنے جگہوں پر بیٹھے، باڈی گارڈوں کا دستہ اور فوج دورویہ صف بستہ کھڑی ہوئی۔ محمد بن قاسم بن طملس اردون کے (بقیہ اگلے صفحہ پر)

ہونے والا تھا، خلیفہ حکم نے ہشام کی ولی عہدی کے زمانہ میں محمد بن ابی عمر کو ہشام کی وزیر پر مقرر کیا تھا۔

محمد بن ابی عامر:......محمد بن ابی عامر پہلے دفتر قضاء میں ملازم تھا، خلیفہ حکم نے اس کی ملازمت کو محکمہ وزارت میں تبدیل کر لیا رفتہ رفتہ تمام امور کا انتظام اس کے سپرد کر دیا گیا آدمی ہوشیار اور کفالت شعار تھا۔

خلیفہ کے مخالف بھائی کا قتل:......مستقل طور سے وزارت کا کام کرنے لگا اور خلیفہ حکم کی آنکھوں میں بھی عزیز اور عزت دار ہو گیا لہٰذا جب خلیفہ حکم نے اپنا دنیا کا سفر تمام کیا اور ہشام کی حکومت کی بیعت لی گئی، اور ''المؤید'' مبارک خطاب قبول کیا اس وقت محمد بن ابی عامر نے خلیفہ کے بھائی کو دعویدار خلافت تھا بڑی چالاکی سے قتل کیا اس کے بعد جعفر بن عثمان مصحفی (خلیفہ حکم کا حاجب) غالب والی مدینہ سالم (ہیڈ ناسلی) شاہی محل کے خواجہ سراؤں اور ان کے سرداروں ''فائق'' اور ''جوذر'' سے سازش کی اور اس معاملہ میں ان لوگوں کو شریک کر کے مغیرہ کو قتل کیا اور کامیابی کے ساتھ ہشام کی خلافت و امارت کی سب سے بیعت لے لی۔

محمد بن ابی عامر کے اختیارات:......محمد بن ابی عامر کے اختیارات جو کہ ہشام کی کم عمری کی وجہ سے سیاسی معاملات میں پیش پیش تھا اور سلطنت و حکومت کے سیاہ و سفید کرنے کا مالک ہو گیا تھا خلیفہ حکم کے بعد بے حد بڑھ گئے۔ اہل حکومت، اراکین سلطنت کے ساتھ چالیں چلنے لگا ایک کو دوسرے سے لڑا دیا، بعض کو بعض کے ذریعہ سے قتل کرایا۔

(بقیہ گذشتہ صفحہ سے آگے) بادشاہ کو لئے ہوئے قصر الزہراء میں داخل ہوا، اندلس کے ذمی عیسائی روساء کا ایک گروہ بھی اس کے ساتھ تھا، انہیں لوگوں میں ولید خیالات اچھے ہیں اور وہ بدل و جان میری حکومت کے خواہاں ہیں'' خلیفہ حکم نے ارشاد کیا ''ہم تمہارے مطلب سمجھ گئے عنقریب تم ہمارے احسانات اور عنایات کا اس سے دگنا پھل حاصل کرو گے۔ جتنا کہ ہمارے نامور باپ نے تمہارے چچازاد پر کئے تھے۔ اگر چہ اس کو فضیلت سبقت کی حاصل ہے مگر یہ فضیلت ایسی نہیں ہے کہ تمہارے کسی قسم کے حقوق نظر انداز کئے جائیں انشاء اللہ تعالیٰ، تم ہمارے پاس سے محسوہ اور بغوطا اپنے ملک واپس جاؤ گے ہم تمہارے ملک اور تمہاری حکومت کی بنیاد و مستحکم کریں گے جو لوگ تمہاری مخالفت کریں گے ہم ان کو اس مخالفت کا مزہ چکھا دیں گے، ہم اپنے احسان اور فضل سے تمہیں اسی رتبہ پہنچا دیں گے بس پر تم پہلے تھے اور جو علاقے تم سے چھین لئے گئے ہیں ہم ان کو پھر تمہارے حوالے کر دیں گے۔ واپس جاتے وقت اسی مضمون کا فرمان لکھ کر ہم تمہیں عطا کریں گے تا کہ وہ تمہارے اور تمہارے چچازاد بھائی کے حقوق کی نگرانی اور تمہاری تقرری پر دلالت کرے، انشاء اللہ تعالیٰ، ہم تمہیں تمہارے امید سے زیادہ اپنی عنایتوں سے محفوظ اور مسرور کریں گے، واللہ علی ما نقول وکیل'' اردون نے یہ سن کر شکرانہ کا دوبارہ سجدہ کیا اور اجازت حاصل کر کے الٹے پاؤں دربار سے واپس آ گیا تا کہ خلافت مآب کی طرف واپسی میں پشت نہ ہو، دو خواجہ سرا، اردون کے دونوں بازو پکڑ کر مجلس غربی کے صحن میں لائے اب اس وقت اردون کے ہوش و حواس درست ہو چکے تھے نظریں اٹھا کر پھر ملجس شرقی کی طرف دیکھا تو شاہی تخت کو خالی پایا۔ شاہی تخت کی طرف سجدہ کیا پھر وہی دونوں خواجہ سرا، اردون کو اس ہال (کمرہ) میں لائے جو مجلس غربی سے ملا ہوا تھا اور اس کو ایک مخملی گدے پر جس پر طلائی کام بنا ہوا تھا، بیٹھا یا اتنے میں جعفر حاجب (لارڈ چیمبرلین) آ پہنچا اردون دیکھ کر اٹھ کھڑا ہوا عجز و انکساری سے دست بوسی کے لئے جعفر نے دست بوسی سے روک کر گلے لگایا اور اس کے پاس بیٹھ کر باتیں کرنے لگا، اور اس کو خلافت مآب کے ایفاء وعدہ پورا کرنے کا اچھی طرح سے یقین دلایا، اس سے اردون کی مسرت اور خوشی دس گنا زیادہ ہوگئی، پھر حاجب نے اردون اور اس کے تمام ساتھیوں کے مطابق خلعتیں دیں، چنانچہ اردون کامیابی کے ساتھ اپنے ملک واپس گیا۔ اس موقع پر بھی اہل علم نے خطبے دیئے شعراء نے قصائد پڑھے، تمام دارالخلافت قرطبہ میں مسرت کا اظہار کیا گیا، (دیکھو النقاری مطبوعہ لیدن جلد اول صفحات ۲۵۰ لغایۃ ۲۵۶)

مورخین لکھتے ہیں کہ خلیفہ حکم خوش اخلاق، نفیس مزاج، عالم، علوم و فنون کا شائق، علماء اور اہل ہنر کا قدردان تھا جو لوگ اس سے ملنے آتے تھے ان کی بے حد عزت کرتا تھا، کتابوں کے جمع کرنے کا بے حد شوق تھا، اس کے کتب خانہ میں چار لاکھ جلدیں مختلف علم و فنون کی کتابوں کی تھیں۔ ابن فرضی اور ابن بشکوال تحریر کرتے ہیں کہ خلیفہ حکم کے کتب خانہ میں کم ایسی کتابیں تھیں جس پر اس نے حاشیہ یا نوٹ نہ لکھا ہو، کم از کم اس نے ہر کتاب پر اتنا ضرور لکھا تھا کہ یہ کتاب فلاں فن کی ہے فلاں شخص اس کا مؤلف ہے، مؤلف کی جائے پیدائش اگر مر چکا ہے تاریخ وفات بھی لکھ دیتا تھا،

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ خلیفہ حکم محض کتابوں کے جمع کرنے شائق اور کتابی کیڑا نہ تھا بلکہ اس کا وقت کتب بینی میں بھی صرف ہوتا تھا، افسوس ہے کہ حکم کی اس قدر دانی علم و فنون کو غیر قومیں حسد و رشک عیب کی نگاہوں سے دیکھتی ہیں سچ ہے وہ عیب نماید ہنرش در نظر یہ تھے اندلس کے بادشاہ جن کے آگے بادشاہان یورپ کے بادشاہ آداب سیکھتے تھے، اور اپنے نزاعوں اور قضایا اور خصومتوں کا فیصلہ کرانے کی غرض سے ان کے دربار میں بہ کمال ادب پیش کرتے تھے، اور اس کو باعث فخر سمجھتے تھے، مگر افسوس ہے کہ ان میں خلافت شریعت کا رواج چل نکلا تھا جس کا احساس ان کو نہیں ہوا اور آخر میں یہی سلطنت کے زوال کا باعث ہوا و البقاء للہ وحدہ مرحوم نے قصر قرطبہ میں دوسری صفر ۳۶۶ھ کو سولہ سال حکومت کر کے فالج کے مرض میں انتقال کیا۔

منصور بن ابی عامر:...... منصور بن ابی عامر قبیلہ یمنیہ کے خاندان ''معافر'' سے تعلق رکھتا تھا اس کا نام محمد تھا عبداللہ بن ابی عامر بن محمد بن عبداللہ بن عامر محمد بن ولید بن یزید بن عبدالملک معافری کا بیٹا تھا عبدالملک معافری (منصور کا جد اعلیٰ) طارق فاتح اندلس کے ساتھ اندلس آیا تھا، فتح اندلس میں اس بہت بڑا حصہ لیا تھا اور بڑے بڑے نمایاں کام کئے تھے، منصور ابن ابی عامر بھی بہت بڑا با اقبال شخص تھا، ایک چھوٹے عہدہ سے وزارت کے مرتبہ تک پہنچا، خلیفہ حکم جیسے شخص نے اپنے بیٹے ہشام کا قلمدان وزارت اس کے سپرد کیا جیسا کہ ہم پہلے بیان کر آئے ہیں۔

محمد بن عامر کی حکمت عملی:...... خلیفہ حاکم کے انتقال کے بعد خلیفہ ہشام نے محمد ابن ابی عامر کو حجابت کا عہدہ عنایت کیا، محمد نے اپنی مدبرانہ چالوں اور حکمت عملیوں سے خلیفہ ہشام کو ایسا کچھ دبالیا کہ وزیروں کو بھی باریاب ہونا دشوار ہو گیا کبھی اتفاق سے ان لوگوں کو ایسا دن نصیب ہوتا تھا کہ جس میں یہ لوگ شاہی دربار میں حاضر ہو کر اسلام کرتے اور پھر الٹے پاؤں واپس آئے تھے، شاہی فوجوں کو تنخواہوں میں معقول اضافہ کیا، علماء کے مراتب بڑھائے، اہل علم کی قدر افزائی کی۔ اہل بدعات کا قلع قمع کیا۔

مخالفین کی بیخ کنی:...... نہایت دانشمند، صائب الرائے، شجاع، فنون جنگ سے واقف اور مذہب کا بے حد پابند تھا، اراکین حکومت اور روساء سلطنت میں سے جن لوگوں نے اس کی مخالفت اور اس کے کاموں میں مزاحمت کی ان لوگوں میں سے کسی کو حکمت عملی سے معزول کیا کسی کا درجہ کم کر دیا اور کسی کو کسی کے ذریعہ سے قتل کر دیا۔ یہ تمام باتیں خلیفہ ہشام کے حکم اور شاہی فرمان کے ذریعہ سے سرانجام پائی تھیں۔ رفتہ رفتہ محمد بن ابی عامر نے اپنے سب مخالفوں کا استیصال کر دیا ان کی جماعت کو منتشر کر دیا، ان سب سے پہنچے قصر خلافت کے صقلیہ خدام اور خواجہ سراؤں کو نکالنے کی فکر کی چنانچہ حاجب مصحفی کو ان کے نکالنے اور بارگاہ خلافت سے بھگانے پر ابھارا حاجب مصحفی نے ان لوگوں کو ذلیل کر کے قصر خلافت سے نکال دیا۔ یہ لوگ تعداد میں آٹھ سو یا اس سے زائد تھے

محمد بن ابی عامر کا نکاح:...... اس کے بعد محمد بن ابی عامر نے غالب (حکم کے مولیٰ اور سرحدی افواج کے سپہ سالار) کی بیٹی سے نکاح کر لیا، اور خود درجہ کی اس کی اطاعت اور فرمانبرداری کرتا، رہا اس کے ذریعہ سے اس مصحفی کے اقتدار کو گھٹایا اور اس کے اثر کو امور سلطنت سے بالکل ختم کر کے معزول کر دیا پھر غالب (سپہ سالار افواج سرحدی) کی اکھاڑ پچھاڑ جعفر بن علی بن حمدون والی مسیلہ کے ذریعہ سے کی، یہ جعفر وہی ہے جو حکم کے دور کے شروع میں زناتہ اور بربریوں کو نے کو حکم سے لڑاتا، غالب کی برخاستگی کے بعد ہی نے جعفر پر بھی اپنا ہاتھ صاف کیا'' عبدالودود ابن جوہر اور ابن ذی النون وغیرہ جیسے سرداران عرب سے سازش کر کے جعفر کی زندگی کا بھی خاتمہ کر دیا۔ الغرض محمد ابن ابی عامر نے اراکین سلطنت اور حکومت کے سرداروں کی اکھاڑ پچھاڑ سے فارغ ہو کر لشکر کی آراستگی کی جانب توجہ کی سرحدی باشندوں یعنی زناتہ اور بربر سے شاہی لشکر مرتب کیا۔ ''صنہاجہ'' ''مغراوہ'' ''بنی یفرن'' ''بنی برزائل اور مکناسہ وغیرہ کو حکومت وسلطنت کے اہم ذمہ داری کے کام سپرد کئے، ان میں لوگوں کو شاہی افواج کی سرداری عطا کی۔

محمد بن ابی عامر کا عروج:...... محمد بن ابی عامر نے انہیں چالوں اور حکمت عملیوں سے نوعمر خلیفہ ہشام کو شطرنج کا بادشاہ بنا کر بساط پر بٹھا دیا اور خود حکومت کرنے لگا، خلیفہ ہشام اپنی شان خلافت لئے ہوئے محل کی چاروں دیواری کے اندر بیٹھا رہا اور محمد بن ابی عامر نے ہسپانیہ میں اپنی حکومت اور رعب وداب کا سکہ چلا دیا سلطنت کا نظم خود کرتا تھا، سرحدی عیسائی شہزادوں کے خلاف ہمیشہ فوج کشی اور جہاد کرتا تھا اہل بربر اور زناتہ کو لشکر کی سرداری اور بڑے بڑے مراتب دیتا تھا، اور عرب نژادوں کے اثر کو آہستہ آہستہ گھٹا تا جا رہا تھا حتیٰ کہ کمال استقلال اور استحکام کے ساتھ حکومت قبضہ ہو گیا جو اراکین حکومت اس کی رکاوٹ تھے ان کے نام ونشان کو مٹا دیا، خاص اپنی رہائش کے لئے ایک شہر ''زاہرہ'' آباد کرایا، شاہی خزائن میگزین اور ہر قسم کے اسباب وہیں اٹھا لے گیا، اور وہیں حکمرانی کرنے لگا۔

محمد بن ابی عامر کا انداز حکومت:...... محمد بن ابی عامر نے فقط اس پر اکتفاء نہیں کیا تھا بلکہ یہ حکم بھی جاری کیا تھا کہ بادشاہوں کی طرح میری تعظیم وتکریم کی جائے اور انہیں کی طرح مجھے آداب والقاب لکھے جائیں'' چنانچہ الحاجب المنصور کے لقب سے اپنے کو ملقب کرتا تھا، خطوط، فرامین اور شقے اسی کے نام سے جاری کئے جاتے تھے، منبروں پر اس کے نام کا خطبہ پڑھا جاتا تھا سکہ بھی اس کے نام کا تیار کرایا گیا، پھریروں اور جھنڈوں پر بھی اس

کا نام لکھوایا گیا۔

مدبرانہ چالیں: ......اس کا خاص دفتر علیحدہ تھا اس کی فوج بربریوں اور آزاد غلاموں سے مرتب تھی، نومسلموں اور غلاموں کو بڑے بڑے عہدے دیئے جاتے تھے، ان چالوں اور حکمت عملیوں سے جس کو چاہا دبالیا جو چاہا کر گذرا، جوانمردی اور دلیر تھا جہاد اور کفار کے خلاف جنگ پر اکثر بذات خود جاتا تھا، اپنے زمانہ حکومت میں باون جہاد کئے، ایک جہاد میں بھی اس کا جھنڈا سرنگوں نہیں ہوا ❶۔ اور نہ اس کی فوج مایوس اور بددل ہوئی، نہ تو اس کی فوج کو کوئی صدمہ پہنچا اور نہ اس کسی سریہ ❷ کو ہلاکت کا سامنا ہوا اس کی فوج ظفر موج سرحدی علاقوں سے نکل کر بربر کے ساحل تک پہنچ گئی تھی، مدبرانہ چالوں سے بربر بادشاہوں کو لڑ کر آپس میں قوت ختم کر دیتا تھا، یہی اسباب تھے جن سے اس کی حکومت کا سکہ تمام ملک مغرب میں کامیابی کے ساتھ چلا۔

فاس پر حملہ: ......زناتہ کے بادشاہوں نے اپنی بدقسمت کا یقین کر کے اس کی اطاعت قبول کر لی تھی، اس کے شاہی اقتدار کو بخوشی خاطر تسلیم وقبول کر لیا تھا، اس کا بیٹا عبدالملک ملوک مغراوہ آہ خزر کی سرکوبی کے لئے فاس پر چڑھ گیا تھا اس فوج کشی کا وجہ یہ تھی کہ زیری بن عطیہ بادشاہ مغراوہ نے خلیفہ ہشام کو نا تجربہ کار حکمران سمجھ کر خلیفہ ہشام کے ماتحت علاقوں کو اپنے حدود مملکت میں بنا لیا تھا، عبدالملک نے ۳۵۶ھ میں زیری پر فوج کشی کی اور پہنچتے ہی فاس پر کامیابی کے ساتھ قبضہ کر لیا، کامیابی کے بعد اپنی طرف سے ملوک زناتہ کو ملک مغرب اور اس کے صوبوں سلجماسہ وغیرہ پر مقرر کیا جیسا کہ آئندہ ہم تحریر کریں گے زیری بن عطیہ نے تاہرت میں جا کے پناہ لی چنانچہ اسی زمانہ فراری میں مر گیا اس کے بعد عبدالملک نے واضح کو ملک مغرب کی حکومت پر مقرر کیا اور قرطبہ کی جانب واپس چلا گیا۔

وفات: ......محمد ❸ بن ابی عامر ملقب منصور اعظم جو درحقیقت اسم بامسمی تھا ایسے غلبہ اور رعب وداب کی ستائیس سال حکومت کر کے جہاد سے واپس

---

❶ ......دیکھیں (المرکشی صفحہ نمبر ۲۴)۔ ❷ ......سریہ اس فوج کو کہتے ہیں جو شب خون مارنے کے لئے رات کے وقت حملہ کرتی ہے۔ (مترجم)۔

❸ ......مؤلفہ کتاب نفح الطیب تحریر کرتا ہے کہ منصور اعظم کے حالات میں ابن سعید نے لکھا ہے کہ محمد بن عامر ملقب بہ منصور اعظم قریہ ترکش کا رہنے والا تھا اس کا مورث اعلیٰ عبدالملک، طارق فاتح اندلس کے ساتھ اندلس آیا تھا۔

ابن حبان نے اپنی کتاب مخصوص ''دولت عامریہ'' میں فتح نے ''مطمح'' میں حجازی نے ''مسہب'' میں ثمر قندی نے ''عرف'' میں بالاتفاق تحریر کیا ہے کہ منصور اعظم قریہ ترکش کا اصل باشندہ تھا، لڑکپن ہی سے قرطبہ چلا آیا تھا، اور یہیں تعلیم اور تربیت حاصل کی اس کے بعد محل کے قریب ایک دوکان لے کر خطوط نویسی کرنے لگا، خدام قصر خلافت کے خطوط اور اہل غرض ضرورت مندوں کی عرضیاں لکھ کر اپنی اوقات بسر کرتا تھا، اتفاق سے ''سیدہ صبح'' مادر موید (ہشام) نے حساب کے لکھوانے کے لئے منصور اعظم کو بلوا بھیجا، منصور اعظم نے دیانت داری اور مستعدی سے اس خدمت کو انجام دیا، بعضوں خواجہ سراؤں نے بھی سلطانہ بیگم سے منصور اعظم کی تعریف کی، سلطانہ بیگم اس کی خدمت سے اتنی خوش ہوئیں کہ اس کو بعض جگہوں کا قاضی مقرر کر دیا، آدمی ہوشیار اور زمانہ کی رفتار سے آگاہ تھا نہایت عقل مندی سے اس خدمت کو انجام دیا تھوڑے دنوں میں اشبیلیہ کی زکوۃ اور وراثت کا ھیڈ مقرر کیا گیا، اس نے اپنی خداداد قابلیت اور نیز تحائف وہدایا سے سلطانہ بیگم کو اپنے اوپر اتنا مہربان بنا لیا، اور اتنی پہنچ حاصل کر لی کہ کسی غیر کو خواب میں بھی اس زمانہ میں یہ مرتب نہیں حاصل ہوا تھا، پھر بھی اس نے مصحفی کی اطاعت اور فرمانبرداری میں بھی ذرہ بھر بھی کوتاہی نہ کی یہاں تک کہ ہشام تخت حکومت پر بیٹھا ہشام کی عمر اس وقت بارہ سال کی تھی سلطانہ بیگم کو سلطنت میں پوری پوری مداخلت تھی، اور محمد بن ابی عامر اپنے شریفانہ طرز عمل اور عاملانہ تدابیر سے اس کا دایاں بازو تھا، اتفاق سے اسی زمانہ میں عیسائیوں نے مسلمان علاقوں پر فوج کشی کی مصحفی نے ان سے دفاع کے لئے محمد بن ابی عامر کو مقرر کیا، محمد بن ابی عامر نے اللہ جل شانہ کے فضل سے عیسائیوں کو شکست دے دی، اس سے اس کی مقبولیت اور بڑھ گئی خواص اور عوام اس کو محبت کی نظروں سے دیکھنے لگے۔ دادو دہش کا مادہ بھی اس میں موجود تھا کچھ لوگوں اس کے گرویدہ ہو گئے۔ غرض کسی کو اپنی مردانگی اور دلاوری سے کسی کو اپنی دادودہش سے کسی کو پابندی شریعت اور قانون سے کسی کو اپنی عاملانہ تدابیر سے اپنا ہمدرد اور حمایتی بنا لیا، اور جن لوگوں نے اس کی ذرا بھی مخالفت کی یا اس کو ان کی طرف سے خطرہ ہوا حکمت عملی سے حرف کی غلطی کی طرح سے نکال پھینک دیا، مصحفی کے ذریعہ سے صقلیہ (محل کی متعلقہ فوج خواجہ سرایان صقالیہ یعنی سلیو) کو نکلوایا، پھر مصحفی کو جوڑ توڑ لگا کر غالب کے ذریعہ سے معزول کیا، پھر غالب کو جعفر کے آڑ سے اپنے تیر کا نشانہ بنایا کچھ عرصے بعد جعفر کو عبدالرحمٰن بن محمد ہاشم تجیبی کے ہاتھوں ذلیل اور خوار کروایا، حقیقت یہ ہے کہ منصور اعظم اپنے ارادوں میں حد درجہ کا مستقل اور ان کے پورے کرنے میں نہایت مضبوط تھا، ان لوگوں کی معزولی و برطرفی اس وجہ سے نہیں ہوئی کہ یہ لوگ منصور اعظم کی ترقی میں رکاوٹ تھے بلکہ ملکی وسیاسی مصلحتوں نے منصور کو ان لوگوں کی معزولی اور برطرفی پر مائل اور آمادہ کیا تھا، ان لوگوں نے اپنی غرضوں کا ہسپانیہ کو نشانہ بنا رکھا تھا ابو منصور اعظم کو یہ باتیں پسند نہ آئی تھیں اس کے زمانہ کو مغربی مورخین نے اندلس کے لئے نمونہ رحمت الٰہی شمار کیا تھا، اس نے اندلس کے خود غرض قبائل عرب کو بربریوں اور اجنبیوں کے ذریعہ سے تباہ و برباد کر کے اندلس کو پرامن اور مہذب حکومت بنایا تھا، اس کے کارنامہ ایسے ہیں جو آپ زر سے لکھے جانے کے قابل ہیں اس اپنے زمانہ حکومت میں ۵۶ جہاد سرحدی کفار کے خلاف کئے (بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر)

آتے ہوئے مدینہ سالم میں پہنچ کر ۳۹۲ھ (۱۰۰۲ء) میں وفات پا گیا۔

(بقیہ حاشیہ گذشتہ صفحہ سے آگے) اور کسی میں بھی ناکامی نہیں ہوئی۔ بنفس نفیس خود لڑائیوں میں جاتا تھا، عیسائی سرحدی بادشاہوں کو ایک دوسرے سے لڑکر کمزور کر رکھا تھا، اس کی بنسبت ''مطمح'' میں فتح تحریر کرتا ہے کانت ایامه احمدایام و سهام باسه اشد سهام غز اله شاتیاو صائفه و مضی فیما یروم زاجراً و عایقا منصور نے قسم کھا کر کہا میں تجھ کو سخت سزادوں گا تا کہ دوسروں کو عبرت ہو'' منصور نے یہ کہہ کر لوہار اور داروغہ جیل کو طلب کر کے حکم دیا کہ اس خائن کے پاؤں میں بھاری بیڑیاں ڈال دوں اور جیل میں پہنچادو'' چنانچہ اس کی تعمیل کر دی گئی، افسر خزانہ نے چلتے وقت یہ دو شعر پڑھے جس کا ترجمہ یہ ہے،

افسوس صد افسوس میں نے اکثر دیکھا ہے
کہ جو ہونہار امر ہوتا ہے اس میں عقل جاتی رہتی ہے
اصل یہ ہے کہ کسی شخص میں کچھ قوت ہے اور نہ طاقت ہے
جو قوت یا طاقت ہے وہ اللہ کی ہے

منصور نے یہ سن کر ارشاد کیا'' واپس لاؤ'' جب وہ واپس لایا گیا تو اس سے دریافت کیا تو نے یہ مثال کے طور پر کہا ہے یا کہ اعتقاداً اور قولاً'' افسر خزانہ نے عرض کیا میں نے اعتقاداً کہا ہے تمثیلاً نہیں کہا'' منصور نے جیلر کو حکم دیا کہ اس کی بیڑیاں کٹوادو فوراً بیڑیاں کاٹ ڈالی گئیں، افسر خزانہ نے خوش ہو کر دو شعر اور پڑھے جس کا مضمون یہ تھا کیا تم نے ابن ابی عامر کی فروگذاشت نہیں دیکھی بالضرور اس کا احسان سب کی گردن پر ہے۔ ایسا ہی اللہ تعالیٰ جب کسی بندہ سے درگذر کرتا ہے۔ تو اس کو جنت میں داخل کرتا ہے۔ منصور نے خوش ہو کر حکم دیا اس کو رہا کر دو اور جتنا روپیہ (اس نے غبن کیا ہے اس کو میرے مال سے پورا کر کے خزانہ میں داخل کردو۔

منصور اعظم کے مزاج میں جہاں اتنی نرمی تھی وہاں وہ قوانین اور احکام شرعیہ کا بے حد پابند بھی تھا ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ کسی جرم میں اس کا بیٹا گرفتار ہو کر قاضی کے سامنے پیش کیا گیا قاضی نے حد شرعی کے جاری کئے جانے کا حکم دیا۔ منصور کا بیٹا یہ سمجھ کر میرا باپ حکومت وسلطنت کے سیاہ وسفید کرنے کا مختار ہے، مجلس قضا سے اپنے مکان میں چلا آیا، منصور کو اس کی خبر ملی تو اس نے بے حد ناراضگی ظاہر کی اور ایسی وقت گرفتار کر کے قاضی کی خدمت میں بھیج دیا قاضی نے شرعی حد کا نفاذ کیا چنانچہ اسی حد میں وہ مر بھی گیا، اور منصور نے اُف تک نہ کی، منصور اعظم جس وقت فوج کا جائزہ لیتا اور قواعد پریٹ کے میدان میں ہوتا اس وقت یہ معلوم ہوتا تھا کہ یہ ایک غیر معمولی جنرل ہے جس سوار کی تلوار یا وری خلافت قاعدہ ہوتی اسی تلوار سے اس کا سر اتار لیا جاتا ذرا بھی رعایت نہ کرتا، غرض منصور اعظم عفو کرم اور پابندی قوانین کا ایک مجسم پتلا تھا، جس میں دونوں رخ نظر آتے تھے۔

منصور اعظم اپنے ارادہ میں مستقل اور مضبوط بھی تھا جس کام کو شروع کرتا اس کو بغیر مکمل کئے نہ چھوڑتا تھا'' اس سے اس کی بلند حوصلہ ہونے پر کافی روشنی پڑتی ہے، ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ وہ مجلس مشیران میں کسی مہم سلطنت پر بحث کر رہا تھا، دوران بحث اچانک گوشت کے جلنے کی بو آئی رفتہ رفتہ اتنی بڑھی کہ پورے ایوان میں پھیل کر حاضرین کو پریشان کر دیا، بحث کے ختم کے بعد دریافت سے معلوم ہوا کہ منصور کے پاؤں مں کوئی بیماری تھی اور اس پر داغ دیا جاتا تھا۔ اللہ سے منصور کا استقلال اور مستقل مزاجی کہ اس نے اف تک نہ کی اور اف کرنا تو درکنار پوری دلجمعی سے مسئلہ مجوزہ میں بحث کی اور مکمل طور پر رودقدح کرنے میں مصروف رہا ایسے مستقل مزاج شخص کے آگے کسی مزاحم کی مزاحمت کہاں تک چل سکتی ہے، اس کا آپ خود اندازہ کر سکتے ہیں

منصور اعظم درحقیقت منصور اعظم اور اسی مبارک لقب سے یاد کئے جانے کا مستحق تھا جب تک اس کی فوج ظفر موج ششماہی یلغار پر رہتی تھی اس وقت تک تمام سرحد اندلس کے مسیحی علاقہ جات میں تہلکہ مچا رہتا تھا، اور موت عیسائی امراء کے آگے مجسم تصویر بنی کھڑی رہتی تھی۔ لیون کو اور گردکی ریاستوں سمیت تخت قرطبہ کا باجگہ صوبہ بنالیا تھا، کسٹائیل بارسلونا، نادار کو مسلسل وپیہم شکستوں سے جان بلب کر رکھا تھا، بلکہ ''پامپلونا'' اور ''بارسلونا'' کے شہروں پر قبضہ بھی کرلیا تھا صاحب سطح لکھتا ہے کہا یک مرتبہ اس کا سفیر غرسیہ والی بشکنس کے پاس کسی ضروری کام سے گیا ہوا تھا، غرسیہ نے اس کی بہت خاطر مدارت کی بڑے دھوم دھام سے دعوت کی اپنے تمام مقبوضہ علاقہ کی سیر کرائی، مدتوں اس کے ملک میں یہ سفیر سفر کرتا رہا، کوئی مقام ایسا نہ تھا جہاں پر یہ نہ گیا ہوا۔ اتفاق سے ایک سن اس کا گزر ایک کلیسہ کی طرف ہوا، گوشہ کلیسہ میں ایک عورت قید نظر آئی دریافت سے معلوم ہوا کہ یہ مسلمان عورت ہے اور ایک مدت دراز سے عیسائی پادریوں نے قید کر رکھا ہے سفیر نے واپسی کے بعد اس واقعہ کو منصور نے اسی وقت فوج کو تیاری کا حکم دیا اور نہایت تیزی سے فوجیں تیار کر کے غرسیہ کے ملک حملہ آور ہوا غرسیہ گھبرا کر منصور کی خدمت میں حاضر ہوا۔ دست بستہ ادب کے ساتھ فوج کشی اور ناراضی کا سبب دریافت کیا منصور نے تیور چڑھا کر کیا ''تو نے'' تو مجھ سے وعدہ واقرار کیا تھا کہ میں اپنے ملک میں کسی مسلمان کو قید نہ رکھوں گا مگر دریافت سے معلوم ہوا تو نے خلاف عہد نامہ فلاں کلیہ میں ایک عورت کو قید کر رکھا ہے۔ واللہ میں اس وقت تک تیرے ملک سے نہ جاؤں گا جب تک اس کلیہ کو منہدم کر کے اس عورت کو رہا نہ کرلوں گا۔'' غرسیہ نے قسم نے کھا کر منت وسماجت سے اپنی ناواقفی ظاہر اور اسی وقت منصور کی مرضی کے مطابق کلیہ کو منہدم کرا کے اس عورت کو منصور کی لشکر گاہ میں پہنچادیا۔

منصور اعظم کی نمایاں فتوحات اور اس کی زندگی کے عمدہ کارناموں میں سے اندلس کے شمالی عیسائیوں کا فتح کرنا بھی پہلے اس نے لیوں کو زیروزبر کیا اور اس کے فولادجیسی فصیلوں اور سنگین برجوں کو مسمار اور منہدم کر کے بارسلونا کی طرف بڑھا اور اس پر بھی قابض ہو کر گالیشیا جا پہنچا اور اس کو بھی لڑ کر فتح کر کے سینٹ یعقوب (یاگو) (بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر)

عبدالرحمٰن بن منصور:......مظفر کے انتقال کے بعد عبدالرحمٰن مظفر کا بھائی منصور کا دوسرا بیٹا جانشین ہوا الناصر لدین اللہ کا لقب اختیار کیا، اس نے امن وامان قائم رکھنے ملک وحکومت پر غالب اور قابض رہنے اور خلیفہ ہشام کو چالاکی سے قابو رکھنے میں وہی طریقہ اختیار کیا جو اس کے باپ اور بھائی

(گذشتہ حاشیہ) کے مشہور اور عظیم الشان گرجا کر گرادیا، یہ گرجا اندلس میں بہت بڑا اور عظیم الشان تھا دور دراز ملکوں سے عیسائی راہب اس کی زیارت کے لئے آتے تھے ہزاروں تارک الدینا اور خدا پرست مسیحیوں کا یہ ٹھکانہ اور تمام یورپ کا قبلہ بنا ہوا تھا، عیسائیوں کا یہ خیال تھا کہ اس کلیسہ میں یعقوب (حواری مسیح) کی قبر ہے مسیح علیہ وعلی نبینا الصلوۃ والسلام کی اس پر خاص نظر توجہ خاص طور سے تھی، یہ بیت المقدس کا اسقف (محاورہ) تھا عیسائیت کی تبلیغ کی غرض سے اس مقام تک پہنچ کر پھر سر زمین شام واپس گیا تھا، اور غالباً ۱۲۰ ھ شمسی میں وہیں مر بھی گیا تھا اس کے ساتھیوں نے اس کلیسہ میں لاکر دفن کیا جو اس کے سفر کی انتہا تھی اس وقت اس تک مسلمان بادشاہوں میں سے کسی نے مشکل راستے، مشکلات سفر اور دوری کی وجہ سے اس کلیسہ پر حملہ ارادہ تک نہیں کیا تھا، یہ شرف وعزت منصور کے لئے ازل سے لکھی گئی تھی، چنانچہ بروز ہفتہ ماہ جمادی الآخری ۳۸۷ھ کی چوبیسویں تاریخ کو لشکر صائفہ کے ساتھ قرطبہ سے منصور نے کوچ کیا، منصورن کا یہ اڑتالیسوں جہاد تھا کوچ وقیام کرتا ہوا شہر "قوریہ" میں داخل ہوا اور اس کو فتح غلیسیہ (گالیشیا) کی طرف بڑھا، یہاں پر ایک عیسائی سرداروں کا ایک بڑا گروہ حکومت کی اطاعت کے اظہار کے لئے حاضر ہوا اور عسا کر اسلامیہ کے ساتھ شمالی عیسائیوں سے جنگ کرنے روانہ ہوا منصور نے پہلے ہی سے دریائی سفر اور فوج کا انتظام کرلیا تھا، کئی بیڑے جنگی جہازوں کے مقام قصرابی وانس غربی اندلس کے ساحل لنگر انداز تھے جس میں بحری جنگ بڑے بڑے ماہر موجود تھے۔ آلات حرب بھی کافی تھے۔ کسریٹ کا انتظام بھی معقول تھا فوج کی تعداد بھی کثیر تھی یہاں سے روانہ ہوکر مقام "برتقال" کی طرف بڑھا اور نہر "دویرہ" کو پار کرکے ایک بڑی نہر کو بذریعہ پل کے ذریعے پار کیا، جو منصور کے حکم سے جنگی جہازوں کے بیڑے نے پہلے سے تعمیر کرر کھا تھا، یہ پل اس قلعہ کے مقابلہ پر بنایا گیا تھا جو اس جگہ پر عیسائیوں کا تھا منصور نے قلعہ سے جتنا سامان جنگ اور رسد وغلہ کا ذخیرہ ملا، لے کر دشمنان اسلام کے ملک میں قدم رکھا اور نہایت تیزی سے کئی دشوار گزار قرطاش کے علاقے میں واقع تھا پھر اس میدان سے ایک دشوار گذار پہاڑ کے قریب پہنچا جس کا صرف ایک ہی راستہ بہت چھوٹا اور تنگ تھا منصور نے سپرس مائزس پلٹن کو راستہ ہموار اور کشادہ کرنے کا حکم دیا چنانچہ شاہی پلٹن نے نہایت تیزی سے سڑک درست کردی، منصور نے اس مصیبت سے بہ آسانی نجات پائی اور نیز وادی منیہ کو بھی پار کرکے کھلے ہوئے اور وسیع میدان میں پہنچا اس میدان کو طے کرنے کے بعد دیر قسطان اور بلنبو کے میدان میں آیا یہ مقام "بحر محیط" کے کنارہ پر واقع تھا۔ عیسائیوں نے مقابلہ ہوا کامیابی کا سہرا منصور کے سر رہا شنت (سینٹ) بلایہ کو فتح کرکے بحر محیط کے اس جزیرہ کی جانب بڑھا جہاں پر ان علاقوں کے شکست خوردہ عیسائی بھاگ کر پناہ گزیں ہوئے تھے، عیسائیوں نے جاتے وقت کشتیوں کو ہٹوا دیا تھا منصور کو اس دریا کے پار کرنے میں بے حد پس وپیش ہوا مگر کچھ سوچ سمجھ کر گھوڑے کو دریا میں ڈال دیا، اور اس کے ساتھیوں نے بھی اپنے شیر دل افسر کو تیرتے ہوئے دیکھ کر اپنے اپنے گھوڑوں کو دریا میں ڈال دیا یا رکاب سے رکاب ملائے ہوئے دریا عبور کرکے جزیرہ جا پہنچے جتنے عیسائیوں نے یہاں آ کر پناہ لی تھی ان سب کو قید کرلیا، مال واسباب پر قبضہ کرلیا، اس کے بعد اسلامی لشکر بڑھتے بڑھتے کوہ مراسیہ تک پہنچا جس کو بحر محیط کئی طرف سے گھیرے ہوئے تھا مسلمانوں نے اس کو بھی ایک سرے سے چھان ڈالا جتنے عیسائی یہاں تھے، ان سب کو گرفتار کرکے اپنا غلام بنالیا، اور جتنے مال واسباب پایا، سب پر قبضہ کرلی اس کے بعد دور ہبروں کے ذریعے اسلامی لشکر نے دو پایاب مقامات سے خلیج کو عبور کرکے نہر ایلہ کو بھی عبور کیا اور بہت بڑے ہموار قطعہ زمین پر پہنچے، جہاں پر عمدہ عمدہ عمارتیں بکثرت تھیں، قدرتی چشمے، خودرو سبزا اور باغات تھے اس مقام سے یعقوب حواری کی قبر دکھائی دیتی تھی جس کی زیارت کے لئے عیسائی دور ودراز ملکوں کا سفر کرکے آتے تھے، بلاد "قبط" "نوبہ" "رومہ" اور یورپ کے مسیحی راہب اور تارک الدینا یہاں پر آ کر جمع ہوتے تھے یہاں کے قیام کو باعث نزول برکت ورحمت خداوند تصور کرتے تھے، منصور نے اس مقام سے کوچ کرکے شہر سینٹ یعقوب پر پہنچ کر پڑاو کیا یہ دن بدھ کا تھا ماہ شعبان ۳۸۷ھ کی صرف دو راتیں گذر چکی تھیں عیسائیوں نے اس علاقے کو پہلے ہی سے خالی کردیا عسا کر اسلامیہ نے سوائے عمارتوں اور کلیسوں کے اور کسی کو نہ پایا، عمارتوں اور گرجاؤں کو منہدم ومسمار کردیا، مال واسباب جتنا پایا کہ لیا بڑے گرج قریب جس وقت منصور پہنچا ایک بوڑھا راہب یعقوب حواری کی قبر کے پاس بیٹھا ہوا نظر آیا، منصور نے دریافت کیا تم یہاں کیوں ٹھہرے ہو؟ اور کیا کرتے ہو؟ بوڑھے راہب نے نہایت بے پرواہی سے جواب دیا، یعقوب حواری کی تنہائی کے خیال سے یہاں ٹھرا ہوا اپنے خاوند کو یاد کرتا ہوں منصور کے دل میں اس استغنائی کا بہت اثر ہوا صرف اس کی جگہ نشینی نہیں بلکہ ایک گارڈ زائر اور مزار کی حفاظت کے لئے مقرر کردیا تھا تاکہ سپاہی ان جو شہر کو تاخت وتاراج کررہے ہیں اس مقام کے لوٹنے کی جراءت نہ سکیں، اور فتح مند گروہ کی غارتگری سے یہ محفوظ رہے۔ اس مقام پر قبضہ کرنے بعد منصور نے اپنی فوج ظفر موج کو پورے جزیرہ میں پھیلا دیا بڑھتے بڑھتے اس کی فوج، جزیرہ سینٹ انکس تک پہنچ گئی جو اس سر زمین کی انتہا تھی جس سے بحر محیط کی لہریں ٹکر کھا رہی تھی اور جس کے آگے نہ تو سوار جاسکتا تھا اور نہ اس سے کوئی پیدل بآسانی عبور کرسکتا تھا، یہ وہ جگہ ہے جہاں پر منصور سے پہلے کسی مسلم کا گذر نہیں ہوا۔

چونکہ منصور نے جات وقت بہت زیادہ دقت اٹھائی تھی، اس وجہ سے واپس آتے ہوئے، "یزید مند بن اردون کا ملک کا راستہ اختیار کیا اور اپنے ساتھیوں کو اس کے ملک کے تاخت وتاراج کرنے کی ممانعت کردی رفتہ رفتہ قلعہ بیلیقیہ کے قریب پہنچا، یہاں سے منصور نے ان عیسائی امراء کو ان کے علاقوں کی جانب واپس جانے کا حکم دیا جو اس جہاد میں اس کے ساتھ اور نامہ بشارت فتح دارالحکومت قرطبہ روانہ کیا واپسی کے وقت عیسائی امراء کو انعامات جائزے اور صلے عطا فرمائے جس سے منصور کی عالی حوصلہ بلند ہمتی کا ثبوت ملتا ہے۔

اسی معرکہ یا اس کے کسی اور معرکہ کے بعد محمد بن ابی عامر نے "المنصور" کا خطاب اختیار کیا اور حقیقت وہ اسی خطاب کا مستحق تھا، افسوس ہے کہ ایسا ابوالعزم عالی حوصلہ شخص جو انسانی حملوں سے ہمیشہ جہاد اور کامیاب ہوتا رہا موت کے پنجہ سے نہ بچ سکا، کسٹائیل پر آخری جہاد کرکے بوقت واپسی دفتۃً بیمار ہوکر ۳۹۴ھ اور ۱۰۰۰ء میں مرگیا اور بمقام مدینہ سالم (میڈینا سلی دفن ہوا (نفح الطیب جلد نمبر ا مطبوعہ لیدن صفحہ نمبر ۲۵۷ الغایۃ ۲۷۶)

کا تھا کچھ عرصہ بعد اس کے دماغ میں خلافت حاصل کرنے کی ہوس سما گئی چنانچہ ہشام سے جو کہ رائے نام حکومت وسلطنت کا مالک تھا یہ درخواست پیش کی کہ مجھے آپ اپنا ولی عہد مقرر فرمادیں خلیفہ ہشام نے اس درخواست کو قبول کرلیا ارباب حل وعقد واصحاب شوریٰ کو جمع کر کے ابوحفص بن برد کو عہد نامہ لکھنے کا حکم دیا، یہ بے حد چہل پہل کا دن تھا تمام شہر چراغاں کیا گیا تھا، غرض ابوحفص نے ہشام کے حکم کے مطابق، ناصر ولی عہدی کا فرمان مضمون میں تحریر کیا۔

ولی عہد کا فرمان:..... امیر المومنین ہشام موید باللہ نے عموماً سب آدمیوں سے اور خصوصاً بذات خاص بڑے غور وفکر اور مدتوں استخارہ کرنے کے بعد اس نتیجہ پر پہنچے ہیں کہ کس کو میرے بعد امامت وخلافت کا منصب دیا جائے اور کون اس جلیل القدر عظیم الشان مرتبہ کے لائق ہے امیر المومنین پر اللہ تعالیٰ کا خوف بے حد غالب ہے اور وہ ان قضاء قدر سے نہایت خوف زدہ اور پریشان ہیں جو اچانک نازل ہوجاتی ہیں اور پھر وہ کسی طرح ٹالے نہیں ٹلتیں ابھی اس گروہ سے علماء کا وجود

ختم نہیں ہوا کہ جس کے ختم ہوجانے سے جہالت وتاریکی کی گہری گھٹا چھاجائے گئی اور اللہ تعالیٰ کے سامنے ایسی حالت میں جاتے ہوئے کہ ادائے فرائض منصبی سے قاصر رہے ہیں شرم آئے گی میں نے قبائل قریش وغیرہ کی خوب خوب جانچ وپڑتال کی کہ ان میں سے کون ایسے عظیم الشان بار کے لائق ہے اور ایسے بار گراں کے اٹھانے کا کون متحمل ہوگا جس کی دیانت وامانت پر بھروسہ کر کے اللہ کے بندے اس کے سپرد کئے جائیں اور وہ اپنی نفسانی خواہش اور خواہشات بے جا سے ایک طرف ہوکر اللہ تعالیٰ کی مرضی کا طلب گار اور خواہاں رہے میں نے نزدیک ودور نظر دوڑائی مگر میری نظر میں ایسا کوئی شخص نظر نہ آیا جس کے سپرد میرے بعد خلافت امارت کی جائے باستثناء ایک شخص کے جو کہ باعتبار نسب کے بہترین لوگوں میں سے ہے ، بلحاظ رتبہ کے عالی ، بنظر منصب کے سب سے برتر ہے۔ تقویٰ اللہ کا مادہ بھی اس میں ہے ، عفو ودرگذر بھی اس کے مزاج میں ہے لوگوں کو پہنچنا اس کا خاص جوہر ہے اپنے اوروں میں وہ مضبوط ہے اچھے اخلاق سے آراستہ ہے بری عادات سے کوسوں بلکہ منزلوں دور ہے ، وہ کون شخص ہے وہ میرا دوست میرا ناصح مہربان ابوالمظفر عبدالرحمٰن بن منصور بن ابی عامر، اللہ تعالیٰ اس کو توفیق خیر عطا فرمائے ، امیر المومنین نے اس کو مختلف مواقع پر آزمایا ہے اور اکثر اوقات اس کا امتحان لیا ہے اس کی حالت پر گہری نظر ڈالی ہے اس کے اخلاق اور عبادات پر بھی غور وفکر کی ہے ، امیر المومنین کے خیال میں یہ نیک کاموں میں جلدی کرنے والا ہے ، اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کرنے کا بے حد شائق ہے اپنے مقاصد اور اداروں کے پورے کرنے پر مستقل مزاج ہے اور تمام خوبیوں اور محاسن کا جامع ہے وہ ایسا شخص ہے کہ منصور جیسا اس کا باپ ہے اور مظفر جیسا اس کا بھائی ہے ایسی صورت میں کوئی حرج نہیں ہے اگر وہ ترقی کے سب زینوں کو ایک مرتبہ طے کر جائے اور خیر وبرکت کے درجات ایک دم حاصل کرلے امیر المومنین نے (اللہ تعالیٰ اس کی تائید کرے) اس وجہ سے کہ اس میں علم کے بڑے بڑے پوشیدہ اسرار اور غیب کے بہت سے راز سربستہ کا ظہور ہوتا ہے ، یہ ارادہ فرمالیا ہے کہ ان کا واقعہ ایک قحطانی نسل کا شخص ہو جس کے بارے میں عبداللہ بن عمرو بن العاص اور ابو ہریرہ نے رسول اللہ ﷺ سے روایت کی ہے آپ نے فرمایا ہے:

لا تقوم الساعة حتىٰ يخرج رجل من قحطان بسوق الناس مى بعصاه ❶

پس جب انتخاب خلیفہ کے بارے میں اختیار حاصل ہوگیا اور آثار سے اس کا ثبوت مل گیا اور کوئی دوسرا شخص اس کے سوا اس اہلیت کا نظر نہیں آتا ہے تو امیر المومنین اپنی زندگی ہی امور سلطنت کو اس کے سپرد کرتے ہیں اور وفات کے بعد یہ حکم دیتے ہیں کہ یہی میرا جانشین تخت خلافت ہوا ، امیر المومنین کا یہ فعل بطیب خوش دلی سے خاطر بغیر کسی کی زبردستی کے اور اجتہاد ہے امیر المومنین نے اس ولی عہد کو بلا کسی شرط اور قید کے جائز اور نافذ فرمایا ہے اور اس عہد نامہ کے پورا کرنے پر خفیہ ، علانیہ ، قولاً ، اور فعلاً اللہ اور اس کے نبی ﷺ اور خلفاء راشدین کو جو کہ امیر المومنین کے اباء واجداد سے ہیں اور نیز اپنے آپ کو ذمہ دار بنایا ہے کہ آئندہ نہ تو اس میں کچھ تبدیلی کی جائے گی اور نہ کچھ تغیر پیدا کیا جائے گا اور نہ یہ عہد نامہ کالعدم کیا جائے گا اور نہ کسی طرح امر پر محمول کیا جائے گا ، اس امر پر اللہ تعالیٰ اور ملائکہ کی گواہی کی جاتی ہے اور اللہ تعالیٰ شہادت کے لئے کافی ہے اور اس کے علاوہ اس پر

❶ ..... اس حدیث کو صاحب) التاج الجامع الاصول) نے نقل کیا ہے اور شیخین یعنی بخاری مسلم کی طرف اس کی نسبت کی ہے اور جس طرح یہ روایت بخاری نے کتاب الفتن باب تغیب الزمان حتی تعبد الاوثان حدیث نمبر ۷۱۱۷ پر ذکر کی ہے ، اسی طرح انہوں نے بھی کتاب الفتن میں ذکر کی ہے۔

اس کی گواہی بھی کی جاتی ہے جس کا نام اس عہد نامہ میں گیا ہے اور وہ آج سے صاحب الامر قولاً وفعلاً مختار اور میرا ولی عہد مامون ابوالمطرف عبدالرحمن بن منصور ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کو توفیق خیر عطا فرمائے اور جس امر کا بار اس کی گردن پر رکھا گیا ہے اس کو پورا کرنے کی اس کو قوت عطا کرے اور اس کو اس کے فرائض منصبی کے ادا کرنے پر قدرت عنایت کرے، تحریر ماہ ربیع الثانی ۳۹۸ھ۔

عہد نامہ کی تحریر کے بعد وزراء قضاۃ اور تمام اراکین حکومت نے بدست خاص اپنے اپنے دستخط کئے اور اس روز سے یہ ولی عہد کہلایا جانے لگا ،اس سے اہل حکومت امویہ کو جوش پیدا ہوا اور وہ سب کے سب اس سے ناپسندیدہ طریقے سے پیش آنے لگے اسی وجہ سے اس کی اور اس کی قوم کی حکومت ختم ہوگئی ❶ واللہ وارث الارض ومن علیھا ۔

بنو عامر کی مخالفت: ......عبدالرحمٰن ملقب ناصرلدین اللہ بن منصور اعظم کی ولی عہدی کی تقریب درجہ تکمیل پر پہنچنے کے بعد امویوں اور قریشیوں کو اس سے بہت زیادہ ناراضگی پیدا ہوئی ،عبدالرحمٰن ناصر کو گرانے کی فکریں کرنے لگے اور سب کے سب اس بات پر متفق ہوئے کہ حکومت مضریہ کے قبضہ اقتدار سے نکال کر یمنیہ کے ہاتھ میں دی جائے چنانچہ ہر طبقہ کے لوگوں میں آپس میں سرگوشیاں ہونے لگیں۔

خلیفہ ہشام کی معزولی مہدی کی بیعت: ......اتفاق سے اسی زمانہ میں عبدالرحمٰن ناصر لشکر صوائف کے ساتھ جلالقہ کے جہاد پر چلا گیا ،مخالفین کو موقع مل گیا ایک دن سب کے سب جمع ہو کر افسر اعلیٰ پولیس پر قرطبہ میں قصر خلافت کے دروازہ پر جہاں اس کا ٹھکانہ تھا، ۳۹۹ھ میں ٹوٹ پڑے اور ہشام مؤید کو منصب خلافت پر جلوہ افروز کیا اور اس کی خلافت وامارت کی بیعت کر لی ،محمد بن ہشام اسی شاہی خاندان کا ایک ممبر اور گذشتہ خلفاء کا یادگار تھا، اراکین حکومت نے محمد کو سریر خلافت پر بٹھانے کے بعد ''المہدی باللہ'' کا لقب دیا۔

بنو عامر کا زوال: ......اس واقعہ کی ہوتے ہوتے عبدالرحمٰن حاجب کو سرحد پر جہاں وہ تھا پہنچ گئی۔ ساتھیوں میں پھوٹ پڑ گئی۔ عبدالرحمٰن نے یہ سمجھ کر کہ امور سلطنت کے سیاہ وسفید کرنے کا مالک تو میں ہوں اور میری موجودگی میں کسی کی کچھ پیش نہ جائے گی ،قرطبہ کی طرف واپس روانہ ہوا جوں ہی دارالخلافت کے قریب پہنچا فوج کا بڑا حصہ اور سرداران بربر ،عبدالرحمٰن کے لشکر گاہ سے علیحدہ اور جدا ہو کر قرطبہ چلے آئے ،اور مہدی کے ہاتھ پر بیعت کر لی ،جو اس وقت قرطبہ میں حکمرانی کر رہا تھا ،ان لوگوں نے لگا بجھا کر مہدی کو عبدالرحمٰن ناصر کی مخالفت پر ابھار دیا چنانچہ مہدی کے اشارے پر چند لوگ عبدالرحمٰن ناصر حملہ آور ہوئے اور اس کا سر اتار کر مہدی اور مخالفین عبدالرحمٰن کے پاس لے آئے عبدالرحمٰن کے مارے جانے سے عامریوں کی حکومت کا خاتمہ ہو گیا گویا کہ یہ تھی ہی نہیں۔

بربری سردار: ......اس سے پہلے بربریوں اور زناتہ کی فوجوں نے منصور کا حکمرانی اور سیاست میں ہاتھ بٹایا تھا پھر اس کے بیٹے کے بھی حمایتی رہے۔ ان دنوں ان لوگوں کے رؤساء اور امراء ''زاوی بن منا''، ''صنہاجی''، ''بنو ماکیرا بن زیری'' ''محمد بن عبداللہ برنائی'' ''نصیل بن حمید مکناسی'' (اس کا باپ عبیدیوں سے عہد خلافت ناصر میں لڑا تھا) ''زیری بن غزانہ منیطی''، ''ابویزید بن ودناس یفریق'' ''عبدالرحمٰن بن عطاف یُفرنی''، ''ابونور بن ابی قرہ یفرنی''، ''ابوالفتوح بن ناصر''، ''حرزون بن محصن مغراوی''، ''مکساس بن سید الناس'' اور ''محمد بن عیسیٰ مغراوی'' وغیرہ اپنے قبائل اور خاندان سمیت تھے۔

بربر کی طرف سے مہدی کا خیر مقدم: ......یہ لوگ عبدالرحمٰن ناصر کی زبردستی اور امور سلطنت پر قابض ہونے سے ناراض ہو کر محمد بن ہشام سے جا ملے تھے باقی رہے امویہ وہ پہلے ہی سے خار کھائے بیٹھے تھے ان کو حکومت پر عامریوں کا تسلط کب پسند آ سکتا تھا انہوں نے نہایت خوش دلی سے محمد بن ہشام کی حکومت کا استقبال کیا اہل شہر کے دل بھی عامریوں کی طرف سے صاف نہ تھے ،عامری عام طور پر آنکھیں میں کانٹا کی طرح کھٹکتے تھے ،تھوڑے دنوں میں اس حد تک یہ مسئلہ بڑھا کہ عوام الناس ان لوگوں سے پریشان ہو کر اراکین حکومت سے فریادیں کرنے لگے ،ہرایرے غیرے کی زبان پر انہیں لوگوں کا چرچا رہنے لگا ،محمد بن ہشام نے اس سب واقعات سے مطلع ہو کر حکم دے دیا کہ کوئی عامری سوار ہو کر نہ نکلنے اور نہ آلات جنگ سے مسلح ہو۔

---

❶ ......زمین اور اس پر جو کوئی بھی ہے اس کا وارث اللہ تعالیٰ ہی ہے

مہدی کے خلاف سازش: ......اسی زمانہ میں ان کے بعض رؤساشاہی محل کے دروازہ سے بغیر ملاقات کئے واپس بھیج دئے گئے تھے، بازاریوں نے ان کے مکانات کولوٹ لیا، زادی، ابوالفتوح ناصر اور اس کے چچازاد بھائی حساسہ نے دربار خلافت میں حاضر ہوکر محمد بن ہشام مہدی سے شکایت کی کہ بازاریوں نے ہم لوگوں کے مکانات کولوٹ لیا ہے مہدی نے ان کی فریادیں سنیں اور جن لوگوں نے ان کے گھروں کولوٹ لیا تھا ان کوسزائیں دیں مہدی کا سینہ ان لوگوں کی نفرت سے بھرا ہوا تھا اور ان کی بری عادات سے اس کا دل بیزار تھا اس کے بعد سچ یا جھوٹ کسی ذریعہ سے ان لوگوں تک یہ خبر پہنچی کہ مہدی ان لوگوں کے ساتھ وعدہ شکنی کرنا چاہتا ہے۔

بغاوت کے مشورے: ......لہٰذا یہ لوگ آپس میں ملنے جلنے لگے، در پردہ مشورہ ہونے لگا کہ مہدی کومعزول کرکے ہشام بن سلیمان بن امیر المومنین ناصرلدین اللہ کوخلیفہ بنایا جائے، اس واقعہ سے ارا کین حکومت کے کان آشنا ہوگئے، ہرممکن جلدی اس کے روک تھام کی طرف متوجہ ہوئے۔ پہلے توان لوگوں کو چالاکی سے شہر قرطبہ سے نکال باہر کیا وعدہ ہشام بن سلیمان اور اس کے بھائی ابوبکر کوگرفتار کرکے مہدی کے پاس لائے۔

بربر کی بغاوت اور مستعین کی بیعت: ......چنانچہ مہدی کے حکم سے ان دونوں بے گناہوں کی گردن ماری گئی، اور سلیمان بن حکم جان کے خوف سے بھاگ کر بربراوز ناتہ کے لشکر میں پہنچا، اس وقت یہ سب کے سب قرطبہ کے باہر جمع ہورہے تھے، اور شاہی خاندان میں سے کسی ایک شہزادے کوتخت نشین کرنے کی فکریں کررہے تھے۔ سلیمان کودیکھتے ہی اس کے ہاتھ پرخلافت کی بیعت کرلی المستعین باللہ کے مبارک خطاب سے مخاطب کیا اور اس کے ساتھ طلیطہ کے سرحد کی طرف گئے، ابن اوفونش کی پست گرمی سے فوجیں آراستہ کرکے قرطبہ کے محاصرہ کے لئے کوچ کیا اس فوج میں یا تو بربری تھے عیسائی مہدی بھی یہ خبرسن کے جنگ کے ارادہ سے قرطبہ کے باہر آیا اہل شہر اراکین حکومت اور فوج نظام سینہ سپر ہوکر اپنے جدید خلیفہ کے ساتھ لڑنے نکلی، گھمسان کی جنگ ہوئی بالآخر قرطبہ کی فوج میدان جنگ سے شکست کھا کر بھاگی میدان مستعین کے ہاتھ رہا، تقریباً بیس ہزار اہل قرطبہ اس معرکہ میں کام آئے، ائمہ مساجد، دربان، موذن اور علماء مشائخین قتل کئے گئے۔ آخری چوتھی صدی میں مستعین کامیابی کا جھنڈا لئے ہوئے قرطبہ میں داخل ہوا محمد بن ہشام بن عبدالجبار ملقب بہ مہدی باللہ بھاگ کر طلیطلہ پہنچا۔

مہدی دوبارہ قرطبہ میں: ......جس وقت مستعین نے قرطبہ پر قبضہ کرلیا محمد بن ہشام مہدی اٹھا کر طلیطلہ چلا گیا، ابن ادفونش نے اس کوبھی فوجی مدد دی لہٰذا یہ بھی اس کی مدد اور پشت گرمی پرفوجیں تیار قرطبہ کی جانب بڑھا مستعین سے معرکہ آراہوا، چنانچہ قرطبہ کے باہر مقام عقبۃ البقر آخری دروازہ ''سبتہ'' پر مستعین کوشکست ہوئی، مہدی کامیابی کے ساتھ قرطبہ میں داخل ہوا اور کامیابی کے ساتھ فتح ہوگیا۔

قرطبہ پر بربری محاصرہ: ......اور جوں ہی مہدی کامیابی کے ساتھ قرطبہ میں داخل ہوا مستعین نے فوج بربر سمیت قرطبہ سے نکل کر پورے ملک میں غارتگری کا بازار گرم کرکے مار دھاڑ شروع کردی نیک وبد کا امتیاز چھوڑ دیا، ایک مدت تک یہی کیفیت رہی پھر جزیرہ کی جانب چلا گیا مہدی اور ابن اوفونش تعاقب میں روانہ ہوئے، مستعین اور بربری فوج دوبارہ گلے آرہوئے مہدی اور ابن اوفونش تعاقب میں روانہ ہوئے، مستعین نے تعاقب کیا یہاں تک اور ابن اوفونش نے اپنی راستے کی فوج سمیت قرطبہ میں داخل ہوکر شہرہ پناہ کا دروازہ بند کرلیا مستعین نے محاصرہ کرایا۔

ہشام کی دوبارہ بیعت: ......اہل قرطبہ کو بربریوں کے طول وشدت محاصرہ سے پریشانی پیدا ہوئی، خادمان قصر اور خلافت اور ہشام کے حاشیہ نشینوں سے ملے اور یہ کہا سب مصیبتیں محمد بن ہشام کی وجہ سے ہم لوگوں کے سروں پر نازل ہوئی ہیں اگر تم لوگ بھی ہمارے اس خیال سے متفق ہوتو آؤ محمد بن ہشام کا کام تمام کرکے ہشام کی خلافت کی دوبارہ بیعت کرلیں اور بربریوں کے ظلم وستم سے اپنے کونجات دیں، خدام خلافت اور ہشام کے حمایتوں نے اس رائے سے اتفاق کیا چنانچہ ان لوگوں نے محمد بن ہشام کوقتل کرکے بالاتفاق ہشام موئد کی خلافت کی دربارہ بیعت کی، اس کام کا بانی واضح عامری نامی ایک شخص تھا جو ہشام موید کی بحالی کے بعد اس کا سیکرٹری بنایا گیا تھا یہ شخص منصور بن ابی عامر کا آزاد غلام تھا۔ ❶

---

❶ ...... دیکھیں مختصرابی الفداء (جلد نمبر ۲ صفحہ نمبر ۱۳۹) اور تاریخ ابن الوردی (جلد نمبر ۱ صفحہ نمبر ۴۸۴)

قرطبہ کا حصار اور ہشام کا قتل:......اہل قرطبہ کو اس کاروائی سے کچھ بھی فائدہ نہ ہوا بربری فوجیں، محاصرہ پراڑی رہیں اور مستعین دعویدار خلافت انہیں لوگوں میں گل چھرے اڑاتا رہا رفتہ رفتہ سارے قصبے اور دیہات خراب اور ویران ہوگئے، کبھی تو ہشام قرطبہ سے نکل کر بربریوں اور مستعین کا تعاقب کرتا تھا، اور کبھی بربری اور مستعین ہشام اور اہل قرطبہ کو مارتے مارتے قرطبہ میں داخل کردیتے، اس روزانہ جنگ اور آئے دن کی شکست سے اہل قرطبہ تنگ آ گئے اور رسد وغلہ کا ذخیرہ بھی ختم ہوگیا مستعین اور بربری اس وجہ سے کہ مضافات قرطبہ پہلے ہی سے ویران ہوگئے تھے کھیتیاں خراب ہوگئیں تھیں، کمی رسد وغلہ سے پریشان ہورہے تھے نہ تو محاصرہ اٹھا کے واپس آسکتے تھے۔ اور نہ قرطبہ فتح ہورہا تھا، کچھ سوچ سمجھ کر مستعین اور بربریوں نے ابن اوفونش کو اپنی کمک کی غرض سے طلب کیا۔

ہشام کا قتل:......ہشام موئد اور اس کے حاجب واضح کو اس کی خبر مل گئی انھوں نے ابن اوفونش کو صوبہ قشتالہ دے کر مستعین کی مدد کرنے سے روک دیا، اس صوبہ کو منصور نے عیسائیوں سے فتح کیا تھا، بالآخر بربریوں اور مستعین نے بزور تیغ ۴۰۳ھ میں قرطبہ کو فتح کرلیا، ہشام موئد مارا گیا اور مستعین اپنی بربری فوج سمیت قرطبہ میں داخل ہوا سب اپنی عورتوں، لڑکوں، اور بچوں سے ملے، ایک مدت کے بچھڑے ہوئے اپنے اپنے مکانات میں آ کر آباد ہوئے۔

سرداروں کی خودمختاری:......اس واقعہ سے مستعین کے دماغ میں اپنی حکومت کے مستقل ومضبوط ہوجانے کا خیال جم گیا، بربریوں اور غلاموں کو بڑے بڑے شہروں کی حکومت پر مقرر کیا، وسیع اور زرخیز صوبوں کی حکمرانی ان کو دی، چنانچہ بادیس بن حبوس کو غرناطہ کی محمد بن عبداللہ برزالی کو قرمونہ کی، اور ابوثور بن ابی شبل کو شیریش کی حکومت عطا کی، اراکین حکومت کا شیرازہ لکھ گیا پورے اندلس میں پریشان ہوکر نکل گئے، اور آخر کار اسی زمانہ سے طوائف الملوک بھی شروع ہوگئی ابن عباد نے اشبیلیہ میں، ابن افطس نے بطلیوس میں ابن ذی النون نے طیطلہ میں، ابن ابی عامر بلنیہ ومرسیہ میں، ابن ہود نے سرقسطہ میں اور مجاہد عامری نے رانیہ اور جزائر میں خودمختار حکومت کا اعلان کردیا، جیسا کہ ہم ان کے حالات کے ضمن میں بیان کریں گے۔

ابن حمود کا قرطبہ پر قبضہ:......جس وقت اراکین حکومت قرطبہ منتشر اور متفرق ہوگئے بربریوں نے حکومت وسلطنت پر قبضہ کرلیا علی بن حمود اور اس کا بھائی قاسم (جو کہ ادریس کے پس ماندگان خاندان سے تھے اور بربریوں کے ساتھ سرحد سے آیا تھا) دعویدار حکومت ہوگیا اور زیادہ تر بربریوں کی حمایت اور مدد سے ۴۰۷ھ میں قرطبہ پر قبضہ کرلیا مستعین کو قتل کرکے بنوامیہ کی بادشاہت کے آثار نیست ونابود کردیئے سات ❶ سال تک اسی طرح کا سلسلہ جاری رہا، اس کے بعد پھر بنی امیہ اٹھے اور ناصر کی اولاد میں سے قرطبہ کی حکومت وامارت کی قبا پہن کر مسند خلافت پر متمکن ہوا پھر تھوڑے دنوں بعد حکومت ان کے قبضہ سے نکل گئی، اور حکومتوں وسلطنت پر عرب، غلاموں اور بربریوں نے قبضہ کرلیا، اندلس چھوٹی چھوٹی ریاستوں میں منقسم ہوگیا، ان لوگوں نے علیحدہ علیحدہ اپنی اپنی خودسر حکومتیں قائم کرکے وہی القاب اور خطابات اختیار کئے جو خلفاء کے تھے جیسا کہ اس کو مکمل طور سے ان کے تاریخ میں بیان کریں گے۔

بنوامیہ کی دوبارہ حکومت:......اہل قرطبہ نے سات سال کے بعد حمودیوں کو کرسی امارات سے اتار دیا، قاسم بن حمود نے بربری فوج لے کر قرطبہ پر حملہ کیا، اہل قرطبہ نے متفقہ قوت سے قاسم کو شکست دے دی اس وقت اہل قرطبہ کو یہ خیال پیدا ہوا کہ حکومت اندلس بنوامیہ کے قبضہ اقتدار میں دی جائے وہی اس کے مستحق اور لائق ہیں چنانچہ عبدالرحمٰن بن ہشام بن عبدالجبار (برادر مہدی) کو شاہی کے لئے منتخب کیا اور ماہ رمضان ۴۱۴ھ میں خلافت وامارت کی اس کے ہاتھ پر بیعت کی، المستظہر کا خطاب دیا ابھی اس کی حکومت وخلافت کو دو ماہ بھی نہیں گذرے تھے کہ محمد بن عبدالرحمٰن بن عبیداللہ بن خلیفہ ناصر بدعویٰ دار خلافت۔

مستظہر کے خلاف اٹھ کھڑا ہوا اس کے باپ کو منصور نے مخالفت کی وجہ سے قتل کردایا تھا اس وقت سے یہ دبا دبا موقع اور وقت کا منتظر رہا، اب

---

❶......اندلس میں سلیمان کی حکومت کی مدت تین سال تین مہینے اور تین دن تھی اور اسی کی وفات کے ساتھ ہی اندلس سے بنوامیہ کی حکومت ختم ہوگئی اور سات سال آٹھ مہینے اور چھ دن بعد سن ۴۱۴ھ میں دوبارہ بحال ہوئی، دیکھیں النجوم الزاھرۃ (جلد نمبر ۴ صفحہ نمبر ۲۴۱)

جب کہ مدبروں سے حکومت خالی ہوگئی تو اس نے علم مخالفت بلند کر دیا عوام الناس اور بازاریوں کا جم غفیر ساتھ ہو گیا۔ مستظہر کو اس کی روک تھام میں ناکامی ہوئی، محمد بن عبدالرحمن نے قرطبہ پر قبضہ کر کے ''مستکفی'' کا خطاب اختیار کیا اور بالاستقلال مسند حکومت پر بیٹھ کر قرطبہ میں حکمرانی کرنے لگا۔

بنی حمود کی دوبارہ حکومت:...... مستکفی کی بیعت خلافت کے چھ مہینے بعد، قرطبہ کی حکومت (۴۱۶ھ) میں یحییٰ بن علی بن حمود یعنی مغلی کے قبضہ میں چلی گئی جیسا کہ ان کے حالات میں بیان کیا جائے گا اور مستکفی پریشان حالی میں سرحدی علاقوں کی طرف بھاگ گیا اور اسی زمانہ فراری میں وفات پائی۔

معتمد اموی کی بیعت:...... چند دنوں کے بعد اہل قرطبہ نے مغلی بن حمود کو ۴۱۷ھ میں مسند خلافت سے اتار دیا، وزیر السلطنت ابومحمد ابن محمد بن جہور اور سرداران قرطبہ نے ہشام بن محمد اور مرتضیٰ کی خلافت کی بیعت کر لی، ہشام بن محمد ان دنوں سرحد پر مقام لاروہ میں ابن ہود کے پاس مقیم تھا جب اس کو یہ خبر ملی کہ میری خلافت کی بیعت لی گئی ہے، تو ۴۱۸ھ میں لاروہ سے برنث چلا آیا اور المعتمد ان کا خطاب اختیار کر لیا۔

معتمد کی معزولی:...... یہ وہ زمانہ تھا کہ محمد بن عبداللہ بن قاسم برنث قابض ہو گیا تھا، لہٰذا ہشام نے یہی قیام کیا، تین برس تک سرحد ہی پر مارا مارا پھرا، روساء طوائف میں آپس میں اختلاف پڑا ہوا تھا، فتنہ وفساد کی گرم بازاری تھی آخر کار اس بات پر متفق ہوئے کہ ہشام (معتمد) کو قرطبہ میں لا کے ٹھہرانا چاہئے چنانچہ وزیر السلطنت ابومحمد جہور ارا کین حکومت کے ایک گروہ کے ساتھ ہشام کے پاس گیا، اور ۴۲۰ھ میں قرطبہ لے آیا تھوڑا ہی زمانہ گذرا تھا کہ ۴۲۲ھ میں لشکریوں نے اس کو معزول کر دیا، غریب معتمد نے لاروہ کا راستہ لیا اور وہیں ۴۲۸ھ میں مر گیا، اس کے مرنے سے خلافت امویہ کا دور ختم ہو گیا۔ اور اس کی حکومت وسلطنت کا ٹمٹماتا ہوا چراغ بجھ گیا واللہ غالب علی امرہ۔ ❶

---

❶...... اندلس جن کو طارق وطرف اسلام کے سپہ سالاروں نے بزمانہ گورنری موسیٰ بن نصیر گورنر افریقہ عہد خلافت ولید اموی ۹۲ھ میں فتح کیا تھا تقریباً پچاس سال تک بطور ایک صوبہ کے خلافت دمشق کا ماتحت رہا اس زمانہ میں اکثر دربار خلافت سے اس صوبہ کا گورنر مقرر ہو کر آتا تھا اور کبھی گورنر افریقہ اپنی جانب سے کسی شخص کو اس صوبہ پر مقرر کر دیتا تھا، اس پچاس سال کے آخر میں طوائف الملوکی اور خودسری بھی شروع ہو گئی تھی، قبائل عرب آپس میں لڑنے بھڑنے لگے تھے ایک دوسرے کو پھاڑے کھا رہے تھے، یہ وہ زمانہ تھا کہ خلافت دمشق کا شیرازہ درہم برہم ہو گیا تھا، مسند خلافت پر عباسیہ کا قبضہ ہو گیا تھا، عبدالرحمن نامی ایک شخص بنوامیہ کے شاہزادوں میں سے کسی نہ کسی طرح اپنی جان اس عام خونریزی سے بچا کر اندلس پہنچا اور اپنی مدبرانہ کارروائیوں اور پولیٹکل چالوں سے اندلس پر قابض ہو گیا ان سب واقعات کو آپ پہلے پڑھ آئے ہیں اس وجہ سے ہم دہرانا نہیں چاہتے۔

عبدالرحمن داخل بنوامیہ میں سے سب سے پہلے ۱۳۸ھ اور ۷۵۵ء میں اندلس آیا تھا، اور بنوامیہ کی گئی گزری شان وشوکت کو از سر نو زندہ کیا تھا بہت حوصلہ مند اور ذہین آدمی تھا، اندلس کی متعدد اور خودسر حکومتوں اور بغاوتوں کو سر کر کے اسی نے ایک مہذب اور شائستہ گورنمنٹ بنایا تھا اسی نے تمام خودمختار اور جنگجو سرداروں کو زیر وزبر کر کے اندلس کو پر امن اور انصاف پسند حکومت کا خضاب دیا تھا اس کے بعد اس کے خاندان میں سے ۴۲۸ھ تک تیرہ اشخاص اور جانشین ہوئے جن کے زمانہ حکومت کے حالات علیحدہ علیحدہ تحریر کئے گئے۔ ان تیرہ اشخاص میں سے گنتی کے چند اشخاص ایسے گذرے ہیں جن کو جہانداری اور حکومت کا سلیقہ تھا ورنہ سب کے سب نہیں تو ان میں سے اکثر ایسے تھے جو کہ امراء حکومت اور افسران فوج کے ہاتھ کی کٹھ پتلی یا موم کی ناک تھے مگر وہ چند اشخاص ابھی ایسے تھے کہ جن کی ذات سے اندلس کا نام روشن ہو گیا تھا، پورے یورپ نے اس کا لوہا مان لیا تھا علم وہنر اور فنون کی قدر دانی میں شہرآفاق تھے تقریباً وہ سو نوے برس بنوامیہ نے اس ملک پر حکمرانی کیا اور اس مدت میں ان حکمرانوں نے اندلس کو دلہن کی طرح آہستہ کر دیا، قرطبہ کیا تھا تمام جہان کے علوم وفنون کا مرکز بنا دیا تھا دور دراز ملکوں سے طلباء علوم یہاں کی یونیورسٹیوں میں تعلیم حاصل کرنے آتے تھے یورپ نے اسی کی شاگردی میں ادب وآداب سیکھے، ان بادیہ نشیناں عرب نے ملک اندلس میں جو نمایاں کام کئے تھے وہ آج بڑے سے بڑے سائنس اور طبیعات دان اور یگانہ روزگار فلاسفر سے بھی نہیں بن پڑتا بزم اور رزم دونوں کے وہ مالک تھے، ان کے ایک ہاتھ میں قلم ہوتا تھا، تو دوسرے ہاتھ میں تلوار، تعمیرات کی طرف آنکھیں اٹھتی ہیں تو اس وقت تک وہ زبان حال سے اپنے بانیوں کی عظمت وجلال کا افسانہ کہہ رہی ہیں۔

از نقش ونگارے درو دیوار شکستہ ☆ آثار پیداست عنادید عجم (نہیں) عرب را

اندلس کی وجہ تسمیہ:...... بنوامیہ کا دور حکومت ختم ہوتا ہے اور اس کے بعد سے طوائف الملوکی کا سلسلہ اور خودمختار ریاستوں کا آغاز ہوتا ہے، لہٰذا اس موقع پر ہم سرزمین میں اندلس کے کچھ اوصاف بیان کرنا چاہیے ہیں اور اس کے علاوہ مدینۃ الخلفاء قرطبہ کی بعض تعمیرات پر ایک سرسری نظر ڈالنا چاہتے ہیں۔

از درد دوست چہ گویم بچہ عنوان رفتم ☆ ہمہ شوق آمدہ بودم ہمہ حرمان رفتم

مؤلف کتاب نفح الطیب تحریر کرتا ہے کہ اندلس کی خوبیاں کسی عبادت میں مکمل طور سے بیان نہیں کی جاسکتیں اور نہ اس کی خوبی واطاعت پر کسی قسم کا غبار پڑ سکتا ہے، ابن سعید کہتا ہے کہ یہ ملک اندلس بن طومان بن یافث بن نوح علیہ السلام کے نام سے موسوم ہوا کیونکہ اندلس نے اپنی سکونت کے لئے اس سرزمین کو منتخب کیا تھا جیسا کہ طومان کے بھائی سبت بن یافث کے نام سے اندلس کے سامنے کی سرحد سبتہ ن وجہ رہائش کی وجہ سے سبتہ یافث بن نوح علیہ السلام کا بیٹا تھا، جس نے ابتداً اس سرزمین میں رہائش اختیار کی تھی۔ (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

بنی حمود کی حکومت کی تاریخ جنہوں نے بنی امیہ سے حکومت چھین کر سرزمین اندلس پر حکمرانی کی

مستعین کی حمایت:...... بربزیوں اور مغاربہ کے ساتھ جو کہ مستعین کے حمایتی تھے دو بھائی عمر بن ادریس کی اولاد میں سے ان میں ایک کا نام قاسم

(بقیہ حاشیہ گذشتہ صفحہ سے آگے) **اوصاف اندلس**:...... ابو عامر سلمی نے اپنی کتاب ''بدور القلائد وغرر الفوائد'' میں تحریر کیا ہے کہ اندلس بہترین ملکوں سے ہے اس کی ہوا اور سرزمین نہایت معتدل اس کا پانی بے حد شیریں، ہوا پاکیزہ، اور حیوانات ونباتات نفیس ہیں یہ ملک ''اوسط الاقالیم'' سے ہے اور خیر الامور اوسطہا ایک مشہور مثل ہے ابو عبید بکری تحریر کرتا ہے کہ ملک اندلس پاکیزگی میں شام کی طرح ہے، بلحاظ ہوا کے یمانی ہے، ہموار اور معتدل ہونے کے لحاظ سے بندی ہے۔ عمدگی اور لطائف میں اہواز کی طرح ہے، زرخیزی میں چین کی طرح ہے اس کے ساحلوں اور اس کی معدنیات میں طرح طرح کے قیمتی جواہر چھپے ہوئے ہیں۔ آثار قدیمہ بھی بکثرت ہیں مسعودی نے مروج الذہب میں تحریر کیا ہے، کہ بحر اندلس کے ساحل ''شنترین'' اور ''شدونہ'' میں عنبر بکثرت پیدا ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ سونا، چاندی، اور پارہ کی متعدد کانیں ہیں، زعفران بھی پیدا ہوتا ہیں۔ مصرین کا بیان ہے کہ اندلس میں سب کانوں کے معاون ہیں جو سات سیارہ کے تاثرات سے پیدا ہوتے ہیں۔ رانگہ کو زحل سے تعلق ہے اس کی بھی اندلس میں کان ہے، قزور سفید (ایک قیمتی پتھر ہے) مشتری کی طرف منسوب ہے اس کی کان بھی اندلس میں ہے۔ لوہا مریخ کی طرف منسوب ہے، یہ بھی اندلس کی کان سے برآمد ہوتا ہے، سونا شمس کی جانب منسوب ہے، تانبا زہرہ کی جانب، پارہ عطارد کی جانب، اور چاندی چاند کی طرف اور ان سب چیزوں کی کانیں اندلس میں موجود ہیں غرض کی اندلس کیا ہے، ایک زرخیز زرریز ملک ہے جس کی ہوا بھی معتدل اور سرزمین بھی شاداب ہے۔

جزیرہ نماء اندلس مثلث کی شکل ہے۔ اور تین حصوں وسطی، شرقی اور غربی پر مشتمل ہے۔ وسطی میں ''قرطبہ'' ''طلیطلہ'' ''حبان'' ''غرناطہ'' ''مربہ'' اور انفہ وغیرہ تھے۔ جغاہر یہ چھ شہر ہیں۔ لیکن حقیقت میں ہر ایک مستقل مملکت کے حکم میں تھے

قرطبہ کے متعلقات میں سے ''استجہ'' ''بلکونہ'' ''قبرہ'' ''رندہ''، ''غافق''، ''مدور''، ''اسطبہ'' ''بیانہ'' ''جیانہ''، ''اور قیصر'' وغیرہ تھے طلیطلہ کے مضافات میں سے وادی الحجارہ، قلعہ، رباح، اور طلمسکہ وغیرہ تھے مضافات جیان میں سے ''ابذہ''، ''بیاسہ'' اور ''قسطلہ'' وغیرہ تھے۔

سے وادی، منکب اور لوشہ وغیرہ غرناطہ کے متعلقات میں سے تھے، اعمال مریہ میں سے اندرش اور مضافات مالقہ میں سے بلش اور الحمامہ وغیرہ تھے بلش میں بکثرت میوے پیدا ہوتے تھے الحمامہ میں گرم پانی کا چشمہ وادی کی صورت میں تھا۔

شرقی اندلس میں صوبجات مرسیہ، بلنسیہ، دانیہ، سہلہ اور ثغر اعلیٰ تھے، مرسیہ کے متعلقات میں سے اریولہ، القنت لورقہ وغیرہ شمار کئے جاتے تھے۔

بلنسیہ میں شارطبہ اور جزیرہ شقر تھا، دانیہ کے متعلق بھی چند شہر تھے، جن کو گردش زمانہ نے ویران وخراب کر ڈالا۔

سہلہ میں بھی کئی شہر آباد تھے، یہ صوبہ بلنسیہ اور سرقسطہ کے درمیان میں واقع تھا اسی وجہ سے اس کو بعضوں نے ثغر اعلیٰ کے مضافات میں سے شمار کیا تھا، اس صوبہ میں بہت سے قلعے اور کئی شہر آباد تھے۔

ثغر اعلیٰ کے مضافات میں سے سرقسطہ، کورہ لاردہ، قلعہ بیضاء، کورہ تطیلہ (اس کا شہر طرسونہ تھا) کورہ دشقہ اس کا شہر تمریط تھا کورہ مدینہ عالم (میڈ ناسلی) کورہ قلعہ ایوب اس کا شہر ملیانہ تھا کورہ بربطانیہ اور کورہ باروشہ تھا۔

غربی اندلس میں اشبیلیہ، ماردہ، اشبونہ، اور شلب شمار کئے جاتے تھے، مضافات اشبیلیہ میں سے سریش حضراء اور لبلہ تھا۔

ماردہ کے مضافات میں سے بطلیوس، یابرہ وغیرہ تھے۔ اعمال اشبونہ شلب سے سینٹ مربہ وغیرہ تھے۔

علاوہ ان کے جزیرہ نماء اندلس میں بہت چھوٹے چھوٹے جزائر ہیں جن کے ذکر سے ہم کلام کو طویل نہیں کرتا چاہتے اور نہ ان مقامات مذکورہ بالا کے تفصیلی حالات لکھنا چاہتے ہیں بعض مورخین نے لکھا ہے کہ اندلس کی لمبائی تیس (۳۰) دن کی مسافت کے برابر تھی اور چوڑائی نو دن (۹) کے سفر کے برابر جس کو چالیس بڑی نہریں چند حصوں پر منقسم کرتی تھیں علاوہ نہروں کے بہت سے قدرتی چشمے تھے معدنیات کی کوئی حد نہ تھی اسّی شہر دار الحکومت کے تھے دیہاتوں اور قصبوں کا شمار حد سے باہر تھا صرف نہر اشبیلیہ کے کنارہ بارہ سو گاؤں آباد تھے اندلس کی آبادی کا اندازہ اس سے ہوتا ہے کہ قدم قدم پر مسافر کو بازار و سرائیں اور مسافر خانے ملتے تھے، مسافر دو کوس بھی جنگل، پہاڑ اور ویرانہ میں نہیں چلنے پایا تھا کہ اس کو آسائش کے مکانات مل جاتے تھے، اور صاحب جغرافیہ نے تحریر کیا ہے کہ ملک اندلس کی لمبائی چالیس دن کے سفر کے برابر تھی اور چوڑائی اٹھارہ دن کے سفر کے برابر۔

قرطبہ کی بعض عمارت اور جامع مسجد:...... یوں تو قرطبہ اور اندلس کی سب عمارتیں قابل الذکر ہیں خاص کر اس وجہ سے کہ ان سے عرب کی صناعی کا ثبوت ملتا ہے اور ان سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ عربوں نے ایک ہی صدی کے اندر کس قدر اور کس بلا کی ترقی کی تھی مگر اس موقع پر ہم صرف جامع مسجد قرطبہ اور اس کی بعض عمارات کا تذکرہ کر کے اپنے اس نوٹ کو ختم کرتے ہیں۔

(بقیہ اگلے صفحہ پر)

تھا دوسرے کا نام علی۔ یہ دونوں حمود بن مسیمون بن احمد بن عبید اللہ ❶ بن عمر بن ادریس کے بیٹے تھے یہ لوگ بربریوں کے گروہ کے ساتھ بلاد غمارہ میں تھے۔ اور انہیں کے ذریعہ سے انہوں نے ریاست و امارت حاصل کی تھی جو محمد اور عمر، اولاد ادریس کے خاندان میں ایک زمانہ تک قائم رہی۔ اسی وجہ سے بربریوں کا ان لوگوں کے ساتھ ملنا جلنا تھا اور یہی بات ان لوگوں کے فخر مباہات کا باعث ہوئی۔

اندلس آمد: ......لہٰذا یہ لوگ بربریوں کے ساتھ بلاد غمارہ سے اندلس میں آ گئے اور مستعین نے ان مغاربہ کے ساتھ ساتھ جن کو سند حکومت دی تھی ان لوگوں کو بھی سرداری و حکومت عطا کی ان میں سے علی کو طنجہ کی حکومت عطا کی اور قاسم کو جزیرہ خضراو پر مقرر کیا۔ قاسم، علی سے بڑا تھا چونکہ مغاربہ اور بربریوں کے دل میں اولاد ادریس کی حمایت اس وجہ سے کہ اس کی حکومت اس طرف پہلے سے تھی جیسا کہ ہم پہلے بیان کر آئے ہیں اس وجہ سے علی بن حمود کی حکومت میں کسی قسم کا زوال و تزلزل پیدا نہ ہوا اور اس کے رعب و داب کا سکہ چلنے لگا۔ دو سال تک اس نے حکمرانی کی یہاں تک خود اس کے

---

❶ ......یہاں صحیح لفظ عبید اللہ کے بجائے عبد اللہ ہے دیکھیں تاریخ الکامل (جلد نمبر ۹ صفحہ نمبر ۲۶۹)۔

(بقیہ گذشتہ صفحہ سے آگے) جامع مسجد قرطبہ کا بنیادی پتھر عبدالرحمٰن داخل مجدد دولت امویہ اندلوسیہ نے ۷۸۶ء بمطابق ۱۵۹ھ میں رکھا تھا اَسّی ہزار دینار خرچ کر چکا تھا مگر تعمیر مکمل نہیں ہوئی تھی اس کے بعد اس کے بیٹے ہشام نے ۷۹۳ء بمطابق ۱۶۶ھ میں جامع مسجد کی تعمیر کی تکمیل کی اس کے بعد ہر نئے حکمران نے کسی نے نام وری کی غرض سے کسی نے نمازیوں کی آرائش کے خیال سے کچھ نہ کچھ جدید عمارتوں کا اضافہ کیا رفتہ رفتہ یہ مسجد عرب مسلمانوں کے ابتدائی کمالات کا ایک عمدہ نمونہ بن گئی، اس مسجد میں گنبدیں سقف باڈاٹون دار چھتیوں کے درجوں کی تعداد اشر عاً وغرباً ۱۹ اور شمالاً وجنوباً ۳۱ تھی، اکیس دوراز ے پیتل کے منقش و شجر لباس پہنے ہوئے نمازیوں کا انتظار کرتے تھے، بارہ سو ترانوے (۱۲۹۳) ستون سونے کا پانی چھڑے ہوئے مسجد کی مقدس چھت کو اٹھائے۔ خاص درجہ میں نقرئی فرش تھا جگہ جگہ پچی کاری کا نفیس اور عمدہ کام بنا ہوا تھا ستونوں پر سونے اور قیمتی قیمتی پتھروں سے خوشنما نقش و نگار بنائے گئے تھے منبر ہاتھی دانت اور ایک خاص قسم کی لکڑی کے ۳۶ ہزار ٹکڑوں سے بنایا گیا تھا جو بوقت ضرورت علیحدہ ہو سکتا تھا یہ ٹکڑے سونے کی کیلوں اور پتھروں سے آپس میں جوڑے گئے تھے، مسجد کے صحن میں چار وسیع اور خوبصورت حوض پانی سے لبریز رہا کرتے تھے ان حوضوں میں کلوں اور نلوں کے ذریعہ سے پانی قریب کی ایک پہاڑی سے لایا گیا تھا مسجد کے ایک طرف لاتعداد کمرے اور حجرے بنے ہوئے تھے، جن میں طلباء اور مسافرین کی مہمانداری نہایت فراخ دلی سے کی جاتی تھی، ایک سو پیتل کی لائینیں لگی ہوئی تھیں، جن کے ذریعہ سے مسجد کی رات روز روشن ہو جاتی تھی رمضان المبارک میں موم کی ایک بڑی بڑی بتی وزنی ۲۵ ثار تمام رات جلا کرتی تھی تین سوادی صرف اس غرض کے لئے ملازم تھے کہ عود و عنبر کے بخوات سے لالٹینوں میں جلانے کے لئے خوشبودار تیل بناتے رہیں۔ اللہ رے مسلمانوں کا عروج اور مسجد جامع کی شان و شوکت جن کو ان لوگوں نے خود اپنے ہاتھوں خاک میں ملا دیا اور اللہ تعالیٰ کے اس وعید کو ان اللّٰہ لایغیر مابقوم حتی یغیر و امابانفسھم کو بھلا کر دینا اور جاہ پرستی میں مصروف ہو گئے تھے۔

"قرطبہ کی مشہور عمارات میں "قصر الازہار" "قصر العاشقین" "قصر السرور" اور "قصر التاج" وغیرہ تھیں ایک شاہی محل کا نام دمشق تھا ان کی چھتیں سنگ مرمر کے ستونوں پر کھڑی تھیں اور فرش پر نہایت کاری گری سے پچی کاری کی گئی تھی (دیواروں پر سرسبز باغات کے نقشے بنائے گئے تھے دیکھنے والوں کو یہ تمیز نہیں ہو سکتی کہ یہ اصلی باغات ہیں یا ان کے نقشے ہیں مصنوعی جھیل، تالاب اور حوض متعدد اور بکثرت سنگ مرمر کے تراش تراش کر بنائے گئے تھے جو گریشیا کے پہاڑوں سے بنوا کر قرطبہ منگوائے گئے تھے اور ان میں پانی آ آ کر جمع ہوتا تھا، جس سے سلطانی باغات اور تمام شہر کی آبپاشی کی جاتی تھی اس مرحوم شہر میں ۷۷ ۲۸ مسجدیں اور ۹۱۱ حمام تھے جس میں ہر خاص و عوام غسل کر سکتے تھے اس کو آخر کار مہذب عیسائیوں نے جب ان کی دوبارہ سلطنت قائم ہوئی مسلمانوں کی زندہ یادگار سمجھ کر مسمار کرا دیا۔

"مدینۃ الزہر" وہ خوشنما شہر ہے جس کو خلیفہ عبدالرحمٰن ثالث نے بطور "سواد شہر" قرطبہ کے پہلو میں اپنی محبوب بی بی زہرہ کے نام سے آباد کیا تھا، یہ شہر جبل العروس کے دامن میں جو شہر قرطبہ کے سامنے چند میل کے فاصلہ پر ہے آباد تھا، اسی شہر میں اس کا مشہور قصر "قصر الزہراء" تھا دس ہزار معمار و نجار اس کی تعمیر میں روزانہ کام کرتے تھے اور اینٹوں کے بجائے چھ ہزار پتھر کی سلیں روزانہ تیار ہوا کرتی تھیں، تین ہزار جانور بار برداری عمارت کے ضروری سامان وغیرہ لے جانے کے لئے مقرر تھے۔ چار ہزار ستون اس میں وہ کھڑے کئے گئے تھے جن کو سلاطین قسطنطنیہ، روما، اور کارنج نے بطور تحفہ کے بھیجے تھے، پندرہ ہزار دروازے تھے جن پر لوہے اور چمکدار پیتل کے غلاف چڑھے ہوئے تھے۔ سلطانی کمرے کی چھت اور دیواریں بالکل سونے کی طرح تھیں اور اس میں ایک نہایت عمدہ فوارہ نصب تھا۔ یہ فوارہ پتھر پورے ایک ٹکڑے سے تراش کر کے بنایا گیا تھا اس فوارہ کو شاہ یونان نے ایک بے نظیر اور یتیم کے ساتھ ہدیۃً بھیجا، کمرے کے عین وسط میں ایک چھوٹا سا حوض پارہ سے لبریز بنایا گیا تھا اور ہر طرف آٹھ دروازے تھے جن پر ہاتھی دانت اور آبنوس کی نہایت صنعت سے گلکاری کی گئی تھی اور طرح طرح کے قیمتی پتھروں سے ان پر پھول بوٹے بنائے گئے جب سورج کی کرنیں ان دروازوں سے اندر داخل ہو کر اپنی حرارت سے پارہ کو متحرک کرتی تھیں تو یہ معلوم ہوتا تھا کہ گویا بجلی کوندرہی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ اس شہر کے عجائبات اور اس کی عمارتوں کی خوبیاں تحریر کرنے کے لئے ایک دفتر کی ضرورت ہے (ملتقط از نفح الطیب جلد اول صفحہ ۸۱ لغایۃ ۱۴۰ ۲۹۷ لغایۃ ۳۷۴)

باڈی گارڈ نے اس کو حمام ❶ میں ۴۰۸ھ میں قتل کر ڈالا۔

قاسم بن حمود المامون:......اس کے بعد اس کی جگہ اس کا بھائی قاسم بن حمود حکمران بنا اس نے ''المامون'' کا خطاب اختیار کیا اس کی حکمرانی کے چار سال بعد یحییٰ بن علی نے سبتہ میں اس سے حکومت و ریاست کے بارے میں جھگڑا کیا یحییٰ بن علی، غربی اندلس میں امیر اور اپنے باپ کا ولی عہد تھا۔ قاسم نے اس کی سرکوبی کے لئے ۴۱۰ھ میں اپنی بربری فوج کو اندلس کے لشکر کے ساتھ روانہ۔ کیا یحییٰ نے مالقہ کی پشت پناہ سے مقابلہ کیا اور اپنے بھائی ادریس کو جو اپنے باپ کے زمانہ سے یہی تھا۔ سبتہ کی جانب بھیج دیا دوران یحییٰ کی کمک پر زاوی بن غرناطہ سے آ گیا جو کہ ان دونوں بربریوں کا دوسرا سردار تھا۔

یحییٰ کا قرطبہ پر قبضہ:......یحییٰ نے اس کی مدد اور پشت پناہی سے قرطبہ پر حملہ کیا اور ۴۱۲ھ میں قابض ہو گیا ''المعتلی'' کا مبارک خطاب اختیار کیا ابوبکر بن ذکوان کو عہدہ وزارت عطا فرمایا۔ مامون جان بچانے غرض سے اشبیلیہ کی طرف بھاگا اشبیلیہ پہنچ کر پھر اپنی حکومت و ریاست کی بنیاد ڈالی، قاضی محمد بن اسمٰعیل بن عباد نے بیعت کر لی بعض بربری فوجوں کو بھی اپنی داد دہش سے دوبارہ ملا لیا اور ان کو فوج کی صورت میں تیار کر کے اپنے بھیجے پر چڑھائی کر دی، چنانچہ ۴۱۳ھ میں قرطبہ پر دوبارہ قابض ہو گیا، معتلی بھاگ کر مالقہ پہنچا۔

اہل قرطبہ کی بغاوت:......مستعین کے زمانے سے ہی مامون کے عمال ❷ جزیرہ خضراو پر قابض ہو گئے تھے اور اس کا بھائی دریا کے اس پار طنجہ پر قابض ہو گیا تھا۔ مامون نے اس کو رفتہ رفتہ یہ خبر قرطبہ تک پہنچی کہ اس نے جزیزہ خضراء کے دارالحکومت اور اس کے علاوہ اس کے قلعوں پر قبضہ کر لیا ہے، بنوامیہ کے ساتھ تشدد اور سختی کا برتاؤ کرتا ہے۔ اہل قرطبہ نے متفق ہو کر اس پر حملہ کر دیا اور اس کی اطاعت و فرمانبرداری کے بوجھ کو اپنی گردن سے اتار کر پھینک دیا۔

مامون وغیرہ کا ہنگامہ اور فرار:......بنوامیہ میں سے مستظہر کے بعد مستکفی کی خلافت کی بیعت کی گئی جیسا کہ ہم اوپر بیان کر آنے ہیں مامون اور بربری فوج نے شہر سے نکل کر جدال و قتال کا بازار گرم دیا۔ پچاس دن تک شہر کا محاصرہ کئے رکھا اہل قرطبہ متفق اور جمع ہو کر ان کے مقابلے کے لئے شہر سے باہر آنے اور نہایت مردانگی سے لڑ کر ان کے محاصرہ کو ۴۱۴ھ میں اُٹھا دیا۔ مامون بھاگ کر اشبیلیہ پہنچا۔ اس وقت اشبیلیہ میں اس کا بیٹا محمد اور بربر سرداروں میں سے محمد بن زیری موجود تھا۔ قاضی محمد بن اسماعیل بن عباد نے مشورہ دیا کہ موقع اچھا ہے شہر پر قبضہ کر لو اور مامون کو شہر میں داخل نہ ہونے دو چنانچہ اہل اشبیلیہ نے محمد بن زیری کے اشارہ سے محمد بن قاسم مامون کو شہر سے نکال دیا اور مامون کو شہر کے اندر داخل نہ ہونے دیا اور اپنے شہر کا آپ یہ نگرانی محمد بن زیزی انتظام کرنے لگے بعد چندے قاضی محمد بن اسماعیل نے محمد بن زیری کو بھی نکال باہر کیا۔

قاسم مامون کی گرفتاری:......اس واقعہ کے بعد مامون سریش کی طرف چلا گیا، بربری فوجیں اس سے علیحدہ ہو کر یحییٰ معتلی (مامون کے بھتیجے) کے پاس چلی آئیں اور ۴۱۵ھ میں اس کی امارت و ریاست کی اس کے ہاتھ پر بیعت کر لی، معتلی نے سامان جنگ درست کر کے اپنے چچا قاسم جس کا لقب مامون تھا پر سریش میں حملہ کر دیا زبردست مردانگی سے سریش پر قبضہ کر کے مامون کو گرفتار کر لیا، اس زمانہ سے مامون اس کے پاس اور اس کے بعد اس کے بھائی ادریس کے پاس مالقہ میں برابر قید رہا یہاں تک کہ قید کی حالت میں ۴۲۷ھ وفات پا گیا۔ اور یحییٰ معتلی استقلال و استحکام کے ساتھ حکمرانی کرنے لگا۔ محمد اور حسن قاسم مامون کے بیٹے اپنے چچازاد بھائیوں کو نظر بند کر کے جزیرہ روانہ کر دیا اور مغاربہ میں سے ابوالحجاج کو ان کی نگرانی کا حکم دیا، ایک مدت تک دونوں اسی حالت میں رہے۔

مستکفی کی معزولی:......پھر اہل قرطبہ نے مستکفی کو خلافت سے سبکدوش کر کے معتلی کی حکومت کے آگے گردن اطاعت جھکا دی معتلی نے اپنی

---

❶ ......دیکھیں تاریخ الکامل (جلد نمبر ۹ صفحہ نمبر ۲۷۲،۲۷۳،۲۷۴) و رنفح الطیب (جلد نمبر ۱ صفحہ نمبر ۲۰۴) اور دوزی کی المسلمون فی اسپانیا (صفحہ ۵۸۶)۔ ❷ ......ہمارے پاس موجود جدید عربی ایڈیشن (جلد نمبر ۴ صفحہ نمبر ۱۵۸) پر عبارت اس طرح ہے کہ معتلی بھاگ کر مالقہ پہنچا اور اس کا بھتیجا جزیرۃ اور الخضر اء نامی مامون کے ان صوبوں پر قابض ہو گیا جو مستعین کے زمانے سے چلے آ رہے تھے۔ باقی عبارت اسی طرح ہے۔

طرف سے ان لوگوں پر بربر سرداروں میں سے عبدالرحمٰن بن عطاف یفرنی کو متعین کیا۔ غریب مستکفی بحال پریشان سرحدی علاقوں کی طرف بھاگ کھڑا ہوا۔ چنانچہ اسی حالت میں مقام مدینہ سالم (میڈ ناسلی) پہنچ کر وفات پائی۔

ابومحمد بن جمہور کا قرطبہ پر قبضہ:......پھر ۴۱۷ھ میں اہل قرطبہ نے معتلی کی اطاعت کا انکار کر دیا اس کے گورنر عبدالرحمٰن بن عطاف کو شہر سے نکال دیا، مرتض کے بھائی معتمد کی امارت وخلافت کی بیعت کر لی اور کچھ عرصے بعد معزول بھی کر دیا جیسا کہ ہم اس کے حالات کے ضمن میں بیان کر آئے ہیں۔ اس طوائف الملو کی اور آئے دن تبدیلی حکومت سے وزیر السلطنت ابومحمد جمہور بن محمد بن جمہور کی بن آئی۔ قرطبہ کی حکومت وسلطنت پر بلا جھجک قبضہ کر لیا جیسا کہ آئندہ ملوک الطّوائف کی تاریخ میں ہم اس کو بیان کرنیوالے ہیں۔

بنی حمود کا زوال:......معتلی اسی زمانہ سے جبکہ اہل قرطبہ نے اس کے گورنر کو نکال دیا تھا اہل قرطبہ کو اپنی غارتگری اور لڑائی کی دھمکی مسلسل دیتا چلا آ رہا تھا اور فوجیں ان کے محاصرہ کے لئے بھیج رہا تھا آخر کار آس پاس کے تمام حکام شہر اور قلعہ نے زمام حکومت کو معتلی کے حوالے کر دیا اس سے معتلی کا رعب وداب بڑھ گیا حکومت وامارت کو ایک قسم کا استقلال حاصل ہو گیا۔ محمد بن عبداللہ بزدالی کو اس کا عروج پسند نہ آیا میں معتلی اشبیلیہ میں قاضی محمد بن اسمٰعیل بن عباد کا محاصرہ کئے ہوئے تھا اتفاق سے ابن عباد کا ۴۳۶ھ میں انتقال ہو گیا۔ معتلی اپنے دستے فوج لئے ہوئے بزدالی کو بچانے کے لئے قرمونہ کی طرف روانہ ہوا بزدالی نے متعدد گڑھے راستے میں کھدوار کھے تھے اور ان کو گھاس پھوس سے پاٹ رکھا تھا جوں ہی معتلی کا گھوڑا اس موقع پر پہنچا منہ کے بل خندق میں گر پڑا معتلی کی فوج اس غیر متوقع واقعہ سے گھبرا کر بھاگ کھڑی ہوئی۔ اور بنی حمود کی حکومت شہر قرطبہ سے ختم ہو گئی۔

ادریس بن علی کی مشروط بیعت:......احمد بن موسیٰ بقیہ ❶ اور خادم نجا صقلی شروع سے دولت بنوحمود کا حمایتی تھا اس سانحے کے بعد یہ لوگ مالقہ چلے گئے جو کہ بنی حمود حکومت کا ٹھکانہ تھا اور معتلی کے بھائی ادریس بن علی حمود کو سبتہ اور طنجہ سے بلا کر کے مسند حکومت پر متمکن کیا، اس شرط پر اس کے ہاتھ پر بیعت کی کہ سبتہ کی حکومت پر حسن بن یحییٰ مقرر کیا جائے چنانچہ ادریس نے مالقہ میں کرسی حکومت پر اجلاس کیا اور ''المتاید باللہ'' کا لقب اختیار کیا مریہ مضافات، رندہ اور جزیرہ والے خوش دلی سے فرمانبردار ادریس نے بیعت کے مطابق، حسن بن یحییٰ کو سبتہ کی حکومت عطا کی۔ خادم نجی اس کے ساتھ سبتہ گیا۔ اس کا اثر ملوک الطّوائف پر بہت زیادہ تھا۔

قرمونہ کا محاصرہ:......اس کے باپ قاسم بن عباد کے رعب وداب سے اس زمانہ کے امراء حکمراں تھراتے تھے بلوائیوں کے قبضہ سے اس نے بہت علاقہ چھین لئے تھے اشبونہ اور استجد کو محمد بن عبداللہ بزدالی کے قبضہ سے اسی نے نکالا تھا اور چند فوجیں اپنے بیٹے اسمٰعیل کے ماتحت قرمونہ کے محاصرہ پر روانہ کی تھیں محمد بن عبداللہ بزدالی نے سپہ سالار قرمونہ اور زادی سے امداد مانگی۔ زادی تو اپنی فوجیں آراستہ کر کے بزدالی کی کمک پر آیا اور سپہ سالار قرمونہ نے اپنا لشکر ابن بقیہ کی ماتحتی میں بزدالی کی مدد پر روانہ کیا۔ دونوں دشمنوں نے قرمونہ کے باہر صف آرائی کی۔ متعدد جنگیں ہوئیں آخر کار سخت اور خونریز جنگ کے بعد اسماعیل بن قاسم بن عباد کو شکست ہوئی پکڑ دھکڑ کے دوران مارا گیا، سر اُتار کے ادریس متاید باللہ کے پاس بھیج دیا گیا۔ اس واقعہ کے دو دن بعد ۴۳۱ھ میں ادریس متاید مر گیا۔

یحییٰ بن ادریس:......ابن بقیہ وغیرہ سرداروں نے اس کے بیٹے یحییٰ جس کا لقب تھا حبون کو حکمرانی کی کرسی پر متمکن کرنے ارادہ کیا نجی خادم نے اس سے مخالفت کی اور سبتہ سے حسن یحییٰ معتلی کو لئے مالقہ آیا۔ بربریوں نے اس کی امارت کی بیعت کر لی ''مستنصر'' ❷ کا لقب دیا اور ابن بقیہ کو بوجہ مخالفت قتل کر دیا۔ یحییٰ بن ادریس بھاگ کر قمارش پہنچا اور وہیں ۴۳۴ھ میں مر گیا۔ بعضے کہتے ہیں کہ نجی نے اس کو قتل کر ڈالا تھا اس کے بعد نجی سبتہ کی جانب سرحدوں کی حفاظت کے لئے واپس آیا اس کے ساتھ حسن بن یحییٰ بھی تھا۔ نجی نے مطیفی ❸ کو اس کے مستند ہونے کی وجہ سے حسن کی وزارت

❶...... یہاں صحیح نام احمد ابی موسیٰ المعروف ابن بقیہ ہے۔ دیکھیں تاریخ الکامل (جلد نمبر ۹ صفحہ ۲۷۹)۔ ❷......تاریخ الکامل (جلد نمبر ۹ صفحہ نمبر ۲۸۰) پر المستعصر باللہ تحریر ہے)۔
❸...... یہاں صحیح نام سُطیفی ہے۔ دیکھیں تاریخ الکامل (جلد نمبر ا صفحہ ۲۸۱)۔

پر مقرر کیا۔ اہل غرناطہ اور اندلس کے ایک حصہ نے اس کی بیعت کی۔

یحییٰ بن ادریس کی گرفتاری: ..... پھر ۴۳۸ھ میں اس کے چچا ادریس کی لڑکی نے حسن پر کیا ادھر اس حسن کو زہر دے کر مار ڈالا اُدھر سطیفی نے اس کے بھائی ادریس بن یحییٰ کو گرفتار کر لیا اور یحییٰ کو لکھ بھیجا کہ ابن حسن مستنصر تمہارے پاس سبتہ میں ہے اس کی امارت کی بیعت لے لو۔ نجی نے اس غریب کو چاندکی سے مار کر مالقہ کی جانب کوچ کیا اور وہاں پہنچ کے خود دعویدار حکومت ہو گیا۔ بربریوں اور نیز فوج نے نجی کا اس ارادہ میں ساتھ دیا پھر نجی قاسم کے بیٹوں کو ختم کرنے کے لئے جزیرہ گیا مگر وہاں سے ناکام ہو کر بے نیل و مرام واپس ہوا راستے میں قاسم کے کسی غلام نے نجی کو دھوکہ دے کر مار ڈالا۔ اس واقعہ کی خبر مالقہ میں پہنچی تو عوام الناس سطیفی پر ٹوٹ پڑے اور مار ڈالا۔

ادریس بن یحییٰ کی حکومت: ..... ادریس بن یحییٰ معتلی کو قید خانہ سے نکال کے تخت حکومت پر بٹھایا، یہ واقعہ ۴۴۳ھ کا ہے غرناطہ، قرمونہ اور اُن سب شہر والوں نے جو ان کے درمیان آباد تھے ادریس کے مطیع اور منقاد ہو گئے، ادریس نے حکومت اپنے ہاتھ میں لے کر "عالی" کا لقب اختیار کیا۔ سبتہ کی حکومت مسکوت اور رزق اللہ، (اپنے باپ کے غلاموں) کو دی اس کے بعد اپنے چچا ادریس کے لڑکوں محمد ادریس کو آئندہ خطرات کے پیش نظر قتل کر ڈالا، اس سے سوڈانیوں میں شورش پیدا ہوئی اور ان لوگوں نے متفق ہو کر ان دونوں مقتولوں کے بھائی محمد ثانی کی حکومت کا اعلان کر دیا اگر چہ یہ پہلے عوام الناس ادریس کا ساتھ دے کر ہوئے تھے مگر پھر ان لوگوں نے اس کو محمد کے حوالہ کر دیا۔

محمد کی امارت اور وفات: ..... محمد نے مالقہ میں ۴۴۸ھ میں بیعت لی تھی اور "مہدی" کا لقب اختیار کیا تھا اور اپنے بھائی کو اپنا ولی عہد مقرر کیا تھا اس نے "❶ سافی" کے خطاب سے اپنے کو مخاطب کیا تھوڑے دنوں بعد مہدی کو بعض وجوہات کی بناء پر سافی سے کشیدگی پیدا ہوئی چنانچہ اس کو سرحد کی طرف جلاوطن کر دیا سافی نے غمارہ میں جا کے قیام کیا۔ اور عالی قمارش چلا گیا اہل قمارش نے شہر میں داخل ہونے سے روکا عالی نے جھلا کے مالقہ کا محاصرہ کر لیا اتنے میں بادیس نے غرناطہ سے مہدی پر اس وجہ سے کہ مہدی نے اپنے بھائی سے بے عنوانی کی تھی حملہ کر دیا مگر مہدی کے حسن تدبیر سے بادیس نے مہدی کی بیعت کر کے غرناطہ واپس آیا اور مہدی اپنے مقبوضہ علاقے مالقہ میں ٹھہرا رہا، آہستہ آہستہ غرناطہ، حیان اور اس کے مضافات والے مہدی مطیع اور فرمانبردار ہو گئے، یہاں تک کہ مہدی نے ۴۴۹ھ میں وفات پائی۔

محمد اصغر بن ادریس: ..... ادریس مخلوع بن یحییٰ بن معتلی کی قمارش اور مالقہ میں بیعت لی گئی، اس نے اپنے غلاموں کو اتنا آزاد مطلق العنان کر دیا کہ ایک گروہ کثیر اہل قمارش اور مالقہ کا ان غلاموں سے تنگ آ کر بھاگ گیا، ۴۵۰ھ میں اس نے بھی وفات پائی تب محمد اصغر بن ادریس مناید تخت نشین ہوا اس نے بھی پرانے حکمرانوں کے دستور کے مطابق خود کو ایک جدید خطاب سے مخاطب کیا مالقہ مریہ اور رندہ میں اس کے نام کا خطبہ پڑھا گیا پھر بادیس دوبارہ مالقہ کی طرف آیا اور ۴۵۱ھ میں اس پر قبضہ حاصل کر لیا محمد اصغر حکومت و ریاست سے بے دخل ہو کر مریہ چلا گیا، اہل ملیلہ نے اس واقعہ سے مطلع ہو کر بلا بھیجا چنانچہ محمد اصغر بحال پریشان ان لوگوں کے پاس گیا ان لوگوں نے اس کی امارت و حکومت کی ۴۵۹ھ میں بیعت کر لی۔ "بنو ورقدی" "قلوع جارہ" اور اس کے قرب و جوار والوں نے اس کی حکومت کے اقتدا کو تسلیم کر لیا ۴۳۱ھ میں ❷ مر گیا۔

قاسم واثق: ..... محمد بن قاسم جو مالقہ میں قید تھا یہ ۴۱۴ھ میں جیل سے بھاگ کر جزیرہ خضراء پہنچ گیا اور قبضہ کر کے معتصم کا خطاب اختیار کر لیا۔ ۴۴۰ھ میں اس نے وفات پائی اس کے بعد اس کا بیٹا قاسم "واثق" حکمران بنا، ۴۵۰ھ میں یہ بھی وفات پا گیا۔ اس وقت سے جزیرہ خضراء کی حکومت "معتضد بن عباد" کے قبضہ میں چلی گئی سکوت البرغواتی قاسم واثق کا حاجب "بعضے کے مطابق یحییٰ معتلی خادم" انہیں لوگوں کی طرف سے سبتہ کا گورنر تھا لہٰذا جب معتضد بن عباد، جزیرہ پر قابض ہوا تو ادھر معتضد نے سکوت کو اطاعت و فرمانبرداری کا پیغام دیا اُدھر سکوت جزیرہ خضراء کی حکومت اور قبضہ کا دعوی دار بن گیا دونوں میں کشیدگی بڑھ گئی چنانچہ مدتوں جنگ اور فساد کا سلسلہ قائم رہا یہاں تک کہ مرابطین کا دور حکومت آ گیا اور ان لوگوں نے سبتہ

❶ ..... یہاں صحیح لفظ السامی ہے۔ دیکھیں تاریخ الکامل (جلد نمبر ۹ صفحہ ۲۸۱)۔ ❷ ..... یہاں جگہ تھی جس کو ہمارے پاس موجود جدید عربی ایڈیشن (جلد نمبر ۴ صفحہ ۱۶۰) سے پر کیا گیا ہے (مصحح جدید)۔

اور اندلس پر قبضہ کر لیا جیسا کہ آئندہ آپ پڑھیں گے (والبقاء للہ وحدہ سبحان تعالیٰ)۔

اندلس کی طوائف الملو کی اوران حکمرانوں کے حالات

طوائف الملو کی کا نتیجہ:..... جب اندلس میں عربی خلافت کا شیرازہ بکھر گیا اور مسلمانوں کی جماعت اندلس کے علاقوں میں منتشر ہوگئی تو اندلس کی حکومت کی باگ ڈور غلاموں وزیروں، اراکین دولت، سرداران عرب اور بربر کے قبضہ میں چلی گئی، ان لوگوں نے اس ملک کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا ہر شخص نے اپنی ڈیڑھ اینٹ کی مسجد الگ بنائی ایک دوسرے کو کھانے لگے اس نے ایک صوبہ پر قبضہ کر لیا تو دوسرے نے بڑھ کر دو صوبوں کو اپنا ورثہ سمجھ لیا ،غرض یہ کہ چھوٹی چھوٹی خود سر حکومتوں کی کوئی حد نہ رہی ان بے اعتدالیوں کا یہ نتیجہ نکلا کہ ان لوگوں نے سرحدی عیسائی بادشاہ کو خراج دے کر اپنا معین و مددگار بنانا شروع کر دیا۔ عیسائی حکمران تو ایسے ہی مواقع کے منتظر رہتے ہیں لہٰذا کھل کر کھیلے اور پھر کسی کو کسی کے مقابلہ پر مدد کی کسی کا ملک چھین لیا۔

یوسف بن تاشفین:..... اہل اندلس اسی بری حالت میں مبتلا تھے کہ یوسف بن تاشفین امیر مرابطین کا دور دورہ شروع ہوگیا اور ان سب کو اس نے دبالیا چنانچہ اب مناسب یہ معلوم ہوتا ہے کہ "ملوک الطوائف" کے جداگانہ حالات ترتیب سے بیان کر دیں۔

مغربی اندلس کے حکمران بنو عباد حکمرانان اشبیلیہ کے حالات:..... بنو عباد یعنی حکمران اشبیلیہ کا پہلا حکمران قاضی ابوالقاسم محمد بن ذی لوزارتین ابوالولید اسماعیل بن محمد بن اسماعیل بن قریش بن عباد بن عمر اسلم بن عمر بن عطاف بن نعیم لخمی تھا ❶ عطاف بن نعیم لخمی وہ شخص ہے جو "لخمی طلیعہ" کے ساتھ اندلس میں شروع میں داخل ہوا تھا، اصل میں یہ لوگ لشکر حمص میں تھے عطاف اندلس میں داخل ہو کر قریہ طشانہ (اشبیلیہ کے مشرق) قیام پذیر ہوا اور یہیں پر اس کی نسل نے ترقی کی محمد بن اسماعیل بن قریش قریہ طشانہ کا (صاحب الصلوٰۃ) امام تھا اس کے بعد اس کا بیٹا اسماعیل ۴۱۳ھ میں اشبیلیہ کی وزارت پر مامور کیا گیا اور ۴۱۴ھ میں اس کا بیٹا ابوالقاسم محمد اشبیلیہ کے عہدۂ وزارت قضاء پر مقرر رہا یہاں تک ۴۳۳ھ میں اس کی وفات ہوگئی۔

ابوالقاسم محمد کی حکومت:..... ابوالقاسم محمد کی ریاست کی بنیاد پڑنے کا یہ سبب تھا کہ قاسم بن حمود کے "جس کا لقب مامون تھا" مخصوص اصحاب سے تھا اسی نے اس کو عہدۂ قضاء اشبیلیہ پر مامور کیا تھا ان دنوں بربرہ کا ایک سردار محمد بن زبیری اس صوبہ کا حاکم تھا چنانچہ جس وقت قاسم قرطبہ سے بھاگ کر اشبیلیہ کی جانب آیا اور اشبیلیہ میں داخل ہونے کا ارادہ کیا اس وقت قاضی ابوالقاسم محمد نے محمد بن زبیری کو اشبیلیہ کی حکومت پر قابض ہو جانے کی رائے دی اور یہ اشارہ کر دیا کہ قاسم کو شہر اشبیلیہ کو شہر اشبیلیہ میں داخل نہیں ہونے دو چنانچہ ❷ محمد بن زبیری نے حکومت اشبیلیہ کی لالچ میں ایسا ہی کیا اس کے بعد اہل اشبیلیہ نے قاضی ابوالقاسم محمد کے اشارے پر محمد بن زبیری کو اشبیلیہ سے نکال دیا۔

حکمران کا آغاز:..... محمد بن زبیری کے نکالے جانے کے بعد قاضی ابوالقاسم محمد نے اشبیلیہ میں مجلس شوریٰ قائم کی اس کے ذریعہ اشبیلیہ پر حکمرانی کرنے لگا، اس مجلس شوریٰ کا ایک تو خود ممبر تھا دوسرا ممبر ابوبکر ❸ زبیدی معلم ہشام و مؤلف مختصر العین (لغت) اور تیسرا ممبر محمد بن برخ الہانی تھا کچھ عرصے بعد قاضی ابوالقاسم محمد نے اپنی مدبرانہ چالوں اور حکمت عملی سے ابوبکر اور محمد نامی ممبران مجلس شوریٰ کو دبالیا، فوجیں مرتب کیں اور بدستور عہدہ قضاء کا انچارج رہا۔ قاسم مامون جب اشبیلیہ نہ جاسکا تو قرمونہ کی جانب روانہ ہوگیا اور قرمونہ پہنچ کر محمد بن عبداللہ برزالی کے پاس قیام کیا۔

محمد بن عبداللہ برزالی:..... محمد بن عبداللہ برزالی، ہشام کے دور اور اس کے بعد مہدی کی حکمرانی کے دور سے قرمونہ کا والی تھا۔ ۴۰۴ھ زمانہ

---

❶..... یہ نعمان بن منذر کی نسل سے تھا (الکامل ابن اثیر جلد نمبر ۵ صفحہ ۶۲۸)۔ ❷..... ہمارے پاس موجود عربی نسخ میں "محمد بن زبیری" لکھا ہے (ثناء اللہ محمود)۔ ❸..... محمد بن حسن عبداللہ اشبیلی ابوبکر۔ بڑے ادیب، شاعر، اور نحو ولغت کے ماہر تھے ان کی کئی تصانیب بھی ہیں جن میں۔ الواضح فی العربیۃ، "مختصر کتاب العین فی اللغۃ الاستدراک علی کتاب العین"، وغیر مشہور ہیں۔ یہ ۳۸۹ھ میں فوت ہوئے۔ (معجم المولفین رضا کحالۃ جلد ۹ صفحہ ۱۹۸)

طوائف الملوکی میں خود مختاری حکومت کا دعویٰ کیا، اس دعویٰ کا محرک بھی وہی قاضی ابوالقاسم محمد بن عباد تھا، اور اسی نے محمد بن عبداللہ برزالی کو قاسم مامون کی معزولی اور خود مختار حکومت کی رائے دی تھی، چنانچہ قاسم مامون کو قرمونہ سے بھی بے دخل ہو کر سریش آ گیا، اور محمد بن عبداللہ برزالی قرمونہ میں حکومت کرنے لگا۔

ابوالقاسم محمد کے بعد اس کا بیٹا عباد حکمراں بنا اس نے ''المعتضد'' کا لقب اختیار کیا اس کی محمد بن عبداللہ برزالی سے اَن بَن ہوگئی، چنانچہ دونوں میں متعدد لڑائیاں ہوئیں محمد بن عبداللہ برزالی حاکم قرمونہ نے عباد کا قاسم بن حمود سے بھی بگاڑ کرا دیا۔ چنانچہ قاسم بن حمود نے سریش سے جنگ کے ارادے سے خروج کیا پہلے عبداللہ بن افطس حاکم بطلیوس سے جنگ ہوئی چنانچہ قاسم نے اپنے بیٹے اسماعیل کا ایک عظیم فوج دے کر عبداللہ بن افطس سے جنگ کرنے بھیجا اس مہم میں اسماعیل کے ساتھ عبداللہ برزالی بھی تھا، مظفر بن افطس مقابلہ پر آیا، مظفر نے اسماعیل اور محمد دونوں کو شکست دے کر محمد بن عبداللہ برزالی کو گرفتار کر لیا اور ایک مدت کے بعد رہا کر دیا، اس کے بعد قاسم بن حمود اور محمد بن عبداللہ برزالی کی چپقلش ہوگئی مدتوں دونوں میں جھگڑا اور فتنہ وفساد کا سلسلہ جاری رہا یہاں تک کہ محمد بن عبداللہ برزالی کو اسماعیل نے قتل کر دیا۔

برزالی کا قتل:......اسماعیل ایک مرتبہ شبخون مارنے کے ارادے سے قرمونہ پر اپنی فوج لے کر چڑھ گیا اور موقع موقع سے منتخب جوانوں کو کمین گاہ میں بٹھا دیا، محمد بن عبداللہ برزالی اس کی آمد سے مطلع ہو کر اپنی فوج کے ساتھ سوار ہو کر مقابلہ پر آیا، اسماعیل لڑتا ہوا آہستہ آہستہ پیچھے ہٹا، محمد بن عبداللہ برزالی کامیابی کے جوش میں بڑھتا چلا گیا یہاں تک کہ کمین گاہ سے آگے بڑھ گیا چنانچہ اسماعیل کے سپاہیوں نے فوراً کمین گاہ سے حملہ کر دیا، اور محمد بن عبداللہ برزالی کو قتل کر دیا، یہ واقعہ ۴۳۴ھ کا ہے۔

اسماعیل اور اس کا قتل:......محمد بن عبداللہ برزالی کے مارے جانے کے بعد اسماعیل نے قرمونہ پر قبضہ کر لیا، غلاموں اور بربریوں نے اس کو حکومت وسلطنت کی لالچ دی چنانچہ اس سے جتنا مال واسباب اور غلہ اٹھ سکا لے کر جزیرہ کی جانب حملہ کے ارادہ سے چلا گیا، اس وقت اس کا باپ قلع فرج میں تھا یہ خبر پا کے چند سواروں کو اس کی تلاش میں روانہ کیا کسی ذریعہ سے اسماعیل کو اس کی اطلاع مل گئی چنانچہ وہ قلعہ ورد کی طرف مڑ گیا، والی قلعہ نے موقع پا کر اسماعیل کو گرفتار کر لیا اور اسے باندھ کر اس کے باپ کے پاس بھیج دیا پس اس کے باپ نے اس کو اور نیز اس کے کاتب اور سارے ساتھیوں کو قتل کر دیا۔ اور اس کے دوران بربریوں کی سرکوبی کی طرف توجہ کی جنہوں نے سرحد پر ہنگامہ برپا کر رکھا تھا۔

حاکم قرمونہ:......ان لوگوں میں سب سے پہلے ہم حاکم قرمونہ کا حال تحریر کرنا چاہتے ہیں قرمونہ میں مستظہر عزیز بن محمد بن عبداللہ برزالی اپنے باپ کے بعد حکمراں بنا تھا قرمونہ کے علاوہ استجہ اور مرور بھی اس کی حکومت میں شامل تھے، نموز اور ارکش کی حکومت فوج کے وزیر رموی کے قبضہ میں تھی جو کہ سرحد بربری اور منصور کے حامیوں سے تھا، ۴۰۴ھ میں وزیر فوج نے نموز اور روارکس کی حکومت کا دعویٰ کیا تھا، اور ۴۳۲ھ میں حکومت سے سبکدوش ہو کر انتقال کر گیا تھا، تب اس کی جگہ اس کا بیٹا عز الدولہ حاجب ابولیا محمد بن نوح حکمراں بنا اس نے سن ❶......میں وفات پائی۔ اور ابوثور یزید بن ابی قرہ یضرنی نے طوائف الملوکی کے زمانے میں ۴۵۰ھ میں رندہ کو عامر بن فتوح کے قبضہ سے نکال لیا۔

عامر بن فتوح اور ابونصر:......عامر بن فتوح علویوں کا کارندہ تھا، معتضد ہمیشہ اس پر دباؤ ڈالتا رہتا تھا۔ ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ کسی بہانے سے اس کو بلا کر قید کر دیا اور مکر وفریب سے اس کے بیٹے کو کہلوایا بھیجا کہ برندہ خادمہ کے ساتھ تمہارے باپ نے برا فعل کیا ہے اور تھوڑی دنوں کے بعد عامر کو رہا کر دیا، چونکہ اس کے بیٹے پر معتضد کا جادو چل گیا تھا اس لئے اس کے بیٹے نے اسے مار ڈالا جب قتل کے بعد معتضد کی چالاکی اور فریب کی قلعی کھلی تو اسے سخت صدمہ ہوا چنانچہ اسی صدمہ سے ۴۵۱ھ میں مر گیا۔ پھر اس کا بیٹا ابونصر اس کی جگہ مقرر ہوا حتیٰ کہ کسی قلعہ میں خود اس کے لشکریوں نے اس سے بیوفائی کی تو یہ گھبرا کر شہر پناہ کی فصیل پر چڑھ گیا اور جب وہاں زندہ بچنے کی کوئی شکل نظر نہ آئی تو شہر پناہ کی فصیل سے مجبوراً گر پڑا اور مر گیا، یہ ۴۵۹ھ کا واقعہ ہے۔

❶......اصل کتاب میں کچھ نہیں لکھا۔

ابن عباد کی چالاکی: ......سریش پر حرزوں بن عبدون ۴۰۲ھ میں غالب آ گیا تھا، ابن عباد (معتضد) نے اس کو بھی گرفتار کرلیا، سریش کے خوارج کا مطالبہ کیا اور تمام قلعوں کی جانچ پڑتال کی اس کے بعد ان لوگوں سے صلح کر کے ان لوگوں کو انہی علاقوں کی حکومت عطا کی جو ان کے قبضہ میں تھے لہٰذا ابن نوح کو ارکش پر، ابن حرزوں کو ''سریش'' پر اور ابن ابی قرہ کو ''رندہ'' پر مامور کر دیا۔ اس تقرری سے یہ لوگ ابن عباد کے حامی بن گئے اور اس پر اعتماد کرنے لگے، چند دنوں کے بعد ابن عباد نے ان لوگوں کو دعوت کے بہانے سے بلایا اور حمام میں لیجا کہ دروازہ بند کر دیا چنانچہ سب کے سب مر گئے ان میں سے صرف ابن نوح اس واقعہ میں بچ گیا وجہ یہ تھی کہ اس نے ابن عباد سے پہلے ہی سے ساز باز کر لی تھی، ان لوگوں کے مرنے کے بعد ابن عباد نے اپنے آدمیوں کو بھیج کے ان کے قلعوں پر قبضہ کر لیا اور ان کے مقبوضہ علاقوں کو اپنے صوبہ سے ملا لیا۔

ابن عباد کا ناکام محاصرہ: ......جب اس واقعہ کی خبر بادیس تک پہنچی تو اس نے ان لوگوں کے خون کا بدلہ لینے کے ارادے سے ابن عباد پر فوج کشی کی، مقتولوں کے قبائل اس کی اطلاع پا کر بادیس کے پاس آ آ کے جمع ہو گئے، اور اس کے ساتھ ابن عباد پر یلغار کر دی مدتوں اس کا محاصرہ کئے رہے لیکن آخر کار بے نیل و مرام واپس چلے گئے۔ اور سرحد عبور کر کے سبتہ کی جانب بڑھے، سکوت نے ان لوگوں کو سبتہ میں گھسنے نہیں دیا اکثر لوگ بھوک سے مر گئے باقی لوگوں نے مغرب کا راستہ لیا اور اسی زمانہ سے یہ لوگ مغرب میں جا کر آباد ہوئے، اور ابن عباد استقلال کے ساتھ حکومت کرنے لگا۔

ادینہ اور شلطیش پر ابن عباد کا قبضہ: ......ادینہ اور شلطیش پر عبدالعزیز بکری قابض و متصرف تھا، ابن عباد کی فوجیں اس کا محاصرہ کئے ہوئے تھیں، وزیر السلطنت ابن جہود نے عبدالعزیز کی سفارش کی تو معتضد (ابن عباد) نے اس کی سفارش سے صلح کر لی، پھر زیادہ عرصہ نہ گذرنے پایا تھا کہ ابن جہور کا انتقال ہو گیا، ابن عباد نے عبدالعزیز بکری سے پھر جھگڑا شروع کر دیا اور بالآخر ۴۴۳ھ میں ادینہ اور شلطیش کو عبدالعزیز سے خالی کرالیا اور اپنے بیٹے معتمد کو اس کی حکومت پر متعین کر دیا۔

شلب اور بربیہ کی فتح: ......اس مہم سے فارغ ہو کر معتضد (ابن عباد) نے شلب کا رخ کیا شلب کی حکومت ۴۴۲ھ میں اس کی وفات ہوگئی اسی زمانہ میں معتمد کو طلب کر کے اس شہر کی حکومت بھی اس کے حوالے کر دی چنانچہ معتمد نے یہیں قیام اختیار کر لیا، اور اس کو اپنا دارالحکومت قرار دیا۔

پھر معتضد نے شلت (سینٹ) بربیہ کی جانب قدم بڑھایا سینٹ بربیہ میں معتصم محمد بن سعید بن ہارون کی سربلند کا جھنڈا کامیابی کی ہوا میں لہرا رہا تھا جیسے ہی معتضد اس کے قریب پہنچا غریب معتصم نے شہر خالی کر دیا، یہ واقعہ ۴۴۹ھ کا ہے معتضد نے اس کو بھی اپنے بیٹے معتمد کے مقبوضات میں شامل کر دیا۔

لبلہ پر قبضہ: ......لبلہ میں تاج الدین ابوالعباس احمد بن یحییٰ بن تجنیبی کی حکومت تھی، ۴۱۴ھ میں تاج الدین نے لبلہ میں اپنی حکومت کا اعلان کر دیا تھا ادینہ اور شلطیش میں اس کے نام کا خطبہ پڑھا گیا تھا، ۴۳۳ھ میں اس کی وفات ہوگئی اس نے وفات کے وقت اپنے بھائی محمد کے لئے حکومت و ریاست کی وصیت کر دی تھی معتضد نے لبلہ پہنچ کر اس کا محاصرہ کر لیا، اور روزانہ لڑائیوں سے اس کو تنگ کرنے لگا، چنانچہ محمد موقع پا کر قرطبہ بھاگ گیا، قرطبہ میں اس کے بھائی خلف بن یحییٰ کا بیٹا فتح قابض و متصرف تھا، معتضد نے ۴۴۵ھ میں اس کو بھی خالی کرا لیا۔

ابن عباد کی مزید کامیابیاں: ......غرض ان سب علاقوں پر رفتہ رفتہ بنی عباد کا قبضہ ہو گیا، اور وہ اس کے دائرہ حکومت میں داخل ہو گئے معتضد نے مربہ کو بھی اپنی حکومت میں شامل کر لیا تھا، اس صوبہ پر ابن رشیق نے زمانہ فتنہ میں قبضہ کر لیا تھا، اور ''خاصۃ الدولہ'' کے نام سے موسوم کر دیا تھا پھر آٹھ سال حکومت کی اس کے بعد معتضد نے ۴۴۵ھ میں ابن رشیق سے اس کو چھین لیا۔

معتضد ہی نے مرتلہ کو ابن طیفور کے قبضہ سے ۴۳۶ھ میں چھین لیا تھا اور ابن طیفور نے اس پر عیسیٰ بن نسب سے قبضہ حاصل کیا تھا عیسیٰ بن نسب لشکر شاہی کا ایک سپہ سالار تھا شروع شروع میں یہی اس پر متصرف اور غالب ہوا تھا۔ مگر خوبی قسمت نے اس کو اور اس کے بعد اس کے جانشین کو بھی اس کی حکومت پر متصرف نہ رہنے دیا، تھوڑے دنوں میں یہ سب ممالک جن کا تذکرہ اوپر ہو چکا ہے ابن عباد کے مقبوضہ علاقوں میں داخل ہو گئے۔

ابن عباد کی وفات: ......ابن عباد (معتضد) اور بادیس بن حبوس والی غرناطہ میں ناچاقی تھی، دونوں میں متعدد لڑائیاں ہوئی تھیں، مگر ابھی تک کوئی

نتیجہ نہیں نکلا تھا کہ ۴۶۱ھ میں معتضد آخری وقت آ گیا، چنانچہ یہ اپنے کاموں کو یوں ہی ناتمام چھوڑ کر دنیا سے کوچ کر گیا، اس کے بعد اس کا بیٹا معتمد بن معتضد بن اسماعیل ابوالقاسم بن عباد کرسی حکومت پر متمکن ہوا۔

معتمد کی حکومت :......معتمد نے حکومت کی باگ ڈور اپنے قبضے میں لینے کے بعد جہانداری میں اپنے باپ کا رویہ اختیار کیا، اس کے علاوہ دارالخلافت قرطبہ کو بھی وزیر السلطنت ابن جہور کے قبضہ سے نکال لیا، اس نے اپنے بیٹوں کو ملک کے صوبائی دارالحکومتوں پر مقرر کیا اور وہیں قیام کرنے کا حکم دیا، مغربی اندلس میں ان کی حکومت کو کافی طور سے استحکام اور مضبوطی حاصل ہوئی اس اطراف کے ملوک الطّوائف پر اس کا رعب وداب چھا گیا۔ ابن بادیس بن حبوس غرناطہ میں ابن افطس بطلیوس میں ابن صمادع مریہ میں اسی طرح دوسرے ملوک الطّوائف اپنے اپنے مقبوضہ علاقوں میں معتمد ابن عباد کے علم حکومت کے شاہی اقتدار کو تسلیم کر رہے تھے اس کے ذریعے صلح اور امن چاہتے تھے اور اس کی مرضی کے مطابق عمل کرتے تھے مگر یہ اور وہ سب کے سب کافر بادشاہوں کی خاطر ومدارات کی طرف مائل تھے اور ان کو خراج دے دے کر قوت پہنچا رہے تھے۔

یوسف بن تاشفین کا ظہور :......یہاں تک کہ سرحد بربر سے مرابطین کی حکومت کا ظہور ہوا یوسف بن تاشفین نے حکومت کی باگ ڈور اپنے ہاتھ میں لے لی، مسلمانان اندلس کی امیدیں اس کی اعانت وامداد سے برآئیں، اسی زمانہ میں عیسائیوں نے خراج کے بارے میں ملوک الطّوائف کو تنگ کرنا شروع کر دیا، ابن عباد (معتمد) نے اس سفیر یہودی سفیر کو اس کے بعد دریا عبور کر کے یوسف بن تاشفین کی خدمت میں فریادی بن کر حاضر ہوا، معتمد کے جانے اور یوسف بن تاشفین کی مدد کرنے کے حالات آئندہ یوسف بن تاشفین کے حالات کے ضمن میں تحریر کئے جائیں گے۔

ٹیکسوں کی معافی :......اس کے بعد فقہاء اندلس نے یوسف بن تاشفین کی خدمت میں یہ درخواست پیش کی کہ طرح طرح کے ٹیکس اور محصول اہل اندلس پر لگا ہوا معاف کر دیا جائے، اور حکام وامراء کے مظالم سے نجات دلائی جائے، چنانچہ یوسف نے اہل اندلس کو ان تمام ٹیکس سے سبکدوش کر دیا جو درمیان میں لگائے گئے تھے اور ان کو آئے دن کی طوائف الملو کی کی خونریزی سے نجات بھی دے دی، مگر جیسے ہی یوسف بن تاشفین اندلس سے واپس گیا، اندلس کے طوائف الملوک اپنے پرانے رویہ پر آ گئے، زمانہ قیام اندلس میں یوسف بن تاشفین نے اپنی فوج کو جہاد پر بھی کئی بار روانہ کیا تھا اور اندلس کے اندرونی حصوں کو خودسر حکومتوں کے خاروخس سے صاف وپاک کر کے حکومت مانگنے والوں کو خلعتیں دی تھیں، اور ان کو انتظام ملک وامن کی خاطر کی طرف منتقل کر دیا تھا، غرض اس نے ایسے نازک وقت میں جب کہ اندلس امراء حکام کی خودغرضیوں کا جولانگاہ بنا ہوا تھا بزور تیغ اندلس پر قبضہ کر لیا، جیسا کہ آئندہ بیان کیا جائے گا ابن اعباد بھی چند لڑائیوں کے بعد جن کو آپ آگے پڑھیں گے یوسف بن تاشفین کا مطیع بن گیا۔ یوسف بن تاشفین نے اس کو ۴۸۴ھ میں اغمات ❶ قریہ مراکش (مراکو) میں قید کر دیا یہاں تک کہ ۴۸۸ھ میں مر گیا۔

سہلہ نامی صوبہ کی حکومت :......اندلس میں علاوہ اس کے دوسرے صوبے بھی تھے جن پر ابن عباد متصرف اور حاوی نہیں ہوا تھا ان میں سے ایک سہلہ تھا اس صوبے پر پانچویں صدی کے شروع میں ہذیل بن خلف ابن رزین ہشام کی دعوت کے بہانے سے قابض ہو گیا تھا، اور ''مؤید الدولہ'' کے خطاب سے خود کو مخاطب کرتا تھا، ۴۵۰ھ میں عیسائیوں کے ہاتھ کسی لڑائی میں شہید ہو گیا تب اس کی جگہ حسام الدولہ عبدالملک بن خلف (مؤید الدولہ کا بھائی) متمکن ہوا اور یہی اس صوبے پر حکمرانی کرتا رہا یہاں تک کہ مرابطیوں نے جس وقت وہ اندلس پر قابض ہوئے تھے اس صوبہ کو بھی اس کے قبضہ سے چھین لیا۔

نظام الدولہ اور اس کی اولاد :......برنث اور لج بھی مقبوضات ابن عباد سے خارج تھے اس پر عبداللہ بن قاسم مہری زمانہ طوائف الملو کی سے قابض ہو کر نظام الدولہ کے لقب سے خود کو ملقب کرتا تھا یہ وہی شخص ہے جس کے پاس معتمد مقیم تھا جس زمانہ میں اراکین دولت نے قرطبہ میں معتمد کی امارت کی بیعت کی تھی اور اسی کے پاس سے قرطبہ آیا تھا، ۴۲۱ھ میں نظام الدولہ کا انتقال ہو گیا اور اس کی جگہ یمین الدولہ محمد اس کا بیٹا جانشین بنا اس کی مجاہد سے متعدد لڑائیاں ہوئیں تھیں یمین الدولہ کے بعد اس کا بیٹا عقد الدولہ احمد حکومت وامارت کی کرسی پر جلوہ افروز ہوا اور ۴۴۰ھ میں وفات پائی

❶......مراکش کے قریب بربر علاقوں میں ایک گاؤں ہے اس کے پیچھے چار مراحل کے فاصلے پر، بحر محیط کی سمت میں ''سوس'' واقع ہے (معجم البلدان)

تب اس کا بھائی جناح الدولہ عبداللہ حکمراں بنا اور ۴۸۵ھ میں مراطبون نے اس حکومت چھین لی۔

لیجئے ان تذکروں میں ہم کہاں سے کہاں پہنچ گئے لہٰذا اس کو چھوڑ کر اب پھر ملوک الطوائف کے اکابر کے تذکرے کی جانب توجہ کرتے ہیں (واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم بالصواب)۔

وزیر السلطنت ابن جہور کے حالات: ......جن دنوں قرطبہ میں فتنہ وفساد کی گرم بازاری تھی اس وقت اراکین دولت اور امراء سلطنت کا سردار ابوالحزم جہور بن محمد بن جہور بن عبداللہ بن محمد بن یحییٰ بن ابی المغافر بن ابی عبیدہ کلبی تھا ابن بشکوال نے اس کا نسب اسی طرح تحریر کیا ہے، ابن جہور کا جد امجد ''ابوعبیدہ کلبی'' اندلس آیا تھا اس کی آخری نسلوں کو قرطبہ میں دولت عامریہ کی وزارت کا شرف حاصل ہوا تھا۔

جمہور کی حکومت: ......جس وقت لشکریوں نے معتمد (آخری خلیفہ اموی) کو ۴۲۲ھ میں معزول کیا اس وقت جہور نے قرطبہ پر قبضہ کر لیا اور کسی فساد وفتنہ میں مداخلت نہ کی حکومت پر قابض ہو کر نظام سلطنت کو بگڑنے نہ دیا اور نہ اپنے گھر سے قصر خلافت میں آیا اس کا رویہ نہایت عمدہ تھا اہل علم وفضل کی روش پر چلتا تھا، مریضوں کی عیادت کرتا تھا جہاد میں شریک ہوتا اپنے مشرقی محلے کی مسجد میں اذان دیتا تھا، تراویح پڑھتا اور جب مسلمانوں سے ملتا جلتا رہتا تھا دربان وغیرہ اس کے دروازہ پر نہیں ہوتے تھے، قرطبہ کے مسلمانوں نے بطیب خاطر اپنی حکومت کی باگ ڈور خلیفہ کی تقرری تک اس کے حوالے کر دی۔

جمہور کی وفات: ......یہاں تک کہ محمد بن اسماعیل بن عباد نے یہ ظاہر کیا کہ ہشام مؤید کا خطبہ پڑھا گیا اسی گھمنڈ میں محمد بن اسماعیل ہشام کو لے کر قرطبہ آیا مگر اہل قرطبہ نے نہ معلوم کیوں اسے قرطبہ میں داخل ہونے سے روک دیا، اور خطبہ میں اس کا نام ترک کر دیا اس وقت سے ابن جہور اہل قرطبہ پر تنہا بلاشرکت غیرے حکومت کرنے لگا اس کے بعد محرم ۴۳۵ھ ❶ میں اس کا انتقال ہوا اور اپنے ہی مکان میں دفن ہوا۔

محمد بن جمہور: ......پھر اس کی جگہ اس کا بیٹا ابوالولید محمد بن جمہور قرطبہ کے رئیسوں کے اتفاق سے حکومت کی کرسی پر بیٹھا، اس نے بھی اپنے باپ کا طریقہ اختیار کیا یہ بھی اہل علم وفضل کا بڑا قدر دان تھا مکہ بن ابی طالب مکہ وغیرہ جیسے اہل علم کی خدمت میں تحصیل علم کی تھی اس نے اپنا وزیر ابراہیم بن یحییٰ کو بنایا تھا اس نے نہایت خوبی سے اس خدمت کو انجام دیا غرض ابوالولید محمد کا زمانہ طوائف الملوکی کے دور کا بہترین زمانہ تھا، اہل قرطبہ راضی اور خوش تھے کسی کو کسی قسم کی شکایت کا موقع نہیں ملا کہ پھر اس کا بھی انتقال ہو گیا۔

عبدالملک بن محمد بن جمہور: ......اس کے بعد حکومت اس کے بیٹے عبدالملک کے حوالے کی گئی، مگر اس نے کج ادائی بداطواری شروع کر دی لوگوں کو اس سے نفرت اور کشیدگی پیدا ہوگئی، ابن ذی النون نے اس کا قرطبہ میں محاصرہ کیا اس نے محمد بن عباد سے ذی النون کے محاصرے کی شکایت کی اور امداد کی درخواست کی، چنانچہ محمد بن عباد نے اپنی فوجیں اس کی کمک پر بھیجیں مگر درپردہ انھیں یہ ہدایت کر دی تھی کہ قرطبہ میں داخل ہو کر اس کو معزول کر دینا چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ ابن ذی النون کے محاصرہ کو محمد بن عباد کے لشکر نے اٹھایا اور جب یہ قرطبہ میں داخل ہو گیا، تو اہل قرطبہ نے سازباز کر کے ۴۶۱ھ میں اس کو معزول کر دیا اور قرطبہ سے جلاء وطن کر کے شلطیش لیجا کر قید کر دیا، پھر وہ قید ہی میں ۴۷۲ھ میں مر گیا۔

سراج الدولہ کی حکومت: ......محمد ابن عباد نے عبدالملک کی گرفتاری کے بعد اپنے بیٹے سراج الدولہ کو بلنسیہ سے بلوا کر قرطبہ کی حکومت پر مقرر کر دیا، سراج الدولہ کو قرطبہ جانے کے بعد کسی نے زہر دے دیا، جس سے سراج الدولہ کی موت واقع ہوگئی اس کی نعش طلیطلہ میں لائی گئی اور اسے وہیں دفن کر دیا گیا۔

فتح بن محمد المامون: ......سراج الدولہ کے مرنے کے بعد محمد بن عباد نے قرطبہ پر فوج کشی کی چنانچہ ۴۶۹ھ میں قرطبہ پر قابض ہو گیا اور ابن عکاشہ کو قتل کر کے اپنے بیٹے فتح بن محمد ملقب بہ ''مامون'' کو قرطبہ کی حکومت دے دی، یوں رفتہ رفتہ سارے مغربی اندلس کے صوبے اس کے قبضہ میں

❶ ...دیکھئے کامل ابن اثیر (جلد نمبر ۹ صفحہ نمبر ۲۸۵)

آ گئے حتیٰ کہ مرابطیوں نے اندلس میں داخل ہو کر ۴۸۴ھ میں اس صوبے پر بھی قبضہ کر لیا، چنانچہ اسی ہنگامہ میں فتح مارا گیا، اور اس کے باپ محمد بن عباد کو اغمات کی طرف جلاء وطن کر کے بھیج دیا گیا جیسا کہ ہم اوپر تحریر کر چکے ہیں اور آئندہ بھی لکھیں گے (واللہ وارث الارض ومن علیھا وھو خیر الوارثین)۔

اخبار ابن افطس والی بطلیوس غربی اندلس:......زمانہ فتنہ اور عہد طوائف الملوکی میں ابو محمد عبداللہ بن مسلمہ تجیبی ❶ ''ابن افطس'' نے غربی اندلس صوبہ بطلیوس پر قبضہ کر لیا تھا اور اپنی خود مختاری حکومت کا اعلان کر دیا تھا اس کے مرنے کے بعد اس کا بیٹا مظفر ابو بکر اس کا جانشین بنا اس کی حکومت نہایت استقلال اور استحکام کے ساتھ قائم اور جاری ہو گئی تھی ابن عباد سے بھی کئی مرتبہ معرکہ آرائی کی نوبت آئی تھی جھگڑے کا سبب یہ ہوا تھا کہ ابن عباد نے ابن تجیبی والی ملیلہ کی مظفر کے مقابلے میں مدد کی تھی، اس سے مظفر کو اشتعال پیدا ہو گیا ملیلہ کے حاکم سے متعدد قلعوں اور شہروں پر قبضہ کر لیا، آخر کار مظفر مسلسل دو شکستیں اٹھا کر بطلیوس میں قلعہ بند ہو گیا، ان دو آخری لڑائیوں میں ایک بڑا گروہ کام آ گیا، یہ واقعہ ۴۴۳ھ کا ہے اس کے بعد ابن جہور نے ان دونوں میں صلح کرا دی۔

مظفر کی وفات اور متوکل:......۴۶۰ھ میں مظفر کی وفات ہو گئی اور اس کا بیٹا متوکل ابو حفص عمر بن محمد معروف بہ ''ساجہ'' تخت حکومت پر بیٹھا اسی کو یوسف بن تاشفین نے ۴۸۹ھ میں بطلیوس پر قبضہ کر کے اس کو اس کی اولاد سمیت قتل کر دیا تھا، ابن عباد نے پہلے متوکل کو یوسف بن تاشفین کی طرف سے بدظن کر کے کفار سے خط و کتابت کرنے کی رائے دی اور جب متوکل اس رائے پر عامل و کاربند ہو گیا تو یوسف بن تاشفین کو خط لکھا کر بھیجا کہ جتنی جلد ممکن ہو سکے بطلیوس پر قبضہ کر لیا جائے ورنہ متوکل پھر ہاتھ نہیں آئے گا اور نہ اس صوبہ پر کسی طرح قبضہ ہوگا کیونکہ متوکل ،عیسائیوں سے خط و کتابت کر رہا ہے۔

متوکل کا قتل:......چنانچہ یوسف بن تاشفین نہایت تیزی سے مسافت طے کر کے بطلیوس پہنچ گیا اور ۴۸۹ھ ❷ میں متوکل کو اس کے بیٹوں سمیت گرفتار کر کے عیدالاضحیٰ کے دن قتل کر دیا جیسا کہ ہم آگے تحریر کریں گے۔ ابن عبدون نے اس کے مرثیہ میں ایک قصیدہ لکھا تھا جو نہایت مشہور اور کتب تواریخ میں مذکور ہے اس کا مطلع تھا۔

الدھر یفجع بعد العین بالاثر ☆ فماالبکاء علی الاشباح والصور

اس قصیدہ میں ابن عبدون نے ان مصائب کا تذکرہ کیا تھا جو اس زمانہ ادبار میں نازل ہوئے تھے جس سے پتھر تک رو پڑے تھے ہم اس کو لمتونہ کے حالات اور ان کی فتح اندلس کے ضمن میں بیان کریں گے۔ (واللہ یفعل مایشاء یحکم مایرید)

غرناطہ اور بیرہ کے حکمران خاندان ''بادیس'' کے واقعات:......فتنہ بربریہ میں صنہاجہ کا سردار زادی بن ''زیری بن مناد'' تھا منصور کی حکومت کے وقت میں زادی اندلس آیا تھا پھر جب بربریوں نے فتنہ و فساد کا بازار گرم کیا، اور خلافت کا شیرازہ بکھر گیا تو ''زادی'' اس گروہ کا سردار اور ان بلوائیوں کا بااعتماد بن کر بیرہ کی جانب گیا، اور غرناطہ پہنچ کر قبضہ کر لیا پھر اس کے اپنا دارالحکومت بنا لیا مجاہد عامری اور منذر بن یحییٰ بن ہاشم تجیبی بنے تھے اور بیعت کے بعد ان لوگوں نے غرناطہ پر چڑھائی کی تو زادی بن زیری فوصنہاجہ کو مرتب کر کے مقابلہ آیا اور ۴۲۰ھ میں ان لوگوں کو شکست دے کر مرتضیٰ کو قتل کر دیا، مال و اسباب اور آلات حرب پر قبضہ کر لیا جو بے حد اور بے شمار تھے۔

زادی بن زیری:......اس کے بعد زادی کے دل مین یہ خیال پیدا ہوا کہ کہیں اندلس میں فتنہ و فساد کی وجہ سے بربر پر کسی قسم کا زوال نہ آ جائے اور میری عدم موجودگی سونے پر سہاگ کا کام نہ دے دے، اس خیال کا آنا تھا کہ اپنے بیٹے کو غرناطہ پر مقرر کر کے اپنے قومی بادشاہ، قیروان کی طرف کوچ کر دیا چنانچہ جیسے ہی زادی نے غرناطہ سے قدم باہر نکالا اس کے بیٹے نے ابن رضین اور غرناطہ کے چند مشائخ کو گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا۔

ماکس اور بادیس کی حکومت:......اہل غرناطہ کو یہ بات ناگوار گذری تو انھوں نے ماکس بن زیری کو غرناطہ پر قبضہ کرنے کا پیغام دیا چنانچہ ماکس یہ

❶ ......''تجیبی''، شہر تجیب کی طرف نسبت ہے۔ ❷......الکامل ابن اثیر جلد نمبر ۵ صفحہ نمبر ۶۳۱ پر ۴۷۹ھ لکھا ہوا ہے

پیغام ملنے پر بناء غرناطہ پہنچ گیا اور اس پر قبضہ کرلیا اور زیری کے بیٹے اس کے بعد اس کا بیٹا بادیس حکومت کی کرسی اس کی اور ابن ذی النون اور ابن عباد کی متعدد لڑائیاں ہوئیں، اس کے زمانہ حکمرانی میں اس کا اور اس کے باپ کا کاتب (سکریٹری) اسماعیل بن نغزلہ ذمی سیاہ وسفید کرنے کا مختار تھا۔ پھر بادیس نے اس کو ۴۵۹ھ میں معزول اور معتوب کر کے قتل کروادیا اس کے ساتھ اور بہت سے یہودی بھی قتل کئے گئے تھے۔

ابومحمد عبداللہ بن بلکین کی حکومت اور جلاء وطنی:..... بادیس کا ۴۶۷ھ میں انتقال ہوگیا تو اس کا پوتا مظفر ابومحمد عبداللہ بن بلکین بن بادیس حکمراں بنا۔ اس نے اپنے بھائی تمیم کو مالقہ کی حکومت پر اپنے دادا کی وصیت کے مطابق مامور کیا، ۴۸۳ھ میں ''مرابطیوں'' نے ان دونوں کو معزول کر کے اغمات اور وریکہ کی طرف جلاء وطن کر دیا، چنانچہ ان دونوں وہیں قیام کیا جیسا کہ آپ آئندہ یوسف بن تاشفین کے تذکرے میں ان کے حالات پڑھیں گے (واللہ وارث ومن علیھا وھو خیر الوارثین)

طلیطلہ کے حکمران ''ذی النون'' کے واقعات

اسماعیل بن ظاہر:..... طلیطلیہ کے حکمرانوں کا جدامجد اسماعیل بن ظافر بن عبدالرحمٰن بن سلیمان بن ذی النون تھا، یہ قبائل ہوارہ کا ایک مشہور شخص تھا دولت مروانیہ میں یہ اراکین سلطنت میں شمار کیا جاتا تھا، شنتریہ میں اس کی ریاست وامارت تھی پھر اس نے زمانہ فتنہ ۴۱۹ھ میں قلعہ افلنتین پر قبضہ کرلیا۔ زمانہ فتنہ کے شروع سے طلیطلہ ''یعیش بن محمد بن یعیش'' کے قبضے میں تھا جو اس کا حاکم تھا چنانچہ جب یہ ۴۲۷ھ میں مرگیا تو بعض فوجی سرداروں نے اسماعیل کو قلعہ افلنتین سے طلیطلہ پر قبضہ کرنے کے لئے بلوایا چنانچہ اسماعیل اس قلعے سے طلیطلہ آیا اور بغیر مزاحمت کے قابض ہوگیا اسماعیل نے طلیطلہ پر قبضہ کرنے کے بعد اپنے دائرہ حکومت کو جنجالہ (مضافات مرسیہ) تک بڑھالیا اور نہایت کامیابی کے ساتھ حکومت کرتا رہا۔ ۴۲۹ھ میں اس کا انتقال ہوگیا۔

مامون ابوالحسن:..... پھر اس کے بیٹے مامون ابوالحسن یحییٰ نے حکومت اپنے ہاتھ میں لی، اس نے بڑے زور شور سے حکومت کی اس کی شوکت وعظمت سارے ملوک الطوائف سے بڑھ گئی تھی اس کی اور سرحد عیسائی امراء کی مشہور لڑائی ہوئی ۴۳۵ھ میں بلنسیہ پر فوج کشی کی اور مظفر ذی السابقین (یہ منصور بن ابی عامر کی اولاد سے تھا) ''بلنسیہ'' چھین لیا اس کے بعد قرطبہ کی جانب بڑھا اور اس کو بھی ابن عباد کے ہاتھ سے چھین لیا اسی ہنگامہ میں قرطبہ پر قبضہ کرنے کے بعد اس کے بیٹے ابوعمر کو قتل کردیا، پھر اس کو بھی ۴۶۷ھ میں کسی نے زہر دے کر مار ڈالا۔

قادر بن یحییٰ کی حکومت:..... اس کے بعد طلیطلہ کی حکومت اس کے پوتے قادر یحییٰ بن اسماعیل بن مامون یحییٰ بن ذی النون نے اپنے ہاتھ میں لی۔ اس وقت عیسائی حکمرانوں میں سے ''ابن اوفونش'' کا دور حکومت تھا چونکہ دولت اسلامیہ مدبروں سے خالی ہوگئی تھی، اور خلافت کا دور پورا ہو چکا تھا عرب کی حکومت کا شیرازہ بکھر چکا تھا اس لیے ''ابن اوفونش'' کا پورے ملک میں دور دورہ تھا چنانچہ ''ابن اوفونش'' نے فوجیں تیار کر کے طلیطلہ کی جانب ۴۷۸ھ میں پیش قدمی شروع کی قادر یحییٰ نے ''ابن اوفونش'' کے خوف سے طلیطلہ کو خالی کردیا اور اس سے یہ شرط کرلی کہ بلنسہ لینے میں تم میری مدد کرنا ''بلنسیہ'' میں ان دنوں عثمان قاضی بن ابوبکر بن عبدالعزیز (یہ بھی بن ابی عامر کا ایک وزیر تھا) حکمرانی کررہا تھا ''اہل بلنسیہ'' کو خبر مل گئی چنانچہ ان لوگوں نے اس خوف سے کہ کہیں الفنش وغیرہ عیسائی حکمران قبضہ نہ کرلیں عثمان قاضی کو معزول کردیا لہٰذا قادر یحییٰ نے فوراً قبضہ کرلیا، دو سال تک یہیں مقیم رہا، بالآخر ۴۷۸ھ میں انتقال ہوگیا۔

مشرقی اندلس کے حکمران ابن ابی عامر وغیرہ کے حالات:..... مقام شاطبہ میں عامری خدام نے منصور عبدالعزیز بن عبدالرحمٰن ناصر بن ابی عامر کی امارت کی، ۴۱۱ھ میں زمانہ فتنہ بربریہ میں بیعت کی چنانچہ منصور نے حکومت اپنے ہاتھ میں لے لی چند دن بعد اہل شاطبہ نے منصور کے خلاف علم بغاوت بلند کردیا تو منصور شاطبہ کو خیرآباد کہہ کے ''بلنسیہ'' چلا گیا اور اس پر قبضہ کر کے اسے دارالحکومت بنالیا۔ اس کے وزیروں میں ابن عبدالعزیز نامی ایک شخص نہایت مدبر اور ہوشیار تھا اس نے خیران عامری (جو کہ عامر کا آزاد کردہ غلام تھا) کے ذریعہ اس واقعہ سے پہلے اربولہ پر ۴۰۴ھ

میں قبضہ کرلیا تھا اس کے بعد ۴۸۷ھ میں ''مرسیہ'' پر پھر ''جبال'' پر پھر ''مریہ'' پر ۴۰۹ھ میں قابض ہو گیا تھا، اور منصور عبدالعزیز کی ''امارت وحکومت کی'' ان علاقوں کے لوگوں سے بیعت لے لی تھی۔

محمد بن مظفر بن منصور اور ''خیران'':..... تھوڑے دنوں بعد ''خیران'' نے منصور سے بدعہدی کی اور ''مریہ'' سے ''مرسیہ'' جا کر منصور کے چچازاد بھائی محمد بن مظفر بن منصور بن ابی عامر کو حکومت کی کرسی پر بٹھا دیا۔

محمد بن مظفر قرطبہ میں قاسم بن حمود کے پاس رہتا تھا جس وقت اس نے خیران سے خط وکتابت کر کے اپنے مال واسباب سمیت ''مرسیہ'' جانے کا ارادہ کیا اس وقت قرطبہ کے رہنے والوں نے جمع ہو کر اس کا مال واسباب چھین لیا اور قرطبہ سے اسے نکال دیا،

خیران سے ناراضگی:..... ''خیران'' نے محمد کو حکومت پر بٹھا کر پہلے مؤتمن کا خطاب دیا اور پھر معتصم کا لقب دیا مگر چند دن کے بعد ناراض ہو کر ''مرسیہ'' سے نکال دیا، بے چارہ محمد پریشان ہو کر مریہ پہنچا ''خیران'' نے آزاد کردہ غلاموں کو اشارہ کردیا چنانچہ ان لوگوں نے اس کا مال واسباب چھین کر ''مریہ'' سے بھی نکال دیا محمد نے مغربی اندلس کا راستہ لیا اور وہاں پہنچ کر اس کا انتقال ہو گیا۔

زہیر عامر اور بادیس بن حبوس:..... اس کے بعد خیران کی بھی مریہ میں ۴۱۹ھ میں وفات ہوگئی، چنانچہ امیر عمید الدولہ ابوالقاسم زہیر عامری نے حکومت اپنے ہاتھ میں لے لی۔ اور فوجیں تیار کر کے غرناطہ پر چڑھائی کردی، بادیس بن حبوس اس کے مقابلہ پر آیا اور امیر عمید الدولہ کو شکست دے کر ۴۲۹ھ میں اثناء دار وگیر قتل کردیا اور مریہ پر قبضہ کرلیا، اس کے بعد منصور عبدالعزیز ''والی بلنسیہ'' نے اس صوبہ کو بادیس کے قبضہ سے ۴۵۷ھ میں واپس لے لیا۔

ابوبکر بن عبدالعزیز:..... پھر جب مامون بن ذی النون کی وفات ہوئی اور اس کا پوتا قادر حکمران بنا تو بلنسیہ پر ابن ابی عامر کا وزیر ابوبکر بن عبدالعزیز حکومت کرنے لگا۔ ابن ہود نے اس کو قادر کی مخالفت اور بدعہدی کی رائے دی چنانچہ ابوبکر اس رائے کے مطابق قادر کی مخالفت کا اعلان کر کے ۴۶۸ھ میں خودسر ہو گیا یہ وہ زمانہ تھا کہ مقتدر نے ''دانیہ'' پر قبضہ کرلیا تھا پھر ابوبکر دس سال حکومت کر کے ۴۷۸ھ میں مر گیا اور اس کی جگہ قاضی عثمان اس کا بیٹا حکمرانی کرنے لگا۔

قادر کا بلنسیہ پر قبضہ:..... پھر جب قادر بن ذی النون نے طلیطلہ کو عیسائیوں کے حوالہ کردیا تو بلنسیہ کی طرف قبضہ کرنے کے ارادے سے قدم بڑھایا اس مہم میں اس کے ساتھ انفش عیسائی بھی تھا جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا۔ ''اہل بلنسیہ'' نے اس خبر سے مطلع ہو کر عثمان قاضی بن کر ابی بکر کو معزول کردیا اور عیسائیوں کے خوف سے قادر کو خوشی سے اپنے شہر کا قبضہ دے دیا، یہ واقعہ ۴۷۸ھ کا ہے۔

بلنسیہ پر مختلف لوگوں کے قبضے:..... اس کے بعد ۴۸۳ھ میں قاضی جعفر بن عبداللہ بن حجاب نے قادر پر فوج کشی کی اور جنگ کے دوران قادر کو قتل کر کے ''بلنسیہ'' پر قبضہ کرلیا، پھر عیسائیوں نے ۴۸۹ھ میں بلنسیہ پر یلغار کی اور قاضی جعفر کو قتل کر کے قابض ہو گئے، اس کے بعد ''مرابطیوں'' نے اندلس میں داخل ہو کر اس صوبہ کو عیسائیوں کے قبضہ سے نکال لیا، پھر ۴۹۵ھ میں ابن ذی النون نے اپنے سپہ سالار کو ''بلنسیہ'' پر قبضہ کرنے کا حکم دیا چنانچہ اس سپہ سالار نے اس صوبہ کو ان لوگوں سے چھین لیا۔

معن بن صمادح ''ذوالوزارتین'':..... معن بن صمادح سپہ سالار وزیر ابن ابی عامر نے جس زمانہ ۴۸۸ھ سے منصور نے اس کو حکومت دی تھی ''مریہ'' میں رہائش اختیار کرلی تھی اور ذوالوزارتین کے لقب سے خود کو ملقب کیا تھا چند دن بعد اس نے خود کو معزول کر کے اپنے بیٹے معتصم ابویحییٰ محمد بن معن بن صمادح کو حکمران بنا دیا، چنانچہ معتصم نے اس صوبہ میں چوالیس (۴۴) سال تک حکومت کی، ابن شبیب ''حاکم لورقہ'' فوجیں تیار کر کے ''مریہ'' پر چڑھ آیا، یہ زمانہ وہ تھا کہ معتصم کے باپ نے حکومت سے کنارہ کشی کرلی تھی۔

معتصم بن معن اور ابن شبیب کی جنگ:..... معتصم نے یہ خبر سن کر کہ ابن شبیب اور حاکم لورقہ نے مریہ پر حملہ کردیا ہے مقابلہ کرنے کی غرض

سے ایک بڑی فوج روانہ کر دی، ابن شبیب نے اس مہم میں منصور بن ابی عامر حاکم بلنسیہ و مرسیہ سے اپنے حریف کے مقابلے میں امداد کی درخواست کی اور معتصم نے ''بادیس'' کو مدد کا پیغام دیا چنانچہ دونوں میں گھمسان کی لڑائی ہوئی اس کا چچا صمادح بن بادیس بن صمادح نے دوسری جانب سے لورقہ کے بعض قلعوں پر حملہ کر دیا اور بزور تیغ اہل قلعہ کو زیر کر کے قبضہ کر لیا اور قبضہ کرنے کے بعد واپس آیا اس زمانہ سے معتصم ۴۸۰ھ تک مریہ پر کامیابی کے ساتھ حکومت کرتا رہا۔ یہاں تک کہ اسی سال اس کی وفات ہوئی۔

ابن معتصم کی خدمت کا خاتمہ:...... پھر اس کا بیٹا اس کی جگہ متمکن ہوا اس کو یوسف بن تاشفین ''امیر مرابطین'' نے ۴۸۴ھ میں معزول کیا اور مریہ سے اس کے اہل وعیال سمیت سرحد کی جانب جلاوطن کر دیا اس نے سرحد پر پہنچ کر قلعہ میں ''آل حماد'' کے پاس قیام کیا، یہیں اس نے اور اس کے بیٹوں نے وفات پائی۔ (واللہ وارث الارض ومن علیھا)

سرقسطہ کے حکمران بنو ہود کے حالات:...... منذر بن مطرف بن یحییٰ بن عبدالرحمٰن بن محمد بن ہاشم تجیبی ثغر اعلیٰ کا گورنر تھا اس کی منصور عبدالرحمٰن سے امارت اور ریاست کے بارے میں اَن بَن تھی، اس کے دارالامارت اور مستقر حکومت ہونے کا اعزاز سرقسطہ کو حاصل تھا جس وقت مہدی بن عبدالجبار کی حکومت کی بیعت لی گئی اور بنو عامر کا دور دورہ ختم ہو گیا، اور بربریوں کا زور شور اور فتنہ وفساد شروع ہو گیا اس وقت منذر مستعین کے علم حکومت کے ساتھ تھا یہاں تک کہ اسی طوائف الملو کی کے دوران ہشام مارا گیا منذر نے ان امور کے انجام پر نظر کر کے مستعین کا ساتھ چھوڑ دیا۔ اس کے بعد مروانیوں نے مرتضیٰ کی مجاہد اور ان لوگوں کے ساتھ جو غلاموں اور عامریوں میں سے ان کے پاس آ کر جمع ہو گئے تھے، ''بیعت کر لی اور غرناطہ پر حملہ آور ہو گئے زادی بن زیری فوجیں آراستہ کر کے مقابلہ پر آیا اور ان سب کو شکست دے دی پھر مروانیوں اور ارا کین دولت کو مرتضیٰ کی جانب سے شک پیدا ہو گیا لہٰذا چند آدمیوں کو اس کے قتل پر مقرر کر دیا چنانچہ مریہ میں ان لوگوں نے اس کو مار ڈالا، منذر کو اس وقت کھل کر کھیلنے کا موقع مل گیا چنانچہ سرقسطہ اور ثغر اعلی پر حاوی ہو گیا اور ''المنصور'' کا لقب اختیار کر لیا عیسائی حکمرانوں جلیقہ اور برشلونہ سے صلح کا عہد و پیمان کر لیا بالآخر ۱۴ھ میں مر گیا، پھر اس کا بیٹا تخت حکومت پر فائز ہوا اور ''المظفر'' کا لقب اختیار کیا۔

ابوایوب سلیمان جذامی:...... اسی زمانہ میں ابوایوب سلیمان بن محمد بن ہود جذامی انہی لوگوں میں سے شہر تطیلہ پر قابض ہو رہا تھا اس کو شروع زمانہ فتنہ کی ابتداء میں اس صوبہ کی حکمرانی دی گئی تھی۔

اس کا مورث اعلیٰ درجہ وہ دشمن ہے جو اندلس میں آیا تھا ازدنے اس سلسلہ نسب کو سالم مولیٰ (آزاد غلام) ابو حذیفہ تک پہنچایا ہے یہ ہود بیٹا ہے عبداللہ کا اور عبداللہ بیٹا ہے موسیٰ کا اور موسیٰ بیٹا ہے سالم کا۔ اور بعضوں نے ہود کو روح بن زنباع کی اولاد میں سے شمار کیا ہے۔

سلیمان کی وفات اور احمد مقتدر کی حکومت:...... سلیمان نے تھوڑے دنوں میں قوت بڑھا کر مظفر یحییٰ بن منذر کو مغلوب کر دیا، ۴۳۱ھ میں اس کی زندگی کا بھی خاتمہ کر دیا سرقسطہ اور ثغر اعلیٰ پر قابض ہو گیا اور اس کا بیٹا یوسف بن مظفر لاردہ حکمرانی کرنے لگا چند دنوں بعد ان دونوں میں جھگڑا پیدا ہو گیا۔ اس دوران سلیمان مر گیا اور احمد مقتدر باللہ نے حکومت اپنے ہاتھ میں لی مقتدر نے یوسف کے مقابلہ میں فرانس اور بشکنس سے امداد طلب کی چنانچہ فرانس اور بشکنس وعدہ کے مطابق مقتدر کی مدد کے لئے آئے اور مسلمانوں کا عیسائیوں سے لڑائی جھگڑا شروع ہو گیا یوسف نے اس خبر سے مطلع ہو کر عیسائیوں اور مقتدر کا ''سرقسطہ'' میں محاصرہ کر لیا۔ یہ واقعہ ۴۴۳ھ کا ہے مگر یوسف کو اس میں ناکامی ہوئی اور عیسائی سلاطین اپنے اپنے علاقوں میں واپس چلے گئے اس کے بعد مقتدر باللہ احمد ۴۷۴ھ میں اپنی حکومت کے سینتیس (۳۷) سال پورے کرکے انتقال کر گیا، اور اس کے بعد یوسف مؤتمن اس کا بیٹا امیر بنا۔

یوسف مؤتمن:...... یوسف مؤتمن کو علوم ریاضیہ میں ید طولیٰ حاصل تھا اس فن میں اس نے بہت سی کتابیں لکھی تھی ان میں سے الاستہلال اور ''المناظرہ'' ہیں۔ ۴۷۸ھ میں اس نے وفات پائی یہ وہی سال ہے جس میں عیسائیوں نے ❶ ''طلیطلہ'' کو قادر بن ذی النون کے قبضہ سے چھین لیا تھا۔

---

❶ ...... امیر مؤتمن طلیطہ میں پھیلنے والی بیماری میں جان بحق ہوا تھا۔

مستعین کی حکومت:...... یوسف مؤتمن کے بعد ❶ سرقسطہ میں ''مستعین'' حکمراں بنا اس کے زمانہ حکومت میں ''واقعہ وشقہ'' پیش آیا تھا'' وشقہ کو عیسائی محاصروں کے پنجہ سے بچانے کے لئے مستعین نے ۴۸۹ھ میں کئی ہزار مسلمانوں کے لشکر کے ساتھ جو کہ شمارے سے باہر تھے وشقہ پر چڑھائی کی تقریباً دس ہزار مسلمان اس معرکہ میں کام آئے تھے (مستعین کو ناکامی کے ساتھ پسپا ہونا پڑا) اس زمانہ سے مستعین ''سرقسطہ'' میں مسلسل حکمران رہا یہاں تک کہ ۵۰۳ھ میں جن دنوں عیسائیوں ❷ نے ''سرقسطہ'' پر فوج کشی کی تھی ''سرقسطہ'' کے باہر جام شہادت نوش کر گیا۔

عبدالملک بن مستعین:...... اس کی جگہ اس کے اس کا بیٹا عبدالملک تخت پر بیٹھا اور عمادالدولہ کا خطاب اختیار کیا عیسائی باغیوں نے اس کو ۱۲ھ میں ''سرقسطہ'' سے نکال کر قبضہ کر لیا، اس نے سرقسطہ کے ایک قلعہ ''روطہ'' میں جا کر پناہ لی اور وہیں قیام پذیر رہا یہاں تک کہ ۵۱۳ھ میں اس کی وفات ہو گئی اس کا بیٹا احمد ''سیف الدولہ'' حکومت پر رونق افروز ہوا اس کے عہد حکومت میں عیسائیوں کی شورش حد سے بڑھ گئی اور وہ مسلمانوں کو بہت ستانے لگے آخر کار اس نے عیسائیوں سے صلح کر لی اور قلعہ ''روطہ'' کو ان کے حوالہ کر کے اپنے حشم وخدم کے ساتھ طلیطلہ آ گیا۔ اور وہیں ۵۳۶ھ میں مر گیا۔

شہر طرطوشہ:...... انہی بنوہود کے ممالک مقبوضہ میں ایک شہر ''طرطوشہ'' تھا جس کو بقایا عامری نے ۴۳۳ھ میں دبالیا تھا پھر ۴۴۵ھ میں یہ مر گیا تو یعلی عامری اس پر قابض ہوا اس کا دور حکومت زیادہ طویل نہیں ہوا اس کے بعد شبیل حکمراں ہوا عمادالدولہ بن احمد مستعین نے ۴۵۳ھ میں شبیل سے طرطوشہ کو چھین لیا۔ اس وقت سے ''طرطوشہ'' پر عمادالدولہ اور اس کے بعد اس کے بیٹوں کا قبضہ رہا یہاں تک کہ دشمنان اسلام نے اس شہر پر بھی اور شرقی اندلس کے علاقوں کے ساتھ قبضہ کر لیا۔ (واللہ وارث الارض ومن علیہا وھو خیر الوارثین)۔

دانیہ اور مشرقی جزیروں کے حکمران ''بنو مجاہد عامری'' کے حالات

جزیرہ میورقہ:...... جزیرہ میورقہ ۴۹۰ میں ''عصام خولانی'' کے ہاتھ سے فتح ہوا تھا۔ مؤرخین لکھتے ہیں کہ عصام خولانی حج کے ارادے سے اپنی ذاتی کشتی پر سوار ہو کر اندلس سے روانہ ہوا اتفاق سے یہ کشتی مخالف ہوا کی وجہ سے جزیرہ میورقہ م ساحل پہنچ گئی چنانچہ ایک مدت تک عصام اپنے ساتھیوں سمیت اس ساحل پر مخالف ہوا کی وجہ سے مقیم رہا۔ زمانہ قیام میں ان لوگوں کو جزیرہ والوں کے حالات مطلع ہونے کا موقع ملا اور اس کو فتح کرنے کی ہوس ان کے دل میں سما گئی۔ چنانچہ عصام حج سے واپس آ کر امیر عبداللہ حاکم اندلس سے جزیرہ میورقہ کی سرسبزی وشادابی کا ذکر کیا اور اس کو فتح کرنے کی رغبت دی چنانچہ امیر عبداللہ نے ایک بیڑہ جنگی کشتیوں کا عصام کے ساتھ روانہ کر دیا۔ شاہی لشکر کے علاوہ مجاہدوں کا ایک بڑا گروہ بھی اس مہم میں جہاد کے ارادے سے شریک ہوا۔

عصام خولانی کا میورقہ پر قبضہ:...... عصام نیب پہنچتے ہی جزیرہ میورقہ کا محاصرہ کر لیا۔ اور ایک مدت کے محاصرے وجنگ کے بعد یکے بعد دیگر اس کے سارے قلعے فتح کر لئے تکمیل فتح کے بعد عصام نے امیر عبداللہ کی خدمت میں بشارت فتح کا خط روانہ کیا۔ امیر عبداللہ نے اس حسن خدمت کے صلے میں عصام کو جزیرہ میورقہ کا گورنر بنادیا۔ دس سال تک عصام نے اس جزیرے پر حکمرانی کی مسجدیں بنوائیں، حمام تعمیر کرائے، سرائیں، پل او رسڑکیں درست کرائیں۔

عصام کے بعد کے حکمران:...... عصام کی وفات کے بعد جزیرہ والوں نے اس کے بیٹے عبداللہ کو اپنا حکمراں بنالیا اور امیر عبداللہ حاکم اندلس بھی اسکی امارت کو منظور اور تسلیم کر لیا اس کے بعد عبداللہ، درویشی اور زہد کی طرف مائل ہو گیا ۳۵۰ھ میں ترک امارت چھوڑ کر حج کے ارادے سے کشتی پر سوار ہو کر مشرق کی جانب چلا گیا پھر اس کا پتہ چل سکا، خلیفہ ناصر مروانی نے اپنے ایک خادم موفق کو اس جزیرہ کی سرداری اور حکومت پر متعین کر دیا، چنانچہ

❶ ...... سرقسطہ، جو کہ شمالی ثغر اعلیٰ کا زرخیز علاقہ ہے اس کی جغرافیائی اعتبار سے بہت اہمیت رہی ہے کیونکہ یہ عیسائی ممالک کے قریب جزیرہ اسپیر کے شمال مشرقی دور دراز حصے میں واقع تھا اور عرب علاقوں سے دور تھا اسی لئے اس پر بہت مصائب آئے کیونکہ اس کے لالچی پڑوسی اس پر قبضے کے لیے بار بار حملے کرتے رہے مگر انہوں نے خوب بہادری سے مقابلہ کیا۔ ❷ ...... یہ حملہ الفانسو کی سربراہی میں ہوا تھا (ثناء اللہ محمود)

موفق نے جزیرہ میں پہنچ کر جنگی کشتیوں کے متعدد بیڑے تیار کرائے اور فرانس کے علاقوں پر کئی مرتبہ جہاد کیا، ۳۵۹ھ مستنصر کے دور میں اس کی وفات ہوگئی پھر اس کا خادم کوثر اس کا جانشین بنا، اس نے دشمنان اسلام کے خلاف جہاد کرنے میں وہی طریقہ اختیار کیا جو اس کے پیشتر و (موفق) کا تھا اس نے ۳۸۹ھ عہد امارت منصور میں انتقال کیا، منصور نے اپنے آزاد کردہ غلاموں میں سے مقاتل کو اس جزیرہ کی حکومت دی، یہ بھی جہاد کا حد سے شائق تھا فرانس کے خلاف ہمیشہ جہاد کرتا رہتا تھا منصور اور اس کا بیٹا مؤید جہاد میں اس کی مدد کرتے تھے، ۴۰۳ھ زمانہ فتنہ میں اس کا انتقال ہو گیا۔

مجاہد بن یوسف عامری: ...... مجاہد یوسف بن علی عامری مولائیوں میں ایک سربرآوردہ اور دلیر شخص تھا منصور نے اس کی پرورش کی تھی، قرآن، حدیث اور عربیت کی تعلیم دی تھی ان علوم میں مجاہد کو اعلیٰ درجہ کا کمال حاصل تھا جب مہدی ۴۰۰ھ میں مارا گیا تو اس دن مجاہد قرطبہ سے چلا گیا اس نے اور عامری مولائیوں اور اندلس اکثر لشکریوں نے مرتضٰی کی امارت کی بیعت کر لی جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا، ان لوگوں کی زادی سے غرناطہ کے باہر مڈبھیڑ ہوئی زادی نے ان لوگوں کو شکست دے کر ان کی جماعت کی منتشر کر کے مرتضٰی کو مار ڈالا، جیسا کہ آپ اوپر پڑھ چکے ہیں۔

مجاہد کی حکومت کا قیام: ...... اس وقعہ کے بعد مجاہد ''طرطوش'' چلا گیا اور اس پر قابض ہو گیا، پھر اس کو چھوڑ کر دانیہ میں جا کر مقیم ہوا اور وہیں اپنی حکومت کی بنیاد ڈالی، میورقہ، منورقہ اور یابسہ کو اپنے دائرہ حکومت میں شامل کر لیا اور ۴۱۳ھ میں معیطی کو میورقہ کی حکومت پر مقرر کر دیا مگر ❶ معیطی نے میورقہ پہنچتے ہی خود مختار حکومت کا اعلان کر دیا اہل میورقہ نے معیطی کو اس فعل سے بہت روکا لیکن معیطی نے ذرا بھی توجہ نہیں کی جب مجاہد کو اس کی خبر ملی تو اس نے اپنے بھتیجے عبداللہ کو میورقہ کی حکومت پر مقرر اور روانہ کیا، معیطی یہ خبر سن کر بھاگ گیا چنانچہ عبداللہ نے میورقہ میں پندرہ سال حکومت کی اس نے اپنے زمانہ حکومت میں ''سردانیہ'' پر دریا کے راستے جہاد کے لئے فوج کشی کی تھی اور بزور تیغ انتہائی مردانگی سے اس کو فتح کر کے عیسائیوں کو وہاں سے جلاوطن کر دیا تھا اور حاکم سردانیہ کے بیٹے کو قید کر لیا تھا جو ایک مدت کے بعد فدیہ ادا کر کے رہا کرایا گیا۔ مجاہد نے اس کے مرنے کے بعد اپنے آزاد کردہ غلام اغلب کو ۴۲۸ھ میں میورقہ کی حکومت دی۔

مجاہد کی وفات اقبال الدولہ: ...... حاکم دانیہ مجاہد اور حاکم مرسیہ خیران اور ابن ابی عامر حاکم بلنسیہ کے درمیان متعدد لڑائیاں ہوئیں یہاں تک کہ ۴۳۶ھ میں مجاہد ان لڑائیوں کو یوں ہی نامکمل چھوڑ کر انتقال کر گیا اس کی جگہ اس کا بیٹا علی ایوان حکومت میں رونق افروز ہوا اور ''اقبال الدولہ'' کا خطاب اختیار کیا اور ''مقتدر بن ہود'' سے سسرالی رشتہ داری پیدا کر لی۔ ۴۶۸ھ میں مقتدر نے اقبال الدولہ کو ''دانیہ سرقسط'' میں بُلا لیا اس کا بیٹا ''سراج الدولہ'' فرانس چلا گیا عیسائیان فرانس نے چند شرائط پر جنگی پابندی کا وعدہ خود ''سراج الدولہ'' نے کیا تھا ''سراج الدولہ'' کی امداد کی چنانچہ دانیہ کے بعض قلعوں پر اس کو قبضہ مل گیا، کچھ عرصے کے بعد جیسا کہ خیال کیا جاتا ہے مقتدر کی سازش سے ۴۶۹ھ میں اس کو زہر دے دیا گیا۔ جس سے اس کی موت واقع ہوگئی اس کے بعد علی (اقبال الدولہ) نے بھی مقتدر کے انتقال کے بعد ہی ۴۷۴ھ میں وفات پائی بعض کہتے ہیں کہ وہ مقتدر کی زندگی ہی میں ''بجایہ'' چلا گیا تھا اور یحییٰ بن حماد حاکم بجایہ کے ہاں مقیم ہو گیا تھا اور اسی مغروری میں ہی سفر آخرت اختیار کر گیا تھا۔

بنو اغلب کے بعد ابن سلیمان کی حکومت: ...... اغلب (مجاہد والی میورقہ کا آزاد کردہ غلام) دریا کے راستے سرحدی عیسائیوں پر بکثرت جہاد کیا کرتا تھا اور آئے دن عیسائیوں کو اپنے پُرزور حملوں سے تنگ کرتا رہتا تھا۔ مجاہد کے مرنے کے بعد اس کے بیٹے علی (اقبال الدولہ) سے اغلب نے حج اور زیارات کی اجازت حاصل کر کے مشرق کا رخ کیا چنانچہ اقبال الدولہ نے آل آغلب کو جزیرہ کی حکومت سے برطرف کر کے اپنے داماد بن سلیمان بن مشکیان کو اغلب کی طرف سے جزیرہ پر مقرر کیا چنانچہ پانچ سال تک ابن سلیمان جزیرہ پر حکمرانی کر کے انتقال کر گیا اور اس کی جگہ مبشر ''ناصر الدولہ'' کو حکومت عطا ہوئی۔

ناصر الدولہ کی حکومت: ...... ناصر الدولہ مشرقی اندلس کا رہنے والا تھا، بچپن میں قید ہو کر آیا تھا اور مجاہد کی خدمت میں تعلیم و تربیت پائی سن شعور پر پہنچنے کے بعد ایک چھوٹی سی فوج کی اس کو سرداری دی گئی، یہ جوانمرد اور دلیر شخص تھا اپنی مردانگی کی وجہ سے لوگوں کی آنکھوں میں بہت جلد محبوب بن گیا

❶ ...... بعض نسخوں میں ''العیطی'' ہے جو کہ غلط ہے۔ الکامل ابن اثیر (جلد نمبر ۵ صفحہ نمبر ۲۳۶)

اسرئی اور سروانیہ پر اکثر جہاد کیا کرتا تھا۔ ابن سلیمان کے مرنے کے بعد انہی وجوہ سے جزیرہ میورقہ کی حکومت اس کو عطا کی گئی پانچ سال تک حکومت کرتا رہا۔ اسی دوران اقبال الدولہ کی حکومت کا دور ختم ہو گیا اور مقتدر بن ہود نے اس کے علاقوں پر قبضہ کر لیا چنانچہ مبشر نے بھی ''میورقہ'' کو اپنا موروثی ملک سمجھ لیا اور خود مختار حکومت کا اعلان کر دیا، یہ زمانہ طوائف الملوکی کا تھا اندلس میں چاروں طرف فتنہ وفساد کی گھنگور گھٹا چھائی ہوئی تھی۔

ناصر الدولہ کی حکومت کا خاتمہ:...... ناصر الدولہ نے مستقل حکمران بننے کے بعد چند لوگوں کو اپنے آقائے نامدار کے اہل وعیال کو لینے ''دانیہ'' روانہ کیا اہل دانیہ نے ''اقبال الدولہ'' علی کے اہل وعیال کو مبشر کے پاس بھیج دیا مبشر نے ان لوگوں کی بہت عزت کی اور حسن سلوک سے ان لوگوں سے پیش آیا اس وقت سے مبشر مسلسل سرحدی عیسائیوں کے خلاف جہاد کرتا رہا یہاں تک کہ عیسائی امراء بر ''شلونہ'' متحد ہو کر اس پر حملہ آور ہو گئے اور پورے دس مہینے میورقہ کا محاصرہ کئے رہے بالآخر مبشر کو محاصرہ اٹھانے میں ناکامی ہوئی اور دشمنان اسلام نے اس کو بزور تیغ فتح کر کے مبشر کی حکومت کے ..... ❶ سال، بری طرح سے برباد کر دیا۔

علی بن یوسف کی فوری آمد اور فتح:...... مبشر نے محاصرہ کے زمانے میں علی بن یوسف حاکم مغرب لمتونہ سے عیسائیوں کی زیادتیوں کی شکایت کی تھی اور امداد مانگی تھی، اگر چہ اتفاق سے علی بن یوسف کی جنگی کشتیوں کا بیڑہ جو مبشر کی کمک پر آیا تھا میورقہ پر عیسائیوں کے قابض ہو جانے کے بعد پہنچا مگر پھر بھی مجاہدین اسلام نے خشکی پر قدم رکھتے ہی عیسائیوں کو اس جزیرے سے نکال دیا علی بن یوسف نے اپنی جانب سے ''انور بن ابی بکر لمتونی'' کو اس کی حکومت عنایت کی مگر انور نے اپنے زمانہ حکمرانی میں اہل میورقہ کو بہت ستایا اور دریا سے کچھ فاصلہ پر ایک نیا شہر آباد کرنے کا ارادہ کیا اہل میورقہ کو کشیدگی تو پہلے ہی سے تھی لہٰذا سب کے سب مخالف بن گئے اور متحد ہو کر اس پر ٹوٹ پڑے اور گرفتار کر لیا اور علی بن یوسف کے پاس امیر مقرر کرنے کا پیغام بھیج دیا۔

احمد بن علی اور بنو غانیہ کی حکومتیں:...... محمد نے اپنی جانب سے اپنے بھائی احمد بن علی کو مقرر کیا محمد قرطبہ کی حکومت پر تھا چنانچہ جب یہ میورقہ پہنچا تو اس نے انور کو چند محافظوں کے ساتھ مراکش بھیج دیا اور خود میورقہ میں دس برس تک حکومت کرتا رہا یہاں تک کہ اس کا بھائی یحییٰ مر گیا اور ان کا بادشاہ علی بن یوسف تھا۔ اسی زمانہ سے میورقہ میں بنی غانیہ لمتونی کا پرچم کامیابی کی ہوا میں اڑنے لگا علی بن یوسف کی بادشاہت کے دوران بنو غانیہ کی ''میورقہ'' میں بہت بڑی دولت وحکومت تھی، علی اور یحییٰ یہیں سے نکل کر بجایہ کی طرف بڑھ آئے تھے اور اس کو موحدین کے قبضہ سے چھین لیا تھا موحدین کی ان لوگوں سے افریقہ میں متعدد وبکثرت لڑائیاں ہوئی تھیں جنھیں ہم ملتونہ کے حالات کے ان کے حالات کے ضمن میں بیان کریں گے ''انشاء اللہ''

میورقہ پر عیسائیوں نے موحدین کے ہاتھ سے ان کے آخری دور حکومت میں قبضہ حاصل کر لیا تھا (بقاء اللہ تعالیٰ کے لئے ہے اور ملک جس کو چاہتا ہے اس کو عطا کرتا ہے اور وہی غالب اور داتا ہے)

اندلس کے باغیوں کے حالات جنھوں نے لمتونہ کے دور حکومت میں سر اٹھایا تھا:...... جس وقت لمتونہ دشمنان اسلام اور موحدین کی لڑائیوں میں مصروف ہو گئے اس وقت اندلس سے ان کو ایک گونہ دوری اور بے توجہی ہو گئی اور پھر بعض اندلس والے اپنی پرانی عادت پر آ گئے۔

قاضی مروان کی بغاوت:...... ۵۳۷ھ میں قاضی مروان بن عبداللہ بن مروان ابن خصاب نے بلنسیہ میں علم بغاوت بلند کیا اور خود سر حکمران بن کر حکومت کرنے لگے۔ مگر تین ہی مہینے بعد ''اہل بلنسیہ'' نے اس کو حکومت وریاست سے معزول کر دیا، مریہ آ گیا پھر مریہ سے ابن غانیہ کے پاس ''میورقہ'' بھیج دیا گیا۔ ابن غانیہ نے اس کو جیل میں ڈال دیا۔

ابو جعفر احمد بن عبدالرحمٰن کی بغاوت:...... ''مرسیہ'' میں ابو جعفر احمد بن عبدالرحمٰن بن طاہر نے سر اٹھایا۔ اور کچھ عرصے بعد اہل مرسیہ نے اسے معزول کر دیا بلکہ اس کی حکومت کے چوتھے مہینے اس کو حکومت اور زندگی کے بوجھ سے ہمیشہ نجات دلا دی اور قبر میں لے جا کر آرام سے سلا دیا۔

❶...... اصل کتاب میں اس مقام پر کچھ نہیں لکھا ہے۔

مستعین بن ہود کا پوتا دو مہینے تک حکمرانی کرتا رہا پھر ابن عیاض نے حکومت کی باگ دوڑ اپنے ہاتھ میں لے لی۔

ابومحمد عبداللہ جزامی:...... اہل بلنسیہ نے بعد قاضی مروان کے امیر ابومحمد عبداللہ بن سعید بن مردنیش جذامی کے ہاتھ پر امارت وریاست کی بیعت کی، اس نے اپنے زمانہ حکومت کو دشمنان دین پر جہاد کرنے میں خرچ کیا ہمیشہ معرکہ کارزار میں کفار کے ساتھ تیغ سپر رہتا تھا یہاں تک کہ ۵۴۰ھ میں کسی لڑائی میں عیسائیوں کے ہاتھ شہید ہو گیا۔ چنانچہ اہل بلنسیہ نے عبداللہ بن عیاض کی امارت کو تسلیم کر لیا، ان دنوں مرسیہ پر قابض و متصرف ہو رہا تھا، جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا، عبداللہ کی ۵۴۲ھ میں وفات ہوگئی، چنانچہ اہل بلنسیہ نے اس کے چچازاد بھائی محمد بن احمد بن سعید بن مردنیش کی امارت کی بیعت کی اس نے بیعت امارت لینے کے بعد شاطبہ، مدینہ شقر اور مرسیہ پر بھی قبضہ کر لیا۔

ابراہیم بن ہمسک:...... ابراہیم بن ہمسک اس کا نامور سپہ سالار تھا اس نے اطراف اندلس میں غارتگری شروع کر دی، قرطبہ پر شبخون مار کر قابض ہو گیا، مگر تھوڑے ہی دنوں کے بعد قرطبہ اس کے قبضہ سے نکل گیا تب اس نے غرناطہ پر ہاتھ مارا اور اسے موحدین کے قبضہ سے چھین لیا پھر اس نے اور ابن مردنیش (محمد بن احمد) نے غرناطہ کے ایک قصبہ میں موحدین کا محاصرہ کر لیا۔ متعدد لڑائیوں کے بعد جو کہ دونوں کے درمیان غرناطہ کے باہر ہوئی تھیں عبدالمومن نے غرناطہ کو ان سے واپس لے لیا انہی معرکوں میں ابراہیم اور ابن مردنیش نے عیسائی امراء اور سلاطین سے موحدین کے مقابلے کے لئے امداد مانگی تھی چنانچہ عیسائی جوق در جوق ابراہیم اور ابن مردنیش کی کمک پر آئے مگر عبدالمومن کی شہادت اور جنگی صلاحیت کے آگے سب کے سب نے منہ کی کھائی اور نہایت بری طرح شکست اٹھا کر بھاگ گئے، اور عبدالمومن نے ان کو انتہائی برے طریقہ سے قتل کیا انہی دنوں میں یوسف نے طویل محاصرہ اور شدید جنگ کے بعد بلنسیہ کو فتح کر کے خلیفہ مستنجد عباسی کے نام کا خطبہ پڑھا اور ایک خط دربار خلافت بغداد روانہ کیا خلیفہ نے اس صوبہ کی حکومت یوسف کو لکھ کر بھیج دی اس کے بعد ۵۶۶ھ میں موحدین کی حکومت کی بیعت ہوئی۔

مظفر عیسیٰ اور احمد بن عیسیٰ:...... مظفر عیسیٰ بن منصور بن عبدالعزیز بن ناصر بن ابی عامر شاطبہ اور مرسیہ کی جانب لوٹنے کے وقت بلنسیہ پر قابض ہو گیا تھا ایک مدت تک اس کا قبضہ رہا، ۵۵۵ھ میں اس نے وفات پائی اس کے مرنے سے بلنسیہ کی حکومت ابن مردنیش کے قبضہ میں چلی گئی۔

احمد بن عیسیٰ قلعہ مزمایہ پر قابض ہو گیا تھا اور اپنے متبعین کے ذریعہ سے مرابطین کی مخالفت کر رہا تھا، اتفاق سے منذر ابن وزیر نے اس کو دبا لیا چنانچہ یہ ۵۴۰ھ میں عبدالمومن کے پاس چلا گیا، اور اندلس پر قبضہ کر لینے کی ترغیب دی عبدالمومن نے اس کے ہمراہ فوجیں روانہ کیں جنہوں نے بنو غانیہ امراء مرابطین کو اندلس میں اپنے پرزور حملوں سے مغلوب کر لیا۔

محمد بن علی بن غانیہ:...... میورقہ حکومت لمتونہ کے اضطراب کے وقت سے محمد بن علی بن غانیہ حاوی ہو رہا تھا۔ ۵۲۰ھ سے اس نے اس صوبہ پر قبضہ کر لیا تھا، ۵۳۷ھ میں اپنے بھائی یحییٰ سے ملنے بلنسیہ آیا تھا اور اپنی جگہ ''میورقہ'' میں عبداللہ بن تیما کو مقرر کر آیا تھا اس کی غیر حاضری کے دوران بلوائیوں میورقہ دوبارہ واپس آیا اور بدنظمی کو رفع دفع کر کے امن قائم کیا یہاں تک کہ ۵۶۷ھ میں اسے پرامن و پرعافیت چھوڑ کر انتقال کر گیا۔

ابواسحاق ابراہیم اور طلحہ:...... پھر اس کا بیٹا ابراہیم ابواسحاق نے حکومت سنبھالی اس نے ۵۸۰ھ میں وفات پائی تو اس کا بھائی طلحہ کرسی حکومت پر رونق افروز ہوا اور ۵۸۱ھ میں موحدین کی بیعت کی، اہل میورقہ کے چند امراء وفد لے کر موحدین کے ہاں آئے موحدین نے ان وفود کے ہمراہ علی بن برتر کو روانہ کیا جیسے ہی یہ میورقہ پہنچے طلحہ کے بھتیجوں علی اور یحییٰ ''جو اسحاق کے بیٹے تھے'' نے طلحہ کے خلاف بغاوت کر دی اور اسے تخت حکومت سے اتار دیا، اس کے بعد ان لوگوں کو یوسف بن عبدالمومن کے مرنے کا حال معلوم ہوا ان سب نے ''میورقہ'' چھوڑ کر افریقہ کا راستہ لیا اس کو تم ان کی حکومت کے حالات میں پڑھو گے۔

حکومت موحدین کے ہاتھ میں:...... غرض اس طرح مرابطیوں کی دولت وحکومت ملک مغرب اور اندلس سے ختم اور معدوم ہوگئی اور اللہ تعالیٰ نے حکومت کی باگ ڈور ان کے قبضہ سے نکال کے موحدین کو عنایت فرمائی ان لوگوں نے ان کو جہاں پایا قتل کیا، رفتہ رفتہ ان کی حکومت کو استقلال اور استحکام ہو گیا اور یہ اس سرزمین کے حکمران بن گئے۔ ان لوگوں نے اس ملک کے انتظام اور انصرام پر بنی عبدالمومن کے اعزہ کو مقرر کیا یہ لوگ خود

کوسادہ کے لقب سے یاد کرتے تھے اس ملک کی حکومت وریاست انہی لوگوں میں تقسیم ہوگئی انہی لوگوں میں سے یعقوب منصور نے سرحدی علاقوں کے سرکرنے کے بعد جہاد کے لئے ابن اوفونش شاہ جلالقہ کے خلاف عرب کو متحد کرکے چڑھائی کردی، بطلیوس کے اطراف مقام ارکہ ۵۹۱ھ میں جنگ کی نوبت آئی، اس کے بعد اس کا لڑکا ناصر ۶۰۹ھ میں دریا کو مغرب کی جانب سے عبور کرکے فوج عظیم کے ساتھ اندلس پہنچا مسلمانان اندلس کی اس سے مقام عقاب میں مڈبھیڑ ہوئی، چند لوگ ان میں سے اس معرکہ میں کام آ گئے باقی کو اللہ تعالیٰ نے اس نقصان عظیم سے بچالیا۔

جنگ ارکہ:......(مترجم) جنگ ارکہ کی ابتدا نہایت خطرناک تھی مگر اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے اس معرکہ میں مسلمانوں کو توقع سے زیادہ کامیابی ہوئی، تقریباً ایک لاکھ چھیالیس ہزار عیسائی مارے گئے تیس ہزار گرفتار کرلئے گئے۔ ڈیڑھ لاکھ خیمے، اسی ہزار گھوڑے ایک لاکھ خچر اور چار لاکھ گدھے بار برداری کے ہاتھ آئے جواہرات اور قیمتی قیمتی اسباب بے تعداد ملے، مال غنیمت کی اسی کثرت تھی کہ ایک ایک درہم (بحساب سکہ رائج الوقت تقریباً ۳۔) پر غلام بک گئے، تلواریں نصف درہم میں اور گھوڑے پانچ پانچ درہم سے اور گدھے ایک ایک درہم میں فروخت ہوئے، یعقوب منصور نے شریعت کے مطابق مال غنیمت کو مجاہدین میں تقسیم کیا، الفنش عیسائی بادشاہ بحال پریشان طلیطلہ کی طرف بھاگا ڈاڑھی اور سرمنڈوا کر صلیب توڑ ڈالی فرش پر سونے، عورت سے مقاربت نہ کرنے اور گھوڑے پر سوار نہ ہونے کی قسم کھائی کہ جب تک میں اس کا بدلہ مسلمانوں سے نہیں لوں گا، اس وقت تک میں آرام نہیں کروں گا۔ چنانچہ تمام جزیروں اور عیسائی علاقوں سے فوجیں حاصل کرنے لگا، یعقوب منصور نے اس کی اطلاع پا کر ''طلیطلہ'' فتح ہو جاتا مگر اوفونش کی ماں بیٹیاں اور بیویاں ننگے سر فریادی صورتیں بنائے ہوئے شاہی دربار میں حاضر ہوئیں اور یہ درخواست پیش کی کہ یہ ملک ہمارے ہی لوگوں کے قبضہ میں رکھا جائے ہم لوگ علم حکومت کے مطیع اور فرمانبردار ہیں یعقوب منصور کو ان لوگوں کی حالت پر رحم آ گیا ان کی درخواست منظور کرلی اور بہت سامال وزر بطور انعام عطا کرکے رخصت کیا اور شہر ''طلیطلہ'' پر غالب ومتصرف ہو جانے کے بعد ان کے حوالہ کرکے قرطبہ کی جانب لوٹ گیا، ایک مہینہ تک مال غنیمت لشکریوں پر تقسیم کرتا رہا اسی دوران الفنل کا سفیر پیغام صلح لے کر حاضر ہوا یعقوب منصور نے اس کی درخواست کو قبول کرلیا، اس لئے ایک مدت تک اندلس میں امن قائم رہا۔ (المقی جلد اول ۳۸۹ و ۴۹۰ مطبوعہ لیدن)۔

موحدین کی حکومت کا ضعف:......کچھ عرصے بعد یعقوب منصور کے بعد موحدین کی حکومت متزلزل اور مضطرب ہوگئی اور پورے اندلس میں ان لوگوں کی کمزوری کی وجہ سے جو سادہ کے لقب سے مشہور تھے اور سیاست میں کمزوری پیدا ہوگئی اور اس کے ساتھ ہی مراکش (مراکو) میں بھی ان کی حکومت خطرے میں پڑگئی چنانچہ ان لوگوں نے عیسائی بادشاہوں اور عیسائی امراء سے امداد مانگنی شروع کردی، اور بوقت ضرورت مسلمانوں کے قلعے انھیں دے کر ان کی فوجوں سے اپنی سیاست وحکومت قائم رکھنے لگے اس ملت اسلامیہ کے رئیسوں اور باقی عرب اور دولت امویہ کی ناراضگی پیدا ہوگئی۔ چنانچہ سب کے سب متحد ہو کر موحدین کی مخالفت پر اٹھ کھڑے ہوئے اور اندلس کے ملک سے کچھ ہی عرصے میں ان کو نکال دیا۔

موحدین کا اخراج کا اہم کردار:......اس اہم اور عظیم الشان کام کو انجام دینے کے لئے محمد بن یوسف بن ہود جذامی اندلس میں کمربستہ ہوا تھا، اور بلنسیہ میں زیان بن ابوالحملات مدافع بن یوسف بن سعد جو کہ بنی مردنیش کے شاہی خاندان سے تھا'' دکھائی تھی ان کے علاوہ اور بہت سے سرداروں نے بھی بغاوت اور مخالفت کا علم بلند کیا تھا۔

ان واقعات کے بعد ابن ہود پر اسی کے عہد حکومت میں پس ماندگان دولت عرب کے باقی ماندہ اور انہی کے نسب کے لوگوں میں سے محمد بن یوسف بن نصر ''احمر'' نے خروج کیا، محمد خود کو شیخ کے لقب سے ملقب کرتا تھا، چنانچہ اہل جبل کی اس سے لڑائیاں ہوئیں ان میں سے ہر ایک حکومت و دولت کا مالک بنا جس کی وارث ان کی آئندہ نسلیں بنیں۔

زیان بن مردنیش:......زیان بن مردنیش خاندان بنو مردنیش کے دس افراد کے ساتھ بلنسیہ میں حکمرانی کررہا تھا اس نے اس کی امارت حاصل کرنے میں موحدین سے اعانت وامداد لی تھی جس زمانہ میں اس کی عنان حکومت سید ابوزید بن محمد بن حفص بن عبدالمومن نے مستنصر کے انتقال کے بعد اپنے قبضہ اقتدار میں لی، (جیسا کہ آگے ان کے حالات میں بیان کیا جائے گا اور یہ واقعہ ۶۲۸ھ کا ہے۔ ان دنوں یہی زیان ابن کا بااعتماد

اور ہر کام کا منصرم و پیشوا تھا۔ ۶۲۶ھ میں جس وقت کہ ابن ہود کی امارت کی موسیہ میں بیعت لی گئی تو زیان نے سید ابوزید کی مخالفت کا علم بلند کر دیا، اور بلنسیہ سے نکل کر رندہ چلا گیا، سید ابوزید کو اس سے خطرہ پیدا ہو گیا، اس نے نرمی اور ملاطفت سے واپس آنے کا پیغام بھیجا مگر زیان نے انکار میں جواب دیا اس پر سید ابوزید زیان کے خوف سے بھاگ کر عیسائی بادشاہ برشلونہ کے پاس چلا گیا، اور عیسائی مذہب اختیار کر لیا، (اعاذ نا اللہ من ذالک)۔

زیان کا بلنسیہ پر قبضہ:.....سید ابوزید کے چلے جانے کے بعد زیان نے بلنسیہ پر قبضہ کر لیا اس کی اور ابن ہود کی مدتوں لڑائی اور جھگڑے کا سلسلہ قائم و جاری رہا اس دوران زیان کے چچازاد بھائی عزیز بن یوسف بن سعد نے جزیرہ شقر پر قبضہ کر لیا، اور ابن ہود کے علم حکومت میں داخل ہو گئے زیان نے اس سے مطلع ہو کر عزیز سے جنگ کرنے کے لئے سریش پر فوج کشی کی مگر اتفاق سے زیان کو شکست ہو گئی اور ابن ہود اس کا تعاقب کرتا ہوا بلنسیہ تک آ گیا۔ اور مدتوں اس کا محاصرہ کئے رہا، زیان نے شہر پناہ کے دروازے بند کر لئے اور شہر پناہ کی فصیلوں سے ان کا مقابلہ کرتا رہا حتیٰ کہ ابن ہود محاصرہ اٹھا کر واپس چلا گیا۔

عیسائیوں کی پیش قدمی:.....عیسائی سلاطین نے مسلمانوں کے آپس میں جھگڑے دیکھ کر اسلامی علاقوں کی طرف پیش قدمی شروع کر دی۔ چنانچہ بادشاہ برشلونہ نے ''انیشیہ'' پر قبضہ کر لیا، زیان کو اس کی خبر ملی تو اس نے سارے مسلمانوں کو جو اس کے ساتھ تھے مرتب و مسلح کر کے انیشیہ سے عیسائیوں کو بے دخل کرنے کے لئے اس پر ۶۳۴ھ میں چڑھائی کر دی، اس جہاد میں اہل شاطبیہ اور جزیرہ شقر والے بھی شریک ہوئے تھے مگر اس واقعہ میں مسلمانوں کو شکست ہو گئی، ابوالربیع سلیمان اسی واقعہ میں شہید ہوئے، مسلمانوں نے شکست اٹھانے کے بعد ''بلنسیہ'' میں دم لیا، عیسائی فوجیں برابر تعاقب کرتی چلی گئیں اور بلنسیہ پر پہنچ کے محاصرہ کر لیا۔

عیسائیوں کا بلنسیہ پر قبضہ:.....اہل بلنسیہ نکل بھاگنے کی فکر کرنے لگے چند لوگ وفد لے کر یحییٰ بن ابوزکریا حاکم افریقہ کی خدمت میں بھیجے اور عیسائیوں کی زیادتیوں اور محاصرہ کی شکایت کی چنانچہ یحییٰ بن ابوزکریا نے بہت سامال، اسباب جنگ آلات حرب اور رسد غلہ اپنے ایک عزیز یحییٰ کے ہمراہ اہل بلنسیہ کے پاس روانہ کیا یہ وہ زمانہ تھا کہ اندلس میں بنو عبدالرحمٰن کا دور حکومت ختم ہونے کے قریب پہنچ گیا تھا یحییٰ محاصرین کی کثرت کی وجہ سے بلنسیہ نہ جا سکا مجبوراً دانیہ کی جانب واپس آ گیا اور عیسائیوں نے ۶۲۶ھ میں بزور تیغ بلنسیہ پر قبضہ کر لیا۔

زیان جزیرہ شہر میں:.....زیان پریشان ہو کر بلنسیہ سے نکل کر جزیرہ شقر چلا گیا، اور امیر یحییٰ بن ابوزکریا کی ماتحتی میں حکومت کرنے لگا اور اظہار کو اطاعت کی غرض سے بیعت کرنے کے لئے اپنے کاتب (سکریڑی) حافظ ابوعبداللہ بن محمد انباری کو امیر یحییٰ کی خدمت میں روانہ کیا اس نے تیونس پہنچ کے حق سفارت ادا کیا اور فی البدیہہ ایک قصیدہ کہا جو کہ مشہور و معروف ہے اور اس میں اس نے جودت طبع سے کام کیا اور سین کے ردیف سے اس کو پڑھا اس کا تذکرہ عنقریب موحدین میں سے ''دولت بنوحفص' افریقہ کے ضمن میں تحریر کیا جائے گا۔

مرسیہ پر زیان کا قبضہ:.....ابن ہود کے مرنے کے بعد اہل مرسیہ نے ابوبکر واثق (یہ بنی ہود کا آخری حکمران تھا) سے بغاوت کر دی، واثق کی طرف سے مرسیہ کا حاکم ابوبکر بن خطاب تھا اہل مرسیہ نے زیان کو مرسیہ پر قبضہ کرنے کے لئے بلوالیا چنانچہ زیان نے مرسیہ میں داخل ہو کر قصر امارات کو لوٹ لیا اور ان لوگوں کو امیر یحییٰ بن ابوزکریا کی بیعت کرنے پر شرقی اندلس پر قبضہ کی شرط کے ساتھ تیار کر لیا، یہ واقعات ۶۳۷ھ کے ہیں۔

ابن عصام کی بدعہدی:.....اس کے بعد ابن عصام نے ''اربولہ'' میں زیان سے بدعہدی کی اور اس کی مخالفت پر اُٹھ کھڑا ہوا اور زیان کے ایک قریبی رشتہ دار نے شہر ''لقنت'' میں جا کر اپنی حکومت کا سکہ چلا دیا اس زمانہ سے یہ وہیں ٹھہرا رہا یہاں تک کہ عیسائی بادشاہ ''برشلونہ'' نے ۶۴۴ھ میں اس کے قبضہ سے ان ممالک کو چھین لیا، اور یہ مرتا کھپتا تیونس چلا گیا اور وہیں ۶۶۸ھ میں مر گیا۔

ابن ہود کے حالات آگے لکھے جائیں گے، پھر ابن احمر کے خاندان اور اس کی آئندہ نسل میں حکومت و سلطنت کا سلسلہ قائم ہوا اور اس وقت تک موجود ہے جس کو عنقریب ہم تحریر کرنے والے ہیں کیونکہ یہی لوگ دولت و حکومت عرب کے یادگار اور بقیہ السلف ہیں (واللہ خیر الوارثین)

موحدین کے باغی بنو ہود کے حالات:......جس وقت موحدین کی دولت وحکومت میں اضطراب اور تزلزل پیدا ہونے لگا اور ابن سادہ میں اختلاف شروع ہوگیا جو بلنسیہ کے حکمران تھے اس وقت محمد بن یوسف بن محمد بن عبدالعظیم بن احمد بن سلیمان مستعین بن محمد بن ہود نے مقام صخیرات صوبہ مرسیہ میں جو کہ رقوط سے متصل تھا، علم مخالفت وبغاوت ۶۱۰ھ میں بلند کر دیا یہ وہ زمانہ تھا کہ مستنصر انتقال کر چکا تھا اور موحدوں نے مراکش میں اس کے چچا مخلوع عبدالواحدین امیر المومنین یوسف کی امارت کی بیعت کر لی تھی۔

حکمرانوں کے خلاف عوام:......ادھر عادل نے (اس کے بھائی منصور کا بیٹا) مرسیہ کا قابض ہوکر ابو محمد عبداللہ بن ابی حفص بن عبدالمومن والی حیان کے علم حکومت کے آگے گردن اطاعت جھکا دی تھی۔ اس معاملہ میں سید ابوزید بن محمد بن ابوحفص نے ان دونوں کی مخالفت کی لہٰذا فتنہ وفساد کا بازار گرم ہوگیا ہر ایک نے دوسرے کو دبانے کے لئے عیسائی حکمرانوں سے امداد کی درخواست کی اور اکثر اسلام علاقوں کو مدد کے صلہ میں ان حوالہ کر دیا۔ ان واقعات سے اہل اندلس کے قلوب رنج وغم سے بھر گئے اور وہ ان لوگوں کو نکال دینے کی فکر کرنے لگے چنانچہ ابن ہود نے اس کام کا بیڑا اٹھایا۔

ابن ہود کا خروج:......یہ شخص بنی ہود ملوک الطوائف کی نسل سے تھا، حکومت اور سرداری کے حاصل کرنے کا ایک مدت سے امیدوار تھا، چونکہ موحدین کو اس کی طرف خطرہ تھا اس لئے ان لوگوں نے اس معاملہ میں کئی بار آزمائش کی، اور اس نے نہایت خوبصورتی سے اپنے جذبات کو چھپایا بالآخر ۶۲۵ھ گنتی کے چند لشکریوں کے ساتھ خروج کر دیا سید ابوالعباس بن ابی عمران موسیٰ بن امیر المومنین یوسف بن عبدالمومن والی مرسیہ نے ایک فوج اس کی سرکوبی کے لئے روانہ کی، جیسے اس نے شکست دے کر مرسیہ کی جانب کوچ کر دیا اور پہنچتے ہی ''مرسیہ'' پر قبضہ کر کے سید ابوالعباس کو گرفتار کر لیا ،اور پھر خلیفہ مستنصر عباسی کے نام کا خطبہ پڑھا جو ان دنوں دار الخلافت بغداد میں عباسی خلیفہ تھا۔

ابوزید کا ابن ہود پر حملہ:......اس کے بعد سید ابوزید بن محمد ابوحفص بن عبدالمومن والی شاطبہ سے ابن ہود پر فوج کشی کی مگر ابن ہود نے پہلے ہی میدان میں سید ابوزید کو شکست دے دی، لہٰذا سید ابوزید شاطبہ لوٹ آیا اور ماموں کی پشت پناہ ہی سے دوبارہ فوجیں مرتب کیں، ماموں اشبیلیہ کا حکمران تھا اور اپنے بھائی عادل کے بعد حکومت پر فائز ہوتا تھا چنانچہ ابوزید ''ابن ہود'' کا تعاقب کرتا ہوا مرسیہ تک چلا گیا، اور کافی عرصے مرسیہ کا محاصرہ کئے رہا مگر کامیاب نہ ہوسکا آخر کار محاصرہ اٹھا کر اشبیلیہ کی جانب واپس چلا گیا اس کے بعد سید ابوزید کی زیان بن ابوالحملات مدافع بن حجاج بن سعد بن مردنیش نے بلنسیہ میں مخالفت اور اس سے بدعہدی کی اور بلنسیہ سے نکل کر رندہ کی طرف چلا آیا، یہ واقعہ ۶۲۶ھ کا ہے۔

ابوزید کا ارتداد:......چونکہ بنو مردنیش بڑی تعداد میں اور رعب وداب والے لوگ تھے اس لئے ابوزید کو زیان کی مخالفت اور بلنسیہ سے رندہ چلے جانے سے خطرہ اور نظام حکومت کے درہم وبرہم ہونے کا خیال پیدا ہوگیا، اس لئے بڑی منت وسماجت کر کے واپسی کی تحریک کی مگر زیان نے انکار میں جواب دیا لہٰذا ابوزید، بلنسیہ سے نکل کر عیسائی بادشاہ ''برشلونہ'' کے پاس چلا گیا اور عیسائی مذہب اختیار کر لیا، (نعوذ باللہ)۔

ابن ہود کی بیعت وحکومت:......ابوزید کے چلے جانے کے بعد اہل شاطبہ نے ابن ہود کی امارت کی بیعت کر لی اس کے بعد اہل جزیرہ شقر نے بھی اہل شاطبہ کی تقلید کی، اہل جزیرہ شقر کو حکام بنو عزیز بن یوسف زیان بن مرذنیش کے چچا نے اس کام پر ابھارا تھا، ان لوگوں کے بیعت کرنے کے بعد اہل حیان اور اہل قرطبہ نے بھی ابن ہود کی امارت کو تسلیم کر لیا، اور اس کے علم حکومت کے فرمانبردار بن گئے، اور اسے امیر المومنین کے لقب سے یاد کرنے لگے اس دوران ماموں اشبیلیہ سے مراکش چلا گیا، اور اس کا بھائی اہل اشبیلیہ پر حکمرانی کرنے لگا۔

زیان اور ابن ہود کی جنگ:......اتنے میں زیان بن مرذنیش نے اس سے چھیڑ چھاڑ شروع کر دی حالانکہ دونوں میں مراسم واتحاد پہلے سے تھے آخر کار ۶۲۹ھ میں زیان کو ناکامی کے ساتھ پسپا ہونا پڑا۔ ابن ہود نے اس کا بلنسیہ میں محاصرہ کر لیا پھر محاصرہ اٹھا کر عیسائیوں کے خلاف ماردہ پر حملہ کر دیا گیا چنانچہ فریقین میں گھمسان کی لڑائی ہوئی ابن ہود کے قدم میدان جنگ سے ڈگمگا گئے مگر اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل وکرم سے مسلمانوں کو بال بال بچالیا، اس کے بعد دوبارہ ''مقام کوس'' میں اس کو ناکامی ہوئی مگر اس کے چہرہ پر ذرہ بھی شکن نہ آئی، دشمنان اسلام سے ان کے مقبوضات میں جاکر لڑتا اور ان کے خلاف جہاد کرتا۔ ہر سال ان سے جنگ کرتا اور نہایت استقلال اور مردانگی سے ان سے مقابلے میں مصروف ومشغول رہتا تھا، اس کے

باوجود عیسائی حکمران بلاد اسلامیہ کی سرحدوں اور دارالحکومتوں کو روز بروز ہڑپ کرتے جارہے تھے۔

جزیرہ خضراء اور جبل الفتح پر قبضہ:...... پھر ابن ہود نے ❶ جزیرہ خضراء اور ❷ جبل الفتح پر جو کہ ''سبتہ'' کے پھاٹک تھے سید ابوعمران موسیٰ سے چھین لئے اور ان پر قبضہ کرنے کے بعد ''سبتہ'' کی طرف قدم بڑھائے چنانچہ ابوعمران نے ابن ہود کی امارت وحکومت کو تسلیم کر کے اس کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔

سلطان محمد بن یوسف کی حکومت:...... ان واقعات کے بعد ۶۲۹ھ میں سلطان محمد بن یوسف بن نصر کی حکومت کا ''مقام ارجونہ'' میں اعلان کیا گیا ارا کین دولت نے بیعت کی پھر اہل قرطبہ اور ان کے بعد اہل قرمونہ نے علم حکومت کے آگے گردن جھکائی کچھ عرصے بعد اہل اشبیلیہ نے بغاوت کر دی اور سالم بن ہود کو اپنے شہر کے دارالحکومت سے نکال کر ابن مروان احمد بن محمد باجی کو اپنا امیر بنالیا ابن ہود سے اور تو کچھ نہ بن پڑا ایک فوج مرتب کر کے ابن احمد جنگ کرنے روانہ کر دی مگر ابن احمد نے پہلے ہی حملہ میں اس فوج کو شکست دیدی اور اس کے سپہ سالا کو گرفتار کر لیا۔

ابن ہود کے خلاف اتحاد اور جنگ:...... اس کے بعد باجی اور ابن احمر نے ابن ہود کی مخالفت پر آپس میں عہد و پیمان کر لیا اور ادھر ابن ہود نے الفنش سے ان لوگوں کی حرکات سے تنگ آ کر انھیں زیر کرنے کی غرض سے ایک ہزار دینار روزانہ دینے کے وعدے پر مصالحت کر لی، اس تبدیلی اور تغیرات سے متاثر ہو کر اہل قرطبہ ابن ہود کے علم حکومت کے مطیع بن گئے ابن ہود نے فوجیں درست اور سامان جنگ حاصل کر کے باجی اور ابن احمر پر فوج کشی کر دی مگر اتفاق سے خود ابن ہود کو شکست ہوگئی ابن احمر نے بڑھ کر اشبیلیہ کے باہر پڑاؤ کر دیا اور موقع پا کر باجی کو مار ڈالا، اس کام کا بیڑا اس کے سسر اشقیلولہ نے اٹھایا تھا سالم ابن ہود نے یہ خبر پا کر اشبیلیہ پر فوج کشی کر دی اور پہنچتے ہی اس کا محاصرہ کر لیا۔ مگر اہل اشبیلیہ نے قلعہ بندی کر لی اور اس کو شہر میں داخل نہیں ہونے دیا۔

ابن ہود کی عزت افزائی:...... ۶۳۱ھ میں دربار خلافت بغداد سے خلیفہ مستنصر عباسی کی طرف سے ابن ہود کو خطاب عطا ہوا ابوعلی حسن بن حسین کردی ''کمال'' خلعت شاہی جھنڈا اور فرمان لے کر آیا چنانچہ ابن ہود نے غرناطہ میں ابوعلی سے ملاقات کی یہ دن نہایت چہل پہل کا تھا اظہار مسرت کے لحاظ سے پورے شہر میں چراغاں کیا گیا ابوعلی نے دربار عام میں ابن ہود کو خلعت، جھنڈا اور شاہی فرمان دیا ''المتوکل'' کا لقب عطا کیا اس کے دیکھا دیکھی ابن احمر نے بھی تاجدار بغداد کے شاہی اقتدار کو تسلیم کر کے ابوعلی کے ہاتھ پر خلیفہ کی بیعت کر لی۔

شعیب بن محمد اشبیلیہ میں:...... جس وقت ابن احمر نے باجی کے ساتھ بزدلی سے فریب اور دھوکا کی کاروائی کی تھی، اس وقت شعیب بن محمد شہر اشبیلیہ سے نکل کر مضافات اشبیلیہ میں چلا گیا تھا، اور وہاں جا کر قلعہ نشین ہو کر خود مختار حکومت کا اعلان کر دیا تھا اور ''المستنصر'' کے خطاب سے خود کو مخاطب کرتا تھا۔ ابن ہود نے اس کا بھی محاصرہ کیا اور مضافات اشبیلیہ کو اس کے قبضے سے چھین لیا۔

دشمنان اسلام کی یلغار:...... ان خانہ جنگیوں اور باہمی فسادات کا لازمی نتیجہ یہ نکلا کہ دشمنان اسلام چاروں طرف نکل پڑے اور اسلامی علاقوں کی سرحدوں کا محاصرہ کر لیا رفتہ رفتہ سرحدوں سے آگے بڑھ کر اسلامی علاقوں کے اندر گھس گئے، پھر قرطبہ پر بھی حملہ آور ہوئے چنانچہ ۶۳۳ھ میں اس پر قابض ہو گئے۔

پھر ۶۳۷ھ میں اہل اشبیلیہ نے خاندان عبدالمومن میں سے ''رشید'' کے ہاتھ پر حکومت و امارت کی بیعت کر لی اس کے بعد ابن احمر غرناطہ پر چڑھائی کی اور رشید کے قبضہ سے اس کو نکال لیا۔

صوبہ مریہ کی حکومت:...... عبداللہ ابومحمد بن عبداللہ بن محمد بن عبدالملک اموی رمیمی وزیر السلطنت ''ذوالوزارتین'' کو ابن ہود نے اپنے ممالک مقبوضہ میں سے صوبہ مریہ کی حکومت عطا کی تھی چنانچہ عبداللہ مریہ ہی میں مسلسل مقیم رہا۔ ۶۳۵ھ میں متوکل مریہ آیا۔ اسی زمانہ میں عبداللہ نے حمام

❶ ...... جزیرہ خضراء ہسپانیہ کا جنوبی علاقہ ہے۔ ❷ ...... جبل طارق بن زیاد ہے جو آج کل ''جبرالٹر'' کے نام مشہور ہے۔ (ثناء اللہ محمود)

میں وفات پائی اور مرسیہ میں مدفون ہوا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ متوکل نے اس کو قتل کرایا تھا، بہر کیف اس کے مرنے کے بعد مؤید حکمراں بنا ۶۴۳ھ میں ابن احمر نے اس صوبہ کو مؤید کے قبضہ سے چھین لیا۔

پھر جب متوکل کا انتقال ہوا تو اس کا بیٹا ابوبکر محمد اپنے باپ کے بعد سریر حکومت پر متمکن ہوا ''الواثق'' کا لقب اختیار کیا۔

مرسیہ کی حکومت:......اس کی حکومت کے چند مہینے کے بعد عزیز بن عبدالملک بن خطاب نے ۶۳۶ھ مرسیہ پر چڑھائی کی اور بزور تیغ اس پر قبضہ کر کے ابوبکر محمد کو جیل میں ڈال دیا، عزیز خود کو ''ضیاء الدولہ'' کے خطاب سے مخاطب کرتا تھا، اس کے بعد زیان بن مردنیش نے مرسیہ پر قبضہ کر لیا اور ضیاء الدولہ عزیز بن خطاب کو اس کے چند ماہ حکومت کے بعد بار حیات سے سبکدوش کر دیا اور واثق کو قید کی مصیبت اور تکلیف سے نجات دلائی۔

مرسیہ میں زیان کو زیادہ دن حکومت کرنا نصیب نہیں ہوا ۶۳۸ھ میں محمد بن ہود (متوکل کا چچا) مرسیہ پر اپنی فوجیں لے کر چڑھ آیا اور زیان بن مردنیش کو بزور تیغ مرسیہ سے نکال دیا یہ خود کو بہاء الدولہ کے لقب سے ملقب کرتا تھا۔

ابوبکر واثق کا سرسید پر قبضہ:...... بہاء الدولہ نے ۶۵۷ھ میں سفر آخرت اختیار کیا پھر اس کا بیٹا امیر ابوجعفر حکمران بنا۔ ۶۶۲ھ میں ابوبکر واثق نے جس کو عزیز بن خطاب نے معزول کر کے تخت حکومت سے اتارا تھا فوجیں حاصل کر کے یلغار کر دی اور ابوجعفر کے قبضہ سے مرسیہ کو نکال لیا اس وقت سے مرسیہ میں یہی حکمرانی کرتا رہا یہاں تک کہ الفنش اور برشلونی عیسائی سلاطین کو نکال کرتنگ اور ورزچ کرنے لگے چنانچہ ابوبکر نے ابن احمر سے خط و کتابت کی لہٰذا ابن احمر نے اپنی طرف سے عبداللہ بن علی بن اشقیلولہ کو مرسیہ روانہ کیا، ابوبکر نے مرسیہ کی حکومت عبداللہ کے حوالہ کر دی چنانچہ عبداللہ نے مرسیہ میں ابن احمر کے نام کا خطبہ پڑھا اور کچھ عرصے بعد مرسیہ سے ابن احمر کے پاس چل دیا مگر راستے میں عیسائی لٹیروں نے عبداللہ پر شبخون مارا جس میں عبداللہ مارا گیا اور ابوبکر پھر مرسیہ میں تیسری بار واپس آ گیا اور حکومت کرتا رہا یہاں تک کہ دشمنان اسلام نے ۶۶۸ھ میں مرسیہ کو ابوبکر کے قبضہ سے چھین لیا اور اس کی جگہ ابوبکر کو اپنے مقبوضہ قلعوں میں سے ایک قلعہ ''لیس'' نامی دیا، اسی قلعہ میں ابوبکر کی وفات ہوئی۔ واللہ خیر الوارثین۔

اندلس کے حکمران بنو احمر کے حالات

بنی احمر کا تعارف:......بنو احمر قرطبہ کے قلعے ارجونہ کے رہنے والے تھے اس قلعہ میں ان کے اسلاف فوجی حیثیت سے آباد ہوئے تھے یہ لوگ بنو نصر کے لقب سے پکارے جاتے تھے اور نسباً حضرت سعد بن عبادہ (سردار خزرج) کی طرف منسوب تھے موحدین کے دور حکومت کے آخر میں ان لوگوں کا بزرگ اور خاندان کے سربراہ محمد بن یوسف بن نصر نامی ایک شخص جو شیخ کہلاتا اور اس کا لقب ''ابی دبوس'' تھا، اور اس کا بھائی اسماعیل تھے اطراف ارجونہ میں یہ لوگ بڑی وجاہت والے اور صاحب اثر لوگوں میں شمار کیے جاتے تھے جس وقت موحدین کی ہوا بگڑی اور ان کے قوائے حکمرانی مضمحل اور کمزور ہو گئے، اور اندلس میں بغاوت اور سرکشی کی گرم بازاری ہوئی اور ان لوگوں (موحدوں) نے اپنی کمزوری کی وجہ سے اندلس کے قلعوں کو عیسائی امراء اور سلاطین کو حوالہ کر دیا تو اس وقت مسلمانوں کی جماعت اور تمام مؤمنین اندلس کے امور سیاست کی انجام دہی پر محمد بن یوسف بن ہود تیار ہوا اس نے کہ مرسیہ میں موحدوں کے خلاف علم حکومت بلند کیا تھا۔ اور تاجدار دولت عباسیہ کی حکومت کی بناء ڈالی تھی اور مشرقی اندلس کے سارے صوبوں پر قابض ہو گیا تھا۔

شیخ محمد بن یوسف ابن احمر:......۶۲۹ھ محمد بن یوسف معروف بہ شیخ نے یہ رنگ دیکھ کر ابن ہود (محمد بن یوسف بن ہود) کی مخالفت اور اپنی امارت کی بیعت لی اور امیر ابوزکریا حاکم افریقہ کے نام کا خطبہ پڑھا ۶۳۰ھ میں حبان اور سریش نے اس کی اطاعت قبول کر لی، اس نے اپنی حکومت جمانے میں اپنے اعزہ و اقارب بنو نصر اور اپنے سسرال والوں بنو اشقیلولہ عبداللہ اور علی سے مدد حاصل کی تھی پھر ۶۳۱ھ میں اس علم خلافت بغداد کی اطاعت کی بیعت کر لی یہ وہ زمانہ تھا کہ ابن ہود کو دار الخلافت بغداد سے خلیفہ کی جانب سے خطاب عطا ہوا تھا۔

ابومروان باجی کی بغاوت:......اس کے بعد ابومروان باجی نے اشبیلیہ میں جس وقت ابن ہود اشبیلیہ سے نکل کر مرسیہ کی جانب واپس جارہا تھا مخالفت کا جھنڈا بلند کردیا اس معاملہ میں محمد بن یوسف ''شیخ'' بھی باجی کا شریک تھا چنانچہ ۶۳۲ھ میں باجی کے ساتھ محمد بن یوسف بھی اشبیلیہ آیا اور اشبیلیہ میں پہنچنے کے بعد باجی کے ساتھ بدعہدی کی اور فریب دے کر اس کو مار ڈالا، اس بدعہدی اور بزدلانہ حملہ کا بانی ''علی بن اشقیلولہ'' تھا اس واقعہ کے ایک ہی مہینہ بعد اہل اشبیلیہ نے دوبارہ ابن ہود کی علم حکومت کی اطاعت قبول کرلی ابن احمر (محمد بن یوسف ''شیخ'') کو اشبیلیہ سے باہر نکال دیا۔

ابن احمر کا غرناطہ پر قبضہ:......اس کے بعد ابن احمر نے ۶۳۵ھ میں غرناطہ پر اہل غرناطہ کی سازش سے قلعہ حمراء قبضہ کرلیا، ابتداً اس کی طرف سے ابن ابی خالد غرناطہ میں قبضہ کی غرض سے آیا تھا مگر جب ابن احمر کو حبان میں یہ خبر ملی کہ ابن ابی خالد نے اہل غرناطہ کو میری بیعت پر راضی کرلیا ہے تو اس نے ابوالحسن علی بن اشقیلولہ کو غرناطہ کی جانب روانہ کیا اور اس کے بعد فوراً خود بھی کوچ کر کے غرناطہ پہنچ گیا اور وہی قیام اختیار کر کے اپنی سکونت کے لئے ''قلعہ حمراء'' تعمیر کرایا۔

مرسیہ کے بدلتے حکمران:......اہل مرسیہ نے ابن ہود کی وفات کے بعد ۶۳۹ھ میں رشید کی بیعت کی پھر اس قبضہ کا منتقل ہوکر محمد بن رمیمی کے ہاتھ میں آیا اس سے مؤید نے قبضہ حاصل کیا اس کے بعد ۶۶۳ھ میں اہل شہر نے اس کو معزول کر کے ابن احمر کے علم حکومت کی اطاعت اختیار کرلی۔

اس کے بعد ابوعمرو بن جد (یحییٰ بن عبدالملک بن محمد بن محمد حافظ ابوبکر) اپنی حکومت اور سرداری کا جھنڈا کھڑا کیا اور اشبیلیہ پر قابض ہوکر امیر ابوزکریا بن حفص حاکم افریقہ کی ۶۴۳ھ میں بیعت کرلی، امیر ابوزکریا نے اس کو اپنی جانب سے سند امارت دی۔ اہل اشبیلیہ کے امور سیاسی کا منتظم اور نگران سپہ سالار ''شقاف'' تھا۔

امراء اسلام کی خانہ جنگیاں اور عیسائی مداخلت:......امراء اسلام تو اس نوبت پر پہنچ گئے تھے کہ انہوں نے جوش حکمرانی میں اندلس کو اپنی خود غرضیوں کا نشانہ بنا رکھا تھا اور دشمنان اسلام ان خانہ جنگیوں اور باہمی جھگڑوں سے فائدے پر فائدہ اٹھائے جارہے تھے ۶۲۰ھ یا اس پہلے سے عیسائیوں نے اسلامی علاقوں کو تکے بنا کر ہڑپ کرنا شروع کردیا۔ سلطان برشلونہ ایک بطریق کی اولاد سے تھا جس کو شاہ فرانس نے شروع اندلس کو مسلمانان عرب کے قبضہ سے نکالنے کے لیے برشلونہ پر مقرر کیا تھا پس اس نے ''برشلونہ'' پر قبضہ کرلیا مگر اس کے ساتھ ہی فرانس سے دور بھی ہوگیا ،اس لئے اس کی حکومت متزلزل اور کمزور ہوگئی۔

عیسائیوں کی فتوحات اور قبضے:......ایک مدت کے بعد جب اہل اندلس میں نفاق پڑ گیا، اور عیسائی امراء اس موقع کو غنیمت شمار کر کے آہستہ آہستہ اندرونی اندلس میں گھس آئے تو ان کا بادشاہ ''حاقمہ'' تھا اس نے اکثر سرحدی اسلامی علاقوں پر قبضہ کرنے کے ارادے سے قدم بڑھائے چنانچہ ۶۲۶ھ میں ''ماردہ'' کو دبالیا پھر ۶۲۷ھ میں ''میورقہ'' پر قبضہ کرلیا❶......سرقسطہ اور شاطبہ پر بھی اس سے ڈیڑھ سو سال پہلے عیسائیوں کا قبضہ ہوگیا تھا۔

بلنسیہ پر عیسائی قبضہ:......اس کے بعد ۶۳۶ھ میں طویل محاصرہ کے بعد بلنسیہ کو بھی چھین لیا غرض رفتہ رفتہ جتنے قلعے اور شہران مقامات کے درمیان میں تھے، ان سب پر عیسائیوں کا قبضہ ہوگیا، یہاں تک کہ مرسیہ اور اس کے قلعے بھی ان کے مطیع بن گئے، ابن اوفونش (بادشاہ جلالقہ) اور اس سے پہلے اس کے آباء واجداد بھی ایسے ہی موقع کے منتظر تھے انہوں نے بھی اسلامی علاقوں پر دانت لگائے اور اکثر قلعوں اور شہروں کو ایک ایک کر کے دبالیا حتیٰ کہ مسلمانوں کے قبضہ سے بہت سے قلعے اور صوبے نکل گئے۔

ابن احمر کی عیسائیوں سے امداد طلبی:......ابن احمر نے اپنے ابتدائی زمانہ میں اس لئے کہ اس کا دوسرے چھوٹے چھوٹے خودسر حکمرانان اندلس سے جھگڑا ہو رہا تھا ان امور کی جانب توجہ نہ کی بلکہ اپنی شوکت اور قوت بڑھانے کے لئے سے عیسائی سلاطین ❷ سے امداد لی چنانچہ ان لوگوں کی اعانت

---

❶......اصل کتاب میں یہ مقام خالی ہے۔ ❷......ابن احمر اور عیسائیوں کا یہ گٹھ جوڑ ہی اسی بری صورتحال کا پیش خیمہ تھا جو بعد میں اسپین پر مکمل قبضے کی صورت میں ظاہر ہوئی۔ اسی طرح ابن ھود اور فونش کا معاہدہ یہ دونوں بنیادی خرابیاں تھیں جس کے نتیجے میں اندلس مسلمانوں کے ہاتھ نکل گیا۔

سے اس کی فوجی قوت خوب بڑھ گئی اور ایک طرح سے اس کو (ابن احمر کو) استقلال اور استحکام حاصل ہو گیا۔ پھر ابن ہود نے قرطبہ پر قبضہ کرا دیا اور ابن احمر شہر کے شر سے محفوظ رکھنے کی شرط پر اوفونش کو تیس قلعے دے دیئے چنانچہ اس نے قرطبہ کو ابن ہود کے حوالے کر دیا کچھ عرصے کے بعد ۶۳۳ھ میں دوبارہ قرطبہ پر قبضہ کر لیا (اللہ تعالیٰ کی مشیت نے کلمۃ الکفر کو پھر اس کی جانب لوٹا دیا)۔

اشبیلیہ پر قبضہ:......اس کے بعد ۶۴۶ھ میں اس نے اشبیلیہ پر فوج کشی کی اس واقعہ میں ابن احمر بن ہود کی دشمنی میں اس کے ہمرکاب تھا، خلیفہ دو سال تک محاصرہ کئے رہے بالآخر صلح کے ذریعے صوبہ اشبیلیہ فتح ہو گیا، اور اس کے قلعات اور سرحدی شہروں کا معقول انتظام کیا گیا۔ اس سے فارغ ہو کر عیسائیوں نے طلیطلہ کو ابن کماشہ سے چھین لیا اور ابن محفوظ نے شلیب اور طلبیرہ پر ۶۵۹ھ میں قبضہ کر لیا بعدہ ۶۶۵ھ میں مرسیہ بھی مسلمانوں کے قبضہ سے نکل گیا۔

عیسائیوں کی فتوحات اور مسلم حکومت:......اس طرح رفتہ رفتہ عیسائیوں نے مملکت اندلس کے حصہ بخرے کر لئے اور تمام علاقوں اور اسلامی حدود یکے بعد دیگرے قابض ہوتے چلے گئے یہاں تک مسلمانوں کے قبضہ میں نہایت کم علاقے باقی رہ گئے۔ ساحل سمندر پر صرف رندہ (مغرب کی جانب سے) اور بیرہ (مشرق کی طرف سے) درمیان ان کی حکومت کا سکہ چل رہا تھا جس کی مسافت لمبائی مغرب سے مشرق تک دس منزل کی تھی اور چوڑائی ساحل سمندر سے ملک کے اندرونی حصہ تک ایک منزل یا اس سے کچھ زیادہ کی مسافت تھی۔

مجاہدین کی آمد:......محمد بن یوسف ''شیخ'' ملقب بہ ابن احمر کو پورے جزیرہ پر قبضہ کر لینے کا شوق پیدا ہو گیا مگر اہل جزیرہ نے اس کی مخالفت کی مگر اسی دوران مجاہدین اور غازیان فی سبیل اللہ کا ایک جم غفیر پہنچ گیا جس میں قبیلہ زناتہ بنی عبدالواد تو جیس، مغراوہ اور بنی مرین کے نامی گرامی جنگ جو اور سورما شریک اور شامل تھے ان سب کا سردار کعب نامی ایک شخص تھا۔ بنی مرین کے آدمی اس گروہ میں زیادہ تھے۔ سب سے پہلے ادریس بن عبدالحق، رحو بن عبداللہ بن عبدالحق خاندان حکومت کی اولاد اپنے چچا یعقوب بن عبدالحق سلطان مغرب کی اجازت سے تین ہزار کے لشکر کے ساتھ سرزمین اندلس میں آ گئے ابن احمر نے ان لوگوں کے آنے کو رحمت الٰہی کا ایک کرشمہ تصور کر کے بخوشی پورے اندلس میں آنے کی ان کو اجازت دے دی اور ان لوگوں کے ذریعہ سے دشمنان اسلام کی ناک میں دم کر دیا، اس کے بعد مجاہدین کا یہ گروہ واپس چلا گیا۔

بنو مرین کے لوگوں کی آمد:......کچھ عرصے بعد بنو مرین کے خاندان کا ایک دلیر شخص تھا ان لوگوں نے اندلس کا رخ اس لئے کیا تھا کہ ان کو معتوب اور معزول کرتا تھا، لہٰذا یہ لوگ سیدھے اندلس آ جاتے تھے اور اندلس کے مسلمان ان لوگوں کی شوکت اور قوت سے خوب فائدہ اٹھاتے تھے حکومت و دولت کو ایک طرح کی قوت حاصل ہو گئی تھی دشمنان اسلام کا مقابلہ خاطر خواہ کر سکتی تھی۔ المختصر حکومت غرناطہ اسی شان و شکوہ سے جاری اور قائم رہی یہاں تک کہ محمد بن یوسف (معروف بہ شیخ) ابن احمر (بانی دولت بنو نصر نے ۶۷۱ھ میں وفات پائی۔

سلطان محمد الفقیہ:......سلطان محمد کو فقیہ کہنے کی وجہ یہ ہے کہ یہ ذی علم مطالعے کا بے حد شائق اور اہل علم کا قدر دان شخص تھا اس کے باپ ابن احمر نے وصیت کی تھی کہ ضرورت کے وقت ملوک زناتہ بنی مرین یعنی حکمرانان مغرب سے جنہوں نے دولت و حکومت موحدین سے حاصل کی ہے عیسائیوں کے مقابلے پر امداد کی درخواست کرنا ان کے ساتھ مراسم اتحاد رکھنا، دوستی استحکام کے ساتھ قائم رکھنا ہمیشہ اس میں ان کی مداخلت سے فائدہ اٹھاتے رہنا اور ان کی راضی رکھنا۔

محمد فقیہ، شاہ مرین کی خدمت میں:......چنانچہ محمد فقیہ ابن شیخ سلطان یعقوب بن عبدالحق (شاہ مرین) کی خدمت میں ایسے وقت میں وفد لے کر حاضر ہوا جب کہ اسے سارے ''بلاد مغرب'' پر قبضہ مل گیا تھا، اور مراکش بھی اس کے تخت حکومت میں آ گیا تھا اور اس نے موحدین کے بجائے حکومت پر خود کو سنبھال لی تھی، سلطان یعقوب نے محمد فقیہ کی امداد درخواست کو قبول کیا، اور انتہائی خندہ پیشانی سے بنی مرین کی اسلامی فوج اور مجاہدین کو اپنے بیٹے مندیل کی کمان میں اندلس روانہ کر دیا اور ان کی روانگی کے بعد خود بھی فوجیں تیار کر کے اندلس میں اتر گیا اور جزیرہ خضراء کو 'ابن ہشام'' نئے دعویدار سے چھین کر محمد فقیہ کے حوالہ کیا اور وہیں ایک مدت تک مقیم رہا۔ اس جگہ کو اس نے غازیان اسلام مجاہدین دین کے لشکر کا کیمپ مقرر کیا تھا

چنانچہ جب ۶۷۲ھ میں جیسا کہ آپ اوپر پڑھ چکے ہیں سلطان یعقوب ملک اندلس میں جہاد کے لئے داخل ہوا عیسائیوں کے بڑے بڑے سورما اور جنگجوں حکمران بھاگ کھڑے ہوئے ان کی جماعت منتشر ہوگئی، ہر ایک کو اپنے اپنے علاقے بچانے کی فکر ہوگئی۔

محمد فقیہ کی غلطیاں: ......اس کے بعد محمد فقیہ نے اس خوف سے کہ کہیں سلطان یعقوب اندلس سے بے دخل نہ کردے عیسائی حکمرانوں سے صلح کرلی باوجود اس کے محمد فقیہ بنی مرین کے ان سرداروں اور لشکریوں کے قبضہ میں تھا جنہوں نے سلطان مغرب کے حکم پر اس کو اس مرتبہ پر پہنچایا تھا اور وہ اس وقت تک اس ملک میں موجود تھے یہی سبب تھا جس سے اس کو اپنی غلطی کا بہت جلد احساس ہوگیا اور عیسائی حکمرانوں کے مکروفریب سے خائف ہوکر خود کردہ پشیمان ہی نہیں ہوا بلکہ سلطان یعقوب کے پاس جاکر پناہ لے لی مگر اس کے بعد ہی محمد فقیہ ایک دوسرے مرض میں مبتلا ہوگیا اور وہ یہ تھا کہ اس نے اپنے رشتہ دار بنواشقیلولہ کی اطاعت کا طوق اپنی گردن میں ڈال لیا۔

فقیہ محمد کی ناکامی: ......ان میں سے عبداللہ مالقہ میں تھا علی ''وادی آش'' میں اور ابراہیم قلعہ قمارش میں پھر ان لوگوں نے محمد فقیہ کی مخالفت شروع اور یعقوب بن عبدالحق سلطانی بنی مرین سے ساز باز کرکے اس کی مخالفت اور اس کے مقابلہ امداد واعانت کرنے پر اس کو تیار کرلیا ان لوگوں نے فقط اسی پر اکتفاء نہیں کیا بلکہ یعقوب بن عبدالحق کے سیاسی اقتدار کو اپنے مقبوضہ ممالک مالقہ اور ''وادی آش'' میں خاصے طریقے پر بڑھا لیا، نتیجہ اس کا یہ نکلا کہ سلطان یعقوب نے آخر کار ان ممالک کو ''فقیہ محمد'' سے چھین لیا جیسا کہ آگے بنی مرین اور بنی احمر کے حالات میں ہم تحریر کرنے والے ہیں، اس کے بعد بنواشقیلولہ اور ان کے رشتہ دار ''بنورزقا'' اندلس کو خیرباد کہہ کر ملک مغرب چلے گئے اور یعقوب بن عبدالحق سلطان بنی مرین کی خدمت میں حاضر ہوئے چنانچہ یعقوب نے ان لوگوں کی بے حد قدرومنزلت کی، جاگیریں عنایت کیں اپنے ملک میں ان لوگوں کو بڑے بڑے عہدوں پر مامور کیا جیسا کہ آگے آئے گا۔

فقیہ محمد کی بچی کھچی حکومت: ......الغرض سلطان محمد فقیہ ابن احمر ملک اندلس کے اسی پر استقلال کے ساتھ حکمرانی کرتا رہا جو کہ اجنبیوں کی دست برد سے بچ گیا تھا۔ اور انہی علاقوں کی حکومت اس کی آئندہ نسلوں میں بطور وراثت چلی نہ تو ان کے جانب دار کثرت میں تھے نہ حامیوں اور مددگاروں کا ہجوم تھا، البتہ گنتی کے وہ چند لوگ ان کے خیر اندیش تھے جو سرداران زناتہ اور ارکین ملک دولت میں اپنے اپنے علاقوں سے جلاوطن ہوکر یہاں آگئے تھے انہی لوگوں کے ذریعہ سے ان کا رعب وداب تھا اور وہی اس کے غلبہ اور تصرف کا باعث تھے اس سے پہلے ہم یہ بیان کرچکے ہیں کہ سرزمین اندلس میں قبائل کے مفقود اور جانب داری کے زائل ہوجانے سے حکومت اسلامیہ کو واضح نقصان اٹھانا پڑا اور یہی امر اس کی تنزلی کا سبب وباعث بنا۔

سلطان ابن احمر کے حامی اور جانب دار زمانہ حکومت کے شروع میں اس کے خاص اعزہ واقارب بنونصر اور اس کے سسرال رشتہ دار ''بنواشقیلولہ'' اور بنوموالی اور وہ خدام اور موالی تھے جو اسی کے گھرانے کے کارندے تھے اور یہ لوگ ابن ہود اور عیسائی سلاطین کی مخالفت کے باوجود ہر طرح سے کافی وافی تھے بسااوقات ان کے عوام وخواص کا متحد ہوجانا ہی دشمنان اسلام سے دفاع کردیتا تھا اور ان کے دشمنوں کے دل اس کے تصور سے کہ ابن احمر کے جانب دار حامی بہت زیادہ ہیں تھرا اٹھتے تھے یہی عصبیت اور جانب داری کا کام دیتا تھا۔

سلطان فقیہ کی وفات: ......سلطان یعقوب بن عبدالحق مجبوراً اندلس آیا تھا اس کے بعد اس کا بیٹا یوسف بھی اسی رویہ کا پابند رہا مگر کچھ عرصے بعد بنویعمر کی مخالفت اور بغاوت نے اسے اپنی جانب مصروف کرلیا اور سلطان محمد فقیہ ۷۰۱ھ میں اس دار فانی سے کوچ کرگیا۔

سلطان فقیہ کا شرمناک کردار: ......یہ وہی شخص ہے جس نے دشمنان اسلام کو طریف پر قبضہ کرنے میں مدد دی تھی اور اس کے لشکر کو حصار طریف کے دوران رسد وغلہ پہنچاتا تھا یہاں تک کہ سن ❶ میں انہوں نے فتح کرلیا یہ مقام قرب ہونے کی وجہ سے زقاق (والی مغرب) کا کیمپ ہونے کی عزت رکھتا تھا، چنانچہ جب دشمنان اسلام نے اس پر قبضہ کرلیا تو یہ ان لوگوں کی جاسوسی اور حفاظت کرنے لگا جو جہاد کے لئے اس جانب سے اندلس آتے تھے اس دشمنان اسلام کو بے حد مدد ملی۔

---

❶ ......اصل کتاب میں کوئی سن نہیں ہے۔

سلطان کے بیٹے مخلوع اور نصر:......محمد فقیہ کے انتقال کے بعد اس کا بیٹا ''محمد مخلوع'' حکومت پر حاضر ہوگیا نام کی بادشاہت محمد مخلوع کی رہی اور سیاہ وسفید کا اختیار وزیر السلطنت کے قبضہ میں رہا بالآخر ایک مدت کے بعد ''محمد مخلوع'' کا بھائی ابوالجیوش نصر بن محمد باغی ہوگیا اور اس نے فوجیں مرتب کر کے محمد مخلوع پر چڑھائی کردی وزیر السلطنت کو قتل کر کے اپنے بھائی محمد مخلوع کو ۷۰۸ھ میں جیل کی سیر کے لئے بھیج دیا۔

رئیس ابوسعید اور اس کا بیٹا ابوالولید:......ان دونوں کے والد سلطان محمد فقیہ نے رئیس ابوسعید بن (عمہ) اسماعیل بن نصر کو مالقہ کی حکومت پر متقر رکیا تھا۔طویل عرصے سے یہ یہاں پر امارت کرر ہا تھا، یہ وہی شخص ہے جس نے سبتہ پر قضبہ کرلیا تھا، اور محمد مخلوع کے دور میں اس کے اشارے سے بنوغرقی کے ساتھ اسی ''سبتہ'' میں بدعہدی کی تھی جیسا کہ ''سبتہ'' اور دولت بنی مرین کے حالات میں تحریر کیا جائے گا۔اس نے اپنی بیٹی کا نکاح اس سے (رئیس ابوسعید) کر دیا تھا چنانچہ اس کے بطن سے اس کا ایک لڑکا ابوالولید اسماعیل نامی پیدا ہوا تھا پھر جب ''ابوالجیوش نصر'' نے غرناطہ پر قبضہ کرلیا اور اس کی حکومت وریاست پر جو وہاں تھی قابض ہوگیا تو اس نے برے طور او طریقے اختیار کر لئے اس کے وزیر ابن حجاج نے بھی کج ادائی بد خلقی شروع کردی ، اور رعایا پر ظلم وستم ہونے لگا ، ان وجوہات سے سرداران بنی مرین کے دلوں میں کینہ آ گیا اور رعایا نے بھی ان کے ظلم وستم سے واویلا اور وامصیبتا کا شور مچانا شروع کر دیا۔

سلطان ابوالجیوش کا محاصرہ اور اخراج:......اس زمانہ میں بنوادریس بن عبداللہ بن عبدالحق'' مالقہ میں مجاہدین اور غازیان اسلام کی سرداری پر تھے ''عثمان بن ابوالمعلی'' نامی ایک شخص انہی لوگوں میں سے ان کا امیر تھا ابوالولید نے اس کو سلطان ''الجیوش نصر'' کی مخالفت پر ابھار دیا اور چونکہ عثمان اعزہ اقارب کی کمی کے باعث کمزور ہور ہا تھا ، اس لئے کل اختیار اس کے ہاتھ سے اپنے قبضہ میں لے لیا ، ادھر ابوالولید نے ان لوگوں کو مرتب اور مسلح کر کے سلطان ''الجیوش'' پر چڑھائی کردی اُدھر ۷۱۲ھ میں رئیس ابوسعید مالقہ سے علم حکمت لئے ہوئے اٹھ کھڑا ہوا اور فوجیں لے کر غرناطہ پر چڑھ آیا اس معرکہ میں ''الجیوش'' کی فوج میدان جنگ سے بھاگ گئی بہت بری خونریزی ہوئی مدتوں غرناطہ کا محاصرہ رہا ہزاروں اہل غرناطہ مارے گئے آخر کار اس بات پر مصالحت ہوگئی کہ ''ابوالجیوش'' اپنے اہل وعیال کے ساتھ وادی آش چلا جائے چنانچہ ابوالجیوش غرناطہ کو حسرت کی بناڈالی یہاں تک کہ ۷۲۲ھ میں مرگیا۔

ابوالولید کی حکومت اور الفانسو سے جنگ:......کامیابی کے بعد ابوالولید نے غرناطہ میں قیام کیا اور اپنی اور اپنے بیٹوں کی حکومت وسلطنت کی بناء قائم کی ، ۷۱۸ھ ❶ میں الفنش (الفانسو) عیسائی بادشاہ نے غرناطہ پر یلغار کی بنوابوالعلا نے اس جنگ میں بڑا حصہ لیا اور بڑی بڑی آزمائشوں

---

❶......جنگ کا تفصیلی احوال:......(مترجم) علامہ ابوالعباس احمد بن محمد مقری نے کتاب نفح الطیب میں تحریر کیا ہے کہ جس وقت یادگار خاندان ملوک بنواحمر کا قدم تخت حکومت پر جم گیا اور ان سب ممالک اندلوسہ جو مسلمانوں کے قبضہ میں تھے قابض ہوگئے مثلاً جزیرہ ،طریف اور رندہ تو ملوک نصاریٰ نے مجموعی قوت سے ۷۱۹ھ میں غرناطہ پر حملہ کردیا ، یہ ٹڈی دل فوج بطرہ کی جانب سے آئی تھی اس کی تعداد کا صحیح اندازہ اس سے ہوسکتا ہے کہ پچیس عیسائی حکمران اس جنگ کے لئے آئے تھے ، بات یہ تھی کہ عیسائیوں کو مسلمانوں کے دوبارہ عروج سے کینہ پیدا ہوگیا اور ان کو اس کا خطرہ پیدا ہوگیا کہ کہیں بڑھتے بڑھتے یہ ہم پر منہ نہ ماریں ، اس خیال سے وہ لوگ متاثر ہوکر یورپ کی خدمت میں گئے اور سجدہ کر کے اس سے درخواست کی کہ آپ دعا کریں کہ ہم لوگ باقی مسلمانوں کی جڑ اندلس سے کھود کر پھینک دیں چنانچہ یورپ نے ان کے سروں پر دست شفقت پھیر کر دعائیں دیں اور یہ لوگ بے شمار و بے تعداد فوج لے کر غرناطہ پر چڑھ آئے مسلمانان غرناطہ کو بے حد خوف پیدا ہوگیا ، جھٹ پٹ چند لوگوں کو امداد کے لئے وفد کے ساتھ سلطان ابوسعید والی فارس کی خدمت میں روانہ کیا مگر اس دوا سے ان کے درد دل کا علاج نہ ہوسکا ، اور عیسائیوں کا لشکر پہنچ گیا ، اہل غرناطہ کی رہی سہی توانائی بھی جاتی رہی ، مگر اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کر کے ملک وملت کی حمایت پر شمشیر بکف نکل پڑے چنانچہ اس نے جس کے سوا کوئی دوسرا معین وناصر نہیں ہے مسلمانوں کی مدد کی اور عیسائیوں کو شکست دی نامی گرامی عیسائی سردار مارے گئے ۔ بہت بڑی کامیابی عساکر اسلامیہ کو نصیب ہوئی ، یہ دن جیسا کہ مسلمانوں کے لئے مسرت اور خوشی کا تھا ویسا ہی عیسائیوں کے حق میں رنج اور مصیبت کا تھا اس شکست سے عیسائی سرداروں کے چہروں پر ذرا بھی بل نہ آیا ، وہ انتہائی استقلال کے ساتھ خضراء کی جانب بڑھے سلطان ابن احمر نے اس کے مقابلے کی جانب توجہ کی اور کئی جنگی کشتیاں جن میں آزمودہ فوجیں اور بہت سا سامان حرب تھا جزیرہ کی طرف روانہ کیا ، عیسائیوں کو اس کی خبر لگ گئی جزیرہ کو چھوڑ کر طیطلہ کی طرف آئے ، اور اسلامی علاقوں پر قبضہ کرنے اور مسلمانوں کو جڑ سے ختم کرنے کی قسمیں کھائیں اور باہم دوبارہ عہد وپیمان کر کے بہت بڑے سامان جنگ کے ساتھ پھر غرناطہ پہنچ گئے ۔ اترے جس طرف آنکھیں اٹھتی تھیں عیسائی ہی عیسائی نظر آتے تھے ، سلطان غرناطہ نے شیخ الغزاۃ شیخ العالم ابوسعید عثمانی بن ابوالعلا مرینی کو عیسائیوں سے جنگ کرنے کا حکم دیا ، چنانچہ (۲۰) ربیع الاول ۷۱۹ھ میں فوجیں آراستہ (بقیہ اگلے صفحہ پر)

میں مبتلا ہوئے اس کے بعد غرناطہ کے باہر اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے یہ دشمن دین اپنے رفیق سمیت مارا گیا عیسائی فوجیں انتہائی ابتری کے ساتھ پسپا ہو گئیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کے معجزات سے ایک معجزہ تھا ورنہ اہل غرناطہ کی بربادی میں کوئی دقیقہ باقی نہیں رہ گیا تھا۔

ابوالولید کی فتوحات اور دبدبہ: ......اس واقعہ کے بعد ابوالولید نے بنفس نفیس عیسائی علاقوں پر کئی بار جہاد کیا اس کی فوج زناتہ اور اندلس کے مسلمانوں سے تیار کی گئی تھی، چونکہ زناتہ کا زمانہ دیہاتی زندگی اور تہی رسی سے بہت قریب تھا اس لئے ان لوگوں نے بڑی دلیری اور بے حد مردانگی سے کام لیا۔ انہی لوگوں کی اعانت وامداد سے ابولولید کا جاہ وجلال اس مرتبہ تک پہنچ گیا تھا کہ اس زمانہ میں دوسرے بادشاہوں کو خواب میں بھی نصیب نہیں ہوا تھا۔ اس کے بعد اسی کے رشتہ دار بنونصیر کے کسی شخص نے ۷۲۷ھ میں موقع پا کر دھوکے سے جس وقت وہ دربار سے اٹھ کر محلسرا میں جا رہا تھا محلسرا کے دروازے پر نیزہ رسید کر دیا جس سے وہ زخمی ہو کر گر پڑا لوگ اس کو اس کے محلسرا میں اٹھا کر لائے قاتل نے عثمان ابی العلیٰ کے مکان میں جا کر پناہ لے لی عثمان نے اسے گرفتار کر کے اسی وقت قتل کر ڈالا، چنانچہ اس نے حکومت اپنے ہاتھ میں لیتے ہی اپنے وزیر السلطنت ابن محروق کو ۷۲۹ھ میں محلسرائے شاہی میں بلوا کر قتل کرا دیا۔ قتل کرنے کا سبب یہ تھا کہ وزیر السلطنت کی شکایتیں حد سے بڑھ گئیں تھی اور اس کا ذاتی اقتدار شاہ غرناطہ سے بہت زیادہ بڑھا ہوا تھا تخت حکومت پر متمکن ہونے کے بعد ایک دن امور سلطنت میں مشورے لینے کے بہانے سے شاہی محل میں بلوایا جیسے ہی وہ محلسرائے شاہی میں داخل ہوا اس نے ایک خادم کو اشارہ کر دیا اس نے اتنے خنجر رسید کئے کہ وزیر السلطنت بے دم ہو کر زمین پر گر پڑا۔ اور مر گیا، سلطان محمد کو اس کے مارے جانے سے اطمینان ہو گیا اور استقلال کے ساتھ حکمرانی کرنے لگا۔

ابوثابت بن عثمان بن ابوالعلیٰ: ......اس کے بعد عثمان بن ابی العلیٰ زمانہ اور فوج کی امارت سے دست کش ہو کر خانہ نشین ہو گیا، اور اسی حالت میں راہی ملک آخرت ہوا اس کی جگہ ابوثابت (اس کے بیٹے) کو مجاہدین اسلام کا امیر مقرر کیا گیا، اس تبدیلی سے عیسائیوں نے پھر چھیڑ چھاڑ شروع کی اور مسلمانوں کو ایذائیں پہنچانے لگے۔ سلطان محمد سامان سفر درست کر کے سلطان ابوالحسن کی خدمت میں مغرب پہنچ گیا اور دشمنان اسلام کی زیادتیوں کی شکایت کی اور امداد کی درخواست کی باوجودیکہ سلطان ابوالحسن ان دنوں اپنے بھائی محمد کے فتنہ وفساد کو فرو کرنے میں مصروف تھا مگر پھر بھی حمیت اسلام کی خاطر سلطان محمد کے ساتھ فوجیں روانہ کیں اور اس کو اپنی جانب سے اس لشکر کی امارت ۷۳۳ھ میں عنایت فرمائی۔

بنوعثمان کے ہاتھ میں سلطان محمد کا قتل: ......بنوعثمان بن ابی العلیٰ کو سلطان محمد کا سلطان ابوالحسن سے ملنا اور سلطان ابوالحسن کا اس معاملہ میں مداخلت کرنا ناگوار گذرا اور اس سے ان کو طرح طرح کے خیالات پیدا ہوئے چنانچہ ان سب نے مجتمع ہو کر اپنے بارے میں اس معاملہ کا مشورہ کیا اور پھر موقع پا کر جس دن سلطان محمد شلوباشہ سے غرناطہ آ رہا تھا، چاروں طرف سے گھیر کر نیزے تان کر ٹوٹ پڑے اور مار ڈالا۔

ابوالحجاج یوسف کی حکومت: ......اس کے بعد اس کے بھائی ابوالحجاج یوسف کے سر پر تاج شاہی رکھا اس نے حکومت اپنے قبضہ میں لی اور اپنے بھائی سلطان محمد کے خون کا بدلہ لینے پر تیار ہو گیا، بنوعثمان بن ابی العلیٰ کے سروں پر زوال کی گھٹا چھا گئی لہٰذا انھیں غرناطہ سے جلاء وطن کر کے تیونس بھیج دیا گیا، غزاۃ اور مجاہدین کی سرداری ابوثابت بن عثمان بن ابی العلیٰ کے بجائے بنورحو بن عبداللہ بن عبدالحق میں سے یحییٰ بن عمر بن رحو کو مرحمت ہوئی اس کی ریاست وامارت طویل زمانہ تک قائم رہی۔

(بقیہ گذشتہ صفحہ سے آگے) کر کے مقابلہ پر آیا، اتوار کی رات دشمنان اسلام نے ایک دستہ فوج کو اسلامی لشکرگاہ پر شبخون مارنے بھیجا اسلامی افواج سے چند سوار اور تیر انداز ان کی روک تھام کے لئے نکلے اور اتنے تیر برسائے کہ دشمنان اسلام کو بھاگنا پڑا مسلمانوں نے ان کا تعاقب کیا صبح تک وہ بھاگتے جا رہے تھے اور یہ ان پر تیر برسا رہے تھے، چند سوار اور تیر انداز ان کے تعاقب میں تھے، یہ پہلی فتح تھی جو اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے اہل غرناطہ کو حاصل ہوئی، اتوار کے دن شیخ ابوسعید پانچ ہزار مجاہدین کو مرتب کر کے دشمنان اسلام کے لشکر کی طرف بڑھا، عیسائیوں کو اس مختصر سی جماعت کی مردانگی اور دلاوری سے سخت حیرت ہوئی نہایت تیزی سے مسلح ہو کر مقابلہ پر آئے تین روز تک سخت اور خونریز لڑائی ہوتی رہی، بالآخر چوتھے دن دشمنان اسلام کو شکست کھا کر انتہائی ابتری کے ساتھ بھاگے اور بہت سامال غنیمت چھوڑ گئے، سات ہزار عیسائی گرفتار کئے گئے۔ پچاس ہزار مارے گئے، تعجب کی بات تو یہ ہے کہ عساکر اسلامیہ سے صرف تیرہ مجاہدین کے علاوہ اور کسی نے جام شہادت نہیں نوش کیا۔ اس واقعہ سے عیسائیوں کی کمر ہمت ٹوٹ گئی، اور صلح کی درخواست کی سلطان غرناطہ نے اس کو قبول کر لیا اور صلح کر لی۔ (دیکھو تاریخ المقری جلد نمبر ا صفحہ نمبر ۲۹۳ و ۲۹۴)۔

ابوالحجاج عیسائیوں کے خلاف تھا:......پھر سلطان ابوالحجاج نے سلطان ابوالحسن (والی مغرب) کو عیسائیوں کی سرکوبی اور ان کو ہوش میں لانے کے لئے اندلس بلوالیا، چنانچہ سلطان ابوالحسن نے جس وقت تلمسان فتح ہو گیا تھا اپنے بیٹے کو عساکر اسلامیہ زناتہ اور متطوعہ (رضا کاروں) کا افسر اعلیٰ مقرر کر کے اندلس کی جانب روانہ کیا، چنانچہ اس نے عیسائیوں پر متعدد حملے کئے اور ایک مدت کے بعد بہت سا مال غنیمت لے کر اپنے ملک کے سرحد پر شبخون مارا جس میں بہت سے مجاہد اور غازی شہید ہو گئے۔ اس دلیری اور بزدلانہ حملہ کا بدلہ لینے کے لئے سلطان ابوالحسن نے ۷۴۱ھ میں بنفس نفیس چڑھائی کی، زناتہ مغراوہ فوج نظام اور متطوعہ کی فوجیں اس کے ساتھ تھیں کوچ وقیام کرتا ہوا طریف تک پہنچ گیا اور لڑائی کا نیزہ گاڑ دیا، عیسائیوں نے یہ خبر سن کر بلاد عیسائی علاقوں سے فوجیں حاصل کیں اور متحد ہو کر مجموعی قوت سے حملہ آور ہو گئے، طریف کے باہر ایک میدان میں دونوں حریفوں کی جنگ اتفاق سے اس جنگ میں مسلمانوں کو شکست ہوئی ایک بڑا گروہ شہید ہو گیا، بیگمات اور حریم سلطانی ہلاک ہو گئیں شاہی خیمے لٹ گئے مسلمانوں کے لئے یہ دن نہایت مصیبت اور آزمائش کا تھا۔

ابوالحجاج کا قتل:......اس واقعہ کے بعد ہی دشمنان اسلام نے قلعہ سرحد غرناطہ پر قبضہ کر لیا اور جزیرہ خضراء کی جانب بڑھے چنانچہ ۷۴۳ھ میں صلح کے ساتھ اس کو بھی لے لیا۔ سلطان ابوالحجاج اسی حالت سے دبا دبایا حکومت کرتا رہا یہاں تک کہ ۷۵۵ھ میں عید کے دن جس وقت ''صلوٰۃ العید'' ادا کر رہا تھا سجدہ کی حالت میں کسی نے نیزہ مارا جس سے اس کی موت واقع ہو گئی پھر اس کا بیٹا تخت حکومت پر بیٹھا مگر اس کے مولیٰ (خادم) رضوان نے جو اس کے باپ اور چچا کا حاجب تھا اس کو شاہ شطرنج بنا دیا اور خود امور سلطنت پر متصرف اور حاوی ہو کر سیاہ سفید کرنے کا مختار بن بیٹھا، اس کا بھائی اسماعیل قلعہ شاہی حمراء کے کسی محلسرا میں قید تھا۔ اس کا محمد بن عبداللہ بن اسماعیل بن محمد بن رئیس ابوسعید سے سسرالی رشتہ دار تھا اس لئے کہ اس کے باپ (عبداللہ) نے اسماعیل کی بہن سے عقد کر لیا تھا اس کا دادا محمد بن رئیس ابوسعید وہی ہے جس کو عثمان بن ابی العلیٰ نے جیل سے نکال کر تخت حکومت پر بٹھایا تھا۔

اسماعیل کی حکومت:......چنانچہ اس محمد (بن عبداللہ بن اسماعیل بن محمد بن رئیس ابوسعید) نے محلسرائے قلعہ حمراء کے بعض خدام کو ساتھ ملا کر حاجب رضوان کو خود اس کے مکان میں قتل کرا دیا اور اپنے سسرالی رشتہ دار اسماعیل کو قید کی مصیبت سے نجات دلا کر ستائیسویں رمضان ۷۶۰ھ کی رات میں تخت حکومت پر بٹھا دیا سلطان ''محمد مخلوع'' اس وقت حمراء کے باہر ایک باغ میں مقیم تھا۔ یہ خبر پا کر وادی آش'' چلا گیا'' اور آش'' کو سرحد کی جانب عبور کر کے اشارہ مغرب سلطان ابوسالم بن سلطان ابوالحسن مرینی کی خدمت میں پہنچ گیا۔

محمد مخلوع سلطان ابوسالم کی خدمت میں:......سلطان ابوسالم نے اس کی بڑی آؤ بھگت کی اور اس کے وہاں رہنے کو استحسان کی نظروں سے دیکھا اس کے بعد شیخ الغزاۃ یحییٰ ابن عمر و کو دولت بنو عامر کی طرف سے خطرہ پیدا گیا وہ غرناطہ سے دارالحرب ہوتا ہوا مغرب پہنچا اور سلطان ابوسالم کی خدمت میں رہنے لگا سلطان ابوسالم نے اس کی بھی قدر افزائی اور اس کی جگہ غرناطہ میں فوج مجاہدین پر اپنی جانب سے ادریس بن عثمان بن ابوالعلیٰ کو مامور کر دیا۔

سلطان اسماعیل کا قتل:......ان دنوں غرناطہ میں رئیس ابو یحییٰ اپنے بھائی اسماعیل کی حکومت و ریاست کا انتظام کر رہا تھا، اور یہی امور سیاست کا نگران اور منتظم تھا کچھ عرصے بعد لگانے بجھانے والوں نے لگانا بجھانا شروع کر دیا رئیس کو انجام کے خطرہ پیدا ہو گیا، چنانچہ ۷۶۱ھ میں دھوکے سے اسماعیل اور اس کے ساری ساتھیوں کو قتل کر کے تخت حکومت پر قابض ہو گیا۔

رئیس کی حکومت میں عیسائی معاہدہ ختم:......رئیس نے حکومت اپنے قبضہ اقتدار میں لے کر عیسائی سلاطین سے کئے گئے عہد و پیمان توڑ دیئے اور جو اس سے پہلے کے حکمران متقدمین غرناطہ جو خراج عیسائیوں کو دیتے تھے وہ بھیجنا بھی بند کر دیا اس لئے عیسائیون نے فوج کشی پر کمر باندھی اور لشکر تیار کر کے چڑھ آئے، مسلمانوں نے بھی فوج اور سامان جنگ درست اور اسلحہ وغیرہ مہیا کر کے عیسائیوں کی روک تھام کرنے کے لئے کوچ کیا، مقام ''وادی آش'' میں جنگ کی نوبت آئی۔ اسلامی فوجوں کے سردار سلطان غرناطہ کے بعض اعزہ تھے اس جنگ میں بہت بڑی خونریزی ہوئی۔

محمد مخلوع اور عیسائی حکمرانی:......اس کے بعد بادشاہ مغرب نے عیسائی حکمرانوں سے محمد مخلوع کو تخت حکومت پر بٹھانے کی سفارش کی اور کشتی پر سوار کرا کے عیسائی بادشاہ کے پاس بھیج دیا چنانچہ محمد مخلوع نے عیسائی بادشاہ سے ملاقات کی، عیسائی بادشاہ نے امداد کا وعدہ کیا اور آپس میں یہ شرط قرار پائی کہ جتنے قلعے ممالک اسلامیہ کے فتح کئے جائیں گے وہ سب محمد مخلوع کے مقبوضات میں شمار کئے جائیں گے پھر عیسائی بادشاہ نے چند قلعے فتح کرنے کے بعد بدعہدی کی لہٰذا سلطان محمد مخلوع اس سے علیٰحدہ ہو کر مغربی سرحد کی طرف چلا گیا اور مملکت بنی مرین میں رہائش اختیار کر لی، اس کے بعد رندہ کی سرحد سے فوجیں حاصل اور مرتب کر کے ۷۶۵ھ میں مالقہ پر فوج کشی کی، اور اسے بزور تیغ فتح کر لیا رئیس محمد بن اسماعیل یہ خبر سن کر غرناطہ سے عیسائی بادشاہ کے پاس بھاگ گیا۔ ادریس بن عثمان شیخ الغزاۃ بھی بحالت قید اس کے ہمراہ تھا جو چند دنوں کے بعد قید سے بھاگ نکلا جیسا کہ آئندہ ان کے حالات کے ضمن میں بیان کیا جائے گا۔

سلطان محمد کا غرناطہ پر قبضہ:......پھر سلطان محمد نے ان لوگوں کے ساتھ جو اس کے رکاب میں تھے غرناطہ کی جانب قدم بڑھائے، رئیس کا حاجب گرفتار کر کے پیش کیا گیا سلطان محمد نے اس کو اور ان لوگوں کو جنہوں نے اس کے ساتھ ہو کر بازار کارزار گرم کیا تھا قتل کر ڈالا اور کامیابی کا جھنڈا لے کر غرناطہ میں داخل ہو کر حکومت کرنے لگا لشکر مجاہدین پر شیخ یحییٰ بن عمر کو مقرر کیا اور اس کے بیٹے عثمان کو اپنے مصاحبوں کے زمرہ میں داخل کر لیا مگر ایک برس کے بعد ان دونوں کے سروں پر زوال کی گھٹا چھا گئی۔ سلطان محمد نے ان دونوں کو گرفتار کر کے مریہ کی جیل میں ڈال دیا پھر چند سال کے بعد جلاء وطن کر دیا اور ان دونوں کے ایک قریبی رشتہ دار علی بن بدرالدین بن محمد بن رحو کو غزاۃ و مجاہدین کا امیر بنایا تھا کچھ دنوں کے بعد اس کی وفات ہوگئی، تو اس کی جگہ عبدالرحمٰن بن ابوالفلوسن کو اس خدمت پر مامور کر دیا، سلطان ابوعلی بن محمد (شاہ مغرب) کے دربار میں اس کی بڑی قدر و منزلت تھی سلطان محمد مخلوع کی ذات سے بھی حمراء تخت حکومت جگمگا اٹھا اس کے رعب وداب کا سکہ جلالقہ کے عیسائی حکمرانوں اور سرحدی بادشاہان مغرب کے دلوں پر بیٹھا ہوا تھا کیونکہ اس وقت ان لوگوں کی حکومت میں ایک گونہ کمزوری پیدا ہو چکی تھی جو اکثر سلطنتوں کو لاحق ہوا کرتی ہے۔

جلالقہ کی بادشاہ سے بغاوت:......جلالقہ نے ۷۶۸ھ میں اپنے بادشاہ بطرہ بن اوفونش سے بغاوت کی پھر ''بادشاہ بطرہ'' اور ''بادشاہ برشلونہ'' کا لڑائی جھگڑا شروع ہو گیا۔ اس لئے جلالقہ نے بطرہ سے سرکشی کی اور اس کے بھائی الفنش کو بلا کر اپنا حکمران بنا لیا بطرہ نے اسلامی علاقے میں جا کر پناہ لی اور سلطان محمد حاکم غرناطہ سے اپنے دشمن کے خلاف امداد کی درخواست کی چنانچہ سلطان محمد نے الفانسو کے مقبوضہ علاقوں پر یلغار کی، اور متعدد علاقوں کو فتح کر لیا اور بعضوں کو ویران اور خراب کر دیا، مثلاً حبان، ابدہ، اور اتر دغیرہ زبان حال سے حملہ آور اور فریق کی شکایت اور اپنی بربادی اور خرابی حکایت کر رہے تھے۔ ان کے علاوہ اندرونی ملک کو بھی برباد کر دیا۔ قرطبہ کو بھی جا کر گھیر لیا اور اس کے گرد ونواح کے علاقوں کو ویران و برباد کر کے کامیابی کے ساتھ مال غنیمت لے کر لوٹ گیا۔

شاہ بطرہ، اور الفانسو کی جنگیں:......اس کے بعد بطرہ ''بادشاہ فرانس'' کے پاس چلا گیا جو کہ شمالی جزیرہ اندلس میں جزیرہ کسلیطرہ موسوم بہ ''بنسر غالس'' پر حکمرانی کر رہا تھا اور الفانسو کی زیادتیوں کی شکایت کی اور اپنی بیٹی کا عقد اس سے کر دیا، اس نے اپنے بیٹے کو فرانس بہادر کے گروہ عظیم کے ساتھ بطرہ کی کمک پر مامور کیا چنانچہ الفانسو کو اس کے مقابلے میں شکست ہوگئی اور بطرہ اپنے پرزور حملے سے تہ و بالا کر دیا۔ پھر جب فرانسی لشکر اپنے ملک کی جانب لوٹا تو الفانسو نے بطرہ پر پھر حملہ کر دیا اس سے دوبارہ ملک کے امن عامہ میں خلل واقع ہو گیا پورے ملک میں خونریزی کی ہوا چلنے لگی بالآخر الفانسو نے اپنے بھائی ''بطرہ'' کا جلیقہ کے کسی قلعہ میں محاصرہ کر لیا اور اس کو گرفتار کر کے مار ڈالا، اس کے مارے جانے سے الفانسو جلالقہ کے ملک پر قابض ہو گیا اور استقلال کے ساتھ حکمرانی کرنے لگا۔

سلطان محمد کی چاہت:......سلطان محمد (حاکم غرناطہ) الفانسو اور بطرہ کی مخالفت کو غنیمت شمار کر کے اپنی قوت اور فوج بڑھانے میں مصروف رہا اور اس نے وہ خراج بھیجنا موقوف کر دیا جو عیسائی حکمرانوں سے معاہدہ صلح کیا تھا۔ ۷۷۲ھ سے والی غرناطہ نے خراج کے نام سے عیسائیوں کو ایک دانہ بھی نہ دیا اور اسی حالت پر قائم رہا۔

بادشاہ فرانس اور الفانسو: ......بادشاہ فرانس جس نے بطرہ کی کمک پر فوجیں بھیجی تھیں اور جس نے اس سے اپنی بیٹی کا نکاح کر دیا تھا بطرہ کے قتل سے متاثر ہو کر الفانسو سے بدلہ لینے اٹھ کھڑا ہوا اتفاق سے اس کے بطن سے ایک لڑکا بھی پیدا ہوا تھا اس کے باپ نے یہ خیال قائم کیا کہ یہ لڑکا حکومت وسلطنت کا الفانسو سے زیادہ مستحق ہے اس لئے الفانسو اور شاہ فرانس کی لڑائی اور خونریزی کا سلسلہ قائم ہو گیا اور جلالقہ کو اس وجہ سے کسی طرف متوجہ ہونے کا موقع نہ ملا نتیجہ یہ نکلا کہ ان کے بہت سے مقبوضہ علاقے ان کے قبضہ وتصرف سے نکل گئے اور ملوک ابن احمر نے بھی خراج دینار بند کر دیا جیسا کہ ابھی اوپر ہم بیان کر چکے ہیں، اسی حالت پر اس زمانہ تک موجود وقائم ہے۔

ملوک مغرب کا حال: ......ملوک مغرب کا یہ حال ہے کہ جس وقت سلطان عبدالعزیز بن سلطان ابوالحسن نے استحکام واستقلال کے ساتھ حکومت وسلطنت کے زینہ پر اپنا قدم جمایا اور اس کے جاہ جلال کا سکہ لوگوں کے دلوں پر بیٹھ گیا، (ان دنوں غازیان اندلس کی سرداری عبدالرحمٰن بن ابی یفلوس کے پاس تھی جیسا کہ ہم اوپر لکھ چکے ہیں (یہ شخص سلطان کے نسب میں شریک اور ملک وخدمت میں اس کا ہمسر تھا) اس وقت اتفاق سے کچھ کاغذات سلطان کے ہاتھ لگ گئے جن کو عبدالرحمٰن اور ارا کین دولت نے ایک دوسرے کے پاس بھیجا تھا، اس سے سلطان کو خطرہ پیدا ہو گیا، لہٰذا اس نے سلطان ابن احمر کے پاس عبدالرحمٰن کو قید کرنے کو بھیجا چنانچہ سلطان ابن احمر نے عبدالرحمٰن امیر مسعود بن ماسی کو اس لئے کی یہ بھی فتنہ وفساد میں معقول حصہ لیتا تھا اور اس کی اہل دولت سے خط وکتابت بھی ہوا کرتی تھی گرفتار کر لیا۔

سلطان عبدالعزیز اور سعید بن عبدالعزیز: ......پھر جب سلطان عبدالعزیز نے ۷۷۴ھ میں وفات پائی اور اس کا بیٹا محمد سعید نافع تخت حکومت پر بیٹھا اور اس کے باپ کا وزیر ابوبکر بن غازی امور سلطنت کو انجام دینے لگا اس وقت ابن احمر نے عبدالرحمٰن بن یفلوس کو قید سے رہا کر دیا۔ وزیر السلطنت ابوبکر بن غازی کو اس کی رہائی ناگوار گذری لہٰذا ابن احمر کے قریبی رئیسوں کو مالی اور فوجی مدد دے کر ابن احمر سے لڑنے اندلس روانہ کر دیا، کسی ذریعہ سے ابن احمر تک یہ خبر پہنچ گئی لہٰذا جھٹ پٹ فوجیں فراہم اور مسلح کر کے ''جبل الفتح'' پہنچ گیا۔ اس کے رکاب میں عبدالرحمٰن بن ابی یفلوس اور امیر مسعود بن ماسی بھی تھا ابن احمر نے ان دونوں کو کشتیوں پر سوار کرا کے دریا کے راستے یلغار کرنے کا اشارہ کر دیا لہٰذا انہوں نے بلاد ''سبتہ الفتح'' نے حصار کی سختی اور روزانہ کی جنگ سے گھبرا کر امن کی درخواست کی اور ابن احمر کے علم حکومت کے مطیع بن گئے۔

سلطان ابن احمر کا محمد بن عثمان سے رابطہ: ......''سبتہ'' میں محمد بن عثمان بن کاس ابوبکر بن غازی وزیر السلطنت کا داماد مقیم تھا ابوبکر نے اس کو امیر مسعود کے مقابلہ پر روانہ کیا تھا، جس وقت کہ ابن احمر جبل الفتح کا محاصرہ کئے ہوئے تھے اور طنجہ میں سلطان ابوالحسن کی اولاد سلطان عبدالعزیز کے دور سے دعویٰ سلطنت کے خوف سے قید تھی۔ سلطان ابن احمر نے محمد بن عثمان سے خط وکتابت شروع کی اور اس کو ہر خط میں ایک کم سن لڑکے کی بیعت کرنے پر لعن طعن کرنے لگا جو ابھی تک سن بلوغ کی حد تک نہیں پہنچا تھا اور سلطان ابوالحسن کی اولاد میں سے کسی ایک کی بیعت کرنے کی ترغیب دیتا تھا جو کہ طنجہ میں محبوس اور مقید تھے تھوڑے دنوں بعد جب ان تحریروں سے محمد بن عثمان کے دل پر ایک خاص اثر پڑا تو سلطان ابن احمر نے مالی اور فوج مدد دینے کا اقرار اور وعدہ کر لیا۔

ابوالعباس احمد کی بیعت: ......چنانچہ محمد بن عثمان نے سلطان ابوالحسن کی اولاد میں سے ابوالعباس احمد کو حکومت وسلطنت کے لئے منتخب کیا اور جیل سے نکال کر اس کے ہاتھ پر بیعت کر لی، ان نوجوانوں نے زمانہ محبوسی میں آپس میں یہ عہد وپیمان کیا تھا کہ ہم میں سے جب بھی جو شخص حکومت وریاست کے زینہ تک پہنچ جائے تو اس پر لازم ہوگا کہ وہ باقی لوگوں کو قید کی مصیبت سے نجات دلائے۔ اس عہد وپیمان کے مطابق سلطان ابوالعباس احمد نے اپنی امارات کی بیعت لینے کے بعد پہلا جو کام کیا وہ یہ تھا کہ اس نے اپنے سارے ہمراہیوں کو قید مصیبت سے نجات دلا کر اندلس بھیج دیا، ان لوگوں کی بے حد عزت وتوقیر کی اور ان لوگوں کے وظائف اور تنخواہیں مقرر کیں اور بہت سامال واسباب اور لشکر سلطان ابوالعباس اور اس کے وزیر محمد بن عثمان کے لئے روانہ کیا اور عبدالرحمٰن بن ابی یفلوس کو ان دونوں کی موافقت اور ان کے ہر کام میں ان کی ہمدردی کرنے کا حکم بھیجا۔

فاس پر قبضہ: ......چنانچہ ان سب نے متفق ہو کر دارالحکومت ''فاس'' کو جا کر گھیر لیا تھا یہاں تک کہ ابوبکر غازی وزیر السلطنت نے سلطان ابوالعباس

سے امن کی درخواست کی اور شہر پناہ کے دروازے کھول دیئے قلعہ کی چابیاں حوالہ کر دیں چنانچہ سلطان ابوالعباس محرم ۶ے۷ ھ میں کامیابی کے ساتھ دارالحکومت میں داخل ہو گیا، عبدالرحمٰن بن ابی یفلوسن اس کے ساتھ مشائعت کی غرض سے مراکش اور اس کے مضافات تک گیا اور جیسا کہ اس سے پہلے سے آپس میں عہد و پیمان تھا اس کی حکومت وسلطنت کا انتظام درست کر دیا۔

والی مراکش سے جنگیں: ......اس کے بعد سلطان ابوالعباس نے سعید بن عبدالعزیز کو ہدایا اور تحائف دے کر سلطان ابن احمر کی خدمت میں روانہ کیا چنانچہ دونوں میں مسلسل زمانہ دراز تک مراسم اتحاد اور دوستی قائم رہی، اسی دوران اس کی عبدالرحمٰن والی مراکش سے اَن بَن ہوگئی کئی مرتبہ اس کے محاصرہ اور جنگ کے لئے گیا سلطان ابن احمر کبھی تو اس کو مدد دیتا تھا اور لڑائی میں اس کا ہاتھ بٹاتا تھا اور کبھی کبھی دونوں میں صلح کرانے کی کوشش کرتا تھا حتیٰ کہ سلطان ابوالعباس نے ۸۸۴ھ میں مراکش پر چڑھائی کی اور کئی مہینے محاصرہ کئے رہا بالآخر بزور تیغ قلعہ مراکش کو فتح کر لیا اور سلطان مراکش کو قتل کر کے فاس کی جانب واپس چلا گیا، اس کے بعد تلمسان کی طرف رخ کیا ابوحمد سلطان بنی عبدالواد تلمسان میں داخل ہو گیا۔

ابن احمر اور ابوالعباس کی ناچاقی: ......انہی واقعات کے دوران چند لوگوں نے جن کو فتنہ پردازی اور فساد انگیزی میں مکمل دخل حاصل تھا سلطان ابوالعباس اور سلطان ابن احمر سے ناچاقی اور چشمک پیدا کرانے کی کوشش کی اور ایک حد تک کیا بلکہ مکمل طور سے کامیاب ہو گئے سلطان ابن احمر کو سلطان ابوالعباس کی طرف سے اس قدر برہم اور ناراض کر دیا کہ انہی لوگوں کی تحریک واشارے سے سلطان ابن احمر سلطان ابوالعباس کے نظام سلطنت کو درہم و برہم کر دینے پر تیار ہو گیا۔

موسیٰ بن سلطان: ......چنانچہ انہی کو منتخب کیا اور مسعود بن ماسی کو اس کی وزارت کا عہدہ عطا کر کے کے ایک بڑی فوج کے ساتھ دریا کے راستے سبتہ کی طرف روانہ کیا اہل سبتہ نے اخلاص مندی کے ساتھ گردن اطاعت جھکا دی اور سلطان موسیٰ کے علم حکومت کے مطیع بن گئے، سلطان موسیٰ نے سبتہ سے فاس کی جانب کوچ کر دیا اور سلطان ابن احمد نے سبتہ پر قبضہ کر کے اسے اپنے علم حکومت کے سائے میں لے لیا۔

''موسیٰ'' کا فاس پر قبضہ: ......سلطان موسیٰ نے دارالحکومت ''فاس'' پہنچ کر محاصرہ کر لیا چند دنوں کے محاصرہ بعد اہل فاس نے امن کی درخواست پیش کی چنانچہ سلطان موسیٰ نے ان لوگوں کو امن دی اور صلح کے ساتھ ۸۶ےھ میں داخل ہو کر تخت حکومت پر قابض ہو گیا اس واقعہ کی خبر سلطان ابوالعباس کو اس وقت ملی جب وہ ابی حمو اور بنی عبدالواد سے لڑنے کے لئے تلمسان سے روانہ ہو چکا تھا مگر یہ خبر سنتے ہی فوراً لوٹ کھڑا ہوا اور نہایت تیزی سے مسافت طے کرنے لگا۔

ابوالعباس کی فوج کی غداری: ......جس وقت ابوالعباس تازی سے آگے بڑھ کر تازی اور فاس کے درمیان پہنچا، بنو مرین اور ان کی ساری فوجیں علیحدہ ہو کر اپنے جھنڈوں سمیت سلطان موسیٰ سے جا ملیں اور اس کی لشکرگاہ کو لوٹ لیا، سلطان ابوالعباس پریشان ہو کر تازی کی جانب واپس چلا گیا۔

ابوالعباس کی گرفتاری: ......تازی کے عامل نے اس کو جھانسے میں ڈال لیا تھا یہاں تک کہ سلطان موسیٰ کا ایلچی فاس سے تازی میں آیا اور اس نے ابوالعباس کو گرفتار کر کے فاس کی جانب کوچ کر دیا، سلطان موسیٰ نے اس کو اسی حالت سے اندلس روانہ کر دیا، سلطان ابن احمر والی اندلس نے اسے جیسا کہ اس سے پہلے نظر بند تھا نظر بند کر دیا۔

موسیٰ کا مکمل قبضہ: ......سلطان ابوالعباس کی گرفتاری کے بعد سلطان موسیٰ کا ملک مغرب پر مکمل قبضہ ہو گیا مگر اس کے وزیر مسعود نے اس کا اقتدار شطرنج کے بادشاہ سے زیادہ بڑھنے نہ دیا امور سلطنت وسیاست کے سیاہ وسفید کا اختیار اپنے قبضہ میں رکھا کچھ عرصے بعد سلطان ابن احمر سے سبتہ کے قبضے کا مطالبہ کیا گیا، مگر سلطان ابن احمر نے سبتہ سے دست بردار ہونے سے انکار کر دیا، اس لئے دونوں میں فتنہ وفساد کی بنیاد پڑ گئی وزیر مسعود ابن ماسی نے سازش کر کے سلطان ابن احمر کے حامیوں اور اس کے خاندان والوں کو بغاوت پر ابھار دیا، چنانچہ ان لوگوں نے سبتہ کے ایک قصبہ پر قبضہ کر کے اس کو اپنا ٹھکانہ بنا لیا اتنے میں سلطان ابن احمر کا جنگی کشتیوں کا بیڑہ سبتہ کے ساحل پر آ گیا چنانچہ سب کا جوش بغاوت ٹھنڈا ہو گیا

فاس کی امارت پر واثق کی تقرری: ..... پھر سلطان ابن احمر کی خدمت میں سلطان موسیٰ کے ارا کین دولت کا ایک گروپ بطور وفد حاضر ہوا اور یہ درخواست کی کہ اُن لوگوں میں سے جو اندلس میں خاندان حکومت فاس کے موجود ہیں کسی کو امیر فاس مقرر فرما دیں چنانچہ سلطان ابن احمر نے واثق محمد بن امیر ابوالفضل بن سلطان ابوالحسن کو والی فاس مقرر کر کے ان لوگوں کے ہمراہ روانہ کیا اور خود بھی مشائعت کی غرض سے جنگی کشتیوں کے بیڑہ کے ساتھ سبتہ تک آیا، واثق نے سلطان ابن احمر سے رخصت ہو کر شمارہ کا رخ کیا شدہ شدہ اس کی خبر مسعود بن ماسی تک پہنچ گئی چنانچہ اس نے بھی فوجیں مرتب اور مسلح کر کے واثق کی روک تھام کے لئے خروج کر دیا اور جبال عمارہ میں اس کا محاصرہ کر لیا۔

سلطان موسیٰ کا انتقال: ..... اس دوران سلطان موسیٰ بن سلطان ابوعنان کے فاس میں انتقال کی خبر مشہور ہوئی چنانچہ مسعود محاصرہ اُٹھا کے جلدی سے فاس کی جانب لوٹ گیا، اور دار الحکومت پہنچ کر کرسی حکومت پر سلطان ابوالعباس کے ایک بیٹے کو جس کو کہ سلطان فاس میں چھوڑ گیا تھا بٹھا دیا، اس کے بعد سلطان ابوعنان بن امیر ابوالفضل نے پہنچ کر فاس کے سامنے کوہ زرہون پر پڑاؤ کیا مسعود ابن ماسی بھی فوجیں لے کر سلطان ابوعنان کے سامنے پہنچ گیا۔

ابوعنان اور مسعود ابن ماسی کی صلح: ..... سلطان ابوعنان کے امور سلطنت کا منتظم احمد بن یعقوب صبیحی تھا کسی وجہ سے اس کے ساتھیوں کو اس سے کشیدگی اور ملال پیدا ہو گیا ایک دن سب نے موقع پا کر گرفتار کر لیا اور شاہی خیمہ کے سامنے لا کر قتل کر ڈالا اس واقعہ سے سلطان کو سخت دشواری پیش آئی اس کے بعد سلطان ابوعنان اور مسعود بن ماسی کی خط و کتابت شروع ہو گئی بالآخر مسعود ابن ماسی نے اس شرط پر کہ حکومت میرے قبضہ میں رہے گی، سلطان ابوعنان کی امارات کی بیعت کر لی چنانچہ سلطان ابوعنان اپنی لشکر گاہ سے نکل کر مسعود ابن ماسی کے پاس گیا اور اس کے ساتھ دار الحکومت میں داخل ہو گیا مسعود ابن ماسی نے پہلے خود بیعت کی اور اس کے بعد ارا کین دولت و حکومت سے سلطان کی حکومت و سلطنت کی بیعت لے لی۔

ابن ماسی کی فوج کی ابوالعباس سے بیعت: ..... سلطان ابوعنان کے قافلے میں سلطان ابن احمر کے لشکر کا بھی ایک حصہ تھا جس میں سلطان ابن احمر کا ایک نامور خادم بھی تھا، مسعود نے ان سب کو گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا، سلطان ابن احمر کو اس کی خبر ملی تو بے حد بیزار ہوا مگر پھر اپنے دل کو تسکین دے کر ابوالعباس کو ایک فوج دے کر فاس کی جانب دریا کے راستے روانہ کیا اور سبتہ تک خود بھی پہنچانے کی غرض سے آیا چنانچہ ابوالعباس نے جیسے ہی سبتہ میں قدم رکھا مسعود ابن ماسی کی ساری فوج نے جو اس وقت سبتہ میں تھی بطیب خاطر سلطان ابوالعباس کی بیعت کر لی، سلطان ابن احمر کو اس سے بے حد مسرت ہوئی، چنانچہ دو چار دن قیام کر کے غرناطہ کی طرف لوٹ گیا۔

مسعود بن ماسی کا قتل: ..... اس کے بعد سلطان ابوالعباس نے فاس کی جانب قدم بڑھائے مسعود بن ماسی کی فوج نے ''دامن کوہ غمارہ'' میں تلوار اور نیزوں سے استقبال کیا لشکریوں نے سلطان ابوالعباس سے مل جانے کے بارے میں سرگوشیاں شروع کر دیں مسعود بن ماسی کو اس کا احساس ہو گیا، لہٰذا گھبرا کر بھاگ کھڑا ہوا سلطان ابوالعباس نے تعاقب کیا اور ایک مقام پر پہنچ کر گھیر لیا تا آنکہ سلطان ابوالعباس نے اس کو گرفتار کر کے اسے اور نیز اس کے سلطان کو قتل کر ڈالا۔ اور ماسی کے بقیہ خاندان کو بھی طرح طرح کی مصیبتوں میں مبتلا کر دیا کسی کو قتل اور کسی کو قید کیا۔

سلطان ابن احمر اور ابوالعباس کی حکمرانی: ..... بنو ماسی کی تباہی کے بعد سارا ملک مغرب سلطان مذکورہ کا مطیع بن گیا، اور سلطان ابوالعباس جاہ و جلال کے ساتھ حکمرانی کرنے لگا۔ سلطان ابن احمر نے سبتہ سے اپنے لشکر کو واپس بلا لیا اور اس کی حکومت سلطان ابوالعباس کو دوبارہ عنایت کر دی اس کے بعد سے دونوں میں مراسم اتحاد برابر قائم و جاری رہے۔

سلطان ابن احمر کی دو پریشانیاں: ..... ان واقعات کے بعد سلطان ابن احمر عزت اور توقیر کے ساتھ حکومت و سلطنت کرتا رہا اور اپنے پورے زمانہ حکومت میں پھر کبھی کسی مصیبت اور دشواری میں مبتلا نہیں ہوا مگر اس واقعہ کے علاوہ جو کہ ہمارے کانوں تک پہنچا ہے یہ ہے کہ اس سے شکایت کی گئی تھی کہ اس کا بیٹا ابوالحجاج یوسف حکومت کی لالچ میں حملہ کرنے کی تیاری کر رہا ہے جس وقت سلطان ابن احمر اطراف اندلس میں کسی ضرورت سے

سفر کر رہا تھا، یہ خبر سنتے ہی اسی وقت ابوالحجاج کو گرفتار کر لیا اور غرناطہ واپس آ گیا اس کے بعد جب اس کو پورا پورا اور صحیح صحیح حال معلوم ہو گیا اور اس کی بے گناہی ثابت ہوگئی تو فوراً رہا کر دیا اور پہلے سے زیادہ عزت وتوقیر کرنے لگا۔

دوسری پریشانی: .....اور ہمیں یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ جس وقت سلطان ابن احمر غرناطہ سے جبل الفتح کی طرف سلطان ابوالعباس کے حالات معلوم کرنے گیا ہوا تھا اور ان دنوں جبال غمارہ کے دامن میں مسعود ابن ماسی سے نبرد آزما تھا، یہ خبر پہنچائی گئی کہ اس کے بعض حاشیہ نشینوں نے جو اولاد وزراء سے ہیں یعنی ❶ ..... ابن مسعود بلنسی ..... ابن وزیر ابوالقاسم بن حکیم وغیرہ نے دھوکا اور آپس میں چند علامتیں جن کو وہ لوگ جانتے ہیں مقرر کر رکھی ہیں۔

ابن احمر کی وفات: .....چنانچہ سلطان ابن احمر نے سب کو اسی وقت گرفتار کر لیا، اور ذرا سی بھی مہلت ان کو نہیں دی اور ان سب کو جنہوں نے اس معاملہ میں سازش کی تھی سزائے موت دے دی اور غرناطہ لوٹ آیا۔

ابوالحجاج بن ابن احمر کی حکومت: .....اس کے بعد اسی جاہ وجلال سے حکمرانی کرتا رہا تا آنکہ ۷۹۳ھ میں سفر آخرت اختیار کیا، اور پھر اس کا بیٹا ابوالحجاج تخت حکومت پر جلوہ افروز ہوا ارکین دولت اور عوام الناس نے امارت وحکومت کی بیعت کی، امور سیاست اس کے باپ کا مولیٰ (آزاد کردہ غلام) خالد انجام دینے لگا اس کے بھائیوں سعد، محمد اور نصر کو گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا اور قید ہی میں سب نے وفات پائی مزید کسی کا کچھ حال نہیں معلوم۔

خالد کا قتل: .....اس کے بعد ابوالحجاج سے خالد کی یہ شکایت کی گئی کہ اس نے یحییٰ بن صانع یہودی یعنی شاہی طبیب کی سازش سے امارت پناہ کو زہر دینے کا ارادہ کر لیا تھا ابوالحجاج نے اپنی حکومت کے پہلے یا دوسرے سال خالد کو گرفتار کر کے اپنے سامنے قتل کرا دیا اور طبیب یحییٰ کو بھی گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا اور اسی حالت میں ذبح کر دینے کا حکم دے دیا ۷۹۴ھ میں یہ بھی عالم آخرت کو سدھار گیا، پھر اس کا بیٹا محمد حکومت کی کرسی پر بیٹھا اس کی حکومت وسلطنت کے کاروبار کا انصرام محمد خصاصی سپہ سالار کرنے لگا جو اس کے باپ کا ساختہ وپرداختہ تھا اس وقت حکومت اندلوسیہ اسی طریقہ پر جاری وقائم ہے۔ (واللہ غالب علی امرہ)۔

اہم نوٹ: .....دولت امویہ کے حالات جو کہ دولت عباسیہ کی معاصر تھی اور نیز ان حکمرانان اندلس کے واقعات جو کہ دولت امویہ کے حکومت پر قابض ہوئے تھے ہم تحریر کر چکے اب مناسب معلوم ہوتا ہے کہ کسی قدر ان عیسائی حکمرانوں کے واقعات بھی تحریر کریں جو جزیرہ اندلس میں مسلمانوں کے ہر طرف سے پڑوس میں تھے لہٰذا ہم ان کے انساب اور حکومت کے حالات کو ''مشتے نمونہ از خروارے'' جمع کر کے پیش کرتے ہیں۔ (مترجم)

اندلس کا آخری دور عیسائیوں کا تسلط مسلمانوں کی جلاء وطنی: .....عبدالرحمٰن ابن خلدون مغربی مؤلف کتاب العبر ودیوان المبتداء والخبر کے زمانہ تک سرزمین اندلس میں عربوں کی حکومت کا نام ونشان تھوڑا بہت باقی رہ گیا تھا اس لئے اس کو اندلس کی حکومت اسلامیہ کی تباہی عیسائیوں کی چیرہ دستی اور مسلمانوں کے جلاوطنی کے حالات کے تحریر کرنے کی نوبت نہیں آئی چنانچہ اگر مترجم بھی اصل کتاب کی تقلید کرتا تو اس لحاظ سے کہ مترجم اس زمانہ میں دنیا میں آیا ہے جبکہ اندلس میں اسلام کا نام لیوا بھی نہیں بچا تھا اور اندلس میں حکومت اسلامیہ پر عیسائیوں کے ہاتھوں تباہی اور بربادی آ چکی تھی ایک بہت بڑا نقص اس تاریخ کے ترجمے میں باقی رہ جاتا اور ناظرین کو اس عبرت کی منظر کو دیکھنے کی تمنا ہی رہ جاتی لہٰذا مترجم اس کمی اور نقصان کو تواریخ سے انتخاب والتقاط کر کے پورے کرتا ہے تاکہ قارئین کی آنکھیں اسلام اور مسلمانوں کے اس مدوجزر کو بھی دیکھ لیں جو سرزمین اندلس میں پردیسی پن ان میں پیدا ہوا تھا۔

اندلس کی بتدریج کم گشتگی: .....حکمرانان بنو احمر سلاطین غرناطہ کا عہد حکومت اندلس میں مسلمانان عرب کی حکمرانی کی آخری بزم تھی ان کے قبضہ میں ملک کا بہت کم حصہ باقی رہ گیا تھا اور یہ بھی کب اور کس طرح ان کے ہاتھوں سے چھن گیا اسے آپ آئندہ پڑھیں گے فی الحال ایک سرسری نظر سے پہلے اس منظر کو دیکھ لیں جس میں کہ اندلس کے علاقے یکے بعد دیگرے مسلمانوں کے قبضہ سے نکل نکل کر صلیبی جھنڈے کے نیچے چلے جا رہے

---

❶ ..... اصل کتاب میں اسی طرح جگہ خالی ہے۔

تھے اس کے بعد عبرت کی نگاہوں سے غرناطہ کی حکومت اسلامیہ کی بربادی اور تباہی کو ملاحظہ کیجئے گا۔

''بلالے'' کا خروج:......عیسیٰ ابن احمد رازی تحریر کرتے ہیں کہ عبلسہ بن سحیم کلبی کے دور گورنری کہ مسلمانوں نے سرزمین اندلس پر قبضہ کرلیا تھا ،اور عیسائیوں میں ان کے مقابلے کی قوت باقی نہیں بچی تھی اور مسلمانوں کی فتحیابی کا سیلاب ''اربولہ'' سرزمین فرانس تک پہنچ گیا تھا بلکہ انہوں نے جلیقہ سے بلبونہ کو بھی بزور تلوار فتح کرلیا تھا اور سوائے پہاڑی تنگ و تاریک دروں کے کوئی شہر اس حدود میں اسلامی قبضہ سے باقی نہ رہا تھا، اس وقت ایک بے دین شخص ''بلالے'' مفتوح قوم گاتھ سے تین سو آدمیوں کو لے کر اسی قدرتی قلعہ میں جا کر پناہ گزین ہوگیا لشکر اسلام اس سے برابر لڑتا رہا حتی کہ ساتھی بھوک کی شدت سے مر گئے۔صرف تیس مرد اور دس عورتوں کی تعداد اس کے پاس باقی رہ گئی۔لشکر اسلام نے اس مختصر جماعت کو حقیر اور بے اصل تصور کر کے ان کے قتل سے ہاتھ کھینچ لیا اور یہ لوگ اس تنگ و تاریک غار اور قدرتی پہاڑی قلعہ میں شہد چاٹ چاٹ کر زندہ رہے اور کہ مسلمانوں کو اس شورش کی طرح اس کو لوگوں نے واقع دیکھ لیا۔

بلالے کی موت:......۱۳۵ھ میں ''بلالے'' انیس سال اسی طرح زندگی بسر کر کے مر گیا دو سال بیٹے نے بھی یوں ہی حکومت کی اس کے بعد اوفونش بن بطرہ بنی اوفونش کا دادا حکمران بنا جس کی حکومت کا سلسلہ اس وقت تک چلا رہا ہے چنانچہ انہیں عیسائیوں نے آہستہ آہستہ دشوار گزار کمین گاہوں سے نکل نکل کر جیسے مقبوضات اسلامی ان کے شہر تھے ان کو پھر واپس لے لیا۔

فرانس اور ابونہ کے متصل علاقے:......مسعودی غزوہ سمور اور عہد خلافت ناصر کے بعد تحریر کرتا ہے۔کہ ۳۳۰ھ میں عیسائیوں نے مسلمانوں کے قبضہ سے ان سب شہروں اور ان دوسرے شہروں سمیت چھین لیا جو کہ ملک فرانس اور شہر ابونہ سے متصل اور ملے ہوئے تھے۔ ۳۳۶ھ میں مسلمانوں کے قبضہ میں، ملک اندلس کا مشرقی حصہ طرطوشہ سے ساحل بحر روم تک اپنے طرطوشہ سے شمالاً نہر عظیم نہر ''لاردہ'' تک باقی رہ گیا تھا۔

مسلمانوں کا چھینا جانے والا پہلا علاقہ:......سب سے پہلے فرانس کے عیسائیوں نے اندلس کے بڑے شہروں میں سے جس شہر کو مسلمانوں کے قبضہ سے چھینا وہ طلیطلہ تھا، اوفونش نے اس سات سال کے مسلسل محاصرہ کے بعد کا محرم ۴۷۸ھ تا ۴۷۵ھ میں قادر اللہ بن ماموں یحییٰ بن ذی النون حکمرانی طلیطلہ چھینا تھا اوفونش نے طلیطلہ پر قبضہ کرنے کے بعد اہل شہر کے ساتھ عدل و انصاف کا برتاؤ شروع کیا خاص طور پر ان لوگوں کے ساتھ فیاضی کرنے لگا، جو کہ مال و زر لے کر عیسائی مذہب قبول کرتے جا رہے تھے بعض لوگوں کو زبردستی عیسائی بنالیا۔اس سے مسلمانوں کے دل پریشان ہوگئے۔ماہ ربیع الاول ۴۹۶ھ میں جامع مسجد طلیطلہ کی صورت تبدیل کر کے بنائے جانے کا حکم دے دیا اس کے شاندار میناروں پر صلیب دی گئی۔توحید کی جگہ تثلیث قائم کی گئی اور اذان کے بجائے ناقوس کی آواز بلند ہونے لگی۔

بلنسیہ اور عیسائیوں کا دھوکا:......واقعہ طلیطلہ سے پہلے عیسائیوں نے ۴۵۶ھ میں بطرنہ پر حملہ کیا تھا اور اسی سال بلنسیہ بھی مسلمانوں کے قبضہ نکال گیا تھا جس وقت عیسائیوں نے بلنسیہ کا محاصرہ کیا اور اہل بلنسیہ اپنے ملک و دین کی حمایت پر تیار ہو کر میدان جنگ میں آ گئے عیسائیوں نے اس بلا تکرار اظہار کر کے کہ ہمیں بلنسیہ کے محاصرے میں سخت غلطی واقع ہوئی اور ہم میں بلنسیہ کی لڑائی کی طاقت نہیں ہے، اہل بلنسیہ کو دھوکہ دے کر اپنی لشکر گاہ میں ملاقات کے لئے بلایا۔

بلنسیہ پر عیسائیوں کا قبضہ:......جب اہل بلنسیہ اپنے امیر عبدالعزیز بن ابی عامر سمیت عیسائی لشکر گاہ کے قریب پہنچے تو عیسائیوں نے کمین گاہ سے نکل کر کسی کو قتل کرنا شروع کر دیا۔چند آدمی جن کی موت کا وقت نہیں آیا تھا بچ گئے ''امیر عبدالعزیز نے بڑی مشکل سے اپنی جان بچائی مگر بلنسیہ قبضہ اسلام سے نکل کر صلیبی گروہ کے ہاتھ میں جا پھنسا بعد اس کے مسلمانوں نے پھر واپس لے لیا حتی کہ عیسائیوں نے کئی حملوں کے بعد بزور منگل سترہ (۱۷) صفر ۶۳۶ھ کو بلنسیہ پر پھر سے قبضہ کرلیا، اس کے بعد دوبارہ مسلمانوں کو بلنسیہ میں قدم رکھنا نصیب نہیں ہوا۔

بربشتر پر حملہ:......علامہ ابن حبان لکھتے ہیں کہ اردیلش عیسائی نے ۴۵۶ھ میں برطانیہ کے قصبے بربشتر پر جو کہ سرقسطہ کے قریب تھا بڑی فوج

لے کر چڑھائی کی، یوسف بن سلیمان بن ہود کسی وجہ سے اسے بچانے کے لئے مصروف اور متوجہ نہ ہوسکا، اہل شہر نے خود بچانے کے لئے آمادگی ظاہر کردی چالیس دن تک عیسائی محاصرہ کئے رہے، اس دوران بیرونی امداد نہ پہنچنے اور غلہ سامان کی کمی سے اہل شہر میں اختلاف پیدا ہوا کسی ذریعہ سے عیسائیوں کو اس کی خبر پہنچ گئی تو وہ محاصرے اور جنگ میں سختی سے کام لینے لگے بالآخر عیسائیوں نے اہل شہر کے آپس کے اختلاف جھگڑے سے فائدہ اٹھالیا اور پانچ ہزار زرہ پوش جنگی سواروں کے ساتھ بیرون بلدہ تک پہنچ گئے اہل شہر بہت خوف زدہ ہوگئے اندر شہر میں قلعہ بند ہوگئے گھمسان کی لڑائی ہوئی جس میں پانچ سو عیسائی مارے گئے۔

بدقسمتی اور مسلمانوں کا قتل عام:.....اتفاق سے قناۃ❶ میں جس کے ذریعہ سے شہر میں نہر سے زمین کے اندر اندر پانی آتا تھا ایک بڑا ٹکڑا پتھر کا گر گیا جس کی وجہ سے پانی کا آنا شہر میں بند ہوگیا اہل شہر نے شدت پیاس سے تنگ آکر صرف اپنی جانوں کی امان طلب کی چنانچہ عیسائیوں نے امان دے دی پھر جب اہل شہر اپنا سارا اثاثہ اور مال وزر چھوڑ کر شہر سے باہر آئے عیسائیوں نے بدعہدی کی اور سب کو قتل کردیا۔ قائد بن طویل اور قاضی بن عیسیٰ اپنے چند امیروں کے ساتھ اس خوفناک واقعہ سے جاں بر ہوئے۔ بیشمار مال واسباب عیسائیوں کے ہاتھ لگا۔

سرقسطہ پر عیسائی قبضہ:.....اس واقعہ میں تقریباً ایک لاکھ مسلمان قتل اور قید کئے گئے عیسائیوں نے ظلم وستم میں کوئی کسر نہیں چھوڑی طرح طرح کی وحشیانہ حرکتیں کیں جس سے تاریخی صفحات آج تک خالی ہیں پھر ۵۱۲ھ کے ماہ رمضان میں بدھ کے دن سرقسطہ بھی مسلمانوں کے قبضہ سے نکل گیا۔

مزید عیسائی فتوحات:.....ابن الیسع لکھتا ہے کہ دشمنان اسلام نے شہر نطیلہ اور ''طرسونہ'' کا ۵۲۴ھ میں مسلمانوں سے قبضہ چھین لیا تھا پھر ۶۲۹ھ میں عیسائیوں نے ماردہ کو محمد بن ہود کے قبضہ سے چھینا اس کے زمانہ میں مصیبتوں اور پریشانیوں کے دروازے کھلے اس کے بعد ۵۲۷ھ میں ''جزیرہ میورقہ'' پر عیسائیوں نے قبضہ کرلیا۔ ابن ابار تحریر کرتا ہے کہ یہ افسوسناک سانحہ بروز پیر چودھویں صفر میں واقع ہوا تھا، بروز اتوار ماہ شوال ۶۳۳ھ یا ۶۳۶ھ میں دشمنان اسلام نے دارالاسلام قرطبہ کو تباہ وبرباد کیا، اور برز ہفتہ دسویں شوال ۶۶۵ھ یا ۶۶۸ھ میں مرسیہ پر قابض ہوگئے ۶۳۷ھ میں ''واقعہ قتندہ'' پیش آیا۔ جس میں بیس ہزار مسلمان کام آئے اور عیسائیوں نے ''قتندہ'' پر قبضہ کرلیا۔ ''میورقہ'' قبضہ کر کے عیسائیوں نے جزیرہ میورقہ کی طرف پیشقدمی شروع کی اور تھوڑے دنوں کی جدوجہد سے ۶۲۷ھ میں قابض ہوگئے۔

مشرقی اندلس پر ننک قبضہ:.....اس کے بعد جزیرہ شقر کو بصلح وامان ۶۳۹ھ میں لے لیا۔ الغرض یوں ہی رفتہ رفتہ عیسائیوں نے ماہ رمضان ۶۴۵ھ تک کل شہر مشرق اندلس پر مسلمانوں سے قبضہ حاصل کرلیا کسی شہر پر دھوکے اور کسی پر طاقت کے ذریعے اور کسی پر بہ امان وصلح قبضہ کرلیا امراء اسلام اس وقت خود غرضیوں میں مبتلا تھے ایک کو دوسرے کے ساتھ کوئی ہمدردی باقی نہ رہی تعلیم قرآن اور ارشادات نبی بھلا دیا تھا یہی وجہ تھی اور یہی سبب تھا کہ یہ انہی کے ہاتھوں ذلیل وخوار ہورہے تھے جن کو انہوں نے اس سے پہلے فتح کیا تھا۔ اسی ۶۴۵ھ بروز پیر پانچویں شعبان میں عیسائیوں نے اشبیلیہ پر فوج کشی کی اور مکمل ایک سال پانچ مہینہ کے محاصرے کے بعد صلح کے ساتھ کرلیا۔ صلح کیا تھی حقیقت میں دھوکا اور فریب تھا جس کو صلح کا لباس پہنایا گیا تھا۔

مسلمانوں کی کسمپرسی:.....خلاصہ یہ ہے کہ ملک اندلس کے بڑے بڑے شہروں جو بجائے خود ایک ایک صوبہ تھے مثلاً قرطبہ، اشبیلیہ، طلیطلہ اور مرسیہ پر عیسائیوں نے قبضہ کرلیا اہل اسلام چاروں طرف سے سمٹ کر غرناطہ، مریہ اور مالقہ میں چلے آئے۔ مملکت اسلامیہ وسیع ہوجانے کے بعد پھر چھوٹے پیمانے پر ہوگئی اور دشمنان اسلام وقتاً فوقتاً یکے بعد دیگرے اسلامی شہروں اور قلعوں کو جاتے تھے۔

واحد آزاد اسلامی خطہ:.....اس چھوٹے سے قطعہ پر جو عیسائیوں کے ہاتھ سے بچ گیا تھا حکمران نبی احمر قابض تھے اور وہی اس وقت دشمنان اسلام سے لڑ رہے تھے۔ ہر وقت ہر لحظہ دشمنوں کا خطرہ پیش نظر رہتا تھا۔ کبھی دلیر اور طاقتور ہوکر عیسائیوں سے لڑنے کیلئے میدان جنگ میں آجاتے

---

❶..... القناۃ کظیمۃ تحضر فی الارض لیجر فیھا الماء (کظمیۃ اس کو کہتے ہیں جو کہ زمین کے اندر پانی کے اجراء کے لئے بنایا جائے) اور کظامہ اس کنوئیں کو کہتے ہیں جو دوسرے کنوئیں کے مقابلہ میں کھودا جاتا ہے، اور ان دونوں میں اس کے اندر اندر پانی آنے جانے کا راستہ رہتا ہے۔ (اقرب الموارد)۔ (یہ عربی کتاب کے الفاظ کی وضاحت ہے)

تھے اور جب کبھی کمزور پڑتے تھے تو حکمرانان فاس بنی مرین سے امداد مانگتے تھے۔ آٹھویں صدی ہجری میں عیسائیوں نے اس پر بھی حملہ کیا اور فوجیں حاصل کر کے چڑھ آئے سلطان غرناطہ نے شیخ ابواسحاق بن ابوالعاص، شیخ ابوعبداللہ طنجانی اور شیخ ابن الزیات بلشی کو سلطان مغرب بنومرین کی خدمت میں لینے کے لئے روانہ کیا۔

عیسائیوں کی ایک شکست:......ان لوگوں کو روانگی کے بعد عیسائیوں کا حملہ آور لشکر غرناطہ پر آ پہنچا۔ تیس ہزار سوار اور ایک لاکھ پیدل تھے۔ اتفاق سے سلطان مغرب نے سلطان غرناطہ کی درخواست قبول نہ کی مگر اللہ تعالیٰ کے فضل سے عیسائیوں نے محض اپنے چند دنوں کے لئے اپنے حملے روک دیئے اس وقت کا انتظار کرنے لگے جو کہ عام طور سے پر حکومتوں سلطنت کو زمانہ طویل کے بعد کوئی پریشانی ہوا کرتی ہے۔

سلطان ابوالحسن کا دور:......سلطان ابوالحسن [1] علی بن سعد نصری غالبی احمری کے عہد حکومت میں مسلمانان اندلس پھر متفق اور ایک ہو گئے اس سے پہلے کچھ دنوں کے لئے اس کے بھائی ابوعبداللہ محمد بن سعد ''زغل'' کی امارت وحکومت کی ''مالقہ'' میں بیعت لی گئی تھی اور عیسائی سرداروں نے ان دونوں بھائیوں کو بھڑکا کر اپنا مطلب حاصل کرنا چاہا تھا مگر زغل ان چالوں کو سمجھ گیا مالقہ سے اپنے بھائی ابوالحسن کے پاس چلا گیا۔ اور اہل مالقہ نے سلطان ابوالحسن کی حکومت کو تسلیم کر لیا۔ سب فتنہ وفساد کی آگ عیسائی امراء مشتعل کر رہے تھے ختم ہو گئی۔

مسلمانوں کی پیش قدمی:......سلطان ابوالحسن نے نہایت دل جمعی کے ساتھ اندلس کے اتنے حصہ ملک پر جو مسلمانوں کے قبضہ میں باقی رہ گیا تھا، حکمرانی شروع کی۔ فوجیں بڑھائیں، دائرہ حکومت وسیع کیا وقتاً فوقتاً دشمنان اسلام پر جہاد کے ارادے سے فوج کشی کی۔ چنانچہ قرب وجوار کے عیسائی حکمرانوں نے اسے جنگ کے خوف سے صلح کا پیغام دیا۔ اور اس کے رعب وداب سے ڈر گئے۔

عیسائیوں میں اختلاف:......تھوڑے دنوں کے بعد ادھر عیسائیوں میں نفاق پیدا ہو گیا بعض نے خودسری کے جوش میں حکومت قرطبہ پر قبضہ کر لیا اور بعض نے اشبیلیہ کو دبا لیا اور بعض نے ''سریش'' کو اپنا دارالحکومت بنا لیا۔

سلطان ابوالحسن کی بدکرداری:......ادھر سلطان ابوالحسن بھی دنیا کی لذتوں اور عیش پرستی میں مشغول ہو گیا۔ اور جہاد سے دور ہو گیا۔ فوج کی طرف توجہ بھی کم کر دی اور ملک کا نظم ونسق اپنے وزیروں کے حوالہ کر دیا۔ نتیجہ یہ نکلا کہ بدنظمیاں بڑھ گئیں مظالم بڑھے خواص اور عوام میں ناراضگی پیدا ہو گئی۔ اس کے علاوہ اکثر بڑے بڑے سپاہیوں اور سپہ سالاروں کو اس غلط گمان کی بناء پر کہ اب عیسائی حکمران معاہدہ صلح کی وجہ سے حملہ نہیں کریں گے اور آئندہ کسی قسم کی لڑائی نہیں ہوگی قتل کر دیا۔

عیسائیوں کا دوبارہ اتحاد:......اتفاق اسی زمانہ میں والی قشتالہ نے متعدد لڑائیوں کے بعد پورے قشتالہ کو فتح کر لیا اور اس نااتفاقی اور نفاق کو اس نے دور کر کے دوبارہ سب کو متحد اور متفق بنا دیا اس سے عیسائیوں کی قوت بڑھ گئی۔ اور پھر فتنہ انگیزی اور اسلامی علاقوں پر قابض ہونے کی کوشش کرنے لگے۔

ابوالحسن کے ہاں ایک دیرینہ اختلاف:......سلطان ابوالحسن کی دو بیویاں تھیں ایک تو اس کے چچا ابوعبداللہ ایسر کی لڑکی تھی جس کے بطن سے محمد اور یوسف نامی دو بیٹے تھے اور دوسری بیوی عیسائی رومی عورت تھی اس کے بطن سے بھی لڑکے تھے ابوالحسن کا طبعی میلان اسی دوسری بیوی کی جانب تھا اور اس کو وہ اپنی پہلی سے جو کہ اس کے چچا کی لڑکی تھی زیادہ عزیز اور محبوب رکھتا تھا، اندیشہ یہ ہوا کہ کہیں سلطان ابوالحسن رومیہ عیسائیہ عورت کی اولاد کو اپنی مسلمان اور آزاد بیوی کی اولاد کو محروم کر کے تخت وتاج کا مالک نہ بنا دے اس خدشہ سے امراء دربار میں اختلاف اور فساد برپا ہو گیا کیونکہ بعض کا میلان دوسری بیوی کی اولاد کی طرف تھا اور بعض کا رجحان پہلی بیوی کی اولاد کی جانب تھا۔

---

[1] ......سلطان ابوالحسن آخری فرمانروا سلطان ابوعبداللہ کا باپ تھا اور سلطان سعد بن امیر علی بن سلطان یوسف بن سلطان محمد الغنی باللہ مخلوی بن سلطان ابوالحجاج کا بیٹا تھا، سلطان محمد بن سلطان ابوالحجاج تک کے حالات تم ترجمہ تاریخ میں پڑھ آئے ہو۔ سلطان محمد الغنی باللہ مخلوع سے سلطان ابوالحسن تک کے سلاطین غرناطہ کچھ ایسی حالت میں مبتلا رہے کہ انکا عدم و وجود دونوں برابر تھا، اس وجہ سے ان لوگوں کے ذکر سے اعراض کیا گیا،

ابوالحسن کے درباریوں میں کشت وخون:......ان لوگوں کا ایک بربری قبیلہ پہلی بیوہ کا طرفدار بن گیا اور قرطبہ کا ایک پرانا خاندان بنی سراج اس کی عیسائی بیوی کا حامی بن گیا، دونوں فریقوں میں لڑائی کی چھیڑ چھاڑ شروع ہوئی۔ بالآخر دوسرے فریق کو اپنے ارادوں میں ناکامی وہوئی اور اس کے حامی اور سرغنہ کو نہایت بے رحمی سے الحمراء کے ایک ایوان میں قتل کر دیا گیا جو اس وقت تک مقتولین کے نام سے معروف ومشہور چلا آ رہا ہے۔

عیسائیوں کی موقع شناسی:......عیسائی حکمرانوں کو ان واقعات کی خبر ملی تو انہوں نے اس نا اتفاقی اور حکومت اسلامیہ کی کمزوری سے فائدہ اٹھانے کی کوشش کی چنانچہ انہوں نے فوجیں حاصل کر کے پہلے ''حمہ'' کی جانب قدم بڑھایا اور دھوکہ دے کر زمانہ مصالحت میں ''والی قاوش'' کے ہاتھ سے ۸۸۷ھ اور ۱۴۸۲ء میں اس کو چھین لیا اس کے بعد اس کے قلعہ کی طرف بڑھے اور اس پر بھی قبضہ کر کے شہر کا رخ کیا، اہل شہر کو اس ٹڈی دل فوج کے آنے کی کوئی خبر نہ تھی اور وہ لوگ خواب غفلت میں پڑے سو رہے تھے، عیسائیوں نے ان پر اچانک حملہ کر کے قتل وغارت کا بازار گرم کر دیا، چنانچہ جس کی عمر کا وقت پورا ہو گیا تھا اس نے شہادت حاصل کی، اور باقی لوگ اپنے مال واسباب کو چھوڑ کر شہر سے بھاگ نکلے عیسائیوں نے شہر اور اس مال پر جو کہ شہر میں تھا بلا ترد د قبضہ کر لیا۔

اہل غرناطہ کی حمیت اسلامی:......اہل غرناطہ کو اس افسوس ناک واقعہ کی اطلاع ملی تو سب کے سب کمر بستہ ہو کر عیسائیوں کے مقابلے کے لئے نکل پڑے۔ ان عیسائیوں کی تعداد جن کا تذکرہ آپ اوپر پڑھ چکے ہیں دس ہزار تھی اس میں کچھ سوار تھے اور کچھ پیدل عیسائی مال واسباب لے کر شہر سے نکل رہے تھے کہ اتنے میں اہل غرناطہ پہنچ گئے چنانچہ عیسائی دوبارہ شہر میں داخل ہو گئے اور مسلمانوں نے ان کا محاصرہ کر لیا۔

''حامہ'' پر اندلیس مسلمانوں کا حملہ:......اس کے بعد مسلمانان اندلس نے یلغار کر کے حمامہ (حمہ) پر چڑھائی کر دی اور رسد وغلہ اور پانی کی آمد ورفت بند کر دی، پھر جاسوسوں نے خبر دی کہ عیسائیوں کا بڑا لشکر ان عیسائیوں کی کمک پر آ رہا ہے جو کہ ''حامہ'' میں محصور ہیں۔ مسلمانوں نے یہ خبر سن کر محاصرہ اٹھا لیا۔ اور اس فوج کی جانب بڑھے جو اہل حامہ کو بچانے آ رہی تھی۔ مگر عیسائی ان کے آنے کا سن کر بغیر لڑائی اور جنگ کے واپس لوٹ گئے عیسائیوں کے اس گروہ کا سردار ''والی قرطبہ'' تھا۔

حامہ میں کمک کی آمد اور واپسی:......اس کے بعد ''والی اشبیلیہ'' نے عیسائی سور ماؤں کا ایک بہت بڑا گروہ جمع کیا جس کی تعداد کئی ہزار تھی اور ان کو مرتب کر کے حامہ کے عیسائیوں کی مدد کے لئے پہنچ گیا۔ اس وقت مسلمانوں کا لشکر اسباب جنگ لینے اور رسد وغلہ کے انتظام کرنے کے لئے غرناطہ واپس آ گیا تھا تو نئے آنے والے عیسائیوں کو شہر میں داخل ہونے کا موقع مل گیا، چنانچہ ان لوگوں نے شہر میں داخل ہو کر شہر کو خالی کر دینے اور قیام کرنے کے بارے میں مشورہ کیا اور جب قیام کرنے کی رائے طے ہو گئی۔ تو ان تمام چیزوں کا کافی طور سے جمع کر لیا جس کی وقتاً فوقتاً ان کو ضرورت ہوا کرتی تھی اس کے بعد والی اشبیلیہ'' نے اپنے لشکر کو حامہ میں چھوڑ کر واپسی اختیار کی اور ان کو بہت سامال واسباب دے گیا۔

حامہ کا دوبارہ محاصرہ:......اس کے بعد ہی مسلمانان غرناطہ دوبارہ اس کے محاصرہ کے لئے آ گئے اور نہایت سختی کے ساتھ محاصرہ کر لیا اور اس سمت سے داخل ہونے کا ارادہ کیا جس طرف سے محصور عیسائی غافل و بے پرواہ تھے مگر جیسے ہی مسلمانوں کا ایک گروپ اس جانب سے داخل ہوا کامیابی نے ان لوگوں سے منہ موڑ لیا اور عیسائیوں کو ان لوگوں کی آنے کی خبر ہو گئی مجبوراً مسلمانوں کو واپس آنا پڑا، چنانچہ عیسائیوں نے بعض کو پہاڑ سے نیچے گرا دیا اور اکثر کو قتل کر ڈالا ان لوگوں میں زیادہ ''سبط'' اور ''وادی آش'' کے رہنے والے تھے۔

عیسائی کمک کی خبریں:......اس واقعہ سے مسلمانوں کی ہمت ٹوٹ گئی اور ان کی امیدیں حامہ کی واپسی کی ختم ہو گئیں ماہ جمادی الاولی ۸۸۷ھ اور ۱۴۸۳ء میں یہ خبر سنی گئی کہ ''والی قشتالہ'' بہت بڑی فوج لے کر اسلامی علاقوں پر چڑھ آیا ہے چنانچہ اسلامی فوجیں غرناطہ میں آ آ کر جمع ہونے لگیں اور آپس میں عیسائیوں کے مقابلے کے بارے میں صلاح ومشورے ہونے لگے۔

عیسائیوں کا لوشہ پر قبضہ:......اس دوران یہ اطلاع پہنچی کہ عیسائیوں نے ''لوشہ'' پہنچ کر محاصرہ کر لیا ہے اور اس کو فتح کر کے حامہ میں ملانا چاہتے

ہیں لشکر اسلامیہ کے ایک گروپ نے فوراً عیسائیوں پر حملہ کیا لیکن بہت جلد ناکامی کے ساتھ پسپا ہوگیا، عیسائیوں نے ان میں سے اکثر کو گرفتار کر لیا۔

اتحادی عیسائیوں کا فرار:......اس کے بعد اہل غرناطہ کی ایک دوسری جماعت نے عیسائیوں پر حملہ کیا اور ان سے ایسی چھیڑ چھاڑ کی کہ مجبور عیسائیوں کو اپنی لشکر گاہ سے باہر آنا پڑا مسلمانوں نے کمین گاہ سے نکل کر ایسا شدید اور زبردست حملہ کیا کہ عیسائی فوج میدان جنگ سے بھاگ گئی اور بہت سا پکا پکایا کھانا، غلہ اور جنگی سامان چھوڑ کر بھاگ نکلی جس پر مسلمانوں نے قبضہ کر لیا یہ واقعہ اسی سال کے ماہ جمادی الاولی کا ہے۔

ابوالحسن کے بیٹوں کی ''آش'' میں بیعت:......انہی دنوں امیر ابوعبداللہ محمد اور ابوالحجاج یوسف نے اپنے باپ سلطان ابوالحسن کے خوف سے بھاگ کر ''وادی آش'' میں جا کر پناہ لے لی اہل وادی آش نے دونوں شاہزادوں کی امارت کی بیعت کر لی، اس کے بعد اہل مریہ، بسط اور غرناطہ نے بھی ان کی حکومت کے آگے گردن اطاعت جھکا دی اور ان کے بوڑھے باپ سلطان ابوالحسن نے ''مالقہ'' میں جا کر پناہ لی۔

عیسائی اتحادی افواج کا حملہ اور شکست:......اس نفاق اور نزاع کا نتیجہ یہ نکلا کہ ماہ صفر ۸۸۸ھ اور ۱۴۸۳ء میں عیسائی حکمرانوں نے ...ن ہزار کے لشکر کے ساتھ مالقہ اور بلش کا رخ کیا، اشبیلیہ، سریش، استجہ، اور انتیقرہ کے حکمران اپنی اپنی فوجوں کے ساتھ اس جنگ میں شریک ہونے آئے ہوئے تھے، مسلمانان بلش اور مالقہ نے متحد ہو کر دشمنان اسلام کے مقابلے کے لئے نکلے اور انتہائی مردانگی سے ہر مورچہ پر عیسائیوں کو شکست فاش دے دی۔

عیسائی اتحادی حکمرانی گرفتار:......سلطان ابوالحسن اس وقت ''منکب'' کی طرف چلا گیا تھا اس کا بھائی ابوعبداللہ محمد ''زغل'' مالقہ میں موجود تھا اسی سپہ سالاری سے نامی گرامی سورما میدان جنگ سے بھاگ کھڑے ہوئے تقریباً تین ہزار عیسائی قتل اور دو ہزار قید کئے گئے جن میں ''والی اشبیلیہ'' ''والی شریش'' اور ''حکمران انتقیرہ'' وغیرہ دوسرے تیس سرداروں کے ساتھ گرفتار ہو کر آئے تھے بے حد مال واسباب اسلامی فوجوں کے ہاتھ لگا اس واقعہ کے بعد ہی اہل مالقہ نے عیسائی علاقوں پر چھاپہ کے لئے فوج کشی کی مگر اس مہم کا ناکامی پر خاتمہ ہوا اور اندلس کے اکثر عربی کمانڈر شہید ہو گئے۔

غرناطہ کی حکومت کی تقسیم:......اسی زمانہ سے غرناطہ کی حکومت دو حصوں میں بٹ گئی، آدھے پر سلطان ابوعبداللہ بن سلطان ابوالحسن قابض ہو گیا اس کے قبضہ میں غرناطہ، مریہ، بسطہ اور اس کے مضافات تھے اور سلطان عبداللہ مالقہ اور مغربی علاقوں کا حکمران اگر یہ دونوں باپ اور بیٹے اس قدرتی تقسیم پر قانع ہو کر خود کہ دشمنان اسلام کی نوبت نہ آتی مگر تقدیر الٰہی اس کے خلاف تھی۔

باپ بیٹوں کی افسوسناک جنگ:......چنانچہ سلطان ابوالحسن نے منکب اور اس کے اطراف کی جانب قدم بڑھایا اور اس کا بیٹا سلطان ابوعبداللہ غرناطہ اور مشرقی علاقوں کی فوجیں لے کر اپنے باپ سے جنگ کرنے چڑھ آیا مقام دب میں دونوں کی جنگ ہوئی اس معرکہ میں سلطان ابوعبداللہ کو شکست ہوگئی۔

ابوعبداللہ کا عیسائیوں پر حملہ:......اس کے بعد سلطان ابوعبداللہ نے یہ خبر پا کر کہ اس کے چچا ''زغل'' نے عیسائیوں سے ایک بہت بڑا میدان جیتا ہے اور بے حد مال غنیمت اس کے ہاتھ لگا ہے جہاد کے ارادے سے تیار فوجیں تیار کیں اور غرناطہ اور بلاد شرقیہ کے مسلمانوں کو مسلح اور مرتب کر کے ماہ ربیع الاول اسی سال عیسائی علاقوں پر چڑھائی کر دی چنانچہ قتل وغارت کرتا ہوا اطراف ''بشانہ'' تک پہنچ گیا، بہت سے عیسائیوں کو قتل اور بے شمار کو قید کر لیا۔

مسلمانوں کا گھراؤ اور گرفتاری:......ان واقعات کی اطلاع عیسائی حکمرانوں کو ملی تو وہ سب کے سب متحد ہو کر اپنے نامور بادشاہ قیرہ کی کمان میں سلطان ابوعبداللہ اور اس اسلامی علاقوں کے درمیان میں حائل ہو گئے اس وقت مسلمانوں کو سخت مشکل کا سامنا ہو گیا نہ تو اپنے ملک میں ان عیسائیوں کے درمیان میں حائل ہو جانے کی وجہ سے واپس آ سکتے اور نہ آگے بڑھ سکتے تھے عیسائیوں نے چاروں طرف سے گھیر کر قتل اور گرفتار کرنا شروع کر دیا۔

ابوعبداللہ کی گرفتاری: ......بدنصیبی سے سلطان ابوعبداللہ بھی گرفتار ہو گیا مگر کسی کو اس کا احساس نہ ہو سکا ہنگامہ جنگ ختم ہونے پر ''والی بشانہ'' نے سلطان ابوعبداللہ کو پہچان لیا بادشاہ قیرہ نے ''والی بشانہ'' سے سلطان ابوعبداللہ کو لینے کی خواہش کی مگر والی لشانہ سلطان ابوعبداللہ سمیت بادشاہ کسٹائیل (قشتالہ) کے پاس بھاگ گیا بادشاہ قشتالہ نے ''والی بشانہ'' کی بے حد عزت کی اور اس کو اپنے تمام سپہ سالاروں کی افسری عنایت کر دی، جب کبھی لشکر کشی کرتا تو ''والی لشانہ'' کو بطور نیک شگون کے فوج کا سردار مقرر کر کے بھیجتا تھا۔

ابوالحسن کی عمل حکمران: ......سلطان ابوعبداللہ کی گرفتاری کے بعد سرداران غرناطہ اور امریان اندلس متحد ہو کر مالقہ میں سلطان ابوالحسن کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اس کو مالقہ سے غرناطہ لائے حکومت وسلطنت کی اس کے ہاتھ پر بیعت کی حالانکہ سلطان ابوالحسن میں اس وقت حکمرانی کی قابلیت باقی نہیں رہی تھی صرع کی طرح کوئی عارضہ اس کو لاحق ہو گیا تھا بصارت بھی جاتی رہی تھی مگر پھر اس آخری دور میں اس نے قلعہ الحمراء کے شاندار برجوں پر اپنی حکومت وامارت کا جھنڈا نصب کر دیا۔

زغل کی حکمرانی اور ابوالحسن کی وفات: ......مگر جب اس سے کام نہ چل سکا تو اپنی معزولی کا اعلان کر کے اپنے بھائی ابوعبداللہ زغل کو تاج وتخت حکومت حوالہ کر دیا اور خود ''منکب'' میں جا کے گوشہ نشین ہو گیا اور پھر وہی اس کا انتقال ہو گیا، اور سلطان ابوعبداللہ زغل حکمرانی کرنے لگا اس وقت تک سلطان ابوعبداللہ بن سلطان ابوالحسن بدستور دشمنان اسلام کے ہاں قید میں تھا۔

عیسائیوں کی شامت: ......پھر ماہ ربیع الآخر ۸۰۹ھ اور ۱۴۸۵ء میں عیسائیوں نے بہت بڑے لشکر کے ساتھ اطراف مالقہ پر چڑھائی کی اور ماہ جمادی الاولی میں رندہ کا رخ کیا، انیسویں شعبان میں ''والی غرناطہ'' نے بعض قلعوں کی مرمت کی غرض سے کوچ کیا مگر بائیسویں شعبان کو عیسائیوں سے مڈبھیڑ ہو گئی سخت اور خونریز جنگ کے بعد عیسائیوں کو شکست ہو گئی اور بہت سامال غنیمت مسلمانوں کے ہاتھ لگا آلات حرب اور رسد وغلہ کی کوئی انتہائی نہ تھی مسلمانوں نے سارے مال غنیمت کو قلعہ میں لے جا کر رکھ دیا اور اطمینان کے ساتھ بیٹھ گئے۔

عیسائیوں کا قلعہ قنبیل پر قبضہ: ......ماہ رمضان تک کسی قسم کی چھیڑ نہیں ہوئی اس کے بعد عیسائیوں نے قلعہ ''قنبیل'' کا محاصرہ کر لیا محصوروں نے اس بات احساس کر کے کہ اب اس قلعہ کو عیسائیوں سے بچانا دشوار ہے امان طلب کر لی اور اہل وعیال اور مال واسباب لے کر قلعہ کو دشمنان اسلام کو حوالہ کر کے نکل کھڑے ہوئے، اہل قلعہ کے نکلتے ہی قرب وجوار کے سارے باشندوں میں ہل چل سی مچ گئی اور وہ سب بھی اپنا بھرا پرا گھر بار چھوڑ کر جان وعزت کے خوف سے بھاگ نکلے۔

مزید عیسائی فتوحات: ......پھر دشمنان اسلام نے بہت سے قلعوں مثلاً قلعہ مشاقہ اور قلعہ لوزدہ وغیرہ پر قبضہ کر لیا۔ اور اس علاقوں پر آئے دن طرح طرح کی مصیبتیں ڈالنے لگے، اس وقت ایسا کوئی شہر نہ تھا کہ یہ اس طرف گئے ہوں اور اس کا استیصال نہ کیا ہو یا جس جانب کا رخ کیا ہو اور اس جانب والوں نے ان کی اطاعت قبول نہ کی ہو، گویا کہ فتح مندی ان کے ساتھ تھی۔

عیسائیوں کا ایجنٹ ابوعبداللہ: ......باوجود اس قوت وشوکت کے عیسائیوں نے ایک چلتا ہوا ڈرامہ یہ تصنیف کیا کہ سلطان ابوعبداللہ کو اس کی قید میں تھا اور کٹھ پتلی کی طرح ان کے اشاروں پر ناچنے لگا تھا مال واسباب اور خلعت اور فوج دے کر مشرقی بسطہ کی جانب رخصت کیا اور یہ اعلان کرا دیا کہ مسلمانوں میں سے جو شخص سلطان ابوعبداللہ کے علم حکومت کے تحت آ جائے گا، اور جو مسلمان اس کے مطیع ہوں گے وہ سب کے سب اس صلح اور عہد میں داخل ہوں گے سلطان ابوعبداللہ اور عیسائی حکمرانوں کے درمیان ہے۔

صلح پسندی اور کمزوری کا بہانہ اور عیسائیوں سے اتحاد: ......سلطان ابوعبداللہ عیسائی حکمرانوں سے رخصت ہو کر پہلے ''ملبش'' کی طرف آیا اہل بلش اس ظاہر خوش خبری سے محفوظ ہو کر سلطان ابوعبداللہ کے علم حکومت کے مطیع ہو گئے تمام کوچہ اور بازاروں میں امان کا اعلان کرایا گیا لوگ جوق در جوق سلطان ابوعبداللہ کے ہاتھ پر بیعت کرنے لگے رفتہ رفتہ اس کا اثر سرزمین بیازین (غرناطہ کے مضافات) تک پہنچ گیا، غرناطہ کے

باشندے دو فرقہ پر تقسیم ہو گئے کچھ لوگوں نے صلح پسندی اور حکومت اسلامیہ کے ضعیف ہو جانے کی وجہ سے سلطان ابوعبداللہ کی حکومت کی اطاعت قبول کر لی اور بعض لوگوں نے اس سے اختلاف کیا، اور آپس میں اتنا نفاق بڑھا کہ وہ ایک دوسرے کی بربادی کی فکر کرنے لگے۔

بیازین اور قلعہ والوں کی لڑائی: ......اہل قلعہ نے اہل بیازین پر پتھر برسائے اور اہل بیازین نے بھی اس کا ترکی جواب دیا، غرض ان ناعاقبت اندیشوں نے آپس میں خون بہا کر اپنی مجموعی قوت کو رفتہ رفتہ کمزور کر لیا اور عیسائیوں کو اپنے ملک پر قبضہ کرنے کا اچھا خاصہ موقع دے دیا اس برباد کن واقعہ کی بنیاد (۳) ربیع الاول ۸۹۱ھ اور ۱۴۸۶ء ھ سے پڑی اور مسلسل نصف جمادی الاولیٰ تک یہ فتنہ وفساد جاری رہا۔

زغل اور ابوعبداللہ کی امید صلح: ......اس دوران یہ خبر ملی کہ سلطان ابوعبداللہ جس کی اطاعت اہل بیازین نے قبول کی تھی لوشہ کی طرف آیا ہے اور ''لوشہ'' میں اس امید سے داخل ہوا ہے کہ اس کی رہنے چچا زغل یعنی قلعہ غرناطہ کے حاکم سے اس شرط پر مصالحت ہو جائے گی حکومت کی باگ ڈور اس کے چچا زغل کے قبضہ میں رہے اور اس کا بھتیجا ابوعبداللہ اس کے تخت حکومت اور سایہ عاطفت میں جس علاقے میں چاہئے یا لوشہ ہی میں حکمرانی کرے اور دشمنان اسلام کے مقابلے میں دونوں پوری قوت سے میدان جنگ میں آئیں۔

کسٹائیل کا حملہ: ......اہل غرناطہ اسی خوشی کن خیال میں مستغرق تھے کہ والی قشتالہ (کسٹائیل) ایک بڑی فوج لے کر لوشہ پر یلغار کر کے پہنچ گیا جہاں پر سلطان ابوعبداللہ آیا ہوا تھا اور نہایت حزم واحتیاط سے محاصرہ کر لیا اہل غرناطہ وغیرہ اس خیال سے کہ کہیں اس میں کوئی چال نہ ہو اہل لوشہ کی مدد کے لئے نہ آئے صرف چند لوگ بیازین کے جو کہ پہلے سے جہاد کے لئے آئے ہوئے تھے لوشہ بچانے کے لئے لوشہ میں موجود تھے۔

لوشہ پر کسٹائیل کا قبضہ: ......مگر اہل لوشہ میں اتنی قوت کہاں تھے کہ وہ اپنے آپ حفاظت کر سکتے لہٰذا مجبور ہو کر والی قشتالہ سے اپنے جان ومال اور اہل وعیال کی امان حاصل کر کے لوشہ کو حملہ آور کے حوالے کر دیا چنانچہ والی قشتالہ نے چھبیسویں جمادی الاولیٰ ۸۹۱ھ اور ۱۴۸۶ء ھ میں لوشہ پر قبضہ کر لیا اور اہل لوشہ ہجرت کر کے غرناطہ چلے آ گئے مگر سلطان ابوعبداللہ لوشہ ہی میں مقیم رہا اس سے اہل غرناطہ کو مکمل یقین ہو گیا کہ لوشہ پر عیسائیوں کا قبضہ سلطان ابوعبداللہ کی سازش سے ہوا ہے اور یہ ''گوشہ'' میں عیسائیوں کو قبضہ دلانے کی غرض سے آیا تھا چنانچہ اہل ''بیان'' اور ''غرناطہ'' والوں سے اس بات پر بحث ومباحثہ ہوا جس سے وہ راز جو دلوں میں پوشیدہ ابوعبداللہ کے ساتھ اپنے دارالحکومت واپس چلا گیا۔

کسٹائل کی بیرہ پر فوج کشی: ......جمادی الثانی میں بیرہ کی فصیل کو ایک طرف سے توڑ ڈالا اہل ''بیرہ'' نے گھبرا کر خوف کی وجہ سے امان طلب کی اور شہر کو حاکم ''قشتالہ'' کے حوالہ کر کے ''غرناطہ'' چلے آئے اور اس کے بعد قلعہ شکلین کے ساتھ بھی یہی واقعہ پیش آیا اہل قلعہ نے پہلے ہاتھ پاؤں مارے لیکن قضا (تقدیر) کو ان کی فتح منظور نہ تھی اس لئے اپنے ہراداروں میں ناکام رہے ادر آخر کار قلعہ کی چابیاں عیسائیوں کے حوالے کر کے ''غرناطہ'' چلے آئے اور اہل قلبنیرہ'' نے بلا جدوجہد اور بغیر کسی لڑائی کے اطاعت قبول کر لی۔ اور حملہ آور فریق کو قلبنیرہ'' سپرد کر کے ''غرناطہ'' کی طرف نکل کھڑے ہوئے۔

سینٹ فرید اور صخرہ پر قبضہ: ......یہ مقامات فتح کر لینے پر دشمنان اسلام ''سینٹ فرید'' پر چڑھ آئے اور چاروں طرف سے گھیر کر آتشبازی شروع کر دی اور لشکروں کے رہنے کے مکان جلا دیئے چنانچہ اہل شہر نے امان حاصل کی اور ''غرناطہ'' میں ہجرت کر آئے اس کے بعد عیسائیوں نے ''صخرہ'' کی طرف کوچ کیا اور اس پر بھی قبضہ کر لیا۔

والی قشتالہ اور ابوعبداللہ کا معاہدہ: ......اس کے بعد حاکم ''قشتالہ'' نے ان قلعوں اور مقامات کو آلات حرب، رسد غلہ اور فوج سے مضبوط اور مستحکم کیا اور ''غرناطہ'' کے محاصرہ کے لئے سلطان ابوعبداللہ بھی اس کے ساتھ تھا ''قشتالہ'' میں واپس آ کر حاکم ''قشتالہ'' نے سلطان ابوعبداللہ سے جو اس کی قید میں تھا یہ معاہدہ کیا کہ جو شخص ابوعبداللہ کا مطیع ہوگا، اس کی حکومت کی خیر خواہی کرے گا اس کو پورے طریقہ سے امان دیا جائے گا اور اس کے ساتھ یہ بھی اعلان کرایا کہ اس سے پہلے جو شہر اسلامیہ کی جانب پیش قدمی کی گئی وہ اس وجہ سے ہے کہ بادشاہ فرانس سے ناچاقی ہو گئی تھی۔

سلطان ابوعبداللہ کا اعلان بادشاہت: ......چنانچہ سلطان ابوعبداللہ ''بلش'' کی طرف آیا اور اس بات کو ظاہر کرنے لگا کہ جو شخص میری حکومت

کا مطیع ہو جائے گا وہ آئندہ عیسائیوں کے ہاتھوں سے محفوظ رہے گا کیونکہ میرے پاس عیسائی سلاطین کے عہد نامے ہیں مگر مسلمانوں نے عام طور سے اس کو جھانسہ تصور کیا اور کسی نے ذرا بھی اس طرف توجہ نہ کی مگر چند گنے چنے لوگ مثلاً اہل ''بیازین'' وغیرہ اس جھانسے میں آ گئے، اور انہوں نے ابوعبداللہ کو اپنا بادشاہ تسلیم کر لیا چنانچہ (اہل بیازین اور اہل غرناطہ کی گفت وشنود شروع ہوئی، بظاہر مراسم واتحاد قائم کرنے کی گفتگو ہوتی تھی لیکن دلوں میں کینہ وفساد بھرا ہوا تھا۔

ابوعبداللہ بیازین:..... ۱۶ شوال ۸۹۱ھ کو غفلت کی حالت میں سلطان ابوعبداللہ ''بیازین'' چلا گیا اور تمام بازاروں میں صلح کی منادی کرا دیں مگر ''اہل غرناطہ'' نے پھر بھی اس کو تسلیم نہ کیا اور جواب دیا کہ یہ معاہدہ صلح بھی ''لوشہ'' کے صلح نامہ کی طرح ہوگا۔

آپس کی لڑائی اور دشمن کا حملہ:..... اس وقت سلطان ابوعبداللہ کا چچا ''زغل'' حمراء میں تھا اور ہر فریق اپنے بنائے ہوئے بادشاہ کی طرف داری میں کمال جدوجہد مصروف ہو گیا آہستہ آہستہ بحث ومباحثہ نے لڑائی کی صورت اختیار کر لی اور حاکم ''قشتالہ'' کو موقع مل گیا اور ''اہل بیازین'' کی مدد کے لئے فوج بھیج دی اور آلات حرب رسد وغلہ روانہ کیا۔ چنانچہ بہت بڑی جنگ کا دروازہ کھل گیا قتل وغارت کی کوئی حد نہ تھی۔ ۲۷ محرم ۸۹۲ھ تک یہ سلسلہ جاری رہا۔

مسلمانوں کا معاہدہ اتحاد:..... آخر کار ''اہل غرناطہ نے بزور تیغ جبراً بیازین پر قبضہ کر لینے کا ارادہ کر لیا چنانچہ حاکم ''غرناطہ'' نے، وادی آش، مرتبہ، منکب، بلش اور مالقہ سے مسلمانوں کو جمع کیا سب سے اتفاق اور اتحاد کی قسمیں لیں کہ آئندہ دشمنان اسلام زرا بھی قدم بڑھائیں گے سب کے سب متفق ہو کر لڑیں گے۔

والی قشتالہ کی موقع شناسی:..... حاکم ''بیازین'' (سلطان ابوعبداللہ) کو اس سے خطرہ پیدا ہوا چنانچہ حاکم ''قشتالہ'' کے پاس یہ واقعات لکھے۔ اُدھر حاکم ''قشتالہ'' تو ایسے وقت کا منتظر تھا فوجیں تیار کر کے ''بلاد اسلامیہ'' کو ختم کرنے کی غرض سے ''اطراف بلش'' کی طرف کوچ کر دیا اور ادھر حاکم ''بیازین'' نے اپنے وزیر کو ''مالقہ'' وقلعہ ''منشاۃ'' کی طرف عیسائی سلاطین کے عہد ناموں کو لے کر روانہ کر دیا۔ چنانچہ ''اہل مالقہ اور قلعہ منشاۃ ڈر کی وجہ سے حاکم قشتالہ ''سلطان ابوعبداللہ کے مطیع ہو گئے۔

بلش پر عیسائی حملہ:..... اس کے بعد سرداران ''مالقہ'' اور اہل بلش'' نے ایک جلسہ میں جمع ہو کر سلطان ابوعبداللہ کی اطاعت قبول کرنے پر بحث ومباحثہ کیا لیکن کوئی نتیجہ نہ نکلا اور نہ وہ اپنے عہد واقرار سے پھرے اور نہ یہ اس کے مطیع ہوئے۔ ۱۲ ربیع الثانی ۸۹۳ھ میں بادشاہ ''قشتالہ'' نے ''بلش'' اور ''مالقہ'' پر قبضہ کرنے کی غرض سے فوج کشی کی حاکم ''غرناطہ'' یہ خبر پا کر فوج اور مجاہدین وادی آش کے ساتھ ۲۴ ربیع الثانی کو ''بلش'' کی مدد کو پہنچا مگر دشمنان اسلام کے لشکر نے اسلامی لشکر کے پہنچنے سے پہلے ''بلش'' کا محاصرہ کر لیا تھا اور خشکی ودریا کے راستے روک لئے تھے۔

مسلمانوں کی شکست:..... غازیان اسلام نے ایک پہاڑ پر جو کہ عیسائی لشکر کے سامنے تھا اپنا مورچہ قائم کیا بے ترتیبی کے ساتھ جب کہ عیسائیوں نے ''بلش'' پر حملہ کیا اور عیسائیوں پر حملہ آور ہوئے اتنے میں یہ خبر ملی کہ اہل غرناطہ نے حاکم بیازین (سلطان ابوعبداللہ) کی حکومت وامارت کو تسلیم کر لیا اس خبر کا مشہور ہونا تھا کہ زغل (سلطان غرناطہ) کی فوج کے ہاتھ کے طوطے اُڑ گئے اور بہت تیزی سے بھاگ کھڑی ہوئی حالانکہ عیسائیوں کو گھبرانے سے سخت تشویش پیدا ہو گئی تھی چونکہ روز ازل سے اس جنگ میں شکست کھانا مسلمانوں کی قسمت میں لکھ گیا تھا۔ چنانچہ شکست لے کر ''غرناطہ'' کی طرف آئے تو اہل غرناطہ نے سلطان غرناطہ کی مخالفت کا اعلان کر دیا مجبوراً وادی آش کی جانب چلے گئے۔

عیسائیوں کا دوبارہ حملہ اور فتح:..... عیسائیوں نے اس بات کا احساس کر کے اپنے ساتھ اس فوج سے جس کو اہل غرناطہ اور مجاہدین وادی آش کے مقابلہ کے لئے مرتب کیا تھا ''بلش'' پر حملہ کر دیا اور قتل وغارت کرتے ہوئے گھس پڑے بہت بڑی خونریزی ہوئی اور ناکامی کے ساتھ لشکر اسلامیہ کو شکست نصیب ہوئی اہل بلش نے انتہائی جدوجہد سے امان حاصل کی اور جمعہ کے دن ۱۰ جمادی الاولیٰ ۸۹۳ھ کو بلش سے دست بردار ہو کر نکل

کھڑے ہوئے بلش کے فتح ہونے سے پورے مشرقی، علاقے مالقہ اور قلعہ قمارس عیسائیوں کے دائرہ حکومت میں داخل ہو گئے۔

مالقہ پر عیسائی محاصرہ:......اس کے بعد دشمنان اسلام نے مالقہ کا محاصرہ کیا۔ اہل مالقہ نے اس سے پہلے حاکم ''بیازین'' (سلطان ابوعبداللہ کی اطاعت قبول کر لی تھی اور اس اعتبار سے گویا صلح میں داخل ہو گئے تھے۔ جس وقت عیسائیوں نے بلش پر قبضہ کر لیا تھا اہل مالقہ نے اخلاص مندی کے ساتھ اپنے سپہ سالار کو وزیر سالی بیازین کے ساتھ ہدایاء و تحایف لے کے حاکم ''قشتالہ'' کے پاس روانہ کیا تھا مگر حاکم قشتالہ نے ذرا بھی اس طرف توجہ نہ کی وجہ یہ تھی کہ کوہ فارہ جو کہ مالقہ کا قلعہ تھا اُس وقت تک حاکم وادی آش کی حکومت کا مطیع تھا۔ چنانچہ حاکم ''قشتالہ'' نے مالقہ پہنچ کر محاصرہ کر لیا۔ خشکی سمندری راستے بند کر دیئے۔

عیسائیوں کی ابتدائی ناکام کوششیں:......مدتوں محاصرہ اور جنگ کا سلسلہ قائم رہا مگر محاصروں کی ایک بھی پیش نہ گئی اور نہ اُن کے سرنگوں اور بروج آتشبار نے کام دیا اور نہ اُن کے توپ خانہ کی گولہ باری نے قلعہ کو فتح کیا تمام سرزمین اندلس کے نامی گرامی عیسائی جنگ آور اور صف شکن دلاور مالقہ کے شہر پناہ پر جمع تھے لیکن یہ قلعہ کسی طرح سر نہ ہو سکا۔

بھوک پیاس اور پیغام صلح:......آخر کار طول حصار کی وجہ سے غلہ ختم ہو گیا سخت بھوک کی وجہ سے محاصرین نے جانوروں گھوڑے اور اور خچروں کو کھانا شروع کیا مگر حرف اطاعت زبان پر نہ لائے سرحدی اسلامی سلاطین کو اپنی کمک پر بلایا اور اپنی زبون حالت لکھی کسی نے کچھ نہ سنا کسی میں ہمدردی کا اثر پیدا ہوا۔ چنانچہ اہل شہر نے ان مصیبتوں پر بھی صبر کیا اور استقلال کے ساتھ اپنے حریف کے مقابلہ پر اڑے رہے۔ پھر جب کمزوری، ناتوانی اور فاقہ کشی سے تنگ آ گئے بیرونی مدد کی توقع جاتی رہی تو صلح کا پیغام دے دیا حاکم قشتالہ نے کہلوایا کہ تم نے اس وقت امان طلب کی ہے جب تم اپناز ور ختم کر چکے ہو، فاقہ کشی سے تنگ آ گئے ہو، بیرونی امداد سے ناامید ہو گئے ہو اور اپنی تمہیں موت کا یقین ہو گیا ہے لہٰذا تمہاری سزا یہ ہے کہ تم لوگ بغیر کسی شرط کے قلعہ کی چابیاں ہمارے حوالے کر دو اور شہر پناہ کے دروازے کھول دو، ہم تمہارے اور تمہارے سلطان کے ساتھ اچھا معاملہ کریں گے۔

عیسائیوں کا شیوہ دھوکہ بازی:......چنانچہ اہل شہر نے گھبرا کر شہر پناہ کے دروازے کھول دیئے قلعہ دار نے چابیاں قلعہ کی حوالہ کر دیں عیسائیوں نے شہر میں داخل ہوتے دھوکہ دے کر جیسا کہ ان کا شیوہ ان سب کو گرفتار کر لیا یہ واقعہ ماہ شعبان کے آخر ۸۹۲ھ کا ہے فتحمند گروہ نے دوسرے دن شہریوں کے بارے میں یہ حکم صادر کیا کہ جو کچھ مال و متاع ان کے پاس اس وقت موجود ہے وہ ابھی دے دیں اور اتنا ہی مال آٹھ مہینے کے عرصہ میں ادا کریں ورنہ ہمیشہ کے لئے غلامیت قبول کر لیں چنانچہ شہریوں کی ایک فہرست تیار کی گئی پھر جانچ پڑتال کرنے کے بعد سب کو شہر سے نکال دیا گیا۔

مالقہ پر نمونہ قیامت دن:......مسلمانان مالقہ کے لئے یہ دن نمونہ قیامت سے کم نہ تھا ضعیف العمر، فاقہ کش مردوں، بے کس و بے پناہ عورتوں کی بہت بڑی جماعت لٹے ہوئے قافلہ کی طرح حسرت و یاس کے ساتھ مالقہ کے در و دیوار کو دیکھتے ہوئے ''سیوائیل'' کی جانب نکل گئی اور ختم ہونے کے بعد باقی فدیہ ادا نہ کرنے کی وجہ سے عہد نامہ کی رو سے پندرہ ہزار آدمی ہمیشہ کے لئے نسلاً بعد نسل غلام قرار دے دئے گئے۔

بلش پر عیسائی قبضہ:......۸۹۳ھ اور ۱۴۸۷ء میں والی قشتالہ بلش وغیرہ کی جانب بڑھا۔ اہل بلش نے صلح کی حجت پیش کی مگر والی قشتالہ نے صلح کی حجت نہ مانی اور اس پر بھی قبضہ کر لیا۔ اتنی فتوحات طاقت یا مکر و فریب کے ذریعے کرنے کے بعد والی قشتالہ اپنے دارالحکومت واپس چلا گیا۔ پھر اگلے سال ماہ رجب ۸۹۴ھ اور ۱۴۸۸ء میں بسطہ کے قابض قلعوں کو فتح کرنے آیا اور چند لڑائیوں کے بعد فتح کر کے قابض ہو گیا۔

بسطہ پر عیسائی حملہ:......اس کے بعد بسطہ پر حملہ آور ہوا وادی آش کے حاکم (زغل) نے والی قشتالہ کے مورچہ قائم کرنے کے بعد وادی آش، مریہ، منکب اور بشرات کی فوجوں کو اپنے ایک نامور سپہ سالار کی کمان، بچانے کے لیے روانہ کیا مسلمانوں اور عیسائیوں میں سخت اور خونریز جنگ ہوئی نتیجہ یہ نکلا کہ عیسائیوں کو بسطہ کے قریب جانا نصیب نہ ہوا اور نہ وہ اس کا محاصرہ کر سکے رجب، شعبان اور رمضان اسی طرح سے گذر گئے۔

مسلمانوں کی رسد بندی:......شوال کے مہینے سے دشمنان اسلام نے محاصرے میں شدت اور جنگ میں سختی شروع کی ذیقعدہ اور ذی الحجہ میں

بڑے بڑے بلّے ہوئے اندرون شہر سے اہل شہر حملہ آوروں سے مقابلہ کر رہے تھے اور باہر سے وادی آش کے حاکم کی فوجیں حملہ آوروں کا محاصرہ توڑنے کی کوشش رہی تھیں اور حملہ آور چونکہ زیادہ تھے اس لئے دونوں کا مقابلہ کر رہے تھے ذی الحجہ کے آخر میں محاصرہ کی تکلیف کے ساتھ کمی غلہ و رسد کی بھی شکایت بڑھ گئی بیرونی آمدورفت عیسائیوں نے مسدود کر دی تھی۔

صلح کی گفتگو:......محصورین کا یہ خیال تھا کہ موسم سرما آنے پر حملہ آور محاصرہ اٹھا کر خود بخود واپس چلے جائیں گے مگر یہ خیال ان کا غلط نکلا اور والی قشتالہ نے قیام کا حکم دے دیا، اور گرد و نواح کے علاقوں کو تاخت و تاراج کرنے لگا انجام کار اہل شہر نے تنگ آ کر صلح کی گفتگو شروع کی چند عیسائی سردار شہر کی حالت دیکھنے کے لئے گفتگو کے بہلانے سے شہر میں آئے۔ اہل شہر نے ان کو غلہ وغیرہ کی کمی محسوس ہونے نہ دی۔

اطاعت کی ذلت کے ساتھ صلح:......چنانچہ عیسائیوں نے یہ خیال کر کے کہ ابھی اہل شہر میں ہر قسم کی قوت مقابلہ کی ہے صرف اہل بسطہ کو امان دی اور اہل وادی آش منکب، مریہ، اور بشرات کو جنہوں نے ان کی مدد کی تھی اس شرط سے کہ وہ بلا کسی تحریک کے شہر حوالہ کر دیں گے ''امان دے دی'' اور اگر ایسا نہ کریں گے تو ان کو امان نہیں دی جائے گی۔ اہل شہر نے پہلے تو ان شرائط کو منظور نہ کیا۔ اور خط و کتابت کا سلسلہ طویل ہو گیا پھر اہل شہر نے یہ خیال کر کے کہ کہیں اصلی راز نہ ظاہر ہو جائے شرائط مذکورہ پر صلح کر لی اہل بسطہ، وادی آش، مریہ، منکب اور بشرات اس معاہدے کے مطابق دشمنان اسلام کے مطیع بن گئے۔

بسطہ سے مسلمانوں کا انخلاء:......دسویں محرم ۸۹۵ھ اور ۱۴۸۹ء یوم جمعہ کو عیسائیوں نے قلعہ بسطہ میں قدم رکھا اور قابض ہو گئے اور اعلان کرا دیا کہ جو شخص اپنی جگہ پر رہ جائے گا اس کو امن ہے اور جو شخص بغیر اسلحہ صرف اپنا مال و متاع لے کر اس کو بھی امن ہے غرض قلعہ بسطہ پر قبضہ کرنے کے عیسائیوں نے مسلمانوں کو قلعہ بسطہ سے نکال کر مضافات بسطہ میں آباد کر دیا۔

وادی آش اور اکثر اندلس پر عیسائی قبضہ:......اس کے بعد والی قشتالہ نے ''مریہ'' کا رخ کیا اہل مریہ نے بھی اطاعت قبول کر لی رفتہ رفتہ اسی طرح سارے اسلامی علاقوں پر عیسائیوں کا تسلط قائم ہو گیا۔ وادی آش کا حاکم زغل جب ان کی اس بڑھتی ہوئی ترقی کو روک نہ سکا تو اس نے بھی والی قشتالہ سے مصالحت کر لی اور صفر کے شروع میں اپنے سارے قلعے دشمنان اسلام کو حوالہ کر دیئے۔ چنانچہ چشم زدن میں اُن تمام علاقوں پر جو والی وادی آش تحت حکومت میں صلیبی جھنڈا لہرانے لگا۔

غرناطہ کو خالی کرنے کا الٹی میٹم:......اس وقت مسلمانوں کے قبضہ میں صرف غرناطہ باقی رہ گیا تھا جس پر سلطان ابو عبداللہ جو عیسائیوں کے اشارے پر کٹھ پتلی کی طرح حرکت کرتا تھا حکومت کر رہا تھا۔ اور اپنے حریف چچا زغل کی مغرو والی اور عیسائیوں سے اس شکست کھانے کی خبریں سن سن کر مارے خوشی کے پھولے نہ سماتا تھا اور اسی نے اُس کو بے دست و پا کرنے کی کوشش کی تھی والی قشتالہ (فرڈ ننڈی) نے سلطان ابو عبداللہ کو کہلوایا کہ ''آپ بھی قلعہ احمراء کو خالی کر دیں جس طرح آپ کے چچا نے اپنے علاقے میرے حوالہ کر دیئے ہیں اس کے بدلے مجھ سے بہت سامال و دولت لے لو اور اندلس کے جس شہر میں چاہو بیٹھ کر آرام سے میرے زیر اثر حکومت کرو۔

ابو عبداللہ کا عیسائیوں سے معاہدہ:......مؤرخین لکھتے ہیں کہ سلطان ابو عبداللہ نے عہد نامہ میں یہ بھی شرط لکھدی تھی کہ اگر عیسائی حکمران زغل کے سارے علاقوں پر قبضہ کر لیں گے تو میں بھی بغیر کسی بہانے کے خود بخود غرناطہ حوالے کر دوں گا۔ چنانچہ اسی شرط کی بنا پر والی قشتالہ نے زغل کے علاقے فتح کرنے کے بعد بطور یاد دہانی یہ تحریک پیش کی اور فوجیں تیار کر کے حمراء پر قبضہ کے لئے خروج کیا۔

طے شدہ سازش:......اصل یہ ہے کہ سلطان ابو عبداللہ اور بادشاہ قشتالہ میں آپس یہ معاملہ پہلے سے طے ہو چکا تھا اسی وجہ سے علی العموم لوگ اس کو کافروں کا خیر خواہ اور قوم و ملک کا دشمن سمجھتے تھے۔ بہر کیف اصلیت جو کچھ بھی ہو سلطان ابو عبداللہ نے غرناطہ کے روساء، امراء، اراکین دولت، سرداران لشکر اور علماء کو ایک خاص مجلس میں جمع کر کے والی قشتالہ کا پیغام ظاہر کیا اور یہ بھی کہا کہ اس تحریک کا بانی میرا چچا زغل ہے کیونکہ اس نے عیسائی بادشاہ کی

اطاعت قبول کر کے غرناطہ پر قبضہ کے لئے ان کو ابھارا ہے موجودہ حالت میں دو صورتیں ہیں والی قشتالہ کی اطاعت قبول کرنا یا ان سے جنگ لڑنا۔

غرناطہ کے باسی جنگ پر تیار:......حاضرین نے بالاتفاق جنگ کی رائے دی اور تیاری میں مصروف ہو گئے۔ اتنے میں والی قشتالہ عیسائی فوجوں کو لے کر میدان غرناطہ پہنچ گیا اور اہل غرناطہ کو کہلا بھیجا'' بہتر یہ ہے کہ تم لوگ میری اطاعت قبول کر لو ورنہ تمہاری کھیتیاں اور ہرے بھرے باغ برباد کر دوں گا'' اہل غرناطہ پھیلا دیا جنہوں نے جانوروں کی طرح پھیل کر ساری کھیتیاں اور میوہ جات کے باغات نوچ گھسوٹ کر چٹیل میدان بنا دیئے۔ یہ واقعہ ماہ رجب ۸۹۵ھ ۱۴۸۹ء کا ہے اس کے بعد مسلمانوں اور عیسائیوں میں بہت لڑائیاں ہوئیں۔ بعض قلعے ان لڑائیوں کی نذر ہو گئے برج ہمدان اور ملاحہ پر عیسائیوں نے قبضہ کر کے اس کو فوج اور آلات حرب سے خوب مضبوط مستحکم کیا اور اپنے اپنے علاقوں کی جانب لوٹ گئے۔

بزدل کے بجائے باہمت سلطان غرناطہ:......اہل شہر کی مردانہ ہمت سے سلطان ابوعبداللہ کی بھی کمر ہمت بندھی اور وہ بھی جنگ پر تیار ہو کر ان لوگوں ساتھ جو اس وقت اس کے لشکر میں تھے شمشیر بکف دشمنان اسلام کے علاقہ کی طرف بڑھا اور بعض قلعوں کو جو کہ عیسائیوں کے قبضہ میں تھے بزور تیغ فتح کر کے عیسائیوں کو موت کے گھاٹ اُتار دیا۔

مسلم فتوحات اور اسلامی دور دورہ:......اس نے مسلمانوں کو اس میں آباد کیا اور لوٹ کر غرناطہ آ گیا۔ پھر تیاری کر کے ''بشرات'' کی جانب کوچ کی اس کے بعض دیہاتوں اور قصبوں کو اپنے قبضہ میں لے لیا۔ عیسائی اور مرتدین مکانات چھوڑ چھوڑ کر بھاگ نکلے۔ پھر قلعہ اندرش پہنچ گیا اور وہاں سے عیسائی جھنڈا اکھاڑ کر پھینکدیا اور اسلامی جھنڈا گاڑ دیا۔ اہل بشرات نے یہ رنگ دیکھکر گردن اطاعت جھکا دی۔

زغل کی طرف پیش قدمی:......اسلام اور مسلمانوں کا دور دورہ پھر شروع ہو گیا۔ عیسائیوں کی غلامی اور اطاعت سے مسلمانوں کا آزادی حاصل ہوئی۔ انہیں مقامات میں سے کسی گاؤں میں سلطان ابوعبداللہ کا چچا ابوعبداللہ محمد بن سعد معروف بہ زغل اپنے چند آدمیوں کے ساتھ مقیم تھا۔ ماہ شعبان میں اہل غرناطہ نے اس بنا پر اس کا بھی رخ کیا کہ اس نے مال و دولت کی لالچ میں کفار سے مصالحت کر کے اپنے علاقوں کو ان کے حوالہ کر دیا تھا۔ زغل نے یہ خبر پا کر مریہ میں جا کے پناہ لی۔

فتوحات اسلامی میں رکاوٹ:......بشرات کے علاقے تاحدود برجہ سلطان ابوعبداللہ کے زیر تسلط آ گئے۔ اس وقت مسلمانان غرناطہ کا جوش وخروش اور اتفاق بآواز بلند کہہ رہا تھا کہ اگر چند دن یہ حالت باقی رہی تو کم از کم غرناطہ کا ایک مرتبہ عالم شباب پھر آنے والا ہے۔ مگر افسوس ہے یہ ایک سنبھالا تھا جس طرح مدتوں کا بیمار جسکے تمام قوائے نفسانی اور اعضائے جسمانی پر بیماری کا تسلط ہو جاتا ہے اور طبیعت جو کہ مدبر اور سلطان بدن ہے مرض کے مقابلے غازی ہو کر تمام بدن سے سمٹ کر دل میں آ جاتی ہے اور کام کرنا چھوڑ دیتی ہے اس سے مریض موت کے قریب ذرا سنبھل جاتا ہے چہرے کی رزعی پر سرخی کے خطوط عیاں ہو جاتے ہیں ہنستا ہے بولتا ہے اس کے اعزہ اقارب بظاہر صحیح و تندرست سمجھتے ہیں مگر تھوڑی دیر کے بعد اچانک قلب کی حرکت رک جاتی ہی اور وہ سم توڑ دیتا ہے۔

افسوسناک نااتفاقی، حسد اور غداری:......اسی طرح مسلمانوں کا یہ آخری سنبھالا تھا، نااتفاقی اور حسد نے دلوں میں گھر کر لیا تھا بربادی اور تباہی کی گھنگور گھٹا سر پر چھائی ہوئی تھی اس مرتبہ سلطان ابوعبداللہ کے چچا زغل نے عیسائیوں کو ابھارا اور ان کے دلوں پر یہ نقش کر دیا کہ اہل غرناطہ کا یہ جوش دودھ کا سا ابال ہے اٹھا اور ختم ہو گیا، چنانچہ ماہ رمضان میں عیسائیوں نے قلعہ اندرش کو مسلمانوں کے قبضہ سے پھر چھین لیا اس مہم میں عیسائیوں کے ساتھ ''زغل'' بھی تھا۔

قلعہ ہمدان پر قبضہ:......اس واقعہ سے پہلے سلطان غرناطہ نے ہمدان کی طرف قدم بڑھایا۔ ہمدان میں اس وقت کسی چیز کی کمی نہ تھی فوج بھی حسب ضرورت موجود تھی غلہ اور آلات حرب بھی خوب تھے اہل غرناطہ نے پہنچتے ہی محاصرہ کر لیا قلعہ شکن توپیں لگا دیں برج اول، دوم اور سوم کو توڑ کر قلعہ پر حملہ کیا قلعہ کی فصیلیں اگرچہ فولادی تھیں مگر مسلمانوں نے اس قدر اس پر گولہ باری کی بہت جلد اس میں ایک بڑا سا شگاف ہو گیا اسلامی فوجوں

نے گھس کر اہل قلعہ کو جس کی تعداد تقریباً دو سو تھی گرفتار کر لیا جتنا مال و اسباب اور آلات حرب تھے سب پر قابض ہو گئے۔

شلوبانیہ کا محاصرہ: ...... ماہ رمضان کے آخر میں بادشاہ غرناطہ نے منکب کا رخ کیا۔ شہر ''برشلوبانیہ'' پر پہنچتے ہی بعد ملکے سے محاصرے کے قبضہ کر لیا قلعہ والے برابر لڑتے رہے یہاں تک دریا کے راستے مالقہ سے امدادی فوج آ گئی۔

وادی آش سے مسلمانوں کی انخلاء: ...... اس دوران یہ خبر ملی کہ بادشاہ قشتالہ اپنی فوج کے ساتھ میدان غرناطہ میں آ گیا سلطان غرناطہ یہ سنتے ہی قلعہ ''شلوبانیہ'' سے محاصرہ اٹھا کر کوچ و قیام کرتا ہوا تیسری شوال کو عیسائیوں کا ٹڈی دل لشکر پہنچنے کے بعد غرناطہ پہنچ گیا عیسائیوں نے برج ملاحصہ اور ایک اور برج کو منہدم کر کے آٹھویں روز ''وادی آش'' کا رخ کیا، اور وادی آش پہنچ کر مسلمانوں کو جلاء وطن کر دیا ایک شخص بھی اسلام کا نام لیوا کسی گوشہ شہر میں نہ رہا۔ اس کے ساتھ قلعہ اندرش کو بھی زمین دوز کر کے اپنے ملک کی جانب لوٹ گئے۔

سلطان ''زغل'' کی روانگی: ...... سلطان زغل یعنی ابو عبداللہ محمد بن سعد ان واقعات کو آنکھوں سے دیکھ کر سرحد خشکی کی طرف چل دیا، پہلے لوہران پہنچا کچھ عرصے یہاں قیام کر کے ''تلمسان'' چلا گیا اور وہیں رہنے لگا اس کے اہل و عیال بھی وہیں مقیم ہو گئے۔ یہ لوگ بنو سلطان اندلس کے نام سے معروف مشہور تھے۔

سلطان زغل کی عبرت انگیز زندگی: ...... انگریزی مؤرخ لکھتے ہیں کہ سلطان فیض (فاس) نے اس کی آنکھیں نکلوالی تھیں مگر سب و باعث کچھ تحریر نہیں کرتے اور اسلامی مورخ اس کا ذکر نہیں کرتے میں اس بارے میں دوسرے قول کو سچا سمجھتا ہوں کیونکہ گھر والے ہی گھر کے احوال زیادہ جانتے ہیں، اسی وجہ سے میں نے سلطان زغل کے بقیہ حالات زنگی کو قلم بند نہیں کیا، وہی مورخ یہ بھی لکھتے ہیں کہ اس نے اپنی زندگی بھیک مانگتے ہوئے بسر کی اور اس کی عبا پر عربی زبان میں لکھا ہوا تھا'' میں ہوں اندلس کا بدنصیب بادشاہ مجھ سے عبرت لو'' میں نے ان واقعات کو بھی کسی عربی زبان کی تاریخ میں نہیں دیکھا معلوم نہیں کہاں تک یہ روایت صحیح ہے۔

برشانہ کے حالات: ...... اس کے بعد سلطان غرناطہ نے ''برشانہ'' کی جانب قدم بڑھائے اور محاصرہ کر کے قبضہ کر لیا جس قدر وہاں پر جو عیسائی موجود تھے ان سب کو گرفتار کر لیا مگر یہ قبضہ اور کامیابی عارضی تھی اس کے تھوڑے ہی دنوں کے بعد عیسائی حکمران جھرمٹ باندھ کر برشانہ چھڑانے کے لئے پہنچ گئے چنانچہ ماہ ذی قعدہ میں سلطان غرناطہ کو ان مقامات سے دست بردار ہونا پڑا پھر یہ علاقے مسلمانوں سے ایسے خالی ہو گئے کہ گویا کبھی یہاں موجود نہ تھے۔

غرناطہ پر عیسائی محاصرہ: ...... بارہویں جمادی الآخر ۸۵۶ھ اور ۱۴۹۰ء میں دشمنان اسلام غرناطہ کے ادارے سے لشکر تیار کر کے میدان غرناطہ میں پہنچ گئے کھیتیاں پامال کر دیں، باغات اور اجاڑ دیئے دیہاتوں قصبوں کو ویران کر دیا، شہر پناہ کی فصیلیں کے مقابلہ پر دمدمے اور دھس بندھوائے خندقیں کھدائیں پورے سات مہینے محاصرہ اور جنگ کا سلسلہ قائم رہا چونکہ بشرات اور غرناطہ کے درمیان کوہ شلیر کی طرف والا راستہ کھلا ہوا تھا۔ اس لئے مسلمانان غرناطہ کو اس طویل محاصرے سے سوائے روزانہ جنگ کے اور کوئی خاص تکلیف پہنچ سکی۔

غرناطہ کے شہریوں کا فرار: ...... یہاں تک کہ موسم سرما آ گیا سردی اور برف نے راستے بند کر دیئے۔ رسد و غلہ کی کمی ہو گئی اور پر روزانہ جنگ اور محاصرہ کی شدت سے اہل غرناطہ تنگ آ گئے۔ ادھر عیسائیوں نے شہر کے بہت بیرونی حصوں پر قبضہ کر لیا اور مسلمانوں کو آمد و رفت اور زراعت وغیرہ سے روک دیا اس سے اہل غرناطہ کا حال اور زیادہ پتلا ہو گیا یہ واقعات ۸۹۷ھ ۱۴۹۱ء کے شروع کے ہیں اکثر شہری شدت فاقہ سے گھبرا کر بشرات کی جانب بھاگ گئے۔

غرناطہ کے محاصرے میں سختی: ...... ماہ صفر میں عیسائیوں نے محاصرے میں سختی کر دی اور حتی الامکان ہر طرف کے راستے روک لئے۔ رسد و غلہ کی کمی قحط مہنگائی نے مسلمانوں کی رہی سہی قوت بھی فنا کر دی۔ عوام الناس متحد ہو کر علماء کی خدمت میں گئے اور انکی وساطت سے اہل حکومت، ارباب

شوریٰ اور سلطان سے درخواست کی کہ ''دشمنان اسلام کی قوت روز بروز بڑھتی جارہی اور ہم لوگ بے یار و مددگار ایسی بے کسی میں مبتلا ہیں کہ نہ پائے رفتن اور نہ جائے ماندن کا مضمون ہے ہم لوگ یہ سمجھتے تھے کہ موسم سرما کے آتے ہی دشمنان اسلام اپنے اپنے شہروں کو واپس چلے جائیں گے مگر ہمارا یہ خیال غلط ثابت ہوا'' انہوں نے کھیتیاں شروع کر دی ہیں بازار قائم کر لئے ہیں مکانات بنوا لئے ہیں اور روز بروز ہم سے قریب ہوتے جارہے ہیں ایسی حالت میں اپنے اور اپنی اولاد کے لئے کیا طریقہ اختیار کریں؟۔

قلعہ حمراء معاہدہ اور مسلم انخلاء:......سلطان ابوعبداللہ نے ارا کین حکومت کو ایک مجلس جمع کر کے عیسائیوں سے مقابلہ کرنے اور قلعہ حمراء ان کے حوالے کر دینے کے بارے میں مشورہ کیا بالآخر سب نے یہ رائے قائم کی کہ قلعہ حمراء عیسائیوں کے حوالے کر دیا جائے اور بنظر احتیاط ''وادی آش'' کے معاہدہ صلح کی زیادہ سخت اور مضبوط شرائط رکھی جائیں تا کہ عیسائیوں کو بدعہدی کا موقع نہ مل سکے چنانچہ تمام ارباب مشورہ کے اتفاق سے عہد نامہ لکھا گیا اور اہل غرناطہ کو سنا کر بادشاہ قشتالہ'' کو دیدیا گیا اور بادشاہ نے اُن شرائط کو منظور کر لیا اور سلطان غرناطہ نے حمراء سے اپنا قبضہ اُٹھا لیا۔

الحمراء پر عیسائی قبضہ:......ربیع الاول عیسائیوں نے بدعہدی کے خوف پانچسو سرداران غرناطہ کو بطور ضمانت اپنے لشکر میں نظر بند کر لیا اس کے بعد ہنستے ہوئے مسلمانوں کی حالت پر قہقہے مارتے ہوئے حمراء میں قدم رکھا۔

عہد نامہ کی شرائط:......عہد نامہ میں سڑسٹھ شرطیں تھیں منجملہ ان کے ایک شرط یہ تھی کہ ہر بڑے چھوٹے کو اس کی جان اس کے مال اور اس کے اہل خانہ کو دیا جائے اور وہ لوگ اپنے اپنے مکانات اور محلوں میں اپنی اپنی جائیدادوں پر قابض رہیں گے اور ایک شرط یہ تھی مسلمانان غرناطہ اپنی شریعت پر قائم رکھے جائیں اُن پر جو حکم کیا جائے وہ اپنی کی شریعت کے مطابق ہو اوقاف اور مسجدیں بدستور بحال رکھی جائیں کبھی کوئی عیسائی کسی مسلمان گھر میں نہ گھسے اور نہ مسلمانوں پر کوئی مسلم ہی حاکم مقرر کیا جائے۔غرض اسی قسم کی بہت سی شرطیں تھیں جس سے اہل غرناطہ نے اپنے جان و مال اور مذہب کی حفاظت کرنا چاہی تھی مگر عیسائیوں نے تسلط کے بعد ان سب شرائط کو پس پشت ڈال دیا اور دن اس طرح بھلا دیا گو کوئی وعدہ ہوا ہی نہ تھا جیسا کہ آپ آئندہ پڑھیں گے۔

اہل غرناطہ کی صلح سے مطلع ہو کر ''اہل بشرات'' نے بھی اپنی شرائط پر عیسائیوں سے صلح کر لی اور اہل غرناطہ کی طرح ''معاہدہ غلامی'' یا اطاعت لکھ دیا۔

موسیٰ نامی غرناطہ کا بہادر:......اس صلح اور معاہدے صلح میں موسیٰ نے شرکت نہیں کی اور نہ اس کو یہ پسند آیا کہ ''قلعہ حمراء'' میں میری آنکھوں کے سامنے عیسائی کونسل اجلاس کرے۔موسیٰ وہی شخص ہے جس نے اہل غرناطہ کو عیسائیوں کی مخالفت پر ابھارا تھا اور ان کے مردہ جسموں میں دوبارہ مردانگی کی روح پھونکی تھی۔ کہتے ہیں کہ موسیٰ اسی غم و غصہ میں سر سے پاؤں جنگی اسلحہ جنگ زیب بدن کر کے اپنے گھوڑے پر سوار ہوا اور شہر سے باہر نکل گیا پھر اس کا کچھ نام ونشان نہ ملا بعض مؤرخین کا کلام ہے آگے بڑھ کے دشمنوں کی ایک جماعت سے مڈبھیڑ ہوگئی سب پر ایک ساتھ موسیٰ نے حملہ کیا۔اکثر کو مار ڈالا باقی کچھ تو زخمی ہوئے اور کچھ سینہ سپر ہو کر لڑتے رہے۔

موسیٰ کی آخری دم تک جنگ:......آخر کار موسیٰ بھی زخمی ہو کر گھوڑے سے زمین پر گرا عیسائیوں نے اس کے ساتھ ویسا ہی سلوک کرنا چاہا جس طرح دلیر اور مغلوب دشمن کے ساتھ کیا جاتا ہے۔مگر موسیٰ نے نہایت نفرت کی نگاہوں سے دیکھ کر منہ پھیر لیا اور ذرا بڑھ کر ایک عیسائی پر حملہ کر دیا یہ عیسائی تو سیدھا جہنم کی طرف چلتا پھرتا نظر آیا دوسرا بڑھا تو اس کا بھی یہی حال ہوا تھوڑی دیر تک موسیٰ گھٹنوں کے بل کھڑا ہوا لڑتا رہا یہاں تک کہ اس کے اعضاء نے جواب دے دیا تب موسیٰ نے ایک آخری کوشش کی اور اپنی جگہ سے اچھل کر اپنے آپ کو دریائے زنبل میں گرا دیا دریائے زنبل نے فوراً اس کو اپنی آغوش میں لے لیا اور حملہ آور عیسائی منہ تکتے رہ گئے۔

عیسائیوں کی الحمراء پر حکومت:......عیسائیوں نے حمراء پر قبضہ کرنے کے بعد حسب ضرورت ترمیم شروع کی فصیلوں کو درست کرایا زمانہ محاصرہ اور جنگ میں جو مقامات ٹوٹ گئے تھے انکو از سر نو بنوایا۔دن کو عیسائی کونسل حمراء میں اجلاس کرتا تھا اور رات کے وقت بدعہدی کے خوف سے اپنی لشکرگاہ

میں چلا جاتا تھا رفتہ رفتہ جب ان کو مسلمانوں کی جانب سے اطمینان ہو گیا بے خوف وخطر رہنے لگے اور شہر میں اپنی جانب سے حکام مقرر کر دیئے۔

غرناطہ میں اسلامی حکومت کا وقت نزع:......غرناطہ اور سلطان ابوعبداللہ کی حکومت کی یہ آخری سانسیں تھیں۔ بدقسمتی سے یا کسی گھمنڈ پر اہل غرناطہ نے یہ شرط بھی کر لی تھی کہ ایک مدت معینہ کے لئے آپس میں صلح رہے گی اگر اس عرصہ میں کوئی بیرونی مدد کہیں سے آ جائے گی تو جنگ لڑ کر قسمت کا فیصلہ کریں گے ورنہ قلعہ حمراء کی طرح شہر بھی حوالے کر دیا جائے گا چنانچہ اہل غرناطہ نے فاس۔ ترکی، اور حکمرانان مصر سے امداد کی درخواست کی اور جب وہاں سے صدائے برخاست کا مضمون نکلا تو عیسائیوں نے شہر خالی کرنے کا دباؤ ڈالا اور زبردستی سلطان ابوعبداللہ کو غرناطہ سے منتقل کر کے ''بشرات'' میں لا کر ٹھہرا دیا پھر ''بشرات'' دے یہ جھانسہ دے کر اندرش میں لے آئے کہ بشرات کی حکومت آپکے قبضہ میں رہے گی مگر کچھ وجہ سے اندرش میں آپکو قیام کرنا ہوگا سلطان ابوعبداللہ اس پر بھی راضی ہو گیا اور کشاں کشاں ''بشرات سے اندرش پہنچ گیا۔ ادھر سلطان ابوعبداللہ کے نکلتے ہی عیسائیوں نے اسلامی افواج کو بھی غرناطہ سے نکال دیا۔

سلطان ابوعبداللہ کی جلاء وطنی:......اس کے تھوڑے ہی دنوں بعد عیسائیوں نے حکمت عملی سے سلطان ابوعبداللہ کو افریقہ کی جانب نکل جانے پر تیار کر دیا اور ایک پروانہ راہداری لکھ کر دے دیا کہ سلطان ابوعبداللہ سے کوئی شخص مزاحمت نہ کرے جہاں چاہیں چلے جائیں۔ چنانچہ سلطان ابوعبداللہ کشتی پر سوار ہو کر ''لمیلہ'' پہنچا کچھ عرصے قیام کر کے ''فاس'' میں جا کر قیام پذیر ہو گیا زمانہ جلاوطنی میں بڑے بڑے مصائب کا سامنا کیا۔ شدت سفر فاقہ کشی تنگ دستی، اور اس پر طرہ یہ کہ کئی مرتبہ بیمار بھی ہوا مگر تکلیف ومصیبت کے دن اس کو جھیلنے تھے فاس پہنچ کے سلطان ابوعبداللہ نے ایک دو مکان اندلس کے طرز وانداز کے بنوائے اور ۹۰۴ھ ۱۴۹۸ء میں مسلمانوں کو عیسائی مذہب قبول کرنے پر مجبور کرنا شروع کر دیا حالانکہ اہل غرناطہ نے جن شرائط پر اطاعت قبول کی تھی ان میں سے ایک شرط یہ بھی غرناطہ کے شہریوں پر مذہباً کسی قسم کا دباؤ نہیں ڈالا جائے گا اور وہ بدستور اپنے مذہبی عقائد پر قائم رکھے جائیں گے مگر عیسائی گورنمنٹ نے اس شرط کی طرف مطلق التفات نہ کی۔

زبردستی عیسائی بنانے کی ابتدا:......ابتداً ہرننڈ وارکب لشبپ اور اس کے ماتحت پادریوں نے یہ رویہ اختیار کیا کہ مسلمانوں کو حکمت عملی اور تالیف قلوب کے ذریعے عیسائی بنانے لگے اور جب اس میں ایک گونہ ان کو کامیابی ہو چلی تو ایک گشتی فرمان اس مضمون کا جاری کیا کہ جن لوگوں کے آباؤ اجداد عیسائی تھے وہ زبردستی اگر جا آ کر بپتسمہ لے لیں۔ اور مذہب توحید چھوڑ کر تثلیثی ملت اختیار کر لیں۔ چنانچہ ایک بڑا گروہ جن کے مورث اعلیٰ عیسائی مذہب رکھتے تھے جبراً عیسائی بنا لئے گئے۔ اس پر مسلمانان غرناطہ نے کچھ احتجاج کیا مگر کمزوری اور کسی قسم کی قوت نہ ہوئے کی وجہ سے خاموش ہو گئے کوئی نتیجہ نہ نکلا۔

''مسلمان ہونا'' جرم قرار:......اس کے بعد پادریوں اور پرجوش عیسائیوں نے یہ شیوہ اختیار کیا کہ علی العموم مسلمانوں کو پکڑ لیتے تھے اور اس کو کہتے تمہارا دادا نصرانی تھا مسلمانوں نے اس کو مسلم بنا لیا تھا اب تم دوبارہ مذہب عیسائی قبول کر لو اگر اس پر وہ بحث ومباحثہ کرتا تو بغاوت کا جرم لگا کر اس کو قید کر دیتے رفتہ رفتہ عیسائیوں کے اس جوش نے اتنی زیادہ ترقی کی بڑے بڑے پکے مسلمان دیندار عیسائیت نہ قبول کرنے وجہ سے جرم بغاوت میں گرفتار کر لئے گئے اور مسلمان ہونے کی پاداش میں ان کو سخت سے سخت عقوبت دی جانے لگی۔

مسلمانوں میں حمیت کی ایک لہر:......اہل بیازین (البسین) کو یہ بات ناگوار گذری لہٰذا وہ اپنے مذہب کو بچانے کے لئے اُٹھ کھڑے ہوئے اور عیسائی حکام کو قتل کر ڈالا غرناطہ اور اس کے مضافات میں بغاوت پھیل گئی۔ ہر کوچہ وبازار میں غدر مچ گیا۔ عیسائیوں نے اس معاملے کا احساس کر کے کہ معاملہ طول پہنچ رہا ہے، نرمی وملاطفت سے مسلمانوں کے جوش کو ٹھنڈا کیا اور سردست سارے تنازعات کو رفع دفع کر دیا مگر یہ کارروائی صرف اس وقت کے لئے کی گئی تھی۔

باغی مسلمانوں کے قتل کا حکم:......''کاردی نل زمی نس'' نے جو اس ہنگامہ کا بانی تھا اور جسے ملکہ ازابلہ نے مسلمانوں کو عیسائی بنانے کی غرض سے ''ہرننڈ وارک'' بشپ کی مدد کے لئے بھیجا تھا ملکہ ازابلہ کو سمجھا بجھا کر ایک فرمان اس مضمون کا لکھوایا کہ ''پچھلے دنوں جن لوگوں نے حاکم وقت سے

بغاوت کی تھی ان کی سزا یہ ہے وہ قتل کئے جائیں اور اگر وہ مذہب عیسائی قبول کرلیں گے سزائے موت سے نجات مل جائے گی''اس فرمان کے جاری ہونے سے اکثر لوگ کیا، دیہات کیا۔ شہر والے بھی عیسائی بن گئے۔ چند لوگوں نے عیسائیت کے قبول کرنے سے انکار کیا اور باہر کا نکلنا بند کر دیا خانہ نشین ہو گئے ایسا ہی نفیق اور اندرش کے دیہاتوں اور بعض مقامات کے رہنے والوں نے بھی کیا۔ لیکن کوئی معقول نتیجہ پیدا نہ ہوا دشمنان اسلام نے ان کے استیصال اور بیخ کنی کی غرض سے فوجیں بھیجیں اور ایک سرے سے بہت لوگوں کو قتل کر ڈالا اور قید کر لیا۔

کوہ بللنقہ کے مسلمان:......صرف وہ لوگ اس مصیبت سے محفوظ رہے جنہوں نے ''کوہ بللنقہ'' اپنی پناہ گاہ بنا رکھا تھا اللہ تعالیٰ نے ان کے دشمنوں کے مقابلہ میں ان کی مدد کی دشمنان اسلام سے کئی بار جنگ لڑی انہیں لڑائیوں میں والی قرطبی مارا گیا اس عارضی کامیابی سے مسلمانوں کو فائدہ پہونچنے کے بجائے سخت نقصان کا سامنا کرنا پڑا۔

مسلمانوں کا قتل عام اور جلاوطنی:......عیسائیوں کے جوش انتقام کی آگ بھڑی اُٹھی ''کونٹ آف ٹنڈلا'' نے قلعہ گوجا کو یلغار کر کے چھین لیا ''کونٹ آف میرن'' نے ایک مسجد کو بارود سے اڑا دیا اس مسجد میں ایک بڑے صوبے کی عورتیں اور بچے جان بچانے کے لئے پناہ گزین اور بند تھے ''شاہ فرڈی ننڈ'' نے قلعہ لنجارن کو فتح کر لیا جو تمام کوہستان کا پھاٹک تھا ہزاروں مسلمان ان لڑائیوں میں آ گئے باقی لوگوں نے امان حاصل کی اور اپنے اہل و عیال سمیت فاس کی جانب جلاوطن چلے گئے ان جلاء وطنوں کو یہ حکم دیا گیا تھا تھوڑا سامال و اسباب اپنے ہمراہ لیجائیں قیمتی اسباب اور ذخیروں کو ہاتھ نہ لگائیں۔ چنانچہ جلاء وطن انتہائی یاس وحسرت سے مصر، مراکو اور ترکی چلے گئے اور وہاں پہنچ کر صنعت و حرفت کو ذریعہ معاش بنایا۔

مسلمانوں کا ظاہراً عیسائی بننا:......ان واقعات سے گویا ''کوہستان بللنقہ'' کا جھگڑا ختم ہو گیا تھا اور ان مسلمانوں نے عیسائی مذہب قبول کر لیا تھا جنہوں نے وطن کی محبت کو مذہب پر ترجیح دیا تھا مگر صرف ظاہرداری کے لئے عیسائی بنے ہوئے تھے اور اس کے فرائض کو بجبر و اکراہ اور انتہائی بے دلی سے ادا کر رہے تھے۔ اور در پردہ نمازیں پڑھتے اور اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے تھے۔ حاکم وقت کے ظلم سے بچنے کے خیال سے اپنے بچوں کو گرجا لیجاتے اور بپتسمہ دلاتے لیکن پادری کی نظروں سے غائب ہو کر یا کم از کم اپنے گھر پہنچ کر ان کے منہ بڑی احتیاط سے دھوڈالتے تھے۔ اسی طرح پہلے گرجا میں نکاح کراتے پھر اپنے گھر پر آ کر مذہب اسلام کے مطابق دوبارہ نکاح کرتے۔

سیکولر عیسائیوں کی مذہبی دھشت گردی:......غرض اس صورت وحالت سے مسلمانوں نے تقریباً پچاس برس اور گذر گئے عیسائیوں کے دلوں میں کینہ اور تعصب کی آگ تو بھری ہوئی تھی ان مسلمانوں کا حال معلوم کرنے کی غرض سے جاسوس اور مخبر مقرر کر دیئے اور جب ان کو یہ معلوم ہو گیا کہ یہ لوگ بظاہر عیسائی ہیں اور ان کے دلوں میں سے ہزاروں مسلمانوں کو دہکتی ہوئی آگ میں ڈال کر جلا دیا آلات حرب کا کیا ذکر ہے چھوٹے چاقو کے رکھنے کی ممانعت کر دی گئی مسجدوں کو زبردستی بند کرا دیا گیا۔ حمامات منہدم اور مسمار کرا دیئے مسلمانوں کے علمی سرمائے اور لاکھوں کتابوں کو جلا کر خاکستر کر دیا ان سب وحشیانہ مظالم سے بڑھ کر یہ ستم ڈھایا کہ وضع اور قطع اور نام ولباس تبدیل کر دینے کا عام حکم دے دیا زبان، رسم و رواج بھی بدلنے پر مجبور کر دیا۔

مسلمانوں کا طبل جنگ ،اور عیسائی مظالم:......اس نامنصفانہ اور وحشیانہ سلوک کا یہ نتیجہ نکلا کہ مسلمانوں نے متحد ہو کر عیسائیوں سے جنگ لڑنے پر پھر کمر باندھ لی اور اس ''کوہستان بللنقہ'' کو اپنا ٹھکانہ بنا کر دشمنان اسلام سے جنگ لڑنے سال تک یہ سلسلہ جاری وقائم رہا۔ عیسائیوں نے سفاکی اور غارتگری کا کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا ''مسلمان'' خونریزی اور شدید جسمانی [illegible] کے نشانہ بنے ہوئے تھے امان دے کر قتل کرنا وحشیانہ کشت وخون عیسائیوں کے بائیں ہاتھ کا کھیل تھا۔ کوہستان بللنقہ کے تمام دیہات [illegible] کا سارا پُر فضا میدان مذبح بنا ہوا تھا، جان بخشی اور عفو تقصیر کا ان لوگوں نے سبق ہی نہیں پڑھا تھا زندوں کو آگ میں ڈال دینا ان کے نزدیک کوئی بات نہ تھی عورت مرد اور بچوں کو آنکھوں کے سامنے ذبح کرا دینا معمولی شغل تھا۔

مسلمانوں کی جلاوطنی:......اس کے باوجود مسلمانوں نے انتہائی استقلال سے ان سب ناقابل برداشت مظالم اور وحشیانہ سلوک کا مقابلہ کیا اور

سینہ سپر لڑتے اور مرتے کھپتے رہے بار بار اپنے مذہب اور ملک کو بچانے کے لئے اٹھے جس کو شاہ اسپین حد درجہ کی جدوجہد سے رفع ودفع کرتا گیا آخر کار مسلمان اتنے کمزور ہو گئے کہ ان میں مقابلہ اور جنگ کی قوت باقی رہی اور نہ اللہ تعالیٰ جل شانہ کسی کو ان کا مددگار اور معین بنایا یہاں تک عیسائیوں نے اُن باقی ماندہ لوگوں کو بھی جن کو جبراً جلاوطنی یا غلامیت کے سوا کوئی چارہ کار نہ تھا ۱۰۱۷ھ ۱۶۰۸ء میں جلاء وطن کر دی۔ ہزاروں افراد فاس چلے گئے اور ہزاروں تلمسان کی جانب روانہ ہو گئے۔ عوام الناس کا ایک گروہ تیونس کی طرف نکل کھڑا ہوا۔ ان غریب جلاوطنوں پر جنھوں نے تلمسان اور فاس کا رخ کیا تھا یہ آفت آئی کہ رہزنوں اور صحرائیوں نے ان کو لوٹ لیا جان سے بھی گئے اور مال سفر، اختیار کیا تھا ان میں سے اکثر لوگ صحیح وسالم تیونس پہنچ گئے اور سلطان تیونس کے حکم سے ان لوگوں نے ویران مقامات کو آباد کیا۔

عیسائی تہوار میں مسلمانوں کی قربانی:...... کہتے ہیں کہ بیس ہزار سے زیادہ مسلمان تو پہلی لڑائیوں میں کام آئے تھے اور تقریباً پچاس ہزار خاص صوبہ "بلبلنقہ" میں اس دن تک مارے گئے جبکہ ڈون جون (شاہ فلپ کے سوتیلے بھائی) نے عیسائی رسولوں اور شہیدوں کی عزت میں مسلمان قیدیوں کو ذبح کر کے تہوار منایا تھا۔

جلاوطن اور برباد مسلموں کی تعداد:...... خانہ بربادی اور جلاء وطن کے سلسلہ میں غرناطہ کے خاتمہ سے گیارہویں صدی کے دوسرے عشرے تک (مطابق سترہویں صدی عیسوی) تمیں لاکھ مسلمان جلاء وطن اور خانہ برباد کئے گئے انتہٰی (ملخصاً من کتاب نفح الطیب من غصن الاندلس الرطیب من صفحہ ۶۷۲ الہ صفحہ ۸۱۴ من الباب الثانی من المجلد الثانی للشیخ العلامۃ ابوالعباس احمد بن المقری)۔

اندلس سے مسلم دور کی مثال:...... اندلس میں مسلمانوں کی ہزار سالہ حکومت گویا ایک خواب تھا کہ جب تک اس حالت میں رہے سب کچھ سامنے تھا مگر جیسے ہی آنکھیں کھلیں نہ وہ منظر سامنے رہا اور نہ وہ عالم باقی رہ گیا۔ یا سراب کی سی کیفیت تھی کہ تشنہ لبوں کو دور سے پانی کی وادی معلوم ہوتی تھی اور جب قریب گئے تو سوائے ریت کے اور کچھ نہ تھا۔ یہی حالت بعینہ مسلمانوں کی اندلس میں ہوئی کہ جب تک اس ملک کی حکومت اس قوم کے قبضہ میں رہی اس وقت تک شائستگی اور سچی تہذیب کا سرچشمہ، علوم اور فنون کا معدن اور تمام سارے یورپ کا استاد بنا رہا مگر جیسے ہی مسلمانوں کو جلاء وطنی اور خانہ بربادی نصیب ہوئی مملکت ہسپانیہ سے سونے کی چڑیا اڑ گئی ہی مسلمانوں کو جلاوطنی اور خانہ بربادی نصیب ہوئی مملکت ہسپانیہ سے سونے کی چڑیا اڑ گئی اب کوئی شخص ترقی یافتہ ممالک میں اس کو شمار تک نہیں کرتا۔

مسلمانوں پر ظلم کے ذمہ دار:...... مسلمانوں پر یہ عام مصیبتیں شاہ فرڈی نینڈ، ملکہ ازابلہ چارلس پنجم اور فلپ دوم کے ہاتھوں نازل ہوئیں ان لوگوں نے جو سلوک مسلمانان اندلس کے ساتھ کئے اس کو منصفانہ یا دانشمندانہ سلوک سے تعبیر کرنا انصاف اور عقل کا خون کرنا ہے انہوں ان پر سخت وحشیانہ ظلم کئے اور ان سے حد درجہ کی دھوکا بازی کی اگر عیسائی حکمران اس عہد نامہ کی شرائط کو پیش نظر رکھتے جو ان کے اور آخری فرمانروائے غرناطہ کے درمیان ہوا تھا تو نہ اتنے کشت وخوں کی نوبت آتی اور نہ بغاوت کی آگ بھڑکتی۔ ان تمام خونریزیوں اور غارتگریوں کے ذمہ دار یہی نرم دل عیسائی حکمران ہیں جنھوں نے طرح طرح کے وحشت ناک قوانین جاری کئے اور بزور تیغ عیسائی مذہب کی اشاعت کی۔

اندلس کے مسلم فاتحین دور عیسائی فاتحین کا موازنہ:...... جس وقت ہم اندلس کے ان دونوں فاتحوں کا مؤرخانہ حیثیت سے موازنہ کرتے ہیں تو زمین وآسمان کا فرق محسوس ہوتا ہے۔ مسلمانوں نے جس وقت اندلس کو فتح کیا تھا۔ اس وقت انکی عام حالت کی سی تھی وہ عرب کے صحرا سے نکل کر آئے تھے جہاں پر تھوڑے دنوں پہلے تک بات بات پر لڑ جانا اور اس لڑائی کا مدتوں قائم رہنا ان کے بائیں ہاتھ کا کھیل تھا مگر جب وہ فتح مندی کا جھنڈا لے کر اندلس کی تسخیر کے لئے آئے تو اس وقت شائستگی تہذیب، انسانی ہمدردی اور مساوات کو بھی اپنے ساتھ لائے تھے اس کی تعلیم ان کو ان کے پاک مذہب سے ملی تھی یہی وجہ تھی کہ نہ تو انہوں نے ان کے رسم ورواج بدلے تھے۔ اور نہ انہیں جبراً مسلمان بنایا تھا انہوں نے نہایت نیک نیتی سے اہل اسپین کے ساتھ باوجودیکہ ان شمار مفتوحہ اقوام میں تھا مذہب وملت کے لحاظ کے بعد مساوات اور یگانگت کا برتاؤ کیا اور ایسی دل جوئی کی اور اپنے اخلاق حسنہ کا ایسا سکہ جمایا کہ انہوں نے خود بخود بلا جبر واکراہ مذہب اسلام کو قبول کرنا شروع کر دیا۔ اور اپنی زبان سیکھنے کے بجائے عربی کی

تعلیم کو باعث فخر وعزت سمجھنے لگے۔ اب بھی سیکڑوں کیا ہزاروں الفاظ عربی کے اسپین کی زبان میں موجود ہیں اصل یہ کہ ان عربوں نے صرف ان کے ملک پر قبضہ نہیں کیا تھا بلکہ یہ ان کے دلوں پر اور ان کی زبانوں پر قابض ہو گئے تھے زبردستی نہیں بلکہ رضامندی سے اور جب عیسائیوں نے بدنصیب اور عزت زدہ مسلمانوں سے اندلس کا قبضہ چھینا تو باوجود عہد واقرار کے کیا کچھ نہیں کیا؟ مسلمان کو جبراً عیسائی بنایا۔ رسم ورواج اور نام تک بدلنے پر مجبور کیا ان کے بچوں کو گرجا میں لے جانے اور بپتسمہ دلانے کا حکم دیا، عیسائیوں کی طرح گرجا گھر میں ان کے نکاح پڑھوانے پر زور دیا، ان کو خوش قطع اور خوش وضع لباس چھوڑنے کا حکم صادر کیا اور اصل اسپین کی طرف کوٹ پتلون پہننے اور ٹوپیاں دینے کا دباؤ ڈالا، ان کے حمامات مسمار کرادیئے مسجدوں کو بند کرا دیا۔ اور بعض کو منہدم کر کے کلیساء بنا دیا اور کسی کو عدالت کا کمرہ مقرر کیا، لاکھوں کتابیں جو مسلمانوں کی عمر بھر کا سرمایہ علمی تھا جلا کر خاکستر کر دیا، اور اس پر بھی جب ان کے کلیجہ کو ٹھنڈک نہ پہنچی تو انہوں نے اس ملک سے ان کا بیخ وبن اکھاڑ کر پھینک دیا یعنی سارا مال واسباب چھین کر جلاء وطن کر دیا۔

ببیں تفاوت از کجاست تا بکجا

مسلمانان اندلس پر آفات کا سبب:..... مسلمانوں پر یہ آفتیں صرف اس لئے نازل ہوئیں کہ انہوں نے قرآن مجید سے کوئی تعلق نہ رکھا تھا ارشادات نبوی کو پس پشت ڈال دیا تھا۔ ''انابت الی اللہ'' دلوں سے ختم ہوگئی تھی اس کا لازمی نتیجہ کہ ان میں خود غرضی آ گئی ہمدردی اور اخوات اسلامی جاتی رہی اولوالامر کی فرمانبرداری سے سبکدوش ہو گئے عیسائیوں کے دوست اور اتحادی بن گئے اور آپس میں لڑ جھگڑ کر عیسائیوں کی بڑھتی ہوئی قوت کو مدد پہنچائی جس کی سخت ممانعت اور بے حد تاکید آئی ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ان پر وہ مصائب نازل کئے کہ جن کے سننے سے کلیجہ منہ کو آتا ہے۔

مسلمانوں پر منطبق ہونے والی آیات قرآنی:..... فتح اندلس کے دوران اللہ جل شانہ نے اپنے قرآن مجید کی آیہ کریمہ ''واورثکم ارضھم ودیارھم اموالھم وارضاً لم تطؤ ھا، وکان اللہ علی کل شئ قدیراً (اور تمہیں مالک بنایا ان کی زمین اور ان گھر اور ان کے مال کا اور ایسی زمین کا جس پر ابھی قدم نہیں پڑے اور اللہ ہر چیز کے کرنے پر قادر ہے) کی پیشن گوئی پوری کی جب مسلمانوں نے اپنی حالت بدل دی تو بحکم ان اللہ لا یغیر مابقوم حتیٰ یغیر واما بانفسھم (بیشک اللہ تعالیٰ کسی قوم کی حالت نہیں تبدیل کرتا جب تک کہ وہ اپنی حالت خود نہ بدلیں) طرح طرح کی مصیبتوں میں اللہ تعالیٰ نے انہیں مبتلا کیا اور آخر کار وان یتولوا یعذبھم اللہ عذاباً الیماً فی الدنیا والآخرۃ، وما ھم فی الارض من ولی ولا نصیر، (نہ مانیں گے اگر تو ان کو دکھ کی ''مار'' دے گا دنیا اور آخرت میں اور ان کا روئے زمین میں کوئی حمایتی اور نہ مددگار ہوگا) کی پیشن گوئی بھی سچ کر دکھایا کسی نے ذرا بھی ان کی مدد نہ کی حالانکہ سلطان مراکو، سلطان ترکی اہل تیونس اور خدیو مصر کو بہت زیادہ امداد کا موقع کا حاصل تھا، (واللہ یفعل مایشاء ویحکم ما یرید) (مترجم کا کلام ختم ہوا)

جلالقہ کی نسل ❶ بنوادفونش اور اندلس، فرانس اور بشکنش پرتگال وغیرہ کے حکمرانوں کے حالات

اس وقت چار عیسائی حکمرانوں چاروں طرف سے اسلامی علاقوں کو گھیر ہوئے تھے اور ملت اسلامیہ ان لوگوں کے ساتھ دریا پار رہنے سے عاجز ہوگئی تھی حالانکہ ان لوگوں نے اکثر ان علاقوں کو مسلمانوں کے قبضہ سے چھین لیا تھا جن کو فتوحات اسلامی نے اپنے ابتدائے دور میں فتح کیا تھا۔

عیسائی حکمرانوں کے زیر کنٹرول علاقے:..... ان چاروں عیسائی حکمرانوں میں سے بادشاہ قشتالہ (کسٹائیل) کے مقبوضہ علاقے وسیع اور بڑے تھے قشتالہ، غلوشیہ اور قرنیترہ وغیرہ اس کے کنٹرول میں تھے، ''قرنیترۃ'' میں بسیط قرطبہ، اشبیلیہ، طلیطلہ اور جیان وغیرہ شامل تھے جس کی حدود جوف جزیرہ سے لے کر مغرب سے مشرق تک پھیلی ہوئی تھی۔

بادشاہ پرتگال کی حکومت:..... مغرب کی جانب سے بادشاہ برتغال (پرتگیز) کی سرحد ملتی تھی اس کے زیر کنٹرول علاقوں کا رقبہ کم تھا صرف

❶..... ''ذخیرۃ'' لابن بسام (جلد نمبر ۴ صفحہ نمبر ۱۲۰) پر اذفونس لکھا ہوا ہے۔

''اشبونہ'' ❶ پر اس کا قبضہ تھا مجھے اس وقت تک یہ نہیں معلوم ہوا کہ بادشاہ پرتگال کا نسب کیا ہے، گمان غالب یہ ہوتا ہے کہ یہ ان سرداروں کی نسل سے ہے جنہوں نے گذشتہ زمانہ میں ''بنوادفونش کے زیر کنٹرول علاقوں پر قبضہ حاصل کیا تھا جیسا کہ آئندہ بیان کیا جائے گا عجب نہیں کہ یہ ان کی اولاد سے ہوں اور ان کے بہترین نسب سے شمار کئے جاتے ہوں واللہ اعلم۔

کسٹائیل (قشلہ) کی حکومت: ..... بادشاہ قشتالہ کی حدود کے مشرقی جانب بادشاہ نیرہ کا ملک ملا ہوا تھا اور یہی بادشاہ ''دشکنش'' کے نام سے یاد کیا جاتا تھا اس کے زیر کنٹرول علاقوں کا رقبہ کم اور چھوٹا تھا قشتالہ اور بادشاہ برشلونہ کے ملک کی درمیانی زمین اس کے قبضہ میں تھی بادشاہ نبرہ کا دارالحکومت شہر ''بنبلونہ'' میں تھا اس کے علاوہ جو علاقے تھے اس پر بادشاہ ''برشلونہ'' کا قبضہ تھا اب ہم ان لوگوں کے حالات فتح اسلامی کے زمانہ سے بیان کرنا چاہتے ہیں جس سے ایک بالتفصیل ان کے حالات سے واقفیت حاصل ہو جائے گی۔

فتح اسلامی کے وقت سے عیسائیوں کے حالات: ..... جس وقت فتح اسلامی کے زمانے میں مسلمانوں نے عیسائیوں کو ۹۰ھ اور ۷۷ے ھ میں مغلوب کر کے لزریق (راڈرک) بادشاہ قوط (گاتھ) کو تہ تیغ کیا اور پورے جزیرہ اندلس میں سیلاب کی طرح پھیل گئے اس وقت تمام عیسائی گروپ اندورنی اندلس سے سمٹ کر ساحل بحری کی طرف بھاگ نکلے اور قشتالہ کی دوسری طرف کی سرحدوں کو عبور کر کے ''جلیقیہ'' میں جا کے جمع ہو گئے، ان لوگوں پر تین افراد نے حکومت کی۔ ابن نا قلہ انیس سال تک حکومت کرتا رہا۔ ۱۳۳ھ اور ۷۵۰ء میں اس نے وفات پائی اور اس کی جگہ قافلہ تخت نشین ہوا دو برس حکومت کر کے یہ بھی مر گیا چنانچہ ان لوگوں نے ان دونوں کے بعد ''اوفونش بن بطرہ'' کو اپنا بادشاہ تسلیم کیا اسی اوفونش کی اولاد اس وقت تک حکمرانی کر رہی ہے، یہ نسباً عجم میں سے ''جلالقۃ'' کے خاندان سے ہے جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا۔ ابن حبان کا یہ خیال ہے کہ یہ قوط کی نسل میں سے ہے اور میرے نزدیک یہ صحیح نہیں ہے کہ کیونکہ قوم قوط (گاتھ) تباہ و برباد اور ہلاک ہو گئی اور یہ کم دیکھا گیا ہے کہ کوئی قوم تباہی اور بربادی کے بعد دوبارہ صحیح حالت پر آ جائے بلکہ یہ ایک نیا بادشاہ اور دوسرے کسی گروہ کا ہے۔ واللہ اعلم۔

اوفونش بن بطرہ اور عیسائی تعمیر نو: ..... الغرض اوفونش بن بطرہ نے باقی بچنے والے جنگجو عیسائیوں کو ان علاقوں کو بچانے پر متحد اور متفق کیا جو مسلمانوں کے قبضہ وتصرف سے بچ گئے تھے اس وقت اسلامی فتوحات کا سیلاب ''جلیقیہ'' تک پہنچ گیا تھا، اور جلیقیہ کی فتح کے بعد کچھ ایسے اتفاقات پیش آئے تھے کہ اسلامی بہادروں نے تیغ وسپر رکھ دیا تھا اتنے میں حکومت اسلامیہ کے قوائے حکمرانی اندلس میں کمزور ہو گئے اور عیسائیوں نے اکثر ان علاقوں کے جنھیں مسلمانوں نے عیسائیوں سے چھین لیا تھا دوبارہ قبضہ کر لیا، اٹھارہ سال حکومت کرنے کے بعد اوفونش بن بطرہ نے ۱۴۲ھ اور ۷۵۹ء ❷ میں وفات پائی۔

عیسائی حکومتوں کی مختصر سی جھلک: ..... پھر اس کا بیٹا فرویلہ حکمران بنا اس نے گیارہ سال حکومت کی اس کی شان وشوکت بڑھی قوائے حکمرانی کو مضبوطی ملی اسی زمانہ میں اتفاق سے عبدالرحمٰن داخل کو نظام حکومت کی درستگی کی ضرورت پیش آ گئی پس چنانچہ فرویلہ نے شہر یک، برتغال، سمورہ، سلمنقہ شقرنیہ اور قشتالہ وغیرہ کو مسلمانوں کے قبضہ سے چھین لیا۔ ۱۵۸ھ اور ۷۷۴ء میں یہ ہلاک ہو گیا، پھر اس کا بیٹا شیلون حکمران بنا دس سال تک اس کی حکومت رہی ۱۶۸ھ اور ۷۸۴ء میں یہ بھی مر گیا تب عیسائیوں نے اوفونش کے سر پر تاج شاہی رکھا مگر سمول ماط نامی ایک عیسائی نے اس سے بغاوت کی اور اچانک حملہ کر کے اس کو مار ڈالا اور خود اس کی جگہ سات سال تک حکومت کرتا رہا اس واقعہ کے بعد سے ہی امیر عبدالرحمٰن کی حکومت اندلس میں ایک طاقت ور حکومت بن گئی اس کی فوجوں نے سرزمین جلیقیہ پر جہاد کیا، متعدد قلعے لڑ کر فتح کئے ہزاروں قیدی اور بہت سامال غنیمت اسلامی فوجوں کے ہاتھ آیا سمول کے بعد انہی عیسائیوں میں سے اوفونش نامی ایک دوسرے شخص نے حکومت اپنے ہاتھ میں لی۔

---

❶ ..... یہ موجودہ پرتگال کا دارالحکومت ہے آج کل اس کا نام ''لشبونہ'' ہے

❷ ..... میرے نزدیک یہ کاتب کی غلطی ہے بجائے ۱۵۳ھ اور ۷۶۹ء ہونا چاہئے۔ کیونکہ ۱۳۳ھ میں ابن قافلہ کی وفات ہوئی تھی، اور دو سال تک اس کا بیٹا فافلہ حکمران رہا۔ اس حساب سے ۱۳۵ھ میں اوفونش تخت حکومت میں متمکن ہوا اٹھارہ سال اس نے حکومت کی چنانچہ اس لحاظ سے افونش کا انتقال ۱۵۳ھ میں ہوا نہ کہ ۱۴۲ھ میں۔

رذمیر اور سانچہ کی حکومتیں:.....ابن حبان نے تحریر کیا ہے کہ رذمیر کی حکومت ۳۱۹ھ اور ۹۳۱ء ناصر کے دور حکومت میں تھی خلیفہ ناصر نے اس پر جہاد کے لئے فوج کشی کی تھی، یہاں تک غزوہ خندق میں مسلمانوں کو عیسائی جنگ آوروں کے مقابلے میں پسپا ہونا پڑا یہ واقعہ ۳۲۷ھ اور ۹۳۸ء کا ہے غزوہ خندق شہر ''سنت ماکس'' کے قریب ایک میدان میں ہوا تھا جیسا کہ اس کی جگہ پر ذکر ہو چکا اس کے بعد ۳۳۳ھ اور ۹۴۴ء میں رذمیر عیسائی بادشاہ مر گیا اور اس کا بھائی ''سانچہ'' (سانکو) حاکم بنا۔اس کی دلیری اور مردانگی غیر معمولی تھی نہایت چالاک اور ہوشیار تھا اس کے باوجود اراکین وسرداران دولت کے ہاتھوں اس کی حکومت کی بے حد نقصان اٹھانا پڑا اس کی حکومت کا شیرازہ درہم برہم ہو گیا اس کے بعد ''بنو اوفونش'' کو جلالقہ میں دوبارہ حکومت کرنا نصیب نہ ہوا لیکن زمانہ طوائف الملوکی کے بعد پھر اس کا دور دورہ ہو گیا تھا۔(اس کا ذکر اوپر ہو چکا)۔

فرڈی ننیڈ بانی انقلاب اور سانچہ:.....ابن حبان نے نقل کیا ہے کہ اس گروہ کی بادشاہت میں فردلند (فرڈیننڈ) بن عبد شعلب ''سردار البتہ وقلاع'' کے ہاتھوں انقلاب پیدا ہوا یہ ان تمام عیسائی سرداروں میں سے معظم ومحترم تھا جو بڑے عیسائی بادشاہ کی طرف سے مختلف صوبوں کی گورنری پر مقرر تھے چنانچہ اس نے صوبہ ''البتہ'' میں سانچہ کی مخالفت کا اظہار کیا اور اپنی کمک پر سانچہ کے مقابلے میں بادشاہ بشکنش کو لے آیا۔سانچہ ان واقعات سے مطلع ہو کر خلیفہ ناصر کی خدمت میں فریاد بن کر دربار قرطبہ میں حاضر ہوا اور امداد کی درخواست کی چنانچہ خلیفہ ناصر نے اس کو مالی اور فوجی مدد دی اس امداد واعانت کی بدولت خلیفہ ناصر کو سمورہ پر قبضہ مل گیا اور اس نے مسلمانوں کو ٹھہرایا، سانچہ اور فرولنڈ میں مدتوں لڑائی کا سلسلہ جاری وقائم رہا یہاں تک کہ فرولند انہی لڑائیوں میں سے کسی لڑائی میں گرفتار کر لیا گیا، پھر بادشاہ بشکنش سانچہ کے درمیان اس شرط پر صلح ہوگئی کہ فرولند بن عبد سلب اس کا قیدی اس کے پاس بھیج دیا جائے چنانچہ سانچہ نے اس کو رہا کر دیا۔

سانچہ اور فرڈنینڈ کی موت:.....اس کے بعد ۳۱۵ھ اور ۹۶۲ء میں اردون اوفونش (اورڈونو) خلیفہ مستنصر کی خدمت میں فریادی صورت بنائے ہوئے حاضر ہوا اور سانچہ کے خلاف امداد واعانت کی درخواست کی چنانچہ مستنصر نے اس کی درخواست قبول کر لی اور اپنے نامور سپہ سالار غالب کو اس کی کمک پر مقرر کیا، اس واقعہ کے بعد ادھر سانچہ بادشاہ اوفونش ''بطلیوس'' میں مر گیا، پھر اس کا بیٹا رذمیر اس کی جگہ ان لوگوں پر حکومت کرنے لگا اُدھر فرولند بن عبد شلب ''سردار البتہ'' بھی کسی سفر کے دوران ہلاک ہوا پھر اس کے بیٹے غرسیہ کو اس صوبہ کا مالک وسردار بنایا گیا۔

رذمیر عیسائی کی پیش قدمی اور منصور بن عامر:.....اتنے میں خلیفہ حکم مستنصر نے وفات پائی اور رذمیر نے سرحدی شہروں کو تاخت وتاراج کرنا شروع کر دیا رفتہ رفتہ اس کی بدمعاملگی اور ایذارسانی بڑھتی گئی یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے اس کی سرکوبی پر منصور بن عامر خلیفہ ہشام موید کے حاجب کو مامور کیا چنانچہ اس نے رذمیر کے زیر کنٹرول علاقوں پر خوب حملے کئے کئی بار جہاد کے لئے اس پر فوج کشی کی، کئی بار سمورہ میں اس کا محاصرہ کیا اس کے بعد لیون کی جانب بڑھا اور اس کو بھی اپنے محاصرے میں لیا اس واقعہ سے کچھ دنوں پہلے غرسیہ نے فرولند والی البتہ پر بھی یلغار کی تھی بادشاہ بشکنش اس کی کمک پر آیا ہوا تھا منصور نے اپنے پرزور حملوں سے ان دونوں کی شکست فاش دی اس کے بعد یہ دونوں متحد ہو کر رذمیر کے ساتھ منصور کے مقابلہ پر آئے مقام سنت ماکس پر سخت اور خونریز جنگ ہوئی منصور نے یہ میدان بھی جیت لیا اور ان سب عیسائی حکمرانوں کو شکست دے کر ''سنت ماکس'' پر قبضہ کر لیا اور کامیابی کے بعد اس کے قلعہ کو گرا دیا اور شہر کو ویران کر ڈالا۔

رذمیر منصور کا فرمانبردار:.....ان پے در پے شکستوں سے جلالقہ کے چھکے چھوٹ گئے، رذمیر کو بدقسمت اور منحوس کہنے لگے اس کے چچا ''برمندین'' ''اردون'' اس کے خلاف علم مخالفت بلند کر کے حکومت وسلطنت کا دعویدار بن گیا، عیسائیوں میں نفاق اور باہمی کینہ کی آگ بھڑک اٹھی۔ اس کے بعد رذمیر نے ۳۷۴ھ اور ۹۸۴ء میں منصور کی اطاعت قبول کر لی اور اس کے بعد ہی مر گیا اس کے مرنے کے بعد اس کی ماں بھی منصور نے جلالقہ بالاتفاق برمند بن اردون کو اپنا بادشاہ بنائے رہے۔

منصور کا جلالقہ پر دوبارہ حملہ:.....منصور نے جلالقہ پر دوبارہ چڑھائی کر دی۔ برمند کو یہ حملہ نہایت شاق گذرا بہت کچھ ہاتھ پاؤں مارے مگر کچھ بن نہ پڑا اور منصور نے ''جیون'' کو فتح کر کے سمورہ کی جانب قدم بڑھایا، برمند سمورہ کو چھوڑ کر بھاگ گیا، اور اہل سمورہ نے شہر کو منصور کے حوالہ کر دیا

چنانچہ منصور نے سمورہ کو تاخت و تاراج کر کے چٹیل میدان بنا دیا اس جگہ کے فتح ہونے سے جلالقہ کے قبضہ میں چند کوہستانی قلعوں کے سوا اور کوئی قلعہ باقی نہ رہا جو کہ ان کے ملک اور بحر اخضر کے درمیان میں حائل تھے اس کے بعد برمند کی یہ کیفیت رہی کہ کبھی مطیع اور فرمانبردار بن جاتا تھا اور کبھی بدعہدی کر کے مخالفت کا اعلان کر دیتا تھا۔

برمند کی شکست اور منصور کی مکمل کامیابی: ...... منصور اس پر خود یلغار کرتا رہتا تھا بالآخر برمند نے اپنی ناکامی کا یقین کر لیا، اور ۳۸۵ھ اور ۹۹۵ء میں منصور کے دربار میں حاضر ہو کر گردن جھکا دی اور اپنے سارے علاقوں کی حکومت منصور کے حوالہ کر دی، منصور نے اس کے ساتھ فیاضانہ سلوک کئے اور اسے اس کے علاقوں کا اپنی طرف سے گورنر بنا دیا اور اپنا باج گذار بنا کر دوبارہ اس کے ملک کو واپس کر دیا۔ ۳۸۹ھ اور ۹۹۸ء میں سرحدی علاقوں کی حفاظت کے لئے مسلمانوں کے ایک گروہ کو سمورہ میں آباد کیا اور ابوالاحوص معن بن عبدالعزیز تجیبی کو ان کا امیر مقرر کیا۔

غرسیہ کی گوشمالی: چونکہ غرسیہ بن فرولند نے منصور کے مخالفین کی مدد کی تھی اس لئے منصور نے اس کی گوشمالی کی طرف توجہ کی چنانچہ فوجیں مرتب کر کے شہر اشبونہ دارالسلطنت غیسیہ (گلیسیا) پر چڑھائی کر دی اور اس پر قبضہ کر کے اسے ویران اور خراب کر ڈالا، اس واقعہ کے بعد غرسیہ کا انتقال ہو گیا پھر اس کا بیٹا سانجہ حاکم بنا، منصور نے ان سب حکمرانوں پر جزیہ قائم کر دیا، اور تمام اہل جلیقیہ کو اپنے علم حکومت کے سائے میں لے لیا، یہ لوگ منصور کے شاہی اقتدار کو اسی طرح تسلیم کرتے تھے جس طرح کہ صوبوں کے گورنر اپنے بادشاہ کے شاہی جاہ و جلال کو مانا کرتے ہیں۔

خودمختار عیسائی حکمران: ...... صرف برمند بن اردون اور مسد بن عبدشلب غلیسیہ کا حاکم اس اثر سے محفوظ رہا کیونکہ یہ دونوں خودمختاری کے ساتھ حکمرانی کر رہے تھے، اس کے باوجود مسد بن عبدشلب نے مراسم اتحاد قائم کرنے کے لئے اپنی بیٹی کو ۳۸۳ھ اور ۹۹۳ء میں منصور کی خدمت میں بطور کنیز خدمت کرنے کو بھیج دیا چنانچہ منصور نے اس کو آزاد کر کے اپنے نکاح میں لے لیا، کچھ عرصے بعد برمند نے سرکشی کی، منصور کو اس کی خبر ملی فوجیں تیار کر کے چڑھائی کر دی اور کامیابی کا جھنڈا لئے ہوئے سینٹ یاقب (سینٹ یعقوب باباگو) تک پہنچ گیا جہاں پر ہر سال عیسائیوں کا جم غفیر حج و زیارات کرنے آتا تھا جہاں اور یعقوب حواری کی قبر تھی یہ مقام غلیسیہ کی انتہائی سرحد واقع ہے عیسائیوں نے منصور کی آمد کی خبر سن کر اس جگہ کو خالی کر دیا تھا منصور نے سینٹ یعقوب کو منہدم کرا دیا، اس کے دروازوں کو دارالحکومت قرطبہ اٹھا لایا اور جامع قرطبہ اپنی یادگار کے طور پر لگا دیا کیونکہ ہر حکمران اس کی عمارت میں کچھ نہ کچھ اضافہ کرتا چلا آ رہا تھا۔ برمند بن اردون نے منصور کی ان کامیابیوں سے متاثر ہو کر صلح اور شرائط صلح طے کرنے کے لئے اپنے بیٹے بلانہ کو جلیقہ کے گورنر معن بن عبدالعزیز برمند کی درخواست کو قبولیت کا درجہ عنایت کیا اور اس سے صلح کر لی لہٰذا بلانہ کامیابی کے ساتھ اپنے باپ کی طرف واپس روانہ ہو گیا۔

اوفونش کی خودمختاری: ...... اس کے بعد منصور نے عیسائی سرداروں میں سے ارغوس کا قلعہ فتح کرنے پر کمر ہمت باندھی جو اطراف جلیقیہ میں سمورہ قشیلہ کے درمیان حکمرانی کر رہا تھا اس کا دارالحکومت سنٹ بریہ میں تھا، لہٰذا ۳۸۵ھ اور ۹۹۵ء میں انتہائی مردانگی سے فتح کر کے حکومت اسلامیہ کی حدود میں داخل کر لیا، پھر برمند بن اردون بادشاہ ہنو اوفونش نے بادیہ ہلاکت کا سفر کیا اس کا بیٹا اوفونش حکمران بنا اس نے خودمختار حکومت کا اعلان کیا مسد بن عبدشلب آڑے آیا، اس جھگڑے کا فیصلہ کرنے کے لئے عبدالملک بن منصور کو حکم مقرر کیا منصور نے اصبع بن سلمہ قاضی نصاریٰ کو ان دونوں کے مقدمے کا فیصلہ کرنے پر متعین فرمایا اصبع نے مسد بن عبدشلب کے حق میں فیصلہ کیا لہٰذا اوفونش بن برمند اس وقت سے مسد بن عبدشلب کی نگرانی میں حکمرانی کرتا رہا یہاں تک کہ ۳۹۸ھ اور ۱۰۰۷ء میں اوفونش نے انتہائی چالاکی سے مسد کو مار کر اس کی حکومت کو بالکل ختم کر دیا، اور اپنے باپ کے دور حکومت کے سرداروں سے اور ان لوگوں سے جو اس کی قوم کے شاہی مراسم کے بجا لانے کا طلب گار رہوا۔

اوفونش اور عبدالملک کی جنگ: ...... چنانچہ اوفونش کو اس ارادے میں کامیابی ہوئی اس نے اپنی جانب سے ان لوگوں کو مقرر کیا جو اس کے پاس رہتے تھے اور جن پر اس کو اعتماد تھا رفتہ رفتہ اس کے زمانہ میں بنی ارغوس اور بنی فرولند وغیرہ کے بادشاہوں کا ذکر و تذکرہ بالکل ختم ہو گیا جس کے حالات پہلے تحریر کر آئے ہیں ان لوگوں کی حکومتیں بنی اوفونش میں سے سانجہ بن زدمیر کے زمانہ حکمرانی میں تھیں۔ اوفونش نے ان سب چھوٹی

حکومتوں کو ایک جگہ جمع کر کے متفقہ قوت سے عبدالملک مظفر بن منصور کے مقابلہ کی تیاری کی بادشاہ بشکنش نے فوجی اور مالی مدد دی فلونیہ کے باہر ایک میدان میں دونوں دشمنوں کا مقابلہ ہوا سخت اور خونریز جنگ کے بعد اس نے ان کو شکست دی اور لڑے بغیر قلعہ کو فتح کر لیا۔

سانجہ بن غرسیہ کا قتل:......ان واقعات کے بعد منصور اور اس کے بیٹوں کی حکومت کا سلسلہ ختم ہو گیا چوتھی صدی کے شروع میں بربریوں کا فتنہ پھیلا۔ البتہ کے گورنر سانجہ بن غرسیہ کو مسلمانوں سے بدلینے کا موقع مل گیا، ہمیشہ ایک نہ ایک گروہ کو دوسرے گروہ کے خلاف ابھار دیتا اور اس کی مدد کرتا تھا یہاں تک کہ اس کی بعض امیدیں حاصل ہو گئیں اسی دوران بادشاہ بشکنش نے اس کو ۴۰۶ھ اور ۱۰۱۵ء میں مار ڈالا اور عیسائیوں نے آہستہ آہستہ ان علاقوں کو جو کہ قشتالہ اور جلیقیہ میں واقع تھے اور جہاں پر یہ اس سے پہلے مغلوب ہو چکے تھے دبا لیا، افونش مسلسل جلیقیہ اور اس کے صوبوں پر حکمرانی کرتا رہا اور اسی کے خاندان میں سلسلہ حکومت قائم وجاری رہا یہاں تک کہ اندلس میں طوائف الملوکی کا زمانہ آ گیا، اور لمتونہ مغربی بادشاہوں میں سے مرابطیوں نے ملوک الطّوائف اندلس پر غلبہ حاصل کر کے پورے ملک اندلس کو اپنی حکومت کا ماتحت فرمانبردار بنا لیا، اور عربوں کی حکومت ملک اندلس سے بالکل ختم ہو گئی۔

بنی افونش:......تواریخ اور لمتونہ کے حالات میں لکھا ہوا ہے کہ جس بادشاہ قشتلہ نے ملوک الطّوائف اندلس پر ۴۵۰ھ اور ۱۰۵۸ء میں خراج قائم کیا تھا وہ مطبین تھا بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ شخص سانجہ بن امرک پر جو کہ ان دنوں افونش کا بادشاہ تھا، قابض تھا اور یہ ان کی تاریخ دے ذکر ہے اور جب یہ مر گیا تو حکومت اس کے بیٹوں فرولند اور غرسیہ اور رذمیر نے اپنے اپنے ہاتھوں میں لی مگر ان سب کا نگراں اور اس کے کاموں کا منتظم فرولند تھا، اس نے سنت بریہ اور ابن افطس کے اکثر صوبوں پر قبضہ کر لیا تھا، پھر یہ سانجہ غرسیہ اور الفنش کو چھوڑ کر مر گیا، ان لوگوں میں نااتفاقی پیدا ہو گئی لڑنے بھڑنے کا نتیجہ یہ ہوا کہ حکومت وسلطنت پر الفنش تن تنہا قابض ہو گیا اسی کے زمانہ میں ظاہر اسماعیل بن ذی النون نے ۴۶۷ھ اور ۱۰۷۴ء میں وفات پائی۔ اور اسی نے ۴۷۸ھ اور ۱۰۸۵ء میں طلیطلہ پر قبضہ کیا تھا۔

الفنش کی امارت:......ان دنوں جزیرہ اندلس میں اس کے قبضہ سے اس کی بڑی عزت تھی اس کے بطارقہ اور سرداروں میں سے برہانس (جس کا ملقب تھا انبنذ ورتھا) تھا اس کے معنی "ملک الملوک" ہیں اس کی اور یوسف بن تاشفین کی زلاقہ میں جنگ ہوئی تھی اس لڑائی میں اسی کو شکست ہوئی تھی، یہ واقعہ ۴۸۱ھ اور ۱۰۸۸ء کا ہے، اس نے ابن ہود کا سرقسطہ میں محاصرہ کیا چونکہ اس کے چچا زاد بھائی رذمیر سے اس کی ان بن تھی لہٰذا اس نے میدان خالی دیکھ کر طلیطلہ پر چڑھائی کر دی اور پہنچتے ہی محاصرہ کر لیا، مگر کامیابی نصیب نہ ہوئی۔

بلنسیہ پر قبضہ:......اسی زمانہ میں "قسر" نے یلیہ کا "غرسیہ" نے مریہ کا، برہانس نے مرسیہ کا اور قسطون نے شاطبہ وسرقسطہ کا محاصرہ کر لیا، اور اس کے بعد ۴۸۹ھ اور ۱۰۹۵ء میں الفنش نے بلنسیہ پر قبضہ کر لیا، پھر مرابطیوں نے ملوکی طوائف اندلس پر قابض ہو کر بلنسیہ کو عیسائیوں کے قبضہ سے نکال لیا، ۵۰۱ھ اور ۱۱۰۷ء میں الفنش مر گیا، جلالقہ کی حکومت الفنش کی بیوی نے اپنے ہاتھ میں لی اور رذمیر سے شادی کر لی، اس سے ایک بیٹا پیدا ہوا جس کو عیسائی سلیطین کے نام سے یاد کرتے تھے۔

ابن رذمیر اور ابن ہود کی جنگ:......۵۰۳ھ اور ۱۱۰۹ء میں ابن رذمیر اور ابن ہود کی سرقسطہ سے باہر وہ لڑائی ہوئی جس میں ابن ہود عیسائیوں کے ہاتھوں شہید ہوا ابن رذمیر سرقسطہ کے قلعہ پر اپنا گاڑ دیا، عماد الدولہ اور اس کا بیٹا روطہ کی طرف بھاگ گیا مدتوں وہیں رہا تا آنکہ سلیطین نے صلح کر کے اپنے پاس بلا کر قشتالہ کی جانب روانہ کر دیا، اس کے بعد رذمیر اور اہل قشتالہ میں لڑائیاں ہوئیں انہیں لڑائیوں کے سلسلہ میں برہانس ۵۰۰ھ اور ۱۱۱۳ء مر گیا یہ واقعہ لمتونہ میں مرابطیوں کے آخری دور حکومت میں پیش آیا، پھر ان لوگوں کی حکومت وسلطنت موحدین کے ہاتھوں تباہ برباد ہو گئی۔ منصور یعقوب بن امیر المومنین یوسف بن عبدالمومن کی حکومت کے دور میں عیسائیوں کی حکومت ان کے تین بادشاہوں (۱) الفنش (۲) ببیوج اور (۳) ابن الرند میں محدود تھی ان میں سے الفنش طاقت وقوت اور ملک دولت کے لحاظ سے پہلے دو سے بڑا تھا، یہی عیسائی لشکر اور عیسائی سرداروں کا جنگ ارک میں جس میں منصور کو ان کے خلاف کامیابی نصیب ہوئی تھی۔ ۵۹۱ھ اور ۱۱۹۴ھ میں سرداران میدان جنگ کا سپہ سالار تھا۔

بیبوع کی وعدہ شکنی :......لیون کا گورنر بیبوع وہ ہے جس نے عام العقاب میں ناصر کے ساتھ وعدہ شکنی کی تھی اس کی تفصیل یہ ہے کہ بیبوع نے خط وکتابت کر کے ناصر سے اتحادی تعلق پیدا کئے اور باظہار دوستی ناصر کے پاس آیا مشفقانہ نصیحت کی، ناصر نے عزت افزائی کرتے ہوئے بہت سامال عنایت کیا اس کے بعد بیبوع نے اپنے دارالحکومت میں واپس آ کر ناصر کے مراسم واتحاد کو دور سے سلام کر کے رخصت کر دیا، معرکہ آرائی کی نوبت آئی نتیجہ یہ ہوا کہ جنگ عقاب میں اس کو دوبارہ شکست اٹھانا پڑی اس کے بعد ناصر نے وفات پائی مستنصر مسند حکومت پر جلوہ آرا ہوا اور بنی عبدالمومن کی حالت خراب ہو گئی۔

ہراندہ بن الفنش :......الفنش نے ان قلعوں اور مقامات پر قبضہ کر لیا جن پر مسلمانوں کا قبضہ تھا پھر الفنش بھی مر گیا، اس کا بیٹا ہراندہ تخت نشین ہوا، یہ احول (ہنگامہ) تھا اور اسی لقب سے یاد کیا جاتا تھا، یہ وہی شخص ہے جس نے قرطبہ اور اشبیلیہ کو بنو ہود کے قبضہ سے نکال کر اپنی حکومت میں داخل کیا تھا اسی کے دور حکومت میں بادشاہ ارغون نے بلاد اسلامیہ اندلوسیہ پر حملہ کیا تھا جس سے مشرقی اندلس کے تمام علاقوں میں ایک عام ہل چل مچ گئی تھی، شاطبہ، دانیہ، بلنسیہ، سرقسطہ، اور شرقی سرحد کے سب علاقے مسلمانوں کے قبضہ سے نکل گئے، اور مسلمانوں نے چاروں طرف سے سمٹ کر ساحل بحر کو اپنا ٹھکانہ بنایا لہٰذا ان بقیہ مسلمانوں پر ابن ہود کے بعد ابن احمر حکمران بنا پھر ہراندہ مر گیا، اس کا بیٹا حکمران بنا۔ اور جب یہ بھی مر گیا تو اس کا بیٹا ہراندہ ثانی عیسائی گورنمنٹ کا مالک ووارث بنا۔

سلطان بن یعقوب بن عبدالحق :......اس کے زمانہ حکومت میں سلطان بنو مرین، سلطان ابن احمر کی مدد واعانت کے لئے اندلس آیا تھا۔ ان دنوں اس کا بادشاہ یعقوب بن عبدالحق تھا عیسائی فوجوں سے ایک وسیع وادی میں جنگ ہوئی عیسائی لشکر پر بنی افوانش کے غلاموں میں سے ایک مغلہ سپہ سالار کر رہا تھا جو عیسائیوں نہایت قابل اعتماد اور مایہ ناز وفخر تھا سلطان یعقوب بن عبدالحق نے اس کو شکست دی جس سے عیسائیوں کی فوج بکھر گئی مگر فتنہ وفساد کا سلسلہ برابر جاری رہا۔ سلطان یعقوب نے کبھی اور کسی وقت اندلس کو اپنا دارالحکومت یا ٹھکانہیں بنایا ہمیشہ اپنے ملک اور دارالحکومت میں بیٹھا وقتاً فوقتاً عیسائیوں کے مقبوضہ علاقوں کو تباہ وبرباد کرتا رہتا تھا اور اپنے آئے دن کے جہاد اور حملوں سے سرکش عیسائیوں کی سرکوبی میں مصروف رہا یہاں تک کہ عیسائی سلاطین نے صلح کا پیام دیا، اور آپس میں صلح ہو گئی۔

ہراندہ اور سلطان یعقوب :......اسی زمانہ میں ہراندہ بادشاہ قشتالہ اور اس کے بیٹے سانجہ میں مخالفت پیدا ہو گئی، ہراندہ بطور وفد کے سلطان یعقوب کی خدمت میں اپنے بیٹے سانجہ کی زیادتیوں کی شکایت کرنے حاضر ہوا اور ہاتھ چومنے کے بعد مدد کی درخواست کی، سلطان یعقوب نے اپنی فیاضی اور دریادلی کے اس کی درخواست کو قبولیت کا درجہ عنایت کیا، مالی اور فوجی مدد دی ہراندہ نے مال کے بدلے اپنے تاج کو جو کہ اس کے بزرگوں کے زمانہ سے محفوظ ومخزون چلا آتا تھا بطور گروی بارگاہ سلطانی میں حاضر کیا یہ تاج بنی مرین کے حکمران سلاطین بنی عبدالحق کے خزانہ شاہی میں اب تک موجود ہے اس کے بعد ہراندہ ۶۸۳ھ اور ۱۲۸۴ء میں مر گیا۔

سانجہ کی وعدہ خلافی :......اس کا بیٹا سانجہ مستقل حکمرانی کرنے لگا سلطان یعقوب کے انتقال کے بعد سانجہ بھی بارگاہ سلطانی میں صلح کی درخواست پیش کرنے حاضر ہوا چنانچہ سلطان یوسف بن یعقوب نے اس سے صلح کر لی، مگر سانجہ نے وفا نہ کیا۔ صلح نامہ کے خلاف آتش جنگ کو مشتعل کر کے طریف کا محاصرہ کر لیا اور قابض ہو گیا۔

بطرہ بن ہراندہ :......۶۹۳ھ اور ۱۲۹۳ء میں یہ بھی مر گیا اس کا بیٹا ہراندہ تخت نشین ہوا اور ۷۱۲ھ اور ۱۳۱۲ء میں حکومت کی ذمہ داری سے سبکدوش ہو کر آ گیا، اس کا بیٹا بطرہ مسند حکومت پر متمکن ہوا یہ ایک نوعمر چھوکرا تھا، اس کے چچا جبران نے اس کی نگرانی اور اس کی حکومت وسلطنت کا انتظام اپنے ہاتھ میں لے لیا جس وقت عیسائیوں نے غرناطہ پر ۷۱۸ھ اور ۱۳۱۸ھ میں چڑھائی کی تھی تو یہ دونوں چچا اور بھتیجا بھی آئے ہوئے تھے، بطرہ کے بعد اس کا بیٹا ہنشہ تخت نشین ہوا یہ بھی کم عمر تھا، اس کی کفالت اس کے ارا کین حکومت نے کی جب سن شعور کو پہنچا تو بذات خود حکمرانی کرنے لگا اس نے سلطان ابوالحسن پر جب کہ وہ طریف کا ۷۵۱ھ میں محاصرہ کئے ہوئے تھا حملہ کیا اتفاق سے طاعون جارف میں مر گیا۔

بطرہ اور قمط:......تب اس کا بیٹا بطرہ وارث تاج وتخت ہوا بطرہ اور قمطؔ برشلونہ سے چل گئی بطرہ نے کئی بار قمط پر اور اس کے صوبوں پر قبضہ کرلیا ،بلنسیہ کا بھی کئی بار محاصرہ کیا بالآخر ۷۸۷ھ اور ۱۳۸۶ء میں قمط کامیابی ہوئی اکثر بلاد قشتالہ پر قبضہ کرلیا،عیسائیوں کے مختلف فرقوں اور گروہوں نے بھی بطرہ کے ظلم وجور کی وجہ سے قمط کی مدد کی بطرہ گھبرا کر فرانس کے اس گروہ میں چلا گیا جو کہ قشتالہ کے اس پار اندرونی حصہ میں لیمانیہ وقرطانیہ کے آس پاس ساحل بحر اخضر اور جزیرہ تک آباد تھے لہٰذا اس کے بادشاہ بلنس غالس نے ایک بہت بڑی فوج بطرہ کی کمک کے لئے مرتب کر کے قشتالہ پر حملہ کیا چنانچہ قشتالہ اور قبیترہ وغیرہ پر قبضہ کرلیا اور بطرہ کو ان علاقوں کی حکومت سپرد کر کے اپنے علاقے کی جانب واپس چلا گیا،ان لوگوں کی واپسی سے چند دن پہلے ایک وباء عظیم ان لوگوں میں پھیل گئی تھی جس سے ان کا گروہ ہلاک ہو گیا تھا۔

بطرہ کا قتل:......اس کے بعد بطرہ اور اس کے بھائی قمط میں جنگ وجدال کا سلسلہ جاری وقائم رہا یہاں تک کہ قمط کو فتح یابی نصیب ہوگئی اور بطرہ ایک قلعہ میں پناہ گزین ہو گیا کچھ عرصے بعد جس وقت بطرہ کو اس بات کا احساس ہو گیا،کہ قمط عنقریب مجھے گرفتار کرے گا،خفیہ طور پر اپنے کسی حمایتی کو لکھ بھیجا کہ میں تمہارے پڑوس میں پناہ گزین ہونا چاہتا ہوں اس نے مثبت جواب دیا اتفاق سے قمط کو اس کی خبر مل گئی لہٰذا قمط نے اسی حمایتی کے گھر پر بطرہ کو ۷۸۲ھ اور ۱۲۸۰ء میں حملہ کر کے قتل کر ڈالا۔اور بنوادفونش کے تمام مقبوضہ علاقوں پر قابض ہو گیا۔

قمس اور بلنس کی جنگ:......بطرہ کا بیٹا اپنے باپ کے مارے جانے کے بعد اپنے وزیر سمیت قرمونہ میں پناہ گزیں اور قلعہ نشین ہو گیا تھا قمط نے بحکمت عملی اس کو قرمونہ سے اتار لیا اور اس طرح آہستہ آہستہ قشتالہ کی حکومت پر قابض ہو گیا۔بلنس غالس بادشاہ فرانس نے اس لڑکے کے ذریعہ سے جو کہ بطرہ کی بیٹی کے بطن سے تھا قمط سے جھگڑا شروع کیا جیسا کہ نواسوں کی وارثت کے بارے میں عجمیوں کی عادت ہے چنانچہ قمط اور بلنس میں مدتوں جنگ کا سلسلہ جاری اور قائم رہا جس اس کی وجہ سے وہ لوگ مسلمانوں سے غافل و بے پرواہ ہو گئے اور ان لوگوں نے اس ٹیکس کا دینا بند کر دیا جو عیسائیوں نے ان پر کمزوری کی وجہ سے قائم کیا تھا بعد میں ۷۹۱ھ اور ۱۳۸۸ء میں قمط مر گیا،اس کا بیٹا سانجہ مسند حکومت پر متمکن ہوا اس کا دوسرا بیٹا غرمس غرناطہ کی طرف بھاگ گیا کچھ عرصے بعد اطراف قشتلہ کی طرف لوٹ آیا،اس وقت (آٹھویں صدی ہجری میں)مملکت قشتالہ کی یہی کیفیت ہے اور اسی طرح سے وہاں کی حکومت جاری وقائم ہے اور فرانس کے بادشاہ الفنش کے ساتھ ان کا جھگڑا اسی طرح چلا آرہا ہے اسی وجہ سے ان کی دشمنی سے اندلس کے مسلمان محفوظ ہیں واللہ من وراءہم محیط۔

پرتگال کا بادشاہ:......بادشاہ پرتگال کا رقبہ حکومت جس کی سلطنت مغربی اندلس اشبونہ کے اطراف میں ہے بہ نسبت خود اختیاری حکومت وسلطنت کی وجہ سے دوسروں سے ممتاز سمجھا جاتا ہے۔اور نسباً ابن ادفونش کا شریک ہے میں نہیں سمجھتا کہ اس کا نسب کس طرح بنوادفونش سے جاملتا ہے۔

برشلونہ کا بادشاہ:......بادشاہ برشلونہ جس کی حکومت کا سکہ مشرقی اندلس میں چلتا ہے یہ ایک وسیع حکومت اور عظیم مملکت کا مالک ہے،ارغون،شاطبہ ،سرقسطہ،بلنسیہ،جزیرہ دانیہ،میورقہ،اور بنورقہ وغیرہ اس کی حکومت کے مطیع ہیں،نسباً ان کا فرانس سے تعلق ہے اس کے بادشاہ کا حال جیسا کہ ابن حبان نے نقل کیا ہے یہ ہے کہ قوم قوط(گاتھ)جن لوگوں کی حکومت اس سے پہلے اندلس میں تھے وہی لوگ مملکت فرانس کے قدیمی بادشاہ تھے۔

فرانس اور گوتھ(قوط)کی کشیدگی:......پھر اہل فرانس اور قوم قوط میں مخالفت پیدا ہوئی ان لوگوں نے ان کے عہد واقرار ناموں کو ناقابل عمل تصور کر کے داخل دفتر کر دیا برشلونہ مملکت فرانس کا ایک صوبہ تھا لہٰذا جنگ جس وقت اللہ تعالیٰ نے اس ملک کو آفتاب اسلام کی روشنی سے منور کیا اور فتوحات اسلامیہ کا سیلاب پورے ملک اندلس میں چشم زدن میں پھیل گیا تو اسی عداوت کی وجہ سے فرانس نے قوط کی مدد نہ کی۔مسلمانوں نے قوم قوط کو فتح کرنے کے بعد فرانس پر حملہ کیا اور برشلونہ کو ان کے قبضہ سے نکال کر حکومت اسلامیہ میں شامل کر لیا پھر اس کی سرحدوں سے آگے بڑھ کر اس سے ملے ہوئے براعظم پر بھی قابض ہو گئے اور اس کے دارالحکومت جزیرہ اربونہ کو بھی فرانس سے چھین لیا،اس کے علاوہ اور علاقوں پر بھی قابض ہو گئے اور اس کے اور علاقوں پر بھی فرانس سے قبضہ کرلیا جو ان اطراف سے ملے ہوئے تھے۔

برشلونہ پر عیسائیوں کا قبضہ:......اس کے بعد جس وقت مشرق میں حکومت امویہ کا خاتمہ ہوا اور حکومت عباسیہ نے حکومت اپنے قبضہ میں لی اس

وقت اندلس میں عربوں پر بھی مصیبتیں نازل ہوئیں آپس کی خانہ جنگیوں میں مصروف ہو گئے فرانس نے موقع پا کر اپنے علاقوں کو جن پر مسلمانوں نے قبضہ کر لیا تھا، برشلونہ تک پھر واپس لے لیا اور تقریباً ہجرت کی دوسری صدی میں اس پر قابض ہو گئے ان لوگوں نے اس صوبہ پر اپنی طرف سے ایک عیسائی امیر کو مقرر کیا جو بادشاہ رومہ فرانس کا مطیع اور ماتحت تھا اس وقت اس کا بادشاہ قارلہ اکبر تھا یہ بہت جابر اور سرکش تھا کچھ عرصے بعد ان بادشاہوں کی کمزوری اور اختلاف کی وجہ سے ان میں بھی اختلاف ومناقشہ پیدا ہو گیا جیسا کہ مسلمانوں میں اسلامی بادشاہوں کی کمزوری کی وجہ سے مخالفت اور چھوٹی چھوٹی بہت سی حکومتیں قائم ہو گئی تھیں لہٰذا صوبوں کے گورنروں نے اپنے اپنے مقبوضہ ممالک کو دبا لیا اور خود سر حکومت کے دعوے دار ہو گئے ان ہی میں سے برشلونہ کے بادشاہ تھے انہوں نے بھی اپنے مقبوضہ صوبہ کو اپنا ملک سمجھ کر خود مختار حکومت کی بنیاد ڈال دی، شروع میں بنی امیہ کے بادشاہ برشلونہ کے بادشاہوں سے مصلحتاً صلح اور اتحاد کا برتاؤ اس وجہ سے رکھتے تھے کہ کہیں بادشاہ رومہ کا بادشاہ قسطنطنیہ دوسری جانب سے ان لوگوں کا مددگار اور حامی نہ ہو جائے۔

برشلونہ پر منصور کا قبضہ:..... پھر جب منصور بن ابی عامر کا دور حکومت آیا تو اس کو عیسائیوں کا تسلط برشلونہ پر پسند نہ آیا فوجیں تیار کیں جنگی آلات سے ان کو آراستہ کیا اور خود امیر لشکر بن کر ان پر جہاد کے ارادے سے فوج کشی کر دی، چنانچہ ملوک برشلونہ بادشاہوں کے علاقے کو تاخت وتاراج کرتا ہوا برشلونہ تک پہنچ گیا۔ اور اس کو بھی فتح کر کے اپنی فتحیابی کا جھنڈا گاڑ دیا، ان دنوں اسی کا بادشاہ بروبل بن طیر تھا اس کی حالت اس وقت ویسی ہی تھی جیسا کہ اور عیسائی بادشاہوں کی تھی۔ بروبل نے مرتے وقت تین بیٹے چھوڑے (۱) قلبیہ (۲) بیمند اور (۳) ادمنقود نے عبدالملک بن منصور سے وعدہ شکنی کی عبدالملک نے اس کے خلاف جہاد کیا اور اس کے علاقوں میں سے کسی شہر کی سرحد میں اس کو گرفتار کر لیا اس کے بعد بربریوں کا فتنہ پھیلا ادمنقود اس فتنہ میں بربریوں کا شریک اور ان کا حمایتی تھا۔

یلتنقیر بن بیمند و:..... انہیں لڑائیوں میں ادمنقود ۴۰۰ھ میں آ گیا بیمند تنہا برشلونہ پر حکمرانی کرنے لگا۔ ۴۱۰ھ اور ۱۰۰۹ھ میں یہ بھی مر گیا اس کا بیٹا یلینفیر تخت نشین ہوا چونکہ یہ کم عمر تھا اس کی ماں امور سیاست کی نگراں بنی، اس کی اور ملوک طوائف اندلس یحییٰ بن منذر کی لڑائی ہوئی تھی یہ وہی عیسائیہ ملکہ ہے جس نے سرحد اور طرطوشہ پر قبضہ کر لیا تھا، سلسلہ حکومت بیمند ہی کے نسل میں قائم رہا۔ موحدوں کے آخری دور حکومت میں اس کا بادشاہ جامعہ بن بطیرہ بن اوفونش بن بیمند تھا اسی نے بلنسیہ کو مسلمانوں کے قبضہ سے نکالا ہے، ان دنوں (یعنی آٹھویں صدی ہجری میں) ان کے بادشاہ کا نام بطرہ ہے مجھے اس کے نسب کے بارے میں کوئی ذاتی اطلاع نہیں ہوئی کہ کس طرح اس کا نسب اس کی قوم سے ملتا ہے اس صدی (آٹھویں) کے تیسویں سال میں اس نے مسند حکومت پر قدم رکھا تھا، اور اس وقت تک یہ زندہ ہے اس کا بیٹا اس کے ضعیف ومعمر ہونے کی وجہ سے اس پر غالب ہے واللہ وارث الارض ومن علیہا وہو خیر الوارثین۔

دولت عباسیہ کے تحت حکومت کرنے والے عرب حکمران

ان عرب حکمرانوں میں سے جنہوں نے خلافت عباسیہ کے زیر اثر اسلامی علاقوں پر حکمرانی کی ان سے پہلے ہم بنو اغلب افریقہ کے گورنرں کے حالات تحریر میں لاتے ہیں۔ اور ان کی حکومت کی ابتداء اور جملہ احوال کو لکھنا چاہتے ہیں۔

عبداللہ بن ابی سرح:..... حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بن عفان کے تذکرہ میں عبداللہ بن ابی سرح کے ہاتھوں افریقہ کی فتح کی کیفیت ہم تحریر کر آئے ہیں کہ بیس ہزار صحابہ، عرب سرداروں کے لشکر کے ساتھ افریقہ پر حملہ آور ہوئے تھے، عیسائیوں کے اس گروہ کو جو کہ وہاں پر فرانس وم اور بربر کا موجود تھا منتشر وپریشان کیا تھا ان کے دار السلطنت طلیطلہ کو تباہ وبرباد کر کے ان کے مال واسباب چھین لئے تھے ان کی عورتوں اور لڑکیوں کو لونڈیاں بنا لیا تھا، ان کی حکومت کو درہم وبرہم کر دیا تھا، عرب شہ سواروں نے افریقہ کے میدانوں کو اپنا جولا نگاہ بنا لیا اور اہل کفر کو اس سختی سے قتل اور قید کرنا شروع کیا کہ اہل افریقہ نے عبداللہ بن ابی سرح فاتح افریقہ کی خدمت میں یہ درخواست پیش کی کہ تین سو قنطار سونا آپ ہم سے لے لیں اور عربوں سمیت اپنے

ملک واپس چلے جائیں چنانچہ عبداللہ بن ابی سرح نے اس درخواست کو قبولیت کا درجہ عنایت کیا اور ۲۷ ھ میں مصر کی جانب واپس روانہ ہوا۔

معاویہ بن خدیج: ...... ۳۴ھ میں معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما نے معاویہ بن خدیج ❶ سکونی کوفی گورنر مصر کو افریقہ پر جہاد کرنے کی ہدایت کی لہٰذا معاویہ بن خدیج نے فوجیں آراستہ کر کے افریقہ کی طرف قدم بڑھایا، جلولا پہنچ کر میدان کارزار گرم کر دیا، رومیوں ❷ کے اس لشکر سے مقابلہ ہوا اس کو قسطنطنیہ کے بادشاہ نے افریقہ کی حمایت کے لئے روانہ کیا مقام قصر احمر میں دونوں دشمنوں کا مقابلہ ہوا نہایت سخت اور خونریز لڑائی کے بعد مسلمانوں نے عیسائیوں کو شکست دی انتہائی ابتری کے ساتھ ان کو ان کے ملک کی جانب واپس بھگا دیا، جلولا، پر اسلامی جھنڈا نصب کر دیا گیا بہت سامال غنیمت ہاتھ آیا آس پاس علاقوں کو دل کھول کر تاخت وتاراج کیا، اور واپس آئے۔

عقبہ بن نافع: ...... ۴۵ ھ میں معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما نے عقبہ بن نافع بن عبداللہ بن قیس فہری کو افریقہ فتح کرنے پر مقرر کیا اور معاویہ بن خدیج کے قبضہ سے اس کی حکومت واپس لے لی لہٰذا عقبہ بن نافع نے قیروان ❸ کو آباد کیا بربریوں سے معرکہ آرا ہوئے اور ان کے ملک کو خوب اچھی طرح پامال کیا۔

ابوالمہاجر: ...... پھر معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ نے مصر اور افریقہ کی حکومت پر مسلمہ بن مخلد کو مقرر کیا اس نے عقبہ کو افریقہ کی حکومت سے معزول کر کے ❹ اپنے غلام ابوالمہاجر دینار کو ۵۵ ھ میں اس کی سند حکومت عطا کی ابوالمہاجر نے مغرب کے خلاف جہاد کیا فتح کرتا ہوا تلمسان تک پہنچا عقبہ نے قیروان کو اپنی معزولی کی وجہ سے خراب وویران کر ڈالا، مگر ابوالمہاجر کی ترقی کو نہ روک سکا اس کے ہاتھ پر متعدد لڑائیوں کے بعد جس میں اس کی فتحیابی نصیب ہوئی تھی، کسیلہ اوربی مشرف باسلام ہوا۔

عقبہ بن نافع کی دوبارہ گورنری: ...... جس وقت یزید بن معاویہ رضی اللہ عنہ نے حکومت وسلطنت اپنے قبضہ میں لی اس وقت عقبہ بن نافع ۶۲ ھ میں افریقہ کی جانب واپس روانہ ہوئے ❺۔ چنانچہ عقبہ نے افریقہ میں داخل ہو کر بربریوں کو مرتد پایا۔ لہٰذا اس نے ان لوگوں پر حملہ کی تیاری کی، زہیر بن قیس بلوی کو مقدمہ (ہراول) دستے پر متعین کیا، رومی اور فرانسیسی زاب کے دارالسلطنت اذنہ پر بھی لڑ کر قابض ہو گیا اس کے بادشاہ کو جو کہ بربری نسل میں سے تھا قید کر لیا، بے انتہائی مال غنیمت ہاتھ لگا۔

مختلف فتوحات: ...... اس کے بعد طنجہ کی جانب کوچ کیا بلیاں بادشاہ غمارہ اور طنجہ کے گورنر نے حکومت اسلام کے آگے گردن اطاعت جھکا دی، ہدایا اور تحائف پیش کئے بربر علاقے اور اس کے اس پار مغرب کے فتح کرنے کی بھی رہنمائی کی، دلیل، صنذ زرہون، مصامدہ اور سوس وغیرہ کے فتح کرنے کی راہیں بتلائیں۔ یہ لوگ اس وقت تک مجوسی مذہب کے پابند تھے، بہت بڑی اور نمایاں فتح نصیب ہوئی۔ ہزاروں مردوں اور عورتوں کو لونڈی غلام بنایا بے حساب مال واسباب ہاتھ آیا، حد سے زیادہ ان لوگوں کے ساتھ سختی سے پیش آ کے فتح کرتا ہوا سوس پہنچا، مسوفہ اہل الشام سے سوس کی سرحد پر لڑائی ہوئی میدان مسلمانوں کے ہاتھ رہا، عقبہ بحر محیط کچھ عرصہ قیام کر کے واپس روانہ ہوئے اور اپنی فوج ظفر موج کو قیروان میں آملنے کی ہدایت فرمائی۔

تہودا کی جنگ: ...... چونکہ کسیلہ بادشاہ اروبہ اور برانس بربری کو محاصرہ اور جنگ کی وجہ سے عقبہ بن نافع کی جانب سے دلی کینہ پیدا ہو گیا تھا ان لوگوں نے واپس جائے وقت موقع پا کر مقام تہودا میں عساکر اسلامیہ سے چھیڑ چھاڑ کی عقبہ تین سو کبار صحابہ اور تابعین سمیت شہید کر دیئے گئے۔ اسی لڑائی میں محمد بن اوس انصاری چند مسلمانوں سمیت قید کر لئے گئے تھے جس کو قفصہ کے گورنر نے رہا کر کے ان لوگوں کے ساتھ جو اس کے ساتھ تھے قیروان بھیج دیا۔ اسی دوران زہیر بن قیس بھی قیروان واپس آیا ان واقعات کو سن کر آگ بگولا ہو گیا، اور برانس کی سرکوبی کے ارادے سے فوج کی درستی کا حکم دیا، حنش بن عبداللہ صنعانی نے اس لڑائی سے مخالفت کی اور اس کے لشکر سے علیحدہ ہو کر مصر کا راستہ لیا چند لوگوں نے اس کی دلیروں کی مجبوراً زہیر کو بھی ان لوگوں کے ساتھ نکلنا پڑا برقہ پہنچ کر مدد کے انتظار میں قیام پذیر رہا۔ ہیرو کے چلے آنے کی وجہ سے ان لوگوں نے جو اس وقت قیروان

❶ ...... دیکھئے فتوح البلدان علامہ بلاذری (جلد نمبر ۳ صفحہ نمبر ۳۱۴)۔ ❷ ...... دیکھئے الرسل والملوک (جلد نمبر ۵ صفحہ نمبر ۲۲۹) از طبری۔ ❸ ...... دیکھئے دولۃ الاسلامیہ فی الاندلس از عبداللہ عنان (صفحہ نمبر ۱۶)۔ ❹ ...... دیکھئے طبری (جلد نمبر ۵ صفحہ نمبر ۲۴۰)۔ ❺ ...... فتوح البدان (جلد نمبر ۵ صفحہ نمبر ۲۱۸)۔

میں تھے کسیلہ سے امن کی درخواست کی کسیلہ نے ان لوگوں کو امن دی قیروان میں آیا اور یہ لوگ اس کی حمایت کے ساتھ مقیم رہے۔

زہیری بن قیس بلوی:......جس وقت عبدالملک بن مروان نے خلافت اپنے قبضہ میں لی اس وقت نے اس برقہ میں زہیری بن قیس بلوی کی کمک کے لئے فوجیں روانہ کیں اور بربریوں کے میدان جنگ کا زہیر کا افسر اعلیٰ مقرر کیا لہٰذا زہیر ۶۷ھ میں افریقہ پر حملہ آور ہوا قیروان کے اطراف میں مقام میس میں کسیلہ سے مڈبھیڑ ہوئی نہایت سخت اور خونریز جنگوں کے بعد زہیری نے کسیلہ کو شکست دی اور پکڑ دھکڑ کے دوران اس کو قتل کرڈالا اس کے علاوہ اس کے اور بہت سے سرداران بربر اوران کے نامی گرامی جنگجو مارے گئے، اس کے بعد زہیر مشرق کی جانب روانہ ہوئے۔ اور یہ کہا کہ میں ان اطراف میں جہاد کی غرض سے آیا تھا، مگر اب مجھے یہ خوف پیدا ہوا ہے کہ میرا نفس دنیا کی جانب مائل ہورہا ہے چنانچہ مصر کی طرف کوچ کیا، برقہ کے ساحل پر بادشاہ قسطنطنیہ کی جنگی کشتیوں کے بیڑے نے مزاحمت کی جو زہیر کی روک تھام کے لئے روانہ کیا گیا تھا زہیر نے کمال مردانگی سے مقابلہ کیا عیسائیوں کی جمعیت بہت زیادہ تھی زہیر رحمۃ اللہ علیہ کو اس واقعہ میں شہادت نصیب ہوئی۔

حسان بن نعمان غسانی:......پھر عبدالملک بن مروان نے عبداللہ بن زہیر کی شہادت اور مستقل حکومت حاصل کرنے کے بعد حسان بن نعمان غسانی کو افریقہ کے خلاف جہاد کرنے کا حکم دیا اور عظیم فوج سے اس کی مدد کی چنانچہ حسان بن نعمان قیروان میں داخل ہوا اور لڑ کر قرطاجنہ کو فتح کر کے ویران کردیا، جتنے رومی اور فرانسیسی قرطاجنہ میں تھے صقلیہ اور اندلس کی جانب بھاگ گئے۔

عیسائیوں نے دوبارہ صطفورا اور تبزوت میں متحد ہوکر عساکر اسلامیہ کا مقابلہ کیا حسان نے اس معرکہ میں بھی ان لوگوں کو شکست دی عیسائیوں نے باجہ اور بونہ میں جا کر پناہ لی بعد میں حسان نے کاہنہ ملکہ جرارہ پر حملے کے ارادے سے کوہ اوراس طرف قدم بڑھایا ان دنوں بربر بادشاہوں میں سے اس کی قوت وشکوکت بہت بڑی چڑھی تھی اس کی اور عساکر اسلامیہ کی لڑائیاں ہوئیں، میدان بربریوں کے ہاتھ رہا مسلمان کو شکست ہوئی ایک گروہ گرفتار کرلیا گیا، خاتمہ جنگ کے بعد کاہنہ نے سوائے خالد بن یزید قیسی کے سب کو رہا کردیا، ان کو اپنے دو بیٹوں کے ساتھ دودھ پلایا اور ان کو ان کا رضاعی بھائی بنایا اور عرب کو افریقہ سے نکال دیا۔

کاہنہ کا قتل:......حسان نے شکست کھا کے برقہ پہنچ کر دم لیا، خلیفہ عبدالملک کا فرمان پہنچا لکھا تھا کہ جب تک دارالخلافت سے امدادی فوجیں نہ پہنچیں تم برقہ میں ٹھہرے رہو، چنانچہ ۷۴ھ ❶ میں دارالخلافت دمشق سے امدادی فوجیں برقہ پہنچیں لہٰذا حسان نے سامان جنگ درست کر کے افریقہ کی جانب کوچ کیا اور خالد بن یزید سے درپردہ خط وکتابت کر کے ملالیا، اور اوراس کو کاہنہ کے خلاف ابھار دیا لہٰذا ایک روز غفلت کی حالت میں خالد نے کاہنہ کا کام تمام کردیا حسان نے کوہ اوراس پر ہوکر قبضہ کرلیا اور اس کے گردونواح کو تباہ برباد کر کے قیروان کی طرف واپس لوٹ آیا۔ اس واقعہ کے بعد سے بربریوں کو جان ومال کی امان دی گئی اور ان پر اور رومیوں اور فرانسیسیوں پر جو ان کے ساتھ تھے خراج مقرر کیا گیا اور یہ شرط لکھالی گئی کہ بارہ ہزار بربر جوان ہمیشہ ہر جہاد میں عساکر اسلامیہ کے ساتھ رہا کریں گے خلیفہ عبدالملک نے حسان کی واپسی کے بعد عساکر اسلامیہ میں سے صالح نامی ایک شخص کو حسان کی جگہ افریقہ پر مقرر ومتعین کردیا۔

موسیٰ بن نصیر:......ولید بن عبدالملک نے مسند خلافت پر فائز ہوکر اپنے چچا عبداللہ کو جو کہ مصر کا گورنر تھا (بعضے کہتے ❷ ہیں کہ عبدالعزیز کو) لکھ بھیجا کہ موسیٰ بن نصیر کو جہاد کے لئے، افریقہ کی طرف روانہ کرو، موسیٰ کا باپ نصیر معاویہ کا محافظ (باڈی گارڈ) تھا چنانچہ عبداللہ نے موسیٰ بن نصیر کو افریقہ کی جانب کوچ کرنے کا حکم دیا، کوچ وقیام کرتا ہوا قیروان پہنچا، قیروان میں صالح گورنری کررہا تھا، جس کو حسان کے بعد خلیفہ عبدالملک نے مقرر کیا تھا موسیٰ نے اس کو بھی فوج کے ایک حصہ کا سردار مقرر کیا، بربریوں کی اس وقت یہ کیفیت تھی کہ ان لوگوں نے عہد واقرار کو بالکل بھلا کر اسلامی علاقوں

---

❶ ......ابن عبدالحکیم کیمطابق حسان ۷۳ھ میں امیر بنایا تھا (صفحہ نمبر ۲۰۰)۔ ❷ ......ابن اثیر (جلد نمبر ۳ صفحہ نمبر ۱۷۹) لکھا ہے زیادہ غالب گمان یہ ہے کہ عبداللہ کو جس شخص نے والی بنایا تھا وہ اس کا باپ عبدالملک بن مروان تھا، اور یہ عبدالعزیز کی وفات کے بعد بنایا تھا، ۸۵ھ کے آخر میں والی بنایا گیا۔ اسی طرح طبری (صفحہ نمبر ۴۱۳) پر لکھا ہے، لہٰذا ان دونوں روایتوں کو تطبیق دینے سے یہ لگتا ہے، موسیٰ بن نصیر کو مصر کا والی عبداللہ بن عبدالملک نے بنایا تھا

پر نظریں گاڑ دیں تھیں۔

موسیٰ بن نصیر کو کامیابیاں:......موسیٰ نے ملک افریقہ میں اپنی فوج کو پھیلا دیا جزیرہ میورقہ کی طرف اپنے بیٹے عبداللہ کو دریا کے راستے حملہ کرنے کے لئے روانہ کیا بہت سامال غنیمت اور قیدی لے کر واپس آیا پھر اس کو دوسری جانب بڑھنے کا حکم دیا اسی طرح اپنے دوسرے بیٹے مروان کو ایک سمت کی طرح حملہ آور ہونے کا اشارہ کیا اور خود بھی ایک جانب بڑھا بہت سامال غنیمت ہاتھ آیا ہزاروں کو گرفتار کر کے غلام بنالیا مال غنیمت سے جو خمس نکالا گیا تھا، اس میں ستر ہزار قیدی تھے۔

موسیٰ کا طنجہ پر حملہ:......موسیٰ نے ان اطراف سے ایک قسم فراغت حاصل کر کے طنجہ پر حملہ کیا کیا درعہ اور صحرائے تافیلات کو فتح کیا اور اپنے بیٹے کو اس کی جانب روانہ کیا، بربریوں کو اس کی شوکت وجلالت اور جنگ وجدال سے اپنی ناکامی کا یقین ہو گیا سب نے اطاعت قبول کر لی۔ مصامدہ نے بطور ضمانت اپنے سرداروں اور امیروں کے بیٹوں کو عسا کر اسلامیہ کے حوالہ کر دیا، موسیٰ نے ان لوگوں کو طنجہ میں ٹھہرایا یہ واقعہ ۸۸ھ کا ہے۔

اندلس کی فتح:......بعد میں موسیٰ نے طنجہ کی گورنری پر طارق بن زیاد لیثی کو مقرر کیا طارق نے طنجہ سے اندلس کی طرف قدم بڑھایا، اندلس کے فتح کی بلیاں (جولیں) بادشاہ غمارہ (قلعہ سیوٹا) کے گورنر نے طارق کو ترغیب دی تھی، چنانچہ ۹۰ھ میں اندلس فتح ہوا اس کے بعد ہی موسیٰ بن نصیر بھی اندلس جا پہنچا اور اس کی فتح کی تکمیل کی جیسا کہ ہم پہلے بیان کر آئے ہیں۔ اندلس کی فتح کے بعد موسیٰ بن نصیر افریقہ پر اپنے بیٹے عبداللہ کو اور اندلس پر اپنے دوسرے بیٹے عبدالعزیز کو مقرر کر کے مشرق کی طرف واپس لوٹ آیا، اتنے میں ولید نے وفات پائی اور سلیمان نے مسند خلافت پر ۹۶ھ میں قدم رکھا، اس نے موسیٰ سے ناراض ہو کر قید کر دیا۔

محمد بن یزید:......سلیمان نے حکومت اپنے ہاتھ میں لینے کے بعد موسیٰ کو قید کر دیا اور اس کے بیٹے عبداللہ کو حکومت افریقہ سے معزول کر کے اس کی جگہ محمد بن یزید (قریش کے غلام) کو سند حکومت عطا کی لہٰذا محمد بن یزیدی افریقہ کی گورنری پر رہا۔ یہاں تک کہ سلیمان نے وفات پائی۔

اسماعیل بن مہاجر:......سلیمان کی وفات کے بعد صورت عمر بن عبدالعزیز نے تکلیف بنے انہوں نے افریقہ کی گورنر پر ❶ اسماعیل بن عبداللہ بن ابی المہاجر کو متعین کیا یہ شخص نہایت نیک دل، خلیقی اور اچھی عادات کا خزانہ تھا اسی کے زمانہ میں تمام بربری مشرف باسلام ہوئے۔

یزید بن ابی مسلم:......یزید بن عبدالملک نے مسند خلافت پر متمکن ہو کر افریقہ کی سند حکومت یزید بن مسلم (یہ حجاج کا غلام ❷ اور سکریڑی تھا) کو عطا کی، ۱۰۱ھ میں یزید بن ابی مسلم افریقہ آیا اس نے بربریوں کے ساتھ بڑی بدخلقی کی اور کج ادائی سے پیش آیا۔ آدمیوں پر مسلمان ہونے کے باوجود جزیہ مقرر کیا جیسا کہ حجاج نے عراق میں کیا تھا، بربریوں نے اس کی حکومت کے ایک مہینے بعد قتل کر ڈالا اور محمد بن یزید کو جو کہ اسماعیل سے پہلے گورنر تھا اپنا امیر حکمران بنایا اور یزید عبدالملک کی خدمت میں بغرض اظہار اطاعت یزید بن ابی مسلم کے قتل کر ڈالنے کی معذرت لکھی یزید بن عبدالملک نے ان کی معذرت کو قبول فرمایا اور محمد بن یزید کو افریقہ کی گورنری پر بحال وقائم رکھا۔

بشیر بن صفوان کلبی:......بعد میں یزید بن عبدالملک نے افریقہ کی گورنری پر بشیر بن صفوان کلبی کو متعین کیا چنانچہ ۱۰۳ھ میں بشیر بن صفوان افریقہ آیا نظام حکومت کو درست کر کے بغاوتوں اور خودسریوں کو رفع دفع کیا اور خود ۱۰۹ھ صقلیہ کے خلاف جہاد کی غرض سے حملہ آور ہوا۔

عبیداللہ بن عبدالرحمٰن:......پھر ہشام بن عبدالملک نے بشیر بن صفوان کو حکومت افریقہ سے معزول کر کے اس کی جگہ عبدہ بن عبدالرحمٰن سلمی ابوالاعور کے بھتیجے کو سند حکومت عطا کی، لہٰذا ۱۱۰ھ میں عبیدہ افریقہ آیا۔

عبیداللہ بن حجاب:......بعد میں عبیدہ بن عبدالرحمٰن کو ہشام بن عبدالملک تاجدار خلافت امویہ نے معزول کر کے عبیداللہ بن حجاب (بنوسلون کے

❶......دیکھئے ابن اثیر (جلد نمبر ۳ صفحہ نمبر ۲۶۴)۔ ❷......ابن اثیر (جلد نمبر ۳ صفحہ نمبر ۲۷۹) پر سکریٹری بتایا گیا۔ اور ابن خلدون نے غلام لکھا ہے۔

غلام) کو افریقہ کی گورنری پر مامور کیا عبیداللہ نے مصر پر اپنے بیٹے ابوالقاسم کو اپنا قائم مقام بنا کر افریقہ کی جانب کوچ کیا۔ ۱۱۴ھ میں افریقہ پہنچا جامع تیونس تعمیر کرائی، جنگی و بحری مرکبوں کے بنانے کے لئے ایک دارالصناعہ بنایا، طنجہ کی حکومت پر اپنے بیٹے اسماعیل کو مقرر کیا اور عمر بن عبیداللہ بن مرادی کو اس کے ساتھ بھیجا، اندلس کی امارت عقبہ ❶ بن حجاج قیسی کو دی اور حبیب بن عبیدہ بن عقبہ بن نافع کو ملک مغرب کے خلاف جہاد کرنے کا حکم دیا چنانچہ حبیب بن عبیدہ جہاد کرتا ہوا اقصائے سوس اور سرزمین سودان تک پہنچ گیا بہت سا مال غنیمت مثلاً سیم وزر لونڈی غلام لے کر واپس آیا، مغرب اور قبائل بربر کے تمام علاقوں کو زیر وزبر کر دیا۔ بعد میں دوبارہ دریا کے راستے ۱۲۲ھ میں صقلیہ کے خلاف جہاد کیا اس مہم میں عبدالرحمٰن بن حبیب بھی اس کے دستے میں تھا سرقوسہ پہنچ کر پڑاؤ ڈالا جو کہ صقلیہ کا بہت بڑا شہر تھا نہایت سختی سے پورے جزیرہ پر تباہی و بربادی پھیلائی آخر کار اہل صقلیہ نے جزیہ دینا قبول کر لیا۔

طنجہ کے گورنر محمد بن عبداللہ کا قتل: ...... چونکہ محمد بن عبداللہ طنجہ کے گورنر نے بربریوں کے ساتھ بدسلوکی شروع کر دی تھی، اور ان میں سے جو لوگ مسلمان ہو گئے تھے ان پر بھی جزیہ قائم کرنے کا اس لئے ارادہ کر لیا تھا کہ یہ مال غنیمت ہے اس وجہ سے بربریوں کو اشتعال پیدا ہوا اور سب کے سب متحد ہو کر بغاوت کرنے پر آمادہ ہو گئے تھے اس دوران خبر ملی کہ لشکر اسلام حبیب بن عبیدہ کی زیر نگرانی صقلیہ کے خلاف جہاد کرنے گیا ہوا میسرہ مظفری صفریہ خوارج کی حکومت کا مطیع ہو کر طنجہ پر حملہ آور ہوا اور محمد بن عبداللہ کو قتل کر کے طنجہ پر قابض ہو گیا بربریوں نے بھی اس کی اطاعت قبول کر لی اور اس کی حکومت وخلافت کی بیعت کر کے ''امیر المومنین'' کے لقب سے مخاطب کرنے لگے، رفتہ رفتہ یہ باتیں تمام قبائل افریقہ میں پھیل گئیں۔

غزوۃ الاشراف: ...... عبداللہ بن حجاب نے ان واقعات سے آگاہ ہو کر خالد بن حبیب فہری کی زیر نگرانی باقی لشکر جو اس وقت اس کے ساتھ تھا اس طوفان بدتمیزی کی روک تھام کے لئے روانہ کیا، اور حبیب بن عبیدہ کو اس لشکر اسلام کے ساتھ جو اس کے دستے میں تھا بلا کر کے خالد کی روانگی کے بعد ہی کمک کے طور پر افریقہ کی جانب بڑھنے کا حکم دیا۔ طنجہ کے آس پاس میسرہ اور بربریوں کے ساتھ عساکر اسلامیہ کا مقابلہ ہوا سخت اور خونریز لڑائی ہوئی پھر خود بخود ہی فریقین جنگ سے ہاتھ کھینچ کر علیحدہ ہو گئے میسرہ طنجہ کی جانب واپس روانہ ہو گیا، اور بربر نے میسرہ کی بدسلوکی کی وجہ سے میسرہ پر پلٹ کر حملہ کر دیا اور اس کو قتل کر دیا اور اس کو قتل کر کے اس کی جگہ خالد بن حبیب زناتی کو اپنا امیر بنایا تمام بربر نے اس کی امارت کو تسلیم کیا۔

جنگ کا نتیجہ: ...... اتنے میں خالد بن حبیب لشکر عرب اور ہشام کی فوج لئے پہنچ گیا۔ ایک دوسرے سے گتھ گیا اس معرکہ میں ان لوگوں کو شکست ہوئی خالد بن حبیب اور عرب کا ایک گروہ مارا گیا اسی مناسب سے اس لڑائی کا نام غزوۃ الاشراف رکھا گیا۔ ان واقعات سے عبیداللہ بن حجاب سے افریقہ باغی ہو گیا اس کی خبر اندلس پہنچی تو اہل اندلس نے اپنے گورنر عقبہ بن حجاج کو معزول کر کے عبدالملک بن قطن کو اپنا امیر بنا لیا جیسا کہ کیا گیا۔

کلثوم بن عیاض: ...... جس وقت ہشام بن عبدالملک کے دربار خلافت میں مغرب میں عساکر اسلامیہ کی شکست اور عبیداللہ بن حجاب سے افریقہ کی بغاوت کی خبر موصول ہوئی تاجدار خلافت اموی نے عبیداللہ حجاب کو واپس آنے کا لکھا اور افریقہ کی حکومت پر ۱۲۳ھ میں کلثوم بن عیاض کو متعین فرمایا اس کے مقدمہ الجیش (ہراول) پر بلج میں بشر قشیری تھا کلثوم نے قیروان پہنچ کر اہل قیروان کے ساتھ بُرا برتاؤ کیا اہل قیروان نے حبیب بن عبیدہ سے شکایت کی حبیب اس وقت تلمسان میں مقیم تھا اور بربریوں کا حمایتی تھا چنانچہ حبیب نے کلثوم بن عیاض کو یہ واقعات لکھ بھیجے اور آئندہ ایسے افعال کے ارتکاب سے منع کیا اور تھوڑی بہت دھمکی بھی دی۔ کلثوم بن عیاض نے معذرت کی اور قیروان پر عبدالرحمٰن بن عقبہ کو اپنا نائب مقرر کر کے سبتہ کے راستے کوچ کیا رفتہ رفتہ تلمسان پہنچا۔ حبیب بن عبیدہ سے مڈبھیڑ ہوئی دو دو ہاتھ ہوئے پھر متفق ہو کر دونوں اپنی حرکتوں پر شرمندہ ہو کر لشکر اسلام کی طرف لوٹے بربریوں نے ان لوگوں پر داعی طنجہ وادی سیبو میں حملہ کیا۔ بلج کو جو کہ ہراول کا افسر تھا شکست ہوئی بھاگ کر کلثوم کے پاس پہنچا۔ بربری بھی تعاقب کرتے ہوئے پہنچ گئے نہایت سختی سے لڑائی ہونے لگی۔ کلثوم اور حبیب بن عبیدہ کام آئے لشکر اسلام کا اکثر حصہ مارا گیا اہل شام نے بلج بن بشیر سمیت سبتہ جا کر پناہ لی۔ بربریوں نے پہنچ کر محاصرہ کر لیا محصوروں نے عبدالملک بن قطن امیر اندلس سے اندلس میں داخل ہونے کی اجازت

---

❶ ...... کامل ابن اثیر (جلد نمبر ۳ صفحہ نمبر ۳۴۵) پر ''عطیہ بن حجاج'' مذکورہ ہے۔

طلب کی عبدالملک نے ان لوگوں کو صرف ایک سال قیام کی اجازت دی اور اس بات کی ان سے ضمانت لے لی۔ مدت ختم ہونے کے بعد عبدالملک نے ان لوگوں سے وعدہ پورا کرنے کا مطالبہ کیا ان لوگوں نے پہلے کچھ حیلہ بہانے کیا جب اس سے کام نہ چلا تو ایک روز ان لوگوں نے اس کو قتل کر ڈالا اور بلج نے اندلس پر قبضہ کر لیا۔

بلج بن بشیر:......عبدالرحمٰن بن حبیب بن بن عبیدہ بن عقبہ بن نافع بھی جس وقت اس کا باپ حبیب کلثوم کے ساتھ مارا گیا اور بلج نے کہ میں اندلس پر قابض ہو جاؤں گا اندلس چلا گیا اور اسی فکر میں ڈو بار ہا۔ لہٰذا جب ابوالخطار منجانب حنظلہ امیر اندلس ہو کر اندلس آیا۔ یہ وہ زمانہ تھا کہ ہشام نے وفات پائی تھی اور ولید بن یزید مسند خلافت پر متمکن ہو چکا تھا لہٰذا عبدالرحمٰن حکومت وسلطنت کا دعوے دار ہو گیا اور قیروان کی طرف کوچ کر دیا۔ حنظلہ نے سن کر عبدالرحمٰن کی روک تھام کے لئے اپنے لشکر کے چند سرداروں کو عبدالرحمٰن کے پاس بھیجا۔ عبدالرحمٰن نے چالا کی سے ان لوگوں سے ملاقات تک نہ کی اور نہایت تیزی سے قیروان کی طرف سفر کرنے لگا حنظلہ اس کا احساس کر کے کہ عنقریب مسلمانوں میں آپس میں خونریزی کا سلسلہ جاری ہو جائے گا ۱۲۷ھ میں افریقہ سے مغرب کی طرف واپس لوٹ آیا اور عبدالرحمٰن نے دارالامارت میں داخل ہو کر افریقہ کی حکومت اپنے ہاتھ میں لے لی اور مروان بن محمد کو اپنی جانب سے افریقہ کی گورنری پر مقرر کیا۔

عبدالرحمٰن اور خوارج کی جنگ:......پھر خوارج چاروں طرف سے عبدالرحمٰن پر ٹوٹ پڑے۔ عمر بن عطاب ارذی نے طبیناش میں۔ عروہ بن ولید صفری نے یتونس میں، ثابت صنہاجی نے باجہ میں اور عبدالجبار بن حرث نے طرابلس میں مخالفت شروع کر دی۔ یہ لوگ فرقہ اباصنیہ سے تھے۔ عبدالرحمٰن نے ۱۳۱ھ میں ثابت اور عبدالجبار حملہ کیا اور ان دونوں کو شکست کہ دوران جنگ ہیں دونوں کو قتل کر دیا۔ اسی زمانہ میں عبدالرحمٰن نے اپنے بھائی الیاس کو عمر بن عطاب کی گوشمالی کی غرض سے طبنیاش روانہ کیا تھا الیاس نے بھی عمر کو شکست دے کر مار ڈالا پھر عبدالرحمٰن نے عروہ کی سرکوبی کے لئے یتونس پر حملہ کیا اور اس کا بھی کام تمام کر دیا۔ ان لوگوں کے مارے جانے سے خوراج کی طاقت منتشر ہو گئی۔

عبدالرحمٰن اور فرانس کی جنگیں:......پھر ۱۳۵ھ میں عبدالرحمٰن نے بربر سے جنگ کرنے کے لئے تلمسان کے اردگرد حملہ کیا بربر کی فوج میدان جنگ سے بھاگ کھڑی ہوئی عبدالرحمٰن کامیابی کے ساتھ واپس آیا بعد میں ایک فوج کو دربارہ کے راستے صفلیہ کی طرف روانہ کیا اور دوسری فوج کو سردانیہ کی جانب بڑھنے کا حکم دیا۔ فرانسیسیوں سے بہت سخت جنگ ہوئی ان کو خواب نیچا دکھایا یہاں تک کہ فرانس کے عیسائیوں نے جزیہ دینا قبول و منظور کیا۔ ان واقعات کے بعد بنو عباس کی حکومت کا دور آ گیا عبدالرحمٰن نے اظہار اطاعت کی غرض سے خلیفہ سفاح کی خدمت میں عرضد اشت روانہ کی اس بعد ابوجعفر منصور کے دربار میں بھی اطاعت فرمانبرداری کی عرضی بھیجی۔

خلیفہ منصور اور عبدالرحمٰن کے درمیان کشیدگی:......بنوامیہ کا ایک بڑا گروہ افریقہ چلا آیا، منجملہ ان لوگوں کے جو کہ افریقہ میں اس کے پاس چلے آئے تھے۔ ولید بن یزید کے بیٹے قاضی وعبدالمومن تھے ان کے ساتھ ان کی چچازاد بہن بھی چلی آئی تھی عبدالرحمٰن نے اپنے بھائی الیاس کا نکاح اس سے کر دیا، کچھ عرصے بعد عبدالرحمٰن تک یہ خبر پہنچائی گئی کہ قاضی اور عبدالمومن حکومت وسلطنت کے دعویدار ہیں عبدالرحمٰن نے یہ سنتے ہی ان دونوں بھائیوں کا قتل کرادیا، عبدالرحمٰن کے اس فعل سے مقتولوں کی چچازاد بہن کو بے حد ناراضگی پیدا ہوئی اپنے شوہر الیاس کو اس کے بھائی عبدالرحمٰن کی جانب سے برانگیختہ کر دیا، اور کینہ وعداوت کا بیج اس کے دل میں اچھی طرح سے بو دیا۔ اتفاق سے انہیں دنوں عبدالرحمٰن نے تھوڑے سے تحائف ایک معذرت نامہ کے ساتھ خلیفہ ابوجعفر منصور کی خدمت میں روانہ کئے تھے خلیفہ منصور نے معذرت کو قبول نہ فرمایا۔

عبدالرحمٰن کا قتل:......اس پر عبدالرحمٰن نے خلیفہ منصور کو بڑے الفاظ سے مخاطب کیا منصور نے دھمکی آمیز فرمان تحریر کیا اور خلعت بھیجی عبدالرحمٰن نے بغاوت کا اظہار کر دیا، اور برسر منبر اس کی خلعت پھاڑ ڈالی اس کے بھائی الیاس کو اسی چکر میں تھا موقع مل گیا، سرداران لشکر کو ملا جلا کے عبدالرحمٰن کی مخالفت اور خلیفہ منصور کی دوبارہ حکومت وخلافت تسلیم کرنے پر ابھار دیا، اس معاملہ میں اپنے بھائی عبدالوارث کو شریک اور راز دار بنالیا، عبدالرحمٰن کو ان دونوں کے ارادہ سے آگاہی ہو گئی الیاس کو تیونس جانے کا حکم دیا، روانگی کے وقت رخصت کرنے کی غرض سے آیا اس کے ساتھ اس کا بھائی عبدالوارث

بھی تھا لہٰذا الیاس وعبدالوارث نے عبدالرحمٰن کو مار ڈالا، یہ واقعہ ۱۳۷ھ میں عبدالرحمٰن کی حکومت کے دسویں سال ہوا۔

حبیب بن عبدالرحمٰن:.....عبدالرحمٰن کے مارے جانے کے بعد اس کا بیٹا حبیب تیونس کی طرف بھاگ گیا الیاس اور عبدالوارث نے ہر ممکن اس کی تلاش کی قصر امارت کے دروازے بند کرا لئے مگر حبیب ہاتھ نہ آیا اس کا چچا عمران بن حبیب تیونس میں تھا، الیاس نے حبیب کا تعاقب کیا عمران اور الیاس میں خوب لڑائیاں ہوئیں بالآخر اس بات پر صلح ہوگئی کہ قبضہ قصطبلہ اور نفزاوہ حبیب کو دیا جائے، تیونس صطفورہ یعنی تبرزو اور جزیرہ پر عمران کا قبضہ رہے افریقہ کے باقی علاقے الیاس کے زیر حکومت تصور کئے جائیں۔ اس صلح کی تکمیل ۱۳۸ھ میں ہوئی۔

الیاس کی غداری:.....چنانچہ حبیب نے اپنے علاقے کی طرف جو کہ صلح نامہ کی رو سے اس کو ملے تھے کوچ کیا اور الیاس نے اپنے بھائی عمران سمیت تیونس کا راستہ لیا، راستے میں الیاس نے عمران کے ساتھ دغا کی اس کو شرطاء کے ایک گروہ سمیت مار کو قیروان کی طرف لوٹ آیا اور اظہار اطاعت کی غرض سے ایک عرضداشت عبدالرحمٰن بن زیاد بن العمر کے ہاتھ قاضی افریقہ دربار خلافت ابو جعفر منصور میں روانہ کی بعد میں حبیب نے تونس پہنچ کر قبضہ کرلیا۔ الیاس کو اس کی خبر ملی تو اس نے تیونس پہنچ کے لڑائی شروع کردی، حبیب نے میدان خالی دیکھ کر چپکے سے قیروان کا راستہ لیا اور پہنچتے ہی قابض ہوگیا جیل کے دروازے کھول دیئے۔ الیاس اس واقعہ سے آگاہ ہوکر حبیب کے معنی تلاش میں قیروان کی طرف لوٹا۔ اس کے اکثر ساتھی اس سے علیحدہ ہوکر حبیب سے جا ملے۔

الیاس بن حبیب کا قتل:.....لہٰذا جس وقت دونوں چچا بھتیجا ایک دوسرے کے مقابلہ پر آئے حبیب نے اپنے چچا الیاس کو جنگ کے لئے للکار اچنانچہ دونوں تلواریں لے کر میدان میں آ گئے حبیب نے نہایت تیزی سے اپنے چچا کا کام تمام کردیا اور کامیاب وکامران قیروان میں داخل ہوکر قبضہ کرلیا یہ واقعہ آخری ۱۳۸ھ کا ہے اس کا دوسرا چچا عبدالوراث بربر کے قبائل سے قبیلہ وربجومہ میں جا کہ پناہ گزیں ہوا۔

عاصم بن جمیل:.....اس قبیلہ کا سرداران دنوں عاصم بن جمیل نامی ایک شخص تھا۔ اس کو کہانت میں ید طولی حاصل تھا اس نے نبوت کا دعوی کیا تھا۔ عبدالوارث کو اسی نے امن دی تھی حبیب نے یہ خبر سن کر ان لوگوں پر چڑھائی کی ان لوگوں نے حبیب کو شکست دے کر قابس کی جانب بھگا دیا اس سے ان لوگوں کی حکومت مستقل اور مستحکم ہوگئی۔ قیروان کے عربوں نے عاصم بن جمیل کو قیروان پر حکومت کرنے کے لئے لکھ بھیجا مگر شرط طے یہ کی کہ خلیفہ منصور کی حکومت تسلیم اور اس کی حکومت کی حمایت کرنا ہوگی عاصم نے اس شرط کو منظور نہ کیا۔ فوجیں آراستہ کر کے قیروان پر حملہ آور ہوا عربوں کو اس معرکہ میں شکست ہوئی انتہائی ابتری سے پسپا ہوئے۔ عاصم نے مسجدوں کو ویران ومسمار کردیا۔ اور ان کی بے حرمتی کی۔

حبیب بن عبدالرحمٰن کا قتل:.....بعد میں حبیب بن عبدالرحمٰن کے ارادے سے قابس کی طرف بڑھا دونوں دشمنوں میں لڑائی ہوئی میدان عاصم کے ہاتھ رہا حبیب شکست کھا کے کوہ اوراس چلا گیا اہل کوہ اوراس نے اس کو اپنے یہاں پناہ دی اتنے میں عاصم آ پہنچا دونوں میں لڑائی ہوئی میدان اہل جیل اوراس کے ہاتھ رہا ایک گروہ اس کے ساتھیوں کا مارا گیا۔ اس کے بعد ۱۴۰ھ عبدالملک نامی ایک شخص حبیب بن عبدالرحمٰن کو قتل کر کے حکومت وربجومہ اور قیروان پر قابض ہوگیا الیاس کی حکومت افریقہ ڈیڑھ سال رہی اور حبیب کی امارت تین سال۔

عبدالملک بن ابی الجعد وربجومی:.....عبدالملک بن ابی الجعد حبیب بن عبدالرحمٰن کو قتل کر کے قبائل وربجومہ میں قیروان کی طرف لوٹا آیا اور پہنچتے ہی قیروان پر قابض ہوگیا اور وربجومہ تمام افریقہ پر ہوکر اہل قیروان کو اپنے ظلم وستم کا نشانہ بنالیا جیسا کہ اس پہلے عاصم اہل قیروان کے ساتھ زیادتیاں کیں تھیں بلکہ اس سے زیادہ ان لوگوں نے فساد پھیلایا تھا اہل قیروان جان کے خوف سے ادھر اُدھر بھاگنے لگے یہ خبر تمام ملکوں میں پھیل گئی لہٰذا عبدالاعلی بن سمح مغافری اباضی نے طرابلس کے اطراف میں اس کی مخالفت کا جھنڈا بلند کی ااور بڑھ کر طرابلس پر قبضہ کرلیا۔

عبدالاعلیٰ، مغافری:.....جس وقت عبدالاعلیٰ نے شہر طرابلس میں اپنی حکومت وریاست کا جھنڈا گاڑا عبدالملکبن ابی الجعد نے ۱۴۱ھ عبدالاعلیٰ سے جنگ کرنے کے لئے فوجیں روانہ کیں۔ چنانچہ ابوالخطاب عبدالاعلیٰ نے عبدالملک کی فوجوں سے مقابلہ کیا اور ان کو شکست دے کر

نہایت سختی سے قیروان تک تعاقب کرتا چلا گیا۔ ہارے ہوئے گروہ کو قیروان نے بھی امن نہ دیا ابوالخطاب عبدالاعلیٰ نے قیروان قابض ہو کر اہل وریجومہ کو نکال باہر کیا اور عبدالرحمٰن بن رستم کو اپنے نائب کے طور پر مقرر کر کے طرابلس کی طرف سے اس لشکر سے لڑنے کے لئے کوچ کیا جو کہ ابوجعفر منصور کی طرف سے آ رہا تھا۔

محمد بن اشعث خزاعی:......جب افریقہ میں فتنہ وفساد کی گرم بازاری جتنی ہوسکتی تھی ہوئی اور قبائل وریجومہ نے قیروان پر قبضہ کرلیا تو اس وقت لشکر افریقہ سے لوگ وفد کے طور پر خلافت عباسیہ کے دربار میں حاضر ہوئے اور خلیفہ ابوجعفر سے وریجومہ کی اُن زیادتیوں اور ظلم کی شکایت کی جوان پر ہو رہے تھے اور مدد واعانت کی درخواست کی خلیفہ منصور نے مصر وافریقہ کی حکومت پر محمد بن اشعث خزاعی کو مقرر کر کے پہلے افریقہ کی دادرسی کی ہدایت فرمائی۔ محمد بن اشعث دربار خلافت سے رخصت ہو کر مصر پہنچا اور ابوالاحوص عجلی کو اپنی طرف سے افریقہ کی حکومت سپرد کی۔

ابوالاحوص گورنر افریقہ:......چنانچہ ابوالاحوص نے فوجیں آراستہ کر کے مقدمۃ الجیش کے ساتھ کوچ کیا۔ مقام سرت میں ابوالخطاب عبدالاعلیٰ سے مڈبھیڑ ہوئی۔ اس مہم میں ان لوگوں کے ساتھ اغلب بن سالم بن عقال بن خفاجہ بن سوادہ تمیمی بھی تھا بہت زبردست خونریزی کے بعد عساکر شاہی کو فتح نصیب ہوئی لیکن جنگ کے خاتمہ کے بعد ہی ابوالخطاب عبدالاعلیٰ دوبارہ خم ٹھونک کر میدان سرت میں آ گیا ایک دوسرے سے گتھ گیا آخر کار ابوالخطاب عبدالاعلیٰ کو شکست ہوئی بس کے بہت سے ساتھی مارے گئے یہ واقعہ ۱۴۴ھ کا ہے۔

محمد بن اشعث کی فتوحات:......اس واقعہ کی خبر عبدالرحمٰن رستم تک پہنچی تو قیروان سے تاہرت کی طرف بھاگ گیا اور وہاں پہنچ کر ایک شہر آباد کر کے قیام پذیر ہو گیا اور محمد بن اشعث نہایت حزم واحتیاط سے اپنی فتوحات کے دائرہ کو وسیع کرنے میں مصروف ہوا۔ طرابلس کو فتح کیا اور ابوالخارق غفار طائی کو اس کی حکومت عطا کی۔ طبنہ اور زاب پر اغلب بن سالم کو مقرر کیا بعد میں مضریہ نے اس سے مخالفت اور بغاوت کی اور ۱۴۸ھ میں اس کو نکال دیا لہٰذا اغلب بن سالم نے مشرق کا راستہ لیا۔

اغلب بن سالم بن عقال:......بوا جعفر منصور نے اغلب بن سالم بن عقال بن خفاجہ تمیمی کو اس کے بعد افریقہ کی حکومت عنایت کی یہ شخص ابومسلم خراسانی کے ساتھیوں میں سے تھا اور محمد ابن اشعث کے ساتھ افریقہ آیا تھا۔ لہٰذا محمد بن اشعث نے اس کو طبنہ اور زاب کی حکومت پر مقرر کیا تھا اس مرتبہ جوں ہی اغلب قیروان میں داخل ہوا فتنہ وفساد ختم ہو گیا۔ امن چین سے ہر شخص اپنے مکان میں رہنے لگا۔

اغلب کی معزولی:......بعد میں ابوقیبرہ یضرنی نے بربریوں کو ایک جا کر کے اغلب پر چڑھائی کر دی اغلب خونریزی اور جنگ کے لڈو سے بھاگ کھڑا ہو فتنہ وفساد اُٹھ کر ختم ہو گیا۔ ❶......لشکریوں کو اغلب کا یہ کام ناگوار گزرا اپنی سرداری سے معزول کر دیا اور حسن بن حرب کندی سے خط وکتابت شروع کی جو کہ ان دنوں قابس میں تھا کچھ عرصہ خط وکتابت کے بعد سارا لشکر حسن بن حرب کے پاس چلا گیا پھر وہ ان کے ساتھ ساتھ قیروان کی طرف گیا اور قیرواں پر قابض ہو گیا۔

اغلب کا قتل:......اغلب نے میدان خالی دیکھ کر قابس کا راستہ لیا قابس پہنچ کر فوجیں تیار کیں اور ۱۵۰ھ میں حسن بن حرب سے جنگ کرنے کے لئے واپس ہوا دونوں فریق نے ایک میدان میں صف آرائی کی۔ اغلب نے حسن کو شکست دے کہ قیروان کی طرف قدم بڑھایا۔ حسن نے پلٹ کہ قیروان کے باہر اغلب پر پھر حملہ کر دیا۔ بہت خونریزی ہوئی دوران جنگ اغلب کو ایک تیر آ لگا جس سے وہ تڑپ کر مر گیا۔

ابوالخارق اور حسن کی جنگ:......اس کے بعد ساتھیوں نے ابوالخارق غفار طائی کو اپنا امیر بنایا جو کہ طرابلس کی حکومت پر تھا اور نہایت مردانگی سے حسن پر حملہ آور ہوئے حسن شکست کھا کہ تیونس کی جانب بھاگا اور جب وہاں بھی اس کو پناہ نہ ملی تو کتامہ میں جا کہ دم لیا اور سواران ابوالخارق اس کے تعاقب میں تھے دو مہینے بعد کتامہ سے پھر تیونس کی طرف واپس آیا شاہی لشکر نے گرفتار کر کے قتل کر دیا کہا جاتا ہے اغلب کے ساتھیوں نے اس کو

---

❶......اصل کتاب میں یہ جگہ خالی ہے (مترجم)

اس مقام پر قتل کیا تھا جہاں پر کہ اغلب مارا گیا تھا ان واقعات کے بعد ابوالخارق غفاری طائی افریقہ پر حکمرانی کرتا رہا یہاں تک کہ واقعات پیش آئے جن کو ہم ذکر کرنے والے ہیں۔

عمر بن حفص ہزار مرد: ...... خلیفہ ابوجعفر منصور نے اغلب بن سالم کے مارے جانے کی خبر سن کر اس کی جگہ افریقہ پر عمر بن حفص ہزار مرد کو مقرر کیا۔ عمر بن حفص قبیصہ بن ابی صفرہ برادر مہلب کی اولاد میں سے تھا۔ چنانچہ ۱۵۱ھ میں عمر بن حفص افریقہ آیا۔ تین برس تک بہترین انتظام سے حکومت کرتا رہا بعد میں شہر طبنہ بنانے کے لئے طبنہ کی طرف روانہ ہوا اور قیروان پر اپنی جگہ ابو حازم حبیب بن حبیب مہلی کو مقرر کر گیا عمر بن حفص کی طبنہ روانگی کے بعد بربریوں نے افریقہ میں یورش کی۔ اہل افریقہ کو دبالیا قیروان کی طرف بڑھے۔ ابو حازم سے لڑائی ہوئی ان لوگوں نے ابو حازم کو مار ڈالا۔

ابو حاتم یعقوب بن حبیب: ...... بعد میں بربر اباضیہ نے طرابلس میں جمع ہو کر ابو حاتم یعقوب بن حبیب اباضی کو اپنا امیر مقرر کیا ابو حاتم بنی کندہ کا خادم تھا۔ ان دنوں طرابلس کی حکومت پر جنید بن بشار اسدی عمر حفص کی طرف سے مقرر تھا عمر بن حفص نے اس کو شکست دے کر قابس میں ان کا محاصرہ کر لیا اس واقعہ سے پورے افریقہ میں بغاوت پھیل گئی۔ پھر بربریوں نے فوجیں تیار کر کے طبنہ کی جانب کوچ کیا اور عمر بن حفص کا اس میں محاصرہ کر لیا۔ محاصرین میں ابوقرہ یعقوب چالیس ہزار صفریہ کی جمعیت سے، عبدالرحمٰن بن رستم سے خوارج صنہاجہ، زناتہ اور ہوارہ کے آئے ہوئے تھے، جو شمار اور تعداد سے باہر تھی، عمر بن حفص نے نہایت عقل مندی سے ان لوگوں سے جنگ کی ان کے سرداروں کو مال و زر دے کر ان کی مجموعی قوت اور اتحاد کو توڑ دیا، ابوقرہ کے ساتھیوں کو بھی بڑی مقدار میں عطا کیا یہ لوگ جدال وقتال کئے بغیر واپس لوٹ گئے مجبوراً ابوقرہ نے بھی ان کی بات مانی، عمر بن حفص نے اس بات کا احساس کر کے ایک فوج عبدالرحمٰن بن رستم کے مقابلہ پر بھیج دی یہ اس وقت مقام تھودا میں تھا بس عبدالرحمٰن شکست کھا کے تاہرت کی جانب بھاگا، عبدالرحمٰن کی شکست سے اباضیہ پر طبنہ کا محاصرہ قائم رکھنا دشوار ہو گیا، مجبوراً محاصرہ اٹھالیا۔

قیروان کا محاصرہ: ...... ابو حاتم نے قیروان پہنچ کر محاصرہ کر لیا۔ آٹھ مہینے تک نہایت شدت سے محاصرہ کئے رکھا، عمر بن حفص نے یہ خبر سن کر کوچ کیا، اور طبنہ کی حفاظت کے لئے فوجیں بھیج دیں، ابوقبرہ اس سے آگاہ ہو کر طبنہ آپہنچا اہل طبنہ نے اس کو ناکامی کے ساتھ پسپا کر دیا، ابو حاتم اور اس کے ساتھی جو کہ قیروان کا محاصرہ کئے ہوئے تھے، یہ خبر سن کر کہ عمر بن حفص کو جاسوسوں نے دشمن کی نقل و حرکت سے مطلع کر دیا۔

عمر بن حفص کا قتل: ...... لہٰذا عمر بن حفص اربس سے تیونس کی طرف روانہ ہوا، اور وہاں سے ایک غیر متعارف راستہ طے کر کے قیروان پہنچ گیا، اور چاروں طرف سے اس کو گھیر لیا ابو حاتم اور بربر بھی اس کے پیچھے پیچھے قیروان آپہنچے اور عمر بن حفص کے لشکر کا محاصرہ کر لیا، اس وقت قیروان ایک نقطہ کی طرح دو دائروں کے درمیان میں تھا، محصوروں اور محاصروں کی قوتیں ایک دوسرے کے حصار اٹھا دینے میں خرچ ہو رہی تھیں آخر کار عمر بن حفص مرنے پر کمر بستہ ہو کر ابو حاتم کا حصار توڑنے کے لئے نکل کھڑا ہوا حیران ابو حاتم کے ہاتھ رہا عمر بن حفص عین معرکہ میں مارا گیا، یہ واقعہ آخری ۱۵۴ھ کا ہے اس کی جگہ اس کا مادری بھائی حمید بن صخر امیر لشکر ہوا، اس کی ابو حاتم سے اس شرط پر کہ قیروان میں خلافت عباسیہ کا شاہی اقتدار تسلیم کیا جائے، صلح ہو گئی چنانچہ شاہی لشکر کا بڑا حصہ طبنہ چلا آیا، ابو حاتم نے قیروان کے دروازہ کو جلا دیا اور شہر پناہ کو توڑ ڈالا۔

یزید بن حاتم بن قبیصہ بن مہلب: ...... جس وقت خلیفہ منصور تک یہ خبر پہنچی کہ اہل افریقہ نے عمر بن حفص گورنر افریقہ کے خلاف بغاوت کر دی ہے، اور طبنہ میں اور پھر قیروان میں اس کا محاصرہ کر لیا ہے، تو خلیفہ نے ساٹھ ہزار جنگ آوروں کی جمعیت سے یزید بن حاتم بن قبیصہ بن مہلب بن ابی صفرہ کو عمر بن حفص کی کمک کے لئے روانہ کیا، اس کی خبر عمر بن حفص تک پہنچی تو اسی غرہ پر یہ مرنے پر کمر بستہ ہو کر میدان جنگ میں آ گیا، یہاں تک کہ مارا گیا، اس کے بعد یزید بن حاتم قیروان کے قریب آپہنچا، اس وقت ابو حاتم یعقوب بن حبیب قیروان پر قابض تھا، لہٰذا اس نے قیروان پر اسی جگہ عمر بن عثمان فہری کو مقرر کیا، اور فوجیں آراستہ کر کے یزید کے مقابلہ کے ارادے طرابلس کی جانب بڑھا، جوں ہی ابو حاتم نے قیروان سے کوچ کیا عمر بن عثمان نے علم مخالفت بلند کر کے اس کے ساتھیوں کو قتل کر ڈالا۔

ابو حاتم اور یزید کی جنگ: ...... اسی دوران ابو الملخارق غفار بھی موقع پا کر نکل کھڑا ہوا ابو حاتم کو مجبوراً ان لوگوں کی طرف واپس جانا پڑا یہ دونوں آمد

کی خبر سن کر قیروان سے نکل بھاگے سواحل کتامہ سے ساحل جیجل پر جا کر پناہ لی ابو حاتم ان کا تعاقب چھوڑ کر قیروان کی طرف جھکا اور عبدالعزیز بن سمیع مغافری کو قیروان پر مقرر کر کے یزید کے مقابلہ کے لئے روانہ ہوا یزید کو اس کی خبر ملی تو اس نے طرابلس کا راستہ لیا، ابو حاتم کوچ و قیام کرتا ہوا جبال نفوسیہ تک پہنچا یزید کی فوجوں نے پیچھا کیا ابو حاتم نے ان کو شکست دے دی، تب یزید خود ابو حاتم کے مقابلہ کے لئے روانہ ہوا بہت زبردست لڑائی ہوئی، بربر کی فوج میدان جنگ سے بھاگ گئی ابو حاتم تین ہزار ساتھیوں سمیت مارا گیا، یزید عمر بن حفص کے بدلے میں شکست خوردہ گروہ کا دور تک قتل کرتا ہوا تعاقب کرتا چلا گیا، بعد میں قیروان کی طرف روانہ ہوا، ۱۵۵ھ کے نصف دور مکمل ہوتے ہوتے قیروان پہنچا۔

کتامہ کا محاصرہ: ......عبدالرحمٰن فہری ابو حاتم کے ساتھ تھا جنگ کے ختم ہونے کے بعد اس نے کتامہ جا کر پناہ لی۔ یزید نے اس کی گرفتاری اور تلاش پر چند دستوں کو مقرر کیا لہٰذا انہوں نے اس کا کتامہ میں محاصرہ کر لیا اور کامیابی کے ساتھ کتامہ میں گھس پڑے عبدالرحمٰن بھاگ گیا۔ وہ سب لوگ جو اس کے ساتھ تھے مارے گئے۔

ان مہمات سے فارغ ہو کر یزید حکومت کے انتظام کی طرف متوجہ ہوا لہٰذا ابو الخارق غفار کو زاب پر متعین کیا اور خود طبنہ میں قیام پزیر ہوا متعدد لڑائیوں میں جو اس کو وربجومہ کے ساتھ پیش آئیں بربریوں کو خوب خوب تباہ کیا یہاں تک کہ عہد خلافت ہارون الرشید ۱۷۰ھ میں وفات پائی حکومت اس کے بیٹے داؤد نے ہاتھ میں لی۔ بربر نے اس کے خلاف خروج کیا۔ یہ بھی اُن پر حملہ آور ہوا بعد میں واپس آ کر قیروان آیا اس کے بقیہ حالات ہم آئندہ تحریر کریں گے۔

روح بن حاتم: ......یزید بن حاتم کے مرنے کی خبر خلیفہ رشید تک پہنچی تو اس کے بھائی روح بن حاتم کو جو کہ فلسطین کا گورنر تھا دارالخلافت میں طلب کر کے اس کے بھائی یزید کی تعزیت کی اور سند افریقہ کی سند حکومت عنایت فرما کے روانگی کا حکم دیا ۱۷۱ھ کے نصف میں روح افریقہ پہنچا۔ داؤد بن یزید نے دارالخلافت بغداد کا راستہ لیا۔ چونکہ یزید نے خوارج کو بیحد ذلیل اور حد درجہ تباہ کیا تھا اور اپنے رعب و داب کا سکہ لوگوں کے دلوں پر بٹھا لیا تھا اس وجہ سے روح کا زمانہ حکومت نہایت سکون اور امن سے گذرا۔ صرف ایک عبدالوہاب بن رستم وہیہ سے خطرہ کا اندیشہ تھا اس سے بھی مصلحتاً صلح کر لی بعد میں ماہ رمضان ۱۷۴ھ میں اس نے وفات پائی۔ اس سے پہلے خلیفہ رشید نے روح کے عزیزوں میں سے نصر بن حبیب کو حکومت افریقہ کی سند خفیہ طور سے عنایت کر دی تھی اس لحاظ سے روح کے بعد نصر نے حکومت افریقہ اپنے ہاتھ میں لی اور حکمرانی کرنے لگا یہاں تک کہ فضل کو افریقہ کی گورنری عطا ہوئی۔

فضل بن روح: ......جس وقت روح بن حاتم نے وفات پائی اس کی جگہ نصر بن حبیب حکمرانی افریقہ کی سند حکومت عطا کی لہٰذا فضل ماہ محرم ۱۷۷ھ میں قیروان واپس آیا۔ تیونس کی حکومت پر مغیرہ اپنے بھائی بشر بن روح کے بیٹے کو مقرر کیا۔ ایک کم عمر شخص تھا لشکریوں نے حقارت کی نگاہ سے دیکھا۔ اور فضل سے ان لوگوں کو اس کی بدخلقی اور ظالمانہ حرکات کی وجہ سے نفرت پیدا ہوئی فضل نے بھی ان لوگوں پر نصر بن حبیب کی محبت اور حمایت کا الزام لگایا۔ اتنے میں اہل تیونس نے مغیرہ سے مستعفی ہونے کی درخواست کی مغیرہ نے اس سے انکار کیا اس پر اہل تیونس نے علم مخالفت بلند کر کے مغیرہ کو معزول کر دیا اور عبداللہ بن جارود کو اپنا امیر بنا لیا۔

عبداللہ بن جارود: ......عبداللہ بن جارود عبدربہ انباری کے نام سے مشہور و معروف تھا اہل تیونس نے بغرض اظہار اطاعت اس کے ہاتھ پر بیعت کر کے مغیرہ کو اپنے شہر سے نکال دیا۔ اور چاپلوسی کرتے ہوئے فضل کو لکھ بھیجا،، جس کو آپ چاہیں تیونس کی حکومت پر مقرر فرمائیں۔ اہل تیونس پر اپنے چچازاد بھائی عبداللہ بن یزید بن حاتم کو مقرر کیا چنانچہ عبداللہ فضل سے رخصت ہو کر تیونس کی طرف روانہ ہوا جوں ہی تیونس کے قریب پہنچا عبداللہ بن جارود نے ایک گروہ کو عبداللہ بن یزید سے ملنے اور تیونس آنے کی وجہ دریافت کرنے کے لئے بھیجا۔ ان لوگوں نے حسد اور کینہ کی وجہ سے عبداللہ بن جارود کے خوش کرنے کے لئے عبداللہ بن یزید کو مار ڈالا۔ اس وجہ سے عبداللہ بن جارود کو مخالفت کا اظہار مجبوراً کرنا پڑا۔ عبداللہ بن یزید کے قتل کا محرک سپہ سالاران خراسانیہ میں سے محمد بن فارسی بنا ہوا تھا۔ عبداللہ بن جارود نے بغاوت کے بعد تمام علاقوں کے کمانڈروں اور عمال کو فضل کی مخالفت پر

ابھار دیا سب کے سب فضل سے باغی اور منحرف ہو گئے چنانچہ عبداللہ بن جارود کی جمعیت بڑھ گئی۔

عبداللہ بن جارود اور فضل کی جنگ: ...... فضل نے اس طوفان کی روک تھام کے لئے خروج کیا مگر پہلے ہی حملہ میں شکست کھا کر بھاگ نکلا عبداللہ بن جارود نے تعاقب کیا قیروان کے قریب مقابلہ ہو گیا مگر عبداللہ بن جارود نے جنگ کے بجائے چند لوگوں کو فضل اور اس کے اہل وعیال پر قابس تک پہنچا دینے کے لئے مقرر کر دیا پھر اس کو راستے سے واپس کر کے ۱۷۸ھ کے آدھا سال مکمل ہوتے ہوتے قتل کر دیا۔ اب عبداللہ بن جارود کو پوری طرح سے قوت حاصل ہو گئی تھی لوٹ کر تیونس آ گیا مگر آرام سے بیٹھنا نصب نہ ہوا۔

قیروان میں بغاوت: ...... لشکر کے ایک حصہ جس کا سردار مالک ابن منذر تھا فضل کے قتل کے واقعہ سے برہمی پیدا ہو گئی رفتہ رفتہ اور عداوت کی حد تک پہنچی۔ ایک روز متحد ہو کر قیروان حملہ کر کے قبضے میں لے لیا عبداللہ بن جارود نے اس واقعہ سے آگاہ ہو کر تیونس سے قیروان کی طرف کوچ کیا اور پہنچتے ہی ان سب کو مالک بن منذر سمیت قتل کی سزا دی ان کے علاوہ چند نامی گرامی سرداروں کو بھی قتل کرا دیا باقی لوگوں نے اندلس جا کر پناہ لی اور اپنی سرداری وحکومت پر صلت بن سعید کو مقرر کیا پھر بعد میں قیروان کی طرف واپس آئے اور افریقہ میں بغاوت کا ایک طوفان برپا ہو گیا۔

ہرثمہ بن اعین: ...... خلیفہ رشید بن روح کے مارے جانے اور افریقہ میں بغاوت آگاہ ہو کر فضل کے بنائے ہرثمہ بن اعین کو سند حکومت عنایت کی اور عبداللہ بن جارود کے پاس یحییٰ بن موسیٰ کو اس وجہ سے کہ اہل خراسان کی آنکھوں میں اس کی عزت وتوقیر تھی خلافت کی اطاعت کا پیغام دے کر روانہ کیا۔ بعضوں کا بیان ہے کہ یقطین کو بھیجا تھا عبداللہ بن جارود نے علان بن سعید کی مہم سے فارغ ہونے کی شرط پر علم خلافت کے مطیع ہونے کا اقرار کیا (یا یحییٰ) تاڑ گیا کہ عبداللہ بن جارود دھوکہ دے رہا ہے فوراً عبداللہ بن جارود کے دوست وساتھی محمد بن فارسی سے سازش کرنے کی ٹھانی اور بہت سامال دینے کے وعدہ پر ملا لیا عبداللہ بن جارود کو کسی ذریعہ سے اس کی خبر مل گئی گھبرا کر اپنی حکومت کے ساتویں مہینے ماہ محرم ۱۷۹ھ علاء بن سعید کے ڈر سے قیروان سے نکل بھاگا۔ محمد بن فارسی اس کے ساتھ تھا۔ دونوں نے قیروان سے نکل کر جنگ کے ارادے سے درستی سامان کی درستی اور فوج کی تیاری کی جانب توجہ کی۔

عبداللہ بن جارود کی گرفتاری: ...... ایک روز عبداللہ بن جارود نے محمد بن فارسی کو تنہائی میں مشورہ کے لئے بلایا۔ فریق مخالف نے پہلے ہی سے اس کے ساتھیوں میں سے ایک شخص کو ان دونوں کے قتل پر مقرر کر رکھا تھا۔ لہٰذا اس شخص نے محمد بن سعید اور یقطین قیروان کی طرف بڑھے علاء بن سعید پہلے پہنچا اور قابض ہو گیا۔ عبداللہ بن جارود کے ساتھیوں کو گرفتار کرنا شروع کر دیا۔ عبداللہ بن جارود بھاگ کر ہرثمہ کے پاس پہنچا ہرثمہ نے اس کو خلیفہ رشید کی خدمت میں بھیج دیا اور یہ لکھ بھیجا کہ علاء بن سعید نے اس کو قیروان سے نکالا ہے خلیفہ رشید نے علاء کے بھیجنے کا فرمان روانہ فرمایا چنانچہ ہرثمہ نے علاء کو یقطین کے ساتھ دربار خلافت کی طرف روانہ کیا خلیفہ رشید نے عبداللہ بن جارود کو جیل میں ڈال دیا اور علماء کے ساتھ اچھی طرح پیش آیا یہاں تک کہ مصر میں اس نے وفات پائی۔

قصر کبیر کی تعمیر: ...... ان واقعات کے بعد ہرثمہ نے قیروان کی جانب کوچ کیا سفر وقیام کرتا ہوا ۱۷۸ھ میں قیروان پہنچا لوگوں کو امن دی بغاوت ختم ہو گئی، اپنے آنے کے ایک سال بعد قصر کبیر مقام منستیر میں تعمیر کرایا، اور طرابلس کا شہر پناہ دریا کے ساتھ بنوایا، اس وقت ابراہیم بن اغلب زاب اور طبنہ کی گورنری پر تھا اس نے ہرثمہ نے اس کو اس کے عہدہ پر بحال رکھا، لہٰذا اس نے نہایت خوبی سے اس خدمت کو انجام دیا رعایا کے ساتھ دلانہ برتاؤ کئے۔

ہرثمہ کی واپسی: ...... اس کے بعد ہرثمہ کی مخالفت پر عیاض بن وہب ہواری اور کلیب بن جمیع کلبی اٹھ کھڑے ہوئے دونوں نے متفق ہو کر بہت بڑا لشکر جمع کر لیا، ہرثمہ نے ان دونوں کی سرکوبی پر سپہ سالار خراسانیہ میں سے یحییٰ بن موسیٰ کو مقرر کیا یحییٰ کی اچھی کارگذاری سے عیاض اور کلیب کی فوج بکھر گئی اس کے بہت سے ساتھیوں کو مار ڈالا۔ اور بغاوت ختم کر کے قیروان کی طرف واپس لوٹا ہرثمہ نے اس بات کا احساس کر کے کہ افریقہ میں آئے دن میری مخالفت پر علم بلند ہوا کرتا ہے۔ افریقہ کی حکومت سے استعفاء پیش کیا خلیفہ رشید نے استعفاء منظور فرما لیا، ہرثمہ افریقہ سے اپنی حکومت وگورنری کے ڈھائی سال بعد عراق لوٹ آیا۔

محمد بن مقاتل کعبی :.....اس کے بعد خلیفہ رشید نے افریقہ کی گورنری پر محمد بن مقاتل کعبی کو مقرر کیا محمد بن مقاتل خلیفہ رشید کا ساختہ پرداختہ تھا ماہ رمضان ۱۸۱ھ میں قیروان پہنچا، چونکہ محمد بن مقاتل میں بدسلوکی اور بری عادات کوٹ کوٹ کر بھری ہوتی تھیں لشکریوں نے اس سے مخالفت کا اعلان کر کے مخلد بن مرہ اذدی کو اپنا سردار بنایا محمد بن مقاتل نے اس کی روک تھام کی غرض سے فوجیں روانہ کیں۔ مخلد کو شکست ہوئی، اور پکڑ دھکڑ کے دروان مارا گیا، بعد میں ۱۸۳ھ میں تمام بن تمیم تیمی نے تیونس میں علم مخالفت بلند کیا، عوام الناس کا جم غفیر جمع ہو گیا ''تمام'' نے سب کو فوجی لباس پہنا کر قیروان کی جانب کوچ کیا، محمد بن مقاتل اس سے آگاہ ہو کر فوجیں تیار کر کے مقابلہ پر آیا۔ دونوں دشمنوں کا ایک میدان میں مقابلہ ہوا میدان جنگ تمام کے ہاتھ رہا محمد بن مقاتل شکست کھا کر قیروان کی جانب بھاگا تمام تعاقب کرتا ہوا قیروان پہنچ گیا، بالآخر تمام نے محمد بن مقاتل کو افریقہ چھوڑ کر چلے جانے کی شرط سے امان دی چنانچہ محمد بن مقاتل نے افریقہ کو خیر آباد کہہ کر طرابلس کا راستہ لیا۔

قیروان پر حملہ :.....رفتہ رفتہ یہ خبر ابراہیم بن اغلب تک زاب میں پہنچی محمد بن مقاتل کے اس فعل سے بے حد ناراض ہوا فوراً فوجیں آراستہ کر کے قیروان کی طرف بڑھا، تمام مقابلہ سے جی چرا کر تیونس کی طرف بھاگا ابراہیم نے قیروان پر قبضہ کر لیا اور محمد بن مقاتل کو طرابلس کی آخری ۱۸۳ھ میں قیروان کی امارت دوبارہ عنایت کی تمام نے سامان جنگ درست کر کے ان لوگوں پر پھر حملہ کیا ابراہیم بن اغلب اپنے کمانڈروں سمیت مقابلہ پر آیا تمام کو اس معرکہ میں شکست ہوئی، ابراہیم تعاقب کرتا ہوا تیونس تک پہنچا تمام نے امن کی درخواست کی ابراہیم نے اس کو امن دی اور اس کے ساتھ قیروان آیا اور قیروان سے بغداد کی طرف روانہ کر دیا، خلیفہ رشید نے جیل میں ڈال دیا۔

ابراہیم بن اغلب :.....جس وقت محمد بن مقاتل نے قیروان کی حکومت دوبارہ اپنے ہاتھ میں لی اہل ملک کو اس کی حکومت سے ناراضگی پیدا ہوئی خط و کتابت کر کے ابراہیم بن اغلب کو خلیفہ رشید سے حکومت افریقہ کی درخواست دینے پر آمادہ کیا لہٰذا ابراہیم نے دربار خلافت میں حکومت افریقہ کی اس شرط سے درخواست کی کہ ایک لاکھ دینار جو مصر سے افریقہ انتظام کے لئے روانہ کیا جاتا ہے، روک دیا جائے اس کے علاوہ چالیس ہزار دینار سالانہ افریقہ سے خراج دربار خلافت میں بھیجا کروں گا کسی ذریعہ سے خلیفہ رشید کو اس کی دولت مندی کا حال بھی معلوم ہو گیا۔ اپنے مشیروں سے اس معاملہ میں مشورہ کیا۔

ابراہیم کی افریقہ پر حکومت :.....ہرثمہ نے ابراہیم بن اغلب کی درخواست منظور کرنے اور افریقہ کی حکومت دینے کی رائے دی چنانچہ خلیفہ رشید نے نصف ❶ ۱۸۴ھ میں سند حکومت افریقہ لکھ کر ابراہیم کے پاس روانہ کر دیا ابراہیم افریقہ کی سند حاصل کر کے حکومت کی سند پر رونق افروز ہوا ملکی اور فوجی انتظام کو اچھے طریقے سے سنبھالا محمد بن مقاتل افریقہ سے مشرق چلا آیا، پورے مغرب میں ابراہیم بن اغلب کی گورنری سے امن و چین ہو گیا۔

عباسیہ کی تعمیر :.....قیروان کے قریب عباسیہ ❷ نامی ایک شہر آباد کیا اور اپنے تمام اراکین حکومت کے ساتھ عباسیہ میں اٹھ آیا ۱۸۶ھ میں حمدیس نامی ایک شخص نے سرداران عرب میں سے تیونس میں علم خلافت کے خلاف بغاوت کی سیاہ جھنڈا اتار کر پھینک دیا ابراہیم بن اغلب نے عمران بن مجالد ❸ کی زیر نگرانی شاہی افواج کو حمدیس کے مقابلہ کے لئے روانہ کیا، سخت اور خونریز جنگ کے بعد حمدیس کو شکست ہوئی تقریباً اس کے دس ہزار سپاہی مارے گئے اس واقعہ کے بعد ابراہیم نے اپنی توجہ و ہمت کو ''المغرب الاقصیٰ'' کے نظم و نسق کی جانب متوجہ کیا یہ وہ زمانہ تھا کہ اس ملک میں دعوت علویہ بذریعہ ادریس بن عبداللہ ظاہر ہو چکی تھی عبداللہ نے پیک اجل کو لبیک کہہ کر وفات پائی اور بربریوں نے اس کے چھوٹے بیٹے کو اس کا قائم مقام بنایا تھا، اس کا غلام راشد اس کی کفالت و نگرانی کر رہا تھا، یہاں تک کہ ادریس بڑا ہوا اور اس کی حکومت کو راشد کی وجہ سے استحکام و استقلال حاصل ہو گیا۔

بہلول بن عبدالرحمٰن کی اطاعت :.....ابراہیم بن اغلب ہمیشہ بربریوں کو مال و زر دے کے ملاتا جاتا رہتا تھا آخر کار راشد مارا گیا اور اس کا

---

❶ .....''البیان المغرب'' (صفحہ نمبر ۹۲) میں جمادی الاخری کے درمیانی عشرے کی تصریح ہے۔

❷ .....ابن عذاری نے ''البیان المغرب'' میں اسے قصر قدیم کا نام دیا ہے۔ اور ظاہر ہے کہ عباسیہ کا نام دنیا دولت عباسیہ سے تعلق کے اظہار کے لئے تھا۔ ❸ .....ابن اثیر (جلد نمبر ۱ صفحہ نمبر ۵۳) پر ابن خلدون لکھا ہے۔

سر اتار کر ابراہیم کے پاس لایا گیا، راشد کے مارے جانے کے بعد ادریس کی حکومت وریاست کا انتظام بر بر سردار بہلول بن عبدالرحمٰن [1] مظفر کرنے لگا اس نے بھی نہایت دانائی اور عقل مندی سے حکومت وسلطنت کے نظام کو درست کیا، ابراہیم بن اغلب ہمیشہ اس کو بھی اپنے عاملانہ تدابیر اور حکمت عملیوں سے ملاتا رہا خطوط اور تحائف مسلسل بھیجتا رہا بہلول آخر انسان ہی تھا کہاں تک ابراہیم کے احسانات کو فراموش کرتا ''دعوت ادارسہ'' سے ایک طرف ہو کر کے حکومت عباسیہ کی اطاعت کا اظہار کر دیا، ادریس نے اس سے آگاہ ہو کر اس سے صلح کر لی اور رسول اللہ ﷺ کی قرابت کے ذریعہ سے اس کے لطف وعنایت کا طلب گار رہا لہٰذا وہ اس کو تو تکلیف دینے سے باز رہا۔

اہل طرابلس کی غداری اور فرمانبرداری:......اس کے بعد اہل طرابلس نے ۱۸۹ھ میں ابراہیم بن اغلب سے مخالفت کا اظہار کیا اور اس کے گورنر سفیان بن مہاجر کو حملہ کر کے دارالامارت سے مسجد کی طرف نکال دیا اور اس کے بہت سے ساتھیوں کو مار ڈالا پھر اس کو طرابلس چھوڑ کر چلے جانے کی شرائط پر امان دے دی چنانچہ سفیان اپنی حکومت کے چند مہینے بعد طرابلس سے نکل کھڑا ہوا اہل طرابلس نے اپنی فوجیں روانہ کیں، شاہی فوج نے ابراہیم بن سفیان کو شکست دے دی اور زبردستی طرابلس میں داخل ہوگئی، طرابلس میں داخل ہو کر ابراہیم بن سفیان کو حاضر کرنے پر اہل طرابلس کو مجبور کیا، تھوڑی سی بحث کے بعد اس سال کے آخر میں اہل طرابلس نے ابراہیم کو پیش کر دیا چنانچہ ابراہیم بن اغلب نے اس کی اور اہل طرابلس کی خطائیں معاف کر دیں، اور ان کے وطن کی جانب ان لوگوں کو واپس کر دیا۔

عمران بن مجالد اور ابن اغلب کی جنگ:......پھر ۱۹۵ھ میں عمران بن مجالد ربعی نے تیونس میں بغاوت کا جھنڈا بلند کیا اس بغاوت میں قریش بن تیونسی نے بھی قدم بڑھایا اور اس پر قابض ہوگیا قریش بھی تیونس سے قیروان آ گیا، ابراہیم نے عباسیہ کے اردگرد خندقیں کھدوائیں دھس اور مدمے بندھوا کر قلعہ نشین ہوگیا عمران اور قریش نے پورے ایک سال تک ابراہیم کا محاصرہ کئے رکھا ابراہیم اور عمران وقریش سے متعدد لڑائیاں ہوئیں۔ لیکن کامیابی کا سہرا ابراہیم بن اغلب کے سر رہا، محاصرہ کے دوران عمر نا اسد بن فرات قاضی کو بھی بغاوت پر ابھار رہا تھا مگر اسد نے اس سے انکار کر دیا، اسی دوران خلیفہ رشید نے بہت سا مال وزر ابراہیم کے پاس بھیج دیا ابراہیم نے انعام وکرام دینا شروع کر دیئے جس کی وجہ سے عمران کے بہت سے ساتھی اس کے پاس چلے آئے۔ اور عمران کا کارخانہ درہم برہم ہوگیا، پریشان ہو کر زاب چلا گیا، اور وہیں ٹھہرا رہا یہاں تک کہ ابراہیم ابن اغلب نے وفات پائی۔

عبداللہ بن ابراہیم معزولی:......ابراہیم بن اغلب نے اس مہم سے فارغ ہو کر اپنے بیٹے عبداللہ کو ۱۹۶ھ میں طرابلس کی حکومت کے لئے روانہ کیا مگر لشکریوں نے بغاوت کر دی اور دارالامارت میں اس کا محاصرہ کر لیا، پھر اس شرط پر کہ عبداللہ طرابلس چھوڑ کر چلا جائے عبداللہ کو امان دے دی چنانچہ عبداللہ نے طرابلس چھوڑ دیا بہت سے آدمی اس کے پاس جمع ہوگئے، انعام واکرام کا سلسلہ شروع کر دیا یہی سبب تھا کہ ہر طرف سے بربری اس کے پاس کھینچ آئے، عبداللہ نے ان سب کو مسلح اور مرتب کر کے طرابلس پر چڑھائی کر دی اور فوج طرابلس کو شکست دے کر شہر پر قبضہ کر لیا، بعد میں اس کے باپ (ابراہیم بن اغلب) نے اس کو معزول کر کے سفیان بن مضاء کو حکومت عطا کی۔

طرابلس میں بغاوت:......ہوارہ نے سفیان کے خلاف طرابلس میں علم بغاوت بلند کیا لشکریوں میں بھی پھوٹ پڑ گئی سفیان بھاگ کر ابراہیم بن اغلب کے پاس پہنچا ابراہیم نے اس کو اپنے بیٹے عبداللہ کے ساتھ تیرہ ہزار فوج کی جمعیت سے طرابلس کی طرف واپس بھیجا۔ ہوارہ مقابلہ پر آئے بری طرح پامال ہوئے نہایت سختی سے قتل اور قید کئے گئے کامیابی کے بعد طرابلس کا شہر پناہ نئے سرے سے درست کرایا گیا، رفتہ رفتہ اس کی خبر عبدالوہاب بن عبدالرحمٰن بن رستم تک پہنچی بربریوں کو جمع کر کے طرابلس پر حملہ آور ہوا مدتوں محاصرہ کئے رہا، عبدالوہاب نے باب زناتہ کی آمد ورفت روک رکھی تھی، اور دروازہ ہوارہ پر لڑائی کا ہنگامہ گرم کئے رکھا، اسی دوران اس کے باپ کے مرنے کی خبر پہنچی لہٰذا اس نے اپنے حریف کو مضافات طرابلس دے کر صلح کر لی شہر طرابلس اور دریا پر اپنا قبضہ رکھا، صلح نامہ کی تکمیل کے بعد عبداللہ نے قیروان کی طرف کوچ کیا ابراہیم کی وفات ماہ شوال ۱۹۶ھ میں ہوئی تھی۔

[1] ......ابن اثیر (جلد نمبر ۱ صفحہ نمبر ۵۴) پر بہول بن عبدالوحد لکھا ہے۔

ابوالعباس عبداللہ:......ابراہیم بن اغلب نے وفات کے وقت اپنے بیٹے عبداللہ کو اپنا ولی عہد مقرر کیا تھا، عبداللہ اس وقت طرابلس میں تھا بربری اس کا محاصرہ کئے ہوئے تھے جیسا کہ ہم اوپر بیان کر آئے ہیں، اور اپنے دوسرے بیٹے زیادۃ اللہ کو عبداللہ کی امارت کی بیعت کرنے کی وصیت کی تھی چنانچہ زیادۃ اللہ نے اس وصیت کی تعمیل کی، قیروان میں لوگوں سے اپنے بھائی عبداللہ کی امارت کی بیعت لی اور یہ واقعہ لکھ بھیجا۔

ابوالعباس کی قیروان آمد:......لہٰذا ابوالعباس عبداللہ ماہ صفر ۱۹۷ھ میں قیروان آیا مگر اپنے بھائی زیادۃ اللہ کے ساتھ اس نمایاں کارگذاری کی کوئی خاص رعایت نہ کی جو اس نے اس کی غیر حاضری میں ابراہیم کی وفات کے بعد اس بھی بلکہ مزید یہ کہ اکثر اس کے رتبہ کے خلاف اس کی توہین کیا کرتا تھا اس کے زمانہ حکومت میں کسی قسم کا فتنہ وفساد نہیں ہوا وجہ یہ تھی کہ اس کے باپ نے حکومت وامارت کے نظام کا بہت اچھے طریقے سے درست اور مضبوط کر دیا تھا، فی نفسہ یہ شخص ظالم اور جابر تھا، یہاں تک کہ اس کا زمانہ وفات آ گیا کہا جاتا ہے کہ اہل حمود اور مہریک کے اولیاء صالحین سے حفص بن حمید کی دعوت کے زمانہ میں اس کی موت ہوئی یہ ایک جماعت کے ساتھ وفد لے کر عبداللہ کے دربار سے نکل کر عبداللہ کے خلاف لوگوں کو ابھارنا شروع کیا اتفاق سے اسی زمانہ میں عبداللہ کے کان میں ایک زخم ہو گیا، جس کی وجہ سے ماہ ذی الحجہ ۲۰۱ھ میں اپنی حکومت کے پانچ سال پورے کر کے مر گیا۔ ❶

زیادۃ اللہ کی حکومت:......ابوالعباس عبداللہ کے مرنے کے بعد اس کا بھائی زیادۃ اللہ حکمران بنا خلیفہ مامون کی جانب سے تقرری کا فرمان جاری ہوا اور یہ لکھ بھیجا کہ منبروں پر عبداللہ بن طاہر کے حق میں دعا کی جائے، زیادۃ اللہ کو اس سے بہت ملال ہو شاہی قاصد کے ساتھ چند دینار جو کہ ادارسہ کے ڈھلے ہوئے تھے، دارالخلافت بغداد روانہ کیا، اس سے اس بات کا اظہار مقصود تھا کہ آئندہ ہم خلافت عباسیہ کی حکومت کے مطیع نہ رہیں گے بلکہ حکمرانان ادارسیہ کی حکومت کے سائے میں رہنا پسند کریں گے۔

زیادۃ کے رشتہ داروں کا فرار اور واپسی:......بعد میں اس کے اعزہ واقارب سے اغلب کے بھائیوں اور اس کے بھائی ابوالعباس محمد کے بیٹے اور ابو محمد بھر اور ابراہیم ابوالاغلب وغیرہ نے حج کرنے کی اجازت طلب کی زیادۃ اللہ نے ان لوگوں کو سفر حج کی اجازت دے دی چنانچہ وہ لوگ ادائیگی حج کے بعد واپسی آ کر مصر میں مقیم ہو گئے یہاں تک کہ زیادۃ اللہ اور فوج میں ان بن ہو گئی، آپس میں حج کے بعد واپس آ کر مصر میں مقیم تھے بلا بھیجا اور اپنے بھائی اغلب کو قلمدان وزارت سپرد کیا، فتنہ وفساد پھیلا ہوا میر نے ایک ایک صوبہ کو دبا لیا اور اس پر قابض ہو کر حکمرانی کرنے لگا۔

قیروان پر حملہ اور بغاوت:......پھر اس پر بھی ان کو قناعت نہ ہوئی سب کے سب جمع ہو کر قیروان پر حملہ آور ہو گئے، اور اس کا محاصرہ کر لیا، سب سے پہلے بغاوت اور مخالفت کا بانی اور فساد کا پھیلانے والا زیاد بن سہل ❷ بن صقلیہ تھا ۲۰۷ھ میں اس نے خروج کیا تھا اور شہر باجہ کا محاصرہ کیا تھا لہٰذا زیادۃ اللہ نے اس کی سرکوبی کے لئے فوجیں روانہ کیں چنانچہ زیادۃ اللہ کی فوج نے زیاد کو شکست دی اور پکڑ دھکڑ کے دوران گرفتار کر کے مار ڈالا اس کے ساتھ اس کے بہت سے ساتھی بھی مارے گئے تھے اس کے بعد منصور ❸ ترمذی نے طنبہ میں سر اٹھایا فوجیں آراستہ کر کے تیونس پر چڑھ آیا اور قابض ہو گیا، تیونس کا گورنر اسماعیل بن سفیان نامی ایک شخص تھا منصور نے اس کو قتل کر کے لشکریوں کو پھر اپنا مطیع بنا لیا۔

زیادۃ اللہ کی غلط دھمکی:......زیادۃ اللہ نے اس واقعہ سے آگاہ ہو کر ایک عظیم فوج کو اپنے چچازاد بھائی غلبون (جو اس کا وزیر بھی تھا اور جس کا نام اغلب بن عبداللہ بن اغلب تھا) کی زیر نگرانی روانہ کیا اور چلتے چلتے تاکید کی کہ اگر تم لوگ میدان جنگ سے شکست اٹھا کر آ ؤ گے تو تو تمہاری جان کی خیر نہیں ❹ میں تم لوگوں کو قتل کر ڈالوں گا، اتفاق یہ پیش آیا کہ منصور نے ان لوگوں کو شکست دے دی، ان لوگوں کو اپنی جانوں کا خطرہ ہوا، چنانچہ جان کے خوف سے ان لوگوں نے وزیر غلبون کا ساتھ چھوڑ دیا، افریقہ کے علاقوں میں پھیل گئے باجہ، جزیرہ صطفورہ اور رراربس وغیرہ پر قابض ہو گئے تمام افریقہ میں بے امنی پھیل گئی، پھر یہ سب منصور کے پاس جا کر جمع ہو گئے منصور نے ان لوگوں کو مرتب و مسلح کر کے قیروان کی طرف کوچ کیا اور پہنچتے ہی

---

❶......ابن عذاری نے لکھا ہے کہ اس کی حکومت پانچ سال اور چند ماہ رہی۔ ❷......ابن اثیر (جلد نمبر ۶ صفحہ نمبر ۱۶۶) پر ''صقلبیہ'' لکھا ہے۔ ❸......ابن اثیر نے منصور بن طُنْبُذی لکھا ہے ایک روایت طنبدی کی ہے۔ ❹......یہ الفاظ ابن عذاری نے بھی نقل کئے ہیں۔

قابض ہو گیا، زیادۃ اللہ کا عباسیہ میں چالیس دن تک محاصرہ کئے رکھا، قیروان کی شہر پناہ بنوائی اس کو ابراہیم بن اغلب نے خراب و مسمار کرا دیا تھا۔

منصور کی شکست:......اس کے بعد زیادۃ اللہ نے اس پر فوج کشی کی دونوں میں مدتوں جنگیں ہوتی رہیں، بالآخر منصور کو شکست ہوئی بھاگ کر تیونس پہنچا زیادۃ اللہ نے قیروان کی شہر پناہ کو منہدم کرا دیا، سپہ سالاروں نے بھاگ بھاگ کر ان شہروں میں جا کر دم لیا، جن پر قابض ہو گئے تھے چنانچہ عامر بن نافع ❶ ارزق سبط میں جا کر قلعہ نشین ہوا۔

عامر بن نافع سے جنگ:......زیادۃ اللہ نے ۲۰۹ھ میں ایک فوج محمد بن عبداللہ بن اغلب کی زیرنگرانی عامر کی سرکوبی کے لئے روانہ کی عامر نے اس فوج کو شکست دے دی فوج واپس آ گئی۔ منصور بھی تیونس کی طرف واپس آیا اس وقت زیادۃ اللہ کے زیرحکومت افریقہ میں صرف تیونس، ساحل طرابلس اور نفزادہ باقی رہ گئے تھے، باغی فوج نے زیادۃ اللہ کے پاس پیغام بھیجا کہ "اگر تم افریقہ سے کوچ کر جاؤ تو تم کو امان دی جائے زیادۃ اللہ نے اس کا کوئی جواب نہ دیا پھر یہ خبر مشہور ہوئی کہ نفزادہ کے بربریوں کے بلانے پر عامر بن نافع نفزادہ کی جانب بڑھ رہا ہے لہٰذا زیادۃ اللہ نے دوسو جنگ آوروں کو عامر بن نافع کی روک تھام کے لئے نفزاہ کی طرف روانہ کیا عامر یہ خبر سن کر نفزادہ سے لوٹ آیا اور اس کو قسطیلہ کی جانب شکست دے کر پھر واپس آیا پھر نفزادہ سے نکل کھڑا ہوا سفیان نے قسطیلہ پر قبضہ کر کے حکومت کا نظام کر درست و مرتب کر لیا، یہ واقعات ۲۰۹ھ کے ہیں اس کے بعد زیادۃ اللہ نے قسطیلہ، زاب اور طرابلس پر قبضہ کر کے حکومت و امارت کے نظام کو درست کیا۔

منصور طبندی کا قتل:......پھر منصور طبندی اور عامر بن نافع میں آپس میں مخالفت پیدا ہو گئی منصور ہمیشہ عامر کو حاسدانہ نظروں سے دیکھتا اور ہر کام میں اس کو دباتا تھا عامر نے اس بات کو محسوس کر کے لشکر کو بلا لیا، ایک روز سب کو جمع کر کے منصور کا اس کے محل میں جو کہ طبندہ میں تھا محاصرہ کر لیا، یہاں تک کہ منصور نے اس شرط پر کہ افریقہ چھوڑ کر میں مشرق کی طرف روانہ ہو جاؤں گا امن کی درخواست کی عامر نے یہ درخواست منظور کر لی چنانچہ منصور طبندی سے نکل کر مشرق کی جانب روانہ ہوا پھر کچھ سوچ سمجھ کر واپس آ گیا۔ عامر نے دوبارہ محاصرہ کر لیا حتیٰ کہ منصور دوبارہ عبدالسلام بن جعفر نامی کمانڈر کے ذریعے امن کا طلب گار ہوا عبدالسلام نے عامر کی خدمت میں منصور کی درخواست امن پیش کی، عامر نے اس شرط پر امن دی کہ منصور افریقہ چھوڑ کر کشتی سوار ہو کر مشرق چلا جائے اس شرط کے مطابق عامر نے منصور کو اپنے بااعتماد کمانڈروں کے ساتھ تیونس کی جانب روانہ کیا اور در پردہ اپنے بیٹے کو پیغام بھیجا کہ جس وقت منصور تمہارے پاس ہو کر گذرے تو موقع پا کر مار ڈالنا، لہٰذا عامر کے بیٹے نے منصور اور اس کے بیٹے کے ساتھ یہی برتاؤ کیا اس کا اور اس کے بیٹے کا سر اتار کر اپنے باپ عامر کی خدمت میں بھیج دیا۔

زیادۃ اللہ کا تیونس پر حملہ:......اس واقعہ کے بعد عامر بن نافع شہر تیونس ہی میں مقیم رہا یہاں تک کہ ۲۱۴ھ میں انتقال کیا، عبدالسلام بن مفرح باجہ کی طرف لوٹ آیا اور وہیں رہنے لگا حتیٰ کہ فضل بن ابی العین نے جزیرہ شریک میں ۲۱۸ھ میں علم بغاوت بلند کیا عبدالسلام بن مفرح کی کمک کے لئے روانہ ہوا اسی دوران میں زیادۃ اللہ کی فوجیں بھی پہنچ گئیں، دونوں کے مقابلہ میں جی توڑ کر لڑیں عبدالسلام مارا گیا فضل تیونس کی طرف شکست کھا کر بھاگا اور وہاں جا کر قلعہ نشین ہو گیا، زیادۃ اللہ کی فوجوں نے تیونس پہنچ کر محاصرہ کر لیا، اور لڑ کر اس کو فتح کر لیا، ہزاروں اہل تیونس مارے گئے، بہت سے بھاگ گئے، جنگ کے خاتمے کے بعد زیادۃ اللہ نے امن کا اعلان منادی کرا دیا اہل تیونس پھر اپنے اپنے مکانات میں آ کر رہنے لگا۔

بطریق قسنطیل:......۲۱۹ھ میں اسد بن فرات نے صقلیہ کو لڑ کر فتح کیا، صقلیہ روم کے صوبوں میں سے تھا اس کا حکمران، بادشاہ قسطنطیہ کے زیر حکومت تھا، ۲۱۱ھ میں ایک بطریق جس کا نام قسنطیل ❷ تھا صقلیہ کا حکمران مقرر کیا گیا، اس نے ایک رومی سپہ سالار کو جو نہایت شجاع اور دلیر تھا بحری فوج کا سردار بنایا لہٰذا اس سپہ سالار نے افریقہ کے ساحلوں پر لوٹ مار شروع کر دی، نظام حکومت کو درہم و برہم کر دیا، ایک مدت کے بعد بادشاہ روم نے قسنطیل کو اس سپہ سالار کے گرفتار کر لینے اور قتل کر ڈالنے کا حکم لکھ بھیجا کسی ذریعہ سے اس کی خبر سپہ سالار تک پہنچ گئی فوراً بغاوت کا اظہار کر دیا، اس کے ساتھیوں کو بھی یہ سن کر جوش اور تعصب پیدا ہوا سامان جنگ اور سفر درست کر کے صوبہ صقلیہ کے شہر سرقوسہ کی طرف کوچ کر دیا اور پہنچتے ہی قابض

---

❶......ابن اثیر (جلد نمبر ۲ صفحہ نمبر ۱۶۶) پر عمر نافع لکھا ہے۔ ❷......ابن اثیر (جلد نمبر ۲ صفحہ نمبر) قسطنطنیہ لکھا ہے۔

ہوگیا، قسطیل اس واقعہ سے آگاہ ہوکر مقابلہ پر آیا لڑائیاں ہوئیں میدان سپہ سالار کے ہاتھ رہا قسطیل شکست کھا کر بھاگا، سپہ سالار کی فوج نے تعاقب کیا شہر نطانیہ ❶ پہنچ کر گرفتار کرلیا اور وہیں مار ڈالا گیا۔ سپہ سالار نے صقلیہ پہنچ کر قبضہ کرلیا اور شاہی لقب سے خود کو ملقب کیا، اطراف جزیرہ کی حکومت بلاطہ نامی ایک شخص کو دی، اس کا چچازاد بھائی میخائیل شہر یلرم ❷ میں حکومت کررہا تھا۔ اس نے اور اس کے چچازاد بھائی نے سپہ سالار مذکور سے مخالفت کا اظہار کیا بلاطہ نے سرقوسہ کو دبالیا۔

اسد بن فرات:......سپہ کمانڈر جنگی کشتیوں کا بیڑہ مرتب اور درست کرکے زیادۃ اللہ کی خدمت میں مدد حاصل کرنے کے لئے افریقہ میں حاضر ہوا زیادۃ اللہ نے اس کی درخواست کو قبولیت کا درجہ عنایت فرمایا اور ایک عظیم فوج اس کی کمک کے لئے روانہ کی اس فوج اور مہم کی افسری ❸ اسد بن فرات قاضی قیروان کو عطا کی ماہ ربیع ۲۱۲ھ میں یہ مہم روانہ ہوئی اسد کوچ وقیام کرتا ہوا شہر مارز پہنچ کر قیام پذیر ہوا بعد میں فوج کو درست ومرتب کرکے بلاطہ پر حملہ کیا۔ بلاطہ کے دستے میں رومیوں کا بہت بڑا لشکر تھا اور روم کے بہت سے نامی گرامی سپہ سالار سورما اس کی کمک کے لئے بہت سا مال غنیمت کامیاب گروہ کے ہاتھ لگا، بلاطہ نے بھاگ کر فلویزہ ❹ میں دم لیا، مگر اس جاں باختہ کو وہاں بھی پناہ نہ ملی مارا گیا، عساکر اسلامیہ نے جزیرہ کے بہت سے قلعوں پر قبضہ کرلیا۔ اور کامیابی کے جوش میں فتح کرتے ہوئے قلعہ کرات تک پہنچ گئے۔

قلعہ کرات کا محاصرہ:......قلعہ کرات میں اردگرد کے بہت سے رومی آآ کر جمع ہوگئے تھے پہلے تو ان لوگوں نے قاضی اسد بن فرات کو صلح اور جزیہ کا دھوکا دیا مگر جب حالات سے جنگ کے لئے تیار نظر آئے تو قاضی اسد نے محاصرے کا حکم دیا، عیسائیوں نے شہر پناہ اور قلعہ کے دروازے بند کرلئے قاضی اسد نے نہایت ہوشیاری سے محاصرہ کرکے قرب وجوار کے شہروں پر تاخت وتاراج کے لئے اپنی فوج کو بہت سے دستوں پر منقسیم کرکے پھیلا دیا، مال غنیمت کی بے حد کثرت ہوئی بعد میں اسلامی لشکر بحری اور بری راستوں سے نے سرقوسہ کا محاصرہ کرلیا، سرقوسہ کو افریقہ سے اچانک مدد پہنچ گئی، اہل افریقہ نے بلیرم کو اپنی حفاظت میں لے کر عساکر اسلامیہ پر حملہ کیا عساکر اسلام اس وقت سرقوسہ کا محاصرہ کئے ہوئے تھے، رومیوں نے محاصرہ اٹھادینے کی بے حد کوشش کی مگر ناکام رہے مسلمانوں نے نہایت مضبوطی اور احتیاط سے محاصرہ کرر کھا تھا پھر اتفاق سے عساکر اسلام میں وبائی بیماری پھیل گئی جس سے ایک بڑے گروہ نے جاں بحق تسلیم کردی۔

اسد بن فرات کی وفات:......اسد بن فرات امیر افواج اسلامیہ نے اسی زمانہ میں وفات پائی شہر قصریانہ نے اس کو دھوکا دے کر مار ڈالا، اس کے بعد قسطنطنیہ سے ایک تازہ دم فوج عیسائیوں کی کمک پر آگئی، ہنگامہ کارزار پھر گرم ہوگیا، اس معرکہ میں مسلمانوں کو شکست ہوئی، باغی سپاہیوں نے قصریانہ کی طرف پناہ لینے کے لئے قدم بڑھایا۔

زبیر کی عیسائیوں کے ساتھ:......بعد میں اسلامی لشکر کے امیر احمد بن حواری اسلامی لشکر کے امیر نے وفات پائی اس کی جگہ زہیر بن عوف کو افواج اسلامی کا امیر مقرر کیا گیا، رومیوں اور مسلمانوں سے پھر معرکہ آرائی شروع ہوئی رومیوں نے کئی بار عساکر اسلام کو شکست دی اور انہیں کے لشکر گاہ میں ان کا محاصرہ کرلیا، مسلسل جنگ اور حصار کی سختی سے مسلمانوں میں اضطراب پیدا ہوگیا، اسی دوران ان مسلمانوں نے جو'' کبر کیب'' میں تھے فصیلوں اور شہر پناہ کی دیواروں کو منہدم کرکے مازر کی طرف کوچ کیا مگر عیسائی فوجوں کی کثرت کی وجہ سے اپنے محصور بھائیوں تک نہ پہنچ سکے، لشکر اسلام اسی حالت میں ۲۱۴ھ تک مبتلا رہا، ہلاکت تک نوبت پہنچ گئی تھی کہ چند جنگی کشتیاں افریقہ سے بطور کمک آگئیں اور اندلس کا ایک جنگی بیڑہ جو جہاد کے ارادے سے نکلا تھا آپہنچا لشکر اسلام کو محاصرہ میں دیکھ کر تین سو کشتیاں ساحل جزیرے لگادی گئیں چنانچہ مجاہدین اسلام خشکی پر اتر گئے رومیوں کے پاؤں میدان جنگ سے اکھڑ گئے۔ محاصرہ اٹھا کر چلتے پھرتے نظر آئے۔

---

❶ ......نطانیہ کو ابن اثیر نے قسطانیہ لکھا ہے، (جلد نمبر ۶ صفحہ نمبر ۱۶۸)۔ ❷ ......تاریخ ابن الخلدون نے بلیرم، اور ابن اثیر نے بلرم لکھا ہے جیسا کہ معجم البلدان میں بلرم کو جزیرہ صقلیہ کا بڑا شہر لکھا ہے۔ یلرم یا کے ساتھ کاتب کی غلطی ہے (ثناء اللہ محمود)۔ ❸ ......یہ اسد بن فرات بن سنان مالکی ہے ابوعبداللہ کنیت ہے۔ فاتح کمانڈروں میں ایک تھے زیادۃ اللہ نے اسے اپنے لشکری میں استعمال کیا محاصرہ کے دوران ہی ان کی وفات ہوئی، اس کی کتابوں میں ''الاسریۃ فی فقہ المالکیہ'' کے نام سے ایک کتاب بھی مشہور ہے۔ الاعلام للزرکلی (جلد نمبر ۱ صفحہ نمبر ۲۹۱)۔ ❹ ......فلویزہ یا فلونزہ کہنا غلط ہے درست لفظ ''قلّوریہ'' ہے، دیکھئے ابن اثیر (جلد نمبر ۶ صفحہ نمبر ۱۶۸)

صقلیہ کے بطریق کا قتل:......مسلمانوں نے ۲۱۷ھ میں شہر ملیرم کو امان کے ساتھ فتح کر لیا بعد میں ۲۱۹ھ میں شہر قصریانہ پر حملہ کیا چنانچہ ۲۱۷ھ میں رومیوں کو شکست دے کر قصریانہ پر بھی قابض ہو گئے۔ ❶ پھر طرمیس کی طرف ایک دستہ اسلامی فوج کا بھیجا گیا، دوسرا دستہ زیادۃ اللہ نے فضل بن یعقوب کی زیر نگرانی سرقوسہ پر شبخون مارنے کے لئے روانہ کیا، یہ دونوں دستے بہت سامال غنیمت لے کر کامیابی کے ساتھ واپس آئے۔ اس کے بعد ایک اور سریہ ❷ روانہ کیا گیا، صقلیہ کے بطریق نے اس سے مزاحمت کی مسلمانوں نے ایک میدان میں جس کے ارد گرد بہت بڑا دلدل تھا بطریق نے بہت کوشش کی مگر کامیاب نہ ہوا، ناکام ہو کر واپس ہوا جوں ہوا جوں ہی بطریق واپس آ گیا، اہل سریہ نے حملہ کر دیا، بطریق اس حملہ سے گھبرا کر بھاگ کھڑا ہوا پکڑ دھکڑ کے دوران گھوڑے سے گر پڑا، ایک مسلمان سپاہی نے نیزہ مارا مر گیا بہت سامال غنیمت ہاتھ آیا، آلات جنگ، مال واسباب اور بہت سے مویشی لے کر اپنے لشکر میں واپس آئے۔

ابراہیم بن عبداللہ کا صقلیہ پر حملہ:......ان واقعات کے بعد زیادۃ اللہ نے افواج اسلامی کی زیر نگرانی ابراہیم بن عبداللہ بن اغلب کو صقلیہ کی جانب روانہ کیا اور اس کی سند حکومت بھی اس کو عطا کی اسی سال (۱۵) رمضان میں ابراہیم نے صقلیہ کی طرف کوچ کیا، ابراہیم کی روانگی کے بعد ایک بیڑہ جنگی کشتیوں کا دریا کے راستے روانہ کیا گیا، رومیوں کی جنگی کشتیوں سے مڈبھیڑ ہوگئی، بہت سے رومی مارے گئے بے حد مال غنیمت مسلمانوں کے ہاتھ لگا، پھر ایک دوسرے بیڑہ جنگی کشتیوں کا قصورہ ❸ کی جانب روانہ کیا۔ رومیوں کا بیڑہ مقابلہ پر آیا۔ اور پہلے ہی حملہ میں شکست نصیب ہوئی، مسلمانوں نے اس پر بھی قبضہ کر لیا اس سے بھی مال غنیمت ہاتھ آیا، پھر ایک سریہ جبل النار اور ان قلعوں کی طرف روانہ کیا جو اس کے گرد ونواح میں تھے وہ ہزاروں قیدی ہاتھ آئے مال غنیمت کا کوئی حد وشمار نہ تھا۔

قصریانہ پر قبضہ:......انہیں دنوں ابراہیم بن عبداللہ بن اغلب نے ۲۲۱ھ میں ایک بیڑہ جنگی کشتیوں کا جزیرہ کی طرف روانہ کیا، لہٰذا یہ بھی بہت سامال غنیمت لے کر واپس آیا اس کے علاوہ دوسرے اور بھیجے ایک کو قلطبانہ کی طرف بڑھنے کا حکم دیا، اور دوسرے کو قصریانہ پر شب خون مارنے کا اشارہ کیا، ان دونوں سریوں میں مسلمانوں کو مصیبتوں اور شکست کا سامنا کرنا پڑا۔ اس کے بعد ایک دوسرا واقعہ پیش آیا جس میں کامیابی کا جھنڈا مسلمانوں کے ہاتھ رہا رومیوں کے بیڑہ سے نو کشتیاں عساکر اسلام کے ہاتھ لگیں بعد میں ایک مسلمان سپاہی کو قصریانہ کے ایک چور دروازہ کا پتہ لگا اس نے اپنے امیر کو بتلایا امیر عساکر اسلام نے اسلامی فوج کو اسی راستے سے شہر میں داخل کر دیا، رومیوں نے شہر کو چھوڑ کر قلعہ میں پناہ لی دو چار دن تک لڑتے رہے بالآخر امن کے طلب گار ہوئے، مسلمانوں نے ان کو امن دی اور کامیابی کے ساتھ قصریانہ اور نیز قلعہ پر قبضہ کر کے بہت سامال غنیمت لئے ہوئے شہر ملیرم کی جانب واپس آئے۔

زیادۃ اللہ کی وفات:......حتی کہ ان لوگوں کو زیادۃ اللہ کے مرنے کی خبر ملی، ابتداً تو ہمت ہار گئے لیکن پھر اپنے دلوں کو مضبوط کر کے صبر وتحمل کا پتھر اپنے اپنے کلیجوں پر رکھ کر جہاد میں مصروف ہو گئے۔

زیادۃ اللہ کی وفات ۲۲۳ھ میں نصف میں اس وقت ہوئی اس کی حکومت نے ساڑھے اکیس سال پورے کر لئے تھے۔

ابوعقال اغلب بن ابراہیم بن اغلب:......زیادۃ اللہ بن ابراہیم کے مرنے کے بعد اس کا بھائی اغلب حکمران بنا اور اس کی کنیت ابوعقال تھی، اس نے لشکریوں کے ساتھ نہایت اچھے برتاؤ کئے، زیادتیاں اور مظالم ختم کر دیئے، گورنروں کی تنخواہیں بڑھا دیں، رعایا پر ظلم وستم کرنے سے ان کو روک دیا، کچھ عرصے بعد قسطیلیہ میں خوارج زادعہ، لواتہ اور بسکاسہ نے ابوعقال کی مخالفت شروع کی اس کے گورنر کو قتل کر کے قابض ہو گئے، ابوعقال نے ان لوگوں کی سرکوبی کے لئے فوجیں روانہ کیں چنانچہ ابوعقال کی فوج نے سب باغیوں کو قلع قمع کر دیا اس کے بعد اس کے ۲۲۴ھ میں ابوعقال نے ایک سریہ صقلیہ کی طرف روانہ کیا، بہت سامال غنیمت لے کر کامیاب وکامران واپس آیا۔

---

❶......ابن اثیر میں ''طرمین'' لکھا ہے۔ (جلد نمبر ۶ صفحہ نمبر ۱۷۰)۔ ❷......سریہ اس فوج کو کہتے ہیں جو شبخون مارنے کی غرض سے رات کے وقت غنیم کی طرف روانہ کی جائے۔ مترجم

❸......ابن اثیر میں ''قوصرۃ'' لکھا ہے۔ (جلد نمبر ۶ صفحہ نمبر ۱۶۸)۔

۲۲۵ھ میں ابوعقال کی کامیابیاں اور وفات:......۲۲۵ھ میں صقلیہ کے چند قلعوں نے مسلمانوں سے امن کی درخواست کی، مسلمانوں نے ان کو امن دی اور بصلح وامان ان کو فتح کرلیا، پھر مسلمانوں کا ایک بیڑہ قلوریہ کو بچانے آیا، مسلمانوں نے اس کو بھی شکست دے دی، پھر ۲۲۶ھ میں مسلمانوں کا سریہ قصریانہ مضافات صقلیہ کی طرف روانہ کیا گیا بعد میں قلعہ قیروان کی جانب بھیجا گیا، مسلمانوں نے اس کے اردگرد کو دل کھول کر پامال کیا جیسا کہ آئندہ ہم بیان کرنے والے ہیں۔

ان واقعات کے مکمل ہونے کے بعد ابوعقال اغلب بن ابراہیم نے ماہ ربیع الاول ۲۲۶ھ میں اپنی حکومت وامارت کے دو برس سات مہینے پورے کر کے انتقال کیا۔ ❶

ابوالعباس محمد بن اغلب بن ابراہیم:......ابوعقال اغلب کے انتقال کے بعد اس بیٹا ابوالعباس محمد حکمران بنا، اہل افریقہ نے اس کے علم حکومت کے آگے گردن اطاعت جھکادی، ❷ ۲۴۷ھ میں شہر تاہرت کے قریب ایک نیا شہر عباسیہ کے نام سے آباد کیا، جس کو افلح بن عبدالوہاب ابن رستم نے جلادیا تھا اور والی اندلس کی خدمت میں اس کامیابی کی خوشخبری بھیجی تھی اندلس کے گورنر نے ایک لاکھ درہم انعام عطا کئے تھے۔

ابن جواد کی معزولی:......اس کے زمانہ میں بعد معزولی ابن جواد ۲۳۴ھ میں سحنون ❸ کو قاضی بنایا گیا، اور ابن جواد کو کوڑے لگوائے جس کے صدمہ سے وہ مرگیا، پھر ۲۴۰ھ میں سحنون کا بھی انتقال ہوگیا۔

ابوجعفر کی بغاوت:......بعد میں ابوالعباس کے خلاف اس کے بھائی ابوجعفر نے حملہ کیا اور اپنی مدبرانہ چالوں اور حکمت عملیوں سے ابوالعباس کی دبالیا، اور اس کے وزراء وارا کین حکومت کو قتل کرادیا، اسی حال میں ایک مدت گذر گئی۔ پھر ابوالعباس غفلت سے بیدار ہوکر نظام حکومت کے درست کرنے کی جانب متوجہ ہوا، خفیہ طریقے سے فوجیں تیار کیں آلات جنگ تیار کئے، اور ۲۴۳ھ میں اعلان جنگ کر کے اپنے بھائی ابوجعفر کے مقابلہ پر آ گیا اور اس کی حکومت وریاست کو نیست ونابود کر کے اس کی امارت کے سولہویں مہینے افریقہ سے مصر کی جانب نکال باہر کیا۔

ابوابراہیم احمد بن ابوالعباس:......ابوالعباس محمد بن ابی عقال کی وفات کے بعد اس کا بیٹا ابوابراہیم احمد حکمران بنا اس نے نہایت نیک نیتی اور حسن سیرتی سے حکومت شروع کی لشکریوں کی تنخواہیں بڑھائیں عمارتیں بنوانے کا بہت شائق تھا افریقہ میں تقریباً دس ہزار پتھر قلعے بنوائے جس کے دروازے لوہے کے تھے، غلاموں کی ایک افواج تیار کی، اطراف طرابلس کے آس پاس بربر کے خوارج نے اس پر خروج کیا اور اس کے گورنر کو دبالیا، ان دنوں میں اس کی گورنری پر اس کا بھائی عبداللہ بن محمد بن اغلب تھا لہٰذا اس نے ان لوگوں کی سرکوبی پر اپنے دوسرے بھائی زیادۃ اللہ کو روانہ کیا چنانچہ زیادۃ اللہ نے پہنچتے ہی ان لوگوں کو زیر کر کے اپنے بھائی ابراہیم کو اس فتح کی خوشخبری لکھ بھیجی۔

ابوابراہیم کی وفات:......اسی کے زمانہ حکومت ماہ شوال ۲۴۷ھ میں صقلیہ کے شہروں میں قصریانہ فتح ہوا۔ نامہ بشارت فتح خلیفہ متوکل کی خدمت میں روانہ کیا اور وہاں کے چند قیدیوں کو بطور ہدیہ دربار خلافت میں بھیجا بعد میں ابوابراہیم اپنی حکومت وریاست کے آٹھ سال پورے کر کے ۲۴۹ھ وفات پا گیا۔

زیادۃ اللہ اصغر:......ابوابراہیم کی وفات کے بعد اس کا بیٹا زیادۃ اللہ حکومت کا مالک بنا یہ زیادۃ اللہ اصغر کے نام سے مشہور تھا۔ اس نے اپنے بزرگوں کا رویہ اختیار کیا۔ اس کا زمانہ حکومت طویل نہیں ہوا اپنی حکومت کے ایک ہی سال بعد انتقال کر گیا۔

ابوالغرانیق بن ابی ابراہیم بن احمد:......زیادۃ اللہ کے انتقال کے بعد اس کا بھائی محمد ابوالغرانیق حکمران بنا۔ حکمران بنتے ہی لہو ولعب میں مصروف ہوگیا اس کے زمانہ میں فتنہ وفساد اور لڑائیوں کے دروازے کھل گئے۔ جزیرہ مالطہ ۲۵۵ھ میں فتح ہوا۔ رومیوں نے جزیزہ صقلیہ کے اکثر

---

❶......ابن عذاری نے (جلد نمبر ۱ صفحہ نمبر ۱۰۷) پر دوسال نو ماہ اور کچھ دن لکھا ہے جب کہ تاریخ ابی الفداء (جلد نمبر ۲ صفحہ نمبر ۳۴) پر دوسال نو ماہ لکھا ہے۔ ❷......ابن اثیر میں ۲۲۹ھ لکھا ہے۔ ❸......یہ عبدالسلام بن سعید التنوخی ہیں اس کا لقب سحنون تھا ان کی مشہور کتاب ''المدونہ'' ہے۔ ۲۴۰ھ میں ان کی وفات ہوئی۔ دیکھئے (علماء افریقیہ للخشنی (صفحہ نمبر ۲۴۲)۔

مقامات پر قبضہ کرلیا۔ تب محمد نے ساحل بحر پر مغرب میں برقہ سے پندرہ دن کی مسافت مغربی جانب چند قلعے اور حفاظت کے لئے متعدد مینار کے بنوائے جو اس وقت (یعنی مورخ ابن خلدون کے زمانہ) تک موجود ہیں۔ گیارہ برس اس نے حکومت کی نصف ۲۶۱ھ میں وفات پائی۔

صقلیہ کے باقی واقعات:...... ۲۲۸ھ میں فضل بن جعفر ہمدانی دریا کے راستے فوجیں لے کر روانہ ہو ❶ مرسی مسینہ کے گھاٹ پر پہنچ کر کشتی سے خشکی پر اترا اس کا محاصرہ کرلیا اہل شہر نے قلعہ بندی کرلی۔ فضل نے اپنی فوج کے چند دستوں کو شبخون مارنے کے لئے اس کے اطراف و جوانب میں پھیلا دیا۔ بہت سا مال غنیمت لے کر یہ واپس آئے بعد میں دوران جنگ اپنے دستے کی فوج سے ایک گروہ کو علیحدہ کر کے حکم دیا کہ اس پہاڑ سے گزر کر شہر پر حملہ آور ہو جس کے دامن میں یہ آباد تھا چنانچہ اس دستہ فوج نے ایسا ہی کیا۔ حریف کے لشکر میں بھگدڑ مچ گئی۔ انتہائی ابتری کے ساتھ بھاگ گئے فضل نے کامیابی کے ساتھ شہر کو فتح کر کے اپنی فتح کا جھنڈا اگاڑ دیا۔

فضل اور صقلیہ کے بطریق کی جنگ:...... پھر ۲۳۲ھ میں فضل نے شہر لسی ❷ کا محاصرہ کیا اہل شہر نے بطریق صقلیہ کی خدمت میں یہ حالات لکھ بھیجے مدد کی درخواست کی صقلیہ کے بطریق نے ان کی درخواست منظور کرلی اور یہ ہدایت کی کہ جس وقت تم لوگ پہاڑ پر آگ روشن کرو گے فوراً ہم عساکر اسلام پر حملہ آور ہوں گے اور اسی وقت تم حملہ کر دینا دو طرفہ جنگ سے مسلمانوں کے پاؤں اکھڑ جائیں گے اور دیکھتے ہی دیکھتے ہم اُن کے خلاف کامیابی حاصل کرلیں گے فضل کو کسی ذریعہ سے اس کی خبر مل گئی۔ فضل نے اسی سمت میں جس طرف سے بطریق حملہ کرنے والا تھا بہت سی کمین گاہوں میں نامی گرامی جنگ آور بہادروں کو بٹھلا دیا اور پہاڑ پر آگ روشن کرادی بطریق صقلیہ نے آگ کو روشن دیکھ کر فوج کو تیاری کا حکم دیا اور نہایت تیزی سے لشکر اسلام پر حملہ کرنے کی غرض سے بڑھا جوں ہی کمین گاہ سے آگے بڑھا لشکر اسلام نے کمین گاہ سے نکل کر حملہ کر دیا۔ جس سے گنتی کے چند جان بچا سکے ورنہ سب کے سب مارے گئے اور اہل شہر پر فضل نے حملہ کر دیا اہل شہر نے گھبرا کر امان حاصل کر کے شہر پناہ کے دروازے کھول دیئے فضل نے قبضہ کرلیا۔

انکبر دہ کے شہر پر قبضہ:...... اور ۲۳۳ھ میں مسلمانوں نے ملک انکبر دہ ❸ بر اعظم کی جانب قدم بڑھایا اور اس کے شہروں میں سے ایک شہر ❹ پر قبضہ کر کے وہیں قیام پذیر ہوگئے۔ ۲۳۴ھ میں زغوش نے صلح کا پیغام دیا اور امان حاصل کر کے شہر کو مسلمانوں کے حوالہ کر دیا اہل اسلام اس کے مال واسباب کو اٹھا لائے اور شہر کو منہدم وخراب کر دیا۔

عباس بن فضل بن یعقوب:...... اس واقعہ سے پہلے ۲۳۴ھ میں صقلیہ کے امیر محمد بن عبداللہ بن اغلب کا انتقال ہو چکا تھا اور مسلمانوں نے متفق ہو کر عباس بن فضل بن یعقوب کو اپنا امیر بنالیا تھا۔ چنانچہ محمد بن اغلب نے اس تقرری کو پسند کر کے صقلیہ کی سند حکومت عباس کے پاس بھیج دی تھی۔ سند حکومت کے آنے سے پہلے عباس جہاد کرتا اور فوجوں کو شبخون مارنے کی غرض سے بھیجتا تھا جو اکثر اوقات مال غنیمت لے کر واپس آتی تھیں۔ پھر جس وقت سند حکومت آ گئی تو بنفسہ خود جہاد کی غرض سے نکلا۔ اس کے مقدمۃ الجیش پر اس کا چچا ریاح تھا، اطراف صقلیہ کو خوب تباہ و برباد کیا، متعدد فوجیں اور سرایا روانہ کئے قسطانیہ، سرقوسہ، بوطیف اور غورس اس کے لشکر ظفر پیکر میدان بنا ہوا تھا، عساکر اسلام نے ان مقامات سے بے حد مال غنیمت حاصل کیا، شہروں کو ویران وخراب کر کے جلا دیا چند قلعات فتح کئے، اہل قصریانہ کو انہیں معرکوں میں شکست دی، ان دنوں اس شہر کو بادشاہ صقلیہ کے دارالسلطنت ہونے کا شرف حاصل تھا اور اس سے پہلے بادشاہ مذکورہ سرقوسہ کو اپنا قصر حکومت بنائے ہوئے تھا جب مسلمانوں نے اس کو فتح کرلیا، جیسا کہ ہم پہلے بیان کر آئے ہیں تو بادشاہ نے قصریانہ کو اپنا دارالحکومت بنایا۔

قصریانہ کی فتح:...... قصریانہ فتح ہونے کے یہ حالات ہیں کہ عباس گرمی کے دنوں اور موسم میں سرقوسہ اور قصریانہ کے خلاف جہاد کرنے کے لئے

---

❶...... تصحیح ابن اثیر نے مسینی لکھا ہے (جلد نمبر ۴ صفحہ نمبر ۲۸۸) یاقوت نے مسّینی سین کی تشدید کے ساتھ ذکر کیا ہے۔ یہ جزیرہ صقلیہ کے ساحل پر ایک پرانا کھنڈر شہر ہے جو کہ روم کے قریب "ریو" کے مقابل ہے۔ ❷...... ابن اثیر میں (جلد نمبر ۴ صفحہ نمبر ۲۸۸) پر "لنتینی" لکھا ہوا ہے۔ ❸...... انکبر دہ اس کا تلفظ ہے۔ ❹...... اس شہر کا نام "طارنت" لکھا ہے، جو جزیرہ صقلیہ پر واقع ہے۔ (ابن اثیر)

فوجیں بھیجتا رہتا تھا۔لہٰذا یہ فوجیں عیسائیوں پر فتحیابی حاصل کر کے مال غنیمت اور قیدیوں کو لے کر واپس آیا کرتی تھیں، ایک مرتبہ سردی کے دنوں کے جہاد میں چند قیدی گرفتار ہو کر آئے جس وقت ان لوگوں کو قتل کرنے کے لیے پیش کیا ایک قیدی نے جس کے چہرہ سے ہیبت و ریاست کے آثار نمایاں تھے گذارش کی ''اے امیر مجھے آپ قتل نہ کیجئے میں آپ کو قصریانہ پر قبضہ دلا دوں گا، عباس نے اس کے قتل سے ہاتھ روک لیا اس قیدی نے شہر قصریانہ کا خفیہ راستہ بتلا دیا چنانچہ اسلامی بہادر رات کے وقت اس راستے پر آئے قیدی ان لوگوں کو ایک چھوٹے دروازے سے شہر میں لے گیا جوں ہی وسط شہر میں پہنچے اور تلواریں نیام سے کھینچ لیں دو چار سپاہیوں نے لپک شہر پناہ کے دروازے کھول دیئے عباس بھی اپنے دستے سمیت شہر میں قتل و غارت کرتا ہوا گھس گیا عیسائیوں جنگ آوروں کو قتل کیا بطریقوں کی لڑکیوں کو قیدی بنایا اور اتنا مال غنیمت ہاتھ آیا کہ احاطہ تحریر سے باہر ہے۔

عباس بن فضل کی فتوحات:......اس واقعہ سے صقلیہ میں رومیوں کو شکست اور ذلت نصیب ہوئی، بادشاہ روم نے دریا کے راستے عظیم فوج ایک ایک بطریق کی ماتحتی میں صقلیہ کی حمایت کے لئے روانہ کی ساحل سرقوسہ پر پہنچ کر کشتیاں لنگر انداز ہوئیں، عباس کو اس کی خبر ملی تو وہ بھی فوجیں آراستہ کر کے بلیرم سے آ پہنچا۔سخت اور خونریز جنگ کے بعد عباس نے عیسائیوں کو شکست دی باقی ماندہ کشتیوں پر سوار ہو کر اپنے ملک کی طرف بھاگے مسلمانوں نے ان کی کشتیوں میں سے تین کشتیاں یا تین سے زیادہ کشتیاں مال و اسباب سمیت لوٹ لیں یہ واقعہ ۲۳۷ھ کا ہے بعد میں عباس نے صقلیہ کے بہت سے قلعوں کو لڑ کر فتح کیا۔

قلعہ روم کا محاصرہ:......رومی عیسائیوں کی کمک پر قسطنطنیہ سے فوجیں آئیں اس وقت عباس قلعہ روم کا محاصرہ ڈالے ہوئے تھا عیسائی فوجوں پر حملہ کیا اور پہلے ہی حملہ میں ان کو پسپا کر کے قصریانہ کی جانب واپس گیا اور اس کی قلعہ بندی کر کے حفاظت کی غرض سے ایک بہادر فوج کو اس میں ٹھہرا دیا۔

عباس کی وفات:......پھر ۲۴۷ھ میں سرقوسہ پر چڑھائی کی اور بہت سا مال غنیمت لے کر واپس آیا راستے میں بیمار ہوا اور ۲۴۷ھ کے نصف میں وفات پائی اور اطراف سرقوسہ میں دفن کیا گیا۔عیسائیوں نے اس کی نعش کو قبر سے نکال کر جلا دیا یہ واقعہ اس کی امارت کے گیارہویں سال ہوا۔

عبداللہ بن عباس:......ان واقعات کے بعد صقلیہ کے خلاف مسلسل جہاد کیا اور فتحیابی کے جوش میں لشکر اسلام حملہ آور ہوتا رہا چنانچہ سرحد روم کو شمال کی طرف سے عبور کر گیا، سرزمین قلوریہ اور انکبیرہ کے خلاف جہاد کیا اور اس کے بہت سے علاقوں کو فتح کر کے وہیں سکونت پذیر ہو گیا۔

عباس کے مرنے پر مسلمانوں نے متفق ہو کر اس کے بیٹے عبداللہ کو اپنا امیر بنایا اور والی افریقہ کو اطلاعی رپورٹ بھیج دی۔عبداللہ نے حکومت اپنے قبضہ میں لینے کے بعد بہت سے سرایا سرحدی عیسائی امراء کے ملکوں کی طرف روانہ کئے کئی قلعے لڑ کر فتح ہوئے۔

محمود بن خفاجہ کی فتوحات:......عبداللہ کی حکومت کے پانچویں مہینہ میں خفاجہ بن سفیان نصف ۲۴۸ھ میں افریقہ سے صقلیہ آیا اور اپنے بیٹے محمود کو ایک سریہ کا افسر مقرر کر کے سرقوسہ کی طرف روانہ کیا لہٰذا محمود اطراف سرقوسہ میں داخل ہو کر تاخت و تاراج کرنے لگا۔رومیوں کا ٹڈی دل لشکر یہ خبر سن کر مقابلہ پر آیا متعدد لڑائیاں ہوئیں بالآخر محمود کامیابی کے ساتھ واپس آیا بعد میں شہر نوطوس کو ۲۵۵ھ میں فتح کر کے سرقوسہ اور جبل النار پر دوبارہ حملہ کیا اہل طرلیس نے گردن اطاعت جھکا دی امن کے طلب گار ہو گئے۔

طرلیس کی بغاوت:......لیکن کچھ عرصے بعد عہد شکنی کی بغاوت کا اعلان کیا پس خفاجہ اپنے بیٹے محمد کو اسلامی فوج کے ساتھ اہل طرلیس فتح کرنے کے لئے روانہ کیا چنانچہ محمد نے اہل طرلیس کو لڑ کر زیر کیا اور بہت سے مرد اور عورتوں کو قید کر لایا اسی کے بعد خفاجہ نے غوش کے خلاف جہاد کی غرض سے حملہ کیا اور نہایت مردانگی سے اس کو فتح کر لیا۔اسی دوران خفاجہ ایک مرض میں مبتلاء ہو کر بلیرم کی طرف واپس آیا پھر ۲۵۳ھ میں سرقوسہ اور قطلانیہ پر حملہ آور ہوا، اس کے ارد گرد کو تاخت و تاراج کر کے وہاں کی زراعت کو بھی پامال اور خراب کر ڈالا بہت سے سرایا سرزمین صقلیہ کی جانب روانہ کئے لشکر اسلام کے ہاتھ مال غنیمت سے پھر گئے۔

طربلس کی فتح: ...... ۲۵۴ھ میں قسطنطنیہ سے ایک بطریق اہل صقلیہ کی کمک کے لئے آیا مسلمانوں سے صف آرائی کی نوبت آئی، مسلمانوں نے اس کو شکست دی اور خفاجہ نے اطراف سرقوسہ کو دل کھول کر تباہ و برباد کر کے بلیرم کی جانب واپس آیا۔ پھر ۲۵۵ھ میں اپنے بیٹے محمد کو عساکر اسلامیہ کے ساتھ طرمیس کی طرف روانہ کیا، کسی جاسوس نے چور دروازہ کا پتہ بتلا دیا عساکر اسلامیہ کا ایک گروہ اس دروازہ سے شہر میں داخل ہو کر قتل و غارت میں مصروف ہو گیا دوسری طرف سے محمد بن خفاجہ بقیہ لشکر اسلام لئے ہوئے شہر میں گھس گیا شور و غل سے کانوں کے پردے پھٹے پڑتے تھے گرد و غبار کی وجہ سے کچھ سمجھائی نہ دیتا تھا لشکر اسلام کا پہلا گروہ ان کو دشمنان اسلام کا معین و مددگار تصور کر کے بھاگ کھڑا ہوا محمد بن خفاجہ بھی ان لوگوں کو واپس ہوتا دیکھ کر لوٹ گیا بظاہر یہ ایک سبب تھا طرمیس کے فتح نہ ہونے کا۔

خفاجہ بن سفیان کا قتل: ...... بعد میں خفاجہ نے فوجیں آراستہ کر کے سرقوسہ کے خلاف جہاد کیا اور اس کا محاصرہ کر کے اس کے ارد گرد کو تاخت و تاراج کر کے واپس آ یا راستے میں اسی کے لشکر میں سے کسی نے چالاکی سے اس کو مار ڈالا یہ واقعہ ۲۵۵ھ کا ہے، لوگوں نے اس کے بیٹے محمد کو اپنا امیر مقرر کیا اور محمد بن احمد امیر افریقہ کو اطلاعاً لکھ بھیجا لہٰذا اس نے محمد کو اس کی سرداری پر بحال رکھا اور سند حکومت تحریر کر کے بھیج دی۔

ابراہیم بن احمد برادر ابوالغرانیق: ...... ابوالغرانیق کی وفات کے بعد اس کا بھائی ابراہیم حکومت افریقہ کا مالک بنا ابوالغرانیق نے اپنے بیٹے ابوعقال کو ولی عہد مقرر کیا تھا اور اپنے بھائی ابراہیم سے بحلف یہ وعدہ لیا تھا کہ میرے بیٹے ابوعقال سے حکومت و امارت کے لئے لڑائی جھگڑا نہ کرنا اور نہ اس سے کسی قسم کی مخالفانہ برتاؤ کرنا، بلکہ بطور نائب اس کے کاموں کو انجام دینا یہاں تک کہ ابوعقال سن شعور کو پہنچ جائے۔ لہٰذا جب ابوالغرانیق کا انتقال ہو گیا تو اہل قیروان نے دشمنی کی وجہ سے ابراہیم کو بوجہ اس کی حسن سیرت و عدالت کے امارت پر ابھارنا شروع کر دیا۔

ابراہیم کی حکومت: ...... پہلے تو ابراہیم نے انکار کیا مگر جب اہل قیروان کا اصرار زیادہ ہوا تو ان کی درخواست کو منظور کر کے ابوالغرانیق کی وصیت کو جو وہ اپنے بیٹے ابوعقال بارے میں اس کو کر گیا تھا۔ پس پشت ڈال دیا۔ اپنے رہائشی مکان سے اُٹھا کر قصر امارت چلا آیا اور نہایت عمدگی اور ہوشیاری سے امارت کرنے لگا۔ عادل، عالی حوصلہ، بلند خیال اور نہایت دلیر تھا۔ بغاوت اور فساد کی جڑ بنیاد اکھاڑ کر پھینک دی مظلوموں کی داد فریاد سننے کے لئے دربار عام کرتا تھا۔ تمام ملک میں امن و امان ہو گیا سمندر کے ساحل پر بہت سے قلعے اور تحفظ کی غرض سے منارہ بنوائے۔ ساحل سبتہ پر دشمنان اسلام کو ڈرانے کے لئے آگ روشن کی جاتی اور اس کی روشنی رات میں اسکندریہ تک پہنچ جاتی تھی۔ اسی نے سوسہ کی شہر پناہ بنوائی۔ اسی کے دور میں عباس بن احمد بن طولون اپنے باپ مصر کے گورنر سے مخالف ہو کر ۲۶۵ھ میں علیحدہ ہو گیا تھا اور برقہ پر محمد بن قہرب سپہ سالار ابن غلب کے ہاتھ سے قبضہ لے لیا تھا اس کے بعد لبدہ پر قابض ہوا پھر طرابلس کا محاصرہ کیا محمد بن قہرب نے نفوسہ سے مدد طلب کی چنانچہ یہ اس کی کمک پر آ ئے۔ عباس بن احمد طرلون سے قصر حاتم ۲۶۷ھ میں لڑائی ہوئی۔ عباس کو شکست ہوئی۔ شکست کھا کر مصر کی طرف واپس آ گیا۔

بغاوتوں کا خاتمہ: ...... اس کے بعد وز داجہ نے علم مخالفت بلند کیا اور فعل ضامنی دینے سے انکار کیا ان کی دیکھا دیکھی ہوارہ بعد میں لواتہ نے بھی ایسا ہی کیا محمد بن قہرب انہیں بغاوتوں اور لڑائیوں میں مارا گیا ابراہیم نے اپنے بیٹے ابوالعباس عبداللہ کو ۲۶۹ھ میں ایک بڑی فوج کے ساتھ ان لوگوں کی سرکوبی کے لئے روانہ کیا۔ بہت زبردست خونریزی ہوئی ۲۸۰ھ میں خوارج نے بکثرت خروج کیا ابراہیم نے اپنی فوجوں کو پورے ملک میں پھیلا دیا۔ آتش بغاوت ختم ہو گئی امن و امان قائم ہو گیا مصلحت کے لحاظ سے سودانی غلاموں کو فوج سواروں میں بھرتی کر لیا جس کی تعداد تین ہزار تھی۔ اور ۲۸۱ھ میں تیونس چلا آیا اور وہیں محل بنوایا پھر ۲۸۳ھ میں ابن طولون سے جنگ کرنے کے لئے مصر کی جانب کوچ کیا راستے میں نفوسہ نے چھیڑ چھاڑ شروع کی لہٰذا ان کو شکست دے کر سرت تک پامال کرتا ہوا چلا گیا۔ جب دشمنوں کی جمعیت منتشر ہو گئی واپس آیا۔

طرابیہ کا محاصرہ: ...... بعد میں اپنے بیٹے ابوالعباس عبداللہ کو ۲۸۷ھ میں صقلیہ کی جانب روانہ کیا ایک سو ساٹھ کشتیوں کا بیڑہ لئے ہوئے صقلیہ پہنچا طرابیہ کا محاصرہ کر لیا۔ اہل بلیرم اور کبرکیت نے عہد شکنی کی۔ اتفاق سے اسی زمانہ میں آپس میں ان لوگوں میں نفاق کا مادہ پھیل گیا ابوالعباس نے ایک کو دوسرے کے مقابلہ پر ابھارنا شروع کر دیا۔ مگر بعد میں وہ سب کے سب ابوالعباس سے جنگ کرنے متفق ہو گئے اہل بلیرم نے دریا کے راستے

ابوالعباس پر حملہ کیا۔ ابوالعباس نے ان کے سرداروں نے قسطنطنیہ کا راستہ لیا اور کچھ لوگ طرمیس کی جانب بھاگے ابوالعباس نے اس لوگوں کا تعاقب کیا اور اس کے آس پاس کے علاقوں کو تاخت وتاراج کر کے مال غنیمت میں سے اپنے لشکریوں کو مالا مال کر دیا۔

مسینی اور ربو پر حملہ:...... بعد میں اہل قطانیہ کے محاصرے کو بڑھا اہل قطانیہ نے بندی کر لی ابوالعباس نے مسلمانوں کی خونریزی کے خیال سے محاصرہ اُٹھا لیا پھر ۲۸۸ھ میں کے ارادے سے فوجیں آراستہ کیں ومقس پھر مسینی پر فوج کشی کی بعد میں دریا کے راستے ربو کی طرف بڑھا اور اس کو لڑ کر فتح کر کے اپنی کشتیوں کو مال غنیمت سے مسینی کی جانب لوٹ آیا اور اس کے پناہ کو منہدم ومسمار کرا دیا اتنے میں طینیہ سے چند جنگی کشتیاں اہل ربو کی کمک کے لئے آئیں ابوالعباس نے ان کو بھی شکست دی اور ان کی تیس کشتیاں گرفتار کر لیں۔ بعد میں ابوالعباس نے روم کی سرحد کی جانب قدم بڑھایا اور دریا کے پار فرانسیسیوں کے گروہ پر حملہ آور ہوا دو چار حملے کر کے صقلیہ کی جانب واپس لوٹ گیا۔

ابراہیم کی معزولی کا فرمان:...... اسی سن میں خلیفہ معتضد کا قاصد اہل تونس کی شکایت کی وجہ سے امیر ابراہیم کی معزولی کا پیغام لایا۔ امیر ابراہیم نے اپنے بیٹے ابوالعباس کو صقلیہ سے بلا لیا اور جب یہ آ گیا تو وہ جلا وطنی صقلیہ کی جانب روانہ ہو گیا۔ ابن الرفیق نے یوں ہی بیان کیا ہے۔ اور یہ بھی ذکر کیا ہے کہ امیر ابراہیم ظالم، خونریز، اور تند خو تھا۔ آخر عمر میں اس کو مالیخولیا ہو گیا تھا جس کی وجہ سے اس نے بے حد خونریزی کی اپنے بہت سے خدام، لونڈیاں اور اپنی عورتوں اور بیٹوں کو قتل کر ڈالا تھا۔ اور اپنے بیٹے ابوالاغب کو محض ایک شک سے جو اس کو اس کی جانب سے پیدا ہو گیا تھا کو مار ڈالا ایک روز اس کا رومال گم ہو گیا اس کی پاداش میں تین سو خادموں کو قتل کرا دیا۔ یہ بیان ابن الرفیق کا ہے لیکن ابن اثیر نے اس کے عقل و داد اور حسن سیرت کی تعریف کی ہے اور یہ تحریر کیا ہے کہ اس کے زمانہ حکومت میں صقلیہ کے امیر جعفر کے ہاتھ سے سرقوسہ فتح ہوا تھا۔ نو ماہ یہ اس کا محاصرہ کئے رکھا۔ بادشاہ قسطنطنیہ نے محصوروں کی کمک کے لئے دریا کے راستے فوجیں روانہ کیں اس نے ان کو بھی شکست دی اور شہر کو لڑ کر فتح کر کے دل کھول کر تاخت وتاراج کیا۔

ابراہیم کی فتوحات:...... سب کا اس امر پر اتفاق ہے کہ یہ افریقہ سے دریا کے راستے صقلیہ آیا تھا، اور طرانیہ پہنچ کر بلیرم کی جانب گیا تھا پھر دمشق گیا، اور اس کا سترہ دن تک محاصرہ کئے رکھا، بعد میں مسینی فتح کیا، اور اس کے شہر پناہ کو منہدم کرا دیا، پھر آخر شعبان ۲۸۹ھ میں طرمیس پر قابض ہوا انہیں دنوں بادشاہ روم نے قسطنطنیہ پہنچ کر اس کو فتح کیا تھا، پھر اس نے اپنے پوتے اور اپنے بیٹے ابوالعباس عبداللہ کے بیٹے زیادۃ اللہ کو قلعہ بنقش کی جانب روانہ کیا۔ اور دوسرے بیٹے ابومحرز کو رمطہ کی طرف بھیجا لہٰذا زیادۃ اللہ نے قلعہ بنقیش کو فتح کیا اور ابومحرز نے اہل رمطہ سے جزیہ لے کر صلح کر لی بعد میں دریا کو عبور کر کے فرانس کے بڑی مقبوضات میں داخل ہوا لڑ کر قلوریہ کو فتح کیا بہت سے فرانسیسی قتل وقید کئے گئے، اہل فرانس کے دلوں پر اس کے رعب وداب کا سکہ بیٹھ گیا۔

ابراہیم کی وفات:...... ان مسلسل کامیابیوں کے بعد ابراہیم صقلیہ کی طرف واپس لوٹا عیسائیوں نے جزیہ دے کر صلح کی درخواست پیش کی لیکن اس نے ان کی بدعہدیوں، عہد شکنیوں کی وجہ سے ان کی درخواست منظور نہ کی فوجیں آراستہ کر کے کنسہ کی طرف بڑھا اور اس کا محاصرہ کر لیا۔ اہل کنسہ نے امن کی درخواست کی اس نے قبول نہ کی اور اسی حالت محاصرہ میں اپنی امارت کے اٹھائیسویں سال آخری ۲۸۹ھ میں انتقال کر گیا۔

عارضی امیر ابومضر:...... اہل لشکر نے ابراہیم کے پوتے ابومضر کو لشکر کی حفاظت اور دشمنان اسلام سے مقابلے کے لئے عارضی طور پر اس کے بیٹے ابوالعباس کے آنے کے وقت تک کے لئے اپنا امیر بنا لیا، ابوالعباس ان دنوں افریقہ میں تھا، ابومضر نے اہل کنسہ سے جزیہ لے کر صلح کر لی ان میں کسی کو اپنے دادا ابراہیم کے مرنے کی خبر کانوں کان نہ ہونے دی اور تھوڑے دن قیام کر کے جب کہ اہل سرا یا واپس آ گئے محاصرہ اٹھا کر کوچ کر دیا اپنے دادا ابراہیم کے نعش کو بلیرم لا کر دفن کیا، ابن اثیر نے لکھا ہے کہ قیروان میں لا کر ابراہیم کی نعش کو دفن کیا۔

کتامہ میں شیعی کا ظہور:...... اسی کے زمانہ حکومت میں ابوعبداللہ شیعی کتامہ میں ظاہر ہوا اور لوگوں کو بظاہر اہل بیعت کی محبت کی دعوت دینے لگا مگر درپردہ اسماعیل کے بیٹوں میں سے عبیداللہ مہدی کی حکومت کی بنیاد ڈال رہا تھا، کتامہ نے اس کی ترغیب وتحریک سے اس کا اتباع کیا اور یہ وہ باتیں

تھیں جن کی وجہ سے شیعی کو توبہ کی ضرورت محسوس ہوئی اور مجبوراً صقلیہ کی طرف جانا پڑا صقلیہ کے گورنر موسیٰ بن عباس نے شیعی کی نقل وحرکت سے مطلع ہونے کے لئے جاسوس مقرر کئے ابراہیم نے بھی ایک دھمکی آمیز سفارت شیعی کے پاس انکجان میں روانہ کی ،مگر شیعی نے اس کی طرف ذرا توجہ نہ کی اور ایسا جواب دیا کہ جس سے ابراہیم کو بے حد ناراضگی پیدا ہوئی لہٰذا جب شیعی کی کامیابی کا زمانہ قریب آیا اور خلیفہ معتضد کا فرمان ابراہیم کے پاس آیا جیسا کہ ہم پہلے بیان کر آئے ہیں تو شیعی نے توبہ کا اظہار کیا اور صقلیہ کی جانب چلا گیا ،اس کے بعد افریقہ میں ابوعبداللہ شیعی کی لڑائیاں قبائل کتامہ کے ساتھ ہوئیں یہاں تک کہ شیعی ان پر قابض ہو گیا ،اور ان لوگوں نے اس کا اتباع کر لیا۔

ابراہیم نے در پردہ اپنے بیٹے ابوالعباس کو شیعی سے جنگ کرنے سے منع کیا تھا ،اور صقلیہ میں اس کے پاس چلے جانے کی بھی ہدایت کی تھی۔

ابوالعباس عبداللہ بن ابراہیم برادر ابوالغرانیق :...... ۲۸۹ھ میں ابراہیم کے انتقال کے بعد جیسا کہ ہم پہلے بیان کر آئے ہیں کہ اس کا پوتا زیادۃ اللہ امیر لشکر بنایا گیا ،اور اس کا بیٹا ابوالعباس عبداللہ مسند حکومت پر متمکن ہوا ،افریقہ کی حکومت کا انتظام کیا مالی حالت درست کی خوشحال اور دولت مندی میں اضافہ ہوا۔تمام عمال کے نام گشتی فرامین روانہ کئے جو ڈنکے کی چوٹ پر گواہیوں کے سامنے پڑھے گئے عدل وانصاف کے کرنے اور نرمی وملاطفت سے پیش آنے اور جہاد کرنے کا وعدہ کیا تھا ،چونکہ زیادۃ اللہ عیش وعشرت اور تعیش اور لہو لعب میں مصروف رہتا۔اور اس کے باوجود اپنے باپ پر حملہ کرنے کی تیاری کر رہا تھا اس وجہ سے ابوالعباس اس کے باپ نے اس کو قید کر دیا اور اس کی جگہ صقلیہ کی حکومت پر محمد بن سرقوسی کو مقرر کر دیا۔

ابوالعباس نہایت نیک سیرت ،عادل اور جنگ کے فنون سے واقف تھا اس کا زمانہ حکومت بہترین زمانوں میں شمار کیا جاتا ہے اس نے تیونس کو اپنے قیام کے لئے پسند کیا تھا ،پھر جب اس نے وفات پائی تو ابوعبداللہ شیعی کتامہ پر قابض ہو گیا ،ایک بڑے گروہ نے اس کی حکومت تسلیم کی۔میلہ پر فوج کشی کی اور لڑ کر اس کو فتح کر لیا ،موسیٰ بن عیاش کو قتل کر دیا۔اہل کتامہ میں سے فتح بن یحییٰ امیر مسالہ مدتوں ابوعبداللہ سے لڑتا رہا۔پھر اس نے اس کو مغلوب کر دیا اور اپنی قوم پر قابض ہو گیا۔

بکیز ابواحول اور عبداللہ شیعی کی جنگ :......لہٰذا فتح نے ابوالعباس کے پاس سفیر روانہ کیے اور بکیز ابواحول کو شیعی کے خلاف جنگ پر بھیجنے کی ترغیب دی چونکہ بکیز دیکھتے وقت اپنی آنکھ دبالیتا تھا اس وجہ سے اس کو لوگ (کانا) احول کہتے تھے چنانچہ ابوالعباس نے تیونس سے ۲۸۹ھ میں اس پر چڑھائی کی پہلے سطیف میں داخل ہوا بعد میں بلزمہ پہنچ گیا اور ان سب لوگوں کی گردنیں اڑا دیں جو اس کی دعوت میں شریک نہیں ہوئے تھے ۔ابوعبداللہ شیعی فوجیں حاصل کر کے مقابلہ پر آیا لیکن پہلے ہی معرکہ میں شکست کھا کے تاوزرت سے انکجان کی طرف بھاگا۔ابوحول نے شیعی کے محل کو منہدم کرا دیا ،اس کے بعد ایک رات دن پھر لڑائی ہوتی رہی ابواحول کی فوج میدان جنگ سے فرار ہو گئی۔ابواحول نے تیونس جا کر دم لیا ،اور کتامہ سمیت ان کے ٹھکانے پر واپس آیا۔

ابواحول کی دوبارہ روانگی :......جس وقت ابواحول اپنے باپ کی خدمت میں حاضر ہوا اس نے دوبارہ فوجیں تیار کر کے ابوعبداللہ شیعی کے خلاف جنگ پر روانہ کیا ،کوچ وقیام کرتا ہوا سطیف پہنچا پھر وہاں سے ابوعبداللہ کے ساتھ جنگ کے ارادے سے کوچ کیا ،ابوعبداللہ نے یہ خبر سن کر ابواحول پر حملہ کر دیا۔ابوحول کو اس غیر متوقع حملہ سے ناکامی کے ساتھ پسپا ہونا پڑا لوٹ کر سطیف آیا ،اور فوجیں درست کر کے پھر حملہ آور ہوا اسی دوران میں زیادۃ اللہ نے اپنے باپ کے ملازموں کو اپنے ساتھ ملا لیا ،چنانچہ ان غداروں نے ماہ شعبان ۲۹۰ھ سوتے ہوئے ابوالعباس کا کام تمام کر دیا ،پھر کیا تھا زیادہ اللہ کو قید سے رہائی مل گئی۔

ابومضر زیادۃ اللہ :......زیادۃ اللہ کی رہائی کے بعد اہل حکومت اور اراکین سلطنت نے حکومت وامارت کی اس کے ہاتھ پر بیعت کی اس نے ان غلاموں کو جنہوں نے اس کے باپ کو قتل کیا تھا سزائے موت دے دی۔پھر لذت وعیش پرستی لہو لعب اور مسخروں اور گویوں کی صحبت میں پڑ گیا ،کاروبار نظم ونسق سلطنت کو بالکل ترک کر دیا ،اور اپنے بھائی ابوحول کو محبت بھرا خط لکھ کر بلا لیا ،اور جب وہ آ گیا تو اس کی گردن اڑا دی اور اس کے علاوہ اپنے چچاؤں بھائیوں کو بھی قتل کر دیا ،ان وجوہات سے ابوعبداللہ شیعی کے منصوبے کو استقلال اور استحکام حاصل ہو گیا ،زیادۃ اللہ رات کے وقت شیعی کے خوف

سے رقادہ کی جانب روانہ ہوگیا، اور شیعی نے شہر سطیف کو فتح کر کے اپنے علاقوں میں شامل کرلیا، زیادۃ اللہ نے اس سے جنگ کرنے کے لئے فوجیں روانہ کیں اور اپنے خادموں میں سے ❶ ابراہیم بن حبیش نامی ایک خادم کو ان افواج کا کمانڈر بنایا چالیس ہزار فوج کے ساتھ ابراہیم نے شیعی سے جنگ کرنے کی غرض سے کوچ کیا مقام قسطیلہ ❷ میں پہنچ کر قیام پذیر ہوا چھ ماہ تک ٹھہرا رہا۔ ایک لاکھ فوج اس کے دستے میں جمع ہوگئی پہلے اس نے ''کتامہ'' ❸ پر حملہ کیا مگر اتفاق سے اس کی فوج کو شکست ہوئی بھاگ کر ''باغایہ'' پھر وہاں سے قیروان چلا آیا۔

ابوعبداللہ کی فتوحات ...... ابوعبداللہ نے شہر طبنہ کو فتح کر کے فتح بن یحییٰ مسالتی کو قتل کر دیا، یہ ان دنوں وہیں موجود تھا بعد میں بلزمہ کو فتح کیا اور اس کے شہر پناہ کو منہدم کرا دیا۔ بعد میں کتامہ کے سرداروں میں سے عروبہ بن یوسف باغایہ پہنچا اور اس فوج پر (جو کہ ہارون بن طبنی حفاظت کے لئے وہاں مقیم تھا) حملہ آور ہوا انہی دنوں ابوعبداللہ شیعی نے بھی تیجسن کے محاصرہ کے لئے فوجیں روانہ کیں جس کو کچھ عرصہ بعد صلح و آشتی کے ساتھ اس نے فتح کیا۔

زیادۃ اللہ پر شیعی خوف ...... انہیں دنوں میں قیروان میں بازاریوں اور اوباشوں کی کثرت ہوگئی تھی زیادۃ اللہ نے داد و دہش کا دروازہ کھول دیا فوجیں آراستہ کیں جنگی آلات سے سب کو مسلح کر کے ۲۹۵ھ میں فرانس کی جانب کوچ کیا جس وقت اربس کے قریب پہنچا شیعی کا رعب اس کے دل پر غالب ہوگیا، اس کے خاندان والوں نے واپس جانے کی رائے دی لہٰذا یہ رقادہ واپس روانہ ہوگیا اور اپنے خاندان کے بڑے بڑے لوگوں میں سے ابراہیم بن ابی اغلب کو اپنی فوج کی سرداری عنایت فرمائی۔

باغایہ'' سکایہ پر شیعی کے قبضہ ...... اس واقعہ کے بعد ابوعبداللہ نے باغایہ پر حملہ کیا اور صلح و امان کے ساتھ اس کو فتح کرلیا، اس کا گورنر بھاگ گیا، بعد میں ابوعبداللہ نے اپنی فوجوں کو آراستہ کر کے آگے بڑھنے کا حکم دیا، کوچ و قیام کرتا ہوا بعانہ تک پہنچا اور قبائل مقرہ پر حملہ کیا، تیفاش پر قابض ہوگیا، ابراہیم بن ابی اغلب تیفاش پر حملہ آور ہوا ایک تیفاش نے ابراہیم کو شہر میں داخل نہ ہونے دیا اور اس کے دستے کو لڑ کر شکست دے دی۔ مگر ابراہیم نے پہنچتے ہی لڑ کر فتح کرلیا، دشمن کی جتنی فوج وہاں موجود تھی سب کو قتل کیا، بعد میں ابوعبداللہ شیعی لشکر کتامہ آراستہ کر کے باغایہ کی طرف اس کے بعد'' ❹ سکایہ'' اور پھر ''سبیبہ ❺ '' اور ''حمودہ'' کی جانب کوچ کیا اور ایک کے بعد ایک ان مقامات پر قابض ہوگیا، اور یہاں کے رہنے والوں کو امن دے دیا۔

قنطلیہ اور قفصہ پر قبضہ ...... ابراہیم بن ابی اغلب نے ان واقعات سے مطلع ہو کر اربس سے کوچ کر دیا، پھر ابوعبداللہ نے قسطلیہ اور قفصہ پر حملہ کیا اور ان لوگوں کو امن دی وہ لوگ اس کی دعوت میں داخل ہوگئے، یہ باغایہ کی جانب واپس لوٹا، پھر باغایہ سے انکجان چلا آیا ابراہیم بن ابی اغلب نے میدان خالی دیکھ کر ''باغانہ'' پر حملہ کیا اہل ''باغایہ'' مقابلہ پر آئے متعدد لڑائیاں ہوئیں ناکامی کے ساتھ اربس واپس آیا پھر ابوعبداللہ نے جمادی الاول ۲۹۶ھ میں اربس پر چڑھائی کی اور فتح کرتا ہوا ''انا ربہ'' ہو کر گزرا اور اہل قمودہ کو امان دی۔

زیادۃ اللہ کی مشرق کی طرف روانگی ...... جس وقت زیادۃ اللہ کو قمودہ تک ابوعبداللہ شیعی کے پہنچنے کی خبر ملی اپنا مال و اسباب لاد پھاند کر مشرق کے ارادے سے طرابلس چلا آیا اور ابوعبداللہ شیعی نے میدان خالی دیکھ کر افریقہ کی طرف رخ کیا اس کے مقدمۃ الجیش پر عروبہ بن یوسف اور حسن بن ابی خزر تھا ماہ رجب ۲۹۶ھ میں رفادہ پہنچا اہل قیروان اس سے ملنے آئے اور سب نے عبداللہ مہدی کی امارت و خلافت کی بیعت کی جیسا کہ ان کے حالات اور حکومت کے ضمن میں بیان کر آئے ہیں۔

زیادۃ اللہ سترہ دن طرابلس میں قیام کر کے واپس لوٹا اس کے ساتھ ابراہیم بن ابی اغلب بھی تھا، چونکہ جس کے بارے میں لوگوں نے زیادۃ اللہ سے یہ کہہ رکھا تھا کہ اس نے قیروان سے روانہ ہونے کے بعد اپنی حکومت و ریاست کی بنیاد ڈالنے کی فکر کی تھی، اس وجہ سے زیادۃ اللہ نے اس سے

---

❶ ...... ابن عذاری نے ابراہیم بن حبشی التمیمی' اور ابن اثیر نے ابراہیم بن حنیس لکھا ہے۔ ❷ ...... قسطیلہ ایک جو افریقہ میں واقع ہے اس کے مشہور شہر توزر حملہ' اور نفطہ ہیں (معجم البلدان)۔ ❸ ...... ابن اثیر نے کتامہ کے بجائے کرمہ اور ابن عذاری نے کینونہ لکھا ہے۔ ❹ ...... ابن اثیر جلد نمبر ۵ صفحہ نمبر ۲۱ پر مسکیانہ لکھا ہے۔ ❺ ...... ابن اثیر جلد نمبر ۵ صفحہ نمبر ۲۱ پر ''تبسہ'' لکھا ہے۔

علیحدہ ہوکر مصر کی جانب کوچ کیا رفتہ رفتہ مصر کے قریب پہنچا مصر کے گورنر عیسٰی برشدی نے خلیفہ کی اجازت کے بغیر شہر میں داخل نہ ہونے دیا آٹھ دن تک شہر کے باہر ٹھہرا رکھا۔

بنو اغلب کا زوال: ...... تب زیادۃ اللہ مجبور ہوکر خلیفہ مقتدر کے وزیر ابن فرات کی خدمت میں گیا، اور شہر میں داخل ہونے کی اجازت طلب کی وزارت پناہ نے خلیفہ کا حکم جاری ہونے تک رقہ میں قیام کرنے کا لکھ بھیجا، ایک برس تک رقہ میں مقیم رہا بعد میں خلیفہ مقتدر کا فرمان صادر ہوا جس میں خلافت مآب نے زیادۃ اللہ کو افریقہ کی جانب واپس جانے اور افریقہ میں خلافت عباسیہ کی حکومت قائم کرنے کے لئے نوشری کو مالی اور فوجی مدد دینے کا حکم دیا تھا، چنانچہ زیادۃ اللہ رقہ سے مصر آیا مصر پہنچ کر اس کو ایک مرض ''مزمن'' لاحق ہوگیا جس سے اس کے بال گر گئے بیان کیا جاتا ہے کہ اس کو زہر دیا گیا تھا بہرحال مصر سے اس نے بیت المقدس کی جانب کوچ کیا اور وہاں پہنچ کر فوت ہوگیا، اس کے مرنے سے سارے بنو اغلب متفرق اور منتشر ہوگئے اور ان کا دور حکومت ختم ہوگیا، والبقاء للہ وحدہ واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

بنی ابی الحسن کلبی متبدین حکومت عبیدین کے باقی حالات

حسن بن محمد بن ابی خرر: ...... جس وقت عبیداللہ مہدی کا افریقہ پر قبضہ ہوگیا، اس وقت اس نے افریقی صوبوں پر گورنر مقرر کئے جزیرہ صقلیہ پر حسن بن محمد بن ابی ❶ خنزر کو مقرر کیا، جو کہ کتامہ کے سرداروں سے ایک نامور شخص تھا لہٰذا حسن ۲۹۷ھ میں اپنی فوج کے ساتھ مازر پہنچا۔ اپنے بھائی کو کبیر کیت کا حاکم بنایا اور صقلیہ کے عہدۂ قضا پر اسحاق بن منہال کو مقرر کیا، پھر ۲۹۸ھ میں دمشق پر حملہ آور ہوا اور اس کے گردونواح کو تاخت و تاراج کرکے واپس آیا۔ اہل صقلیہ کو اس کی بدسلوکی اور ظلم کی شکایت پیدا ہوئی جمع ہوکر سب نے اس پر حملہ کردیا اور گرفتار کرکے جیل میں ڈال دیا۔

احمد قہرب: ...... بعد میں انجام کا خیال کرکے عبیداللہ مہدی کی خدمت میں معذرت کا خط روانہ کیا، مہدی نے ان کی معذرت قبول کرلی اور احمد بن قہرب کو ❷ ان کا امیر مقرر کرکے روانہ کیا اس نے ایک سریہ سرزمین قلوریہ کی جانب بھیجا اس سریہ نے قلوریہ کو دل کھول کر تباہ کیا اور بہت سامال غنیمت اور قیدی لے کے واپس آیا۔ پھر ۳۰۰ھ میں اپنے بیٹے علی کو قلعہ طرمیں جدید کی طرف روانہ کیا اس لینے کہ اس کو اہل صقلیہ کی آئندہ سرکشی و بغاوت کے زمانہ میں اپنا ٹھکانہ بنا رکھے لہٰذا اس کا بیٹا چھ ماہ تک اس کے محاصرے میں مصروف رہا بعد اس کے فوج نے اس سے بغاوت کردی اس کے خیموں کو جلا کر خاک وسیاہ کردیا اس کے قتل پر مستعد و آمادہ ہوئے۔ اہل عرب نے اس فعل سے ان کو باز رکھا۔

احمد اور حسن کی جنگ: ...... پھر اس نے لوگوں کو خلیفہ مقتدر کی اطاعت کی ترغیب دی قلعہ ان لوگوں نے خوش دلی سے اس کو منظور کرلیا، مہدی کے نام کا خطبہ ختم کردیا قلعہ کے برجوں پر خلافت عباسیہ کے جھنڈا چڑھا دیئے گئے پھر اس نے ایک بیڑا جنگی کشتیوں کا افریقہ کی جانب روانہ کیا، مہدی کے بیڑے سے مڈبھیڑ ہوگئی، مہدی کا امیر البحر حسن ابی خزر تھا، احمد بن قہرب کے بیڑہ کو اس جنگ میں کامیابی حاصل ہوئی مہدی کا بیڑہ جلا دیا گیا اور حسن بنائی حزر قتل کردیا گیا، کامیابی کے بعد احمد بن قہرب کا بیڑہ صفاقس کی جانب روانہ ہوا ساحل پر پہنچتے ہی اسے ویران و خراب کردیا پھر یہاں سے روانہ ہوکر طرابلس میں لنگر انداز ہوا رفتہ رفتہ اس کی خبر قائم بن مہدی تک پہنچی سن کر حیران ہوگیا۔ پھر دارالخلافت بغداد سے خلیفہ کی رضامندی کا فرمان خلعت اور جھنڈوں کے ساتھ صادر ہوا۔

احمد بن قہرب کا قتل: ...... احمد بن قہرب خوشی کے مارے پھولے نہ سمایا، بعد میں ایک بیڑہ قلوریہ کی طرف روانہ کیا، سرزمین قلوریہ میں لوٹ مار کا بازار گرم ہوگیا، اس کے آس پاس کو تاخت و تاراج کرکے واپس لوٹا۔ پھر دوبارہ ایک دوسرا بیڑہ افریقہ کی جانب بھیجا۔ اس معرکہ میں مہدی کے بیڑہ کو کامیابی حاصل ہوئی اس سے احمد بن قہرب کا شیرازہ حکومت درہم و برہم ہوگیا، اہل کبر کیت اس سے باغی ہوگئے مہدی سے خط و کتابت کرکے

❶ ...... ہمارے پاس عربی نسخے میں ابن ابی خنزر لکھا ہے (ثناء اللہ محمود)۔ ❷ ...... ابن اثیر نے جلد نمبر ۵ صفحہ نمبر ۳۸ پر قرھب لکھا ہے۔

سازش کرلی، رفتہ رفتہ مادہ بغاوت کا مادہ اتنی ترقی پڑ گیا کہ ۳۰۰ھ کے آخر میں لوگوں نے احمد بن قہرب کو گرفتار کر کے مہدی کے پاس بھیج دیا مہدی نے حکم دیا کہ جس کو اس کے خاص مصاحبین کے ساتھ حسن بن ابی خزرج کی قبر پر لے جا کر قتل کر ڈالوں چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔ ❶

ابوسعید بن احمد کا تقرر:...... احمد بن قہرب کے قتل کے بعد مہدی نے صقلیہ کی حکومت پر ابوسعید ❷ بن احمد کو مقرر کیا اور ایک فوج کتامہ کی ایک فوج اس کے بریگیڈ میں روانہ کی چنانچہ ابوسعید نے دریا کے راستے صقلیہ کی جانب کوچ کیا ''طرابنہ ❸ میں پہنچ کر قیام پذیر ہوا اہل صقلیہ نے اس سرکشی پر تیار ہو گئے، آپس میں متعدد لڑائیاں ہوئیں بالآخر ابوسعید نے اپنی مردانہ ہمت سے ان سب کو شکست دی اور ہزاروں کو پھر قتل کر دیا۔ اہل طرابنہ نے پریشان ہو کر امن کی درخواست کی ابوسعید نے امن دی مگر اس کے شہر پناہ کے دروازں کو توڑ ڈالا۔ مہدی کو ان واقعات کی خبر ملی تو اس نے ابوسعید کو اہل طربنہ کی تقصیر معاف کرنے کا حکم دیا۔

مسالم بن ارشد:...... پھر مہدی نے ابوسعید کے بعد سالم بن ارشد کو صقلیہ کی حکومت عطا کی اور ۳۱۳ھ میں عظیم فوج کے ساتھ صقلیہ کی جانب روانہ کیا، چنانچہ سالم نے دریا کو عبور کر کے سرزمین انکبردہ میں قدم رکھا اور دل کھول کر اس کو تاخت وتاراج کیا، بہت سے قلعے فتح کر کے واپس آیا پھر دوبارہ اسی سرزمین کی طرف قدم بڑھایا اور شہر ''اورنت'' کا مدتوں محاصرہ کئے رکھا اہل اور ''نت'' موقع پا کر شہر خالی چھوڑ کر چلے گئے۔ لہذا سالم بھی جو کچھ ہاتھ لگا اس کو لے کے چلتا بنا غرض اہل صقلیہ ہمیشہ ان شہروں پر جو جزیرہ صقلیہ اور قلوریہ کے رومیوں کے قبضہ میں تھے لوٹ مار اور قتل کرتے رہتے تھے اور اس کے گرد ونواح کو اپنے ''ترکتازی'' کا میدان بنائے رکھتے تھے۔

جنودہ کی فتح:...... ۳۲۲ھ میں مہدی نے ایک فوج بسرکردگی یعقوب بن اسحاق کی زیرنگرانی دریا کے راستے جنوہ کی جانب جہاد کے لئے روانہ کی، یعقوب مردانہ وار سرزمین جنوہ میں داخل ہو کر اپنے پرزور حملوں سے اہل جنوہ کو مجبور کر کے واپس آیا، پھر آئندہ سال مہدی نے ایک دوسرا لشکر ❹ جنوہ کی طرف روانہ کیا اس لشکر نے شہر جنوہ کو فتح کر کے سردانیہ کی طرف قدم بڑھایا، چنانچہ سردانیہ کی چند کشتیاں جلا کر خاک وسیاہ کر کے کامیاب وکامران واپس آیا۔

اہل کبرکیت کی بغاوت:...... ۳۲۵ھ میں اہل کبرکیت ❺ نے اپنے امیر سالم بن راشد سے بغاوت کی اور اس کی فوج سے معرکہ آرا ہوئے سالم بذاتہ خود ان کی سرکوبی کے لئے روانہ ہوا سخت اور خونریز جنگ کے بعد اہل کبرکیت کو سالم نے شکست دی اور اس کا اس کے شہر میں محاصرہ کر لیا قائم نے خلیل بن اسحاق ❻ کی زیرنگرانی اس کی کمک پر فوجیں روانہ کیں جس وقت خلیل صقلیہ میں آیا اہل صقلیہ نے سالم بن راشد کی شکایتیں کیں، عورتیں بچے اور بوڑھے فضل ورحم کے طلب گار ہوئے۔ اہل کبرکیت اور اہل صقلیہ نے بھی اسی قسم کی درخواستیں سنیں چنانچہ خلیل کا دل ان لوگوں کی فریاد اور شکایتوں سے بھر آیا، سالم کو کسی ذریعہ سے ان واقعات کی خبر مل گئی اس نے چالاکی سے ان لوگوں کو یہ سمجھا دیا کہ خلیل تم لوگوں سے تمہاری اس دلیری کا انتقام لینے آیا ہے جو تم لوگوں نے شاہی لشکر کے ساتھ کیا ہے۔

اہل صقلیہ کی بغاوت:...... اہل صقلیہ یہ سنتے ہی دوبارہ بغاوت پر آمادہ ہو گئے اور وہی ہنگامہ بغاوت وسرکشی دوبارہ گرم کرنے پر تل گئے اسی دوران خلیل نے شہر کبرکیت کے گھاٹ پر ایک جدید شہر ''خالصہ'' کی تعمیر کی بنیاد ڈالی اس سے اہل شہر کو سالم کے کہنے کا یقین ہو گیا، جنگ پر تیار ہو گئے خلیل نے ان لوگوں سے جنگ کرنے کے لئے نصف ۳۲۶ھ میں کوچ کیا آٹھ ماہ مکمل محاصرہ کئے رکھا روزانہ جنگ کرتا رہا یہاں تک کہ موسم سرما آ گیا، محاصرہ اٹھا کر ''خالصہ'' آ گیا۔

---

❶...... بن عذاری نے لکھا ہے یہ واقعہ ربیع الاول ۳۰۴ھ میں ہوا تھا۔ (البیان المغرب جلد نمبر ا صفحہ نمبر ۱۷۴)۔ ❷...... ابن اثیر جلد نمبر ۵ صفحہ نمبر ۳۹ پر ہے یہ ابوسعید موسیٰ بن احمد ہے ابن عذاری نے لکھا ہے کہ ابوسعید صقلیہ کی فوج کا عہدیدار تھا اور فتح کے بعد ابوسعید نے صقلیہ پر سعید بن رشد کو مقرر کر دیا۔ ❸...... ''طرابنہ'' ابن اثیر میں ''طرابنش'' لکھا ہے ❹...... اٹالین شہر ہے۔ ❺...... ابن اثیر میں ''جرجنت'' لکھا ہے۔ ❻...... اس کی کنیت ابوالعباس تھی' ابوعبداللہ شیعی اسے مختلف کاموں سے استعمال کرتا تھا' پھر چند باتوں کیوجہ وہ ناراض ہو گیا۔ اگر اس کا بیٹا ابوالقاسم نہ ہوتا تو وہ اسے ضرور ھلاک کر دیتا (ابن عذاری جلد نمبر ا صفحہ نمبر ۲۱۵)

واپسی کے بعد اہل صقلیہ نے پھر مخالفت شروع کی ادھر اہل صقلیہ نے بادشاہ قسطنطنیہ سے مدد کی درخواست کی بادشاہ قسطنطنیہ نے فوجی اور مالی مدد دی، اُدھر قائم کو مدد کے لئے لکھ بھیجا کہ قائم نے اس کی کمک پر فوجیں روانہ کیں۔

خلیل بن اسحاق: ......لہٰذا خلیل نے ابی ثور اور قلعہ بلوط کو فتح کر کے قلعہ بلاطنو کا محاصرہ کرلیا یہاں تک کہ ۳۲۷ھ ختم ہوگیا خلیل نے قلعہ بلاطنو سے محاصرہ اٹھا کے کبرکیت کو جا گھیرا اور اپنی فوج کے ایک حصہ کو ابی خلف بن ہارون کی زیرنگرانی اس کے محاصرہ پر چھوڑ کر کوچ کر گیا، اس محاصرہ کا سلسلہ ۳۲۹ھ تک قائم و جاری رہا، اکثر اہل شہر طویل حصار اور روزانہ جنگ سے گھبرا کر روم کی طرف بھاگ گئے باقی لوگوں نے امن کی درخواست کی ،ابی خلف نے قلعہ حوالہ کردینے کی شرط پر اہل شہر کو امان دی مگر جب اہل شہر نے قلعہ کے دروازے کھول دیئے اور اس کی ابی خلف کے حوالہ کردیا، اس وقت ابی خلف نے ان لوگوں کے ساتھ بدعہدی کی اس سے اردگرد کے سب قلعہ والے کانپ اٹھے اور جان کے خوف سے اطاعت کرلی، خلیل آخری ۳۲۹ھ میں افریقہ کی جانب واپس آیا اس کے ساتھ علیحدہ ایک کشتی میں اہل کبرکیت کے بہت سردار بھی افریقہ کی طرف روانہ کئے گئے، خلیل نے کچھ راستے طے کرنے کے بعد کشتی کے ڈبودینے کا اشارہ کردیا لہٰذا سب کے سب ڈوب کر مر گئے۔

خلیل بن ابی الحسن کا صقلیہ پر تقرر: ......خلیل کے بعد صقلیہ کی حکومت عطاف ازدی کو عطا ہوئی پھر ابویزید ❶ کا جھگڑا پیش آ گیا قائم اور منصور اس کے دور کرنے میں مصروف ہوگئے حتیٰ کہ ابویزید کا فتنہ فساد ہوگیا تو منصور نے صقلیہ کی حکومت پر حسن بن ابی الحسن کلبی کو جو کہ اس کا تربیت یافتہ اور اس کے نامی گرامی سرداروں میں سے تھا مقرر کیا اس کی کنیت ابوالغنائم تھی، اراکین حکومت و اعیان سلطنت اس کو عزت اور توقیر کی نگاہوں سے دیکھتے تھے، ابویزید سے مقابلے میں اس نے بڑے بڑے نمایاں کام کئے تھے۔

تقرری کا سبب: ......اس کی گورنری کا یہ سبب ہوا کہ اہل بلیرم نے عطاف ازدی کو اس کی کمزوری طبیعت کی وجہ سے مکمل طور پر دبالیا تھا اور دشمنان اسلام نے اس کی معذوری اور اہل شہر کی سرکشی کی وجہ سے اہل شہر کو کمزور کر رکھا تھا اسی وجہ سے اہل شہر بلیرم نے ۳۳۵ھ میں عید الفطر کے دن عطاف کسی طریقے سے اپنی جان بچا کر قلعہ میں پناہ گزین ہوگیا، اور منصور کی خدمت میں ان واقعات کی اطلاع کر کے مدد و اعانت کا طلب گار ہوں لہٰذا منصور نے حسن بن علی کو صقلیہ کی سند حکومت عطا فرمائی۔

حسن بن ابی الحسن اور بنوطیر: ......چنانچہ حسن سامان سفر درست کر کے دریا کے راستے مازر کی طرف روانہ ہوا۔ ساحل مازر پر پہنچ کر لنگر انداز ہوا اہل مارز میں سے کوئی شخص مقابلہ پر نہ آیا، رات کے وقت اہل کتامہ کا ایک گروہ ملنے آیا اور معذرت کی کہ ہم لوگ بنوالطیر کے خوف سے دن کو نہیں آسکے، بنوالطیر نے جاسوسوں کو حسن کی جاسوسی پر مقرر کیا تھا۔ ان لوگوں نے واپس آ کر بنوالطیر کو حسن کے جلال و شوکت اور فوج کو کثرت سے ڈرایا اور ان کو حسن سے ملنے اور معذرت کرنے پر تیار کرلیا، بنوالطیر اسی اُدھیڑ بن میں پڑے ہوئے تھے کہ حسن اپنے دستے کی فوج کے ساتھ شہر میں گھس گیا، حاکم شہر اور عمال ملنے آئے بنوالطیر کو اس سے ایک قسم کا اضطراب پیدا ہوا نہ ❷ پائے رفتن نہ جائے ماندن کا مضمون ہوگیا اتنے میں ان کا سردار اسماعیل ان لوگوں کے پاس آ گیا اور جو لوگ ان لوگوں سے منحرف ہوگئے تھے وہ بھی اس سے آ ملے ایک خاصہ بڑا گروہ جمع ہوگیا۔

حسن کے خلاف سازش: ......اسماعیل نے اس خیال سے کہ حسن اپنے خادم کو سزا نہ دے گا اور اس سے اہل شہر برانگیختہ اور بددل ہو جائیں گے یہ جال پھیلایا کہ اپنے کسی غلام سے حسن کے ایک خادم کے خلاف یہ دعویٰ کرادیا، کہ کل آپ کا فلاں غلام میری بیوی کو غیر شرعی کام کرنے پر مجبور کررہا تھا حسن اس چال کو تاڑ گیا، مدعی کو طلب کر کے اس کے دعوے پر قسم کھلوائی اور ثبوت لینے کے بعد اپنے خادم کو سزا دی عوام الناس اس انصاف سے بہت خوش ہوئے، طیری اور اس کے ساتھیوں سے علیحدہ ہوگئے اس سے اسماعیل کا گروہ ٹوٹ گیا، بنوالطیر متفرق اور منتشر ہوگئے حسن نے خوشی اور خوش اسلوبی سے حکومت اپنے ہاتھ میں لی اور عمدگی کے ساتھ نظم و نسق چلانے لگا۔ رومیوں نے اس کے رعب و داب سے متاثر ہو کر تین سال کا جزیہ ادا کردیا۔

حسن کی فتوحات: ......ان واقعات کے بعد روم کے بادشاہ نے ایک بطریق کو عظیم فوج دے کر دریا کے راستے صقلیہ کی جانب روانہ کیا لہٰذا یہ

---

❶......ابن اثیر نے فتنہ ابویزید کو ۳۳۳ھ کے حوادثات میں بڑی تفصیل سے لکھا ہے۔ وہاں ملاحظہ کریں۔ ❷......نہ بھاگنے کی جگہ ہے نہ چھپنے کی کے لئے ٹھکانہ ۔

بطریق اور سردغرس جمع ہو کر صقلیہ پر حملہ آور ہوئے حسن نے منصور کو اس سے مطلع کر کے امداد کی درخواست کی منصور نے سات ہزار سوار اور ساڑھے تین ہزار پیادوں کو اس کی کمک کے لئے روانہ کیا، حسن نے اپنی فوج کو چاروں طرف سے جمع کر کے دریا وخشکی کے راستے رومیوں کی روک تھام کے لئے کوچ کیا اور بہت سے سرایا سرزمین قلوریہ کی طرف بھیجے، ابراجہ میں پہنچ کر پڑاؤ ڈالا اور چاروں طرف سے اس کا محاصرہ کرلیا، رومی یہ خبر سن کر حملہ آور ہوئے مگر اپنی کامیابی سے مایوس ہو کر تاوان جنگ دے کر صلح کرلی۔

یوم عرفہ:......بعد میں حسن نے رومیوں کے ایک قلعہ پر فوج کشی کی رومی بغیر جنگ وجدال قلعہ چھوڑ کر بھاگ گئے پھر حسن نے قلعہ فیشانہ پہنچ کر محاصرہ کرلیا، ایک ماہ مکمل محاصرہ کئے ہوئے لڑتا رہا بالآخر اہل قلعہ نے جزیہ اور تاوان جنگ دے کر صلح کرلی حسن اپنے بیڑہ جنگی کشتیوں کے ساتھ لوٹ کر مسینی چلا آیا اور وہیں سردی کے دن گذارے۔اسی مقام پر منصور کا فرمان قلوریہ واپسی کے لئے صادر ہوا چنانچہ حسن نے دریا کو خراجہ کی طرف عبور کیا رومی اور سردی عروس مقابلہ پر آئے حسن نے ان کو شکست دے کر مال غنیمت سے اپنے لشکریوں کو مالا مال کر دیا یہ واقعہ یوم عرفہ ۳۴۰ھ کا ہے۔بعد میں خراجہ پہنچ کر اس کا محاصرہ کرلیا، یہاں تک کہ بادشاہ روم قسطنطین نے زرنقد نے زرنقد مال دے کر صلح کرلی حسن ربو کی جانب واپس آیا ربو پہنچ وسط شہر میں ایک مسجد بنوائی اور رومیوں سے یہ شرط لی کہ رومیوں میں سے کوئی شخص آئندہ کسی طرح بھی مسجد سے چھیڑ چھاڑ نہ کرے اور جو شخص قیدیوں میں سے اس میں داخل ہو وہ مامون سمجھا جائے۔

رمطہ کا محاصرہ:......منصور کے مرنے کے بعد اس کا بیٹا معز حکمران بنا حسن نے صقلیہ پر اپنے بیٹے احمد کو مقرر کر کے معز کی طرف کوچ کیا معز نے احمد کو لکھ بھیجا کہ صقلیہ میں رومیوں کے مقبوضہ قلعوں پر جہاد کیا، ۳۵۱ھ میں طربین وغیرہ کو فتح کر کے رمطہ کی طرف بڑھا مدتوں اس کا محاصرہ کئے رکھا قسطنطنیہ سے چالیس ہزار فوج اس کی حمایت واعانت کے لئے آئی احمد نے بھی معز سے مدد طلب کی معز نے بہت سامال واسباب اور ایک عظیم لشکر اس کے باپ حسن کے ساتھ اس کی کمک کے لئے روانہ کیا، رومیوں کا امدادی لشکر مسینہ کے گھاٹ پر پہنچا ہوا تھا، مسلمانوں نے رمطہ پر حملہ کیا حصار کے زمانے میں لشکر اسلام کا سردار حسن بن عمار اور حسن بن علی کا بیٹا تھا۔رومیوں نے پہنچ کر محاصرہ کرلیا۔

جنگ مجاز:......رمطہ اس وقت نقطہ کی طرح دو دائروں سے گھرا ہوا تھا۔رمطہ کو اسلامی لشکر محاصرہ میں لئے ہوئے تھا اور اسلامی لشکر کا رومی فوجیں محاصرہ کئے ہوئے تھیں۔ادھر رومیوں نے باہر سے عساکر اسلامیہ پر حملہ کیا مسلمانوں پر یہ وقت نہایت آزماء اور امتحان کا تھا پہلے سب نے مرنے اور مرجانے کا عہد وپیمان کیا۔بعد میں مجموعی قوت سے رومیوں پر حملہ کر دیا۔

رومی سالار کا قتل:......پہلے ہی حملہ میں رومیوں کے سپہ سالار مینوں کے گھوڑے کو مار کر گرادیا یا مینوبل سنبھل نہ سکا زمین پر آیا ایک سپاہی نے پہنچ سر اتار لیا اس کے ساتھ ایک گروہ بطریقوں کا مارگیا رومی لشکر شکست کھا کر بھاگا۔لشکر اسلام قتل وغارت کرتا ہوا تعاقب میں بڑھا مال غنیمت اور قیدیوں سے مالا ہوگیا۔رمیوں کی شکست کے بعد مسلمانوں نے لڑ کر رمطہ کو فتح کرلیا۔اور جو کچھ اس میں تھا سب پر قبضہ کرلیا رومیوں کا باقی گروہ صقلیہ اور جزیرہ رفق سے کشتیوں پر سوار ہو کر روم کی طرف بھاگا امیر احمد نے اپنے بیڑہ کو تعاقب کا حکم دیا اور خود ایک کشتی پر سوار ہو کر رومیوں کے تعاقب میں روانہ ہوا۔زیادہ مسافت طے نہ ہونے پائی تھی کہ رومی کشتیوں کو مسلمانوں نے گرفتار کر کے جلا دیا عیسائیوں کا ایک بڑا گروہ مارا گیا۔اس واقعہ کو جنگ مجاز کے نام سے یاد کرتے ہیں ۳۵۴ھ میں لڑائی ہوئی تھی دشمن کے ہزار نامی سردار اور ایک سو بطریق گرفتار کئے گئے تھے عام قیدیوں کو کوئی شمار نہ تھا مال غنیمت کی کوئی حد نہ تھی۔

امیر احمد بن حسن:......امیر احمد ان سب کو لئے لادے شہر بلیرم پہنچا صقلیہ میں اس کی خبر ملی تو حسن جوش مسرت میں استقبال کے لئے نکلا راستے میں خوشی کے مارے بخار آگیا اور اسی حالت میں جان بحق تسلیم کر دی مسلمانوں کو حسن کی اس شادی مرگ سے بہت صدمہ ہوا مگر چارہ کار ہی کیا تھا صبر وشکر کر کے اہل صقلیہ نے بالاتفاق اس کے بیٹے احمد کو اس کا جانشیں بنایا۔اس جانشینی کے بعد معز نے اہل صقلیہ کی حکومت پر یعیش (حسن کے خادم) کو مقرر کیا۔مگر اس سے حکومت وامارت کا بار اُٹھ نہ سکا چنانچہ کتامہ اور دوسرے قبائل میں جھگڑا شروع ہوگیا۔اس کے دبانے سے نہ دب سکا دن

بدن بڑھتا گیا۔ رفتہ رفتہ اس کی خبر معز تک پہنچی تو اس نے صقلیہ کی گورنری پر ابوالقاسم علی بن حسن کو اور اس کے بھائی احمد کو بطور نائب متعین کیا۔ پھر ۳۵۹ھ میں احمد نے طرابلس میں وفات پائی۔

ابوالقاسم علی بن حسن:.....اس کا بھائی ابوالقاسم علی مستقل طور پر حکمراں بن گیا۔ یہ زندہ دل اور نیک سیرت شخص تھا۔ ۳۷۹ھ میں عظیم فوج کے ساتھ بادشاہ فرانس نے ابوالقاسم پر فوج کشی کی قلعہ رمطہ کا محاصرہ کیا اور اس کو مسلمانوں کے قبضہ سے نکال لیا۔ اس واقعہ میں عساکر اسلامیہ کو نقصان اٹھانا پڑا امیر ابوالقاسم یہ خبر سن کر مقابلہ کے ارادے سے شاہ فرانس بلیرم سے روانہ ہوا جس وقت دونوں فوجوں کا مقابلہ ہوا بغیر جنگ کئے امیر ابوالقاسم لوٹ آیا۔ فرانسیسی فوجیں اپنے جنگی بیڑہ سے امیر ابوالقاسم کی واپسی کو دیکھ رہی تھیں فوراً بادشاہ بردویل کو اس سے مطلع کیا بادشاہ بردویل نے تعاقب کا حکم دیا۔

ابوالقاسم کی شہادت:.....چنانچہ نہایت تیزی سے مسافت طے کر کے امیر ابوالقاسم کو جا کر گھیر لیا سخت اور خونریز جنگ ہوئی امیر ابوالقاسم شہید ہو گیا مسلمانوں کو اس سے بیحد صدمہ ہوا۔ مگر مرنے پر کمر بستہ ہو کر فرانسیسیوں سے ہم بزد جنگ شروع کی اور لڑ کر ان کو بہت بری طرح شکست دی۔ بردویل بہت مشکل سے اپنی جان بچا کر اپنے خیمہ میں پہنچا اور کشتی پر سوار ہو کر رومہ کی طرف روانہ ہو گیا۔

جابر بن ابوالقاسم:.....مسلمانوں نے امیر ابوالقاسم کے بعد اس کے بیٹے جابر کو امیر بنایا جابر نے اسی وقت لشکر اسلام کو واپسی کا حکم دیا مال غنیمت کی فراہمی جانبز را بھی توجہ نہ کی۔ امیر ابوالقاسم نے ساڑھے بارہ برس حکمرانی کی، عادل نیک سیرت اور ہوشیار شخص تھا۔ اور جب اس کا چچازاد بھائی جعفر بن محمد بن علی بن ابوالحسن جو کہ عزیز کے اور مصاحبوں میں سے تھا حکمران بنا تو ساری بدنظمیاں رفع ودفع ہو گئیں۔ فتنہ وفساد ختم ہو گیا۔ یہ شخص علم دوست اور قدردان اہل علم تھا ۳۷۵ھ میں اس نے وفات پائی اس کا بھائی عبداللہ اس کی جگہ حکمران بنا اس نے اپنے بھائی کی روش اختیار کی ۳۷۹ھ میں اس کا انتقال ہوا۔

تاج الدولہ بن سیف الدولہ:.....اس کا بیٹا ثقۃ الدولہ ابوالفتوح یوسف بن عبداللہ بن محمد علی بن ابوالحسن حکمران بنا اپنے گزشتہ بزرگوں کا رویہ اختیار کیا انہیں کے نقش قدم پر چلتا رہا یہاں تک کہ ۳۸۸ھ میں فالج میں مبتلا ہوا بدن کا نصف حصہ بائیں جانب والا نقل وحرکت سے بیکار ہو گیا اس کے بیٹے تاج الدولہ جعفر بن ثقۃ الدولہ یوسف نے حکومت اپنے قبضہ میں لی۔ نہایت خوبی اور خوش اسلوبی سے حکمرانی کرنے لگا۔

علی بن سیف الدولہ کی بغاوت:.....اس کے بھائی علی نے ۴۰۵ھ میں بربریوں اور غلاموں سے سازش کر کے مخالفت کی تاج الدولہ نے یہ خبر سن کر اس کی سرکوبی پر کمر باندھی دونوں بھائیوں میں خوب لڑائیاں ہوئیں آخر کار تاج الدولہ کو فتح نصیب ہوئی۔ علی مارا گیا بربری اور غلام باہر نکال دیئے گئے۔ فساد وبغاوت کا جڑ سے خاتمہ ہو گیا بعد میں پھر اس کی حکومت میں اختلال واضطرب پیدا ہوا اس کا تب (سیکریڑی) اور اس کا وزیر حسن بن محمد باغانی اس فساد وبغاوت کا بانی تھا۔ اس نے عوام الناس کو تاج الدولہ کے خلاف ابھار کر بغاوت کا علم بلند کیا۔ اور شاہی قصر کا محاصرہ کر لیا۔ تاج الدولہ نے ہنگامہ بغاوت ختم کرنے کے لئے ابوالفتوح ثقۃ الدولہ کو پالکی میں سوار کر کے محل سے باہر نکالا ثقۃ الدولہ نے ان لوگوں کو نرمی وملاطفت مخاطب کیا۔ اس سے ان کا جوش ختم ہو گیا۔

اسد الدولہ اکحل:.....ثقۃ الدولہ نے باغانی کو گرفتار کر کے بلوائیوں کے حوالے کر دیا ان لوگوں نے اس کو اور اس کے پوتے ابورافع کو مار ڈالا اور اس کے بیٹے جعفر کو معزول کر کے ابن جعفر کو ۴۱۰ھ میں حکمران نبیا اس نے اسد الدولہ بن تاج الدولہ کا خطاب لیا ''اکحل'' کے نام سے معروف ومشہور تھا جعفر نے معزولی کے بعد مصر کا راستہ لیا۔

اکحل کے حکمران بنتے ہی فتنہ وفساد جاتا رہا نظام حکومت جیسا کہ چاہئے درست ہو گیا اس نے امور سلطنت کے سیاہ وسفید کرنے کا اختیار اپنے بیٹے جعفر کو دے دیا تھا۔ جو چاہتا تھا کر گزرتا تھا۔ اس نے بدسلوکی اور ظلم کا برتاؤ شروع کر دیا۔

اکحل کا قتل :...... اہل صقلیہ کو ہر بات میں دبانے اور اہل افریقہ کو ان کے مقابلہ میں بڑھانے لگا۔ لوگوں کو اس سے شکایت کا موقع مل گیا۔ معز والی قیروان کی خدمت میں وفود (ڈیپوٹیشن) بھیجے اور اس کی شکایت کی اور اس کی حکومت وامارت کی اطاعت کا اظہار کیا۔ معز نے ایک بیڑہ کشتیوں کا جس میں تین سو سوار تھے بسر گروہی اپنے بیٹوں عبداللہ اور ایوب کی ماتحتی میں صقلیہ کی جانب روانہ کیا۔ اہل صقلیہ نے ان کے ساتھ مل کر اپنے امیر اکحل کا محاصرہ کرلیا اور اس کو قتل کر کے سراتار کر ۴۲۷ھ میں معز کے پاس بھیج دیا۔

صمصام بن تاج الدولہ :...... تھوڑے دنوں بعد اہل صقلیہ کو اپنے اس فعل پر ندامت ہوئی ندامت دور کرنے کے لئے سب جمع ہو کر اہل افریقہ پر ٹوٹ پڑے۔ ان میں سے تقریباً تین سو آدمیوں کو مارڈالا۔ باقی لوگوں کو اپنے ملک سے نکال باہر کیا۔ اور صمصام اکحل کے بھائی کو اپنا امیر بنایا۔ نظام سلطنت پھر درہم وبرہم ہو گیا بازاری اوباش شرفاء اور امراء پر غالب ہو گئے۔ اہل بلیرم یہ حال دیکھ کر اٹھ کھڑے ہوئے اور صمصام کو معزول کر دیا اور اپنے شہر سے نکال کر کے سرداران لشکر سے ابن الثمنہ نامی ایک شخص کو اپنا امیر وسردار بنایا۔ اس نے ''القادر باللہ'' کا لقب اختیار کیا۔

عبداللہ بن اکحل کا قتل :...... اس واقعہ سے پہلے مازر میں اکحل کا بیٹا عبداللہ مستقل طور سے حکمران بن گیا تھا مگر ابن الثمنہ نے حکومت پر قابض ہوتے ہی اکحل (عبداللہ) کو مغلوب کر دیا اور یہ چالاکی سے اس کو قتل کر کے جزیرہ کی حکومت پر استقلال کے ساتھ قابض ہو گیا یہاں تک کہ یہ جزیرہ اس کے قبضہ سے نکال لیا گیا۔

ابن الثمنہ اور میمونہ بنت جراس :...... ابن الثمنہ نے صقلیہ کی حکومت پر مستقل طور سے قابض ہونے کے بعد میمونہ بنت جراس سے نکاح کیا۔ پھر اس سے کسی معاملہ مشکوک ہو کر زہر دے دیا مگر کچھ سوچ سمجھ کر طبیبوں کو بلوا کر علاج کرایا چنانچہ صحت یاب ہو گئی۔ ابن الثمنہ نے میمونہ سے معذرت کی اپنی حرکت پر پشیمان ہوا میمونہ نے معذرت قبول کر لی۔ اور اپنے بھائی سے ملنے کے لئے قصریانہ جانے کی اجازت طلب کی ابن الثمنہ نے اجازت دے دی۔ میمونہ نے اپنے بھائی کے پاس پہنچ کر سارے واقعات بتائے چنانچہ اس کے بھائی نے میمونہ کو نہ بھیجنے کی قسم کھالی۔ لہٰذا اس سے ابن جراس (میمونہ کے بھائی) اور ابن الثمنہ میں مخالفت پیدا ہو گئی۔

ابن الثمنہ اور ابن جراس کی جنگ :...... رفتہ رفتہ لڑائی کی نوبت پہنچی اور ابن الثمنہ کو شکست ہوگئی اور وہ بھاگ کر رومیوں کے پاس پہنچ گیا اور ان سے مدد کا طلب گار ہوا۔ قمص اور جاز بن نبقر بن جزہ اپنے سات بھائیوں اور فرانس کے ایک گروہ کیساتھ صقلیہ کی طرف آیا۔ ابن الثمنہ نے ان لوگوں سے صقلیہ دلا دینے کا وعدہ کیا لہٰذا ان سب نے پہلے قصریانہ پر چڑھائی کی۔ ابن جراس اس سے آگاہ ہو کر مقابلہ پر آیا گھمسان کی لڑائی ہوئی ابن الثمنہ شکست کھا کر افریقہ میں عمر بن خلف بن مکی کے پاس چلا گیا تیونس میں قیام کیا وہاں قاضی کے عہدے پر فائز ہو گیا۔

کلبیوں کا زوال :...... اس وقت سے رومیوں نے شہروں پر قبضہ کرنا شروع کیا آہستہ آہستہ تمام شہروں اور مشہور مقامات پر قابض ہو گئے صرف قلعوں اور دشوار گزار گھاٹیاں باقی رہ گئیں۔ آخر کار ۴۶۴ھ میں ابن جراس اہل وعیال اور مال کے بصلح وامان قلعوں کو دشمنوں کے حوالہ کر کے نکل کھڑا ہوا اور زجار نے سب پر قبضہ کر لیا۔ بن جراس کے نکلتے ہی کلمۃ الاسلام اس ملک میں ختم ہو گیا اور حکومت کلبیین کا خاتمہ ہو گیا پچانوے سال کی مدت میں ان میں دس افراد نے حکومت کی۔

زجار نے قلعہ یلطوسر زمین قلعہ قلوریہ ۴۹۴ھ وفات پائی اس کا بیٹا زجار ثانی حکمران بنا اس کا دور حکومت طویل گزرا۔ اسی کے لئے شریف ابوعبداللہ ❶ ادریسی نے کتاب ''تربتہ المشارق اخبار الافاق'' تالیف کی اور شہرت کے لئے قصار زجار کے نام سے نام رکھا۔ واللہ مقدر اللیل والنہار۔

---

❶ ...... ادریس ''یہ محمد بن عبداللہ بن ادریس بن یحییٰ بن علی بن حمود بن میمون بن احمد الادریسی الحسنی ابو عبداللہ ہے یہ طالبی تھا' جغرافیہ الحسنی ابوعبداللہ ہے۔ یہ طالبی تھا۔ جغرافیہ اور تاریخ کا ماہر تھا۔ یہ سبتہ میں پیدا ہوا اور قرطبہ میں تعلیم اور نشو ونما پائی، پھر لمبا سفر کر کے صقلیہ پہنچا اور ''رجبہ ثانی'' حاکم صقلیہ کے پاس ٹھہرا۔ اس کی یادگار، کتاب ''نذھۃ المشتاق فی اختراق آفاق اس کا انتقال ۵۶۰ھ میں ہوا۔ دیکھئے'' کشف الظنون'' از حاجی خلیفہ الاعلام از، زرکلی لوجلد نمبر ۷ صفحہ ۲۵۰)

جزیرہ اقریطش کریٹ اور بنو بلوطی کی حکومت کے حالات

حالات جزیرہ اقریطش وحکومت بنو بلوطی کے حالات اور پھر دشمنان اسلام کا اس پر قبضہ..... جزیرہ اقریطش (کریٹ) بحر روم کے جزائر میں سے ایک جزیرہ ہے جو صقلیہ ❶ اور قرس کے درمیان اسکندریہ کے سامنے واقع ہے قرطبہ کی مغربی شہر پناہ کی دیوار کے نیچے رہنے والوں نے اس جزیرہ کو آباد کیا تھا۔ ان لوگوں کا محلہ حکم ابن ہشام کے محل سے ملا ہوا تھا ان لوگوں نے ۲۰۲ھ میں بغاوت کی حکم نے ان کی سرکوبی کی طرف توجہ کی چنانچہ بہت بڑی اور خونریز جنگ ہوئی حکم نے ان کے محلّہ کو مسمار ومنہدم کردیا ان کی مسجدیں ویران کردیں اور باقی لوگوں کو قرطبہ سے جلاء وطن کر کے سرحد کی جانب نکال دیا لہٰذا یہ لوگ فاسی وغیرہ میں مقیم ہوئے اور کچھ جلا وطنوں نے اسکندریہ کا راستہ لیا اسکندریہ پہنچ کر متفرق طور پر یہ لوگ قیام پذیر ہوئے۔

ابو حفص بلوطی:..... بعد میں ان میں سے ایک شخص اسکندریہ کے ایک بازاری شخص سے لڑ پڑا۔ آپس میں گتھ گئے اس شخص نے کسی طرح خود کو چھوڑا کر اپنے ہم وطنوں سے جا کر فریاد کی وہ لوگ اس کی حمایت پر اُٹھ کھڑے ہوئے چنانچہ اکثر اہل شہر کو لوٹ لیا۔ باقی اہل شہر کو نکال کرنا کہ بندی کر لی اور ابو حفص عمر بن شعیب بلوطی ابوالفیض نامی ایک شخص کو اپنا امیر بنالیا۔

اقریطش کی آبادکاری:..... ان دنوں مصر کی گورنری پر عبداللہ بن طاہر تھا۔ یہ خبر سن کر فوجیں آراستہ کر کے اسکندریہ کے باغیوں پر حملہ آور ہوا اور چاروں طرف سے محاصرہ کر کے لڑائی چھیڑ دی بالآخر ان لوگوں نے امن کی درخواست کی عبداللہ نے ان کو امن دی مگر اسکندریہ سے نکال کر جزیرہ اقریطش کی جانب بھیج دیا لہٰذا ان لوگوں نے اس غیر آباد جزیرہ کو آباد کیا۔ اس وقت بھی ان کا امیر وسردار ابو حفص بلوطی تھا۔ اس کے بعد اس کی اولاد تقریباً ایک سو سال یا کہ اس سے کچھ زائد دنوں تک حکمران رہی یہاں تک کہ ارمانوس بن قسطنطین بادشاہ قسطنطنیہ نے اس کی اولاد میں سے عبدالعزیز بن شعیب کے قبضہ سے اس جزیرہ کو ۳۰۵ھ میں نکال لیا اور مسلمانوں کو یہاں سے جلاء وطن کرایا۔ واللہ بعید الکرۃ ویذہب آثار الکفرۃ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم بالصواب۔

یمن اور اسلامی ممالک کی تاریخ جو کہ یہاں پر عباسیوں اور عبیدیوں اور تمام عرب حکمرانوں کی تھی اور تمام نوٹ ابتداً اس کے حالات اجمالاً تحریر کئے جائیں گے بعد میں ایک کے بعد ایک اس کے شہروں اور ملکوں کے حالات تفصیلاً لکھے جائیں گے۔

یمن دائرہ اسلام:..... ہم پہلے اخبار سیر بنویہ کے ضمن میں بیان کر آئے ہیں کہ ملک یمن حکومت اسلامیہ کے دائرہ میں یوں داخل ہوا تھا کہ اس کا گورنر باذان ❷ جو کسرائے فارس کی جانب سے یہاں کا حکمران تھا دعوت اسلامیہ میں شامل ہوا اس کے اسلام لانے سے اہل یمن بھی اسلام لے آئے مطیع اور مسلمان ہو گئے۔ رسول اللہ ﷺ نے باذان کو یمن اور اس کے تمام گرد ونواح کی حکومت عطا فرمائی۔ باذان کا دارالحکومت مقام صنعاء تھا جو کسی زمانہ میں ملوک تبابعہ کے دارالسلطنت ہونے کا اعزاز رکھتا تھا۔

شہر بن باذان کا قتل:..... جب حجۃ الوداع کے بعد باذان نے وفات پائی تو نبی ﷺ نے یمن کو ان صوبوں پر منقسم فرمایا جن پر اس سے پہلے تقسیم

---

❶..... قبرص۔ یہ بحر متوسط میں افریقہ کی علاقے لوبیا کے مقابل واقع ہے، یہ ایک بہت بڑا جزیرہ ہے جسمیں بڑے شہر اور گاؤں موجود ہیں (معجم البلدان) ❷..... ابن اثیر نے "باذام" لکھا ہے

تھااور صنعاء کی حکومت ❶ شہر بان بن باذان کو عطا فرمائی اس کے بعد ہم نے اسود عنسی کے حالات تحریر کئے ہیں اور یہ بھی لکھ چکے ہیں کہ کسی طرح اسود نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گورنروں کو یمن سے نکال دیا تھا اور صنعاء پر حملہ کر کے اس پر قابض ہو گیا تھا اور شہروں پر قابض ہو گیا تھا۔

اسود عنسی:.......اس سے اکثر اہل یمن مذہب اسلام سے پھر گئے رسول ﷺ نے اصحاب اور گورنروں اوران لوگوں کے پاس خطوط روانہ کئے جو مذہب اسلام پر ثابت قدم رہ گئے تھے۔ان لوگوں نے شہر بان بن باذان کو بیوی سے جس کو اسود عنسی نے اپنی بیوی بنالیا تھی اسود عنسی کے معاملہ میں اس کے چچازاد بھائی فیروز کے ذریعہ سازش کر لی۔اس مہتم بالشان امر کا منتظم قیس بن عبد یغوث مرادی تھا لہٰذا اس نے اور فیروز نے........اس کی بیوی کی اجازت سے (زوجہ شہر بان بن باذان) اس کے گھر میں گھس کر مار ڈالا اس کے مارے جانے سے نبی ﷺ کے گورنر اپنے اپنے صوبوں پر پھر حکمرانی کرنے لگے یہ واقعہ رسول اللہ ﷺ کی وفات کے چند ہی دنوں دن پہلے واقع ہوا تھا قیس نے صنعاء پر قبضہ کر لیا اور اسود کے باقی لشکر کو جمع کر کے اپنی فوج درست کر لی۔

مہاجر بن امیہ:.......رسول اللہ ﷺ کے بعد ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے یمن کی حکومت پر فیروز کو مقرر کیا اور لوگوں کو اس کی اطاعت کا حکم دیا لہٰذا اس سے اور قیس بن مکشوح سے معرکہ آرائی ہوئی اس نے اس کو شکست دی اس کے بعد ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے مہاجر بن امیہ کو یمن کی حکومت عطا کی انہوں نے یمن کے مرتدوں سے لڑائی کی اور اسی طرح عکرمہ بن ابی جہل نے کیا۔ پھر عبید اللہ بن عباس اور ان کے بھائی عبد اللہ بن عباس مقرر کئے گئے ان کے بعد معاویہ رضی اللہ عنہ نے صنعاء پر فیروز دیلمی کو متعین کیا ۵۳ھ میں انہوں نے وفات پائی۔ پھر عبد الملک نے یمن کو حجاج کی گورنری میں شامل کر دیا جبکہ اس کو ۷۲ھ میں جنگ عبد اللہ بن زبیر کے خلاف جنگ روانہ کیا تھا۔ پھر حکومت عباسیہ کا دور حکومت شروع ہوا تو سفاح نے اپنے چچا داؤد بن علی کو یمن کی حکومت پر مقرر کیا۔

محمد بن یزید بن عبید اللہ:.......جب ۱۳۳ھ میں اس نے وفات پائی اس کی جنگ محمد بن یزید بن عبید اللہ بن عبد الملک بن عبد الدار حکمران بنا غرض تاجداران حکومت عباسیہ کی جانب سے یمن پر یکے بعد دیگرے گورنر حکمرانی کرتے رہے اور یہ لوگ صنعاء کو اپنا دارالحکومت بناتے رہے یہاں تک کہ سلسلہ خلافت خلیفہ مامون تک پہنچا اور ممالک اسلامیہ کے اردگرد طالبیوں کے ایلچیوں کا ظہور ہوا اور عراق میں بنو شیبان میں سے ابوالسرایا نے محمد بن ابراہیم طباطبا بن اسماعیل بن ابراہیم برادر مہدی النفس الزکیہ محمد بن عبد اللہ بن حسن کی امارت کی بیعت کی اس وقت امن عامہ میں خلل پڑ گیا اور طالبیوں نے اپنے گورنروں کو چاروں طرف پھیلا دیا۔ پھر یہ مارا گیا اور محمد بن جعفر صادق کی امارت کی بیعت حجاز میں لی گئی۔

ابراہیم بن موسیٰ کاظم:.......یمن میں ابراہیم بن موسیٰ کاظم نے ۲۰۰ھ میں حکومت کا دعویٰ کیا مگر یہ کامیاب نہ ہوا چونکہ ابراہیم ظالم اور خونریز تھا۔ اس لئے ''جزاء'' کے لقب سے یاد کیا جاتا تھا خلیفہ مامون نے شاہی فوجیں یمن کی بغاوت ختم کرنے کے لئے روانہ کیں، چنانچہ اس نے یمن کے اردگرد کے تمام علاقوں کو دل کھول کر تاخت وتاراج کیا۔ نامی گرامی رئیسوں اور سرداروں کو گرفتار کر کے دار الخلافت بغداد بھیج دیا بغاوت وسرکشی کا جڑ سے خاتمہ ہو گیا، امن وامان کی منادی پھر گئی جیسا کہ ہم آئندہ بیان کریں گے۔

ابن زیاد کی حکومت:.......اگرچہ سرداران یمن کے سردار جن میں محمد بن زیاد بھی تھا جو کہ عبید اللہ بن زیاد بن ابی سفیان کی اولاد میں سے تھا بطور وفد دار الخلافت بغداد میں خلیفہ مامون کی خدمت میں حاضر ہوئے، خلافت مآب ان لوگوں کے ساتھ بکمال اعزاز وتلطف پیش آئے اور زیاد کو علویوں کے ہاتھ سے یمن کو بچانے کی خدمت سپرد کی چنانچہ سند حکومت عطا فرما کے زیاد کو یمن کی جانب واپس کیا، لہٰذا ۲۰۳ھ میں یمن آیا اور تہامہ یمن کو لڑ کر فتح کیا، یہ وہ شہر جو کہ مغربی بحر عرب کے ساحل پر واقع ہے۔

زبید نامی شہر:.......زیاد نے یہاں پر ایک شہر ''زبید'' نامی آباد کرنے کی بنیاد ڈالی اور تعمیر اور آباد کرنے کے بعد اس کو اپنے دارالحکومت ہونے کی عزت دی اپنے غلام جعفر کو جبال کی حکومت پر مقرر کیا، تہامہ کو اس دلیر نے متعدد لڑائیوں کے بعد عرب سے فتح کیا تھا اور عرب تہامہ سے یہ شرط کر لی

❶ ابن اثیر نے صرف ''شہر'' لکھا ہے

تھی کہ وہ آئندہ گھوڑوں پر سوار ہوں گے، نہایت کم مدت میں اس پورے ملک یمن پر تصرف وقبضہ کرلیا تھا، حضرت، شجر اودیار کندہ کے صوبے اس کی حکومت کے مطیع وفرمانبردار تھے حکومت وسلطنت میں اس کا رتبہ ملوک تبابعہ کا ہم پلہ تھا۔

بنوجعفر حمیری:...... صنعاء دارالحکومت یمن میں حکمرانان تبابعہ میں سے بنوجعفر حمیری حکومت عباسیہ کے زیر اثر حکمرانی کررہے تھے، صنعاء کے علاوہ سحان الجمران اورحرش میں بھی انہیں کی حکومت تھی بنوجعفر کا بھائی اسعد بن یعفر بعد میں اس کا بھائی حکومت کررہا تھا ان لوگوں نے محمد بن زیاد کی حکومت کے آگے اپنا سر جھکالیا، اس کے بعد اس کا بیٹا ابراہیم پھر اس کا بیٹا زیاد بن ابراہیم پھر اس کا بھائی ابوالجیش اسحاق بن ابراہیم یکے بعد دیگرے حکمران بنے۔ ابوالجیش اسحاق بن ابراہیم کی حکومت طویل ہوئی۔ اس نے بہت لمبی عمر پائی اسی مرحلے عمر کے اس نے طے کئے۔

یحییٰ بن حسین کا خروج:...... عمارہ کا بیان ہے کہ اس نے یمن، حضرموت، اور جزائر بحریہ پر اسی سال حکومت کی تھی، اور جب اس کو خلیفہ متوکل کے مارے جانے، خلیفہ مستعین کی معزولی، اور غلاموں، خانہ زادوں کے خلفاء پر قابض ہونے کی خبر ملی تو اس نے بادشاہت کا دعویٰ کیا، سلاطین عجم کی طرح مظلمہ ❶ میں سوار ہوا اس کے زمانہ حکومت میں یحییٰ بن حسین بن قاسم رسی ابن ابراہیم طباطبا نے زیدیہ کی حکومت قائم کرنے کے لئے خروج کیا، زیدیہ اس کو سندھ سے لے آئے تھے اس کا دادا قاسم، ابوسرایا پہنچ کر اس کی نسل میں حسین ہوا اور حسین سے یحییٰ ظہور میں آیا جس نے ۲۸۸ھ میں یمن میں خروج کیا، صعدہ میں مقیم ہوا زیدیہ کی حکومت کی بنیاد ڈالی۔ صنعاء پر فوج کشی کی اور اسعد بن یعفر کے قبضہ سے نکال لیا پھر بنواسعد نے صنعاء کو اس سے چھین لیا، لہٰذا یہ صعدہ کی طرف لوٹ آیا اس کے گروہ والے اس کو امام کے لقب یاد کرتے تھے اس کی نسلیں اس وقت تک وہاں موجود ہیں ان کے حالات ہم پہلے بیان کر آئے ہیں۔

ابوالجیش اسحاق:...... اسی ابوالجیش اسحاق کے زمانہ میں عبیدیوں کی حکومت کا بھی یمن میں ظہور ہوا، ۳۴۰ھ میں محمد بن فضل لاعہ اور جبال یمن پر جبال مدبحرہ تک قابض ہوگیا اور ابوالجیش کے قبضہ سے سریہ سے عدن تک بیس منزلیں اور مخلافہ سے صنعاء تک پانچ منزلیں ملک یمن میں باقی رہ گئی تھیں پھر جس وقت محمد بن فضل نے اس دعوت کے ذریعہ ابوالجیش کو دبالیا، تو آس پاس کے حکمران خودمختاری کے مدعی ہوگئے، بنی اسعد بن یعفر صنعاء میں، سلیمان بن طرف، عثر ہ میں اور امام رسی صعدہ میں خودسر حکومت کا دعویدار بن بیٹھا ابوالجیش نے دوراندیشی سے کام لیتے ہوئے ان لوگوں کے ساتھ صلح کا رویہ اختیار کیا، بعد میں ۳۷۱ھ میں انتقال کرگیا۔

تجارت اور آمدنی:...... ابن سعید کہتا ہے کہ میں نے دیکھا ہے کہ اس کے ملک کے ٹیکس کی تعداد چار کروڑ بیس لاکھ چھیاسٹھ ہزار دینار عشریہ تھا اس کے علاوہ سندھ کی کشتیوں اور عنبر پر جو کہ باب مندب اور عدن میں آتا تھا اور موتیوں کے مغائص پر جو محصول تھا اس کی بھی بہت بڑی تعداد تھی اور جزیرہ وہلک کا ٹیکس ان سب سے علیحدہ تھا، حبشہ کے بادشاہ جو کہ دریا اس پار تھے اس سے صلح اور اتحاد تعلق رکھتے تھے۔

نجاح اور قیس:...... ابوالجیش نے وفات کے وقت ایک چھوٹا بیٹا چھوڑا تھا جس کا نام عبداللہ تھا بعض مؤرخ ابراہیم اور زیادہ بتلاتے ہیں اس کی بہن اور اس کے آزاد کردہ غلام رشید حبشی نے اس کی پرورش کی اور اس کے ملک کا انتظام سنبھالا کاروبار سلطنت میں رشید حبشی نے سب کو دبائے رکھا حتیٰ کہ ان کی دولت وحکومت ۴۰۷ھ میں ختم ہوگئی یہ لڑکا مرگیا، تب بنی زیاد سے ایک دوسرے لڑکے کو جو پہلے لڑکے سے بھی کم عمر تھا حکمران بنایا ابن سعید کہتا ہے کہ عمارہ یعنی عمارہ مورخ یمن اس وجہ سے کہ حجاب نگران تھے اس کے نام سے واقف نہیں ہوسکا۔

ابراہیم قاضی آخری بیٹا:...... بعض مؤرخ کہتے ہیں کہ اس آخری بیٹے کا نام ابراہیم تھا اس کی پھوپھی نے اس کی پرورش وپرداخت کی تھی اور مرجان نامی ایک شخص جو کہ حسن بن سلامہ کے آزاد کردہ غلاموں سے امور سلطنت کا منتظم تھا یہی ان کی حکومت پر قابض ہوگیا تھا اس کے دو کارپرواز تھے ایک کا نام قیس تھا دوسرے کا نام نجاح، بادشاہ کا بیٹا الیس کی کفالت ونگرانی میں دیا گیا اور اس کے ساتھ زبید میں ٹھہرایا گیا، نجاح نے آہستہ آہستہ خارج زبید کے تمام صوبوں پر قبضہ کرلیا ان میں سے کرارہ اور لحم بھی تھے، قیس نجاح میں باہم انہیں وجوہات کی بناء پر چشمک پیدا ہوگئی۔

---

❶ ہوادار یا نام جھام

قیس اور نجاح کی جنگیں:......قیس سے کسی نے یہ کہہ دیا کہ بادشاہ کے لڑکے کی پھوپھی، نجاح کی طرف مائل ہے اور اس کو اپنا کاتب (سیکرٹری) بنالیا ہے قیس یہ سن کے آگ بگولہ ہوگیا موقع پا کر اپنے آقا مرجاں کی بغاوت سے بادشاہ کے لڑکے کی پھوپھی کو گرفتار کر کے زندہ دفن کرادیا، اور خود سر حکومت کا مدعی ہو کر مظلہ میں سوار ہوا اپنے نام کا سکہ مشکوک کرایا، نجاح اس سے آگاہ ہو کر باغی ہوگیا، نجاح میں بہت سی لڑائیاں ہوئیں، بالآخر قیس کو شکست ہوئی پانچ ہزار فوج کے ساتھ مارا گیا نجاح نے ۴۱۰ھ میں زبید پر قبضہ کرلیا اور قیس کو دفن کرا کے حکومت کرنے لگا اپنے نام کا سکہ مشکوک کرایا۔

نجاح کی امارت:......دربار خلافت بغداد میں اطلاعی عرضداشت روانہ کی لہٰذا اس کو حکومت یمن کی سند بھیج گئی۔ اسی وقت سے یہ تہامہ کا مالک مستقل تسلیم کیا گیا، اہل جبال اس کے نام سے تھراتے تھے بعد میں حسن بن سلامہ کے دائرہ حکومت سے پورے جبال کو نکال لیا، سرحدی بادشاہ اس کے صولت و جبروتیت سے ڈرتے تھے۔ یہاں تک کہ اس کو صلیحی نے جو حکومت عبیدیوں کا بانی تھا، ۴۵۲ھ میں ایک لونڈی بھیج کر قتل کرادیا، اس کے بعد زبید میں اس کا غلام کہلان حکمران بنا پھر صلیحی نے زبید کو اس کے قبضہ سے نکال لیا، جیسا کہ پہلے بیان کیا گیا۔

صلیحی حکمران جو یمن میں عبیدی حکومت کے قائم کرنے والے تھے:......قاضی محمد بن علی ہمدانی صلیحی حران صوبہ ہمدان کا رئیس تھا نسباً بنی یام کی جانب منسوب کیا جاتا ہے، اس کا ایک بیٹا علی نامی پیدا ہوا ان دنوں دعوت عامر بن عبداللہ ❶ زوائی تھا، بیان کیا جاتا ہے کہ اس کے پاس علم جو کی ایک کتاب تھی جو اس کے زعم میں اس کے موروثوں کے ذخیرے میں سے تھی اس نے یہ خیال قائم کیا کہ علی بن قاضی کا اس کتاب میں تذکرہ ہے لہٰذا اس داعی (ایلچی) نے اس کتاب کو قاضی کو پڑھ کر سنایا قاضی نے اس مضمون کو ذہن نشین کرلیا، جس وقت علی بن شعور کو پہنچا تو داعی (عامر) نے اس کا نام جعفر میں دکھلا کر اس کے اوصاف بتلائے اور اس کے پاس قاضی سے کہا کہ اپنے بیٹے کی مکمل حفاظت ونگرانی کرنا یہ ملک یمن کا بادشاہ حکمران ہوگا۔

علی بن قاضی محمد:......چنانچہ علی نے فقیہانہ صلاحیت کے ساتھ زندگی بسر کرنا شروع کی، پندرہ برس تک طائف وسروات سے راستے لوگوں کے ساتھ حج کرتا رہا، اس سے اس کی بڑی شہرت ہوئی اس نے لوگوں کے دلوں میں یہ خیال پختہ کردیا کہ یہ سلطان یمن ہے اتنے میں داعی (ایلچی) عامر زوائی نے وفات پائی وفات کے وقت علی کے حق میں اپنی کتابوں کی وصیت کرگیا، اور اس سے دعوت عبیدیہ کے قائم رکھنے کا اقرار لے لیا۔

ابن قاضی محمد کا یمن پر قبضہ:......اس کے بعد علی اپنی عادت کے مطابق ۴۲۸ھ میں لوگوں کے ساتھ حج کرنے گیا ایک جماعت اس کی قوم ہمدان کی اس کے ساتھ تھی اس نے ان لوگوں کو اپنی مدد اور اس پر قائم رکھنے کی ترغیب دی ان لوگوں نے خوش دلی سے اس کو منظور وقبول کیا اور اس کے ہاتھ پر اس بات کی بیعت کرلی، یہ لوگ اس کی قوم کے سرداروں میں سے تھے، اور تعداد کے لحاظ سے ساٹھ افراد تھے، واپس آنے کے وقت علی نے مسار میں قیام اختیار کیا، یہاں ایک قلعہ تھا جو دامن کوہ حمام میں نہایت مستحکم اور مضبوط بنا ہوا تھا علی نے اس قلعہ کو اپنا ٹھکانہ اور مسکن بنایا اور اس کی چاروں طرف سے ناکہ بندی کرلی، اس وقت سے اس رعب وداب بڑھنے لگا مصر کو والی مستنصر سے خط وکتابت کر کے اظہار دعوت کی اجازت حاصل کرلی۔

دعوت عبیدیہ کا اعلان:......چنانچہ دعوت عبیدیہ کا اعلان کر کے یمن پر قبضہ کرلیا، اور قلعہ مسمار سے صنعاء میں جا کر قیام پذیر ہوا محل بنوائے یمن کے بادشاہ بھی اس نے دبالیا تھا وہیں آ کر رہنے لگے۔ بنوطرف، ملوک عزہ تہامہ کو شکست دی، نجاح جو بنوزیاد کا غلام اور زبید کا بادشاہ تھا اس کے مارڈالنے کی فکر کی، بڑی جدوجہد سے ایک لونڈی کے ذریعہ سے اس کو نجاح کے قتل میں کامیابی ہوئی اس لونڈی کو اس نے نجاح کے پاس بطور تحفہ روانہ کیا تھا، جیسا کہ ہم اوپر ۴۵۲ھ میں بیان کرآئے ہیں۔

اسماء بنت شہاب:......ان واقعات کے بعد علی مستنصر والی مصر کی اجازت سے مکہ معظمہ کی طرف دعوت عباسیہ کو مٹانے اور امارت حسنیہ کو بالکل ختم کرنے کے لئے روانہ ہوا اور صنعاء پر اپنے بیٹے مکرم کو اپنا نائب بنایا، روانگی کے وقت اپنے ساتھ اپنی بیوی اسماء بنت شہاب کو بھی لیتا گیا، اتفاق سے اس پر سعید بن نجاح نے شبخون مارا اور اسماء کو قید کر کے لے گیا، اس نے اپنے بیٹے مکرم کو لکھ بھیجا کہ میں ایک بھنگی غلام سے حاملہ ہوگئی ہوں تمہارے

❶......زاویہ ایک گاؤں حران علاقہ میں تھا جہاں کا یہ رہنے والا تھا اسی مناسب سے اسکی جانب منسوب ہوا۔ عنہ رحمۃ اللہ

لئے ضروری ہے کہ وضع حمل سے پہلے میری خبر لو، ورنہ یہ وہ داغ ہوگا جس کو زمانہ نہ مٹا سکے گا۔

مکرم اور سعید کی جنگ: ..... مکرم یہ سن کر ۴۷۵ھ میں صنعاء سے تین ہزار کی جمعیت کے ساتھ روانہ ہوا، بیس ہزار حبشی مقابلہ پر آئے لیکن میدان مکرم کے ہاتھ رہا حبشیوں کو بڑی شکست ہوئی سعید بن نجاح بھاگ کر جزیرہ دہلک پہنچا مکرم اپنی ماں کی خدمت میں حاضر ہوا دیکھا کہ وہ ایک طاق کے قریب بیٹھی ہوئی ہے۔ جس میں صلیحی اور اس کے بھائی کا سر رکھا ہوا ہے مکرم نے ان سروں کو اتار کر دفن کرلیا اور اپنے ماموں اسعد بن شہاب کو صوبہ تہامہ پر جیسا کہ وہ اس سے تھا مقرر کیا زبید میں قیام کرنے کی ہدیت کی، اور اپنی ماں کو لے کر صنعاء کی جانب کوچ کیا۔

مکرم کی والدہ: ..... یہ عورت نہایت دانشمند اور مدبر تھی مکرم کے ملک کا انتظام یہ کرتی تھی بعد میں اسعد بن شہاب نے تہامہ کا سارا مال جمع کر کے اپنے وزیر احمد بن سالم کی، معرفت صنعاء روانہ کیا، اسماء نے اس کو عرب کے وفود پر تقسیم کر دیا۔ پھر ۴۷۹ھ میں اسماء نے وفات پائی۔

صنعاء پر عمران بن فضل کا قبضہ: ..... زبید مکرم کے قبضہ سے نکل گیا، ۴۷۷ھ میں سعید بن نجاح نے اس کو مکرم سے زبردستی واپس لے لیا، تب مکرم ۴۸۰ھ میں ذی جبلہ چلا آیا اور صنعاء پر عمران بن فضل ہمدانی کو متعین کیا، عمران صنعاء کو دبا بیٹھا وارثۃً اس کی آئندہ نسلیں اس ملک کی حکمران ہوئیں اس کے بعد اس کا بیٹا احمد حکمران بنا۔ اس نے خود کو سلطان کے لقب سے ملقب کیا، لہٰذا یہ اسی لقب سے مشہور و معروف ہوا اس کے بعد اس کے بیٹے حاتم بن احمد نے حکومت کی باگ ڈور سنبھالی اس کے بعد صنعاء میں کوئی شخص ایسا نہیں گذرا جس کا ذکر خصوصیت کے ساتھ کیا جاتا حتیٰ کہ بنو سلیمان نے جب کہ ان کو ہواشم نے مکہ میں مغلوب کیا تھا صنعاء پر قبضہ کیا جیسا کہ ان کے حالات میں بیان کیا گیا۔

مکرم کی ذی جبلہ کی طرف روانگی: ..... جب مکرم صنعاء سے ذی جبلہ چلا آیا تو اس کی ماں اسماء کے بعد اس کی بیوی سیدہ بنت احمد حکومت وسلطنت کا انتظام کرنے لگی، یہ ذی جبلہ وہی شہر ہے جس کو عبداللہ بن محمد صلیحی نے ۴۵۸ھ میں آباد کیا تھا مکرم اپنی بیوی کے اشارہ ہدایت کے مطابق صنعاء چھوڑ کر ذی جبلہ میں رہنے لگا۔ یہاں پر اس نے دار العز نامی ایک بہت بڑا محل بنوایا، سعید بن نجاح کے حالات میں ہم بیان کریں گے۔

منصور بن احمد اور سیدہ بنت احمد: ..... مکرم جب تک زندہ رہا دنیاوی لذتوں میں مصروف اور اپنی بیوی کی حسن آرائی میں مشغول رہا۔ جس وقت اس کا ۴۸۴ھ میں زمانہ وفات قریب آیا تو اپنے بھتیجے منصور بن احمد مظفر بن علی صلیحی والی قلعہ اشیح کو اپنا ولی عہد بنایا، مکرم کے بعد منصور اسی قلعہ میں مقیم رہا اور سیدہ بنت احمد ذی جبلہ میں ٹھہری رہی، منصور نے اس سے اپنے نکاح کا پیام دیا اس نے انکار کیا اس وجہ سے اس نے اس کا ذی جبلہ میں محاصرہ کیا، سلیمان بن عامر (سیدہ کا رضاعی بھائی) یہ سن کر ذی جبلہ میں آیا اور اس سے یہ ظاہر کیا کہ مستنصر والی مصر نے تمہارا عقد منصور سے کر دیا ہے اور اس کے اس حکم سے اس کو مطلع کر کے آیۃ کریمہ "وما کان لمومن ولا مؤمنۃ اذ اقضی اللّٰہ ورسولہ امرا ان یکون لھم الخیرۃ من امرھم" تلاوت کی اور یہ کہا کہ امیر المومنین نے تمہارا نکاح اپنے داعی منصور ابی حمیر سبا بن مظفر بن علی صلیحی سے مہر ایک لاکھ دینار اور پچاس ہزار تحائف وہدایا کے بدلے کر دیا، لہٰذا نکاح ہوگیا ہے چنانچہ منصور قلعہ اشیح سے ذی جبلہ میں آیا ہے سیدہ یہ سن کر راضی ہوگئی منصور اس سے دار العز میں ہم خواب ہوا۔

کہا جاتا ہے کہ سیدہ اپنی لونڈیوں میں سے ایک لونڈی کا لباس پہن کر منصور کے سرہانے کھڑی ہوگئی اور پوری رات کھڑی رہی منصور نے اس کی طرف آنکھ تک نہ اٹھائی، صبح ہوتے ہی اپنے قلعہ کا راستہ لیا اور سیدہ ذی جبلہ میں رہ گئی۔ **مفضل بن ابی البرکات**: ..... سیدہ کے معاملات سلطنت کا نگران اور منتظم مفضل بن ابی البرکات نامی ایک شخص تھا جو صلیحی کا حمایتی اور قبیلہ یام میں سے تھا، اس نے اپنے کنبہ والوں کو طلب کر کے ذی جبلہ میں ٹھہرایا اور ان کے ذریعہ سے حکومت وسلطنت کی نگرانی کرنے لگا۔ سیدہ موسم گرمی میں تعکر چلی جاتی تھی یہاں اس کا خزانہ اور مال واسباب کا ذخیرہ تھا پھر جب سردی کا ایام آ جاتے تو ذی جبلہ واپس آتی۔

فقہاء کی جمل سے بیعت: ..... ایک مرتبہ مفضل نجاح سے جنگ کے ارادے سے اکیلا روانہ ہوا قلعہ تعکر میں فقیہ ملقب بہ جمل کو فقہاء کی ایک جماعت کے ساتھ چھوڑ گیا، انہیں فقہاء میں ابراہیم بن زید ابن عمر اور عمارہ شاعر نے ان لوگوں نے جمل کے ہاتھ پر دعوت وحکومت امامیہ کے بالکل

مٹادینے کی بیعت کی، کسی ذریعہ سے مفضل کو اس کی خبر مل گئی راستے سے ہی لوٹ آیا اور ان سب کا محاصرہ کرلیا، خولان بھی یہ سن کر محصوروں کی کمک کے لئے پہنچ گیا، مفضل نے روزانہ جنگ سے محصوروں کو تنگ کرنا شروع کیا ابھی کوئی نتیجہ نہ ظاہر ہونے پایا تھا کہ ۵۰۴ھ میں محاصرہ کی حالت میں مفضل کا انتقال ہوگیا۔ اس کے بعد سیدہ آ گئی اور اس نے محصوروں نے قلعہ کے دروازے کھول دیئے لڑائی ختم ہوگئی، سیدہ نے اپنے وعدہ کو پورا کیا اور مفضل کے بیٹوں کی ذمہ دار ہوئی۔

عمران بن زرخولانی:......اسی زمانہ سے قلعہ تعکر پر عمران بن ذرخولانی اور اس کا بھائی سلیمان قابض ہوگیا، اور عمران بجائے مفضل کے سیدہ پر قابض ہوگیا، پھر جب یہ مرگئی تو عمران اور اس کا بھائی سلیمان قلعہ تعکر کے مستقل مالک بن بیٹھے، منصور بن مفضل بن ابی برکات نے ذی جبلہ پر قبضہ کرلیا حتیٰ کہ اس نے اس کو داعی ذریعی والی عدن کے ہاتھ فروخت کرڈالا جیسا کہ آئندہ آپ پڑھیں گے اور قلعہ اشیح میں جا کر بیٹھ گیا، جس پر داعی منصور سبا بن احمد کا قبضہ تھا اور یہ یوں ہوا کہ ۴۸۶ھ میں منصور کے مرنے کے بعد اس کے بیٹوں میں مخالفت کا مادہ پھیلا۔

علی بن منصور سبا:......ان میں سے علی نامی ایک لڑکے نے قلعہ پر قبضہ کرلیا، مفضل بن ابی البرکات اور سیدہ سے لڑنے لگا بالآخر یہ لوگ اس کی فتنہ انگیزی اور مدبرانہ چالوں سے تنگ آ گئے مفضل سے کچھ بن نہ آئی تو دہی میں زہر رکھ کر بطور تحفہ اس کے پاس بھیجا جس کے کھانے سے وہ مرگیا، واران لوگوں کو اس کے شر وفساد سے نجات مل گئی، بنوابی البرکات نے اشیح اور اس کے قلعوں کو بنومظفر سے چھین لیا، پھر اس نے قلعہ ذی جبلہ کو داعی ذریعی والی عدن کے ہاتھ ایک لاکھ دینار کے بدلے فروخت کرڈالا اور ہمیشہ یک بعد دیگرے قلعات کو فروخت کرتا گیا، یہاں تک کہ اس کے قبضہ سے سوائے قلعہ تعکر اور کوئی قلعہ باقی نہ رہا جس کو اسی (۸۰) برس کی حکومت کے بعد علی بن مہدی نے اس سے زبردستی لے لیا، اس نے سو سال کی عمر پائی تھی، واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم بالصواب۔

زبید کے حکمران بنونجاح (موالی بنی زیاد) کی حکومت کے حالات

ملیحی اور نجاح کے بیٹے:......جب صلیحی نے کہلان کو ایک لونڈی کے ذریعہ سے ۴۵۲ھ میں زہر دے کر مارڈالا جس کو اسی غرض کے حاصل کرنے کے لئے اس نے اس کے پاس بھیجا تھا اور زبید پر کامیابی کے ساتھ اس بزدلانہ حیلہ سے قبضہ کرلیا، جیسا کہ آپ پہلے پڑھ آئے ہیں، نجاح کے تین بیٹے تھے۔ (۱) مبارک (۲) سعید (۳) اور جیاش، مبارک نے اپنے باپ کے مارے جانے کے بعد خودکشی کرلی، سعید اور جیاش نے جزیرہ دہلک میں جا کر پناہ لی اور وہیں قیام پذیر ہوکر لوگوں کو قرآن اور دیگر علوم کی تعلیم دینے لگے بعد میں اپنے بھائی جیاش سے رنجیدہ ہوکر زبید چلا آیا اور زمین کے اندر ایک تہ خانہ بنا کر رہنے لگا، پھر اس کا غصہ ختم ہوا تو اپنے بھائی جیاش کو بلا بھیجا کہ جیاش نے بھی زبید پہنچ کر اسی تہ خانہ میں قیام کیا۔

سعید اور جیاش سے جنگ:......اس کے بعد مستنصر خلیفہ مصر کی حکومت کو ہواشم میں سے محمد بن جعفر امیر مکہ نے مکہ سے ختم کردیا، مستنصر نے صلیحی کو محمد بن جعفر سے جنگ کرنے پر ابھارا اور اس کو مکہ میں دوبارہ حکومت علویہ قائم کرنے کے بارے میں لکھا، اس حکم کے مطابق صلیحی فوجیں آراستہ کرکے صنعاء سے مکہ معظمہ کی جانب روانہ ہوا سعید اور اس کے بھائی جیاش کو موقع مل گیا تہ خانہ سے نکل کر ظاہر ہوگئے، کسی ذریعہ سے اس کی خبر صلیحی تک پہنچی صلیحی نے ایک فوج جس میں پانچ ہزار سوار تھے سعید اور جیاش کو زیر کرنے اور قتل کرنے کے لئے روانہ کردیا۔

صلیحی کا قتل:......مگر سعید اور جیاش تہ خانے سے نکل کر صلیحی کے تعاقب میں نہایت تیزی سے روانہ ہو چکے تھے رفتہ رفتہ اس کے لشکر کے قریب پہنچ گئے مقام لجم میں صلیحی پر ان دونوں بھائیوں نے شبخون مارا صلیحی کو اس کی خبر تک نہ تھی اور وہ مکہ کی طرف بڑھا رہا تھا لشکر میں بھگدڑ مچ گئی ساری فوج تتر بتر ہوئی صلیحی پکڑ دھکڑ کے دوران مارا گیا جیاش نے خود اپنے ہاتھ سے ۴۷۳ھ میں اس کی زندگی کا خاتمہ کیا اس کے بعد عبداللہ صلیحی علی کے رہائی اور ایک سو ستر ممبران خاندان صلیحی کے ساتھ مارا گیا علی کی بیوی اسماء بنت عمہ شہاب اور ایک سو پینتیس قحطانی بادشاہ جن کو اس نے یمن میں مغلوب کردیا تھا گرفتار کرلئے گئے خاتمہ جنگ کے بعد ایک دستہ فوج اس لشکر کو زیر کرنے کے لئے روانہ کیا گیا، جس کو صلیحی نے سعید اور جیاش سے جنگ کرنے کے

لئے بھیجا تھا، صلیحی کے اس لشکر نے ان واقعات سے آگاہ ہو کر ہتھیار ڈال دیئے، اور سعید و جیاش سے جنگ کی حکومت کے آگے اپنا سر جھکا دیا۔

زبید پر قبضہ: ...... بعد میں سعید نے زبید کی جانب کوچ کیا اس وقت زبید کی حکومت پر اسعد کامیابی کا جھنڈا لئے ہوئے زبید میں داخل ہوا اسماء زوجہ صلیحی اس کے آگے آگے ایک ہودج میں تھی اور صلیحی اور اس کے بھائی کا سر اسماء کے سامنے ہودج میں رکھا ہوا تھا، سعید نے زبید پہنچ کر اسماء کو اس مکان میں اتار اور صلیحی اور اس کے بھائی کے سروں کو مکان کے ایک طاق میں جس کے قریب اسماء بیٹھی تھی رکھ دیا، لوگوں کے دل سعید کے جلال و رعب سے کانپ اٹھے اس نے خود کو نصیر الدولہ کے لقب سے ملقب کیا جتنے قلعے صلیحی کے گورنروں کے قبضہ میں تھے سب پر لڑ کر قبضہ کر لیا۔

مکرم اور سعید کی جنگ: ...... اسماء نے ان واقعات سے اپنے مکرم کو مطلع کیا مکرم نے ایک سرحدی قلعہ دار کو ملا کر سعید کے پاس بھیجا اس قلعہ دار نے سعید کو صنعاء پر فوج کشی کرنے کی ترغیب دی اور فتح کرا دینے کا ذمہ دار ہوا چنانچہ سعید نے بیس ہزار حبشیوں کی فوج سے صنعاء کی فتح کی امید میں کوچ کیا، مکرم بھی صنعاء سے اس کی جانب بڑھا، دونوں میں مڈبھیڑ ہوگئی، اتفاق یہ کہ سعید کو اس معرکہ میں شکست ہوئی میدان جنگ سے بھاگا زبید دونوں کے درمیان حائل ہو گیا، مجبور ہو کر سعید نے جزیرہ دہلک کا راستہ لیا، مکرم کامیابی کے ساتھ زبید میں داخل ہوا اپنی ماں کی خدمت میں گیا دیکھا کہ وہ ایک طاق کے قریب بیٹھی ہوئی ہے، اور طاق میں صلیحی اور اس کے بھائی کا سر رکھا ہوا ہے اتار کر دونوں سروں کو دفن کرایا۔ اور اپنے ماموں اسعد کو ۴۶۰ھ میں زبید کی حکومت پر مقرر کیا۔

سعید بن نجاح کا قتل: ...... اس مہم سے فارغ ہو کر مکرم نے قلعہ شو کے گورنر عبداللہ بن یعفر کو لکھ بھیجا کہ تم سعید کو مکرم کے قبضہ سے ذی جبلہ کے نکال لینے کی ترغیب دو اور اس کو یہ کہو کہ مکرم اپنی خواہشات نفسانی میں مصروف ہے اور اس پر اس کی بیوی قابض ہو رہی ہے وہ تمہارا مقابلہ ہرگز نہ کر سکے گا، چنانچہ عبداللہ بن یعفر نے سعید کو کہہ سن کر ذی جبلہ کے قبضہ پر تیار کر دیا، سعید تیس ہزار حبشی فوج کے ساتھ ذی جبلہ کے جانب بڑھا، مکرم نے قلعہ شعر کے نیچے اپنی فوج کو کمین گاہ میں بیٹھا دیا جوں ہی سعید کمین گاہ سے آگے بڑھا مکرم کی فوج نے کمین گاہ سے نکل کر دفعتہ حملہ کر دیا سعید کی فوج گھبرا کر بھاگ کھڑی ہوئی سعید مارا گیا، مکرم نے اس کا سر کاٹ لیا اور اسی طاق میں لا کر رکھا جس میں اس کے باپ صلیحی کا سر رکھا گیا تھا۔ سعید کے مارے جانے سے مکرم کی حکومت کو استحکام اور استقلال حاصل ہو گیا حبشیوں کی حکومت کا سلسلہ ٹوٹ گیا۔

جیاش کا فرار: ...... جیاش خلف بن ابی الظاہر مروانی کے ساتھ جو اس کے بھائی کا وزیر تھا، بھاگ کر عدن پہنچا اور جب عدن میں پناہ کی صورت نہ دیکھی تو دونوں ہندوستان چلے گئے، چھ ماہ تک وہیں ٹھہرے رہے۔ وہیں ایک کاہن سے ملاقات ہوئی جو سمرقند سے آیا ہوا تھا اس کاہن نے ان لوگوں کی آئندہ کامیابی کی خوشخبری دی لہٰذا یہ دونوں پھر لوٹ کر یمن آ گئے۔

جیاش کی موت کی افواہ: ...... وزیر خلف نے زبید پہلے سے پہنچ کر موت کی خبر مشہور کر دی، اور اپنی ذات کے لئے اس کی درخواست کی اس کے امن حاصل کرنے کے بعد ایک دن رات کے وقت لباس تبدیل کر کے جیاش بھی آ پہنچا دونوں ایک مدت تک چھپے رہے ان دنوں زبید کی گورنری پر اسعد بن شہاب (مکرم کا ماموں) مقرر تھا اور اس کا نائب علی بن قم وزیر مکرم تھا، اس کو کسی وجہ سے مکرم اور اس کی حکومت سے بیزاری تھی وزیر خلف نے اس سے مطلع ہو کر اس کے بیٹے حسین سے تعلقات پیدا کئے فضولیات میں اس کا شریک رہنے لگا، فرصت کے وقت دونوں شطرنج کھیلا کرتے تھے رفتہ رفتہ اس کا آنا جانا حسین کے باپ (علی بن قم) کے پاس بھی شروع ہو گیا ایک نے دوسرے سے اپنے دلی منشاء کا اظہار کیا چونکہ علی کے دل میں بھی آل نجاح کی حمایت سمائی ہوئی تھی، آپس میں دونوں نے قسمیں کھائیں۔

جیاش کا زبید پر قبضہ: ...... اس دوران جیاش اپنے حبشی حمایتوں کو جمع کر رہا تھا، اور ان لوگوں کو مال و زر دیتا جاتا تھا حتیٰ کہ اس کے پاس پانچ ہزار حبشی جمع ہو گئے پس جیاش نے ۴۸۲ھ میں ان لوگوں کی حمایت سے زبید پر حملہ کر دیا، اور دارالامارت پر قبضہ کر کے وہیں سکونت پذیر ہو گیا، اسعد بن شہاب کو اس وجہ سے کہ کسی زمانہ میں مراسم تھے رہا کر دیا، اس وقت سے زبید میں پھر عباسیوں کے نام کا خطبہ پڑھا جانے لگا اور صلیحی خلفاء عبیدین کا خطبہ پڑھتے تھے اور مکرم ہمیشہ عرب کو زبید پر حملہ کرنے کی غرض سے بھیجتا رہتا تھا، یہاں تک کہ جیاش نے پانچویں صدی کے شروع میں وفات پائی

اس کی کنیت ''ابن القطائی'' تھی عدل وانصاف کی صفت سے متصف تھا۔

فاتک بن جیاش: ......اس کے بعد اس کا بیٹا فاتک امیر بنایا گیا، یہ ابھی بالغ بھی نہیں ہوا تھا محض ایک کم عمر چھوکرا تھا، اراکین حکومت اس کے ملک کا انتظام کرنے لگے، اس کا چچا ابراہیم اس سے جنگ کرنے آیا، دونوں پر دشمنوں کی فوجیں سرگرم پیکار ہوئیں عبدالواحد نے شہر پر حملہ کیا منصور (فاتک کے وزیر) نے فضل بن ابی البرکات والی تعکر سے مدد کی درخواست کی چنانچہ فضل اپنی فوج کے ساتھ اس کی کمک پر آیا مگر راستے سے یہ خبر سن کر کہ اہل تعکر نے بغاوت کر دی ہے لوٹ گیا۔ منصور اس وقت سے برابر زبید میں حکمرانی کرتا رہا بالآخر ۵۱۷ھ میں ابو منصور عبیداللہ نے اس کو زہر دے کر مار ڈالا، اور امور سلطنت کی نگرانی کرنے لگا مگر در پردہ آل نجاح کے خاتمے کی کوشش کرتا جاتا تھا تھوڑے دنوں بعد فاتک کی ماں جان کے خوف سے بھاگ گئی اور بیروں شہر کا ہنگامہ فساد ختم ہو گیا۔

ابو منصور عبیداللہ: ......ابو منصور ایک جوانمرد اور شجاع صاحب عزیمت شخص تھا، دشمنوں کے ساتھ ہمیشہ جنگ میں ہوتا رہا، ابن نجیب سفر علویہ سے متعدد لڑائیاں ہوئیں، یہ وہی شخص ہے جس نے زبید میں فقہ کا مدرسہ قائم کیا تھا، اور حاجیوں کی آسانی کے لئے تدبیریں نکالیں تھیں بعد میں مفارک بنت جیاش سے اس نے بحیلہ دمکر اپنا عقد کر لیا اس نے موقع پا کر اس کے عضو تناسل پر زہر آلود کپڑا مس کر دیا چنانچہ سارا گوشت سڑ کر گر گیا، اور اس نے جان بحق تسلیم کر دی یہ واقعہ ۵۲۴ھ کا ہے۔

زریق کی وزارت اور اس کے بعد کے وزیر کا قتل: ......اس کے مرنے کے بعد فاتک کا وزیر زریق بنا جو نجاح کا آزاد کردہ غلام تھا عمار کہتا ہے کہ یہ شخص بھی شجاع دلیر اور بڑا جنگجو تھا، اور فاتک کی ماں کے آزاد کردہ غلاموں سے اور اس کے مخصوص آدمیوں میں سے تھا، عمارہ کہتا ہے کہ ۵۳۱ھ میں فاتک بن منصور نے وفات پائی اس کے بعد اس کا چچا زاد بھائی حکمران بنا اس کی وزارت قائم کو دی گئی اور یہی اس کے امور سلطنت کے سیاہ وسفید کرنے کا مالک تھا اور دشمنوں کے مقابلہ پر جاتا تھا، یہ اکثر اوقات مسجد میں رہتا تھا علی بن مہدی خارجی نے سازش کے ذریعے اس کو مسجد میں جب کہ یہ نماز پڑھ رہا تھا، جمعہ کے دن بارہویں صفر ۵۵۱ھ میں قتل کرا دیا۔

سلطان کی شہادت: ......سلطان نے قاتل سے اس کا قصاص لینے کے لئے اہل مسجد کی ایک جماعت کو قتل کرا دیا، پھر خود بھی اس ہنگامہ میں مارا گیا حکومت وسلطنت میں اضطراب پیدا ہو گیا علی ابن مہدی خارجی اس سے مطلع ہو کر چڑھ آیا، اور کئی بار ان لوگوں سے جنگ کی اور زمانہ دراز تک محاصرہ کئے رہا، محصوران نے شریف منصور احمد بن حمزہ سلیمانی بادشاہ صعدہ سے امداد کی درخواست کی شریف منصور نے اس شرط پر کہ یہ لوگ اس کو زبید پر قبضہ دے دیں اور اپنے بادشاہ فاتک بن محمد کو مار ڈالیں، مدد دی۔

فاتک بن محمد کا قتل: ......چنانچہ ان لوگوں نے فاتک بن محمد کی زندگی کا ۵۵۳ھ میں خاتمہ کرا دیا، اور شریف منصور کو اپنا حکمران تسلیم کر لیا، اتفاق سے یہ بھی علی بن مہدی کے مقابلہ سے مجبور ہو گیا، اور رات کے وقت چھپ کر زبید سے بھاگ گیا چنانچہ علی بن مہدی نے ۵۵۴ھ میں زبید پر قبضہ کر لیا اور آل نجاح کی حکومت کا سلسلہ ''زبید'' سے منقطع ہو گیا، والملک والبقاء للہ۔

بنی زریع کے حالات جو عدن میں یمن کے عبیدیوں کے سفیر تھے

''عدن'' کا تعارف: ......عدن ملک یمن کا عمدہ اور محفوظ ترین مقام ہے اور بحر ہند کے کنارے پر واقع ہے تبابعہ کے دور سے یہ شہر ہمیشہ تجارت کی منڈی ہونے کا شرف رکھتا تھا، اس شہر کے اکثر مکانات پتھر اور چونے کے ہیں، اسی وجہ سے اس کے راستے زیادہ گرم رہتے ہیں، زمانہ اسلام کے شروع میں یہ شہر بنی معن کے حکمرانوں کا دارالسلطنت تھا، بنی معن نسباً معن بن زائدہ کی جانب منسوب کئے جاتے ہیں یہ لوگ اس شہر پر مامون کے عہد خلافت میں حکمران بنے تھے اور بنی زیاد سے ان لوگوں نے اپنی حکومت علیحدہ کر لی تھی بنی زیاد نے ان سے خطبہ اور سکہ پر فقط قناعت کی تھی اور جب علی بن محمد صلیحی

داعی قابض ہوا تو اس نے ان لوگوں کی رعایت کی اور عربی ہونے کی وجہ سے ان لوگوں پر جزیہ مقرر کیا جس کو یہ لوگ ادا کیا کرتے تھے۔

بنی معن کا اخراج:......اس کے بعد یہاں سے اس کے بیٹے ''احمد مکرم'' نے ان لوگوں کو نکال دیا، اور اس شہر پر بنی مکرم حکمران بنے جو کہ ''جم بن یام ہمدان'' کے خاندان سے تھے، اور اس کے قریبی رشتہ داروں میں سے تھے ایک مدت تک یہ شہر ان کی حکومت کے تحت رہا اس کے بعد ان لوگوں میں فتنہ و فساد اور جھگڑا پیدا ہو گیا، چنانچہ یہ لوگ دو گروہ منقسم ہو گئے ایک گروہ بنی مسعود بن مکرم کے نام سے مشہور ہوا دوسرا بنی ذریع بن مکرم کہلایا جانے لگا پھر مکرم بنی ذریع ''متعدد لڑائیوں اور جنگ عظیم کے بعد بنی مسعود پر غالب آ گئے۔

ابن مسعود ذریعی:......ابن سعید کہتا ہے کہ سب سے پہلے ان میں سے ابن مسعود بن ذریع داعی وہ شخص ہے جو بعد میں بنی صلیحی کے حکومت کی کرسی پر بیٹھا اور اس کی آئندہ نسلیں اس سے وارثِ حکومت و سلطنت کی مالک بنیں، اس سے اس کے ابن عم علی بن ابی الغارات بن مسعود بن مکرم صاحب زعازع کے درمیان لڑائیاں ہوئیں۔ چنانچہ اس نے عدن کو اس کے قبضہ سے کئی لڑائیوں اور بیشمار خرچ کے بعد نکال لیا مگر اس فتح کے ساتویں مہینے میں ۵۳۳ھ میں مر گیا۔

ابن بلال کا عدن پر قبضہ:......اور اس کی جگہ اس کا بیٹا حکمران بنا یہ قلعہ ملوہ میں رہا کرتا تھا، جہاں پر کسی کے ارادے کا گزر بھی آسانی سے نہ ہو سکتا تھا، اس کے بعد ابن بلال بن زریع نے جو اس کا حاشیہ نشین تھا اس شہر کو اپنے قبضہ میں لے لیا، اور ''محمد بن سبا'' جان کے خوف سے منصور بن مفضل جبال صلیحی کے بادشاہ کے پاس ''ذی جبلہ'' بھاگ گیا اس واقعہ کے تھوڑے ہی دنوں بعد اعز مر گیا، تب بلال نے محمد بن سبا کو ذی جبلہ سے بلوایا چنانچہ چند دنوں کے بعد ''محمد بن سبا'' عدن پہنچ گیا۔

محمد بن سبا:......اسی زمانہ میں مصر سے سند حکومت ''اعز'' کے نام آئی ہوئی تھی بلال نے اس کا نام مٹا کر ''محمد بن سبا'' کا نام لکھ دیا اور اس کے القاب میں ''الداعی المعظم المتوج المکنی بسیف امیر المومنین'' وغیرہ الفاظ تعظیماً لکھے جاتے تھے بلال نے اس سے اپنی بیٹی کا نکاح کر دیا تھا اور جتنا مال و زر خزانہ شاہی میں تھا اس کو جہیز میں دے دیا تھا۔ اس کے بعد بلال بہت اور بیشمار مال چھوڑ کر مر گیا اور پھر محمد بن سبا اس کا مالک و وارث بنا اس نے سارا مال و زر داد و دہش اور سخاوت میں خرچ کر دیا منصور بن مفضل بن ابی البرکات سے قلعہ ذی جبلہ کو خریدا جیسا کہ ہم اوپر بیان کر چکے ہیں اور اس پر قابض ہو گیا یہ قلعہ صلیحی حکمرانوں کا کسی زمانہ میں دار الحکومت تھا جبلہ خرید کے بعد سید بنت عبداللہ صلیحی سے نکاح کیا اور ۵۴۸ھ میں راہی ملک آخرت ہوا۔

عمران بن محمد بن سبا:......پھر اس کے بیٹے عمران بن محمد بن دبسا نے حکومت اپنے ہاتھ میں لی۔ یاسر بلال اس کی حکومت و سلطنت کا منتظم بنا ۵۶۵ھ میں وفات ہوئی اس کے دو کمسن بیٹے تھے ایک کا نام محمد تھا اور دوسرے کا نام ابو السعود تھا۔ یاسر نے ان دونوں کو قصر امارت میں قید کر دیا اور حکومت و سلطنت پر قابض ہو گیا یاسر کے مزاج میں سخاوت کا مادہ زیادہ تھا شعراء کو جو اس کی تعریف کرتے اور اس کے پاس حاضر ہوتے، بہت جی کھول کر روپیہ دیتا تھا ابن قلاقس شاعر اسکندریہ نے اس کی مدح کی تھی اس کے ان اشعار میں اس نے اس کی مدح کہی تھی ایک شعر یہ ہے:۔

سافر اذا حالت قدراً صار الهلال فصار بدراً

حکمرانان ذریعین کی آخری یادگار:......یہ حکمرانان ذریعین کی آخری یادگار تھا جس وقت سیف الدولہ صلاح الدین ایوبی کا بھائی یمن میں ۶۶۰ھ میں داخل ہوا اور اس پر قابض ہو کر عدن کی جانب آیا تھا اور اس پر قابض ہوا تو یاسر بن بلال کو قید کر لیا۔ اسی زمانہ سے دولت بنی ذریع کا سلسلہ ختم ہو گیا اور یمن خلافت عباسیہ کا مطیع بن گیا اور بنو ایوب کے لوگ گورنر بن کر اس ملک پر حکومت کرنے لگے جیسا کہ ہم آئندہ ان کے حالات میں بیان کریں گے۔

شہر جدہ جو عدن کے قریب واقع ہے اس کو ذریعین حکمرانوں نے آباد کیا تھا چنانچہ جب دولت بنی ایوب کا دور آیا تو لوگ اس کو چھوڑ کر پہاڑوں میں چلے گئے جیسا کہ آئندہ آپ پڑھیں گے۔

یمن کا خارجی حکمران خاندان بنو مہدی کے حالات:۔۔۔۔۔ یہ شخص خاندان سواحل زبید میں تھا۔ علی بن حمیری کے نام سے مشہور تھا اس کا باپ مہدی نیکی، دینداری اور تقوی اور زہد میں مشہور زمانہ تھا اسی طریقہ مذہب پر نشو ونما پائی اور گوشہ نشینی اختیار کی اور تقوی زہد میں بہت بڑا نام پیدا کیا پھر حج کرنے گیا، علماء عراق سے ملاقات کی اور انکے واعظین سے فیض صحبت حاصل کیا اور لوٹ کر یمن آیا۔ اور پہلے کی طرح گوشہ نشین ہو کر وعظ و پند کرنے لگا۔ حافظ، فصیح اور بلیغ تھا۔ حوادث زمانہ کی پیشین گویاں کرتا جو کہ پوری ہوتی تھیں۔ اس لئے لوگوں کا میلان اس کی جانب زیادہ ہو گیا اور اس کو ایک بابرکت شخص تصور کرنے لگے۔ ۸۶۱ھ میں حج کرنے گیا۔ تمام بیابانوں اور دیہاتوں میں وعظ کرتا رہا پھر جب موسم حج آیا تو اونٹنی پر سوار ہو کر لوگوں کو وعظ نصیحت کی۔

فاتک بن منصور کی ماں:۔۔۔۔۔ پھر جب فاتک کی ماں بنی جیاش پر اپنے بیٹے فاتک بن منصور کے زمانہ حکومت میں حاکم بنی تو اس کا اعتقاد علی بن مہدی کی جانب اور بڑھ گیا۔ چنانچہ اس سے رشتہ رشتہ دامامی پیدا کرلیا۔ جس سے اس کی حالت تبدیل ہوگئی۔ اور اسے صاحب اثر تسلیم کیا جانے لگا۔ یہ لوگوں کو وعظ میں کہا کرتا تھا کہ اب وقت قریب آ گیا ہے اس فقرے سے وہ اپنے ظہور کی طرف اشارہ کرتا تھا، رفتہ رفتہ یہ باتیں مشہور ہوگئیں۔ چونکہ فاتک کی ماں اپنے ارکین حکومت کو اس کی خدمت میں حاضر ہونے کی ہدایت کیا کرتی تھی اس لئے ۶۴۵ھ اس کے مرنے کے بعد اہل جبال علی بن مہدی کی خدمت میں آئے اور اس کی امداد و نصرت کی قسمیں کھائیں۔

تہامہ سے علی بن مہدی کا خروج:۔۔۔۔۔ ۵۴۵ھ میں علی نے تہامہ سے خروج کیا اور کودا کی جانب بڑھا مگر شکست اُٹھا کر جبال کی جانب واپس آ گیا اور وہیں ۵۴۱ھ تک مقیم رہا اس کے بعد فاتک کی ماں اس کو اس کے وطن میں پھر واپس لے آئی۔ اور ۵۴۵ھ میں خود مرگئی تب علی نے ہوازن کی طرف خروج کیا اور ان کی ایک شاخ میں جو جیواں کے نام مشہور تھی اس کے ایک قلعہ شرف میں قیام پذیر ہوا۔

خودساختہ انصار و مہاجرین:۔۔۔۔۔ یہ قلعہ ایک دشوار گزار پہاڑ پر واقع تھا اس کی چڑھائی بیحد مشکل تھی دن بھر میں کوئی شخص اس پر چڑھ نہیں سکتا تھا راستے میں بڑے بڑے عمیق غار تنگ اور تاریک وادیوں میں تھے اس نے ان لوگوں کو ''انصار'' کا خطاب دیا اور جو لوگ اس نے ساتھ ''تہامہ'' گئے ہوئے تھے ان کو اس نے مہاجرین'' کہنا شروع کر دیا۔ انصار میں سے ایک شخص کو جس کا نام سبا تھا اور مہاجرین میں سے ایک دوسرے شخص کو جسکا لقب شیخ الاسلام تھا (اس کا نام تو بہ تھا) عہدہ حجابت عنایت کیا اور ان کے علاوہ دوسرے لوگوں سے ملنا چھوڑ دیا۔ مگر آئے دن سرزمین تہامہ پر قتل و غارتگری کرواتا رہا۔ اطراف زبید کی ویرانی اور بربادی نے اس کو خوب مدد دی۔ چنانچہ اس نے اس کے قرب وجوار کو لوٹ لیا اور سارے راستوں کو مخدوش حالت میں چھوڑ دیا۔ اس لوٹ مار کا اثر آہستہ آہستہ قلعہ ''واثر'' تک پہنچ گیا جو زبید سے نصف منزل کی مسافت پر تھا۔

مسرور کا قتل:۔۔۔۔۔ تب اس نے مسرور کے قتل کی فکر شروع کی جو حکومت ''بنی بخاح'' کا وزیر تھا اور اس میں کامیاب بھی ہو گیا جیسا کہ آپ اوپر پڑھ چکے ہو۔ مسرور کو قتل کرانے کے بعد اہل زبید کو اپنے حملوں اور غارتگری سے جنگ کرنے لگا۔ عمارہ کہتا ہے اس نے زبید پر ستر حملے کئے تھے اور ایک طویل زمانہ تک اہل زبید کا محاصرہ کئے رہا اہل زبید نے شریف احمد بن حمزہ سلیمانی والی صعدہ سے امداد طلب کی شریف احمد نے انکی امداد پر کمر باندھی۔ مگر اس کے سردار فاتک کو مار ڈالنے کی شرط کرلی تھی چنانچہ ان لوگوں نے اپنے بادشاہ فاتک کو ۵۵۳ھ میں قتل کر دیا اور شریف احمد کو بادشاہت کی کرسی پر متمکن بٹھا دیا مگر شریف احمد زبید کو دشمنوں کے حملوں سے نہ بچا سکا، تنگ آ کر بھاگ گیا۔

ابن مہدی کا زبید پر قبضہ:۔۔۔۔۔ چنانچہ علی بن مہدی نے ماہ رجب ۵۵۴ھ میں زبید پر قبضہ کرلیا تین مہینے حکومت کرنے کے بعد مرگیا یہ خود کو ''الامام المہدی امیر المومنین قامع الکفرۃ والملحدین'' کے لقب سے مخاطب کرتا تھا۔ خوارج کے مذہب کا پابند تھا امیر المومنین عثمان رضی اللہ عنہ وعلی رضی اللہ عنہ سے بیزاری ظاہر کرتا تھا۔ گناہ کے ارتکاب پر کفر کا قائل تھا اس کے علاوہ بہت سے قواعد اور اصول اس نے اپنے مذہب کے بنالئے تھے جس کے ذکر سے لاحاصل طوالت ہوگی۔ شراب نوشی کے جرم پر قتل کرا دیتا تھا۔

ابن مہدی کے کرتوت اور موت:۔۔۔۔۔ عمارہ کہتا ہے کہ جو مسلمان شخص اس کی مخالف کرتا تھا یہ اسے مار ڈالتا اس کی عورتوں کو جائز اور حلال سمجھتا

اوران کے لڑکوں کولونڈی اور غلام بنالیتا تھا۔اس کے پیروکار اور معتقدین اس کے معصوم ہونے کے معتقد اور قائل تھے ان کے مال و اسباب اس کے قبضہ میں رہتے جسکو یہ ان کی ضرورت کے وقت خرچ کرتا تھا اس کی موجودگی میں وہ لوگ نہ توکسی مال کے مالک ہوتے اور نہ کسی گھوڑے اور ہتھیار کے۔اس کے ساتھیوں میں سے جو شخص میدان جنگ سے بھاگ جاتا یہ اسے مار ڈالتا تھا زانی، شراب خوار اور راگ سننے والوں کی سزائے موت دیتا تھا۔جو شخص نماز جماعت سے تاخیر کرتا اور جو شخص اس کے وعظ میں پیر اور جمعرات کو حاضر نہ ہوتا یا دیر سے آتا یہ اسے بھی سزائے موت تجویز کرتا تھا۔فروعات میں ''حنفی المذہب'' تھا۔

عبدالنبی بن علی بن مہدی:......اس کے مرنے کے بعد اس کا بیٹا عبدالنبی حکمران بنا عبدالنبی نے زبید سے نکل کر پورے ملک یمن پر قبضہ کرلیا ان دنوں یمن میں بائیس خودسر حکومتیں تھیں۔عبدالنبی نے ان سب کو اپنا مطیع بنالیا صرف عدن باقی رہ گیا تھا اور اس پر بھی اس نے خراج قائم کررکھا تھا پھر جب شمس الدولہ تورانشاہ سلطان صلاح الدین مریوں کا بھائی ۵۶۶ھ یمن کی طرف آیا اور اس حکومت وسلطنت پر جو اس وقت یمن میں تھی مستولی اور قابض ہوا تو عبدالنبی کو گرفتار کرلیا اور طرح طرح اس کی آزمائش کی اور اس سے بیحد مال وزر وصول کیا اور عدن کی طرف بھیج دیا۔

مقام تعز کی آبادکاری:......چنانچہ اس نے عدن پر قبضہ کرلیا پھر زبید میں آکر قیام پزیر ہوگیا اور اسے اپنا دارالحکومت بنالیا پھر اس کو ناپسند کرکے پہاڑوں میں ایسی جگہ کی تلاش میں جہاں کی آب وہوا عمدہ اور صحیح ہو، پھرتا رہا اس کے ساتھ ساتھ حکیموں کا ایک گروپ اسی مقصد کے لئے تھا۔چنانچہ حکیموں نے بالاتفاق مقام ''تعز'' کو منتخب کرلیا۔چنانچہ اس نے وہاں پر شہر آباد کیا اور وہیں قیام پزیر ہوگیا اسوقت سے جگہ نے اس کے دارالحکومت ہونے کا اعزاز حاصل کیا اس کے بیٹوں اور اس کے خادموں بنی رسول نے بھی اس کو اپنا مقر حکومت بنا رکھا جیسا کہ آئندہ ان کے حالات میں بیان کیا جائے گا۔

یمن سے عرب حکومت کا خاتمہ:......بنی مہدی کی حکومت وسلطنت ختم ہونے سے عرب کی حکومت کا یمن میں خاتمہ ہوگیا غزا اور ان کے غلاموں کے قبضہ میں یہاں کی حکومت چلی گئی۔اب ہم یمن کی دارالحکومتوں اور اس کے شہروں کے حالات یکے بعد دیگرے تحریر کرنا چاہتے ہیں جیسا کہ ابن سعید نے اس کی طرف اشارہ کیا ہے۔

یمن کے حالات:......یمن جزیرہ عرب کا ایک ٹکڑا ہے جو بادشاہ کی طرف سے سات صوبوں پر تقسیم تھا انہیں میں سے ''تہامہ وجبال'' تھا۔تہامہ میں دو حکومتیں تھیں ایک مملکت ''زبید'' دوسری مملکت ''عدن''۔تہامہ سے یمن کا وہ حصہ مراد ہے جو دونوں برّوں سے ساحل سمندر سمیت سمندر کے نشیب میں واقع ہے جس کی ایک سمت حجاز سے ملی ہوئی ہے اور دوسری جانب اخر عمال عدن دورہ بحر ہند سے ملحق ہے۔

یمن کے اطراف اور حکومت:......ابن سعید نے لکھا ہے کہ جزیرہ عرب اقلیم اول میں ہے جنوب کی طرف سے اس کو بحر ہند گھیرے ہوئے ہے اور اس کے مغرب میں ''بحر سویس'' واقع ہے اور ❶ مشرق کی طرف بحر فارس ہے۔پرانے زمانے میں ملک یمن تبابعہ کا تھا۔یہ ملک حجاز سے زیادہ سرسبز وشاداب ہے۔اس کے اکثر باشندے قحطانی ہیں۔علاوہ ان کے عرب ''وائل کی اولاد بھی یہاں رہتی تھی۔ان دنوں اس کی حکومت ''بنی رسول خدام بنو ایوب کے قبضہ اقتدار میں ہے ان کا دارالحکومت تعز میں ہے پہلے یہ حرہ میں رہتے تھے۔اور صعدہ یمن اور نیز زبید میں ائمہ زید ❷ یہ حکمران ہیں۔

''زبید'' کے احوال:......زبید مملکت یمن کا ایک حصہ ہے اس کے شمال میں ملک حجاز ہے جنوب میں بحر ہند اور مغرب کی طرف بحر سویس واقع ہے۔محمد بن زیاد نے خلیفہ مامون کے دور میں ۲۰۴ھ میں اس کو آباد کیا تھا یہ ایک شہر پناہ تھی جس کے چاروں طرف شہر پناہ کی بلند دیواریں کشیدہ قامت کھڑی ہوئی تھیں شہر کے درمیان ایک نہر جاری تھی یہ شہر اس وقت ممالک ''بنی رسول'' میں داخل ہے۔اس شہر پر بنی زیاد کے حکمرانوں اور ان خدام کا قبضہ تھا پھر بنو صلیحی ان پر غالب ہوگئے ان لوگوں کے حالات اوپر بیان کئے گئے۔

---

❶......اس کے شمال میں شام کے علاقے ہیں یہ بھی ایک جزیرہ نما ہے جس کے تین اطراف میں پانی ہے اور ایک طرف شمال میں خشکی پر یہ علاقے ہیں۔

❷......تفصیل کے لئے معجم البلدان ملاحظہ کریں۔

''عثر''، حلی اور سرجہ:...... ❶ عثر، حلی اور سرجہ یعنی زبید کے صوبے اس کے شمال میں واقع ہیں صوبہ ''ابن طرف کے نام سے معروف اور مشہور ہے۔سرجہ سے حلی تک کی مسافت سات دن کی ہے اور مکہ تک کی آٹھ دن کی مسافت ہے۔اور ''عثر'' جو کہ والی ملک کا دارالحکومت ہے دریا کے کنارے آباد ہے سلیمان بن طرف نے اس شہر کا ابوالجیش کی موجودگی کے وقت محاصرہ کیا تھا اس وقت اس کی آمدنی پانچ لاکھ دینار تھی۔کچھ عرصے ابوالجیش نے سلیمان کی حکومت کی اطاعت قبول کی اور اس کے نام کا خطبہ پڑھا اور بہت سامال ومتاع بطور نذرانہ پیشکش کیا پھر اس مملکت پر سلیمانیوں کا قبضہ ہو گیا جو کہ حسن کی اولاد سے تھے اور مکہ کے امیر تھے جس وقت کہ ان کو ''ہواشم'' نے مکہ سے نکالا تھا اس وقت انہوں نے یہاں پر پہنچ کر اپنی حکومت وامارت کی بناڈالی۔غالب بن یحییٰ جو کہ انہیں میں سے تھا والی زبید کو خراج دیا کرتا تھا اسی سے محمد مفلح فاتکی نے مسرور کے مقابلہ کے لئے امداد کی درخواست کی تھی اس کے مرجانے کے بعد اس کا بیٹا عیسیٰ ابن حمزہ حکمران بنا اور جب غرنے یمن کرلیا۔تو تکیے نے عیسیٰ کے بھائی کو گرفتار کر کے عراق بھیج دیا عیسیٰ کے بھائی نے فریب دے کر خود کو قید سے نجات دلائی اور یمن چلا گیا پھر اپنے بھائی عیسیٰ کو قتل کر کے ''ہجم'' پر، جو کہ زبید کا صوبہ تھا قابض ہو گیا۔

''سریر تہامہ'' کا تعارف:......سریر تہامہ یمن کا آخری صوبہ ہے یہ بھی سمندر کے کنارے پر آباد ہے مگر شہر پناہ اس میں نہیں ہے مکانات معمولی درجے کے ہیں۔راج بن قتادہ نامی بادشاہ مکہ نے ۶۵۰ھ اس پر قبضہ کیا تھا اس کا ایک قلعہ شہر سے نصف منزل کے فاصلہ پر تھا۔

''زرائب'' اور جاوہ:......زرائب زبید کے شمالی صوبوں میں ابن طرف کا مقبوضہ علاقہ تھا اس شہر میں ابن طرف کے پاس بیس ہزار حبشی جمع رہتے تھے جو ہر وقت اس کے ساتھ مرنے اور مرجانے پر تیار رہتے تھے۔

ابن سعید زبید کے صوبوں کے تذکرے میں تحریر کرتا ہے ''اور وہ صوبے جو درمیانی راستہ میں سمندر اور پہاڑوں کے درمیان ہیں وہ زبید کے قریب میں شمالی جانب واقع ہیں اور وہ جاوہ ہے مکہ تک'' عمار نے لکھا ہر کہ یہی جاوہ سلطانیہ اس کے دریا تک ایک دن یا اس سے کم کی مسافت ہے اور ایسا ہی جبال تک کا فاصلہ بیان کیا جاتا ہے۔درمیانی اور ساحلی دونوں راستے ''سریر'' میں آ کر مل جاتے ہیں اور یہیں سے پھر ایک دوسرے سے علیحدہ بھی ہو جاتے۔

عدن کے احوال:......''عدن'' زبید کے وسط میں واقع ہے اور وہی اس صوبہ کا دارالحکومت ہے۔بحر ہند کے دہانے پر شہر آباد ہے۔یہ شہر تبابعہ کے دور سے تجارت کا مرکز بنا ہوا تھا یہ خط استوار سے تیرہ درجے کے فاصلے پر ہے نہ یہاں کسی قسم کی زراعت ہوتی ہے اور نہ یہاں کوئی درخت ہے یہاں کے رہنے والوں کی عام خوراک مچھلی ہے یمن سے ہند جانے کا یہی راستہ ہے سب سے پہلے بنی معن بن زایدہ نے اس پر قبضہ کیا تھا۔یہ لوگ بنی زیادہ کو خراج دیا کرتے تھے۔اور پھر جب صلیحیوں نے ان کو دبالیا تو ''داعی'' نے اس کو اس کی حکومت پر بحال رکھا پھر اس کے بیٹے احمد مکرم نے ان کو یہاں سے نکال دیا اور ''جشم بن یام'' میں سے بنی مکرم کو اس کی حکومت عطا کی پھر ان لوگوں میں سے بنی زریع نے اس ملک کو عدل وانصاف سے خوب سنوارا اور وہ لوگ ان سے خراج لینے پر اکتفا کرتے تھے۔یہاں تک کہ شمس الدولہ بن ایوب نے اس شہر کو ان کے قبضہ سے چھین لیا جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا۔

عدن ابین، زعزاع اور جوہ:......''عدن ابین نامی'' مشہور جگہ سمندر کے سمت میں ہے۔زعزاع، ابن ایوب کی وادیوں میں ایک رہائش کا مقام ہے۔بنی مسعود مکرم کے قبضہ میں تھا جو کہ ❷ بنی زریع کے حریف تھے۔

''جوہ'' حکمرانان زریعیین نے عدن کے قریب آباد کیا تھا بنو ایوب نے اس کو اپنا ٹھکانہ بنایا تھا پھر یہاں سے ''تعز'' کی طرف چلے گئے تھے۔

قلعہ ذی جبلہ کے حالات:......قلعہ ذی جبلہ ان قلعوں میں سے تھا جہاں پر جعفر آب وہوا کی تبدیلی کے لئے مختلف موسموں میں جایا کرتا تھا۔اس کو عبداللہ صلیحی نے ۴۵۸ھ میں آباد اور تعمیر کرایا تھا اور اس کا بیٹا مکرم قلعہ صنعاء سے اسی قلعہ میں آ کر رہنے لگا تھا اور سیدہ بنت احمد سے جو کہ اس قلعہ کی حاکم بن گئی تھی نکاح کر لیا تھا۔یہ وہی عورت سبا بن احمد بن مظفر صلیحی کے حوالے کی یہ اس وقت الشیخ کی جیل میں قید تھا۔سیدہ نے ''جنب'' کے گرد نواح میں سر اٹھایا اتنے میں ''ابن قوت بڑھالی۔سیدہ نے اس سے ''جنب'' اور ''خولان'' میں معرکہ کارزار گرم کیا یہاں تک کہ ابن نجیب

❶......عربی نسخے میں عثر اور حلی لکھا ہے۔❷...... دیکھئے معجم البلدان۔

کشتی پر سوار ہو کر گر گیا اور ڈوب کر مر گیا۔ سیدہ کے امور سلطنت کا انتظام اس کے شوہر مکرم کے مرنے کے بعد ''مفضل بن ابی البرکات'' کرتا تھا اور یہی اس پر حاوی ہو گیا تھا۔

''تعکر'' کے احوال:...... ''تعکر'' بھی ان مقامات میں سے ہے جہاں پر جعفر آب و ہوا کی تبدیلی کے لئے جاتا تھا یہ بھی صلیحی کا مقبوضہ علاقہ تھا پھر ان کے بعد ''سیدہ'' کے قبضہ میں چلا گیا اس کے بعد مفضل بن ابی البرکات نے سیدہ سے درخواست کر کے لے لیا اور وہیں جا کر سکونت اختیار کر لی کچھ عرصے بعد زبید کی طرف گیا اور بنی نجاح کا وہاں پر محاصرہ کر لیا اس محاصرہ اور جنگ کی وجہ سے مفضل کو زیادہ دنوں تک تعکر سے غیر حاضر رہنا پڑا چنانچہ تعکر میں فقہاء نے بغاوت کر دی اور اس کے نائب کو قتل کر کے انہیں میں سے ابراہیم ابن زیدان کی امارت کی بیعت کر لی ابراہیم بن زیدان عمارہ شاعر کا چچا تھا۔ مفضل اس کی اطلاع پا کر واپس آیا اور ان لوگوں کا محاصرہ کر لیا جیسا کہ یہ واقعہ ہم اوپر بیان کر چکے ہیں۔

قلعہ ''خدو'' کے احوال:...... ''قلعہ خدو'' عبداللہ بن یعلی صلیحی کے قبضہ میں تھا یہ بھی جعفر کے تبدیل آب و ہوا کا مقام تھا۔ مفضل نے خولان سے ❶ حصون مخلاف میں بنی بحر، بنی نبینہ، رواح اور شعب کے ایک گروہ کو لے جا کر ٹھہرا دیا تھا۔ چنانچہ جب مفضل مر گیا اور اس کی نگرانی و حفاظت میں سیدہ تھی جیسا کہ آپ اوپر پڑھ چکے ہیں تو مسلم بن فد نے خولان سے قلعہ خدو'' پر فوج کشی کی اور تلوار کے زور پر عبداللہ بن یعلی صلیحی کے قبضہ سے نکال لیا۔ عبداللہ پریشان ہو کر قلعہ مصدود بھاگ گیا۔ قلعہ مصدود کو سیدہ نے مفضل کے لئے پہلے سے تیار کر رکھا تھا اور شہر'' جنداً اور یمن سے اپنے ارا کین دولت کو اس قلعے میں طلب کر لیا تھا۔

قلعہ مصدود کے احوال:...... قلعہ مصدود بھی ان قلعات سے تھا جہاں پر جعفر تبدیل آب و ہوا کی غرض سے جاتا تھا جن قلعوں میں جعفر تبدیل آب و ہوا کے لئے جاتا تھا وہ پانچ تھے ان میں سے ذوجبلہ، تعکر اور قلعہ خدد بھی تھے۔ جس وقت مسلم بن ذر نے'' قلعہ خدد'' کو عبداللہ بن یعلی صلیحی سے چھین لیا اور عبداللہ پریشان ہو کر قلعہ مصدود میں جا کر پناہ گزیں ہوا تو اس وقت انہیں میں سے زکریا بن شکر بحری نے اس پر قبضہ کر لیا۔ بنو صلیحی سے پہلے یمن میں بنو کردرع حمیری کی حکومت کا سکہ چل رہا تھا بنو صلیحی نے انہیں کے قبضہ سے اس ملک کو چھینا تھا انہی قلعوں میں ان لوگوں کے مخلاف تھے۔ معافر اور لشکر کا مخلاف قلعہ'' سمندان'' تھا پھر یہ قلعے منصور بن مفضل بن ابی البرکات کے مطیع بن گئے زر ریع سے طاقت سے حاصل کئے گئے تھے جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا۔

صنعاء کے احوال:...... ''صنعاء'' حکمرانان تابعہ کا اسلام سے پہلے دارالسلطنت تھا یمن میں سب سے پہلے اسی زہر کی تعمیر کا بنیادی پتھر رکھا گیا۔ جیسا کہ روایت کیجاتی ہے اس کو'' قوم عاد'' نے آباد کیا تھا۔ ان کی زبان میں اوال من الاولیہ کے لقب سے یہ شہر مشہور کیا جاتا ہے۔ اور قصر غمدان اسی شہر کے قریب ان سات مکانات میں سے ہے جسکو ضحاک نے زہرہ کے نام پر بنوایا تھا۔ بے شمار لوگ اس مکان کی زیارت کے لئے آتے تھے۔ عثمان نے اس کو منہدم اور مسمار کیا تھا۔ یمن کے شہروں میں اس کو خاص قسم کی شہرت اور عزت حاصل تھی اور یہ جیسا کہ بیان کیا جاتا ہے آب و ہوا کے اعتبار سے معتدل ہے۔ اول مائۃ رابعہ میں تابعہ سے'' بنو یعفر'' یہاں پر حکمرانی کر رہے تھے۔ ان کا دارالحکومت کہلان میں تھا۔ کہلان کو تمدن کے لحاظ سے کوئی خاص شہرت اور عزت حاصل نہیں ہوئی۔ یہاں تک کہ صلیحی آ کر آباد ہوئے۔ پھر زیدیہ نے ان کے قبضہ سے اس کو چھینا۔ پھر بنی صلیحی کے بعد سلیمانیوں نے اس پر قبضہ کیا۔

قلعہ کہلان کے حالات:...... ''قلعہ کہلان'' مضافات صنعاء میں بنو یعفر تابعہ کے قبضہ میں تھا۔ ابراہیم نے اس کو صنعاء کے قریب تعمیر کرایا تھا۔ صعدہ اور بحران بھی انہی کے زیر حکومت تھے۔ مگر بنو یعفر اسی قلعہ کہلان کو اپنا ٹھکانہ بنائے ہوئے تھے۔ بیہقی نے لکھا ہے کہ قلعہ کہلان کے سردار اسعد بن یعفر نے ابوالجیش کے زمانے میں بنی رسی اور بنی زیاد سے جنگ لڑی تھی۔

قلعہ حمدان کے حالات:...... ''قلعہ حمدان'' مضافات صنعاء میں تھا اس میں بنی کروی حمیری کا خزانہ رہتا تھا۔ یہاں تک کہ بنی صلیحی نے اس پر

❶...... حصون جمع ہے حصن کی قلعہ کو کہتے ہیں مخلاف ان مقامات کو کہتے ہیں جہاں پر امراؤ سلاطین موسم گرما یا سرما میں بغرض تبدیل آب ہوا جایا کرتے ہیں۔

قبضہ کرلیا پھر مکرم نے اس کے بعض قلعے بھی انکو واپس دیدیئے۔ یہانتک کہ ان کی دولت وحکومت علی بن مہدی کے ہاتھوں ختم ہوگئی۔ ان لوگوں کے تبدیلی آب وہوا کے مقامات میں شہر ذی جبلہ، معقل اور تعکر بھی تھے اور یہ لشکریوں کا مخلاف تھے ان کے بادشاہ کا ایوان حکومت ''ہمدان'' میں تھا اور یہ ''وموله'' سے زیادہ مضبوط قلعہ تھا۔

قلعہ منہاب:...... ''منہاب'' صنعاء کا ایک قلعہ ہے جو جبال میں ہے جس پر بنوزریع نے قبضہ کیا تھا۔ ان میں سے فضل بن علی بن راضی بن داعی محمد بن سبابن زریع نامور حکمران گزرا ہے۔ صاحب الجزیرۃ بالسلطان اس کا ایک لقب تھا۔ قلعہ منہاب اس کے قبضہ کئے ہوئے علاقوں میں تھا اور یہ ۵۸۶ھ میں زندہ تھا اس کے بعد اس کا بھائی اغر ابوعلی حکمران بنا۔

''جبل الذبحرہ'' کے حالات:...... ''جبل الذبحرہ'' صنعاء کے قریب ایک جگہ کا نام ہے۔ جس کو جعفر ''مولی بنی زیاد'' سلطان یمن نے آباد کیا تھا۔ یہ بھی جعفر کا مخلاف تھا اسی مناسبت سے اس کی جانب منسوب ہوا۔

عدن لاعہ کے حوال:...... ''عدن لاعہ'' یمن کا پہلا مقام ہے جہاں پر سب سے پہلے دعوت شیعہ کا اظہار ہوا تھا۔ یہ مقام دبجر کی جانب واقع ہے۔ یہیں سے محمد بن مفضل داعی کا ظہور ہوا تھا۔ اسی شہر سے ابوعبداللہ شیعی صاحب دعوت شیعہ مغرب کی طرف روانہ ہوا تھا۔ یہیں پر علی صلیحی نے بچپن میں تعلیم پائی تھی۔ محمد بن مفضل ابوالجیش بن زیاد اور اسعد بن یعفر کے دور میں یہاں کا داعی تھا۔

بیجان اور تعمیر کے حالات:...... بیجان کو عمارہ نے ''مخالیف جبلیہ'' میں ذکر کیا ہے۔ نستواں بن سعید قحطانی نے اس پر حکمرانی کی تھی۔ تعمیر جبلی مستحکم قلعوں میں سے ہے جو کہ تہامہ کے بالائی علاقے میں واقع ہیں۔ یہ قلعہ ہمیشہ بادشاہوں اور حکام کا مضبوط قلعہ ہونے کی عزت رکھتا تھا۔ یہ ان دنوں نبی رسول کا دارالحکومت ہے اور بڑے شہروں میں شمار کیا جاتا ہے۔ اس میں حکمرانان یمن سے منصور بن مفضل بن ابی البرکات اور بنومظفر نامور حکمران گزرے ہیں اس قلعہ پر اور نیز دوسرے قلعوں پر اس کا بیٹا منصور اس کے بعد قابض ہوا پھر اس نے اس کو اور دوسرے قلعوں کو یکے بعد دیگرے داعی بن مظفر اور داعی زریعی کے ہاتھ فروخت کرنا شروع کردیا۔ یہاں تک کہ اس کے قبضہ میں صرف ''قلعہ تعمر'' رہ گیا چنانچہ اس کو ابن مہدی نے اس سے چھین لیا۔

معقل الشیخ کے حالات:...... ''معتقل الشیخ'' قلعات جبلیہ کا مشہور اور مضبوط ترین قلعہ ہے۔ اسی قلعہ میں بنی مظفر صلیحی کا خزانہ رہتا تھا۔ مکرم حاکم ذی جبلہ کے دور سے جو کہ ان کا چچازاد تھا اس قلعہ پر ان کا قبضہ ہوا تھا اور مستنصر نے دعوت خلافت علویہ کا اس کو منتظم مقرر کیا تھا۔ ۴۸۶ھ میں اس نے وفات پائی پھر اس کا بیٹا علی معقل الشیخ پر غالب اور حاوی ہوگیا۔ مفضل کو اس کی سرکشی نے مجبور اور لاچار کردیا تب مفضل نے تدبیر کے ذریعے اس کے قتل کی فکر کی۔ چنانچہ زہر دے کر اس کو مار ڈالا، اس وقت بنی مظفر کے مقبوضہ قلعوں پر بنی ابوالبرکات کا قبضہ ہوگیا پھر اس کے بعد مفضل بھی مرگیا۔

منصور کے ہاتھوں قلعوں کی فروخت:...... اس کا بیٹا منصور حکمران بنا۔ چند دنوں کے بعد اس کو اس کے باپ کے مقبوضہ علاقوں پر مکمل طور سے استقلال واستحکام حاصل ہوگیا اس وقت اس نے سارے قلعوں کو فروخت کرنا شروع کردیا۔ ذی جبلہ کو داعی زریعی حاکم عدن کے ہاتھ ایک لاکھ دینار کے بدلے فروخت کردیا۔ قلعہ ضمیر کو بھی اسی کے ہاتھ بیچ دیا۔ بیچنے سے پہلے اس نے اپنی بیوی سے اس قلعہ کو فروخت نہ کرنے کی طلاق کی قسم کھائی تھی۔ لیکن پھر بھی اس قلعہ کو اپنے پاس نہ رکھ سکا۔ اس لئے اسے اپنی بیوی کو طلاق دینا پڑی۔ زریعی نے طلاق کے بعد اس سے نکاح کرلیا۔ اس نے بڑی عمر پائی۔ بیس برس کی عمر میں حکمران بنا اور اسی برس تک حکمرانی کرتا رہا۔ اس قلعہ کو علی بن مہدی نے اس سے چھین لیا تھا۔

''صعدہ'' کے حالات:...... ''صعدہ'' کی مملکت ''صنعاء'' کی مملکت سے ملی ہوئی ہے اور وہ اس کے مشرق میں واقع ہے۔ اس مملکت میں تین صوبے ہیں۔ صوبہ صعدہ جبل قطابہ اور قلعہ تلا ان کے علاوہ اور بھی قلعے ہیں جو کہ بنی رسی کے نام سے معروف ہیں۔ ان کے حالات اوپر بیان کئے گئے ''حصن تلاہی'' میں موطی کا ظہور ہوا تھا جس نے بنوسلیمان کے بعد زیدیہ کی امامت کا بنی رضا کے لئے پھر اعادہ کیا۔ اور جبل قطابہ میں جاکر پناہ گزیں ہوا۔ اس کے بعد ۶۴۵ھ میں ان لوگوں نے احمد موطی کے ہاتھ پر بیعت کرلی۔ یہ شخص فقیہ اور عبادت گذار تھا۔ نورالدین بن رسول نے اسی قلعہ میں اس کا محاصرہ

کیا تھا، پھر ابن رسول ۶۴۵ھ میں انتقال کر گیا۔ اور اس کا بیٹا مظفر قلعہ ذمولہ کے محاصرہ میں مشغول ہو گیا۔ اس سے موطی کو موقع مل گیا۔ چنانچہ اس قلعہ اور شہر یمن کے اور دوسرے قلعوں پر قابض ہو گیا۔ پھر فوجیں تیار کر کے صعدہ پر فوج کشی کر دی۔ چنانچہ سلیمانیوں نے اطاعت کی گردن جھکا دی اس وقت اس کا امام و سردار احمد متوکل تھا جیسا کہ واقعات ''بنی رسی'' میں تحریر کیا گیا۔ جبل قطابہ ایک بلند قلعہ ہے جو کہ صعدہ کے قریب واقع ہے۔

''مسار'' اور ''حران'' کے حالات:...... ''حران'' قبیلہ ہمدان کا حصہ ہے۔ اور حران اس کی ایک شاخ ہے جس میں سے صلیحی تھا۔ اور ''قلعہ مسار'' وہی ہے جہاں پر صلیحی کا ظہور ہوا تھا اور وہ ملک ''حران'' میں شمار کیا جاتا ہے۔ بیہقی فرماتے ہیں کہ ان کا ٹھکانہ جبال میں کے مشرقی جانب میں ہے اور یہ لوگ زمانہ اسلام کے شروع میں ادھر ادھر پھیل گئے تھے۔ اور یمن کے علاوہ اور کہیں ان کا کوئی قبیلہ اور فرقہ باقی نہ رہا یہ یمن کے بڑے قبائل میں سے تھے۔ انہی لوگوں کی پشت موطی کا دم خم تھا ان لوگوں نے تقریباً سارے پہاڑی قلعوں پر قبضہ کر لیا تھا۔

بکیل اور حاشد:...... اس میں ان لوگوں کے بکیل اور حاشد نامی علیٰحدہ علیٰحدہ علاقے ہیں۔ بکیل اور حاشد دونوں جشم ابن حیوان بن وثوق بن ہمدان کے بیٹے ہیں۔ ابن حزم نے لکھا ہے کہ بکیل اور حاشد ہی سے قبائل ہمدان کی شاخیں نکلی ہیں۔ انتہیٰ اور ہمدان سے بنوزریع پیدا ہوئے جو کہ عدن اور جوہ میں حاکم بنے اور انہی میں سے ''بنویام'' قبائل ہمدان ہی سے ہیں انتہیٰ پھر ہمدان سے بنوزریع کی سات شاخیں نکلیں اور وہ سب اس وقت اپنے ملک میں حد درجہ کی شیعت میں ہیں اور ان لوگوں میں اکثر ''زیدیہ'' مذہب رکھتے ہیں۔

''خولان'' کے حالات:...... ''خولان'' کے بارے میں بیہقی نے کہا ہے کہ یہ جبال یمن کے مشرق میں ہمدان کے متصل واقع ہیں۔ اور یہ وہی جذواور تعکر وغیرہ نامی قلعے ہیں۔ یہ ہمدان کے ساتھ یمن کے قبیلوں میں سے سب سے بڑے تھے ان کی بہت سی شاخیں ہیں۔ جو کہ تمام بلاد اسلامیہ میں ایک دوسرے سے علیٰحدہ ہو کر پھیل گئے اور ان میں سے کوئی شخص سوائے یمن کے اور کہیں باقی نہ رہا۔

مخلاف بنی اصبح:...... ''مخلاف بنی اصبح'' سحول اور ذو اصبح کے دیہاتوں کو کہتے ہیں۔ مؤرخین ان کو اصبح کی جانب منسوب کرتے ہیں اس کا ذکر ''جمیر تبابعہ'' کے انساب میں تحریر کیا گیا۔ اور مخلاف یحصب مخلاف بنی اصبح کے پڑوس میں واقع ہے۔

مخلاف بنی وائل:...... مخلاف بنی وائل کا شہر طویل مسافت پر واقع ہے۔ اس کا حکمران ''اسعد بن وائل'' تھا۔ اور بنو وائل ذی الکلاع کی شاخ ہے اور ذوالکلاع کا تعلق سبا سے ہے۔ ان لوگوں نے اس علاقے پر حسن بن سلامہ کے مرنے کے بعد قبضہ کر لیا تھا۔ یہاں تک کہ پھر ان لوگوں نے شاہی حکومت کی اطاعت قبول کر لی۔ پھر انہوں نے مخلاف سہام پر شہر کد اور وادی دوال پر شہر معقل کی تعمیر کرائی۔ ۴۰۲ھ میں اس نے وفات پائی۔

کندہ کے علاقے:...... ''بلاد کندہ'' جبال یمن میں حضرموت اور جبال الرمل کے متصل واقع ہیں۔ اس میں ان کے بادشاہ تھے ان کا دارالسلطنت ''ورمون'' میں تھا امراء القیس نے اس کا تذکرہ اپنے شعر میں کیا ہے۔

مذحج:...... مذحج میں عنس، زبید اور جو کہ مذحج سے ہیں رہتے ہیں اور عنس کا ایک گروہ افریقہ میں وہاں کے دیہاتیوں اور خانہ بدوشوں کے ساتھ رہتا ہے۔ اور مجاز میں زبیدؔ سے بنوحرب مکہ اور مدینہ کے درمیان رہتے ہیں۔ اور جو لوگ بنوزبید کے شام اور جزیرہ میں ہیں وہ لوگ قبیلہ ''طے'' سے ہیں ان کا ان لوگوں سے نسباً کوئی تعلق نہیں ہے۔

بنی نہد کا علاقہ:...... بنی نہد کا علاقہ سروات اور تبالہ کے وسط میں واقع ہے۔ اور سروات تہامہ و جبال اور بخد یمن اور حجاز کے درمیان واقع ہے۔ اور ''بنونہد'' قبیلہ قضاعہ سے ہیں انہوں نے یمن میں قبیلہ ''خثعم'' کے پڑوس میں سکونت اختیار کی تھی۔ یہ لوگ مثل جنگلی جانوروں کی طرح ہیں عوام الناس ان کو ''سرو'' کے نام سے یاد کرتے تھے۔ ان لوگوں کا اکثر حصہ جبلہ اور خثعم کی آمیزش سے پیدا ہوا ہے۔ انہی کے علاقوں میں تبالہ بھی ہے جہاں پر کہ ایک قوم ''نہیر وائل'' کی رہتی ہے۔ وہاں پر ان کا بڑا رعب وداب ہے یہ وہی شہر ہے جس کا حاکم حجاج مقرر ہوا تھا پھر اس نے اس کی حکومت کو حقیر تصور کر کے چھوڑ دیا تھا۔

مضافہ یمن کے علاقے:......اس کا اول ''یمامہ'' ہے۔ بیقی نے کہا ہے کہ وہ ایک شہر ہے جو کہ کسی دوسرے شہر سے تعلق نہیں رکھتا۔ اور تحقیق یہ ہے کہ ''یمامہ'' سرزمین حجاز میں داخل ہے جیسا کہ ''نجران'' یمن کے مضافات سے ہے۔ ابن حوقل نے ایسا ہی کہا ہے مملکت کے لحاظ سے یمامہ نجران سے نچلے درجہ پر ہے۔ اس کی سرزمین کو چونکہ وہ مجاز اور بحرین کے درمیان واقع ہے، عروض کہتے ہیں۔ اس کے مشرقی جانب بحرین ہے اور جانب مغرب اطراف یمن اور حجاز اور جنوب میں نجران اور شمال کی طرف ''نجد حجاز'' ہے۔ اس کے اطراف میں بیس منزلیں ہیں اور وہ مکہ سے چار مبل کے فاصلہ پر واقع ہے۔ اس کا دارالحکومت حجر (بالفتح) تھا۔

یمامہ کے حکمران:...... پہلے شہر یمامہ کو ملوک بنوحنیفہ کا دارالحکومت ہونے کا اعزاز حاصل تھا۔ اس کے بعد بنوحنیفہ نے حجر کو یہ عزت دی۔ دونوں کے درمیان ایک پورے دن کی مسافت کا فاصلہ ہے۔ یمامہ کے باہر بنویربوع تمیمی اور بنی عجل کے قبائل آباد ہیں۔ ''بکری'' نے کہا کہ اس کا نام ''جو'' ہے اور زرقاء کے نام سے یمامہ مشہور ہوا۔ آخر اس نے نام سے اسے مشہور کیا تھا اور یہ مکہ معظمہ سمیت اقلیم ثانی میں ہے۔ اور بعد ان دونوں کا خط استوار سے ❶...... اس کی منزلوں میں سے ''توضیح اور قرقرا'' بھی ہیں۔ طبری نے لکھا ہے کہ ''رمل'' عالج یمامہ میں داخل ہے اور شحر ''سرزمین وبار میں سے ہے۔

بنی مزان اور طسم جدیس کی آنکھ مچولی:...... یمامہ اور طائف پر بنی مزان بن یعفر اور سکسک کا قبضہ تھا۔ پہلے طسم اور جدیس نے ان کو ان شہروں میں مغلوب کر لیا تھا۔ پھر بنومزان ان پر غالب اور حاوی ہو گئے۔ اور یمامہ، طسم اور جدیس کے مالک بن بیٹھے اور آخر ملوک بنی ❷...... پھر جدیس کو غلبہ حاصل ہوا۔ انہیں میں سے یمامہ ہے جن کے نام سے جو شہر مشہور ہوا۔ انکے حالات معروف و مشہور ہیں اس کے بعد یمامہ پر طسم وجدیس کے بعد بنوضیفہ کو قبضہ ملا۔ انہی میں سے ہو وہ بن علی ''شاہ یمامہ'' تھا۔ کہا جاتا ہے کہ ہو وہ بن علی شاہ یمامہ عہد نبوت میں گرفتار ہو کر آیا تھا۔ اور دائرہ اسلام میں داخل ہو گیا تھا، مگر ردت (مرتد ہونے) کے زمانہ میں اسلام پر ثابت قدم رہا تھا۔ انہی میں سے مسیلمہ تھا اس کے حالات وواقعات معروف و مشہور ہیں۔ ابن سعید نے روایت کی ہے۔ میں نے عرب بحرین اور بعض مذحج سے دریافت کیا تھا کہ ان دنوں یمامہ کس کے قبضہ میں ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا عرب قیس غیلان کے قبضہ میں ہے۔ بنوحنیفہ کا وہاں پر کوئی شخص باقی نہیں ہے۔

حضرت موت:...... حضرت موت کے علاقے کے بارے میں ابن حوقل نے لکھا ہے کہ یہ عدن کے شرق میں دریا کے قریب واقع ہے۔ اس کا شہر چھوٹا ہے۔ مگر اس کا صوبہ وسیع وعریض ہے۔ اس کے اور عمان کے درمیان ہیں۔ دوسری جانب سے بہت بڑا ریگستان ہے جو ''احقاف'' کے نام سے معروف ہے یہ قوم ہود کے رہنے کا مقام تھا۔ یہاں پر حضرت ہود علیہ السلام کی قبر ہے۔ اس کے وسط میں ''کوہ بشام'' ہے۔ اور یہ ملک ''اقلیم اول'' میں ہے۔ بعد اس کا خط استواء سے بارہ درجہ پر ہے۔ اس کا شمار ملک یمن میں ہے ملک میں سرسبزی، شادابی نخلستان اور اشجار اور کھتیاں ہیں۔ اکثر حضرموت والے حضرت علی رضی اللہ عنہ و فاطمہ رضی اللہ عنہا کے احکام کے پابند ہیں۔ اور بعض لوگ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے حکم مقرر کرنے کی وجہ سے بغض رکھتے ہیں۔ اس وقت وہاں کے بڑے شہروں میں سے ''قلعہ بشام'' ہے جہاں پر بادشاہ کی سوار فوج کا قیام رہتا ہے۔ قوم عاد کے قبضہ میں اس ملک کے علاوہ شحر اور عمان بھی تھا پھر ان پر بنویعرب بن قحطان غالب اور حاوی ہو گئے۔

جزیرہ عرب کا پتہ بتانے والا:...... کہا جاتا ہے کہ جس نے عاد کو ''جزیرۃ العرب'' کا پتہ بتایا تھا وہ رقیم بن ارم تھا۔ یہ شخص بنوہود کے ساتھ یہاں آیا تھا۔ پھر لوٹ کر عاد کے پاس گیا اور اس کو اس کے بارے میں بتایا اور اس کے پڑوس میں جانے کی ترغیب دی۔ چنانچہ جب ''عاد'' اس ملک میں داخل ہوا تو جو لوگ یہاں پر تھے ان پر حاوی اور غالب ہو گیا۔ پھر ان پر ان کے بعد ''بنویعرب بن قحطان'' غالب اور حاوی ہو گئے۔ اور تمام علاقوں کے حاکم بن بیٹھے۔ اس کا بیٹا حضرموت ان علاقوں پر حکمرانی کرنے لگا۔

شحر اور اس کا تعارف:...... چنانچہ ''شحر'' نامی جزیرہ عرب کا شہر اسی کے نام سے حجاز اور یمن کی طرح موسوم ہوا۔ پہلے یہ حضرموت اور عمان کا قلعہ تھا اور شحر جس کو کہتے ہیں۔ وہ اس کا ایک قصبہ تھا جس میں نہ تو کاشتکاری ہوتی تھی اور نہ کوئی نخلستان تھا۔ یہاں کے رہنے والوں کا مال ومتاع اونٹ اور

❶...... اصل کتاب میں اس جگہ پر کچھ نہیں لکھا ہے۔ ❷...... اصل کتاب میں جگہ خالی ہے۔

بکریوں میں منحصر تھا۔ عام خوراک ان کی گوشت اور دودھ تھی اور چھوٹی مچھلیاں بھی ان کی خوراک میں داخل تھیں۔ مویشیوں کا چرانا اور ان کے دودھ اور اون سے اپنی گذر اوقات کرنا ان کا کام تھا۔ ان علاقوں کو ''بلاد مہرہ'' بھی کہا کرتے ہیں یہاں پر ابل مہریہ (اونٹ مہریہ) پیدا ہوتے ہیں۔

شحر کا حدود اربعہ:..... کبھی شحر کو عمان کے مضافات میں سے شمار کرتے ہیں حالانکہ وہ حضر موت سے متصل ہے۔ کہا گیا ہے کہ یہ اس کے متعلقات میں سے ہے ان شہروں میں لوبان بکثرت پیدا ہوتا ہے۔ اور اس کے ساحل میں عنبر شحری۔ اور یہ مشرق کی جانب عمان کے علاقے اور جنوب میں بحر ہند مستطیلاً چلا گیا ہے۔ اور شمال میں ''حضر موت'' ہے گویا یہ اس کا ساحل ہے یہ دونوں ایک ہی بادشاہ کے قبضہ میں رہا کرتے ہیں اور وہ ''اقلیم اول'' میں ہے۔ حضر موت سے گرمی یہاں زیادہ ہے پرانے زمانہ میں عاد کی حکومت یہاں تھی عاد کے بعد مہرہ نے جو کہ حضر موت یا قضاعہ سے تھے سکونت اختیار کی اور وہ لوگ مثل وحوش اور بہائم اس ریگستان میں رہتے ہیں مذہباً خارجی ہیں اور اباضیہ کے عقائد کے پابند ہیں۔

شحر کا پہلا قحطانی باشندہ:..... سب سے پہلے قحطانیہ میں سے جس نے ''شحر'' میں سکونت اختیار کی وہ مالک بن حمیر تھا جو اپنے بھائی سے باغی ہو گیا تھا۔ مالک بن حمیر قصر عملان کا حکمران تھا اپنے بھائی سے مدتوں لڑتا رہا۔ بالآخر مالک مر گیا اور اس کے بعد اس کا بیٹا قضاعہ بن مالک حکمران بنا۔ سکسک اس سے ہمیشہ جنگ لڑتے رہے یہاں تک کہ انہوں نے اس کو دبا لیا۔ لہٰذا قضاعہ نے مجبوراً بلاد مہرہ کی حکومت پر اکتفا کیا۔ پھر اس کے بعد اس کا بیٹا اطاب پھر مالک بن الحاف یکے بعد دیگرے حکمران بنے۔ یہ ''بلاد مہرہ'' سے عمان چلا آیا۔ یہاں پر ان کی بہت بڑی حکومت تھی۔ بیہقی نے کہا ہے کہ مہرہ بن حیدان بن الحاف قضاعہ کے علاقوں کا مالک بنا تھا اس کی اور اس کے چچا مالک بن الحلاف والی عمان کی لڑائیاں ہوئیں بالآخر یہ ان پر غالب آ گیا۔ اس وقت ان کے علاقوں کے سوا اور کسی مقام پر ان کا نام لیوا کوئی باقی نہیں رہا۔

صقان اور مریاط:..... شحر کے علاقوں میں شہر مریاط اور صقان مشہور شہروں میں سے ہیں۔ صفان حکمرانان تبابعہ کا دارالحکومت تھا اور مریاط ''ساحل شحر'' پر واقع ہے مگر یہ دونوں شہر ویران وخراب ہو گئے۔ احمد بن محمد بن محمود حمیری ملقب بہ ''ناخودہ'' بہت بڑا تاجر اور بیحد مالدار شخص تھا اسباب تجارت لے کر حاکم مریاط کے پاس جایا کرتا تھا۔ رفتہ رفتہ ترقی کر کے عہدہ وزارت تک پہنچ گیا پھر جب یہ مر گیا تو احمد ''ناخودہ'' اس کے مال ومتاع کا مالک بن گیا اس نے اس شہر کو ویران کر دیا اور اس کے بعد ۶۱۹ھ میں صفان کو اجاڑ دیا اور ساحل پر ایک شہر ضفانامی (بضم ضاد) آباد کیا اور اس کو اپنے نام کی مناسبت سے احمد یہ کے نام سے موسوم کر دیا اور پرانے شہر کو ویران وخراب کر دیا کیونکہ وہ اس کی طبیعت کے موافق نہ تھا۔

نجران کا تعارف:..... نجران کے بارے میں صاحب کمائم نے تحریر کیا ہے کہ یہ خطہ سرزمین یمن سے جدا اور علحدہ ہے۔ مگر دوسرے لوگوں کا بیان یہ ہے کہ یہ خطہ ''سرزمین یمن'' میں داخل ہے۔ بیہقی نے لکھا ہے کہ اس کی مسافت بیس منزل کی ہے مشرق وشمال میں صنعاء ہے اور دو طرف سے اس کو حجاز گھیرے ہوئے ہے۔ اس میں دو شہر آباد ہیں ایک نجران دوسرا جرش۔ یہ دونوں شہر ایک دوسرے سے ملے ہوئے ہیں دونوں شہروں کے باشندے عادت اور رواج میں بہت مشابہ ہیں۔ یہاں کے رہنے والے جنگلیوں کی طرح ہیں۔

نجران کا نام نہاد کعبہ:..... اسی میں نجران کا کعبہ تھا جو کعبہ یمن کی ہیئت پر تعمیر کیا گیا تھا۔ عرب کا ایک گروہ اس کا حج کرنے آتا تھا اور قربانیاں کرتا تھا اس کو وہ لوگ ''دیر'' کے نام سے یاد کرتے تھے۔ اسی میں ''قس بن ساعدۃ'' عبادت کیا کرتا تھا۔ اسی ملک میں جرہم عرب قحطانیہ کا ایک گروہ آ کر مقیم ہوا تھا پھر ان پر حمیر غالب اور حاوی ہو گیا اور یہ سب تبابعہ کے گورنر اور ماتحت حکمران ہو گئے۔

نجران کے بادشاہ کا لقب:..... ان کا ہر بادشاہ افعی کے لقب سے ملقب ہوتا تھا انہی میں سے افعی نجران بھی تھا۔ اس کا نام فلمس بن عمرو بن ہمدان بن مالک بن شہاب بن زید بن وائل بن حمیر تھا۔ یہ شخص کاہن تھا یہ وہی شخص ہے جو اولاد نزاز کا جبکہ وہ اس کے پاس لڑتے جھگڑتے ہوئے آئے تھے حکم بنا تھا۔ یہ ملکہ بلقیس کی طرف سے نجران کا حاکم تھا ملکہ بلقیس نے اس کو حضرت سلیمان علیہا السلام کی خدمت میں بھیجا تھا۔ چنانچہ یہ ایمان لایا اور اس نے اپنی قوم میں یہودیت کو پھیلایا۔ اس نے بہت بڑی عمر پائی۔ بیان کیا جاتا ہے کہ بحرین اور مسلسل دونوں اس کے قبضہ میں تھے۔

بنو مذحج کی نجران آمد:......بیہقی نے کہا ہے کہ پھر نجران میں بنو مذحج نے قیام اختیار کیا اور اس پر قابض و غالب ہو گئے۔ انہی میں سے حرث بنو کعب ہیں اور مؤرخین کا یہ بیان بھی کہ جس وقت یمامہ ''سیل عرم'' سے ویران اور خراب ہو گیا۔ تو یہاں کے رہنے والے نجران کی جانب چلے گئے۔ جہاں مذحج کی ان سے لڑائیاں ہوئیں جس کی وجہ سے وہ لوگ متفرق و منتشر ہو گئے۔

حرث بن کعب اور بنو مذحج:......ابن حزم نے لکھا ہے کہ حرث بن کعب بن عبداللہ بن مالک بن نصر بن ازد نے صلح کے ساتھ مذحج کے پڑوس میں سکونت اختیار کی تھی۔ کچھ عرصے کے بعد ان لوگوں نے مذحج کو دبا لیا اور اس ملک کی حکومت ان کے قبضہ میں چلی گئی۔ نجران میں عیسائیت فیمون کے ذریعہ سے داخل ہوئی تھی۔ اس کے حالات کتب سیر میں مذکور اور معروف ہیں۔ رفتہ رفتہ ریاست و حکومت بنی حرث کی ''بنی ریان'' تک پہنچ گئی۔ پھر بنی عبدالمدان حکومت و سلطنت کے مالک بن بیٹھے۔

بنو عبدامدان سے صحابی:......انہی میں سے یزید زمانہ رسول اللہ ﷺ میں موجود تھا اور خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر ایمان لایا تھا۔ اور اپنی قوم کے ساتھ وفد لے کر رسالت مآب ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تھا۔ اس کو ابن عبدالمومن نے ذکر نہیں کیا۔ یہ اس کا استدراک ہے اس کے بھائی کا بیٹا زیاد بن عبدالرحمٰن بن عبدالمدان سفاح کا ماموں نجران اور یمامہ کا گورنر تھا اس نے دو بیٹے محمد اور یحییٰ چھوڑے تھے۔

بنی ابوالجود کی حکومت:......اتنے میں چوتھی صدی شروع ہوگئی اور حکومت ''بنی ابوالجود'' بن عبدالمدان کے قبضہ میں چلی گئی اور وہی یہاں کے حکمران ہیں۔ ان میں اور فاطمین میں لڑائیاں ہوئیں تھیں۔ کبھی یہ ان کو مغلوب کر دیا کرتے تھے۔ ان کا سب سے آخری حکمران عبدالقیس تھا جس کے ہاتھ سے علی بن مہدی نے نجران کو حاصل کیا تھا۔ عمارہ نے اس کا ذکر کیا ہے اور اس کی تعریف کی ہے۔ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم بالصواب

موصل و جزیرہ وشام کے حکمران بنوحمدان کے حالات

بنو تغلب بن وائل:......بنو تغلب بن وائل قبیلہ ربیعہ بن نزار کی ایک بہت بڑی شاخ تھی۔ تعداد کی کثرت کی وجہ سے ان کو دوسروں پر فوقیت تھی۔ جزیرہ دیار ربیعہ میں ان کا وطن تھا۔ زمانہ جاہلیت میں یہ مذہب نصرانیت کے پابند تھے قیصر کے ساتھ ان کے تعلقات تھے۔ غسان اور ہرقل کے ساتھ مل کر مسلمانوں سے زمانہ فتوحات میں لڑے تھے پھر ہرقل کے ساتھ روم کے علاقوں کی طرف کوچ کر کے چلے گئے تھے۔ کچھ عرصے کے بعد اپنے علاقے کی طرف دوبارہ واپس آ گئے تھے۔

بنو تغلب پر جزیہ:......حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے ان پر جزیہ قائم و مقرر کیا تھا۔ ان لوگوں نے گذارش کی تھی ''اے امیر المومنین ہم لوگوں کو جزیہ کے نام سے عرب میں ذلیل نہ فرمائیے بلکہ اس کو دوگنا کر کے صدقہ کے نام سے موسوم فرما دیجئے۔ چنانچہ آپ نے یہ درخواست منظور فرمالی۔ ان دنوں ان کا سپہ سالار حنظلہ بن قیس بن ہریر بنو مالک بن بکر بن حبیب بن عمر بن غنم بنو تغلب سے تھا۔

زمانہ اسلام میں تین مشہور خاندان:......ان کے گروہ میں سے عمرو بن بسطام حاکم سندھ بنی امیہ کے دور میں تھا۔ پھر ان میں سے اس کے بعد زمانہ اسلام میں تین خاندان مشہور ہوئے۔ آل عمر رضی اللہ عنہ بن الخطاب عدوی، آل ہارون مغمر، آل حمدان بن حمدون بن حارث بن لقمان بن اسد۔ ابن حزم نے ''کتاب الجمہرہ'' میں ان تینوں خاندانوں کا تذکرہ لکھا ہوا پایا ہے قرینہ سے معلوم ہوتا ہے کہ مضمون کتاب میں کسی اور نے ڈالا ہے۔ اس نے بنی حمدان کے ذکر میں لکھا ہے اور کہا گیا ہے کہ یہ لوگ ''بنو اسد'' کے موالی (خدام) میں تھے۔ پھر حاشیہ کے آخر میں لکھا ہے کہ یہ بقلم مصنف یعنی ابن حزم لکھا ہے۔

خارجیت کا دور:......پھر جب جزیرہ میں مذہب خارجیت مروان بن حکم کے دور میں پھیلا تو ان کی جماعت تتر بتر ہوگئی اور اس دعوت کا نام ونشان محو کر دیا گیا۔ اس کے بعد تھوڑے دنوں بعد جزیرہ میں پھر اس دعوت کا اثر ظاہر ہوا۔ چنانچہ زمانہ فتنہ میں متوکل کے قتل کے بعد مساور بن عبداللہ بن

مساور بحلی نے سرات سے خروج کیا اور موصل کے اکثر صوبوں پر قبضہ کر لیا اور حدیثہ کو اپنا دار ہجرت بنایا۔

عقبہ بن محمد موصل کا گورنر:......ان دنوں موصل کی حکومت پر عقبہ بن محمد جعفر بن اشعث خزاعی تھا یہ وہی شخص ہے جس کے دادا محمد کو خلیفہ منصور نے افریقہ کی گورنری عنایت کی تھی۔ اس کے خلاف مساور نے خروج کیا تھا اس کے بعد موصل پر ایوب بن احمد بن عمر رضی اللہ عنہ بن الخطاب تغلبی کو ۲۵۴ھ میں مامور کیا گیا اس نے اپنی جانب سے اپنے بیٹے حسن کو اس صوبہ پر نائب مقرر کیا چنانچہ اس نے اپنی قومی فوج کو مرتب کر کے مساور پر چڑھائی کر دی ا نہیں میں حمدون بن حرث بھی تھا ان لوگوں نے انتہائی مردانگی سے خوارج کو شکست دی اور ان کے لشکر کو منتشر کر دیا۔

مساور اور خارجی:......اس کے بعد عہد خلافت مہتدی میں عبداللہ بن سلیمان بن عمران ازدی کو اس صوبہ کی حکومت عطا ہوئی۔ خوارج نے اس کو بھی زیر کر لیا اور مساور موصل پر قبضہ کر کے حدیثہ کی جانب لوٹ گیا پھر اہل موصل نے معتمد کے دور ۲۵۹ھ میں بغاوت کی اور اپنے گورنر ابن آساتکین ہیثم بن عبداللہ بن معتمد عدوی تغلبی کو نکال دیا تب معتمد نے اس کی جگہ اسحاق بن ایوب کو آل خطاب سے مقرر کیا حمدان بن حمدون اس کے لشکر میں تھا مدتوں یہ اس کا محاصرہ کئے رہا۔

اسحاق بن کنداجق:......اس کے بعد اسحاق بن کنداجق کا جھگڑا پیش آ گیا اور خلیفہ معتمد سے یہ باغی ہو گیا اس کے مقابلے کے لئے علی بن داود والی موصل، حمدان بن حمدون اور اسحاق بن ایوب جمع ہوئے مگر اسحاق بن کنداجق نے ان سب کو شکست دے دی۔ چنانچہ سب کے سب متفرق ہو کر بھاگ کھڑے ہوئے اسحاق، اسحاق بن ایوب کا نصیبین تک اور پھر نصیبین سے آمد تک تعاقب کرتا چلا گیا۔ چنانچہ اسحاق آمد میں پہنچا عیسیٰ بن شیخ شیبانی اور اسحاق بن ایوب نے موسیٰ بن زرارہ حاکم ازرن کو امداد کا پیغام دیا موسیٰ نے ان دونوں کی امداد سے انکار کر دیا۔

موصل پر ابن کنداجق کی حکومت:......ان واقعات کے بعد خلیفہ معتمد ابن کنداجق کو موصل کی حکومت پر ۲۶۷ھ میں متعین کر دیا۔ چنانچہ اس نے جنگ کرنے کے لئے اسحاق بن ایوب عیسیٰ، بن شیخ ابوالعز بن زرارہ اور حمدان بن حمدون ربیعہ اور تغلب کو یکجا کر کے حملہ کیا ابن کنداجق نے ان سب کو شکست دے دی۔ لہٰذا سب کے سب نے بھاگ کر آمد میں عیسیٰ بن شیخ کے پاس جا کر پناہ لی۔ ابن کنداجق نے آمد پہنچ کر محاصرہ کر لیا مدتوں آپس میں لڑائیاں ہوتی رہیں۔

مساور خارجی کی مدت:......انہی واقعات کے دوران جبکہ شاہی لشکر سے لڑائی چھڑی ہوئی تھی مساور خارجی ۲۶۳ھ میں مر گیا اس کے مرنے کے بعد خوارج نے متفق ہو کر ہارون بن عبداللہ بحلی کو اپنا امیر بنا لیا۔ اس نے خوارج کی حکومت اپنے ہاتھ میں لیتے ہی موصل پر قبضہ کر لیا پھر اس کے متبعین کی جماعت بڑھ گئی۔

خارجیوں میں بغاوت:......پھر اسی کے ساتھوں میں سے محمد بن خردان نامی ایک شخص نے اس کے خلاف خروج کیا اور موصل میں سب کو زیر کر لیا حمدان بن حمدون یہ خبر پا کر اس کے پاس امداد حاصل کرنے کے لئے گیا اس نے اس کی درخواست کو قبولیت کا درجہ عنایت کیا اس کے ساتھ جنگ کرنے روانہ ہوا چنانچہ حمدان کو پھر موصل پر قبضہ دلایا۔ پھر محمد حدیثہ چلا گیا اور اس کے ساتھی اس سے علیحدہ ہو کر ہارون کے پاس چلے گئے تب ہارون نے محمد کی جانب کوچ کیا اور اس پر حملہ کر کے اس کو قتل کر دیا۔ محمد کے مارے جانے کے بعد جلالیہ کے کرد اور اس کے ساتھیوں کو جی کھول کر پامال کیا اور سارے گاؤں اور قصبوں پر قبضہ کر لیا۔ اس کے عمال لوگوں سے زکوٰۃ اور عشر وصول کرتے تھے۔

مختلف جنگیں اور بغاوتیں:......اس کے بعد بنو شیبان نے ۲۷۲ھ میں فوجیں تیار کر کے ہارون کے خلاف فوج کشی کی ہارون نے حمدان سے امداد کی درخواست کی مگر اس کے آنے سے پہلے میدان جنگ سے شکست کھا کر بھاگ گیا۔ انہی واقعات کے پورا ہوتے ہوتے اسحاق بن کنداجق اور یوسف بن ابی الساج کے جھگڑے پیش آ گئے یوسف بن ابی الساج نے ابن طولون کے شاہی اقتدار کو تسلیم کر لیا اور جزیرہ اور موصل پر قابض ہو گیا۔

اسحاق کنداجق کی فتوحات اور جنگیں:......پھر جب یہ یہاں سے واپس گیا تو اسحاق بن کنداجق نے ان صوبوں پر قبضہ کر لیا اور اپنی جانب

سے ہارون بن سیما کو ۲۷۹ھ میں اس کی سند حکومت عطا کر دی۔ ان صوبوں میں رہنے والوں نے اس نئے گورنر کو نکال دیا۔ نئے گورنر نے بنوشیبان سے کمک طلب کی چنانچہ بنوشیبان اس کے ساتھ ساتھ کمک دینے کے لئے موصل کی جانب آئے اہل جزیرہ وموصل نے یہ خبر پا کر خوارج اور بنوتغلب کو اپنا یارومددگار بنا لیا چنانچہ یہ لوگ بھی ''ہارون السارى'' اور حمدان کے ساتھ لڑنے نکل کھڑے ہوئے دونوں گروپوں نے ایک میدان میں جنگ لڑی چنانچہ کامیابی کا سہرہ بنوشیبان کے سر پر باندھا گیا فریق ثانی کو شکست ہوگئی۔ اہل موصل نے ہارون بن سیما کے خوف سے دارالخلافت بغداد میں دوسرے گورنر کی تقرری کی درخواست کی اس پر خلیفہ معتمد نے علی بن داؤد ازدی کو موصل کی سند حکومت عطا کر دی۔

حمدان اور خلیفہ کی جنگ:...... پھر جب خلیفہ معتضد نے جزیرہ کے اصلاح وانتظام اور بنوشیبان کی اطاعت قبول کر لینے کے بعد ان کے رہا بن دینے کوچ کیا تھا تو اس کو حمدان بن حمدون اور ہارون السارى کی محبت ومولاۃ کی خبر لگی اور نیز ان واقعات کی اسے اطلاع ملی جو کہ بنوشیبان سے سرزد ہوئے تھے تب اس نے حمدان پر حملہ کر دیا اور اس کو شکست دے دی حمدان شکست کھا کر ماروین چلا گیا۔ اور وہیں اپنے بیٹے حسین کو چھوڑ کر بھاگ گیا۔ اتفاق سے وصیف اور ''نصر قوری'' کا دیر زعفران کی طرف گذر ہوا جہاں پر حسین بن حمدان ٹھہرا ہوا تھا ان لوگوں سے اس نے امن کیا تو ان لوگوں نے امن دے دیا اور خلیفہ معتضد کی خدمت میں بھیج دیا۔ خلیفہ معتضد نے قلعہ کو منہدم کر دینے کا حکم صادر کر دیا۔

حمدان اور وصیف کی جنگ:...... اس کے بعد وصیف اور حمدان کی مڈبھیڑ ہوئی حمدان نے وصیف کو شکست دے کر مغربی ساحل کی طرف دریا کو عبور کیا اور پھر مسلح ہو کر شاہی فوج کی جانب بڑھا اس واقعہ سے پہلے اسحاق بن ایوب تغلبی نے علم حکومت کی اطاعت قبول کر لی تھی اور شاہی موکب کے ہمراہ موجود تھا۔ حمدان کو کسی ذریعہ سے اس کی خبر مل گئی۔ اس نے اسحاق کے خیمہ میں پہنچ کر اس کے قدموں پر خود کو ڈال دیا اسحاق نے اس کو خلیفہ معتضد کے دربار میں لے جا کر پیش کر دیا خلیفہ معتضد نے اس کو قید کر دیا اس کے بعد نصر قسوری، ہارون کے تعاقب میں روانہ ہوا اور خوارج کو شکست دے دی ہارون بھاگ کر آذربیجان پہنچا اور جنگل وبیابان میں گھس گیا باقی لوگوں نے معتضد سے امن کی درخواست کی اور علم حکومت کے مطیع بن گئے۔

خلیفہ معتضد کی ہارون کے پیچھے روانگی:...... اس کے بعد ۲۸۳ھ میں خلیفہ معتضد نے ہارون کی تلاش اور گرفتاری کے لئے کوچ کیا وصیف اور حسین بن حمدان بن بکر بن کو اپنی فوج ظفر موج کے مقدمہ پر مامور کر کے آگے بڑھنے کا حکم دیا اور اس سے یہ وعدہ کر لیا کہ ہارون کو دربار خلاف میں لا کر حاضر کر دو گے تو میں تمہارے باپ ''حمدان'' کو قید سے رہا کر دوں گا۔ چنانچہ انہوں نے ہارون کا تعاقب کیا اور انتہائی محنت وجانفشانی سے اس کو گرفتار کر کے دربار خلافت میں لا کر حاضر کر دیا۔

حمدان کی رہائی:...... خلیفہ معتضد نے اس کو اور اس کے بھائیوں کو خلعتیں دیں۔ سونے کی زنجیریں عنایت کیں اور حمدان کو حسب وعدہ قید سے رہا کر دیا اس کے بعد اسحاق بن ایوب عدوی جو کہ دیار ربیعہ کا حاکم تھا مر گیا۔ چنانچہ خلیفہ معتضد نے اس کی جگہ عبداللہ بن ہثیم بن عبداللہ بن معتمد کو متعین کر دیا۔

عبداللہ بن حمدان کی حکومت کا آغاز:...... جس وقت خلیفہ مکتفی خلیفہ بنا تو اس نے ابوالہیجا عبداللہ بن حمدان کو موصل اور اس کے مضافات کی حکومت عطا کی۔ چونکہ ہزبانیہ کے کردوں نے موصل کے آس پاس غارتگری کا بازار گرم کر رکھا تھا ان دنوں ان کا سردار محمد بن سلال نامی ایک شخص تھا اس لئے ابوالہیجاء عبداللہ نے ان سے جنگ کی اور مشرقی ساحل کو عبور کر کے ان پر حملہ آور ہو گیا مقام خازر میں بہت بڑی لڑائی ہوئی اس کا خادم ''سیما'' انہی معرکوں میں مارا گیا۔ اس کے بعد لوٹ کر موصل آیا۔ پھر خلیفہ مکتفی نے اس کی کمک پر فوجیں بھیجیں۔

ابن حمدان کی محمد بن سلال سے جنگ:...... چنانچہ ۲۹۴ھ میں علم خلافت عباسیہ کے باغیوں کے تعاقب میں دوبارہ روانہ ہو گیا۔ مقام آذربیجان میں جنگ کی نوبت آئی۔ سخت اور خونریز جنگ کے بعد محمد بن سلال اپنے اہل وعیال سمیت میدان جنگ سے بھاگ گیا۔ ابوالہیجاء عبداللہ نے محمد بن سلال اور اس کے ساتھیوں کا خون مباح کر دیا محمد بن سلال نے یہ خبر پا کر امن کی درخواست کی۔ چنانچہ ابوالہیجاء نے اس کو امن دے دیا اور اسے اپنے ساتھ لے کر موصل میں پہنچے پھر سارے حمیدی کردوں نے امن مانگا اور علم حکومت کی اطاعت قبول کر لی۔

ابوالہیجاء ابن حمدان کا استحکام:......اس واقعہ نے مخالفین کے دل ہلا دیئے اور ابوالہیجاء عبداللہ کی حکومت میں استقلال واستحکام کی کیفیت پیدا کردی ان واقعات کے بعد ۲۹۶ھ میں خلیفہ کو معزول کرنے کا واقعہ دربار خلافت میں پیش آیا وزیر السلطنت عباس بن حسن مارا گیا اور خلیفہ مقتدر کو معزول کیا گیا اور عبداللہ بن معتز کی خلافت کی چند دنوں کے لئے بیعت لے لی گئی پھر خلیفہ مقتدر کو دوبارہ خلیفہ بنایا گیا۔ جیسا کہ یہ سب واقعات دولت عباسیہ کے حالات میں بیانؔ کئے گئے۔

حسین بن حمدان کا تعاقب اور شکست:......اس زمانہ میں حسین بن حمدان دیار ربیعہ کا امیر تھا اور ان لوگوں میں سے تھا جو اس فتنہ وفساد کے بانی تھے۔ وزیر کے قاتلوں کے ساتھ اس کے قتل میں شریک تھا ہنگامہ ختم ہونے کے بعد خلیفہ مقتدر نے اس کی گرفتاری پر قاسم بن سیما کو سپہ سالاروں کی ایک جماعت کے ساتھ متعین کیا مگر یہ لوگ حسین کو گرفتار نہ کر سکے۔ تب خلیفہ مقتدر نے ابوالہیجاء عبداللہ گورنر موصل کو اس کی گرفتاری کو لکھا۔ چنانچہ ابوالہیجاء قاسم کے ساتھ حسین کی گرفتاری کے لئے روانہ ہوا تکریت کے قریب حسین سے مڈبھیڑ ہوگئی۔ حسین شکست کھا کر بھاگا اور خلیفہ سے امن کی درخواست کردی۔ خلیفہ نے اس کو امن دیا اور خوشنودی مزاج کی خلعت عطا کر کے قم وقاشان کے صوبوں کی حکومت عنایت کی کچھ عرصے کے بعد دوبارہ اس کو دیار ربیعہ کی حکومت پر بھیج دیا۔

ابوالہیجا اور حسین کی بغاوت:......۲۹۹ھ میں ابوالہیجاء عبداللہ نے موصل میں علم بغاوت بلند کیا جس کا سلسلہ ۳۰۲ھ تک جاری رہا۔ اس وقت حسین بن حمدان دیار ربیعہ میں تھا جیسا کہ ہم اوپر بیان کر چکے ہیں۔ وزیر السلطنت عیسیٰ بن عیسیٰ نے حسین سے خراج کا مطالبہ کیا۔ مگر حسین نے انکار میں جواب دیا اس پر وزیر السلطنت نے حکم صادر کیا کہ اپنے سارے علاقوں کو شاہی عمال کے حوالہ کردو۔ مگر حسین اس سے مطلع ہوکر باغی ہوگیا۔ چنانچہ وزیر السلطنت نے اس کی سرکوبی کے لئے فوجیں روانہ کیں مگر حسین نے ان کو شکست دے دی تب وزیر السلطنت نے موسیٰ عجلی کو لکھ بھیجا۔ کہ علوی فوجوں سے جنگ سے فارغ ہوکر حسین سے جنگ کرو۔

حسین بن حمدان کی گرفتاری:......مونس عجلی اس وقت مصر میں علوی فوجوں سے لڑ رہا تھا چنانچہ مونس ۳۰۳ھ میں حسین سے جنگ کرنے روانہ ہوگیا۔ چنانچہ حسین یہ خبر پا کر اپنے اہل وعیال سمیت آرمینیہ کی جانب بھاگ گیا اور اپنے مقبوضہ علاقوں کو یوں ہی چھوڑ گیا۔ مونس نے اس کے تعاقب میں فوجیں روانہ کیں چنانچہ اس لشکر نے حسین کو جا کر گھیر لیا پھر بہت بڑی لڑائی ہوئی جس میں وہ اور اس کا بیٹا اور اس کے سارے اہل وعیال اور ساتھی گرفتار کر لئے گئے مونس ان لوگوں کو لے کر بغداد واپس آیا چنانچہ خلیفہ مقتدر نے حسین کو جیل میں ڈال دیا۔

عبداللہ اور تمام بنوحمدان کی گرفتاری:......اسی تاریخ میں خلیفہ نے ابوالہیجاء عبداللہ اور تمام بنوحمدان کو گرفتار کر کے جیل بھیج دیا تھا۔ اس کے بعد ۳۰۵ھ میں خلیفہ نے ابوالہیجاء کو رہا کر دیا اور ۳۰۶ھ میں حسین کو بار حیات سے سبکدوش کر دیا۔ ۳۰۷ھ میں ابراہیم بن حمدان کو دیار ربیعہ کی حکومت عنایت کی اور اس کی جگہ داؤد بن حمدان کو مامور مقرر کیا۔

ابوالہیجاء کی دوبارہ گورنری:......پھر ۳۱۴ھ میں خلیفہ معتضد نے ابوالہیجاء عبداللہ بن حمدان کو دوبارہ موصل کا گورنر بنا دیا چنانچہ ابوالہیجاء نے اپنی جانب سے اپنے بیٹے ناصر الدولہ حسن کو موصل کی حکومت پر روانہ کیا اور خود بغداد میں ٹھہرا رہا اس کے بعد ابوالہیجاء کو یہ خبر لگی کہ عرب اور کردوں نے اطراف موصل اور نیز صوبہ خراسان کے گردونواح میں ہنگامہ فساد برپا کیا ہوا ہے اس پر ابوالہیجاء نے اپنے بیٹے ناصر الدولہ کو ان لوگوں کی سرکوبی کو لکھ بھیجا چنانچہ ناصر الدولہ نے عرب پر جزیرہ میں فوج کشی کی اور اچھے طریقے سے ان کی گوشمالی کی پھر اپنی فوج ظفر موج کے ساتھ تکریت کی جانب آیا اور فوجوں کو ازسرنو تیار کر کے شہرزور کی طرف روانہ ہوگیا وہاں جلالیہ کردوں پر متعدد حملے کئے یہاں تک کہ ان سرکشوں نے گردن اطاعت جھکا دی۔

ابوالہیجاء کا قتل:......ان واقعات کے ۳۱۷ھ میں خلیفہ مقتدر اپنے بھائی قاہر کی وجہ سے معزول کیا گیا مگر دوسرے دن دوبارہ خلیفہ بن گیا۔ قاہر کا اس کے محل میں محاصرہ کر لیا گیا۔ قاہر نے ابوالہیجاء کے دامن میں پناہ لی ان دنوں ابوالہیجاء قاہری کے پاس تھا اور ایک طویل مدت تک قاہر کی زندگی کی فکر میں وہیں ٹھہرا رہا لیکن کامیاب نہ ہوا اور عوام الناس قاہر سے بگڑ گئے چنانچہ ابوالہیجاء مخلصانہ قاہر سے لگانے بجھانے والوں کی تلاش میں نکلا۔ ایک

گروہ نے اس کا تعاقب کیا اور مناسب مقام پر پہنچ کے حملہ کر کے مارڈالا یہ واقعہ نصف محرم سنہ مذکور کا ہے۔ خلیفہ مقتدر نے اپنے خادم تحریر حکومت پر مقرر کیا۔

حمدان کے بیٹوں سعید اور ناصر کی گورنری: ...... ۳۲۳ھ میں ابوالعلاء سعید بن حمدان نے موصل، دیار ربیعہ اور اُن تمام علاقوں کی جو ناصر الدولہ کے قبضہ میں تھے گورنری کی درخواست کی چنانچہ خلیفہ راضی نے اس کو حکومت عطا کر دی چنانچہ ابوالعلاء نے سامان سفر درست کر کے موصل کی جانب کوچ کر دیا ناصر الدولہ یہ خبر سن کر اس سے ملنے نکلا۔ مگر ابوالعلاء دوسرے راستے سے ناصر الدولہ کے مکان پر جا کر بیٹھ گیا اور قابض ہو گیا۔

ناصر الدولہ اور خلیفہ کی جنگ: ...... ناصر الدولہ نے یہ سن کر اپنے چند غلاموں کو ابوالعلاء کے قتل کرنے بھیجدیا۔ چنانچہ ان لوگوں نے ابوالعلاء کو قتل کر ڈالا۔ خلیفہ راضی کو اس سے بیحد ناراضی پیدا ہوئی۔ چنانچہ اس نے اپنے وزیر سلطنت ابن مقلہ کو موصل کی طرف روانہ ہونے کا اشارہ کیا لہٰذا وزیر سلطنت نے سامان جنگ اور سفر درست کر کے موصل کا راستہ لیا ناصر الدولہ نے اس کی اطلاع پا کر موصل چھوڑ دیا وزیر سلطنت ناصر الدولہ کا کوہ سن تک تعاقب کرتا چلا گیا مگر کامیاب نہ ہوسکا اور واپس آ گیا اور موصل میں قیام کر دیا۔

ابن حمدان کی چالاکی: ...... ابن حمدان کے بعض حامیوں نے وزیر سلطنت کے بیٹے کو دس ہزار دینار دے کر ملالیا۔ اس نے ان لوگوں کے کہنے سے اپنے باپ کو ایسے چند امور لکھ بھیجے کہ جس سے وزیر سلطنت گھبرا گیا اور موصل پر ارا کین دولت میں سے جس پر اس کو بھروسہ واطمینان تھا اس کو مقرر کر کے نصف شوال سنہ مذکور میں بغداد کی جانب لوٹ آیا۔ چنانچہ جیسے ہی وزیر اسلطنت نے بغداد کا رخ کیا ناصر الدولہ موصل میں پھر واپس آ گیا اور اس پر قابض ہو گیا پر قبضہ کے بعد خلیفہ راضی کی خدمت میں معافی کی درخواست بھیجی اور خراج دینے کی ضمانت دی چنانچہ خلیفہ نے اس کی درخواست منظور کر لی اور وہ اپنے مقبوضہ ملک میں بدستور حکمران بنا رہا۔

ناصر کے خلاف خلیفہ کی فوج کشی: ...... ۳۲۲ھ میں ناصر الدولہ نے دارخلافت بغداد میں خراج بھیجنے میں تاخیر کی تو خلیفہ راضی اس سے ناراضگی ہو گیا۔ چنانچہ فوجیں تیار کر کے تحکم ❶ جو اس کی سلطنت کا منصرم تھا موصل کی جانب روانہ ہوا آگے بڑھ کر خود موصل کی جانب چلا اور تحکم کو تکریت کی طرف بڑھنے کا اشارہ کیا۔ ناصر الدولہ یہ خبر سن کر مقابلہ پر آیا لیکن پہلے ہی حملہ میں شکست کھا کر اپنے ساتھیوں سمیت نصیبین کی طرف بھاگ گیا۔ تحکم نے اس کا تعاقب کیا اور اس کو گرفتار کر لیا۔

ناصر کی گرفتاری اور ابن رائق کا بغداد پر قبضہ: ...... اس کی گرفتاری کے بعد تحکم نے خلیفہ راضی کی خدمت میں خوشخبری اور فتح کا خط روانہ کیا ۔خلیفہ راضی کشتی پر سوار ہو کر موصل کی جانب چل دیا ابن رائق جو کہ ابن بریدی کے زمانے سے بغداد میں روپوش تھا اس زمانہ غیر موجودگی کو غنیمت تصور کر کے روپوشی سے نکل آیا اور بغداد پر قابض ہو گیا۔ جاسوسوں نے راضی تک یہ خبر پہنچادی چنانچہ راضی موصل جانے کے بجائے دریا سے خشکی پر اتر گیا اور بغداد کی جانب روانہ ہو گیا تحکم کو نصیبین سے بلوالیا ناصر الدولہ کو ابن رائق کے حالت سے آگاہی ہو گئی تھی۔ اس بناء پر دیار ربیعہ کی حکومت کی دوبارہ درخواست کی اور پانچ لاکھ درہم نقد ادا کرنے کا وعدہ کیا چنانچہ خلیفہ نے فوراً یہ درخواست منظور کر لی اور تحکم کے ساتھ بغداد کی جانب کوچ کیا۔

ابن رائق اور خلیفہ کی صلح: ...... بغداد کے قریب ابوجعفر محمد بن یحییٰ بن شیرزیں، ابن رائق کی طرف سے پیغام صلح لے کر حاضر ہوا کہ مجھے دیار مضر یعنی حران، الرہا، رقہ، اور ان کے علاوہ قنسرین ❷ اور سرحد کی حکومت عطا کر دی جائے میں بغداد سے علیحدہ ہو جاؤں گا چنانچہ خلیفہ نے مصلحتاً یہ درخواست منظور کر لی چنانچہ ابن رائق بغداد کو چھوڑ کر اپنے صوبہ کی جانب چلا گیا اور خلیفہ راضی و تحکم بغداد میں داخل ہو گئے۔ اور ناصر الدولہ بن حمدان موصل کی طرف لوٹ گیا۔

---

❶ ...... ''تحکم'' ابن اثیر نے جلد ۵ صفحہ ۲۰۴ پر ''بجکم'' لکھا ہے جو صحیح معلوم ہوتا ہے۔ ❷ ...... حلب کے جنوب میں قنسرین واقع ہے، اس کو رومان نے بنایا تھا۔ اس کے آثار اس کی عظمت کی اب تک گواہی دیتے ہیں (اس کے قریب ایک چھوٹی سی بستی ہے جسے ''عیس'' کہتے ہیں) (معجم البلدان)

ابن رائق کا دمشق پر قبضہ:۔۔۔۔۔ابن رائق نے دیار مضر اور سرحد پر پہنچ کر ملک شام کا رخ کیا اور دمشق کو اخشید کے قبضہ سے چھین کر رملہ کی طرف بڑھا اور اس پر بھی قابض ہو گیا۔ اس کے بعد اخشید اور ابن رائق کی عریش مصر پر معرکہ آرائی ہوئی اخشید نے اس معرکہ میں اس کو شکست دے دی چنانچہ ابن رائق لوٹ کر دمشق آ گیا پھر دونوں میں اس بات پر مصالحت ہو گئی کہ شام اور مصر کی سرحد رملہ مقرر کیا جائے یہ واقعہ ۳۲۸ھ کا ہے۔

خلیفہ راضی اور تحکم کی وفات:۔۔۔۔۔پھر ۳۲۹ھ میں خلیفہ راضی کا انتقال ہو گیا اور خلیفہ متقی نے تخت خلافت پر قدم رکھا تحکم مارا گیا اور بریدی بغداد میں داخل ہوا اتراک تحکمیہ نے بغداد سے نکلکر موصل کا راستہ لیا۔ انہیں بھگوڑوں میں توزون اور بجح بھی تھے پھر یہ لوگ ابو بکر محمد بن رائق کے پاس چلے گئے اور اس کو عراق کی ترغیب دی ان لوگوں کے بعد خلافت و امارت پر دیمی ترک حاوی ہو گئے اور ابوالحسن بریدی۔ واسط سے بغداد چلا گیا او رچوبیس دن تک بغداد میں امیر الامرا کی حیثیت سے قیام پذیر رہا۔

بغداد میں رسوکشی:۔۔۔۔۔اس کے بعد لشکریوں نے اس پر یورش کی اور اس کے خلاف شور وشر کا سر اٹھایا مجبوراً واسط لوٹ آیا پھر کورتکین غالب و متصرف ہو گیا پھر خلیفہ متقی کا ساتھ چھوڑ کر ابن رائق کو طلبی کا خط لکھا چنانچہ ابن رائق دمشق سے ماہ رمضان ۳۲۹ھ میں بغداد کی جانب روانہ ہو گیا اور اپنی جگہ دمشق پر ابوالحسن احمد بن علی بن حمدان کو بطور نائب کے مامور کر دیا اس شرط پر کہ ایک لاکھ دینار اس کو بغداد پہنچنے پر ادا کرے۔

ابوالحسن کا بغداد پر قبضہ:۔۔۔۔۔یہ وہ زمانہ تھا کہ کورتکین اور دیلمیہ امور سیاست پر حاوی ہو رہے تھے ابن رائق نے پہنچتے ہی کورتکین کو گرفتار کر کے قصر خلافت میں قید کر دیا کچھ عرصے کے بعد لشکریوں نے اسپر دے کر بغداد روانہ کیا چنانچہ ابوالحسن اور اس کی فوج نے بغداد پر قبضہ کر لیا۔ خلیفہ متقی اور اس کا بیٹا ابوالمنصور بھاگ گئے ابن رائق بھی ان دنوں سے جالا پھر ان سب نے متفق ہو کر موصل کا راستہ لیا۔

ابن حمدان خلیفہ کی کمک پر:۔۔۔۔۔موصل جانے سے پہلے خلیفہ متقی نے ابن حمدان سے بریدیوں کے مقابلہ پر امداد طلب کی تھی چنانچہ ابن حمدان نے اپنے بھائی علی بن عبداللہ بن حمدان کو ایک بڑی فوج کے ساتھ خلیفہ متقی کی کمک پر روانہ کیا مقام تکریت میں جبکہ خلیفہ متقی اور ابن رائق بغداد سے شکست کھا کر بھاگے آ رہے تھے سامنا ہو گیا۔ سیف الدولہ نے خلیفہ متقی کی بیحد خدمت کی اور اس کے ساتھ ساتھ موصل کی طرف آیا دجلہ کے مشرقی ساحل پر دونوں مقیم ہو گئے ابن رائق اور امیر ابو منصور بھی ملنے کے لئے دجلہ عبور کر کے آئے سیف الدولہ نے شاہزادہ کو دیکھ کر اشرفیاں بطور صدقہ لٹائیں ادھر اُدھر کی باتیں کر کے شاہزادہ ابو منصور واپسی کے ارادے سے گھوڑے پر سوار ہو گیا۔

ابن رائق کا قتل:۔۔۔۔۔ابن رائق نے بھی سوار ہو کر روانہ ہونے کا ارادہ کیا مگر اسے ابن حمدان نے گفتگو کرنے کی غرض سے روکا لیکن ابن رائق نے معذرت کی جو ابن حمدان کو شبہ ہوا اس نے اپنے غلاموں کو اشارہ کر دیا تو انھوں نے لپک کر اسکا سر اتار لیا اس کے بعد ابن حمدان نے خلیفہ متقی کو اس واقعہ کی اطلاع دی خلیفہ متقی نے اس کو طلب کر کے خلعت عنایت کی اور ناصر الدولہ کا خطاب عطا فرمایا، امیر الامراء کے عہدہ سے ممتاز کیا اور اس کے بھائی ابوالحسن کو بھی سیف الدولہ کے لقب سے مخاطب کیا۔ ابن رائق کے قتل کا واقعہ ماہ رجب ۳۳۰ھ میں واقع ہوا تھا اور ناصر الدولہ کو گورنری اور حکومت شعبان میں عطا ہوئی تھی۔

مصر پر اخشید کا قبضہ:۔۔۔۔۔ابن رائق کے مارے جانے کے بعد اخشید نے مصر سے دمشق کی جانب حرکت کی، پہنچتے ہی ابن رائق کے گورنر سے اس کو چھین لیا اور ناصر الدولہ نے خلیفہ متقی کے ساتھ بغداد کی جانب کوچ کر دیا۔

بغداد پر قبضے کی تیاری:۔۔۔۔۔جس وقت ابن رائق کو قتل کر دیا گیا، ابوالحسن بریدی اس وقت بغداد میں حکومت کر رہا تھا مگر کیا خواص اور کیا عوام سب کے دلوں میں اس کی طرف سے ناراضگی اور کشیدگی کا مادہ پیدا ہو رہا تھا بھاگ کر خلیفہ متقی کے پاس پہنچا اور توزون اور اس کے ساتھیوں کو موصل میں جمع کر کے خلیفہ متقی اور ناصر الدولہ کو بغداد پر قبضہ کر لینے کی ترغیب دی، سب کے سب اس کی امداد اور کمک پر آمادہ و تیار ہو گئے۔ دیار مضر یعنی الرہا، حران اور رقعہ کے خراج اور مالی محکمہ پر ابوالحسن علی بن خلف بن کو مقرر کیا۔ ابن رائق کی طرف سے ان علاقوں پر ابوالحسن علی احمد بن مقاتل مامور مقرر تھا۔ ابن

طیاب اور ابن مقاتل کی لڑائی ہوئی چنانچہ ابن مقاتل کو اس معرکہ میں شکست ہوگئی اسی دوران وہ مارڈالا گیا۔

بغداد میں خلیفہ اور بنوحمدان کی آمد:......پھر جب خلیفہ متقی اور ناصر الدولہ کا قافلہ دارالخلافت بغداد کے قریب پہنچا تو ابوالحسن بریدی ایک سودس دن کے بعد بغداد چھوڑ کر واسط کی جانب بھاگ گیا اور خلیفہ متقی اپنے اعوان وانصار کے ساتھ دارالخلافت بغداد میں داخل ہوگیا بنوحمدان بھی اس کے قافلے میں تھے۔توزون کو بغداد کے دونوں جانب کی افسری پولیس کا عہدہ عنایت ہوا یہ واقعہ سنہ مذکور کے ماہ شوال کا ہے اس کے بعد بنوحمدان نے ابوالحسن بریدی کے ارادے سے واسط کی جانب کوچ کیا۔

سیف الدولہ کی بریدی کے خلاف روانگی:......ناصر الدولہ نے مدائن میں پڑاؤ کیا اور اپنے بھائی سیف الدولہ کو بریدی سے جنگ کرنے کے لئے بھیجا۔ بریدی بھی یہ خبرسن کر واسط سے ان لوگوں سے جنگ کرنے کے لئے روانہ ہو چکا تھا نشیبی مدائن میں دونوں حریف کا مقابلہ ہوا شاہی لشکر کے ہمراہ توزون بجح اور نامی نامی ترک تھے پہلے تو ان کو ہزیمت ہوئی اور یہ لوگ بھاگ کھڑے ہوئے ناصر الدولہ نے اس بات کا احساس کر کے مدائن سے ان کی کمک کو اپنے دستے کی فوج بھیجی۔اس تازہ دم فوج کے آجانے سے منہزم گروہ کے پاؤں رُک گئے اور انہوں نے مجموعی قوت سے بریدی کے لشکر پر حملہ کر دیا۔

بریدی کی شکست اور فرار:......بریدی کا لشکر اس ناقابل برداشت حملہ سے گھبرا کر بھاگ کھڑا ہوا اور بریدی اپنے چند سرداروں کے ساتھ واسط کی طرف بھاگ گیا ناصر الدولہ نصف ماہ ذی الحجہ سنہ مذکور میں بغداد کی جانب لوٹ گیا اس کے ساتھ بریدی کے ہمراہیوں کا ایک گروپ گرفتار ہو کر آیا ہوا تھا سیف الدولہ میدان کارزار میں قیام پذیر رہا۔ پھر جب زخم اس کے مندمل ہوگئے اور تھکن اتر گئی۔تب اس نے اپنی فوج کو ازسرنو مرتب و مسلح کر کے واسط کی جانب کوچ کر دیا اور بریدی واسط چھوڑ کر بصرہ چلا گیا۔

سیف الدولہ کا واسط پر قبضہ:......سیف الدولہ نے واسط پر قبضہ کر لیا اور پھر شہر کے انتظام سے فارغ ہو کر بریدی کے تعاقب میں بصرہ کی جانب روانہ ہوا اور اپنے بھائی ناصر الدولہ سے مالی مدد طلب کی مگر ناصر الدولہ نے کسی مصلحت کے لحاظ سے مدد نہ دی بظاہر وجہ یہ معلوم ہوتی ہے کہ اس کی اور ترکوں کی بالعموم، توزون اور بجح سے بالخصوص ناچاقی تھی۔

سیف الدولہ اور ترکوں کی ناچاقی:......کچھ عرصے کے بعد ابوعبداللہ کوفی بہت سا مال لے کر ناصر الدولہ کی جانب سے ترکوں میں تقسیم کرنے کی غرض سے سیف الدولہ کے کیمپ میں آیا توزون اور بجح نے روک ٹوک کی اور اس سے ترشروی سے پیش آنے کا ارادہ کیا مگر سیف الدولہ نے حکمت عملی ان دونوں کی نظروں سے ابوعبداللہ کو غائب کر دیا اور پوری حفاظت سے اس کو اپنے بھائی کے پاس واپس کر دیا۔اس کے بعد آخری ماہ شعبان میں ترکوں نے سیف الدولہ کے خلاف سرکشی کی۔ چنانچہ سیف الدولہ اپنی لشکر گاہ سے نکلکر بغداد چلا گیا ترکوں نے لشکر گاہ کے بازار کو لوٹ لیا اور اس کے ساتھیوں کے ایک گروپ کو مارڈالا۔

ناصر الدولہ، ترک اور دیلم:......ابوعبداللہ کوفی نے ناصر الدولہ کے پاس پہنچ کر اس کے بھائی سیف الدولہ کے حالات سے مطلع کیا ناصر الدولہ نے ترکوں کی خودسری سے مطلع ہو کر موصل کی جانب روانہ ہونے کا ارادہ کیا خلیفہ متقی یہ سن کر سوار ہو کر اس کے پاس سے لوٹ کر قصر خلافت میں آ گیا ناصر الدولہ اپنی امارت کے تیرہ مہینے بعد موصل کی جانب روانہ ہوگیا۔اس سے دیلمیوں اور ترکوں کو موقع مل گیا وہ یورش کر کے اس کے مکان پر چڑھ آئے اور لوٹ لیا۔

سیف الدولہ کے روانہ ہونے کے بعد ترک اپنے کیمپ میں واپس آ گئے اور توزون کو اپنی امارت دی اور لشکر کی سرداری کا علم بجح کو دیا۔

بجح کی آنکھیں پھوڑنا:......نصف ماہ رمضان میں سیف الدولہ اپنے بھائی ناصر الدولہ کی روانگی کے بعد دارالسلطنت بغداد میں داخل ہوا۔ پھر اس کو توزون کی امارت کی خبر ملی۔اس کے بعد ترکوں میں نفاق پیدا ہوگیا اور توزون نے بجح کو گرفتار کر کے نیل کی سلائیاں اس کی آنکھوں میں پھروادیں

سیف الدولہ بغداد سے روانہ ہوکر اپنے بھائی کے پاس موصل چلا گیا۔

عدل حکمی کے حالات: ......عدل تحکم کا خاص خادم تھا مگر پھر ابن رائق کے ساتھیوں میں داخل ہوکر اس کے ساتھ ساتھ موصل چلا گیا تھا اور جب ابن رائق مارا گیا تو ناصر الدولہ کے حاشیہ نشینوں میں شامل ہوگیا۔ ناصر الدولہ نے اس کو علی بن خلف بن طیاب کے ہمراہ دیار مضر روانہ کر دیا۔ چنانچہ علی بن خلف نے دیار مضر پر قبضہ کرلیا اور ابن رائق نے نائب کو جو کہ دیار مضر پر مقرر تھا قتل کر ڈالا۔ رحبہ متعلقات دیار مضر میں ابن رائق کی طرف سے ایک ''مسافر بن حسین'' نامی شخص مامور تھا اس نے رحبہ پر قبضہ کرلیا اور خودسری کے ساتھ خراج وصول کر کے بیٹھ گیا۔ علی بن خلف نے اس کی سرکوبی کے لئے ''عدل حکمی'' کو متعین کیا۔ چنانچہ عدل حکمی نے اپنے مدبرانہ چالوں سے ان علاقوں پر قبضہ حاصل کرلیا۔ مسافر بھاگ گیا اتراک تحکمیہ یہ خبر سن کر عدل کے پاس آ آ کر جمع ہوگئے۔ ان لوگوں کے مجتمع ہوجانے سے عدل کی قوت بڑھ گئی اور طریق فرات اور بعض حصہ خابور پر قابض ہوگیا۔

مسافر بن حسین اور عدل حکمی: ......اس دوران مسافر نے اپنی کچھ حالت درست کرلی اور بنی نمیر سے امداد حاصل کر کے قرقیسیا کی جانب چلا گیا اور اس پر قبضہ کرلیا۔ لیکن تھوڑے ہی دنوں بعد عدل نے پھر اس کے قبضہ سے اس کو نکال لیا۔ اس کے بعد عدل نے بقیہ حصہ قابور پر قبضہ کر لینے کا ارادہ کیا چنانچہ اس کے خاندان والوں نے بنی نمیر سے امداد کی درخواست کی عدل نے چند دن ان کی امداد سے اعراض کیا۔ یہاں تک کہ ہنگامہ فساد ختم ہوگیا۔

سمصاب پر عدل کا قبضہ: ......پھر عدل نے ایک دن سمصاب پر جو کہ خابور کا بہت بڑا مشہور مقام تھا۔ شب خون کے ارادے سے کوچ کیا اہل سمصاب مقابلہ پر آئے، عدل کے ساتھیوں نے سرنگ کے ذریعہ سے شہر پناہ کی دیوار میں بہت بڑا سوراخ کر دیا جس سے عدل اپنے ساتھیوں سمیت شہر میں داخل ہوگیا اور اس پر قبضہ کرلیا اس کے بعد دوسرے مقامات پر بھی قابض ہوگیا چھ مہینے تک خابور میں رکا ہوا خراج وصول کرتا رہا۔ مالی اور فوجی قوت بڑھ گئی۔ حوصلے بھی بلند ہوگئے۔

عدل کی بنوحمدان سے محاذ آرائی: ......اس لئے اس نے حمدان کے مقبوضہ علاقوں پر قبضہ کرنے کا شوق چرایا۔ چونکہ ان دنوں سیف الدولہ موصل اور بلاد جزیرہ میں موجود نہ تھا اس لئے ''عدل'' نے پہلے نصیبین کے ارادے سے کوچ کیا۔ رحبہ اور حران کی طرف پانس مونسی کی موجودگی کی وجہ سے نہ گیا۔ کیونکہ وہ اپنی فوج اور بنی نمیر کے ایک گروہ کے ساتھ وہاں مقیم تھا۔ چنانچہ عدل پہلے ''راس عین'' کی جانب گیا پھر ''راس عین'' سے نصیبین کی طرف روانہ ہوا رفتہ رفتہ عدل کی سرکشی کے حالات ابوعبداللہ حسین بن سعید بن حمدان تک پہنچی فوجیں تیار کر کے عدل کی طرف بڑھا۔

عدل کا خوفناک انجام: ......چنانچہ دونوں کا ایک کھلے میدان میں مقابلہ ہوا۔ عدل کے اکثر ساتھیوں نے ابن حمدان سے امن حاصل کرلیا اور اس کی لشکر گاہ میں چلے آئے۔ عدل کے ساتھ گنتی کے چند افراد باقی رہ گئے۔ چنانچہ ابن حمدان نے عدل کو اس کے بیٹے سمیت گرفتار کرلیا اور اس کی آنکھوں میں نیل کی سلائیاں پھروادیں اور دونوں کو آخری ماہ شعبان ۳۳۱ھ ❶ میں بغداد روانہ کر دیا۔

توزون کا بغداد پر قبضہ: ......جس وقت ناصر الدولہ اور سیف الدولہ خلیفہ متقی کی خدمت سے رخصت ہوکر بغداد سے واپس ہوئے۔ توزون واسط سے بغداد پہنچ گیا۔ اور حکومت وسلطنت پر قبضہ کرلیا پھر بغداد سے واسط کی جانب لوٹ گیا اور بصرہ پہنچا جہاں اس کے اور ابن بریدی کے درمیان رشتہ اتحاد اور مصاہرت قائم ہوا اس سے خلیفہ متقی کے خیالات میں تبدیلی ہوگئی۔

خلیفہ کی توزون سے ناراضگی: ......توزون کے بعض ساتھیوں کو موقع مل گیا چنانچہ انہوں نے خلیفہ متقی اور وزیر السلطنت کے کان بھرنے شروع کر دیئے اور ان دونوں کو ابن بریدی اور توزون کے مل جانے سے ڈرایا۔ اتفاق سے انہی دنوں ابن شیرزاد ❷ بھی توزون کے پاس آ گیا تھا۔ اور توزون نے اسے واسط کی جانب روانہ کر دیا تھا۔ کان بجھانے والوں نے خلیفہ کو یہ سب واقعات کو بیان کئے اور ابن بریدی نے جو کچھ خلیفہ کے ساتھ گذشتہ دنوں میں کیا تھا وہ سب یاد دلایا۔ چنانچہ خلیفہ نے ابن حمدان کو ایک لشکر بھیجنے کا لکھ بھیجا تا کہ اس کے ہمراہ موصل کی جانب روانہ ہو۔

---

❶ ......ناسخ کی غلطی ہے۔ ناظرین بجائے ۲۳۱ھ کے ۳۳۱ھ پڑھیں۔ دیکھو تاریخ ابن اثیر (جلد ۸ صفحہ ۵۳) مطبوعہ مصر۔ ❷ ......بعض نسخوں میں شیرزاد لکھا ہے

توزون کے خلاف خلیفہ اور بنو حمدان کی پیش قدمی:……چنانچہ ابن حمدان نے اپنے ابن عم حسین بن سعید بن حمدان کے ہمراہ ایک فوج روانہ کی ۳۳۲ھ میں یہ فوج بغداد پہنچی۔ خلیفہ متقی اپنے اہل وعیال اور اعیان دولت کے ساتھ جس میں وزیر السلطنت ابن مقلہ بھی تھا۔ اس فوج کے ہمراہ موصل کی جانب روانہ ہو گیا کوچ وقیام کرتا ہوا تکریت تک پہنچا اس مقام پر سیف الدولہ خلیفہ متقی سے ملنے آیا اس کے بعد ناصر الدولہ بھی پہنچ گیا انہی دونوں امیروں کے ساتھ ساتھ متقی نے موصل کی جانب کوچ کیا۔ پھر جب یہ خبر توزون کو ملی تو وہ بھی تکریت کی طرف روانہ ہو گیا اور تکریت کے قریب سیف الدولہ نے اس سے جنگ کی۔ تین دن تک لڑائی جاری اور قائم رہی۔

توزون کی فتح:……آخر کار توزون نے اس کو شکست دے کر اس کے اور اس کے بھائی کے کیمپ کو لوٹ لیا۔ سیف الدولہ شکست کھا کر موصل کی جانب بھاگ گیا اور توزون اس کے تعاقب میں تھا ناصر الدولہ اور خلیفہ متقی نے اپنے دستے کی فوج کے ساتھ نصیبین کی طرف کوچ کیا پھر نصیبین سے رقہ کی طرف گیا۔ سیف الدولہ اسی مقام پر ان لوگوں سے آملا اور توزون نے موصل پر قبضہ کر لیا۔

خلیفہ کا توزون کے نام خط:……اس کے بعد خلیفہ متقی نے ایک عتاب آموز خط توزون کے پاس بھیجا جس میں اس نے توزون پر ابن بریدی سے ملنے کی وجہ سے ناراضگی ظاہر کی تھی اور یہ تحریر کیا تھا کہ اگر اب بھی تم اس کی تلافی کر دو گے تو ما بدولت واقبال تم سے راضی ہو جائیں گے اور سیف الدولہ و ناصر الدولہ سے صلح بھی کر دی جائے گی۔ توزون نے ان باتوں کو منظور کر لیا۔ چنانچہ صلح نامہ لکھا گیا ناصر الدولہ نے تین برس تک چھ لاکھ تیس ہزار سالانہ ادا کرنے کے لئے اپنے مقبوضہ علاقوں کی ضمانت دی۔ صلح نامہ لکھے جانے کے بعد توزون بغداد کی طرف لوٹ گیا اور خلیفہ متقی رقہ میں مقیم رہا۔

خلیفہ کی بنو حمدان سے ناراضگی:……کچھ عرصے بعد ادھر خلیفہ متقی کو ابن حمدان کی بیوفائی اور کج ادائی کا احساس ہو گیا ادھر سیف الدولہ کو یہ خبر ملی کہ محمد بن نیال ترجمان نے خلیفہ متقی کو سیف الدولہ کی جانب سے بدظن کر دیا ہے اور یہ وہی شخص تھا جس نے توزون اور خلیفہ متقی میں ناچاقی پیدا کرادی تھی۔ سیف الدولہ نے موقع پا کر محمد بن نیال کو گرفتار کر کے قتل کر ڈالا۔ خلیفہ متقی کو اس سے شک اور بدظنی پیدا ہو گئی۔ اس نے توزون کو مصالحت کے لئے لکھا اور اخشید محمد بن طغج والی مصر کو طلبی کا فرمان روانہ کیا۔

اخشید کی بغداد آمد:……چنانچہ اخشید مصر سے خلیفہ متقی کی خدمت میں حاضر ہونے کے لئے روانہ ہوا اور رفتہ رفتہ حلب پہنچا حلب میں سیف الدولہ کی طرف سے اس کا چچازاد ابوعبداللہ سعید بن حمدان حکومت کر رہا تھا۔ ابوعبداللہ اخشید کی آمد کی خبر پا کر ابن مقاتل کو جو کہ دمشق میں ابن رائق کے ساتھ تھا اپنا نائب مقرر کر کے کوچ کر گیا۔ جس وقت ابوعبداللہ اخشید حلب کے قریب پہنچا ابن مقاتل اس سے ملنے آیا۔ اخشید نے اس کی بیحد عزت کی بڑی آؤ بھگت سے پیش آیا اور محکمہ خراج مصر پر اس کو مقرر کیا۔ پھر حلب سے خلیفہ متقی کی خدمت میں حاضر ہونے کے لئے رقہ کی جانب روانہ ہو گیا نصف محرم ۳۳۳ھ میں خلیفہ کی شرف حضوری حاصل کی۔

خلیفہ سے اخشید اور وزیر کی بے وفائی:……خلیفہ متقی نے اس کی بیحد عزت افزائی کی اس نے آداب شاہی میں ضرورت سے زیادہ مبالغہ کیا تحائف ہدایا پیش کئے وزیر السلطنت اور اراکین دولت کو بھی دیئے اور یہ درخواست کی کہ خلیفہ میرے ہمراہ مصر یا شام میں چلکر قیام فرمائیں۔ مگر خلیفہ متقی نے انکار میں جواب دے دیا اور اس کو یہ ہدایت کی کہ تم کبھی بھول کر بغداد کا رخ نہ کرنا اور توزون کی طرف مائل نہونا مگر اخشید نے کچھ وجہ نہ کی پھر خلیفہ متقی نے وزیر السلطنت ابن مقلہ کو توزون کے رعب وداب سے ڈرایا اور یہ حکم دیا کہ اخشید کے ساتھ مصر جا کر اس کو اس کے تمام علاقوں کی حکومت عطا کرو وزیر السلطنت نے بھی اس حکم کی تعمیل نہ کی اس دوران توزون کے قاصد پیغام لے کے دربار خلافت میں حاضر ہوئے اور انہوں نے یہ ظاہر کیا کہ توزون نے خلیفہ اور وزیر السلطنت کے لئے حلف اٹھایا ہے۔ خلیفہ متقی یہ سن کر فرط مسرت سے اچھل پڑا اور سامان سفر درست کر کے آخری محرم سنہ مذکور میں بغداد کی جانب کوچ کر دیا اور اخشید مصر کی طرف لوٹ گیا۔

توزون کے ہاتھوں خلیفہ متقی کا انجام:……جس وقت خلیفہ متقی مقام ہیت میں پہنچا توزون نے حاضر ہو کر زمین بوسی کی۔ اس سے خلیفہ متقی کو یقین ہو گیا کہ توزون نے اپنے حلف کو پورا کیا اور غاشیہ اطاعت اپنے دوش پر رکھ لیا ہے۔ مگر توزون نے خلیفہ اور وزیر السلطنت کی نگرانی پر چند لوگوں کو

مقرر کر دیا اس کے علاوہ خلیفہ کی آنکھوں میں نیل کی سلائیاں پھروا دیں اور بغداد کی طرف لوٹ آیا اور خلیفہ مستکفی کی خلافت کی بیعت کی۔

رقہ والوں کی بغاوت:......رقہ سے خلیفہ متقی کے روانہ ہونے کے بعد ناصر الدولہ نے اپنے ابن عم ابوعبداللہ بن سعید بن حمدان کو رقہ، طریق فرات، دیار مضر، قنسرین، جند، عواصم اور حمص پر مامور کیا جس وقت ابوعبداللہ بن سعید رقہ کے قریب پہنچا اہل رقہ کو حکومت خود سری کی طمع ہوئی۔ لہٰذا وہ جنگ پر تیار ہو گئے۔ ابوعبداللہ کامیابی کے ساتھ ان لوگوں کو زیر کر کے حلب کی جانب لوٹ گیا اور اس سے پہلے ان علاقوں پر اس کی طرف سے محمد بن علی مقاتل مقرر تھا۔

سیف الدولہ کا حلب پر قبضہ:......رقہ سے خلیفہ متقی کی روانگی اور شام کی جانب اخشید کی واپسی پر یانس مونسی اکیلا حلب میں باقی رہ گیا۔ سیف الدولہ کو ہاتھ بڑھانے کا موقع مل گیا فوراً فوجیں مرتب کر کے حلب کی طرف بڑھا اور یانس مونسی کے قبضہ سے اسکو چھین لیا۔ بعد ازاں حمص کی جانب قدم بڑھایا کافور (اخشید کے مولیٰ) سے مڈبھیڑ ہوئی سیف الدولہ نے اس کو شکست دی، کافور نے دمشق کی جانب کوچ کیا مگر اہل دمشق نے اس کو دمشق میں داخل نہ ہونے دیا۔ اتنے میں مصر سے اخشید ''شام'' آ گیا۔ اس وقت اس کی فوجی اور مالی حالت درست ہو گئی تھی سیف الدولہ کا پتہ لگا کر اس کے تعاقب میں روانہ ہو گیا اور مقام قنسرین میں فریقین نے صف آرائی کی مگر اتفاق کچھ ایسا پیش آیا کہ خود بخود لڑائی ❶ سے رک گئے، سیف الدولہ جزیرہ کی جانب اور اخشید دمشق کی طرف لوٹ گئے۔ اس کے بعد سیف الدولہ نے حلب کی جانب کوچ کیا۔ چنانچہ رومیوں کی فوجیں یہ خبر سن کر حلب کے سرحد پر آ گئیں۔ پھر سیف الدولہ سینہ سپر ہو کر مقابلہ پر آیا اور انتہائی مردانگی سے لڑ کر ان کو مار بھگایا۔

ناصر الدولہ اور توزون کا اختلاف:......ان واقعات کے بعد ناصر الدولہ بن حمدان کو ان حالات کی خبر ملی کہ توزون نے خلیفہ متقی کی آنکھوں میں نیل کی سلائیاں پھروا دی ❷ ہیں اور خلیفہ مستکفی کے ہاتھ پر خلافت و امارت کی بیعت کر لی ہے۔ تو ناصر الدولہ نے خراج بھیجنا بند کر دیا۔ توزون کے خدام یہ خبر پا کر ناصر الدولہ کے پاس آ گئے ناصر الدولہ نے ان لوگوں کو اپنی خدمت میں رکھ لیا اسی واقعہ نے گویا ان شرائط کا جو دربار خلافت بغداد ناصر الدولہ کے درمیان طے پائی تھیں خاتمہ کر دیا۔ توزون اور خلیفہ مستکفی فوجیں تیار کر کے موصل کے لئے روانہ ہوئے ناصر الدولہ کی ان دونوں سے خط و کتابت شروع ہوئی۔ آخر کار ۳۳۳ھ کے آخر میں شرائط صلح طے ہو گئیں اور صلح نامہ مکمل اور مرتب ہو گیا خلیفہ مستکفی اور توزون بغداد کی جانب لوٹ گئے۔

توزون کی وفات اور ابن شیرزاد:......اس واپسی کے بعد ہی توزون کا انتقال ہو گیا اس کے بعد امور سلطنت کا انتظام ابن شیرزاد کرنے لگا اس نے واسط کا گورنر ایک سپہ سالار کو متعین کیا اور تکریت کی حکومت پر ایک دوسرے سپہ سالار کو بھیجا جو سپہ سالار واسط کا گورنر بن کر گیا تھا اس نے معز الدولہ بن بویہ کو دربار خلافت کے حالات لکھ بھیجے اور بغداد پر قبضہ کرنے کی ترغیب دی۔ چنانچہ معز الدولہ بغداد آیا اور حکومت و خلافت پر قابض ہو گیا۔ اسی نے خلیفہ مستکفی کو تخت خلافت سے اتارا تھا اور مطیع کی خلافت کی بیعت لی تھی۔ اور سپہ سالار جو تکریت کا حکمران بن کر گیا تھا۔ ناصر الدولہ کے پاس موصل چلا گیا اور اس کے رفقاء میں شامل ہو گیا ناصر الدولہ نے اس کو اپنی جانب سے تکریت کی حکومت عطا کر دی۔

ابن حمدان اور ابن بویہ:......جس وقت ''معز الدولہ بن بویہ'' نے دار الخلافت بغداد پر قابض ہو کر خلیفہ مستکفی کو معزول کیا ناصر الدولہ بن حمدان کو اس سے سخت ناراضگی پیدا ہوئی اور وہ فوجیں آراستہ کر کے موصل سے عراق کی جانب روانہ ہو گیا۔ اور معز الدولہ نے یہ خبر پا کر اپنے سپہ سالاروں کو ناصر الدولہ کے مقابلہ پر روانہ کر دیا دونوں فوجوں کا ''مقام عکبرا'' میں مقابلہ ہوا۔ سخت اور خونریز جنگ ہوئی۔ معز الدولہ خلیفہ مطیع کے ساتھ عکبرا کی طرف روانہ ہوا۔

ابن شیرزاد اور ناصر الدولہ:......اس وقت ابن شیرزاد بغداد میں تھا اور وہیں انتظام کی غرض سے مقیم رہا۔ پھر وہ ان لوگوں کی روانگی کے بعد

---

❶......ایسا ہی تمام کتابوں میں لکھا ہے۔ مگر ''النجوم الزاھرۃ'' میں یوں مذکور ہے کہ اس نے جنگ کی اور اسے شکست دے کر حلب چھین لیا۔ پھر اسے خلیفہ مستکفی کا تختہ الٹنے اور ''مطیع اللہ'' کے خلیفہ بننے کی اطلاع ملی، پھر اخشید دمشق واپس چلا گیا۔ ❷......مؤرخین کا اتفاق ہے کہ ''بویہی'' دور میں ہی خلافت عباسیہ محض نام کی خلافت رہ گئی تھی ان کا اپنا رعب اور دبدبہ ختم ہو کر وہ ان امیر کے پاس چلا گیا تھا، اور محض بنو بویہ ہی خلافت کے غبارے سے ہوا رعب نکالنے والے نہ تھے بلکہ بتدریج، ترکی اور عجم عنصر کے نفوذ نے اسے یہاں تک پہنچایا تھا۔

ناصر الدولہ سے جاملا اور اس کی فوجوں کو لا کر داخل کر لیا چنانچہ ناصر الدولہ کی فوج نے مغربی بغداد میں پڑاؤ کیا اور خود ناصر الدولہ مشرقی بغداد مقیم رہا چونکہ بغداد سے سلسلہ آمد ورفت منقطع ہو گیا تھا اس لئے معز الدولہ اور خلیفہ مطیع کی لشکر گاہ میں مہنگائی شروع ہوگئی اور موصل سے رسد وغلہ جاری رہنے کی وجہ سے ناصر الدولہ کی فوج کو اس کا احساس تک نہ ہوا۔

ناصر الدولہ کی شکست:......اس کے علاوہ ابن شیرزاد نے یہ کیا کہ معز الدولہ اور دیلم سے اہل بغداد کے خلاف امداد طلب کی اس سے اور بھی معز الدولہ کے ہاتھ پاؤں ڈھیلے ہو گئے اس نے اہواز کی جانب واپس چلے جانے کا ارادہ کیا مگر پھر کچھ سوچ سمجھ کر اپنے ساتھیوں کو بالائے دجلہ کی جانب جانے کا اشارہ کیا۔ ادھر ناصر الدولہ کی فوج نے بڑھ کر ان سے مقابلہ شروع کر دیا۔ تھوڑے سے آدمی ناصر الدولہ کے دستے میں رہ گئے۔ دیلم کے بہادروں کو موقع مل گیا قریب ترین مقام سے ''ناصر الدولہ'' کے سر پر پہنچ گئے اور اس کو شکست دے دی۔ چنانچہ معز الدولہ نے مشرق بغداد پر قبضہ کر لیا اور مطیع اپنے مجلس امیں محرم ۳۳۵ھ میں دوبارہ واپس آ گیا۔

ناصر اور معز کی صلح:......ناصر الدولہ عکبرا واپس چلا گیا۔ مصالحت کی گفتگو شروع کی توزونی ترکوں کو ناصر الدولہ کا یہ فعل ناگوار گزرا۔ چنانچہ سب نے مشورہ کر کے اس کے قتل پر کمر باندھ لی ناصر الدولہ کو اس بات امر کا احساس ہو گیا۔ چنانچہ نہایت تیزی سے موصل کی جانب کوچ کر دیا اس کے ہمراہ ابن شیززاد بھی تھا۔ اس کے بعد معز الدولہ کے ساتھ اس کی صلح ہوگئی۔

سیف الدولہ کا دمشق پر قبضہ:......۳۳۵ھ میں اخشید، ابوبکر محمد بن طغج مصر وشام کے حاکم کا انتقال ہو گیا۔ چنانچہ حکومت وریاست کی کرسی پر اس کے بعد اس کا بیٹا ابوالقاسم انوجور بیٹھا۔ یہ ایک نوعمر شخص تھا اس پر کافور اسود جو اس کے باپ کا غلام تھا حاوی ہو گیا۔ سیف الدولہ اس واقعہ کی اطلاع پا کر دمشق آیا اور اس پر قابض ہو گیا۔ کچھ عرصے بعد اہل دمشق کو سیف الدولہ سے بدظنی پیدا ہوگئی اور ان لوگوں نے کافور کو بلوالیا۔

سیف الدولہ کا دمشق سے فرار:......سیف الدولہ کو اس کی خبر مل گئی لھذا فوراً دمشق سے حلب کی طرف بھاگ لیا اہل دمشق نے تھوڑی دور تک تعاقب کیا۔ مگر سیف الدولہ نے جزیرہ کی جانب قدم بڑھائے اور انوجور حلب میں مقیم رہا اس کے بعد انوجور اور سیف الدولہ کی صلح ہوگئی انوجور مصر کی جانب لوٹ گیا اور سیف الدولہ حلب کی لوٹ آیا اور کافور نے تھوڑے دنوں دمشق کی حکومت پر ''بدر اخشیدی'' کو متعین کیا پھر بعد ایک سال کے اس کو معزول کر کے ابوالمظفر طغج کو حکومت عطا کر دی۔

ناصر الدولہ اور ترکوں کا اختلاف:......جیسا کہ ہم اوپر بیان کر چکے ہیں ناصر الدولہ کے لشکر میں ترکوں کا ایک گروپ تھا جو کہ توزون کے ساتھیوں میں سے تھا اور وہ اس سے ناراض ہو کر ناصر الدولہ کے پاس آ گئے تھے چنانچہ جب ناصر الدولہ اور معز الدولہ کے درمیان مصالحت کا سلسلہ شروع ہوا تو ان ترکوں نے ناصر الدولہ کے اس فعل سے ناراض ہو کر ہنگامہ کر دیا اور ناصر الدولہ پر قتل کرنے کے غرض سے ٹوٹ پڑے ناصر الدولہ ان لوگوں کے پنجہ سے خود کو بچا کر مغربی ساحل عبور کر گیا۔ اور ❶ قرامط نے اس کو پناہ دے دی اور اس کو ایک مقام محفوظ تک پہنچا دیا۔

تکین شیرازی:......ان لوگوں میں جو ناصر الدولہ کے ہمراہ تھے ایک ابن شیرزاد بھی تھا ناصر الدولہ نے کسی مصلحت سے اس کو گرفتار کر لیا پھر ترکوں نے متحد ہو کر تکین شیرازی کو اپنا امیر بنایا اور جو لوگ ناصر الدولہ کے ہمراہیوں میں سے بچھڑ گئے تھے ان لوگوں کو گرفتار کر لیا اور ناصر الدولہ کا موصل تک تعاقب کرتے چلے گئے۔ ناصر الدولہ نے موصل سے نکلکر نصیبین کا راستہ لیا چنانچہ ترکوں نے موصل پر قبضہ کر لیا۔ پھر ناصر الدولہ نے معز الدولہ سے ترکوں کی زیادتیوں کی شکایت کی اور امداد کی درخواست کی۔ چنانچہ معز الدولہ نے اپنے وزیر ابوجعفر ضمیری کے ساتھ ناصر الدولہ کی کمک پر فوجیں روانہ کیں۔

تکین کی گرفتاری:......ادھر ترکوں نے موصل سے نکلکر ناصر الدولہ کے تعاقب میں نصیبین کی طرف قدم بڑھائے سیف الدولہ یہ خبر سن کر سنجار چلا گیا پھر وہاں سے حدیثہ اور حدیثہ سے سن چلا گیا۔ ترکوں کا گروہ اس کے تعاقب میں تھا اس مقام پر فوجیں موجود تھیں انہوں نے ترکوں کو روکا تو باہم

❶......اصل کتاب میں جگہ خالی ہے۔ مترجم

لڑائیاں ہوئیں جس میں ترکوں کو شکست ہوئی اور ان کا سردار تکین گرفتار ہو گیا، جسے ناصر الدولہ کے پاس بھیج دیا گیا ناصر الدولہ نے اسی وقت اس کی آنکھوں میں نیل کی سلائیاں پھروادیں اور جیل میں ڈال دیا۔ اس کے بعد ضمیری کے ساتھ موصل آیا اور ابن شیرزاد کو ضمیری کے حوالہ کر دیا ضمیری اس کے ساتھ بغداد چلا گیا۔

جمان کی بغاوت:...... جمان نامی ایک شخص توزون کا مصاحب تھا جو ترکوں کے ہمراہ ناصر الدولہ بن حمدان کے پاس آ گیا تھا۔ چنانچہ جب معز الدولہ اور ناصر الدولہ کی بغداد میں معرکہ آرائیاں ہونے لگیں تو ناصر الدولہ نے اس سے مشکوک و مشتبہ ہو کر دیلمیوں کے ایک گروپ کے ساتھ مصلحتاً رحبہ کی حکومت عطا کر کے رحبہ بھیج دیا۔ مگر رحبہ پہنچ کر اس کا اقتدار بڑھ گیا۔ ۳۳۶ھ میں اس نے ناصر الدولہ سے بغاوت کر دی اور دیار مضر پر قابض ہو جانے کا مدعی بن گیا چنانچہ فوجیں تیار کر کے رقہ کی طرف روانہ ہو گیا۔ سترہ دن تک اس کا محاصرہ کئے رہا پھر وہاں سے شکست کھا کر واپس آیا اس کی غیر حاضری میں اہل رحبہ نے اس کے ہمراہیوں اور عمال کو ان کی بدچلنی اور بداطواری کی وجہ سے گھیر کر مار ڈالا۔

جمان کی شکست اور موت:...... پھر جب یہ رقہ سے واپس آیا اور ان حالات سے مطلع ہوا تو اہل رحبہ پر سختی شروع کر دی اور قتل و غارتگری کرنے لگا۔ اس دوران ناصر الدولہ بن حمدان نے جمان کی سرکوبی کے لئے ایک فوج اپنے حاجب (لارڈ چیمبرلین) باروخ کے ساتھ روانہ کی دریائے فرات پر دونوں فوجوں کی مڈبھیڑ ہوئی جس میں بہت بڑی لڑائی ہوئی بالآخر جمان کو شکست ہوگئی اسی دوران جمان دریائے فرات میں ڈوب کر مر گیا۔ اور اس کے ساتھیوں نے باروخ سے امن کی درخواست کی باروخ نے ان لوگوں کو امن دے دیا اور فتحیابی کا جھنڈا لئے ہوئے ناصر الدولہ کی طرف لوٹ گئے۔

ناصر الدولہ اور معز الدولہ کی جنگ:...... ان واقعات کے بعد ناصر الدولہ بن حمدان اور معز الدولہ بن بویہ میں پھر اَن بَن ہوگئی۔ اُدھر معز الدولہ نے ۳۳۷ھ میں ناصر الدولہ سے جنگ کے لئے دارالخلافت بغداد سے کوچ کیا ادھر ناصر الدولہ نے موصل سے نصیبین کی جانب قدم بڑھائے معز الدولہ نے پہنچتے ہی موصل پر قبضہ کر لیا اس سے رعایا کو بیحد تکالیف کا سامنا کرنا پڑا طرح طرح کے ظلم اُن پر کئے گئے ان کا مال و اسباب بھی لوٹ لیا گیا۔ معز الدولہ نے ناصر الدولہ کے سارے علاقوں پر قبضہ کر لینے کا پکا عزم کر لیا تھا۔

ناصر اور معز کی صلح:...... اس دوران یہ خبر گوش گزار ہوئی کہ خراسان کی فوج نے جرجان اور رے کا رخ کیا ہے۔ اسی وقت اس نے اپنے بھائی رکن الدولہ کو ایک فوج کا افسر مقرر کر کے خراسان کی طرف روانہ کر دیا اس کے بعد ناصر الدولہ نے چوسٹھ ہزار درہم سالانہ خراج ادا کرنے پر موصل، جزیرہ اور شام کی حکومت حاصل کی اور صلح کر لی شرائط صلح میں ایک شرط یہ بھی تھی کہ مساجد میں اس کے اور اس کے بھائیوں رکن الدولہ اور عماد الدولہ کے ناموں کے خطبے پڑھے جائیں۔ صلحنامہ لکھے جانے اور مرتب ہونے کے بعد معز الدولہ ماہ ذی الحجہ ۳۳۷ھ میں بغداد واپس چلا گیا۔

رومیوں سے سیف الدولہ کی جنگیں:...... سرحدی علاقوں کی حکومت سیف الدولہ بن حمدان کے قبضہ میں تھی اور وہاں کے انتظامی امور کے سیاہ و سفید کا اختیار اُس کو حاصل تھا ۳۳۵ھ میں دو ہزار قیدیوں کی رہائی پر نصر نملی کے ذریعے رومی عیسائیوں سے صلح ہوگئی تھی مگر رومیوں نے اگلے سال ۳۳۶ھ میں بدعہدی کی اور شہر واسرغنین میں داخل ہو کر خوب ظلم و ستم کئے تین دن تک وہاں لوٹ مار کرتے رہے۔ رومی عیسائیوں کی تعداد آٹھ ہزار تھی دمستق ان کا سردار تھا ۳۳۷ھ میں سیف الدولہ نے اس پیش قدمی کا بدلہ لینے کے لئے بلا دروم پر جہاد کے ارادے سے چڑھائی کر دی۔ رومی فوجیں مقابلہ پر آئیں اور گھمسان لڑائی ہوئی جس میں ان لوگوں نے اسے شکست دے دی۔ پھر رومیوں نے مرعش پہنچ کر محاصرہ کر لیا اور اس پر قابض ہو کر طرسوس ❶ کی جانب بڑھے رومیوں کی اہل طرسوس سے متعدد لڑائیاں ہوئیں۔

رومی علاقوں پر حملہ:...... انہیں واقعات پر یہ سال پورا ہو جاتا ہے اور فریقین کی قسمتوں کا آخری فیصلہ یوں ہی ناتمام باقی رہ جاتا ہے کہ اس دوران ۳۳۸ھ کا دور آ جاتا ہے سیف الدولہ اپنی فوج ظفر موج لئے ہوئے یلغار کر کے رومی مقبوضات میں گھس جاتا ہے۔ چاروں طرف ہنگامہ نمونہ حشر برپا

---

❶ ...... ابن الوردی نے اپنی تاریخ کے جلد اصفحہ ۴۲۲ پر لکھا ہے۔ یہاں سیف الدولہ اقلعہ ''برزیہ'' موجود تھا۔

ہو گیا بہت سے قلعے بزور تیغ فتح کر لئے اور بیشمار مال غنیمت ہاتھ آیا اور ہزاروں کو گرفتار کر کے لونڈی اور غلام بنالیا۔

سیف الدولہ پر رومی حملہ:...... پھر جب سیف الدولہ روم سے واپس آیا تو رومیوں نے ناکہ بندی کر لی اور نہایت سختی سے عساکر اسلامیہ کو پامال کرنے لگے۔ کچھ قید ہوئے اور کچھ قتل کئے گئے۔ جسقدر مال غنیمت مسلمانوں کے ہاتھ لگا تھا وہ عیسائیوں نے واپس چھین لیا سیف الدولہ گنتی کے چند آدمیوں کے ساتھ زندہ بچ کر نکل آیا۔

رومیوں سے بدلہ:...... اس جنگ کے بعد کچھ عرصے خاموشی کا زمانہ رہا ۳۴۱ھ میں عیسائیوں نے پھر پیش قدمی شروع کر دی۔ اور شہر سروج کو غفلت میں لوٹ لیا۔ اس کی خبر سیف الدولہ ❶ کو ملی تو اس نے اپنی فوج مرتب کر کے ۳۴۳ھ میں رومی علاقوں میں جہاد کیا اور نہایت سختی کے ساتھ ان کو پامال کرنے لگا اپنے گذشتہ نقصانات کی اس جہاد کے مال غنیمت سے تلافی کر لی۔

قسطنطین بن دمستق کا قتل اور جنگ:...... انہیں لڑائیوں میں قسطنطین ❷ بن دمستق بھی قتل کیا گیا دمستق کو اس واقعہ جانکاہ سے بیحد صدمہ ہوا چنانچہ انتقام کے جوش میں روم، روس اور بلغار کی فوجیں حاصل کیں اور سرحدی بلاد اسلامیہ کا رخ کر لیا سیف الدولہ کو اس کی خبر لگ گئی اس نے بھی عساکر اسلامیہ کو مجتمع کر کے دمستق سے مقابلے کے خیال سے خروج کر دیا۔ حرث کے قریب دونوں کا مقابلہ ہوا سخت اور خونریز جنگ کے بعد رومیوں کو شکست ہوگئی مسلمانوں نے عیسائیوں کو قید و قتل کرنا شروع کر دیا چنانچہ ایک بڑا گروہ عیسائیوں کا قید ہو کر آیا جسمیں بعض عیسائی شاہزادے اور ان کے مذہبی پیشوا بھی تھے انہی قیدیوں میں دمستق کا داماد بھی تھا۔ سیف الدولہ فتحیابی کا میابی کا سہرہ باندھے مال غنیمت اور قیدیوں کو لے کر واپس آیا جسقدر رومی علاقے راستہ میں ملے ان کو تاخت و تاراج کرتا ہوا اذنہ کی جانب لوٹ آیا۔ چند دن وہاں مقیم رہا یہاں تک کہ اس کا گورنر طرسوس حاضر خدمت ہوا سیف الدولہ نے اس کو انعام عطا کر کے حلب کی طرف لوٹ گیا۔

رومیوں کا دوبارہ حملہ:...... رومیوں کو اس جنگ اور غیر متوقع شکست سے بیحد ملال ہوا وہ پریشانی کے ساتھ اپنے شہروں کی طرف لوٹے اور کچھ ہی عرصے میں اپنی حالت کو درست کر کے طرسوس اور الرہا پر چڑھائی کر دی مسلمانوں کو ان کی اس نقل و حرکت کی اطلاع تک نہ تھی چنانچہ جی کھولکر عیسائیوں نے ان شہروں کے سواد اور گرد و نواح کو لوٹا اور پامال کیا بہت سے مسلمانوں کو گرفتار کر کے واپس چلے گئے۔

سیف الدولہ کی انتقامی کاروائی:...... سیف الدولہ نے عیسائیوں کو اس پیشقدمی کی سزا دینے کے لئے ۳۴۶ھ میں بلاد روم پر جہاد کے ارادے سے حملہ کیا۔ اور خوب سختی سے کام لیا ہزاروں قصبے اور دیہات اجڑ گئے متعدد قلعے فتح ہوئے عساکر اسلامیہ کے ہاتھ مال غنیمت سے مالا مال ہو گئے۔ قیدیوں اور مال غنیمت کی کوئی انتہا نہ تھی الغرض سیف الدولہ قتل و غارت کرتا ہوا خرسنہ تک پہنچ گیا اور اپنی فتحیابی کا جھنڈا خرسنہ میں گاڑ کر لوٹ آیا واپسی کے وقت رومی عیسائیوں نے ناکہ بندی کر لی اہل طرسوس نے رائے دی کہ چونکہ رومی عیسائیوں نے ان راستوں کی ناکہ بندی کر لی ہے جس سے آپ روم میں داخل ہوئے تھے اس لئے مناسب ہوگا کہ ہم لوگوں کے ساتھ آپ تشریف لے چلیں مگر سیف الدولہ نے اہل طرسوس کی رائے کا کچھ خیال نہ کیا اور نہ ان کے ساتھ واپس ہوا۔

سیف الدولہ کی فتح کے بعد شکست:...... آخر کار نتیجہ یہ نکلا کہ عیسائیوں نے چاروں طرف سے آکر سیف الدولہ کو گھیر لیا۔ اور جتنا مال غنیمت رومی عیسائیوں سے عساکر اسلامیہ کے ہاتھ لگا تھا اس کو پھر انہوں نے واپس چھین لیا۔ ایک مختصر جماعت کے ساتھ جو تین سو سے متجاوز نہ تھی بڑی مشکلسے اپنے دارالحکومت واپس آیا اس کے بعد ۳۵۰ھ میں سیف الدولہ کا ایک سپہ سالار جو اس کے آزاد غلاموں سے تھا میافارقین کی طرف سے روم میں داخل ہوا۔ اور بہت سا مال غنیمت اور ہزاروں قیدی لے کر صحیح و سالم واپس آ گیا۔

---

❶...... عقد الجمان، البدایہ والنہایہ، تاریخ الاسلام اور شذرات الذہب جیسی تاریخوں میں اس واقعے کے بارے میں لکھا ہے کہ اس میں قسطنطین گرفتار ہوا تھا۔ البتہ ابن خلدون نے قتل کا ذکر کیا ہے۔ چند لائن آگے آ رہا ہے۔ ❷...... قسطنطین کے قتل یا گرفتاری کا اختلاف گذشتہ حاشیہ میں ملاحظہ کریں۔ (ثناء اللہ محمود)

ناصر الدولہ اور معز الدولہ کی ناچاقی:......ناصر الدولہ اور معز الدولہ بن بویہ کی صلح اور خراج دینے کے وعدے کا بیان ہم اوپر تحریر کر چکے ہیں اس صلح کے تھوڑے دنوں بعد ناصر الدولہ نے بدعہدی کی اور مخالفت کا جھنڈا بلند کر دیا۔ یہ سال آدھا گزرا تھا کہ معز الدولہ نے ناصر الدولہ پر حملہ کر دیا اور پہنچتے ہی موصل پر قبضہ کر لیا ناصر الدولہ اس کو چھوڑ کر نصیبین چلا گیا اس کے عمال اور کمانڈر مال واسباب اُٹھا لائے ناصر الدولہ نے ان لوگوں کو اپنے قلعوں زعفرانی اور کواسی میں ٹھہرایا اور عرب سے سازش کر کے معز الدولہ کے لشکر کی رسد بند کر دی اس لئے معز الدولہ کے لشکر گاہ میں بیحد مہنگائی ہوگئی مجبوراً معز الدولہ نے نصیبین کی جانب کوچ کر دیا اور سبکتگین حاجب کبیر کو موصل کی حکومت پر چھوڑتا گیا۔

ابوالرجاء اور عبداللہ:......راستے میں یہ خبر ملی کہ ابوالرجا اور عبداللہ بن ناصر الدولہ سنجار میں مقیم ہیں۔ یہ سنتے ہی سنجار کی جانب مڑ گیا۔ ابوالرجا اور عبداللہ یہ خبر سن کر اپنا سارا مال واسباب چھوڑ کر بھاگ گئے معز الدولہ کے لشکر نے پہنچ کر ان دونوں کی خرگاہ کو لوٹ لیا اس کے بعد وہ دونوں معز الدولہ کی لشکر گاہ کی طرف لوٹے۔ معز الدولہ کا لشکر ادھر غارتگری میں مصروف تھا۔ اُدھر دونوں بھائیوں نے بھی اپنی مٹھیاں گرم کر لیں۔ اور سنجار کی جانب دوبارہ لوٹ گئے، معز الدولہ اس وقت قریب نصیبین پہنچ چکا تھا۔ اور ناصر الدولہ یہ خبر پا کر نصیبین سے ''میافارقین'' بھاگ گیا تھا۔ اس کے بہت سے ساتھیوں نے معز الدولہ سے امن حاصل کر لیا اور اس کے لشکر سے جا کر مل گئے۔ ناصر الدولہ اپنے بھائی سیف الدولہ کے پاس حلب چلا گیا۔ اور وہیں رہنے لگا۔

ناصر اور معز کی تیسری بار صلح:......سیف الدولہ نے معز الدولہ سے اپنے بھائی ناصر الدولہ سے صلح کی تحریک شروع کی۔ معز الدولہ نے اس لئے کہ ناصر الدولہ نے ناحق عہد شکنی کی تھی صلح سے انکار کیا۔ چنانچہ سیف الدولہ نے ملک کے خراج کی دو کروڑ نو لاکھ کی ضمانت کر لی۔ معز الدولہ نے اس صلح کی بنا پر ناصر الدولہ کے ساتھیوں کو رہا کر دیا یہ واقعہ ماہ محرم ۳۴۸ھ کا ہے۔ چنانچہ اس صلح کے بعد معز الدولہ عراق کی جانب لوٹ گیا اور ناصر الدولہ موصل کی طرف۔

رومیوں کا عین زربہ ❶ پر قبضہ:......ماہ محرم ۳۵۱ھ میں دمستق نے پھر سر اُٹھایا۔ رومی عیسائیوں کو جمع کر کے عین زربہ پر چڑھائی کر دی۔ پہلے اس پہاڑی پر قبضہ کر لیا جو کہ عین زربہ کے قریب تھی۔ اور اس سے کچھ بلندی پر واقع تھی اس کے بعد عین زربہ کا محاصرہ کر لیا، چاروں طرف سے قلعہ شکن منجنیقیں نصب کرائیں اور دن رات سنگ باری شروع کر دی۔ اہل شہر نے پریشان ہو کر امن کی درخواست کی، دمستق نے ان لوگوں کو امن دیا، اور کامیابی کے ساتھ شہر میں داخل ہو گیا۔

عین زربہ سے مکینوں کا اخراج:......شہر میں داخل ہونے کے بعد اہل شہر کو امن دینے پر نادم ہوا۔ اس لئے کہ اہل شہر کا حال بے حد خراب اور ابتر ہو گیا تھا۔ سارے شہر میں اعلان کرا دیا کہ شہر کے سارے باشندے آج ہی اپنے اہل وعیال سمیت شہر چھوڑ کر مسجد اقصےٰ چلے جائیں اس اعلان سے سارے شہر میں بھگدڑ مچ گئی ایک بڑا گروہ بھیڑ کی وجہ سے شہر پناہ کے دروازوں پر کچل کر ہلاک ہو گیا۔ کچھ لوگ راستوں میں جاں بحق ہو گئے دوسرے وقت تک باقی لوگوں میں سے جتنے لوگ شہر میں پائے گئے وہ مار ڈالے گئے۔ رومی عیسائیوں نے اہل شہر کے مال واسباب پر قبضہ کر لیا اور شہر پناہ کی فصیلوں کو گرا دیا۔

دیگر فتوحات:......عین زربہ کے علاوہ اسی سلسلہ میں تقریباً چون قلعے عیسائیوں نے فتح کر لئے۔ بیس دن کے قیام کے بعد دمستق واپس لوٹ گیا۔ اور اپنی فوج کو قیساریہ میں چھوڑ گیا۔ چونکہ ابن الزیات والی طرسوس نے سیف الدولہ بن حمدان کے نام کا خطبہ بند کر دیا تھا اس لئے دمستق نے یہ خیال کر کے کہ سیف الدولہ اس کے ساتھ ہمدردی نہیں کریگا۔ جاتے جاتے اس سے متعرض ہوا اور لڑائی چھیڑ دی اس کا بھائی انہیں معرکوں میں مارا گیا۔ اہل شہر نے سیف الدولہ کے نام کا خطبہ پھر پڑھنا شروع کر دیا اور اس کی حکومت اور اس کے اقتدار کو تسلیم کر لیا ابن الزیات گھبرا کر نہر میں کود گیا اور ڈوب کر مر گیا۔

حلب پر دمستق کا قبضہ:......اس واقعہ کے بعد دمستق سرحدی علاقوں کی جانب گیا اور نہایت تیزی سے حلب کی جانب بڑھا۔ سیف الدولہ

❶......عین زربہ، مصیصہ کے نواح میں ایک شہر ہے۔ اسے رومیوں نے ہتھیا لیا تھا۔ مگر بعد میں سیف الدولہ نے بازیاب کرالیا۔ معجم البلدان

فوجیں حاصل نہ کر سکا۔ اپنے تھوڑے سے ساتھیوں کو لے کر مقابلہ پر آیا مگر عیسائیوں نے اسے شکست دیدی۔ آل حمدان کو انتہائی بے رحمی سے پامال کیا گیا۔ دمستق نے اُن تمام چیزوں پر جو سیف الدولہ کے حلب سے باہر ایک محل میں تھیں قبضہ کر لیا۔ بہت سامال واسباب ہاتھ آیا آلات حرب کی کوئی حد نہ تھی۔ دمستق نے ان چیزوں پر قبضہ کرنے کے بعد محلسرا ءکو مسمار کرا دیا اور اگلے دن شہر حلب کے محاصرہ پر فوج کو متعین کیا اہل شہر نے بھی مقابلے کے لئے کمر ہمت باندھ لی۔

حلب میں لوٹ مار:......دمستق نے اپنے مورچہ کو مصلحتاً ''کوہ حبوش'' پر لے جا کر قائم کیا۔ اور رسد وغلہ کی آمدرفت بند کر دی جس سے شہر کے اندر لوٹ اور غارتگری شروع ہوگئی لوگ اپنا مال واسباب بچانے کے لئے لڑنے بھڑنے لگے۔ فتنہ وفساد کو ختم کرنے کے لئے محافظین شہر پناہ کی توجہ اس جانب لگ گئی۔ چنانچہ دمستق نے اس بات کا احساس کر کے شہر پناہ پر قبضہ کر لیا اور انتہائی آسانی سے شہر کے اندر اپنی فوج کو اتار دیا پھر کیا تھا سارے شہر پر عیسائیوں کا قبضہ ہوگیا۔ ان عیسائی قیدیوں نے بھی نرغہ کر دیا جو حلب میں قید تھے قتل وغارتگری کا بازار گرم ہوگیا۔

مسلمانوں کی بے کسی:......تقریباً دس ہزار مسلمان قید کر لئے گئے۔ جن میں چھوٹے چھوٹے لڑکے اور نہایت کم سن کم سن لڑکیاں بھی تھیں۔ مال واسباب جتنا رومی لے جا سکے لے گئے باقی کو جلا کر خاک کر دیا۔ باقی مسلمانوں نے شہر کے ایک قلعہ میں جا کر پناہ لی اور چاروں طرف سے قلعہ بندی کر لی۔

بھانجے کے قتل کے بدلے بارہ سو مسلمانوں کا قتل:......عیسائی بادشاہ کا بھانجا قلعہ کی طرف محاصرہ کی غرض سے بڑھا۔ اہل قلعہ نے منجنیق کے ذریعہ سے ایک پتھر کھینچ کر مارا اتفاق سے یہ پتھر اس کے سر پر لگا فوراً تڑپ کر مر گیا۔ دمستق عیسائی بادشاہ نے اس لئے ان تمام مسلمان قیدیوں کو جو اس کے قبضہ میں تھے جنکی تعداد بارہ سو تھی آنکھوں کے سامنے قتل کرا دیا اور محاصرہ اٹھا کر واپس چلا گیا سواد اور مضافات حلب کو نہیں چھیڑا اور اس امید پر کہ آئندہ میرا چچازاد بھائی ان لوگوں کو اپنے ظلم وستم کا شکار بنانے آئے گا۔ اور شہر کو آباد کرنے کا حکم دیگا مگر اللہ تعالیٰ نے اس کی امید پوری نہ ہونے دی۔

عین زربہ کی واپسی:......سیف الدولہ نے شکست کے بعد اپنی فوج کی حالت درست کی اور ''عین زربہ'' کو عیسائیوں کے قبضہ سے چھین لیا۔ اس کی شہر پناہ درست کروائی۔ اس کے حاجب نے اہل طرسوس کو مرتب کر کے روم پر فوج کشی کی اور ان کے علاقوں کو تاخت وتاراج کر کے واپس آیا رومیوں نے یہ خبر پا کر قلعہ سبتہ پر چڑھائی کر دی اور اس پر قابض ہوگئے۔ اس کے بعد قلعہ ''دلوکہ'' پر بھی قبضہ کر لیا اس کے علاوہ اور تین اور قلعوں کو بھی دبا لیا جو اس کے قرب وجوار میں تھے۔

رومیوں میں بغاوت:......اس کے بعد نجا (سیف الدولہ کا غلام) قلعہ زیاد پر حملہ آور ہوا۔ رومیوں کے ایک گروہ سے مڈبھیڑ ہوئی میدان نجا کے ہاتھ رہا رومی شکست کھا کر بھاگ گئے۔ تقریباً پانچ سو عیسائی گرفتار ہوئے۔ اسی سال ابوفراس بن سعید بن حمدان ❶ گورنر منبج کو عیسائیوں نے گرفتار کر لیا۔ اسی سال رومیوں کا لشکر دریا کے راستے جزیرہ قریطش کی طرف گیا۔ معز نے اہل جزیرہ کی کمک پر فوجیں روانہ کیں سخت اور خونریز جنگ کے بعد رومیوں کو شکست ہوگئی ایک بڑا گروہ گرفتار کر لیا گیا باقی لوگ بھاگ کھڑے ہوئے۔ ۳۵۲ھ میں رومیوں نے بلوہ کر کے اپنے بادشاہ کو قتل کر دیا اور ایک غیر شخص کو حکومت کی کرسی پر بٹھا دیا۔

اہل حران کی بغاوت:......سیف الدولہ نے اپنے بھائی ناصر الدولہ کے بیٹے ''ہبۃ اللہ'' کو دیار مضر وغیرہ کی حکومت پر مقرر کیا تھا اس نے اہل دیار مضر کے ساتھ بُرے برتاؤ کئے۔ تاجروں کے مال واسباب کو بظلم وستم چھین لینے لگا۔ رؤسا اور امراء پر طرح طرح کے ٹیکس مقرر کئے اہل شہر وقت اور موقع کا انتظار کرنے لگے۔ چنانچہ جب یہ اپنے چچا سیف الدولہ کے پاس چلا گیا تو اہل شہر نے اس کے عمال اور نائبوں پر حملہ کر دیا اور ان لوگوں کو مار بھگا دیا۔ ہبۃ اللہ ان واقعات کی اطلاع پا کر ان لوگوں کی سرکوبی کیلئے ان لوگوں کی طرف روانہ ہوگیا۔ دو ماہ کامل ان کا محاصرہ کئے ہوئے قتل

---

❶......ابوفراس حارث بن سعید بن حمدان بڑا ادیب انسان تھا۔ منبج میں پیدا ہوا تھا۔ اسے اہل روم نے زخمی حالت میں گرفتار کیا تھا۔ لہٰذا یہ چند سال قسطنطنیہ میں رہا پھر اسے سیف الدولہ نے تاوان دے کر آزاد کرا لیا۔ اس کا شعری دیوان بھی ہے۔ صفحہ ۳۵۷ معجم البلدان عمر رضا کحالۃ

وغارت کرتا رہا اس کے بعد سیف الدولہ واقعات سے مطلع ہو کر پہنچ گیا۔ چنانچہ اہل شہر نے اطاعت کی گردن جھکا دی اور ''ہبتہ اللہ'' کو شہر میں داخل کر لیا ہبتہ اللہ نے بھی شہر میں داخل ہوتے ہی قتل عام کا حکم دے دیا۔ تھوڑی ہی دیر میں بغاوت فرو ہو گئی۔

ہبتہ اللہ کی بغاوت: ......انہی سال سیف الدولہ نے موسم گرما میں اپنی فوجیں رومی علاقوں پر جہاد کی غرض سے روانہ کیں چنانچہ اہل طرسوس ایک سرحد سے داخل ہوئے دوسری سرحد کی طرف سے ''نجا'' نے قدم بڑھایا اور چونکہ سیف الدولہ اس سے دو سال پہلے سے فالج میں مبتلا ہو گیا تھا اس لئے علاج کے لئے ایک سرحد پر اس نے بھی پڑاؤ کر دیا۔ اہل طرسوس نے نہایت مستعدی سے اپنے فرائض ادا کئے جہاد کرتے ہوئے قونیہ تک پہنچے اور کامیابی کے ساتھ مال غنیمت لے کر واپس آئے۔

سیف الدولہ کی موت کی افواہ: ...... چنانچہ سیف الدولہ بھی حلب کی جانب لوٹ گیا درد اور تکلیف کی اس حد تک زیادتی ہوئی کہ لوگوں نے اس کی موت کی خبر اُڑا دی اس کے بھائی کا بیٹا ہبتہ اللہ حکمرانی کے شوق میں اٹھ کھڑا ہوا اور ابن نجا عیسائی کو جو کہ سیف الدولہ کا غلام تھا قتل کر دیا اور جب اس کو اپنے چچا کی زندگی کا یقین ہو گیا تو حران کی جانب بھاگ گیا اور وہاں پہنچ کر قلعہ نشین ہو گیا سیف الدولہ نے اس کے تعاقب پر نجا کو مامور کیا چنانچہ نجا ہبتہ اللہ کی تلاش اور گرفتاری کے لئے حران میں آیا۔

ہبتہ اللہ کا فرار: ...... ''ہبتہ اللہ'' یہ خبر پا کر اپنے باپ کے پاس موصل چلا گیا اور ''نجا'' نے آخری شوال ۳۵۲ھ میں حران میں قیام کر دیا اور اہل حران سے دس لاکھ دراہم بطور تاوان اور جرمانہ کے پانچ دن کے اندر زبردستی وصول کئے۔ اہل حران نے اپنے قیمتی قیمتی سامان فروخت کر دیئے اور جلاء وطن ہو کر ''میافارقین'' چلے گئے۔

ابوالورد کا قتل: ...... آپ اوپر پڑھ چکے ہو کہ ''نجا'' کو جو کچھ اہل حران کے ساتھ کرنا تھا کر چکا اور ان کے مال واسباب پر زبردستی قابض ہو گیا اس سے اس کی قوت بڑھ گئی اور خیالات میں معقول طور سے تبدیلی واقع ہو گئی فوجیں تیار کر کے ''میافارقین'' کی طرف روانہ ہو گیا۔ اور بلاد آرمینیہ کا رخ کیا۔ اکثر آرمینیہ کے علاقوں پر عراق کا ایک شخص جو ''ابوالورد'' کے نام سے معروف ومشہور تھا ایک مدت سے قابض تھا۔ ''نجا'' نے ابوالورد کو زیر کر کے اس کے مقبوضہ علاقوں، قلعوں اور شہروں پر قبضہ کر لیا۔ خلاط اور ملاذ کرد پر قابض ہو گیا اور ابوالورد کا بہت سا مال واسباب ضبط کر کے اس کو مار ڈالا۔

نجا کی بغاوت اور قتل: ......ان واقعات کے بعد ''نجا'' نے سیف الدولہ کے خلاف علم بغاوت بلند کر دیا۔ اتفاق سے اسی زمانہ میں معز الدولہ بن بویہ نے موصل اور نصیبین پر قبضہ کر لیا تھا۔ چنانچہ ''نجا'' نے بنی حمدان کے مقابلہ پر اس سے مدد مانگی۔ اس کے بعد ناصر الدولہ نے صلح کر لی اور معز الدولہ بغداد کی جانب لوٹ گیا۔ چنانچہ سیف الدولہ نے ''نجا'' سے مقابلے کے لئے اپنی فوج کو کوچ کا حکم دے دیا۔ مگر ''نجا'' مقابلہ سے بھاگ کھڑا ہوا۔ سیف الدولہ نے ان تمام علاقوں پر جنکو نجا نے ابوالورد سے چھین لیا تھا قبضہ کر لیا۔ اس کے بعد نجا اور اس کے بھائیوں اور اس کے ساتھیوں نے سیف الدولہ سے امن کی درخواست کی سیف الدولہ نے ان کو امن دے دیا اور نجا کو بدستور اس کے عہدے پر بحال رکھا۔ اس واقعہ کے بعد ماہ ربیع الآخر ۳۵۳ھ میں ''نجا'' پر ''میافارقین'' میں اس کے ایک غلام نے رات کے وقت اسی کے مکان میں حملہ کر کے اس کی زندگانی کا خاتمہ کر دیا۔

معز الدولہ کی پیش قدمی: ...... ناصر الدولہ اور معز الدولہ کے درمیان دس لاکھ درہم سالانہ پر مصالحت ہو گئی تھی بعد اس کے ناصر الدولہ نے یمن میں اپنے بیٹے ابوتغلب مظفر کے جانے کی اجازت طلب کی۔ لیکن معز الدولہ نے اس درخواست کو منظور نہیں کیا اور فوجیں مرتب کر کے ۳۵۳ھ کے درمیان میں موصل کیجانب کوچ کر دیا ناصر الدولہ یہ خبر پا کر ''نصیبین'' چلا گیا۔ معز الدولہ نے پہنچتے ہی موصل پر قبضہ کر لیا اور پھر موصل سے ناصر الدولہ کے تعاقب میں روانہ ہوا روانگی کے وقت موصل کے مالی اور جنگی محکموں پر اپنی جانب سے الگ الگ نائب مقرر کرتا گیا۔

نصیبین پر معز کا قبضہ: ...... ناصر الدولہ کو ''نصیبین'' میں بھی چین سے بیٹھنا نصیب نہ ہوا، اس نے معز الدولہ کی آمد کی خبر پا کر نصیبین کو خالی کر دیا۔ معز الدولہ نے پہنچ کر نصیبین پر بھی قبضہ کر لیا ان واقعات کے دوران ابوتغلب کو موقع مل گیا فوراً موصل پر پہنچ گیا اور غارتگری اور قتل کا ہنگامہ برپا کر دیا

اس کے اطراف وجوانب میں غارتگری شروع کردی یا معزالدولہ کے سپہ سالاروں اور عمال نے ابوثعلب کے حملوں کا مقابلہ کیا اور اس شکست فاش دیدی اس سے معزالدولہ کے دل کو اطمینان حاصل ہوا اور قیام پذیر ہوکر 1 .... اس کے آئندہ کے اقدام کا انتظار کرنے لگا۔

ناصرالدولہ کی جنگ میں کامیابی:...... اس مرتبہ ناصرالدولہ موقع پاکر موصل آ گیا اور معزالدولہ کے ساتھیوں اور کمانڈروں پر حملہ کر کے انہیں قتل کر دیا اور ان میں سے جو کمانڈروں کا سردار تھا اس کو قید کر لیا۔ مال واسباب اور آلات حرب پر جو معزالدولہ موصل میں چھوڑ گیا تھا قبضہ کر لیا اور نہایت تیزی سے ساری چیزوں کو قلعہ ''کواسی'' میں اٹھالایا۔

معز و ناصر کی دوبارہ صلح...... اس واقعہ کی اطلاع معزالدولہ تک پہنچی تو اسے بیحد صدمہ ہوا چونکہ ناصرالدولہ کی قوت بڑھ گئی تھی اور بہت سی پیچیدگیاں پیدا ہوگئی تھیں معزالدولہ اس مہم کو سر نہ کر سکا اس لئے صلح کا نامہ و پیام بھیجا اور ناصرالدولہ نے بھی پیغام صلح پا کر اپنی رضامندی ظاہر کی چنانچہ ناصرالدولہ اور معزالدولہ کے درمیان اس طور سے مصالحت ہوگئی کہ معزالدولہ نے ناصرالدولہ کو موصل، دیار اور ربیعہ اور اس کے تمام صوبوں کی حکومت طے شدہ خراج دینے کی شرط پر دے دی ناصرالدولہ سے یہ وعدہ لے لیا گیا کہ صلح کے بعد ان قیدیوں کو رہا کر دے جو کہ اس کے قبضہ میں معزالدولہ کے ساتھی ہیں۔ غرض صلحنامہ مکمل اور مرتب ہونے کے بعد معزالدولہ بغداد کی جانب لوٹ گیا۔

رومیوں کا مصیصہ پر قبضہ:...... ۳۵۳ھ میں دمستق (عیسائی بادشاہ) نے لشکر روم کے ساتھ بلاد اسلامیہ کو تباہ کرنے کی غرض سے خروج کیا اور ''مصیصہ'' پر پہنچ کر محاصرہ کر لیا اور نہایت شدت سے لڑائی شروع کر دی اس کے قصبوں اور مضافات کو جلا کر خاک وسیاہ کر دیا۔ شہر پناہ کی دیوار میں بہت بڑا شگاف کر لیا اہل شہر انتہائی جدوجہد سے اس کا مقابلہ کر رہے تھے چنانچہ ایک حد تک ان کو کامیابی بھی ہوگئی۔

اذنہ اور طرطوس پر ظلم وستم:...... پھر دمستق نے ''مصیصہ'' سے اذنہ اور طرسوس کی جانب کوچ کر دیا۔ پھر ان کے اطراف وجوانب میں اس کا ظلم وستم حد سے متجاوز ہوگیا۔ ہزاروں مسلمانوں کو تہ تیغ کیا۔ مہنگائی بہت بڑھ گئی خوراک کی اشیاء تقریباً ناپید ہوگئیں۔ سیف الدولہ کی پرانی بیماری پھر عود کر آئی جسکی وجہ سے وہ ان عیسائیوں کو سرکوبی کے لئے اٹھ نہ سکا۔ خراسان سے پانچ ہزار پیدل مجاہد جہاد کی غرض سے پہنچ گئے۔ سیف الدولہ نے ان کی بڑی آؤ بھگت کی اور ان لوگوں کے آجانے کی وجہ سے عیسائیوں کے مقابلے میں اٹھ کھڑے ہوا اتفاق یہ کہ ان مجاہدین کے پہنچنے سے پہلے ہی رومی عیسائی اپنے علاقوں کی جانب واپس چلے گئے تھے چنانچہ ان مجاہدین کا گروہ گرانی وغلہ کی کمی کی وجہ سے سرحدی علاقوں میں متفرق اور منتشر ہوگیا۔

دمستق کی موت:...... رومی عیسائی پندرہ دن کے بعد پھر واپس آئے اور دمستق نے اہل مصیصہ، اذنہ اور طرسوس کو اپنی واپسی کی دھمکی دی اور ان کو جلاوطن ہوکر چلے جانے کی تاکید کی مگر ان لوگوں نے توجہ نہ کی تب دمستق پھر ان لوگوں کے پاس لوٹ آیا اور طرسوس کا محاصرہ کر لیا بہت بڑی لڑائی ہوئی۔ ہزاروں جانیں تلف ہوئیں مسلمانوں نے عیسائیوں کے ایک بطریق کو گرفتار کر لیا۔ ادھر دمستق گھوڑے سے گر کر مر گیا۔ چنانچہ عیسائیوں نے ناکام ہوکر اپنے ملک کا راستہ لیا۔

یعفور شاہ روم کے حملے:...... اس کے بعد ''یعفور بادشاہ روم'' نے قسطنطنیہ سے ۳۵۴ھ میں اسلامی سرحدی علاقوں کی جانب خروج کیا اور قیساریہ کے نام سے ایک شہر آباد کر کے قیام پذیر ہوگیا۔ پھر چاروں طرف فوجیں روانہ کیں اہل مصیصہ اور طرسوس نے صلح کا پیغام بھیجا مگر رومی بادشاہ نے صلح کرنے سے انکار کر دیا اور خود فوج کے ساتھ مصیصہ روانہ ہوگیا اہل مصیصہ مقابلہ کی تاب نہ لا سکے اور رومی بادشاہ بزور جنگ شہر میں گھس گیا اور اس کو خوب پامال اور تاخت وتاراج کیا وہاں کے باشندوں کو رومی علاقوں کی طرف جلاوطن کر کے بھیج دیا۔ ان جلاوطنوں کی تعداد دو لاکھ تھی۔

طرطوس پر قبضہ:...... پھر وہ اس مہم سے فارغ ہوکر طرسوس گیا اور اہل طرسوس کو اس شرط پر امن دے کر شہر پناہ کے دروازے کھلوا لئے کہ وہ لوگ جتنا مال واسباب لے جاسکیں اپنے ساتھ اٹھا کر لیجائیں اور طرطوس چھوڑ کر انطاکیہ چلے جائیں۔ چنانچہ اہل طرطوس اس شرط کے مطابق طرطوس کو خیرآباد کہہ کر انطاکیہ کی جانب روانہ ہوگئے۔ بادشاہ روم نے چند فوج ان کی نگرانی پر مامور کر دی تاکہ وہ انطاکیہ کے سوا اور کسی طرف جانے نہ پائیں۔

---

1 ...... اصل کتاب میں اس جگہ پر کچھ نہیں لکھا ہے۔ ۱۲ مترجم

اہل طرطوس جلاء وطنی کے بعد عیسائی بادشاہ طرسوس کی تعمیر اور آبادکاری کی جانب متوجہ ہوا اور ہر طرح سے اس کو مضبوط اور مستحکم بنانے کی تدبیریں کیں گردونواح سے رسد وغلہ حاصل کر کے طرطوس میں جمع کر دیا۔ اور جب اس انتظام سے فراغت ملی تو قسطنطنیہ کی جانب لوٹ گیا۔ اس کے بعد دمستق بن شمسیق نے سیف الدولہ کے مقابلے کے لئے میافارقین کا رخ کیا لیکن ''شاہ قسطنطنیہ'' نے اسے روک دیا۔

انطاکیہ اور حمص میں بغاوت: ...... جس وقت رومیوں نے طرسوس پر قبضہ کیا تو رشیق نعیمی ان کے سپہ سالاروں اور انکے مدبرین میں سے چند نفر کے ساتھ انطاکیہ پہنچا۔ ابن ابی الاہوازی بھی جباۃ سے انطاکیہ میں اس کے پاس آ گیا اور اس کے بغاوت پر ابھار دیا اور اسے یہ سمجھایا کہ سیف الدولہ ''میافارقین'' میں بیمار ہے اور نقل وحرکت سے مجبور ہے۔ لھٰذا شام سے واپس نہیں آ سکے گا اس کے علاوہ جو کچھ اس کے پاس نقد زر تھا اس سے اس کی امداد کی۔ چنانچہ رشیق نے بغاوت پر کمر باندلی اور انطاکیہ کو دبا بیٹھا۔

رشیق اور ذرہر کی موت: ...... اس کے بعد وہ حلب کی طرف بڑھا اس وقت حلب میں ''عرقوبہ'' تھا رفتہ رفتہ اس کی خبر سیف الدولہ تک پہنچی کہ رشیق نے بغاوت پر کمر باندھی ہے اور ابن الاہواز انطاکیہ چلا گیا ہے اور دیلم میں سے ایک شخص کو اس کی امارت پر مامور کر گیا ہے اس شخص کا نام دزبر ❶ تھا اس نے خود کو امیر کے لقب سے ملقب کیا اور یہ خیال قائم کیا کہ یہ علوی ہے اس نے خود کو ''اشاذ'' کے نام سے موسوم کیا۔ اور اہل انطاکیہ کے ساتھ بہت ظالمانہ برتاؤ کئے۔ عرقوبہ نے حلب سے اس کا رخ کیا مگر ان لوگوں نے اس کو شکست دیدی۔ اس کے بعد سیف الدولہ میافارقین سے حلب پہنچ گیا اور فوجیں تیار ومرتب کر کے انطاکیہ کی جانب روانہ ہو گیا اور دزبر اور اہوازی سے مدتوں لڑتا رہا پا آخر یہ دونوں گرفتار کر کے سیف الدولہ کے سامنے پیش کئے گئے سیف الدولہ نے دزبر کو سزائے موت دے دی اور ابن اہوازی کو چند دن قید رکھ کے قتل کر دیا۔ چنانچہ انطاکیہ کی بغاوت فرو ہو گئی۔

مروان قرامطی کی بغاوت: ...... مروان قرامطی کی بغاوت اس کے بعد حمص میں مروان قرمطی نے بغاوت کر دی۔ یہ قرامطہ کا پیرو کار تھا سیف الدولہ کی جانب سے یہ سواحل کی حکومت پر تھا۔ چنانچہ جس وقت اس کی قوت بڑھ گئی تو اس نے حمص میں مخالفت کا اعلان کر کے قبضہ کر لیا اس کے علاوہ جن دنوں سیف الدولہ ''میافارقین'' گیا ہوا تھا۔ لھٰذا دوسرے شہروں پر بھی قابض ہو گیا۔ سیف الدولہ نے اس کی سرکوبی کے لئے عرقوبہ اور اپنے غلام بدر کو فوجیں دے کر روانہ کیا۔ دونوں فریق مدتوں گھنے لڑتے رہے انہی لڑائیوں میں مروان کو ایک پتھر آ لگا مگر پھر بھی نہایت ثابت قدمی سے مدتوں لڑتا رہا۔ اس کے ساتھی جی توڑ کر لڑ رہے تھے۔ انہی لڑائیوں میں سے کسی لڑائی میں بدر گرفتار ہو گیا چنانچہ مروان نے اس کو بار حیات سے سبکدوش کر دیا اور مروان اس واقعہ کے بعد چند دنوں تک زندہ رہا۔

''دارا'' پر رومی اور مسلم کشمکش: ...... ۳۵۵ھ میں رومی عیسائیوں کا لشکر سرحدی اسلامی علاقوں کی جانب قتل وغارت گری کی غرض سے نکلا۔ چنانچہ اس نے آمد کا محاصرہ کر لیا اور اہل آمد کو قتل اور قید کرنے میں کامیابی حاصل کی مگر مکمل کامیاب نہ ہو سکا اہل آمد نے قلعہ بندی کر لی تب عیسائیوں نے ''دارا'' کی طرف جو کہ ''میافارقین'' کے قریب واقع تھا قدم بڑھائے اور اس پر قابض ہو گئے، وہاں کے شہری ''نصیبین'' چلے گئے۔ ان دنوں سیف الدولہ وہیں موجود تھا ان لوگوں کے بھاگ آنے سے اسے بڑا رنج ہوا اور اسی وقت عرب کے نامی گرامی جنگ جوؤں کو ان کے ساتھ لڑائی پر بھیجنے کے لئے بلوا لیا۔ رومی عیسائی یہ خبر سن کر الٹے پاؤں بھاگ گئے اور سیف الدولہ ''دارا'' میں قیام پذیر ہو گیا رومی عیسائی ''دارا'' سے نکل کر انطاکیہ پر پہنچ گئے اور مدتوں اس کا محاصرہ کئے رہے اور اس کے گردونواح کو لوٹتے رہے۔ مگر اہل انطاکیہ نے قلعہ بندی کر لی۔ لھٰذا وہ ناکام ہو کر طرسوس کی جانب لوٹ گئے۔

سیف الدولہ کی وفات: ...... ماہ صفر ۳۵۵ھ میں سیف الدولہ ابوالحسن علی بن ابی الھیجا، عبداللہ بن حمدان کا حلب میں انتقال ہو گیا۔ نعش ''میافارقین'' لائی گئی اور وہیں دفن کر دی گئی۔ پھر اس کی جگہ حکومت پر اس کا بیٹا ابوالمعانی شریف بیٹھا۔ پھر اسی سال ماہ جمادی الاولیٰ میں ناصر الدولہ یعنی سیف الدولہ کے بھائی کو اس کے بیٹے ابوتغلب نے موصل میں قید کر دیا ابوتغلب ناصر الدولہ کا بیٹا تھا قید کرنے کی وجہ یہ تھی کہ ناصر الدولہ نے عمر

❶ ...... البدایۃ والنھایۃ میں لکھا ہے۔ کہ اس نے ایک رومی شخص کو مقرر کیا۔ جس کا نام دزبر تھا اس کو امیر کا نام دے دیا۔

میں بڑے ہونے کی وجہ سے بداخلاقی شروع کر دی۔ اس کی اولاد اور اس کے اراکین حکومت نے مخالفت کی۔

ناصر الدولہ کا ظلم و ستم:...... چنانچہ ناصر الدولہ ان لوگوں کے ساتھ بھی سختی سے پیش آنے لگا اس سے ان لوگوں کے دل ناصر الدولہ سے بیزار ہو گئے اور جب ان لوگوں کے کانوں تک معز الدولہ بن بویہ کے ارادے کی خبر ملی تو ناصر الدولہ کی اولاد نے عراق کا رخ کیا ناصر الدولہ نے ان لوگوں کو روکا اور یہ کہا کہ صبر کرو یہاں تک بختیار بن معز الدولہ عیاشی کرنے لگے پس چنانچہ جب معز الدولہ کا ذخیرہ ختم ہو جائے گا اس وقت تم لوگوں کا کامیاب ہونا آسان ہو جائے گا اور اگر میری بات تم لوگ نہیں سنو گے تو میں تم لوگوں کے خلاف معز الدولہ سے امداد طلب کر کے تم لوگوں پر حملہ کر دوں گا۔

ناصر الدولہ کی گرفتاری:...... اس پر ناصر الدولہ کی اولاد نے اصرار کیا۔ لھذا ابوتغلب کو موقع مل گیا۔ اس نے اراکین دولت اور خادموں کو ملا کر اپنے باپ کو گرفتار کر کے قلعہ میں نظر بند کر دیا اور اس کی خدمت پر چند لوگوں کو مقرر کر دیا اس معاملہ میں ابوتغلب کے بعض بھائیوں نے ابوتغلب کی مخالفت کی اس لئے اس کے کاموں اور نظام حکومت میں ایک گونہ اضطراب اور اختلال پیدا ہو گیا مجبوراً اس کو بختیار بن معز الدولہ سے ملنا پڑا اپنے بھائیوں کے مقابلہ میں دلائل پیش کرنے کے لئے عہد نامہ کی تجدید کی درخواست کی چنانچہ بختیار بن معز الدولہ نے تیس لاکھ درہم سالانہ خراج کے وعدے پر حکومت کی سند دے دی۔

ابوالمعالی کی حلب میں حکومت:...... سیف الدولہ کے انتقال کے بعد جیسا کہ ہم اوپر بیان کر چکے ہیں اس کا بیٹا ابوالمعالی شریف حکومت کا مالک ہوا تھا۔ سیف الدولہ نے اپنی زندگی میں ابوفراس بن ابی العلاء سعد بن حمدان کو حلب کی حکومت پر مقرر کیا تھا رومیوں نے اس کو منبج کی لڑائی میں گرفتار کر لیا۔ پھر جب ۳۵۵ھ میں سیف الدولہ اور رومی عیسائیوں کے درمیان مصالحت ہوئی تو سیف الدولہ نے اس کا زر فدیہ ادا کر کے اس کو قید سے نجات دلوادی اور حمص گورنر بنادیا تھا۔ سیف الدولہ کی وفات کے بعد اس کو ابوالمعالی کی جانب سے منافرت اور کشیدگی پیدا ہو گئی۔ لھذا حمص کو چھوڑ کر حمص ہی کے قریب ایک وادی کے کنارے پر ''صدد'' نامی ایک گاؤں میں قیام اختیار کیا اور مخالفت کا اعلان کر دیا۔ چنانچہ ابوالمعالی نے بنی کلاب وغیرہ دیہاتی عربوں کو جمع کر کے عرقوبہ کے ساتھ ابوفراس کی تلاش اور گرفتاری کے لئے روانہ کیا۔ چنانچہ عرقوبہ اس کی تلاش میں صدد پہنچ گیا۔ ابوفراس کے ساتھیوں نے ابوفراس کے لئے امن کی درخواست کی۔ ابوفراس بھی انہی لوگوں میں تھا عرقوبہ نے ان کو امن دے دیا اور جب وہ لوگ آزادانہ نکلنے لگے تو عرقوبہ نے ابوفراس کو گرفتار کر کے قتل کر ڈالا اور سر کاٹ کر ابوالمعالی کے پاس بھیج دیا۔ ابوفراس اس کا ماموں تھا۔

ابوتغلب اور حمدان کی جنگ:...... ناصر الدولہ بن حمدان کی ایک بیوی فاطمہ بنت احمد کردی نامی تھی یہی ابوتغلب کی ماں تھی، اسی نے اپنے بیٹے ابوتغلب کا اس کے باپ کی گرفتاری میں ہاتھ بٹایا تھا۔ چنانچہ جب ناصر الدولہ کو نظر بند کر دیا گیا تو ناصر الدولہ نے اپنے بیٹے حمدان کو قید کی تکلیف سے نجات دینے کے لئے بلوایا۔ اتفاق سے اس خط سے ابوتغلب مطلع ہو گیا لھذا اس نے اپنے باپ کو قلعہ موصل سے ''قلعہ کواشی'' میں منتقل کر دیا۔ ہوتے ہوتے اس کی خبر حمدان تک پہنچ گئی۔ وہ اپنے چچا سیف الدولہ کی وفات کے وقت رحبہ سے رقہ چلا گیا تھا اور اس پر قابض ہو گیا تھا۔ پھر جب اس کو اپنے باپ کا یہ خط ملا تو فوراً نصیبین کی جانب چل دیا۔ اور فوجیں مرتب کرنے لگا اور اپنے بھائی کے پاس کہلوا دیا کہ میرے والد کو قید کی تکلیف سے نجات دے دو ورنہ خیر نہ ہوگی۔ ابوتغلب یہ پیام پا کر آگ بگولا ہو گیا اور سامان جنگ درست کر کے حمدان سے جنگ کرنے کے لئے کوچ کر دیا۔ حمدان مقابلہ نہ کر سکا اور شکست کھا کر رقہ کی طرف چلا گیا۔ ابوتغلب بھی اس کے تعاقب میں رقہ پہنچ گیا اور کئی مہینے تک اس کا محاصرہ کئے رہا۔ پھر دونوں میں صلح ہو گئی اور ہر ایک اپنے اپنے دارالحکومت میں واپس چلا آیا۔

بیٹے کی قید میں باپ کی موت:...... اس کے بعد قید ہی کی حالت میں ناصر الدولہ کی وفات ہو گئی۔ موصل میں دفن کیا گیا۔ ابوتغلب نے اپنے بھائی ابوالبرکات کو حمدان کے پاس رحبہ روانہ کیا۔ اتفاق کچھ ایسا پیش آیا کہ حمدان کے ساتھی اور اعوان و انصار حمدان سے علیحدہ ہو گئے۔ حمدان نے بختیار کے پاس پناہ حاصل کرنے کے لئے عراق کا راستہ لیا اور کوچ و قیام کرتا ہوا اسی سال ماہ رمضان میں بغداد میں داخل ہوا اور تحائف اور ہدایا پیش کئے۔ بختیار بن معز الدولہ نے ابوتغلب کے پاس نقیب احمد یعنی شریف کے باپ رضی کو اس کے بھائی حمدان سے صلح کرنے کا پیغام دے کر بھیجا۔ چنانچہ اس نے اس

تحریک کے مطابق صلح کر لی چنانچہ صلح ہو جانے کے بعد حمدان نصف ۳۵۹ھ میں رحبہ کی جانب لوٹ گیا۔ اور ابوالبرکات نے اس کا ساتھ چھوڑ دیا۔

حمدان اور ابوالبرکات:...... چند دن کے بعد اس نے حمدان کو طلبی کا خط روانہ کیا مگر حمدان نے حاضری سے انکار کر دیا اس پر ابوثعلب نے اپنے بھائی ابوالبرکات کو دوبارہ اپنی فوجوں کا افسر اعلیٰ مقرر کر کے حمدان کی طرف روانہ کیا۔ مگر حمدان نے یہ خبر پا کر رحبہ چھوڑ دیا اور بیابان کی طرف چلا گیا اور ابوالبرکات نے رحبہ پر قبضہ کر لیا پھر اپنی جانب سے ایک شخص کو مقرر کر کے رقہ کی طرف چلا گیا۔ پھر رقہ سے عربان کی جانب روانہ ہوا۔ ادھر حمدان موقع پا کر رحبہ پہنچ گیا اور لڑ بھڑ کر شہر میں داخل ہوا اور ابوثعلب کے عمال اور حکام کو مار ڈالا۔ ابوالبرکات اس واقعہ سے مطلع ہو کر واپس آ گیا۔ چنانچہ دونوں میں گھمسان کی لڑائی ہوئی۔ جس میں حمدان نے ابوالبرکات کے سر پر ایک ایسی گہری چوٹ لگائی جس سے سر پھٹ گیا۔ حمدان نے اسے گھوڑے پر سے کھینچ کر زمین پر گرا لیا اور جھٹ پٹ مشکیں باندھ کر گرفتار کر لیا۔ زخم کاری تھا اس لئے وہ اسی دن مر گیا۔ اس کی لاش موصل لائی گئی اور وہیں اسے اس کے باپ کے پہلو میں دفن کیا گیا۔

ابوفراس کی گرفتاری اور بھائیوں کی ناراضگی:...... تب ابوثعلب نے خود حمدان کو ہوش میں لانے کی تیاری کی۔ اپنے بھائی ابوفراس محمد کو نصیبین کی حکومت پر مقرر کیا پھر تھوڑے دنوں بعد اس لئے کہ اس نے حمدان سے سازش کر لی تھی معزول کر دیا اور بلا کر گرفتار کر لیا اس کے بعد موصل کے قلعہ ''تلاشی'' میں لیجا کر قید کر دیا۔ اس واقعہ سے اس کے دوسرے بھائیوں ابراہیم اور حسن پر برا اثر پڑا وہ لوگ اس سے ناراض اور دل برداشتہ ہو کر ماہ رمضان ۳۶۳ھ میں اپنے بھائی حمدان کے پاس چلے گئے۔ ابوثعلب اس سے مطلع ہو کر ان کے سروں پر پہنچ گیا مگر ان لوگوں نے مقابلہ نہیں کیا۔

ابوثعلب اور اس کے بھائیوں کی کشمکش:...... پھر ابراہیم اور حسن (اس کے بھائیوں) نے فریب دینے کے لئے امن کی درخواست کی ابوثعلب نے ان کو امن دے دیا اور ان کے خبث باطنی سے مطلع نہ ہو سکا۔ حمدان کے اکثر مصاحبوں نے ان دونوں کی تقلید کی۔ اور حمدان سنجار سے عریاں واپس آ گیا اس اثناء میں ابوثعلب اپنے بھائیوں کے دغا اور فریب سے مطلع ہو گیا۔ چنانچہ دونوں یہ خبر پا کر بھاگ اس کے بعد حسن نے امن کی درخواست پیش کی اور دوبارہ ابوثعلب کی خدمت میں واپس آ گیا۔

حمدان کے غلام کی بغاوت:...... حمدان نے رحبہ میں بطور نائب اپنے غلام ''نجا'' کو مقرر کر رکھا تھا۔ ''نجا'' نے اس کے تمام اسباب اور مال وزر پر قبضہ کر کے اس کے مال واسباب سمیت حران بھاگ آیا۔ اس وقت حران میں سلامہ برقعیدی ابوثعلب کی جانب سے حکومت کر رہا تھا۔ چنانچہ حمدان رحبہ کی طرف لوٹ گیا اور ابوثعلب قرقیسیا چلا گیا اور وہاں پہنچ کر رحبہ فوجیں روانہ کیں۔ چنانچہ اس کی فوج نے فرات کو عبور کر کے ''رحبہ'' پر قبضہ کر لیا اور حمدان اپنی جان بچا کر اپنے بھائی ابراہیم سمیت سنجار چلا گیا۔ والیٔ سنجار نے ان دونوں کی بڑی آؤ بھگت کی یہ دونوں بہت عرصے وہاں ٹھہرے رہے اور ابوثعلب موصل کی جانب واپس آ گیا۔ یہ سارے واقعات ۳۶۰ھ کے آخر میں وقوع پذیر ہوئے تھے۔

رومیوں کی شام میں ہنگامہ آرائی:...... ۳۸۵ھ میں بادشاہ روم شام میں داخل ہوا چونکہ ملک شام میں کوئی ایسا شخص اس وقت موجود نہ تھا جو اس کو فوراً جواب دیتا یا اس کا مقابلہ کرتا جی کھول کر اس نے طرابلس کے فوج۔ کو تاخت وتاراج کیا۔ اہل طرابلس نے اپنے گورنر کو اس کے ظلم وستم کی وجہ سے رقہ کی طرف بھگا دیا تھا۔ لہذا رومیوں کو موقع مل گیا انہوں نے طرابلس کو لوٹ کر عبرت کا نشان بنا کر رقہ کی جانب بڑھے اور طویل محاصرے کے بعد اس پر بھی قابض ہو گئے اسے بھی خوب برباد کیا۔ اس کے بعد حمص کی جانب چل پڑے۔ اہل حمص نے ان عیسائیوں کے پہنچنے سے پہلے ہی حمص خالی کر دیا تھا۔ رومی عیسائیوں نے پہنچتے ہی اسے جلا کر خاک وسیاہ کر دیا۔

رومیوں کا اٹھارہ شہروں پر قبضہ:...... اس کے بعد بلاد سواحل کی طرف مڑ گئے۔ ان شہروں میں سے اٹھارہ شہروں پر اپنی میابی کا جھنڈا اگاڑا اور اکثر قصبوں اور دیہات کو پامال کر دیا۔ ان واقعات سے عیسائیوں کے حوصلہ بڑھ گئے کوئی ان کو روک ٹوک کرنے والا نہ تھا۔ تھوڑے ہی دنوں میں وہ تمام ساحلی علاقوں اور اطراف شام میں پھیل گئے صرف گنتی کے چند عرب باقی رہ گئے تھے جو وقتاً فوقتاً عیسائیوں کو اپنی چمکتی ہوئی تلواروں کی زیارت کرا دیتے تھے پھر والی روم نے واپس ہو کر حلب اور انطاکیہ کے لئے فوجیں حاصل کیں مگر یہ سن کر کہ وہ لوگ پوری طور سے مقابلہ پر آئیں گے۔ اپنے

ملک واپس چلا گیا۔ اس کے ہمراہ مسلمان قیدیوں کا بڑا گروہ تھا جو تعداد میں ایک لاکھ تھے۔

قرعوبہ نامی مسلمان حاکم:......ان دنوں حلب میں قرعوبہ نامی ایک شخص حکومت کر رہا تھا جو سیف الدولہ کا مولیٰ (آزاد غلام) تھا اس نے عیسائیوں کے طوفان بدتمیزی کی خوب روک تھام کی انہی دنوں بادشاہ روم نے اپنی فوج کو شب خون مارنے کے لئے جزیرہ کی جانب روانہ کیا چنانچہ یہ فوج ''کفرتوثا'' تک قتل وغارت کرتی ہوئی پہنچ گئی اور اس کے اطراف وجوانب کو جی کھول کر پامال کیا۔ ابوثعلب میں ان دشمنان اسلام کے مقابلے کی قوت ہی نہ تھی۔

قرعوبہ کی خودسری:......قرعوبہ سیف الدولہ کا غلام وہی ہے جس نے سیف الدولہ کے مرنے کے بعد اس کے بیٹے ابوالمعالی کی حکومت کی بیعت لی تھی۔ پس جب ۳۵۸ھ کا دور آیا تو قرعوبہ نے ابوالمعالی کے خلاف علم بغاوت بلند کر دیا اور اس کو حلب سے نکال کر خودسر حکمران بن بیٹھا۔ ابوالمعالی حلب سے نکلکر حران کی طرف چلا گیا۔ مگر اہل حران نے بھی اس کو شہر میں داخل نہ ہونے دیا۔ تب ابوالمعالی نے ''میافارقین'' کا راستہ اختیار کیا جہاں پر اس کی والدہ تھی۔

ابوالمعالی کی والدہ:......ابوالمعالی کی والدہ سعید بن حمدان یعنی ابوفراس کے بھائی کی بیٹی تھی۔ اس سے کسی نے یہ جڑ دیا کہ ابوالمعالی تمہیں گرفتار کرنے آ رہا ہے اس لئے اس نے بھی چند دنوں تک ''میافارقین'' میں ابوالمعالی کو داخل نہونے دیا یہاں تک کہ اس کو اپنا ذاتی اطمینان ہو گیا اور اس کی طرف سے اس کے خیالات تبدیل ہو گئے تب اس نے ابوالمعالی کو اور جن لوگوں سے یہ راضی تھی ان کو ''میافارقین'' میں داخل ہونے کی اجازت دی۔ رسد وغلہ کا انتظام کر دیا اور باقی لوگوں کو شہر میں داخل ہونے سے روک دیا۔

ابوالمعالی اور قرعوبہ:......اس کے بعد ابوالمعالی نے قرعوبہ سے جنگ کی تیاری کی یہ ان دنوں حلب میں تھا اس نے حلب کی قلعہ بندی کر لی۔ تب ابوالمعالی حماۃ چلا گیا اور وہیں قیام پذیر ہو گیا۔ حران میں اسی کے نام کا خطبہ پڑھا جاتا تھا حالانکہ اس کی طرف سے وہاں اس کا کوئی گورنر موجود نہ تھا۔ اہل حماۃ نے مشورہ کر کے اپنے ہی لوگوں میں سے ایک شخص کو اپنا حکمران بنالیا جو ان پر حکومت کرنے لگا۔

میافارقین کی طرف ابوثعلب کی روانگی:......ابوثعلب یہ سن کر کہ ابوالمعالی نے قرعوبہ سے جنگ کے لئے حلب کی طرف کوچ کیا ہے فوجیں مرتب اور مسلح کر کے ''میافارقین'' کی جانب روانہ ہو گیا سیف الدولہ کی بیوہ نے ابوثعلب سے مقابلہ کیا اور اس کام میں آڑے آ گئی بالآخر دونوں میں اس امر پر صلح ہو گئی کہ سیف الدولہ کی بیوہ دو لاکھ دینار ابوثعلب کو بطور تاوان یا خرچہ جنگ ادا کرے۔ اس کے بعد لگانے بجھانے والوں نے سیف الدولہ کی بیوہ سے یہ جڑ دیا کہ ابوثعلب عنقریب شہر پر قبضہ کرنے والا ہے۔ سیف الدولہ کی بیوہ کہ سن کر برہم ہو گئی رات کے وقت اپنی فوج کو شب خون مارنے کا حکم دیدیا چنانچہ ابوثعلب کی لشکر گاہ سے بہت سامال واسباب لوٹ کر لے گئی۔ ابوثعلب نے بڑی منت اور خوشامد سے پیغام بھیجا۔ چنانچہ سیف الدولہ کی بیوہ نے محض ان چیزوں کو جو اس کے سپاہی لوٹ کر لے گئے تھے واپس کر دیا اور ایک لاکھ درہم لے کر اس کے قیدیوں کو رہائی دی۔ چنانچہ ابوثعلب ''میافارقین'' سے لوٹ گیا۔

انطاکیہ پر رومی فوج کا قبضہ:......۳۵۹ھ میں عیسائی رومی لشکر نے انطاکیہ پر قبضہ کر لیا پہلے قلعہ لوقاء کا محاصرہ کیا۔ قلعہ لوقاء انطاکیہ کے قریب ایک قلعہ تھا۔ جس میں عیسائی رہتے تھے۔ رومی عیسائیوں نے لوقاء کے عیسائیوں سے ساز باز کر لی اور اس بات پر ان کو راضی کر کے انطاکیہ بھیج دیا کہ وہ انطاکیہ سے جلاء وطن ہو کر چلے جائیں اور یہ ظاہر کریں کہ ہم لوگ رومیوں کے ظلم وستم سے تنگ آ کر اپنی عزت اور جان بچانے کے خیال سے انطاکیہ بھاگ آئے ہیں اور پھر جب رومی لشکر کو شہر پر قبضہ دلانے میں ہاتھ بٹائیں۔

اہل لوقاء کی جلاوطنی:......چنانچہ اہل لوقاء جلاوطن ہو کر انطاکیہ چلے گئے اور ایک پہاڑ پر جو انطاکیہ سے ملا ہوا تھا مقیم ہو گئے۔ دو مہینے کے بعد یعفور والی روم کا بھائی چالیس ہزار فوج کے ساتھ انطاکیہ پر حملہ آور ہوا اور حملہ شروع کر دیا اہل لوقاء نے وعدے کے مطابق اپنی جانب کے شہر پناہ پر رومی لشکر

کو قبضہ دے دیا اہل انطا کیہ اس بات کا احساس کر کے بدحواس ہو گئے۔ چنانچہ عیسائیوں نے شہر میں گھس کر قتل اور غارت گری شروع کر دی۔ بیس ہزار مسلمانوں کو گرفتار کر کے اپنے دارالحکومت روانہ کیا۔

حلب پر عیسائی قبضہ:..... اس کے بعد جنگ درست کر کے حلب فتح کرنے کے لئے عیسائیوں نے قدم بڑھایا۔ ان دنوں حلب میں ابوالمعالی شریف بن سیف الدولہ امیر قرعویہ اپنے باغی گورنر کا محاصرہ کئے ہوئے تھا۔ یہ خبر سن کر کہ رومیوں کا ٹڈی دل لشکر حلب کی طرف آ رہا ہے حلب کو چھوڑ دیا اور ایک سنسان میدان میں گھس گیا۔ عیسائیوں نے پہنچتے ہی شہر حلب پر قبضہ کر لیا۔

قلعے والوں کی صلح:..... قرعویہ اور اہل شہر نے قلعہ میں جا کر پناہ لی اور دروازے بند کر لئے۔ رومی عیسائی عرصے تک قلعہ کا محاصرہ کئے ہوئے لڑتے رہے بالآخر قرعویہ نے مقررہ خراج کی ادائیگی کے جوطے ہو گیا تھا صلح کر لی۔ اس کے علاوہ ایک شرط یہ بھی قرار دی گئی تھی کہ رومی عیسائی لشکر سے فرات کے مضافات میں رسد بہم پہنچانے میں مزاحمت نہ کی جائے۔ اس صلح میں حمص، کفر طاب، معرہ، افامیہ۔ شیرز اور جتنے قلعے اور قصبے ان مقامات کے درمیان میں تھے داخل اور شامل ہوئے۔ ان مقامات کے رہنے والوں نے بطور ضمانت اپنے چند سردار رومیوں کے حوالہ کئے۔ چنانچہ رومیوں نے حلب سے اپنا محاصرہ اٹھالیا۔

ملاذ کرد پر قبضہ:..... اسی دوران والی روم کے بھائی نے ایک فوج عظیم ''ملاذ کرد'' مضافات صوبہ آرمینہ کی طرف روانہ کی تھی۔ چنانچہ اس فوج نے ملاذ کرد کا محاصرہ کر لیا اور بزور تیغ اس کو فتح کر لیا۔ ان مسلسل کامیابیوں سے جہاں عیسائیوں کے حوصلہ بڑھ گئے۔ وہاں ہر طرف کے سرحدی امراء اسلام عیسائیوں کے رعب سے بید کی طرح تھرا اُٹھے۔

یعفور نامی شاہ قسطنطنیہ:..... یعفور عیسائی قسطنطنیہ کا رومی بادشاہ تھا یہ وہی قسطنطنیہ ہے جو اس وقت سلاطین عثمانیہ کے قبضہ وتصرف میں ہے۔ جو شخص اس شہر کا والی بنتا تھا وہ دمستق کہلاتا تھا۔ یعفور بھی دمستق تھا خاندان شاہی سے نہ تھا۔ یہ انتہائی متعصب شخص اور مسلمانوں کا جانی دشمن تھا۔ اسی نے حلب پر سیف الدولہ کے زمانے میں قبضہ کیا تھا طرسوس، آرمینیہ اور عین زربہ کے پہاڑوں پر اپنی کامیابی کا جھنڈا گاڑا تھا۔ اس نے بادشاہ قسطنطنیہ کو جو اس سے پہلے تھا قتل کر کے حکومت اپنے ہاتھ میں لے لی اور اس کی بیوی سے شادی کر لی تھی۔

یعفور کا قتل:..... مقتول بادشاہ قسطنطنیہ کے نطفہ سے اس بیگم کے دو بیٹے تھے قسطنطنیہ کی حکومت پر قبضہ کرنے کے بعد اس نے اسلامی علاقوں پر ظلم وستم کا ہاتھ بڑھایا۔ تمام سرحد شام اور جزیرہ کو تہ وبالا کر دیا۔ امراء اسلام اس کے نام سے ڈرنے لگے اور ان کو اپنے اپنے ملک بچانے کی فکر پڑ گئی۔ چند دن بعد اس نے ان دونوں لڑکوں کو جو مقتول بادشاہ کی اولاد تھے خصی کر ڈالنے کا ارادہ کیا تا کہ ان کی آئندہ نسل منقطع ہو جائے اور کوئی شخص اس کے لڑکوں سے مزاحمت کرنے والا نہ باقی رہے۔ اتفاق سے اس ارادے سے ان دونوں کی ماں مطلع ہو گئی شمشقیق دمستق کو اس راز سے آگاہ کیا اور یعفور کے قتل میں اس سے سازباز کی چنانچہ اس نے اس کو ایک دن شب کے وقت قتل کر دیا۔

یعفور کا نسب اور ایک نصیحت:..... یعفور کا باپ مسلمان تھا۔ طرسوس کا رہنے والا تھا۔ ابن عطاس کے نام سے معروف تھا۔ اللہ جانے اس کے کیا دل میں آئی کہ عیسائی ہو گیا۔ اور قسطنطنیہ چلا گیا ترقی کرتے کرتے بادشاہ بن گیا اور اس کا ایسا دور دورہ ہوا کہ باید وشاید۔

یہ بہت بڑی غلطی ہے عقلاء کو اس کا خیال ہمیشہ رکھنا چاہیے۔ مناسب بات یہ ہے کہ جو شخص بازاری اور بے اصل و بے ضانماں ہوا اور خاندان حکومت کے نسب سے دور ہو۔ اس کو اس درجہ پر نہیں پہنچنے دینا چاہئے۔ اس مضمون کو ہم مقدمۃ الکتاب میں کافی اور معقول طریقے سے بیان کر چکے ہیں۔

ابوثعلب کا حران پر قبضہ:..... نصف ۳۵۹ھ میں ابوثعلب نے حران پر قبضہ کیا تقریباً ایک پورے مہینے محاصرہ کئے رہا۔ بالآخر اہل حران سے آدمی رات کے وقت ابوثعلب کے پاس صلح کرنے کے لئے آئے اور سارے اہل شہر کے لئے امان حاصل کر کے واپس چلے گئے۔ اہل شہر کو یہ خبر معلوم ہوئی تو بگڑ گئے اور جنگ پر تیار و مستعد ہو گئے مگر پھر سوچ سمجھ کر مصالحت پر متفق ہو گئے اور ابوثعلب کی خدمت میں حاضر ہو کر اطاعت اور فرمانبرداری کی قسمیں

کھائیں چنانچہ ابوثعلب اپنے بھائیوں اور ساتھیوں کے ہمراہ نماز جمعہ ادا کرنے شہر میں گیا اور بعد نماز جمعہ پھر اپنے لشکر گاہ میں واپس آ گیا۔ سلامت برقعیدی کو جو بنی حمدان کے ساتھیوں میں ایک مشہور شخص تھا۔ حران کا گورنر مقرر کیا اس دوران یہ خبر ملی کہ بنو نمیر نے موصل کے آس پاس غارتگری اور قتل کا ہنگامہ برپا کر رکھا ہے اور وہاں کے گورنر برقعیدی کو قتل کر دیا ہے فوراً سامان سفر و جنگ درست کر کے نہایت تیزی سے موصل کی جانب لوٹ گیا۔

قرعویہ اور ابوالمعالی کی مصالحت:.....ہم اوپر ۳۵۸ھ میں قرعویہ کی خودسر حکومت حلب اور ابوالمعالی بن سیف الدولہ کے وہاں سے نکل آنے کا تذکرہ تحریر کر چکے ہیں اور یہ بھی بیان کر چکے ہیں کہ ابوالمعالی حلب سے نکلکر اپنی ماں کے پاس ''میافارقین'' آ گیا تھا اس کے بعد قرعویہ سے جنگ کرنے اور اس کا محاصرہ کرنے کے لئے حلب کی طرف واپس گیا۔ پھر لوٹ کر حمص آیا اور وہیں قیام پذیر ہو گیا۔ تھوڑے دنوں کے بعد قرعویہ اور ابوالمعالی میں اس طرح مصالحت ہو گئی کہ قرعویہ اس کے نام کا خطبہ حلب میں پڑھے گا اور دونوں معز علوی حاکم مصر کے علم خلافت کے مطیع رہیں گے۔

رومیوں کا جزیرہ پر حملہ:.....۳۶۱ھ میں دمستق ایک بڑی فوج لے کر جزیرہ کی جانب بڑھا۔ اور الرہا اور اس کے قرب وجوار کو تاخت و تاراج کر کے اطراف جزیرہ پر مارا۔ لوٹ مار کرتا نصیبین تک پہنچ گیا اور جی کھول کر اس کو پامال کیا پھر دیار بکر کی طرف قدم بڑھائے۔ یہاں بھی وہی ظلم کیا۔ ادھر ابوثعلب میں اتنا دم خم نہیں تھا کہ اس طوفان بدتمیزی کی روک تھام کر سکتا مجبوراً بہت سا مال و زر عیسائیوں کو دے کر خود کو ان کے حملوں سے بچالیا۔

مظلومین کی بغداد میں فریاد:.....اہلیان دیار بکر کا ایک گروپ فریاد کرتا اور شور مچاتا ہوا بغداد پہنچا۔ اور جامع مسجدوں اور عام گزرگاہوں پر بیٹھ کر عیسائیوں کے ظلم وستم اور مسلمانوں کی بے حرمتی کو بیان کرنے اور ان لوگوں کو انجام کار اور عواقب امور سے ڈرانے لگے۔ چنانچہ اہل بغداد بھی انکے ساتھ شریک ہو گئے اور سب کے سب قصر خلافت کی طرف چلے خلیفہ طائع للہ نے یہ خبر سن کر دروازے بند کرا دیئے تو ان لوگوں نے سب وشتم سے یاد کرنا شروع کر دیا۔

بغداد میں ہنگامہ:.....اہل بغداد کے چند رئیس بختیار کے پاس جا پہنچ گئے وہ اس وقت اطراف کوفہ میں گیا ہوا تھا ان لوگوں نے بختیار سے جا کر رومیوں کی شکایت کی اور مسلمانوں کی بے حرمتی کے واقعات بتائے۔ چنانچہ بختیار نے ان لوگوں سے رومیوں کے خلاف جہاد کرنے کا وعدہ کیا ادھر اپنے حاجب سبکتگین کے نام فوجوں کی تیاری کا فرمان روانہ کیا اور یہ تحریر کیا کہ عام اعلان کرا دیا جائے کہ ہر شخص کو اس مہم میں شریک ہونا لازمی ہوگا ادھر ابوثعلب بن حمدان کو عزیمت جہاد سے مطلع کر کے رسد اور غلہ اور فوجی سامان مہیا رکھنے کو لکھ بھیجا۔ چونکہ عوام الناس کا جم غفیر جہاد میں شریک ہونے کے لئے متحد ہو گیا تھا اس لئے بغداد میں ہنگامہ برپا ہو گیا اور نوبت جنگ وقتال تک پہنچ گئی لوٹ مار اور غارتگری شروع ہو گئی۔

رومیوں کی شکست دمستق کی گرفتاری اور موت:.....دیار مضر اور جزیرہ میں ظلم وغارتگری کرنے کے بعد دمستق کا حوصلہ بڑھ گیا۔ اور اسے فتح کرنے کا نشہ چڑھ گیا۔ ابوثعلب فوجیں مرتب کر کے اس کی روک تھام کے لئے بڑھا اس دوران اس کا بھائی ابوالقاسم ہبۃ اللہ بھی پہنچ گیا۔ چنانچہ دونوں بالاتفاق دمستق سے جنگ کرنے روانہ ہو گئے۔ ماہ رمضان ۳۶۲ھ میں جنگ کی نوبت آئی۔ باوجودیکہ عیسائیوں کی تعداد زیادہ تھی مگر ان کی لشکر گاہ کچھ ایسی جگہ پر تھی کہ سوار فوج بالکل بے کار تھی اور وہ لوگ بھی جنگ پر تیار نہ تھے خواہ مخواہ ان کو شکست اٹھانا پڑی اور دمستق کو گرفتار کر لیا گیا۔ اسی زمانہ سے دمستق ابوثعلب کے پاس قید اور نظر بند رہا تا آنکہ ۳۶۳ھ میں بیمار ہو گیا، اس کے علاج کی بیحد کوشش کی گئی متعدد طبیب بلائے گئے مگر کچھ نفع محسوس نہ ہوا۔ چنانچہ وہ مر گیا۔

بختیار بن معزالدولہ:.....ابوثعلب اور اس کے بھائیوں حمدان اور ابراہیم کی لڑائیوں اور مناقشہ کے واقعات آپ اوپر پڑھ چکے ہیں اور یہ بھی آپ کو معلوم ہو چکا ہے کہ یہ دونوں مقابلے کے لئے بختیار بن معزالدولہ کی خدمت میں ابوثعلب نے امداد کا وعدہ کیا مگر بطیحہ وغیرہ کے واقعات کچھ ایسے پیش آ گئے کہ جس سے بختیار ان کی امداد نہ کر سکا۔ چنانچہ ان دونوں کو بختیار کا دیر کرنا شاق گزرا۔ پھر ابراہیم تو بھاگ کر اپنے بھائی ابوثعلب کے پاس چلا گیا۔

بختیار کا موصل پر قبضہ:.....اس کے بعد بختیار کو ان حالات سے فراغت حاصل ہو گئی۔ اور اسے موصل پر قبضہ کا خیال پیدا ہوا۔ اس کے وزیر ابن

بقیہ نے اس لئے کہ ابوثعلب نے تحریر میں اس کے آداب اور خطاب کا لحاظ نہیں کیا تھا۔ لھذا موقع پا کر زور بھی دے دیا۔ چنانچہ بختیار نے موصل کی جانب کوچ کر دیا ماہ ربیع الآخر ۳۶۳ھ میں موصل کے قریب پہنچا۔ ابوثعلب یہ خبر پا کر ''سنجار'' چلا گیا اور موصل کو رسد وغلہ اور شاہی دفاتر سے خالی کر دیا۔ چنانچہ بختیار نے موصل پر قبضہ کر لیا۔

بختیار کی بغداد روانگی:..... پھر ابوثعلب نے بختیار کے بعد ہی بغداد کی جانب کوچ کر دیا اگر چہ راستے میں اور سواد بغداد میں بھی کسی قسم کی غارتگری اور لوٹ مار نہ کی مگر اہل بغداد مقابلہ پر آئے اور اس سے لڑے چنانچہ اس سے عوام الناس میں فتنہ وفساد کی آگ بھڑک اٹھی جو ابوثعلب اور اس کے ساتھیوں کے دلی مقاصد کے حاصل کرنے میں رکاوٹ بن گئی۔ علی الخصوص بغداد کے مغربی حصہ میں بہت بڑا ہنگامہ برپا ہوگیا۔ رفتہ رفتہ اس کی خبر بختیار کے کانوں تک پہنچ گئی اس نے فوراً اپنے وزیر ابن بقیہ اور سبکتگین کو بغداد کی طرف روانہ کیا ابن بقیہ تو بغداد میں داخل ہوگیا۔ مگر سبکتگین بغداد کے باہر ایک میدان میں رک گیا ان لوگوں کے پہنچ جانے سے ابوثعلب بغداد میں داخل نہ ہو سکا۔ مگر اس نے معمولی طور سے لڑائی کا سلسلہ جاری رکھا اور در پردہ سبکتگین نے اس کو پسند نہ کیا۔

بختیار سے ابوثعلب کی صلح:..... تب ابوثعلب بغداد سے موصل کی جانب واپس چلا گیا اور وزیر ابن بقیہ، سبکتگین کے پاس آیا اور صلاح ومشورہ کر کے ابوثعلب سے صلح کی خط وکتابت شروع کی شرائط صلح یہ طے پائیں کہ بختیار کو سفر اور جنگ کا تاوان ابوثعلب ادا کرے اور اس کے بھائی حمدان کو اس کے تمام مقبوضات ماردین کے علاوہ واپس دیدیئے جائیں۔ شرائط صلح طے ہونے کے بعد بختیار کو بذریعہ تحریر مطلع کر دیا۔ چنانچہ بختیار نے صلحنامہ لکھے جانے کے بعد موصل سے اپنا قبضہ اٹھالیا اور ابوثعلب موصل کی طرف روانہ ہوگیا۔ ابن بقیہ نے سبکتگین کو، بختیار کے پاس چلے جانے کی رائے دی تھی مگر اس نے توجہ نہ کی مگر کچھ سوچ سمجھ کر روانہ ہوگیا۔

بختیار کی بغداد روانگی:..... چونکہ اہل موصل کو، بختیار کی ظالمانہ حرکات سے بے حد تکالیف کا سامنا کرنا پڑا تھا۔ اس لئے ابوثعلب کی آمد کا سن کر ان لوگوں نے خوشی ظاہر کی اور بختیار کے جانے پر شکر ادا کیا۔ ابوثعلب نے بختیار سے شاہی خطاب اختیار کرنے اور تاوان جنگ کی معافی کی درخواست کی تو بختیار نے نہایت خندہ پیشانی سے اس کو منظور کر لیا اور سامان سفر درست کر کے موصل سے بغداد روانہ ہوگیا۔ راستے میں یہ خبر ملی کہ ابوثعلب نے پھر بدعہدی کی ہے۔ اور بختیار کے بعض ارکین حکومت کو جو کہ اپنے اہل وعیال کو لانے کے لئے موصل واپس گئے تھے قتل کر دیا ہے۔

ابوثعلب کی بدعہدی کی خبر اور رشتہ داری:..... یہ خبر سنتے ہی زمین پاؤں کے نیچے سے نکلگئی اسے بیحد صدمہ ہوا۔ چنانچہ اسی مقام پر قیام کر کے ابن بقیہ اور سبکتگین کو افواج سمیت طلبی کا خط روانہ کیا پھر جب وہ لوگ آگئے تو سب کے سب دوبارہ موصل کی جانب واپس چل دیئے ابوثعلب نے یہ خبر پا کر ''موصل'' خالی کر دیا۔ اور اپنے مصاحبوں اور مشیروں کو معذرت کرنے اور اس خبر کی تردید کرنے کے لئے بختیار کی خدمت میں روانہ کیا۔ چنانچہ شریف احمد موسوی نے ابوثعلب کی جانب سے شرائط صلح کی پابندی کا حلف اٹھایا اس سے دوبارہ بدستور مصالحت ہوگئی۔ تب بختیار بغداد کی جانب لوٹا۔ اور واپسی سے پہلے اپنی بیٹی کو ابوثعلب کی درخواست پر جہیز دیکر رخصت کر دیا بختیار نے ان واقعات سے پہلے اپنی بیٹی کا عقد ابوثعلب سے کر دیا تھا۔

ابوالمعالی دوبارہ حلب میں:..... ہم اوپر بیان کر چکے ہیں کہ ''قرعویہ'' جو کہ ابوالمعالی کے باپ (سیف الدولہ) کا خادم تھا ابوالمعالی پر حاوی ہوگیا تھا اور ابوالمعالی کو ۳۵۷ھ میں حلب سے نکال کر خود حکمران بن بیٹھا تھا۔ چنانچہ ابوالمعالی اپنی والدہ کے پاس ''میافارقین'' چلا گیا تھا پھر ''میافارقین'' سے اپنی والدہ کے ہمراہ حماۃ میں جا کر مقیم ہوا تھا۔ ان دنوں رومیوں نے اہل حمص کو امان دیدی تھی جس سے اس کی آبادی بڑھ گئی تھی۔ ''قرعویہ'' نے حلب میں اپنے خادم بکچور کو اپنا نائب بنایا تھا۔ اس نے اپنی قوت بڑھا کر ''قرعویہ'' کو قلعہ حلب میں قید کر دیا اور دو سال تک حکومت کرتا رہا۔ ''قرعویہ'' کے ارکین اور مصاحبین نے ان واقعات سے ابوالمعالی کو مطلع کیا اور حلب پر قبضہ کرنے کی درخواست کی چنانچہ ابوالمعالی فوجیں تیار کر کے حلب پہنچ گیا اور پورے چار مہینے محاصرہ کئے ہوئے لڑتا رہا بالآخر اسے لڑ کر فتح کر لیا اور اس کا مالی اور فوجی انتظام درست کر کے عمارتیں بنوائیں۔ یہاں تک کہ حکومت

دمشق چلا گیا جیسا کہ آگے بیان کیا جائے گا۔

عضد الدولہ، حمدان اور ابوتغلب:...... جس وقت عضد الدولہ بن بویہ نے دار الخلافت بغداد پر قبضہ کیا اور اس کے چچازاد بھائی معز الدولہ بختیار کو شکست ہوئی۔ تو اس وقت بختیار گنتی کے چند آدمیوں کے ساتھ شام کی طرف روانہ ہو گیا۔ حمدان بن ناصر الدولہ جو کہ ابوتغلب کا بھائی تھا۔ عضد الدولہ کے ہمرکاب تھا اس نے شام کے بجائے موصل پر پہلے قبضہ کر لینے کی ترغیب دی اگر چہ اس سے پہلے عضد الدولہ نے مراسم اتحاد کی وجہ سے ابوتغلب کو نہ چھیڑنے کا عہد و پیمان کر لیا تھا مگر حمدان کی ترغیب سے اس عہد و پیمان کو بالائے طاق رکھ کے موصل کی طرف قدم بڑھا دیئے جس وقت تکریت کے قریب پہنچا، ابوتغلب کے سفیر پیغام صلح اور اظہار دوستی کے لئے حاضر ہوئے اور یہ ظاہر کیا کہ آپ بنفس نفیس اپنی فوج کے ساتھ تشریف لے چلیئے ہم ہر طرح سے آپ کے معین و مددگار ہیں مگر شرط یہ ہے کہ ہمارے بھائی حمدان کو ہمارے حوالہ کر دو۔ چنانچہ عضد الدولہ نے حمدان کو ابوتغلب کے سفیروں کے حوالہ کر دیا اور ابوتغلب نے اسے جیل مین ڈال دیا۔

عضد الدولہ اور بختیار کی جنگ:...... بختیار نے شکست کے بعد اپنی گئی ہوئی حالت کو درست کیا اور تیاری کر کے ''حدیثہ'' کی جانب کوچ کیا ابوتغلب سے ملاقات کی اور اس کے ساتھ ساتھ بیس ہزار جنگ جوؤں کا لشکر لے کر عراق کی طرف بڑھا۔ عضد الدولہ بھی اس خبر سے مطلع ہو کر ان دونوں پر حملہ آور ہوا ماہ شوال ۳۶۰ھ میں فریقین کی ''اطراف تکریت'' میں جنگ ہوئی۔ عضد الدولہ نے اپنے دونوں حریفوں کو شکست دیدی۔ اسی جنگ میں بختیار مارا گیا اور ابوتغلب جان بچا کر موصل کی طرف بھاگ گیا۔

عضد الدولہ کا موصل پر قبضہ:...... عضد الدولہ نے اس کا تعاقب کیا چنانچہ ماہ ذی قعدہ میں موصل پر قبضہ کر لیا۔ وہ یہیں قیام کرنے کے خیال سے رسد و غلہ کافی مقدار سے اپنے ساتھ لایا تھا چنانچہ موصل میں قیام کر کے ابوتغلب کی جستجو اور تلاش میں بہت سے سرایا روانہ کئے انہیں سرایا کے ساتھ مرزبان بن بختیار اور اس کے ماموں ابو اسحاق و طاہر یعنی معز الدولہ کے بیٹے اور انکی والدہ بھی تھی۔ اسی مقصد کو حاصل کرنے کے لئے اس کے ساتھیوں میں سے ابوالوفاء طاہر بن اسمٰعیل اور ابوطاہر طغان (اس کا حاجب) جزیرہ ابن عمر کی جانب گیا تھا۔

ابوتغلب کا فرار اور تعاقب:...... ابوتغلب پہلے نصیبین گیا پھر نصیبین سے ''میافارقین'' گیا اور وہیں قیام پذیر ہو گیا۔ جب اس کو یہ خبر ملی کہ ابوالوفاء میری جستجو اور تلاش میں آ رہا ہے تو ''میافارقین'' کو خیر آباد کہہ کے تدلیس چلا گیا اور اس کے بعد ابوالوفاء میافارقین پہنچا۔ اہل ''میافارقین'' نے شہر مین داخل ہونے سے روک دیا۔ چنانچہ ابوالوفاء نے میافارقین کو اسی حال پر چھوڑ کر ابوتغلب کی تلاش میں کوچ کر دیا ابوتغلب اس سے مطلع ہو کر ''اردن روم'' سے نکلکر حسنیہ (مضافات جزیرہ) کی طرف آیا پھر حسنیہ سے ''قلعہ کواشی'' کی طرف گیا اور وہاں سے اپنے مال و اسباب اور ذخیرہ منتقل کر کے لوٹ آیا اور ابوالوفاء بھی لوٹ کر میافارقین آیا اور اس کا محاصرہ کر لیا۔

ابوتغلب روم میں:...... عضد الدولہ کو ابوتغلب کے قلعوں کی طرف آنے کی خبر مل گئی تھی اس لئے فوجیں تیار کر کے قلعوں کی طرف آیا مگر ابوتغلب ہاتھ نہ لگا۔ اس کے بہت سے ساتھیوں نے عضد الدولہ سے امان حاصل کر لی۔ پھر عضد الدولہ مجبوراً موصل لوٹ گیا۔ اور اپنے ایک سپہ سالار طغان کو ندلیس کی طرف روانہ کیا ابوتغلب یہ خبر سن کر بھاگ گیا اور بادشاہ ''وردرومی'' کے پاس چلا گیا چونکہ ورد رومی اپنے شہنشاہ سے حکومت و سلطنت کے لئے لڑ رہا تھا۔ اس لئے ابوتغلب کے آنے کو ورد نے غنیمت شمار کر کے اس سے خوب اظہار اتحاد کیا۔ اور ابوتغلب نے اس خیال سے کہ اس کے ذریعہ اپنے اغراض حاصل کرنے میں آسانی ہوگی۔ رشتہ مصاہرت قائم کر لیا۔

ابوتغلب کو امداد سے نا امیدی:...... عضد الدولہ کا لشکر اس نقل و حرکت کے زمانہ میں ابوتغلب کے تعاقب میں تھا۔ اتفاق سے اس لشکر کی ابوتغلب سے مڈبھیڑ ہو گئی جس نے اسے شکست دیدی اور نہایت سختی سے پامال کیا۔ باقی سپاہیوں نے بھاگ کر قلعہ زیاد میں جو کہ ''خرت برت'' کے نام سے مشہور تھا پناہ لی اور ورد کے پاس امداد کا پیغام بھیجا۔ مگر ورد نے معذرت کی کہ میں ان دنوں اپنے بادشاہ سے حکومت و ریاست کے لئے لڑ جھگڑ رہا ہوں آئندہ بشرط فراغت و کامیابی مدد کروں گا مگر خوش قسمتی سے کامیابی کے بجائے ورد کو بادشاہ روم کے مقابلہ میں شکست ہو گئی۔ چنانچہ ابوتغلب اس کی

مدد سے ناامید ہوکر اسلامی علاقوں کی جانب واپس آ گیا۔ اور آمد پہنچ کر قیام پذیر ہو گیا۔ یہاں تک میافارقین کے حالات کی خبر اسے ملی۔

میافارقین پر ابوالوفاء کا محاصرہ:.....ابوالوفاء نے ابوتغلب کے تعاقب سے واپس آ کر ''میافارقین'' کا محاصرہ کر لیا تھا ان دنوں ہزار مرد اس کا حاکم تھا اس نے نہایت حزم و احتیاط سے شہر کی حفاظت کی اور انتہائی مردانگی سے پورے تین مہینے ابوالوفاء سے مقابلہ کرتا رہا اس کے بعد اسی زمانہ میں مر گیا ابوتغلب نے اس کی جگہ حمدانیہ غلاموں میں سے مونس نامی ایک آزاد کردہ غلام کو ''میافارقین'' کی حکومت پر مامور کیا۔ ادھر ابوالوفاء نے سرداران شہر سے ساز باز کی کوشش کی چنانچہ وہ ابوالوفاء کی جانب مائل ہو گئے۔ چنانچہ ابوالوفاء نے دوسرے لوگوں کو ملانے کی غرض سے چند آدمیوں کو انہی سرداروں کے پاس روانہ کیا جنہوں نے اس سے ساز باز کر لی تھی۔ مونس کو اس کی خبر مل گئی لیکن ان لوگوں کی مخالفت نہ کر سکا اور گردن اطاعت جھکا دی اور امن کی درخواست کر دی۔ چنانچہ ابوالوفاء نے کامیابی کے ساتھ شہر پر قبضہ کر لیا۔

ابوالوفاء کی فتوحات:.....میافارقین کے محاصرے میں ابوالوفاء نے ''میافارقین'' کے تمام قلعوں کو فتح کر لیا تھا اس لئے اس کو پورے دیار بکر پر قبضہ کر لینے کا اچھا خاصہ موقع مل گیا۔ ابوتغلب کے رفیقوں اور عمال نے اس سے امن کی درخواست کی۔ چنانچہ ابوالوفاء نے ان لوگوں کے ساتھ اچھے برتاؤ کئے اور موصل کی جانب لوٹ آیا۔ رفتہ رفتہ جب ابوتغلب دارالحرب سے واپس آ رہا تھا ان واقعات کی خبر اس کے کانوں تک پہنچی تو اس نے رحبہ کا رخ کر لیا۔ اور عضدالدولہ کی خدمت میں امداد و اعانت کا پیغام بھیجا۔ عضدالدولہ نے حاضری کی شرط پر اس درخواست کو منظور کیا۔ مگر ابوتغلب نے اس سے انکار کر دیا۔

عضدالدولہ کا دریا مضر پر قبضہ:.....جب عضدالدولہ نے دیار مضر پر قبضہ کر لیا۔ ابوتغلب کی جانب سے اس ملک پر ''سلامہ برقعیدی'' جو کہ بنی حمدان کا بہت رفیق تھا۔ ابوالمعالی بن سیف الدولہ نے حلب سے ایک فوج روانہ کی تھی۔ چنانچہ سلامہ نے سینہ سپر ہو کر اس فوج کا مقابلہ کیا اور مدتوں لڑائیاں ہوتی رہیں۔ ابوالمعالی عضدالدولہ کے پاس صلح کا پیغام لے کر حاضر ہوا چنانچہ عضدالدولہ نے نقیب ابواحمد موسوی کو سلامہ برقعیدی کے پاس روانہ کیا۔ پھر متعدد لڑائیوں کے بعد سلامہ نے شہر کو اس کے حوالہ کر دیا؛ ررقہ کو اپنے لئے اس سے لے لیا، باقی شہر سعدالدولہ کو دے دیئے اسی زمانہ سے یہ ملک اس کے قبضہ میں چلا گیا۔

رحبہ پر عضدالدولہ کا قبضہ:.....ان واقعات کے بعد عضدالدولہ نے رحبہ پر بھی قبضہ کر لیا اور آہستہ آہستہ اس کے سارے قلعوں پر قابض ہو گیا اور اپنی جانب سے ابوالوفاء کو موصل پر مقرر کر کے ماہ ذیقعدہ ۳۶۸ھ میں بغداد کی جانب لوٹ گیا۔ اس کے بعد عضدالدولہ نے ایک بڑی فوج کو ہکاری کردوں کو زیر کرنے کے لئے موصل کے صوبوں کی طرف روانہ کیا۔ اس فوج نے ان لوگوں کا محاصرہ کر لیا۔ لڑائیاں ہوئیں اور بالآخران لوگوں نے اطاعت میں گردن جھکا دی اور اپنے قلعوں کو ان کے حوالہ کر دیا اور ان لوگوں نے موصل میں قیام پسند کر لیا۔ اتفاق سے ان کے اور ان کے شہروں کے درمیان برف بہت پڑی۔ جس سے وہ لوگ اپنے شہروں کی طرف واپس نہ جا سکے۔ چنانچہ ہکاری کردوں کو موقع مل گیا۔ انہوں نے اس فوج کے سپہ سالار کو قتل کر کے موصل کے راستے میں صلیب پر چڑھا دیا۔

ابوتغلب کی دمشق روانگی:.....جب ابوتغلب بن حمدان کو عضدالدولہ کی اصلاح اور موصل کی جانب لوٹنے سے ناامیدی محسوس ہوئی تو اس نے شام کا راستہ لیا۔ ان دونوں دمشق قسام (عزیز علوی حاکم مصر کا ایلچی) حکومت کر رہا تھا۔ قسام نے افتکین کے بعد دمشق پر قبضہ کیا تھا۔ یہ واقعہ کہ افتکین نے دمشق پر قبضہ کیسے کیا اور افتکین کے بعد قسام کیسے مالک بنا، ہم اوپر بیان کر چکے ہیں۔ الغرض قسام نے ابوتغلب کی آمد کی خبر سن کر خائف ہو کر اسے شہر میں داخل ہونے سے روک دیا۔ چنانچہ ابوتغلب شہر کے باہر قیام پذیر ہو گیا۔ اور عزیز علوی والی مصر کو اس واقعہ سے مطلع کر کے امداد کی درخواست کی۔

ابوتغلب کی طبریہ روانگی:.....تھوڑے دنوں بعد یہ خبر آئی کہ عزیز نے امداد دینے کے لئے اس کو اپنے پاس بلایا ہے۔ ابوتغلب یہ سن کر طبریہ کی جانب روانہ ہو گیا روانگی سے پہلے قسام کی اس سے چند لڑائیاں بھی ہوئی تھیں۔ بعد اس کے بعد فضل، عزیز علوی کی طرف سے قسام سے جنگ کرنے اور اس کا دمشق میں محاصرہ کرنے کے لئے پہنچ گیا۔ فضل اور ابوتغلب کی طبریہ میں ملاقات ہوئی اس نے عزیز علوی کی طرف سے ہر طرح کی امداد کا

وعدہ کیا۔ چنانچہ ابوثعلب نے اس کے ساتھ دمشق چلنے پر آمادگی ظاہر کی۔ چونکہ ابوثعلب اور قسام کا اختلاف ہو چکا تھا۔ اس لئے فضل نے ابوثعلب کو اس ارادہ سے باز رکھا مگر پھر بھی فضل اپنے ارادوں میں کامیاب نہ ہو۔ اور نرمی اور مصالحت سے کام نہ چلا۔ لہٰذا قسام اور فضل کی اَن بَن ہوگئی اس طرح قسام نے فضل کو دمشق سے باہر نکال دیا۔

بنوعقیل اور ابوثعلب کی رملہ پر چڑھائی:......اس کے بعد ابوثعلب نے بنوعقیل کو جمع کر کے ماہ محرم ۳۶۹ھ میں رملہ پر چڑھائی کر دی۔ فضل اور دغفل ❶ نے اس خیال وخوف سے کہ کہیں ابوثعلب کی قوت نہ بڑھ جائے متحد ہو کر ابوثعلب سے مقابلہ کیا۔ جس میں بنوعقیل میدان جنگ سے بھاگ کھڑے ہوئے صرف سات غلاموں کی ایک چھوٹی سی جماعت باقی رہ گئی۔ جس میں کچھ اس کے غلام تھے اور کچھ اس کے باپ کے خرید کردہ تھے۔ لہٰذا مجبوراً ابوثعلب کو بھی بھاگنا پڑا۔ طلب نے تعاقب کیا تو ابوثعلب کی غیرت وجرات نے اسے روک کر جنگ پر تیار کر دیا۔

ابوثعلب کی میدان جنگ میں موت:......چنانچہ ابوثعلب تن تنہا رک گیا اور لڑنے لگا۔ طلب نے ابوثعلب کے سر پر ایک گہری چوٹ لگا دی جس سے چکر کھا کے ابوثعلب زمین پر گر پڑا۔ چنانچہ طلب نے اس کی مشکیں باندھ لیں اور گرفتار کر کے دغفل کے پاس لے آیا۔ فضل کی یہ رائے تھی کہ ابوثعلب کو عزیز علوی کے پاس بھیج دیا جائے۔ مگر دغفل نے اس خوف سے کہ کہیں عزیز اس کو اپنا دست راست نہ بنا لے، جیسا کہ افتکین کو بنالیا تھا۔ ابوثعلب کو قتل کر ڈالا اور فضل نے سر اتار کر مصر روانہ کر دیا۔ بنوعقیل نے اس کی بہن جمیلہ اور اس کی بیوی بنت سیف الدولہ کو ابوالمعالی کے پاس حلب بھیج دیا۔ اور ابوالمعالی نے جمیلہ کو موصل روانہ کر دیا ابوالوفاء والی موصل نے عضد الدولہ کے پاس بغداد بھیج دیا اس طرح اسے بغداد میں عضد الدولہ کے محل سراء کے ایک حجرہ میں قید کر دیا گیا۔

ارمانوس کے بیٹے:......ارمانوس (والی روم وفات کے وقت) دو چھوٹے لڑکے چھوڑ گیا تھا۔ ان میں سے ایک کا نام ''بیسیل'' اور دوسرے کا قسطنطین تھا۔ اپنے باپ کے بعد دونوں متحد ہو کر حکمرانی کرنے لگے۔ اس دوران دمستق یعفور اسلامی علاقوں کو تہ وبالا کر کے واپس آ گیا۔ چنانچہ رومیوں نے متحد ہو کر ارمانوس کے دونوں لڑکوں کا نائب اس کو مامور کر دیا۔ مگر ان دونوں کی ماں نے ابن شمشیق کو یعفور دمستق کے قتل کی ترغیب دی اور اسے یعفور کے قتل کے بعد اس کا عہدہ دینے کا وعدہ کیا۔ چنانچہ ابن شمشیق نے یعفور کو قتل کر کے اس کے بھائی لاوون اور بھتیجے وردیس بن لاوون کو گرفتار کر کے کسی قلعہ میں قید کر دیا اور دمستق کے عہدے پر فائز ہو کر فوجیں تیار کر کے شام کے علاقوں کی طرف خروج کر دیا۔ اور نہایت سختی سے انہیں پامال کرتا ہوا طرابلس پہنچ گیا اور اس کا محاصرہ کر لیا۔

ابن شمشیق کا قتل:......موجودہ حکمران روم کی ماں کا ایک خصی بھائی تھا جو ان دنوں وزارت کے عہدے پر تھا۔ اس نے ایک شخص کو ابن شمشیق کو زہر کھلانے پر مقرر کر دیا زہر کھلانے کے بعد ابن شمشیق کو اس بات کا احساس ہو گیا۔ لہٰذا محاصرہ اٹھا کر قسطنطنیہ کی جانب نہایت تیزی سے کوچ کیا مگر راستے میں مر گیا۔

ورد بن منیر کی حکومت اور فتوحات:......ورد بن منیر نامی ایک بطریق اور سپہ سالار اس کے ہمراہ تھا۔ اس کے مرنے کے بعد ورد کو حکومت وسلطنت کی لالچ لگ گئی۔ اس نے ابوثعلب سے خط وکتابت کر کے رسم اتحاد قائم کی اور اس کو اپنا داماد بنا کر اپنا ہمدرد ومعاون بنالیا۔ پھر کیا تھا اس نے سرحدی مسلمانوں کی ایک عظیم فوج مرتب کر کے ملک روم پر چڑھائی کر دی۔ رومی حکمرانوں نے مقابلہ پر فوجیں روانہ کیں۔ مگر ورد ان کو شکست پر شکست دیتا گیا۔ جس سے رومی حکمرانوں کو بیحد خطرہ پیدا ہو گیا انہوں نے مشورہ کر کے وردیس بن لاوون کو قید سے نجات دے کر ایک بڑی فوج کے ساتھ ورد کا مقابلہ کرنے کے لئے روانہ کر دیا۔ چنانچہ ورد اور وردیس میں گھمسان کی لڑائیاں ہوئیں اور بیحد خونریزی ہوئی۔ فریقین کے ہزاروں آدمی کام آ گئے۔ بالآخر ورد کو شکست ہوگئی اور وہ ۳۶۹ھ میں شکست کھا کر دیار بکر کی جانب بھاگا۔ اور میافارقین کے قریب پہنچ کر قیام پذیر ہو گیا۔

ورد کی گرفتاری:......پھر اپنے بھائی کو عضد الدولہ کی خدمت میں امداد کی درخواست دے کر روانہ کیا۔ انہی دنوں دونوں حکمران ان قسطنطنیہ نے بھی

❶......عزیز علوی حاکم مصر کا ایک سپہ سالار تھا جو اطراف وبلاد میں زیر حکومت عزیز علوی حکمرانی کر رہا تھا مگر اس کے احکام کا پابند تھا۔ تاریخ ابن اثیر جلد ۹ صفحہ ۲۷۸

عضدالدولہ کے پاس پیغام بھیجا تھا۔ لہٰذا عضدالدولہ ان دونوں کی جانب مائل ہوگیا اور ورد اور اس کے ساتھیوں سمیت گرفتاری کا حکم دیدیا۔ چنانچہ ابوعلی تمیمی والی دیار بکر نے ورد کو اس کے بھائی اور ساتھیوں سمیت گرفتار کر کے میافارقین کی جیل میں ڈال دیا۔ اور چند دن کے بعد پابزنجیر بغداد روانہ کر دیا، ورد مدتوں یہاں بھی قید رہا۔

ورد کی رہائی: ......اس کے بعد بہاءالدولہ بن عضدولہ نے ۳۷۵ھ میں ورد کو اس شرط پر رہا کیا (۱) یہ کہ مسلمان قیدیوں کو اپنے بدلے رہا کر دے (۲) یہ کہ سات قلعے جملہ مال واسباب ومضافات سمیت مسلمانوں کے حوالہ کرے (۳) یہ کہ آئندہ تاحیات اسلامی علاقوں سے کسی طرح متعرض نہ ہو، چنانچہ ورد نے ان شرائط کو قبول کر لیا اور سامان سفر درست کر کے روانہ ہوگیا۔ راستے میں ملیطہ پر قبضہ کر لیا۔ چنانچہ ملیطہ کے سامان جنگ و مال وزر کی وجہ سے اس کی قوت میں نمایاں ترقی ہوگئی۔ وردیس بن لاوون نے گھبرا کر اس شرط پر کہ قسطنطنیہ اور اس کا شمالی حصہ خلیج تک اس کے قبضہ میں رہے باقی پر ورد قابض ہوگا۔ مصالحت کی درخواست پیش کی، مگر ورد نے اس پر کچھ توجہ نہ کی اور قسطنطنیہ کا محاصرہ کر لیا۔

ورد کی خودمختار حکومت: ......اس وقت قسطنطنیہ میں ارمانوس کے دونوں بادشاہ کے بیٹے موجود تھے ان دونوں بادشاہوں کا نام بسیل اور قسطنطین تھا۔ ان دونوں نے ورد کی خودمختار حکومت تسلیم کر لی لہٰذا ورد کا غصہ فرو ہوگیا۔ اس کے بعد قسطنطین مرگیا اور بسیل تن تنہا حکمرانی کرنے لگا، بہت دنوں تک اس نے حکمرانی کی قوم بلغار (بلغاریہ) سے پینتیس سال تک لڑتا رہا۔ آخر کار اسے فتح حاصل ہوئی اور اس نے بلغاء کو ان کے ملک اور وطن سے نکال کر رومیوں کو وہاں لیجا کر آباد کیا۔

بکجور اور والی مصر عزیز: ......ہم اوپر ابوالمعالی بن سیف الدولہ کی جانب سے حمص پر بکجور کی گورنری کا حال تحریر کر چکے ہیں۔ اور یہ بھی لکھ چکے ہیں۔ کہ بکجور نے اسے تعمیر و آباد بھی کیا تھا۔ چونکہ دمشق قسام کے دور میں ویران اور برباد ہوگیا تھا اس کے علاوہ مہنگائی اور وباء پھیل گئی تھی۔ بکجور نے اہل دمشق کی امداد پر کمر ہمت باندھی اور حمص سے غلہ اور خوردنی اشیاء دمشق روانہ کرنے لگا۔ اور اہل دمشق کے مال واسباب کو حمص اٹھا لایا۔ اس سے عزیز والی مصر کی آنکھوں میں بکجور کی عزت بڑھ گئی اور خط و کتابت کا سلسلہ جاری ہوگیا۔

دمشق کی گورنری کی درخواست: ......جب اسے ایک گونہ رسوخ حاصل ہوگیا تو بکجور نے دمشق کی گورنری کی درخواست پیش کر دی چنانچہ عزیز نے اس درخواست کی منظوری کا وعدہ کر لیا۔ مگر اس کے بعد ۳۷۲ھ میں بکجور اور سعدالدولہ ابوالمعالی بن سیف الدولہ کے درمیان منافرت پیدا ہوگئی اس پر بکجور نے عزیز والی مصر کی خدمت میں پیغام بھیجا۔ کہ آپ حسب وعدہ دمشق کا گورنر مجھے بنا دیں مگر وزیرالسلطنت بن کلس نے عزیز کو اس سے منع کیا۔ دمشق میں ان دنوں عزیز کی طرف سے سپہ سالار بلکین حکومت کر رہا تھا۔ سپہ سالار بلکین، قسام کے بعد دمشق کا حکمران بنا تھا۔ اتفاق سے اسی زمانہ میں کتامیوں (مقاربہ) نے سلطنت کے وزیر کے خلاف بغاوت کر دی اور حملہ کر کے اس کو مار ڈالا۔

بلکین کی طلبی: ......مجبوراً عزیز کو دمشق سے بلکین کو طلب کرنے کی ضرورت محسوس ہوئی۔ چنانچہ اس کی جگہ بکجور کو دمشق کا حاکم بنا کر کمانڈر بلکین کو مصر میں طلب کر لیا۔ ماہِ رجب ۳۷۳ھ میں بکجور دمشق پہنچا اور وہاں پہنچتے ہی اس نے تباہی مچادی۔ وزیر سلطنت ابن کلس کے حامیوں کو چن چن کر تنگ کرنے لگا۔ اسی طرح اس نے چھ سال تک حکومت کی، بالآخر مصر سے کمانڈر منیر خادم کی سربراہی میں فوج کا ایک بڑا لشکر بکجور کی گرفت کے لئے دمشق روانہ ہوا۔ اور طرابلس کے والی نزال کو اس مہم میں شریک ہونے اور اس کی مدد کرنے کو لکھا گیا۔ جب بکجور کو یہ خبر ملی تو اس نے عرب وغیرہ کی فوجوں کو اپنا ہمنوا بنایا۔ اور مقابلہ کے لئے میدان جنگ میں کود پڑا۔ گھمسان کی لڑائی ہوئی اور میدان منیر کے ہاتھ میں رہا تو بکجور نے امن کی درخواست کی۔ منیر نے شہر حوالہ کرنے کی شرط پر اس کو امن دے دیا۔

منیر کا دمشق پر قبضہ: ......چنانچہ بکجور دمشق کو منیر کے حوالہ کر کے رقہ کی طرف روانہ ہوا۔ اور منیر نے شہر میں داخل ہو کر اس پر قبضہ کر لیا۔ بکجور نے رقہ میں قیام کیا اور اس دوران رحبہ اور رقہ کے تمام سرحدی علاقوں پر قبضہ کر لیا اور اپنا حکم چلانے لگا۔ بہاءالدولہ بن عضدالدولہ کی خدمت میں پیام اطاعت بھیجا۔ اور باد کردی جو دیار بکر اور موصل پر غالب ہوگیا تھا لکھا کہ میں آپ کے پاس آنا چاہتا ہوں۔ اور ابوالمعالی سعدالدولہ والی حلب کے پاس اس

مضمون کا خط روانہ کیا کہ آپ مجھے حمص کی حکومت بطور جاگیر عنایت فرمادیں۔ میں پہلے کی طرح آپکا فرمانبردار بن جاؤنگا۔

بکجور کی سازشیں:......لیکن کسی نے اس کی کوئی درخواست منظور نہ کی تو بکجور نے رقہ میں قیام کر کے بغاوت کرنے پر اکسایا۔ چنانچہ ان لوگوں نے بکجور کی موافقت میں اپنے آقاء سے بغاوت کرنے کا ارادہ کر لیا۔ اور بکجور کو یہ اطلاع پہنچائی کہ ابوالمعالی نے اپنی خواہشات نفسانی یا کر عزیز (والی مصر) سے اس بات کی درخواست کی کہ وہ اس کی مدد کرے۔

بکجور کے خلاف سازش:......ادھر عزیز نے طرابلس کے نزال اور شام کے گورنروں کو بکجور کی امداد کرنے اور اس کی ماتحت میں جنگ کرنے کا حکم نامہ لکھ کر بھیج دیا۔ اور اُدھر خفیہ طور پر عیسیٰ بن نسطورس نصرانی (عزیز مصر کا وزیر سلطنت) نے نزال وغیرہ کو لکھ بھیجا کہ جس وقت سعد الدولہ کی فوج مقابلہ پر آئے بکجور کو میدان جنگ میں تنہا چھوڑ دینا۔ کیونکہ عیسیٰ بن نسطورس اور بکجور کے درمیان مدت دراز سے چپقلش چلی آ رہی تھی۔

فوجوں کی روانگی:......قصہ مختصر نزال اور بکجور رقہ سے روانہ ہوئے۔ ابوالمعالی کو اس کی خبر پہنچی تو وہ فوجیں تیار کر کے حلب سے جنگ کے لئے نکل کھڑا ہوا۔ اس کے باپ کا آزاد کردہ غلام لولوء کبیر بھی اس کے ساتھ تھا۔ لولوء کبیر نے بکجور سے سازش کے ارادہ سے خط و کتابت شروع کی۔ حقوق سابقہ کا اظہار کر کے رقہ سے حمص تک کے مضافات جاگیر میں دینے کا وعدہ کیا۔ لیکن بکجور نے ایک بھی نہ سنی۔

رومی اور عرب گٹھ جوڑ:......انہی دنوں ابوالمعالی نے والی انطاکیہ کے پاس امداد کا خط روانہ کیا۔ چنانچہ والی انطاکیہ نے رومی فوج کے ذریعہ اس کی مدد کی اور ان عربوں کو جو کہ بکجور کے ہمراہ تھے۔ خفیہ طور پر لکھ بھیجا کہ اگر تم لوگ بوقت جنگ بکجور سے علیحدہ ہو جاؤ تو میں تم کو اس قدر جاگیریں اور انعام دونگا کہ تم لوگ خوش اور مالا مال ہو جاؤ گے۔ اس وقت پٹی سے عربوں نے بوقت جنگ دھوکا دینے کا وعدہ کر لیا۔

بکجور سے دھوکا:......جس وقت دونوں فوجوں کا مقابلہ ہوا اور فریقین جنگ میں مصروف ہوگئے۔ عربوں نے پلٹ کر بکجور کی لشکر گاہ کو لوٹ لیا۔ اور اس کے لشکر سے نکل کر ابوالمعالی کے پاس چلے گئے۔ بکجور کو عربوں کی اس حرکت پر بےحد غصہ آیا مگر اب کوئی چارہ کار نہ تھا سوم رنے پر کمر بستہ ہو کر ابوالمعالی کے قتل کے ارادے سے اس کے لشکر کے قلب پر حملہ آور ہو گیا۔

بکجور کا فرار اور قتل:......لیکن لولوء پہلے ہی ابوالمعالی کو اسی خدشہ کے پیش نظر ''قلب'' سے ہٹا چکا تھا۔ اور خود قلب لشکر میں اس کی جگہ کھڑا ہوا لڑ رہا تھا جس وقت بکجور حملہ کرتا ہوا قلب لشکر میں پہنچا۔ لولوء نے بڑھ کر وار کیا۔ بکجور نے نہایت استقلال سے اس حملہ کا جواب دیا۔ لولوء کے ہمراہیوں نے چاروں طرف سے گھیر کر حملے شروع کر دیئے۔ بکجور شکست کھا کر بھاگا۔ عربوں میں سے ایک شخص نے اس کو گرفتار کر کے اپنے مکان میں قید کر دیا اور ابوالمعالی کو اس کی اطلاع دی۔ ابوالمعالی بکجور کو قتل کر کے رقہ روانہ ہو گیا۔

بکجور کے لواحقین کی امن کی درخواست:......وہاں اس وقت سلامہ رشیقی (بکجور کا خادم) اور اس کی اولاد اور ابوالحسن علی بن حسین مغربی اس کا وزیر سلطنت موجود تھے۔ ان لوگوں نے ابوالمعالی سے امن کی درخواست کی۔ چنانچہ ابوالمعالی نے امن دیدیا چنانچہ ان لوگوں نے رقہ کا دروازہ کھول دیا اور ابوالمعالی نے رقہ پر قبضہ کر لیا جس وقت بکجور کی اولاد مال واسباب کے ساتھ نکلی اور ابوالمعالی کی آنکھیں زیادہ مال کی وجہ سے خیرہ ہوگئیں اور قاضی ابن ابی حسین سمجھ گیا اور کہا کہ آپ اس مال واسباب پر قبضہ کیوں نہیں کرتے بکجور تو غلام تھا وہ کسی چیز کا مالک نہیں ہو سکتا تھا اس مال واسباب پر قبضہ کرنے سے آپ کی قسم نہیں ٹوٹے گی چنانچہ ابوالمعالی کی باچھیں یہ سن کر کھل گئیں فوراً تمام مال واسباب پر قبضہ کر لیا اور عزیز حاکم مصر نے بکجور کی اولاد کے کہنے سے سفارشی خط بھیجا مگر ابوالمعالی نے بہت بُرے طریقے سے اس کا جواب دیا اور وزیر مغربی جان بچا کر مشہد علی بن ابی طالب کی طرف بھاگ گیا۔

یاد کُردی کے حالات:......اکراد حمیہ یہ اور ان کے سرداروں میں سے موصل کے کنارے پر باد نامی ایک شخص رہتا تھا اور بعض نے یہ کہا کہ یاد لقب تھا اور اس کا نام ابوعبداللہ حسین بن دوشتک تھا اور بعض کہتے ہیں کہ یاد اس کا نام تھا اور ابوشجاع بن دوشتک کنیت تھی اور ابوعبداللہ حسین اس کا بھائی تھا اور یہ شخص بہت رعب اور دبدبے والا تھا اور اس کے اردگرد کے رہنے والے اس کے نام سے بید کی طرح تھراتے تھے لوٹ مار سے جتنا مال ہاتھ میں آتا

تھا وہ سارا اپنے اعزہ واقارب میں تقسیم کر دیتا تھا آہستہ آہستہ اس سخاوت کی وجہ سے اس کی جماعت زیادہ ہوگئی پھر اس نے شہر آرمینیہ کی طرف قدم بڑھایا چنانچہ شہر ازحیش پر قبضہ کر کے دیار بکر کی طرف لوٹ گیا۔

عضدالدولہ اور یاد:......جب عضدالدولہ نے ''موصل'' کو فتح کیا تو وفد کے ساتھ عضدالدولہ کی خدمت میں حاضر ہوا مگر کسی خطرے کا خیال کر کے ساتھ چھوڑ دیا اور عضدالدولہ یاد کی تلاش اور سراغ کی فکر میں کامیاب نہ ہو سکا پھر جب عضدالدولہ نے وفات پائی۔ تو یاد ''دیار بکر'' کی طرف روانہ ہوا ''آمد'' اور ''میافارقین'' پر قبضہ کر کے ''نصیبین'' کی طرف چل پڑا اور اس پر بھی قبضہ کر لیا۔

ابوالقاسم و یاد کی جنگ:......صمصام الدولہ نے ان واقعات کی اطلاع پا کر ایک بڑی فوج حاجب ابوالقاسم کی کمان میں سعید بن محمد کو یاد سے جنگ کرنے کے لئے روانہ کیا چنانچہ مضافات ''کواشی'' مقام ''حابور حسینیہ'' میں دونوں فریقوں کا آمنا سامنا ہوا ایک سخت اور خونریز جنگ کے بعد حاجب ابوالقاسم کو شکست ہوگئی۔ بہت سے دیلم جنگ میں آ گئے اور حاجب ابوالقاسم بھاگ کر ''موصل'' پہنچ گیا اور یاد اس کے پیچھے تھا۔ ''موصل'' کے لوگ اپنی بداخلاقی کی وجہ سے ابوالقاسم پر ٹوٹ پڑے اور اس کو مار کر بھگا دیا۔ یاد کامیابی کے ساتھ ۳۷۳ھ میں ''موصل'' میں داخل ہوا۔ اور اس کی فوجی اور مالی قوت بڑھ گئی پھر اس کو بغداد فتح کرنے کی خواہش پیدا ہوئی۔

یاد کی شکست:......صمصام الدولہ کو اس کی بڑھتی ہوئی قوت سے خطرہ پیدا ہوا تو اس نے اپنی سلطنت کے وزیر ابن سعدان کو فوج دے کر روانہ کیا اور اپنے سب سے بڑے سپہ سالار زیاد بن شہریار کو اس جنگ کو فتح کرنے کا حکم دیا چنانچہ ماہ صفر ۳۷۴ھ میں دونوں حریفوں کا مقابلہ ہوا اور بہت بڑی لڑائی کے بعد یاد کو شکست ہوگئی اور اس کے بہت سے ساتھی مارے گئے اور کچھ لوگ گرفتار کر لئے گئے۔ جن کی تشہیر بغداد میں کی گئی۔ چنانچہ ویلم نے ''موصل'' پر قبضہ کر لیا اور زیاد نے ایک فوج کو ''نصیبین'' کی طرف روانہ کیا۔ چنانچہ اس فوج نے اپنے سپہ سالار کی مخالفت کی۔

دیار بکر:......صمصام الدولہ کے وزیر نے ابوالمعالی بن حمدان حاکم حلب کو لکھا کہ دیار بکر کو تم اپنے قبضہ میں کر لو چنانچہ ابوالمعالی نے اپنے لشکر کو دیار بکر،، کی طرف روانہ کیا چونکہ اس فوج میں یاد کے خیر خواہوں کی وجہ سے فوج سے مقابلہ کی قوت نہ تھی اس لئے ،، دیار بکر،، سے اعراض کر کے چند دنوں تک ''میافارقین،، کا محاصرہ کیا جب کامیابی کی صورت نظر نہ آئی تو محاصرہ چھوڑ کر حلب واپس آ گیا۔

یاد کا قتل:......حاجب ابوالقاسم نے چند لوگوں کو یاد کے قتل کرنے کا حکم دیا اور یہ ہدایت کر دی کہ حکمت عملی کے ساتھ جب موقع مل جائے تو یاد کو قتل کر دینا چنانچہ ایک شخص ان میں غفلت کی حالت میں خیمہ میں گھس گیا اور یاد کی پنڈلی کو سکر سمجھ کر تلوار سے وار کیا لیکن یاد نے اٹھ کر قاتل کو گرفتار کر لیا اور یاد اس جان لیوا مصیبت سے تھوڑا سا بچ گیا

صلح کا پیغام:......یاد نے سپہ سالار زیاد کو حاجب ابوالقاسم کے پاس صلح کا پیغام بھیجا اور دونوں فریقوں میں اس بات پر صلح ہوگئی کہ ،، دیار بکر،، اور آدھا ،، طور عیدین،، یاد کو دیا جائے چنانچہ یہ اس وقت سے یاد کا قبضہ ہے چنانچہ صلح کے بعد زیاد تو بغداد میں آ گیا اور حاجب ابوالقاسم ،، موصل،، میں ٹھہر گیا یہاں تک کہ ۳۷۷ھ میں وفات پا گیا۔

ابونصر اور یاد کی جنگ:......شرف الدولہ بن بویہ ابونصر خواشادہ کو ایک بڑی فوج کا سردار مقرر کر کے یاد سے جنگ کرنے کے لئے روانہ کیا اور یاد بھی اس سے اطلاع پا کر فوج لے کر مقابلہ پر آ گیا اتفاق سے ابونصر کی امدادی فوج وقت پر نہ پہنچ سکی اور لڑائی شروع ہوگئی ابونصر نے قبائل عرب میں سے بنو عقیل اور بنو نمیر کو جاگیریں اور انعامات دے کر باد کے مقابلے پر تیار کر لیا مگر اس کے باوجود اسے کامیابی نہ مل سکی باد طور عیدین پر دامن کوہ کے آخر تک پر قابض ہو گیا مگر صحراء پر قبضہ نہیں کر سکا۔ پھر اپنے بھائی کو ایک فوج کے ساتھ عرب سے جنگ کرنے کے لئے روانہ کیا آپس میں لڑائیاں ہوئیں اس کا بھائی مارا گیا اور کی فوج میدان جنگ سے بھاگ گئی مگر باد میدان جنگ میں خواشادہ کے مقابلہ پر سینہ سپر ہو کر لڑتا رہا حتیٰ کہ شرف الدولہ بن بویہ کی مرنے کی خبر ملی خواشادہ نے موصل پر چڑھائی کر دی۔ پھر وہ عرب صحراء پر اور ''باذ'' جیل پر قابض رہا۔

ناصر الدولہ حمدان کے بیٹے:......ابو طاہر ابراہیم اور ابو عبداللہ حسن جو کہ ناصر الدولہ بن حمدان کے بیٹے تھے۔ اپنے بھائی ابوثعلب کے مارے جانے کے بعد دار الخلافت بغداد چلے گئے تھے اور شرف الدولہ بن عضد الدولہ کی خدمت میں رہتے تھے۔ چنانچہ جب شرف الدولہ نے وفات پائی اور خواشادہ اس وقت موصل میں تھا تو ان دونوں بھائی بیٹوں ابو طاہر اور ابو عبداللہ نے بہاء الدولہ کے کمانڈروں کو اس رائے کی غلطی محسوس ہوئی۔ چنانچہ بہاء الدولہ نے ان لوگوں کی ترغیب سے خواشادہ (والی موصل) کو لکھ کر بھیجا کہ ابو طاہر اور ابو عبداللہ کو موصل میں داخل مت ہونے دینا

بنوحمدان کی موصل آمد:......چنانچہ خواشادہ نے ان دونوں بھائیوں کو موصل میں داخل ہونے سے روک دیا۔ اور بغداد واپس جانے کی ہدایت کی۔ مگر ان دونوں بھائیوں نے سماعت نہ کی اور تیزی کے ساتھ سفر کرتے ہوئے موصل کے قریب پہنچ گئے۔ اور موصل کے باہر مقام ''دیر اعلیٰ'' میں پڑاؤ کر دیا۔ جب اہل موصل تک یہ خبر پہنچی تو وہ لوگ دیلم اور ترکوں پر جو اس وقت موصل میں موجود تھے ٹوٹ پڑے اور خوشی خوشی بنوحمدان کی خدمت میں حاضر ہو کر باریابی کا شرف حاصل کیا۔ دیلم بھی مرتب اور مسلح ہو کر اہل موصل پر حملہ آور ہو گئے۔ مگر پہلے ہی معرکہ میں شکست کھا کر بھاگ گئے۔ ان میں ایک بڑا گروہ مارا گیا۔ باقی بچنے والوں نے دار الامارت میں جا کر پناہ لی۔

موصل پر قبضہ:......اہل موصل نے انہیں ختم کر دینے کا ارادہ کیا۔ لیکن بنوحمدان نے اہل موصل کو اس وحشیانہ حرکت سے روکا۔ اور خواشادہ کو ان لوگوں سمیت جو اس کے ہمراہ تھے امان دے کر بغداد روانہ کر دیا اور خود موصل کی حکومت پر قابض ہو گئے۔ تھوڑے ہی دنوں میں عرب چاروں طرف سے کھینچ کر بنوحمدان کے پاس موصل چلے آئے۔

باد کردی کی مزاحمت:......ان واقعات کی اطلاع باد کو ملی، یہ اس وقت دیار بکر میں تھا۔ لہٰذا باد فوجیں حاصل کرنے لگا۔ اکراد بشنویہ (بشنویہ) والیان قلعہ فنک کا بڑا گروپ باد کے پاس آ کر جمع ہو گیا۔ پھر باد نے اہل موصل سے خط و کتابت شروع کی۔ بعضوں نے اس کے لکھنے کے مطابق اس کی درخواست منظور کر لی۔ تب باد نے اپنی فوج کو مرتب اور مسلح کر کے موصل کی جانب کوچ کیا کر دیا۔ اور قریب موصل کے پہنچ کر مشرقی جانب قیام پذیر ہو گیا ابو طاہر اور عبداللہ بن حمدان نے ابوالدرواء محمد بن مسیب امیر بنوعقیل کے پاس امداد کا پیغام بھیجا۔ مگر ابوالدرداء نے جواب دیا کہ اگر جزیرہ ابن عمر اور نصیبین اس صلہ میں مجھے دیا جائے تو مجھے امداد میں کچھ عذر نہ ہوگا۔ چنانچہ ابو طاہر اور عبداللہ نے اس شرط کو منظور کر لیا۔

بنوحمدان کو امدادی کمک کی فراہمی:......چنانچہ ابو عبداللہ اس شرط کو پختہ کرنے اور امداد حاصل کرنے کے لئے ابوالدرواء محمد کے پاس چلا گیا اور اس کا بھائی ابو طاہر موصل میں ٹھہرا ''باد'' سے جنگ کرتا رہا۔ پھر جب ابو عبداللہ اور ابوالدرواء کے آپس میں شرائط امداد طے ہو گئیں۔ تو ابوالدرواء اپنی قوم کو مرتب کر کے ابو عبداللہ بن حمدان کے ساتھ باد سے جنگ کرنے آ گیا اور دجلہ عبور کر کے باد پیچھے سے حملہ آور ہوا۔

''باد'' کا قتل:......ابو طاہر اور حمدانیہ فوجوں نے بھی سامنے سے ''باد'' پر یلغار کر دی اور پھر گھمسان کی لڑائی شروع ہو گئی۔ تھوڑی ہی دیر میں کشتوں کے پشتے لگ گئے باد کا گھوڑا ٹھوکر کھا کر گرا۔ اور باد بھی منہ کے بل ایسا اوندھا گرا کہ دوبارہ گھوڑے پر سوار نہ ہو سکا۔ فریق مخالف نے نہایت تیزی سے اس کے ساتھیوں کو اس کے پاس سے حملہ کر کے منتشر کر دیا۔ عربوں میں سے ایک شخص نے لپک کر تلوار کا وار کیا اور سر اتار کر بنوحمدان کے پاس لے آیا پھر بنوحمدان کا صحابی کے ساتھ موصل کی جانب واپس آ گئے۔ یہ واقعہ ۳۸۰ھ کا ہے۔

استیلاء بنوعقیل:......باد کے مارے جانے کے بعد ابو طاہر اور ابو عبداللہ بن حمدان کو دیار بکر کی واپسی کی لالچ لگ گئی۔ ابو علی بن مروان کردی کا بھانجا اس جنگ میں بچ کر قلعہ کیفا چلا گیا تھا۔ یہاں باد کی بیوی مقیم تھی اور اس کا مال واسباب بھی تھا۔ دجلہ کے کنارے پر نہایت مستحکم اور مضبوط بنا ہوا تھا ابو علی نے اس قلعہ میں پہنچ کر اپنے ماموں کی بیوی سے نکاح کر لیا اور سارے مال واسباب اور قلعہ پر قابض ہو گیا۔ اس کے بعد آہستہ آہستہ دیار بکر کا حکمران بن گیا۔

ابو علی اور بنوحمدان کی جنگ:......اس دوران کہ ابو علی میافارقین کا محاصرہ کئے ہوئے تھا ابو طاہر اور ابو عبداللہ بن حمدان پہنچ گئے۔ اور لڑائی شروع

ہوگئی۔ اتفاق سے ابوعلی نے ان دونوں بھائیوں کو شکست دیدی اور جنگ کے دوران ابوعبداللہ کو گرفتار کرلیا۔ پھر چند دن بعد ابوعبداللہ کو رہا کر دیا چنانچہ ابوعبداللہ اپنے بھائی ابوطاہر کے پاس چلا گیا۔

دوبارہ جنگ:......ابوطاہر نے اس وقت آمد کا محاصرہ کیا ہوا تھا۔ دونوں بھائیوں نے متحد ہوکر ابوعلی پر دوبارہ چڑھائی کر دی ابوعلی نے اس معرکہ میں بھی ان دونوں بھائیوں کو شکست دیکر ابوعبداللہ کو دوبارہ گرفتار کرلیا اور اپنے ہاں قید رکھا۔ حتیٰ کہ خلیفہ مصر نے اس کو حلب کی حکومت پر مقرر کر دیا۔ یہاں تک کہ اس نے حلب ہی میں حکومت کرتے ہوئے وفات پائی۔

ابوطاہر کی گرفتار اور قتل:......ابوطاہر ایک مختصر سے جماعت کے ساتھ نصیبین چلا گیا۔ اتفاق سے ان دنوں نصیبین میں ابوالدرواء محمد بن مسیّب ''امیر بنوعقیل،، مقیم تھا۔ چنانچہ ابوالدرواء نے ابوطاہر پر اپنی فوج کو حملہ کا حکم دیدیا۔ اور ایک سخت خون ریز جنگ کے بعد ابوالدرواء کی فوج نے ابوطاہر کو اس کے بیٹوں اور چند سپہ سالاروں سمیت گرفتار کرلیا۔ ابوالدرواء نے ابوطاہر اور اس کے لڑکوں کو قتل کر دیا۔ اور پھر موصل کی جانب قدم بڑھائے اور اس پر قبضہ کرلیا۔

ابوالدرداء کی حکومت:......اس کے بعد بہاء الدولہ کی خدمت میں یہ درخواست کی کہ آپ اپنا کوئی نائب مقرر کر کے میرے پاس روانہ فرمادیں تاکہ اس کی نگرانی میں حکومت کروں۔ چنانچہ بہاء الدولہ نے اپنے ایک سپہ سالار کو موصل بھیج دیا مگر اس سپہ سالار کو کسی قسم کے تصرف کا اختیار نہ تھا۔ بلکہ ابوالدولہ کے نائب کی نگرانی اور حمایت سے بے پرواہ ہوگیا اور بنوحمدان کی حکومت وسلطنت ختم ہوگئی۔ و البقاء للہ۔

سعدالدولہ بن حمدان:......جس وقت سعدالدولہ نے اپنے خادم بکجور کو شکست دی اور اس کو جبکہ اس نے رقہ سے اس کی جانب کوچ کیا تھا قتل کر ڈالا سعدالدولہ واپس آ کر حلب آیا اور عارضہ فالج میں مبتلا ہوکر ۳۸۲ھ میں انتقال کر گیا۔ لولوء کبیر نے جو اس کا خادم اور اس کے امور سلطنت وحکومت کا منصرم تھا اس کے بیٹے ابوالفضل کو اس کی جگہ تخت حکومت پر بٹھایا اور شاہی افواج سے اس کی امارت وحکومت کی بیعت لے لی فوجیں چاروں طرف سے اس کے پاس آگئیں۔ کسی ذریعہ یہ خبر ابوالحسن مغربی تک بھی پہنچ گئی۔ اسوقت یہ مشہد علی میں تھا فوراً سامان سفر درست کر کے عزیز والی مصر کی خدمت میں حاضر ہونے کے لئے کوچ کر دیا اور پہنچتے ہی ملک حلب پر قبضہ کر لینے کی لالچ دلائی۔

منجوتکین کا حلب پر قبضہ:......چنانچہ عزیز نے ایک بڑی فوج اپنے نامور سپہ سالار منجوتکین کی کمان میں حلب کی جانب روانہ کی چنانچہ منجوتکین نے حلب کا محاصرہ کرلیا۔ اور دو چار لڑائیوں کے بعد شہر پر قبضہ کرلیا ابوالفضائل اور لولوء قلعہ نشین ہوگئے اور وہیں سے بادشاہ روم کے پاس امداد کی غرض سے ایلچی روانہ کیا۔ چونکہ بادشاہ روم ان دنوں جنگ بلغار (بلگیریا) میں مصروف تھا اس لئے گورنر انطاکیہ کو ان لوگوں کی امداد کرنے کا لکھ بھیجا چنانچہ گورنر انطاکیہ نے پچاس ہزار فوج کے ساتھ ابوالفضائل کی کمک کے لئے کوچ کیا جسر جدید پر پہنچ کر وادی عاصی کے قریب خیمہ زن ہوا۔ منجوتکین نے اس سے مطلع ہوکر اسلامی افواج کو مرتب کیا اور ان عیسائیوں کے مقابلہ پر آ گیا۔ پھر ایک سخت اور خون ریز جنگ کے بعد رومیوں کو شکست ہوگئی لشکر اسلام ان کے تعاقب میں بڑھا اور عیسائی ممالک کے دیہاتوں اور شہروں کو تاخت وتاراج کرتا ہوا انطاکیہ تک چلا گیا۔

حلب سے لوءلوء کا مال نکالنا:......ابوالفضائل اور لوءلوء کو موقع مل گیا وہ قلعہ سے شہر حلب میں آ گئے اور جتنا اٹھا کر لیجا سکے مال واسباب قلعہ سے اٹھا کر لے گئے باقی کو جلا کر خاک وسیاہ کر دیا۔ اس کے بعد منجوتکین پھر حلب کے محاصرہ پر واپس آیا۔ لوءلوء نے ابوالحسن مغربی کے ذریعہ سے صلح کا پیغام دیا چنانچہ منجوتکین نے مصلحتاً صلح کر لی اور محاصرہ اُٹھا کر حلب سے دمشق آ گیا۔ عزیز والی مصر کو اس صلح میں شریک نہ کیا عزیز نے اس سے مطلع ہوکر عتاب آموز خط منجوتکین کے نام تحریر کیا اور سختی کے ساتھ حلب کے محاصرہ پر واپس جانے کو لکھا۔ چنانچہ منجوتکین دوبارہ حلب کا محاصرہ کرنے گیا اور تیرہ مہینے محاصرہ کئے رہا۔

حلب سے منجوتکین کا فرار:......ابوالفضائل اور لوءلوء نے بادشاہ روم کے پاس پھر خطوط روانہ کئے اور یہ بات ظاہر کی کہ اگر حلب پر منجوتکین کا قبضہ

ہو گیا تو انطا کیہ کی خیر نہ سمجھنا فتح انطا کیہ کا پھاٹک حلب ہے یہ وہ زمانہ تھا کہ بادشاہ روم کو بلغار کی مہم سے فراغت حاصل ہو چکی تھی فوراً فوجیں مرتب کر کے حلب کی طرف روانہ ہو گیا منجوتکین کو اس کی خبر لگی تو اس نے مورچوں دُھسوں اور چشموں کو خراب اور منہدم کر کے محاصرہ اُٹھا کر کوچ کر دیا اس کے بعد بادشاہ روم حلب پہنچا۔ ابوالفضائل اور لولوء نے گرم جوشی سے استقبال کیا۔ اس کی عنایت وہمدردی کے شکر گذار ہوئے۔ ابوالفضائل اور لولوء حلب واپس آ گئے اور بادشاہ روم نے ملک شام پر ہاتھ صاف کرنا شروع کر دیا۔ حمص وشیرز کو فتح کر کے لوٹ لیا۔ طرابلس کا چالیس دن تک محاصرہ کئے ہوئے لڑتا رہا بالآخر ناکامی کے ساتھ اپنے ملک واپس چلا گیا۔

سعدالدولہ کی معزولی:......ان واقعات کے بعد ''نصر لولوء'' نے جو کہ سیف الدولہ کا غلام تھا اپنے آقا ابوالفضل بن سعدالدولہ کو معزول کر کے سارے شہر پر قبضہ کر لیا اور دعوت عباسیہ کو موقوف کر کے حاکم علوی ''والی مصر'' کا خطبہ پڑھنے لگا۔ حاکم ''والی مصر'' نے اس کو مرتضی الدولہ کا خطاب عطا کیا۔ چند دن کے بعد لولوء کے برتاؤ میں جو کہ حاکم والی مصر کے ساتھ تھے فرق آ گیا۔ اس سے بنو کلاب بن ربیعہ کو موقع مل گیا ان دنوں بنو کلاب کا سردار صالح بن مرداس نامی ایک شخص تھا۔ اسی دوران لولوء ان میں سے ایک گروپ کو گرفتار کر لیا۔ یہ لوگ جاسوسی کی غرض سے حلب آئے ہوئے تھے۔

صالح کی جنگ اور لولوء کی گرفتاری:......صالح بھی انہی لوگوں میں تھا۔ ایک مدت تک جیل میں رہا اور طرح طرح کی سختیاں جھیلتا رہا۔ آخر کار جیل سے بھاگ کر اپنے اہل وعیال سے جاملا، اور تباہی کر کے حلب پر چڑھ آیا۔ لولوء اور صالح کی مدتوں لڑائیاں ہوتی رہیں۔ انجام یہ کہ صالح لولوء نیل کو ۳۶۰ھ میں گرفتار کر لیا۔ اس کا بھائی بڑی مشکل سے جان بچا کر حلب پہنچا۔ اور اس کی ناکہ بندی کر لی۔ اس کے بعد صالح کے پاس اپنے بھائی کو فدیہ کے بدلے قید سے رہا کر دینے کا پیغام بھیجا۔ لہٰذا صالح نے بچند شرائط لولوء کو رہا کر دیا۔ لولوء قید سے نجات پا کر حلب آیا۔ اور اپنے غلام فتح کو اس شکست کا باعث قرار دے کر ایذاء رسانی اور گرفتار کرنے کے بارے میں سوچنے لگا۔ ''فتح'' قلعہ حلب پر لولوء کی طرف سے حاکم تھا۔ کسی ذریعہ سے فتح کو اس کی خبر مل گئی۔ تو اس نے حاکم علوی والی مصر کو ان واقعات کی اطلاع کر کے اس کے اقتدار کو تسلیم کر لیا۔ اور ''لولوء'' سے باغی ہو کر حکومت مصر کے تخت حکمرانی کرنے لگا۔ حاکم ''والی مصر'' نے صیدا اور بیروت بطور جاگیر اسے دے دیئے۔ لولوء کو اپنی جان کے لالے اڑ گئے۔ اور وہ بھاگ کر رومیوں کے پاس انطا کیہ چلا گیا اور انہیں کے پاس مقیم ہو گیا۔

بنو حمدان کا زوال اور بنو کلاب کا قبضہ:......اب ''فتح'' کو اپنے ارادوں میں کامیابی حاصل ہو گئی تھی۔ لہٰذا صیدا چلا گیا۔ حاکم والی مصر نے اپنے جانب سے حلب کی حکومت بھی اسے عطا کر دی۔ اسی زمانہ سے بنو حمدان کی حکومت ودولت کا چراغ شام وجزیرہ میں گل ہو گیا۔ اور حلب کی سرزمین عبیدیوں کے قبضہ میں باقی رہ گئی۔ اس کے بعد صالح بن مرداس کلابی نے اس پر قبضہ کر لیا۔ یہاں پر اس کی قوم کی دولت وحکومت اور اس کی آئندہ نسلوں نے وراثتاً اس ملک پر حکمرانی کی جیسا کہ آئندہ کے حالات کے ضمن میں بیان کیا جائے گا۔

موصل میں بنو عقیل کی حکومت اور ابوالدرداء کے ذریعہ اس کے شروع ہونے کے حالات

بنو عقیل، بنو کلاب، بنو نمیر، بنو خفاجہ (عامر بن صعصعہ کے قبیلہ سے تھے) اور بنو طے (کہلان کے قبیلہ سے تھے) جزیرہ اور شام کے درمیان دریائے فرات کے کنارے پر پھیلے ہوئے تھے۔ اور یہ لوگ رعایا کی حیثیت سے بنو حمدان کے زیر حکومت میں رہتے اور ان کو خراج ادا کیا کرتے تھے جنگ کے موقع پر ان کے ساتھ مل کر ان کے دشمنوں سے لڑنے جاتے تھے رفتہ رفتہ ان کی قوت بڑھ گئی۔

بنو عقیل کا ابتدائی دور:......پھر جب بنو حمدان کی بلندی کا سورج غروب ہونے لگا۔ تو ان کی حکومت کو استقلال اور استحکام حاصل ہو گیا۔ سامان جنگ درست کر کے ملک سنبھالنے ملک سے نکل پڑے اور جب ابوطاہر بن حمدان کو علی بن مروان کے مقابلے میں ۳۸۰ھ مقام دیار بکر میں شکست ہوئی جیسا کہ ہم اوپر بیان کر چکے ہیں۔ اور ابوطاہر نصیبین چلا گیا۔ (یہ وہ زمانہ تھا کہ نصیبین پر ابوالدرداء محمد بن مسیب بن رافع بن مقلد بن جعفر بن عمر بن مہتہ امیر بنو عقیل بن کعب بن ربیعہ بن عامر قابض ہو گیا تھا)۔ چنانچہ ابوالدرداء نے ابوطاہر اور اس کے ساتھیوں کو قتل کر دیا اور آگے بڑھ کر موصل پر قبضہ کر لیا۔

موصل پرابودرداء کی حکمرانی:..... پھر بہاء الدولہ بن بویہ کے پاس کہلوادیا (جس نے عراق میں خلیفہ کو دبا رکھا تھا) ''آپ اپنی طرف سے ایک گورنر موصل میں بھیج دیجئے۔ تاکہ اس کے زیر اثر اور نگرانی میں حکومت کروں''۔ چنانچہ بہاء الدولہ نے اپنی جانب سے اپنا ایک نائب موصل روانہ کردیا مگر حکومت کی باگ ڈور اور سیاہ سفید کا اختیار ''ابوالدرداء'' کے اختیار میں تھا۔ اسی حالت سے دو سال گذر گئے ۔ ۳۸۲ھ میں بہاء الدولہ نے چند فوجیں ابوجعفر حجاج بن ہرمز موصل کی طرف روانہ کیں۔ مگر ابوالدرداء ان کو پسپا کر کے موصل پر خودمختاری کے ساتھ حکمران بن بیٹھا۔ اس کے بعد اپنی قوم اور ان عربوں کو جو اس کے پاس آ کر جمع ہو گئے تھے۔ مرتب کر کے بہاء الدولہ کی فوج سے جنگ کرنے چل پڑا۔ چنانچہ متعدد لڑائیاں ہوئیں اور آخر کار فتح اور کامیابی کا جھنڈا ''ابوالدرداء'' کے ہاتھ رہا۔

ابوالدرداء کی وفات اور اس کے بھائی مقلد کی حکومت:..... ۳۸۶ھ میں ابوالدرداء کا انتقال ہوگیا۔ اور اس کی جگہ بنوعقیل کی امارت پر اس کا بھائی علی مقرر ہوا۔ مقلد بن میتب نے بہت ہاتھ پاؤں مارے اور بنوعقیل کی سرداری حاصل کرنے کی کوشش کی، مگر اس لئے کہ علی اس سے عمر میں بڑا تھا۔ ان کی ایک بھی نہ چلی ۔ تب مقلد نے اپنی توجہ حکومت موصل کی جانب پھیردی ۔ اور ان دیلمیوں کو جو کہ موصل میں ابوجعفر بن ہرمز کے ساتھ رہتے تھے۔ اپنے ساتھ ملانا شروع کیا۔ کچھ عرصے بعد مقلد کو اپنے ان ارادوں اور سازش میں کامیابی حاصل ہوگئی۔ اور دیلمیوں کے ایک بڑے گروپ نے اس سے سازش باز کرلی۔

مقلد کا موصل پر قبضہ:..... اس وقت مقلد نے بہاء الدولہ کی خدمت میں یہ درخواست کی کہ اگر حکومت موصل مجھے عنایت کردی جائے تو میں دو لاکھ سالانہ خراج ادا کروں گا۔ اس کے بعد اپنے بھائی علی اور اپنی قوم سے یہ ظاہر کیا کہ مجھے بہاء الدولہ نے موصل کی حکومت عطا کردی ہے۔ تم لوگ میری حمایت کرو۔ چنانچہ وہ لوگ تیار ہوکر مقلد کے ساتھ موصل کی جانب روانہ ہو گئے۔ سفر و قیام کرتے ہوئے تھوڑے دنوں بعد موصل کے قریب پہنچ گئے ۔ دیلمیوں میں سے جن لوگوں نے اس سے سازش کرلی تھی وہ لوگ موصل سے نکل کر اس کے پاس آ گئے ۔ ابوجعفر بن ہرمز سپہ سالار دیلم نے دیلمیوں کا یہ حال دیکھ کر امن کی درخواست کی ۔ چنانچہ مقلد نے اس کو امن دے دیا۔ اور ابوجعفر کشتی پر سوار ہو کر بغداد کی طرف روانہ ہوگیا۔ اہل موصل نے اس کا تعاقب کیا مگر کامیابی حاصل نہ ہوسکی۔ پھر مقلد نے ابوجعفر کے چلے جانے کے بعد موصل پر قبضہ کرلیا۔

مقلد کا بغداد پر حملہ:..... مغربی فرات کی نگرانی وحفاظت مقلد کرتا تھا۔ دارالخلافت بغداد میں اس کی طرف سے اس کا نائب رہتا تھا۔ اس نائب میں فطری شجاعت موجود تھی ۔ اس کا بہاء الدولہ کے ساتھیوں سے کسی بات پر جھگڑا ہوگیا۔ ان دنوں بہاء الدولہ اپنے بھائی کے جھگڑوں میں مصروف تھا۔ مقلد کے نائب نے اپنے آقا کی خدمت میں بہاء الدولہ کے مصاحبوں کی شکایت لکھ کر بھیجی۔ چنانچہ مقلد نے اپنی فوج کو تیار کر کے چڑھائی کردی، اور پہنچتے ہی قتل وغارت کرنا شروع کردی اور مال پر بھی ہاتھ بڑھایا۔

بہاء الدولہ اور مقلد کی صلح:..... ابوعلی بن اسمٰعیل نے ''جو کہ بغداد میں بہاء الدولہ کی طرف سے بطور نائب کے تھا'' مقلد کے طوفان بدتمیزی کی روک تھام کے لئے خروج کیا۔ بہاء الدولہ کو اس کی خبر ملی تو اس نے غلطی سے ابوجعفر حجاج بن ہرمز کو ابوعلی بن اسمٰعیل کی گرفتاری اور مقلد بن میتب سے صلح کرنے کے لئے روانہ کیا۔ چنانچہ مقلد اور ابوجعفر سے ان شرائط پر مصالحت ہوگئی۔ (۱) مقلد دس ہزار دینار سالانہ بہاء الدولہ کی خدمت بطور نذر یا خراج بھیجا کرے۔ (۲) خطبوں میں بہاء الدولہ کے بعد ابوجعفر کا نام پڑھا جائے ۔ (۳) ممالک مقبوضہ سے سوائے حق نگرانی وحفاظت اور کوئی خراج یا مالیہ کے وصول کرنے کا اختیار مقلد کو نہیں ہوگا۔ (۴) مقلد کو بہاء الدولہ کی طرف سے شاہی خلعت عطا کی جائے اور حسام الدولہ کا خطاب مرحمت ہو۔ (۵) موصل، کوفہ، مصر اور جامعین بطور جاگیر مقلد کو دیئے جائیں۔

مقلد کا مکمل قبضہ:..... ان شرائط پر آپس میں صلح تو ہوگئی، مگر ابھی نفاذ کی نوبت نہ آئی تھی۔ کہ قادر باللہ تخت خلافت پر رونق افروز ہوا۔ چنانچہ مقلد نے ساری شرائط کو بالائے طاق رکھ کر پورے ملک پر قبضہ کرلیا۔ اراکین دولت، علماء، فضلاء اور مدبرین چاروں طرف سے کھنچ کھنچا کر اس کے پاس آئے اس سے اس کا رتبہ بڑھ گیا۔ اسی دوران ابوجعفر نے ابوعلی بن اسمٰعیل کو گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا۔ مگر کچھ عرصے بعد ابوعلی جیل سے نکل کر

''مہذب الدولہ'' کے پاس بھاگ گیا۔

علی بن میسّب کی گرفتاری:...... مقلد بن میسّب اور اس کے ساتھیوں اور اس کے بھائی کے ساتھیوں کی عراق روانگی سے پہلے قیام موصل کے دوران کچھ کھٹ پٹ ہوگئی تھی۔ چنانچہ جب عراق سے مقلد واپس موصل میں آیا تو اپنے بھائی کے مصاحبوں سے انتقام لینے پر تُل گیا۔ پھر یہ خیال کر کے کہ اپنے بھائی کی موجودگی میں اس ارادے میں کامیاب نہ ہوسکوں گا۔ تو خاموش ہوگیا اور اپنے بھائی کو گرفتار کرنے کی فکر کرنے لگا۔ ایک دن اپنی فوج دیلم اور اکراد کو بلوا کر قصر دقوقا پر حملے کا اظہار کیا اور ان سے اطاعت وفرمانبرداری کی قسم لی۔ اس کے بعد رات کے وقت اپنے بھائی کے مکان میں نقب لگا کر گھس گیا۔ اس کے بھائی علی کا مکان اس کے مکان سے ملا ہوا تھا۔ علی خواب غفلت میں پڑا ہوا خراٹے لے رہا تھا۔ چنانچہ مقلد نے اس کی مشکیں باندھ لیں اور مکمل اطمینان سے لیجا کر جیل میں ڈال دیا۔ اس کے بیٹوں قرواش اور بدران اور اس کی بیوی کو تکریت روانہ کر دیا۔ اور سرداران عرب کو بلا کر خلعتیں دیں۔ انعامات اور صلے مرحمت کئے۔ جس سے تقریباً دو ہزار سوار اس کے پاس جمع ہو گئے۔

علی کی رہائی:...... علی کی بیوی اپنے دونوں لڑکوں کے ساتھ حسن بن میسّب کے پاس چلی گئی۔ اور اس کو سارا ماجرا سنایا۔ چنانچہ اس نے اپنے عربی نژاد اعزہ واقارب کو جمع کر کے مقلد پر چڑھائی کر دی۔ سولہ ہزار سواروں کے ساتھ موصل کی طرف بڑھا مقلد کو اس کی خبر مل گئی تو لوگوں کو جمع کر کے مشورہ مانگا۔ کیا رافع بن محمد بن معن ❶ نے جنگ کرنے کی رائے دی غریب بن محمد نے کہا صلہ رحم کا خیال رکھنا زیادہ مناسب ہے۔ آخر وہ بھی تو آپ ہی کا بھا ئی ہے جنگ سے ہاتھ روک لینا بہتر ہے۔ ابھی کوئی بات طے نہ ہونے پائی تھی۔ کہ اس کی بہن رحلہ ❷ بنت میسّب اپنے بھائی علی کی سفارش کرنے پہنچ گئی۔ مقلد نے اس کی سفارش سے علی کو قید سے رہا کر دیا اور اس کا مال واسباب جو کچھ ضبط کر لیا تھا واپس اسے دے دیا۔ اس سے فریقین کے ساتھیوں کو بہت خوشی ہوئی ایک دوسرے سے گلے ملے۔ حسن اور علی حلہ کی جانب واپس چلے گئے۔ اور مقلد موصل لوٹ آیا اور واسط میں علی بن مزید اسدی پر فوج کشی کرنے کی تیاری میں مصروف ہوگیا۔

علی کا موصل پر قبضہ اور صلح:...... جیسے ہی مقلد نے حلہ کی جانب کوچ کیا علی دوسرے راستے سے موصل پہنچ گیا اور اس پر قابض ہو گیا۔ مقلد اس واقعہ سے مطلع ہو کر موصل کی طرف لوٹا۔ حسن کو اس سے سخت صدمہ ہوا۔ وہ مقلد کی بڑی فوج سے ڈر گیا کہ پہلے ہی حملے میں علی پس جائے گا۔ لہٰذا مقلد کو حلہ میں ٹھہرا کر علی کے پاس آیا اور اس کو سمجھا بجھا کر آپس میں صلح کرا دی۔ صلح کے بعد مقلد اپنے دونوں بھائیوں سمیت موصل میں داخل ہو گیا۔ کچھ عرصے کے بعد علی ❸ آئندہ خطرہ کے پیش نظر بھاگ گیا۔ اس کے بعد دونوں میں اس بات پر صلح ہوگئی۔ کہ ان دونوں میں سے ایک شخص شہر میں رہے۔ پھر ۳۹۰ھ میں علی کی وفات ہوگئی۔ اور اس کی جگہ حسن مامور ہوا۔ مقلد نے اس پر فوج کشی کی۔ بنو خفاجہ کا گروہ اس کے لشکر میں تھا۔ حسن یہ خبر سن کر عراق کی طرف بھاگ گیا۔ مقلد نے تعاقب کیا مگر کامیاب نہ ہو سکا اور واپس آ گیا۔ اس کے بعد مقلد نے علی بن مزید کے مقبوضہ علاقوں کی جانب قدم بڑھایا اور دوبارہ ان پر قابض ہو گیا۔ علی بن مزید بھاگ کر مہذب الدولہ ''والی بطیحہ'' کے پاس چلا گیا۔ مہذب الدولہ نے ان دونوں میں صلح کرا دی۔

جبرئیل بن محمد اور مقلد کا دقوقا پر قبضہ:...... مقلد نے اپنے دونوں بھائیوں اور ابن مزید کے مہم سے فارغ ہو کر دقوقا کی جانب قدم بڑھایا اور پہنچتے ہی اس پر قابض ہو گیا۔ اس سے پہلے عیسائیوں میں سے دو آدمیوں نے اہل شہر کو اپنا مطیع اور فرمانبردار بنا لیا تھا۔ جبرئیل بن محمد نے جو کہ مشہور سپہ سالار تھا۔ ان دونوں عیسائیوں سے دقوقا کو چھین لیا۔ اس مہم میں مہذب الدولہ والی بطیحہ نے بھی جبرئیل بن محمد کا ہاتھ بٹایا۔ جبرئیل ایک تجربہ کار سپہ سالار تھا۔ جہاد کرنے پر ہر وقت تلا رہتا تھا۔ اس نے شہر پر قبضہ کرنے اور عیسائی حکمرانوں کو گرفتار کر لینے کے بعد شہر میں عدل وانصاف کا اعلان کرا دیا۔ اس کے بعد مقلد نے اس سے اس شہر کا قبضہ چھین لیا۔

بدران بن مقلد کا دقوقا پر قبضہ:...... اس کے بعد محمد بن عنان ❹ پھر قرادش بن مقلد کے بعد دیگرے حکمران بنے۔ پھر شہر کی حکومت وریاست

---

❶...... بعض نسخوں میں معن کے بجائے ''معز'' اور ابن اثیر میں ''مقن'' لکھا ہے۔ ❷...... بعض نسخوں میں رمیلہ ہے جبکہ ابن اثیر میں ''رُھیلۃ'' لکھا ہے (جلد ۹ صفحہ ۱۳۴)۔

❸...... ''علی'' نہیں بلکہ حسن بھاگ گیا تھا۔ دیکھئے الکامل (جلد ۹ صفحہ ۱۳۴)۔ ❹...... بعض نسخوں میں ''حسان'' اور بعض میں عنان لکھا ہے جبکہ الکامل میں ''عناز'' مذکور ہے۔

فخر الدولہ ابو غالب کی طرف منتقل ہوگئی۔ پھر جبرئیل کو موقع مل گیا وہ دوبارہ دقوقا پر آیا اور کرد امیر موشک بن چکویہ ❶ کی فوجوں سے اپنا لشکر مرتب کر کے حملہ کر دیا اور فخر الدولہ کے عمال کو شہر سے نکال دیا۔ اس دوران بدران بن مقلد پہنچ گیا اور اس نے اُن دونوں کو مغلوب کر کے شہر پر قبضہ کر لیا۔

مقلد کا قتل: ...... مقلد کے بہت سے ترکی غلام تھے یہ لوگ اس سے الگ ہو کر بھاگ گئے۔ مقلد نے ان کا تعاقب کیا اور ان کو گرفتار کر کے نہایت سختی سے پامال اور تہ تیغ کر دیا۔ اس سے ان کے بھائیوں کو خوف پیدا ہوا موقع کا انتظار کرنے لگے۔ ایک دن انہی ترکوں نے بحالت غفلت مقلد کو ۳۹۱ھ
مقام انبار میں قتل کر دیا۔

قراوش بن مقلد کے لئے منصور کی امداد: ...... اس کی شان و شوکت بہت بڑھ گئی تھی۔ بغداد کو سر کرنے اور اس پر قابض ہونے کے لئے فوجیں روانہ کیں تھیں۔ جب یہ مارا گیا تو اس کا بڑا بیٹا قراوش موجود نہ تھا۔ اس کا مال و اسباب انبار میں تھا۔ اس کے نائب عبداللہ بن ابراہیم بن وشہرویہ پر خوف غالب ہو گیا۔ لہٰذا اس نے ابو منصور بن قراد سے خط و کتابت شروع کر دی یہ اس وقت ''سندیہ'' میں تھا۔ باہم دونوں میں یہ طے پایا کہ مقلد جتنا مال و اسباب اور نقدیات چھوڑ کر مر گیا ہے۔ اس میں سے آدھا آدھا ابو منصور کو تقسیم کر دیا جائے گا۔ بشرطیکہ جس وقت قراوش کا چچا حسن بن مسیّب قراوش کے خلاف قدم بڑھائے ابو منصور آڑے آئے اور مقلد کی جگہ قراوش کو حکمرانی کی کرسی پر بٹھایا جائے۔ چنانچہ اس قرارداد کے مطابق عبداللہ بن ابراہیم نے قراوش کو حکومت کی ترغیب دے کر بلا بھیجا۔ تو جب قراوش اپنے باپ کے دارالحکومت آ گیا۔ تو اس نے اس وعدے کے مطابق جو عبداللہ بن ابراہیم نے کیا تھا۔ اپنے باپ کے متروکہ میں سے نصف مال و اسباب اور نقدیات تقسیم کر کے ابو منصور بن قراد کو دے دیا۔ اور ابو منصور بن قراد حسب وعدہ اس کے شہر میں بغرض حفاظت حسن بن مسیّب سے مزاحمت کے لئے ٹھہرا رہا۔

مقلد کے بھائی اور قراوش کی صلح: ...... اس واقعہ کی اطلاع حسن بن مسیّب کو ملی تو بنو عقیل کے سرداروں کے پاس قراوش کی اس حرکت کی شکایت کرنے گیا۔ اور یہ بھی ظاہر کیا کہ اس وقت تک ابو منصور بن قراد اس کے پاس مقیم ہے۔ بنو عقیل چچا اور بھتیجے کی مصالحت کرانے کی کوشش کرنے لگے بالآخر چچا اور بھتیجے حسن اور قراوش میں صلح ہوگئی۔ اور یہ طے پایا کہ ابو منصور کے ساتھ بدعہدی اور غداری کی جائے۔ اس طرح کہ ان میں سے ایک شخص دوسرے پر حملہ آور ہو۔ چنانچہ جس وقت دونوں حریف آمنے سامنے جنگ پر تُل جائیں۔ اس وقت ابو منصور بن قراد کو گرفتار کر لیا جائے۔ الغرض حسن اور قراوش نے آپس میں سازش کر کے اس طرح کی جنگ زرگری کی بناء ڈالی۔ دونوں چچا بھتیجے کی فوجیں صف آرا ہوگئیں۔

منصور بن قراد کا فرار: ...... کسی نے اس سازش کی ابو منصور بن قراد کو اطلاع کر دی۔ چنانچہ ابو منصور گرفتاری کے ڈر سے بھاگ کھڑا ہوا۔ حسن اور قراوش نے تعاقب کیا مگر کامیاب نہ ہو سکے۔ پھر قراوش واپس آ کر ابو منصور بن قراد کے مکانوں میں گیا اور سارے مال و اسباب پر قابض ہو گیا۔ یہاں تک کہ ابو جعفر حجاج بن ہرمز نے اس سے وہ مال و اسباب چھین لیا۔

قراوش اور بہاء الدولہ کی جنگیں: ...... ۳۹۲ھ میں قراوش بن مقلد نے بنو عقیل کے لشکر کو مدائن کی طرف روانہ کیا۔ اس لشکر نے پہنچتے ہی مدائن کا محاصرہ کر لیا۔ بہاء الدولہ کے نائب بغداد ابو جعفر بن حجاج بن ہرمز نے ایک فوج بنو عقیل کے خلاف بھیجی۔ چنانچہ ابو جعفر کی فوج نے بنو عقیل کو مدائن سے پسپا کر دیا۔ بنو عقیل کو اس سے سخت پشیمانی ہوئی۔ لہٰذا بنو اسد وغیرہ کو متحد کر کے بڑے اہتمام سے پھر فوج کشی کی اس وقت ان لوگوں کا سردار علی بن مزید نامی ایک شخص تھا۔ ابو جعفر نے بھی اس سے مطلع ہو کر مقابلہ کے لئے خروج کر دیا۔ ملک شام سے خفاجہ کو طلب کر کے اپنی فوج مرتب کی، چنانچہ اس نے انہیں شکست دے دی۔ اس کا سارا لشکر تباہ کر دیا گیا۔ بہت سے آدمی مارے گئے ترکوں اور دیلمیوں کا ایک بڑا گروہ گرفتار کر لیا گیا۔ اس کے بعد ابو جعفر نے دوبارہ اپنی فوج تیار کی۔ چنانچہ اطراف کوفہ میں دولت عباسیہ کے باغیوں سے مڈبھیڑ ہوئی۔ اس واقعہ میں بھی اس نے ان کو شکست دی۔ بے شمار کو قتل اور اکثر گرفتار کر لیا۔ اس کے بعد بنو مزید کے قبیلہ کی طرف قدم بڑھایا اور ان کا بیحد و بیشمار مال و اسباب لوٹ لیا۔

---

❶ ...... ''علی'' نہیں بلکہ حسن بھاگ گیا تھا۔ دیکھئے الکامل (جلد ۹ صفحہ ۱۳۴)۔ ❷ ...... بعض نسخوں میں ''نحسبان'' اور بعض میں عنان لکھا ہے جبکہ الکامل میں ''عناز'' مذکور ہے۔

❸ ...... یہ واقعہ ۳۸۷ھ کا ہے دیکھو تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۹ صفحہ ۵۶ مطبوعہ مصر۔

قراوش کا کوفہ پر حملہ:..... ۳۹۷ھ میں قراوش نے کوفہ کا رخ کیا۔ اس وقت کوفہ کی حکومت ابوعلی بن شمال خفاجی کے قبضہ اقتدار میں تھی۔ مگر اتفاق سے یہ اس وقت کوفہ میں موجود نہ تھا۔ چنانچہ قراوش بغیر کسی مزاحمت ومخاصمت کے کوفہ میں داخل ہو گیا۔ ابوعلی کو یہ خبر ملی تو وہ بھی فوجیں تیار کر کے پہنچ گیا۔ سخت اور خون ریز جنگ کے بعد قراوش کو شکست ہوگئی۔ ابوعلی نے کوفہ پر قبضہ کر کے قراوش کے ساتھیوں سے بطور تاوان بہت سا نقد وصول کیا۔

ابوعلی (فاتح قراوش) کا انتقال:..... پھر ۳۹۹ھ میں ابوعلی کا انتقال ہو گیا۔ حاکم والی مصر نے اس کو رحبہ کی حکومت کی سن لے کر رحبہ پہنچا۔ عیسیٰ بن خلاط عقیلی نے اس کے خلاف بغاوت کر کے اسے مار ڈالا اور رحبہ پر قابض ہو گیا۔ اس کے بعد دوسرے لوگ بھی اس شہر پر حکمرانی کرتے رہے۔ یہاں تک کہ صالح بن مروان کلابی والی حلب نے اس شہر کی حکومت اپنے ہاتھ میں لے لی۔

ابوالقاسم حسین بن علی مغربی:..... معتمد الدولہ قراوش بن مقلد نے ابوالقاسم حسین بن علی حسین مغربی کو اپنا وزیر بنایا تھا۔ ابوالقاسم حسین کا باپ سیف الدولہ بن حمدان کا ساتھی تھا اس سے رخصت ہو کر مصر چلا گیا اور وہاں کے صوبوں کا والی وحکمران بنا اس کا بیٹا ابوالقاسم حسین یہیں پیدا ہوا اور یہیں نشوونما پا کر بڑا ہوا۔ اس کے بعد حاکم والی مصر نے اس کے باپ کو کسی الزام میں سزائے موت دے دی۔ چنانچہ ابوالقاسم حسین شام حسان بن مضرج بن جراح طائی کے پاس چلا گیا اور اس کو والی مصر کے ساتھ بدعہدی کرنے اور ابوالفتوح حسن بن جعفر اوالی مکہ کی بیعت پر تیار کیا چنانچہ حسان نے ابوالفتوح کو مکہ سے رملہ میں بلا کر ٹھہرا دیا اور ،، امیر المومنین ،، کے لقب سے یاد کرنے لگا حاکم والی مصر کو اس کی خبر ملی تو اس نے حسان کر بہت سا مال ودولت دے کر ابوالفتوح کی جانب سے پھیر لیا۔ تب ابوالفتوح ناکامی کے ساتھ واپس آ گیا اور ابوالقاسم مغربی عراق چلا گیا۔ فخر الملک کی خدمت میں باریاب ہوا۔ خلیفہ قادر اس لئے کہ ابوالقاسم کا علویوں کی طرف طبعی میلان تھا، ابوالقاسم کی طرف سے مشکوک اور مشتبہ ہو گیا فخر الملک نے اس بناء پر اپنے یہاں سے نکال دیا۔

ابوالقاسم بحیثیت وزیر قراوش:..... اس کے بعد ابوالقاسم تھی لہٰذا قراوش نے اسے اپنا وزیر بنالیا اس کے بعد ۴۱۱ھ میں کسی بات میں اس سے مشتبہ ہو کر اس کو گرفتار کر لیا اور ایک مقدار معین اس پر جرمانہ کیا پھر یہ خیال کر کے کہ اس کا مال واسباب بغداد اور کوفہ میں ہے، رہا کر دیا۔ ابوالقاسم واپس بغداد آیا اور مؤید الملک رجحی کے بعد شرف الدولہ بن بویہ کی وزارت۔

مؤید الملک کی معزولی کی وجہ:..... مؤید لملک رجحی کے معزول ہونے کا سبب یہ بنا کہ اس نے ایک یہودی پر ایک لاکھ دینار جرمانہ کیا تھا اس یہودی اور عنبر خادم ملقب بہ اثیر کے مراسم اتحاد تھے عنبر کو مؤید الملک کا یہ فعل ناگوار گزرا۔ لہٰذا اشرف الدولہ کو اس کی جانب سے بدظن کر کے معزول کرا دیا تھوڑے دنوں کے بعد ترکوں اور عنبر خادم کی اَن بَن ہوگئی اس مخالفت میں وزیر سلطنت ابوالقاسم غیر خادم کا ہم آہنگ تھا۔ ❶ ......

ابوالقاسم کی بغداد سے ہجرت:..... چنانچہ اس نے بغداد سے نکل جانے کی رائے دی لھذا وزیر السلطنت ابوالقاسم اور غیر خادم بغداد سے سندیہ کی طرف روانہ ہوگئے اس وقت سندیہ میں قراوش موجود تھا اس نے ان لوگوں کو عزت واحترام سے ٹھہرایا ایک دو دن قیام کرا کے اوانا کی جانب کوچ کیا۔ ترکوں کو اس کی خبر ملی تو انہوں نے غیر خادم سے معذرت کی اور منت دخوشامد کر کے واپسی پر اصرار کیا۔ چنانچہ غیر خادم ان کی معذرت پر بغداد واپس آ گیا اور ابوالقاسم مغربی قراوش کے پاس چلا گیا۔ یہ واقعہ ۴۱۵ھ کا ہے یہ دس مہینے وزیر رہا۔

ابوالقاسم کا کوفہ سے اخراج:..... اس کے بعد کوفہ میں عباسیوں اور علویوں کے درمیان جھگڑا پیدا ہو گیا اس فتنہ کی ابتداء ابن ابی طالب سے ہوئی جو کہ ابوالقاسم کا داماد تھا خلیفہ نے قراوش کو ابوالقاسم کو نکال دینے کا حکم بھیجا چنانچہ ابوالقاسم کوفہ سے نکل کر ابن مروان کے پاس دیار بکر چلا گیا۔ بقیہ حالات اس کے اسی مقام پر تحریر کئے جائیں گے۔

قراوش کے وزیر سلیمان کی گرفتاری اور قتل:..... اسی سال معتمد الدولہ قراوش نے ابوالقاسم سلیمان بن فہر (گورنر موصل) کو جو کہ اس کے اور پہلے

---

❶ ..... اصل کتاب میں اس مقام پر کچھ نہیں لکھا ہے۔ مترجم

اس کے باپ کی طرف سے موصل کا گورنر تھا گرفتار کرلیا۔ اس کی سوانح یہ ہے کہ یہ ابتدائے جوانی میں ابواسحاق صابی کی خدمت میں کتابت کے عہدہ پر متعین تھا اس کے بعد مقلد بن مسیب کے پاس چلا گیا اور پھر اس کے ساتھ موصل گیا ایک مدت کے بعد قراوش نے اس کو خراج اور مال کا افسر اعلیٰ مقرر کیا۔ مگر وہ اہل موصل کے ساتھ بدسلوکی اور ظلم سے پیش آیا طرح طرح کے اُن پر جرمانے مقرر کئے قراوش کو یہ خبر ملی تو اس نے اس کو گرفتار کر کے اس کے سارے مال واسباب کو ضبط کرلیا اور بڑی رقم کا جرمانہ کیا۔ لیکن ابوالقاسم اس کی ادائیگی سے معذور و مجبور ہو گیا چنانچہ قراوش نے اس کی زندگی کا خاتمہ کر دیا۔

قراوش کی دبیس وغیرہ کے ہاتھوں شکست:...... ۴۱۱ھ میں عرب فتنہ قراوش کے سد باب کے لئے متحد ہونے دبیس بن علی بن مزید اسدی اور غریب بن معن اس کی سرکوبی کو روانہ ہوئے۔ دار الخلافت بغداد سے فوجیں آ گئیں۔ سر من رائی کے قریب ایک میدان میں دونوں فریق گتھ گئے قراوش کے ساتھ رافع بن حسین بھی تھا بڑی گھمسان کی لڑائی ہوئی۔ آخر کار قراوش کو شکست ہوگئی اور اس کا سارا مال واسباب اور خزانہ لوٹ لیا گیا اس دوران اسے گرفتار کرلیا گیا۔ اس کے زیر کنٹرول علاقوں میں سے تکریت کو بزور تیغ فتح کیا گیا۔ پھر شاہی فوجیں بغداد واپس آ گئیں۔

دوبارہ جنگ اور قراوش کی اطاعت:...... پھر غریب بن معن [1] کی سفارش سے قراوش کو رہائی ملی۔ پھر وہ سلطان بن شمال (امیر خفاجہ) کے پاس چلا گیا۔ اس کا تر کی لشکر نے تعاقب کیا۔ چنانچہ مغربی فرات میں مڈ بھیڑ ہوگئی ایک سخت اور خون ریز جنگ کے بعد قراوش اور سلطان کو شکست ہزیمت ہوگئی۔ شاہی فوجوں نے اس کے مقبوضہ علاقوں کو جی کھول کر تباہ و برباد کیا۔ قراوش نے تنگ آ کر دار الخلافت بغداد میں علم خلافت کی اطاعت و فرمانبرداری کا پیغام بھیج دیا۔

قراوش، بنو اسد اور خفاجہ کی جنگ:...... پھر ۴۱۷ھ میں قراوش اور بنو اسد و خفاجہ کے درمیان جھگڑا ہو گیا۔ خفاجہ نے قراوش کے مقبوضہ دیہی علاقوں پر دست درازی شروع کر دی تھی۔ قراوش نے ان لوگوں کے مقابلے کے لئے موصل سے کوچ کیا خفاجہ کا سردار ابوالفتیان منیع بن حسان نامی ایک سپہ سالار جنگ آور تھا اس نے دبیس بن علی مزید سے ساز باز کرلی اور اس کو اپنا ہمدرد اور مددگار بنالیا۔ چنانچہ دبیس اپنی قوم بنی اسد اور لشکر بغداد کو متحد اور مرتب کر کے ابوالفتیان کی کمک کے لئے پہنچ گیا کوفہ کے باہر دونوں کی فوجیں آ گئیں۔ کوفہ اس وقت قراوش کے قبضہ میں تھا قراوش پر ان لوگوں کا ایسا خوف غالب ہوا کہ رات کے وقت بغیر جنگ وقتال کوفہ چھوڑ کر انبار کی جانب کوچ کر گئے۔ فتحمند گروہ نے قراوش کا تعاقب کیا۔ چنانچہ قراوش نے انبار کو بھی خیر آباد کہکر حلہ چلا گیا اور فتحمند گروہ نے انبار پر قبضہ کرلیا۔ مگر کچھ عرصے بعد انبار کو چھوڑ کر متفرق اور منتشر ہو گئے۔ لھذا قراوش کو اس کی خبر ملی تو اس نے فوراً انبار پر قبضہ کرلیا۔

بنوعقیل اور قراوش کی جنگ:...... اس کے بعد اسی سال بنی عقیل اور اس کی جنگ ہوئی۔ سبب یہ ہوا کہ اشبرعنبر کشتی والوں کی لڑائیاں ہوئیں پھر کشتی والے کسی ضرورت سے خشکی پر اتر آئے چنانچہ اہل قسطنطنیہ نے کشتیوں میں آگ لگادی ہو کہ جلکر خاک و سیاہ ہوئیں اور کشتی والوں کو قتل کر دیا۔

ابوالحسن بن عکشان:...... کردوں کے چند قلعے موصل کے قرب وجوار میں تھے۔ ان میں سے حمیدیہ کا قلعہ عقر اور اس کے مضافات تھے۔ اس کا حاکم ابوالحسن بن عکشان نامی ایک شخص تھا اور قلعہ اربل اس کے متعلقات سمیت ہذبانیہ کے قبضہ میں تھا۔ ابوالحسن موشک کے قبضہ اقتدار میں اس کی عنان حکومت تھی۔ اس کا بھائی ابوعلی بن موشک ابوالحسن بن عکشان کی مدد سے اپنے بھائی سے حکومت و ریاست کے لئے لڑ پڑا۔ چنانچہ اس نے اس کے قبضہ سے چھین لیا اور اپنے بھائی ابوالحسن بن موشک کو گرفتار کرلیا۔

ابوالحسن اور قراوش کا معاہدہ:...... قراوش اور اس کا بھائی زعیم الدولہ ابوکامل اس وقت عراق کی مہم میں مصروف اور مشغول تھے۔ ان دونوں کو ابوعلی کا یہ فعل ناگوار گزرا۔ چنانچہ واپس موصل آ گئے۔ قراوش نے حمیدی اور ہذبانی سے نصیر الدولہ کے خلاف امداد طلب کی۔ حمیدی تو خود اس کی کمک پر آیا اور ہذبانی نے اپنے بھائی کو مدد کے لئے بھیجا۔ اتفاق سے نوبت جنگ نہ آئی اور قراوش اور نصیر الدولہ کے درمیان صلح ہوگئی تب قراوش نے ابوالحسن بن

[1] ...... ابن اثیر نے اسے غریب بن مقن لکھا ہے (جلد ۹ صفحہ ۳۲۱)

عکشان کو گرفتار کرلیا۔ پھر اس بات پر صلح قرار پائی کہ ابوالحسن بن موشک ''والی اربل'' کو رہا کیا جائے اور قلعہ اربل بھی اس کے حوالہ کردیا جائے اور اگر ابوعلی اس سے انکار کرے تو اس کے خلاف ابوالحسن بن عکشان مالی اور فوجی امداد دے۔ چنانچہ اس بات کے اطمینان کے لئے اپنے بیٹے کو قراوش کی خدمت میں رہن رکھ دیا۔

ابوالحسن سے ابوعلی کا دھوکا:......اس کے بعد ابوعلی سے اس معاملہ میں خط وکتابت شروع ہوگئی۔ چنانچہ ابوعلی نے اس کو منظور کرلیا اور اربل کو اپنے بھائی ابوالحسن کے حوالے کرنے کے لئے موصل حاضر ہوا۔ چنانچہ قراوش نے اس کے قلعوں کو اس کے حوالہ کردیا۔ اور ابوالحسن بن عکشان اور ابوعلی اربل کو ابوالحسن بن موشک کے حوالے کرنے کے لئے روانہ ہوئے۔ راستے میں ان لوگوں نے اس کے ساتھ بدعہدی کی اور دھوکا دیکر اس کے ساتھیوں کو گرفتار کرلیا۔ اتفاق سے ابوالحسن تن تنہا کسی طرح نکل بھاگا اور پریشانی کے ساتھ موصل پہنچا۔ ان وجوہات سے ابوالحسن بن عکشان اور ابوعلی اور قراوش کے درمیان بیحد کشیدگی پیدا ہوگئی۔

زعیم الدولہ کا معتمد اور قراوش سے اختلاف:......ان واقعات کے ختم ہونے کے بعد معتمد الدولہ، قراوش اور اس کے بھائی زعیم الدولہ ابوکامل کے درمیان جھگڑا پیدا ہوگیا۔ سبب یہ بنا کہ قریش (ان دونوں کے بھائی بدران کا بیٹا) اپنے چچا ابوکامل سے الجھ گیا۔ فوجیں حاصل اور تیار کیں اس کے دوسرے چچا نے اس کی مدد پر کمر باندھی ❶......قراوش نے نصیر الدولہ بن مروان سے امداد کی درخواست کی۔ چنانچہ اس نے اپنے بیٹے سلیمان کو اس کی کمک کے لئے بھیجا۔ اس کے علاوہ حسن بن عکشان وغیرہ کردوں نے بھی اس کی مدد کے لئے ہمت باندھی اور سب کے سب متحد ہوکر ''معلایا'' کی طرف بڑھے اور اس کو تباہ وبرباد کرکے آگ لگادی۔ تو وہ جل کر خاک وسیاہ ہوگیا۔ اس کے بعد ماہ محرم ۴۴۱ھ میں اپنے حریف سے جنگ بڑی اور دو دن تک متواتر لڑائی ہوتی رہی۔ پھر کردوں نے جنگ سے ہاتھ کھینچ لیا۔ اور حریف کو اپنی طرف سے راستہ چلے گئے۔

قراوش کے بھائی کی بدعہدی:......اسی دوران اس کو یہ خبر ملی کہ اس کے بھائی ابوکامل کے ساتھیوں نے انبار پر یورش کر کے قبضہ کرلیا ہے اس خبر کو سنتے ہی ''قراوش'' حواس باختہ ہوگیا۔ اور گنتی کے چند آدمیوں کے ساتھ اپنے خیمہ میں رہ گیا۔ نہ پائے رفتن نہ جائے ماندن کا مضمون ہوگیا۔

قراوش کی نظر بندی اور رہائی:......اس کا بھائی ابوکامل اس واقعہ سے مطلع ہوکر اس کے پاس آیا اور اس کو مکمل آرام سے اس کی بیوی اور بچوں سمیت موصل میں لیجا کر نظر بند کردیا اور اس کی محافظت اور نگرانی پر چند لوگوں کا مامور کردیا۔ تھوڑے دنوں بعد عرب پھر اس کے طرف مائل ہونے لگے اس کے بھائی ابوکامل نے اس خیال سے کہ کہیں عرب پھر اس کے مطیع نہ ہوجائیں۔ اور اس کو دوبارہ ریاست حکومت کی کرسی پر نہ بٹھادیں۔ چنانچہ قراوش کو نظر بندی کی تکلیف سے نجات دے کر حکومت وریاست کی باگ ڈور اس کے ہاتھ میں دے دی۔ اور اطاعت وفرمانبرداری کی بیعت لے کر اسے ملک کی طرف واپس بھیج دیا۔ چنانچہ قراوش اپنے دارالحکومت میں حکمرانی کرنے واپس آگیا۔

ابوکامل اور بساسیری کا اختلاف:......ان واقعات سے پہلے ابوکامل اور بساسیری کی جو کہ خلافت اسلامیہ کا منتظم تھا۔ اَن بَن ہوگئی تھی۔ دارالخلافت بغداد میں اس لئے بہت بڑی ہل چل پیدا ہورہی تھی۔ بنوعقیل نے عراق عجم میں بساسیری کی جاگیر میں غارتگری شروع کردی تھی۔ بساسیری اس سے مطلع ہوکر ان کی سرکوبی کے لئے روانہ ہوگیا۔ ابوکامل کو اس کی خبر مل گئی۔ لھذا بنوعقیل کی ہمدردی پر اُٹھ کھڑا ہوا اور ان کو مرتب کر کے میدان جنگ میں لڑنے آگیا۔

ابوکامل اور بساسیری کی جنگ:......چنانچہ ابوکامل اور بساسیری کی سخت اور خون ریز جنگ ہوئی مگر آخری فیصلہ نہ ہوسکا۔ اتنے میں قراوش نظر بندی سے نجات پا کر اپنی حکومت وسلطنت پر واپس آگیا۔ اہل انبار کا ایک گروپ وفد کے ساتھ بساسیری کی خدمت میں حاضر ہوا اور شکریہ ادا کرتے قراوش کی بداخلاقی اور کج ادائی کی شکایت کی اور یہ درخواست دی کہ آپ ایک فوج اور ایک عامل شہر کا انتظام کرنے کے لئے ہمارے ساتھ روانہ فرمائیے۔ چنانچہ بساسیری نے ایسا ہی کیا۔ پھر اس عامل نے پہنچ کر شہر کو قراوش کے قبضہ سے چھین لیا اور ان میں عدل وانصاف کرنے لگا۔

❶......اصل کتاب میں اس مقام پر کچھ نہیں لکھا ہے۔ مترجم

قراوش کا فرار اور واپسی: ...... قراوش اپنے بھائی ابو کامل کی اطاعت قبول کرنے کے بعد وزیر کی طرح اس کے ساتھ رہتا تھا کسی قسم کی قوت اس کے قبضہ میں نہ تھی۔ مگر یہ بات قراوش کو شاق گزر رہی تھی۔ اس قید و بند سے نجات پانے کی فکر کرنے لگا۔ چنانچہ ایک دن موصل سے نکل کر بغداد کے لئے روانہ ہو گیا۔ اس کے بھائی ابو کامل کو اس کا قید سے نکل بھاگنا نہایت شاق گزرا، اس لئے اپنی قوم کے چند سرداروں کو اسے زبردستی واپس لانے پر مقرر کیا۔ چنانچہ ان لوگوں نے قراوش سے پہلے نرمی اور ملاطفت سے واپس چلنے کو کہا مگر قراوش نے کچھ توجہ نہ کی تب ان لوگوں نے ایسے عنوان سے واپس چلنے کے لئے کہا جس سے قراوش کو اس بات کا یقین ہو گیا کہ اگر بخوشی ورضامندی واپس نہیں چلوں گا۔ تو یہ زبردستی مجھے واپس لیجائیں گے، چارنا چار واپس چلنے کا وعدہ کیا مگر یہ شرط کر لی کہ موصل میں جا کر میں دارالامارت میں قیام کروں گا۔

قراوش کی سخت نگرانی: ...... چنانچہ جب قراوش موصل میں ابو کامل کے پاس پہنچ گیا تو ابو کامل نے اس کو نہایت عزت واحترام سے ٹھہرایا اور چند لوگوں کو اس کی نگرانی پر مامور کر دیا تا کہ آئندہ گڑبڑ سے اس کو یہ لوگ روکتے رہیں۔

بدران کے بیٹوں میں اختلاف: ...... جب قریش بن بدران نے حکومت اپنے ہاتھ میں لے لی اور اپنے چچا قراوش کو قلعہ جراحیہ میں لیجا کر نظر بند کر دیا۔ تب عراق کے ارادے سے ۴۴۲ھ میں ایک بڑی فوج کے ساتھ موصل سے کوچ کر دیا۔ اس کا بھائی مقلد اس سے باغی ہو گیا اور نورالدولہ دبیس بن مزید کے پاس اس سے ساز باز کرنے کے لئے کوچ کر دیا۔ ''قریش'' کو اس سے سخت غصہ پیدا ہوا۔ چنانچہ اس کے لشکر گاہ کو تباہ وبرباد کر کے موصل کی طرف لوٹ گیا۔ اتفاق سے اسی زمانہ میں قریش سے عرب بگڑ گیا اور ملک الرحیم کے عمّال نے قریش کے مقبوضہ علاقوں کو جو کہ عراق میں تھے لوٹ لیا۔ اس کے بعد قریش نے ''عرب'' سے ساز باز کر لی اور ان کے ساتھ آئندہ حسن سلوک اور احسان کرنے کا یقین دلایا اور فوجی صورت میں ان کو تیار کر کے عراق کی طرف کوچ کر دیا۔

قریش بن بدران کی امارت: ...... چنانچہ کامل بن محمد بن مسیب (والی خطیرہ) سے مڈبھیڑ ہو گئی۔ اس جنگ میں کامل کو شکست ہوئی اور کامل بھاگ کھڑا ہوا قریش اس کے تعاقب میں ''بلال بن غریب'' کے شہر تک چلا گیا اور اس کو تباہ وبرباد کر کے عراق میں گھس گیا اور الملک الرحیم کے عمال کو اپنی اطاعت وفرمانبرداری کا پیغام بھیجا۔ اس نے اس بات کا ان کو یقین دلایا کہ جتنے علاقے ان کے قبضہ میں ہیں۔ وہ ان کے ہی قبضہ میں رکھے جائیں گے۔ چنانچہ الملک الرحیم ان دنوں خوزستان میں مصروف جنگ وقتال تھا۔ ان وجوہات سے قریش کے پاؤں حکومت وسلطنت پر جم گئے اور اس کی قوت بڑھ گئی۔

قراوش کی وفات: ...... اسی ۴۴۴ھ میں ❶ معتمدالدولہ ''ابو منیع قراوش بن مقلد'' عقیلی کا قید ہی کی حالت میں انتقال ہو گیا۔ اس کی نعش موصل لائی گئی اور موصل کے مشرقی جانب شہر نینوی میں دفن کر دیا گیا۔ یہ عرب کا ایک مشہور جنگ آزما شخص تھا۔

قریش کا انبار پر حملہ: ...... ۴۴۶ھ میں قریش بن بدران موصل سے نکلا۔ اور شہر انبار پر حملہ آور ہوا۔ بساسیری کی طرف سے اس شہر پر ایک شخص مقرر تھا۔ قریش نے اس سے یہ شہر کو چھین لیا۔ بساسیری کو اس کی خبر ملی تو اس نے فوجیں مرتب کر کے انبار پر چڑھائی کر دی اور اس کو دوبارہ واپس لے لیا۔

قریش کا طغرل بیگ سے اظہار اطاعت: ...... قریش بن بدران نے سلطان طغرل بیگ کے پاس ''رے'' میں اظہار اطاعت وفرمانبرداری کے لئے ایک سفارت روانہ کی اور اپنے تمام صوبوں میں اس کے نام کا خطبہ پڑھنا شروع کیا اور الملک الرحیم کو گرفتار کر کے اس کی لشکر گاہ کو لوٹ لیا۔ اس واقعہ کی خبر سلطان طغرل بیگ تک پہنچ گئی۔ سلطان نے اسے امن دے دیا۔ چنانچہ الملک الرحیم اس کی خدمت میں حاضر ہو گیا۔ سلطان نے اس کی عزت افزائی کی اور اسے اس کے صوبوں کی حکومت دوبارہ دیدی۔

بساسیری اور الملک الرحیم: ...... بساسیری نے الملک الرحیم کا ساتھ اسی زمانہ میں چھوڑ دیا تھا۔ جبکہ اس نے واسط سے بغداد کو اور سلطان طغرل

---

❶ ...... تفصیل کے لئے قراوش کی وفات کا قصہ ابن اثیر (جلد ۹ صفحہ ۵۸۷) پر ملاحظہ کریں۔

بیگ نے حلوان سے کوچ کیا تھا۔ چنانچہ بساسیری سسرالی رشتہ کی وجہ سے نورالدولہ دبیس بن مزید کے پاس چلا گیا علٰحدگی کا سبب یہ بنا کہ خلیفہ قائم کو کسی ذریعہ سے معلوم ہوگیا تھا کہ اس کا طبعی میلان خلیفہ مصر کی جانب ہے۔اس لئے خلیفہ قائم نے اسے نکالدینے کا حکم بھیجا۔

بساسیری کی فتوحات اور حاکم مصر کی اطاعت:...... چنانچہ جب قریش بن بدران دارالخلافت بغداد پہنچا اور سلطان طغرل بیگ کا حکومت اسلامیہ بغداد پر معقول طور سے قبضہ ہوگیا۔تو بساسیری ان لوگوں کو زیر کرنے نکل کھڑا ہوا۔نورالدولہ دبیس بھی اس کے ساتھ تھا۔سنجار میں معرکہ آرائی ہوئی۔چنانچہ قریش اور قطلمش کو ان کے ساتھیوں سمیت ہزیمت شکست ہوگئی۔ہزاروں آدمی مارے گئے۔ادھر اہل سنجار نے بھی غارتگری شروع کردی۔بساسیری جنگ موصل کے قیدیوں سمیت آیا اور مستنصر خلیفہ مصری کے نام کا خطبہ پڑھا۔ان لوگوں نے اس واقعہ سے پہلے اظہار اطاعت وفرمانبرداری کے اظہار کے لئے سفارت بھیجی تھی۔خلیفہ مصر نے اس سے خوشی کا اظہار کیا۔قریش اور اس کے ساتھیوں کو خلعتیں روانہ کیں۔

طغرل بیگ اور اہل بغداد:......سلطان طغرل بیگ کے بغداد میں طویل قیام اور کثرت فوج کی وجہ سے رعایا کو طرح طرح کی تکلیفیں پہنچنے لگیں۔لہٰذا خلیفہ قائم نے اپنے وزیر رئیس الرؤساء کے توسط سے عمید الملک کندری جو سلطان طغرل بیگ کا وزیر تھا،طلب کرکے ہدایت کی کہ چونکہ سلطان طغرل بیگ کے لشکر کی کثرت سے اھلیان بغداد کو بیحد تکلیف پہنچ رہی ہے۔لہٰذا مناسب یہ ہے کہ سلطان اپنی فوج سمیت بغداد سے کوچ کردیں ورنہ خلیفہ خود دارالخلافت بغداد کو چھوڑ دیں گے۔

طغرل کی موصل روانگی:......ابھی کوئی بات طے نہ ہوئی تھی کہ سلطان طغرل بیگ کو موصل کے واقعات کی خبر مل گئی۔چنانچہ سلطان طغرل بیگ نے موصل کی جانب کوچ کردیا اور تکریت کا محاصرہ کرکے اسے فتح کرلیا اور حاکم قلعہ نصر بن عیسیٰ عقیلی سے بہت سامال واسباب لے کر کوچ کیا۔کچھ عرصے بعد نصر مر گیا۔پھر اس کے بعد ابوالغنائم بن محلبان ❶ حکمران بنا۔رئیس الرؤساء کے ساتھ اس کے برتاؤ اچھے رہے۔

شاہی فوج اور عربوں کی جنگ:......اس کے بعد سلطان طغرل بیگ نے بوازیج سے ''نصیبین'' کی جانب کوچ کیا (سلطان بوازیج میں اپنے بھائی یاقوتی بن تنکیر کی امداد اور فوج کے آنے کا انتظار کررہا تھا) اور ''ہزارسب بن تنکیر'' کو بریہ کی طرف عرب سے جنگ کرنے کے لئے روانہ کیا۔انہی عربوں میں قریش،دبیس اور اصحاب حراں ورقہ (نمبر) شریک تھے۔چنانچہ شاہی فوج نے عربوں پر حملہ کیا اور ان سے جنگ کی میدان بھی ان ہی کے ہاتھ رہا بہت سامال غنیمت ہاتھ آیا ایک جماعت کو ان میں سے گرفتار کرکے قتل کردیا۔

قریش اور دبیس کی اطاعت:......اس کے بعد سلطان طغرل بیگ واپس چلا گیا۔اور قریش اور دبیس نے اظہار اطاعت کی غرض سے ہزارسب کے پاس ایک وفد روانہ کیا اور اس کے توسط سے معافی کی درخواست کی۔چنانچہ سلطان طغرل بیگ نے ان دونوں کی غلطیاں معاف کردیں اور بساسیری کے بارے میں یہ کہا کہ اس کا قصور خلافت مآب کی ذات خاص سے تعلق رکھتا ہے۔لھذا اسے خلیفہ کی خدمت میں حاضر ہوکر معافی مانگنی چاہئے۔چنانچہ بساسیری رحبہ کی جانب روانہ ہوگیا۔ترکان بغداد،مقبل بن مقلد اور بنو عقیل کا ایک گروہ اس کے ساتھ ہولیا۔

قریش اور دبیس کو معافی:......قریش اور دبیس کی درخواست پر سلطان طغرل بیگ نے ان کے پاس وعدہ پورا کرنے اور توثیق اقرار اور دربارشاہی میں حاضر آنے کے لئے ہزارسب بن تنکیر کو روانہ کیا۔جس سے دبیس اور قریش کو اپنی جانوں کا خطرہ پیدا ہوگیا۔لھذا حاضری سے رک گئے۔قریش نے اپنی طرف سے ابوالسد ادھبۃ اللہ بن جعفر کو اور دبیس نے اپنے بیٹے بہاء الدولہ منصور کو سلطان کے دربار میں بھیجا۔سلطان نے اس دونوں کی حاضری کو ان کی حاضری تصور کرکے ان لوگوں کے صوبوں کی سند حکومت تحریر کردی۔قریش کے قبضہ میں موصل نصیبین تکریت،قوانا،نہر مبیطر،ہیت،انبار،بادرویا❷ اور نہرالملک وغیرہ تھے۔

---

❶......بعض نسخوں میں محلبان ہے۔اور ابن اثیر نے (جلد۹صفحہ۶۲۷) پر ''محلبان'' تحریر کیا ہے۔

❷......ابن خلدون کے ایک نسخے میں ''بادرونا'' ہے جب کہ صحیح لفظ ''بادوربا'' ہے دیکھئے۔ابن اثیر (جلد۹صفحہ۳۶۹)

سنجار کی فتح: ......اس مہم سے فارغ ہو کر سلطان نے ''دیار بکر'' کا رخ کیا اس کا بھائی ابراہیم نیال بھی پہنچ گیا تھا۔ ''ہزار سب'' نے قریش اور دبیس کو سلطان کی آمد کی اطلاع بھیج دی اور ان کو شاہی سطوت و جبروت سے ڈرایا۔ یہ دونوں اس خبر سے مطلع ہو کر ادھر اُدھر بھاگ گئے۔ اور سلطان طغرل بیگ نے اس واقعہ کی وجہ سے کہ جو گذشتہ دنوں قریش اور دبیس کے ساتھ پیش آئے تھے۔ سنجار کی جانب کوچ کیا اور متعدد فوجیں انھیں زیر کرنے روانہ کیں۔ چنانچہ شاہی فوج نے سنجار کو فتح کر لیا۔ اور بہت بڑی خون ریزی کے بعد اس کے امیر مجلی بن مرجا کو گرفتار کر کے قتل کر دیا۔

ابراہیم نیال کو جاگیر کا عطیہ: ...... جنگ آزما گروہ کے علاوہ بہت سے اہل سنجار جس میں عورتیں اور مرد بھی تھے اس معرکہ میں مارے گئے ابراہیم نیال نے باقی لوگوں کی جان بخشی کی سفارش کی۔ چنانچہ سلطان نے اپنی فوج کو قتل عام سے روک دیا اور امن وامان پھر قائم ہو گیا۔ سلطان سنجار، موصل اور اس طرف کے کل تمام صوبوں کو اپنے بھائی ابراہیم نیال کو بطور جاگیر عطا کر کے بغداد کی جانب لوٹ گیا اور سفر قیام کرتا ہوا ماہ ذی قعدہ ۴۴۹ھ میں بغداد میں داخل ہوا۔

نیال کا موصل سے نکلنا اور بساسیری کا قبضہ: ...... ۴۵۰ھ میں ابراہیم نیال نے موصل سے بلاد جبل کی جانب کوچ کیا۔ سلطان طغرل بیگ نے ابراہیم کی اجازت کے بغیر روانگی کو بغاوت اور مخالفت کا خیال قائم کر کے ایک غلط طلبی کا لکھ کر روانہ کر دیا۔ اور ایک فرمان اسی مضمون کا خلیفہ نے بھی لکھ کر ابراہیم کے پاس بھیج دیا۔ چنانچہ ابراہیم سلطان کے پاس واپس آ گیا۔ جہاں وزیر السلطنت کندی نے بڑے تپاک سے استقبال کیا۔ بساسیری اور قریش کو موقع مل گیا۔ انھوں نے فوراً موصل پر قبضہ کر لیا۔ اور قلعہ کا بھی محاصرہ کر لیا۔

قلعہ موصل پر بھی قبضہ: ......جس کے بعد قلعہ والوں نے ابن موشک (والی اربل) کے توسط سے امن کی درخواست کی۔ چنانچہ قریش اور بساسیری نے قلعہ والوں کو امان دے دی۔ اور اہل قلعہ نے دروازے کھول دیئے اور قلعہ کی چابیاں بساسیری اور قریش کے حوالہ کر دیں۔ ان دونوں نے قلعہ کو گرا دیا۔

بساسیری، نیال وغیرہ کے فرار: ...... جب سلطان طغرل بیگ کو اس کی خبر ملی تو وہ اسی وقت فوجیں تیار کر کے موصل کی جانب چل پڑا۔ قریش اور بساسیری نے سلطان کی آمد کی خبر پا کر موصل چھوڑ دیا مگر سلطان ان کے تعاقب میں نصیبین تک چلا گیا نیال کو موقع مل گیا اس نے ماہ رمضان ۴۵۰ھ میں ترک رفاقت کر کے ہمدان کا راستہ لیا اور سلطان طغرل بیگ اس کے پیچھے پیچھے چل دیا اور ہمدان میں اس کا محاصرہ کر لیا۔

بساسیری کا بغداد پر حملہ: ...... اتنے میں بساسیری دار الخلافت بغداد پہنچ گیا اس وقت ہزار سب واسط میں تھا اور دبیس کو خلیفہ نے مقابلے کے لئے بغداد میں طلب کر لیا تھا مگر اس کے قیام کرنے سے بہت سی پیچیدگیاں پیدا ہو گئی تھیں اس لئے یہ اپنے شہر واپس چلا گیا اور بساسیری قریش اور وزیر بنی بویہ ابوالحسن بن عبدالرحیم سمیت بغداد پہنچ کر بغداد کے چاروں طرف مقیم ہو گیا عمید العراق شاہی افواج لے کر بساسیری کے مقابلہ پر تھا اور رئیس الرؤساء وزیر السلطنت دوسروں کے مقابلہ پر تھا۔

بغداد پر قبضہ اور شیعی اذان: ...... جنگ کا ابھی آغاز نہیں ہوا تھا کہ بساسیری نے خلیفہ مستنصر والی مصر کا خطبہ جامع مسجد بغداد میں پڑھا اور حی علی خیر العمل، کے الفاظ اذان میں بڑھائے۔ رئیس الرؤساء نے یہ دیکھ کر جنگ چھیڑ دی حالانکہ عمید العراق اس رائے کے خلاف تھا پہلے تو حریف کو شکست ہو گئی لیکن اس نے پھر سنبھل کر ایسا حملہ کیا کہ بغداد کا لشکر بھاگ کھڑا ہوا اور وہ یلغار کر کے حریم خلافت تک پہنچ گیا اور شاہی محلات پر قبضہ کر لیا جتنا مال واسباب تھا لوٹ لیا۔

خلیفہ اور وزیر کی گرفتاری: ...... خلیفہ بنفس نفیس سوار ہو کر برآمد ہوا دیکھا کہ عمید العراق نے قریش بن بدران سے امن حاصل کر لی تھی۔ لہذا خلیفہ نے بھی امن کی درخواست کر دی چنانچہ قریش نے ان دونوں کو امن دے دیا اور دار الخلافت واپس بھیج دیا۔ لیکن بساسیری نے قریش کو اس بات پر بہت ملامت کی کیونکہ ان دونوں نے اس کے خلاف خلیفہ سے معاہدہ کیا تھا۔ چنانچہ قریش نے جھلا کر وزیر رئیس الرؤساء کو بساسیری کے حوالہ کر دیا اور خلیفہ اور

عمید العراق کو اپنی نگرانی وحفاظت میں رکھا ادھر بساسیری نے وزیر السلطنت کو قتل کر دیا۔

بساسیری کا بغداد سے فرار: ......قریش نے خلیفہ قائم کو اپنے چچازاد مبارش بن بجلی کے ساتھ حدیثہ عانہ روانہ کر دیا۔ خلیفہ نے اپنے اہل وعیال اور خدام کے ساتھ حدیثہ میں خاموشی کے ساتھ قیام اختیار کر لیا۔ یہاں تک کہ سلطان طغرل بیگ اپنے بھائی نیال کی مہم اور اس کے قتل سے فارغ ہو گیا اور بغداد کی جانب لوٹا۔ اس نے بساسیری اور قریش کو لکھ بھیجا کہ خلیفہ قائم کو دار الخلافت بغداد میں واپس بھیج دو مگر ان دونوں نے اس سے انکار کر دیا تب سلطان طغرل بیگ نے عراق کی طرف قدم بڑھایا۔ بساسیری یہ خبر پا کر ماہ ذی قعدہ ۴۵۱ھ میں بغداد سے بھاگ گیا اور پھر بنوشیبان کے آوارہ نوجوانوں نے شہر بغداد اور اس کے گردونواح کو تباہ و برباد کرنا شروع کر دیا۔

خلیفہ کی بیوی کی واپسی: ......سلطان طغرل بیگ قریش بن بدران کے پاس امام ابوبکر محمد بن فورک کو روانہ کیا تا کہ اس حسن سلوک کا جو کہ قریش نے خلیفہ اور سلطان کی بھتیجی ارسلان خاتون یعنی خلیفہ کی بیوی کے ساتھ کیا تھا شکریہ ادا کرے اور اپنے ساتھ ان دونوں کو بغداد لے آئے۔ چنانچہ قریش نے اپنے چچازاد مبارش کو لکھ بھیجا کہ تم خلیفہ کے ساتھ بریہ میں آ کر ملو، مگر مبارش نے اس سے انکار کر دیا اور خلیفہ سمیت عراق روانہ ہو گیا۔ اور،، رےَ،، کی طرف کا راستہ اختیار کیا جہاں پر بدر بن مہلہل کی طرف سے گزر ہوا اس نے خلیفہ قائم کی بیحد خدمت کی۔

سلطان اور خلیفہ کی ملاقات: ......سلطان کو جب یہ معلوم ہوا تو خلیفہ سے ملنے کے لئے نکلا اور نہروان میں شرف نیاز حاصل کیا بہت سے تحائف اور ہدایا طرح طرح کے اسباب اور آلات حرب پیش کئے ارباب وظائف کو حسب مرتبہ پیش کیا اور اس کے ساتھ ساتھ قصر خلافت تک آیا جیسا کہ خلیفہ قائم کے حالات میں یہ واقعات قلم بند کئے جا چکے ہیں۔

بساسیری سے جنگ اور اس کا قتل: ......اس کے بعد سلطان طغرلبک نے خارتکین طغرانی کو بساسیری اور عرب کے تعاقب پر کوفہ کی طرف بھیجا اس کے علاوہ بنی خفاجہ پر ابن منیع کو شبخون مارنے کے لئے روانہ کیا اس کے بعد ان لوگوں کے بعد خود بھی روانہ ہو گیا بساسیری اور دبیس خواب غفلت میں پڑے ہوئے تھے کہ اچانک شاہی فوج ان کے سروں پر پہنچ گئی اور کوفہ کو لوٹ لیا دبیس تو بھاگ کھڑا ہوا مگر بساسیری اور اس کے سینہ سپر ہو کر میدان جنگ میں لڑے اور جی کھول کر لڑنے اور عین معرکہ میں مارے گئے۔

قریش بن بدران کی وفات: ......۴۵۳ھ میں قریش بن بدران کا انتقال ہو گیا اسے نصیبین میں دفن کیا گیا۔ فخر الدولہ ابونصر محمد بن محمد بن جہیر اس واقعہ سے مطلع ہو کر دارا سے نصیبین آیا اور بنوعقیل کو اس مقصد سے جمع کرنا شروع کیا کہ قریش کے بیٹے ابوالمکارم مسلم بن قریش کو کرسی حکومت پر بٹھایا جائے۔ چنانچہ ارکین دولت نے ابوالمکارم مسلم کو اپنا امیر بنا لیا سلطان نے بھی اسے ۴۵۳ھ میں انبار، ہیت، حریم، سن اور بوازیج بطور جاگیر مرحمت کئے۔

رحبہ سے علوی حکومت کا خاتمہ: ......۴۵۵ھ میں سلطان طغرل بیگ۔ نے آرمینیہ سے دار الخلافت بغداد کی جانب کوچ کیا چنانچہ وزیر السلطنت ابن جہیر کشتی پر سوار ہو کر استقبال کے لئے آیا۔ پھر ۴۶۰ھ میں رحبہ پر فوج کشی کی اور بنوکلاب سے جنگ لڑی۔ یہ لوگ خلیفہ مستنصر علوی کے علم حکومت کے مطیع وفرمانبردار تھے چنانچہ سلطان نے ان لوگوں کو شکست دے دی اور ان کے آلات حرب وغیرہ چھین لئے اور ان کے سروں اور لاشوں کو علوی جھنڈوں سمیت دار الخلافت بغداد روانہ کر دیا چنانچہ بغداد میں انھیں سرنگوں کر کے پھرایا گیا۔

اہل حلب اور مسلم بن قریش: ......۴۷۲ھ میں شرف الدولہ مسلم بن قریش والی موصل نے شہر حلب پر فوج کشی کی اور اس کا محاصرہ کر لیا پھر کچھ سوچ سمجھ کر اس سے محاصرہ اُٹھا کر واپس چلا گیا تتش بن الپ ارسلان نے محاصرہ کر لیا۔ اس سے پہلے ۴۷۱ھ میں ملک شام پر قابض ہو گیا تھا کچھ عرصے حلب کا محاصرہ کئے رہا پھر وہاں سے محاصرہ اٹھا کر واپس آ گیا اور بزاغہ اور بیرہ پر قابض ہو گیا۔ اہل حلب نے مسلم بن قریش کے پاس کہلوا دیا کہ ہم لوگ روزانہ جنگ سے تنگ آ گئے ہیں لہٰذا آپ آیئے۔ ہم شہر آپ کے حوالہ کر دیں گے۔ ان دنوں شہر حلب کا ابن حسین عباسی حکمران تھا چنانچہ جب مسلم بن قریش شہر حلب کے قریب پہنچا تو اہل حلب نے دروازے بند کر لئے۔

مسلم کا شہر حلب پر قبضہ: ...... بعض ترکمان یعنی والی حصن اس کے سراغ اور تلاش میں رہا چند دن بعد اتفاق خادم (دولت بنی بویہ کا حاکم اور ایک چیرہ دست منتظم تھا) کے خلاف شاہی فوج نے بغاوت کردی۔ عنبر خادم جان کے خوف سے قراوش کے پاس چلا گیا۔ قراوش نے اس کے مال واسباب پر جو کہ قیروان میں تھا قبضہ کرلیا۔ مجد الدولہ بن قراد ❶ اور رافع بن حسن نے بنی عقیل کے ایک بڑے گروہ کو جمع کیا بدران یعنی قراوش کا بھائی بھی ان لوگوں میں آکر مل گیا۔ بہت بڑی تیاری سے ان لوگوں نے قراوش پر چڑھائی کردی۔

قراوش کی اپنے بھائی سے صلح: ...... غریب بن معن اور اثیر عنبر خادم قراوش کی کمک پر متحد ہوگئے ابن مروان نے بھی فوجی مدد دی۔ تیرہ ہزار کے لشکر کے ساتھ قراوش میدان جنگ میں آیا۔ ایک شہر کے قریب دونوں نے صف آرائی کی جس وقت دونوں لشکر حملہ آور ہوئے اور لڑائی کا بازار گرم ہوگیا تو بدران بن مقلد صف لشکر سے نکل کر اپنے بھائی قراوش کے پاس چلا گیا اور صفوں کے درمیان آپس میں مصالحت کرلی ایک دوسرے سے معانقہ کیا پھر قراوش اپنے بھائی بدران سمیت شہر موصل چلا گیا۔

قراوش اور خفاجہ کی پھر جنگ: ...... پھر قراوش اور خفاجہ کے درمیان دوبارہ جھگڑا پیدا ہوگیا سبب یہ ہوا کہ منیع بن حسان امیر خفاجہ (والی کوفہ) نے جامعین،، نامی دبیس کے علاقے پر اچانک حملہ کر کے اسے لوٹ لیا دبیس یہ خبر پا کر منیع کی روک تھام کے لئے ❷ ...... انبار کی طرف روانہ ہوا پھر ان کے تعاقب میں قصر کی جانب بڑھا خفاجہ یہ خبر پا کر انبار کی جانب لوٹے اور اسے لوٹ لیا آگ لگا دی۔ چنانچہ سب کچھ جل کر خاک وسیاہ ہوگیا قراوش اور دبیس دس ہزار فوج جمع کر کے خفاجہ کی سرکوبی کے لئے بڑھے مگر فوج کی کثرت کے باوجود خفاجہ سے نہ لڑ سکے۔ انبار کی بگڑی ہوئی حالت کو سنوارنے میں مصروف ہوگئے۔

منیع خفاجی کی ابوکالیجار کی اطاعت اس کے بعد منیع بن حسان خفاجی ''ابوکالیجار'' کے پاس گیا اور اس کے علم حکومت کے آگے گردن اطاعت جھکا دی۔ کوفہ میں اس کے نام کا خطبہ پڑھا اور بنی عقیل کی حکومت کو دونوں کنارہ فرات سے ختم کردیا۔

بدران بن مقلد کا نصیبین پر حملہ: ...... اس واقعہ کے بعد بدران بن مقلد عرب کا ایک گروہ جمع کر کے ''نصیبین'' کی طرف بڑھا اور اس کا محاصرہ کرلیا۔ نصیبین پر اس وقت نصیر الدولہ بن مروان کا قبضہ تھا۔ اس نے حملہ آوروں کے مقابلہ میں فوجیں روانہ کیں۔ بدران سے گھمسان کی لڑائی ہوئی۔ جس میں پہلے تو بدران کو شکست ہوئی۔ مگر پھر وہ لوٹ کر ان پر حملہ آور ہوگیا۔ اس حملہ میں نصیر الدولہ کی فوج کو شکست ہوگئی۔ اس نے نہایت سختی سے ان کو کچل دیا۔ اس دوران اسے یہ خبر ملی کہ اس کا بھائی قراوش موصل کے قریب پہنچ گیا ہے۔ فوراً محاصرہ اٹھا کر اس کی طرف روانہ گیا۔

فتنہ تاتار: ...... تاتاریوں کا گروہ ترکوں کی ایک شاخ ہے۔ جو بخارا کے قریب ایک درہ میں رہتا تھا۔ جب ان لوگوں کا فتنہ وفساد اس اطراف میں حد سے متجاوز ہوگیا تو سلطان سبکتگین نے ان کی سرکوبی پر کمر ہمت باندھی۔ والی بخارا اس سرکش گروہ کے خوف سے بھاگ گیا تھا۔ ان ترکوں کا سردار ارسلان بن سلجوق سلطان محمود کی خدمت میں حاضر ہوا سلطان محمود نے اسے گرفتار کر کے ہند میں لے جا کر قید کردیا اور اس کے قبائل اور خاندان کو تباہ وبرباد کردیا۔ ان میں بے شمار کو قتل کر ڈالا۔ باقی لوگ خراسان بھاگ گئے اور وہاں پہنچ کر فتنہ اور فساد کا بازار پھر سے گرم کردیا۔ دن دہاڑے لوٹ مار شروع کردی۔

تاتاریوں کی مرمت: ...... سلطان محمود نے ان کو ہوش میں لانے کے لئے فوجیں روانہ کیں۔ چنانچہ شاہی فوج نے ان کو خوب تباہ کر کے خراسان سے بھی نکال دیا۔ ان میں سے اکثر نے اصفہان میں جا کر قیام کیا۔ اور والی اصفہان سے جنگ لڑی۔ یہ واقعہ ۴۲۰ھ کا ہے۔ اس کے بعد وہ منتشر ہوگئے اور ان تاتاریوں کا ایک گروپ خوارزم کے قریب ''کوہ بلجار'' کی طرف چلا گیا۔

تاتاری آذربائیجان میں: ...... ان کے ایک گروپ نے آذربائیجان میں جا کر قیام کیا۔ ان دنوں آذربائیجان کا حاکم ''دہشودان'' تھا۔ اس نے

---

❶ ...... ابن اثیر نے اسے نجدۃ الدولہ لکھا ہے (جلد ۹ صفحہ ۳۵۴)۔ ❷ ...... اس مقام پر اصل کتاب میں کچھ نہیں لکھا ہے۔ مترجم

ترکوں کی اس خیال سے کہ آئندہ ان کے فسادات سے محفوظ رہے۔خوب عزت افزائی کی تنخواہیں مقرر کیں۔انعامات دیئے صلے دیئے مگر ترکوں نے اس کی ذرا بھی پروانہ کی۔اور وہی لوٹ مار وہی غارتگری جاری رکھی۔

تا تاریوں کے چار سردار:......ان لوگوں کے چار سردار تھے۔بوقا،کوکناش،منصور اور دانا۔۴۴۹ھ میں یہ لوگ مراغہ میں داخل ہوئے اور اسے نہایت بے رحمی سے تباہ وبرباد کر دیا ہذبانی کردوں پر بھی حملہ کیا چنانچہ ان میں سے ایک گروپ رے کی طرف چلا گیا اور اس کا محاصرہ کر لیا۔ان دنوں ،،رے،، کا امیر علاء الدین بن کاکویہ تھا۔ترکوں نے شہر پر حملہ کر دیا اور قتل وغارتگری اور وحشیانہ ظلم وستم کی جولان گاہ بنا دیا۔

تا تاریوں کے ہاتھ تباہی:......اسی طرح اہل کرخ اور قزوین کے ساتھ بھی یہی سلوک کیا۔ان مقامات کی تباہی سے فارغ ہوکر آرمینیہ کی جانب بڑھے اور اس کے گردونواح پر غارتگری کی وہاں کے کردوں بھی پامال کیا۔اس کے بعد دنیور پر ۴۴۳ھ میں حملہ آور ہوئے۔اور اس کے بعد وہشودان والی تبریز نے اپنے شہر میں ترکوں کے ایک گروپ پر جو تعداداً تمیں تھے۔اور سب کے سب سردار تھے،حملہ کر کے قتل کر دیا۔اس سے باقی لوگوں کی کمر ٹوٹ گئی۔اور قتل عام کا بازار گرم ہو گیا۔چنانچہ اطراف وجوانب میں جان کے خوف سے منتشر ہو گئے۔

ہکاری کرد علاقوں کی تباہی:......ترکوں کا گروپ جو آرمینیہ میں تھا۔انہوں نے متحد ہو کر ہکاری کرد علاقوں مضافات موصل کی طرف قدم بڑھایا۔اور نہایت سختی سے لوٹ مار شروع کر دی ایک عالم کو تہہ وبالا کر ڈالا کردوں نے متحد ہو کر ترکوں پر دوبارہ حملہ کیا اس حملہ میں کردوں کو کامیابی ہوئی اور ترکوں کا گروہ منتشر ہو کر پہاڑوں میں چلا گیا اور ان کا سارا جتھا تتر بتر ہو گیا۔

،،رے،، کے ترکوں کے سیاہ کارنامے:......،،رے،، کے ترکوں نے نیال پر اور سلطان طغرل بیگ کی آمد کی خبر سن کر رے چھوڑ کر ۴۳۳ھ میں دیار بکر اور موصل کی طرف قدم بڑھائے جزیرہ ابن عمر میں قیام پذیر ہو کر اطراف وجوانب کو لوٹنا شروع کر دیا۔باقروی،یازندی اور حسینہ کو لوٹ لیا اسی زمانہ میں سلیمان بن نصیر الدولہ بن مروان نے ترکوں کے امیر منصور بن غرغنیل کو دھوکو دے کر گرفتار کر لیا اس کی گرفتاری سے اس کے ساتھی چاروں طرف کے علاقوں میں منتشر ہو گئے۔چنانچہ سلیمان بن نصیر الدولہ نے ان کی تعاقب اور گرفتاری پر فوجیں روانہ کیں۔

قراوش اور سلیمان کی فوجیں ترکوں کے مقابل:......ادھر قراوش والی موصل نے ایک دوسری تازہ دم فوجیں ان کی کمک پر بھیجی شنوی کردوں کو جو فنک کے ساتھی تھے بھی اسی جماعت میں شامل کر دیا چنانچہ اس مہم نے ترکوں کو جا گھیرا۔ترکوں نے مرنے پر کمر باندھ لی اور خوب جی کھولکر لڑے اور پھر ایک دوسرے سے علحدٰہ ہو گئے ان واقعات کے بعد عرب نے عراق کی جانب توجہ مبذول کی۔ترکوں نے دیار بکر کو ویران وخراب کر دیا۔

قراوش کی ترکوں ہاتھ شکست:......قراوش یہ خبر پا کر کہ ترکوں کے ایک گروپ نے اس کے علاقوں کی طرف قدم بڑھایا ان لوگوں سے مقابلے کے لئے موصل چلا گیا۔چنانچہ جس وقت ترکوں نے برقعید میں پڑاؤ کیا قراوش نے ترکوں پر شبخون مارنے کی تیاری کی۔مگر ترکوں کو اس کی خبر مل گئی چنانچہ فوراً ٹوٹ پڑے قراوش کے تو ہاتھ کے طوطے اڑ گئے۔جیسا کہ اُن لوگوں نے شرط کی مال ودولت دیکر ٹالنے کی فکر کرنے لگا۔ابھی قراوش مال کے حصول میں مصروف تھا ترکوں نے دوسری طرف سے موصل کی جانب قدم بڑھایا قراوش کو اس کی اطلاع ملی تو وہ اپنی فوج مرتب کر کے مقابلہ پر آ گیا پورے دن گھمسان کی لڑائی ہوتی رہی۔اگلے دن پھر اسی کیفیت سے جنگ کا آغاز ہو گیا شام ہوتے ہوتے عربوں اور اہل شہر کو شکست ہو گئی۔

قراوش کا فرار:......قراوش ایک کشتی پر سوار ہو کر فرات کے راستے بھاگ نکلا سارا مال واسباب چھوڑ گیا ترکوں نے شہر میں داخل ہو کر غارتگری شروع کر دی۔جواہرات،زیورات گھریلو سامان اور بے حد مال وزر ان کے ہاتھ لگا۔قراوش خود جان بچا کر سندھ پہنچ گیا۔سلطان جلال الدولہ،دبیس بن علی بن مزید،امراء عرب اور کرد سرداروں کی خدمت میں مدد کی درخواست روانہ کی۔

موصل میں ترک فتنہ:......ترکوں نے کامیابی حاصل کر کے اہل موصل کے ساتھ قتل اور غارتگری میں کوئی کسر نہیں چھوڑی۔بعض محلّہ والوں نے حفاظت جان ومال کی غرض سے بہت سا مال ودولت دینے کا وعدہ کر لیا جسکی وجہ سے ان کی آبروریزی نہ ہوئی اور وہ ان غارتگروں کے ظلم وستم کے ہاتھ

سے بچ گئے ۔ابتداً اہل شہر پر بیس ہزار دینار جرمانہ کیا جب یہ وصول ہو گیا تو چار ہزار اور جرمانہ کیا اور اسے وصول کرنے میں مصروف ہو گئے ۔ اہل موصل کا ناک میں دم ہو رہا تھا بگڑ گئے اور اچانک حملہ کر دیا شہر میں جتنے ترک ہاتھ لگے سب کو مار ڈالا۔

اہل موصل کا قتل عام :...... جب ان کے بھائیوں کو اس کی اطلاع ملی تو وہ لوگ متحد ہو کر نصف ۴۳۵ھ میں بزور تیغ شہر موصل میں گھس پڑے ۔تلواریں نیام سے کھینچ لیں ۔اور بارہ دن تک مسلسل قتل عام کا بازار گرم رکھا۔ مقتولوں کی کثرت سے راستے بند ہو گئے ۔ باقی جنگجوؤں کے ایک گروپ نے ان مقتولوں کو گڑھوں میں دفن کیا۔ اس قتل عام کے بعد ان لوگوں نے خلیفہ کے نام کا خطبہ پڑھا اور خلیفہ کے بعد سلطان طغرل بیگ کو دعا سے یاد کیا۔ مدتوں یہ لوگ شہر موصل میں ٹھہرے رہے۔

طغرل بیگ کو اطلاعی شکایت :...... ملک جلال الدولہ بو یہ اور نصیر الدولہ بن مروان نے سلطان طغرل بیگ کی خدمت میں ان لوگوں کی زیادتیوں کی شکایتیں لکھیں ۔ چنانچہ سلطان طغرل بیگ نے جلال الدولہ کو معذرت لکھی کہ یہ لوگ ہمارے خدام اور پروردہ ہیں ان لوگوں نے رے کے آس پاس فساد برپا کیا اور بخوف جان بھاگ نکلے عنقریب ان لوگوں کی سرکوبی کے لئے فوجیں روانہ کی جائیں گی ۔ اور نصیر الدولہ بن مروان کو تحریر کیا کہ مجھے یہ خبر لگی ہے کہ میرے خدام نے تمہارے علاقوں کا رخ کیا تھا مگر تم نے ان کو مال و دولت دیکر روک دیا تم سرحدی حکمران ہو تم کو لازم ہے کہ تم اتنا دیا کرو کہ اس جہاد میں مدد پہنچے میں عنقریب ایسے لوگوں کو مقرر کر رہا ہوں کہ ان لوگوں کو تمہارے علاقوں سے دور کر دیں گے۔

دبیس کی قرواش کی کمک پر روانگی :...... اس کے بعد دبیس بن علی بن مزید فوجیں مرتب کر کے قرواش کی کمک کو روانہ ہو گیا بنو عقیل کا جم غفیر اس کے پاس آکر جمع ہو گیا۔ سن سے موصل کی جانب بڑھے ۔ ترکوں کو یہ خبر ملی تو وہ تل اعفر کی طرف ہٹ آئے اور دیار بکر میں اپنے ساتھیوں اور اپنے سرداروں ناصقلی اور بوقا کے پاس امداد کے لئے قاصد روانہ کئے ۔ چنانچہ وہ لوگ آگئے ۔

قرواش اور ترکوں کی جنگ :...... ماہ رمضان ۴۳۵ھ میں قرواش اور ترکوں کی جنگ ہوئی ۔ صبح سے ظہر تک سخت اور خون ریز جنگ ہوتی رہی ۔ پہلے تو عربوں کو ترکوں نے ان کے مورچہ سے پسپا کر دیا۔ مگر پھر جب عرب نے مرنے پر کمر باندھ کر حملہ کیا تو ترکوں کو شکست ہو گئی ۔عربوں نے ان کا تعاقب کیا چنانچہ خون ریزی شروع ہو گئی ترکوں کے نامی گرامی سردار مارے گئے ہزاروں ترک مارے گئے فتحمند لشکر نے مقتولوں کے سروں کو دارالخلافت بغداد روانہ کر دیا۔ قرواش ان کا تعاقب کرتا ہوا نصیبین تک چلا گیا ترکوں نے اس معرکہ سے شکست اٹھا کر دیار بکر کا رخ کیا اور اس کو تباہ و برباد کر کے ارزن روم کی طرف گئے اور اس کو بھی قتل و غارتگری کا بازار بنا کر آذربیجان پہنچ گئے ۔ اور قرواش موصل چلا گیا۔

نصیر الدولہ اور بنت قرواش کا مہر :...... ہم اوپر بدران کے ''محاصرۂ نصیبین'' اور وہاں سے اس کے بھائی قرواش کی وجہ سے کوچ کر جانے اور پھر دونوں میں صلح ہو جانے اور نصیر الدولہ کا قرواش کی بڑی بیٹی سے نکاح کرنے کا حال تحریر کر چکے ہیں ۔ نکاح کے بعد نصیر الدولہ نے اس کی بیٹی کے ساتھ حسن سلوک کا برتاؤ نہیں کیا۔ اور نہ اپنی بیویوں کے برابر اس کے حق دیا۔ چنانچہ اس نے اپنے باپ سے شکایت کی ۔ تو اس نے نصیر الدولہ کے پاس آدمی روانہ کیا۔ اس کے بعد نصیر الدولہ کے بعض عمال قرواش کے پاس آگئے ۔ اور اس کو جزیرہ پر قبضہ کر لینے کی لالچ دلائی ۔ قرواش نے اپنی بیٹی کے مہر کے بہانہ سے جو کہ بیس ہزار دینار تھا۔ جزیرہ اور نصیبین کو اپنے بھائی ''بدران'' کے لئے مانگ لیا۔ مگر نصیر الدولہ نے اس سے انکار کر دیا۔

بدران کا نصیبین پر قبضہ :...... قرواش نے ایک فوج جزیرے کے محاصرے کے لئے روانہ کی اور دوسری فوج اپنے بھائی بدران کی ماتحتی میں نصیبین کو فتح کرنے بھیجی۔ اس کے بعد خود بھی پہنچ گیا اور اپنے بھائی کے ساتھ نصیبین کا محاصرہ کر لیا۔ اہل نصیبین نے قلعہ بندی کر لی۔ عرب اور کرد متحد ہو کر نصیر الدولہ کے پاس ''میافارقین'' میں گئے اور اس سے نصیبین دے دینے پر صلح کا پیغام دیا۔ نصیر الدولہ نے نصیبین ان لوگوں کے حوالہ کر دیا اور قرواش کو اس کی بیٹی کے مہر سے پندرہ ہزار دینار عطاء کئے۔

بدران کی وفات :...... ان واقعات کے بعد ۴۲۵ھ میں بدران کا انتقال ہو گیا۔ پھر اس کا بیٹا عمر، قرواش کے پاس آیا۔ قرواش نے اس کو نصیبین

کی گورنری پر بحال رکھا۔ بنونمیر کو اس کے ملک پر قبضہ کرنے کی لالچ لگ گئی۔ لہٰذا فوج مرتب کر کے محاصرہ کرلیا۔ قراوش یہ خبر پاکر ان کے مقابلے کے لئے آیا اور اپنے علاقے سے بے نیل مرام باہر نکال دیا۔

غریب اور قراوش کی جنگ :...... تکریت پر ابوالمسیب رافع بن حسین کا قبضہ تھا جو کہ بنوعقیل سے تھا۔ غریب نے عرب اور کردوں کے ایک گروپ کو جمع کیا۔ جلال الدولہ نے بھی امدادی فوجیں بھیجیں۔ چنانچہ غریب نے تکریت پر حملہ کر کے اس کا محاصرہ کرلیا۔ رافع بن حسین اس وقت موصل میں قراوش کے پاس تھا۔ اس نے مطلع ہو کر فوجیں حاصل کیں اور تکریت کو بچانے کے لئے اُٹھ کھڑا ہوا۔ اور غریب سے تکریت کے گردونواح میں مڈبھیڑ ہوئی۔ جس میں غریب کو شکست ہوئی۔ پھر قراوش اور رافع نے تعاقب کیا۔ اس کے مال واسباب اور گھروں پر قبضے کئے۔ اس کے بعد باہم مصالحت ہوگئی۔

قراوش وجلال الدولہ کی جنگ :...... ۴۲۱ھ میں قراوش نے اپنی فوج خمیس بن تغلب کا محاصرہ کرنے کے لئے تکریت روانہ کی تھی۔ چنانچہ خمیس نے جلال الدولہ کے پاس پناہ لے لی۔ جلال الدولہ نے قراوش کو اس فعل سے روکا۔ مگر قراوش نے توجہ نہیں کی اس بناء پر جلال الدولہ خود قراوش کی سرکوبی کے لئے روانہ ہوا اور پہنچتے ہی قراوش کا محاصرہ کرلیا۔ ادھر قراوش نے بغداد میں ترکوں کو جلال الدولہ کے خلاف بغاوت کرنے پر اُبھار دیا۔ کسی ذریعہ سے جلال الدولہ کو اس کی خبر مل گئی۔ جلال الدولہ کو اس سے بیحد غصہ آیا۔ لہٰذا انبار فتح کرنے کے لئے روانہ ہوگیا۔ اہل انبار نے یہ خبر پاکر قلعہ بندی کرلی۔ اس دوران قراوش بھی تکریت سے انبار بچانے کے لئے روانہ ہوا۔ جلال الدولہ فوج کی کثرت سے غلہ اور رسد کی کمی ہوگئی۔ عقیل نے کوشش کر کے قراوش اور جلال الدولہ کی صلح کرادی۔ چنانچہ دونوں آئندہ صلح قائم رکھنے کی اور قراوش نے جلال الدولہ کی اطاعت کی قسم کھائی اور دونوں اپنے اپنے شہر واپس چلے گئے۔

موجودہ زمانے میں قسطنطنیہ کے حکمرانوں کے حالات

یسیل اور قسطنطین :...... یسیل اور قسطنطین کی ماں، روم کے ایک بڑے سردار اور رئیس کی بیٹی تھی۔ ایک مرتبہ عید کے دن کنیسہ میں گرجا گھر گئی ہوئی تھی۔ ان دونوں کے باپ کی نظر اس پر پڑ گئی۔ جان ودل سے فریفتہ ہوگیا۔ اور نکاح کا پیغام دیا اور شادی کرلی۔ اس سے یہ دو بیٹے پیدا ہوئے۔ یہ دونوں ابھی کم سن ہی تھے۔ ان کا باپ مرگیا۔ ایک مدت کے بعد ان دونوں کی ماں نے تعفور سے شادی کرلی۔

تعفور اور یسیل برادران :...... تعفور ایک چلتا پرزہ تھا۔ اس نے ساری سلطنت پر قبضہ کرلیا۔ اور حکومت کا مالک بن بیٹھا۔ کچھ عرصے بعد ان دونوں کی نسل ختم کرنے کی غرض سے ان دونوں کو خصی کرنے کی تدبیریں کرنے لگا۔ ان کی ماں کو کسی ذریعہ سے اس کی خبر مل گئی۔ اس نے دمستق ❶ کو جھانسے دے کر تعفور کے قتل پر ابھار دیا۔ چنانچہ دمستق نے اس کو قتل کر ڈالا۔

دمستق اور ام یسیل :...... پھر اس نے اس خدمت کے صلے میں اس سے عقد کرلیا۔ ایک سال تک اس کی زوجیت میں رہی۔ اس کے بعد دمستق نے اپنی جان کے خوف سے اس کے دونوں بیٹوں سمیت ایک دور دراز جگہ کی طرف جلاء وطن کردیا۔ چنانچہ یہ تقریباً ایک برس جلاء وطن رہی پھر ایک پادری کو دمستق کے قتل پر تیار کرلیا۔ یہ پادری شاہی گرجا میں جا کر مقیم ہوگیا۔ اور دمستق کے قتل کے طریقے سوچنے لگا۔ چنانچہ ایک روز دمستق گرجا میں آیا یہ دن عید کا تھا۔ پادری سے دمستق نے تبرکاً کچھ کھانا مانگا تو پادری نے زہر ملا کر اپنے ہاتھ سے کھلا دیا۔ لہٰذا وہ گھر مکان پہنچتے مرگیا۔

یسیل کی حکومت :...... ان دونوں کی ماں یہ خبر پاکر قسطنطنیہ آئی اور اپنے بیٹے یسیل کو حکومت پر فائز کردیا اور اس کی کم سنی کی وجہ سے یہ خود حکمرانی کرنے لگی۔ جب یسیل بڑا ہوا تو اس نے بلغار (بلگیریا) سے جنگ کے لئے ان کے ملک پر حملہ کردیا۔ یہاں اسے اپنی ماں کے مرنے کی خبر ملی۔

❶...... ابن اثیر نے اس کا نام ''شمشقیق'' تحریر کیا ہے۔ (جلد ۹ صفحہ ۴۹۷)۔

چنانچہ اس نے ایک خادم کو اپنی غیر حاضری میں قسطنطنیہ کے انتظام اور نظام حکومت قائم رکھنے پر مامور کیا۔ اور خود چالیس برس تک جنگ بلغار میں مصروف رہا۔ آخر کار شکست اُٹھا کر قسطنطنیہ واپس آیا اور دوبارہ فوجیں تیار کر کے حملہ کیا۔ اس مہم میں اسے کامیابی ہوئی ان کے بادشاہ کو اس نے قتل کر ڈالا اور ان کے ملک پر کامیابی کے ساتھ قبضہ کر لیا۔ اور وہاں کے رہنے والوں کو جلاء وطن کر کے روم میں لا کر آباد کیا۔

بلغار قوم: ...... ابن اثیر کا بیان ہے کہ یہ ❶ بلغار جن کے ملک پر یسیل نے قبضہ کر لیا تھا۔ اس گروہ کے علاوہ ہیں جو ان میں سے اسلام لائے تھے۔ یہ لوگ ان کے مقابلے میں روم سے قریب تر دو مہینہ کے مسافت پر ہیں اور یہ دونوں بلغار ہی ہیں۔ انتہٰی۔

قسطنطین اور ارمانوس کی حکومت: ...... یسیل عادل اور نیک سیرت شخص تھا اس نے تقریباً ستر سال روم پر حکومت کی جب یہ مر گیا تو اس کا بھائی قسطنطین حکمران بنا۔ اس نے وفات کے وقت تین لڑکیاں چھوڑیں پہلے بڑی لڑکی تخت حکومت پر بیٹھی۔ اس نے شاہی خاندان میں سے ارمانوس نامی شاہزادے سے اپنا عقد کیا تھا۔ یہ وہی شخص ہے جس نے مسلمانوں کے قبضہ سے ''الرہا'' کو چھینا تھا۔ حکومت کی طرف سے ایک شخص میخائیل صرافون کے بازار کے انتظام پر مقرر تھا۔ ارمانوس نے اس کو اپنے خاص مصاحبوں میں شامل کر لیا۔ اور اپنی دولت وحکومت کا مدبر اور دایاں بازو بنا لیا۔

میخائیل اول اور میخائیل ثانی: ...... تھوڑے دنوں بعد ارمانوس کی بیوی میخائیل کی جانب مائل اور اس پر فریفتہ ہو گئی۔ دونوں باتفاق بادشاہ ارمانوس کے قتل کے طریقہ سوچنے لگے۔ چنانچہ ایک روز بحالت غفلت دونوں نے مل کر ارمانوس کا گلا گھونٹ دیا۔ اور اس کے مرنے کے بعد رومیوں کی مرضی کے خلاف ملکہ ارمانوس نے میخائیل سے عقد کر لیا۔ اس کے بعد میخائیل کو بدخلقی ❷ اور ظلم کا عارضہ لاحق ہو گیا۔ اس نے اپنے بھتیجے کو اپنا ولیعہد بنایا۔ اس کا بھی نام میخائیل تھا۔ اس نے میخائیل اول کے بعد حکومت اپنے ہاتھ میں لی۔ اور اپنے ماموں اور خالاؤں کو گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا اپنے نام کا سکہ ۴۳۳ھ میں بنوایا۔ اس کے بعد اس کی بیوی (سابق بادشاہ کی بیٹی) کو طلب کر کے رہبانیت (ترک دنیا) اور حکومت وریاست سے دست بردار ہو جانے پر مجبور کیا۔ اور اس کو مار پیٹ کر ایک جزیرے کی طرف جلاء وطن کر دیا۔

بطریق اعظم اور میخائیل: ...... اس کے بعد بطریق اعظم (پوپ) کے قتل کا ارادہ کیا۔ تاکہ آئندہ اسے اس کی بے جا حکومت سے نجات مل جائے بطریق کو ایک دن دعوت ولیمہ کی تیاری کے بہانہ سے ایک دیر کی طرف روانہ کیا اور خود بھی آنے کا وعدہ کیا۔ اور بطریق کے چلے جانے کے بعد رومیوں اور بلغاریوں کے ایک گروپ کو اس کے قتل کے لئے بھیج دیا۔ بطریق کو کسی ذریعہ سے اس کی خبر مل گئی۔ چنانچہ بطریق نے ان لوگوں کو بہت سا مال دولت دیکر اپنی جان بچائی اور در پردہ میخائیل کو معزول کرنے پر رومیوں کو ابھارنے لگا۔

بطریق کی کامیابی: ...... آخر کار اپنے اس ارادے میں بطریق کامیاب ہو گیا۔ ملکہ کے پاس جزیرے میں جہاں وہ شہر بدر کر دی گئی تھی۔ رومی ایلچی روانہ کیا۔ اور حکومت وسلطنت کے لئے بلوایا۔ مگر ملکہ نے بادشاہت سے انکار کر دیا۔ اور ترک دنیا پر تلی رہی۔ تب بطریق نے اسے حکومت وسلطنت سے معزول کر کے اس کی چھوٹی بہن ''بدرونہ'' کو تخت حکومت پر بٹھایا۔

ملکہ بدرونہ اور قسطنطین: ...... اس کے باپ کے خدام نے انتظام وحکومت کی باگ ڈور اپنے ہاتھ میں لے لی اور میخائیل کی معزولی کا اعلان کر دیا میخائیل کے حامیوں اور بدرونہ کے گروہ میں لپاڈگی شروع ہو گئی۔ سخت اور خون ریز جنگ کے بعد ''بدرونہ'' کے ساتھیوں کو فتح نصیب ہوئی۔ میخائیل کے حامیوں کے گھر بار کو لوٹ لیا گیا۔ رومیوں کو اس طوائف الملوکی سے بیحد تکلیف کا سامنا کرنا پڑا۔ اور وہ لوگ ایک بادشاہ مقرر کرنے کی فکر میں مصروف ہو گئے۔ جو کہ نظام حکومت کو قائم اور جاری رکھے۔ چنانچہ امیدواروں کو جمع کر کے قرعہ ڈالا۔ اتفاق سے ''قسطنطین'' کا نام قرعہ میں نکل آیا۔ چنانچہ اس نے روم کی حکومت اپنے ہاتھ میں لے لی اور حکمرانی کرنے لگا۔ بڑی ملکہ سے شادی کر لی اور چھوٹی ملکہ (بدرونہ) ۴۳۴ھ میں اس کی دل جوئی کے

---

❶ ...... دیکھئے الکامل ''ابن اثیر'' (جلد ۹ صفحہ ۴۹۸)۔ ❷ ...... ہمارے پاس موجود نسخے میں الفاظ ہیں کہ ''ثم عرض لمیخائیل ھذا مرض شوہ خلقتہ'' الخ اس کا معنی ہے کہ اسے ایسا مرض لاحق ہو گیا جس نے اس کی خلقت کو جھلسا دیا یعنی چہرہ اور بدن جھلس گیا۔ لہٰذا ترجمہ ''بدخلقی اور ظلم'' کا عارضہ درست نہ ہوگا۔ کیونکہ اس کی وجہ سے کوئی شخص اپنی حکومت کسی کے حوالے نہیں کرتا۔ اور عبارت کا سیاق بھی اس ترجمہ کے خلاف ہے۔ (ثناء اللہ محمود)

لئے سلطنت وحکومت سے دست بردار ہوگئی۔

بیناس کی بغاوت:......اس کے بعد بیناس نامی ایک شخص نے قسطنطین کے خلاف روم سے خروج کیا بیس ہزار فوج حاصل اور مرتب کر کے بغاوت کر دی۔ قسطنطین نے اس کی سرکوبی کے لئے فوجیں روانہ کیں۔ گھمسان کی لڑائیاں ہوئیں۔ آخر کار ''بیناس'' مارا گیا۔ اور اس کا سر اتار کر قسطنطین کے پاس بھیج دیا گیا۔ اور اس کے ساتھی اور حمایتی منتشر ہو گئے۔

قسطنطنیہ میں رومیوں کی شامت:......پھر ۴۳۵ھ میں رومیوں کی چند کشتیاں ساحل قسطنطنیہ پر آئیں۔ اہل قسطنطنیہ سے ایک دن ابن حسین سے جس وقت وہ شکار کرنے گیا ہوا تھا، سامنا ہو گیا۔ والی قلعہ نے ابن حسین کو گرفتار کر لیا۔ اور باندھ کر مسلم بن قریش کے پاس بھیج دیا۔ مسلم نے اس کو اس شرط پر کہ شہران کے حوالہ کر دے گا، رہا کر دیا ابن حسین نے اپنے شہر میں واپس آ کر اپنے وعدہ کا ایفاء کیا۔ ۴۷۳ھ میں مسلم بن قریش شہر میں داخل ہو گیا۔ اور قلعہ کا محاصرہ کر لیا۔

قلعہ حلب پر بھی قبضہ:......تھوڑے دنوں بعد سابغ اور وثاب بن محمد بن مرداس نے صلح کے ساتھ قلعہ کی کنجیاں مسلم بن قریش کے حوالہ کر دیں۔ مسلم نے اپنے بیٹے ابراہیم کو جو کہ سلطان کی پھوپھی کا بیٹا تھا سلطان کی خدمت میں قبضہ حلب کی اطلاع دینے کے لئے روانہ کیا۔ سلطان نے اس کی درخواست منظور کر لی اور اس کے بیٹے محمد کو شہرسن جاگیر میں عنایت کیا اس کے بعد مسلم نے حران کی طرف کوچ کیا اور اسے بنی وثاب نمیرین سے چھین لیا۔ اسی زمانہ میں والی الرہا نے بھی اس کے علم حکومت کی اطاعت قبول کر لی اور اس کے نام کا سکہ بنوایا۔

مسلم بن قریش کا دمشق کا محاصرہ:......۴۷۶ھ میں شرف الدولہ مسلم بن قریش نے دمشق پر فوج کشی کی اور اس کا محاصرہ کر لیا۔ دمشق کا حکم تتش فوجیں مرتب کر کے مقابلہ پر آیا چنانچہ گھمسان کی لڑائی ہوئی اور آخر کار مسلم بن قریش کو شکست ہوگئی نہایت وہ تیزی سے اپنے ملک کی طرف لوٹا اس نے واپسی سے پہلے اہل مصر سے مدد طلب کی تھی مگر ان لوگوں نے مدد نہ کی۔

اہل حران کی بغاوت:......اسی دوران یہ خبر ملی کہ اہل حران نے غاشیہ اطاعت اپنی گردن سے اتار کر رکھ دیا ہے اور باغی ہو گئے ہیں اور ابن عطیہ اور وہاں کے قاضی ابن حلیہ نے شہر کو ترکوں کے حوالہ کر دینے کا ارادہ کر لیا ہے اس لئے حران کی طرف قدم بڑھایا۔ راستے میں ابن ملاعب والی حمص سے صلح کی اور اس کو سلیمہ اور رقہ کی حکومت عطا کی اس کے بعد حران کا محاصرہ کیا اور اس کے شہر پناہ کو منہدم و مسمار کر کے شہر کو فتح کر لیا اور قاضی اور اس کے بیٹے کو قتل کر دیا۔

جنگ ابن جہیر و مسلم بن قریش ابونصر محمد فخر الدولہ:......فخر الدولہ ابونصر محمد بن احمد بن جہیر موصل کا رہنے والا تھا کسی ذریعہ سے بنومقلد کے دربار تک رسائی ہوگئی پھر قریش بن بدران سے نفرت پیدا ہوگئی۔ بنوعقیل کے ایک رئیس کے دامن عاطفت میں جا کر پناہ کی درخواست کی۔ چنانچہ ان لوگوں نے اس کو پناہ دے دی۔ چنانچہ فخر الدولہ حلب چلا گیا۔ جہاں معز الدولہ ابوشمال بن صالح نے اسے اپنا قلمدان وزارت حوالے کر دیا۔

فخر الدولہ کے امتیازات اور وزارت:......کچھ عرصے بعد فخر الدولہ نے اس کا ساتھ ترک کر دیا اور نصر الدولہ بن مروان کے پاس دیار بکر چلا گیا نصر الدولہ نے بھی اس کو اپنی وزارت کے عہدے سے سرفراز کیا اور جب خلیفہ قائم نے اپنے وزیر ابوالفتح محمد بن منصور بن وارس کو معزول کیا تو فخر الدولہ کو وزارت کے لئے بلوالیا۔ چنانچہ فخر الدولہ نے بغداد کی طرف کوچ کیا۔ ادھر ابن مروان تعاقب میں روانہ ہوا مگر کامیاب نہ ہو سکا۔ پھر جیسے ہی فخر الدولہ دار الخلافت بغداد میں داخل ہوا خلیفہ قائم نے ۴۵۴ھ میں عہدہ وزارت عطا کر دیا۔

دورِ وزارت اور معزولی:......اس وقت طغرل بیگ عراق کا سلطان تھا اور یہی خلفاء بغداد پر حاوی اور غالب ہو رہا تھا۔ ایک مدت تک فخر الدولہ اس کی وزارت پر رہا۔ کبھی کبھی اپنی وزارت کے دوران معزول بھی کر دیا گیا اور دوبارہ مقرر کیا گیا۔ یہاں تک کہ خلیفہ قائم کی وفات ہوئی اور خلیفہ مقتدی تخت خلافت پر بیٹھا۔ اور سلطنت کی باگ ڈور سلطان ملک شاہ کے قبضہ میں گئی۔ چنانچہ خلیفہ مقتدی نے ۴۷۱ھ میں اپنے وزیر السلطنت فخر الدولہ کو

نظام الملک طوسی کی شکایت پر معزول کر دیا۔

عمید الدولہ بن فخر الدولہ:...... پھر اس کا بیٹا عمید الدولہ اصفہان میں نظام الملک کے پاس گیا اور باہم صلح صفائی کرادی چنانچہ نظام الملک نے خلیفہ مقتدی سے اس کی سفارش کی، خلیفہ مقتدی نے اس کے بیٹے عمید الدولہ کو عہدۂ وزارت عطا کیا۔ اس کے بعد ۴۷۶ھ میں عہدہ وزارت سے برطرف کر کے قید کر دیا۔ سلطان ملک شاہ اور وزیر السلطنت نظام الملک نے خلیفہ مقتدی کی خدمت میں ''بنی جہیر'' کی رہائی اور آزادی کی سفارش کا پیغام بھیجا۔ لہٰذا خلیفہ مقتدی نے ان لوگوں کو قید کی تکلیف سے رہائی دے دی۔ ''بنی جہیر'' رہائی پا کر وفد لے کر اصفہان میں نظام الملک کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ وہ بڑی آؤ بھگت سے پیش آیا۔ اور عزت و احترام سے انہیں ٹھہرایا۔

فخر الدولہ دیار بکر کا حکمران:...... سلطان ملک شاہ نے فخر الدولہ کو ''دیار بکر'' کی سند حکومت عطا کی اور ایک بڑی فوج اس کے ساتھ بھیجی۔ اور اسے ابن مروان کے قبضہ سے ملک کو چھین لینے اور سلطان کے بعد اپنے نام کا خطبہ پڑھنے اور سلطان کے نام کا سکہ بنوانے کی ہدایت کی۔

فخر الدولہ اور ابن مروان کی جنگ:...... جس وقت فخر الدولہ دیار بکر کے قریب پہنچا۔ ابن مروان خم ٹھونک کر مقابلہ پر آ گیا۔ پھر ۴۷۷ھ میں سلطان نے ایک لشکر جرار بسر امیر راتق کی کان میں (جو ملوک حال ماردین کا جداعلیٰ تھا) کو فخر الدولہ کی کمک کے لئے روانہ کیا۔ اس واقعہ سے پہلے ابن مروان نے یہ خبر سن کر کہ فخر الدولہ شاہی افواج کے ساتھ ''دیار بکر'' کی طرف آ رہا ہے۔ شرف الدولہ مسلم بن قریش کو یہ پیغام دیا۔ کہ اگر آپ ہماری مدد کریں تو اس سلوک کے صلے میں ہم آپ کو ''صور اور امد'' دیدیں۔

شرف الدولہ کی آمد اور فرار:...... چنانچہ شرف الدولہ نے اس بناء پر فوجیں تیار کر کے ''آمد'' کا رخ کیا۔ فخر الدولہ اس کے اطراف میں پڑاؤ کئے ہوا تھا۔ فخر الدولہ اس امر کا احساس کر کے کہ ابن مروان کی کمک پر عرب کمر بستہ ہے صلح کی جانب مائل ہو گیا۔ اور جنگ کا ارادہ فسخ کر دیا کسی ذریعہ سے ترکمانوں کو اس کی خبر مل گئی۔ چنانچہ رات کے وقت سوار ہو کر عرب پر ٹوٹ پڑے اور ان کا محاصرہ کر لیا۔ مگر عرب کو اس معرکہ میں ہزیمت شکست ہوئی ان کے مال و اسباب ترکمانوں نے لوٹ لئے۔ شرف الدولہ خود بھاگ کر ''آمد'' میں پناہ گزیں ہو گیا۔ اور فخر الدولہ نے اس کا محاصرہ کر لیا۔

شرف الدولہ کو معافی:...... شرف الدولہ نے امیر ارتق کے پاس کہلوایا کہ اگر مجھے آمد سے نکل جانے کا موقع دیا جائے تو میں اتنا اتنا روپیہ دینے کو تیار ہوں۔ لہٰذا امیر ارتق نے اس درخواست کو منظور کر لیا اور شرف الدولہ آمد سے رقہ کی جانب نکل کھڑا ہوا اور فخر الدولہ نے محاصرہ کے لئے میافارقین کی طرف کوچ کیا میافارقین اس وقت تک ابن مروان کے علاقوں میں شامل تھا اس کا والی بہاء الدولہ منصور بن مزید اور اس کا بیٹا سیف الدولہ صدقہ یہ خبر پا کر عراق کی طرف چلے گئے اور فخر الدولہ نے خلاط کی جانب قدم بڑھائے۔

ملک شاہ کا موصل پر قبضہ:...... جس وقت سلطان ملک شاہ کو یہ خبر ملی کہ شرف الدولہ کا آمد میں محاصرہ کر لیا گیا ہے فرط مسرت اچھل پڑا اور قسیم الدولہ اقسنقر (الملک العادل سلطان محمود زنگی کا جداعلیٰ) کو ترکمانی افواج کی کمان دے کر بطور کمک روانہ کیا۔ راستے میں جبکہ وہ لوگ عراق کی طرف جا رہے تھے امیر ارتق سے سامنا کیا چنانچہ وہ ان کے ساتھ واپس آ گیا اور سب کے سب موصل پہنچ گئے اور اس پر قبضہ کر لیا۔

شرف الدولہ کے علاقوں کی طرف سلطان کی پیش قدمی:...... سلطان اپنے رکاب کی فوج کے ساتھ شرف الدولہ کے علاقوں کی طرف بڑھا۔ اور رفتہ رفتہ بوازیج تک پہنچ گیا یہ وہ زمانہ تھا کہ شرف الدولہ کو آمد کے محاصرے سے نجات مل گئی تھی اور وہ جان بچا کر رحبہ پہنچ گیا تھا، موصل بھی اس کے قبضہ سے نکل گیا تھا سارا مال و اسباب بھی لٹ گیا تھا۔ اس لئے مصلحت وقت کے پیش نظر مؤید الملک بن نظام الملک نے شرف الدولہ سے خط و کتابت شروع کر دی۔ شرف الدولہ نے اس کے وسیلہ کو فائدہ کا باعث تصور کر کے دربار شاہی میں حاضری کی اجازت مانگی چنانچہ عہد و پیمان اور امن حاصل کرنے کے بعد رحبہ سے روانہ ہو کر مؤید الملک کی خدمت میں پہنچ گیا۔

مؤید الملک کے ذریعے صلح صفائی:...... مؤید الملک نے اس کو دربار سلطان میں پیش کر دیا اور اس کی جانب سے ہدایا اور عمدہ گھوڑے وغیرہ

پیشکش کئے ان گھوڑوں میں ایک وہ گھوڑا تھا جس پر سوار ہو کر یہ سابقہ جنگ اور جنگ آمد سے بھاگا تھا اور زندہ بچ گیا تھا۔ یہ گھوڑا ایسا چالاک تھا کہ کوئی گھوڑا اس سے بڑھ نہ سکتا تھا۔ بہر حال سلطان نے اس سے صلح کر لی۔ اور اسے اس کے مقبوضہ علاقوں کی حکومت پر بحال وقائم رکھا۔ چنانچہ شرف الدولہ موصل کی جانب لوٹ گیا اور سلطان جس ادھیڑ بن پڑا ہوا تھا۔ اسی میں پھر مصروف اور مشغول ہو گیا۔

مسلم بن قریش کی وفات ابراہیم بن مسلم کی حکومت:...... ہم اوپر قطلمش کے حالات جو کہ سلطان طغرل بیگ کا عزیز تھا بیان کر چکے ہیں یہ شخص رومی علاقوں کی طرف اپنی فوجیں لے کر گیا تھا اور بڑی عظیم جنگ کے بعد قونیہ اور اقصرائے وغیرہ پر قابض ہو گیا تھا۔ ابھی اپنے دل کے آبلے اس نے پوری طرح نہیں چھوڑے تھے کہ داعی اجل کا پیغام موت پہنچ گیا۔ اس کی جگہ اس کا بیٹا سلیمان مقرر ہوا۔ سلیمان نے ۴۷۷ھ میں انطاکیہ کی جانب قدم بڑھائے اور اس کو رومیوں کے قبضہ سے چھین لیا جیسا کہ آئندہ ان کے حالات کے ضمن میں بیان کیا جائے گا۔ (انشاء اللہ)

شرف الدولہ اور سلیمان بن قطلمش:...... فردوس رومی (حاکم انطاکیہ) ایک عرصے سے شرف الدولہ مسلم بن قریش کو سالانہ ایک معین رقم جزیہ میں دیا کرتا تھا۔ چنانچہ جب سلیمان بن قطلمش نے انطاکیہ پر قبضہ کر لیا تو شرف الدولہ نے اس سے بھی جزیہ مانگا اور نہ ادا کرنے کی صورت میں عقاب سلطانی کی دھمکی دی۔ مگر سلیمان بن قطلمش نے اسے کہلوایا کہ میں سلطان کا فرمانبردار ہوں اور جو کچھ میں انطاکیہ میں کر رہا ہوں وہ سب سلطان ہی کے لئے کر رہا ہوں اور اس سے میرا کوئی کام متعلق نہیں ہے۔ باقی رہا جزیہ کا مطالبہ کرنا یہ ایک فعل عبث ہے۔ جزیہ کفار سے لیا جاتا ہے اور وہ لوگ جزیہ ادا کرنے کے لائق ہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل وکرم سے انطاکیہ میں کفار کے بجائے مسلمانوں کو حکمران بنایا ہے اور ان پر شرعاً جزیہ لاگو نہیں ہے۔

سلیمان اور شرف الدولہ کی چپقلش:...... شرف الدولہ اس خشک جواب سے بھٹک اُٹھا اور فوجیں تیار کر کے چڑھائی کر دی اور انطاکیہ کے آس پاس قتل وغارتگری شروع کر دی۔ اس سے سلیمان کو بھی طیش آ گیا۔ اس نے بھی حلب کے آس پاس لوٹ مار کا بازار گرم کر دیا مگر جب رعایا نے اس کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنے مال واسباب لٹ جانے کی شکایت کی تو اس نے ان کا مال واسباب انھیں واپس دیدیا۔

شرف الدولہ کی میدان جنگ میں موت:...... اس کے بعد شرف الدولہ نے عرب اور ترکمانوں کو متحد کر کے انطاکیہ پر فوج کشی کر دی ترکمانوں کا امیر جق نامی ایک شخص تھا۔ سلیمان اس کی آمد سے مطلع ہو کر لڑنے نکلا۔ چنانچہ ماہ صفر ۴۷۸ھ میں دونوں کا مضافات انطاکیہ میں سامنا ہوا جس وقت جنگ کا بازار گرم ہو گیا تو امیر جق ترکمانوں سمیت سلیمان سے مل گیا اس سے شرف الدولہ کی فوج کمزور پڑ گئی انتظام جنگ کا شیرازہ بکھر گیا عرب کا گروہ شکست کھا کر بھاگ گیا اور شرف الدولہ اپنے چار سو ہمراہیوں ساتھیوں سمیت میدان جنگ میں استقلال کے ساتھ لڑتا رہا آخر کار ان لوگوں سمیت مارا گیا۔

شرف الدولہ کے بھائی ابراہیم کی حکومت:...... شرف الدولہ کا دائرہ حکومت نہایت وسیع تھا وہ تمام علاقے جو اس کے باپ کے زیر کنٹرول تھے، اس کے زیر حکومت تھے اس کے چچا قراوش کے علاقے بھی اس کے قبضہ میں تھے اس کا ملک نہایت سرسبز اور شاداب اور امن وامان کا مرکز تھا۔ یہ ایک عادل نیک سیرت، اور سیاسی امور سے بیحد واقف شخص تھا۔ شرف الدولہ مسلم، کے قتل کے بعد بنو عقیل نے متحد ہو کر اس کے بھائی ابراہیم کو قید سے نکالا اور امیر کی جگہ اسے اپنا امیر بنایا۔ ابراہیم کئی سال سے قید کی مصیبتیں جھیل رہا تھا۔ مسلم کے واقعہ قتل سے سلیمان بن قطلمش کو انطاکیہ کے محاصرہ کا شوق چڑھ آیا۔ چنانچہ فوجیں مرتب کر کے انطاکیہ پہنچ گیا اور اس کا مکمل دو ماہ محاصرہ کئے رہا بالآخر ناکامی کے ساتھ واپس چلا گیا۔

انبار پر عمید العراق کا قبضہ:...... اس کے بعد ۴۷۹ھ میں عمید العراق نے ایک لشکر انبار کو سر کرنے روانہ کیا چنانچہ اس لشکر نے انبار کو بنو عقیل کے قبضہ سے چھین لیا۔ اسی سال سلطان ملک شاہ نے رحبہ اور اس کے مضافات، حران، سروج، رقہ اور خابور محمد بن شرف الدولہ مسلم بن قریش کو بطور جاگیر عطا کئے اور اپنی بہن زلیخا خاتون کا اس سے نکاح کر دیا۔ ان تمام شہروں کے حاکموں نے سلطان ملک شاہ کے حکم کے مطابق اپنے اپنے شہروں کو محمد کے حوالہ کر دیا مگر محمد بن شاطر (والی حران) نے اس سے انکار کیا۔ لیکن سلطان ملک شاہ کو اس کی خبر ملی تو اس نے محمد بن شاطر کو حران کے حوالے کرنے پر مجبور کر دیا۔

ابراہیم کا زوال:...... مسلم کے بعد سے ابراہیم بن قریش مسلسل موصل پر حکومت کرتا رہا اور اپنی قوم بنی عقیل کی سرداری سے ممتاز و سرفراز رہا یہاں تک کہ ۴۸۲ھ میں سلطان ملک شاہ نے اس کو گرفتار کرلیا اور فخر الدولہ بن جہیر کو ایک بڑی فوج دے کر اس کے شہروں کی جانب روانہ کر دیا۔ چنانچہ فخر الدولہ نے پہنچتے ہی موصل وغیرہ پر قبضہ کرلیا۔ اس کے بعد سلطان ملک شاہ نے اپنی پھوپھی صفیہ کو شہر موصل جاگیر کے طور پر دے دیا۔ سلطان ملک شاہ کی پھوپھی اس سے پہلے مسلم بن قریش کی زوجیت میں تھی۔ اس سے اس کا ایک بیٹا علی تھا۔ مسلم کے بعد اس نے اس کے بھائی ابراہیم سے نکاح کرلیا۔

مسلم کے بیٹوں کا جھگڑا اور عرب کی تقسیم:...... چنانچہ جب سلطان ملک شاہ نے وفات پائی تو صفیہ نے موصل چلی گئی۔ اس کے ساتھ اس کا بیٹا علی بھی تھا۔ اس کا بھائی محمد بن مسلم یہ خبر پا کر موصل پہنچ گیا۔ اور دونوں موصل کی حکومت پر لڑنے لگے۔ چنانچہ عرب دو حصوں پر منقسم ہو گیا۔ ایک نے محمد کا ساتھ دیا اور دوسرے نے علی کی حمایت کی۔ سخت اور خونریز جنگ کے بعد محمد کو شکست ہوئی۔ اور علی کامیابی کے ساتھ شہر موصل میں داخل ہو گیا۔ اور ابن جہیر سے شہر کو چھین لیا۔

ابراہیم کا موصل پر قبضہ:......سلطان ملک شاہ کے مرنے کے بعد ترکان خاتون کا امور سلطنت پر قبضہ ہوگیا۔ اور ابراہیم کو قید سے رہائی مل گئی۔ اس نے سامان درست کر کے موصل کی جانب کوچ کیا۔ موصل کے قریب پہنچ کر یہ خبر ملی۔ کہ اس کا بھتیجا علی بن مسلم موصل پر قابض ہو گیا ہے۔ اس کے ساتھ اس کی ماں صفیہ (سلطان ملک شاہ کی پھوپھی) بھی ہے۔ چنانچہ ابراہیم نے صلح اور نرمی کا پیغام بھیجا۔ لھذا صفیہ نے موصل کی حکومت ابراہیم کے حوالے کر دی۔ اور ابراہیم شہر میں داخل ہو گیا۔

ابراہیم کا قتل:...... تتش (والی شام) جو کہ سلطان ملک شاہ کا بھائی تھا۔ عراق پر قبضے کا خیال پیدا ہو گیا تھا۔ اطراف و جوانب کے امراء اس کے پاس آ کر شام میں اسی غرض کے لئے جمع ہو گئے۔ آقسنقر (والی حلب) بھی اپنی فوج لے کر پہنچ گیا۔ چنانچہ تتش نے فوجیں تیار کر کے نصیبین کی جانب کوچ کر دیا۔ اور اس پر قابض ہو گیا۔ اور ابراہیم کے پاس کہلوا دیا کہ تم میرے نام کا خطبہ پڑھو اور بغداد جانے کے لئے اپنے شہر سے مجھے راستہ دیدو۔ مگر ابراہیم نے اس سے انکار کر دیا۔ لہٰذا تتش نے حملہ کرنے کا حکم دے دیا۔ آقسنقر اور ترکوں کی فوج اس کے لشکر میں تھی۔ چنانچہ ابراہیم تیس ہزار کے لشکر کے ساتھ مقابلہ پر آیا۔ مقام مغیم میں دونوں کی جنگ ہوئی۔ جس میں ابراہیم کو ہزیمت شکست ہوئی۔ اور پکڑ دھکڑ میں ابراہیم مارا گیا۔ ترکوں نے اس کے خیمہ اور لشکر گاہ کو لوٹ لیا۔ عرب کی بہت سی عورتوں نے بے آبرو ہونے کے خوف سے خودکشی کر لی۔ اور تتش نے کامیابی کا جھنڈا موصل کے قلعہ پر گاڑ دیا۔

موصل پر بنی مسیّب کی حکومت کا اختتام:...... جس وقت ابراہیم جنگ میں مارا گیا اور تتش نے موصل پر قبضہ کر لیا اس وقت اس نے اپنے بھتیجے علی بن مسلم بن قریش کو موصل کی حکومت پر مقرر کیا چنانچہ علی اپنی ماں صفیہ کے ساتھ موصل میں داخل ہو گیا اس زمانہ سے موصل اور اس کے مضافات پر علی کی حکومت کا ڈنکا بجنے لگا۔ تتش نے موصل سے فارغ ہو کر دیار بکر کی طرف قدم بڑھائے اور اس پر قابض ہو کر آذربائیجان کا رخ کیا۔ اور اس پر بھی انتہائی آسانی سے قابض ہو گیا۔ رفتہ رفتہ اس کی خبر برکیاروق یعنی سلطان ملک شاہ کے بھتیجے تک پہنچ گئی۔ چنانچہ اپنے چچا کے روک تھام کے لئے فوجیں مرتب کر کے نکل پڑا۔ پھر دونوں چچا اور بھتیجے کا مقابلہ ہوا۔ تتش کو شکست ہوگئی۔ اور اس کی جگہ اس کا بیٹا رضوان کرسی پر بیٹھا اور حلب کا حکمران و مالک بن گیا۔ سلطان برکیاروق نے کربوقا کی رہائی کے لئے اسے حکم دیا۔ چنانچہ اس نے اسے رہا کر دیا۔ رہائی کے بعد ایک گروپ جنگ جوؤں کا اس کے پاس آ کر جمع ہو گیا۔ اس نے ان سب کو مرتب و مسلح کر کے حران پر چڑھائی کر دی اور اس پر قابض و متصرف ہو گیا۔

محمد بن مسلم کی گرفتاری:...... اس کے بعد محمد بن مسلم بن قریش نے علی بن مسلم بن قریش کے مقابلے پر امیر کربوقاء سے مدد مانگی۔ علی بن مسلم ان دنوں نصیبین میں تھا۔ اور توران بن وہیب اور ابوالہیجاء کُردی بھی اس کے ساتھ یہیں مقیم تھے۔ چنانچہ کربوقاء فوجیں مرتب کر کے محمد بن مسلم کی کمک پر گیا۔ محمد بن مسلم اس سے ملنے آیا۔ لیکن کربوقاء نے اسے گرفتار کر کے نصیبین کی جانب کوچ کر دیا۔ اور اس پر قبضہ کر لیا۔

محمد بن مسلم کی موت:...... اس کے بعد موصل کی جانب قدم بڑھائے۔ مگر موصل والوں نے قلعہ بندی کر لی۔ تو وہ لوٹ کر شہر کی طرف

آیا۔اچانک محمد بن مسلم اس جگہ ڈوب کر مر گیا۔تو کربوقاء نے قلعہ نے دوبارہ موصل کا محاصرہ کر لیا۔علی بن مسلم والی موصل نے امیر چکرمش والی جزیرہ ابن عمر سے مدد کی درخواست کی۔چنانچہ امیر چکرمش اس کی کمک پر روانہ ہوگیا۔امیر کربوقاء کو اس کی خبر مل گئی۔چنانچہ اس نے ایک فوج اپنے بھائی تو تناش کی کمان میں اس کی روک تھام کے لئے روانہ کردی۔لھذا تو تناش نے امیر چکرمش کو شکست دے کر جزیرہ کی طرف بھگا دیا۔کچھ عرصے بعد امیر چکرمش نے امیر کربوقاء کی اطاعت قبول کر لی اور موصل کے محاصرے پر اس کی مدد کے لئے آیا۔

بنو مسیّب کا زوال:......اس مرتبہ محاصرہ نہایت شدت سے کیا گیا تھا۔مگر علی بن مسلم محاصرہ توڑ کر موصل سے حلہ میں صدقہ بن مزید کے پاس چلا گیا۔اور پورے نو مہینے کے محاصرے اور جنگ کے بعد کربوقاء نے موصل پر قبضہ کر لیا۔اسی وقت سے بنی مسیّب کی حکومت وامارت صوبہ موصل سے ختم ہوگئی اور سلجوقیہ سے ''ملوک غز'' اور ان کے امراء اس پر حاکم اور قابض ہوگئے۔(والبقاء للّٰہ وحدہ)

ابن مرداس بنو صالح کی حکومت کے حالات

صالح بن مرداس کی حکومت کی ابتداء رحبہ کی حکمرانی سے ہوئی یہ شخص بنو کلاب بن ربیعہ بن عامر بن صعصعہ کے خاندان سے تھا حلب کے آس پاس ان لوگوں کی حکومت وامارت قائم ہوئی۔ابن حزم نے لکھا ہے کہ یہ شخص عمرو بن کلاب کی اولاد میں سے تھا۔شہر رحبہ ابو علی بن ثمال خفاجی کے قبضہ میں تھا۔عیسیٰ بن خلاط عقیلی نے اسے قتل کر کے رحبہ پر قبضہ کر لیا پھر ایک عرصے تک رحبہ اس کے قبضہ میں رہا۔

رحبہ کے قابضین:......اس کے بعد بدران بن مقلد نے رحبہ پر عیسیٰ بن خلاط عقیلی سے قبضہ چھین کر لیا تھوڑے دنوں کے بعد لولوء ساری نے جو کہ حاکم (والی مصر) کی طرف سے دمشق کا گورنر تھا فوج کشی کی وہ پہلے رقہ پر قابض ہوا اس کے بعد رحبہ کو بدران کے قبضہ سے نکال کر دمشق کی جانب لوٹ گیا رحبہ کا حاکم ابن محلکان نامی ایک شخص تھا کچھ عرصے بعد رحبہ کی حکومت پر یہ شخص خود سر حکمران بن بیٹھا۔اور صالح بن مرداس کو اپنی مدد کے لئے بلوا لیا چنانچہ صالح بن مرداس ایک عرصے تک اس کے پاس مقیم رہا۔

صالح اور ابن محلکان:......پھر ان دونوں میں ناصافی ہوگئی صالح اور ابن محلکان کی لڑائی ہوئی مگر پھر دونوں نے صلح کر لی اور ابن محلکان نے اپنی بیٹی کا نکاح صالح سے کر دیا۔چنانچہ صالح شہر میں داخل ہوگیا ابن محلکان نے اپنے اہل وعیال اور مال واسباب کو اہل عانہ کی اطاعت قبول کرنے اور ان سے ضمانت لینے کے بعد عانہ منتقل کر دیا۔

ابن محلکان کا قتل:......اس کے تھوڑے دنوں بعد اہل عانہ نے بدعہدی کی اور اس کا سارا مال واسباب چھین لیا اس واقعہ سے ابن محلکان کو بیحد غصہ آیا۔لہٰذا اس نے صالح کے ساتھ اہل عانہ کی سرکوبی کے لئے کوچ کر دیا مگر صالح نے راستے میں ایک شخص کو ابن محلکان کے قتل پر مقرر کر دیا۔چنانچہ اس شخص نے اس کی زندگی کا خاتمہ کر دیا۔اس کے مرنے کے بعد صالح نے رحبہ کی طرف قدم بڑھائے اور اس پر قابض ہو کر ابن محلکان کے سارے مال واسباب اور ریاست پر قابض ہوگیا اور مصر کے حکمرانان علویہ کی دعوت اور حکومت کو جاری رکھا۔

لولوء اور فتح نامی غلام:......ہم اوپر بیان کر چکے ہیں کہ لولوء نے جو کہ ابوالمعالی سیف الدولہ کا آزاد کردہ غلام تھا حلب میں اس کے بیٹے ابوالفضائل پر برتری حاصل کر کے شہر کو اس کے قبضہ سے نکال لیا اور خلافت عباسیہ کی حکومت ختم کر کے حاکم علوی (والی مصر) کے نام کا خطبہ بڑھنا شروع کر دیا تھا کچھ عرصے بعد حاکم اور لولوء کے تعلقات میں فرق آ گیا۔لھذا صالح بن مرداس کو حلب پر قبضہ کرنے کی لالچ لگ گئی۔ہم اس سے پہلے صالح اور لولوء کی لڑائیوں کا تذکرہ کر چکے ہیں اور یہ بھی لکھ چکے ہیں کہ لولوء کا ایک غلام ''فتح'' نامی تھا لولوء نے اسے قلعہ حلب میں نگرانی اور حفاظت کے لئے مامور کیا تھا۔مگر تھورے دنوں کے بعد فتح کو لولوء سے منافرت پیدا ہوگئی۔چنانچہ صالح بن مرداس کی دوستی ومراسم کے بھروسہ پر لولوء کی مخالفت کا اعلان کر دیا اور حاکم کی خلافت کی بیعت اس شرط سے کر لی کہ اس کو صیدا، بیروت اور جتنا مال واسباب حلب میں ہے۔وہ سب دیدیا جائے۔

لولوء کا انطا کیہ فرار:......مجبوراً لولوء انطا کیہ چلا گیا۔ اور رومیوں کے پاس مقیم ہو گیا۔ ''فتح'' یہ خبر پا کر لولوء کی بیوی اور اس کی ماں کو لے کر نکلا اور ان لوگوں کو منبج میں چھوڑ دیا۔ حلب اور اس کے قلعہ کو حاکم (والی مصر) کے نائب کے حوالہ کر دیا۔ اس وقت سے حلب انہی لوگوں کے قبضہ میں رہا۔ یہاں تک کہ بنی حمدان میں سے ایک شخص نے جو عزیز الملک کے نام سے معروف تھا۔ حاکم (والی مصر) کی طرف سے حلب پر قبضہ کیا۔

عزیز الملک:......حاکم (والی مصر) کا یہ ساختہ پرداختہ تھا۔ اور اسی نے اس کو حلب کا گورنر بنایا تھا۔ اس کے بعد عزیز الملک نے حاکم کے بیٹے ظاہر سے بغاوت کی۔ ظاہر کی پھوپھی بنت الملک تمام امور سیاست اور امارت کے سیاہ وسفید کی مالک ومختار تھی۔ اس نے عزیز الملک کو قتل کرنے پر ایک شخص کو مقرر کر دیا۔ چنانچہ اس نے اس کو مار ڈالا۔ عزیز الملک کے قتل کے بعد اس نے عبداللہ بن علی بن جعفر کتامی کو حلب کی حکومت پر مقرر کیا۔ یہ شخص ابن شعبان ''کتامی'' کے نام سے معروف تھا اور قلعہ حلب پر صفی الدولہ ''خادم'' کو متعین کیا۔

صالح بن مرداس کی حکومت کی حدود:......چوتھی صدی کے بعد جب مصر میں عبیدیوں کی حکومت کمزور ہو گئی۔ اور بنوحمدان کی حکومت شام وجزیرہ سے ختم ہو گئی۔ تو چاروں طرف سے عرب نے شہروں پر قبضہ کرنا شروع کر دیا۔ چنانچہ بنوعقیل نے جزیرہ پر قبضہ کر لیا۔ اور عرب نے متحد ہو کر شام کے شہروں کو آپس میں یوں تقسیم کر لیا۔ کہ حسان بن مفرح بن دغفل اور اس کی قوم ''طے'' کو رملہ سے مصر تک صالح بن مرداس اور اس کی قوم بنوکلاب کو حلب سے عانہ تک اور لسان بن علیان اور اس کی قوم ❶......کو دمشق اور اس کا پورا صوبہ دیا گیا۔ خلیفہ ظاہر کی طرف سے ان علاقوں کا گورنر انوشکین نامی ایک شخص تھا۔ حسان نے ان کو لوٹ لیا اور ان پر حاوی وقابض ہو گیا۔

صالح کا حلب پر قبضہ:......صالح بن مرداس نے حلب پر چڑھائی کر دی۔ اور اسے ابن شعبان سے چھین لیا۔ اہل شہر نے بخوشی ورضا مندی اس کی اطاعت قبول کر لی۔ اور صالح کامیابی کے ساتھ شہر میں داخل ہو گیا۔ اور ابن شعبان قلعہ حلب میں جا کر پناہ گزیں ہوا۔ صالح نے قلعہ میں اس کا محاصرہ کر لیا۔ رسد وغلہ کی آمد بند کر دی۔ بالآخر اہل قلعہ نے تنگ آ کر امن کی درخواست کی۔ چنانچہ صالح نے ان کو امن دے دیا۔ اور قلعہ پر قبضہ کر لیا یہ واقعہ ۴۲۴ھ کا ہے۔ پھر رفتہ رفتہ اس کی حکومت ''بعلبک'' سے ''عانہ'' تک پھیل گئی۔

صالح کا قتل:......اس وقت سے صالح حلب پر ایک مدت تک حکمرانی کرتا رہا۔ اس کے بعد ظاہر نے صالح وحسان سے جنگ کے لئے مصر سے فوجیں مرتب اور تیار کر کے شام کی جانب روانہ کیں، انوشکین وریدی اس فوج کا افسر اعلیٰ تھا۔ طبریہ میں اردن کے قریب دولت علویہ کے دونوں باغیوں صالح وحسان سے مڈ بھیڑ ہوئی دونوں خم ٹھونک کر میدان میں آ گئے اور سخت خون ریز جنگ کے بعد دونوں باغیوں کو شکست ہوئی۔ صالح اپنے چھوٹے بیٹے سمیت اس دوران مارا گیا۔

ابو کامل نصر بن صالح:......پھر اس کا بیٹا ابو کامل نصر بن صالح اپنی جان بچا کر حلب پہنچ گیا خود کو شبل الدولہ کے لقب سے ملقب کرتا تھا جس وقت یہ واقعات ممالک اسلامیہ میں واقع ہونے لگے تو اس وقت رومیوں کو جو کہ انطا کیہ میں تھے حلب پر قبضہ کرنے کی لالچ لگی۔ چنانچہ بہت بڑے لشکر کے ساتھ حلب پر حملہ آور ہوئے۔

عیسائیوں کا حملہ اور شکست:......۴۲۱ھ رومی بادشاہ نے قسطنطنیہ سے تین لاکھ فوج کے ساتھ حلب پر حملہ کیا۔ حلب کے قریب پہنچ کر خیمہ زن ہوئے سرداران روم میں سے ابن دوقس اس کے ہمراہ تھا۔ اس کو پہلے سے رومی بادشاہ سے نفرت تھی پھر کسی بات کی وجہ سے الجھ کر دس ہزار سپاہیوں کو لے کر علیحدگی اختیار کر لی کسی نے رومی بادشاہ سے یہ چغلی لگا دی کہ ابن دوقش کا ارادہ بدعہدی کا ہے اور اس نے مسلمانوں سے ساز باز کر لی ہے رومی بادشاہ یہ سن کر آگ بگولا ہو گیا فوراً پلٹ پڑا اور ابن دوقش کو گرفتار کر لیا۔

عیسائیوں کا فرار:......رومیوں میں اس واقعہ سے بہت بڑی ہل چل مچ گئی عرب اور اہل سواد ارمن نے تعاقب کیا چنانچہ بار برداری کے چار سو

❶......اصل کتاب میں یہ جگہ خالی ہے۔ مترجم

اونٹ سامان سمیت پکڑ لے گئے۔ بہت سے عیسائی پیاس کی شدت سے مر گئے عرب کے بہادروں نے شاہی کیمپ پر اچانک حملہ کر دیا جس سے بادشاہ تن تنہا گھبرا کر بھاگ نکلا اور عرب نے اس کی لشکر گاہ کو لوٹ لیا قیمتی قیمتی سامان مسلمانوں کے ہاتھ لگا۔عیسائیوں نے اپنے مال واسباب کو چھوڑ کر بھاگ جانا غنیمت جانا اللہ جل شانہ نے مسلمانوں کو کامیابی اور فتحیابی سے ممتاز وسرفراز فرمایا۔

نصر بن صالح کا قتل:......۴۲۹ھ ❶ میں وزیری نے مصری افواج کے ساتھ مصر سے حلب پر فوج کشی کی ان دنوں مصریوں کا خلیفہ مستنصر تھا۔نصر نے اس خبر سے مطلع ہو کر فوجیں مرتب کیں اور خم ٹھونک کر میدان میں آ گیا۔حماۃ کے قریب دونوں کی جنگ ہوئی جس میں شکست ہوئی اور اسی میں وہ مارا گیا وزیری نے کامیابی کے ساتھ اسی سال کے ماہ رمضان میں حلب پر قبضہ کر لیا۔

وزیری کا حلب سے اخراج:......وزیری نے حلب پر قبضہ کرنے کے بعد آہستہ آہستہ تمام ممالک شام پر قبضہ کر لیا۔اس سے اس کا رعب وداب بڑھ گیا۔فوج میں بھی معقول اضافہ ہو گیا۔اور ترکوں کی فوج میں کثرت ہو گئی جاسوسوں نے مصر میں خلیفہ مستنصر اور اس کے ''وزیر جرجانی'' ❷ سے چغلی کر دی کہ وزیری علم حکومت کی مخالفت کا ارادہ رکھتا ہے۔چنانچہ پس وزیر جرجانی نے لشکر دمشق کو وزیری پر حملہ کرنے کی ترغیب دی اور ان کو سمجھا دیا کہ خلیفہ مستنصر کی بھی یہی رائے ہے۔چنانچہ لشکر دمشق نے وزیری پر حملہ کر دیا۔

وزیری کی وفات:......وزیری ان کا مقابلہ نہ کر سکا لھذا اپنا سامان اٹھا کر حلب چلا گیا۔پھر حلب سے حماۃ کی جانب قدم بڑھایا مگر اہل حماۃ نے شہر میں داخل نہ ہونے دیا۔اس لئے والی کفر طاب سے خط وکتابت کر کے اس کے پاس چلا گیا والی کفر طاب اس کو لے کر حلب کی طرف روانہ ہو گیا اور پھر دونوں حلب میں داخل ہوئے اتنے میں ۴۳۳ھ کا دور آ گیا اور وزیری کا انتقال ہو گیا۔

معز الدولہ ثمال کا قبضہ:......وزیری کی موت سے شام کی حکومت اور انتظام کا شیرازہ درہم برہم ہو گیا۔عرب کی لالچ بڑھ گئی معز الدولہ ثمال بن صالح۔کا جب سے باپ اور بھائی مارے گئے تھے رحبہ میں ٹھہرا ہوا تھا۔وہ یہ خبر پا کر حلب کی طرف بڑھا اور اس کا محاصرہ کر لیا یہاں تک کہ شہر پر قابض ہو گیا۔وزیری کے ساتھیوں نے قلعہ کے دروازے بند کر لئے اور اہل مصر سے امداد مانگی چونکہ والی دمشق حسین بن حمدان جو کہ وزیری کے بعد حکومت دمشق پر خلیفہ مصر کی طرف سے مقرر تھا حسان بن مفرج والی فلسطین سے جنگ میں مصروف تھا اس لئے وزیری کے ساتھیوں کی کچھ مدد نہ کر سکا۔وزیری کے ساتھیوں نے پورے ایک سال کے محاصرے کے بعد ثمال سے امن کی درخواست کی چنانچہ ثمال نے ان لوگوں کو امن دے دیا اور ماہ صفر ۴۳۴ھ میں حلب پر بھی قبضہ کر لیا۔

حلب پر مصری افواج کا حملہ:......اس زمانہ سے قلعہ پر ثمال کا قبضہ مسلسل رہا یہاں تک کہ عساکر مصری افواج نے ابو عبید اللہ بن ناصر الدولہ بن حمدان کی کمان میں حلب پر حملہ کیا اس مہم میں مصری فوج کی تعداد پانچ ہزار جنگ آوروں سے بھی زیادہ تھی۔ادھر ثمال بھی فوجیں مرتب کر کے مقابلہ پر آ گیا۔گھمسان کی لڑائی ہوئی۔اس نے نہایت ہوشیاری اور مستعدی سے حملہ آور کا مقابلہ کیا اتفاق سے ایک ایسا سیلاب آیا کہ جس سے حملہ آور گروہ کے قدم اُکھڑ گئے چنانچہ مجبوراً محاصرہ اُٹھا لیا اور مصر کی جانب لوٹ گئے۔اس کے بعد دوبارہ مصری فوج نے مصر سے ۴۴۱ھ میں حلب پر رفق خادم کی کمان میں حملہ کیا مگر ثمال نے لڑ کر ان کو پسپا کر دیا اور اس کے سردار خادم رفق کو گرفتار کر لیا۔چنانچہ رفق کا قید ہی میں انتقال ہو گیا۔

حکومت حلب سے ثمال کی دست کشی اور ابن ملہم کی حکومت:......اس شکست سے مصری لشکر کے دم خم میں ذرا بھی بل نہ آیا بلکہ حلب پر حملہ آور ہوتی رہی اور آئے دن محاصرہ وجنگ سے ثمال کو تنگ کرتی رہی بالآخر ثمال کو اس کی امارت سے ناامیدی ہو گئی۔اور وہ حکومت اپنے قبضہ میں رکھنے سے عاجز آ گیا۔تنگ آ کر مصر میں خلیفہ ''مستنصر'' کی خدمت میں صلح کا پیغام بھیجا۔اور حلب کو حکومت مصر کے حوالہ کر کے اپنی جان آئندہ کی لڑائیوں اور مصائب سے بچالی۔چنانچہ مستنصر نے اپنی جانب سے ''تمکین الدولہ ابو علی حسن بن ملہم'' کو حلب کی حکومت پر مقرر کر کے روانہ کیا۔۴۴۹ھ

❶......عبارات مابین خطوط ہلالی بنظر ربط مضمون تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۹ صفحہ ۱۶۹ مطبوعہ مصر سے اخذ کی گئی ہے۔ ❷......جرجانی بعض نسخوں میں جرجرائی ہے۔اور ابن اثیر نے بھی جرجرائی تحریر کیا ہے (جلد ۹ صفحہ ۵۰۰)

کے آخر میں تکین الدولہ حلب پہنچا۔ ثمال نے حلب کی حکومت تکین الدولہ کے حوالے کر دی اور مصر چلا گیا۔ اس کا بھائی عطیہ بن صالح رحبہ چلا گیا اور ابن ملہم حلب کا حاکم بن گیا۔

اہل حلب کی بغاوت: ......ابن ملہم تقریباً دو سال تک حلب کا حکمراں رہا۔ اس کے بعد اس کو یہ خبر ملی کہ اہل حلب نے محمد بن نصر بن صالح سے خط و کتابت شروع کر دی ہے۔ لہٰذا فوراً محمد بن نصر کو گرفتار کر لیا۔ اس سے اہل حلب میں بے حد جوش پیدا ہو گیا۔ اور سب کے سب متحد ہو کر باغی ہو گئے اور ابن ملہم کا ''قلعہ حلب'' میں محاصرہ کر لیا۔ پھر محمود کو یہ حالات لکھ کر بھیجے۔ چنانچہ محمود ۴۵۲ھ کا آدھا سال گذر جانے کے بعد حلب آیا اور ابن ملہم کا ان لوگوں کے ساتھ قلعہ میں محاصرہ کر لیا۔ چاروں طرف سے عرب کے قبائل اس کے پاس آ آ کر متحد ہو گئے۔

ابن ملہم اور ناصر الدولہ: ......ابن ملہم نے خلیفہ مستنصر سے مدد طلب کی خلیفہ مستنصر نے ناصر الدولہ ابو محمد حسن بن حسین بن حمدان کو لکھا۔ کہ فوراً اپنی فوج کو مرتب و مسلح کر کے ابن مہلم کی کمک کے لئے پہنچ جاؤ۔ چنانچہ ابو محمد فوجیں لے کر حلب کی جانب روانہ ہو گیا۔ محمود نے یہ خبر پا کر قلعہ حلب سے محاصرہ اٹھا یا لیا۔ ابن ملہم قلعہ سے نکل کر شہر میں آ گیا۔ اور ناصرہ الدولہ بھی اس کے ساتھ ساتھ شہر حلب میں داخل ہو گیا۔ ان دونوں کے لشکریوں نے شہر حلب کو جی کھول کر تباہ و برباد کیا۔

محمود بن نصر کا حلب پر قبضہ: ......اس کے بعد محمود اور ناصر الدولہ کی فوجوں کا حلب کے باہر ایک میدان میں مقابلہ ہوا۔ مگر میدان محمود کے ہاتھ رہا۔ اور ناصر الدولہ بن حمدان کو ہر شکست ہو گئی۔ اور وہ جنگ میں گرفتار ہو گیا۔ چنانچہ محمود میدان جنگ سے واپس شہر میں آیا۔ اور اس پر قبضہ کر لیا۔ اسی سال ماہ شعبان میں قلعہ حلب پر بھی قابض ہو گیا۔ اور ابن حمدان اور ابن ملہم کو رہا کر دیا۔ پھر یہ لوگ رہائی کے بعد مصر چلے گئے۔

ثمال کی حلب پر دوبارہ حکومت: ......جب محمود نے ابن ملہم کو ہزیمت شکست دے کر قلعہ حلب پر قبضہ کیا تھا۔ اُن دنوں معز الدولہ ثمال بن صالح مصر میں موجود تھا۔ ''ثمال'' مصر میں اُس زمانہ سے تھا۔ جبکہ اس نے ۴۴۹ھ میں حلب کو خلیفہ ''مستنصر'' کے حوالہ کیا تھا۔ چنانچہ خلیفہ مستنصر نے اس وقت معز الدولہ ثمال کو حلب کی طرف روانگی کا حکم دیا اور اس کے بھتیجے کے قبضہ سے حلب چھیننے کی اجازت دے دی۔ چنانچہ معز الدولہ ثمال ماہ ذی الحجہ ۴۵۲ھ میں حلب کے قریب پہنچ گیا۔ اور انتہائی حزم اور احتیاط سے محاصرہ کر لیا۔ محمود نے اپنے ماموں منیع بن شبیب بن ثاب نمیری (والی حران) سے مدد طلب کی۔ چنانچہ منیع نے اس کی کمک پر فوجیں روانہ کر دیں۔ اور بذات خود جنگ میں شریک ہوا۔ ثمال نے حلب سے محاصرہ اُٹھا لیا اور محرم ۴۵۳ھ میں ''بریہ'' چلا گیا۔ چنانچہ منیع بھی حران کی جانب چل دیا۔ ادھر ثمال نے پلٹ کر دوبارہ حلب پر حملہ کر دیا اور اسی سال ماہ ربیع میں قبضہ کر لیا۔ کامیابی کے بعد رومی ممالک پر جہاد کیا۔ اور کامیابی کے ساتھ بہت سامال غنیمت لے کر واپس آیا۔

ثمال کی وفات: ......قبضہ حلب کے تھوڑے ہی دنوں بعد یعنی ماہ ذی القعدہ ۴۵۴ھ میں ثمال کا انتقال ہو گیا۔ اور مرتے وقت اپنے بھائی عطیہ بن صالح کو اپنا ولی عہد مقرر کر گیا۔ عطیہ اس زمانہ سے ''رحبہ'' میں تھا۔ جب ثمال نے مصر کا قیام اختیار کیا تھا۔ عطیہ اس واقعہ سے مطلع ہو کر حلب آیا۔ اور حکومت اپنے قبضہ میں لے لی۔

''عطیہ'' حاکم حلب: ......جس وقت عطیہ نے حلب پر قبضہ کیا تو یہ وہ زمانہ تھا کہ سلاطین سلجوقیہ عراق اور شام پر قابض اور حاوی ہو گئے تھے۔ اور ممالک اسلامیہ کے صوبوں میں انہی کا دور دورہ تھا۔ اس وقت ان کا ایک گروپ عطیہ کے پاس آ گیا۔ چنانچہ عطیہ نے اسے اپنی خدمت میں رکھ لیا۔ اس سے عطیہ کی قوت میں نمایاں ترقی ہو گئی۔ کچھ عرصے بعد عطیہ کے ساتھیوں اور مصاحبوں نے عطیہ کو ان لوگوں کے آئندہ خطرات سے متنبہ کیا۔ اور یہ رائے دی کہ ان لوگوں کو صفحہ ہستی سے مٹا دو۔ چنانچہ عطیہ نے اہل شہر کو اشارہ کر دیا۔ اہل شہر نے ان کے بے شمار لوگوں کا کام تمام کر دیا۔ باقی لوگ جان بچا کر بھاگ گئے۔ اور محمود بن نصر کے پاس حران پہنچ گئے۔ اور اسے قبضہ حلب پر تیار کرنے لگے۔

حلب پر محمود کا قبضہ: ......محمود کو ان لوگوں کے کہنے سننے سے قبضہ حلب کا خیال پیدا ہوا۔ فوجیں مرتب کر کے حلب پہنچ گیا اور محاصرہ کر لیا۔

دو چار لڑائیوں کے بعد ماہ رمضان ۴۵۵ھ میں حلب کو فتح کر لیا اور نہایت استقلال و استحکام کے ساتھ حکمرانی کرنے لگا۔ اس کا چچا عطیہ ''رقہ'' چلا گیا۔ اور اس پر قابض ہو گیا۔ یہاں تک کہ شرف الدولہ مسلم بن قریش نے ۴۶۳ھ میں رقہ کو اس سے چھین لیا۔ چنانچہ یہ ۴۶۵ھ میں رومیوں کے ملک چلا گیا۔ اور ان ترکوں کو جو اپنے امیر ''ابن خان'' کے ہمراہ ۴۶۰ھ میں اس کی خدمت میں آئے تھے۔ رومیوں کے قلعے فتح کرنے کے لئے روانہ کیا۔ چنانچہ ان لوگوں نے محاصرہ کر لیا اور بزور تیغ ان پر قابض ہو گئے۔

محمود کی خلافت عباسیہ کی اطاعت:......ان واقعات کے بعد محمود نے طرابلس کی طرف قدم بڑھائے اور نہایت مستعدی سے اس کا محاصرہ کر لیا۔ اہل طرابلس نے تاوان دے کر مصالحت کر لی۔ چنانچہ محمود نے طرابلس سے محاصرہ اُٹھا لیا۔ اس کے بعد محاصرہ دیار بکر، آمد اور الرہا سے فارغ ہو کر سلطان الپ ارسلان نے محمود کی طرف رخ کیا مگر کامیاب نہ ہو سکا۔ جیسا کہ آئندہ ہم ان کے حالات کے ضمن میں بیان کریں گے۔ الغرض سلطان الپ ارسلان حلب کی طرف آیا اور اس کا محاصرہ کر لیا۔ محمود بن نصر اس وقت حلب ہی میں تھا۔ اس دوران خلیفہ قائم کے سفیر دعوت عباسیہ کی طرف واپس آنے کا پیغام لائے۔ چنانچہ محمود نے اطاعت کی گردن جھکا دی علم خلافت عباسیہ کا مطیع ہو گیا۔

محمود سلطان الپ ارسلان کے دربار میں:......پھر خلیفہ کے سفیر از ہر ابو نصر ابن طراد زینی کے توسط سے سلطان الپ ارسلان کی خدمت میں یہ درخواست پیش کی کہ سلطان مجھے حاضری سے معاف فرمائیں۔ مگر سلطان نے اس سے انکار کر دیا۔ اور محمود کے محاصرے میں شدت کرنے لگا۔ اور چاروں طرف سے سنگباری شروع کر دی ایک روز رات کے وقت اپنی والدہ منیعہ بنت وثاب کے ساتھ حلب سے نکل کر سلطان کی خدمت میں حاضر ہو گیا۔ سلطان نے ۴۶۰ھ کے آخر میں محمود کو خلعت عطا کی۔

شبیب بن محمود کا قتل:......پھر محمود نے اپنے بیٹے شبیب کو ان ترکوں کی طرف بھیجا۔ جنہوں نے اس کے باپ محمود کو حلب کی حکومت دلوائی تھی۔ ان ترکوں نے فتنہ وفساد کا بازار گرم کر رکھا تھا۔ چنانچہ جب شبیب ترکوں کی قیام گاہ کے قریب پہنچا۔ ترک اس سے ملنے آئے مگر ان لوگوں نے اس کی درخواست قبول نہ کی۔ لھذا جنگ کی نوبت آ گئی۔ پھر جنگ کے دوران اسے ایک تیر آ لگا جس سے اس کی موت واقع ہو گئی۔

وفات نصر ابن اثیر:......نصر کے مرنے کے بعد اس کا بھائی ''سابق'' حکمران بنا۔ ابن اثیر نے لکھا ہے کہ یہ وہی شخص ہے جس کی حکومت وامارت کی۔ اس کے باپ نے وصیت کی تھی۔ مگر اس کی کم سنی کی وجہ سے اس کی وصیت کا نفاذ نہ ہو سکا۔ چنانچہ جب یہ حکمران بنا تو اس نے احمد شاہ سپہ سالار ترکمان کو بلا کر کے خلعت عنایت کی اور حسن سلوک سے پیش آیا۔ ایک لمبے زمانہ تک یہ حکمرانی کرتا رہا۔ یہ ترکمان وہی تھے جنہوں نے اس کے باپ کو قتل کیا تھا۔

اہل حلب کا ترکوں پر عدم اعتماد:......۴۶۲ھ میں تتش نے قبضہ دمشق کے بعد حلب پر حملہ کر دیا۔ اور ایک طویل مدت تک محاصرہ کئے رہا۔ اہل حلب نے ترکوں کی حکومت سے غیر مطمئن ہو کر مسلم بن قریش کو حلب پر قبضہ کرنے کو لکھا۔ چنانچہ مسلم بن قریش نے اس مقصد سے حلب کی طرف کوچ کیا۔ لیکن اہل حلب کی بعض حرکات سے کسی آئندہ خطرہ کا خیال کر کے واپس چلا گیا۔

مسلم بن قریش کا حلب پر قبضہ:......اس مہم کا سردار ''ابن حسین عباسی'' نامی ایک شخص تھا۔ اتفاق سے ایک دن سابق کا لڑکا شکار کھیلنے کو اپنی شکار گاہ میں گیا۔ حلب کے گرد ونواح کے کسی قلعہ کا ترکمان یہ خبر پا کر شکار گاہ میں پہنچ گیا اور اس کو گرفتار کر کے مسلم بن قریش کے پاس بھیج دیا۔ مسلم بن قریش اس کو نظر بند کر کے پھر حلب کی جانب لوٹا اور اس کے باپ سابق سے حلب حوالے کرنے کی شرط پر اس کے بیٹے کو رہا کرنے کا معاہدہ کیا۔ چنانچہ سابق نے شہر پناہ کے دروازے کھول دیئے۔ اور مسلم بن قریش نے کامیابی کے ساتھ ۴۷۳ھ میں شہر پر قبضہ کر لیا۔

بنو صالح کی حکومت کا اختتام:......سابق بن محمود اور اس کا بھائی وثاب قلعہ نشین ہو گئے۔ کچھ عرصے بعد امان حاصل کر کے قلعہ کو بھی مسلم کے حوالہ کر دیا۔ چنانچہ مسلم نے حلب اور اس کے مضافات پر قبضہ کر لیا۔ پھر سلطان ملک شاہ کی خدمت میں بشارت فتح کا نامہ روانہ کیا۔ اور یہ درخواست

کی حسب دستور مجھے مقبوضہ علاقوں کی حکومت خراج ادائیگی کی شرط پر مرحمت کردی جائے۔ چنانچہ سلطان ملک شاہ نے اس کی درخواست کی قبول کر لی چنانچہ یہ علاقے مسلم بن قریش کے زیر کنٹرول علاقوں میں داخل وشامل ہو گئے۔ یہاں تک سلطان نے اس کے بعد ان علاقوں پر قبضہ کرلیا۔

سلیمان بن قطلمش اور حلب:...... آپ اوپر پڑھ چکے ہیں کہ مسلم بن قریش کو سلیمان بن قطلمش نے قتل کیا تھا۔ جیسا کہ مسلم کے حالات میں تحریر کیا گیا۔ چنانچہ جب سلیمان نے اس کو قید حیات سے سبکدوش کردیا۔ تو ''ابن حسین عباسی'' سپہ سالار حلب نے حلب حوالہ کردینے کا پیغام سلیمان کے پاس بھیجا۔ اس سے پہلے تتش نے بھی حلب کا محاصرہ کیا تھا۔ اور جنگ کر کے اس پر قبضہ کر لینے کی تمنا کی تھی۔ ابن حسین نے دونوں سے مصلحتاً حلب حوالے کرنے کا وعدہ کرلیا تھا۔ کسی ذریعہ سے یہ خبر تتش تک پہنچ گئی۔ چنانچہ فوراً سامان جنگ درست کر کے حلب کی طرف کوچ کردیا۔ ادھر سلیمان بن قطلمش بھی پہنچ گیا۔ اور دونوں کی مڈ بھیڑ ہوگئی۔ سخت اور خون ریز جنگ کے بعد سلیمان مارا گیا۔ یہ واقعہ ۴۷۹ھ کا ہے۔

تتش کا قلعہ حلب کا محاصرہ:...... تتش نے سلیمان کے قتل کے بعد اس کا سر کاٹ کر ابن حسین کے پاس حلب روانہ کردیا اور وعدہ پورا کرنے کی درخواست کی ابن حسین نے لکھا کہ میں اس کے بارے میں سلطان ملک شاہ سے مشورہ کرلوں تو حلب کو آپ کے حوالہ کردوں گا تتش کو اس جواب سے بیحد غصہ آیا۔ چنانچہ حلب کا محاصرہ کرلیا اہل شہر نے خط وکتابت کر کے ساز باز کر لی اور رات کے وقت تتش کو شہر میں داخل کرلیا۔ چنانچہ تتش شہر حلب پر قابض ہو گیا پھر تتش کے امراء میں سے امیر ارتق بن اکسک نے ابن حسین کی سفارش کی۔ سالم بن بدران بن مقلد نے قلعہ کے دروازہ بند کر لئے تتش نے اس کا بھی محاصرہ کرلیا۔

ملک شاہ کی پیش قدمی:...... ابن حسین نے اس واقعہ سے پہلے سلطان ملک شاہ کی خدمت میں، اسے تاج الدولہ تتش کی طرف سے خطرہ پیدا ہوتے وقت ایک خط حلب پر قبضہ کی دعوت کا روانہ کیا تھا اس بناء پر سلطان ملک شاہ نے اصفہان سے ۴۷۹ھ ❶ میں حلب کی جانب کوچ کردیا تھا۔ چنانچہ موصل ہوتا ہوا حران پہنچا اور اس کو ابن شاطر سے چھین کر محمد بن شرف الدولہ کو بطور جاگیر عطا کر دیا اس کے بعد الرہا کی طرف قدم بڑھایا اور اس کو رومیوں کے ہاتھ سے چھین کر قابض ہو گیا۔ رومیوں نے اسے ابن عطیہ سے خریدا تھا۔ پھر قلعہ جعفر (جعبر) کی طرف بڑھا۔ ایک رات ودن کے محاصرے کے بعد اس کو بھی فتح کرلیا۔ جتنے بنی قشیر وہاں ملے سب کو تہہ وتیغ کیا۔

قلعہ جعبر پر قبضہ:...... قلعہ جعبر پر ایک بوڑھا نابینا شخص حاکم تھا اس کے دو بیٹے تھے۔ یہ لوگ رہزنی کیا کرتے تھے اور مسافروں سے لوٹ مار کر قلعہ میں چلے جاتے تھے۔ اس قلعہ کو فتح کر کے منبج پہنچ گیا اور اس کو بھی اپنے مقبوضات میں داخل کر کے حلب کی طرف بڑھا۔ اس کا بھائی تاج الدولہ تتش اس وقت قلعہ حلب کا محاصرہ کئے ہوئے تھا۔ سترہ دن گزر چکے تھے نہ تو اہل قلعہ نے اطاعت قبول کی اور نہ اسے بزور تیغ ومحاصرہ کسی کامیابی کی صورت دکھائی دی تھی سلطان ملک شاہ کی آمد کی خبر سن کر محاصرہ اُٹھالیا اور دمشق کی جانب لوٹ گیا۔

ملک شاہ کا حلب پر قبضہ:...... سلطان ملک شاہ نے شہر پر قبضہ کرلیا قلعہ کا حاکم تھوڑی دیر تک لڑتا رہا دونوں طرف سے تیر باری ہوتی رہی بالآخر سالم بن بدران نے اپنی ناکامی کا یقین کر کے اطاعت قبول کر لی اور قلعہ کو اس شرط سے قلعہ جعبر اسے بطور جاگیر مرحمت فرمایا جائے، سلطان ملک شاہ کے حوالہ کر دیا۔ چنانچہ سلطان نے قلعہ جعبر بطور جاگیر اسے دے دیا۔ چنانچہ اس وقت سے یہ قلعہ اس کے اور اس کے بیٹوں کے قبضہ میں رہا یہاں تک کہ سلطان نورالدین محمود زنگی شہید نے اس سے چھین لیا۔

آقسنر حلب کا گورنر:...... اسی دوران شیراز کے والی نصر بن علی بن منقد کنانی نے اطاعت وفرماں برداری کا ایک پیغام سلطان کی خدمت میں بھیجا، سلطان نے اپنی طرف سے قسیم الدولہ آقسنقر کو جو الملک العادل سلطان نورالدین شہید زنگی کے دادا تھے حلب کا گورنر مقرر کردیا اور خود عراق چلا گیا پھر حلب والوں کی سفارش پر ابن حسین کو معاف کر کے دیار بکر بھیج دیا۔ چنانچہ ابن حسین وہاں جاکر مقیم ہو گیا اور نہایت تنگی اور فقر وفاقہ کی حالت میں وہیں اس کا انتقال ہو گیا۔ (واللہ مالک الامور لارب غیرہ)

---

❶ ...... ابن اثیر نے اس کا نام ''ابن حتیتی'' تحریر کیا ہے۔ (جلد ۱۰ صفحہ ۱۱۵)

''حلہ'' کے حکمران بنو مزید کی حکومت کے حالات و واقعات

بنو مزید قبیلہ بنو اسد میں سے تھے یہ لوگ بغداد سے بصرہ اور نجد تک پھیلے ہوئے تھے۔ انہی لوگوں کا ''نعمانیہ'' تھا۔ انہی کے اعزہ اور خاندان سے بنو دبیس اطراف خوزستان کے ایک جزیرے میں جو انہی کی وجہ سے معروف و مشہور تھا۔ بنو مزید کا سردار ابوالحسن علی بن مزید اور اس کا بھائی ابوالغنائم تھا۔ ابوالغنائم ابتداءً بنو دبیس کے پاس گیا۔ اور ایک مدت تک ان کے پاس مقیم رہا۔ پھر ان ❶ کے ہاں سے بھاگ آیا۔ کوئی شخص اس کو پکڑ نہ سکا۔ پھر یہ ابوالحسن کے پاس پہنچ گیا۔ اور سارے واقعات اس کو بتائے کہ ابوالحسن نے ان لوگوں پر چڑھائی کی۔ اور عمید الجیوش سے مدد مانگی۔ چنانچہ عمید الجیوش نے دریا کے راستے دیلمی فوج کو اس کی کمک پر روانہ کیا۔ دونوں میں گھمسان کی لڑائی ہوئی۔ اور ابوالحسن شکست کھا کر بھاگ گیا۔ ابوالغنائم ❷ اسی معرکہ میں کام آ گیا۔ یہ واقعہ ۴۰۱ھ کا ہے۔

بنو دبیس اور ابوالحسن کی جنگ:...... جب ۴۰۵ھ کا دور آیا تو ابوالحسن نے بڑی فوج مرتب کر کے اپنے بھائی ابوالغنائم کا بدلہ لینے کے لئے بنو دبیس پر چڑھائی کر دی۔ بنو دبیس نے بھی یہ خبر سن کر بہت بڑا جم غفیر جمع کر لیا۔ مضر، حسان، بنہان اور طراد بنو دبیس کے علاوہ ان اطراف کے کرد شاہی اور کرد حاوانیہ بھی جمع ہو گئے دونوں کی جنگ ہوئی۔ اور میدان ابوالحسن کے ہاتھ رہا۔ بنو دبیس کو شکست ہوئی۔ حسان اور بنہان مارے گئے۔ ابوالحسن بن مزید ان کے مال و اسباب اور تمام علاقوں پر قابض ہو گیا۔ بنو دبیس کے باقی سپاہی بھاگ کر جزیرہ پہنچ گئے۔ فخر الدولہ نے جزیرہ دبیسہ کی حکومت ان کے حوالے کر دی۔ اور اس میں سے طیب اور قرقوب کو مستثنیٰ کر لیا۔ ابوالحسن نے کامیابی کے بعد اسی جگہ پر قیام اختیار کر لیا۔ کچھ عرصے بعد ''مضر بن دبیس'' نے ایک فوج مرتب کی اور ایک روز رات کے وقت ابوالحسن پر شبخون مارا ابوالحسن کو اس کی خبر نہ تھی۔ لہٰذا شکست کھا کر شہر ''نیل'' میں جا کر دم لیا اور وہاں پناہ گزیں ہو گیا۔ مضر نے اس کے مال و اسباب اور جزیرہ پر قبضہ کر لیا۔

علی بن مزید کی وفات اور دبیس بن علی کی امارت:...... ۴۰۸ھ میں ابوالحسن بن مزید اسدی اپنی زندگی پوری کر کے انتقال کر گیا۔ اور اس کی جگہ اس کا بیٹا نور الدولہ ابوالاعز دبیس حکمرانی کرنے لگا۔

اس کے باپ نے اپنی زندگی میں اس کے بھائی کو اپنا ولیعہد مقرر کیا تھا۔ اور سلطان الدولہ نے اس کو خلعت عطا کی تھی اور ولیعہدی کی اجازت دے دی تھی۔ مگر باپ کے مرنے کے بعد جب یہ حکمران بن گیا تو اس کا بھائی مقلد بن ابوالحسن امارت کا دعویدار ہوا۔ اور بنو عقیل کے پاس گیا اور انہیں لوگوں میں قیام اختیار کر لیا۔ اسی وجہ سے دبیس اور قرواش سرداران بنو عقیل کے درمیان متعدد لڑائیاں ہوئیں۔ دبیس نے ان کے خلاف بنو خفاجہ کو ملا لیا اور انبار کو اس سے ۴۱۷ھ میں چھین لیا۔ اس کے بعد خفاجہ نے دبیس سے بدعہدی کی اس وقت ان کا سردار منیع بن حسان نامی ایک شخص تھا۔ اس نے ''جامعین'' کی جانب کوچ کیا اور اسے تباہ و برباد کر کے کوفہ پر قابض ہو گیا۔ اس کے بعد دبیس اور قرواش کا باہم اتفاق ہو گیا۔ اس وجہ سے انتظامات درست ہو گئے مگر خفاجہ بنو عقیل کنارہ فرات کو دبا بیٹھے۔

جزیرہ دبیسہ پر منصور بن حسین کا قبضہ:...... جزیرہ دبیسہ ایک عرصے سے طراد بن دبیس کے قبضہ اقتدار میں تھا۔ ۴۱۸ھ میں منصور بن حسین نے جو کہ قبیلہ بنو اسد کی شاخوں میں سے تھا ''طراد بن دبیس'' کو جزیرہ دبیسہ سے نکال کر قبضہ کر لیا۔ اس واقعہ کے چند دنوں بعد طراد مر گیا اور اس کا بیٹا ''ابوالحسن'' جلال الدولہ کی خدمت میں بغداد چلا گیا۔ منصور بن حسین نے ملک ابو کالیجار کے نام کا خطبہ جلال الدولہ کے بجائے پڑھنا شروع کر دیا تھا۔ علی بن طراد نے جلال الدولہ سے یہ درخواست کی کہ اگر آپ ایک فوج میری کمک پر مامور کر دیں۔ تو میں ایک لمحے میں منصور کو جزیرہ سے نکال کر دوں گا۔ چنانچہ جلال الدولہ نے علی بن طراد کے ساتھ ایک فوج روانہ کی۔ علی بن طراد نے واسط کی جانب کوچ کیا اور نہایت تیزی سے سفر کیا منصور کو اس کی خبر ملی تو اس نے تیاری شروع کر دی۔ بعض ترک امراء یعنی ابو صالح کرکبر نے اس کی کمک پر کمر باندھی۔ ابو صالح کسی وجہ سے جلال الدولہ

---

❶...... تاریخ کی غلطی ہے اس سنہ میں سلطان ملک شاہ سریر حکومت پر نہ تھا۔ یہ واقعہ ۴۷۹ھ کا ہے۔ دیکھو تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۱۰ صفحہ ۶۰ مطبوعہ مصر۔ مترجم۔ ❷...... ابوالغنائم کے بھاگ آنے کی یہ وجہ تھی کہ اس نے بنو دبیس کے ایک سردار کو مار ڈالا تھا۔ (تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۹ صفحہ ۱۳۷ مطبوعہ مصر)

کے پاس سے بھاگ کر ابو کالیجاء کے پاس آ گیا تھا۔ اس لئے ابو صالح نے منصور کی مدد پر آمادگی ظاہر کی۔ ان لوگوں کی علی بن طراد سے جنگ ہوئی اور میدان ان لوگوں کے ہاتھ رہا علی بن طراد کو شکست ہوئی اور وہ مارا گیا۔ ترکوں کا ایک گروپ جس کو جلال الدولہ نے اس کی مدد پر مقرر کیا تھا اس معرکہ میں کام آ گیا۔ جزیرہ دبیسہ کی حکومت پر ''منصور بن حسین'' استقلال و استحکام کے ساتھ حکمرانی کرنے لگے۔

دبیس اور جلال الدولہ کے جھگڑے: ...... مقلد یعنی دبیس بن مزید کا بھائی جیسا کہ ہم اوپر تحریر کر چکے ہیں۔ بنو عقیل کے پاس چلا گیا تھا۔ چونکہ اس کی نور الدولہ دبیس سے دشمنی تھی۔ اس لئے یہ منیع بن حسان امیر خفاجہ کے پاس پہنچ گیا۔ اور دونوں متفق ہو کر جلال الدولہ کی مخالفت اور ابو کالیجار کے نام کا خطبہ پڑھنے کے لئے دبیس سے جنگ کرنے نکل پڑے۔ دبیس کو اس کی خبر مل گئی۔ لهٰذا اس نے ابو کالیجاء کو عراق بلوالیا۔ چنانچہ ابو کالیجاء واسط آ گیا۔ اس وقت الملک العزیز بن جلال الدولہ واسط ہی میں تھا۔ ابو کالیجاء کی آمد کی خبر پا کر واسط چھوڑ کر ''نعمانیہ'' کی طرف روانہ ہو گیا۔ دبیس نے شہر کا بند توڑ دیا، بہت سا مال و اسباب ضائع ہو گیا۔ بے شمار لوگ ڈوب کر ہلاک ہو گئے۔ ابو کالیجاء نے قراوش (والی موصل) اور اثیر عنبر (خادم) کو عراق آنے کی ترغیب دی۔ چنانچہ یہ لوگ عراق کی جانب روانہ ہو گئے۔ اور رفتہ رفتہ کحیل پہنچے۔ کا اس مقام پر انتقال ہو گیا۔ جلال الدولہ نے فوجیں فراہم کیں اور ابو الشوک (کردعلاقے کے حاکم) سے امداد طلب کی۔ چنانچہ ابو الشوک مدد کے لئے واسط کی جانب آیا۔ اور وہیں قیام پذیر ہو گیا، بارش شروع ہو گئی تھی اور ہر طرف کیچڑ ہی کیچڑ نظر آنے لگی۔ جلال الدولہ کو تنگ دستی ستانے لگی۔ اس نے اپنے ساتھیوں کے مشورے سے فوجیں مرتب کر کے اہواز کی طرف غارتگری کے ارادے سے قدم بڑھائے۔ اس وقت اہواز پر ابو کالیجاء کا قبضہ تھا۔ ابو کالیجاء نے یہ سن کر اہواز کو جلال الدولہ کی دست برد سے بچانے کے لئے جلال الدولہ کو یہ کہلوا دیا۔ کہ سلطان محمود بن سبکتگین کی فوجیں عراق کی طرف بڑھ رہی ہیں۔ مگر جلال الدولہ نے ذرا بھی اس خبر کی طرف توجہ نہ کی۔ اور کوچ و قیام کرتا ہوا اہواز پہنچ گیا۔ اور بغیر مزاحمت و قتال کے اہواز کو دل کھول کر لوٹا۔ جلال الدولہ کے کانوں تک بھی یہ خبر پہنچ گئی۔ تو فوراً فوجیں مسلح اور مرتب کر کے جلال الدولہ کے مقابلے کے لئے روانہ ہو گیا۔ اور دبیس کو خفاجہ کی غارتگری کے خیال سے اپنے مال و اسباب کی حفاظت کے لئے چھوڑ گیا۔ جلال الدولہ اور ابو کالیجاء کی مڈبھیڑ ہو گئی۔ اور سخت اور خونریز جنگ [1] کے بعد ابو کالیجاء کو شکست ہوئی۔ اس کے بہت سے ساتھی کام آ گئے۔ جلال الدولہ نے واسط پر قبضہ کر کے اپنے بیٹے الملک العزیز کو واسط کی حکومت پر جیسا کہ اس سے پہلے تھا مقرر کر دیا۔

دبیس اور مقلد کی جنگ: ...... اس شکست کے بعد دبیس خفاجہ کے خوف ابو کالیجاء کا ساتھ چھوڑ کر اپنے شہر آ گیا۔ اس کے رشتہ داروں کا ایک گروپ اس کا مخالف ہو کر ''اطراف جامعین'' میں لوٹ مار کر رہا تھا۔ دبیس نے ان سے جنگ کی اور ان کے خلاف کامیابی حاصل کر کے ان کے ایک گروپ کو قید کر لیا ان میں ابو عبید اللہ حسن ابن ابو الغنائم بن مزید شبیب، سرایا اور وہب بن حماد بن مزید وغیرہ بھی تھے۔ دبیس نے ان لوگوں کو جوسق میں قید کر دیا۔ اس کے بعد اس کے بھائی مقلد نے عرب کو متحد کیا اور جلال الدولہ سے مدد طلب کی۔ چنانچہ جلال الدولہ نے اس کی کمک کے لئے فوجیں روانہ کیں۔ مقلد نے دبیس پر حملہ کیا۔ اس جنگ میں دبیس کو شکست ہوئی۔ بے شمار ساتھیوں کو مقلد نے گرفتار کر لیا۔ اور اس کے مال و اسباب اور لشکر گاہ کو لوٹ لیا۔ جتنے قیدی تھے۔ انہیں لے جا کر قید کر دیا۔ دبیس پریشان حال شکست اٹھا کر ''سندیہ'' میں جا کر پناہ گزیں ہو گیا۔ اور پھر مجد الدولہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ کچھ عرصے بعد جلال الدولہ سے صلح صفائی ہو گئی۔ اس نے سند گورنری دینے کی شرط پر مال مقررہ کے ادا کرنے کی ضمانت دی۔ چنانچہ جلال الدولہ نے دبیس کی اس درخواست کو منظور کر لیا۔ اور سند حکومت کے ساتھ ''خلعت خوشنودی'' بھی عنایت کی جس سے دبیس کی حالت دوبارہ درست ہو گئی۔

مطیر آباد اور نیل کی تباہی: ...... مقلد کو ان واقعات کی خبر ملی تو اس وقت اس کے لشکر میں ''خفاجہ'' کا ایک جم غفیر تھا۔ چنانچہ سب نے مطیر آباد اور نیل کو تباہ و برباد کیا اور اس کے مضافات کو بھی دل کھول کر لوٹا۔ حلہ اس وقت تک تعمیر نہیں کیا گیا تھا۔ اس کے بعد مقلد نے دجلہ عبور کیا۔ اور ابو الشوک کے پاس پہنچا اور اس کے ہاں مقیم رہا۔ یہاں تک کہ سارے کام درست ہو گئے۔

فتنہ دبیس و ثابت: ...... ابو قوام ''ثابت بن علی بن مزید'' ایک طویل مدت سے بساسیری کے پاس رہا کرتا تھا۔ اور اس کے خاص حاشیہ نشینوں میں

[1] ...... یہ جنگ ۴۲۰ھ میں ہوئی تھی۔ تین دن تک لڑائی ہوتی رہی۔ دیکھیں (تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۹ صفحہ ۱۵۶ مطبوعہ مصر) مترجم

سے تھا ۴۴۴ھ میں بساسیری نے دبیس پر حملہ کیا۔ ابوقوام ثابت بھی اس کے ساتھ تھا۔ چنانچہ نیل اور دبیس کے سارے علاقوں پر بساسیری نے قبضہ کرلیا۔ دبیس نے اپنے ساتھیوں کے ایک گروپ کو ثابت سے جنگ کرنے روانہ کیا۔ اتفاق سے ان لوگوں کو ثابت کے مقابلہ میں شکست ہوگئی۔ لہٰذا دبیس نے اپنے ساتھیوں کی شکست سے مطلع ہوکر اپنے شہر کو ثابت کے لئے چھوڑ دیا اور وہاں سے بھاگ گیا۔ یہاں تک کہ بساسیری بغداد واپس گیا۔ اس وقت دبیس نے بنواسد اور خفاجہ کو متحد کیا۔ ابوکامل منصور بن قراد بھی اتحادی بن گیا۔ ان سب نے اپنے مال واسباب کو ایک قلعہ ❶ میں رکھ کر دبیس کو دوبارہ حکومت وامارت دلانے کے لئے کوچ کیا۔ مقام ''جرجرایا'' ❷ میں ثابت سے مقابلہ ہوا۔ بہت بڑی اور سخت لڑائی ہوئی۔ جس میں فریقین کے سکیڑوں آدمی کام آ گئے۔ پھر خود بخود ایک دوسرے سے علیحدہ ہوگئے۔ صلح کا نامہ و پیام ہونے لگا۔ بالآخر اس شرط پر کہ دبیس کو اس کے علاقے واپس دے دیئے جائیں۔ اور انہی علاقوں میں سے بعض صوبے اس کے بھائی ثابت کے حوالہ کئے جائیں۔ لہٰذا مصالحت ہوگئی۔ اور عہد نامہ لکھا گیا۔ دونوں فریقوں نے قسمیں کھائیں اور علیحدہ ہوگئے۔ اس کے بعد بساسیری ثابت کی امداد کے لئے نعمانیہ پہنچا۔ لیکن صلح کی خبر سن کر واپس چلا گیا۔

فتنہ دبیس اور لشکر واسط:......الملک الرحیم نے ۴۴۱ھ میں نہر صلہ اور نہر فضیل کے متعلق علاقے جو کہ لشکر واسط کی جاگیر سے تھے دبیس بن مزید کو بطور جاگیر عطا کر دیئے۔ اس سے لشکر واسط میں ناراضگی پیدا ہوئی۔ چنانچہ سب کے سب متحد ہوکر دبیس پر حملہ آور ہوگئے۔ اور لڑائی کی دھمکی دی۔ لیکن دبیس نے جواب دیا کہ الملک الرحیم نے مجھے جاگیر دی ہے آؤ ہم اور تم اپنی اپنی درخواست الملک الرحیم کی خدمت میں بھیجیں۔ جو کچھ وہ فیصلہ کردیں گے۔ اس پر ہم لوگ قناعت کریں گے۔ لشکر واسط نے اس جواب کی طرف ذرا بھی توجہ نہ کی اور حملہ کردیا۔ دبیس نے یہ خبر سن کر چند دستہ فوج کمین گاہ میں بٹھادی۔ پھر جب لشکر واسط کمین گاہ سے گزر کر آگے بڑھا۔ دبیس کی فوج نے کمین گاہ سے نکل کر لشکر واسط پر حملہ کردیا لشکر واسط اس اچانک حملہ سے گھبرا کر بھاگ کھڑا ہوا۔ اور دبیس کی فوج نے انتہائی بے رحمی اور نہایت سختی سے ان کو جی کھول کر پامال کیا۔ ان کے مال واسباب کو لوٹ لیا۔ ہزاروں مال مویشی اور بار برداری کے جانور پکڑ لئے۔ اس شکست کے بعد لشکر واسط کی جانب لوٹ گئے اور لشکر بغداد سے مدد طلب کی۔ چنانچہ بساسیری کو ان لوگوں کے مقابلے کی ترغیب اور نہر صلہ اور نہر فضیل واپس دلانے کی تحریک کرنے لگے۔

خفاجہ اور دبیس کی جنگ:......۴۴۱ھ ❸ میں بنوخفاجہ نے ''جامعین'' کی طرف قدم بڑھائے۔ جامعین دبیس کے زیر کنٹرول علاقہ تھا۔ بنوخفاجہ نے اس کے اطراف میں دھند مچادی۔ غربی فرات کو لوٹ لیا۔ اس وقت دبیس مشرقی فرات میں تھا۔ ان واقعات سے مطلع ہوکر دبیس نے بساسیری سے مدد کی درخواست کی۔ چنانچہ بساسیری خود اس کی کمک کے لئے آیا۔ دبیس نے بساسیری کے ساتھ فرات عبور کرکے خفاجہ سے لڑائی چھیڑ دی اور اپنے پُرزور حملوں سے بنوخفاجہ کو جامعین کی حدود سے باہر نکال دیا۔ چنانچہ بنوخفاجہ بریہ کا کی طرف چلے گئے اور کچھ عرصے بعد واپس آکر دوبارہ ہنگامہ فساد برپا کردیا۔ دبیس نے ان پر دوبارہ حملہ کیا۔ چنانچہ بنوخفاجہ جامعین چھوڑ کر بریہ کی طرف بڑھے۔ دبیس نے تعاقب کیا اور خفان ❹ پہنچ کر بنوخفاجہ سے مڈبھیڑ ہوگئی۔ چنانچہ دبیس نے ان لوگوں پر نہایت سختی سے حملہ کیا۔ اور خفان کا چاروں طرف سے مڈبھیڑ کرلیا۔ اور طاقت سے اسے فتح کرکے بنوخفاجہ کو وہاں سے نکال دیا۔ قلعہ کو منہدم کرکے زمین دوز کردیا۔ اس کے بعد بغداد کی جانب لوٹ گیا۔ خفاجہ کے قیدی اس کے ساتھ تھے۔ بغداد پہنچ کر ان سب لوگوں کو صلیب پر چڑھادیا۔ تھوڑے دن وہاں قیام کرکے ''جری'' کی طرف قدم بڑھایا اور اس کا محاصرہ کرلیا۔ جری والوں نے صلح کی درخواست کی۔ چنانچہ بساسیری نے سات ہزار دینار تاوان جنگ طلب کیا جو ان لوگوں نے اپنے ذمے لے لیا۔ چنانچہ بساسیری نے ان لوگوں کو امن دے دیا۔

الحمدللہ یہاں پر جلد پنجم کا پہلا حصہ ختم ہوا

---

❶......یہاں جدید عربی ایڈیشن جلد ۴ صفحہ ۲۸۲ پر عبارت اس طرح ہے کہ ''وترکوا حللھم بین حصنی، خصا وحربی''، یعنی انہوں نے اپنا مال واسباب کو خصا اور حربی نامی دو قلعوں کے درمیان کسی جگہ یا علاقہ میں رکھا۔ اور تاریخ ابن خلدون ہی کے ایک نسخے میں خصا اور حربی کے بجائے قلعوں کے نام خفان اور جری تحریر ہیں جو صحیح نہیں۔ دیکھیں ابن اثیر کی (تاریخ الکامل جلد ۹ صفحہ ۴۳۶)۔ ❷......ایک نسخے میں جرجرایا کے بجائے جرجرا تحریر ہے جو صحیح نہیں۔ دیکھیں (تاریخ الکامل جلد ۹ صفحہ ۴۳۶)۔ ❸......یہاں جدید عربی ایڈیشن جلد ۴ صفحہ ۲۸۲ پر ۴۴۱ھ کے بجائے ۴۴۶ھ تحریر ہے۔ ثناء اللہ محمود۔ ❹......یہ وہی قلعہ ہے جس کا ذکر ''فتنہ دبیس اور ثابت'' کے عنوان کے تحت آیا تھا اور وہاں وضاحت کردی تھی۔ کہ یہ اصل میں خفان نہیں بلکہ خصا ہے۔ اسی طرح اگلی سطور میں جری کا ذکر بھی ہے۔ جس کے بارے میں وضاحت کی تھی کہ یہ جری نہیں بلکہ حربی ہے۔ دیکھیں (تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۹ صفحہ ۴۳۶) ثناء اللہ محمود۔

تاریخ ابن خلدون

جلد پنجم

حصہ دوم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

غرل بیگ کا مکمل قبضہ اور خطبہ:...... جس وقت بنو بویہ کی حکومت کا زمانہ ختم ہو گیا اور (تاتاریوں) نے انہیں مغلوب و مقہور کر دیا اور حکومت سلطنت سلطان طغرل بیگ شاہ سلجوقیہ) نے اپنے قبضہ میں لے لی اس وقت سلطان موصوف دارالخلافت بغداد میں آیا اور خلیفہ اسلام پر حاوی ہو کر سلامی منبروں پر اپنے نام کا خطبہ پڑھا اور ''الملک الرحیم'' بنی بویہ کے آخری حکمران کو گرفتار کر لیا❶ جیسا کہ یہ واقعات تفصیل سے بنو بویہ کے حالات ں لکھے جا چکے ہیں

ساسیری اور دبیس کی طغرل بیگ سے جنگ:...... بساسیری نے الملک الرحیم سے اس سے پہلے وہ واسط سے بغداد کے جانب روانہ ہو لطان طغرل بیگ سے جنگ کے لئے علیحدہ ہو کر کوچ کر دیا تھا۔ قطلمش طغرل بیگ کا چچازاد (یہ روی علاقوں کے حکمرانوں کا جدامجد اور قلیج اور ارسلان کی اولاد سے تھا) اس ارادے میں (تاتاریوں) کے خلاف اس کا اتحادی تھا۔ مہتمم الدولہ ابوالفتح عمر اس کے ساتھ تھا۔ قریش بن بدران (والی موصل) غیرہ بھی اس کے لشکر میں تھے چنانچہ دبیس اور بساسیری نے تاتار سے مقام سنجار میں جنگ لڑی مگر سلطان طغرل بیگ نے ان لوگوں کو پہلے ہی معرکہ ں شکست دے دی۔ قریش زخمی ہو کر میدان جنگ سے دبیس کے پاس آیا۔ دبیس نے اس کو تسلی دی اور اس کے ساتھ موصل چلا گیا۔ موصل میں سب نے متحد ہو کر دوبارہ جنگ کی رائے قائم کی۔ دبیس' قریش اور بساسیری اپنی اپنی فوجیں تیار کر کے بریہ کی طرف چل پڑے بنی نمیر اصحاب حران ور رقہ کا ایک بڑا لشکر ان لوگوں کے قافلے میں تھا۔ سلطانی لشکر نے سلجوقی امیر ہزاردست کی کمان میں ان لوگوں کا تعاقب کیا اور دو چار منزلیں طے کر کے ان کے سروں پر پہنچ کر حملہ کر دیا چنانچہ ان لوگوں کو شکست ہوگئی' پھر سلطانی لشکر بہت سا مال غنیمت اور قیدی لے کر واپس آ گیا۔

قریش کی تہی دستی:...... جنگ کے خاتمے کے دبیس اور قریش نے ہزاردست کو کہلوایا کہ اب ہم لوگ بے دست و پا ہو گئے ہیں' زمین ہم پر تنگ ہو رہی ہے سلطان طغرل بیگ ہمارے حال زار پر رحم کرے،، چنانچہ ہزاردست نے سلطان کی خدمت میں ان لوگوں کا پیغام پہنچا دیا اس پر سلطان طغرل بیگ نے عفو تقصیر کا وعدہ کر لیا چنانچہ دبیس نے اپنے بیٹے بہاء الدولہ کو قریش کے وفد کے ساتھ دربار سلطانی میں روانہ کیا سلطان طغرل بیگ نے ن دونوں کی عزت افزائی کی اور انتہائی توقیر و احترام سے پیش آیا۔

نیال کی بغاوت:...... اس واقعہ کے بعد نیال (سلطان کا بھائی) ہمدان میں باغی ہو گیا۔ چنانچہ طغرل بیگ اس کی سرکوبی اور جنگ کے لئے بغداد سے روانہ ہو گیا۔ جیسے ہی سلطان نے بغداد سے کوچ کیا بساسیری نے دارالخلافت بغداد کی طرف قدم بڑھائے) خلیفہ قائم نے یہ سن کر دبیس کو کہلوایا کہ تم دارالخلافت بغداد میں قیام کرو مگر دبیس نے معذرت کی کہ بغداد میں اہل عرب قیام نہیں کر سکتے۔ تب خلیفہ قائم نے کہلوایا کہ اچھا تم اپنے پاس ہمیں آنے کی اجازت دو تا کہ ہم تم اور ہزاردست متحد ہو کر بساسیری سے مقابلہ کے لئے سوچیں ابھی اس کا کچھ جواب نہیں آیا تھا کہ بساسیری پہنچ گیا اور دارالخلافت بغداد میں داخل ہو گیا۔ قریش بن بدران بھی اس کے ساتھ تھا اس نے ۴۵۰ھ میں دارالخلافت پر قبضہ کر لیا اور دولت علویہ کے حکمران کے نام کا خطبہ پڑھا خلیفہ قائم نے قرش بن بداران سے امن مانگا چنانچہ قریش نے خلیفہ کو امن دے کر حفاظت کے ساتھ مہاوش عقیلی کے پاس جو کہ اس کا خاندانی رشتہ دار تھا روانہ کر دیا۔ بساسیری اور اس کے ساتھیوں نے بغداد پر قبضہ کرنے کے بعد طرح طرح کی بدافعالیاں اور بری حرکات کرنا شروع کر دیں جس کے ذکر سے بدن کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ دبیس بن علی بن مزید اور صدقہ بن منصور بن حسین جزیرہ دبیسہ کے حاکم نے اطاعت قبول کر لیا۔ یہ اپنے باپ کے مرنے کے بعد حکمران بنا تھا۔ ان واقعات کو ہم اوپر بیان کر چکے ہیں۔

بساسیری کا قتل اور دبیس کا فرار:...... اس کے بعد سلطان طغرل بیگ اپنے بھائی نیال کی مہم سے فارغ ہو کر ہمدان واپس آ گیا بساسیری اور اس

❶...... یہ واقعات ۴۴۷ھ کے ہیں (تاریخ کامل ابن اثیر مطبوعہ مصر ۲۵۴۔ جلد ۹) (مترجم)

کے ساتھی یہ خبر سنتے ہی بغداد سے نکل کر بھاگ گئے اور دبیس کے علاقے میں جا کر دم لیا۔ صدقہ بن منصور ان کی رفاقت چھوڑ کر ہزار دست کے پاس واسط چلا گیا اور سلطان طغرل بیگ خلیفہ کو قصر خلافت میں واپس لے آیا اور پھر فوجیں تیار کر کے بساسیری کے تعاقب میں روانہ ہوا اس کے مقدمتہ الجیش پر خمارتکین طغرائی تھا دو ہزار جنگجو اس کے لشکر میں تھے۔ ''سرایا بن منیع خفاجی'' بھی اس کے ساتھ تھا۔ اگلے دن سلطانی مقدمتہ الجیش دبیس بن مزید اور بساسیری کے سر پر پہنچ گیا پھر لڑائی چھڑ گئی۔ چنانچہ دبیس میدان جنگ سے شکست اٹھا کر بھاگ گیا۔ بساسیری تنہا سینہ سپر لڑتا رہا آخر کار میدان جنگ میں مارا گیا یہ واقعات ۴۵۱ھ کے ہیں۔ لڑائی ختم ہونے کے بعد سلطان طغرل بیگ بغداد کی جانب واپس چلا گیا پھر واسط کی طرف کوچ کیا۔ ہزار دست بن تنکین اس کی خدمت میں حاضر ہوا اور دبیس بن مزید اور صدقہ بن منصور کی سفارش کی۔ سلطان نے پھر معافی کا وعدہ کر لیا چنانچہ یہ دونوں حاضر ہوئے اور اس کے لشکر میں بغداد کے جانب روانہ ہوئے سلطان طغرل بیگ نے بغداد پہنچ کر ان دونوں کو خلعتیں عطا کیں اور انہیں ان کے صوبوں میں واپس بھیج دیا۔

دبیس کی وفات: ...... دبیس اس زمانے سے مسلسل اپنے صوبہ میں حکمرانی کرتا رہا یہاں تک کہ ۴۷۴ھ میں اپنی حکومت کے ستاون سال پورے کر کے اس دار فانی سے کوچ کر گیا۔ یہ شخص ''محدوح خلائق'' تھا شعراء نے اس کی وفات کے بعد اس کی زندگی سے زیادہ اس کی تعریف میں مدح کی اور مرثیے لکھے۔

منصور بن دبیس کی امارت: ...... اس کے مرنے کے بعد اس کے تمام صوبوں اور بنو اسد پر اس کا بیٹا ابو کامل منصور حکمران بنا اور بہاء الدولہ کا لقب اختیار کیا۔ سلطان ملکشاہ کی خدمت میں سلام کرنے حاضر ہوا سلطان نے اس کے صوبوں کی حکومت پر اس کو بحال رکھا۔ ماہ صفر ۴۷۵ھ میں واپس اپنے دار الحکومت میں آیا اور نہایت عدل و انصاف و خوش سیرتی سے حکومت کرنے لگا

وفات منصور بن دبیس کی وفات اور صدقہ کی حکومت: ...... ماہ ربیع الاول ۴۷۹ھ میں بہاء الدولہ ابو کامل منصور بن دبیس بن علی بن مزید (والی حلہ نیل وغیرہ) نے کا بھی سفر آخرت اختیار کیا خلیفہ نے نقیب العلومین ابو الغنائم کو اس کے بیٹے سیف الدولہ صدقہ سے تعزیت کے کرنے کے لئے روانہ کیا۔ اور صدقہ امارت کی سند حاصل کرنے کے لئے سلطان ملکشاہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ سلطان ممدوح نے خلعت فاخرہ سے اس کو سرفراز فرمایا اور اس کے باپ کی جگہ اس کو امارت کی سند عطا کر کے رخصت کر دیا۔

صدقہ اور سلطان برکیارق: ...... سلطان برکیارق اور اس کے بھائی محمود بن ملکشاہ سے حکومت و سلطنت کے بارے میں عرصے سے جھگڑا ہو رہا تھا۔ متعدد لڑائیاں ہو چکی تھیں۔ ان واقعات کے دوران صدقہ بن منصور مسلسل سلطان برکیاروق کا مطیع رہا تمام لڑائیوں میں کبھی خود شریک ہو جاتا تھا اور کبھی اپنے بیٹے کو روانہ کرتا فوجی اور مالی مدد سے ذرا بھی کوتاہی نہیں کرتا تھا ۴۹۴ھ تک اس کا یہی رویہ رہا اس کے بعد سلطان برکیاروق کے وزیر (اعز ابو المحاسن دہستانی) نے اس مال کی لالچ کے جو اس کے پاس رکھا تھا اور جس کی تعداد دس لاکھ دینار تھی ایک قاصد روانہ کیا اور عدم ادائیگی کی صورت میں اپنی سطوت و جبروت کی دھمکی دی اس پر صدقہ بگڑ گیا اور فوراً سلطان برکیاروق کے نام کا خطبہ موقوف کر دیا اور باغی ہو گیا اتنے میں سلطان برکیاروق اپنے بھائیوں محمد اور سنجر کے مقابلہ سے شکست کھا کہ بغداد پہنچا اور اس واقعہ سے مطلع ہوا چنانچہ اس نے امیر ایاز کو جو اس کے بڑے امراء میں سے تھا صدقہ کے پاس روانہ کیا مگر صدقہ نے اس کی بھی بات نہ سنی بلکہ سلطان کے گورنر کوفہ کو کوفہ سے نکال کر اپنے علاقوں میں داخل کر لیا۔

صدقہ کا واسط اور ہیت پر قبضہ: ...... ۴۹۶ھ میں سلطان محمد دار الخلافت بغداد پر حاوی تھا اور اسی کے نام کا خطبہ جامع بغداد میں پڑھا جاتا تھا۔ ابو الغازی بن ارتق اس کی طرف سے شحنہ بغداد مقرر تھا۔ صدقہ بن منصور اس کا فرمانبردار اور معاون تھا۔ پھر اسی سال سلطان برکیاروق نے سلطان محمد پر حملہ کیا اور اصفہان میں اس کا محاصرہ کر لیا چنانچہ سلطان محمد نے قلعہ بندی کر لی۔ سلطان برکیاروق محاصرہ اٹھا کر ہمدان چلا گیا اور کمشتکین قیصری ❶ کو شحنہ بغداد مقرر کر کے دار الخلافت بغداد روانہ کیا۔ ابو الغازی نے یہ خبر پا کر اپنے بھائی سقمان بن ارتق کو قلعہ کیفا مدد اور کمشتکین کے مقابلے کے لئے

❶ ...... ایک نسخ میں کمکش القصصری تحریر ہے جو صحیح نہیں ہے، دیکھیں (تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۱۰، ۳۵۵)

بلا بھیجا اس دوران گمشتکین بغداد میں داخل ہوگیا اور برکیاروق کے نام کا خطبہ جامع بغداد میں پڑھ دیا۔

صدقہ کی حلہ کی طرف واپسی:......ابولغازی اور سقمان دارالخلافت بغداد سے نکل کر دجیل آ گئے بجری میں دونوں مقیم ہو گئے۔ صدقہ کو ان واقعات کی خبر ملی تو وہ بھی فوجیں تیار کر کے مقام صرصر میں پہنچ کر خیمہ زن ہوگیا۔ صدقہ کے پہنچنے سے پہلے خلیفہ کا سفیر آ گیا تھا مگر کوئی بات طے نہ ہوسکی ابوالغازی اور سقمان واپس چلے گئے ان دونوں کے لشکروں نے دجیل کے آپ پاس قتل و غارتگری کا بازار گرم کر دیا چھوٹے بڑے گاؤں اور قصبے لوٹ لئے۔ رفتہ رفتہ یہ دونوں بغداد کی جانب بڑھے سیف الدولہ صدقہ نے ان دونوں کے ساتھ اپنے بیٹے دبیس کو روانہ کیا چنانچہ ان لوگوں نے رملہ پر پڑاؤ کر دیا۔ عوام الناس کی ان لوگوں سے مڈبھیڑ ہوگئی چنانچہ حکومت کا نظام درہم برہم ہوگیا۔ خلیفہ سیف الدولہ صدقہ کے پاس ان زیادتیوں اور ظلم کی شکایت لکھ بھیجی صدقہ نے جواباً کہلوایا کہ آپ گمشتکین قیصری کو بغداد سے نکال دیجئے ابھی سارا انتظام اور امن و امان قائم ہو جائے گا۔ چنانچہ خلیفہ نے گمشتکین قیصری کو ماہ ربیع الآخر ۴۹۶ھ میں بغداد سے نہروان کی جانب روانہ کر دیا سیف الدولہ صدقہ حلہ واپس چلا گیا چنانچہ دارالخلافت بغداد میں سلطان محمد کے نام کا خطبہ دوبارہ پڑھا جانے لگا۔

واسط پر قبضہ:......گمشتکین قیصری بغداد سے نکل کر واسط پہنچا اور سلطان برکیاروق کے نام کا خطبہ پڑھے جانے کا حکم دیا۔ چنانچہ صدقہ کو اس کی خبر مل گئی تو وہ فوراً واسط کی طرف چل دیا اور پہنچتے ہی گمشتکین کو واسط سے نکال دیا اس عرصہ میں ابوالغازی واسط پہنچ گیا دونوں نے متحد ہو کر گمشتکین کا تعاقب اس سے گمشتکین گھبرا گیا اور امن کی درخواست کر دی لہٰذا صدقہ نے اس کو امن دے دیا اور عزت و احترام سے پیش آیا۔ اور واسط میں سلطان محمد کے نام کا خطبہ دوبارہ پڑھا گیا اور اس کے نام کے بعد خطبہ میں صدقہ اور ابوالغازی کا نام بھی داخل کیا گیا اور ہر ایک اس کے بیٹے کو واسط کی حکومت پر مقرر کر کے واپس چلا گیا ابوالغازی دارالخلافت بغداد اور صدقہ حلہ چلا گیا مگر منصور کو ابوالغازی کے ساتھ دارالخلافت بغداد خلیفہ مستظہر کو راضی کرنے کے لئے بھیج دیا دیر کس بات کی تھی خلیفہ صاحب فوراً راضی ہو گئے

ہیت پر قبضہ:......ان واقعات کے بعد صدقہ نے ہیت پر بھی قبضہ کر لیا۔ سلطان برکیاروق نے ہیت بہاؤالدولہ ثروان بن وہب بن وہیبہ کو بطور جاگیر عطا کیا تھا بنوعقیل کی ایک جماعت صدقہ کے پاس مقیم تھی کسی بات پر صدقہ اور بہاء الدولہ میں ان بن ہوگئی۔ بنوعقیل بھی صدقہ کی طرف مائل ہو گئے۔ اسی دوران بہاء الدولہ حج کرنے چلا گیا اور کچھ عرصے بعد حج کر کے واپس آیا تو صدقہ نے مزاحمت کی اور اپنے بیٹے دبیس کو والی ہیت کے پاس بھیجا اور یہ کہلوایا کہ شہر ہمارے حوالے کر دو ثروان کے نائب محمد بن رافع بن رفاع بن منیعہ ❶ بن مالک بن مقلد نے جو اس وقت ہیت کا حاکم تھا اس سے انکار کر دیا۔ چنانچہ صدقہ مہم واسط سے فارغ ہو ہی چکا تھا اس نے ہیت کی طرف کوچ کر دیا۔ منصور بن کثیر اپنے چچا ثروان کی طرف سے فوجیں لے کر لڑنے نکلا دونوں نے معرکہ کارزار گرم کر دیا اور لڑائی ہوگئی۔ جنگ کے دوران شہر ہیت کے چند لوگ صدقہ سے مل گئے اور انہوں نے شہر پناہ کا دروازہ موقع پا کر کھول دیا اور صدقہ شہر میں داخل ہوگیا منصور نے یہ رنگ دیکھ کر اطاعت قبول کر لی۔ اور شہر صدقہ کے حوالہ کر دیا۔ صدقہ نے منصور اور اس کے ساتھیوں کو خلعت اور انعام سے نوازا اور اپنے چچازاد ثابت بن کامل کو حکومت واسط پر اپنی طرف سے مقرر کر کے حلہ واپس چلا گیا۔

اس کے بعد سلطان محمد اور سلطان برکیاروق کی صلح ہوگئی۔ ماہ شوال میں صدقہ نے واسط کی طرف کوچ کیا اور اس پر قابض ہوگیا اور ان ترکوں کو جو وہاں تھے نکال دیا پھر مہذب الدولہ بن ابوالخیر کو بلا کر جبکہ تین مہینے سال پورے ہونے کو باقی تھے پچاس دینار پر شہر کا ٹھیکہ دے دیا اور حلہ واپس چلا گیا۔

صدقہ کا بصرہ پر قبضہ:......بصرہ تقریباً دس سال سے اسماعیل بن ارسلان حق سلجوقیہ کے قبضہ میں تھا جونکہ سلطان برکیاروق اور محمد کے درمیان جھگڑے کا سلسلہ چلا آ رہا تھا اس لئے اسماعیل کو اپنی قوت بڑھانے اور حکومت میں استقلال و استحکام پیدا کرنے کا خاصہ موقع ملتا گیا۔ اس کے باوجود صدقہ کی اطاعت و فرمانبرداری اور موافقت کا اظہار کرتا تھا چنانچہ جب سلطان محمد کا مستقل طور پر حکومت پر قبضہ ہوگیا تو صدقہ نے سلطان محمد کی خدمت میں اپنے صوبوں پر اپنی بحالی کی درخواست پیش کی چنانچہ سلطان محمد نے اسے اس کے صوبوں پر بحال رکھا اس کے بعد سلطان محمد نے اپنا ایک

---

❶ ...... یہاں صحیح لفظ منیعہ نہیں بلکہ ضنیعہ ہے۔ دیکھیں (تاریخ ابن اثیر 'الکامل' ج ۱۰ ص ۳۵۸)

نائب بصرہ کی شاہی جاگیروں پر قبضہ کرنے کیلئے روانہ کیا۔ اسماعیل نے مخالفت کی چنانچہ سلطان محمد نے صدقہ کو بصرہ پر قبضہ کرنے کا حکم بھیجا۔ اس دوران منکبرس نے علم بغاوت بلند کر دیا۔ سلطان محمد اس وجہ سے بصرہ کی طرف متوجہ نہ ہوسکا صدقہ نے اسماعیل کے پاس پیغام بھیجا کہ بصرہ کی پولیس کی افسری مہذب الدولہ بن ابی الخیر ❶ کے حوالہ کر دو مگر اسماعیل نے اس کی بھی سماعت نہ کی تب صدقہ نے فوجیں تیار کر کے چڑھائی کر دی۔ اسماعیل نے ان قلعوں کی قلعہ بندی کر لی جن کو اس نے بصرہ کے اطراف میں تعمیر کرایا تھا باقی رؤساء شہر عباسیہ' علویہ' قاضی' مدرسین اور دوسرے امراء شہر کو بصرہ میں چھوڑ گیا۔ صدقہ نے پہنچ کر بصرہ کا محاصرہ کر لیا۔ چنانچہ اسماعیل نے قلعہ سے نکل کر جنگ چھیڑ دی ہنگامہ کارزار گرم ہو گیا صدقہ کے ساتھیوں کے ایک گروپ نے شہر کی دوسری جانب لڑائی چھیڑ رکھی تھی۔ اتفاق اسی طرف شہر فتح ہوا اور اسمٰعیل شکست کھا کر قلعہ جزیرہ کی جانب بھاگ گیا اور وہاں پہنچ کر قلعہ نشین ہو گیا۔ بصرہ کو صدقہ کے لشکریوں نے خوب دل کھول کر تباہ و برباد کیا۔ مہذب الدولہ بن ابی الخیر جنگی کشتیاں لے کر پہنچ گیا۔ اور اس قلعہ کو فتح کر لیا جو کہ اسمٰعیل کا ''مطارا'' میں تھا۔

صدقہ کی حلہ کی طرف واپسی:...... ان واقعات کے بعد اسماعیل نے تنگ آ کر امن کی درخواست کی چنانچہ صدقہ نے اسے امن دے دیا صدقہ نے شہر میں داخل ہو کر اہل بصرہ کو امان عنایت کی۔ اور اپنی طرف سے بصرہ پر ایک شخص کو مقرر کر کے بصرہ میں سولہ دن قیام کرنے کے بعد تیسری جمادی الآخرہ ۴۹۴ھ میں حلہ واپس چلا گیا۔ اور اسماعیل فارس کی طرف چل دیا اور رام ہرمز میں پہنچ کر مرض الموت میں گرفتار ہو گیا اسی میں اس کا انتقال ہو گیا۔

بصرہ میں تونتاش کی حکومت:...... صدقہ نے بصرہ پر اپنے دادا دبیس کے ایک غلام کو جس کا نام ''التوانتاش'' ❷ تھا مقرر کیا تھا اور اس کے ساتھ حفاظت کی غرض سے ایک سو بیس سواروں کو متعین کیا تھا۔ قبائل ربیعہ اور منتفق ❸ نے متحد ہو کر بصرہ پر حملہ کر دیا اور بزور تیغ بحالت غفلت داخل ہو گئے اور التوانتاش کو گرفتار کر لیا پھر کئی مہینے تک بصرہ میں ٹھہرے لوٹ مار کرتے رہے۔ صدقہ نے ان واقعات سے مطلع ہو کر ایک فوج ان کی سرکوبی کے لئے روانہ کی اتفاق سے یہ فوج اس وقت بصرہ پہنچی جبکہ ربیعہ اور منتفق شہر کو تباہ و برباد کر کے چلے گئے تھے۔ سلطان محمد نے اس وجہ سے بصرہ کو صدقہ کی حکومت سے نکال کر اپنی جانب سے ایک گورنر اور ایک پولیس افسر مقرر کر دیا جس سے بدنظمی دور ہو گئی امن و امان پھر دوبارہ قائم ہو گیا۔

تکریت پر صدقہ کا قبضہ:...... تکریت بنومعن ❹ کے زیر کنٹرول بنومعن بنوعقیل کے قبیلہ سے تھے ۴۲۷ھ تک تکریت رافع بن حسن بن معن کے قبضہ میں رہا چنانچہ جب رافع کی وفات ہو گئی تو اس کا بھتیجا ابومنیعہ بن ثعلب ❺ بن حماد حکمران بنا اس وقت خزانہ میں علاوہ اور اسباب واجناس کے پانچ لاکھ دینار نقد موجود تھے ۴۳۵ھ میں یہ بھی انتقال کر گیا پھر اس کا بیٹا ابوغشام حکومت کرنے لگا اور ۴۴۴ھ تک حکمرانی کرتا رہا اس کے اس کا بھی عیسی اٹھ کھڑا ہوا اور اس نے ابوغشام کو گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا اور تمام مال واسباب اور قلعہ پر قبضہ کر لیا۔ چنانچہ جب سلطان طغرل بیگ نے ۴۴۸ھ میں تکریت کی طرف قدم بڑھایا تو عیسی نے کچھ خراج اور نذرانہ پیش کر کے اطاعت قبول کر لی اور مصالحت کر لی۔ پھر سلطان طغرل بیگ نے دوسری جانب کوچ کر دیا اس کے بعد ہی عیسی کی وفات ہو گئی اس کی بیوی نے اس خیال وخطرہ سے کہ کہیں اس کا بھائی ابوغشام جیل سے نکل کر شہر پر قابض نہ ہو جائے ابوغشام کو قید میں ہی قتل کرا دیا اور قلعہ پر ابوالغنائم ابن مجلیان کو اپنی جانب سے مقرر کر دیا۔ ابوالغنائم نے سلطان طغرل بیگ کے اولیاء دولت کے حوالہ کر دیا۔ تب عیسی کی بیوی موصل چلی گئی جہاں ابوغشام کے بیٹے نے اپنے باپ کے بدلے میں اس کو مار ڈالا۔ مسلم بن قریش نے اس کا سارا مال واسباب لے لیا۔

تکریت پر ایک عورت کا قبضہ:...... سلطان طغرل بیگ نے قلعہ تکریت پر اپنی طرف سے ابوالعباس رازی کو مقرر کیا چھ ماہ کے بعد یہ بھی مر گیا تب مہرباط تکریت کا حکمران بنا مہرباط کا نام ابوجعفر محمد بن احمد بن غشام تھا سر سد کا رہے والا تھا۔ اس نے اکیس سال حکومت کی اس کے مرنے کے بعد

---

❶...... یہاں صحیح لفظ ابوالخیر نہیں بلکہ ابوالجبر ہے دیکھیں (تاریخ ابن اثیر ''الکامل'' ج ۱۰ ص ۳۷۷) ❷...... یک نسخہ میں یونتاش تحریر ہے جو صحیح نہیں دیکھیں تاریخ ابن اثیر ''الکامل'' ج ۱۰ ص ۴۱۱۔ ❸...... یک نسخہ میں متقن ہے جو صحیح نہیں۔ دیکھیں (تاریخ ابن اثیر ''الکامل'' ج ۱۰ ص ۴۱۱)۔ ❹...... ہمارے پاس موجود تاریخ ابن خلدون کے جدید عربی ایڈیشن (ج ۴ ص ۲۸۶) پر معن کے بجائے مقن تحریر ہے۔ ثناء اللہ محمود۔ ❺...... ہمارے پاس موجود تاریخ ابن خلدون کے جدید عربی ایڈیشن (ج ۴ ص ۲۸۶) پر ابومنیعہ ثعلب بن حماد کے بجائے ابومنعۃ بن ثعلب بن حماد تحریر ہے۔ ثناء اللہ محمود۔

اس کا بیٹا دو سال حکومت کرتا رہا اس کے ترکمان خاتون نے اس سے تکریت چھین لیا اور گوہر آئین شحنہ کو اپنی جانب سے تکریت کی حکومت پر مقرر کیا۔ پھر سلطان ملکشاہ کی وفات کے بعد قسیم الدولہ اقسنقر (والی حلب) نے تکریت پر قبضہ کر لیا۔ قسیم الدولہ اقسنقر کی شہادت کے بعد امیر کمشتکین الجانداز تکریت کا مالک ہوا اس نے اپنی طرف سے ایک شخص کو جو کہ ابونصر مصارع کے نام سے معروف تھا مقرر کر دیا

کیقباد بن ہزار دست:......کچھ عرصے بعد گوہر آئین تکریت پر قابض ہو گیا اس سے مجد الملک اباسلانی نے تکریت کا قبضہ لے لیا اور کیقباد بن ہزار دست دیلمی کو اس کا گورنر متعین کیا چنانچہ بارہ سال اس نے حکومت کی کیقباد نہایت ظالم اور سفاک شخص تھا اس نے اہل شہر کے ساتھ ظالمانہ برتاؤ کئے اور بد اخلاقی سے پیش آتا رہا۔ یہاں تک کہ ۴۹۶ھ میں سقمان بن ارتق اس طرح غارتگری کے لئے پہنچا کیقباد رات کے وقت لوٹ مار کرتا تھا۔ اور سقمان دن کو۔ تھوڑے ہی دنوں میں سارا شہر اور اس کے مضافات ویران ہو گئے۔ پھر جب سلطان برکیاروق کے بعد اس کا بھائی سلطان محمد مستقل حکمران بن گیا تو اس نے اس شہر کو امیر اقسنقر برسقی شحنہ بغداد کو جاگیر میں دے دیا

تکریت پر صدقہ کا قبضہ:......چنانچہ امیر اقسنقر سامان سفر و جنگ درست کر کے تکریت کی طرف روانہ ہو گیا اور سات ماہ سے زائد محاصرہ کئے ہوئے لڑتا رہا یہاں تک کہ کیقباد تنگ آ گیا اس نے صدقہ بن مزید کو پیغام دیا کہ آپ تشریف لائیے ہم شہر آپ کو حوالہ کر دیں گے صدقہ یہ پیغام پا کر اسی سال ماہ صفر میں تکریت کی طرف روانہ ہو گیا۔ کیقباد سے تکریت پر قبضہ لے لیا چنانچہ امیر اقسنقر یہ رنگ دیکھ کر تکریت سے کوچ کر گیا۔ اس پر قابض نہ ہو سکا۔ کیقباد کو قلعہ سے اترے ہوئے آٹھ دن گزرے تھے کہ اس کا انتقال ہو گیا۔ اس نے ساٹھ مرحلے عمر کے کئے تھے۔ صدقہ نے ورام بن ابی قریش ❶ بن ورام کو تکریت پر اپنا نائب مقرر کیا۔

کیقباد کی موت:......کیقباد کو فرقہ باطنیہ کی جانب منسوب کیا جاتا تھا۔ صدقہ کی یہ خوش نصیبی تھی کہ کیقباد مر گیا ورنہ اس کی جانب سے بھی لوگوں کو کیقباد کی موافقت کی وجہ سے بدظنی پیدا ہو جاتی۔

صدقہ اور والی بطیحہ کی مخالفت:......ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ سلطان محمد نے صدقہ بن مزید کو واسط بطور جاگیر عطا کر دیا تھا چنانچہ صدقہ نے مہذب الدولہ بن ابی الخیر کو مالیانہ دینے کی شرط پر واسط کا عامل مقرر کیا مہذب الدولہ نے اپنی طرف سے اپنی اولاد اور دشتہ داروں کو واسط کے انتظام کے لئے اس کے مضافات اور متعلقات میں بھیج دیا مگر ان لوگوں نے اَللّے تَلّلے خرچ کرنا شروع کر دیا نتیجہ یہ نکلا کہ جب سال پورا ہونے پر صدقہ نے مہذب الدولہ سے مقرر سالانہ مالیہ کا مطالبہ کیا مگر وہ اس کی ادائیگی سے قاصر ہو گیا لہٰذا گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا۔ بدران بن صدقہ نے جو کہ مہذب الدولہ کا داماد تھا مہذب الدولہ کی رہائی کی سفارش کی اور اس کو جیل سے نکال کر بطیحہ بھیج دیا جہاں اس کا مسکن اور وطن تھا پھر واسط کا انتظام حماد کے سپرد کر دیا گیا۔

حماد اور مہذب الدولہ:......مصطنع اسماعیل (حماد کا دادا) اور مختص محمد (مہذب الدولہ کا باپ) دونوں بھائی اور ابوالخیر کے بیٹے تھے ان دونوں کی قوم کی سرداری و ریاست انہی دونوں کو حاصل تھی۔ مصطنع کے مرنے کے بعد اس کا بیٹا ابوالسید مظفر (حماد کا باپ) جانشین اور مختص کی وفات کے بعد مہذب الدولہ کی سردار بنایا گیا۔ ان دونوں نے متفق ہو کر ابراہیم (والی بطیحہ) سے حکومت کے لئے لڑائی شروع کر دی بالآخر مہذب الدولہ نے ابراہیم کو مغلوب کر کے گرفتار کر لیا اور پابہ زنجیر گوہر آئین کے پاس بھیج دیا گوہر آئین نے ابراہیم کو اصفہان کی طرف جلاء وطن کر دیا۔ اتفاق یہ کہ راستے میں ابراہیم مر گیا۔ اس واقعہ سے مہذب الدولہ کی شان و شوکت بڑھ گئی گوہر آئین نے بھی اس بطیحہ کی امارت دیدی چنانچہ پورے ملک میں اسی کے احکام جاری ہونے لگے تمام قبائل اس کے مطیع بن گئے۔

حماد کی شکست:......حماد اس وقت ایک نوجوان شخص تھا۔ مہذب الدولہ مصلحتاً اس سے نرمی و ملاطفت سے پیش آتا تھا۔ مگر حماد کو اپنے چچا کی ثروت

---

❶ ...... یہاں صحیح لفظ ابی فراس بن ورام ہے۔ جبکہ ایک نسخہ میں فریش تحریر ہے جبکہ مترجم قریش تحریر کر رہے ہیں، فرق پیش نظر رہے۔ دیکھیں (تاریخ ابن اثیر''الکامل'' ج ۱۰ص ۴۲۰)۔ ثناء اللہ محمود۔

وحکومت ذرا بھی نہیں بھاتی تھی۔ حسد وبغض روز بروز بڑھتا رہا یہاں تک کہ گوہر آئین کا انتقال ہوگیا لہٰذا حماد کو موقع مل گیا اس نے فوراً مہذب الدولہ کے خلاف علم بغاوت بلند کردیا اور جو کچھ اس کے دل میں ایک مدت سے چھپا ہوا تھا ظاہر کردیا۔ مہذب الدولہ نے اس کی اصلاح کی بہت کوشش کی کامیاب نہ ہوسکا تب اس کے بیٹے قیس نے فوجیں تیار کرکے حماد پر حملہ کردیا لہٰذا حماد بھاگ کر صدقے کے پاس پہنچ گیا۔ صدقہ نے اس کی کمک پر اپنی فوج کے ایک حصہ کو مامور کرکے بطیحہ واپس جانے کی رائے دی۔

حماد اور مہذب الدولہ کی صلح: ...... جیسے ہی حماد بطیحہ کے قریب پہنچا اور اس کی خبر مہذب الدولہ کو ملی مہذب الدولہ نے بھی اپنی فوج کو دریا اور خشکی میں پھیلا دیا اور چاروں طرف سے ناکہ بندی کرلی۔ حماد اور اس کے سپہ سالاروں نے لڑائی چھڑنے سے پہلے اپنی فوج کے ایک حصہ کو کمین گاہ میں بٹھا دیا۔ جنگ شروع ہونے کے بعد حماد اور اس کے رکاب کی فوج بظاہر شکست کھا کر بھاگنے لگی تو مہذب الدولہ کے لشکر نے تعاقب کیا چنانچہ حماد کے دلاوروں نے کمین گاہ سے نکل کر پشت سے مہذب الدولہ پر حملہ کردیا مہذب الدولہ کا لشکر اس اچانک حملہ سے گھبرا کر بھاگ نکلا۔ اس واقعہ سے حماد کے حوصلے بڑھ گئے اور کامیابی کا نشہ دماغ پر چڑھ گیا لہٰذا صدقہ سے دوبارہ امداد مانگی صدقہ نے اپنے سپہ سالار لشکر (سعید بن حمیری) کو حماد کی کمک پر بھیج دیا ان لوگوں نے باتفاق وشوری جنگی کشتیاں حاصل کیں اور سمندر وخشکی کی جنگ کرنے پر تل گئے۔ مہذب الدولہ نے یہ رنگ دیکھ کر دریا دلی سے کام لیا اور صدقہ کے سرداروں سپہ سالار کے پاس خفیہ انعامات اور صلے روانہ کئے اور بہت سامال وزر دیکر اپنے ساتھ ملالیا۔ اس سپہ سالار نے مہذب الدولہ کو یہ رائے دی کہ تم اپنے بیٹے قیس کو صدقہ کے پاس بھیج دو وہ راضی ہوجائے گا اور چچا کی صلح کرادے گا چنانچہ مہذب الدولہ نے اس رائے کے مطابق اپنے بیٹے کو صدقہ کے پاس روانہ کیا صدقہ نے سمجھا بجھا کر چچا اور بھتیجے کی صلح کرادی۔ یہ واقعہ پانچویں صدی ہجری کے آخری کا ہے۔

قتل صدقہ وامارت دبیس: ...... سیف الدولہ صدقہ بن منصور بن مزید سلطان محمد بن ملکشاہ کا بے حد حمایتی اور اس کے بھائی برکیاروق کا پکا دشمن تھا۔ جب برکیاروق کی زندگی کا خاتمہ ہوگیا اور سلطان محمد مستقل طور سے حکمران بن گیا۔ اسوقت سلطان محمد نے صدقہ کی جانبازیوں کی قدر افزائی شروع کردی، بہت سی جاگیریں عنایت کیں ان میں شہر واسط بھی تھا اور بصرہ پر قبضہ کرنے کی اجازت دی۔ رفتہ رفتہ صدقہ اس قدر طاقتور شخص بن گیا کہ جس شخص سے خلیفہ سلطان محمد ناخوش وناراض ہوتا وہ صدقہ کے پاس جاکر پناہ لے لیتا غرض صدقہ جو چاہتا تھا کرگزرتا سلطان محمد دم تک نہ مارتا تھا۔

سلطان محمد اور صدقہ کی کشیدگی: ...... ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ سرخاب بن کخیسر (والی ساوہ) سے سلطان محمد ناراض ہوگیا سرخاب نے صدقہ کے دامن میں جاکر پناہ لی سلطان محمد نے صدقہ سے سرخاب کو مانگا مگر صدقہ نے صاف انکار کردیا۔ اس سے عمید ابوجعفر محمد بن حسین بلخی کو موقع مل گیا۔ یہ اکثر اوقات سلطان محمد کو صدقہ کے خلاف ابھارتا اور اس کی طرف سے بدظن کرتا رہتا تھا۔ اس نے دل کھول کر سلطان محمد کے مزاج کو صدقہ کی طرف سے برہم کردیا اور عراق جانے پر آمادہ کرلیا۔ چنانچہ عراق کے قریب پہنچ کر سلطان محمد نے کہلوایا کہ سرخاب کو میرے پاس بھیج دو ورنہ اپنی خیر نہ سمجھنا صدقہ نے اپنے اراکین حکومت سے اس بارے میں مشورہ کیا۔ اس کے بیٹے دبیس نے رائے دی کہ سرخاب کو سلطان کے پاس بھیج دو اور بہت سے تحائف وہدایا پیش کرو تاکہ سلطان کی ناراضگی ختم ہوجائے سلطان کی مخالفت اور اس کی مرضی کے خلاف کوئی کام کرنا مناسب نہیں ہے۔ مگر سعید بن حمید سپہ سالار نے جنگ کرنے کا مشورہ دیا

صدقہ کی بغاوت: ...... چنانچہ صدقہ نے سعید کی رائے پسند کی اور پرانے دستور کے مطابق انکار میں جواب دے دیا چنانچہ خط وکتابت کا سلسلہ شروع ہوگیا۔ مگر نتیجہ کچھ نہ نکلا ادھر صدقہ نے فوجیں تیار کرنا شروع کردیں اور داد ودہش سے کام لینے لگا۔ نہایت تھوڑے عرصہ میں بڑی فوج جمع اور مرتب ہوگئی۔ جائزہ لیا تو بیس ہزار سوار اور تیس ہزار پیادہ تھے خلیفہ مستظہر نے دارالخلافت بغداد سے علی بن طراد زینی نقیب النقباء کی زبانی صدقہ کو کہلوایا کہ تم سلطان محمد کی مخالفت مت کرو نتیجہ اچھا نہ ہوگا بلکہ میرے نزدیک مناسب یہ ہے کہ تم خود سلطان سے جاکر ملو اور اس کو راضی کرلو میں درمیان میں ہوں وہ راضی ہوجائے گا۔

صدقہ نے عذر کیا کہ چونکہ میری سلطان سے ناچاکی ہوگئی ہے۔ اس لئے مجھے اپنی جان کا خطرہ ہے میں سلطان کے پاس نہیں جاسکتا۔ مگر اس

کے بعد خود سلطان محمد نے قاضی القضاۃ ابو سعید ہروی کو صدقہ کے پاس بھیجا اور یہ پیغام دیا کہ تم مطمئن اور بے خوف رہو جو تعلقات تمہارے مجھ سے تھے ویسے ہی بدستور قائم ہیں۔ میں چاہتا ہوں کہ فرانس کے عیسائیوں کے خلاف کروں اور تم میرے لشکر میں ہو مگر صدقہ نے اس سے نکار کر دیا آخر کار سلطان محمد ماہ ربیع الآخر ۵۰۱ھ میں مجبوراً بغداد واپس آ گیا اس کا وزیر السلطنت نظام الملک احمد بن نظام الملک اس کے ساتھ تھا برسقی شحنہ بغداد یہ خبر سن کر امراء کی ایک جماعت لے کر استقبال کے لئے آیا۔ صرصر پہنچ کر سب نے قیام کیا۔

سلطان کی صدقہ کے خلاف تیاری:...... سلطان صرف دو ہزار سواروں کے ساتھ اصلاح کی غرض سے گیا ہوا تھا۔ لیکن جب اسے صدقہ کی ضد اور ہیجاہٹ دھرمی کا احساس ہو گیا تو اس نے امراء اصفہان کے نام فراہی لشکر اور جنگ کی تیاری کے فرامین روانہ کئے اور ان کو بلوا لیا اس کے بعد صدقہ نے خلیفہ کے پاس ماہ جمادی الاولی میں ایک خط روانہ کیا جس میں سلطان محمد کی اطاعت اور اس کی خدمت میں حاضر ہونے کا وعدہ کیا تھا۔ مگر اس کے بعد پھر صدقہ نے اس سے بھی انکار کر دیا اور یہ کہلوا دیا کہ جس وقت سلطان کا لشکر بغداد سے کوچ کریگا اسباب و مال اور فوج سے میں کمک دوں گا مگر اس وقت چونکہ شاہی لشکر نہر الملک کے پاس رکا ہوا ہے۔ میں کچھ بھی موافقت اور مدد نہیں کر سکتا۔ جاولی سقاوہ (والی موصل) اور ایلغازی بن ارتق (والی ماروین) نے میری ہمدردی اور سلطان سے بدعہدی اور بغاوت کرنے کا میرے پاس پیغام بھیجا ہے سلطان محمد اس جواب سے آگاہ ہو کر صدقہ کی اطاعت سے ناامید ہو گیا۔ چنانچہ اطراف و جوانب کے اسلامی علاقوں سے امراء اور فوجیں آنے لگیں۔ قرواش بن شرف الدولہ کرد ماوی ❶ بن خراسان ترکمانی اور عمران فضل بن ربیعہ بن خادم ❷ بن جراح ❸ طائی وغیرہ اپنی اپنی فوجیں لے کر بغداد پہنچ گئے۔

حسان بن مفرج:...... فضل کے آباؤ اجداد بلقاء اور بیت المقدس کے حکمران تھے انہی میں سے حسان بن مفرج بھی تھا۔ فضل کی عادت میں یہ بات داخل تھی کہ کبھی عیسائیوں کے ساتھ مل کر مسلمانوں سے لڑتا تھا اور کبھی مصریوں کی کمک پر آتا تھا کفر تکین ❹ اتا یک نے اس کا یہ حال دیکھ کر دمشق نکال دیا لہٰذا صدقہ کے پاس پہنچ گیا صدقہ نے اس کی توقیر کی عزت و احترام سے ٹھہرایا اور سات ہزار دینار بطور صلہ کے عنایت کئے چنانچہ مذکورہ واقعات پیش آئے تو در پردہ صدقہ سے منحرف ہو گیا اور اس کے مقدمۃ الجیش کے ساتھ کوچ کیا ابھی جنگ کی نوبت نہیں آنے پائی تھی کہ صدقہ کے مقدمۃ الجیش سے بھاگ کر سلطان محمد کی خدمت میں چلا گیا۔ سلطان محمد نے اسے اور اس کے ساتھیوں کو خلعتیں دیں اور صدقہ کے اس مکان میں جو کہ بغداد میں تھا ٹھہرنے کا حکم صادر کیا اور جب سلطانی لشکر نے صدقہ سے جنگ کے لئے بغداد سے کوچ کیا تو فضل سلطان سے اجازت حاصل کر کے انبار روانہ ہو گیا۔ فضل کا سلطان کے ساتھ یہ آخری عہد و پیمان تھا۔

امیر محمد کا واسط پر قبضہ:...... اسی سال ماہ جمادی الاولی میں سلطان نے امیر محمد بن بوقا ترکمان کو واسط روانہ کیا چنانچہ امیر محمد نے پہنچتے ہی واسط پر قبضہ کر لیا صدقہ کے گورنر اور عمال کو واسط سے نکال دیا اور اپنے لشکر کی سوار فوج کو شہر قوسان پر شبخون مارنے بھیجا یہ شہر بھی صدقہ کے زیر کنٹرول تھا اس فوج نے دل کھول کر شہر قوسان کو تباہ و برباد کیا پھر ایک عرصے تک امیر محمد واسط میں قیام پذیر رہا یہاں تک کہ صدقہ نے اپنے چچازاد ثابت بن سلطان کو ایک فوج کا افسر بنا کر واسط روانہ کیا

واسط پر صدقہ کا قبضہ:...... امیر محمد نے یہ خبر سن کر واسط کو چھوڑ دیا چانچہ ثابت نے داخل ہو کر واسط پر قبضہ کر لیا۔ امیر محمد کی فوج نے دجلہ کے کنارے قیام کیا۔ ان دونوں حریفوں کے درمیان صرف دریائے دجلہ حائل تھا ایک دن ثابت اپنی فوج کو تیار کر کے شاہی لشکر سے جنگ کرنے نکلا مگر شاہی لشکر نے پہلے ہی حملہ میں ثابت کو شکست دے دی اور بزور تیغ شہر میں گھس کر لوٹ مار شروع کر دی۔ امیر محمد نے اپنی فوج کو غارتگری سے روکا اور امان کی منادی کرا دی ماہ جامادی الاولی کے آخر میں سلطان نے امیر محمد کو صدقہ کے زیر کنٹرول علاقوں کو تباہ و برباد کرنے کا حکم دیا۔ چنانچہ امیر محمد نے

❶ ...... ایک نسخہ میں کروبادی ہے جو صحیح نہیں ہے۔ دیکھیں (تاریخ ابن اثیر ''الکامل'' ج ۱۰ ص ۴۴۳)۔ ❷ ...... صحیح لفظ خادم نہیں بلکہ حازم ہے۔ دیکھیں (تاریخ ابن اثیر ''الکامل'' ج ۱۰ ص ۴۴۳)۔ ❸ ...... یک نسخہ میں جرح ہے جو صحیح نہیں۔ دیکھیں (تاریخ ابن اثیر ''الکامل'' ج ۱۰ ص ۴۴۳)۔ ❹ ...... یہاں صحیح لفظ کفر تکین نہیں بلکہ طغتکین ہے۔ دیکھیں (تاریخ ابن اثیر ''الکامل'' ج ۱۰ ص ۴۴۳)۔

اس ارادے سے صدقہ کے علاقوں کی طرف قدم بڑھائے اور شہر واسط کو بطور جاگیر قسیم الدولہ ❶ برسقی کو دے دیا۔

صدقہ اور سلطان محمد کی جنگ:......اس کے بعد سلطان محمد نے رجب کے آخر میں دارالخلافت بغداد کی طرف کوچ کر دیا راستے میں صدقہ سے مڈ بھیڑ ہوئی اور نہایت سختی سے لڑائی کا آغاز ہو گیا ادھر عبادہ اور خفاجہ نے صدقہ کو دھوکا دے دیا اور عین معرکہ کے وقت لڑائی چھوڑ کر بیٹھ گئے صدقہ نے اپنی پرزور آواز سے ان لوگوں کو للکارا آل خزیہ' آل ناشرہ' آل عوف' یہ وقت جنگ کا ہے تم لوگ عرب ہو اٹھو اور اپنی تیز تلواروں سے کام لو۔ مگر ان لوگوں کے کان پر جوں تک نہ رینگی تب صدقہ کردوں کی طرف متوجہ ہوا چونکہ ان لوگوں نے بہت بڑی شجاعت اور دلیری سے کام لیا تھا اس لئے ان لوگوں کے دل بڑھانے کی غرض سے انعام اور صلہ دینے کا وعدہ کیا۔ پھر شاہی فوج نے صدقہ کو چاروں طرف سے گھیر کر تیر برسانا شروع کر دیئے اور اجموعی قوت سے حملہ آور ہوئی صدقہ لڑتا جاتا اور یہ آواز بلند کہتا جاتا انا ملک العرب انا صدقہ (میں بادشاہ عرب ہوں میں صدقہ ہوں) اتفاقاً اسے ایک تیر لگا مگر پھر بھی ثابت قدم رہا۔

صدقہ کا قتل:......ایک ترکی غلام برغش ❷ نے لپک کر صدقہ کی کمر پکڑ لی اور زمین کی جانب کھینچا۔ صدقہ زخمی تو ہو ہی گیا تھا گھوڑے سے زمین پر گر گیا صدقہ نے کہا اے برغش ذرا نرمی اختیار کر مگر برغش نے اس کا کوئی جواب نہ دیا اور قتل کر کے سر اتار لیا اور سلطان محمد کی خدمت میں لا کر رکھ دیا سلطان محمد نے دارالخلافت بغداد بھیج دیا اور لاش کو دفن کرنے کا حکم دیا ❸۔

صدقہ کی خصوصیات:......صدقہ کا واقعہ قتل اس کی امارت کے اکیس سال بعد واقع ہوا۔ یہ وہی شخص تھا جس نے عراق میں حلہ آباد کیا تھا۔ یہ نہایت عظیم الشان' عالی قدر باہیبت حکمران تھا۔ سخی' حلیم' اپنے وعدوں کا سچا' رعیت کے ساتھ عدل وانصاف کرنے والا اور دلیر شخص تھا پڑھ لیتا تھا لکھ نہ سکتا تھا اس کے کتب خانہ میں ایک ہزار کتابیں تھیں۔

دبیس بن صدقہ:......خاتمہ جنگ کے بعد سلطان محمد حلہ میں داخل نہیں ہوا اور بغداد واپس چلا گیا۔ اور صدقہ کی بیوی کو امان نامہ لکھ کر بھیج دیا۔ چنانچہ صدقہ کی بیوی بغداد آئی سلطان محمد نے اپنے امراء وارا کین دولت کو اس کے استقبال کے لئے بھیجا پھر جب وہ حاضر خدمت ہوئی تو اس کے بیٹے دبیس کو قید سے رہا کر دیا۔ اور صدقہ کے قتل کی معذرت کی۔ دبیس نے سلطان محمد کے حکم سے آئندہ اطاعت وفرمانبرداری کا حلف لیا اور کسی قسم کا انحراف نہ کرنے کا عہد کیا اور اس کے سایہ عاطفت میں قیام پذیر ہو گیا سلطان نے دبیس کو بہت سی جاگیریں عطا کیں

سلطان محمود بن محمد کی تخت نشینی:......مگر دبیس مسلسل اسی کے پاس مقیم رہا یہاں تک کہ سلطان محمد نے وفات پائی اور اس کے بیٹے سلطان محمود نے ۵۱۱ھ میں حکومت سنبھالی دبیس نے سلطان محمود سے اپنے شہر حلہ جا کر قیام کرنے کی اجازت مانگی چنانچہ سلطان محمود نے بطیب خاطر اجازت دی دبیس رخصت ہو کر حلہ آیا اور اس پر قابض ہو گیا۔ تھوڑے دنوں میں عرب اور کردوں کا بڑا گروہ اس کے پاس آ کر جمع ہو گیا۔ جس سے اس کے قوائے حکمرانی مضبوط اور مستحکم ہو گئے۔

دبیس برسقی اور الملک المسعود:......جب ۵۱۲ھ میں خلیفہ مستظہر باللہ کا انتقال ہوا اور اس کے بیٹے المسترشد باللہ کی خلافت کی بیعت لی گئی تو مرحوم خلیفہ کا دوسرا بیٹا (امیر ابوالحسن بن مستظہر باللہ) اپنے بھائی (مسترشد باللہ) کے خوف سے دریا کے راستے مدائن چلا گیا اور وہاں سے ''حلہ'' جا کر دبیس کے پاس مقیم ہو گیا۔ خلیفہ مسترشد کو اس کی خبر ملی تو اس نے دبیس سے امیر ابوالحسن کو طلب کیا مگر دبیس نے جواب دیا کہ چونکہ ''امیر ابوالحسن'' نے

---

❶......ایک نسخہ میں برسیقی ہے جو صحیح نہیں، دیکھیں (تاریخ ابن اثیر ''الکامل'' ج ۱۰ ص ۴۴۳)۔ ❷...... یہاں صحیح لفظ برغش ہے، برغش نہیں۔ (تاریخ ابن اثیر ''الکامل'' ج ۱۰ ص ۴۴۳)۔ ❸...... ہمارے پاس موجود تاریخ ابن خلدون کے جدید عربی ایڈیشن (ج ۴ ص ۲۸۸) پر اس کے بعد مندرجہ ذیل عبارت کا اضافہ ہے۔ صدقہ کے ساتھیوں میں سے تین ہزار یا اس سے کچھ زیادہ افراد قتل ہوئے اور بنوشیبان کے تقریباً سو افراد قتل ہوئے۔ جبکہ صدقہ کا بیٹا بلیس گرفتار کر لیا گیا اور اس کا بھائی بہران پہلے چلا اور پھر وہاں سے اپنے سسر کے پاس بطیحاء کی طرف فرار ہونے میں کامیاب ہو گیا اور سعید بن حمید العمری صاحب الجیش سرخاب بن کیخسر واور ایک شخص جو سلطان سے بھاگ کر صدقہ کے پاس پناہ گزین تھا یہ سب بھی گرفتار ہوئے۔ استدراک ثناء اللہ محمود۔

میرے پاس آ کر پناہ لی ہے میں اس کو کسی بات پر مجبور نہیں کر سکتا۔ تب علی بن طراد زینی نے ''جو خلیفہ مسترشد کا سفیر بن کر گیا ہوا تھا'' امیر ابوالحسن کو سمجھایا اس پر امیر ابوالحسن بغداد چلنے پر راضی ہو گیا۔ دبیس نے اسے جن چیزوں کی ضرورت تھی فراہم کر دیں۔

ابوالحسن کی گرفتاری: ...... اس دوران برسقی بغداد سے فوجیں تیار کر کے دبیس کے خلاف نکل کھڑا ہوا اور امیر ابوالحسن (برادر خلیفہ مسترشد) نے بڑھ کر واسط پر ماہ صفر ۵۱۳ھ میں قبضہ کر لیا۔ اس سے اس کی قوت بڑھ گئی۔ خلیفہ مسترشد نے دبیس کو کہلوایا کہ اب تو امیر ابوالحسن تمہارے پڑوس اور ذمہ سے نکل آیا ہے مناسب یہ ہے کہ اس سے پہلے کہ وہ طاقتور اور میرا مقابلہ کرنے کے قابل ہو اسکی روک تھام کرو چنانچہ دبیس نے ایک دستہ فوج امیر ابوالحسن کو گرفتار کرنے کے لئے واسط روانہ کیا چنانچہ اس فوج نے پہنچتے ہی امیر ابوالحسن کو گرفتار کر لیا اور دبیس نے اسے خلیفہ مسترشد باللہ کے پاس بغداد بھیج دیا۔

ملک مسعود اور برسقی: ...... ملک مسعود یعنی سلطان محمد کا بھائی ان دنوں موصل میں تھا۔ اس کا اتا بک (اتالیق) جیوش بک اس کے ساتھ تھا ان دونوں نے سلطان محمود بن سلطان محمد کی عدم موجودگی کی وجہ سے عراق کا رخ کر لیا۔ اس مہم میں اس کا وزیر فخر الملک ابوعلی بن عمار والی طرابلس قسیم الدولہ زنگی بن اقسنقر الملک العادل سلطان نورالدین محمود زنگی کا دادا دبادی بن خراسان ترکمانی (صاحب بوازایج ابوالہیجا والی اربل اور والی سنجار اس لشکر میں تھے۔ جس وقت یہ لوگ دار الخلافت بغداد کے قریب پہنچے برسقی کو خطرہ پیدا ہو گیا ملک مسعود اور جیوش بک نے کہلوایا کہ ہم لوگ دبیس کے مقابلہ پر تمہاری کمک کے لئے آئے ہیں۔ تم سے لڑنا ہمارا مقصد نہیں ہے۔ برسقی کو مسعود سے کسی قسم کا خطرہ پیدا نہیں ہوا البتہ جیوش بک کی طرف سے مشکوک و مشتبہ تھا۔ چنانچہ آپس میں مصالحت ہو گئی اور ملک مسعود بغداد میں داخل ہو گیا اور دار المملکت میں قیام اختیار کر لیا۔ اتنے میں ''منکبرس'' فوجیں لے کر پہنچ گیا برسقی نے اس سے جنگ کرنے اور اس کا مقابلہ کرنے کے لئے بغداد سے خروج چنانچہ منکبرس بغداد کو چھوڑ کر نعمانیہ کی طرف مڑ گیا اور دجلہ کو عبور کر کے دبیس بن صدقہ سے جاملا اس سے پہلے دبیس نے ملک مسعود اور اس کے وزیر کے پاس بہت سے تحفے اور ہدیئے بھیجے تھے تا کہ اس کی جانب سے ان کا خیال خراب نہ ہونے پائے۔ چنانچہ منکبرس اور دبیس کا میل جول ہو گیا اور دبیس کے دل کو مکمل تقویت ہو گئی۔ ملک مسعود، برسقی اور جیوش بک مدائن کی جانب منکبرس اور دبیس اور دبیس کو زیر کرنے کے لئے بڑھے لیکن اس لئے کہ ان دونوں کی فوجی طاقت زیادہ تھی۔ میدان جنگ میں نہ جا سکے اور مدائن سے ناکام واپس لوٹے پھر صرصر کو عبور کیا۔ دونوں حریف نے ان اطراف میں اپنی غارتگری سے بیحد نقصان پہنچایا۔

مسترشد کے سفیر: ...... خلفیہ مسترشد نے ان واقعات سے مطلع ہو کر دونوں فریقوں کے پاس سفیر روانہ کئے خونریزی سے روکا صلح کرنے کی ہدایت کی چنانچہ ان سب نے بسر و چشم منظور کر لیا۔ پھر ان لوگوں کو یہ خبر ملی کہ دبیس اور منکبرس نے منصور یعنی دبیس کے بھائی اور حسین بن اور زبک ریب منکبرس کی ماتحتی میں فوجیں بغداد روانہ کی ہیں چنانچہ برسقی نے نہایت تیزی سے بغداد کی طرف کوچ کیا، اپنے بیٹے عزالدین مسعود کو اپنی فوج کی لان کے لئے چھوڑ آیا اور عمادالدین زنگی بن اقسنقر کو اس کے ساتھ مقرر کیا اور سفر و قیام کرتا ہوا ''ادبالی'' پہنچا اور منکبرس و دبیس کی فوج کو عبور کرنے سے روکدیا۔ اس کے دو دن کے بعد یہ خبر ملی کہ خلیفہ کے حکم اور اشارہ پر دونوں فریق میں صلح ہو گئی ہے۔ اس سے اس کا نشاط جاتا رہا چنانچہ ہامغربی گھاٹ سے عبور کر کے بغداد پہنچ گیا۔ اور بغداد کی مشرقی جانب مقیم ہو گئے برسقی نے ملک مسعود کے مال و اسباب پر ہاتھ بڑھایا اور اس پر قبضہ کر کے لوٹ گیا اور بغداد کی دوسری جانب خیمہ زن ہو گیا ملک مسعود اور جیوش بک ایک سمت میں اور دبیس و منکبرس دوسری طرف پڑاؤ ڈالے ہوئے تھے طرہ یہ تھا کہ عزالدین بن برسقی اپنے باپ سے علیحدہ ہو کر منکبرس اور دبیس کے لشکر میں موجود تھا۔ جیوش بک نے سلطان محمود کے پاس اپنی اور اپنی ملک مسعود کی جاگیر کو زیادہ کرنے کی درخواست بھیجی تھی چنانچہ سلطان محمود نے اپنے قاصد کے ہاتھ خط روانہ کیا جس میں لکھا ہوا تھا کہ سلطان نے تم کو آزربیجان جاگیر میں دیا تھا مگر یہ خبر سن کر تم نے بغداد کی طرف کوچ کیا تھا اس لئے اس حکم کو نافذ نہ کیا بلکہ اپنی فوجیں موصل کی جانب روانہ کر دیں اتفاق سے یہ خط منکبرس کے ہاتھ لگ گیا

ملک مسعود و سلطان محمود کے درمیان صلح: ...... منکبرس نے اس خط کو جیوش بک کے پاس بھیج دیا اور خود آپس میں صلح کرانے کا ذمہ دار بن گیا۔ غرض کہ منکبرس نے درمیاں میں پڑ کر آپس میں سلطان محمود اور ملک مسعود میں صلح کرادی۔ برسقی کے ساتھی برسقی سے علیحدہ ہو گئے اس کا سارا کھیل بگڑ

گیا۔ اس کے دل کی بات دل ہی میں رہ گئی اور وہ عراق کا مالی بن سکا اور نہ اس کو حکومت پر غلبہ حاصل ہو سکا لہٰذا عراق سے ملک مسعود کے پاس چلا گیا اور اس کے پاس رہنے گا منکبرس کو بغداد کا گورنر بنایا گیا اور دبیس حلہ کیجانب لوٹ گیا۔

دبیس اور سلطان محمود: ...... دبیس بن صدقہ اور جیوش بک کے درمیان جو کہ ملک مسعود کا اتالیق تھا عرصے سے خط کتابت کا سلسلہ جاری تھا۔ دبیس مسلسل یہی لکھا کرتا تھا کہ اگر ملک مسعود حکومت حاصل کرنے پر تیار ہو تو میں اس کا مددگار رہوں گا غرض یہ تھی کہ اگر ملک مسعود اور سلطان محمود آپس میں لڑ جائیں تو میں اس پر حاوی ہو جاؤں جیسا کہ میرے باپ کو برکیاروق اور محمد بن ملک شاہ کے اختلاف کی وجہ سے حکومت پر غلبہ حاصل تھا۔ قسیم الدولہ برسقی سختگی بغداد سے علیحدہ ہو کر ملک مسعود کے پاس چلا گیا اور ملک مسعود نے اس کو دو ''مراغۃ'' ''ورحبہ'' جاگیر کے طور پر دے دیا۔

دبیس کی سازش: ...... چونکہ دبیس اور قسیم الدولہ کے درمیان ایک مدت سے دشمنی اور مخالفت چلی آ رہی تھی۔ دبیس نے موقع پا کر جیوش بک اور ملک مسعود کو قسیم الدولہ برسقی کے خلاف ابھار دیا اور گرفتار کرنے کی رائے دے دی اتفاق سے برسقی کو اس کی اطلاع مل گئی اور وہ ملک مسعود کا ساتھ چھوڑ کر سلطان محمود کے پاس آ گیا۔ سلطان محمود نے بے حد عزت کی بغداد میں اس کے ممتاز ابو اسمٰعیل حسین بن علی اصفہانی طغرائی ملک مسعود کی خدمت میں آ گیا اور وہ اس کا بیٹا ابو المؤید محمد ملک مسعود کے دربار میں کتابت (سکریٹری شپ) کا کام کرنے لگا۔ چنانچہ جب اس کا باپ (استاد ابو اسمٰعیل حسین بن علی اصفہانی آ گیا تو ملک مسعود نے ابو علی بن عمار و حاکم طرابلس کو معزول کر کے عہدہ وزارت پر اس کو مامور کیا چنانچہ اس نے اس خدمت کو انتہائی خوبی سے انجام دیا۔ جس کی تحریک دبیس نے کی تھی۔

ملک مسعود کی شکست: ...... اس کے بعد ملک مسعود اس کے اراکین دولت سلطان محمود کی مخالفت پر آمادہ ہو گئے۔ کسی طریقہ سے سلطان محمود کو اس کی خبر پہنچ گئی سلطان محمود نے ان لوگوں کو دھمکی دی اور مخالفت اور نافرمانی کی صورت میں اپنی سطوت و جبروت سے ڈرایا مگر ملک مسعود کے خیر خواہوں کے کان پر جوں تک نہ رینگی اور مخالفت کا اعلان کر کے ملک مسعود کی حکومت کا خطبہ پڑھنا شروع کر دیا پنجوقتہ نوبت بجنے لگی اور جب ان کو یہ خبر ملی کہ سلطان محمود کا لشکر ان دنوں ادھر ادھر ہو گیا ہے تو اس سے جنگ کرنے کے لئے تیار ہو کر بہت تیزی سے روانہ ہوا پندرھویں ربیع الاول ۵۱۴ھ کو مقام اسد آباد میں سلطان محمود کے لشکر سے جنگ ہو گئی قسیم الدولہ برسقی اس کے لشکر کے آگے تھا صبح سے دوپہر تک بہت سختی سے لڑائی جاری رہی برسقی نے اس معرکہ میں بہت بڑا حصہ لیا اس کے بعد ملک مسعود کو شکست ہو گئی۔

وزیر ابو اسمٰعیل کا قتل: ...... اس کے بہت سے سردار در گرفتار کر لئے گئے اور اس کی سلطنت کا وزیر ابو اسمٰعیل طغرائی گرفتار ہو گیا پھر اس کو سلطان محمود کی خدمت میں پیش کیا گیا چنانچہ۔ سلطان محمود نے اس کو قتل کرنے کا حکم دیا ایک سال ابو اسمٰعیل نے وزارت کی کتابت کا کام بہت خوبی سے انجام دیا تھا اور شاعری میں بھی اس کو عبور حاصل تھا صنعت کیمیا میں اس کی متعدد تصانیف ہیں۔

برسقی اور ملک مسعود: ...... ملک مسعود شکست کے بعد موصل کی طرف روانہ ہوا برسقی سلطان محمود سے ملک مسعود کے لئے امن حاصل کر کے اس کو واپس لانے کے لئے نکلا چنانچہ راستہ سے ملک مسعود کو اس کے بھائی سلطان محمود کے پاس واپس لے آیا۔ سلطان محمود نے اس کی غلطی معاف کر دی اور انتہائی محبت اور نرمی سے پیش آیا۔ اس وقت جیوش بک موصل پہنچ گیا تھا۔ جب اسے ملک مسعود اور سلطان محمود کی صلح کی خبر ملی تو اس نے بھی سلطان کی خدمت میں جبکہ وہ ہمدان میں تھا حاضر ہو کر امن کی درخواست کی۔ سلطان محمود نے اس کو بھی امن دے دیا اور عزت و احترام سے پیش آیا۔

حلہ کی تباہی: ...... دبیس اس وقت عراق میں تھا ملک مسعود کی شکست سے مطلع ہو کر اپنے اہل و عیال کو بطیحہ بھیج دیا اور خود مال و اسباب سمیت حلہ پہنچ گیا اور اس کو تباہ و برباد کرتا ہوا۔ ابلغازی بن ارتق کے اس ماردین پہنچ گیا۔ سلطان محمود کو ان واقعات کی اطلاع ملی تو وہ بھی دبیس کے خلاف ایک ہزار کشتیاں لے کر حلہ پہنچا اور دیکھا کہ حلہ ویران برباد ہو گیا ہے چنانچہ ایک رات قیام کر کے واپس لوٹ گیا

منصور کا حملہ: ...... اس کے بعد دبیس نے اپنے بھائی منصور کو قلعہ صعد سے ایک بڑی فوج دے کر عراق روانہ کیا چنانچہ منصور حلہ اور کوفہ سے ہوتا ہوا

بصرہ پہنچا اور یرتقش زکوی کو صلح کی غرض سے سلطان کے پاس بھیجا۔ مگر کسی وجہ سے صلح نہ ہوسکی بلکہ منصور کا بھائی دبیس اور اس کے بیٹے کو گرفتار کر کے کسی قلعہ میں جو کہ کرخ کے سامنے تھا قید کر دیا۔ پھر دبیس نے اپنے ساتھیوں کے ایک گروپ کو ان کے زیر کنٹرول واسط کے علاقوں کی طرف جانے کی اجازت دی ''ترکان واسط'' نے روک ٹوک کی۔

مہلہل کی گرفتاری:...... پھر دبیس نے ایک فوج مہلہل بن ابی العسکر کی کمان میں ترکان واسط کی سرکوبی کیلئے روانہ کی اور مظفر بن ابی الخیر کو اس کی کمک کی ہدایت کی اہل واسط نے اس سے مطلع ہو کر قسیم الدولہ برسقی سے امداد کی درخواست کی چنانچہ برسقی نے ان کی کمک پر لشکر روانہ کر دیا۔ ابھی مظفر آنے نہیں پایا تھا کہ مہلہل اس سے جنگ کرنے بڑھا مگر پہلے ہی حملہ میں شکست کھا کر بھاگ گیا اور اسی بھاگ ڈور میں اپنے ساتھیوں کی ایک جماعت سمیت گرفتار کرلیا گیا۔ اس کے بعد مظفر بطیحہ سے غارتگری کرتا ہوا واسط کے قریب پہنچا مگر مہلہل کی شکست کا حال سن کر فوراً بھاگ گیا۔

اتفاق سے اس معرکہ میں ایک خط دبیس کا لکھا ہوا لشکر واسط کے ہاتھ لگ گیا دبیس نے اس خط میں مہلہل کو مظفر کی گرفتاری اور اس سے سالانہ خراج کا مطالبہ کرنے کی تاکید کی تھی لشکر واسط نے اس خط کو مظفر کے پاس بھیج دیا مظفر یہ خط دیکھ کر حیران وششدر ہو گیا اسے بے حد غصہ آیا چنانچہ وہ اسی وقت دبیس کی رفاقت سے علیحدہ ہو کر لشکر واسط کے ساتھ مل گیا۔

دبیس کا انتقام:...... اس واقعہ کے بعد دبیس کو یہ خبر ملی کہ سلطان محمود نے اپنے بھائی کی آنکھ میں نیل کی سلائیاں پھروادی ہیں۔ اس خبر کو سنتے ہی اس نے اپنے بال نوچ ڈالے اور سیاہ کپڑے پہن لئے شہروں کو تباہ و برباد کرنے لگا۔ نہر ملک میں جتنا مال واسباب ''مسترشد'' کا تھا لوٹ لیا۔ اور وہاں کے رہنے والے جلا وطن ہو کر بغداد پہنچ گئے۔ لشکر واسط یہ خبر پا کر نعمانیہ کی طرف بڑھا اور دبیس کے لشکر پر جو کہ وہاں پر خیمہ زن تھا حملہ آور ہوا اور اس کو مار پیٹ کر نعمانیہ سے باہر نکال دیا اور خود قابض ہو گیا۔

سلطان محمود اور دبیس:...... دبیس نے گذشتہ جنگ میں خلیفہ کے عفیف نامی خادم کو گرفتار کرلیا تھا کچھ عرصے بعد جب سلطان محمود نے اپنے بھائی ملک مسعود کی آنکھوں میں نیل کی سلائیاں پھروادیں تو دبیس نے عفیف کو رہا کر دیا اور اسے ایک خط دے کر خلیفہ کے پاس بھیج دیا اس خط میں دبیس نے سلطان محمود کے اس برتاؤ پر جو اس نے اپنے بھائی کے ساتھ کیا تھا ناراضگی ظاہر کی تھی اور خلیفہ کو اس بات پر دھمکی دی تھی خلیفہ کو یہ خط دیکھنے سے بے حد غصہ آیا چنانچہ فوجیں تیار کر کے دبیس سے جنگ کے لئے برسقی کی طرف بڑھا اسے آگے رہنے کا حکم دیا چنانچہ ماہ رمضان ۵۱۷ھ میں شاہی فوجیں دریا کی طرح دبیس سے جنگ کرنے بڑھیں اطراف وجوانب کے علاقوں سے فوجیں آنے لگیں۔ سلیمان بن مہارش بنو عقیل کا بڑا لشکر لے کر حدیثہ سے آیا قریش بن مسلم (والی موصل) بھی اپنے لشکر کی فوج لے کر حاضر ہو گیا خلیفہ مسترشد نے بغداد میں اعلان کرادیا کہ جس کو شاہی لشکر کے ساتھ مل کر دولت عباسیہ کے باغیوں سے لڑنا ہو شاہی لشکر میں آجائے اہل بغداد سنتے ہی ٹوٹ پڑے خلیفہ نے ان لوگوں کو حسب ضرورت روپیہ، اسباب اور آلات حرب دیئے۔

دبیس کی گھبراہٹ:...... دبیس ان واقعات سے مطلع ہو کر گھبرا گیا۔ اور خلیفہ مسترشد کے پاس معذرت کا خط روانہ کیا اور امن کی درخواست کی مگر خلیفہ نے اس کی درخواست منظور نہیں کی اور ماہ ذی الحجہ ۵۱۷ھ کے آخر میں بغداد سے کوچ کر دیا وزیر السلطنت نظام الدین احمد بن نظام الملک نقیب الطالبین۔ نقیب النقباء علی بن طراد اور شیخ الشیوخ صدر الدین اسمٰعیل وغیرہ جیسے عمائدین خلیفہ کے لشکر میں تھے۔ برسقی کو اس کی اطلاع ملی تو وہ خلیفہ کی خدمت میں واپس آیا اور اس کے لشکر کے ساتھ حدیثہ میں قیام پذیر ہو گیا۔

دبیس کی شکست:...... اس کے بعد خلیفہ کے لشکر نے جنگ کے لئے موصل کی طرف کوچ کیا برسقی اس کے مقدمۃ الجیش پر تھا۔ دبیس نے بھی اپنے ساتھیوں کو مرتب کرلیا۔ پیادوں کو سواروں کے لشکر کے آگے رکھا اس کے لشکریوں سے کامیابی کی شرط بغداد کو تباہ برباد کرنے اور عورتوں کو لونڈی بنانے کا وعدہ کر رکھا تھا۔ چنانچہ دونوں حریف گتھ گئے۔ اور پھر دبیس کے لشکر کو شکست ہوگئی ایک جماعت اس کے ہمراہ ساتھیوں کی گرفتار ہوگئی۔ جنہیں خاتمہ جنگ کے بعد قتل کر دیا گیا۔ پھر دبیس کی عورتوں کو باندی بنالیا گیا۔

فتحیابی کے بعد میدان جنگ سے خلیفہ مسترشد یوم عاشورہ ۵۱۷ھ کو دارالخلافت بغداد واپس چلا گیا۔

بصرہ کی تباہی:..... دبیس نے شکست کے بعد فرات عبور کیا۔ غزیہ پہنچ کر ''عرب نجد'' سے امداد مانگی مگر ان لوگوں نے انکار میں جواب دیا تب منتفق کے پاس گیا اور منتفق سے بصرہ پر قبضہ کرنے کا حلف لے لیا چنانچہ وہ لوگ اس کے ساتھ بصرہ اور اسے لوٹ لیا اس کے چیف کمانڈر کو قتل کر دیا چنانچہ مسترشد نے برسقی کو ناراضگی کا خط روانہ کیا۔ اور اس کو دبیس کا تعاقب نہ کرنے پر ڈانٹش پلائی اور یہ بھی لکھا کہ تیری ہی وجہ سے دبیس کو بصرہ ویران کرنے کا موقع ملا چنانچہ برسقی نے فوراً جنگ کی تیاری کر دی سامان سفر و جنگ درست کر کے بصرہ کا راستہ لیا چنانچہ دبیس نے یہ خبر پا کر بصرہ چھوڑ دیا۔ قلعہ جحبر میں جا کہ پناہ گزیں ہو گیا۔ عیسائیوں سے مل کر ان کو حلب پر قبضہ کرنے کی ترغیب دی اور ان کے لشکر کے ساتھ ۵۱۸ھ میں حلب کے محاصرہ پر آیا۔ اہل حلب نے معقول طور سے ان کا مقابلہ کیا اور چاروں طرف سے قلعہ بندی کر لی۔ مجبور ہو کر خائب و خاسر ہو کر لوٹ آئے۔ چنانچہ دبیس ان سے علیحدہ ہو کر طغرل بن سلطان محمد کے پاس چلا گیا۔ اور اسے عراق کے قبضہ پر ابھارا جیسا کہ آئندہ ہم تحریر کیں گے۔

دبیس کی ملک طغرل کے پاس روانگی:..... جس وقت دبیس شام سے ملک طغرل کے پاس آذربیجان میں حاضر ہوا ملک طغرل نے احترام سے اس سے ملاقات کی اور اسے اپنے خاص الخاص امراء اور وزیروں میں شامل کر لیا۔ دبیس نے اسے عراق پر قبضہ کی ترغیب دی اور اس پر قبضہ کروانے کا ذمہ لیا۔ چنانچہ ملک طغرل نے اس ارادے سے کوچ کیا۔ دبیس اس کے ساتھ تھا کوچ و قیام کرتا ہوا ایک عظیم الشان فوج کے ساتھ دقوقا پہنچا۔ مجاہد ابن بہروز (والی تکریت) نے خلیفہ مسترشد کو اس کی اطلاع دی چنانچہ خلیفہ نے ملک طغرل اور دبیس کے مقابلے اور سرکوبی پر کمر باندھ لی۔ فوجیں فراہم کیں۔ پیادوں کے علاوہ بارہ ہزار سواروں کے ساتھ۔ ماہ صفر ۵۱۹ھ میں دارالخلافت بغداد سے کوچ کیا اس کے مقدمۃ الجیش کا برتقش زکوی افسر اعلیٰ تھا۔ شاہی لشکر رفتہ رفتہ خالص پہنچ گیا۔ ملک طغرل کو خلیفہ مسترشد کی تیاری اور روانگی کی خبر ملی تو اس نے خراسان کا راستہ اختیار کر لیا۔ اور جلولا پہنچ کر خیمہ زن ہو گیا۔ اس کے ساتھی غارتگری کے لئے چاروں طرف پھیل گئے۔ وزیرالسلطنت جلال الدین بن صدقہ ایک بڑی فوج لے کر ملک طغرل کی جانب بڑھا اور دسکرہ میں پڑاؤ کیا۔ اتنے میں خلیفہ مسترشد بھی پہنچ گیا۔ دبیس اور ملک طغرل نے ہارونیہ کی طرف کوچ کر دیا۔ پھر دونوں نے تامرا کی طرف نہروان کا پل پار کرنے کے لئے قدم بڑھائے دبیس نے پایاب مقامات کی حفاظت پر کمر باندھی اور ملک طغرل دارالخلافت بغداد پر قبضہ اور اس کو تباہ و برباد کرنے کے لئے بغداد کی طرف روانہ ہو گیا الغرض دبیس نے تامرا سے کوچ کیا اور طغرل اس وجہ سے کہ وہ بخار میں مبتلا ہو گیا تھا قیام پذیر ہو گیا پھر بارش اور سیلاب اتنا زیادہ ہوا کہ دونوں مجبور ہو کر بیٹھ گئے۔ ٹھنڈ، بھوک اور سفر کی تھکن نے دبیس کو بدحواس کر دیا

خلیفہ کے سامان کی لوٹ مار:..... اس کی خوش قسمتی تھا کہ خلیفہ مسترشد کا کچھ سامان جا رہا تھا۔ جس میں پہنے کے کپڑے اور بہت سی خوردنی اشیاء بھی تھیں۔ دبیس نے اس سامان پر قبضہ کر لیا۔ کپڑوں کو زیب تن کیا کھانا کھایا۔ دھوپ میں بیٹھا تو ہوش بجا ہوئے چنانچہ لیٹ کر سونے لگا خلیفہ کو اس واقعہ کو اطلاع ملی تو وہ اسنے دارالخلافت بغداد کی طرف واپسی کا حکم صادر کیا۔

خلیفہ مسترشد اور دبیس:..... اتفاق سے اس کا لشکر دبیس کے لشکر کے پاس سے گذرا خلیفہ دبیس کے سر پر پہنچ گیا۔ اور وہ خواب غفلت میں پڑا خراٹے لے رہا تھا سرہانے کھڑا پایا حسب عادت زمین بوسی کی اور معافی کی درخواست کی چنانچہ خلیفہ مسترشد کا دل نرم ہو گیا۔ وزیرالسلطنت جلال الدین بن صدقہ نے بھی سفارش کی پھر دبیس سوار ہو کر برتقش زکوی کے لشکر کے سامنے گیا اور ان لوگوں سے باتیں کرنے لگا۔ دوسرے وقت تک شاہی لشکر نے پل عبور کر لیا پھر دبیس کو موقع مل گیا اور وہ ملک طغرل کے پاس واپس آ گیا اور اس کے ساتھ ساتھ اس کے چچا سنجر کے پاس روانہ ہوا اور صوبہ ہمدان میں پہنچتے ہی قتل و غارتگری کا ہنگامہ برپا کر دیا۔ سلطان محمود نے یہ خبر سن کر ان لوگوں کا تعاقب کیا مگر کامیاب نہ ہو سکا۔

دبیس کی ریشہ روانیاں:..... ملک طغرل نے عراق پر قبضہ سے ناامید ہو کر دبیس کے ساتھ سلطان سنجر کی طرف کوچ کر دیا یہ اس وقت خراسان کا حکمران تھا بنو ملک شاہ کا سربرآوردہ فرد تصور کیا جاتا تھا چنانچہ ملک طغرل اور دبیس نے اس سے خلیفہ مسترشد اور برتقش شحنہ بغداد کی الٹی شکایت کی لہٰذا سلطان سنجر نے انصاف کرنے کا وعدہ کیا چنانچہ دونوں اس کے پاس مقیم ہو گئے۔ دبیس سے چپ چاپ نہ بیٹھا گیا چنانچہ سلطان سنجر کو عراق پر قبضہ

کر لینے کی ترغیب دینے لگا۔ موقع پا کر مسترشد اور سلطان کی طرف سے اس کو بدظن کرتا رہتا۔ بالآخر یہ بات سلطان سنجر کے ذہن نشین کر دی کہ خلیفہ مسترشد اور سلطان محمود دونوں بالاتفاق سلطان سنجر کی مخالفت پر کمر بستہ اور تیار رہیں۔ کہتے سنتے سلطان سنجر کی بھی رگ حمیت ومردانگی جوش میں آ گئی۔ چنانچہ ۵۲۲ھ میں عراق کی طرف کوچ کیا رے پہنچا۔ دبیس کے خیالات کی تصدیق کرنے کے لئے سلطان محمود کو ہمدان سے بلوالیا۔

سلطان محمود اور سلطان سنجر:......سلطان محمود سلطان سنجر کا پیغام پاتے ہی حاضر ہو گیا جس سے دبیس کے پیدا کئے ہوئے خیال کی تکذیب ہو گئی چنانچہ سلطان سنجر نے اپنی افواج کو سلطان محمود کے استقبال کے لئے بھیجا۔ شاہی فوج نے سلطان محمود کو سلامی دی سلطان سنجر نے اسے اپنے برابر تخت پر بٹھایا۔ عزت واحترام سے پیش آیا۔ ۵۲۲ھ کے آخری تک سلطان محمود اس کی خدمت میں رہا اس کے بعد سلطان سنجر دوبارہ لوٹ کر خراسان آ گیا اور دبیس کو سلطان محمود کے حوالے کر کے یہ ہدایت کی کہ اس کو اس کے عزت واحترام سے واپس کر دینا۔ چنانچہ سلطان محمود دبیس کے ساتھ ہمدان واپس گیا۔ اور محرم ۵۲۳ھ میں بغداد روانہ ہو گیا۔ وزراء اور امراء نے استقبال کیا۔ سلطان محمود نے دبیس کو شاہی مکان میں ٹھہرایا اور خلیفہ سے اس کی عفو تقصیر کی سفارش کی تو خلیفہ صاحب راضی ہو گئے مگر حکومت دینے سے انکار کر دیا دبیس نے اس مقصد کو حاصل کرنے کے لئے ایک لاکھ دینار پیش کئے خلافت مآب جو کہ خلیفہ نے قبول نہیں گئے پھر سلطان محمود اس سال کے درمیان میں بغداد سے ہمدان واپس چلا گیا۔

دبیس اور محمود کا جھگڑا:......سلطان محمود کی بیوی اس کے چچا سلطان سنجر کی بیٹی تھی اور یہی دبیس کی مخالفت کے زمانہ میں سلطان محمود کا ہاتھ بٹاتی تھی۔ ہمدان سے سلطان کے کوچ کرتے وقت اس کا انتقال ہو گیا۔ چنانچہ دبیس کو کھل کر کھیلنے کا موقع مل گیا اس کے بعد سلطان بیمار ہو گیا۔ دبیس نے اس کے چھوٹے بیٹے کو لے کر عراق کا رخ کیا۔ خلیفہ مسترشد نے اس کے مقابلے کے لئے فوجیں تیار کر لیں بہروز شحنہ بغداد اس وقت حلہ میں تھا وہ دبیس کی روانگی کا حال سن کر حلہ سے بھاگ گیا چنانچہ دبیس نے ماہ رمضان ۵۲۳ھ میں اس پر قبضہ کر لیاں سلطان محمود کو اس کی خبر ملی تو اس نے امیر ابن قزل اور احمد یلی کو بلایا یہ دونوں دبیس کی نیک چلنی اور اطاعت کے ضامن تھے اور یہ کہا کہ دبیس کو لا کر حاضر کرو تم اس کی اطاعت وفرمانبرداری کے ضامن تھے چنانچہ احمد یلی دبیس کو روکنے کے لئے روانہ ہو گیا اور سلطان عراق کی طرف آیا۔ دبیس نے بہت سے تحائف اور ہدایا سلطان کی خدمت میں بھیجے جس میں دولاکھ دینار نقدی اور تین سو راس گھوڑے تھے جن کی زینیں اور نعلیں سونے کی تھیں چنانچہ جب سلطان بغداد میں داخل ہو گیا تو دبیس بصرہ چلا گیا اور اس کو لوٹ لیا جو کچھ بیت المال میں پایا سب پر قبضہ کر لیا۔ سلطان نے اس کے تعاقب پر فوجیں روانہ کیں۔ دبیس بصرہ چھوڑ کر بریہ چلا گیا۔

دبیس کا فرار:......دبیس نے جس وقت بصرہ چھوڑا تھا۔ اسی زمانہ میں اسے بلانے کے لئے ایک قاصد صرخد (صرصر) سے آیا تھا۔ (والی سرخد) ایک خصی تھا۔ اسی سال اس نے وفات پائی تھی اس کی ایک بیوی تھی جو اس کے مرنے کے بعد قلعہ پر قابض ہو گئی ساتھ ہی یہ خیال پیدا ہوا کہ نظام حکومت اس وقت تک قائم نہیں رہ سکتا جب تک کسی شخص سے جو کہ صاحب قوت وجنگ ہو تعلق نہ پیدا کیا جائے لوگوں نے اس سے دبیس کی تعریف کی کہ اس کا بہت بڑا خاندان ہے۔ نہایت دلیر اور جنگ جو ہے اس کے رعب وداب سے سارا عراق بید لی طرح تھراتا ہے اس عورت نے دبیس کو خط لکھ کر بلایا تاکہ اس سے نکاح کر لے اور قلعہ پر اس کے اموال سمیت اس کو حاکم اور حاوی کر دے۔

دبیس کی گرفتاری:......دبیس کو یہ خط بصرہ چھوڑنے کے بعد ملا لہٰذا فوراً عراق سے شام کیجانب کوچ کر دیا۔ چند رہبر اس کے ساتھ تھے دمشق ہو کر گزرا' تاج الملوک (والی دمشق) کو جاسوسوں نے اس کی اطلاع کر دی چنانچہ (والی دمشق) نے اس کو گرفتار کر لیا۔ پھر عماد الدین زنگی نے جو کہ دبیس کا جانی دشمن تھا تاج الملوک کو پیغام دیا کہ اگر تم دبیس کو میرے پاس بھیج دو تو میں اس کے بدلے میں تمہارے بیٹے اور ان امراء کو قید سے رہا کر دونگا جو میرے یہاں نظر بند ہیں۔ تاج الملوک نے بلاعذر اس حکم کی تعمیل کر دی اور دبیس پابہ زنجیر زنگی کے پاس بھیجد یا گیا۔

دبیس کی رہائی:......دبیس کو اپنے قتل کا مکمل یقین ہو گیا مگر زنگی نے اس کے ساتھ اس کے خلاف توقع وہ برتاؤ کئے جو بڑے بادشاہوں کے ساتھ کئے جاتے ہیں پھر زنگی نے اس کو رہا کر دیا اور بہت سامال واسباب سواریاں، چوپائے اور آلات حرب اسے عطا کئے۔ کسی ذریعہ سے مسترشد کو دبیس کی گرفتاری کی اطلاع مل گئی چنانچہ سدید الدین بن انباء کو تاج الملوک کے پاس بھیج کر دبیس کو مانگا سدید الدین جزیرہ ابن عمر سے دمشق روانہ ہو گیا مگر

راستے میں یہ معلوم ہوا کہ والی دمشق نے اس زنگی کے پاس بھیج دیا ہے اس لئے سدید الدین کا مقصد پورا نہ ہو سکا

دبیس کی زنگی کے ساتھ بغداد روانگی اور شکست کھانا: ...... ۵۲۵ھ میں سلطان محمود کا انتقال ہو گیا اور اس کی جگہ اس کا بیٹا ملک داود حکمران بنا۔ اس کے چچا مسعود اور سلجوق حکومت و ریاست کے بارے میں اس سے لڑنے لگے۔ آخر کار سلطان مسعود کے پاؤں حکومت و سلطنت پر جم گئے ان دونوں (مسعود وسلجوق) کا بھائی طغرل اپنے چچا سلطان سنجر کے پاس خراسان میں تھا۔

سلطان سنجر: ...... سلطان سنجر خاندان سلجوقیہ کا بہت بڑا نامور ممبر تھا تمام حکمران سلجوقیہ اس کے حکم کے آگے گردنیں جھکا دیتے تھے اسے سلطان مسعود کا سلجوق اور طغرل سے لڑنا ناگوار گذرا چنانچہ یہ طغرل کو لے کر عراق چل دیا اور ہمدان پہنچ گیا۔ عمادالدین زنگی کو بلا کر شحنہ بغداد مقرر کیا اور دبیس بن صدقہ کو کہ یہ بھی زنگی کے پاس تھا حلہ جاگیر میں دے دیا سلطان مسعود کو اس کی خبر ملی تو اس نے سنجر اور طغرل سے جنگ کی تیاری کا حکم دے دیا اور خلیفہ مسترشد سے بھی میدان جنگ میں شریک ہونے کی درخواست کی

دبیس اور زنگی کا حملہ: ...... چنانچہ خلیفہ بغداد سے نکلا مگر یہ سن کر زنگی اور دبیس بغداد کے قریب پہنچ گئے ہیں بغداد واپس چلا گیا۔ عباسیہ میں زنگی سے مڈبھیڑ ہو گئی۔ زنگی شکست کھا کر بھاگ گیا۔ اس کے لشکر کا بڑا حصہ کام آ گیا۔ جنگ کے بعد خلیفہ مسترشد بغداد میں کامیابی کے ساتھ داخل ہو گیا اور دبیس حلہ پہنچ گیا حلہ اور اس کے گرد و نواح کے علاقوں پر اقبال (خادم خلیفہ) کا تصرف و حکم چلتا تھا۔

دبیس کی شکست اور فرار: ...... خلیفہ مسترشد نے یہ خبر سن کر کہ دبیس حلہ کی طرف گیا ہے لشکر بغداد کو اقبال کی کمک پر بھیج دیا گھمسان کی لڑائی ہوئی اور دبیس شکست کھا کر بھاگ گیا۔ بڑی مشکل سے اس کی جان بچی پھر یہ واسط پہنچا یہاں پر اس کا بقیۃ السیف لشکر بھی آ گیا۔ ابن ابی الخیر (والی بطیحہ) نے اس کو مالی اور فوجی مدد دی جس سے اس نے ۵۲۰ھ میں واسط پر قبضہ کر لیا۔ اقبال خادم اور برتقش شحنہ بغداد نے ان لوگوں کی سرکوبی کیلئے فوجیں روانہ کیں۔ دبیس واسطیوں کو مرتب کر کے مقابلہ پر آیا۔ سخت اور خونریز جنگ کے بعد دبیس کو شکست ہوئی میدان اقبال کے لشکر کے ہاتھ رہا۔ اس شکست کے بعد دبیس نے سلطان مسعود کے پاس جا کر دم لیا۔ اور اسی کے پاس رہنے لگا۔ اس کے بعد دبیس مسلسل سلطان مسعود کے پاس حاضر رہا پھر مسعود اور خلیفہ مسترشد کے درمیان ناصافی پیدا ہو گئی اور اس کے بھائی طغرل کا انتقال ہو گیا۔ جیسا کہ ان کے حالات میں مذکور ہے۔

دبیس کی سلطان مسعود سے علیحدگی: ...... سلطان مسعود اپنے بھائی طغرل کے مرنے کے بعد ہمدان گیا اور اس پر قابض ہو گیا یہاں پر ایک جماعت نے جو اس کے نامور امراء اور بڑے بڑے ارا کین دوست پر مشتمل تھی اس کی رفاقت ترک کر دی ان میں سے دبیس بن صدقہ بھی تھا۔ اور خلیفہ کے پاس حاضر ہو کر امان مانگ لی

خلیفہ کا دبیس کو رکھنے سے انکار: ...... خلیفہ نے دبیس کی بار بار بدعہدی کی وجہ سے ان لوگوں کی معذرت قبول نہیں کی پس چنانچہ ان لوگوں نے خوزستان کا رخ کر لیا اور وہاں برسق بن برسق سے سازش کر لی۔ اس کے بعد خلیفہ کو اپنی رائے کی غلطی محسوس ہوئی اور ان امراء کو جو دبیس کے ساتھ تھے امان نامہ لکھ کر بھیج دیا ہاں جس وقت خلیفہ نے دبیس کی وجہ سے ان امراء کو بغیر امان دیئے ہوئے واپس کیا تھا ان لوگون نے بالاتفاق دبیس کو گرفتار کرنے اور خلیفہ کی خدمت انجام دینے کی رائے طے کر لی تھی۔

دبیس دوبارہ سلطان مسعود کے پاس: ...... دبیس کو کسی ذریعہ سے اس کا احساس ہو گیا لہٰذا بھاگ کر سلطان مسعود کے پاس دوبارہ آ گیا۔ اب یہ وہ زمانہ تھا کہ خلیفہ مسترشد نے سلطان مسعود سے جنگ کے لئے بغداد سے ماہ رجب ۵۲۹ھ میں کوچ کیا تھا۔ اکثر گورنروں نے اظہار اطاعت وفرماں برداری کے اظہار کے لئے سفیر بھیجے ۔ داؤد بن سلطان محمود نے آذربیجان سے پیغام بھیجا کہ اگر خلیفہ دینور کی طرح سے گزریں تو یہ خانہ زاد بھی خلیفہ کے رکاب میں ہوگا اور جنگ میں شریک ہونے کی عزت حاصل کرے گا مگر خلیفہ مسترشد نے اس کا انکار میں جواب دیا اور جنگ کے ارادے سے مقام اعراج تک پہنچ گیا

خلیفہ کی شکست اور گرفتاری:......پھر اسی جگہ حریف سے مڈبھیڑ ہوگئی۔ اتفاق سے شاہی فوج میدان جنگ سے بھاگ گئی اور خلیفہ مسترشد گرفتار کرلیا گیا وزیر سلطنت شرف الدین علی بن طراو، قاضی القضاۃ ابن انباری اور بہت سے سرداران وارا کین دولت کی قید کر لئے گئے۔ لشکر گاہ میں جتنا مال واسباب تھا لوٹ لیا گیا

سلطان اور خلیفہ کی صلح اور شرائط:......پھر سلطان بغداد چلا گیا اور روانگی سے پہلے امیر بکابہ کو شحنہ بغداد مقرر کر کے روانہ کیا خلیفہ مآب کی اس شکست سے بغداد میں بے حد شور برپا ہوگیا اس کے بعد سلطان مسعود نے خلیفہ مسترشد کو ایک خیمہ میں نظر بند کر دیا اور چند لوگوں کو اس کی حفاظت اور نگرانی پر لگا دیا پھر مصالحت کا پیغام بھیجا اور یہ شرائط پیش کیں (۱) کچھ مالیہ سالانہ ادا کیا کرے (۲) آئندہ فوجیں اس کے خلاف نہ لائے (۳) جنگ کے ارادے سے اپنے دارالخلافت سے قدم باہر نہ نکالے چنانچہ خلیفہ مسترشد نے ان شرائط کو منظور کرلیا اور آپس میں مصالحت ہوگئی۔

خلیفہ مسترشد کا قتل:......اسی دوران سلطان سنجر کا ایلچی پہنچ گیا چنانچہ سلطان مسعود اس سے ملنے کے لئے چلا گیا ادھر خلیفہ کے محافظین بھی منتشر ہو گئے اس سے فائدہ اٹھا کر فرقہ باطنیہ کا ایک گروپ ذی القعدہ ۵۲۹ھ کے آخر میں خلیفہ کے خیمہ میں گھس گیا اور خلیفہ اور اس کے ساتھیوں کی زندگی کا خاتمہ کر دیا۔

دبیس کا قتل:......خلیفہ مسترشد کے قتل کے بعد سلطان مسعود کو یہ خبر پہنچائی گئی کہ دبیس بن صدقہ کی سازش سے فرقہ باطنیہ نے خلیفہ مسترشد کو قتل کیا ہے وہ یہ سنتے ہی آگ بگولا ہو گیا لہٰذا فوراً دبیس کے قتل کا حکم دے دیا چنانچہ غلام دبیس کے دروازہ خیمہ پر کھڑا ہو گیا پھر جس وقت دبیس خیمہ سے سر نیچا کئے ہوئے نکلا غلام نے تلوار کے ایک وار سے اس کا سر اڑا دیا دبیس کو یہ بھی معلوم نہ ہو سکا کہ اسے کس نے مارا۔

صدقہ بن دبیس کی سلطان مسعود سے صلح:......اس واقعہ کی خبر دبیس کے بیٹے صدقہ کو ملی یہ اس وقت حلہ میں تھا اس کے باپ کی فوجیں اور اتالیف اس کے پاس آکر جمع ہوگئے۔ ''امیر قطلغ تکین'' امن حاصل کر کے اس کے پاس آگیا چنانچہ سلطان مسعود کو اس کی اطلاع ہوئی تو اس نے شحنہ ''بک آبہ'' کو صدقہ کو روکنے پر مامور کیا اور نہایت تیزی سے حلہ کو صدقہ کے قبضہ سے نکالنے کی ہدایت اور تاکید کی یہاں تک کہ سلطان مسعود ۵۳۱ھ میں بغداد پہنچا۔ چنانچہ صدقہ نے حاضر ہو کر مصالحت کی درخواست کی سلطان مسعود نے اس کی اسے معاف کر دیا اور آپس میں صلح ہوگئی پھر صدقہ نے وہیں قیام اختیار کرلیا۔

خلیفہ راشد اور خلیفہ مقتفی کی بالترتیب تخت نشینی:......خلیفہ مسترشد کے قتل کے بعد سلطان مسعود کے اشارے پر اس کا بیٹا راشد خلیفہ بنا کچھ عرصے بعد سلطان مسعود اور خلیفہ راشد کا جھگڑا ہو گیا اس کشیدگی اور جھگڑے کا باعث عماد الدین زنگی (والی موصل) بنا تھا۔ اس نے ہی اس فتنہ پر تیار کیا تھا۔ خلیفہ راشد ان دنوں اس کے ساتھ تھا سلطان مسعود نے ۵۳۰ھ میں خلیفہ راشد کو معزول کر کے خلیفہ مقتفی کے ہاتھ پر خلافت وامارت کی بیعت کر لی تھی۔

صدقہ اور سلطان محمود کی رشتہ داری:......چنانچہ راشد نے موصل چھوڑ دیا۔ جو امراء وارا کین سلطنت داؤد کے لشکر میں تھے وہ اس کا ساتھ چھوڑ کر سلطان مسعود کے پاس آ گئے سلطان مسعود ان لوگوں کے اس فعل سے راضی ہو گیا سامان سفر درست کر کے ہمدان واپس لوٹ گیا اور اپنی افواج کو ان کے شہروں کی طرف لوٹنے کا حکم دیا اور خود صدقہ بن دبیس کے پاس چلا گیا اور اس سے اپنی بیٹی کا نکاح کر دیا۔

خلیفہ راشد کی آذربائیجان میں شکست:......خلیفہ راشد موصل سے نکل کر حکومت وامارت حاصل کرنے کی غرض سے آذربائیجان پہنچ گیا۔ والی فارس وخوزستان اور ایک جماعت امراء کی حاضر خدمت ہوئی مال اور فوجی مدد دینے کا وعدہ کیا۔ سلطان مسعود کو اس کی ملی تو وہ فوجیں مرتب کر کے ان لوگوں کے سر پر پہنچ گیا جہاں گھمسان کی لڑائی ہوئی بالآخر سلطان مسعود نے ان لوگوں کو شکست دے دی۔ بھاگ دوڑ میں امیر منکبرس نے والی فارس کو گرفتار کرلیا اور جنگ اور قتل کر ڈالا۔

سلطان مسعود کی شکست:..... والی خوزستان اور عبدالرحمٰن طغابرک والی خلخال نے سلطان مسعود کی فوج پر پلٹ کر دوبارہ حملہ کیا اس وقت سلطان مسعود کے پاس تھوڑی سی فوج باقی رہ گئی تھی۔ چنانچہ سلطان مسعود کو ان لوگوں کے مقابلہ میں شکست ہوئی۔ ایک گروہ امراء کا جو اس کے لشکر میں تھا گرفتار کرلیا گیا ان میں صدقہ بن دبیس اور عنبری ابی العسکر بھی تھے۔ ان لوگوں کو بھی فتحمند گروہ نے قتل کرڈالا اس کے بعد داؤد نے ہمدان کی جانب قدم بڑھایا اور اس پر قابض ہوگیا۔

حلہ پر محمد بن دبیس کا تقرر:..... سلطان مسعود نے اس شکست کے بعد اپنی حالت دوبارہ درست کرلی اور جتنا اس کو اس مہم میں نقصان پہنچا تھا اس کی تلافی ہوگئی۔ چنانچہ اس نے حلہ پر محمد بن دبیس کو مامور کیا۔ مہلہل بن ابی العسکر برادر نمیر کو معین و مددگار کے طور پر اس کے ساتھ بھیجا چنانچہ محمد کے قدم حکومت حلہ پر مستقل طور پر جم گئے باقی رہے وہ واقعات جو راشد اور سلجوقیہ کے واقع ہوئے انہیں ہم آئندہ ان کے حالات کے ضمن میں تحریر کریں گے۔

بوزابہ کی مسعود سے بغاوت:..... ۵۴۲ھ میں بوزابہ ❶ (والی فارس وخوزستان) نے سلطان مسعود کے خلاف علم بغاوت بلند کردیا اور سلطان محمود کے ہاتھ پر حکومت کی بیعت کرلی عباس (والی رے) بھی ان لوگوں سے گیا۔ چنانچہ ان لوگوں نے بہت سے شہروں پر قبضہ کرلیا۔ سلطان مسعود ان لوگوں کی سرکوبی کے لئے دارالخلافت بغداد سے روانہ ہوگیا۔ اور بغداد میں اپنی جگہ امیر مہلہل ابن ابی العسکر اور نظیر خادم کو چھوڑ گیا۔ جس وقت سلطان مسعود نے بغداد سے کوچ کرنے کا ارادہ کیا تھا اس وقت مہلہل نے علی بن دبیس کو قلعہ تکریت میں قید کردینے کی مصلحت سے رائے دی تھی اتفاق سے خبر علی بن دبیس تک پہنچ گئی تو وہ چند آدمیوں کے ساتھ بھاگ کر قبیلہ بنو اسد میں پہنچ گیا اور ان کو متحد کرکے حلہ کی طرف آیا چنانچہ محمد فوجیں تیار کرکے مقابلہ کے لئے آیا لڑائی ہوئی۔ آخرکار علی نے محمد کو شکست دے کر حلہ پر قبضہ کرلیا۔

علی بن دبیس اور محمد بن دبیس کی جنگ:..... جس وقت سلطان مسعود نے بغداد سے کوچ کرنے کا ارادہ کیا تھا اس وقت مہلہل نے علی بن دبیس کو قلعہ تقریت میں قید کردینے کی کئی مصلحت سے رئے دی تھی اتفاق سے اس کی خبر علی بن دبیس تک پہنچ گئی تو وہ چند آدمیوں کے ساتھ بھاگ کر قبیلہ بنو اسد میں پہنچ گیا اور ان کو متحد کرکے حلہ کی طرف آیا چنانچہ محمد فوجیں تیار کرکے مقابلہ کے لیے آیا لڑائی ہوئی۔ آخرکار علی نے محمد کو شکست دے حلہ پر قبضہ کرلیا۔

علی بن دبیس کی طاقت میں اضافہ:..... سلطان مسعود کو اس سے ناراضگی پیدا ہوگئی مگر اس وجہ سے کہ اس کے اور اس کے باپ کے حمایتی ل خانہ زاد خاندان والے اور فوج اس کے پاس آکر جمع ہوگئے تھے لہٰذا اس کی قوت بڑھ گئی مہلہل اس لشکر کے ساتھ جو اس کے لشکر میں بغداد میں مقیم تھا علی کی روک تھام کے لئے حلہ روانہ ہوگا۔ فریقین نے صف آرائی کی پھر ایک سخت اور خونریز جنگ کے بعد مہلہل کو شکست ہوگئی اور وہ شکست کھا کر بغداد کی طرف بھاگ گیا۔

علی اور خلیفہ متقی کی صلح:..... شحنہ بغداد اور ان لوگوں کو جو بغداد میں اس کے ساتھ تھے اس سے خطرہ پیدا ہوگیا پھر خلیفہ نے شہر پناہ کی فصیلوں پر پہرہ مقرر کردیا اور علی کو کہلوایا کہ تم اپنے ارادوں میں مستقل اور مضبوط رہو خلیفہ کو تمہاری کامیابی سے بیحد خوشی ہوئی ہے۔ علی نے اطاعت وفرماں برداری کے اظہار کے لئے بارگاہ خلافت میں خط روانہ کردیا پھر لڑائی ختم ہوگئی اور امن وامان قائم ہوگیا۔

علی بن دبیس کا حلہ سے فرار:..... چونکہ علی بن دبیس رعایا کے ساتھ حد درجہ کا ظالمانہ برتاؤ کیا کرتا تھا اس لئے رعایا نے ۵۴۲ھ میں سلطان مسعود سے اس کی شکایت پیش کی سلطان مسعود نے ان کی شکایات پر علی بن دبیس کو معزول کرکے سالار کرد کو شہر حلہ جاگیر میں دے دیا چنانچہ سالار کرد نے ہمدان سے حلہ کی طرف کوچ کیا اور بغداد سے فوجیں حاصل کرکے حلہ کی طرف بڑھا چنانچہ علی بن دبیس حلہ چھوڑ کر نقشنجر ❷ کے پاس چلا گیا اور سالار کرد نے اپنے ساتھیوں سمیت حلہ میں قیام کرلیا بغدادی لشکر واپس چلا گیا۔

---

❶ ..... ایک نسخہ میں بوزابہ ہے جو صحیح نہیں۔ دیکھیں (تاریخ ابن اثیر "الکامل" ج ۱۱ ص ۱۱۹)۔

❷ ..... یہاں صحیح لفظ بقش کون خر ہے دیکھیں (تاریخ ابن اثیر "الکامل" ج ۱۱ ص ۱۲۲)۔

حلہ کی دبیس کو واپسی: ...... تفشکنجر اس وقت اپنی جاگیر "مقام طف" میں تھا۔ علی نے اس سے اپنا سارا ماجرا بیان کیا اور امداد کی درخواست کی چنانچہ تفشکنجر اس کی مدد پر تیار ہو کر اس کے ساتھ واسط روانہ ہوا "طرنطائی" والی واسط بھی اس کے ساتھ چل دیا چنانچہ ان لوگوں نے حلہ کو سالار کرد سے چھین کر علی بن دبیس کے حوالہ کر دیا علی اس پر قابض ہو گیا اور سالار کرد نے ۵۴۶ھ کے آخر میں بغداد واپس چلا گیا۔

علی کی سلطان مسعود سے بغاوت: ...... ۵۴۶ھ میں سلطان مسعود کے خلاف چند امراء نے علم بغاوت بلند کیا ان میں تفشکنجر طرنطائی اور علی بن دبیس بھی تھے ان لوگوں نے متحد ہو کر ملکشاہ بن سلطان محمود کی سلطنت وحکومت کی بیعت کر لی اور اس کے قافلے میں عراق کی طرف روانہ ہوئے خلیفہ متقی سے اس کے نام کا خطبہ پڑھے جانے کی درخواست کی مگر خلیفہ نے انکار میں جواب دیا اور فوجیں حاصل کر کے بغداد کی قلعہ بندی کر لی اور سلطان مسعود کے پاس اطلاعی خط بھیج دیا چونکہ سلطان معسود اپنے چچا سلطان سنجر سے ملاقات کے لئے رے گیا ہوا تھا لہٰذا اس طرح متوجہ نہ ہو سکا

سلطان مسعود سے دبیس کی معافی: ...... تفشکنجر کو کسی ذریعہ سے اس کی خبر مل گئی لہٰذا آپس میں جوتیاں چلنے لگیں تفشکنجر نے نہروان لوٹ لیا اور علی بن دبیس کو گرفتار کر لیا اور طرنطائی بھاگ کر نعمانیہ گیا اتنے میں سلطان مسعود بغداد پہنچ گیا اور تفشکنجر نہروان سے بھاگ گیا اور علی بن دبیس کو چھوڑ دیا۔ چنانچہ علی بن دبیس سلطان مسعود کے پاس بغداد میں حاضر ہوا عفو تقصیر کی درخواست کی لہٰذا سلطان مسعود نے اس کی خطا معاف کر دی۔

علی بن دبیس اور سلطان مسعود کی وفات: ...... ان واقعات کے بعد علی بن دبیس بیمار ہو گیا اس کے طبیب خاص محمد بن صالح نے بہت علاج کیا مگر صحت مند نہ ہوا اور بیماری کے تھوڑے ہی دنوں بعد انتقال کر گیا۔ اس کے بعد سلطان مسعود (آخری تاجدار سلجوقیہ) کا بھی انتقال ہو گیا۔ اور اس کا بھتیجا ملکشاہ بن محمود کے ہاتھ پر اراکین دولت نے سلطان معسود کی ولی عہدی کی وجہ سے حکومت وسلطنت کی بیعت کر لی خلیفہ مقتفی سلطان مسعود کے مرتے ہی "ملوک سلجوقیہ" پر حاوی ہو گیا۔

سلطان ملک شاہ کی تخت نشینی: ...... سلطان ملکشاہ نے تخت حکومت پر متمکن ہو کر سالار کرد کو حلہ روانہ کیا چنانچہ اس نے حلہ قبضہ کر لیا۔ مسعود ہلاک شحنہ بغداد بھی اس کے پاس چلا گیا۔ یہ سلطان مسعود کی وفات کی وقت بغداد سے بھاگ گیا تھا اور اس سے اتفاق اور ہمدردی کا اظہار کیا تھا کچھ عرصے بعد موقع پا کر مسعود بلاک نے سالار کرد کو گرفتار کر کے دریا میں ڈبو دیا اور خود حلہ کی حکومت پر قابض ہو گیا۔

مسعود بلاک اور خلیفہ متقی کی جنگ: ...... خلیفہ متقی نے یہ خبر پا کر اپنے وزیر سلطنت عون الدین بن ہبیر کو فوجیں دے کر بھیجا "مسعود بلاک" بھی اپنا لشکر تیار کر کے مقابلہ پر آیا مگر شکست کھا کر پھر حلہ واپس گیا مگر اہل حلہ نے اس حلہ میں داخل نہیں ہونے دیا تب مسعود بلاک نے تکریت کا رخ کر لیا اور وزیر السلطنت عون نے حلہ پر قبضہ کر لیا پھر کوفہ اور واسطہ کو فتح کرنے کے لئے فوجیں روانہ کیں چنانچہ کوفہ اور واسط بھی فتح ہو گئے اس کے بعد سلطان ملکشاہ کا لشکر کوفہ پہنچا لہٰذا خلیفہ متقی کی فوجوں نے کوفہ چھوڑ کر واسط کا راستہ لیا اور جب شاہی لشکر واسط کی طرح بڑھا تو خلیفہ کی فوج نے واط کو چھوڑ کر حلہ کی طرف قدم بڑھائے غرض یک کبعد دیگرے شہروں کو خلیفہ کی فوج چھوڑتی گئی اور شاہی لشکر قابض ہوتا گیا بالآخر ذیقعدہ ۵۴۷ھ کے آخر میں خلیفہ کی فوج بغداد کی جانب واپس ہو گئی۔

سلطان ملکشاہ گرفتار سلطان محمد کی تخت نشینی: ...... اس کے بعد امراء واراکین دولت سلجوقیہ نے ملکشاہ کو ۵۴۸ھ میں گرفتار کر لیا اور اس کے بھائی محمد کو تخت حکومت پر فائز کیا اور خلیفہ متقی سے اس کے نام کا خطبہ پڑھے جانے کی درخواست کی خلیفہ متقی نے منظور نہیں کیا اس بناء پر سلطان محمد بن محمود نے ۵۵۱ھ میں عراق کے جانب کوچ کیا جس سے بغداد میں ہل چل مچ گئی۔ خلیفہ متقی نے نہایت حزم واحتیاط سے مقابلہ کی تیاری کی واسطے کی فوجیں بھی آ گئیں۔ سلطان محمد نے مہلہل بن ابی العسکر کو حلہ پر قبضہ کرنے بھیجا چنانچہ اس نے حلہ پر قبضہ کر لیا اور پھر سلطان محمد نے ۵۵۲ھ میں بغداد کا محاصرہ کر لیا مگر کسی قسم کی کامیابی نہ ہوئی اور واپس آ گیا۔

خلیفہ مستنجد کی تخت نشینی: ...... ۵۵۵ھ خلیفہ متقی کا انتقال ہو گیا اور اس کا بیٹا مستنجد تخت خلافت پر بیٹھا یہ بھی اپنے باپ کی طرح نظم ونسق اور امور

سلطنت کا مالک تھا اس نے سلجوقیہ کا خطبہ دارالخلافت بغداد میں بند کر دیا۔ چونکہ بنواسد نے محاصرہ بغداد کے زمانے میں مہلہل بن ابی العسکر کا ساتھ دیا تھا۔ اس لئے مستنجد کو بنواسد سے ناراضگی اور کشیدگی تھی۔

بنواسد سے معرکہ آرائی:...... تخت خلافت پر پہنچتے ہی برون بن قماج بنواسد کے خلاف کو روانہ کیا۔ بنواسد اس وقت پہاڑی وزوں میں منتشر تھے ان تک کسی کا ہاتھ نہیں پہنچتا تھا چنانچہ برون نے بہت کوشش کی مگر کامیاب نہ ہو سکا تب خلیفہ مستنجد نے اب معروف سردار منتفق کو بصرہ سے بنواسد پر حملہ کرنے کا حکم لکھا چنانچہ ابن معروف نے بہت بڑی فوج حاصل کر کے بنواسد پر چڑھائی کر دی اور پہنچتے ہی ایسی خوبی سے ان کا محاصرہ کیا کہ وہ پانی تک کے محتاج ہو گئے خلیفہ مستنجد نے برون کو عتاب آمور خط روانہ کیا اور اس پر اسوجہ سے کہ اس نے بنواسد کو زیر کرنے میں تاخیر کی تھی شعیب اور بنواسد کی موافقت کا الزام لگایا۔

بنواسد کی جلاوطنی اور بنومزید کی حکومت کا خاتمہ:...... چنانچہ برون اور ابن معروف نے متفقہ کوشش سے بنواسد کی لڑائی میں محنت میں اور پانی لانے کا راستہ بند کر دیا اور نہایت بے رحمی سے انہیں پامال کرنے کو بڑھے چار ہزار بنواسد مارے گئے باقی لوگوں کو حلہ سے چلاوطن ہو کر نکل جانے کا اعلان کر دادیا۔ چنانچہ وہ لوگ حلہ سے چلاء وطن ہو کر اطراف کے علاقوں میں پھیل گئے اور ان میں سے ایک شخص بھی عراق میں باقی نہ رہا۔ ان کے پہاڑی دروں اور ان کے علاقوں پر ابن معروف اور منتفق قابض ہو گئے۔ چنانچہ بنومزید کی دولت وحکومت کا خاتمہ ہو گیا۔ (والبقاء للہ وحدہ)

خلافت عباسیہ کے زیر اثر ممالک اسلامیہ میں حکمرانی کرنے والے عجمی حکمرانوں کے حالات جنہیں خلفاء پر استبداد حاصل ہو گیا تھا سب سے پہلے دولت ابن طولون مصر کے حالات

مصر کی فتح اور حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ:...... ہم اوپر فتوحات اسلامیہ کے تذکرے میں حضرت عمرو بن ابی العاص ؓکے ہاتھ سے مصر فتح ہونے کا اقعہ ۲۰ھ حضرت عمرو بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور میں جو کہ انہی کے حکم سے فتح ہوا تھا بیان کر چکے ہیں۔ فتح وکامیابی کے بعد حضرت عمرو بن العاص کو اس شہر کا گورنر بنا دیا چنانچہ رفتہ رفتہ عمرو بن العاص کی فتوحات کامیاب مصر کے علاوہ ممالک مغرب میں طرابلس اور ودان وغدامس تک پہنچ گیا تھا۔ جیسا کہ یہ واقعات اس مقام پر احاطہ تحریر میں لائے جا چکے ہیں۔

حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کا استعفاء:...... پورے عہد خلافت حضرت عمر رضی اللہ عنہ میں اس صوبہ کی حکومت حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں رہی اس کے بعد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بن عفان نے صعید کی حکومت پر عبداللہ بن ابی سرح کو مقرر فرمایا اور مصر کو اس سے علیحدہ کر کے الگ صوبہ قرار دیا حضرت عمرو بن العاص کو یہ ناگوار گزرا چنانچہ گورنری سے مستعفی ہو گئے۔

حضرت عبداللہ بن ابی سرح مصر کے گورنر:...... چنانچہ امیر المومنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے صوبہ مصر کی گورنری صعید سے ملحق کر کے اور اس صوبہ کی حکومت بھی عبداللہ بن ابی سرح کو دیدی ان کے عہد حکومت میں غروہ صواری پیش آیا رومیوں نے قسطنطنیہ سے ایک ہزار کشتیوں کا بیڑہ مصر روانہ کیا۔

غزوہ صواری اور عمرو بن عاص کی اسکندریہ روانگی:...... سواحل اسکندریہ میں اس بیڑہ نے لنگر ڈالا اور اطراف وجوانب کے دیہات والوں نے بدعہدی اور بغاوت پر کمر باندھ لی اہل اسکندریہ نے دربار خلافت عثمان رضی اللہ عنہ سے یہ درخواست کی کہ ہماری امداد کمک پر عمرو بن العاص مامور کئے جائیں۔ چنانچہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے حضرت عمرو بن العاص کو اہل اسکندریہ کی کمک پر روانہ فرما دیا۔ حضرت عمرو بن العاص نے عرب کے مجاہدین کے ساتھ رومیوں پر حملہ کیا۔ مقوقش بھی قبطی فوج کے ساتھ رومیوں کے ہمراہ تھا۔

رومیوں کی شکست:...... رومیوں نے ان دیہات والوں سمیت جنہوں نے اظہار بغاوت کیا تھا کشتیوں سے اتر کر میدان جنگ کا راستہ لیا

گھمسان کی لڑائی ہوئی۔ بالآخر اللہ جل شانہ نے لشکر اسلام کو فتح نصیب فرمائی اور رومی فوجیں شکست کھا کر اسکندریہ گئیں۔ عمرو بن العاص نے ان لوگوں کو جی کھول کر پامال کیا اور قرب وجوار کے دیہات والوں کا جتنا مال واسباب مسلمانوں نے لوٹ لیا تھا۔ ان کے عذر معذرت کرنے پر واپس کر کے مدینہ منورہ واپس آ گئے۔

حضرت عبداللہ بن ابی سرح کی فتوحات:...... حضرت عبداللہ بن ابی سرح وہاں گورنری پر بدستور قائم رہے انہوں نے افریقہ کے خلاف جہاد کیا اور بزور تیغ اس کو اس کے بعد توبہ پر جہاد کے ارادے سے فوج کشی کی اور ان پر جزیہ مقرر کیا جو زمانہ دراز تک قائم رہا۔ یہ واقعات ۳۱ھ کے ہیں

معاویہ بن خدیج کی تقرری:...... ان واقعات کے بعد معاویہ بن خدیج کو مامور کیا گیا۔ انہوں نے بھی بہت سے شہر ملک افریقہ کے فتح کئے اور خوب اس کو پامال کیا اور اپنا سکہ جمایا یہاں تک کہ فتح افریقہ کی ان کے ہاتھ پر تکمیل ہوئی پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے آخری دور میں جبکہ فتنہ برپا ہو چکا تھا اور کثرت سے لوگ آپ پر طعن کرنے لگے تھے معاویہ بن خدیج مصری لشکر کے ایک گروپ کے ساتھ وفد لے کر دربار خلافت میں حاضر ہوئے۔

عبداللہ بن ابی سرح کی معزولی:...... مصری لشکر کو عبداللہ بن ابی سرح اور اس کے عمال سے شکایت پیدا ہوئی تھی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ان لوگوں کی رضامندی کے خیال سے عبداللہ بن ابی سرح کو گورنری مصر سے معزول فرما دیا اتنے میں اس خط کا قصہ پیش آ گیا جو کہ مروان کی طرف منسوب کیا جاتا ہے اور لشکریان مصر نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا مکان میں محاصرہ کر لیا۔

مصر پر محمد بن ابی حذیفہ کا قبضہ:...... عبداللہ بن ابی سرح نے یہ خبر پا کر مصر سے عثمان رضی اللہ عنہ کی مدد کو کوچ کیا جیسے ہی عبداللہ نے مصر سے کوچ کیا محمد بن ابی حذیفہ بن عتبہ بن ربیعہ نے مصر پر قبضہ کر لیا عبداللہ نے یہ سن کر راستے سے لوٹ گئے۔ محمد نے انہیں مصر میں داخل ہونے سے روک دیا تب عبداللہ عسقلان چلے گئے۔ اور وہاں پڑاؤ کر دیا یہاں تک کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بلوائیان مصر کے ہاتھوں شہید ہو گئے۔ اس وقت عبداللہ نے عسقلان سے رملہ میں جا کر قیام کیا۔ بخوف فتنہ وفساد مدتوں یہیں ٹھہرے رہے یہاں تک کہ راہی ملک عدم ہوئے نہ حضر علی بن ابی طالب کی بیعت کی نہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی اس کے بعد عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے محمد بن حذیفہ کو قتل کر ڈالا۔ اس واقعہ قتل کی کیفیت اور روائتیں مضطرب ہیں۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا دور اور مصر:...... اس کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ نے مصر کی حکومت پر قیس بن سعد بن عیاوہ کو متعین فرمایا یہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پکے دوست اور ان کے دشمنوں کے جانی دشمن تھے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے ان کو مرانے کی کوشش کی مگر انہوں نے نہایت بری طور سے اس ترغیب کا جواب دیا مگر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے اس کے خلاف مشہور کر دیا۔

اشترنخعی اور محمد بن ابی بکر مصر میں:...... اس بناء پر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے مصر سے قیس کو معزول کر کے اشترنخعی کو مقرر فرمایا اشترنخعی کا نام مالک تھا حرث بن یغوث بن سلمہ بن ربیعہ بن حرث بن خزیمہ بن سعد بن مالک بن النخ کے بیٹے تھے۔

چنانچہ اشترنخعی نے مصر کا سفر کیا۔ مصر کے قریب قلزم ❶ میں پہنچ کر ۳۷ھ میں وفات پا گئے تب حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اشتر کی جگہ محمد بن ابی بکر کو متعین کیا یہ ان کی گود کے پالے ہوئے تھے۔ یہ اس وقت فلسطین میں تھے اور شہادت حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے بعد انہوں نے گوشہ نشینی اختیار کر لی تھی چند ہی خطوں کے بعد حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے عمرو بن العاص کو اپنا ہم آہنگ بنا لیا۔ چنانچہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے جنگ کرنے کے لئے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہو گئے۔

حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ مصر میں:...... حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے ان کو مصر کا گورنر مقرر کر دیا بعد واقعہ صفین وقصہ حکمین کے بعد حضرت عمرو بن العاص نے مصر کی طرف کوچ کیا اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ دعویدار خلافت ہو گئے۔ محمد بن ابی بکر والی مصر کے نظام حکومت میں خلل سا آ گیا معاویہ بن خدیج سکونی نے عثمانیہ جماعت کے ساتھ اطراف مصر میں محمد بن ابی بکر کے خلاف خروج کیا حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے حامیان عثمان کو اس واقعہ

❶ ...... قلزم یعنی بحر احمر (REDSEA) دیکھیں (معجم البلدان، مصنف یاقوت حموی جلد ۴ صفحہ ۸۱۔۔۸۰)

سے مطلع کر کے علم خلافت کی مخالفت پر ابھار دیا۔ اور سوار فوج کو مصر کی طرف بڑھنے کا حکم دیا اس مہم کے مقدمۃ الجیش پر معاویہ بن خدریج تھے دونوں حریف کی مڈبھیڑ ہوئی۔ محمد بن ابی بکر کی فوج میدان جنگ میں شکست کھا گئی۔ ان کے ساتھی ان سے جدا ہو گئے۔ جنگ کے دوران محمد بن ابی بکر مارے گئے۔ جیسا کہ ان کے حالات میں یہ واقعہ معروف ہے

حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ اور دوسرے گورنران مصر:...... حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے فتحمندی کے ساتھ فسطاط میں قدم رکھا اور ۴۳ھ تک مصر پر حکمرانی کر کے سفر آخرت اختیار کیا ان کی جگہ ان کے بیٹے عبداللہ حکمران بنے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے کچھ عرصے بعد انہیں معزول کر کے اپنے بھائی عتبہ بن ابی سفیان کو متعین فرمایا ۴۴ھ میں اس کی وفات ہوگئی اور اس کی جگہ عقبہ بن عامر جہنی مامور ہوا۔ پھر ۴۷ھ میں اسے معزول کیا گیا اور اس کی جگہ معاویہ بن خدیج کو حکومت مصر عطا ہوئی۔

۵۰ھ کے بعد مصر کی حکومت:...... اس کے بعد ۵۰ھ میں اس سے حکومت افریقہ الگ کر لی گئی اور عقبہ بن نافع کو مامور کیا گیا پھر مصر اور افریقہ کی حکومت مسلم بن مخلد انصاری کے ہاتھ میں دے دی گئی۔ مسلم نے اپنی جانب سے افریقہ کی حکومت پر اپنے غلام ابوالمہاجر کو متعین کیا اس نے نہایت بدنما طریقہ سے عقبہ کو حکومت افریقہ سے سبکدوش کیا جیسا کہ یہ مشہور ہے ❶۔ ان واقعات کے بعد حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی وفات ہوگئی اور یزید بن معاویہ نے حکومت سنبھالی جس سے نظام حکومت میں اضطراب پیدا ہو گیا۔

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کا دور خلافت:...... اس کے بعد مکہ معظمہ میں حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بن زبیر کی امارت وخلافت کی بیعت لی گئی۔ تمام ممالک اسلامیہ میں ان کی حکومت وخلافت کی دعوت پھیل گئی۔ انہوں نے مصر کی حکومت پر عبدالرحمٰن بن جحدم قرشی کو مقرر کیا۔ یہ عبدالرحمٰن عقبہ بن ایاس بن حرث بن عبد ابن اسد بن جحدم فہری کا بیٹا ہے۔ اس کے دور مروان کی حکومت وامارت کی بیعت لی گئی اور حضرت عبداللہ بن زبیر کے امور حکومت میں تذبذب پیدا ہو گیا۔

مصر پر مروان کے گورنر:...... مروان نے مصر کی جانب قدم بڑھائے اور عبدالرحمٰن بن جحدم (عبداللہ بن زبیر کے گورنر) کو مصر سے نکال کر عمر بن سعید الاشرف کو حکومت مصر پر مقرر کیا پھر مروان نے اسے حضرت مصعب بن زبیر سے جنگ کرنے کے لئے شام کی طرف بڑھنے کا حکم دے اور اس کی جگہ مصر پر اپنے بیٹے عبدالعزیز بن مروان کو مصر کی حکومت عنایت کی کچھ عرصے بعد ان کا انتقال ہو گیا یہ وہ زمانہ تھا کہ مروان بھی مر چکا تھا تب ان کی جگہ عبداللہ بن عبدالملک مقرر رہا۔

ولید بن عبدالملک کے گورنر:...... ۸۹ھ میں ولید نے اسے معزول کر دیا اور اس کی جگہ مرہ بن شریک بن مرشد بن حرث بن عیسیٰ کو مقرر کیا ۹۵ھ میں یہ بھی مر گیا چنانچہ ولید نے بجائے اس کے بعد الملک بن رفاعہ کو ۹۹ھ میں متعین کیا۔ ولید نے موت کے وقت اس کو حکومت عطا کی تھی کہا جاتا ہے اس کہ اس سے پہلے اسامہ بن زید تنوخی کو مامور کیا گیا تھا الغرض حضرت عمر بن عبدالعزیز نے عبدالملک بن رفاعہ کو ۹۹ھ معزول کر کے ایوب بن حنبل بن اکرم بن ابرم بن صباح اصحبی کو حکومت مرحمت فرمائی۔

یزید بن عبدالملک کا گورنر:...... اس کے بعد یزید بن عبدالملک نے اس کو معزول کیا اور ابن رفاعہ کو اس کی جگہ حکومت مصر کی سند دی اس تقرری کے پندرہویں رات کو یہ مر گیا اور وفات کے وقت اپنے بھائی ولید بن رفاعہ کو اپنا جانشین بنا گیا۔

ہشام کے گورنران مصر:...... ہشام نے اس تقرری کو قائم رکھا سات ماہ تک اس نے حکمرانی کی پھر یہ معزول کیا گیا اور حنظلہ بن صفوان ماہ محرم ۱۲۴ھ میں ہشام کی منظوری سے مصر کا گورنر بنا پھر جب مروان بن محمد حکمران بنا تو حنظلہ نے حکومت مصر سے استعفادیدیا تب اس کی جگہ حکومت مصر پر حسان بن عتامہ بن عبدالرحمٰن سبخی مامور کیا گیا یہ ان دنوں شام میں تھا اس نے حمیر بن نعیم حضرمی کو بطور اپنے نائل کے حکومت مصر پر متعین کیا۔

---

❶...... دیکھیں شیخ محمد خضری کی کتاب ''الدولۃ الامویہ'' صفحہ ۳۱۴ پر ابوالمہاجر کی معزولی کے اسباب۔

مروان بن محمد آخری اموی خلیفہ:...... پھر جب حسان مصر آیا تو اس نے حکومت مصر سے ہاتھ اٹھالیا پھر اس کی جگہ حفص بن ولید اس کی حکومت کے سولھویں دن مصر کی گورنری پر بھیجا گیا۔ دو ماہ حفص مصر کا گورنر اس کے بعد موان نے حوثرہ بن شہیل بن عجلان باہلی کو ماہ محرم ۱۲۸ھ میں متعین کیا پھر رجب ۱۳۱ھ میں حوثرہ کو حکومت مصر سے الگ کر کے مغیرہ بن عبداللہ بن مسعود فراری کو حکومت مصر عنایت کی ماہ جمادی الآخر ۱۳۲ھ میں اس نے وفات پائی اور وفات کے وقت اپنے بیٹے ولید کو مقرر کر گیا۔ اسی سال مروان نے ممبروں کے بنائے جانے کا حکم صادر کیا اس وقت تک دستور یہ تھا کہ خطیب عصا ٹیک کر خطبہ دیا کرتے تھے اس کے بعد مروان بن محمد مصر آیا اور یہیں اس کا زمانہ حیات پورا ہوا جیسا کہ یہ معروف ہے۔

دولت عباسیہ اور مصر:...... مروان بن محمد کے بعد دولت عباسیہ کا دور حکومت شروع ہوا۔ سفاح نے اپنے چچا صالح بن علی کو ۱۳۷ھ میں مصر کی حکومت عطا کی۔ ایک مدت تک یہ صوبہ اسی کے گورنری میں رہا یہ اپنی جانب سے لوگوں کو مقرر کرتا تھا چنانچہ سب سے پہلے محصن بن فانی کندی کو اپنا نائب بنایا آٹھ مہینے اس نے حکومت کی پھر ابوعون عبدالملک بن یزید (مناة کا مولے) آٹھ ماہ حکمران رہا محرم ۱۴۷ھ میں داؤد بن یزید بن حاتم بن قبیصہ کو والی بنایا گیا اور اسے اپنی حکومت کے ایک سال بعد محرم ۱۵۷ھ میں واپس ہوتا گیا اور اس کے چچازاد ابراہیم بن صالح کو حکومت مصر عطا ہوئی مگر اپنی حکومت کے تیسرے مہینے وہ مر گیا۔

صالح بن ابراہیم وغیرہ:...... تب اس کے بعد اس کا بیٹا صالح حکمران بنا رشید نے ماہ رمضان ۱۷۶ھ میں عبداللہ بن مسیب بن زہیر صبنی کو مامور کیا۔ ایک برس کے بعد اس کو معزول کر کے ہرثمہ بن اعین کو مصر کی حکومت عنایت کی اس کی حکومت کے تیسرے مہینے ۸ھ کے آخر میں اس کو افریقہ کی طرف بڑھنے کا حکم دیا اس نے اپنے بھائی عبیداللہ بن مسیب کو مصر پر اپنا نائب مقرر کیا اس کے بعد ماہ رمضان ۱۷۹ھ میں موسیٰ بن عیسیٰ کو دو ماہ حکومت مصر پر بھیجا گیا اس نے اپنے بیٹے یحیٰی کو اپنا نائب متعین کیا۔

۱۸۰ھ کے بعد کے گورنران مصر:...... پھر ۱۸۰ھ میں موسیٰ اپنی حکومت کے دسویں مہینے حکومت مصر سے واپس کر لیا گیا۔ اور عبیداللہ بن مہدی کو بھیجا گیا۔ پھر رمضان ۱۸۱ھ میں یہ واپس کیا گیا اور اسمٰعیل بن صالح بن علی جو کہ خلافت مآب کے چچاؤں میں سے تھا متعین ہوا اس نے اپنی طرف سے ایک شخص کو نائب بنا کر بھیج دیا پھر نصف ۱۸۲ھ میں اسے حکومت مصر سے سبکدوش کیا گیا اور اس حکومت کے دسویں مہینہ دوبارہ حکومت مصر پر واپس بھیجا گیا پھر مسیّب بن فضل جو کہ اسبور ددالون میں سے تھا والئی مصر بنا ساڑھے چار سال اس نے حکومت کی اس کے بعد معزول کیا گیا اس کے بعد رشید نے اپنے قرابت مندوں میں سے احمد بن اسماعیل بن علی کو ۱۸۷ھ کے نصف میں مصر کی حکومت عنایت کی یہ دو برس دو ماہ تک حکمران رہا۔

۱۸۹ھ کے حکمران:...... اس کے بعد اس کی جگہ عبداللہ بن محمد بن امام ابراہیم بن محمد معروف بہ ابن زینب کو حکومت مصر عطا ہوئی اور ماہ شعبان ۱۹۰ھ کے آخر میں اپنے گورنری کے ایک برس دو ماہ بعد واپس کر دیا گیا پھر حاتم بن ہرثمہ بن اعین کو حکومت دے دی گئی۔ شوال ۱۹۴ھ میں یہ پہنچا اور اپنی حکومت کے ایک سال تین ماہ بعد ۱۹۵ھ میں اسے واپس بلا لیا گیا۔ جابر بن اشعث بن یحیٰی بن نعمان طائی اسی سال مامور ہوا۔ لشکریوں نے اس کو اس کی حکومت کے ایک سال کے بعد ۱۹۶ھ میں مصر سے نکال دیا۔

خلیفہ مامون کا دور اور مصر:...... تب خلیفہ مامون نے مصر کا گورنر ابونصر عباد بن محمد بن حیان بلخی (یہ کندہ کا غلام تھا) کو متعین کیا اور اس کی حکومت کے ڈیڑھ سال کے بعد ماہ صفر ۱۹۸ھ میں اسے معزول کر کے مطلب بن عبداللہ بن مالک بن ہثیم خزاعی کو گورنری عطا کی۔ مکہ سے نصف ربیع الاول اسی سال سے مصر پہنچا۔ پھر ماہ شوال میں اپنی حکومت کے آٹھویں مہینے واپس بلا لیا۔ خلیفہ نے اپنے چچاؤں میں سے عباس بن موسیٰ بن عیسیٰ کو حکومت عنایت کی اس نے اپنے بیٹے عبداللہ کو مصر کی حکومت پر اپنا نائب بنا کر بھیج دیا امام محمد بن ادریس شافعی اس کے ساتھ تھے اس نے ڈھائی مہینے قیام کیا پھر یوم النحر ۱۹۸ھ میں لشکریوں نے بغاوت کر کے اسے مار ڈالا اور مطلب بن عبداللہ کو اپنا امیر بنا لیا اس کے بعد بنی مطلب بن عبداللہ اور سدی و حکم بن یوسف مولی بنی حنبہ کے درمیان جو کہ اہل بلخ قوم سے تھا لڑائیاں ہوئی چنانچہ اپنی حکومت کے ایک برس آٹھ مہینے بعد مطلب مکہ کی طرف بھاگ گیا۔

۲۰۰ھ اور گورنران مصر:...... پھر اہل جندی کے اتفاق سے ماہ رمضان ۲۰۰ھ میں سری نامی ایک شخص امیر بنایا گیا اس کی حکومت کے چھٹے مہینے

لشکریوں نے اس کے خلاف یورش کی اور اسے معزول کر کے سلمان بن غالب بن جبریل بن یحییٰ بن قرہ عجلی کو ماہ ربیع الاول ۲۱۱ھ میں امارت کی کرسی پر متمکن کیا اس نے اپنی طرف سے عبداللہ بن طاہر بن حسین (خزاعہ کے مولی کو اپنا نائب بنایا چنانچہ دس سال تک اس نے حکمرانی کی۔

معتصم باللہ بحثیت گورنر مصر: ...... اس کے بعد خلیفہ مامون نے اپنے بھائی ابو اسحاق کو جس نے کہ اپنے زمانہ خلافت میں معتصم کے لقب سے خود کو ملقب کیا تھا مصر کی حکومت عطا کی پس چنانچہ اس نے عیسی جلودی کو بعدہ عمیر بن ولید تمیمی کو ماہ صفر ۲۱۴ھ میں مامور کیا۔ اپنی حکومت کے دو ماہ بعد یہ مارڈالا گیا تب اس کا بیٹا محمد بن عمیر اس کی جگہ حکمران بنایا گیا اس کے بعد عیسی جلودی کو دوبارہ حکومت عطا ہوئی اس کے بعد ابو اسحاق معتصم قسطاط آیا اور شام کی طرف لوٹ گیا اس وقت اس نے عبدویہ بن جبلہ کو ماہ محرم ۲۱۵ھ میں اپنا نائب مقرر کیا چنانچہ ایک سال حکومت اس نے حکمرانی کی اس کے بعد عیسی بن منصور بن موسی خراسانی رافعی مولی بنی نصر بن معاویہ کو مامور کیا گیا۔

مامون کی مصر آمد: ...... پھر مامون اس کی حکومت کے ایک برس بعد مصر آیا اور عیسی بن منصور سے بیحد ناراض ہوا۔ پانی کا مقیاس اور ایک دوسرا پل فسطاط میں تعمیر کرایا اور ابو مالک کندر بن عبداللہ ابن نصر صغدی کو مامور کر کے عراق کیجانب مراجعت کی۔ ماہ ربیع الاول ۲۱۹ھ میں کندر نے وفات پائی اس کا بیٹا مظفر اس کی جگہ حکمران بنا۔

معتصم باللہ کی خلافت اور مصر: ...... پھر جب معتصم نے خلافت پر قدم رکھا تو اس نے مصر کی حکومت ماہ رجب ۲۱۸ھ میں اپنے مولے اشناس کو جس کی کنیت ابو جعفر تھی حوالے کی اس نے اپنی جانب سے موسی بن ابی العباس ثابت کو جو کہ بنو حنیفہ اہل شاس میں سے تھا ماہ رمضان ۲۱۹ھ میں مقرر کیا موسی نے اپنی جانب سے اپنے بیٹے مظفر کو اپنا نائب بنایا چنانچہ یہ اشناس کی نیابت میں ساڑھے چار سال تک مصر کی حکومت کرتا رہا اس کے بعد مالک ابن کید بن عبداللہ صغدی اس کا نائب بنایا گیا ماہ ربیع الآخر ۲۲۴ھ میں لے پہنچا دو برس بعد اسے بھی معزول کیا گیا تب علی بن یحییٰ ارمنی کو ولایت مصر پر بھیجا گیا۔

۲۲۶ھ اور گورنران مصر: ...... ماہ ربیع الاول ۲۲۶ھ میں مصر پہنچا۔ دو برس آٹھ مہینے بعد یہ بھی معزول کیا گیا۔ عیسی ابن منصور جس کو معتصم نے مامون کے دور میں مصر کی حکومت پر بھیجا تھا اور جس پر مامون مصر آنے کے بعد ناراض ہوا تھا دوبارہ نائب گورنر بنا کر روانہ کیا گیا چنانچہ عیسی ماہ محرم ۲۱۹ھ میں مصر پہنچا۔

۲۳۰ھ اور ایتاخ کی گورنری: ...... اس کے بعد ۲۳۰ھ میں اشناس نے سفر آخرت اختیار کیا اور وفات کے وقت مصر کی حکومت پر ایتاخ مولی معتصم کو اپنی نیابت پر مقرر کر گیا۔ پس اشناس کی جگہ ایتاخ مصر پر حکمرانی کرنے لگا خلیفہ واثق نے اس تقرری کو بحال رکھا اور اس نے عیسی بن منصور کو ماہ ربیع الثانی ۲۳۲ھ میں مصر پر مامور کیا۔ چار ماہ حکمرانی کی پھر ایتاخ نے ہرثمہ بن نظر جیلی کو مصر کی نیابت عطا کی نصف ۲۳۳ھ میں مصر پہنچا اور ایک سال حکومت کر کے مر گیا تب اس کی جگہ اس کا بیٹا حاتم حکمران بنا اس نے ایتاخ کو بنی یحییٰ ارمنی پر ماہ رمضان ۲۳۴ھ میں مقرر کیا۔

۲۳۴ھ اور مستنصر کی گورنری: ...... اس کے بعد ایتاخ حکومت مصر سے ماہ محرم ۲۳۵ھ میں معتصم کی وفات کے بعد معزول کیا گیا۔ خلیفہ متوکل نے اپنے بیٹے مستنصر کو مصر کی حکومت عطا کی اس نے اپنی جانب سے اسحاق بن یحییٰ بن معاو جتلی کو مقرر کیا جو اسی سال کے ماہ ذی القعدہ میں مصر آیا اسی نے اپنے زمانہ حکومت میں اولاد علی کو مصر سے عراق کی طرف ملک بدر کیا تھا پھر ۲۳۶ھ کے ماہ ذی القعدہ میں اسے حکومت مصر سے واپس بلالیا گیا تب مستنصر نے مصر کی حکومت پر عبدالرحمٰن بن یحییٰ بن منصور بن طلحہ کو جو کہ طاہر بن حسین کا چچا زاد بھائی تھا مقرر کیا چنانچہ ماہ ذیقعدہ ۲۳۶ھ میں یہ پہنچا کچھ عرصے کے بعد اسے واپس بلالیا گیا۔

۲۳۸ھ اور ابو حاتم کی گورنری: ...... تب اہل ہرات میں سے ابو حاتم عبید ابن اسحاق بن عبس بن عبسہ کو ماہ صفر ۲۳۸ھ میں حکومت مصر پر روانہ کیا۔ اس کے عہد حکومت میں رومیوں نے درمیاط پر یوم عرفہ ۲۳۸ھ میں شبخون مارا اس نے اپنے خدام میں سے ابو خالد یزید بن عبداللہ بن دینار کو

متعین کیا اس کے زمانہ حکومت میں علویوں کو گھوڑے پر سوار ہونے اور غلام رکھنے کی ممانعت کی گئی۔

مستنصر کی خلافت اور گورنری مصر:......اس کے بعد مستنصر نے ماہ شوال ۲۴۷ھ میں خلافت اپنے ہاتھ میں لی اس نے ابو خالد بن یزید کو حکومت مصر پر بدستور بحال وقائم رکھا پھر اس کی حکومت کے دسویں سال ۲۵۳ھ میں معتز نے اسے حکومت مصر سے معزول کر دیا اور اس کی جگہ مزاحم بن خاقان بن عزطوج ترکی کو ۲۵۴ھ میں حکومت مصر پر مامور کیا اس نے اپنی جانب سے ازجور بن اولغ طرخان ترکی کو متعین کر دیا۔ پانچ ماہ اس نے حکومت کی۔

احمد بن طولون حکومت مصر پر ۲۵۴ھ:......ماہ رمضان ۲۵۴ھ میں ازجور حج کے لئے مکہ کا سفر کیا اور احمد بن طولون حکومت مصر پر مامور ہوا اس کی حکومت نے ایک حد تک استقلال اور استحکام پیدا کیا اس کی اور اس کی آئندہ نسلوں کی ایک مدت تک حکومت ودولت قائم رہی جیسا کہ ہم ابھی بیان کرنے والے ہیں۔

طولون کا تعارف:......ابن سعید نے بحوالہ کتاب ابن الدایہ ❶ فی اخبار بنی طولون تحریر کیا ہے کہ طولون ابو احمد طغز کا تھا تاتاریوں نے طغز پر فوج کشی کی۔ نوح بن اسد گورنر بخارا نے اس کو اس سالانہ خراج میں جو کہ دارالخلافت بغداد روانہ کیا کرتا تھا خلیفہ مامون کے پاس بھیج دیا چنانچہ ۲۲۰ھ میں قاسم نامی ایک لونڈی کے بطن سے احمد پیدا ہوا ۲۴۰ھ میں طولون کا انتقال ہو گیا۔

احمد بن طولون کی تربیت اور شہرت:......پھر اس کے رفقاء اور دوستوں نے اس کے بیٹے احمد کی مصر شاہی میں کفالت اور تربیت کی یہاں تک کہ اس کی لیاقت اور خوبی انتظام کی شہرت ہوگئی اولیاء دولت اسے عزت واحترام کی آنکھوں سے دیکھنے لگے رفتہ رفتہ یہ اپنے معاصرین سے آگے بڑھ گیا۔ ترکوں میں اس کے رعب وداب کی شہرت پیدا ہوگئی۔ اس کی دینداری، امانت، رازداری، نیک چلنی اور احتیاط کا چاروں طرف چرچا پھیل گیا۔

احمد بن طولون کی جہاد پر روانگی:......یہ ترکوں کو نہایت کم عقل سمجھتا تھا ان لوگوں کو رتبہ عالی کے لائق نہیں سمجھتا تھا جہاد کا اس کو بیحد شوق تھا اس نے محمد بن احمد بن خاقان سے یہ درخواست کی کہ عبداللہ وزیر ان دونوں کو سرحد پر جہاد کرنے کے لئے سے ٹھہرنے کی اجازت دے دے اور وہیں ان دونوں کی تنخواہیں بھی ادا کی جائیں چنانچہ یہ طرسوس کی طرف روانہ ہوا۔ اہل حق واہل علم کی امر بالمعروف ونہی منکر اور اقامت حق کی عادات اس کی آنکھوں میں کھپ گئی اس کے بعد بغداد کی جانب واپس چلا گیا اب اس وقت اس کا دل ودماغ علوم دین اور سیاست سے بھرا ہوا تھا۔

خلیفہ مستعین کی خدمت میں:......اور جب ترکوں نے خلیفہ مستعین سے ناراض ہو کر معتز کی خلافت کی بیعت کی اور انجام کار کہ یہ رائے طے پائی کہ مستعین کو معزول کر کے واسط کی طرف جلاء وطن کر دیا جائے اس وقت ترکوں نے اسی احمد بن طولون کو مستعین کی حفاظت ونگرانی پر مقرر کیا تھا۔ اس نے نہایت خوبی سے اس خدمت کو انجام دیا اور مسعین کو کسی قسم کی تکلیف نہیں ہونے دی ہر طرح کی آسائش پہنچاتا رہا۔

مستعین کے قتل سے انکار:......احمد بن محمد واسطی نے اسی دن سے اس کی ملازمت اختیار کر لی یہ نہایت تعلیم یافتہ شخص اور طرز معاشرت کی خوبیوں سے آگاہ تھا۔ پھر جب ترکوں نے مستعین دے کر اس کام سے عذر کر دیا تب ترکوں نے سعید حاجب کو اس خدمت پر مقرر کیا اس نے مستعین کی آنکھوں میں نیل کی سلائیاں پھروائیں اور اس کے بعد قتل کر ڈالا احمد بن طولون نے اس کی تجہیز وتکفین کرائی۔ ان واقعات سے احمد بن طولون کی قدرومنزلت اولیاء دولت عباسیہ کی آنکھوں میں بڑھ گئی۔

ابن عبدالظاہر کا قول:......ابن عبدالظاہر نے لکھا ہے کہ میں نے سیرۃ اخشید کے ایک قدیم نسخہ میں بخط فرغانی لکھا ہوا دیکھا ہے کہ احمد کے باپ کا نام النج ترکی تھا۔ طولون اس کے باپ کا دوست تھا اور اس کی سوسائٹی (طبقہ) کا تھا۔ پس جب النج ترکی نے وفات پائی تو طولون نے اس کی پرورش

---

❶......ابن الدایہ کا پورا نام اس طرح ہے، احمد بن یوسف بن ابراہیم۔ ابن الدایہ کے لقب سے مشہور ہیں۔ مصر کے بڑے مصنفین میں سے تھے۔ متعدد کتابیں تصنیف کیں مثلاً سیرت احمد بن طولون وغیرہ ۳۳۴ھ میں وفات پائی۔ دیکھیں عمر رضا کحالہ کی (معجم المولفین جلد۲ص ۲۰۷)

و پرداخت کی تھی کروس شعور کو پہنچ گیا اس وقت حشویہ کے ساتھ جہاد کرنے گیا قابلیت ذاتی تو اللہ تعالیٰ نے دے ہی رکھی تھی رفتہ رفتہ معتمدین دولت میں شمار کیا جانے لگا پھر مصر کی گورنری پر مقرر کیا گیا اور وہیں اپنی دولت وحکومت کی بناء ڈالی اور وہیں قیام پذیر ہو گیا صدر الدین بن عبدالظاہر لکھتا ہے کہ اس روایت کو اس کے علاوہ اور کسی مورخ نے نقل نہیں کیا انتہیٰ۔

احمد بن طولون بحیثیت گورنر مصر:...... الغرض جب ترکوں نے بغداد میں شورش کی اور خلیفہ مستعین کو قتل کر دیا اور معتز کو تخت خلافت پر بٹھایا اور ترکوں کو اس پر تسلط حاصل ہو گیا اس نے نائب مقرر کرنے کی غرض سے لوگوں پر ایک سرسری نظر ڈالی چنانچہ اس نے احمد بن طولون کو اپنا نائب مقرر کر کے مصر روانہ کر دیا۔ احمد بن محمد واسطی اور یعقوب بن اسحاق احمد بن طولون کے ہمرکاب تھے ماہ رمضان ۲۵۴ھ میں داخل ہوا۔

ابن طولون اور احمد بن مدبر:...... ان دنوں مصر کے محکمہ خراج (بورڈ آف ریونیو) پر احمد بن مدبر اور محکمہ ڈاک پر سفیر مولی قبیحہ مامور تھے با بن مدبر نے ابتداً اس سے بڑے مراسم پیدا کئے ہدایا اور تحائف پیش کئے مگر کچھ عرصے بعد کسغیدہ خاطر ہو گیا۔ خلیفہ معتز کو لکھ بھیجا کہ احمد بن طولون کے دماغ میں بغاوت کی ہوا سما گئی ہے اس کے اگلے دن یہ مر گیا اس کے بعد۔ خلفیہ معتز کو بھی قتل کر ڈالا گیا اور مہدی نے خلافت سنبھالی باک باک ترکی مارا گیا اور اس کی جگہ یار جوج مامور کیا گیا مصر کی حکومت اس کے حوالے ہوئی چونکہ یاز جوج اور احمد بن طولون میں دیرینہ مراسم اتحاد تھے بلکہ یوں کہیے کہ دونوں میں دنت کاٹی روٹی دوستی تھی اس لئے یار جوج نے بدستور احمد بن طولون کو مصر پر قائم رکھا پھر مزید یہ کہ اسکندریہ اور صعید وغیرہ کی حکومت کو اس کی حکومت سے ملحق کر دیا اور محکمہ خراج کے بھی اختیارات اسی کو دے دیئے جس سے احمد بن مدبر کی قدر ومنزلت ختم ہو گئی اس کے بعد پھر احمد بن طولون سے کسی قسم کی چھیڑ چھاڑ نہیں کی اور انہ اس سے مقابلہ اور منازعت کرنے پر تیار ہوا پھر خلیفہ معتمد نے اسے عیسیٰ بن شیخ شیبانی کو گرفتار کرنے کا حکم دیا جو کہ فلسطین اور اردان کا حاکم تھا عیسیٰ بن شغ شیبانی کو دمشق پر غلبہ حاصل ہو ہی چکا تھا لہٰذا مصر کی خود مختار حکمرانی کرنے کی لالچ لگ گئی لہٰذا اس نے خراج دینا بند کر دیا طرہ یہ ہوا کہ ابن مدبر نے پچھتر اونٹ اشرفیاں روانہ کیں تھیں اس نے ان کو بھی دبا لیا جب خلیفہ معتمد کو اس کی حکومت عطا کر دی۔ احمد بن طولون نے اپنی بے بسی کا اظہار کیا تب ۲۵۷ھ انا جور نامی ایک ترکی کمانڈر دربار خلافت سے فوجیں لے کر دمشق روانہ ہوا۔

موسیٰ بن طولون کی گرفتاری:...... اس کے بعد احمد بن طولون نے اسکندریہ کی طرف خروج کیا اس کے ساتھ اس کا بھائی موسیٰ بھی تھا یہ اس سے ناراض رہتا تھا اس کے ذہن میں یہ بات سمائی ہوئی تھی کہ یہ اس کا حق پورے طور پر نہیں ادا کر رہا ہے۔ قاعدہ کی بات ہے کہ جو دل میں بات ہوتی ہے وہ زبان سے کسی نہ کسی وقت نکل ہی آتی ہے باتوں باتوں میں ایک دن اس کا اظہار ہو گیا۔ چنانچہ احمد بن طولون نے اس کو گرفتار کر لیا اور اپنے کاتب (سکریٹری) اسحاق بن یعقوب کو اس الزام میں کہ اس نے اس راز کو اس کے بھائی کے سامنے ظاہر کر دیا ہے قید کر دیا۔ کچھ عرصے بعد اس کے بھائی نے حج کے ارادے سے سفر کیا اسی مقام سے عراق کی طرف روانہ ہو گیا۔ احمد بن طولون نے آہستہ آہستہ اپنی فوجی قوت بڑھائی اور مالی حالت کو بھی درست کر لیا چنانچہ انا جور کو اس سے خطرہ پیدا ہوا اس نے خلیفہ موفق کو اس کی شکایت لکھ کر بھیجی اور اس جانب سے یہ بدظنی پیدا کر دی کہ مجھے اندیشہ ہے کہ کہیں یہ شام پر قابض نہ ہو جائے۔

خلیفہ موفق اور احمد بن طولون:...... خلیفہ موفق نے احمد بن طولون کو خط بھیجا کہ تم امور سلطنت وسیاست سنبھالنے عراق چلے جاؤ اور مصر کی حکومت پر کسی شخص کو اپنا نائب مقرر کر جاؤ احمد بن طولون تاڑ گیا کہ ہو نہ ہو اس میں کوئی چکر ہے حکمت علمی سے مجھے مصر سے علیحدہ کرنا مقصود معلوم ہوتا ہے۔ چنانچہ اس نے اپنے سکیرٹیری احمد بن محمد واسطی کو یار جوج اور وزیر السلطنت کے پاس بھیجا۔ اور دونوں کے لئے بہت سے تحائف اور ہدایا روانہ کئے یار جوج دولت وحکومت پر حاوی ہو ہی رہا تھا لہٰذا خلیفہ سے کہہ کر احمد بن طولون کی روانگی عراق کا حکم منسوخ کرا دیا۔ اور اس کے اہل وعیال کو اس کے پاس پہنچا دیا اس سے احمد بن طولون کا رعب وداب بڑھ گیا۔ پھر احمد بن مدبر کو اس سے خوف پیدا ہو گیا اس نے اپنے بھائی ابراہیم کو خط لکھا کہ نرمی وملاطفت سے اس کو مصر بھیج دو اس دوران شاہی فرمان صادر ہوا کہ دمشق فلسطین اور اردن کے محکمہ خراج کا عہدہ بھی تمہیں عطا ہو گیا ہے چنانچہ ابن طولون ان علاقوں کے انتظام میں مصروف ومشغول ہونے کے لئے مصر چلا گیا احمد بن مبر نے اس کی متابعت کی چنانچہ احمد بن طولون اس سے راضی

ہو گیا۔ یہ واقعات ۲۵۸ھ کے ہیں۔

یار جوج کی وفات: ......ابن طولون اس زمانہ سے دربار خلافت میں مسلسل خراج روانہ کرتا رہا پھر تھوڑے دنوں کے بعد ابن طولون نے دربار خلافت میں اس مضمون کا خط لکھا کہ ان علاقوں کا خراج جو اضافہ کیا گیا ہے وہ معاف کر دیا جائے۔ اس پر معتمد نے اپنے خادم نفیس کو ابن طولون کے پاس روانہ کیا اور کہلوایا کہ تم کو مصر اور شام کے محکمہ مال کے اختیارات دیئے جا رہے ہیں اور جتنا اضافہ کیا گیا ہے وہ معاف کیا جاتا ہے۔ صالح بن احمد بن حنبل قاضی سرحد اور محمد بن احمد جزوعی قاضی واسط کے طور پر اس کے ساتھ گئے ہوئے تھے اتنے میں یار جوج دوسو انسٹھ ہجری میں مر گیا یہ مصر کا والی تھا اور مصر اس کی جاگیر میں تھا ابن طولون اس کی طرف سے مصر کی حکومت کرتا رہا چنانچہ جب یار جوج نے وفات پائی تو احمد بن طولون مستقل طور سے حکمرانی کرنے لگا۔

ابن طولون اور موفق کا جھگڑا: ......جس وقت زنگیوں نے امن حاصل کر کے بصرہ کے آس پاس غلبہ حاصل کر لیا اور شاہی افواج کو شکست دیدی تو اس وقت خلیفہ معتمد نے موفق کو بلوایا خلیفہ مہدی نے موفق کو مکہ کی طرف جلاء وطن کر دیا تھا چنانچہ معتمد نے اسے مکہ سے بلوا کر اپنے بیٹے مفوض کے بعد اپنا ولی عہد مقرر اور ممالک اسلامیہ کو ان دونوں پر اس طرح تقسیم کیا کہ ممالک شرقیہ موفق کو دے دیئے اور جنگ زنج (زنگی) پر جانے کی ہدایت کی۔ ممالک غربیہ اپنے بیٹے مفوض کو دیئے اور موسیٰ بن بغا کو اس کا نائب اور موسیٰ بن عبیداللہ بن سلیمان بن دھیب کو سکیرٹری بنادیا اور ان دونوں کی ولی عہدی کا وثیقہ خانہ کعبہ میں امانت کے طور پر رکھا گیا۔

احمد بن طولون کے جھگڑے کا سبب: ......ادھر موفق نے سامان جنگ درست کر کے زنگیوں سے جنگ کرنے کے لئے خروج کیا ادھر ممالک شرقیہ کے نظم ونسق میں خلل پیدا ہو گیا صوبوں کے گورنروں نے خراج دینا بند کر دیا موفق کو اس کی شکایت پیدا ہوئی۔ احمد بن طولون اپنے مقبوضہ صوبوں کا خراج خلیفہ معتمد کے پاس بھیجا کرتا تھا کیونکہ وہ اس کا بھیجا ہوا کارندہ تھا موفق نے نحریر نامی (خلیفہ متوکل کے خادم) کو احمد بن طولون کے پاس سالانہ خراج لینے کے لئے روانہ کیا مگر ابن طولون کو نحریر کے ساتھیوں کی طرف سے سازش کا شبہ پیدا ہو گیا اس بنا پر احمد بن طولون نے ان میں سے بعض کو سزائے موت دیدی اور بعض کو چشم نمائی کے لیئے قید کر دیا مگر اس کے باوجود بائیس لاکھ دینار اور بہت سے غلام لونڈیاں نحریر کے ساتھ موفق کے پاس بھیج دیں موفق کو احمد بن طولون کی وہ حرکت جو اس نے نحریر کے ساتھیوں کے ساتھ کی تھی ناگوار گزری چنانچہ موسیٰ بن بغا کو لکھا کہ ابن طولون کو مصر کی حکومت سے معزول کر کے اناجور ❶ والی شام کے علاقوں سے ملحق کر دو۔ چنانچہ موسیٰ بن بغا نے ناجور کو مصر پر قبضہ کرنے کا حکم دیا مگر اناجور نے اپنی کمزوری کا عذر پیش کیا۔

موسیٰ بن بغا کی مصر روانگی: ......تب موسیٰ بن بغا فوجیں لے کر مصر روانہ ہو گیا تا کہ مصر کو احمد بن طولون سے چھین کر اناجور کے حوالے کر دے چنانچہ رفتہ رفتہ وہ رقہ پہنچا جب احمد بن طولون کو اس کی خبر ملی تو وہ بھی مصری علاقوں کی قلعہ بندی اور حفاظت کا انتظام کرنے لگا۔ اپنے لشکریوں کو بیحد مال وزر عنایت کیا۔

موسیٰ بن بغا کی کسمپرسی: ......چنانچہ موسیٰ بن بغا دس ماہ تک رقہ میں تنخواہیں اور رسد طلب کرنے لگے موسیٰ بن بغا کے پاس تو کچھ تھا نہیں لہٰذا لشکریوں نے بغاوت کر دی اس کا سکیرٹری موسیٰ بن عبیداللہ بن وہب روپوش ہو گیا اس کا وزیر عبیداللہ بن سلیمان بھاگ گیا لہٰذا موسیٰ بن بغا کو مجبوراً واپس جانا پڑا۔

موفق کی علیحدگی: ......اس واقعہ کے بعد موفق نے احمد بن طولون کو خراج کی کمی پر تہدید آموز خط تحریر کیا اور معزول کرنے کی دھمکی دی مگر احمد بن طولون نے اس کا نہایت برے طریقے سے جواب دیا اور یہ لکھ کر بھیجا کہ یہاں کا خراج وصول کرنے کا استحقاق جعفر بن معتمد کو ہے نہ کہ آپ کو چنانچہ

---

❶ ...... یہاں صحیح لفظ اماجور ہے۔ دیکھیں تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۶ ص ۲۸۰۔ جبکہ کندی کی کتاب ولاۃ مصر میں ص ۲۴۵ پر ماجور تحریر ہے۔

موافق اس تحریر سے بیحد متاثر ہوا اس نے خلیفہ معتمد سے درخواست کی کہ چونکہ مجھے بن طولون پر اس کی کم توجہی کی وجہ سے بھروسہ نہیں ہے لہٰذا آپ کسی دوسرے شخص کو سرحد کی حفاظت پر مقرر کیجئے

محمد بن ہارون کا قتل: ......پس چنانچہ خلیفہ معتمد نے محمد بن ہارون بغلی گورنر موصل کو روانہ کر دیا۔ محمد بن ہارون کشتی پر سوار ہو کر چلا اتفاق سے ہوائے مخالف نے دجلہ کے کنارے پہنچا دیا جہاں ساور خارجی کے ساتھیوں نے اسے مار ڈالا۔

احمد بن طولون کی سرحد کی گورنری: ......اسلامی سرحدوں میں سے انطاکیہ طرسوس مصیصہ اور ملطیہ زیادہ مہتم بالشان تھے انطاکیہ پر محمد بن علی بن یحییٰ ارمنی مامور تھا طرطوس پر سیما طویل اور یہی سرحدوں کا افسر اعلیٰ تھا اتفاق سے ایک دفعہ سیما طویل کا انطاکیہ کی طرف گزر ہوا مگر ارمنی کو قتل کرادیا موفق کو اس کی اطلاع ملی تو اس نے اس بات کو دل میں رکھ لیا اور سرحد کی حفاظت پر ارجون بن اونغ طرخان ترکی کو متعین کیا اور یہ ہدایت کی کہ پہنچتے ہی سیما طویل کو سازش قتل ارمنی گرفتار کر لینا چنانچہ ارجون نے سرحد پر قیام اختیار کیا بیجا طور سے متصرف ہونے لگا سرحدی مخالفین کے وظائف اور تنخواہیں بند کر دیں۔

قلعہ لولو کی حفاظت: ......ترسوس کے قلعوں میں سے قلعہ لولوہ دشمنان اسلام کے وسط میں واقع تھا اہل طرسوس کو اس کی حفاظت میں زیادہ اہتمام کرنا پڑتا تھا چنانچہ اہل طرسوس نے ۵۰۰۰ دینار قلعہ لولو کے محافظین کی تنخواہ بھیجی ارجون نے اس کو خرچ کر ڈالا محافظین پریشان ہو کر ادھر ادھر ہو گئے چنانچہ موفق نے اس واقعہ سے اطلاع پا کر احمد بن طولون کو سرحد کی حفاظت کی خدمت پر مامور کیا اور یہ تحریر کیا کہ کسی شخص کو اس طرف سے سرحد پر بھیج دو چنانچہ ابن طولون نے اپنی جانب سے طخشی ❶ بن بکروان کو روانہ کیا اس نے نہایت ہوشیاری سے اس خدمت کو انجام دیا۔

شاہ روم کی درخواست پر ابن طولون کے الفاظ: ......بادشاہ روم نے مصلح کی درخواست پیش کی طخشی نے ابن طولون سے اس کی اجازت مانگی مگر ابن طولون نے کہلا بھیجا حاشا اللہ ایسا کام ہرگز نہ کرنا ان لوگوں کو صلح پر اس بات نے آمادہ کیا ہے کہ تم لوگ ان کے قلعوں اور علاقوں کو تاخت و تاراج کرتے ہو صلح میں ان کو آسائش اور راحت ملے گی ہمارا کام یہ ہے کہ ہم لوگ اسلامی سرحد کی مکمل طریقہ سے حفاظت کریں اور غازیان اسلام کو مال واسباب سے بے نیاز کرتے رہیں۔

اناجور کی وفات: ......ہم اوپر ۲۵۷ھ میں دمشق میں دمشق پر اناجور کی گورنری کا حال تحریر کر آئے ہیں اور وہ واقعات بھی بیان کر آئے ہیں جو اس کے اور احمد بن طولون کے پیش آئے تھے۔ پھر ماہ شعبان ۲۶۴ھ میں اناجور نے سفر آخرت اختیار کیا اور اس کے بعد اس کا بیٹا علی حکمران ہوا اور احمد بن بغا اور عبید اللہ بن یحییٰ بن وہیب انتظام وسیاست میں اس کا ہاتھ بٹانے لگے۔

احمد بن طولون کی روانگی: ......احمد بن طولون نے ان وقعات سے اطلاع پا کر شام کے ایک ساتھ معائنہ کی غرض سے سرحد کی طرف روانہ ہوا اور اپنے بیٹے کو مصر پر اپنا نائب بنایا اور احمد بن محمد واسطی کو اس کی نگرانی اور امداد کی غرض سے اس کی خدمت میں رہنے کا حکم دیا مصر سے نکل کر میتہ الاصبع میں لشکر کو ترتیب دیا اور علی بن اناجور کو لکھ بھیجا کہ میں حالات کے معائنہ کے لئے سرحدی علاقوں میں آ رہا ہوں لہٰذا رسد وغیرہ کا انتظام معقول طریقہ سے رکھنا علی بن اناجور نے امید افزا جواب دیا۔ چنانچہ احمد بن طولون رملہ پہنچا۔ یہ لوگ عزت واحترام کے ساتھ آئے تھے پھر احمد طولون نے رملہ سے دمشق کی طرف قدم بڑھایا اور اس پر قبضہ کر کے احمد بن دوغباش کو اس حکومت پر مامور کیا۔

احمد بن طولون کا حمص میں قیام: ......پھر یہاں سے کوچ کر کے حمص میں قیام رہنے لگا چنانچہ حمص میں اناجور کا ایک بہت بڑا کمانڈر رہتا تھا۔ وہاں کے لوگوں نے اس کمانڈر کے ظلم وستم کی شکایت کی اس پر احمد بن طولون نے اس کو معزول کر کے عیتا ترکی کو متعین کیا اس کے بعد یہاں سے روانہ ہو کر انطاکیہ پہنچ گیا۔

---

❶ ...... یہاں صحیح نام طخشی بن بلبرد ہے۔ دیکھیں مسعودی کی مروج الذہب، ج ۴ ص ۲۴۰۔ جبکہ ایک نسخہ میں طخش۔ ن بکروان ہے یہ بھی صحیح نہیں۔

سیما طویل سے جنگ:......سیما طویل نے مخالفت کا اعلان کر دیا اگر چہ اس سے پہلے احمد بن طولون نے اس کو ایک یادداشت بھیجی تھی جس میں صاف طور پر تحریر کیا تھا کہ اگر تم میری اطاعت قبول کرو گے تو میں تم کو تمہارے علاقوں پر بحال رکھوں گا مگر سیما طویل نے اس سے انکار کر دیا اس لئے احمد بن طولون نے اس کا محاصرہ کر لیا اور نہایت شدت سے لڑائی شروع کی چونکہ اہل انطا کیہ سیما طویل کی حرکات اور ظلم سے تنگ آ گئے تھے۔

ابن طولون کا انطاکیہ پر قبضہ:......اس وجہ سے بعض نے احمد بن طولون اسی راستہ سے اپنی فوج کے ساتھ آغاز ۲۲۵ھ کو انطاکیہ میں داخل ہو گیا سیما طویل کو گرفتار کر کے مار ڈالا اور اس کے سرداروں اور کاتب کو گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا اس کے بعد طرسوس کی طرف بڑھا اور اس پر بھی کامیابی کے ساتھ قبضہ کر کے قیام پذیر ہو گیا۔ اسامان جنگ اور فراہمی لشکر میں مشغول ہو گیا۔

روم کے شہروں پر جہاد کی تیاری:......رومی شہروں پر جہاد کی تیاریاں کرنے لگا اس اثنا میں اس کو خبر ملی کہ اس کا بیٹا عباس جس کو مصر میں اپنا نائب مقرر کر کے آیا تھا باغی و منحرف ہو گیا ہے۔

مصر کی طرف واپسی:......مجبوراً قصد جہاد ملتوی کر کے مصر کی طرف لوٹا اور ایک لشکر رقہ کی طرف روانہ کیا اور دوسرے لشکر کو حران کی طرف بڑھنے کا حکم دیا حران پر محمد بن اتامش کا قبضہ تھا احمد بن طولون کی فوج نے محمد بن اتامش کو حران سے لڑ کر اور شکست دے کر نکال دیا اس کی خبر اس کے بھائی موسیٰ بن اتامش تک پہنچی یہ شخص نہایت شجاع اور بنرد آزما تھا فوراً فوجیں مرتب کر کے حران کی طرف کوچ کر دیا۔

موسیٰ بن اتامش اور احمد جیعونہ:......ابوالاغر عربی کو اس کا احساس ہو گیا احمد سے مخاطب ہو کر کہا کہ آپ کچھ تردد نہ کریں میں موسیٰ بن اتامش کو ابھی لا کے حاضر کرتا ہوں ابوالاغر نے یہ کہہ کر بیس سوار منتخب کئے جو نہایت درجہ کے دلیر اور فنون جنگ سے واقف تھے اور اپنی فوج کے کیمپ سے نکل کر موسیٰ بن اتامش کے لشکر گاہ کا راستہ لیا ان میں سے بعض کو کمینگاہ میں بٹھا دیا اور باقیوں کو لے کر موسیٰ کی لشکر گاہ میں داخل ہو گیا اور موسیٰ کے خیمہ کی طرف گیا اور ان گھوڑوں کو جو خیمہ کے دروازے پر بندھے ہوئے تھے کھول دیا ایک قریب کے خیمہ کی رسی کاٹ دی تو بہت شور و غل ہو گیا اور ابوالاغر اپنے ہمراہ ساتھیوں کے ساتھ بھاگا چنانچہ موسیٰ اور اس کے ساتھی سوار ہو کر ان کے تعاقب میں نکلے جس وقت یہ لوگ کمینگاہ سے آگے بڑھے تو ابوالاغر کے ساتھیوں نے کمینگاہ سے نکل کر ایک دم حملہ کر دیا چنانچہ موسیٰ کے ساتھی گھبرا کر لوٹ کھڑے ہوئے اور موسیٰ گرفتار کر لیا گیا۔ ابوالاغر اس کو اپنے سپہ سالار احمد بن جیعونہ کے پاس لایا احمد بن جیعونہ نے اس کو احمد بن طولون کے پاس بھیج دیا اور احمد بن طولون نے اس کو جیل میں ڈال دیا اور ۲۶۶ھ میں مصر کی طرف واپسی کی۔

عباس بن احمد کی اپنے باپ احمد بن طولون سے بغاوت:......اوپر پڑھ چکے ہیں کہ احمد بن طولون نے بوقت روانگی شام اپنے بیٹے عباس کو مصر پر اپنا نائب مقرر کر گیا تھا اور احمد بن محمد واسطی کو چجہ کہ اس کی حکومت کا منتظم اور دایاں بازو تھا اس کی مدد کرنے کے لئے اس کے پاس چھوڑ گیا۔ عباس کے چند آدمی ایسے تھے جن سے اس نے ادب اور نحو کی تعلیم حاصل کی تھی باپ کی روانگی کے بعد ان لوگوں میں سے بعض کے وظائف مقرر کرنے اور اعلیٰ عہدوں پر مقرر کرنے کا ارادہ کیا حالانکہ ان لوگوں میں نہ تو قابلیت تھی اور نہ اس کا حق ان کو تھا واسطی نے اس خیال سے کہ انتظام و سیاست میں خلل واقع ہو گا اس فعل سے روکا ان لوگوں نے یہ خبر سن کر عباس کو واسطی کی طرف سے بدظن کر دیا۔ واسطی نے اس کی شکایت احمد بن طولون کے پاس بھیجی۔ احمد بن طولون نے واسطی کو لکھا کہ جب تک میں مصر میں نہ پہنچ جاؤں اس وقت تک تم ان لوگوں سے اور عباس سے نرمی و مدارات سے پیش آتے رہو کسی قسم کا بگاڑ پیدا مت ہونے دو احمد بن رجاء جو کہ احمد بن محمد واسطی کا سکیرٹری تھا عباس سے ساز و باز رکھتا تھا۔

عباس کی برقہ آمد:......جو خطوط احمد بن طولون کے پاس سے آتے یا واسطی جنہیں اس کے پاس بھیجتا تھا ان تب کے نقول اور ان کے مضامین سے عباس کو مطلع کر دیا کرتا تھا چنانچہ اس نے ابن طولون کے اس خط سے بھی عباس کو مطلع کر دیا جس میں اس نے مدارات اور نرمی کرنے کو لکھا تھا عباس کو اس سے خوف پیدا ہو گیا۔ جھٹ پٹ جو کچھ مال وزرا اور آلات حرب وہاں پر موجود تھے ان پر قبضہ کر کے اور تاجروں سے جتنا وصول کر سکا وصول کر کے برقہ بھاگ گیا۔ اس وقت خزانہ شاہی مصر میں ایک کروڑ دینار موجود تھے اور دو لاکھ اس کے تاجروں سے وصول کئے تھے۔

عباس کا فرار: ......اس کے بعد احمد بن طولون مصر کے قریب پہنچ گیا ایک گروہ کو اپنے بیٹے عباس کو سمجھانے اور واپس لانے بھیجا جس میں قاضی ابو بکرہ لکار بن قتیبہ، سابونی قاضی اور زیادمری مولی اشہب تھا۔ ان لوگوں نے عباس کو بے حد سمجھایا اور انجام سے ڈرایا چنانچہ عباس کا دل نرم ہو گیا مگر اپنی لوگوں نے اس کا باعث بنے تھے اس سے عباس کو باز رکھا اور ابن طولون کے رعب و جلال سے ڈرایا چنانچہ عباس نے بکار سے کہا میں تمہیں اللہ کی قسم دیتا ہوں کہ کیا کسی قسم کے خطرہ کا اندیشہ نہیں ہے۔ بکارے نے جواب دیا اور میں کچھ نہیں جانتا احمد بن طولون نے تمہارے امن دینے کی قسم کھائی ہے عباس کو اس سے کامل تشفی ہوئی۔ لہٰذا وہاں سے چلا گیا۔ اور یہ لوگ اس کے باپ احمد بن طولون کے پاس واپس آ گئے۔

عباس کی سرکشی: ......عباس کے ساتھیوں نے اسے یہ چڑ کا دیا کہ تم ایسے وقت میں جبکہ ابراہیم بن احمد بن اغلب جیسا شخص افریقہ پر حکومت کر رہا ہے تم آسانی سے قبضہ کر سکتے ہو۔ عباس اس دل خوش کن خیال سے مسرور ہو کر افریقہ روانہ ہو گیا راستے سے ابراہیم بن احمد بن اغلب کو لکھ بھیجا کہ خلیفہ معتمد نے مجھے افریقہ کا گورنر بنا دیا ہے اور میں تمہیں اپنی جانب سے بطور اپنے نائب مقرر اور قائم رکھتا ہوں۔ الغرض رفتہ رفتہ عباس شہر بسدہ تک پہنچ گیا۔ جہاں ابراہیم بن احمد کا عامل عباس سے لڑنے آیا مگر عباس نے اسے گرفتار کر لیا اور شہر کی تباہی و بربادی کے لئے ہاتھ بڑھایا اہل شہر کو پامال اور ان کی عورتوں کے دامن وعفت کو اپنی بوالہوسیوں سے چاک کر دیا۔

عباس بن احمد اور ابراہیم بن احمد: ......اہل شہر نے الیاس بن منصور سردار باضیہ سے امداد کی درخواست کی۔ اس نے اس سے پہلے اسے اپنی اطاعت قبول کرنے پر دھمکی دی تھی۔ ابراہیم ابن احمد کو بھی اس کی خبر مل گئی۔ اور اپنے خادم بلاغ کو ایک بڑی فوج روانہ کی اور محمد بن قہرب گورنر طرابلس کو خط بھیجا کہ بلاغ کے ساتھ عباس کے مقابلہ پر جاؤ چنانچہ محمد بن قہرب عباس سے جنگ کے لئے روانہ ہوا اور بلاغ کا انتظار کئے بغیر چھیڑ دی اس دوران الیاس اپنی قوم کے بارہ ہزار جنگ آزمالے کر پہنچ گیا۔ اس کے بعد ہی بلاغ خادم بھی آ گیا۔ گھمسان کی لڑائی ہونے لگی عباس کی لشکر گاہ کو لوٹ لیا گیا۔ اس کے بہت سے ساتھی مارے گئے۔ عباس اپنے چند ساتھیوں کے ساتھ زندہ بچ گیا۔

عباس کی گرفتاری: ......ایمن اسود قید سے رہا ہو کر مصر چلا گیا اور عباس شکست کھا کر برقہ روانہ ہو گیا۔ یہ وہ زمانہ تھا کہ احمد واسطی کو قید سے رہائی حاصل ہو گئی تھی۔ عباس نے اپنی واپسی کے بعد احمد واسطی کو دوبارہ جیل میں ڈال دیا مگر احمد واسطی موقع پا کر جیل سے بھاگ گیا اور فسطاط پہنچا۔ اس وقت احمد بن طولون روانگی کے ارادے سے اسکندریہ چلا گیا تھا۔ احمد واسطی نے خود اسے عباس سے جنگ کے لئے جانے سے منع کیا چنانچہ یہ اور طبار جی ایک جرار فوج لے کر عباس سے جنگ کرنے گئے اور اسے شکست دیکر گرفتار کر لیا یہ واقعہ ۲۶۷ھ کا ہے اس کے بعد احمد بن طولون نے احمد واسطی کے سکریٹری محمد بن رجاء) کو اس جرم میں کہ اس کے بیٹے عباس کو اس کے خطوط کے مضامین سے مطلع کر دیا کرتا تھا گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا اس کے بعد احمد بن طولون اپنے بیٹے کو اپنے ہاتھ سے مار رہا تھا اور آنکھوں سے آنسو جاری تھے مارنے پیٹنے کے بعد پھر قید کر دیا۔

صوفی اور عمری کا مصر میں خروج کرنا: ......ابو عبدالرحمٰن عمری یعنی عبدالحمید بن عبدالعزیز بن عبداللہ بن عمر بن خطاب کے مصر مقام اقصائے صعید میں مقیم تھا بجاۃ آئے دن ان صوبوں میں لوٹ مار کیا کرتے تھے ایک مرتبہ عید کے دن ان لوگوں نے حملہ کیا اور انتہای بے رحمی سے تباہ و برباد کیا۔ عمری کو بجاۃ کے اس حرکت سے بیحد ناراضگی پیدا ہوئی چنانچہ وہ محض اللہ پر توکل کر کے کمر ہمت باندھ کر اٹھ کھڑا ہوا اور ان کے راستہ میں چھپ کر بیٹھ گیا جس وقت وہ لوگ اس راستہ سے ہو کر گزرے عمری نے اپنے ساتھیوں کے ساتھ کمیں گاہ سے نکل کر حملہ کر دیا چنانچہ وہ سب کے سب اسی جگہ ڈھیر ہو گئے پھر عمری نے ان کے علاقوں کی طرف قدم بڑھایا چنانچہ ان لوگوں نے ذلت کے ساتھ جزیہ دینا قبول کر لیا۔ اس واقعہ سے عمری کی شان وشوکت بڑھ گئی اور علوی کے دل میں آتش حسد بھڑک اٹھی ۲۶۰ھ میں فوجیں تیار کر کے عمری سے جنگ کرنے پڑا۔

ابراہیم بن محمد علوی کا خروج: ......علوی کا اصل نام ابراہیم تھا اور یہ محمد بن یحییٰ بن عبداللہ بن محمد بن علی بن ابی طالب کا بیٹا تھا۔ لوگ اسے صوفی کے لقب سے یاد کرتے تھے۔ ۲۵۷ھ میں مقام صعید میں ظاہر ہوا اور شہر استا❶ پر قبضہ کر کے اسے لوٹ لیا۔ اس کے بعد اطراف و جوانب میں غارتگری

❶ ...... یہاں صحیح لفظ اسوان ہے۔ دیکھیں تاریخ کامل ابن اثیر ج ۴ص ۴۴۷

شرع کردی چنانچہ احمد بن طولون نے ایک فوج اس کی سرکوبی کے لئے روانہ کی مگر علوی نے اسے شکست دیکر اس کے سردار کو گرفتار کر لیا اور اس کے ہاتھ پاؤں کاٹ کر صلیب پر چڑھا دیا تب احمد بن طولون نے دوسری فوج روانہ کی اس معرکہ میں علوی کو شکست ہوگئی اور اس سے الواحات میں پہنچ کر دم لیا اس کے بعد ۲۵۹ھ میں صعید کی جانب واپس آیا پھر صعید سے اشمونین کی طرف گیا اور وہاں سے فوجیں تیار کر کے عمری سے جنگ کرنے بڑھا۔

ابراہیم کی گرفتاری:......عمری اور علوی کی بہت سخت اور خونریز جنگ ہوئی بالآخر علوی شکست کھا کر اسوان بھاگ گیا اور وہاں پہنچ کر غارتگری شروع کردی احمد بن طولون کو اس کی خبر ملی تو اس نے ایک لشکر علوی کی سرکوبی کے لئے روانہ کیا۔ چنانچہ علوی شکست کھا کر عیذاب پہنچ گیا اور دریا عبور کر کے مکہ معظمہ میں جا کر دم لیا۔ مگر والی مکہ نے اسے گرفتار کر کے احمد بن طولون کے پاس بھیج دیا پھر یہ ایک عرصے تک جیل میں پڑا رہا پھر احمد بن طولون نے علوی کو قید کی مصیبت سے نجات دیدی علوی رہائی کے بعد مدینہ منورہ آ گیا اور یہیں کچھ عرصے بعد مر گیا۔

ابوعبدالرحمٰن عمری کا قتل:......ان واقعات کے بعد احمد بن طولون نے ایک لشکر عمری کے مقابلہ پر روانہ کیا عمری نے سپہ سالار سے ملاقات کی اور اس سے کہا میں نے فساد اور فتنہ برپا کرنے کے لئے خروج نہیں کیا اس وقت تک میرے ہاتھ سے نہ کسی مسلمان کو اذیت پہنچی ہے اور نہ کسی ذمی کو۔ میں نے محض اللہ کی رضا کے لئے جہاد کے ارادے سے خروج کیا ہے تم میرے معاملہ میں اپنے امیر سے مشورہ کرو مگر سپہ سالار لشکر نے عمری کی اس درخواست کو منظور نہ کیا اور لڑائی چھڑ گئی چنانچہ احمد بن طولون کے لشکر کو شکست ہوگئی شکست خوردہ فوج اپنے امیر احمد بن طولون کے پاس پہنچی اور عمری کے حالات سے اسے مطلع کیا۔ احمد بن طولون نے کہا تم اس کے معاملہ میں مجھ سے کیوں مشورہ نہیں کیا؟ دیکھو تمہاری سرکشی کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے اسے تمہارے خلاف کامیابی عطا کردی۔

اس جنگ کے ایک مدت کے بعد عمری پر اس کے دو غلاموں نے بحالت غفلت حملہ کر دیا اور قتل کر کے احمد بن طولون کے پاس اس کا سر لے آئے چنانچہ احمد بن طولون نے عمری کے قصاص میں ان دونوں غلاموں کو قتل کرا دیا۔

اہل برقہ کی بغاوت:......۲۶۱ھ میں اہل برقہ نے اپنے گورنر محمد بن فرج فرغانی کے خلاف بغاوت کردی۔ اور احمد بن طولون کی اطاعت سے منحرف ہو کر محمد بن فرج کو اپنے شہر سے نکال دیا چنانچہ احمد بن طولون نے ایک فوج اپنے غلام لولو کی کمان میں اہل برقہ کی سرکوبی کے لئے روانہ کی اور یہ ہدایت کی کہ جاتے ہی جنگ مت چھیڑ دینا بلکہ نہایت نرمی سے کام لینا۔

برقہ کا محاصرہ:......چنانچہ فوج نے پہنچتے ہی شہر کا محاصرہ کر لیا۔ کچھ عرصے تک محاصرہ کئے ہوئے نرمی اور ملاطفت سے اہل شہر کو ملاتا رہا۔ اہل شہر کو اس نے حملہ آوروں کی کمزوری کا خیال پیدا ہو گیا چنانچہ ایک دن غفلت کی حالت میں شہر کا دروازہ کھول کر احمد بن طولون کے لشکر پر حملہ کر دیا اور کسی حد تک کامیاب ہو کر واپس لے گئے سپہ سالار نے ابن طولون کو اس واقعہ سے آگاہ کیا چنانچہ احمد بن طولون نے سختی سے محاصرہ کرنے کا حکم دیا چنانچہ محاصرین نے محاصرے میں شدت اختیار کر لی اور چاروں طرف منجنیقیں نصب کر دیں اس پر اہل شہر نے امن کی درخواست کی چنانچہ ان کو امن دے دیا گیا۔ اور فتحمندی کا جھنڈا لے کر شہر میں داخل ہو گئے۔ اہل شہر کے سرداروں کے ایک گروپ کو گرفتار کر کے مارا پیٹا اور ان کے ہاتھ پاؤں کاٹ ڈالے اور پھر مصر واپس چلے گئے پھر احمد بن طولون نے اپنے غلاموں میں سے ایک آزاد غلام کو اہل برقہ کی حکومت پر مامور کر دیا۔ یہ واقعہ عباس کی اپنے باپ سے بغاوت کرنے سے پہلے کا ہے۔

لولو کی بغاوت:......احمد بن طولون نے اپنے ایک آزاد کردہ غلام لولو کو حلب حمص قنسرین اور جزیرہ میں دیار مصر کی حکومت عطا کی تھی اور رقہ میں قیام کرنے کا حکم دیا تھا لولوء ہر کام کو اپنے آقائے نامدار کی رائے سے انجام دیتا تھا۔ کچھ عرصے کے بعد احمد بن طولون نے لولوء کے سکریٹری ابن سلیمان پر اپنا عتاب ظاہر کیا ابن سلیمان نے مصلحت وقت کے تقاضے سے لولوء کو بھی اپنا ہم آہنگ بنا لیا اور احمد بن طولون سے بغاوت کرنے پر ابھار دیا چنانچہ لولوء نے سالانہ خراج بھیجنا بند کر دیا اور موفق کو کہلوایا کہ آپ تشریف لائے ہم آپ کو ان علاقوں پر قبضہ دلا دیں گے اس پیغام کے ساتھ چند شرائط پیش کیں موفق نے ان شرائط کو منظور کر لیا۔

لولو کی کامیابی:...... چنانچہ لولوء نے سامان جنگ وسفر درست کر کے رقہ کی طرف کوچ کر دیا مگر اس وقت میں ابن صفوان عقیلی حکومت کر رہا تھا۔ لولوء کی ابن صفوان سے جنگیں ہوئیں بالآخر لولوء کو کامیابی ہوئی اس نے قرقیسیا کو ابن صفوان سے چھین کر احمد بن مالک بن طوق کے حوالہ کر دیا اور موفق کے پاس حاضر ہونے کے لئے کوچ کر دیا۔ اور پھر موافق کے پاس پہنچ گیا جہاں پر وہ والی زنج کا محاصرہ کئے ہوئے تھا۔

لولو کا انجام:...... چنانچہ موفق نے ان لڑائیوں میں لولوء سے بھی مالی اور فوجی مدد لی اور جنگ کے بعد موصل کی حکومت پر مقرر کر دیا۔ اس کے بعد ۲۷۳ھ میں اسے گرفتار کر کے چار لاکھ دینار جرمانہ کیا تنگ دستی اور فقر نے اپنا ڈیرہ جما لیا چنانچہ ہارون بن خمارویہ کے دور حکومت کے آخر میں واپس مصر آ گیا اور اسی محتاجی اور فقر کی حالت میں بتلا رہا۔

معتمد کا ابن طولون کی طرف جانا اور راستے ہی سے واپس:...... ابن طولون در پردہ معتمد سے ساز باز رکھتا تھا اور دونوں کا ہم سلسلہ خط وکتابت بھی جاری تھا معتمد اکثر اپنے بھائی موفق کی شکایات کیا کرتا تھا اسی لئے موفق کو ابن طولون کی طرف سے کشیدگی اور منافرت تھی اور وہ دل سے چاہتا تھا کہ ابن طولون کو حکومت مصر سے ہٹا دیا جائے۔ جن دنوں لولوء اور ابن طولون کے درمیان مخالفت پیدا ہوئی اسی زمانہ میں ابن طولون نے معتمد سے سلسلہ خط وکتابت شروع کیا اور موفق کے سطوت وغضب سے ڈرا کر مصر بلوا لیا اس وقت موفق جنگ زنج میں مصروف تھا۔ معتمد نے اس کی ترغیب پر اپنی پوری افواج کے ساتھ مصر کا رخ کیا مگر اس کے ساتھیوں اور مشیروں نے جورے کے رہنے والے تھے معتمد کی اس رائے کی مخالفت کی اور بالاتفاق سب نے ابن طولون سے انجام دیا کرتا تھا اس دوران یہ خبر ملی کہ موفق عنقریب والی زنج کو گرفتار کرنا چاہتا ہے ابن طولون نے یہ سن کر اپنے لشکر کا ایک حصہ معتمد کے انتظار میں بھیج دیا ❶ معتمد نے موفق کی غیر حاضری کو مغتنمات غنیمت شمار کر کے ماہ جمادی الاولے ۲۶۸ھ میں اپنے سپہ سالاروں کی ایک جماعت سمیت کوچ کیا۔

والی موصل کی چال بازی:...... جس وقت مقام کحیل میں پہنچا اسحاق بن کنداسبق گورنر موصل نے معتمد کو ان سپہ سالاروں سمیت جو اس کے قافلے میں تھے حسب تحریر وتاکید ساعد بن مخذر ❷ موفق کے وزیر کے کہنے پر گرفتار کر لیا اور مال واسباب چھین کر جیل میں ڈال دیا۔ یہ گرفتاری فریب اور دھوکے سے عمل میں آئی تھی۔ والی موصل نے معتمد کے سپہ سالاروں سے یہ ظاہر کیا کہ میں خلیفہ کا مطیع اور فرمان بردار ہوں چنانچہ اس کے اظہار کے لئے معتمد کے ساتھ ساتھ ابن طولون کی سرحد تک گیا اور معتمد کے سامنے اس کے سپہ سالاروں کے ساتھ بیٹھ کر ان لوگوں کو اس بات پر ملامت کرنے لگا کہ تم لوگوں نے بے حد ناعاقبت اندیشی سے کام لیا ہے تم لوگ کیا سمجھ کر ابن طولون کے پاس جا رہے ہو اور اس کے مطیع اور محتاج ہونا چاہتے ہو مگر سپہ سالاروں نے اس کی تردید شروع کر دی بحث ومباحثہ ہونے لگا دو پہر تک گفتگو ہوتی رہی بالآخر (والی موصل) نے کہا چلو اس معاملہ میں ہم اور تم علیحدہ گفتگو کریں گے امیر المومنین کے سامنے اس قسم کے جھگڑے پیش کرنا اور اس پر بحث کرنا سوء ادبی ہے۔

سپہ سالاروں کی گرفتاری:...... چنانچہ والی موصل ان سپہ سالاروں سمیت اٹھا اور اپنے خیمہ میں آیا اور سب کو گرفتار کر لیا پھر واپس معتمد کے پاس آیا اور اس کو دارالخلافت چھوڑنے اور بھائی کی مخالفت کرنے پر اظہار ندامت کرنے لگا ایسے وقت میں جبکہ بھائی تمہارے دشمنوں سے جدال وقتال میں مصروف ہے اس سے علیحدگی نہایت نامناسب ہے معتمد نے اس کا کچھ جواب نہ دیا۔ والی موصل نے ان سب کو گرفتار کر کے سر من رائے میں لے جا کر قید کر دیا۔

ابن طولون کا رد عمل:...... اس واقعہ کی خبر ابن طولون کو ملی تو اس نے موفق کا خطبہ موقوف کر کے عنوان سرنامہ سے اس کا نام بھی نکال دیا اس کے بعد موفق نے دارالعلوم میں ملاقات کی اور ابن طولون پر لعن کرنے کا حکم دیا اور حکومت مصر سے معزولی کا بھی حکم صادر کر دیا۔ ...... ❸ اس کو باب الشاتیہ سے

---

❶ ...... کندی نے اپنی کتاب ولات مصر ص ۲۵۱ پر لکھا ہے کہ احمد بن طولون بذات خود مصر سے نکلا اور ترسوس تک آیا یہاں اسے معتمد کا خط ملا جس میں تحریر تھا کہ معتمد دمشق سے باہر ہے اور احمد بن طولون کی طرف آ رہا ہے چنانچہ احمد وہیں ترسوس میں معتمد کا انتظار کرتا رہا۔ ❷ ...... ہمارے پاس موجود جدید عربی ایڈیشن ج ۴ ص ۳۰۷ کے مطابق یہ نام ساعد بن مخلد ہے جبکہ ایک نسخے میں صاعد تحریر ہے دیکھیں تاریخ الکامل ابن اثیر ج ۴ ص ۵۲۸۔ ❸ ...... صل کتاب میں اس مقام پر کچھ نہیں لکھا گیا۔ مترجم۔ فاضل مترجم جناب علامہ حکیم احمد حسین الہ آبادی صاحب کے پاس تاریخ ابن خلدون کا جو نسخہ رہا ہوگا اس میں یہ مقام خالی ہوگا جبکہ ہمارے پاس موجود جدید عربی ایڈیشن ج ۴ ص ۳۰۷ پر ایسی کوئی علامت وغیرہ نہیں جس سے معلوم ہو کہ یہاں سے کچھ چھٹا ہوا ہے یا لکھنے سے رہ گیا ہے مصحح جدید ثناء اللہ محمود۔

افریقہ کی طرف بھیج دیا❶ لعن کا گشتی فرمان مکہ بھی بھیجا گیا تھا کہ موسم حج ابن طولون پر لعن کیا جائے۔

ابن طولون کی شکست: ...... چنانچہ اس اس حکم کی تعمیل کی گئی ابن طولون کے ساتھیوں اور حمایتیوں اور گورنر مکہ میں لڑائی چھڑ گئی۔ موفق کا لشکر جعفر باعردی کی کمان میں مکہ پہنچا اور گھمسان کی لڑائی ہوئی چنانچہ ابن طولون کے گروپ کو شکست ہوگئی ان کا مال واسباب چھین لیا گیا۔ مسجد حرام میں ابن طولون پر لعن کرنے کا فرمان لوگوں کے سامنے گیا۔

سرحدی شورش اور ابن طولون کی روانگی: ...... احمد بن طولون کی طرف سے سرحدی علاقوں کی حکومت پر طلخشی بن بلذ وان مقرر تھا اس کا نام خلف تھا طرسوس میں اس کا دار الحکومت تھا ماز یار ❷ خادم فتح بن خاقان اس کے ساتھ طرسوس میں رہتا تھا کسی بات پر طلخشی کو اس پر شبہ ہوگیا گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا اہل طرسوس کو یہ بات ناگوار گزری چنانچہ سب نے متفق ہوکر ہنگامہ کر دیا اور ماز یار کو جیل سے نکال کر امارت کی کرسی پر بٹھا دیا چنانچہ طلخشی پریشان ہوکر بھاگ گیا اہل طرسوس نے ابن طولون کے نام کا خطبہ پڑھنا موقوف کر دیا۔ ابن طولون کو اس کی خبر ملی تو اس نے فوجیں تیار کر کے مصر سے روانہ ہوا اور اذنہ پہنچا اور ماز یار کو اپنے سے ملانے کی غرض سے خط روانہ کیا مگر ماز یار نے اس پر بھی توجہ نہ کی طرسوس میں قلعہ نشین ہوگیا ابن طولون مصلحتاً حمص روانہ ہوگیا پھر وہاں سے دمشق آیا کچھ عرصے بعد قیام کر کے دربارہ چلا گیا طرسوس اور قطع حجت کے خیال سے پیغام صلح روانہ کر کے گرمی کے موسم میں اس کا محاصرہ کر لیا...... ❸ اہل طرسوس نے ابن طولون کی لشکر گاہ پر شبخون مارا بہت سے آدمی کام آ گئے۔ باقی لوگ نہایت چپقلش میں گرفتار ہو گئے۔ ابن طولون مجبور ہوکر اذنہ کی جانب پیچھے ہٹ گیا۔ اہل طرطوس نے تعاقب کر کے ابن طولون کے لشکر اور لشکر گاہ کو لوٹ لیا۔

ابن طولون کی وفات: ...... ابن طولون موسم سرما کی وجہ سے اذنہ میں مقیم مہدی گدز نے کے بعد مصیصہ روانہ ہوا اور وہاں پہنچ کر بیمار ہوگیا۔ بیماری میں انطا کیہ چلا گیا جہاں وبا اور مرض کی شدت بڑھ گئی شاہی معالجوں نے زیادہ کھانے کی ممانعت کر دی مگر ابن طولون نے چھپ کر کھا لیا۔ جس سے دست زیادہ آنے لگے۔ مرض پھر عود کر آیا۔ اصل بیماری ہیضہ تھی جو بھینس کے دودھ کی کثرت استعمال سے پیدا ہوا تھا کمزوری حد سے بڑھ گئی سوار ہونے کی طاقت نہ رہی لشکریوں نے ہوادار پر سوار کرا کے کوچ کیا فرمار پہنچا۔ ساحل فسطاط سے سوار ہوکر اپنے گھر پہنچا شاہی معالجوں نے پرہیز کرنے کی سخت تاکید کی مگر ابن طولون نے ذرا بھی خیال نہ کیا۔ اسہال کی پھر کثرت ہوگئی اس لئے جگر کی حرارت بڑھ گئی اور دماغی افعال میں تشویش پیدا ہوگئی۔ قاضی بکار بن قتیبہ کو پٹوایا لوگوں کے سامنے اس کو ذلیل کیا۔ ابن ہرثمہ کا مال واسباب چھین کرا سے جیل میں ڈال دیا سعید بن نوفل کو کوڑوں سے اتنا پٹوایا کہ وہ مر گیا اس کے بعد ابن طولون نے اپنے اراکین حکومت اور غلاموں کو جمع کر کے اس خوف سے کہ کہیں اس کا بیٹا ابو العباس جو کہ قید تھا آئندہ کوئی فساد برپا کرے اپنے بیٹے ابو الجیش خمارویہ کی ولی عہدی کا باضابطہ اعلان کیا اور ان لوگوں کو اس کی اطاعت وفرمانبرداری کی ہدایت کی۔ اس سے لوگوں کی شورش جو اس کے خلل دماغ کی وجہ سے پیدا ہوگئی تھی فرو ہوگئی اس کے بعد اس کا انتقال ہوگیا یہ واقعہ ۲۷۶ھ کا ہے۔

ابن طولون کا کردار: ...... چھبیس سال اس نے حکمرانی کی ❹ نہایت مستقل مزاج عالی حوصلہ اور دلیر شخص تھا مصر میں جامع مسجد بنوائی جس میں اکیس ہزار دینار خرچ ہوئے یافا کا قلعہ تعمیر کرایا۔ مذہب شافعی کی طرف مائل تھا ایک کروڑ دینار سات ہزار موالی (آزاد کردہ غلام) چار ہزار غلام ایک سو گھوڑے اور دوسوتیس جانور سواری کے ترکہ چھوڑا۔ اس کے زمانہ میں مصر کا خراج ان تحائف سمیت کوشاہی امراء دربار کے لئے جاتا تھا چار کروڑ تین لاکھ دینار تھا سفاخانہ اور اوقات پر ساٹھ ہزار دینا خرچ کرتا تھا۔ قلعہ جزیرہ کی تعمیر میں جس کو ان دنوں قلعہ روضہ کے نام سے یاد کرتے ہیں اسی ہزار دینار خرچ کئے تھے۔ اس کے مرنے کے بعد یہ قلعہ خراب ومسمار ہوگیا تھا صالح نجم الدین بن ایوب نے مرمت کرائی تھی مگر پھر دوبارہ ویران اور منہدم ہوگیا

---

❶ ...... یہی ابن طولون کا خلافت عباسیہ سے الگ ہوکر مستقل حکومت قائم کرنے کا اعلان تھا۔ ❷ ...... تاریخ طبری میں ماز یار کے بجائے یاز مان اور کامل ابن اثیر میں یاز مار تحریر ہے۔

❸ ...... اصل کتاب میں اس مقام پر کچھ نہیں لکھا گیا مترجم۔ فاضل مترجم جناب علامہ حکیم احمد حسین الہ آبادی صاحب کے پاس تاریخ ابن خلدون کا جو نسخہ رہا ہوگا اس میں یہ مقام خالی ہوگا جبکہ ہمارے پاس موجود (تاریخ ابن خلدون جدید عربی ایڈیشن ج ۴ ص ۳۰۸ جدید بیروت دار احیاء التراث العربی) پر ایسی کوئی علامت وغیرہ نہیں جس سے معلوم ہو کہ یہاں سے کچھ چھٹا ہوا ہے یا لکھنے سے رہ گیا ہے مصحح جدید ثناء اللہ محمود۔ ❹ ...... تاریخ طبری اور النجوم الزاہرہ ج ۳ ص ۱۸ پر ۱۹ ذی القعدہ بروز پیر ابن طولون کی وفات تحریر ہے۔ جبکہ کندی کی کتاب ولاۃ مصر ص ۲۵۶ پر ابن طولون کی تاریخ وفات اتوار کی رات گیارہ ذی قعدہ ۲۷۰ھ تحریر ہے۔

اور سوائے ٹیلوں کے اور کوئی آثار باقی نہ رہے ایک ہزار دینار ماہانہ صدقہ وخیرات دیا کرتا تھا۔ پانچسو دینار ماہوار قیدیوں پر خرچ کرتا تھا۔ اس کے باورچی خانے اور دیگر مصارف متفرقہ کا روزانہ خرچ ایک ہزار دینار تھا۔

خمارویہ کی حکومت:۔۔۔۔۔احمد بن طولون کے مرنے کے بعد اراکین حکومت متحد ہو کر اس کے بیٹے ابوالجیش خمارویہ کے ہاتھ پر امارت وحکومت کی بیعت کی اور اس کے دوسرے بیٹے ابوالعباس کو جیل سے نکال کر رہا کر دیا۔ اس معاملے میں احمد بن محمد واسطی اور حسن بن مہاجر پیش پیش تھے واسطی نے رسم تعزیت ادا کی حاضرین زار وقطار رور ہے تھے اس کے بعد واسطی نے ابوالعباس سے کہا اپنے بھائی کی بیعت کرو مگر ابولعباس نے اس سے انکار کر دیا چنانچہ طبارجی اور موالی میں سے ایک شخص سعد الاٗیس نے اٹھ کر ابوالعباس کو گرفتار کر کے شاہی محل کے ایک کمرے میں قید کر دیا اگلے دن اسے مردہ نکالا گیا۔ اس کے بعد احمد ابن طولون کی تجہیز وتکفین کی اس کے بیٹے ابوالجیش نے نماز جنازہ پڑھائی اور دفن کرنے کے بعد اپنے شاہی محل میں واپس آیا اور کاروبار سلطنت میں مصروف ہو گیا۔

خمارویہ اور ابن موفق:۔۔۔۔۔جس وقت احمد بن طولون کی وفات ہوئی اس وقت اسحاق بن کنداجق جزیرہ اور موصل کا گورنر تھا اور ابن ابی الساج کوفہ پر حکومت کر رہا تھا اس نے رحبہ کو احمد بن مالک کے قبضہ سے نکالا تھا۔ اسحاق اور ابن الساج کو ملک شام کی حکومت کی لالچ لگ گئی چنانچہ موفق سے اجازت طلب کی موفق نے ان لوگوں کو اجازت دے دی اور امداد کا وعدہ کیا چنانچہ اسحاق نے رقہ، ثغور اور عواصم کی جانب قدم بڑھائے اور ان کو امن وعاس سے چھین لیا جو کہ ابن طولون کی طرف سے مقرر تھا اس کے بعد حمص، حلب اور انطاکیہ پر حاوی ہو گئے پھر دمشق کو بھی دبا لیا۔ خمارویہ کو اس کی خبر ملی تو اس نے ایک فوج شام کی طرف روانہ کی چنانچہ اس فوج نے دمشق پر قبضہ کر لیا۔ وہ گورنر جس نے بدعہدی کی تھی بھاگ گیا۔ دمشق پر قبضے کے بعد خمارویہ کی فوج نے شیراز ❶ پر حملہ کیا۔

ابن موفق کا حملہ:۔۔۔۔۔اسحاق اور ابن ابی الساج اس انتظار میں کہ عراق سے فوجی کمک آ جائے تو لڑائی چھیڑی جائے مورچہ بندی کئے ہوئے خمارویہ کے لشکر کے مقابلہ میں پڑے رہے یہاں تک کہ موسم سرا آ گیا اور خمارویہ کے فوجی شیرز کے مکانات میں متفرق اور منتشر ہو کر جا بسے اتنے میں عراقی لشکر ابوالعباس احمد بن موفق کی مکان میں جو بعد میں خلیفہ بنا تھا اور معتضد کا لقب اختیار کیا تھا پہنچ گیا خمارویہ کے لشکر پر اس فوج نے جس وقت کہ وہ شیراز کے مکانات میں پناہ گزیں تھے شبخون مارا اور نہایت بے رحمی سے اسے پامال کیا باقی سپاہیوں نے بھاگ کر دمشق میں پناہ لی چنانچہ معتضد نے تعاقب کیا شکست یافتہ گروہ نے جب وہاں بھی امن کی صورت نہ دیکھی تو دمشق کو بھی خیر آباد کہہ کر بھاگ نکلے اور معتضد نے ماہ شعبان ۲۷۱ھ میں اس پر بھی قبضہ کر لیا۔

ابن موفق اور خمارویہ کی جنگ:۔۔۔۔۔خمارویہ کے لشکر نے اس شکست کے بعد رملہ میں جا کر پناہ لی کچھ عرصے وہیں مقیم رہا اور خمارویہ کو اطلاع خط لکھا۔ معتضد یہ خبر پا کر کہ منہزم گروہ نے رملہ میں جا کر پناہ لی ہے فوجیں تیار کر کے دمشق سے رملہ روانہ ہو گیا مگر راستے میں یہ خبر سنی کہ خمارویہ یہ بڑی فوج لے کر رملہ آ گیا ہے۔ معتضد نے واپسی کا ارادہ کیا مگر اس لئے کہ اس وقت معتضد کے لشکر میں خمارویہ کے وہ مصاحبین اور امراء بھی تھے جنہوں نے خمارویہ کو چھوڑ دیا تھا اور معتضد کے پاس چلے آئے تھے اپنے اس ارادے کو پورا نہ کر سکا اسحاق اور ابن ابی الساج بھی بدمعاملگی کی وجہ سے معتضد سے منفر اور متوحش ہو رہے تھے۔ ایک چشمہ پر جس پر طواحین واقع آراستہ کیں میمنہ ومیسرہ سے مرتب کر کے جنگ کے میدان میں آ گئے خمارویہ نے لڑائی شروع ہونے سے پہلے سعید الالیسیر نامی ایک کمانڈر کو ایک دستہ فوج کے ساتھ کمینگاہ میں بٹھا دیا۔ فریقین کے میمنہ ومیسرہ جدال وقتال میں مصروف ہوئے چونکہ خمارویہ نے اس سے پہلے کوئی لڑائی نہ دیکھی تھی لہٰذا شکست کھا کر بھاگ گیا اور مصر میں جا کر دم لیا۔

ابن موفق کا فرار:۔۔۔۔۔معتضد نے خمارویہ کے خیمہ میں قیام کیا اور فتحمندی کے جوش میں اس کے لشکر گاہ کو لوٹ لینے کا حکم دیا۔ اس دوران سعید الایسر نے کمینگاہ سے نکل کر حملہ کر دیا اور معتضد یہ خیال کر کے کہ خمارویہ نے پلٹ کر کے حملہ کیا ہے بھاگ کر دمشق پہنچ گیا۔ اس وقت دونوں فوجیں

---

❶۔۔۔۔۔حماۃ کے قریب ایک شہر ہے دیکھیں معجم البلدان۔

دروازے بند کر گئے مجبور ہو کر طرسوس چلا گیا۔ اس وقت دونوں فوجیں بلا کسی حکم کے دست بدست شمشیر بازی کر رہی تھیں۔ سعید الایسیر نے خمارویہ کو تلاش کیا جب اس کو نہ پایا تو اس کے بھائی ابوالعشاء کو امیر لشکر بنایا چنانچہ عراقی لشکر شکست اٹھا کر بھاگا۔ ایک بڑا گروہ مارا گیا اور بہت سے آدمی گرفتار کر لئے گئے فتحمندی گروہ کو انعامات اور صلے تقسیم ہوئے بشارت فتح مصر کا خط روانہ کیا گیا۔

خمارویہ کا قیدیوں سے سلوک:......خمارویہ کو اس خبر سے خوشی بھی ہوئی اور شکست سے خجالت بھی بہت ہوئی اس نعمت کے شکرانہ میں اس نے کثرت سے صدقہ کیا۔ قیدیوں کے ساتھ وہ سلوک کئے کہ اس کی نظیر اس وقت تک نہیں مل سکتی۔ جس وقت جنگی قیدی پیش کئے گئے۔ تو نہایت خندہ پیشانی سے اپنے درباریوں سے مخاطب ہو کر بولا یہ لوگ تمہارے مہمان ہیں ان کی مہمانداری کرو۔ پھر قیدیوں کی طرف متوجہ ہو کر کہنے لگا۔ تم لوگوں میں سے جس کا جی چاہے ہمارے دربار میں قیام کرے جب مرتبہ وظیفہ اور تنخواہ مقرر کیجائیگی اور جو شخص جانا چاہے اسے ہم سامان سفر اور زاد راہ دے کر رخصت کرنے کے لئے تیار ہیں چنانچہ جن لوگوں نے قیام پسند کیا ان کی تنخواہیں مقرر کر دیں اور جنہوں نے واپسی کا ارادہ کیا نہایت احترام سے زادِ راہ رخصت کر دیا۔

خمارویہ کی شہرت:......اس واقعہ سے خمارویہ کے رعب وداب کا ڈنکا بج گیا اس کے لشکر نے پورے ملک شام کو بید کی طرح تھرا دیا۔ عراقی لشکر کو تھوڑے ہی عرصے میں ملک شام سے باہر نکال دیا اسی سال ماز بار جو سرحدی اسلامی علاقوں کا والی تھا اسلامیہ نے جہاد کیا اور بہت سا مال غنیمت لے کر واپس آیا اس کے بعد دوبارہ ۲۷۳ھ میں پھر جہاد کرنے گیا تھا۔

اسحاق اور ابن ابی الساج کی باہم مخالفت اور جزیرہ میں ابن طولون کا خطبہ پڑھا جانا:......بن ابی الساج کے ہاتھ میں قنسرین کی حکومت تھی اور موصل وجزیرہ کا گورنر اسحاق مقرر تھا پہلے تو یہ دونوں آپس میں متفق تھے اور ایک دوسرے کا معین ومددگار تھا پھر کچھ عرصے بعد دونوں میں اختلاف ہو گیا ابن ابی الساج نے خمارویہ سے امداد طلب کی اور اس کے نام کا خطبہ اپنے صوبوں میں پڑھوایا اور اپنے بیٹے کو بہت سے مال وزر دے کر گروی طور پر خمارویہ کے دربار میں بھیج دیا چنانچہ خمارویہ فوجیں تیار کر کے اسحاق سے جنگ کرنے کو بڑھا اور کوچ وقیام کرتا ہوا سن [1] پہنچ گیا۔ ابن ابی الساج نے فرات عبور کر کے اسحاق سے مقام رقہ میں مقابلہ کیا اور اپنے پرزور حملوں سے اسحاق بن کنداجق کو شکست دے دی اس عرصہ میں خمارویہ بھی اور فرات عبور کر کے رافقیہ کی طرف بڑھا ادھر اسحاق نے شکست اٹھا کر ماردین میں پناہ لی ابن ابی الساج نے اس کا محاصرہ کر لیا۔

ابن ابی الساج کا موصل پر قبضہ:......ایک دن موقع پا کر اسحاق ماردین سے نکل کر موصل روانہ ہو گیا ابن ابی الساج نے یہ خبر پا کر تعاقب کیا اور مقام پر قید سے لڑ کر ماردین واپس لے آیا ان واقعات سے ان ابی الساج کی قوت بڑھ گئی جزیرہ اور موصل پر قبضہ کر لیا اور اپنے تمام زیر کنٹرول علاقوں میں خمارویہ کے نام کا خطبہ پڑھوایا اور خطبہ میں خمارویہ کے بعد اس کے نام داخل کئے جانے کا حکم دیا اس کے بعد چند دستہ فوج اپنے غلام فتح کی کان میں موصل کے اطراف میں خراج وصول کرنے کے بھیجا مقام شرات میں یعقوبیہ سے مڈبھیڑ ہو گئی۔ فتح نے یعقوبیہ کو دھوکا دے کر اپنا کام کر لیا مگر اس کے بعد یعقوبیہ کو اس کے فریب کی اطلاع ہو گئی چنانچہ سب کے سب متحد ہو کر حملہ آور ہوئے اور فتح کو شکست دے کر اس کے ساتھیوں کو نہایت بے رحمی سے قتل اور گرفتار کیا۔ فتح افراد کے ساتھ بھاگ کھڑا ہوا۔

ابن ابی الساج کی بغاوت:......۲۷۵ھ میں ابن ابی الساج نے خمارویہ سے بدعہدی کی واقعہ یہ پیش آیا کہ اسحاق بن کنداجق خمارویہ کے پاس مصر چلا گیا تھا اور اس کی مصاحبت اختیار کر لی تھی اس سے ابن ابی الساج کو کشیدگی پیدا ہوئی اور خمارویہ سے بغاوت کا اعلان کر دیا خمارویہ یہ خبر پا کر ابن ابی الساج کی سرکوبی کے لئے مصر سے دمشق کی طرف روانہ ہوا۔ قریب دمشق ماہ محرم مقام شنبۃ العقاب میں دونوں کا مقابلہ ہوا ابن ابی الساج شکست کھا کر بھاگا اس کا سارا لشکر گاہ لوٹ لیا گیا۔ حمص میں جنگ پر جانے سے پہلے ابن ابی الساج بہت سامال واسباب رکھ گیا تھا خمارویہ نے کامیابی کے بعد ایک دستہ فوج اس مال کے لئے روانہ کیا۔ چنانچہ یہ دستہ فوج کا ابن ابن الساج کے پہنچنے سے پہلے ہی حمص پہنچ گیا۔

[1] ...... یہاں صحیح لفظ باس ہے۔ دیکھیں تاریخ کامل ابن اثیر ج ۴ ص ۵۴۶۔

اور اسے حمص میں داخل ہونے سے روکدیا اور اس کے سارے مال وزر اور اسباب پر قبضہ کرلیا ابن ابی الساج ناکامی کے ساتھ حلب چلا گیا پھر حلب سے رقہ جا کر مقیم ہو گیا اور خمارویہ مسلسل اس کے تعاقب میں تھا ابن ابی الساج کو جب رقہ میں بھی پناہ نہ ملی تو وہاں سے نکل کر موصل چلا گیا۔ خمارویہ اس سے آگاہ ہو کر فرات عبور کر کے شہر موصل میں ابن ابی الساج کے پہنچنے سے پہلے داخل ہو گیا۔ ابن ابی الساج کو اس کی خبر مل گئی چنانچہ موصل سے اعراض کر کے حدیثہ چلا گیا۔

ابن ابی الساج اور اسحٰق کی جنگ:......خمارویہ نے اپنے نامی گرامی کمانڈروں اور جنگ آزما لشکر کو اسحاق کے ساتھ ابن ابی الساج کی گرفتاری کے لئے روانہ کیا ابن ابی الساج نے یہ خبر پاکر دجلہ عبور کر کے تکریت میں جا کر قیام کیا۔ اسحاق کے رکاب میں بیس ہزار فوج تھی اور ابن ابی الساج دو ہزار کے لشکر کے ساتھ تھا۔ دونوں فریق نے دریا کے کناروں سے ایک دوسرے پر تیر بازی کی اس کے بعد اسحاق نے پل بنوانے کی غرض سے کشتیاں جمع کرائیں ابی ابن الساج یہ سن کر رات کے وقت تکریت سے نکل کر موصل چلا گیا۔ اور موصل کے قریب پہنچ کر مقام دیر اعلےٰ میں قیام کیا اسحاق کو اس کی خبر مل گئی تعاقب کی غرض سے روانہ ہو گیا ابن ابی الساج بحکم ہر کہ تنگ آمد بجنگ آمد سینہ سپر ہو کر مقابلہ پر گیا اور باوجود مختصر جماعت کے اسحاق کو شکست فاش دے دی اور اسحاق شکست اٹھا کر رقہ کی طرف بھاگ گیا ابن ابی الساج نے تعاقب کیا اور موفق کے پاس ایک اطلاعی خط بھیج کر دریائے فرات کو ملک شام کی طرف عبور کر کے اور خمارویہ کے صوبوں کو تباہ و برباد کرنے کی اجازت مانگی موفق نے اس معاملے میں چند دن توقف کرنے اور امدادی فوج کے انتظار کرنے کی ہدایت کی۔

اسحاق کی شکست:......اسحاق شکست کھا کر خمارویہ کے پاس آ گیا۔ خمارویہ نے اس کی اشک شوئی کی اور دوبارہ فوجیں آراستہ کر کے ابن ابی الساج سے جنگ کے لئے اسحاق کو روانہ کیا چنانچہ اسحاق نے ارض شام میں فرات پر قیام کیا اور ابن ابی الساج اس کے مقابلہ پر حدود رقہ میں پڑاؤ کئے ہوئے تھا ایک دن موقع پا کر اسحاق کی فوج کے ایک کالم نے دریائے فرات کو عبور کیا اور بحالت غفلت ابن ابی الساج کے طلیعہ لشکر پر حملہ کر دیا۔ چنانچہ جب ابن ابی الساج نے اس کا احساس کر لیا کہ کوئی شخص اس کے عبور سے میں رکاوٹ نہیں ہے تو اس نے رقہ کے راستے بغداد کا راستہ لیا اور ۲۹۶ھ میں موفق کی خدمت میں حاضر ہو کر قیام پذیر ہو گیا یہاں تک موفق نے اسے آذربیجان کا گورنر بنا دیا اسحاق ابن کنداج نے ابن ابی الساج کے بعد دیار ربیعہ اور دیار مصر پر قبضہ کر لیا اور خمارویہ کے نام کا خطبہ وہاں کی جامع مساجد میں پڑھا جانے لگا۔

طرسوس پر خمارویہ کی حکومت:......ہم اوپر بیان کر چکے ہیں کہ ۲۷۰ھ میں مازیار ❶ خادم نے طرسوس میں علم بغاوت بلند کیا تھا اور احمد بن طولون نے اس کا محاصرہ کر لیا تھا مازیار خادم قلعہ نشین ہو کر مخالف وسرکشی پر تل گیا اتنے میں احمد بن طولون کا انتقال ہو گیا اور خمارویہ نے حکومت اپنے ہاتھ میں لے لی۔ جیسے ہی اس کو انتظام سے فراغت حاصل ہوئی ۲۷۷ھ تیس ہزار دینار پانچ سو تھان ریشمی کپڑے کے اور پانچ سو طرف مازیار کے پاس طرسوس روانہ کئے مازیار اس نقد و جنس کو دیکھ کر خوش ہو گیا اور اطاعت قبول کر لی اور سرحدی علاقوں میں اس کے نام کا خطبہ پڑھنے لگا۔

خمارویہ کی وفات:......اس کے بعد ۲۷۸ھ میں مازیار لشکر صائفہ کے ساتھ جنگ پر گیا اور اسکندریہ ❷ کا محاصرہ کر لیا دوران محاصرہ کے دوران ایک پتھر منجنیق کا اس کی پسلی پر لگا جس سے زخمی ہو کر طرسوس واپس آ گیا اور وہاں پہنچ کر انتقال کر گیا اس کے مرنے کے بعد ابن عجیف طرسوس کا حکمران بنا ابن عجیف نے اطلاعی خط خمارویہ کے پاس روانہ کر دیا چنانچہ خمارویہ نے اسے حکومت طرسوس پر بحال و قائم رکھا۔ پھر کچھ عرصے بعد اسے معزول کر کے اس کی جگہ محمد (اپنے چچا موسیٰ بن طولون کے بیٹے) کو حکومت طرسوس پر مقرر کیا۔

موسیٰ بن موسیٰ بن طولون:......موسیٰ بن موسیٰ بن طولون کے حالات یہ ہیں کہ جس وقت احمد بن طولون یعنی موسیٰ بن طولون کے بھائی نے مصر پر اپنی حکومت کا سکہ جمایا اس وقت موسیٰ نے قریبی رشتہ دار بھائی ہونے کی وجہ سے پاؤں پھیلائے مگر احمد بن طولون نے اسے پسند نہ کیا چنانچہ موسیٰ کو یہ

❶......تاریخ کامل ابن اثیر میں مازیار کے بجائے یازمار تحریر ہے۔ جیسا کہ اشارہ کیا جا چکا ہے۔ ❷......ہمارے پاس موجود جدید عربی ایڈیشن ج ۴ ص ۳۱۱ پر اس جگہ اسکند لکھا ہے۔ (ش. اللہ محمود) جبکہ ابن اثیر کی الکامل ج ۴ ص ۵۶۲ پر شکند تاریخ طبری میں سلند اور مسعودی کی مروج الذھب میں "ایک قلعہ جو کوکب کے نام سے مشہور تھا" لکھا ہے۔

بات نا گوار گذری اور حسد و رشک کی آگ اس کے دل میں مشتعل ہوگئی کسی مجلس میں اسے کلمات سے احمد بن طولون کو یاد کیا جس کا تحمل احمد کا دل نہ کر سکا احمد نے اس کی پاداش میں اسے کوڑے سے پٹوایا اور طرسوس کی طرف شہر بدر کر دیا آخر کہاں تک؟ اس کا بھائی تھا شہر بدر کرنے کے بعد ضروری خرچ کے لئے رقم روانہ کی موسیٰ نے لینے سے انکار کر دیا اور طرسوس چھوڑ کر عراق چلا گیا۔ کچھ عرصے بعد پھر طوسوس واپس آ گیا اور وہیں قیام پذیر ہو گیا یہاں تک کہ اس کی موت کا زمانہ آ گیا چنانچہ اپنے بیٹے محمد کو چھوڑ کر مر گیا۔ اور خمارویہ نے اسے سند حکومت عطا کی۔

خمارویہ کے بارے میں لوگوں کی غلط فہمی: ......راغب نامی ایک خادم موفق کے مرنے کے بعد جہاد کے لئے طرسوس کے راستہ سے روانہ ہوا چنانچہ جس وقت ملک شام میں داخل ہوا آلات واسباب اور اپنے جانور طرسوس روانہ کر کے ملنے کے لئے خمارویہ کے پاس گیا خمارویہ نے بے حد عزت کی محبت اور شفقت سے ٹھہرایا راغب کا دل بھی اس سے مانوس ہو گیا زیادہ دنوں تک مقیم رہا اس سے طرسوس میں یہ بات مشہور ہوگئی کہ خمارویہ نے راغب کو قید کر دیا ہے اس سے لوگوں کو اشتعال اور رنج پیدا ہو گیا سب نے متفق ہو کر اپنے سردار محمد بن موسیٰ کو بلوا کر کے گرفتار کر لیا اور راغب کے بدلے قید کر دیا خمارویہ تک اس واقعہ کی خبر پہنچی تب خمارویہ نے راغب کو اہل طرسوس کا شبہ دور کرنے کے لئے طرسوس کے قریب پہنچا اہل طرسوس کو برا بھلا کہتا ہوا بہت المقدس چلا گیا اور ابن عجیف خمارویہ طرسوس کی حکومت پر دوبارہ مامور ہو گیا۔

ان واقعات کے بعد ۲۸۱ھ میں لشکر صائفہ کے ساتھ طغج بن جف فرغانی ایک بڑا لشکر طرابزون لے کر طرسوس پہنچا اور ملکودے کو بزور تیغ فتح کر لیا۔

معتضد اور خمارویہ کی رشتہ داری: ......ابو العباس معتضد باللہ نے تخت خلافت پر بیٹھتے ہی خمارویہ کی بیٹی قطر الندء سے شادی کا پیغام بھیجا قطر الندا اپنے زمانے کی حسین ترین عورتوں سے بھی حسین تھی۔ خوبصورتی اور آداب میں اپنی مثال آپ تھی نکاح کا پیغام خلیفہ معتضد کا با اعتماد حسین بن عبد اللہ ابن بصاص لے کر آیا تھا چنانچہ خمارویہ نے اپنی بیٹی کا نکاح بوکالت ابن بصاص خلیفہ معتضد سے کر دیا اور بہت سے تحائف اور ہدایاء جس کی تعریف نہیں ہو سکتی دے کر دار الخلافت رخصت کر دیا۔ ۲۷۹ھ میں قطر الندا قصر خلافت میں داخل ہوئی خلیفہ معتضد نے اس سے زفاف کیا اور اس کے حسن و جمال اور آداب سے محظوظ ہوا اس رشتہ داری اور تعلق سے خمارویہ کے رعب وداب کا سکہ تاحیات مصر و شام اور جزیرہ میں چلتا رہا۔

خمارویہ کا قتل اور حکومت جیش: ......۲۸۲ھ میں خمارویہ دمشق چلا گیا تھا اور ایک مدت سے قیام پذیر تھا۔ اس کے بعض خاندان والوں نے شکایت کی کہ مصر شاہی کی لونڈیوں کو شاہی غلام اپنے ہوائے نفسانی کا شکار بناتے ہیں خمارویہ نے اس بات کی تفتیش شروع کی کچھ لونڈیوں سے استفسار کیا اور اپنے نائب مصر کو خاص خاص لونڈیوں کا دماغ ٹھیک کرنے کا حکم بھیجا پس چنانچہ جب خمارویہ کا یہ خط نائب مصر کو ملا تو نائب مصر نے دوایک لونڈیوں کو گرفتار کرا کے پٹوایا اس سے شاہی محل کے غلاموں کے کان کھڑے ہو گئے اور جان کے خوف سے بید کی طرح تھرا اٹھے اس دوران خمارویہ ملک شام سے واپس آ گیا اور اپنے محل میں رات کو سویا مگر رات کے وقت ایک غلام نے اسے ذبح کر دیا۔ یہ واقعہ ماہ ذی الحجہ ۲۸۲ھ قاتل اپنا کام کر کے فرار ہو چکے تھے۔ صبح جب سپہ سالاروں نے خمارویہ کو مقتول پایا تو اس کی جگہ اس کے بیٹے جیش بن خمارویہ کو مسند حکومت پر بٹھایا۔ جیش بن خمارویہ نے مسند حکومت پر بیٹھتے ہی خوب انعام و اکرام اور عطیات سے نوازا اور فوری طور پر قاتلوں کی گرفتاری کے انتظامات کیئے چنانچہ فوری کاروائی کی وجہ سے قاتلوں میں سے بیس سے زیادہ افراد مارے گئے۔

جیش بن خمارویہ کی حکومت: ......جس وقت جیش بن خمارویہ حکمران بن تھا اس وقت یہ ایک کم عمر بھولا بھالا لڑکا تھا۔ لہٰذا نفسانی خواہشات سے نہ بچ سکا چنانچہ نو عمر لڑکے اور لفنگے قسم کے لوگ اس کے ساتھ رہنے لگے۔ اراکین حکومت اور امراء سلطنت پاس بھی نہ آ سکتے تھے اور پھر ان لوگوں کو دھمکیاں بھی دی جانے لگیں۔ اراکین حکومت اور امراء سلطنت مل بیٹھے اور جیش کو معزول کرنے کا مشورہ کیا طغج بن جیف جیش کے باپ کا آزاد کردہ غلام تھا اور دمشق کا گورنر بھی تھا۔ سب سے پہلے اسی نے بغاوت کا جھنڈا بلند کیا اور جیش کی اطاعت سے منحرف ہو گیا۔ باقی سپہ سالار مثلاً اسحاق بن کنداج، خاقان مغلی، طغج کا بھائی بدر بن جیف وغیرہ بغداد چلے گئے۔

جیش بن خمارویہ کا قتل: ......خلیفہ معتضد نے ان لوگوں کو خلعتوں سے نوازا باقی ماندہ سپہ سالار جو مصر میں تھے وہ بھی جیش کے مخالف ہو گئے اسی

دوران جیش نے ان کے ایک سربراہ کو قتل کر دیا۔ پھر کیا تھا برباد کیا اور آگ لگا دی۔ اور ان کاموں سے فارغ ہو کر جیش کے بھائی ہارون بن خمارویہ کے ہاتھ پر بیعت کی۔ یہ واقعات جیش کی حکومت کو نویں مہینے پیش آئے

طرسوس کا فتنہ اور بغاوت:...... پہلے یہ بیان ہو چکا کہ موفق کا آزاد کردہ غلام راغب جہاد کے لئے طرسوس آیا تھا پھر یہیں رہنے لگا اور ابن عجیف کے بعد طرسوس پر قابض ہو گیا۔ جب ۲۸۳ھ میں ہارون بن خمارویہ حکمران بنا تو راغب نے ہارون کا نام خطبے سے نکال دیا اور اس کے بجائے معتضد کے آزاد کردہ غلام بدر کا نام خطبے میں شامل کر دیا۔ چنانچہ طرسوس اور بعض سرحدی علاقے بنوطولون کی حکومت سے نکل گئے۔ پھر ہارون نے معتضد کو درخواست بھیجی کہ ساڑھے چار لاکھ دینار اور قنسرین اور عواصم کے بدلے مجھے مصر اور شام کا گورنر بنا دیا جائے۔ معتضد آمد سے روانہ ہوا جسے اس نے محمد بن احمد بن الشیخ سے چھینا تھا اور اپنی غیر موجودگی میں دیتے بیٹے مکتفی کو نائب بنایا۔ چنانچہ ہارون کے گورنروں کے ہاتھ سے قنسرین اور سرحدی علاقے چھین کر اپنے بیٹے مکتفی کی حکومت میں شامل کر دیتے۔ یہ واقعات ۲۸۶ھ میں ہوئے۔

دمشق پر طغج بن جف کی حکومت:...... جب ہارون اپنے بھائی جیش کے بعد سپہ سالاروں کے اختلاف اور افراتفری کے عالم میں حکمران بنا تو اراکین حکومت خوف زدہ ہو گئے کہ کہیں حکومت میں اختلاف نہ پھیل جائے، چنانچہ انہوں نے یہ کام ابوجعفر بن ایام کے حوالے کر دیا۔ یہ شخص احمد اور خمارویہ کے ہاں بڑے لوگوں میں شمار ہوتا تھا۔ اس نے اپنی بساط کے مطابق لشکر اور حکومت کی اصلاح کی کوشش کی اور بدر حمامی اور حسین بن احمد المارذنی کو بھیجا۔ ان دونوں نے خوش اسلوبی سے کام کیا اور قبضہ کر لیا اور اپنے گورنر مقرر کر کے واپس آئے۔ طغج بن جف دمشق لے کر ایک طرف ہو گیا۔ ان دنوں مصر میں خوب افراتفری اور ہل چل مچی ہوئی تھی۔ پسہ سالاروں کی ریشہ دوانیاں حد سے بڑھی ہوئی تھیں یہاں تک کہ وہ سب کچھ ہوا جو ہم تحریر کر چکے ہیں۔ عمال مقرر کر کے مصر واپس آئے۔ مصر میں اس وقت ایک عجیب ہل چل ہوئی تھی کمانڈروں کی طوائف کا زور شور تھا کسی کی کوئی نہ سنتا تھا نہ کسی کی کوئی اطاعت کرتا تھا یہاں تک کہ وہ واقعات پیش آئے جن کو ہم آئندہ بیان کریں گے۔

قرامطہ کا دمشق پر حملہ:...... قرامطہ کا ابتدائی حال اور جو بدر اور حکومت ان کو عراق و شام میں حاصل ہو گئی تھی آپ اوپر بالتفصیل پڑھ چکے ہیں۔ اور اس سے بھی مطلع ہو چکے ہیں کہ ذکرویہ بن مہدادیہ جو قرامطہ کا سفیر تھا سواد کوفہ سے شکست کھا کر بنوقلیس بن کلب بن دبرہ کے پاس سماوہ چلا گیا تھا ان لوگوں نے اس کی بیعت کر لی اور شیخ کا لقب دیا یحییٰ نام رکھا اور ابوالقاسم کنیت رکھی اور بے کار خیال قائم کر لیا کہ محمد بن عبداللہ بن مکتوم بن اسمٰعیل امام یہی ہے اس بناء پر اس کو مدثر کے لقب سے یاد کرنے لگے ان لوگوں نے یہ خیال بھی قائم کیا تھا کہ قرآن مجید میں اسی کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے اشارہ فرمایا ہے اس کے اہل میں اسے ایک غلام کو مطوق کا لقب دیا۔

ابوالقاسم یحییٰ کی قتل وغارت:...... وہ حمص سے حماۃ اور مصر النعمان روانہ ہوا پھر بعلبک گیا پھر وہاں سے سلیلہ کی جانب روانہ ہوا اور راستے میں جتنے دیہات قصبے اور شہر ملے سب کو تباہ کر دیا۔ بچوں عورتوں یہاں تک کہ جانوروں کو بھی قتل کیا طغج بن جیف اور اس کی فوج اور اس کا آقا ہارون ان لوگوں کے مقابلے سے عاجز ہو گئے۔ اہل شام اور مصر فریادی صورت بنائے خلیفہ مکتفی کے دربار میں حاضر ہو گئے۔

قرامطہ کی سرکوبی:...... چنانچہ خلیفہ مکتفی ۲۹۰ھ میں ملک شام کی طرف قرامطہ کی سرکوبی کو روانہ ہوا اور موصل ہو کر گزرا۔ بنوحمدان میں سے ابو الاغروس، ہزار سواروں کو لئے ہوئے خلیفہ کی خدمت میں حاضر ہوا خلیفہ نے حلب کے قریب پڑاؤ کیا قرامطی صاحب شامہ شاہی افواج پر حملہ آور ہوا چنانچہ ایک بہت بڑی جماعت کام آ گئی۔ ابوالاغر سے اپنے چند ساتھیوں کے ساتھ حلب میں پناہ گزیں ہو گیا۔ قرامطی نے محاصرہ کر لیا۔ لیکن اہل حلب اور ابوالاغر کی لڑائی سے تنگ آ کر محاصرہ اٹھالیا۔ خلیفہ مکتفی اس واقعہ میں زندہ بچ کر رقہ پہنچ گیا اور محمد بن سلیمان کا تب کو شاہی فوجوں کے ساتھ قرامطی سے جنگ کرنے روانہ کیا بنوحمدان میں سے حسین اور بنوشیبان بھی اس مہم میں محمد بن سلیمان کے ساتھ تھے ماہ محرم ۲۹۱ھ میں قرامطہ اور شاہی افواج کے درمیان مقام حماۃ میں مڈبھیڑ ہوئی جس میں سخت اور خونریز جنگ کے بعد قرامطہ کو شکست ہوئی ان کے سردار صاحب شامہ کو گرفتار کر لیا گیا ایک دستہ فوج کے ساتھ اسے رقہ روانہ کیا گیا مدثر اور مطوق بھی اس کے ساتھ ہی گرفتار ہوئے تھے خلیفہ نے کامیابی کے ساتھ دارالخلافت کی طرف

روانگی کا ارادہ کیا محمد بن سلیمان بھی حاضر ہوا اس کے بعد خلیفہ نے حکم دیا کہ قرامطہ قیدیوں کو پہلے کوڑے مارے جائیں اس کے بعد ان کے ہاتھ پاؤں کاٹے جائیں۔ اس کے بعد ان کی گردنیں ماری جائیں۔ الغرض اس طریقہ سے قرامطہ کی متعدی بیماری کا معقول علاج کر دیا گیا۔ پھر اس کے بعد ان کا ایک گروہ بحرین میں ظاہر ہوا۔

حکومت بنوطولون کا خاتمہ:...... بنوطولون کی دولت وحکومت ختم ہونے کے حالات معرض تحریر میں لانے سے پہلے ہم محمد بن سلیمان کے حالات سے آگاہ کرنا چاہتے ہیں جس نے بنوطولون کی دولت وحکومت کا شیرازہ منتشر کرنے اور اس کے اوراق الٹنے پلٹنے کا بیڑہ اٹھایا تھا۔

محمد بن سلیمان:...... محمد بن سلیمان رقہ دیار مصر کا رہنے والا تھا۔ احمد بن طولون نے اسے تعلیم وتربیت دی تھی اور مصر میں اپنی خدمت میں رکھا تھا۔ کچھ عرصے بعد جب اسے انتظام وسیاست میں ایک گونہ سلیقہ حاصل ہو گیا تو احمد بن طولون سے ناراض ہو کر دارالخلافت بغداد چلا گیا اور ارا کین سلطنت سے میل جول پیدا کر لیا۔ وہ لوگ اس سے عزت واحترام سے پیش آئے۔ خلفائے بغداد سے محمد بن سلیمان مسلسل ان لوگوں کو ملک مصر پر قبضہ کر لینے کی ترغیب دینے لگا یہاں تک کہ ہارون بن خمارویہ حکومت مصر پر فائز ہوا اور سرزمین شام میں بنوطولون کی دولت وحکومت میں کمزوری آنے لگی اور اس کے گردونواح میں قرامطہ آئے دن قتل وغارتگری کرنے لگے اور ہارون ان کا مقابلہ نہ کر سکا۔ اہل شام فریادی بن کر دربار خلافت میں حاضر ہوئے۔

محمد بن سلیمان اور قرامطہ:...... چنانچہ خلیفہ مکتفی مسلمانوں کی تکالیف دور کرنے پر کمر ہمت باندھ کر اٹھ کھڑا ہوا اس نے محمد بن سلیمان کو یہ مہم سر کرنے پر مامور کیا۔ ان دنوں یہ شاہی سپہ سالاروں میں ایک اہم اور مشہور شخص تھا۔ چنانچہ شاہی لشکر کو مرتب کر کے قرامطہ کے مقابلہ پر گیا آخرکار اسے قرامطہ کے مقابلہ میں کامیابی حاصل ہو گئی قرامطہ کو شکست ہوئی ان کا سارا لشکر کچل دیا گیا۔ مسلمانان شام کو ان کی ایذارسانی سے نجات ملی قرامطہ صاحب شامہ کو اس کے سرداروں سمیت گرفتار کر کے مقام رقہ میں خلیفہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ خلیفہ ان قیدیوں سمیت دارالخلافت بغداد واپس چلا گیا۔ اور بغداد پہنچ کر ان سب کو سزائے موت دے دی جس سے مسلمانان شام کو اور خلیفہ کو بھی قرامطہ کی متعدی زہریلی بیماری سے نجات مل گئی۔

محمد بن سلیمان کا مصر پر حملہ:...... خلیفہ مکتفی نے بغداد پہنچ کر محمد بن سلیمان کو ملک شام کی جانب واپس جانے کا حکم دیا اور شاہی سپہ سالاروں کے ایک گروپ کو اس کے ساتھ روانگی کا اشارہ کیا جب ضروری مال وزر اور آلات حرب عطا کئے۔ چنانچہ محمد بن سلیمان نے خلیفہ سے رخصت ہو کر دمیاط کو جو کہ مازیار کا غلام تھا جنگی جہازوں کے ساتھ یہ ہدایت دے کر سواحل مصر کی طرف روانہ کیا کہ دریائے نیل پر پہنچتے ہی قبضہ کر لینا اور اہل مصر سے اس کا تعلق قطع کر دینا چنانچہ اس نے ایسا ہی کیا جس سے اہل مصر تنگی اور مصیبت میں پڑ گئے اور خود شاہی افواج کی کمان لے کر شام کی طرف بڑھا۔ اور اس پر مستولی ہو کر مصر کی جانب روانہ ہو گیا جس وقت مصر کے قریب پہنچا مصر کے کمانڈروں کو ساتھ ملانے کی غرض سے پیغام بھیجا بدر رحمانی نے جو کہ مصری کمانڈروں کا نامی گرامی سردار تھا محمد بن سلیمان کے پاس آ کر امن کی درخواست کی اس سے اہل مصر کی شان شوکت کو بہت بڑا نقصان پہنچا اس کے دیکھا دیکھی مصر کے اور کمانڈر بھی یکے بعد دیگرے محمد بن سلیمان کے لشکر میں چلے گئے ہارون اس فوج کے ساتھ جو باقی رہ گئی تھی مقابلہ پر آیا۔

ہارون کی موت:...... سلسلہ جنگ شروع ہوا اتفاق سے جنگ کے دوران ایک روز اس کے لشکر میں جھگڑا ہو گیا۔ فتنہ فرو کرنے کے لئے ہارون سوار ہو کر لشکر گاہ میں گیا اتفاق سے کسی مغربی کا ایک تیر آ لگا جس سے اس نے تڑپ کر جان بحق تسلیم کر دی ❶ ہارون کے مرنے کے بعد اس کے چچا شیبان بن احمد بن طولون نے حکومت اپنے ہاتھ میں لے لی...... ❷ بلاحساب وکتاب لشکریوں کو انعامات دیئے اور یہ حکم دے دیا کہ جو کچھ رہ گیا ہے اس کو لوٹ لو چنانچہ بات کی بات میں لشکریوں نے اپنا سارا مال واسباب خود لوٹ لیا اس کے بعد مال کے حصول کی فکر لگ گئی۔ مگر اس پر قادر نہ ہو سکا اس سے اس کے کاموں میں اضطراب پیدا ہو گیا۔ ساری تدبیریں الٹ پلٹ ہو گئیں اپنے ارا کین دولت سے جنگ کرنے اور امان طلب کرنے کے بارے میں

---

❶ ...... النجوم الزاہرہ ج ۳ ص ۱۳۵ پر تحریر ہے کہ شیبان نے ہارون کو چھری سے ذبح کر دیا تھا اور ہارون اس وقت نشہ کی حالت میں تھا۔ یہی بات کندی نے اپنی کتاب ''ولاۃ مصر ۲۶۹، ۲۶۸'' پر لکھی ہے۔ ❷ ...... اصل کتاب میں جگہ خالی ہے، مترجم۔ ہمارے پاس موجود جدید عربی ایڈیشن ج ۴ ص ۳۱۴ پر ایسی کوئی علامت نہیں جس سے معلوم ہو کہ یہاں عبارت چھوٹی ہوئی ہے۔ بلکہ عبارت متصل ہے۔

مشورہ کیا ان سب نے بالاتفاق محمد بن سلیمان سے امن طلب کرنیکی رائے دی۔

بنوطولون کا زوال: ...... چنانچہ شیبان نے محمد بن سلیمان کے پاس امن کا پیغام بھیجا محمد نے اسے امن دے دیا۔ شیبان کے امن حاصل کرنے کے بعد اس کے کمانڈروں نے بھی یکے بعد دیگرے امن کی درخواست کی محمد بن سلیمان سوار ہو کر مصر میں داخل ہوا اور قبضہ کر لیا۔ بنوطولون کو جو سترہ افراد تھے گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا بشارت فتح کا خط خلیفہ کی خدمت میں روانہ کیا۔ خلیفہ مکتفی نے لکھ بھیجا کہ تمام بنوطولون کو شام ومصر سے گرفتار کر کے بغداد بھیج دو محمد بن سلیمان نے نہایت مستعدی سے اس حکم کی تعمیل کی اس کے بعد خلیفہ مکتفی نے ان مکانات اور تعمیرات کو جلانے اور منہدم کرنے کا حکم صادر کر دیا جن کو بنوطولون نے اپنے زمانہ حکومت میں مصر کے مشرق جانب تعمیر کرایا تھا اور وہ ایک مربع میل کے اندر بنے تھے چنانچہ یہ سب جلا کر خاک وسیاہ کر ڈالے گئے اور فسطاط لوٹ لیا گیا۔

عیسیٰ نوشزی کی حکومت مصر اور خلیجی ❶ کی بغاوت: ...... جس وقت محمد بن سلیمان نے دار الخلافت بغداد کی جانب واپسی کا ارادہ کیا اور خلیفہ مکتفی نے اس کو حکومت مصر سے سبکدوش کر کے اس کی جگہ عیسیٰ بن محمد نوشزی کو مصر کا گورنر بنا دیا اور محمد بن سلیمان نصف ۲۹۲ھ میں پہنچا۔

ابراہیم خلنجی کی سرکشی: ...... اس کے بعد اطراف مصر میں ابراہیم خلنجی نے سر اٹھایا۔ ابراہیم خلنجی بنوطولون کا کمانڈر تھا اس نے محمد بن سلیمان سے علیحدہ ہو کر خودسری اختیار کر لی عیسیٰ نوشیزی نے اطلاعی خط خلیفہ مکتفی کی خدمت میں روانہ کیا۔ اس دوران خلنجی لشکر بڑھ گیا۔ ملک گیری کے خیال سے مصر پر حملہ آور ہو گیا چنانچہ نوشیزی بھاگ کر اسکندریہ میں پناہ گزیں ہو گیا اور خلنجی نے مصر پر قبضہ کر لیا چنانچہ خلیفہ مکتفی نے شاہی افواج کو فاتک (جو کہ اس کے باپ معتضد کا غلام تھا) اور بدر حمامی کی کمان میں روانہ کیا۔ اس فوج کے ہروال دستے پر احمد بن کیغلغ سپہ سالاروں کے ایک جماعت کے ساتھ مامور تھا۔ ماہ صفر ۲۹۳ھ خلنجی سے عریش میں مڈبھیڑ ہوئی شاہی فوج میدان جنگ سے بھاگ گئی مگر دوبارہ لوٹ کر حملہ آور ہوئی اور خوب جی کھول کر لڑی دونوں فریق کی متعدد لڑائیاں ہوئیں جس میں خلنجی کے بہت سے ساتھی مارے گئے باقی بچنے والے بھاگ گئے اور شاہی لشکر کو فتح نصیب ہوگئی۔

خلنجی کی گرفتاری: ...... خلنجی بڑی مشکل سے جان بچا کر فسطاط پہنچ گیا اور روپوش ہو گیا۔ شاہی افواج کے کمانڈر شہر میں گھس گئے اور خلنجی کو گرفتار کر کے قید کر دیا۔

خلیفہ مکتفی اس واقعہ سے پہلے ابن کیغلغ کی شکست کی اطلاع پا کر ❷ مصر کے لئے روانہ ہو چکا تھا مگر جب اس کو یہ خبر ملی کہ فاتک کو فتح حاصل ہوئی ہے اور خلنجی کو گرفتار کر لیا گیا ہے تو بغداد کی جانب لوٹ گیا اور فاتک کو لکھا کر خلنجی کو اس کے ساتھیوں سمیت پابزنجیر دار الخلافت بغداد بھیج دو۔ چنانچہ فاتک نے خلنجی کو اس کے ساتھیوں کے ساتھ بغداد بھیج دیا خلیفہ مکتفی نے ان لوگوں کو جیل میں ڈال دیا۔

عیسیٰ نوشیزی کی وفات: ...... ان واقعات کے بعد عیسیٰ نوشیزی نصف ۲۹۳ھ میں مصر دوبارہ واپس آ گیا۔ اور برابر اس کا گورنر رہا تا آنکہ ماہ شعبان ۲۹۷ھ میں اپنی حکومت کے پانچ برس دو ماہ پورے کر کے انتقال کر گیا۔ اس کے مرنے کے بعد اس کی جگہ اس کا بیٹا محمد حکمرانی کرنے لگا۔

ابومنصور تکین کی مصر پر حکومت: ...... خلیفہ مقتدر نے اس سے آگاہ ہو کر ابومنصور تکین خزری کو حکومت مصر پر مقرر کر دیا۔ شوال ۲۹۷ھ کے آخر میں ابومنصور پہنچا اور گورنری کرنے لگا یہاں تک کہ دولت علویہ کو مغرب میں استقلال اور استحکام حاصل ہو گیا اور عبیداللہ مہدی نے اپنے بیٹے ابوالقاسم کو فوج دے کر ۳۰۱ھ میں مصر روانہ کیا۔ چنانچہ اس سال ماہ ذی الحجہ میں برقہ پر قبضہ کر لیا اس کے بعد مصر کی طرف بڑھا اسکندریہ اور اقیوم کو بھی لے لیا۔ ان واقعات کی خبر دار الخلافت بغداد پہنچی تو خلیفہ مقتدر نے اپنے بیٹے ابوالعباس کو مصر اور مغرب کی سند حکومت عطا کی اس وقت اس کی عمر چار سال کی تھی یہ وہی شخص ہے جو مقتدر کے تخت خلافت پر متمکن ہوا تھا اور الراضی کا لقب اختیار کیا تھا۔ چنانچہ جب اس کو حکومت مصر عطا ہوئی تو اس کی جانب سے مونس خادم اس کا نائب مقرر کیا گیا۔

---

❶ ...... یہاں صحیح لفظ خلنجی ہے، خلیجی نہیں۔ دیکھیں تاریخ کامل ابن اثیر ج۴ ص ۶۱۸۔ ❷ ...... تاریخ کامل ابن اثیر ج۴ ص ۶۱۸ کے مطابق مکتفی کو یہ اطلاع ربیع الاول میں ملی تھی۔

مونس خادم کی کامیابی:......اس کی مغربی لشکر سے لڑائیاں ہوئیں جس میں اس نے ان کو شکست دے دی اور بزور تیغ مغرب کی جانب الٹے پاؤں بھگا دیا۔ پھر ۳۰۲ھ میں عبیداللہ مہدی نے فوجیں تیار کیں اس مہم کا افسر اعلیٰ اس کا سپہ سالار خامسہ ❶ کتامی تھا۔ کئی بیڑے جنگی کشتیوں کے لئے ہوئے اسکندریہ پہنچا اور وہاں سے مصر کی طرف بڑھا مونس خادم یہ خبر سن کر مقابلہ پر آیا اور سینہ سپر ہو کر لڑا اور ان کو شکست دی اس کے بعد لشکر بغداد اور مغربی فوج کی دوبارہ متعدد لڑائیاں ہوئیں سب سے آخری جنگ نصف ۳۰۲ھ میں ہوئی جس میں ساتھ ہزار مغربی کام آئے باقی سپاہی ناکام ہو کر مغرب کی طرف واپس چلے گئے عبیداللہ مہدی نے اس شکست کے جرم میں اپنے کمانڈر خامہ کتامی کو قتل کر دیا اور مونس خادم بغداد واپس آ گیا۔

ذکاء اعور کی گورنری:......۳۰۲ھ کے آخر تک تکین خزری حکومت مصر پر نائب کے طور پر مامور رہا اس کے بعد خلیفہ مقتدر نے اس کی جگہ ابوالحسن ذکاء اعور کو متعین کیا نصف ماہ صفر ۳۰۳ھ میں وہ مصر پہنچا چنانچہ اس وقت سے مصر پر مسلسل حکومت کرتا رہا تا آنکہ ۳۰۷ھ میں اپنی حکومت کے چھوتے سال انتقال کر گیا۔

تکین خزری کی دوبارہ گورنری:......کچھ عرصے بعد خلیفہ مقتدر نے ذکاء اعور کو حکومت مصر سے واپس ابومنصور تکین خزری کو دوبارہ حکومت مصر پر مقرر کیا چنانچہ ماہ شعبان ۳۰۷ھ پہنچا۔

ابوالقاسم کا مصر پر حملہ:......عبیداللہ مہدی نے اپنے بیٹے ابوالقاسم کی کمان میں مصر کی جانب فوجیں روانہ کی تھیں۔ ماہ ربیع الاول ۳۰۷ھ ابوالقاسم اسکندریہ پہنچا اور اس پر قبضہ کر لیا پھر مصر کی طرف بڑھا اور سرزمین صعید سے لے کر جزیرہ اور اشمونین پر قابض ہو گیا ان کے علاوہ اور مقامات پر بھی قبضہ کیا جو ان کے قرب وجوار میں تھے۔ اہل مکہ نے اظہار اطاعت کی غرض سے خط روانہ کیا۔

ابوالقاسم اور مونس کی جھڑپیں:......خلیفہ مقتدر نے بغداد سے مونس خادم کو افواج شاہی کے ساتھ ابوالقاسم کی روک تھاک کے لئے روانہ کیا چنانچہ ابوالقاسم کی اس سے متعدد لڑائیاں ہوئیں پھر افریقہ سے جنگی کشتیوں کے بیڑے ابوالقاسم کی کمک پر سواحل اسکندریہ میں آ کر لنگر زن ہوئے یہ بیڑہ اسی کشتیوں پر مشتمل تھا۔ سلیمان بن خادم اور یعقوب کتامی کے ہاتھ میں اس کی کمان تھی۔ مونس نے اس خبر سے مطلع ہو کر طرسوس کے جنگی بیڑہ کو مقابلہ کا حکم دیا۔ اس بیڑے میں پچیس کشتیاں تھیں یہ بیڑہ روغن نفط اور متعدد مختلف قسم کے آلات حرب سے بھرا ہوا تھا ابوالیمین کے ہاتھ میں اس کی کمان تھی چنانچہ مرسی ❷ رشید پر دونوں بیڑوں کا مقابلہ ہوا سخت اور خونریز جنگ کے بعد طرسوسی بیڑہ کو فتح نصیب ہوئی اور افریقہ کے بیڑہ کو شکست ملی بہت سے آدمی گرفتار کر لئے گئے۔ اور کچھ لوگ مار ڈالے گئے اور بعض رہا کر دیئے گئے معرکہ کارزار سے سلیمان خادم کو گرفتار کر لیا گیا جو قید ہی میں مصر میں مر گیا۔ یعقوب کتامی گرفتار کر کے بغداد بھیج دیا گیا جو کچھ عرصے بعد بغداد کی جیل سے افریقہ بھاگ گیا ابوالقاسم اور مونس خادم کی مسلسل لڑائیاں مدتوں جاری رہیں۔ فتحمندی کا سہرہ مونس کے سر رہا۔

ابولقاسم کی شکست کے اسباب:......جنگ کے دوران ابوالقاسم کے لشکر میں وبا اور...... پھوٹ نکلی جس سے اس کے لشکر کا بڑا حصہ فنا ہو گیا اس کے بعد گھوڑوں میں وبا پھیل گئی مجبوراً ابوالقاسم مغرب واپس چلا گیا۔ مصری لشکر واپس ہوا ابوالقاسم اسی سال کے درمیان میں قیروان پہنچا اور مونس خادم دارالخلافت بغداد واپس آ گیا اور تکین مصر پہنچ گیا جیسا کہ آپ اوپر بڑھ چکے ہیں تکین اسی زمانہ سے مسلسل گورنری مصر پر رہا یہاں تک کہ ماہ ربیع ۳۰۹ھ واپس بھیجا گیا۔

احمد بن کیلغ کی گورنری:......خلیفہ مقتدر نے احمد بن کیلغ کو ہلال بن بدر کے بعد سند حکومت عطا کی چنانچہ ماہ جمادی الآخر میں وہ مصر پہنچا اور حکومت کے پانچویں مہینے واپس بلا لیا گیا تکین تیسری بار حکومت مصر پر مقرر ہوا یوم عاشورہ ۳۱۱ھ میں مصر پہنچا پھر نو سال تک حکمرانی کی اور پندرھویں ربیع الاول ۳۲۱ھ میں گو اس کا انتقال ہو گیا۔ اس کے زمانہ حکومت میں خلیفہ مقتدر نے اپنے بیٹے ابوالعباس کی ولی عہدی کی تجدید کی اور

❶ ...... یہاں صحیح لفظ حباسۃ الکتامی ہے۔ دیکھیں تاریخ کامل ابن اثیر ج ۵ ص ۳۰۲ جبکہ ایک نسخہ میں حامسۃ تحریر ہے۔ ❷ ...... ابن عذاری کے مطابق یہ واقعہ بروز ہفتہ پیش آیا۔ جبکہ شوال کے بارہ دن باقی تھے۔

مغرب مصر اور شام کے علاقوں کی سند حکومت عطا کر دی اور مونس کو اس کی جانب سے نائب مقرر کیا یہ واقعہ ۳۱۸ھ کا ہے ابن ایثر نے لکھا ہے کہ ۳۲۱ھ میں تکین خزری نے مصر میں وفات ہوئی چنانچہ اس کی جگہ اس کا بیٹا محمد حکمران بنا خلیفہ قاہر نے اس کو خلعت روانہ کی۔ لشکریوں نے بغاوت کا جھنڈا بلند کیا مگر تائید الٰہی سے یہ ان پر فتحیاب ہوا۔ انتہی۔

احمد کیلغ کی دوبارہ گورنری:…… خلیفہ قاہر نے احمد بن کیلغ کو دوبارہ ۳۲۱ھ میں حکومت عطا کی اس سے پہلے محمد بن طغج کو والی مقرر کیا تھا یہ دمشق کا گورنر تھا ایک مہینے کی حکومت کے بعد اس کو واپس بلا لیا اور احمد بن کیلغ کو حکومت عطا کی جیسا کہ ہم نے ابھی بیان کیا چنانچہ ماہ رجب ۳۲۲ھ میں مصر پہنچا اس کے بعد ماہ رمضان ۳۲۳ھ کے آخر میں معزول کر دیا گیا۔ پھر خلیفہ راضی نے اس کو حکومت کی کرسی پر بٹھایا اور اس کے القاب میں اخشید لفظ بڑھانے کی اجازت دی ایک مدت تک حکومت مصر پر نہایت خوش انتظامی سے مامور رہا اس کے بعد ملک شام اس کے حکومت سے نکال لیا گیا جیسا کہ آئندہ تحریر کیا جائے گا۔

محمد بن رائق:…… محمد بن رائق امیر الامراء سے جس کا ذکر آپ پہلے پڑھ ہی آئے) ہیں غلام تحکم نے بغداد میں جھگڑا کیا اور اس کی جگہ ۳۲۶ھ میں متمکن ہو گیا۔ ابن رائق اپنا گھر چھوڑ کر بھاگا اور بغداد میں روپوش ہو گیا۔ تحکم نے بغداد اس کے مکانات اور املاک پر قبضہ کر لیا اتنے میں خلیفہ تکریت سے واپس آ گیا۔ خلیفہ اور تحکم کی خط و کتابت شروع ہوئی۔ خلیفہ نے والی بغداد کا خط پیش کیا۔ آپس میں صلح ہو گئی۔ سب کے سب بغداد واپس آ گئے ابن رائق نے ابوجعفر محمد بن یحییٰ بن شیراز دکی معرفت صلح کا پیغام بھیجا جس کو فریق مخالف نے منظور کر لیا خلیفہ راضی نے طریق فرات دو بار مضر و یعنی حران الریا) اور جو علاقے ان کے قرب و جوار میں تھے اور قنسرین اور عواصم کی حکومت عطا کی۔

محمد ابن رائق کا شام پر قبضہ:…… چنانچہ ابن رائق ان علاقوں کی طرف روانہ ہوا اور وہاں پہنچ کر حکمرانی کرنے لگا۔ کچھ عرصے بعد ۳۲۸ھ میں ملک شام کی حکومت کی رالچ پیدا ہو گئی۔ فوجیں تیار کر کے شہر حمص کی طرف روانہ ہوا اور اس پر قابض ہو گیا۔ ان دنوں دمشق کی حکومت پر بدر بن عبداللہ ❶ موالے اخشید جس کا لقب تدبر مقرر تھا۔ ابن رائق نے اس کے قبضہ سے دمشق کو نکال لیا اور مصر کے ارادے سے اس کی طرف بڑھا۔ اخشید کو اس کی خبر ملی تو لشکر تیار کر کے مصر سے نکلا عریش میں دونوں دشمنوں کا مقابلہ ہوا اخشید نے جنگ کے شروع ہونے سے پہلے چند دستہ فوج کو کمین گاہ ❷ میں بٹھا دیا تھا۔ لڑتے لڑتے شکست کھا کر بھاگا چنانچہ ابن رائق کے ساتھیوں نے اخشد کی لشکر گاہ پر قبضہ کر لیا اور ان کے خیموں میں مکمل اطمینان سے داخل ہو گئے۔ اس کے بعد اخشید کا لشکر کمین گاہ سے نکل کر اچانک حملہ آور ہوا لہٰذا وہ سب انتہائی بے سروسامانی سے بھاگ گئے ابن رائق گنتی کے چند آدمیوں کے ساتھ زندہ بچ گیا ابن رائق نے دمشق سے نکل کر ابونصر سے جنگ کی اور اپنے پرزور حملوں سے تعاقب کرنے والوں کو شکست فاش دے دی۔ ابونصر اسی معرکہ میں کام آ گیا ابن رائق نے اس کی نعش کو اپنے بیٹے مزاحم بن محمد بن رائق کے ساتھ مصر روانہ کیا اور تعزیت اور معذرت کا خط بھیجا اور یہ لکھا کہ مزاحم ابونصر کے بدلے ذرہا چنانچہ اخشید نے اسے خلعت دی اور اس کے باپ ابن رائق کے پاس واپس بھیج دیا۔ اتنے کشت و خون کے بعد دونوں کے درمیان اس شرط پر مصالحت ہو گئی شام پر ابن رائق کا قبضہ رہے اور مصر اخشید کے علاقوں میں شمار کیا جائے اور ایک سو چالیس ہزار درہم سالانہ کے بدلے کے اخشید ابن رائق کو دیا کرے۔

ابن رائق کی بغداد واپسی:…… اسی زمانہ سے ملک شام حکومت اخشید سے نکل گیا اور ابن رائق کے عمال اس پر قابض ہو گئے تا آنکہ تحکم اور بزیدی مارے گئے اور ابن رائق ملک شام سے بغداد واپس آ گیا۔ خلیفہ متقی نے اسے ملک شام سے بلوایا کیا تھا اور آ جانے کے بعد امیر الامراء کے معزز خطاب سے سرفراز فرمایا۔ چنانچہ حکومت شام پر اپنی جانب سے ابوالحسن علی بن احمد بن مقاتل کو نائب مقرر کیا۔ اور جب ابن رائق دارالخلافت بغداد پہنچا تو کورتکین جو کہ دولت و خلافت پر حاوی ہو رہا تھا بگڑ گیا باہم لڑائیاں ہوئیں بالآخر ابن رائق نے اس کے خلاف فتح حاصل کی اور اسے گرفتار

❶…… کندی کی کتاب (ولاۃ مصر ۳۰۷) پر عبداللہ کی بجائے عبیداللہ بن طغج تحریر ہے۔

❷…… (تاریخ الکامل ابن اثیر ج ۵ ص ۳۱۲) پر ہے کہ محمد بن طغج الاخشید نے اس سے ملاقات کی۔

کر کے جیل میں ڈالوادیا۔ دیلمیوں کا گروہ مقابلہ پر آیا۔ ابن رائق نے ان کو بھی زیر کر دیا۔ پھر بریدی نے واسط سے ۳۳۰ھ میں علم بغاوت بلند کیا۔ خلیفہ متقی اور ابن رائق کو شکست ہوئی بھاگ کر موصل پہنچے ادھر خلیفہ متقی نے ناصر الدولہ بن حمدان سے امداد کی درخواست کی چنانچہ ناصر الدولہ نے اپنے بھائی سیف الدولہ کو فوج عظیم کے ساتھ خلیفہ متقی کی کمک پر روانہ کیا۔ مقام تکریت میں خلیفہ متقی سے ملاقات ہوئی۔ چنانچہ خلیفہ اس کے ساتھ موصل واپس آ گیا۔ اس کے بعد ناصر الدولہ محمد بن واثق کو قتل کر کے امراء کے عہدہ پر متمکن ہو گیا چنانچہ جس وقت یہ خبر اخشید تک پہنچی فوراً دمشق کی طرف روانہ ہو گیا ۳۳۲ھ میں اس پر غالب آ گیا۔

مقبوصات ابن رائق پر ناصر کا قبضہ:..... اسی سال کے ماہ ربیع الاول میں ناصر الدولہ نے تمام علاقے پر محمد ابن رائق کے پاس تھے پر کر لیا اس وقت محمد بن رائق کے قبضہ میں طریق فرات ض، دریا مصر، جند قنسرین عواصم اور حمص تھا ناصر الدولہ نے ابوبکر محمد بن علی بن مقاتل کو ایک جماعت کمانڈروں کے ساتھ موصل سے ان شہروں پر قبضہ کرنے کے لئے روانہ کیا اس کے بعد ماہ رجب میں ناصر الدولہ نے اپنے چچازاد بھائی ابوعبداللہ حسن بن سعید بن حمدان کو ان صوبوں کی حکومت پر مامور کیا اہل کوفہ نے اس کی اطاعت سے انکار کیا چنانچہ ابوعبداللہ نے ان سے جنگ کی چنانچہ ان پر فتح یاب ہوا اور کامیابی کے ساتھ کوفہ پر قبضہ کر کے حلب کی طرف قدم بڑھایا ❶.......

خلیفہ متقی کی اخشید کی طلبی:..... ۳۳۱ھ میں خلیفہ متقی امیر الامراء توزون سے ناراض ہو کر موصل چلا گیا۔ اور بنو حمدان کے پاس چند دن رہا پھر موصل سے رقہ گیا اور وہاں قیام اختیار کیا اخشید کو گزشتہ واقعات کی شکایت لکھی اور طلب کیا چنانچہ اخشید مصر سے روانہ ہوا حلب گیا تو ابوعبداللہ حسین بن سعید بن حمدان نے یہ سن کر حلب چھوڑ دیا ابوبکر بن مقاتل اس کے ساتھ حلب ہی میں ابوعبداللہ حسین کے چلے جانے کے بعد روپوش ہو گیا۔ مگر جیسے ہی اخشید حلب میں آیا ابوبکر یہ خبر پا کر اخشید سے ملنے آیا اخشید نے اس کی بے حد عزت افزائی کی اور اس کو مصر کے محکمہ مال پر مامور کیا اور حلب کی حکومت پاس مونسی کو دی۔

اخشید کی رقہ میں خلیفہ سے ملاقات:..... پھر ماہ محرم ۳۳۳ھ اخشید نے حلب سے رقہ کی طرف کوچ کیا خلیفہ متقی اس وقت رقہ میں مقیم تھا اخشید نے بہت سے ہدایا اور تحائف خلیفہ متقی اور اس کے وزیر حسین بن مقلہ اور حاشیہ نشینوں کی خدمت میں پیش کئے اور مصر و شام میں قیام کرنے کی رائے دی خلیفہ متقی نے انکار کیا تو پھر اخشید نے توزون کی آئندہ حرکات سے ڈرایا اور رقہ ہی میں قیام کرنے کی تاکید کی چونکہ خلیفہ متقی نے اس سے پہلے توزون کے پاس صلح کا پیغام بھیجا تھا اور توزون کے پاس سے صلح کی منظوری کا جواب آ گیا تھا اس وجہ سے اخشید کی درخواست قبول نہ کی گئی۔ اور خلافت مآب نے رقہ سے بغداد کی جانب واپسی فرمائی چنانچہ اخشید مصر کی طرف لوٹ گیا۔

سیف الدولہ اور کافور:..... سیف الدولہ بھی ان دنوں انہیں لوگوں کے ساتھ حلب میں تھا ان لوگوں کے روانگی کے بعد رقہ سے حلب چلا گیا اور اس پر قبضہ کر کے حمص کا رخ کیا اخشید نے یہ سن کر اپنی فوجیں تیار کر کے کافور کی سرداری میں جو اس کا خادم تھا اس کے ساتھ روانہ کی چنانچہ مقام قنسرین میں سیف الدولہ سے جنگ ہوئی مگر ایک دوسرے میں سے گھس گئے پھر دونوں فریق خود بخود علیحدہ ہو گئے کافور نے دمشق کی طرف اور سیف الدولہ نے حلب کی طرف واپسی کی یہ واقعات ۳۳۳ھ کے ہیں اسی زمانہ میں رومیوں نے حلب پر حملہ کیا تھا سیف الدولہ سینہ سپر ہو کر مقابلہ پر آیا اور ان کو شکست دے کر خائب و خاسر لوٹا دیا۔

اخشید کی وفات انوجور کی حکومت:..... ۳۳۴ھ ❷ یا بروایت بعض مورخین ۳۳۵ھ میں اخشید ابوبکر بن طغج نے دمشق میں وفات پائی اس کے بعد اس کا بیٹا ابوالقاسم انوجور ❸ نے حکمرانی کا لباس پہنا یہ ایک کم عمر شخص تھا کافور اس کا نائب بن گیا۔ کافور نے دمشق سے مصر کی طرف قدم بڑھایا

---

❶..... اصل کتاب میں اس مقام پر کچھ نہیں لکھا مترجم جبکہ ہمارے پاس موجود جدید عربی ایڈیشن ج ۴ص ۳۱۷ پر ایسی کوئی علامت وغیرہ نہیں ہے۔ جس سے معلوم ہو کہ یہاں کچھ لکھنے سے رہ گیا ہے اور عبارت متصل ہے مسیح جدید ثناء اللہ محمود۔ ❷..... تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۵ ص ۲۷۳ کے مطابق اخشید کی وفات ماہ ذی الحجہ ۳۳۴ھ میں ہوئی اور ذی الحجہ ختم ہونے میں ۸ روز باقی تھے۔ ❸..... النجوم الظاہرہ ج ۳ ص ۲۹۱ میں لکھا ہے کہ یہ کنیت نہیں بلکہ عجمی نام ہے عربی زبان میں اس کا مطلب ہے محمود۔

سیف الدولہ نے قبضہ کرلیا تب کافور حلب کی طرف روانہ ہوا انوجور نے یہ خبر پا کر فوج تیار کر کے دمشق پر حملہ کر دیا سیف الدولہ دریا کو عبور کر کے جزیرہ چلا گیا چنانچہ انوجور ایک مدت تک حلب کا محاصرہ کیئے رہا۔

سیف الدولہ اور انوجور کی صلح :......اس کے بعد سیف الدولہ اور انوجور میں صلح ہوگئی چنانچہ سیف الدولہ نے حلب کی طرف اور انوجور نے مصر کی طرف واپسی کی اور کافور دمشق چلا گیا اور بدر خشیدی معروف بتدبیر ❶ کو اس کی حکومت پر مامور کر کے مصر لوٹ آیا چنانچہ بدر خشیدی ایک برس تک دمشق کی حکومت پر رہا اس کے بعد معزول کر دیا گیا ابو مظفر طغج کو سند حکومت عطا ہوئی ابوالمظفر نے دمشق میں پہنچ کر تدبیر کو گرفتار کر لیا۔

انوجور اور اس کے بھائی علی کی وفات :......ایک مدت کے بعد ابوالقاسم انوجور سن کو ہرن چا نیک اور بد کی تمیز پیدا ہوئی پھر حکومت کا خیال دماغ میں سمایا کافور کو نکالنے کی تدبیریں سوچنے لگا اتفاق سے کافور کو اس کا احساس ہوگیا پس کافور نے جیسا کہ بیان کیا گیا ہے زہر دے کر سنہ میں مار ڈالا اور اس کے بعد علی کو جو کہ انوجور کا بھائی تھا اپنی نگرانی اور زیر اثر حکومت کی کرسی پر متمکن کیا یہاں تک کہ علی بھی مر گیا۔

انخشید کی وفات کافور کی ولایت :......۳۵۰ھ میں علی بن اخشید نے وفات پائی کافور نے اپنی خودسری اور غلبے کا اعلان کر دیا اور بنو اخشید منہ دیکھتے رہ گئے چنانچہ مظالہ پر سوار ہونے لگا خلیفہ مطیع نے مصر و شام اور حرمین کی حکومت عطا کی اور عالی باللہ کا خطاب دیا کافور نے اس خطاب کو منظور نہ کیا۔ ابوالفضل جعفر بن فرات کو قلمدان وزارت کا مالک بنایا۔ یہ سر برآوردہ ملوک سے تھا اور سخی اچھے اخلاق اور سیاسی اطوار سے اچھی طرح واقف تھا اللہ تعالیٰ سے اس کو بے حد خوف رہتا تھا۔ المعز حاکم مغرب سے اس کے مراسم تھے اکثر اس کو تحائف و ہدایا بھیجتا تھا اور حکمران بغداد و یمن بھی بعزت واحترام اس سے پیش آتے تھے۔ ہر شنبہ کو دربار عام کرتا اور درخواہوں کی دادرسی کیا کرتا تھا یہاں تک کہ اس نے وفات پائی۔

کافور کی وفات اور امر کی ولایت :......۳۵۷ھ کے نصف میں کافور نے سفر آخرت پائی دس سال تین ماہ غلبے کے ساتھ حکمرانی کی اس کے علاوہ دو سال چار ماہ خلیفہ مطیع کی طرف سے مسلسل حکمران رہا نہایت سیاہ رنگ کا آدمی تھا اخشید نے اس کو اٹھارہ دینار میں خریدا تھا چنانچہ اس کی وفات پر اراکین دولت نے جمع ہو کر احمد بن انخشید کو کرسی حکومت پر فائز کر دیا اس کی کنیت ابوالفوارس تھی حسن بن عمہ عبداللہ بن طغج اس کی حکومت دولت کا منصرم ہوا۔ فوج سرداری شمول (اس کے دادا کا مولی تھا) کو دی گئی۔ خزانہ کی چابیاں جعفر بن فضل کو دیں اور قلمدان وزارت جابر ریاحی کو دیا چنانچہ چند دن بعد شفارش ابن مسلم شریف ابن فرات معزول کیا گیا۔ مصر کی عنان حکومت ابن الریاحی کے سپرد کی گئی۔

بنو طغج کی حکومت کی خاتمہ :......جب المعز لدین اللہ مہم مغرب سے فارغ ہوا تو اس نے اپنے کمانڈر جوہر ❷ صقلی کاتب کو مصر کو فتح کرنے کے لئے روانہ کیا۔ تجربہ کار کمانڈر اور منتخب فوج دی اور ہر قسم کے سامان دیئے گئے۔ چنانچہ جوہر نے قیراون سے مصر کی طرف قدم بڑھایا۔ اور رقہ سے گزرا اس وقت رقہ میں افلح (المعز کا آزاد غلام) حکومت کر رہا تھا۔ اس نے اس سے ملاقات کی پیدل اس کے ساتھ ساتھ چلا چنانچہ جوہر نے اسکندریہ پر قبضہ کر کے حیرہ پر جا کر لڑائی کا نیزہ گاڑا اور اس کو بھی بزور تیغ فتح کر کے مصر کی طرف بڑھا اور پہنچتے ہی مصر کا محاصرہ کر لیا۔

مصر پر جوہر کا قبضہ :......ان دنوں مصر کی حکومت احمد بن علی بن اخشید کے قبضہ میں تھی اور اس کے اہل دولت واراکین سلطنت حکمرانی کر رہے تھے۔ جوہر نے ۳۵۸ھ میں مصر کو فتح کر لیا ابوالفوارس کو مار ڈالا اور حکمران مصر کے مال و اسباب کو مشائخین مصر کے وفد (ڈیپوٹیشن) کے ساتھ جس میں قضاۃ علماء اور سر برآوردہ امراء تھے قیروان روانہ کیا۔ انہیں واقعات بنی طغج کی دولت وحکومت ختم ہو جاتی ہے اور ایک دوسری حکومت کا دور شروع ہو جاتا ہے۔

جامع ابن طولون میں کلمات اذان میں اضافہ :......۳۵۹ھ میں جامع ابن طولون میں کلمات اذان میں حی علی خیر العمل ❸ اضافہ کیا گیا حکومت علویہ کا سکہ مصر میں چلنے لگا۔ اور جوہر فاتح مصر نے شاہی کیمپ کے مقام پر شہر قاہرہ کا بنیادی پتھر رکھا اور جعفر بن فلاح کتامی کو شام کو فتح کرنے کے لئے بھیجا چنانچہ اس نے قرامطہ کی حکومت و دولت کا شیرازہ منتشر کر دیا جیسا کہ یہ واقعات اس کے حالات میں بیان کئے گئے۔

---

❶......یہاں صحیح لفظ بُدَیر ہے دیکھیں ابن اثیر کی تاریخ الکامل ج ۵ ص ۲۷۴۔ ❷......ابن الاثیر کے مطابق یہاں صحیح لفظ صقلی ہے۔ ❸......یعنی آذان بھی اہل تشیع کی رائج ہوگئی۔

اخبار دولت بنی مروان ❶ جنہوں نے دیار بکر میں بعد بنوحمدان کی حکمرانی کا آغاز تا انجام

مناسب یہ تھا کہ حکومت بنومروان کے حالات کو بنوحمدان کے اخبار کے ضمن میں تحریر کرتے جیسا کہ ہم نے حکومت بنومقلد حکمرانان موصل اور بنوصالح میں مرداس حکمرانان حلس کے حالات کو بنوحمدان کی حکومت کے تذکرہ میں شامل کر دیئے کیونکہ یہ تینوں حکومتیں بنوحمدان ہی کی حکومت سے پیدا ہوئیں اور اسی کی شاخ ہیں مگر چونکہ بنومروان عربی نہیں ہیں بلکہ عجمی ہیں اس وجہ سے ہم نے ان کے تذکرہ کو ان حکومتوں کے حالات کے لکھنے سے موخر کر دیا تا کہ سلسلہ اخبار عجم میں آ جائیں پھر ہم نے بنومروان کے حالات کو حکومت بنوطولون سے بھی موخر کر دیا وجہ یہ تھی کہ بنوطولون کی حکومت بنو مروان سے زمانے کے اعتبار سے پہلے بہر حال اب مناسب یہ ہے کہ ہم حکومت بنومروان کے حالات لکھنے کی طرف متوجہ ہوں۔

باد کردی: ...... تم پہلے باد کردی کے حالات پڑھ چکے ہو کہ اس کا نام حسین بن دوشک تھا اور ابوعبداللہ کنیت تھی اور بعض نے کہا ہے کہ ابوشجاع کنیت تھی اور یہ ابوعلی بن مروان کردی کا ماموں تھا۔ موصل اور دیار پر اس نے قبضہ کر لیا تھا دیلمیوں سے اس کی لڑائی ہوئی بالآخر دیلم نے باد کردی کو مغلوب کر دیا باد کردی جبال اکراد میں جا کر پناہ گزیں اور مقیم ہوا اور انہی دنوں میں عضدالدولہ اور شرف الدولہ نے جاں بحق تسلیم کی۔ ابوطاہر ابراہیم اور ابو عبداللہ حسن موصل کی طرف آئے اور دونوں کامیابی کے ساتھ قابض ہو گئے چنانچہ ان دنوں اور دیلم میں فتنہ وفساد برپا ہو گیا۔

باد کردی کی موت: ...... باد کردی کو موصل پر قبضہ کر لینے کی لالچ پیدا ہوئی اس وقت یہ دیار بکر میں تھا سامان جنگ درست کر کے موصل کی طرف روانہ ہوا پسران ناصر الدولہ نے اس کو پہلے ہی معرکہ میں شکست دے دی اور میدان جنگ ہی میں اس کی زندگی کا خاتمہ کر دیا (ان واقعات کو ہم اوپر بیان کر آئے ہیں)۔

ابوعلی بن مروان کرد: ...... جب باد کردی مارا گیا تو اس کا بھائی ابوعلی بن مروان میدان جنگ جان بچا کر بھاگا اور قلعہ کیفا میں جا کر پناہ گزیں ہوا اس قلعہ میں باد کردی کے اہل وعیال مقیم تھے اور وہیں پر اس کا سارا مال واسباب اور خزانہ تھا۔ یہ قلعہ مضبوط ترین قلعوں سے تھا ابوعلی اس حیلہ سے کہ مجھ کو میرے ماموں نے بھیجا ہے قلعہ میں داخل ہوا اور اس پر مستولی ہو گیا۔ اپنے ماموں کی بیوی (ممانی) سے نکاح کر لیا۔

اس کے بعد تمام دیار بکر کا ایک چکر لگا کے اپنے ماموں یاد کردی کے تمام علاقوں پر قبضہ کر لیا چنانچہ پسران حمدان پر خبر پا کر دوڑ پڑا اس وقت ابوعلی میافارقین کا محاصرہ کئے ہوئے تھا پس اس نے ان دونوں کو شکست دے دی پھر چند دن بعد پسران حمدان نے ابوعلی پر فوج کشی کی ابوعلی اس وقت آمد کے محاصرہ میں مصروف تھا اتفاق سے اس مرتبہ بھی ابوعلی نے ان دونوں بھائیوں کو شکست دے دی جس سے ان دونوں بھائیوں کی حکومت موصل سے ختم ہو گئی اور ابوعلی بن مروان نے دیار بکر اور اس کے تمام علاقوں پر قبضہ کر لیا۔ اور اہل میافارقین نے بطایف الحیل لڑائی کو طول دیا ان کا سردار ابوالاصغر نامی ایک شخص تھا ابوعلی نے انہ کو ڈھیل دے دی عید کے دن اہل شہر صحرا کی طرف نکلے ابوعلی نے موقع پا کر ان پر چھاپا مارا اور ابوالاصغر کو گرفتار کر کے شہر پناہ کی دیوار سے نیچے گرا دیا اکراد نے شہر میں گھس کر لوٹ کھسوٹ شروع کر دی ابوعلی نے یہ رنگ دیکھ کر دروازوں کو بند کرا دیا اور ان لوگوں کو شہر میں داخل ہونے سے روک دیا پس وہ لوگ ادھر ادھر پھیل گئے یہ واقعات ۳۸۰ھ کے ہیں۔

ابوعلی بن مروان کا قتل اور ابومنصور کی حکومت: ...... ابوعلی بن مروان نے سعدالدولہ بن سیف الدولہ کی بیٹی ❷ سے نکاح کیا تھا۔ اور اس سے زفاف کرنے کو حلب سے آمد آ رہا تھا آمد کے سردار ❸ نے یہ خیال کر کے کہ مبادا ابوعلی ہمارے ساتھ بھی ویسا ہی برتاؤ کرے جیسا کہ اہل میافارقین کے ساتھ کیا تھا اپنے ساتھیوں کو ہوشیار کر دیا اور یہ رائے دی کہ جب ابوعلی شہر میں داخل ہو تو دراہم ودنانیر نشاور کرتے ہوئے اس کی طرف بڑھو اور اس کو گرفتار کر کے مار ڈالو چنانچہ ان لوگوں نے ایسا ہی کیا۔ ابوعلی ان لوگوں کی دم پٹی میں آ گیا اہل شہر اور اس کے ساتھی مل جل گئے۔ اہل شہر نے اس کا

---

❶ ...... یہ مروان بن کسری ہے باذ کا سسر۔ کرماس (مرآۃ الزمان کے مطابق کرماض) نامی علاقہ میں اس کے تین بچے تھے۔ یہ علاقہ اسعر داور مادن کے درمیان ہے۔ ❷ ...... ابن اثیر کی تاریخ الکامل ج ۵ ص ۴۸۵ کے مطابق ست الناس بنت سعدالدولہ سے نکاح کیا۔ ❸ ...... تاریخ الکامل ج ۵ ص ۴۸۵ سردار کا نام عبدالبر تھا۔

سرا تار لیا اور ان کے ساتھیوں کی طرف عبرت کی غرض سے پھینک دیا اکراد بھاگ کھڑے ہوئے اور میافارقین کی طرف لوٹے گورنر میافارقین کو شبہ پیدا ہوا کہ شاید یہ لوگ بقصد غارتگری آ رہے ہیں شہر میں داخل ہونے سے روک دیا۔

ابو منصور بن مروان: ......اس کے بعد مہدالدولہ ابو منصور بن مروان بھائی ابوعلی میافارقین نے اس کو شہر میں داخل ہونے کی اجازت دے دی۔ پس مہدالدولہ نے شہر میں داخل ہو کر قبضہ کر لیا مگر سکہ اور خطبہ کے علاوہ اور کسی قسم کا اختیار اس کو حاصل نہ تھا اس کے بعد مہدالدولہ کا بھائی ابونصر اس سے جھگڑا کرنے کے لئے اٹھ کھڑا ہوا چند دن تنگ کرتا رہا بالآخر ابو منصور نے اس کو گرفتار کر کے قلعہ اسعرد ❶ بھیج دیا چنانچہ وہیں عسرت تنگی کی حالت میں مقیم رہا باقی آمد اس پر اس کا شیخ عبداللہ چند دنوں تک قبضہ کئے رہا اور اپنی بیٹی کا نکاح ابن دمنہ سے کر دیا جس نے ابوعلی بن مروان کو مارا تھا ابن دمنہ نے اپنے سسر کو قتل کر کے آمد پر قبضہ کر لیا اور اپنے لئے شہر پناہ سے ملا ہوا ایک قصر بنوایا مہدالدولہ نے صلح کر لی اور اس کی حکومت کے آگے گردن اطاعت جھکا دی اور بادشاہ روم اور حاکم مصر وغیرہما ملوک کی خدمت میں تحائف روانہ کئے جس سے اس کی شہرت ہوئی۔

قتل مہد ❷ الدولہ کا قتل ابونصر کی حکومت: ......مہدالدولہ نے اپنے آخری زمانہ حیات میں میافارقین میں قیام اختیار کیا تھا اس کا کمانڈر شروہ اس کی حکومت کا ناظم تھا اس کا ایک آزاد غلام تھا جس کو اس نے پولیس کی سرداری دی تھی مگر مہدالدولہ کو اس سے بہت ناراضگی اور نفرت تھی بہر حال اس غلام کے قتل کا ارادہ کیا لیکن شروہ اس کے خیال سے باز رہا چنانچہ اس غلام کو جب اس کی اطلاع ہوئی تو اس نے لگا بجھا کر شروہ کو مہدالدولہ کی طرف سے بددل کر دیا۔ ایک روز شروہ نے مہدالدولہ کو دعوت کے بہانہ سے بلایا جوں ہی مہدالدولہ شروہ کے مکان پر پہنچا شروہ نے تلوار مہدالدولہ کے سر کو تن سے جدا کر دیا یہ واقعہ ۴۰۲ھ کا ہے۔

مہدالدولہ اور شروہ: ......مہدالدولہ کے قتل کے بعد شروہ اس کے ساتھیوں اور عزیزوں کی طرف آیا اور ان لوگوں کو با اظہار اس امر کے کہ مہدالدولہ نے حکم دیا ہے گرفتار کر لیا اس کے بعد میافارقین کے قلعہ میں آیا اہل قلعہ نے مہدالدولہ کے شبہ میں قلعہ کا دروازہ کھول دیا شروہ نے قبضہ کر لیا اور کل قلعہ داروں کو مہدالدولہ کے بہانہ سے بلا بھیجا۔ انہیں لوگوں میں خواجہ ابوالقاسم حاکم ارزن روم تھا۔

ابونصر بن مروان نصیر الدولہ: ......چنانچہ خواجہ ابوالقاسم بھی میافارقین کی جانب روانہ ہوا ابوقت روانگی کسی کو قلعہ سپرد نہ کیا۔ راستہ میں مہدالدولہ کے قتل کی خبر ملی راستہ ہی سے ارزن روم لوٹ آیا اسعر سے ابونصر بن مروان کو بلایا اور اس کو اپنے ساتھ لے کر ہوئے اس کے باپ مروان کے پاس آیا مروان اس وقت اپنے بیٹے ابوعلی کے قبر پر اپنی بیوی کے ٹھہرا ہوا تھا خواجہ ابوالقاسم نے اس کی خدمت میں حاضر ہو کر ارزن کی حکومت پیش کی چنانچہ ابو نصر نے اپنے کے سامنے اپنے بھائی کے قبر کے پاس عدل وانصاف کی حلف اٹھائی قضاۃ اور اراکین شہر نے اس حلف نامہ پر اپنے اپنے دستخط کئے چنانچہ ابونصر ❸ نے نہایت خوشی سے ارزن پر قبضہ کر لیا شروہ نے میافارقین سے ابونصر کو لینے چند آدمی اسعر روانہ کئے ان آدمیوں نے واپس آ کر جواب دیا کہ ارزن چلا گیا ہے شروہ کو اس سے یقین ہو گیا کہ میری حکومت کی مخالفت شروع ہو گئی۔

نصیر الدولہ کا دیار بکر پر قبضہ: ......ان واقعات کے بعد ابونصر نے تمام دیار بکر پر قبضہ کر لیا نصیر الدولہ کا لقب اختیار کیا ایک مدت تک اس کی حکومت وسلطنت کمال خوبی سے قائم رہی بے حد نیک سیرت تھا۔ اطراف وجوانب سے علماء نے اس کی خدمت میں حاضر ہونے کا ارادہ کیا تھوڑے ہی دنوں میں اہل علم کا ایک خاص مجمع ہو گیا چنانچہ ان تمام علماء جو اس کی خدمت میں حاضر ہوئے تھے ابوعبداللہ گازرونی تھا اسی کی وجہ سے دیار بکر میں مذہب شافعی کا شیوع ہوا۔ ہر چہار طرف سے شعراء بھی اس کی خدمت میں آ گئے اور اس کی تعریف میں قصیدے لکھے اس نے ان کو انعامات دیئے سرحدی شہروں میں امن وامان قائم رہا رعایا نہایت آسائش اور اطمینان کے ساتھ اس کے رقبہ حکومت میں آباد رہی۔ یہاں تک کہ وہ انتقال کر گیا۔

---

❶ ......تقویم البلدان میں ''اسعر ذ'' لکھا ہے یعنی ہمزہ اور عین کے نیچے زیر اور س اور راء ساکن پھر ذال۔ جب کہ ابن الاثیر میں نے اس کو قلعہ الہتاخ لکھا ہے یہ میافارقین کے نزدیک دیار بکر میں ایک مضبوط قلعہ تھا۔ ❷......ایک نسخے میں مہد لکھا ہے جو صحیح نہیں۔ دیکھیں تاریخ کامل ابن اثیر ج ۵ ص ۴۸۶۔ ❸......ابونصر مہدالدولہ عقول کا برادر تھا مہدالدولہ نے کسی وجہ سے اس کو قلعہ اسعرد میں قید کر دیا تھا دیکھیں تاریخ کامل ج ۹ مطبوعہ مصر ج ۳۔ مترجم۔

نصیر ❶ الدولہ کا الرہا پر قبضہ: ......شہرالرہا بنونمیر میں سے عطیر نامی ایک شخص کے قبضہ میں تھا چونکہ یہ شخص نہایت شریر اور جاہل تھا الرہا والوں نے ابونصر بن مروان کو لکھا کہ آپ الرہا تشریف لائیں اور قبضہ کر لیجئے ہم عطیر کی شرارتوں سے تنگ آ گئے ہیں پس ابونصر نصیر الدولہ نے اپنے نائب آمد کو جس کا نام زنگ تھا الرہا پر قبضہ کرنے کے لئے بھیجا چنانچہ اس نے پہنچ کر الرہا پر قبضہ کر لیا چنانچہ عطیر نے صالح بن قرداش حاکم حلب سے اپنے بارے میں سفارش کرائی نصیر الدولہ نے اس کی سفارش سے نصف شہرالرہا عطیر کو دے دیا اس کے بعد عطیر نصیر الدولہ کے پاس میافارقین میں حاضر ہوا نصیر الدولہ نے اس کی عزت کی پھر لوٹ کر الرہا آیا اور زنگ کے ساتھ الرہا میں رہنے لگا۔

عطیر کا قتل: ......ایک روز زنگ نے اہل شہر کی دعوت کی عطیر کو بھی دعوت بلایا اور سابق نائب کے بیٹے احمد کو بھی دعوت دی اس کے باپ کو عطیر نے قتل کر ڈالا تھا دعوت سے فارغ ہو کر جب لوگ رخصت ہوئے اور عطیر بھی اپنے مکان کی طرف چلا تو کسی نے احمد کو اپنے باپ کا بدلہ لینے کا اشارہ کر دیا احمد نے بازار میں پہنچ کر للکارا کہ اے ظالم تو نے میرے باپ کو قتل کیا تھا میں تجھ سے بدلہ لینے آیا ہوں عطیر یہ سن کر ہکا بکا ہو گیا اہل بازار دوڑ پڑے احمد نے لپک کر تلوار چلائی چنانچہ عطیر اپنے تین ساتھیوں سمیت مارا گیا چنانچہ بنونمیر کو اس سے اشتعال پیدا ہوا۔ شہر کے باہر جمع ہوئے اور مشورہ کر کے کمین گاہ میں بیٹھے اور چند آدمیوں کو اپنے مخالفین کو مشتعل کرنے کے لے شہر روانہ کیا۔ زنگ کو اس کی خبر مل گئی چنانچہ وہ اپنی فوج لے کر نکل پڑا جس وقت کمین گاہ سے آگے بڑھا بنونمیر نے کمین گاہ سے نکل کر حملہ کیا لڑائی شروع ہو گئی۔ اتفاق سے ایک پتھر اس کو آ لگا جس سے اس کی موت واقع ہوئی یہ واقعہ ۴۱۸ھ کا ہے اس زمانہ سے الرہا پر نصیر الدولہ کا خالص قبضہ ہو گیا مگر چند دن بعد صالح بن مرداس حاکم حلب نے ابن عطیر اور ابن شبل کی سفارش کی نصیر الدولہ نے اس کی سفارش پر الرہا کو ابن عطیر اور ابن شبل کے حوالہ کر دیا تھا یہاں تک کے عطیر نے اس کو رومیوں کے ہاتھ فروخت کیا جیسا کہ آئندہ پڑھو گے۔

بدران بن مقلد کا نصیبین کا محاصرہ: ......نصیبین نصیر الدولہ بن نصر بن مروان کے علاقوں میں سے تھا بدران بن مقلد نے بنوعقیل کی ایک فوج مرتب کر کے نصیبین کا ارادہ کیا اور پہنچتے ہی اس پر محاصرہ ڈال دیا اتفاق سے اس لشکر پر جو نصیبین میں تھا اس کو فتح حاصل ہو گئی چنانچہ نصیر الدولہ کو اس کی خبر ملی تو اس نے ایک دوسری فوج نصیبین کی طرف روانہ کی بدران کو اس کی اطلاع ہوئی فوراً چند لوگوں کو اس فوج کے روک تھام کا حکم دیا ان لوگوں نے نصیر الدولہ کی فوج کو جو اہل نصیبین کی کمک پر آ رہی تھی شکست دے دی چنانچہ نصیر الدولہ کو اس سے بہت صدمہ ہوا فوج کی تیاری میں مصروف ہو گیا اور بہت کم مدت میں فوج تیار کر کے نصیبین کی طرف روانہ کی بدران نے اس کا مقابلہ کیا پہلے تو یہ فوج بھاگی پھر دوبارہ پلٹ کر حملہ آور ہوئی ایک مدت تک دونوں فریق میں لڑائی کا سلسلہ جاری رہا یہاں تک کہ یہ خبر ملی کہ اس کا بھائی قراوش موصل پہنچ گیا ہے پس اس کے خوف سے محاصرہ چھوڑ کر چلا آیا۔

دیار بکر، تاتاری اور سلجوقیہ: ......دیار بکر میں ترکوں کا داخل ہونا اور تاتاریوں کا شمار ترکوں کے گروہ میں ہے سلجوقیہ انہیں گروہ کی ایک شاخ ہیں جس وقت محمد بن سبکتگین بن ارسلان بن سلجوق ❷ کو ان میں سے گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا تھا تو یہ لوگ خراسان کی طرف چلے گئے تھے اور وہاں پر ان لوگوں نے فتنہ و فساد برپا کیا تھا مگر مسعود بن سبکتگین نے اپنے باپ محمود کے بعد ان لوگوں پر فوج کشی کی تھی پس یہ لوگ آذربیجان کی طرف بھاگے اور ان لوگوں سے جا ملے جو ان سے پہلے یہاں آ گئے تھے اور عراقیہ کے نام سے مشہور ہوئے تھے۔ اور ان لوگوں نے ہمدان قزوین اور آرمینیہ میں بڑا شور مچایا تھا اور دوسری جماعت والوں نے آذربیجان میں سر اٹھایا تھا وہسوذان حاکم تبریز نے ان میں سے ایک گروہ کو ختم کر دیا پھر ان لوگوں نے اکراد پر چھیڑ چھاڑ شروع کی اور خوب ان کی تباہی کی اس دوران ان کو یہ خبر پہنچی کہ نیال ابراہیم برادر سلطان طغرل بیگ کراد کی طرف روانہ ہوا ہے چنانچہ اس خبر کو سنتے ہی ۴۳۳ھ میں اکراد چھوڑ کر بھاگ گئے آذربیجان سے بھی نکل گئے اس کی اصل وجہ یہ تھی کہ یہ لوگ نیال ابراہیم کے رعایا تھے آخر کار آذربیجان سے نکل کر یہ لوگ بذریعہ پہاڑی راستہ زوزان کو طے کرتے ہوئے جزیرہ ابن عمر پہنچے پس ایک گروہ ان میں سے دیار بکر کی طرف گیا قزوین بازیدی اور حسینہ کو تاخت و تاراج کیا۔ دوسرے گروہ نے جزیرہ کے شرقی حصہ کی طرف قدم بڑھایا۔ کچھ لوگوں نے موصل کا ارادہ کیا۔

---

❶ ......ابن الاثیر کے مطابق یہ نصیر نہیں بلکہ نصر ہے۔ ❷ ......ابن الاثیر کی تاریخ الکامل میں بھی اس طرح ہے البتہ ہمارے پاس موجود جدید عربی ایڈیشن (جلد ج ۸ ص ۳۲۲) پر ارسلان بن سلجق تحریر ہے یعنی ج، اور ق، کے درمیان، و، نہیں ہے۔

سلیمان بن نصیر الدولہ اور ترکی:...... سلیمان بن نصیر الدولہ ان دنوں موصل پر حکومت کر رہا تھا اس نے ترکوں کو خط لکھا کہ آ ؤ ہم اور تم صلح کر لیں اور متفق ہو کر شام کی طرف بڑھیں چنانچہ ترکوں نے یہ درخواست منظور کر لی اس کے بعد سلیمان نے ان لوگوں کو دعوت کے بہانے سے اپنے ملک میں بلایا ابن غزغلی بھی اس دعوت میں آیا ہوا تھا سلیمان نے اس کو گرفتار کر کے قید میں ڈال دیا چنانچہ اس کی گرفتاری سے ترکوں کے قدم اکھڑ گئے حواس باختہ ہو کر ادھر ادھر بھاگ نکلے۔ نصیر الدولہ قرواش اور کردوں کے لشکر نے ان لوگوں کا پیچھا کیا۔ عرب نے بھی عراق سے ان لوگوں پر سخت حملہ کیا چنانچہ ترکوں نے مجبور ہو کر جزیرہ ابن عمر کی طرف لوٹ گئے اور اس پر محاصرہ کر لیا دیار بکر کو ویران کر دیا نصیر الدولہ نے منصور بن غزغلی کو رہا کر کے ترکوں کے فساد سے محفوظ رہنے کی کوشش کی جس کو سلیمان نے قید کیا تھا مگر اس تدبیر نے اس کو ترکوں کے فساد سے نہ بچایا یہ لوگ طوفان بے امتیازی کی طرح نصیبین کی طرف بڑھے سنجار اور خابور کو لوٹا چنانچہ مرواس ان کی روک تھام کے لئے موصل میں داخل ہوا جیسا کہ تم اوپر پڑھ چکے ہو ترکوں کے ایک گروہ نے اس کا پیچھا کیا پس جو واقعات ترکوں کے اس کے ساتھ پیش آئے وہ ہم ان کے حالات میں بیان کر چکے ہیں۔

وزیری ادب ابن مروان:...... حوادث چونکہ وثاب نمیری حاکم حران اور رقہ خلفاء علویہ کی حکومت کا مطیع تھا اس وجہ سے تمام سرزمین شام و جزیرہ میں باآسانی دعوت علویہ پھیل گئی چنانچہ جب دزبری علویوں کی طرف سے شام کا گورنر ہو کر آیا تو اس نے ابن مروان کو دھمکی دی اور یہ تحریر کیا کہ اگر تم گردن اطاعت نہیں جھکاؤ گے تو میں تمہارے تمام علاقوں پر قبضہ کر لوں گا چنانچہ ابن مروان نے قرواش حاکم موصل وار شبیب بن وثابی حاکم رقہ سے امداد طلب کی اور ان لوگوں سے یہ درخواست کی کہ آؤ ہم متفق ہو کر خود مختار بن جائیں اور خطبہ خلفائے علویہ کا پڑھنا موقوف کر دیں ان لوگوں نے ابن مروان کی درخواست منظور کر لی اور خلیفہ مستنصر کا خطبہ موقوف کر کے خلیفہ قائم کا خطبہ پڑھنے لگے یہ واقعہ ۴۳۰ھ کا ہے اور وزیری نے ان حالات سے اطلاع پا کر اپنی فوج کو تیار کیا اور ان کو لڑائی کی دھمکی دی شبیب بن وثاب نے ڈر کر ماہ ذی الحجہ آخری ۴۳۰ھ میں علویہ کا خطبہ حران میں پڑھنا شروع کیا اور گردن اطاعت جھکا دی۔

قتل سلیمان بن نصیر الدولہ:...... نصیر الدولہ نے اپنے بیٹے سلیمان کو جس کی کنیت ابو حرب تھی امور سلطنت کے سیاہ سفید کا مالک بنا دیا تھا بشر موشک بن محلے سردار اکراد جو کہ اس مقام کے چند قلعوں کا مالک تھا اس سے بغض و کینہ رکھتا تھا تھوڑے دنوں بعد دونوں میں نفرت اور کشیدگی بڑھ گئی سلیمان نے مصلحتاً اشر موشک کو ملا لیا اور جب وہ مطمئن ہو گیا۔ تو اس کے ساتھ دھوکہ کیا۔ امیر ابو طاہر ثبنوی حاکم قلعہ فتک وغیرہ نصیر الدولہ کا بھانجا تھا اور سلیمان نے موشک کو ملایا تھا اس نے موشک کے ساتھ اپنی بیٹی کا نکاح کر دیا جس سے موشک کو سلیمان کی جانب سے بے حد اطمینان ہو گیا اور وہ رومیوں سے لڑنے کو ارمینیہ چلا گیا۔ نصیر الدولہ بن سروان نے افواج اور آلات حرب سے مدد کی جنگ ارمینیہ سے واپسی کے بعد سلیمان نے موشک کو دھوکہ دے کر مار ڈالا اور طغرلبک سے یہ ظاہر کر دیا کہ وہ اپنی موت سے مر گیا۔

موشک کے قتل کے بعد سلیمان کو ابو طاہر سے خطرہ پیدا ہوا کہ کہیں یہ اپنے سسر موشک کا بدلہ نہ لے اس خیال سے سلیمان نے ابو طاہر سے یہ ظاہر کیا کہ میرا موشک کے قتل سے کوئی تعلق نہ تھا ابو طاہر نے اس کی معذرت قبول کی اور اس کے ساتھ ملاقات کرنے کی درخواست کی چنانچہ ابو طاہر قلعہ فتک سے باہر آیا سلیمان بھی چند آدمیوں کے ساتھ اس سے ملنے کے لئے روانہ ہوا راستہ میں عبید اللہ نے اپنے باپ موشک کے عوض میں سلیمان کو مار ڈالا اور اپنے باپ کے خون کا بدلہ لے لیا چنانچہ نصیر الدولہ کو اس کی اطلاع ہوئی تو اس نے اپنے بیٹے نصیر کی ماتحتی میں جزیرہ کی حمایت و مدد کے لئے فوجیں روانہ کیں قریش بن بدران حاکم موصل یہ سن کر جزیرہ پر چڑھ آیا اکراد حسینہ اور ثبنویہ کو اپنی طرف مائل کر لیا چنانچہ سارے نصیرین مروان جنگ کرنے کے لئے تیار ہو گئے۔ نصیر بن مروان نے نہایت خوبی سے ان لوگوں کو دور کیا اور جزیرہ ابن عمر میں ان کو قدم تک۔ رکھنے نہ دیا۔ اثناء جنگ میں قریش کو کئی زخم لگے جس سے گھبرا کر موصل کی جانب لوٹ گیا اور نصیر بن مروان نے جزیرہ میں قیام اختیار کیا اور اکراد بدستور اُن کی مخالفت پر اڑے رہے۔

طغرل بیگ کی دیار بکر روانگی:...... جس وقت طغرل بیگ شہر موصل پر قبضہ کر کے واپس آیا قریش اپنی جان بچا کر موصل سے بھاگ گیا پھر کچھ عرصہ بعد مطیع ہو گیا یہ واقعات ۴۴۸ھ کے ہیں۔ اس کے بعد طغرل بیگ نے دیار بکر کا رخ کیا اور جزیرہ ابن عمر کا محاصرہ کر لیا۔ چنانچہ ابن مروان نے اس کی خدمت میں بہت سے تحائف اور ہدایا پیش کر کے موصل واپس جانے کی درخواست کی اور یہ ظاہر کیا کہ آپ جزیرہ کے بجائے آرمینیہ لے کر

واپس تشریف لے جائیں تو میں کفار کے خلاف جہاد کرنے روانہ ہوں۔ طغرل بیگ نے اس کو منظور کرلیا اور محاصرہ اٹھا کر سنجار چلا گیا جیسا کہ ہم نے اسے قریش کے حالات میں بیان کیا ہے۔

نصیر ❶ الدولہ کی وفات:......۴۵۲ھ میں نصیر الدولہ احمد بن مروان کردی (والی دیار بکر) کا انتقال ہوگیا۔ قادر باللہ اس کا لقب تھا۔ اس نے باون سال حکومت کی اس کی شان وشوکت بہت تھی۔ مال و دولت خوب تھا اس نے سرحدی شہروں کو ہر طرح مضبوط و مستحکم بنایا اور اس کا معقول انتظام کرلیا۔ سلطان طغرل بیگ کی خدمت میں بڑے بڑے تحائف اور قیمتی قیمتی ہدایا بھیجتا تھا۔ ان میں جبل یاقوت بھی تھا جو بنو بویہ کی ملکیت تھا اور ابو منصور بن جلال الدولہ سے اس نے خریدا تھا۔ اس کے ساتھ نصیر الدولہ نے ایک لاکھ دینار سرخ نقد بھی بھیجے تھے۔ طغرل بیگ کی آنکھوں میں اس کی بہت عزت تھی۔ بڑے بڑے عظیم الشان حکمرانوں سے اس کی توقیر زیادہ کی جاتی تھی پانچ پانچ سو دینار میں لونڈی خریدی تھی ایک ہزار سے زیادہ لونڈیاں اس کی خدمت کے لئے موجود تھیں۔ دو لاکھ دینار سے زیادہ قیمت کے ظروف اور سامان آرائش تھا۔ نامی گرامی بادشاہوں کی لڑکیاں اس کے نکاح میں تھیں۔ باورچیوں کو کھانا پکانے کا فن سیکھنے کے لئے مصر روانہ کیا اور ہزاروں روپے خرچ کر کے ان لوگوں کو کھانا پکانا سکھایا۔

ابوالقاسم بن مغربی اور عمائدین:......ارا کین حکومت علویہ میں سے ابوالقاسم بن مغربی اور عمائدین خلافت عباسیہ میں سے فخر الدولہ بن جہیر بطور ❷ وفد اس کے دربار میں حاضر ہوئے اس نے عزت افزائی کی اور قلمدان وزارت کا ان کو مالک بنا دیا۔ دور دراز ممالک سے شعراء حاضر ہوئے اس نے ان کو بھی معقول انعامات دیئے۔ علماء بھی آئے تو ان کو بھی اس نے مال اور اسباب سے مالا مال کیا چنانچہ ان لوگوں نے نہایت خوشی سے اس کی خدمت میں قیام اختیار کیا۔

اور جب یہ مر گیا...... ❸ اس واقعہ میں کامیابی کا سہرہ نصیر کے سر رہا اور اس نے میافارقین میں قیام اختیار کیا اور اس کا بھائی سعید ''آمد'' چلا گیا اور اس پر قابض ہوگیا۔ ان دونوں میں اسی پر آپس میں ایک طرح کی صلح ہوگئی اور دونوں نے اسی پر قناعت اختیار کی۔

وفات نصیر و لایت منصور:......ماہ ذوالحجہ ۴۷۲ھ میں نظام الدین نصر بن نصیر الدولہ نے وفات پائی اس کا بیٹا منصور اس کی جگہ حکمران ہوا۔ اس کی دولت وحکومت کا منتظم ابن انباری ہوا عنان حکومت برابر اسی کے قبضہ میں رہی یہاں تک کہ ابن جہیر ان شہروں میں آ پہنچا اور اس نے اس سے قبضہ لے لیا۔

ابن جہیر کی دیار بکر کی طرف روانگی:......فخر الدولہ ابو نصر محمد بن محمد بن جہیر موصل کا رہنے والا تھا پہلے یہ قرواش کے خادمین میں سے تھا پھر اس کے بھائی برکت کی خدمت میں رہا کچھ عرصہ بعد اس سے علیحدہ ہو کر حاکم روم کے پاس چلا گیا پھر وہاں سے واپس ہو کر قریش بن بدران کی خدمت اختیار کی کسی وجہ سے قریش نے اس کو گرفتار کرنے کا ارادہ کیا فخر الدولہ یہ خبر پا کر بھاگ گیا۔ اور بنو عقیل میں سے کسی شخص کے پاس جا کر پناہ حاصل کی چنانچہ تھوڑے دنوں کے بعد ''حلب'' چلا گیا۔ وہاں اسے معز الدولہ ابو ثمال بن صالح نے اپنا وزیر بنا لیا پھر یہاں سے بھی دل برداشتہ ہو کر ابی عطیہ کے پاس گیا اور وہاں سے نصیر الدولہ بن مروان کی خدمت میں جا کر حاضر ہوا اور نصیر الدولہ نے اس کو اپنا وزیر بنا لیا۔ اس نے اس ذمہ داری کو نہایت خوبی سے انجام دیا اور جب یہ ۴۵۳ھ میں فوت ہوگیا اس کا بیٹا نصر جو اس کے بعد حکمران ہوا تھا مدار المہام ہوا پھر ایک سال بعد ۴۵۴ھ میں بھاگ کر بغداد پہنچا۔ عہدۂ وزارت کی درخواست دی۔ چنانچہ محمد بن منصور کے بعد قلمدان وزارت کا مالک ہوا۔ پھر یہ اور اس کا بیٹا عبدالملک کئی بار معزول اور مامور ہوا اور نظام الملک اور سلطان طغرل بیگ کی بھی اس نے خدمت کی تھی جب اس کا بیٹا دوبارہ معزول کیا گیا تو سلطان طغرل بیگ ہی نے خلیفہ سے سفارش کی تھی اور نظام الملک نے اس کی سفارش کی تائید کی تھی چنانچہ اسی سفارش کی بناء پر خلیفہ نے اس کو اس کے بیٹے کے ساتھ سلطان طغرل

---

❶......ابن اثیر کے مطابق نصر الدولہ ہے۔ ❷......تاریخ کامل ابن اثیر میں وفد کے بجائے ''وَزَرَلَہ'' کے الفاظ ہیں (جلد نمبر ۶ صفحہ ۲۱۶)۔ یعنی یہ دونوں حضرات اس کے وزیر بنا چاہتے تھے جیسا کہ خود متن میں تحریر ہے کہ اس نے دونوں کو قلمدان وزارت کا مالک بنا دیا۔ ❸......اصل نسخے میں جگہ خالی ہے۔ (مترجم) اسی طرح ہمارے پاس موجود جدید عربی ایڈیشن (جلد نمبر ۴ صفحہ ۳۲۴) پر بھی اس بات کی وضاحت کی گئی ہے کہ یہاں جگہ خالی تھی لیکن اس خالی جگہ کو ابن اثیر کی (تاریخ الکامل جلد نمبر ۶ صفحہ ۲۱۶) سے پُر کیا گیا ہے اور جو عبارت رہ گئی تھی وہ یہ ہے ''جب اس سال اس کی وفات ہوگئی تو اس کا وزیر فخر الدولہ اور اس کا بیٹا نصر دونوں اس بات پر متفق ہوگئے کہ اس کے بعد مسند حکومت پر نصر کو بٹھانا چاہیئے اور ایسا ہی کیا چنانچہ اس بناء پر نصر اور اس کے بھائی سعید کے درمیان جنگیں ہوئیں لیکن اس کا سہرا نصر کے سر رہا (مصحح جدید مفتی ثناء اللہ محمود)

بیگ کے پاس بھیج دیا تھا۔ اصفہان میں سلطان موصوف کی خدمت میں حاضر ہوا۔ سلطان نے عزت واحترام سے ملاقات کی اور اس کی سرداری میں ایک بڑی فوج دیار بکر کو فتح کرنے کے لئے روانہ کی پس اس نے بنو مروان کے قبضہ سے نکال لیا۔ سلطان نے اس خدمت کے صلے میں اس کو اجازت دی کہ خطبہ میں سلطان کے بعد اس کا نام داخل کیا جائے اور اس کے نام کا سکہ بنایا جائے۔ یہ واقعات ۴۷۶ھ کے ہیں۔

ابن جہیر کا آمد پر قبضہ:...... ہم اوپر فخر الدولہ بن جہیر کی روانگی دیار بکر کا حال تحریر کر چکے ہیں اس کی روانگی کے بعد سلطان نے ۴۷۷ھ میں ایک فوج ارتق ❶ بن اکسک کی سرداری میں اس کی کمک کے لئے روانہ کی۔ نصر بن مروان حاکم ''آمد'' نے یہ خبر پا کر شرف الدولہ مسلم بن قریش سے مدد کی درخواست کی اس شرط پر کہ وہ آمد کو اس کے حوالہ کردے گا چنانچہ شرف الدولہ اس وجہ سے نصر بن مروان کی امداد کے لئے تیار ہو گیا۔ فخر الدولہ بن جہیر نے عرب لحاظ اور عصبیت کی وجہ سے جنگ کرنے سے پہلوتہی کی مگر ارتق نے اس رائے کی مخالفت کی اور ترکوں کو تیار کر کے نصر بن مروان پر حملہ کر دیا اور اس کی فوج کو شکست دے دی چنانچہ شرف الدولہ بھاگ کر آمد میں پہنچ گیا۔ لیکن کامیاب گروہ نے اس کا محاصرہ کر لیا شرف الدولہ نے ارتق کے پاس پیغام بھیجا کہ مجھے تم محاصرہ سے نکل جانے دو میں تم کو اتنا مال دوں گا ارتق اس پر راضی ہو گیا۔ چنانچہ شرف الدولہ اپنی جان کے بدلے مال دے کر ''آمد'' سے نکل کر ''رقہ'' چلا گیا اور فخر الدولہ بن جہیر نے ''میافارقین'' کا راستہ لیا اس کے ساتھ امراء میں سے امیر بہاء الدولہ منصور بن مزید اور اس کا بیٹا سیف الدولہ تھا۔ چنانچہ ''میافارقین'' پہنچ کر ان لوگوں نے فخر الدولہ کا ساتھ چھوڑ دیا۔ اُن لوگوں کے ساتھ چھوڑنے سے تمام عرب بھی علیحدہ ہو گئے جو اس کے ساتھی تھے مگر فخر الدولہ کے پختہ ارادے میں ذرا بھی کمی نہ آئی نہایت مستعدی سے حصار کئے رہا۔ ایک دن کا ذکر ہے کہ شہر پناہ کی فصیل سے ایک سپاہی کسی ضرورت سے نیچے اترا شاہی لشکر میں سے جو محاصرہ کئے ہوئے تھا ایک شخص کمند ڈال کر چڑھ گیا اور کھڑا ہو کر سلطانی شعار کو زور سے کہا پہرے والے یہ سن کر ڈر گئے اور ایک زبان ہو کر اس کی اتباع کی اور حاکم شہر نے یہ خیال کر کے کہ شہر پر حملہ آوروں کا قبضہ ہو گیا ہے شہر کو زعیم الرؤسا بن جہیر کے حوالہ کر دیا چنانچہ وہ سوار ہو کر شہر میں کامیابی کا جھنڈا لئے ہوئے داخل ہو گیا اور شہر پر قبضہ کر لیا۔ یہ واقعہ ۴۷۸ھ کا ہے اہل شہر نے کامیاب گروہ کے ساتھ ان عیسائیوں کے مکانات لوٹ لئے جو کہ بنو مروان کے محکمہ مال میں ملازم تھے اور اُن سے اُن کے ظلم وستم کا بدلہ لے کر اپنے جلے ہوئے دل کے آبلے پھوڑے واللہ اعلم۔

بنو مروان کی حکومت کا خاتمہ:...... فخر الدولہ بن جہیر نے اپنے بیٹے کو آمد کی طرف روانہ کر کے ''میافارقین'' چلا گیا تھا اور اس کے محاصرہ میں ۴۷۷ھ سے مشغول ومصروف تھا۔ اسی اثناء میں سعد الدولہ گوہر آئین اس کی کمک پر آ گیا محاصرے میں شدت شروع کی چنانچہ کثرت سے پتھر برسائے اور حملہ سے ایک روز شہر پناہ کی دیوار میں سوراخ ہو گیا اور محاصرین میں سے چند آدمی اس راستہ سے گھس گئے اور شہر پناہ کی فصیل پر چڑھ کر شاہی شعار کو زور سے کہنے لگے اور فخر الدولہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ تلوار ہاتھ میں لئے شہر میں گھس گیا اور قبضہ کر لیا اور بنو مروان کے سارے مال و اسباب اور خزائن پر قبضہ کر کے اپنے بیٹے زعیم الرؤساء کے ساتھ سلطان ملک شاہ کی خدمت میں بھیج دیا ماہ شوال ۴۷۸ھ میں اصفہان پہنچا جہاں سلطان مقیم تھا۔

اس کے بعد معز الدولہ اور گوہر آئین بغداد کے دار الخلافت کی طرف گئے اور وہاں پہنچ کر ایک فوج ''جزیرہ ابن عمر'' کو فتح کرنے کے لئے روانہ کی یہ جزیرہ بھی بنو مروان کے علاقوں میں سے تھا شاہی فوج نے پہنچتے ہی محاصرہ کر لیا اور شہر کے سرداروں میں بنو دہبان نامی ایک خاندان حاکم شہر کی مخالفت پر تیار ہو گیا۔ سازش کر کے شہر کے ایک چھوٹے دروازے کو کھول دیا جس سے سوائے پیدل چلنے والوں کے اور کوئی نہیں جا سکتا تھا اور شاہی لشکر کو اسی راستہ سے شہر میں داخل ہو گیا چنانچہ محاصرہ گروہ نے شہر میں داخل ہو کر شاہی جھنڈا شہر کے شاندار برجوں پر نصب کر دیا اسی وقت سے بنو مروان کی حکومت وسلطنت کا شیرازہ درہم برہم ہو گیا۔

منصور بن نظام الدولہ کی موت:...... منصور بن نظام الدولہ بن نصر بن نصیر الدولہ جزیرہ میں چھپ گیا اور غز (ترکوں) کی حمایت میں قیام اختیار کیا۔ چند دن کے بعد چکرمش نے اس کو گرفتار کر کے ایک یہودی کے مکان میں قید کر دیا چنانچہ ۴۸۹ھ میں اسی مکان میں مر گیا۔ والبقاء للہ وحدہ۔

❶...... ابن اثیر کی (تاریخ الکامل جلد نمبر ۶ صفحہ ۲۹۰) پر ارتق بن اسکسک کے بجائے ارتق بن اسکب تحریر ہے کا جد امجد تھا دیکھیں وفیات الاعیان (جلد نمبر ا صفحہ ۶۷)

حکومت بنوصفار ملوک سجستان جنہوں نے خراسان پر قبضہ کرلیا تھا

صالح بن نصر کنانی:......جن دنوں بغداد کے دارالخلافت میں قتل کی وجہ متوکل اضطرابی کیفیت پیدا ہوگئی تھی۔ اسی زمانہ میں ایک گروہ اطراف سجستان میں خوارج شرات سے جنگ کرنے کے لئے آیا اور وہ اپنے آپ کو متطوعہ (والنظیر) کے نام سے مشہور کرتا تھا۔ یہ گروہ صالح بن نصر کنانی نام کے ایک شخص کے پاس جمع ہوا۔ چنانچہ اس کو صالح متطوعی کہتے ہیں۔ درہم بن حسن اور یعقوب بن لیث صفار وغیرہما نامی گرامی اشخاص نے اس کی صحبت ورفاقت اختیار کی ان لوگوں نے سجستان پر قبضہ کرلیا تھا اور اس کے مالک بن گئے تھے چند دن بعد طاہر بن عبداللہ حاکم خراسان نے یہ خبرسن کر ان پر چڑھائی کی اور ان کو سخت حملوں سے مغلوب کرکے سجستان سے نکال دیا۔ چنانچہ اس واقعہ کے بعد صالح متطوعی مرگیا۔ اس کے بعد متطوعہ میں درہم بن حسن حکمراں ہوا اور اس کے متبعین کی تعداد بہت زیادہ ہوگئی۔

یعقوب بن لیث صفار:......یعقوب بن لیث صفار اس کا کمانڈر تھا۔ درہم بن حسن باوجود کثرت اتباع کے بزدل آدمی تھا چنانچہ حاکم خراسان نے اُس کو حکمت عملی کے ساتھ بغداد کے دارالخلافت روانہ کردیا چنانچہ اس کو وہاں کی جیل میں ڈال دیا گیا اور متطوعہ نے متفق ہوکر یعقوب بن لیث صفاء کو اپنا سردار مان لیا۔

یعقوب صفار اور ابن اوس انباری:......یعقوب بن لیث صفار ہمیشہ خلیفہ معتز کی خدمت میں بغرض اظہار اطاعت جنگ ''خوارج'' کی سرداری کی درخواست کیا کرتا تھا چنانچہ خلیفہ معتز نے ایک سال کے بعد اس مہم کی سرداری عنایت کی اس نے نہایت خوبی سے جنگ ''شراۃ'' میں اس خدمت کو انجام دیا۔ اور نہایت مستعدی سے نیکی کا حکم اور برائی سے روکتا رہا۔ پھر ۲۵۳ھ میں سجستان سے ''خراساں'' کی طرف گیا ان دنوں ''انبار'' میں ابن ❶ اوس حکومت کررہا تھا اس نے یعقوب سے مقابلہ کرنے کے لئے فوج تیار کی اور جنگ کے ارادے سے خود میدان میں آیا دونوں میں گھمسان کی لڑائی ہوئی۔ اتفاق سے ابن اوس کو شکست ہوئی یعقوب نے ہرات اور بوشنج پر قبضہ کرلیا اس واقعہ سے یعقوب کی شان وشوکت بڑھ گئی چنانچہ اطراف وجوانب کے امراء اور حاکم خراساں کو اس کی بڑھتی ہوئی طاقت سے خطرہ پیدا ہوا۔

یعقوب ❷ صفار کا فارس پر قبضہ:......فارس کا گورنر علی بن حسن ❸ بن شبل تھا اس نے خلیفہ معتز کی خدمت میں کرمان کی حکومت کی درخواست بھیجی اور یہ لکھا کہ ابن طاہر کے قوائے حکمران مضمحل ہوگئے ہیں ملک کی حفاظت نہیں کرسکتے اور یعقوب نے سجستان کو دبالیا ہے خلیفہ معتز نے اس کی درخواست پر کرمان حکومت کی سند لکھ کر علی بن حسن کے پاس بھیج دی اور یعقوب صفاء کو بھی کرمان حکومت کی سند روانہ کردی۔ مقصوداً اس سے یہ تھا کہ دونوں ایک دوسرے سے لڑیں کیونکہ دونوں اظہار اطاعت کرتے تھے جس کی اصلیت کچھ نہ تھی اور جنگ کے بعد دو میں سے جو غالب آئے گا وہ خود بخود خلافت کے آگے گردن اطاعت جھکائے گا۔ چنانچہ علی بن حسن نے فارس سے طوق بن ❹ مفلس کو جو اس کے ساتھیوں میں سے تھا کرمان کی حکومت کے لئے روانہ کیا۔ اتفاق سے طوق نے پہلے پہنچ کر کرمان پر قبضہ کرلیا اس کے بعد یعقوب کرمان کے قریب پہنچا۔ وہ دو ماہ تک اس انتظار میں رہا کہ طوق اب نکلے گا کرمان کے باہر ٹھہرا رہا۔ چنانچہ جب طوق شہر سے باہر نہ آیا تو یعقوب مجبوراً سجستان کی طرف واپس ہوا اور طوق جنگ کا ارادہ موقوف کرکے لہو ولعب میں مصروف ہوگیا۔

یعقوب صفائر کا کرمان پر قبضہ:......چنانچہ راستہ سے یعقوب کو اس کی خبر مل گئی فوراً واپس آیا اور نہایت تیزی سے مسافت طے کرکے کرمان

---

❶......ابن اثیر کی (تاریخ الکامل جلد نمبر ۴ صفحہ ۳۹۸) کے مطابق محمد بن اوس الانباری اس وقت ھرات پر حکومت کررہا تھا۔ ❷......ان کو صفار اس وجہ سے کہتے ہیں کیونکہ یعقوب اور اس کا بھائی عمرو سجستان میں صُفر یعنی تانبے اور پیتل کا کام کیا کرتے تھے دیکھیں ابن اثیر کی (تاریخ الکامل جلد نمبر ۴ صفحہ ۳۹۸)۔ ❸......تاریخ طبری (جلد نمبر ۶ صفحہ ۴۰۲) کے مطابق گورنر کا نام علی بن حسین بن قریش بن شبل تھا۔ ❹......یہاں صحیح لفظ طوق بن المغلس ہے یعنی فاء کے بجائے غین ہے۔ دیکھیں تاریخ طبری (جلد نمبر ۹ صفحہ ۴۰۲) اور ابن اثیر کے (تاریخ الکامل جلد نمبر ۴ صفحہ ۴۰۲)۔

میں داخل ہو گیا اور طوق کو گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا۔ اس واقعہ کی خبر علی بن حسن کو شیراز میں پہنچی۔ سنتے ہی اپنے آپ سے باہر ہو گیا۔ فوج تیار کر کے شیراز کے ایک تنگ اور دشوار گزار راستہ پر جا کر پڑاؤ کر دیا۔ یعقوب بھی مہم کرمان سے فارغ ہو کر شیراز کے قریب علی کے ساتھ جنگ کرنے کے لئے پہنچ گیا۔ چنانچہ جس راستہ کو علی نے روک رکھا تھا وہ بہت تنگ تھا راستہ کے دونوں طرف اونچے اونچے پہاڑ تھے اور درمیان میں ایک بڑی نہر جاری تھی یعقوب نے غور سے اس موقع کو دیکھا اور اگلے دن سوار ہو کر اپنے ساتھیوں کو حکم دیا کہ میرے پیچھے تم لوگ بھی اپنے اپنے گھوڑوں کو نہر میں ڈال دو۔ علی بن حسن اس واقعہ کو دیکھ رہا تھا اور اس کو مشکل خیال کر کے مطمئن بیٹھا رہا مگر تھوڑی دیر میں یعقوب نہر کو عبور کر کے اس کے سر پر پہنچ گیا تو اس کی فوج بھاگ کھڑی ہوئی اور علی بن حسن کو گرفتار کر لیا گیا چنانچہ یعقوب شیراز پر قبضہ کر کے شہر میں داخل ہو گیا اور اس پر قابض ہو کر لوگوں نے خراج وصول کیا یہ واقعہ ۲۵۵ھ کا ہے۔

شیراز پر قبضہ:......بعض نے کہا ہے کہ نہر کو عبور کرنے کے بعد یعقوب اور علی بن حسن سے سخت اور متعدد لڑائیاں ہوئی تھیں بالآخر علی شکست کھا کر بھاگا اور اس کی فوج کی تعداد غلاموں اور کردوں کے علاوہ پندرہ ہزار بتائی جاتی ہے اور شام ہونے تک اس کی فوج میں بھگدڑ مچ گئی۔ شیراز کے دروازوں میں بھاگنے والے ایک دوسرے پر گرے پڑے تھے اور ان کے مقتولین کی تعداد پانچ ہزار تک پہنچ گئی چنانچہ جب کامیاب گروہ نے ان کو شیراز میں دم نہ لینے دیا تو یہ لوگ فارس کے اطراف وجوانب میں پھیل گئے اور لوگوں کے مال واسباب لوٹنے لگے۔

معتز کی خدمت:......یعقوب نے شیراز میں داخل ہو کر فارس کے تمام شہروں پر قبضہ کر لیا اور علی سے بے شمار گھوڑے، آلات حرب اور مال و اسباب وصول کیا۔ خلیفہ معتز کی خدمت میں اظہار اطاعت کے لئے فتح کا بشارت نامہ روانہ کیا۔ قیمتی تحائف بھیجے۔ ان میں دس باز سفید اور ایک باز ابلق چینی اور ایک سونا فہ مشک تھا اس کے علاوہ بہت سے قیمتی کپڑے اور سامان آرائش تھا۔ فتحیابی کے بعد واپس ہو کر سجستان آیا۔ علی زنجیر میں جکڑا ہوا اس کے ساتھ تھا اور جب اس نے فارس کو چھوڑا تو معتز نے اپنی جانب سے عمال روانہ کر دیئے۔

یعقوب کی بلخ وہرات پر حکومت:......فارس سے یعقوب صفار کی واپسی کے بعد معتز اور اس کے بعد کے خلفاء نے حرث بن سیما کو فارس کا گورنر مقرر کیا سپہ سالاران عرب میں سے محمد بن واصل بن ابراہیم تمیمی نے مخالفت کا آغاز کر دیا، کردوں میں سے جو اس اطراف میں تھے، احمد بن لیث نے بھی بغاوت پر کمر باندھ لی۔ دونوں حرث سے بھڑ گئے اور اس کو قتل کر دیا اس کے بعد محمد بن واصل نے احمد بن لیث کو (وزیر) بنا کر ۲۵۶ھ میں فارس پر قبضہ کر لیا اور خلیفہ معتمد کی اطاعت اور اس کے زیر حمایت ہونے کا اظہار کر دیا۔ معتمد نے اس واقعہ سے مطلع ہو کر اپنی طرف سے حسین بن فیاض کو مقرر کر کے روانہ کیا۔

بلخ پر قبضہ:......یعقوب بن لیث نے ۲۵۷ھ میں اس کی روک تھام پر کمر باندھی، معتمد کو یعقوب کا یہ فعل ناگوار گزرا تو ناراضگی کا خط لکھ کر بھیجا۔ موفق نے یعقوب کو لکھ بھیجا کہ میں تمہیں بلخ اور طغارستان کی حکومت عطا کرتا ہوں اس پر جا کر قبضہ کر لو چنانچہ یعقوب نے بلخ اور طغارستان پہنچ کر قبضہ کر لیا اور ان عمارات کو جنہیں داؤد بن عباس نے بلخ شہر کے باہر باسا دیانج نامی تعمیر کرایا تھا مسمار و منہدم کرا دیا اس کے بعد کابل گیا اور اس پر قبضہ کر لیا۔ رتبیل کو گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا اور ان بتوں کو جو کابل اور اس کے اطراف کے شہروں سے ہاتھ آئے تھے۔ دارالخلافت بغداد میں قیمتی تحائف کے ساتھ روانہ کیا۔ اس کے بعد کابل کی مہم سے فارغ ہو کر البت کی جانب واپسی کے ارادے سے سجستان لوٹا۔ بست میں پہنچ کر بعض کمانڈروں نے جن کے مزاج میں جلد بازی زیادہ تھی اپنے مال واسباب کو یعقوب کے مال واسباب کے روانہ ہونے سے پہلے روانہ کر دیا۔

یعقوب کی سجستان واپسی:......چنانچہ یعقوب اس سے بگڑ گیا اور یہ کہہ کر کہ تم لوگ مجھ سے پہلے سجستان روانہ ہونا چاہتے ہو؟ چنانچہ وہ ایک سال تک بست میں ٹھہرا رہا اور ایک سال کے بعد بست سے خراسان کی طرف آیا اور ہرات پر قبضہ کیا۔ پھر بوشنج کی طرف پیش قدمی کی اور اس کو بھی اس کے گورنر حسین بن علی بن طاہر کبیر سے چھین لیا۔ حسین بن علی کو جیل میں ڈال دیا حسین بن علی اپنے خاندان کا بڑا خاص آدمی تھا۔ محمد بن طاہر والی خراسان نے یعقوب سے حسین بن علی کی رہائش کی سفارش کی مگر یعقوب نے اس سے انکار کر دیا اس لئے اس کے دل میں اس کی طرف سے کشیدگی اور نفرت باقی

تھی اور حسین اس کے قبضہ میں یہیں رہ گیا پھر یعقوب نے اپنی طرف سے ہرات، بوشنج اور بادغیس پر عمال مقرر کئے اور سجستان واپس چلا گیا۔

یعقوب کا خراساں پر قبضہ بنو طاہر کی حکومت کا خاتمہ:..... عبداللہ سنجری اور یعقوب صفار کا سجستان کے لئے آئے دن جھگڑا ہوتا رہتا تھا۔ چنانچہ جب یعقوب کا سجستان پر قبضہ ہو گیا اور اس کی فوجی حالت بھی قابل اطمینان ہوگئی تو عبداللہ سنجری محمد بن طاہر کے پاس خراساں چلا گیا۔ یعقوب نے اپنے بھاگے ہوئے حریف کو محمد بن طاہر سے مانگا مگر محمد بن طاہر نے دینے سے انکار کر دیا۔ اس بناء پر یعقوب نے خراساں پر چڑھائی کر دی اور دار الحکومت نیشاپور میں محمد بن طاہر کا محاصرہ کر لیا پھر مصالحت کرانے کی غرض سے فقہاء اور علماء نے آمد و رفت شروع کی۔ یہاں تک کہ دونوں حریفوں میں مصالحت ہوگئی اس کے بعد یعقوب نے محمد کو ملاقات کرنے کے لئے بلوایا مگر محمد نے بہانہ کر کے ٹال دیا۔ اس وجہ سے یعقوب کو اس کی طرف سے مخالفت کا خطرہ پیدا ہو گیا وہ اپنے کیمپ سے نکل کر نیشاپور کے قریب پہنچ گیا۔ محمد بن طاہر کے خاندان والے اور چچازاد نفرت وکشیدگی دور کرنے کے خیال سے یعقوب کے پاس آئے مگر یعقوب نے ان کا ذرا بھی لحاظ نہ کیا اور نیشاپور میں داخل ہو کر زبردستی قبضہ کر لیا اور اپنی جانب سے ایک گورنر مقرر کر دیا یہ واقعہ ۲۵۹ھ کا ہے۔

معتمد اور یعقوب:..... یعقوب نے نیشاپور کے قبضہ کے دن خلیفہ معتمد کی خدمت میں معذرت کی درخواست بھیجی کہ چونکہ محمد بن طاہر کے مزاج میں افراط و تفریط بہت ہوگئی تھی اور وہ کاروبار حکومت کو عمدہ طریقہ سے انجام نہیں دے پارہا تھا اس لئے اہل خراسان نے مجھ سے خراساں پر قبضہ کی درخواست کی اس کے علاوہ علویوں نے طبرستان پر قبضہ کر لیا تھا۔ خلیفہ معتمد نے لکھا کہ مجھے تمہاری اس حرکت پر بہت ناراضگی ہے بہر حال جو ہوا سو ہوا اب جتنے علاقے تمہارے قبضہ میں ہیں اسی پر اکتفاء کرو ورنہ مجھے اپنا مخالف سمجھ لو اور آئندہ تمہارے ساتھ مخالفت کا برتاؤ کیا جائے گا۔

نیشاپور پر قبضہ کی کیفیت:..... بعضوں نے نیشاپور پر یعقوب کے قبضہ کرنے کی کیفیت یوں بیان کی ہے کہ جب محمد بن طاہر سستی اور کاہلی کا شکار ہو گیا اس کے بعض عزیز واقارب نے یعقوب کو لکھ بھیجا کہ ابھی موقع اچھا ہے محمد بن طاہر کی قوت کمزور ہوگئی ہے آئیے اور نیشاپور پر قبضہ کر لیجئے۔ چنانچہ یعقوب نے محمد بن طاہر کو اس مضمون کا خط لکھا کہ میں اس طرف حسن بن زید سے جنگ کے لئے طبرستان آرہا ہوں اور مجھے اس کی خلیفہ نے ہدایت کی ہے اس لئے میں خراسان کے کسی گاؤں اور شہر سے کسی قسم کا تعرض نہیں کروں گا۔ اور درپردہ اپنے کمانڈروں کو اس کی نگرانی پر مقرر کر دیا۔ دوستانہ طور پر اس کو سستی اور کاہلی اور کمزوری پر تنبیہ بھی کی۔ پھر موقع پا کر اس کے خاندان والوں کو جو تقریباً ایک سو ساٹھ آدمی تھے گرفتار کر کے سجستان روانہ کر دیا۔ یہ واقعہ محمد بن طاہر کی گورنری کے گیارہویں سال کا ہے۔ قصہ مختصر یعقوب نے اس طرح خراسان لے لیا اور وہاں قابض ہو گیا اس کا حریف عبداللہ سنجری جو اس سے لڑائی جھگڑا کرتا تھا حسین بن زید (والی طبرستان) کے پاس چلا گیا۔ حسین بن زید نے طبرستان پر ۲۵۱ھ میں قبضہ کیا تھا۔ حسن نے عبداللہ کو اپنی پناہ میں لے لیا۔

طبرستان پر حملہ:..... یعقوب نے خبر پا کر ۲۶۰ھ میں طبرستان کی طرف قدم بڑھائے اور اس سے نبرد آزما ہوا۔ چنانچہ حسن کو شکست ہوگئی اور وہ بھاگ کر دیلم پہنچ گیا اور طبرستان کے پہاڑوں میں پناہ گزیں ہو گیا۔ یعقوب اس کامیابی کے بعد ساریہ اور آمد پر قبضہ کر کے سنجری کے تعاقب میں رے کی جانب لوٹ گیا اور عامل رے کو دھمکی کا خط لکھا عامل رے نے ڈر کر عبداللہ سنجری کو یعقوب کے پاس بھیج دیا اور یعقوب نے اس کو قتل کر ڈالا۔

فارس پر یعقوب کا قبضہ:..... آپ اوپر ۲۵۶ھ میں محمد بن واصل کے فارس پر قابض ہو جانے اور ۲۵۷ھ میں یعقوب کے اس پر چڑھائی کرنے اور پھر وہاں سے واپسی اور اس کے بدلے بلخ وطغارستان کی حکومت دیئے جانے کے واقعات پڑھ چکے ہیں اس کے بعد خلیفہ معتمد نے موسیٰ بن بغا کے دائرہ حکومت میں اہواز، بصرہ، بحرین، یمامہ اور ان صوبہ جات کے علاوہ جو اس کے قبضہ میں تھے فارس کو بھی داخل کر دیا چنانچہ موسیٰ نے اپنی طرف سے فارس کی حکومت پر عبدالرحمٰن بن مفلح کو مامور کیا اور اہواز جانے کا حکم دیا طاشتمر کو اس کی کمک واعانت کا حکم دیا۔

عبدالرحمٰن بن مفلح اور محمد بن واصل:..... چنانچہ عبدالرحمٰن اور محمد بن واصل کی مقام رامہرمز میں جنگ شروع ہوگئی۔ محمد بن واصل نے عبدالرحمٰن کو شکست دے کر گرفتار کر لیا اور جب خلیفہ نے اس کی رہائی کی سفارش کی تو محمد بن واصل نے اس کو قتل کر دیا اور یہ لکھ کر بھیجا کہ وہ اپنی موت سے مر گیا۔

اس واقعہ کے بعد محمد بن واصل جنگ کے ارادے سے موسیٰ بن بغا واسط کی طرف روانہ ہوا اور اہواز کی حکومت پر اپنی جگہ ابوانساج کو مقرر کیا اور زنج سے جنگ لڑنے کی ہدایت وتاکید کی۔

اہواز کی تباہی اور موسیٰ کا استعفیٰ: ...... چنانچہ اس نے اپنے داماد عبدالرحمٰن کو اس مہم پر روانہ کر دیا چنانچہ علی بن ابان کی سپہ سالار زنج سے مڈبھیڑ ہوئی میدان علی بن ابان کے ہاتھ رہا اور عبدالرحمٰن مارا گیا زنج نے اہواز پر قبضہ کرلیا اور دل کھول کر اس کو تباہ و برباد کیا اور ابراہیم بن سیما کو اس کا والی بنالیا۔ محمد بن واصل نے یہ خبر سن کر ابراہیم بن سیما سے جنگ کرنے کے لئے اہواز کی طرف پیش قدمی کی۔ موسیٰ بن بغا نے اس بات کو محسوس کر کے صوبوں کے سرحدی شہروں میں شر اور بغاوت کا آغاز ہو چکا ہے گورنری سے استعفیٰ دیدیا۔ جس کو خلیفہ معتمد نے منظور فرمالیا۔

یعقوب صفار کا فارس پر قبضہ: ...... آہستہ آہستہ ان واقعات کی خبریں یعقوب صفار تک پہنچیں تو اس کے دل میں فارس پر قبضہ کرنے کی لالچ پیدا ہوئی فوراً سامان جنگ اور سفر کی تیاری کر کے سجستان سے فارس کی طرف روانہ ہوا۔ محمد بن واصل یہ خبر پا کر اہواز کے ارادے کو ملتوی کر کے یعقوب کی طرف لوٹ گیا اور ابراہیم بن سیما کی جنگ کو فی الحال ملتوی کر کے نہایت تیزی سے مسافت طے کر کے یعقوب بن صفار پر دفعتاً حملہ کرنے کے لئے یعقوب کے لشکر گاہ کے قریب پہنچ گیا مگر یعقوب صفار کو اس کا احساس ہو گیا اور نیز یہ بھی معلوم ہو گیا کہ ابن واصل کے لشکر کو روزانہ سفر کی وجہ سے بہت تکان ہے سفر کی تنگی اور شدت تشنگی سے جاں بلب ہو رہا ہے چنانچہ یعقوب صفار نے اپنے لشکر کو تیاری کا حکم دے دیا اور تلوار ہاتھ میں لے کر ابن واصل کے لشکر میں داخل ہو گیا مگر ابن واصل کا لشکر بغیر جنگ وجدال بھاگ کھڑا ہوا چنانچہ یعقوب کے لشکریوں نے ابن واصل کے لشکر گاہ کو لوٹ لیا۔ جتنا مال واسباب واصل کے لشکر نے عبدالرحمٰن بن مفلح کے لشکر سے حاصل کیا تھا اس کو اور زائد مال واسباب کو یعقوب کے لشکریوں نے ابن واصل کے لشکر سے حاصل کیا شہر فارس پر یعقوب کا قبضہ ہو گیا۔ اپنی طرف سے کام کرنے والے مقرر کئے ذمیوں کو تو بوجہ اس کے کہ انہوں نے ابن واصل کی مدد کی تھی سزائیں دیں باقی رہ گیا اہواز اس پر قبضہ کرنے کی لالچ پیدا ہوگئی۔

جنگ صفار وموفق: ...... جس وقت یعقوب صفار نے خراساں کو ابن طاہر کے قبضہ سے اور فارس کو ابن واصل کے ہاتھ سے نکال لیا حالانکہ معتمد نے یعقوب کو اس کام سے منع کیا تھا مگر یعقوب نے خیال نہ کیا۔ خلیفہ معتمد کو اس سے غصہ پیدا ہوا۔ صاف طور پر کہہ دیا کہ میں نے نہ تو اس کو حکومت کی سند دی ہے اور اس نے جو کچھ کیا ہے میری اجازت اور حکم سے نہیں کیا ہے خراسان طبرستان اور رے کے حاجیوں کو بلا کر اس مضمون سے ان کو مخاطب کیا اور یعقوب کے اس کام سے اپنی ناراضگی ظاہر کی۔

یعقوب کی اہواز روانگی: ...... آپ اوپر پڑھ چکے ہیں کہ یعقوب صفار کو قبضہ اہواز کی لالچ پیدا ہوئی تھی۔ چنانچہ اس کو حاصل کرنے کے خیال سے یعقوب نے ۲۶۲ھ میں فارس سے اہواز کی طرف قدم بڑھایا ...... ❶ اس کے ساتھیوں کو جو معرکہ خراساں میں گرفتار ہو گئے تھے آزاد کر دیا۔

یعقوب نے اپنے حاجب (لارڈ چمبرلس) درہم کو طبرستان، خراساں، جرجان، رے اور فارس کی گورنری اور بغداد کے دارالحکومت کی سرداری اور پولیس کا عہدہ حاصل کرنے کے لئے بغداد بھیجا چنانچہ خلیفہ معتمد نے بظاہر ان تمام صوبوں کی گورنری دے دی۔ سجستان اور کرمان کی حکومت کو بھی اس کی گورنری میں شامل کر دیا اور حاجب مذکور کے ساتھ عمرو ❷ بن سیما کو یعقوب کے پاس روانہ کیا اور یہ تاکید کی کہ جس طرح سے ممکن ہو دارالخلافت میں آ کر مابدولت ❸ واقبال کے دست بوسی کا شرف حاصل کرو۔

---

❶ ...... یہاں اصل کتاب میں جگہ خالی ہے۔ (مترجم) جبکہ ہمارے پاس موجود جدید عربی ایڈیشن (جلد نمبر ۴ صفحہ ۳۲۸) پر ایسی کوئی علامت نہیں ہے جس سے معلوم ہو کہ یہاں کچھ لکھنے سے رہ گیا۔ ❷ ...... ابن اثیر کی (تاریخ الکامل جلد نمبر ۴ صفحہ ۴۶۴) پر عمرو کے بجائے عمرو بن سیما تحریر ہے۔ ❸ ...... اس حکم میں اس بات کا واضح اعلان تھا کہ یعقوب اپنی طاقت وقوت کے بل بوتے پر کہاں تک جا پہنچا ہے اور اسی خطرے کے پیش نظر خلافت عباسیہ کی مستند حکومت بل کر رہ گئی تھی باوجود اس کے کہ یعقوب صفار نہ صرف خلافت عباسیہ کا قائل تھا بلکہ اُسے تسلیم کرتا تھا کسی خوف وخطرہ کی وجہ سے نہیں بلکہ اسی لئے کہ خلیفہ ایک دینی علامت بن چکا تھا اور ایسے لالچی حکمرانوں میں اتنی طاقت نہ تھی کہ کوئی ایسا بڑا انقلاب برپا کرتے جس سے خلافت عباسیہ کی بقاء خطرے میں پڑ جاتی۔

یعقوب کا استقبال:...... چنانچہ تھوڑے دنوں کے بعد حاجب مذکور عمرو بن سیما کے ساتھ یعقوب کے پاس پہنچا اور خلافت کا پیغام سنایا یعقوب نے اسی وقت لشکر مکرم سے کوچ کر دیا اور ابوالساج یہ خبر سن کر اہواز سے ملنے آیا۔ چنانچہ یعقوب نے نہایت احترام سے اس سے ملاقات کی۔ انعامات دیئے اور بغداد کی طرف روانہ ہوگیا۔ ادھر سے خلیفہ معتمد نے دارالخلافت بغداد سے کوچ کر کے مقام زعفرانیہ میں پڑاؤ کیا چنانچہ مسرور بلخی بھی جنگ زنج سے واپس ہو کر اسی مقام پر خلیفہ مآب کی خدمت میں آ کر حاضر ہوا۔

یعقوب صفار واسط پہنچا اور اس پر قابض ہوگیا پھر دیر کی طرف کوچ کیا۔ چنانچہ خلیفہ معتمد کو اس کی خبر ملی تو آگ بگولا ہوگیا اپنے بھائی موفق کو طلب کر کے یعقوب سے جنگ کرنے کے لئے کہا۔ چنانچہ موفق فوج تیار کر کے یعقوب کی طرف بڑھا اور اس کے دائیں جانب موسیٰ بن بغا تھا اور بائیں جانب مسرور بلخی۔ پندرہ رجب کو دونوں کی جنگ ہوئی۔ موفق کا دائیں جانب والا شکست کھا کر بھاگا ابراہیم بن سیما وغیرہ کمانڈران لشکر کام آئے موفق نے اپنی فوج کو دوبارہ مرتب کر کے پھر حملہ کیا اور نہایت سختی سے لڑائی شروع کی ابھی فریقین کی جنگ کا کوئی آخری فیصلہ نہیں ہوا تھا کہ محمد بن اوس اور درانی ایک تازہ دم فوج لئے ہوئے خلیفہ مآب کی طرف سے آ پہنچے چنانچہ یعقوب صفار کے ساتھیوں کے پاؤں پھسل گئے مکمل بے سروسامانی سے شکست کھا کر بھاگ کھڑے ❶ ہوئے فتح مند گروہ نے پیچھا کیا اور یعقوب کے لشکر گاہ کو لوٹ لیا۔ چنانچہ دس ہزار کے قریب مویشی گھوڑے اور خچر ہاتھ آئے مال واسباب اتنا ملا کہ جس کا لے جانا دشوار تھا مشک کے سینکڑوں نافے ہاتھ لگے محمد بن طاہر کو جس زمانہ میں یعقوب نے خراسان پر قبضہ کیا تھا قید میں کیا تھا اس نے بھی اسی دن قید سے نجات پائی اور موفق کی خدمت میں حاضر ہوا۔ موفق نے اس کو خلعت دی اور دارالخلافت بغداد کی پولیس کی سرداری عنایت کی۔

یعقوب کا فرار:...... یعقوب صفار اس معرکہ سے اپنی جان بچا کر خوزستان کی طرف گیا۔ جندیسا بور میں جا کر مقیم ہوا اور سردار زنج (علوی مصری) نے واپس آنے کا کہا اور ہمدردی واعانت کا وعدہ کیا۔ یعقوب نے اس کو جواب میں قل یاایھا الکافرون لا اعبد ماتعبدون تا آخر سورہ لکھ بھیجی۔

یعقوب صفار اور محمد بن واصل:...... اس سے پہلے جوں ہی یعقوب صفار نے فارس سے کوچ کیا تھا محمد بن واصل نے پہنچ کر قبضہ کر لیا چنانچہ خلیفہ مآب نے سند حکومت لکھ بھیجی۔ یعقوب صفار کو اس کی اطلاع ہوئی تو اس نے ایک بڑی فوج کی سرداری عمر بن سری جو کہ اس کے کمانڈروں میں سے ایک نامور اور تجربہ کار شخص تھا روانہ کیا چنانچہ اس نے اس کو فارس سے نکال دیا اور اہواز کی حکومت محمد بن عبیداللہ ہزار مرد کردی کے سپرد کی۔

موفق کی بغداد واپسی:...... ان واقعات کے بعد خلیفہ معتمد نے سامرا کی طرف اور موفق نے واسط کی طرف واپسی کی (موفق نے یعقوب صفار کے تعاقب کا پکا ارادہ کر لیا تھا مگر بیماری نے اس کے اس ارادے کو پورا نہ ہونے دیا مجبوراً بغداد کے دارالخلافت کی طرف واپس ہوا اور مسرور بلخی بھی اس کے ساتھ تھا تو پھر موفق نے اس کو تمام وہ جاگیرات اور مکانات اور حشم وخدم جو کہ ابوالساج کے تھے عنایت فرمائے محمد بن طاہر بھی اس کے ساتھ بغداد میں آیا اور بغداد پولیس کی افسری کی خدمت کو انجام دینے لگا۔

خجستانی کی بغاوت:...... محمد بن طاہر کے خیر خواہوں اور کمانڈروں میں سے احمد ❷ بن عبداللہ خجستانی ایک شخص ❸ جو مضافات جبال ہرات اور بادغیش میں سے ہے۔ پس جب یعقوب صفار نیشا پور اور خراسان پر قابض ہوا تو احمد مذکور صفار کے بھائی علی بن لیث کے پاس چلا آیا چنانچہ اس کے ذریعے سے یعقوب صفار تک اس کی رسائی ہوگئی۔

---

❶...... مسعودی نے اپنی کتاب مروج الذھب (جلد نمبر ۴ صفحہ ۲۲۹) یعقوب بن اللیث الصفار کی شکست کے اسباب بیان کرتے ہوئے کہا ہے کہ "صفار نے سیب کے نام سے ایک نہر جاری کی جس کا پانی صحرا میں پھیل گیا چنانچہ صفار کے دشمنوں کو ایک حیلہ سوجھا کہ سعید حاجب کا آزاد کردہ غلام نصیر دیلمی جو اپنی بچی کچھی قوت لے کر بطن دجلہ میں مقیم تھا اچانک صفار کے لشکر کے پیچھے سے حملہ آور ہو اس سے صفار کے لشکر میں ھل چل پھیل جائے گی کیونکہ ایک طرف پانی اور دوسری طرف نصیر دیلمی کا لشکر ہوگا۔ چنانچہ یہی ہوا اور صفار کو شکست ہوگئی۔ ❷...... ابن اثیر کی (تاریخ الکامل جلد نمبر ۴ صفحہ ۴۶۸) کے مطابق پورا نام اس طرح ہے احمد بن عبداللہ الخجستانی من خجستان۔ ❸...... اصل نسخہ میں یہاں کچھ نہیں لکھا۔ (مترجم) ہمارے پاس موجود تاریخ ابن خلدون کے جدید عربی ایڈیشن (جلد نمبر ۴ صفحہ ۳۲۹) پر بھی اس بات کی وضاحت ہے کہ یہاں کچھ لکھنے سے رہ گیا تھا جس کو (تاریخ الکامل جلد نمبر ۴ صفحہ ۴۶۸) سے پر کیا گیا ہے۔ یعنی "خجستان کا حاکم تھا"

ابراہیم بن شرکب: ......شرکب جمال ۲۵۹ھ میں مرو اور اس کے اطراف وجوانب پر حاکم ہوگیا تھا اس کے تین بیٹے تھے یعنی ابراہیم، ابوحفص، یعمر اور ابوطلعہ منصور اور ابراہیم سب سے بڑا تھا۔ چونکہ ابراہیم نے مقام جرجان زمانہ جنگ حسن بن زید میں بہت بڑے نمایاں کام کئے تھے اس وجہ سے یعقوب صفار نے ابراہیم کو اپنی خدمت میں بلالیا۔ احمد خجستانی حسد کی آگ میں جلنے لگا، چنانچہ ابراہیم کو احمد نے یہ فقرہ دیا کہ یعقوب صفار کو تم سے دشمنی ہے دھوکہ دیکر تم کو اس نے طلب کیا ہے کسی دن موقع پاکر تمہارا کام تمام کردے گا۔ مناسب یہ ہے کہ آ ؤ ہم اور تم چھپ کر یعمر تمہارے بھائی کے پاس بھاگ چلیں۔ یعمر اس وقت بلخ کے کسی شہر کا محاصرہ کئے ہوئے تھا۔ چنانچہ ابراہیم احمد کے مشورہ کے مطابق چھپ کر گیا اور مقام موعود پہنچ کر تھوڑی دیر تک احمد کا انتظار کرتا رہا جب احمد نہ آیا تو ابراہیم نے مجبوراً سرخس کا راستہ لیا۔

عمرو بن لیث: ......پھر جب یعقوب صفار نے ۲۶۱ھ میں سجستان کی طرف واپسی کا ارادہ کیا تو اپنے بھائی عمرو بن لیث کو ہرات کی گورنری عطا کی اس نے اپنی طرف سے طاہر بن حفص باذغیسی اپنا نائب مقرر کیا۔ احمد خجستانی حیلہ بازی کرکے صفار کے ساتھ نہ گیا، علی کے پاس آیا اور اس کو یہ جھانسہ دیا کہ آپ اپنے بھائی سے اجازت حاصل کرکے مجھے خراسان بھیج دیجئے میں وہاں پر آپ کے حقوق کی نگرانی اور آپ کی جاگیروں کا انتظام سنبھالتا رہوں گا۔ چنانچہ علی نے اپنے بھائی صفار سے اجازت طلب کی تو صفار نے اجازت دیدی۔ الغرض احمد خراسان پہنچ کر رہنے لگا پھر جیسے ہی صفار خراسان سے روانہ ہوا احمد خجستانی نے فوجیں حاصل کرکے پہلے علی بن لیث پر اپنا ہاتھ صاف کیا چنانچہ ۲۶۱ھ میں یلغار کرکے علی کو شہر سے نکال دیا اور خود قابض ہوگیا اور بنو طاہر کی حکومت کا سکہ دوبارہ چلا دیا پھر ۲۶۲ھ میں نیشاپور کو اپنے دائرہ حکومت میں داخل کرلیا۔ رافع بن ہرثمہ کو جو کہ بنو طاہر کا مشہور کمانڈر تھا طلب کرکے اپنے لشکر کا کمانڈر انچیف مقرر کردیا اور ہرات پر قبضہ کے لئے قدم بڑھائے چنانچہ طاہر بن حفص سے چھین کر طاہر کو مار ڈالا اور اس کے بعد یعمر بن شرکب کی زندگی کا بھی خاتمہ کرکے پورے خراسان پر قابض ہوگیا اور یعقوب بن لیث کی حکومت کو نیست ونابود کردیا۔

خراسان میں بغاوت اور حسن بن زید کی کامیابی: ......ان واقعات کے بعد حسن بن طاہر (برادر محمد) اپنی حکومت کا سکہ جمانے، اصفہان پہنچا مگر والی اصفہان نے اس سے انکار کیا لیکن ابوطلعہ بن شرکب نے نیشاپور میں اس کی حکومت کو تسلیم کرلیا اس پر خجستانی بگڑ گیا اور خراسان میں آتش بغاوت بھڑک اٹھی۔ حسن بن زید نے یہ خبر سن کر حملہ کردیا چنانچہ اہل خراسان مقابلہ پر آئے اور اسے شکست دیدی۔ پھر دوبارہ نیشاپور کو عمرو بن لیث سے چھین لیا اور محمد بن طاہر کا خطبہ بند کرکے خلیفہ معتمد کے نام کا خطبہ پڑھا اور خلیفہ کے نام کے بعد اپنا نام شامل کردیا جیسا کہ خجستانی کے حالات میں یہ واقعہ تفصیل سے بیان کیا گیا ہے۔

صفار کا اہواز پر قبضہ: ......خراسان کے بعد فارس پر صفار کے قبضہ کرنے کا حال آپ اوپر پڑھ چکے ہیں چنانچہ صفار فارس پر قبضہ کے بعد لشکر تیار کرکے اہواز کی جانب بڑھا۔ اہواز کی حکومت پر ان دنوں احمد بن سوقہ سپہ سالار مسرور بلخی فائز تھا مگر کسی ضرورت سے تشتر گیا ہوا تھا یعقوب کی آمد کی خبر سن کر تشتر سے روانہ ہوا اور یعقوب صفار جندیسابور میں قیام پذیر ہوگئے۔ شاہی لشکر یعقوب اس کے خوف سے اس کے اطراف سے بھاگ نکلا۔ یعقوب نے خضر بن عین ❶ کو اہواز فتح کرنے کے لئے روانہ کیا اتفاق سے انہیں دنوں علی بن ابان اور زنج اہواز کا محاصرہ کئے ہوئے تھے خضر کی آمد کی خبر سن کر اہواز سے نہر سدرہ کی طرف ہٹ گئے۔ چنانچہ خضر نے اہواز میں داخل ہوکر قبضہ کرلیا اور صفار کے علم حکومت کے تحت اہواز پر قابض ہوگیا اس کے لشکر سپاہی اور زنج کی فوج کا آپس میں جھگڑا رہا کرتا تھا ایک دن زنج نے موقع پاکر خضر کے لشکر پر حملہ کردیا چنانچہ خضر شکست کھا کر لشکر گاہ مکرم چلا گیا پھر علی بن آبان اہواز آیا اور جتنا ان کا مال واسباب اہواز میں ❷ تھا سب کا سب نکال کر نہر سدرہ کی طرف لوٹ آیا یعقوب نے خضر کی کمک پر فوجیں روانہ کیں اور اسے جنگ زنج کی ممانعت اور اہواز میں رکنے کی ہدایت کی چنانچہ خضر نے زنج سے صلح کرلی اور اہواز کو ہر قسم کے غلہ سے بھر کر وہیں قیام پذیر ہوگیا۔

---

❶ ......ابن اثیر کی (تاریخ الکامل جلد نمبر ۴ صفحہ ۴۷) کے مطابق اس کا نام الخضر بن العنبر تھا جبکہ (تاریخ طبری) کے مطابق اس کا نام الحصن بن العنبر تھا۔ ❷ ......تاریخ طبری میں ہے ''حتی استباح ما کان فیھا'' یعنی اھواز میں جو مال واسباب تھا اس کو اپنے لئے مباح (یعنی جائز اور حلال) سمجھنا (عبارت الگ ہے معنی ایک ہی ہے۔

صفار کی وفات اور اس کے بھائی عمر کی حکومت: ...... ماہ شوال ۲۶۵ھ میں یعقوب ❶ صفار کی وفات ہوگئی۔ اس نے زنج کو فتح کر کے اس کے بادشاہ کو مار ڈالا تھا۔ اہلیان زنج نے اس کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا۔ یہ بہت بڑی وسیع سلطنت تھی زابلستان یعنی غزنہ اور اس سارے صوبوں کو بھی اس نے فتح کیا۔ خلیفہ معتمد نے اسے ملانے کے لئے سجستان اور سندھ کی حکومت عطا کی اس کے بعد کرمان، خراسان اور فارس پر قابض ہو گیا تھا خلیفہ معتمد نے ان سارے صوبوں کی حکومت کی سند بھی بھیج دی تھی، چنانچہ جب یہ مر گیا تو اس کی جگہ اس کا بھائی عمر بن لیث حکومت پر فائز ہوا۔ خلیفہ معتمد کی خدمت میں اظہار اطاعت کے لئے خط بھیجا۔ چنانچہ موفق نے اپنے بھائی کی طرف سے خراسان، اصفہان، سجستان، سندھ، کرمان کی گورنری اور بغداد کی پولیس افسری کا فرمان لکھ کر بھیج دیا اور ایک نہایت قیمتی خلعت بھی روانہ کی۔ عمرو بن لیث نے اپنی جانب سے بغداد کی پولیس افسری اور سرمن رائے کی حکومت عبیداللہ بن عبداللہ طاہر کو اور اصفہان کی گورنری احمد بن عبدالعزیز بن ابی دلف کو اور مکہ وحرمین کے راستے پر محمد بن ابی الساج کو مامور کیا۔

روانگی عمر بن لیث برائے جنگ خجستانی: ...... خجستانی کے نیشاپور پر ۲۶۲ھ میں بنو طاہر کے علم حکومت کے زیر اقتدار قبضہ کرنے کے حالات تحریر کئے گئے۔ چنانچہ جب یعقوب صفار کا انتقال ہوا تو عمرو بن لیث نے ۲۶۵ھ میں خراسان کی طرف روانہ ہوا اور ہرات پر قابض ہو گیا۔ ان دنوں خجستانی نیشاپور میں تھا وہ یہ خبر پا کر مقابلہ پر آیا۔ جنگیں ہوئیں بالآخر شکست کھا کر ہرات واپس چلا گیا چونکہ عمرو بن لیث خلیفہ کے علم حکومت کی اطاعت کا اظہار کرتا تھا اس لئے فقہاء نیشاپور عمرو بن لیث کی متابعت کرتے تھے۔ خجستانی نے اس بات کا احساس کر کے ان لوگوں کے درمیان جھگڑا ڈال دیا اور ایک کو دوسرے سے لڑا کر خود ان کی فکر سے فارغ ہو کر بیٹھ گیا۔ اس کے بعد ۲۶۷ھ میں ہرات پر حملہ کر دیا اور عمرو بن لیث کا محاصرہ کر لیا مگر کامیاب نہ ہوسکا۔ لہٰذا محاصرہ اٹھا کر سجستان چلا گیا۔ اس کی غیر حاضری میں اہل نیشاپور اس کے نائب کی مخالفت پر اُٹھ کھڑے ہوئے۔ عمر بن لیث نے اپنی فوجیں نیشاپور والوں کی کمک پر بھیجیں پس چنانچہ اہل نیشاپور کے نائب کو گرفتار کر لیا اور خود حکمرانی کرنے لگے۔ خجستانی یہ خبر پا کر سجستان سے لوٹا اور اپنے سارے مخالفوں کو نیشاپور سے نکال کر اس پر قبضہ کر لیا۔

خجستانی کا قتل: ...... ابو منصور طلحہ بن شرکب ان دنوں ابن طاہر کی طرف سے بلخ کا محاصرہ کئے ہوئے تھا۔ عمرو بن لیث نے خط وکتابت کر کے اسے اپنے پاس بلا لیا اور بہت سا مال و زر دے کر خراسان پر اپنا نائب مقرر کر کے سجستان واپس چلا گیا۔ ابو طلحہ اس وقت سے خراسان ہی میں ٹھہرا ہوا خجستانی سے لڑتا رہا یہاں تک کہ ۲۶۸ھ میں خجستانی کو اس کے کسی خادم نے قتل کر ڈالا جیسا کہ اس کے حالات میں واضح تحریر کیا گیا۔

رافع بن ہرثمہ: ...... رافع بن ہرثمہ بنو طاہر کا نامور سپہ سالار اور خراسان کا گورنر تھا پس چنانچہ جب یعقوب نے خراسان پر بالاستقلال قبضہ کر لیا تو کسی وجہ سے رافع اس سے ناراض ہو کر چلا گیا اور اپنے مکان پر مقام تامین مضافات بادغیس میں رہنے لگا۔ خجستانی کے مارے جانے کے بعد خجستانی کے لشکر نے متفق ہو کر رافع کو اپنا امیر بنا لیا یہ اس وقت ہرات میں مقیم تھا۔

نیشاپور کا محاصرہ: ...... چنانچہ رافع نے خجستانی کی فوج کی امارت قبول کر لی اور ابو طلحہ بن شرکب کے محاصرے کے لئے جو کہ جرجان سے نیشاپور کے محاصرہ کو گیا ہوا تھا ہرات سے روانہ ہو گیا اور پہنچتے ہی نیشاپور کا چاروں طرف سے محاصرہ کر لیا۔ رسد وغلہ کی آمد بند کر دی۔ ابو طلحہ حکمت عملی سے محاصرہ سے نکل کر مرو چلا گیا اور مرو اور ہرات میں محمد بن طاہر کے نام کا خطبہ پڑھنے لگا اور اپنی جانب سے ہرات کی حکومت پر محمد بن مہتدی کو متعین کر دیا۔ عمرو بن لیث نے یہ خبر سن کر حملہ کر دیا اور اسے مغلوب کر کے اپنی جانب سے محمد بن سہیل بن ہاشم کو مقرر کر کے واپس آ گیا۔ ابو طلحہ نے اسماعیل بن سامانی سے امداد کی درخواست کی چنانچہ اسماعیل نے نہایت مستعدی سے فوجیں تیار کیں اور ان کو اپنے ساتھ لے کر ابو طلحہ کی کمک کے لئے مرو روانہ ہو گیا اور محمد بن سہیل کو مرو سے نکال کر خود قابض ہو گیا اور اس خوف سے کہ کہیں پھر مجھے کسی مصیبت کا سامنا نہیں کرنا پڑے، عمرو بن لیث کے نام کا

❶ ...... یعقوب صفار نے نویں شوال ۲۶۵ ہجری کو بعارضہ قولنج مقام لشکر گاہ نیشاپور انتقال کیا۔ اطباء نے حقنہ لگوانے کی رائے دی تھی۔ مگر اس نے اس عمل پر موت کو ترجیح دی۔ نہایت عقل مند اپنے ارادوں میں مستقل اور امور سیاست سے واقف تھا، تاریخ ابن اثیر ج ۷ ص ۱۲۹ مطبوعہ مصر (مترجم) یہی بات تاریخ ابن اثیر جدید میں (جلد نمبر ۴ صفحہ ۳۸۶) پر تحریر ہے جبکہ تاریخ ابی الفراء (جلد نمبر ۲ صفحہ ۵۲) کے مطابق صفار کی وفات ۱۹ شوال کو ہوئی اور مسعودی کی مروج الذہب (جلد نمبر ۴ صفحہ ۲۲۹) کے مطابق ماہ شوال ختم ہونے میں سات دن باقی تھے تو صفار کی وفات ہوئی یعنی ۲۲ یا ۲۳ شوال کو ہوئی۔

خطبہ پڑھنا شروع کر دیا۔ یہ واقعہ ماہ شعبان ۲۷۱ھ کا ہے۔

خراسان پر رافع کی تقرری:...... ان واقعات کے بعد خلیفہ معتمد نے عمرو بن لیث کو پورے خراسان کی حکومت سے معزول کر دیا۔ موفق نے محمد بن طاہر کو حکومت عطا کی یہ ان دنوں بغداد ہی میں مقیم تھا چنانچہ محمد نے اپنی جانب سے خراسان پر رافع بن ہرثمہ کو متعین کیا اور نصر بن محمد بن احمد سامانی کو حکومت ماوراء النہر پر بحال رکھا۔

ابوطلحہ کے ساتھ جنگ:...... رافع سند حکومت حاصل کر کے ہرات کی طرف روانہ ہوا اور اسماعیل بن احمد سے ابوطلحہ کے خلاف امداد کی درخواست کی چنانچہ چار ہزار فوج لے کر رافع کی کمک پر آیا رافع نے مزید احتیاط کے خیال سے علی بن حسین مرورودی کو بھی اس فوج کی سمیت بلا لیا تھا۔ چنانچہ یہ سب کے سب ابوطلحہ کی طرف بڑھے ابوطلحہ اس وقت مرو میں مقیم تھا فریقین میں گھمسان کی لڑائی ہوئی بالآخر ان لوگوں نے اسے پسپا کر دیا۔ ابوطلحہ شکست کھا کر ہرات چلا گیا۔ اسماعیل واپس خوارزم آ گیا اور خراج وصول کر کے نیشاپور واپس چلا گیا۔ یہ واقعات ۲۷۲ھ کے ہیں

جنگ عمرو بن لیث باعسا کر معتمد و موفق:...... خلیفہ معتمد نے عمرو بن لیث کو حکومت خراسان سے معزول کرنے کے بعد حکم دیا کہ عمرو بن لیث کے نام پر منبروں پر لعن کیا جائے۔ خراسان کے حاجیوں کو بھی اس کی اطلاع کر دی گئی۔ محمد بن طاہر کو اس کے سارے صوبوں کی سند حکومت دے دی گئی۔ پس چنانچہ محمد نے اپنی جانب سے رافع کو متعین کیا اس کے بعد خلیفہ معتمد نے احمد بن عبدالعزیز بن ابی دلف کو اصفہان و رے کی گورنری سے عمرو بن لیث کی معزولی کی اطلاع دی اور ۲۷۱ھ میں ایک بڑی فوج اس کی سرکوبی کے لئے روانہ کی عمرو بن لیث یہ خبر سن کر پندرہ ہزار کا لشکر لے کر مقابلہ پر آیا۔ شاہی فوج کے ساتھ احمد بن ابی دلف بھی تھا۔ چنانچہ سخت وخونریز جنگ کے بعد عمرو بن لیث کو شکست ہوگئی اور اس کی پوری لشکر گاہ کو لوٹ لیا گیا اور اسے اصفہان اور رے، کی حدود سے نکال دیا گیا۔

فارس پر موفق کا قبضہ:...... جن دنوں خلیفہ معتمد نے عمرو بن لیث کی معزولی کا حکم صادر کیا تھا اسی زمانہ میں اس پر لعن کرنے کا بھی اشارہ کیا تھا اور صاعد بن مخلد کو افواج شاہی کی کمان دے کر فارس کی طرف اس کی سرکوبی اور اخراج کے لئے بھیجا تھا۔ صاعد نے نہایت مستعدی سے اس حکم کی تعمیل کی مگر کامیاب نہ ہوسکا چنانچہ ۲۷۲ھ میں بے نیل و مرام واپس آیا۔ پھر ۲۷۴ھ میں موفق نے عمرو بن لیث سے جنگ کے لئے فارس کی طرف کوچ کیا۔ عمرو بن لیث نے یہ خبر پا کر اپنے سپہ سالار عباس بن اسحاق کو شیراز کی طرف اور اپنے بیٹے محمد بن عمرو کو ارجان کی جانب روانہ کیا۔ اپنے مقدمۃ الجیش (ہراول) پر ابوطلحہ بن شرکب سپہ سالار لشکر کو رکھا۔ مگر ابوطلحہ نے آئندہ خطرے کے پیش نظر موفق سے امن حاصل کر لیا۔ جس سے عمرو بن لیث کا دایاں بازو ٹوٹ گیا اور عمرو بن لیث مجبوراً جنگ سے رک گیا۔ موفق نے شیراز کی طرف قدم بڑھایا اور ابوطلحہ کو حکمت عملی سے گرفتار کر لیا۔ فارس کے سارے صوبے موفق کے قبضہ میں آ گئے۔

عمرو بن لیث کی کرمان روانگی:...... عمرو بن لیث نے کرمان کا راستہ لیا۔ موفق نے تعاقب کیا چنانچہ عمرو بن لیث نے سجستان میں جا کر پناہ لے لی۔ یہاں پر اس کے بیٹے محمد بن عمرو کا انتقال ہو گیا۔ اہل کرمان و سجستان کی پشت گرمی سے عمرو بن لیث موفق کے مقابلہ پر اڑا رہا اور جب موفق نے کامیابی کی صورت نہ دیکھی تو دارالخلافت بغداد واپس چلا گیا۔ عمرو بن لیث نے مشکوک ہو کر اپنے بھائی علی اور اس کے بیٹے معدل کو دھوکے سے گرفتار کر کے کرمان کی جیل میں ڈال دیا مگر کچھ عرصے بعد یہ لوگ موقع پا کر جیل سے نکل کر بھاگ گئے اور رافع بن لیث کے پاس چلے گئے یہ وہ زمانہ تھا کہ اس نے طبرستان و جرجان کو محمد بن زید علوی سے ۲۷۷ھ میں چھینا تھا۔ چنانچہ یہ لوگ اس کے پاس ٹھہرے رہے۔ علی بن لیث کا وہیں انتقال ہو گیا اور اس کے دونوں لڑکے رافع بن لیث کے یہاں مقیم رہے۔

عمرو کا تقرر:...... پھر تھوڑے دنوں کے بعد خلیفہ معتمد عمرو بن لیث سے راضی ہو گیا۔ دارالخلافت بغداد کی پولیس کا اعلیٰ عہدہ مرحمت فرمایا۔ پھر جھنڈوں اور ڈھالوں پر اس کا نام لکھے جانے کا ۲۷۶ھ میں حکم دیا۔ عمرو بن لیث نے اپنی جانب سے بغداد کی پولیس کے عہدے پر عبیداللہ بن عبداللہ بن طاہر کو اپنا نائب مقرر کیا۔ پھر ایک سال کے بعد خلیفہ کو عمرو بن لیث سے ناراضگی پیدا ہوگئی اور اس کے نام کو جھنڈوں سے مٹا دیا۔

عمرو بن لیث کی دوبارہ گورنری خراسان وقتل رافع بن لیث: ...... چونکہ رافع بن ہرثمہ نے خلیفہ معتمد کی مرضی کے خلاف حکم صادر کرنے کے باوجود سلطانی جاگیروں کو خالی نہ کیا تھا اس لئے خلیفہ کو ناراضگی پیدا ہوگئی چنانچہ خلیفہ نے احمد بن عبدالعزیز بن ابی دلف کے نام فرمان جاری فرمایا کہ رافع کو رے سے نکال دو اور عمرو بن لیث کے پاس خراسان کی سند گورنری لکھ کر بھیج دی۔ خلیفہ کے حکم کے مطابق احمد بن عبدالعزیز نے ۲۸۰ھ میں جنگ لڑی دونوں کے بھائیوں عمرو بکر بن عبدالعزیز نے صف سے نکل کر مقابلہ کیا۔ مگر رافع نے ان کو شکست دے کر اصفہان کی طرف پسپا کر دیا اور خود اس سال کے آخر تک رے میں مقیم رہا اس کے بعد ۲۸۱ھ میں اصفہان کی جانب قدم بڑھایا اور اس پر قابض ہو کر جرجان واپس لوٹ گیا۔

رافع اور محمد کی صلح: ...... اس دوران عمرو بن لیث نے اپنے لشکر سمیت خراسان پہنچ کر گورنری کا چارج لیا۔ چنانچہ رافع بن ہرثمہ مجبوراً محمد بن زید سے صلح کرنے پر مائل ہوگیا۔ محمد بن زید نے طبرستان کی واپسی کی شرط پر مصالحت کر لی ۲۸۲ھ میں طبرستان کی مساجد میں اس کے نام کا خطبہ پڑھا گیا اسی بناء پر اس نے چار ہزار دیلمی جوانوں کے ذریعے رافع کی امداد کی۔ چنانچہ رافع ۲۸۳ھ میں طبرستان سے نیشاپور کی طرف بڑھا۔ چنانچہ عمرو بن لیث سے مڈبھیڑ ہوگئی۔

رافع اور عمرو کی جنگ: ...... رافع نے اس کو شکست دیدی اور وہ بھاگ کر ابیورد پہنچ گیا۔ رافع نے اس سے معدل ولیث نامی اپنے بھتیجوں کو چھین لیا۔ پھر رافع نے ہرات کی طرف بڑھنے کا ارادہ کیا مگر عمرو نے سرخس میں پہنچ کر راستہ روک لیا رافع نے شارع عام کو چھوڑ کر ایک پگڈنڈی اختیار کر لی اور راستہ بھول کر نیشاپور پہنچ گیا۔ چنانچہ عمرو بن لیث نے محاصرہ کر لیا رافع سینہ سپر ہو کر مقابلہ پر آیا لیکن اس کے بعض کمانڈروں نے عمرو بن لیث سے امن حاصل کر لیا اور اس کے لشکر میں جا ملے رافع اور اس کے باقی ساتھیوں کو شکست ہوگئی۔ اس نے محمد بن زید سے وعدہ کے مطابق امداد طلب کی لیکن چونکہ عمرو بن لیث نے محمد بن زید کو رافع کی امداد سے منع کر دیا تھا اور دھمکی دی تھی اس لئے محمد بن زید نے رافع کو مدد نہیں دی یہ رنگ دیکھ کر رافع کے ساتھی اور غلام جن کی تعداد چار ہزار تھی رافع سے کنارہ کش ہوگئے محمد بن ہارون اس سے الگ ہو کر احمد بن اسماعیل بن سامان کے پاس بخارا چلا گیا۔

رافع کا فرار اور قتل: ...... رافع ٹوٹے دل کے ساتھ شکست کھا کر گنتی کے چند سپاہیوں کے ساتھ خوارزم پہنچا اور جتنا مال واسباب اور آلات حرب اپنے ساتھ لے جاسکا لے گیا۔ یہ واقعہ ماہ رمضان ۲۸۳ھ کا ہے۔ والی خوارزم ابوسعید درغانی نے رافع کو گنتی کے چند لشکریوں کے ساتھ دیکھ کر بدعہدی کی اور دھوکا دے کر ماہ شوال ۲۸۳ھ میں اس کی زندگی کا خاتمہ کر دیا اور سر اتار کر عمرو بن لیث کے پاس نیشاپور بھیج دیا۔ عمرو بن لیث نے فتح کی خوشخبری کے ساتھ بغداد روانہ کر دیا۔ خلیفہ معتمد نے خوش ہو کر خراسان کے علاوہ رے کی گورنری بھی اسے عطا کر دی اور جھنڈے اور خلعتیں ۲۸۴ھ میں روانہ کیں۔

بنوسامان کا خراسان پر قبضہ: ...... جس وقت عمرو بن لیث نے رافع بن ہرثمہ کا سر کاٹ کر دربار خلافت بغداد روانہ کیا اسی زمانہ میں خلیفہ معتضد سے ماوراء النہر کی گورنری کی درخواست بھی کی تھی چنانچہ خلیفہ نے عمرو بن لیث کو ماوراء النہر کی گورنری عطا کی اور خلعت اور نشان بھیجا۔ پھر عمرو بن لیث نے ایک عظیم لشکر تیار کر کے اپنے مشہور سپہ سالار محمد بن بشیر کی زیر قیادت نیشاپور سے اسماعیل بن احمد سے جنگ کرنے کے لئے روانہ کیا۔ رکتا کا تا ہوا یہ لشکر آمد تک پہنچا۔ اسماعیل نے دریائے جیحون کو عبور کر کے مقابلہ کیا اور اس لشکر کو شکست دیدی محمد بن بشیر اور اس کے چند سپہ سالار قتل ہوگئے اور باقی سپاہی بھاگ کر عمرو بن لیث کے پاس نیشاپور چلے آئے اور اسماعیل کامیابی کے ساتھ بخارا لوٹ گیا۔

عمرو بن لیث کی جنگ کی تیاری اور شکست: ...... عمرو بن لیث نے دوبارہ فوجیں آراستہ کیں اور اسماعیل سے جنگ کے ارادے سے بلخ کی جانب روانہ ہوا اسماعیل نے کہلوایا کہ تم نے بہت علاقوں کو فتح کر لیا ہے اب مجھے اس سرحد پر اکیلا پڑا رہنے دو۔ عمرو بن لیث نے انکار میں جواب دیا۔ مجبوراً اسماعیل نے دریا کو عبور کر کے چاروں طرف سے ناکہ بندی کر لی عمرو گھیرے میں آ گیا تو اپنے کئے پر پریشان ہو کر صلح کی درخواست کی۔ مگر اسماعیل نے صلح سے قطعاً انکار کر دیا اور نہایت سختی سے لڑائی جاری رکھی بالآخر عمرو بن لیث کو شکست ہوئی بڑی مشکل سے وہ جان بچا کر بھاگا۔

عمرو بن لیث کی گرفتاری: ...... شارع عام چھوڑ کر ایک پگڈنڈی اور دشوار گزار راستہ اختیار کیا تن تنہا مایوسی کے عالم میں چلا جا رہا تھا۔ کبھی کسی آنے والے کی آہٹ پا کر جھاڑیوں میں چھپ جاتا اور پھر جب وہ شبہ دور ہو جاتا تو ادھر ادھر تاکتا ہوا نہایت تیزی سے سفر کرنے لگتا۔ اتفاق سے ایک

تالاب کے کنارے درختوں کی آڑ میں چھپا وہاں دلدل زیادہ تھی اس کا گھوڑا پھنس گیا۔ فریق مخالف نے جو تعاقب میں تھا پہنچ کر گرفتار کرلیا اور پکڑ کر اسماعیل کے پاس لے آ گیا۔ اسماعیل نے اس کو خلیفہ معتضد کی خدمت میں روانہ کر دیا۔ ۲۸۸ھ میں دارالخلافت بغداد پہنچا کر اونٹ پر سوار کرا کے شہر میں پھرایا گیا اور اس کے بعد ایک تنگ و تاریک مکان میں قید کر دیا گیا۔

مکتفی کی تخت نشینی اور عمرو کا قتل:......خلیفہ معتضد نے یہ خدمت انجام دینے کے صلہ میں اسماعیل کو خراسان کا گورنر بنا دیا۔ چنانچہ اسماعیل اسی عہدے پر مدت دراز تک رہا یہاں تک کہ خلیفہ معتضد کا انتقال ہو گیا۔ اور خلیفہ مکتفی دارالخلافہ بغداد میں تخت نشین ہوا۔ بغداد پہنچ کر عمرو بن لیث کا حال معلوم کیا اور یہ معلوم کر کے کہ وہ زندہ ہے، بہت خوش ہوا۔ وزیر السلطنت قاسم بن عبیداللہ کو یہ بات ناگوار گزری اسی وقت ایک شخص کو عمرو بن لیث کے قتل کا حکم دیا۔ چنانچہ اس نے عمرو بن ❶ لیث کو ۲۸۹ھ میں قتل کر دیا۔

طاہر بن محمد کی سجستان و کرمان کی گورنری:......عمرو بن لیث کی گرفتاری و قتل کے بعد سجستان اور کرمان میں اس کا پوتا طاہر بن محمد بن عمرو حکمرانی کا دعویدار ہوا اور اپنے دادا کی جگہ حکومت کرنے لگا یہ وہی شخص ہے جس کے باپ محمد کا سجستان کے راستہ میں انتقال ہوا تھا جب عمرو بن لیث فارس سے موفق کے مقابلہ سے بھاگ کر آ رہا تھا۔

اس کے بعد طاہر فارس کی طرف گیا ۲۸۸ھ میں فوجیں تیار کر کے روانہ ہوا بدر نے تعرض کیا مجبوراً طاہر سجستان کی جانب لوٹ آیا اور بدر نے فارس پر قبضہ کر کے اس کا خراج وصول کر لیا۔

فارس پر طاہر کی تقرری:......پھر ۲۸۹ھ میں طاہر نے دارالخلافت بغداد میں فارس کی گورنری کی درخواست بھیجی اور بدر جتنا خراج دیا کرتا تھا اس سے زیادہ دینے کا وعدہ کیا۔ اس وقت خلیفہ معتضد کا انتقال ہو چکا تھا پس خلیفہ مکتفی نے طاہر کی درخواست منظور کر لی اور سند گورنری لکھ کر طاہر کے پاس بھیج دی۔ طاہر لہو و لعب اور سیر و شکار میں مشغول ہو کر سجستان چلا گیا۔ اس کی غفلت و عدم موجودگی کی وجہ سے فارس پر اس کا چچازاد بھائی لیث بن علی بن لیث اور سبکری ❷ (اس کے دادا عمرو کا غلام) قابض ہو گئے۔ ابو قابوس (طاہر کا سپہ سالار) بھی ان دونوں کے ساتھ شریک تھا۔ طاہر کو اس کی خبر ملی تو وہ پریشان ہو کر خلیفہ مکتفی کے پاس چلا گیا اور ابو قابوس کو لکھ کر بھیجا کہ تم نے جتنا خراج وصول کیا ہو اس کا حساب باضابطہ دو مگر ابو قابوس نے اس کا کچھ جواب نہ دیا۔

فارس پر لیث کا قبضہ و قتل و اشیلاء سیکری:......کچھ عرصہ بعد سیکری اکیلا فارس پر قابض ہو گیا لیث بن علی بھاگ کر اپنے چچازاد بھائی طاہر کے پاس پہنچا۔ طاہر نے فوجیں آراستہ کر کے فارس پر چڑھائی کر دی سیکری مقابلہ پر آیا میدان سیکری کے ہاتھ رہا طاہر شکست کھا کر بھاگ گیا۔ سیکری نے اس کو گرفتار کر لیا اور اس کے بھائی یعقوب کے ساتھ ۲۹۷ھ میں خلیفہ مقتدر کے پاس بھیج دیا اور اتنی رقم کے ادا کرنے کا وعدہ لیا جو طاہر ادا کیا کرتا تھا۔ چنانچہ خلیفہ مقتدر نے سیکری کو سند گورنری فارس کی لکھ کر بھیج دی۔ اس کے بعد لیث بن محمد بن علی بن لیث نے فارس پر ❸ حملہ کیا اور لڑ بھڑ کر فارس پر قبضہ کر لیا۔ ❹۔۔۔ لیث نے ان کے مقابلہ کے لئے خروج کیا اس دوران یہ خبر پھیلی کہ حسین بن حمدان قم سے مونس کی مدد کے لئے بیضاء آ رہا ہے۔ فوجیں آراستہ کر کے حسین کے روک تھام کو روانہ ہو گیا۔ اتفاق سے رہبر کی غلطی سے راستہ بھول گیا۔ صبح کے وقت مونس کے لشکر گاہ کے قریب پہنچا۔ مونس کے لشکر نے یہ خبر پا کر حملہ کر دیا گھمسان کی لڑائی ہوئی بالآخر لیث کا لشکر شکست کھا کر بھاگا اور لیث گرفتار کر لیا گیا۔

مونس کا فرار:......اس واقعہ کے بعد مونس کے ہمراہیوں نے یہ رائے دی کہ لیث کے ساتھ ہی سیکری کو بھی گرفتار کر لیجئے اور بلاد فارس پر قبضہ رکھیے۔

---

❶......ابن اثیر کی تاریخ الکامل (جلد نمبر چار صفحہ ۶۰۴ کے مطابق معتضد نے صافی خرمی کو اشارے اور ایماء کے ذریعے عمرو بن اللیث کے قتل کا حکم دیا تھا۔ ❷......یہاں صحیح لفظ سبکری ہے سیکری نہیں۔ یعنی باء کے ساتھ ہے یاء کے ساتھ نہیں۔ دیکھیں (الکامل جلد نمبر ۵ صفحہ ۲۹)۔ ❸......یہ واقعہ اسی ۲۹۷ھ کا ہے۔ لیث بن علی بن لیث نے سجستان سے فارس پر فوج کشی کی تھی چناچہ سیکری شکست کھا کر ارجان پہنچا خلیفہ مقتدر نے یہ خبر پا کر مونس خادم کو سیکری کی حمایت و مدد پر فارس کی جانب روانہ کیا پس یہ دونوں ارجان میں مجتمع ہوئے لیث یہ خبر سن کر سیکری و مونس کی طرف بڑھا (تاریخ الکامل ابن اثیر جلد ۸ صفحہ ۲۲ مطبوعہ مصر۔ ❹......اصل کتاب میں جگہ خالی ہے (مترجم) اور خالی جگہ پر یہ عبارت ہے کہ لیث کو مونس اور سبکری کے بارے میں اطلاع ملی کہ یہ لشکر جمع کر رہے ہیں چنانچہ۔ دیکھیں (الکامل جلد ۵ صفحہ ۲۹)

خلیفہ سے سند گورنری کی درخواست کیجئے، امید ہے کہ خلیفہ اس درخواست کو منظور کر لے گا۔ مونس نے بظاہر ان لوگوں سے اس رائے پر عمل کرنے کا وعدہ کر لیا وہ اطمینان کے ساتھ اپنی اپنی قیام گاہوں پر آئے شب کے وقت سیکری کو اس حال سے آگاہ کر کے شیراز کی طرف بھاگ جانے کی رائے دی چنانچہ سیکری رات ہی کو شیراز کی طرف روانہ ہو گیا صبح کو مونس نے اپنے ہمراہیوں کو یہ کہہ کر کہ یہ بات تم لوگوں کی طرف سے عیاں ہوئی ہے۔ بے حد ملامت کی، اگلے دن معہ لیث کے دارالخلافت بغداد کی جانب لوٹ کھڑا ہوا۔

سیکری کا فارس پر قبضہ: ......سیکری نے ان مہمات سے فارغ ہو کر فارس پر قبضہ کر لیا۔ اس کا کاتب (سیکریٹری) عبدالرحمٰن بن جعفر امور سلطنت کے سیاہ وسفید کا مالک ہو گیا حاشیہ نشینوں کو نا گوار گزرا وقتاً فوقتاً سیکری سے ان کی چغلی کرنے لگے حتیٰ کہ سیکری نے نافرمانی و بغاوت کے الزام میں عبدالرحمٰن کو گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا اور دارالخلافت بغداد خراج بھیجنا بند کر دیا۔ عبدالرحمٰن نے قید خانہ سے وزیر السلطنت ابن فرات کو اپنے حالات لکھ بھیجے ابن فرات نے مونس کو واپس جانے کے لئے لکھا اور سیکری کے گرفتار نہ کر لینے پر عتاب ظاہر کیا مونس اس وقت واسط میں تھا۔ چنانچہ مونس اسی وقت اہواز کی جانب بقصد سیکری روانہ ہوا۔ سیکری نے اس سے آگاہ ہو کر مونس کے پاس خطوط اور ہدایا وتحائف بھیجے۔ جاسوسوں نے وزیر سلطنت ابن فرات کو اس کی خبر کر دی ابن فرات نے وصیف کو معہ چند سپہ سالاروں کے جس میں محمد بن جعفر بھی تھا مونس کے پاس روانہ کیا اور یہ حکم دیا کہ پہنچتے ہی فارس کو فتح کر لینا اور مونس کو لکھ دینا کہ تم لیث کے ساتھ دارالخلافت بغداد میں واپس آؤ اس حکم کے مطابق مونس معہ لیث کے بغداد کی جانب واپس ہوا اور محمد بن جعفر نے فارس میں پہنچ کر لڑائی کا نیزہ گاڑ دیا۔

سیکری کی شکست: ......شیراز میں سیکری سے مڈبھیڑ ہوئی سخت خونریز جنگ کے بعد سیکری کو شکست ہوئی محمد بن جعفر نے اس کا شیراز میں محاصرہ کر لیا پھر لڑائی ہوئی اور وہ دوبارہ شکست کھا کر بھاگا شاہی لشکر نے سیکری کے مال واسباب کو لوٹ لیا۔ سیکری بحال پریشان خراسان کے ایک تنگ وتاریک درہ میں جا چھپا خراسانی شاہی فوج کو اس کی خبر لگ گئی گھیر کر گرفتار کر لیا اور زنجیر میں جکڑ کر بغداد روانہ کر دیا فارس کی حکومت فتح خادم آفشین ملی۔

سجستان وکرمان سے بنولیث کی حکومت کا زوال: ......۲۹۸ھ میں فتح والی فارس نے سفر آخرت اختیار کیا اس کی جگہ خلیفہ مقتدر نے عبداللہ بن ابراہیم سمعی کو مقرر کیا۔ علاوہ حکومت فارس کے مقبوضات بنولیث میں سے کرمان کی حکومت بھی عنایت کی۔

اسی سنہ میں احمد بن اسماعیل سامانی نے رے پر فوج کشی کی اپنی فوج کے ایک حصہ کو چند نامی گرامی سپہ سالاروں کی ماتحتی میں سجستان کی جانب ۲۹۸ھ میں روانہ کیا اور اس فوج کی کمان حسن بن علی مرورودی کو دی۔

احمد کا سجستان پر قبضہ: ......سجستان ❶ ۲۹۷ھ سے جبکہ طاہر گرفتار کر لیا گیا تھا لیث بن لیث بن علی کے زیر حکومت رہا پھر جب لیث بھی گرفتار ہو گیا جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا تو اس کا بھائی معدل بن علی بن لیث حکومت کرنے لگا جب اسے یہ خبر ملی کہ ایک جرار فوج احمد بن اسماعیل سامانی کے پاس سے اس طرف آ رہی ہے تو اس نے اپنے بھائی ابوعلی محمد بن علی بن لیث کو بست اور رخج کی جانب رسد وغلہ حاصل کرنے کی غرض سے روانہ کر دیا۔ مگر کسی ذریعہ سے اس کی اطلاع احمد بن اسماعیل سامانی کو مل گئی اس نے پہنچ کر ابوعلی محمد کو گرفتار کر لیا۔ اس دوران احمد بن اسماعیل سامانی کا لشکر سجستان پہنچ گیا اور اس نے معدل کا محاصرہ کر لیا۔ جب معدل کو یہ خبر ہوئی کہ میرا بھائی جو رسد وغلہ کی فراہمی کے لئے گیا تھا گرفتار کر لیا گیا ہے تو اس نے حسین بن علی مرورودی سے امن کی درخواست کی اور مصالحت کر لی۔

فتحیابی کے بعد سجستان کی حکومت پر امیر احمد بن اسماعیل سامانی نے اپنے چچا زاد بھائی ابوصالح منصور بن اسحاق بن احمد بن سامان کو مقرر کیا اور حسین معدل کے ساتھ بخارا واپس چلا گیا۔

سیکری اور لیث کی گرفتاری: ......سجستان پر سامانیوں کے قابض ہونے کے بعد یہ خبر مشہور ہوئی کہ سیکری فارس سے شکست کھا کر خراسان کے ایک تنگ ودشوار گزار راستہ سے سجستان آ رہا ہے۔ والی سجستان نے اس وقت فوج کا ایک دستہ سیکری کی گرفتاری کے لئے روانہ کیا۔ اس فوج نے سیکری

❶ ......صحیح یہ ہے کہ فارس ۲۹۸ھ میں فتح ہوا تھا۔ دیکھیں ابن اثیر کی (تاریخ الکامل جلد ۸ صفحہ ۲۲ مطبوعہ مصر)

کو گرفتار کرلیا۔امیر احمد سامانی نے فتح کی خوشخبری کے ساتھ سیکری کی گرفتاری کی اطلاع بھی بھیجی۔خلیفہ نے یہ حکم دیا کہ سیکری اور لیث کو بغداد بھیج دو چنانچہ ان دونوں کو بغداد بھیج دیا گیا اور وہاں پہنچ کر جیل میں ڈال دیا گیا۔

اہل سجستان کی بغاوت واطاعت:...... محمد بن ہرمز مولیٰ صندلی نامی ایک شخص جو خارجی المذہب اور سجستان کا رہنے والا تھا اور بخارا میں رہا کرتا تھا ایک دن کسی سردار سے باتوں باتوں میں اسے غصہ آ گیا۔ چنانچہ بخارا سے سجستان چلا گیا۔خوارج کے ایک گروپ کو جن کا سردار محمد بن عباس ابن الحنا تھا اپنے ساتھ ملا لیا۔ چنانچہ ان سب نے متحد ہو کر غفلت میں ایک دن منصور بن اسحاق گورنر سجستان پر جو کہ بنوسامان کی طرف سے مقرر تھا حملہ کر دیا اور اسے گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا۔عمرو بن یعقوب بن محمد بن لیث کو سجستان کی حکومت سپرد کی اور منبروں پر اسی کے نام کا خطبہ پڑھا۔امیر احمد بن اسماعیل سامانی کو اس کی خبر ملی تو اس نے ۳۰۰ھ میں حسین بن علی کی سرکردگی میں دوبارہ فوجیں روانہ کیں۔ چھ مہینہ تک یہ لشکر سجستان کا محاصرہ کئے رہا۔محاصرہ کے دوران صندلی کی وفات ہوگئی۔عمرو بن یعقوب اور ابن حفاء نے امن حاصل کرلیا اور شہر کو امان کے ساتھ حسین علی کے حوالے کر دیا منصور بن اسحاق کو جیل سے نجات ملی۔امیر احمد بن اسماعیل نے سجستان کا گورنر سیمجور ردوانی کو مقرر کیا۔حسین اپنی افواج کے ساتھ ماہ ذی الحجہ ۳۰۰ھ میں امیر احمد کے واپس چلا گیا۔یعقوب صفار اور ابن حفاء بھی اس کے ساتھ تھے۔

خلف ابن احمد کا سجستان پر قبضہ:...... خلف بن احمد عمرو بن لیث صفار کی اولاد سے تھا چنانچہ جب بنوسامانیوں کی حکومت میں اضطراب پیدا ہوا تو خلف نے سجستان پر قبضہ کرلیا خلف خود بھی عالم تھا اور اہل علم کا بھی قدر دان تھا۔اور ان کی بیٹھک کا شوقین تھا۔۳۵۳ھ میں اپنے مقبوضہ علاقوں پر اپنے ساتھیوں میں سے طاہر بن حسین نامی ایک شخص کو اپنا نائب مقرر کر کے حج کرنے گیا۔حج سے واپس آیا تو طاہر خود مختاری کا اعلان کر کے خلف سے باغی ہو گیا۔خلف اس کی اطلاع پا کر بخارا امیر منصور بن سامان کے پاس امداد حاصل کرنے چلا گیا۔چنانچہ امیر منصور نے اس کی مدد کے لئے فوجیں روانہ کیں چنانچہ خلف کو فتح نصیب ہوئی اس نے سجستان پر قبضہ کرلیا۔

قلعہ ارک کا محاصرہ:...... پھر تھوڑے ہی دنوں میں اس کی مالی اور فوجی حالت قابل اطمینان ہوگئی چنانچہ خلف نے مقررہ خراج بخارا بھیجنا بند کر دیا۔ امیر بخارا نے خلف کی سرکوبی کے لئے فوجیں روانہ کیں، جن کا سردار...... ❶ تھا اس فوج نے پہنچتے ہی خلف بن احمد کا قلعہ ارک میں جو کہ سجستان کا نہایت مضبوط اور مستحکم قلعہ تھا محاصرہ کرلیا۔ جب محاصرہ طویل ہوا اور رسد وغلہ نیز آلات حرب کا خاتمہ ہو گیا تو خلف نے امیر نوح بن منصور والی بخارا کی خدمت میں امن کی درخواست بھیجی اور مقرر شدہ خراج ادا کرنے کا وعدہ کیا۔امیر نوح نے ابوالحسن بن سیمجور گورنر خراسان کو لکھ بھیجا کہ سجستان پہنچ کر خلف کا فوراً محاصرہ کرلو۔ابوالحسن اس وقت قہستان میں تھا اور کسی وجہ سے خراسان کی گورنری سے معزول کر دیا گیا تھا۔

خلف کی پسپائی:...... الغرض ابوالحسن نے سجستان پہنچ کر خلف کا محاصرہ کرلیا۔ چونکہ پہلے سے ان دونوں میں تعلقات تھے۔اس لئے ابوالحسن نے خلف کو یہ رائے دی کہ تم قلعہ ارک کو حسین کے حوالے کر دو چنانچہ شاہی فوجیں فتح مندی کا جھنڈا لئے ہوئے بخارا واپس چلی جائیں گی پھر تم اپنے حریف فریق سے نپٹ لینا۔خلف نے اس مشورہ کے مطابق قلعہ ارک کو خالی کر دیا اور ابوالحسن سیمجور قلعہ ارک میں داخل ہو گیا اور امیر نوح کے نام کا جامع مسجد کے منبر پر خطبہ پڑھا اس کے بعد حسین بن طاہر کو قلعہ کا انتظام سپرد کر کے خود بخارا کی طرف واپس ہوا۔ چنانچہ سامانیوں کے کمزوری کا یہ پہلا مرحلہ تھا جو ان کے سرداروں کی مخالفت اور نمک حرامی کی وجہ سے پیش آیا۔

خلف ابن احمد کرمان میں:...... جب خلف بن احمد کے قدم سجستان کی حکومت وامارت پر استقلال واستحکام کے ساتھ جم گئے تو اس کے دماغ میں کرمان پر قبضہ کرنے کی خواہش پیدا ہوئی۔ کیونکہ کرمان اس وقت حکمرانان بنو بویہ کی حکومت کے زیر اثر تھا۔ان دنوں بنو بویہ کا بادشاہ عضد الدولہ تھا چنانچہ جس وقت ان کے قوائے حکمرانی کمزور ہو گئے تو صمصام الدولہ اور بہاء الدولہ کے درمیان مخالفت پیدا ہوگئی چنانچہ خلف ابن احمد نے اس مخالفت سے فائدہ اٹھانے کی آرزو میں ایک فوج اپنے بیٹے عمر کی کمان میں کرمان کی طرف روانہ کی کرمان کا کمانڈر اس وقت غرتاش نامی ایک دیلمی شخص تھا

❶...... اصل کتاب میں یہ جگہ خالی ہے مگر تاریخ الکامل ابن اثیر جلد نمبر ۸ صفحہ ۲۲۲ میں لکھا ہے کہ حسین بن طاہر بن حسین اس لشکر کا افسر اعلیٰ مقرر کیا گیا تھا (مترجم)

جس وقت عمرو بن خلف کرمان کے قریب پہنچا غرتاش جنگ کے ڈر کی وجہ سے جتنا مال واسباب لے جا سکا لے کر بروشیر کی طرف بھاگ گیا چنانچہ باقی جو کچھ رہ گیا اس کو عمرو ابن خلف نے لوٹ لیا اور کرمان پر قابض ہو کر خراج وغیرہ وصول کرنے لگا۔

صمصام الدولہ اور غرتاش کی گرفتاری:..... صمصام الدولہ حاکم فارس کو اس کی خبر ہوئی تو اس نے ایک لشکر جس کا سردار ابو جعفر تھا غرتاش کی طرف روانہ کیا اور اس الزام میں غرتاش اس کے بھائی بہاء الدولہ سے میل جول رکھتا ہے گرفتار کرنے کا حکم دیا چنانچہ ابو جعفر نے ایسا ہی کیا اور غرتاش کو گرفتار کر کے شیراز بھیج دیا اس کے بعد اپنی فوج کو لے کر عمرو بن خلف کی طرف بڑھا تھا کہ دارزین میں دونوں کا آمنا سامنا ہوا۔ عمرو بن خلف کو فتح ہوئی اور دیلمی فوج شکست کھا کر بھاگی اور اپنے ملک کو واپس ہوئی۔

عمرو بن خلف کی شکست:..... صمصام الدولہ نے دوسری فوج اپنے ساتھیوں میں سے عباس ابن احمد کی سرداری میں روانہ کی چنانچہ ماہ محرم ۳۸۲ھ میں بمقام سرجان عمرو بن خلف سے جنگ ہوئی اس معرکہ میں دیلمیوں نے عمرو بن خلف کو شکست دے دی۔ عمرو بن خلف شکست کھا کر اپنے باپ کے پاس سجستان چلا گیا خلف نے بہت زجر وتوبیخ کی بالآخر اسی غصہ میں اس کو قتل بھی کر ڈالا۔

طاہر بن خلف بردشیر:..... اس کے بعد صمصام الدولہ نے عباس کو کرمان کی حکومت سے معزول کر دیا خلف بن احمد نے یہ مشہور کر دیا کہ استاد ہرمز نے اس کو زہر دیدیا ہے اس سے لوگوں کو کرمان پر قبضہ کرنے کی تحریک پیدا ہوئی خلف نے ان کو تیار کر کے اپنے لڑکے طاہر کی سرداری میں روانہ کیا چنانچہ یہ لوگ بردشیر تک پہنچے تو دیلمی بھاگ کر جیرفت میں پناہ گزیں ہوئے اور اپنی شکستہ حالت کو درست کر کے ایک فوج بردشیر کی مدد کے لئے روانہ کی۔ بردشیر کرمان کی حکومت کا ایک شہر تھا اور اس کا آباد ترین شہر تھا۔

بردشیر پر جنگیں:..... طاہر نے تین مہینہ تک اس کا محاصرہ کیا، اہل بردشیر محاصرہ اور روزانہ جنگ سے تنگ آ گئے اور استاد ہرمز کو لکھا کہ اس سے پہلے کہ طاہر بردشیر کو فتح کرے آپ ہماری مدد کو آئیں۔ چنانچہ استاد ہرمز تنگ اور دشوار گزار راستوں کو طے کر کے بردشیر پہنچا اور طاہر نے سجستان کی طرف واپسی کی اور جیرفت میں لوگوں کو دیلم سے جنگ کرنے کی ترغیب دینے لگا۔ چنانچہ تھوڑے عرصہ میں بہت سارے آدمی جمع ہو گئے طاہر نے ان سب کو تیار کر کے بردشیر کی طرف روانہ کیا چنانچہ ایک مدت کے لئے بردشیر دونوں حریفوں کی قوت آزمائی کا اکھاڑہ بن گیا یہ واقعات ۳۸۴ھ کے ہیں۔

طاہر کی کرمان آمد اور فتوحات:..... طاہر بن خلف سے اس کے باپ خلف کو کسی بات میں ناراضگی پیدا ہو گئی تھی جس سے طاہر کو بھی اپنے باپ سے مخالفت کا موقع مل گیا۔ مدتوں دونوں میں لڑائیاں ہوتی رہیں اس میں کامیابی کا جھنڈا خلف کے ہاتھ میں رہا۔ بالآخر طاہر سجستان کو خیر آباد کہہ کر کرمان کی طرف چلا آیا۔ اس وقت کرمان میں دیلمی فوج موجود تھی جو بہاء الدولہ کی سرداری میں تھی۔

طاہر کے شہروں پر قبضے:..... چنانچہ طاہر کرمان کے پہاڑی دروں اور بلند مقامات میں چلا گیا اور اس قوم میں پناہ لی جو حکومت وسلطنت کے خلاف وہاں پر آباد تھی چند دن بعد جب اس کی حالت درست ہو گئی تو اس نے پہاڑ سے اتر کر جیرفت پر قبضہ کر لیا چنانچہ دیلمی فوج مقابلہ پر آ گئی مگر اس کو شکست ہو گئی اور طاہر کے حوصلے بڑھ گئے اکثر شہر جو دیلم کے قبضہ میں تھے قبضہ کر لیا۔ بہاء الدولہ نے ایک لشکر ابو جعفر بن استاد ہرمز کی کمان میں روانہ کیا مگر بے سروسامان تھا چنانچہ طاہر نے پورے طریقہ سے کرمان پر قبضہ کر لیا تھا اور بہاء الدولہ کے لشکر کو شکست ہوئی۔

طاہر بن خلف کا قتل:..... طاہر نے سجستان کی طرف رخ کیا تو اس کا باپ خلف مقابلہ پر آیا۔ طاہر نے اس کو شکست دے کر سجستان کے تمام صوبوں پر قبضہ کر لیا اور اس کا باپ خلف ایک قلعہ میں بند ہو گیا چونکہ لوگوں کو اس کی بد خلقی اور کج ادائیگی سے ناراضگی پیدا ہو گئی تھی تو خلف نے دھوکہ کے ذریعے سے بیٹے طاہر کو زیر کرنے کی کوشش کی قلعہ کے نیچے دونوں باپ بیٹے کی جنگ ہوئی۔ خلف نے قریب ایک کمین گاہ میں چند ہوشیار سپاہیوں کو بٹھا دیا جس وقت طاہر سے مقابلہ ہوا تو کمین گاہ سے سپاہیوں نے نکل کر پیچھے سے حملہ کر دیا چنانچہ میدان جنگ سے طاہر کے پاؤں اکھڑ گئے اس کے باپ خلف نے اس کو مار ڈالا۔

طاہر کا بغراچق کے علاقوں پر قبضہ:...... خلف بن احمد نے اپنے بیٹے طاہر کو قہستان کو فتح کے لئے روانہ کیا تھا چنانچہ طاہر اس پر قبضہ کر کے بوشنج کی طرف بڑھا اور اس پر بھی کامیابی حاصل کی۔ بوشنج اور ہرات بغراچق سلطان محمود کے چچا کے علاقوں میں سے تھا مگر محمود ان دنوں کمانڈر بنو سامان کے باغیوں سے جنگ کرنے میں مشغول تھا۔

بغراچق کے ہاتھوں طاہر کی شکست:...... جیسے ہی محمود کو ان کی سرکوبی سے فراغت ملی تو اس کے چچا بغراچق نے طاہر بن خلف کو اپنے علاقوں سے نکالنے کی اجازت مانگی اور اجازت حاصل کرنے کے بعد ۳۹۰ھ میں فوج تیار کر کے طاہر بن خلف سے جنگ کرنے کے لئے روانہ ہو گیا چنانچہ اطراف بوشنج میں دونوں حریفوں کا مقابلہ ہوا اور طاہر کو شکست ہوئی بغراچق نے نہایت مستعدی سے اس کا پیچھا کیا اور دور تک پیچھا کرتا چلا گیا مگر طاہر نے پلٹ کر حملہ کر دیا جس سے بغراچق کے ساتھی گھبرا کر بھاگے اسی دوران میں بغراچق مارا گیا۔

سلطان کی خلف بن احمد سے جنگ:...... سلطان کو اس واقعہ کی اطلاع ہوئی۔ چچا کا مارا جانا شاق گزرا چنانچہ فوج تیار کر کے خلف بن احمد سے جنگ کرنے کے لئے گیا۔ چنانچہ قلعہ اسپہبل میں محمود نے خلف پر محاصرہ ڈالا اور ہر دن جنگ اور سخت محاصرہ سے خلف کو تنگ کرنے لگا بالآخر خلف نے بہت سارا مال اور اسباب اور چند آدمی ضمانت کے طور پر سلطان محمود کے حوالے کر کے اپنی جان بچائی۔ محمود نے محاصرہ اٹھالیا۔

ان واقعات کے بعد خلف نے محمود سبکتگین کے خوف سے گوشہ نشینی اختیار کر لی اور اپنے بیٹے کو اپنی حکمرانی دے دی۔ چنانچہ اس کا بیٹا طاہر مستقل طور پر حکمران ہو گیا تو اس نے اپنے باپ کی نافرمانی کی پھر اس کے بعد جو واقعات پیش آئے ان کو اوپر ہم بیان کر چکے ہیں۔ طاہر کے قتل کے بعد اس کے لشکر میں نفاق کا مادہ پھیل گیا۔ لشکریوں کے خیالات خلف کی طرف سے فاسد ہو گئے۔

محمود کا قلعہ طارق پر حملہ:...... سرداران لشکر نے محمود بن سبکتگین کو بلا کر شہر اس کے حوالہ کر دیا اور خلف مجبوراً اپنے قلعہ طارق میں بیٹھ رہا کیونکہ اس کے قلعہ کے چاروں طرف سات مضبوط فصلیں تھیں اور ہر فصیل کے بعد ایک گہری خندق تھی جس پر آمد و رفت کے لئے لکڑی کا پُل بنا ہوا تھا۔ ضرورت کے وقت وہ پل اٹھالیا جاتا تھا۔ سلطان محمود نے ۳۹۳ھ میں اس قلعہ کا محاصرہ کیا۔ پہلی خندق کو ایک ہی دن میں مٹی سے تر کر کے جنگ کے ارادہ سے حملہ کیا اور ہاتھیوں کو دروازوں کے توڑنے کے لئے آگے بڑھایا چنانچہ ایک ہاتھی نے جو سب سے بڑا اور آگے تھا اس نے پاؤں کی ٹھوکر اور اپنے سونڈ سے دروازہ کو اکھاڑ کر پھینک دیا اور محمود نے پہلی فصیل پر قبضہ کر لیا۔ خلف کا لشکر دوسری فصیل کی طرف چلا گیا۔

قلعہ پر قبضہ:...... دوسرے دن محمود نے اسی طرح اس کو بھی لے لیا خلف کے ساتھی تیسری فصیل میں جاچھپے جب اس تیسری فصیل کا بھی وہی حشر ہوا۔ جو پہلی فصیلوں کا ہو چکا تھا تو خلف امن کا جھنڈا لے کر قلعہ سے باہر آ گیا امن کی درخواست کی محمود نے اس کو امان دے دی اور اجازت دیدی کہ ان شہروں میں سے جس شہر میں تم رہنا پسند کرو رہ سکتے ہو۔

خلف بن احمد جرجان اور سازش:...... خلف نے جرجان کو اپنے لئے پسند کیا چار سال تک وہاں مقیم رہا پھر یہ مشہور ہوا کہ اس نے یلد خاں کو سلطان محمود کے خلاف ابھارا اور اس سے سازش کی ہے اس سے محمود نے اس کو جرمان سے جردین میں لے جا کر قید کر دیا یہاں تک کہ قید کی حالت میں ۳۹۹ھ کو انتقال کر گیا۔

محمود کا سجستان پر قبضہ:...... محمود نے سجستان پر قبضہ اور خلف کے امن حاصل کرنے کے بعد اپنے باپ کے کمانڈروں میں سے احمد فتحی نامی ایک کمانڈر کو سجستان کی حکومت پر مامور کیا اس وقت تک سجستان میں بنو صفار کی اولاد موجود تھی چنانچہ انتظامی امور میں ان کی شرکت ضروری ہوتی تھی۔ چند دن بعد ان لوگوں کے کہنے سے اہل سجستان نے بغاوت کی چنانچہ اس بغاوت کو ختم کرنے کے لئے ذی الحجہ ۳۹۳ھ میں محمود سجستان پہنچا اور ان لوگوں کا قلعہ اول میں محاصرہ کر لیا سخت خونریزی سے اور تلوار کے زور سے فتح کیا تمام کو قتل کر ڈالا جو باقی بچ گئے ان کو گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا۔

سجستان سے بنو صفار کا خاتمہ:...... یہاں تک کہ سجستان ان کے وجود سے پاک ہو گیا اور بغاوت کی آگ بجھ گئی۔ محمود نے اپنے بھائی نصر کو

جاگیر کے طور پر عنایت کیا اور نیشاپور کی جاگیر کو بھی اس کے ساتھ ملا دیا۔ ان واقعات کے ختم ہونے پر بنو صفار کی دولت وحکومت جاتی رہتی ہے اور سجستان سے ان کا دور حکومت ختم ہو گیا۔ والبقاء للّٰہ وحدہ۔

ماوراءالنہر کے حکمران بنوسامان کے حالات

سامانی حکمران عجمی الاصل ہیں ان کا دادا اسد بن سامان خراسان کے مشہور خاندان کا ممبر تھا۔ اہل فارس اس کا نسب بہرام حشیش کی طرف منسوب کرتے ہیں جسے کسرئے نوشیروان نے آذر بیجان کا مرزبان مقرر کیا تھا بہرام ❶ حشیش رے کا رہنے والا تھا سامانی حکمرانوں کا نسب بہرام حشیش تک اس طرح بیان کیا جاتا ہے۔

اسد بن سامان خدارہ ❷ بن جثمان بن طغات ❸ بن نوشیرد بن بہرام چوبین ❹ بن بہرام حشیش ہمیں ان ناموں کے صحیح ہونے پر اعتماد نہیں ہے بہرحال جو کچھ ہوا ❺ اسد کے چار بیٹے تھے نوح، احمد، یحییٰ اور الیاس۔ ماوراءالنہر میں ان سامانیوں کی حکومت کی ابتداء اس طرح ہوئی کہ جب مامون الرشید خراسان کا ولی بنا تو اس نے اسی اسد کے بیٹوں کو اپنی حکومت وسلطنت کا ایک رکن ❻ مقرر کیا اور جیسا کہ ان کے اسلاف کا وقار تھا وہ ان کے لئے قائم رکھا اور بڑے اہم عہدوں پر مقرر کیا پھر جب عراق واپس گیا تو خراسان پر عنان بن عباد کو جو کہ فضیل بن طاہر کا رشتہ دار تھا اپنی جگہ مقرر کیا۔ غسان نے ۲۰۴ھ میں نوح بن اسد کو سمرقند کا، احمد بن اسد کو فرغانہ کا، یحییٰ بن اسد کو ساس اور اشروسنہ کا اور الیاس بن اسد کو ہرات کا حاکم بنایا۔

احمد بن اسد: ...... احمد بن اسد کے سات بیٹے تھے نصر، یعقوب، یحییٰ، اسماعیل، اسحاق، اسد، (اس کی کنیت ابوالاشعث تھی) اور حمید (اس کی کنیت ابو غانم تھی) احمد بن اسد کا انتقال مقام فرغانہ ۲۶۱ھ میں ہوا۔ سمرقند بھی اس کے دائرہ حکومت میں تھا لہٰذا اس کا بیٹا نصر یہاں کا گورنر بنایا گیا۔ چنانچہ اس کی ولایت پر بنو طاہر کے دور حکومت اور ان کے زوال حکومت کے بعد بھی قائم و بحال رہا۔ بنو طاہر کی حکومت کے زوال تک خراسان کے گورنروں کی طرف سے ان علاقوں پر حکومت کرتا تھا۔ خراسان پر صفار کے حاوی وغالب ہونے کے بعد دارالخلافت بغداد سے اسے سند حکومت عطا ہوئی۔

نصر بن سامانی ماوراءالنہر کا گورنر: ...... جس وقت یعقوب صفار نے خراسان پر قبضہ کر لیا اور بنو طاہر کا زمانہ حکومت ختم ہو گیا تو اس وقت خلیفہ معتمد نے ماوراءالنہر کے صوبوں کی گورنری نصر بن احمد کو عنایت کی چنانچہ نصر نے ایک فوج دریائے جیحون پر صفار کو عبور کرنے سے روکنے کے لئے روانہ کی اتفاق سے اس فوج کا سردار مارا گیا اور فوج بخارا لوٹ آئی۔ والی بخارا (احمد بن عمر نائب نصر) جان کے خوف سے بھاگ گیا۔ ان لوگوں نے ابو ہاشم محمد بن مبشر بن رافع بن لیث بن نصر بن سیار کو اپنا امیر مقرر کیا پھر اسے معزول کر کے احمد بن محمد بن لیث بدر ابو عبداللہ بن جنید کو اپنا امیر بنا لیا کچھ عرصے بعد اسے بھی معزول کر دیا گیا۔ حسن بن محمد (عبدة بن حدید کی اولاد میں سے) مقرر ہوا۔ تھوڑے دنوں کے بعد اسے بھی علیحدہ کر دیا گیا۔ تب نصر بن احمد نے اپنے بھائی اسماعیل کو بخارا کا امیر مقرر کیا۔ نصر بن احمد اس کی بہت عزت کرتا تھا اور یہ بھی جاں نثاری میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کرتا تھا۔ اسماعیل کی تقرری کے بعد غزنہ کی حکومت ابو اسحاق بن تکین کو دی گئی۔ انہیں دنوں رافع بن ہرثمہ کو خراسان کی سند امارت عطا ہوئی۔ رافع نے خراسان پہنچ کر یعقوب صفار کو خراسان سے نکال دیا یہی واقعہ امیر اسماعیل اور رافع کی موافقت اور اتحاد کا باعث بنا۔ دونوں نے ایک دوسرے کی مدد کا عہد و پیمان کیا پھر اسماعیل نے رافع سے صوبہ خوارزم کی سند حکومت کی درخواست کی رافع نے اس درخواست کے مطابق خوارزم کی حکومت اسماعیل کو دیدی۔

---

❶ ...... ہمارے پاس موجود جدید عربی ایڈیشن (جلد نمبر ۴ صفحہ ۳۳۷) پر حشیش کے بجائے خشتش تحریر ہے۔ ❷ ...... یہاں صحیح لفظ "حذاہ" ہے دیکھیں تاریخ الکامل ابن اثیر۔ ❸ ...... ہمارے پاس موجود تاریخ ابن خلدون کے جدید ایڈیشن (جلد نمبر ۴ صفحہ ۳۳۷) پر ظغات کے بجائے طغان تحریر ہے جب کہ تاریخ ابن اثیر (الکامل) میں طمغاث تحریر ہے۔ ❹ ...... ایک نسخے میں نجرین لکھا ہے جو صحیح نہیں ہے دیکھیں ابن اثیر کی (الکامل جلد نمبر ۴ صفحہ ۴۰۷)۔ ❺ ...... سامان زرتشتی مذہب سے تعلق رکھتا تھا لیکن اموی حکومت کے آخری دور میں مسلمان ہو گیا تھا اور اس نے اپنے بیٹے کا نام اسد بن عبداللہ القسری رکھا جو خراسان کا والی تھا۔ ❻ ...... تاریخ ابی الفداء (جلد نمبر ۲ صفحہ ۵۰) مامون نے اسد کے بیٹوں کا خوب اکرام کیا اور ان کو آگے بڑھایا جبکہ ابن اثیر نے لکھا ہے کہ انہیں خود سے قریب کر لیا۔

نصر اور اسماعیل میں ناراضگی: ...... ان واقعات کے بعد لگانے بجھانے والوں نے اسماعیل اور اس کے بھائی نصر بن احمد کی ناچاقی کرادی۔ نصر نے فوجیں تیار کر کے ۲۷۲ھ میں اسماعیل پر چڑھائی کردی اسماعیل نے اپنے سپہ سالار حمویہ بن علی کو رافع بن ہرثمہ کے پاس مدد کی غرض سے بھیج دیا۔ چنانچہ رافع اپنی فوج کے ساتھ اسماعیل کی کمک پر آیا۔ حمویہ نے مصلحت وقت کے پیش نظر دونوں بھائیوں کی صلح کرادی۔ لہٰذا جنگ اور خونریزی کی نوبت نہ آئی اور رافع خراسان واپس چلا گیا۔

نصر اور اسماعیل کی صلح: ...... اس کے بعد پھر ان دونوں بھائیوں میں ایسی ان بن ہوگئی کہ ۲۷۵ھ میں جنگ تک نوبت پہنچ گئی اور نصر کی فوج میدان جنگ سے بھاگ گئی۔ میدان اسماعیل کے ہاتھ رہا لیکن جس وقت دونوں بھائیوں کا سامنا ہوا۔ اسماعیل نے گھوڑے سے اتر کر نصر کی دست بوسی کی اور اس کو دوبارہ سمرقند کی حکومت پر مقرر کردیا اور خود اس کی طرف سے نائب کے طور پر بخارا پر حکمرانی کرنے لگا اسماعیل ❶ نہایت نیک، سخت مزاج اور اہل علم و دین کا قدردان شخص تھا۔

نصر کی وفات اسماعیل کی گورنری: ...... ۲۷۹ھ ❷ میں نصر بن احمد (گورنر ماوراء النہر) کا انتقال ہوگیا اور اس کی جگہ اس کا بھائی اسماعیل حکمران بنا۔ خلیفہ معتضد نے حکومت کی سند عطا کی۔ کچھ عرصے بعد ۲۸۸ھ میں خراسان کا صوبہ بھی اس کی گورنری میں شامل وملحق کردیا۔

خراسان کے الحاق کا یہ سبب بنا کہ عمرو بن لیث کو خلیفہ معتضد نے خراسان کی حکومت عطا کی تھی اور اسے رافع بن ہرثمہ سے جنگ کا حکم دیدیا چنانچہ عمرو بن لیث نے رافع سے جنگ کی اور رافع کا سر اتار کر خلیفہ کی خدمت میں روانہ کردیا اور اس حسن خدمت کے صلہ میں ماوراء النہر کا گورنر بننے کی درخواست کی چنانچہ خلیفہ نے خوش ہو کر اس درخواست کو قبول کرلیا۔ اور ماوراء النہر کی گورنری کا پروانہ عمرو بن لیث کے پاس بھیج دیا۔ عمرو بن لیث نے لشکر مرتب کر کے محمد بن بشیر کی کمان (جو کہ اس کے خاص آدمیوں سے تھا) اسماعیل بن احمد سے جنگ کرنے روانہ کیا چنانچہ کوچ وقیام کرتے ہوئے آمد پہنچ گیا اور اسماعیل دریائے جیحون عبور کر کے مقابلہ پر آیا۔ دونوں کی جنگ ہوئی جس میں محمد بن بشیر کو شکست ہوگئی۔ پکڑ دھکڑ کے دوران محمد بن بشیر مارا گیا۔ تقریباً چھ ہزار فوج اس کے لشکر کی ماری گئی۔ اسماعیل کامیابی کا جھنڈا لے کر بخارا واپس آ گیا اور شکست خوردہ فوج کے باقی سپاہیوں نے عمرو بن لیث کے پاس نیشاپور میں جا کر دم لیا۔

عمرو بن لیث کا بخارا پر حملہ: ...... عمرو بن لیث کو اس شکست سے سخت صدمہ ہوا۔ چنانچہ جھٹ پٹ فوجیں تیار کر کے ماوراء النہر کے ارادے سے نیشاپور سے روانہ ہوگیا۔ اسماعیل نے بڑی محبت اور نرمی سے کہلوایا کہ ایک وسیع الحدود مملکت آپ کے قبضہ میں موجود ہے اور میرے زیر اثر حکومت تو صرف یہی ایک سرحدی صوبہ ہے مجھ پر آپ ناحق حملہ آور ہو رہے ہیں، مگر عمرو بن لیث نے انکار میں جواب دیا۔ پھر بھی اسماعیل نے منت وسماجت نہ چھوڑی مگر عمرو بن لیث کا غصہ ختم نہ ہوا۔ تب اسماعیل نے نہر بلخ عبور کر کے عمرو بن لیث کا محاصرہ کرلیا۔

عمرو بن لیث کی شکست اور گرفتاری: ...... اس وقت عمرو بن لیث کو اپنی رائے کی غلطی محسوس ہوئی۔ مصالحت کی گفتگو پیش کی گئی۔ اسماعیل نے نہ مانا نوبت جنگ تک پہنچ گئی اور عمرو بن لیث ہزیمت اٹھا کر بھاگا۔ مگر اسماعیل نے اس کو اس کے چند فوجی افسروں سمیت گرفتار کر کے سمرقند روانہ کردیا۔

عمرو کی بغداد روانگی: ...... کچھ عرصے بعد اسماعیل نے انتہائی انسانیت سے عمرو بن لیث کو اختیار دے دیا کہ تم چاہو تو میرے پاس سمرقند میں رہتے رہو اور اگر یہ منظور نہ ہو تو میں تمہیں خلیفہ کے پاس بغداد بھیج دوں۔ چنانچہ عمرو بن لیث نے بغداد جانا پسند کیا۔ اس لئے اسماعیل نے عمرو بن لیث کو بغداد روانہ کردیا۔ ۲۸۸ھ میں عمرو بن لیث بغداد پہنچا وہ ایک اونٹ پر سوار تھا جس پر نہ پالان تھا اور نہ جھول تھی۔ خلیفہ معتضد نے عمرو بن لیث سے

---

❶ ...... اسماعیل کے دورِ حکومت میں سامانی حکومت طاقت وقوت کے ساتھ ظاہر ہوگئی (جیسے کہ ہم تفصیلاً بیان کریں گے) قائم ودائم ہوجائے گی۔ یہ دور بہت خطرناک ہے جس میں یعقوب بن اللیث الصفار کی حکومت کا خاتمہ ہوا۔ اور خلافت عباسیہ اور حکومت سامانیہ کے درمیان تعلقات رہیں گے کیونکہ ان تعلقات کی بنیاد محبت پر تھی حتی کہ مشرق اپنی سلطنت برقرار رکھنے کے لئے خلفاء عباسیہ سامانی حکومت پر اعتماد کرتے تھے۔ ❷ ...... وفیات الآیان (جلد نمبر ۶ صفحہ ۴۲۴) کے مطابق نصر کی وفات سمرقند میں ۲۷۹ھ میں ہوئی جبکہ ماہ جمادی الآخرۃ کے ختم ہونے میں سات دن باقی تھے یعنی ۲۲ جمادی الثانیۃ۔

نفرت کا اظہار کر کے جیل میں ڈال دیا اور خراسان کی سند گورنری اسماعیل کے پاس روانہ کر دی اس وقت سے اسماعیل ان تمام علاقوں کا حکمران بن گیا۔ جن پر عمرو بن لیث حکومت کر رہا تھا۔

محمد بن زید کی خراسان کی طرف پیش قدمی: ...... جب ۲۸۹ھ میں عمرو بن لیث مارا گیا تو محمد بن زید علوی (والی طبرستان) اور دیلم کو خراسان پر قبضہ کرنے کی لالچ لگ گئی۔ اس خیال خام پر کہ اسماعیل سامانی کو خراسان کے قبضہ کی خواہش نہیں ہوگی اور نہ وہ خراسان پر قبضہ کرنے کے لئے اپنے زیر کنٹرول علاقوں کی حدود سے باہر آئے گا اور جب اس کا خراسان پر دانت نہیں ہوگا تو کوئی اور قبضہ خراسان میں رکاوٹ نہ ہوگا۔ چنانچہ جب محمد بن زید جرجان پہنچا تو خلیفہ معتضد کا قاصد خراسان کی سند گورنری لے کر اسماعیل کے پاس پہنچا چنانچہ اسماعیل نے محمد بن زید کو خراسان کی طرف پیش قدمی سے روکا مگر محمد بن زید نے کچھ توجہ نہ کی تب اسماعیل نے محمد بن ہارون کو جو کہ رافع کا کمانڈر تھا اور شکست کے وقت رافع سے علیحدہ ہو کر اسماعیل کے پاس آ گیا تھا۔ ایک عظیم فوج دے کر محمد بن زید سے جنگ کرنے کے لئے روانہ کیا۔

محمد بن زید کی شکست اور موت: ...... جرجان کے قریب دونوں کا مقابلہ ہوا اور میدان محمد بن ہارون کے ہاتھ رہا۔ محمد بن زید شکست کھا کر بھاگ گیا۔ پکڑ دھکڑ کے دوران متعدد زخم محمد بن زید کو لگے جس کے صدمہ سے چند دنوں کے بعد انتقال کر گیا۔ اس کا بیٹا زید اسی معرکہ میں گرفتار کر لیا گیا تھا۔ اسماعیل نے اسے بخارا میں ٹھہرایا اور وظیفہ مقرر کر دیا۔ اس کے بعد محمد بن ہارون نے طبرستان کا رخ کیا اور اس پر بھی قابض ہو گیا اور اسماعیل کے نام کا خطبہ پڑھا اس خدمت کے صلہ میں اسماعیل نے اسے اس صوبہ کی حکومت دے دی۔

اسماعیل کا رے پر قبضہ: ...... محمد بن ہارون نے ۲۹۰ھ میں اسماعیل سامانی سے بدعہدی کی اور خلافت عباسیہ کی اطاعت سے خود کو الگ کر لیا۔ خلیفہ مکتفی کی جانب سے رے پر اغرتمش ترک حکومت کر رہا تھا لیکن چونکہ اغرتمش بداخلاق اور کینہ پرور شخص تھا اس لئے اہل رے نے محمد بن ہارون کو طبرستان سے رے پر قبضہ کرنے کے لئے بلوایا۔ چنانچہ محمد بن ہارون نے رے کا رخ کیا اغرتمش مقابلہ پر آیا اور جنگ کے دوران اغرتمش اپنے دو لڑکوں سمیت مارا گیا۔ اس کا بھائی کیلغ بھی جو کہ خلیفہ مکتفی کا کمانڈر تھا اس معرکہ میں کام آیا اور محمد بن ہارون نے کامیابی کے ساتھ رے پر قبضہ کر لیا۔

محمد بن ہارونی کی گرفتاری: ...... خلیفہ مکتفی نے اس واقعہ سے مطلع ہو کر رے کی سند حکومت اسماعیل کو دے دی اور محمد بن ہارون کو رے سے نکال دینے کا حکم دیا۔ محمد بن ہارون یہ خبر پا کر مقابلہ پر آیا اور شکست کھا کر رے سے قزوین اور ترنجان چلا گیا اور وہاں سے طبرستان واپس لوٹ آیا۔ ادھر اسماعیل نے رے پر قبضہ کر لیا اور جرجان کی حکومت پر فارس کبیر کو مقرر کر کے محمد بن ہارون کو گرفتار کر کے حاضر کرنے کی ہدایت کی۔ فارس نے محمد بن ہارون سے خط و کتابت کر کے اس وعدے سے کہ میں آپس میں صلح کرا دوں گا اسماعیل کے پاس حاضر ہونے پر تیار کر لیا ماہ شعبان ۲۹۰ھ میں محمد بن ہارون، حسان دیلمی کے پاس سے بخارا کی طرف روانہ ہوا اور راستے سے گرفتار کر لیا گیا اور قیدیوں کی طرح بخارا لایا گیا چنانچہ اسماعیل نے اسے جیل بھیج دیا۔ دو ماہ کے بعد قید ہی میں مر گیا۔

اسماعیل کی وفات احمد کی حکومت: ...... نصف ۲۹۵ھ میں امیر اسماعیل بن احمد سامانی ❶ (والی خراسان و ماوراء النہر) کا انتقال ہو گیا۔ اس کے مرنے کے بعد ''ماضی ❷'' کے لقب سے یاد کیا گیا۔ پھر اس کی جگہ اس کا بیٹا ابونصر احمد حکومت پر فائز ہوا۔ خلیفہ مکتفی نے سند حکومت روانہ کر دی اور خود اپنے ہاتھ سے اس کے لئے ایک جھنڈا بنایا۔

کردار و خوبیاں: ...... امیر اسماعیل عادل نیک سیرت اور حلیم شخص تھا۔ اس کے عہد حکومت ۲۹۱ھ میں ترکوں کا جم غفیر جو شمار سے باہر تھا ماوراء النہر کی

---

❶ ...... ابن اثیر کی تاریخ الکامل ج ۷ ص ۶۲ میں اس طرح تحریر ہے کہ ''اس سال یعنی ۲۹۵ھ میں ۱۵ صفر اسمعیل بن احمد کا انتقال ہوا۔ ❷ سامانی بادشاہوں میں سے ایک اسمعیل بن احمد تھا بہت بہادر سخی اور نیک آدمی تھا جنگلوں میں شہسواروں اور مسافروں کے ٹھہرنے اور آرام کرنے کی جگہیں بنوائیں اور نگہبان مقرر کئے ترکوں کا زور توڑا۔ اور جب اس کی وفات کی خبر مکتفی تک پہنچی تو ایک بہت بڑے شاعر کا شعر ابونواس کا شعر اس کی زبان پر آ گیا لن یخلف الدهر مثله ابدا ھیھات ھیھات شانہ عجب (ترجمہ) زمانہ کبھی اپنے بعد ایسی مثال نہیں چھوڑے گا۔ (اگر ہے) تو لے آ دے لے آ دا اس کی شان عجیب تھی دیکھیں (النجوم الزاهرة) (الواخی بالوفیات) (الاعلام للزرکلی)

جانب سے نکل پڑا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ ان ترکوں کے ساتھ سات سو قبہ تھے۔ قبہ کو سوائے رؤساء کے اور کوئی استعمال نہیں کر سکتا تھا۔ چنانچہ اسماعیل نے مسلمانوں کو جہاد پر ابھارا، مستقل فوج اور رضا کار دل بادل کی طرح ترکوں کی طرف بڑھے اور پہنچتے ہی حملہ آور ہو گئے چنانچہ بے تعداد و شمار لوگوں کو تہ تیغ کیا۔ باقی لوگ بھاگ کھڑے ہوئے۔ ان کی لشکر گاہ کو لوٹ لیا گیا۔

ابونصر احمد بن اسماعیل سامانی:......ابونصر احمد نے اپنے باپ کے بعد حکومت سنبھالنے کے بعد پہلے بخارا کا نظم ونسق درست کیا اس کے بعد چند آدمیوں کو اپنے چچا اسحاق بن احمد کو گرفتار کرنے کے لئے سمرقند روانہ کیا۔ چنانچہ ان لوگوں نے سمرقند پہنچ کر اسحاق کو گرفتار کر لیا اور ابونصر احمد کے پاس لے آئے ابونصر احمد نے اسحاق کو جیل میں ڈال دیا۔ اس کے بعد خراسان کی جانب بڑھا نیشاپور میں پہنچ کر قیام کیا۔ فارس کبیر (اس کے باپ کا آزاد کردہ غلام) جرجان کا گورنر تھا۔ اس سے پہلے امیر اسماعیل نے ابونصر احمد کو جرجان کا گورنر بنایا تھا۔ مگر کچھ عرصے بعد اس کو معزول کر کے فارس کبیر کو متعین کر دیا۔ رے اور طبرستان کی حکومت اسی کے قبضہ میں تھی اس نے اسی اونٹ مال بطور خراج امیر اسماعیل کے پاس روانہ کیا تھا جب اس کو امیر اسماعیل کی وفات کی اطلاع ملی تو راستے سے اس نے وہ مال واپس منگوا لیا۔ ابونصر احمد کو اس سے ناراضگی پیدا ہوگئی۔

فارس کبیر کا فرار:......فارس کبیر نے اس خوف سے ابونصر احمد کے پہنچتے ہی نیشاپور چھوڑ دیا اور خلیفہ مکتفی سے حاضری کی اجازت مانگی چنانچہ خلیفہ نے اجازت دیدی لہٰذا وہ چار ہزار سواروں کے ساتھ دارالخلافت بغداد روانہ ہو گیا ابونصر احمد نے تعاقب کیا مگر کامیاب نہ ہو سکا اور فارس کبیر بغداد پہنچ گیا یہ وہ زمانہ تھا کہ خلیفہ مکتفی کا انتقال ہو چکا تھا اور تخت خلافت پر المقتدر عباسی رونق افروز ہو گیا تھا چونکہ فارس کبیر بغداد میں ابن المعتز کے واقعہ کے بعد پہنچا تھا لہٰذا خلیفہ مقتدر نے اسے دیار ربیعہ کی سند حکومت عطا کی اور بنو احمد ان کی گرفتاری پر متعین کر دیا۔ خلیفہ مقتدر کے حاشیہ نشینوں کو خطرہ پیدا ہو گیا کہ کہیں فارس کبیر کا رسوخ دربار خلافت میں بڑھ نہ جائے اور خلیفہ اسے ہم پر افسر مقرر نہ کر دیں اس خیال سے ان لوگوں نے اس کے غلام کو اپنے ساتھ ملا لیا جس نے ان لوگوں کی خواہش کے مطابق فارس کبیر کو زہر دے کر اس کی زندگانی کا خاتمہ کر دیا اور اس کے مرنے کے بعد اس کی بیوی سے نکاح بھی کر لیا۔

سجستان پر ابونصر احمد کا قبضہ:......صوبہ سجستان لیث بن علی بن لیث کے زیر حکومت تھا۔ یہ فارس کی تلاش میں گیا ہوا تھا مگر مونس خادم نے اس کو گرفتار کر کے بغداد میں قید کر دیا تھا اور سجستان کی حکومت پر اس کے بھائی معدل کو مقرر کر دیا تھا۔

۲۹۷ھ میں امیر ابونصر احمد بن اسماعیل نے بخارا سے ''رے'' کا رخ کیا پھر رے سے ہرات گیا اور سجستان پر قبضہ کرنے کی لالچ لگ گئی ایک لشکر ماہ محرم ۲۹۸ھ میں اپنے نامی گرامی کمانڈروں احمد بن سہل، محمد بن مظفر، سیمجو ر دوانی اور حسین بن علی مروروذی کی کمان میں سجستان فتح کرنے کے لئے روانہ کیا۔ رفتہ رفتہ اس کی خبر معدل تک پہنچی تو اس نے اپنے بھائی محمد بن علی کو بست اور رخج کے پاس رسد وغلہ کے حصول کے لئے روانہ کیا اس دوران امیر ابونصر کا لشکر سجستان پہنچ گیا اور اس نے سجستان کا محاصرہ کر لیا۔ امیر ابونصر احمد نے اس واقعہ سے آگاہ ہو کر بست کی طرف قدم بڑھایا اور اس پر قبضہ کر کے محمد بن لیلی کو گرفتار کر لیا۔ معدل نے یہ سن کر حسین بن علی سے امن کی درخواست کی اور شہر اس کے حوالہ کر دیا حسین معدل سمیت بخارا واپس چلا گیا اور امیر ابونصر احمد نے سجستان پر ابو صالح منصور اپنے چچا اسحاق بن احمد کے بیٹے کو مقرر کر دیا۔ یہ اسحاق بن احمد وہی ہے جس کو امیر ابونصر نے اپنے ابتدائی زمانہ حکومت میں گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا تھا پھر اسے ان دنوں قید سے رہا کر کے سمرقند و فرغانہ کی حکومت پر بھیج دیا۔

سیکری کی گرفتاری:......سامانی امیروں پر حاوی ہونے کی یہ خبر مشہور ہوئی کہ سیکری خلیفہ کی فوج سے فارس میں شکست کھا کر سجستان کی جانب آ رہا ہے حسین نے یہ خبر پا کر ایک دستہ فوج اس کی روک تھام کو بھیج دیا۔ چنانچہ اس دستہ نے سیکری کو گرفتار کر لیا۔ امیر ابونصر احمد نے اسے اور محمد بن علی کو دارالخلافت بغداد روانہ کر دیا۔ خلیفہ مقتدر نے خوش ہو کر امیر ابونصر کو خلعت اور انعام روانہ کئے۔

ان واقعات کے بعد سجستان والوں نے بغاوت کی اور سیمجو ر دوانی کو معزول کر کے منصور ابن اسحاق (امیر ابونصر احمد کا چچا تھا) کو اپنا امیر بنا لیا۔

ابونصر احمد کا قتل:......امیر ابونصر احمد کو شکار کھیلنے کا بے حد شوق تھا ایک روز شکار کھیلنے جنگل کی طرف ❶ نکل گیا واپسی میں ذرا دیر ہوگئی۔ تھکا ماندہ آیا تھا خیمہ میں جا کر سو رہا۔ اس کے خیمہ کے دروازے پر حفاظت کی غرض سے ایک شیر باندھ دیا جاتا تھا اتفاق سے اس رات ملازمین کی غفلت سے شیر نہ باندھا گیا۔ چنانچہ اس کے چند غلام خیمہ میں گھس گئے اور سوتے ہی کی حالت میں اس کی زندگی کا خاتمہ کر دیا یہ واقعہ ماہ جمادی الآخر ۳۰۱ھ کے آخر کا ہے پھر اسے بخارا میں لا کر دفن کر دیا گیا۔ شہید کے لقب سے ملقب ہوا۔ اس کے بعد ان نمک حرام غلاموں کی تلاش ہوئی ان میں سے جو گرفتار ہوئے قتل کر دیئے گئے۔

ابوالحسن نصر بن احمد کی حکومت:......امیر ابونصر احمد کے بعد اس کا بیٹا ابوالحسن نصر بن احمد آٹھ سال کی عمر میں کرسی حکومت پر فائز ہوگیا اور سعید کا خطاب اختیار کیا اس کے باپ کے مصاحبوں اور حمایتیوں نے سلطنت کا سارا بار اپنے سر لے لیا۔ احمد بن محمد بن لیث ان سب کا پیشوا تھا اسی نے ابوالحسن نصر کو اپنے کندھے پر چڑھا لیا تھا اور سب کے پہلے اسی نے اس کی امارت کی بیعت کی اور سب سے بیعت لینے کا محرک بنا تھا۔

بغاوتیں:......امیر ابوالحسن نصر کی کم سنی وامارت سے اطراف وجوانب کے امراء نے فائدہ اٹھانے کی کوشش کی ہر شخص نے یہ خیال کر کے کہ یہ کمسن لڑکا ہے بار حکومت نہ اٹھا سکے گا اور نہ ملک کا انتظام درست رہے گا اپنے دائرہ حکومت سے قدم آگے بڑھایا چنانچہ اہل سجستان نے بغاوت کی اس کے باپ کا چچا اسحاق بن احمد گورنر سمرقند باغی ہوگیا اس کے دونوں بیٹوں منصور اور الیاس نے بھی علم بغاوت بلند کر دیا محمد بن حسین، نصر بن محمد، ابوالحسن بن یوسف حسن بن علی مرد ردی، احمد بن سہل اور لیلی بن نعمان دیلمی (علویوں کا گورنر طبرستان) کو ملک گیری کی لالچ لگی ادھر سیجور ❷، ابوالحسن بن ناصر اطروش اور قراتکین بھی نکل پڑے۔ طرہ یہ ہوا کہ خود امیر ابوالحسن نصر کے بھائی یحییٰ، منصور اور ابراہیم بن ابونصر احمد بن اسماعیل، جعفر بن داؤد، محمد بن الیاس اور مرداویج دشمگیر بن زیاد نے (امراء دیلم سے) حملہ آور ہوگئے مگر سعید نصر ان سب کے خلاف کامیاب ہوگیا اور ان سب کو منہ کی کھانی پڑی۔

اہل سجستان کی بغاوت:......امیر احمد بن اسماعیل کی شہادت کے بعد سب سے پہلے اہل سجستان نے علم بغاوت بلند کیا، خلیفہ مقتدر کی خلافت کی بیعت کی اور اپنے امیر سیجور ردوانی کو نکال دیا۔ خلیفہ مقتدر نے سجستان کی سند حکومت بدر کبیر کو عنایت کی بدر کبیر نے فضل بن حمید اور ابو یزید خالد کو سجستان پر مقرر کیا۔ عبیداللہ بن احمد قہستانی ❸ بست اور رخج پر اور سعید طالقانی غزنہ اور امیر سعید نصر کی طرف سے مامور تھا۔ فضل اور یزید نے عبیداللہ اور سعید پر حملہ کیا اور ایک سال کے اندر اندر ان دونوں مقامات پر قبضہ کر کے عبیداللہ اور سعید کو گرفتار کر کے دارالخلافت بغداد بھیج دیا کچھ عرصہ بعد فضل بیکار ہوگیا خالد تن تنہا ان علاقوں پر حکومت کرنے لگا تھوڑے دنوں کے بعد خالد نے علم خلافت سے بغاوت پر کمر باندھی اور باغی ہوگیا۔ خلیفہ مقتدر نے درک (نجع طولونی کے بھائی) کو خالد کی سرکوبی پر روانہ کیا۔ خالد اور نجع کے بھائی کی جنگ ہوئی اور خالد نے نجع کو شکست دیدی اور فتحیابی کا جھنڈا لئے ہوئے کرمان روانہ ہوگیا۔ بدر نے اس واقعہ سے مطلع ہو کر ایک فوج خالد باغی کی گرفتاری کے لئے روانہ کی چنانچہ اُس فوج نے خالد کو گرفتار کر لیا اور بدر نے اُسے جیل میں ڈال دیا۔ آخر کار اسی قید خانہ میں خالد کا انتقال ہوگیا۔ چنانچہ بدر نے سر اتار کر بغداد بھیج دیا۔

اسحاق اور اس کے بیٹے الیاس کی بغاوت:......اسحاق بن احمد امیر احمد بن اسماعیل کا چچا سمرقند کا گورنر تھا جب اسے امیر احمد کے قتل کی خبر پہنچی اور اسے یہ بھی معلوم ہوگیا کہ امیر احمد کا بیٹا سعید نصر امارت کی کرسی پر بیٹھا ہے تو اس نے سمرقند میں اپنی خودمختاری کا اعلان کر دیا لوگوں نے اس کے بیٹے الیاس کا اس معاملہ میں ہاتھ بٹایا چنانچہ سب کے سب متحد ہو کر بخارا کی طرف بڑھے امیر ابوالحسن نصر کا کمانڈر حمویہ بن علی فوجیں تیار کر کے مقابلہ پر آیا اور اسحاق کو پسپا کر کے سمرقند کی طرف واپس کر دیا۔ منہزم گروہ نے پھر اپنی حالت درست کی اور دوبارہ بخارا پر چڑھ آئے مگر حمویہ نے دوبارہ شکست دے دی اور تعاقب کرتا ہوا سمرقند پہنچ گیا اور بزور تیغ سمرقند پر قبضہ کر لیا۔ اسحاق جان کے خوف سے روپوش ہوگیا حمویہ نے اس کی سراغ رسانی اور تلاش

---

❶......یہاں جدید عربی ایڈیشن (جلد نمبر ۴ صفحہ ۳۴۰) پر فِرَبر کا لفظ ہے۔ ایک نسخہ میں بربر ہے جو صحیح نہیں دیکھیں (ابن اثیر جلد نمبر ۵ صفحہ ۴۲) یاقوت حموی نے معجم البلدان میں بیان کیا ہے کہ فِرَبر نامی علاقہ بخاری اور دریائے جیحون کے درمیان واقع ہے۔ فربر سے دریائے جیحون تک تقریباً ایک فرسخ تک کا فاصلہ ہے۔ صحیح بخاری شریف کا جو نسخہ آج کل دنیا میں مشہور ہے وہ ابوعبداللہ محمد بن یوسف الفربری کا ہے۔ ان کی وفات ۳۲۰ھ میں ہوئی یہ سب سے آخری آدمی ہیں جنہوں نے امام بخاری سے صحیح بخاری پڑھی۔ ❷......یک نسخہ میں سیجور لکھا ہے جو صحیح نہیں۔ دیکھیں تاریخ الکامل (جلد نمبر ۵ صفحہ ۴۳)۔ ❸......ہمارے پاس موجود جدید عربی ایڈیشن میں عبیداللہ جستانی تحریر ہے۔ جبکہ تاریخ کامل ابن اثیر میں الجیھانی تحریر ہے۔

کی بے حد کوشش کی۔ لہٰذا اسحاق پر اس کے رہنے کی جگہ تنگ ہوگئی مجبور ہو کر حمویہ سے امن کی درخواست کر دی چنانچہ حمویہ نے اس کو گرفتار کر کے بخارا بھیج دیا اور خود سمرقند میں قیام کر کے نظم و نسق میں مصروف ہو گیا یہاں تک کہ وہیں حمویہ نے وفات پائی۔

الیاس اس معرکہ سے شکست کھا کر فرغانہ بھاگ گیا تھا ایک طویل مدت تک وہیں قیام پذیر رہا یہاں تک کہ دوبارہ حملہ آور ہوا جیسا کہ آئندہ بیان کیا جائے گا۔

اطروش کا ظہور اور طبرستان پر قبضہ: ...... ہم اوپر خلافت علویہ کے تذکرہ میں اطروش اور اس کے بیٹوں کی طبرستان پر حکومت کا حال تحریر کر آئے ہیں۔ اطروش کا نام حسن تھا علی بن حسن بن علی بن عمرو بن علی بن حسن سبط کا بیٹا تھا۔ طبرستان کا گورنر محمد بن ہارون تھا جب اس نے بغاوت کی تو امیر احمد بن اسماعیل نے اسے شکست دے کر ابو العباس عبداللہ بن محمد بن نوح کو مقرر کر دیا ابو العباس نے نیک سیرتی اور عدل کے ساتھ حکومت کی اور رعایا کو خوش رکھا علویوں کی حد سے زیادہ عزت و توقیر کی اور احسان و سلوک سے اس کے ساتھ پیش آتا رہا۔ رؤساء دیلم کو ہدایا و تحائف دے کر اپنا گرویدہ احسان بنالیا۔

ابو العباس عبداللہ: ...... اطروش محمد بن زید کے قتل کے بعد دیلم میں چلا گیا تھا۔ تیرہ سال ان کے درمیان قیام پذیر رہا اور ان کو اسلام کی دعوت دیتا رہا اور ان سے صرف عشر لینے پر اکتفا کرتا تھا دیلموں کا بادشاہ ابن حسان اپنی قوم سے عشر وصول کر کے اطروش کو دے دیا کرتا تھا چنانچہ دیلم کا ایک بڑا گروہ دائرہ اسلام میں داخل ہو گیا اور اطروش کا مطیع و فرمان بردار بن گیا۔ اطروش نے ان کے ملک میں مسجدیں تعمیر کرائیں اور انہیں طبرستان پر حملہ کرنے کی ترغیب دینے لگا مگر دیلمیوں نے منظور نہ کیا۔ اس کے بعد کسی وجہ سے ابو العباس عبداللہ کو معزول کر دیا گیا اور سلام نامی ایک شخص کو حکومت طبرستان پر مامور کیا گیا۔ اس نے دیلمیوں کے ساتھ نہ اچھے برتاؤ کئے اور نہ اپنا رعب داب قائم رکھا۔ چنانچہ دیلمیوں نے اس کے خلاف خروج کیا اور اسے شکست دے دی۔ سلام نے امیر احمد سے امداد کی درخواست کی لہٰذا امیر احمد نے اسے معزول کر کے ابو العباس عبداللہ کو دوبارہ حکومت طبرستان پر مقرر کر دیا۔ ابو العباس کے آتے ہی طبرستان کی بغاوت اور دیلمیوں کی سرکشی کا خاتمہ ہو گیا۔

ابو العباس محمد بن ابراہیم: ...... کچھ عرصے کے بعد جب مر گیا تو امیر احمد نے ابو العباس محمد بن ابراہیم صعلوک کو طبرستان کی حکومت عطا کر دی۔ محمد بن ابراہیم صعلوک نے اپنی بد اخلاقی و ظلم اور عدم تدبیر کی وجہ سے ان مراسم اتحاد کو ملیامیٹ کر دیا جو والی طبرستان اور دیلمیوں کے درمیان مدت دراز سے قائم تھے۔ چنانچہ اطروش کو اس وقت موقع مل گیا اس نے دیلمیوں سے طبرستان پر حملہ اور قبضہ کرنے کی دوبارہ درخواست کی چنانچہ دیلمیوں نے اس کے ساتھ طبرستان پر حملہ کیا، ابن صعلوک مقابلہ پر آیا۔ طبرستان کی سرحد پر مقام سابوس سے ایک منزل کے فاصلہ پر دونوں کی جنگ ہوئی جس میں ابن صعلوک شکست کھا کر بھاگ گیا اس کے چار ہزار ساتھی مارے گئے۔ باقی بچنے والوں کا اطروش نے محاصرہ کر لیا اور خاتمہ جنگ کے بعد ان کو امن دیدیا۔

طبرستان پر اطروش کا قبضہ: ...... اس کامیابی کے بعد اطروش تو آمد ❶ چلا گیا اور حسن بن قاسم علوی داعی (اطروش کا داماد) ان لوگوں کے پاس پہنچ گیا جن کو اطروش نے امان دیدی تھی اور پھر اس بہانے سے کہ یہ اس معاہدے میں شریک و موجود نہ تھا ان سب کو قتل کو ڈالا۔

۳۰۱ھ میں اطروش نے طبرستان پر سعید نصر کے دور میں قبضہ کیا تھا ابن صعلوک نے شکست کے بعد رے کا راستہ لیا پھر "رے" سے بھی دل برداشتہ ہو کر بغداد چلا گیا۔ ادھر اطروش کے ہاتھ پر دیلمیوں کا بہت بڑا گروہ اسلام لایا اسفید رود ❷ سے آمد تک کے دیلمی اس کی کوشش اور تبلیغ سے دائرہ اسلام میں داخل ہو گئے۔ یہ سب کے سب زیدی شیعہ تھے اطروش بھی زیدی تھا۔ اسی زمانہ سے بنو سامان کے ہاتھوں سے طبرستان کا اقتدار نکل گیا۔

منصور بن اسحاق کی بغاوت: ...... امیر احمد بن اسماعیل نے بجستان کی فتح کے بعد اپنے چچا زاد بھائی اپنے منصور بن اسحاق کو مامور کیا تھا۔ ۳۰۲ھ میں امیر احمد کے قتل کے بعد منصور نے بغاوت کر دی حسین بن علی نے اس بغاوت اور فتنہ انگیزی میں منصور کا ساتھ دیا۔ یہ حسین بن علی وہی ہے جو فتح

❶ ...... یہاں صحیح لفظ آمل ہے آمد نہیں۔ دیکھیں تاریخ الکامل ابن اثیر (جلد نمبر ۵ صفحہ ۴۵) یاقوت حموی نے معجم البلدان میں لکھا ہے کہ طبرستان کے زیریں حصے سے بڑا شہر بھی آمل ہے۔ ❷ ...... ایک نسخہ میں اسفیجاب تحریر ہے جو صحیح نہیں معجم البلدان۔

سجستان پر امیر احمد کی طرف سے مقرر تھا اس کا یہ خیال تھا کہ فتحیابی کے بعد امیر احمد مجھے اس ملک کی حکومت پر مقرر کرے گا مگر امیر احمد نے منصور کو مقرر کر دیا۔ اتفاق سے اہل سجستان نے بغاوت کی اور منصور کو گرفتار کر کے قید کر دیا چنانچہ امیر احمد نے دوبارہ سجستان فتح کرنے کے لئے اسی حسین بن علی کو بھیجا۔ اس مرتبہ کامیابی کے بعد حسین بن علی کے خلاف توقع ،سیجور کو سجستان کی حکومت دیدی حسین بن علی کو اس سے ناراضگی پیدا ہوگئی چنانچہ اس نے منصور بن اسحاق کو بغاوت پر ابھارنا شروع کر دیا اور یہ جھانسہ دینے لگا کہ ذرا سی کوشش سے خراسان کی امارت آپ کو مل جائے گی تمام صوبوں کا انتظام تو میں کر دوں گا۔ اتنے میں امیر احمد کی زندگی کا خاتمہ ہوگیا۔ حسین ہرات میں بغاوت کا علم بلند کر کے منصور کے پاس نیشاپور آ گیا اور منصور بھی باغی ہوگیا اور اپنے نام کا خطبہ پڑھا۔ کمانڈر حمویہ بن علی فوجیں تیار و مرتب کر کے ان دونوں حریفوں سے جنگ کرنے کے لئے بڑھا لیکن منصور حمویہ کے پہنچنے سے پہلے وفات پا گیا تھا باقی رہا حسین چنانچہ جس وقت حمویہ نیشاپور کے قریب پہنچا حسین نیشاپور سے نکل کر ہرات بھاگ گیا اور وہاں جا کر قیام پذیر ہوگیا۔ بخارا کی افسری پولیس پر ایک طویل مدت سے حمویہ کی جانب سے محمد بن جنید مقرر تھا حمویہ نے محمد کو بخارا سے نیشاپور کی نگرانی وحفاظت کے لئے روانہ کیا چنانچہ محمد نیشاپور پہنچا اور تھوڑے دنوں کے بعد بغیر اجازت حمویہ کے واپس آ گیا حمویہ نے بخارا سے ڈانٹ بھرا خط لکھا چنانچہ محمد جان کے خوف سے راستے سے بخارا کا راستہ چھوڑ کر ہرات نکل گیا۔

حسین بن علی کا نیشاپور پر قبضہ:...... حسین بن علی کو موقع مل گیا وہ ہرات پر اپنے بھائی منصور کو مقرر کر کے نیشاپور چلا گیا اور اس پر بغیر مزاحمت کے قابض ہوگیا حمویہ نے احمد بن سہل کو بخارا سے حسین سے جنگ کرنے کو روانہ کیا چنانچہ اس نے سب سے پہلے ہرات کا محاصرہ کیا اور کچھ عرصے بعد امان کے ساتھ منصور سے ہرات کا قبضہ لے لیا اس کے بعد نیشاپور کی طرف قدم بڑھایا ایک مدت تک حسین کا نیشاپور میں محاصرہ کئے رہا بالآخر بزور تیغ نیشاپور پر بھی قبضہ کر لیا اور حسین کو گرفتار کر لیا یہ واقعہ ۳۰۲ھ کا ہے ❶۔

محمد بن جنید:......کامیابی کے بعد احمد بن سہیل نے نیشاپور میں قیام اختیار کیا۔ محمد ابن جنید ❷ اس وقت تک مرو میں تھا وہ یہ خبر پا کر کہ احمد بن سہیل نے نیشاور پور پر قبضہ کر لیا ہے اور حسین بن علی گرفتار ہوگیا ہے مرو سے نیشاپور آ گیا احمد نے محمد بن جنید کو پہنچتے ہی گرفتار کر لیا۔ حسین بن علی کو بعد گرفتاری بخارا بھیج دیا گیا اور محمد بن جنید کو خوارزم کی جیل میں ڈال دیا گیا چنانچہ وہیں پر اس کا انتقال ہوا اور حسین بن علی کو ایک طویل مدت کے بعد ابوعبداللہ جیہانی مدبر دولت بنوسامان نے رہا کیا اور یہ پہلے کی طرح امیر نصر بن احمد کی خدمت میں رہنے لگا۔

احمد بن سہیل کی بغاوت:......احمد بن سہیل، امیر اسماعیل بن احمد اور اس کے بیٹے احمد پھر اس کے بیٹے نصر احمد کا نامور کمانڈر تھا۔ ابن اثیر نے احمد بن سہیل کے بارے میں یوں لکھا ہے کہ "ہو" احمد بن سہیل بن ہاشم بن الولید بن جبلہ بن کامگار بن یزدجرد بن شہریار الملک، کامگار صوبہ مرو کا ناظم تھا۔ احمد کے تین بھائی اور بھی تھے، محمد، فضل اور حسین۔ یہ تینوں بھائی عرب اور عجم کے جھگڑے میں قتل ہوگئے۔ احمد عمرو بن لیث کی طرف سے "مرو" کا گورنر تھا عمرو بن لیث نے کسی بات پر ناراض ہو کر گرفتار کر لیا اور سجستان ❸ بھیج دیا مگر احمد کسی طرح قید سے نکل کر بھاگ گیا اور مرو پر قبضہ کر لیا اور عمرو بن لیث کے نائب کو جو کہ "مرو" میں تھا گرفتار کر لیا۔

امیر اسماعیل اور احمد بن سہیل:......احمد بن سہیل نے مرو پر قبضہ کے بعد امیر اسماعیل بن احمد کی اطاعت قبول کر لی اور اُس کی ماتحتی میں حکومت کرنے لگا امیر اسماعیل نے اس کو بخارا بلوا کر اس کی عزت افزائی کی اور اس کی قدر ومنزلت بڑھا دی اپنے کمانڈروں کے زمرہ میں ممتاز درجہ عنایت کیا چنانچہ احمد اس وقت سے امیر اسماعیل کے پاس رہا اور اس کے بعد اُس کے بیٹوں کی خدمت کرتا رہا۔ چنانچہ جب حسین بن علی نے "نیشاپور" میں امیر نصر بن احمد بن اسماعیل کی حکومت کے خلاف ۳۰۲ھ میں بغاوت کا جھنڈا بلند کیا تو امیر نصر نے یہ بغاوت فرو کرنے پر احمد کو مقرر کیا۔ چنانچہ احمد کو

---

❶......کاتب کی غلطی ہے، بجائے ۳۰۲ کے ۳۰۰ پڑھیں دیکھیں ابن اثیر کی (تاریخ الکامل جلد نمبر ۸ ص ۳۳۔ مطبوعہ مصر ذکر مخالفت منصور بن اسحاق، مترجم۔ ❷...... ہمارے پاس جدید عربی ایڈیشن (ج ۴ ص ۳۴۲) پر ابن جنید کی بجائے ابن جید تحریر ہے جبکہ ابن اثیر کی (تاریخ الکامل جلد نمبر ۵ ص ۴۸) ابن حید تحریر ہے۔ ❸......دیکھیں ابن اثیر کی (تاریخ الکامل جلد نمبر ۵ ص ۶۶)

اس مہم میں کامیابی ہوئی۔امیر نصر بن احمد نے اسے اچھی خدمت کے صلہ میں ''نیشاپور'' کی حکومت پر مامور کر دیا۔

احمد بن سہیل کا جرجان پر قبضہ:......امیر نصر بن احمد نے تقرری کے وقت احمد بن سہیل سے کچھ وعدہ بھی لیا تھا مگر اس کا ایفا احمد نے نہ کیا چنانچہ امیر احمد کو اس سے ناراضگی پیدا ہوگئی اور احمد بھی اس سے کھنچتا گیا زیادہ زمانہ گذرنے نہ پایا تھا کہ اس نے نیشاپور پر مسلط ہو کر امیر نصر کے نام کا خطبہ موقوف کر دیا اور خود مختار حکمران بن بیٹھا اس کے بعد ایک قاصد دارالخلافت بغداد روانہ کیا اپنے نام کا سکہ جاری کرانے اور خطبہ پڑھے جانے کی درخواست کی پھر ''نیشاپور'' سے ''جرجان'' آیا، ''جرجان'' میں قراتکین حکومت کر رہا تھا۔دونوں کی لڑائی ہوئی بالآخر احمد نے قراتکین کو شکست دے کر جرجان پر قبضہ کر لیا۔مہم ''جرجان'' سے فارغ ہو کر ''مرو'' کی طرف قدم بڑھایا اور اس پر حاوی ہو کر شہر پناہ کی تعمیر میں مصروف ہو گیا۔

نصر بن سہیل کی وفات:......امیر نصر کو جب ان واقعات کی اطلاع ہوئی تو اس نے ایک فوج حمویہ بن علی کی کمان میں بخارا سے احمد سے جنگ کرنے کے لئے روانہ کی مرو میں احمد سے ماہ رجب ۳۰۷ھ میں جنگ ہوئی آخر کار احمد کے ساتھی میدان جنگ سے بھاگ نکلے مگر احمد اکیلا لڑتا رہا حتی کہ اس کا گھوڑا تنگ و دو سے تھک گیا۔تب احمد نے مجبور ہو کر امن کی درخواست کی لوگوں نے پہنچ کر گرفتار کر لیا اور بخارا بھیج دیا امیر نصر نے جیل میں ڈال دیا چنانچہ ماہ ذی الحجہ ۳۰۷ھ میں قید کی حالت میں مر گیا۔

قتل لیلیٰ بن نعمان دیلمی:......لیلیٰ بن نعمان دیلمی سرداران دیلم میں سے ایک نامور شخص اور اطروش کا تجربہ کار کمانڈر تھا۔چنانچہ حسن بن قاسم داعی نے اس ۳۰۳ھ میں ''جرجان'' کی حکومت پر مامور کیا تھا اور اطروش کی اولاد اس کو اپنے خطوط میں المؤید لدین اللہ المنتصر لاولاد رسول اللہ ﷺ سے مخاطب کیا کرتے تھے۔کریم شجاع اور جنگ آور شخص تھا۔چنانچہ لیلیٰ کے حکمران بننے کے بعد قراتکین نے ''جرجان'' پر حملہ کیا چنانچہ جرجان سے پندرہ میل کے فاصلہ پر لیلیٰ سے مقابلہ ہوا۔پہلے ہی معرکہ میں قراتکین کی فوج میدان جنگ سے بھاگ گئی اور اس کے غلام فارس نے لیلیٰ سے ایک ہزار پیادوں کے ساتھ امن کی درخواست کی لیلیٰ نے خوشی سے امن دیا کمال عزت اور احترام سے پیش آیا اور اپنی بہن کا نکاح اس سے کر دیا۔

لیلیٰ کا نیشاپور پر قبضہ:......اس کے بعد ابوالقاسم بن حفص بھانجا احمد بن سہیل نے امن کی درخواست کی اور امن حاصل کرنے کے بعد لیلیٰ کو نیشاپور پر حملہ کرنے کی ترغیب دی اس وقت ''نیشاپور'' میں قراتکین مقیم تھا۔آہستہ آہستہ فوج کی بھی کثرت ہوئی رسد و غلہ اور مال کی کمی سے مجبور ہو کر حسین بن قاسم داعی ❶ سے ''نیشاپور'' پر حملہ کرنے کی اجازت مانگی، وہاں تھا کیا، لہٰذا حسین بن قاسم داعی نے اجازت دے دی چنانچہ ماہ ذی الحجہ ۳۰۸ھ میں لیلیٰ نے ''نیشاپور'' کا رخ کیا اور پہنچتے ہی ''نیشاپور'' پر قبضہ کر لیا اور داعی حسین بن قاسم کے نام کا خطبہ پڑھنا شروع کر دیا۔

لیلیٰ کا فرار:......امیر نصر نے اس واقعہ کی اطلاع پا کر لیلیٰ کو ہوش میں لانے کے لئے اپنے سرداران حمویہ بن علی، محمد بن عبیداللہ ❷ بلغمی، ابوجعفر ملوک خوارزم شاہ اور سیجور دوانی فوجیں روانہ کیں چنانچہ مقام ''طوس'' میں لیلیٰ سے جنگ ہوئی جنگ کے شروع میں حمویہ کے اکثر ساتھی شکست کھا کر بھاگ گئے مگر باقی کمانڈر امیر نصر و سینہ سپر ہو کر برابر لڑتے رہے تھوڑی دیر کے بعد سارے لشکر نے مجموعی قوت سے اچانک حملہ کیا۔لیلیٰ کے پاؤں اکھڑ گئے شکست کھا کر بھاگا۔

لیلیٰ کا قتل:......''آمد'' پہنچا اتفاق سے بقراخاں بادشاہ ترک بھی جو امیر نصر کی فوج کی مدد کے لئے آیا ہوا تھا ''آمد'' پہنچ گیا اور اس نے لیلیٰ کو گرفتار کر کے حمویہ کے پاس اس کی گرفتاری کی اطلاع دی۔حمویہ نے ایک شخص کو اس کا سر اتار لانے کے لئے بھیج دیا چنانچہ اس شخص نے لیلیٰ کے سر کو ماہ ربیع الاول ۳۰۹ھ میں اتار لیا اور پوری حفاظت کے ساتھ بخارا بھیج دیا اور باقی کمانڈران دیلم نے جو لیلیٰ کے ساتھ تھے یہ رنگ دیکھ کر ڈر گئے امن کی درخواست کی مگر حمویہ نے اپنے کمانڈروں سے مخاطب ہو کر کہا، اللہ جل شانہ نے آج تم کو جبل اور دیلم پر کامیاب کیا ہے مناسب ہے کہ ان کو ختم کر کے ہمیشہ کے لئے راحت حاصل کر لو۔کمانڈران حمویہ کی جماعت نے دیلم کے قیدیوں کے قتل پر آمادہ نہ ہوئے اور اس کی رائے سے اتفاق نہ کیا تو حمویہ نے ان لوگوں کو امن دے دیا۔

❶......ابن اثیر (جلد نمبر ۵ ص ۶۹) پر لکھا ہے ''حسن بن القاسم الداعی کے حکم سے نیشاپور کی طرف روانہ ہوا''۔ ❷......ابن اثیر (جلد نمبر ۵ ص ۶۹) پر عبیداللہ کے بجائے عبداللہ تحریر ہے۔

یہ وہی کمانڈر ہیں جو بعد میں اسلامی ملکوں کی طرف گئے تھے۔ اور عالمگیر جنگ برپا کر کے اکثر شہروں اور ممالک پر قبضہ کیا تھا مثلاً اسفار، مرو، رتیح، شکمین اور بنو بویہ وغیرہ ان لوگوں کے حالات آئندہ موقع کے مطابق تحریر کئے جائیں گے۔

قراتکین اور فارس:...... فارس جس نے لیلیٰ سے امن حاصل کر لیا تھا ''جرجان'' ہی میں رہتا تھا اور اس واقعہ کے بعد جرجان کی حکومت پر رہا یہاں تک کہ قراتکین جرجان میں آیا اس کے غلام فارس نے حاضر ہو کر امن کی درخواست کی قراتکین نے اس کو امان دے دی مگر پھر کسی وجہ سے ۳۱۶ھ میں اس کو قتل کر کے ''جرجان'' سے واپس آ گیا۔

جنگ سیجور و ابن اطروش:...... جس وقت قراتکین نے اپنے غلام فارس کو ۳۱۶ھ میں قتل کر کے جرجان سے واپسی کی ابوالحسین بن ناصر بن علی اطروش علوی نے استرآباد سے جرجان کا ارادہ کیا اور پہنچتے ہی اس پر قابض ہو گیا۔ امیر سعید نصر نے ابوالحسین سے جنگ کرنے پر سیجور ردوانی کو چار ہزار سواروں کی جماعت کے ساتھ روانہ کیا جرجان سے بیس میل کے فاصلہ پر پہنچ کر سیجور نے پڑاؤ کیا۔ ابوالحسین آٹھ ہزار دیلمی پیادوں سے مقابلہ پر آیا دونوں حریفوں میں گھمسان کی لڑائی شروع ہو گئی۔ سیجور نے اپنی فوج کے ایک حصہ کو کمین گاہ میں بٹھا دیا مگر ان لوگوں نے نکلنے میں دیر کی جس سے سیجور کو شکست ہو گئی۔ کمانڈر سرخاب دیلم نے پیچھا کیا اور ابوالحسین کے لشکر لوٹ مار میں مصروف ہو گئے۔ اتنے میں سیجور کی فوج نے کمین گاہ سے نکل کر حملہ کر دیا چنانچہ ابوالحسین ❶ کو شکست ہو گئی چار ہزار فوج ماری گئی ابوالحسین دریا کے راستے استرآباد ❶ کی طرف بھاگا استرآباد میں پہنچنے کے بعد اس کے باقی ساتھی بھی آ گئے۔

سرخاب کی روانگی:...... سرخاب جو سیجور کے پیچھے گیا ہوا تھا واپس آیا تو رنگ ہی دوسرا تھا اس کے فتح مند ساتھی خاک وخون پر لوٹ رہے تھے لشکر گاہ میں ہو کا عالم تھا حیرت زدہ ادھر ادھر دیکھنے لگا تھوڑی دیر کے بعد اپنے حواس درست کئے اور اپنے ساتھیوں کے اہل وعیال اور کمزور ساتھیوں کو ساتھ لے کر استرآباد کا راستہ اختیار کیا۔ سیجور نے یہ سن کر میری شکست کے بعد میرے ساتھیوں کو فتح نصیب ہوئی ہے واپس آ گیا اور جرجان میں رہنے لگا۔

ماکان بن کالی:...... ان واقعات کے بعد سرخاب نے وفات پائی۔ ابن اطروش نے ماکان بن کالی کو ''استر'' آباد پر اپنا نائب بنا کر خود اور ''ساریہ'' کی طرف لوٹا اس کے ساتھ محمد بھی تھا...... ❷ پس اہل ''ساریہ'' نے اطروش کو نکال کر بقراخاں کو اپنا امیر بنایا۔ ابن اطروش ''ساریہ'' سے نکل کر'' جرجان'' پہنچا پھر'' جرجان'' سے ''نیشاپور'' چلا گیا ماکان'' ساریہ'' سے لوٹ کر'' استرآباد'' آیا اور'' استرآباد'' سے بقراخاں کے پاس ''نیشاپور'' چلا گیا۔ یہ ابتدائی حال'' ماکان بن کالی'' کا ہے عنقریب اس کے تفصیلی حالات بیان ہوں گے۔

خروج الیاس بن اسحاق:...... ۳۰۱ھ میں اسحاق اور اس کے بیٹے الیاس کی سمرقند میں بغاوت کرنے کے واقعات ہم اوپر تحریر کر چکے ہیں اسحاق ''بخارا'' میں پہنچ کر مر گیا اس کا بیٹا الیاس'' فرغانہ'' چلا گیا اور وہیں ۳۱۶ھ تک رہا۔ اس کے بعد فوج تیار کر کے'' سمرقند'' پر حملہ کرنے کی تیاری کی محمد بن حسین نے کمانڈر بنوسامان سے مدد مانگی۔ ترکان فرغانہ سے بھی مدد مانگی چنانچہ ان لوگوں نے خوشی سے مدد دی تیس ہزار سوار بات کی بات میں جمع ہو گئے۔ چنانچہ الیاس نے سمرقند کی طرف قدم بڑھایا۔ امیر نصر نے اس سے جنگ کرنے کے لئے ابوعمر اور محمد بن اسد کو ڈھائی ہزار پیادوں کی جماعت سے روانہ کیا چنانچہ ابوعمر نے الیاس کے پہنچنے سے پہلے جھاڑیوں میں چند فوجیوں کو کمین گاہ میں بٹھا دیا تھا جوں ہی الیاس سمرقند کے قریب پہنچا اور اس کے فوجی خیموں کے نصب کرنے اور پڑاؤ بنانے میں مصروف ہو گئے ابوعمر کے لشکر نے کمین گاہ سے نکل کر حملہ کر دیا چنانچہ محمد بن حسین شکست کھا کر بھاگ گیا اور'' اسبیجاب'' پہنچا اور جب اس کو'' اسبیجاب'' میں بھی پناہ کی صورت نظر نہ آئی تو'' اطراف طراز'' میں جا کر دم لیا۔ اس صوبہ کے حاکم کو اس کی اطلاع ہو گئی لہٰذا گرفتار کر کے قتل کر ڈالا اور سر اتار کر'' بخارا'' بھیج دیا۔

الیاس کی پے در پے شکست:...... اس شکست کے بعد الیاس نے ابوالفضل بن ابو یوسف صاحب الساس سے مدد مانگی ابوالفضل نے اس کی

---

❶ ...... ہمارے پاس موجود جدید عربی ایڈیشن (جلد نمبر ۴ ص ۳۴۴) پر ابوالحسن تحریر ہے۔ ❷ ...... ساریہ اور جرجان کے درمیان واقع ہے طبرستان کے صوبوں میں سے ہے بڑا اور مشہور شہر ہے۔ ❸ ...... ہمارے موجود تاریخ ابن خلدون کے جدید عربی ایڈیشن جلد نمبر ۴ میں ایسی کوئی علامت نہیں جس سے معلوم ہو کہ یہاں کچھ لکھنے سے رہ گیا ہے۔

مدد کے لئے محمد بن الیسع کو ایک عظیم فوج کے ساتھ روانہ کیا اور خود بھی ''آمد'' کو آیا مگر الیاس کو اس مرتبہ بھی شکست ہوگئی اور شکست کھا کر ''کاشغر'' چلا آیا مگر ابوالفضل کو گرفتار کر کے ''بخارا'' بھیج دیا گیا اور وہیں مر گیا۔ الیاس نے ''کاشغر'' میں پہنچ کر والی ''کاشغر'' طغا تگین (بادشاہ ترک) کی بیٹی سے نکاح کر لیا اور اس کے پاس رہنے لگا۔

صعلوک کی ریشہ دوانیاں:...... خلیفہ مقتدر نے ''رے'' کی حکومت پر یوسف بن ابی الساج کو مامور کیا تھا چنانچہ ۳۱۱ھ میں یوسف نے ''رے'' کی طرف کوچ کیا اور پہنچتے ہی احمد بن علی بھائی صعلوک کے قبضہ سے رے کو نکال لیا صعلوک اس واقعہ سے پہلے رے کو چھوڑ کر دارالخلافت بغداد چلا گیا۔ خلیفہ نے صعلوک کو ''رے'' کی حکومت دی۔ ''رے'' میں پہنچ کر چند دن بعد صعلوک نے خلیفہ کی مخالفت شروع کر دی اور باغی ہو کر ماکان بن کالی کمانڈر دیلم اور اولاد اطروش سے جو کہ ''طبرستان'' اور ''جرجان'' میں تھے مل گیا۔ خلیفہ مقتدر نے اس سے جنگ کرنے کے لئے یوسف بن ابی الساج کو مامور کیا چنانچہ یوسف اور صعلوک کی لڑائیاں ہوئیں بالآخر یوسف نے اس کو قتل کر کے ''رے'' پر قبضہ کر لیا۔ اس کے بعد خلیفہ مقتدر نے ۳۱۲ھ میں یوسف کو بلا کر ''واسط'' کی طرف جنگ قرامطہ پر بھیج دیا اور ''رے'' کی حکومت پر سعید نصر بن احمد کو مقرر فرمایا چنانچہ سعید ''رے'' پر قبضہ کرنے کے لئے روانہ ہوا۔

سعید کا رے پر قبضہ:...... چونکہ ''رے'' پر اس وقت فاتک نامی ایک غلام یوسف بن ابی الساج کا حکومت کر رہا تھا۔ سعید نصر سامانی اوائل ۳۱۴ھ میں ''رے'' کی طرف روانہ ہوا، جس وقت کوہ ''قارن'' تک پہنچا تو ابونصر طبری نے جبل ''قارن'' سے گزرنے نہ دیا سعید نصر نے تین ہزار دینار دے کر ابونصر طبری کو راضی کر لیا اور جبل ''قارن'' کو عبور کر کے ''رے'' پر پہنچا۔ فاتک نے سعید نصر کی آمد کی خبر پا کر ''رے'' کو چھوڑ دیا سعید نصر نے ''رے'' پر نصف ۳۱۴ھ میں قبضہ کر لیا اور دو ماہ قیام کر کے ''بخارا'' کی طرف لوٹا۔

سعید نصر کی ''رے'' سے واپسی اور محمد بن علی بطور نائب:...... سعید نصر نے بوقت واپسی رے پر محمد بن علی ملقب بہ صعلوک کو بطور نائب کے مقرر کیا تھا۔ اس نے شعبان ۳۱۶ھ تک رے میں حکومت کی پھر اتفاق سے بیمار ہو گیا۔ بیماری کی حالت میں حسن داعی اور ماکان بن کالی کو لکھ بھیجا کہ آپ لوگ ''رے'' میں تشریف لائیں میں مرنے والا ہوں۔ ''رے'' آپ کے حوالے کر دوں چنانچہ حسن داعی اور ماکان دیلمی آیا محمد بن علی صعلوک نے رے ان لوگوں کے حوالے کر کے رے چھوڑ دیا راستہ میں دامغان پہنچ کر مر گیا۔

محمد بن علی کی بیماری اور حسن داعی رے کا حکمران:...... اس وقت سے حسن داعی رے کا مستقل حکمران ہو گیا۔ اس کے بعد ہی قزوین، زنجان، ابہر اور قم وغیرہ پر بھی قبضہ کر لیا۔ ان مہمات میں ماکان اس کے ساتھ تھا اسی دوران اسفار نے طبرستان پر قبضہ حاصل کر لیا تھا چنانچہ داعی حسن اور ماکان نے اسفار پر فوج کشی کی۔ ساریہ میں دونوں فریقوں کا مقابلہ ہوا۔ میدان اسفار کے ہاتھ رہا اور حسن بن قاسم شکست کھا کر بھاگا مگر راستہ میں مارا گیا جیسا کہ اخبار علویہ طبرستان کے ضمن میں تحریر کیا گیا۔

اسفار کی گورنری:...... اسفار بن شیرویہ سرداران دیلم میں سے تھا اور ماکان بن کالی کے ساتھیوں اور احباب میں سے تھا۔ آپ اوپر پڑھ چکے ہیں کہ ابوالحسن بن اطروش نے ماکان بن کالی کو ''استرآباد'' کا گورنر بنایا تھا اور یہ کہ دیلمیوں نے جمع ہو کر اس کو امیر و سردار بنایا تھا اور اس نے ''جرجان'' پر قبضہ کر لیا تھا اس کے بعد طبرستان کو بھی دبا لیا اور اپنی طرف سے اپنے بھائی ابوالحسن بن کالی کو ''جرجان'' کا گورنر بنا دیا۔ اسفار بن شرویہ اس کے کمانڈروں سے تھا ابوالحسن کی تقرری سے ناراض ہو گیا ماکان سے علیحدہ ہو کر ۳۱۵ھ میں بکر بن محمد بن الیسع کے پاس ''نیشاپور'' چلا گیا۔ بکر بن محمد نے اسفار کو جرجان فتح کرنے کے لئے بھیج دیا۔ اس سے جرجان میں ایک گونہ اضطراب پیدا ہو گیا۔

اطروش کا جرجان اور طبرستان پر قبضہ:...... ماکان بن کالی نے جرجان میں ابوعلی بن اطروش کو اپنے بھائی ابوالحسن ابن کالی کی نگرانی میں قید کر رکھا تھا اطروش نے موقع پا کر قید سے نکل کر حملہ کر دیا اور اس کو قتل کر کے جرجان پر قابض ہو گیا چونکہ اطروش اکیلا ماکان کا مقابلہ نہیں کر سکتا تھا اس لئے اسفار بن شیرویہ کو اپنی مدد اور ماکان کو روکنے کے لئے بلایا چنانچہ اسفار اس کے بلانے پر آیا اور شیرازہ حکومت بکھرنے سے بچا لیا۔ ماکان یہ خبر پا کر اپنی

فوجیں لے کر ''طبرستان'' سے ''جرجان'' پہنچ گیا اطروش اور اسفار نے ماکان سے سینہ سپر ہو کر لڑائی کی اور اس کو شکست دے کر طبرستان تک پیچھا کرتے چلے گئے۔ طبرستان پہنچ کر دونوں حریفوں میں گھمسان کی لڑائی ہوئی بالآخر ان لوگوں نے طبرستان پر قبضہ کر لیا اور وہیں مقیم ہو گئے۔

اس کے بعد ابوعلی اطروش کا طبرستان ہی میں انتقال ہو گیا۔ ماکان نے اس سے اطلاع پا کر طبرستان پر حملہ کر دیا اس واقعہ میں اسفار کو شکست ہو گئی۔ طبرستان پر ماکان قابض ہو گیا چند دن بعد اسفار نے فوج تیار کر کے حسن بن قاسم داعی اور ماکان کو ہوئی اور راستے میں داعی مارا گیا اسفار نے دوبارہ طبرستان جرجان، رے، قزوین، زنجان، ابہر قم اور کرخ پر قبضہ کر لیا امیر سعید نصر بن احمد حاکم خراسان سامانی کے نام کا خطبہ پڑھنے لگا۔

ہارون بن بہرام انہی ممالک کے ایک صوبہ کا گورنر تھا اور اطروش کے بیٹوں میں سے ابوجعفر علوی کا خیر خواہ اور اس کے نام کا خطبہ پڑھتا تھا اسفار نے اس خیال سے کہ کہیں ہارون کسی نئی شورش اور جنگ کا محرک نہ بن جائے اس کو آمد کی حکومت دے دی اور آمد کے کسی سردار کی بیٹی سے نکاح کر دیا۔ ہارون کی شادی کے موقع پر ابوجعفر وغیرہ سرداران علویہ بھی آئے تھے چنانچہ اسفار نے موقع پا کر حملہ کر دیا ابوجعفر اور تمام علویوں کو گرفتار کر کے بخارا بھیج دیا اور قید کر دیا۔

اسفار کی بغاوت اور اطاعت:...... ان واقعات سے اسفار کے قدم حکومت پر مستقل طور سے جم گئے خودسری حکومت کی ہوا دماغ میں سما گئی امیر سعید نصر بن احمد حاکم خراسان خلیفہ مقتدر سے بغاوت کا اعلان کر دیا چنانچہ امیر سعید اس سے اطلاع پا کر بخارا سے جنگ کے ارادے سے اسفار نیشاپور کی طرف روانہ ہوا اسفار کے وزیر السلطنت محمد بن مطرف جرجانی نے رائے دی کہ بہر حال جنگ سے صلح بہتر ہے اور اپنے امیر سے مخالفت اچھی نہیں۔ چنانچہ اسفار نے اس رائے کے مطابق امیر سعید نصر کی اطاعت قبول کر لی اور تمام شرائط بھی منظور کر لیں۔

اسفار کی موت اور مرداویج کا قبضہ:...... چند دن بعد مرداویج جو اسفار کے نامور کمانڈروں سے تھا باغی ہو گیا طبرستان سے ماکان کو اپنی مدد کے لئے بلایا چنانچہ اسفار سے متعدد لڑائیاں ہوئیں بالآخر اسفار کو شکست ہو گئی اور پکڑ دھکڑ میں اسفار مارا گیا۔ مرداویج نے اس تمام علاقوں پر قبضہ کر لیا جیسا کہ دیلم کے حالات میں تحریک کیا جائے گا۔

مرداویج اور ماکان کی جنگ:...... مرداویج اسفار کو ختم کرنے سے فارغ ہو کر ''طبرستان'' ''جرجان'' کو بھی ماکان کے قبضہ سے نکالنے کے لئے بڑھا۔ ماکان نے امیر سعید سے مدد مانگی چنانچہ امیر سعید نے ابوعلی بن محمد مظفر کو مدد کے لئے روانہ کیا مرداویج نے ماکان اور ابوعلی دونوں کو شکست دی ابوعلی اپنا سامنہ لے کر نیشاپور چلا گیا اور ماکان نے خراسان کا راستہ لیا❶۔

امیر سعید نصر اور اس کے بھائی:...... امیر سعید نصر بن احمد سامانی تخت حکومت پر متمکن ہو کر اپنے بھائیوں سے مشتبہ ہو گیا اس کے تین بھائی تھے۔ ابوزکریا❷، یحییٰ، ابوصالح، منصور اور ابواسحاق ابراہیم۔ یہ سب امیر احمد بن اسماعیل سامانی کے بیٹھے تھے۔ امیر سعید نصر نے ان تینوں بھائیوں کو گرفتار کر کے قندہان❸، بخارا میں قید کر دیا اور چند سرہنگوں کو ان کی نگرانی پر مقرر کر دیا چنانچہ جس وقت امیر سعید نے ۳۱۵ھ میں نیشاپور کی طرف کوچ کیا تو یہ لوگ ابوبکر اصفہانی خباز (نان بائی) کی سازش سے جو کہ ان کو کھانا کھلانے کے لئے جیل میں جاتا تھا۔ جیل سے نکل آئے۔

ابوزکریا کی امارت:...... ابوبکر خباز ایک چلتا پرزہ شخص تھا اس نے پہلے لشکریوں کو ملایا اور ان لوگوں کا حال بتلا کر ان کے حقوق کا اظہار کیا جب لشکریوں نے ان لوگوں کے حقوق شاہی تسلیم کر لئے اور جمعہ کے دن اُن کے ساتھ ہو کر نکلنے کا وعدہ کیا تو ابوبکر خباز قندہان میں جمعرات کے دن داخل ہو گیا۔ دستور یہ تھا کہ قندہان کا دروازہ جمعہ کے دن عصر کے وقت کھلا کرتا تھا۔ رات انہی تینوں قیدیوں کے ساتھ گزری لشکر کو ملانے اور ان کے وعدہ کرنے کے حالات بتلائے صبح ہوئی تو جمعے سے پہلے دربانوں کے پاس گیا بہت سا روپیہ دے کر کہنے لگا کہ بھائی دروازہ کھول دو تا کہ جمعہ قضا نہ ہو۔ دربانوں نے دروازہ کھول دیا۔ دروازہ کا کھولنا تھا کہ ہنگامہ برپا ہو گیا۔ لشکر کے چند سپاہی جو حملہ کرنے کے لئے پہلے سے تیار تھے۔ دربانوں پر ٹوٹ

❶ ...... یہ تمام واقعات ۳۱۶ھ کے ہیں دیکھیں: تاریخ کامل ابن اثیر ج ۸ مطبوعہ مصر، (مترجم)۔ ❷ ...... ابن اثیر کی (تاریخ کامل ج ۵ ص ۱۱۸) پر زکریا تحریر ہے۔ ❸ ...... ابن اثیر کی (تاریخ کامل ج ۵ ص ۱۱۸) پر القہندز تحریر ہے۔

پڑے اوران کو گرفتار بھی کرلیا۔

ابوزکریا یحییٰ کی بیعت: ......امیر احمد کی اولاد کوان علویوں، دیلمیوں اور دوسرے پولٹیکل قیدیوں کو جواُن کے ساتھ تھے نکال لیا تمام کمانڈروں اور فوج نے سلامی دی۔ شیرویہ بن جبلی ❶ ان معاملات میں سب سے آگے تھا اور اراکین شہر نے انتہائی جوش ومسرت سے ابوزکریا یحییٰ کی امارت کی بیعت کی اور تمام نے متفق ہوکر امیر سعید نصر کا خزانہ اور دارالامارت لوٹ لیا۔ ابوزکریا یحییٰ نے ابوبکر خباز کو اپنے خاص ساتھیوں میں داخل کرلیا۔

ابوبکر خباز کا قتل اور یحییٰ کی شکست: ......اس واقعہ کی اطلاع امیر سعید کو ملی تو وہ نیشاپور سے بخارا کی طرف لوٹا۔ ابوبکر محمد بن مظفر امیر لشکر خراسان ان دنوں جرجان میں مقیم تھا جب اس کو اس واقعہ کی اطلاع ملی تو اس نے ماکان کو بلا کر اس سے رشتہ مصاہرت قائم کیا اور نیشاپور کی حکومت دے کر اس کی محافظت کی ہدایت کی چنانچہ ماکان نے نیشاپور کی طرف کوچ کیا۔ یہ وہ زمانہ تھا کہ امیر سعید نصر نیشاپور سے بخارا روانہ ہوگیا تھا اور ابو زکریا یحییٰ نے نہر پر ابوبکر خباز کو مامور کررکھا تھا چنانچہ ابوبکر نے امیر سعید کو نہر کے عبور کرنے سے روکا تو لڑائی چھڑ گئی مگر امیر سعید نے ابوبکر کو شکست دیکر گرفتار کرلیا۔ اور کامیابی کا جھنڈا لئے ہوئے بخارا میں داخل ہوگیا جس تنور میں ابوبکر خباز روٹیاں پکایا کرتا تھا اس میں امیر سعید نے اس کو ڈال دیا چنانچہ وہ جل کر خاکستر ہوگیا۔

ابوزکریا یحییٰ اور اطراف صغانیاں: ......اس شکست کے بعد ابوزکریا یحییٰ نے سمرقند میں جاکر قیام کیا پھر وہاں سے بھی تنگ آکر اطراف ''صغانیاں'' کا راستہ لیا۔ ان دنوں یہاں پر ابوعلی بن احمد بن ابی بکر محمد بن مظفر فوج کا کمانڈر خراسان میں مقیم تھا۔ یحییٰ اطراف ''صغانیاں'' سے گزر کر ترمذ پہنچا جیسے ہی نہر بلخ کو عبور کیا قراتکین اطلاعات کے لئے حاضر ہوا اور اس کے ساتھ مرو کی طرف گیا چنانچہ جب محمد بن مظفر نیشاپور میں پہنچا تو یحییٰ نے اس سے خط وکتابت کرکے اس کو ملالیا۔

ابن مظفر کی کامیابیاں: ......کچھ عرصے بعد محمد بن مظفر نے ماکان بن کالی کو نیشاپور میں اپنا نائب مقرر کرکے مرو کا ارادہ ظاہر کرتے ہوئے یحییٰ کی طرف روانہ ہوا مگر تھوڑی دور چل کر مرو کا راستہ بدل کر بوشنج اور ہرات کی طرف نہایت تیزی سے بڑھا اور ان دونوں شہروں پر قابض ہوگیا اس کے بعد ہرات سے غرشتان کے راستے صغانیاں کی طرف قدم بڑھایا اس نقل وحرکت سے یحییٰ کو محمد کی بغاوت کا خطرہ پیدا ہوگیا اس نے ایک فوج اس کی روک تھام کے لئے روانہ کی۔ راستے میں مڈبھیڑ ہوگئی چنانچہ محمد اس فوج کو شکست دے کر غرشتان سے لوٹ گیا اور اپنے بیٹے ابوعلی کو صغانیاں سے اپنی کمک پر بلوالیا چنانچہ ابوعلی نے ایک تازہ دم فوج اپنے باپ کی مدد کے لئے بھیج دی۔ پھر محمد نے بلخ کا رخ کیا بلخ میں منصور بن قراتکین حکمرانی کررہا تھا ان دونوں کا مقابلہ ہوا۔ سخت اور خونریز جنگ کے بعد محمد کو فتح نصیب ہوئی اور منصور شکست کھا کر جرجان چلا گیا اور محمد کامیابی حاصل کرکے صغانیاں واپس آگیا اپنے بیٹے سے ملا اور ان واقعات سے امیر سعید نصر کو مطلع کیا امیر سعید نصر یہ خبر سن کر بے حد خوش ہوا۔ اسی خوشی میں اسے بلخ اور طخارستان کی حکومت عطا کی۔ محمد نے ان صوبوں پر اپنی طرف سے اپنے بیٹے ابوعلی کو مقرر کیا اور خود امیر سعید نصر کے پاس آگیا۔

یحییٰ اور منصور کی وفات: ......ان واقعات نے یحییٰ اور منصور کی کمر توڑ دی وہ اپنے بھائی امیر سعید نصر کی خدمت میں حاضر ہوکر امن مانگنے لگے۔ مگر کچھ عرصے بعد انتقال کرگئے اور ابواسحاق ابراہی دارالخلافت بغداد بھاگ گیا پھر بغداد سے موصل چلا گیا۔ قراتکین نے مقام ''بست'' میں وفات پائی۔ سارا فتنہ وفساد ختم ہوگیا۔ حکومت وسلطنت کا شیرازہ بندھ گیا۔

جعفر بن جعفر کی اطاعت: ......جعفر بن ابوجعفر بن داؤد سامانی حکمرانوں کی طرف سے خُتل ❷ کا گورنر تھا۔ امیر سعید نصر کو اس کی جانب سے بھی کچھ شبہ پیدا ہوگیا۔ ابوعلی احمد بن ابوبکر محمد بن مظفر کو جعفر پر حملہ کرنے کے لئے خط لکھا ابوعلی اس وقت ''صغانیاں'' میں تھا پس چنانچہ ابوعلی نے فوجیں مرتب کرکے جعفر پر حملہ کردیا اور انتہائی مردانگی سے جعفر کو شکست دے دی اور گرفتار کرکے بخارا لے آیا اور قید کردیا چنانچہ جب قید خانہ سے یحییٰ کو ابوبکر خباز کی سازش سے باہر نکالا گیا جیسا کہ آپ اوپر پڑھ چکے ہیں تو یہ بھی یحییٰ کے ساتھ جیل سے نکل آیا تھا اور یحییٰ کے ساتھ ساتھ رہا پھر جب اس نے یحییٰ

---

❶ ......ابن اثیر کی (تاریخ الکامل جلد نمبر ۵ ص ۱۱۸) پر الجیلی تحریر ہے۔ ❷ ......نقطے والی خاء پر پیش پھر دو نقطے والی تاء پر تشدید اور زبر کے ساتھ ''خُتّل'' پڑھا جائے گا

کے حالات سنورتے نہ دیکھے تو اجازت حاصل کر کے ختل چلا گیا اور وہاں پہنچ کر ۳۱۸ھ میں امیر سعید نصر کے سامنے گردن اطاعت جھکا دی جس سے آئندہ اس کی بہتری اور صلاحیت ظاہر ہوئی۔

ابن مظفر کی گورنری:......ابوبکر محمد بن مظفر امیر سعید نصر کی طرف سے جرجان کا گورنر تھا چنانچہ جب مرداویح کی حکومت کو رے میں استحکام و استقلال حاصل ہو گیا جیسا کہ دیلم کے واقعات میں بیان کیا جائے گا تو ابن مظفر جرجان کو خیر آباد کہہ کر امیر سعید نصر کی خدمت میں نیشاپور آ گیا۔ امیر سعید نصر یہ خبر سن کر فوجیں مرتب کر کے جرجان کی جانب بڑھا۔

مرداویح کی ریشہ دوانیاں:......محمد بن عبید اللہ بلعمی وزیر السلطنت سلاطین سامانیہ اور مطرف بن محمد وزیر مرداویح میں خط و کتابت کا سلسلہ جاری ہو گیا۔ محمد بن عبید اللہ نے اسے حکمت عملی سے ملا لیا مگر مرداویح کو اس کی خبر مل گئی لہٰذا مرداویح نے مطرف کو قتل کو ڈالا۔ تب محمد بن عبید اللہ نے مرداویح کو دوستانہ نصیحت بھرا خط تحریر کیا جس میں امیر سعید نصر کے احسانات کا ذکر کر کے یہ رائے دی کہ تم جرجان سے قبضہ اٹھا لو اور کچھ نقد رقم دیکر اپنے پرانے محسن امیر سعید نصر سے صلح کر لو ورنہ آئندہ تمہاری خرابی کے سامان نظر آ رہے ہیں اس خط میں یہ بھی لکھا تھا کہ تمہیں جرجان پر قبضہ کرنے کی ترغیب دینے والا تمہارا وزیر مطرف تھا جس کو تم نے قتل کی سزا دی۔ مرداویح یہ خط پڑھ کر اتنا زیادہ متاثر ہوا کہ اس نے جرجان سے اپنا قبضہ ختم کر دیا اور تاوان جنگ دے کر امیر سعید سے صلح کر لی۔

امیر سعید نصر نے جرجان کی مہم سے فراغت حاصل کی اندرونی انتظام کی طرف مصروف ہو گیا محمد بن مظفر کو ۳۲۱ھ میں رے خراسان کی فوج کا افسر اعلیٰ مقرر کیا اور اپنے ممالک محروسہ کے نظم و نسق کا مکمل اختیار دے کر اپنے دار الحکومت بخارا واپس آ گیا اور وہیں قیام پذیر ہو گیا۔

امیر سعید:......محمد بن الیاس امیر سعید نصر کے اراکین دولت میں سے تھا۔ کسی بات پر امیر سعید نے ناراض ہو کر محمد بن الیاس کو قید کر دیا۔ پھر محمد بن عبید اللہ بلعمی کی سفارش سے رہا کر دیا اور محمد بن مظفر نے اس کو جرجان بھیج دیا۔

محمد بن الیاس نے جرجان پہنچ کر اپنا اصلی رنگ دکھایا جس وقت یحییٰ اور اس کے بھائیوں نے امیر سعید نصر کے خلاف علم بغاوت بلند کیا اس وقت محمد الیاس بھی ان لوگوں سے مل گیا اور بغاوت و سرکشی میں پورا پورا حصہ لیا نیشاپور میں یحییٰ کے نام کا خطبہ پڑھا۔ پھر جب امیر سعید نے ان لوگوں پر حملہ کیا تو یحییٰ سے علیحدہ ہو کر کرمان چلا گیا اور اس پر قابض ہو گیا۔ پھر کرمان سے نکل کر فارس کی طرف بڑھا اس وقت ملک فارس کی حکومت یاقوت کے قبضہ میں تھی۔

محمد بن الیاس اور ماکان کی جنگ:......محمد بن الیاس ''اصطخر'' پہنچا اور یاقوت سے یہ ظاہر کیا کہ میں امن حاصل کرنے آیا ہوں مگر یاقوت اس حیلہ اور مکاری سے مطلع ہو گیا تب محمد بن الیاس کرمان واپس لوٹ گیا اس وقت امیر سعید نصر نے اپنے نامور کمانڈر ماکان بن کالی کو ایک عظیم الشان فوج کے ساتھ ۳۲۱ھ میں کرمان فتح کرنے بھیجا چنانچہ محمد بن الیاس کی ماکان سے جنگ ہوئی بالآخر محمد بن الیاس کو شکست ہوئی اور ماکان نے امیر سعید نصر بن احمد کے نائب کی حیثیت سے کرمان پر قبضہ کر لیا۔

محمد بن الیاس شکست کھا کر ''دینور'' چلا گیا کچھ عرصے بعد ماکان بھی کرمان سے واپس آ گیا جیسا کہ ہم آئندہ تحریر کریں گے۔ اس کے واپس آتے ہی محمد بن الیاس دوبارہ کرمان واپس چلا گیا۔

امیر سعید کے فرامین:......امیر سعید نصر نے مرداویح کے قتل کے بعد ایک فرمان ماکان کے نام دوسرا محمد بن مظفر (والی خراسان) کے پاس روانہ کیا اور جرجان اور رے کی طرف بڑھنے کا حکم دیا۔ رے میں ان دنوں وشمکیر (مرداویح کا بھائی) حکومت کر رہا تھا۔ چنانچہ ماکان نہایت تیزی سے مسافت طے کر کے نیشاپور پہنچا یہ وہ زمانہ تھا کہ محمد بن مظفر نیشاپور پر حاوی ہو گیا تھا اور ماکان کے پہنچنے سے پہلے وشمکیر کو شکست فاش دے چکا تھا۔ اس لئے ماکان اس سے جنگ کرنے سے رک گیا اور نیشاپور میں مقیم ہو گیا۔ امیر سعید نصر نے اس صوبہ کی حکومت ماکان کو عطا کر دی۔ یہ واقعہ اوائل ۳۲۴ھ کا ہے۔

آپ اوپر پڑھ چکے ہیں کہ محمد بن الیاس نے ماکان کی واپسی کے بعد پھر کرمان کا رخ کیا تھا چنانچہ اس کی امیر سعید نصر کی فوج سے جو کہ کرمان

میں مقیم تھی متعدد لڑائیاں ہوئیں لیکن آخر کار محمد بن الیاس کو فتح نصیب ہوئی اور وہ کرمان پر قابض ہو گیا۔

ماکان کا کرمان پر قبضہ اور بغاوت:...... جب بانخین ❶ نے جرجان پر قبضہ کرلیا اور ماکان نیشاپور میں خیمہ زن ہوا اور نیشاپور کی حکومت ماکان کو دی گئی تو تھوڑے دنوں بعد بانخین انتقال کر گیا۔ محمد بن مظفر (سامانی افواج کے کمانڈر) کو اس کی خبر ملی تو اس نے ماکان (گورنر نیشاپور) کو جرجان پر قبضہ کرنے کا حکم بھیجا مگر ماکان نے بہانے کر کے ٹال دیا۔ اس کے بعد نیشاپور سے نکل کر اسفرائین کے پاس گیا اور وہاں سے ایک فوج جرجان پر قبضہ کرنے کے لئے روانہ کی چنانچہ اس فوج نے پہنچتے ہی جرجان پر قبضہ کرلیا۔ جرجان پر قبضے کے بعد سے خود مختار بننے کی سوجھی لہٰذا مخالفت اور خود مختاری کا اعلان کر دیا۔ اس وقت محمد بن مظفر نیشاپور آ گیا تھا۔ ماکان نے اس فوج کی کمی کا احساس کر کے نیشاپور کی طرف قدم بڑھایا چونکہ محمد بن مظفر کو ماکان کے ارادوں کی خبر نہ تھی اور نہ وہ جنگ کیلئے تیار تھا اس لئے نیشاپور چھوڑ کر سرخس آ گیا اور ماکان رمضان ۳۲۴ھ میں نیشاپور میں داخل ہوا، یہ سوچ کر کہ کہیں شاہی افواج متحد ہو کر یلغار نہ کر دیں نیشاپور سے واپس آ گیا۔

علی بن محمد کی گورنری:...... ابوبکر محمد بن مظفر بن محتاج (والی خراسان) امیر سعید نصر کا نامور گورنر تھا اور ۳۲۱ھ سے خراسان کا گورنر تھا چنانچہ جب ۳۲۷ھ کا دور آیا تو ابوبکر محمد بیمار ہو گیا اور اس کے مرض نے طول پکڑ لیا۔ امیر سعید نصر نے اسے آرام دینے کی غرض سے اس کے بیٹے ابوعلی کو صغانیاں سے طلب کر کے خراسان کا گورنر بنا دیا اور اس کے باپ کو اس واقعہ سے مطلع کر کے بخارا میں طلب کیا چنانچہ ابوبکر محمد نیشاپور سے تین منزل کی مسافت پر اپنے بیٹے ابوعلی سے ملا اور اس کو امور سیاست اور انتظام سلطنت کے اصول سمجھا کر بخارا چلا گیا۔

جرجان کی فتح:...... ابوعلی اسی سال نیشاپور میں داخل ہوا اور کچھ عرصے رہا پھر ماہ محرم ۳۲۸ھ میں جرجان کی طرف کوچ کیا۔ اس وقت جرجان پر ماکان قابض تھا اور امیر سعید نصر کی حکومت سے باغی تھا۔ ماکان نے اگرچہ جرجان کے گرد و نواح کے چشموں اور کنوؤں کا پانی خراب کر دیا تھا مگر ابوعلی نے جیسے تیسے ان دشوار گزار مراحل کو عبور کر کے جرجان سے ڈیڑھ کوس کے فاصلہ پر پہنچ کر محاصرہ کرلیا اور نہایت سختی سے رسد و غلہ کی آمد بند کر دی چنانچہ ماکان نے تنگ آ کر وشمگیر سے امداد طلب کی وشمگیر اس وقت رے میں تھا اس نے اپنے کمانڈر کو اس کی کمک پر روانہ کر دیا۔ اس کمانڈر نے جرجان کے قریب پہنچ کر دونوں حریف میں صلح کی گفتگو شروع کرا دی۔ دو چار بار رد و کد کے بعد صلح کی گفتگو مکمل ہوگئی اور ماکان جرجان چھوڑ کر طبرستان چلا گیا ابوعلی نے ۳۲۷ھ میں جرجان پر قبضہ کرلیا اور اپنی جانب سے ابراہیم بن سیجور دوانی کو مقرر کیا۔

ابوعلی کا رے پر حملہ اور ماکان کا قتل ہونا:...... ابوعلی نے جرجان پر قبضہ کرنے کے بعد اس کا نظام حکومت درست کر کے اپنی جانب سے ابراہیم بن سیجور دوانی کو مقرر کیا اور سامان جنگ و سفر درست کر کے ماہ ربیع الاول ۳۲۹ھ میں رے کا رخ کرلیا اس وقت رے پر وشمگیر بن زیاد برادر مرداویج قابض تھا۔ اس نے اپنے بھائی کے بعد اس صوبہ پر قبضہ کرلیا تھا عماد الدولہ اور رکن الدولہ بن بویہ، ابوعلی گورنر خراسان کو رے پر قبضہ کر لینے کی ترغیب دے رہے تھے اور مالی و فوجی مدد دینے کا وعدہ کرتے تھے راز یہ تھا کہ جس وقت ابوعلی رے کو وشمگیر سے چھین لے اس وقت رقبہ حکومت وسیع ہونے کی وجہ سے رے میں قیام نہیں کر سکے گا لہٰذا آسانی سے یہ اس پر قابض ہو جائیں گے۔

رے پر قبضہ:...... الغرض ابوعلی ان لوگوں کی ترغیب سے رے پر قبضہ کرنے روانہ ہوا وشمگیر نے اس سے مطلع ہو کر ماکان بن کالی کو لکھ بھیجا اور امداد طلب کی۔ چنانچہ ماکان فوجیں مرتب کر کے طبرستان سے روانہ ہو گیا ادھر ابوعلی دوبارہ رے کے قریب پہنچ گیا رکن الدولہ اور عماد الدولہ کی امدادی فوجیں بھی دوبارہ آ گئیں اطراف رے میں دونوں حریف کا مقابلہ ہوا وشمگیر شکست کھا کر طبرستان کے طرف بھاگ گیا اور وہیں پہنچ کر قیام اختیار کرلیا۔

ماکان کی موت:...... ماکان سینہ سپر ہو کر میدان جنگ میں لڑتا رہا آخر کار ایک تیر آ لگا جس سے ماکان نے تڑپ کر جان دے دی اس سے فوج میں بھگدڑ مچ گئی فتح مند گروہ نے لوٹ مار شروع کر دی ابوعلی فتح مندی کا جھنڈا لئے ہوئے ۳۱۹ھ میں رے میں داخل ہوا اور ماکان کا سر جنگی قیدیوں

❶ ...... بانخین دیلمی وشمگیر کا سپہ سالار تھا۔ دیکھیں (تاریخ کامل ابن اثیر جلد نمبر ۸ ص ۱۱۵) ۔ (مترجم) ۔ ایک نسخے میں ماسحین تحریر ہے جو صحیح نہیں ہے دیکھیں (تاریخ الکامل ابن اثیر جلد نمبر ۱ ابن اثیر جلد نمبر ۵ ص ۱۸۸)

سمیت دارالسلطنت بخارا روانہ کر دیا۔

وشمکیر کی اطاعت:......اس شکست کے بعد سے وشمکیر طبرستان ہی میں مقیم رہا یہاں تک کہ اس نے بھی سامانی حکمرانوں کے آگے گردن اطاعت خم کر دی۔ ۳۳۰ھ میں خراسان آیا اور جنگی قیدی کے واپس دینے کی درخواست کی۔ امیر سعید نصر نے قیدیوں کو اس کی درخواست کے مطابق رہا کر دیا مگر مقتولوں کا سر بخارا میں دارالخلافت بغداد نہیں بھیجے گئے۔

ابوعلی کا بلاد جَبَل پر قبضہ:......ابوعلی گورنر خراسان نے رے پر قبضہ کرنے کے بعد امیر سعید نصر کی زیر حمایت حکمرانی شروع کر دی نظم و نسق درست کر کے ایک فوج کو بلاد جبل فتح کرنے کے لئے روانہ کیا۔ چنانچہ اس کی فوج کو اس مہم میں کامیابی ہوئی پھر ابوعلی نے رفتہ رفتہ زنجان، ابہر، قزدین، قم، کرخ، ہمدان، نہاوند اور دینور کو حلوان کی حدود تک کسی کو طاقت سے اور کسی کو حکمت عملی سے فتح کر کے اپنے دائرہ حکومت میں شامل کر لیا اور عمال مقرر کر دیئے خراج بھی وصول کیا۔

ساریہ کی طرف روانگی:......حسن بن فیرزان (ماکان بن کالی کا چچا زاد) اس وقت ساریہ میں تھا وشمکیر ایک مدت سے اپنا مطیع کرنا چاہتا تھا اور حسن انکار میں جواب دے رہا تھا چنانچہ وشمکیر نے ابوعلی سے شکست کھا کر حسن کو زیر کرنے کا ارادہ کیا اور اپنے اس ارادے کو پورا کرنے کی غرض سے فوجیں مرتب کر کے ساریہ پر چڑھائی کر دی اور محاصرہ کر کے ساریہ پر قبضہ کر لیا۔ حسن پریشان حال کسی طرح اپنی جان بچا کر ابوعلی کے پاس پہنچ گیا۔ اپنی سرگزشت بیان کر کے امداد کی درخواست کی چنانچہ ابوعلی نے اپنا لشکر مرتب کر کے حسن کی کمک پر کمر باندھی اور روانہ ہو کر ساریہ پہنچ گیا وشمکیر اس وقت تک ساریہ میں مقیم تھا چنانچہ ابوعلی نے ۳۳۰ھ میں وشمکیر کا ساریہ میں محاصرہ کر لیا اور نہایت سختی سے لڑائی جاری کر دی بالآخر وشمکیر نے صلح کی درخواست کی ابوعلی نے امیر سعید نصر سامانی کی اطاعت کا وعدہ لے کر مصالحت کر لی اور اس کے بیٹے سلار کو رہن کے طور پر اپنے پاس رکھ لیا۔

جمادی الآخرہ ۳۳۱ھ میں ساریہ کی مہم سے فارغ ہو کر ابوعلی جرجان واپس چلا گیا۔ جرجان پہنچ کر امیر سعید نصر کی وفات کی خبر ملی چنانچہ فوراً خراسان روانہ ہو گیا۔

حسن بن فیرزان کی بغاوت:......امیر سعید نصر کی وفات اور ابوعلی کے خراسان لوٹنے سے ادھر حسن کو بغاوت کرنے کا موقع مل گیا۔ اس نے نہایت بیباکی سے ابوعلی کی لشکر گاہ کو لوٹ لیا اور وشمکیر کے بیٹے سلار کو جو کہ ابوعلی کے پاس رہن تھا ساتھ لے کر جرجان گیا اور اس پر قابض ہو گیا ادھر وشمکیر نے رے کی طرف قدم بڑھایا اور انتہائی تیزی سے رے پر قبضہ کر لیا اس کے بعد حسن نے وشمکیر سے خط و کتابت کا سلسلہ شروع کیا اور ملانے کی غرض سے سلار ابن وشمکیر کو وشمکیر کے پاس بھیج دیا۔ وشمکیر نے حسن کی تحریر کے مطابق لشکر خراسان کے مقابلہ پر امداد دینے کا وعدہ کر لیا اور ملک گیری کی ترغیب دی۔

رکن الدولہ کا رے پر حملہ:......وشمکیر کے رے پر قبضہ کے بعد بنو بویہ کو یہ فکر لگ گئی کہ وشمکیر کی فوج کی کمی اور کمزور مالی حالت سے جو کہ ابوعلی کی جنگ کی وجہ سے محسوس ہو رہی ہے فائدہ اٹھایا جائے۔ اس بناء پر رکن الدولہ بن بویہ نے رے پر حملہ کر دیا۔ وشمکیر مقابلہ پر آیا اور شکست کھا کر بھاگ گیا اس کے اکثر ساتھی رکن الدولہ سے امن حاصل کر کے اس کے لشکر میں شامل ہو گئے اور وشمکیر سر پر خاک ڈالے طبرستان روانہ ہو گیا جب حسن بن فیرزان کو اس کی خبر ملی تو وہ بھی وشمکیر سے اپنی پرانی دشمنی نکالنے پر تل گیا چند دستہ فوج لے کر اس سے لڑنے میدان میں آیا چنانچہ وشمکیر کے باقی ساتھیوں میں سے اکثر نے حسن سے امن حاصل کر کے اپنی جان بچائی اور وشمکیر شکست کھا کر خراسان چلا گیا۔

انہی واقعات کے بعد حسن اور رکن الدولہ کے درمیان سلسلہ خط و کتابت جاری ہو گیا اور رکن الدولہ نے حسن کی بیٹی سے عقد کر لیا جس کے بطن سے بعد میں فخر الدولہ علی پیدا ہوا۔

امیر نصر کی وفات اس کے بیٹے نوح کی حکومت:......ماہ رجب ۳۳۰ھ میں امیر سعید نصر (والی خراسان و ماوراء النہر) سل کی بیماری میں

مبتلا ہوا تیرہ مہینہ بیمار رہ کر ماہ شعبان ۳۳۱ھ میں اپنی حکومت کے تیس سال پورے کر کے انتقال کر گیا۔ یہ نہایت حلیم، کریم اور عاقل شخص تھا۔ مرض الموت میں اس نے نہایت سچائی سے اللہ تعالیٰ کی جانب رجوع کیا تھا۔

امیر سعید کے مرنے کے بعد اس کا بیٹا نوح تخت حکومت پر بیٹھا۔ حلم وکرم میں یہ بھی اپنے والد کا سچا جانشین تھا۔ اس کی امارت وحکومت کی لوگوں نے بیعت کی اس نے امیر حمید کا لقب اختیار کیا اس کے والد کے مشہور ونامور سرداروں میں سے ابوالفضل محمد بن احمد حاکم قلمدان وزارت کا مالک بنا۔ ملک کا نظم ونسق عمال کا ردوبدل عزل ونصب اس کی رائے سے ہوتا تھا۔

ابوالفضل بن حمویہ:...... مرحوم امیر سعید نصر نے اپنے بیٹے اسماعیل کو ابوالفضل بن حمویہ کی زیر نگرانی بخارا کی حکومت پر مقرر کیا تھا۔ ابوالفضل ہی اسماعیل کے زیر کنٹرول علاقوں کا نظم ونسق سنبھالتا تھا۔ اسی وجہ سے اس کی نوح سے چشمک تھی۔ اتفاق سے اسماعیل اپنے باپ کی زندگی میں ہی مر گیا امیر سعید نصر ابوالفضل سے اکثر کہا کرتا تھا کہ مجھے تمہارے بارے میں نوح کی طرف سے خطرہ ہے جب نوح تخت حکومت پر بیٹھا تو ابوالفضل نے بخارا سے نکل کر دریائے جیحون کو عبور کیا اور آمد پہنچا۔ ابوعلی اس وقت نیشاپور میں تھا ابوالفضل اور ابوعلی کے درمیان دامادی کا رشتہ تھا۔ ابوالفضل نے اپنے حالات لکھے اور یہ لکھا کہ میں تمہارے پاس آنا چاہتا ہوں مگر ابوعلی نے اپنے پاس آنے سے روک دیا۔ اس کے بعد امیر نوح نے اپنے قلم خاص سے امان نامہ لکھ کر ابوالفضل کے پاس بھیج دیا جب وہ حاضر خدمت ہوا تو انتہائی عزت واحترام سے پیش آیا اور سمرقند کی حکومت عطا کی۔

ابوالفضل کی ابوالفضل سے رنجش:...... ابوالفضل بن حمویہ کی وزیر السلطنت ابوالفضل محمد بن احمد حاکم سے نہیں بنتی تھی اور وہ اس کے احکام کا لحاظ بھی نہیں کرتا تھا۔ اس وجہ سے وزیر السلطنت اس سے ناراض رہا کرتا تھا۔ غرض کہ دونوں کے دلوں میں کدورت اور رنجش ایک دوسرے کی طرف سے بھری ہوئی تھی۔

عبداللہ بن اشکام:...... امیر نوح کی حکومت کے دوسرے سال عبداللہ بن اشکام نے خوارزم میں علم بغاوت بلند کیا امیر نوح اس کی سرکوبی کے لئے فوجیں مرتب کر کے بخارا سے ۳۳۲ھ میں مرو کی جانب روانہ ہوا اور ایک فوج کو ابراہیم بن فارس کی کان میں ہراول دستہ کے طور پر پہلے سے بڑھنے کا حکم دیا۔ اتفاق سے ابراہیم کا راستے میں انتقال ہو گیا۔

عبداللہ بن اشکام امیر نوح کی روانگی کا حال سن کر گھبرا گیا بادشاہ ترک کے پاس جا کر چھپ گیا۔ بادشاہ ترک کا بیٹا بخارا میں قید تھا امیر نوح نے بادشاہ ترک کو لکھ بھیجا کہ اگر تم عبداللہ بن اشکام کو گرفتار کر کے میرے پاس بھیج دو تو میں اس کے بدلے میں تمہارے بیٹے کو قید سے رہا کر دوں گا۔ چنانچہ بادشاہ ترک نے اس کا اقرار میں جواب دیا کسی ذریعہ سے اس کی اطلاع عبداللہ بن اشکام تک پہنچ گئی۔ وہ فوراً بادشاہ ترک کے پاس سے بھاگ گیا اور امیر نوح کے پاس حاضر ہو کر اطاعت کی گردن خم کر دی امیر نوح نے اس کی عفو تقصیر کر کے اس کی عزت بڑھا دی۔

ابوعلی کا رے پر دوبارہ قبضہ:...... ان واقعات کے بعد امیر نوح کی طرف روانہ ہوا اور ابوعلی کو افواج خراسانیہ کے ساتھ ''رے'' کی طرف بڑھنے اور رکن الدولہ بن بویہ سے چھین لینے کا حکم دیا چنانچہ ابوعلی نے اس حکم کی تعمیل میں رے کا راستہ لیا راستے میں وشمگیر سے ملاقات ہوگئی وشمگیر وفد لے کر امیر نوح کی خدمت میں جا رہا تھا ابوعلی نے اپنے آدمیوں کے ساتھ امیر نوح کی خدمت میں وشمگیر کو روانہ کر دیا اور خود بسطام کی طرف بڑھا۔ بسطام پہنچ کر اس کے لشکر میں پھوٹ پڑ گئی۔ کچھ لوگ ابوعلی کے مخالف ہو کر منصور بن قراتکین کے ساتھ جو کہ امیر نوح کا اہم کمانڈر سے تھا جرجان کی جانب چل پڑے مگر حسن بن فیرزان نے انہیں روکا جس سے یہ لوگ نیشاپور واپس آئے اور نیشاپور سے امیر نوح کے پاس مرو چلے گئے۔

رکن الدولہ کے ساتھ ٹکراؤ:...... ابوعلی ان لوگوں کی علیحدگی کے بعد ''رے'' پہنچا اور لڑائی کا نیزہ گاڑ دیا ''رے'' سے چار یا پانچ کوس کے فاصلہ پر رکن الدولہ نے مورچہ قائم کیا۔ ابوعلی کے لشکر میں ایک دستہ کردوں کا بھی تھا ان لوگوں نے ابوعلی کو دھوکا دیا اور عین جنگ کے وقت اس سے علیحدہ ہو کر امن حاصل کر کے رکن الدولہ کے پاس چلے گئے جس سے ابوعلی کو شکست ہوگئی اور وہ واپس نیشاپور آ گیا پھر نیشاپور سے مرو میں امیر نوح کی خدمت میں حاضر ہو گیا۔

رے پر قبضہ:......امیر نوح نے اسے تسلی دیکر تازہ دم فوجیں مرتب کر کے رے کی طرف دوبارہ بڑھنے کا حکم دیا رکن الدولہ کو اس کی خبر مل گئی اس نے کثرت فوج سے ڈر کر ''رے'' چھوڑ دیا چنانچہ ابوعلی نے رے پر اور تمام جبلی صوبوں پر قبضہ کر لیا۔ اپنے عمّال اور نوابوں کو ان صوبوں کے انتظام پر مقرر کیا۔ یہ واقعہ ماہ رمضان ۳۳۳ھ کا ہے۔

ابوعلی کی معزولی:......اس کے بعد امیر نوح نے مرو سے نیشاپور کی طرف کوچ کیا اور نیشاپور پہنچ کر قیام اختیار کیا۔ ابوعلی کے دشمنوں نے بازاریوں اور عوام الناس کو اشارہ کر دیا اور لوگ جوق جوق امیر نوح کی خدمت میں آئے ابوعلی اور اس کے عمال کی بداخلاقی ظلم اور زیادتیوں کی شکایت کرنے لگے۔ چنانچہ امیر نوح نے نیشاپور کی حکومت پر ابراہیم بن سیمجور کو مقرر کیا اور نیشاپور سے بخارا واپس چلا گیا۔

ابوعلی کی ناراضگی:......ابوعلی کا خیال رے کی فتح کے بعد یہ ہو چکا تھا کہ امیر نوح میرے ساتھ اس خدمت کے صلے میں حسن سلوک سے پیش آئے گا مگر جب لگانے بجھانے والوں نے امیر نوح اور ابوعلی میں ناصافی کرادی اور امیر نوح نے اسے معزول کر دیا تو ابوعلی اپنی معزولی سے ناراض ہو کر رے میں آ کر قیام پذیر ہو گیا اور اپنے بھائی ابوالعباس فضل بن محمد کو بلاد جبال کی طرف روانہ کیا ہمدان کی حکومت اس کے حوالہ کی اور اپنی ساری فوج کی سپہ سالاری کا عہدہ دیا چنانچہ فضل نے نہاوند اور دنبور کا رخ کر لیا اور اطراف کے کرد سرداروں نے اطاعت قبول کر لی اور امن کے خواستگار ہو گئے۔ فضل نے ان علاقوں پر قبضہ کر کے اطاعت قبول کرنے کی وجہ سے ان کے رہن شدہ افراد انہیں واپس دیدیئے۔

ابوعلی اور وشمکیر:......جس وقت وشمکیر وفد لے کر امیر نوح کے پاس مرو میں حاضر ہوا تھا جیسا کہ ہم اوپر لکھ چکے ہیں اور فتح جرجان کی غرض سے امداد کی درخواست کی امیر نوح نے ایک دستہ فوج کو اس کے کمک پر متعین کیا اور ابوعلی کو وشمکیر کی موافقت اور مدد کرنے کو لکھ بھیجا۔ چنانچہ وشمکیرؒ نے ابوعلی سے جبکہ قبضہ رے سے نیشاپور کی طرف آ رہا تھا ملاقات کی ابوعلی نے امیر نوح کے حسب تحریر اپنی کل فوج کو جو اس وقت اس کے ساتھ تھی وشمکیر کے ساتھ روانہ کر دیا۔ وشمکیر بادل ناخواستہ لشکر لئے ہوئے جرجان آیا اور حسن بن فیرزان سے مصروف پیکار ہوا حسن کو اس واقعہ میں شکست ہوئی اور وشمکیر نے جرجان پر امیر نوح بن سعید کے زیر اثر ماہ صفر ۳۳۳ھ میں قبضہ کر لیا۔

ابوعلی اور امیر نوح کی مخالفت:......تم اوپر پڑھ چکے ہو کہ امیر نوح نے ابوعلی بن محتاج کو حکومت خراسان سے معزول کر دیا تھا۔ آپ کو یہ بھی یاد ہونا چاہیئے کہ امیر نوح اس سے پہلے ابوعلی کو سپہ سالاری سے بھی معزول کر چکا تھا۔ چنانچہ جس وقت ابوعلی مرو سے نیشاپور کی جانب لوٹا اور بقصد رے سفر کی تیاری کی تو امیر نوح نے ایک شخص کو مقابلہ کرنے کے لئے امیر لشکر مقرر کر کے روانہ کیا اس شخص نے لشکریوں سے بدخلقی کی اور بلاوجہ دفتر سے کسی کا نام کاٹ دیا کسی کی تنخواہ کم دی۔ کسی کا وظیفہ بڑھا دیا اور کسی کو بھرتی کر لیا اس سے لشکریوں کو اس سے نفرت وکشیدگی پیدا ہو گئی۔ ایک دوسرے سے شکوہ شکایت کرنے لگے۔ اس سے امیر لشکر کو بھی خیال پیدا ہوا۔ اس وقت یہ فوج ہمدان میں تھی ساری فوج نے متحد ہو کر ''رے'' جانے اور ابراہیم بن احمد برادر سعید کو امیر بنانے کی رائے قائم کر لی۔ ابراہیم بن احمد وہی شخص ہے جو امیر نوح کے مقابلہ میں شکست کھا کر موصل چلا گیا تھا جیسا کہ اوپر تحریر کیا گیا۔ ابوعلی کو جب اس کی اطلاع ملی تو اس نے لشکریوں کو اس حرکت سے روکا مگر لشکریوں نے اس کی ایک نہ سنی التاقید کرنے کی دھمکی دی اور ابراہیم بن احمد کو امیر بنانے اور بیعت اطاعت کرنے کو بلوا لیا چنانچہ ابراہیم ان لوگوں کے پاس ہمدان میں ماہ رمضان ۳۳۴ھ میں آیا ابوعلی نے اس سے ملاقات کی اور تمام لشکریوں کے ساتھ ماہ شوال میں رے کی جانب روانہ ہو گیا جس وقت ''رے'' میں تھے کسی ذریعہ سے یہ خبر معلوم ہوئی کہ اس کے بھائی فضل نے امیر نوح کو ایک خط روانہ کیا ہے جس میں گزرے ہوئے تمام واقعات کی اطلاع دی گئی ہے۔ ابوعلی نے فوراً اپنے بھائی اور نیز اس شخص کو جس نے لشکریوں کے ساتھ جابرانہ برتاؤ کئے تھے گرفتار کر لیا۔ رے اور جبل کے شہروں پر اپنی طرف سے ایک شخص کو بطور گورنر مقرر کر کے نیشاپور کا راستہ اختیار کیا۔

محمد بن احمد کا قتل:......امیر نوح کو اس کی خبر ملی تو اس نے فوجیں مرتب کیں اور بخارا سے مرو کی جانب روانہ ہو گیا چونکہ لشکریوں میں محمد بن احمد حاکم سپہ سالار افواج کی بداخلاقی کی وجہ سے سرکشی کا مادہ پیدا ہو گیا تھا اس وجہ سے ان لوگوں نے امیر نوح سے اس کی شکایت کی اور یہ ثابت کر دیا کہ اس کی وجہ سے ابوعلی کی حکومت کی مخالفت ہوئی ہے اور اسی نے دولت وحکومت کے نظام کو درہم برہم کیا ہے۔ لشکریوں نے اس کے علاوہ یہ مطالبہ بھی کیا تھا کہ

اگر محمد بن احمد حاکم سپہ سالار کو ہمارے حوالہ نہ کیا جائے گا تو ہم لوگ بالاتفاق حکومت کی حمایت سے علیحدہ ہو جائیں گے۔ امیر نوح نے اس شورش کو دور کرنے کی غرض سے اس سپہ سالار کو لشکریوں کے حوالہ کر دیا۔ چنانچہ لشکریوں نے ماہ جمادی الاول ۳۳۵ھ میں اس کو قتل کر دیا۔

ابوعلی کا مرو پر قبضہ:...... اس دوران ابوعلی نیشاپور پہنچا۔ اس وقت نیشاپور میں کمانڈر ابراہیم بن سیجور اور کمانڈر منصور بن قراتکین وغیرہ حکمرانی کر رہے تھے۔ ابوعلی نے ان لوگوں سے ساز باز کرنے کی کوشش کی اور اپنی اس کوشش میں کامیاب ہو گیا ماہ محرم ❶ ۳۳۵ھ میں نیشاپور میں داخل ہو گیا۔ کچھ عرصے بعد منصور بن قراتکین سے کسی معاملہ میں مشکوک ہو کر گرفتار کر لیا اس کے بعد ماہ ربیع الاول ۳۳۵ھ میں ابراہیم بن احمد کے ساتھ نیشاپور مرو کی جانب روانہ ہوا راستے سے ابوعلی کا بھائی فضل قید سے نکل کر قہستان کی طرف بھاگ گیا۔ الغرض جیسے ہی ابوعلی وغیرہ مرو کے قریب پہنچے امیر نوح کے لشکر میں اضطراب پیدا ہو گیا۔ لشکر کا بڑا حصہ امیر نوح سے علیحدہ ہو کر ابوعلی کی فوج میں آملا۔ امیر نوح نے یہ رنگ دیکھ کر مرو سے بخارا کا راستہ لیا اور ابوعلی نے مرو پر قبضہ کر لیا۔ یہ واقعہ ماہ جمادی الاول ۳۳۵ھ کا ہے مرو پر قبضے کے بعد ابوعلی نے طغارستان کو بھی اپنے دائرہ حکومت میں شامل کر لیا۔

ابوعلی کی شکست:...... امیر نوح نے بخارا پہنچ کر اپنی مالی اور فوجی حالت درست کی اور ایک جرار فوج مرتب کر کے فضل ❷ بن محتاج برادر ابوعلی کی سرداری میں ابوعلی سے جنگ کرنے کے لئے صغانیان روانہ کی۔ صغانیاں میں پہنچ کر اتفاق سے چند دن تک نوبت جدال کی نہ آئی۔ کمانڈروں کی ایک جماعت نے فضل پر تہمت لگائی کہ یہ اپنے بھائی سے مل گیا ہے اور گرفتار کر کے بخارا امیر نوح کے پاس بھیج دیا۔ اس واقعہ کی خبر ابوعلی کو طغارستان میں پہنچی ابوعلی نے طغارستان سے صغانیان ❸ کی جانب کوچ کیا ربیع الاول ۳۳۷ھ تک دونوں فوجوں میں سخت اور خونریز لڑائی ہوتی رہی بالآخر امیر نوح کے لشکریوں نے ابوعلی کو شکست دی ابوعلی شکست کھا کر صغانیان کی جانب لوٹا اور جب وہاں بھی اس کو پناہ نہ ملی تو وہاں سے نکل کر اس کے قریب ہی شومان ❹ میں آٹھہرا۔

ابوعلی کی فرمانبرداری:...... امیر نوح کی فوج نے صغانیان میں داخل ہو کر لوٹ لیا ابوعلی کا محل اس کے امراء کے مکانات ویران کر دیئے گئے۔ پھر امیر نوح کے لشکر نے اتنی کامیابی پر اکتفا نہ کر کے ابوعلی کا تعاقب کیا۔ ابوعلی اس وقت جنگ سے تنگ آ گیا تھا۔ مگر مرتا کیا نہ کرتا مجبوراً لوٹ پڑا اور نہایت سختی سے حکمت عملی کے ساتھ ان کو ایسا گھیر لیا کہ رسد و غلہ کی آمد کا کیا خط و کتابت کی راہ بھی مسدود ہو گئی۔ تب لشکر امیر نوح نے صلح کا پیام دیا۔ ابوعلی نے یہ درخواست منظور کر لی اور اپنے بیٹے ابوالمظفر عبداللہ کو امیر نوح کی خدمت میں بطور رہن بھیج دیا۔ چنانچہ ماہ جمادی الآخر ۳۳۷ھ میں صلح نامہ کی تکمیل ہوئی۔ فتنہ و فساد کا دروازہ بند ہو گیا۔

جس وقت ابوعلی کا بیٹا ابوالمظفر بخارا پہنچا امیر نوح توقع سے زیادہ اعزاز و اکرام سے پیش آیا۔ اپنے امراء کو اس کے استقبال کا حکم دیا اور جب وہ دربار میں حاضر ہوا اس کو خلعت دی اور اپنے ہم نشینوں کے زمرے میں داخل کر لیا۔

رکن الدولہ کی چالاکی:...... ابن اثیر نے لکھا ہے کہ یہ وہ واقعات ہیں جنہیں مؤرخین خراسان نے روایت کیا ہے اہل عراق کہتے ہیں کہ جب ابوعلی خراسانی لشکر لئے ہوئے رے کی طرف روانہ ہوا تو رکن الدولہ بن بویہ نے اپنے بھائی عماد الدولہ سے امداد طلب کی۔ عماد الدولہ نے لکھ بھیجا کہ تم رے چھوڑ کر میرے پاس چلے آؤ اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ ابوعلی ''رے'' پر قابض ہو جائے گا تم اس کی پرواہ نہ کرو چنانچہ رکن الدولہ نے ایسا ہی کیا اور ابوعلی نے ''رے'' پر قبضہ بھی کر لیا۔ اس کے بعد عماد الدولہ نے خفیہ طور سے امیر نوح کو لکھ بھیجا کہ میں ابوعلی سے ایک لاکھ دینار سالانہ زیادہ رے کا خراج دینے پر تیار ہوں اور سال بھر کا خراج پیشگی ادا کرتا ہوں۔ امیر نوح نے عماد الدولہ کی جب یہ درخواست منظور کر لی تو عماد الدولہ امیر نوح کو ابوعلی کی طرف سے

---

❶...... ہمارے پاس موجود جدید عربی ایڈیشن (جلد نمبر ۸ ص ۳۵۰) پر ۳۳۶ھ تحریر ہے۔ ❷...... فضل اپنے بھائی ابوعلی کی قید سے نکل کر قہستان بھاگ گیا تھا، وہاں پہنچ کر ایک گروہ کو جمع کر کے نیشاپور کی طرف بڑھا۔ اس وقت نیشاپور میں ابوعلی کی طرف محمد بن عبدالرزاق حکومت کر رہا تھا۔ فضل کی آمد کی خبر سن کر عبدالرزاق مقابلہ پر اتر آیا اور پہلے ہی حملہ میں فضل کو شکست دیدی۔ فضل شکست کھا کر بخارا پہنچا۔ امیر نوح نے انتہائی عزت و احترام سے ٹھہرایا۔ پھر کچھ عرصہ بعد عظیم لشکر کے ساتھ صغانیاں روانہ کر دیا۔ دیکھو تاریخ کامل ابن اثیر ج ۸ ص ۱۸۱ مطبوعہ مصر۔ ❸...... اہل عجم اس کو جغانیاں کہتے ہیں؛ ماوراء النہر میں ترمذ کے آس پاس کے علاقوں سے ملی ہوئی ایک بڑی حکومت تھی۔ (یاقوت حموی معجم البلدان) ❹...... اشومان ایک علاقہ ہے جو صغانیاں سے چوبیس کوس کے فاصلے پر ہے دیکھیں (تاریخ کامل ابن اثیر جلد نمبر ۸ ص ۱۸۲ مطبوعہ مصر)۔ (مترجم)

بدظن کرنے لگا وقتاً فوقتاً اس کی بغاوت سے ڈراتا اور گاہے بگاہے اسے ابوعلی کو گرفتار کرنے کی ترغیب دیتا تھا۔ بالآخر امیر نوح اس بات پر تیار ہوگیا اور اپنا ایک قاصد رکن الدولہ کے پاس ''رے'' کا پیشگی خراج لینے اور ضمانت نامہ لکھانے کے لئے روانہ کیا رکن الدولہ نے ان واقعات سے ابوعلی کو مطلع کردیا اور ابوعلی اس وقت ہمدان میں تھا ادھر ابوعلی یہ خبر پا کر ہمدان سے خراسان کی جانب لوٹا اور رکن الدولہ نے رے کی طرف قدم بڑھائے۔ اس سے خراسان میں ایک عظیم تلاطم پیدا ہوگیا۔ ادھر رکن الدولہ نے امیر نوح کے قاصد کو یہ کہہ کر لوٹا دیا کہ راستے میں ابوعلی پڑتا ہے مجھے اندیشہ ہے کہ کہیں وہ لوٹ نہ لے اس وجہ سے میں رے کا خراج نہیں بھیجتا اور در پردہ ابوعلی کو کہلوایا کہ تم مخالفت کا اعلان کردو میں تمہاری مدد کروں گا۔ امیر نوح اور ابوعلی رکن الدولہ کے دھوکہ میں آ گئے نیشاپور میں ایک دوسرے سے گتھ گیا۔ امیر نوح کو شکست ہوئی ابوعلی نے بخارا پر قبضہ کرلیا اس کے بعد حکمت عملی سے ابوعلی اور ابراہیم سے ناچاقی کرادی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ دونوں میں علیحدگی ہوگئی۔ اس وقت رکن الدولہ کو پھر موقع مل گیا امیر نوح کو ابھار کر اس کے چچا ابراہیم سے لڑادیا۔ ابراہیم کے سپہ سالاران لشکر بوقت جنگ امیر نوح سے مل گئے جس کی وجہ سے ابراہیم کو شکست ہوئی۔ اثناء لڑائی ابراہیم گرفتار کرلیا گیا۔ امیر نوح نے اس کی آنکھوں میں نیل کی سلائیاں پھروادیں اور اس کے خاندان کے ایک گروپ کو بھی یہی سزا دی۔ واللہ اعلم۔

عبدالرزاق کی خراسان میں بغاوت:...... محمد بن عبدالرزاق طوس اور اس کے صوبوں کا گورنر تھا۔ جس وقت ابوعلی نے نیشاپور سے امیر نوح کے خلاف فوج کشی کی تھی اس وقت ابوعلی نے محمد بن عبدالرزاق کو نیشاپور کی حکومت پر اپنا نائب مقرر کیا تھا چنانچہ جب امیر نوح کے قدم حکومت کے زینہ پر جم گئے تو محمد بن عبدالرزاق نے بغاوت کا جھنڈا بلند کردیا۔ اتفاقاً اسی زمانہ میں وشمکیر جرجان سے حسن بن فریزان سے شکست کھا کر امیر نوح کی خدمت میں پہنچ گیا اور امداد کی درخواست کی امیر نوح نے منصور کی سپہ سالاری میں ایک فوج عظیم نیشاپور روانہ کی اور یہ ہدایت کی کہ حتی الامکان عبدالرزاق کے معاملہ میں جلد بازی سے کام لیا جائے محمد ابن عبدالرزاق نے یہ خبر پا کر ۳۳۶ھ میں نیشاپور چھوڑ کر استرآباد کا راستہ لیا۔ منصور نے اس کے تعاقب میں قدم بڑھایا۔

محمد بن عبدالرزاق کی فرمانبرداری:...... مگر محمد بن عبدالرزاق نے جرجان میں پہنچ کر رکن الدولہ بن بویہ سے امن حاصل کرلیا اور رے چلا گیا۔ منصور بن قراتکین نے طوس کی جانب کوچ کیا قلعہ شمیلان میں رافع بن عبدالرزاق کا محاصرہ کیا۔ رافع کے بعض ہمراہیوں نے منصور سے ساز باز کرلی اور اس سے امن کی درخواست کی جس سے رافع کی کمر ٹوٹ گئی۔ شمیلان چھوڑ کر قلعہ ارک چلا گیا منصور نے شمیلان ❶ پر اور اس کے سارے مال و اسباب و ذخائر پر قبضہ کرلیا اس کے بعد منصور نے قلعہ ارک کا رخ کیا اور اس کا بھی محاصرہ کرلیا احمد بن عبدالرزاق نے اپنے بنو اعمام اور اہل وعیال سمیت منصور سے امن حاصل کرلیا اور رافع اپنے چند ساتھیوں کے ساتھ قلعہ چھوڑ کر پہاڑوں میں چلا گیا۔ منصور نے قلعہ کے سارے مال واسباب پر قبضہ کرلیا محمد بن عبدالرزاق کے اہل وعیال اور اس کی ماں کو بخارا روانہ کردیا۔ بخارا میں پہنچ کر یہ لوگ قید کردیئے گئے۔

آذربائی جان کی طرف روانگی:...... تم یہ پڑھ چکے ہو کہ عبدالرزاق جرجان سے رے چلا گیا تھا پس جس وقت عبدالرزاق رے میں پہنچا رکن الدولہ نے انعامات دیئے اور وظیفہ مقرر کردیا اور مرزبان سے جنگ کرنے کو آذربائی جان کی طرف جانے کا حکم دیا جیسا کہ آگے بیان کیا جائے گا۔

رکن الدولہ بن بویہ کا طبرستان برجان پر قبضہ:...... جس وقت خراسان میں بدنظمی کا سلسلہ شروع ہوا اور اضطرابی کیفیت پیدا ہوئی رکن الدولہ بن بویہ اور حسن بن قیرزان نے جمع ہوکر وشمکیر کے مقبوضات کی طرف قدم بڑھایا چنانچہ ان لوگوں نے وشمکیر کو شکست دی اور رکن الدولہ نے طبرستان پر قبضہ کرلیا اس کے بعد طبرستان سے نکل کر جرجان جا پہنچا اور اس پر بھی قابض ہوگیا۔ حسن بن قیرزان نے نظم ونسق کی غرض سے جرجان میں قیام کیا وشمکیر کے کمانڈروں نے امن کی درخواست کی چنانچہ رکن الدولہ نے ان لوگوں کو امن دیدیا۔

منصور کا جرجان پر حملہ:...... وشمکیر اس شکست سے دل برداشتہ ہوکر خراسان چلا گیا والی خراسان سے امداد کی درخواست کی چنانچہ منصور بن قراتکین لشکر خراسان کو ترتیب دے کر وشمکیر کو اپنے ہمراہ لئے ہوئے جرجان کی طرف بڑھا۔ اس وقت جرجان میں حسن بن قیرزان موجود تھا چونکہ

❶ ...... ابن اثیر کی (تاریخ الکامل جلد نمبر۵ ص۲۸۲) پر بھی شمیلان تحریر ہے۔

منصور کا دل وشمگیر سے صاف نہ تھا اس وجہ سے منصور نے حسن سے جنگ چھیڑنے میں حیلہ و بہانے سے کام لیا اور خط و کتابت کر کے مصالحت کر لی اور اس کے بیٹے کو بطور ضمانت کے طور پر اپنے پاس بلالیا۔

اس واقعہ کے بعد منصور کو امیر نوح کی ایک ایسی خبر ❶ ملی جس سے منصور کو بے حد قلق ہوا اس نے حسن کے بیٹے کو حسن کے پاس واپس کر دیا اور خود نیشاپور لوٹ آیا باقی رہ گیا وشمگیر وہ جرجان میں ٹھہرا رہا۔

قراتکین کا رے کی طرف جانا اور واپس ہونا:......۳۳۵ھ میں منصور بن قراتکین امیر نوح سامانی کے حکم پر رے کی طرف روانہ ہوا۔ چونکہ رکن الدولہ بن بویہ ان دنوں اطراف فارس میں تھا اس لئے منصور بغیر مزاحمت رے اور پورے جبلہ پر قرمیسین تک قابض ہو گیا۔

ہمدان پر سبکتگین کا قبضہ:......سبکتگین ان واقعات سے متاثر ہو کر منصور کو روکنے نکلا چنانچہ خراسانی لشکر سے مقابلہ ہو گیا اس وقت یہ غارت گری میں مصروف تھا چنانچہ سبکتگین نے ان کے سردار بجکم خمارتکین کو گرفتار کر کے بغداد بھیج دیا باقی بچنے والے لشکر خراسان نے ہمدان میں جا کر پناہ لی۔ سبکتگین نے تعاقب کیا خراسانی لشکر نے ہمدان بھی چھوڑ دیا۔ اس پر سبکتگین نے قبضہ کر لیا اس دوران رکن الدولہ بھی پہنچ گیا اور اپنے وزیر السلطنت ابوالفضل بن الحمید سے مشورہ کیا وزیر السلطنت نے رائے دی کہ استقلال کے ساتھ جنگ کی جانے کے بعد خراسانی لشکر رسد و غلبہ بند ہونے کی وجہ سے رے کی طرف بھاگ گیا حالانکہ رسد و غلبہ کی کمی میں دونوں حریف برابر تھے۔ فرق اتنا تھا کہ دیلمی چونکہ دیہاتی زندگی کے زیادہ قریب تھے بھوک پیاس کی تکلیف برداشت کر گئے اور خراسانی لشکر بھاگ نکلا رکن الدولہ نے کامیابی کے ساتھ لشکر خراسان کے کیمپ پر قبضہ کر لیا۔

قراتکین کی وفات ابوعلی کی گورنری خراسان:......اصفہان سے واپسی کے بعد منصور بن قراتکین (سپہ سالار عساکر خراسانیہ) نے ''رے'' میں ماہ ربیع الاول ۳۴۰ھ میں وفات پائی۔ اسفیجاب ❷ میں اپنے والد کے قریب دفن کیا گیا۔ امیر نوح نے لشکر خراسان اور اس کی حکومت پر ابوعلی بن محتاج کو مامور کیا اور نیشاپور واپس جانے کی ہدایت کی۔

چونکہ منصور بن قراتکین لشکر خراسان کے ہاتھوں تنگ آ گیا تھا اس لئے آئے دن خراسان کی گورنری سے استعفیٰ دیا کرتا تھا اور امیر نوح ہمیشہ ابوعلی کو گورنر بنانے کا وعدہ کرتا تھا چنانچہ جب منصور کی وفات ہوئی تو امیر نوح نے خلعت اور جھنڈا ابوعلی کے پاس روانہ کیا اور اسے خراسان جانے کا حکم دیا اور رے بطور جاگیر عطا کیا۔ چنانچہ ابوعلی ماہ رمضان ۳۴۰ھ میں صغانیان سے روانہ ہوا اور اپنی جگہ اپنے بیٹے ابومنصور کو قائم مقام مقرر کر گیا اور کوچ و قیام کرتا ہوا مرو پہنچا اور وہیں خوارزم کے معاملے کے آخر تک ٹھہرا رہا پھر وہاں سے نیشاپور گیا اور قیام اختیار کیا۔

طبرک کا محاصرہ:......۳۴۲ھ میں وشمگیر نے امیر نوح سے خط و کتابت کا سلسلہ جاری کیا اور امداد کی درخواست کی امیر نوح نے ابوعلی بن محتاج کو خراسانی افواج کے ساتھ وشمگیر کے ساتھ ''رے'' آ جانے کے لئے لکھا چنانچہ اس حکم کے مطابق اسی سال ماہ ربیع الاول میں ابوعلی لشکر خراسان کے ساتھ رے کی طرف رکن الدولہ سے جنگ کے لئے روانہ ہوا۔ رکن الدولہ نے فوج کی کثرت سے ڈر کر مقابلہ نہ کیا اور قلعہ طبرک میں جا کر قلعہ بندی کر لی ابوعلی کئی مہینے تک محاصرہ کئے ہوئے لڑتا رہا حتی کہ اسے اپنی کامیابی کی امید ختم ہو گئی سردی کی شدت سے بہت سے جانور ہلاک ہو گئے مجبوراً صلح کی طرف مائل ہو گیا۔ محمد بن عبدالرزاق نے دونوں کی مصالحت کرادی دو ہزار سالانہ خراج رکن الدولہ نے دینا قبول کیا اور آپس میں مصالحت ہو گئی۔ ابوعلی لوٹ کر خراسان آ گیا۔ وشمگیر کو یہ بات ناگوار گزری امیر نوح کو لکھنا شروع کیا کہ ابوعلی نے جنگ میں دوغلی چال چلی اور رکن الدولہ سے سازش کر لی۔ مصالحت اور ابوعلی کی واپسی کے بعد رکن الدولہ نے وشمگیر کا رخ کر لیا وشمگیر شکست کھا کر اسفرا چلا گیا اور رکن الدولہ نے طبرستان پر قبضہ کر لیا۔

ابوعلی کی معزولی:......آپ اوپر پڑھ چکے ہیں کہ وشمگیر نے امیر نوح کو ابوعلی کی طرف سے برانگیختہ کرنا شروع کر دیا تھا رفتہ رفتہ اس کے لگانے بجھانے کا یہ اثر ہوا کہ امیر نوح نے ۳۴۲ھ میں ابوعلی کی حکومت خراسان سے معزولی کا فرمان لکھ کر بھیجا سپہ سالاروں کو بھی اس کا اطلاعی خط روانہ کر دیا

---

❶......چونکہ امیر نوح نے خمکین کی لڑکی سے جو کہ منصور کا غلام تھا خود عقد کر لیا تھا اس لئے منصور کو اس سے برافروختگی پیدا ہوئی کیونکہ امیر نوح نے منصور بن قراتکین کی بیٹی کا عقد اپنے آزاد کردہ غلام سے کر دیا تھا (دیکھو تاریخ کامل جلد ۸ مطبوعہ مصر صفحہ نمبر ۱۸۸) (مترجم) ❷......ابن اثیر میں اسفیجاب کے بجائے اسبیجاب تحریر ہے اس کا ذکر پہلے ہو چکا ہے۔

اور اس کی جگہ اس کے گورنری اور افواج کی کمان پر ابوسعید بکر بن مالک فرغانی کو مقرر کیا۔ ابوعلی نے معذرت کی مگر پذیرائی نہ ہو سکی۔ نیشاپور کے رؤساء اور اراکین شہر نے ابوعلی کی بحالی و برقراری کی درخواستیں دیں جن کی منظوری نہ ہو سکی چنانچہ ابوعلی کو اس سے برہمی پیدا ہو گئی اور وہ علم بغاوت بلند کر کے نیشاپور میں اپنے نام کا خطبہ پڑھنے لگا۔ امیر نوح کو اس کی خبر ملی تو اس نے وشمکیر اور حسن بن فیرزان کو لکھ کر بھیجا کہ تم دونوں متحد ہو کر اور ایک دوسرے کا معاون بن کر رکن الدولہ کے مقابلے پر جاؤ اور جہاں کہیں اس کے امراء اور سرداروں کو دیکھو، بے تامل لڑائی چھیڑ دو۔ وشمکیر اور حسن نے اس حکم کی نہایت مستعدی سے تعمیل شروع کی۔ اس سے ابوعلی کو خطرہ پیدا ہو گیا کیونکہ وہ نہ تو صغانیان کی طرف لوٹ سکتا تھا اور نہ ان دونوں کی وجہ سے خراسان میں ٹھہر سکتا تھا چار و ناچار رکن الدولہ کی طرف مائل ہو گیا اور اس سے حاضری کی اجازت مانگی۔ رکن الدولہ نے حاضری کی اجازت دے دی چنانچہ ابوعلی ۳۴۳ھ میں ''رے'' چلا گیا۔ رکن الدولہ بڑی آؤ بھگت سے ملا اور اپنے پاس ٹھہرایا ابوعلی کی روانگی کے بعد ابوسعید بکر نے خراسان پر قبضہ کر لیا۔

امیر نوح کی وفات اور عبدالملک کی حکومت:...... امیر نوح ''حمید'' نے بارہ سال حکومت کر کے ماہ ربیع الآخر ❶ ۳۴۳ھ میں سفر آخرت اختیار کیا۔ اس کے مرنے کے بعد اس کا بیٹا عبدالملک تخت حکومت پر بیٹھا ہوا۔ ابوسعید بکر بن مالک فرغانی نے حکومت ہاتھ میں لے لی۔ چنانچہ جب اندرونی اصلاح اور انتظام مملکت سے اطمینان حاصل ہو گیا تو عبدالملک نے ابوسعید بکر کو خراسان جانے کا حکم دیا خراسان میں اس کے اور ابوعلی کے جو واقعات پیش آئے انہیں ہم اوپر تحریر کر چکے ہیں۔

رے و اصفہان پر فوج کشی:...... پھر ۳۴۴ھ میں خراسانی لشکر نے ''رے'' کی طرف قدم بڑھایا۔ ان دنوں ''رے'' میں رکن الدولہ بن بویہ جرجان سے آ کر ٹھہرا ہوا تھا۔ رکن الدولہ نے اس سے مطلع ہو کر اپنے بھائی معز الدولہ سے امداد طلب کی۔ چنانچہ معز الدولہ نے دارالخلافت بغداد سے ایک فوج اپنے حاجب سبکتگین کمان میں روانہ کی ابوسعید نے بھی خراسان سے ایک دوسرا لشکر محمد بن ماکان کی کمان میں قریب ترین راستہ سے اصفہان بھیجا۔ اصفہان میں اس وقت ابومنصور علی بن بویہ بن رکن الدولہ موجود تھا لشکر خراسانی کی آمد کی خبر سن کر اپنے باپ کے حرم اور خزائن کو لے کر نکل کھڑا ہوا اور خالنجان میں جا کر دم لیا محمد بن ماکان نے اصفہان پر قبضہ کر کے ابومنصور کا تعاقب کیا ابومنصور تو ہاتھ نہ آیا خزانہ سامنے آ گیا فوراً قبضہ کر کے آگے بڑھا۔

محمد بن ماکان کے ساتھ ٹکراؤ:...... کچھ دور چل کر ابومنصور کو بھی گھیر لیا اتفاق سے اسی وقت ابوالفضل بن عمید (رکن الدولہ کا وزیر السلطنت) پہنچ گیا اور اپنے ساتھیوں کو مرتب کر کے محمد بن ماکان کے مقابلہ پر آیا۔ لڑائی ہوئی جس میں ابن عمید کے اکثر ساتھی بھاگ کھڑے ہوئے مگر ابن عمید نے میدان جنگ سے منہ نہ موڑا بلکہ مسلسل لڑتا رہا محمد بن ماکان کا لشکر کامیابی کے جوش و مسرت میں لڑائی چھوڑ کر لوٹ کھسوٹ میں مصروف ہو گیا۔

محمد بن ماکان کی گرفتاری:...... اس دوران ابن عمید کے پاس تھوڑے سے آدمی آ کر جمع ہو گئے ابن عمید نے ان لوگوں سے مر جانے پر عہد لے کر محمد بن ماکان کے لشکر پر حملہ کیا چنانچہ محمد بن ماکان کی فوج میدان جنگ سے بھاگ گئی اور محمد بن ماکان کو گرفتار کر لیا گیا ابن عمید کامیابی کا جھنڈا لے کر اصفہان کی طرف آیا اور اس پر قابض ہو گیا رکن الدولہ کے بیوی بچے اصفہان کے جس جگہ رہتے تھے وہیں ٹھہرا لئے گئے۔

رکن الدولہ اور بکر بن مالک کی صلح:...... ان واقعات کے بعد رکن الدولہ نے بکر بن مالک سپہ سالار لشکر خراسان کے پاس صلح کا پیغام بھیجا اور سالانہ مقررہ خراج ادا کرنے پر صلح کر لی ''رے'' اور بلاد جبال پر صلح کے ساتھ حسب شرط مذکورہ بالا قابض ہو گیا۔ اس کے بعد دارالخلافت بغداد سے اس کے بھائی نے خلعت اور گورنری کا جھنڈا خراسان روانہ کیا جو ماہ ذی الحجہ ۳۴۴ھ میں خراسان پہنچا۔

منصور کی امارت:...... امیر عبدالملک اپنی حکومت کے ساتویں سال گیارہویں شوال ❷ ۳۵۰ھ کو انتقال کر گیا اس کے بعد اس کا بھائی ابوالحرث منصور بن نوح نے تخت حکومت پر قدم رکھا اس کے زمانہ حکومت کے شروع میں رکن الدولہ نے طبرستان اور جرجان پر قبضہ کر لیا وشمکیر یہاں سے نکل کر ''بلاد جبل'' چلا گیا۔

---

❶ ...... النجوم ''الزاھرۃ'' میں جمادی الاولیٰ تحریر ہے۔ ❷ ...... ایک نسخے میں ۳۴۵ھ تحریر ہے جو صحیح نہیں ہے۔ دیکھیں (تاریخ الکامل ابن اثیر جلد نمبر ۸ ص ۳۲۲)

خراسان کی طرف لشکر کی روانگی: ......۳۵۰ھ میں ابوعلی بن الیاس (والی کرمان) وفد کے ساتھ امیر ابوالحرث منصور کی خدمت میں آیا اور بنوبویہ کے خلاف امداد کی درخواست کی رے کی سرسبزی اور شادابی کا ذکر کر کے اس پر قبضہ کرنے کی تحریک کی ترغیب دی۔ امیر منصور نے وشمکیر اور حسن بن فیرزان کو رے کے ارادے سے مطلع کیا اور تیاری کا حکم دیا اس کے بعد ایک فوج مرتب کر کے ابوالحسن بن محمد بن سیجور راودانی جو کہ افواج خراسان کا کمانڈر انچیف تھا) کی کمان میں رے کی جانب روانہ کیا اور اس کو یہ ہدایت کی کہ وشمکیر کی رائے سے سارے کام کرنا اور اسی کو میدان جنگ کا سپہ سالار اور امیر لشکر بنانا۔

وشمکیر کی وفات: ......رفتہ رفتہ یہ خبر رکن الدولہ تک پہنچی تو وہ گھبرا گیا۔ چنانچہ اپنے اہل وعیال اور بچوں کو اصفہان بھیج دیا اپنے بیٹے عزالدولہ کو فارس سے امدادی فوج بھیجنے کے لئے لکھا اور بغداد میں اپنے بھتیجے عزالدولہ بن بختیار کو لکھا کہ جہاں تک جلدی ممکن ہو سکے کمک روانہ کرو چنانچہ عزالدولہ نے ایک فوج اپنے باپ کی کمک پر خراسان کے راستے اس بات کے اظہار کے لئے کہ خراسان اس وقت اپنے محافظین سے خالی ہے روانہ کیا۔ اہل خراسان اس خبر سے گھبرا کر باہر نکلے اور خراسان چھوڑ کر دامغان میں جا کر دم لیا۔ رکن الدولہ یہ خبر پا کر اپنے لشکر سمیت رے سے نکل کر ان کی طرف بڑھا اسی دوران وشمکیر ایک دن سوار ہو کر شکار کھیلنے نکلا اتفاق سے ایک جنگلی سوار سامنے آ گیا وشمکیر نے اسے تیر مارا۔ نشانہ خالی گیا اور ادھر سور نے حملہ کر کے وشمکیر کے گھوڑے کو زخمی کر دیا۔ وشمکیر زمین پر گر گیا سور نے لپک کر وشمکیر پر بھی حملہ کیا اسے اتنا زخمی کر دیا کہ وہ وہیں مر گیا یہ واقعہ ماہ محرم ۳۵۷ھ کا ہے۔

وشمکیر کے مرتے ہی رکن الدولہ کو اطمینان حاصل ہو گیا جو لوگ اس کو ایذا دینے کے در پے تھے اپنا اپنا سامنہ لے کر دم بخود ہو گئے۔ بیستون بن وشمکیر باپ کی جگہ حکمران بنا اس نے خط وکتابت کا سلسلہ شروع کر کے رکن الدولہ سے مصالحت کر لی چنانچہ رکن الدولہ نے اسے مالی اور فوجی مدد دی۔

ابوعلی بن الیاس کے حالات: ......ابوعلی بن الیاس نے بنوسامان کی حکومت کے تحت صوبہ کرمان پر قبضہ کر لیا تھا اور اس کی حکومت وسلطنت کو ایک گونہ استحکام واستقلال حاصل ہو گیا تھا اس کے بعد یہ فالج میں مبتلا ہو گیا اور مدتوں اس میں گرفتار رہا اس کے تین بیٹے تھے الیسع، الیاس اور سلیمان جب ابوعلی کو اپنی زندگی کی امید نہ رہی تو اس نے اپنے اراکین دولت کو جمع کر کے یہ وعدہ لیا کہ میرے بعد تخت حکومت کا مالک الیسع ہو گا اور الیسع کے بعد الیاس کو حکومت دی جائے۔ سلیمان کی الیسع سے عداوت تھی لہٰذا اسے حکم دیا کہ ''بلاد صغد'' میں جا کر مقیم ہو جائے اور وہاں کے مال واسباب پر قبضہ کر لے۔ سلیمان اس حکم کے مطابق بلاد صغد کی طرف روانہ ہو گیا اور سیر جان پر قبضہ کر لیا۔ جب ابوعلی کو اس کی خبر لگی تو اس نے اپنے دوسرے بیٹے (الیسع) کو بڑی فوج کے ساتھ روانہ کیا اور یہ حکم دیا کہ سلیمان کو لڑ کر ملک بدر کر دو اور اگر اسے ''بلاد صغد'' کے قبضہ کی خواہش ہو تو اسے اس سے بھی روک دو۔

سیر جان پر قبضہ: ......چنانچہ الیسع کوچ وقیام کرتا ہوا سلیمان تک پہنچ گیا اور اس کا محاصرہ کر لیا۔ سلیمان تنگ ہو کر حکمت عملی سے اپنے مال واسباب سمیت حصار سے نکلا اور خراسان چلا گیا اور الیسع نے سیر جان پر قبضہ کر لیا۔

سلیمان بن ابوعلی: ......ان واقعات کے بعد ابوعلی [1] بخارا چلا گیا اس وقت اس کا بیٹا سلیمان بھی وہیں موجود تھا امیر ابوالحرث منصور عزت واحترام سے پیش آیا اور اپنے مقربین میں داخل کر لیا۔ ابوعلی نے امیر ابوالحرث کو ''رے'' پر فوج کشی کرنے کی ترغیب دی چنانچہ امیر ابوالحرث نے فوجیں مرتب

---

[1] ......ابوعلی کے بخارا جانے کی کیفیت کو ابن اثیر نے اس طرح بیان کیا ہے کہ بیر جان پر الیسع کے قابض ہونے کے بعد اہل شہر نے خوفزدہ ہو کر ابوعلی سے الیسع کی شکایت کی۔ ابوعلی نے بلا تحقیق الیسع کو گرفتار کر کے قلعہ میں قید کر دیا۔ الیسع کی والدہ الیاس کی ماں کے پاس گئی اور اس سے یہ کہا کہ دیکھ ہمارے شوہر نے جو عہد ہمارے بیٹے کے حق میں کیا تھا اس کو توڑ دیا اس کے بعد تمہارے بیٹے الیاس کے ساتھ بھی یہی واقعہ پیش آئیگا نتیجہ کیا ہو گا کہ ملک وحکومت آل الیاس سے نکل جائے گی۔ مناسب یہ ہے کہ تم میرے لڑکے الیسع کی رہائی میں ہاتھ بٹاؤ۔ الیاس کی ماں اس پر راضی ہو گئی۔ ابوعلی کو کسی وقت غش آ جاتا تھا اور دیر تک اس میں مبتلا رہتا تھا دونوں عورتوں نے ابوعلی کی غشی کے وقت مل کر الیسع کو رہا کر دیا۔ الیسع قید سے رہا ہو کر لشکر گاہ میں پہنچا لشکریوں نے انتہائی خوشی سے خیر مقدم کیا اور مطیع ہو گئے۔ جن لوگوں نے لگایا بجھایا تھا وہ بھاگ گئے۔ اور بعض گرفتار کر لئے گئے۔ الیسع نے قلعہ کا محاصرہ کر لیا جب ابوعلی کو غش سے افاقہ ہوا تو وہ خود کو محاصرے میں دیکھ کر اپنے بیٹے الیسع سے اس کا طلب گار ہوا۔ الیسع نے قلعہ اور صوبہ کرمان لے کر اپنے باپ ابوعلی کو امن دیدیا ابوعلی بخارا چلا گیا۔ دیکھیں (تاریخ کامل ابن اثیر جلد نمبر ۸ ص ۲۳)

کر کے ''رے'' کی طرف روانہ کیں جیسا کہ آپ اوپر پڑھ چکے ہیں اور ابوعلی اسی کے پاس ٹھہرا رہا یہاں تک کہ ۳۵۶ھ میں مرگیا۔ (جیسا کہ اس کے حالات میں مذکور ہے)

کچھ عرصے بعد الیسع بھی چلا گیا اور وہیں قیام پذیر ہوگیا اس کے بعد سلیمان نے امیر ابوالحرث منصور کو کرمان کے قبضہ پر ابھارا اور اس کی سرسبزی و شادابی کا ذکر کرتے ہوئے یہ ظاہر کیا کہ اہل کرمان آپ کے مطیع ہیں آپ کے پہنچنے کی دیر ہے وہ فوراً اطاعت قبول کرلیں گے۔ چنانچہ امیر ابوالحرث نے ایک فوج سلیمان کے ہمراہ کرمان کی طرف روانہ کی جیسے ہی سلیمان کرمان کے قریب پہنچا اطراف و جوانب (قمص اور لویص) کے رہنے والوں نے اور ان لوگوں نے جو عزالدولہ کے خلاف تھے اطاعت قبول کرلی اور اس کے مطیع ہوگئے اس سے سلیمان کے قدم حکومت پر جم گئے۔ کورکین (گورنر کرمان) جو عزالدولہ کی طرف سے کرمان میں تھا۔ یہ خبر پا کر روک تھام کے لئے نکلا چنانچہ سلیمان کی اس سے جنگ ہوئی۔ سلیمان کے ساتھی سلیمان کو تنہا چھوڑ کر بھاگ کھڑے ہوئے جس سے سلیمان کو شکست ہوگئی۔ اس کے ساتھ اس کے دو بھتیجے بکر و حسین بن الیسع اور بہت سے کمانڈر کام آ گئے اور کرمان پر دیلم کا قبضہ ہوگیا۔

منصور اور بنوبویہ میں مصالحت:...... ان واقعات کے بعد امیر ابوالحرث کی منصور بن نوح (والی خراسان و ماوراء النہر) اور رکن الدولہ سے مصالحت ہوگئی اس نے اپنی بیٹی کا عقد اس سے کر دیا اور بے انتہا ہدایا اور تحائف دیئے کہ جس کی نظیر نہیں مل سکتی۔

دونوں امیروں کے صلح نامہ پر سرداران خراسان، فارس اور عراق نے اپنے دستخط کئے۔ اس صلح نامہ کی تکمیل ابوالحسن محمد بن ابراہیم بن سیمجور (افواج خراسان کے کمانڈر) نے کرائی تھی جو امیر ابوالحرث منصور کی طرف سے تھا یہ واقعہ ۳۶۱ھ کا ہے۔

نوح بن منصور کی امارت:...... ۳۶۶ھ کے درمیان امیر ابوالحرث منصور نے بخارا میں وفات پائی پھر اس کا بیٹا ابوالقاسم نوح تخت حکومت پر بیٹھا۔ ابوالقاسم نوح ایک کم عمر لڑکا تھا۔ حد بلوغ کو نہیں پہنچا تھا۔ قلمدان وزارت ابوالحسن عتبی کو سپرد کیا گیا عہدہ حجابت سے ابوالعباس قاسم (ابوالحسن کا آزاد غلام) ممتاز ہوا۔

ابوالعباس کی گورنری:...... ہم اوپر خلف بن احمد لیثی والی سجستان کے حالات میں بیان کر چکے ہیں کہ اس نے امیر منصور بن فرج سے اپنے قریبی عزیز طاہر بن خلیف بن احمد بن حسین کے مقابلے میں جس نے ۳۵۴ھ اس سے بغاوت کی تھی۔ امداد طلب کی تھی چنانچہ امیر منصور نے خلف بن احمد کو فوجی مدد دی اور اسے اس کی حکومت کی کرسی پر دوبارہ بٹھا دیا اس کے بعد جبکہ امیر منصور کے لشکر کو خلف نے رخصت کر دیا۔ طاہر نے پھر بغاوت کر دی۔ خلف نے امیر منصور سے دوبارہ امداد طلب کی امیر منصور نے امداد دی اس دوران طاہر انتقال کر گیا۔ اس کا بیٹا حسین امارت کی کرسی پر فائز ہوا۔ خلف نے اس کا محاصرہ کرلیا اور نہایت سختی سے محاصرہ قائم رکھا بالآخر حسین سجستان کو خیرآباد کہہ کر امیر سعید نوح بن منصور کے پاس چلا گیا اور خلف امیر نوح کی ماتحتی میں سجستان میں حکومت کرنے لگا اور خراج سالانہ دارالامات میں بھیجنا شروع کر دیا۔

ارک کا طویل محاصرہ:...... چند دنوں کے بعد شاہی اطاعت اور فرمانبرداری میں کوتاہی کرنے لگا۔ احکام شاہی کے تعمیل میں اعراض اور اغماض سے کام لینے لگا تب حسین بن طاہر عساکر خراسان کو لے کر خلف بن احمد کی سرکوبی کے لئے آیا اور قلعہ ''ارک'' میں محاصرہ کرلیا۔ کافی عرصے تک محاصرہ کئے رہا۔ وزیر السلطنت ابوالحسن عتبی نے سپہ سالاروں کی ایک جماعت کو جس میں حسن بن مالک اور کناش وغیرہ جیسے کمانڈر تھے کمک پر بھیجا۔ سات سال تک محاصرہ کا سلسلہ جاری و قائم رہا یہاں تک کہ رسد و غلہ اور مال و فوج کا خاتمہ ہوگیا۔

ابن سیمجور کی معزولی:...... ابن سیمجور ان دنوں خراسان ہی میں تھا چونکہ اس کا زمانہ حکومت بھی طویل ہوگیا تھا۔ اس لئے سلطان کی اطاعت اچھی طرح نہیں کرتا تھا اور خلف بن احمد اس کا دوست و مشیر تھا اس بناء پر اس پر شاہی عتاب ہوا اور اسے حکومت خراسان سے معزول کر دیا گیا اور اس کی جگہ ابوالعباس تاش کو حکمرانی کی سند عطا ہوئی۔ ابن سیمجور معذرت کا خط لکھ کر ''قہستان'' چلا گیا اور جواب کے انتظار میں ٹھہرا رہا۔ کچھ عرصے بعد سجستان جانے کے بارے میں امیر نوح کا فرمان صادر ہوا چنانچہ ابن سیمجور نے سجستان کا رخ کیا اور وہاں پہنچ کر خلف بن احمد کو حسین بن طاہر کے محاصرے سے

نکل جانے کا موقع دے دیا۔ چنانچہ خلف قلعہ طاق میں جا کر پناہ گزیں ہو گیا اور ابن سیجور کچھ دنوں تک امیر نوح کو خوش کرنے کے لئے وہیں قیام پذیر رہا پھر وہاں سے واپس آ گیا۔

ابوالعباس تاش:...... جس وقت امیر نوح نے ابوالعباس تاش کو سپہ سالاری اور حکومت خراسان پر مقرر کیا اور ابوالعباس تاش ۳۷۱ھ میں خراسان پہنچا تو فخر الدولہ بن رکن الدولہ اور شمس المعالی قابوس بن وشمکیر سے ملاقات ہوئی۔ یہ لوگ جرجان سے آئے ہوئے تھے۔

ان دونوں کی سرگزشت یہ ہے کہ جس وقت عزالدولہ نے اپنے بھائی فخر الدولہ کے علاقوں پر قبضہ کر لیا اور اسے شکست دیدی تو فخر الدولہ شمس المعالی قابوس کے پاس جا کر پناہ گزین ہو گیا۔ عزالدولہ نے شمس المعالی کے پاس فخر الدولہ کو واپس بھیجنے کا خط لکھا اور ساتھ ہی لالچ بھی دی اور دھمکی بھی دی مگر قابوس نے انکار میں جواب دیا۔ چنانچہ عزالدولہ نے طیش میں آ کر فخر الدولہ کی گرفتاری پر اپنے بھائی مویدالدولہ کو بڑی فوج کے ساتھ روانہ کر دیا۔ قابوس مقابلہ پر آیا لیکن شکست اٹھا کر بھاگا اور اپنے کسی قلعہ میں جا کر پناہ گزیں ہو گیا اور جب اس میں بھی پناہ کی صورت نظر نہ آئی تو اپنا مال واسباب لے کر نیشاپور چلا گیا۔ فخر الدولہ بھی میدان جنگ سے اپنی جان بچا کر پہنچ گیا۔ دونوں ابوالعباس سے ملے اور اپنی سرگزشت بیان کی ابوالعباس نے اُن کی بے حد عزت کی، توقیر واحترام سے ٹھہرایا۔ چنانچہ ان دونوں نے ابوالعباس کے پاس قیام اختیار کر لیا اور مویدالدولہ نے جرجان اور طبرستان پر قبضہ کر لیا۔

ابوالعباس کی جرجان روانگی:...... جب قابوس بن وشمکیر اور فخر الدولہ بن رکن الدولہ ابوالعباس تاش کے پاس آ کر پناہ گزیں ہو گئے اور جرجان اور طبرستان کو مؤیدالدولہ سے واپس لینے کی درخواست کی تو ابوالعباس تاش نے امیر نوح کی خدمت میں اجازت حاصل کرنے کے لئے ایک خط بخارا روانہ کیا چنانچہ امیر نوح نے اسے ان دونوں مظلوموں کے ساتھ جانے اور ان کے ملک انہیں واپس دلانے کا حکم دیا ابوالعباس تاش، فوجیں تیار کر کے ان دونوں مظلوموں کے ساتھ مویدالدولہ سے بدلہ لینے کے لئے روانہ ہو گیا اور سفر وقیام کرتا ہوا جرجان پہنچا اور اس کا محاصرہ کر لیا۔ دو ماہ تک نہایت سختی سے محاصرہ کئے رہا مؤیدالدولہ نے فائق نامی ایک خراسانی کمانڈر کو ملا لیا۔ چنانچہ جنگ کے وقت اُس نے حسب وعدہ اپنا مورچہ چھوڑ دیا اور شکست کھا کر بھاگ لیا مؤیدالدولہ نے جرجان سے نکل کر حملہ کیا جس سے خراسانی فوج میدان جنگ سے بھاگ گئی اور شکست کھا کر نیشاپور چلی گئی۔

وزیر السلطنت کا قتل:...... ابوالعباس تاش نے اس شکست کی اطلاع امیر نوح کو بخارا میں دی امیر نوح نے تسلی بھرا فرمان بھیجا اور اپنے تمام زیر کنٹرول علاقوں میں فراہمی فوج کا ایک گشتی فرمان روانہ کر دیا چاروں طرف سے فوجیں مرتب و مسلح ہو کر نیشاپور میں حاضر ہوں اور قابوس وفخر الدولہ کو حق دلانے کے لئے ابوالعباس تاش کے زیر حکومت مؤیدالدولہ پر حملہ کریں تھوڑے دنوں میں بڑی فوج جمع ہو گئی۔ اس دوران وزیر السلطنت ابوالحسن عتبی ❶ کے قتل کی خبر مشہور ہو گئی جس سے فی الوقت تو حملہ ملتوی ہو گیا کیونکہ حکومت وسلطنت وزیر السلطنت ہی کے قبضہ اختیار میں تھی۔ یہ واقعہ ۳۷۲ھ کا ہے۔

ابوالعباس تاش کی بخارا روانگی:...... وزیر السلطنت کے قتل کے بعد امیر نوح کے بلانے پر ابوالعباس تاش نیشاپور چھوڑ کر نظام حکومت درست کرنے کے لئے بخارا چلا گیا اور جن لوگوں نے وزیر السلطنت کو قتل کیا تھا انہیں گرفتار کر کے قصاص لیا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ ابوالحسن محمد بن ابراہیم بن سیجور نے چند لوگوں کو وزیر السلطنت کے قتل پر مقرر کیا تھا۔

ابوالعباس کا خراسان پر حملہ:...... آپ اوپر یہ پڑھ چکے ہیں کہ ابوالحسن بن سیجور جس وقت سے بجستان گیا تھا۔ وہیں مقیم رہا پھر وہاں سے قہستان لوٹ آیا۔ چنانچہ جب ابوالعباس تاش بخارا روانہ ہوا تو ابن سیجور نے فائق کو لکھا کہ آؤ ہم اور تم متحد ہو کر خراسان پر قبضہ کر لیں چنانچہ ابن سیجور نے اقرار میں جواب دیا۔ اس کے بعد دونوں نیشاپور میں جمع ہوئے اور خراسان پر قبضہ کر لیا۔ ابوالعباس تاش یہ خبر پا کر فوجیں لے کر ان دونوں پر چڑھ گیا۔ ان لوگوں نے گھبرا کر خط وکتابت شروع کی بالآخر یہ طے پایا کہ نیشاپور کی حکومت اور سپہ سالاری ابوالعباس تاش کو دی جائے۔ بلخ فائق کو اور ہرات ابوالحسن بن سیجور کو۔ اس مصالحت کے بعد سب فریق اپنے اپنے صوبوں کی طرف روانہ ہو گئے۔

---

❶ ...... ابن اثیر میں ابوالحسن کے بجائے ابوالحسین تحریر ہے۔

ابوالعباس کی معزولی:......فخر الدولہ بن بویہ ان واقعات کے دوران ابن سیمجور اور فائق کے ساتھ نیشاپور ہی میں تھا اور امداد کے انتظار میں ٹھہرا ہوا تھا یہاں تک کہ اس کا بھائی مؤید الدولہ ماہ شعبان ۳۰۳ھ میں مر گیا اراکین دولت نے اسے کرسی حکومت پر بٹھانے کے لئے بلوالیا اس کی تحریک ابن عباد وغیرہ نے چلائی تھی چنانچہ فخر الدولہ نیشاپور سے جرجان روانہ ہوا اور جرجان پہنچ کر اپنے بھائی کے ملک (جرجان اور طبرستان) پر قبضہ کر لیا۔

امیر نوح نے بخارا سے نیشاپور کی جانب ابوالعباس کے روانہ ہونے کے بعد ابوالعباس کی جگہ عہدۂ وزارت پر عبداللہ بن عزیز کو مامور کیا۔ اس کی ابوالحسن عتبی سے اَن بن بلکہ عداوت تھی۔ عبداللہ نے عہدہ وزارت کا چارج لینے کے بعد ابوالعباس تاش کو حکومت خراسان سے سبکدوش کر دیا اور ابوالحسن محمد بن ابراہیم کو خراسان میں نیشاپور کی سند حکومت بھیج دی۔

ابوالعباس کی بغاوت:......ابوالعباس تاش نے حکومت خراسان سے معزول ہونے کے بعد امیر نوح کی خدمت میں معذرت اور تلطف خسروانہ کا خط روانہ کیا مگر امیر نوح نے توجہ نہیں کی اس بناء پر ابوالعباس تاش نے علم بغاوت بلند کر دیا اور فخر الدولہ سے ابن سیمجور کے خلاف امداد کی درخواست کی چنانچہ فخر الدولہ نے فوجی اور مالی مدد دی اور اپنے نامور کمانڈر ابو محمد عبداللہ بن عبدالرزاق کو اس خدمت پر مقرر کیا چنانچہ ابو محمد نے اپنی افواج اور عساکر دیلمی کے ساتھ نیشاپور کی طرف قدم بڑھایا، ابن سیمجور نیشاپور میں قلعہ نشین ہو گیا اور فریق مخالف نے محاصرہ کر لیا تھوڑے دنوں کے بعد فخر الدولہ نے ایک تازہ دم فوج کمک پر بھیج دی چنانچہ ابن سیمجور محاصرہ توڑ کر مقابلہ پر آ گیا اُن لوگوں نے اسے شکست دے دی اور اس کے سارے مال و اسباب کو لوٹ لیا۔ ابوالعباس نے کامیابی کے ساتھ نیشاپور پر قبضہ کر لیا اور دوبارہ امیر نوح کی خدمت میں عذر خواہی اور الطاف شاہی مبذول کرنے کا خط روانہ کیا مگر وزیر السلطنت عبداللہ بن عزیز نے اس کی معزولی پر زیادہ زور دیا جس سے دونوں کے دلوں میں کدورت بدستور باقی رہ گئی۔

ابوالعباس کی شکست:......اس شکست کے بعد ابن سیمجور نے اپنی حالت درست کی امراء بخارا اس واقعہ سے مطلع ہو کر اس کی کمک پر آئے جس سے اس کی گئی ہوئی قوت بحال ہو گئی۔ شرف الدولہ ابوالفوارس بن عضد الدولہ کو فارس میں امداد کو لکھا چنانچہ شرف الدولہ نے اپنے چچا فخر الدولہ کی دشمنی کی وجہ سے دو ہزار سواروں کے ساتھ اس کی مدد کی۔ ابن سیمجور نے ان سب کو مرتب کر کے ابوالعباس تاش کی طرف قدم بڑھایا دونوں میں گھمسان کی لڑائی ہوئی چنانچہ ابوالعباس شکست کھا کر فخر الدولہ کے پاس جرجان چلا گیا۔ فخر الدولہ نے اس کی بیحد عزت کی اور اسے جرجان، دہستان اور استر آباد بطور جاگیر دیکر ''رے'' کا راستہ لیا اور اتنے مال و اسباب اور آلات حرب روانہ کئے کہ جس کا شمار نہیں ہو سکتا۔

ابوالعباس کی موت:......ابوالعباس نے جرجان میں قیام کر کے فوجیں مرتب کیں اور کچھ عرصے میں اپنی مالی حالت درست کر کے خراسان کی طرف قدم بڑھایا مگر سوء اتفاق سے خراسان تک نہ پہنچ سکا بے نیل و مرام جرجان واپس آ گیا اور تین برس قیام کر کے ۳۷۷ھ میں مر گیا۔

اہل جرجان کی بغاوت:......اہل جرجان نے ابوالعباس کے اراکین دولت کی اطاعت قبول کر لی مگر ان لوگوں کی بدخلقی اور ظالمانہ کارروائی کی وجہ سے لڑ پڑے۔ ایک سخت اور خونریز لڑائی ہوئی حتیٰ کہ ابوالعباس کے اراکین دولت نے امن کی درخواست کر دی تب اہل جرجان نے اپنا ہاتھ ان کی خونریزی سے اٹھایا۔ پھر وہ لوگ متفرق و منتشر ہو کر ادھر ادھر چلے گئے۔ ان میں سے اکثر نے جن میں ابوالعباس کے ممتاز خواص اور چھوکرے تھے خراسان میں جا کر قیام اختیار کر لیا۔

ابوعلی بن ابوالحسن:......یہ وہ زمانہ تھا کہ والی خراسان ابوالحسن سیمجور اچانک مر گیا تھا اور اس کی جگہ اس کا بیٹا ابوعلی حکمرانی کر رہا تھا۔ اس کے بھائیوں نے اس کے علم حکومت کے آگے اطاعت کی گردنیں جھکا دی تھی ان میں سب سے بڑا ابوالعباس تھا۔ البتہ فائق نے حکومت و ریاست کے لئے جھگڑا شروع کر دیا تھا۔ اتنے میں ابوالعباس تاش کے اراکین دولت ابوعلی کے پاس پہنچ گئے۔ جس سے اس کی شان و شوکت بڑھ گئی اور حالت درست ہو گئی۔

ابن سیمجور کی خراسان کی گورنری:......آپ اوپر پڑھ چکے ہیں کہ ابوالحسن بن سیمجور، ابوالعباس تاش اور فائق نے متحد ہو کر نیشاپور ''سپہ سالاری خراسان''، حکومت بلخ اور ہرات کے حصہ بخرے کر لئے تھے۔ اس کے وزیر السلطنت عبداللہ بن عزیز کی تحریک سے ابوالعباس تاش کو معزول کر کے اس کی جگہ ابوالحسن کو مامور کیا تھا۔ ان دونوں کے جو واقعات پیش آئے وہ ہم اوپر تحریر کر چکے ہیں۔ تاش شکست کھا کر جرجان چلا گیا اور ابوعلی ہرات میں

، فائق بلخ میں استقلال واستحکام کے ساتھ حکومت کرنے لگے۔ ادھر وزیر السلطنت عبداللہ بن عزیز جرجان پر قبضہ کر لینے کی حسن کو ترغیب دے رہا تھا۔ اتفاق سے چند دنوں کے بعد وزیر السلطنت ابن عزیز معزول ہو کر خوارزم کی طرف شہر بدر کر دیا گیا اور قلمدان وزارت ابوعلی محمد بن عیسیٰ وامغانی کو عطا ہو گیا چونکہ دولت حکومت کے مصارف بڑھ گئے تھے آمدنی کم ہو گئی تھی اس لئے ابوعلی محمد عہدہ وزارت کے فرائض پورے طور سے ادا نہ کر سکا نتیجہ یہ نکلا کہ معزول کر دیا گیا پھر نصر بن احمد بن محمد بن ابو یزید عہدہ وزارت سے سرفراز ہوا مگر تھوڑے دنوں کے بعد اس کو بھی اس عہدے سے سبکدوش کیا گیا اور ابوعلی وامغانی حسب سابق عہدہ وزارت پر بحال ہوا اس دوران ابوالحسن بن سیمجور مر گیا اور اس کا بیٹا ابوعلی اس کی جگہ حکومت کرنے لگا۔

ابوعلی کا فائق پر حملہ:...... ابوعلی نے حکومت کی کرسی پر قدم رکھنے کے بعد امیر نوح بن منصور کے پاس درخواست بھیجی کہ جس طرح میرے والد کو سند حکومت عطا کی گئی تھی مجھے بھی عنایت کر دی جائے۔ امیر نوح نے بظاہر یہ درخواست منظور کر لی اور در پردہ فائق کو لکھ کر بھیج دیا کہ تم خراسان پر قبضہ کر لو اور اس کے ساتھ ہی خلعت اور جھنڈا بھی بھیج دیا۔ ابوعلی پہلے تو یہ سمجھ رہا تھا کہ ان صوبوں پر میری حکومت قائم رہے گی مگر جب اس راز کا انکشاف ہوا تو اس نے بیشمار لشکر جمع کیا اور نہایت تیزی سے فائق پر حملہ کر دیا۔ ہرات اور بوشنج کے درمیان ان کی جنگ ہوئی۔ میدان ابوعلی کے ہاتھ رہا۔ فائق شکست کھا کر ''مروالرود'' چلا گیا۔

خراسان پر ابوعلی کی حکومت:...... ان واقعات کے بعد امیر نوح نے ابوعلی کو افواج کی سپہ سالاری اور نیشاپور، ہرات، قہستان کی گورنری عطا کی اور عمادالدولہ کا خطاب دیا، رفتہ رفتہ امیر نوح کے دربار میں اسے ایک ممتاز رتبہ حاصل ہو گیا اور اس نے آہستہ آہستہ پورے خراسان پر قبضہ کر لیا اور اس حد تک مسلط اور حاوی ہو گیا کہ سلطان کے کہنے پر بھی اس نے اپنے صوبہ کا معمولی سا حصہ بھی علیحدہ نہ کیا مگر سطوت شاہی کے خوف سے بظاہر علم حکومت کی اطاعت کا اظہار کرتا رہا اور در پردہ بقراخان ترکی (شاہ کاشغر و شاغور) سے خط و کتابت کا سلسلہ شروع کر دیا اور اسے بخارا و ماوراء النہر وغیرہ پر قبضہ کرنے کی ترغیب دیتا رہا تھی کہ اسے مستقل طور پر خراسان کی حکومت مل گئی۔

فائق کی سرگزشت:...... فائق ابوعلی سے شکست کھا کر ''مروالرود'' چلا گیا تھا اور وہیں اس وقت تک قیام پذیر رہا جب تک کہ اس کے زخم مندمل نہ ہو گئے اور اس کے پاس اس کے ساتھی آ کر جمع نہ ہو گئے۔ تھوڑے دنوں کے بعد جب فائق کی حالت درست ہو گئی تو اس نے بلا اجازت بخارا کی طرف کوچ کر دیا۔ امیر نوح کو اس کی خبر مل گئی چنانچہ مشتبہ ہو کر ایک فوج دفلنز رون کی کمان میں (یہ حاجب کا بھائی تھا) روک تھام کے لئے روانہ کی۔ چنانچہ فائق شکست کھا کر بھاگا اور نہر عبور کر کے بلخ پہنچ گیا اور وہاں چند دن قیام کر کے ترمذ چلا گیا۔ بقراخان سے خط و کتابت کا سلسلہ شروع کر کے امیر نوح کے خلاف اس کو ابھارنے لگا۔

فائق کی شکست:...... امیر نوح نے فائق کے بھاگنے کے بعد ابوالحرث احمد بن محمد فیرقوتی (والی جرجان) کو فائق کی گرفتاری اور سرکوبی کا حکم لکھا چنانچہ والی جرجان نے اپنے فوجیں فائق کے تعاقب میں روانہ کر دیں۔ فائق نے بھی یہ خبر سن کر اپنے فوج کا ایک حصہ مقابلہ کے لئے بھیجا۔ دونوں فوجوں کا مقابلہ ہوا اور فائق کا لشکر شکست کھا کر بلخ واپس آ گیا۔

طاہر بن فضل کی شکست:...... اسی زمانہ میں طاہر بن فضل نے ابوالمظفر محمد بن احمد سے ملک صغانیان چھین لیا تھا چنانچہ ابوالمظفر پریشان حال فائق کے پاس پہنچا اور امداد کی درخواست کی چنانچہ فائق نے اس کی کمک پر ہمت باندھی اور فوجیں مرتب کر کے ابوالمظفر کو طاہر کے مقابلے پر بھیج دیا۔ دونوں میں سخت وخونریز جنگ ہوئی جس میں طاہر کی فوج میدان جنگ سے بھاگ گئی اور طاہر مارا گیا اور ابوالمظفر صغانیان پر قابض ہو گیا۔

ترک کا بخارا پر قبضہ:...... آپ اوپر پڑھ چکے ہیں کہ ابوعلی شاہ ترک بقراخان کو بخارا اور ماوراء النہر پر قبضہ کرنے کی ترغیب دے رہا تھا چنانچہ کچھ عرصے کے بعد بقراخاں کو ملک گیری کی لالچ لگ گئی اور اس نے حکمرانان سامانیہ کے علاقوں کی طرف قدم بڑھائے اور یکے بعد دیگرے ان شہروں پر قبضہ کرنے لگا امیر نوح نے اُس سے مطلع ہو کر بقراخاں کے مقابلہ پر فوجیں روانہ کر دیں مگر بقراخاں نے انہیں شکست دی کر فوج کے چیف کمانڈر کو دوسرے کمانڈروں سمیت گرفتار کر لیا اور بخارا کی طرف بڑھا امیر نوح نے ابوعلی بن سیمجور اور فائق کو لکھا کہ اپنی افواج کے ساتھ بخارا بچانے اور میری

حمایت کے لئے آ ؤمگران لوگوں نے کچھ توجہ نہ کی اور بقراخاں سفر کرتا اور شہروں پر یکے بعد دیگرے قابض ہوتا ہوا بخارا کے قریب پہنچ گیا۔ چنانچہ امیر نوح چھپ کر بخارا سے نکلا اور دریا عبور کر کے "تل الشط" پہنچا تھوڑے دنوں بعد اس کے رفقاء اور امراء سب اس سے آ ملے۔ امیر نوح نے یہاں پر قیام کر لیا اور ابوعلی فائق کو اپنی حمایت پر بلانے کے خطوط بھیجنے لگا۔

بقراخاں کی وفات:...... بقراخاں نے امیر نوح کے چلے جانے کے بعد بخارا پر قبضہ کر کے وہیں قیام اختیار کر لیا۔ اتفاق سے ایک سخت بیماری میں مبتلا ہو گیا۔ طبیبوں کی رائے سے بخارا چھوڑ کر اپنے شہر واپس چلا گیا۔ امیر نوح یہ خبر پا کر نہایت تیزی سے سفر طے کر کے بخارا پہنچ گیا۔ اہل بخارا نے اس کی واپسی پر بے حد خوشی منائی۔ امیر نوح دوبارہ بخارا کی حکومت پر قابض ہو گیا۔

اس خوشی کے بعد خوشی دوبالا یوں ہوگئی کہ بقراخاں کے مرنے کی خبر بھی پہنچ گئی سارے شہر میں چراغاں کیا گیا۔ اہل شہر اور امیر نوح کی خوشی و مسرت کا کیا پوچھنا تھا مارے خوشی کے جامہ سے باہر نکلے پڑ رہے تھے۔

فائق اور ابوعلی کی بغاوت:...... ابوعلی کو امیر نوح کی بخارا واپسی سے بے حد ندامت ہوئی کیونکہ اس نے امیر نوح کی مدد سے جان چھڑائی تھی اور نہایت کج ادائی سے پیش آیا تھا۔ اس نے فائق کو اپنی غم سے بھری داستان لکھی۔ چنانچہ فائق امیر نوح کی مخالفت پر تیار ہو کر ابوعلی کے پاس چلا گیا اور دونوں نے بغاوت کر دی۔ یہ واقعات ۳۲۴ھ کے ہیں۔

سبکتگین کی گورنری:...... جب ابوعلی اور فائق نے متفق ہو کر امیر نوح سے بغاوت کر دی تو امیر نوح نے سبکتگین کو ان واقعات سے مطلع کر کے ان دونوں باغیوں کے مقابلے پر اپنی مدد کے لئے بلوالیا۔

سبکتگین امیر نوح کی جانب سے غزنی کا گورنر تھا اور ان دنوں ہندوستان کے کافر راجاؤں کے خلاف جہاد میں مصروف تھا۔ جس وقت اسے امیر نوح کا فرمان ملا فوراً لڑائی موقوف کر کے غزنی لوٹ آیا اور لشکر و آلات حرب کے حصول میں مصروف ہو گیا۔

ابوعلی اور فائق اس سے مطلع ہو کر ڈر گئے چنانچہ معزالدولہ بن بویہ سے امداد کی درخواست کی اور اس معاملہ میں اس کے وزیر السلطنت صاحب بن عباد سے بھی مدد کے لئے کہا۔ چنانچہ معزالدولہ نے ان دونوں باغیوں کی کمک پر فوجیں روانہ کر دیں۔

نیشاپور پر قبضہ:...... سبکتگین اور اس کا ہونہار بیٹا محمود فوجیں تیار کر کے ۳۸۴ھ میں خراسان کی طرف بڑھے۔ امیر نوح بھی یہ خبر پا کر بخارا سے نکلا۔ سبکتگین اور محمود سے ملاقات کی پھر سب کے سب متحد ہو کر ابوعلی اور فائق کی گوشمالی کے لئے روانہ ہو گئے اطراف ہرات میں معرکہ کارزار گرم ہوا۔ ادھر ابوعلی اور فائق کے ساتھ قابوس بن وشمکیر بھی تھا۔ قابوس کفران نعمت نہ کر سکا لہٰذا امیر نوح کے پاس امن حاصل کر کے آ گیا اس سے ابوعلی اور فائق کے ساتھیوں کے چھکے چھوٹ گئے۔ سبکتگین کے کمانڈروں نے انہیں شکست پر شکست دینا شروع کر دی ابوعلی اور فائق میدان جنگ سے بھاگ نکلے۔ فتح مند گروہ نیشاپور تک تعاقب کرتا چلا گیا جب فائق اور ابوعلی کو نیشاپور میں بھی پناہ نہ ملی تو ناکافی کے ساتھ جرجان میں جا کر دم لیا۔ معزالدولہ سے ملے ہدایا و تحائف پیش کئے اور اپنی مصیبت کی داستان بیان کی معزالدولہ نے ان دونوں کو جرجان میں ٹھہرایا اور وظیفہ مقرر کر دیا۔

نیشاپور میں محمود کی حکومت:...... ابوعلی اور فائق کی شکست کے بعد امیر نوح نے کامیابی کے ساتھ نیشاپور پر قبضہ کر لیا نیشاپور کی حکومت اور افواج خراسان کے چیف کے عہدہ پر محمود بن سبکتگین کو مقرر کیا۔ "سیف الدولہ" کا خطاب عطا کیا اور اس کے باپ سبکتگین کو "ناصرالدولہ" کے خطاب سے مخاطب کیا۔ ہرات کی حکومت پر سبکتگین کو اور نیشاپور کی گورنری پر محمود کو نامزد کر کے بخارا واپس چلا گیا۔

ابوعلی پھر خراسان میں:...... جیسے ہی امیر نوح اور سبکتگین ایک دوسرے سے الگ ہو کر بخارا اور ہرات کی طرف روانہ ہوئے ابوعلی اور فائق کو خراسان کی حکومت کی لالچ لگ گئی چنانچہ ان دونوں نے فوجیں تیار کر کے ماہ ربیع الاول ۳۸۵ھ میں جرجان سے نیشاپور کی جانب قدم بڑھایا۔ محمود اس کی اطلاع پا کر ان دونوں کے مقابلہ پر نکلا نیشاپور کے باہر دونوں کی جنگ ہوئی ابوعلی اور فائق نے اس بات کا احساس کر کے کہ محمود کا لشکر کم ہے اس

کے باپ سبکتگین کی امداد آنے سے پہلے ہی لڑائی چھیڑ دی۔ محمود شکست کھا کر اپنے باپ کے پاس بھاگ گیا ادھر حریف نے اس کی لشکر گاہ کو لوٹ لیا اور ابوعلی نے نیشاپور میں قیام کر دیا۔

امیر نوح اپنے ساتھ ملانے کی غرض سے اکثر ابوعلی سے خط و کتابت کرتا رہتا تھا اور اس کی لغزشوں اور حکم عدولی سے درگزر کرتا رہتا تھا چنانچہ اس مرتبہ بھی جو لغزش اس سے سبکتگین کے معاملہ میں ہوئی تھی اس سے درگزر کر کے خط لکھا مگر ابوعلی اور فائق نے جو بات امیر نوح نے چاہی تھی اسے منظور نہیں کیا۔

سبکتگین و محمود اور ابوعلی و فائق: ...... سبکتگین نے اپنے بیٹے محمود کی شکست اور ابوعلی کے نیشاپور پر قبضے سے ناراض ہو کر فوجیں تیار کیں اور سامان سفر و جنگ مہیا کر کے ابوعلی پر حملہ کر دیا چنانچہ مقام طوس میں مڈ بھیڑ ہوئی۔ محمود بھی سبکتگین کی روانگی کے بعد بھی امدادی فوج لے کر پہنچ گیا۔ ابوعلی اور فائق شکست کھا کر ابیورد کی جانب بھاگے۔ سبکتگین نے اپنے بیٹے محمود کو نیشاپور کی حکومت پر مقرر کر کے ابوعلی اور فائق کا تعاقب کیا چنانچہ ابوعلی اور فائق نے جب وہاں بھی پناہ کی صورت نہ دیکھی تو مرو جا کر دم لیا۔ پھر مرو سے نکل کر ''آمل الشط'' میں پناہ گزین ہو گئے اور دونوں نے متحد ہو کر امیر نوح کی خدمت میں معافی اور مرحمت خسروانہ حاصل کرنے کے لئے خط روانہ کیا۔ امیر نوح نے ابوعلی سے یہ شرط پیش کی کہ تم جرجانیہ میں جا کر رہنے لگو اور فائق کی رفاقت ترک کر دو تو تمہارا قصور معاف کر دیا جائے گا۔ ابوعلی نے ان شرائط کو منظور کر لیا اور فائق کا ساتھ چھوڑ کر جرجانیہ ❶ روانہ ہو گیا۔ خوارزم کے قریب پہنچ کر ایک گاؤں میں مقیم ہوا۔

خوارزم شاہ: ...... ابوعبداللہ خوارزم شاہ ابوعلی کی آمد کی خبر سن کر ملنے آیا اور بڑی آؤ بھگت سے اپنے ہاں ٹھہرایا۔ مگر رات کے وقت چند سپاہیوں کو بھیج کر ابوعلی کو اس کے ساتھیوں سمیت گرفتار کر کے قید کر دیا۔ رفتہ رفتہ اس کی خبر مامون بن محمد (والی جرجانیہ) تک پہنچی۔ چنانچہ مامون کو اس واقعہ سے بے حد صدمہ ہوا۔ فوراً فوجیں تیار کر کے خوارزم شاہ پر چڑھائی کر دی۔ مقام ''کاش'' میں خوارزم شاہ سے مقابلہ ہوا۔ سخت اور خونریز جنگ کے بعد خوارزم شاہ کو شکست ہو گئی اور مامون نے کاش ❷ پر قبضہ کر کے خوارزم شاہ کا تعاقب کیا چنانچہ زیادہ تگ و دو کی نوبت بھی نہ آئی تھی کہ خوارزم شاہ کو گرفتار کر لیا گیا اور ابوعلی کو قید سے نجات ملی۔ مامون کامیابی کے ساتھ جرجانیہ روانہ ہو گیا اور خوارزم کے علاقوں پر اپنی جانب سے اپنے ایک کمانڈر کو مقرر کر دیا۔

خوارزم شاہ کا قتل: ...... مامون نے جرجانیہ پہنچ کر خوارزم شاہ کو پیش کئے جانے کا حکم دیا اور جب اسے دربار میں پیش کیا گیا تو ابوعلی کے سامنے اسے قتل کر ڈالا۔ اس کے بعد امیر نوح کو ابوعلی کی سفارش لکھی۔ امیر نوح نے مامون کی سفارش پر ابوعلی کو بخارا بلوالیا۔ چنانچہ ابوعلی جرجانیہ سے بخارا روانہ ہو گیا۔ شاہی امراء اور فوج سلطانی نے استقبال کیا مگر جیسے ہی دربار شاہی میں داخل ہوا امیر نوح نے گرفتاری کا حکم دے دیا جس کی تعمیل فوراً کر دی گئی۔

ابوعلی کی موت: ...... کسی ذریعہ سے سبکتگین کو یہ معلوم ہو گیا کہ ابن عزیز وزیر السلطنت ابوعلی کی رہائی کی فکر میں ہے اور امیر نوح سے سفارش کر کے اس کو قید سے رہا کرانا چاہتا ہے۔ چنانچہ اس بناء پر سبکتگین نے امیر نوح کی خدمت میں اپنا سفیر بھیج کر ابوعلی کو اپنے پاس بلا لیا اور قید کر دیا۔ چنانچہ اسی حالت میں ۳۸۷ھ کے دور پورے ہوتے ہوتے ابوعلی کا انتقال ہو گیا۔ اس کا بیٹا ابوالحسن فخر الدولہ بن بویہ کے پاس بھاگ گیا اور وہیں قیام پذیر رہا۔

فائق سمرقند کا حکمران: ...... ابوعلی کی جدائی کے بعد فائق کاشغر چلا گیا۔ ایلک خاں شاہ ترک عزت و احترام سے پیش آیا۔ امیر نوح کو اس کی عفو تقصیر کی سفارش لکھی۔ امیر نوح نے ایلک خان کی سفارش پر فائق کی غلطی معاف کر دی اور سمرقند کی حکومت پر مقرر کر دیا۔

امیر منصور کی امارت: ...... ماہ رجب ۳۸۷ھ میں امیر نوح بن منصور سامانی اپنی حکومت و سلطنت کا اکیسواں سال پورا کر کے وفات پا گیا۔ اس

---

❶ ...... ابن اثیر نے یہ اضافہ بھی کیا ہے کہ جرجانیہ کی طرف روانہ ہوا اور خوارزم کے علاقہ میں قیام پذیر ہوا جسے ہزار اسپ کہتے تھے۔

❷ ...... یہاں صحیح لفظ کاث ہے دیکھیں (تاریخ کامل جلد نمبر ۵ ص ۵۰۹) یاقوت حموی نے کہا ہے اہل خوارزم کی زبان میں کاث ایسی دیوار کو کہتے ہے جو صحرا میں ہو اس سے کسی کا احاطہ نہ کیا گیا ہو۔ رہا شہر کاث تو یہ ایک بڑا شہر تھا جو دریائے جیحون سے مشرق کی طرف خوارزم کے نواح میں واقع تھا۔

کے مرنے سے سامانی حکمرانوں کی حکومت متزلزل ❶ ہوگئی کمزوری کے آثار نمایاں ہوگئے اور چاروں طرف سے سرحدی امیروں نے گڑبڑ شروع کردی جس سے تھوڑی سی مدت میں سامانی حکمرانوں کی حکومت ختم ہوگئی۔

امیر نوح کے انتقال کے بعد اس کا بیٹا ابوالحرث ❷ منصور تخت حکومت پر بیٹھا۔ اراکین دولت اور امراء سلطنت نے بالاتفاق اطاعت قبول کرلی۔ بکتوزدن زیر کنٹرول علاقوں کا نظم ونسق سنبھالنے لگا۔ قلمدان وزارت ابوطاہر محمد بن ابراہیم کے حوالے ہوا۔

ایک خاں (بادشاہ ترک) کوامیر نوح کی وفات سے فائدہ اٹھانے اور ملک گیری کا شوق چرایا۔ فوجیں تیار کرکے سمرقند کی جانب بڑھا اور اسی مقام سے فائق کو ملا کر بخارا کی طرف روانہ کردیا۔ امیر منصور کو اس خبر سے بے حد تشویش پیدا ہوئی جب کچھ بن نہ پڑا تو بخارا چھوڑ کر بھاگ گیا اور نہر عبور کرکے دم لیا۔ فائق بلامزاحمت بخارا میں داخل ہوگیا۔ اراکین شہر کو جمع کرکے یہ ظاہر کیا کہ میں امیر منصور کی خدمت کے لئے حاضر ہوا ہوں وہ میرے ولی نعمت ہیں۔ بخارا کیوں چھوڑ کر چلے گئے اور چند عمائدین ومشائخ بخارا کو یہ پیغام دے کر امیر منصور کے پاس بھیجا اور بخارا واپس آنے کی درخواست کی۔ چنانچہ امیر منصور فائق سے عہد وپیمان لے کر بخارا واپس آ گیا۔ بخارا میں یہ دن بہت بڑی خوشی کا تھا۔ ہر شخص کی باچھیں کھلی پڑی تھیں۔ الغرض امیر منصور کی واپسی کے بعد فائق نے حکومت اپنے ہاتھ میں لے لی اور سلطنت وحکومت کا نظم ونسق سنبھالنے لگا۔ بکتوزون کو خراسان کی حکومت دیکر بخارا سے دور پھینک دیا۔

سبکتگین کی وفات:......اسی سال ماہ شعبان میں سبکتگین کا بھی انتقال ہوگیا تھا اور اس کے بیٹوں اسماعیل اور محمود کے درمیان خانہ جنگی شروع ہوگئی تھی اسی زمانہ میں بکتوزون خراسان پہنچا اور اس پر قبضہ کرکے حکومت کرنے لگا۔

ابوالقاسم بکتوزون:......آپ اوپر پڑھ چکے ہیں کہ بکتوزون جن دنوں محمود بن سبکتگین اپنے بھائی اسماعیل سے جنگ میں مصروف تھا خراسان پہنچا اور قابض ہوکر حکمرانی کرنے لگا۔

ابوالقاسم بن سیمجور (ابوعلی کا بھائی) اپنے بھتیجے ابوالحسن بن ابوعلی کے ساتھ جرجان چلا گیا تھا اور دونوں چچا وبھتیجے نے جرجان میں معزالدولہ کے پاس قیام اختیار کیا تھا۔ چنانچہ جب معزالدولہ مرگیا تو ان دونوں نے اس کے بیٹے مجدالدولہ کے پاس رہنا شروع کردیا۔ رفتہ رفتہ ابوالقاسم کے پاس اس کے بھائی ابوعلی کے رفقاء اور امراء آ کر جمع ہوگئے۔

فائق نے بخارا سے ابوالقاسم کو لکھنا شروع کیا کہ تم بکتوزون پر حملہ کرکے خراسان پر قبضہ کرلو اور اسے خراسان سے حرف غلط کی طرح باہر نکال دو۔ پہلے تو ابوالقاسم کو کچھ تذبذب ہوا مگر فائق کے بار بار تحریک کرنے سے ابوالقاسم کو بھی جوش آ گیا چنانچہ فوجیں تیار کرکے جرجان سے نیشاپور روانہ ہوگیا۔ اور ایک فوج کو اسفرائن فتح کرنے بھیجا چنانچہ اس فوج نے بکتوزون کے عمال سے اسفرائن چھین لیا۔

اس کے بعد بکتوزون اور ابوالقاسم میں صلح کی خط وکتابت شروع ہوئی اور بالآخر دونوں میں صلح ہوگئی اور رشتہ دامادی بھی قائم ہوگیا۔ بکتوزون نیشاپور واپس آ گیا۔

محمود کا نیشاپور پر قبضہ:......محمود بن سبکتگین نے اپنے بھائی اسماعیل کی مہم سے فارغ ہوکر غزنی پر قبضہ کرکے بلخ واپس چلا گیا۔ محمود جب یہاں پہنچا تو رنگ ہی دوسرا تھا خراسان کی حکومت پر بکتوزون فائز تھا جیسا کہ ہم اوپر تحریر کرچکے ہیں۔ محمود نے امیر منصور بن نوح کے پاس خط روانہ کیا۔ اپنے تعلقات فرمانبرداری اور خیر خواہی ظاہر کرکے حکومت خراسان کی درخواست کی امیر منصور نے حکومت خراسان دینے سے انکار کردیا اور خراسان کے بجائے ترمذ، بلخ اور ان کے علاوہ دیگر علاقوں صوبہ بست کی حکومت دینے کا وعدہ کرلیا مگر محمود اس سے راضی نہ ہوا اور دوبارہ درخواست بھیج دی۔

مگر امیر منصور نے نامنظور کردی اس سے محمود کو سخت قلق وصدمہ پہنچا، فوجیں تیار کرکے نیشاپور کی طرف قدم بڑھایا۔ بکتوزون کو اس کی خبر مل گئی۔

❶......ایک سو ساٹھ (۱۶۰) سال کی حکومت کے بعد۔

❷......ابن اثیر (جلد نمبر ۵ ص ۵۲۳) میں اسی طرح تحریر ہے جبکہ ہمارے پاس موجود جدید عربی ایڈیشن (جلد نمبر ۴ ص ۳۶۰) پر ابوالحارث تحریر ہے۔

چنانچہ نیشاپور چھوڑ کر بھاگ گیا۔ محمود نے ۳۸۸ھ میں قبضہ کرلیا۔ امیر منصور اس واقعہ سے سخت ناراض ہوا، اور بخارا سے نیشاپور محمود کو زیر کرنے روانہ ہوا۔ محمود اس کی آمد کی خبر پا کر مروالرود چلا گیا اور وہیں آئندہ واقعات کے انتظار میں مقیم ہوگیا۔

عبدالملک کی امارت: ...... جس وقت امیر منصور بخارا سے خراسان محمود بن سبکتگین کو نیشاپور سے نکالنے کے لئے روانہ ہوا۔ بکتوزون نے یہ خبر سن کر امیر منصور کی خدمت میں حاضر ہوگیا۔ چونکہ امیر منصور نے خلاف امید بکتوزون کی عزت و توقیر نہ کی اس لئے بکتوزون کو کشیدگی پیدا ہوگئی اس نے فائق سے امیر منصور کی بے توجہی کی شکایت کی۔ فائق نے اس سے دوگنے شکووں کا دفتر کھول دیا۔ دونوں نے متفق ہو کر یہ رائے قائم کی کہ امیر منصور کو معزول کر دینا چاہیئے اور اس کی جگہ عبدالملک ابن امیر نوح کو امیر بنانا زیادہ موزوں ہوگا۔ کمانڈروں کا بھی ایک گروپ اس رائے سے متفق ہوگیا چنانچہ بکتوزون اور فائق نے مشورہ کے بہانے سے امیر منصور کو بلا کر گرفتار کرلیا اور آنکھوں میں نیل کی سلائیاں پھروا دیں یہ واقعہ ۳۹۰ھ کے شروع کا ہے منصور نے بیس مہینے حکومت کی۔

امیر منصور کی گرفتاری کے بعد عبدالملک کو امارت کی کرسی پر بٹھایا گیا۔ محمود کو اس کی اطلاع ملی تو اس نے فائق اور بکتوزون کو اس قابل نفرت حرکت پر سرزنش کی اور ان کو زیر کرنے کے لئے روانہ ہوگیا۔

محمود کا خراسان پر قبضہ: ..... محمود بن سبکتگین نے فوجیں تیار کر کے فائق اور بکتوزون پر چڑھائی کر دی ان دونوں کے ساتھ عبدالملک (نوعمر امیر) بھی تھا جسے ان لوگوں نے کرسی پر بٹھایا تھا۔ چنانچہ فائق اور بکتوزون بھی محمود کی خبر سن کر مقابلہ کے ارادے سے نکلے ۳۹۰ھ میں دونوں فوجوں کا مقام مرو میں مقابلہ ہوا چنانچہ محمود نے ان لوگوں کو زیر کرلیا اور وہ ایک دوسرے سے الگ ہو کر بھاگ نکلے عبدالملک پریشان حال بخارا پہنچا فائق بھی اس کے ساتھ تھا اور بکتوزون نے نیشاپور میں جا کر دم لیا اور ابوالقاسم بن سیمجور نے قہستان (کوہستان) میں پناہ لی۔

بکتوزون کا فرار: ..... محمود نے کامیابی کے بعد بکتوزون کے تعاقب میں نیشاپور کا رخ کیا اور طوس پہنچا بکتوزون اس کی آمد کی خبر سن کر جرجان بھاگ گیا محمود نے اس کے تعاقب میں ارسلان حاجب کو روانہ کیا جو جرجان تک بکتوزون کا تعاقب کر کے واپس آ گیا۔ پھر محمود اس کو طوس کی حکومت پر مقرر کر کے ہرات روانہ ہوگیا۔ اس سے بکتوزون کو موقع مل گیا اس نے نیشاپور پر قبضہ کرلیا۔ محمود یہ سن کر لوٹ پڑا اور بکتوزون نیشاپور چھوڑ کر بھاگ گیا مرو ہو کر گزرا اور اس کو تباہ و برباد کر کے بخارا پہنچ گیا۔

سامانی حکومت کا زوال: ..... جس وقت محمود نے خراسان پر قبضہ کیا اور امیر عبدالملک بھاگ کر بخارا پہنچا فائق اور بکتوزون وغیرہ کچھ عرصے بعد بخارا میں جمع ہوئے اور متفق ہو کر محمود پر خراسان میں حملہ کرنے کے لئے فوجیں حاصل کرنے لگے اس دوران فائق ماہ شعبان ...... مذکور میں مر گیا جس سے ان لوگوں میں ایک گونہ اضطراب پیدا ہوگیا اور ان کے کاموں میں کمزوری محسوس ہونے لگی کیونکہ یہی ان لوگوں کا پیشوا اور امیر نوح بن نصر کے خاص غلاموں میں سے تھا۔ ایلک خاں ترکی کو اس کی خبر ملی تو اس کو بھی ملک گیری کی لالچ لگ گئی جیسا کہ اس سے پہلے بقرا خان ترکی کو ملک گیری کی ہوس پیدا ہوئی تھی۔ چنانچہ ترکوں کو مرتب و مسلح کر کے یہ ظاہر کرتے ہوئے کہ میں امیر عبدالملک کے دشمنوں کو زیر کرنے آ رہا ہوں بخارا روانہ ہوا عبدالملک اور اس کے امراء اس جھانسے میں آ کر مطمئن ہو کر ہاتھ پر ہاتھ رکھے بیٹھے رہے۔

عبدالملک کی وفات: ..... جب ایلک خاں بخارا کے قریب پہنچا تو بکتوزون اور دوسرے اراکین حکومت ملنے آئے چنانچہ ایلک خاں نے ان سب کو گرفتار کرلیا اور دسویں ذی القعدہ کو بخارا میں داخل ہو کر دارالامارت پر قبضہ کرلیا۔ عبدالملک خان کے خوف سے روپوش ہوگیا۔ ایلک خاں نے جاسوسوں کے ذریعہ سے سراغ لگا کر گرفتار کرلیا اور بیڑیاں پہنا کر جیل میں ڈال دیا۔ چنانچہ وہ اسی حالت میں مر گیا۔

عبدالملک کے ساتھ اس کا بھائی ابوالحرث منصور (امیر معزول)، ابوابراہیم اسماعیل اور ابو یعقوب بن امیر نوح اور اس کا چچا ابوزکریا ابوسلیمان اور ابوصالح فاری وغیرہ جیسے سامانی حکمرانوں کے شہزادے بھی قید کر دیئے گئے تھے۔

عبدالملک کی وفات سے سامانی حکمرانوں کی حکومت کا خاتمہ ہوگیا جس کا رقبہ حکومت حدود حلوان سے بلاد ترک اور ماوراء النہر تک پھیلا ہوا تھا۔

اسلامی حکومتوں میں اس کا رتبہ بہت بڑا تھا۔ سیاست وملک داری میں یہ حکومت اول درجہ کی تھی۔

اسماعیل سامانی کی آخری کوشش:......ابوابراہیم اسماعیل بن نوح تھوڑے دنوں بعد ۳۹۰ھ میں اس عورت کے لباس میں جو اس کی خدمت کے لئے آیا جایا کرتی تھی قید خانہ سے نکل کر بخارا میں روپوش ہو گیا جب تلاش کرنے والے تھک کر بیٹھ گئے تو ابراہیم بخارا سے نکل کر خوارزم پہنچ گیا اور ''المنتصر'' کا لقب اختیار کیا۔ رفتہ رفتہ باقی ماندہ فوج اور سامانی سپہ سالار بھی آ ملے۔ قابوس تو خود نہیں آیا لیکن اس نے ایک لشکر اپنے بیٹوں منو چہرہ اور دارا کے ساتھ بھیج دیا۔ ابوابراہیم نے شوال ۳۶۱ھ میں نیشاپور میں داخل ہو کر خراج وصول کر لیا۔

ابوابراہیم اور محمود کی جنگ:......محمود نے اس خبر سے مطلع ہو کر تو نتاش حاجب کبیر (والی ہرات) کو ایک لشکر جرار دے کر روک تھام کے لئے روانہ کیا۔ دونوں حریف میں دو دو ہاتھ چل گئے۔ ابوابراہیم شکست کھا کر ابیورد کی طرف بھاگا اور جرجان کا رخ کیا مگر قابوس نے روک دیا چنانچہ سرخس چلا گیا اور اس پر قبضہ کر کے خراج وصول کرنے لگا۔ یہ واقعہ ربیع الاول ۳۹۲ھ کا ہے۔ محمود نے ایک دوسری فوج منصور بن سبکتگین کی کمان میں روانہ کی۔ ماہ ربیع الثانی میں نیشاپور کے قریب جنگ ہوئی، چنانچہ ابوابراہیم شکست کھا کر میدان جنگ سے بھاگ گیا ابوالقاسم بن سیمجور چند کمانڈروں سمیت گرفتار ہو گیا منصور نے ان سب کو غزنی روانہ کر دیا۔

ایلک خاں اور ابوابراہیم:......ابوابراہیم اس شکست کے بعد ترکوں میں چلا گیا جو اطراف بخارا میں رہتے تھے۔ چونکہ ان لوگوں کو سامانی حکمرانوں کی طرف سے پہلے سے طبعی میلان تھا اس لئے یہ لوگ اس کی حمایت پر اٹھ کھڑے ہوئے چنانچہ ابوابراہیم انہیں اپنے رکاب میں لئے ہوئے ماہ شوال ۳۹۳ھ میں ایلک خاں کی جانب بڑھا۔ سمرقند کے مضافات میں مقابلہ ہوا۔ ایلک خاں کی فوج میدان جنگ سے فرار ہو گئی۔ ترکان غز نے اس کے لشکر گاہ اور مال واسباب پر قبضہ کر لیا۔ کچھ کمانڈر بھی گرفتار ہو گئے۔ جنہیں ترکان غز اپنے ہمراہ لے کر اپنے وطن واپس چلے گئے۔ ترکان غز اپنے علاقے میں پہنچ کر اس خیال سے کہ ایک خاں سے مراسم اتحاد پیدا ہو جائیں ایلک خاں کے قیدیوں کو چھوڑ دینے کا مشورہ کرنے لگے ابوابراہیم کو اس کا احساس ہو گیا چنانچہ خوفزدہ ہو کر نکل کھڑا ہوا اور نہر کو عبور کر کے آمل الشط پہنچا۔ امراء مرو بسطام اور خوارزم سے امداد اور پناہ گزیں ہونے کی درخواست کی مگر ان سب نے انکار میں جواب دیا چار ناچار دوبارہ بخارا کی طرف لوٹ گیا اور بحکم ہر کہ بہ تنگ آید بجنگ آید، ایلک خاں سے لڑ پڑا مگر شکست کھا کر دبوسیہ چلا گیا اور فوجیں حاصل کر کے دوبارہ واپس آیا اس مرتبہ بھی میدان لشکر بخارا کے ہاتھ رہا اور ابوابراہیم پسپا ہو کر لوٹ گیا۔ اس کے بعد ایک گروہ نوجوانان سمرقند کا آ گیا اور اس کے ساتھیوں میں آ کر داخل ہو گیا۔ ایلک خاں کو اس کی خبر مل گئی اس نے لشکر آراستہ کر کے ماہ شعبان ۳۹۴ھ میں حملہ کر دیا اور اطراف سمرقند ابوابراہیم سے مڈبھیڑ ہوئی اس جنگ میں کامیابی کا سہرا ابوابراہیم کے سر پر باندھا گیا ایلک خاں شکست کھا کر بلاد ترک میں واپس آ گیا اور فوجیں تیار کر کے پھر یلغار کی یہ وہ زمانہ تھا کہ قبائل ترک ابوابراہیم سے رخصت ہو کر اپنے اپنے وطن چلے گئے تھے۔ ابو ابراہیم کے پاس تھوڑے سے آدمی رہ گئے تھے مگر پھر بھی وہ خم ٹھونک کر مقابلہ پر آیا اطراف مروسیہ میں جنگ ہوئی۔ جس میں ایلک خاں نے پہلے ہی حملہ میں ابوابراہیم کو شکست دیدی اس کے ساتھی منتشر ومتفرق ہو گئے۔ گنتی کے چند آدمیوں کو لے کر نہر کو جرجان کی طرف سے عبور کیا اور اسے تباہ و برباد کرتا ہوا مرو کی طرف چلا ایک تنگ ودشوار گزار راہ سے راغول کے پل پر گزرتا ہوا بسطام کی جانب قدم بڑھائے۔

ابوابراہیم کا انجام:......محمود کا لشکر ارسلان (صاحب والی طوس) کی ماتحتی میں اس کے تعاقب میں تھا۔ اس وقت قابوس بھی اس کا مخالف ہو گیا تھا ان واقعات سے مطلع ہو کر ایک فوج اکراد شاہجہانیہ کے ساتھ بسطام بھیج دی جس سے ابوابراہیم کے پاؤں اکھڑ گئے۔ چنانچہ بسطام سے ماوراء النہر کی طرف لوٹ گیا۔ روزانہ سفر اور جنگ سے اس کے ساتھیوں پر ماندگی اور ملال زیادہ غالب ہو گیا تھا۔ اکثر نے اس کا ساتھ چھوڑ دیا طرہ اس پر یہ ہوا کہ انہی لوگوں نے ایلک خاں کے سرداروں کو ابوابراہیم کا پتہ بھی بتا دیا۔ پھر کیا تھا ایلک خاں کی فوج نے پہنچ کر محاصرہ کر لیا ابوابراہیم تھوڑی دیر تک ہاتھ پاؤں مارتا رہا پھر کسی طرح سے اپنی جان بچا کر بھاگا اور عرب کے ایک گروہ میں جا کر دم لیا عرب کا یہ گروہ محمود بن سبکتگین کے علم حکومت کے تحت ایک گاؤں میں آباد تھا۔ ابن بہیج نامی ایک شخص ان کا سردار تھا۔ محمود نے انہیں بہت دنوں پہلے ابوابراہیم کی گرفتاری کی ہدایت وتاکید کی تھی چنانچہ جب ابو ابراہیم اس کے پاس پہنچا تو ان لوگوں نے اسے اپنے پاس ٹھہرایا اور رات کے وقت اس پر اچانک حملہ کر کے مار ڈالا۔ یہ واقعہ ۳۹۵ھ کا ہے اسی زمانہ

سے سامانی حکمرانوں کی سلطنت وحکومت ختم ہوگئی ہے اوران کے آثار دولت اس طرح نیست ونابود ہو گئے گویا کہ وہ تھے ہی نہیں ۔ والبقاء للہ وحدہ ۔

غزنی خراسان اور ماوراء النہر کے حکمران بنوسبکتگین کے حالات اور ہندوستانی علاقوں کی فتوحات

بنوسبکتگین کی دولت وحکومت درحقیقت سامانی حکمرانوں کی ایک شاخ ہے اوراسی سے اس دولت وحکومت کا درخت پیدا ہوکر سرسبز وشاداب ہوا۔ اس دولت وحکومت کا اقتدار اور جاہ وجلال بہت زیادہ بڑھا۔ سامانی حکمران جن ممالک اور ماوراء النہر کے علاقوں، خراسان، عراق عجم اور ترک علاقوں پر قابض تھے ان پر بنوسبکتگین نے بھی قبضہ کیا اس کے علاوہ ہندوستان میں بھی ان کا اتنا زیادہ اثر اور اقتدار رہا کہ عظیم الشان حکمرانوں میں شمار کئے گئے۔

آغاز حکومت: ......اس حکومت کا آغاز غزنہ (غزنی) سے ہوتا ہے۔ سبکتگین جو اس دولت کو حکومت کا مورث اعلیٰ ہے۔ بنوالپتگین کا آزاد کردہ غلام تھا اور تبکین سامانی حکمرانوں کی خدمت کرتا تھا اور انکا آزاد کردہ غلام تھا جس وقت تبکین امیر سعید منصور بن نوح کے دور میں بخارا آیا تھا اس وقت سبکتگین بھی اس کے ساتھ تھا اور اس کے دربار میں عہدہ حجابت پر مقرر تھا چند دن بخارا میں قیام کرنے کے بعد امیر منصور نے تبکین کو غزنی کا گورنر بنا دیا چنانچہ سبکتگین اپنے آقائے نامدار ابواسحاق بن تبکین کے ساتھ غزنی واپس آ گیا۔ غزنی تبکین مرگیا۔ تبکین کی اولاد نہ تھی چنانچہ اس کے امیروں اور سرداروں نے متفق ہوکر سبکتگین کو تبکین کے بعد اپنا امیر بنالیا اس دوران امیر سعید منصور بن نوح کی بھی وفات ہوگئی اس کا بیٹا ابوالقاسم نوح تخت حکومت پر بیٹھا ابوالحسن عتبی کو وزیراعظم مقرر کیا گیا نیشاپور کی گورنری ابوالحسن محمد بن سیجور کو دی گئی چونکہ سبکتگین اطاعت اور تعمیل کا خوگر تھا اور علی العموم حکومت سامانیہ کے سب امراء اور بالخصوص ابوالحسن وغیرہ اس سے راضی رہتے تھے اس لئے ان لوگوں نے سبکتگین کی تقرری کی مخالفت نہ کی زیادہ زمانہ گزرنے نہ پایا جاتا کہ سامانی حکمرانوں پر ترکوں کے ہاتھوں زوال کی گھٹا چھا گئی ۔ بغراخان نے امیر نوح سے بخارا چھین لیا پھر کچھ عرصے بعد امیر نوح حکومت بخارا پر واپس آ گیا اور ابوالحسن محمد بن سیجور مرگیا اس کی جگہ خراسان ونیشاپور کی حکومت پر اس کا بیٹا ابوعلی مقرر کیا گیا۔ یہ بھی ترکوں کی تقلید کر کے امیر نوح کی حکومت کو ملیامیٹ کرنے لگا۔

امیر نوح اور سبکتگین: ......چنانچہ جب امیر نوح اپنے دار الحکومت بخارا واپس آ گیا اور اس کے قدم حکومت وسلطنت کے زینہ پر جم گئے تو ابوعلی نے پرانی عادت کے مطابق خراسان میں بغاوت پھیلائی امیر نوح نے ابومنصور سبکتگین کو ابوعلی کے مقابلہ میں اپنی کمک پر بلوالیا۔ سبکتگین نے بخارا پہنچ کر نہایت حسن وخوبی سے حکومت وسلطنت کا نظم ونسق سنبھالا اور بغاوت ختم کر دی جس سے امیر نوح اور سامانی حکومت کے حامیوں کی آنکھوں میں اس کی عزت دوبالا ہوگئی۔

خراسان میں سبکتگین کی حکومت: ......امیر نوح نے اس خدمت کے صلے میں سبکتگین کو خراسان کا گورنر بنا دیا چنانچہ سبکتگین نے خراسان پہنچ کر انتہائی مردانگی سے ابوعلی کو نکال کر قبضہ کرلیا۔ پھر رفتہ رفتہ اس نے سامانیہ حکومت کو بھی دبالیا کچھ عرصے کے بعد بخارا و ماوراء النہر پر قبضہ کر کے ان کی دولت وحکومت کے آثار نیست ونابود کر دیئے اوران کی سچی جانشینی کا پورا پورا حق ادا کیا اس کے بعد وراثتاً اس کے بیٹوں نے حکومت کی۔ ان ممالک میں ان کی حکومت ودولت کا سلسلہ مسلسل جاری رہا یہاں تا تاری ترکوں کا ظہور ہوا اور مشرق سے مغرب تک حکمران بنوسلجوق یعنی بنوسبکتگین مالک ہو گئے ۔ چنانچہ انہوں نے ان ممالک کو ان کے قبضہ سے نکال لیا جیسا کہ آئندہ تحریر کیا جائے گا۔ فی الحال ہم سبکتگین کے جہاد کے حالات جو اس نے خراسان کی گورنری سے پہلے ہندوستان پر کئے تھے احاطہ تحریر میں لاتے ہیں اس کے بعد ان کے حالات لکھیں گے۔

فتح بست: ......بست صوبہ سجستان سے ملحق علاقہ تھا اور اسی گورنری میں شامل تھا جس وقت بنوصفار کے زوال حکومت ان صوبوں کا انتظام درہم برہم ہوا اور صوبوں کے گورنروں نے چاروں طرف سے بغاوت اور رخنہ اندازی شروع کر دی تو اس وقت امیر طغان نے جو بست کا حکمران تھا بست پر خودسر حکومت کا اعلان کر دیا کچھ عرصے بعد دوسرے امیر نے جس کا نام ابوثور تھا بست کو طغان سے چھین لیا طغان پریشان ہوکر سبکتگین کے پاس پہنچا اور امداد

کی درخواست کی، آئندہ اطاعت اور فرماں برداری کا وعدہ کیا اور امداد کے بدلے زرِنقد بھی دینے کا بھی وعدہ کیا۔ چنانچہ سبکتگین اپنی فوج تیار کر کے بست کی طرف روانہ ہوا اور بزورِ تیغ اس کو فتح کر لیا۔ وزیر ابوالفتح علی بن محمد بستی شاعر کو اپنے دربار میں طلب کر کے اپنا کاتب (سیکریٹری) بنایا۔ اس کے بعد یہی محمود بن سبکتگین کا بھی سیکریٹری رہا۔

والی قصدار کی گوشمالی:...... مہم بست سے فراغت پا کر سبکتگین نے قصدار کا رخ کیا۔ والی قصدار بھی اس کی ماتحتی میں تھا لیکن راستے کی دشواری کی وجہ سے باغی ہو گیا تھا۔ سبکتگین چند سواروں کو اپنے ہمراہ لے کر قصدار میں داخل ہوا اور اس کے حکمران کو گرفتار کر لیا والی قصدار نے عذرخواہی کی اور آئندہ اطاعت اور خراج دینے کا وعدہ کیا چنانچہ سبکتگین نے اس کو حکومت قصدار پر دوبارہ مقرر کر دیا۔

ہندوستان پر جہاد:...... بست اور قصدار کی فتح کے بعد سبکتگین نے ہندوستان پر جہاد کی تیاری کی اور فوجیں تیار کر کے ہندوستان کے قلعوں کو بزورِ تیغ فتح کر لیا۔ ان کی طرف اس وقت تک مسلمانوں کا خیال تک نہ گیا تھا اور فتح کرنے کے بعد غزنی واپس چلا گیا۔

جے پال اور سبکتگین:...... راجہ جے پال نے یہ خبریں سن کر فوجیں تیار کیں ہاتھیوں کا بہت بڑا لشکر جمع کیا اور ان کو اچھی طرح مسلح و مرتب کر کے ممالک اسلامیہ کی طرف روانہ ہوا ہاتھیوں کے لشکر کو آگے بڑھایا اور سرحد بلاد اسلامیہ میں داخل ہو کر تباہی پھیلانے لگا۔ سبکتگین کو اس کی خبر ملی تو اس نے غزنی سے اسلامی فوج کو لے کر راجہ جے پال پر حملہ کیا۔ سبکتگین کے لشکر میں مجاہدین کا ایک گروہ بھی تھا۔ دونوں حریف کا مقابلہ ہوا نہایت سخت اور خونریز جنگ کے بعد لشکر اسلام کو فتح نصیب ہوئی ہزاروں کفار مارے گئے راجہ جے پال گرفتار کر لیا گیا ڈھائی لاکھ روپیہ اور پچاس زنجیر فیل زرِفدیہ دے کر خود کو قید سے رہا کرایا اور زمانہ ادائیگی فدیہ تک اپنی قوم کے چند لوگوں کو سبکتگین کے پاس بطور ضمانت چھوڑ آیا۔ سبکتگین نے چند لوگوں کو فدیہ وصول کرنے کے لئے راجہ جے پال کے ہمراہ بھیج دیا۔

جے پال کی بے وفائی:...... راجہ جے پال نے ان لوگوں کے ساتھ راستے میں بدعہدی کی اور ان کو ان لوگوں کے بدلے جن کو یہ سبکتگین کے پاس بطور ضمانت چھوڑ آیا تھا گرفتار کر لیا۔ سبکتگین کو اس کی خبر ملی تو وہ آگ بگولا ہو گیا فوراً تیاری کا حکم دیا اور نہایت تیزی سے سامان جنگ و سفر درست کر کے ہندوستان کے لئے روانہ ہو گیا راستے میں ہندوستان کے جتنے شہر ملے سب کو لوٹتا اور جماعت کفار کو منتشر و پریشان کرتا ہوا قلعہ ملغان پہنچا اور اسے بزورِ تیغ فتح کر کے منہدم کر دیا۔

جے پال کی دوبارہ شکست:...... قلعہ ملغان ہندوستان کے سرحدی قلعہ غزنی سے ملا ہوا تھا راجہ جے پال کو اس سے سخت غصہ آیا فوراً فوجیں مرتب کر کے سبکتگین پر حملہ آور ہو گیا۔ دونوں حریف میں سخت اور خونریز لڑائیاں ہوئیں بالآخر راجہ جیپال کو شکست ہوئی ہزاروں ہندو مارے گئے ساری شان و شوکت خاک میں مل گئی۔ اس لڑائی کے بعد ہندوؤں کو اپنے ملک سے نکل کر لڑنے کی دوبارہ جرات نہیں ہوئی اور نہ ہندوستان کے راجاؤں میں سے کسی کا کوئی اثر قائم ہو سکا۔

سبکتگین اس کامیابی و جہاد سے فارغ ہو کر اپنے آقائے نامدار امیر نوح کی مدد کی طرف متوجہ ہوا جیسا کہ آئندہ آپ پڑھیں گے۔

خراسان کی گورنری:...... ہم اوپر بیان کر چکے ہیں کہ جس وقت امیر نوح کا ستارہ اقبال بخارا میں ترکوں کے ہاتھوں زوال پذیر ہوا اور بخارا پر بقرا خاں (ترکی بادشاہ) نے قبضہ کر لیا تو امیر نوح نہر کو عبور کر کے آمل الشط پہنچا ابن سیمجور (والی خراسان) اور فائق گورنر بلخ سے امداد و اعانت کی درخواست کی مگر ان دونوں کے کانوں پر جوں تک نہ رینگی۔ امیر نوح انہی پریشانیوں میں مبتلا تھا کہ اسے بخارا سے بقرا خاں کے واپس ہونے کی خبر ملی انتہائی مسرت اور مستعدی سے ڈبل کوچ کرتا ہوا بخارا پہنچ گیا اور کرسی حکومت پر بیٹھ کر حکمرانی کرنے لگا اتنے میں بقرا خاں کا انتقال ہو گیا اور امیر نوح کا قدم حکومت و سلطنت پر جم گیا۔

ابوعلی اور فائق کی گوشمالی:...... ابوعلی اور فائق کو خود کردہ پر پشیمانی ہوئی اور اپنے بارے میں ان کو خطرہ پیدا ہو گیا۔ فائق نے یہ غلطی کی کہ مبارکباد

تہنیت کے لئے بغیر اجازت بخارا روانہ ہوگیا۔ امیر نوح نے اپنے غلاموں اور موالی کو اس کی روک تھام اور گوشمالی کے لئے بھیج دیا جنھوں نے فائق سے جنگ کی اور بلخ کو اس کے قبضے سے چھین لیا۔ فائق بحال پریشان ابوعلی بن سیمجور کے پاس پہنچا اور اس کی پشت پناہی سے امیر نوح کی مخالفت پر کمر باندھ لی یہ واقعات ۳۸۴ھ کے ہیں امیر نوح نے سبکتگین کو ان حالات سے مطلع کیا اور ان دونوں باغیوں کے مقابلہ میں امداد کے لئے بلوایا۔ اس خدمت کے صلے میں صوبہ خراسان کی گورنری مرحمت کی سبکتگین ان دنوں ہندوستان کے خلاف جہاد کر رہا تھا جیسا کہ ہم اوپر تحریر کر چکے ہیں۔ اس کے باوجود سبکتگین جیسے تیسے ہندوستان کی مہم سے فارغ ہو کر امیر نوح کی خدمت میں حاضر ہوا اور باغیان حکومت زیر کر لیا ان واقعات میں سبکتگین کا ہونہار بیٹا محمود بھی شریک تھا۔

نیشاپور میں محمود کی حکومت: ...... امیر نوح نے ان مہمات سے کامیابی کے ساتھ فراغت حاصل کر کے گورنری نیشاپور اور سپہ سالاری خراسان پر محمود کو مقرر کر کے نیشاپور میں قیام کرنے کا حکم دیا اور سیف الدولہ کا خطاب دیا۔ اس کے باپ سبکتگین کو ہرات میں ٹھہرنے کا حکم دیا اور ناصر الدولہ کا خطاب دیا اور خود بخارا واپس چلا گیا۔

جنگ نیشاپور: ...... امیر نوح کی بخارا واپسی کے بعد ابوعلی بن سیمجور اور فائق کو یہ لالچ لگی کہ خراسان کو سبکتگین اور اس کے بیٹے محمود سے چھین لینا چاہیئے۔ چنانچہ ان دونوں نے متحد ہو کر محمود بن سبکتگین پر مقام نیشاپور ۳۸۵ھ میں حملہ کیا اور اس سے پہلے کہ اس کے باپ سبکتگین کی امدادی فوج آئے لڑائی چھیڑ دی۔ محمود کی فوج کم تھی شکست کھا کر اپنے باپ کے پاس ہرات چلا گیا۔ ابوعلی نے نیشاپور پر قبضہ کر لیا۔

ابوعلی اور فائق کا فرار: ...... سبکتگین نے محمود کی شکست سے برہم ہو کر ابوعلی پر فوج کشی کر دی۔ طوس میں دونوں حریف کا مقابلہ ہوا میدان سبکتگین کے ہاتھ رہا اور ابوعلی اور فائق کو شکست ہوئی۔ اہل الشط میں جا کر پناہ گزیں ہوئے۔ ابوعلی نے امیر نوح کی خدمت میں معذرت کا خط روانہ کیا امیر نوح نے فائق کا ساتھ چھوڑ دینے کی شرط پر ابوعلی کی غلطی معاف کر دی اور اس کو دارالحکومت بخارا میں طلب کر کے قید کر دیا پھر قید سے نکال کر سبکتگین کے پاس بھیج دیا۔ سبکتگین نے بھی قید کر دیا۔

سمرقند پر فائق کی حکومت: ...... اور فائق بادشاہ ترک ایلک خاں کے پاس کاشغر چلا گیا۔ ایلک خاں نے امیر نوح سے فائق کی سفارش کی امیر نوح نے اس کی سفارش پر فائق کو سمرقند کی حکومت پر متعین کر دیا جیسا کہ یہ واقعات ملوک سامانیہ کے حالات کے ضمن میں لکھے گئے ہیں۔

ابوالقاسم کا فرار: ...... ابوقاسم (ابوعلی کا بھائی) اپنے بھائی سے علیحدہ ہو کر جنگ کر کے سبکتگین کے پاس آ گیا تھا۔ چنانچہ ایک مدت تک اس کی خدمت میں مقیم رہا پھر اس سے باغی ہو کر نیشاپور پر چڑھ آیا محمود کو اس کی خبر ملی تو فوجیں تیار کر کے ابوالقاسم کی گوشمالی کے لئے بڑھا ابوالقاسم اس کی آمد کی خبر سن کر فخر الدولہ بن بویہ کے پاس بھاگ گیا اور اس کے پاس قیام اختیار کیا۔ سبکتگین نے خراسان اور اس کے پورے صوبہ پر قبضہ کر لیا۔

سبکتگین اور ایلک خاں: ...... شہاب الدولہ ہارون بن سلیمان الملک بقراخان نے شاغور اور امم ترک کے بعد ایلک خان نے حکومت اپنے ہاتھ میں لے لی۔ اس کو بھی امیر نوح کے علاقوں پر دست درازی کی لالچ غالب ہوگئی جیسا کہ اس کے باپ بقراخاں کو ہوس تھی چنانچہ اس نے پہلے آہستہ آہستہ امیر نوح کے علاقوں کی طرف قدم بڑھایا اس کے بعد حملہ کی تیاری کر لی۔ امیر نوح نے خراسان میں سبکتگین کو لکھ کر بھیجا اور ایلک خان کے مقابلہ پر جانے کا حکم دیا چنانچہ سبکتگین نے فوجیں تیار کر کے نہر کو عبور کیا۔ نسف وکشف کے درمیان پڑاؤ کر دیا۔ یہاں تک کہ اس کا بیٹا محمود بھی چاروں طرف سے فوجیں لے کر پہنچ گیا اسی مقام پر ابوعلی بن سیمجور رقید ہو کر امیر نوح کی جانب سے سبکتگین کے پاس آیا تھا۔

ایلک خان اور سبکتگین میں صلح: ...... ایلک خان بھی ترکوں کو متحد کر کے لایا ہوا تھا۔ سبکتگین نے امیر نوح کو ایلک خان سے جنگ پر آمادہ کرنا چاہا مگر وہ تیار نہ ہوا صرف اپنے سپہ سالاروں اور لشکر کو بھیجنے پر اکتفا کیا۔ سبکتگین نے بے حدمت کی اپنے بھائی بغراجق اور اپنے بیٹے محمود کو امیر نوح کو جنگ ایلک خان پر آمادہ کرنے کے لئے بھیجا وزیر السلطنت وزیر بن عزیز جنگ کے خوف سے بھاگ گیا اور امیر نوح ہمت ہار کر بیٹھ گیا مجبوراً ان لوگوں نے

اس کو اس کے حال پر چھوڑ دیا اس سے سبکتگین کے حوصلہ پست ہو گئے اس نے ایلک خاں سے مصالحت کی گفتگو شروع کر دی۔ ابوالقاسم کو شرائط صلح طے کرنے کی غرض سے ایلک خان کے پاس روانہ کیا مگر پھر اس سے مشتبہ ہو کر گرفتار کر کے ابوعلی اور اس کے ساتھیوں کے ساتھ قید کر دیا۔

بلخ واپسی: ......صلح کے بعد سبکتگین طوس سے بلخ روانہ ہوا اور یہاں پہنچ کر اس کو ان لوگوں کے مارے جانے کی خبر ملی۔ مامون بن محمد (والی جرجانیہ) کی موت کی خبر بھی ملی۔ خوارزم میں اس کے سپہ سالار نے دعوت کے بہانے اس کو قتل کیا تھا۔ اس کے بعد ہی امیر نوح کی موت کی خبر سنی گئی کہ نصف رجب ۳۸۷ھ میں اس کا انتقال ہو چکا ہے۔

سبکتگین اور فخر الدولہ: ......ابوعلی بن سیمجور اور فائق سبکتگین سے شکست کھا کر فخر الدولہ کے پاس جرجان چلے گئے تھے۔ پھر جب ابوالقاسم نے خراسان میں سر اٹھایا اور محمود بن سبکتگین اپنے چچا بغراجق کے ساتھ اس کی سرکوبی کے لئے روانہ ہوا تو اس کے رکاب میں ابونصر بن محمود حاجب بھی تھا اس وقت یہ بھی فخر الدولہ کے پاس بھاگ گیا اور اس کے زیر حمایت اور من قومس اور دامغان میں قیام اختیار کیا ادھر سبکتگین نے طوس میں پڑاؤ کر لیا۔ اس کے بعد اس سے اور فخر الدولہ بن بویہ (والی رے) سے مراسم اتحاد پیدا ہو گئے ایک دوسرے کو تحائف بھیجے مگر یہ آخری ہدیہ تھا جو سبکتگین کی طرف سے عبداللہ کاتب لے کر فخر الدولہ کے پاس آیا تھا۔

کچھ عرصہ بعد فخر الدولہ تک لوگوں نے یہ خبر پہنچا دی کہ سبکتگین لشکر تیار کر کے حملہ کرنے کی فکر میں ہے فخر الدولہ نے ایک عتاب آمیز پیغام سبکتگین کے پاس بھیجا ابھی جواب آنے نہ پایا تھا کہ دونوں کی قوتیں جواب دی گئیں۔

سبکتگین کی وفات اسماعیل کی حکومت: ......جب سبکتگین ایلک خاں کی مہم سے فارغ ہو کر بلخ روانہ ہوا اور تھوڑے ہی دنوں وہاں قیام کیا تھا کہ مرض الموت میں گرفتار ہو گیا۔ بلخ سے غزنی کی جانب لوٹ گیا اور راستے میں حکومت خراسان و غزنی کے بیسویں سال ماہ شعبان ۳۸۷ھ میں انتقال کر گیا۔ غزنی میں دفن کیا گیا۔ یہ بہت نیک سیرت، عہد و پیمان کا پابند، ایفاء وعدہ کا پکا اور کثیر الجہاد انسان تھا۔

سبکتگین کے بعد اس کے لشکر نے اس کے بیٹے اسماعیل کی امارت کی بیعت کی اور یہی ولی عہد بھی تھا مگر محمود سے عمر میں کم تھا چنانچہ اس نے داد دہش کے ذریعے لشکریوں کو اپنا مطیع کر لیا غزنی کی حکومت تسلیم کر لی گئی۔

محمود اور اسماعیل: ......چونکہ اسماعیل ایک نوعمر شخص تھا لشکریوں نے اسے حقیر جانا، چنانچہ ان لوگوں نے اسے دبا لیا اور انعام وصلہ کی اس قدر بھرمار ہوئی کہ اس کے باپ سبکتگین کا خزانہ خالی ہو گیا۔ اس کا بھائی محمود ان دنوں نیشا پور میں تھا اس نے تحریک کی کہ مجھے صوبہ بلخ وغیرہ کی نگرانی کی سند دے دی جائے مگر اسماعیل نے انکار میں جواب دیا جس سے دونوں بھائیوں میں نفاق کی بنیاد پڑ گئی۔ ابوالحرب گورنر جرجان نے دونوں بھائیوں میں صلح کی کوشش کی لیکن اسماعیل نے اپنی نوعمری اور ناتجربہ کاری سے نہ مانا۔ نتیجہ یہ نکلا کہ محمود نے اسماعیل کے خلاف ہرات کی جانب کوچ کیا۔ ہرات میں اس کا چچا بغراجق حکمرانی کر رہا تھا۔ وہ بھی اسماعیل کے حالات سن کر محمود کا ہم آہنگ ہو گیا۔ اس کے بعد محمود نے ہرات سے بست کی طرف قدم بڑھایا۔ یہاں پر اس کا دوسرا بھائی نصر تھا۔ محمود نے اس کو بھی اپنی جانب مائل کر لیا۔

محمود کی اسماعیل کے ساتھ جنگ: ......چنانچہ محمود بغراجق اور نصر سب کے سب متحد ہو کر غزنی کی طرف بڑھے یہ یاد رکھنے کی بات ہے کہ ان واقعات سے پہلے اسماعیل کے امراء دولت نے محمود کو طلبی کے خطوط لکھے تھے اور اطاعت و فرماں برداری کا وعدہ کیا تھا۔ الغرض محمود کوچ و قیام کرتا ہوا۔ غزنی کے قریب پہنچ گیا۔ اسماعیل بھی اپنی فوج تیار کر کے مقابلہ پر آ گیا۔ غزنی کے باہر ایک میدان میں دونوں بھائیوں کی مڈ بھیڑ ہوئی۔ سخت اور خونریز جنگ کے بعد اسماعیل کی فوج میدان جنگ سے بھاگ گئی۔ اسماعیل نے قلعہ غزنی میں جا کر پناہ لی اور دروازے بند کر لئے۔

محمود کی کامیابی: ......محمود نے شہر پر قبضہ کر کے قلعہ کا محاصرہ کر لیا تا آنکہ اسماعیل نے طول حصار سے تنگ آ کے امن حاصل کیا اور قلعہ کا دروازہ کھول دیا محمود نے اس کی بہت عزت کی اور اپنی حکومت و سلطنت میں اس کو شریک بنایا۔

یہ واقعہ اسماعیل کی حکومت کے ساتویں مہینہ واقع ہوا۔ اسی وقت سے محمود کے قدم حکومت وسلطنت پر جم گئے اور اس نے خود کو سلطان کے لقب سے ملقب کر لیا۔ حالانکہ اس سے پہلے کسی نے خود کو اس لقب سے ملقب نہیں کیا تھا القصہ محمود، اسماعیل کی مہم سے فارغ ہو کر بلخ روانہ ہو گیا۔

منصور اور فائق:......جس وقت ابوالحرث منصور بعد امیر نوح کے تخت حکومت پر بیٹھا۔ قلمدان وزارت محمود بن ابراہیم کے سپرد کیا گیا۔ اور فائق نے امیر ابوالحرث منصور کی کم عمری کی وجہ سے حکومت اپنے ہاتھ میں لے لی۔ عبداللہ بن عزیز جس وقت محمود بن ابراہیم بخارا آیا تھا اسی زمانے میں چونکہ اس نے امیر نوح کو ایلک خاں کے جنگ پر ابھارا تھا بخارا چھوڑ کر بھاگ گیا جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا چنانچہ جب امیر نوح کا انتقال ہوا اور اس کا بیٹا منصور حکمراں بنا تو عزیز نے ابومنصور محمد بن حسین کو سپہ سالاری لشکر خراسان کی لالچ دی اور اس کو اپنے ہمراہ لے کر ایلک خاں کے پاس گیا۔ اور امیر منصور کی زیادتیوں کی شکایت کی ایلک خاں ان دونوں کے ساتھ ساتھ بااظہار سمرقند روانہ ہوا۔

فائق کا بخارا پر قبضہ:......پھر ابومنصور اور ابن عزیز کو گرفتار کر کے فائق کو بلوالیا اور اپنے مقدمۃ الجیش کا سردار بنا کر بخارا کی طرف بڑھنے کا حکم دیا۔ امیر ابوالحرث منصور نے اس کی آمد کی خبر سن کر بخارا چھوڑ دیا اور فائق نے بخارا پر قبضہ کر لیا اور ایلک خاں اپنی کرسی حکومت کی طرف لوٹ گیا۔

بخارا میں انتظامات:......فائق نے بخارا پر قبضہ کرنے اور ایلک خاں کی واپسی کے بعد ابوالحرث منصور کو بخارا میں بلالیا جب وہ بخارا پہنچا تو فائق نے استقبال کیا کرسی حکومت پر لا کر بٹھایا اور اس کی حکومت و دولت کا نظم ونسق سنبھالنے لگا۔ بکتوزون حاجب اکبر کو مصلحتاً خراسان کی سند حکومت دے کر دارالحکومت بخارا سے باہر نکال دیا اور بستان الدولہ کا مبارک خطاب دیا۔

بکتوزون اور فائق کی صلح:......بکتوزون اور فائق کے درمیان مدت سے چپقلش چلی آ رہی تھی ابوالحرث منصور نے دونوں کی صلح کرادی چنانچہ بکتوزون اپنے فرائض منصبی ادا کرنے لگا پھر ابوالقاسم بن سیمجور نے اس پر حملہ کیا۔ دونوں کی جنگیں ہوئیں جن کا ذکر اوپر ہو چکا ہے۔

منصور کی معزولی:......اس دوران محمود اپنے بھائی اسماعیل کی مہم سے فارغ ہو کر بلخ آیا اور امیر ابوالحرث منصور کی خدمت میں ہدایا وتحائف بھیجے۔ امیر منصور نے بلخ، ترمذ، ہرات اور بست کی گورنری اسے عطا کی اور نیشاپور کی سند حکومت دینے سے انکار کیا۔ محمود نے اپنے بااعتماد ابوالحسن حموی کے ذریعے دوبارہ درخواست بھیجی۔ امیر ابوالحرث منصور نے ابوالحسن کو اپنی وزارت کے لئے منتخب کر لیا۔ ابوالحسن عہدہ وزارت پا کر اپنے ولی نعمت کو پیغام پہنچانے نہ گیا۔ محمود کو اس سے ناراضگی پیدا ہوئی چنانچہ وہ نیشاپور کی طرف بڑھا۔ بکتوزون یہ خبر سن کر بھاگ گیا۔ امیر منصور اس سے آگاہ ہو کر کمر ہمت باندھ کر نیشاپور کی طرف چلا گیا اور محمود نیشاپور سے نکل کر مروالرود چلا گیا۔

خراسان پر محمود کا قبضہ:......اس واقعہ کے بعد بکتوزون اور فائق نے متحد ہو کر ابوالحرث منصور کو معزول کر دیا۔ آنکھوں میں نیل کی سلائیاں پھروادیں اور اس کے بھائی عبدالملک کو امارت وحکومت کی کرسی پر جلوہ افروز کیا۔ محمود نے بکتوزون اور فائق کو اس گندی حرکت پر برا بھلا کہا اور عتاب آمیز خط روانہ کیا پھر اس پر بھی جب اس کے دل کو تشفی نہ ہوئی تو فوجیں آراستہ کر کے فائق اور بکتوزون کی سرکوبی کے لئے روانہ ہو گیا۔ فائق اور بکتوزون بھی مقابلہ کے لئے مرو میں آ کر صف آرا ہوئے ان کے ساتھ ان کا نوعمر امیر عبدالملک بھی تھا۔ دونوں فوجوں کی جنگ ہوئی۔ بالآخر محمود نے ان لوگوں کو شکست دے دی۔ عبدالملک نے بخارا میں جا کر دم لیا۔ بکتوزون نیشاپور بھاگ گیا۔ ابوالقاسم بن سیمجور بھی انہی اور لوگوں کے ساتھ اس نے قہستان میں جا کر پناہ لی ادھر محمود نے خراسان پر قبضہ کر لیا۔ یہ واقعہ ۳۸۹ھ کا ہے۔

بکتوزون کی گوشمالی:......اس کے بعد محمود نے طوس کی جانب قدم بڑھائے بکتوزون (توزن بیگ) جرجان بھاگ گیا محمود نے اس کے تعاقب پر ارسلان حاجب کو مقرر کیا چنانچہ ارسلان حاجب نے اس کو اطراف خراسان سے بھی باہر نکال دیا۔ محمود اس خدمت کے صلے میں ارسلان حاجب کو طوس کا گورنر بنایا اور صوبہ ہرات کی جانچ پڑتال کے لئے روانہ ہوا۔ بکتوزون کو موقع مل گیا محمود کے روانہ ہوتے ہی نیشاپور آیا اور قبضہ کر لیا۔ محمود کو اس کی خبر ملی تو وہ فوراً ہی لوٹ آیا چنانچہ بکتوزون نیشاپور چھوڑ کر بھاگ گیا۔ محمود نے اپنے بھائی نصیر بن سبکتگین کو خراساں کے لشکر کا سالار مقرر کر کے

نیشاپور میں قیام کرنے کا حکم دیا اور خود اپنے باپ کے دارالحکومت بلخ چلا آ گیا اور اس کو اپنا پایہ تخت بنایا۔

محمود مستقل حکمران:...... پھر اپنے بھائی اسماعیل بن سبکتگین سے مشکوک ہو کر اسے کسی قلعہ میں قید کر دیا۔ گزارہ کے لئے کافی وظیفہ مقرر کیا۔ اسی زمانہ میں خلیفہ القادر باللہ عباسی کی خلافت کی بیعت کی اس کے نام کا خطبہ پڑھے جانے کا حکم دیا۔ خلیفہ نے دارالحکومت بغداد سے بیش بہا خلعت اور جھنڈے حسب دستور روانہ کئے اور امین الملۃ یمین الدولہ کا خطاب مرحمت فرمایا۔ محمود کو اسی وقت سے مطلق العنانی حکومت حاصل ہوگئی اور اس کا غلغلہ اقبال اطراف عالم میں پھیل گیا۔ خراسان کی حکومت پر اس کے قدم جم گئے اور آئندہ سے ہر سال ہندوستان پر جہاد کرتا رہا۔

خلف کی پیشقدمی اور محمود کا مقابلہ:...... خلف بن احمد (والی سجستان) سامانی حکمرانوں کا باجگزار تھا لیکن سامانی تاجدار بغاوت وفتنہ کی وجہ سے خلف بن احمد کی جانب سے غافل ہو گیا اس وقت اس نے استقلال کے ساتھ اپنے قدم حکومت پر جما دیئے اور خود مختاری کا ڈنکا بجا دیا چنانچہ امیر سبکتگین راجگان ہند کے خلاف جہاد کرنے گیا خلف بن احمد نے اس موقع کو غنیمت شمار کر کے صوبہ بست پر فوجیں بھیج دیں چنانچہ اس فوج نے صوبہ بست پر قبضہ کر کے خراج وصول کر لیا۔ پھر جب امیر سبکتگین نے ہندوستان کے جہاد سے فارغ ہو کر واپس آیا تو خلف ابن احمد نے معذرت کی اور تحائف پیش کئے آئندہ اطاعت کا وعدہ کیا امیر سبکتگین نے اس کی معذرت قبول کر لی۔ مزید اطمینان کے لئے بطور ضمانت خلف ابن احمد کے خاص اعزہ کو اپنی حراست میں لے لیا۔

سبکتگین کی وفات:...... اس کے بعد امیر سبکتگین ابوعلی بن سیمجور سمیت جو کہ اس کی قید میں تھا خراسان کی طرف ایلک خاں کے مقابلہ پر روانہ ہوا اور جب اس سے امیر سبکتگین کو فراغت حاصل ہوئی تو خلف ابن احمد کی ریشہ دوانی وفتنہ کو ختم کرنے کے لئے فوج کو سجستان پر حملہ کرنے کی تیاری کا حکم دیا اتفاق سے سبکتگین کا پیغام اجل آ گیا جس سے سبکتگین کا ارادہ پورا نہ ہو سکا اور خلف کو پھر موقع مل گیا۔ اس نے اپنے بیٹے طاہر کو قہستان اور بوسنج پر قبضہ کرنے بھیج دیا۔ چنانچہ طاہر نے ان دونوں مقامات پر قبضہ کر لیا۔ قہستان اور بوسنج بغراجق کی جاگیر میں تھے اور وہی ان پر حکومت کر رہا تھا۔

بغراجق کی موت:...... اتنے میں محمود کو خراسان کی مہم اور اندرونی جھگڑوں سے فرصت مل گئی اپنے چچا بغراجق کو لکھ کر بھیجا کہ قہستان اور بوسنج کو طاہر بن خلف سے چھین لو چنانچہ بغراجق نے طاہر پر حملہ کیا اور اسے شکست دیکر تھوڑی دور تک تعاقب کرتا چلا گیا۔ طاہر نے پلٹ کر ایسا حملہ کیا جس سے بغراجق کے ساتھی بھاگ کھڑے ہوئے۔ اور پکڑ دھکڑ کے دوران میں بغراجق مارا گیا۔

خلف کی گوشمالی:...... محمود کو اس واقعہ جانفرسا کی خبر سے بے حد صدمہ ہوا چنانچہ فوجیں مرتب کر کے ۳۹۰ھ میں خلف بن احمد پر چڑھائی کر دی۔ خلف ایک مضبوط و مستحکم قلعہ میں قلعہ نشین ہو گیا محمود نے چاروں طرف سے محاصرہ کر کے لڑائی چھیڑ دی۔ خلف نے تنگ آ کر اطاعت قبول کر لی۔ ایک لاکھ دینار دے کر صلح کر لی چنانچہ محمود نے محاصرہ اٹھا لیا۔

محمود کی فتوحات ہند:...... اس کے بعد جب محمود کو اندرونی مخالفت اور ریشہ دوانی سے ایک گونہ فراغت حاصل ہوگئی تو اس نے ہندوستان پر حملہ کی تیاری کی۔

جے پال پر حملہ:...... بارہ ہزار سواروں تیس ہزار پیادوں میں سے پندرہ ہزار جوان منتخب کئے اور ان کو آراستہ و مرتب کر کے ہندوستان پر راجہ جے پال سے جنگ کرنے کی غرض سے چڑھائی کی [1]۔ راجہ جے پال بھی یہ خبر سن کر فوجیں تیار کر کے مقابلہ کے لئے آیا۔ سخت اور خونریز جنگ کے بعد راجہ جے پال کو شکست ہوگئی۔ راجہ جے پال اپنے بھائیوں اور لڑکوں سمیت گرفتار کر لیا گیا۔ راجہ جے پال اور اس کے دوسرے اعزہ کے سامان میں سے (جو

---

[1] ...... محمود نے شوال ۳۹۱ھ مطابق ۱۰۰۱ء میں غزنی سے ہندوستان پر فوج کشی کی تھی۔ روز دوشنبہ آٹھویں محرم ۳۹۳ھ مطابق ۱۰۰۲ء میں بمقام پشاور لڑائی ہوئی۔ راجہ جے پال کی رکاب میں بارہ ہزار سوار تیس ہزار پیادے اور تین سو زنجیر فیل تھے۔ جس وقت نصف النہار ہوا ہندوستانی لشکر کو شکست ہوئی۔ پانچ ہزار ہندو مارے گئے۔ راجہ جے پال پندرہ اعزہ واقارب کے ساتھ گرفتار کئے گئے۔ بے شمار مال غنیمت ہاتھ آیا۔ دیکھیں تاریخ کامل ابن اثیر ج ۹ ص ۷۰، ۷۱ مطبوعہ مصر و تاریخ فرشتہ۔

قید کر لئے گئے تھے) کئی موتیوں کے ہار جس کو مالا کہتے ہیں غنیمت میں ہاتھ آئے اس میں سے ایک ایک کی قیمت ایک لاکھ دینار تھی ان کے علاوہ پانچ ہزار ہندو لونڈی وغلام بنائے گئے ۔ یہ واقعہ ۳۹۲ھ کا ہے ۔

مزید پیش قدمی:......اس فتح وکامیابی کے بعد محمود نے ہندوستان کے دوسرے شہروں کی طرف قدم بڑھائے ۔ یہ علاقے خراسان کے صوبہ سے زیادہ وسیع اور زرخیز تھے چنانچہ ان کو بھی بزور تیغ فتح کر لیا۔ اس کے بعد راجہ جے پال نے پچاس جنگی ہاتھی اپنے فدیہ میں دے کر خود کو قید سے رہا کرایا اور تا ادائیگی فدیہ مذکور اپنے بیٹے اور پوتے کو سلطان محمود کے پاس چھوڑ آیا۔ چنانچہ اپنے راج دہانی (دار السلطنت) میں پہنچ کر فدیہ مذکور بھیج دیا اور بار سلطنت سے خود کو سبکدوش کر لیا۔ ❶

بٹھنڈہ کا محاصرہ:......ابھی محمود نے غزنی واپس نہ لوٹنے کا ارادہ نہ کیا تھا کہ یہ خبر سنی کہ ہندوؤں کا جم غفیر فساد اور لشکر اسلام سے مزاحمت کے لئے پہاڑ کی گھاٹیوں میں چھپا ہوا ہے ۔ محمود نے فوج کو تیاری کا حکم دیا اور نہایت تیزی سے قلعہ دہند (بٹھنڈہ) کا جہاں ہندوؤں کا گروہ کثیر لشکر اسلام کی روک تھام کے لئے جمع تھا محاصرہ کر لیا۔ راجپوتوں کی بہادری نے انہیں کچھ بھی نفع نہ پہنچایا۔ گنتی کے چند لوگ بڑی مشکل سے زندہ بچ سکے ۔ باقی سب کے سب مارے گئے محمود مظفر ومنصور دار السلطنت غزنی کی جانب لوٹ آیا۔

ابن خلف کا قتل:......۳۹۰ھ میں محمود کی واپسی اور صلح کے بعد خلف بن احمد نے اپنے بیٹے طاہر کو حکومت حوالہ کر دی اور خود اس خیال سے کہ میرا ملک آئندہ محمود کے سیلاب فتوحات سے محفوظ رہے باظہار ترک دنیا گوشہ نشین ہو گیا چنانچہ جب سلطان محمود ایک طویل مدت تک ان ممالک سے جہاد ہندوستان کی وجہ سے غیر حاضر رہا تو خلف نے اپنے بیٹے طاہر سے حکومت واپس لینے کی کوشش کی طاہر نے بہانوں سے کام لینا شروع کر دیا اور بات بات میں نافرمانی کرنے لگا تب خلف نے خود کو بیمار بنایا اور وصیت کرنے اور خفیہ ذخائر بتانے کی غرض سے طاہر کو اپنے پاس بلوا لیا طاہر بے خوف و ہراس حاضر ہو گیا مگر خلف نے گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا اور کچھ عرصے بعد قتل کر ڈالا جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا۔

سجستان پر قبضہ:......اس واقعہ سے خلف کے سپہ سالاروں کو خطرہ پیدا ہو گیا اور اس کی طرف سے سب بددل ہو گئے ۔ چنانچہ محمود سے خط وکتابت شروع کی اور باظہار اطاعت محمود کے نام کا خطبہ سجستان میں پڑھنے لگے ۔ یہ واقعہ ۳۹۳ھ کا ہے ۔ محمود ان سپہ سالاروں کے بلانے پر خلف کی طرف روانہ ہو گیا خلف ایک مضبوط ومستحکم قلعہ طاق میں قلعہ بند ہو گیا۔ یہ قلعہ نہایت پائیدار اور مضبوط بنا ہوا تھا چاروں طرف سے اس کو سات فصیلیں سر بفلک گھیرے ہوئے تھیں اور فصیلوں کو ایک گہری خندق محیط تھی صرف ایک راستہ تھا جس پر پل بنا ہوا تھا۔ خلف نے محمود کی آمد پر اس پل کو توڑ ڈالا۔ محمود نے قلعہ پر پہنچ کر محاصرہ کر لیا مدتوں محاصرہ کئے رہا جب کامیابی کی صورت نظر نہ آئی تو لشکریوں کو حکم دیا کہ گرد ونواح کے درختوں کو کاٹ کر خندق بھر دو اور جب وہ پریشان ہو گیا تو ہاتھیوں کو بڑھانے کا اشارہ کیا چنانچہ ایک ہاتھی نے جو سب سے بڑا تھا خندق کو عبور کر کے دروازہ قلعہ پر پہنچا اور دروازہ کو اکھاڑ کر پھینک دیا۔ پھر کیا تھا محمود کا لشکر قلعہ میں داخل ہونے کے لئے قتل وخونریزی کا بازار گرم ہو گیا۔ اہل قلعہ ایک فصیل سے دوسرے فصیل میں جا کر پناہ لیتے تھے اور فتح مند گروہ ان کو برابر پسپا کرتا جاتا تھا باہر سے یہ تیر بازی کر رہے تھے اور اندر سے قلعہ والے پتھر اور تیر کی بارش برسا رہے تھے خلف نے اس بات کا احساس کر کے کہ عنقریب قلعہ ہاتھ سے جانے والا ہے امن کی درخواست کی چنانچہ محمود نے اس کو امن دے دیا لڑائی موقوف ہو گئی قلعہ پر بھی محمود کا قبضہ ہو گیا خلف نے قلعہ کے ذخائر کی کنجیاں محمود کے حوالہ کر دیں جس سے محمود کی آنکھوں میں خلف کی قدر ومنزلت دوبالا ہو گئی ۔

❶ ......راجہ جے پال قوم کا برہمن تھا۔ تمام پنجاب وکشمیر وملتان اور سرہند کا خود مختار حکمران تھا۔ اور حکام اسلام کے مقابلہ اور ہندوستانی شہروں کی حفاظت کی غرض سے قلعہ بٹھنڈہ میں جا کر مقیم ہوا۔ بیٹھے بٹھائے یہ خیال آیا کہ والئی افغانستان پر حملہ کر کے ہندوستان کے راجاؤں پر اپنا رعب ڈالنا چاہئے ۔ چنانچہ چاروں طرف سے افواج اکٹھی کر کے بلاد اسلامیہ میں گھس پڑا سبکتگین کو اس واقعہ کی خبر ہوئی تو وہ بھی اپنی فوج جمع کر کے مقابلہ پر اتر آیا۔ ملتان کی سرحد دونوں حریف مقابل ہوئے ۔ راجہ جے پال کو شکست ہوئی ۔ یہ پہلی شکست تھی اس کے بعد جب اس نے بدعہدی کی تو پھر سبکتگین نے پشاور کی سرحد پر اس سے پھر مقابلہ کیا۔ اس فوج میں دہلی، قنوج، کالنجر اور اجمیر کے راجاؤں کی فوجیں بھی امداد کیلئے شامل تھیں۔ راجہ جے پال کو اس مرتبہ بھی شکست ہوئی ۔ راجہ جے پال کو اس شکست سے ایسا صدمہ ہوا کہ حکومت اپنے بیٹے انند پال کو دے کر خود سوزی کر لی ۔ یہ واقعہ ۳۹۳ھ کا ہے، دیکھیں تاریخ کامل ج ۹ ص ۷۱، تاریخ فرشتہ ص ۲۴۔

محمود نے انہائی عنایت سے ارشاد کیا خلف جہاں تم پسند کرو وہاں قیام کر سکتے ہو خلف نے جرجان کو پسند کیا چنانچہ محمود نے عزت واحترام کے ساتھ خلف کو جرجان روانہ کر دیا۔ چنانچہ خلف تقریباً چار سال تک جرجان میں مقیم رہا۔

خلف بن احمد کی موت:...... پھر کسی نے محمود سے یہ جڑ دیا کہ خلف کے ایلک خاں کے ساتھ مراسم اتحاد پیدا ہو گئے ہیں اور وہ اس کو مخالفت پر اکسا رہا ہے۔ چنانچہ محمود نے خلف کو جرجان سے قزدین میں منتقل کر دیا جہاں پر اس نے ۳۹۹ھ میں وفات پائی۔ محمود نے خلف کا متروکہ اس کے بیٹے ابو حفص عمر کے حوالہ کر دیا۔

خلف کا کردار:...... خلف نیک سیرت، علم دوست، ذی علم، علماء کا قدردان اور ان کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آنے والا شخص تھا۔ اس نے ایک تفسیر قرآن مجید کی لکھی تھی اپنے تمام ممالک محروسہ کے علماء کو جمع کیا تھا بیس ہزار دینار خرچ ہوئے تھے۔ خلف نے اس تفسیر کو نیشاپور کے مدرسے میں رکھوا دیا تھا۔

الغرض محمود کامیابی کے بعد سجستان کی حکومت پر اپنے والد کے سپہ سالاروں میں سے ایک سپہ سالار فتحی کو مقرر کر کے غزنی واپس چلا گیا۔ کچھ عرصے بعد سجستان کے مفسدہ پردازوں اور بدمعاشوں نے متحد ہو کر احمد نامی ایک شخص کو اپنا سردار بنایا اور سجستان میں علم بغاوت بلند کر دیا۔ محمود نے دس ہزار کی جمعیت سے اس بغاوت کو فرو کرنے کے لئے سجستان روانہ ہوا۔ اس مہم میں اس کا بھائی ابوالمظفر نصر سپہ سالار افواج شاہی، التونتاس حاجب اور پشت پناہ عرب ابوعبداللہ محمد بن ابراہیم طائی بھی شریک تھے محمود نے سجستان میں پہنچ کر باغیوں کا محاصرہ کر لیا اور بزور تیغ اس کو دوبارہ فتح کر کے اپنے بھائی سپہ سالار افواج نصر بن سبکتگین کو گورنر مقرر کیا اور اس صوبہ کو نیشاپور کے صوبہ سے جس کی گورنری پر نصر پہلے سے تھا ملحق کر دیا۔ نصر نے اپنی جناب سے اپنے وزیر ابو منصور نصر بن اسحاق کو مقرر کیا اس کے بعد محمود نے بقصد جہاد ہندوستان کی طرف روانہ ہو گیا۔

جنگ بھیز وملتان:...... جب محمود کو اندرونی مخالفوں کی ریشہ دوانی سے فراغت ہو گئی اور اس کو ایک قسم کا اطمینان حاصل ہو گیا تو وہ پھر ہندوستان پر جہاد کرنے یا یوں کہیے کہ اس مہم کو پورا کرنے کے لئے تیار ہوا جس کی بنیاد اس کے والد سبکتگین نے ڈالی تھی اور جس کا بانی مبانی راجہ جے پال بنا تھا۔

راجہ بجے راؤ:...... بہاطبہ (بھٹیر یا بھیرہ) ہندوستان کی ایک ریاست تھی جس کی حدود ملتان سے ملے ہوئے تھے اس ریاست کا دارالحکومت بھٹیز میں تھا بھٹیز کا نہایت مستحکم اور مضبوط شہر پناہ تھی اور شہر کے اندر قلعہ تھا چاروں طرف سے اس شہر کو سر بفلک شہر پناہ کی دیواریں گھیرے ہوئے تھیں شہر پناہ کے باہر گہری خندق تھی جس کو عبور کرنا نہایت دشوار تھا۔ قلعہ میں جنگ آوروں کا عظیم لشکر ہر وقت موجود رہتا تھا اور آلات حرب اور سامان جنگ بھی کافی مقدار میں تھا اس کے حکمران کا نام راجہ بجے راؤ تھا۔

بجے راؤ پر حملہ:...... محمود نے دریائے جیحوں کو عبور کر کے بھٹیز پر حملہ کیا❶ چنانچہ راجہ بجے راؤ بھی اس کی اطلاع پا کر مقابلہ کی کے لئے بھٹیز سے باہر آیا دونوں حریفوں کے درمیان تین دن تک متواتر لڑائی ہوتی رہی چوتھے دن راجہ بجے راؤ کو شکست ہو گئی لشکر اسلام نے شکست ہونے والے لشکر کا شہر کے دوران تک پیچھا کیا۔ راجہ بجے راؤ نے شہر پناہ میں داخل ہو کر دروازے بند کرا دیئے لشکر اسلام نے محاصرہ کر لیا۔ اور نہایت سختی سے لڑائی شروع کر دی۔ لوٹ مار حد سے بڑھ گئی محمود نے اپنے لشکر کے ایک حصہ کو خس وخاشاک اور لکڑیوں سے خندق کا حکم دیا اور باقی لشکر کو مقابلہ پر رکھا۔ راجہ بجے راؤ کو اس سے تشویش پیدا ہو گئی۔ چنانچہ رات کے وقت اپنے چند خاص ملازموں اور مصاحبوں ساتھیوں کے ساتھ محاصرہ سے نکل کر پہاڑوں کی چوٹیوں پر چلا گیا اور اس کی ایک تنگ اور دشوار گزار گھائی میں چھپ ہو گیا۔

بجے راؤ کی خودکشی:...... سلطان محمود نے یہ اطلاع پا کر ایک فوجی دستہ راجہ بجے راؤ کی گرفتاری اور پیچھا کرنے پر روانہ کیا۔ مجاہدین اسلام سراغ لگاتے ہوئے اس گھاٹی تک پہنچ گئے جہاں پر راجہ بجے راؤ چھپا ہوا تھا اور چاروں طرف سے گھیر کر قتل کرنا شروع کر دیا۔ جب اس کے ساتھیوں کا کثیر حصہ ختم ہو گیا۔ تو راجہ بجے راؤ نے اس بات کا یقین کر کے کہ اب میرا بچنا مشکل ہے تو کمر سے خنجر کھینچ کر اپنا سینہ چاک کر ڈالا چنانچہ غازیان اسلام

❶ ..... یہ حملہ ۳۹۵ھ میں ہوا تھا دیکھیں تاریخ کامل ابن اثیر ج ۹ ص ۷۷ تاریخ فرشتہ ص ۲۴۔

سر اتار کر اپنے سلطان کے پاس لے آئے اور سلطان کا جھنڈا لئے ہوئے دار الحکومت بھٹیز میں داخل ہوا اور جب تک انتظام درست نہ ہوا ٹھہرا رہا۔ واپسی کے وقت تعلیم وانتظام ملک کے لئے ایک ایسے شخص کو اپنا نائب مقرر کیا جو ارکان اسلام سے واقف اور سیاست سے آگاہ تھا تا کہ نومسلموں کو فرائض مذہبی کی تعلیم بھی دے اور حکومت کو درہم برہم ہونے سے بھی محفوظ رکھے۔ غزنی آتے ہوئے راستے میں بارش بہت ہوئی راستہ کی دشواری کیچڑ پانی کی زیادتی اور نہروں دریاؤں کی طغیانی سے محمود کے لشکر کا اکثر حصہ ضائع ہو گیا ❶۔

فتح ملتان: ...... پھر محمود کو غزنی میں پہنچ کر یہ خبر ملی کہ ابوالفتوح (گورنر ملتان) ملحد ہو گیا ہے اور اپنے صوبہ کے رہنے والوں کو بے حیائی اور لامذہبی کی تعلیم دے رہا ہے۔ محمود اس کو کہاں برداشت کر سکتا تھا فوراً لشکر تیار کر کے جہاد ملتان پر چڑھائی کر دی۔ اور دریاؤں کو جیسے تیسے عبور کر لیا مگر دریائے سیحون کی طغیانی نے سلطان کو آگے بڑھنے سے روک دیا چنانچہ سلطان محمود نے خشکی کے راستہ سے ملتان کا ارادہ کیا لیکن اس طرف راجہ انند پال ولد راجہ جے پال (حکمران پنجاب) سے مدد مانگی مگر انند پال نے انکار کر دیا۔

انند پال پر حملہ: ...... محمود نے اپنے لشکر کو پہلے اسی پر جہاد کرنے کا حکم دیا۔ چنانچہ لوٹ مار شروع ہو گئی۔ محمود کا لشکر راجہ انند پال کے ملک کو پامال کرتا ہوا سیلاب کی طرح بڑھا اور راجہ انند پال کی فوج شکست کھاتے ہوئے بھاگی۔ راجہ انند پال حیران و پریشان ایک شہر سے دوسرے شہر میں جا کر پناہ لیتا تھا اور شاہی لشکر پہنچ کر وہاں سے بھی اس کو پریشان کر کے نکال دیتا تھا۔ اور یہاں تک کہ چناب پہنچا جب محمود کا لشکر اس کا پیچھا کرتے ہوئے یہاں تک پہنچ گیا تو راجہ انند پال گھبرا کر کشمیر چلا گیا محمود نے پھر اس کا پیچھا نہ کیا اور ملتان کی طرف چلا۔ ابوالمفتوح نے یہ خبر سن کر اپنے مال واسباب کو ہاتھیوں پر لدوا کر سراندیپ کی طرف روانہ کر دیا اور خود ملتان چھوڑ کر چھپ گیا۔ اہل ملتان نے شہر کی قلعہ بندی کر لی محمود نے محاصرہ کر کے لڑائی شروع کر دی یہاں تک کہ تلوار کے زور سے فتح کر لی کامیابی کے دن محمود نے اہل ملتان سے بے دینی کی وجہ سے بیس ہزار درہم سرخ بطور جرمانہ کفارہ وصول کئے۔

قلعہ گوالیار و کالنجر: ...... محمود نے ابوالفتوح کی گوشمالی کے بعد قلعہ گوالیر (گوالیار) پر فوج کشی کی اس کے حکمران کا نام راجہ نندنندا تھا۔ اس قلعہ میں چھ سوبت خانے تھے محمود نے تلوار کے زور سے اس کو بھی فتح کر لیا بتوں کو توڑ ڈالا بت خانے جلا دیئے۔ حاکم قلعہ نندا نے بھاگ کر قلعہ کالنجر میں پناہ لی قلعہ کالنجر نہایت مضبوط اور وسیع قلعہ تھا اس میں پانچ لاکھ فوج پانچ سو زنجیر فیل اور بیس ہزار جانور وغیرہ موجود تھے اور بہت سارے سالوں کے استعمال کے لئے غلہ وغیرہ موجود تھا مگر راستہ اتنا تنگ تھا کہ قلعہ تک فوج کا پہنچنا محال مشکل سمجھا جاتا تھا۔ قلعہ کے اردگرد آٹھ آٹھ دس دس میل تک جھاڑیوں کا گنجان جنگل تھا اور جنگل کے بعد قلعہ کے باہر ایک خندق نہایت گہری تھی محمود کے حکم سے کاٹ کر راستہ بنایا گیا۔

قلعہ کا محاصرہ: ...... اور جب قلعہ کے قریب گہری خندق نے مزاحمت کی تو یہ حکم دیا کہ جانوروں کی کھالوں میں مٹی بھر کر تقریباً تیس ہاتھ چوڑائی میں گہری خندق کو پات دو لشکر اسلام نے اس حکم کی تعمیل میں جلدی کی اور محمود اپنی فوج کو ساتھ لئے ہوئے خندق کو عبور کرتا ہوا قلعہ پر جا پہنچا اور محاصرہ کر لیا ایک ماہ تیرہ دن محاصرہ کئے رہا۔

محمود اور نندا کی صلح: ...... نندا حاکم قلعہ روزانہ جنگ سے تنگ آ کر صلح کا پیغام دے رہا تھا مگر محمود اپنے دھن میں تھا اسی دوران یہ خبر پہنچی کہ ایلک خاں کی وجہ سے صوبہ خراسان میں بغاوت کی آگ بھڑک اٹھی ہے چنانچہ محمود نے راجہ نندا سے پچاس مہنگی ہاتھی اور تین ہزار من چاندی پر صلح کر لی صلح کے بعد محمود نے راجہ نندا کو خلعت دی راجہ نندا نے خلعت کو زیب تن کیا اور پیٹی باندھی۔ چونکہ اس زمانہ کے ہندوؤں میں یہ دستور تھا کہ عہد واقرار کے مضبوط کرنے کے لئے اپنی چھوٹی اور نگلی کاٹ کر فریق ثانی کو دے دیا کرتے تھے۔ اس وجہ سے اس پابندی کے لحاظ سے راجہ نندا نے بھی اپنی کاٹ کر محمود کے حوالے کر دی محمود مال غنیمت لے کر خراسان کی طرف لوٹا حالانکہ اس مرتبہ ہندوؤں سے جنگ کرنے کا خیال اس کے دماغ میں بھرا ہوا تھا۔

محمود اور ایلک خاں: ...... جس وقت محمود نے صوبہ خراسان پر اور ایلک خاں نے ماوراء النہر پر قبضہ کر لیا تھا جیسا کہ اوپر بیان کر چکا ہے۔ ایلک

---

❶ ...... بھٹیز کی لڑائی میں دو سو اسی زنجیر فیل تھے اور بے شمار مال وزر ہاتھ لگا۔ قلعہ بھٹیز کا میدان مقتولوں سے بھر گیا تھا۔ قیدیوں کی وہ کثرت تھی کہ ہر شخص کے پاس پانچ پانچ چھ چھ غلام لونڈی تھے۔ دیکھو تاریخ فرشتہ۔

خاں نے محمود کو مبارک باد کا خط لکھا اور تحائف بھیجے۔ محمود نے بھی رسم اتحاد بڑھانے کے لئے خط بھیجا اور تحائف وغیرہ بھیجے دونوں حکمرانوں کے درباروں میں شعراء آنے جانے لگے تہنیت کے قصائد لکھے اور انعام حاصل کئے۔ اسی زمانہ میں محمود نے سہیل بن محمد بن سلیمان صعلوکی (امام فن حدیث) کو طغان جق حاکم سرخس کے ساتھ بطور وفد ایلک خاں کے دربار میں ہدیہ فاخرہ دے کر روانہ کیا اور ایلک خاں کی لڑکی سے نکاح کا پیغام دیا۔

تحائف کی تفصیل: ......اس تحفے میں یاقوت مروارید اور مرجان کے قیمتی قیمتی مالے سونے اور چاندی کے ظروف جن میں عنبر، کافور عود اور دیگر خوشبو کی چیزیں بھری ہوئی تھیں۔ ہدیہ کے آگے آگے ہاتھی تھے جن پر زربفت کی جھولیں اور سونے چاندی کے ہودے تھے ایلک خاں نے نہایت خوشی سے اس ہدیہ کو قبول کیا اہل وفد کی بہت عزت کی اور مخطوبہ (منکنیتی) کے ساتھ محمود کا نکاح کر دیا۔ اس سے دونوں سلطانوں میں رشتہ اتحاد قائم اور مستحکم ہو گیا۔

محمود اور ایلک خان کی ناراضگی: ......منافقوں کو یہ اتفاق کہاں گوارا ہو سکتا تھا ایک دوسرے کو چغلی لگانے لگے چنانچہ دونوں سلطانوں میں ایک گونہ کشیدگی پیدا ہوگئی۔ چنانچہ جب سلطان محمود نے ملتان پر فوج کشی کی تو اس وقت ایلک خان کو موقع مل گیا اپنے کمانڈر سیاوش تکین کو جو کہ اس کا قریبی رشتہ دار بھی تھا خراسان پر قبضہ کرنے کے لئے بھیجا اور اپنے بھائی جعفر تکین کو سیاوش تکین کی مدد کا حکم دیا۔ واقعہ ۳۹۶ھ کا ہے چنانچہ سیاوش تکین نے صوبہ بلخ پر قبضہ کر لیا اور انتظام کے لئے جعفر تکین کو وہاں ٹھہرایا۔

خراسان اور نیشاپور پر قبضہ: ......ارسلان حاجب محمود کی طرف سے ہرات کا گورنر تھا محمود نے ملتان کی روانگی کے وقت ارسلان کو کہا کہ جس وقت کسی بغاوت کا احساس کرنا فوراً غزنی میں آ جانا۔ ارسلان حاجب اس ہدایت کے مطابق جس وقت سیاوش تکین نے خراسان پر قبضہ کر لیا تو ہرات سے غزنی بچانے کے لئے آیا چنانچہ سیاوش تکین کو خاصہ موقع مل گیا ہرات پر بھی قبضہ کر کے وہیں قیام پذیر ہو گیا اور حسین بن نصر کو نیشاپور کی طرف روانہ کر دیا۔ حسین نے نیشاپور پر قبضہ کر لیا۔ عمال مقرر کئے خراج وصول کیا اطمینان کے ساتھ رہنے لگا۔

سیاوش تکین کا فرار: ......آہستہ آہستہ اس کی خبر سلطان محمود کو ہندوستان میں ملی تو مجوراً غزنی کی طرف لوٹ گیا❶ اور پھر پہلے صوبہ بلخ کا رخ کیا چنانچہ جعفر تکین خوف زدہ ہو کر ترمذ کی طرف بھاگ گیا اور محمود بلخ میں داخل ہو کر وہیں رہنے لگا اس کے بعد ارسلان حاجب کو دس ہزار فوج کی جماعت سے سیاوش تکین سے جنگ کرنے کے لئے ہرات کی طرف روانہ کیا۔ سیاوش تکین نے اس خبر سے مطلع ہو کر مرو کا راستہ لیا چنانچہ راستہ میں ترکمانوں سے مڈبھیڑ ہوگئی سیاوش تکین مقابلہ نہ کر سکا اور شکست کھا کر بھاگ گیا اس کے بے شمار ساتھی بھی مارے گئے رہے ترکمانوں نے بہت بیدردی اور سختی سے اس کے ساتھیوں کو قتل کیا سیاوش تکین نے ابیورد میں جا کر دم لیا پھر جب ابیورد میں بھی اس کو پناہ نہ ملی تو نسا چلا گیا۔ ارسلان حاجب سایہ کی طرح سے اس کے پیچھے پیچھے تھا یہاں تک سیاوش تکین جرجان پہنچا حاکم جرجان نے داخل ہونے سے روک دیا چنانچہ سیاوش تکین نے پہاڑ کی چوٹیوں اور گھنے جنگلوں کا راستہ لیا اس وقت اس کے ساتھیوں کا ایک گروپ کسی مددگار کے نہ ہونے کی وجہ سے قابوس کے پاس جا کر پناہ گزیں ہو گیا چند دن بعد سیاوش تکین نے پہاڑ کی چوٹیوں اور گنجان جنگل سے نکل کر نسا چلا گیا۔ اور ایک تنگ راستہ سے مرو کی طرف روانہ ہوا محمود تو اس کی تلاش میں تھا جاسوسوں نے سیاوش تکین کی نقل وحرکت کی خبر دی تو فوراً اس کی گرفتاری کا حکم دیا سیاوش تکین یہ خبر پا کر بھاگ گیا نہر کو عبور کر کے ایلک خاں کے پاس پہنچا مگر اس کے بھائی کو ایک سو سرداروں کے ساتھ گرفتار کر کے غزنی لایا گیا۔

جعفر تکین کی گوشمالی: ......ایلک خاں نے محمود کی واپسی کی اطلاع پا کر اپنے بھائی جعفر تکین کو چھ ہزار پیادوں کی جماعت کے ساتھ بلخ کی طرف روانہ کیا تھا مقصود یہ تھا کہ سلطان محمود کو سیاوش تکین کا پیچھا کرنے سے روکا جائے لیکن اس ارادے میں ایلک خاں کو کامیابی نہ ہوئی محمود نے سیاوش تکین کو خراسان سے نکال کر جعفر تکین کی طرف قدم بڑھایا لینے کے دینے پڑ گئے جعفر تکین سر پر پاؤں رکھ کر بھاگ گیا سلطان کے بھائی نصر بن سبکتگین

---

❶ ......محمود اس وقت بھٹنڈہ میں تھا۔ راجہ سکھ پال معروف بہ نواسہ شاہ کو سپرد کر کے غزنی کی جانب واپس ہوا سکھ پال ہندوستان کے کسی راجہ کا لڑکا تھا جو پشاور میں ابو علی سیجوری کے ہاتھ میں پڑ کر مسلمان ہو گیا تھا۔ دیکھو تاریخ فرشتہ ص ۲۵۔

کمانڈر افواج خراسان ساحل جیحون تک پیچھا کرتا چلا گیا جس سے اس کا استیصال ہو گیا۔

قدر خان کی امداد: ...... ایلک خان اپنے کمانڈروں کی شکست سے خائف ہو کر اپنے چند خاص آدمیوں کو بادشاہ ختل ❶ (چین) قدر خاں بن بقراخاں کے پاس بھیجا اور مدد مانگی کی۔ ایلک خاں اور بقراخان آپس میں ایک دوسرے کے قریبی رشتہ دار تھے اور ان دونوں میں رشتہ مصاہرت (سسرال) کا بھی تعلق تھا۔ قدر خاں خود اور اپنی فوج کے ساتھ ایلک خاں کی مدد کے لئے آیا ❷۔ ایلک خاں نے اپنے اردگرد کسانوں اور ماوراء النہر کے کاشتکاروں سے لشکر تیار کر کے قدر خان کی مدد سے محمود کے علاقوں کی طرف قدم بڑھایا۔ پچاس ہزار فوج کے ساتھ دریا جیحوں کو عبور کر کے بلخ کی سرحد پر آ پہنچا۔ محمود اس وقت طغارستان میں تھا اس کی آمد کی اطلاع پا کر بلخ میں آیا۔ اور جنگ کی تیاری میں مصروف ہوا ترکوں، خلجیوں، افغانیوں، غزنیوں اور اپنی باقاعدہ فوج کو مسلح کے مقابلہ پر آیا بلخ سے نکل کر چھ میل کے فاصلہ پر جنگ شروع ہوئی۔

محمود اور ایلک کی جنگ: ...... محمود نے لشکر کے درمیان میں اپنے بھائی نصر کمانڈر افواج خراسان کو انچارج بنایا تھا ابونصر بن احمد فریغونی حاکم جرجان اور ابوعبداللہ بن محمد ابن ابراہیم طائی تیر اندازان اکراد وعرب کو بھی درمیان میں رکھا گیا تھا طرف محمود کا حاجب کبیر ابوسعید تمرتاشی تھا اور بائیں طرف ارسلان حاجب پانچ سو زنجیر پہاڑ نما ہاتھیوں کا قلعہ بنایا گیا تھا۔ ایلک خاں کے دائیں طرف قدر خان بادشاہ چین اور بائیں طرف اس کا بھائی جعفر تکین اور لشکر کے درمیان میں خود ایلک خاں تھا۔ دونوں لشکر ایک دوسرے سے جنگ کرنے لگے فریقین مرنے اور مارنے پر کمر باندھ لی۔

ایلک خان کی شکست: ...... سلطان محمود ایک خیمہ کے اندر سجدے میں انتہائی عاجزی اور گڑگڑا کر اللہ جل شانہ سے اپنی کامیابی کی دعا کر رہا تھا دعا سے فارغ ہو کر سوار ہوا اور کوہ پیکر ہاتھیوں کو لے کر ایلک خاں کے قلب لشکر پر حملہ کیا ایلک خان مقابلہ پر نہ ٹھہر سکا شکست اٹھا کر بھاگ گیا۔ شاہی لشکر نے دار و گیر شروع کر دی اور لوٹ مار کرتا ہوا نہر تک پہنچا شکست خوردہ گروہ نے دریا عبور کر کے اپنی جان بچائی محمود کامیابی کے ساتھ غزنی واپس چلا گیا شعراء نے تہنیت کے قصائد لکھے یہ واقعہ ۳۹۷ھ کا ہے۔

سلطان محمود اور نواسہ شاہ: ...... سلطان محمود ترکوں اور ایلک خان سے کامیاب ہو کر پھر ہندوستان کی طرف متوجہ ہوا۔ نواسہ شاہ ہندوستان کے راجاؤں میں سے کسی کا بیٹا تھا ❸۔ اور محمود کے ہاتھ پر ایمان لایا تھا محمود نے اس کو چند قلعوں کا جس کو اس نے فتح کیا تھا حاکم بنایا تھا محمود کی واپسی پر مرتد ہو گیا محمود کو اس کی خبر ملی تو وہ غصہ ہو گیا۔ سامان جنگ درست کر کے نواسہ شاہ کے سر پر آ پہنچا نواسہ شاہ بھاگ گیا محمود نے ان قلعوں پر جو اس کے اور اس کے ساتھیوں کے قبضہ میں تھے قبضہ کر کے غزنی کی طرف واپسی کی یہ واقعہ بھی ۳۹۷ھ کا ہے۔

فتح بھیم نگر: ...... ماہ ربیع الثانی ۳۹۸ھ میں سلطان محمود نے دوبارہ ہندوستان پر حملہ کیا۔ فوج کشی کی فوج تیار کر کے ہندوستان کی طرف روانہ ہوا چنانچہ دریائے ہند پر پہنچا تو راجہ انند پال ایک بڑی فوج لے کر مقابلہ پر آیا جس کا شمار نہ ہو سکتا تھا۔ سلطان محمود نے نہایت استقلال و مردانگی سے جنگ کا آغاز کیا راجہ انند پال کی فوج میدان جنگ سے شکست کھا گئی سلطان محمود راجہ انند پال کا پیچھا کرتے ہوئے چلا گیا۔ قلعہ بھیم نگر کو اب نگرکوٹ کے نام سے یاد کرتے ہیں یہ ایک نہایت مضبوط قلع بنا ہوا تھا۔ ہندوستان والے اس کو اپنے بتوں کا خزانہ مقرر کئے ہوئے تھے تمام اطراف جوانب سے قیمتی مال و اسباب اور جواہرات بتوں کے نذرانے کے لئے قلعہ میں آتے تھے سلطان نے اس کے محاصرے کا حکم دیا قلعہ والوں نے امن کی درخواست کی اور قلعہ کی چابیاں سلطان کے حوالہ کر دیں۔

مال غنیمت کی تفصیل: ...... سلطان نے ابونصر فریغونی اور اپنے حاجب کبیر ابن تمرتاش اور واسع تکین کو مال و اسباب کی فراہمی اور روانگی کا حکم دیا سات لاکھ دینار سرخ سات سو من سونے چاندی کے برتن دو لاکھ من خالص سونا بیس لاکھ من چاندی اور ہزاروں تھان دیبا کے اور ریشمی پارچہ جات ہاتھ لگے اسی قلعہ میں ایک مکان چاندی کا ملا تھا جس کی لمبائی تیس گز اور چوڑائی پندرہ گز تھی اور ایک شامیانہ اطلس اور دیبا کا ساٹھ گز لمبا تیس گز چوڑا

❶ ...... دیکھو تاریخ فرشتہ ج ا ص ۲۵۔ ❷ ...... قدر خان بادشاہ چین پانچ ہزار سواروں کے ساتھ ایلک خان کی مدد پر آیا۔ دیکھو تاریخ فرشتہ مقالہ اول ص ۲۵۔ ❸ ...... نواسہ شاہ کا نام سکھ پال تھا یہ وہی شخص ہے جسے غزنی کی واپسی کے وقت اپنے مقبوضات ہندوستان کا حاکم بنایا تھا۔ (مترجم)

برآمد ہوا تھا جس کی چوبیں سونے اور چاندی کی تھیں۔ سلطان محمود نے اس مال غنیمت کی حفاظت پر نامبردگان کو متعین کیا چنانچہ احتیاط سے غزنی روانہ کر دیا گیا۔ سلطان محمود نے غزنی میں پہنچ کر اپنے دارالامارت کے صحن میں وہ شامیانہ نصب کرایا۔ جواہرات چنوائے پھر اطراف و جوانب کے وفود دیکھنے اور مبارکباد دینے آئے انہیں وفود میں طغاں ایلک خاں کے بھائی کا سفیر تھا۔

سلطان محمود کا جرجان پر قبضہ:......بنوفریغون حکمران سامانیہ کے دور میں جرجان کے گورنر تھے اور اسی زمانہ سے برابر وراثتہ حکمرانی کرتے چلے آ رہے تھے دہیش میں ان لوگوں کو ایک قسم کی شہرت حاصل ہو گئی تھی۔ اولا ابوالحرث احمد بن محمد ان سے ایک اہم فرد تھا۔ اور سبکتگین نے اس کی لڑکی سے اپنے بیٹے محمود کا نکاح کر دیا تھا۔ اور محمود کی بہن کا نکاح ابوالحرث کے بیٹے ابونصر کے ساتھ کیا گیا تھا اس تعلق سے دونوں حکمرانوں میں رشتہ محبت زیادہ مستحکم ہو گیا تھا اس کے بعد ابوالحرث کی وفات ہو گئی۔ سلطان محمود نے اس کے بیٹے ابونصر کو بدستور جرجان کی گورنری پر بحال رکھا یہاں تک کہ ۴۰۱ھ میں اس کا بھی انتقال ہو گیا۔ محمود نے جرجان کو اپنے زیر کنٹرول علاقوں میں شامل کر لیا۔

جنگ ناردین:......چوتھی صدی ہجری کے خاتمہ پر سلطان محمود نے ہندوستان پر جہاد کے ارادے سے پھر فوج کشی کی چنانچہ خوب اچھی طرح پامال کیا ہندوستان کا حکمران مقابلہ پر آیا لیکن جب خود کو کامیاب ہوتے نہ دیکھا تو صلح کا پیغام دیا اس کے علاوہ زر نقد خراج سالانہ پچاس جنگی ہاتھی اور ایک ہزار سوار نذر کیئے چنانچہ سلطان محمود نے صلح کر لی اور مال واسباب مقرر وصول کر کے غزنی کی طرف واپس چلا گیا۔

غور وقصران پر قبضہ:......ممالک غور یہ غزنی کی حدود سے متصل تھے غوریوں کا کاروبار رہزنی اور ڈکیتی تھا آئے دن لوگوں کو لوٹ مار کر کے پہاڑوں میں چلے جاتے تھے۔ راستہ نہایت تنگ تھا ایک سال تک ان لوگوں نے اسی فساد اور کفر کی حالت پر گزارا کیا سلطان محمود کو ان کا یہ فعل نہ پسند آیا چنانچہ ۴۰۲ھ میں اس فتنہ کے ختم پر کمر باندھی خود تیاری کر کے غوریوں پر فوج کشی کر دی۔ اس کے مقدمۃ الجیش پر التونتاش حاجب حاکم ہرات اور ارسلان حاجب حاکم طوس تھا چنانچہ شاہی لشکر دامن کوہ تک پہنچا غوریوں نے بھی جنگجو جمع کرائے تھے گھمسان کی لڑائی ہوئی۔ بالآخر سلطان محمود نے ایسا حملہ کیا جس سے غوری شکست کھا کر بھاگ گئے محمود نے پیچھا کیا اور ان کے ملک پر قبضہ کر لیا غوریوں نے اپنے ایک قلعہ میں جا کر پناہ لی سلطان محمود نے پہنچ کر اس کا محاصرہ کر لیا یہاں تک کہ اہل قلعہ نے تنگ آ کر قلعہ کے دروزے کھول دیئے سلطان محمود دس ہزار فوج کی جماعت لے کر قلعہ میں داخل ہو گیا غوری قلعہ چھوڑ کر ادھر ادھر منتشر ہو گئے پھر وہ لوگ جمع ہو کر حملہ آور ہوئے سلطان محمود نے دوبارہ ان کو شکست دی اور نہایت سختی سے ان کو پامال کیا۔

ابن سوری کی خودکشی:......ابن سوری کو اس کے اعزہ واقارب کے ساتھ گرفتار کیا اور ان کے قلعوں پر قبضہ کر کے سارا مال واسباب لوٹ لیا۔ ابن سوری کو اس سے اتنا صدمہ ہوا کہ اس نے زہر کھا کر خودکشی کر لی۔ اس کے بعد ۴۰۲ھ میں سلطان محمود نے قصران پر چڑھائی کی حاکم قصران سالانہ خراج بھیجا کرتا تھا۔ اس طرف کئی سال سے ایلک خاں کی پشت پناہی سے خراج بھیجنا بند کر دیا تھا۔ سلطان محمود نے غوریوں سے کامیاب ہو کر قصران پر فوج کشی کی۔ حاکم قصران یہ خبر پا کر مقابلہ پر آیا لیکن پھر ہمت نہ ہوئی حاضر خدمت ہو کر معذرت کی بیس جنگی ہاتھی بطور ہدیہ پیش کئے چنانچہ سلطان محمود نے پندرہ ہزار درہم تاوان جنگ وصول کر کے غزنی کی طرف لوٹ آیا۔

غرستان کی خانہ جنگی:......شاہ غرستان کو عجمی پشار کے لقب سے یاد کرتے تھے جیسا کہ بادشاہ فارس کو کسریٰ کے لقب سے اور حاکم روم کو قیصر کے خطاب سے مخاطب کرتے تھے اس کے معنی ہیں الملک الجلیل، پشار ابونصر محمد بن اسماعیل بن اسد نے غرستان پر قبضہ کر لیا تھا یہاں تک کہ اس کا بیٹا محمد سن شعور کو پہنچا پھر اس نے اپنے باپ کو مغلوب کر دیا اور نصر کتبُ کی وجہ سے ترک کر کے گوشہ نشین ہو گیا۔

ابن سیجور کی بغاوت:......ان دنوں خراسان کا گورنر ابوعلی بن سیجور تھا۔ جب اس نے امیر نوح سے بغاوت کی اور اہل خراسان کو اپنی حکومت کی اطاعت کی طرف مائل کرنا چاہا تو ان لوگوں نے اس وجہ سے کہ اس نے اپنے آقا سے مخالفت کا اعلان کیا تھا اطاعت سے انکار کر دیا۔ ابوعلی نے ان سے جنگ کرنے کے لئے فوجیں روانہ کیں چنانچہ ایک سال تک اہل خراسان محاصرہ میں رہے امیر سبکتگین کو یہ بات ناگوار گزری لہٰذا اندرونی جنگوں سے فارغ ہو کر ابوعلی کی گوشمالی کی طرف متوجہ ہوا پشار نے اس فتنہ میں امیر سبکتگین کا ہاتھ بٹایا اور اس کا شریک رہا۔ چنانچہ جب سلطان محمود نے صوبہ خراسان کی

عنان حکومت اپنے ہاتھ میں لی تو اطراف وجوانب کے حکمرانوں اور گورنروں کو اپنی حکومت کی اطاعت کا لکھا ان لوگوں نے اطاعت قبول کر لی۔

غرستان پر قبضہ:......اس بعد سلطان محمود نے محمد بن ابی نصر کو کسی جہاد میں شریک ہونے کا حکم دیا۔ محمد کسی وجہ سے نہ جا سکا چنانچہ جب سلطان محمود نے جہاد سے واپسی کی تو اپنے حاجب کبیر التوتاش کی کمان میں ایک بڑی فوج محمد بن ابی نصر کی طرف روانہ کی ارسلان حاجب حاکم طوس کو بشار حاکم غرستان کو روکنے کے لئے اس کے پیچھے روانگی کا حکم دیا اور چونکہ ان شہروں کے حالات سے ابوالحسن مینعی مکمل جانتا تھا اس وجہ سے اس کو مرد الرد و تک ان دونوں کے ساتھ جانے کی ہدایت کی ابونصر نے یہ خبر سن کر ارسلان حاجب سے امن حاصل کر لیا چنانچہ ارسلان حاجب ابونصر کے ساتھ ہرات آیا اور اس کا بیٹا محمد اس قلعہ میں قلعہ نشین ہو گیا جو ابونصر نے زمانہ حکومت ابن سمیجور میں تعمیر کرایا تھا شاہی فوجیں زمانہ دراز تک محاصرہ کئے رہیں بالآخر تلوار کے زور سے فتح کر کے محمد کو گرفتار کر لیا۔ اور پا بزنجیر غزنی بھیج اور اس کا سارا مال واسباب ضبط کر لیا گیا اور اس کے اراکین حکومت پر جرمانہ عائد کیا۔

ابونصر کی وفات:......ارسلان حاجب کامیابی کے بعد قلعہ پر ایک امیر مقرر کر کے غزنی کی طرف واپس ہوا۔ محمد کے باپ ابونصر کو ہرات سے بلوا کر غزنی میں انتہائی احترام سے ٹھہرایا اس نے وہیں ۴۰۶ھ میں وفات پائی۔

طغان خاں اور سلطان محمود کی صلح:......ایلک خاں خراسان میں شکست کے بعد سلطان محمود کی شوکت پھوٹی آنکھوں بھی دیکھنا پسند نہیں کرتا تھا آئے دن اسی ادھیڑ بن میں رہتا تھا کہ کسی نہ کسی طرح سلطان محمود سے خراسان میں شکست کا بدلہ لینا چاہیئے مگر اس کا بھائی طغان خاں اس کے اس فعل سے بے حد ناراض اور بیزار تھا اس نے سلطان محمود کی خدمت میں معذرت کا پیغام بھیجا اور اپنے بھائی کے افعال سے بیزاری کا اظہار کر کے مصالحت کی درخواست کی ایلک خاں سن کر آگ بگولا ہو گیا فوجیں تیار کر کے طغان خاں پر حملہ کر دیا مگر پھر مصالحت ہو گئی۔

ایلک خان کی وفات اور طغان کی حکومت:......اس کے بعد ہی ایلک خان کا ۴۰۳ھ میں انتقال ہو گیا اور اس کی جگہ اس کا بھائی طغان حکمران بنا۔ طغان خان نے سلطان محمود سے خط وکتابت کر کے مصالحت کر لی اور یہ کہلوا دیا کہ آپ ہندوستان کے جہاد میں شوق سے مصروف رہیں میں ترکوں کی طرف کے لئے جہاد بڑھتا رہوں سلطان محمود نے خوشی کے ساتھ اس مراسلہ کو قبولیت کا درجہ عنایت کیا اسی زمانہ سے فتنہ وفساد کا دروازہ بند ہو گیا اور امن وامان کا اعلان کرا دیا گیا۔

طغان خان پر ترکوں کا حملہ:......اس واقعہ کے بعد ترکوں کا جم غفیر چین کی طرف سے طغان خان کے علاقوں پر حملہ کے لئے نکلا اس گروہ کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ اس کے ساتھ ایک لاکھ خرگاہ تھے مسلمانوں کو اس سے بے حد خطرہ پیدا ہوا طغان خان یہ خبر پا کر ایک لاکھ کے لشکر کے ساتھ مقابلہ پر آیا فریقین جی کھول کر لڑے آخر کار طغان خان نے لشکر کفار کو شکست دے دی تقریباً ایک لاکھ کفار کو تہہ تیغ کیا اور اتنے ہی کو گرفتار کیا باقی لوگ بادل ناخواستہ شکست اٹھا کر اپنے ملک واپس چلے گئے۔

ارسلان خان کی سلطان سے رشتہ داری:......اس کے بعد ہی طغان خان کا انتقال ہو گیا اس کی جگہ اس کا بھائی ارسلان خان ۴۰۸ھ میں حکمران بنا۔ اس کی سلطان محمود سے رسم اتحاد اس حد تک بڑھی کہ ارسلان خان نے اپنی بیٹی کی سلطان محمود کے بیٹے سلطان مسعود سے منگنی کی درخواست کی چنانچہ سلطان محمود نے اس درخواست کو منظور کر لیا اور عقد کر کے اپنے بیٹے کو ہرات کا گورنر بنا دیا چنانچہ ۴۰۸ھ میں سلطان مسعود ہرات کی طرف روانہ ہوا۔

ناردین کی فتح:......موسم سرما پورا ہونے پر ۴۰۸ھ میں محمود نے ہندوستان پر جہاد کرنے کے لئے اپنی فوج ظفر موج کو تیاری کا حکم دیا چنانچہ سامان جنگ وسفر درست کر کے غزنی سے روانہ ہوا اور حدود ہندوستان میں داخل ہو کر دو مہینہ کی مسافت کے علاقوں کو فتح کرتا چلا گیا ہندوستان کے مہاراجہ ان فتوحات سے متاثر ہو کر یک جا ہو گئے۔ اور متحد ہو کر مقابلہ پر آئے اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل وکرم سے سلطان محمود کو اس جنگ میں بھی کامیابی عنایت کی ۔ ناردین فتح ہو گیا بے حد مال غنیمت ہاتھ لگا ہزار کفار قید کر لئے گئے۔ اس شہر کے بت خانے میں ایک پتھر ایسا ملا جس پر ہندی میں کچھ لکھا ہوا تھا مترجموں نے بتایا کہ اس بت خانہ کو بنے ہوئے چالیس ہزار سال گزر چکے ہیں۔ سلطان محمود نے اس کامیابی کے بعد دارالسلطنت غزنی کی جانب

واپس لوٹ گیا دارالحکومت پہنچ کر خلیفہ قادر باللہ کی خدمت میں درخواست کی کہ مجھے خراسان اور ان ممالک کی سند حکومت دے دی جائے جو اس وقت میرے دائرہ حکومت میں ہیں۔

تھانیسر پر حملہ:......تھانیسر کا رجاہ نہایت متعصب شخص تھا کفر وضلالت میں بے مثل تھا یہاں پر ایک بت خانہ تھا جسے ہند (ونعوذ باللہ) مکہ کے قائم مقام سمجھتے تھے۔ سلطان محمود یہ خبر سن کر آٹھ کھڑا ہوا اور فوجیں تیار کر کے دارالحکومت غزنی سے تھانیسر کی جانب روانہ کیا راستے میں بڑے بڑے مصائب کا سامنا کرنا پڑا۔ بڑی بڑی گہری وادیاں ملیں جیسے تیسے ان کو عبور کیا تو ایک نہر آ ڑے آ گئی نہر کے کنارہ پر ایک انتہائی اونچا پہاڑ کھڑا ہوا تھا نہر کا دہانہ اس جگہ پر ایسا تنگ اور چھوٹا تھا کہ گنتی کے چند لوگ پہاڑ کی چوٹی سے بڑے لشکر کو عبور کرنے سے روک سکتے تھے۔ چنانچہ لشکر ظفر پے کر کی آمد کی خبر سن کر گردونواح کے کفار پہاڑ کی چوٹی پر آ کر جمع ہو گئے۔ اور شاہی لشکر کو عبور سے روکنا چاہا سلطان محمود نے اپنی فوج کو تیر برسانے کا حکم دیا جس سے مزاحمت کرنے والے مصروف بکار ہو گئے اور شاہی لشکر کا بڑا حصہ مکمل اطمینان سے نہر عبور کر گیا۔ کفار یہ رنگ دیکھ کر بھاگ گئے۔

تھانیسر پر قبضہ:......مجاہدین اسلام نے تلواریں نیام سے کھینچ لیں اور ہنگامہ قتل وغارت شروع ہو گیا۔ حریف انتہائی بے سروسانی سے بھاگ نکلا اور سلطان نے شہر پر قبضہ کر لیا۔ بے حد مال غنیمت ہاتھ آیا سلطان محمود کامیابی کے ساتھ غزنی واپس چلا گیا۔ اس کے بعد سلطان محمود نے آئندہ سال حسب دستور ہندوستان پر جہاد کیا گائیڈ راستہ بھول گیا چنانچہ شاہی لشکر بہت بڑی جھیل میں گر گیا جس سے لشکر کا بڑا حصہ غرق ہو گیا خود سلطان محمود مدتوں پانی میں چلتا رہا اور بڑی مشکل اور دقت اس سے نجات پائی اللہ اللہ کر کے خراسان کی جانب لوٹا۔

ابوالعباس مامون بن محمد:......ابوالعباس مامون بن محمد کے اقتدار میں خوارزم اور جرجانیہ کی حکومت تھی جن دنوں امیر نوح آمد میں تھا یہ اس کے خاص حاشیہ نشینوں میں سے تھا جیسا کہ آپ اور پر پڑھ چکے ہو امیر نوح نے ان کو اس کے زیر کنٹرول علاقوں میں ملحق کرنا چاہا لیکن اس نے اس لئے کہ اس کے ابوعلی بن سمجور سے مراسم اتحاد تھے یہ شاہی عطیہ قبول نہ کیا پھر اس کے بعد دوسرے واقعات جو ابوعلی بن سمجور کے ساتھ پیش آئے تھے اسے ہم اوپر بیان کر چکے ہیں رفتہ رفتہ مملکت خوارزم اس کے قبضہ میں آ گئی اس کے بعد یہ مر گیا اور اس کی جگہ ابوالحسن علی متمکن ہوا پھر جب اس کا بھی انتقال ہو گیا تو اس کی جگہ اس کا بیٹا مامون تخت حکومت پر بیٹھا اس نے سلطان محمود سے رشتہ مصاہرت قائم کیا اور اپنی بہن کو سلطان کے نکاح میں دے دیا جس سے دونوں میں مراسم اتحاد مستحکم ہو گئے۔ حتیٰ کہ اس کی وفات ہو گئی پھر اس کی جگہ ابوالعباس مامون نے حکومت اپنے ہاتھ میں لی۔ اس نے سلطان کے پاس سلطان کی بہن سے منگنی کا پیغام بھیجا جسے سلطان نے منظور کر لیا اور عقد کر دیا۔

ابوالعباس اور سلطان محمود:......پھر جب سلطان محمود نے ابوالعباس کے پاس سفیر بھیجا کہ تم میرے علم حکومت کی اطاعت قبول کر لو اور میرے نام کا خطبہ جامع مسجدوں کے منبروں پر پڑھاؤ ابوالعباس کے مشیروں نے اس سے اختلاف کیا اور کھلم کھلا کہہ دیا کہ اگر یمین الدولہ (سلطان محمود) کی اطاعت قبول کر لو گے تو ہم لوگ آپ کی اطاعت سے منحرف ہو جائیں گے اور دولت وحکومت کی بیعت کر لی پھر ان لوگوں کو اس معاملہ سے سلطان محمود کا خوف پیدا ہو گیا لہٰذا آپس میں مشورہ کر کے مخالفت پر تل گئے تگین بخاری ان لوگوں کا رہنما تھا سلطان محمود کو ان واقعات کی اطلاع ملی تو وہ لشکر تیار کر کے ان لوگوں کے سر پر پہنچ گیا۔ سلطان محمود کے لشکر کے مقدمۃ الجیش کا افسر اعلیٰ محمد ابن ابراہیم طائی تھا اس نے پہنچتے ہی لڑائی چھیڑ دی یہاں تک کہ سلطان محمود بھی اپنی تازہ دم فوج کے ساتھ پہنچ گیا اور انتہائی مردانگی سے حریف کو شکست دے دی۔ پھر پکڑ دھکڑ قتل وغارت کا ہنگامہ نہایت سختی سے شروع ہو گیا تگین بخارف کشتی پر سوار ہو کر بھاگا مگر ملاحوں نے دھوکا دیا اور سلطان محمود کے پاس لا کر حاضر کر دیا۔ سلطان محمود نے اسے ان چند کمانڈروں سمیت جنہوں نے مامون کو قتل کیا تھا سزائے موت سنادی جس کی تعمیل مامون کی قبر پر کی گئی۔ باقی لوگوں کو غزنی بھیج دیا گیا۔ پھر ان قیدیوں کو کچھ عرصے بعد ہندوستان کی طرف اپنی فوج کے ساتھ بھیج دیا اور سرحدی شہروں میں حفاظت کے لئے ٹھہرایا۔ ان کے وظائف اور تنخواہیں مقرر کر دیں۔ کامیابی کے بعد خوارزم کی حکومت پر حاجب التونتاش کو مامور کر کے غزنی کی جانب روانہ ہو گیا۔

فتح کشمیر:......سلطان محمود مہم خوارزم سے فارغ ہو کر غزنی پہنچا اور پھر غزنی سے روانہ ہو کر ایام سرما بست میں گزارے اور وہاں کے نظم ونسق سے فارغ

ہو کر دوبارہ غزنی آیا مجاہدین سے لشکر اسلام کو آراستہ کر کے ۴۰۹ھ میں بقصد جہاد ہند کے لئے پر پھر چڑھائی کی صوبہ پنجاب کے سارے علاقے اس کے ممالک محروسہ میں داخل ہو گئے۔ تھے صرف کشمیر کا خطہ باقی رہ گیا تھا وہاں کی زمین کو مجاہدین اسلام کے گھوڑوں کی ٹاپوں سے روندے جانے کا شرف حاصل نہیں ہوا تھا ماواء النہر اور خراسان وغیرہ سے بیس ہزار سوار آ کر جمع ہو گئے جن میں مجاہدین بھی تھے۔ اور فوج نظام کے جنگ جو بھی تھے۔ سلطان نے ان کو مرتب اور مسلح کر کے ہندوستان کی جانب قدم بڑھائے اور غزنی سے تین مہینے کا راستہ (بانوے منزلیں) طے کر کے ہندوستان پہنچا نہر جیحوں جہلم اور دوسرے پانچ دریاؤں کو عبور کر کے سرحد کشمیر پر پہنچ گیا۔

راجہ ہردت کا قبول اسلام:...... راجہ کشمیر ہندوستان کے ممتاز راجاؤں میں سے تھا۔ ہند کے راجہ اس کی اطاعت وخدمت کا اعتراف کرتے تھے سلطان محمود کی آمد کی خبر سن کر ہدایا و تحائف لے کر حاضر خدمت ہوا[1] اور اسلامی علم حکومت کے آگے اطاعت کی گردن جھکا دی۔ رہبری کا ذمہ دار بنا اور شاہی مقدمۃ الجیش کے ساتھ ساتھ بیسویں رجب کو قلعہ مہابن کی جانب چلا راستے میں جتنے مقامات ملتے گئے سب کے سب فتوحات سلطانیہ میں شامل ہوتے گئے یہاں تک راجہ ہردت کے قلعہ کے قریب پہنچ گئے راجہ ہردت نے حاضر ہو کر اسلام قبول کر لیا۔ اور مطیع ہو گیا۔

قلعہ مہابن پر حملہ:...... چنانچہ سلطان محمود نے یہاں سے روانہ ہو کر راجہ کلچند (کالی چند) کے قلعہ مہابن پر حملہ کیا۔ راجہ کلچند (کالی چند) سے اس مطیع ہو کر مقابلہ پڑا آیا مگر پہلے ہی حملہ میں شکست کھا کر بھاگ گیا مگر آگے دریا حائل ہو گیا۔ عبور کا کوئی سامان نہ تھا چنانچہ تقریباً پچاس ہزار آدمی ڈوب کر مر گئے۔ بہت سامال غنیمت ہاتھ آیا ان میں ڈیڑھ سو جنگی ہاتھی اور قیمتی قیمتی سامان تھے۔ سلطان محمود ان مہمات سے فارغ ہو کر متھرا فتح کرنے کی طرف متوجہ ہوا باوجود یکہ متھرا پر راجہ دہلی کا قبضہ تھا مگر کوئی شخص مقابلہ پر نہ آیا چنانچہ سلطان محمود نے پہنچتے ہی قبضہ کر لیا یہ شہر نہایت آباد اور خوش منظر تھا اس شہر کی ساری عمارتیں پتھر کی تھیں شہر پناہ کے دور واز ے دریا کی طرف تھے شہر ایک بلند مقام پر آباد تھا۔ اندرون شہر میں ایک ہزار محل۔ آسمان کو چھوتے تھے جو درحقیقت بتوں کے لئے تعمیر کئے گئے تھے۔ ان محلوں کے وسط میں ایک ایک بہت بڑا بت خانہ جس میں پانچ بت خالص سونے کے پائے گئے جو لمبائی میں پانچ پانچ ذراع تھے ان کی آنکھیں سرخ یاقوت کی تھیں جن کی قیمت تخمینی اس وقت پچاس ہزار تھی ایک اور بت کی آنکھوں میں یاقوت ازرق (نیلم) کے ٹکڑے لگے ہوئے تھے جن کا وزن ساڑھے چار سو مثقال تھا اور جب اس بت کو توڑا گیا تو صرف اس کے پاؤں سے چار ہزار چار سو مثقال اور پیٹ اور سر وغیرہ سے اٹھانوے ہزار مثقال خالص سونا برآمد ہوا۔ ان بڑے بتوں کے علاوہ سو سے زیادہ چھوٹے بت ہاتھ لگے۔ جس کا بار سو اونٹوں کا تھا۔ سلطان نے ان بت خانوں کو منہدم کرا کے زمین دوز کرا دیا۔

قنوج کی فتح:...... متھرا کی فتح سے فارغ ہو کر سلطان نے قنوج کا رخ کیا راستے میں جتنے قلعے ملے سب کو ویران اور مسمار کرتا ہوا ماہ شعبان ۴۰۹ھ پہنچا راجہ راجپال (والی قنوج) نے سلطان کی آمد کی خبر سن کر قنوج کو خیر آباد کہہ کر دریائے گنگا عبور کر لیا۔ گنگا ہندوؤں کے مذہب کے مطابق نہایت باہر کت دریا ہے اپنے مردوں کو جلا کر ان کی راکھ نجات کے خیال سے اس میں ڈالتے ہیں اور اس میں غوطہ لگانے کو باعث نجات تصور کرتے ہیں۔ قنوج ایک ایسا مقام تھا جس کے بارے میں ہندوؤں کا یہ اعتقاد تھا کہ کوئی غیر ہندو اس کو فتح نہیں کر سکے گا اس میں بت خانے تھے ہندوؤں کا یہ اعتقاد و گمان تھا کہ اس کی تعمیر کو دو لاکھ بیالیس لاکھ سال ہو چکے ہیں اور اس زمانہ سے مسلسل اس کی پرستش ہوتی چلی آ رہی ہے جس وقت سلطان محمود قنوج کے قریب پہنچا۔ اہل قنوج نے شہر چھوڑ دیا۔ سلطان محمود نے گویا ایک ہی دن میں قنوج کو اپنے علم حکومت کے سائے میں لے لیا۔ اس کے بعد سلطان محمود کا لشکر لنج کی طرف بڑھا جس کو اس زمانہ میں قلعہ براہمہ نام سے یاد کرتے تھے۔ قلعہ والے پندرہ دن تک لڑتے رہے۔ جب ان کو اس بات کا احساس ہو گیا کہ سلطانی حملوں سے زندہ بچنا محال ہے تو ان میں سے اکثر نے خود کو قلعہ کی بلندی سے گرا کر خودکشی کر لی اور بے شمار نے اپنے آپ کو بیوی بچوں سمیت جلتی ہوئی آگ میں ڈال دیا اور بعض نے اپنے ہاتھ سے اپنا سینہ چاک کر دیا باقی لوگ گرفتار کر لئے گئے۔ سلطانی لشکر نے قلعہ پر قبضہ کر لیا اور اس کے برجوں پر کامیابی کا جھنڈا اگاڑ دیا۔

---

[1] ...... راجہ ہردت قلعہ میرٹھ کا حاکم تھا تاریخ فرشتہ ج ۲۹۔

چندرائے کی شکست:......راجہ چند پال کو زیر کرنے سے فارغ ہو کر شاہی لشکر راجہ چندرائے کی سرکوبی کے لئے بڑھا یہ ہندوی راجاؤں میں ممتاز شخص تھا اور اس کا قلعہ بھی مضبوط قلعوں میں شمار کیا جاتا تھا۔ راجہ جے پال جو ہندوستان کا اپنی مالداری کے لحاظ سے بادشاہ ہند کہلائے جانے کا مستحق تھا عرصے سے چندرائے کو اپنی حکومت کا تابعدار بنانا چاہتا تھا لیکن چندرائے مسلسل انکار کرتا تھا۔ اس موقع پر چندرائے نے مصلحت وقت کے طور پر اطاعت قبول کرنے پر آمادگی ظاہر کردی چونکہ یہ وقت ایسا آ گیا تھا کہ راجہ جے پال اپنے آپ کو سنبھال نہ سکتا تھا چندرائے کی کیا مذ کرتا جیسے تیسے وہ لشکر اسلام کے ہاتھوں سے خود کو صافی بچا کر لے گیا۔ چندرائے نے تن تنہا شاہی لشکر کے مقابلے کی کوشش کی اور اس بھروسہ پر کہ میرا قلعہ نہایت مضبوط ہے کوئی شخص قبضہ نہیں کر سکے گا مقابلہ پر آ گیا۔ بھیم پال نے دوستانہ انداز سے سمجھایا اور لشکر اسلام سے مقابلہ کرنے سے اسے روکا چنانچہ چند رائے پر کچھ ایسا رعب غالب ہوا کہ وہ اور اس کے تمام مددگار قلعہ چھوڑ کر پہاڑوں پر چلے گئے جو اس قلعہ کے پیچھے تھے۔ سلطان محمود نے قلعہ میں داخل ہو کر مال غنیمت جمع کرنے کا حکم دیا اور خود ایک دستہ فوج لے کر چندرائے کے تعاقب میں قتل و غارت کرتا ہوا روانہ ہو گیا۔ ہزاروں کفار لشکر اسلام کی تلوار کی نذر ہو گئے اور ہزاروں گرفتار و قید کر لئے گئے۔

مال غنیمت:......غنیمت کی تعداد تین لاکھ دینار سرخ تین لاکھ دراہم تک پہنچ گئی تھی۔ اس کے علاوہ بیشمار جواہرات اور یاقوت ہاتھ لگے قیدیوں کی کثرت کا اندازہ اس سے ہوسکتا ہے کہ غزنی میں ایک ایک غلام دس دراہم سے دو دراہم تک فروخت ہوئے۔ چندرائے کا ایک ہاتھی ہندوستان میں مشہور اور بڑا تھا وہ بھی شاہی خدام کے ہاتھ لگ گیا۔ سلطان محمود نے اس ہاتھی کا نام خداداد رکھ دیا۔

مسجد اور مدرسہ کی تعمیر:......سلطان محمود کا جہاد اس مرتبہ چندرائے کا قلعہ فتح ہونے پر موقوف ہو گیا ہے اور سلطان محمود اپنے لشکر کے ساتھ غزنی واپس آ گیا۔ چنانچہ غزنی پہنچ کر سلطان محمود نے ایک بہت عظیم الشان جامع مسجد بنوائی ہندوستان سے سنگ مرمر و سنگ رخام لے جا کر اس کی بنیادوں میں لگایا۔ در و دیوار پر ہندوستان کے بت خانوں کے طلائی اور نقرئی پتھر جڑوائے نیشاپور کے کاریگروں کو بلوا کر بنفس نفیس بنوانے میں مصروف ہو گیا مسجد کے گرد و پیش تین ہزار طلباء کے رہنے کے قابل مکانات بنوائے او مقابلہ میں مدرسہ اور کتب خانہ تعمیر کرایا جس میں متقدمین اور متاخرین کی کتابیں دور دراز ممالک سے لا کر رکھی گئیں تعمیر مدرسہ مکمل ہونے کے بعد مدرسین اور طلباء کے لئے وظائف اور تنخواہیں مقرر کیں۔ اراکین حکومت ان کمانڈوں افواج اور امراء سلطنت نے بھی مسجد کے قریب بڑی تعداد میں مکانات بنوائے جو شمار سے باہر تھے۔ الغرض غزنی میں ان دنوں ایک ہزار ہاتھی بضرورت سیاست و کاروبار سلطنت بندھے رہتے تھے

ہندوستان پر ایک اور جہاد:......سلطان محمود کی غزنی واپسی کے بعد راجہ نندا والی کالنجر نے راجہ قنوج کو ملامت بھرا خط لکھا کہ تم بڑے بزدل ہو ترکوں کے ڈر سے شہر چھوڑ دیا اپنے دیوتاؤں کے ننگ و ناموس کا بھی کچھ خیال نہ کیا ملکشوں کی نذر کر کے اپنی جان بچائی اس کا راجہ قنوج نے سختی سے جواب دیا چنانچہ نندا کو غصہ آ گیا اس نے حملہ کر دیا دونوں راجاؤں میں سخت لڑائی ہوئی بالآخر میدان نندا کے ہاتھ رہا اور راجہ قنوج مارا گیا اس کا سارا مال واسباب لوٹ لیا گیا۔ فوجیں پامال کر دی گئیں۔ اس کامیابی سے نندا کا دل اور مضبوط ہو گیا۔ حوصلے بلند ہو گئے چنانچہ اس نے قرب و جوار کے راستوں کو اپنا مطیع بنا لیا اور جن حاکموں نے سلطان محمود کے مقابلہ میں تکلیفیں اٹھائیں تھیں وہ سب کے سب اس کے پاس آ آ کر جمع ہو گئے اور اس نے ان لوگوں سے وعدہ کر لیا کہ تمہارا چھنا ہوا ملک میں تمہیں ان ترکوں سے واپس دلاؤں گا۔ رفتہ رفتہ خبر سلطان محمود کے کانوں تک بھی پہنچ گئی اس نے فوراً تیاری کا حکم دے دیا پھر اس نے بہت بڑی تیاری کے ساتھ ہندوستان پر حملہ کیا۔

افغانیوں کی سرکوبی:......راستے میں افغانیوں کی سرکوبی کی۔ کفار ہند کا یہ ایک گروپ تھا جو پہاڑوں کے دروں اور چوٹیوں میں چھپا تھا جس کا کام صرف رہزنی تھا آئے دن مسافروں اور قافلوں کو لوٹ لیتے تھے۔ سلطان محمود نے ان کے ٹھکانوں اور علاقوں کی طرف قدم بڑھائے اور بری طرح ان کو کچل دیا اس کے بعد دریائے گنگا عبور کر کے راجہ جے پال سے جنگ کی اور ایک سخت اور خونریز لڑائی کے بعد جے پال کو شکست دے دی اس کے بہت سے ساتھی گرفتار کر لئے گئے اور خود راجہ جے پال زخمی ہو کر بھاگا مگر پھر کچھ سوچ سمجھ کر سلطان محمود سے امن طلب کر لیا سلطان نے اسلام قبول

کرنے کی شرط پر امان دینے کی حامی بھری مگر راجہ جے پال نے منظور نہ کیا بادل ناخواستہ نندا (والی جالجنر) کے پاس روانہ ہو گیا مگر راستے میں اس کے کسی ساتھی نے ہی اسے مار ڈالا۔ سلطان محمود کی ان مسلسل کامیابیوں سے شہر ہندوستان کے حاکمین بے حد متاثر ہوئے چنانچہ انھوں نے اپنے اپنے قاصد شاہی دربار میں بھیج کر اطاعت وفرماں برداری کا عقیدت مندانہ اظہار کر دیا۔

ناری پر قبضہ:......اس کے بعد سلطانی لشکر نے شہر ناری کی طرف قدم بڑھائے یہ شہر ہندوستان کا مضبوط اور مستحکم تر شہر تھا لیکن شاہی رعب کا سکہ کچھ ایسا چل گیا تھا کہ اہل شہر شاہی لشکر کی آمد کی خبر پا کر شہر چھوڑ کر بھاگ گئے۔ سلطان محمود نے ناری کو اس کے محافظوں سے خالی پایا مصلحت وقت کے لحاظ سے حکم دیا کہ اسے زمین دوز کر دیا جائے۔ دس قلعے اس کے قرب وجوار میں اور بھی تھے ان لوگوں نے ہلکا سا مقابلہ کیا مگر نا کام رہے نتیجہ یہ نکلا کہ ہزاروں مارے گئے اور سلطانی علم حکومت کا جھنڈا ان کے برجوں پر کامیابی کی ہوا میں لہرانے لگا۔

نندا کی گوشمالی:......نندا کے راجہ کو ان دنوں میں موقع اچھا ہاتھ آ گیا تھا اس نے ایک مقام پر جا کر قلعہ بندی کر لی تھی اس مقام کو اس نے بڑے عمدہ طریقے سے محفوظ کر لیا تھا چاروں طرف گہری نہر کھدوا کر پانی بھروا دیا تھا جو کئی میل تک دلدل کی صورت میں پھیلا ہوا تھا چھ ہزار سوار ایک لاکھ اسی ہزار پیدل فوج اور سات سو پچاس ہاتھی اس لشکر میں تھے۔ سلطان محمود شہر ناری کی مہم سے فارغ ہو کر نندا کے تعاقب میں روانہ ہو گیا اور عارضی قلعہ پہنچ کر سلطان محمود نے ایک سرسری نظر سے دیکھا اور لشکر کو اس کے مقابلہ میں ایک ٹیلہ پر قیام کا حکم دیا اگلے دن سلطان نے حملہ کا حکم دے دیا نندا نے قلعہ سے نکل کر مقابلہ کیا چنانچہ پورا دن شدت سے جنگ جاری رہی حتیٰ کہ رات کی تاریکی نے فریقین کو جنگ سے روک دیا۔ اس جنگ سے نندا پر کچھ ایسا رعب شاہی غالب ہوا کہ اپنا سارا مال واسباب وآلات حرب چھوڑ کر صبح ہونے سے پہلے ہی بھاگ گیا لشکر اسلام نے ان پر قبضہ کر لیا اور اس کے تعاقب میں نکلے۔ سراغ لگاتے لگاتے ایک جنگل میں جا کر گھیر لیا۔ پھر کیا تھا ہنگامہ کارزار گرم ہو گیا۔ ہزاروں ہندو مارے گئے سیکڑوں کو گرفتار کر لیا گیا۔ نندا خود بڑی مشکل سے اپنی جان بچا کر بھاگ گیا۔ سلطانی لشکر کامیابی کے ساتھ دارالحکومت غزنی واپس لوٹا۔

فتح سومنات:......سومنات کا مندر ہندوؤں کا بہت بڑا عبادت خانہ تھا ہندوستان کے سارے بت خانوں میں یہ زیادہ محترم اور معظم سمجھا جاتا تھا یہ بت خانہ ایک مستحکم قلعہ میں جو کہ دریا کے کنارے تھا بنا ہوا تھا دریا کی لہریں جوش میں آ کر بت خانے تک آیا کرتی تھیں ہندوؤں کا یہ اعتقاد تھا کہ دریا اس بت کی قدم بوسی کے لئے آتا ہے۔ اس مندر کی عمارت نہایت عظیم الشان اور وسیع تھی چھپن مربع کھمبوں پر وہ عمارت قائم تھی بت کا مجسمہ پتھر تراش کر بنایا گیا تھا اس کی لمبائی پانچ گز تھی دو گز زمین میں گڑا ہوا اور تین گز باہر تھا۔ اس بت کی کوئی مشخص صورت نہ تھی۔ بت خانہ ایک تاریک جگہ میں تھا قندیلوں میں جواہرات تھے جس سے وہ روشن رہتا تھا۔ بت کے قریب سونے کی زنجیر میں ایک سومن وزن کا گھنٹا لٹکا ہوا تھا جو مقررہ اوقات میں رات کے قوت سے بجایا جاتا تھا اس کی آواز سے برہمن پجاری بتوں کی عبادت کے لئے آتے تھے۔ اس بڑے بت کے پاس بہت سونے چاندی کے بت رکھے ہوئے تھے۔ مندر میں دروازوں پر زربفت کے پردے لگے ہوئے تھے جنگی جھالروں میں موتیاں اور جواہر لگے تھے جن میں سے ہر ایک کی قیمت بیس بیس ہزار دینار تھی جس رات چاند گرہن ہوتا تھا تو پورے ہندوستان کے ہندو سومنات کی زیارت کے لئے جاتے تھے اور اتنا بڑا مجمع ہو جاتا تھا جس کا شمار نہیں ہو سکتا۔ ہندوؤں کا یہ اعتقاد تھا کہ روحیں جسم سے نکلنے کے بعد سومنات ہی میں آ کر جمع ہوتی ہیں اور سومنات تناسخ کے طور پر جس کو جس بدن میں چاہتا ہے ڈال دیتا ہے ہندو قیمتی قیمتی سامان اور نفیس نفیس جواہر نذر کے طور پر سومنات میں پیش کرتے تھے مجاوروں کو بے حد وبیشمار عمدہ وقیمتی مال واسباب دیتے تھے دس ہزار سے زیادہ آمدنی کی جائیداد وقف تھی باوجود اس کے کہ سومنات دریائے گنگا سے دو سو کوس کے فاصلہ پر تھا مگر روزانہ سومنات کے غسل کے لئے پانی لایا جاتا تھا دریائے گنگا ہندوؤں کے عقیدے کے مطابق جنت سے نکلا ہے اور وہ اسمیں نجات کے عقیدے سے اپنے مردوں کی راکھ وغیرہ ڈالتے تھے ایک ہزار برہمن پجاری روزانہ پرستش پر مامور تھے تین سو حجام یاتریوں کے سر اور داڑھی مونڈنے کے لئے موجود رہتے تھے تین سو مرد اور پانچسو عورتیں گانے اور ناچنے کے لئے تھیں ان سب کی معقول تنخواہیں مقرر تھیں۔ اس سے پہلے سلطان محمود ہندوستان کے جب کسی قلعہ کو فتح کرتا یا کسی بت کو توڑتا تھا تو ہندو کہا کرتے تھے کہ سومنات ان لوگوں سے ناراض ہو گیا ہے اس لئے یہ توڑے جاتے رہے ہیں اور ہم شکست کھا رہے ہیں ورنہ سومنات محمود کو اب تک کب کا ہلاک کر ڈالتا۔ سلطان محمود کو کسی ذریعہ سے اس کی خبر مل گئی

چنانچہ وہ اس بت پرستی کو نیست و نابود کرنے کے لئے اور انہیں ان کے جھوٹے خداؤں کی بے بسی دکھانے اور ان کے دعووں کی تکذیب کے خیال سے جہاد کے لئے حرکت کی چنانچہ ماہ شعبان ۴۱۶ھ میں مجاہدین کے ساتھ غزنی سے نکلا اور نصف ماہ رمضان میں ملتان پہنچا چونکہ ایک بہت بڑا بیابان جس میں پانی اور گھاس کا نام تک نہ تھا سائے تھا اس لئے سلطان نے حکم دیا کہ ہر شخص اپنی ضرورت کے لئے پانی اور رسد لے لے اس کے علاوہ سلطان نے احتیاط کے پیش نظر بیس ہزار اونٹ پانی اور ہر ضروری چیزوں سے لاد کر اپنے ساتھ لے لئے القصد اس جانفرسا میدان سے گذر کر شاہی لشکر اجمیر پہنچ گیا اجمیر کا راجہ خوف کے مارے شہر چھوڑ کر بھاگ گیا تھا لشکر اسلام نے شہر کو تاخت و تاراج کر دیا مگر قلعہ کی طرف اس لئے متوجہ نہ ہوا کہ مہم سومنات درپیش تھی جو اس سے کئی گنا زیادہ اہم تھی اس دوران چند قلعوں سے گذر ہوا جو جنگ جو مردوں اور آلات حرب و سامان جنگ سے بھرے ہوئے تھا مگر اللہ تعالیٰ نے سلطانی رعب ان پر ایسا غالب کر دیا کہ ان لوگوں نے بغیر جنگ وقتال اطاعت قبول کر لی اور قلعہ کی چابیاں شاہی ملازموں کے حوالہ کر دیں۔

بتکدون کی تباہی:......لشکر اسلام ان قلعوں پر قبضہ کر کے آگے بڑھ گیا اور نہر والہ (ٹپن گجرات) پہنچ کر پڑاؤ کیا بھیم راؤ والی شہر خوف کے مارے شہر خالی چھوڑ کر بھاگ گیا تھا۔ سلطان محمود نے اس شہر سے بھی رسد و پانی کا ذخیرہ حاصل کر کے ساتھ لے لیا اور سومنات کی طرف بڑھا راستے میں بہت سے بتکدے (مندر) قلعہ کی طرف نظر آئے جن میں بے شمار بت رکھے ہوئے تھے گویا یہ سومنات کے نقیب اور خدام تھے سلطان محمود نے ان بت خانوں کو ویران و مسمار کر کے بتوں کو توڑ پھوڑ ڈالا۔

راجپوتوں کی سرکوبی:......میں پہنچا جس میں پانی اور گھاس کا نام و نشان تک نہ تھا اس مقام پر بیس ہزار راجپوتوں سے سامنا ہوا یہ لوگ شاہی لشکر کا مقابلہ کرنے کیلئے جمع ہوئے تھے سلطان محمود نے ان سے جنگ کرنے کے لئے اپنی فوج کے ایک حصہ کو حکم دیا چنانچہ اس دستہ نے جنگ چھیڑ دی اور ان کو زیر کر کے ان کے مال و اسباب پر قبضہ کر لیا پھر لشکر ظفر پیکر گجرات میں پہنچا یہ مقام سومنات سے دو منزل کے فاصلہ تھا سلطان محمود نے اس پر بھی قبضہ کر لیا جو مقابلہ پر آیا اس کو تہہ تیغ کیا۔

ارسلان کی وفات:......ارسلان حاجب کامیابی کے بعد قلعہ پر ایک امیر مقرر کر کے غزنی کی طرف واپس ہوا۔ محمد کے باپ ابونصر کو ہرات سے بلوا کر غزنی میں انتہائی احترام سے ٹھہرایا اس نے وہیں ۴۰۶ھ میں وفات پائی۔

طغان خاں اور سلطان محمود کی صلح:......ایلک خاں خراسان میں شکست کے بعد سلطان محمود کی شوکت پھوٹی آنکھوں بھی دیکھنا پسند نہیں کرتا تھا آئے دن اسی ادھیڑ بن میں رہتا تھا کہ کسی نہ کسی طرح سلطان محمود سے خراسان میں شکست کا بدلہ لینا چاہیئے مگر اس کا بھائی طغان خاں اس کے اس فعل سے بے حد ناراض اور بیزار تھا اس نے سلطان محمود کی خدمت میں معذرت کا پیغام بھیجا اور اپنے بھائی کے افعال سے بیزاری کا اظہار کر کے مصالحت کی درخواست کی ایلک خاں سن کر آگ بگولا ہو گیا فوجیں تیار کر کے طغان خاں پر حملہ کر دیا مگر پھر مصالحت ہو گئی۔

ایلک خان کی وفات اور طغان کی حکومت:......اس کے بعد ہی ایلک خان کا ۴۰۳ھ میں انتقال ہو گیا اور اس کی جگہ اس کا بھائی طغان حکمران بنا۔ طغان خان نے سلطان محمود سے خط و کتابت کر کے مصالحت کر لی اور یہ کہلوا دیا کہ آپ ہندوستان کے جہاد کے عمل میں شوق سے مصروف رہیں میں تکرکوں کی طرف کے لئے جہاد بڑھتا رہوں سلتطان محمود نے خوشی کے ساتھ اس مراسلہ کو قبولیت کا درجہ عنایت کیا اسی زمانہ سے فتنہ وفساد کا دروازہ بند ہو گیا اور امن وامان کا اعلان کرا دیا گیا۔

طغان خان پر ترکوں کا حملہ:......اس واقعہ کے بعد ترکوں کا جم غفیر چین کی طرف سے طغان خان کے علاقوں پر حملہ کے لئے نکلا اس گروہ کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ اس کے ساتھ ایک لاکھ خرگاہ تھے مسلمانوں کو اس سے بے حد خطرہ پیدا ہوا طغان خان یہ خبر پا کر ایک لاکھ کے لشکر کے ساتھ مقابلہ پر آیا فریقین جی کھول کر لڑے آخر کار طغان خان نے لشکر کفار کو شکست دے دی تقریباً ایک لاکھ کفار کو تہہ تیغ کیا اور اتنے ہی کو گرفتار کیا باقی لوگ بادل ناخواستہ شکست اٹھا کر اپنے ملک واپس چلے گئے۔

ارسلان خان کی سلطان سے رشتہ داری: ......اس کے بعد ہی طغان خان کا انتقال ہوگیا اس کی جگہ اس کا بھائی ارسلان خان ۴۰۸ھ میں حکمران بنا۔ اس کی سلطان محمود سے رسم اتحاد اس حد تک بڑھی کہ ارسلان خان نے اپنی بیٹی کی سلطان محمود کے بیٹے سلطان مسعود سے منگنی کی درخواست کی چنانچہ سلطان محمود نے اس درخواست کو منظور کرلیا اور عقد کر کے اپنے بیٹے کو ہرات کا گورنر بنا دیا چنانچہ ۴۰۸ھ میں سلطان مسعود ہرات کی طرف روانہ ہوا۔

اہل سومنات کی للکار: ......نصف ذیقعدہ کو شاہی لشکر نے سومنات پہنچ کر پڑاؤ کیا۔ اہل سومنات قلعہ کی فصیلوں پر چڑھ کر لشکر اسلام کو دیکھ رہے تھے اور بلند آواز سے کہتے تھے کہ ہمارا معبود سومنات تمہیں یہاں اس لئے لایا ہے تاکہ تم لوگوں کو ایک ہی جھٹکے میں ہلاک کر دے اور اس کا انتقام لے جو تم نے ہندوستان کے مہاتماؤں کے ساتھ کیا ہے اور ان کو توڑا ہے۔ مختصر یہ کہ صبح ہوتے ہی مجاہدین اسلام پائیں قلعہ تک تکبیر کہتے ہوئے پہنچ گئے ادھر راجپوتوں اور پنڈوں کا لشکر قلعہ کی فصیل سے اتر کر سومنات کے پاس مدد کرنے کی درخواست پیشکر نے گیا۔ ادھر مجاہدین اسلام کمندوں اور سیڑھیوں کے ذریعہ سے قلعہ کی فصیل پر چڑھ گئے راجپوت سورما مسلمان بہادروں کی یہ شجاعت دیکھ کر دنگ رہ گئے۔ اور بحکم ہر تنگ آید بجنگ آید مقابلہ اور مدافعت پر کمریں کس لیں۔ پورا نہایت شدت سے لڑائی کا سلسلہ جاری رہا جیسے ہی رات نے اپنا سیاہ جھنڈا فضائے عالم میں اڑایا دونوں حریف جنگ سے رک گئے۔ یہ رات امید وبیم میں گذر گئی۔ صبح ہوتے ہی لشکر اسلام نے تکبیر کہہ کر پھر لڑائی کا آغاز کر دیا۔ اور نہایت سختی سے حملہ آور ہوئے ہندو جوق در جوق سومنات کے پاس جاتے اور اس سے بغلگیر ہو کر گریہ وزاری کرتے ہوئے رخصت ہوتے اور میدان جنگ میں جاتے تھے مجاہدین اسلام انتہائی جدوجہد سے حملہ کرتے رہے یہاں تک کہ رات نے بیچ بچاؤ کرا دیا۔ اور یہ دن بھی اسی حالت میں ختم ہوگیا۔

قلعہ پر قبضہ: ......تیسرے دن باوجودیکہ پرم دیو اور دابشلیم سے امدادی فوجیں آ گئی تھیں جس سے اہل سومنات کو بہت بڑی تقویت اور طمانیت حاصل ہوگئی تھی مگر مجاہدین اسلام کے پرزور حملوں نے راجپوتوں کو شکست دے ہی دی چنانچہ وہ نہایت ابتری کے ساتھ پسپا ہوگئے۔ پچاس ہزار مارے گئے باقی لوگ کشتیوں پر سوار ہو کر بھاگ نکلے اسلامی بہادروں نے تعاقب کیا قتل وغارتگری کا سیلاب بڑھا اور ہزاروں لوگ دریا میں ڈوب کر مر گئے بے شمار بھگوڑوں کو اسلامی بہادروں نے تلوار کے گھاٹ اتارا چنانچہ قلعہ پر کامیابی کے ساتھ سلطان قبضہ ہوگیا۔

راجہ پرم دیو پر حملہ: ......اس خداداد کامیابی کے بعد سلطان محمود نے راجہ پرم دیو (والی نہر والہ) کو زیر کرنے کے لئے پیش قدمی کی۔ راجہ پرم دیو وہی شخص ہے جس نے جنگ سومنات میں مذہبی اور قومی جوش سے ہندوؤں کی کمک پر فوجیں روانہ کی تھیں۔ سومنات کی فتح کے بعد نہر والہ چھوڑ کر قلعہ کندھ میں جا کر پناہ گزین ہوگیا تھا۔ یہ قلعہ ایسے مقام پر تھا جو تین طرف سے دریا سے گھرا ہوا تھا چوتھی جانب خشکی تھی لیکن ایک گہری نہر اس سمت کی حفاظت کر رہی تھی۔ سومنات سے یہ مقام ساٹھ کوس کے فاصلہ پر تھا۔ سلطان محمود نے خشکی کی طرف سے اس قلعہ پر حملہ کیا۔ قریب قلعہ کے قریب پہنچ کر دیکھا کہ چاروں طرف سے دریا موجیں مار رہا ہے چنانچہ بیحد متردد ہوا۔ نہ کشتیاں تھیں اور نہ پل، اسی تذبذب میں پڑاؤ کر دیا۔

پرم دیو کے قلعہ پر قبضہ: ......حسن اتفاق سے دو شکاری ملاح نظر آئے جو مچھلیوں کا شکار کر رہے تھے۔ شاہی ملازمین ان کو دربار سلطانی میں پکڑ لائے دریافت کرنے پر ان لوگوں نے ایک جگہ بتائی کہ یہاں سے عبور کر جانا ممکن ہے لیکن عبور کے دوران اگر ذرا بھی ہوا تیز چلی تو سب کے سب ہلاکت میں پڑ جاؤ گے۔ سلطان محمود یہ سنتے ہی اٹھ کھڑا ہوا اور بسم اللہ مجریھا ومرسھا پڑھ کر اپنا گھوڑا دریا میں ڈال دیا۔ یہ دیکھ کر مجاہدین اسلام نے بھی باگیں اٹھالیں اور تھوڑی ہی دیر میں دریا عبور کر گئے۔ راجہ پرم دیو ان کی اس جرات و دلیری سے اتنا متاثر ہوا کہ حلیہ تبدیل کر کے قلعہ چھوڑ کر بھاگ گیا چنانچہ بلا جدال قتال قلعہ پر سلطان کا قبضہ ہوگیا۔

والیٔ منصورہ کی سرکوبی: ......اس کے بعد والیٔ منصورہ کے مرتد ہونے کی خبر سلطان کے پاس پہنچی اس نے فوراً تیاری کا حکم دے دیا۔ والی منصورہ نے شاہی لشکر کی آمد کی خبر سن کر دریا کے راستے بھاگ جانے کی کوشش کی چونکہ سلطان محمود کو اس بات کا خطرہ پہلے ہی سے ہوگیا تھا چنانچہ اس نے دریا کے راستے کی ناکہ بندی کر لی تھی جیسے ہی والی منصورہ نظر آیا کشت وخون کا بازار گرم ہوگیا۔ ایک بڑا گروہ کام آ گیا اور والی منصورہ نے بھاگ کر اپنی جان بچائی۔ والی منصورہ کی سرکوبی سے فارغ ہو کر سلطان محمود نے بھاطیہ (بھٹنیر) کی طرف رخ کیا بھٹنیر والوں نے اطاعت قبول کر لی۔ سلطان محمود

ان لوگوں پر جزیہ قائم کر کے کامیابی کے ساتھ صفر ۴۲۱ھ میں غزنی کی جانب واپس چلا گیا۔

قابوس کی سرگزشت:......ہم اوپر بیان کر چکے ہیں کہ ۳۷۱ھ میں بنو بویہ کے امراء نے طبرستان اور جرجان کو قابوس کے قبضہ سے نکال کر اپنے دائرہ حکومت میں شامل کر لیا تھا، قابوس پریشان حالت میں امیر نوح بن منصور کی خدمت میں ابوالعباس گورنر خراسان کے توسط سے وفد لے کر حاضر ہوا، امیر نوح اور اس کے گورنر ابوالعباس نے امداد کا وعدہ کیا مگر اتفاقات کچھ ایسے پیش آتے گئے کہ اٹھارہ سال کا زمانہ بیت گیا مگر وعدہ پورا نہ ہوسکا۔ اتنے میں امیر سبکتگین کا دور حکومت آ گیا، قابوس نے اس سے بھی اپنی سرگزشت کہہ سنائی۔ اس نے بھی وعدہ تو کر لیا مگر بنو سیجور کی مہم نے ایسی پیچیدگیاں پیدا کر دیں کہ جس سے امیر سبکتگین اپنا وعدہ پورا نہ کر سکا۔ اور داعی اجل کو لبیک کہہ کر دنیا فانی سے کوچ کر گیا۔

قابوس کا طبرستان اور جرجان پر قبضہ:......پھر سلطان محمود حکمران بنا اسے خانہ جنگیوں نے مہلت نہ دی، چنانچہ قابوس ابھی منزل مقصود پر نہ پہنچنے پایا تھا کہ ابوالقاسم بن سیجور نے فخر الدولہ بویہ کے مرنے کے بعد جرجان کے صوبہ پر قبضہ کر لیا۔ قابوس کی رہی سہی امید بھی ٹوٹ گئی چنانچہ اس نے گھبرا کر اہل دیلم اور اہل وجبل سے امداد کی درخواست کی۔ چنانچہ اہل دیلم وجبل کی کمک کے ذریعے صوبہ طبرستان وجرجان پر قابوس کا قبضہ ہو گیا اور اسے اس صوبہ کا حکمران تسلیم کر لیا گیا جیسا کہ دیلم اور جبل کے حالات کے ضمن میں تحریر کیا جائے گا۔ نصر بن حسن قیرزان، ماکان بن کالی کا چچازاد بھائی طبرستان وجرجان کے صوبوں پر دانت لگائے ہوئے تھا اور قابوس سے اکثر چھیڑ چھاڑ کیا کرتا تھا۔ اتفاق سے بنو بویہ نے اس کو گرفتار کر کے رے کی جیل میں ڈال دیا۔ اب کیا تھا کوئی رقیب وحریف باقی نہ رہا لہٰذا طبرستان وجرجان پر قابوس کی حکومت مستقل طور پر قائم ہو گئی۔ قابوس نے دور اندیشی کے تحت سلطان محمود کے علم حکومت کی اطاعت قبول کر لی تا کہ آئندہ خطرات سے محفوظ و مامون ہو جائے۔ الغرض اس طور سے پورے دیار دیلم میں سلطانی حکومت کا سکہ چلنے لگا۔

مجد الدولہ کی پچاس بیویاں اور نظام حکومت

رے پر قبضہ:......مجد الدولہ بن فخر الدولہ کی پچاس بیویاں تھیں جن سے تیس بچے پیدا ہوئے تھے شب و روز انہیں عورتوں میں پڑا رہتا تھا جب ان کی ہم نشینی صحبت سے دل اکتا جاتا تو قصص و حکایات کی کتابیں دیکھتا اور کتابت کرتا تھا یہ مشغلہ صرف دل بہلانے کے لئے تھا حکومت کی باگ ڈور ایک لونڈی کے ہاتھ میں تھی جس کو مجد الدولہ کی محبوب ہونے کا فخر حاصل تھا۔ وہی امور سلطنت کے سیاہ وسفید کی مالک تھی۔ اس لونڈی کے مرنے کے بعد رہا سہا انتظام بھی ختم ہو گیا سارا کارخانہ درہم برہم ہو گیا ارا کین دولت نے متفق ہو کر سلطان محمود کی خدمت میں مجد الدولہ کی بدنظمی اور لاپرواہی کی شکایت لکھی اور رے پر قبضہ کر لینے کی تحریک کی۔ سلطان محمود نے اس خیال سے کہ کہیں اور کوئی حریف قابض نہ ہو جائے رے پر قبضہ کر لینے کے لئے ایک فوج بھیج دی جس کا افسر اعلیٰ اس کا حاجب تھا اور یہ ہدایت کر دی کہ امور سلطنت کے انتظام کے پیش نظر مجد الدولہ کو اس کے بیٹے ابودلف سمیت فوراً گرفتار کر لینا۔

رے میں محمود کا استقبال:......رے پر شاہی لشکر کے قبضہ کے بعد سلطان محمود ماہ ربیع الاول ۴۲۰ھ میں دارالسلطنت غزنی سے رے روانہ ہوا اور تھوڑے دنوں کے بعد رے پہنچ گیا۔ اہل رے نے نہایت گرمجوشی سے اپنے نئے حکمران کا استقبال کیا۔ سلطان محمود ان سب سے خندہ پیشانی کے ساتھ ملا۔ انتظام و مصلحت وقت کے پیش نظر مجد الدولہ کو گرفتار کر کے خراساں میں نظر بند کر دیا اور اس کے مال واسباب کی ضبطی کی حکم دے دیا۔ فہرست مرتب کی گئی چنانچہ ایک کروڑ دینار سرخ، پانچ لاکھ دینار کے قیمتی جواہرات، چھ ہزار تھان قیمتی قیمتی کپڑے بیشمار آلات حرب خزانے اور توشہ خانے سے برآمد ہوئے۔

کفر والحاد کی تباہی:......رے کی مہم سے فارغ ہو کر قزوین کی طرف توجہ کی اور اس کے قلعوں پر قبضہ کر کے شہر ساوہ اور اوہ کو بھی اپنے دائرہ حکومت میں شامل کر لیا۔ مجد الدولہ کے فرقہ باطنیہ کے تمام لوگوں کو چن چن کر قتل کیا۔ معتزلیوں کو گرفتار کر کے خراسان کی طرف جلاوطنی کا حکم دیا۔ فلسفہ، اعتزال اور نجوم کے کتب خانوں میں آگ لگا دی۔ کفر والحاد کا سارا ذخیرہ جل کر خاک وسیاہ ہو گیا ان کے علاوہ دوسرے علوم وفنون کی کتابوں کو جو ایک سو اونٹوں

کی بارتھیں اپنے دارالسلطنت غزنی لے گیا۔

منوچہر کے ساتھ صلح:...... منوچہر بن قابوس شہر چھوڑ کر ایک پہاڑی قلعہ میں جا کر قلعہ بند ہو گیا تھا۔ راستہ نہایت دشوار گزار تھا سلطان محمود نے اس راستے کو جیسے تیسے طے کر کے قلعہ کا محاصرہ کر لیا منوچہر قلعہ کی کھڑکی سے نکال کر جنگل میں چھپ گیا اور وہیں سے پانچ لاکھ دینار سالانہ پر صلح کا پیغام دیا جس کو سلطان محمود نے قبول کر لیا چنانچہ منوچہر اپنے قلعہ میں واپس آ گیا اس کے بعد محمود نیشاپور واپس چلا گیا۔

زنجان، ابہر اور زور پر قبضہ:...... اس واقعہ کے بعد ہی منوچہر کی زندگی کا بھی خاتمہ ہو گیا پھر اس کی جگہ اس کا بیٹا نوشیرواں حکمران بنا اور سلطان محمود نے اس جانشینی کو تسلیم کر لیا اور بدستور خراج قائم رکھا۔ غرض رفتہ رفتہ بلاد جبلیہ میں آرمینیہ کی حدود تک سلطان محمود کی حکومت کا سکہ چلنے لگا۔ زنجان اور ابہر باقی رہ گئے تھے۔ جو ابراہیم سالار بن مرزبان کے قبضہ میں تھے (ابراہیم سالار دہشتو دان بن محمد بن مسافر دیلمی کے پس ماندگان میں سے تھا) مسعود بن سلطان محمود نے ان شہروں پر بھی قبضہ کر لیا۔ اب صرف شہرزور باقی رہ گیا۔ جس کو سلطان محمود نے اپنے اقتدار میں لے کر سالانہ خراج مقرر کیا اور اسے بدستور انہی کے قبضہ میں رہنے دیا جیسا کہ دیلم کے حالات میں تحریر کیا جائے گا۔

اہل اصفہان کی اطاعت:...... صوبہ اصفہان اس وقت تک علاء الدین بن کاکویہ کے کنٹرول میں تھا علاء الدین نے سلطان محمود کی ان کامیابیوں سے متاثر ہو کر اطاعت قبول کر لی۔ اور سلطان محمود کے نام کا خطبہ اپنے زیر کنٹرول ممالک میں پڑھے جانے کا حکم دے دیا اور اطلاعی خط بارگاہ سلطانی میں بھیج دیا۔

اصفہان پر قبضہ:...... علاء الدین کا یہ فعل محض ظاہر داری پر مبنی تھا۔ چنانچہ اس کے تھوڑے دنوں بعد اس نے ریشہ دوانی شروع کر دی۔ سلطان محمود کو اس کی خبر مل گئی فوراً خراسان واپس آیا اپنے بیٹے مسعود کو رے کا گورنر مقرر کر کے اصفہان کی طرف رخ کیا۔ علاء الدین نے حیلہ وحوالہ سے کام لینا چاہا مگر ایک بھی نہ چلی۔ سلطان محمود نے اصفہان پر بھی اپنی حکومت کا جھنڈا گاڑ دیا اور اپنے زیر کنٹرول ممالک محروسہ میں اس کے الحاق کا اعلان کر دیا۔

اہل رے کی بغاوت:...... شاہزادہ مسعود رے میں چند دنوں حکومت کر کے اپنے ایک مصاحب کو اپنا نائب بنا کر کسی ضرورت سے غزنی گیا۔ اس سے اہل رے کو موقع مل گیا۔ علم بغاوت بلند کر دیا مار دھاڑ شروع ہو گئی۔ مسعود کے نائب کو قتل کر کے خود مختار حاکم بن بیٹھے۔ مسعود کو ان واقعات کی اطلاع ملی تو آگ بگولا ہو کر رے واپس آیا چنانچہ اہل رے مقابلہ پر آئے لیکن مسعود نے پرزور حملوں سے ان کو زیر کر لیا اور وہ نہایت بے رحمی سے پامال کر دیا گیا۔

بخارا پر قبضہ:...... ۳۹۰ھ میں سامانی حکمرانوں کے کمزور ہو جانے پر ایلک خان بادشاہ ترک (والی ترکستان) نے بخارا کو اپنے علاقوں سے ملحق کر کے اپنی جانب سے ایک شخص کو گورنر مقرر کر دیا تھا جیسا کہ آپ اوپر پڑھ چکے ہیں۔ بخارا کے گردونواح میں غز (تاتاریوں) کا ایک خانہ بدوش گروہ رہا کرتا تھا جن کا کام صرف لوٹ مار اور غارت گری تھا ارسلان بن سلجوق (سلطان طغرل بیگ کا چچا) ان لوگوں کا پشت پناہ اور حامی تھا۔ ان لوگوں نے تبدیلی حکومت کی وجہ سے ہاتھ پاؤں نکالے اور لوٹ مار شروع کر دی، علی تکین (ایلک خاں کے بھائی) کو موقع مل گیا اس نے ارسلان بن سیجور کی سازش سے بخارا پر قبضہ کر لیا، ایلک خان کو یہ امر ناگوار گزرا۔ چنانچہ فوجیں تیار کر کے علی تکین پر چڑھائی کر دی۔ علی تکین اور ارسلان بن سیجور مقابلہ پر آئے آپس میں لڑائی ہوئی بالآخر ایلک خان کو شکست ہوئی اور علی تکین کے قدم بخارا پر استحکام کے ساتھ جم گئے۔

بخارا پر محمود کا قبضہ:...... ایلک خاں کو شکست دینے سے علی تکین کے خیالات ذرا وسیع ہوئے اور اس نے سلطان محمود سے چھیڑ چھاڑ شروع کر دی اس کے ان قاصدوں سے جو بادشاہ ترک کے ہاں آیا جایا کرتے تھے تعرض کرنے لگا۔ سلطان محمود کو اس کی خبر ملی چنانچہ اس لئے اور اس خطرے کے پیش نظر کہ آئندہ قافلہ کی آمد ورفت میں دقت نہ ہو، علی تکین کو ہوش میں لانے کے لئے اٹھ کھڑا ہوا۔ فوجیں تیار کیں۔ سامان جنگ درست اور تیار کیا۔ ۴۲۰ھ میں بلخ سے روانہ ہو کر نہر کو بخارا کی طرف عبور کر لیا۔ اس سے علی تکین پر ایسا خوف غالب ہوا کہ بخارا چھوڑ کر ایلک خان کے پاس بھاگ گیا۔ سلطان محمود نے

بخارا میں داخل ہوکر اس پر اور نیز اس کے مضافات پر قبضہ کرلیا۔ سمرقند والوں پر خراج مقرر کیا۔ تا تاریوں اور ارسلان بن سلجوق کو بخارا سے جلا وطن ہوجانے کا حکم دیا پھر کچھ سوچ کر ارسلان بن سلجوق کو قید کر کے ہندوستان کے کسی قلعہ میں بھیج دیا۔ اس کے بعد تا تاریوں کے ایک دوسرے گروہ کی سرکوبی کے لئے سلطان محمود نے توجہ کی اور انہیں خوب پامال کیا یہاں تک کہ تا تاریوں کا گروہ منتشر ہوگیا اور سلطان محمود خراسان واپس چلا گیا۔

تا تاریوں کی گوشمالی:......جس زمانے میں سلطان محمود نے ارسلان بن سلجوق کو قید کر کے ہندوستان بھیجا تھا اور اس کے قبائل بخارا کے اطراف میں جلا وطن ہوکر منتشر ہو گئے اسی زمانہ میں تا تاریوں نے نہر جیحون کو خراسان کی طرف سے عبور کیا۔ خراسان کے عمال ان تا تاریوں کے ہتھکنڈے سے واقف تھے۔ انہوں نے انہیں ابھرنے نہ دیا۔ انکا مال واسباب جہاں بھی پاتے ضبط کر لیتے اور ان کی اولاد سے زبردستی خدمت لیتے تھے۔ مجبوراً ان میں سے ایک گروہ جن کے خیموں کی تعداد دو ہزار سے زیادہ تھی کرمان آ گیا۔ پھر کرمان سے اصفہان کی جانب بڑھا۔ یہ گروہ خود کو عراقیہ کے نام سے مشہور کرتا تھا۔ دوسرا گروہ کوہ بلخان میں پرانے خوارزم کے قریب جا کر سکونت پذیر ہوا۔ ان دونوں تا تاری گروہوں کا گزر جن شہروں سے ہوا وہ لوٹ مار اور غارتگری کی آماجگاہ بن گئے۔

تا تاریوں پر حملہ:......سلطان محمود نے ان واقعات سے مطلع ہوکر علاء الدولہ رے کے گورنر کو ان تا تاریوں کی سرکوبی کے لئے لکھا جو اصفہان میں خیمے ڈالے ہوئے تھے چنانچہ علاء الدولہ نے فوجیں تیار کر کے تا تاریوں پر حملہ کر دیا سخت اور خونریز جنگ کے بعد علاء الدولہ کو شکست ہوگئی۔ تا تاریوں نے سلطان محمود کے خوف سے اصفہان چھوڑ دیا اور آذربائیجان میں جا کر پڑاؤ کیا۔ راستے میں آنے والے قصبوں اور شہروں کو تباہ کرتے گئے۔

وھشودان کی عقل مندی:......وہشودان (والی آذربائیجان) ان لوگوں کے مقابلے کی تاب نہ لاس کا اس لئے نرمی سے پیش آیا اور اتحاد کے مراسم بڑھائے جس سے وہشودان کو بہت بڑی یہ کامیابی حاصل ہوئی کہ اس کے علاقے ان لٹیروں کے ہاتھوں تباہ ہونے سے محفوظ رہے۔ ان دنوں بوقا کو کاش، منصور اور دانا وغیرہ ان تا تاریوں کے سردار اور افسر تھے۔

تارتاریوں کی مکمل گوشمالی:......خوارزم قدیم کے قرب میں تا تاریوں کا جو گروہ جا کر ٹھہرا تھا وہ بھی غارت گری میں اپنے بھائیوں سے کم نہ نکلا جس طرف اس کا گزر ہوتا تھا زمین پناہ مانگتی تھی ان کی سرکوبی کے لئے بارگاہ سلطانی سے ارسلان حاجب گورنر طوس کو مامور کیا گیا۔ ارسلان حاجب طویل عرصے تک شاہی حکم کی تعمیل میں تارتاریوں کے پیچھے مارا مارا پھرا مگر ذرا بھی کامیابی نہ ہوئی تب سلطان محمود ان کے پیچھے لگا اور مار پیٹ کر ان لوگوں کو اطراف خراسان میں منتشر کر دیا۔ بعض تا تاریوں کو اپنی خدمت میں رکھ لیا۔ اس وقت ان کے امراء کو کاش بوقاء، قزل، یغمر اور تاصفلی وغیرہ تھے۔ سلطان محمود کی وفات کے بعد اس کے بیٹے مسعود نے بھی انہیں اپنی خدمت میں رکھا۔ چنانچہ یہ لوگ سلطان مسعود کے لشکر میں غزنی سے خراسان آئے۔ ان ترکمانوں میں سے جو کوہ بلخان میں خوارزم کے قریب باقی رہ گئے تھے انہوں نے شہروں میں آباد ہونے کی درخواست کی سلطان مسعود نے انہیں تاج وحکومت کی فرمانبرداری کی شرط پر بیرون شہر میدانوں میں آباد ہونے کی اجازت دے دی۔

ترکمانوں کی ریشہ دوانیاں:......اس کے بعد احمد نیال گورنر ہند نے بغاوت کا جھنڈا بلند کیا سلطان مسعود اس کی سرکوبی کے لئے روانہ ہوا اور خراسان کی حکومت پر قاش نامی ایک کمانڈر کو مامور کیا ترکمانوں نے میدان خالی پا کر پھر دھند مچادی۔ دیہاتوں اور قصبوں کو ویران وتباہ کرنے لگے قاش نے ان کی گوشمالی پر کمر باندھی اور ان پر حملہ کر کے ان کے سردار یغمر کو پکڑ دھکڑ کے اس دوران قتل کر ڈالا۔ سلطان مسعود نے اس خبر سے مطلع ہوکر ایک فوج کو ان کی جلاء وطنی اور سرکوبی پر مقرر کیا۔ اس فوج نے ان کے سروں پر پہنچ کر قتل وغارت کا بازار گرم کر دیا مجبوراً ان ترکمانوں نے آذربائیجان میں عراقیہ سے مل جانے کی غرض سے رے کی طرف قدم بڑھائے جیسا کہ اوپر ہم بیان کر آئے ہیں۔ ابتداءً انہوں نے دامغان پر قبضہ کیا پھر اسے تباہ و برباد کر کے سمنان کو لوٹا۔ مشکوبہ اور رے کے تمام علاقوں کو قتل وغارت کر کے ایک خوفناک منظر بنا دیا غرضیکہ جس طرف سے ہوکر گزرے دیہات کے دیہات اور قصبے کے قصبے ویران کر گئے۔ قاش (والی خراسان) اور ابوسہیل حمدانی (والی رے) نے فوجیں تیار کیں اور ان کی سرکوبی کے لئے نکلے۔ ایک طرف سے قاش اپنی فوج کو لے کر ترکمانوں کی طرف بڑھا۔ پہاڑ نما جنگی ہاتھی اس کے دائیں بائیں تھے ترکمانوں نے سربکف مقابلہ کیا اور اس کی

فوج کو پسپا کر کے رے کی طرف قدم بڑھائے۔ رے پہنچ کر ابو سہیل حمدانی سے مقابلہ ہوا۔ ابو سہیل کو اس معرکہ میں شکست ہوگئی وہ بھاگ کر قلعہ طبول میں پناہ گزین ہوگیا ترکمانوں نے رے کو جی کھول کر لوٹنا شروع کیا اس دوران شاہی لشکر جرجان سے پہنچ گیا اور اس نے اس طوفان بدتمیزی کی روک تھام پر کمر باندھی نہایت سختی سے جنگ وقتال کا ہنگامہ گرم کیا چنانچہ سینکڑوں ترکمان قتل وقید کر لئے گئے۔ باقی لوگوں نے اس غرض سے کہ عراقیہ میں جا کر شامل ہو جائیں آذر بائیجان کا راستہ لیا۔

آذر بائیجان کی تباہی: ......رے سے ترکمانوں کی روانگی کے بعد علاء الدین بن کا کو یہ اصفہان آیا اور ابو سہیل سے سلطان مسعود کی فرمانبرداری کی بیعت لینے کا مسئلہ پیش کیا مگر اتفاق کچھ ایسا پیش آیا کہ یہ معاملہ طے نہ ہوسکا۔ اس دوران ترکمانوں نے آذر بائیجان کو جی کھول کر تباہ و برباد کیا۔ وہشودان نے ایک بڑی فوج فراہم کر کے ترکمانوں پر چڑھائی کر دی اہل آذر بائیجان نے بھی متحد ہوکر دوسری جانب سے حملہ کیا۔ ایک بڑا گروہ موت کے گھاٹ اتر گیا۔ باقی لوگ نیال اور اس کے بھائی طغرل بیگ کے خوف سے آذر بائیجان چھوڑ کر موصل اور دیار بکر کے درمیان پھیل گئے اور ان دونوں شہروں پر قبضہ کر کے اس کے اطراف وجوانب کو اپنی غارت گری کی جولانگاہ بنالیا۔ جیسا کہ قرواش (والی موصل) اور ابن مروان (والی دیار بکر) کے حالات میں ان واقعات کو ہم لکھ چکے ہیں۔ ارسلان بن سلجوق کے تفصیلی حالات میں رے اور آذر بائیجان کے واقعات کو ہم نے مختصر طور پر بیان کیا ہے کیونکہ دیلمیوں کی حکومت کے ضمن میں اسے تحریر کریں گے۔

طغرل بیگ اور تکین کی جھڑپیں: ......طغرل بیگ اپنے سگے بھائیوں داؤد، بیقو اور سوتیلے بھائی نیال (جو اسلام لانے کے بعد ابراہیم کے نام سے مشہور ہوا) اسلامی فوجوں سے شکست کھا کر بھاگا اور مدتوں ادھر ادھر مارا مارا پھرا بالآخر سلجوق کے بعد ماوراء النہر میں قیام پذیر ہوگیا۔ تکین (والی بخارا) سے اس کی متعدد لڑائیاں ہوئیں۔ آخری نتیجہ یہ ہوا کہ تکین کو فتحیابی ہوگئی چنانچہ یہ سب دریائے جیحون عبور کر کے خوارزم وخراسان کی جانب چلے گئے۔ خوارزم وخراسان میں پہنچ کر یہ لوگ ملک و دولت کے مالک بن گئے جس کا تذکرہ آئندہ تحریر کیا جائے گا۔

فتح نرسی: ......سلطان محمود نے احمد نیال تکین کو ہندوستان کا گورنر مامور کیا تھا۔ چنانچہ احمد نیال تکین نے ۴۲۱ھ میں شہر نرسی پر جو کہ ہندوستان کا بہت بڑا شہر تھا ایک ہزار فوج کے ساتھ چڑھائی کی۔ پہلے اس کے اطراف وجوانب اس کے محافظین اور حمایتیوں سے صاف و پاک کر کے ان پر قابض ہوا اس کے بعد شہر کی طرف قدم بڑھائے چنانچہ شہر میں ایک جانب سے بزور تیغ داخل ہوگیا پورے ایک دن لوٹ مار کا بازار گرم رہا قتل وغارت گری جائز قرار دے دی۔ شام ہوئی تو شہر سے نکل کر ایک کھلے میدان میں رات گزاری صبح مال غنیمت تقسیم کر کے شہر پر دوبارہ حملہ کرنے کا ارادہ کیا اہل شہر کو اس کی خبر مل گئی چنانچہ مقابلے کے لئے جمع ہو گئے احمد نیال نے مقابلہ کرنا مناسب نہ سمجھا اور اپنے شہر واپس چلا گیا۔

سلطان محمود کی وفات: ......واقعات بالا ختم ہوتے ہی سلطان محمود کی زندگی پوری ہوگئی۔ چنانچہ ۴۲۱ھ میں جگر کی بیماری میں مبتلا ہو کر ساٹھ سال کی عمر میں اس کا انتقال ہوگیا۔

سلطان محمود کی خصوصیات اور کردار: ......سلطان محمود [1] بہت بڑا عالی حوصلہ بادشاہ تھا۔ اکثر ممالک اسلامیہ پر اس کا قبضہ اور تصرف تھا۔ علماء کی عزت کرتا تھا اور ان سے احترام واکرام سے پیش آتا تھا۔ دور دراز ممالک سے اہل علم اس کی بارگاہ حکومت میں آتے تھے۔ عادل اور نیک نفس انسان تھا۔ رعایا کے ساتھ نرمی اور ملاطفت کا برتاؤ کرتا تھا۔ اور ان کو طرح طرح کے احسانات سے اپنا ممنون بناتا۔ جہاد کا بے حد شائق تھا۔ اس کی فتوحات کی داستانیں مشہور ہیں۔ جنہیں آپ اوپر پڑھ چکے ہیں۔

محمد کی ولی عہدی: ......جس وقت یہ عادل بادشاہ مرض الموت میں مبتلا ہوا اس نے اپنے بیٹے محمد کو حکومت وسلطنت کی وصیت کی۔ یہ اس وقت بلخ میں تھا۔ مسعود سے اگرچہ یہ چھوٹا تھا لیکن سلطان محمود کی نظروں میں یہی زیادہ محبوب و پسندیدہ تھا۔ مسعود پر محمود کی وہ نظر ہی نہیں پڑتی تھی جو محمد پر

---

[1] ......ابن خلکان نے سلطان محمود کی پیدائش ۳۶۱ھ میں لکھی ہے اس حساب سے سلطان کی عمر ساٹھ سال بنتی ہے۔

تھی۔ الغرض سلطان محمود کی وفات کے بعد ارا کین حکومت نے محمد کو سلطان محمود کی وصیت کی اطلاع دی اور حکومت وسلطنت کی عبا زیب تن کرنے پر آمادہ اور تیار کیا۔ ہندوستان کے شہروں اور نیشاپور میں اس کے نام کا خطبہ پڑھا گیا۔ محمد یہ خبر سن کر بلخ سے غزنی کی جانب روانہ ہو گیا اور چالیس دن کے بعد غزنی میں داخل ہوا۔ شاہی افواج نے حاضر ہو کر سلامی دی کمانڈروں نے اور رئیسوں نے اطاعت وفرمانبرداری کا حلف اٹھالیا اور سلطان محمد نے انعامات تقسیم کئے۔

کلام مترجم

محمود کا نسب:......مؤرخ ابن خلدون نے سلطان محمود کی کشورستانی اور حکمرانی کی داستانیں نہایت خوبی اور اختصار کے ساتھ بیان کی ہیں کہ کوئی اہم واقعہ ترک نہیں ہونے پایا لیکن خاندانی حالات اور کچھ دوسرے واقعات پر کچھ روشنی نہیں ڈالی۔ میں انہیں تاریکی سے نکال کر روز روشن میں لانا چاہتا ہوں۔

سلطان محمود ❶ حکومت فارس کے آخری بادشاہ یزدجرد کی نسل سے تھا۔ ابوالقاسم حمادی نے تاریخ مجدول میں لکھا ہے کہ امیر سبکتگین (محمود کا باپ) بادشاہ یزدجرد کی نسل سے تھا جس وقت خلافت امیر المومنین عثمان رضی اللہ عنہ کے دور میں یزدجرد مقام مرو میں ایک چکی پیسنے والے کے مکان میں مارا گیا تو اس کے اہل وعیال اور خاندان والے ترکستان، پریشان ہو کر آ گئے اور ضرورت اور زمانے کے لحاظ سے دوسرے ترکوں سے رشتہ داریاں اور قرابت ہوگئی دو چار پشتوں کے بعد علم ودولت مفقود ہونے کی وجہ سے ترک کے نام سے مشہور ہو گئے ایک مدت تک ان کے عالیشان مکانات ان اطراف میں ان کے بزرگوں کے نام کو زندہ کر رہے تھے۔ محمود سلسلہ نسب یزدجرد تک اس طور سے پہنچتا ہے۔ محمود بن سبکتگین بن جوق قرابجکم بن قرار ارسلان بن قرا ملت بن قرانعمان بن فیروز بن یزدجرد بادشاہ فارس۔ بہت بڑی اور قوی دلیل محمود کے غلام نہ ہونے کی یہ ہے کہ انگریز مورخین نے اس کو غلاموں کے سلسلہ حکومت میں نہیں لکھا ان کو کوئی ایسی ہمدردی اس کے ساتھ نہیں تھی کہ جس سے یہ محمود کو غلام حکمرانوں کے سلسلے سے علیحدہ لکھنے پر مجبور ہوتے۔ عربی تاریخیں صرف اتنا لکھ کر خاموش ہو جاتی ہیں کہ محمود کا باپ سبکتگین، امیر الپتگین کا غلام تھا یہ عبارت اجمال کے درجہ سے ہرگز متجاوز نہیں ہے اس سے یہ نہیں معلوم ہوتا کہ سبکتگین کس ملک سے کس زمانہ میں اور کس جہاد میں مجاہدین اسلام کے ہاتھ لگا اور جب یہ امر پایہ ثبوت تک نہ پہنچ سکا تو محمود کو غلام کہنا نہایت دیدہ دلیری اور ناانصافی ہے۔

غلامی کے ذرائع:......قرون سابقہ میں غلامی کے دو طریقے تھے ایک یہ کہ جہاد کے ذریعہ سے جو لوگ کفرستان سے قید ہو کر آتے تھے اور مجاہدین اسلام ان کی خرید وفروخت کر لیا کرتے تھے دوسرے یہ کہ غیر اور اجنبی ممالک سے اکثر سیاح یا مسافر تجارت پیشہ لوگ اکا دکا چلنے والوں کو پکڑ لاتے تھے اور ان کو اسلامی ممالک میں سر بازار فروخت کیا کرتے تھے۔ اول الذکر (جہاد میں گرفتار) اصلی اور واقعی غلام کہے جانے کے مستحق تھے۔ غلامی کی دوسری صورت نام کی غلامی تھی۔ ورنہ حضرت یوسف علیہ السلام بھی اسی آخری صورت میں داخل ہو جاتے ہیں۔ ہاجرہ علیہا السلام کون تھیں اور کس طرح ابراہیم علیہ السلام کے پاس آئیں؟ حسینی سادات کی والدہ کہاں کی تھیں؟ اور کس طرح حسین رضی اللہ عنہ کے پاس آئیں؟ ام المومنین ماریہ بنت شمعون قبطیہ کون تھیں؟ اور کہاں سے آئی تھیں؟ زید بن حارثہ قبائل یمن کے کسی قبیلہ سے تھے جن سے زینب بنت جحش رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی زاد بہن منسوب تھیں اس غلامی کی ناپسندیدگی دور کرنے کی غرض سے آپ نے اس رشتہ کو مناسب سمجھا تھا۔ ان سب واقعات سے قطع نظر کر لینے سے یہ بات ذہن نشین ہو جاتی ہے کہ ان دنوں بردہ فروشی کا بازار گرم تھا، اور یزدجرد (بادشاہ فارس) کے خاندان کی تباہی وبربادی پورے طور سے ہو چکی تھی ممکن ہے کہ کسی شخص نے سبکتگین کو گرفتار کر کے امیر الپتگین کے ہاتھ فروخت کر دیا ہو یا یہ کہ خود امیر الپتگین نے سبکتگین کو آوارہ و پریشان پا کر پرورش کی ہو۔ غالباً اسی وجہ سے عربی مورخ سبکتگین کو امیر الپتگین کا غلام لکھتے آئے ہیں ورنہ کوئی وجہ غلامی کی نہیں ہے۔ اس سے امیر سبکتگین کے خاندان کے دامن عزت پر دھبہ نہیں لگ سکتا۔

❶......دیکھو طبقات ناصری صفحہ ۶ مطبوعہ کلکتہ ۱۸۶۴ء (مترجم)

فردوسی کا رد: ...... مشہور شاہر فردوسی نے شاہنامہ میں سلطان محمود پر چوٹ کی ہے اس سے بھی محمود پر غلامی کا دھبہ نہیں لگ سکتا۔ فردوسی شاعر تھا۔ ماہر نسب اور مورخ نہ تھا۔ اس کا شاہنامہ بھی تاریخ کی کتاب نہیں ہے بلکہ ایک داستان ہے۔ شعراء کا ہمیشہ سے یہ دستور چلا آ رہا ہے کہ جب انہیں خلاف توقع کامیابی نہیں ہوتی تو امراء ورؤسا اور سلاطین عظام کی ہجو پر کمر بستہ ہوجاتے ہیں۔ چنانچہ فردوسی کو بھی اسی بات نے محمود کی ہجو پر آمادہ کیا ہے اصل تو یہ ہے کہ کوئی کسی کا غلام ہے نہ مالک۔ حقیقت میں غلامی کوئی چیز نہیں ہے ایک اعتباری امر ہے سارے بنی نوع انسان ایک ہیں اور اسلام نے تو حریت اور غلامی کا پردہ ہی اٹھا دیا ہے سارے مومن بھائی بھائی ہیں، اس کا بہت بڑا اور مضبوط اصول ہے۔

ولادت تعلیم وتربیت: ...... دسویں محرم ۳۶۱ھ جمعرات کی شب امیر سبکتگین کی حکومت کے ساتویں سال مقام غزنی میں محمود پیدا ہوا۔ تاریخ منہاج السراج جرجانی میں لکھا ہے کہ جس رات محمود پیدا ہوا اسی رات چند ساعت پہلے امیر سبکتگین نے خواب میں دیکھا تھا کہ مکان کے آتشدان سے ایک درخت عظیم پیدا ہوا ہے جس کے سائے میں سارا عالم بیٹھ سکتا ہے۔ فوراً آنکھیں کھل گئیں تعبیر کی فکر میں تھا کہ قصر شاہی سے یہ خبر آئی کہ مشکوئے معلی میں شاہزادہ بلند اقبال پیدا ہوا ہے۔ امیر سبکتگین نے اس مولود مسعود کا نام محمود رکھا۔ زیادہ زمانہ گزرنے نہ پایا تھا کہ یہ محمود الابتداء ومسعود الانتہا ثابت ہوا۔

محمود بحیثیت عالم: ...... محمود کے بچپن کے حالات کچھ ایسے تاریکی میں پڑے ہیں کہ جن سے کوئی نتیجہ خیز بات معلوم نہیں ہوتی اس وجہ سے اس کی تعلیم وتربیت کے واقعات، علم وفضل کے حاصل کرنے کے حالات بالتفصیل لکھنا ذرا دشوار نظر آتا ہے۔ محمود جس طرح کشورستاں ملک گیر اور ایک نامور فاتح تھا اسی طرح علم وفضل میں بھی یکتائے زمانہ تھا۔ مولف جواہر مضیہ نے جو فقہائے حنفیہ کے حالات کی ایک مستند اور مبسوط کتاب ہے محمود کو فقہاء میں شمار کیا ہے۔ اس کے علاوہ خود اس کی تصنیف کی ہوئی فقہ کی ایک کتاب موجود ہے۔ غزنی میں اس نے ایک عظیم الشان یونیورسٹی قائم کی تھی اور اس کے ساتھ ایک بڑا کتب خانہ بھی تھا جس میں نایاب قسم کی کتب رکھی گئی تھیں، اس کتب خانے میں ایک عجائب خانہ بھی تھا جس میں دنیا کی نادر نادر چیزیں موجود تھیں۔ ملک کے جو بڑے بڑے مشاہیر علم وفن تھے وہ سب اس کے دربار میں تھے۔ امام الحرمین ابوالمعالی عبدالملک جوینی نے اپنی کتاب مغیث الحق فی اختیار الاحق میں لکھا ہے کہ سلطان محمود علم حدیث کا بے حد شوق رکھتا تھا۔ رات کے وقت اس کے دربار میں علم حدیث کے ماہر علماء جمع ہوتے اور احادیث کی سماعت وقراءت کرتے تھے۔ محمود بھی ایک کونے میں بیٹھا حدیثیں سنا کرتا جس حدیث کو نہ سمجھتا ان کے معانی معلوم کرتا جاتا تھا۔ پہلے حنفی تھا بعد میں شافعی المذہب ہوگیا تھا۔ علامہ قفال مزوری نے مذاق اور لطیفہ کے پیرائے میں مسلک تبدیل کرنے کی ترغیب دی تھی۔ (فمن شاء الاطلاع علیہا فلیرجع الی ابن خلکان۔ (جو مزید تفصیل کا خواہش مند ہو وہ تاریخ ابن خلکان کا مطالعہ کرے۔)

سیف الدولہ محمود: ...... محمود کے تخت حکومت پر بیٹھنے کے بعد کی شاہانہ فتوحات اور جنگوں کی دلچسپ داستان آپ اوپر پڑھ چکے ہیں۔ اعادے کی ضرورت نہیں ہے۔ شاہزادگی کے زمانے میں جو نمایاں کام اس نے کئے ان سے اس کی مردانگی اور بہادری کا کافی ثبوت ملتا ہے، وہ ملتان کی لڑائی ہے۔ یہی سبب تھا کہ اسے والد کی زندگی ہی میں امیر نوح سامانی کے دربار سے سیف الدولہ کا خطاب مل گیا تھا۔ امیر سبکتگین کے دور حکومت میں راجہ جے پال (والی لاہور وملتان) نے اسلامی شہروں پر جو اس کی مملکت کی سرحد سے ملے ہوئے تھے غارت گری کا ہاتھ بڑھایا امیر سبکتگین کو اس کی اطلاع ملی تو اس نے لشکر تیار کر کے راجہ جے پال کی گوشمالی کے لئے کوچ کیا۔ اس مہم میں اس کا ہونہار بیٹا محمود بھی ساتھ تھا۔ محمود نے اس جنگ میں بہت بڑے نمایاں کام کئے جس سے اس کی ہردلعزیزی اور مردانگی کا سکہ بیٹھ گیا۔

علمی صحبت: ...... محمود چھبیس سال کی عمر میں امیر سبکتگین کی وفات کے بعد ۳۸۷ھ میں تخت حکومت پر بیٹھا اس نے اپنے دور حکومت میں اتنے اہل علم وفضل کو جمع کر لیا تھا کہ اس زمانہ کے اسلامی حکمرانوں کو شاید وباید یہ عزت نصیب ہوئی ہو۔

البیرونی اور محمود: ...... مقامات ابونصر مشکاتی اور مجلدات ابوالفضل اس پر کافی روشنی ڈال رہی ہیں ایسے عالی حوصلہ بلند خیال سلطان کی طرف کنجوسی کی نسبت کرنا نہایت بے انصافی ہے اگر وہ داد ودہش میں کنجوس ہوتا تو اس کا دربار علماء، فضلاء، شعراء اور اہل علم وکمال سے خالی نظر آتا ابوریحان البیرونی جیسے متعدد علوم وفنون میں ید طولیٰ حاصل تھا اور ابوعلی سینا کا ہم پایہ وہمسر تھا۔ محمود ہی کے خوان کرم سے بہرہ ور ہوتا تھا۔ محمود نے ابوعلی سینا کو بھی

اپنے خوان کرم پر دعوت دی تھی مگر کسی وجہ سے وہ بہرہ یاب نہیں ہو سکا۔ شاعری کا ایک مستقل محکمہ قائم تھا۔ عنصری، عسجدی، اسدی، غضاری، فردوسی، فرخی اور منوچہری محمود ہی کے آسمان سخن کے سات سیارے تھے۔

الزامات کی تردید:...... محمود کے دامن عزت پر جو الزامات لگائے جاتے ہیں ان میں سے ایک الزام شراب نوشی کا ہے جس کو مولف شعراء العجم، کے پاکیزہ خیالات کا نو تصنیف واقعہ کہنا چاہیے۔ حالانکہ محمود کی مجلسیں عشرت پسند حکمرانوں کی طرح مے و جام سے آراستہ نہیں کی جاتی تھیں اس کی مجلس دنیاوی کثافتوں، گویوں، لونڈیوں اور مسخروں سے بالکل خالی ہوتی تھی۔ میں نے عرب کے علاوہ اس کی سوانح غیر قوموں کی زبانوں سے بھی سنی ہے کسی مورخ نے شراب نوشی اور فسق و فجور کی نسبت اس کی طرف نہیں کی۔ صاحب شعراء العجم نے محمود کی شراب نوشی اور بدمستی کا ایک حیرت انگیز واقعہ لکھ کر اس کے دامن عزت پر بدنما دھبہ ڈالا ہے۔ غیر قوم کے متعصب مورخوں نے بھی اس پر شراب نوشی کا الزام نہیں لگایا بلکہ متقی، پرہیزگار، علم و فضل کا قدردان، عہد و اقرار کا پابند اور اسلام کا ایک جوشیلا سپاہی لکھا ہے۔ شعراء العجم حصہ اول صفحہ ۶۲ پر لکھا ہے، سلطان محمود کو ایاز سے جو محبت تھی اگرچہ حد سے متجاوز تھی لیکن ہوس کا شائبہ نہ تھا ایک دن بزم عیش میں بادہ و جام کا دور تھا محمود خلاف عادت معمول سے زیادہ پی کر بدمست ہو گیا اسی حالت میں ایاز پر نظر پڑی اس کی شکن در شکن زلفیں چہرے پر بکھری ہوئی تھیں۔ محمود نے بے اختیار اس کے گلے میں ہاتھ ڈال دیئے لیکن فوراً سنبھل گیا اور جوش تقویٰ میں آ کر ایاز کو حکم دیا کہ زلفیں کاٹ دے ایاز نے فوراً حکم کی تعمیل کی۔ اس عبارت سے چند باتیں ایسی مستنبط ہوتی ہیں جن کا درحقیقت کوئی وجود خارج میں نہ تھا بلکہ محض ذہنی اختراع اور گھڑا ہوا ایک مضحکہ خیز واقعہ ہے۔

ایک تو یہ ہے کہ محمود کی مجلس میں روزانہ بادۂ و جام کا دور چلا کرتا تھا اور اسے مے نوشی کی بری عادت پڑی ہوئی تھی جیسا کہ فقرہ محمود خلاف عادت معمول سے زیادہ پی کر بدمست ہو گیا سے معلوم ہوتا ہے۔ دوسرے یہ کہ اسی بدمستی میں ایاز پر نظر پڑی اور اس کی شکن در شکن زلفیں چہرے پر بکھی ہوئی دیکھ کر محمود کا دل قابو سے نکل گیا اور ہوا و ہوس کا شکار ہو کر ایاز کے گلے میں ہاتھ ڈال دیئے۔ استغفر اللہ کیسا بے بنیاد الزام ہے جس کے تصور کرنے سے ہی کراہت پیدا ہوتی ہے۔ محمود شراب نوشی اور اس پر طرہ یہ کہ خلاف وضع فطرت فعل کے ارتکاب کی طرف میلان۔ عام قاعدہ ہے کہ انسان اپنے ہوش میں جن افعال کے ارتکاب کا عادی اور خوگر ہوتا ہے انہی افعال کی طرف اسے بدمستی اور نشہ کے وقت تحریک پیدا ہوتی ہے۔ فرق اتنا ہوتا ہے کہ ہوش کی حالت میں معمولی تحریک ہوتی ہے اور بدمستی اور نشہ میں طاقتور اور پوری تحریک بغیر کسی حجاب کے ہوتی ہے محمود کا اگر کبھی مردوں، لونڈوں سے میل جول رہا ہوتا تو بدمستی کی حالت میں ضرور ایاز کی صورت پر نظر پڑتے ہی اسے ہوس کی تحریک پیدا ہوتی اور ایاز کے گلے میں ہاتھ ڈال دیتا۔ تیسرے یہ کہ حالت بدمستی میں محمود سنبھل گیا اور جوش تقویٰ میں آ کر ایاز کو حکم دیا کہ زلفیں کاٹ کر رکھ دے جس کی تعمیل ایاز نے فوراً کی۔ پہلی بات کے ثبوت کے لئے مولف شعراء العجم یا کسی اور مورخ کا صرف لکھ دینا کافی نہیں ہوگا جو صدیوں بعد پیدا ہوا ہو بلکہ ایسی روایات کے پیش کرنے کے لئے یہ لازم ہوگا ان کے راوی محمود کے زمانہ میں اور اس کی بزم عیش میں لطف صحبت میں شریک رہے ہوں۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ مولف شعراء العجم نے یہ روایت کہاں سے لی ہے اور اس کا راوی کون ہے؟ مولف شعراء العجم نے کسی معروف و مستند کتاب کیا مجہول الحال کتاب کا بھی حوالہ نہیں دیا۔ اور نہ کسی راوی کی طرف اس واقعہ کو منسوب کیا ہے۔ ایسی حالت میں اس مجہول واقعے پر جتنی سچائی اور صحیح بیانی کی روشنی پڑ رہی ہے وہ ارباب عقل و دانش اور اصحاب تواریخ پر ظاہر ہے۔ عربی، فارسی، انگریزی کی تاریخیں پڑھ لیجئے کہیں بھی یہ نہ ملے گا کہ محمود مے نوشی کا عادی تھا اس کی مجلس میں بادۂ و جام کا دور چلا کرتا تھا اور جب یہ بات پایہ ثبوت کو نہیں پہنچ سکتی تو معمول سے زیادہ پی کر بدمست ہو جانا چہ معنی دارد۔ بیشک یہ صریح افتراء اور بہتان ہے۔ دوسری بات کا وجود یا عدم پہلی بات کے وجود کے ثبوت یا عدم ثبوت پر مبنی ہے اور جبکہ پہلی بات ثابت نہیں ہو سکی تو دوسری بات کا بھی وجود خارج میں متحقق نہ ہوگا۔ وہذا ھوالمقصود (اور یہی اصل مقصد ہے)۔ تیسری بات عجب مضحکہ خیز ہے۔ حالت بدمستی میں محمود کا سنبھل جانا، جوش تقویٰ میں آ کر خلاف شرع حرکت کا احساس کرنا اور ایاز کی زلفوں کے کاٹنے کا حکم دینا بالکل خلاف قیاس اور بعید از عقل واقعہ ہے۔ محمود دو حال سے خالی نہ تھا یا یہ کہ وہ ایک متقی پرہیزگار مسلمان تھا یا یہ کہ اسے تقویٰ سے کوئی سروکار نہ تھا۔ پہلے لحاظ سے اس کی بزم عیش میں بادۂ جام کا دور چلنا محالات میں سے ہے۔ ایک متقی مسلمان کو بادہ پیمائی سے کیا تعلق ہے؟ دوسرے لحاظ سے حالت بدمستی میں جوش تقویٰ کا آنا ایسی حیرت انگیز روایت ہے جو بادہ خواروں یا مجذوبوں کی بڑ سے زیادہ وقعت نہیں

رکھتی۔ اللہ سے ڈرنا (تقویٰ) اور شراب نوشی سبحان اللہ، کیا اجتماع الضدین ہے۔ شاید مولف شعراءالعجم نے تقویٰ کے اور کچھ معنی لئے ہیں۔ بفرض محال اگر محمود کو بدمستی کی حالت میں جوش تقویٰ پیدا ہی ہو گیا تھا تو شراب نوشی چھوڑ دیتا جو ام الخبائث کہلاتی ہے یا اپنے ہاتھ کٹوا دیتا غریب ایاز کی زلفوں نے کیا کیا تھا جو کچھ خلاف شرع حرکت سرزد ہوئی وہ شراب کی وجہ سے یا اس کی طبیعت کے جوش کی وجہ سے۔ ایاز کی زلفوں کو کاٹنے کا حکم دینا سراسر ناانصافی اور ظلم ہے۔

تاریخ فرشتہ میں لکھا ہے، سلطان محمود غزنوی بادشاہ ہے بود کہ باصناف سعادت دینی و دنیاوی فائز گردیدہ وصیت عدالت و جہانبانی و آوازہ شجاعت و کشورستانی از ایوان کیوان درگزرانیدہ و بمیامن اجتہاد در امر غزا اعلام اسلام مرتفع ساختہ واساس ارباب ظلام برانداختہ ❶ اسٹینلی لین پول میڈول انڈیا (چیپٹر دوم صفحہ ۴ الغایت ۳۳) میں لکھتا ہے محمود میں اس کے باپ کی طرح چستی، چالاکی، مستعدی، مردانگی کی تمام صفتیں موجود تھیں۔ اس کے علاوہ ایک بہت بڑی بات یہ تھی کہ وہ کسی بھی وقت خود کو بیکار نہیں رکھتا تھا اس کے خیالات بلند اور حوصلہ غیر محدود تھا، مزاج جوشیلا تھا۔ اسلامی جوش اس کے دل میں کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا۔ یہی صفت اس کی تمام صفات کی محرک اور ان میں برقی قوت، پیدا کرنے والی تھی۔ وہ ایک نہایت پرجوش مسلمان تھا، دشمنان اسلام اور کفار کی لڑائیوں کی حالت میں بھی جس وقت اسے فرصت مل جاتی تھی تو تزکیہ نفس کے خیال سے قرآن مجید لکھا کرتا تھا گویا وہ اپنی زندگی کا ایک لمحہ بھی بیکار اور ضائع نہیں جانے دیتا تھا۔ دربار خلافت بغداد سے اسے غزنی اور خراسان کی سند امارت بھی عطا ہوئی تھی۔ اس خوشی اور کامیابی پر اس نے یہ تدبیر کی کہ ہر سال کفار ہند کے خلاف جہاد کروں گا۔ اس وعدے کو وہ پوری زندگی نبھاتا رہا محمود ظالم نہ تھا، وہ بلاوجہ خونریزی سے نفرت کرتا تھا۔ اپنے عہد و پیمان کا پابند تھا بدعہدی کے قریب بھی نہیں جاتا تھا۔

علماء وفضلاء محمود کے دربار میں: ...... محمود جس طرح مسلمانوں میں سچائی، خدا ترسی یا پرجوش مسلمان ہونے کا نمونہ تھا ویسا ہی علم وفضل کی قدردانی میں اپنی نظیر آپ تھا اس کا دربار علماء فضلاء اور اہل کمال سے بھرا رہتا تھا۔ اگر نپولین نے پیرس کی آراستگی اپنے ممالک مقبوضہ کے نامی گرامی ماہرین اور کاریگروں کی بنائی ہوئی چیزوں سے کی تھی تو محمود نے اس سے کہیں زیادہ تعریف کا یہ کام کیا کہ اس نے اپنے دربار میں تمام دنیا کے ماہرین اور اہل کمال کو لا کر جمع کر لیا تھا۔ علماء، فضلاء، شعراء اور ہر فن کے اہل کمال کے ذریعے اس کے دربار کو رونق بخشی گئی تھی۔ البیرونی ریاضی، تاریخ اور سنسکرت کا بہت بڑا عالم تھا، فارابی فلسفہ کا گویا معلم ثانی تھا۔ بیہقی، عتبی، عنصری، فرخی، عسجدی اور فردوسی جیسے نامی گرامی شعراء اس کے دائیں بائیں کے مصاحب تھے۔ جن پر وہ بیحد مہربان رہتا تھا۔

محمود ماہر اقتصادیات: ...... اگر محمود کو میں مال و دولت جمع کرنے والا حریص اور زر دوست کہتا ہوں تو یہ کہنے پر مجھ کو ضرور مجبور ہونا پڑے گا کہ وہ مال و دولت اور پیسوں کے خرچ کرنے کے مصارف سے بھی بخوبی واقف تھا۔ وہ مال وزر کے خرچ کرنے کی جگہیں اچھی طرح جانتا تھا وہ یہ جانتا تھا کہ کس موقع پر کتنا روپیہ خرچ کرنا چاہیئے۔ محمود ہرگز غیر مہذب وغیر تربیت یافتہ نہ تھا۔ وہ بہت بڑا سپاہی اور بے حد دلیر شخص تھا۔ وہ دماغی اور بدنی محنت سے تھکتا نہ تھا۔ قدرت نے اسے ان تھک طبیعت دی تھی وہ اپنی رعایا کی بہبودی اور خوشحالی کی فکر میں رہتا تھا اور ان میں انصاف وعدل قائم رکھنے کے لئے تکلیفیں اٹھاتا تھا۔ محمود کا وزیر السلطنت لکھتا ہے کہ محمود ایک انصاف پسند بادشاہ منصف مزاج، ذی علم، علم دوست، رحیم و رقیق القلب اور نہایت سچا مسلمان تھا اس کا ظاہر و باطن یکساں تھا ظاہر داری اور تصنع سے بالکل الگ تھا۔ وہ لڑائی شروع کرنے سے پہلے نماز ادا کرتا تھا۔

شاہنامہ اور محمود: ...... ان الزامات میں سے جو بدنمائی کے ساتھ سلطان محمود کے پاکیزہ دامن پر لگائے جاتے ہیں ایک یہ واقعہ ہے کہ فردوسی ❷ نے سلطان محمود کی فرمائش پر شاہنامہ تصنیف کیا تھا اور سلطان محمود نے ہر شعر کے بدلے ایک اشرفی دینے کا وعدہ کیا تھا۔ لیکن جب شاہنامہ تیار ہو گیا اشرفیوں کے بجائے روپے دلوائے یہ روایت جتنی مشہور ہے اتنی ہی بے اصل اور غلط بھی ہے۔ واقعات کو ترتیب دینے سے روز روشن کی طرح اس

❶ ...... سلطان محمود غزنوی وہ بادشاہ تھا جو ہر قسم کی دینی اور دنیاوی سعادت مندیوں کا حامل تھا، عدالت، جہاں بانی، شجاعت اور شہریاری کی ہر اونچ نیچ سے واقف تھا۔ اسلام کی سربلندی کے خاطر اور ظلم کے خاتمے کے لئے ہر قسم کی جدوجہد کر گزرنے والا تھا۔ ❷ ...... فردوسی شاعر مصنف شاہ نامہ بھی سلطان محمود کے دربار کا ایک شاعر تھا اس کا نام حسن بن اسحٰق تھا طوس یا اس کے قریب کسی گاؤں کا تھا، مترجم

روایت کی قلعی ظاہر ہو جاتی ہے۔اولاً فردوسی کو شاعری کا مذاق...... سے تھا اس کے ساتھ ہی وہ شاہان ایران کا ہم قوم یعنی مجوسی النسل بھی تھا اس نے اپنے صنادید عجم کا نام زندہ رکھنے کے لئے اور اپنے مذاق طبیعت کے اقتضاء سے شاہنامہ کی تصنیف کی بنا ڈالی جیسا کہ دیباچہ میں لکھتا ہے۔

همی خواهم از داد گریک خدائے ☆ کہ چنداں بما نم بہ گیتی بجائے
کہ ایں نامہ شہر یاران پیشی ☆ بہ پیوندم از خوب گفتار خویش
بسے رنج بردم دریں سال سی ☆ عجم زندہ کردم بدیں پارسی
ہمہ مردہ از روزگار در از ☆ شد گز گفت من نام شان زندہ پاز
چو عیسی من ایں مردگان راتمام ☆ سراسر ہمہ زندہ کردم بنام

ثانیاً فردوسی نے شاہنامہ کی تصنیف کی بنیاد اپنے وطن طوس میں ڈالی تھی اور کافی حصہ وہیں لکھا گیا۔میرے اس دعوے کو تائید اس روایت سے ہوتی ہے کہ جب فردوسی نے شاہنامہ کی تصنیف شروع کی تو اس وقت اسے شاہان فارس کے تاریخی سرمائے کی ضرورت محسوس ہوئی حسن اتفاق یہ کہ فردوسی ہی کے وطن میں ایک شخص کے پاس یہ سرمایہ موجود تھا اور وہ فردوسی کا دوست بھی تھا۔اس نے فردوسی کے ارادے سے مطلع ہو کر سارا سرمایہ تاریخ کا فردوسی کو لا کر دے دیا۔چنانچہ فردوسی اس واقعہ کو دیباچہ میں اس طریقے سے بیان کرتا ہے۔

بہ شہرم یکے مہرباں دوست بود ☆ تو گفتی کہ بامن بیک پوست بود
مرا گفت خوب آمد ایں رائے تو ☆ بہ نیکی خر آمد مگر پائے تو
توشتہ من ایں نامہ پہلوی ☆ بہ پیش تو آرم مگر نغنوی
شنواں نامہ خسرواں بازگوے ☆ بدیں جوئے زومیہماں آبروے
چو آورداں نامہ نزدیک من ☆ برا فروخت ایں جان تاریک من

شاہنامہ کی تصنیف کی تاریخ:...... ثالثاً یہ تسلیم کرنا پڑے گا کہ شاہنامہ کی بنیاد ۳۶۵ھ میں ڈالی گئی تھی۔اگر چہ اس کا واضح ثبوت کہیں سے نہیں ملتا لیکن خاتمے کے شعر سے ثابت ہوتا ہے کہ شاہنامہ کی تصنیف ۴۰۰ھ میں تکمیل کو پہنچی جیسا کہ خود فردوسی تصریح کرتا ہے۔

زہجرت شدہ پنج ہشتاد بار ☆ کہ گفتم من ایں نامہ شہر یار

پانچ کو اسی میں ضرب دینے سے چار سو ہوتے ہیں۔پھر اس کے ساتھ ہی اس کی بھی تصریح کرتا ہے کہ اس کتاب کی تصنیف میں پینتیس سال لگے۔

سی و پنج سال از سرائے سپنج ☆ بسے رنج بردم بامید گنج

چار سو سے پینتیس کو تفریق کرنے سے ۳۶۵ باقی رہ جاتے ہیں۔بس یہی ۳۶۵ھ شاہنامہ کے آغاز تصنیف کا زمانہ سمجھنا چاہئے جیسا کہ ہم اوپر لکھ چکے ہیں اور سلطان محمود ۳۸۷ھ میں تخت نشین ہوا۔اس بناء پر سلطان محمود کی تخت نشینی سے بائیس سال پہلے شاہنامہ تصنیف کی بنیاد پڑ چکی تھی لہٰذا یہ کہنا کہ شاہنامہ سلطان محمود کی فرمائش سے تصنیف کیا گیا محض لغو اور بے بنیاد ہے۔

فردوسی کی تردید اپنے کلام سے:...... باقی رہی یہ بات کہ فردوسی نے سلطان محمود کے حکمران بننے کے بعد بہ نظر قدر افزائی شاہنامہ کو شاہی دربار میں پیش کیا ہو۔میں اس بات کو تسلیم کرتا ہوں جیسا کہ تیسرے حصے کو دیکھنے سے اس کی تائید ہوتی ہے جہاں پر فردوسی نے دقیقی کے اشعار نقل کئے ہیں اس کے آخر میں تحریر کرتا ہے۔

من ایں ناہ فرخ گرفتم بہ فال ☆ ہمی رنج مردم بہ بسیار سال

ندیدم سر افراز بخشندۂ ☆ بہ گاہ کیاں برنشینندۂ
سخن رانگہداشتم سال مبسیت ☆ بداں تا سزاوار ایں گنج کیست
جہانداز محمود بافرو وجود ☆ کہ اوراکسد ماہ و کیواں سجود

ان اشعار سے صراحتاً معلوم ہوتا ہے کہ سلطان محمود کے دربار میں پہنچنے سے بیس سال پہلے شاہنامہ کا بنیادی پتھر رکھ دیا گیا اور اس عمارت کا زیادہ حصہ تعمیر ہو چکا تھا کیونکہ پینتیس سال ہی زمانہ تصنیف ہے پھر جب اس واقعہ کی خود فردوسی کے کلام سے تردید ہوگئی تو میں اس بات کی تردید سے باز نہیں رہ سکتا کہ سلطان محمود نے فردوسی کے اعجاز بیانی کی قدر نہ کی اور فردوسی کے شیعہ پن کی وجہ سے اشرفیوں کے بجائے روپے دلوائے یہ علمی تاریخ کا ایک نہایت ناگوار واقعہ ہے۔ میں اس واقعہ کو سلطان محمود کی طرف منسوب کرنے پر تیار نہیں ہوں۔ محمود کے دربار میں ہندو، عیسائی، یہودی، ہر ملت و مذہب کے اہل کمال موجود تھے۔ بہت سے شیعی علماء و فضلاء بھی اس کے خوان کرم سے بہرہ ور ہوتے تھے۔ ابوریحان البیرونی کھلم کھلا شیعہ تھا مگر خود محمود نے فرمان بھیج کر اس کو بلوایا تھا۔ انہی واقعات کے ضمن میں مختلف طریقوں سے ایک رنگ آمیزی یہ بھی کی جاتی ہے کہ سلطان محمود نے ایک مدت کے بعد جب اسے اپنے خود کردہ فعل پر ندامت ہوئی تو ساٹھ ہزار اشرفیاں فردوسی کے پاس روانہ کیں فردوسی اس وقت طوس میں تھا لیکن اتفاق سے ادھر شہر کے ایک دروازے سے جسکا نام رود بار تھا صلہ پہنچا ادھر دوسرے دروازے سے فردوسی کا جنازہ نکلا۔ فردوسی کی صرف ایک بیٹی تھی۔ مذکر اولاد کوئی نہ تھی۔ شاہی صلہ کی خدمت میں پیش کیا گیا لیکن اس بلند ہمت لڑکی نے اس خیال سے کہ میرا باپ اسی حسرت میں مرا ہے وہ صلہ قبول نہ کیا۔ سلطان محمود کو اطلاع دی گئی تو اس نے حکم دیا کہ اشرفیاں واپس نہ لائیں جائیں بلکہ اس سے فردوسی کے نام پر ایک کارواں سرائے بنا دیا جائے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ اس واقعہ کی کچھ اصلیت نہیں ہے۔ محض بے بنیاد قصہ ہے۔ جس طرح سکندر نامہ میں دارا کا مدمقابل سکندر رومی کے بجائے سکندر ذوالقرنین کو قرار دیا گیا اور سکندر ذوالقرنین کے سارے واقعات سکندر رومی کی طرف منسوب کر دیئے گئے ہیں اسی طرح لبید شاعر اور حضرت امیر معاویہ کا واقعہ سلطان محمود اور فردوسی کے گلے منڈھ دیا گیا ہے۔

واقعہ کی اصل حقیقت:......لبید عامری عرب جاہلیت کا ایک نامور شاعر تھا جس کا قصیدہ خانہ کعبہ کے دروازہ پر آویزاں تھا جس کو دعویٰ سخنگوی ہو میدان میں آجائے۔ رح فتح مکہ کے بعد رسول اللہ ﷺ کی خدمت بابرکت میں قبیلہ عامر کے وفد کا سردار بن کر حاضر ہوا اور مشرف باسلام ہو کر خدمت مبارک میں رہنے لگا۔ پھر جب آفتاب رسالت غروب ہو گیا۔ تو مدینہ سے کوفہ چلا گیا۔ عہد فاروقی ❶ میں جہاں دوسرے شعراء کی تنخواہیں مقرر ہوئیں لبید کی بھی تنخواہ تین سو درہم ماہانہ مقرر ہوگئی ذوالنورین عثمان رضی اللہ عنہ کا دور خلافت آیا تو انہوں نے وظیفہ سابق پر سو درہم کا اضافہ کر دیا۔ مرتضوی خلافت میں سو کا اور اضافہ ہوا غرضیکہ عہد خلافت خلیفہ چہارم میں لبید کو پانچ سو درہم ملتے رہے۔ جب حضرت علی مرتضی رضی اللہ عنہ کے بعد حضرت معاویہ امیر شام نے حکومت اپنے ہاتھ میں لی تو انہوں نے اتنی رقم لبید کو بھیجی جو ذوالنورین عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں ملا کرتی تھی جو کہ لبید نے واپس کر دی حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ یہ سمجھے کہ مقررہ وظیفہ کم کر دینے کی وجہ سے لبید نے واپس کیا ہے۔ چنانچہ پانچ سو درہم کے بجائے چھ سو بھیجے لیکن یہ رقم اس وقت پہنچی جبکہ لبید شاعر کا انتقال ہو چکا تھا اور جنازہ دفن کے لئے قبرستان جا رہا تھا۔ لبید نے کوئی اولاد ذکور نہیں چھوڑی تھی۔ اس کی صرف ایک لڑکی تھی۔ یہ شاہی وظیفہ اس لڑکی کی خدمت میں پیش کیا گیا لیکن اس کی عالی ظرفی بلند ہمتی نے اسے گوارا نہ کیا کہ جس چیز کو اس کے باپ نے جیتے جی ہاتھ نہ لگایا ہو اور رد کر دیا ہو۔ اس کی لڑکی بسر و چشم قبول کرے اور اس سے فائدہ اٹھائے۔ چونکہ واقعہ کی صورت بہت دلچسپ تھی۔ اس لئے فارسی تذکرہ نویسوں نے خدوخال درست کر کے اور رنگ و روغن لگا کر اس تصویر کو فردوسی کے ایوان عزت میں نصب کر دیا۔ میں اس واقعہ کی اس لئے اور بھی تردید کرتا ہوں کہ مسبب (یعنی بجائے اشرفیوں کے روپے دینا) اور اسباب و دلائل مختلف و متضاد بیان کئے جاتے ہیں اور جب اسباب و دلائل آپس میں مختلف و متضاد ہوئے اصولاً صرف (جب دو دلائل ایک دوسرے کے مختلف و معارض ہوں تو دونوں دلیلیں ساقط ہو جائیں گی) کوئی سبب اشرفیوں کے بجائے روپے دینے کا باقی نہ رہا، واذا

❶......حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنے عہد خلافت میں عشقیہ مضامین لکھنے کی ممانعت کر دی تھی جو عام طور سے شعرائے عرب کا دستور اور ذریعہ معاش تھا۔ اس صلہ میں حسب حیثیت ان کی تنخواہیں مقرر تھیں مترجم

فات السبب فات المسبب (اور جب سبب نہیں رہتا ہے تو مسبب بھی ختم ہوجاتا ہے) اس کے علاوہ سوائے فارسی تذکرہ نویسوں کے کتب تواریخ عربیہ میں کہیں اس کا نام ونشان تک نہیں ہے۔ دیباچہ نویسوں نے جنہیں واقعات کو خلط ملط کر دینے کا خاص ملکہ حاصل ہے ایک طرفہ تماشا یہ کیا ہے کہ سلطان محمود اور خلیفہ بغداد کے درمیان جو خط وکتابت سمرقند کے بارے میں ہوئی تھی اسے کھینچ تان کے فردوسی اور محمود سے متعلق کر دیا ہے۔ یہ ہیں تفاوت رہ از کجا ست تابکجا تاریخ فرشتہ میں لکھا ہے کہ سلطان محمود نے ایک بار خلیفہ عباسی قادر باللہ کے پاس ایک خط بھیجا کہ چونکہ خراسان کے اکثر علاقے میرے قبضہ تصرف میں ہیں اور فلاں فلاں شہروں پر خلیفہ قابض ہیں۔ لہٰذا سہولت انتظام مملکت ان شہروں کو اس خانہ زاد کو عنایت فرمائیں۔ چنانچہ خلیفہ عباسی نے اس درخواست کو منظور فرما کر فرمان شاہی بھیج دیا۔ اس کے بعد سلطان محمود نے دوبارہ اسی قسم کی درخواست سمرقند کے بارے میں بھیجی چنانچہ خلیفہ عباسی درخواست دیکھتے ہی برہم ہوگیا۔ لکھ بھیجا کہ معاذ اللہ میں اس درخواست کو ہرگز منظور نہیں کروں گا اور اگر تم میری اجازت کے بغیر اس طرف قدم بڑھاؤ گے تو میں تمہارے لئے دنیا تنگ کر دوں گا۔ سلطان محمود کے تیور اس جواب سے چڑھ گئے چنانچہ ایلچی سے ترش رو ہو کر بولا جا خلیفہ سے کہہ دے کہ سمرقند نہ دینے کا خمیازہ برا نکلے گا۔ کیا آپ کا مقصد یہ ہے کہ میں ایک ہزار ہاتھی لے کر دار الخلافت بغداد پر حملہ کر دوں اور اس کو ویران کر کے اس کی خاک ہاتھیوں پر لاد کر غزنی لاؤں۔ ایک مدت کے بعد دربار خلافت سے ایلچی واپس آیا اور سلطان محمود کو ایک خط سربمہر دیا۔ خواجہ ابونصر زوزنی نے خط کھولا۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کے بعد صرف الف لام میم لکھا ہوا تھا اور آخر میں الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ علی رسولہ محمد وآلہ وصحبہ اجمعین تحریر تھا۔ اس کے علاوہ اور کچھ نہیں لکھا تھا۔ سلطان محمود اور اس کے درباری امراء وزراء کا تب دنگ رہ گئے۔ خط سمجھنے کے لئے کسی کی فہم کی رسائی نہ ہوسکی۔ ابوبکر قہستانی نے جو ابھی تک کسی امتیازی درجہ پر نہیں پہنچا تھا عرض کی کہ چونکہ سلطان نے بغداد کی پامالی کی دھمکی دی تھی، خلیفہ عباسی نے سورہ الم ترکیف فعل ربک باصحاب الفیل کی طرف جواب میں اشارہ کیا ہے کہ جو حال اللہ تعالیٰ نے ابرہہ اور اصحاب فیل کا کیا تھا وہی نتیجہ بغداد پر تمہارے ہاتھیوں کے حملے سے دیکھنے میں آئے گا۔ سلطان محمود اس جواب سے بے حد متاثر ہوا اور معذرت کا خط لکھا اور تحائف وہدایا کے ساتھ ایلچی کو رخصت کیا۔

دیباچہ نویسوں نے اس واقعہ کو کاٹ چھانٹ کر اس طرح لکھا ہے کہ فردوسی غزنی سے نکل کر بحال پریشانی ماژندران ہوتا ہوا بغداد گیا۔ خلیفہ عباسی بڑی عزت وقدر سے پیش آیا۔ فردوسی نے عربی میں قصیدہ لکھ کر پیش کیا اور اہل بغداد کی فرمائش سے یوسف زلیخا لکھی۔ سلطان محمود کو اس کی اطلاع ملی تو خلیفہ عباسی کو لکھ بھیجا کہ فردوسی کو فوراً یہاں بھیج دیجئے ورنہ بغداد کو ہاتھیوں کے پیروں سے کچل ڈالوں گا۔ دربار خلافت سے خط میں صرف تین حروف الف لام میم لکھ کر آئے، مطلب یہ تھا کہ تمہاری اس گستاخی کا نتیجہ وہی ہوگا جو اصحاب فیل کا ہوا تھا۔ لیکن یہ تمام بے سروپا مزخرفات قصے ہیں۔ خوش اعتقادی اس کو کہتے ہیں کہ جو واقعہ دلچسپ نظر آیا اپنے ممدوح ومعتقد علیہ سے منسوب کر دیا۔

محمود کے وزراء:...... سلطان محمود کے عہد حکومت میں تین اشخاص عہدۂ وزارت سے ممتاز ہوئے۔ سب سے پہلے ابوالعباس فضل ابن اسفرائنی قلمدان وزارت کا مالک بنا۔ یہ ابتداء میں خاندان خلافت سامانی کا میر منشی تھا۔ جب دولت سامانیہ کا سورج زوال پذیر ہوا تو امیر سبکتگین کے دربار میں عہدہ وزارت سے سرفراز ہوا پھر سبکتگین کے بعد سلطان محمود نے اس کو اس عہدے پر بحال رکھا۔ علوم وفنون عربیہ سے محض ناواقف تھا، لیکن مہمات سلطنت وسیاست میں خداداد ملکہ رکھتا تھا۔ تاریخ فرشتہ میں لکھا ہے کہ اس کی ناواقفیت کی وجہ سے سلطان محمود نے شاہی دفاتر میں فارسی زبان رائج کی اور فرامین واحکام عربی کے بجائے فارسی میں تحریر کئے جانے کا حکم دیا۔ دس سال وزارت کرنے کے بعد اسے معزول کیا گیا۔

احمد بن حسن میمندی:...... اس کے بعد احمد بن حسن میمندی وزیر مقرر ہوا۔ یہ سلطان محمود کا رضاعی بھائی اور ہم سبق تھا اس کا باپ حسن عہد حکومت امیر سبکتگین میں بست میں مال گزاری وصول کرنے پر مقرر تھا لیکن امیر سبکتگین نے بددیانتی کے الزام میں پکڑ کر اسے جیل میں ڈال دیا تھا۔ عوام الناس میں جو مشہور ہے کہ حسن میمندی سلطان محمود کے دربار میں مرتبہ وزارت پر تھا محض غلط ہے۔ احمد بن حسن میمندی نہایت تیز فہم، منتظم اور خوشخط شخص تھا۔ ابتداء میں محکمہ کتابت (سکریٹری) کا افسر اعلیٰ تھا۔ چند دنوں بعد سلطانی توجہات کی وجہ سے صوبہ خراسان کا حاکم خراج (ممبر بورڈ آف ریونیو) مقرر ہوا جس کو کمال خوبی سے انجام دیا اس سے سلطان محمود کی آنکھوں میں بے حد عزیز ہوگیا۔ پھر جب فضل ابن احمد کی طرف سے سلطان محمود کو ناراضگی پیدا ہوئی تو قلمدان وزارت احمد بن حسن میمندی کے سپرد کر دیا گیا۔ اس نے اٹھارہ سال وزارت کی۔ سپہ سالار امیر التونتاش اور امیر علی خویشاوند کی در

اندازی کی وجہ سے سلطان محمود نے اسے معزول کر کے قلعہ کالنجر میں قید کر دیا۔ تیرہ سال قید کی مصیبتیں جھیل کر سلطان مسعود کے عہد حکومت کے آخر میں رہائی پائی اور دوبارہ مرتبہ وزارت سے سرفراز ہوا۔ اور ۴۲۴ھ میں انتقال کر گیا۔

حسن بن محمد: ......سلطان محمود نے احمد بن حسن میمندی کی معزولی کے بعد حسن بن محمد کو وزارت کا عہدہ عطا کیا اور وہی اس کے عہد حکومت کے آخر تک عہدہ وزارت پر مقرر رہا حبیب السیر میں ان وزراء کے حالات تفصیل سے لکھے ہیں۔

اولاد: ......سلطان محمود نے اپنی وفات کے وقت سات لڑکے چھوڑے۔ محمد، نصر، مسعود، محمود، اسماعیل، ابراہیم، اور عبدالرشید ان میں سے محمد، مسعود اور عبدالرشید حکمران بنے جیسا کہ آپ آئندہ ان کی داستانیں مورخ ابن خلدون کی تحریر میں پڑھیں گے۔ (مترجم کا کلام ختم ہوا)

سلطان مسعود کی حکومت: ......سلطان محمود کی وفات کے وقت سلطان محمود کا بڑا بیٹا مسعود اصفہان میں تھا۔ والد کے مرنے کے خبر سن کر اصفہان میں ایک اپنے امیر لشکر کو اپنا نائب مقرر کر کے خراسان روانہ ہوا جیسے ہی مسعود نے اصفہان سے کوچ کیا اہل اصفہان نے بغاوت کا جھنڈا بلند کر دیا اور اس کے لشکر کو زیر کر کے اس کے نائب کو قتل کر ڈالا۔ مسعود یہ بری خبر سن کر لوٹ آیا۔ چنانچہ اصفہان والے قلعہ بند ہو گئے۔ مسعود نے محاصرہ کر لیا اور بزور تیغ اسے فتح کر کے اپنی حکومت و امارت کا دوبارہ سکہ چلا دیا۔ نظم و نسق سے فراغت حاصل کر کے پھر ایک شخص کو اپنی جانب سے گورنر مقرر کیا اور اصفہان سے کوچ کر کے رے ہوتا ہوا نیشا پور پہنچا، اپنے بھائی سلطان محمد کو اپنے آنے کی خبر دی اور یہ لکھ بھیجا کہ میں تم سے حکومت و سلطنت کے بارے میں جھگڑا نہیں کرنا چاہتا۔ میں صرف طبرستان، بلاد جبل اور اصفہان کی فتوحات پر اکتفا کروں گا جن کو میں نے بزور تیغ فتح کیا ہے۔ تمہارے علاقوں کی طرف جو پدر بزرگوار تمہیں دے گئے ہیں نظر تک نہیں اٹھاؤں گا۔ مگر تم یہ بات منظور کر لو کہ خطبہ میں میرا نام تمہارے نام سے پہلے پڑھا جائے۔ سلطان محمد نے یہ درخواست قبول نہ کی۔ بلکہ فوجیں تیار کر کے مسعود کی طرف روانہ ہو گیا۔

سلطان محمد کی گرفتاری: ......چونکہ مسعود میں مردانگی، دلیری، قوت و ہمت کا جوہر اللہ تعالیٰ نے کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا اس کے علاوہ سلطان محمد سے عمر میں بڑا بھی تھا اس لئے فوج کا زیادہ حصہ مسعود کی طرف مائل تھا۔ امیر التونتاش (والی خوارزم) نے جو سلطان محمود کا مصاحب تھا سلطان محمد سے کہلوایا کہ آپ مسعود کی مخالفت پر کمر نہ باندھیں۔ خانہ جنگی کا نتیجہ برا ہوتا ہے۔ مگر سلطان محمد نے اس پر بھی کچھ توجہ نہ کی اور کوچ و قیام کرتا ہوا پہلی رمضان ۴۲۱ھ کو نکبت آباد پہنچا اور فوج کو قیام کا حکم دیا۔ سلطنت کے کاروبار کو چھوڑ کر لہو و لعب یا سیر و تماشا میں مصروف ہو گیا۔ فوج والے تو پہلے ہی سے بددل تھے، اونگھتے کو ٹھیلتے کا بہانہ ہو گیا۔ ساری فوج سلطان محمد کی معزولی پر تل گئی اور مسعود کی حکومت کی جانب مائل ہو گئی۔ چنانچہ سلطان محمد کو گرفتار کر کے نکبت آباد کے قلعہ میں نظر بند کر دیا۔ سب سے پہلے اس مہم کی انجام دہی پر سلطان محمد کا چچا یوسف بن سبکتگین اور امیر علی خشاوند ❶ جو سلطان محمود کا ممتاز مصاحب تھا آمادہ و تیار ہوا۔ انہی دونوں نے فوج کو سلطان محمد کی مخالفت پر ابھارا اور پھر اسے نظر بند کر کے مسعود کو اس واقعہ کی خبر بھیج دی اور فوج کے ساتھ خدمت میں حاضر ہونے کے لئے روانہ ہو گئے۔ مقام ہبرا میں مسعود سے ملاقات ہوئی۔ سلطان مسعود نے عبائے حکومت زیب تن کی اور اپنے چچا یوسف بن سبکتگین، امیر علی خشاوند اور ان لوگوں کو جنہوں نے سلطان محمد کی مخالفت کی تھی گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا۔ یہ مہینہ ذوالقعدہ کا تھا اور ۴۲۱ھ کا دور ختم ہو رہا تھا۔

احمد بن حسن کی آزادی: ......وزیر السلطنت ابوالقاسم احمد بن حسن میمندی ❷ ۴۱۶ھ سے قید کی مصیبتیں جھیل رہا تھا سلطان محمود نے امیر التونتاش وغیرہ کے لگانے بجھانے سے ناراض ہو کر پانچ ہزار دینار سرخ جرمانہ کیا تھا اور قید کی سزا دی تھی۔ سلطان مسعود نے تخت حکومت پر قدم رکھتے ہی ابو القاسم احمد بن حسن میمندی کو قید کی مصیبتوں سے رہائی دے کر دوبارہ عہدہ وزارت سے ممتاز کیا۔ ۴۲۲ھ کا نصف اول گزر چکا تھا کہ دارالحکومت غزنی میں کروفر کے ساتھ اپنے حشم و خدم کے ہمراہ پہنچا۔ غزنی والوں نے نہایت تپاک سے اپنے نئے سلطان کا خیر مقدم کیا۔ اطراف و جوانب کے امراء و سلاطین کے سفراء حاضر ہوئے۔ نذرانے پیش کئے۔ خراسان، غزنی، ہندوستان، سندھ، بجستان، کرمان، مکران، بخارا، اصفہان اور بلاد جبل میں

---

❶ ......ابن اثیر میں خویشاوند تحریر ہے۔ ❷ ......ابن اثیر میں بھی اسی طرح ہے۔ جبکہ ہمارے پاس موجود جدید عربی ایڈیشن ج ۴ ص ۳۸۲ پر سیمندی تحریر ہے۔

سلطان مسعود کی حکومت کا سکہ چلنے لگا اوران ممالک کا حکمران تسلیم کرلیا گیا۔

علاء الدولہ اور سلطان مسعود:......جس وقت سلطان محمود نے صوبہ اصفہان کو مجد الدولہ ❶ ابن بویہ سے چھین کر اپنے بیٹے مسعود کے حوالے کیا اور مسعود کے ساتھ علاء الدولہ بن کاکویہ کو اصفہان میں رہنے کا حکم دیا اس وقت مجد الدولہ اصفہان سے نکل کر قلعہ قصران میں جا کر قلعہ بند ہوگیا تھا۔ مسعود علاء الدولہ کے ساتھ اصفہان میں رہنے لگا اور کچھ عرصے بعد علاء الدولہ کو اصفہان میں چھوڑ کر آ گیا ادھر علاء الدولہ نے خود مختار حکومت کا اعلان کر دیا مسعود کو اس کی خبر ملی تو فوجیں آراستہ کر کے چڑھ آیا اور اصفہان سے علاء الدولہ کو نکال کر قبضہ کرلیا، علاء الدولہ پریشان ہوکر ابوکلیجار بن سلطان الدولہ کے پاس خوزستان پہنچا۔ امداد کی درخواست کی لیکن کامیاب نہ ہوسکا۔ ناچار بادل ناخواستہ تشتر روانہ ہوا تا کہ اصفہان واپس لینے میں جلال الدولہ ابوکلیجار کے بھائی سے امداد حاصل کرے یہ وہ زمانہ تھا کہ ابوکلیجار اور اس کے بھائی جلال الدولہ کے درمیان آتش فتنہ وفساد روشن ہو چکی تھی اور آپس میں لڑائیاں لڑ چکے تھے۔ جلالی الدولہ کے باپ نے علاء الدولہ کو امیدیں دلائیں اور یہ وعدہ کیا کہ جس وقت دونوں بھائیوں جلال الدولہ اور ابوکلیجار میں صلح ہوجائے گی میں تمہیں اصفہان واپس دلانے میں خاطر خواہ مدد دوں گا۔ علاء الدولہ اس امید پر اس کے پاس ٹھہر گیا۔ اس دوران سلطان محمود کا انتقال ہوگیا۔

مجد الدولہ کی شکست:......مجد الدولہ نے یہ خبر سن کر دیلم اور کردوں کی فوجیں حاصل کیں ''رے'' پر قبضہ کرنے کے لئے نکلا۔ مسعود کے گورنر نے مجد الدولہ کا مقابلہ کیا اور اسے نہایت بری طرح مار کر ''رے'' سے بھگا دیا۔ سینکڑوں دیلمی اور کردوں کو قتل اور گرفتار کرلیا چنانچہ مجد الدولہ ناکامی کے ساتھ اپنے قلعہ قصران واپس آ گیا۔

علاء الدولہ کی شکست اور فرار:......ان دنوں علاء الدولہ ابوکلیجار کے پاس خوزستان میں مقیم تھا اور اس کی امداد سے ناامید ہو رہا تھا کہ اچانک سلطان محمود کی وفات کی خبر پہنچی اس سے علاء الدولہ کے مردہ جسم میں جان سی آ گئی۔ ہاتھ پاؤں نکال لئے جھٹ پٹ تھوڑی سی فوج تیار کر کے اصفہان پر چڑھ آیا اور اس پر قبضہ کرلیا۔ پھر ہمدان کی طرف بڑھا رے کا رخ کیا۔ مسعود کے گورنر نے مقابلے کے لئے فوجیں مرتب کیں علاء الدولہ کے مقابلہ پر آیا اور انتہائی مردانگی سے لڑ کر علاء الدولہ کو زیر کرلیا۔ علاء الدولہ ناکام ہوکر اصفہان لوٹ آیا۔ مسعود کے گورنر نے علاء الدولہ کو اصفہان میں بھی آرام سے بیٹھنے نہ دیا۔ اور چاروں طرف سے گھیر لیا۔ علاء الدولہ لباس تبدیل کر کے چھپ کر قلعہ فروحان میں جا کر پناہ گزیں ہوگیا۔ جو ہمدان سے اکیس بیس کوس کے فاصلہ پر واقع ہے۔ ان واقعات کے بعد سے رے، جرجان، طبرستان میں استقلال کے ساتھ سلطان مسعود کی حکومت کا سکہ چلنے لگا۔

فتح مکران و کرمان ❷:......والی مکران نے اپنی وفات پر ابوالعسا کر اور عیسیٰ دو بیٹے وارث چھوڑے عیسیٰ نے اپنے باپ کے مرتے ہی سارے ملک اور خدم وحشم پر قبضہ کرلیا۔ ابوالعسا کر اپنے بھائی عیسیٰ کا مقابلہ نہ کر سکا روتا پیٹتا سلطان مسعود کے پاس غزنی پہنچا اور سارے حالات عرض کئے امداد کی درخواست کی سلطان نے ایک جرار فوج ابوالعسا کر کے ساتھ عیسیٰ کو ہوش میں لانے کی غرض سے روانہ کی،

عیسیٰ کی شکست:......لشکر نے کرمان کے قعیب پہنچ کر عیسیٰ کو شاہی پیغام پہنچایا عیسیٰ نے کچھ سماعت نہ کی چنانچہ جنگ چھڑ گئی جنگ کے دوران عیسیٰ کے بہت سے ساتھیوں نے ہتھیار ڈال دئے، اس سے عیسیٰ کو شکست ہوگئی اور وہ معرکہ جنگ میں مارا گیا، اور ابوالعسا کر مملکت مکران پر قابض ہوگیا حسب قرارداد سلطان مسعود کے نام کا خطبہ پڑھا گیا، یہ واقعہ اسی سال پیش آیا سلطان مسعود نے کرمان پر بھی قبضہ کرلیا تھا❸۔

ابوکلیجار کی شکست:......کرمان ابوکلیجار بن سلطان الدولہ کے قبضہ میں تھا۔ سلطان مسعود نے مہم مکران سے فراغت حاصل کر کے خراسانی فوج کو

---

❶......ہمارے پاس موجود جدید عربی ایڈیشن ج ۴ ص ۳۸۲ پر مجد الدولہ بن بویہ کا نام فنا خسرو تحریر ہے۔ ابن اثیر میں بھی اسی طرح ہے۔ دیکھیں ابن اثیر کی (تاریخ الکامل ۶ ص ۵۲) مترجم۔ ❷......ہمارے پاس جدید عربی ایڈیشن ج ۴ ص ۳۸۳ پر یہاں مکران اور کرمان کے ساتھ ''تیز'' نامی جگہ کا بھی ذکر ہے جس کے بارے میں وضاحت کی گئی ہے کہ سندھ یا مکران کے ساحل پر یہ شہر تھا اور اس کے مقابل عمان کی سرزمین تھی (معجم البلدان)۔ ❸......یہ مقام خالی ہے مترجم ہمارے پاس موجود جدید عربی ایڈیشن میں ایسی کوئی علامت نہیں مصحح جدید۔

ابوکلیجار کو زیر کرنے بھیجا۔ چنانچہ اس نے پروسیر میں ابوکلیجار کا محاصرہ کرلیا۔ نہایت سختی سے لڑائی شروع ہوئی بالآخر ابوکلیجار شکست کھا کر جیرفت کی جانب بھاگ گیا۔ خراسانی لشکر نے تعاقب کیا اور قتل و غارت کرتا ہوا خراسان تک پہنچا، ابوکلیجار کے ساتھی خراسان کے درے میں داخل ہو گئے اور شاہی فوج فارس کی طرف واپس آ گئی۔

علاء الدولہ کی شکست:...... آپ اوپر پڑھ چکے ہیں کہ علاء الدولہ ابوجعفر بن کاکویہ شاہی لشکر سے شکست اٹھا کر رے کے میدان سے بھاگ گیا تھا۔ قلعہ فروحان میں جا کر پناہ گزین ہو گیا تھا۔ کچھ عرصے یہاں علاء الدولہ نے قیام کیا پھر یہاں سے روانہ ہو کر یزدجرد پہنچا اور اس پر قبضہ کرلیا۔ فرہاد بن مرداویج کمک کی غرض سے اس کے ہمراہ ساتھ تھا۔ خراسان کے سپہ سالار نے ان دونوں کی روک تھام کے لئے ایک فوج علی بن عمران دیلمی کی کمان میں روانہ کی۔ چنانچہ جیسے ہی شاہی لشکر یزدجرد کے قریب پہنچا۔ فرہاد قلعہ شکمین کی طرف بھاگ گیا اور علاء الدولہ نے شاپور کا رخ کیا اور علی بن عمران نے بغیر کسی مزاحمت و جنگ کے یزدجرد پر قبضہ کرلیا۔

فرہاد کی ناکامی:...... فرہاد سے جب کچھ بن نہ آئی تو اس نے ان کردوں سے ساز باز شروع کی جو علی بن عمران کے لشکر میں تھے۔ اتفاق سے علی بن عمران اس ساز باز کو تاڑ گیا۔ کردوں کی اتفاقی صورت نفاق پذیر ہو چلی تھی۔ اس لئے علی بن عمران نے ہمدان کا راستہ اختیار کیا۔ فرہاد کو اس کی اطلاع ملی تو وہ بھی پہنچ گیا اور ایک مستحکم و مضبوط قلعہ میں جو ہمدان کے راستہ میں تھا قلعہ نشین ہو گیا فرہاد نے محاصرہ کرلیا اور سختی سے لڑائی شروع کر دی۔ لیکن برف باری اور بارش، فرہاد کی کامیابی میں رکاوٹ بن گئی مجبوراً فرہاد کو قلعہ کے محاصرے سے دست کش ہونا پڑا۔ چنانچہ ناکامی کے ساتھ علی بن عمران کو چھوڑ کر واپس چلا گیا۔

علی بن عمران اور ابومنصور:...... ادھر علی بن عمران نے تاش قرواش (سپہ سالار خراسان) کو ہمدان میں امدادی فوج بھیجنے کی ترغیب دی، ادھر علاء الدولہ نے اپنے بھتیجے ابومنصور کو اصفہان لکھ کر بھیجا کہ جتنا اسباب جنگ اور روپیہ مل سکے جلد سے جلد میری کمک کے لئے بھیج دو، اتفاق سے شاہی کمک ابومنصور کی امداد سے پہلے پہنچ گئی چنانچہ علی بن عمران کی گئی ہوئی قوت واپس آ گئی اور وہ فوج تیار کر کے ہمدان سے نکل کھڑا ہوا مقام ''جرباذقان'' میں ابومنصور سے مقابلہ ہو گیا۔

ابومنصور کی شکست اور گرفتاری:...... علی بن عمران کو اس جنگ میں کامیابی ہوئی، ابومنصور کے زیادہ تر ساتھی کام آ گئے باقی لوگ گرفتار کر لئے گئے مال و اسباب جنگ لوٹ لیا گیا۔ علی بن عمران نے ابومنصور کو بیڑیاں ڈال کر تاش قرواش (سپہ سالار خراسان) اور خود ہمدان واپس آ گیا علاء الدولہ اور فرہاد نے اس واقعہ سے مطلع ہو کر ہمدان پر دو جانب سے حملہ کیا۔ علی بن عمران نے ان کے مقابلے پر کمر باندھی، علاء الدولہ کو شکست ہوئی اور وہ بھاگ کر اصفہان پہنچ گیا اور فرہاد نے قلعہ شکمین میں جا کر پناہ لی۔

بغاوتیں:...... سلطان مسعود غزنی کے نظم و نسق سے فراغت حاصل کر کے خراسان کی جانب امور سیاست کے دیکھنے کے لئے خراسان روانہ ہوا اس دوران یہ خبر آئی کہ گورنر ہند (احمد نیال تگین) کے دماغ میں خود مختاری حکومت کی ہوا سما گئی ہے اور وہ استبداد اور خود مختاری پر مائل ہو گیا ہے۔ سالانہ خراج بھیجنا بند کر دیا ہے۔ سلطان مسعود یہ سن کر آگ بگولا ہو گیا اور فوجیں تیار کر کے احمد نیال تگین کی گوشمالی کے لئے ہندوستان روانہ ہو گیا۔ احمد نیال تگین سلطانی لشکر کے آنے کی اطلاع پا کر غاشیہ اطاعت و فرمانبرداری اپنے دوش پر رکھ کر بارگاہ سلطانی میں حاضر ہوا اور معافی تلافی کی درخواست کی چنانچہ سلطان مسعود نے اسے معاف کر دیا۔

علاء الدولہ کی بغاوت:...... اس واقعہ کے بعد علاء الدولہ نے اصفہان میں علم بغاوت دوبارہ بلند کر دیا۔ فرہاد بن مرداویج اس کے ساتھ تھا۔ سپہ سالار ابوسہل نے ان کی گوشمالی پر کمر باندھی اور فوجیں مرتب کر کے حملہ کیا۔ فرہاد تو معرکہ کارزار میں مارا گیا اور علاء الدولہ نے اصفہان و جرباذقان کی پہاڑیوں میں جا کر پناہ لی۔ ابوسہل نے ۴۲۵ھ میں اصفہان پر قبضہ کرلیا۔ علاء الدولہ کا سارا مال و اسباب لوٹ لیا۔ اور کتابیں اونٹوں پر لاد کر غزنی بھیج دیں۔ جن کو حسین غوری نے اپنے زمانہ تسلط میں جلوا دیا۔

احمد نیال کی وعدہ شکنی: ...... جس وقت سلطان مسعود نے ترکمانوں کی شورش کی وجہ سے خراسان کی طرف توجہ کی تو اس وقت احمد نیال تکین نے بغاوت وخود مختاری پر پھر کمر باندھی، فوجیں فراہم کیں اور خراج بھیجنا بند کر دیا۔ سلطان مسعود نے اس واقعہ سے مطلع ہو کر ۴۲۶ھ میں ایک عظیم لشکر احمد نیال تکین کو ہوش میں لانے کے لئے ہندوستان روانہ کیا۔ ساتھ ہی ہندوستان کے راجاؤں کو لکھ بھیجا کہ چاروں طرف سے ناکہ بندی کر لیں۔ کسی جانب سے احمد نیال تکین کو فرار کا موقع نہ ملے۔ الغرض افواج شاہی اور احمد نیال تکین کے درمیان جنگیں ہوئیں اور آخر کار احمد نیال تکین شکست کھا کر ملتان کی طرف بھاگ گیا۔ ملتان میں جب پناہ نہ ملی تو بھاطیہ کا رخ کیا۔ اس وقت تک اس کے لشکر میں سواروں کا ایک پورا دستہ تھا۔ حکمران بھاطیہ انہیں روک نہ سکا۔ احمد نیال تکین نے بھاطیہ کا قیام پسند نہ کیا۔ اور دریائے سندھ عبور کرنا چاہا۔ چنانچہ حکمران بہاطیہ نے کشتیاں فراہم کر دیں اور دریا کے درمیان ایک چھوٹا سا جزیرہ تھا۔ احمد نیال تکین یہ سمجھ کر کہ خشکی آ گئی اتر پڑا۔ ملاح حکمران بہاطیہ کی ہدایت کے مطابق احمد نیال تکین کو جزیرے میں اتار کر لوٹ آئے۔

احمد نیال تکین کی موت: ...... احمد نیال تکین اور اس کے ساتھیوں کو یہ بات کہ جزیرہ غیر آباد ہے اور خشکی سے اس کا تعلق نہیں ہے اس وقت معلوم ہوئی جبکہ کشتیاں دور نکل گئی تھیں چنانچہ وہ بہت چلائے، آوازیں دیں مگر ملاحوں نے توجہ نہ کی۔ لہٰذا تقدیر سمجھ کر خاموش ہو گئے۔ رہی سہی قوت وتوانائی بھی ختم ہو گئی۔ سات دن تک قوت لایموت کھا کر ٹھہرے رہے۔ جتنا توشہ تھا خرچ ہو گیا چنانچہ گھوڑوں کو ذبح کر کے کھایا، اس پر بھی ان کی بھوک کی آگ نہ بجھی پھر حکمران بہاطیہ نے ایک فوج جزیرہ میں اتار دی جس نے احمد نیال تکین کے ساتھیوں کو قتل وغرق کر کے مکمل خاتمہ کر دیا اور احمد نیال تکین نے خودکشی کر لی۔ زندہ ہاتھ نہ آیا۔ ❶

دارا بن منوچہر کی بغاوت: ...... جرجان اور طبرستان کا صوبہ سلطان محمود کے زمانہ سے دارا بن منوچہر بن قابوس کی گورنری میں تھا۔ سلطان مسعود نے تخت نشین ہو کر اس کا عہدہ بحال رکھا۔ لیکن جب سلطان مسعود بغاوت ہندوستان فرو کرنے گیا اور وہاں سے واپسی پر ترکمانوں کے جھگڑوں میں مبتلا ہوا۔ دارا بن منوچہر نے علاء الدولہ اور فرہاد کی ترغیب اور سازش سے خراج بھیجنا بند کر دیا چنانچہ جیسے ہی سلطان مسعود کو ترکمانوں کی مہم سے فراغت حاصل ہوئی۔ دارا کی گوشمالی کی طرف متوجہ ہو گیا۔ چنانچہ ۴۲۶ھ میں جرجان پر قبضہ کر لیا۔ دارا نے آمد میں جا کر پناہ لی اور اس کو اپنا ٹھکانہ بنایا۔ سلطان مسعود نے اس پر بھی چڑھائی کر دی، دارا نے آمد چھوڑ دیا۔ سلطان مسعود اس پر بھی قابض ہو گیا۔ اس واقعہ کے بعد دارا کے ساتھی اس سے علیحدہ ہو گئے ہر ایک کو اپنی اپنی جان کے لالے پڑ گئے۔ سلطان مسعود نے تعاقب پر فوجیں مقرر کیں۔ قید وقتل کا بازار گرم ہو گیا۔ دارا نے مجبور ہو کر فرمانبرداری کا پیغام دیا۔ بقایا خراج کی ادائیگی کا وعدہ کیا چنانچہ سلطان مسعود نے درخواست منظور کر لی۔ شاہی افواج کو خراسان کی جانب واپسی کا حکم دیا۔

ابوسہل اور علاء الدولہ کی جنگ: ...... ابوسہل حمدونی کو سلطان مسعود نے اصفہان میں گورنر مقرر کیا تھا۔ ❷ .... ابوسہل کے لشکریوں کو دھوکا دے کر علاء الدولہ کے حوصلے بڑھ گئے اصفہان پر قبضہ کر لینے کی تمنا کی، چنانچہ فوجیں مرتب اور حاصل کر کے اصفہان پر حملہ کر دیا۔ ابوسہل نے اصفہان سے نکل کر مقابلہ کیا۔ جنگ کے دوران علاء الدولہ کے ساتھی ترکمانوں نے ابوسہل سے سازش کر لی اور مقابلہ کے وقت ابوسہل کی فوج میں مل گئے چنانچہ علاء الدولہ کو شکست ہوئی اس کی لشکرگاہ کو لوٹ لیا گیا۔ وہ پریشان حال بھاگ کر یزدجرد پہنچا۔ جب یہاں بھی پناہ ملتی نظر نہ آئی تو طرم چلا گیا مگر والی طرم ابن سالار نے بھی اسے پناہ نہ دی۔

طغرل بیگ کی دست درازی: ...... محمود کے دور حکومت میں ارسلان بن سلجوق کی گرفتاری اور قید کے حالات اور ترکمانوں کے جلاوطن ہو کر

---

❶ ...... تاریخ فرشتہ میں لکھا ہے کہ سلطان مسعود نے پہلے احمد نیال تکین کی گوشمالی پر ناتھ نامی ایک ہندو سردار کو مقرر کیا مگر یہ پہلے مقابلہ میں مارا گیا۔ شاہی لشکر بغیر سردار کے ادھر ادھر منتشر ہو گیا تب سلطان مسعود نے مہلک بن حسین کو جو ہندوؤں کا امیر الامرہ تھا عظیم لشکر دے کے روانہ کیا احمد نیال تکین کو اس کے مقابلہ میں شکست ہوئی اور وہ دریائے سندھ عبور کرتے ہوئے ڈوب گیا۔ مترجم

❷ ...... ہمارے ہاں جدید عربی ایڈیشن ج ۳۸۴ پر ایسی کوئی علامت نہیں جس سے معلوم ہو کہ یہاں جگہ خالی ہے مصحح جدید۔

خراسان کی طرف جانے کے واقعات آپ اوپر پڑھ چکے ہیں دھرانے کی ضرورت نہیں ہے۔اسی زمانے سے طغرل بیگ اس کے بھائی بیقو (پیغو)، جعفر بیگ نے اپنے قبائل وخاندان کے ساتھ اطراف بخارا میں سکونت اختیار کر لی۔کچھ عرصے بعد بمقتضائے طبیعت، فتنہ انگیزی وشرارت کی آگ روشن کر دی۔علی تکین والی بخارا سے جھگڑے ہوئے۔متعدد لڑائیاں ہوئیں بار باران لوگوں نے لشکر بخارا پر حملے کئے تب تمام ملک والوں نے متحد و متفق ہو کر حکومت وسلطنت کا ساتھ دیا اور تیاری کے ساتھ ترکمانوں کے استیصال پر اڑ گئے۔ان واقعات میں ترکمانوں کو خوب جانی اور مالی نقصانات اٹھانا پڑے۔بالآخر مجبور ہو کر ۴۱۶ھ میں خراسان جلاوطن ہو گئے اور گورنر خوارزم ہارون بن التونتاش کی خدمت گزاری کو ذریعہ معاش بنالیا۔

ترکمانوں کا انجام: ......کچھ عرصے بعد جب ہارون کو ان کی حرکات وافعال کی اطلاع ملی تو اس نے اپنے عہد واقرار کو بالائے طاق رکھ دیا چنانچہ ترکمانوں نے درہ نسا میں جا کر پناہ لی پھر وہاں سے مرو کا رخ کیا اور سلطان مسعود سے امان کی درخواست کی مگر سلطان مسعود نے ایلچی کو گرفتار کر لیا اور درخواست نامنظور کر دی اور ایک بڑی فوج ان کی سرکوبی کے لئے روانہ کی۔چنانچہ مقام نسا میں شاہی فوج نے ترکمانوں پر حملہ کیا اور ترکمان پریشان ہو کر ادھر ادھر آس پاس کے علاقوں میں چلے گئے اور ان کے فسادات ونقصانات وبا کی طرح پورے علاقوں میں عام طور سے پھیل گئے۔

دربار خلافت کا فرمان: ......انہی واقعات کے دوران جعفر بیگ داؤد نے نیشاپور پر قبضہ کر لیا۔ابوسہل حمدونی گورنر نیشاپور اپنے اسٹاف سمیت نیشاپور چھوڑ کر بھاگ گیا۔اس کے بعد طغرل بیگ نیشاپور آیا۔دارالخلافت بغداد سے خلیفہ کا قاصد فرمان شاہی لے کر آیا، یہ فرمان ان ترکمانوں اور نیز عراقیہ ترکمانوں کے نام تھا۔جنہوں نے رے اور ہمدان میں فتنہ وفساد کی آگ روشن کر رکھی تھی۔خلیفہ نے ان لوگوں کو فتنہ وفساد کرنے سے روکا تھا اپنی سطوت وجبروت سے ڈرایا تھا اس کے ساتھ ساتھ اطاعت وفرمانبرداری کی شرط پر جاگیریں وانعامات دینے کا وعدہ کیا تھا۔ترکمانوں نے شاہی قاصد کو عزت واحترام سے ٹھہرایا اور بڑی آؤ بھگت سے ملے۔

طغرل بیگ کی دھمکی: ......جعفر بیگ داؤد نے نیشاپور پر قبضہ کرنے کے بعد نیشاپور میں غارت گری کے لئے رخ کیا کیونکہ نیشاپور والے نہایت مالدار اور خوش حال تھے۔بلکہ یوں سمجھئے کہ وہاں دولت پھٹی پڑتی تھی۔طغرل بیگ نے انہیں روکا اور خلیفہ کی ہدایات کی طرف توجہ دلائی۔اتفاق سے اسی منع واصرار کے زمانہ میں جعفر بیگ داؤد فالج میں مبتلا ہو گیا پھر بھی جب جعفر بیگ اپنے اس برے خیال سے باز آتا نظر نہ آیا تو طغرل بیگ نے یہ دھمکی دی کہ اگر تم نیشاپور میں غارت گری سے دست کش نہ ہوئے تو میں خود کو ہلاک کر ڈالوں گا چنانچہ جعفر بیگ داؤد یہ سن کر خاموش ہو گیا اور نیشاپور کی غارت گری سے ہاتھ کھینچ لیا مگر پھر بھی تیس ہزار دینار سرخ اہل نیشاپور سے بطور تاوان زبردستی وصول کر کے اپنے ساتھیوں میں تقسیم کر دیئے۔

طغرل بیگ کی دھوکہ دہی: ......طغرل بیگ شاہی تخت پر ایوان شاہی میں بیٹھا اور سارے شہر میں چراغاں کرایا۔ہفتہ میں دو دن رعایا کے مظالم سننے کے لئے دربار لگاتا تھا جیسا کہ خراسان کے گورنروں کا دستور تھا اور دھوکا وفریب دینے کے لئے ممبروں پر سلطان مسعود کے نام کا خطبہ پڑھا جاتا تھا۔جس وقت ان واقعات کی اطلاع سلطان مسعود کے شاہی دربار میں پہنچی وہ آگ بگولا ہو گیا۔فوجیں تیار کر کے غزنی سے خراسان کی جانب روانہ ہو گیا۔ماہ صفر ۴۳۰ھ میں بلخ پہنچا۔چونکہ ملوک خانیہ بھی فتنہ وفساد آئے دن اٹھائے رہتے تھے اس لئے حفظ ماتقدم کے طور پر اور فساد کو دور کرنے کے لئے ان کی لڑکی سے نکاح کر لیا اور صوبہ خوارزم جاگیر میں مرحمت فرمایا۔اسماعیل بھاگ کر طغرل بیگ کے پاس چلا گیا۔غرضیکہ اس طریقہ سے خوارزم کے انتظام وسیاست اور ملوک خانیہ کی فتنہ انگیزی وشرارت سے سلطان مسعود کو فراغت حاصل ہو گئی۔

طغرل بیگ کی گوشمالی: ......چنانچہ سلطان مسعود نے ایک عظیم فوج کے ساتھ (اپنے حاجب شیبانی کو طغرل بیگ کی سرکوبی کے لئے روانہ کیا، چنانچہ شیبانی اپنے لشکر کی فوج کے ساتھ ترکمان کی طرف بڑھا، لیکن سلطان مسعود کو اس سے تشفی نہ ہوئی خود بدولت واقبال ترکمانوں کی گوشمالی کو روانہ ہوا۔سرخس پہنچا، ترکمان یہ خبر سن کر مقابلہ پر نہیں آئے بلکہ مرو اور خوارزم کے درمیانی دروں اور پہاڑوں کی طرف پناہ گزیں ہونے کے لئے بھاگے۔سلطان مسعود نے نہایت تیزی سے تعاقب کیا اور ماہ شعبان ۴۳۰ھ میں ان کے سروں پر پہنچ کر حملہ آور ہوا۔ترکمان شکست کھا کر میدان جنگ سے بھاگ نکلے۔لیکن زیادہ دور تک نہ گئے اور پلٹ کر قرب وجوار کے قصبوں اور شہروں پر غارت گری شروع کر دی۔

ترکمانوں کی بربادی:......سلطان مسعود نے دوبارہ حملہ کیا چنانچہ اس جنگ میں ڈیڑھ ہزار ترکمان مارے گئے۔ باقی لوگوں نے بھاگ کر ایک درہ میں پناہ لی۔ اہل نیشاپور نے یہ خبر سن کر شاہی فوج میں داخل ہو کر ان باقی ترکمانوں پر یورش کی اور ان کے اکثر حصے کو قتل کر ڈالا۔ باقی سپاہیوں نے اپنے ان ساتھیوں کے پاس جا کر پناہ لی جو واقعات مذکورہ سے پہلے ہی اپنی گئی ہوئی قوت کو سنبھالنے کے لئے بعض دشوار گزار پہاڑوں کے دروں میں چھپے ہوئے تھے۔

استر آباد پر طغرل بیگ کا قبضہ:......سلطان مسعود یہ خیال کر کے کہ ترکمانوں کی گوشمالی کافی ہو چکی ہے یہ فی الحال سر نہ اٹھائیں گے۔ فراہمی و آراستگی فوج کی غرض سے ہرات کی طرف روانہ ہو گئے ابھی وہ ہرات بھی نہ پہنچنے پایا تھا کہ یہ خبر ملی کہ طغرل بیگ نے استر آباد پر قبضہ کر لیا ہے اور اس خیال سے وہاں قیام پذیر ہے کہ سردی اور برف باری کی وجہ سے سلطان مسعود، استر آباد کا رخ نہیں کرے گا۔ لیکن سلطان مسعود نے اس واقعہ کی اطلاع پا کر ایک دن بھی تاخیر پسند نہ کی فوراً واپس آ گیا چنانچہ طغرل بیگ نے یہ سن کر استر آباد چھوڑ دیا۔ سلطان مسعود نے طوس سے کوہ ''رے'' کی جانب قدم بڑھائے جہاں طغرل بیگ اپنے ساتھیوں کے ساتھ سلطان کے خوف سے پناہ گزین تھا۔ چونکہ ترکمانوں اور سلجوقیوں میں مراسم اتحاد پہلے سے قائم تھے۔ لہٰذا ایسے وقت میں ان لوگوں نے ترکمانوں کا ساتھ دیا اور دشوار گزار پہاڑوں کی چوٹیوں تک پہنچنے میں مدد دی۔

ترکمانوں کی سرکوبی:......ترکمانوں نے اس غیبی مدد کو غنیمت شمار کر کے اپنے مال و اسباب چھوڑ کر بلند پہاڑیوں کی چوٹیوں پر جا کر پناہ لے لی۔ شاہی لشکر نے ان کا مال و اسباب لوٹ لیا اور جن جن شہروں پر انہوں نے قبضہ کر لیا تھا۔ واپس لے لئے اس کے بعد سلطان مسعود نے بنفس نفیس اپنی فوج کے ساتھ ترکمانوں کے تعاقب میں ان پہاڑوں کا رخ کیا جہاں پر باقی ماندہ ترکمان پناہ گزین تھے۔ سردی کا موسم تھا برف باری ہو رہی تھی۔ چنانچہ شاہی فوج کا بڑا حصہ ہلاک و تباہ ہو گیا۔ اس کے باوجود شاہی افواج کو ترکمانوں کے تعاقب میں کامیابی ہوئی پہاڑ کی چوٹیوں نے ان جاں باختہ ترکمانوں کو پناہ نہیں دی اور وہ اچھی طرح پامال کئے گئے۔

سلطان مسعود اور طغرل بیگ:......جمادی الاول ۴۳۱ھ میں سلطان مسعود نے سردی کا موسم ختم کرنے کی غرض سے نیشاپور کا رخ کیا تا کہ وہاں چند دن آرام کر کے ربیع کا موسم آتے ہی ترکمانوں کی سرکوبی کے لئے روانہ ہو جائے۔ طغرل بیگ اس ارادے سے مطلع ہو کر پہاڑی دروں اور چوٹیوں سے نکل آیا اور قتل و غارتگری کرنے لگا۔ سلطان مسعود نے اسے اپنی سطوت و جبروت سے ڈرایا۔ قتل و پامالی کی دھمکی دی۔ مؤرخین لکھتے ہیں طغرل بیگ نے اس کے جواب میں آیت کریمہ قل اللھم ملک الملک تو تی الملک من تشاء و تنزع الملک ممن تشاء و تعز من تشاء و تذل من تشاء لکھ بھیجی تھی۔ سلطان مسعود نے اس کے جواب میں نرمی کا خط لکھا۔ خلعت بھیجی۔ انعامات دینے کا وعدہ کیا اور یہ حکم دیا کہ تم خلق اللہ کی ایذا رسانی اور شاہی علاقوں کی غارت گری سے دست کش ہو کر دریائے جیحون عبور کر کے آمد چلے جاؤ۔ سلطان مسعود نے محض تحریر پر اکتفا نہیں کیا بلکہ طغرل بیگ کو نسا کا اور جعفر بیگ داؤد کو دہستان کا اور پیغو کو مداوہ کا حکمراں بنایا اور ہر ایک کو دہقان کا خطاب دیا۔ مگر ان لٹیرے ترکمانوں نے ان شاہی عطیات کو منظور و قبول نہ کیا اور نہ شاہی وعدوں پر بھروسہ کیا۔ قتل و غارت گری جیسا کہ اس سے پہلے کرتے تھے ویسے ہی کرتے رہے۔

ارسلان:......کچھ عرصے بعد خود بخود اس فعل قبیح سے دست کش ہو گئے اور فریب دینے کے لئے مسعود کو بلخ میں پیغام دیا کہ ہم لوگ اپنے برے افعال سے باز آ کر علم شاہی کے آگے اطاعت کی گردن جھکا رہے ہیں۔ براہ ترحم شاہی ہمارے بھائی ارسلان کو جو شاہی حکم سے ہندوستان میں قید ہے قید کی مصیبت سے نجات دے دی جائے اور ہمارے پاس بھیج دیا جائے۔ چنانچہ سلطان مسعود دام فریب میں آ گیا اور ارسلان کو قید سے رہا کر کے ہندوستان سے واپس بلا لیا۔ مگر جب ان ترکمانوں نے وعدہ پورا نہ کیا تو اس کو دوبارہ جیل میں ڈال دیا۔

سلطان مسعود کی شکست خراسان:......جب سلجوقیہ ترکمانوں نے خراسان کے اطراف پر ایک گونہ قبضہ کر لیا اور شاہی لشکر ان کا مقابلہ نہ کر سکا اور حاجب شیبانی کو شکست ہو گئی تو سلطان مسعود کو سخت شاق گزرا چنانچہ کمر ہمت باندھ کر اٹھ کھڑا ہوا۔ فوجیں فراہم کیں انعامات دیئے۔ سامان جنگ درست کیا اور ایک بڑی فوج کے ساتھ ترکمانوں کی سرکوبی کے لئے غزنی روانہ ہوا۔ اس فوج کے ساتھ ہاتھیوں کا لشکر بھی تھا جیسا کہ اس سے پہلے اور

لڑائیوں میں ہاتھیوں کو فوج کے آگے رکھتے تھے اسی طرح اسی ترتیب سے اس مہم میں رکھا۔ بلخ کے قریب پہنچ کر پڑاؤ کیا۔ جعفر بیگ داؤد نے بھی اس کی اطلاع پا کر اپنے ساتھیوں کے ساتھ شاہی لشکر کے مقابلہ پر ڈیرے ڈال دیئے۔ ایک دن موقع پا کر شاہی کیمپ پر شبخون مارا اور شاہی خیمہ کے سامنے سے خاصے کے کئی گھوڑے اونٹ جس میں بہت بڑا شاہی ہاتھی بھی تھا پکڑ کر لے گیا۔ اس واقعہ سے سلطان مسعود غصہ کے مارے کانپ اٹھا۔ اسی وقت بلخ سے کوچ کا حکم دے دیا۔ یہ واقعہ ماہ رمضان ۴۲۹ھ کا ہے۔

سلطان مسعود کی طرف سے صلح کا پیغام:...... سلطان مسعود کے لشکر میں اس وقت ایک لاکھ فوج تھی وہ سفر کرتا ہوا جرجان پہنچا۔ حاکم جرجان کو جو سلجوقیوں کی طرف سے تھا گرفتار کر کے صلیب پر چڑھا دیا۔ پھر مرو شاہجہاں پہنچا چنانچہ جعفر بیگ داؤد بھاگ کر سرخس پہنچ گیا۔ یہاں پر اس کے بھائی طغرل بیگ اور پیغو بھی آ کر مل گئے۔ سلطان مسعود نے صلح کا پیغام بھیجا۔ پیغو اپنی قوم کی طرف سے وفد لے کر شاہی دربار میں آیا۔ سلطان مسعود نے عزت و احترام سے ٹھہرایا۔ خلعت دی۔ واپسی کے وقت کہتا گیا کہ سلطان کے خوف سے ہم اور ہمارے ساتھی صلح نہیں کریں گے۔ اس سے سلطان مسعود کو سخت تردد ہوا بحکم ہر کہ تنگ آید بجنگ آید دوبارہ ان کے تعاقب میں ہرات سے نیشاپور کی طرف روانہ ہو گیا۔ ترکمانوں نے نیشاپور چھوڑ کر سرخس کا رخ کر لیا۔ سلطان مسعود بھی سرخس کی طرف بڑھا۔ غرض کہ ترکمان ایک شہر سے دوسرے شہر کی طرف بھاگتے رہے اور سلطان مسعود تعاقب میں تھا مگر جنگ اور مقابلہ کی نوبت نہ آئی یہاں تک کہ سردی کا موسم آ گیا۔ مجبوراً تا موسم گزرنے کے انتظار میں نیشاپور میں قیام کرنا پڑا پھر موسم سرما بھی گزر گیا۔ ربیع کا زمانہ بھی گزر گیا لیکن سلطان مسعود لہو ولعب میں مصروف اپنے کاموں سے غافل خواب خرگوش میں پڑا رہا وزراء، امراء اور اراکین حکومت متحد ہو کر شاہی دربار میں حاضر ہوئے اور دشمنان حکومت کو بغیر سرکوبی چھوڑنے پر نصیحت کے انداز میں کچھ عرض کیا۔ چنانچہ سلطان مسعود فوجیں مرتب کر کے نیشاپور سے مرو کی طرف ترکمانوں کے تعاقب میں روانہ ہو گیا۔ ترکمان یہ خبر سن کر ایک پہاڑی درے میں گھس گئے۔ سلطان مسعود دو منزل تک تعاقب کرتا چلا گیا۔

خانہ جنگی:...... شاہی لشکر روزانہ سفر سے پریشان ہو گیا تھا۔ تین سال گزر چکے تھے۔ حاجب شیبانی کے لشکر میں جس وقت سے کہ وہ سلجوقیوں کی سرکوبی کے لئے روانہ ہوا تھا۔ مسلسل سفر و جنگ کرتے تھے اسی تعاقب کے زمانہ میں ایک دن ایسے مقام پر پڑاؤ ڈالا گیا جہاں پر پانی کم تھا عوام الناس اور اراکین حکومت کے درمیان پانی لینے پر جھگڑا ہو گیا۔ بازاری لشکری بھڑ گئے اس سے لشکر میں پھوٹ پڑ گئی۔ آپس ہی میں لوٹ مار شروع ہو گئی۔ جعفر بیگ داؤد شاہی کیمپ کے قریب ہی میں تھا اکا دکا شاہی لشکر کا جو مل جاتا تھا اس کو گرفتار کر لیتا تھا۔ انہی لوگوں کے ذریعے سے اس کو اس جھگڑے کی خبر مل گئی۔ فوراً اپنے ساتھیوں کو تیار کر کے شاہی لشکر پر حملہ آور ہوا۔

سلطان مسعود کی شکست:...... شاہی لشکر اس وقت تک اسی برے حال میں مبتلا تھا۔ ناگہانی حملہ سے گھبرا کر بھاگ کھڑا ہوا۔ صرف سلطان مسعود وزیر السلطنت کے ساتھ ثابت قدمی کے ساتھ معرکہ میں کھڑا ہوا لشکریوں کو جنگ پر ابھارتا رہا اور ان کو لوٹ آنے کا حکم دیتا رہا۔ مگر کسی نے توجہ نہ کی۔ مجبوراً سلطان مسعود اور وزیر السلطنت کو بھی بھاگنا پڑا۔ جعفر بیگ داؤد نے تھوڑی دور تک تعاقب کیا اور نہایت سختی کے ساتھ قتل و غارت کرتا رہا پھر واپس آ کر شاہی لشکر گاہ میں آیا جسے اس کے ساتھیوں نے لوٹ لیا تھا۔ جعفر بیگ داؤد نے مال و اسباب اپنے ساتھیوں میں تقسیم کر کے شاہی تخت پر جلوس کیا تین دن تک لشکر شاہی کی واپسی کے خوف سے اسی مقام پر پڑا رہا۔ سلطان مسعود ماہ شوال ۴۳۱ھ میں غزنی پہنچا۔ شیبانی اور دوسرے امراء و سپہ سالاروں کو جو معرکہ جنگ سے بھاگ کھڑے ہوئے تھے گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا۔

نیشاپور میں طغرل بیگ کا قبضہ:...... اس واقعہ سے سلجوقیوں کے حوصلے بڑھ گئے طغرل بیگ نے نیشاپور کی جانب قدم بڑھائے چنانچہ ۴۳۱ھ کے آخر میں قبضہ کر لیا۔ لشکریوں نے نیشاپور کو جی کھول کر تباہ و برباد کیا بہت بڑے ہنگامہ و فساد کا دروازہ کھل گیا۔ قتل، غارت، زنا جیسے جرائم دن دھاڑے کرنے لگے۔ اس سے طغرل بیگ کی سطوت و ہیبت کا سکہ لوگوں کے دلوں پر بیٹھ گیا۔ بلا چوں و چرا اس کے علم حکومت کے آگے سب نے گردنیں جھکا دیں اور سلجوقیہ ان شہروں پر قابض ہو گئے۔

بلخ کا محاصرہ:......اس کے بعد بیغو نے ہرات کا رخ کیا اور پہنچتے ہی قابض ہو گیا۔ جعفر بیگ داؤد بلخ کی طرف بڑھا۔ یہاں کا گورنر التونتاش حاجب تھا اسے سلطان مسعود اپنا نائب بنا گیا تھا۔ التونتاش کے پاس جعفر بیگ داؤد نے اطاعت قبول کرنے کا پیغام بھیجا مگر التونتاش نے قاصد کو گرفتار کر لیا۔ داؤد نے بلخ کا محاصرہ کر لیا۔

ترکمانوں کا فرار:......سلطان مسعود کو اس کی خبر ملی تو سلجوقیوں سے مقابلے اور اہل بلخ کی امداد کے لئے ۴۳۲ھ میں ایک عظیم الشان و جرار لشکر روانہ کیا۔ چنانچہ اس لشکر کے دو حصے ہو گئے ایک حصہ فوج رخج کی طرف گیا اور اس نے سلجوقی ترکمانوں کو ان اطراف سے مار بھگایا ترجمان نہایت ابتری سے بھاگ گئے۔ لشکر شاہی نے نہایت سختی سے ان کو قتل و پامال کیا۔ فوج کا دوسرا حصہ بیغو کی سرکوبی کے لئے ہرات گیا۔ اس نے بھی نمایاں کام کئے بیغو اور اس کے ساتھیوں کو ہرات سے مار کر نکال دیا۔

شہزادہ مودود کی روانگی:......اسی زمانہ میں دوسرا لشکر شہزادہ مودود کی کمان میں ترکمانوں کی گوشمالی کے لئے بھیجا، وزیر السلطنت ابونصر احمد بن محمد بن عبدالصمد شاہزادے کے لشکر میں تھا۔ رفتہ رفتہ بلخ کے قریب پہنچے اس وقت تک داؤد بلخ کا محاصرہ کئے ہوئے تھا۔ فتح نہیں ہوا تھا۔ داؤد نے شہزادہ مودود کی اطلاع پا کر ایک دستہ فوج اس کی روک تھام پر مامور کی چنانچہ شہزادہ مودود کی گشتی پارٹی سے اس کی مڈبھیڑ ہو گئی۔ مودود نے اسے پہلے ہی حملہ میں شکست دے دی، ان لوگوں نے داؤد کے پاس پہنچ کر دم لیا۔ مودود نے کسی مصلحت سے بھگوڑوں کا تعاقب نہیں کیا جب التونتاش کو یہ خبر ملی تو اس نے نہایت تپاک سے اپنے شہزادے کا استقبال کیا اور اس کی اطاعت قبول کر لی۔

سلطان مسعود کی معزولی اور محمد کی تخت نشینی:......سلطان مسعود شہزادہ مودود کو سلجوقیوں سے مقابلہ کے لئے خراسان کی جانب روانہ کر کے سات دن تک غزنی میں مقیم رہا۔ ماہ ربیع الاول ۴۳۲ھ میں اس نے ہندوستان کی جانب کوچ کیا تا کہ موسم سرما اپنے مرحوم والد سلطان محمود کی طرح ہندوستان میں گزارے اور راجپوتوں کو سلجوقیوں سے جنگ کے لئے تیار کرے۔ اس سفر میں اس کا بھائی محمد مکحول بھی ساتھ تھا۔ اراکین حکومت سلطان مسعود سے متنفر ہو گئے تھے۔ چنانچہ ان سب نے اس کی معزولی اور محمد مکحول کو سلطان بنانے پر کمر باندھ لی چنانچہ جیسے ہی اس نے دریائے جیحون عبور کیا اور خزانہ شاہی کا کچھ حصہ آ گے نکل گیا۔ انوش تکین بلخی، غلامان نداویہ کی ایک جماعت کو لے کر علیحدہ ہو گیا اور باقی خزانے کو لوٹ کر محمد مکحول کے ہاتھ پر حکومت سلطنت کی بیعت کر لی۔ یہ واقعہ اسی سال ماہ ربیع الثانی کا ہے۔ [1]

سلطان مسعود کی گرفتاری:......اس واقعہ سے شاہی لشکر میں پھوٹ پڑ گئی۔ وہ آپس میں بھڑ گئے۔ معاملات نازک ہو گئے۔ فوج کا بڑا حصہ باغی ہو گیا۔ سلطان مسعود نے شکست کھا کر رباط میں جا کر پناہ لی، فوجی باغیوں نے گھیر لیا۔ بالآخر امان دے کر گرفتار کر لیا اور سلطان محمد کے پاس لے آئے۔ سلطان محمد نے کہا ''آپ جہاں چاہیں سکونت اختیار کیجئے۔'' معزول سلطان نے قلعہ گیری کو پسند کیا چنانچہ سلطان محمد نے اسے قلعہ گیری روانہ کر دیا اور قلعہ کے والی کو عزت واحترام سے پیش آنے کی ہدایت کی۔ اور خود غزنی واپس چلا گیا۔

سلطان مسعود کا قتل:......سلطان محمد نے غزنی پہنچ کر حکومت اپنے بیٹے احمد کے حوالے کر دی اور خود عزلت نشین ہو گیا۔ احمد شاہی اختیارات پاتے ہی اپنے چچا مسعود (معزول سلطان) کو قتل کرنے کا پروگرام بنانے لگا۔ اس کا دوسرے چچا یوسف علی خشاوند وغیرہ نے اس خیال کی تائید ہی نہیں کی بلکہ بہت جلد یہ کام انجام دینے پر ابھارا۔ چنانچہ احمد نے اپنے باپ سلطان محمد سے مشورہ کئے بغیر قلعہ گیری میں جا کر مسعود کو قتل کر دیا۔ سلطان مسعود کا بیٹا مودود اس وقت خراسان (بلخ) میں تھا سلطان محمد نے اسے لکھ بھیجا کہ تمہارے والد بزرگ کو احمد نیال تکین کے بیٹوں نے اپنے باپ کے بدلے قتل کر دیا ہے مودود کو اس سے سخت ناراضگی پیدا ہوئی اور عتاب آمیز خط لکھا چنانچہ لشکریوں نے سلطان محمد کی گوشہ نشینی سے فائدہ اٹھانا چاہا اور رعایا کے مال واسباب کی لوٹ مار شروع کر دی۔ سلطان محمد اپنی خرابیٔ طبیعت کی وجہ سے انہیں نہ روک سکا مجبوراً ان سے علیحدہ ہو گیا۔

---

[1] ......تاریخ فرشتہ میں لکھا ہے کہ چونکہ سلطان محمد آنکھوں سے معذور تھا اس وجہ سے اپنے بیٹے احمد کو حکومت وسلطنت کے سیاہ وسفید کا اختیار دیدیا تھا اور احمد عقل مند نہ تھا مترجم۔

سلطان ❶ مسعود کا کردار: ...... سلطان مسعود بہادر، سخی اور نہایت خوش اخلاق انسان تھا۔ علماء فضلاء اور شعراء ❷ کو دوست رکھتا تھا۔ خود بھی ذی علم شخص تھا ان لوگوں کو انعامات اور عطیے دیتا تھا۔ حاجتمندوں کی حاجتیں پوری کرتا تھا، نمازی تھا، رات میں نوافل کثرت سے پڑھتا تھا۔ متعدد کتابیں مختلف علوم کی اس کے نام نامی سے معنون کی گئیں۔ اس کے زمانہ حکومت میں اکثر شہروں میں مساجد بنائی گئیں۔ اس کے دائرہ حکومت میں اصفہان، ہمدان، رے، طبرستان، جرجان، خوارزم، خراسان، بلاداروں، کرمان، بجستان، سندھ، رخج، غزنی اور غور کے اکثر شہر تھے ہندوستان کے متعدد شہروں پر بھی اس کا قبضہ تھا۔ غرضیکہ بحر و بر کے رہنے والے اس کے علم حکومت کے مطیع تھے۔ متعدد اشخاص نے اس کی سوانح عمری لکھی ہے اس کے حالات و اوصاف کے لکھنے کے لئے الگ کتاب کی ضرورت ہے۔

سلطان محمد کا قتل: ...... جس وقت سلطان مسعود کی شہادت کی خبر اس کے بیٹے مودود کو خراسان میں ملی اسے ساری دنیا آنکھوں میں تیرہ و تار نظر آنے لگی اس نے فوراً فوجیں مرتب کر کے غزنی پر حملہ کر دیا۔ ماہ شعبان ۴۳۲ھ سلطان محمد سے جنگ ہوئی جس میں مودود کو کامیابی ہوئی اور سلطان محمد اپنے دونوں بیٹوں احمد و عبدالرحمٰن اور خواجہ علی انوش تکین بلخی، علی خشاوند سمیت گرفتار ہو گیا۔ چنانچہ مودود نے ان سب کو موت کی سزا دے دی۔ عبدالرحمٰن کو اس لئے قتل نہیں کیا کہ سلطان مسعود کی گرفتاری اور قید کے زمانے میں یہ اچھے سلوک و نرمی سے پیش آیا تھا۔ ان مقتولوں کے علاوہ جن جن لوگوں نے سلطان مسعود کی معزولی اور قتل کی سازش کی تھی چن چن کر قتل کر دیا اور اپنے دادا محمود کے نقش قدم پر چلنے لگا۔

سلطان محدود: ...... سلطان مسعود نے ۴۲۶ھ میں اپنے دوسرے بیٹے (محدود) کو ہندوستان کے صوبوں کا گورنر مقرر کیا تھا جس وقت اسے سلطان مسعود کی شہادت کی خبر ملی اس نے اپنی حکومت و سلطنت کی بیعت لے لی اور لاہور کو دارالحکومت قرار دے دیا۔ ملتان پر قبضہ کر لیا ❸، شاہی خزانے پر قابض ہو گیا فوجیں تیار کیں اور اپنے بھائی سلطان مودود کی مخالفت کا جھنڈا لے کر اٹھ کھڑا ہوا۔ بلند کر کے غزنی کا رخ کیا اتفاق سے عیدالاضحیٰ کا دن آ گیا۔ خوشی خوشی عید منائی مگر عید کے تیسرے دن صبح کے وقت اپنے دارالحکومت لاہور میں مردہ پایا گیا۔ قاتل کا کچھ پتہ نہ چلا اور نہ قتل کا سبب معلوم ہو سکا۔

خان ترک کی فرمانبرداری: ...... اس ناگہانی واقعہ سے سلطان مودود نے فوج کشی روک دی اور مکمل اطمینان سے امور سلطنت کے نظم و نسق میں مصروف ہو گیا، کسی قسم کا اندرونی شاخسانہ باقی نہیں رہا البتہ سلجوقی ترکمانوں کی مخالفت و سرکشی بدستور قائم رہی انہوں نے صوبہ خراسان کو اپنی جولانگاہ بنا رکھا تھا۔ آئے دن فتنہ و فساد کا بازار گرم رہتا تھا اتنے میں خان ترک نے ماوراء النہر سے اطاعت و فرمانبرداری کا پیغام دیا اور مطیع ہو گیا۔

تونتاش اور علی تکین کی جنگ: ...... ملک خوارزم پر سلطان محمود اور اس کے بعد اس کے بیٹے سلطان مسعود کا قبضہ رہا التونتاش حاجب جو امراء غزنویہ میں سے بہت بڑا سردار تھا اس کا گورنر مقرر تھا جن دنوں سلطان محمود کی وفات کے بعد سلطان مسعود اپنے بھائی محمود کے جھگڑوں میں مصروف تھا علی تکین (حکمران بخارا) نے فوجیں تیار کر کے یلغار کر دی چنانچہ جیسے ہی سلطان مسعود کو خانہ جنگی سے فراغت حاصل ہوئی اور استقلال کے ساتھ غزنی کے تخت حکومت پر متمکن ہو گیا تو اس نے التونتاش (گورنر خوارزم) کو لکھ بھیجا کہ علی تکین کو جرات و دلیری کی سزا دینے کے لئے اس کے علاقوں پر حملہ

---

❶ ...... سلطان مسعود کی معزولی و قتل اور انتزاع سلطنت کی ظاہری اسباب میں سے ایک سبب یہ تھا کہ جس وقت ۴۲۸ھ میں سلجوقیوں نے خراساں میں سر اٹھایا اور قتل و غارتگری کا بازار سرگرم کیا تھا سلطان مسعود نے ان کے خلاف اقدام نہیں کیا تھا غیر ضروری سمجھ کر ہندوستان کے راجپوتوں کو زیر کرنے کی طرف متوجہ ہو گیا حالانکہ اراکین دولت نے اس پر خلاف مشورہ دیا تھا نتیجہ اس کا یہ نکلا کہ خراساں کے صوبہ سے سلطان مسعود کا اثر ختم ہو گیا قتل و غارت گری کے خوف سے خراسان والے سلجوقیوں کے مطیع ہو گئے سلطان مسعود ہندوستان کی مہم سے فارغ ہوا تو سردی کا موسم تھا برف باری ہو رہی تھی اس کے علاوہ سلجوقی ترکمانوں کے قدم استقلال کے ساتھ حکومت خراساں پر جم گئے تھے جس کو ختم کرنا ذرا دشوار تھا دوسرا سبب یہ پیش آیا کہ ۴۳۱ھ میں سلجوقیوں سے شکست کھا کر غزنی سے مع شاہی خزاین کے ساتھ ہندوستان کے لئے نکل کھڑا ہوا حکومت غزنی اور اس کے صوبوں پر اپنے ..ں کو مامور کیا پھر جیسے ہی دریائے جیحون عبور کر کے رباط مارکہ میں پہنچا بعض شہ حکمران غلاموں کو طمع دامنگیر ہوئی لہٰذا خراساں لوٹ لیا پھر شاہی انتقام اور پاداش جرم کے خوف سے یہ مشورہ کیا کہ اگر حکومت تبدیل نہ ہوئی تو اس جرات و دلیری کی ہم کو سزا بھگتنا ہو گی بہتر یہ ہے کہ سلطان مسعود کو معزول کر کے سلطان محمد کو حکومت پر بٹھا دیں چنانچہ ایسا ہی کیا (دیکھیں تاریخ فرشتہ مقالہ اول ذکر سلطان مسعود) مترجم۔ ❷ ...... ابن اثیر کی (تاریخ الکامل ج ۶ ص ۱۰۴) پر لکھا ہے کہ سلطان مسعود نے ایک شاعر کو قصیدہ پڑھنے پر ایک ہزار دینار دیئے تھے۔ ❸ محدود کے مقبوضات کا دائرہ سندھ سے تھانیسر تک تھا دیکھو تاریخ فرشتہ جلد اول صفحہ ۴۴۔

کردو اور بخارا و سمرقند وغیرہ اس کے قبضہ سے نکال لو۔ فرمان روانہ کرنے کے بعد ایک بڑی فوج التونتاش کی کمک پر روانہ کردی چنانچہ شاہی فوج نے ۴۲۴ھ میں دریائے جیحون عبور کیا اور التونتاش کے ساتھ علی تکین پر حملہ آور ہوئی۔ علی تکین میں شاہی فوج کا مقابلہ کرنے کی قوت نہ تھی۔ چنانچہ میدان جنگ سے بھاگ کھڑا ہوا اور اس کے علاقوں کے زیادہ حصہ پر التونتاش کا قبضہ ہو گیا۔ چونکہ یہ ممالک زرخیز نہ تھے اور فوجی مصارف بہت بڑھے ہوئے تھے اس لئے سلطان مسعود سے واپسی کی اجازت لے کر خوارزم کی جانب لوٹ گیا۔

علی تکین کی شکست:..... علی تکین تو موقع کا منتظر تھا اس نے پیچھے سے لے حملہ کردیا، التونتاش نہایت ثابت قدمی اور مردانگی سے پلٹ کر حملہ آور ہو گیا چنانچہ علی تکین شکست کھا کر بھاگا اور قلعہ دیوسیہ میں جا کر پناہ لے لی۔ التونتاش نے اس کا محاصرہ کرلیا اور نہایت سختی سے لڑائی جاری رکھی۔ علی تکین نے مجبور ہو کر امن کی درخواست کردی، چنانچہ التونتاش نے محاصرہ اٹھالیا، خوارزم واپس آ گیا۔

تونتاش کی وفات:..... اسی پچھلے واقعہ میں التونتاش زخمی ہو گیا تھا خوارزم پہنچ کر زخم میں زہریلا مادہ پیدا ہو گیا جس سے اس کی موت واقع ہوگئی اس کے تین بیٹے تھے۔ ہارون، رشید، اسماعیل، التونتاش کے مرنے کے بعد اس کے وزیر احمد بن عبدالصمد نے خزانے کو سنبھالا، حکمرانی اپنے ہاتھ میں لی یہاں تک کہ بارگاہ شاہی سے ہارون (التونتاش کا بڑا بیٹا) حکومت خوارزم کی سند حاصل کر کے خوارزم آیا۔

ہارون اور ابونصر میں کشیدگی:..... اس دوران وزیر السلطنت میمندی کا انتقال ہو گیا تو قلمدان وزارت ابونصر کے سپرد کردیا گیا وزیر السلطنت ابو نصر نے اپنے بیٹے عبدالجبار کو نائب گورنر مقرر کر کے خوارزم بھیج دیا مگر عبدالجبار اور ہارون میں ان بن ہوگئی۔ ہارون نے ماہ رمضان ۴۲۵ھ میں کھلم کھلا مخالفت کا اعلان کردیا۔ عبدالجبار اس خوف سے کہ کہیں ہارون کسی سخت مصیبت میں مجھے مبتلا نہ کردے روپوش ہو کر غزنین غزنی چلا گیا اور سلطان مسعود کے خوب کان بھرے۔ سلطان مسعود نے اصل واقعہ کی تفتیش کئے بغیر شاہ ملک ابن علی کو جو کہ خوارزم کے قرب و جوار کے شہروں کا حکمران تھا ہارون پر فوج کشی کرنے کا حکم بھیجا۔

طغرل بیگ کا خوارزم پر قبضہ:..... چنانچہ شاہ ملک نے خوارزم پر چڑھائی کردی اور صوبہ خوارزم پر بزور تیغ قابض ہو گیا۔ ہارون اپنے بھائی اسماعیل سمیت بھاگ نکلا اور فریادی صورت بنا کر طغرل بیگ اور داؤد کے پاس پہنچا، طغرل بیگ نے داؤد کو خوارزم کی طرف بڑھنے کا اشارہ کیا۔ ہارون و اسماعیل بھی اس کے ساتھ تھے۔ خوارزم کے باہر ایک کھلے میدان میں جنگ ہوئی اور شاہ ملک کی فوج میدان جنگ سے بھاگ گئی اور طغرل بیگ نے کامیابی کے ساتھ خوارزم پر قبضہ کرلیا۔ ان واقعات کے بعد سلطان مسعودؒ کے قتل کا واقعہ پیش آ گیا اور اس کا بیٹا مودود تخت حکومت پر بیٹھا یوں سلاطین غزنویہ کی قوت انحطاط پذیر ہو چکی۔

شاہ ملک کی گرفتاری:..... شاہ ملک شکست کھا کر اپنے مال و خزانے کے ساتھ ایک دشوار گزار درہ سے گزر کر دھستان پہنچا اس پر طغرل بیگ کا خوف اتنا چھایا ہوا تھا کہ وہاں رکا نہیں بلکہ طبس سے ہوتا ہوا کرمان پہنچ گیا۔ اور پھر جب یہاں بھی اس کے دل کو سکون حاصل نہ ہوا تو صوبہ مکران کی طرف بھاگا ارتاش یعنی ابراہیم نیال کے بھائی نے (یہ طغرل بیگ کے چچا کا بیٹا تھا) چار ہزار سواروں کے ساتھ شاہ ملک کا تعاقب کیا اور گرفتار کر کے جعفر بیگ داؤد کے حوالے کردیا اور جتنا مال و اسباب تھا لوٹ لیا اس کے بعد ارتاش بادغیس کی طرف واپس گیا اور ہرات کا محاصرہ کرلیا اہل ہرات جنگ کے خوف سے قلعہ نشین ہو گئے۔

جنگ سلطان مودود و طغرل بیگ:..... ترکمان سلجوقیہ [1] نے صوبہ خراسان پر قابض ہوتے ہی اس تمام متعلقہ علاقوں پر قبضہ کرلیا طغرل بیگ

---

[1] ..... ہمارے پاس موجود جدید عربی ایڈیشن ج ۴ ص ۳۸۹ پر یہاں غز کا لفظ استعمال ہوا ہے۔ ایک قول کے مطابق غز اہل عجم کے ہاں پیدا ہونے والے بچے کو کہتے ہیں۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ تمام عجم کو غز کہتے ہیں۔ ایک قول کے مطابق جس طرح عرب میں پیدا ہونے والے کو مولدۃ کہتے ہیں اسی طرح عجمیوں میں غز کہتے ہیں اور ایک قول کے مطابق غز کا اطلاق ترکوں، ترکمانوں، کفچکوں، اور ان کی نسلوں پر ہوتا ہے۔ اور ایک قول کے مطابق عامور بن یافث بن نوح علیہ السلام کی اولاد کو غز کہتے ہیں اور ایک قول کے مطابق غز ترکی اور ترکمانی لشکر کو کہتے ہیں اور ایک قول کے مطابق شام کے ایک پہاڑ کو غز کہتے ہیں۔

نے جرجان، طبرستان اور خوارزم پر اپنی حکومت کا جھنڈا گاڑ دیا، ابراہیم نیال، ہمدان، رے اور جبل پر قابض ہو گیا اور داؤد بن میکائیل نے خراسان اور اس کے متعلقہ شہروں پر قبضہ کر لیا۔ سلطان ابوالفتح مودود نے ۴۳۵ھ میں ایک لشکر اپنے کسی حاجب کی کمان میں سلجوقیوں کو خراسان سے نکالنے کے لئے روانہ کیا۔ جعفر بیگ داؤد نے اپنے بیٹے الپ ارسلان کو مقابلہ پر بھیجا، سخت خونریز جنگ کے بعد میدان الپ ارسلان کے ہاتھ رہا۔ شاہی لشکر شکست کھا کر غزنی بھاگ آیا۔ اس واقعہ سے ترکمانوں کے حوصلے بڑھ گئے۔ ملک گیری اور غارت گری کے شوق میں بڑھے بست اور اس کے قرب و جوار کو لوٹا، قتل و غارت کا بازار گرم کر دیا۔ سلطان مودود نے ان کی گوشمال کو ایک بڑی فوج دوبارہ روانہ کی ترکمانوں نے سینہ سپر ہو کر مقابلہ کیا، جنگ بہت سخت تھی، بالآخر شاہی لشکر کو کامیابی حاصل ہوئی اور سلجوقی انتہائی بے سروسامانی کے ساتھ بھاگ گئے شاہی لشکر نے نہایت بے دردی سے ان کو قتل و پامال کیا۔

ہندوؤں کی پیش قدمی اور شکست: ......۴۳۵ھ کے دور میں مملکت پنجاب کے تین اہم راجاؤں نے متحد ہو کر سلطنت غزنویہ کی کمزوری سے فائدہ اٹھانا چاہا چنانچہ ایک بڑی فوج جمع کر کے لاہور پر یلغار کر دی ❶ گورنر لاہور نے ان کے مقابلے کے لئے فوجیں تیار کیں اور سلطان مودود کو اس واقعہ کی اطلاع کر کے امداد کی درخواست کی۔ چند ماہ تک پنجاب کے راجہ لاہور کا محاصرہ کئے ہوئے جارحانہ حملے کرتے رہے بالآخر کامیابی سے ناامید ہو کر دوہالی ہرپالہ اور باس رائے اپنے اپنے شہروں کی جانب لوٹ گئے۔ اسلامی فوجوں نے دوہالی کا تعاقب کیا اس لشکر میں پانچ ہزار سوار اور ستر ہزار پیدل فوج بھی اپنے قلعہ پہنچ کر قلعہ نشین ہو گیا لشکر اسلام نے محاصرہ کر کے لڑائی شروع کر دی دوہالی جنگ سے تنگ آ گیا تھا اس لئے امن کی درخواست کر دی اور قلعہ کی کنجیاں حوالہ کر دیں۔ دروازے کھول دیئے، لشکر اسلام نے اس قلعہ پر اور ان تمام قلعوں پر جو دوہالی کے قبضہ میں تھے فتح کا جھنڈا گاڑ دیا، مال واسباب جو کچھ تھا لوٹ لیا۔ مسلمان قیدیوں کو قید سے رہا کیا اور پانچ پانچ درہم دے کر ان کو ان کے شہروں کی طرف رخصت کر دیا۔

راجا باس رائے کی اطاعت: ......اس کے بعد راجہ باس رائے کی طرف بڑھے چنانچہ بہت بڑی اور خونریز جنگ ہوئی اور باس رائے پانچ ہزار سپاہیوں کے ساتھ جو اس کی قوم کے تھے معرکہ کارزار میں مارا گیا۔ باقی لوگ گرفتار کر لئے گئے۔ مال واسباب اور خزانہ لوٹ لیا گیا۔ ان واقعات سے ہندوستان کے راجاؤں کے دل پر لشکر اسلام کے رعب کا سکہ بیٹھ گیا۔ سب نے اطاعت وفرمانبرداری کی گردنیں جھکا دیں۔ سالانہ خراج دینے کا اقرار کیا امان کے خواستگار ہوئے۔ اپنے اپنے ملکوں پر بحال رہنے کی درخواستیں دیں۔

سلطان مودود کی وفات: ......۴۴۱ھ میں سلطان مودود نے سلجوقی ترکمانوں کے فساد سے تنگ آ کر امراء ماوراء النہر اور گورنر مملکت غزنویہ کو فوج دینے اور ترکمانوں پر مختلف سمت سے حملہ کرنے کے بارے میں کہا۔ چنانچہ کالیجار گورنر اصفہان ایک بڑی فوج لے کر روانہ ہوا اور راستے سے بیمار ہو کر واپس لوٹ آیا۔ خاپان، ترمذ کی طرف سلطان مودود کی ہدایت کے مطابق آ رہا تھا اور ایک دوسرا گروپ ماوراء النہر سے خوارزم کی طرف بڑھ رہا تھا۔ سلطان مودود بھی غزنی سے ترکمانوں سے جنگ کرنے کے لئے نکلا تھا۔ دو چار منزلیں طے کرنے کے بعد عارضہ قولنج میں مبتلا ہو کر غزنی لوٹا۔ مگر وزیر السلطنت ابوالفتح عبدالرزاق احمد میمندی کو فوج کا کمانڈر مقرر کر کے سجستان کو ترکوں کے قبضہ سے نکالنے کے لئے روانہ کیا۔ آہستہ آہستہ درد میں اضافہ ہوا اور اسی شدت درد میں اپنی حکومت کے دسویں سال ❷ ماہ رجب ۴۴۱ھ میں انتقال کر گیا۔

---

❶ ......پنجاب کے راجاؤں کو لاہور پر حملہ کرنے کی تحریک راجہ دہلی کی دست درازی سے پیدا ہوئی تاریخ فرشتہ میں لکھا ہے کہ ۴۳۵ھ میں راجہ دہلی نے باتفاق دوسرے راجاؤں کے تھانیسر اور ہانسی پر حملہ کیا۔ عمال غزنوی مقابلہ نہ کر سکے چنانچہ ملک قبضہ سے نکل گیا۔ راجہ دہلی نے ان شہروں پر قبضہ حاصل کر کے نگرکوٹ کی طرف قدم بڑھایا والی نگرکوٹ نے شہر راجہ دہلی کے حوالہ کر دیا راجہ دہلی نے شہر فتح ہونے کے بعد جس بت خانے کو سلطان محمود نے مسمار ومنہدم کر دیا تھا اس کی مرمت کرائی اور دوبارہ قدیم رسم کے مطابق ایک بت نصب کر کے رسوم بت پرستی کو جاری کر دیا اس واقعہ نے ہندوؤں میں تازہ روح پھونک دی۔ وہ جوق در جوق اس بت کی زیارت کرنے آتے منتیں ماننے اور نذرانے دینے لگے۔ رفتہ رفتہ پنجاب کے راجاؤں کو یہ خبر پہنچی، چنانچہ وہ مسلمانوں کو لاہور سے نکالنے پر کمربستہ ہو کر اٹھ کھڑے ہوئے۔ دس ہزار سوار اور بے شمار پیدل فوج کے ساتھ لاہور پہنچ گئے۔ (دیکھو تاریخ فرشتہ مقالہ ذکر امیر محبوب) مترجم۔ تقویم البلدان ۳۵۸ پر لوہور تحریر ہے۔ اور ایک قول یہ بھی ہے کہ یہ لھاور ہے۔ جو ہندوستان کا ایک شہر ہے۔ آج کل لاہور پاکستان صوبہ پنجاب کا ایک مشہور شہر ہے۔ کتاب میں اسی لاہور کا ذکر ہو رہا ہے۔

❷ ......ابن اثیر کی (تاریخ الکامل ج۶ ص۱۴۶) کے مطابق نو سال اور دس مہینے اپنی حکومت کے مکمل کر کے سلطان مودود کی وفات ہوئی۔

سلطان عبدالرشید بن محمود:......سلطان مودود کے انتقال کے بعد پانچ دن تک اس کا بیٹا حکومت پر رہا پھر امراء دولت نے اس کی کم سنی کی وجہ سے معزول کر دیا اور اس کے چچا علی بن مسعود کو حکومت کی کرسی پر بٹھایا۔ سلطان مسعود نے اپنے حکومت کے ابتدائی زمانہ میں عبدالرشید بن سلطان محمود کو جو محمود بن سلطان محمود کا حقیقی بھائی تھا بست کے قریب ایک قلعہ میں قید کر دیا تھا جس وقت وزیر السلطنت ابوالفتح عبدالرزاق اس قلعہ کے قریب پہنچا اور اس کو سلطان مودود کی وفات کی اطلاع ہوگئی۔ عبدالرشید کو قلعہ سے نکال کر لشکر گاہ میں لایا۔ حمام کرا کے عبائے حکومت اس کو پہنائی۔ امراءِ لشکر نے حکومت و سلطنت کی اس کے ہاتھ پر بیعت کی اور اس کے ساتھ ساتھ دارالحکومت غزنی کی طرف لوٹے سلطان علی بن مسعود نے اس خبر سے اطلاع پا کر غزنی کو چھوڑ دیا۔ حکومت و سلطنت کی باگ ڈور سلطان عبدالرشید کے قبضہ میں آ گئی۔ سیف الدولہ یا بعض مورخین کے مطابق جمال الدولہ کا مبارک لقب اختیار کیا خاندان سلطنت غزنویہ کی طوائف الملو کی اور کمزوری کی وجہ سے سلجوقی ترکمانوں کے قدم خراسان کی حکومت پر جم گئے اور آئندہ خطرات سے وہ محفوظ ہوگئے۔

سلطان عبدالرشید اور غلام طغرل:......سلطان مودود کا ایک غلام ترکی النسل طغرل ❶ نامی تھا اس کی ناک کا بال ہو رہا تھا آہستہ آہستہ اس کی اتنی عزت افزائی ہوئی کہ سلطان موصوف نے اس کو حاجب کے معزز عہدہ سے سرفراز فرمایا تھا۔ انہی واقعات کے دوران سلجوقیوں نے سجستان پر قبضہ کر لیا تھا پیغو کے حصہ میں یہ مملکت آئی تھی اس نے اپنی طرف سے ابوالفضل کو مامور کیا تھا۔ طغرل نے سلطان عبدالرشید کو مشورہ دیا کہ سجستان کو سلجوقیوں کے قبضہ سے نکال لینا چاہیئے اور یہ کام کچھ مشکل نہیں ہے آپ مجھے فوج دیدیں میں اس کو آپ کے اقبال سے فتح کرلوں گا۔ چنانچہ طغرل ایک ہزار سواروں کی جماعت سے سجستان کی طرف روانہ ہوا حصن طاق کو چالیس دن کے محاصرہ کے بعد فتح کر لیا۔ ابوالفضل نے ان واقعات سے پیغو کو مطلع کر کے مدد مانگی۔ اس دوران طغرل پہنچ گیا۔ فوجی باجے کی آواز سنائی دی۔ لوگوں نے ابوالفضل کو یہ یقین دلایا کہ یہ آواز لشکر پیغو کے باجے کی ہے۔ ابوالفضل خوشی سے استقبال کے لئے شہر سے باہر آیا۔ رات کا وقت تھا کچھ سمجھ نہ سکا۔ طغرل نے حملہ کر دیا۔ ابوالفضل شکست کھا کر ہرات کی طرف بھاگا۔ طغرل تین کوس تک تعاقب کر کے سجستان کی طرف لوٹا آیا اور اس پر قبضہ کر لیا۔ سلطان عبدالرشید کو اس غیبی کامیابی کی اطلاع دی اور خراسان پر حملہ کے لئے تازہ دم فوج مدد کے لئے مانگی سلطان عبدالرشید نے یہ درخواست منظور کر لی اور فوج کو روانگی کا حکم دے دیا۔

سلطان عبدالرشید کا قتل:......طغرل کا دماغ اس کامیابی سے پھر گیا۔ حکومت و سلطنت کی خواہش پیدا ہوگئی بجائے خراسان پر حملہ آور ہونے کے غزنی کی طرف بڑھا۔ جب پندرہ سولہ میل باقی رہ گئے تو سلطان عبدالرشید کو خط لکھا کہ آپ لشکر تیار کر کے میرے پاس آئیں اور میری تنخواہ بڑھائیں۔ سلطان عبدالرشید نے اراکین حکومت سے مشورہ کیا ان لوگوں نے بالاتفاق کہا کہ طغرل کا یہ فعل دھوکہ ہے آپ اس کے پاس مت جائیں۔ سلطان عبدالرشید نے ساری فوج طغرل کے بلانے پر پہلے ہی بھیج دی تھی جو کچھ تھوڑی باقی رہ گئی تھی لے کر قلعہ غزنی میں قلعہ بند ہوگیا۔ اگلے دن طغرل غزنی میں داخل ہوگیا اور تخت شاہی پر قبضہ کر لیا۔ قلعہ والوں کو دھمکی دی کہ اگر سلطان عبدالرشید کو تم لوگ میرے حوالے نہ کر دو گے تو تمہاری خیر نہیں ہے۔ ایک ایک کو چن چن کر قتل کروں گا۔ قلعہ والوں پر اتنا خوف غالب ہوا کہ سلطان عبدالرشید کو طغرل کے حوالہ کر دیا، طغرل نے سلطان عبدالرشید کو قتل کر دیا اور اس کی بیٹی سے نکاح کر لیا ❷۔ اور اس کی مملکت پر قابض ہوگیا اور اس کو بدلہ لینے پر ابھارنے لگے۔ چنانچہ ایک دن اس نے طغرل کو قتل کر ڈالا۔

---

❶......تاریخ کی کتاب ''اخبار الدولۃ السلجوقیۃ'' ص ۱۵ پر اس کا نام ''طغرل نظام'' تحریر ہے۔

❷......اصل کتاب میں اس مقام پر کچھ نہیں لکھا ہے۔ تاریخ فرشتہ نے لکھا ہے طغرل نے سلطان عبدالرشید کے قتل کرنے اور اس کی بیٹی سے نکاح کرنے کے بعد انوشتگین کرخی گورنر لاہور کو دوستانہ خط لکھا اور اسے اس واقعہ کی اطلاع دی انوشتگین نے طغرل کو نہایت سخت و درشت جواب لکھا اور در پردہ سلطان مرحوم کی لڑکی اور حکومت غزنویہ کے دوسرے امراء کو خطوط لکھے، نصیحت فضیحت کی اور طغرل کے قتل کی ترغیب دی چنانچہ عین نوروز کے دن جس وقت طغرل دربار شاہی تخت پر بیٹھ رہا تھا مار دیا اس نے چالیس دن حکومت کی۔ جبکہ زرالدین حسینی نے اپنی کتاب اخبار الدولۃ السلجوقیۃ ص ۱۴ پر لکھا ہے کہ طغرل نظام غزنی کے حکمرانوں کا ایک ترکی غلام تھا، جو بھاگ کر سلجوقی حکمرانوں کے پاس چلا گیا تھا چنانچہ انہوں نے اس کیساتھ ترکوں کا ایک لشکر بھیجا تا کہ سلطان عبدالرشید کے ساتھ مقابلہ کرے چنانچہ یہ وہاں سے لشکر لے کر بھاگا۔ اور سلطان عبدالرشید کے قلعوں میں سے ایک اہم قلعہ میں پناہ لی۔ اور سلطنت کے اہم مقامات ادارت اور تخت شاہی پر قابض ہوگیا سلطان مسعود کی عورتوں میں سے کسی بڑی شان والی عورت سے زبردستی بدکاری کی۔

فرخ زاد کی حکومت:...... واقعہ قتل کے پانچویں دن ذخیرہ حاجب غزنیں پہنچا تمام سرداران لشکر، امراء شہر اور ارا کین حکومت کو جمع کر کے فرخ زاد بن سلطان مسعود کے ہاتھ پر حکومت وسلطنت کی بیعت کی، نظم ونسق سلطنت میں اس کا ہاتھ بٹایا جن لوگوں نے سلطان عبدالرشید کے قتل میں طغرل کا ساتھ دیا تھا ان کو قتل کیا۔ ❶...... ترکمانوں سے جنگ ہوئی اور ان شکست دی غزنیں میں داخل ہو گیا اور اس کو ان کے قبضہ سے نکال لیا۔ پھر غزنیں سے کرمان اور ستوران کی طرف بڑھا اور ان کو بھی تلوار کے زور سے فتح کر لیا۔

غیاث الدین کا حملہ:...... کرمان ایک شہر ہے جو غزنیں اور ہندوستان کے درمیان واقع ہے۔ اس کرمان سے وہ کرمان مراد نہیں ہے جو فارس کا مشہور شہر ہے۔ اس کے بعد غیاث الدین نے لاہور فتح کرنے کے لئے دریائے سندھ کو عبور کرنے کا ارادہ کیا۔ خسر وشاہ بن بہرام شاہ نے مزاحمت کی جس سے غیاث الدین ناکامی کے ساتھ لوٹا صوبہ انبار اور ہندوستان کے بعض مقامات پر قبضہ حاصل کرتا ہوا فیروزکوہ کی طرف لوٹا اور اپنے بھائی شہاب الدین کو غزنی کی حکومت پر مقرر کیا۔

شہاب الدین غوری کا غزنی پر قبضہ:...... شہاب الدین غوری غزنی پر قبضہ کرنے کے بعد غزنی والوں کے ساتھ بحسن سلوک پیش آیا۔ غزنی کے قرب وجوار کے شہروں اور ہندوستان کے پہاڑی مقامات کو جو اس سے متصل تھے فتح کر لیا چنانچہ حکومت وسلطنت کو استحکام حاصل ہو گیا۔ اس وقت بھی سبکتگین کے قبضہ میں ہندوستان کے چند مقامات باقی رہ گئے تھے جس کا دارالحکومت لاہور تھا اور خسر وملک اس پر حکمرانی کر رہا تھا۔ چنانچہ غیاث الدین نے ۵۷۹ھ میں ایک بڑی فوج لے کر لاہور پر چڑھائی کی۔ دریائے سندھ کو عبور کر کے لاہور کا محاصرہ کر لیا اور جب محاصرہ و جنگ میں کامیابی کی صورت نظر نہ آئی تو میل جول کی فکر کی، امان دینے کا وعدہ کیا۔ رشتہ مصاہرت کی بنیاد ڈالی۔ جاگیریں دیں مگر شرط یہ لگا دی کہ قلعہ چھوڑ کر ہماری لشکر گاہ میں آجاؤ اور ہمارے بھائی کے نام کا خطبہ منبروں پر پڑھا جائے۔ خسر وملک سمجھ گئے کہ یہ دھوکہ ہے تمام شرائط کی پابندی سے انکار کر دیا، شہاب الدین نے محاصرہ میں سختی شروع کی، بیرونی آمدورفت بالکل بند کر دی، غلہ ورسد کی کمی سے اہل شہر کا برا حال ہو گیا۔ شہاب الدین سے ساز باز کرنے کو سوچنے لگے، خسر وملک نے اس بات کا احساس کر کے قاضی اور خطیب کو شہاب الدین کے پاس امن کی درخواست کے لئے بھیجا، چنانچہ شہاب الدین نے امن کی درخواست کو قبول کر لیا اور کامیابی کا جھنڈا لے کر شہر میں داخل ہو گیا۔

سبکتگین کی حکومت کا خاتمہ:...... خسر وملک نے اپنے بیٹوں اور اعزہ واقارب کو دو مہینوں کے بعد غیاث الدین کے پاس بھیج دیا۔ غیاث الدین نے سب کو ایک قلعہ میں قید کر دیا، حکومت بنو سبکتگین کا یہ آخری دور تھا۔ خسر وملک کی موت سے سبکتگین کے خاندان سے حکومت وسلطنت ختم ہو گئی۔ (واللہ یرث الارض ومن علیہا) بنی سبکتگین کی دولت وحکومت کا بنیادی پتھر ۳۳۶ھ میں رکھا گیا تھا (اور ۵۷۹ھ میں شہاب الدین غوریؒ کے ہاتھوں برباد وتباہ ہوئی) اس حساب سے دوسو تیرہ سال انہوں نے حکومت کی۔

مترجم سلطان فرخ زاد کے بعد خاندان دولت سبکتگین کے چھ اور افراد نے بھی حکومت کی۔ آخری بادشاہ خسر وملک بن خسر وشاہ تھا چونکہ اصل کتاب تاریخ ابن خلدون میں اس مقام پر تقریباً دو ورق سادہ پڑے ہوئے ہیں اس لئے مورخ علامہ ابن خلدون کے زبان قلم سے ان کی داستانیں آپ نہیں سن سکے صرف خسر وشاہ کے کچھ واقعات اجمالاً لکھ دیئے ہیں میں ان کے واقعات اور کتب تواریخ سے منتخب کر کے لکھتا ہوں۔

فرخ زاد اور انوشگین:...... فرخ زاد کی تخت نشینی کے بعد دولت سبکتگین کے انقلاب سے ترکمانوں نے فائدہ اٹھانا چاہا۔ فوج تیار کر کے دارالسلطنت غزنی پر چڑھ آئے نوشگین کرخی نے غزنی سے نکل کر ترکمانوں سے جنگ کی سخت خونریز جنگ کے بعد سلجوقی ترکمانوں کو شکست ہو گئی۔ اس کامیابی کے بعد سلطان فرخ زاد نے خراسان کی طرف قدم بڑھایا۔ سلجوقیوں کی طرف سے کلیسارق، کمانڈر مقابلہ پر آیا۔ بہت بڑی لڑائی ہوئی بالآخر میدان سلطان فرخ زاد کے ہاتھ رہا۔ کلیسارق کے چند سردار لشکر کے گرفتار ہو گئے جعفر بیگ داؤد نے اس واقعہ سے اطلاع پا کر اپنے بیٹے الپ

❶...... اصل کتاب میں تقریباً دو ورق سادہ رہ گئے ہیں مترجم۔ جبکہ ہمارے پاس تاریخ ابن خلدون کے جدید عربی ایڈیشن (ج ۴ ص ۳۹۱) پر ایسی کوئی علامت نہیں جس سے معلوم ہو کہ یہاں دو ورق سادہ رہ گئے ہیں اور عبارت بھی متصل ہے۔

ارسلان کو بڑی فوج کے ساتھ سلطان فرخ زاد سے جنگ کرنے کے لئے روانہ کیا انوشکین کرخی مقابل ہوا اس جنگ میں انوشکین کو شکست ہوگئی۔ بعض سردار لشکر غزنیں گرفتار کر لئے گئے الپ ارسلان کامیابی کا جھنڈا لئے ہوئے اپنے باپ جعفر بیگ داؤد کے پاس واپس آ گیا۔

کلیسارق کی رہائی:...... سلطان فرخ زاد نے معاملہ کا رنگ دگرگوں دیکھ کر کلیسارق کو اس کے ساتھیوں کے ساتھ بہت زیادہ خلعت دے کر کے قید سے رہا کر دیا، سلجوقیوں پر اس سے بہت بڑا اثر پڑا۔ انہوں نے بھی فرخ زاد کے لشکر کے قیدیوں کو آزاد کر کے غزنی بھیج دیا سلطان فرخ زاد نے چھ سال حکومت کی ۴۵۰ھ میں قولنج کے مرض میں انتقال کیا۔ ابتدائی دور حکومت میں حسن بن مہران عہدہ وزارت سے ممتاز رہا اور آخری عہد سلطنت میں ابوبکر بن صالح قلمدان وزارت کا مالک بنا۔

سلطان ابراہیم:...... سلطان فرخ زاد کے انتقال کے بعد ظہیر الدولہ سلطان ابراہیم بن سلطان مسعود مسند حکومت پر بیٹھا نہایت زاہد، متورع اور دلیر تھا۔ ابتدائے حکومت میں اس نے بحکمت عملی سلجوقی ترکمانوں سے صلح کر لی۔ جس سے کوئی خطرہ آئندہ جنگ کا باقی نہ رہا۔ سلطان ملک شاہ سلجوقی کی بیٹی سے اپنے بیٹے مسعود کا نکاح کر کے رشتہ اتحاد کو اور زیادہ مضبوط کر دیا۔

اجودھن کی فتح...... چونکہ سلطان ابراہیم کو سلجوقیوں کی چھیڑ چھاڑ اور غارت گری سے کافی طور سے اطمینان ہوگیا تھا اس وجہ سے ۴۷۲ھ میں ہندوستان کے بعض مقامات کو فتح کرنے کی طرف توجہ منعطف کی قلعہ اجودھن دروپال کو تلوار کے زور سے فتح کیا۔ بیشمار مال غنیمت ہاتھ آیا۔ اجودھن آپ پٹن کے نام سے مشہور ہے یہاں پر شیخ ❶ فرید شکر گنج کا مقبرہ ہے اور ہندی مسلمانوں کی زیارت گاہ ہے۔

سلطان ابراہیم کی وفات:...... لطان ابراہیم نے ۴۸۱ھ بروایت بعض مورخین ۴۹۲ھ میں چھتیس بیٹے اور چالیس بیٹیاں چھوڑ کر انتقال کیا۔ پہلی روایت کے مطابق اکتیس سال اور پچھلی روایت کے اعتبار سے بیالیس سال حکومت کی۔ اس کے زمانہ حکمرانی میں خانہ جنگیاں نہیں ہوئیں۔ مسلمانوں کو ایک دوسرے کے خون سے ہاتھ لگنے کا موقع پیش نہیں آیا شروع حکومت میں ابو سہیل خجندی اور خواجہ مسعود رخجی عہدہ وزارت سے ممتاز تھے۔ آخری عہد سلطنت میں عبدالمجید احمد بن عبدالصمد وزیر السلطنت بنا۔

سلطان علاء الدولہ:...... سلطان ابراہیم کے بعد علاء الدولہ مسعود حکمران بنا۔ عادل، منصف، خلیق اور سخی تھا، سلجوقی ترکمانوں سے اس کے دوستانہ مراسم تھے۔ سلطان سنجر سلجوقی کی بہن مہد عراق سے نکاح کیا اس کے عہد حکومت میں بھی مسلمانوں میں خونریزی نہیں ہوئی۔ طغاتکین حاجب گورنر لاہور نے ہندوستان کے بعض مقامات پر حملہ کیا اور بہت سا مال غنیمت لے کر واپس آیا۔ سلطان علاء الدولہ نے سولہ سال بے فکری سے حکومت کر کے ۵۰۸ھ کے آخر میں وفات پائی تاریخ گزیدہ میں لکھا ہے کہ سلطان علاء الدولہ کے انتقال کے بعد اس کا بیٹا کمال الدولہ حکمران بنا اور ایک سال بعد ۵۰۹ھ میں اپنے بھائی ارسلان کے ہاتھوں مارا گیا۔ لیکن عام مورخین سلطان علاء الدولہ کے بعد ہی ارسلان شاہ کو بلا واسطہ تخت حکومت پر بیٹھا دیتے ہیں۔

سلطان الدولہ ارسلان:...... ارسلان شاہ نے تخت حکومت پر قدم رکھتے ہی اپنے سب بھائیوں کو گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا، البتہ بہرام شاہ بھاگ گیا۔ اور سلطان سنجر کے پاس جا کر پناہ گزین ہوگیا۔ سلطان سنجر اپنے بھائی سلطان محمد بن ملک شاہ کی طرف سے خراسان پر حکمرانی کر رہا تھا۔ سلطان ارسلان نے سلطان سنجر سے بہرام شاہ کے بارے میں بہت خط و کتابت کی اور واپس بھیجنے کی تاکید لکھی۔ مگر سلطان سنجر نے ایک نہ سنی بلکہ تنگ ہو کر بہرام شاہ کی تنہائی پر نظر کر کے غزنی پر چڑھائی کر دی، ارسلان شاہ کے ہوش و حواس یہ خبر سنتے ہی جاتے رہے اس نے سلطان محمد سے سلطان سنجر کے حملہ کی شکایت کی اور اس فعل سے باز رکھنے کو لکھا مگر کچھ فائدہ نہ ہوا پھر اپنی ماں مہد عراق کو سلطان سنجر کی خدمت میں بہت سے تحائف و ہدایا دے کر سفارش کی غرض سے بھیجا چونکہ مہد عراق ارسلان شاہ کی زیادتیوں اور بھائیوں کے قتل و قید سے خود نالاں و شاکی تھی اس لئے اس نے غزنی پر فوج کشی کرنے کی کوشش کی اور تیس ہزار سواروں اور چھیاسٹھ جنگی ہاتھیوں کے ساتھ ارسلان شاہ کے مقابلہ پر آیا۔ پیادوں کا کوئی شمار نہ تھا غزنی سے تین

❶...... آج کل یہ علاقہ ''پاک پتن'' کہلاتا ہے اور پاکستان کے صوبہ پنجاب کا مشہور شہر ہے۔ استدراک، ثناء اللہ محمود

کوس کے فاصلہ پر مورچہ بندی ہوئی اور سخت لڑائی ہوئی۔ ہزاروں رومی کام آ گئے اور ارسلان شاہ شکست کھا کر ہندوستان کی جانب بھاگ گیا۔ سلطان سنجر کامیابی کا جھنڈا لئے ہوئے غزنی میں داخل ہوا اور چالیس دن قیام پذیر رہا۔ اس کے بعد بہرام شاہ کو غزنی کے تخت حکومت پر بٹھا کر خراسان کی جانب لوٹا۔ ایک مدت کے بعد یہ خبر ارسلان شاہ تک پہنچی تو اس نے ہندوستانی فوجیں تیار کر کے غزنی پر یلغار کر دی بہرام شاہ مقابلہ نہ کر سکا اور قلعہ بامیان میں پناہ گزین ہو گیا۔ سلطان سنجر کو اس کی اطلاع ملی فوجیں مرتب کر کے پہنچ گیا چنانچہ ارسلان شاہ افغانستان کی طرف بھاگ گیا۔ سلطان سنجر نے تعاقب کیا اور گرفتار کر کے بہرام شاہ کے حوالے کر دیا اور بہرام شاہ نے اسے قتل کر ڈالا اس نے ستائیس سال کی عمر پائی اور تین سال حکومت کی۔

بہرام شاہ: ...... ارسلان شاہ کے گرفتار ہونے اور مارے جانے سے بہرام شاہ کی حکومت مستقل ہو گئی بلا مزاحمت غیرے حکمرانی کرنے لگا، اسی کے زمانہ حکومت میں کلیلہ دستہ کا ترجمہ عربی سے فارسی میں ہوا شیخ نظامی نے مخزن الاسرار کو اس کے نام سے ممنون کیا، یہ نہایت ذی شوکت، باحشمت بادشاہ تھا، عالم کی علمیت کے مطابق اس کی قدر کرتا تھا۔ بہرام شاہ نے دوبار ہندوستان کا ارادہ کیا، پہلی مرتبہ کا یہ واقعہ ہے کہ محمد باہلیم نے جو سلطان ارسلان شاہ کی طرف سے لاہور کا گورنر تھا، سلاطین غزنوی کے خانہ جنگی میں مصروف ہونے اور ارسلان شاہ کے مارے جانے کی وجہ سے بغاوت کا جھنڈا بلند کر دیا، بہران شاہ نے اس واقعہ سے مطلع ہو کر ہندوستان کا رخ کیا، اور ۲۷ رمضان ۵۱۲ھ میں محمد باہلیم کو گرفتار کر لیا۔ محمد باہلیم نے معذرت کی اور آئندہ فرمانبرداری کا عہد اٹھایا، چنانچہ بہرام نے عفو تقصیر کر کے پھر اس کے عہدے پر بحال کر دیا، بہران شاہ کی واپسی کے بعد محمد باہلیم کو پھر خود مختاری کی سوجھی، تو بہرام کو اس کی خبر مل گئی، فوجیں مرتب کر کے غزنی سے محمد باہلیم کی گوشمالی کے لئے روانہ ہوا محمد باہلیم اپنے لڑکوں کے ساتھ مقابلہ پر آیا اور ملتان کے قریب ایک میدان میں جنگ ہوئی مگر پہلی ہی جنگ میں باہلیم شکست کھا کر بھاگا اور گھوڑے سے گر کر مر گیا پھر بہرام شاہ ہندوستان پر سالار حسین بن ابراہیم کو مامور کر کے غزنی واپس چلا گیا بہرام شاہ کی حکومت کے آخری زمانہ میں قطب الدین سوری کو جو کہ اس کا داماد بھی تھا کسی سازش کے شبہ میں بہرام شاہ کے حکم سے قتل کیا گیا چنانچہ سیف الدین سوری اپنے بھائی کے انتقام کے لئے لیے کو غزنی پر حملہ آور ہوا تو بہرام شاہ مقابلہ نہ کر سکا اور کرمان کی جانب بھاگ گیا یہ کرمان غزنی اور ہندوستان کے درمیان میں ہے) چنانچہ سیف الدین نے غزنی میں داخل ہو کر قبضہ کر لیا اور اپنے بھائی علاؤالدین کو غور کی حکومت پر بھیج دیا جب سردی کا موسم آیا اور برف کی وجہ سے غور کا راستہ بند ہو گیا اس وقت بہرام شاہ نے غزنی پر حملہ کیا اہل غزنی کے دل بہرام شاہ کے ساتھ تھے اور زبان سیف الدین سوری کے ساتھ چنانچہ مقابلہ کے وقت اہل غزنی نے سیف الدین سوری کو گرفتار کر کے بہرام شاہ کے حوالہ کر دیا۔ بہرام نے سیف الدین سوری کا منہ کالا کرا کے کمزور و ناتواں بیل پر سوار کرا کے سارے شہر غزنی میں تشہیر کرائی۔ لڑکے بوڑھے اور جوان مسخرہ پن کرتے تھے اور تشہیر کے بعد نہایت بے رحمی سے قتل کر دیا اس کا سر عراق میں سلطان سنجر کے پاس بھیج دیا علاؤالدین اس خبر وحشت اثر کو سن کر غصہ سے کانپ اٹھا اور اپنے بھائی کے انتقام کے لئے غزنی کی طرف روانہ ہوا۔ لیکن اس کے پہنچنے سے پہلے ہی بہرام شاہ نے اس دار فانی کو چھوڑ دیا تھا۔ صحیح روایت یہ ہے کہ بہرام شاہ نے ۵۴۷ھ میں وفات پائی اور پینتیس سال حکومت کی۔

ظہیر الدین خسرو شاہ: ...... بہرام شاہ کی وفات کے بعد اس کا بیٹا خسرو شاہ حکمران بنا اسی زمانہ میں علاءالدین غوری کی فوج کشی کی خبر پہنچی خسرو شاہ اپنے اہل و عیال کے ساتھ غزنی چھوڑ کر لاہور کی طرف بھاگ گیا۔

علاءالدین نے غوری نے غزنی میں داخل ہو کر تخریب کاری میں کوئی کسر نہ چھوڑی سات دن تک قتل عام ہوتا رہا مکانات شاہی جلا ڈالے غزنوی عورتوں تک کو قتل کیا غرضیکہ اس کو کسی پر رحم نہ آیا۔ اس کو اسی وجہ سے جہاں سوز کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے۔

علاءالدین جانسوز کے واپس ہونے کے بعد خسرو شاہ امداد کی امید میں سلطان سنجر کے پاس لاہور سے غزنی کے لئے روانہ ہوا لیکن کامیابی نہ ہوئی چنانچہ واپس لاہور آ گیا اور ۵۵۵ھ میں سات سال حکومت کر کے انتقال کر گیا۔

خسرو ملک: ...... خسرو شاہ کے انتقال کے بعد خسرو ملک اس کا بیٹا لاہور کے تخت حکومت پر بیٹھا۔ ہندوستان کے جن جن شہروں پر سلطان ابراہیم اور بہرام شاہ کا قبضہ تھا ان سب پر خسرو شاہ قابض ہو گیا۔

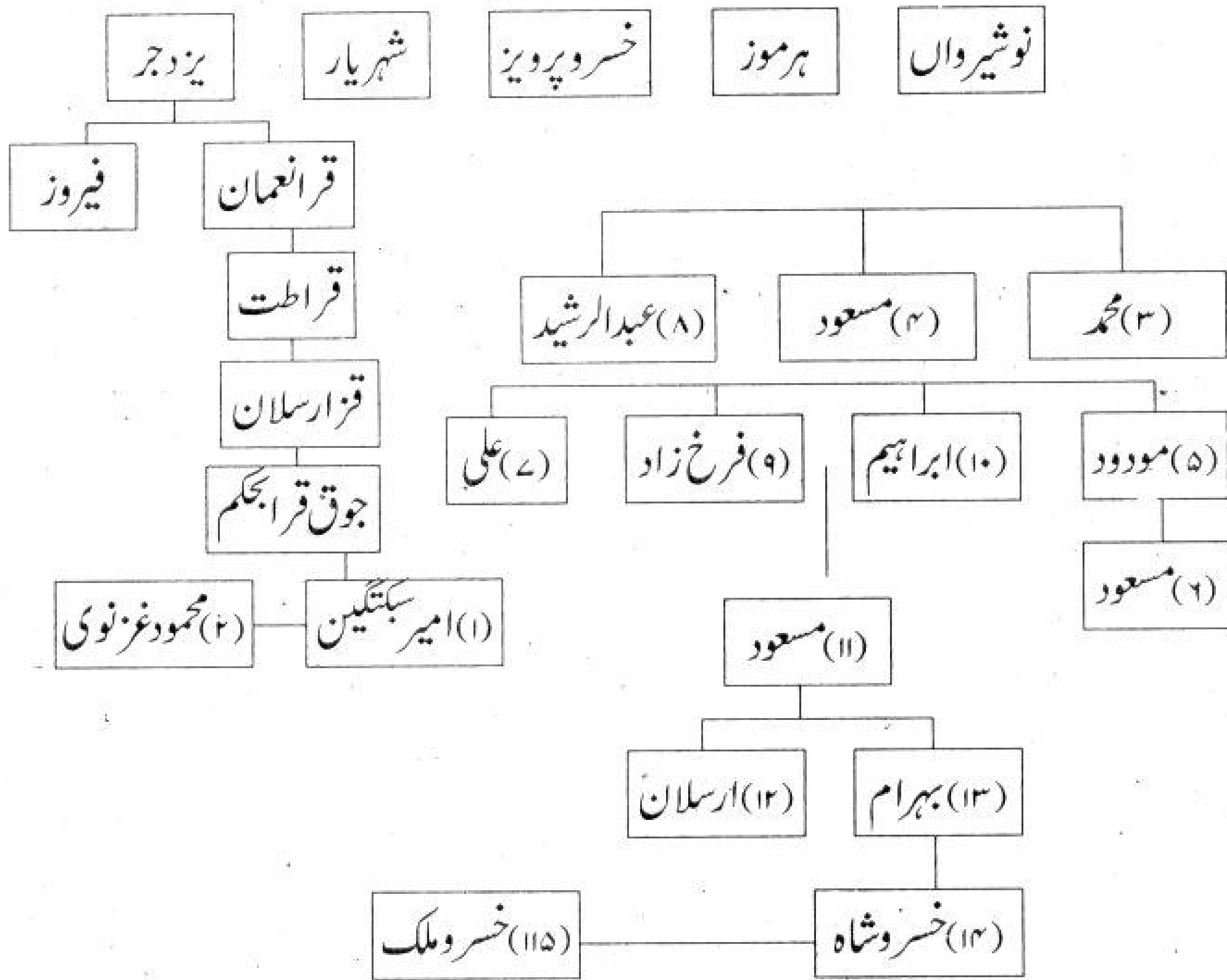
سلطان شہاب الدین نے غزنی لینے پر اکتفانہ کر کے ہندوستان کی طرف قدم بڑھایا چنانچہ افغانستان ملتان اور سندھ کو فتح کرتا ہوا ۵۷۶ھ میں لاہور پہنچا خسرو شاہ مقابلہ نہ کرسکا قلعہ نشین ہوگیا۔ شہاب الدین نے اظہار تسلط کے خیال سے ملک شاہ بن خسرو شاہ جنگی ہاتھی کے ساتھ لے کر مراجعت کر دی پھر ۵۸۰ھ میں لاہور پر دوبارہ حملہ کیا۔ خسرو ملک نے قلعہ بندی کر لی اور شہاب الدین نے لاہور کی اطراف و جوانب میں لوٹ مار کر کے قلعہ سیالکوٹ بنوایا اور اپنے ایک معتمد امیر کے حوالے کر کے غزنی واپس چلا گیا خسرو ملک نے کچھ فوجیں حاصل کر کے قلعہ سیالکوٹ پر حملہ کر دیا لیکن ناکام واپس آیا شہاب الدین کو اس کی اطلاع ملی تو اس نے لاہور کو فتح کرنے کا عزم الجزم کر کے ہندوستان کی جانب کوچ کیا اظہار محبت کی غرض سے ملک شاہ بن خسرو ملک کو حشم و خدم کے ساتھ چند امرائے دولت غوریہ کے ساتھ لاہور کی جانب روانہ کیا ادھر خسرو ملک یہ سنکر مارے خوشی کے جامہ میں نہ سمایا اور عیش وطرب میں مشغول ہوگیا ادھر دوسری طرف سے شہاب الدین لاہور پہنچ گیا خسرو ملک کی اس وقت آنکھیں کھلیں جبکہ شہاب الدین لاہور کا محاصرہ کئے ہوئے تھا۔ نتیجہ یہ نکلا کہ خسرو ملک کے قبضہ سے لاہور بھی نکل گیا اور شہاب الدین لاہور کے تخت حکومت کا مالک بن گیا۔

بنی سبکتگین کے عروج سلطنت کا زمانہ بھی آپ نے دیکھ لیا اور زوال حکومت کی داستانیں بھی اوپر پڑھ چکے اب یہ دیکھنا ہے کہ زوال حکومت کے اسباب کیا تھے ظاہری سبب یہ معلوم ہوتا ہے کہ اولاً سلطان محمود کے بعد خانہ جنگی کا دروازہ کھل گیا جس سے خاندانی قوت کا شیرازہ بکھر گیا پہلے سلطان محمد اور سلطان مسعود کی لڑائیاں ہوئیں پھر سلطان محمد اور سلطان مودود باہم نبرد آزما ہوئے پانچ چھ دن کے لئے ابوجعفر مسعود بن مودود بن مسعود بن محمود حکمران بنایا گیا باشکین حاجب اور علی بن ربیع کے درمیان مناقشہ پیدا ہوگیا اور آپس میں لڑائی ہوئی بالآخر علی بن مسعود کو تخت حکومت پر بٹھایا گیا اس کے بعد سلطان عبدالرشیم حکومت کا دعویدار ہوا بیچارہ علی بن مسعود مقابلہ نہ کرسکا اور ..... حکومت چھوڑ کر بھاگ گیا غرضیکہ سلاطین بنو سبکتگین آپس کے جھگڑوں میں مبتلا ہو کر کمزور ہو رہے تھے اور سلجوقی ترکمان اپنی غارتگری سے عالمگیری کا جھنڈا بلند کئے ہوئے تھے۔ اسی دوران غوریوں کا ایک گروہ نکل پڑا جنہوں نے ان کا استحصال کر دیا ثانیاً سلطان مسعود نے بہت بڑی غلطی یہ کی کہ ۴۲۸ھ میں جس وقت سلجوقیوں نے علم بغاوت بلند کیا تھا غارتگری کر رہے تھے اس وقت سلطان مسعود نے ان کی سرکوبی نہیں کی اور ہندوستان پر فوج کشی کر دی۔ اگرچہ اراکین دولت نے اس رائے کی مخالفت کی مگر سلطان مسعود نے یہ جواب دیا کہ آئندہ موسم بہار میں سلجوقی ترکمانوں کی سرکوبی کی جائیگی فی الحال موسم زمستان کو ہندوستان کی فوج کشی میں پورا کرنا چاہئے، چنانچہ موسم زمستان پورا کر کے جب ہندوستان سے واپس ہوا تو سلجوقیوں کی قوت بڑھ چکی تھی اور وہ اکثر صوبوں پر قابض ہو گئے تھے، سلطان مسعود کو مجبوراً غزنی چھوڑنا پڑا خود اس کے لشکریوں نے شورش کر کے اسے تخت حکومت سے معزول کر دیا یہی نہیں بلکہ اسے قتل کر ڈالا رہا سہا زور باز بھی جاتا رہا اس کے بعد پھر کوئی اس قوت و حوصلہ کا حکمران اس خاندان میں پیدا نہیں ہوا۔ روز بروز کمزور اور اپنے حریفوں سے دبتے ہی چلے گئے یہاں تک کہ حکومت و سلطنت ہاتھ سے چلی گئی۔

وقد صدق ما قال اللّٰہ تعالیٰ تلك الايام ندا ولها بين الناس .

مترجم کا کلام ختم ہوا جو انہوں نے، کامل ابن اثیر، تاریخ فرشتہ روضۃ الاحباب حبیب السیر اور طبقات ناصری جیسی کتابوں سے اخذ کر کے ملخص لکھا۔

شجرۂ ملوک بنو سبکتگین مرتبہ مترجم



امیر سبکتگین بانی دولت بنو سبکتگین ہے اور خسرو ملک آخری حکمران ملو بنو سبکتگین، پندرہ شخصوں نے حکومت کی چنانچہ اسی ترتیب سے نمبر لگائے گئے سلطان محمد نے دوبارہ عبائے حکمرانی زیب بدن کی۔ ایک دفعہ بعد انتقال سلطان محمود، دوبارہ بعد قید مسعود جو چوتھے نمبر پر درج ہے

کاشغر، اور ترکستان کے ترک حکمرانوں کے حالات و واقعات

یہ ترک ترکستان کے حکمران تھے میں ان کی حکمرانی کے ابتدائی اسباب و واقعات معلوم نہیں کرسکا اور نہ یہ معلوم کرسکا کہ ان میں سب سے پہلے کس نے حکومت کی باگ ڈور اپنے ہاتھ میں لی۔ مگر میں یہ کہہ سکتا ہوں کہ ان میں سے جو شخص سب سے پہلے مشرف با اسلام ہوا وہ سبق قراخاں تھا جس کا اسلام لانے کے بعد عبدالملک نام رکھا گیا۔ اس کے قبضہ میں سارا ترکستان تھا اور دارالحکومت کاشغر تھا چین کے اندر تک اس کی حکومت قائم تھی شمال میں طراز اور اشاش کے علاقے واقع تھے جس کے حکمران یہی ترک تھے مگر ان میں سے ملوک ترکستان کے حکمرانوں کی حکومت خوب پھیلی ہوئی تھی مغرب کی جانب ماوراء النہر کے صوبے جن کی حکومت ملوک بنی سامان کے قبضہ میں تھی ان کا دارالحکومت بخارا تھا۔

بقراخان:...... بادشاہ ترکستان دائرہ اسلام میں داخل ہونے کے بعد اپنے علاقوں پر حکمرانی کرتا رہا اور اسی زمانہ سے حکمرانان سامانیہ کے ساتھ رقابت پیدا ہوئی چنانچہ ان کی لڑائیاں ہوتی رہیں اور یہ ایک دوسرے پر فوج کشی کرتے رہے رفتہ رفتہ امیر نوح بن منصور کا دور حکومت آیا۔ چوتھی صدی ہجری تھی سامانی حکمران کمزور ہو گئے تھے۔ خراسان کے صوبوں میں بغاوتیں پھوٹ نکلی تھیں، ابوعلی بن سمجور باغی ہو گیا اور اس نے بقراخان (والی ترکستان) سے خط و کتابت کی اور بخارا پر قبضہ کر لینے کی تحریک کی چنانچہ بقراخان کے دماغ میں ملک گیری کی ہوا سمائی۔ اس نے ملوک سامانی کے علاقوں کی طرف ہاتھ بڑھایا اور یکے بعد دیگرے مختلف شہروں پر قبضہ کرتا گیا، امیر نوح سامانی نے اس کی روک تھام کے لئے فوجیں روانہ کیں نامی

گرامی سپہ سالاروں کو مقرر کیا چنانچہ بقراخان مقابلہ پر آیا اور امیر نوح کی فوج کو شکست دیکر چند کمانڈروں کو گرفتار کرلیا۔ سپہ سالار فائق بقراخان کے پاس چلا گیا اور اس کے مخصوص ساتھیوں میں داخل ہو گیا اور امیر نوح شکست کھا کر بخارا واپس آیا جیسا کہ آپ اوپر پڑھ چکے ہیں اور بقراخان واپسی کے وقت راستے میں انتقال کر گیا۔

ایلک خاں سلیمان:......بقراخان بخارا سے ایسی حالت میں ترکستان کی جانب واپس ہوا جبکہ وہ ایک مہلک بیماری میں مبتلا تھا، چنانچہ اسی بیماری میں ترکستان پہنچنے نہ پایا تھا کہ مر گیا یہ واقعہ ۳۸۳ھ کا ہے۔ بقراخان دیندار، عادل، خوش اخلاق شخص تھا، علماء، فضلاء اور مذہبی لوگوں کی عزت کرتا تھا، اگرچہ مذہباً سنی تھا مگر مزاج میں تشیع زیادہ تھا۔

بقراخاں کے مرنے کے بعد اس کا بھائی ایلک خان سلیمان حکمران بنا اور شہیر الدولہ کا لقب اختیار کیا ترکستان اور اس کے صوبوں پر قابض ہوا اسی نے فائق کی امیر نوح سے سفارش کی چنانچہ امیر نوح نے فائق کو سمرقند کا گورنر بنا دیا۔

بغاوتیں:......بقراخان اور امیر نوح کی لڑائی اور واپسی کے بعد ابوعلی بن سمیجور نے بغاوت کا جھنڈا بلند کیا امیر نوح نے اپنے کمانڈر سبکتگین کو ابوعلی کی سرکوبی پر مقرر کیا، چنانچہ سبکتگین نے ابوعلی کو خراسان سے مار نکال دیا اس کے بعد ۳۸۵ھ میں بکتروں نے سر اٹھایا۔ اسی دوران سبکتگین کا انتقال ہو گیا، اور ملوک سامانی کمزور ہو گئے بکتروں نے فائق سے سازش کر کے امیر منصور کو معزول کر دیا، پھر معزول ہی پر اکتفا نہیں کیا بلکہ ۳۸۹ھ میں خراسان میں آنکھوں میں نیل کی سلائیاں پھروا دیں ہم ان واقعات کو تفصیل کے ساتھ سامانی حکمرانوں کے حالات میں لکھ چکے ہیں۔

ایلک خان کا بخارا پر حملہ:......بکترون نوح کا غلام تھا۔ ان تبدیلیوں سے ایلک خان مطلع ہوا تو اسے بخارا پر قبضہ کر لینے کی خواہش پیدا ہوئی چنانچہ ترکوں کی فوجیں تیار کر کے یہ ظاہر کیا کہ میں امیر بخارا عبدالملک کی حمایت و مدد کے لئے آ رہا ہوں بخارا کی طرف قدم بڑھایا بکتروں اور دوسرے کمانڈر فرط خوشی سے استقبال کے لئے آئے چنانچہ ایلک خان نے ان سب کو گرفتار کر لیا، اور بغیر جنگ وقتال اس مکروفریب سے ذیقعدہ ۳۸۹ھ میں داخل ہو کر دارالامارت پر قبضہ کر لیا اور بیچارے عبدالملک کو گرفتار کر کے قید کر دیا عبدالملک اسی حالت قید میں انتقال کر گیا۔ عبدالملک کے ساتھ اس کے بھائی ابوالحرث منصور مخلوع، اسماعیل، یوسف اور اس کے چچا محمود اور داؤد وغیرہ بھی قید کر دیئے گئے تھے انہیں واقعات کے بعد حکمرانوں کی حکومت وسلطنت ختم ہو گئی (والبقاء للہ تعالیٰ)۔

ایلک خان بخارا میں:......ہم اوپر لکھ چکے ہیں کہ اسماعیل سامانی جیل سے بھاگ کر خوارزم چلا گیا تھا یہاں پر اس کے کمانڈر آ کر جمع ہو گئے اور دوبارہ اس کے ہاتھ پر حکومت وسلطنت کی بیعت کی "المستنصر" کا مبارک خطاب دیا، چنانچہ المستنصر نے اپنے ایک کمانڈر کو بخارا پر قبضہ کرنے کے لئے روانہ کیا ایلک خان کی فوج مقابلہ پر آئی لیکن پہلے ہی حملہ میں بخارا چھوڑ کر بھاگ کھڑی ہوئی بخارا میں ایلک خان کی طرف سے جعفر تکین حکمرانی کر رہا تھا۔ بھگوڑوں کا سمرقند تک تعاقب کیا گیا، اس دوران بہت سے ترکمان امیر اسماعیل کے پاس آ کر جمع ہو گئے جس سے ان کی تعداد بڑھ گئی۔

ایلک خان اور اسماعیل کی جنگ:......میں حاضر ہوئی جس سے اسماعیل کی قوت دوبارہ لوٹ آئی ایلک خان فوجیں تیار کر کے دوبارہ مقابلہ پر آیا۔ ایلک خان انے بھائی جعفر تکین کی شکست سے مطلع ہو کر ایک بڑی فوج لے کر مقابلہ پر آیا۔ دونوں فوجوں نے اطراف سمرقند میں (۳۹۲ھ میں) جنگ لڑی چنانچہ میدان جنگ اسماعیل کے ہاتھ رہا۔ اور ایلک خان کو شکست ہوئی اس کے کمانڈر گرفتار کر لئے گئے، لشکر کو لوٹ لیا گیا ترکمانوں نے جو امیر اسماعیل کے لشکر میں تھے اپنے شہروں کی طرف روانگی شروع کی اور قیدیوں کے بارے میں مشورہ کرنے لگے۔ امیر اسماعیل کو ان لوگوں کی سرگوشیوں سے شک ہو گیا۔ اور جان کے خوف سے دریا عبور کر کے بھاگ گیا ایک جماعت نوجوانان سمرقند کی اسماعیل کی خدمت میں بھیجی۔

اسماعیل کی شکست فرار اور موت:......اشروسنہ کے اطراف میں دونوں فوجوں نے مورچہ بندی کر لی۔ اس معرکہ میں امیر اسماعیل کو شکست ہو گئی وہ دریا عبور کر کے جرجان کی طرف گیا پھر وہاں سے مرو چلا گیا۔ ادھر سلطان محمود نے اس کے تعاقب پر ایک لشکر خراسان سے روانہ کیا ادھر قابوس نے بھی ایک فوج اس بیچارے کے مقابلہ پر بھیج دی مجبوراً ماوراء النہر کی جانب لوٹا اس کے ساتھیوں نے بھی روزانہ کے سفر اور

جنگ سے تنگ آ کر ساتھ چھوڑ دیا چنانچہ پریشان ہو کر عرب کے ایک قبیلہ میں پہنچ گیا۔ یہ قبیلہ سلطان محمود کا فرمانبردار تھا۔ دن بھر ان لوگوں نے اسے کچھ نہ کہا۔ مگر جیسے ہی رات ہوئی اسے قتل کر ڈالا امیر اسماعیل کے مارے جانے سے بخارا کی حکومت پر ایلک خان کے قدم جم گئے اس نے اپنی طرف سے اپنے بھائی علی تکین کو مقرر کر دیا۔

ایلک خان و سلطان محمود:...... آپ اوپر پڑھ چکے ہیں بخارا پر قبضے کے بعد ایلک خان اور سلطان محمود کے تعلقات بہت بڑھ گئے لیکن زیادہ زمانہ گذرنے نہ پایا کہ لگانے بجھانے والوں نے ایلک خان اور سلطان محمود کے درمیان ناچاکی پیدا کر دی چنانچہ جس وقت سلطان محمود نے ملتان پر فوج کشی کی ایلک خان کو خراسان پر حملہ کرنے کا موقع مل گیا اس نے اپنے بھائی شباسی تکین کو جو اس کے لشکر کا سپہ سالار تھا کمانڈروں کے ساتھ بلخ کی جانب روانہ کیا۔ ارسلان حاجب سلطان محمود کی طرف سے ہرات کا گورنر تھا اس نے شباسی تکین کی خبر سن کر ہرات چھوڑ دیا چنانچہ شباسی تکین نے ہرات پر قبضہ کر کے نیشاپور کی طرف قدم بڑھائے۔

شباسی تکین کی گوشمالی:...... سلطان محمود کو ان واقعات کی اطلاع ملی تو غضبناک ہو کر ہندوستان سے واپس آیا اور اپنے رکاب کی فوج کو انعامات دے کر آرام کرنے کے لئے رخصت کر دیا اور خلجیہ ترکمانوں سے لشکر مرتب کر کے بلخ کا رخ کیا۔ بلخ میں اس وقت ایلک خان کی جانب سے جعفر تکین حکومت کر رہا تھا۔ جعفر تکین مقابلہ نہ کر سکا اور بلخ کو چھوڑ کر ترمذ بھاگ گیا۔ سلطان محمود نے دوسرا لشکر شباسی تکین کی سرکوبی کے لئے ہرات کی طرف روانہ کیا شباسی تکین بھی ہرات چھوڑ کر مرو کی طرف بھاگ گیا اور دریا عبور کرنے کا ارادہ کیا مگر ترکمانوں کی فوج نے حملہ کر کے عبور کرنے سے روک دیا۔ تب شباسی تکین مجبور ہو کر ابی ورد کے پاس بھاگ گیا۔ شاہی لشکر تعاقب میں تھا ابی ورد کو بھی محفوظ مقام نہ سمجھ کر خراسان کی طرف حالت اضطراب میں بھاگا۔ لیکن ادھر سلطان محمود تھا، اس نے نہایت سختی سے حملہ کیا چنانچہ شباسی تکین کو جان کے لالے پڑ گئے بہت بری طرح شکست کھا کر بھاگ گیا اس کا بھائی چند سرداروں کے ساتھ گرفتار کر لیا گیا شباسی تکین نے بڑی مشکل سے دریا عبور کر کے اپنے بھائی ایلک خان کے پاس جا کر دم لیا عساکر لشکر نے اس کے سارے ساتھیوں کو خراسان سے مار پیٹ کر نکال دیا۔

سلطان محمود اور ایلک خان کی جنگ:...... ایلک خان نے اس شکست کے بعد قدر خان بن بقرا خان بادشاہ ختن سے امداد کی درخواست کی چنانچہ قدر خان ترکوں اور دیہاتی ہندوؤں سے لشکر مرتب کر کے ایلک خان کی مدد کے لئے آیا بلخ سے تین کوس کے فاصلہ پر مورچہ قائم کر دیا۔ سلطان محمود کو اس کی اطلاع ملی تو وہ فوجیں لے کر ایلک خان کے مقابلہ پر پہنچ گیا پورے ایک دن اور رات سخت خونریز جنگ ہوئی دوسرے دن اس سے بھی زیادہ سختی سے لڑائی کا بازار گرم ہوا۔ دونوں حریف نہایت استقلال سے لڑ رہے تھے کہ سلطان محمود نے ہاتھیوں کو ایلک خان کے قلب لشکر کی طرف بڑھانے کا حکم دیا ان کالی کالی پہاڑیوں کا حرکت کرنا تھا کہ ایلک خان کی فوج میں بھگدڑ مچ گئی، لشکر کی ترتیب ختم ہوگئی اور وہ نہایت بے سروسامانی کے ساتھ بھاگ نکلا، سلطان محمود کی فوج نے تعاقب کیا اور نہایت بیدردی سے قتل اور گرفتار کرنا شروع کیا یہاں تک ایلک خان دریا عبور کر گیا اور سلطان محمود کی فوج فتح مندی کا جھنڈا لے کر واپس چلی گئی یہ واقعہ ۳۹۷ھ کا ہے۔

طغان خاں:...... ۴۰۳ھ میں ایلک خان کی وفات ہوگئی طغان خان (اس کا بھائی) حکمران بنا طغان خان اور سلطان محمود میں پہلے سے مراسم اتحاد موجود تھے۔ اسے اپنے بھائی کے افعال و حرکات پسند نہ تھے ہمیشہ کہا کرتا تھا کہ سلطان محمود سے لڑنا بے سود ہے چنانچہ جس وقت اس نے حکومت اپنے ہاتھ میں لی مراسم اتحاد کی تجدید کر لی چنانچہ فتنہ و فساد کے آثار خراسان و ماوراء النہر سے مٹ گئے، سب علاقوں میں امن و امان قائم ہوگیا۔

چینیوں کی شکست:...... طغان خان کے زمانہ حکومت میں چین و تبت کے کفار نے تین لاکھ کے لشکر کے ساتھ ساعون کے شہروں پر چڑھائی کر دی مسلمانوں کو اس سے خطرہ پیدا ہوگیا، طغان خان نے ان لوگوں کو تسلی دی اور فوجیں تیار کر کے مقابلہ پر آیا اس کی فوج میں مسلمان بہت تھے مسلمانوں کے علاوہ خال خان اور دوسری قومیں بھی تھیں، بہت بڑی لڑائی ہوئی بالآخر چینی کافروں کو شکست ہوئی تقریباً ایک لاکھ مارے گئے اور اتنے ہی گرفتار کر لئے گئے باقی شکست خوردہ گروہ ناکام واپس لوٹ گیا۔

طغان خان کی وفات: ....اس واقعہ کے بعد ہی طغان خان کا انتقال ہوگا یہ اہل علم وفضل کا دوست تھا اور ان کی عزت کرتا تھا اس کے ایمان کی بہت بڑی یہ دلیل ہے کہ جس وقت چین کے ترکوں نے ساعون پر چڑھائی کی تھی اس وقت طغان خان بیمار تھا اور یہ خبر سن کر بہت پریشان ہوا اس نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ اے اللہ مجھے صحت عطا فرما تا کہ میں ان کفار سے مسلمانوں کی خونریزی کا انتقام لے سکوں اور انہیں بلاد اسلامیہ سے باہر نکال دوں چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اس کی دعا قبول فرمائی۔

ارسلان خان: ......طغان خان کے بعد اس کا بھائی ارسلان خان حکمران بنا اس نے بھی سلطان محمود سے مراسم اتحاد قائم رکھے، بلکہ رشتہ اتحاد مستحکم کرنے کی غرض سے امیر مسعود بن سلطان محمود سے اپنی بیٹی کا عقد کر دیا، جس سے دوستانہ تعلقات زیادہ بڑھ گئے۔

ارسلان خان نے سمرقند کی حکومت پر قراخان یوسف بن بقراخان ہارون کو جس نے بعد میں بخارا پر حکمرانی کی تھی مقرر کیا تھا۔ ادھر ۴۰۹ھ میں قراخان نے علم مخالفت بلند کیا ادھر خراسان کے حکمران نے اس مخالفت سے فائدہ اٹھانے کے لئے ارسلان خان کے مقابلے میں سلطان محمود سے امداد طلب کی۔

سلطان محمود اور ارسلان خان کی جنگ: ......چنانچہ سلطان محمود نے دریائے جیحون پر آہنی زنجیروں سے کشتیوں کا مضبوط پل بندھوا کر دریا عبور کیا، مگر کچھ ایسا اتفاق پیش آ گیا کہ بغیر چھیڑ چھاڑ کئے واپس خراسان گیا اس سے ارسلان خان کو ناراضگی پیدا ہوگئی، رشتہ محبت واتحاد جو دونوں میں قائم تھا ٹوٹ گیا اس نے قراخان سے میل جول پیدا کیا، اور سلطان محمود سے جنگ کرنے پر اسے اپنا ہم آہنگ بنا لیا، چنانچہ ارسلان خان اور بقراخان نے اپنی اپنی فوجیں تیار کر کے بلخ پر حملہ کیا، سلطان محمود کو اس کی خبر ملی تو سرکوبی کے لئے پہنچا، گھمسان کی لڑائی ہوئی اور ایک سخت وخونریز جنگ کے بعد ارسلان خان کو شکست ہوگئی وہ دریا عبور کر کے اپنے شہر کی طرف بھاگا، اس کے بہت سے ساتھی جو معرکہ جنگ سے بچ گئے تھے دریا میں ڈوب کر مر گئے، سلطان محمود نے بھی دریا عبور کیا اور تھوڑی دور تک تعاقب کر کے واپس چلا گیا۔

قراخان: ......کامل ابن اثیر دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ قراخان ❶ نے ترکستان، اور ساعون پر حکمرانی کی کیونکہ ابن اثیر نے اس خبر کے بعد ہی قراخان کے اوصاف، عدل خوش خلقی اور کثرت جہاد لکھے ہیں، پھر اس کے بعد لکھا ہے کہ قراخان کی فتوحات میں ملک ختن شامل ہے جو چین اور ترکستان کے درمیان واقع ہے جہاں پر علماء وفضلا بہت رہتے ہیں۔ اس کے بعد لکھا ہے کہ ۴۱۳ھ تک قراخان حکمران رہا اور اسی سال تین بیٹے چھوڑ کر انتقال کر گیا ایک ارسلان خان جس کی کنیت ابوشجاع اور لقب شرف الدولہ دوسرا بقراخان تیسرے بیٹے کا کچھ ذکر نہیں کیا۔ ارسلان خان کاشغر ختن اور ساعون کا حکمران تھا، ان ممالک کے ممبروں پر اس کے نام کا خطبہ پڑھا جاتا تھا عادل تھا، علماء اور اہل علم کی عزت کرتا تھا، نہایت خوش خلق اور سخی تھا اس کی داد ودہش اور عزت افزائی کی شہرت سن سن کر اہل علم اور علماء اس کے دربار میں آتے تھے اور یہ ان کی عزت وتوقیر کرتا، صلے دیتا جاگیریں دیتا۔ بقراخان طراز اور اسبیجاب ❷ کی حکومت پر فائز تھا اتفاق سے دونوں بھائیوں میں ان بن ہوگئی ایک دوسرے سے گتھ گئے۔ بقراخان نے ارسلان خان کو شکست دیکر گرفتار کر لیا اور اس کے علاقوں پر قابض ہوگیا۔

بقراخان کی قناعت پسندی: ......دوسرے مقام پر لکھا ہے کہ بقراخان اپنے بھائیوں کی اطاعت پر قانع تھا۔ اپنے علاقوں کو اپنے بھائیوں پر تقسیم کر دیا تھا، ارسلان تکین کو ترکستان کا بہت بڑا حصہ دیدیا تھا دوسرے بھائی کو طراز اور اسبیجاب مرحمت کیا تھا، اپنے چچا طغان خان کو فرخانہ کی حکومت دی تھی اپنے بیٹے علی تکین کو بخارا اور سمرقند وغیرہ کی حکمرانی پر مقرر کیا تھا اور خود اس نے بلاد ساطون اور کاشغر کی حکومت پر قناعت کی تھی۔

ابن اثیر یہ بھی کہتا ہے کہ ۴۳۵ھ میں کفار ترکوں کا بڑا گروہ ساغون وکاشغر کے آس پاس اسلامی علاقوں میں غارتگری کرتا تھا دائرہ اسلام میں داخل ہوگیا۔ اسلام لانے کے بعد یہ لوگ مختلف جگہوں میں پھیل گئے، باقی ترک وتاتاری جنہوں نے اسلام قبول نہیں کیا تھا وہ اطراف چین میں رہ گئے اتنا لکھنے کے بعد پھر بقراخان اول کے حالات لکھے ہیں

بقراخان اور ارسلان خان: ......اسی سال بقراخان نے اپنے بھائی ارسلان خان کو گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا اور اس کے علاقوں پر قابض

---

❶ ......ابن اثیر کی (تاریخ الکامل جلد ۵ ص ۲۳۶) ''قراخان'' کے بجائے ''قدرخان'' تحریر ہے۔ ❷ ......تاریخ الکامل (جلد ۵ ص ۲۳۶) پر بھی اسی طرح ہے جبکہ ہمارے پاس موجود (تاریخ ابن خلدون) کے جدید عربی ایڈیشن (جلد ۴ ص ۳۹۴ پر ''اسفیجاب'' تحریر ہے

ہوگیا۔ اپنے بڑے بیٹے حسین جعفر تکین کو ولی عہد بنایا۔ بقرا خان کا ایک چھوٹا بیٹا ابراہیم اس کی ماں کو حسین کی ولی عہدی ناگوار گذری چنانچہ اس کی مخالفت کا اعلان کر دیا اور بقرا خان کو زہر دے کر مار ڈالا، ارسلان خان کا جیل میں گلا گھونٹ دیا۔ بقرا خان کی بیوی نے نامی گرامی سرداروں کو قتل کر دیا اور اپنے بیٹے ابراہیم کو ۴۳۹ھ میں تخت حکومت پر بٹھایا اس کے بعد ابراہیم کو افواج کے ساتھ اطراف ترکستان پر قبضہ کرنے کے لئے روانہ کیا نیال تکین ان ممالک کا حکمران تھا۔ مگر ابراہیم کو شکست ہوئی اور نیال تکین نے ابراہیم کو گرفتار کر کے قتل کر دیا۔

ابراہیم کے مارے جانے سے بقرا خان کی اولاد کا شیرازہ حکومت درہم برہم ہوگیا۔ آپس میں پھوٹ پڑ گئی چنانچہ طقفاج خان والی سمرقند و غرخانہ نے موقع پا کران کے ہاتھوں سے ملک وحکومت چھین لئے۔

طقفاج خان: ..... جن دنوں بقرا خان اور اس کے بھائی حکمرانی کر رہے تھے اسی زمانہ میں خانیہ ترکوں میں سے ایک شخص ابوالمظفر نصیر الملک ''عمادالدولہ'' سمرقند اور فرغانہ میں حکومت کر رہا تھا اس کا ۴۶۰ھ میں فالج میں مبتلا ہو کر انتقال ہوگیا اور اس نے وفات کے وقت اپنے بیٹے شمس الدولہ کو اپنی حکومت و سلطنت کا مالک بنا دیا طغان خان ❶ ابن طقفاج خان نے حکومت کا دعویٰ کر کے علم بغاوت بلند کر دیا اور فوجیں مرتب کر کے سمرقند کا محاصرہ کر لیا شمس الدولہ نے ایک روز رات کے وقت سمرقند سے نکل کر طغان خان پر شبخون مارا، طغان خان اس اچانک حملہ سے گھبرا گیا اس کی فوج سنبھل نہ سکی لہٰذا بھاگ کھڑا ہوا۔

شمس الدولہ اور طغان خان کی آپس کی مخالفت سے بقرا خان ہارون بن قدر خان یوسف اور طغرل خاں کو سمرقند پر قبضہ کر لینے کی خواہش پیدا ہوئی چنانچہ فوجیں مرتب کر کے سمرقند پر چڑھ آئے، عرصہ تک محاصرہ کئے رہے، لڑائیاں ہوئیں'' بالآخر نتیجہ یہ ہوا کہ حکومت خانیہ کے چند شہر شمس الدولہ کے قبضہ سے نکل گئے۔ صرف سرحدی مقامات سیحون تک شمس الدولہ کے قبضہ میں باقی رہے۔

سلطان الپ ارسلان: ..... سلطان الپ ارسلان نے قدر خان کی بیٹی سے نکاح کر لیا تھا جو اس سے پہلے مسعود بن سلطان محمود غزنوی کے نکاح میں تھی اور شمس الدولہ کا نکاح سلطان الپ ارسلان کی بیٹی سے ہوگیا، یہ واقعہ ۴۹۵ھ کا ہے۔ اس رشتہ تعلق سے شمس الدولہ کی حکومت مستحکم ہوگئی۔ سلطان الپ ارسلان کے انتقال سے الپ تکین (والی سمرقند) کو ملک گیری کی ہوس پیدا ہوئی ایاز بن الپ ارسلان جرجان کی طرف گیا ہوا تھا لہٰذا میدان خالی دیکھ کر بلخ پر چڑھ آیا۔ اہل بلخ مقابلہ نہ کر سکے چنانچہ الپ تکین بلخ پر قبضہ کر کے ترمذ کی جانب لوٹ گیا جیسے ہی الپتگین واپس ہوا اہل بلخ نے ہنگامہ کر کے الپتگین کے نائب کو قتل کر دیا اس کے ساتھیوں کو بھی تہہ تیغ کیا، الپتگین اس کی اطلاع پا کر لوٹ آیا اور شہر میں آگ لگا دینے کا حکم دیا لیکن بھاگ دوڑ اور سفارش کی وجہ سے عفو تقصیر کر دی پھر اس نے سوداگروں اور رئیسوں سے تاوان وصول کیا۔ جب ان واقعات کی اطلاع ایاز بن الپ ارسلان کو ملی تو وہ ۴۶۵ھ کے نصف میں جرجان سے غصہ کی حالات میں ترمذ کی جانب لوٹا، الپتگین مقابلہ پر آیا اور سخت وخونریز جنگ کے بعد ایاز کو شکست دے دی۔ بہت سے فوجی دریا میں ڈوب کر مر گئے۔

سلطان ملک شاہ سلجوقی: ..... اس کے بعد سلطان ملک شاہ کی حکومت مستقل طور پر قائم ہوگئی ۴۶۶ھ میں ترمذ واپس لینے کے ارادے سے روانہ ہو۔ چاروں طرف سے محاصرہ کر کے لڑائی چھیڑ دی خندق پاٹ کر شہر پناہ کے دروازہ تک پہنچ گیا، چنانچہ اہل شہر نے اطاعت قبول کر لی اور دروازے کھول دیئے، الپتگین کا بھائی قلعہ بند ہوگیا مگر جب اس میں اپنے زندہ بچنے اپنی جانبری کی صورت نہ دیکھی تو امن کی درخواست کی چنانچہ سلطان ملک شاہ نے امان دے دی اور اس کو قلعہ کی حکومت پر بحال رکھا۔

سمرقند پر قبضہ: ..... ترمذ سے فارغ ہو کر سمرقند کی جانب قدم بڑھایا۔ الپتگین نے اس کی اطلاع پا کر سمرقند چھوڑ دیا اور اپنے بھائی کے ذریعہ سے صلح کا پیغام بھیجا، چنانچہ ملک شاہ نے صلح کر لی اور اپنی طرف سے سمرقند کی حکومت عطا کر کے خراسان واپس چلا گیا۔

احمد بن خضر خان کا قتل: ..... ابن اثیر لکھتا ہے کہ اس کے بعد شمس الدولہ کا انتقال ہوگیا اور اس کا بھائی خضر خان حکمران بنا پھر خضر خان بھی مر گیا تو اس کا بیٹا احمد خان حکومت کی کرسی پر بیٹھا۔ یہ وہی احمد خان ہے جس کو سلطان ملک شاہ نے فتح سمرقند کے دوران گرفتار کر کے سمرقند ہی میں قید کر دیا تھا اور دیلمیوں کے ایک گروہ کو اس کی حفاظت پر مقرر کیا تھا چنانچہ احمد نے ان دیلمیوں سے بے دینی اور لامذہبی سیکھ لی اور جب اس کو حکومت ملی تو اس نے اپنے عقائد کا علانیہ

❶ ..... پہلا صحیح لفظ طفغاج خان ہے۔ دیکھیں تاریخ الکامل (ج ۵، ص ۶۳۶)

اظہار کر دیا۔لشکریوں نے اس کے قتل پر کمر باندھ لی اور اس کے نائب کو جو قلعہ قاشان میں تھا اپنے ساتھ ملا لیا اور اس کی ماتحتی میں احمد خان کا محاصرہ کر کے گرفتار کر لیا باندھ کر سمرقند لے آئے اور قاضی شہر کے حوالہ کر دیا، قاضی شہر نے بے دینی اور لامذہبی ہونے کا اقرار کروا کے اس جرم میں قتل کا حکم دے دیا۔

طغان خان بن قراخان: ......احمد خان کے مارے جانے کے بعد اس کا چچازاد بھائی مسعود خان حکمران بنایا گیا۔ طغان بن قراخان (والی طراز) نے اس پر چڑھائی کی اور جنگ کے دوران گرفتار کر کے مار ڈالا، حکومت وسلطنت پر قبضہ کر لیا سمرقند کی حکومت پر ابوالمعالی محمد بن محمد بن زید علوی کو مقرر کیا تین سال تک محمد نے نائب السلطنت کے طور پر حکومت کی پھر خودسری کی ہوا دماغ میں سما گئی بغاوت کا جھنڈا بلند کر دیا، طغان خان کو اس کی خبر ملی تو فوجیں لے کر چڑھ آیا، چاروں طرف سے محاصرہ کر لیا۔ بالآخر محمد کو گرفتار کر کے قتل کر دیا اس کے بعد طغان خان نے ترمذ کی طرف قدم بڑھایا، سلطان سنجر نے مقابلہ کیا اور میدان سلطان سنجر کے ہاتھ رہا۔ طغان خان جنگ کے دوران مارا گیا۔

سلطان احمد: ......عمر خان کو سمرقند کی حکومت ملی، وہ چند دن حکومت کر کے خوارزم بھاگ گیا، سلطان احمد نے اس کو گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا پھر محمد خان کو سمرقند کی حکومت پر اور محمد تکین کو بخارا کی حکومت پر مامور کیا گیا، علامہ ابن اثیر نے کاشغر وترکستان کی حکومت کے تذکرے میں لکھا ہے کہ یہ ممالک پہلے ارسلان خان بن یوسف قدر خان کے قبضہ میں تھے جیسا کہ ہم نے اوپر بیان کیا ہے اس کے بعد محمد نور خان (والی طراز وشاش) نے قبضہ کر لیا اور ایک سال تین مہینے حکمرانی کر کے مر گیا اس کے بعد طغرا خان بن یوسف قدر خان حکمران بنا اس نے ملک ساغون پر بھی قبضہ کر لیا اور سولہ سال حکومت کی پھر جب اس کا انتقال ہوا تو اس کا بیٹا طغرل تکین دو مہینہ تک حکمران رہا۔ پھر ہارون بقراخان بن طفقاج نوراخان (یوسف طغرل خان کا بھائی) قابض ہو گیا۔ اس نے ختن اور ساغور کے ممالک کو بھی دبا لیا چنانچہ بیس سال حکومت کی اور ۴۹۶ھ میں وفات پائی اس کے بعد احمد بن ارسلان خان حکومت کی کرسی پر بیٹا خلیفہ مستظہر باللہ نے خلعت عنایت کی اور نورالدولہ کا خطاب دیا۔

قدر خان: ......ابن اثیر نے لکھا ہے کہ ❶ ۴۹۵ھ میں جبکہ سلطان سنجر اپنے بھائی سلطان محمد کے ساتھ دارالخلافت بغداد کی جانب روانہ ہوا تو قدر خان جبرئیل بن عمر خان (والی سمرقند) کو خراسان پر قبضہ کرنے کی خواہش پیدا ہوئی یہ وہ زمانہ تھا کہ سلطان برکیاروق اور اس کے بھائی محمد کے درمیان مخالفت پیدا ہوگئی تھی، بعض نمک حرام سنجریہ نے جس کا نام کندغری ❷ تھا قدر خان کو لکھ بھیجا۔ کہ ''ایسا موقعہ پھر ہاتھ نہ آئے گا'' میدان خالی ہے لہٰذا ان شہروں پر قبضہ کر لیجئے۔ چنانچہ قدرکان نے ایک لاکھ فوج مرتب کر کے بلخ کی جانب روانہ ہوا سلطان سنجر کو اطلاع ملی تو چھ ہزار فوج لے کر مقابلہ پر آیا جس وقت دونوں فوجوں کا مقابلہ ہوا تو کندغری سلطان سنجر کی فوج سے نکل کر قدر خان کے پاس چلا گیا چنانچہ قدر خان نے اس کو تھوڑی سی فوج لے کر ترمذ کی طرف بڑھنے کا حکم دیا چنانچہ کندغری نے ترمذ پر قبضہ کر لیا۔

قدر خان کی گرفتاری: ......اس دوران سلطان سنجر کو یہ خبر ملی کہ قدر خان بلخ کے قریب پہنچ گیا ہے اور کندغری کے ساتھ تیس سواروں کے ساتھ شکار کھیلنے کو نکلا ہے۔ سلطان سنجر نے فوراً ایک فوج امیر برغش کی کمان میں ان دونوں کی گرفتاری کے لئے روانہ کر دی چنانچہ امیر برغش نے ان دونوں کو گرفتار کر لیا اور پابزنجیر سلطان سنجر کے دربار میں حاضر کر دیا۔ بعض مورخین کا یہ بیان ہے کہ قدر خان اور سلطان سنجر کی جنگ ہوئی تھی اور سلطان سنجر نے شکست دے کر گرفتار وقتل کیا تھا اس کے بعد ترمذ کی طرف گیا اور محاصرہ کر لیا کندغری نے امن کی درخواست کی چنانچہ سلطان سنجر نے اس کو امن دے دیا اور وہ امن حاصل کر کے غزنی چلا گیا۔
محمد ارسلان خان بن سلیمان خان بن داؤد بقراخان ان دنوں مرو میں تھا سلطان سنجر نے اسے مرو سے طلب کر کے سمرقند کی حکومت پر مقرر کیا محمد ارسلان خان ملوک خانیہ ماوراء النہر کی نسل سے تھا اس کی ماں سلطان سنجر کی بیٹی تھی۔ ❸...... اپنے آباواجداد کے ملک سے نکال دیا گیا چنانچہ مرو چلا گیا اور وہیں قیام پذیر رہا۔

تیمور لنگ: ......جب قدر خان مارا گیا تو سلطان سنجر نے اسے ان ممالک کی حکومت عطا کی اور بڑی فوج کے ساتھ اسے روانہ کیا چنانچہ اس نے ان ملکوں کو فتح کر لیا اور استقلال کے ساتھ حکمرانی کرنے لگا۔ کچھ عرصے بعد امراء ترک میں سے امیر تیمور لنگ نے خودمختار حکومت کا جھنڈا بلند کیا۔ فوجیں حاصل کیں اور محمد خان کے ارادے سے سمرقند کی طرف روانہ ہو گیا محمد خان نے سلطان سنجر سے امداد کی درخواست کی سلطان سنجر نے ایک فوج

---

❶ ......دیکھیں ابن اثیر کی (تاریخ الکامل جلد ۶ ص ۴۲۳) ۴۹۵ھ کے واقعات۔ ❷ ...... یہاں صحیح لفظ ''کندغدی'' ہے۔ دیکھیں (تاریخ الکامل جلد ۶ ص ۴۲۳) جبکہ ایک نسخہ میں ''کندغری'' ہے۔ ❸ ......اصل کتاب میں جگہ خالی ہے (مترجم) جبکہ ہمارے پاس موجود جدید عربی ایڈیشن (جلد ۴ ص ۳۹۷) پر موجود متن کے لحاظ سے عبارت مکمل ہے اور صرف دو لفظ زائد ہیں یعنی ملک شاہ کو حکمران بنایا رہا ملک شاہ حکمران بنایا گیا اور اپنے آباؤاجداد کے ملک سے نکال دیا گیا...... آگے عبارت اس طرح ہے جیسا کہ آپ ترجمہ میں ملاحظہ فرما رہے ہیں (مصحح صحیح جدید)۔

اس کی کمک پر بھیج دی چنانچہ امیر تیمور کو شکست ہوئی اور اس کا سارا لشکر منتشر ہو گیا اور سلطان سنجر کی فوج اس کے پاس واپس آ گئی۔

محمد خان کی بغاوت:...... کچھ عرصے بعد سلطان سنجر کے کانوں تک یہ خبر پہنچی کہ محمد خان (والی سمرقند) رعایا کے ساتھ ظالمانہ برتاؤ کر رہا ہے اور شاہی احکام کی پرواہ نہیں کرتا، سلطان سنجر یہ خبر سنکر آگ بگولا ہو گیا، فوجیں مرتب کر کے ۵۰۷ھ میں سمرقند کی جانب روانہ ہوا، محمد خان کے ہوش پراں ہو گئے انجام سے ڈر کر امیر قماج کے ذریعہ صلح کا پیغام بھیجا (امیر قماج سلطان سنجر کے دربار کا ایک اہم امیر تھا) معذرت کی، اطاعت وفرمانبرداری کا حلف اٹھایا، سلطان سنجر دربار میں حاضری کی شرط پر تقصیر کا وعدہ کر لیا، مگر محمد خان پر سلطان سنجر کا خوف اتنا غالب تھا کہ بجائے حاضر کے یہ درخواست کی یہ خانہ زاد شرم وندامت اور سطوت شاہی کی وجہ سے حاضر نہیں ہو سکتا۔ لہٰذا دریائے جیحون کے دوسرے کنارے اظہار فرمانبرداری کے لئے زمین بوسی کو حاضر ہوگا سلطان سنجر نے اس درخواست کو منظور فرمالیا چنانچہ سلطان سنجر اپنے شاہی لشکر کے ساتھ جیحون کے ایک کنارے پر رونق افروز ہوا دوسری طرف کے کنارے پر محمد خان خوفزدہ اور کانپتا ہوا آیا اور زمین بوس ہو گیا۔

سلطان سنجر کا سمرقند پر قبضہ:...... آپ اوپر پڑھ چکے ہیں کہ سلطان سنجر نے سمرقند پر قبضے کے بعد محمد ارسلان خان بن سلیمان بن داؤد بقراخان کو مرو سے بلوا کر سمرقند کی حکومت پر مقرر کیا تھا مگر تھوڑے دن گذرنے نہ پائے تھے کہ ارسلان خان فالج میں مبتلا ہو گیا اس نے اپنے بیٹے بقراخان کو حکومت وامارت پر اپنا نائب مقرر کیا، اہل سمرقند نے ہنگامہ کر کے اسے مار ڈالا۔ اس شورش و ہنگامہ کے محرک دو افراد جن میں سے ایک علوی تھا محمد ارسلان خان اس ہنگامہ کے وقت موجود نہ تھا جب اس کو اس واقعہ کی اطلاع ملی تو بیحد رنجیدہ ہو گیا ادھر اپنے دوسرے بیٹے کو ترکستان سے انتقام لینے کے لئے روانہ کیا، چنانچہ اس نے سمرقند پہنچ کر علوی کو اس کے ساتھیوں سمیت قتل کر دیا ادھر سلطان سنجر کو بھی خط بھیجا کہ سمرقند پر آپ قبضہ کر لیجئے سمرقند کی حکومت میرے بس کی نہیں ہے میں مفلوج ہوں سلطان سنجر یہ خبر سن کر سمرقند کی جانب روانہ ہو گیا اتنے میں محمد یعنی ارسلان خان کا بیٹا سمرقند کے باغیوں اور اپنے بھائی کے قاتلوں کو قتل کر کے اپنے باپ ارسلان کے پاس واپس آیا چنانچہ ارسلان خان نے سلطان سنجر کو یہ حالات لکھے اور واپس جانے کی درخواست کی مگر سلطان سنجر کو اس سے برہمی پیدا ہو گئی سخت ناراض ہوا ابھی اس کا غصہ فرو ہونے نہ پایا تھا کہ چند مسلح لوگ حاضر کئے گئے جنہوں نے تشدد اور زدوکوب کے بعد اقرار کیا کہ ہم لوگوں کو محمد خان نے حضور کو قتل کرنے کو بھیجا ہے۔ اس سے سلطان سنجر کی برہمی اور بڑھ گئی، کوچ کر کے سمرقند پہنچا اور بات کی بزور تیغ قبضہ کر لیا۔ محمد خان ایک قلعہ بند ہو گیا۔ سلطان سنجر نے اس کو امان دے دی اور جب وہ قلعہ سے نکل کر حاضر ہوا۔ تو سلطان سنجر نے اس کی عزت افزائی کی۔ اور اسے اس کی بیٹی اپنی بیوی کے پاس بھیج دیا۔ چنانچہ محمد خان وہیں مقیم رہا یہاں تک کہ وفات پائی۔ اس کے بعد سلطان سنجر حسین تکلین کو سمرقند کی حکومت پر مقرر کر کے خراسان کی جانب لوٹ گیا پھر جب حسین تکلین مر گیا تو محمود خان بن محمد خان (اپنی بیوی کے بھائی) کو سمرقند کی حکومت عطا کی۔

ترکستان پر تاتاریوں کا قبضہ اور دولت خانیہ کا انقراض:...... علامہ ابن اثیر نے ان واقعات کو مسلسل بیان نہیں کیا اور نہ کامل میں دولت و حکومت خانیہ کے حالات واضح طور پر لکھے گئے ہیں۔ میں امید کرتا ہوں کہ اگر اللہ تعالیٰ نے مجھے موقع دیا اور میں آئندہ زندہ رہا تو اس دولت وحکومت کے واقعات کو انتہائی تحقیق سے تحریر کروں گا اور نہایت مناسب طریقہ سے ان کو مسلسل ومرتب کروں گا میں نے جیسا کہ ان واقعات کو ترتیب وار لکھنے کا حق تھا نہیں لکھا کیونکہ ابن اثیر نے انہیں مکمل طور سے نہیں لکھا بہرکیف ابن اثیر نے جو کچھ ایک طریقہ سے اس کی روایت کی ہے اس کا خلاصہ یہ ہے۔

قراخان کا قبول اسلام:...... بلاد ترکستان کاشغر، ساغون، فتن، طراز اور اس کے قرب وجوار کے علاقے ماوراء النہر وغیرہ حکمرانان خانیہ کے قبضہ میں تھے۔ حکمرانان خانیہ ترک تھے اور بادشاہ افراسیاب کی نسل سے تھے جو ملوک کیانیہ فارک کا مدمقابل تھا۔ سبق قرار خان (ملوک خانیہ کا مورث اعلیٰ) سب سے پہلے دائرہ اسلام میں داخل ہوا۔

سبق قراخان کے اسلام لانے کا یہ واقعہ بیان کیا جاتا ہے کہ اس نے ایک رات یہ خواب دیکھا کہ آسمان سے کوئی شخص اترا اور اس نے بزبان عربی کچھ کہا، اس کے یہ معنی تھی اسلام قبول کر لے تا کہ دنیا وآخرت میں سلامت رہے" یہ سنتے ہی خواب ہی میں قراخان نے دین اسلام قبول کر لیا۔ صبح

ہوئی تو اپنے اسلام کا اظہار کر دیا۔ جب اس نے اس دنیا سے کوچ کیا تو اس کا بیٹا موسیٰ حکمران بنا اس اس کے بعد نسلاً بعد نسل اس کے خاندان میں حکومت کا سلسلہ چلتا رہا یہاں تک کہ ارسلان خان بن محمد خان بن سلیمان سبق حکومت کی کرسی پر بیٹھا۔

قدر خان کی بغاوت:......۴۹۴ھ میں قدر خان نے ترکوں کو جمع کر کے اس کے خلاف خروج کیا ترکوں میں متعدد گروپ تھے ان میں سے فارغلیہ بھی تھے جنہوں نے خراسان کی جانب عبور کیا تھا اور اسے تباہ و برباد کا تھا جیسا کہ آپ اوپر پڑھ چکے ہیں۔ ارسلان خان کا ایک بیٹا بقراخان تھا اس کی مصاحبت میں ایک شخص شریف علوی محمد بن ابی شجاع سمرقندی رہتا تھا اس نے بقراخان کو ارسلان خان کے خلاف حکومت وسلطنت حاصل کرنے پر ابھارا۔ ارسلان خان کو اس کی خبر مل گئی چنانچہ دونوں کو گرفتار کر کے مار ڈالا اس کے بعد فاغلیہ اور ارسلان خان میں کشیدگی پیدا ہوگئی اور وہ رفتہ رفتہ بغاوت ومخالفت پر کمر بستہ ہو گئے۔ ارسلان خان نے سلطان سنجر سے امداد کی درخواست کی چنانچہ ۵۲۴ھ میں سلطان سنجر دریائے جیحون عبور کر کے سمرقند پہنچا۔ فارغلیہ مقابلہ نہ کر سکے اور بھاگ گئے اس کے بعد چند مشتبہ اشخاص شاہی دربار میں حاضر لائے گئے سلطان سنجر نے ان کو مشکوک سمجھ کر مارا پیٹا قتل کی دھمکی دی تب ان لوگوں نے یہ ظاہر کیا کہ ارسلان خان نے ہمیں آپ کے قتل پر مامور کیا تھا۔

ارسلان خان کی گرفتاری:......سلطان سنجر یہ سن کر غصہ کی حالت میں سمرقند کی جانب واپس گیا اور شہر اور قلعہ پر قبضہ کر لیا اور ارسلان خان کو گرفتار کر کے بلخ بھیج دیا۔ چنانچہ یہیں اس کی وفات ہوئی۔

بعض مؤرخین نے لکھا ہے کہ یہ اختراعی قصہ ہے اس کی اصلیت کچھ نہیں ہے یہ قضیہ سمرقند پر قبضہ کرنے کی تدبیر تھی۔ سلطان سنجر نے سمرقند پر قبضہ کرنے کے بعد ابوالمعالی حسن بن علی معروف بہ حسین تکین کو سمرقند کا گورنر مقرر کیا۔ حسین تکین خاندان حکومت خانیہ کا ایک ممبر تھا۔ تھوڑے دن حکومت کر کے مر گیا۔ تب سلطان سنجر نے اس کی جگہ محمود خان بن ارسلان خان کو جو اس کی بیوی کا بھائی تھا حکومت عطا کی۔

کوخان:......۵۲۲ھ میں کوخان بادشاہ چین نے عظیم فوج لے کر کاشغر پر چڑھائی کی "کو" کے معنی زبانِ چین میں بڑے کے ہیں اور لفظ خان ترک کے ہر بادشاہ کے نام کے ساتھ بطور لقب ملایا جاتا تھا "کوخان" اعور (بھینگا تھا) بادشاہان ترک کی طرح زرین تاج سر پر رکھتا اور حریر و دیبا زیب تن کیا کرتا تھا۔ الغرض جب کوان سرحد چین سے نکل کر ترکستان میں پہنچا تاتاری ترکوں کا جم غفیر جو کوخان کی فوج کشی سے مدتوں پہلے چین سے نکل کر ان ممالک میں چلا آیا تھا اور ملوک خانیہ کی خدمت کو باعث ترفع وعزت سمجھتا تھا کوخان کی فوج میں داخل ہوگیا جس سے "کوخان" کی فوج میں معقول اضافہ ہوگیا۔ والی کاشغر احمد خان بن حسین لشکر مرتب کر کے مقابلہ پر آیا۔ لیکن پہلے ہی حملہ میں پاؤں اُکھڑ گئے چنانچہ تاتاری ترکوں کا گروہ اس کے ساتھ ان ممالک میں رک گیا۔

ارسلان محمد اور تاتاری:......ان تاتاریوں کے چین سے نکلنے اور ساغون میں آکر مقیم ہونے کا سبب یہ بھی بیان کا جاتا ہے کہ ارسلان محمد ان لوگوں سے بوقت ضرورت جنگ فوجی خدمت اور مدد لیتا دیتا تھا۔ اس نے ان کو جاگیریں بھی دے رکھی تھی۔ وظائف اور تنخواہیں دیتا تھا غرضیکہ سرحد کی حفاظت کے خیال سے ان کی ضروریات زندگی کافی تعداد میں مقرر کئے ہوئے تھا۔ مگر کسی وجہ سے ان لوگوں کو ارسلان محمد سے کشیدگی پیدا ہوگئی، سرحد سے ٹڈی دل گروہ نکل پڑا اور بلاد ساغون میں داخل ہو کر مقیم ہوگیا۔ ارسلان محمد نے ان کو واپس کرنے کی کوشش کی مگر کامیاب نہ ہوسکا پھر جب کوخان کے لشکر کا سیلاب ترکستان میں آیا تو یہ لوگ اس کی فوج میں شامل ہو گئے۔ ممالک اسلامیہ میں تباہی کا ہاتھ بڑھایا۔ لوٹ مار اور غارتگری شروع کر دی، یکے بعد دیگرے شہروں پر قبضہ کرنے لگے۔ جب کسی شہر پر قابض ہوتے تو ہر مکان سے ایک دینار بطور تاوان جنگ وصول کرتے اور جو حکمران ان کا مطیع ہو جاتا اس کو پیٹی میں ایک چپراس لگانے کا حکم دیتے تھے۔ گویا یہ ان کی اطاعت غلامت تھی اس کے بعد ۵۳۱ھ میں بلاد ماوراء النہر کی طرف بڑھے محمود خان بن ارسلان خان مقابلہ پر آیا۔ تاتاریوں نے محمود خان کو شکست دے دی وہ بھاگ کر سمرقند و بخارا کی طرف چلا گیا محمود خان اس شکست کے بعد ہمت ہار گیا۔

چینیوں اور تاتاریوں سے جنگ:......سلطان سنجر (والی سجستان) ملوک غوری حکمرانان غزنی اور شاہان ماوراء النہر کو مسلمانوں کی مظلومی کے واقعات لکھے اور ان کو تاتاریوں کے مقابلہ پر اپنی مدد کے لئے بلوایا اور ماہ ذی الحجہ ۵۳۵ھ میں دریا کو عبور کر کے چینی اور تاتاری ترکوں سے جنگ کرنے کے لئے بڑھا ترکوں کا ایک گروہ فارغلیہ سامنے آ گیا۔ ان کی گرفتاری کی کوشش کی مگر۔ کامیاب نہ ہوسکا اور فارغلیہ کوخان کے پاس بھاگ گئے اور اس

نے سلطان سنجر کو سفارش لکھنے کی درخواست کی۔ سلطان سنجر نے کوخان کی سفارش قبول نہ کی۔ بلکہ اسلام قبول کرنے کا خط لکھا اور اسلام قبول نہ کرنے کی صورت میں برے انجام کی دھمکی دی جس وقت یہ خط کوخان کے پاس پہنچا۔ غصہ سے کانپ اٹھا ایلچی کو گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا اور اپنی ٹڈی دل فوج جس میں ختنی تاتاری اور فارغلیہ بھی تھے) مرتب کر کے سلطان سنجر سے جنگ کے لئے روانہ ہوا۔ سلطان سنجر بھی اس خبر سے مطلع ہو کر خم ٹھوک کر میدان میں آ گیا۔ پہلی صفر ۵۳۶ھ میں جنگ کی نوبت آ گئی۔ میمنہ پر امیر قماج تھا اور میسرہ پر (والی سجستان) گھمسان لڑائی ہوئی۔

سلطان سنجر کی شکست:..... فارغلیہ کی علیحدگی سے سخت نقصان کا سامنا کرنا پڑا سلطان سنجر کے پاؤں میدان جنگ سے اکھڑ گئے اور اسلامی افواج کو شکست ہوگئی۔ دور تک ختنیوں اور تاتاریوں نے قتل وغارت کرتے ہوئے مسلمانوں کا تعاقب کیا۔ والی سجستان امیر قمان اور سلطان سنجر کی بیگم بنت ارسلان خان محمد گرفتار ہوگئی کچھ عرصے بعد فریق مخالف نے رہا کر دیا۔ اس جنگ سے زیادہ عظیم کوئی واقعہ اسلام میں پیش نہیں آیا نہایت بری طرح مسلمان پامال کئے گئے تھے۔ اسی زمانہ سے ماوراء النہر وغیرہ میں لٹیرے تاتاریوں کی حکومت قائم ہوگئی اور حکومت ودولت خانیہ کا، جو ان ممالک میں تھی خاتمہ ہوگیا اس وقت تک یہ دائرہ اسلام میں داخل نہیں ہوئے تھے۔ بلکہ کفر پر قائم تھے۔

کوخان کی موت:..... ۵۳۷ھ میں کوخان مر گیا۔ یہ نہایت خوبصورت، وجیہ اور خوش آواز شخص تھا چینی ریشم پہنتا تھا اس کا رعب وداب اس کے ساتھیوں اور لشکریوں پر اتنا زیادہ تھا کہ کوئی شخص رعیت کے مال واسباب کی طرف ہاتھ نہ بڑھاتا تھا۔ کوئی امیر ایک سو سواروں سے زائد اپنے دستے میں نہ رکھتا تھا۔ ظلم اور شراب نوشی کی قطعاً ممانعت تھی جو شخص اس جرم میں گرفتار ہو کر آتا اس کو نہایت سخت سزا دیتا تھا لیکن زنا کو مذموم نہیں سمجھتا تھا اور نہ کوئی اس کی سزا تھی جب مر گیا تو اس کی بیٹی حکمران بنی لیکن تھوڑے دنوں بعد یہ بھی مر گئی۔ تب اس کے بعد اس کی ماں یعنی کوخان کی بیوی نے حکومت اپنے ہاتھ میں لی اس زمانہ سے ماوراء النہر کا علاقہ مسلسل انہی تاتاری ترکوں کے قبضہ میں رہا یہاں تک کہ علاء الدین محمد بن خوارزم شاہ (بانی دولت خاورزمیہ) نے ۶۱۲ھ میں ان کو مغلوب کر لیا جیسا کہ آپ حکومت خوارزم کے سلسلہ میں پڑھ چکے ہیں۔

جعفری خان:..... انہی واقعات کے دوران جس وقت خاندان دولت خانیہ میں سے جعفری خان بن حسین تکین نے ماوراء النہر اور بخارا کی حکومت اپنے ہاتھ میں لی تھی۔ انہیں دنوں ۵۵۹ھ میں فارغلیہ محنت ومزدوری کرنے پر مجبور کیا تھا۔ مگر فارغلیہ نے اس سے انکار کر دیا اور لڑائی پر تیار ہوگئے مسلح ہو کر بخارا کی جانب بڑھے۔ پہلے تو جعفری خان نے ان کو سمجھایا لیکن وہ راہ پر نہ آئے۔ اتنے میں بقراخان کا دور دورہ شروع ہوگیا اس نے انہیں مطیع کرنے کے لئے بخارا کے قریب حملہ کیا۔ فارغلیہ شکست کھا کر بھاگے بقراخان نے نہایت بے رحمی سے انہیں پامال کیا۔ ان کے اثر کو مٹا دیا باقی ماندگان کو اطراف سمرقند کی جانب جلاء وطن کر کے بھیج دیا۔ اس سے آئندہ ان اطراف میں فتنہ فساد کا وجود باقی نہ رہا اور امن وامان کا دور دورہ ہوگیا۔ واللہ تعالیٰ اعلم!

خلفاء عباسیہ کے زیر اثر ”غوری حکمرانوں“ کے حالات وواقعات

بنی حسین:..... امیر سبکتگین کے دور حکومت میں بنی حسین مملکت غور پر بنی سبکتگین کی طرف سے حکمرانی کر رہے تھے۔ بڑے رعب داب اور شان وشوکت والے تھے۔ بنی سبکتگین کے آخری دور میں بنی حسین کے چار امراء کے نام زیادہ مشہور ہوئے اور انہی کے زمانے سے غوریوں کی حکومت وسلطنت مستحکم ومستقل بنی وہ نام یہ ہیں محمد ❶، شوری، حسین شاہ اور سام یہ چاروں حسین کی اولاد میں سے تھے۔ حسین کو نسباً کسی کی طرف منسوب نہیں کیا جاسکتا۔

بہرام شاہ:..... جن دنوں بہرام شاہ اور اس کے بھائی ارسلان شاہ کے درمیان خانہ جنگی شروع ہوئی محمد بن حسین، ارسلان شاہ سے مل گیا، بہرام شاہ کو اس سے ناراضگی پیدا ہوئی، اتنے میں ارسلان شاہ کا زمانہ حکومت ختم ہوگیا اور بہرام شاہ غزنی کا حکمران بنا چنانچہ محمد بن حسین اپنے ساتھیوں کے ساتھ ۵۴۳ھ میں بظاہر ملاقات کے لئے غزنی آیا مگر بہرام شاہ تاڑ گیا کہ محمد بن حسین کا محض ملنے کے لئے غزنی میں آنا خالی از علت نہیں ہے چنانچہ گرفتار کر کے قتل کر دیا۔ اس سے غوریوں میں اشتعال پیدا ہوگیا پھر غزنی پر غوریوں کے حملے کا بھی ظاہری باعث ومحرک بھی یہی قتل بنا۔

❶..... اس کو عام مؤرخین قطب الدین محمد کے نام سے یاد کرتے ہیں اور شوری کو سیف الدین شوریٰ کے نام سے، دیکھو تاریخ فرشتہ۔ (مترجم)

سیف الدین کی حکومت:......محمد کے قتل کے بعد اس کے بھائی حسین شاہ❶ بن حسین نے حکمران کی عبا زیب تن کی اس کے بعد غوریوں کا آپس میں کچھ جھگڑا ہوا تب اس کا بھائی (سیف الدین) شوری حکومت کی کرسی پر بیٹھا اور اپنے بھائی محمد کے خون کا بدلہ لینے کے لئے غزنی پر فوج کشی کی یہ واقعہ ۵۴۳ھ کا ہے۔ چنانچہ بہرام شاہ مقابلہ نہیں کر سکا اور غزنی کو خیر باد کہہ کر ہندوستان چلا گیا۔ اور سیف الدین شوری نے غزنی پر قبضہ کر لیا۔ کچھ عرصے بعد بہران شاہ ہندوستان سے فوجیں لے کر غزنیں کو سیف الدین شوری سے چھیننے کے لئے واپس آیا۔ مقدمۃ الجیش سالار بن حسین، امیر ہند اور ابراہیم علوی تھے سیف الدین شوری بھی لشکر تیار کر کے مقابلہ کے لئے آیا غزی کا لشکر جو اس کے دستے میں تھا مقابلہ کے وقت بہرام شاہ سے یعنی اپنے پرانے ولی نعمت سے مل گیا جس کی وجہ سے سیف الدین شوری کو شکست ہوگئی اسے خود لشکریوں نے گرفتار کر کے بہرام شاہ کے حوالہ کر دیا۔ ماہ محرم ۵۴۴ھ میں بہرام شاہ کامیابی کا جھنڈا لئے ہوئے غزنی میں داخل ہوا اور سیف الدین شوری کی تشہیر کرا کے شہر پناہ کے دروازے پر سولی دیدی۔

علاء الدین کی حکومت:......سیف الدین شوری کے قتل کے بعد بلاد غور کی حکومت پر اس کا بھائی حسین شاہ علاء الدین قابض ہوا۔ اس نے غور کی تمام پہاڑیوں اور شہر فیروز کوہ پر قبضہ کر لیا۔ فروز کوہ غزنی اور ہندوستان کے درمیان واقع تھا جس کی وسعت اور آبادی خراسان کے تقریباً برابر تھی علاء الدین نے نہایت استقلال و استحکام کے ساتھ حکومت کی، خراسان پر قبضہ کرنے کی خواہش ہوئی۔ اہل ہرات کی استدعاء پر ہرات کا رخ کیا۔ تین مرتبہ کے محاصرے کے بعد امان کے ساتھ اس پر قبضہ کر لیا اور سلطان سنجر کے نام کا خطبہ پڑھا۔ پھر بلخ کی جانب بڑھا۔ اس وقت سلطان سنجر کی طرف سے امیر قماج بلخ کا گورنری تھا مقابلہ کے وقت اہل بلخ نے دھوکا دیا جس سے امیر قماج کے پاؤں اکھڑ گئے چنانچہ علاء الدین نے بلخ پر قبضہ کر لیا۔ سلطان سنجر کو ان واقعات کی اطلاع ملی تو فوجیں لے کر علاء الدین کے مقابلہ پر آیا۔ لڑائی ہوئی اور سلطان سنجر کو فتح حاصل ہوئی، علاء الدین کو گرفتار کر لیا گیا کچھ عرصے بعد سلطان سنجر نے اس خلعت دے کر دوبارہ فیروزہ کوہ کی حکومت عطا کی۔

غزنی پر علاء الدین کا قبضہ:......اس کے بعد ۵۴۷ھ میں علاء الدین نے غزنی پر یلغار کی بہرام شاہ میں مقابلہ کی قوت نہ تھی غزنیں چھوڑ دیا۔ چنانچہ علاء الدین نے غزنی پر قبضہ کر کے اپنے بھائی سیف الدین کو حکومت غزنی پر مقرر کر کے فیروز کوہ کی واپس لوٹ گیا جس وقت موسم سرما آ گیا اور برف باری کی وجہ سے فیروز کوہ اور غزنی کا راستہ بند ہو گیا غزنی والوں نے بہرام شاہ سے خط و کتاب کر کے اسے بلوالیا چنانچہ بہرام شاہ ہندوستان سے فوجیں لے کر غزنی کے قریب پہنچ گیا اور اہل غزنیں نے سیف الدین کو گرفتار کر کے بہرام شاہ کے حوالہ کر دیا۔ بہرام شاہ نے غزنی پر چڑھائی کر دی اور بزور تیغ فتح کر کے غزنی کو تباہ و برباد کر دیا سارے شہر کو جلا کر خاک و سیاہ کر دیا) جیسا کہ آپ اوپر پڑھ چکے ہیں۔

علاء الدین اور شہاب الدین میں کشیدگی:......الغرض جس وقت علاء الدین کی حکومت و سلطان کوہ استقلال و استحکام حاصل ہو گیا۔ تو وہ اپنے مقبوضات اور فتح کئے ہوئے صوبوں کے نظم و نسق کی جانب متوجہ ہوا۔ بلاد غور پر اپنے بھتیجوں غیاث الدین اور شہاب الدین بن سام بن حسین کو مقرر کیا۔ ان دونوں نے نہایت خوبی سے اپنے مقبوضہ علاقوں کا انتظام کیا۔ رعایا کے حقوق کی مکمل نگہداشت کی جس سے عام طور پر لوگوں کے دل ان کی جانب مائل ہو گئے۔

علاء الدین کی غلط فہمی:......ادھر دراندازوں نے ان کے چچا علاء الدین سے لگانا بجھانا شروع کر دیا۔ موقع پا کر یہ جڑ دیا کہ شہاب الدین اور غیاث الدین حکومت و سلطنت کے دعویدار ہو گئے ہیں اور آپ پر حملہ کی تیاری کر رہے ہیں علاء الدین غیاث الدین و شہاب الدین کو بلوایا مگر وہ کسی وجہ سے نہ آ سکے اس لئے علاء الدین کا شبہ یقین کی حد تک پہنچ گیا۔ فوراً فوجیں مرتب کر کے دونوں کی گرفتاری کے لئے بھیج دیں۔ اتفاق سے علاء الدین کی فوج کو شکست ہوگئی اور غیاث الدین و شہاب الدین نے علانیہ اپنے چچا کی مخالفت کا اعلان کر کے اس کے نام کا خطبہ موقوف کر دیا۔

علاء الدین کا دوبارہ حملہ:......علاء الدین کو اس سے سخت جھلاہٹ پیدا ہوگئی۔ دوبارہ فوجیں مرتب کر کے خود جنگ کے ارادے سے غیاث الدین و شہاب الدین پر فوج کشی کی۔ سخت و خونریز جنگ ہوئی، بالآخر علاء الدین کی فوج میدان جنگ سے پھر بھاگ گئی اور علاء الدین نے امن جھنڈا

❶......ابن اثیر کی (تاریخ الکامل جلد نمبر ۷ ص ۲۷) پر تحریر ہے کہ محمد کے قتل کے بعد اس کا بھائی سام بن حسین حکمران بنا۔

بلند کر دیا۔ جنگ کے خاتمہ پر غیاث الدین اور شہاب الدین اپنے چچا کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اسے تخت حکومت پر بٹھا کر چھوٹوں کی طرح اس کی خدمت میں کھڑے ہو گئے۔ علاء الدین اپنے بھتیجوں کی مردانگی اور سعادتمندی سے بہت خوش ہوا۔ پھر اپنی بیٹی کو غیاث الدین کے نکاح میں دیا اور مرتے وقت حکومت وسلطنت کی اس کے حق میں وصیت کر دی۔

غیاث الدین کی حکومت:...... علاء الدین (بادشاہ غور) کی ۵۵۶ھ میں وفات ہوگئی ابو الفتح غیاث الدین ابن سام ابن حسین دار الحکومت فیروز ❶ کوہ میں اپنے چچا علاء الدین کی وصیت کے مطابق حکمران بنا علاء الدین کی موت سے دولت غزنویہ کے ساتھیوں کی بن آئی۔ انہوں نے مجتمع ہو کر ہنگامہ کر دیا اور غزنی امراء دولت غوریہ سے چھین لیا چنانچہ غیاث الدین کے قبضہ میں دار الحکومت فیروز کوہ اور اس کے مضافات اور اس کے بھائی شہاب الدین کے قبضے میں صرف بلاد غور باقی رہ گئے۔ پندرہ سال کے بعد امراء دولت غزنویہ کی بدسلوکی سے غزنی والے دل برداشتہ ہو گئے تھے۔

غیاث الدین کا غزنی پر حملہ:...... اس دوران غیاث الدین کی حکومت کو ہر طرح سے استحکام حاصل ہو گیا تھا چنانچہ فوجیں تیار کر کے غزنی پر چڑھائی کر دی۔ خراسانی غوری فوجیں اس کے ساتھ تھیں۔ ۵۷۱ھ میں دونوں فوجوں نے صف آرائی کی چنانچہ امراء دولت غزنویہ کو شکست ہوگئی اور غیاث الدین نے کامیابی کے ساتھ غزنی پر قبضہ کر لیا۔

کرمان اور شنوران پر قبضہ:...... اس کے بعد کرمان اور شنوران پر حملہ کیا۔ یہ کرمان ہندوستان اور غزنی کے درمیان میں واقع ہے۔ (اس سے ملک فارس کا کرمان مقصود نہیں ہے) کرمان اور شنوران فتح ہونے پر لاہور کی طرف قدم بڑھایا۔ خسرو شاہ (آخری تاجدار دولت غزنویہ) بن بہرام شاہ نے اس کی اطلاع پا کر سامنا کیا۔ اور اسے دریا عبور نہ کرنے دیا۔ مجبوراً غیاث الدین کو واپس ہونا پڑا واپسی کے وقت بعض پہاڑی علاقوں پر جو کہ ہندوستان کے پہاڑوں سے متصل تھے قبضہ کر لیا غزنی کی حکومت پر اپنے بھائی شہاب الدین کو مقرر کر کے اپنے دار الحکومت فیروز کوہ واپس چلا گیا۔

شہاب الدین کا لاہور پر حملہ:...... شہاب الدین نے غزنی فتح کرنے کے بعد اہل غزنیں کے ساتھ مدارات اور نرمی کا برتاؤ کیا حسن سلوک سے پیش آیا جس سے اس کی ہر دلعزیزی بڑھ گئی۔ حکومت وسلطنت کی بنیاد مستحکم ہوگئی۔ پھر اس نے ہندوستان کے اکثر سرحدی اور پہاڑی علاقوں کو فتح کر لیا۔ پھر اس کی ملک گیری وکشورستانی کا سیلاب لاہور تک پہنچ گیا جو اس زمانہ میں ملک خسرو (آخری تاجدار دولت غزنویہ) کا پایہ تخت تھا۔ ۵۷۹ھ میں شہاب الدین نے خراسان اور بلاد غور سے فوجیں بلا کر لاہور پر حملہ کر دیا دریا عبور کر کے لاہور کا محاصرہ کر لیا ادھر مسلح کی خط وکتابت شروع ہوگئی سسرالی رشتہ قائم کرنے کی بناڈالی حسب خواہش جاگیریں دینے کا وعدہ کیا مگر شرط یہ لگا دی کے میرے بھائی غیاث الدین کے نام کا خطبہ پڑھا جائے۔ مگر خسرو ملک نے اس سے انکار کر دیا تب شہاب الدین نے محاصرے میں سختی شروع کر دی۔ اہل شہر محاصرہ کی شدت اور طویل جنگ سے گھبرا گئے۔ اور خسرو ملک کو طعن وتشنیع اور نامناسب الفاظ سے یاد کرنے لگے۔

لاہور پر قبضہ:...... خسرو ملک نے قاضی شہر اور جامع مسجد کے خطیب کو امن کی درخواست دے کر شہاب الدین کی خدمت میں روانہ کیا چنانچہ شہاب الدین نے درخواست منظور کر لی اور فتحیابی کا جھنڈا لئے ہوئے لاہور میں داخل ہو گیا چند دنوں تک خسرو ملک عزت واحترام کے ساتھ شہاب الدین ہی کی خدمت میں رہا۔

خسرو ملک کی گرفتاری:...... دو مہینہ کے بعد غیاث الدین کا حکم پہنچا کہ خسرو ملک کو اس کے اہل وعیال سمیت میرے پاس فیروز کوہ میں بھیج دو خسرو ملک کو اس سے خطرہ پیدا ہو گیا شہاب الدین نے اسے اطمینان دلایا قسمیں کھائیں چنانچہ خسرو ملک تن بہ تقدیر اپنے اہل وعیال سمیت اک دستہ فوج کی نگرانی میں فیروز کوہ کی جانب روانہ ہو گیا غیاث الدین نے پہنچتے ہی خسرو ملک کو اس کے اہل وعیال سمیت ایک قلعہ میں قید کر دیا۔ خسرو ملک اور اس کے خاندان کی حکومت کا یہ آخری دور تھا۔

---

❶ ...... ابن اثیر کی (تاریخ الکامل جلد نمبر ۷ ص ۹۴) پر بھی اسی طرح فیروز کوہ تحریر ہے جبکہ ہمارے پاس موجود (تاریخ ابن خلدون جلد نمبر ۴ ص ۱۰۴) پر پیروز کوہ تحریر ہے۔

غیاث الدین کا حکم: ...... جس وقت غیاث الدین کی حکومت کا جھنڈا پایہ تخت لاہور پر گاڑ دیا گیا اس نے اپنے بھائی شہاب الدین کو جو لاہور کی فتح پر مقرر تھا حکم بھیجا کہ منبروں پر میرے نام کا خطبہ پڑھا جائے اور مجھے سلطان کے لقب سے یاد کیا جائے۔ میرے نام کے ساتھ یہ الفاظ القاب کے طور پر بڑھائے جائیں ''غیاث الدنیا والدین معین الاسلام والمسلمین قیم امیر المومنین ساتھ ہی اپنے بھائی کو بھی ''عزالدین'' کا خطاب عنایت کیا۔

ہرات پر قبضہ: ...... شہاب الدین لاہور کی مہم سے فارغ ہو کر اپنے بھائی غیاث الدین کی خدمت میں فروزکوہ پہنچ گیا دونوں بھائی ہرات پر قبضہ کرنے کے بارے میں متفق الرائے ہو گئے اور فوجیں مرتب کر کے ہرات کی جانب بڑھے اس وقت ہرات میں سلطان سنجر کی حکومت کا جھنڈا لہرا رہا تھا اس کا گورنر اپنی فوج کے ساتھ رہتا تھا۔ غیاث الدین نے ہرات پہنچ کر محاصرہ کر لیا گورنر ہرات اس کا مقابلہ نہ کر سکا چنانچہ امن حاصل کر کے شہر اس کے حوالہ کر دیا۔ ہرات پر قبضہ کرنے کے بعد اس نے بوشنج کی طرف قدم بڑھایا۔ فتحمندی ان کے ساتھ میں تھی، بوشنج پر بھی قبضہ ہو گیا۔ پھر بادغیش کی طرف روانہ ہوئے اور اسے بھی فتح کر لیا۔ ان کامیابیوں کے بعد غیاث الدین فروزکوہ کی جانب اور شہاب الدین غزنی کی طرف واپس چلے گئے۔

اجہ کا محاصرہ: ...... شہاب الدین نے غزنی پہنچ کر چند دن آرام کرنے کی غرض سے قیام کیا۔ جب فوج سفر و جنگ کی تھکن سے آرام حاصل کر چکی تو شہاب الدین نے ہندوستان پر جہاد کے لئے تیاری کا حکم دے دیا۔ چنانچہ ۵۴۷ھ ❶ میں غزنی سے روانہ ہو کر شہر اجرہ (یا اجہ) کا محاصرہ کر لیا۔ ''راجہ اجرہ'' نے قلعہ بندی کر لی۔ لڑائی کا بازار گرم ہو گیا۔ مدتوں لڑائی کا سلسلہ جاری رہا۔

رانی کے ساتھ خط و کتابت: ...... شہاب الدین نے اس بات کا احساس کر کے کہ جنگ سے کامیابی بڑی مشکل اور دیر سے حاصل ہو گی رانی سے خط و کتابت شروع کی۔ اور اس کو یہ کہلوا بھیجا کہ اگر تم اس کی فتح میں میرا ہاتھ بٹاؤ گے اور میں شہر کو مسخر و فتح کر لوں گا تو میں تم سے فتح یابی کے بعد نکاح کر لوں گا اور تمہیں ملکہ جہاں بناؤں گا رانی نے جواب دیا کہ میں تو اس قابل نہیں رہی۔ البتہ میری بیٹی حاضر ہے۔ آپ اس نکاح سے کر لیجئے گا مگر میرے مال اسباب کو ہاتھ مت لگائیے گا۔ چنانچہ شہاب الدین نے منظور کر لیا۔ ادھر رانی نے موقع پا کر راجہ کو زہر دے دیا۔ جس سے راجہ مر گیا۔

راجہ کی فتح: ...... شہاب الدین نے اس ترکیب سے آسانی کے ساتھ شہر پر قبضہ کر لیا۔ اور وعدہ کے مطابق راجہ کی لڑکی کو مسلمان کر کے اپنی زوجیت میں لے لیا اور اس کی ماں کے ساتھ ارکان اسلام کی تعلیم کے لیے عزت و احترام کے ساتھ غزنی بھیج دیا۔ چند دنوں کے بعد رانی مر گئی اور دس سال کے بعد اس کی لڑکی بھی انتقال کر گئی ❷۔ متعدد اور بیشمار شہر فتح کیے اس کی فتح یابی کی موجیں ہند کے دور دراز علاقوں میں اس حد تک پہنچ گئیں۔ جہاں تک کہ اس سے پہلے کسی اسلامی مجاہد کا گزر تک نہیں ہوا تھا۔

راجاؤں کی تیاریاں: ...... فتح اجہ (سندھ) سے ہندوستان کے راجاؤں میں ہل چل مچ گئی ہر ایک کو اپنی راج گدی (ریاست) بچانے کی پڑ گئی اور وہ ایک دوسرے سے شہاب الدین کے حملوں سے بچنے کے بارے میں خط و کتابت کرنے لگے نصیحت، فضیحت اور ملامت بھرے خطوط لکھے چنانچہ سب نے ایک دوسرے کی مدد کی قسمیں کھائیں۔ اطراف و جوانب سے فوجیں تیار کر کے لشکر اسلام کے مقابلہ پر آ گئے۔

لشکر اسلام کی شکست: ...... شہاب الدین بھی غوری، خلجی اور خراسانی فوجیں لے کر خم ٹھونک کر میدان جنگ میں آ گیا۔ چنانچہ ہنگامہ کارزار شروع ہوا۔ سخت اور خونریز جنگ کے بعد لشکر اسلام کو شکست ہوئی، راجپوتوں نے سختی کے ساتھ انہیں قتل کرنا شروع کر دیا۔ شہاب الدین زخمی ہو کر گھوڑے سے گر پڑا۔ بایاں ہاتھ بیکار ہو گیا سر پر شدید زخم آیا بھگدڑ میں کسی کو یہ خبر بھی نہ ہوئی کہ شہاب الدین کہاں ہے؟ اتنے میں رات نے آ کر بیچ بچاؤ کرا دیا۔ راجپوتوں نے قتل اور تعاقب سے ہاتھ کھینچ لیا۔

مسلمانوں کی پسپائی: ...... خدام حکومت شہاب الدین کو ڈھونڈ کر زخمیوں اور شہیدوں کے درمیان سے اٹھا لائے۔ اور سفر کرتے ہوئے غزنی پہنچ

---

❶ ...... کاتب کی غلطی ہے ۵۷۱ھ پڑھا جائے۔ کیونکہ غیاث الدین ۵۵۷ میں علاء الدین کی وفات کے بعد تخت نشین ہوا تھا اور یہ واقعہ اس کے بعد کا ہے۔ (مترجم)۔

❷ ...... ابن اثیر نے سن ۵۴۷ھ کے واقعات میں بیان کیا ہے کہ اہل غزنی اس کی قبر کی زیارت کرتے تھے۔

گئے دولت غوریہ کے حامی یہ سن کر عیادت کے لئے آئے۔ اطراف و جوانب کے وفود حاضر ہوئے پھر غیاث الدین نے تازہ دم فوج کمک پر بھیجی پہلی مرتبہ جلد بازی سے جنگ کرنے پر نصیحت و ملامت کی۔ ❶

غیاث الدین کی امداد: ......اس شکست سے شہاب الدین کو سخت صدمہ ہوا۔ عرصے تک اسی ادھیڑ بن میں رہا کہ ہندو راجاؤں سے کب اور کس طرح انتقام لیا جائے۔ بالآخر جب غیاث الدین کی تازہ دم فوج مدد کے لئے آ گئی تو شہاب الدین نے دوبارہ ہندوستان کا رخ کیا۔

پرتھوی راج کی دھمکی: ......پتھورا نے کہلوایا کہ ''بہتر یہ ہوگا کہ آپ ہندوستان کا رخ نہ کریں بلکہ اپنے زیر کنٹرول علاقوں کو بھی ہمارے حوالہ کر کے ہندوستان سے نکل جائیں ورنہ اس مرتبہ آپ کی خیر نہیں ہے۔'' شہاب الدین نے جواب دیا ''میں چونکہ خودمختار نہیں ہوں میں اپنے بھائی کو اس کی اطلاع کرتا ہوں اگر واپسی کی اجازت آ گئی تو میں بیشک واپس چلا جاؤنگا'' دونوں حریف مورچہ بند کئے ہوئے ایک دوسرے کے مقابلہ پر پڑے رہے راجپوتوں نے پورے طور سے حفاظت کا سامان کر لیا تھا۔

غیبی امداد: ......دریائے سرستی (سرسوتی) کے قابل عبور مقامات کی حفاظت پر فوجیں متعین کر دی تھیں۔ کشتیاں ہٹا دی گئی تھیں شہاب الدین اس فکر میں تھا کہ کس طرح دریا عبور کر کے پتھورا کی فوج پر حملہ کرنا چاہئے؟ مگر موقع نہیں مل پا رہا تھا اور نہ کوئی سامان دریا عبور کرنے کا ساتھ تھا۔ ایک دن ایک ہندو سپاہی لشکر میں آیا اور اس نے قابل عبور مقام کا پتہ بتایا۔ شہاب الدین کو خطرہ پیدا ہو گیا کہ کہیں یہ دھوکا نہ دے رہا ہو۔ وہ اسی پس و پیش میں تھا کہ اہل اجرہ اور ملتان کے ایک گروپ نے اس کی تصدیق کی۔

پتھورا پر حملہ: ......پھر کیا تھا، مسلمانوں کو موقع مل گیا۔ امیر حسن بن حرمیہ غوری نے رات کے وقت اسی قابل عبور مقام سے ایک فوج دوسرے کنارے پر اتار دی۔ چنانچہ لڑائی کا بازار گرم ہو گیا۔ دریا کے محافظین سے میدان خالی ہونے پر شہاب الدین بھی اپنے بقیہ لشکر سمیت دریا عبور کر کے راجپوتوں کی فوج پر جا پڑا۔ گھمسان کی لڑائی شروع ہو گئی۔

پتھورا کا قتل: ......لشکر اسلام نے چاروں طرف سے گھیر کر قتل کی اور پامالی کی کوئی کسر نہیں چھوڑی گنتی کے چند زندہ بچ سکے ہزاروں ہندوں گرفتار کر لئے گئے پتھورا پکڑ دھکڑ میں مارا گیا۔

شہاب الدین کی فتوحات: ......اس جنگ سے ہندو راجاؤں کے دلوں پر شہاب الدین کے رعب و داب کا سکہ بیٹھ گیا۔ اکثر شہروں پر آسانی سے قبضہ ہو گیا۔ شہاب الدین نے ان لوگوں پر جزیہ مقرر کیا اور ان لوگوں نے خوشی سے اس کو قبول کر کے صلح کر لی ضمانت دی۔ شہاب الدین نے دہلی کی حکومت پر قطب الدین ایبک کو مقرر کیا۔ دہلی اس زمانہ میں بھی دارالسلطنت تھا۔ اس کے بعد اپنے لشکر ظفر پیکر کو ہندوستان میں پھیلا دیا جو مشرق میں ہندوستان کو فتح کرتا ہوا چین کی سرحد تک پہنچ گیا اور اتنی فتوحات حاصل کیں کہ اس سے پہلے کسی کو نصیب نہیں ہوئی تھیں۔ یہ سارے واقعات

---

❶ ......شہاب الدین نے ۵۸۷ھ میں غزنی سے ہندوستان پر فوج کشی کی، قلعہ بھٹنڈہ کو جو پتھورا اوالی اجمیر کے مقبوضات سے تھا فتح کر لیا۔ اور ملک ضیاء الدین کو قلعہ دار مقرر کر کے واپسی کرنا چاہتا تھا کہ اب ان کو یہ خبر ملی کہ پتھورا اور اس کا بھائی کھانڈے رائے (والی دہلی) راجپور راجاؤں کی پشت پناہی سے قلعہ بھٹنڈہ واپس لیے آ رہے ہیں۔ شہاب الدین یہ سنتے ہی ارادہ ترک کر کے نکل پڑا مقام ترایں دریائے کے کھارے پر دونوں حریفوں نے صف آرائی کی تھانیسر سے یہ جگہ سات کوس اور دہلی سے چالیس کوس کے فاصلہ پر واقع ہے۔ پتھورا دو لاکھ سواروں اور تین ہزار جنگی ہاتھیوں کے ساتھ مقابلہ آیا تھا۔ نہایت سخت و خونریز لڑائی کشتیوں کے پشتے لگ گئے۔ شہاب الدین کا میمنہ و میسرہ بھاگ کھڑے ہوئے قلب لشکر میں بھگدڑ مچ گئی۔ لشکریوں کے پاؤں ڈگ گئے۔ لیکن شہاب الدین انتہائی بہادری سے لڑتا رہا۔ کھانڈے رائے نے شہاب الدین کی مردانی سے متاثر ہو کر ہاتھی بڑھایا۔ شہاب الدین نے گھوڑے کو مہمیز کیا۔ گھوڑ ین نے نہایت تیزی سے اپنے اگلے دونوں پاؤں ہاتھی کیمستک پر رکھ دیے ہاتھی چیخ مار کر بیٹھ گیا شہاب الدین نے برچھی کا وار کیا وار پورانہ پڑا مگر کھانڈے رائے کے آگے کے چند دانت ٹوٹ گئے۔ چنانچہ کھانڈے رائے نے جلا کھ تلوار چلائی۔ شہاب الدین کا بایاں ہاتھ بیکار ہو گیا۔ سر پر بھی زخم آیا۔ چکر کھا کر گرنے والا تھا کہ ایک خلجی سپاہی پیچھے سے اچک کر شہاب الدین کے گوڑے پر آ گیا اور اسے سنبھال کر گھوڑے کو بڑھا کر راجپوتوں کے نرغے سے نکل آیا۔ مسلمانوں کی شکست کے بعد کھانڈے رائے اور پتھورلہ نے قلعہ بھٹنڈہ کا رخ کیا اور پہنچتے ہی محاصرہ کر لیا۔ ایک سال ایک ماہ کے محاصرہ کے بعد صلح و امان کے ساتھ قلعہ فتح ہو گیا تاریخ فرشتہ و زین المآثر۔ (مترجم)

۵۴۸ء کے ہیں ❶۔

ہندوستان میں مسلمانوں کا رسوخ:...... یہ لڑائی ہندوستان کی قسمت کی فیصلہ کن لڑائی تھی۔ اس لڑائی کے بعد سے مسلمانوں کے قدم ہندوستان میں جم گئے۔ حکومت وسلطنت کی بنیاد پڑ گئی۔ اس لڑائی میں ڈیڑھ سو ہندو راجہ شہاب الدین سے جنگ کرنے آئے تھے۔ افواج ہندی کا سردار اعلیٰ پتھورا راجہ اجمیر اور کھانڈے رائے راجہ دہلی تھے تین ہزار جہاز نما ہاتھی اور تین لاکھ راجپوت سور ما اس لشکر میں تھے۔ اور شہاب الدین نے ایک لاکھ فوج کے ساتھ ان پر حملہ کیا تھا۔

پتھورا (پرتھوی راج) کو اسلام کی دعوت:...... لاہور پہنچ کر قوام الملک رکن الدین حمزہ کو دعوت اسلام کا پیغام دے کر راجہ پتھورا کے پاس بھیجا۔ مگر پتھورا نے سختی سے جواب دیا پھر جتنی اور خط وکتاب ہوئی اسے آپ اوپر پڑھ چکے ہیں۔

جنگی منصوبہ بندی:...... غرضیکہ مقام ترائین دریائے سرستی کے قریب صف آرائی ہوئی شہاب الدین نے اپنی فوج کو چار حصوں پر تقسیم کر دیا تھا اور یہ حکم دیا تھا کہ فوج کا ہر حصہ باری باری یکے بعد دیگرے حملہ آوار ہو۔ لڑتے لڑتے جب عصر کا وقت آ جائے تو ثابت قدمی سے دست کش ہو کر آہستہ پسپا ہوں۔ ہندو راجہ لشکر اسلام کی پسپائی کا خیال کر کے آگے بڑھیں گے۔ اس وقت میں شہاب الدین کمین گاہ سے نکل کر راجپوتوں پر حملہ آور ہو جاؤں گا چنانچہ ایسا ہی ہوا لشکر اسلام کا پیچھے ہٹنا تھا کہ راجپوتوں نے دلیرانہ تعاقب شروع کیا۔ ایک طرف سے شہاب الدین نے اور دوسری جانب سے حرصیل نے اچانک حملہ کر دیا۔

ہندووں کی شکست اور فرار:...... راجپوتوں کا بڑھتا ہوا جوش رک گیا۔ وہ انتہائی بے سروسامانی کے ساتھ بھاگ کھڑے ہوئے۔ کھانڈے رائے دوسرے ہندو راجاؤں کے ساتھ مارا گیا۔ پتھورا سرستی کے کنارے پر گرفتار کر لیا گیا اور شہاب الدین کے حکم سے مار ڈالا گیا۔ بیشمار مال غنیمت ہاتھ آیا۔ قلعہ سرستی، ہانی، کہرام، اسمانہ اور مسخر فتح ہو گئے بے شمار لونڈی غلام گرفتار کر لئے گئے۔ اگلے دن گرفتار کئے گئے قیدی شہاب الدین کے حکم سے قتل کر دیئے گئے۔

محمد بن علاء الدین کا قتل:...... علاء الدین کے مرنے بعد اس کا بیٹا محمد غور کے تخت حکومت پر بیٹھا ۵۵۸ھ میں فوجیں تیار کر کے بلخ کا رخ کیا۔ ان دنوں بلخ ترکوں کے قبضہ میں تھا۔ ترکوں نے بھی محمد بن علاء الدین کے آنے کی خبر سن کر مقابلے کے لئے خروج کیا۔ ایک دن کسی جاسوس نے ترکوں کو یہ خبر دی کہ محمد بن علاء الدین چند سپاہیوں کو ساتھ لے کر سیر وشکار کے نکلا ہے۔ چنانچہ چند ترک سوار یہ سنتے ہی روانہ ہو گئے۔ محمد بن علاء الدین سے ایک میدان میں سامنا ہو گیا محمد بن علاء الدین اپنے چند ساتھیوں سمیت مار ڈالا گیا۔ دو چار بھاگ کر اپنی لشکر گاہ میں آئے۔ اور وحشت ناک واقعہ سے لشکریوں کو مطلع کیا۔ فوج نے اسی وقت لشکر گاہ کو سامان واسباب سمیت چھوڑ کر غور کا راستہ لیا چنانچہ ترکوں کا مال واسباب لوٹ لیا۔ اور بغیر جنگ وقتال کے مال غنیمت لے کر بلخ واپس چلے گئے۔

غوری اور خوارزم شاہ:...... ہم اوپر لکھ آئے کہ غیاث الدین اور شہاب الدین بن ابوالفتح سام بن حسن غوری نے ۵۴۷ھ میں خراسان کی جانب واپسی کی تھی اور برات، بوشنج اور بادغیس پر قبضہ کر لیا تھا۔ یہ واقعہ اس زمانہ کا ہے جبکہ سلطان سنجر کو ترکوں کے مقابلہ میں شکست ہوئی تھی۔ اور اس کے ملک کو اس کے امراء دولت اور غلاموں نے آپس میں تقسیم کر لیا تھا پورے ملک میں طوائف الملو کی پھیلی ہوئی تھی۔ ان سب میں خوارزم شاہ بن انس بن محمد بن انوش تکین، والی خوارزم ذوادم خم کا آدمی تھا۔

سلطان شاہ:...... ۵۶۷ھ میں اس کا بیٹا سلطان شاہ حکمرانی کرنے لگا۔ علاء الدین تکین (خوارزم شاہ کا دوسرا بیٹا) حکومت وامارت کے بارے میں

❶...... کاتب کی غلطی ہے" بجائے ۵۴۸ھ کے ۵۸۴ھ ہے کیونکہ ۵۷۹ھ تک لاہور خسرو ملک غزنی کے آخری حکمران کے قبضہ میں تھا اور یہ لڑائی لاہور پر تسلط حاصل کرنے کے بعد ہوئی ہے۔

اپنے بھائی سے جھگڑ پڑا اور ''خوارزم'' سلطان شاہ سے چھین لیا۔ سلطان شاہ ''خوارزم'' سے نکل کر مرو چلا آیا اور اسے ترکوں کے قبضہ سے چھین کر قابض ہوگیا۔ چند دنوں کے بعد ترکوں نے متحد ہو کر سلطان شاہ کو ''مرو'' سے نکال دیا۔ سلطان شاہ نے خطا سے امداد حاصل کی اور انہیں لوگوں سے فوجیں مرتب کر کے دوبارہ مرو پر چڑھائی کی اور ترکوں کو مرو، سرخس، نسا اور ابیورد سے نکال کر خود قابض ہوگیا۔

سلطان شاہ اور غیاث الدین:...... اس کامیابی کے بعد خطا کو ان کے اصلی وطن کی طرف واپس بھیجا اور غیاث الدین کو دھمکی آمیز خط لکھا کہ تم نے ہرات، بوشنج، بادغیس اور مملکت خراسان کے جتنے شہروں پر قبضہ کر لیا ہے انہیں چھوڑ دو' غیاث الدین نے جواب دیا ''ان شہروں کا چھوڑنا تو الگ بات ہے بہتر یہ ہے کہ مرو، سرخس، اور خراسان کے جتنے علاقوں پر تم نے قبضہ کیا ہوا ہے وہاں کے منبروں اور جامع مسجدوں میں میرے نام کا خطبہ پڑھا جائے۔

غیاث الدین کے علاقوں پر حملے:...... سلطان شاہ کو اس سے ناراضگی پیدا ہوئی۔ فوجیں مرتب کر کے روانہ ہوگیا اور بوشنج کا محاصرہ کر لیا بوشنج کے مضافات میں غارتگری شروع ہوگئی۔ غیاث الدین نے اس کی اطلاع پا کر ایک فوج والی سجستان اور اپنے بھانجے بہاء الدین سام بن بامیان کی کمان میں خراسان کی جانب روانہ کیا ان دنوں اس کا بھائی شہاب الدین یہاں موجود نہیں تھا، ہندوستان گیا ہوا تھا چنانچہ جس وقت غیاث الدین کا لشکر محاصرہ ختم کر کے لوٹ مار کرتا مرو کی جانب واپس لوٹ آیا۔ غیاث الدین کو دوبارہ دھمکی کا خط لکھا چنانچہ غیاث الدین نے اپنے بھائی شہاب الدین کو ہندوستان سے واپس بلا بھیجا۔ چنانچہ شہاب الدین ہندوستان کی مہم سے جلد ہی فراغت حاصل کر کے واپس آیا اور فوجوں کو مرتب و آراستہ کر کے خراسان کی طرف بڑھا۔ سلطان شاہ نے بھی فوجیں تیار کیں اور طالقان پر اتر گیا۔

سلطان شاہ اور غیاث الدین میں صلح کی کوشش:...... سلطان شاہ اور غیاث االدین کے درمیان خط و کتابت شروع ہوئی۔ اور صلح کی گفتگو ہونے لگی۔ بالآخر سلطان شاہ نے بوشنج اور بادغیس کی واپسی پر صلح کا اظہار کیا۔ لیکن شہاب الدین اس پر راضی نہ تھا وہ جنگ کرنا چاہتا تھا غیاث الدین اسے خونریزی و جنگ سے روک رہا تھا اتنے میں سلطان شاہ کا قاصد صلح کی تکمیل کے لئے غیاث الدین کے دربار میں حاضر ہوگیا۔ شہاب الدین اپنے جوش کو ضبط نہ کر سکا اور چلا اٹھا ''کہ اس طرح کبھی صلح نہیں ہوگی اور ہرگز ایسی مت کرو' شہاب الدین یہ کہہ کر اٹھ کر کھڑا ہوگیا۔ لشکریوں نے مخاطب ہو کر کہا ''ایسی صلح سے موت بہتر ہے اٹھو جنگ پر تیار ہو جاؤ'' غیاث الدین خاموش ہوگیا۔

سلطان شاہ کی شکست:...... سلطان شاہ کا ایلچی بے نیل مرام واپس چلا گیا اور شہاب الدین فوجیں لے کر مرو الرود کی طرف چل دیا۔ سلطان شاہ بھی اس سے مطلع ہو کر میدان میں آ گیا۔ لیکن پہلی ہی جنگ میں شکست کھا کر بھاگ گیا اور صرف بیس سواروں کے ساتھ مرو داخل ہوا۔ ادھر علاء الدین تکلین (سلطان شاہ کا بھائی) اس شکست سے مطلع ہو کر سلطان شاہ کو روکنے کے لئے جیحون کی طرف روانہ ہوا۔

سلطان شاہ غیاث الدین کی پناہ میں:...... سلطان شاہ نے جیحون سے اعراض کر کے غیاث الدین کے دربار میں پہنچ گیا غیاث الدین نے اس کی اور اس کے ساتھیوں کی عزت افزائی کی اور نہایت عزت و احترام سے اپنی شاہی محل میں ٹھہرایا۔ علاء الدین تکلین کو اس کی اطلاع ملی تو غیاث الدین کو لکھ بھیجا ''کہ ہمارے مجرم کو ہمارے پاس واپس کر دو ورنہ تمہاری خیر نہیں ہے'' غیاث الدین نے جواباً لکھا ''اس نے میرے پاس پناہ لی ہے میں اس کی سفارش کرتا ہوں۔ مناسب یہ ہے کہ تم اس سے صلح کر لو ورنہ میرے اور تمہارے مراسم منقطع ہو جائیں گے'' اسی خط میں یہ بھی لکھا تھا کہ آئندہ سے تم خوارزم میں میرے نام کا خطبہ پڑھوا ورسم دوستی مضبوط کرنے کے لئے اپنی بہن کا نکاح میرے بھائی شہاب الدین سے کر دو۔

علاء الدین اور غیاث الدین کی جنگی تیاریاں:...... علاء الدین تکلین کو اس جواب سے سکتہ سا ہوگیا۔ اس نے پھر کچھ سوچ سمجھ کر سختی سے انکار میں جواب دیا۔ غیاث الدین نے اپنی سادہ فوج کو خوارزم پر یلغار کرنے کا حکم دے دیا اس کے ساتھ ساتھ والی نیشاپور کو لکھ کر بھیجا کہ میرا لشکر خوارزم پر حملہ کرنے جا رہا ہے تم بھی اپنی ساری فوج کو جمع کر لو اور اس کی کمک کے لئے تیار رہو۔ علاء الدین تکلین کو اس کی اطلاع ملی چنانچہ پہلے تو اپنے بھائی سلطان شاہ اور غیاث الدین کی فوج سے جنگ کرنے پر تیار ہو کر خوازم سے نکلا۔

علاء الدین تکلین کا فرار:...... پھر یہ سوچ کر کہ کہیں وہ دوسری جانب سے خوارزم پر آ کر قبضہ نہ کرلیں، خوارزم واپس آیا اور جتنا مال واسباب اٹھا سکا ترکان خطا کے پاس چلا گیا۔

خوارزم کی فتح:...... فقہاء اور علماء خوارزم، غوری لشکر گاہ میں حاضر ہوئے اور صلح کا پیغام دیا اور یہ عرض کی کہ چونکہ علاء الدین نے ترکان خطا سے میل جول پیدل کرلیا ہے لہٰذا بہتر یہ ہے کہ آپ مرو کو اپنا دارالحکومت بنالیں تاکہ علاء الدین کے آئندہ خطروں سے ہم لوگ محفوظ و مامون رہیں یا اس سے صلح کرلیں۔ شہاب الدین نے یہ درخواست منظور کرلی اور بلا کسی شرط کے صلح کر کے واپس آ گیا۔

اجمیر پر حملہ:...... ۵۸۳ھ میں شہاب الدین اپنا لشکر لے کر اجمیر کے علاقوں کو فتح کرنے کے لئے ہندوستان کی جانب روانہ ہوا تھا اجمیر کو اس وقت ولایت سواک ❶ کے نام سے یاد کرتے تھے اس حکمران کا نام کوکہ ❷ تھا۔ شہاب الدین نے دہلی کی فتح کے بعد جیسا کہ آپ اوپر پڑھ چکے ہیں قلعہ سرستی ❸، ہانسی، سمانہ، کہرام پر بھی قبضہ کرلیا۔ اس سے راجہ اجمیر کو ناراضگی پیدا ہوگئی۔ وہ فوجیں فراہم کر کے لشکر اسلام سے جنگ کرنے نکلا۔ فوج کو میمنہ و میسرہ پر مرتب کیا مقدمۃ الجیش میں ہاتھیوں کی ایک کافی تعداد رکھی شہاب الدین کی فوج بھی میدان میں آ گئی اور لڑائی نہایت سختی سے شروع ہوگئی۔

لشکر اسلام کی شکست:...... اتفاق سے عساکر اسلامیہ کا میمنہ ومیسرہ (دایاں اور بایاں بازو) شکست کھا کر بھاگ نکلے۔ راجپوت حملہ کرتے ہوئے قلب لشکر تک پہنچ گئے۔ ایک ہاتھی سوار راجپوت نے شہاب الدین کی طرف ہاتھی بڑھایا۔ شہاب الدین نے نیزہ چلایا۔ وار اوچھا پڑا۔ چند دانت آگے کے ٹوٹ گئے۔ اس راجپوت نے تلوار کا وار کیا جس سے شہاب الدین کے بازو میں سخت چوٹ آئی گھوڑے سے زمین پر گر گیا۔ شہاب الدین کے ساتھی جی توڑ کر لڑتے رہے بالآخر اپنے زخمی سردار کو کسی نہ کسی طرح اٹھا کر لے گئے۔ اتنے میں رات ہوگی چنانچہ راجپوتوں نے تعاقب اور قتل سے ہاتھ کھینچ لیا۔

شہاب الدین کی راجپوتوں سے شکست کی تعداد:...... (مترجم) اس تحریر سے معلوم ہوتا ہے کہ شہاب الدین کو راجپوتوں کے مقابلہ میں دوبارہ شکست ہوئی ایک فتح دہلی سے پہلے دوسرے فتح اجمیر کے پہلے۔ اور دونوں لڑائیوں میں اس کا بازو زخمی ہوا تھا اور گھوڑے سے زمین پر گر گیا تھا۔ لیکن واقعات کو ترتیب دینے سے معلوم ہوتا ہے کہ شہاب الدین کو پہلی شکست ۵۷۴ھ میں راجہ بھیم دیو والی سندھ گجرات) کے مقابلے میں ہوئی تھی اور اس میں اس کے بازو پر کوئی زخم نہیں آیا تھا۔ دوسری شکست فتح دہلی سے پہلے ہوئی جیسا کہ آپ اوپر پڑھ چکے ہیں۔ اس میں شہاب الدین کا بازو بیکار ہوگیا تھا۔ میرے نزدیک فتح دہلی کے بعد شہاب الدین کو کوئی شکست نہیں ہوئی۔ اجمیر پر فتح دہلی کے بعد ہی قبضہ ہوگیا تھا کیونکہ فتح دہلی سے پہلے پتھورا اور اس کا بھائی کھانڈے رائے مارے گئے تھے لہٰذا لڑائی کس سے ہوئی اور کس نے شکست دی؟ (مترجم)۔

معرکہ جنگ سے کچھ دور نکل آنے کے بعد زخم سے اتنا خون نکلا کہ شہاب الدین بے ہوش ہوگیا۔ پالکی میں سوار کرا کے لاہور لایا گیا۔ چند دن قیام کے بعد جب ذرا ہوش وحواس درست ہوئے تو غزنی روانہ ہوئے۔ چنانچہ غزنی میں ۵۸۸ھ تک مقیم رہا۔

امراء سے ناراضگی:...... ۵۸۸ھ میں شہاب الدین نے غزنی سے ہندوستان کی جانب بغرض جہاد کوچ کیا۔ مقصود یہ تھا کہ اس شکست کا جس کا حال آپ اوپر پڑھ چکے ہیں راجپوتوں سے بدلہ لے۔ جس زمانے میں شہاب الدین راجپوتوں سے شکست کھا کر واپس گیا تھا۔ اس نے کمانڈروں اور امراء دربار کو حاضری دربار کی اجازت نہیں دی تھی۔ ان کا چہرہ دیکھنے کا روادار نہیں تھا۔ چنانچہ اس نے کمانڈروں سے مشورہ کئے بغیر اچانک غزنی سے لشکر کو روانگی کا حکم دیا اور سفر کرتا ہوا پشاور ❹ پہنچ گیا۔ سرداران غور میں سے ایک عمر رسیدہ سردار نے حاضر ہوکر معذرت کی اور پوچھا کہ کس طرف ارادہ ہے'' شہاب الدین نے جواب دیا'' مجھے ان کمانڈروں اور امراء دربار پر اطمینان نہیں ہے انہوں نے مجھے گذشتہ لڑائی میں میدان جنگ میں چھوڑ دیا

---

❶...... یہاں سے لفظ سواک نہیں بلکہ سوالک ہے (دیکھیں تاریخ الکامل ج ۷ ص ۳۴۲۔ ❷...... ابن اثیر کی تاریخ الکامل میں کوکہ کی بجائے کورتحریر ہے۔ ❸...... تاریخ الکامل ج ۷ ص ۳۴۲ پر سرستی کی بجائے شرستی تحریر ہے۔ جبکہ ہمارے پاس موجود جدید عربی ایڈیشن (ج ۴ ص ۴۰۴) پر اسرستی تحریر ہے۔ اس کے علاوہ قلعہ کہرام کی بجائے کوہرام تحریر ہے۔ ❹...... ہمارے پاس موجود تاریخ ابن خلدون کے جدید عربی ایڈیشن (ج ۴ ص ۴۰۴) پر ''برساور'' تحریر ہے۔ تاریخ الکامل (ج ۷ ص ۳۴۲) پر برشاور تحریر ہے۔

تھا۔ اس لئے میں ان کو کوئی راز نہیں بتانا چاہتا اور نہ میں ان کا منہ دیکھوں گا جب تک راجپوتوں سے شکست کا بدلہ نہ لے لوں مجھے چین نہیں آئے گا۔

شہاب الدین کی رضامندی: ...... عمر رسیدہ سردار نے عرض کی ''وہ ایک اتفاقی اور تقدیری واقعہ تھا جو پیش آ گیا۔ سارے سرداران لشکر جان نثاری پر تیار ہیں جہاں بادشاہ کا پسینہ گرے گا وہاں وہ خون گرانے کے لئے موجود ہیں آپ ان کی خطائیں معاف فرما دیجئے وہ لوگ خود کردہ پر پشیمان و نادم ہیں'' شہاب الدین کو یہ باتیں پسند آ گئیں اس نے امراء لشکر کو حاضری کی اجازت دے دی۔ اور حسب درجہ ہر ایک کو خوشنودی مزاج کی خلعت عنایت کی۔

شہاب الدین کا انتقام: ...... پشاور سے اسی میدان میں پہنچا پہلی لڑائی ہوئی تھی۔ راستے میں جتنے دیہات قصبے اور شہر ملے ان سب کو فتح کر لیا۔ راجپوتوں نے اس کی اطلاع پا کر بہت بڑی تعداد کے ساتھ مقابلہ کیا۔ شہاب الدین لڑائی چھیڑ کر آہستہ آہستہ پیچھے ہٹا۔ یہاں تک کہ اسلامی علاقوں کے قریب پہنچ گیا۔ صرف تینمنزل باقی رہ گیا راجپوت تعاقب کرتے چلے آئے چنانچہ شہاب الدین نے اپنے لشکر ظفر پیکر میں سے ستر ہزار سواروں کو حکم دیا کہ شاہی لشکر سے علیحدہ ہو کر چکر کاٹ کر راجپوتوں پر پیچھے سے حملہ آور ہوں۔ اس دوران رات ہو گئی۔ دونوں حریف جنگ و تعاقب سے رک گئے۔

راجپوتوں کی شکست: ...... صبح ہوتے ہی ان سواروں نے جو شاہی لشکر سے علیحدہ ہو گئے تھے راجپوتوں پر پیچھے سے حملہ کیا اور آگے سے شہاب الدین نے تلواروں پر رکھ لیا۔ راجپوتوں کے لشکر میں بہت بڑی ہل چل مچ گئی۔ راجپوتوں کے لشکر کا سردار ہاتھی پر تھا۔ وہ اتر کر گھوڑے پر سوار ہو گیا۔ اس کے ساتھیوں نے اس سے مخالفت کی اور پھر دوبارہ اسے ہاتھی پر سوار کرایا۔ ہاتھیوں کے پاؤں کو زنجیروں سے جکڑ دیا۔ مرنے اور مارنے کی قسمیں کھائیں۔ بہت بڑی خونریز لڑائی ہوئی بالآخر لشکر اسلام کو فتح نصیب ہوئی اور راجپوتوں میں بھگدڑ مچ گئی لشکر کا سردار گرفتار ہو گیا اور اسے دربار شاہی میں پیش کیا گیا۔ لوگوں نے اس کی توہین کرنے کے لئے اس کی داڑھی پکڑ کر اس طرح گھسیٹا کہ سر زمین سے لگ گیا۔ پھر اسے حکم شاہی سے قتل کر دیا گیا۔ راجپوتوں میں گنتی کے چند لوگ زندہ بچے۔ بہت سامال غنیمت ہاتھ آیا۔ ان میں ہاتھیوں کا ایک جھنڈ تھا۔

اجمیر کی فتح: ...... اس کامیابی کے بعد شہاب الدین نے اجمیر کا رخ کیا۔ یہ بہت بڑا قلعہ تھا اور راجپوتوں کا دارالسلطنت ہونے کا اسے فخر حاصل تھا راجپوتوں میں اسے بچانے کی قوت نہیں رہی اس لئے انتہائی آسانی سے مسخر ہو گیا۔ اجمیر فتح ہونے سے جتنے شہر اس کے قرب و جوار میں تھے وہ بھی فتح ہو گئے۔ شہاب الدین نے اپنے آزاد کردہ غلام قطب الدین ایبک کو جو اس کی طرف سے دہلی کا گورنر تھا ان شہروں کی حکومت عنایت کی اور غزنی واپس چلا گیا۔

بنارس ❶ اور قطب الدین ایبک: ...... شہاب الدین غزنی روانگی کے وقت اپنے گورنر ہندوستان قطب الدین ایبک کو ہدایت کر گیا تھا کو وقتاً فوقتاً ہندوستان کے شہروں پر جہاد کرتے رہنا۔ چنانچہ اس ہدایت کے مطابق قطب الدین ایبک نے اکثر علاقوں ❷ پر بغرض جہاد فوج کشی کی اور کامیاب ہوا۔ راجہ بنارس ❸ کو اس سے خطرہ پیدا ہو گیا۔

بنارس کا راجہ: ...... راجہ بنارس ہندو راجاؤں میں ایک خاص امتیاز رکھتا تھا رقبہ حکومت کے لحاظ سے بھی سب سے بڑا تھا اس کی حکومت مشرق میں حدود چین تک پھیلی ہوئی تھی مغرب میں لاہور کے قریب تک اس کی حکومت کا دائرہ کار پہنچا ہوا تھا قنوج وغیرہ بھی اسی کے علاقوں میں تھے۔ ان شہروں میں زمانہ سلطان محمود کے زمانے سے اسلام کی تخم ریزی ہو گئی تھی اور مسلمانوں کی آبادی تھی۔ راجہ بنارس نے ان مسلمانوں کو بھی اپنی فوج میں شامل کر لیا اور نہایت اہتمام و انتہائی نخوت سے بڑی فوج لئے ہوئے ۵۹۰ھ میں شہاب الدین کے علاقوں کی طرف بڑھا۔

---

❶ ...... ابن اثیر کی تاریخ الکامل ج ۷، ص ۱۴۰ پر اسی طرح بنارس تحریر ہے جبکہ ہمارے پاس موجود تاریخ ابن خلدون کے جدید عربی ایڈیشن ج ۴، ص ۴۰۵ پر بناوست تحریر ہے۔

❷ ...... میرٹھ کا قلعہ پتھورا کے خیش کے قبضہ میں تھا قطب الدین نے شہاب الدین کی واپسی کے بعد اس پر جہاد کیا اور اس پر قابض ہو گیا اس کے بعد ۵۸۹ھ میں شہر کوئل (علیگڑھ) کو فتح کیا دہلی کا قلعہ اس وقت تک ہندوؤں ہی کے قبضے میں تھا۔ قطب الدین نے اس کی اہمیت کا احساس کر کے اس کو بھی فتح کر لیا اور اپنا دارالحکومت بنا لیا، تاریخ فرشتہ مقالہ دوم ص ۵۸، طبقات ناصری ص ۱۲۰۔ ❸ ...... بنارس کے راجہ کا نام جے چند تھا۔ قنوج بھی اسی کے دارئے حکومت میں تھا مقام چندوار اور اٹاوہ میں مسلمانوں اور راجپوتوں نے صف آرائی کی تھی۔ لشکر اسلام کے مقدمۃ الجیش پر قطب الدین ایبک تھا تقریباً ۵۰۰ زنجیر فیل جے چند کی فوج میں تھے تاریخ فرشتہ۔ مقالہ دوم ص ۵۸۔ (مترجم)

بنارس کی فتح:...... دریائے ماجون ❶ پر جو دجلہ کا ہم پلہ ہے دونوں فوجوں نے صف آرائی کی۔ سخت اور خونریز جنگ ❷ ہوئی۔ لشکر اسلام نہایت استقلال سے لڑتا رہا۔ بالآخر فتح ہوگئی۔ لشکر کفار کو پامال کیا گیا۔ راجہ بنارس پکڑ دھکڑ کے دوران مارا گیا۔ بیشمار مال غنیمت ہاتھ آیا۔ ہزاروں لونڈی غلام بنائے گئے۔ بڑے بڑے سورما راجپوتوں کے بیٹے گرفتار کر لئے گئے۔ نوے ❸ ہاتھی مسلمانوں کے ہاتھ لگے باقی بھاگ گئے اور کچھ مار ڈالے گئے۔ شہاب الدین کامیابی کے ساتھ بنارس میں داخل ہوگیا۔ ایک ہزار چار سو اونٹوں پر خزانہ لاد کر غزنی واپس چلا گیا۔ ❹

گوالیار کی فتح:...... ۵۹۲ھ میں شہاب الدین نے دوبارہ ہندوستان پر جہاد کے لئے حملہ کیا۔ اپنا لشکر ظفر پیکر لئے ہوئے غزنی سے روانہ ہوا۔ قلعہ بھنکر پر پہنچ کر اس کا محاصرہ کرلیا۔ چند دنوں کا محاصرہ کے بعد بصلح و امان فتح ہوگیا۔ چنانچہ تھوڑی سی فوج ایک سردار کے ساتھ اس کی حفاظت پر مقرر کر کے قلعہ گوالیار کی طرف بڑھا بھنکر سے گوالیار پانچ منزلوں کی مسافت پر تھا۔ درمیان میں ایک بڑی نہر حائل تھی چنانچہ پہنچتے ہی چاروں طرف سے گھیر لیا۔ بالآخر گوالیار بھی مصالحت کے ساتھ فتح ہوگیا۔ سالانہ خراج مقرر کیا گیا راجہ گوالیار نے ایک ہاتھی سونا لاد کر نذر کیا۔ شہاب الدین نے واپسی کا حکم دے دیا۔ ابی اسود ❺ کے علاقوں کو غارت اور پامال کرتا ہزاروں کو قید اور لونڈی و غلام بناتا ہوا کامیابیاں حاصل کر کے غزنی چلا گیا۔

بلخ پر حملہ:...... شہر بلخ پر ترکمانان خطا نے قبضہ کرلیا تھا۔ ازبہ نامی ❻ یک سرداران ترکمانوں کا حکمران تھا۔ ماوراء النہر والے سالانہ اس کو خراج دیا کرتے تھے ۵۹۴ھ میں ازبہ مر گیا۔ بہاء الدین سام بن محمد بن مسعود والی بامیان نے اپنے ماموں غیاث الدین کی جانب سے بلخ پر حملہ کر دیا۔ اور قبضہ کر کے خراج بھیجنا بند کر دیا۔ غیاث الدین کے نام کا خطبہ پڑھا۔ اور اسے ممالک اسلامیہ میں داخل کرلیا۔ اس سے پہلے یہ کفار کے قبضہ میں تھا۔ ترکمانوں کو اس سے اشتعال پیدا ہوگیا وہ غوریوں سے بھڑ جانے پر تل گئے۔

علاء الدین تکش اور ترکمان:...... اتفاق یہ کہ انہی دنوں علاء الدین تکش (والی خوارزم) نے انہیں ترکمانوں کے پاس اپنا ایک سفیر بھیجا اور ان کو غیاث الدین کے علاقوں پر دست درازی کی ترغیب دی سبب یہ تھا کہ علاء الدین نے رے، ہمدان، اصفہان اور ان کے درمیانی شہروں کو دبالیا تھا اور خلیفہ کے لشکر سے چھیڑ چھاڑ کی تھی۔ اور دربار خلافت بغداد میں یہ درخواست کی تھی کہ جامعہ بغداد میں حکمرانان سلجوقیہ کے بجائے میرا نام خطبہ میں داخل کیا جائے۔

خلیفہ کی ناراضگی:...... مگر خلیفہ نے اس کا انکار میں جواب دیا اور ان افعال سے بیزاری اور ناراضگی ظاہر کی، سلطان شاہ کے معاملات اور اس کے مقبوضات زیر کنٹرول علاقوں کے لے لینے پر دھمکی دی تھی۔ انہی واقعات سے علاء الدین تکش کو ترکان خطا سے ساز باز کرنے کی تحریک پیدا ہوئی۔

ترکمانوں کی ریشہ دوانیاں:...... چنانچہ علاء الدین کی ترغیب و سازش سے ادھر ترکوں کے بادشاہ نے ایک بڑی فوج اپنے سپہ سالار افواج کی کمان میں غیاث الدین کے علاقوں پر حملہ کرنے کے لئے روانہ کیا، وہ دریا کو عبور کر کے غوری مقبوضات کی طرف بڑھے ادھر علاء الدین تکش نے طوس کی طرف

---

❶...... معجم البلدان میں لکھا ہے کہ ماجون یا ماجان ایک دریا ہے جو مرو نامی شہر کو دو حصوں میں تقسیم کرتا ہے۔ ❷...... یہ لڑائی مقام چندواڑ و اٹاوہ میں ہوئی تھی دیکھو تاریخ منہاج سراج جرجانی جو شہاب الدین کے لشکر کا قاضی اور اس کے ہمراہ تھا (مترجم) ❸...... منہاج سراج میں لکھا ہے کہ ۳۰۰ جنگی ہاتھی اس لڑائی میں مسلمانوں کے ہاتھ لگے۔ ❹...... شہاب الدین کی واپسی کے بعد ہیم راج نے جو پتھورا کا داماد تھا پتھورا کے بیٹے کے اتفاق سے اجمیر کے واپس لینے کے لئے خروج کیا۔ والی اجمیر ان دنوں شہاب الدین کی طرف سے کولہ بن پتھورا تھا چنانچہ کولہ نے اجمیر کو ہیمراج کے حوالہ کر دیا قطب الدین ایبک کو اس کی خبر ہوئی تو وہ آگ بگولہ ہوگیا۔ لشکر تیار کر کے ہیمراج پر چڑھ آیا۔ ہیمراج نے بھی بڑی فوج لیکر مقابلہ کیا بہت بڑی لڑائی ہوئی آخر کار ہیمراج مارا گیا اور اجمیر پر قطب الدین ایبک کا قبضہ ہوگیا۔ اسی زمانہ سے اجمیر میں مسلمان حاکم رہنے لگا۔

قطب الدین ایبک نے اجمیر پر کامیابی حاصل کر کے نہروانہ گجرات کی طرف قدم بڑھایا۔ بھین دیو نہروانہ کا راجہ مقابلہ پر آیا یہ وہی بھین دیو ہے جس نے پہلی بار لاہور پر قبضہ سے پہلے شہاب الدین کو شکست دی تھی غرضکہ دونوں حریف جی توڑ کر لڑے قطب الدین ایبک کو کامیابی ہوئی بے شمار مال غنیمت ہاتھ آیا اس کے بعد حسب طلب شہاب الدین غزنی چلا گیا اور وہاں سے دہلی واپس آیا۔ (مترجم)۔

❺...... ایک نسخہ میں لکھا ہے بلاد ابی رسود تحریر ہے وہ بھی صحیح نہیں جبکہ ہمارے پاس موجود تاریخ ابن خلدون کے جدید عربی ایڈیشن ج ۴ ص ۴۰۵ پر بلاد آمی وسور تحریر ہے اور تاریخ الکامل میں بھی یہی تحریر ہے ج ۷ ص ۴۲۰۔ ❻...... یہاں صحیح لفظ آزبہ ہے دیکھیں الکامل ج ۷ ص ۴۳۰۔

محاصرہ کرنے کے لئے قدم بڑھائے۔غیاث الدین اس وقت عارضہ نقرس میں مبتلا تھا۔اس لئے نقل وحرکت سے مجبور تھا ادھر ترکوں نے غارت گری شروع کردی جیسی کچھ مشیت الٰہی تھی اسلامی علاقے آفات ومصائب کا نشانہ بن گئے۔ترکوں نے بہاء الدین کو گھیر لیا۔بہت سخت لڑائی ہوئی۔

ترکمانوں کی شکست:......لشکر اسلام نہایت استقلال اور ثابت قدمی سے لڑتا رہا۔اس دوران غیاث الدین کی بھیجی ہوئی کمک بھی پہنچ گئی اس سے لشکر اسلام کے دل بہت بڑھ گئے ان سب نے مجموعی قوت سے حملہ کیا تو ترکوں کے پاؤں اکھڑ گئے اور وہ شکست کھا کر جیحون کی طرف بھاگے بہت سے ترکی گرفتاری کے خوف سے دریا میں کود گئے اور موج کے تھپیڑوں سے ہلاک ہوگئے جن کی تعداد بارہ ہزار تھی۔اور اکثر قتل یا گرفتار کر لئے گئے گنتی کے چند زندہ بچ کر داستان غم سنانے کے لئے اپنے بادشاہ کے پاس پہنچ گئے۔

علاء الدین تکش اور ترکمان:......بادشاہ ترک کو اس واقعہ سے سخت صدمہ ہوا۔اس نے علاء الدین تکش کو لکھا ''تمہاری بدولت ہماری قوم وفوج کو ہلاکت کا سامنا کرنا پڑا۔تمہاری ہی تحریک سے ہم نے غیاث الدین کے علاقوں کی طرف قدم بڑھایا تھا۔تم نے ہمیں دھوکا دیا۔بہتر یہ ہے کہ ہمارے نقصانات کی تلافی کرو اور ہمارے مقتولوں کا خون بہادو اور جس طرح ممکن ہو ہمارے دربار میں آؤ'' اس تحریر کو دیکھنے کے بعد علاء الدین کے حواس خطا ہوگئے اس نے غیاث الدین سے میل جول پیدا کیا اور ترکمانوں کی زیادتی کی شکایت کی۔غیاث الدین نے اسے ملامت بھرا جواب دیا۔دربار خلافت کی نافرمانی پر نصیحت فضیحت کی۔یہی اسباب تھے جن سے علاء الدین اور ترکمانوں میں مخالفت پیدا ہوئی اور بخارا کو اس نے ان کے ہاتھوں چھین لیا جیسا کہ آئندہ ان کے حالات میں لکھا جائے گا۔

علاء الدین تکش کی موت:......ان واقعات کے بعد علاء الدین تکش نے جس کا ذکر آپ اوپر پڑھ چکے ہیں سفر آخرت اختیار کیا اس نے خراسان کے اور جیانسہ پر اپنی قوت بازو سے قبضہ کر لیا تھا۔اس کے مرنے کے بعد اس کا بیٹا قطب الدین حکمران بنا اور علاء الدین کا لقب اختیار کیا۔

بندوخان:......علاء الدین ثانی نے اپنے بھائی علی شاہ کو خراسان کی حکومت پر مقرر کیا،نیشاپور میں جاگیر مرحمت کیا۔بندوخان ابن ملک شاہ (جو کہ علی شاہ کا بھائی تھا) علاء الدین اپنے چچا علی شاہ کے خوف سے چلے گئے اور فوج کی فراہم یا ورترتیب میں مصروف ہوگئے اس کی خبر اس کے چچا علاء الدین محمد کو ملی تو اس نے ایک لشکر جنبقر ترکی کی کمان میں بندوخان کی گرفتاری کے لئے بھیج دیا۔چنانچہ بندوخان نے مرو کو بھی خیرآباد کہہ کر غیاث الدین کی خدمت میں جا کر پناہ لی اور اپنے چچا کے مقابلہ میں امداد کی درخواست کی۔غیاث الدین نے اسے عزت واحترام سے ٹھہرایا امداد دینے کا وعدہ کیا۔

غیاث الدین اور جنبقر ترکی:......حنقر ترکی کی روانگی کے بعد بندوخان مرو میں داخل ہوا۔لاخان اور اس کی والدہ کو عزت کے ساتھ خوارزم کی طرف بھیج دیا۔غیاث الدین نے جیسا کہ اس نے بندوخان سے وعدہ کیا تھا اس کے چچا علاء الدین سے چھیڑ چھاڑ شروع کردی۔محمد بن خرمک (والی طالقان) کو جنبقر ترکی کے علاقوں کی طرف بڑھنے کا حکم بھیجا چنانچہ محمد بن خرمک نے مروالرود پر قبضہ کر لیا...... ❶ (پاس موجود تاریخ ابن خلدون کے جدید عربی ایڈیشن (جلد نمبر ۴ص ۴۱۶) پر ایسی کوئی علامت نہیں جس سے معلوم ہو کہ یہاں کچھ لکھنے سے رہ گیا ہے اور عبارت بھی مستقل ہے) اور جنبقر ترکی کو یہ پیغام دیا کہ مرو میں سلطان غیاث الدین کے نام کا خطبہ پڑھا جائے اور خلاف ورزی کی صورت میں مرو کے قبضہ سے ہاتھ اٹھالے جنبقر ترکی نے بظاہر اس پیغام کا نہایت سختی سے جواب دیا لیکن درپردہ سلطان غیاث الدین کی خدمت میں خط بھیجا کہ مرو آپ کا ہے میں آپ کا غلام ہوں مجھے اپنی جان کی امان دی جائے چنانچہ غیاث الدین کو اس سے خراسان ومرو کے صوبوں پر قبضہ کر لینے کی خواہش پیدا ہوگئی اپنے بھائی شہاب الدین کو خرسان پر قبضہ کر لینے کا حکم بھیجا۔

جنبقر کی سازش:......چنانچہ شہاب الدین ۵۹۶ھ کے نصف اول کو ختم کر کے غزنی سے خرسان کے لئے روانہ ہوگیا جس وقت وہ طالقان پہنچا۔جنبقر ترکی (والی مرو) نے درپردہ تو مقابلہ کی تیاری کی اور علانیہ کہلوادیا کہ میں آپ کا مطیع ہوں۔چنانچہ جب شہاب الدین مرو پہنچا تو جنبقر ترکی فوجیں

---

❶......اصل کتاب میں اس مقام پر کچھ نہیں لکھا جگہ خالی ہے (مترجم) جبکہ ہمارے پاس موجود تاریخ ابن خلدون کے جدید عربی ایڈیشن ج ۴ص ۴۰۶ پر ایسی کوئی علامت نہیں جس سے معلوم ہو کہ یہاں کچھ لکھنے سے رہ گیا ہے اور عبارت بھی مختصر ہے۔

لے کر مقابلہ پر آ گیا۔ لڑائی ہوئی۔ جس میں شہاب الدین نے اسے شکست دے کر شہر پناہ توڑنے کے لئے ہاتھیوں کو بڑھایا مگر جنبقر ترکی نے اسے کہلوا دیا کہ میں آپ کا فرمانبردار ہوں۔

مروالرود پر قبضہ:......آپ شہر پناہ کو مسمار نہ کیجئے۔ قلعہ کی چابیاں حاضر ہیں۔ بحر حال شہاب الدین نے مرو پر قبضہ حاصل کر کے اپنے بھائی غیاث الدین کو بشارت فتح کا خط لکھا۔ اور جنبقر ترکی کو عزت واحترام ہرات بھیج دیا، بندو خان بن ملک شاہ کو مرو کی حکومت عنایت کی اہل مرو کے ساتھ حسن سلوک اور احسان کا برتاؤ کرنے کی ہدایت کی۔

غیاث الدین اور علاء الدین:......شہاب الدین نے مرو کی مہم سے فراغت حاصل کر کے سرخس کی طرف قدم بڑھائے تین ماہ کے محاصرہ کے بعد صلح وامان سے شہر پر قبضہ کر لیا علی شاہ اس وقت نیشاپور میں تھا اور اپنے بھائی علاء الدین محمد کی طرف سے خراسان پر حکومت کر رہا تھا۔ اس کو شہاب الدین نے دھمکی دی کہ اگر تم شاہی علم حکومت کی اطاعت قبول نہیں کرو گے تو تمہاری خیر نہیں ہے جنگ کے لئے تیار رہو، مگر علی شاہ نے کچھ جواب نہ دیا اور شہر کی قلعہ بندی کر لی۔ بیرون شہر کی عمارتیں مسمار کرا دیں، باغات اور جنگل کٹوا دیئے۔

خراسان کی فتح:......محمود بن غیاث الدین نے ایک جانب سے شہر پر حملہ کیا۔ اور مسلسل ایسے حملے کئے کہ علی شاہ سنبھل نہ سکا چنانچہ اس نے شہر پناہ کے ایک حصہ پر قبضہ کر لیا اور اپنے باپ کا جھنڈا شہر پناہ کی دیوار بھی شہاب الدین کے حملہ سے گر گئی تھی۔ دونوں چچا اور بھتیجے دو طرف سے شہر میں داخل ہو گئے لشکریوں نے اکھاڑ پچھاڑ شروع کر دی پھر اہل شہر نے امن کی درخواست چنانچہ لوٹ مار بند کر دی گئی، خوارزمیوں نے جامع مسجد میں جا کر پناہ لی مگر اہل شہر نے ایک ایک کو گرفتار کر کے شہاب الدین کے حوالہ کر دیا۔

اسماعیلیوں پر حملے:......خراسان کو فتح کر کے شہاب الدین قہستان کی جانب روانہ ہوا کسی نے یہ خبر دی کہ قہستان کے قرب وجوار میں ایک قصبہ ہے جہاں کے رہنے والے مذہب اسماعیلیہ کے پیروکار ہیں، شہاب الدین نے یہ سنتے ہی اس قصبہ پر حملہ کر دیا اور لڑتا ہی گھس گیا جو مقابلہ پر آیا اس کو تہہ تیغ کیا۔ اور عورتوں، بچوں کو قید کر لیا۔ قصبہ کو ویران کر دیا، اسی قصبہ کے قریب ایک دوسرا شہر تھا اور یہاں کے رہنے والے بھی فرقہ اسماعیلیہ کے تھے شہاب الدین نے اس شہر والوں کے ساتھ بھی وہی برتاؤ کیا۔ والی قہستان نے غیاث الدین کی خدمت میں شہاب الدین کے حملوں کی شکایت لکھی اور پرانا معاہدہ یاد دلایا، غیاث الدین نے اپنے بھائی شہاب الدین کو قہستان پر آئندہ حملہ کرنے سے روکا اور واپس آنے پر مجبور کر دیا۔ چنانچہ شہاب الدین بجبر واکراہ غیاث الدین کے حکم کے مطابق قہستان سے غزنی کی جانب واپس چلا گیا۔

نہر والہ کی فتح:......شہاب الدین اپنے بھائی غیاث الدین کے حکم پر خراسان سے واپس آ تو گیا لیکن غزنی نہیں گیا جہاد کا شوق دل میں بھرا ہوا تھا اس لئے ہندوستان کا راستہ اختیار کیا یہ واقعہ ۵۹۸ھ کا ہے۔ مقدمۃ الجیش پر اس کا آزاد کردہ غلام قطب الدین ایبک تھا۔ ہندوستانی فوج سے نہر والہ کے قرب مقابلہ ہوا۔ ایبک نے پہلے ہی حملہ میں راجپوتوں کو شکست دے دی اور انہیں قتل و پامال کرتا ہوا نہر والہ کی طرف بڑھا اور تلوار کے زور سے اس پر قبضہ کر لیا۔ والی نہر والہ پریشان ہو کر نہر والہ چھوڑ کر بھاگ گیا۔ لیکن شہاب الدین نے یہ خیال قائم کر کے کہ نہر والہ بغیر قیام کئے ہوئے قبضہ میں نہیں رہ سکتا اس لئے والی نہر والہ سے سالانہ خراج پر صلح کر کے غزنین غزنی کی جانب لوٹ آیا❶۔

علاء الدین کی دھمکی:......جس وقت افواج غوریہ خراسان کے شہروں اور مقامات پر قبضہ کر کے خراسان سے واپس آ گئیں اور شہاب الدین غزنی کے بجائے واپس جانے کے بقصد جہاد ہندوستان کی طرف چلا گیا اس وقت علاء الدین محمد (والی خوارزم) نے غیاث الدین کے پاس عتاب آموز خط بھیجا۔ کہ شہاب الدین نے خراسان میں بے حد زیادتیاں کی ہیں بہتر یہ ہے کہ جن مقامات اور شہروں پر شہاب الدین نے قبضہ کر لیا ہے وہ دوبارہ حکومت خوارزم کو واپس دے دیئے جائیں ورنہ خطا کے ترکمانوں کو تمہارے مقابلہ پر بلالوں گا۔ غیاث الدین نے اس کا کوئی جواب نہیں دیا۔

---

❶......شہاب الدین کی واپسی کے بعد راجپوتوں نے قطب الدین ایبک سے چھیڑ چھاڑ کی قطب الدین نے ان کو زیر کر لیا اور قلعہ کالپنی کالنجر اور بدایوں کو ۵۹۹ھ میں فتح کر لیا۔ دیکھو تاریخ فرشتہ مقالہ دوم ص ۵۹ (مترجم)

علاء الدین کی ترکمانوں کے ساتھ ساز باز: ..... علاء الدین نے ترکمانوں سے ساز باز شروع کر دی اتنے میں شہاب الدین ہندوستان سے واپس آ گیا۔ علاء الدین کو اس کی اطلاع نہ تھی ترکمانوں کی سازش کی بناء پر غیاث الدین کے، گورنر خراسان کو نیشا پور چھوڑ دینے کو لکھا اور نیشا پور نہ چھوڑنے کی صورت میں جنگ کی دھمکی دی گورنر خراسان نے غیاث الدین کی خدمت میں اس کی اطلاع بھیجی اور اس بات سے بھی مطلع کیا کہ اہل نیشا پور کا طبعی میلان دشمنان دولت کی طرف ہے لہٰذا غیاث الدین نے مدد بھیجنے کا وعدہ کیا اور علاء الدین کے مقابلے کی ہدایت وتاکید کی۔

مرو پر قبضہ: ..... ۵۹۹ھ کے آخر میں علاء الدین (والی خوارزم) نے فوجیں تیار کر کے نیشا پور واپس لینے کے لئے خروج کیا جس وقت نساء اور اعبیورو کے قریب پہنچا ہندو خان بن ملک شاہ (علاء الدین کا بھتیجا) بھاگ گیا اور مرتا کھپتا پریشان حال غیاث الدین کی خدمت میں فیروز کوہ پہنچ گیا علاء الدین نے بلا مزاحمت شہر مرو پر قبضہ کر کے نیشا پور کی طرف قدم بڑھائے اور دو مہینے تک محاصرہ کئے رہا۔ چنانچہ جب گورنر نیشا پور کو غیاث الدین کی طرف سے کمک نہیں ملی اور وہ محاصرے اور جنگ سے تنگ آ گیا تو اس نے علاء الدین سے امن کی درخواست کی شہر پناہ کی دیواروں پر امن کا جھنڈا لہرا دیا خود اپنے ساتھیوں سمیت حاضر ہو کر قدم بوس ہوا علاء الدین نے اس سے عزت واحترام سے ملاقات کی۔

گورنر نیشا پور کا فرار: ..... علاء الدین نے نیشا پور پر قبضہ کر تو لیا مگر غیاث الدین اور اس کے بھائی شہاب الدین کا خوف دل میں بیٹھا ہوا تھا۔ اس نے گورنر نیشا پور سے کہا کہ آئے دن لڑائی کی وجہ سے بے حد خونریزی ہوتی ہے مناسب یہ ہوگا کہ غیاث الدین وشہاب الدین سے تم صلح کرا دو" گورنر نیشا پور صلح کرنے کا وعدہ کر کے رخصت ہو گیا۔ چونکہ غیاث الدین سے کمک نہ بھیجنے کی وجہ سے ناراض ہو گیا تھا اس لئے فیروز کوہ نہ گیا بلکہ ہرات کا راستہ اختیار کر لیا اور وہیں جا کر قیام پذیر ہو گیا۔

سرخس پر حملہ: ..... نیشا پور پر قبضہ کرنے کے بعد علاء الدین نے سرخس پر چڑھائی کی۔ ان دنوں سرخس کی حکومت پر امیر زنگی مقرر تھا۔ چالیس دن تک علاء الدین محاصرہ کئے رہا۔ دونوں فوجوں کی میں متعدد لڑائیاں ہوئی اس کے بعد زنگی نے اپنے بیٹے کے توسط سے علاء الدین کو یہ پیغام دیا کہ اگر شہر سے چند دنوں کے لئے محاصرہ اٹھا لیا جائے تو میں اور میرے سارے ساتھی اور کمانڈر شہر چھوڑ دیں گے۔ علاء الدین اس جھانسے میں آ گیا اتنے میں زنگی نے شہر کو رسد وغلہ سے پر کر لیا اور جو لوگ شدت محاصرہ سے گھبرا رہے تھے ان کو شہر سے باہر نکال کر قلعہ بندی کر لی۔

علاء الدین کی ناکامی: ..... والی خوارزم (علاء الدین سرخس سے کچھ دور نکل آیا تو محمد بن خرمک طالقان سے روانہ ہوا ادھر زنگی کو یہ کہلوا دیا کہ تم اب کس موقع کے منتظر ہو جو فوج تمہارا محاصرہ کئے ہوئے ہے اس کو مار کر بھگا دو میں تمہاری مدد کے لئے موجود ہوں" ادھر فوج کو یہ خبر دے دی کہ زنگی کی کمک آ گئی ہے اب تمہاری خیر اسی میں ہے کہ محاصرہ اٹھا کر چلتے پھرتے نظر آ ؤ" علاء الدین کی فوج اس خبر سے پریشان ہو گئی اور محاصرہ سے ہاتھ کھینچ کر خوارزم چلی گئی۔

دوبارہ ناکامی: ..... محاصرہ ختم ہو جانے کے بعد زنگی نے سرخس سے نکل کر محمد بن خرمک سے مرو میں ملاقات کی اور بالاتفاق دونوں نے ان صوبوں کا خراج وصول کر لیا۔ علاء الدین یہ سن کر غصہ سے کانپ اٹھا چنانچہ تین ہزار سواران کی سرکوبی کے لئے روانہ کئے سو سواروں سے محمد بن خرمک نے مقابلہ کیا علاء الدین کی فوج کو پہلے ہی معرکہ میں شکست ہو گئی۔ محمد بن خرمک کے جو کچھ ہاتھ لگا لوٹ لیا۔

علاء الدین کی دھوکہ دہی: ..... اس کے بعد علاء الدین نے غیاث الدین کے پاس صلح کا پیغام بھیجا۔ غیاث الدین نے شرائط صلح طے کرنے کے لئے سرداران غوریہ میں سے حسن بن محمد مرغنی کو علاء الدین کے پاس روانہ کیا علاء الدین نے حسن بن محمد مرغنی کو گرفتار کر کے قید کر دیا (مرغن غور کا ایک گاؤں تھا)۔

ہرات کا محاصرہ: ..... حسن مرغنی کی گرفتاری اور قید کے بعد علاء الدین محمد (والی خوارزم) نے ہرات پر حملہ کیا اور پہنچتے ہی محاصرہ کر لیا۔ ہرات میں سلطان شاہ کے خادموں میں سے دو بھائی رہتے تھے جو ہرات کی شہر پناہ کے خادموں کے سردار تھے انہوں نے والی خوارزم سے سازش کر لی اور حملہ کے

وقت اندرون شہر میں بھی جنگ چھیڑ دینے اور شہر پناہ کا دروازہ کھول دینے کا وعدہ کر لیا۔ کسی ذریعہ سے امیر حسن مرغنی کو اس کی خبر مل گئی۔ جو والی خوارزم کے ہاں قید تھا۔ اس نے اپنے بھائی عمر (والی ہرات) کو اس راز سے مطلع کر دیا عمر (والی ہرات) نے ان دونوں بھائیوں کو گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا۔

محاصرہ کا محاصرہ:..... اس عرصہ میں غیاث الدین کا بھانجہ الپ غازی ایک جرار لشکر لئے ہوئے اہل ہرات کی کمک کے لئے پہنچ گیا۔ پانچ کوس کے فاصلہ پر پڑاؤ کیا۔ ہر طرف سے ناکہ بندی کر کے (والی خوارزم) کے لشکر کی رسد بندی کر دی۔ والی خوارزم نے الپ غازی کی توجہ تقسیم کرنے کی غرض سے ایک دستہ طالغان مین غارت گری کے لئے بھیج دیا۔ حسن بن خرمک (والی طالقان) نے مقابلہ کیا۔ اور کامیاب ہوا حملہ آور گروہ میں سے ایک شخص بھی زندہ نہیں بچا۔ والی خوارزم کو اس واقعہ سے سخت صدمہ ہوا، پائے رفتن نہ جائے ماندن کا مضمون بن آ گیا۔

شہاب الدین کی واپسی:..... اس کی فوج کا ایک بڑا حصہ جنگ طالقان میں کام آ گیا تھا۔ الپ غازی پانچ کوس کے فاصلہ پر اس کا محاصرہ کئے ہوئے تھے۔ غیاث الدین کی روانگی کی خبریں اور زیادہ وحشت اور سراسیمگی پیدا کر رہی تھیں، ہندوستان سے شہاب الدین کی واپسی کا زمانہ بھی آ گیا تھا اسی وجہ سے والی خوارزم نے محاصرہ اٹھا کر واپسی کا ارادہ کر لیا تھا کہ والی ہرات نے طول محاصرہ سے گھبرا کر صلح کا پیغام دیا اور تاوان جنگ دے کر صلح کر لی چنانچہ والی خوارزم نے محاصرہ اٹھا کر خوازم کا راستہ لیا۔ ان واقعات کی اطلاع شہاب الدین کو ملی تو بے حد برہم ہوا اور فوجیں لے کر طوس پہنچ گیا۔ اور خوارزم کے محاصرے کے ارادے سے سردی کا موسم گذارنے کے انتظار میں وہیں قیام پذیر ہو گیا۔ ابھی موسم سرما نہیں گذرا تھا کہ غیاث الدین کی وفات کی خبر پہنچ گئی۔ شہاب الدین نے اپنا ارادہ ترک کر کے ہرات کی طرف کوچ کر دیا۔

غیاث الدین کی وفات شہاب الدین کی حکومت:..... (۵۹۹ھ میں) غیاث الدین ابوالفتح محمد بن سام حکمران غزنیں، خراسان، فیروز کوہ، لاہور، اور دہلی نے وفات پائی۔ اس کا بھائی شہاب الدین اس وقت طوس میں تھا جیسا کہ ہم اوپر تحریر کر چکے ہیں۔ چنانچہ شہاب الدین اس واقعہ جانکاہ سے مطلع ہو کر ہرات کی طرف روانہ ہو گیا۔ ہرات پہنچ کر غیاث الدین کی خبر ظاہر کر کے رسم تعزیت ادا کی۔ غیاث الدین نے صرف ایک بیٹا محمود نامی یادگار چھوڑا تھا۔ اس نے پھر اپنے باپ کا مبارک لقب ''غیاث الدین'' اختیار کر لیا۔

مرو پر حملہ:..... شہاب الدین نے طوس سے روانہ ہونے کے وقت مرو کی حکومت پر امیر محمد بن خرمک کو مقرر کیا تھا ادھر شہاب الدین کی عدم موجودگی ادھر غیاث الدین کی وفات سے (والی خوارزم) کو مرو پر حملہ کرنے کی تحریک پیدا ہو گئی۔ جھٹ پٹ ایک فوج مرتب کر کے مرو فتح کرنے کے لئے بھیج دی امیر محمد بن خرمک نے اس فوج پر شبخون مارا۔ چند لوگوں کے سوا اور کوئی زندہ نہ بچا۔ قیدیوں اور مقتولوں کے سر بشارت فتح کے ساتھ ہرات روانہ کر دیا۔

منصور ترکی کی شکست اور قتل:..... والی خوارزم کو اس واقعہ سے سخت صدمہ ہوا۔ ایک بڑی عظیم فوج منصور ترکی کی کمان میں پھر مرو فتح کرنے کے لئے روانہ کی۔ امیر محمد اس خبر کی اطلاع پا کر مقابلے کے لئے نکلا۔ مرو سے دس کوس کے فاصلہ پر دونوں فوجوں نے میدان جمایا بہت بڑی خونریز لڑائی ہوئی۔ اور بالآخر منصور ترکی شکست کھا کر میدان جنگ سے بھاگ نکلا فتح مند گروہ نے تعاقب کر کے اس کا محاصرہ کر لیا۔ پندرہ دن تک محاصرہ کئے رہا۔ منصور نے امن کی درخواستکی اور امن حاصل کر کے حاضر ہوا۔ لیکن (والی مرو) نے منصور کو امن حاصل کرنے کے باوجود قتل کر دیا۔

ملکی انتظامات:..... اس واقعہ کے بعد شہاب الدین اور والی خوارزم کے درمیان صلح کی خط و کتابت شروع ہوئی۔ لیکن کوئی بات طے نہ ہو سکی اور صلح نہ ہوئی۔

شہاب الدین نے جس وقت غزنی واپس جانے کا ارادہ کیا تو انتظام مملکت کے پیش نظر ہرات کی حکومت پر اپنے بھانجہ الپ غازی کو مقرر کر دیا اور علاء الدین بن محمد غوری کو فیروز کوہ اور بلاد غور کی حکومت عنایت کی جنگ خراسان اور دیگر انتظامی امور بھی اس کے سپرد کئے گئے۔ محمود کو جو اس کے بھائی غیاث الدین کا بیٹا تھا بست اور اسفرائن کا گورنر بنایا اس کے علاوہ ان اطراف کا انتظام اور سرحدی امن قائم رکھنے کا بھی ذمہ دار بنایا۔

گلوکارہ کی جلاوطنی:..... غیاث الدین نے ایک مغنیہ گلوکارہ سے نکاح کر لیا تھا جو اس کی محبوب ترین تھی، شہاب الدن نے غیاث الدین کی وفات کے بعد اس کو گرفتار کرا کے پٹوایا اس کے بیٹے کو بھی درے لگوائے اور اس کی بہن سے نکاح کر کے ان لوگوں کو جلا وطن کر کے ہندوستان بھیج دیا۔ (یہ

واقعات شہاب الدین کے دامن عزت پر دھبہ ڈالتے ہیں۔ مورخ ابن خلدون نے اس کی کوئی وجہ بیان نہیں کی۔ عجیب نہیں کہ شہاب الدین کو ان کی طرف سے کسی قسم کی بدگمانی پیدا ہوئی ہو)

غیاث الدین کا کردار و خصوصیات:...... غیاث الدین ایک عظیم الشان بادشاہ تھا۔ خود تو لڑائیوں میں کم شریک ہوا کرتا تھا اس کے باوجود فتح نصیب تھا۔ رعب داب اس کے حصہ میں پڑا تھا۔ سخی، کریم النفس، خوش عقیدہ اور بے حد صدقات کا دینے والا شخص تھا۔ خراسان اور دوسرے شہروں میں مسجدیں بنوائیں، شافعیہ کے مدارس قائم کئے۔ راستوں میں حسب ضرورت جگہ جگہ سرائیں تعمیر کرائیں۔ اور ان سب کے اخراجات کے لئے بہت بڑی جائیداد وقف کر دی۔ ٹیکس اور محصول جو اس سے پہلے رعایا پر عائد تھے معاف کر دیئے۔

وارثوں کے لئے قانون:...... کسی کے مال سے کوئی شخص چھیڑ چھاڑ نہیں کرتا تھا۔ اگر کوئی شخص مر جاتا اور اس کے ورثاء اس وقت وہاں موجود نہ ہوتے تو اس کا مال شہر کے امانت دار تاجروں کے سپرد کر دیا جاتا جب اس کے ورثاء آتے تو انہیں ترکہ دے دیا جاتا اور اگر اتفاق سے کسی شہر میں ایسا کوئی شخص امانت دار نہ ملتا تو وہ مال سربمہر قاضی شہر کے حوالے کر دیا جاتا اور وہ اس کے مستحق کو دے دیتا۔ اور اگر کوئی شخص لاوارث مر جاتا تھا تو اس کا مال خیرات کر دیا جاتا تھا۔ جس شہر پر قبضہ کرتا تھا اہل شہر کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آتا کسی سپاہی کی یہ مجال نہ تھی کہ کسی رعایا پر ذرہ بھی ظلم و تعدی کر سکے۔

اہل علم کی حوصلہ افزائی:...... ہر سال شاہی خزانے سے فقہاء علماء کو وظائف اور عطیات دیتا تھا۔ فقراء شعراء اور سادات علویہ کو بھی اپنے فیض عام سے سرفراز و مالا مال کرتا تھا۔ ادیب، بلیغ، خوشخط تھا قرآن مجید لکھا کرتا اور ان مدارس میں جن کو خود اس نے تعمیر کیا تھا تقسیم کر دیا تھا۔ شافعی المذہب تھا۔ تعصب کا لگاؤ بالکل نہ تھا اس کا مقولہ تھا ''المتعصب فی المذاهب هلاك'' (مذاہب میں تعصب کرنا ہلاکت ہے)

شہاب الدین اور خطا:...... غیاث الدین کی وفات اور اس کے بھائی شہاب الدین کی تخت نشینی کے بعد محمد تکش (والی خوارزم) کو ہرات واپس لینے کی اس لئے خواہش ہوئی کہ شہاب الدین نے آئے دن کی لڑائی، اور خونریزی سے احتراز کرنے کے خیال سے صلح کا پیغام دیا تھا جو تکمیل کو نہ پہنچ سکا اس کے بعد شہاب الدین غزنی سے لاہور کی جانب ہندوستان کی تسخیر کے لئے روانہ ہوا محمد بن تکش کو مناسب موقع ہاتھ لگ گیا کہ اس وقت کا نصف اول گذر چکا تھا کہ اس نے ہرات کی طرف قدم بڑھائے اور پہنچتے ہی محاصرہ کر لیا اس وقت ہرات کی گورنری پر شہاب الدین کا بھانجہ الپ غازی مقرر تھا آخری شعبان تک محاصرہ و جنگ کا سلسلہ جاری رہا دونوں حریفوں کی طرف سے ایک بڑی تعداد میں کام آ گئی انہی مقتولوں میں خراسان کا ایک مشہور رئیس تھا جو ان دنوں مشہد طوس میں مقیم تھا۔

حسین بن خرمیل:...... جنگ اور محاصرہ کے دوران حسین بن خرمیل نیجو سردار انغوریہ کا ایک اہم ممبر تھا اور جرجان ❶ وغیرہ اس کے مقبوضات و جاگیر میں تھا محمد بن تکش سے اپنی محبت واتحاد کا اظہار کر کے یہ کہلوا دیا کہ آپ چند کمانڈروں کو میرے پاس بھیج دیجئے میں چند ہاتھی ضرورت جنگ کے لحاظ سے آپ کو دے دوں گا محمد بن تکش کو لالچ لگ گئی۔ چنانچہ اپنے سرداروں کو حسین بن خرمیل کے پاس روانہ کر دیا۔ حسین بن خرمیل، حسین بن محمد مراغنی کے ساتھ ایک کمین گاہ میں بیٹھ گیا جس وقت محمد بن تکش کے کمانڈر کمین گاہ سے آگے بڑھے حسین بن حرمیل نے کمین گاہ سے نکل کر حملہ کر دیا اور ان سب کو مار ڈالا۔

سرخس کا محاصرہ:...... اتنے میں الپ غازی کا انتقال ہو گیا اور محمد بن تکش بھی محاصرہ ہرات سے تنگ اور قبضہ سے ناامید ہو کر محاصرہ اٹھا کر سرخس روانہ ہو گیا اور اس کو بے یار و مددگار تصور کر کے محاصرہ کر لیا۔

خوارزم پر حملہ:...... ان واقعات کی اطلاع شہاب الدین کو بلاد ہند میں ملی وہ تو سنتے ہی آگ بگولا ہو گیا۔ اور اپنی فوج کو فوراً لوٹنے کا حکم دیا اور محمد بن

---

❶...... ہمارے پاس موجود جدید عربی ایڈیشن (جلد۴ص ۴۰۹) پر ''جوربان'' تحریر ہے۔ جبکہ (تاریخ کامل) میں کرزیان اور (معجم البلدان) میں کرزبان تحریر ہے یعقوت حموی لکھتا ہے کہ اہل خراساں اس کو کرزوان کہتے ہیں یہ طالقان کے قریب پہاڑوں میں ایک شہر ہے اور جن پہاڑوں میں یہ شہر ہے وہ غور کے سلسلہ کوہ سے جا ملتے ہیں۔

تکش کے دارالحکومت خوارزم کی جانب قدم بڑھایا۔ محمد بن تکش سن کر سرخس سے محاصرہ اٹھا کر خوارزم بچانے کے لئے دوڑا لیکن اس کے پہنچنے سے پہلے شہاب الدین خوارزم پہنچ گیا تھا۔ اور لڑائی شروع ہوگئی تھی۔ خوارزمیوں نے نہایت بہادری سے شہاب الدین کا مقابلہ کیا سخت خونریز جنگ ہوئی غوری سپاہیوں کا ایک گروہ کام آ گیا جس میں حسین بن محمد مراغنی بھی تھا خوارزمی بھی بڑی تعداد میں گرفتار ہوئے جس کو شہاب الدین نے قتل کر دیا۔

محمد بن تکش کی ترکمان خطا سے ساز باز:.....محمد بن تکش نے گھبرا کر ترکمان خطا کو خط لکھا کہ آپ لوگ شہاب الدین کے مقابلہ پر میری امداد کے لئے اور بہترین طریقہ امداد کا یہ ہوگا کہ شہاب الدین کے علاقوں بلاد غور کی طرف قدم بڑھایا جائے۔ چنانچہ ترکان خطا اس ترغیب کی بناء پر بلاد غور کی جانب بڑھے۔ شہاب الدین یہ سن کر خوارزم کا محاصرہ چھوڑ کر اپنے ممالک مقبوضہ بچانے کے لئے لوٹا۔

شہاب الدین اور خطا:.....صحرائے ایدخوی ❶ میں ترکان خطا کے مقدمۃ الجیش سے مڈبھیڑ ہوگئی، یہ مہینہ صفر ۶۰۱ھ کا تھا۔ شہاب الدین نے نہایت سختی سے حملہ کیا قریب تھا کہ ان کو تباہ کر دیتا۔ مگر اس دوران ترکان خطا کا ساقہ آ گیا اور اس نے شہاب الدین پر پیچھے سے اچانک حملہ کر دیا شہاب الدین اس کا مقابلہ نہ کر سکا۔ اور میدان جنگ سے بھاگ کھڑا ہوا اس کے بہت سے ساتھی مارے گئے۔ یہ خود ایک ہاتھی پر سوار ہو کر قلعہ ایدخود میں جا کر پناہ گزیں ہو گیا ترکان خطا نے جا کر اس کو بھی گھیر لیا۔ بالآخر شہاب الدین نے چند ہاتھی دے کر اپنی جان بچائی اور سات سواروں کے ساتھ طالقان پہنچا۔

شہاب الدین کی امراء سے بدظنی:.....شہاب الدین کے طالقان پہنچنے سے پہلے گورنر طالقان حسین بن خرمیل اس واقعہ سے نجات پا کر طالقان پہنچ چکا تھا۔ چنانچہ حسین نے شہاب الدین کی رسد و باربرداری کا معقول و کافی انتظام کر دیا۔ اور مکمل اسباب و سامان معاشرت مہیا کر دیا۔ چونکہ شہاب الدین کو معرکہ جنگ سے بھاگ جانے کی وجہ سے اپنے امراء لشکر سے بدگمانی اور ایک گونہ منافرت پیدا ہوگئی تھی اس لئے شہاب الدین نے حسین بن خرمیل کو گرفتار کر کے غزنی روانہ کر دیا۔ حسین کو اس سے بے حد حیرت ہوئی۔

تاج الدین کی بغاوت:.....اس شکست کے بعد بلاد غور میں شہاب الدین کے مارے جانے کی خبر غلط طور سے مشہور ہوگئی۔ تاج الدین ❷ (شہاب الدین کے غلام) نے فوجیں تیار کر کے غزنی کے قلعہ پر قبضہ کرنے کے لئے حملہ کر دیا۔ مگر والی قلعہ نے نہایت استقلال سے مقابلہ کیا چنانچہ تاج الدین کو مجبوراً پسپا ہونا پڑا۔ اس نے اپنے مقبوضہ علاقوں میں پہنچ کر بدامنی اور فساد کا پھیلا دیا ترکان خلجیہ سے سازش کر لی۔ لوٹ مار کی کثرت ہوگئی۔

ایبک کی بغاوت:.....شہاب الدین کا دوسرا غلام ایبک جو معرکہ جنگ میں شریک تھا اور وہ بھی شکست اٹھا کر بھاگا تھا ہندوستان پہنچا اور سلطان شہاب الدین کی موت کی خبر مشہور کر کے ملتان ❸ پر قابض ہو گیا۔ اور قبضہ کرتے ہی اہل ملتان کے ساتھ ظالمانہ برتاؤ شروع کر دیئے۔ رفتہ رفتہ چاروں طرف یہ خبریں سلطان شہاب الدین تک پہنچیں۔ چنانچہ وہ غصہ سے کانپ اٹھا۔ فراہمی فوج کا حکم دیا چنانچہ ایک عظیم لشکر جمع کر کے ترکان خطا اور فسادیوں کی سرکوبی کے لئے اٹھ کھڑا ہوا۔

کھوکھر ❹ قوم کی بغاوت:.....قوم کھوکھر پہاڑوں میں لاہور ❺ اور ملتان ❻ کے درمیان رہتی تھی اور ان پہاڑوں کے دشوار گزار ہونے کی وجہ سے

---

❶.....تاریخ الکامل میں اندخوئی تحریر ہے۔ ❷.....اس کا پورا اور صحیح نام تاج الدین الدز ہے دیکھیں تاریخ الکامل ج ۷ ص ۲۶۲۔ جبکہ ایک نسخہ میں الذر ہے۔ جو صحیح نہیں۔ ❸.....ان دنوں ملتان کا گورنر امیر داد حسن نامی ایک شخص تھا۔ ایبک نے ملتان پہنچ کر اس سے کہا کہ شاہی فرمان کے مطابق میں تم سے تنہائی میں کچھ کہنا چاہتا ہوں امیر داد حسن بغیر کسی خیال وخوف کے ایبک کو لیکر ایک کمرے میں چلا گیا ایبک ادھر ادھر کی باتیں کرنے لگا جس وقت امیر داد حسن غافل ہوا ایک ترکی غلام نے جو اس کام کے لئے پہلے ہی سے مقرر کر دیا گیا تھا امیر داد حسن کا سر قلم کر دیا ایبک نے باہر آ کر یہ مشہور کر دیا کہ میں نے بادشاہ کے حکم سے یہ کام کیا ہے اور من گھڑت فرمان دکھلا کر ملتان پر قابض ہو گیا۔ دیکھو تاریخ فرشتہ مقالہ دوم ص ۵۹۔ ❹.....ہمارے پاس موجود جدید عربی ایڈیشن ج ۴ ص ۱۴۱۰ پر عربی میں کوکر تحریر ہے جبکہ تاریخ الکامل اور تاریخ البدایہ والنہایہ میں بنی بوکر تحریر ہے اور مختصر ابی الفدا میں بنی کوکیر تحریر ہے۔ ❺.....تقوی البلدان میں لوہور تحریر ہے اور لہاور بھی کہا جاتا ہے یہ ہندوستان کا ایک بڑا شہر ہے جو خیر و برکت سے مالا مال ہے آج کل دنیا میں لاہور کے نام سے مشہور ہے اور پاکستان کا شہر ہے اور صوبہ پنجاب کا دارالحکومت ہے۔ ❻.....ابن اثیر نے اس کو مول تان تحریر کیا ہے یہ بھی کہا جاتا ہے کہ ہند کا علاقہ ہے اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ یہ سندھ کا علاقہ ہے اور ایک قول کے مطابق صحیح لفظ ملطان ہے یہاں ایک بت تھا جس کی ہندو بہت تعظیم کرتے تھے اور اس کا حج کرتے تھے اس کے اور غزنی کے درمیان ایک سو ساٹھ فرسخ کا فاصلہ ہے۔ (تقویم البلدان)

کھوکھر قوم کا ایک بڑا گروہ بن گیا تھا اس کے باوجود شہاب الدین کی سطوت وجلال سے یہ اتنے متاثر تھے کہ سالانہ خراج شاہی خزانہ میں جمع کرایا کرتے تھے جس وقت شہاب الدین کی موت کی غلط خبر مشہور ہوئی کھوکھر بگڑ گئے اور بدعہدی و بغاوت پر کمر باندھ لی اور پہاڑی قوموں سے سازش کر کے فتنہ وفساد لوٹ مار کا دروازہ کھول دیا دن دہاڑے مسافروں کو لوٹنے لگے غزنی اور لاہور کے راستے مخدوش ہو گئے۔ آمد ورفت کا سلسلہ منقطع ہو گیا۔ شہاب الدین نے اپنے گورنر لاہور محمد بن ابوعلی کو خط بھیجا کہ کھوکھروں سے سالانہ خرچ وصول کر کے بھیجو اور بدنظمی دور کر کے امن وامان قائم کردو۔ مگر کھوکھروں نے محمد بن ابوعلی کی سماعت نہ کی تب شہاب الدین نے اپنے غلام ایبک ❶ کو قوم کھوکھروں کی سرکوبی اور سمجھانے بجھانے کے لئے روانہ کیا۔

کھوکھروں کی اطاعت:..... کھوکھروں کے سردار نے ایبک کوٹکا سا جواب دے دیا کہ اگر شہاب الدین زندہ ہوتا تو وہ خود آتا اس کو اتنی کہاں تاب تھی کہ ہم خراج دینا بند کر دیتے اور وہ خاموش بیٹھا رہتا غرض کہ کھوکھروں نے ایبک کی نہ سنی۔ شہاب الدین نے اس سے مطلع ہو کر قریہ شاپور میں لشکر کی فراہمی کا حکم دیا۔ چنانچہ لشکر مرتب ہونے کے بعد کھوکھروں کی گوشمالی کے لئے روانہ ہو گیا جیسے ہی شہاب الدین لاہور پہنچا کھوکھروں نے اطاعت قبول کر لی شہاب الدین ماہ شعبان ۶۰۱ھ میں واپس غزنی آیا اور فوراً ترکان خطا پر چڑھائی کر دی۔

کھوکھروں کی گوشمالی:..... شہاب الدین کی واپسی کے بعد کھوکھروں نے پھر بغاوت کا جھنڈا بلند کر دیا، رہزنی اور غارتگری کرنے لگے۔ اس مرتبہ ہندوؤں کی دوسری قومیں بھی غارتگری و بغاوت میں شریک ہو گئیں۔ شہاب الدین کو اس کی خبر ملی تو ہند کے زیر کنٹرول علاقوں میں بدامنی پھیلنے کے خیال سے ترکان خطا کے مقابلہ سے لشکر واپس لے کر غزنی کی طرف آیا اور وہاں سے لشکر کو از سرنو مرتب کر کے ماہ ربیع الاول ۶۰۲ھ کھوکھروں کی سرکوبی کے لئے بڑھا، اور نہایت تیزی سے کوچ وقیام کرتا ہوا کھوکھروں کے سروں پر پہنچ گیا کھوکھر بھی جنگ کے ارادے سے پہاڑوں سے اتر کر سطح زمین پر صف آرا ہو گئے ایک دن رات مسلسل لڑائی ہوتی رہی۔

کھوکھروں کی شکست:..... جنگ کے دوران جبکہ گھمسان کی لڑائی ہو رہی تھی کہ قطب الدین ایبک لشکر اسلام لئے ہوئے (دہلی) سے پہنچ گیا اور تکبیر کے نعرے لگاتا ہوا کھوکھروں پر حملہ کر دیا کھوکروں کے پاؤں اکھڑ گئے۔ نہایت ابتری سے شکست اٹھا کر بھاگے مسلمانوں نے کھوکھروں کو جہاں پایا مار ڈالا۔ کھوکھروں کا بڑا گروہ ایک گنجان جنگل میں گھس گیا۔ لیکن ان اجل رسیدوں کو گنجان جنگل بھی پناہ نہ دے سکا۔ مسلمانوں نے اسمیں آگ لگا دی۔ بے انتہا مال غنیمت ہاتھ آیا۔ عورتیں اور بچے گرفتار کر لئے گئے۔ لونڈی اور غلام اتنے سستے ہو گئے کہ پانچ پانچ دینار میں فروخت ہوئے۔ کھوکھروں کا سردار مارا گیا۔ اسی دوران دانیال سردار لشکر جودی نے بھی سر اٹھایا۔ شہاب الدین اس کی سرکوبی کی طرف متوجہ ہو گیا چنانچہ نصف رجب اسی مہم میں گذرا۔

سمرقند پر حملے کی تیاری:..... الغرض جب باغیان ہندوستان کی سرکوبی سے فراغت حاصل ہوئی اس وقت شہاب الدین لاہور سے غزنیکی طرف روانہ ہوا، اور بہاء الدین (والی بامیان) کو لکھ بھیجا کہ تمہیں میری قیادت میں سمرقند پر فوج کشی کرنی ہے لہٰذا تم فوجیں فراہم کر کے رکھو اور دریائے جیحون پر پل بھی بندھوا دو تا کہ لشکر کو عبور کرنے میں کسی قسم کی دقت نہ ہو۔

تراهیہ کے کفار:..... کفار تراهیہ غزنی اور پنجاب کے درمیان پہاڑوں پر رہتے تھے مسلمان کو تکالیف ان کا مذہبی فرض تھا۔ یہ بھی ایک قسم کے بت پرست یا مجوسی المذہب تھے۔ ان کی ایک رسم یہ تھی کہ جب کسی کی لڑکی بالغ ہوتی تو یہ اسے گھر کے دروازے پر لاتے اور بلند آواز سے کہتے "کوئی ہے جو اس لڑکی سے شادی کرے" جو شخص اس کا اثبات میں جواب دیتا فوراً اس کے حوالہ کر دیتے ورنہ لڑکی کو مار ڈالتے تھے۔ ان کی بری رسم یہ بھی تھی کہ ایک عورت بہت سے مردوں سے ایک ہی وقت میں شادی کرتی تھی۔ ان لوگوں نے اطراف سمرقند وقریہ شاپور میں دھندمچا رکھی تھی دن دہاڑے مسافروں کو لوٹ لیتے تھے۔ سلطان شہاب الدین میں ان کا ایک بڑا گروہ دائرہ اسلام میں داخل ہو گیا تھا۔

اہل تراهیہ کی بغاوت:..... لیکن جس وقت شہاب الدین کے قتل کی غلط خبر مشہور ہوئی تو اس قوم میں بھی بغاوت وسرکشی کا جوش پیدا ہو گیا عہدو

❶ ..... یہ ایبک وہ نہیں جس نے ملتان پر قبضہ کر لیا تھا بلکہ یہ قطب الدین ایبک ہے جو دہلی کا بادشاہ تھا (مترجم)

پیمان کو بالائے طاق رکھ کر غارت گری شروع کردی۔ سوران اور بکران کی حدود میں رہزنی کرنے لگے اور مسلمانوں کی ایذا پر کمر پھر باندھ لی۔

اہل تراھیہ کی سرکوبی:...... تاج الدین خلجی (شہاب الدین کی طرف سے ان صوبوں کا گورنر تھا) اس باغی قوم کی سرکوبی کے لئے اٹھ کھڑا ہوا۔ اور نہایت سختی سے ان پر حملہ کیا چنانچہ برے طور سے پامال ہوئے ان کے بڑے بڑے سردار مارے گئے تاج الدین نے ان کے سروں کو بڑے بڑے اسلامی شہروں میں بھیج دیا جو شارع عام پر لٹکا دیئے گئے اور فتنے وفساد ختم ہو گئے ❶۔

شہاب الدین کی شہادت:...... آپ اوپر پڑھ چکے ہیں کہ شہاب الدین نے ہندوستان کی مہم سے فراغت پا کر لاہور سے غزنی واپسی کا ارادہ کیا تھا غرض یہ تھی کہ ترکان خطا سے ان کی پیش قدمی کا بدلہ لے چنانچہ ہندی اور خراسانی فوجیں مرتب کی گئیں۔ القصہ جس وقت شہاب الدین لاہور سے نکل کر غزنی روانہ ہوا مقام دمیل میں جو لاہور کے قریب تھا پہنچ کر قیام کیا۔ چند لوگ شاہی خرگاہ کے پاس آئے اور ان میں سے ایک نے دربان کو زخمی کر دیا۔ شور وغوغا بلند ہوا تو خیمہ شاہی کے محافظ دوڑ پڑے جس نے دربان کو زخمی کیا تھا وہ تو بھاگ گیا باقی کو موقع مل گیا وہ خیمہ میں گھس گئے۔ دو ایک خدمتگار جو خیمہ کے اندر تھے خوف زدہ ہو کر بے حس وحرکت ششدر کھڑے رہے گئے شہاب الدین اس وقت نماز پڑھ رہا تھا۔ سجدے میں تھا ان بے دینوں نے اسے اسی حالت میں شہید کیا اس کو قتل کر کے ان خدمتگاروں پر بھی ہاتھ صاف کیا جو اس خیمہ میں تھے۔ یہ واقعہ ماہ شعبان ۶۰۲ھ کے شروع میں واقع ہوا۔

شہاب الدین کے قاتل کون؟:...... سلطان شہاب الدین کے قاتلوں کے بارے میں اختلاف ہے۔ بعضوں ❷ کا یہ خیال ہے کہ کھوکھروں نے اس کو شہید کیا تھا جس کے گھر بار کو سلطان شہاب الدین نے تاخت وتاراج اور ان کے اعزہ واقارب کو قتل کیا تھا اور

بعض کا یہ قول ہے کہ فرقہ اسماعیلیہ ❸ میں کسی شخص نے شہاب الدین کو شر جام شہادت پلایا تھا کیونکہ فرقہ اسماعیلیہ نے بہت بڑی سوزش برپا کر رکھی تھی۔ شہاب الدین نے ان کی سرکوبی کی ان کے قلعوں کا محاصرہ کیا اس کی فوجوں نے اسماعیلی علاقوں کو تباہ کر دیا تھا۔

خواجہ مؤید الدین:...... شہاب الدین کی شہادت ہونے کے بعد امراء لشکر وزیر السلطنت خواجہ مؤید الدین کی خدمت میں حاضر ہوئے اور سب کے سب اس بات پر متفق ہو گئے کہ جب تک خاندان شاہی سے کوئی شخص حکمران نہ بنے اس وقت تک خزائن شاہی کی مکمل طور سے حفاظت کی جائے۔ چنانچہ وزیر السلطنت نے سپہ سالار کو طلب کر کے لشکریوں میں امن وامان قائم رکھنے اور نظام حکومت کا پابند رہنے کی ہدایت وتاکید کی اور نعش کو ایک تابوت میں رکھ کر خزائن شاہی کے ساتھ غزنی کی طرف روانہ ہوا۔

صریخ کی بدنیتی:...... خزانہ شاہی دو ہزار دو سو اونٹوں پر لدا ہوا تھا بائیس سو اونٹوں پر خزانہ لدا ہوا دیکھ کر شاہی غلاموں کے منہ میں پانی بھر آیا۔ صریخ (وزیر کا سسرالی رشتہ دار) وغیرہ نے یہ خیال قائم کر کے کہ شہاب الدین تو اب باقی نہیں رہا لہٰذا خزانہ لوٹنے کا ارادہ کر لیا، مگر کمانڈروں اور امیروں نے ان لوگوں کو اس بری حرکت سے باز رکھا۔ اور ان سب لشکریوں کو ہندوستان واپس کر دیا جن کے وظائف اور جاگیریں قطب الدین ایبک کے قبضے میں ہندوستان میں تھیں۔

---

❶...... کوکر یا کھکر یا گکر اور کفار تراھیہ پہاڑی قومیں تھیں یہ مزہباً سب بت پرست تھے مسلمانوں کے دشمن۔ گکر اطراف پشاور میں اندھیر مچائے رکھتے تھے اور مسلمانوں کو تکالیف دیتے تھے اور کفار تراھیہ پنجاب اور غزنین کے درمیاں پہاڑوں پر رہتے تھے ان کا مذہب بھی مسلمانوں کو تکلیف پہنچانے کی تعلیم دیتا تھا۔ شہاب الدین محمد غوری کے آخری عہد حکومت میں ان میں سے ایک جم غفیر دار اسلام میں بخوشی داخل ہوا جن کی تعداد تین چار لاکھ کے درمیان بتائی جاتی ہے دیکھو تاریخ فرشتہ مقالہ دوم ص ۶۰ مترجم۔

❷...... انگریزی مؤرخ لکھتے ہیں کہ شہاب الدین کو ایک پاگل مسلمان نے قتل کیا تھا مگر یہ روایت اور اسماعلیہ کے قاتل ہونے کی روایت درست نہیں ہے قیاس یہ کہتا ہے کہ کھوکھروں نے اس کو قتل کیا ہے کیونکہ جہاں سے شہاب الدین گزر رہا تھا وہ کھوکھروں کی سکونت کی جگہ تھی۔

❸...... اسماعیلیہ شیعوں کا ایک انتہائی غالی فرقہ ہے ان کا اہم کام دینی اور سیاسی شخصیات کو قتل کرنا ہوتا تھا جس کے نتیجے میں یہ خود بھی بڑی تعداد میں قتل ہوتے، اسوقت ان کا یہ حال تھا کہ جس طرح آج ہم مجرموں کے بڑے گروہ کو مافیہ کہتے ہیں۔ قرامتہ کی تعریف کے دوران حاشیہ میں ان کا ذکر کر دیا گیا ہے تفصیل وہیں ملاحظہ کیجئے یہ اسماعیلیہ وہی ہیں جنھیں آجکل آغا خانی بھی کہا جاتا ہے۔

امراءحکومت میں اختلاف:......ادھر اراکین سلطنت میں تخت نشینی کے بارے میں اختلاف پڑا ہوا تھا۔ بعضوں کا یہ منشاء تھا کہ غیاث الدین محمد ابن سلطان غیاث الدین حکمران بنے بعض یہ چاہتے تھے کہ بہاء الدین سام ہمشیرہ زادہ شہاب الدین کے بھانجے کے قبضہ میں زمام سلطنت دی جائے دی جائے خواجہ مؤید الدین اور ترک امیروں کا میلان غیاث الدین محمد کی طرف تھا اور غوری امراء اس خیال میں تھے کہ بہاء الدین سام کو حکومت نہیں دی جائے۔ غرضیکہ ہر فریق چاہتا تھا کہ قریب ترین راستہ طے کر کے خود ساختہ حکمران کو خزانہ اور لشکر حوالہ کردے۔ ایک جگہ پہنچ کر دونوں میں جھگڑا پڑ گیا ترکوں نے سوران کا راستہ اختیار کرنا چاہا تاکہ فارس پہنچ کر غیاث الدین محمد کو خزانہ شاہی حوالے کردیں اور تخت حکومت پر اس کو بٹھادیں غوریوں نے وہ راستہ پسند کیا جو بامیان کو جاتا تھا۔ وزیر السلطنت نے آئندہ جدال وقتال کے خطرے کا احساس کر کے امراء غوریہ کو سمجھا بجھا کر کرمان کے راستے غزنی چلنے پر راضی کرلیا چنانچہ اسی راستے سے سب کے سب غزنی کی طرف روانہ ہوگئے۔ راستے میں قبائل افغان اور کفار تراھیہ سے بے حد تکلیفیں اٹھائیں بڑی مشکل اور وقت کے ساتھ کرمان کے قریب پہنچ گئے

شہاب الدین کی تدفین:......تاج الدین دز (ایلدوز) شاہی جنازے کے استقبال کے لئے نکلا جیسے اس کی نظر تابوت پر پڑی گھوڑے سے اتر کرزمین بوس ہوگیا۔ ڈھکن اٹھا کر شہاب الدین کو دیکھا تو ضبط نہ کرسکا چیخ مار کر رونے لگا۔ عمامہ پھینک دیا۔ پیراہن پھاڑ دیا لوگوں نے زبردستی کھینچ کر تابوت کے پاس سے ہٹایا۔ القصہ شعبان ۶۰۲ھ میں شہاب الدین کا تابوت غزنی پہنچ گیا اور مدرسہ شاہی میں بائیسویں شعبان میں مدفون ہوا۔

شہاب الدین، کردار:......شہاب الدین شجاع، عادل اور اپنے ارادوں میں پکا شخص تھا۔ جہاد کا بیحد شائق تھا۔ اس کی ساری عمر جہاد ہی میں گذری ہفتہ میں چار دن مقدمات کا فیصلہ کرنے کے لئے مقرر کر رکھے تھے چنانچہ قاضی شہر یہ چار دن شاہی دربار میں آتا۔ اور شرع شریف کے مطابق مقدمات کا فیصلہ کرتا۔ جسکی تعمیل امراء دولت اور اراکین سلطنت کرتے تھے۔ اور اگر کوئی فریق یہ چاہتا کہ میرے مقدمہ کی سماعت خود شہاب الدین کرلے تو شہاب الدین نہایت توجہ سے اس کا دعوی سنتا اور قاضی کے مشورے سے اس کا فیصلہ کرتا تھا یہ شافعی المذہب تھا۔

تاج الدین ایلدوز:......تاج الدین ❶ ایلدوز سلطان شہاب الدین محمد غوری کا مخصوص اور مقرب غلام تھا شہاب الدین کے مارے جانے کے بعد تاج الدین ایلدوز غزنی کی حکومت کا شوق چڑ آیا۔ اور غیاث الدین محمد بن سلطان غیاث الدین کی حکومت وسلطنت کی لوگوں کو ترغیب دینے لگا چونکہ غیاث الدین محمد خراسان کی مہم میں مصروف تھا اس لئے اس نے تاج الدین ایلدوز کو غزنی کی حکومت کی سند لکھ کر بھیج دی چنانچہ تاج الدین دارالسلطنت سے خزانہ شاہی کا چارج لے کر غزنی روانہ ہوگیا۔

بہاء الدین سام:......غیاث الدین نے اپنے چچازاد بھائی شمس الدین محمد بن مسعود کو بامیان کی حکومت پر مقرر کیا تھا اور اپنی بہن سے اس کا نکاح کردیا تھا۔ جس کے بطن سے ایک لڑکا سام نامی پیدا ہوا۔ شمس الدین محمد کا ایک اور لڑکا عباس نامی ایک ترکی خاتون کے بطن سے بھی تھا۔ لیکن سام اس سے عمر میں چھوٹا تھا۔ شمس الدین کے مرنے کے بعد اس کا بڑا بیٹا عباس بامیان کے تخت وتاج کا مالک بنا۔ سلطان غیاث الدین شہاب الدین کو اس سے ناراضگی پیدا ہوئی۔ عباس کو معزول کر کے اپنے بھانجہ بہاء الدین سام کو بامیان کی حکومت عطا کی۔ بہاء الدین ہوشیار اور سیاسی امور سے آگاہ اور مدبر شخص تھا۔ رفتہ رفتہ اس کا رعب وداب بڑھ گیا۔ خزانہ مالا مال ہوگیا۔ چونکہ امراء غوریہ کا طبعی میلان اس کی طرف تھا اس لئے اپنے ماموں شہاب الدین کے بعد غزنی کی حکومت کا دعویدار بن گیا۔

امیر واں:......شہاب الدین کے قتل کے وقت قلعہ غزنی میں امیر واں نامی ایک شخص نائب کے طور پر حکومت کررہا تھا۔ اس نے اپنے بیٹے کو غیاث الدین محمد بن سلطان غیاث الدین محمد اور ابن حرمیل گورنر ہرات کے پاس بھیجا اور کہلوایا کہ آپ لوگ اپنے علاقوں کی نگرانی وحفاظت کیجئے اور میں

❶ ......سلطان شہاب الدین نے تاج الدین ایلدوز کو صغر سنی میں خریدا تھا۔ چونکہ تاج الدین وجاہت ظاہری اور اخلاق حمیدہ کے خوشنما لباس سے آراستہ تھا سلطان شہاب الدین نے اپنے خاص خدمت پر مامور کردیا رفتہ رفتہ آراء کیا اور اراکین دولت کے زمرہ میں داخل ہوگیا کرمان وسواران بطور جاگیر عنایت کیا گیا اس کی دو لڑکیاں تھیں ایک تو شاہی ارشاد کے مطابق قطب الدین ایبک سے منسوب ہوئی اور دوسری ملک ناصر الدین قباچہ سے دیکھو تاریخ فرشتہ مقالہ دوصفحہ ۶۳۔ (مترجم)

غیاث الدین محمد کے نام کا خطبہ جامع غزنی میں پڑھواؤں گا اور اسی کے نام کا سکہ چلاؤں گا۔

بہاء الدین کی وفات:......امرائے غوریہ اور ترک میں جیسا کہ ہم اوپر لکھ چکے ہیں تخت نشینی کے بارے میں اختلاف پڑا ہوا تھا۔ بہاء الدین سام اپنے ماموں کے قتل کی خبر سن کر فوجیں فراہم کر کے بامیان سے غزنی کی طرف روانہ ہو گیا علاء الدین اور جلال الدین اس کے دونوں بیٹے بھی ساتھ تھے۔ بہاء الدین سام نے ان دونوں کو غزنی اور ہندوستان جانے کا حکم دے رکھا تھا۔ چنانچہ جب بہاء الدین سام کا راستے میں انتقال ہو گیا تو اس کے دونوں بیٹے علاء الدین اور جلال الدین نے پہلے غزنی پر حملہ کیا۔

علاء الدین کا غزنی میں استقبال:......علاء الدین بن بہاء الدین سام کی آمد کی خبر سن کر استقبال کے لئے آئے اور شاہی آداب سے ملے۔ امراء ترک بھی اس پروگرام میں شریک تھے اگرچہ ان کے دل غیاث الدین محمد کی حمایت میں تھے چنانچہ علاء الدین اور جلال الدین نے قلعہ وشہر پر قبضہ کر لیا۔ اور قصر شاہی میں رمضان ۶۰۲ھ کی چاندرات کو جلوہ افروز ہوا ترکوں کو یہ بات ناگوار گزری چنانچہ وہ روک ٹوک پر تل گئے۔

علاء الدین اور جلال الدین کی تاج الدین کے ساتھ ساز باز:......وزیر السلطنت موید الملک نے اس مصلحت سے کہ فی الحال غیاث الدین محمد مہم خراسان میں مصروف ہے ترکوں کو اس فعل سے روکا مگر وہ اپنے خیال سے باز نہ آئے۔ علاء الدین اور جلال الدین کو کہلوا دیا کہ ''تم دونوں بھائی شاہی محل سے قبضہ اٹھا لو ورنہ جنگ کے لئے تیار ہو جاؤ'' علاء الدین اور جلال الدین نے ترکوں کا یہ رنگ دیکھ کر تاج الدین ایلدروز کے پاس پیغام بھیجا کہ ''ہم لوگ تمہیں شاہی اعزاز سے سرفراز کریں گے۔ انعام پہلے اور جاگیریں بھی عطا کی جائیں گی تم ہمارے ہم آہنگ ہو جاؤ اور جس ملک کی چاہو گے اسی کی حکومت دی جائے گی۔

تاج الدین ایلدوز غزنی میں:......ادھر تاج الدین ایلدوز کو جس وقت کرمان میں سلطان شہاب الدین کی شہادت کی خبر ملی تو اس نے وزیر سلطنت موید الملک سے خزانہ کی چابیاں لے لیں اور اپنے آقائے نامدار سلطان غیاث الدین محمد کے بیٹے غیاث الدین محمد کی حکومت وسلطنت کی دعوت دینا شروع کر دی بہاء الدین سام نے شہادت کے واقع سے مطلع ہو کر بامیان سے غزنی پر قبضہ کے لئے روانہ ہو گیا۔ اتفاق یہ کہ راستے میں اس کا انتقال ہو گیا۔ اس کا بیٹا علاء الدین غزنی پہنچا اور تخت حکومت پر رونق افروز ہو گیا جیسا کہ ہم اوپر لکھ آئے ہیں علاء الدین نے ترکوں کو ساتھ ملانے کی کوشش کی اور تاج الدین ایلدوز کے پاس محبت واخلاص کا پیغام بھیجا۔ غرضیکہ ہر طرح سے اسے راضی رکھنے اور اس سے ساز باز کرنا چاہی۔

علاء الدین اور جلال الدین کی تاج الدین کے ساتھ کشیدگی:......تاج الدین ایلدز نے گردن اطاعت اس کے آگے خم نہ کی بلکہ نہایت برے طریقہ سے سختی کا جواب دیا۔ اور بڑی فوج ترکوں، خلجیوں اور تاتاریوں کی فراہم ومرتب کر کے کرمان سے غزنی کی جانب روانہ ہو گیا علاء الدین اور اس کے بھائی کو دھمکی کا خط لکھا۔ علاء الدین نے بھی اپنے وزیر السلطنت کو بامیان، بلخ اور زرند کی طرف افواج کی حصولی کی غرض سے روانہ کیا۔ اس دوران خفیہ طور سے تاج الدین ایلدوذ نے غزنی میں ترکوں کے پاس بھی کہلوایا کہ غیاث الدین محمد تمہارے آقائے نامدار کا بیٹا ہے۔ بہت بڑی نمک حرامی ہو گی اگر تم اس کا ساتھ نہیں دو گے''

غزنی کی فتح:......القصہ ماہ رمضان (۶۰۲ھ) میں دونوں فریق صف آرا ہوئے اور سخت خونریز جنگ کی بنیاد پڑ گئی۔ ترکوں کی فوج علاء الدین سے علیحدہ ہو کر تاج الدین ایلدوز سے مل گئی جس سے محمد بن حدرون ❶ کو شکست ہو گئی اور وہ گرفتار ہو گیا۔ تاج الدین ایلدوز کا لشکر شہر غزنی میں داخل ہو گیا لوٹ مار شروع ہو گئی غوریوں اور بامیوں کے مکانات لوٹ لئے گئے۔ علاء الدین نے قلعہ میں جا کر پناہ لی جلال الدین بیس سواروں کے ساتھ بامیان گئے۔ علاء الدین نے قلعہ میں جا کر پناہ لی جلال الدین بیس سواروں کے ساتھ بامیان کی طرف بھاگ گیا۔ تاج الدین ایلدز نے قلعہ کا محاصرہ کر لیا۔ تا آنکہ علاء الدین نے اس کی درخواست کی کہ مجھے امن دیا جائے میں غزنی سے بامیان چلا جاؤں گا۔

---

❶ ......تاریخ الکامل ج ۷ ص ۲۸۲ پر محمد بن علی بن حردون تحریر ہے۔ جبکہ ہمارے پاس موجود تاریخ ابن خلدون کے عربی ایڈیشن ج ۴ ص ۱۳ پر محمد بن حدوردن ہے۔

علاء الدین کی کسمپرسی:...... چنانچہ جب امن حاصل کر کے علاء الدین قلعہ غزنی سے نکلا۔ اثنا راستے میں ترکوں میں سے بعض لوگوں نے چھیڑ چھاڑ کی۔ گھوڑا چھین لیا مال واسباب لے لیا۔ مگر جب تاج الدین ایلدوز کو پتہ چلا تو اس نے گھوڑا اور مال واسباب واپس بھجوا دیا چنانچہ علاء الدین رفتہ رفتہ بامیان پہنچ گیا اور اپنی گئی ہوئی حالت کو درست کرنے لگا۔

تاج الدین ایلدوز کی ریشہ دوانیاں:...... تاج الدین ایلدوز نے غزنی میں قیام کر کے غیاث الدین محمد کی حکومت کا جھنڈا گاڑا مگر خطبہ اس کے نام کا نہ پڑھا۔ داؤد والی قلعہ غزنی کو گرفتار کر لیا۔ فقہاء، قضاۃ کو حاضری کا حکم دیا۔ خلیفہ کی طرف سے مجد الدین ابوعلی بن ربیع شافعی مدرس نظامیہ بغداد وفد لے کر شہاب الدین کے پاس آیا ہوا تھا اسی دربار عام میں تاج الدین ایلدوز نے اسے بھی حاضر ہونے کی اجازت دی اور ان لوگوں نے شاہی تخت پر بیٹھنے اور القاب سلطانی سے خود کو مخاطب کرنے کا مشورہ کیا اور کر گزرا، ترکوں کو اس بات سے نفرت پیدا ہوئی۔ بہت سے لوگ رو پڑے۔ ملوک غوریہ کی اولاد ایک گروپ اس وقت اس مجلس میں موجود تھی انہوں نے بھی اس فعل کو نفرت کی نگاہوں سے دیکھا اور اس کی خدمت سے علیحدہ ہو کر علاء الدین اور اس کے بھائی کے پاس بامیان آ گئے۔

غیاث الدین محمد:...... جس وقت سلطان شہاب الدین غوری نے جام شہادت نوش کیا تھا اس وقت اس کے بھائی سلطان غیاث الدین محمد کا بیٹا غیاث الدین محمد اپنے مقبوضہ علاقے بست میں تھا شہاب الدین نے خاندان شاہی غوریہ میں سے علاء الدین محمد بن ابوعلی کو بلاد غوریہ کی حکومت عطا کی تھی (یہ امامیہ مذہب کا بہت بڑا متعصب شخص تھا) چنانچہ غیاث الدین محمد پہلے تو فیروز کوہ❶ سے آ گیا مگر امراء غوریہ غیاث الدین کی حکومت کی طرف مائل تھا اور فیروز کوہ والے بھی اسی خیالی تمنا میں تھے۔ چنانچہ جب شاہ خوارزم نے فیروز کوہ کا رخ کیا تو اس نے محمد مرغنی اور محمد بن عثمان غوری سرداروں کو طلب کر کے محمد بن تکش (والی خوارزم) سے جنگ کرنے کا حلف لیا اور غیاث الدین محمد بست میں ٹھہرا ہوا مال کا انتظار کر رہا تھا۔ کیونکہ والی بامیان سے اور اس سے شہاب الدین ہی کے دور میں یہ سمجھوتا ہو چکا تھا کہ شہاب الدین کے بعد خراسان غیاث الدین کے قبضہ میں رہے گا اور ہندوستان اور غزنی بہاء الدین (والی بامیان) کے زیر اثر حکومت سمجھا جائے گا۔

غیاث الدین کی خلاف ورزی:...... لیکن شہاب الدین کی شہادت کے بعد غیاث الدین نے معاہدہ کے خلاف ماہ رمضان ۶۰۳ھ میں تخت حکومت پر قبضہ کیا اور حکومت وسلطنت کا دعوے دار بن گیا۔ اراکین حکومت سے اپنی حکومت وسلطنت کی بیعت لے لی۔ امراء لشکر جو اس کے حامی تھے وہ اس کے خدمت میں حاضر ہو گئے۔ چنانچہ غیاث الدین نے فیروز کوہ پر قبضہ کر لیا اور علاء الدین کے سرداروں کو گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا۔

انتظامی اُمور:...... غیاث الدین نے فیروز کوہ پر قبضہ کرنے کے بعد جامع مسجد میں جا کر شکرانہ کی نماز ادا کی پھر سوار ہو کر اپنے باپ کے ایوان میں آیا اور وہیں سکونت اختیار کر لی اور شدو آمد قدیم کے مطابق ساری رسوم ادا کیں۔ عبدالجبار محمد بن عشیرانی (سلطان غیاث الدین محمد غوری کا وزیر السلطنت دربار میں حاضر ہوا غیاث الدین نے قلمدان وزارت اس کے حوالہ کر دیا۔ عدل واحسان اور جہانداری میں اپنے مرحوم باپ کے نقش قدم پر چلنے لگا اس کے بعد ابن خرمیل گورنر ہرات کی دل جوئی کے لئے نرمی وملاطفت کا خط لکھا اپنی اطاعت وفرمانبرداری کی ہدایت کی۔

ابن حرمیل کی غداری:...... جس وقت ابن حرمیل کو سلطان شہاب الدین کی شہادت کی خبر ملی خوارزم شاہ کی دشمنی سے خوفزدہ ہو کر شہر کے سرداران کو بلوایا اور ان لوگوں سے اپنی حمایت وامداد کا حلف لیا قاضی شہر اور ابن زیاد نے جواب دیا کہ دنیا بھر کے مقابلہ میں ہم تمہارے ساتھ سینہ سپر ہوں گے لیکن سلطان غیاث الدین کے بیٹے کے مقابلہ میں ہم تمہارا ساتھ نہیں دیں گے۔ ابن حرمیل نے یہ سن کر ان سنی کر دی اور خوارزم شاہ سے درپردہ ساز باز کرنے لگا غیاث الدین کو کسی جاسوس نے اس کی خبر کر دی۔ چنانچہ اس نے فوجیں آراستہ کر کے ہرات کا رخ کر لیا۔

---

❶ ...... ابن اثیر کی تاریخ الکامل میں بھی اسی طرح ہے۔ جبکہ ہمارے پاس موجود تاریخ ابن خلدون کے عربی ایڈیشن ج ۴ ص ۲۱۳ پر بیروز کوہ تحریر ہے۔ اس کی طرف پہلے اشارہ کیا جا چکا ہے۔ فیروز کوہ کا مطلب ہے نیلا پہاڑ جبکہ اصل خراسان اس کو بیروز کوہ کہتے ہیں۔ بمعنی نیلا پن یہ ایک بہت بڑا اور مضبوط قلعہ تھا جو غزنی اور ہرات کے درمیان غرستان کے سلسلہ کوہ میں واقع تھا اس علاقے کے حکمران کا دارالحکومت بھی تھا دیکھیں: (معاجم البلدان)

ابن حرمیل کی اطاعت: ......ابن حرمیل نے یہ سن کر قاضی اور ابن زیاد سے اس معاملہ میں مشورہ کیا۔ ان دونوں نے غیاث الدین کی اطاعت قبول کرنے کا مشورہ دیا۔ ابن حرمیل نے بظاہر ان کا مشورہ قبول کیا لیکن در پردہ خوارزم شاہ کو قبضہ ہرات پر ابھارتا اور ترغیب دیتا رہا۔ اسی دوران غیاث الدین نے گورنر طالقان اور گورنر مرو کو خط لکھ کر بلوالیا ان لوگوں کو جاگیریں دیں اور ''امیر شکار ❶'' (اپنے باپ کے ایک غلام) کو طالقان میں کچھ جاگیر عطا کی۔

خوارزم شاہ خراسان میں: ......حسن بن حرمیل غوریوں کی طرف سے ہرات کا حکمران تھا لیکن کسی وجہ سے غوریوں کی اطاعت سے منحرف اور باغی ہو گیا تھا جیسا کہ ہم اوپر تحریر کر چکے ہیں اور اُس نے در پردہ خوارزم شاہ سے ساز باز کر لی تھی چنانچہ ادھر خوارزم کو لکھ کر بھیجا کہ آپ اپنی فوجیں بھیج دیجئے اور ادھر ابن زیادہ کو سلطان غیاث الدین کی خدمت میں اظہار اطاعت کے لئے روانہ کیا حسن بن حرمیل ان، کارروائیوں سے مطمئن نہ ہوا، پس و پیش کرتا رہا تھا کہ اس دوران ابن زیادو سلطان غیاث الدین کی خدمت سے خلعت وغیرہ لے کر واپس آیا۔

حسن بن حرمیل کی سراسیمگی: ......اس کے باوجود حسن بن حرمیل اپنی کیادی اور خیال سے باز نہ آیا۔ اس کے بعد خوارزم شاہ کی فوجیں آ گئیں۔ نہایت عزت واحترام سے ملا لیکن یہ خبر سن کر اس فوج کے پیچھے چھ کوس کے فاصلہ پر خوارزم شاہ بھی ہے حواس باختہ ہو گیا اور خود کردہ پر پشیمان ہوا۔ اسی وقت خوارزم شاہ کی فوجوں کو واپس کر دیا ان واقعات کی اطلاع سلطان غیاث الدین کو مل گئی چنانچہ سلطان نے حسن کو بلوایا اور اس کے مملوکات کی ضبطی اور اس کے مشیروں کا اور مصاحبوں کو ذلیل ورسوا کرنے کا حکم بھیج دیا۔

ابن حرمیل کی ریشہ دوانیاں: ......حسن بن حرمیل کو اس کی خبر مل گئی چنانچہ حسن نے ان لوگوں کو جھانسہ دیا کہ میں سلطان سے معاملات حاضرہ میں خط وکتابت کر رہا ہوں۔ تم لوگ احکام سلطانی کی تعمیل میں جلدی مت کرو۔ قاضی اور ابن زیاد اس فقرہ میں آ گئے۔ قاصد کی، روانگی کے چوتھے دن خوارزم شاہ اپنی فوج کے ساتھ ہرات پہنچ گیا۔ حسن بن حرمیل نے شہر پناہ کے دروازے کھول دیئے اور شہر میں داخل کرالیا۔ اس کے بعد ابن زیاد کو گرفتار کر کے اس کی آنکھوں میں نیل کی سلائیاں پھروادیں اور قاضی کو شہر سے نکال دیا۔ چنانچہ قاضی فیروز کوہ میں سلطان کی خدمت میں حاضر ہوا اور حالات عرض کئے چنانچہ سلطان غیاث الدین نے بنفس نفیس ہرات کا رخ کیا۔ ابھی روانگی کی نوبت نہ آئی تھی کہ یہ خبر پہنچی کہ علاء الدین (ولی بامیان) غزنی کی طرف بڑھ رہا ہے۔ مجبوراً ہرات کے ارادے کو ملتوی کر دیا۔

خوارزم شاہ کا بلخ پر حملہ: ......قبضہ ہرات کے بعد بلخ باقی رہ گیا تھا۔ جس وقت خوارزم شاہ کو سلطان شہاب الدین کے مرنے کی خبر پہنچی ان غوریوں کو جو اس کے یہاں قید تھے رہا کر دیا۔ خلعتیں دیں۔ تالیف قلوب کی اور اپنے بھائی علی شاہ کو فوج دے کر بلخ پر قبضہ کرنے کے لئے روانہ کیا۔ عمر بن حسین غوری گورنر بلخ مقابلہ پر آیا۔ بلخ سے چھ کوس کے فاصلہ پر لڑائی کے مورچے قائم ہوئے۔ اتنے میں خوارزم شاہ بھی امدادی فوجیں لے کر پہنچ گیا۔ یہ واقعہ ۶۰۲ھ کا ہے۔ جب محاصرہ کی شدت حد سے بڑھ گئی اور عمر بن حسین نے خود میں قوت مقابلہ کی نہ دیکھی تو بامیان میں علاء الدین اور جلال الدین کی خدمت میں خط بھیجا اور امداد کی درخواست کی۔ لیکن ان دونوں کو غزنی کے معاملات نے امداد سے روک دیا۔ خوارزم شاہ چالیس دن تک بلخ کا محاصرہ کئے رہا مگر کامیابی کی کوئی صورت نظر نہ آتی تھی۔

محمد بن علی کی بلخ روانگی: ......محمد بن علی بن بشیر خوارزم شاہ کے پاس تھا اسے بھی غوری قیدیوں کے ساتھ قید سے رہا کیا گیا تھا اور جاگیر دی تھی۔ چنانچہ اس کو خوارزم شاہ نے عمر بن حسین والی بلخ کے پاس روانہ کیا اور یہ کہلوا دیا کہ تم میری اطاعت قبول کر لو میں تمہارے حقوق کی نگہداشت معقول طریقے سے کروں گا۔ عمر بن حسین نے انکار میں جواب دیا۔ چنانچہ خوارزم شاہ نے کامیابی سے ناامید ہو کر ہرات کی طرف واپس جانے کا ارادہ کر لیا مگر یہ خبر سن کر کہ علاء الدین وجلال الدین کو وزیوں کے مقابلے میں شکست ہوئی.......... نے ان دونوں کو قید کر لیا ہے ہرات واپسی کو ملتوی کر دیا اور ابن بشیر (یعنی محمد بن علی بن بشیر) کو عمر بن حسین کے پاس دوبارہ صلح کا پیغام دے کر بھیجا۔ عمر بن حسین نے پھر انکار میں جواب دیا۔

❶ ...... تاریخ الکامل ج ۷ ص ۲۸۶ پر شکار کی بجائے اشکار تحریر ہے۔

بلخ پر خوارزم شاہ کا قبضہ:......مدتوں لڑائیاں ہوتی رہیں بالآخر جس وقت عمر بن حسین کو چاروں طرف سے ناامیدی محسوس ہوئی تو اطاعت کی گردن جھکا دی اور خوارزم شاہ کے نام کا خطبہ جامع مسجد بلخ میں پڑھا اور خوارزم شاہ سے ملنے کو اس کے کیمپ میں آیا خوارزم شاہ نے خلعت دی اور بلخ کی گورنری پر بدستور بحال رکھا۔ یہ واقعہ ۶۰۳ھ کے آخر کا ہے۔

حسین غوری کی گرفتاری:......فتح بلخ سے فارغ ہو کر خوارزم شاہ جوزقان (جرجان) کی طرف محاصرہ کے لئے بڑھا علی بن ابی یہاں کا حاکم تھا۔ دونوں میں صلح ہوگئی۔ لہٰذا اس نے جوزقان سے واپس آ کر عمر بن حسین غوری والی بلخ کو بلوایا اور جب وہ آ گیا تو گرفتار کر کے خوارزم بھیج دیا اور بلخ پر جا کر قبضہ کر لیا پھر جعفرتر کی کو اپنی طرف سے بلخ کا حاکم مقرر کر کے خوارزم واپس چلا گیا۔

تاج الدین ایلدوز کی ریشہ دوانیاں:......ہم اوپر لکھ چکے ہیں کہ ایلدوز نے غزنی پر قبضہ کر کے علاء الدین اور جلال الدین کو بامیان کی جانب نکال دیا تھا چنانچہ دو مہینے تک یہ دونوں بامیان میں مقیم رہے۔ ایلدوز نے غزنی پر قبضے کے بعد وہیں قیام اختیار کیا اور اس خیال سے کہ میری حکومت استقلال استحکام حاصل ہو جائے غیاث الدین کے نام کا خطبہ پڑھنے سے رکا رہا۔ اور ترکوں کو اس خوف سے کہ کہیں ان لوگوں میں شورش اور عہد شکنی کا مادہ نہ پیدا ہو جائے یہ جھانسہ دیتا رہا کہ غیاث الدین کے پاس ایلچی واپس نہیں آیا چنانچہ جب اس کو علاء الدین کے مقابلہ میں کامیابی حاصل ہوگئی اور قلعہ پر قبضہ کر لیا تو استقلال اور خودمختاری حکومت کا اعلان کر دیا اور تخت حکومت پر قابض ہو گیا۔

غزنی پر علاء الدین اور جلال الدین کا قبضہ:......اس دوران لشکر کا کافی حصہ رفتہ رفتہ علاء الدین سے آ ملا چنانچہ علاء الدین اور جلال الدین فوجیں مرتب کر کے بامیان سے غزنی کے ارادے سے روانہ ہوگئے ایلدوز کو اس کی اطلاع ملی تو اس نے بھی لشکر مرتب کر کے مقابلے کی کوشش کی۔ مگر کامیاب نہ ہو سکا، اور ان دونوں نے ایلدوز کی فوجوں کو نہایت بری طرح پسپا کر دیا فوج کا بڑا حصہ کام آ گیا۔ ایلدوز کرمان کی طرف بھاگا۔ ایک دستہ فوج نے تعاقب کیا۔ ایلدوز نے پلٹ کر مقابلہ کیا اور مار بھگایا۔

علاء الدین اور جلال الدین کا آپس میں جھگڑا:......علاء الدین اور اس کا بھائی جلال الدین کامیابی کے ساتھ غزنی میں کامیابی کا جھنڈا لئے ہوئے داخل ہوا اور قابض ہو گیا اور شہاب الدین کے اس خزانہ پر قبضہ کر لیا جسے ایلدوز نے وزیر السلطنت مؤید الدین سے کرمان میں چھین لیا تھا جیسا کہ آپ اوپر پڑھ چکے ہیں کہ غزنی پر قبضے کے بعد علاء الدین اور جلال الدین میں خزانے کے تقسیم اور مؤید الملک کی وزارت پر جھگڑا ہو گیا۔ چنانچہ اہل غزنی کو ان کی اطاعت پر بے حد ندامت ہوئی مگر چارہ کار کچھ نہ تھا۔ جلال الدین عباس کے ساتھ بامیان چلا گیا اور علاء الدین غزنی میں ٹھہرا رہا۔

ایلدوز کا کرمان پر قبضہ:......وزیر السلطنت نے لشکریوں اور رعایا کے ساتھ ظالمانہ برتاؤ شروع کر دیئے۔ جس کا مال پایا لوٹ لیا جس کو چاہا سزا دی غرضیکہ ظلم کی کوئی حد باقی نہیں رہی۔ لوگوں نے مال و اسباب کو فروخت کرنا شروع کر دیا۔ شکایتوں پر شکائتیں ہوتی تھیں۔ لیکن کوئی سننے والا نہ تھا۔ ایلدوز کو ان واقعات کی اطلاع ملی تو ترکوں، تاتاریوں اور غوریوں کی فوجیں مرتب اور جمع کر کے چڑھائی کر دی۔ ایلد کز شریف (شہاب الدین کا غلام) دو ہزار فوج لے کر کرمان پر چڑھ آیا اور اس پر قبضہ کر لیا۔ اس کے بعد ہی ایلدوز پہنچ گیا اس کو ایلدوز کی کامیابی پسند نہیں آئی چنانچہ ایلد کز کو نکال کر کرمان پر قابض ہو گیا۔ اور رعایا تکے ساتھ حسن سلوک اور عدل و انصاف سے پیش آنے لگا۔

ایلدوز کا غزنی پر دوبارہ قبضہ:......رفتہ رفتہ اس کی خبر علاء الدین کو غزنی میں ملی اس نے اپنے وزیر کو اپنے بھائی جلال الدین کی خدمت میں بامیان روانہ کیا۔ یہ وہ زمانہ تھا کہ غوریوں نے علاء الدین کا ساتھ چھوڑ دیا تھا۔ اور غیاث الدین کے پاس چلے گئے تھے۔ ذر نے آخری ۶۰۲ھ میں شہر غزنی پر قبضہ کر لیا۔ علاء الدین قلعہ نشین ہو گیا ایلدوز نے اہل غزنی کو تشفی اور امن دیا جب شہر کا بلٹر ختم ہو گیا تو قلعہ کا محاصرہ کر لیا۔ اتنے میں دز کو یہ خبر ملی کہ جلال الدین فوج لے کر آ گیا ہے۔ ایلدوز یہ سن کر مقابلہ کے لئے اٹھ کھڑا ہوا۔ دونوں کی جنگ ہوئی جس میں ایلدوز نے جلال الدین کو شکست دی اور گرفتار کر کے غزنی واپس آ گیا۔

قلعہ غزنی پر قبضہ:......علاء الدین اس وقت تک قلعہ نشین تھا۔ ایلدوز نے اسے کہلا دیا کہ اگر تم قلعہ کی چابیاں میرے حوالہ نہیں کرو گے تو میں تمہارے قیدیوں کو قتل کر دوں گا۔ علاء الدین نے جواب میں ذرا لیس و لعل سے کام لیا تو ایلدوز نے چار سو قیدیوں کو قتل کر دیا۔ علاء الدین یہ سن کر خوف سے کانپ اٹھا اور امن کی درخواست کی چنانچہ ایلدوز نے امن دے دیا اور جب علاء الدین امن حاصل کر کے قلعہ سے نکلا تو گرفتار کر لیا اور وزیر السلطنت عماد الملک کو قتل کر دیا اور فتح کی خوشخبری کا خط غیاث الدین کی خدمت میں روانہ کیا سلیمان بن بشیر ۳۰۶ھ میں غیاث الدین کی خدمت میں فیروز کوہ پہنچا چنانچہ غیاث الدین نے عزت و احترام سے ٹھہرایا اور اسے قصر شاہی کا داروغہ مقرر کر دیا۔

عباس کی بغاوت:......جس وقت علاء الدین اور جلال الدین غزنی میں گرفتار کر لئے گئے جیسا کہ آپ اوپر پڑھ چکے ہیں اور اس کی خبر ان کے چچا عباس کو بامیان میں ملی تو اس کے ساتھ ان دونوں کے باپ کا وزیر بھی بامیان میں موجود تھا۔ چنانچہ وزیر السلطنت یہ خبر سن کر خوارزم شاہؒ کے پاس ایلدوز کے خلاف امداد حاصل کرنے کے لئے روانہ ہوا۔ ادھر عباس نے وزیر السلطنت کی عدم موجودگی کو غنیمت شمار کر کے قلعہ پر قبضہ کر لیا۔ اور علاء الدین وجلال الدین کے ساتھیوں اور حمایتیوں کو نکال دیا۔ وزیر السلطنت کو اس کی خبر مل گئی چنانچہ وہ راستے سے ہی لوٹ پڑا اور قلعہ کا محاصرہ کر لیا۔

عباس کی اطاعت:......اس کے بعد جلال الدین رہا ہو کر بامیان پہنچ گیا اس طرح وزیر السلطنت کو اس سے بہت بڑی قوت حاصل ہو گئی۔ اس نے عباس کے پاس کہلوایا کہ تم سرکشی چھوڑ کر اطاعت قبول کر لو چنانچہ عباس نے قلعہ کے دروازہ کھول دیئے اور چابیاں اس کے حوالہ کر دیں اور یہ کہا کہ میں نے خوارزم شاہ کی دست برد سے محفوظ رہنے کی غرض سے قلعہ پر قبضہ کیا تھا اور نہ یہ کب ممکن تھا کہ میں خود مختاری کا جھنڈا بلند کر دیتا۔

ترمذ پر خوارزم شاہ کا قبضہ:......خوارزم شاہ نے عمر بن حسین غوری سے بلخ چھین کر ترمذ کا رخ کر لیا اس وقت ترمذ میں عمر بن حسین کا بیٹا حکمرانی کر رہا تھا۔ محمد بن بشیر نے ترمذ پہنچ کر بلخ پر خوارزم شاہ کے قبضہ کے حالات بتائے اور یہ ظاہر کیا کہ بلخ کا نظم ونسق خوارزم شاہ کے اراکین حکومت کر رہے ہیں اور عمر و بن حسین کو خوارزم شاہ کے پاس بھیج دیا گیا ہے۔ اگر تم اطاعت قبول کر لو گے۔ اور مقابلہ نہ کرو گے تو تمہیں انعامات دیئے جائیں گے، جاگیریں دی جائیں گی۔ چونکہ والی ترمذ تاتاریوں کے آئے دن کے حملوں سے تنگ آ گیا تھا اور غزنی پر ایلدوز کے غلبے اور اپنے ساتھیوں کی گرفتاری سے دل شکستہ ہو گیا تھا اس لئے اطاعت کی گردن جھکا دی اور امن کی درخواست کی۔ خوارزم شاہ نے امن دے دیا اور ترمذ پر قبضہ کر لیا۔

طالقان پر قبضہ:......خوارزم شاہ ترمذ سے فارغ ہو کر طالقان کی طرف بڑھا اس وقت طالقان میں سونج نامی ایک شخص غیاث الدین محمود کی طرف سے حکومت کر رہا تھا۔ خوارزم شاہ نے پیغام بھیجا کہ تم میری اطاعت قبول کرو گے تو تمہیں حسب خواہش جاگیریں دی جائیں گی مگر سونج نے انکار میں جواب دیا اور جنگ پر آمادہ ہو گیا۔ لیکن جس وقت مقابلہ پر آیا۔ گھوڑے سے اتر کر قدم بوس ہو گیا اور عفو تقصیر کی درخواست کی اس طرح خوارزم شاہ نے طالقان پر قبضہ کر لیا اور اس کے بعد اراکین حکومت کو بھی گرفتار کر کے کاوین اور سوار نامی قلعوں کا رخ کیا۔ کاوین کا والی حسام الدین علی بن ابوعلی مقابلہ پر آیا۔ خوارزم شاہ نے اس سے شہر حوالے کرنے کا مطالبہ کیا۔ مگر حسام الدین نے انکار میں جواب دیا چنانچہ خوارزم شاہ جواب صاف پا کر ہرات کی طرف چلا گیا۔ اور ہرات کے باہر قیام پذیر ہو گیا چونکہ حسن بن حرمیل نے اطاعت قبول کر لی تھی اس لئے خوارزم شاہ کے لشکر کی دست برد اور لوٹ مار سے ہرات محفوظ رہا۔ اسی مقام پر غیاث الدین کا ایلچی تحائف وہدایا لے کر حاضر ہوا۔

اسفرائن اور سمبستان پر خوارزم شاہ کا قبضہ:......اسی زمانہ میں حسن بن حرمیل نے اسفرائن پر یلغام کی۔ والی اسفرائن غیاث الدین کے پاس گیا ہوا تھا۔ ادھر حسن نے شہر کا محاصرہ کر لیا۔ اہل شہر نے امن حاصل کر کے شہر پناہ کے دروازہ کھول دیئے اور شہر کو امن کے ساتھ حوالہ کر دیا۔ اس کے بعد حسن بن حرمیل نے والی سجستان کے پاس خوارزم شاہ کی اطاعت کا پیغام بھیجا اور یہ کہلوایا کہ آئندہ سے مسجدوں میں خوارزم شاہ کے نام کا خطبہ پڑھا جائے۔ چنانچہ والی سجستان نے خوارزم شاہ کا غاشیہ اطاعت اپنی گردن پر رکھ لیا اور اس کے نام کا خطبہ پڑھنے لگا۔

قاضی صاعد:......قارئین کو یاد ہوگا کہ خوارزم شاہ نے غیاث الدین سے اس امر کی درخواست کی تھی۔ جس کو غیاث الدین نے قبول نہ کیا تھا۔ الغرض اسی قیام ہرات کے زمانے میں قاضی صاعد بن فضل، خوارزم شاہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ جسے حسن بن حرمیل نے شہر بدر کر دیا تھا اور وہ غیاث الدین

کے پاس فیروز کوہ چلا گیا تھا حسن بن حرمیل نے کچھ ایسی خبر دی کہ خوارزم شاہ نے قاضی صاعد کو قلعہ زوزن میں قید کر دیا اور ہرات کے عہدۂ قضا پر قاضی ابوبکر محمد بن سرخسی کو مقرر کیا۔

ایبک اور ایلدوز کی آزادی:...... جس وقت ایلدوز نے غزنی پر قبضہ کیا اور علاء الدین اور جلال الدین کو بھی گرفتار کر لیا تو غیاث الدین نے ایلدوز کو لکھا کہ میرے نام کا خطبہ مسجدوں میں پڑھا جائے۔ ایلدوز بہانے کر کے ٹالنے لگا مگر غیاث الدین نے قاصد روانہ کیا کہ میرے نام کا تو خطبہ پڑھا جائے اور شہاب الدین کے لئے دعا کی جائے، ترکوں کو اس خط و کتابت سے شبہ پیدا ہو گیا، چنانچہ ایلدوز نے غیاث الدین کو خط لکھا کہ آپ مجھے آزاد کر دیجئے۔ صلح کرنے اور امداد کرنے کا تھا، پھر جب ایلدوز نے اپنی آزادی کی درخواست کی تو غیاث الدین نے اسے اور قطب الدین ایبک کو آزاد کر دیا (ایبک شہاب الدین کا غلام تھا اور اس کی طرف سے ہندوستان کا حکمران تھا) اور ان دونوں کو تحفے اور خلعتیں روانہ کی پھر یہ خبر ملی ❶...... کہ ایلدوز خود مختار حکومت کرنے لگا اور ایبک آزاد ہونے کے باوجود مطیع و فرمانبردار رہا۔

دز (ایلدوز) کی یکتاباد پر فوج کشی:...... غیاث الدین نے خوارزم شاہ سے امداد کی درخواست کی خوارزم شاہ نے اس شرط پر کمک بھیجی کہ حسن ابن حرمیل دائمی ہرات میری اطاعت قبول کر لے۔ اور مال غنیمت کے تین حصے کئے جائیں ایک حصہ لشکریوں میں تقسیم کیا جائے اور دو حصے ان دونوں میں۔ جب اس کی خبر کسی ذریعہ سے دز کو ملی تو دز نے فوجیں مرتب کر کے یکتاباد پر چڑھائی کر دی اور اس پر قابض ہو گیا۔ اس کے بعد بست اور اس کے متعلقات کا رخ کیا اور قبضہ کر کے غیاث الدین کے نام کا خطبہ موقوف کر دیا۔ اور والی سجستان کو لکھ بھیجا کہ تم خوارزم شاہ کا خطبہ سے نام نکال دو۔

اینتکین کی کابل واپسی:...... دز نے حسین بن حرمیل کو بھی اس پر ابھارا اور مخالفت کی صورت میں جنگ کی دھمکی دی پھر جلال الدین والی بامیان کو قید سے رہا کر کے اس کا اپنی بیٹی سے نکاح کر دیا اور پانچ ہزار سواروں کو اینتکین کی کمان میں (یہ شہاب الدین کا غلام تھا) جلال الدین کے ہمراہ روانہ کیا کہ بامیان پر قبضہ کر کے جلال الدین کو حکومت کے تخت پر بٹھا دیا جائے اور اس کے چچازاد بھائی کو حکومت و سلطنت سے بے دخل کر دیا جائے۔ ابھی اینتکین بامیان پہنچنے پایا تھا کہ یہ خبر ملی کہ ترکوں میں ''دز'' کے خلاف جوش پیدا ہو رہا ہے۔ اس نے غزنی کی طرف لوٹنا چاہا مگر جلال الدین نے اس کی مخالفت کی تب اینتکین نے اپنی زیر کنٹرول کابل کے علاقوں کی طرف لوٹ آیا۔

غیاث الدین اور خوارزم شاہ کی صلح:...... قطب الدین ایبک کو جب یہ معلوم ہوا کہ دز نے غیاث الدین سے بغاوت کی ہے تو بے حد ناراض ہوا۔ ادھر ایک قاصد دز کے پاس روانہ کیا اور اسے جنگ کی دھمکی دے کر غیاث الدین کے نام کا خطبہ پڑھنے کی تاکید کی۔ ادھر غیاث الدین خدمت میں تحائف و ہدایا بھیج کر یہ رائے دی کہ آپ وقتی طور پر خوارزم شاہ کے تمام مطالبات تسلیم کر لیجئے تاکہ غزنی کی مہم سے فراغت حاصل ہو جائے۔ غیاث الدین نے اس رائے کے مطابق خوارزم شاہ سے صلح کر لی اور ایبک کو لکھ بھیجا کہ ''دز'' سے جنگ کے لیے غزنی پر حملہ کر دو۔

ایبک کی کارگزاری:...... چنانچہ ایبک نے غزنی پر حملہ کر دیا اتنے میں اینتکین بھی ماہ رجب ۶۰۳ھ میں غزنی آ گیا غزنی پر ایبک کا قبضہ ہو گیا۔ اور جامع مسجد میں غیاث الدین کے نام کا خطبہ پڑھا گیا۔ صرف قلعہ باقی رہ گیا تھا لشکریوں نے شہر لوٹ لیا۔ ان واقعات کی اطلاع دز کو ملی تو اس کے ہوش جاتے رہے ہاتھوں کے طوطے اڑ گئے۔ یکتاباد میں غیاث الدین کا نام خطبہ میں شامل کیا گیا اور دز کا نام نکال دیا گیا۔ کچھ عرصہ کے بعد اینتکین غزنی سے بلاد غور کی طرف روانہ ہوا۔ اور ان واقعات کا اطلاعی خط غیاث الدین کی خدمت میں روانہ کیا اور بہت سا سامان جو لوٹ میں ملا تھا تحفہ کے طور پر بھیج دیا۔ غیاث الدین کو اس سے حد خوشی ہوئی چنانچہ اسے خلعت بھیجی اور آزاد کر کے ''ملک الامراء'' کا خطاب عطا کیا۔ اس کے بعد غیاث الدین نے بست اور اس کے مضافات کا رخ کیا چنانچہ بحسن و خوبی اسے دوبارہ اپنے دائرۂ حکومت میں داخل کر لیا اور وہاں کی رعایا سے اچھے برتاؤ کئے۔

حسن بن حرمیل کی گرفتاری:...... حسن بن حرمیل نے جیسا کہ ہم اوپر لکھ چکے ہیں خوارزم شاہ کی فوج کو ہرات میں بلا لیا تھا۔ چنانچہ خوارزم شاہ کی

---

❶...... یہاں کتاب میں جگہ خالی ہے۔

فوج آ گئی اور ہرات میں ابن حرمیل کے ساتھ ٹھہر گئی۔ پھر خوارزم شاہ کی فوج نے رعایا پر ظلم وستم شروع کر دیا۔ طرح طرح کی زیادتیاں کرنے لگے چنانچہ ابن حرمیل نے ان لوگوں کو قید کر دیا اور خوارزم شاہ کو یہ واقعات لکھ بھیجے۔ خوارزم شاہ ان دنوں ''خطا'' سے لڑائی میں مصروف تھا۔ اس نے حسن ابن حرمیل کو لکھ کر بھیجا کہ ان فوجیوں کو جنہیں تم نے قید کر لیا ہے، میرے پاس بھیج دو اور عزالدین خلدک کو خفیہ تحریر بھیجی کہ تم جس طرح ممکن ہو حسن بن حرمیل کو گرفتار کر لو۔ چنانچہ خلدک دو ہزار سواروں کو لے کر ہرات چل دیا۔ آپ کو یاد ہوگا کہ خلدک سلطان سنجر کے دور میں ہرات کا گورنر رہ چکا تھا۔ جس وقت خلدک ہرات کے قریب پہنچا ابن حرمیل استقبال کے لئے ہرات سے باہر آیا ایک دوسرے سے ملے اتنے میں خلدک نے اپنے ہمراہیوں کو اشارہ کر دیا تو ان لوگوں نے ابن حرمیل کو گرفتار کر لیا۔ اور ابن حرمیل کے ساتھی شہر میں واپس آ گئے۔

ابن حرمیل کا قتل: ...... وزیر خواجہ صاحب نے شہر پناہ کے دروازے بند کر لیئے اور مقابلہ کی تیاری کی، غیاث الدین محمود کے نام کا اعلان کرا دیا خلدک نے شہر کا محاصرہ کر لیا اور اسے کہلوایا کہ تمہیں امان دیتا ہوں اور اگر تم میرا کہنا نہیں مانو گے تو میں ابن حرمیل کو قتل کر دوں گا۔ مگر وزیر نے کچھ جواب نہ دیا۔ خلدک نے واقعات حاضرہ کی خوارزم شاہ کو اطلاع دی چنانچہ خوارزم شاہ نے اپنے ان گورنروں کو جو خراسان میں تھے ہرات پر حملہ اور محاصرہ کرنے کا حکم بھیجا چنانچہ خراسان کے گورنروں نے دس ہزار فوج کے ساتھ ہرات پر حملہ کیا۔ چونکہ حسن بن حرمیل نے احتیاط کے طور پر ہرات کو ہر طرح سے مضبوط اور مستحکم کر رکھا تھا چار شہر پناہ نہایت مستحکم بنوائی تھیں۔ شہر پناہ کے باہر متعدد خندقیں بھی کھدوائی تھیں۔ رسد وغلہ اور سامان جنگ ضرورت سے زیادہ مہیا کر لیا تھا اس لیے محاصرین کی دال نہ گلی اور وہ ہرات پر قبضہ نہ کر سکے۔ اس دوران حسن ابن حرمیل کا خراسان میں انتقال ہو گیا یا اسے خوارزم شاہ کے سرداروں نے قتل کر دیا ❶۔

خوارزم شاہ کا طبرستان پر قبضہ: ...... علی شاہ یعنی غیاث الدین محمود کے بھائی نے طبرستان میں اور کزلک خان نے نیشاپور میں خود مختار حکومت کا جھنڈا بلند کر دیا لیکن جب خوارزم شاہ طبرستان پہنچا تو علی شاہ بھاگ گیا اور فیروزکوہ میں شہاب الدین کے پاس جا کر دم لیا۔ جہاں شہاب الدین نے عزت واحترام سے ملاقات کی ادھر خوارزم شاہ نے طبرستان پر قبضہ کر کے نیشاپور کی طرف قدم بڑھائے اور اسے بھی کزلک خان سے چھین کر اپنے دائرہ حکومت میں داخل کر لیا۔ اس کے بعد ہرات کی طرف آیا اس وقت تک ہرات کا محاصرہ ہو چکا تھا مگر کسی طرح فتح نہیں ہو رہا تھا۔ محاصرہ طویل ہو جانے سے اہل شہر میں پھوٹ پڑ گئی۔ اور وہ خوارزم شاہ کے آجانے کا سن کر ڈر گئے۔ وزیر کے مخالفوں نے وزیر کو گرفتار کر لیا اس سے اور بھی کمزوری پیدا ہو گئی۔ مقابلہ کی قوت ختم ہو گئی کسی ذریعہ سے خوارزم شاہ کو ان واقعات کی اطلاع مل گئی اس نے فوراً حملہ کر دیا۔ اور وہ شہر پناہ کے دو برجوں کو مسمار کر کے شہر میں داخل ہو گیا اور قبضہ کر لیا، وزیر کو گرفتار کر کے قتل کر دیا اور اپنی طرف سے ایک شخص کو ہرات کا امیر مقرر کر دیا۔ یہ واقعات ۶۰۵ھ کے ہیں ہرات پر قبضہ کرنے کے بعد ترکمان خطا سے جنگ کرنے واپس آ گیا۔

غیاث الدین محمود کا قتل: ...... خوارزم شاہ نے ہرات پر قبضہ کرنے کے بعد اپنے ماموں امیر ملک کو ہرات کی حکومت پر مقرر کیا اور فیروزکوہ پر حملہ کرنے اور اس کے حکمران غیاث الدین محمود بن غیاث الدین غوری اور اس کے بھائی علی شاہ کی گرفتاری کا حکم دیا۔ چنانچہ امیر ملک نے فوجیں تیار کر کے فیروزکوہ پر چڑھائی کر دی غیاث الدین محمود نے امن کی درخواست کی جسے امیر ملک نے منظور کر لیا۔ لیکن جس وقت غیاث الدین محمود اپنے بھائی علی شاہ کے ساتھ شہر پناہ کا دروازہ کھول کر نکلا۔ امیر ملک نے دونوں بھائیوں کو گرفتار کر کے قتل کر دیا اور کامیابی کے ساتھ ۶۰۵ھ میں فیروزکوہ میں داخل ہو گیا۔ فیروزکوہ کے فتح ہو جانے سے پورے خراسان پر خوارزم شاہ کا قبضہ ہو گیا۔

خوارزم شاہ کا غزنی پر قبضہ: ...... جس وقت خوارزم شاہ نے خراسان کے تمام صوبوں اور بامیان پر قبضہ کر لیا تو تاج الدین دز والی غزنی کو کہلوایا کہ تمہارے لئے یہ بہتر ہے کہ تم مجھ سے جنگ مت کرو بلکہ صلح کر لو، میرے نام کا خطبہ پڑھو اور میرے نام کا سکہ جاری کرو'' دز نے اپنے ارکین حکومت کو جمع کر کے مشورہ طلب کیا۔ انہی ارکین میں قلوتکین (شہاب الدین کا غلام) نائب السلطنت غزنی بھی تھا اس نے خوارزم شاہ کی اطاعت کا

❶ ...... دونوں قسم کی روایتیں ہیں۔

مشورہ دیا جس سے سب نے اتفاق ظاہر کیا چنانچہ خوارزم شاہ کا ایلچی جواب لے کر واپس چلا گیا۔ غزنی میں خوارزم شاہ کے نام کا خطبہ پڑھا گیا اس کے بعد قطلوتکلین نے خفیہ طور پر خوارزم شاہ کو پیغام بھیجا کہ آپ غزنی تشریف لائیے میں غزنی آپ کے حوالے کر دوں گا۔ چنانچہ خوارزم شاہ بذات خود غزنی آیا اور قبضہ کر لیا۔ دز نے غزنی کو خیر باد کہہ کر لاہور کا راستہ لیا۔ غزنی پر قبضہ کے بعد خوارزم شاہ نے قطلوتکلین کو حاضری کا حکم دیا اور اس سے شاہی خزانوں کی کنجیاں لے لیں، توشہ خان میں جو کچھ تھا اس پر قبضہ کر کے قطلوتکلین کو مار ڈالا۔ غزنی پر اپنی طرف سے اپنے بیٹے جلال الدین کو مامور کر کے شہر واپس آیا۔ یہ واقعات ۶۱۰ھ کے ہیں۔

دز (ایلدوز) کا لاہور پر قبضہ:...... دز غزنی سے نکل کر ایک ہزار پانچ سو سواروں کے ساتھ لاہور پہنچا اس وقت لاہور میں ناصر الدین قباچہ (شہاب الدین کا غلام) حکمران کر رہا تھا۔ لاہور کے علاوہ ملتان، آجر اور دیبل (ٹھٹھہ) ساحل دریا تک اس کے قبضہ میں تھے۔ پندرہ ہزار جنگجو سواروں کو لے کر میدان جنگ میں آیا۔ چنانچہ جنگ کا بازار گرم ہو گیا۔ فریقین کے ساتھ ہاتھیوں کا بھی جھنڈا تھا۔ دز کو پہلے حملہ شکست ہوئی ہاتھیوں کا جھنڈا پکڑ لیا گیا۔ دز نے پلٹ کر پھر حملہ کیا جس میں دز کو کامیابی حاصل ہوگئی دز کے ہاتھی سوار نے قباچہ کے جھنڈے پر حملہ کیا۔ اتفاق سے جھنڈا گر گیا اور قباچہ کا لشکر بھاگ گیا اس طرح دز نے لاہور پر قبضہ کر لیا۔

تاج الدین ایلدوز کا خاتمہ:...... اس کامیابی کے بعد دز نے ہندوستان کی طرف قدم بڑھائے تا کہ دہلی وغیرہ پر بھی جو مسلمانوں کے قبضہ میں تھے قابض ہو جائے۔ اس وقت دہلی میں قطب الدین کا انتقال ہو چکا تھا اور اس کا غلام شمس الدین حکومت کر رہا تھا۔ شہر سمایا کے قریب فوجوں میں مڈبھیڑ ہوئی جس میں تاج الدین دز شکست کھا کر بھاگا، اس کا سارا لشکر تتر بتر ہو گیا اور وہ جنگ کے دوران مارا گیا۔

تاج الدین دز نہایت خلیق، عادل رعایا کے ساتھ احسان کرنے والا شخص تھا اور بالخصوص تجارت پیشہ اور غریبوں کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آتا تھا۔ اس کے مرنے کے بعد سلاطین غوریہ کی حکومت کا شیرازہ بکھر گیا۔

''دیلم'' کی سلطنت

دیلمیوں کا سلسلۂ نسب:...... انساب عالم کے سلسلہ میں دیلمیوں کا نسب ہم بیان کر چکے ہیں کہ یہ مازائے بن یافث کی نسل سے ہیں اور مازائے توراۃ میں اولاد یافث میں شمار کیا گیا ہے۔ ابن سعید نے لکھا ہے کہ میں نہیں جانتا کہ اس نے کہاں سے یہ بات نقل کی ہے) کہ دیلم، سام بن باسل بن اسور بن سام کی اولاد میں سے ہے، اور توریت میں اسور کا ذکر سام کی اولاد میں آیا ہے۔ ابن سعید نے یہ بھی لکھا ہے کہ موصل، جرموق بن اسور اور فرس، کرد، خزر، ایران بن اسور اور نبط، سوریاں بنط ابن اسور کی اولاد سے ہیں۔ واللہ اعلم۔

علماء نسب کے نزدیک ہر روایت کے اعتبار سے جیل دیلم کے بھائی ہیں اور ہر حال میں یہ ایک ہی قبیلے کی شاخ ہیں دیلم اور جیل کا پیدائش کے وقت سے پرانا وطن طبرستان اور جرجان کے پہاڑوں میں رہے اور گیلان تک کے پہاڑوں میں واقعہ تھا۔ اسلام سے پہلے ان کی نہ کوئی حکومت تھی اور نہ کوئی سلطنت جس وقت اللہ تعالیٰ کے فضل سے اسلام کی فتوحات کا سیلاب ساری دنیا میں پھیلا اور کسریٰ فارس کی حکومت کا شیرازہ درہم برہم ہو گیا اور عرب کی حکومت کا سکہ تمام ملکوں مشرق مغرب جنوب اور شمال میں چلنے لگا۔ جیسا کہ فتوحات اسلامیہ کے ضمن میں آپ پڑھ چکے ہیں تو جن لوگوں نے مذہب اسلام قبول نہ کیا انہوں نے جزیہ دینا منظور کیا اس وقت دیلم اور جیل مجوسی المذہب تھے۔ زمانہ فتوحات اسلامیہ میں ان کے ممالک فتح نہیں ہوئے تھے یہ جزیہ دیا کرتے تھے۔ سعید بن العاص نے ایک لاکھ سالانہ پر ان سے صلح کر لی تھی جسے اکثر لوگ ادا کرتے تھے اور کبھی کبھی نہیں بھی دیتے تھے۔

طبرستان کی تسخیر:...... سعید کے بعد کسی اور شخص نے جرجان کا رخ نہیں کیا۔ یہ لوگ عراق سے خراسان تک کے راستے میں قومس پر رہزنی کیا کرتے تھے اور قافلے صحیح وسلامت بچ کر نہیں جا سکتے تھے جس وقت یزید بن مہلب ۸۶ھ میں خراسان کا گورنر بن کر آیا۔ اس وقت تک طبرستان اور

جرجان فتح نہیں ہوئے تھے۔ جب کبھی ان علاقوں کا ذکر آتا تھا تو یزید بن مہلب کہا کرتا تھا کہ فارس کی فتوحات ابھی مکمل نہیں ہوئیں۔ لہٰذا طبرستان وغیرہ کو فتح کرنا ضروری ہے ورنہ قومس و نیشاپور وغیرہ کا امن خطرہ میں رہے گا۔ جب سلیمان بن عبدالملک تخت حکومت پر ۹۹ھ میں بیٹھا تو یزید بن مہلب نے جہاد طبرستان کی غرض سے فوجیں فراہم کیں اس وقت تک جرجان شہر کی حیثیت نہ رکھتا تھا اسے چاروں طرف سے سر بفلک پہاڑ گھیرے ہوئے تھے ایک شخص درہ پر کھڑا ہو کر بڑے سے بڑے لشکر کو جرجان میں داخل ہونے سے روک سکتا تھا البتہ طبرستان ایک آباد شہر تھا۔ اس کا حکمران اصبہد نامی ایک شخص تھا۔ یزید کے غلام فراسہ نے جرجان کو فتح کر لیا بنوامیہ کی حکومت کے خاتمہ کے بعد ہادی نے ان دونوں علاقوں کا محاصرہ کیا چنانچہ یہ دونوں علاقے حکومت کے مطیع ہو گئے لیکن کچھ عرصے کے بعد باغی اور سرکش بن گئے تب خلیفہ مہدی نے یحییٰ حرسی کو چالیس ہزار فوج کے ساتھ طبرستان کی سرکوبی کے لیے روانہ کیا۔ چنانچہ اس نے طبرستان کو زیر وزبر کر کے دائرہ اسلامیہ میں داخل کر لیا۔ خلیفہ ہارون رشید کے دور میں یحییٰ بن عبداللہ حسن مثنیٰ نے طبرستان کا رخ کیا مگر کامیاب نہ ہو سکا۔ تب خلیفہ رشید نے فضل بن یحییٰ برمکی کو ۱۹۵ھ میں اس جنگ کا امیر بنایا۔ فضل نے نہایت بہادری سے ان مقامات کو فتح کر لیا اور سالانہ خراج ادا کرنے پر صلح ہوگئی مگر شرط یہ طے پائی کہ صلح کی تکمیل تب سمجھی جائے گی جب کہ خلیفہ رشید کا دستخطی خط آئے جس پر ارا کین سلطنت اُکابرین شیعہ کی شہادتیں ہوں۔ چنانچہ خلیفہ رشید نے خط لکھا اور فضل طبرستان سے واپس ہو کر آیا اور اپنے بھائی جعفر کے ساتھ قید کر دیا گیا۔ جیسا کہ برآمکہ کے حالات میں لکھ آئے ہیں۔

شہر یار بن سروین کی سرکشی:..... ۱۸۹ھ میں جس وقت ہارون رشید، رے میں تھا سروین بن ابی قارن اور درنداہر مز والئی ویلم کو امان کا خط لکھ کر حسن خادم کے ذریعے طبرستان روانہ کیا۔ چنانچہ یہ دونوں دربار خلافت میں حاضر ہوئے تو رشید نے عزت واحترام سے ٹھہرایا اور حسن اخلاق سے پیش آیا۔ درنداہر مز نے سروین بن ابی قارن کی اطاعت اور ادائے خراج کی ضمانت دی لہٰذا مکمل اطمینان سے دونوں واپس آ گئے اس کے بعد سروین کی وفات ہوگئی اور اس کی جگہ اس کا بیٹا شہر یار حکمرانی کرنے لگا۔ غرور حکومت نے اس میں خود مختاری کی ہوس پیدا کر دی۔ چنانچہ عبداللہ بن خرداز یہ نے سرکوبی کی غرض سے فوج کشی کی۔ طبرستان اور تمام بلاد دیلم کو تلوار کے زور سے فتح کر لیا۔ شہر یار بن سروین نے اطاعت قبول کی۔ مازیار بن قارن نے درنداہر مز کو خلیفہ مامون کی خدمت میں کچھ بات چیت کرنے کے لئے روانہ کیا اتنے میں شہر یار بن سروین مر گیا۔ اور اس کی جگہ اس کا بیٹا شاپور حکومت کرنے لگا۔ مازیار نے شاپور سے لڑائی چھیڑ دی نتیجہ یہ نکلا کہ شاپور کو شکست ہوگئی۔ اس کے درواں مازیار نے شاپور کو گرفتار کر کے قتل کر دیا۔

مازیار کی بغاوت:..... اس کے بعد مازیار نے بھی علم بغاوت بلند کیا۔ یہ زمانہ خلیفہ معتصم کی خلافت کا تھا خلیفہ معتصم نے ان لوگوں کی معقول گوشمالی کی، زبردستی اپنی حکومت وخلافت کی بیعت لی اور ضمانت کے طور پر ان کے سرداروں کو اپنے ہاں نظر بند رکھا۔ پچھلا اور موجودہ خراج وصول کیا۔ آمل اور ساریہ کی شہر پناہوں کو مسمار کر کے وہاں کے رہنے والوں کو پہاڑوں کی طرف جلا وطن کر دیا م اور جرجان کی سرحد پر طمیس سے ساحل دریا تک تین میل کی مسافت کی شہر پناہ بنوائی اردگرد چاروں طرف ایک گہری خندق کھدوائی۔ اسی طرح شاہان فارس نے ترکوں کو روکنے کے لئے ایک سرحد پر طمیس سے ساحل دریا تک تین میل لمبی شہر پناہ بنوائی۔ اردگرد چاروں طرف گہری خندق کھدوائی۔ اسی طرح شاہان فارس نے ترکوں کو روکنے کے لئے ایک شہر پناہ طبرستان میں بھی بنوائی تھی۔

دیلمیوں کی بغاوت:..... اسی زمانہ میں افشین (معتصم کے غلام) نے حکومت خراسان کی لالچ میں دیلمیوں سے سازش شروع کی۔ چنانچہ صوبہ خراسان میں بغاوت پھوٹ نکلی دیلم نے چاروں طرف سے یورش کر دی عبداللہ بن طاہر نے اپنے چچا حسن اور اپنے غلام حبان بن جبلہ کی کمان میں فوجیں روانہ کیں۔ خلیفہ معتصم نے بھی پے درپے امدادی فوجیں روانہ کرنا شروع کر دیں چاروں طرف سے عساکر شاہی نے گھیر لیا۔

قارن بن شہر یار:..... قارن بن شہر یار یعنی مازیار کا بھائی ساریہ میں تھا۔ سرداران عبداللہ بن طاہر نے قارن کو علم حکومت کی اطاعت کرنے کی تحریک شروع کی چنانچہ قارن نے اس شرط پر کہ اس کے آباؤ اجداد کے سب پہاڑی علاقوں کی حکومت اسے دی جائے گی علم خلافت کی اطاعت قبول کر لی۔ عبداللہ ابن طاہر نے صلح نامہ لکھ کر دیا۔ قارن نے اپنے چچا کو مازیار کے کمانڈروں کے ایک گروپ سمیت گرفتار کر کے عبداللہ بن ساہر کے حوالہ کر دیا پھر عبداللہ بن طاہر کے کمانڈر جنیال قارن میں کامیابی کے ساتھ داخل ہوئے اور ساریہ پر قبضہ کر لیا۔

مازیار اور افشین کا قتل:.....اس سے خلیفہ معتصم کو بے حد طیش پیدا ہوا چنانچہ اسے فوراً گرفتار کر کے قتل کر ڈالا۔ اس کے بعد قوہیار نے امن کی درخواست کی عبداللہ بن طاہر نے امن دیا مگر یہ شرط طے پائی کہ وہ اپنے بھائی مازیار کو گرفتار کر کے عبداللہ بن طاہر کے حوالہ کر دے گا اور یہ مازیار کو اس کی جگہ حکمرانی کی سند عطا کرے گا چنانچہ قوہیار نے اپنے بھائی مازیار کو گرفتار کر کے عبداللہ بن طاہر کے حوالہ کر دیا۔ جسے عبداللہ بن طاہر نے پابزنجیر بغداد روانہ کر دیا۔ اور خلیفہ معتصم نے سولی پر چڑھا دیا۔ اس کے بعد کسی ذریعہ سے افشین کی سازش کی خبر ہوگئی اس

مازیار کے غلام:.....مازیار کی گرفتاری کے بعد اس کے غلاموں نے قوہیار پر حملہ کر دیا۔ قوہیار نے اس کے مقابلے پر کمر باندھی چنانچہ مازیار کے غلام مقابلہ نہ کر سکے اور دیلم کی طرف بھاگ گئے۔ مگر شاہی فوجیں سامنے آ گئیں اور ان سب کو گرفتار کر لیا۔

کہا جاتا ہے کہ جس نے مازیار کے ساتھ بدعہدی کی تھی وہ مازیار کے چچا کا بیٹا تھا اس کی خواہش تھی کہ مازیار کو جبال طبرستان کی حکومت سے برطرف کر کے خود حکمران بن جائے اس بدعہدی میں مازیار کا غلام دار یہ بھی شریک تھا۔

علویوں کی دعوت:.....الغرض خلیفہ متوکل کے بعد خلافت عباسیہ کے قوائے حکمرانی کمزور ہوگئے۔ آفتاب حکومت کو گرہن لگ گیا۔ ہر صوبہ کے گورنروں نے خودمختار حکومتوں کا اعلان کر دیا۔ انہی دنوں علویوں کے ایلچی ممالک اسلامیہ کے آس پاس ظاہر ہو کر علویوں کی حکومت کی دعوت دینے لگے۔ مستعین کے دور میں حسن بن زید (زیدیہ علوی کا ایلچی) طبرستان میں ظاہر ہوا۔ جس کا تذکرہ آپ اوپر پڑھ چکے ہیں۔

محمد بن اوس:.....خراسان کی گورنری پر محمد بن طاہر بن عبداللہ بن طاہر تھا اس نے طبرستان پر اپنے چچا سلیمان بن عبداللہ بن طاہر کو مقرر کر رکھا تھا۔ لیکن حقیقت میں محمد بن اوس اس کی نیابت میں طبرستان میں حکومت کر رہا تھا سلیمان نام کا حاکم تھا۔ محمد بن اوس نے رعایا کے ساتھ ظالمانہ برتاؤ کئے۔ جس سے اراکین حکومت بددل ہو کر بغاوت پر تیار ہوگئے۔ اور اپنے ہمسائے دیلم کو بغاوت و سرکشی پر ابھار دیا۔ آپ کو یاد رکھنا چاہئے کہ یہ محمد بن اوس وہی شخص ہے جو زمانہ صلح میں دیلم کے ملک میں تلوار کے زور پر گھس گیا تھا اور ان کو نہایت بے رحمی سے قتل کیا تھا اور بہت سوں کو قید کر لایا۔

طبرستان حسن بن زید کا قبضہ:.....پھر جب اراکین حکومت (صوبہ طبرستان) نے سلیمان اور اس کے نائب محمد بن اوس کے مقابلہ میں دیلم کی مدد مانگی تو دیلم اس کاوش کی وجہ سے جو انہیں محمد بن اوس کی کج ادائی اور بے جا ظلم سے پیدا ہوگئی تھی اٹھ کھڑے ہوئے اور حسن بن زید کو جہاں پردہ تھا وہاں سے بلا کر سب نے اس کے ہاتھ پر بیعت کر لی اور اس کے ساتھ مل کر آمل پر چڑھ آئے اور آمل پر قبضہ کر لیا۔ اس کے بعد ساریہ پر یلغار کی جہاں سلیمان کو شکست ہوئی چنانچہ ان لوگوں نے ساریہ کو بھی اپنے قبضہ میں لے لیا پھر حسن بن زید (ایلچی) نے رفتہ رفتہ پورے صوبہ طبرستان پر قبضہ کر لیا اس کی اور اس کے بھائی کی حکومت کی بنیاد پڑ گئی جیسا کہ اس کے حالات میں لکھا گیا۔ تقریباً چالیس سال تک یہ حکومت قائم رہی۔ پھر محمد بن زید کے مارے جانے سے حکومت ختم ہوگئی۔

حسن اطروش:.....اس کے بعد حسن اطروش ❶ نامی ایک شخص عمر بن زید العابدین کی اولاد سے دیلم میں داخل ہوا۔ یہ شخص زیدی مذہب رکھتا تھا۔ اطروش تیرہ سال تک دیلم میں رہا۔ ان دنوں دیلم کا بادشاہ حسان بن وہشوان تھا۔ اطروش ان لوگوں کو اسلام کی دعوت دیتا اور ان سے عشر اور زکوۃ وصول کرتا تھا چنانچہ ایک بڑا گروہ اس کے ہاتھ پر اسلام لایا۔ اس نے ان کے لئے مسجدیں بنوائیں پھر انہیں مرتب و مسلح کر کے قزوین پر چڑھائی کی اور اس پر قبضہ کر لیا اس کے بعد سالوس کو بھی لے لیا۔ غرض رفتہ رفتہ اسلامی سرحدی علاقوں پر یکے بعد دیگرے قبضہ کرتا گیا پھر آمل بھی اسی کے قبضہ میں آ گیا۔

اطروش کا طبرستان پر قبضہ:.....جب اطروش کو ایک قسم کا اطمینان حاصل ہو گیا اور وہ گرد و نواح کے شہروں پر قابض ہو گیا تو اس نے ان سب کو جنگ طبرستان کی ترغیب دی۔ اس وقت طبرستان پر ابن سامان کی حکومت کا جھنڈا لہرا رہا تھا ان سب نے اطروش کے کہنے پر کمر باندھ لی اور ۳۰۱ھ میں طبرستان پر چڑھ آئے چنانچہ ابن صعلوک (حاکم طبرستان) مقابلہ پر آیا۔ اطروش نے اس کو شکست دی اور اس کے سارے ساتھیوں اور حامیوں کو

---

❶.....مسعودی میں اطروش حسن بن علی بن محمد بن علی بن ابی طالب لکھا ہے۔ مترجم

بری طرح پامال کیا۔ ابن صعلوک بھاگ کر ''رے'' پہنچا۔ پھر ''رے'' سے بغداد چلا گیا۔ اطروش نے طبرستان اور اس کے پورے صوبہ پر قبضہ کرلیا۔

اطروش کا قتل: ...... یہ سارے واقعات اور اس کی حکومت و دولت کے حالات دولت علویہ کے تذکرہ میں ہم لکھ آ چکے ہیں۔ دیلم اس کی پشت پناہی کررہے تھے۔ اور دیلم ہی کے سردار لڑائیوں میں اس کا ہاتھ بٹاتے تھے۔ وہی لوگ اس کے اراکین حکومت تھے۔ پھر اس کو سعید بن سامان کے لشکریوں نے ۳۰۴ھ میں مار ڈالا۔ اور حکومت کی باگ ڈور سرداران دیلم کے قبضہ میں چلی گئی جیسا کے دیلم کے حالات میں ہم لکھ آ چکے ہیں۔

فارس اور عراقین پر قابض سالاران دیلم کے حالات

دیلم کے کمانڈروں اور سالاروں کا ایک گروپ اطروش اور اس کے لڑکوں کی پشت پناہی اور مدد کرتا تھا ان میں سے سرخاب بن دہشوادان یعنی حسان کا بھائی بھی تھا جس کا شمار دیلم کے بادشاہوں میں ہوتا تھا یہ ابوالحسن بن اطروش کے لشکر کا کمانڈر انچیف تھا۔ اس کے بھائی علی کو خلیفہ مقتدر نے اصفہان کی حکومت عطا کی تھی۔ لیلی بن نعمان بھی دیلم کے بادشاہوں میں سے تھا۔ یہ بھی اطروش کا ایک مشہور سالار تھا۔ اس کے بعد اس کا داماد حسن ''داعی صغیر'' جرجان پر مقرر کیا گیا۔ ماکان بن کالی سرخابو حسان بن دہشوادان کا چچازاد بھائی سرداران دیلم میں سے تھا اسے ابوالحسن بن اطروش نے شہر استر آباد اور اس کے مضافات پر متعین کیا تھا۔

دیلمی سردار: ...... ان لوگوں کے علاوہ ایک گروہ دوسرا بھی دیلم کے سرداروں کا تھا۔ جن میں ماکان بن کالی کے ساتھیوں میں سے اسفار بن شیرویہ، تر داوتج بن زیار بن باور اور اس کا بھائی دشمکیر اور ریشکری کا نام خصوصیت کے ساتھ لیا جاتا ہے۔ مرداوتج کے ساتھیوں سے بنو بویہ بھی تھے جو بغداد، عراقین اور فارس کے بڑے بادشاہوں میں شمار کئے جاتے ہیں جس وقت دولت علویہ کی حکومت کا چراغ گل ہو گیا تو ان سالاروں نے طبرستان اور جرجان میں استبدادی حکومت کی بنیاد ڈال دی۔

سامانی اور دیلمی: ...... خلافت عباسیہ کی بساط حکومت اٹھنے کے بعد صوبہ خراسان پر صفار نے بنو طاہر کے ہاتھ سے قبضہ لے لیا۔ پھر بنو سامان نے ان سے جھگڑا کیا۔ اور داعی علوی نے بھی اس میں حصہ لیا۔ کافی عرصے تک جھگڑا ہوتا رہا۔ پھر کچھ عرصے بعد بنو سامان تنہا حکومت خراسان کی کرسی پر بیٹھ گئے لیکن بنو سامان کے سب حکمران دربار خلافت بغداد کی اطاعت کا اظہار کرتے تھے ان سامانیوں کا دارالحکومت ماوراء النہر میں تھا۔ سارا خراسان اور اس کا متعلقہ صوبہ انہی کے قبضہ میں تھا جب خلافت کی کمزوری زیادہ بڑھ گئی تو ملوک حکمرانان دیلم نے بھی ہاتھ بڑھائے ان کے کمانڈروں نے طبرستان میں حکومت پر قدم جما دیئے اپنی قوت کے غرہ میں ابن سامان سے لڑ گئے۔ سارے اسلامی علاقوں میں مور و ملخ کی طرح پھیل گئے جہاں دیکھو وہیں ان کا غلبہ و تصرف ہو گیا۔ ہر شخص نے جس ملک کو پایا دبا لیا۔ طبرستان کے علاوہ جرجان کے علاقے اور ''رے'' بھی انہی کے قبضہ میں تھے۔ انمیں سے بنو بویہ کا بہت دور دورہ ہوا۔ فارس اور عراقین پر حکمران ہوئے۔ دارالخلافت بغداد میں بھی انہی کی حکومت و غلبہ کا سکہ چلا انہوں نے اگلی و پچھلی فضیلت کا خاتمہ کر دیا۔ ان کی عظیم الشان حکومت پر اسلام نے فخر و مباہات کا اظہار کیا جس کو ہم ان کی حکومت کے تذکرے میں بیان کریں گے۔

لیلیٰ بن نعمان: ...... لیلیٰ بن نعمان، دیلم کا مشہور سپہ سالار تھا۔ اطروش کی اولاد ''المؤیدلدین اللّٰہ المنتصر لاولاد رسول اللّٰہ ❶'' کے القاب سے ان کو مخاطب کرتی تھی نہایت سخی اور شجاع تھا۔ اسے حسن بن قاسم ''داعی صغیر'' نے اطروش کے بعد ۳۰۸ھ میں جرجان پر مقرر کیا تھا۔ چنانچہ اس نے جرجان سے دامغان پر فوج کشی کی دامغان ابن سامان کے حکمرانوں کے زیر اثر تھا قراتکین نامی بنو سامان کا غلام حکومت کررہا تھا۔ قراتکین نے فوجیں آراستہ کر کے مقابلہ کیا۔ سخت اور خونریز جنگ کے بعد لیلی کو جرجان واپس جانا پڑا۔

قراتکین کی شکست: ...... اس کے بعد اہل دامغان نے ایک نہایت مستحکم قلعہ بنوایا۔ پھر قراتکین نے فوجیں حاصل کر کے لیلیٰ پر چڑھائی کردی چنانچہ لیلیٰ نے جرجان سے نکل کر مقابلہ کیا اور جرجان سے پندرہ کوس پر مورچہ جنگ قائم کیا۔ اس لڑائی میں قراتکین کو شکست ہوئی۔ اور انتہائی بے رحمی

---

❶ ...... (تاریخ الکامل ج ۵ ص ۶۸) پر المنتصر لآل رسول ﷺ تحریر ہے۔

سے اس کا لشکر پامال کر دیا گیا۔

نیشا پور پر قبضہ:..... قراتکین کا غلام فارس، لیلیٰ کے پاس چلا گیا اور اس سے مل گیا لیلیٰ نے بہت عزت سے ٹھہرایا اور اپنی بہن سے اس کا نکاح کر دیا۔ چنانچہ لشکریوں کی تعداد بڑھ گئی اور خرچ میں بھی اضافہ ہو گیا۔ ابو حفص قاسم بن حفص نے کہا کہ تم نیشا پور پر قبضہ کر لو، مال کی کمی کی شکایت دور ہو جائے گی۔ حسن داعی نے بھی نیشا پور پر حملہ کرنے کی ہدایت کی۔ چنانچہ لیلیٰ نے نیشا پور پر چڑھائی کی اور ۳۰۸ھ کے آخر میں اس پر قبضہ کر لیا۔ حسن داعی کے نام کا خطبہ پڑھا۔

لیلیٰ کی شکست:..... سعید نصر بن سامان کو اس کی خبر ملی تو غصہ سے کانپ اٹھا اور اپنے سرداروں حمویہ بن علی ❶ محمد بن عبداللہ بلعمی ابو الحسن صعلوک ❷ اور سیجور ❸ دوانی کو بڑی فوج کثیر کے ساتھ بخارا سے روانہ کیا۔ لیلیٰ بن نعمان سے مقام طوس میں لڑائی ہو۔ جس میں ان لوگوں نے لیلیٰ کو شکست دے دی۔

لیلیٰ کا قتل:..... بھاگ کر آمل پہنچ گیا اور وہیں روپوش ہو گیا۔ بقراخان نے پہنچ کر اس کا سراغ لگایا اور گرفتار کر کے حمویہ کو اس سے مطلع کر دیا۔ حمویہ نے اس کے قتل اور اس کے ساتھیوں کو امن دینے کا حکم بھیجا۔ چنانچہ بقراخان ❹ نے لیلیٰ بن نعمان کو قتل کر کے اس کا سر دار الخلافت بغداد بھیج دیا۔ یہ واقعہ ماہ ربیع الاول ۳۰۹ھ کا ہے۔ اب فارس (قراتکین کا غلام) تنہا جرجان میں باقی رہ گیا تھا، جس وقت قراتکین جرجان میں واپس آ گیا۔ فارس نے اپنے آقائے قدیم سے امن کی درخواست کی مگر قراتکین نے امن نہیں دیا اور اسے قتل کر کے جرجان سے لوٹ آیا۔

سرخاب بن دہشوواں:..... سرخاب بن دہشوواں دیلمی، اطروش اور اس کے بیٹوں کا کمانڈر تھا۔ اطروش کے مرنے کے بعد اس کے بیٹے ابوالحسن ناصر کے ہاتھ پر طبرستان اور استرآباد میں بیعت کی یہ اس کی فوج کا مشہور اور اہم سپہ سالار تھا جس وقت قراتکین لیلیٰ کے قتل کے بعد ابن نعمان، جرجان سے واپس ہوا تو ابوالحسن بن اطروش اور سرخاب بن دہشوواں نے جرجان پر یلغار کیا اور قابض ہو گئے۔

سرخاب کی موت:..... ۳۱۰ھ میں سعید نصر بن سامان نے یہ سن کر چار ہزار سواروں کے ساتھ سیجور والی کو روانہ کیا۔ جرجان سے تین کوس کے فاصلہ پر مورچہ قائم کیا اور چاروں طرف سے شہر کا محاصرہ کر لیا۔ مہینوں محاصرہ کئے رہا۔ پھر سرخاب نے شہر سے نکل کر صف آرائی کی سیجور نے چند دستہ فوج کو کمینگاہ میں بٹھا کر مقابلہ کیا اور لڑتے ہوئے آہستہ آہستہ پسپا ہوا۔ سرخاب نے جوش کامیابی میں تعاقب کیا چنانچہ جب کمینگاہ سے سرخاب نکل آیا سیجور کی فوج نے کمینگاہ سے نکل کر حملہ کر دیا۔ سرخاب کو شکست ہوئی۔ ابوالحسن بھاگ کر استرآباد پہنچ گیا۔ سرخاب باقی ماندہ کو فوج لے کر لڑتا رہا۔ بالآخر سیجور نے جرجان فتح کر لیا۔ اس کے بعد سرخاب مر گیا اور ابوالحسن ابن اطروش ساریہ چلا گیا اور وہیں مقیم ہو گیا۔

ماکان بن کالی:..... پھر سرخاب کے بجائے ماکان بن کالی کو مامور کیا۔ یہ سرخاب کا چچازاد بھائی تھا۔ محمد بن عبیداللہ طبعمی اس کی سرکوبی کو چلا سیجور نے ماکان کا محاصرہ کر لیا ایک مدت تک محاصرہ کئے رہا۔ جب محاصرے سے چھٹکارے کی صورت نظر نہ آئی تو محصورین نے کچھ مال دیکر ماکان سے صلح کر لی۔ ماکان نے ساریہ کا راستہ لیا ساریہ سے شماتیہ اور شماتیہ سے استرآباد چلا گیا۔ سامانیوں نے ان علاقوں پر بقراخان کو مامور کیا۔ ماکان نے موقع پا کر پھر فوج کشی کر دی اور دوبارہ ان شہروں پر قبضہ کر لیا۔ چنانچہ بقراخان اپنے ساتھیوں کے پاس نیشا پور چلا گیا۔

اسفار بن شہرویہ:..... اسفار بھی دیلم کا سردار اور ماکان بن کالی کا ساتھی تھا نہایت کج خلق ظالم اور ضدی مزاج تھا۔ ماکان نے اسے اپنی فوج سے نکال دیا۔ اسفار پریشان ہو کر بکر بن محمد بن الیسع والی نیشا پور کے پاس چلا گیا۔ بکر بن محمد بن الیسع حکمران سامان کی طرف سے۔ ان صوبوں کا گورنر تھا۔ بکر بن محمد بن الیسع نے اسفار کی عزت کی اور اپنے مخصوص مصاحبوں میں شامل کر لیا۔ ۳۱۵ھ میں فوج کی سرداری پر مقرر کر کے جرجان کے فتح

❶ ..... (تاریخ الکامل ج ۵ ص ۶۸) پر حمویۂ تحریر ہے۔ ❷ ..... (تاریخ الکامل ج ۵ ص ۶۸) پر ابو جعفر صعلوک تحریر ہے۔ ❸ ..... (تاریخ الکامل ج ۵ ص ۶۸) پر الدوانی کے بجائے الدواتی تحریر ہے۔ ❹ ..... (تاریخ الکامل ج ۵ ص ۶۸) پر بغراخان تحریر ہے۔

کرنے کے لئے اسے منتخب کیا۔

ابوالحسن بن کالی کا قتل:......ان دنوں ماکان بن کالی طبرستان میں تھا اور ابوالحسن بن کالی کو جرجان کی حکومت پر مقرر کیا تھا۔ اس نے ابوعلی بن اطروش کو کسی شبہ کی وجہ سے جرجان میں اپنے مکان میں قید کر دیا تھا۔ ایک روز رات کے وقت ابوعلی کے قتل پر آمادہ ہو کر اس کی خواب گاہ میں گیا۔ دونوں میں ہاتھا پائی ہونے لگی۔ اللہ تعالیٰ نے علوی (ابوعلی بن اطروش کو کامیاب کر دیا، اس نے ابوالحسن بن کالی کو مار ڈالا۔ اور قید سے نکل کر اگلے دن سپہ سالاروں کو بلوالیا۔ ان لوگوں نے حاضر ہو کر بیعت کی اور خلافت کی کرسی پر بٹھایا۔

علی بن خرشیہ:......اس نے اپنی فوج پر علی بن خرشیہ ❶ کو سردار بنایا۔ اور قار بن شرویہ کو یہ واقعات لکھ کر بھیجے اور بلوالیا چنانچہ اسفار بکر بن محمد سے اجازت حاصل کر کے ابوعلی کی طرف روانہ ہو گیا۔ علی بن خرشیہ نے جرجان اور اس کے گردونواح پر قبضہ کر کے دعوت علویہ کو پھیلانا شروع کیا۔ ماکان بن کالی کو اس کی خبر ملی تو فوجیں تیار کر کے طبرستان سے جرجان پر چڑھ آیا۔ علی بن خرشیہ نے جرجان سے نکل کر مقابلہ کیا اور اسے مار بھگایا اور طبرستان تک تعاقب کرتا چلا گیا اور اسے بھی اس سے چھین کر قابض ہو گیا۔ اس دوران ابوعلی بن اطروش اور اس کا سپہ سالار فوج علی بن خرشیہ مر گیا۔ چنانچہ اسفار اکیلا طبرستان کا مالک بن گیا۔

طبرستان پر ماکان کا قبضہ:......بکر بن محمد بن الیسع نے انہیں دنوں جرجان پر چڑھائی کروائی اور اس پر قبضہ کر کے نصر بن سامان کے دائرہ حکومت میں داخل کر لیا اس کے بعد ماکان طبرستان کی طرف لوٹا جہاں اسفار نے مقابلہ کیا۔ سخت اور خونریز جنگ کے بعد اسفار کو شکست ہوگئی اور ماکان نے طبرستان کا مقابلہ کیا۔ سخت اور خونریز جنگ کے بعد اسفار کو شکست ہوگئی اور ماکان نے طبرستان پر قبضہ کر لیا اور اسفار نے جرجان میں بکر بن محمد الیسع کے پاس جا کر دم لیا اور وہیں ٹھہرا رہا یہاں تک کہ بکر بن محمد بن الیسع کی وفات ہوگئی۔ چنانچہ سید نصر نے اسے ۳۱۵ھ میں جرجان کی حکومت پر مقرر کیا۔

طبرستان پر مرداویج کا قبضہ:......پھر سعید نصر بن سامان نے "رے" پر مقتدر کے دور خلافت میں قبضہ کر لیا اور محمد بن علی بن صعلوک کو اس کی حکومت دے دی۔ ماہ شعبان ۳۱۶ھ میں محمد بن علی بن صعلوک ایک سخت بیماری میں مبتلا ہو گیا۔ چنانچہ حسن داعی کی ترغیب سے اسفار والی جرجان نے مرداویج بن زیاد کو جو کہ حکمرانان جبل میں سے تھا بلا کر اپنی فوج کا سپہ سالار مقرر کر دیا اس نے طبرستان پر چڑھائی کی اور اس پر قبضہ کر لیا۔

اسفار کا رے پر قبضہ:......جس وقت اسفار نے طبرستان پر قبضہ کیا تو مرداویج اس کے ساتھ تھا۔ "رے" پر ان دنوں ابن صعلوک کی حکومت تھی اسفار نے "رے" بھی اس سے چھین لیا۔ اس کے بعد قزوین، زنجان، ابہر قم اور کرخ وغیرہ پر بھی قابض ہو گیا۔ حسن بن قاسم داعی صغیر اس کے ساتھ ساتھ تھا۔ چنانچہ جب اسفار نے اس سے علیحدہ ہو کر طبرستان پر قبضہ کر کے جرجان کو بھی اپنے دائرہ حکومت میں شامل کر لیا تو ماکان اور حسن داعی نے اسفار پر چڑھائی کر دی چنانچہ مقام ساریہ ❷ میں فریقین سے مدبھیڑ ہوئی۔ ماکان شکست کھا کر بھاگ گیا اور حسن داعی مارا گیا۔

ہزرسندان:......شکست کی وجہ بیان کی جاتی ہے کہ حسن داعی، دیلم کو منکرات اور ممنوعات شرعیہ سے بچنے کی تاکید کرتا اور اوامر کی پابندی میں سختی سے کام لیتا تھا۔ یہ بات دیلم کو ناگوار گزر رہی تھی انہوں نے آپس میں مشورہ کیا کہ حسن داعی کے بجائے ابوالحسن بن اطروش کو اور ماکان کی جگہ ہزرسندان ❸ (مرداویج کے ماموں) کو مقرر کرنا چاہئے۔ چنانچہ امداد کے بہانے سے ہزرسندان کو دامغان سے بلایا۔ یہ "احمد طویل" کے پاس دامغان میں تھا۔ چنانچہ جب ھزرسندان جرجان پہنچا تو حسن داعی اسے دوسرے سالاران دیلم کے ساتھ اپنے محل میں لے گیا اور سب کو گرفتار کر کے مار ڈالا۔ اور اپنے سپاہیوں کو حکم دیا کہ ان جان باختہ سازش کرنیوالے کے مال واسباب کو لوٹ لو۔

حسن داعی کی موت:......دیلم کو یہ امر شاق گزرا اور وہ وقت کے منتظر رہے یہاں تک کہ جب اسفار سے مدبھیڑ ہوئی تو دیلم، حسن داعی اور ماکان

---

❶ ......(تاریخ الکامل ج ۵ ص ۶۸) پر علی بن خرشید تحریر ہے۔ ❷ ......ساریہ طبرستان کا ایک شہر ہے اس کے اور آمل کے درمیان اٹھارہ فرسخ کا فاصلہ ہے دیکھیں (معجم البلدان یاقوت حموی)۔ ❸ ......تاریخ الکامل ج ۵ ص ۱۰۷ پر "ہرواسان" تحریر ہے۔ جبکہ الوافی بالوفیات میں "ہروشزات" تحریر ہے۔ ۳۰ تصحیح واستدراک ثناء اللہ محمود

کو چھوڑ کر بھاگ کھڑے ہوئے۔ ماکان تو بھاگ گیا لیکن حسن داعی مارا گیا۔ اسفار نے رے، قزوین، زنجان، ابہر قم اور کرخ پر جو کہ دیلم کے قبضہ میں تھے قبضہ کر کے طبرستان اور جرجان کے صوبے میں ملا لیا۔ اور سعید بن سامان کی حکومت کے ماتحت حکمرانی کرنے لگا۔ ساریہ کو اپنا دارالحکومت بنایا۔ ''رے'' پر ہارون بن بہرام صاحب جناح کو مقرر کیا اسفار ❶ خطبے میں ابوجعفر علوی کا نام لیا کرتا تھا پھر اسفار نے ابوجعفر کو بلایا اور آمل کے کسی بڑے گھرانے میں اس کا نکاح کروا دیا۔ ابوجعفر اپنے علوی گروپ کے ساتھ آیا رو اسفار نے ان سب کو گرفتار کر لیا اور بخارا بھیج دیا اور قید کر دیا یہاں تک کہ جب سعید کا بھائی یحییٰ رہا ہوا تو یہ بھی اس کے ساتھ دیلم میں آیا تو اسفار نے ان سب کو گرفتار کر لیا اور بخارا بھیج دیا اور قید کر دیا۔ یہاں تک کہ جب سعید کا بھائی یحییٰ رہا ہوا تو یہ بھی اس کے ساتھ رہا ہوئے اور یہ چند نوجوان تھے جیسا کہ ہم نے ذکر کیا۔

الموت پر اسفار کا قبضہ:...... ان شہروں کے فتح ہونے کے بعد رے کے راستہ پر صرف قلعہ موت باقی رہ گیا تھا جو کہ سیاہ چشم بن مالک دیلمی کے قبضہ میں تھا۔ اسفار نے اس کو ساتھ ملا کر قزوین کی حکومت کی لالچ دی اور یہ درخواست کی کہ کچھ عرصے میرے اہل وعیال کو قلعہ موت میں رہنے کی اجازت دے دو سیاہ چشم نے اسے منظور کر لیا۔ چنانچہ اسفار نے اپنے اہل وعیال کو قلعہ موت میں بھیج دیا۔ اور خدمت کرنے کے بہانے سے ایک سو جنگ جوؤں کو ساتھ کر دیا۔ ادھر ان لوگوں نے قلعے میں داخل ہو کر ہلڑ مچا دیا اور قلعہ پر قبضہ کر لیا۔

محمد بن جعفر کا قتل:...... ادھر اسفار نے سیاہ چشم کو گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا۔ اس کے بعد والی نہاوند نے امن کی درخواست کی۔ اسفار نے اسے امن دے کر اس کی حکومت پر بحال رکھا اور سمنان کی طرف بڑھا۔ محمد بن جعفر (والی سمنان) نے روک تھام کی۔ اسفار نے ''رے'' سے اپنے چند حمایتیوں کو ملانے کی غرض سے محمد بن جعفر کے پاس بھیجا ان لوگوں نے اسے جھانسہ دے کر امن کی درخواست پر تیار کر لیا۔ مگر اسفار نے اسے امن دے کر دھوکا دیا اور قتل کر کے قلعہ کے فصیل پر لٹکا دیا۔

اسفار کی بغاوت:...... ان مسلسل کامیابیوں اور فتوحات سے اسفار کا دل بڑھ گیا۔ حکومت پر استقلال کے ساتھ قدم جم گئے۔ خود مختاری کی ہوا دماغ میں سما گئی۔ چنانچہ وہ سعید بن سامان سے باغی ہو گیا۔ اسے تاج پہننے سونے کے تخت پر بیٹھنے کا شوق چڑ آیا۔ فوجیں تیار کیں اور ابن سامان اور خلیفہ سے لڑنے کے لئے اٹھ کھڑا ہوا۔ خلیفہ مقتدر نے ہارون بن غریب الخال کو امیر لشکر مقرر کر کے اسفار کو زیر کرنے کے لئے فوجیں روانہ کیں۔ اسفار نے ان کا مقابلہ کیا اور زیر کر لیا۔

ابن سامان کے ساتھ صلح:...... تب ابن سامان نیشاپور سے اسفار سے جنگ کرنے کے لئے روانہ ہوا۔ اسفار کے وزیر مطرف بن محمد جرجانی نے اسے مشورہ دیا کہ ابن سامان سے لڑنا اچھا نہیں ہے اپنے آقا اور ولی نعمت کو نذر و نیاز دے کر اس سے صلح کر لو چنانچہ اسفار نے قیمتی قیمتی تحائف ابن سامان کی خدمت میں روانہ کئے اور واپس جانے کی درخواست کی۔ ساتھ ہی اس کے ابن سامان کے اراکین حکومت کو بھی اپنے ساتھ ملا لیا۔ چنانچہ ابن سامان اس شرط پر واپس گیا کہ میرے نام کا خطبہ پڑھا جائے اور اسفار آئندہ اطاعت سے ذرہ بھر بھی منحرف نہ ہو۔ اسفار نے ان شرائط کو منظور کر لیا اور آپس میں صلح ہو گئی۔

اہل رے پر ظلم:...... اسفار نے ابن سامان کی واپسی کے بعد اہل رے پر بھاری بھاری ٹیکس مقرر کئے اور ان پر ظلم کرنے لگا۔ اہل قزوین کو لٹوا لیا اور ان پر دیلم کو مقرر کر دیا جس سے ان لوگوں پر زمین تنگ ہو گئی اور وہ طرح طرح کے مصائب میں گرفتار ہو گئے۔

اسفار اور مرداویج کی کشیدگی:...... مرداویج بن زیاد، اسفار کا کمانڈر تھا۔ اسفار کا ظلم حد سے بڑھ گیا تھا۔ اس سے رعایا کو بے حد شکائتیں پیدا ہو گئی تھیں اس نے مرداویج کو اپنی اطاعت کا پیغام دے کر سمیران ❷ حاکم آذربیجان) کے پاس روانہ کیا۔ مرداویج، روانہ ہونے کو تو روانہ ہو گیا۔ مگر اسفار کے ظلم اور عوام الناس کے ساتھ بدخلقی سے پیش آنے کی وجہ سے رک گیا۔ اسفار کو یہ بات ناگوار گزری چنانچہ مرداویج پر حملہ کرنے کا ارادہ ظاہر کیا تو کمانڈروں نے بھی تائید کر دی جن میں اس کا وزیر مطرف بن محمد بھی تھا۔ چنانچہ اسفار کمانڈر کے ساتھ مرداویج کی طرف بڑھا۔ مرداویج کو اس کی خبر مل

❶ ...... تصحیح واسندراک ثناء اللہ محمود۔ ❷ ...... یہاں صحیح لفظ شمیران الطرم ہے دیکھیں تاریخ الکامل ج ۵، ص ۱۰۶۔

گئی وہ رَے کی طرف چلا گیا، ماکان بن کالی کو طبرستان میں یہ واقعات لکھ بھیجے اور اسے اسفار کے مقابلہ پر ابھار دیا۔

اسفار کا فرار: ...... چنانچہ ماکان فوجیں تیار کر کے اسفار کی طرف بڑھا اسفار، بیہق سے بھاگ کر بست پہنچ گیا پھر رے کے راستے قلعہ موت کی طرف روانہ ہو گیا۔ چونکہ اس کے ساتھ اہل وعیال اور خزانہ تھا اس تگ ودو میں اس کے بعض ساتھیوں نے ساتھ چھوڑ دیا۔ اور مرداویج کو اس کی اطلاع کر دی۔ مرداویج سفار کی طرف بڑھا۔ اور اپنے ایک یا دو کمانڈر کو اسفار کے پاس بھیجا اسفار نے ان سے ملاقات کی اور ان سپہ سالاروں کا حال پوچھا جنہوں نے اس کا ساتھ چھوڑ دیا تھا چنانچہ ان لوگوں نے ظاہر کیا کہ مرداویج نے ان لوگوں کو قتل کر دیا ہے۔

اسفار کا قتل: ...... یہ خبر سننے سے اسفار کو بے حد خوشی ہوئی۔ اس کے بعد موقع پا کر مرداویج کے بھیجے ہوئے کمانڈر نے اسفار کو گرفتار کر کے مرداویج کے پاس پہنچا دیا۔ مرداویج نے اسے رے میں قید رکھنا چاہا۔ لیکن ساتھیوں نے اس سے اسفار کے مکروفریب کی وجہ سے اختلاف کیا چنانچہ مرداویج نے اسفار کو قتل کر دیا اور رے کی طرف لوٹ آیا۔

مرداویج کی حکومت: ...... اسفار کے مارے جانے کے بعد مرداویج نے ملک گیری کے خیال سے اطراف وجوانب پر ہاتھ بڑھائے۔ قزوین، رے ہمدان کنکور، دینور، وجرد، قم، قاسان اصفہان اور خیر باد ❶ پر یکے بعد دیگرے قبضہ کر لیا اس کے قدم استقلال حکومت پر جم گئے نخوت و کبر کی ہوا دماغ سما گئی۔ سونے کے تخت پر بیٹھا۔ تاج پہنا۔ اس کے فوجی کمانڈر چاندی کی کرسیوں پر بیٹھے۔ لشکر کو کچھ فاصلہ پر کھڑے ہونے کا حکم دیا اور صاحب مقرر کئے۔

مرداویج کا طبرستان پر قبضہ: ...... آپ اوپر پڑھ چکے ہیں کہ مرداویج نے ماکان کو اسفار کے مقابلہ پر ابھار کر اپنا کام نکال لیا تھا یہاں تک کہ اسفار کو مار ڈالا گیا۔ اس سے مرداویج کے قدم حکومت وسلطنت پر استحکام واستقلال سے جم گئے۔ طبرستان اور جرجان کے ارادے سے ۳۱۶ھ میں چڑھائی کی۔ ماکان مقابلہ نہ کر سکا اور بھاگ کھڑا ہوا۔ مرداویج نے طبرستان پر قبضہ کر کے اسفہلان کو حکومت دی اور اس کی فوج پر ابوالقاسم کو مقرر کیا۔

مرداویج کا جرجان پر قبضہ: ...... ابوالقاسم نہایت دلیر اور شجاع شخص تھا طبرستان سے فارغ ہو کر جرجان کی طرف بڑھا۔ ماکان کا گورنر جرجان بھی بھاگ گیا۔ چنانچہ مراداویج نے جرجان پر بھی قبضہ کر کے اپنے داماد ابوالقاسم کو اس کا حاکم بنا دیا۔ اس کے بعد اصفہان کی جانب لوٹا تو ابوالقاسم بھی آملا۔ والی اصفہان کو شکست ہوگئی۔ غرضیکہ رفتہ رفتہ ان تمام شہروں پر مرداویج کا قبضہ ہو گیا۔

ماکان کی کسمپرسی: ...... ماکان نے نیشاپور میں جا کر پناہ لی۔ ابوعلی بن مظفر سپہ سالار لشکر ابن سامان سے امداد مانگی چنانچہ ابوعلی نے ماکان کی مدد پر کمر باندھی اور فوجیں مرتب کر کے مرداویج کی طرف بڑھا مگر ابوالقاسم نے ان دونوں کو شکست دے دی۔ دونوں شکست کھا کر نیشاپور لوٹ آئے اس کے بعد ماکان نے وامغان کا رخ کیا ابوالقاسم نے یہاں سے بھی اس کو مار بھگایا۔ بادل ناخواستہ خراسان واپس آ گیا۔

مرداویج اور خلیفہ مقتدر کا لشکر: ...... جس وقت مرداویج نے ''رے'' پر قبضہ کر لیا۔ دیلم چاروں طرف سے اس کے پاس آ کر جمع ہو گئے مرداویج نے ان کو انعامات اور وظائف دئے جس سے فوج کی تعداد بڑھ گئی اور آمدنی ان کے لئے ناکافی ہونے لگی چنانچہ قرب وجوار کے شہروں پر ہاتھ بڑھانے کا ارادہ کیا چنانچہ ۳۱۹ھ میں ہمدان پر قبضہ کرنے کی غرض سے ایک بڑی فوج کی کمان میں روانہ کی اس وقت ہمدان میں محمد بن خلف گورنری کر رہا تھا۔ خلیفہ مقتدر کی فوج وہاں موجود تھی۔ دونوں فوجوں نے معرکہ کارزار گرم کر دیا۔ شاہی فوج نے بڑے بڑے کارنامے انجام دیئے۔ سیکڑوں بلکہ ہزاروں دیلمی مارے گئے۔ مرداویج کا بھانجہ بھی اسی معرکہ میں کام آ گیا۔ مرداویج کو اس کی خبر ملی تو اس نے فوجیں مرتب کر کے ہمدان پر حملہ کر دیا چنانچہ خلیفہ کی افواج بھاگ گئیں اور مرداویج بزور تیغ ہمدان میں گھس گیا۔ پھر کشت وخون کی کوئی حد نہ رہی اس نے بہت بری طرح سے اہل ہمدان کو پامال کیا۔ عورتوں اور بچوں کو پکڑ کر لے گیا اور لونڈی غلام بنا لیا۔ اس کے بعد لوگوں کو امن دے دیا۔

---

❶ ...... یہاں صحیح لفظ جرباذقان ہے دیکھیں تاریخ الکامل ج ۵، ص ۱۱۰۔

مرداویج کی دست درازیاں:......خلیفہ مقتدر کی فوجیں متحد ہوکر دوبارہ حملہ آور ہوئیں۔ ہارون غریب الخال فوج کا سپہ سالار تھا۔ ہمدان کے باہر فریقین نے صف آرائی کی۔ مگر مرداویج نے ان کو شکست دیدی۔ ہمدان کے علاوہ اور بلاد جبل پر بھی قبضہ کرلیا اس کے بعد اپنے ایک سپہ سالار کو دینور فتح کرنے کے لئے روانہ کیا۔ چنانچہ اس نے دینور کو بھی بزور تیغ فتح کرلیا مرداویج کا لشکر قتل وغارت کرتا ہوا حلوان تک پہنچ گیا۔ مال، اسباب، اور قیدیوں سے مالا مال ہوکر واپس آیا۔

یشکری ❶ اصفہان میں:......یشکری بھی دیلمی اور اسفار کا ساتھی تھا۔ اسفار کے قتل کے بعد خلیفہ مقتدر سے امن حاصل کرکے ہارون بن غریب الخال کی فوج میں شامل ہوگیا تھا۔ جب ہارون کو ۳۱۹ھ میں مرداویج کے مقابلہ میں شکست ہوئی تو ہارون نے یشکری کو نہاوند مال اور کمک لینے بھیجا اور ❷ مدد کے انتظار میں قرتکلین میں ٹھہرا رہا۔ مگر یشکری نے نہاوند پر قبضہ کرلیا۔ مال وسامان جنگ درست کرکے فوجیں مرتب کرلی اور اصفہان پر حملہ کردیا۔ اصفہان میں احمد بن کیغلغ تھا۔ یہ بھی فوجیں تیار کرکے مقابلہ پر آیا مگر یشکری نے شکست دیکر اصفہان پر قبضہ کرلیا۔ اس کی فوجیں شہر میں داخل ہوگئیں۔ اور احمد کیغلغ شہر چھوڑ کر نکل آیا اور بیرون شہر قیام کیا۔ یشکری یہ سمجھ کر کہ یہ میری ہی فوج کا سردار ہے احمد کے پاس چلا گیا چنانچہ احمد بن کیغلغ نے اس کو پہچان لیا وہ جیسے ہی قریب آیا اسے ایک ہی وار سے ختم کردیا اس کی فوجیں اس واقعہ کے بعد سے منتشر ہوگئیں۔ اور احمد بن کیغلغ اصفہان میں دوبارہ آ گیا۔

مرداویج کا اصفہان پر قبضہ:......۳۱۹ھ کے آخر میں مرداویج نے ایک فوج اصفہان فتح کرنے کے لئے روانہ کی۔ چنانچہ اس فوج نے اصفہان پر قبضہ کرلیا۔ احمد بن عبدالعزیز بن ابی دلف ❸ کے محل کو از سر نو بنوایا جس میں مرداویج نے آ کر قیام کیا۔ اس وقت اس کی فوج کی تعداد پچاس ہزار تک پہنچ گئی تھی۔ فتح اصفہان کے بعد اہواز اور خراسان پر قبضہ کرنے کے لئے فوجیں روانہ کیں اہواز اور خراسان بھی مرداویج کے علاقوں میں شامل ہوگئے۔ اس کے بعد مرداویج نے خلیفہ مقتدر کی خدمت میں ایک خط بھیجا اور یہ درخواست کی کہ ان شہروں پر قبضہ کے بدلے میں دو لاکھ دینار سالانہ حاضر کیا کروں گا۔ خلیفہ مقتدر نے اسے منظور کرلیا۔ ہمدان اور ماہ کوفہ میں جاگیر عنایت کی۔

وشمکیر اور مرداویج:......۳۱۶ھ میں مرداویج نے اپنی فوج سے ایک ایلچی اپنے بھائی وشمکیر کو لانے کے لئے روانہ کیا۔ چنانچہ ایلچی نے وشمکیر کے پاس پہنچ کر مرداویج کا پیغام پہنچایا۔ اس کی حکومت ورجاہ وجلال کے حالات بتائے وشمکیر کو اس سے بے حد تعجب ہوا اور اپنے بھائی مرداویج کی حرکات کو حقارت کی آنکھوں سے دیکھا۔ وجہ یہ تھی کہ دیلم اور جبل طبرستان کے علویوں کے حمایتیوں میں سے تھے۔ اور مرداویج نے خلافت بغداد کی اطاعت قبول کرلی تھی۔

وشمکیر اور مرداویج کی ملاقات:......ایلچی وشمکیر کو برابر سمجھاتا رہا یہاں تک کہ وشمکیر اپنے بھائی سے ملنے کے لئے روانہ ہوگیا اور قزدین پہنچا مرداویج سے ملاقات ہوئی مرداویج نے تبادلہ خیال کے بعد اسے سیاہ ❹ کپڑے پہنائے اور اپنے پاس ٹھہرایا۔ وشمکیر کو امور سیاسی میں بہت بڑا ملکہ حاصل تھا۔ اس لئے ملک کی خوشحالی بڑھ گئی۔ رعایا آباد اور سرسبز ہوگئی۔

مرداویج اور ابن سامان جرجان میں:......ابوبکر مظفر خراسان میں نصر بن سامان کی فوج کا کمانڈر تھا اس نے جرجان پر قبضہ کرلیا تھا چنانچہ جب مرداویج نے خراسان اور اہواز کی مہم سے فراغت پائی تو ''رے'' کی طرف لوٹ آیا اور ''رے'' سے فوجیں تیار کرکے جرجان پر چڑھائی کردی۔ ابوبکر مظفر جرجان سے مدد کے لئے نیشاپور آ گیا ان دنوں نیشاپور میں سعید نصر بن سامان موجود تھا۔ ابوبکر مظفر نے حاضر ہوکر حالات عرض کئے سعید نصر نے مرداویج کے مقابلہ پر کمر باندھی محمد بن عبداللہ بلعمی نامی ابن سامان کے کمانڈر نے مرداویج کے وزیر مطرف بن محمد سے خط وکتابت شروع کی اور کچھ

---

❶......ہمارے پاس موجود ابن خلدون کے جدید عربی ایڈیشن ج ۴ ص ۲۷۴ پر ''لشکری'' تحریر ہے۔ جب کہ تاریخ طبری میں ''الاشکری'' اور تاریخ طبری کے تکملہ میں ''بشکری'' تحریر ہے۔ ❷......تصحیح واستدراک مفتی اعظم ثناء اللہ محمود رحمۃ اللہ دامت برکاتہ اس کے علاوہ تاریخ الکامل میں قرقلنین کے بجائے قرمیسین میں یشکری کا ٹھہرنا تحریر کیا گیا ہے۔ ❸......ابن اثیر نے اپنی تاریخ الکامل میں ''العجلی'' کا لفظ زیادہ کیا ہے۔ ❹......ابن اثیر نے لکھا ہے کہ اس نے سیاہ کپڑے پہنے اور سیاہ کپڑے پہننے والوں یعنی عباسی خلفاء کی خدمت کی۔

عرصے بعد ملالیا۔ مرداویج کو اس کی خبر مل گئی۔ چنانچہ اس نے اپنے وزیر کو مارڈلا۔

مرداویج اور عبداللہ بلعمی کی صلح:......تب محمد بن عبداللہ بلعمی نے مرداویج کے پاس ایک ایلچی روانہ کیا اور یہ کہلوایا کہ تم نے جرجان پر فوج کشی کرنے میں غلطی کی تم کو سعید بن سامان کے مقابلہ پر نہیں آنا تھا اس کے حقوق اور احسان تم بہت زیادہ ہیں۔ اب بھی اگر تم جرجان کو چھوڑ دو تو میں تمہیں رے میں بہت سامان اور رقم دلوا سکتا ہوں مرداویج پر محمد بن عبداللہ بلعمی کا جادو چل گیا۔ لہٰذا جرجان سے واپس آ گیا اور فریقین میں صلح ہوگئی۔

بنی بویہ کی ابتداء:......بنی بویہ تین بھائی تھے۔ (۱) عماد الدولہ ابوالحسن علی، (۲) رکن الدولہ حسن اور (۳) معز الدولہ ابوالحسن احمد' ان سب میں عماد الدولہ ابوالحسن علی بڑا تھا جس وقت ان لوگوں نے اسلامی علاقوں کے صوبوں پر تصرف حاصل کر لیا اور خلافت کی طرف سے حکومت عطا ہوئی تو خلفاء بغداد نے ان القاب سے انہیں مخاطب کیا۔ جیسا کہ ہم آئندہ تحریر کریں گے، یہ وہی ہیں جنہوں نے دارالخلافت میں خلفاء کو اپنی حکمت عملی سے دبالیا تھا جسے آپ آگے چل کر پڑھیں گے۔

بنو بویہ کا نسب:......ان کے باپ کا نام ابوشجاع بویہ بن فناخس ❶ تھا۔ ان کے نسب کے بارے میں مؤرخین کا اختلاف ہے ابونصر بن ماکولا نے ان کو کوہی بن شیرزیک اصغر بن شیر کوہ بن شیرزیک اکبر بن سران شاہ بن شیر قند بن سیسان شاہ بن سیر بن فیروز بن شروزیل بن سنسناو بن بہرام جور کی طرف منسوب کیا ہے۔ بقیہ نسب ان کا شاہان فارس کے بان میاں لکھا جا چکا ہے۔

ابن مسکویہ کی تحقیق:......ابن مسکویہ کہتا ہے کہ ان لوگوں کا یہ دعویٰ ہے کہ لوگ یزدجرد بن شہریار آخری تاجدار فارس کی اولاد میں سے تھے۔ سچی بات تو یہ ہے کہ یہ نسب گھڑا ہوا ہے وہی شخص اسے قبول کرے گا جس کو معلومات نہ ہوں ان لوگوں نے اس نسب کے ذریعہ خود کو بہت اہم اور خاص بنانا چاہا تھا۔ اگر یہ لوگ نسباً دیلم میں داخل وشامل نہ ہوتے تو ان کو ان کی ریاست وسرداری ہرگز حاصل نہ ہوتی۔

علامہ ابن خلدون کی تحقیق:......میں اس بات کو تسلیم کرتا ہوں کہ انساب میں تغیرات پیدا ہوتے ہیں اور بہت سی باتیں چھپ جاتی ہیں۔ ایک شاخ سے دوسری شاخ کی طرف، ایک قوم سے دوسری قوم میں انساب منتقل ہوتے رہتے ہیں۔ لیکن یہ اس وقت ہوتا ہے۔ عرصہ بہت لمبا گذر جائے اگلی نسلیں فنا ہو جائیں قوموں کی حالتیں تبدیل ہو جاتی ہیں چنانچہ بنی بویہ سے یزدجرد اور حکومت فارس کے اختتام تک تین سو سال کا زمانہ گذرا ہے جس میں سات یا آٹھ گروپ گزرے۔ جن میں ان کے انساب مل جل گئے۔ پچھلی نسلیں ایک دوسرے سے خلط ملط ہوگئیں ایسی حالت میں اتنے طویل زمانہ میں نسلوں کی پیچیدگی کی گتھی کیسے سلجھ سکتی ہے۔ اور اگر ہم اس بات کو تسلیم کر لیتے ہیں کہ ان کا نسب آخری بادشاہ فارس تک واضح طور سے مل جاتا ہے تو یہ بات دیلم پر ان کی ریاست وسرداری کو مانع ہے اس میں ذرا بھی شک نہیں ہے کہ ان کے انساب محفوظ نہیں رہے بلکہ ضائع ہو گئے۔ واللہ اعلم

ابوشجاع:......بنو بویہ دیلم کے متوسط الحال لوگوں میں تھے ان کے ابتدائی حالات یہ ہیں کہ ان کا باپ ابوشجاع فقیر تھا اس نے ایک روز رات میں یہ خواب دیکھا کہ ''میں پیشاب کر رہا ہوں، اور میرے عضو مخصوص سے ایک بہت بڑی آگ نکلی جس سے ساری دنیا روشن ہوگئی پھر یہ آگ بڑھی بلند ہوئی۔ آسمان تک پہنچی۔ پھر اس کی تین شاخیں ہوگئیں ہر ایک شاخ سے متعدد شاخیں نکلیں، ہر شاخ سے دنیا میں روشنی پھیل گئی، اور تمام دنیا اس آگ کے آگے جھک رہی تھی۔''

خواب کی تعبیر:......ایک تعبیر کرنے والے نے یہ تعبیر کی کہ ابوشجاع کے تینوں بیٹے ملک میں حکومت کریں گے ان کا ذکر پوری دنیا میں پھیل جائے

---

❶......یہاں صحیح لفظ فناخسرو ہے۔ دیکھیں (تاریخ الکامل ج ۵،ص ۱۴۹)۔ ❷......ان کے نسب کے لئے دیکھیں تاریخ الکامل جلد ۵ ص ۱۴۹ صاحب الفخری ۲۷۷ کی رائے یہ ہے کہ ان کا سلسلہ نسب بنی بویہ سے فارسی بادشاہوں میں سے کسی ایک بادشاہ تک جا ملتا ہے حتیٰ کہ یہ سلسلہ نسب یہود ابن یعقوب بن اسحٰق بن ابراہیم علیہم السلام اور اسی طرح ان سے آگے پھر حضرت آدم علیہ السلام تک جا پہنچتا ہے۔ بنو بویہ دیلمیوں میں سے نہیں تھے بلکہ دیلمی ان کو دیلمی علاقوں میں رہنے کی وجہ سے کہتے ہیں۔ اور لفظ بویا کے بارے میں دائرۃ المعارف الاسلامیہ (اسلامک انسائیکلوپیڈیا) میں لکھا ہے کہ ان کا نسب ''بہرام جور'' تک نہیں بلکہ اس کے ایک وزیر ''مہرنرسی'' تک پہنچتا ہے۔

گا۔ جیسا کہ آگ بلند ہوئی تھی اور ان لوگوں کی نسل سے متعدد بادشاہ پیدا ہوں گے'' ابوشجاع کو یہ بات بعید از قیاس معلوم ہوئی کیونکہ وہ غربت کی حالت میں تھا تعبیر کرنے والے نے دریافت کیا اور تمہارے لڑکے کس وقت پیدا ہوئے تھے۔'' چنانچہ ابوشجاع نے ان کی پیدائش کے اوقات بتائے تعبیر بتانے والا نجومی بھی تھا اس نے اس کے تینوں لڑکوں کے زائچہ درست کئے اور یہ حکم لگایا کہ یہ تینوں لڑکے حکومت و ریاست کی کرسی پر بیٹھیں گے۔ اور بادشاہت کریں گے۔

ماکان اور بنو بویہ:...... چنانچہ جب سپہ سالاران دیلم لیلیٰ، ماکان، اسفار اور مرداویج وغیرہ نے ملک گیری کے ارادے سے خروج کیا اور تمام ممالک میں پھیل گئے۔ ہر کمانڈر کے ساتھ ایک گروہ دیلم اور ان کے ریشوں اور متبعین کا تھا۔ بنو بویہ بھی انہی لوگوں کے ساتھ نکلے اور ماکان کے اشاف میں شامل ہو گئے۔ پھر جب ماکان کی حکومت میں اضطراب پیدا ہوا اور مرداویج نے اس کو پے درپے طبرستان اور جرجان سے مغلوب کر کے باہر نکال دیا تو یہ شکست کھا کر نیشا پور چلا گیا چنانچہ بنو بویہ نے اس سے علیحدگی کا ارادہ کیا۔ اجازت طلب کی اور یہ عرض کیا کہ ہم لوگ آپ سے اخراجات کا بوجھ کرنے کے لئے علیحدہ ہو رہے ہیں جس وقت آپ کا نظام حکومت درست ہو جائے گا ہم لوگ دوبارہ حاضر خدمت ہو جائیں گے'' ماکان نے اجازت دے دی چنانچہ بنو بویہ، مرداویج کے پاس چلے گئے۔ ان کے ساتھ ماکان کے لشکر کے کمانڈروں کا ایک گروپ بھی آ گیا۔

بنو بویہ اور مرداویج:...... مرداویج نے ان سب کو اپنی خدمت میں رکھ لیا ہر ایک کو اپنے زیر کنٹرول علاقوں میں سے ایک ایک طرف کا حاکم بنایا۔ عہدنامے لکھ کر دیئے علی ابن بویہ کو کرمس کی حکومت حوالے کی چنانچہ بنو بویہ رے آ گئے۔ اس وقت رے میں وشمکیر کا بھائی مرداویج موجود تھا اور اس کا وزیر حسین بن محمد عمید (ابوالفضل کا بھائی) بھی تھا۔ ابھی بنو بویہ اپنے مقبوضہ علاقوں میں گئے بھی نہ تھے کہ مرداویج نے اپنے بھائی وشمکیر اور اس کے وزیر عمید کو لکھ کر بھیجا کہ ان پناہ گزین سرداروں کو میرے پاس واپس بھیج دو۔

بنو بویہ اور وزیر عمید:...... چونکہ علی بن بویہ اور وزیر عمید کے مراسم اتحاد پیدا ہو گئے تھے اسی لئے وزیر عمید نے بنو بویہ کو مرداویج کے خط سے مطلع کر کے رائے دی کہ تم اسی وقت اپنے مقبوضہ صوبے کی طرف چلے جاؤ اور قبضہ کر لو۔ چنانچہ بنو بویہ تو اپنے صوبہ مقبوضہ کی جانب چلے گئے۔ اور اس کے دوسرے دن وشمکیر نے باقی کمانڈروں کو مرداویج کے پاس بھیج دیا۔ مرداویج نے ان سے عہدنامے واپس لے لئے بنو بویہ کے بارے میں اراکین حکومت نے رائے دی کہ ان کو ان کے حال پر رہنے دیجئے ان لوگوں کو واپس بلانے یا ان سے چھیڑ چھاڑ کرنے میں فساد کا اندیشہ ہے۔ چنانچہ مرداویج نے ان سے تعرض نہیں کیا۔

عمادالدولہ کا حسن انتظام:...... جس وقت عمادالدولہ کرخ پہنچا اور اس کی حکومت کی باگ ڈور اپنے ہاتھ میں لی۔ اس کے نظم و نسق کو جس طرح ہونا چاہئے تھا درست کیا بیدار مغزی سے امور سیاست کو سنبھالا رعایا کے ساتھ عدل و انصاف سے کام لیا، جرمیہ کی ایک جماعت کو جو کہ وہاں موجود تھی موت کی سزا دی۔ اور ان کے قلعوں کو بزور تیغ فتح کر لیا۔ بہت سا مال و اسباب اور خزانہ ہاتھ آیا جس کو لشکریوں میں تقسیم کر دیا۔ اس سے اس کا ذکر خیر لوگوں کی زبانوں پر جاری ہو گیا اس کے حسن اخلاق اور داد و دہش کی تمام آفاق میں شہرت ہو گئی۔

عمادالدولہ اور مرداویج:...... گرد و نواح کے رہنے والوں نے مرداویج کو اس کی اطلاع کی چنانچہ مرداویج کو اس خبر سے ناراضگی پیدا ہو گئی چنانچہ وہ طبرستان سے رے آیا۔ اور اپنے کمانڈروں کے ایک گروہ کو کرخ روانہ کیا۔ عمادالدولہ نے اپنے حسن اخلاق سے ان لوگوں کو اپنے ساتھ ملا لیا چنانچہ یہ لوگ عمادالدولہ کے پاس ٹھہر گئے۔ اس سے مرداویج کو شبہ پیدا ہو گیا۔ عمادالدولہ کو حکم بھیجا کہ ان کمانڈروں کو میرے پاس بھیج دو عمادالدولہ نے ان کو اس پیغام سے مطلع کیا۔ اور اس سے بچنے کی رائے دی۔ چنانچہ یہ لوگ مرداویج کے پاس نہ گئے اور اس سے بچاؤ کے لئے ادھر ادھر ہو گئے۔

اصفہان پر قبضہ:...... طرہ یہ ہوا کہ مرداویج کا نامور سپہ سالار شیرزاد عمادالدولہ سے آ ملا۔ جس سے عمادالدولہ کی جمعیت اور قوت بڑھ گئی۔ اس نے اصفہان کا رخ کیا جہاں مظفر بن یاقوت خلیفہ قائز کی طرف سے حکومت کر رہا تھا دس ہزار جنگ آور قلم بند تھے۔ اور محکمہ مال پر ابوعلی بن رستم مقرر تھا۔ عمادالدولہ نے پیغام دیا کہ تم شہر ہمارے حوالہ کر دو۔ مگر مظفر نے انکار میں جواب دیا۔ اس دوران ابوعلی بن رستم مر گیا، مظفر بن یاقوت نے شہر سے نکل

کر مدافعانہ حملہ کیا۔ مگر کامیاب نہ ہو سکا۔ دیلم اور جیل کے جتنے لوگ تھے ان سب نے عماد الدولہ کے علم حکومت کی اطاعت قبول کر لی اور امن حاصل کر کے آ گئے عماد الدولہ نے نوسو کے لشکر کے ساتھ حملہ کیا اور مظفر کو شکست دے کر اصفہان پر قبضہ کر لیا۔

عماد الدولہ اور مرداویج کی کشیدگی:......جس وقت مرداویج کو واقعہ اصفہان کی خبر ملی اس کے ہاتھ کے طوطے اڑ گئے۔ غصہ سے کانپ اٹھا اس نے عماد الدولہ کو اسی وقت فریب دینے کے لئے خط لکھا "کہ تم میری اطاعت سے منحرف مت ہو، میں بے شمار فوج کے ذریعے تمہاری امداد کروں گا، تم میرے نام کا خطبہ اپنے ممالک میں پڑھو میں تمہیں اپنی طرف سے ان علاقوں پر مقرر کرتا ہوں" خط کی روانگی کے بعد ایک بڑی فوج عظیم اپنے بھائی وشمکیر کی کمان میں عماد الدولہ کی سرکوبی کے لئے روانہ کی۔ اور اپنی اس تدبیر پر مطمئن ہو گیا۔

عماد الدولہ کا ارجان ❶ پر قبضہ:......ابن بویہ (عماد الدولہ) اس چال کو تاڑ گیا اور وہ مہینہ کے بعد جو کچھ اصفہان سے وصول کرنا تھا وصول کر کے ارجان کی جانب روانہ ہو گیا۔ ابوبکر بن یاقوت اس کا گورنر تھا اس نے عماد الدولہ کی آمد کی خبر سن کر ارجان چھوڑ دیا۔ چنانچہ اس پر عماد الدولہ نے قبضہ کر لیا۔ اہل شیراز کو اس کی اطلاع ملی شیراز پر اس وقت یاقوت (خلیفہ کا گورنر) قابض تھا۔ یہ نہایت ظالم اور کج خلق انسان تھا اس کے ظلم وتعدی سے اہل شیراز نالاں تھے۔ ان لوگوں نے عماد الدولہ کو شیراز پر قبضہ کرنے کے لئے بلوالیا مگر عماد الدولہ نے ذرا پس وپیش کیا۔ اتنے میں اہل شیراز کا دوسرا خط آ گیا اور یہ لکھا کہ مرداویج اور یاقوت کے درمیان صلح کے لئے خط وکتابت ہو رہی ہے اس سے پہلے کہ یہ دونوں متفق ہوں تم جلدی سے آ کر شیراز پر قبضہ کر لو۔

عماد الدولہ کا بلاد فارس پر قبضہ:......چنانچہ عماد الدولہ نے ماہ ربیع الاول ۳۲۱ھ میں نوبند جان کی جانب قدم بڑھائے۔ یاقوت کا مقدمۃ الجیش دو ہزار افراد کے ساتھ مقابلہ پر آیا جس میں اس کی قوم کے نامی گرامی سورما تھے۔ فریقین کی جنگ ہوئی جس میں عماد الدولہ کو فتح نصیب ہوئی اس نے نوبند جان پر قبضہ کر لیا یاقوت کا مقدمۃ الجیش شکست کھا کر کرمان کی طرف بھاگ گیا۔ یاقوت اس کی اطلاع پا کر بڑی فوج لے کر مقابلہ کے لئے روانہ ہو گیا عماد الدولہ نے نوبند جان سے اپنے بھائی رکن الدولہ حسن کو گازرون وغیرہ جیسے فارس کے صوبوں کی طرف بڑھنے کا حکم دیا چنانچہ یاقوت کی فوج سے مقابلہ ہوا۔ رکن الدولہ نے انہیں شکست دیکر ان صوبوں پر قبضہ کر لیا اور نظم ونسق درست کر کے مالگذاری وصول کی اور بہت سا مال واسباب لے کر اپنے بھائی عماد الدولہ کے پاس واپس آ گیا۔

عماد الدولہ کا فرار:......ان واقعات کے بعد مرداویج اور یاقوت میں میل جول پیدا ہو گیا اور ایک دوسرے کی امداد کا معاہدہ ہو گیا ادھر وشمکیر فوجیں لے کر عماد الدولہ کی طرف بڑھا۔ عماد الدولہ نے ان دونوں کے مل جانے سے ڈر کر نوبند جان چھوڑ دیا۔ اصطخر گیا پھر اصطخر سے بیضاء کی طرف روانہ ہوا۔ یاقوت اس کے تعاقب میں تھا اس نے بڑھ کر کرمان کے پل پر قبضہ کر لیا اور راستہ روک کر عماد الدولہ کو جنگ پر مجبور کر دیا چنانچہ ہر کہ بہ تنگ آمد بجنگ آمد مجبوراً عماد الدولہ لڑنے پر آمادہ ہو گیا۔ اور معرکہ کارزار گرم ہو گیا۔ ابن بویہ (عماد الدولہ) کے چند کمانڈر امن حاصل کر کے یاقوت کے پاس آ گئے مگر یاقوت نے ان لوگوں سے بدعہدی کی۔ اور ان سب کو مار ڈالا۔

یاقوت کی شکست:......اس سے عماد الدولہ کے بقیہ کمانڈروں پر بہت بڑا اثر پڑا ان سب نے مرنے مارنے اور مر جانے پر کمر باندھ لی یاقوت نے پیدل فوج لے کر عماد الدولہ پر حملہ کر دیا لشکر کے آگے نفاطوں کا گروہ تھا۔ جب ان لوگوں نے نفط کی شیشوں کو آگ لگا کر کے فریق مخالف کے لشکر پر پھینکا مگر مخالف ہوا نے انہیں لوٹا کر یاقوت ہی کی فوج پر گرا دیا چنانچہ وہ پریشان ہو کر بھاگے۔ ادھر عماد الدولہ کے سپاہیوں نے مار دھاڑ شروع کر دی۔ اور یاقوت کو شکست ہو گئی۔

یاقوت کا دوبارہ حملہ اور شکست:......یاقوت نے ایک اونچے مقام پر چڑھ کر اپنی فوج کو واپسی کا حکم دیا۔ چار ہزار سوار جمع ہو گئے چونکہ عماد الدولہ کے فوجی لوٹ مار میں مصروف ہو گئے تھے لہٰذا یاقوت نے پھر حملہ کر دیا۔ عماد الدولہ کا لشکر اس بات کا احساس کر کے غارتگری چھوڑ کر لڑنے لگا اور یاقوت کو

---

❶......ارّجان ایک بہت بڑا شہر ہے جو اہواز اور شیراز دونوں سے ساٹھ ساٹھ فرسخ کے فاصلہ پر ہے (معجم البلدان)۔

دوبارہ شکست ہوگئی انتہائی بے سروسامانی کے ساتھ بھاگ گیا فتح مند گروہ نے تعاقب کیا اور نہایت سختی اور بے رحمی سے پامال کرنے لگا۔ فخر الدولہ احمد بن بویہ نے اس جنگ میں نہایت مردانگی سے کام کیا۔ بڑے بڑے نمایاں کام کئے اس وقت اس کی عمر صرف انیس سال تھی سبزہ آغاز بھی نہیں ہوا تھا۔

شیراز پر قبضہ:.....اس کامیابی کے بعد فتح مند گروپ نے سواد کارخ کیا۔ چنانچہ اس کو بھی تباہ و برباد کر کے ایک گروہ کو قید کر لیا۔ ابن بویہ نے ان لوگوں کو رہا کر کے اختیار دے دیا کہ چاہیں تو قیام کریں اور چاہیں تو چلے جائیں۔ چنانچہ ان لوگوں نے اسی کے پاس قیام اختیار کر لیا۔ ابن بویہ نے ان لوگوں کے ساتھ اچھے سلوک کیے اس کے بعد شیراز پر چڑھائی کر دی چنانچہ اہل شیراز نے امن کی درخواست کی، ابن بویہ نے ان کو امن دے دیا اور اعلان کرا دیا کہ کوئی شخص کسی بھی شخص پر ذرا بھی ظلم نہ کرے غرض آہستہ آہستہ پورے بلاد فارس پر قابض ہو گیا۔ لوگوں نے ابن بویہ کے حسن سلوک کی وجہ سے اس کو دار الامارۃ کے خزانہ یاقوت کی امانتوں اور بنی صفار کے ذخیروں کا پتہ بتا دیا۔ ابن بویہ نے اسے برآمد کر کے اپنی فوج میں تقسیم کر دیا جس سے ان لوگوں کی تنگ دستی کی تکلیفیں دور ہو گئیں اور اپنے خزانہ کو بھی پر کر لیا۔

خلیفہ سے تعلقات:.....ملک کے نظم و نسق سے فراغت حاصل کر کے خلیفہ راضی اور اس کے وزیر السلطنت بوعلی بن مقلہ کی خدمت میں خط روانہ کیا کہ مجھے ان علاقوں کی حکومت عطا کی جائے میں ایک لاکھ درہم سالانہ خزانہ عامرہ کے لئے بھیجا کروں گا دار الخلافت سے درخواست منظور ہوگئی۔ خلعت اور جھنڈا بھیجا گیا۔

اصفہان پر مرداویج کا قبضہ:.....محمد بن یاقوت نے اسی زمانہ میں جبکہ خلیفہ قاہر نے خود کو معزول کر لیا تھا اور تخت خلافت پر خلیفہ راضی بیٹھا ہوا تھا، اصفہان چھوڑ دیا تھا۔ اصفہان بیس دن تک بغیر امیر کے رہا۔ اس کے بعد وشمگیر نے آ کر اصفہان پر قبضہ کر لیا۔ جب ابن بویہ کے فارس پر قبضہ کرنے کی خبر مرداویج کو ملی تو وہ نظم و نسق درست کرنے کے لئے اصفہان روانہ ہوا اور اپنے بھائی وشمگیر کو رے کی جانب بھیج دیا۔

حکوت بنی سامان کے ضمن میں ہم بیان کر چکے ہیں کہ ابوعلی محمد بن الیاس نے ۳۲۲ھ میں سعید سے کرمان میں بغاوت کی تھی۔ سعید نے اسی سال ایک بڑی فوج اس کی سرکوبی کے لئے روانہ کی چنانچہ اس فون نے کرمان پر قبضہ کر لیا اسی طرح سامان کی حکومت قائم ہوگئی۔

ماکان کا رے پر قبضہ:.....ابوعلی محمد بن الیاس سعید کا کمانڈر تھا اسے کسی بات پر سعید نے ناراض ہو کر قید کر دیا تھا۔ پھر بلعمی کی سفارش پر رہا کیا اور گورنر خراسان (محمد بن مظفر) کے ساتھ جرجان کی طرف روانہ کر دیا پھر جب اس کے بھائی سعید نے قید سے نکل کر یحییٰ کے ہاتھ پر امارت کی بیعت کی تو ابوعلی محمد بن الیاس اس سے مل گیا اور اس کا ساتھ چھوڑ دیا اور نیشاپور سے کرمان آ گیا اور اس پر قابض ہو گیا۔ سعید سامانی نے ماکان کو اس کی سرکوبی پر متعین کیا۔ چنانچہ ماکان نے ابوعلی محمد بن الیاس کو رے سے نکال دیا۔ چنانچہ ابوعلی نے تو دنیور میں جا کر دم لیا۔ اور ماکان حکومت بنی سامان کے ماتحت کرمان وغیرہ پر گورنری کرنے لگا۔

مرداویج:.....جب مرداویج کی حکومت کو استقلال واستحکام حاصل ہو گیا اور کوئی دوسرا اس کا مزاحم ومخاصم نہ رہا تو غرور و نخوت کی ہوا دماغ میں سما گئی۔ حکومت پر اتر آ گیا اور ظلم و تعدی پر کمر باندھ لی۔ کسرائے فارس کی طرح ہیروں کا تاج پہنا سونے کی کرسی پر بیٹھا۔ اس کے کمانڈر چاندی کی کرسی پر بیٹھے، عراق مدائن کسریٰ کے محل فتح کرنیکا ارادہ کر لیا۔ اور شاہ کے لقب سے خود کو مخاطب کرنے کا حکم ❶ دیا۔ اس کی ایک فوج ترکوں کی تھی جس کے ساتھ وہ نہایت برے برتاؤ کرتا تھا اور ان لوگوں کے نام شیاطین اور مردود کہہ دئے تھے اس وجہ سے ان لوگوں میں بددلی پیدا ہوگئی تھی۔

دیلمیوں کے کھیل تماشے:.....دیلمیوں کا دستور تھا کہ ہر سال شب میلاد میں جبل اصفہان پر جا کر پورے پہاڑ پر آگ روشن کرتے طرح طرح کے کھیل تماشے کرتے کھانا کھاتے اور کھلاتے تھے۔ یہ اس رات کو وہ بقہ الوفود کہا کرتے تھے۔ چنانچہ اس دستور کے مطابق مرداویج شب میلاد ۳۲۳ھ میں جبال اصفہان پر گیا پہاڑ پر لکڑیاں جمع کرنے کا حکم دیا۔ سارے پہاڑوں پر لکڑیوں کے پہاڑ اور ٹیلے بن گئے۔ دو ہزار چیل اور کوے پکڑ کر ان کے

---

❶..... ہمارے پاس موجود ابن خلدون کے جدید عربی ایڈیشن ج ۴ ص ۴۳۱ میں یہاں حکم کا لفظ موجود نہ تھا جس کی انھوں نے وضاحت کی ہے (مصحح جدید)

پیروں میں روغن نفط لگا کے چھوڑ دیئے تا کہ کوئی حصہ پہاڑ کا بغیر آگ کے باقی نہ رہے۔ غرض اسی قسم کے بہت سے کھیل اور تماشے کئے گئے ایک سو اونٹ، دوسو گائے تین ہزار بھیڑیوں دس ہزار مرغیاں اور بہت سے دوسرے پرندے طرح طرح کے حلوے کھانے کے لئے تیار کئے اور پکائے گئے شراب اور رقص کی مجلس منعقد کی گئی۔

مرداویج کی موت کی افواہ: ...... شام کے وقت مرداویج تماشا دیکھنے کے لئے سوار ہوا اسے انتظام پسند نہ آیا لہٰذا منتظم پر بہت غصہ ہوا چنانچہ لوٹ کر اپنے خیمہ میں آ کر سو گیا۔ ادھر کمانڈروں میں اس کی موت کی خبر اڑ گئی۔ اس کا وزیر عمیمہ خیمہ میں دوڑ کر آیا اور اسے جگایا۔ لوگوں کے خیالات بتائے تو مرداویج خیمہ سے باہر آیا۔ اور درستر خوان پر بیٹھا۔ چند لقمہ کھا کر اپنے خیمہ میں واپس آ گیا۔ تین دن تک اصفہان کے باہر اپنے لشکر گاہ میں ٹھہرا رہا لیکن کسی سے نہ ملا۔

ترکوں پر عتاب: ...... چوتھے دن اصفہان آرام کرنے کے خیال سے چلا گیا اور اپنے محل میں قیام کیا۔ سوار اور پیادے دروازہ پر آ کر جمع ہو گئے۔ گھوڑوں کے ہنہنانے اچھلنے کودنے سے ایک شور برپا ہو گیا جو مرداویج کو ناگوار گزرا غصہ سے کانپنے لگا اس نے پوچھا کہ "یہ گھوڑے کس کے ہیں اور شور وغل کیوں ہو رہا ہے" خادموں نے گذارش کی "یہ گھوڑے ترکوں کے ہیں جو حضور کی خدمت کے لئے آئے ہیں گھوڑوں کو سائسوں کے ہاتھ میں چھوڑ دیا ہے اس لئے شور وغل ہو رہا ہے" مرداویج نے جھلا کر حکم دیا کہ ان گھوڑوں کے چار جامے اور زینیں کھول کر انہی ترکوں کے پیٹھوں پر باندھ دیئے جائیں اور انہیں گھوڑوں کی طرح ہانک کر اصطبل میں باندھ دیا جائے جو شخص اس سے انکار کرے اسے مار ڈالا جائے" اس حکم کے مطابق ترکوں کو نہایت ذلت سے لیجا کر اصطبل میں پہنچا دیا۔

ترکوں کی منصوبہ بندی: ...... اس سے ترکوں کو بے حد صدمہ ہوا ان سب نے اتفاق کر لیا کہ جب مرداویج حمام میں جائے تو قتل کر دیں گے۔ کورتکین فوج کے جان نثار راستے کا سردار تھا اور خوابگاہ اور حمام کی حفاظت یہی کرتا تھا اس واقعہ سے قومیت کی بناء پر اسے بھی ناراضگی پیدا ہو گئی تھی۔ اس کے علاوہ مرداویج نے اس کو نکال بھی دیا تھا۔

مرداویج کا قتل: ...... اس واقعہ کے دوسرے دن مرداویج حمام میں گیا مگر مرداویج کی حفاظت کے لئے کورتکین حمام میں نہیں گیا۔ ترکوں نے حمام کے خادموں کو ملا لیا تھا چنانچہ خادموں نے مرداویج کے ہتھیار چھپا دیئے۔ خنجر کی دھار توڑ دی اور حمام کا دروازہ بند کر کے چھت پر چڑھ گئے پھر چھت توڑ کر چاروں طرف سے پتھر برسانے لگے مرداویج غضبناک ہو کر ادھر ادھر دوڑنے لگا۔ مگر کچھ بن نہ پڑتا تھا۔ جب زخموں میں چور ہو کر گر پڑا تو ترک دروازہ توڑ کر اندر آ گھسے اور اس کی تکہ بوٹی کر دی۔

ترک سردار: ...... اس مہم کا جس شخص نے بیڑہ اٹھایا وہ ترکوں کا ایک گروہ تھا۔ جس میں توزون بھی تھا یہ وہی شخص ہے جسے اس کے بعد دار الخلافت بغداد میں امیر الامراء کے لقب سے پکارا گیا تھا۔ یارق بن بقراخان ❶ محمود بن نیال ترجمان اور تحکم وغیرہ سازشیوں کے بڑے سردار تھے یہ وہی تحکم ہے جسے توزون سے پہلے امیر الامراء کا خطاب دیا گیا تھا۔

ترکوں کا فرار: ...... مرداویج کے قتل کے بعد ترکوں نے اس کے ساتھیوں اور محل کا رخ کر لیا، سارا سامان واسباب لوٹ کر بھاگ گئے، دیلم اور جیل شہر میں تھے وہ یہ سن کر سوار ہوئے اور تعاقب کیا لیکن ان کو پکڑ نہ سکے صرف وہی ہاتھ آئے جن کے گھوڑے اڑ گئے تھے۔ چنانچہ انہوں نے ان کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔ پھر ترک خزانہ لوٹنے کی غرض سے واپس آئے چونکہ وزیر السلطنت عمید نے خزانہ کے چاروں طرف آگ روشن کرا دی تھی اس لئے بے نیل مرام واپس چلے گئے۔

وشمگیر کی حکومت: ...... اس کے بعد دیلم اور جیل نے متحد ہو کر "رے" میں مرداویج کے بھائی وشمگیر بن زیار کی امارت کی بیعت کی، اور مرداویج کا

---

❶ ...... یہاں صحیح لفظ یاروق اور ابن بقراخان ہے دیکھیں تاریخ الکامل ج ۵ ص ۱۷۱

جنازہ اٹھا کر لے چلے۔ وشمگیر اور اس کے کمانڈروں نے پیدل چار کوس سے استقبال کیا لشکر اہواز نے بھی حاضر ہو کر وشمگیر کی اطاعت قبول کر لی۔ اہواز میں یاقوت اکیلا رہ گیا اس نے اہواز پر قبضہ کر لیا اور وشمگیر نے اپنے بھائی مرداویج کے علاقوں پر قابض ہو کر رے میں قیام اختیار کیا۔ جرجان حاصل کر لیا تمام دیلم اور جیل کا بھی اسی کو سردار تسلیم کیا گیا۔

ماکان کی شکست:...... سعید بن سامان نے ان واقعات سے مطلع ہو کر محمد بن مظفر والی خراسان اور ماکان بن کالی (حاکم کرمان) کو جرجان اور رے کی طرف بڑھنے کو لکھا چنانچہ محمد بن مظفر نے قومس کی طرف قدم بڑھائے پھر بسطام کی طرف چلا گیا اور ماکان نے دامغان اور رے پر یلغار کی۔ وشمگیر کے سرداروں نے ایک بڑی فوج لے کر مقابلہ کیا چنانچہ ماکان کو شکست ہوگئی اس نے نیشاپور میں جا کر دم لیا۔ یہ واقعہ ۳۲۳ھ کے آخر کا ہے اس کے بعد نیشاپور کی حکومت ماکان کو دی گئی۔ چنانچہ اس نے نیشاپور ہی میں قیام اختیار کیا۔

ابوعلی بن الیاس کا کرمان پر قبضہ:...... ادھر ابوعلی بن الیاس نے ماکان کی روانگی کے بعد کرمان پر چڑھائی کر دی اور سعید بن سامان کی فوجوں سے نہایت سخت اور خونریز لڑائیاں ہوئیں۔ بالآخر لمبی جنگ کے بعد ابوعلی بن الیاس کو کامیابی حاصل ہوئی اور وہ کرمان پر قابض ہو گیا۔

ترکوں اور خدام خلافت کی کشیدگی:...... جن ترکوں نے مرداویج کو قتل کیا تھا۔ ان کے اسی بھگدڑ کی حالت میں دو گروپ بن گئے ایک گروہ جو کم تھا وہ عماد الدولہ بن بویہ کے پاس چلا گیا۔ دوسرا گروہ جو تعداد میں زیادہ تھا جبل کی طرف چلا گیا اور بحکم سے جا ملا۔ پھر ان لوگوں نے دینور کا خراج وصول کر لیا۔ اور نہروان کی جانب روانہ ہو گئے۔ خلیفہ راضی کی خدمت میں خط بھیجا اور دارالخلافت بغداد میں حاضر ہونے کی اجازت مانگی چنانچہ خلیفہ راضی نے اجازت دے دی لیکن خدام دربار خلافت کو ان لوگوں سے خطرہ پیدا ہو گیا وزیر السلطنت ابن مقلہ نے ان لوگوں کو دارالخلافت بغداد میں آنے سے روک کر بلاد جبل کی طرف جانے کا حکم دیا اور سفر خرچ کے لئے روپے بھی دیئے مگر وہ لوگ اس پر راضی نہ ہوئے، اور ابن رائق سے خط و کتابت شروع کر دی۔

ابن رائق اور ترک:...... ابن رائق ان دنوں واسط اور بصرہ کا حاکم تھا۔ چنانچہ یہ لوگ ابن رائق کے پاس چلے گئے۔ ابن رائق نے ان لوگوں پر بحکم کو سردار بنایا۔ پھر ان ترکوں سے خط و کتاب کی جو مرداویج کے ساتھ رہ گئے تھے ان میں سے بھی بڑی تعداد اس سے آملی، اس نے ان لوگوں کو بھی بحکم کی ماتحتی میں بھیج دیا۔ اور رائقی کے لقب سے ان کو ملقب کیا اور یہ حکم دیا کہ یہی نام خط و کتاب میں لکھا جائے۔

معز الدولہ:...... عماد الدولہ بن بویہ اور رکن الدولہ بن بویہ نے بلاد فارس اور جبل پر قبضہ کرنے کے بعد اپنے چھوٹے بھائی معز الدولہ کو کرمان کی طرف روانہ کیا۔ چنانچہ معز الدولہ ایک فوج جرار لے کر ۳۲۴ھ میں کرمان کی طرف بڑھا۔ اور سیرجان پر قابض ہو گیا۔

ابن سامان کا قائد ابراہیم بن سیمجور اندوانی:...... محمد بن الیاس کا ایک قلعہ میں جو اس مقام پر تھا محاصرہ کئے ہوئے تھا معز الدولہ کے آنے کی خبر سن کر محاصرہ اٹھا کر کرمان سے خراسان کی جانب روانہ ہو گیا۔ محمد بن الیاس نے قلعہ سے نکل کر دریا کے راستے کرمان و بحستان قم کا راستہ لیا۔ اس دوران معز الدولہ، جیرفت کے قریب گیا۔ جیرفت، کرمان کا ایک قصبہ تھا۔

علی بن کلونہ:...... علی بن ابوالزنجی معروف بہ علی کلونہ ❶ امیر قفص اور بلوس کا ایلچی معز الدولہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ علی بن کلونہ اور اس کے اسلاف ان اطراف کے حکمران تھے۔ ایک مدت سے یہاں ان کا قبضہ چلا آ رہا تھا۔ امراء اور خلفاء بغداد کی اطاعت کا اظہار کرتے تھے اور سالانہ خراج دیا کرتے تھے۔ حرض ایلچی نے حاضر ہو کر علی بن کلونہ کا پیغام عرض کیا اور اس کا بھیجا ہوا روپیہ پیش کیا۔ معز الدولہ نے جواب دیا کہ میں اسے اسی وقت قبول کرونگا جب جیرفت میں داخل ہوگا۔ چنانچہ جب جیرفت پہنچا تو علی بن کلونہ سے صلح کر لی اور اپنے نام کا خطبہ پڑھنے کی ضمانت لے لی۔

معز الدولہ کی وعدہ شکنی:...... علی بن کلونہ اس وقت جیرفت سے دس کوس کے فاصلہ پر ایک دشوار گزار مقام پر ٹھہرا ہوا تھا۔ معز الدولہ کے ساتھیوں

❶ ...... یہاں صحیح لفظ علیؒ بن کلویہ ہے دیکھیں تاریخ الکامل ج ۵ ص ۱۸۶۔

نے رائے دی کہ علی بن کلونہ کو کسی بہانے سے بلا کر گرفتار کر لینا چاہئے چنانچہ معز الدولہ اس پر تیار ہو گیا مگر علی بن کلونہ کے جاسوسوں نے اس کو اطلاع کر دی، علی بن کلونہ نے چند لوگوں کو ایک مقام پر کمین گاہ میں بٹھا دیا پھر جس وقت معز الدولہ اس راستہ سے ہو کر نکلا ان لوگوں نے کمین گاہ سے نکل کر حملہ کر دیا اس کے چند ساتھی مارے گئے اور کچھ گرفتار کر لئے گئے۔ معز الدولہ کو کاری زخم لگے۔ بایاں ہاتھ کہنی سے کٹ گیا۔ دائیں ہاتھ کی انگلیاں بھی کٹ گئیں۔ اور وہ مقتولوں میں دب کر رہ گیا۔

علی بن کلونہ کا حسن سلوک:...... یہ خبر جیرفت میں پہنچی تو اس کے سارے ساتھی اور فوجی بھاگ گئے پھر علی بن کلونہ مقتولوں کو دیکھنے کو آیا اور معز الدولہ کو مقتولوں میں سے اٹھا کر لے گیا۔ طبیبوں کو اس کے علاج پر مقرر کیا۔ اس کے بھائی عماد الدولہ کو یہ واقعات لکھ بھیجے۔ معذرت کی اطاعت و فرمانبرداری کا اظہار اور وعدہ کیا۔ عماد الدولہ نے شکریہ کے ساتھ قبول کر لیا اور آپس میں صلح ہو گئی۔

محمد بن الیاس اور علی بن کلوبہ کی جنگ:...... آپ کو یاد ہو گا کہ محمد بن الیاس نے، محاصرہ سے نکل کر درے کے راستے کرمان و سجستان قم کا راستہ لیا تھا مگر قم پہنچ کر چند دن قیام کیا۔ پھر وہاں سے سجستان واپس آ گیا اور سجستان سے شہر جنابہ کی طرف روانہ ہوا۔ چنانچہ معز الدولہ اس کی طرف متوجہ ہوا اور کامیاب ہو کر علی بن کلونہ پر چڑھائی کر دی۔ دونوں کی خوب جنگ ہوئی۔ آخر کار علی بن کلونہ کو شکست ہوئی اور اس کے ساتھی نہایت سختی سے پامال کئے گئے۔

عراق پر معز الدولہ کی حکومت:...... معز الدولہ نے اپنے بھائی عماد الدولہ کو محمد بن الیاس اور علی بن کلونہ کی لڑائیوں اور شکست کے واقعات لکھ کر بھیجے۔ عماد الدولہ نے اپنا ایک سپہ سالار بھیج کر معز الدولہ کو فارس سے بلا لیا چنانچہ معز الدولہ اس کے پاس اصطخر میں مقیم رہا یہاں تک کہ ابوعبداللہ بریدی، ابن رائق اور بحکم سے جو خلافت بغداد پر حاوی و قابض ہو رہے تھے شکست کھا کر عماد الدولہ کے پاس پہنچا چنانچہ عماد الدولہ نے اپنے بھائی معز الدولہ کو کرمان کے بجائے عراق کا حاکم مقرر کر کے عراق روانہ کر دیا۔ جیسا کہ آئندہ ہم لکھیں گے۔

ماکان کا جرجان پر تصرف:...... جرجان سے بانجین دیلمی کے دور میں ماکان کی شکست اور نیشاپور میں واپس آ کر قیام کرنے کے واقعات ہم اوپر لکھ چکے ہیں۔ نیشاپور میں قیام کے چند دنوں بعد بانجین کے مرنے کی خبر مشہور ہو گئی چنانچہ ماکان نے محمد بن مظفر سے بانجین کے ساتھیوں پر حملہ کرنے کی اجازت مانگی چنانچہ محمد بن مظفر نے اسے ایک فوج کا سردار بنا کر اجازت دے دی، ماکان اسفرائن روانہ ہوا پھر اسفرائن سے جرجان کی جانب بڑھا اور اس پر قبضہ کر لیا۔ جرجان پر قبضہ کرنے کے بعد وہ خود محمد بن مظفر سے بدعہدی اور بغاوت پر تیار ہو گیا۔ اور نیشاپور کی طرف روانہ ہو گیا نیشاپور پہنچ کر اس کے ساتھی اس سے ناراض ہو گئے اور اس سے علیحدہ ہو کر سرخس بھاگ گئے ماکان لشکر جمع ہو جانے کے خوف سے نیشاپور سے جرجان واپس آ گیا یہ واقعہ رمضان ۳۲۴ھ کا ہے۔

بنو بویہ کے حالات و واقعات

عراقین اور فارس پر قبضہ کرنے اور خلفاء بغداد کو اپنے ماتحت کرنے والے حکمران

ہم اوپر بنی بویہ کا تعارف اور ان کا نسب بیان کر چکے ہیں۔ یہ بھی دیلم کے انہی سرداروں میں سے تھے۔ جنہوں نے خلفاء عباسیہ پر قبضہ و تصرف حاصل کرنے کے لئے اس بات کو محسوس کر کے قدم بڑھایا تھا کہ اب ان عمال کا کوئی حامی و مددگار نہیں ہے اور نہ کوئی شخص مقابلے پر آ سکتا ہے چنانچہ سرداران دیلم اطراف و جوانب کے تمام علاقوں میں ٹڈی دل کی طرح پھیل گئے اور ہر ایک نے ایک ایک صوبہ کو دبا لیا۔

بنو بویہ کی دست درازیاں:...... بنی بویہ نے اصفہان اور رے پر پہلے قبضہ کیا۔ پھر بلاد فارس کے علاقوں کا رخ کیا اور جرجان اور اس کے مضافات پر حاوی ہو گئے اس کے بعد شیراز اور اس کے صوبہ پر یہ قابض ہو گئے۔ رفتہ رفتہ دار الخلافت بغداد کے گرد و نواح تک شرقاً و شمالاً سارا علاقہ

دبالیا۔ اس وقت خلافت بیحد کمزور ہوگئی تھی طرح طرح کی کمزوریاں پیدا ہوگئیں تھیں۔ خدام اور خواجہ خلیفہ پر حاوی ہور ہے تھے۔

ابوبکر محمد بن رائق:...... ابوبکر محمد بن رائق، صوبہ واسط کا گورنر تھا۔ جب خلیفہ راضی کا دارالخلافت بغداد میں حال پتلا ہوگیا تو محمد بن رائق کو واسط سے بلا کر شاہی فوج کی سرداری عنایت کی۔ اور حکومت سپرد کر کے امیر الامراء کا خطاب عطا کیا ان دنوں ابن بریدی خورستان اور اہواز میں تھے انہیں اس سے ناراضگی ہوئی چنانچہ آپس میں منافرت اور رنجش بڑھ گئی حتیٰ کہ مخالفت کا اعلان کر دیا۔

ابن بریدی کی شکست اور فرار:...... محمد بن رائق نے بدرخرشی اور بحکم کو (جو ترکان مرداویج کو لے کر محمد ابن رائق کے پاس آ گیا تھا) افواج شاہی دے کر ابن بریدیسے جنگ کرنے روانہ کیا۔ چنانچہ بدر اور بحکم نے اہواز کو ۳۲۵ھ میں ابن بریدی سے چھین لیا۔ ابن بریدی نے عمادالدولہ بن بویہ کے پاس جس وقت کہ اس نے عراق پر قبضہ کیا جا کر پناہ لے لی۔ اس سے اس کے کاموں میں بہت آسانی پیدا ہوگئی۔ یہ واقعہ اس وقت کا ہے جبکہ معزالدولہ، کرمان سے بے نیل مرام واپس آیا تھا۔ جیسا کہ ہم اوپر لکھ چکے ہیں چنانچہ عمادالدولہ نے ابن بریدی کی کمک پر فوجیں روانہ کر دیں۔

معزالدولہ بن بویہ کا اہواز پر قبضہ:...... جس وقت ابوعبداللہ بریدی، اہواز سے بھاگ کر عمادالدولہ کے پاس پہنچا اور امداد کی درخواست کی تو عمادالدولہ نے اپنے بھائی معزالدولہ کو اس کی امداد کے لئے ایک بڑی فوج کے ساتھ روانہ کیا اور اس کے دونوں بیٹوں ابوالحسن محمد اور ابوجعفر فیاض کو بطور ضمانت اپنے پاس رکھ لیا۔ چنانچہ معزالدولہ ۳۲۶ھ میں کوچ و قیام کرتا ہوا ارجان پہنچا ادھر بحکم فوجیں مرتب کر کے مقابلہ پر آیا۔ لڑائی ہوئی تو شکست کھا کر اہواز کی طرف بھاگ گیا۔ اور معزالدولہ نے ارجان میں قیام کیا اور اپنے لشکر کے کچھ حصوں کو لشکر گاہ مکرم کی طرف بڑھنے کا حکم دیا۔ تیرہ دن تک دونوں فریق لڑتے رہے۔ بالآخر بحکم کا لشکر شکست کھا کر تشتر کی جانب بھاگ گیا۔ معزالدولہ نے لشکر گاہ مکرم پر بھی قبضہ کر لیا۔ اور ابوعبداللہ ابن بریدی کو اہواز کی طرف بھیج دیا۔

معزالدولہ اور بریدی کی کشیدگی:...... ابوعبداللہ بریدی نے اس خیال سے کہ معزالدولہ مجھ سے دور ہو جائے اور میں بغیر کسی خطرے کے اہواز پر قابض ہو جاؤں معزالدولہ کو یہ جھانسہ دیا کہ آپ سوس جایئے اور وہیں قیام اختیار کیجئے۔ معزالدولہ کا وزیر ابومحمد ضمیری اور اس کا اسٹاف اسے تاڑ گئے انہوں نے معزالدولہ کو اس مشورے پر عمل کرنے سے روکا اور بریدی کی فریب دہی کو ثابت کر دیا۔ چنانچہ معزالدولہ نے سوس جانے سے انکار کر دیا۔ اس سے ان دونوں میں کدورت پیدا ہوگئی۔

بحکم کا عروج:...... اس اختلاف کی خبر بحکم تک پہنچ گئی چنانچہ بحکم نے اپنی طرف سے ایک فوج روانہ کر دی۔ جس نے نیشاپور وغیرہ پر قبضہ کر لیا۔ بقیہ اہواز بریدی کے قبضہ میں رہا اور لشکر گاہ مکرم پر معزالدولہ قابض ہوگیا خرچ کی زیادتی آمدی کی کمی کی وجہ سے فوجیں پریشان ہوگئیں لہٰذا فارس واپس جانے کے بعد میں مشورہ ہونے لگا معزالدولہ نے ایک مہینے کا وعدہ کیا اور اپنے بھائی عمادالدولہ کو یہ حالات لکھ بھیجے عمادالدولہ نے معزالدولہ کی مدد کے لئے ایک لشکر روانہ کیا جس سے معزالدولہ کی قوت بڑھ گئی اور وہ اہواز پر حاوی ہوگیا ادھر بحکم واسط سے دارالخلافت بغداد پہنچا، اور اپنی حکومت کا سکہ جما دیا، خلیفہ راضی نے اسے امارۃ الامراء کا عہدہ عنایت کیا، ابن رائق بھاگ گیا اور دارالخلافت بغداد میں روپوش ہوگیا۔

اصفہان پر وشمکیر کا قبضہ:...... ہم اوپر لکھ چکے ہیں کہ مرداویج کے بعد اس کا بھائی وشمکیر رے پر قابض ہوگیا تھا اور عمادالدولہ نے اصفہان پر قبضہ کر کے اپنے بھائی رکن الدولہ کو اس کی حکومت دے دی تھی۔ ۳۲۷ھ میں وشمکیر نے ایک بڑی فوج اصفہان پر قبضہ کرنے کے لئے روانہ کی۔ چنانچہ اس نے اصفہان کو رکن الدولہ سے چھین لیا اور پھر جامع مسجد میں وشمکیر کے نام کا خطبہ پڑھا جانے لگا۔ اس کے بعد وشمکیر نے قلعہ موت پر چڑھائی اور اس پر بھی قبضہ کر کے واپس آ گیا۔ اور رکن الدولہ نے اصطخر میں جا کر دم لیا۔

رکن الدولہ کا سوس پر قبضہ:...... اصطخر میں اس کے بھائی معزالدولہ کا قاصد اہواز سے یہ خبر لے کر پہنچا۔ کہ ابن بریدی نے ایک فوج، سوس کی طرف بھیج دی ہے اور اس کے حکمران کو جو کہ دیلم میں سے تھا قتل کر ڈالا ہے اور وزیر ابوجعفر صمیری جو سوس کی جانب روانہ ہوگیا ابن بریدی مقابلہ نہ کر سکا

لہٰذا سوس چھوڑ کر بھاگ گیا اور واسط کی طرف قبضہ کے ارادے سے روانہ ہو گیا کیونکہ اصفہان چھن جانے کے بعد کوئی ملک اس کے قبضہ میں باقی نہیں رہا تھا جس کو یہ اپنا دارالحکومت بناتا۔ چنانچہ واسط کی مشرقی جانب پہنچ کر خلیفہ راضی اور بجکم اس کی اطلاع پا کر دارالخلافت بغداد سے مقابلہ کے لئے روانہ ہوئے۔ ابن بریدی کے ساتھیوں اور فوج میں اس سے ہل چل مچ گئی۔ ان میں سے ایک جماعت نے حاضر ہو کر ابن بریدی کے لئے امن حاصل کر لیا۔

رکن الدولہ کا اصفہان پر قبضہ:..... رکن الدولہ، سوس سے اہواز کی طرف واپس گیا پھر اصفہان کی جانب بڑھا جہاں وشمگیر کو شکست ہوئی اور رکن الدولہ نے دوبارہ اصفہان پر قبضہ کر لیا۔ اسی زمانہ میں رکن الدولہ اور اس کا بھائی عماد الدولہ، ابن محتاج (والی خراسان) کو ماکان اور وشمگیر کے علاقوں پر قبضہ کرنے پر اکسارہے تھے چنانچہ اس میں یہ دونوں کامیاب ہو گئے اور آپس میں دوستی کا عہد و پیمان ہو گیا۔

واسط و بصرہ کی جانب:..... ابن بریدی نے جبکہ وہ بصرہ اور واسط میں تھا امیر الامراء بجکم سے دارالخلافت بغداد میں صلح کر لی تھی اور اسے جبل پر حملہ کر کے رکن الدولہ کے ہاتھ سے چھین لینے کی ترغیب دی اور خود اہواز کی جانب معز الدولہ کو نکالنے کے لئے روانگی کا ارادہ کیا بجکم نے پانچ سو فوجی مانگے۔ اور حلوان کی طرف روانہ ہو گیا ابن بریدی اس خیال سے کہ بجکم کسی طرح دارالخلافت سے دور ہو جائے تو میں بغداد پہنچ کر قبضہ کر لوں گا واسط میں ٹھہرا رہا لیکن بجکم اس کو تاڑ گیا۔ لہٰذا بغداد لوٹ آیا۔ پھر واسط کی جانب گیا اور اسے ابن بریدی سے ۳۲۸ھ میں چھین لیا۔

ابن بریدی کی شکست:..... تخت خلافت پر خلیفہ متقی کو بٹھا دیا اس وقت خلافت عباسیہ کا آفتاب حکومت زوال پذیر ہو گیا تھا۔ چنانچہ بجکم، ابن رائق اور ابن بریدی کے بعد جو کہ قبضہ اور غلبہ حاصل کرنے میں مزاحمت کر رہے تھے خلیفہ پر مستولی ہو گیا۔ اب بریدی نے بصرہ سے واسط کی جانب فوجیں روانہ کیں بجکم نے ان کے مقابلہ پر ایک لشکر اپنے خادم توزون کی کمان میں روانہ کیا جس نے انہیں شکست دے دی اس کے بعد ہی بجکم بھی پہنچ گیا اور شکست کی خبر سن کر بے حد خوش ہوا نظم و نسق درست کر کے غرباء اور محتاجوں کو صدقات دیئے۔

بجکم کا قتل:..... اس دوران ایک روز ایک کردی نوجوان سے راستے میں سامنا ہو گیا، بجکم اس وقت اپنی فوج سے علیحدہ ہو کر سیر کرنے جا رہا تھا، کردی کو کسی وجہ سے رنجش اور کشیدگی تھی وہ موقع کا منتظر تھا لہٰذا اسے تنہا دیکھ کر حملہ کر دیا اور مار ڈالا اس کے بعد بجکم کے ساتھی متفرق اور منتشر ہو گئے اور ترکوں کی ایک جماعت شام پہنچ گئی جن کا سردار توزون تھا۔ کافی ترکوں نے بکسک (بجکم کے خادم) کو اپنا سردار بنا لیا۔

سلار:..... دیلمیوں نے اس کے قتل کے بعد باسور بن ملک بن مسافر بن سلار کو اپنی امارت و سرداری کی کرسی پر بٹھایا۔ یہ سلار شمیران طرم کا دادا ہے جو اسفار کے قتل میں مرداویج کا شریک سازش تھا۔ اس کے بیٹے محمد بن مسافر بن سلار نے آزربائیجان پر قبضہ کر لیا تھا۔ جہاں اس کی اور اس کے بیٹوں کی حکومت و ریاست قائم ہوئی۔

ترکوں اور دیلمیوں میں جھگڑا:..... اس کے بعد ترکوں اور دیلمیوں میں جھگڑا ہو گیا۔ چنانچہ ترکوں نے باسور کو مار ڈالا۔ تب دیلم نے اس کی جگہ کورتکین کو وزیر بنایا اور ابن بریدی سے جا کر مل گئے۔ چنانچہ ابن بریدی ان لوگوں کو لے کر دارالخلافت بغداد پر چڑھ آیا۔ پھر کسی وجہ سے دیلم، ابن بریدی سے متنفر ہو گئے اور ترکوں سے مل کر ابن بریدی کو نکالنے پر کمربستہ ہو گئے۔ چنانچہ ابن بریدی، واسط چلا گیا پھر دیلم کے قدم بغداد میں جم گئے انہوں نے ترکوں کو دبا لیا۔ کورتکین نے .... مار ڈالا اور دارالخلافت بغداد کی امیر الامراء کے عہدے پر قابض ہو گیا۔

ابن رائق اور ابن بریدی:..... اس کے بعد توزون ابن رائق کے ساتھ شام سے آیا چنانچہ کورتکین دیلمی شکست کھا کر بھاگ نکلا۔ بہت سے دیلمی مار ڈالے گئے۔ ابن رائق تنہا دارالخلافت بغداد پر قابض ہو کر امیر الامراء بن بیٹھا۔ یہ واقعہ ۳۳۰ھ کا ہے۔ ابن بریدی اس زمانہ طوائف الملوک میں بجکم کے بعد واسط پر قابض ہو گیا تھا۔ ابن رائق نے اس سے خط و کتابت کی اور عہدہ وزارت قبول کرنے کو لکھا۔ ابن بریدی نے اس شرط پر قبول کیا کہ میں اپنے ہی دارالحکومت میں قیام رکھوں گا اور ابن شیرزاد کو اپنی جگہ دارالخلافت بغداد میں مقرر کروں گا۔

توزون کا بغداد میں ظلم و ستم:..... اس کے بعد ابن بریدی نے واسط سے بغداد کی طرف کوچ کیا چنانچہ ابن رائق اور خلفیہ متقی، موصل کی طرف

بھاگ گئے۔ اور توزون ان لوگوں سے علیحدہ ہوکر بغداد میں رہ گیا۔ ابن بریدی کے ساتھیوں نے دارالخلافت میں اندھیر مچادی۔ لوگوں کو ان سے ظلم و ستم کی شکائتیں پیدا ہوگئیں۔

خلیفہ مقتفی کا بغداد پر قبضہ: ...... خلیفہ مقتفی نے موصل میں پہنچ کر بجائے ابن رائق کے ابن حمدان کو امیر الامراء بنایا اور متحد ہوکر بغداد کی طرف بڑھے۔ ابن بریدی یہ خبر سن کر بھاگ گیا۔ توزون، خلیفہ مقتفی اور ابن حمدان سے مل گیا اس طرح خلیفہ کا دارالخلافت بغداد پر قبضہ ہوگیا۔ سیف الدولہ روک تھام کرتا ہوا ابن بریدی کے آگے آگے چلا اور ناصر الدولہ ابن بریدی کے تعاقب میں روان ہوا اور مدائن پہنچ کر قیام کر دیا۔

ابن بریدی کی شکست: ...... سیف الدولہ کچھ دور چل کر اپنے بھائی ناصر الدولہ کے پاس مدائن چلا آیا۔ ناصر الدولہ نے اسباب و آلات حرب اور مال سے اس کی مدد کی۔ چنانچہ اس نے لوٹ کر ابن بریدی پر حملہ کر دیا، ابن بریدی کو شکست ہوگئی اور سیف الدولہ نے واسط پر قبضہ کر لیا، ابن بریدی نے بصرہ میں جا کر دم لیا۔ اور سیف الدولہ نے بصرہ کے لئے امداد کے انتظام میں واسط میں قیام کیا۔ اس دوران ابوعبداللہ کوفی بہت سامال لے کر آ گیا۔

ترک اور سیف الدولہ: ...... ترکوں نے مال طلب کرنے میں شور وغل مچایا۔ اور سب کے سب متفق ہوکر سیف الدولہ پر حملہ آور ہوگئے۔ توزون ان ترکوں کا سردار تھا۔ غریب سیف الدولہ بھاگ کر بغداد پہنچ گیا۔ اور وہ سب اس کے تعاقب میں تھے اس کا بھائی ناصر الدولہ بغداد کی جانب اور پھر بغداد سے موصل کی طرف چلا گیا تھا چنانچہ سیف الدولہ بھی اس کے پاس چلا گیا۔

توزون کی موصل روانگی: ...... اور توزون دارالخلافت بغداد میں داخل ہوکر حکومت کرنے لگا کچھ عرصے بعد اس کی خلیفہ مقتفی سے ان بن ہوگئی چنانچہ ابن بریدی سے جنگ کرنے کے لئے واسط کی روانگی کا انتظار کرنے لگا۔ چنانچہ اس امید پر ۳۳۱ھ میں موٹل کی طرف روانہ ہوگیا۔

توزون کا انجام: ...... ان واقعات کے دوران معز الدولہ بن بویہ، اہواز میں ٹھہرا ہوا دارالخلافت بغداد اور خلیفہ کے زیر کنٹرول علاقوں پر دست درازی کر رہا تھا اور ان پر غلبہ وتصرف حاصل کرنے کے چکر میں تھا۔ اس کا ایک بھائی عماد الدولہ، فارس میں اور دوسرا بھائی رکن الدولہ، اصفہان اور رے میں حکومت کر رہا تھا۔ پھر جب خلیفہ مقتفی رقہ سے بغداد میں داخل ہوا تو توزوں کو معزول کر کے آنکھوں میں نیل کی سلائیاں پھروا دیں۔

ہم ان سب واقعات کو تفصیل کے ساتھ دولت عباسیہ کے حالات کے ضمن میں بیان کر چکے ہیں۔ اس مقام پر بطور تمہید کے تحریر کیا ہے کہ بنی بویہ کس طرح دارالخلافت بغداد پر متصرف ہوئے اور خلیفہ کو دبالیا۔ الغرض معز الدولہ ۳۳۳ھ میں واسط کی جانب واپس چلا گیا۔ توزون اور خلیفہ مستکفی نے اس کے مقابلے پر کمر باندھ لی مگر معز الدولہ واسط چھوڑ کر اہواز چلا گیا۔

بغداد سے لوگوں کی ہجرت: ...... توزون نے ۳۳۴ھ کے شروع میں ترکوں کی سرداری پر ابن شیرزاد کو مقرر کیا اسے خلفیہ مستکفی نے امیر الامراء کا خطاب دیا۔ وظائف اور تنخواہ تقسیم کرنے کی خدمت بھی اس کو دی، مگر ممالک محروسہ اور صوبوں کی آمدنی کم ہوگئی۔ مصارف کو پورا نہ کر سکی عمال کتاب اور تجار تنگی سے بسر اوقات کرنے لگے چنانچہ رعایت کے مال پر ہاتھ بڑھایا۔ ظلم وتعدی کا بازار گرم ہوگیا کھلم کھلا چوریاں ہونے لگیں لٹیرے دن دھاڑے مکانات لوٹنے لگے مجبوراً لوگوں نے دارالخلافت بغداد سے جلاء وطنی شروع کر دی۔

نیال اور فتح کی وعدہ شکنی: ...... اس کے بعد ابن شیرزاد نے نیال کوشہ کو حکومت موصل پر اور ''فتح یشکری'' کو تکریت کی حکومت پر مقرر کیا۔ مگر ان دونوں نے بدعہدی کی اور بغاوت پر کمربستہ ہوگئے فتح تو ابن حمدان سے مل گیا، ابن حمدان نے اس کو اپنی طرف سے تکریت پر متعین کر دیا چنانچہ فتح، ابن حمدان کے زیر اثر حکومت کرنے لگا۔ اور نیال کوشہ نے معز الدولہ کے پاس پیغام بھیجا کہ میں آپ کا فرمانبردار ہوں موقع مناسب ہے لہٰذا بغداد پر قبضہ کر لیجئے۔

معز الدولہ کا بغداد پر حملہ: ...... چنانچہ معز الدولہ لشکر دیلم آراستہ کر کے دارالخلافت بغداد پر حملہ آور ہوگیا۔ ابن شیرزاد اور اکراد مقابلہ پر آئے لیکن شکست کھا کر موصل چلے گئے اور خلیفہ مستکفی روپوش ہوگیا۔ معز الدولہ نے اپنے سکریٹری حسن بن محمد مہلبی کو بغداد میں داخل ہونے کا حکم دیا۔ چنانچہ

جب مہلبی دارالخلافت بغداد میں داخل ہوا تو خلیفہ گوشہ اختفاء سے نکل کر مہلبی کے پاس تشریف لائے۔ مہلبی نے معزالدولہ احمد بن بویہ اور اس کے بھائیوں عمادالدولہ اور رکن الدولہ حسن کی طرف سے خلیفہ کے ہاتھ بیعت کی۔ خلیفہ مستکفی نے ان لوگوں کو ان کے صوبوں کی حکومتوں پر مقرر کر دیا۔ اور انہیں خطابات سے انہیں مخاطب کیا۔ سکہ پر بھی یہی القاب ڈھلوائے۔

معزالدولہ کا بغداد پر قبضہ:......اس کے بعد معزالدولہ کامیابی کے ساتھ دارالخلافت بغداد میں داخل ہوا۔ اور اس پر قبضہ کر لیا خلیفہ نام کا خلیفہ رہ گیا۔ مگر حکومت معزالدولہ کی تھی، سکہ اس کا تھا اور سلطان کے لقب سے پکارا جانے لگا۔ ابوالقاسم بریدی والی بصرہ نے یہ رنگ دیکھ کر معزالدولہ کے پاس صلح کا پیغام بھیجا اور اطاعت کا اظہار کیا۔ چنانچہ معزالدولہ نے اسے واسط اور اس کے صوبے پر مقرر کر دیا۔

خلیفہ مستکفی کی گرفتاری:......بغداد پر قبضے کے چند مہینے بعد معزالدولہ تک یہ خبر پہنچائی گئی کہ خلیفہ مستکفی تمہاری معزولی کی فکر کر رہا ہے معزالدولہ کو اس سے ناراضگی پیدا ہوئی۔ ایک دن خراسان کے وفد سے ملنے کے لئے خلیفہ مستکفی کو دربار عام میں بٹھایا۔ اور اپنی قوم اور اپنے سرداروں کو لے کر حاضر ہوا۔ دیلم کے نقیبوں میں سے دو آدمیوں کو خلیفہ مستکفی گرفتاری کا اشارہ کر دیا۔ چنانچہ یہ دونوں دیلمی خلیفہ کی طرف بظاہر دست بوسی کے لئے بڑھے اور خلیفہ مستکفی کو تخت خلافت سے پکڑ کر گھسیٹ لیا اور پیدل گھسیٹتے ہوئے لے گئے اور قصر خلافت میں لیجا کر قید کر دیا۔

خلیفہ مستکفی کی معزولی:......یہ واقعہ ۳۳۴ھ کے نصف کا ہے اس واقعہ سے لوگوں میں اضطراب پیدا ہو گیا۔ لوٹ مار شروع ہو گئی۔ قصر خلافت لٹ گیا۔ شورش فرو کرنے کے لئے معزالدولہ نے فضل بن مقتدر کی بیعت کی اور اسے مطیع اللہ کا لقب دیا۔ اور خلیفہ مستکفی کو دربار میں بلوایا۔ اس غریب نے اپنی معزولی کی گواہی دی اور خلافت مطیع کے حوالے کر دی۔

خلیفہ کی بے بسی:......اسی زمانہ سے خلافت نام کی رہ گئی تھی۔ خلیفہ کو کسی قسم کا اختیار نظم ونسق کا نہیں تھا۔ وزارت، معزالدولہ کے قبضہ اقتدار میں تھی وہ جسے چاہتا تھا مقرر کرتا تھا۔ خلیفہ کے وزیر السلطنت کے اختیارات قصر خلافت اور اس کی جاگیروں تک محدود تھے۔ معزالدولہ اور اس کے سپاہی دیلم عراق کے تمام صوبوں اور ممالک محروسہ کے کسی پر عاملانہ اور کسی پر جاگیردار ہونے کی حیثیت سے مالک ومتصرف تھے۔ اس حد تک نوبت پہنچ گئی تھی کہ خلیفہ اپنے صرف خاص کے اخراجات پر بھی بغیر دستخط معزالدولہ کے کوئی حکم صادر نہیں کر سکتا تھا خلیفہ صرف تخت خلافت، منبر، سکہ، خطوط اور فرامین پر دستخط کرنے، وفود سے ملنے، اور خطبات دینے کا مالک تھا۔ حکومت، سلطنت، نظم ونسق مملکت اور امر ونہی کے احکام ان لوگوں کے قبضہ میں تھے جو غالب اور متصرف تھے۔

عجمی حکمرانوں کا غلبہ:......دولت بنی بویہ اور سلجوقیہ میں جو اس درجہ پر پہنچ گئے تھے وہ خود کو سلطان کے لقب سے ملقب کرتے تھے۔ کوئی دوسرا شخص اس میں ان کا شریک نہ ہوتا تھا۔ حکم، عدل، عزت، نظم ونسق، احکامات اور امر ونواہی کے مالک بھی تھے خلیفہ کو کچھ بھی اختیار نہیں تھا خلافت کی باگ ڈور نام کو خلفاء عباسیہ کے ہاتھ میں تھی جسے وہ حسب خواہش مقرر کر لیتے تھے خلیفہ لفظاً باقی رہ گیا تھا اور اس کے معنی ختم ہو گئے تھے ❶۔

حکومتوں کی ناکامی کے اسباب:......المختصر دولت وحکومت کی تبدیلی کی وجہ سے لشکر نے اس زیادہ تنخواہ اور رسد طلب کی جو انہیں ہمیشہ سے ملا کرتی تھی مجبوراً رعایا پر ٹیکس لگائے اور آمدنی بڑھائی۔ تجارت پیشہ اور مالداروں کے مال کی طرف ہاتھ بڑھایا۔ دیہات، قصبات، بلکہ صوبے بھی سپاہیوں کو جاگیر میں دے دیئے عمال کا قبضہ ختم ہو گیا۔ شاہی دفاتر ناکارہ اور بند ہو گئے کیونکہ روساء اور امراء اپنے علاقوں کی عیش پرستی اور آرام طلبی کی وجہ سے نگرانی نہ کر سکتے تھے اور جن پر لشکری یا حکومت کے ملازمین قابض تھے وہ ظلم ٹیکس میں اضافے اور خراج کی وجہ سے خراب اور ویران ہو رہے تھے کوئی شخص انکا

---

❶......یہاں سے علامہ ابن خلدون یہ کہنا چاہتے ہیں کہ خلیفہ اصل میں سلطنت اور دبدبے کی علامت بن گیا اسی لئے اسے برقرار رکھا جاتا تھا ورنہ حکومت کا نظم ونسق یہی عجمی لوگ سنبھالا کرتے تھے۔ جو اپنی تلوار کے زور سے بغداد کے تخت شاہی تک جا پہنچے تھے۔ اور مؤرخین کے نزدیک معتصم باللہ کے مرتے ہی عباسی خلافت کا رعب ودبدبہ ختم ہو گیا تھا اور یہی اس کا نقطۂ آغاز ہے۔ اور مستکفی کی معزولی اور اس کی آنکھوں میں سلائیاں پھروا دینے کا سبب بھی یہی رعب وداب کا ختم ہو جانا تھا، اور یہ بات پہلے کہیں حاشیہ میں بیان ہو چکی ہے کہ حکومت حمدانیہ کے دوران خلفاء عباسیہ کا رعب وہیبت مکمل طور پر ختم ہو چکا تھا۔ یہ حکومت حمدانیہ وہی ہے جو بنو بویہ کے بڑھتے ہوئے اثر ورسوخ کے ساتھ ساتھ مفلوج ہو کر رہ گئی تھی۔

پرسان ونگراں حال نہ تھا۔ ان کی گذرگاہوں کی مرمت ہوتی تھی اور نہ ان کی پلوں کی درستگی کی جاتی تھی جو شہر ویران ہو جاتے تھے ان کی جگہ دوسرے شہروں پر سپاہی قبضہ کر لیتے تھے اور انہیں پہلے شہروں کی طرح ویران اور برباد کر دیتے تھے رفتہ رفتہ ٹیکس اور مظالم کی وہ بھرمار ہوئی کہ توبہ ہی بھلی، سلطان اور اس کے نائبین ملک کے انتظام سے مجبور ہو گئے، غلاموں کا دور دورہ ہو گیا۔ انہیں بڑی بڑی جاگیریں دی گئیں اور وظائف مقرر کئے گئے۔ اس سے ان میں قومی غیرت پیدا ہوئی نتیجہ یہ ہوا کہ نفرت کی بنیاد پڑ گئی اور بربادی کے سامان مہیا ہو گئے جیسا کہ حکومتوں پر یہ حادثات گذرا کرتے ہیں۔

ابن حمدان کا بغداد پر حملہ:...... جس وقت ناصر الدولہ ابن حمدان کو یہ خبر ملی کہ معز الدولہ نے دار الخلافت بغداد پر قبضہ کر کے خلیفہ مستکفی کو معزول کر دیا ہے غصہ سے کانپ اٹھا چنانچہ فوراً فوج کو تیاری کا حکم دے دیا چنانچہ شعبان ۳۳۴ھ میں موصل سے بغداد پر چڑھائی کر دی۔ معز الدولہ نے بھی اس سے مطلع ہو کر اپنی فوجوں کو بڑھایا۔ مقام عکبرا میں ابن حمدان سے مڈبھیڑ ہو گئی معز الدولہ بھی خلیفہ مطیع کے ساتھ ابن حمدان کے مقابلے کے لئے نکلا۔

خلیفہ مطیع اور معز الدولہ:...... ادھر ابن شیرزاد ۳۳۴ھ میں ابن حمدان کے پاس چلا گیا بغداد پر قبضہ کر لینے کی ترغیب دی۔ ادھر معز الدولہ نے میدان خالی دیکھ کر تکریت پر حملہ کر دیا اور اسے تباہ و برباد کر کے بغداد واپس آ گیا۔ معز الدولہ اور خلیفہ مطیع نے بغداد کی مشرقی جانب پڑاؤ ڈالا۔ اور ابن حمدان نے مغربی بغداد میں مورچہ قائم کیا اور معز الدولہ کے لشکر کی رسد بند کر دی۔ اس سے معز الدولہ کی فوج میں بے حد تشویش اور پریشانی پھیل گئی۔ ساری فوج بھوکی مرنے لگی۔ فوج میں لوٹ مار شروع ہو گئی۔

ابن حمدان کی شکست:...... معز الدولہ نے تنگ آ کر اہواز کی جانب واپس جانے کا ارادہ کیا لیکن وزیر السلطنت ابوجعفر ضمیری نے اس سے مخالفت کی اور دریا عبور کر کے ابن حمدان کے لشکر پر حملہ کرنے کا حکم دیا چنانچہ وزیر السلطنت کو اس حملہ میں کامیابی ہوئی اور دیلمی لشکر نے ابن حمدان کی فوج کو پسپا کر کے اس کا مال و اسباب لوٹ لیا۔ خاتمہ جنگ کے بعد معز الدولہ نے امان کا اعلان کرا دیا اور خلیفہ مطیع قصر خلافت میں واپس آ گیا۔ اور ابن حمدان شکست کھا کر عکبرا لوٹ گیا۔ یہ واقعہ ۳۳۵ھ کا ہے۔

ابن حمدان اور معز الدولہ کی صلح:...... اس کے بعد ابن حمدان نے خفیہ طور پر معز الدولہ کے پاس صلح کا پیغام بھیجا۔ مگر توزونیہ ترکوں کو اس کی خبر مل گئی لہٰذا بگڑ گئے اور قتل وقتال پر آمادہ ہوئے۔ ابن حمدان ابن شیرزاد کے ساتھ موصل کی طرف بھاگ گیا۔ معز الدولہ نے جیسا کہ ابن حمدان نے پیغام بھیجا تھا صلح کر لی۔ تکین شیرازی نے توزونیہ ترکوں کو ابن حمدان کے بھاگنے کی خبر کر دی۔ توزونیہ ترکوں نے ابن حمدان کے وہاں موجود ساتھیوں کو گرفتار کر لیا اور اس کے تعاقب میں روانہ ہو گئے راستے میں ابن حمدان کو کچھ شبہ پیدا ہوا جس کی وجہ سے اس نے ابن شیرزاد کو گرفتار کر لیا اور موصل سے ہوتا ہوا نصیبین پہنچا تکین نے موصل پر قبضہ کر لیا ابن حمدان نے جب نصیبین میں بھی امن کی صورت نہ دیکھی تو سندھ کا راستہ لیا۔ ادھر تکین اس کے تعاقب میں تھا۔

ابن حمدان اور ترک:...... اتفاق سے اس مقام پر معز الدولہ کا لشکر وزیر ابوجعفر ضمیری کی کمان میں ابن حمدان کی کمک پر جیسا کہ اس نے درخواست کی تھی آ گیا۔ توزونیہ ترکوں سے اس کا مقابلہ ہوا، جس میں وزیر ابوجعفر کو فتح نصیب ہوئی اور توزونیہ ترک شکست کھا کر بھاگ گئے۔ اور ابن حمدان وزیر السلطنت ابوجعفر کے ساتھ موصل کی جانب روانہ ہوا۔ موصل پہنچ کر ابن شیرزاد کو وزیر ابوجعفر کے حوالہ کر دیا۔ وزیر ابوجعفر نے اسے معز الدولہ کی خدمت میں بھیج دیا۔ یہ واقعہ بھی ۳۳۵ھ کا ہے۔

معز الدولہ کا بصرہ پر قبضہ:...... ۳۳۵ھ میں ابوالقاسم بن بریدی نے بصرہ میں علم بغاوت بلند کیا۔ چنانچہ معز الدولہ نے ایک فوج واسط کی جانب روانہ کر دی۔ دریا کے کنارے پر ابن بریدی کی فوج سے مقابلہ کی نوبت آئی۔ ابن بریدی کی فوج میدان جنگ سے بھاگ کر بصرہ کی طرف چلی گئی اس کا ایک گروپ گرفتار ہو گیا۔ اس کے بعد ۳۳۶ھ میں معز الدولہ نے بصرہ پر فوج کشی کی۔ اگرچہ خلیفہ مطیع، ابوالقاسم ابن بریدی سے جنگ کرنا پسند نہیں کرتا تھا مگر بادل ناخواستہ معز الدولہ کے ساتھ تھا۔ خشکی کے راستے بصرہ کی جانب روانہ ہو گئے۔

معز الدولہ کا بصرہ پر قبضہ:...... قرامطہ نے معز الدولہ کو ابن بریدی سے برسرپیکار ہونے پر ملامت کی معز الدولہ نے ان کو خط لکھا جیسے ہی بصرہ

کے قریب پہنچا ابوالقاسم ابن بریدی کے لشکر نے ہتھیار ڈال دیئے اور امن کا جھنڈا بلند کر دیا۔ ابن بریدی بھاگ گیا اور قرامطہ کے پاس پناہ لی، قرامطہ نے اس کو پناہ دی اور عزت سے ٹھہرایا۔ ادھر معزالدولہ نے بصرہ پر کامیابی سے قبضہ کر لیا اور بصرہ میں خلیفہ مطیع اور اپنے وزیر ابوجعفر کو چھوڑ کر اپنے بھائی عمادالدولہ سے ملنے کے لئے اہواز کی طرف روانہ ہو گیا۔

کوکیر کی بغاوت: .....اس دوران سرداران دیلم سے کوکیر ❶ نامی ایک سردار باغی ہو گیا۔ وزیر ابوجعفر ضمیری نے اس سے جنگ کی اور اس کو شکست دیکر گرفتار کر لیا۔ اور معزالدولہ کے حکم کے مطابق قلعہ راجہرفر میں قید کر دیا۔

موصل پر قبضہ: .....''ارجان'' میں اسی سال ماہ شعبان میں دونوں بھائیوں سے ملاقات ہوئی۔ معزالدولہ کو دربار میں بیٹھنے کا حکم دیتا تھا مگر معزالدولہ ادب کے لحاظ سے نہیں بیٹھتا تھا۔ القصہ معزالدولہ اپنے بھائی سے رخصت ہو کر خلیفہ مطیع کے ساتھ دارالخلافت بغداد واپس آ گیا۔ اور موصل پر فوج کشی کرنے کا اعلان کرا دیا۔ ابن حمدان کو اس کی خبر مل گئی اس نے صلح کا پیغام بھیجا اور بہت سے تحائف اور بیشمار مال روانہ کیا لیکن معزالدولہ نے ایک بھی نہ سنی اور رمضان ۳۳۷ھ میں موصل پر چڑھائی کر دی اور قبضہ کر لیا۔

معزالدولہ اور ابن حمدان کی صلح: .....ارادہ یہ تھا کہ ابن حمدان کے مقبوضہ علاقوں کو خاطر خواہ سختی سے کچل دے مگر اتفاقات اس کے بھائی رکنالدولہ کے پاس سے یہ خبر آ گئی کہ لشکر خراسان نے جرجان کا رخ کیا ہے اور معاملہ نازک ہو گیا ہے۔ مجبوراً اس نے ابن حمدان سے صلح کر لی۔ اسی لاکھ سالانہ خراج ادا کرنے کی شرط پر موصل جزیرہ اور شام کی حکومت ابن حمدان کو دے دی۔ ساتھ ہی اس کے یہ شرط بھی طے پائی کہ عمادالدولہ اور معزالدولہ کے نام کا خطبہ اس کے تمام زیر کنٹرول علاقوں میں پڑھا جائے گا چنانچہ صلح کر کے معزالدولہ بغداد واپس آ گیا۔

رکن الدولہ اور وشمکیر: .....ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ رکن الدولہ نے اصفہان کو وشمکیر سے اسی زمانہ میں چھین لیا تھا جس زمانہ میں وشمکیر نے اپنی فوجی ماکان بن کالی کی کمک پر بھیجی تھیں رکن الدولہ اور اس کا بھائی عمادالدولہ ابوعلی بن محتاج بنی سامان کا سپہ سالار کو ماکان اور وشمکیر کی مخالفت پر ایک مدت سے ابھار رہا تھا اور اس کے مقابلہ پر مدد دینے کا وعدہ بھی کرتا رہا چنانچہ ابوعلی نے وشمکیر پر جس وقت کہ وہ ''رے'' میں تھا فوج کشی کر دی، رکن الدولہ خود ابوعلی کی مدد پر آیا اور وشمکیر نے ماکان سے امداد مانگی۔ چنانچہ ماکان اپنی فوجیں لے کر وشمکیر کی کمک پر آیا۔ چنانچہ گھمسان کی لڑائی ہوئی اور وشمکیر نے شکست کھا کر طبرستان میں جا کر دم لیا۔ پھر وہاں سے اپنی فوج کو بلاد جبل کی طرف لے گیا اور اس کو تباہ و برباد کر کے زنجان، ابہر، قزوین، قم، کرخ، ہمدان، نہاوند اور دینور کو حدود حلوان تک فتح کر لیا۔ اپنے عمال مقرر کر کے خراج وصول کر لیا۔ اور اس کے بعد وشمکیر اور حسن بن فیرزان یعنی ماکان کے چچازاد بھائی سے ان بن ہو گئی حسن نے ابوعلی سے امداد کی درخواست کی چنانچہ ابوعلی اس کی کمک پر تیار ہو گیا۔ مگر لڑائی کی نوبت نہیں آئی۔ اور فریقین میں صلح ہو گئی۔

حسن کا جرجان پر قبضہ: .....اس کے بعد ابوعلی اپنی فوج سمیت خراسان کی جانب واپس چلا گیا حسن بن فیرزان بھی اس کے ساتھ تھا اسلئے میں سعید بن ساماں کا ایلچی ملا، حسن کو ابوعلی کے ساتھ دھوکا، دغا دینے اور اس کے علاقوں پر قبضہ کرنے کا پیغام دیا چنانچہ حسن ابوعلی کا ساتھ چھوڑ کر جرجان کی جانب لوٹا اور اس پر قبضہ کر کے دامغان اور سمناں کو بھی دبا لیا۔ وشمکیر طبرستان سے رے چلا گیا اور پورے رے پر قبضہ کر لیا۔ اس وقت اس کے رکاب میں نہایت کم فوج باقی رہ گئی تھی کیونکہ اس کی فوج کا بڑا حصہ ابوعلی بن محتاج اور حسن بن فیرزان کی لڑائیوں میں کام آ گیا تھا۔

رکن الدولہ کا رے پر قبضہ: .....رکن الدولہ نے موقع پا کر ''رے'' پر قبضہ کرنے کے لئے چڑھائی کر دی۔ وشمکیر مقابلہ کرنے کے لئے میدان میں آیا مگر شکست کھا کر چلا گیا اور رکن الدولہ نے رے پر قبضہ کر لیا۔ حسن بن فیرزان نے مراسم اتحاد بڑھائے اور اپنی بیٹی کا عقد اس سے کر دیا۔ اس طرح بنی بویہ کے قدم حکومت پر جم گئے۔ رے، جبل، فارس، اہواز، اور عراق اس کے قبضہ میں آ گئے پھر موصل اور دیار بکر پر بھی انکا قبضہ ہو گیا۔

---

❶ .....یہاں صحیح لفظ کورکیر ہے، دیکھیں (تاریخ الکامل ج ۵ ص ۳۸۲)

وشمکیر کی شکست:......اس کے بعد رکن الدولہ بن بویہ نے وشمکیر کے علاقوں کی طرف ۳۳۶ھ میں قدم بڑھائے۔اور حسن بن فیرزان اس کی پشت پناہی پر تھا۔وشمکیر سن کر فوجیں لے کر مقابلہ پر آیا لیکن شکست کھا کر بھاگ نکلا اور خراسان پہنچ گیا،اور ابن سامان سے امداد کی درخواست کی رکن الدولہ طبرستان پر قبضہ کر کے جرجان کی طرف چلا گیا جہاں حسن بن فیرزان نے بے حد مدارات کی اور اطاعت کا اظہار کیا۔رکن الدولہ نے اسے اپنی طرف سے جرجان کی سند حکومت عطا کر دی پھر وشمکیر کے کمانڈروں نے امن کی درخواست دی چنانچہ رکن الدولہ نے ان لوگوں کو امن دیا اور اصفہان کی طرف واپس آ گیا۔

بطیحہ کے حکمران بنی شاہین کا آغاز حکومت:......عمران بن شاہین،اہلجامدہ میں سے تھا اور بنی بویہ کی طرف سے خراج وصول کرنے پر مقرر تھا ایک مرتبہ خراج کی بہت بڑی رقم کی وصول کر کے بطیحہ بھاگ گیا بطیحہ میں بہت بڑا جنگل جنگلی درختوں کا تھا بہت سے چشمے اور تالاب بھی تھے۔اسی پر عمران نے قیام اختیار کیا۔اور رہزنی کرنے لگا رفتہ رفتہ لٹیروں کا ایک گروپ اس کے پاس جمع ہو گیا۔جس سے اس کی قوت بڑھ گئی۔لہٰذا بنی بویہ سے باغی ہو کر ابوالقاسم بن بریدی سے مل گیا۔ابن بریدی نے اسے جامدہ،بطائح اور اس کے اطراف و جوانب کی حفاظت اور نگرانی کی خدمت سپرد کی۔چنانچہ اس نے کماحقہ ان جگہوں کی نگرانی کی اور نہایت تھوڑے دنوں میں ایک معقول فوج اکٹھی کر لی۔آلات حرب بھی کافی مقدار میں حاصل کر لئے۔اور بطیحہ کے ایک بلند و محفوظ مقام پر رہنے لگا اور اس اطراف کے تمام شہروں پر قابض ہو گیا۔

عمران بن شاہین کا محاصرہ:......معز الدولہ کو یہ بات ناگوار گزری اس نے اپنے وزیر ابوجعفر ضمیری کو ۳۳۸ھ میں ایک فوج دے کر عمران کی گوشمالی پر مقرر کیا۔وزیر السلطنت نے بطیحہ پہنچ کر عمران کا محاصرہ کر لیا۔عمران کی تباہی اور ہلاکت میں کوئی کسر باقی نہ تھی۔ساری قوت فنا ہو گئی تھی۔قریب تھا کہ وہ ہتھیار ڈال دیتا کہ اس دوران عماد الدولہ بن بویہ کے مرنے کی خبر پہنچ گئی۔چنانچہ وزیر السلطنت محاصرہ اٹھا کر شیراز واپس چلا گیا۔اور عمران بدستور اپنی حالت پر قائم رہا اس کی گئی قوت پھر عود کر آئی جیسا کہ آئندہ بنی شاہین کی دولت و حکومت کے تذکرے میں لکھا جائے گا۔

عماد الدولہ کی وفات:......عماد الدولہ ابوالحسن علی بن بویہ نے دارالحکومت شیراز ۳۳۳ھ کے نصف میں وفات پائی اس نے اپنی موت سے ایک سال پہلے اپنی بھتیجے عضد الدولہ کو اپنے بھائی رکن الدولہ کے پاس سے اپنا ولی عہد بنانے کے لئے بلوایا کیونکہ خود اس کا کوئی لڑکا نہ تھا چنانچہ رکن الدولہ نے عضد الدولہ کو اپنے سرداروں کی ایک جماعت کے ساتھ عماد الدولہ کے پاس روانہ کر دیا عماد الدولہ نے نہایت پرجوش استقبال کیا۔دربار عام کے دن تخت حکومت پر بٹھایا اور سرداران لشکر کو حکم دیا کہ شاہی آداب کے ساتھ دربار میں حاضر ہوں اور بادشاہوں کی طرح عضد الدولہ کو نذر اور سلامی دیں۔

عضد الدولہ کی مخالفت:......عماد الدولہ کے انتقال کے بعد لشکر کے اہم کمانڈروں کا ایک گروپ جو عماد الدولہ کے زمانے میں بھی طاقتور تھا فارس پر عضد الدولہ کی حکومت کو اچھی آنکھوں سے نہ دیکھ سکا۔لہٰذا مخالفت کا اعلان کر دیا۔رکن الدولہ نے یہ خبر سن کر رے میں اپنی جگہ علی بن کتامہ کو مقرر کیا اور فوجیں تیار کر کے شیراز پہنچ گیا۔معز الدولہ نے اپنے وزیر ابوجعفر ضمیری کو لکھ بھیجا کہ تم ابن شاہین کی جنگ کو چھوڑ دو اور جتنی جلدی ممکن ہو سکے عضد الدولہ کی مدد کے لئے شیراز پہنچ جاؤ۔غرض ان لوگوں کے آ جانے سے مخالف سرداروں کا گروپ دب گیا نو ماہ تک رکن الدولہ شیراز میں مقیم رہا پھر شیراز کا نظم و نسق درست ہونے کے بعد اپنے بھائی معز الدولہ کو بہت سے آلات حرب اور مال کثیر تحفہ کے طور پر روانہ کئے۔

رکن الدولہ:......عماد الدولہ دارالخلافت بغداد کا امیر الامراء تھا اور معز الدولہ اس کا نائب تھا خراج کی نگرانی،کفالت اور عراق کے صوبائی گورروں کی تقرری اسی کے ہاتھ میں تھی۔عماد الدولہ کے مرنے کے بعد رکن الدولہ کو امیر الامراء کا عہدہ ملا۔معز الدولہ بدستور نیابت کا کام جیسا کہ عماد الدولہ کے زمانہ میں کرتا تھا کرتا رہا۔کیونکہ معز الدولہ ان دونوں سے چھوٹا تھا۔

ضمیری کی وفات:......ابوجعفر احمد ضمیری وزیر السلطنت فارس سے لوٹ کر صوبہ جامدہ کی طرف آیا اور عمران بن شاہین کا محاصرہ کر لیا یہاں تک کہ ۳۳۹ھ کا نصف گزر جانے پر انتقال کر گیا۔چونکہ ضمیری اکثر بحالت ضرورت ابومحمد حسن بن محمد مہلبی کو اپنی جگہ وزارت پر مقرر کرتا تھا اور معز الدولہ بھی اس کو آزما چکا تھا اس کی کفایت شعاری انتظام مملکت سے واقف تھا۔اس لئے ضمیر کے بعد معز الدولہ نے مہلبی کو قلمدان وزارت سپرد کر دیا۔

مہلبی کا حسن انتظام:......چنانچہ اس نے نہایت خوبی سے عہدہ وزارت کی ذمہ داریوں کو پورا کیا۔ رعایا سے مظالم کو دور کیا، خزانہ کو روپیوں سے بھر دیا، اہل علم اور فن کو دور دور سے بلا کر جمع کر لیا۔ اور ان کے ساتھ احسان وسلوک سے پیش آیا جس کی وجہ سے اس کی شہرت بڑھ گئی۔

رے پر منصور کا قبضہ:......جس زمانہ میں رکن الدولہ، بلاد فارس کی طرف گیا ہوا تھا امیر نوح بن سامان نے اپنے سپہ سالار خراسان منصور بن قراتکین کو رے پر حملہ کرنے کا حکم دیا۔ چنانچہ منصور نے ۳۳۹ھ میں رے پر یلغار کی اس وقت علی کتامہ، رکن الدولہ کی طرف سے رے کا حاکم تھا۔ اس نے منصور کی آمد کی خبر سن کر رے چھوڑ دیا۔ اور اصفہان چلا گیا منصور نے رے پر قبضہ کر لیا۔ اطراف و جوانب میں فوجوں کو پھیلا دیا۔ چنانچہ جبل پر قرامیس تک قابض ہو گیا۔ اور ہمدان کو بھی اپنے قبضہ میں لے لیا۔

منصور کی شکست:......رکن الدولہ نے فارس سے اپنے بھائی معز الدولہ کو ان سے مقابلے کی غرض سے لشکر بھیجنے کو لکھ بھیجا۔ معز الدولہ نے اپنے حاجب امیر سبکتگین ودیلم وغیرہ کی ایک بڑی فوج کے ساتھ منصور سے مقابلے کے لئے روانہ کیا۔ سبکتگین نے پہنچتے ہی منصور کے لشکر پر حملہ کر دیا اور اس کے کمانڈر کو گرفتار کر لیا۔ منصور بے سروسامانی کے ساتھ ہمدان کی جانب واپس ہوا۔ سبکتگین نے تعاقب کیا۔ اور منصور بن قراتکین نے ہمدان سے نکل کر اصفہان پر قبضہ کر لیا۔

ترکوں کی سراسیمگی:......رکن الدولہ بھی اصفہان کی طرف روانہ ہو گیا سبکتگین اس کے ہراول دستہ پر تھا۔ ترکوں نے شوروشغب مچایا تو سبکتگین نے ترکوں پر حملہ کر دیا۔ جس سے ان میں سراسیمگی پیدا ہو گئی۔ پریشان ہو کر ادھر ادھر منتشر ہو گئے۔ معز الدولہ نے ابن ابی شوک کردی کو ان جان باختہ ترکوں کا تعاقب کرنے کا حکم بھیجا۔ چنانچہ اس نے بہت سے ترکوں کو مار ڈالا، کچھ کو قید کر لیا باقیماندہ موصل کی طرف جان بچا کر بھاگ گئے۔ لیکن اس کے باوجود منصور نے اصفہان کا قبضہ نہیں چھوڑا۔ رکن الدولہ سے مسلسل جنگ کرتا رہا۔

فریقین کی حالت زار:......فریقین میں متعدد لڑائیاں ہوئیں۔ خونریزی کی کوئی حد نہ رہی۔ فریقین رسد کی کمی سے پریشان ہو گئے فوج بھوکوں مرنے لگی۔ چونکہ دیلم دیہاتی پن سے زمانہ سے قریب تھے اور حال ہی میں مدنی الطبع ہوئے تھے اس لئے اہل خراسان کی بہ نسبت بھوک پیاس کو زیادہ برداشت کرتے تھے آرام طلبی اور عشرت سے دور تھے۔ مگر پھر بھی رکن الدولہ اپنی فوج کی تکالیف کو محسوس کر کے بھاگ جانے پر تیار ہو گیا۔ اس کے وزیر السلطنت ابن عمید نے عرض کی۔ ''حضور والا! بھاگنے سے سوائے نقصان کے کچھ فائدہ نہیں ثابت قدمی کو ہاتھ سے جانے نہ دیں میدان جنگ سے فرار کرنے سے مر جانا بہتر ہے آپ مطمئن رہیے رسد نہ پہنچنے کی وجہ سے فوج میں ابتری پیدا نہیں ہو گی چنانچہ رکن الدولہ نے فرار کا ارادہ ترک کر دیا۔

رکن الدولہ کا اصفہان پر قبضہ:......اس دوران منصور بن قراتکین کے لشکر میں رسد نہ پہنچنے کی وجہ سے ہلڑ مچ گیا۔ سب کے سب رے کی طرف چلے گئے۔ اصفہان کا ناکہ چھوڑ دیا۔ رکن الدولہ نے اصفہان میں داخل ہو کر قبضہ کر لیا۔ یہ واقعہ شروع ۳۴۰ھ کا ہے۔ اسی سال ماہ ربیع الاول میں منصور بن قراتکین رے پہنچ کر مر گیا۔ اس کا لشکر نیشاپور لوٹ آیا۔

وشمکیر اور منصور:......آپ اوپر پڑھ چکے ہیں کہ رکن الدولہ نے ۳۳۶ھ میں طبرستان اور جرجان پر قبضہ کر لیا تھا اور اپنی طرف سے جرجان کی حکومت پر حسن بن فیرزان کو مامور کیا تھا۔ اور وشمکیر ابن سامان سے امداد حاصل کرنے خراسان چلا گیا تھا چنانچہ ابن سامان نے اپنے سپہ سالار لشکر منصور بن قراتکین کو وشمکیر کی امداد پر مقرر کیا۔ اس نے جرجان پہنچ کر محاصرہ کر لیا۔ زیادہ دن نہ گذرنے پائے تھے کہ صلح نامہ و پیام ہونے لگے آخر کار منصور نے وشمکیر کی مرضی کے خلاف امیر فوج سے منحرف ہو کر حسن سے صلح کر لی اور نیشاپور لوٹ آیا۔ اور وشمکیر حسن کے پاس جرجان ہی میں ٹھہرا رہا۔

رکن الدولہ کا جرجان پر قبضہ:......اس کے بعد رکن الدولہ ۳۴۰ھ میں ''رے'' سے طبرستان اور جرجان کی طرف روانہ ہو گیا۔ وشمکیر، جرجان چھوڑ کر نیشاپور چلا گیا۔ رکن الدولہ نے جرجان پہنچ کر حسن بن فیرزان اور علی بن کتامہ کو بطور نائب مقرر کیا اور رے کی طرف لوٹ آیا۔ اس سے وشمکیر کو موقع مل گیا۔ فوجیں مہیا کر کے حسن اور علی پر چڑھ آیا۔ اتفاق سے ان دونوں کو شکست ہو گئی۔ وشمکیر نے ان مقامات کو رکن الدولہ سے چھین لیا۔ امیر نوح

سامانی کو خط لکھا اور رکن الدولہ کے مقابلہ پر امداد کی درخواست کی۔ امیر نوح نے ابوعلی بن محتاج کو افواج خراسان دے کر وشمکیر کی کمک پر مقرر کر دیا۔

ابوعلی اور رکن الدولہ کی صلح: ..... ماہ ربیع الثانی ۳۴۲ھ میں ابوعلی بن محتاج روانہ ہوا۔ رکن الدولہ قلعہ بند ہو گیا۔ ابوعلی نے لڑائی چھیڑ دی۔ مدتوں لڑائیاں ہوتی رہیں۔ لڑتے لڑتے فوجیں تھک گئیں اتنے میں موسم سرما آ گیا۔ اس سے پریشانی دوبارہ ہوگئی چنانچہ صلح کا نامہ و پیام شروع ہو گئے بالآخر دینار سالانہ رکن الدولہ کو دینے کا وعدہ کیا اور صلح ہوگئی۔

رکن الدولہ کا جرجان پر دوبارہ قبضہ: ..... پھر ابوعلی بن محتاج، خراسان واپس گیا وشمکیر نے امیر نوح کو ابوعلی ابن محتاج کی شکایت لکھ بھیجی کہ اس نے رکن الدولہ کے معاملہ میں مستعدی سے کام نہیں لیا۔ بلکہ اس سے سازش کر لی ہے' امیر نوح کو اس پر غصہ آ گیا اس نے ابوعلی کو حکومت خراسان سے معزول کر دیا۔ ابوعلی بن محتاج کی واپسی کے بعد رکن الدولہ نے وشمکیر پر حملہ کیا، وشمکیر شکست کھا کر اسفرائن چلا گیا ادھر رکن الدولہ نے طبرستان پر قبضہ کر لیا۔

ابوعلی کی مخالفت: ..... امیر نوح نے ابوعلی بن محتاج کو ان لوگوں کی دشمنی کا خطرہ پیدا ہو گیا رکن الدولہ سے حاضری کی اجازت مانگی چنانچہ ۳۴۳ھ میں اس کے پاس چلا گیا جہاں رکن الدولہ عزت واحترام سے پیش آیا۔ ابوعلی ابن محتاج نے درخواست کی کہ "آپ مجھے دربار خلافت سے خراسان کی گورنری دلوا دیجئے چنانچہ رکن الدولہ نے اپنے بھائی معز الدولہ سے اس کی تحریک کی معز الدولہ نے دربار خلافت سے ابوعلی بن محتاج کو سند گورنری خراسان امدادی فوج کے ساتھ بھیج دی۔ چنانچہ ابوعلی بن محتاج، خراسان پہنچ گیا اور خلیفہ اور رکن الدولہ کے نام کا خطبہ پڑھا۔

ابوعلی کا خراسان سے فرار: ..... اس دوران امیر فوج کا انتقال ہو گیا۔ اس کا بیٹا عبدالملک حکمران بنا ابوسعید بکر بن مالک کو بخارا سے ابوعلی بن محتاج کی گوشمالی کے لئے خراسان کی طرف روانگی کا حکم دیا جیسے ہی ابوسعید، خراسان کے قریب پہنچا ابوعلی بن محتاج، خراسان چھوڑ کر رے کی طرف بھاگ گیا۔ رکن الدولہ نے اسے پناہ دی، اپنے پاس ٹھہرایا۔ ابوسعید خراسان پر قابض ہو گیا۔ رکن الدولہ نے جرجان کی جانب کوچ کیا۔ ابوعلی اس کے قافلے میں تھا۔ ابوسعید نے اسے چھوڑ دیا۔ رکن الدولہ نے قبضہ کر لیا۔

رکن الدولہ اور معز الدولہ: ..... ابوسعید خراسان کی مہم اور ابوعلی کو خراسان سے نکالنے کے بعد ۳۴۴ھ میں ابوعلی کے لئے رے اور اصفہان کی جانب بڑھا۔ اس وقت رکن الدولہ، جرجان کی مہم میں مصروف تھا جرجان پر قبضے کے بعد ماہ محرم میں رے کی طرف لوٹا۔ اپنے بھائی معز الدولہ کو یہ واقعات لکھ کر بھیجے۔ امداد کی درخواست کی۔ معز الدولہ نے ابن سبکتگین کی کمان میں فوجیں روانہ کیں۔

محمد بن ماکان کا اصفہان پر قبضہ: ..... ابوسعید کی فوج کا ہراول دستہ خراسان سے جنگلی راستہ سے اصفہان پہنچ گیا۔ اصفہان میں امیر منصور بن بویہ بن رکن الدولہ موجود تھا۔ ہراول سپہ سالار دستہ کے کمانڈر محمد بن ماکان نے اصفہان پر قبضہ کر لیا۔ اور امیر منصور کے تعاقب میں نکلا۔ اتفاق یہ کہ ابو الفضل بن عمید (رکن الدولہ کے وزیر) سے مڈبھیڑ ہوگئی ایک دوسرے سے گتھ گئے اور محمد بن ماکان نے اسے شکست دے دی، رکن الدولہ کی اولاد اور عورتیں اصفہان واپس آ گئیں۔

رکن الدولہ اور ابوسعید کی صلح: ..... رکن الدولہ نے ابوسعید یعنی لشکر خراسان کے کمانڈر سے ایک مقررہ سالانہ خراج پر صلح کا پیغام دیا رے اور جبل کو ضمان میں دینے کا وعدہ کیا۔ ابوسعید اس پر راضی ہو گیا چنانچہ آپس میں صلح ہوگئی۔ پھر رکن الدولہ نے اپنے بھائی معز الدولہ کو لکھا کہ "دربار خلافت سے خلعت فاخرہ اور خراسانی اور سند گورنری ابوسعید کو بھیج دو" چنانچہ ماہ ذی قعدہ میں معز الدولہ نے دربار خلافت سے ابوسعید کے پاس خلعت لواء اور خراسان کی سند گورنری بھیج دی۔

روز بھان کا خروج: ..... روز بھان ونداد خرسیہ دیلم کا مشہور سردار تھا۔ معز الدولہ کی وجہ سے اس کی بڑی شہرت ہوئی۔ اس نے اس کا نام مشہور کیا ۳۴۵ھ میں روز بھان نے اہواز میں خروج کیا اس کا بھائی اسفار بھی اس کا ہم خیال تھا۔ اسی زمانہ میں اس کے دوسرے بھائی ملکانہ شیراز میں علم مخالفت

بلند کیا۔ وزیر السلطنت مہلبی نے روز بھان کے مقابلہ پر کمر باندھی اور فوجیں مرتب کر کے حملہ آوار ہوگیا۔ ہم جنس ہونے کی وجہ سے ایک بڑا گروہ کثیر وزیر مہلبی کے ساتھیوں کا روز بھان سے مل گیا۔

معز الدولہ اور روز بہان:...... مجبوراً وزیر مہلبی کو لڑائی سے اعراض کرنا پڑا پھر اس نے معز الدولہ کو اس واقعہ سے مطلع کیا۔ چنانچہ معز الدولہ پانچویں شعبان کو دار الخلافت بغداد سے روز بھان سے جنگ کے لئے روانہ ہوا۔ کسی ذریعہ سے یہ خبر ناصر الدولہ بن حمدان تک پہنچ گئی چنانچہ اس نے اپنے بیٹے ابوالرجاء کو عظیم فوج کے ساتھ دار الخلافت بغداد پر قبضہ کرنے کے لئے مامور کیا۔ خلیفہ نے اس کی آمد کی خبر سن کر دار الخلافت کو چھوڑ دیا۔ مگر معز الدولہ نے خلیفہ مآب کو سمجھا بجھا کر دار الخلافت کی طرف واپس کر دیا۔ اس کے ساتھ ہی سبکتگین حاجب کو ابن حمدان کے لشکر سے مقابلے کے لئے بھیج دیا۔ اور خود کوچ و قیام کرتا ہوا اہواز کے قریب پہنچ گیا۔ اس وقت دیلم میں ایک بڑی شورش پیدا ہو رہی تھی۔ سب کے سب روز بھان سے ملنے پر تلے ہوئے تھے۔ صرف دیلمی اور ترک اس شور و شغب میں شریک نہ تھے۔ یہ وہ تھے جو معز الدولہ کے خاص حامی اور معتمدوں سے تھے۔ معز الدولہ نے دیلمیوں کا یہ رنگ دیکھ کر داد دہش شروع کر دی۔ نتیجہ یہ نکلا کہ دیلمی اپنے ارادے سے باز آ گئے اور ماہ رمضان کے آخر میں ہنگامہ کارزار گرم ہوگیا روز بھان کی فوج میدان جنگ سے بھاگ گئی اور معز الدولہ کامیاب ہوگیا۔ اور پکڑ دھکڑ کے دوران روز بھان کو گرفتار کر لیا گیا۔

روز بھان کی خودکشی:...... اس کامیابی کے بعد معز الدولہ ابوالرجاء کی سرکوبی کے لئے دار الخلافت بغداد کی جانب انتہائی عجلت سے واپس گیا لیکن وہ ہاتھ نہ آیا کیونکہ وہ عکبر اسے روز بھان کی گرفتاری کا حال سن کر موصل کی طرف نہایت تیزی سے واپس چلا گیا تھا۔ اسی دوران روز بھان نے موقع پا کر دجلہ میں ڈوب کر خودکشی کر لی۔

ملکا کی بغاوت:...... روز بھان کا بھائی ملکا جس نے شیراز میں خروج کیا تھا اس نے عضد الدولہ کے شیراز کی حکومت کو درہم برہم کر دیا۔ ابوالفضل بن عمید یہ خبر سن کر عضد الدولہ کی کمک پر فوجیں لے کر آ گیا۔ بہادری کے ساتھ جنگ چھیڑی۔ اور کامیاب ہوگیا۔ پھر عضد الدولہ بدستور شیراز میں حکومت کرنے لگا۔ روز بھان اور اس کے بھائیوں کی حکومت کا اثر نیست و نابود ہوگیا۔ معز الدولہ نے ان سب دیلمیوں کو گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا جنہوں نے فتنہ پردازی کے طور پر روز بھان کے ملنے کی کوشش کی تھی۔ اور ترکوں کو جاگیریں دیں عزت افزائی کی اور بڑے بڑے عہدوں پر مقرر کیا۔ جس سے ان کی قوت زیادہ ہوگئی۔

معز الدولہ کا موصل پر حملہ:...... ناصر الدولہ بن حمدان نے معز الدولہ سے دو لاکھ درہم سالانہ پر صلح کر لی تھی۔ لیکن ادا نہیں کیے۔ معز الدولہ کو اس سے غصہ پیدا ہوا۔ چنانچہ اس نے ۳۴۷ھ کے نصف ❶ میں فوجیں مرتب کر کے موصل پر چڑھائی کر دی، ناصر الدولہ، موصل چھوڑ کر نصیبین چلا گیا۔ اور اپنے تمام اراکین حکومت وکلاء کاتبوں اور مالداروں کو اپنے ہمراہ ساتھ لے آیا اور ان سب کو اپنے قلعوں کواشی زعفران وغیرہ میں ٹھہرایا۔ اور معز الدولہ کے لشکر سے سلسلہ رسد کو منقطع کر دیا۔ اس سے معز الدولہ کی فوج بھوکوں مرنے لگی۔ معز الدولہ نے نصیبین فتح کرنے کی طرف توجہ کی اتنے میں معز الدولہ کو یہ خبر ملی کہ ابوالرجاء اور ہبۃ اللہ فوجیں لے کر بخارا آ گئے ہیں، معز الدولہ نے اپنی فوج کے ایک حصہ کو ان پر حملہ کرنے کے لئے بھیجا، ابوالرجاء اور ہبۃ اللہ اس کی فوج کا مقابلہ کرنے کے لئے تیار تھے، زبردست جنگ ہوئی لیکن دونوں کو ناکامی ہوئی۔ معز الدولہ کی فوج نے ان کے مورچوں پر قبضہ کر لیا اور خیموں پر جا پہنچی۔

اس کے بعد ناصر الدولہ کے سپاہیوں نے معز الدولہ کی فوج پر دوبارہ حملہ کیا اور سختی سے پسپا کیا اور سنجار پر قبضہ کر کے وہیں رہنے لگے۔

ناصر الدولہ اور معز الدولہ کی صلح:...... ناصر الدولہ یہ خبر سن کر کہ معز الدولہ نصیبین آ رہا ہے میافارقین چلا گیا، اس کے ساتھیوں نے معز الدولہ سے امن حاصل کر لیا تھا جس سے ناصر الدولہ کی قوت کم ہوگئی تھی لہٰذا اپنے بھائی سیف الدولہ کے پاس ''حلب'' چلا گیا۔ سیف الدولہ نے بے انتہا عزت و احترام سے استقبال کیا، اپنے پاس ٹھہرایا اور درمیان میں پڑ کر معز الدولہ سے تین لاکھ سالانہ پر صلح کروا دی۔ صلح کے بعد معز الدولہ ۳۴۸ھ میں

❶ ...... ''تاریخ الکامل'' میں ۱۵ جمادی الاولیٰ اور ''تاریخ البدایہ والنہایہ'' میں محرم تحریر ہے۔

عراق واپس آیا اور ناصر الدولہ موصل چلا گیا۔

بختیار کی ولی عہدی:...... ۳۵۰ھ میں معز الدولہ مختلف بیماریوں میں گرفتار ہو گیا۔ بیماریاں بڑھتی گئیں لہٰذا اپنی زندگی سے نا امید ہو کر اپنے بیٹے بختیار کو اپنا ولی عہد بنا دیا، خزانہ کی چابیاں بھی اس کے حوالے کر دیں اس کے حاجب سبکتگین اور وزیر السلطنت مہلبی میں ایک طویل عرصے سے جھگڑا اور ناراضگی چلی آ رہی تھی، اس نے دونوں کو بلا کر ان کی آپس میں صلح کرا دی اور وصیت کی کہ تم دونوں بختیار کا ساتھ دینا، ابتری اور پریشانی سے بچانا اور حکومت کا نظام درست رکھنا۔ سبکتگین اور مہلبی نے اپنے آقا کی وصیت کو غور سے سنا اور اس عمل کرنے کا اقرار کیا۔ معز الدولہ آب و ہوا کی تبدیلی کے لئے بغداد سے اہواز کی طرف روانہ ہو گیا۔ جب اسے یہ خبر ملی کہ اس کے اکثر ساتھی کلواذا کے پاس جمع ہو رہے ہیں اور کوئی نیا فتنہ پیدا ہونے والا ہے تو معز الدولہ کے حامیوں نے اہواز جانے کی مخالفت کی اور اس کی رائے کی غلطی کی وضاحت کر کے مشورہ دیا کہ آپ فوراً بغداد واپس چلئے اور بغداد کے اطراف و جوانب میں کسی بلند مقام پر جہاں کی آب و ہوا اچھی ہو قیام کیجئے ورنہ دار الخلافت بغداد سے آپ کا قبضہ ختم ہو جائیگا۔ معز الدولہ اس مشورے کے مطابق دار الخلافت بغداد واپس آیا اور رہائش کے لئے ایک محل بنوایا جس کی تیاری میں ایک لاکھ دینار خرچ ہوئے جن لوگوں نے کلواذا سے سازش کی تھیں ان پر جرمانہ کئے اور سزائیں دیں۔

رکن الدولہ کا طبرستان و جرجان پر قبضہ:...... ۳۵۱ھ میں رکن الدولہ کو طبرستان پر قبضہ کی خواہش ہوئی ان دنوں طبرستان میں وشمکیر حکومت کر رہا تھا۔ ساریہ میں وشمکیر کا محاصرہ کیا۔ لڑائی ہوئی تو وشمکیر ساریہ چھوڑ کر جرجان چلا گیا۔ رکن الدولہ نے ساریہ پر قبضہ کر کے طبرستان کی طرف فوجیں بڑھائیں۔ وشمکیر مقابلہ نہ کر سکا اور طبرستان پر بھی رکن الدولہ کا قبضہ ہو گیا۔ نظم و نسق اور تقرری عمال سے فارغ ہو کر جرجان پر حملہ کیا۔ وشمکیر جرجان کو بھی خیر آباد کہہ کر وہاں سے نکل گیا اور پریشان حال بلاد جبل چلا گیا چنانچہ رکن الدولہ نے جرجان پر بھی قبضہ کر لیا وشمکیر کے تین ہزار سپاہیوں نے امن کی درخواست کی تو رکن الدولہ نے ان لوگوں کو امن دے دیا اور اپنی فوج میں شامل کر لیا۔ اس سے رکن الدولہ کی قوت بہت زیادہ بڑھ گئی۔

بغداد میں شیعہ سنی جھگڑا:...... اسی ۳۵۱ھ میں دار الخلافت بغداد کی مسجدوں پر معز الدولہ کے حکم سے شیعوں نے لکھ دیا (نعوذ باللہ) معاویہ بن ابی سفیان پر لعنت ہو، اور اس شخص پر لعنت ہو جس نے فاطمہ سے باغ فدک چھین لیا، اور اس پر بھی لعنت ہو جس نے حسن کو ان کے نانا کے پاس دفن ہونے سے روکا اور اس پر بھی لعنت ہو جس نے ابوذر غفاری کو مدینہ منورہ سے شہر بدر کیا، اور اس پر بھی لعنت ہو جس نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو مجلس شوریٰ سے نکال دیا۔ ❶ '' چونکہ خلیفہ، موم کی ناک بنا ہوا تھا معز الدولہ جس طرف چاہتا پھیر دیتا تھا۔ اس لئے معز الدولہ کو اس مذموم حرکت کی جرات ہوئی۔ صبح کو اہل سنت نے اس کو مٹا دیا۔ لیکن معز الدولہ نے دوبارہ لکھوانے کا ارادہ کیا، وزیر مہلبی نے رائے دی کہ اس کے بجائے صرف اتنے لکھوائے ''لعن اللّٰه الظالمين لآل رسول الله ﷺ'' (آل رسول اللہ ﷺ کے اوپر ظلم کرنے والوں پر اللہ کی لعنت ہو) اور سوائے حضرت معاویہ کے کسی اور ❷ پر لعنت لکھوایئے۔ (نعوذ باللہ)

وزیر مہلبی کی وفات:...... ۳۵۲ھ میں مہلبی (معز الدولہ کا وزیر السلطنت) عمان حج کرنے کے لئے روانہ ہوا۔ دریا کا سفر زیادہ طے نہیں کرنے پایا تھا کہ مرض الموت میں مبتلا ہو گیا۔ مجبوراً بغداد کی جانب لوٹا۔ اور راستے میں ماہ شعبان میں انتقال کر گیا۔ اسے بغداد میں دفن کیا گیا۔

معز الدولہ نے وزیر مہلبی کے مرنے کے بعد اس کے مال و اسباب اور خزانے پر قبضہ کر لیا اس کے حامیوں اور ساتھیوں کو گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا، ابوالفضل بن عباس بن حسن شیرازی اور ابوالفرج محمد بن عباس بن نسا اس کی جگہ کام کرنے لگا۔ لیکن یہ لوگ وزیر کے لقب سے یاد نہیں کئے جاتے تھے۔

معز الدولہ اور ناصر الدولہ:...... آپ اوپر پڑھ چکے ہیں کہ ناصر الدولہ بن حمدان اور معز الدولہ کی آپس میں گٹھ ہو گئی تھی اور ناصر الدولہ نے موصل

❶ ...... اس قسم کی باتوں کی تفصیل کیلئے گزشتہ حاشیوں کی طرف رجوع فرمائیں۔ ❷ ...... بغداد میں سلطنت پر عجمیوں کے قبضے کی وجہ سے شیعوں اور سنیوں میں فتنے کی آگ بھڑک اٹھی۔ اور چونکہ خلیفہ کی حیثیت عضوِ معطل سے زیادہ نہ تھی اس لئے وہ ان تمام واقعات سے الگ تھلگ رہا۔

کو ضمانت میں دیا تھا۔ ناصر الدولہ نے مصالحت کے بعد ابو تغلب اور فضل اللہ غضنفر کو صلح میں داخل کرنا چاہا معز الدولہ نے اس سے انکار کر دیا اس سے کھینچا تانی شروع کر دی۔ معز الدولہ نے فوجیں مرتب کر کے ۳۵۳ھ کے درمیان موصل پر چڑھائی کر دی۔ ناصر الدولہ موصل چھوڑ کر نصیبین چلا گیا چنانچہ معز الدولہ نے نصیبین کو چھوڑ دیا اور معز الدولہ نے قبضہ کر لیا۔ اس کے بعد ناصر الدولہ نے موصل پر یلغار کر دی اور معز الدولہ کے لشکر سے جنگ شروع کر دی۔ معز الدولہ نے یہ خبر سن کر موصل کی جانب کوچ کر دیا چنانچہ بہت بڑی لڑائی کے بعد معز الدولہ کے لشکر نے ناصر الدولہ کو شکست دے دی۔ ناصر الدولہ نے جزیرہ ابن عمر میں جا کر پناہ لی۔ معز الدولہ اس کے تعاقب میں روانہ ہوا اور چھٹی رمضان کو جزیرہ ابن عمر پہنچا ادھر ناصر الدولہ اپنے بیٹوں اور فوج کو جمع کر کے موصل پہنچ گیا اور معز الدولہ کی فوج پر حملہ کر دیا۔ اس حملہ میں ناصر الدولہ کو کامیابی ہوئی۔ ان دونوں سرداروں کو جنہیں معز الدولہ نے موصل کا حاکم مقرر کیا تھا گرفتار کر لیا۔ چنانچہ بہت سا مال واسباب ہاتھ لگا۔ ناصر الدولہ نے قیدیوں کو مال واسباب سمیت قلعہ کواشی میں پہنچا دیا۔ جب معز الدولہ کو یہ خبر ملی تو وہ پھر موصل کی طرف دوڑا چنانچہ ناصر الدولہ نے موصل چھوڑ دیا۔ غرض ناصر الدولہ ایک شہر سے دوسرے شہر کی طرف بھاگتا پھر رہا تھا معز الدولہ اس کے تعاقب میں تھا۔ آخر کار معز الدولہ نے تنگ ہو کر صلح کا پیغام دے دیا۔ ناصر الدولہ بھی روزانہ کی تگ ودو اور جنگ سے پریشان ہو گیا تھا لہٰذا مصالحت پر تیار ہو گیا۔ موصل، دیار ربیعہ اور رحبہ مقررہ خراج کی ادائیگی کی شرط پر ناصر الدولہ کے حوالے کر دئے اور آپس میں مصالحت ہو گئی۔ ناصر الدولہ نے معز الدولہ کے قیدیوں کو رہا کر دیا اور معز الدولہ دار الخلافت بغداد واپس آ گیا۔

معز الدولہ اور قرامطہ کی جنگ:...... ہم اوپر تحریر کر چکے ہیں کہ عمان، یوسف بن وجیہہ کے قبضہ میں تھا۔ اس کی بنی بریدی سے مقام بصرہ میں لڑائی ہوئی تھی۔ عنوان جنگ ایسا بن گیا تھا کہ بصرہ پر بنی بریدی کا قبضہ ہو جاتا مگر۔ یوسف نے جنگی کشتیوں پر آگ روشن کرادی اور آتشبازی کرنے لگا۔ اس طرح بریدی بھاگ گیا۔ یہ واقعہ محرم ۳۳۲ھ کا ہے۔ پھر اسی سال اس کے غلام ❶ نے بغاوت کی اور اسے مغلوب کر کے شہر پر قبضہ کر لیا پھر جب معز الدولہ کو بصرہ پر قبضہ کر لینے کی ترغیب دی اور اس سے خشکی کے راستے امداد کی درخواست کی چنانچہ معز الدولہ ۳۴۱ھ میں دریا کے راستے بصرہ پر قبضہ کرنے کے لئے روانہ ہوا ادھر معز الدولہ کے پہنچنے سے پہلے وزیر السلطنت مہلبی بھی فوجیں لے کر اہواز سے پہنچ گیا تھا۔ معز الدولہ نے اسے مالی اور فوجی مدد دی۔ چنانچہ عرصہ تک لڑائیاں ہوتی رہیں آخر کار مہلبی کو بحری لڑائی میں فتح نصیب ہوئی۔

بصرہ پر قرامطہ کا قبضہ:...... اور اسی وقت سے قرامطہ بصرہ پر مسلسل حملہ کرتے رہے یہاں تک کہ ۳۴۵ھ میں اس پر قابض ہو گئے اور رافع ❷ حاکم بصرہ بھاگ گیا۔ علی ابن احمد (قرامطہ کا سکریٹری) شہر کی نگرانی کرنے لگا۔ اور قرامطہ بدستور اپنے دار الحکومت ہجر میں ٹھہرے رہے قاضی شہر ایک ذی اثر شخص تھا۔ اس کے اعزہ واقارب بھی بہت زیادہ تھے خاندان بھی بہت بڑا تھا اس نے قرامطہ کو کہلوایا کہ کسی کمانڈر کو شہر کی نگرانی کے لئے بھیج دیجئے، قرامطہ نے ابن طغان کو مقرر کر دیا۔

ابن طغان کا قتل:...... ابن طغان بصرہ میں پہنچتے ہی ان تمام سرداروں کے ساتھ برے برتاؤ سے پیش آیا جو قاضی شہر کے ساتھ پہلے سے بصرہ میں موجود تھے۔ قاضی کے رشتہ داروں کو یہ ناگوار گزرا چنانچہ ان سب نے متحد ہو کر بلوہ کر دیا اور ابن طغان کو گرفتار کر کے قتل کر دیا عبدالوہاب بن احمد بن مروان کو جو قاضی کے قرابت مندوں میں سے تھا ابن طغان کی جگہ مقرر کیا۔ علی ابن احمد (قرامطہ کے سکریٹری) نے یہ واقعات قرامطہ کو لکھ کر بھیجے، قرامطہ نے بہت بڑے غور و فکر کے بعد ان لوگوں کو اپنی بیعت کرنے کے لئے لکھا۔ چنانچہ ان لوگوں نے بیعت کر لی۔

علی بن احمد کی وزارت قرامطہ نے انہیں اپنے لشکریوں کے برابر انعامات دیئے اس سے قرامطہ کے لشکروں میں شورش پیدا ہو گئی اور وہ اہل بصرہ سے بھڑ گئے۔ جھگڑا بڑھنے نہیں پایا لڑائی رک گئی۔ لیکن ان سب نے متفق ہو کر عبدالوہاب کو شہر سے نکال دیا اور علی بن احمد کو اپنا امیر بنا لیا۔

معز الدولہ کا عمان پر قبضہ:...... ۳۵۵ھ میں معز الدولہ واسط کی جانب روانہ ہوا۔ اس کے بھائی کا غلام نافع بھی آ گیا۔ اور اسی کے پاس

❶ ...... ابن اثیر نے اس کا نام رافع تحریر کیا ہے۔ ❷ ...... یہاں صحیح لفظ نافع ہے، رافع نہیں۔ دیکھیں تاریخ الکامل (ج ۵ ص ۳۴۱)۔ اس کے علاوہ یہاں جو سن ۳۴۵ تحریر ہے یہ غلط ہے، صحیح ۳۵۴ھ ہے۔

ٹھہرا رہا۔ یہاں تک کہ عمران بن شاہین کی مہم سے اس کو فراغت حاصل ہوئی۔ چنانچہ وہ ماہ رمضان میں ایلہ آ گیا۔ اور ایک سو کشتیوں کا بیڑہ عمان فتح کرنے کے لئے روانہ کیا جس میں بیشمار آلات حرب اور جنگ آور تھے۔ ابوالفتوح محمد بن عباس کو اس بیڑہ کی کمان دی گئی۔ بیڑہ کیروانی کے بعد عضد الدولہ کے پاس فارس گیا اور اس سے امدادی فوجیں بھیجنے کو کہا۔ چنانچہ عضد الدولہ کی امدادی فوجیں سیراف میں جنگی بیڑہ سے آملیں ان سب نے مل کر عمان پر حملہ کیا۔ اور اہل عمان کی نوے کشتیوں ❶ کو جلا دیا نہایت سخت اور خونریز جنگ کے بعد جمعہ کے دن جو کہ اسی سال کا یوم عرفہ تھا عمان پر معز الدولہ کا علم حکومت نصب کر دیا گیا۔ جامع مسجد میں اس کے نام کا خطبہ پڑھا گیا اور عمان بھی اس کے زیر کنٹرول علاقوں میں شامل ہو گیا۔

معز الدولہ کی وفات:...... آپ کو یاد ہوگا کہ ۳۵۵ھ میں معز الدولہ عمران بن شاہین سے جنگ کے لئے واسط کی طرف روانہ ہو گیا تھا ۳۵۶ھ میں مرض الموت میں مبتلا ہو کر دار الخلافت بغداد آ گیا تھا اور اپنے ساتھیوں کو واسط ہی میں چھوڑ آیا تھا بغداد پہنچ کر مرض کی شدت ❷ بڑھ گئی۔ زیست سے ناامید ہو کر اپنے بیٹے بختیار کو اپنا ولی عہد بنایا اور ماہ ربیع الثانی ❸ میں اس کا انتقال ہو گیا۔

عز الدولہ بن معز الدولہ:...... عز الدولہ بختیار، اپنے باپ معز الدولہ کی وفات کے بعد حکمرانی کرنے لگا اپنے سپہ سالار فوج کو جو عمران بن شاہین سے واسط میں برسرپیکار تھا مصالحت کرنے لکھ بھیجا۔ چنانچہ مصالحت کر کے واپس آیا۔

معز الدولہ نے اپنے بیٹے عز الدولہ کو ایک یہ وصیت بھی کی تھی کہ تم اپنے چچا رکن الدولہ کی اطاعت سے منحرف مت ہونا اسی کے اشارے اور حکم پر عمل کرنا۔ اور اپنے چچازاد بھائی عضد الدولہ کے مشورے سے امور سلطنت انجام دینا۔ وہ تم سے عمر بھی بڑا ہے، اور اسے امور سیاسی میں بہت بڑا دخل ہے اور میرے سیکرٹیریوں ابوالفروج بن عباس بن حسن، ابوالفرج بن عباس اور حاجب سبکتگین سے برتاؤ اچھے کرنا۔

عز الدولہ کی نافرمانی اور اس کے نتائج:...... عز الدولہ نے ان میں سے ایک وصیت پر بھی عمل نہیں کیا اور لہو لعب گانے بجانے گویوں اور عورتوں میں مصروف و منہمک ہو کر امور سلطنت سے غافل ہو گیا۔ چنانچہ سیکرٹریوں اور حاجب کو اس سے منافرت ناراضگی پیدا ہو گئی۔ حاجب سبکتگین نے دربار میں آنا چھوڑ دیا۔ عز الدولہ نے اسی پر اکتفا نہیں کیا بلکہ اس لالچ میں بہت سی جاگیریں ضبطی میں آ جائیں گی دیلم کے بڑے بڑے سرداروں کو اپنے قلمرو سے نکلوا دیا اس حرکت کی وجہ سے اس حکومت کا رعب داب ختم ہو گیا چنانچہ چھوٹی چھوٹی تنخواہ والے اٹھ کھڑے ہوئے۔ ترکوں نے بھی ان کا ساتھ دیا یا وہ مشاہرے میں اضافہ کا مطالبہ کر رہے تھے دیلمی اپنے سرداروں کو واپس لانے کے لئے شہر چھوڑ کر صحرا و بیابان کی طرف نکل کھڑے ہوئے اور عز الدولہ انہیں روک نہ سکا۔ کیونکہ سبکتگین کو بھی اس سے کشیدگی اور مکمل نفرت پیدا ہو گئی تھی۔ اس لئے عز الدولہ کے کاموں میں اضطراب پیدا ہو گیا۔

ابوالفضل عباس بن حسین کی وزارت:...... ابوالفرج بن عباس سیکرٹری عمان فتح ہونے کے بعد سے عمان ہی میں تھا۔ جب اسے معز الدولہ کے مرنے کی خبر ملی تو اس خوف سے کہ کہیں میرا دوست ابوالفضل عباس بن حسن اکیلا دولت بنی بویہ پر حاوی نہ ہو جائے عمان، عضد الدولہ کے حوالے کر کے دار الخلافت بغداد آ گیا۔ لیکن اس کے پہنچنے سے پہلے ہی ابوالفضل عباس قلمدان وزارت کا مالک بن چکا تھا لہٰذا اسے کچھ نہ مل سکا۔

رے پر حملہ:...... ابوعلی بن الیاس، کرمان سے بخارا، امیر منصور بن نوح بن سامان کی خدمت میں امداد حاصل کرنے کے لئے گیا تھا امیر منصور نے انتہائی احترام و عزت سے ملاقات کی چنانچہ ابوعلی نے اسے بنی بویہ کے زیر کنٹرول علاقوں پر قبضہ کر لینے کی ترغیب دی اور شمکیر و حسن بن فیرزان کو ''رے'' پر فوج کشی کرنے کو کہا، چنانچہ ابوالحسن محمد بن ابراہیم بن سیجور و والی گورنر خراسان کو بڑی فوج کے ساتھ روانہ کیا اور وشمکیر کی اطاعت اور اسی کے حکم پر کاربند ہونے کی ہدایت کر دی۔ ۳۵۶ھ میں یہ فوج روانہ ہوئی رکن الدولہ نے اپنے اہل و عیال کو اصفہان بھیج دیا اور اپنے بیٹے عضد الدولہ کو فارس میں اور اپنے بھتیجے عز الدولہ بختیار کو بغداد میں یہ واقعات لکھ کر بھیجے اور امداد مانگی عضد الدولہ نے خراسان کے راستے سے فوجیں روانہ کیں پھر یہ ٹڈی

---

❶ ابن اثیر میں نواسی ۸۹ کشتیوں کے جلائے جانے کا ذکر ہے۔ ❷ ...... ابن اثیر نے اپنی تاریخ الکامل میں اس کے مرض کی کیفیت بیان کرتے ہوئے کہتا ہے کہ معز الدولہ ذرب (یعنی پیٹ کی بیماری) میں مبتلا ہو کر فوت ہوا۔ ذرب ایسی بیماری کو کہتے ہیں جو معدے کو لگتی ہے، اس کی وجہ سے کھانا ہضم نہیں ہوتا اور گل سڑ جاتا ہے۔ لہٰذا معدہ رکھ نہیں سکتا۔ (المعجم الوسیط)۔ ❸ ...... (البدایہ والنہایہ) میں ربیع الاول اور النجوم الزاہرۃ میں ۱۷ ربیع الثانی ۳۵۳ تحریر ہے۔

دل فارس دامغان کی طرف روانہ ہوا رکن الدولہ بھی رے سے اپنی فوجیں لے کر بڑھا اس دوران وشمکیر کی موت واقع ہوگئی۔

وشمکیر کی موت:...... وشمکیر کا واقعہ موت اس طرح پیش آیا کہ ایک دن وشمکیر کی خدمت میں چند گھوڑے پیش کئے گئے، وشمکیر نے ان میں سے ایک گھوڑا پسند کیا اور سوار ہو کر شکار کے لئے نکلا۔ اتفاق سے ایک جنگلی سور سامنے آ گیا وشمکیر نے تیر چلایا نشانہ خطا ہو گیا ادھر سور نے پلٹ کر حملہ کر دیا جس سے گھوڑا زخمی ہو کر گر پڑا اور وشمکیر زمین پر گر گیا اور مر گیا چنانچہ اس کے ساتھی منتشر ہو کر خراسان لوٹ آئے۔

ابوعلی بن الیاس:...... ابوعلی بن الیاس نے بنی سامان کی علم حکومت کے ماتحت کرمان پر قبضہ کر لیا تھا جیسا کہ حکمرانان بنی سامان کے حالات میں لکھا جا چکا ہے۔ کچھ عرصے بعد ابوعلی فالج میں مبتلا ہو گیا۔ جب بیماری نے طول پکڑا تو اپنے بیٹے الیسع کو اور الیسع کے بعد دوسرے بیٹے الیاس کو ولی عہد مقرر کیا اور چونکہ سلیمان اور الیسع کے درمیان کشیدگی اور ناچاقی تھی اس لئے الیسع کو یہ ہدایت کی کہ اپنے بھائی سلیمان کو بادروم کے مال زیر کنٹرول علاقوں کی نگرانی کرنے کو روم بھیج دینا۔ لیکن سلیمان اس پر راضی نہ ہوا اور علیحدہ ہو کر فوجیں مرتب کیں اور شیر خان پر حملہ کر کے قبضہ کر لیا۔ الیسع کو یہ خبر ملی تو لشکر تیار کر کے شیر خان پر حملہ کر دیا مگر اس نے اسے گرفتار کر لیا۔ اس کے بعد یہ موقع پا کر جیل سے بھاگ نکلا۔ لشکریوں نے جمع ہو کر دوبارہ اس کی اطاعت کی، اور اس کے باپ کی وجہ سے اس کی طرف مائل ہو گئے۔

الیسع اور عضد الدولہ کی جنگ:...... اس واقعہ کے بعد ابوعلی خراسان چلا گیا۔ پھر خراسان سے امیر ابوالحرث منصور کے پاس بخارا پہنچ گیا اور اسے رے پر قبضہ کر لینے کی ترغیب دی۔ جیسا کہ آپ اوپر پڑھ چکے ہیں اس دوران ۳۵۶ھ کا دور آ گیا۔ اور اس کا انتقال ہو گیا۔ اس کے بعد کرمان پر الیسع کی خالص حکومت قائم ہو گئی۔ چونکہ عضد الدولہ کے بعد سرحدی علاقے الیسع کے زیر کنٹرول علاقوں سے ملے ہوئے تھے اس لئے دونوں میں ایک قسم کی چپقلش چلی آ رہی تھی رفتہ رفتہ اس چپقلش نے لڑائی کی صورت اختیار کر لی۔ عضد الدولہ کے بعض ساتھی الیسع کے پاس چلے گئے اس سے الیسع کی طاقت بڑھ گئی اس نے عضد الدولہ پر حملہ کر دیا۔ لیکن جنگ کے وقت الیسع کے لشکر نے ہتھیار ڈال دیئے اور اکثر سرداروں نے بھی امن کی درخواست کر دی گنتی کے چند افراد اس کے پاس باقی رہ گئے مجبوراً اپنے اہل وعیال اور مال واسباب کو لے کر بخارا چلا گیا۔

کرمان پر عضد الدولہ کا قبضہ:...... ادھر عضد الدولہ نے کرمان میں داخل ہو کر قبضہ کر لیا اور اپنے بیٹے ابوالفوارس کو جاگیر میں دے دیا۔ یہ وہی ابو الفوارس ہے جس نے عراق پر اپنی حکومت کا جھنڈا گاڑا تھا اور شرف الدولہ کا لقب اختیار کیا تھا۔

عضد الدولہ کرمان پر قبضہ کرنے کے بعد کورتکین بن ختستان ❶ کو اپنا نائب بنا کر فارس واپس چلا گیا والی سجستان نے اظہار اطاعت کا خط روانہ کیا اور عضد الدولہ کے نام کا خطبہ اپنے ہاں کی جامع مسجد میں پڑھا۔

الیسع کی وفات:...... الیسع، بخارا پہنچ گیا اور بنی سامان سے امداد مانگی بنی سان کو الیسع کے قیام بخارا سے خطرہ پیدا ہو گیا لہٰذا حکمت عملی کے ساتھ بخارا سے نکال کر خوارزم بھیج دیا۔ الیسع اپنے مال واسباب کو کرمان چھوڑتے وقت اطراف خراسان میں چھوڑ آیا تھا۔ ابوعلی بن سیجور کو اس کی اطلاع مل گئی اس نے قبضہ کر لیا۔ اس کے بعد الیسع کو خوارزم میں آشوب چشم کی شکایت پیدا ہوئی اور روز بروز آشوب چشم کی شکایت بڑھتی گئی۔ طبیبوں نے سر رو کی فصد لگائی اس کی موت کا ظاہری سبب بن گئی اس کے مرنے کے بعد کسی اور شخص کو الیاس کی اولاد میں سے کرمان کی حکومت نصیب نہ ہو سکی۔

حسنو یہ بن حسن کردی:...... حسنو یہ بن حسن کردی کرد سرداروں میں سے ایک نامور سردار تھا۔ اس نے مضافات دینور پر قبضہ کر کے اپنی حکومت قائم کر لی تھی۔ جو قافلہ اس طرف سے گذرتا تھا اس سے جنگی وصول کرتا تھا۔ دیلمی فوجوں کو جو خراسان میں تھیں اس سے ہر وقت خطرہ رہتا تھا۔ خود رکن الدولہ اس کی برائیوں سے ڈرتا رہتا تھا۔ اکثر مواقع پر دب جاتا تھا۔

حسنو یہ اور سلار کی جنگ:...... اتفاقاً حسنو یہ اور سلار بن مسافر بن سلار کا کسی بات پر جھگڑا ہو گیا جس سے لڑائی تک کی نوبت پہنچ گئی۔ چنانچہ حسنو یہ

---

❶ ...... ابن اثیر نے جستان تحریر کیا ہے۔

نے سلار کو شکست فاش دی اور اس کی لشکر گاہ اور سرداروں کا محاصرہ کر لیا۔ اس کے بعد حسنو یہ نے لکڑی اور کوڑا جمع کرا کے آگ لگا دی، سلار کی فوج اور اس کے سردار اپنی موت کا احساس کر کے حسنو یہ کے حکم سے فرار تر آئے حسنو یہ نے ان لوگوں کو گرفتار کر کے اکثر کو قتل کر دیا اس واقعہ سے رکن الدولہ کو دیلمیوں کی جانب داری اور ہم قوم ہونے کی وجہ سے انتقال کا جوش پیدا ہو گیا چنانچہ اپنے وزیر ابوالفضل بن عمید کو فوجیں مرتب کر کے حسنو یہ پر یلغار کرنے کا حکم دیا۔

ابن عمید کی وفات:...... چنانچہ ماہ محرم ۳۵۹ھ میں ابن عمید، حسنو یہ کی جانب روانہ ہو گیا چونکہ عارضہ نقرس میں ایک مدت سے مبتلا تھا۔ روزانہ سفر سے مرض کی شدت بڑھ گئی۔ میدان میں پہنچ کر اپنی وزارت کے چوبیسویں سال اس کا انتقال ہو گیا پھر اس کی جگہ اس کا بیٹا ابوالفتح قلمدان وزارت کا مالک بنا یہ ایک نوجوان ملیح صورت، اور اخلاق حسنہ کا مالک شخص تھا۔ اس نے حسنو یہ سے وہ جس حال پر تھا صلح کر لی اور رکن الدولہ کی خدمت میں رے واپس آ گیا۔

ابن عمید سیرت و کردار:...... وزیر السلطنت ابوالفضل ابن عمید ❶ مختلف علوم وفنون کا عالم، فصیح بلیغ کاتب امور سیاست اور ملک داری سے کما حقہ واقف تھا۔ اس کے باوجود نہایت درجہ خلیق نرم مزاج اور شجاع بھی تھا۔ فنون جنگ کو خوب جانتا تھا۔ عضد الدولہ نے اسی سے سیاست کی تعلیم پائی تھی اور فنون جنگ میں اس کا شاگرد تھا۔

کرمان کی بغاوت:...... جب عضد الدولہ نے کرمان پر قبضہ کر لیا جیسا کہ آپ ابھی پڑھ آ چکے ہیں تو پہاڑی جرگوں اور بادیہ نشینوں نے متحد ہو کر عضد الدولہ کی مخالفت اور بغاوت پر کمر باندھی لی ان میں ابوسعید اور اس کے بیٹے بھی تھے عضد الدولہ نے کورتکین بن خشتان حاکم کرمان کی مدد پر عابد بن علی کو مامور چنانچہ عابد بن علی فوجیں لیے کر جیرفت ❷ کی طرف بڑھا اور ان باغیوں سے جنگ لڑی اور ان کو شکست دے کر نہایت بے رحمی سے پامال کیا نامی گرامی کمانڈروں کو گرفتار کر کے قتل کر دیا انہی مقتولوں میں ابوسعید کا بیٹا بھی تھا اس کے بعد عابد بن علی نے ان کا تعاقب کیا اور کئی بار ان پر حملہ آور ہوا اور انہیں اچھی طرح پامال کیا۔ لوٹ مار کرتا ہوا ہرمز تک پہنچ گیا اور اس پر بھی قبضہ کر لیا۔ تبریز اور مکران پر متصرف ہو گیا ان میں سے ایک ہزار افراد کو گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا۔ مجبور ہو کر ان سب نے اطاعت قبول کر لی اور حدود اسلام قائم رکھنے پر راضی ہو گئے۔

کرمان پر عضد الدولہ کا حملہ:...... اس کے بعد عابد بن علی نے ایک دوسرے گروہ کی سرکوبی کے لئے لشکر تیار کیا جو حرومیہ اور جاسکیہ کے نام سے مشہور تھے یہ خشکی اور دریا میں رہزنی کرتے۔ دن دہاڑے مسافروں کے قافلوں کو لوٹ لیتے تھے۔ سلیمان بن ابوعلی بن الیاس ان کی پشت پناہی کر رہا تھا۔ جب عابد بن علی نے ان پر حملہ کیا اور طاقت کے زور سے پامال کرنے لگا تو انہوں نے بھی علم حکومت کی اطاعت قبول کر لی۔ جس سے ایک مدت تک ان ممالک میں امن وامان قائم رہا کچھ عرصے بعد پھر وہی بلوائی متحد ہو گئے اور رہزنی شروع کر دی۔

باغیوں کی گوشمالی:...... ذیقعدہ ۳۶۰ھ میں عضد الدولہ ان لوگوں کی گوشمالی کے لئے کوچ وقیام کرتا ہوا کرمان تک پہنچا عابد بن علی کو ان پر حملہ کرنے کی غرض سے بڑھنے کا حکم دیا۔ عابد بن علی نے نہایت تیزی سے جنگ کا آغاز کر دیا۔ بلوائی ایک تنگ وتاریک درہ میں اس خیال سے کہ یہ ان کو حملہ آوروں کے حملہ سے بچا لے گا داخل ہو گئے۔ لیکن عضد الدولہ کی فوج نے انہیں وہاں بھی چین نہ لینے دیا۔ ماہ ربیع الاول ۳۶۱ھ میں پوری طاقت سے حملہ کیا۔ ایک شب و روز تو استقلال اور مردانگی سے مقابلہ کرتے رہے بلآخر شام ہوتے ہوتے شکست کھا کر بھاگ گئے۔ بڑے بڑے سورما مارے گئے بچے عورتیں لونڈی اور غلام بنا لئے گئے۔ معدودگنتی کے چند لوگوں کی جانیں بچیں۔ امن مانگا۔ امن دے دیا گیا۔ اور ان پہاڑوں سے جلا وطن کر کے دوسرے مقام پر بھیج دیئے گئے عضد الدولہ نے ان مقامات میں کاشتکاروں کو آباد کیا۔ جنہوں نے اپنے زور بازو سے زمین کو آباد و سرسبز بنایا۔ عابد بن علی ان بادیہ نشین بلوائیوں پر برابر حملہ کرتا رہا یہاں تک کہ ان کا نام ونشان صفحہ ہستی سے مٹ گیا اور فتنہ وفساد فرو ہو گیا۔

---

❶...... اس کا پورا نام محمد بن الحسین بن محمد بن العمید تھا۔ عمید اس کے والد کا ذکر تھا۔ ۳۲۱ھ میں پہلی مرتبہ آل عمید کا تذکرہ منظر عام پر آیا۔ اس وقت عمید وشمکیر کا وزیر تھا۔ دیکھیں تاریخ الکامل ۳۲۱ھ کے واقعات۔ ❷...... کرمان کے آس پاس کے علاقوں میں ایک بڑا شہر ہے۔

ابوالفضل عباس کی ریشہ دوانیاں:...... معز الدولہ کے دور حکومت میں اور اس کے بعد اس کے بیٹے عزالدولہ بختیار کے زمانے میں ابوالفضل عباس بن حسین ❶ قلمدان وزارت کا مالک تھا۔ اس کے برتاؤ نہایت سختی کے تھے رعایا کے ساتھ بے حد ظلم کرتا تھا۔ لوگوں کے مال واسباب کو چھین لیتا تھا دینی امور میں تفریط سے کام لیتا تھا۔ اس نے اپنی وزارت کے زمانہ میں محلّہ کرخ بغداد میں آگ لگوادی تھی۔ جس میں تقریباً بیس ہزار آدمی جل گئے تین سو دکانیں جل کر خاک ہوگئی تینتیس (۳۳) مسجدیں شہید ہوئیں۔ جتنا مال واسباب جلا اس کا کوئی شمار بھی نہیں اس محلّہ کے رہنے والے تمام لوگ شیعہ تھے۔

محمد بن بقیہ:...... محمد بن بقیہ ایک کفایت شعار ذہین کسانی پیشہ شخص ❷ تھا کسی ذریعہ سے عزالدولہ تک رسائی ہوگئی اس نے باورچیخانہ کی ملازمت کرلی۔ پنے سر پر خان لاتا اور عزالدولہ کو کھانا کھلاتا تھا۔ پھر جب وزیر السلطنت ابوالفضل کی حالت ابتر ہوئی اور مطالبات کی زیادتی ہوئی اخراجات دوگنے تگنے ہوگئے آمدی کافی نہ ہونے لگی تو عزالدولہ نے اسے معزول کردیا اور اس سے اور اس کے تمام مصاحبوں اور حامیوں سے بہت سارو پیہ بطور جرمانہ وصول کیا۔ محمد بن بقیہ کے اچھے دن آ گئے تھے چنانچہ قلمدان وزارت اس کے حوالہ کردیا۔ کام کاج جیسا چاہئے چلنے لگا۔ جرمانہ کی وجہ سے بدنظمیاں دور ہوگئی۔ تھوڑے دنوں کے بعد جب یہ روپیہ خرچ ہوگیا تو پھر وہی ابتری پیدا ہوگئی فوجی سپاہیوں ❸ نے لوٹ مار شروع کردی۔ لٹیروں اور بازاریوں کا شر پھیل گیا۔ سارا بغداد فساد فتنہ سے بھر گیا۔ عزالدولہ اور ترکوں میں مال کی کمی کی وجہ سے ان بن ہوگئی۔

سبکتگین اور عزالدولہ:...... ان دنوں ترکوں کا سردار سبکتگین تھا سبکتگین کی نفرت اور کشیدگی حد سے بڑھ گئی۔ محمد بن بقیہ نے درمیان میں پڑ کر صفائی کرانے کی کوشش کی اور سبکتگین کو سمجھا بجھا کر عزالدولہ کے پاس لے آیا اور مصالحت کرادی ترکوں کی ایک جماعت سبکتگین کے ساتھ عزالدولہ کے پاس آئی تھی۔ ایک دیلمی غلام نے سبکتگین پر حملہ کردیا۔ سبکتگین نے اپنے غلاموں کو للکارا۔ غلاموں نے دیلمی غلام کو گرفتار کرلیا سبکتگین کو اس سے شبہ پیدا ہوا کہ غالباً عزالدولہ کی سازش سے دیلمی غلام نے یہ حرکت کی ہے سبکتگین نے اس غلام کو عزالدولہ کے پاس بھیج دیا چنانچہ عزالدولہ نے اسے قتل کرادیا۔ اس سے سبکتگین کا شبہ اور قوی ہوگیا یہ خیال قائم کرلیا کہ عزالدولہ نے اس کو راز کے خیال سے قتل کیا ہے۔ اس وجہ سے آپس میں نفرت بڑھ گئی اور فتنہ کا دروازہ کھل گیا۔ دیلم نے سبکتگین کو قتل کرنے پر کمر باندھ لی مگر عزالدولہ نے انہیں بہت سارو پیہ دیکر راضی کرلیا۔ فتنہ ختم ہوگیا۔

ابوتغلب بن ناصر الدولہ:...... جس وقت ابوتغلب بن ناصر الدولہ ہمدان نے اپنے باپ کو گرفتار کر کے جیل ❹ میں ڈالدیا اور حکومت موصل کا تنہا مالک بن بیٹھا تو اس کے بھائیوں نے ہر طرف سے اس کی مخالفت کا علم بلند کردیا۔ احمد اور ابراہیم (یہ دونوں ابوتغلب کے بھائی تھے) عزالدولہ کے پاس پہنچ گئے اور اپنے بھائی کے مظالم بیان کر کے امداد کی درخواست کی عزالدولہ نے مدد دینے کا وعدہ کیا اور یہ وعدہ کیا کہ میں تمہارے ساتھ چل کر تمہارے علاقے کو تمہیں دلادوں گا لیکن پھر کسی وجہ سے یہ وعدہ ایفا نہ کرسکا، ابراہم اپنے بھائی ابوتغلب کے پاس گیا اتنے میں وہ زمانہ آ گیا کہ محمد بن بقیہ کو قلمدان وزارت دیا گیا تھا اور ابوالفضل معزول کردیا گیا تھا۔

موصل پر عزالدولہ کا قبضہ:...... چنانچہ محمد بن بقیہ نے ابوتغلب کو خط لکھا، ابوتغلب نے القاب وآداب کم لکھے۔ اس بنا پر ابن بقیہ نے عزالدولہ کو

---

❶ ...... ابن الاثیر نے بھی اسی طرح تحریر کیا ہے، جبکہ ہمارے پاس جدید عربی ایڈیشن (ج ۴ص ۴۴۸) ابوالفضل العباس تحریر ہے۔ ❷ ...... یہ بغداد کے ایک نواحی شہر ''اوانا'' میں کھیتی باڑی کرتا تھا اور اوانا بغداد سے تکریت کی طرف ۷ افرسخ کے فاصلہ پر واقع تھا۔ معز الدولہ کے زمانہ میں تکریت میں بھی کام کرتا رہا۔ اور اس کی وفات کے بعد عزالدولہ کے باورچی خانہ کا نگران بنا اور اس کا اثر رسوخ اتنا بڑھا کہ اس کے بغیر کسی اور ذریعہ سے عزالدولہ تک پہنچنا ممکن ہی نہ تھا۔ عزالدولہ نے وزارت اس کے حوالہ کی۔ سبکتگین نے بھی اس کی تائید کی۔ لوگوں کی زبان پر ایک عربی مقولہ ''من الغضارة الی الوزارة'' یعنی زراعت سے وزارت تک مشہور ہوگیا۔ دیکھیں (النجوم الزاہرة ج ۴ص ۶۶) اور وفیات الاعیان ج ۴ ص ۲۰۳)۔ ❸ ...... یہاں عربی میں عیاروں کا لفظ ہے۔ جس کا مطلب ہے کہ فوج کا وہ شعبہ جو پولیس کی خدمات انجام دے۔ اس کی تعریف پہلے بھی گزر چکی ہے۔ یہ بالکل ملٹری پولیس کی مانند سمجھ لیں۔ ثناء اللہ محمود۔ ❹ ...... یہ واقعہ ۳۵۶ھ ماہ جمادی الاولی بروز ہفتہ کا ہے۔ گرفتاری کا سبب یہ تھا کہ ناصر الدولہ عمر زیادہ ہونے کی وجہ سے بداخلاق ہوگیا تھا۔ اپنی اولاد اور اپنے مصاحبوں کے ساتھ سختی کے ساتھ پیش آتا تھا۔ ان کے اغراض اور مقاصد کی مخالفت کرتا تھا۔ اس لئے ابوتغلب نے حملہ کر کے گرفتار کرلیا اور قلعہ میں قید کردیا (دیکھو تاریخ کامل ابن اثیر ج ۸ص ۲۳۹) مترجم۔

موصل پر قبضہ کرنے کے لئے ابھار دیا۔ چنانچہ عزالدولہ فوجیں مرتب کر کے (نویں ربیع الثانی ۳۶۳ھ کو مقام دیر اعلیٰ) موصل پہنچ گیا۔ ابوتغلب، اس سے مطلع ہو کر موصل چھوڑ کر سنجار چلا گیا رسد غلہ، خزانہ اور ریکارڈ سے موصل کو خالی کر دیا۔ پھر سنجار سے دار الخلافت بغداد روانہ ہو گیا۔ اس لئے راستہ میں کسی سے متعرض نہ ہوا بلکہ یہ اور اس کے سارے ساتھی اپنی ضرورت کی چیزوں کو اسی قیمت پر خریدا کرتے تھے جس قیمت پر عوام خرید کرتے تھے۔ عزالدولہ نے بھی ابوتغلب کے پیچھے پیچھے اپنے وزیر السلطنت محمد بن بقیہ اور حاجب سبکتگین کی سرکردگی میں فوجیں روانہ کر دیں، وزیر سلطنت محمد بن بقیہ، بغداد میں داخل ہو گیا اور حاجب سبکتگین ❶ حربی میں ٹھہر گیا۔

مغربی بغداد میں شیعہ سنی فساد: ..... اس وقت ابوتغلب بغداد کے قریب پہنچ گیا تھا۔ بازاریوں اور فتنہ پردازوں کی بن آئی شور وشر پیدا کر دیا شیعوں اور سنیوں میں بھی جھگڑا ہو گیا۔ جنگ جمل ❷ کی نقالی کی سب فتنہ وفساد دار الخلافت بغداد کی "غربی جانب برپا ہو رہا تھا۔ مشرقی بغداد میں امن وامان تھا۔

عزالدولہ اور ابوتغلب کی صلح: ..... ابوتغلب کو دار الخلافت بغداد کے قریب پہنچ کر محمد بن بقیہ وزیر اور سبکتگین حاجب کے بغداد پہنچ جانے کا واقعہ معلوم ہوا، ابوتغلب نے مصلحتاً بغداد سے لوٹ کر سبکتگین کے قریب مقام حربی میں قیام کیا چنانچہ۔ دونوں میں ہلکی سی جھڑپ ہوئی۔ پھر دونوں نے در پردہ سازش کر لی۔ اور طے یہ پایا کہ خلیفہ کو معزول کر دیا جائے۔ اور اس کی جگہ کسی دوسرے شخص کو تخت پر خلافت پر متمکن کیا جائے، وزیر محمد ابن بقیہ اور عزالدولہ کو گرفتار کر لیا جائے اور جب یہ سب باتیں ہو جائیں تو حکومت کی باگ ڈور حاجب سبکتگین کو دی جائے اور ابوتغلب موصل کی حکومت پر چلا جائے لیکن سبکتگین فتنہ کے خیال سے اس سے رک گیا اتنے میں وزیر ابن بقیہ آ گیا پھر دونوں مل گئے اور امور سلطنت انجام دینے لگے۔ ابوتغلب کو صلح کا پیغام دیا۔ چنانچہ ابوتغلب نے پرانے خراج کے علاوہ تین ہزار من غلہ دینے کا وعدہ کیا۔ شرائط صلح میں یہ بھی تھا کہ اپنے بھائی حمدان کو اس کے علاقہ اور املاک سوائے ماردین کے دیدے۔ صلح نامہ کی تکمیل ہونے کے بعد سبکتگین نے عزالدولہ کو اس سے مطلع کیا اور موصل سے واپس آنے کو لکھا اور ابوتغلب بغداد سے موصل پہنچ گیا۔ عزالدولہ موصل کی دوسری جانب پڑاؤ ڈالے ہوئے تھا۔

اہل موصل کے نزدیک عزالدولہ کی پزیرائی: ..... اہل موصل ابوتغلب کو دیکھ کر اظہار محبت کرنے لگے۔ کیونکہ ان کو اس کی عدم موجودگی میں عزالدولہ کی فوج کے قیام کی وجہ سے بہت دقتیں پیش آئی تھیں عزالدولہ کو اس سے خطرہ پیدا ہو گیا۔ چنانچہ دوبارہ صلحنامہ لکھا گیا اور اہل موصل کو بھی صلح میں شامل کیا گیا اس مرتبہ ابوتغلب نے یہ بھی شرط لکھوائی تھی کہ میں آئندہ سے خود کو سلطان کا لقب دونگا اور میری بیوی (دختر عزالدولہ) مجھے دیدی جائے۔ چنانچہ صلح ہو جانے کے بعد عزالدولہ واپس چلا گیا اہل موصل نے گھی کے چراغ جلائے پورے شہر میں چراغاں کیا گیا۔

ابوتغلب کی وعدہ شکنی اور اطاعت: ..... عزالدولہ راستہ ہی میں تھا کہ اس کو یہ خبر ملی کہ موصل میں جتنے اس کے حامی اور دوست تھے ان کو ابوتغلب نے قتل کر دیا ہے اس نے یہ خبر کو سن کر مقام کحیل میں قیام کر دیا اور اپنے وزیر محمد ابن بقیہ اور حاجب سبکتگین کو موصل پر حملہ کرنے کا حکم دیا۔ اور خود بھی کحیل سے موصل کی جانب لوٹ پڑا (..... اعلیٰ پہنچ کر پڑاؤ کیا) ابوتغلب نے عزالدولہ کی خدمت میں میں اپنے کاتب ابن عرس اور اپنے مصاحب ابن حوقل کو معذرت کی غرض کے لئے بھیجا اور یہ کہلوایا کہ میں قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میری لاعلمی میں یہ واقعہ ہو گیا ہے عزالدولہ نے اس کی معذرت کو منظور وقبول کر لی چنانچہ مصالحت بدستور قائم رہی۔ عزالدولہ بغداد واپس گیا اور ابوتقلب موصل میں واپس آ گیا پھر عزالدولہ نے اپنی بیٹی (زوجہ ابوتغلب) کو ابوتغلب کے پاس بھیج دیا۔ چنانچہ ان دونوں کی صلح اسی پر قائم اور مستحکم ہو گئی۔

ترکوں اور دیلمیوں میں فتنہ: ..... عزالدولہ اور اس کے باپ معزالدولہ کی فوج میں دو قومیں تھیں ایک تو دیلم تھے جو اسی کی قوم تھی دوسرے ترک

---

❶ ..... نسخ میں عربی کے بجائے مجدی تحریر ہے، جو درست نہیں۔ دیکھیں (تاریخ الکامل ج۵ ص ۳۸۶)۔ ❷ ..... سنیوں نے ایک عورت کو اونٹنی پر سوار کرایا اس کا نام عائشہ رکھا۔ اور ان میں سے کوئی طلحہ بنا اور کوئی زبیر بنا۔ اسی طرح شیعوں نے بھی ایک شخص کو حضرت علی بنایا۔ غرض اسی خرافات تماشے بنا کر دونوں فریق خوب لڑے۔ یہ واقعہ ۳۶۳ھ کے ہیں۔ (دیکھیں تاریخ الکامل ج۸ ص ۲۴۹)۔ مترجم۔

تھے جو اس کے پاس پناہ گزین ہوئے تھے۔ فوج کی تعداد زیادہ ہوگئی تھی۔ اخراجات کی کوئی انتہا نہ تھی آمدنی کی کمی سے تنگی ہونے لگی۔ فوجیوں نے شوروشغب مچایا اور ہلڑ مچاتے ہوئے موصل کی طرف گئے۔ مگر موصل سے کچھ ہاتھ نہ لگا۔ تب اھواز کی جانب متوجہ ہوئے۔ کہ والی اھواز سے کچھ حاصل کریں۔ عزالدولہ ان کے ساتھ ساتھ تھا سبکتگین بغداد میں رہ گیا تھا۔ چنانچہ اھواز پہنچے تو گورنر اھواز نے بہت سامان بے شمار روپیہ اور قیمتی قیمتی تحائف وہدایا پیش کئے جس سے عزالدولہ کی آنکھیں چکا چوند ہوگئیں اس فکر میں ڈوب گیا کہ کسی طرح اھواز پر قبضہ کر لینا چاہئے۔

ترکوں کا قتل عام:...... مگر ابھی کسی نتیجہ پر نہیں پہنچا تھا کہ اتفاقاً ایک دیلمی اور ایک ترکی غلام کا کچھ جھگڑا ہوگیا۔ دونوں نے اپنی اپنی قوم کو پکارا۔ ترکی اور دیلمی مسلح ہوکر نکل پڑے۔ قتل وخونریزی کا بازار گرم ہوگیا۔ عزالدولہ نے فتنہ وفساد فرو کرنے کی کوشش کی لیکن کامیاب نہ ہوسکا دیلم نے یہ رائے دی کہ ترکوں کو مصالحت کے بہانے سے بلا کر قید کر لیجئے تو فتنہ وفساد فرو ہو جائے گا۔ عزالدولہ نے اس رائے کے مطابق روساء اور سرداران ترک کو بلا کر قید کرلیا۔ دیلم کی جان میں جان آئی، ازاد ہوگئے لہٰذا ترکوں کو جی کھول کر لوٹا قتل کیا، پامال کیا۔ ترک بغیر سردار کے ہوگئے تھے لہٰذا پریشان ہوکر متفرق اور منتشر ہوگئے ادھر بصرہ میں اعلان کرادیا گیا کہ ترکوں کا خون مباح ہے۔ جہاں پاؤ قتل کرڈالو۔ کوئی مقام ایسا نہ تھا جہاں پر ترک قتل نہ کئے گئے ہوں۔

سبکتگین کے خلاف سازش:...... سبکتگین کے علاقوں اور جاگیروں پر عزالدولہ نے قبضہ کرلیا۔ اور اپنی ماں اور بھائیوں کو دارالخلافت بغداد میں پوشیدہ طور سے کہلوادیا کہ تم لوگ یہ مشہور کر کے عزالدولہ مرگیا ہے رونا پیٹنا شروع کرو سبکتگین یہ سن کر تعزیت کے لئے ضرور آئے گا۔ اور جب وہ تعزیت کے لئے آئے تو گرفتار کر لینا'' عزالدولہ کے بھائی اور ماں نے اس ہدایت کے مطابق گریہ وزاری سے ایک شور برپا کردیا۔ مگر سبکتگین کو اس کا یقین نہ ہوا۔ تجسس کرنے لگا عقدہ یہ کھلا کہ یہ سب فریب ومکر ہے۔ اس کے پردے میں کوئی راز ہے چنانچہ سبکتگین نے سن گن لینے کی غرض سے ابو اسحاق (عزالدولہ کے بھائی) کو بلوایا مگر ماں نے روک دیا۔ اتنے میں ترکوں کا ایلچی پہنچ گیا اور اس نے سارا قصہ گوش گذار کردیا۔

عزالدولہ کی املاک کا محاصرہ اور قبضہ:...... چنانچہ اسی وقت سبکتگین نے سوار ہوکر ترکی فوج کو اپنے ساتھ لیا اور عزالدولہ کے مکان کا جاکر محاصرہ کرلیا۔ دو دن تک محاصرہ کئے رہا۔ تیسرے دن آگ لگادی۔ ابواسحاق اور ابو طاہر بن معزالدولہ کو گرفتار کر کے واسط بھیج دیا۔ اور عزالدولہ کے سارے مال واسباب اور مکانات پر قبضہ کرلیا۔ دیلم کے مکانات میں ترکوں کو ٹھہرایا۔ عوام الناس بھی سبکتگین کی مدد پر اٹھ کھڑے ہوئے۔ سنی شیعہ سے بھڑ گئے۔ کرخ کو جلادیا جہاں پر شیعوں کی آبادی تھی۔ اور اپنے دلوں کا غبار خوب جی کھول کر نکالا ❶۔

ترکوں کی بغاوت:...... عزالدولہ اور سبکتگین میں بگاڑ پیدا ہونے پر ترکوں نے ہر شہر میں بغاوت کا جھنڈا بلند کردیا۔ چاروں طرف بدامنی پھیل گئی۔ عزالدولہ کے خادموں اور غلاموں نے بھی ترکی نسل ہونے کی وجہ سے کام چھوڑ دیا۔ اور باغی ہوگئے بصرہ سے ترکوں کے بڑے بڑے مشائخ، عزالدولہ کے پاس آئے اور اس کو اس کے ان افعال پر جو اس نے ترکوں کے ساتھ کئے تھے ملامت کی، ناراضگی کا اظہار کیا۔ دیلم کے سرداروں نے بھی اسے نصیحت کی اور اس خیال سے کہ ترکوں کا جوش کم ہوجائے گا ترکوں کو قید سے رہا کردینے کی رائے دی۔ لہٰذا عزالدولہ نے ان لوگوں کے سمجھانے سے ترکوں کو قید سے رہا کردیا آزادرویہ (ترکوں کے سردار) کو رہا کر کے سبکتگین کے بجائے سپہ سالار لشکر بنایا۔ لیکن اس پر بھی ترکوں کا جوش کم نہ ہوا سارے ملک میں فتنہ وفساد برپا تھا۔ امن وامان کا نام ونشان تک باقی نہ رہا تھا۔

عزالدولہ کی پریشانی:...... تب عزالدولہ نے پریشان ہوکر چچا رکن الدولہ اور اس کے بیٹے عضدالدولہ کو ان حالات سے مطلع کیا اور امداد کی درخواست کی، ابوتغلب بن حمدان سے امداد مانگی اور یہ لکھا کہ اگر آپ اس وقت میری مدد کے لئے آجائیں گے تو میں آپ کا سالانہ خراج معاف کردونگا عمران بن شاہین سے بھی مدد کی درخواست کی چنانچہ رکن الدولہ نے ایک لشکر وزیرالسلطنت ابوالفتح ابن عمید کی کمان میں روانہ کیا اور اپنے بیٹے عضدالدولہ کو حکم دیا کہ تم فوجیں لے کر وزیرالسلطنت کے ساتھ عزالدولہ کی کمک کو روانہ ہوجاؤ۔ عضدالدولہ اس حکم کے مطابق روانہ تو ہوگیا لیکن کچھ دور چل کر اس انتظار میں ٹھہر گیا کہ عزالدولہ کے حالات ذرا اور بگڑے تو میں عراق پر قبضہ کرلوں۔ ابوتغلب نے عزالدولہ کے لکھنے پر اپنے بھائی ابو

❶ ...... یہ واقعات ماہ ذی قعدہ ۳۶۳ھ کے ہیں۔ (دیکھو تاریخ کامل ابن اثیر ج ۸ ص ۳۵۱۔)

عبداللہ حسین بن حمدان کو ایک بڑی فوج کے ساتھ روانہ کر دیا چنانچہ ابوعبداللہ نے تکریت میں پہنچ کر قیام کیا، اور بغداد سے سبکتگین اور ترکوں کے نکلنے کا انتظار کرنے لگا۔

معزول خلیفہ مطیع اور سبکتگین کی وفات:...... الغرض سبکتگین ترکوں کے ساتھ بغداد سے نکل کر واسط کی طرف عزالدولہ سے جنگ کرنے روانہ ہوا۔ خلیفہ سائع جس کو اس نے تخت خلافت پر پہنچایا تھا اور اس کے باپ معزول خلیفہ مطیع کو بھی اپنے ساتھ لے لیا۔ (دیر عاقول پہنچ کر معزول خلیفہ مطیع کا انتقال ہو گیا۔ سبکتگین بھی بیمار ہو کر مر گیا۔ دونوں کے جنازے بغداد میں لا کر دفن کئے گئے اس کے بعد ترکوں نے سبکتگین کے بجائے الپتگین کو اپنا سردار بنالیا اور طاء واسط پہنچ گیا عزالدولہ واسط ہی میں تھا اس کا محاصرہ کر لیا۔ پچاس دن تک مسلسل لڑائی ہوتی رہی۔ ہر لڑائی میں کامیابی کا جھنڈا ترکوں ہی کے ہاتھ میں رہا۔ عزالدولہ سخت مصیبتوں میں گھر گیا تھا۔ عضدولہ کے پاس بار بار خط بھیجتا اور اپنی مدد کے لئے اس کو تیار کرنے کی کوشش کرتا رہا۔

عضدالدولہ اور ترکوں کی جنگ:...... جب عضدالدولہ کو معتبر ذرائع سے یہ معلوم ہو گیا کہ عزالدولہ، ترکوں کے ہاتھوں بہت تنگ آ گیا ہے، تو واسط کے لئے روانہ ہوا۔ لشکر فارس اس کے قافلے میں تھے۔ ابوالقاسم ابن عمید اس کے باپ کا وزیرالسلطنت بھی اہواز اور رے کی افواج کے ساتھ اس کے ہمراہ تھا۔ الپتگین ❶ اور ترکوں نے یہ خبر سن کر واسط سے دارالخلافت بغداد کی جانب مراجعت کی، ابوتغلب اس وقت بغداد ہی میں تھا۔ یہ خبر سن کر ابوتغلب نے بغداد چھوڑ دیا۔ اتنے میں الپتگین بغداد میں داخل ہو گیا عزالدولہ نے طبہ (یاضبہ بن محمد) اسدی (والی عین التمر اور بنی شیبان) کو لکھا کہ تم لوگ دارالخلافت بغداد میں رسد کی آمد روک دو۔ اس سے بغداد میں کھانے کی چیزوں کی قیمتیں بیحد بڑھ گئیں۔ لوگ بھوکوں مرنے لگے۔ پھر عضدالدولہ نے مشرقی بغداد میں قیام کیا اور عزالدولہ مغربی بغداد میں اترا۔ الپتگین اور ترکوں نے بغداد سے نکل کر معرکہ کارزار گرم کر دیا، پندرہویں جمادی الثانی ۳۶۴ھ میں دیالی اور مدائن کے درمیان عضدالدولہ کے لشکر سے مقابلہ ہوا۔ بہت بڑی لڑائی ہوئی جس میں ہزاروں جانیں کام آ گئیں سیکڑوں ترک دجلہ میں ڈوب کر مر گئے، بالآخر ترکوں کو شکست ہوگئی اور وہ تکریت کی جانب بھاگ گئے اور عضدالدولہ نے دارالخلافت بغداد میں داخل ہو کر محل سرائے شاہی میں قیام کیا۔

خلیفہ طائع کی بغداد واپسی:...... اس واقعہ کے بعد عضدالدولہ نے الپتگین اور ترکوں سے خلیفہ طائع کی واپسی کا مطالبہ کیا جس کو الپتگین اور ترک بغداد سے زبردستی اپنے ساتھ لے گئے تھے۔ ترکوں نے عضدالدولہ کے اس مطالبہ پر خلیفہ طائع کو بغداد واپس بھیج دیا۔ آٹھویں رجب کو دجلہ کے راستے خلیفہ طائع، بغداد پہنچا۔ چنانچہ عضدالدولہ نے نہایت خوشی سے استقبال کیا۔ محل سرائے خلافت میں لا کر ٹھہرایا۔

عضدالدولہ کی چالاکی:...... آپ اوپر پڑھ چکے ہیں کہ عضدالدولہ کی یہ ساری کارروائیں محض اس غرض کے لئے تھیں کہ مجھے عراق کی حکومت مل جائے لیکن ساتھ ہی اپنے باپ رکن الدولہ سے بھی ڈرتا تھا کہ کہیں اس کے خلاف مزاج نہ ہو۔ کیونکہ وہ (اپنے بھتیجے عزالدولہ سے بے حد پیار کرتا تھا۔ اس لئے عضدالدولہ نے لشکریوں کو ابھارا۔ لشکریوں نے تنخواہیں بڑھانے اور انعامات کے مطالبات پیش کئے۔ اور ہلڑ مچادیا۔ غریب عزالدولہ کے پاس کیا تھا، نام کی حکومت اس کے قبضہ میں تھی اور خزانہ خالی پڑا تھا۔ خراج کہیں سے آتا نہ تھا۔ ملک ویران کھیتیاں برباد تھیں، عضدالدولہ نے یہ رنگ دیکھ کر کہلوایا ''بھائی جان! آپ نے ناحق اپنے کو ان مصیبتوں میں گرفتار کر رکھا ہے۔ آپ امامت سے مستعفی ہونے کا اظہار تو کیجئے ابھی لشکریوں کے ہوش درست ہو جائیں گے میں آپ سے وعدہ کرتا ہوں کہ میں درمیان میں پڑ کر لشکریوں سے صلح کرا دونگا۔

عزالدولہ کی گرفتاری:...... عزالدولہ اس بہکاوے میں آ گیا۔ امارت سے مستعفی ہو کر دارالامارت کے دروازے بند کرا دئے۔ عضدالدولہ نے عزالدولہ کے کمانڈروں کی موجودگی میں عزالدولہ کو بظاہر ان معاملات کے سلجھانے کو لکھا اور درپردہ یہ کہلوا دیا کہ ''آپ اس سے انکار کر جایئے اور معاملات کے سلجھانے پر ہرگز رضامندی ظاہر مت کیجیے گا'' میں آپ کا ہر طرح سے معین و مددگار ہوں'' تین دن تک کاغذی گھوڑے دوڑتے

❶...... ہمارے پاس موجود جدید عربی ایڈیشن (ج ۴ ص ۴۵۰) پر افتکین تحریر ہے۔ جبکہ (تاریخ الکامل) الفتکین اور (تاریخ اخبار القرامطہ ص ۶۵) پر الفتکین اور اس کے حاشیہ میں تحریر ہے کہ صحیح لفظ البتکین ہے، بمعنی زبردست بندہ۔

رہے۔ وہ ادھر لشکریوں کو ابھار رہا تھا کہ تم لوگ اپنے مطالبات سے دست بردار نہ ہونا، اور ادھر عز الدولہ کو یہ سمجھا رہا تھا کہ تم اپنی بات پر اڑے رہو۔ ابھی ان لشکریوں کا مزاج درست ہو جائے گا۔ بالآخر جب شور وشغب اور فتنہ وفساد تک نوبت پہنچ گئی تو عضد الدولہ نے عز الدولہ کو گرفتار ❶ کر لیا اور لشکریوں کو جمع کر کے ان کے مطالبات سنے، عز الدولہ کی مجبوری اور امارت سے استعفاء دینے کو ظاہر کیا۔ لشکریوں کو تسلی دی، انعامات دینے کا وعدہ کیا اور تنخواہیں بڑھانے کا وعدہ کیا اس سے شور وغل ختم ہو گیا۔

عضد الدولہ اور خلیفہ طائع:...... چونکہ خلیفہ کو عز الدولہ سے دلی رنجش تھی اس لئے عز الدولہ کی گرفتاری سے بے حد خوش ہوا۔ اور عضد الدولہ کے پاس مبارک باد دینے گیا۔ عضد الدولہ اسی تعظیم وتکریم سے پیش آیا جو خلفاء بغداد کی کمزوری کی وجہ سے متروک ہو گئی تھی۔ اس کے بعد دار الخلافت بغداد کی درستگی کی طرف متوجہ ہوا۔ مسلسل فسادات سے جو عمارتیں خراب ومسمار ہو گئی تھیں ان کے بننے کا حکم دیا خلیفہ کے خاص مقبوضات کی حمایت پر کمر باندھی قیمتی قیمتی تحائف دربار خلافت میں پیش کئے۔

ابن بقیہ اور عضد الدولہ کی جنگ:...... (عز الدولہ ❷ کا بیٹا مرزبان، بصرہ کا حاکم تھا اسے جب اس کے باپ عز الدولہ کی گرفتاری کی خبر ملی تو بے حد رنجیدہ ہوا اور عضد الدولہ کی مخالفت پر اٹھ کھڑا ہوا۔ رکن الدولہ کی خدمت میں عضد الدولہ اور وزیر ابن عمید کی شکایت کا خط روانہ کیا۔ حمایت اور امداد کی درخواست کی۔ رکن الدولہ یہ خبر سن کر بے ہوش ہو کر تخت سے گر پڑا۔ مدتوں اس صدمہ ورنج سے بیمار رہا۔ ادھر محمد بن بقیہ، عز الدولہ کی گرفتاری کے بعد عضد الدولہ کی خدمت میں رہنے لگا۔ عضد الدولہ نے اسے واسط کی حکومت پر متعین کر دیا، چنانچہ جب محمد بن بقیہ، واسط پہنچا اور حکومت واسط اپنے ہاتھ میں لی۔ تو عز الدولہ کی گرفتاری کی وجہ سے عضد الدولہ سے باغی ومخالف ہو گیا، عمران بن شاہین کو عضد الدولہ کے مکر وفریب اور عز الدولہ کی گرفتاری کے واقعات لکھ کر بھیجے، اور اسے اپنا ہم آہنگ اور مددگار بنا لیا۔ سہیل بن بشر وزیر افتکین جیسے عضد الدولہ نے صوبہ اہواز پر مقرر کیا تھا۔ وہ بھی محمد بن بقیہ سے مل گیا۔ کیونکہ یہ بھی عضد الدولہ کے دام فریب میں پھنس چکا تھا۔

عضد الدولہ کی شکست:...... عضد الدولہ نے ایک لشکر محمد بن بقیہ کو زیر کرنے کے لئے روانہ کیا۔ محمد بن بقیہ مقابلہ پر آیا۔ عمران بن شاہین کی فوج بھی اس کے ساتھ تھی گھمسان کی لڑائی ہوئی۔ جس میں عضد الدولہ کی فوج میدان جنگ سے بھاگ گئی۔ محمد بن بقیہ نے عضد الدولہ کے مکر وفریب، عز الدولہ کی گرفتاری اور اس لڑائی کے حالات رکن الدولہ کو لکھے۔ رکن الدولہ نے اس سے خوشنودی ظاہر کرتے ہوئے ان لوگوں کو عضد الدولہ کی مخالفت پر مستقل اور ثابت قدم رہنے کی ہدایت کی اور یہ بھی لکھا ”میں عضد الدولہ کو ہوش میں لانے اور عز الدولہ کو بدستور حکومت دینے کے لئے عنقریب عراق روانہ ہوا چاہتا ہوں۔“ گردونواح کے امراء کو جب ان حالات سے آگاہی ہوئی تو وہ بھی عضد الدولہ کے مخالف بن گئے ادھر فارس سے مالی اور فوجی مدد منقطع ہو گئی دشمنوں نے چاروں طرف سے سر اٹھایا۔ چنانچہ سوائے دار الخلافت بغداد کے اور کوئی عوام الناس بھی مخالفت پر کمر بستہ ہو گئے۔

رکن الدولہ اور عضد الدولہ:...... آخر کار عضد الدولہ نے اپنے باپ رکن الدولہ کی خدمت میں ایک خط وزیر ابوالفتح ابن عمید کی معرفت روانہ کرنا چاہا جس میں اہل بغداد کی شورش، اطراف کے امراء کی مخالفت اور عز الدولہ کے حالات نہایت تفصیل سے لکھے تھے اور یہ بھی لکھا تھا کہ ایسی حالت میں اگر عز الدولہ کے ہاتھ میں حکومت دی جائے گی تو مملکت اور خلافت سے ہاتھ دھونا پڑے گا۔ اگر آپ مجھے عراق کی حکومت تین کروڑ سالانہ خراج پر مرحمت فرما دیں تو میں عز الدولہ کو آپ کی خدمت میں رے بھیج دوں گا ورنہ اسے اور اس کے بھائیوں اور اس کے سارے گروپ کو مار ڈالوں گا اور امل کو خراب وویران کر کے چھوڑ دوں گا“ ابن عمید یہ خط لے جانے سے ڈرا اور یہ رائے دی کہ آپ اس خط کو کسی دوسرے شخص کی معرفت روانہ کیجئے، میں بھی اس کے بعد ہی آپ کے والد رکن الدولہ کی خدمت میں پہنچ جاؤں گا اور مشورے کے طور پر اس درخواست کو منظور کرنے کی رائے دوں گا اور منظور کرا دوں گا۔ چنانچہ عضد الدولہ اس پر راضی ہو گیا۔ اور اپنے قاصد کو خط دے کر روانہ کر دیا۔ رکن الدولہ نے اولاً حاضری کی اجازت نہ دی۔ مگر پھر کچھ سوچ کر

---

❶ ...... یہ واقعہ چھبیسویں ماہ جمادی الثانی ۳۶۴ھ کا ہے (تاریخ الکامل ابن اثیر جلد ۸ صفحہ ۲۵۷ مطبوعہ مصر) مترجم)۔ ❷ ...... اس کی عبارت ربط وتشریح کے خیال سے میں نے تاریخ الکامل ابن اثیر سے نقل کیا ہے (دیکھو ص ۲۵۹ جلد ۸ مطبوعہ مصر) مترجم

قاصد کو دربار میں بلایا۔ اور خط سنا، سنتے ہی غصہ سے کانپ اٹھا تلوار کھینچ کر اسے قتل کرنے کو دوڑا۔ مگر قاصد بھاگ گیا پھر جب غصہ بہتر ہو گیا تو قاصد کو طلب کر کے نہایت برے اور سخت الفاظ میں جیسا کہ اس کے دل میں تھا اس سے بھی زیادہ نامناسب الفاظ سے جواب دے کر قاصد کو واپس بھیجا۔

عزالدولہ کی رہائی:......اس کے بعد وزیر ابوالفتح ابن عمید پہنچ گیا مگر رکن الدولہ نے اس سے بات تک نہ کی قید کر دیا۔ مار ڈالنے کی دھمکی دی لوگوں نے سفارش اور سمجھایا کہ اس کا کوئی قصور نہیں ہے۔ اس نے پیغام پہنچانے کے بہانے سے خود کو عضدالدولہ کے پنجۂ غضب سے چھڑا لیا ہے ورنہ اس کی جان چھوٹنا محال تھا رکن الدولہ کا غصہ سن کر اتر گیا۔ اور حاضری کی اجازت دے دی۔ تبادلہ خیالات ہوا۔ وزیر ابن عمید نے وعدہ کیا کہ میں عزالدولہ کو قید سے رہا کرا کر بدستور عراق کی حکومت دلا دوں گا اور عضدالدولہ کو فارس واپس بھیج دوں گا۔ غرض وزیر ابن عمید، رکن الدولہ سے رخصت ہو کر عضدالدولہ کے پاس پہنچا۔ اور اس کے باپ رکن الدولہ کی ناراضگی اور تیاری سے مطلع کیا، یہ سن کر عضدالدولہ کے ہاتھوں کے طوطے اڑ گئے چنانچہ فوراً عزالدولہ کو قید کی مصیبت سے آزاد کر دیا خلعت دی اور اسے اپنے نائب کے طور پر عراق کی حکومت پر مامور کیا۔ خطبہ اور سکہ اپنے نام کا رکھا۔ چونکہ عزالدولہ میں ملکداری کی اہلیت نہ تھی اس لئے اپنے بھائی ابواسحاق کو کمانڈر بنایا۔ اور جو کچھ اس کا مال و اسباب تھا سب کا سب اسے واپس کر دیا۔ اور وزیر ابوالفتح کو کسی ضرورت سے بغداد میں چھوڑ گیا ❶۔

ابوالفتح:......وزیر ابوالفتح، عضدالدولہ کی روانگی کے بعد عزالدولہ کے ساتھ لہو و لعب کی فصلوں میں ایسا مصروف و منہمک ہوا کہ عضدالدولہ کے حکم کے خلاف رکن الدولہ کی خدمت میں نہ گیا۔ اتنے میں ابن بقیہ پہنچ گیا۔ اس نے عزالدولہ اور عضدالدولہ کی مخالفت اور دلی کدورت کو اور ترقی دیدی۔ طرح طرح کے فتنے برپا کئے۔ مال گذاری وصول کر لی۔ اپنے خزانہ کو بھر لیا۔ اور نہایت نازیبا طریقہ سے قابض ہو گیا۔ چنانچہ عزالدولہ کو اس سے مقابلے کی فکر پڑ گئی۔ مگر ابن بقیہ نے اس سے مطلع ہو کر اپنی حرکات چھوڑ دیں۔

صحار کی جنگ:......معزالدولہ کے مرنے کے بعد اس کا گورنر ابوالفرج بن عباس، عمان چھوڑ کر بغداد روانہ ہو گیا اور عضدالدولہ کو یہ کہلوایا کہ میں عمان کی حکومت سے دست بردار ہوتا ہوں آپ کسی اور کو عمان پر اپنی طرف سے مقرر کر دیجئے چنانچہ عضدالدولہ نے عمر بن نبہان طائی کو سند حکومت عطا کی۔ اس تبدیلی سے زنگیوں کو موقع مل گیا۔ متحد ہو کر عمان پر چڑھ آئے اور اسے عمر بن نبہان کے قبضہ سے نکال لیا۔ عضدالدولہ کو اس کی خبر ملی چنانچہ ایک عظیم لشکر کرمان سے زنگیوں کو زیر کرنے کی غرض سے روانہ کیا۔ ابوحرب طغان اس فوج کا سردار تھا۔ یہ لشکر دریا کے راستے عمان کی جانب بڑھا، اور اس کا لشکر پہنچ گیا۔ فوج خشکی پر اتر آئی اور زنگیوں سے مڈبھیڑ ہو گئی۔ اس لڑائی میں ابوحرب کو کامیابی نصیب ہوئی اور زنگی بھاگ گئے۔ چنانچہ حرب نے صحار پر قبضہ کر لیا۔ یہ واقعہ ۳۶۲ھ کا ہے۔ اس کے بعد زنگی صحار سے دو میل کے فاصلہ پر مقام مدین رستاق میں پھر جمع کئے۔ اور لڑائی کی تیاری کرنے لگے ابوحرب نے ان پر اچانک حملہ کر کے ایسا پامال کیا کہ پھر سر نہ اٹھا سکے فتنہ و فساد فرو ہو گیا۔ اور امن و امان کا دور دورہ ہو گیا۔

مقام ''دمار'' میں جنگ:......اس واقعہ کے بعد عمان کے پہاڑوں سے ایک گروپ شراۃ کا نکلا جس کا سردار ورد بن آباد نامی ایک شخص تھا ان لوگوں نے حفص بن راشد کے ہاتھ پر بیعت کی اور اپنا خلیفہ بنایا۔ پھر رفتہ رفتہ ان کی تعداد بڑھ گئی۔ قرب و جوانب کے شہروں پر قبضہ کرنے لگے۔ عضدالدولہ نے ان لوگوں کی سرکوبی پر مظفر بن عبداللہ کو مامور کیا اور دریا کے راستے روانگی کا حکم دیا چنانچہ مظفر نے صوبہ عمان میں پہنچ کر اہل جرجان ❷ پر حملہ کیا۔ اہل جرجان مقابلہ نہ کر سکے اور میدان جنگ سے بھاگ کھڑے ہوئے۔ مظفر نے ❸ دمار کی طرف فوج کو بڑھنے کا حکم دیا۔ ''دمار'' صحار سے چار منزل کے فاصلہ پر تھا اس مقام پر شراۃ سے مقابلہ ہوا۔ نہایت سخت اور خونریز جنگ ہوئی۔ ورد بن حفص (شراۃ کا سردار) یزدہ ❹ کی طرف بھاگ گیا اور

---

❶......ماہ شوال ۳۶۴ھ میں عضدالدولہ فارس کی جانب واپس ہوا تھا اس کی روانگی کے بعد ابن عمید نے عضدالدولہ سے میل جول پیدا کر لیا تھا جو اس کی ہلاکت کا باعث بنا (دیکھیں تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۸ ص ۲۵۹ مطبوعہ مصر) مترجم ❷......ہمارے پاس موجود جدید عربی ایڈیشن (جلد نمبر ۴ صفحہ نمبر ۴۵۱) پر جرجان کے بجائے خرخان تحریر ہے یاقوت کے مطابق خرخان قومس کے شہروں میں سے ایک شہر ہے (معجم البلدان) ❸......عمان کا مضافاتی شہر ہے۔ ❹......یہاں صحیح لفظ ''نزوۃ'' ہے دیکھیں تاریخ الکامل (جلد نمبر ۵ صفحہ نمبر ۱۰۹۰) اور معجم البلدان میں ہے نزوۃ عمان میں پہاڑی سلسلہ ہے اس کے آس پاس چند بڑے گاؤں ہیں۔

حفص بن راشد (شراۃ کا خلیفہ) میں پہنچ گیا۔ اور معلّی کرنے لگا چنانچہ آتش فساد فرو ہوگئی۔ جھگڑا فساد دور ہو گیا۔ اور سب عضد الدولہ کے علم حکومت کے مطیع ہو گئے ❶۔

موتمر اور طاہر کی جنگ:...... طاہر بن صمد (یاصمۃ ❷) حرومیہ ❸ نامی گروہ میں سے تھا۔ اس نے عضد الدولہ سے یہ خراج دینے کی شرط پہ چند شہروں کی حکومت حاصل کر لی تھی۔ اور بہت سا مال اور روپیہ جمع کر رکھا تھا جس وقت عضد الدولہ مہم عراق پر روانہ ہوا۔ اور اپنے وزیر مظہر بن عبداللہ کو عمان فتح کرنے کے لئے بھیجا۔ تو کرمان بغیر کسی معاون و مددگار کے رہ گیا۔ چنانچہ طاہر کو قبضہ کرمان کی لالچ کھا گئی حرومیہ کے سواروں اور پیادوں کو جمع کیا۔ اتفاق سے اسی زمانہ میں حکمران بنی سامان کے علاقوں میں سے ایک ترکی سردار موتمر نامی ❹، ابن سیجور (والی خراسان) سے بگڑ گیا تھا۔ طاہر نے موتمر سے خط و کتابت کی، کرمان پر قبضہ کرنے کی لالچ دلائی تو موتمر اس پر راضی ہو گیا چنانچہ دونوں متحد ہو کر کرمان کی جانب روانہ ہوئے راستے میں طاہر کے چند ساتھیوں نے موتمر پر حملہ کر دیا۔ موتمر کو شکست ہوگئی۔ حسین ابن علی ابن الیاس کو خراسان میں اس واقعہ کی اطلاع ملی تو اسے طاہر اور موتمر کی آپس کی مخالفت کی وجہ سے ملک گیری کی ہوس پیدا ہوگئی۔ فوجوں کو مرتب کیا۔ اور سامان جنگ مہیا کر کے روانہ ہو یا۔

کرمان کے باغیوں کی گوشمالی:...... اس دوران مظہر ابن عبداللہ کو عمان کی مہم سے فراغت حاصل ہوگئی تھی، عضد الدولہ نے اس کو کرمان کی بغاوت فرو کرنے پر مامور کیا۔ چنانچہ مظہر ۳۶۴ھ میں کرمان کی طرف روانہ ہو گیا اور راستہ میں جس قدر باغی اور سرکش تھے سب کو زیروزبر کرتا ہوا شہر قم کے قریب بحالت غفلت موتمر کے سر پر پہنچ گیا۔ موتمر مقابلہ نہ کر سکا بھاگ کر قم میں پناہ لی۔ مگر مظہر نے چاروں طرف سے محاصرہ کر لیا اور آخر کار موتمر نے امن کی درخواست کی اور طاہر کو اپنے ساتھ لے کر مظہر کی خدمت میں حاضر ہوا۔ مظہر نے طاہر کو قتل کی سزا دے دی اور موتمر کو کسی قلعہ میں قید کر دیا۔ یہ اس کا آخری دور تھا۔ اس کے بعد مظہر نے حسین بن علی پر یلغار کی۔ جیرفت کے دروازہ پر لڑائی ہوئی اور ایک سخت اور خونریز جنگ کے بعد حسین گرفتار کر لیا گیا اس کے بعد سے ساتھی قید کر لئے گئے اس واقعہ کے بعد حسین کی کوئی خبر نہیں ملی کامیابی کے ساتھ واپس آ گیا اور کرمان کی بغاوت فرو ہوگئی۔

عضد الدولہ کی ولی عہدی:...... آپ اوپر پڑھ چکے ہیں کہ رکن الدولہ کو اپنے بیٹے عضد الدولہ پر عز الدولہ کو گرفتار کرنے کی وجہ سے بے حد غصہ آ گیا تھا چنانچہ ۳۶۵ھ میں اسی پیچ و تاب میں بیمار ہو گیا۔ رے سے اصفہان کی جانب روانہ ہوا وزیر السلطنت ابوالفتح بن عمید نے عرض کی ''حضور کی بیماری روز بروز بڑھتی جارہی ہے مناسب رائے عالی ہو تو عضد الدولہ کی خطا معاف فرما کر اسے طلب فرمالیجئے اور اپنا ولی عہد مقرر فرما دیجئے۔'' رکن الدولہ نے ابوالفتح کی تحریک سے عضد الدولہ کو فارس سے طلب کر لیا۔ اور اپنے سب بیٹوں کو حاضری کا حکم دیا۔ اتنے میں رکن الدولہ کو بیماری میں کچھ افاقہ محسوس ہونے لگا وزیر ابن عمید نے اسی خوشی میں بہت بڑا جلسہ کیا۔ رکن الدولہ اور اس کے بیٹوں اور سب کمانڈروں اور امراء وارکین سلطنت کی دعوت کی رکن الدولہ نے کھانے سے فارغ ہو کر اپنے بیٹے عضد الدولہ کو اپنا ولی عہد مقرر کیا، دوسرے بیٹے معز الدولہ ابوالحسن کو ہمدان اور بلاد جبل کی حکومت عنایت کی، اور تیسرے بیٹے مؤید الدولہ کو اصفہان اور اس کے پورے صوبہ پر مامور کیا اور ان دونوں کو وصیت کی کہ اپنے بھائی عضد الدولہ کی رائے سے انتظام مملکت کرنا، اس کے حکم سے ذرا سا بھی تجاوز نہ کرنا۔

رکن الدولہ کی وفات:...... عضد الدولہ نے اپنے سب کمانڈروں سرداروں اور فوجیوں کو غلے دیئے خلعتیں دیں۔ اس کے بھائیوں اور کمانڈروں نے شاہی آداب سے مبارکباد دی رکن الدولہ نے بھی ان لوگوں کو خلعتیں عطا کیں۔ اختلاف ختم کرنے اور آپس میں اتفاق کرنے کی وصیت کی اور اصفہان سے رے کی جانب واپس چلا گیا۔ یہ مہینہ رجب ۳۶۵ھ کا تھا۔ رے پہنچ کر بیماری میں پھر اضافہ ہو گیا۔ ۷۰ ستر مرحلے عمر کے طے کر کے ماہ محرم ❺ ۳۶۶ھ میں وفات پائی۔ اس نے چوالیس سال حکومت کی۔

---

❶...... فاضل ابن اثیر لکھتا ہے کہ جنگ ''دمار'' کے بعد شراۃ کا سردار اور ان کا خلیفہ حفص یزدی کی طرف بھاگ گیا تھا جو انہی پہاڑوں کا ایک قصبہ تھا مظفر نے تعاقب کیا دوبارہ جنگ ہوئی تو باقی لوگ بھی کام آ گئے اسی واقعہ میں ورد بھی مارا گیا حفص یمن بھاگ گیا اور وہاں پہنچ کر معلّی کرنے لگا (دیکھو تاریخ الکامل جلد نمبر ۸ صفحہ نمبر ۲۵۶ مطبوعہ مصر) (مترجم)

❷...... ایک نسخہ میں ظاہر بن صنمد تحریر ہے جو صحیح نہیں دیکھیں تاریخ الکامل (جلد نمبر ۵ صفحہ نمبر ۴۰۴) ❸...... (تاریخ الکامل جلد نمبر ۵ صفحہ نمبر ۴۰۴) پر حرومیۃ کے بجائے جرومیۃ تحریر ہے۔ ❹...... یہاں صحیح لفظ یوزتمر ہے۔ دیکھیں (تاریخ الکامل ج ۵ ص ۴۰۴)۔ ❺...... تاریخ طبری کے تکملہ میں تاریخ ۸ محرم تحریر ہے

رکن الدولہ، سیرت و کردار: ...... رکن الدولہ نہایت حلیم سخی سیاسی امور کا ماہر لشکریوں اور رعایا کے ساتھ عدل وانصاف کرنے والا ظلم و تعدی سے متنفر قتل وخونریزی سے پرہیز کرنے والا، عالی مرتبہ، بلند حوصلہ شخص تھا اہل علم کے ساتھ احسان سے پیش آتا اور ان کی عزت کرتا تھا، احسان کرنے کو بہت زیادہ پسند کرتا تھا۔ مساجد کو آباد کرنے کا بہت خیال رکھتا تھا۔ ماہ رمضان میں نماز باجماعت ادا کرنے مسجد میں جاتا تھا۔ غریبوں کو اپنی جیب خاص سے دیتا تھا۔ علماء اور صلحاء سے اس کی مجلس آراستہ کی جاتی تھی۔ نرم دل ہونے کے باوجود رعب وداب میں بھی یکتا تھا۔ عہد وقرار کا پکا تھا جو بات اس کے منہ سے نکلتی تھی وہ پتھر کی لکیر ہوتی تھی۔ صلہ رحم کا اس کا بہت بڑا خیال تھا۔ کسی سے ٹوٹ کر نہیں رہتا تھا۔ اللہ تعالیٰ اس پر رحم کرے اس میں بہت ساری خوبیاں تھیں۔

عضد الدولہ اور عزالدولہ کی جنگ: ...... رکن الدولہ کی وفات کے بعد عضد الدولہ قبائے حکمرانی زیب بدن کر کے تخت حکومت پر بیٹھا عزالدولہ اور اس کے وزیر ابن بقیہ نے قرب وجوار اور سرحدی علاقوں کے حکمران اور معزالدولہ ابن رکن الدولہ اور حسنویہ کردی وغیرہ کو عضد الدولہ کی مخالفت پر ابھارنا شروع کر دیا۔ شدہ شدہ اس کی خبر عضد الدولہ تک پہنچ گئی فوجیں مرتب کر کے عراق کے لئے چل پڑا ادھر عزالدولہ بھی لشکر تیار کر کے مقابلہ کی غرض سے واسط ❶ آ گیا پھر ابن بقیہ کی رائے سے اہواز ❷ کی طرف بڑھا۔ ماہ ذیقعدہ ۳۶۶ھ میں لڑائی چھڑ گئی عزالدولہ کے بعد کمانڈر لشکر عضد الدولہ سے مل گئے۔ اس سے عزالدولہ کے پاؤں اکھڑ گئے تو وہ میدان جنگ سے واسط کی طرف چلا گیا۔ عضد الدولہ نے اس کے مال واسباب پر قبضہ کر لیا۔ اور فتح مند لشکر نے شہر کو لوٹ لیا۔

ابن شاہین کی اطاعت: ...... عزالدولہ کی شکست کے بعد عمران بن شاہین نے بہت سامال اور روپیہ اور اسلحہ بطور ہدیہ عزالدولہ کے پاس بھیجا اور اسے اپنے پاس بطیحہ بلوایا چنانچہ عزالدولہ بطیحہ، گیا اور وہاں سے واسط کی طرف روانہ ہوا۔

بصرہ پر عضد الدولہ کا حملہ: ...... عضد الدولہ نے کامیابی کے بعد ایک فوج بصرہ پر قبضہ کرنے کو روانہ کی۔ وجہ یہ تھی کہ اہل بصرہ میں اختلاف پیدا ہو گیا تھا بصرہ والے تو عضد الدولہ کی طرف مائل ہو گئے تھے اور قبیلہ ربیعہ نے عزالدولہ کا دم بھرنا شروع کر دیا تھا، عزالدولہ کے شکست کھانے کے بعد مضر نے عضد الدولہ کو بصرہ کے حالات لکھے اور بصرہ پر قبضہ کرنے کی درخواست کی۔ اس بناء پر عضد الدولہ نے اپنی فوجیں بصرہ پر قبضہ کرنے کی غرض سے روانہ کیں چنانچہ عضد الدولہ کی فوج نے بصرہ پر قبضہ حاصل کر لیا۔

مضر اور ربیعہ کے قبیلوں میں صلح: ...... ادھر عزالدولہ نے واسط میں قیام اختیار کیا اور وزیر السلطنت ابن بقیہ عضد الدولہ کو راضی کرنے اور اس وجہ سے بھی کہ حکومت و دولت پر اسے استبداد حاصل ہو گیا تھا۔ جو کچھ خراج آتا تھا اس کو یہ خود دبا بیٹھتا تھا گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا پھر عضد الدولہ سے صلح کی بات چیت شروع ہوئی۔ ابھی عزالدولہ نے کوئی فیصلہ نہیں کیا تھا کہ حسنویہ کردی کے دونوں بیٹے (عبدالرزاق ❸ اور بدر) ایک ہزار سواروں کے ساتھ امداد کے لئے پہنچ گئے عزالدولہ نے عضد الدولہ سے جنگ کرنے کا پکا عزم کر لیا۔ پھر کچھ سوچ کر بغداد کی جانب روانہ ہو گیا اور بغداد میں ٹھہر گیا اور حسنویہ کردی کے بیٹے اپنے باپ کے پاس واپس آ گئے۔ پھر عضد الدولہ نے بصرہ کی طرف کوچ کیا۔ مضر اور ربیعہ کے اختلافات اور جھگڑوں کو جو تقریباً ایک سو بیس سال سے چلے آ رہے تھے رفع دفع کر کے آپس میں صلح کرا دی۔

وزیر السلطنت ابن عمید کا زوال: ...... آپ اوپر پڑھ چکے ہیں کہ عضد الدولہ کی روانگی کے وقت وزیر السلطنت ابوالفتح ابن عمید کسی ضرورت سے بغداد ہی میں رہ گیا تھا۔ عضد الدولہ کے چلے جانے کے بعد ابن عمید نے عزالدولہ سے میل جول پیدا کر لیا۔ عزالدولہ اور ابن عمید کے درمیان یہ عہد و پیمان ہو گیا تھا کہ رکن الدولہ کے مرنے کے بعد قلمدان وزارت کا مالک ابن عمید ہو گا اس کے علاوہ ابن عمید، عضد الدولہ اور اس کے باپ رکن الدولہ کے حالات سے عزالدولہ کو مطلع کرتا رہتا تھا۔ اور عضد الدولہ کا پرچہ نویس ان سب واقعات سے عضد الدولہ کو خبردار کر دیتا اور عضد الدولہ پیچ و

---

❶ ...... تاریخ طبری تکملہ کے مطابق یہ ۱۱ شعبان کا دن ہے۔ ❷ ...... اہواز پہنچنے کی تاریخ ۱۰ رمضان تھی۔ ❸ ...... یہ دونوں نام تاریخ الکامل ابن اثیر سے لکھے گئے۔ (دیکھو تاریخ کامل ابن اثیر جلد نمبر ۸ صفحہ نمبر ۲۶۷ مطبوعہ مصر) (مترجم)

تاب کھا کر رہ جاتا تھا۔ پھر وہ اپنے باپ رکن الدولہ کے بعد حکمران بنا تو اپنے بھائی فخر الدولہ کو ''رے'' خط لکھا کہ ابن عمید نمک حرام وزیر کو اسکے اہل و عیال اور ساتھیوں سمیت گرفتار کر کے جیل میں ڈال دو مال واسباب جو کچھ ہاتھ لگے اس پر قبضہ کر لو۔ مکانات کو گرا کر منہدم کر دو۔ ابوالفضل بن عمید کو ابو الفتح کی حرکات اور عضد الدولہ سے مخالفت کرنے کی وجہ سے خطرہ کا احساس ہو گیا تھا جو واقع ہو گیا۔

ابن بقیہ کا انجام:...... ۳۶۷ھ میں عضد الدولہ نے عزالدولہ کے پاس ''بغداد'' ایک خط روانہ کیا مضمون یہ تھا کہ تم میرے حکم کے مطابق عراق چھوڑ کر جہاں چاہو چلے جاؤ میں تمہیں مال واسباب اور آلات حرب غرض کہ تمہاری سب ضروریات دونگا، چونکہ عزالدولہ عیش ونشاط میں مصروف ہو کر اپنی قوت کو فنا کر چکا تھا، چارناچار اس کی اطاعت قبول کر لی ❶ اور محمد ابن بقیہ (وزیرالسلطنت) کی آنکھیں نکلوا کر عضد الدولہ کی خدمت میں بھیج دیں اور دارالخلافت کو خیر آباد کہہ کر شام کی جانب روانہ ہو گیا۔

عضد الدولہ کا عراق پر قبضہ:...... عضد الدولہ خوشی خوشی دارالخلافت بغداد میں داخل ہوا۔ جامع مسجد میں اس کے نام کا خطبہ پڑھا گیا، یہ پہلا شخص ہے کہ جس کے نام کا خطبہ دارالخلافت میں پڑھا گیا۔ ورنہ اس سے پہلے سوائے خلیفہ کے اور کسی کے نام کا خطبہ نہیں پڑھا گیا تھا۔ دروازے پر تین بار نوبت بجائے جانے کا حکم دیا۔ یہ بھی اس کی اختراعات اور بدعات میں سے تھا۔ جو لوگ اس سے پہلے گزر چکے انہوں نے یہ حرکت نہیں کی تھی۔ محمد ابن بقیہ کو ہاتھی کے پاؤں کے نیچے ڈلوایا جس سے وہ مر گیا۔ اور سر کاٹ کر دجلہ کے پل پر صلیب پر چڑھا دیا۔ یہ واقعہ ماہ شوال ۳۶۷ھ کا ہے۔

عزالدولہ کی وعدہ شکنی:...... عزالدولہ دارالخلافت سے نکل کر رفتہ رفتہ عکبرا پہنچا۔ حمدان ناصر الدولہ بن حمدان، عزالدولہ کے ساتھ تھا، حمدان نے رائے دی کہ شام جانے کے بجائے موصل چلئے کیونکہ شام کی بہ نسبت موصل زیادہ زرخیز اور اچھا علاقہ ہے، چنانچہ عزالدولہ نے حمدان کے مشورے کے مطابق موصل کی جانب قدم بڑھائے۔ حالانکہ عضد الدولہ نے عزالدولہ سے موصل نہ جانے کا عہد لے لیا تھا۔ وجہ یہ تھی کہ ابو تغلب اور عضد الدولہ کے اتحاد کے مراسم تھے لیکن جب عزالدولہ نے بدعہدی کر کے موصل کی جانب قدم بڑھائے اور سفر و قیام کرتا ہوا تکریت پہنچا تو ابو تغلب نے عزالدولہ کے پاس یہ پیغام بھیجا کہ اگر تم میرے بھائی حمدان کو گرفتار کر کے میرے پاس بھیج دو تو میں وعدہ کرتا ہوں کہ میں تمہارے ساتھ مل کر عضد الدولہ سے جنگ لڑوں گا اور بزور تیغ تمہیں تمہارے علاقے دلوا دوں گا، عزالدولہ یہ پیغام سن کر جامہ سے باہر ہو گیا اور حمدان کو اسی وقت گرفتار کرا کے ابو تغلب کے سفیر کے حوالہ کر دیا اور حدثیہ کی جانب روانہ ہو گیا۔ حمدان کو پابزنجیر ابو تغلب کے پاس پہنچا دیا گیا جسے ابو تغلب نے جیل میں ڈال دیا۔ اور بیس ہزار سواروں کے ساتھ عزالدولہ سے ملا اور اس کے ساتھ عضد الدولہ کے خلاف جنگ کے لئے عراق کی جانب کوچ کیا۔

عزالدولہ کا قتل:...... عضد الدولہ کو اس کی خبر ملی تو لشکر تیار کر کے بغداد سے نکل پڑا۔ تکریت کے نواح میں جنگ ہوئی۔ عضد الدولہ نے دونوں حریفوں کو شکست دے دی چنانچہ ابو تغلب بن حمدان تو موصل کی جانب بھاگ گیا۔ اور عزالدولہ گرفتار ہو گیا اور عضد الدولہ کے سامنے پیش کیا گیا۔ ابو الوفاء طاہر بن اسماعیل نے جو کہ عضد الدولہ کا مشہور اور اہم سردار تھا'' عزالدولہ کے قتل کی رائے دی عضد الدولہ نے طاہری کی رائے کے مطابق ''عزالدولہ'' کو اس کی حکومت کے بارہ سال کے بعد قتل کر ڈالا اور اس کے اکثر ساتھیوں اور سرداروں کو بھی قتل کر دیا۔

تغلب اور عضد الدولہ:...... ابو تغلب اور عزالدولہ کی شکست کے بعد عضد الدولہ نے ابو تغلب کا تعاقب کیا اور پندرہویں ذیقعدہ ۳۶۷ھ کو موصل پر قبضہ کر لیا۔ اور اس خیال سے کہ جیسا کہ اس کے پہلے میرے اسلاف کے ساتھ واقعات رونما ہوئے تھے بڑی مقدار میں رسد وغلہ اور جانور اپنے ساتھ لیتا گیا تھا چنانچہ اطمینان کے ساتھ بھاگ کر نصیبین پہنچ گیا اور جب اسے وہاں بھی پناہ کی صورت نظر نہ آئی تو میافارقین چلا گیا۔ عضد الدولہ نے ایک لشکر ابو طاہر بن محمد کی کمان میں سنجار کی جانب اور دوسری فوج، ابو حرب طغان کی ماتحتی میں جزیرہ ابن عمر کی طرف اور تیسرے کالم کا ابو

❶...... جب عزالدولہ نے عضد الدولہ کے حکم پر گردن سر تسلیم خم کر دی۔ تو عضد الدولہ نے خلعت فاخرہ سے عزالدولہ کو سرفراز کیا اور لکھ بھیجا کہ محمد بن بقیہ کو میرے پاس بھیج دو۔ مگر عزالدولہ نے محمد بن بقیہ کی آنکھیں نکال کر بھیج دیں۔ تاریخ الکامل ابن اثیر جلد نمبر ۸ صفحہ نمبر ۲۷۴ مطبوعہ مصر۔

الوفاء کو سردار بنا کر میافارقین روانہ کیا۔ ابوتغلب نے یہ خبر سن کے اپنے اہل وعیال کو میافارقین میں چھوڑا اور خوتابس ❶ (یابدلس) چلا گیا ابوالوفا نے میافارقین ❷ پر قبضہ کرنا چاہا مگر اہل میافارقین نے دروازے بند کر لئے اور جنگ پر تیار ہو گئے ابوالوفا نے میافارقین چھوڑ کر ابوتغلب کا تعاقب کیا اور کوچ اور قیام کرتا ہوا اردن روم پہنچ گیا اور اردن روم سے حسنیہ (صوبہ جزیرہ) کی خاک چھانی لیکن ابوتغلب ہاتھ نہ آیا میافارقین واپس آ گیا اور اس کا محاصرہ کر لیا۔

دیار بکر کی فتح:.....ابوتغلب، میافارقین سے نکل کر تدلس ہوتا ہوا اردن روم میں داخل ہوا اور اردن روم سے روانہ ہو کر حسنیہ پہنچا پھر حسنیہ سے قلعہ کواشی چلا گیا اور وہاں کے مال وخزانہ پر قبضہ کر لیا، اسی زمانہ میں عضد الدولہ نے دیار بکر کے سارے قلعوں کو فتح کر لیا۔ ابوتغلب قلعہ کواشی سے رحبہ چلا گیا اور اس کے ساتھی ابوالوفاء کے پاس آ گئے، ابوالوفاء نے ان کو امن دیا۔ اور موصل واپس آ گیا۔

دیار مضر پر قبضہ:.....اس کامیابی کے بعد دیار مضر بھی عضد الدولہ کے قبضہ میں آ گئے۔ سلامہ برقعیدی ابوتغلب کی طرف سے رحبہ پر حکومت کر رہا تھا۔ سعد الدولہ نے ایک فوج حلب سے فتح کرنے کے لئے روانہ کیا۔ دونوں فوجوں میں متعدد لڑائیاں ہوئیں۔ بالآخر سلامہ کو شکست دیکھنا پڑی اور ابو تغلب کے سارے مفتوحہ قلعے برور، لاسی، برقی، سفیانی اور کواشی وغیرہ مال اور خزانہ سمیت سعد الدولہ کے قبضہ میں آ گئے۔

ابوتغلب کی موت:.....اس کے بعد عضد الدولہ نے موصل اور ابوتغلب کے تمام زیر کنٹرول علاقوں کی حکومت پر ابوالوفاء کو مامور کیا اور بغداد کی جانب لوٹ گیا۔ ابوتغلب پریشان ہو کر شام چلا گیا اور وہاں جا کر مر گیا جیسا کہ اس کے حالات کے ضمن میں بیان کیا گیا۔

عضد الدولہ اور بنی شیبان:.....بنی شیبان کا فتنہ وفساد حد سے بڑھ گیا تھا۔ دن دہاڑے قافلے لوٹ لیتے تھے۔ گورنر اور بادشاہ تنگ آ گئے تھے۔ کیونکہ بنی شیبان نے شہر روز کے پہاڑی کردوں سے رشتہ قرابت اور مراسم اتحاد پیدا کر لئے تھے۔ جب ان پر حملہ ہوتا تو شہر روز کے پہاڑوں میں پناہ گزین ہو جاتے تھے۔ عضد الدولہ نے (ماہ رجب ۳۶۹ھ) میں ایک جرار لشکر بنی شیبان کو زیر کرنے کے لئے روانہ کیا اس لشکر نے پہنچتے ہی شہر روز کے پہاڑوں پر قبضہ کر لیا۔ بنی شیبان بسیط نامی دریا کی طرف بھاگ گئے۔ عضد الدولہ کے لشکر نے تعاقب کیا۔ چنانچہ جنگ ہوئی اور نہایت سختی اور بے رحمی سے بنی شیبان کو کچل دیا گیا ان کا مال واسباب لوٹ لیا گیا۔ عورتیں اور بچے گرفتار کر لئے گئے جن میں سے تین سو بنی شیبان قیدیوں کی صورت میں دارالخلافت بغداد لائے گئے۔ اور بنی شیبان نے اطاعت قبول کر لی اور علم حکومت کے مطیع ہو گئے اس طرح فتنہ وفساد کی بنیاد منہدم ہو گئی۔

تقفور کا قتل:.....ارمانوس (والی روم) کے مرنے کے بعد اس کے دو چھوٹے چھوٹے بیٹے تخت وتاج کے مالک بنے۔ تقفور دمستق ان دنوں شام کے اسلامی علاقوں کو تخت وتاراج کر رہا تھا جب وہاں سے واپس آیا تو اراکین دولت اور کمانڈروں نے اسے ارمانوس کے بیٹوں کا نائب اور وزیر بننے پر مجبور کیا، پہلے تو تقفور نے انکار میں جواب دیا۔ لیکن پھر راضی ہو گیا۔ اور ان دونوں لڑکوں کی طرف سے امور سلطنت انجام دینے لگا۔ چند دنوں کے بعد ان دونوں لڑکوں کی ماں سے شادی کر لی شاہی تاج سر پر رکھا اور تخت حکومت پر بیٹھ گیا اس سے ملکہ روم (لڑکوں کی ماں) کو تقفور سے منافرت پیدا ہو گئی اس نے ابن شمسیق کو اس کے قتل پر متعین کیا۔ چنانچہ ابن شمسیق نے دس آدمیوں کے ساتھ رات کے وقت تقفور پر حملہ کیا اور اسے مار ڈالا۔ تقفور کے قتل کے بعد حکومت کی باگ دوڑ ابن شمسیق کے ہاتھ میں آ گئی لاون کا بھائی اور دروس بن لاون کو گرفتار کر کے کسی قلعہ میں قید کر دیا۔ اس کے بعد

❶ ..... یہاں صحیح لفظ ''بدلیس'' ہے۔ جو توسین میں بھی مذکور ہے۔ اس کے علاوہ دیکھیں (تاریخ الکامل جلد نمبر ۵ صفحہ نمبر ۴۲۹) خلاط کے قریب ارمینیۃ کا مضافاتی شہر اس میں باغ بہت ہیں۔ دیکھیں (معجم البلدان)

❷ ..... میاں فارقین کا حاکم ہزار مرد تھا۔ کمال انتہائی مردانگی سے تین مہینے تک ابوالوفاء کا مقابلہ کرتا رہا جب یہ مر گیا تو ابوتغلب نے بنی ہمدان کے غلاموں سے مونس نامی ایک شخص کو مقرر کیا مونس نے لڑائی بدستور جاری رکھی۔ ابوالوفاء نے یہ رنگ ڈھنگ دیکھ کر اراکین شہر اور ہر عام وخاص رعایا کو ڈرانا شروع کر دیا اور مونس سے خط وکتاب کی بنیاد ڈالی۔ کچھ دنوں کے بعد جب اہل میافارقین ابوالوفاء کی طرف مائل ہو گئے تو مونس سے شہر حوالے کرنے کا مطالبہ کیا چنانچہ مونس سے سوائے شہر سپرد کر دینے کچھ نہ بن پڑا۔ (دیکھو تاریخ الکامل جلد نمبر ۸ صفحہ نمبر ۲۷۶ مطبوعہ مصر)

ملک شام پر چڑھائی کی اور قتل وغارت کرتا ہوا طرابلس پہنچ کر اس کا محاصرہ کرلیا۔ اہل طرابلس نے قلعہ بندی کرلی۔

ابن شمسیق کی موت:...... بادشاہ قسطنطنیہ کا ایک بھائی خصی تھی جو وزارت کا کام انجام دے رہا تھا۔ ایک شخص نے اس کے کہنے سے ابن شمسیق کو زہر دیدیا۔ ابن شمسیق کو اس کا احساس ہوگیا۔ چنانچہ نہایت تیزی سے قسطنطنیہ کی جانب لوٹا مگر راستے میں مرگیا۔ درو بن نیر بطرق، رومیوں کا مشہور سردار معزز بطریق تھا اس کو ان تبدیلیوں سے ملک گیری کی خواہش پیدا ہوگئی اس نے ابوتغلب بن حمدان سے خط وکتابت شروع کردی۔ چنانچہ ابو تغلب نے سرحدی مسلمانوں کو جمع کر کے لشکر مرتب کیا اور درد بن نیر کے ساتھ قسطنطنیہ کی طرف بڑھا۔ قیصر روم کے دونوں بیٹوں کی فوجیں مقابلہ پر آئیں۔ لڑیں لیکن پے در پے ان کو شکست پر شکست ہوتی گئی۔ قیصر روم کے لڑکوں نے دوروس بن لاؤن کو قید سے رہا کر کے فوج کا سردار بنایا اور درود بن نیر سے جنگ کرنے کے بھیجا۔ چنانچہ متعدد خونریز لڑائیوں کے بعد دروس نے درود کو شکست دے دی۔ درود نے بھاگ کر بلاد اسلام میں پناہ لے لی اور میافارقین میں قیام کیا۔ پھر اپنے بھائی کو عضدالدولہ کی خدمت میں سفیر بنا کر بھیجا۔ اطاعت وفرمانبرداری کا وعدہ کیا اور امداد کی درخواست کی۔

درد بن نیر کی گرفتاری:...... انہی دنوں قیصر روم نے بھی عضدالدولہ سے خط وکتابت کی اور اتحاد کے مراسم بڑھائے۔ عضدالدولہ نے قیصر روم کی رسم دوستی کو ترجیح دی۔ اپنے (گورنر میافارقین) کو درود اور اس کو ہمارے ساتھیوں کی گرفتاری کا حکم بھیجا۔ درد اور اس کے ساتھی عضدالدولہ کی امداد اور دوستی سے ناامید ہوکر واپسی کے لئے تیار ہوگئے تھے۔ ابوعلی ❶ غنمی گورنر میافارقین نے درد کو گفتگو کرنے کے بہانے سے اپنے مکان پر بلایا اپنے لڑکے بھائی اور چند معزز ساتھیوں کے ساتھ آ گیا۔ چنانچہ ابوعلی نے سب کو گرفتار کر کے میافارقین میں قید کردیا۔ کچھ عرصے بعد پابزنجیر دارالخلافت بغداد روانہ کردیا۔ جہاں پر یہ سب قید کردیئے۔ گئے

حسنویہ کردی:...... حسنویہ حسین کردی، برزیکانی ❷ اکراء سے تھا۔ ان میں سے ایک گروہ برزینہ ❸ پر امارت کرتا تھا اس کے دو ماموں ندااد اور غانم بن احمد برزیکاں کے دوسرے گروہ کے سردار تھے عیشانیہ ❹ کے نام سے مشہور تھے ان دنوں نے دینور، ہمدان، نہاوند، وامغان اور کچھ اطراف آذر بائیجان پر شہروز کی حدود تک قبضہ کرلیا تھا۔ پچاس سال تک ان علاقوں پر ان کا قبضہ رہا۔ کردوں کا ایک بڑا گروہ ان کے پاس جمع ہوگیا تھا۔ جس سے ان کی قوت بڑھ گئی تھی ٣٥٦ھ ❺ میں غانم ❻ انتقال کرگیا۔ اور اس کا بیٹا ابوسالم ❼ اس کی جگہ قلعہ بستان کا حاکم بن کر غانم آباد وغیرہ پر بھی متصرف ہوگیا پھر وزیر السلطنت ابوالفتح ابن عمید نے اس کو زیر کر کے ان قلعوں پر قبضہ کرلیا۔ اور ٣٤٩ھ میں دنداد نے وفات پائی ابوالغنائم عبدالوہاب (دنداد کا بیٹا) جانشین بنا پھر شاذ خان نے اسے گرفتار کر کے حسنویہ کے حوالہ کردیا۔ چنانچہ حسنویہ، ابوغنائم کے تمام مقبوضات اور قلعوں پر قابض ہوگیا۔ حسنویہ کو سیاسی امور میں بہت بڑا دخل تھا۔ نیک سیرت خلیق شخص تھا۔ اپنے ساتھیوں اور قوم کو لوٹ مار اور قتل وغارت سے منع کرتا تھا۔ اس نے سرتاج کا قلعہ بنوایا۔ ینور میں جامع مسجد تعمیر کرائی۔ اور حرمین میں خرچ کرنے کے لئے بڑی رقم بھیجتا تھا۔ ٣٦٩ھ میں وفات پائی۔

حسنویہ کی اولاد:...... حسنویہ کے مرنے کے بعد اس کی اولاد میں پھوٹ پڑگئی۔ کچھ تو فخرالدولہ (والی ہمدان صوبہ جات جبل) کے مطیع ہوگئے اور بعض، عضدالدولہ کے پاس چلے گئے اور اس کی اطاعت قبول کرلی بختیار بن حسنویہ قلعہ سرماج میں تھا اس کے قبضہ میں بہت سا مال اور ذخیرہ تھا۔ اس نے پہلے تو عضدالدولہ کی اطاعت قبول کی لیکن پھر باغی ہوگیا۔ چنانچہ عضدالدولہ نے ایک فوج بھیج دی۔ جس نے اس قلعہ کے بختیار کے قبضہ سے نکال لیا اور پھر دوسرے قلعوں کو اس کے بھائیوں سے چھین لیا۔ اس طرح عضدالدولہ کا حسنویہ کے سارے علاقوں پر قبضہ ہوگیا۔ پھر عضدالدولہ نے

---

❶ ...... ابن اثیر نے غنمی کے بجائے تمیمی تحریر ہے۔ ❷ ...... ابن اثیر (جلد نمبر ۵ صفحہ نمبر ۴۲۹ پر بھی اسی طرح تحریر ہے۔ جبکہ ہمارے موجودہ چھاپے کی غلطی ہے ٣٥٦ھ کے بجائے ٣٥٠ کا پڑھیں (دیکھو تاریخ الکامل ابن اثیر جلد نمبر ۸) (مترجم) ❸ ...... ایک نسخہ میں ''ذولنیۃ'' تحریر ہے۔ جو درست نہیں دیکھو (تاریخ الکامل جلد نمبر ۵ صفحہ نمبر ۴۳۷)...... ❹ ...... ابن اثیر (جلد ۵ صفحہ ۴۳۷) پر بھی اسی طرح تحریر ہے۔ جبکہ ہمارے پاس موجود جدید عربی ایڈیشن (جلد نمبر ۴ صفحہ نمبر ۴۵۶) پر ''العشانیۃ'' تحریر ہے۔
❺ ...... چھاپے کی غلطی ہے ٣٥٦ کے بجائے ٣٥٠ پڑھو (دیکھو تاریخ الکامل جلد ۸) (مترجم) جبکہ ہمارے پاس موجود جدید عربی ایڈیشن جلد نمبر ۴ صفحہ نمبر ۴۵۶) پر (٣٥٦) ہی تحریر ہے اور ساتھ ہی یہ اضافی عبارت بھی تحریر ہے اسکا ایک قسان نام قلعہ بھی تھا۔ ❻ ...... ہمارے پاس موجود جدید عربی ایڈیشن (جلد نمبر ۴ صفحہ نمبر ۴۵۶) پر ایک اضافی عبارت بھی ہے اور وہ یہ کہ اس کے دو ماموں بھی تھے ایک کا نام وندااد اور دوسرے کا نام غانم تھا۔ ❼ ...... ابوسالم کا نام دیسم بن غانم تھا دیکھیں (تاریخ الکامل جلد نمبر ۵ صفحہ نمبر ۴۳۷)

اپنی طرف سے ابوالنجم بن حسنو یہ کو ان قلعوں کا حاکم مقرر کیا۔ اور فوجیں بھی دیں چنانچہ قتل و غارت کا بازار بند ہو گیا۔ کردوں کی غارتگری موقوف ہو گئی۔ نظام حکومت درست ہو گیا۔

عضد الدولہ اور معز الدولہ:...... رکن الدولہ کے مرنے کے بعد عز الدولہ اپنے چچازاد بھائی معز الدولہ سے عضد الدولہ کی مخالفت اور اپنی موافقت کے بارے میں خط و کتابت کرنے لگا۔ (چنانچہ معز الدولہ اس پر راضی ہو گیا) اس کی اطلاع عضد الدولہ کو مل گئی۔ غصہ سے کانپ اٹھا۔ لیکن معز الدولہ سے اس وقت بھڑنا مصلحت وقت کے خلاف تھا چنانچہ جب اسے عز الدولہ، ابن حمدان اور حسنو یہ غیرہ جیسے دشمنوں کے زیر کرنے سے فراغت حاصل ہو گئی اور اس کا دائرہ حکومت وسیع ہو گیا تو اس نے اپنے بھائیوں اور قابوس بن وشمکیر سے صلح کی بات چیت شروع کی (چونکہ مؤید الدولہ پہلے ہی عضد الدولہ کی اطاعت سے منحرف نہیں ہوا تھا اس لئے اس کو تو موافق اور مطیع ہونے کی وجہ سے شکریہ کا خط لکھا، معز الدولہ کو دھمکی دی، اطاعت اور میل جول کرنے پر خوشنودی کا اظہار کیا اور قابوس بن وشمکیر کو عہد و اقرار کی پابندی کرنے کے بارے میں لکھا) پیام رسائی اور سفارت کی خدمت خواشادہ کے سپرد ہوئی جو عضد الدولہ کا معزز مصاحب تھا اس نے معز الدولہ کے ارا کین حکومت کو اپنے ساتھ ملا لیا۔ جاگیریں اور انعامات دینے کا وعدہ کیا اور ان لوگوں سے عضد الدولہ کی موافقت کا عہد و اقرار لے لیا۔

رے اور ہمدان پر عضد الدولہ کا قبضہ:...... چونکہ معز الدولہ نے عضد الدولہ کے خط کا جواب ترکی بہ ترکی لکھا تھا اس لئے عضد الدولہ نے رے اور ہمدان پر فوج کشی کر دی اور دارالخلافت بغداد سے نکل کر پڑاؤ کیا۔ جوق در جوق فوجیں روانہ ہونے لگیں۔ ایک بڑی فوج ابوالوفاء ساہر کی کمان میں روانہ ہوئی دوسری فوج نے خواشادہ کی ماتحتی میں کوچ کیا۔ تیسرے لشکر کی سرداری کا جھنڈا ابوالفتح مظفر بن احمد کے ہاتھ میں تھا۔ ان فوجوں کی روانگی کے بعد عضد الدولہ بھی بڑی شان و شوکت سے ایک بڑا لشکر لئے ہوئے روانہ ہوا جیسے ہی عضد الدولہ کے لشکر نے معز الدولہ کے علاقوں میں قدم رکھا، معز الدولہ کے نامی گرامی سپہ سالاروں نے ہتھیار رکھ دیئے وزیر السلطنت ابوالحسن عبیداللہ بن محمد بن حمدیہ نے امن کی درخواست کی اور بنوحسنو یہ نے اطاعت و فرمانبرداری کی گردن خم کر دی۔ چنانچہ معز الدولہ نے پریشان ہو کر بلاد دیلم میں جا کر دم لیا۔ پھر وہاں سے نکل کر جرجان پہنچ گیا۔ وہاں شمس المعالی قابوس بن وشمکیر کے پاس پناہ گزین ہوا شمس المعالی قابوس نے اس کو امن دیا اور توقع سے زیادہ خاطر اور مدارات سے پیش آیا اور جو ممالک اس کے قبضہ میں تھے اس میں سفر الدولہ کو شریک حکومت کر لیا۔

بدر بن حسنو یہ:...... سفر الدولہ کے بھاگ جانے کے بعد عضد الدولہ نے ہمدان، رے اور جو شہر ان کے درمیان اور اطراف میں تھے سب پر قبضہ کر لیا۔ اور اپنے بھائی مؤید الدولہ بن بویہ والی اصفہان کے دائرہ حکومت میں شامل اور ملحق کر دیا اس کے بعد حسنو یہ کردی کے علاقوں کی جانب قدم بڑھایا۔ نہاوند، دینور، سرمان اور جتنا مال و خزانہ ان علاقوں میں بنوحسنو یہ کے تھے سب پر قابض ہو گیا۔ ان کے علاوہ اور متعدد قلعوں کو فتح کر لیا۔ بدر بن حسنو یہ کو خلعت فاخرہ سے سرفراز کیا۔ کردوں کی رعایت کی وجہ سے ان مفتوحہ قلعوں کی حکومت عنایت کی اور اس کے بھائیوں عبدالرزاق، ابوالعلاء اور ابوعدنان وغیرہ کو گرفتار کر کے قید کر دیا۔

استر آباد کی جنگ:...... پھر عضد الدولہ نے اس مہم سے فراغت حاصل کر کے قابوس کے پاس پیغام بھیجا کہ میرے بھائی معز الدولہ کو میرے پاس بھیج دو مگر قابوس نے اخوت اسلامی ❶ کی وجہ سے انکار کر دیا۔ اس بنا پر عضد الدولہ نے قابوس پر فوج کشی کر دی۔ بہت بڑے لشکر اور سامان جنگ کے ساتھ اپنے بھائی مؤید الدولہ (والی اصفہان) کو جرجان کی طرف روانہ کیا۔ قابوس نے بھی یہ سن کر مقابلہ کی غرض سے جرجان سے حرکت کی، مقام استر آباد میں نصف ۳۷۱ھ میں دونوں حریف کی جنگ ہوئی چنانچہ قابوس شکست کھا کر نیشاپور چلا گیا۔ معز الدولہ بھی اس کے بعد ہی شکست کھا کر پہنچ گیا۔

---

❶ ...... اخوت اسلامی کی بنا پر بڑے بڑے حکمران اور بڑی طاقتوں کے مطلوبہ افراد کو واپس نہ کرنا ہی اسلام کے سپوتوں کا شیوہ ہے۔ جس وقت یہ تحریر لکھی جا رہی ہے اس وقت اسلام کے مایہ ناز سپوت اور عظیم لیڈر اسامہ بن لادن حفظ اللہ کو عالمی شیطان طاقت کے حوالے نہ کر کے امیر المؤمنین حضرت ملا محمد عمر مجاہد صاحب حفظہ اللہ اسی تاریخی کردار کو زندہ رکھا ہے۔ عضد الدولہ ایک گھناؤنے کردار کا حامل اور نہایت متعصب قسم کا رافضی تھا اس نے اپنے مفادات کے حصول کے لئے اپنے سگے بھائیوں کو بھی قتل نہ کیا تھا ایسے شخص کے سامنے محض اسلامی اخوت اور مہمان نوازی کی روایت کی حفاظت کر کے امیر قابوس نے تاریخی روایت قائم کی تھی (ثناء اللہ محمود ۲۰۰۲ء)

یہ وہ زمانہ تھا کہ سامانی حکمران ابوالقاسم نوح بن منصور کی طرف سے حسام الدولہ تاش خراسان کا گورنر بن کر آیا ہوا تھا اس نے امیر نوح اور وزیر السلطنت عتبی ابوالعباس کو قابوس اور معزالدولہ کی شکست کھا کر بھاگ آنے کی اطلاع دی۔ جواب آیا کہ تم ان دونوں سے جنگ پر کمربستہ ہو جاؤ اور فوجیں مرتب کر کے جرجان پہنچ جاؤ۔

جرجان کا محاصرہ:...... چنانچہ حسام الدولہ تاش نے خراسانی فوجیں مرتب و مجتمع کر کے قابوس اور معزالدولہ کے ساتھ جرجان پر چڑھائی کر دی اور دو مہینہ تک مؤیدالدولہ کا جرجان میں محاصرہ کئے رہا۔ اس سے مؤیدالدولہ کا حال تنگ ہو گیا۔ اس نے اور اس کے ساتھیوں نے نکل جانے اور مرجانے کا عزم کر لیا۔ لیکن اس سے پہلے فائق خاصہ سامانی کو مؤیدالدولہ نے ملا لیا تھا اور اس نے جنگ کے وقت معرکہ کارزار سے بھاگ جانے کا وعدہ کیا تھا اس قرارداد کے مطابق مؤیدالدولہ نے محاصرہ توڑ کر حملہ کیا۔ چنانچہ فائق حسب وعدہ شکست کھا کر بھاگ گیا حسام الدولہ تاش، معزالدولہ اور قابوس دن ڈھلے تک نہایت ثابت قدمی سے لڑتے رہے بالآخر یہ بھی شکست کھا کر بھاگ گئے اور نیشاپور میں جا کر دم لیا۔ امیر نوح کو ان واقعات سے مطلع کیا۔ امیر نوح نے ان کی امداد پر فوجیں مقرر کر دیں اور دوبارہ جرجان پر چڑھائی کرنے کا حکم دیا۔ اس کے بعد وزیر السلطنت عتبی کو جیسا کہ حکمرانان سامان حالات میں بیان کیا گیا قتل کر ڈالا اور حکم حیز التویٰ میں پڑ گیا۔

عضدالدولہ کا بلاد ہکاریہ ❶ پر قبضہ:...... انہی واقعات کے دوران عضدالدولہ نے اپنی فوجیں بلاد ہکاریہ (کے صوبوں) کو فتح کرنے کے لئے روانہ کی تھیں ❷ چنانچہ اس نے ان کے قلعوں کا محاصرہ کر لیا رسد غلہ کی کمی سے اہل قلعہ پریشان ہو رہے تھے، چونکہ سردی کا موسم تھا۔ برف پڑنے کا انتظار کر رہے تھے کہ خواہ مخواہ برف باری کی وجہ سے مخالف کی فوج محاصرہ اٹھا کر چلی جائے گی۔ اتفاق یہ کہ برف باری میں تاخیر ہو گئی۔ مجبور ہو کر اہل قلعہ نے امن کا جھنڈا بلند کر دیا اور قلعہ سے موصل کی طرف نکل آئے۔ عضدالدولہ کے لشکر نے قلعہ پر قبضہ کر لیا مگر۔ سپہ سالار نے اہل قلعہ کے ساتھ بدعہدی کی اور سب کو قتل کر ڈالا۔ اسی اطراف میں ابوعبداللہ مری کے قبضہ میں چند قلعے تھے۔ ان میں سے ایک قلعہ میں خود رہتا تھا۔ یہ قلعہ نہایت مستحکم بنا ہوا تھا اس میں عمدہ عمدہ مکانات تھے۔ عضدالدولہ نے ابوعبداللہ مری کو اس کی اولاد سمیت گرفتار کر کے قید کر دیا اور سارے قلعوں کا مالک بن بیٹھا پھر ان کو صاحب بن عباد نے بعد میں قید سے رہا کیا۔ ابوعبداللہ کے لڑکوں بیٹوں میں سے ابوطاہر کو اپنی کتابت (سکریٹری شپ) کی خدمت عطا کی، یہ نہایت خوش خط اور اعلیٰ درجہ کا منشی تھا۔

عضدالدولہ کی وفات:...... آٹھویں شوال ۳۷۲ھ کو عضدالدولہ نے حکومت عراق کے پانچ سال چھ مہینے بعد وفات پائی۔ اس کا بیٹا صمصام الدولہ ابوکالیجار مرزبان عزاداری کے لئے بیٹھا اور خلیفہ طائع تعزیت کرنے کو آیا۔

سیرت و کردار:...... عضدالدولہ ❸ نہایت عالی ہمت، بلند خیال، ذی حوصلہ، رعب و داب والا، سیاست کا پتلا، صائب الرئے اہل علم و فضل کا دوست بےحد خیر و خیرات کرنے والا اور صدقات کا دینے والا شخص تھا۔ قاضیوں کو مصارف خیر میں خرچ کرنے کے لئے ہمیشہ بڑی تعداد میں روپیہ دیا کرتا تھا۔ اس کی مجلس، اس کا دربار اہل علم، اہل فن سے بھرا رہتا تھا۔ علماء فضلاء کے ساتھ انتہائی خوش اخلاقی سے پیش آتا ان کے ساتھ بیٹھتا اور بڑے بڑے مسائل میں ان سے بحث و مباحث کرتا تھا۔ اس کی قدر افزاء کا شہرہ سن سن کر دور دور از ملکوں سے اہل علم، اہل فن کے بڑے بڑے اساتذہ اس کے دربار میں آ گئے تھے۔ اس کے زمانہ میں اس کے نام سے مصنفوں نے بہت سی کتابیں تصنیف کیں۔ ایضاح، علم نحو میں، حجۃ علم قرأت میں ملکی ❹ علم طب میں تاجی فن تاریخ میں اسی کے عہد حکومت کی یادگار تصانیف ہیں رفاہ عام کی غرض سے شفاخانہ، بیمارستان اور پل بنوائے فراہمی ند کا خیال پیدا ہوا تو

---

❶...... ہمارے پاس موجود جدید عربی ایڈیشن (جلد نمبر ۴ صفحہ نمبر ۴۵۷) پر ھکاریۃ کے ساتھ قلعہ سندھ کا ذکر بھی ہے جو ہمدان اور اس کے مضافاتی علاقوں میں واقع سلسلہ کوہ میں ایک نہایت مضبوط قلعہ تھا دیکھیں (معجم البلدان) ❷...... یہ واقعہ ۳۶۹ھ کا ہے (دیکھو تاریخ الکامل ابن اثیر جلد نمبر ۸ صفحہ نمبر ۲۸۲ مطبوعہ مصر) (مترجم)۔ ❸...... عضدالدولہ کا انتقال عارضہ صرع میں ہوا تھا ۴۷ برس کی عمر پائی بغداد میں جاں بحق تسلیم کی شید امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ میں دفن کیا گیا (دیکھو تاریخ الکامل جلد نمبر ۹ صفحہ نمبر ۸ مطبوعہ مصر) (مترجم)۔ ❹...... ملکی علم طب کی معتبر کتاب ہے جس کو کامل الصناعۃ بھی کہتے ہیں ابوالعباس مجوسی کی تصنیف ہے

بازاروں پرٹیکس لگایا بعض بعض خاص چیزوں کی تجارت کی ممانعت کردی۔ دولت وحکومت کی طرف سے اس کی تجارت کی جاتی تھی۔

صمصام الدولہ: ...... عضدالدولہ کے انتقال کے بعد لشکر کے کمانڈروں اور امراء نے متحد ہوکر اس کے بیٹے ابو کالیجار مرزبان کو حکومت حوالے کی اور اس کی جگہ حکومت کی کرسی پر بٹھایا۔ صمصام الدولہ کے لقب سے ملقب کیا صمصام الدولہ نے اپنے بھائیوں ابوالحسن احمد، ابو طاہر فیروز شاہ کو خلعتیں دیں۔ اور ملک فارس بطور جاگیر عنایت کیا اور پھر فارس کی طرف روانہ ہونے کا حکم دیا۔

شرف الدولہ کا فارس پر قبضہ: ...... شرف الدولہ ابوالفوارس شرزیک ❶ کو اس کے باپ عضدالدولہ نے اپنی وفات سے پہلے کرمان کی حکومت پر حاکم مقرر کرکے کرمان کی طرف روانہ کردیا تھا۔ جب اسے اپنے باپ کے مرنے کی خبر پہنچی تو اس نے فارس پر چڑھائی کردی اور قبضہ کرلیا۔ نصر بن ہارونی نصرانی اپنے باپ کے وزیر کو چونکہ نہایت خراب طبعیت کا تھا قتل کرڈالا۔ شریف ابوالحسن محمد بن عمر علوی جسے اس کے باپ نے وزیر السلطنت مظہر بن عبداللہ کے کہنے سے قید کردیا تھا) نقیب ابواحمد (شریف رضی کے والد) قاضی ابومحمد بن معروف اور ابونصر خواشادہ کو قید سے رہا کردیا۔ سب کو اس کے باپ عضدالدولہ نے قید کیا تھا۔ اور اپنے بھائی صمصام الدولہ کے نام کا خطبہ موقوف کرکے اپنے نام کا خطبہ پڑھا۔ اس عرصہ میں اس کا بھائی ابو الحسن احمد اور ابو طاہر فیروز شاہ جس کو صمصام الدولہ نے شیراز میں جاگیریں دی تھیں شیراز پہنچ گیا اور یہ سنکر کہ شرف الدولہ نے فارس پر قبضہ کرلیا ہے اہواز کی طرف لوٹا۔

بصرہ پر شرف الدولہ کا حملہ: ...... شرف الدولہ نے قبضہ فارس کے بعد فوجیں جمع کرکے بصرہ پر حملہ کردیا اور اس پر بھی قبضہ کرکے اپنے بھائی ابو الحسن کو مقرر کیا صمصام الدولہ، شرف الدولہ کی چیرہ دستی۔ اور پیش قدمی کا سن کر برافروختہ ہوگیا۔ چنانچہ بہت بڑی فوج ابن تتش جو عضدالدولہ کا حاجب تھا کی کمان میں روانہ کی، شرف الدولہ نے بھی اپنا لشکر ابوالاغر وبیس بن عفیف آمدی کی ماتحتی میں مقابلہ پر بھیجا۔ قرقوب کے باہر دونوں فریق کی مڈ بھیڑ ہوگئی۔ اتفاق سے صمصام الدولہ کی فوج میدان جنگ سے بھاگ گئی اور ابن تتش حاجب گرفتار ہوگیا۔ شرف الدولہ نے اہواز، رامہرمز پر قبضہ کرلیا اور ملک گیری کی ہوا دماغ میں سماگئی۔

مؤید الدولہ کی وفات: ...... ۳۷۳ھ میں مؤید الدولہ یوسف بن رکن الدولہ بن بویہ اصفہان، رے اور جرجان کے والی نے وفات پائی ارا کین دولت اور کمانڈر مجتمع ہوکر مشورہ کرنے لگے کہ کس کو تخت حکومت پر بٹھانا چاہئے حاجب اسماعیل بن عباد نے رائے دی کہ فخر الدولہ ان شہروں کی حکومت کا حقدار ہے اس وجوہ سے کہ وہ بزرگ خاندان سے ہے۔ اور اس وجہ سے بھی کہ وہ اس سے پہلے جرجان اور طبرستان پر حکومت کرچکا ہے۔ حاضرین مجلس نے اس رائے سے اتفاق کیا۔

فخر الدولہ: ...... چنانچہ فخر الدولہ کو نیشاپور سے بلوالیا اسماعیل بن عباد نے لکھ بھیجا کہ اگر کسی وجہ سے فی الحال آپ نہ آسکتے ہوں تو اپنی طرف کسی کو بطور نائب مقرر کردیجئے فخر الدولہ یہ خطوط دیکھ کر پھولے نہ سمایا اور نیشاپور سے کوچ وقیام کرتا ہوا جرجان پہنچ گیا۔

سرداران لشکر نے شاہانہ استقبال کیا۔ فوج نے سلامی دی اس کے بعد فخر الدولہ کرسی حکومت پر جلوہ افروز ہوا۔ اسماعیل ابن عباد کو قلمدان وزارت کا مالک بنانا چاہا۔ مگر ابن عباد نے جواب میں مجھے معاف فرمائے میں باقی زندگی یاد الٰہی میں گزاروں گا'' لیکن فخر الدولہ نے اسے مجبور کرکے عہدہ وزارت پر مامور کردیا اور کوئی چھوٹا یا بڑا کام بغیر اسماعیل بن عباد کے مشورے کے بغیر نہیں کرتا تھا۔ صمصام الدولہ نے یہ رنگ ڈھنگ دیکھ کر اتحاد باہمی اور امداد کے عہدو پیمان کا خط بھیجا۔ چنانچہ آپس میں عہد واقرار ہوگیا۔

ابوالعباس تاش کی امیر نوح سے بغاوت: ...... جب اسی زمانہ میں امیر نوح سامانی نے ابوالعباس تاش کو حکومت خراسان سے معزول کرکے ابن سیجور کو مقرر کیا۔ چنانچہ ابوالعباس تاش نے بغاوت کا جھنڈا بلند کردیا۔ ابن سیجور آتش بغاوت فرو کرنے پر کمر بستہ ہوگیا چنانچہ لڑائی ہوئی تو

❶ ...... ابن اثیر نے شیرزیل تحریر کیا ہے۔

ابوالعباس تاش شکست کھا کر جرجان چلا گیا۔ فخر الدولہ نے اس کی اشک شوئی کی اور جرجان، وہستان اور استر آباد کی حکومت اس کے لئے چھوڑ دی اور رے چلا گیا۔ مال واسباب اور آلات حرب سے اس کی مدد کی۔ ابوالعباس تاش اس پشت پناہی کی وجہ سے خراسان پر قبضہ کے لئے چلا لیکن کامیاب نہ ہو سکا۔ خائب و خاسر ہو کر جرجان واپس آیا۔ اور تین سال تک جرجان میں ٹھہرا رہا اور پھر ۳۷۹ھ میں جرجان ہی میں مر گیا۔ جیسا کہ ہم سامانی حکمرانوں کے حالات میں لکھ چکے ہیں۔

محمد بن غانم کی فخر الدولہ سے بغاوت:...... آپ اوپر غانم بزرکانی (حسنو یہ کے ماموں) کے حالات پڑھ چکے ہیں کہ یہ کردوں کا سردار تھا، اور ۳۵۰ھ میں اس نے وفات پائی اور اسی کی جگہ اس کا بیٹا ابوسالم بستان اور غانم آباد کے قلعوں پر قابض ہو گیا۔ اور وزیر السلطنت ابوالفتح ابن عمید نے ان قلعوں کو ابوسالم سے لڑ کر چھین لیا۔ چنانچہ جب ۳۷۳ھ کا دور آیا تو محمد بن غانم نے کردوں کو مقدم کر کے اطراف قم میں فخر الدولہ کے خلاف بغاوت کا جھنڈا بلند کیا۔ سلطانی علاقوں کی مالگذاری وصول کر لی اور قلعہ ہفت خواں (یا ہفتجہان) میں قلعہ نشین ہو گیا۔ چنانچہ ایک بڑا گروہ بزریکانیوں کا اس کے پاس جمع ہو گیا۔ ماہ شوال ۳۷۳ھ میں متعدد فوجیں اس کی سرکوبی کے لئے روانہ ہوئیں۔ محمد بن غانم ان کو شکست پر شکست دیتا چلا گیا۔ فخر الدولہ نے ابو النجم بدر بن حسنو یہ کو محمد بن غانم کی بغاوت کا حال لکھا اور اس سے اپنی ناراضگی ظاہر کی۔ چنانچہ ابوالنجم بدر نے شروع ۳۷۴ھ میں متعدد فوجیں اس کی سرکوبی کے لئے روانہ کیں۔ محمد بن غانم ان کو شکست پر شکست دیتا چلا گیا۔ فخر الدولہ نے ابوالنجم بدر بن حسنو یہ کو محمد بن غانم کی بغاوت کا حال لکھا اور اس سے اپنی ناراضگی ظاہر کی چنانچہ ابوالنجم بدر نے شروع ۳۷۴ھ میں آپس میں صلح کرا دی۔ ایک سال تک صلح رہی اس کے بعد پھر ان بن ہو گئی۔ ۳۷۵ھ میں فخر الدولہ کے لشکر کی پھر محمد بن غانم سے جنگ ہوئی جس میں محمد بن غانم کو ایک نیزہ لگا۔ پھر گرفتار کر لیا گیا۔ اور اسی زخم کے صدمہ سے مر گیا۔

بادکردی اور دیلم:...... ہم اوپر موصل اور صوبہ موصل پر عضدالدولہ کے قبضہ کرنے کا حال تحریر کر چکے ہیں اور بادکردی ❶ (بنی مروان کے ماموں) کے حالات بھی لکھ آئے ہیں جبکہ عضدالدولہ نے موصل پر قبضہ کر لیا تھا اور بادکردی کو اپنے ہاتھ سے دیار بکر نکل جانے کا خطرہ پیدا ہو گیا تھا۔ چنانچہ اسی خیال سے بادکردی ان شہروں میں لوٹ مار کیا کرتا تھا۔ یہاں تک کہ اس کی حکومت کو استقلال حاصل ہو گیا۔ اور اس نے میافارقین پر قبضہ کر لیا۔ جیسا کہ ہم ان واقعات کو بنی مروان کے حالات میں تحریر کر آئے ہیں۔

بادکردی کی فتوحات:...... صمصام الدولہ نے بادکردی کے مقابلہ پر ابوسعید بہران بن اردشیر کو مامور کیا بہت بڑی فوج دی۔ ضرورت سے زیادہ آلات حرب دیئے چنانچہ بادکردی نے ابوسعید کو شکست دے دی اور اس کے بعض کمانڈر کو گرفتار کر لیا۔ صمصام الدولہ نے دوسری فوج ابوسعید ❷ حاجب کی ماتحتی میں روانہ کی۔ مقام خابور حسینیہ، مضافات کواشی میں دونوں فریق نے مورچے قائم کئے۔ گھمسان کی لڑائی ہوئی۔ جس میں ابوسعید، میدان جنگ سے شکست کھا کر موصل بھاگ گیا چنانچہ بادکردی نے ہزاروں دیلمی کو قتل اور گرفتار کیا۔ عوام الناس بھی ان جان بافتہ دیلمیوں پر ٹوٹ پڑے۔ بہت بڑی خونریزی ہوئی۔ اس کے بعد بادکردی نے موصل کا رخ کیا تو ابوسعید، موصل چھوڑ کر بھاگ گیا۔ بادکردی نے قبضہ کر لیا۔ یہ واقعہ ۳۷۳ھ کا ہے۔

بادکردی اور صمصام کی جنگ:...... ان کامیابیوں سے بادکردی کے حوصلے بڑھ گئے اور اسے حکومت بغداد کا شوق چرّایا، اور وہاں سے دیلم کے نکالنے کا ولولہ پیدا ہو گیا صمصام الدولہ کو اس سے خطرہ پیدا ہوا تو زیاد بن شہر ❸ یہ کو جو کہ دیلم کا ایک مشہور سردار تھا بادکردی سے جنگ کرنے کے لئے روانہ کیا۔ فوجیں، مال اور اسباب جنگ ضرورت سے زیادہ دیا۔ ماہ صفر ۳۷۴ھ میں، بادکردی سے مڈبھیڑ ہوئی۔ بادکردی شکست کھا کر بھاگا۔ اس کے اکثر ہمراہی گرفتار کر لئے گئے۔ زیاد بن شہرا کو یہ فتحیابی کا جھنڈا لئے ہوئے موصل میں داخل ہو گیا اور پھر بادکردی کے تعاقب پر فوجیں روانہ کیں ایک

---

❶...... بادکردی کا نام ابوعبداللہ حسین بن واستک تھا کرا وہ حمیدیہ ایک عظیم الجثہ قوی الخلقہ شخص تھا دیکھیں تاریخ کامل جلد نمبر ۹ صفحہ نمبر ۱۴ مطبوعہ مصر)۔ ❷...... بہرام بن اردشیر کی کنیت ابوسعید تھی نہ کہ ابوسعد (دیکھیں تاریخ الکامل ابن اثیر جلد نمبر ۹ صفحہ نمبر ۱۵ مطبوعہ مصر) (تاریخ الکامل جلد نمبر ۵ صفحہ نمبر ۶۲) پر سعید کے بجائے سعد تحریر ہے۔ ❸...... صمصام الدولہ نے دوبارہ فوجیں ابوالقاسم سعید بن بہرام حاجب کی کمان میں روانہ کی تھیں کاتب کی غلطی ہے کہ اس نے بجائے ابوالقاسم کے ابوسعد لکھ دیا (دیکھیں تاریخ الکامل ابن اثیر جلد نمبر ۹ صفحہ نمبر ۱۵ مطبوعہ مصر) (مترجم)۔

فوج کے ساتھ سعید حاجب کو جزیرہ ابن عمر کی طرف روانہ کیا دوسری فوج نصیبین کی جانب بھیجی باد کری نے بھی دیار بکر میں پہنچ کر بہت سے آدمیوں کو جمع کر کے فوج کی صورت میں مرتب کر لیا تھا اس لئے کوئی کامیابی نہ ہوئی۔

میافارقین کا محاصرہ:..... تب صمصام الدولہ نے سعد الدولہ بن سیف الدولہ کو اس مضمون کا خط لکھا ''چونکہ باد کردی باغی نے دیار بکر میں جا کر پناہ لی ہے اس لیے تم دیار بکر میرے حوالہ کر دو میں اس باغی کی سرکوبی کے لئے فوج کشی کروں گا'' چنانچہ سعد الدولہ نے فوج کشی کی اجازت دیدی صمصام الدولہ نے حلب فوجیں روانہ کیں اور میافارقین کا محاصرہ کر لیا۔ لیکن باد کردی کی بڑھی ہوئی لوٹ کا کا مقابلہ نہ کر سکیں اور ناکامی کے ساتھ حلب واپس آ گئیں اس وقت سعید حاجب نے یہ چال اختیار کی کہ ایک شخص کو بہت سا مال دیکر باد کردی کے قتل پر مقرر کر دیا یہ شخص رات کے وقت باد کردی کے خیمہ میں گیا۔ باد کردی سو رہا تھا اس نے تلوار چلائی جس سے باد کردی ایسا زخمی ہوا کہ ہلاکت کے قریب پہنچ گیا۔ پھر فریقین میں صلح کی گفتگو ہونے لگی بالآخر دیار بکر اور نصف طور عبدین باد کردی کو دیکر سعید حاجب نے صلح کر لی۔ دیلمی فوجیں بغداد واپس آئیں اور سعید حاجب موصل ہی میں ٹھہرا رہا۔ یہاں تک کہ ۳۷۷ھ شرف الدولہ کے دور میں مر گیا شرف الدولہ نے سعید حاجب کی جگہ ابو نصر خواشاہ کو حکومت موصل پر مامور کر کے ایک فوج کے ساتھ موصل کی طرف روانہ کیا۔

باد کردی پر موصل کا حملہ:..... باد کردی کو سعید کے مرنے کے بعد موصل پر قبضہ کرنے کی پھر لالچ لگی تو وہ۔ فوجیں مہیا و آراستہ کر کے چڑھائی کر دی۔ ابو نصر نے شرف الدولہ کو اس سے مطلع کر کے مالی اور فوجی امداد کی درخواست کی اتفاق یہ کہ امداد کے آنے میں تاخیر ہوگئی چنانچہ ابو نصر نے مجبور ہو کر عربوں سے مدد کی درخواست کی بنی عقیل اور بنی نمیر کو پیغام دیا کہ جس طرح ممکن ہو باد کردی کو موصل سے نکال دو میں تم لوگوں کو حسب خواہش جاگیریں دوں گا۔ چنانچہ بنی عقیل اور بنی تمیر جنگ پر تیار ہو گئے۔ باد کردی موصل کی طرف بڑھ نہ سکا اور طور عبدین واپس آ گیا۔ اور اپنے بھائی کو عربوں کے جنگ پر روانہ کیا عربوں نے اسے بری طور سے شکست دے کر مار ڈالا۔ اس کے بعد شرف الدولہ کی موت کی خبر آئی۔ ابو نصر خواشادہ موصل لوٹ آیا اور عربوں کا گروہ صحرا میں ٹھہرا ہوا باد کردی کو موصل پر اترنے سے اس امید پر روکتا رہا۔ کہ موصل سے ابو نصر خواشادہ فوجیں لے کر باد کردی سے مقابلے اور جنگ کرنے آئے گا۔ اس دوران ابراہیم اور ابوالحسن پسران ناصر الدولہ بن حمدان پہنچ گئے اور انہوں نے موصل پر قبضہ کر لیا جیسا کہ ہم بنی حمدان کے حالات میں لکھ چکے ہیں۔

عمان پر صمصام الدولہ کا قبضہ:..... شرف الدولہ فارس پر قابض تھا عمان میں بھی اسی کے نام کا خطبہ پڑھا جاتا تھا۔ عمان پر اس کی طرف سے استاد ہرمز کو اپنے ساتھ ملا کر بغاوت پر ابھار دیا چنانچہ استاد ہرمز نے بغاوت کا جھنڈا بلند کر دیا اور صمصام الدولہ کے علم حکومت کی اطاعت کا اظہار کر کے صمصام الدولہ کے نام کا خطبہ پڑھا۔ شرف الدولہ کو اس کی اطلاع ملی تو فوجیں آراستہ کر کے استاد ہرمز کی سرکوبی کے لئے روانہ کیا۔ استاد ہرمز مقابلہ پر آ گیا پھر جب لڑائی ہوئی تو شرف الدولہ کی فوج نے استاد ہرمز کو شکست دیکر گرفتار کر لیا۔ اور کسی قلعہ میں قید کر دیا۔ بے شمار مال اس سے وصول کیا گیا۔ عمان جس طرح پہلے شرف الدولہ کے قبضہ میں تھا پھر اسی کے قبضہ میں چلا گیا❶۔

ابو نصر بن عضد الدولہ اور صمصام الدولہ:..... اسفار بن کردویہ دیلم کا بڑا سردار تھا اس کو کسی وجہ سے صمصام الدولہ سے ناراضگی و نفرت پیدا ہوگئی چنانچہ صمصام الدولہ کی اطاعت و فرمانبرداری سے منحرف ہو کر شرف الدولہ کی طرف مائل ہو گیا۔ شرف الدولہ اس وقت فارس میں تھا۔ اسفار کے منحرف ہو جانے سے لشکر کا بہت بڑا حصہ باغی ہو گیا۔ سب نے متفق ہو کر یہ رائے قائم کی کہ بہاء الدولہ ابو نصر بن عضد الدولہ کو اس کے بھائی شرف الدولہ کی طرف سے نائب بنا کر عراق کی حکومت پر بٹھانا چاہیے۔ چونکہ صمصام الدولہ ان دنوں بیمار ہو گیا اس لئے اسفار کو ارادے میں کامیابی ہوگئی اس نے صمصام الدولہ کے پاس آنا جانا بند کر دیا۔ صمصام الدولہ نے اسفار سے خط و کتابت شروع کی (❷ مگر اس سے کچھ کام نہ نکل سکا ادھر اسفار کی سرکشی اور

---

❶..... یہ واقعہ ۳۷۷ھ کا ہے (دیکھیں تاریخ الکامل ابن اثیر جلد نمبر ۹ صفحہ نمبر ۱۶ مطبوعہ مصر) (مترجم)۔ ❷..... یہ بریکٹ کی عبارت میں نے تاریخ الکامل ابن اثیر سے ترجیح کر کے لکھی ہے اصل کتاب ابن خلدون میں جگہ خالی ہے۔ (مترجم)

بغاوت اور زیادہ بڑھ گئی تو اس نے خلیفہ طائع کولکھا کہ آپ اس فتنہ وفساد کوروکئے ۔خلیفہ طائع میں اتنی کہاں طاقت تھی لہٰذا اس نے معذوری کا عذر کر دیا۔تب صمصام الدولہ نے فولا دزماندار کواسفار کی سرکوبی کا حکم دیا اگر چہ فولاد، اسفار کے دوستوں اور ساتھیوں میں تھا لیکن اس وجہ سے کہ فولا دایک عمر رسیدہ اور معزز آدمی تھا اسفار کی اطاعت ومتابعت پسند نہیں کرتا تھا۔فولاد نے بشرو چشم اس حکم کی تعمیل پر کمر باندھ لی۔اور اسفار سے جنگ لڑکر اسے شکست دے دی۔ابونصر بہاؤالدولہ کوگرفتار کر کے اس کے بھائی صمصان الدولہ کی خدمت میں پیش کر دیا۔صمصام الدولہ کا دل بہاؤالدولہ کواس حالت میں دیکھ کر بھر آیا) اور یہ سمجھ کر یہ ابھی بچہ ہے اس کا کوئی قصور نہیں ہے عنایت بزرگانہ کے طور پر آزاد کر دیا۔اور زیر ابن سعد کو چونکہ اس کی دلی ہمدردی اور رجحان طبیعت ابونصر کی طرف تھی اور اس کی اطلاع صمصام الدولہ کومل گئی تھی اس لئے معزول کر دیا اور مارڈالا اس شکست کے بعد اسفار، امیر ابوالحسین بن عضدالدولہ کے پاس اہواز چلا گیا اور اس کی فوجیں شرف الدولہ کی مطیع ہوگئیں۔

قرامطہ کا کوفہ پر قبضہ:......قرامطہ کا رعب وداب اس زمانہ کے بادشاہوں اور اہل دولت پر بیٹھا ہوا تھا اور اکثر اوقات، انہیں مال وزر دیکران کے شر سے اپنے کو بچاتے تھے۔چنانچہ معزالدولہ نے اور اس کے بیٹے عزالدولہ بختیار نے دارالخلافت بغداد اور اس کے مضافات میں قرامطہ کو جاگیریں دے رکھیں تھیں۔ابوبکر بن شاہور نامی ایک شخص (قرامطہ کا نائب) دارالخلافت بغداد میں رہا کرتا تھا۔اس کا رعب وداب وزیروں کی طرح تھا اور انہی کی طرح حکومت کرتا تھا۔صمصام الدولہ نے اسے گرفتار کرلیا۔اسحاق اور جعفر سرداران قرامطہ،نیشاپور اور ہجر میں مشترکاً امارت کرتے تھے۔ان دونوں کو ابوبکر کی گرفتاری کی خبر ملی تو فوجیں آراستہ ومرتب کر کے کوفہ پر چڑھ آئے اور قبضہ کر کے شرف الدولہ کے نام کا خطبہ پڑھا۔ صمصام الدولہ نے اسحاق اور جعفر کواس پر دھمکی بھرا خط لکھا۔ان دونوں نے جواب دیا کہ آپ نے چونکہ ہمارے نائب بغداد کو گرفتار کرلیا ہے اس لئے ہم لوگوں نے کوفہ پر قبضہ کرلیا ہے۔ادھر یہ جواب روانہ کیا ادھر طوفان بدتمیزی کی طرح اٹھ کھڑے ہوئے۔قرب وجوار کے دیہات اور شہروں میں پھیل گئے اور خراج وصول کرلیا۔

قرامطہ کی شکست:......ابوقیس حسن بن منذر جوان کا نامور سردار تھا جامعین تک پہنچ گیا صمصام الدولہ نے ان کی روک تھام کی غرض سے فوجیں بھیجیں۔عرب کا یہی ایک گروہ اس فوج میں تھا۔دریائے فرات کوعبور کر کے قرامطہ سے معرکہ آرائی کی۔سخت اور خونریز جنگ کے بعد قرامطہ کوشکست ہوگئی۔نامی گرامی سردار مارے گئے اور بہت سوں کو گرفتار کرلیا۔اس کے بعد قرامطہ نے ایک دوسرا لشکر مرتب کے میدان جنگ میں بھیجا، اس کی جامعین میں صمصام الدولہ کی فوج سے مڈبھیڑ ہوگئی۔اس معرکہ میں بھی قرامطہ کوشکست ہوئی اور ان کا سردار مارا گیا بے شمار گرفتار کر لیے گئے باقی لوگ بھاگ کھڑے ہوئے۔صمصام الدولہ کی فوج نے تعاقب کیا مگر قرامطہ ہاتھ نہ آئے۔

اہواز وبغداد پر شرف الدولہ کا قبضہ:......(۳۷۵ھ میں) شرف الدولہ ابوالفوارس بن عضدالدولہ فارس سے اہواز پر قبضہ کے لئے روانہ ہوا۔ اہواز پر اس کا بھائی ابوالحسین ۳۷۲ھ سے جبکہ صمصام الدولہ کی فوج کوشکست ہوئی تھی قابض ہوگیا تھا۔اور جس وقت صمصام الدولہ نے حکومت اپنے ہاتھ میں لی تھی اپنے بھائیوں ابوالحسین اور ابوطاہر کوفارس کی حکومت پر بھیج دیا تھا جیسا کہ ہم اوپر تحریر کر چکے ہیں۔اتفاق سے ان دونوں کے پہنچنے سے پہلے اس کا بھائی شرف الدولہ فارس پر قابض ہوگیا تھا۔پھر جب صمصام الدولہ نے فارس اور بصرہ پر قبضہ کیا تو اپنے دونوں بھائیوں کو بصرہ کی حکومت دی پھر جب صمصام الدولہ کی فوج کوشرف الدولہ کے مقابلہ میں شکست ہوئی تو صمصام الدولہ نے اپنے بھائی ابوالحسین کو اہواز پرحملہ کرنے کا حکم دیا۔ چنانچہ ابوالحسین نے اہواز پر قبضہ کر کے وہیں قیام کر دیا۔اور بصرہ کی حکومت پر اپنے بھائی ابوطاہر کواپنے نائب کے طور پر چھوڑ گیا۔الغرض جب شرف الدولہ نے (۳۷۶ھ میں) اہواز کے ارادے سے نقل وحرکت کی تو ایک خط ابوالحسین کے پاس اس مضمون کا لکھ کر روانہ کیا کہ تم عراق چلے جاؤ تمہیں میں تمہارے علاقوں پر بحال رکھوں گا۔ابوالحسین یہ خط کو دیکھ کر آگ بگولا ہوگیا۔اس نے مقابلہ کی تیاری کی شرف الدولہ نے نہایت تیزی سے سفر طے کر کے ارجان پر اتر گیا اور اس پر قبضہ کرلیا اس کے بعد رامہر مز کی طرف بڑھا۔

ابوالحسین کی موت:......ابوالحسین کے لشکر کی فوج یہ خبریں سن کر باغی ہوگئی اور شرف الدولہ کی اطاعت کا اظہار کر دیا۔ابوالحسین گھبرا کر اپنے چچا

فخر الدولہ کے پاس ''رے'' بھاگ گیا۔فخر الدولہ نے ابوالحسین کو اصفہان میں ٹھہرایا اور امداد دینے کا وعدہ کیا۔لیکن کچھ ایسا اتفاق پیش آ گیا کہ فخر الدولہ نے امداد نہیں دی اور ایک طویل مدت گزر گئی۔ادھر ابوالحسین کے دل میں بدنیتی سما گئی۔اس نے اصفہان پر قبضہ کرنے کے ارادے سے اپنے بھائی شرف الدولہ کی اطاعت کا اظہار کر دیا اس سے لشکر میں بغاوت پھیل گئی۔کیونکہ لشکریوں کا طبعی رجحان فخر الدولہ کی طرف تھا چنانچہ لشکریوں نے ابو الحسین کو گرفتار کر کے فخر الدولہ کے پاس رے بھیج دیا۔فخر الدولہ نے ابوالحسین کو جیل میں ڈالدیا یہاں تک کہ فخر الدولہ ایک سخت بیماری میں مبتلا ہو گیا۔جب مرض میں شدت پیدا ہوئی تو ایک شخص کو ابوالحسین کے قتل پر مامور کر دیا جس نے قید خانہ میں جا کر ابوالحسین کی زندگی کا خاتمہ کر دیا۔

شرف الدولہ کا اھواز اور بصرہ پر قبضہ:......اہواز سے ابوالحسین کے بھاگنے کے بعد شرف الدولہ نے پہنچ کر قبضہ کر کے بصرہ کی طرف اپنے ایک کمانڈر کو کچھ فوج دے کر روانہ کیا۔اس کمانڈر نے بصرہ پر قبضہ کر کے اس کے بھائی ابوطاہر کو گرفتار کر لیا۔ان واقعات سے صمصام الدولہ نے مطلع ہو کر صلح کا پیغام بھیجا۔شرط یہ طے پائی تھی کہ بغداد میں شرف الدولہ کے نام کا خطبہ پڑھا جائے۔خلیفہ طائع نے اپنی طرف سے شرف الدولہ کو خطاب عطا کیا اور خلعت بھیجی اتنے میں صمصام الدولہ کا ایلچی صلحنامہ مکمل کرانے آ گیا۔شریف ابوالحسن محمد بن عمر کوفی صلح کرنے کا مخالف تھا اور شرف الدولہ کو بغداد پر قبضہ کرنے پر ابھار رہا تھا۔اس اثناء دوران بغداد کے کمانڈروں کے خطوط اظہار اطاعت کے پہنچ گئے۔اہل واسط نے اطاعت وفرمانبرداری کا پیغام بھیجا اس وجہ سے شرف الدولہ نے صلح نہ کی اور واسطہ کی طرف بڑھا اور اس پر قبضہ کر لیا۔صمصام الدولہ نے اپنے بھائی ابونصر کو قید سے رہا کر کے شرف الدولہ کے پاس بھیجا۔عنایت والطاف کی درخواست کی مگر شرف الدولہ نے ایک بھی نہ سنی۔

صمصام الدولہ کی گرفتاری:......انہی دنوں صمصام الدولہ کی فوج بھی باغی ہوگئی۔بعض مصاحبوں نے رائے دی کہ اپنے بھائی شرف الدولہ کی اطاعت قبول کر لیجئے تاکہ جھگڑا فساد سے نجات مل جائے۔بعضوں نے یہ مشورہ دیا کہ آپ عکبرا چلے جائیے اگر فوج تیار ہو جائے گی تو خم ٹھونک کر مقابلہ کیجئے گا ورنہ موصل جا کر دیلم کو متحد کر کے اپنی گئی ہوئی قوت کو سنبھال لیجئے گا،کچھ لوگوں نے کہا،بہتر یہ ہے کہ ہم لوگ فخر الدولہ کے پاس اصفہان چلے جائیں اور وہاں سے فارس پر جا کر قبضہ کر لیں۔شرف الدولہ اس وقت عراق کی لالچ میں خاک چھان رہا ہے،میدان خالی ہے۔اس کے خزانے اور ذخیروں پر بھی آسانی سے قابض ہو جائیں۔ایسی حالت میں جھک کر شرف الدولہ صلح کر لے گا۔صمصام الدولہ نے ان آراء میں سے کسی پر بھی عمل نہ کیا اور اپنے خواص کے ساتھ سوار ہو کر اپنے بھائی شرف الدولہ کے پاس چلا گیا۔شرف الدولہ نہایت اخلاص سے ملا۔پھر جب رخصت ہو کر نکلا تو شرف الدولہ نے گرفتار کرالیا اور بغداد کی طرف روانہ ہو گیا چنانچہ ماہ رمضان ۳۷۶ھ میں بغداد میں داخل ہوا۔صمصام الدولہ بھی بندھا ہوا اس کے ساتھ تھا۔اس نے چار سال عراق پر حکمرانی کی تھی۔

بغداد میں دیلم اور ترک:......جس وقت شرف الدولہ دار الخلافت بغداد میں داخل ہوا تھا دیلم کا ایک بڑا گروہ اس کے قافلے میں تھا جس کی تعداد پندرہ ہزار تک پہنچ گئی تھی۔ترک تین ہزار سے زیادہ نہ تھے۔چنانچہ دیلم اپنی کثرت پر اترا گئے جیسے ہی بغداد میں داخل ہوئے ان کے اور ترکوں کے لواحقین اور توابع میں کچھ ایسی باتیں پیش آ گئیں جو رفتہ رفتہ لڑائی کی حد تک پہنچ گئیں چونکہ دیلم کی تعداد زیادہ تھی اس لئے ترکوں کو دبنا پڑا۔دیلم نے اعلان کر دیا کہ صمصام الدولہ کو حکومت کی کرسی پر پھر بٹھا دینا چاہئے۔شرف الدولہ یہ سن کر ششدر ہو گیا اور دیلم کی حمایت سے مشتبہ ہو گیا۔تدبیر یہ کی کہ ایک شخص کو صمصام الدولہ پر متعین کر دیا کہ اگر دیلم زیادہ سر اٹھائیں اور اپنا ارادہ پورا کرنے پر تیار ہوں تو صمصام الدولہ کو قتل کر دینا اس کے بعد ترکوں نے پھر شورش کی اور دیلم کو زیر کر دیا۔دیلم باوجود کثرت کے مقابلہ نہ کر سکے۔متفرق اور منتشر ہو گئے۔بعضوں نے شرف الدولہ کے دامن میں جا کر پناہ لی اور بعضوں نے بغداد چھوڑ دیا۔اس کے اگلے دن شرف الدولہ دربار خلافت میں حاضر ہوا۔خلیفہ طائع نے عزت واحترام سے ملاقات کی اور اس اتفاقی واقعے میں صحیح وسلامت رہنے پر مبارک باد دی۔پھر شرف الدولہ نے دیلم اور ترکوں کے درمیان صلح کرا دی۔ان سب سے آئندہ فتنہ وفساد نہ کرنے کی قسمیں لیں۔صمصام الدولہ کو فارس بھیج دیا اور وہیں قلعہ ورامیں قید کر دیا۔تحریر خادم کی یہ رائے تھی کہ صمصام الدولہ کو مار ڈالنا چاہئے یا آنکھوں میں نیل کی سلائی پھیر دی جائے لیکن کسی نے اس رائے سے اتفاق نہ کیا۔۳۷۹ھ تک صمصام الدولہ قید کی مصیبتیں جھیلتا رہا۔

صمصام الدولہ کا انجام:......اس دوران شرف الدولہ بیمار ہو گیا اور ہلاکت کے قریب پہنچ گیا۔پھر تحریر خادم نے صمصام الدولہ کے قتل یا آنکھوں

میں نیل کی سلائیاں پھیرنے کی رائے دی اور اس پر شرف الدولہ کو سمجھا کر راضی کر لیا۔ چنانچہ شرف الدولہ نے ایک شخص ❶ کو جس پر اسے زیادہ بھروسہ تھا اس کام پر مامور کر کے فارس روانہ کیا۔ لیکن اس شخص کو اس کام کی جرات نہ ہوسکی تو اس نے ابوالقاسم علاء بن حسن ناظر سے مشورہ کیا۔ ابوالقاسم نے کہا، ڈر کس کا ہے جا صمصام الدولہ کی آنکھوں میں نیل کی سلائیاں پھیر دے۔ چنانچہ اس شخص نے صمصام الدولہ کی آنکھوں میں نیل کی سلائیاں پھیر دیں۔ صمصام الدولہ کہتا جاتا تھا مجھے تو علاء نے اندھا کیا کیونکہ یہ حکم تو مردہ بادشاہ کا تھا ❷۔

قرمیسین کی جنگ:...... شرف الدولہ نے لشکریوں کی لڑائی اور آپس کے فساد سے فراغت حاصل کر کے ممالک کے انتظام کی جانب توجہ کی۔ شریف محمد بن عمر کوفی کو اس کا مال اور مقبوضہ علاقے واپس دیدیئے جن کی سالانہ آمدنی پانچ لاکھ بیس ہزار درہم تھی۔ نقیب ابواحمد والد رضی کو بھی اس کے ساری املاک واپس کر دیں پھر لوگوں کو حسب مراتب عہدوں پر مقرر کیا۔ وزیر السلطنت ابومحمد بن فسانجس کو گرفتار کر کے قلمدان وزارت ابومنصور بن صالحان کو عنایت کیا چونکہ قراتکین نے دولت وحکومت پر استبداد حاصل کر لیا تھا۔ امراء اور حکام کے دلوں پر اس کا رعب بیٹھ گیا تھا۔ اس لئے شرف الدولہ کو قراتکین کے نکالنے کی فکر ہوئی۔ بدر بن حسنویہ سے شرف الدولہ کو یہ ناراضگی تھی۔ کہ اس نے فخر الدولہ (شرف الدولہ کے چچا) سے میل جول پیدا کر رکھا تھا۔ چنانچہ بدر بن حسنویہ کے زیر کرنے کے حیلہ سے قراتکین کو فوجیں دیکر ۳۷۷ھ میں بغداد سے روانہ کر دیا۔ وادی قرمیسین میں جنگ کی نوبت آئی، پہلے تو قراتکین نے بدر کو شکست دی اور اس کے موروچوں پر قبضہ کر لیا اس کے بعد بدر نے پلٹ کر ایسا طاقتور حملہ کیا کہ قراتکین کے لشکر کے پاؤں اکھڑ گئے۔ فتح مند گروہ نے قتل اور غارت کا ہاتھ بڑھایا۔ گنتی کے چند آدمیوں کے ساتھ قراتکین جان بچا کر نہروان کے پل کی طرف بھاگ گیا جب کچھ اور شکست خوردہ فوج آ کر جمع ہوگئی تو بغداد میں داخل ہو گیا۔ ادھر بدر بن حسنویہ نے جبل کے سب صوبوں پر قبضہ کر لیا۔

قراتکین کا قتل:...... قراتکین نے بغداد واپس آ کر وزیر ابومنصور بن صالحان کے خلاف لشکر کو ابھار دیا اس سے سارے شہر میں ایک ہنگامہ برپا ہو گیا مگر شرف الدولہ نے درمیان میں پڑ کر وزیر ابومنصور اور قراتکین سے میل کرا دیا۔ لشکر کا جوش فرو ہو گیا لیکن اس فتنہ پردازی کا شرف الدولہ کے دل میں غبار باقی رہ گیا۔ لہٰذا چند دنوں کے بعد موقع پا کر قراتکین کو اس کے مشیروں اور مصاحبوں سمیت گرفتار کر لیا۔ سارا مال واسباب ضبط کر لیا۔ فوج میں اس سے شورش پیدا ہوگئی چنانچہ شرف الدولہ نے فوراً قراتکین کو قتل کر کے اس کی جگہ طغان حاجب کو مقرر کر دیا۔ شورش فرو ہوگئی۔

خادم کی گرفتاری اور رہائی:...... پھر ۳۷۸ھ میں شرف الدولہ نے شکر خادم کو بھی گرفتار کر لیا۔ شکر خادم عضد الدولہ شرف الدولہ کے باپ کے ایسے مخصوص تر آدمیوں سے تھا کہ کوئی کام عضد الدولہ شکر خادم کے مشورے کے بغیر نہیں کرتا تھا چونکہ شکر خادم اکثر اوقات شرف الدولہ کی چغلی اس کے باپ عضد الدولہ سے کیا کرتا تھا۔ اس لئے شرف الدولہ اپنے باپ کے زمانہ سے اس سے رنج رکھتا تھا۔ ان میں سے ایک چغلی یہ تھی کہ اس نے صمصام الدولہ کی خوشنودی وتقرب حاصل کرنے کے لئے عضد الدولہ سے کہہ سن کر شرف الدولہ کو بغداد سے کرمان کی طرف بھجوا دیا تھا چنانچہ جب شرف الدولہ دار الخلافت بغداد پر قابض ہوا تو شکر خادم روپوش ہو گیا۔ بہت تلاش کی مگر مل نہ سکا شکر خادم کے پاس ایک خوبصورت لونڈی تھی۔ اسے کسی دوسرے سے تعلق ہو گیا۔ شکر خادم اس کو تاڑ گیا۔ اس نے مارپیٹ کی تو اس لونڈی کو غصہ پیدا ہو گیا وہ سیدھی شرف الدولہ کے پاس چلی گئی اور شکر خادم کا پتہ بتا دیا بلکہ اپنے ساتھ شرف الدولہ کے سرہنگوں کو لیجا کر گرفتار کرا دیا شرف الدولہ نے شکر خادم کے قتل کا ارادہ کیا مگر تحریر خادم نے سفارش کی۔ شرف الدولہ نے شکر خادم کو تحریر کو دیدیا۔ اس کے بعد شکر خادم نے حج کی اجازت مانگی بغداد سے مکہ معظمہ گیا اور پھر وہاں سے مصر چلا گیا جہاں خلفاء شیعہ مصر نے اسے اپنے خواص میں داخل کر لیا اور مراتب اعلیٰ سے سرفراز فرمایا۔

مشرف الدولہ کی وفات:...... یکم جمادی الآخرہ ۳۷۹ھ میں مشرف الدولہ ابوالفوارس شرویک ❸ ابن عضد الدولہ بادشاہ عراق نے دو سال آٹھ

---

❶...... محمد شیرازی فراش کو اس کام پر شرف الدولہ نے مامور کیا تھا (دیکھو تاریخ کامل ابن اثیر ج ۹ ص ۲۵ مطبوعہ مصر) ❷...... واقعہ یہ ہے کہ محمد اثیر شیرازی کے فارس پہنچنے سے پیشتر شرف الدولہ کا انتقال ہو چکا تھا اسی وجہ سے محمد شیرازی کو اس حکم کی تعمیل میں تردد ہوا اور ابوالقاسم علاء سے اس بارے میں مشورہ کیا، ابوالقاسم نے تعمیل حکم پر زور دیا گویا یہی محرک صمصام الدولہ کے نابینا ہونے کا سبب بنا اور شرف الدولہ تو مر ہی چکا تھا (دیکھئے تاریخ الکامل ابن اثیر ج ۹ ص ۲۵ مطبوعہ مصر۔ ❸...... ابن اثیر نے شیر ذیل تحریر کیا ہے جبکہ ہمارے پاس موجود جدید عربی ایڈیشن پر ج ۴ ص ۴۶۲ پر شرذیک تحریر ہے۔

مہینے حکومت کر کے وفات پائی اور مشہد علی میں مدفون ہوا۔ جس وقت اس کی بیماری بڑھی اپنے بیٹے ابوعلی کو اس کی ماں سمیت فارس بھیج دیا مال واسباب اور خزانے کو بھی اس کے ساتھ بغداد سے منتقل کر دیا۔ حفاظت کے لئے ترکوں کا ایک بڑا گروہ ساتھ بھیجا۔ اراکین دولت نے عرض کی، کسی کو اپنا ولی عہد مقرر فرما دیجئے مگر اس نے جواب دیا کہ مجھے اس کی فرصت نہیں ہے۔ پھر گزارش کی اچھا اپنے بھائی بہاء الدولہ کو اپنا نائب مقرر کر دیجئے تا کہ کسی قسم کی شورش نہ ہونے پائے اور آپ کو اس مرض سے افاقہ ہو جائے۔ چنانچہ شرف الدولہ نے بہاء الدولہ کو اپنا نائب بنا دیا۔

بہاء الدولہ کی حکومت:...... شرف الدولہ کے انتقال کے بعد بہاء الدولہ عزاداری کے لئے بیٹھا۔ خلیفہ طائع تعزیت کرنے آیا۔ بہاء الدولہ نے زمین بوسی کی پھر خلیفہ طائع نے اسے شاہی خلعت سے سرفراز کیا اور قصر خلافت میں واپس آ گیا۔ بہاء الدولہ نے ابومنصور بن صالحان کو وزارت کے عہدے پر بدستور بحال رکھا۔

صمصام الدولہ اور ابوعلی بن شرف الدولہ:...... ہم اوپر تحریر کر چکے ہیں کہ جس وقت شرف الدولہ نے ۳۷۶ھ میں دارالخلافت بغداد پر قبضہ کیا تھا اسی زمانہ میں اپنے بھائی صمصام الدولہ کو قلعہ درد جو کہ شیراز کے قریب تھا میں قید کر دیا تھا پھر جب شرف الدولہ مر گیا اور اس کی موت کی خبر اس کے بیٹے ابوعلی کو بصرہ میں ملی تو ابوعلی نے مال واسباب اور خزانہ دریا کے راستے ارجان روانہ کیا اور خود خشکی کے راستے سفر طے کر کے ارجان پہنچ گیا۔ ترکوں کی فوج نے سلامی دی اور اس کے پاس جمع ہو گئے۔ علاء بن حسن نے شیراز سے صمصام الدولہ کو یہ حالات لکھ بھیجے۔ صمصام الدولہ قید سے نکل کر ملک گیری کے لئے چلا ابوعلی نے شیراز کی جانب روانگی کا ارادہ کیا تو لشکریوں نے کمر باندھ لی، دیلم کی جنگ ہوتی رہی مگر نتیجہ کوئی نہ نکلا بالآخر صمصام الدولہ نساء❶ کی طرف چلا گیا اور ترک اس کے ساتھ تھے۔ نساء پہنچ کر ان لوگوں نے دندمچا دی جو کچھ پایا لوٹ لیا دیلمیوں سے بھی جنگ کی انہیں قتل کیا ان کے مال واسباب اور آلات حرب پر غارتگری کا ہاتھ بڑھایا۔ ابوعلی بادل ناخواستہ دوبارہ ارجان کی طرف روانہ ہو گیا اور ترکوں کو شیراز کی جانب بھیج دیا جہاں صمصام الدولہ اور دیلم سے مڈبھیڑ ہو گئی ترکوں نے شہر میں خوب لوٹ مار کی اور مال غنیمت لے کر ارجان واپس آ گئے۔ اس کے بعد بہاء الدولہ یعنی ابوعلی کے چچا کا ایلچی دارالخلافت بغداد سے آیا۔ اس نے انعام وصلے دینے کا وعدہ کیا تھا اور خلعت بھیجی تھی۔ ایلچی نے ترکوں کو ملا لیا۔ چنانچہ ترکوں نے ابوعلی کو دارالخلافت بغداد اس کے چچا بہاء الدولہ کے پاس چلنے پر تیار کر لیا۔ اس طرح ابوعلی ترک افواج کے ساتھ دارالخلافت بغداد کی طرف روانہ ہو گیا۔ واسط میں جبکہ ۳۸۰ھ کا نصف اول گزر چکا تھا ملاقات ہوئی بہاء الدولہ نے بظاہر خاطر داری اور تواضع میں کوئی کسر نہیں چھوڑی۔ عزت واحترام سے ٹھہرایا۔ لیکن پھر موقع پا کر کچھ دن بعد گرفتار کر کے قتل کر ڈالا اور ابوعلی کو قتل کرنے کے بعد فارس کی طرف روانگی کی تیاری کی۔

اہواز پر فخر الدولہ کا قبضہ:...... چونکہ دارالخلافت بغداد میں قیام کرنا باعث شرف واعزاز تھا اس لئے فخر الدولہ بن رکن الدولہ کا وزیر السلطنت ابوالقاسم بن عباد حکومت عراق کو زیادہ پسند کرتا تھا اور بغداد میں قیام کا خواب اکثر دیکھا کرتا تھا۔ چنانچہ جب شرف الدولہ سلطان بغداد نے وفات پائی تو ابوالقاسم بن عباد کو موقع مل گیا۔ فخر الدولہ کے پاس ایک چلتا پرزہ شخص بھیج دیا جس نے اسے قبضہ بغداد کی ایسی پٹی پڑھائی کہ فخر الدولہ نے بے چینی کے ساتھ ابوالقاسم بن عباد سے قبضہ بغداد کے بارے میں مشورہ اور اس کی رائے دریافت کی۔ ابوالقاسم نے بہانے کر کے جواب دینے میں تاخیر کی۔ جب فخر الدولہ کا اصرار بڑھا تو اس کے حکم کی تعمیل پر تیار ہو گیا اور فوجیں مرتب کر کے ہمدان کی طرف روانہ ہوا۔ بدر بن حسنویہ اور دبیس بن عضیف اسدی وفد لے کر حاضر ہوا۔ انہوں نے عراق پر فوج کشی کرنے کا آپس میں مشورہ کیا۔ چنانچہ ابوالقاسم بن عباد اور بدر بطور مقدمۃ الجیش جادہ کی جانب بڑھے اور فخر الدولہ نے خوزستان کا رخ کیا۔ کچھ عرصے بعد فخر الدولہ کو یہ شبہ پیدا ہوا کہ کہیں ابوالقاسم بن عباد، عضد الدولہ کے ترکوں سے نہ مل جائے اس لئے ابوالقاسم کو واپس بلا لیا اور سب کے سب متحد ہو کر اہواز کی طرف روانہ ہو گئے۔

فخر الدولہ کی واپسی:...... اور اس پر کامیابی کے ساتھ قبضہ کر لیا۔ اہواز پر قبضے کے بعد فخر الدولہ کا دماغ پھر گیا۔ لشکریوں کے ساتھ سختی اور بد اخلاقی کا

---

❶...... یہاں صحیح لفظ فسا ہے، دیکھیں (تاریخ الکامل ج ۵ ص ۴۷۸) یہ شہر فارس میں ہے اس کے اور شیراز کے درمیان چار مرحلوں کا فاصلہ ہے اور ستائیس فرسخ بھی کہا گیا ہے بہر حال یہ فسا ہی ہے جس کا ابوعلی نے ارادہ کیا تھا۔

برتاؤ کرنے لگا ان کی تنخواہیں اور روزینے بند کر دیئے۔ اس سے لشکریوں میں بغاوت کا مادہ پھوٹ نکلا۔ ابوالقاسم اس طوفان بدتمیزی کو روک سکتا تھا مگر اسے اسی وقت سے ناراضگی پیدا ہوگئی تھی جبکہ فخر الدولہ نے سازش کے شبے میں عضد الدولہ کو راستے سے واپس بلالیا تھا۔ معاملات طے نہ ہو سکے اور لشکریوں کی مخالفت روز بروز بڑھتی ہی گئی اس دوران بہاء الدولہ نے ایک بڑا لشکر اہواز پر قبضہ کرنے کے لئے روانہ کیا فخر الدولہ مقابلہ پر آیا۔ لڑائیاں ہوئیں، اتفاق یہ کہ انہی دنوں دجلہ کی طغیانی کی وجہ سے اہواز کی نہروں کا بند ٹوٹ گیا فخر الدولہ کے لشکر نے یہ خیال کر کے فخر الدولہ نے ہم لوگوں کو زچ کرنے کی غرض سے بند تڑوادیئے ہیں۔ میدان جنگ خالی کر دیا۔ ابوالقاسم نے فخر الدولہ کو مشورہ دیا کہ ایسے وقت میں اگر آپ لشکریوں کی تنخواہیں اور روزینے دیدیں تو عجب نہیں ہے کہ یہ دوبارہ آپ کے مطیع وفرمانبردار اور جان نثاری پر تیار ہوجائیں لیکن فخر الدولہ نے کچھ سماعت نہ کی۔ اور ساری فوج اس سے علیحدہ ہوگئی۔ مجبوراً رے کی جانب واپس چلا گیا راستے میں دیلم اور رے کے چند سرداروں کو گرفتار کر لیا اور اہواز پر پہلے کی طرح بہاء الدولہ کی حکومت کا پرچم اڑنے لگا۔

بہاء الدولہ اور صمصام الدولہ: ......اہواز پر قبضے کے بعد بہاء الدولہ ۳۸۰ھ کے آخر میں فارس پر قبضہ کے ارادے سے خوزستان کی طرف روانہ ہوا۔ دارالخلافت بغداد میں دیلمی کمانڈر ابونصر خواشادہ کو اپنا نائب بنا کر چھوڑ گیا اور بصرہ پر قبضہ کرتا ہوا خوزستان پہنچ گیا اور یہیں اسے اس کے بھائی ابوطاہر کے مرنے کی خبر ملی تو اس نے تعزیت کی مجلس کی اور اس کے بعد ارجان پر قابض ہوگیا۔ وہاں جتنا مال واسباب تھا سب پر قبضہ کر لیا۔ لشکریوں نے شور وغل مچایا تو بہاء الدولہ نے ان سب پر تقسیم کر دیا۔ ارجان کے مال واسباب کی قیمت دس لاکھ دینار اور چونسٹھ لاکھ درہم تھی۔

بہاء الدولہ اور صمصام الدولہ کی صلح: ......ارجان کے قبضے سے فارغ ہو کر اپنی فوج کے مقدمہ کو جسکا سردار ابوالعلاء بن فضل تھا نوبندجان کی طرف روانہ کیا صمصام الدولہ کی فوج مقابلے کی تاب نہ لاس کی اور شکست کھا کر بھاگی صمصام الدولہ نے دوسرا لشکر فولاد بن ماندان کی کمان میں نوبندجان روانہ کیا۔ اس نے ابوالعلاء کو شکست فاش دی۔ یہ شکست سازش اور فریب سے وقوع میں آئی تھی۔ الغرض ابوالعلاء شکست کھا کر ارجان چلا گیا۔ اور صمصام الدولہ، شیراز سے فولاد کے پاس نوبندجان چلا گیا اس کے بعد صمصام الدولہ اور بہاء الدولہ میں صلح کی بات چیت ہونے لگی۔ کاغذی گھوڑوں کے دوڑنے کے بعد یہ طے پایا کہ بلاد فارس اور ارجان پر صمام الدولہ کا قبضہ رہے اور خوزستان اور عراق، بہاء الدولہ کے مقبوضہ سمجھے جائیں اور دونوں فریق اپنے اپنے مقبوضہ علاقوں میں مالکانہ قابض رہیں۔ دونوں فریق نے اس قرارداد کے مطابق قسمیں کھائیں اور کاربند ہوگئے۔

بہاء الدولہ کی بغداد واپسی: ......صلح ہو جانے کے بعد بہاء الدولہ، اہواز واپس آ گیا اور اہواز پہنچنے پر بغداد میں جو واقعات شیعہ واہل سنت والجماعت کے درمیان وقوع میں آئے تھے وہ اسے بتائے گئے اور بغداد کے لٹنے، مسکینوں کے بے خانماں ہو کر نکلنے کے حالات بھی بتائے گئے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ ابھی ہنگامہ فرو نہیں ہوا تھا کہ بہاء الدولہ اصلاح کی غرض سے بغداد کی جانب روانہ ہوا۔ چنانچہ اس کے پہنچنے پر امن وامان قائم ہوگیا۔

طائع کی گرفتاری: ......ہم اوپر تحریر کر چکے ہیں کہ لشکریوں نے تنخواہ نہ ملنے کی وجہ سے بہاء الدولہ کی مخالفت کی تھی اور اس کے وزیر السلطنت کو گرفتار کر لیا تھا لیکن اس سے کچھ کام نہ چلا چونکہ ابوالحسن بن معلم، بہاء الدولہ پر حاوی ہوگیا تھا چنانچہ اسی نے بہاء الدولہ کو خلیفہ طائع کے مال کی لالچ دلائی اور اس غریب خلیفہ کو گرفتار کر لینے پر تیار کیا❶۔ چنانچہ بہاء الدولہ نے خلیفہ سے حاضری کی اجازت مانگی۔ خلیفہ نے حسب دستور دربار منعقد کیا، اور بہاء الدولہ اپنے سرداروں کے ساتھ دربار خلافت میں حاضر ہوا اور اپنی کرسی پر بیٹھا۔ ایک دیلمی سردار خلیفہ طائع کی دست بوسی کے لئے بڑھا اور اس کا ہاتھ پکڑ کے اپنی طرف کھینچا، خلیفہ طائع شور وغل اور فریاد کر رہا تھا اور انا للہ وانا الیہ راجعون کہتا جا رہا تھا، بہاء الدولہ نے خزانوں اور مال واسباب پر قبضہ کر لیا۔ بازار میں ہلڑ مچ گیا۔ ایک نے دوسرے کا مال واسباب لوٹ لیا۔

قادر باللہ کی خدمت: ......اس کے بعد بہاء الدولہ خلیفہ طائع کے پاس گیا اور معزولی کے اقرارنامے پر دستخط کرایا۔ اور تخت خلافت پر متمکن کرنے کے لئے اس کے چچا قادر باللہ ابوالعباس احمد المقتدر کو بطیحہ سے بلایا۔ خلیفہ قادر کا خلیفہ طائع کے دور میں جان کے خوف سے بطیحہ بھاگ گیا تھا جیسا کہ

---

❶ ......خلیفہ کی گرفتاری کی وجہ یہ تھی کہ اس نے بہاؤالدولہ کے خاص آدمیوں میں سے کسی کو گرفتار کروادیا تھا دیکھیں تاریخ الخلفاء سیوطی ۳۹۱۔

خلافت عباسیہ کے حالات کے ضمن میں ہم تفصیل لکھ چکے ہیں۔ یہ واقعات ۳۸۱ھ کے ہیں۔

بہارالدولہ کا موصل پر قبضہ: ......ابوالرواد محمد بن مسیّب امیر بنوعقیل نے ابوطاہر بن حمدان (آخری بادشاہ بنوحمدان) کو موصل میں قتل کر دیا تھا اور موصل پر قبض ہو گیا تھا۔ کچھ عرصے بہارالدولہ کی اطاعت کا دم بھرتا رہا۔ یہ واقعہ جیسا کہ ہم اوپر بنوحمدان اور بنومسیّب کے حالات میں بیان کر چکے ہیں ۳۸۰ھ کا ہے اس کے بعد ابوالرواد نے سرکشی کی، بہارالدولہ نے ابوجعفر حجاج بن ہرمز نامی ایک دیلمی سپہ سالار کو بڑی فوج کے ساتھ ابوالرواد کی سرکوبی کے لئے روانہ کیا چنانچہ ابوجعفر نے آخری ۳۸۱ھ کے آخر میں موصل پر قبضہ کر لیا۔ بنوعقیل کے باقی جنگجو ابوالرواد سے ملے اور ابوجعفر سے جنگ کرنے پر متفق ہو کر میدان کارزار میں آ گئے، متعدد لڑائیاں ہوئیں اور ایک مدت تک سلسلہ جنگ جاری رہا۔ ابوجعفر نہایت مردانگی سے مقابلہ کرتا رہا۔ آخرکار اس نے ابوالرواد کو گرفتار کر لیا مگر پھر اس خوف سے کہ کہیں اہل موصل میں بغاوت نہ پھوٹ نکلے، ضمانت لے کر ابوالرواد کو رہا کر کے دارالخلافت بغداد بھیج دیا۔ یہ وہ زمانہ تھا کہ وہ بہارالدولہ کے عتاب میں گرفتار ہو گیا تھا۔ ابوالرواد کی گرفتاری ابن معلم کے اشارے پر ہوئی تھی۔ لیکن جب وزیرالسلطنت کو اس کی اطلاع ملی تو اس نے ابوالرواد سے ضمانت لے کر ان کو بغداد بھیج دینے کا حکم دیدیا۔

ابن معلم کے حالات: ......ابن معلم کا نام ابوالحسن تھا۔ یہ نہایت چالاک اور فتنہ باز شخص تھا۔ اس نے اپنی حکمت عملی سے بہاءالدولہ پر پورے طریقے سے قابو حاصل کر لیا تھا۔ جو چاہتا کر گذرتا تھا۔ بڑے بڑے کام اسی کے اشارہ اور رائے سے کئے گئے۔ ان میں سے ایک ابوالحسن محمد بن عمر علوی کے زوال کا واقعہ ہے شرف الدولہ کے دور حکومت میں ابوالحسن کا طوطی بولتا تھا۔ یہ بہت بڑا مالدار اور صاحب جائیداد شخص تھا۔ جب بہاءالدولہ کے قبضہ میں حکومت آئی تو ابن معلم نے لگانا بجھانا شروع کر دیا۔ اس کے مال و جائیداد کی لالچ دلائی۔ چنانچہ بہاءالدولہ نے اس کے اشارے اور سازش سے ابوالحسن کو گرفتار کر کے اس کے مال و جائیداد اور پر بھی قبضہ کر لیا۔ اس کے بعد ابن معلم نے بہاءالدولہ کو وزیرالسلطنت بن صابحان کی معزولی پر تیار کیا چنانچہ بہاءالدولہ نے بری طرح سے اس کو معزول کر کے خوزستان روانگی سے پہلے قلمدان وزارت ابونصر سابور (یہ خاندان اردشیر کا ایک ممبر تھا) کے سپرد کر دیا۔ پھر اسی ابن معلم نے بہاءالدولہ کو خلیفہ طائع کی معزولی اور اس کے مال واسباب پر قبضہ کر لینے پر ابھارا اور سارا اسباب و مال دارالخلافت کا بہاءالدولہ کے مکان پر اٹھا لایا۔ کچھ عرصے بعد وزیرالسلطنت ابونصر بسابور کی معزولی اور زوال بھی اسی ابن معلم کے ہاتھوں ہوئی۔ وزارت کا عہدہ ابوالقاسم عبدالعزیز بن یوسف کو دیا گیا۔ خوزستان سے واپسی کے بعد ابوخواشادہ ❶ اور ابوعبداللہ طاہر کو ۳۸۱ھ میں گرفتار کرا کے جیل بھجوا دیا۔ وجہ یہ تھی کہ ان دونوں بدبختوں نے تحائف اور ہدایا، ابن معلم کو نہیں دیئے تھے چنانچہ اس نے بہاءالدولہ کو اشارہ کر دیا اس نے ان کو زیروزبر کر دیا۔

ابن معلم کا قتل: ......جب اس طرح کے کام بہت زیادہ ہونے لگے تو لوگوں نے سرگوشیاں شروع کیں، اور لشکریوں نے بغاوت کر دی۔ بہاءالدولہ نے ہنگامۂ بغاوت دور کرنے کی بہت کوشش کی مگر کامیاب نہ ہو سکا۔ لشکریوں نے ابن معلم کو حوالہ کر دینے کا مطالبہ کیا۔ بہاءالدولہ نے ان لوگوں کو راضی کرنے کی غرض سے ابن معلم کو اس کے سارے اسٹاف سمیت گرفتار کر لیا لیکن فوجی اس پر راضی نہ ہوئے اور اس کی حوالگی کا مطالبہ کرتے رہے۔ بالآخر بہاءالدولہ نے مجبور ہو کر ابن معلم کو لشکریوں کے حوالہ کر دیا، چنانچہ لشکریوں نے اسے فوراً قتل کر دیا۔ اس کے بعد وزیرالسلطنت ابوالقاسم پر لشکریوں کی بغاوت وسازش کا الزام لگا۔ بہاءالدولہ نے اسے گرفتار کر لیا اور اس کی جگہ ابونصر سابور اور ابونصر بن وزیر کو قلمدان وزارت عطا کیا۔ چنانچہ یہ دونوں عہدہ وزارت کو انجام دینے لگے۔

بختیار کی اولاد کی بغاوت اور قتل: ......عضدالدولہ نے بختیار کے بیٹوں کو جیل میں ڈال دیا تھا چنانچہ عضدالدولہ کے دور میں بدستور قید کی مصیبتیں جھیلتے رہے۔ اس کے بعد صمصام الدولہ کا دور حکومت آیا۔ مگر اس کی حکومت میں بھی انہیں قید سے نجات نہ ملی یہاں تک کہ شرف الدولہ تخت حکومت پر رونق افروز ہوا۔ اس نے ان لوگوں کو قید سے رہا کیا اور حسن سلوک سے پیش آیا اور شیراز میں انتہائی عزت واحترام سے ٹھہرایا، جاگیریں دیں۔ پھر جب شرف الدولہ کا انتقال ہو گیا (اور بہاءالدولہ تخت حکومت پر بیٹھا) تو پھر ان غریبوں کو قید کی مصیبتوں میں گرفتار ہونا پڑا اور یہ بلاد فارس کے ایک قلعہ

❶ ......یہاں صحیح لفظ خواشاذہ ہے دیکھیں تاریخ الکامل ج۹ ص۹۱۔

میں قید کردیئے گئے ان لوگوں نے جیل کے سپاہیوں اور دیلم کے اس دستہ فوج کو ملا لیا جوان کی نگرانی کے لئے مامور تھا، چنانچہ انہوں نے ان کو جیل سے نکل جانے کا موقع دے دیا۔ یہ واقعہ ۳۸۳ھ کا ہے ان لوگوں کا جیل سے نکلنا تھا کہ اطراف و جوانب کے لوگ جمع ہو گئے۔ جن میں اکثر شاہی فوج کے پیادے تھے۔ رفتہ رفتہ یہ خبر صمصام الدولہ تک پہنچ گئی، صمصام الدولہ نے ابوعلی بن استاد ہرمز کو ایک بڑی فوج دے کر روانہ کیا۔ بختیار کے بیٹوں کے پاس جو لوگ آ کر جمع ہو گئے تھے وہ شاہی سطوت سے ڈر کر متفرق و منتشر ہو گئے۔ بختیار کے بیٹے مجبور ہو کر ان دیلم کے ساتھ جوان کے پاس رہ گئے تھے قلعہ نشین ہو گئے۔ ابوعلی نے ان کا محاصرہ کر لیا۔ پھر ایک روز موقع پا کر دیلم کی سازش سے چند سرداروں کو قلعہ کے پوشیدہ راستے سے قلعہ میں بھیج دیا۔ ان سرداروں نے قلعہ پر قبضہ کر لیا اور بختیار کے بیٹوں کو قتل کر ڈالا۔

صمصام الدولہ اور بہاء الدولہ کی عہد شکنی:...... ۳۸۳ھ میں بہاء الدولہ (سلطان بغداد) اور اس کے بھائی صمصام الدولہ (والی خوزستان) کی پھر ان بن ہو گئی اس سے پہلے جوان دونوں کے درمیان میں مصالحت ہو گئی تھی وہ کالعدم اور ہباءً منثورا ہو گئی۔ عہد شکنی کے اسباب یہ تھے کہ بہاء الدولہ نے ابوالعلاء عبداللہ بن فضل کو اہواز روانہ کیا تھا اور در پردہ یہ سمجھا دیا تھا کہ میں تھوڑی تھوڑی کر کے تمہارے پاس فوجیں روانہ کرتا رہوں گا جب ایک کافی تعداد میں فوج جمع ہو جائے تو بلا دفارس پر حملہ کر کے قابض ہو جانا چنانچہ ابوعلاء، اہواز گیا اور بہاء الدولہ کسی مصروفیت کی وجہ سے کچھ عرصے فوجیں روانہ نہیں کر سکا۔ اتفاق سے یہ خبر صمصام الدولہ تک پہنچ گئی تو صمصام الدولہ نے اپنی فوج نظام کو خوزستان کی طرف روانہ کر دیا۔ ابوالعلاء نے بہاء الدولہ کو یہ واقعات لکھے اور امداد کی درخواست کی، چنانچہ دونوں فوجیں ایک ہی وقت میں خوزستان پہنچیں۔ ایک کا دوسرے سے مقابلہ ہو گیا۔ جس میں ابو العلاء کی فوج میدان جنگ سے بھاگ گئی اور ابوالعلاء کو گرفتار کر لیا گیا۔ مگر صمصام الدولہ کی ماں نے رہا کر دیا۔

ابونصر سابور:...... بہاء الدولہ کو اس سے بے حد صدمہ اور اسے مال کے حصول کی فکر لگ گئی۔ چنانچہ اپنے وزیر السلطنت ابونصر سابور کو قیمتی قیمتی جواہرات دیکر واسطہ روانہ کیا کہ مہذب الدولہ (والی بطیحہ) کے پاس رہن رکھ کر فوج کے اخراجات کے لئے رقم لے آئے۔ چنانچہ ابونصر نے اسے رہن رکھا، اور چند دنوں کے بعد وزارت سے دست کش ہو کر بھاگ گیا۔ ابونصر کے بھاگ جانے پر ابن صالحان نے بھی عہدۂ وزارت سے استعفا دیدیا۔ بہاء الدولہ نے اس کی جگہ ابوالقاسم علی بن احمد کو قلمدان وزارت عطا کیا۔ ابوالقاسم، عہدہ وزارت کے کام کو انجام نہ دے سکا۔ اور وہ بھی وزارت چھوڑ کر بھاگ نکلا۔ چنانچہ بہاء الدولہ نے ابونصر کو دوبارہ قلمدان وزارت عطا کیا یہ وہ زمانہ تھا کہ دیلم میں صلاحیت پیدا ہو گئی تھی۔

ترکوں کا قتل عام:...... اس کے بعد بہاء الدولہ نے طغان ترکی کو سات سو سواروں کے ساتھ اہواز فتح کرنے کے لئے بھیجا۔ چنانچہ طغان نے بسوس پر قبضہ کر لیا۔ صمصام الدولہ کے عمال، اہواز سے بھاگ گئے طغان کی فوج پورے صوبہ خوزستان میں پھیل گئی۔ چونکہ طغان کی فوج میں ترکی زیادہ تھے اس سے دیلم کو جو اس کی فوج میں بہت کم تعداد میں تھے حسد و رشک پیدا ہو گیا اور اس سے ہنگامہ آرائی کی غرض سے علیحدہ ہو گئے۔ مگر ترکوں کی تعداد زیادہ تھی انہوں نے ان کو گھیر لیا۔ چنانچہ دیلم نے مجبور ہو کر امن کی درخواست دی، طغان نے امان دے دی چنانچہ دیلم امن کے دھوکے میں آ گئے اور ہتھیار رکھ دئے، ترکوں نے ان سب کو قتل کر ڈالا۔ اس واقعہ کی خبر بہاء الدولہ کو واسطہ میں پہنچی تو فوراً اہواز کی طرف روانہ ہو گیا اور صمصام الدولہ نے شیراز کا راستہ لیا۔ یہ واقعہ ۳۸۴ھ کا ہے۔ صمصام الدولہ کو اس واقعہ سے بیحد غصہ آیا اس نے اپنے لشکر کو ۳۸۵ھ میں ترکوں کے قتل عام کا حکم دیدیا۔ ایک بڑا گروہ ترکوں کا فارس میں قتل اور پامال کر دیا گیا۔ باقی لوگ فارس چھوڑ کر بھاگ گئے۔ قصبوں اور دیہات کو لوٹتے ہوئے کرمان پہنچے پھر کرمان سے نکل کر سندھ چلے گئے۔

صمصام الدولہ کا اہواز پر قبضہ:...... ۳۸۵ھ میں صمصام الدولہ نے اپنی دیلمی فوج کو اہواز پر قبضہ کرنے کے لئے روانہ کیا یہ وہ زمانہ تھا کہ بہاء الدولہ کا نائب السلطنت مر گیا تھا اور ترکوں نے دارالخلافت بغداد کی طرف واپسی کا ارادہ کر لیا تھا۔ بہاء الدولہ نے متوفی نائب السلطنت کے بجائے ابو کالیجاء مرزبان بن سفیعوں ❶ کو اہواز کا گورنر بنایا اور ابومحمد حسن بن مکرم کو اپنے نائب تفکین کی مدد پر رام ہرمز کی جانب روانگی کا حکم دیا۔ (اس سے

---

❶...... یہاں صحیح لفظ شہفیروز ہے دیکھیں تاریخ الکامل ج ۹ ص ۱۱۲۔

پہلے تفکین کو بمقابلہ عسا کر صمصام الدولہ شکست ہوگئی تھی اور وہ بھاگ کر رامہرمز آ گیا تھا۔) چنانچہ تفکین، ابو محمد کو رامہرمز میں چھوڑ کر اہواز ہوتا ہوا خوزستان کی طرف چلا گیا۔ علاء بن حسن نے فریب دینے کے لئے خط و کتابت کی لیکن وہ اس کے دام تزویر میں نہ آیا اور رام ہرمز میں جا کر دم لیا۔ ابو محمد اور دیلمی فوج سے مڈبھیڑ ہوگئی۔ ادھر بہاء الدولہ نے اسی ۸۰ ترکوں کو فنون جنگ سے مکمل واقفیت رکھتے تھے دیلمیوں پر پیچھے سے حملہ کرنے کے لئے روانہ کیا۔ دیلمی کمانڈر کو اس کی کسی ذریعہ سے اطلاع مل گئی۔ اس نے ایک دستہ فوج بھیج دیا۔ جس نے ان سب کو قتل کر دیا۔ اس واقعہ سے بہاء الدولہ کی کمر ہمت ٹوٹ گئی۔ اور وہ مقابلہ سے اعراض کر کے اہواز کی جانب لوٹا۔ اہواز پہنچ کر دو ایک روز آرام کر کے بصرہ چلا گیا اور وہیں قیام پذیر ہو گیا۔ اس واقعہ کی خبر ابو محمد کو ملی تو میدان جنگ چھوڑ کر کیمٹ مکرم کی طرف واپس چلا گیا علاء اور دیلمی فوج نے تعاقب کیا چنانچہ ان لوگوں نے ابو محمد کو تشتر کی طرف نکال دیا۔ مدتوں دونوں فریق جنگ لڑتے رہے ترکوں کے قبضہ میں تشتر سے رامہرمز تک رہ گیا۔ اور دیلم، رامہرمز سے بقیہ بلاد فارس پر قابض رہے پھر ترکوں نے مراجعت کی تو علاء تعاقب میں چلا جب اس نے اس بات کو محسوس کر لیا کہ ترکوں نے واسط کا راستہ اختیار کر لیا ہے تو بے نیل مرام واپس آ گیا اور کیمپ مکرم میں قیام اختیار کیا اور بہاء الدولہ دار الخلافت بغداد واپس آیا۔

صمصام الدولہ کا بصرہ پر قبضہ:..... علاء کے ساتھیوں میں ایک دیلمی کمانڈر ''شکراستان ❶'' بھی تھا اس نے ان دیلمیوں سے خط و کتابت شروع کی جو بہاء الدولہ کے ساتھ تھے چنانچہ اس کی تحریک پر دیلمیوں نے امن کی درخواست کی شکراستان نے ان کو امان دے دی اور وہ لوگ جنکی تعداد چار سو کے قریب تھی شکراستان کے پاس چلے گئے۔ ان لوگوں کے جانے سے شکراستان کی فوج بڑھ گئی۔ اس سے اس کی ہمت بڑھی اور وہ بصرہ پر قبضہ کرنے کی غرض سے روانہ ہو گیا۔ اور پہنچتے ہی محاصرہ کر لیا۔ اہل بصرہ میں سے ابوالحسن بن جعفر علوی شکراستان سے مل گیا اور دیلمیوں کو در پردہ رسد وغلہ اور امداد دینے لگا۔ بہاء الدولہ کو اس کی اطلاع مل گئی۔ چنانچہ بہاء الدولہ نے چند لوگوں کو ابوالحسن اور اس کے ساتھیوں کی گرفتاری کے لئے بھیج دیا۔ ابوالحسن اور اس کے ساتھی بصرہ چھوڑ کر شکراستان کے پاس بھاگ گئے۔ ان لوگوں کے مل جانے سے شکراستان کی قوت اور بڑھ گئی۔ ان لوگوں نے کشتیاں حاصل کیں اور اسے بصرہ پر قبضہ کرنے کی رائے دی چنانچہ شکراستان اپنی فوج کے ساتھ کشتیوں پر سوار ہو کر بصرہ پہنچ گیا وہاں بہاء الدولہ کی فوج سے مقابلہ ہوا اور ایک سخت اور خونریز جنگ کے بعد بہاء الدولہ کو شکست ہوئی چنانچہ شکراستان نے بصرہ پر کامیابی کے ساتھ قبضہ کر لیا اور جی کھول کر پامال کیا۔

شکراستان دیلمی:..... بہاء الدولہ نے بصرہ میں شکست کے بعد مہذب الدولہ (والی بطیحہ) کو پیغام دیا کہ آپ بصرہ کو دیلمیوں کے قبضہ سے نکال لیجئے اور آپ خود قابض ہو جائیے مہذب الدولہ نے عبداللہ مرزوق کو ایک لشکر کے ساتھ بہاء الدولہ کی حمایت و امداد کے لئے روانہ کیا۔ دیلمی فوج مقابلہ پر آئی مگر پہلے ہی حملہ میں مقابلہ کی تاب نہ لاسکی، چنانچہ بصرہ چھوڑ کر بھاگ نکلی۔ شکراستان نے اپنی شکست خوردہ فوج کو جمع کیا اور میدان جنگ میں آ گیا۔ بری اور بحری لڑائی شروع ہوئی بالآخر بصرہ پر قابض ہو گیا۔ بہاء الدولہ کو لکھا کہ میں آپکا مطیع ہوں اور ضمانت دینے کے لئے تیار ہوں۔ چنانچہ بہاء الدولہ نے درخواست منظور کر لی اور اس کے بیٹے کو بطور ضمانت اپنے پاس رکھ لیا۔ شکراستان نہایت چلتا پرزہ تھا۔ بہاء الدولہ اور صمصام الدولہ دونوں کی اطاعت کا اظہار کرتا تھا مگر حقیقت میں کسی کا بھی مطیع نہ تھا۔

وزیر السلطنت صاحب ابن عباد کی وفات:..... ۲۸۵ھ میں ابوالقاسم اسمٰعیل بن عباد (فخر الدولہ کا وزیر السلطنت) نے ''رے'' میں جاں بحق تسلیم کی، یہ اپنے زمانہ میں علم و فضل میں یکتا تھا۔ سیاست اور ملکداری میں بھی اپنی نظیر آپ تھا۔ مختلف علوم اور فنون میں مکمل مہارت رکھتا۔ تصنیف و تالیف میں بھی اسے مکمل دسترس میں حاصل تھی۔ جو رسائل اس نے لکھے تھے وہ مشہور اور مدون ہیں۔ اس کے کتب خانہ میں اتنی کتابیں تھیں کہ کسی نے اتنی کتابیں نہ جمع کی ہونگی۔ کہا جاتا ہے کہ اس کا کتب خانہ چار سو اونٹوں پر لادا جاتا تھا۔

ابوعباس احمد کی وزارت:..... اس کی وفات کے بعد فخر الدولہ کا قلمدان وزارت ابوالعباس احمد بن ابراہیم ضبی ''کافی'' کو عنایت کیا گیا قصہ مختصر ابوالقاسم کے مرنے کے بعد فخر الدولہ نے اس کے مال و اسباب پر قبضہ کر لیا۔ حالانکہ اس نے وفات کے وقت کسی کے حق میں وصیت کی تھی مگر فخر

❶ ..... یہاں صحیح لفظ لشکرستان ہے دیکھیں تاریخ الکامل جلد ۹ صفحہ ۱۲۳۔

الدولہ نے اس کو نافذ نہ کیا۔ چونکہ قاضی عبدالجبار معتزلی ابوالقاسم کا ایجنٹ اور پالتو تھا اسی نے اس کو ''رے'' کے عہدہ قضا پر مامور کیا تھا اس وجہ سے قاضی عبدالجبار نے فخر الدولہ پر بدعہدی اور بیوفائی کا الزام لگادیا تھا۔ چنانچہ فخر الدولہ کو اس کی خبر مل گئی۔ اس نے قاضی عبدالجبار سے اس کا مطالبہ کیا ایک ہزار طیلساں اور ایک ہزار تھان نفیس نفیس کپڑوں کے ضبط کر کے فروخت کر دیئے۔ اس کے بعد ابوالقاسم کے مال و اسباب کا جہاں جہاں پتہ لگا ڈھونڈ ڈھونڈ کر ضبط کر لیا اس کے تمام آثار کو معدوم اور فنا کر دیا اور اسکے ساتھیوں اور کارندوں کو گرفتار کر لیا (والبقا اللّٰہ وحدہ)

فخر الدولہ کی وفات مجد الدولہ کی حکومت:...... ماہ شعبان ۳۸۵ھ ❶ میں فخر الدولہ رکن الدولہ بویہ والی رے اصفہان اور ہمدان نے قلعہ طبرک ❷ میں داعی اجل کو لبیک کہہ کر سفر آخرت اختیار کیا۔ تخت حکومت پر اس کا بیٹا مجد الدولہ ابوطالب رستم بیٹھا۔ اس وقت اس کی عمر صرف چار سال تھی۔ امراء وارا کین دولت نے اس نو عمر لڑکے کو حکمران بنایا تھا اس کے بھائی شمس الدولہ کو ہمدان اور قرمس ❸ حمدود عراق تک کا حاکم بنایا۔ مجد الدولہ کی حکومت کی باگ ڈور اس کی ماں کے قبضہ میں تھی اور وہی ابوطاہر اور ابوالعباس ضبی کافی کے مشورے و رائے سے (یہ فخر لدولہ کا مصاحب تھا حکمرانی کرتی تھی۔

علاء بن حسن والی خوزستان کا انتقال:......ان واقعات کے بعد علاء بن حسن، صمصام الدولہ کا گورنر خوزستان مقام لشکر گاہ مکرم میں انتقال کر گیا۔ صمصام الدولہ نے ابوعلی بن استاد ہرمز کو بڑی رقم دے کر روانہ کیا۔ اس نے خوزستان پہنچ کر دیلمی فوج میں وہ رقم تقسیم کر دی اس سے دیلمیوں کی باچھیں کھل گئیں۔ مارے خوشی کے جامہ سے باہر ہو گئے۔ بہاء الدولہ کے ساتھیوں کو جندیشاپور سے نکال کر خوزستان سے شہر بدر کر کے واسط کی طرف بھیج دیا۔ ان میں سے چند آدمیوں کو ملانے کی کوشش کی اور جب وہ ان کی طرف مائل ہوئے اور اس سے آ ملے تو انہیں اچھے اچھے عہدے دیئے۔ تمام ممالک محروسہ میں حکام اور عمال مقرر کئے اور خراج وصول کیا۔ یہ واقعات ۳۸۷ھ کے ہیں۔ اس کے بعد ابومحمد بن مکرم، واسط سے ترکوں کو لے کر نکلا۔ ابوعلی ان کے مقابلے پر کمر باندھ کر تیار ہو گیا۔ دونوں میں متعدد لڑائیاں ہوتی رہیں۔

ابوعلی بن اسماعیل:......اس دوران بہاء الدولہ، واسط سے پہنچ گیا انہی دنوں ابوعلی بن اسمٰعیل جسے بہاء الدولہ نے اہواز روانگی کے وقت ۳۸۶ھ میں دارالخلافت بغداد کا نائب مقرر کیا تھا) واسط آ گیا، مقلد بن میسّب یہ خبر سن کر موصل سے اطراف بغداد میں غارتگری کے لئے نکل کھڑا ہوا۔ ابوعلی بن اسمٰعیل اس کے مقابلہ کے لئے خم ٹھونک کر نکلا۔ بہاء الدولہ کو اس سے مغالطہ پیدا ہو گیا اور یہ امر اس کو ناگوار گزرا، چنانچہ چند لوگوں کو ابوعلی بن اسمٰعیل کی گرفتاری کے لئے بھیجا۔ ابوعلی بن اسمٰعیل یہ خبر پا کر بطیحہ بھاگ گیا۔

بہاء الدولہ اور ابوعلی کی جنگ:......وزیر السلطنت نے رائے دی کہ مصلحت وقت یہ ہے کہ آپ ابومحمد بن مکرم کی امداد کے لئے ابوعلی بن استاد ہرمز کے مقابلے پر تیار ہو جایئے اور فوراً خوزستان کا راستہ اختیار کیجئے ورنہ معاملہ نازک ہو جائے گا۔ چنانچہ بہاء الدولہ سامان سفر و جنگ درست کر کے خوزستان کی طرف چلا اور قنطرہ بیضاء پہنچ کر پڑاؤ کیا۔ جہاں ابوعلی بن استاد ہرمز سے چند لڑائیاں ہوئیں۔ ابوعلی نے رسد و غلہ کی آمد بند کر دی۔ جس سے بہاء الدولہ کا لشکر پریشان ہو گیا۔ تب بہاء الدولہ نے بدر بن حسنو یہ سے امداد کی درخواست کی اور خورد و نوش کی چیزیں مانگیں۔ بدر بن حسنو یہ نے کچھ سامان روانہ کیا۔ لگانے بجھانے والوں نے ابوعلی بن اسمٰعیل کی طرف سے بہاء الدولہ کے کان بھرنے شروع کر دیئے۔ قریب تھا کہ زوال کی گھٹائیں اس کے سر پر چھا جاتیں اتنے میں صمصام الدولہ کے مارے جانے کی خبر آ گئی۔ جنگ و مخالفت کا قصہ تمام ہو گیا۔ اور آپس میں صلح ہو گئی۔ اور حکومت کی باگ ڈور بہاء الدولہ کے قبضہ میں آ گئی۔

صمصام الدولہ کا قتل:......جیسا کہ آپ اوپر پڑھ چکے ہیں ابوالقاسم اور ابونصر بن بختیار مقید تھے ان دونوں نے محافظین قلعہ کو ملا لیا اور قلعہ سے نکل آئے۔ کردوں کا ایک گروہ ان کے پاس آ کر متحد ہو گیا۔ اتفاق یہ کہ انہی دنوں صمصام الدولہ نے اپنی فوج کا جائزہ لیا تھا اور تقریباً ایک ہزار آدمیوں کو جن کا نسب دیلمی ثابت نہیں ہوا، فوج سے نکال دیا تھا۔ یہ جم غفیر بھی بختیار کے بیٹوں سے جا ملا۔ بہت بڑی تعداد ہو گئی۔ چنانچہ یہ ارجان کی طرف

❶......صحیح سن ۳۸۷ھ ہے۔ دیکھیں تاریخ الکامل ج ۹ ص ۱۳۱۔ ❷......صحیح طبرق ہے۔ دیکھیں تاریخ الکامل ج ۹ ص ۱۳۱۔ ❸......صحیح قرمیسین ہے۔ دیکھیں تاریخ الکامل ج ۹ ص ۱۳۲۔

بڑھے، ابوجعفر استاد ہرمزان دنوں وہیں ❶ مقیم تھا، دونوں سے مڈبھیڑ ہوئی۔ ابوجعفر ہزیمت شکست اٹھا کر بھاگا۔ اور روپوش ہو گیا ان لوگوں نے اس کے ایوان حکومت اور مکان کو لوٹ لیا۔ اس کے بعد ان لوگوں نے صمصام الدولہ کے خلاف علم بغاوت بلند کیا۔ صمصام الدولہ زچ ہو کر رود مان ❷ (شیراز سے دو منزل کے فاصلہ) پہ بھاگ آیا۔ والی ورددمان نے صمصام الدولہ کو گرفتار کرلیا۔ ابونصر بن بختیار نے پہنچ کر والی رود مان سے صمصام الدولہ کو لے لیا اور اس کی حکومت فارس کے نویں سال ماہ ذی الحجہ ۳۸۸ھ ❸ میں اسے قتل کر دیا اور اس کی ماں کو ایک دیلمی سردار کے حوالہ کر دیا۔ دیلمی سردار نے اس کو بھی مار ڈالا اور اسی کے مکان میں دفن کر دیا یہاں تک کہ بہاء الدولہ، فارس پر قابض ہو گیا اور اس نے اس کی نعش کو مقابر بنو بویہ میں لے جا کر مدفون کیا۔

بہاء الدولہ کا فارس اور خوزستان پر قبضہ: ......صمصام الدولہ کے قتل کے بعد ابوالقاسم اور ابونصر بن بختیار فارس پر قابض ہو گئے۔ ان لوگوں نے ابوعلی بن استاد ہرمز کے پاس پیغام بھیجا۔ ملانے کی کوشش کی اور اس امر کو پیش کیا کہ آؤ ہم تم اور وہ دیلم جو تمہارے ساتھ ہیں مل کر عہد و پیمان کرلیں اور متحد ہو کر بہاء الدولہ سے لڑیں۔ ابھی ابوعلی انکار یا اقرار کا جواب دینے نہ پایا تھا کہ بہاء الدولہ نے بھی اس سے خط و کتابت کی۔ اور اسے اور ان دیلم کو جو اس کے ساتھ تھے امن دینے کا وعدہ کیا اور ہر طرح اچھا سلوک کرنے پر آمادگی ظاہر کی۔ اس سے ابوعلی کو سخت تردد پیدا ہو گیا چونکہ ابوعلی نے اس سے پہلے بختیار کے دو بیٹوں کو قتل کر دیا تھا اور دو بیٹوں کو گرفتار کرلیا تھا، اس لئے اس نے بہاء الدولہ سے میل جول کو ترجیح دی۔ اور جو دیلم اس کے ساتھ تھے۔ انہوں نے ان ترکوں کے خوف سے جو کہ بہاء الدولہ کے لشکر میں تھے بہاء الدولہ سے ملنے سے اعراض کیا تاہم ابوعلی انہی دیلمیوں کے ساتھ رہا اور سخت تذبذب میں پڑا رہا حتی کہ اپنے سرداروں کی ایک جماعت کو بہاء الدولہ کے پاس روانہ کر دیا ان لوگوں نے اس سے عہد و پیمان لے لیا اور اس پر اعتماد کر کے سب کے سب اس کے پاس آ گئے۔ اہواز کی طرف بڑھے پھر رام ہرمز اور ارجان کی طرف گئے۔ غرض کہ بہاء الدولہ نے آہستہ آہستہ خوزستان کے تمام علاقوں پر قبضہ کرلیا۔

بہاء الدولہ کا فارس پر قبضہ: ......اس کے بعد اپنے وزیر السلطنت ابوعلی بن اسمٰعیل کو فارس کی طرف بڑھنے کا حکم دیا اور شیراز کے باہر ایک کھلے میدان میں پڑاؤ ڈالا بختیار کے بیٹے ان دنوں شیراز ہی میں تھے۔ دونوں فوجوں میں گھمسان کی لڑائی ہونے لگی۔ جنگ کے دوران بختیار کے بیٹوں کے چند ساتھی ابوعلی وزیر سے مل گئے اور ان دونوں سے علیحدہ ہو کر ابوعلی کی فوج میں آ گئے۔ جس سے بختیار کے بیٹوں کو شکست ہوئی اور ابوعلی نے شیراز پر قبضہ کرلیا۔ ابونصر بختیار، بلا د دیلم بھاگ گیا اور اس کا بھائی ابوالقاسم، بدر بن حسنویہ کے پاس چلا گیا۔ اور کچھ عرصے بعد بطیحہ میں جا کر قیام پذیر ہوا۔

دیلمی اہواز میں: ......جنگ کے بعد وزیر السلطنت نے بشارت فتح کا خط بہاء الدولہ کی خدمت میں روانہ کیا چنانچہ بہاء الدولہ یہ خوشخبری سن کر شیراز آیا اور قریہ رود ماں کو تباہ و برباد کرنے کا حکم دیا اس کے بعد اہواز میں جا کر رہنے لگا۔ دارالخلافت بغداد میں اپنی جگہ ابوعلی بن جعفر ''استاد ہرمز'' کو مقرر کیا۔ اور ''عمید العراق'' کا لقب عطا کیا ان واقعات کے بعد دیلم کے حکمرانوں نے مستقل طور پر اہواز (بلاد فارس) میں سکونت اختیار کی اور طویل عرصے تک عراق کے حکمران رہے۔

بہاء الدولہ اور بختیار: ......جس وقت ابونصر بن بختیار کے قدم بلاد دیلم میں مستقل طور سے جم گئے تو اس نے ان دیلمی فوجوں کو ملانے کی کوشش کی جو فارس اور کرمان میں موجود تھی چنانچہ ان سے خط و کتابت شروع کی چنانچہ دیلمی فوجیں اور بہت سے کرد ابونصر کی تحریر و تحریک کے مطابق فارس میں آ کر جمع ہو گئے۔ ابونصر نے ان لوگوں کو مرتب و مسلح کر کے کرمان پر حملہ کر دیا۔ اس وقت کرمان میں ابوجعفر ❹ بن سیرجان حکومت کر رہا تھا۔ اس نے

---

❶ ......یہاں جگہ کا نام لکھنے سے رہ گیا تھا جو ''فسا'' ہے دیکھیں تاریخ الکامل ج ۹ ص ۱۴۲۔ ❷ ......یہاں صحیح لفظ دوذمان ہے دیکھیں تاریخ الکامل ج ۹ ص ۱۴۳۔ ❸ ......ایک نسخہ میں یہاں سن قتل تحریر نہیں ہے۔ ❹ ......ہمارے پاس جدید عربی ایڈیشن ج ۵ ص ۴۶۹ کے مطابق یہاں کچھ عبارت لکھنے سے رہ گئی ہے یہاں عبارت اس طرح نہیں ہے بلکہ یوں ہے کہ ''کرمان میں اس وقت ابوجعفر ابن استاد ہرمز حکومت کر رہا تھا چنانچہ ابونصر نے فوج تیار کر کے ابوجعفر پر حملے کا ارادہ کیا ابوجعفر بھی مقابلہ پر آیا لیکن اس کو شکست ہوگئی اور بھاگ کر سیرجان چلا گیا پھر ابونصر جیرفت کی طرف بڑھا اور اس پر قبضہ کرلیا تاریخ الکامل ج ۹ ص ۱۶۰ صحیح جدید

موقع مناسب پایا تو جیرفت کی طرف بڑھا اور اس پر قابض ہو گیا۔ جیرفت پر قبضے کے بعد آہستہ آہستہ کرمان کے اکثر علاقوں کو دبالیا۔ بہاء الدولہ کو اس کی خبر ملی تو فوراً اپنے وزیر السلطنت ابوعلی بن اسمٰعیل کو ایک فوج کے ساتھ ابونصر کی سرکوبی اور جنگ کے لئے روانہ کیا جیسے ہی ابوعلی جیفرت کے قریب پہنچا۔ اہل جیرفت نے امن کی درخواست کی اور طاعت قبول کر لی ابونصر بن بختیار یہ رنگ دیکھ کر بھاگ گیا۔

بختیار کا قتل: ...... پھر ابوعلی نے اپنی فوج سے تین سو جنگ جوؤں کو منتخب کیا اور انہیں اپنے ساتھ ابونصر کے تعاقب میں نکلا اس کے باقی لشکر جیرت ہی میں پڑاؤ کئے رہا۔ دو چار منزل کے بعد ابوعلی نے ابونصر کو گھیر لیا۔ ابونصر کے ساتھیوں میں سے کسی نے دھوکا دے کر اس کو قتل کر دیا اور سر کاٹ کر ابوعلی کے پاس لے آیا۔ ابونصر کے باقی ساتھی پریشان ہو کر بھاگ گئے۔ مگر ابوعلی نے ان سب کو کچل دیا یہ واقعہ ۳۹۰ھ کا ہے۔

ابوعلی بن اسماعیل کا قتل: ...... ابونصر کے مارے جانے کے بعد ابوعلی نے کرمان پر قبضہ کر کے ابوموسیٰ سیاہ چشم ❶ کو مقرر کیا اور کامیابی کے ساتھ بہاء الدولہ کی خدمت میں واپس آ گیا مگر بہاء الدولہ نے فوراً اسے گرفتار کر کے اسے کے مال و اسباب کو بھی ضبط کر لیا (اس گرفتاری اور ضبطی کا سبب بظاہر کچھ نہ تھا) اور اپنے وزیر نیشاپور کو لکھ بھیجا کہ ابوعلی کے سارے خاندان والوں اور اعزہ، اقارب اور دوستوں کو گرفتار کر لو، وزیر نیشاپور نے بلا وجہ گرفتار میں پس و پیش کی اس وجہ سے ان لوگوں کو نکل کر بھاگنے کا موقع مل گیا چنانچہ وہ سب بھاگ گئے۔ اس کے بعد بہاء الدولہ نے اپنے وزیر ابوعلی کو ۳۹۲ھ میں قتل کر دیا۔ خوزستان اور اس کے متعلق تمام علاقوں پر ابوعلی حسن بن استاد ہرمز کو مقرر کیا۔ اور عمید الجیوش کا لقب دیا۔

ابوعلی حسن کی گورنری: ...... ابوجعفر حجاج بن ہرمز کو بد اخلاقی ظلم اور بیجا تحکم کی وجہ سے معزول کر دیا۔ چنانچہ ابوعلی حسن کی گورنری سے انتظام درست ہو گیا۔ شورش کم ہو گئی بہاء الدولہ کو اس کے عدل و انصاف کی وجہ سے بہت بڑی دولت مل گئی۔

ظاہر بن خلف اور کرمان: ...... ہم اوپر تحریر کر چکے ہیں کہ ظاہر بن خلف، اپنے باپ خلف بن احمد بن سجستانی کی اطاعت سے منحرف ہو گیا تھا اور اب اس سے برسر پیکار تھا۔ چنانچہ اس کا باپ کامیاب ہوا اور ظاہر شکست کھا کر کرمان کی طرف چلا گیا ارادہ یہ تھا کہ موقع پا کر کرمان پر قابض ہو جاؤں گا۔ گورنر کرمان اپنی کاہلی اور آرام طلبی کی وجہ سے ظاہر بن خلف کے بڑھتے ہوئے حوصلوں کی روک تھام نہ کر سکا۔ نتیجہ یہ نکلا کہ تھوڑے ہی دنوں میں ظاہر کی قوت بڑھ گئی، اور اطراف و جوانب کے امراء جو گورنر کرمان کے مخالف تھے اس سے مل گئے۔ چنانچہ ظاہر نے ان لوگوں کو مرتب و مسلح کر کے جیرفت پر حملہ کر دیا جیرفت اور اس کے علاوہ دوسرے شہروں پر بھی قابض ہو گیا۔ یہ واقعہ ۳۹۱ھ کا ہے۔

کرمان پر دیلمیوں کا قبضہ: ...... ابوموسیٰ سیاہ چشم کو اس کی خبر ملی تو گورنر کرمان پر بے حد غصہ ہوا۔ اور اپنی دیلمی فوج کو مرتب کر کے کرمان پر یلغار کر دی جس میں ظاہر بن خلف کو شکست ہو گئی اور ابوموسیٰ نے اس کا مال و اسباب لوٹ لیا اور جن شہروں پر اس نے قبضہ کر لیا تھا دوبارہ قابض ہو گیا۔ اسی دوران بہاء الدولہ نے ابوجعفر استاد ہرمز کو ایک کثیر التعداد فوج کے ساتھ کرمان کی طرف روانہ کیا۔ ابوجعفر نے بھی ظاہر کو سجستان کے باہر شکست دے دی اور کرمان پر قبضہ کر لیا دیلم کا دور دورہ ہو گیا جیسا کہ اس سے پہلے تھا پھر کرمان میں بھی وہی دور دورہ ہو گیا۔

مدائن کا محاصرہ: ...... قرواش بن مقلد نے ۳۹۳ھ میں بنوعقیل کے ایک گروپ کو ملک گیری کے لئے روانہ کیا تھا چنانچہ اس گروہ نے مدائن پہنچ کر محاصرہ کر لیا، بہاء الدولہ کے نائب بغداد (ابوجعفر حجاج بن ہرمز) نے یہ خبر سن کر صف شکن فوجیں ان کے مقابلے کے لئے روانہ کیں۔ چنانچہ بنوعقیل کا گروہ مدائن کے محاصرہ سے دست کش ہو گیا۔

ابوجعفر کی شکست: ...... اس کے بعد بنوعقیل اور بنواسد میں سے ابوالحسن بن مزید متفق ہو کر حکومت پر قبضہ کرنے کے لئے نکلے۔ ابوجعفر حجاج مقابلہ اور روک تھام کے لئے خم ٹھونک کر میدان میں آ گیا۔ اور خفاجہ کو بھی شام بلوا لیا۔ چنانچہ دونوں فوجوں میں جنگ شروع ہو گئی سخت اور خونریز جنگ کے بعد ابوجعفر کو شکست ہو گئی۔ لشکر گاہ کو لوٹ لیا گیا۔

---

❶ ...... یہاں صحیح لفظ سیاہ جیل ہے سیاہ چشم نہیں۔ دیکھیں تاریخ الکامل ج ۹ ص ۱۶۱

بنواسد اور بنوعقیل کی تباہی:...... اس کے بعد دوبارہ شکست کھا کر بھاگا اور اپنی گئی ہوئی قوت کو جمع کر کے اطراف کوفہ میں خم ٹھونک کر لڑنے کے لئے آیا۔ اس واقعہ میں بنوعقیل اور بنومزید اسدی کو شکست ہوگئی۔ اور وہ نہایت بری طرح سے پائمال کئے گئے بنومزید اسدی ❶ کے قیمتی قیمتی زیورات، نفیس نفیس اسباب، عمدہ عمدہ کپڑے اور بہت سامال جس کو زمانہ کی آنکھوں دیکھا اور نہ کانوں نے سنا ہوگا لوٹ لیا گیا۔

ابوجعفر اور ابوعلی میں جنگ:...... جیسے ہی ابوجعفر حجاج، دارالخلافت بغداد سے بنوعقیل کی سرکوبی کے لئے نکلا۔ اوباش اور جرائم پیشہ لوگوں کی بن آئی۔ غارتگری قتل اور لوٹ مار کا بازار گرم ہوگیا۔ بہاء الدولہ کو اس کی اطلاع ملی تو ابوعلی بن جعفر استاد ہرمز کو عراق کی حفاظت اور اس میں امن وامان قائم کرنے کے لئے فورا روانہ کر دیا۔ ابوجعفر کو اس کی خبر مل گئی۔ وہ نہایت برہم ہوا۔ اور اطراف کوفہ میں دیلم اور ترکوں کو جمع کر کے مقابلہ پر آ گیا۔ لیکن اتفاق سے ابوجعفر کو شکست ہوگئی ابوعلی نے انتہائی مردانگی سے اطراف کوفہ کو اس کی وسعت برد سے بچایا۔ اس کے بعد ابوعلی، خوزستان کی طرف چلا گیا اور رفتہ رفتہ سوس تک پہنچ گیا۔ اس دوران یہ خبر ملی کہ ابوجعفر فوجیں حاصل کر کے دوبارہ کوفہ کی طرف آ گیا۔ یہ سنتے ہی فوراً لوٹ پڑا اور دونوں فوجوں میں لڑائی شروع ہوگئی ابھی لڑائی کا سلسلہ بند نہیں ہوا تھا کہ ۳۹۳ھ میں بہاء الدولہ نے ابوعلی کو حکم بھیجا کہ ''تم ابوجعفر سے جنگ کو ملتوی کر کے ابن واصل سے جنگ کرنے بصرہ چلے جاؤ۔

ابوعلی کی بصرہ روانگی:...... چنانچہ ابوعلی، ابوجعفر سے لڑنا چھوڑ کر بصرہ چلا گیا۔ ابن واصل اور ابوعلی کی متعدد لڑائیاں ہوئیں جیسا کہ ملوک بطیحہ کے حالات میں ہم بیان کریں گے، قصہ مختصر ابوعلی دارالخلافت بغداد کی واپس لوٹا۔ اور ابوجعفر فلج حامی (براہ خراسان) میں پہنچا اور وہیں قیام کر دیا۔ فلج حامی، عمید الجیوش ابوعلی کی جاگیر تھی۔ اس کا حاکم ۳۹۷ھ کے آخر میں مرگیا تھا ابوعلی نے اس کی جگہ ابوالفضل بن عنان کو مقرر کیا تھا۔ اس وقت بہاء الدولہ، بصرہ میں ابن واصل سے برسرپیکار تھا ابوجعفر وغیرہ کو یہ بات معلوم ہوگئی اس سے ان کے ہاتھ پاؤں ڈھیلے ہوگئے، دلوں میں بزدلی چھا گئی اور جماعت میں تفرقہ پیدا ہوگیا۔ ابن مزید اسدی اپنے زیر کنٹرول علاقوں میں چلا گیا، ابوجعفر اور ابن عیسیٰ نے حلوان میں جا کر دم لیا۔

ابوجعفر کی معافی:...... کچھ عرصے بعد ابوجعفر نے بہاء الدولہ کی خدمت میں معذرت کا خط بھیجا اور عفو تقصیر کی درخواست کی، بہاء الدولہ نے اس کی درخواست قبول کر لی چنانچہ ابوجعفر مقام تشتر میں حاضر خدمت ہوا۔ لیکن بہاء الدولہ اس خیال سے کہ کہیں ابوعلی، کو اس سے نفرت پیدا نہ ہو جائے اسے زیادہ لفٹ نہیں کرائی۔

بہاء الدولہ اور بدر کی صلح:...... پھر بہاء الدولہ کو بدر بن حسنویہ کی بڑھی ہوئی قوت سے خطرہ پیدا ہوگیا، حسد کی آگ بھڑک اٹھی لہٰذا فوجیں تیار کر کے بدر کی طرف بڑھا مگر بدر نے صلح کا پیغام دے دیا۔ چنانچہ بہاء الدولہ نے اسے قبول ومنظور کر لیا اور واپس آ گیا۔ ۴۰۱ھ میں ابوجعفر حجاج بن ہرمز کا مقام اہواز میں انتقال ہوگیا۔ اور دنیا کے سارے جھگڑوں سے اس کی جان چھوٹ گئی۔

والدہ مجد الدولہ:...... آپ اوپر پڑھ چکے ہیں کہ مجد الدولہ ابوطالب رستم بن فخر الدولہ کو ہمدان اور قرمیس پر حدود عراق تک حاکم بنایا گیا اور دونوں حکومتوں کی حکومت اس کی ماں کے قبضہ اقتدار میں رہی، وہی ان علاقوں پر حکمرانی کرتی تھی چنانچہ جب مجد الدولہ نے قلمدان وزارت ابوعلی بن علی بن قاسم کے حوالے کیا تو امراء حکومت نے اس سے اعراض کیا، مجد الدولہ کو بھی اپنی ماں سے خوف پیدا ہوگیا، اور مشقت بھی اپنے بیٹے سے مشتبہ ہوکر رے سے نکل کر قلعہ میں جا بیٹھی، اور قلعہ کی حفاظت پر کچھ لوگوں کو مقرر کر دیا پھر کسی بہانے سے قلعہ سے نکل کر بدر بن حسنویہ کے پاس جا پہنچی امداد کی درخواست کی اتنے میں اس کا بیٹا شمس الدولہ بھی ہمدان سے فوجیں لے کر آ گیا۔

مجد الدولہ کی گرفتاری:...... بدر بن حسنویہ ان دونوں کے ساتھ ۳۹۷ھ میں مجد الدولہ سے لڑنے چلا۔ چنانچہ اصفہان پہنچ کر محاصرہ کر لیا اور بزور قوت اس پر قبضہ کر لیا اصفہان کی حکومت کی باگ ڈور پھر مجد الدولہ کی ماں کے قبضہ میں آ گئی۔ اس نے مجد الدولہ کو گرفتار کر کے قید کر دیا اور حکومت کی

---

❶ ...... ایک نسخہ میں بنومزید کی جگہ بنویزید ہے جو غلط ہے دیکھیں تاریخ الکامل ج ۹ ص ۱۷۱۔

کرسی پر شمس الدولہ کو بٹھادیا۔ اس کے بعد بدر بن حسنویہ اپنے دارالحکومت میں واپس آ گیا۔

مجد الدولہ کی رہائی اور حکومت:...... پھر ایک سال کے بعد مجد الدولہ کی ماں کو شمس الدولہ سے بدظنی پیدا ہوگئی اس نے مجلد الدولہ کو قید سے نکال کر تخت حکومت پر متمکن کیا اور شمس الدولہ، ہمدان کی طرف بھاگ گیا۔ بدر بن حسنویہ کو اس کا بیحد ملال ہوا لیکن چونکہ وہ اپنے بیٹے ہلال کی شورش اور فساد کو ختم کرنے میں مصروف تھا اس لئے دل ہی دل میں پیچ وتاب کھا کر رہ گیا۔ یہ اسی تذبذب میں تھا کہ شمس الدولہ کا خط پہنچ گیا جس میں اس نے امداد مانگی تھی بدر نے باوجود مصروفیت کے شمس الدولہ کی مدد پر فوجیں روانہ کر دیں۔ ادھر شمس الدولہ نے قم کا محاصرہ کرلیا اور مجد الدولہ کی ماں سخت مشکلات میں گرفتار ہوگئی۔

مجد الدولہ کی ماں اور ابن کاکویہ:...... علاء الدین ابوحفص بن کاکویہ، اس عورت (مجد الدولہ کی ماں) کا ماموں زاد بھائی تھا۔ قدیم فارسی زبان میں کاکویہ ماموں کو کہتے ہیں اسی لئے علاء الدولہ ابن کاکویہ کہلایا اسے مجد الدولہ کی ماں نے اصفہان کی حکومت پر مقرر کیا تھا۔ چنانچہ جب اس کی حکومت میں اضطراب پیدا ہوا تو ابن کاکویہ، بہاء الدولہ کے پاس عراق چلا گیا۔ اور اسی کے پاس رہتا رہا۔ پھر جب مجد الدولہ کی ماں کے قبضہ میں زمام حکومت آ گئی تو ابن کاکویہ عراق سے اس کے پاس آ گیا اس نے اسے اصفہان کی حکومت پر دوبارہ مقرر کر دیا۔ اس سے اس کے قدم حکومت وسلطنت پر جم گئے اس کے بعد اس کی اولاد، اصفہان کی آئندہ حکمران بنی جیسا کہ آئندہ ہم ان کے حالات کے ضمن میں بیان کریں گے۔

بہاء الدولہ کی بغداد واپسی:...... ابوجعفر استاد ہرمز، عضد الدولہ کا حاجب اور اس کے خاص الخواص سے تھا۔ ابوجعفر نے اپنے بیٹے ابوعلی کو صمصام الدولہ بن عضد الدولہ کی خدمت میں بھیج دیا تھا چنانچہ جب صمصام الدولہ مارا گیا تو ابوعلی، بہاء الدولہ کے پاس آ گیا۔ جب بہاء الدولہ کو عراق میں یہ خبر ملی کہ دارالخلافت بغداد میں اس کی غیر حاضری میں سخت شورش پیدا ہوگئی ہے۔ اوباشوں اور جرائم پیشہ اشخاص نے لوٹ مار شروع کر دی ہے تو بہاء الدولہ نے اپنی جگہ عراق کی حکومت پر فخر الملک ابوطالب کو مقرر کیا اور خود دارالخلافت کی طرف چل کھڑا ہوا۔ امراء حکومت اراکین سلطنت اور بڑے بڑے عہدہ اور اسی سال ذی الحجہ میں بہاء الدولہ سے ملنے آئے۔ بہاء الدولہ نے ایک فوج دارالخلافت بغداد سے ابوالشوک سے جنگ کرنے کے لئے روانہ کی۔ حتیٰ کہ ابوالشوک کی شورش ختم ہوگئی۔

بدر بن حسنویہ اور بلال:...... اسی زمانہ میں بدر بن حسنویہ اور اس کے بیٹے بلال کا جھگڑا ہوگیا۔ بدر نے بہاء الدولہ سے امداد مانگی چنانچہ بہاء الدولہ نے بدر کی امداد پر کمر باندھی❶...... دیرعاقول کو اس کے قبضہ سے نکال لیا اور جو کچھ اس کا مال واسباب وہاں تھا سب پر قابض ہوگیا۔ اس دوران سلطان علوان اور رجب یعنی شمال خفاجی کے بیٹے اپنے سرداروں کے، ساتھ آ گئے اور فرات کی حفاظت کی ذمہ داری بنوعقیل سے واپس لی۔ اور اس کے ساتھ ساتھ دارالخلافت بغداد کے لئے روانہ ہوئے بہاء الدولہ نے ان لوگوں کو ذی السعادتین حسن بن منصور کے ساتھ انبار کی طرف روانہ کر دیا چنانچہ ان لوگوں نے اس کے اطراف کو غارت اور برباد کرنا شروع کر دیا۔

ذوالسعادتین اور سلطان:...... ذوالسعادتین نے ان میں سے چند لوگوں کو گرفتار کرلیا مگر کچھ عرصے بعد رہا کر دیا۔ ان لوگوں نے ذوالسعادتین کو گرفتار کرلیا اور بیڑیاں ڈال کر دارالخلافت بغداد بھیج دیا جنہیں کچھ عرصے بعد ابوالحسن بن مزید کی سفارش سے رہا کر دیا گیا ان لوگوں نے حسب عادت پھر قتل وغارت گری پر کمر باندھ لی ۴۰۲ھ میں حاجیوں کے قافلے پر حملہ کیا اور اس کو لوٹ لیا۔

ابوالحسن بن مزید:...... فخر الملک نے ابوالحسن بن مزید کو ان لوگوں سے انتقام لینے کا حکم لکھا۔ چنانچہ ابوالحسن بن مزید نے بصرہ پہنچ کر ان لوگوں کو گھیر لیا اور نہایت سختی سے ان کو قتل وگرفتار کیا۔ حاجیوں کا مال واسباب جتنا لوٹ لیا تھا واپس لے لیا۔ اور قیدیوں کو فخر الملک کے پاس بھیج دیا۔ اس واقعہ کے بعد پھر ان باقی جنگجوؤں نے حاجیوں کے قافلہ سے چھیڑ چھاڑ شروع کی اور اطراف کوفہ کو لوٹ لیا۔ ابوالحسن بن مزید یہ خبر سن کر ان کے سر پر پہنچ گیا اور

---

❶...... ابن خلدون ج ۴ ص ۴۷۱ پر ایسی کوئی علامت نہیں۔

جیسا کہ اس سے پہلے اس نے ان کوزیر وزبر کیا تھا دوبارہ قتل وقید کیا اور قیدیوں کو دارالخلافت بغداد بھیج دیا۔

بہاء الدولہ کی وفات: ...... ان واقعات کے بعد ۴۰۳ھ آدھا گزر چکا تھا کہ بہاء الدولہ ابونصر بن عضد الدولہ بن بویہ نے مقام ارجان (عراق) میں وفات پائی مشہد علی میں اپنے باپ کے پاس مدفون ہوا۔ اس نے چوبیس سال حکومت کی۔

سلطان الدولہ کی حکومت: ...... اس کے بعد اس کا بیٹا سلطان الدولہ ابوشجاع حکمران بنا۔ ارجان سے شیراز آیا اور اپنے ایک بھائی جلال الدولہ ابوطاہر کو بصرہ کی حکومت پر مقرر کیا۔ اور دوسرے بھائی ابوالفوارس کو کرمان کا گورنر بنایا۔

شمس الدولہ اور مجد الدولہ: ...... آپ اوپر پڑھ چکے ہیں کہ شمس الدولہ بن فخر الدولہ کو ہمدان کی حکومت ملی تھی۔ اور اس کا بھائی مجد الدولہ ''رے'' کا حکمران بنا تھا۔ اور اس کی ماں دونوں حکومتوں کی نگران اور سیاہ وسفید کی مالک تھی۔ بدر بن حسنو یہ کردوں کا سردار تھا۔ اس کا اس کے بیٹے ہلال سے جھگڑا ہوگیا تھا۔ ایک دوسرے سے گتھ گیا تھا۔ دونوں کی متعدد لڑائیاں ہوئیں جنہیں ہم ان کے حالات کے ضمن میں تحریر کریں گے۔ شمس الدولہ نے ان کے اکثر شہروں پر قبضہ کرلیا تھا۔ اور وہاں کے مال واسباب کو دبالیا تھا جیسا کہ ان کے حالات کے سلسلہ میں آپ آئندہ پڑھیں گے۔ اس کے بعد شمس الدولہ نے ''رے'' کی طرف قدم بڑھائے۔ مجد الدولہ نے رے چھوڑ دیا اور دنیاوند چلا گیا۔ اس کے ساتھ اس کی ماں بھی تھی ادھر شمس الدولہ نے رے پر قبضہ کرلیا اور پھر اپنے بھائی اور ماں کے تعاقب میں روانہ ہوا۔ فوج کو بہت دنوں سے تنخواہ نہیں ملی تھی۔ آئے دن لڑائیوں کی وجہ سے تنخواہیں بند تھیں انہوں نے شور وغل مچایا، ایک ہنگامہ برپا ہوگیا۔ فوج وظائف اور تنخواہ طلب کرنے لگی چنانچہ شمس الدولہ مجبور ہوکر ہمدان واپس آ گیا اور اس کا بھائی مجد الدولہ اور اس کی ماں دوبارہ رے میں آ گئے اور اس پر قابض ہو گئے۔

فخر الملک کا قتل: ...... ابومحمد حسن ابن سہلان کافی عرصے پہلے قرواش کے پاس چلا گیا۔ قرواش نے اسے اپنے پاس انتہائی عزت سے ٹھہرایا۔ سلطان الدولہ نے اس کی جگہ عہدہ وزارت پر ابوالقاسم جعفر بن فسا بخش کو مقرر کر دیا۔ ربیع الاول ۴۰۶ھ میں سلطان الدولہ نے اپنے گورنر عراق اور اس کے وزیر السلطنت فخر الملک ابوطالب کو گرفتار کر کے قتل کر دیا۔ یہ ساڑھے پانچ سال عہدہ وزارت پر رہا۔ اس کا مال واسباب سلطان الدولہ نے ضبط کرلیا جس کی مالیت ایک کروڑ تھی۔

ابن سہلان کی وزارت: ...... پھر جب فخر الملک کے قتل کے بعد ابن سہلان واپس آیا تو سلطان الدولہ نے اسے حکومت عراق پر مامور کیا اور عمید الجیوش کا خطاب دیا اور اس کی جگہ وزارت کا عہدہ، زجی ❶ کو عطا کیا چنانچہ محرم ۴۰۹ھ میں ابن سہلان عراق کی طرف روانہ ہوگیا اور بنواسد کی طرف ہوکر گزرا چونکہ فخر الملک کے دور میں اس کے اشارے اور حکم سے بنواسد نے بنومضر کے سرداروں کو گرفتار کرلیا تھا، اس لئے ان میں سے ابن ودبیں فخر الملک کے قتل کے بعد بنواسد سے انتقام لینے کے لئے اٹھا۔

ابن سہلان کا بنواسد پر حملہ: ...... ابن سہلان نے یہ رنگ دیکھ کر بنواسد اور اس کے بھائی مہارش اور نیز طراد پر شبخون مارا اور دور تک تعاقب کرتا چلا گیا ان نامی گرامی سرداروں کو قتل کیا۔ ایک جماعت دیلم اور ترکوں کی بھی کام آ گئی۔ بالآخران لوگوں کو شکست ہوئی اور ابن سہلان نے ان کے مال و اسباب پر قبضہ کرلیا عورتوں اور لڑکوں کو غلام بنالیا۔ خاتمہ جنگ کے بعد مضر اور مہارش کو امن دیا ان دونوں اور نیز طراد کو جزیرہ کی حکومت میں شریک کر دیا۔ یہ بات سلطان الدولہ کو ناگوار گزری تو اس نے فوراً واسط کی جانب کوچ کر دیا۔ اس وقت واسط میں آتش فتنہ بھڑک رہی تھی۔

ابن سہلان اور سلطان الدولہ: ...... اس لئے سلطان الدولہ نے ان میں سے ایک جماعت کو قتل کر دیا جس سے فتنہ وفساد فرو ہوگیا اور امن وامان قائم ہوگیا۔ اس عرصہ میں دارالخلافت بغداد کے فتنہ کی خبر ملی لہٰذا سارے کاموں کو چھوڑ کر دارالخلافت بغداد روانہ ہوگیا اسی سال کے ماہ ربیع الثانی میں بغداد پہنچا اس کی آمد سے اوباش آبرو باختہ اور بدمعاش لوگ بھاگ گئے پھر اس نے عباسیوں کے ایک گروپ کو شہر بدر کیا، ابوعبداللہ ابن نعمان (فقیہ

❶ ...... یہاں صحیح لفظ ''الرخجی'' ہے دیکھیں تاریخ الکامل ج ۹ ص ۳۰۶

شیعہ) کو بھی شہر سے نکال دیا دیلمی فوج کو دارالخلافت بغداد کے اطراف و جوانب میں ٹھہرا کر واسط واپس آیا دیلمیوں اور ترکوں میں فساد پڑ گیا اور لڑائی شروع ہوگئی۔ چند دیلمی سردار، ابن سہلان کی شکایت لے کر واسط میں سلطان الدولہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ سلطان الدولہ نے ان لوگوں کو تسلی دی اور ان لوگوں کو اپنے پاس ٹھہرالیا۔

ابن سہلان کا فرار:..... اس کے بعد ابن سہلان کو طلبی کا خط لکھا اس سے ابن سہلان کو خطرہ پیدا ہوگیا لہٰذا وہ بنوخفاجہ کے پاس بھاگ گیا۔ تھوڑے دنوں تک قیام کر کے موصل پہنچ گیا پھر موصل سے نکل کر بطیحہ میں جا کر قیام پذیر ہوگیا، سلطان الدولہ نے ابن سہلان کی گرفتاری اور تلاش میں فوجیں روانہ کیں، چونکہ شرابی (والی بطیحہ نے) ابن سہلان کو اپنی پناہ میں لے لیا تھا اس لئے سلطان الدولہ کی فوج سے اس نے جنگ لڑی اس کو شکست فاش دی۔ پھر ابن سہلان جلال الدولہ کے پاس بصرہ چلا گیا۔

سلطان الدولہ اور رجی کی صلح:..... ان واقعات کے بعد رجی اور سلطان الدولہ میں صلح صفائی ہوگئی۔ اسی سال دیلمیوں میں کمزوری محسوس ہوئی تو دارالخلافت بغداد اور واسط میں عوام الناس ان پر ٹوٹ پڑے۔ ایک شدید ہنگامہ برپا ہوگیا، دیلمی ان کا مقابلہ نہ کر سکے اسی دوران سلطان الدولہ نے اپنے وزیر فسا بخش اور اس کے بھائی کو گرفتار کرلیا اور قلمدان وزارت ابو طالب ذوالسعادتین حسن بن منصور کو عنایت کیا۔ اور جلال الدولہ (والی بصرہ) نے بھی اپنے وزیر ابوسعید عبدالواحد علی ابن ماکولا کو گرفتار کرلیا۔

ابوالفوارس کی بغاوت:..... سلطان الدولہ نے اپنے بھائی ابوالفوارس کو کرمان کا گورنر بنایا تھا کچھ دیلم اس کے پاس آ گئے اور ان لوگوں نے ابوالفوارس کو سلطان الدولہ کی مخالفت پر ابھار دیا چنانچہ ابوالفوارس نے علم مخالفت بلند کر دیا اور ۴۰۷ھ میں شیراز پر قبضہ کرلیا۔ سلطان الدولہ کو اس کی خبر ملی تو فوجیں آراستہ کر کے ابوالفوارس کی سرکوبی کے لئے چلا، چنانچہ ابوالفوارس کو پہلے ہی حملہ میں شکست ہوگئی اور وہ کرمان کی طرف بھاگ گیا سلطان الدولہ نے تعاقب کیا، ابوالفوارس، کرمان کو خیرآباد کہہ کر سلطان محمود بن سبکتگین کی خدمت میں بست پہنچ گیا جہاں محمود نے آؤ بھگت سے ٹھہرایا، اور امداد کا وعدہ کیا۔

ابوالفوارس کا کرمان پر قبضہ:..... کچھ عرصے بعد ابوسعید طائی کو ایک فوج کے ساتھ ابوالفوارس کی مدد کے لئے روانہ کیا یہ وہ زمانہ تھا کہ سلطان الدولہ کرمان سے دارالخلافت بغداد واپس آ گیا تھا، ابوالفوارس نے پہنچتے ہی کرمان پر قبضہ کرلیا کرمان پر قبضہ کے بعد فارس کے دوسرے شہروں کی طرف بڑھا۔ اور رفتہ رفتہ شیراز بھی چھین لیا۔ سلطان الدولہ نے یہ خبر سن کر دارالخلافت بغداد سے اپنی فوج کے ساتھ حرکت کی اور بلاد فارس پہنچ کر ابوالفوارس کو دوبارہ شکست دی، اس نے کرمان میں جا کر دم لیا۔

ابوالفوارس کا کرمان سے فرار:..... یہ واقعہ ۴۰۸ھ کا ہے، سلطان الدولہ نے تعاقب پر فوجیں بھیجیں تو ابوالفوارس، کرمان چھوڑ کر شمس الدولہ (والی ہمدان) کے پاس چلا گیا اور سلطان الدولہ کی فوجوں نے کرمان پر قبضہ کرلیا۔ چونکہ ابوالفوارس نے ابوسعید طائی کے ساتھ بدمعاملگی کی تھی اس وجہ سے محمود بن سبکتگین کے پاس اس شکست کے بعد نہیں گیا۔

ابوالفوارس اور سلطان الدولہ کی صلح:..... القصہ تھوڑے دن ہمدان میں قیام کر کے اپنے گھر میں ٹھہرایا، اس کے بھائی جلال الدولہ نے بہت سا مال بھیج دیا اور اپنے پاس بلوایا مگر ابوالفوارس نے انکار میں جواب دیا۔ اس کے بعد اس کا اور اس کے بھائی سلطان الدولہ کا نامہ و پیام شروع ہوگیا چنانچہ کرمان واپس آ گیا۔ سلطان الدولہ نے خلعت اور تلوار بھیجی اور صلح ہوگئی۔

مشرف الدولہ اور سلطان الدولہ:..... ۴۱۱ھ میں فوج نے دارالخلافت بغداد میں سلطان الدولہ کے خلاف بغاوت کردی اور مشرف الدولہ کی حکومت کا اعلان کر دیا۔ سلطان الدولہ نے اس کی گرفتاری کی کوشش کی مگر کامیاب نہ ہوسکا۔ تب واسط کی طرف چلے جانے کا ارادہ کیا۔ ادھر فوج نے مطالبہ کیا اور کہ اپنے بھائی مشرف الدولہ کو اپنا نائب بنایا اور واسط کی طرف روانہ ہوگیا پھر اہواز کے ارادے سے واسط سے بغداد کی طرف چلا۔ اگرچہ

دونوں بھائیوں نے کسی کو اپنا نائب نہ بنانے کا حلف اٹھایا تھا مگر مشرف الدولہ نے کسی مصلحت کی وجہ سے ابن سہلان کو دوبارہ عراق کی حکومت پر نائب مقرر کر دیا۔

ابن سہلان کا اہواز پر قبضہ: ...... پھر جب سلطان الدولہ تشتر پہنچا تو اس نے ابن سہلان کو خط لکھا اور ساتھ ملا لیا۔ چنانچہ ابن سہلان، مشرف الدولہ سے علیحدہ ہو کر سلطان الدولہ کے پاس چلا گیا۔ سلطان الدولہ نے اسے قلمدان وزارت سپرد کر دیا۔ اور اہواز کی طرف قبضہ کرنے کے لئے روانہ کیا۔ چنانچہ ابن سہلان نے ''اہواز'' لوٹ لیا۔ ادھر ترکوں نے جو اس وقت اہواز میں تھے مقابلہ کیا اور مشرف الدولہ کی حکومت کا اعلان کر دیا۔ چنانچہ سلطان الدولہ کی فوجیں بے نیل مرام واپس آ گئیں۔

ابو کالیجار کا اہواز پر قبضہ: ...... اس واقعہ کے بعد دیلمیوں نے مشرف الدولہ سے اجازت حاصل کر کے اپنے آبائی وسط خوزستان کا راستہ اختیار کیا مشرف الدولہ نے اپنے وزیر السلطنت ابو طالب کو نگرانی اور حفاظت کی غرض سے ساتھ بھیج دیا۔ اور وہ ترک جو اس کے ہمراہ تھے وہ طراو بن دبیس اسدی کے پاس جزیرہ بنو دبیس چلے گئے۔ یہ واقعہ اس کی وزارت کے ڈیڑھ سال کے بعد کا ہے اس کے بیٹے ابو العباس سے تیس ہزار دینار بطور جرمانہ وصول کئے گئے۔ سلطان الدولہ نے ابو طالب کے قتل کا تہیہ کر لیا اور ابو کالیجار کو اہواز کی طرف بھیج دیا، چنانچہ اس نے اہواز پر قبضہ کر لیا۔

سلطان الدولہ نور مشرف الدولہ کی صلح: ...... ان واقعات کے بعد سلطان الدولہ اور مشرف الدولہ میں صلح کرنے کی غرض سے خط و کتابت شروع ہوئی ابو محمد بن مکرم (سلطان الدولہ کا مصاحب) اور مؤید الملک رخجی (مشرف الدولہ کا وزیر) دونوں بھائیوں میں صلح کے محرک تھے ان دونوں نے یہ طے کیا کہ عراق، مشرف الدولہ کو دے دیا جائے اور فارس و کرمان کی حکومت سلطان الدولہ کے سپرد کر دی جائے۔ چنانچہ اسی بناء پر صلح نامہ کی تکمیل ۴۱۳ھ میں ہو گئی۔

ابن کاکویہ کا ہمدان پر قبضہ: ...... شمس الدولہ بن بویہ (والی ہمدان) نے وفات پائی تھی اور اس کی جگہ اس کا بیٹا سماء الدولہ حکمران بنا تھا فرہان بن مرداویج، یزدجرد ❶ کی حکومت سماء الدولہ کی آنکھوں میں کانٹا بن کر کھٹک گئی ان نے فوجیں آراستہ کر کے فرہاد کو گھیر لیا۔ چنانچہ فرہاد نے علاء الدولہ بن کاکویہ سے امداد طلب کی، علاء الدولہ نے فرہاد کی درخواست قبول کی اور فوجیں اس کی کمک پر روانہ کر دیں۔ چنانچہ سماء الدولہ کو فرہاد کے محاصرے اور جنگ سے دست کش ہونا پڑا۔

ہمدان کا محاصرہ: ...... اس کے بعد علاء الدولہ اور فرہاد نے ہمدان کی طرف قدم بڑھائے اور پہنچتے ہی محاصرہ کر لیا۔ ہمدان کی فوجیں تاج الملک قوہی (سپہ سالار سماء الدولہ) کی کمان میں مقابلے کے لئے نکلیں اور طاقت کے ذریعے علاء الدولہ کا محاصرہ ختم کرا دیا علاء الدولہ شکست کھا کر جریاذ قان پہنچ گیا۔ راستے میں اس کی فوج کا بڑا حصہ برف اور سردی سے ہلاک ہو گیا۔

تاج الملک کی کسمپرسی: ...... تاج الملک قوہی نے علاء الدولہ کا تعاقب کیا اور جریاذ قان پہنچ کر علاء الدولہ کا محاصرہ کر لیا۔ مگر علاء الدولہ نے ان ترکوں کو ساتھ ملا لیا جو تاج الملک قوہی کے ساتھ تھے اس سے تاج الملک کمزور پڑ گیا اور اس کا سارا لشکر منتشر ہو کر بھاگ گیا۔ تاج الملک پریشان ہو کر ہمدان کی جانب لوٹا۔ علاء الدولہ، سماء الدولہ پر حاوی ہو گیا۔ اس کی نام کی بادشاہت رہ گئی۔ وہ خراج بھی دینے لگا۔ اس کے بعد علاء الدولہ نے تاج الملک کا اس کے قلعہ میں محاصرہ کر لیا حتیٰ کہ تاج الملک قوہی ❷ نے تنگ ہو کر امن کی درخواست کر دی۔ علاء الدولہ نے اسے امن دے دیا۔ اور اسے سماء الدولہ کے ساتھ لئے ہوئے ہمدان گیا، اور ہمدان کے پورے صوبہ پر کامیابی کے ساتھ قبضہ کر لیا۔

مشرف الدولہ اور ابو الشوک: ...... دیلمی سرداروں کے ایک گروپ کو گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا اور چند سرداروں کو قتل کر دیا۔ ہمدان پر قبضہ کرنے کے بعد ابو الشوک کردی کے ملک کا رخ کیا۔ مشرف الدولہ نے ابو الشوک سے درگزر کرنے کی سفارش کی، چنانچہ علاء الدولہ نے اس کی

---

❶ ...... یہاں صحیح لفظ ''بُرُوْجَرْدْ'' ہے دیکھیں (تاریخ الکامل ج ۹ ص ۳۳۰)۔ ❷ ...... ایک نسخہ میں ''قوہی'' کے بجائے ''فوہی'' ہے جو غلط ہے۔ دیکھیں تاریخ الکامل ج ۹ ص ۳۳۰۔

سفارش کو منظور کر لیا اور اپنے دار الحکومت واپس چلا گیا۔ یہ واقعہ ۴۱۴ھ کا ہے۔

عنبر خادم:...... چونکہ عنبر خادم، مشرف الدولہ کے باپ اور دادا کی خدمت میں رہا تھا اس لئے عنبر خادم، مشرف الدولہ پر حاوی ہو رہا تھا۔ اسے اثیر کے لقب سے پکارا جاتا تھا۔ بنو بویہ کی دولت و حکومت میں جو چاہتا تھا کر گزرتا تھا امراء حکومت اور فوج پر اس کی استبدادی حکومت تھی وزیر السلطنت موید الملک رخجی نے عنبر خادم کے کسی حاشیہ نشین یہودی سے ایک لاکھ دینار کسی ذریعہ سے وصول کر لیا تھا۔ عنبر خادم نے مشرف الدولہ کے کانوں تک یہ بات پہنچا دی۔

ناصر الدولہ کی وزارت:...... چنانچہ مشرف الدولہ نے ماہ رمضان ۴۱۴ھ میں موید الملک کو معزول کر کے ناصر الدولہ بن حمدان کو عہدہ وزارت عنایت کر دیا اور کچھ عرصے بعد مشرف الدولہ نے اس کو خلفاء عبیدین کے پاس بھیج دیا جہاں خلیفہ حاکم نے اسے مصر کی حکومت پر مقرر کر دیا مصر میں اس کا بیٹا ابوالقاسم حسین پیدا ہوا۔

ابو القاسم:...... حاکم نے اس کے باپ ناصر الدولہ کو کسی الزام میں قتل کر دیا۔ ابوالقاسم، مفرج بن جراح امیر طے کے پاس شام بھاگ گیا اور عبیدیوں کے خلاف ابوالفتوح (امیر مکہ) کو ابھارنے لگا۔ ابوالفتوح نے اس کو بلوایا پھر رملہ میں ابوالفتوح کی امارت کی بیعت لی گئی اور وہ فوجیں آراستہ کر کے مصر کی جانب بڑھا اور زر کثیر تاوان جنگ میں لے کر ابوالفتوح، مکہ واپس گیا اور ابوالقاسم، عراق کی طرف چلا گیا۔ عمید العراق فخر الملک ابو طالب کی خدمت میں حاضر ہوا۔ خلیفہ قادر باللہ کو اس کی خبر مل گئی فوراً حکم بھیج دیا کہ ابوالقاسم کو اپنے دربار سے نکال دو غریب ابوالقاسم نے موصل کا راستہ اختیار کیا۔ والی موصل نے ابوالقاسم کو قلمدان وزارت حوالے کر دیا کچھ عرصے بعد کسی وجہ سے شاہی عتاب میں گرفتار ہو گیا اور معزول کر دیا گیا۔ پھر عراق کی جانب واپس گیا۔ خوبی قسمت سے کچھ ایسے اتفاقات پیش آئے کہ مشرف الدولہ نے اس کو وزارت کا عہدہ عنایت کر دیا۔

ابو القاسم کی دست درازیاں:...... پھر کمبختی جو آئی تو فوج کے ساتھ زیادتی اور حکومت کرنے لگا۔ ترکوں نے شور و غل مچایا اور بغاوت کر دی اس کے میل و جول کی وجہ سے عنبر خادم بھی اس مصیبت میں گرفتار ہو گیا اور پریشان ہو کر دونوں سندیہ کی طرف بھاگ گئے۔ مشرف الدولہ بھی ان کے ساتھ تھا قرواش نے ان لوگوں کو عزت و احترام سے ٹھہرایا اور بڑی آؤ بھگت سے پیش آیا۔ چند دنوں کے بعد یہ لوگ ''اوانا'' کی طرف چلے گئے۔

ترکوں کی شرمندگی:...... پھر ترکوں کو خود کردہ پر پشیمانی ہوئی لہٰذا مرتضیٰ اور ابوالحسن زمیبی کو شرف الدولہ کی خدمت میں بھیجا عفو تقصیر اور واپس آنے کی درخواست کی، ابھی کوئی جواب نہیں ملا تھا کہ چند ترک سردار مشرف الدولہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور منت سماجت کر کے عنبر خادم سمیت دار الخلافت واپس لے گئے۔

سلطان الدولہ کی وفات:...... سلطان الدولہ ابوشجاع بن بہاء الدولہ (والئ فارس) کا مقام شیراز میں انتقال ہو گیا۔ محمد بن مکرم کو اس کے مزاج میں بہت بڑا رسوخ تھا اور اس کی حکومت کا منتظم اور روز یر تھا۔ اس کا میلان طبع سلطان الدولہ کے بیٹے ابو کالیجار کی طرف تھا اور یہ اس وقت اہواز کا گورنر تھا، سلطان الدولہ کے مرنے کے بعد ابو کالیجار کو تخت حکومت پر متمکن کرنے کے لئے محمد بن مکرم نے بلوالیا۔

تخت نشینی پر اختلاف:...... ترکوں کی خواہش یہ تھی کہ ابو کالیجار کا چچا ابوالفوارس (والی کرمان) کو عبائے حکومت پہنائی جائے۔ چنانچہ ترکی فوج نے ابوالفوارس کو کرمان سے بلالیا محمد بن مکرم کو اس سے خطرہ پیدا ہو گیا۔ ابوالمکارم اس کا ہم آہنگ تھا۔ فتنہ کے خیال سے بصرہ کی طرف بھاگ گیا اور عادل ابو منصور بن مافنہ، ابوالفوارس کو لانے کے لئے کرمان روانہ ہو گیا۔ یہ محمد بن مکرم کے دوستوں میں سے تھا۔ ابوالفوارس نے اس کی عزت افزائی کی۔ دیلمی فوج کے پاس اپنی حکومت کی بیعت کا پیغام بھیجا۔ دیلمیوں نے بیعت کے معاملے میں محمد بن مکرم کی رائے پر موقوف کیا۔ ابوالفوارس کو اس سے غصہ پیدا ہو گیا۔ برہم ہو کر محمد بن مکرم کو گرفتار کر کے قتل کر دیا۔ پھر اس کا بیٹا ابوالقاسم ابو کالیجار کے پاس اہواز بھاگ گیا۔

ابو کالیجار کی حکومت:...... ابو کالیجار کو اس سے بیحد برہمی پیدا ہو گئی چنانچہ فوجیں مرتب کر کے فارس کی طرف چلا گیا۔ ابومنصور حسن بن علی نسوی، وزیر السلطنت ابوالفوارس مقابلہ پر آیا گھمسان کی لڑائی ہوئی، میدان جنگ ابو کالیجار کے ہاتھ رہا۔ ابوالفوارس کی لشکر گاہ کو لوٹ لیا گیا۔ ابوالفوارس

شکست کھا کر کرمان کی طرف بھاگ گیا اور ابو کالیجار نے شیراز پر قبضہ کر لیا۔ اور پھر پورا فارس اس کا فرمانبردار ہو گیا۔

ابو کالیجار اور دیلمی اختلاف: ...... ابو کالیجار نے ان دیلمیوں کو جو اس وقت شیراز میں تھے دبانے کی کوشش کی۔ ان لوگوں نے اپنے ان بھائیوں کو جو شہر نساء میں تھے پیغام دیا کہ آؤ ہم اور تم مل کر ابوالفوارس کے مطیع بن جائیں۔ چنانچہ دیلمیوں کا یہ گروہ ابو کالیجار سے منحرف ہو کر ابوالفوارس سے جاملا۔ اس کے بعد لشکریوں نے اپنی تنخواہوں کا ابو کالیجار سے مطالبہ کر دیا۔ دیلمیوں نے اس مظاہرے میں لشکریوں کا ساتھ دیا چنانچہ ابو کالیجار نے انتہائی بے سروسامانی سے نوبندجان کا سفر اختیار کیا۔ پھر نوبندجان سے بوان کی گھاٹیوں کی طرف چلا گیا۔ اس سے دیلمیوں کو موقع مل گیا۔ ابوالفوارس کو قبضہ شیراز کی ترغیب دینے لگے مگر لڑائی کی نوبت نہ آئی اور اس بات پر مصالحت ہوگئی کہ ابوالفوارس کا کرمان پر قبضہ تسلیم کر لیا جائے اور ابو کالیجار بدستور فارس کی حکومت پر رہے۔

دیلمی غداری سے ابوالفوارس کی شکست: ...... چونکہ دیلمیوں نے من چلی طبیعت پائی تھی انہیں آرام سے بیٹھنا پسند نہیں تھا لہٰذا ابو کالیجار سے جاملے اور اسے ابھار کر ابوالفوارس کی فوج سے جا بھڑے، ابوالفوارس مصالحت کی خوشی میں آرام کی نیند سو رہا تھا لہٰذا شکست کھا کر بھاگا۔ دارالجبرد میں جا کر دم لیا۔ اور ابو کالیجار نے پورے بلاد فارس کو دبالیا اس کے بعد ابوالفوارس دس ہزار کردوں کو لے کر ابو کالیجار سے انتقام لینے کے لئے نکلا مقام بیضاء اصطخر میں جنگ ہوئی۔ اتفاق سے اس معرکہ میں بھی ابوالفوارس کی فوج میدان جنگ سے بھاگ گئی اور کرمان میں جا کر پناہ گزین ہوئی اور ابو کالیجار، بلاد فارس پر قابض ہو گیا۔ ۷۱۴ھ میں حکومت وسلطنت پر اس کا قدم جم گیا۔

مشرف الدولہ کی وفات: ...... ماہ ربیع الاول ۷۱۴ھ ❶ میں بغداد میں مشرف الدولہ ابوعلی بن بہاء الدولہ بن بویہ "سلطان بغداد" نے وفات پائی پانچ سال حکومت کی۔ اس کے مرنے کے بعد دارالخلافت بغداد میں اس کے بھائی جلال الدولہ کے نام کا خطبہ پڑھا گیا۔ جلال الدولہ اس وقت بصرہ میں تھا ارکین دولت نے بصرہ سے اسے بلوایا مگر جلال الدولہ نہ آیا بلکہ واسط چلا گیا اور وہیں رہنے لگا اور اپنے بھتیجے ابو کالیجار بن سلطان الدولہ کا خطبہ پڑھنے لگا۔ ابو کالیجار ان دنوں خوزستان میں اپنے چچا ابوالفوارس سے لڑائی میں مصروف تھا جیسا کہ ہم اوپر تحریر کر چکے ہیں۔ جلال الدولہ نہایت جلدی سے سفر طے کر کے واسط سے بغداد پہنچا۔ لشکر کو اس کی خبر ملی تو نہروان میں آ کر جلال الدولہ سے ملے اور زبردستی اس کو واپس کر دیا۔ اس کے خزانہ اور مال واسباب کو لوٹ لیا۔ وزیر السلطنت ابوسعید بن ماکولا کو گرفتار کر لیا۔ جلال الدولہ نے اپنے چچازاد بھائی ابوعلی کو عہدہ وزارت عنایت کیا۔

ابو کالیجار کو ابھارنے کی کوشش: ...... پھر لشکریوں نے ابو کالیجار کو حکومت بغداد کے لئے ابھارنا شروع کیا چونکہ ابو کالیجار ان دنوں اپنے چچا سے جنگ میں مصروف تھا۔ بہانوں سے انہیں ٹالنے لگا پھر دارالخلافت بغداد میں اوباشوں اور بدمعاشوں نے دست درازی اور لوٹ مار شروع کر دی۔ کرخ کو جلا کر خاک وسیاہ کر دیا۔ امیر عنبر نے انہیں روکا۔ لیکن وہ اپنی حرکات سے باز نہ آئے اور جب اسے اپنی جان کا خطرہ ہوا تو قرواش کے پاس موصل بھاگ گیا ادھر نمونہ قیامت ہنگامہ بغداد میں شروع ہو گیا۔

ترکوں کی توبہ: ...... جب دارالخلافت بغداد میں امن وامان کا نام مفقود ہو گیا اور ترکوں نے اس بات کو محسوس کر لیا کہ ملک برباد وتباہ ہو رہا ہے۔ عرب، کرد اور عوام الناس نے دست طمع وغارت گری دراز کیا ہے تو سب کے سب متحد ہو کر دارالخلافت بغداد کی طرف معذرت اور عفو تقصیر کے لئے روانہ ہوئے ان ترکوں نے غلطی یہ کی تھی کہ پہلے بغیر مشورہ جلال الدولہ کو بلوالیا اور جب جلال الدولہ آیا تو واپس کر دیا اور ابو کالیجار کو حکومت بغداد کے لئے دعوت دی۔ اس کے باوجود یہ بھی کہتے جاتے تھے کہ یہ فعل ہمارا نہیں ہے بلکہ خلیفہ کے اشارے سے یہ کام ہوا ہے۔ بہرکیف ترکوں کا جم غفیر دارالخلافت بغداد آیا اور شیرازہ حکومت کو درست وجمع کرنے، امن وامان قائم کرنے اور بغاوت ولوٹ مار کے فرو کرنے کے لئے جلال الدولہ کو پھر بلانے کی درخواست دربار خلافت میں دی۔

جلال الدولہ کی حکومت: ...... چنانچہ خلیفہ قادر نے اس درخواست کو قبول کر لیا۔ اور جلال الدولہ کو طلبی کا فرمان روانہ کیا جلال الدولہ، بصرہ سے

---

❶ ...... ہمارے پاس تاریخ ابن خلدون جدید عربی ایڈیشن ج ۴ ص ۵۷۴ پر ۴۱۷ کے بجائے ۴۱۶ ہے۔

دارالخلافت بغداد کی جانب روانہ ہو گیا۔ خلیفہ نے ابوجعفر سمنانی کو جلال الدولہ کے استقبال کے لئے روانہ کیا۔ جلال الدولہ بڑی آ ؤ بھگت سے ۴۱۸ھ میں بغداد میں آیا۔ خود خلیفہ بھی سوار ہو کر جلال الدولہ سے ملنے تشریف لائے۔ اس کے بعد جلال الدولہ مشہد امام کاظم کی زیارت کے لئے گیا۔ پھر وہاں سے واپس آ کر دارالملک میں آ کر مقیم ہو گیا۔ پنج وقتہ نوبت بجانے کا حکم دیا مگر خلیفہ قادر نے ممانعت کا فرمان بھیجا۔ بادل ناخواستہ پنج وقتہ نوبت بند کر دی۔ کچھ عرصے بعد خلیفہ نے نوبت بجانے کی اجازت دیدی۔ حکومت بغداد پر قابض ہونے کے بعد جلال الدولہ نے موید الملک ابوعلی رخجی کو امیر عنبر خادم کے پاس دل جوئی، اظہار محبت اور لشکریوں کے فعل کی معذرت کرنے کے لئے روانہ کیا۔ یہ اس وقت قرواش کے پاس موصل میں تھا۔

اصفہان اور اصہبد کے والی ابن کاکویہ کے حالات:...... علاء الدولہ ابن کاکویہ نے اپنے چچازاد بھائی ابوجعفر علی کو نیشاپور، خوست اور اس کے متعلقات کی حکومت پر مقرر کیا تھا، اور اکراد جودرقان کو بھی اس کی فوج میں شامل کر دیا تھا۔ اس کا سردار ابوالفرج بالونی تھا۔ اس کی ابوجعفر سے بحکم دو بادشاہ در اقلیمے نہ گنجند چل گئی، رفتہ رفتہ اس کی خبر علاء الدولہ تک پہنچی علاء الدولہ نے دونوں میں صلح کرا دی۔ اس کے بعد موقع پا کر ابوجعفر نے ابوالفرج کو مار ڈالا چنانچہ اکراد جودرقان نے بغاوت کر دی اور فتنہ و فساد کا دروازہ کھل گیا۔

علاء الدولہ جنگیں:...... علاء الدولہ نے ایک لشکر یہ ہنگامہ فرو کرنے کے لئے روانہ کیا مگر کچھ کامیابی نہ ہو سکی بلکہ مزید یہ ہوا کہ رسد اور غلہ نہ ملنے کی وجہ سے چار دن تک بے آب و دانہ پڑا رہا۔ علاء الدولہ یہ سن کر آیا اور ان لوگوں کو رسد دی، غلہ دیا۔ خم ٹھونک کر میدان میں آ گئے اور اکراد کو شکست دے دی۔ اس شکست کے بعد اکراد جودرقاں کا ایک گروہ دوبارہ مقابلہ پر آ گیا۔ علاء الدولہ نے ان کو پسپا کر کے تعاقب کیا اور وفد تک پیچھا کرتا چلا گیا۔ وفد میں اکراد جودرقان جم کر لڑے مگر قسمت نے یاوری نہ کی ولکین کے بیٹے معرکہ کارزار میں مارے گئے۔ خود ولکین چند آدمیوں کے ساتھ زندہ بچ کر جرجان کی طرف بھاگ گیا۔ اصہبد کو اس کے دونوں بیٹوں وزیر السلطنت سمیت گرفتار کر لیا گیا۔ (جو ۴۱۹ھ کے نصف میں مر گیا) علی بن عمران، قلعہ کنکور میں جا کر پناہ گزین ہو گیا، بہاء الدولہ نے اس کا محاصرہ کر لیا۔ ولکین جرجان سے اپنے سسرالی رشتہ دار منوچہر قابوس کے پاس چلا گیا۔

منوچہر کا بیٹا:...... منوچہر کا بیٹا علاء الدولہ کا داماد تھا اور علاء الدولہ نے شہر قم اسے بطور جاگیر دیا تھا۔ ان واقعات کو سن کر یہ بھی باغی ہو گیا اپنے باپ منوچہر کے پاس فوج کی طلبی کا خط روانہ کیا۔ منوچہر اور ولکین فوجیں لے کر آ گئے۔ مجد الدولہ بن بویہ رے میں ٹھہرا ہوا تھا دونوں فریق گتھ گئے۔ متعدد لڑائیاں بھی ہوئیں۔ علاء الدولہ نے ان شکایتوں کا احساس کر کے علی بن عمران سے صلح کر لی۔ صلح کا ہونا تھا کہ ولکین اور منوچہر "رے" چھوڑ کر چلے گئے۔ علاء الدولہ رے میں آیا۔ منوچہر کو نہایت سخت دھمکی بھرا خط لکھا۔ منوچہر کنکور میں جا کر قلعہ نشین ہو گیا۔ علاء الدولہ نے چن چن کر ان لوگوں کو قتل کیا جنہوں نے اس کے چچازاد بھائی ابوجعفر کو قتل کیا تھا۔ اس کے بعد منوچہر نے اطاعت کی گردن جھکا دی۔ صلح کا پیغام دیا چنانچہ علاء الدولہ نے صلح کر لی اور کنکور کے بجائے دینور کو جاگیر میں دے دیا۔

خفاجہ کی ابوکالیجار کی اطاعت:...... خفاجہ بنو عمرو بن عقیل کی نسل سے ہیں جو کہ اطراف عراق میں بغداد، کوفہ، واسط اور بصرہ کے درمیان رہتے تھے۔ ان کا سرداران دنوں منیع بن حسان تھا۔ اس کے والی موصل سے کچھ جھگڑے چلے آ رہے تھے جو کبھی کبھی لڑائی کی صورت اختیار کر لیتے تھے۔ بالآخر دونوں میں صلح کی خط و کتابت ہونے لگی، چنانچہ صلح ہو گئی۔ اس کے بعد منیع بن حسان ۱۷ ۴ھ میں جامعین، مقبوضات دبیس کے زیر کنٹرول علاقوں کی طرف گیا اور حالت غفلت میں انہیں لوٹ لیا۔ دبیس کو خبر ملی تو فوراً تعاقب اور مقابلے کے لئے روانہ ہو گیا چنانچہ منیع نے کوفہ کو چھوڑ کر انبار کا رخ کیا جو کہ قرواش کا علاقہ تھا چند دنوں کے محاصرہ کے بعد طاقت کے ذریعے فتح کر لیا اور غارت و پامال کر کے جلا دیا۔ قرواش نے مقابلے پر کمر باندھی، غریب بن معین بھی اس کے ساتھ تھا جب قرواش انبار پہنچا۔

منیع بن حسان کی اطاعت:...... اس وقت منیع نے انبار سے کوچ کر دیا تھا چنانچہ قرواش، قصر کی طرف چلا گیا اس سے منیع کو موقع مل گیا دوبارہ انبار پر چڑھ آیا اور جی کھول کر اسے لوٹا۔ قرواش اس خبر کو سن کر جامعین گیا اور دبیس بن صدقہ سے امداد کی درخواست کی۔ دبیس بنو اسد کے ساتھ قرواش کی مدد پر اٹھ کھڑا ہوا اور اس کے ساتھ ساتھ منیع کے مقابلہ پر آیا لیکن جنگ کی ہمت نہ پڑی لہٰذا سب متفرق و منتشر ہو گئے اور قرواش، انبار واپس

آ گیا۔ شہر پناہ کو درست کرایا۔ امن وامان قائم کرنے کی کوشش کی چونکہ دبیس اور قرواش، جلال الدولہ کے فرمانبردار اس لئے منیع ابن حسان نے ابوکالیجار کی خدمت میں حاضر ہو کر اس کو اپنا سرپرست اور پناہ گاہ بنالیا اور اطاعت قبول کر لی۔ ابوکالیجار نے اس کو خلعت وانعام سے سرفراز کیا۔ پھر منیع اپنے مقبوضہ علاقوں میں واپس آ گیا اور ابوکالیجار کے نام کا خطبہ پڑھنے لگا۔

جلال الدولہ پر ترکوں کا حملہ:...... حکومت بغداد پر جلال الدولہ کے قدم جم جانے کے بعد ترکوں کی فوجوں کی کثرت ہوگئی۔ مصارف جنگی بڑھ گئے اس وقت قلمدان وزارت کا مالک ابوعلی بن ماکولا تھا۔ فوج نے اس سے اپنی تنخواہوں اور وظائف کا مطالبہ کیا۔ وزیر السلطنت ادا نہ کر سکا۔ جلال الدولہ نے جواہرات اور قیمتی قیمتی سامان فروخت کر کے ان کی تنخواہیں دیں اس کے بعد لشکر نے وزیر السلطنت سے تنخواہ اور رسد کا مطالبہ کیا اور جب ان کو تنخواہیں نہ ملیں تو ہلڑ مچا دیا اور اس کے مکان کو جا کر گھیر لیا۔ یہاں تک کھانا پانی پہنچنا دشوار ہو گیا۔ اس نے بصرہ جانے کی درخواست کی اور اپنے اہل وعیال سمیت بصرہ روانگی کے لئے کشتی پر سوار ہونے کے لئے نکلا۔ مکان اور کشتی کے درمیان میں قناتیں کھڑی تھیں اور خیمے نصب تھے۔ ترکی فوج قنات کی طرف بڑھی، اس سے جلال الدولہ کو خطرہ پیدا ہو گیا اس نے لوگوں کو للکارا، ادھر ترکی فوج بھی نکل آئی۔ نمونہ قیامت ہنگامہ برپا ہو گیا۔ مگر خیریت گزری جنگ کی نوبت نہ آئی۔ جلال الدولہ نے مجبور ہو کر فرش، سامان، اسباب، خیمے اور کپڑے فروخت کر کے ان کی تنخواہیں دیں۔ جس سے شورش ختم ہوگئی۔ اس کے بعد اپنے وزیر ابوعلی کو معزول کر کے ابوطاہر کو قلمدان وزارت عطا کیا۔ چالیس دن کے بعد اسے بھی معزول کر کے سعید بن عبدالرحیم کو عہدہ وزارت عطا کیا۔ یہ واقعہ ۴۱۹ھ کا ہے۔

ابوکالیجار کا بصرہ پر قبضہ:...... جب جلال الدولہ، دارالخلافت بغداد کے لئے روانہ ہوا تھا۔ اس وقت بصرہ کی حکومت پر اپنے بیٹے ملک العزیز ابومنصور کو مقرر کر گیا تھا۔ ترکوں اور دیلمیوں میں ان بن اور جھگڑا چلا آ رہا تھا۔ جیسا کہ ہم اوپر تحریر کر چکے ہیں جلال الدولہ کے چلے جانے کے بعد سویا ہوا فتنہ جاگ اٹھا اور جنگ وجدال کی نوبت آ گئی میدان ترکوں کے ہاتھ رہا۔ دیلمیوں کو بختیار بن علی سمیت ابلہ کی طرف نکال دیا۔ ملک العزیز ان لوگوں کو واپس لانے کے لئے روانہ ہو گیا۔ ادھر دیلمی لڑ پڑے اور ابوکالیجار بن سلطان الدولہ کی اطاعت کا اظہار کر دیا۔ ابوکالیجار ان دنوں اہواز میں تھا۔ ملک العزیز شکست اٹھا کر بصرہ واپس آ گیا۔ ادھر دیلمیوں نے ابلہ لوٹ لیا اور ترکوں نے بصرہ کو تباہ وبرباد تاراج کر دیا رفتہ رفتہ اس کی خبر ابوکالیجار تک پہنچی۔ اس نے اہواز سے ایک جرار فوج مرتب کر کے بختیار کی سرکوبی اور بصرہ پر قبضہ کرنے کے لئے روانہ کی۔ چنانچہ سخت اور خونریز لڑائی ہوئی۔ آخرکار بختیار اپنے ساتھیوں سمیت بصرہ سے نکل کر واسط چلا گیا اور ابوکالیجار کی فوج نے بصرہ پر قبضہ کر لیا اور بازار لوٹ لیا۔ یہ واقعہ ۴۱۹ھ کا ہے۔

کرمان پر قبضہ:...... جلال الدولہ کا یہ ارادہ بنا کہ بختیار اور ملک العزیز کے پاس جا کر فوج کی تنخواہ لے آئے اور جن لوگوں کے مال واسباب لوٹ لئے گئے ہیں انہیں کچھ معاوضہ دے، کہ اتنے میں یہ خبر پہنچی کہ ابوکالیجار نے بصرہ اور کرمان پر قبضہ کر لیا ہے۔ سنتے ہی اس کے ہاتھ کے طوطے اڑ گئے اور زمین پاؤں کے نیچے سے نکل گئی۔ کرمان میں جلال الدولہ کا چچا ابوالفوارس حکومت کر رہا تھا۔ فارس کے ارادے سے فوجیں فراہم کر ہی رہا تھا کہ موت کا پیغام آ گیا لہٰذا لبیک کہہ کر سفر آخرت اختیار کیا۔ اس کے ساتھیوں نے ابوکالیجار کی اطاعت کا اظہار کر کے کرمان بلوالیا۔ چنانچہ ابوکالیجار سفر طے کر کے کرمان پہنچ گیا اور قبضہ کر لیا۔ ابوالفوارس نہایت بدخلق تھا رعایا اور اپنے ملازموں سے بیحد برا برتاؤ کرتا تھا۔

بنودبیس کی فرمانبرداری:...... طراد بن دبیس کے قبضہ میں جزیرہ بنودبیس تھا جس پر منصور حکمت عملی سے قابض ہو کر ابوکالیجار کے نام کا خطبہ پڑھ رہا تھا۔ اس دوران طراد مر گیا اس کا بیٹا علی، جلال الدولہ کی حکومت میں حاضر ہوا اور امداد کی درخواست کی۔ جلال الدولہ نے ترکوں کی ایک فوج کو اس کی کمک پر مقرر کر دیا علی ابن طراد نہایت جلدی میں روانہ ہوا۔ اتفاق یہ کہ انہی دنوں ابوصالح کوکین، جلال الدولہ سے شکست کھا کر ابوکالیجار کے پاس بھاگ آیا تھا جب اس کو یہ خبر ملی کہ علی بن طراد، جلال الدولہ کی پشت پناہی کی وجہ سے جزیرہ کی طرف آ رہا ہے تو ابوصالح کوکین [1]، ابوکالیجار سے اجازت لے کر منصور کی امداد کے لئے جزیرہ گیا اور دونوں متحد ہو کر علی بن طراد سے لڑنے کے لئے نکلے۔ مقام مہرود میں لڑائی ہوئی جس میں علی بن

---

[1] ...... یہاں صحیح لفظ کورکیر ہے دیکھیں تاریخ الکامل ج ۹ ص ۳۶۹۔

طرادکوشکست ہوگئی اور وہ پکڑ دھکڑ میں مارا گیا۔ چنانچہ منصور مستقل طور پر جزیرہ میں ابو کالیجار کے ماتحت حکومت کرنے لگا۔

واسط پر ابو کالیجار کا قبضہ اور شکست:...... اس کے بعد نورالدولہ دبیس ...... علی (والی حلب ۲ ❶ ونیل) جب اسے یہ اطلاع ملی کہ اس کا چچا زاد بھائی مقلد بن حسن اور منیع بن حسان امیر خفاجہ عساکر بغداد کے ساتھ ابو کالیجار کے پاس گئے ہیں تو وہ اپنے مقبوضہ علاقوں میں ابو کالیجار کے نام کا خطبہ پڑھنے لگا اور ابو کالیجار کی خدمت میں طلب کی درخواست بھیجی۔ چنانچہ ابو کالیجار، اہواز سے واسط کی جانب روانہ ہوگیا۔ لیکن واسط میں ابو کالیجار کے پہنچنے سے پہلے ملک العزیز بن جلال الدولہ ترکوں سمیت داخل ہوگیا تھا جیسے ہی ابو کالیجار، واسط کے قریب پہنچا۔ ملک العزیز، واسط کو چھوڑ کر نعمانیہ چلا گیا۔ چنانچہ ابو کالیجار نے بغیر کسی جنگ ومزاحمت کے واسط پر قبضہ کرلیا۔ دبیس وفد لے کر حاضر ہوا اور کامیابی کی مبارکباد دی۔ اس کے بعد ابو کالیجار نے قرواش (والی موصل) اور اشیر عنبر کو عراق کی طرف بڑھنے کا حکم دیا۔ اشیر عنبر راستے میں مقام کحیل میں مرگیا اور قرواش واپس آ گیا۔

ابو کالیجار اور جلال الدولہ کی جنگ:...... جلال الدولہ کو ان واقعات کی اطلاع ملی تو فوجیں فراہم کیں۔ ابوالشوک وغیرہ سے امداد طلب کی اور واسط کو سر کرنے کے لئے روانہ ہوا۔ روپیہ کی کمی کی وجہ سے سخت مشکلات پیش آئیں۔ مصاحبوں نے رائے دی کہ ابو کالیجار اس وقت اہواز میں نہیں ہے لہٰذا واسط کے بجائے اہواز پر حملہ کیجئے اور ابو کالیجار کے سارے مال ودولت پر قبضہ کرلیجئے اور ابو کالیجار کے مشیروں نے مشورہ دیا کہ عراق کا میدان خالی ہے آپ عراق پر قابض ہوجایئے۔ یہ دونوں اسی تذبذب میں تھے کہ ابوالشوک نے یہ خبر بھیجی کہ سلطان محمود بن سبکتگین کی فوجیں عراق کی طرف حرکت کر رہی ہیں۔ مناسب ہے کہ آپس کی جنگ چھوڑ کر متفق الکلمہ ہوجائیں۔ ابو کالیجار یہ خبر سن کر عراق کی طرف بڑھنے سے رک گیا۔ لیکن جلال الدولہ اہواز گیا اسے تباہ وبرباد کیا۔ دوسرے لوگوں کے مال واسباب کے علاوہ خاص دارالامارت سے دو لاکھ دینار لوٹ لئے۔ ابو کالیجار کی والدہ اور اسکے اہل وعیال کو لے کر بغداد روانہ ہوگیا۔ ابو کالیجار اس سے سخت متردد ہوا اور جلال الدولہ سے جنگ کرنے کے لئے فوراً روانہ ہوگیا۔ دبیس بن مزید اس خوف سے کہ کہیں خفاجہ میرے مقابل پر حملہ آور نہ ہوجائے ابو کالیجار کے ساتھ نہیں گیا۔

ابو کالیجار کی شکست:...... ماہ ربیع الاول ۴۲۱ھ میں ایک دوسرے سے بھڑ گیا۔ تین دن تک ہنگامہ کارزار نہایت سختی سے جاری رہا۔ چوتھے دن واپس چلا گیا۔ عادل بن مافنہ نے حاضر ہوکر نقد رقم پیش کی جس سے اس کی اشک شوئی ہوئی اور اپنے لشکر میں اسے تقسیم کر دیا۔ جنگ کے بعد جلال الدولہ، واسط کی جانب لوٹا اور اس پر قابض ہوگیا۔ پھر اپنے بیٹے ملک العزیز کو واسط کی حکومت سپرد کر کے عراق واپس چلا گیا۔

سلطان محمود کا رے جبیل اور اصفہان پر قبضہ:...... چونکہ مجد الدولہ بن فخر الدولہ علم اور عمارات کی تعمیر میں مصروف تھا اور اس کی دولت اور حکومت کا انتظام اس کی ماں کے پاس تھا اور وہ ۴۱۹ھ میں انتقال کرگئی تو نظام سلطنت بگڑ گیا لشکر کو لالچ ہوئی تو سلطان محمود کو بدنظمی کی شکایت لکھی۔ محمود نے ایک فوج اپنے حاجب کی کمان میں روانہ کی اور مجد الدولہ کو گرفتار کرنے کی ہدایت کی چنانچہ محمود کے حاجب نے مجد الدولہ کو اس کے بیٹے سمیت گرفتار کرلیا جبکہ مجد الدولہ اس سے ملنے آیا تھا محمود کو جب خبر ہوئی تو اس کے لشکر نے رے کی طرف حرکت کی۔ ماہ ربیع الآخر ۴۲۰ھ میں داخل رے ہوکر قبضہ کرلیا۔ دس لاکھ دینار نقد پانچ لاکھ دینار کے قیمتی جواہرات چھ ہزار تھان ریشمی کپڑے اور بے شمار سامان اور برتن ہاتھ آئے مجد الدولہ کو بیڑیاں ڈال کر خراساں بھیج دیا اور وہیں قید کر دیا۔

اہل اصفہان کی سرکشی اور گوشمالی:...... اہل اصفہان کی سرکشی اور گوشمالی محمود نے رے فتح ہونے کے بعد قزوین، قلعہ قزوین، شہر سادہ، آوہ اور دریافت کو بھی لے لیا اور اس کے حاکم الکین کو گرفتار کر کے خراسان بھیج دیا۔ فرقہ باطنیہ میں سے ایک بڑے گروہ کو قتل کر دیا۔ معتزلہ کو شہر بدر کیا۔ فلسفہ اور اعتزال کی کتابوں کو جلا دیا۔ رفتہ رفتہ آرمینیہ کی حدود تک قابض ہوگیا علاء الدولہ بن کاکویہ نے اصفہان میں اس کے نام کا خطبہ پڑھا۔ محمود نے رے پر اپنی طرف سے اپنے بیٹے مسعود کو مقرر کیا اس نے زنجان اور ابہر کو فتح کرلیا اس کے بعد محمود نے اصفہان کو علاء الدولہ کے قبضہ سے چھین لیا اور اپنے کسی سردار کو اصفہان پر مقرر کر دیا۔ اہل اصفہان نے علم بغاوت بلند کیا اور اسے مار ڈالا محمود کو اس کی خبر ملی تو آگ بگولا ہوگیا اور فوجیں آراستہ کر کے

---

❶ ...... یہاں صحیح لفظ ''صاحب الحلۃ والنیل'' ہے دیکھیں تاریخ الکامل ج ۹ ص ۳۷۴۔

اصفہان پر چڑھ آیا اور نہایت سختی سے اہل اصفہان کو کچل دیا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ اہل اصفہان کے پانچ ہزار آدمیوں کو قتل کیا تھا واللہ اعلم بالصواب اس کے بعد واپس آ گیا اور وہیں قیام پذیر ہو گیا۔

تاتاری:...... ان تاتاریوں کی ابتدائی حالت کو ہم کسی مقام پر اسی کتاب میں بیان کر چکے ہیں، یہ لوگ بخارا کی پہاڑی گھاٹیوں میں رہتے تھے اور ان کے دو گروہ تھے ایک گروہ ارسلان بن سلجوق کا تھا۔ دوسرا گروہ اس کے بھتیجے میکائل بن سلجوق کا تھا۔ یمین الدولہ محمود بن سبکتگین نے جس وقت بخارا اور ماوراء النہر پر قبضہ کیا تو ارسلان بن سلجوق کو گرفتار کر کے ہندوستان بھیج دیا۔ اس کے قبائل و خاندان کو بے خاندان و مال کر کے نکال دیا۔ کچھ عرصے بعد ان بقیۃ السیف نے پھر سر اٹھایا۔ خراسان کی طرف بڑھے اور ان میں بعض اصفہان پہنچ گئے۔ سلطان محمود نے علاء الدولہ بن کاکویہ کو ان کی گرفتاری اور سرکوبی کے لئے لکھا۔

تاتاریوں کی اصفہان اور رے میں ریشہ دوانیاں:...... چنانچہ علاء الدولہ نے ان تاتاریوں کی سرکوبی کا ارادہ کیا مگر کسی ذریعہ سے ان کو اطلاع مل گئی۔ چنانچہ اطراف خراسان کی طرف بھاگ گئے۔ لوٹ مار شروع کر دی۔ تاش الفوارس (محمود بن سبکتگین کا سپہ سالار) مقابلہ پر تیار ہو گیا۔

تاتاریوں نے آذربائیجان کے ارادے سے رے کا راستہ اختیار کیا۔ تاتاریوں کا یہ گروہ عراقیہ کے نام سے مشہور تھا۔ اس گروہ کے سردار کوناش ❶، یرفا، قزل، یغمر اور ناصقلی) وغیرہ تھے۔ جب یہ لوگ طوفان بدتمیزی کی طرح دامغان کے قریب پہنچے تو والی دامغان اپنی فوج کو مرتب کر کے مقابلہ اور دفاع کے لئے نکلا۔ لیکن مدافعت کر نہ سکا۔ چنانچہ پہاڑ پر چڑھ گیا اور قلعہ نشین ہو گیا۔ ادھر تاتاری شہر میں گھس گئے اور جی کھول کر اسے لوٹا۔ ان لوگوں نے یہی حرکتیں سمنان، رے کے قصبوں، اسحاق آباد ❷ اور اس کے گردونواح میں کیں۔ اس کے بعد مسکویہ ❸ (رے کے صوبہ) کی طرف گئے اس کو تباہ کیا تاش الفوارش (سپہ سالار بنو سبکتگین) اس وقت خراسان میں تھا۔ ابو سہل حمدان نامی سپہ سالار بھی اس کے ساتھ تھا۔ ان دونوں نے مسعود بن سبکتگین (والی جرجان اور طبرستان) سے امداد کی درخواست کی چنانچہ اس نے تاش الفوارس اور ابوسہیل کی کمک پر فوجیں روانہ کیں۔ دونوں سپہ سالار خم ٹھونک کر تاتاریوں سے لڑنے نکلے۔ لڑائی ہوئی تو یہ دونوں سپہ سالار شکست کھا کر بھاگ گئے اور پکڑ دھکڑ میں تاش الفوارس مارا گیا۔ ابوسہیل حمدانی نے رے میں جا کر دم لیا تاتاریوں نے اسے رے میں بھی دم نہ لینے دیا لہٰذا شکست اٹھا کر قلعہ طبرک چلا گیا اور وہیں قلعہ نشین ہو گیا، ادھر تاتاری رے میں گھس گئے اور خاطر خواہ اس کو لوٹا۔ اس کے بعد ابوسہیل، فوجیں درست کر کے دوبارہ تاتاریوں سے لڑنے آیا چنانچہ تاتاریوں کو شکست ہو گئی۔

تاتاریوں کے سرداروں میں سے یغمر کے بھانجے کو گرفتار کر لیا۔ تاتاری اس کی رہائی کے لئے تیس ہزار دینار فدیہ دینے اور تاش الفوارس کا جتنا مال و اسباب لوٹ لیا تھا۔ قیدیوں سمیت واپس کرنے پر تیار ہو گئے۔ مگر ابوسہیل حمدانی نے انکار کر دیا تاتاری مجبور ہو کر رے سے نکلے۔ اتنے میں لشکر جرجان پہنچ گیا اس کی رے کے قریب تاتاریوں سے مڈبھیڑ ہو گئی۔ تاتاریوں کا سردار دو ہزار جنگ آوروں کے ساتھ گرفتار کر لیا گیا۔ باقی جنگجو تاتاری، آذربائیجان کی طرف چلے گئے۔ یہ واقعہ ۴۲۱ھ کا ہے۔

تاتاریوں کی آذربائیجان میں ریشہ دوانیاں:...... جس وقت تاتاریوں کا گروہ آذربائیجان کی طرف روانہ ہوا، علاء الدولہ رے میں جا کر رہنے لگا اور مسعود بن محمود بن سبکتگین کی اطاعت قبول کر لی۔ ابوسہیل حمدانی کے پاس پیغام بھیجا کہ تم اپنے شہروں کا کچھ مالیہ مجھے دے دو۔ مگر ابوسہیل نے انکار میں جواب دیا۔ علاء الدولہ نے ابوسہیل کی مخالفت کی وجہ سے تاتاریوں کو بلوالیا۔ چند تاتاری، علاء الدولہ کے پاس آ گئے اور اس کے ملک میں قیام کیا۔ کچھ عرصے بعد اس سے ناراضگی پیدا ہوئی۔ چنانچہ پرانی عادت اختیار کر لی اور لوٹ مار کا بازار آس پاس کے علاقوں میں گرم کر دیا۔ علاء الدولہ نے گھبرا کر پھر ابوسہیل سے خط و کتابت شروع کی اور اس کو مسعود بن سبکتگین کی اطاعت و فرمانبرداری کی ترغیب دی۔ ابوسہیل اس وقت طبرستان سے نیشاپور چلا گیا اور علاء الدولہ رے پر قابض ہو گیا۔ اس کے بعد اہل آذربائیجان نے ان تاتاریوں سے مقابلے پر کمریں باندھیں جو اس اطراف میں لوٹ مار اور غارتگری کر رہے تھے۔ چنانچہ مکمل طور سے تاتاریوں کی گوشمالی کر دی چنانچہ ان کا سارا گروہ منتشر ہو گیا۔ ایک جماعت ان کی رے کی

---

❶ ...... قوسین میں تحریر ۵ ناموں میں سے صرف تیسرا یعنی قزل صحیح ہے باقی صحیح نہیں صحیح یوں ہے ''کوکتاش، بوقا، قزل، یغر، ناصغلی،'' دیکھیں تاریخ الکامل ج ۹ ص ۳۷۹۔ ❷ ...... ایک نسخہ میں اسحاق آباد تحریر ہے جو صحیح نہیں دیکھیں تاریخ الکامل ج ۹ ص ۳۷۹۔ ❸ ...... یہاں صحیح لفظ مشکویہ ہے دیکھیں تاریخ الکامل ج ۹ ص ۳۷۹۔

طرف چلی گئی اس جماعت کا سردار ایک شخص بوقا نامی تھا۔ دوسرا گروہ، ہمدان کی جانب چلا گیا اس کا سردار منصور اور کوکتاش تھا۔ اس گروہ نے ہمدان پہنچ کر ابو کالیجار بن علاء الدولہ کا محاصرہ کر لیا۔ اگر چہ اطراف و جوانب کے امیروں اور حاکموں نے ابو کالیجار کی کمک پر فوجیں بھیجی تھیں۔ لیکن کامیابی نہ ہو سکی ایک مدت تک ہمدان محاصرہ میں رہا۔ آخر کار ابو کالیجار نے ان سے صلح کر لی اور کوکتاش کو اپنا داماد بنا لیا۔

تاتاریوں کا رے پر قبضہ:...... تاتاریوں کا جو گروہ رے گیا تھا اس نے علاء الدولہ بن کاکویہ کا رے میں محاصرہ کیا فنا خسرو بن مجد الدولہ اور کامد ❶ (والی سادہ) بھی ان لٹیروں سے مل گئے۔ محاصرہ و جنگ نے طول کھینچا، علاء الدولہ مجبور ہو کر اسی سال ماہ رجب میں رات کے وقت رے سے اصفہان چلا گیا۔ اہل شہر نے ہتھیار ڈال دیئے۔ تاتاری بلائے ناگہانی کی طرح رات ہی کے وقت شہر میں گھس گئے اور اسے تباہ و برباد کرنا شروع کر دیا۔ ان میں سے ایک گروہ نے علاء الدولہ کا تعاقب کیا لیکن وہ ہاتھ نہ آیا۔ تب یہ لٹیرے تاتار سے کرخ کی طرف لوٹ گئے اور اسے لوٹ لیا۔

اہل قزوین کی اطاعت:...... اسی گروہ میں سے ناصقلی نے قزوین کی طرف قدم بڑھایا۔ اہل قزوین مقابلہ پر آئے۔ لڑائی ہوئی۔ مگر جب کامیابی کی صورت نظر نہ آئی تو اہل قزوین نے سات ہزار دینار دیکر صلح کر لی اور اطاعت قبول کر لی۔

ہمدان پر تاتاریوں کا قبضہ:...... تاتاری رے پر قبضہ کرنے کے بعد ہمدان کے محاصرے پر دوبارہ آ گئے۔ ابو کالیجار نے جب اپنے اندر مقابلے کی قوت نہ دیکھی تو ہمدان چھوڑ دیا۔ شہر کے بڑے بڑے رؤساء اور امراء بھی اس کے ساتھ چلے گئے اور کنکون ❷ میں قلعہ نشین ہو گئے۔ تاتاریوں نے ہمدان پر قبضہ کر لیا۔ اس گروہ کا سردار کوکتاش اور منصور تھے جیسا کہ آپ اوپر پڑھ چکے ہیں اور فنا خسرو بن مجد الدولہ، دیلم کی ایک جماعت لئے ہوئے ان کے ساتھ تھا۔ ان لوگوں نے ہمدان کو تباہ و برباد کر دیا۔ اسی پر ان لوگوں نے اکتفا نہیں کیا بلکہ ان کے فوجی دستے استرآباد ❸ اور دینور تک پہنچ گئے، ابوالفتح بن ابی الشوک (والی استرآباد) سے لڑائیاں ہوئیں۔ چنانچہ ابوالفتح نے ان لوگوں کو شکست دے دی اور چند لوگوں کو ان میں سے گرفتار کر لیا۔ یہاں تک کہ تاتاریوں نے ان قیدیوں کی رہائی پر صلح کر لی۔

تاتاری اور ابو کالیجار:...... اس کے بعد تاتاریوں نے ابو کالیجار بن علاء الدولہ سے خط و کتابت شروع کی اور اس کو انتظام مملکت کے بہانے سے ہمدان بلایا۔ چنانچہ جب ابو کالیجار، ہمدان آ گیا تو تاتاریوں نے اس پر حملہ کر کے اس کے مال و اسباب کو لوٹ لیا۔ بیچارہ ابو کالیجار شکست کھا کر بھاگ گیا۔ اسی دوران علاء الدولہ نے اصفہان سے نکل کر تاتاریوں کے ایک گروپ پر راستے میں شبخون مارا اور کامیاب ہوا اور فاتح بن کر اصفہان واپس آ گیا۔

تاتاری، تاتاریوں کے تعاقب میں:...... پھر جب سلجوقی تاتاریوں کا دوسرا گروہ جو کہ طغرل بیگ، داؤد، جغربک، بیقو اور ان کے بھائی ابراہیم نیال کے ساتھیوں میں سے تھا اپنی فوجیں لے کر ماوراء النہر سے ان تاتاریوں کے تعاقب میں نکلا جس نے اس وقت رے اور ہمدان کو اپنے ظلم وستم کی جولانگاہ بنا رکھا تھا تو ان تاتاریوں نے آذربائیجان دیار بکر اور موصل کی طرف رخ کر لیا اور متفرق و منتشر ہو کر ان ممالک میں طرح طرح کے مظالم برپا کئے جیسا کہ قرواش والی موصل اور ابن مروان (والی دیار بکر) کے حالات میں بیان کیا گیا اور آئندہ ابن دہشودان کے حالات کے سلسلہ میں تحریر کیا جائے گا۔

مسعود کا اصفہان پر قبضہ:...... جب تاتاریوں نے ہمدان کو چھوڑا تو مسعود بن سبکتگین نے ایک فوج بھیج دی جس نے ہمدان پر قبضہ کر لیا اور خود مسعود نے اصفہان کا رخ کر لیا علاء الدولہ، اصفہان چھوڑ کر بھاگ گیا۔ مسعود نے اصفہان اور جو کچھ کہ وہاں تھا سب پر قبضہ کر لیا۔ علاء الدولہ نے ابو کالیجار کے پاس تستر میں جا کر دم لیا امداد کی درخواست کی، چونکہ ابو کالیجار، حال ہی میں اپنے چچا جلال الدولہ سے ۴۲۱ھ میں شکست کھا چکا تھا جیسا کہ ہم اوپر تحریر کر چکے ہیں اس لئے فی الحال امداد دینے سے قاصر رہا۔ لیکن اپنے چچا جلال الدولہ سے صلح کرنے کے بعد امداد کا وعدہ کیا۔

---

❶...... یہاں صحیح لفظ کامرو ہے۔ دیکھیں تاریخ الکامل ج ۹ ص ۳۸۲۔ ❷...... یہاں صحیح لفظ کنکور ہے دیکھیں تاریخ الکامل ج ۹ ص ۳۸۴۔ ❸...... یہاں صحیح لفظ اسد آباد ہے دیکھیں تاریخ الکامل ج ۹ ص ۳۸۴۔

فنا خسرو کی سرکشی: ...... اس دوران سلطان محمود بن سبکتگین کا انتقال ہوگیا اور مسعود خراسان سے واپس چلا گیا اس وقت تک فنا خسرو بن مجد الدولہ عمران میں پناہ گزیں تھا محمود کے مرنے کی خبر سن کر اس نے ہاتھ پاؤں نکالے اور دیلم اور کردوں کو متحد کر کے نکل پڑا۔ مسعود کے نائب نے جو کہ رے میں تھا فنا خسرو کو شکست دے دی اور اس کے لشکر کے ایک گروپ کو قتل کر دیا فنا خسرو ناکام ہو کر اپنے قلعہ میں واپس آ گیا۔

مسعود کا ہمدان اور رے پر قبضہ: ...... اگرچہ علاء الدولہ کو مسعود سے بہت بڑا خطرہ تھا اور اس سے لڑنے کی تاب نہ تھی۔ لیکن محمود کے مرنے کے بعد ابو کالیجار کے پاس سے اصفہان، ہمدان اور رے کی طرف قبضہ کرنے کی لالچ میں آ گیا اور رفتہ رفتہ انوشیرواں کے صوبوں تک بڑھ گیا۔ مسعود کے شاہی لشکر نے اس سے مطلع ہو کر جنگ کے لئے حرکت کی۔ چنانچہ گھمسان کی لڑائیاں ہوئیں۔ آخر کار مسعود کے لشکر کو فتح نصیب ہوئی اور اس نے رے وغیرہ کو پھر اپنے قبضہ میں لے لیا۔ علاء الدولہ، زخمی ہو کر قلعہ قردخان میں جا کر پناہ گزیں ہوگیا۔ قلعہ قردخان، ہمدان سے ۲۲ کوس کے فاصلہ پر تھا۔ رے اور انوشیرواں کے صوبوں میں مسعود بن سبکتگین کے نام کا خطبہ پڑھا گیا۔ مسعود نے اپنی طرف سے تاش الفوارس کو یہاں کا گورنر مقرر کر دیا۔ تاش الفوارس نے ظلم وسفا کی شروع کر دی تب مسعود نے علاء الدولہ کو مقرر کر دیا۔

ابوعلی کا قتل: ...... ہم گزشتہ سطور میں تحریر کر چکے ہیں کہ جلال الدولہ نے ابو کالیجار کے بعد اہواز پر دست تصرف بڑھایا تھا اور ابو کالیجار نے واسط سے تعاقب کیا تھا۔ چنانچہ جلال الدولہ نے ابو کالیجار کو شکست دے دی اور ابو کالیجار، واسط لوٹ آیا اور ابو منصور بختیار بن علی کو (نائب ابو کالیجار) جلال الدولہ سے جنگ پر روانہ کیا گیا۔ چار سو کشتیوں کا بیڑہ عبداللہ شرابی رکازی والی بطیحہ کی کمان میں اس کے لشکر میں تھا۔ لیکن باوجود اس تعداد اور تیاری کے شکست ہوگئی۔ بختیار نے میدان جنگ سے بھاگنے کا ارادہ کیا پھر کچھ سوچ کر قدم جما دیئے۔ جنگی کشتیوں کا بیڑہ لوٹ آیا۔ بحری اور بری لڑائی شروع ہوگئی۔ وزیر السلطنت ابوعلی دریا کے راستے ان سے جنگ کرنے آیا۔ جس وقت نہر ابو نصیب میں پہنچا لشکر بختیار کو قابض پایا لہٰذا ہمت ہار گیا اور شکست کھا کر الٹے پاؤں لوٹ گیا، بختیار کے لشکر نے اس کا تعاقب کیا اور خود بختیار نے بھی ابوعلی کا پیچھا کیا چنانچہ اس کی کشتیاں پکڑ لی گئیں اور یہ خود بھی گرفتار ہوگیا۔ بختیار نے بشارت فتح کے خط کے ساتھ ابوعلی کو ابو کالیجار کے پاس بھیج دیا۔ پھر قید ہی میں اس کے کسی غلام نے ابوعلی کو کسی شبہ کی بناء پر مار ڈالا۔ ابوعلی نہایت ظالم اور بے رحم انسان تھا اس نے اپنے زمانہ حکومت میں بہت سی ناجائز رسوم اور محصول مقرر کئے تھے جس سے عام طور سے رعایا ناراض تھی۔

کمک کی آمد اور بصرہ پر قبضہ: ...... جب ابوعلی کے قتل کی اطلاع جلال الدولہ کو ملی تو اس نے اس کی جگہ ابوسعید عبدالرحیم (جو اس کا چچازاد تھا) کو عہدہ وزارت پر مقرر کیا اور ایک کثیر التعداد فوج ان لوگوں کی مدد پر روانہ کی جو مقتول وزیر کے ساتھ تھے چنانچہ اسی فوج نے بصرہ پر ماہ شعبان ۴۲۱ھ میں قبضہ کر لیا اور بختیار اپنی فوج کے ساتھ ابلہ چلا گیا اور ابو کالیجار سے امداد کی درخواست کی۔ ابو کالیجار نے بختیار کی کمک پر فوجیں روانہ کیں اور اپنے وزیر السلطنت ذوالسعادات ابوالفرج بن فسانجش کو امیر لشکر بنایا۔ چنانچہ جلال الدولہ کی فوج سے مقام بصرہ میں لڑائی ہوئی چنانچہ شروع میں تو بختیار کو شکست ہوئی اور اس کی بہت سی کشتیاں پکڑ لی گئیں مگر اس کے بعد جلال الدولہ کے سرداروں میں جو بصرہ میں تھے پھوٹ پڑ گئی اور وہ آپس میں لڑنے لگے۔ اس طرح متفرق ومنتشر ہوگئے۔ ان میں سے بعض ذوالسعادات سے مل گئے اور اس کو جلال الدولہ کے بصرہ کے سرداروں کے حالات بتائے۔ چنانچہ ذوالسعادات کو موقع مل گیا اس نے بصرہ پر حملہ کر دیا اور قابض ہوگیا چنانچہ بصرہ جیسا کہ پہلے ابو کالیجار کے قبضہ میں تھا دوبارہ اس کے قبضہ میں آ گیا۔

قائم کی خلافت: ...... ماہ ذی الحجہ ۴۲۲ھ میں خلیفہ قادر باللہ کی وفات ہوگئی اس نے اکتالیس سال خلافت کی۔ دیلم اور ترک کے دلوں پر اس کے رعب کا سکہ بیٹھا ہوا تھا اس کے مرنے کے بعد جلال الدولہ نے اس کے بیٹے ابوجعفر عبداللہ کو تخت خلافت پر بٹھایا اور قائم بامر اللہ کا لقب دیا۔ قاضی ابوالحسن ماوردی کو ابو کالیجار کے پاس پیغام اطاعت دے کر بھیجا۔ چنانچہ ابو کالیجار نے اس کی اطاعت قبول کر لی اور بیعت کر لی۔ اپنے ملکوں میں اس کے نام کا خطبہ پڑھنے لگا۔ قیمتی قیمتی تحائف اور ہدایا دربار خلافت میں پیش کئے۔

بغداد میں فتنہ اور فساد: ...... اسی زمانہ میں اہل سنت والجماعت اور شیعہ فرقے کے درمیان دار الخلافت بغداد میں جھگڑا ہوگیا❶۔ یہودیوں کے

❶ جھگڑے کے اسباب کی تفصیلات کے لئے دیکھیں تاریخ الکامل ج ۹ ص ۴۱۸،۹۔

مکانات لوٹ لئے گئے اور بازاروں میں آگ لگادی گئی ،بعض جنگی افسران قتل کر دیئے گئے ۔ چنانچہ اوباشوں ، بدمعاشوں کی بن آئی ، دن دہاڑے لوٹ مار شروع ہوگئی ۔لشکریوں نے بھی ہاتھ پاؤں نکالے اور جلال الدولہ پر حملہ کرنے کا پروگرام بنالیا، اس کا نام خطبہ سے نکال دیا ۔ جلال الدولہ نے یہ رنگ دیکھ کران کی دل جوئی کی اور انعامات دیئے ۔ نقد رقم اور مال دیکران کو مالا مال کر دیا ۔ اس سے شورش فرو ہوگئی اور وہ دوبارہ فرمانبردار ہو گئے ۔

یلدرک اور بارسطغان کی شکایت:...... اسی سال غلاموں کی ایک جماعت جلال الدولہ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور امراء وارا کین دولت بالخصوص بارسطغان اور یلدرک کی بہت لمبی چوڑی شکایت کی کہ ان لوگوں نے حکومت وسلطنت پر استبداد حاصل کرلیا ہے سارا روپیہ اور مال ہڑپ کر رہے ہیں ۔ بارسطغان اور یلدرک کو اس کی اطلاع مل گئی چنانچہ وہ جلال الدولہ سے متنفر اور کشیدہ ہو گئے ۔ غلاموں نے ان دونوں سرداروں سے اپنی اپنی تنخواہیں طلب کیں وظائف اور مقررہ روزینے کا مطالبہ کیا ۔ بارسطغان اور یلدرک نے تنگ دستی کی معذرت کی ، جب کچھ شنوائی نہ ہوئی تو دارالخلافت بغداد چھوڑ کر مدائن چلے گئے ۔ ترکوں کو اس پر ندامت ہوئی ۔ جلال الدولہ نے موید الملک رجحی کو بارسطغان اور یلدرک کے پاس بھیجا چنانچہ موید الملک نے ان کو سمجھا بجھا کر راضی کرلیا چنانچہ یہ دونوں واپس آ گئے ۔

لشکریوں کا دوبارہ حملہ:...... بارسطغان اور یلدرک کی واپسی کے بعد لشکریوں نے دوبارہ یورش کی اور جلال الدولہ کے مکان پر قبضہ کرلیا ۔ فرش ، سامان مکان اور سواری کے گھوڑے بھی لوٹ لئے ۔ اس پر جلال الدولہ کو سخت غصہ آیا وہ غصے میں بھرا سوار ہوکر دربار خلافت میں حاضر ہوا ۔ شراب کے نشہ میں چور تھا، کہتا تھا کچھ زبان سے نکلتا تھا کچھ ۔ چنانچہ خلیفہ نے نرمی وملاطفت سے جلال الدولہ کو مکان واپس دلایا ۔

عمید الملک کی معزولی:...... اس واقعہ کے تھوڑے دنوں بعد پھر لشکریوں نے شور وغل مچایا سواری کے لئے جلال الدولہ سے گھوڑے مانگے مگر جلال الدولہ نے ان لوگوں کو ڈانٹ پلائی پھر کچھ سوچ سمجھ کر گھوڑوں کو اصطبل سے بغیر کسی سائس اور محافظ کے نکال دیا (اور یہ کہا کہ پانچ میری سواری کے ہیں اور دس میرے مصاحبوں کی سواری کے لئے ہیں) حاشیہ نشین اور لشکری واپس چلے گئے ۔ جلال الدولہ نے اپنے محل سرا کے دروازے بند کر لئے ۔ پھر عوام الناس اور لشکریوں میں فتنہ وفساد برپا ہوگیا جلال الدولہ نے غصہ میں آ کر اپنے وزیر السلطنت عمید الملک کو معزول کر کے قلمدان وزارت ابوالفتح محمد بن فضل کے حوالے کیا ۔ چنانچہ ابوالفتح نے چند دنوں وزارت کی لیکن عہدہ وزارت کی ذمہ داریوں کو انجام نہ دے سکا معزول کر دیا گیا ۔ ابواسحاق ابراہیم بن ابوالحسن سہیلی کا بھتیجا) وزیر مامون (والی خوارزم) کو عہدہ وزارت عطا کیا مگر وہ پچیس دن وزارت کر کے بھاگ گیا ۔

ترکوں کی جلال الدولہ سے بغاوت اور اطاعت:...... ماہ ربیع الاول ۴۲۳ھ میں ترکوں اور جلال الدولہ کے درمیان پھر جھگڑا ہو گیا ۔ جلال الدولہ نے دروازہ بند کرلیا ۔ ترکوں نے جلال الدولہ کے گھر کو لوٹ لیا ۔ ارا کین دولت اور سیکریٹریوں کے کپڑے اتر والئے ۔ وزیر السلطنت ابواسحاق ، پریشان ہوکر غریب بن محمد بن معن کے پاس بھاگ گیا ۔ جلال الدولہ بھی ماہ ربیع الآخر میں بغداد چھوڑ کر عکبرا چلا گیا ۔ چنانچہ ترکوں نے ابوکالیجار کے نام کا خطبہ پڑھا اور اس کو اہواز سے بلوالیا ۔ مگر عادل بن مافنۃ نے اسے رائے دی کہ جب تک ترکوں کے سردار نہ آئیں اس وقت تک آپ بغداد کا رخ نہ کیجئے ۔ چنانچہ جب کالیجار بغداد نہ آیا تو ترکوں کو خود کردہ پر پشیمانی ہوئی ۔ اور انہوں نے جلال الدولہ سے معذرت کی ۔ اس کا نام خطبہ میں پڑھا واپس آنے کی درخواست کی ۔ چنانچہ تینتالیس ۴۳ دن کے بعد دوبارہ دارالخلافت بغداد واپس آ گیا ۔ قلمدان وزارت ابوالقاسم بن ماکولا کو عنایت ہوا ۔ کچھ عرصے بعد اس کا ترکوں سے جھگڑا ہو گیا چنانچہ اس لئے اور نیز اس سبب ❶ سے کہ اس نے بعض لوگوں کو جو اس کی قید میں تھے چھوڑ دیا تھا معزول کر دیا گیا ۔

بصرہ پر جلال الدولہ اور اس کے بعد ابوکالیجار کا قبضہ:...... ۴۲۴ھ کے درمیان ابوکالیجار کے نائب ابومنصور بختیار بن علی نے مقام بصرہ میں وفات پائی ۔ اور اس کی جگہ اس کا داماد ابوالقاسم جانشین بنا ۔ یہ نہایت کفایت شعار، منتظم اور امور سلطنت سے آگاہ شخص تھا ۔ سیاسی امور کی واقفیت کی

---

❶ ...... ابوالمعمر ابراہیم بن حسین بسامی ایک امیر اور مالدار شخص بغداد میں رہتا تھا جلال الدولہ نے اس کے مال وزر پر نظر لگا رکھی تھی وزیر السلطنت ابوالقاسم کو اس کی گرفتاری کا حکم دیا ترکوں کو غصہ پیدا ہوا ۔ وزیر کے گھر کو لوٹ لیا کپڑے چھین لئے ننگے پیر گھر سے نکال دیا ۔ جلال الدولہ اس وقت غسل خانے میں تھا شور سن کر باہر آیا تو وزیر قدموں میں گر پڑا جلال الدولہ نے غصہ ہوکر ابوالمعمر سے ہزار دینار وصول کیئے اور وزیر کو معزول کر دیا وہ جان کے خوف سے چھپ گیا (تاریخ کامل ج ۹ ص ۲۸۸) ۔ (مترجم)

وجہ سے اسے حکومت بصرہ پر ایک قسم کا استبداد حاصل ہو گیا۔ ابو کالیجار کو یہ ناگوار گزرا لہٰذا معزولی کا حکم بھیج دیا چنانچہ ابوالقاسم نے مخالفت کا اعلان کر دیا اور اس کے نام کا خطبہ موقوف کر کے جلال الدولہ کا نام خطبہ میں شامل کر دیا۔ اور جلال الدولہ کے بیٹے کو واسط سے بلوا لیا چنانچہ جلال الدولہ کا بیٹا، ابوالقاسم اور ملک العزیز (یہ جلال الدولہ کا بیٹا تھا جو بصرہ میں ابوالقاسم کے بلانے پر آیا تھا) کے درمیان ان بن ہو گئی (یہ واقعہ ۴۲۵ھ کے شروع کا ہے۔) بعض سرداران دیلم کو ابوالقاسم نے گرفتار کرنے کا ارادہ کیا، سرداران دیلم، ملک العزیز کے پاس بھاگ گئے اور اس کی شکایت کی ملک العزیز نے ان کی دل جوئی کے خیال سے ابوالقاسم کو بصرہ سے نکال دیا۔ وہ ابلہ چلا گیا جب اس کے پاس کافی تعداد میں فوج مجتمع ہو گئی تو اس نے جنگ کے ارادے سے بصرہ کا رخ کیا۔ دونوں میں لڑائی ہوئی یہاں تک کہ اس نے ملک العزیز کو بصرہ سے نکال دیا اور پہلے کی طرح ابو کالیجار کا مطیع ہو گیا اور اس کے نام کا خطبہ پڑھنے لگا۔

جلال الدولہ کا اخراج:...... رمضان ۴۲۴ھ میں جلال الدولہ نے اپنے وزیر السلطنت ابوالقاسم کو بلوایا لشکریوں کو اس سے ناراضگی پیدا ہوئی لہٰذا مال واسباب کے چھین لینے کا الزام لگا کر ہنگامہ برپا کر دیا، ایوان حکومت پر چڑھ آئے اور جلال الدولہ کو ایوان حکومت سے نکال کر ایک مسجد میں جو ایوان حکومت میں تھی بیٹھا دیا۔ جلال الدولہ اپنے وزیر السلطنت ابوالقاسم اور اہل وعیال سمیت کرخ چلا گیا۔ اس کے بعد لشکریوں میں پھوٹ پڑ گئی اور نظام جاتا رہا۔ آخر کار اس نے جلال الدولہ کے پاس پیغام بھیجا۔ آپ تو واسط تشریف لے جائیے اور اپنے چھوٹے بیٹوں میں سے کسی کو دارالحکومت میں امارت کرنے کے لئے چھوڑ جائیے۔ جلال الدولہ نے اسے منظور کر لیا اور چند لوگوں کو لشکریوں کو لانے کی غرض سے روانہ کر دیا۔ پھوٹ تو پہلے ہی سے پڑ گئی تھی لہٰذا سارے لشکری راضی ہو گئے اور متفق ہو کر جلال الدولہ کی خدمت میں واپس آنے کی درخواست کی اور حاضر خدمت ہو کر منت سماجت کر کے واپس لے آئے اور اطاعت وفرمانبرداری کی قسم کھائی۔

وزراء کی تبدیلی:...... ۴۲۵ھ میں جلال الدولہ نے عمید الدولہ ابوسعید عبدالرحیم کو ابن ماکولا کی جگہ عہدہ وزارت پر مقرر کیا۔ ابن ماکولا کو اس سے بڑا صدمہ ہوا اور ناراض ہو کر عکبرا چلا گیا۔ جلال الدولہ نے ابن ماکولا کو بلا کر دوبارہ قلمدان وزارت سپرد کیا اور عمید الدولہ کو معزول کر دیا۔ عمید الدولہ چند دنوں عہدہ وزارت کی امید میں ٹھہرا رہا۔ جب کام ہوتا نظر نہ آیا تو جلال الدولہ کا ساتھ چھوڑ کر اوانا کا راستہ اختیار کیا۔ جلال الدولہ نے اسے واپس بلایا اور قلمدان وزارت کا دوبارہ مالک بنا دیا۔ مگر وہ چند دنوں وزارت کر کے بھاگ گیا اور ابوالشوک کے پاس چلا گیا، تب قلمدان وزارت ابوالقاسم کو دیا گیا۔ ابوالقاسم کے دور میں لشکریوں کے مطالبات بڑھ گئے جو ابوالقاسم پورے نہ کر سکا اس لئے دو مہینے وزارت کر کے بھاگ گیا۔ لشکریوں نے گرفتار کر لیا۔ دارالحکومت میں ننگے سر پکڑ لائے۔ جلال الدولہ نے ابوسعید کو دوبارہ وزارت کا عہدہ عنایت کیا۔ اس کے زمانہ میں فتنہ وفساد کا دروازہ کھل گیا۔ دن دہاڑے دارالخلافت بغداد میں لوٹ مار ہونے لگی جسے حکام وقت دبا نہ سکے۔

ترکوں کا جلال الدولہ پر حملہ:...... جلال الدولہ نے دیلمی سپہ سالار بساسیری کو مغربی بغداد میں امن وامان قائم کرنے کی غرض سے مقرر کیا۔ چنانچہ بساسیری نے نہایت خوبی سے اس خدمت کو انجام دیا۔ فتنہ وفساد کی جتنی گھٹائیں خلافت وسلطنت کے افق پر چھائی ہوئی تھیں چھٹ گئیں یہاں تک کہ کردوں اور لشکریوں نے خلیفہ کے باغ وغارت گری کا ہاتھ بڑھایا اور لوٹ لیا۔ جلال الدولہ اس ہنگامہ کو فرو نہ کر سکا۔ خلیفہ نے قاضیوں شہود اور فقہاء کو دربار خلافت میں طلب کر کے ان لوگوں کی رسوم کو بند کرنے کا فرمان لکھوایا۔ چنانچہ کردوں اور عام لشکریوں نے دارالخلافت پر حملہ کر دیا۔ حاشیہ نشین بارگاہ خلافت سے تعرض کرنے لگے۔ حکام وقت اس ہنگامہ کو فرو نہ کر سکے اور نہ امن قائم کر سکے۔ بغداد کے آس پاس علاقوں میں عرب پھیل گئے۔ غارت گری اور لوٹ مار کی کوئی حد نہ رہی۔ جامع مسجد منصور کے قریب عورتوں کے کپڑے تک چھین لئے گئے۔ اسی خلفشار میں ۴۲۷ھ کا دور آ گیا۔ لشکریوں نے جلال الدولہ پر بھی یورش کر دی جلال الدولہ پریشان ہو کر سیما بدوی کے مکان میں چھپ گیا اور رات کے وقت سیما بدوی کے مکان سے نکل کر کرخ میں مرتضیٰ کے مکان پر چلا گیا اور پھر وہاں سے موقع پا کر رافع بن حسین بن معن ❶ کے پاس تکریت میں جا کر پناہ لی ادھر ترکوں

---

❶ ...... ابن اثیر نے معن کے بجائے ''مقن'' تحریر ہے۔

نے اس کا گھر لوٹ لیا اور توڑ پھوڑ کرا سے ویران اور منہدم کر دیا۔ ان واقعات کے بعد خلیفہ قائم نے لشکریوں کی دل جوئی کی اور امن قائم کر کے جلال الدولہ کو واپس بلا لیا۔

بارسطغان ❶:...... آپ اوپر بارسطغان کا حال پڑھ آئے ہو اور یہ بھی آپ کو معلوم ہو چکا ہے کہ بارسطغان دیلم کے مشہور سرداروں میں سے تھا اور حاجب الحجاب ❷ کا خطاب اسے ملا تھا۔ جلال الدولہ ترکوں کے فتنہ وفساد کا بانی اسی بارسطغان کو قرار دیتا تھا اور ترکی فوج اس پر مال چھین لینے کا الزام لگاتی تھی۔ بارسطغان کو اس سے خطرہ پیدا ہو گیا لہٰذا نصف ۴۲۷ھ میں اپنا گھر چھوڑ کر دار الخلافت میں جا کر پناہ گزیں ہو گیا۔ خلیفہ نے اسے اپنی پناہ میں لے لیا اور عزت واحترام سے ٹھہرایا۔

جلال الدولہ پر بارسطغان کا حملہ:...... بارسطغان نے دار الخلافت میں پہنچ کر ابو کالیجار سے خط وکتابت کا سلسلہ شروع کیا اور اسے سلطنت بغداد کے لئے بلانے لگا۔ چنانچہ ابو کالیجار نے ایک فوج واسط کی جانب بھیج دی، واسط کے مقیم فوجیوں نے اس فوج کے ساتھ مل کر حملہ کر دیا اور ملک العزیز ابن جلال الدولہ کو نکال دیا۔ ملک العزیز، واسط سے نکل کر اپنے باپ کے پاس بغداد چلا گیا اور بارسطغان نے دار الخلافت کا دروازہ کھول دیا۔ دربار خلافت کے خدام نکل پڑے اور ابو کالیجار کی حکومت کا اعلان کر دیا۔ جلال الدولہ اس ہنگامہ سے متاثر ہو کر دار الخلافت بغداد سے اوانا چلا گیا۔ بساسیری بھی اس کے ساتھ تھا۔

جلال الدولہ اور بارسطغان کی جنگ:...... جلال الدولہ کے چلے جانے کے بعد بارسطغان نے وزیر السلطنت ابوالفضل عباس حسن بن فسانجس کو امور سلطنت کی نگرانی پر ابو کالیجار کی طرف سے مقرر کیا) اور خلیفہ کی خدمت میں ابو کالیجار کے نام کا خطبہ پڑھے جانے کی درخواست کی۔ مگر خلیفہ نے جلال الدولہ سے کئے گئے عہد وپیمان کا عذر کیا۔ اس لئے خطیبوں نے بھی ابو کالیجار کا خطبہ پڑھنے سے انکار کر دیا۔ اس کے بعد بارسطغان اور جلال الدولہ میں لڑائی شروع ہو گئی۔ (واسطی ❸ لشکر نے بارسطغان کا ساتھ دیا۔ جلال الدولہ دوبارہ دار الخلافت بغداد واپس آ گیا اور مغربی بغداد میں قیام پذیر رہا۔ قرواش بن مقلد عقیلی اور دبیس بن علی بن مزید اسدی اس کے لشکر میں تھے چنانچہ مغربی بغداد میں جلال الدولہ کے نام کا خطبہ پڑھا جاتا تھا اور مشرقی بغداد میں ابو کالیجار کا، ابوالشوک اور ابوالفوارس منصور بن حسین، ابو کالیجار کی اطاعت میں بارسطغان کے ساتھی بن گئے۔ جس سے فتنہ وفساد کا دروازہ کھل گیا۔ ہنگامہ کارزار شب وروز گرم رہنے لگا چنانچہ جلال الدولہ پریشان ہو کر دار الخلافت بغداد چھوڑ کر انبار چلا گیا۔

خیز رانیہ کا معرکہ:...... قرواش نے بھی اس سے علیحدہ ہو کر موصل کا راستہ لیا، اس طرح بارسطغان کو موقع مل گیا۔ اس نے علی ابن فسانجس کو گرفتار کر لیا۔ منصور بن حسین اپنے شہر واسط آ گیا ان واقعات کے بعد یہ خبر ملی کہ ابو کالیجار نے فارس کا رخ کیا ہے۔ اس خبر کا مشہور ہونا تھا کہ دیلمی فوج نے جو اس کے لشکر میں تھی اس کا ساتھ چھوڑ دیا اور اس کا مال واسباب جتنا کچھ تھا دار الخلافت میں چھوڑ کر واسط کی طرف روانہ ہو گئی۔ جلال الدولہ دوبارہ دار الخلافت بغداد پہنچ گیا۔ بساسیری اور بنو خفاجہ کو بارسطغان کے تعاقب پر روانہ کیا اور خود بھی دبیس کے ساتھ بارسطغان کی گرفتاری پر نکل پڑا۔ مقام خیز رانیہ میں بارسطغان کو گھیر لیا لڑائی ہوئی اور جنگ کے دوران بارسطغان کو گرفتار کر لیا گیا اور جلال الدولہ کے دربار میں پیش کیا گیا۔ چنانچہ اسے قتل کر دیا گیا۔

ملک الملوک:...... اس کامیابی سے جلال الدولہ کے حوصلے بلند ہو گئے اس نے خلیفہ قائم بامر اللہ سے درخواست کی کہ مجھے ملک الملوک ❹ کا خطاب عطا کیا جائے، مگر خلیفہ نے اس کی مخالفت کی اور فقہاء کو ان سے فتویٰ لینے کی غرض سے دربار میں بلایا ابوالطیب طبری، ابو عبداللہ ضمیری اور

---

❶...... ایک نسخہ میں "بادسطفان" ہے جو درست نہیں دیکھیں تاریخ الکامل ج ۶ ص ۸۳۔ ❷...... حاجب الحجاب، زمانہ مملوکی میں اس کا کام یہ ہوتا تھا کہ وہ امراء اور سپاہیوں کے درمیان انصاف کرتا تھا خود یا نائب کے ذریعہ اور وضائف کی تقسیم بھی کرتا تھا دیکھیں (التعریف بمصطلحات صبح الاعشیٰ ص ۹۷) ❸...... بریکٹ کے درمیان عبارت ربط مضمون کے لئے کامل ابن اثیر سے تلخیص کر کے لکھی ہے۔ مترجم۔ ❹...... (البدایہ والنہایہ) پر علامہ ابن کثیر نے روایت نقل کی ہے اور اس موضوع پر ہونے والے مناقشات اور دیگر تفاصیل بھی درج کی ہیں۔ اور حاشیہ میں کہا ہے کہ ماوردی کو مخالفت پر ابھارنے والی چیز سنت تھی جیسا کہ صحیح احادیث میں آیا ہے۔ امام احمد سفیان کے واسطے سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے دن اللہ کے نزدیک سب سے ذلیل شخص وہ ہوگا جس نے اپنا نام ملک الاملاک رکھا۔ (مسند احمد ج ۲ اص ۴۴)۔

علامہ ابوالقاسم کرخی نے اس کے جواز کا فتویٰ دیا مگر علامہ ابوالحسن ماوردی نے اختلاف کیا اس خطاب کے غیر مشروع ہونے پر دونوں فریقوں میں مناظرہ ہوا۔ اکیلا ابوالحسن ماوردی ایک طرف تھا دوسرے فقہاء وقضاۃ ایک طرف تھے چنانچہ ابوالطیب کی جیت ہوئی اور اس کے فتویٰ کو ترجیح دے دی گئی جلال الدولہ کو ملک الملوک کا خطاب دے دیا گیا۔ علامہ ابوالحسن ماوردی، جلال الدولہ کے مخصوص آدمیوں میں سے تھے انہیں اپنی شکست و مخالفت پر ندامت ہوئی چنانچہ تین ماہ تک جلال الدولہ کے دربار میں نہ گئے۔ تب جلال الدولہ نے انہیں بلوایا۔ ایثار حق اور حق گوئی کا اظہار تشکر کیا اور بدستور ان کے عہدہ پر بحال رکھا۔

جلال الدولہ اور ابوکالیجار میں صلح:...... اسی ۴۲۸ھ میں جلال الدولہ اور اس کے بھتیجے ابوکالیجار میں صلح کی خط وکتابت ہونے لگی۔ قاضی ابوالحسن ماوردی اور ابوعبداللہ مردوستی ❶ صلح کا محرک اور پیام بر تھے۔ چنانچہ دونوں کی صلح ہوگئی۔ ابومنصور بن کالیجار کا نکاح جلال الدولہ کی بیٹی سے کیا گیا (پچاس ہزار دینار مہر مقرر ہوا) خلیفہ قائم بامر اللہ نے ایک قیمتی خلعت، ابوکالیجار کو عنایت کی۔

ابوکالیجار کا بصرہ پر قبضہ:...... آپ اوپر پڑھ چکے ہیں کہ ظہیر ابوالقاسم نے ابومنصور بختیار کے بعد بصرہ پر قبضہ کر لیا تھا اور ابوکالیجار سے باغی ہوکر جلال الدولہ کی اطاعت قبول کر لی تھی پھر چند دنوں کے بعد جلال الدولہ سے منحرف ہوکر ابوکالیجار کی اطاعت کا اظہار کیا تھا اور اس ردوبدل سے اس کی حکومت کو استقلال واستحکام حاصل ہوگیا تھا۔ دماغ میں ملک گیری اور مال کے حصول کی ہوا سما گئی۔ ابوالحسن بن ابوالقاسم بن مکرم (والی عمان) سے چھیڑ چھاڑ کی اور اس کا کچھ مال چھین لیا۔ ابوالحسن نے ابوالجیش اور ابوکالیجار کی خدمت میں ظہیر کی شکایت لکھی اور یہ درخواست کی کہ اگر مجھے بصرہ کی حکومت بھی عنایت کی جائے تو میں ظہیر سے تیس ہزار دینار زیادہ خراج دینے کو تیار ہوں۔ ابوکالیجار نے درخواست کو منظور کر لیا اور فوجیں مرتب کر کے عادل ابومنصور بن مافنۃ کی کمان میں خشکی کے راستے بصرہ کی جانب روانہ کیں۔ ابوالجیش بھی عمان سے دریا کے راستے فوجیں لے کر بصرہ پہنچ گیا۔ بصرہ کا بری اور بحری محاصرہ کر لیا اور طاقت کے زور پر بصرہ میں گھس گئے اور قبضہ کر لیا۔ ظہیر گرفتار ہوگیا، سارا مال وروپیہ ضبط کر لیا گیا۔ پہلے نوے ہزار دینار تاوان جنگ دس دن کے اندر وصول کئے گئے پھر ایک لاکھ دس ہزار دینا گیارہ دن میں وصول کئے گئے۔ کامیابی کے بعد ملک ابوکالیجار ۴۳۱ھ میں داخل بصرہ ہوا۔ چند دن قیام کر کے ظہیر ابوالقاسم کے ساتھ اہواز کی جانب واپس چلا گیا اور اپنے بیٹے عزالملوک کو حکومت بصرہ پر مقرر کیا۔ امیر ابوالفراج بن فسانجس کو اس کی وزارت عطا کی۔

عمان کے حالات:...... ہم اوپر تحریر کر چکے ہیں کہ ابومحمد بن مکرم، بہاء الدولہ کی حکومت وریاست کا منتظم اور مدبر تھا اس کے بعد اس کا بیٹا ابوالقاسم اس خدمت کو انجام دیتا رہا۔ پندرہ سال سے حکومت اس کے قبضہ میں تھی۔ ۴۳۱ھ میں وفات پائی۔ اس کے چار بیٹے تھے ابوالجیش، مہذب، ابومحمد اور ایک چھوٹا بیٹا جس کا نام مورخین نے نہیں لکھا۔ ابوالقاسم کی وفات کے بعد ابوالجیش تخت حکومت پر بیٹھا۔ علی ابن ہطال سپہ سالار افواج کو اس کے عہدہ پر بحال رکھا اور اس کی اتنی عزت بڑھائی کہ جب علی ابن ہطال، ابوالجیش کے دربار میں آتا تھا تو ابوالجیش اٹھ کھڑا ہوتا تھا۔ یہ بات اس کے بھائی مہذب کو ناگوار گزری، چنانچہ علی اس کو تاڑ گیا۔ اس نے ابوالجیش سے اجازت لے کر مہذب کی دعوت کی اور بصد تعظیم وتکریم سے پیش آیا۔ جب کھانے سے فراغت ہوئی، دور شراب چلنے لگا اور مہذب پی کر مست ہوگیا تو علی نے مہذب سے کہنا شروع کیا۔ آپ کا بھائی ابوالجیش نہایت کمزور طبیعت کا آدمی ہے، صائب الرائے نہیں ہے اگر آپ ہمت کریں تو میں ذمہ داری لیتا ہوں کہ تھوڑی ہی دیر میں آپ کو حکومت دلا دوں، مہذب نشہ میں چور تھا اس جھانسے میں آ گیا اور اسے صوبوں کی گورنری اور جاگیر دینے کا وعدہ کیا۔ علی نے کہا، یہ نہیں! آپ جو وعدہ فرما رہے ہیں وہ لکھ کر دیجئے اور اپنے دستخط کر دیجئے۔ مہذب نے لکھ دیا۔

مہذب کی موت:...... اور یہ جھانسہ دیا کہ اس نے آپ کے اکثر حامیوں کو ملا لیا ہے۔ میں چونکہ اس سے دور رہتا ہوں اس نے مجھے یہ خط لکھا ہے اور اسی وجہ سے وہ مجھ سے کشیدہ اور ناراض رہتا ہے اور یہ تنفر محض آپ کی خیر خواہی کی وجہ سے ہے اس پر ابوالجیش کو طیش آ گیا۔ واقعہ کی اصلیت

---

❶ ...... ابن اثیر نے تاریخ الکامل میں مردوستی ہی تحریر کیا ہے جبکہ ہمارے نسخہ میں مردوسی تحریر ہے۔

دریافت نہ کی، اور اپنے بھائی مہذب کو گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا۔ چند دنوں کے بعد ایک شخص کو جیل میں بھیج دیا جس نے اس کا گلا گھونٹ دیا چنانچہ مہذب مر گیا۔ اس کے تھوڑے ہی دنوں کے بعد ابوالجیش کا بھی انتقال ہو گیا۔ علی ابن ہطال نے اس کے بھائی ابومحمد کو امیر بنانے کا ارادہ کیا اس سے ابومحمد کی ماں کو خطرہ پیدا ہو گیا اس نے کہلوایا کہ میرا لڑکا کم عمر ہے۔ حکومت کا بار نہ اٹھا سکے گا مناسب یہ ہے کہ اس کام کو آپ ہی انجام دیجئے۔ علی ابن ہطال تو اسی بات کا منتظر تھا۔ عمان کی حکومت اپنے قبضہ میں لے لی اور حکمرانی کرنے لگا۔ رعایا سے ظالمانہ برتاؤ کئے، تجارت پیشہ لوگوں سے تاوان اور جرمانہ وصول کیا۔ رفتہ رفتہ ان واقعات کی اطلاع ابو کالیجار کو ملی۔ اس نے عادل ابومنصور بن مافنۃ کو حکم دیا کہ ابوالقاسم بن مکرم کے نائب مرتضی کو (جو کہ عمان کے پہاڑوں میں مقیم ہے) علی ابن ہطال پر حملہ کرنے کو لکھو اور بصرہ سے ایک جرار فوج اس کی کمک پر بھیج دو۔

ابن ہطال کی موت:......مرتضی یہ پیغام سن کر اٹھ کھڑا ہوا۔ بصرہ کی فوجیں بھی آ گئیں اس نے بڑھ کر عمان کا محاصرہ کر لیا اور اکثر مقامات پر قبضہ کر لیا۔ اسی دوران مرتضی نے اس خادم کو ساتھ ملا لیا جو ابن مکرم کا خادم تھا اور اس کے مرنے کے بعد علی ابن ہطال کی خدمت میں رہنے لگا تھا۔ اس خادم نے موقع پا کر علی ابن ہطال کو قتل کر دیا پھر کیا تھا عمان فتح ❶ ہو گیا (عادل ابن منصور کو اس کی اطلاع ملی تو خوشی سے اچھل پڑا اور اسی وقت ایک امیر کو عمان بھیج دیا اور ابومحمد بن ابوالقاسم کو عمان کی حکومت دیدی اور مرتضی اس کی وزارت کا کام انجام دینے لگا) ۴۳۳ھ میں عادل ابومنصور بہرام بن مافنۃ (ابو کالیجار کا وزیر السلطنت) مر گیا۔ اس کی جگہ مہذب الدولہ کو قلمدان وزارت عطا کیا گیا اور اس کو ان لوگوں ❷ سے مقابلہ کا حکم دیا جو کہ جیرفت کا محاصرہ کئے ہوئے تھے۔ چنانچہ اس نے طاقت کے ذریعے محاصرہ اٹھا دیا اور انکا تعاقب کیا یہاں تک کہ وہ لوگ پہاڑ کے دشوار گزار دروں میں چھپ گئے اور مہذب الدولہ کرمان واپس آ گیا۔ اس طرح دینارکوان کے شر وفساد سے نجات مل گئی۔

جلال الدولہ کی وفات ابو کالیجار کی حکومت:......ماہ شعبان ۴۳۵ھ ❸ میں جلال الدولہ (ابوطاہر بن بہاء الدولہ بن عضد الدولہ بن بویہ) کی بغداد میں وفات ہو گئی۔ اس نے سترہ ❹ سال حکومت کی۔ اس کی کمزوری حد سے بڑھ گئی تھی۔ لشکریوں کا اس پر اثر تھا، امراء اس پر حاوی تھے۔ صوبوں کے گورنروں سے یہ دبتا تھا۔ غرض یہ کہ موم کی ناک بنا ہوا تھا۔ جس طرف جو چاہتا تھا پھیر دیتا تھا۔ اس کے مرنے کے بعد وزیر السلطنت کمال الملک بن عبدالرحیم اور بڑے بڑے امراء دولت، ترکوں اور عوام الناس کے خوف سے حرم سرائے دار الخلافت میں جا کر پناہ گزین ہو گئے مگر کمانڈر دار الحکومت پہنچ گئے اور ترکوں اور عوام الناس کو غارت گری سے روک دیا۔

ابو کالیجار کی حکومت:......جلال الدولہ کا بڑا بیٹا الملک العزیز ابومنصور اس وقت واسط میں تھا۔ کمانڈروں نے اسے جلال الدولہ کی موت کی خبر دی، اطاعت وفرمانبرداری کا اظہار کیا اور یہ لکھ کر بھیجا کہ جتنی جلد ممکن ہو سکے بغداد میں آ کر بیعت لے لیجئے مگر کوئی اتفاق ایسا پیش آ گیا کہ الملک العزیز بغداد نہ آ سکا اور ابو کالیجار (والی اہواز) کو جلال الدولہ کے مرنے کی خبر مل گئی۔ اس نے بغداد کے کمانڈروں کو خطوط لکھے اطاعت کی شرط پر انعام وصلہ دینے کا وعدہ کیا۔ کمانڈر بطمع مال وزر ملک العزیز سے منحرف ہو کر ابو کالیجار کے مطیع ہو گئے۔ چنانچہ ابو کالیجار، اہواز سے بغداد کے لئے روانہ ہوا۔ جس وقت نعمانیہ پہنچا، لشکریوں نے بغاوت کر دی اور اس سے علیحدہ ہو کر واسط چلے گئے مگر اس کے باوجود دار الخلافت بغداد میں اس کے نام کا خطبہ پڑھا گیا اور اس کی حکومت تسلیم کر لی گئی۔

ملک العزیز کی موت:......ملک العزیز ان واقعات سے متاثر ہو کر دبیس بن مزید کے پاس چلا گیا۔ وہاں بھی اس کو آرام ودلجمعی نصیب نہ ہوئی تو قرواش بن مقلد کے پاس موصل چلا گیا پھر اس سے بھی رخصت ہو کر ابوالشوک کے پاس پہنچ گیا اس کا ابوالشوک سے دامادی کا رشتہ تھا۔ مگر اس نے ملک العزیز سے بدعہدی اور کج ادائی کی۔ اپنی لڑکی کو اس سے زبردستی طلاق دلوائی۔ ملک العزیز پریشان ہو کر ابراہیم نیال سلطان طغرل بیگ کے بھائی کے پاس جا کر پناہ گزیں ہو گیا اور چند دنوں کے بعد لشکریوں کو ملانے کی غرض سے خفیہ طور سے بغداد آیا مگر ابو کالیجار کے حامیوں کو اطلاع مل گئی۔

---

❶......بریکٹ کے درمیان عبارت ربط مضمون کے لئے کامل ابن اثیر سے تلخیص کر کے لکھی ہے۔ مترجم۔ ❷......مؤرخ ابن خلدون نے اس مقام پر ضمائر سے کام لیا اور دوسری کتابوں سے معلوم ہوتا ہے یہ تاتاری لوگ تھے۔ جنھوں نے جیرفت کا محاصرہ کیا تھا۔ ❸......تاریخ الکامل کے مطابق شعبان کی ۶ تاریخ تھی اور جبکہ النجوم الزاہرۃ اور البدایہ کے مطابق وفات ۵ شعبان جمعہ کی رات کو ہوئی۔ ❹......تاریخ الکامل کے مطابق اس نے بغداد پر ۱۶ سال گیارہ ماہ حکومت کی۔

چنانچہ ان لوگوں نے حملہ کر دیا اور ملک العزیز کے دو ایک ساتھیوں کو مار ڈالا، ملک العزیز گھبرا کر بھاگ گیا اور نصیر الدولہ بن مروان کے پاس جا کر پناہ لی اور اسی کے پاس مقام میافارقین میں جاں بحق تسلیم کر دی۔

ابو کالیجار بغداد میں:...... ماہ صفر ۴۳۶ھ میں ابو کالیجار بغداد پہنچا، لشکر بغداد نے سلامی دی، اس کے بعد ابو کالیجار کا قدم استقلال کے ساتھ حکومت بغداد پر جم گیا۔ خلیفہ نے محی الدولہ کا خطاب عنایت کیا۔ ابوالشوک اور دبیس بن مزید نے اپنے اپنے علاقوں میں اس کے نام کا خطبہ پڑھا۔ ابو کالیجار نے اس معاملہ میں دس ہزار دینار اور بہت سے قیمتی قیمتی تحائف خلیفہ کی خدمت میں پیش کئے تھے۔ اس کے علاوہ کمانڈروں اور نیز سپاہیوں کو بھی بے حد مال اور روپے دیئے۔ چونکہ ابو کالیجار پر ترکوں کا خوف غالب تھا اس لئے ان کی شورش وفساد کے خیال سے بہت تھوڑی فوج کے ساتھ بغداد آیا تھا اس کے ساتھ اس کا وزیر السلطنت ابوالسعادات ابوالفراج محمد بن محمد بن فسانجس بھی تھا۔ خلیفہ قائم بامر اللہ، سوار ہو کر ملنے کو آیا۔ سارے شہر بغداد میں چراغاں کیا گیا۔ خلیفہ نے بساسیری، ساری (نشاودری) اور ہمام ابواللقاء جیسے کمانڈروں کی خلعت فاخرہ سے سرفراز کیا۔ ابو کالیجار نے اپنے چچاؤں (عمید الدولہ ابوسعید بن عبدالرحیم اور اس کے بھائی کمال الملک وزیران جلال الدولہ) کو بغداد سے شہر بدر کر دیا، وہ دونوں بچارے تکریت چلے گئے۔

ابن کاکویہ اور مسعود کی فوج:...... علاء الدولہ بن کاکویہ کا رے سے شکست پانے اور زخمی ہو کر روانہ ہونے کا حال ہم اوپر بیان کر چکے ہیں اور یہ کہ فرہاد ❶ بن مرداویج اس کے ساتھ تھا۔ قلعہ قردخان ❷ میں مدد حاصل کرنے کی غرض سے گیا۔ جب وہاں کام نہیں نکلا تو یزدجرد کا راستہ لیا۔ علی بن عمران یعنی تاش قرواش ❸ کے کمانڈر نے تعاقب کیا اس لئے ان لوگوں نے یزدجرد کو بھی چھوڑ دیا۔ ابوجعفر (علاء الدولہ) نیشاپور اکراد جروقان کے پاس چلا گیا اور فرہاد نے قلعہ سمکیس ❹ میں جا کر دم لیا اور ان کردوں کو جو علی بن عمران کے لشکر میں تھے ساتھ ملا لیا اور بحالت غفلت ان کو حملہ کرنے پر آمادہ کر دیا مگر علی بن عمران کو اس کی اطلاع مل گئی لہٰذا وہ ہمدان کی طرف روانہ ہو گیا فرہاد اور کردوں نے اس کا پیچھا کیا اور راستے میں ایک گاؤں ❺ میں اس کو گھیر لیا لیکن بارش کی وجہ سے کامیاب نہ ہو سکے لہٰذا واپس لوٹ آئے۔ علی بن عمران نے امیر تاش کی خدمت میں امداد کی درخواست کی اور علاء الدولہ نے اپنے بھتیجے سے جو کہ اصفہان میں تھا اس سے مال اور آلات حرب کی مدد مانگی۔ علی بن عمران کو اس کی خبر مل گئی اس نے ہمدان سے نکل کر مقام جروقان ❻ میں چھیڑ چھاڑ کی۔ جو کچھ اس کے پاس تھا لوٹ لیا اور اس کو گرفتار کر لیا۔ ادھر علاء الدولہ نے میدان خالی پا کر ہمدان پر قبضہ کر لیا۔

شہریوش کی موت:...... سلطان مسعود نے اس کو اپنی طرف سے اصفہان کی حکومت پر ایک معین خراج پر مقرر کر دیا۔ اسی طرح قابوس کو جرجان اور طبرستان کی حکومت عطا کی۔ رے پر ابوسہیل ہمدانی کو مقرر کیا اور تاش قرواش (والی خراساں) کو شہریوش بن ودلیکن والی ساوہ کی گرفتاری اور سرکوبی پر متعین کیا۔ شہریوش رہزنی کرتا تھا اور حاجیوں کے قافلوں کو لوٹ لیتا تھا۔ شہریوش نے اسی پر اکتفا نہیں کیا بلکہ سلطان محمود کی وفات کے بعد اس کے حوصلے بڑھ گئے اس نے رے پر حملہ کر دیا اور اس کا محاصرہ کر لیا۔ تاش نے اس کی سرکوبی کے لئے فوجیں روانہ کیں، چنانچہ قم کے کسی قلعہ میں اس کو جا کر گھیر لیا اور گرفتار کر کے تاش کے پاس لے آئے۔ تاش نے مقام ساوہ میں اس کو صلیب پر چڑھا دیا۔

اصفہان پر ہمدانی کا قبضہ:...... ان واقعات کے بعد علاء الدولہ بن کاکویہ اور فرہاد بن مرداویج، ابوسہیل ہمدانی سے جنگ کرنے پر متفق ہو گئے۔ ابوسہیل ہمدانی، عساکر غراسیان لے کر مقابلہ پر آیا۔ سخت اور خونریز لڑائی ہوئی فرہاد جنگ کے دوران مارا گیا اور علاء الدولہ شکست اٹھا کر ایک پہاڑ پر چلا گیا جو کہ اصفہان اور جرجان کے درمیان واقع تھا اور وہیں پناہ گزیں ہو گیا۔ چند دنوں کے بعد موقع پا کر ایذج چلا گیا جو ابو کالیجار کا علاقہ تھا۔ ابوسہیل نے علاء الدولہ کی شکست کے بعد اصفہان پر قبضہ کر لیا۔ اس کے خزانہ کو لوٹ لیا۔ کتب خانہ غزنی اٹھا لایا۔ یہ واقعہ ۴۲۵ھ کا ہے۔ جس کو حسین بن حسین غوری نے جلا کر خاک وسیاہ کر دیا۔

---

❶...... (تاریخ الکامل میں فرہاذ تحریر ہے۔ ❷...... (تاریخ الکامل میں فردجان تحریر ہے۔ ❸...... (تاریخ الکامل میں فراش تحریر ہے۔ ❹...... (تاریخ الکامل میں سلیموہ تحریر ہے۔
❺...... (تاریخ الکامل میں گاؤں کا نام ''کسب'' تحریر ہے۔ ❻...... (تاریخ الکامل میں جرباذقان تحریر ہے۔

اصفہان کا محاصرہ:...... ۴۲۷ھ میں علاء الدولہ نے پھر پر پرزے نکالے، فوجیں حاصل کر کے ابو سہیل کا اصفہان میں جا کر محاصرہ کر لیا مگر ترکوں نے علاء الدولہ کے ساتھ بیوفائی کی۔ باغی ہو گئے چنانچہ علاء الدولہ محاصرہ سے دست کش ہو کر یزدجرد اور یزدجرد سے طرم چلا گیا۔ ابن سالار والی طرم نے ابن سبکتگین والی خراسان کے خوف سے علاء الدولہ کو اپنے یہاں ٹھہرنے نہیں دیا۔ تب علاء الدولہ طرم سے بھی نکل کھڑا ہوا اس کے بعد ۴۲۷ھ میں طغرل بیگ نے خراسان پر قبضہ کر لیا۔ جس کو ۴۳۰ھ میں سلطان مسعود نے لڑ کر دوبارہ واپس لے لیا جیسا کہ ہم تحریر کر چکے ہیں اور آئندہ موقع کے مطابق احاطہ تحریر میں لائیں گے۔

علاء الدولہ ابوجعفر ابن کاکویہ کی وفات:...... علاء الدولہ ابوجعفر بن دشمنزیار بن کاکویہ نے ابوالشوک کے ملک سے واپس اصفہان آ کر ماہ محرم ۴۳۳ھ میں سفر آخرت اختیار کیا اور اس کی جگہ تخت حکومت اصفہان پر اس کا بڑا بیٹا ظہیر الدین ابو منصور فرامرز ❶ بیٹھا۔ اس کا دوسرا بیٹا ابوکالیجار کرشاسف نہاوند کی طرف چلا گیا اور قبضہ کر لیا۔ نہاوند کے علاوہ قرب و جوار کے شہروں اور اعمال جبل پر قابض ہو گیا۔

ابو منصور اور ابوحرب کی جنگیں:...... اس کے بعد ابو منصور فرامرز نے قلعہ نطنزة ❷ کے قلعہ دار کے پاس اپنی اطاعت کا پیغام بھیجا اور اپنے باپ کے جمع کئے ہوئے ذخیروں اور مال میں سے کچھ مال طلب کیا۔ قلعہ دار نے اطاعت قبول نہ کی اور مخالفت کا اعلان کر دیا۔ چنانچہ ابو منصور فرامرز اس کی سرکوبی کے لئے گیا ابوحرب (ابو منصور کا چھوٹا بھائی بھی) اس کے لشکر میں تھا، ادھر ابوحرب قلعہ دار سے مل گیا اور ابو منصور، واپس اصفہان آ گیا۔ ابو حرب سلجوقیہ سے جو کہ رے میں تھے امداد کی درخواست کی۔ چنانچہ ایک گروہ ان تاتاریوں کا جرجان کی طرف بڑھا اور اس کو تاخت و تاراج کر کے ابو حرب کے حوالہ کر دیا۔ ابو منصور نے فوجیں ابوحرب کے مقابلے پر روانہ کیں۔ دونوں فوجوں کی لڑائیاں ہوئیں۔ بالآخر ابو منصور کی فوجوں نے جرجان کو ابوحرب سے چھین لیا اور ابوحرب شکست کھا کر ایک قلعہ میں پناہ گزیں ہو گیا۔ ابو منصور کے لشکر نے اس کا محاصرہ کر لیا۔ ابوحرب، رات کے وقت لباس تبدیل کر کے چھپ کر بھاگ گیا۔ ابوکالیجار نے بادشاہ فارس کے پاس جا کر پناہ لی اور اس سے اپنے بھائی ابو منصور کے مقابلے میں مدد مانگی۔ ابوکالیجار نے ایک بڑی فوج کے ذریعے اسے مدد دی، اور خود بھی اس مہم پر ابوحرب کے ساتھ آیا اور اصفہان کا محاصرہ کر لیا اس وقت ابو منصور، اصفہان ہی میں مقیم تھا۔ دونوں فوجوں میں متعدد لڑائیاں ہوئیں، آخر کار ابو منصور نے ابوکالیجار کو سالانہ خراج دینا قبول کر لیا۔ لہٰذا صلح ہو گئی۔

ابو منصور اور ابوحرب کی صلح:...... ابوکالیجار اپنے دارالحکومت شیراز کی جانب لوٹ گیا اور ابوحرب نے قلعہ نطنزہ کا محاصرہ کر لیا اور سختی سے لڑائی شروع کر دی، ابو منصور نے اس سے بھی قلعہ کے ذخیروں اور مال میں سے کچھ دیکر مصالحت کر لی۔ قلعہ بدستور اسی کے قبضہ میں رہا۔ ابو منصور کو ان جھگڑوں سے ابھی مکمل فراغت حاصل نہیں ہوئی تھی کہ ابراہیم نیال نے خراسان سے رے کا رخ کر لیا اور ابو منصور سے اطاعت کا مطالبہ کیا مگر ابو منصور نے قبول نہیں کیا۔ تب ابو منصور نے ہمدان اور یزدجرد کی طرف قدم بڑھائے اور اس پر قابض ہو گیا۔ ابوالفتح حسن بن عبداللہ نے سعی اور کوشش کر کے ابوحرب اور ابو منصور کی صلح کرا دی۔ ابوحرب نے اظہار اطاعت کی غرض سے اپنے ممالک محروسہ میں اپنے بھائی ابو منصور کے نام کا خطبہ پڑھا اور ابو منصور نے اسے ہمدان بطور جاگیر عنایت کیا۔

ابن نیال اور ابن علاء الدولہ:...... اسی ۴۳۳ھ میں سلطان طغرل بیگ نے خوارزم، جرجان اور طبرستان کو حکمرانان بنو سبکتگین کے قبضہ سے نکال ❸ لیا اور ابراہیم نیال (طغرل بیگ کا اخیافی بھائی) جس وقت طغرل بیگ نے خراسان پر قبضہ کیا تھا عساکر سلجوقیہ کو لے کر رے کی طرف بڑھا

---

❶ ...... تاریخ الکامل میں بھی یہی ہے جبکہ تاریخ ابن خلدون ج ۴ ص ۴۸۷ پر قرامرد تحریر ہے۔ ❷ ...... ایک نسخہ میں قلعہ نظیر تحریر ہے جو صحیح نہیں دیکھیں تاریخ الکامل ج ۶، ص ۱۰۸ (معجم البلدان) میں یاقوت حموی نے لکھا ہے کہ "نطنزة" اسبہان کے آس پاس ایک چھوٹا شہر ہے اس کے اور اسفہان کے درمیان بیس فرسخ کا فاصلہ ہے۔ ❸ ...... اس قبضہ کا سبب یہ ہوا کہ انوشیروان بن منوچہر بن وشمگیر نے جو ان ممالک کا حکمران تھا اپنے سپہ سالار ابوکالیجار کو گرفتار کر لیا اور اس کی ماں سے نکاح کر لیا۔ طغرل کو اس کی اطلاع ہوئی کہ کوئی رکاوٹ باقی نہیں وہ فوجیں تیار کر کے مرداویج بن بشو کے ساتھ پہنچ گیا۔ اہل شہر نے امان کے ساتھ شہر پناہ کا دروازہ کھولدیا۔ ایک لاکھ دینار خراج مقرر کر کے مرداویج کو پچاس ہزار دینار سالانہ پر اس کی حکومت دیدی۔ انوشیروان حکمرانان بنو سبکتگین کی طرف سے ان ممالک کا گورنر تھا (تاریخ کامل ابن اثیر ج ۹ ص ۳۴۰) مطبوعہ مصر۔

اوراس پر قابض ہوگیا تھااس کے بعد یزدجرد کو لے لیا اور ۴۳۴ھ میں ہمدان پر چڑھائی کی۔ والی ہمدان (ابو کالیجار ❶ کرشاسف) ابن علاء الدولہ نے شہر ہمدان چھوڑ دیا اور نیشاپور ❷ چلا گیا۔ ابراہیم نیال شہر کی طرف آیا اور اپنی اطاعت وفرمانبرداری کرنے کا حکم دیا۔ اہل شہر نے جواب دیا (ہم لوگ آپ کے مطیع وفرمانبردار ہونے کیلئے تیار ہیں، بشرطیکہ آپ اس (ابو کالیجار کرشاسف) کے شر سے ہمیں نجات دلائیں۔ ایسا نہ ہو کہ یہ پھر ہمیں زیر و زبر کرنے آ جائے۔ ابراہیم نیال نے یہ جواب پسند کیا اور ابن علاء الدولہ (یعنی ابو کالیجار کرشاسف) کی طرف بڑھا۔ ابو کالیجار، قلعہ شاپور خورست میں قلعہ نشین ہوگیا اور ابراہیم نیال نے شہر پر قبضہ کرلیا۔ تاتاری لشکر نے جی کھول کر اسے لوٹا اور نہایت وحشیانہ حرکات کیں۔

رے پر طغرل بیگ کا قبضہ: ......ابراہیم نیال اس غارت گری سے فارغ ہو کر رے کی طرف واپس آیا۔ جیسے ہی اس نے ہمدان کو چھوڑا کرشاسف ہمدان کی جانب لوٹ آیا۔ اسی زمانہ میں طغرل بیگ رے روانہ ہوگیا تھا۔ چنانچہ رے پہنچ کر ابراہیم نیال کے قبضہ سے رے لے لیا۔ اور اس کے بجائے اس کو دوسرے شہروں کی حکومت عنایت کی اور سجستان کی طرف بڑھنے کا حکم دیا۔ رے کی خراب و برباد شدہ شہر پناہ اور دوسری عمارات کو بنوانے کا حکم صادر کیا۔ دارالامارات میں چند گھوڑے سونے کے مرصع بجواہر اور ... نے کی دو دیگ جن میں جواہرات بھرے ہوئے تھے ہاتھ آئے اس کے علاوہ بہت سا مال واسباب اور خزانہ ملا۔

طغرل بیگ کی کامیابیاں: ......اس کے بعد طغرل بیگ نے قلعہ طبرک کو مجد الدولہ بن بویہ سے چھین لیا۔ مجد الدولہ نے اس کے پاس عزت و احترام سے قیام اختیار کیا اور پھر قزوین کی طرف بڑھا۔ والی قزوین نے اسی ہزار دینار دے کر صلح کرلی اور اطاعت قبول کرلی۔ اس کے بعد طغرل بیگ نے کوکناش اور بوقا وغیرہ (سرداران عراقی تاتاریوں) کے پاس طلبی کا قاصد بھیجا۔ یہ لوگ اس وقت اطراف جرجان میں تھے ان لوگوں کو طغرل بیگ سے خوف پیدا ہوا اور اس خیال سے کہ کہیں طغرل بیگ ہمیں دھوکا نہ دے دے۔ آنے سے انکار کردیا۔ بادشاہ دیلم کو بھی اپنی اطاعت وفرمانبرداری کا پیغام بھیجا اور خراج مانگا چنانچہ بادشاہ دیلم نے اطاعت قبول کرلی اور خراج بھیج دیا۔ سالار طرم کے پاس بھی اسی مضمون کا ایک فرمان گیا ہوا تھا اس نے بھی اطاعت کا اظہار واقرار کیا اور دو لاکھ دینار پیش کیے۔ طغرل بیگ نے سالانہ خراج مقرر کر کے اسے حکومت پر بحال رکھا۔ ایک سریہ اصفہان پر روانہ کیا۔ اصفہان میں ابومنصور فرامرز تھا جو مقابلہ پر آیا مگر کامیابی ہوئی۔ سریہ بے نیل مرام واپس ہوا تب طغرل بیگ نے رے سے نکل کر اصفہان پر حملہ کیا۔ ابومنصور فرامرز نے تاوان جنگ دے کر صلح کرلی۔ طغرل بیگ نے ہمدان کا رخ کیا۔ جن دنوں طغرل بیگ رے میں تھا اسی زمانہ میں کرشاسف بن علاء الدولہ ہمدان آ گیا تھا۔ کرشاسف نے اس کی اطاعت قبول کرلی اور اس کے ساتھ ابہر اور زنجان پر حملہ آور ہوا۔ طغرل بیگ نے ان دونوں شہروں پر بھی اپنی حکومت کا جھنڈا گاڑ دیا اور ہمدان کو کرشاسف سے چھین لیا، کرشاسف کے کمانڈر اور ساتھی متفرق ومنتشر ہوگئے۔ اس کے بعد طغرل بیگ نے کرشاسف سے قلعہ کشکور (کنگور) سپرد کرنے کو کہا اور قلعہ دار کے پاس قلعہ حوالے کرنے کا پیغام دیا مگر قلعہ دار نے قلعہ حوالے کرنے سے انکار کردیا چنانچہ طغرل بیگ نے جھلا کر کرشاسف کو قید کردیا اور رے کی جانب لوٹ گیا پھر ہمدان پر ناصر الدین علوی کو مقرر کیا اس کے بعد کرشاسف کو قید سے نکال کر ان حکام سلجوقیہ کا نائب بنایا جو ان شہروں کے حکمران بنائے گئے تھے۔

اصفہان پر قبضہ: ......۴۳۶ھ میں کرشاسف نے قدم نکالے اور کنکور پہنچ گیا پھر ہمدان کی طرف بڑھا اور اس پر قابض ہو کر طغرل بیگ کے حکام کو نکال دیا اور وہاں ابو کالیجار کے نام کا خطبہ پڑھا۔ طغرل بیگ یہ سن کر آگ بگولہ ہوگیا۔ فوراً اپنے بھائی ابراہیم نیال کو ۴۳۷ھ میں کرشاسف کی سرکوبی کے لئے ہمدان روانہ کردیا چنانچہ کرشاسف مقابلہ نہ کرسکا اور شہاب الدولہ ابوالفوارس بن منصور بن حسین والی جزیرہ دبیس کے پاس چلا گیا۔ عراق میں ابراہیم نیال کا آنا تھا کہ عوام الناس خوف سے تھرا گئے اور عراق چھوڑ کر حلوان کا راستہ اختیار کیا۔ پھر یہ خبر ابو کالیجار کو ملی۔ ابراہیم نیال سے مقابلہ کرنے کا ارادہ کیا لیکن فوج اور مال کی کمی نے اجازت نہیں دی۔ اس دوران طغرل بیگ اور اس کے بھائی ابراہیم کے درمیان جھگڑا ہوگیا۔ لیکن اس جھگڑے کا الٹا اثر یہ ہوا کہ ملوک بنو بویہ کے قبضہ سے رے اور بلاد جبل چھین لئے اس کے بعد اصفہان پر چڑھ گیا اور ماہ محرم ۴۴۲ھ میں اس کا محاصرہ کرلیا۔ بیضاء پر

❶ ......ابن خلدون میں یہاں جگہ خالی ہے یہ نام میں نے تاریخ کامل سے لکھا ہے۔ مترجم۔ ❷ ......بجائے نیشاپور کے شاپور خورست تاریخ کامل میں ہے اور یہی صحیح معلوم ہوتا ہے کیونکہ ابو کالیجار کا یہیں محاصرہ کیا گیا تھا۔ واللہ اعلم (مترجم)

شبخون مارنے کے لئے فوجیں بھیجیں پورے ایک سال محاصرہ کئے رہا محصوروں پر یہ برتاؤ نہایت سختی سے گزرا پھر غلہ ختم ہوگیا انہوں نے گھروں کے شہتیر جلا کر کھانا پکایا۔ جامع مسجد کی چھت بھی اس سے محفوظ نہ رہی۔ مجبور ہو کر اہل شہر نے امن کی درخواست کردی اور امن حاصل کر کے شہر پناہ کا دروازہ کھول دیا۔ چنانچہ طغرل بیگ نے اصفہان پر قبضہ کرلیا۔ یہ واقعہ ۴۴۳ھ کا ہے۔ والی اصفہان ''ابومنصور'' اور اس کے فوجیوں کو بلاد جبل میں جاگیریں دیں۔ ''رے'' سے اپنا خزانہ اور سلحہ خانہ اصفہان لے کر آ گیا اور اسی کو دارالحکومت بنایا۔ فخر الدولہ بن بویہ کی حکومت ر...ر اصفہان اور ہمدان سے ختم اور منقطع ہوگئی۔ اس خاندان میں سے صرف ابوکالیجار کی حکومت عراق اور فارس میں باقی رہ گئی۔ (و البقاء اللّٰہ وحدہٗ).......... ❶

کالیجار اور طغرل بیگ کی صلح:...... جب ابوکالیجار کو طغرل بیگ کے آئے دن غلبہ اور اس کی حکومت پھیلنے کا احساس ہوا اور اس نے اپنی آنکھوں سے رے، اصفہان، ہمدان اور بلاد جبل کو اپنی قوم کے ہاتھوں سے نکل کر طغرل بیگ کے قبضہ میں جاتا ہوا دیکھ لیا تو اس نے طغرل بیگ کے پاس صلح کا پیغام بھیجا اور یہ درخواست کی کہ میری بیٹی سے آپ اپنا رشتہ کر لیجئے اور میرا رشتہ اپنے بھائی داؤد کی لڑکی سے کر دیجئے تا کہ آئندہ کسی قسم کا جھگڑا ہمارے اور آپ کے درمیان باقی نہ رہے اور ہم اس رشتہ داری کی وجہ سے ایک دوسرے کا ہمدرد و معاون بن جائیں۔ چنانچہ طغرل بیگ نے یہ درخواست قبول کرلی۔ ۴۳۹ھ میں اس قرارداد کے مطابق صلح ہوئی اور عقد ہو گئے۔

ابوکالیجار کی موت:...... طغرل بیگ نے اپنے بھائی ابراہیم نیال کو لکھ کر بھیجا کہ تم اپنے فتوحات کا دائرہ مت بڑھاؤ۔ عراق کا جتنا حصہ تمہارے قبضہ میں آ گیا ہے بس اسی پر اکتفا کرو ❷ .... بہرام بن لشکرستان ❸ دیلمی پر خراج مقرر کیا تھا مگر بہرام نے خراج نہ بھیجا اور حیلہ و حوالہ سے ٹال دیا۔ ابوکالیجار کو اس سے برہمی پیدا ہوئی۔ قلعہ یزدشیر ❹ کو اس سے چھین لینے کی تدبیریں کرنے لگا۔ جو اس کی پناہ گاہ تھی ❺ اور محافظین قلعہ کو روپیہ دے کر ملا لیا مگر بہرام کو اس کی اطلاع مل گئی، جو لوگ ابوکالیجار سے مل گئے تھے اس نے انہیں قتل کر ڈالا اور پہلے سے زیادہ مخالفت پر تل گیا، ابوکالیجار کو اس کی تاب کہاں تھی لہٰذا فوجیں آراستہ کر کے بہرام کی سرکوبی کے لئے روانہ ہوگیا۔ کوچ و قیام کرتا ہوا قصر مجاشع (ضلع خراسان) پہنچا۔ موت آ گئی تھی چنانچہ بیمار ہوگیا کمزوری اس قدر بڑھی کہ سوار نہ ہوسکا۔ پالکی میں لٹا کر شہر خیاب کی طرف واپس ہوئے۔ خیاب پہنچ کر ماہ جمادی الاولی ۴۴۰ھ میں سفر آخرت اختیار کیا اس نے چار برس تین مہینے ❻ عراق پر حکومت کی۔

شیراز پر قبضہ:...... ابوکالیجار ❼ کے مرنے کے بعد ترکوں نے (جو اس کی قوم سے تھے) اس کا خزانہ، اسلحہ خانہ اور اصطبل لوٹ لیا اس کا بیٹا ابومنصور فلاستون تن تنہا وزیر السلطنت ابومنصور کے کیمپ میں آ گیا اور اسی کے پاس ٹھہرا رہا ادھر ترکوں اور دیلمیوں میں جھگڑا ہو گیا، ترکوں کا ارادہ امراء اور وزیر کو لوٹنے کا تھا اور دیلم ان کو اس فعل سے روک رہے تھے۔ بالآخر ترک اس فعل سے باز آ گئے اور شیراز میں قدم جما دیا۔ امیر ابومنصور نے شیراز پر قبضہ کرلیا اور وزیر قلعہ خضمہ ❽ میں قلعہ نشین ہوگیا۔

الملک الرحیم:...... ابوکالیجار کے مرنے کی خبر دارالخلافت بغداد پہنچی تو اس وقت بغداد میں اس کا بیٹا ابونصر حرۃ فیروز موجود تھا اس نے کمانڈروں کو جمع کیا اور ان سے اپنی حکومت و سلطنت کا حلف لیا اور جیسا کہ اس کی قوم کا دستور تھا خلیفہ قائم بامر اللہ سے خطبے میں اپنا نام پڑھے جانے کی اور الملک الرحیم کے لقب سے مخاطب ہونے کی درخواست کی خلیفہ نے خطبہ میں نام داخل کرنے کی اجازت دے دی اور الملک الرحیم کے خطاب دینے سے بنظر

---

❶...... اصل کتاب میں یہ جگہ خالی ہے (مترجم) جبکہ ہمارے پاس ابن خلدون کے ایڈیشن ج ۴ ص ۴۸۸ پر ایسی کوئی علامت نہیں بلکہ ''ابوکالیجار کی'' کے عنوان کے بعد تفصیل یہیں سے شروع ہے جہاں سے مترجم نے کی ہے۔ ❷...... اصل کتاب میں جگہ خالی ہے۔ مترجم۔ ہمارے پاس ابن خلدون کے نسخے میں جلد ۴ ص ۴۸۹ پر جگہ خالی نہیں عبارت بھی اسی طرح ہے۔ ❸...... تاریخ الکامل میں ''لشکرستان'' تحریر ہے۔ ❹...... تاریخ الکامل میں ''بردسیر'' تحریر ہے۔ ❺...... تصیح و استدراک مفتی ثناء اللہ مدظلہٗ العالی، یہاں معقل کا لفظ استعمال ہوا۔ دیکھیں (تاریخ ابن خلدون جدید عربی ایڈیشن ج ۴ ص ۴۸۹) اور (تاریخ الکامل ج ۶ ص ۱۳۹)۔ ❻...... دیکھیں تاریخ الکامل ج ۶ ص ۱۳۹ پر ہے کہ اور دو سوا دو مہینے تقریباً بیس دن۔ ❼...... ابوکالیجار کی عمر بوقت وفات ۴۰ سال چھ ماہ تھی چھ لڑکے بڑے، ملک الرحیم، امیر ابومنصور فلاستون، ابوطالب کامرو، ابوالمضفر بہران، ابوعلی کیخسرو، ابوسعد خسرو شاہ اور تین کم سن لڑکے جن کے نام مؤرخین نے نہیں لکھے چھوڑے تھے (کامل ابن اثیر ص ۲۷۴، ج ۹)۔ ❽...... خرمۃ، ایک نسخہ میں حرتۃ ہے جو غلط ہے، دیکھیں تاریخ الکامل ج ۶ ص ۱۳۹۔

ادب وخلاف شرع انکار کر دیا❶ لیکن ابونصر کے ساتھیوں اور سرداران لشکر اس کو اسی سے مخاطب کرنے لگے۔ عراق، خوزستان اور بصرہ پر اس کی حکومت کا سکہ چل گیا، بصرہ کی حکومت پر اس کا بھائی ابوعلی بن کالیجار تھا۔ ابونصر نے اسے بحال رکھا۔ شوال میں اپنے بھائی ابوسعید کو ایک بڑی فوج دے کر شیراز کی طرف روانہ کیا چنانچہ ابوسعید نے شیراز پر قبضہ کرلیا اور اپنے بھائی ابومنصور کو اس کی ماں سمیت گرفتار کر کے دارالخلافت بغداد لے آیا۔

بصرہ پر ملک العزیز کا حملہ:......ملک العزیز بن جلال الدولہ اپنے باپ کے مرنے کے بعد ابراہیم نیال کے پاس چلا گیا تھا جب اس کا بھی انتقال ہوگیا تو حکومت کی لالچ میں بصرہ پر حملہ آور ہوگیا۔ بصرہ کی فوج نے اس کے مقابلے پر کمر باندھی۔ اتنے میں یہ خبر پہنچ گئی کہ دارالخلافت بغداد میں ابونصر ملک الرحیم کی حکومت تسلیم کرلی گئی۔ یہ سنتے ہی ملک العزیز نے لڑائی سے ہاتھ اٹھالیا اور ابن مروان کے پاس چلا گیا یہاں تک کہ وہیں مر گیا جیسا کہ اوپر ہم لکھ چکے ہیں۔............❷

ابومنصور کی گرفتاری:......آپ اوپر پڑھ چکے ہیں کہ ابومنصور فلاستون بن ابوکالیجار اپنے باپ کے انتقال کے بعد فارس چلا گیا تھا اور اس پر قابض ہوگیا تھا اور ملک الرحیم نے اپنے بھائی ابوسعید کو ایک فوج کے ساتھ فارس روانہ کیا تھا چنانچہ ابوسعید، ابومنصور فلاستون کو اس کی ماں سمیت گرفتار کرلایا تھا ابومنصور تھوڑے دنوں بعد قید سے رہا ہو کر قلعہ اصطخر (بلاد فارس) چلا گیا۔ ملک الرحیم اس کے تعاقب میں اہواز سے ۴۴۱ھ میں فارس کی طرف روانہ ہوا۔ اہل شیراز اور وہاں کی فوج نے اطاعت قبول کرلی۔ چنانچہ شیراز کے قریب ملک الرحیم نے ڈیرے ڈال دیئے۔ اس کے بعد لشکر بغداد اور لشکر شیراز میں تناتنی ہوگئی۔ لشکر بغداد عراق کی جانب لوٹ گیا اور ملک الرحیم بھی لشکر شیراز سے مشتبہ ہو کر اس کے ساتھ واپس چلا گیا۔

ابومنصور اور ملک الرحیم کی جنگ:......چونکہ دیلم کی فوجیں جو بلاد فارس میں تھیں ابومنصور فلاستون سے مل گئی تھیں اس کے علاوہ اور بہت سے فارسی کمانڈر بھی ابومنصور فلاستون کے ہمدرد اور مطیع بن گئے تھے اس لئے ابومنصور فلاستون اپنے بھائی ملک الرحیم کی واپسی کے بعد ارجان کی جانب قبضہ اہواز کے لئے روانہ ہوگیا۔ ملک الرحیم اس خبر سے مطلع ہو کر لوٹ پڑا۔ چنانچہ رامہرمز کے قریب دونوں بھائیوں کا مقابلہ ہوا پھر ایک سخت اور خونریز جنگ کے بعد ملک الرحیم کو شکست ہوگئی (یہ واقعہ ماہ ذیقعدہ ۴۴۱ھ کا ہے) اس نے بھاگ کر واسط میں دم لیا اور لشکر فارم نے اہواز پر قبضہ کرلیا۔

ملک الرحیم کا فارس پر حملہ:......ماہ محرم ۴۴۲ھ میں ان لشکریوں کے آپس میں مخالفت پیدا ہوگئی جو ابومنصور فلاستون کے لشکر میں تھے۔ چنانچہ ان میں سے چند دستہ فوج بلا اجازت فارس چلی گئی اور فوج کا ایک حصہ اس کے ساتھ اہواز میں ٹھہرا رہا اور فوج کا کچھ حصہ ملک الرحیم سے جاملا اور یہ درخواست کی کہ آپ فارس تشریف لے چلئے ہم آپ کو قبضہ دلا دیں گے۔ ملک الرحیم اپنی شکست کی خفت مٹانے کے لئے فارس کی طرف روانہ ہوگیا اور لشکر بغداد کو جنگ کے لئے طلب کرلیا۔ کوچ و قیام کرتا ہوا اہواز کے قریب پہنچ گیا۔ چنانچہ اہواز کے کمانڈر ملنے آئے اور اہل فارس کی اطاعت و فرمانبرداری کی خوشخبری سنائی اور یہ ظاہر کیا کہ اہل فارس آپ کے آنے کے ہی منتظر ہیں چنانچہ ملک الرحیم نے لشکر بغداد کے انتظام میں اہواز میں قیام کردیا۔ چند دن آرام کر کے عسکر مکرم کی طرف حرکت کی اور ۴۴۳ھ میں اس پر قبضہ کرلیا۔

مطارد بن منصور کی لوٹ مار:......اس کے بعد عرب اور کردوں کا ایک گروہ غارت گری کے لئے جمع ہوا جن کا سردار مطارد بن منصور اور مذکور بن نزار تھا۔ اس غارت گر گروہ نے میسرف پر شبخون مارا اور اس کو لوٹ کر ابرق کی طرف بڑھے اور اسے بھی لوٹ لیا۔ چنانچہ ملک الرحیم کو اس کی خبر ملی، ماہ محرم ۴۴۳ھ میں ایک فوج ان کی گوشمالی اور سرکوبی کے لئے متعین کی، لٹیرے عرب اور کردوں کو شکست ہوگئی۔ مطارد مارا گیا اور اس کا لڑکا گرفتار کرلیا گیا۔ جتنا مال واسباب لوٹا تھا سب کا سب واپس چھین لیا گیا۔

اریق پل پر قبضہ:......اس کامیابی کی خبر ملک الرحیم تک پہنچی۔ یہ اس وقت عسکر مکرم میں تھا پھر ملک الرحیم قنطرہ اریق کی طرف روانہ ہوا۔ دبیس بن

---

❶......(البدایہ ج ۱۲ص ۵۷) میں ہے کہ اس کے بعد اس کا بیٹا ابونصر حکمران بنا اس کی رعایا نے اس کو الملک الرحیم لقب دیا دارالخلافہ میں داخل ہوا تو اس کو خلعت فاخرہ سے نوازا گیا مزید دیکھیں (النجوم الظاہرہ ج ۵ ص ۴۶) ❷......اصل کتاب میں یہ جگہ خالی ہے۔ مترجم۔ ہمارے پاس موجود جدید عربی ایڈیشن ج ۴ص ۴۸۹ پر ایسی کوئی علامت نہیں بلکہ ایک عنوان ''ابوکالیجار اور اس کے مواقع'' شروع ہے اس کے ذیل میں یہی تفصیل ہے جو مترجم نے خالی جگہ کے بعد کی ہے۔

مزید اور بساسیری وغیرہ نامی کمانڈر ہمراہ تھے۔ دوسری طرف ابومنصور فلاستون، ہزارسب بن تنکر اور منصور بن حسین اسدی، دیلمی اور ترکی فوج لئے ہوئے ارجان سے تشتر کی طرف بڑھے۔ اتفاق یہ کہ ان لوگوں کے پہنچنے سے پہلے ملک الرحیم اپنی فوج سمیت وہاں پہنچ گیا تھا۔ اس لئے کامیابی کا سہرہ ملک الرحیم کے سر پر باندھا گیا۔

ملک الرحیم بمقابلہ ہزارسب:...... کے بعد ملک الرحیم نے رامہرمز پر یلغار کی۔ رامہرمز اس وقت تک ہزارسب کے قبضہ میں تھا اور یہاں پر اس کی فوج تھی اور کمانڈر رہتے تھے۔ ملک الرحیم نے لڑکر ان کو زیر کرلیا اور نہایت سختی سے ان کو کچل دیا۔ ہزارسب کی فوج نے شکست کھا کر قلعہ بندی کرلی۔ ملک الرحیم نے بزور تیغ ان کو اپنی اطاعت پر مجبور کیا چنانچہ ہزارسب کے سپاہیوں نے اطاعت قبول کرلی اور بعض ان میں سے ہزارسب کے پاس بھاگ گئے، ہزارسب نے ان کو گرفتار کرلیا اور ملک الرحیم کی خدمت میں اطاعت وفرمانبرداری کا خط ارسال کیا۔ پھر فارس پر قبضہ کر لینے کی تحریک کی چنانچہ ملک الرحیم اس کے جھانسے میں آ گیا اور ابوسعید (اپنے بھائی) کو بلاد فارس کی طرف روانہ کیا۔ ابوسعید نے اصطخر پر لڑکر قبضہ کرلیا چنانچہ ابونصر اپنی فوج اور زرومال سمیت اس کی خدمت میں حاضر ہوگیا فارس، دیلم، ترک عرب اور کردوں کی افواج نے اس کی اطاعت قبول کرلی اس کے بعد ابوسعید، قلعہ بہندر کی طرف تسخیر کے ارادے سے بڑھا۔

ملک الرحیم بمقابلہ ابومنصور:...... ابومنصور فلاستون، ہزارسب اور منصور بن حسین اسدی اس خبر سے مطلع ہوکر ملک الرحیم سے لڑنے نکل پڑے۔ دونوں فوجوں میں مڈبھیڑ ہوئی۔ اتفاق سے ان لوگوں نے ملک الرحیم کو شکست دیدی چنانچہ ملک الرحیم، اہواز چھوڑ کر واسط چلا گیا۔ تب ابومنصور، ہزارسب اور منصور ابوسعید کو فارس سے نکالنے کے ارادے سے شیراز کی طرف روانہ ہوئے۔ دونوں فوجوں میں گھمسان کی لڑائی ہوئی۔ آخرکار ابوسعید نے ان لوگوں کو شکست دے دی، پھر وہ لوگ اپنی فوجوں کو جمع کر کے لوٹے اور لڑائی شروع کردی۔ ابوسعید نے دوبارہ ان کو شکست دی اور نہایت سختی سے قتل اور گرفتار کیا۔ ان میں سے اکثر لوگ امن حاصل کر کے مطیع بن گئے اور ابومنصور فلاستون، قلعہ بھندر میں قلعہ نشین ہوگیا پھر اہواز وغیرہ میں ملک الرحیم کے نام کا خطبہ دوبارہ پڑھا گیا اور ان پر اس کا قبضہ ہوگیا۔

ملک الرحیم کی شکست:...... اس واقعہ کے بعد ابومنصور فلاستون ہزارسب کے ساتھ ایدج چلا گیا اور سلطان طغرل بیگ کی خدمت میں فدویت نامہ روانہ کیا اور امداد کی درخواست کی۔ چنانچہ سلطان طغرل بیگ نے ایک فوج جرار ان کی کمک پر روانہ کی۔ ملک الرحیم اس وقت عسکر مکرم میں تھا۔ بساسیری، عراق کی طرف لوٹ آیا تھا۔ دبیس بن مزید، عربوں کی فوج اور کردوں کا لشکر بھی علیحدہ ہوگیا تھا۔ غرض تھوڑے سے دیلم اہواز والے ساتھ رہ گئے تھے۔ باقی سب کے سب متفرق اور منتشر ہوگئے تھے۔ اس وجہ سے ملک الرحیم ان لوگوں کے خوف سے عسکر مکرم سے اہواز کی طرف لوٹ گیا اور اس خیال سے کہ ابومنصور فلاستون اور ہزارسب کی توجہ بلاد فارس کی طرف مبذول ہوجائے اپنے بھائی ابوسعید کو فوج دے کر فارس کے شہروں پر حملہ کرنے کے لئے روانہ کیا۔ لیکن ابومنصور فلاستون وغیرہ نے اس طرف ذرا بھی توجہ نہ کی اور سیدھے اہواز پر پہنچ گئے اور لڑائی کا نیزہ گاڑ دیا۔ چنانچہ ملک الرحیم شکست کھا کر چند آدمیوں کے ساتھ واسط میں جا کر پناہ گزیں ہوگیا اہواز کو تباہ کردیا گیا۔ اسی واقعہ میں کمال الملک ابوالمعالی بن عبدالرحیم (ملک الرحیم کا وزیرالسلطنت) غائب ہوگیا اس کا کچھ پتہ نہ چل سکا۔

نساء اور شیراز پر قبضہ:...... اس زمانہ میں سلجوقیہ فوجیں فارس کی طرف بڑھ گئی تھیں (الپ ارسلان، سلطان طغرل بیگ کا بھتیجا) نے شہر نسا پر قبضہ کرلیا تھا اور جی کھول کر اس کو لوٹ لیا تھا یہ واقعہ ۴۴۳ھ کا ہے اس کے بعد ۴۴۴ھ میں انہی سلجوقیوں نے شیراز کی طرف قدم بڑھائے۔ اس مہم میں ان کے ساتھ عادل بن ماقتہ (وزیر ابومنصور فلاستون) بھی تھے۔ سلجوقیوں نے اسے گرفتار کرلیا اور اس سے تین قلعے چھین لئے۔ قلعہ والوں نے موقع پا کر ابوسعید ملک الرحیم کے بھائی کو قلعہ کی کنجیاں حوالہ کردیں اور ابوسعید نے بڑی فوج جمع کر کے شیراز پر چڑھائی کردی اور ان تاتاریوں کو جو وہاں موجود تھے باہر نکال دیا اور بعض سلجوقی سرداروں کو قید کرلیا۔ اس کے بعد نسا پر حملہ آور ہوگیا آپ اوپر پڑھ چکے ہیں کہ سلجوقیہ نے نسا پر قبضہ کرلیا تھا چنانچہ ابوسعید نے ان کو بھی نساء سے نکال دیا اور قابض ہوگیا۔

بساسیری اور بنوعقیل میں فتنہ:......جس وقت ۴۴۱ھ میں ملک الرحیم، شیراز گیا ہوا تھا اسی زمانہ میں بنوعقیل میں سے ایک گروہ بادرو قا پر حملہ آور ہوا اور اس کو تباہ و برباد کیا۔ بادرو ❶ قا بساسیری کے زیر کنٹرول علاقہ تھا۔ چنانچہ جب بساسیری، فارس سے واپس آیا تو دارالخلافت بغداد سے ان پر فوج کشی کی، زعیم الدولہ ابوکامل بن مقلد مقابلہ پر آیا۔ فریقین میں گھمسان کی لڑائی ہوئی، سخت اور خونریز جنگ کے بعد ایک دوسرے سے علیحدہ ہو گئے پھر اس واقعہ کے بعد بساسیری کو یہ خبر ملی کہ قرواش اہل انبار کے ساتھ بدسلوکی اور ظلم سے پیش آ رہا ہے۔ اسی دوران اہل انبار کا وفد بھی آیا اور اس نے بھی قرواش کے ظلم وستم کی شکایت کی، چنانچہ بساسیری نے ایک فوج، وفد کے ساتھ روانہ کی۔ قرواش کو اس فوج کے مقابلہ میں شکست ہوئی اور بساسیری کی فوج، انبار پر قابض ہو گئی۔ بساسیری کامیابی کی خبر سن کر انبار آیا پھر امن قائم ہو گیا۔

انبار پر قبضہ:......اس کے بعد ۴۴۶ھ میں قریش بن بدران (والی موصل) نے انبار پر یلغار کی اور طاقت کے ذریعے اس پر قابض ہو گیا۔ اور سلطان طغرل بیگ کے نام کا خطبہ پڑھا اور بساسیری کا جتنا مال وزر وہاں تھا لوٹ لیا۔ اس کے مصاحبوں اور سرداروں کا مال بھی اس کی دست برد سے محفوظ نہیں رہا۔ بساسیری کو اس کی اطلاع ملی اس سے کانپ اٹھا اور فوجیں تیار کر کے انبار پر چڑھائی کر دی فریقین میں لڑائیاں ہوئیں بالآخر انبار کو قریش سے چھین لیا اور پھر واپس بغداد آ گیا۔

عمان پر خوارج کا قبضہ:......عمان پر ابوالمظفر بن ابوکالیجار کی حکومت کا سکہ چل رہا تھا اس کا ایک خادم تھا جس کو استبداد کی قوت حاصل ہو گئی تھی۔ بدسلوکی اور ظلم سے پیش آنے لگا۔ رعایا کے مال وزر پر ہاتھ بڑھایا۔ جس سے عام طور سے رعایا کو تنفر پیدا ہو گیا۔ ادھر ان خارجیوں کو جو جبل عمان میں تھے اس کی خبر مل گئی۔ چنانچہ ابن رشد نے فوجیں تیار کیں اور عمان پر چڑھ آیا، چنانچہ ابوالمظفر مقابلہ پر آیا اور خارجیوں کو مار بھگایا۔ اس کے بعد ابن رشد نے دوبارہ فوجیں جمع کیں اور عمان پر قبضہ کرنے چلا۔ ابوالمظفر اور دیلمی فوج نے سینہ سپر ہو کر مقابلہ کیا چونکہ اہل شہر کو اس کے ظلم وتشدد سے بیزاری پیدا ہو گئی تھی اس لئے حملہ آور فریق کا اہل شہر نے ساتھ دیا اور اس کی مدد کی جس سے ابوالمظفر کو اس واقعہ میں شکست ہو گئی اور ابن رشد نے شہر عمان پر قبضہ کر لیا اور خادم کو قتل کر دیا اس کے علاوہ بیشمار دیلمی لوگوں اور عمال کو بھی تہ تیغ کیا، دارالامارت مسمار و منہدم کر دیا۔ ٹیکس اور محصول موقوف اور معاف کر دیئے۔ آنے والوں اور تاجروں سے ربع عشر لینے پر اکتفا کیا چنانچہ عدل وانصاف کا دور دورہ ہو گیا، ظلم وستم کا نام مٹا دیا۔ جامع مسجد بنائی اپنے نام کا خطبہ پڑھا اور الراشد باللہ کے لقب سے خود کو ملقب کیا۔ ابوالقاسم بن مکرم نے اس سے پہلے اس پر فوج کشی کی تھی اور کوہ عمان میں اس کا محاصرہ کر لیا تھا جس سے اس کے لالچی دانت کھٹے ہو گئے تھے۔

دارالخلافت بغداد میں بلوہ:......ماہ صفر ۴۴۳ھ میں اہل سنت اور شیعہ فرقے کے درمیان دارالخلافت بغداد میں پھر فتنہ وفساد کی بنا پڑ گئی۔ عام بلوہ ہو گیا سبب بلوہ یہ ظاہر کیا جاتا ہے کہ شیعہ فرقے نے اپنے عقائد و مذہب کے مطابق دروازوں ❷ پر کچھ لکھوایا۔ جو اہل سنت کو ناگوار گزرا چنانچہ سخت ہنگامہ برپا ہو گیا۔ خونریزی اور قتل کا دروازہ کھل گیا۔ خلیفہ قائم بامر اللہ نے عباسیہ اور علویہ کے نقیبوں (ابوتمام نقیب عباسیہ ❸ اور عدنان بن رضی نقیب علویہ) کو واقعہ کی اصلیت معلوم کرنے پر مامور کیا۔ انہوں نے واپس آ کر شیعوں کی گواہی دی، خلیفہ نے فتنہ فساد ختم کرنے کا حکم دیا مگر کسی کے کان پر جوں تک نہ رینگی اور لڑائی برابر جاری رہی اسی ہنگامہ میں اتفاقاً اہل سنت کی طرف سے ایک ہاشمی شہید ہو گیا ❹۔ پھر کیا تھا سخت اشتعال پیدا ہو گیا۔ انہوں نے مشہد باب النصر پر حملہ کر دیا جو پایا لوٹ لیا۔ موسیٰ کاظم اور محمد تقی ان کے پوتے) کا ضریح جلا دیا۔ بنو بویہ اور بعض خلفاء بنی عباسیہ کے مقبروں کو بھی توڑ ڈالا۔ امام موسیٰ کاظم کی میت کو قبر سے نکال کر امام احمد بن حنبل کے مزار میں دفن کرنے کا ارادہ کیا لیکن ان کی لاعلمی نے ان کو اس فعل سے روک دیا اور نیز نقیب عباسیہ نے اس فعل سے ان کو سخت ممانعت کی۔

نورالدین دبیس اور خلیفہ:......کرخ کے شیعوں نے علامہ ابوسعید سرخسی مدرس مدرسہ حنفیہ کو شہید کر دیا۔ اور فقہاء اہل سنت کے محلوں کو جلا کر خاک

---

❶......ہمارے پاس موجود جدید عربی ایڈیشن میں ''بادریا'' تحریر ہے۔ ج ۴ ص ۴۹۱۔ مزید دیکھیں تاریخ الکامل ج ۶ ص ۱۴۵۔ ❷......ابن اثیر نے لکھا ہے کہ انھوں نے برج بنائے اور ان پر لکھا کہ محمد (ﷺ) اور علی (رضی اللہ عنہ) خیر البشر ہیں یعنی سب انسانوں سے بہتر ہیں۔ ❸......عباسی نقیب ابوتمام سنی تھا اور علوی نقیب شیعہ تھا جس کا نام عدنان راضی تھا دیکھیں تاریخ الکامل ج ۶ ص ۱۵۸۔ ❹......ابن اثیر نے لکھا ہے کہ اس ہاشمی کی لاش کو لیکر حربیہ اور باب البصرہ میں گھمایا اور اس کے علاوہ سنیوں کے تمام محلوں میں بھی گھمایا۔

سیاہ کر دیا۔ ان کے مال واسباب کو لوٹ لیا پھر یہ فساد بڑھتے بڑھتے مشرقی بغداد تک پہنچ گیا اور جب یہ خبر نورالدین دبیس کو ملی تو اس کو بے حد شاق گزرا۔ اپنے مقبوضہ علاقوں میں خلیفہ قائم بامر اللہ کا خطبہ بند کر دیا کیونکہ اکثر وہاں کے رہنے والے اور دبیس بھی شیعہ مذہب رکھتا تھا۔ خلیفہ نے اس معاملہ میں دبیس پر اپنی ناراضگی ظاہر کی۔ دبیس نے معذرت کی کہ میرے ممالک مقبوضہ کے اکثر باشندے مذہب شیعہ رکھتے ہیں وہ ان واقعات سے متاثر ہوئے اور میرے علم میں لائے بغیر انہوں نے خطبہ موقوف کر دیا۔ میں نے ان پر دباؤ ڈالا ہے لیکن وہ اپنے خیال وارادہ سے باز نہیں آئے جیسا کہ اہل سنت نے مشتعل ہو کر خلیفہ کے حکم کو نہیں مانا اور مشہد کو جلا دیا۔ محترم خلیفہ میری خطا معاف فرمائیں میں نے حضور کے نام کا خطبہ پڑھے جانے کا حکم دے دیا ہے۔ اگر چہ خطبہ کے اعادے سے بظاہر یہ فساد رک گیا مگر اندر ہی اندر بڑھتا گیا یہاں تک کہ ۴۴۵ھ میں یکا یک آگ کی طرح دوبارہ بھڑک اٹھا۔ سلطنت کا رعب وداب اٹھ گیا۔ ایک دوسرے سے گتھ گیا۔ ترکوں کی جماعت نے بھی اس فساد میں حصہ لیا۔ علویہ کا یہ شخص انہی واقعات میں مارڈالا گیا۔ اہل کرخ کی عورتیں شور وغل مچاتی ہوئی انتقام لینے کی غرض سے نکل پڑیں۔ ایک ہلڑ سا مچ گیا۔ فوج کے کمانڈر فتنہ دور کرنے کے لئے مسلح ہو کر نکلے۔ کرخ والے مقابلہ پر آئے۔ سخت خونریز معرکہ ہوا۔ چنانچہ کرخ کے بازار جلا دیئے گئے قتل وغارتگری کی غرض سے ترکوں نے کرخ میں گھسنے کا ارادہ کیا۔ لیکن کمانڈروں نے روک دیا پھر فتنہ وفساد ختم ہو گیا ❶۔

ملک الرحیم کا بصرہ پر قبضہ:...... ہم اوپر لکھ چکے ہیں کہ ملک الرحیم نے اپنے باپ کے مرنے کے بعد حکومت بغداد اپنے ہاتھ میں لی تھی اور اپنے بھائی ابوعلی کو امارت بصرہ پر بحال وقائم رکھا تھا۔ اس کے بعد ابوعلی نے ملک الرحیم سے بغاوت کی۔ ملک الرحیم نے بساسیری کی کمان میں (جو اس کی حکومت ودولت کا منصرم وناظم تھا) ایک فوج بصرہ روانہ کی چنانچہ ابوعلی لشکر بصرہ کو مرتب کر کے مقابلہ پر آیا۔ بحری لڑائی شروع ہوئی۔ اور چند دنوں تک جنگ کا سلسلہ جاری رہا۔ بالآخر ابوعلی کو شکست ہوگئی اور بساسیری نے دجلہ اور تمام شہروں پر قبضہ کر لیا اور اپنی فوج کو خشکی پر اتار دیا۔ ربیعہ اور مضر کے قبائل نے امن کی درخواست کی۔ چنانچہ انہیں اور تمام اہل بصرہ کو امن دے دیا گیا۔ بصرہ پر ملک الرحیم کا قبضہ ہو گیا۔ ابوعلی بھاگ کر شط عثانی (عمان صحیح ہے) پہنچ کر قلعہ نشین ہو گیا اور چاروں طرف سے خندق کھدوالی۔

شط عمان اور تشتر پر قبضہ:...... اس کامیابی کے بعد ملک الرحیم کی خدمت میں دیلم کا وفد خوزستان سے آیا اور اعانت وفرمانبرداری کا اظہار کیا۔ ملک الرحیم نے ان کو جائزے اور صلہ دیکر رخصت کیا اور فوجیں آراستہ کر کے شط عمان کی طرف اپنے بھائی ابوعلی کے تعاقب پر روانہ ہو گیا ابوعلی مقابلہ پر آیا لیکن کامیاب نہ ہو سکا اور پسپا ہو کر بھاگ نکلا چنانچہ ملک الرحیم نے اس مقام پر بھی قبضہ کر لیا اور پھر اپنی فوجوں کو ٹھہرایا اور بساسیری کو اپنی جانب سے وہاں کا حاکم بنا کر اہواز کی طرف روانہ ہو گیا۔ منصور بن حسین اور ہزارسب نے اس سے صلح واطاعت کے لئے خط وکتابت شروع کی اور اس کے دائرہ حکومت میں داخل ہو گئے۔ چنانچہ تشتر پر بھی اس کی حکومت کا پرچم اڑنے لگا

ارجان کے نواح پر قبضہ:...... اس کے بعد ارجان کی طرف فولاد بن خسرو دیلمی کو روانہ کیا۔ اس نے اپنی حکمت عملی اور سیاسی چالوں سے ارجان کے اطراف وجوانب کے تمام حکمرانوں کو ملک الرحیم کا مطیع بنا دیا۔ اور ابوعلی اپنی ماں کے ساتھ عبادان چلا گیا اور عبادان سے سلطان طغرل بیگ کی خدمت میں حاضر ہونے کے لئے جرجان کی طرف چل پڑا چنانچہ جب اصفہان پہنچا اور سلطان طغرل بیگ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ تو سلطان طغرل بیگ نے نہایت احترام اور عزت سے ٹھہرایا۔ جرباؤ قان کے دو قلعے اسے عطا کئے اور اسی کے مضافات میں جاگیر بھی عنایت کی۔

فلاستون ❶ کا شیراز پر قبضہ:...... آپ اوپر پڑھ چکے ہیں کہ ابونصر خسرو، قلعہ اصطخر میں تھا اور اس پر قابض تھا اور اس نے ۴۴۳ھ میں ملک الرحیم کی خدمت میں فدویت نامہ اظہار اطاعت کے لئے روانہ کیا تھا اور جب ملک الرحیم نے رامہرمز پر قبضہ حاصل کیا تھا تو اس سے درخواست کی تھی کہ اس کے بھائی ابوسعید کو فارس پر قبضہ کرنے کی غرض سے مقرر فرما دیں، چنانچہ ابوسعید فوجیں لے کر فارس کی طرف بڑھا، اور فارس کے اکثر شہروں پر قابض ہو کر شیراز پہنچ گیا عمید الدولہ ابونصر ظہیر ثانی ایک شخص ابوسعید کے رفقا میں سے تھا جو اپنی حکمت عملی سے اس کی دولت وحکومت میں پیش پیش

---

❶ ...... سنیوں اور شیعوں کے درمیان فتنے کی آگ ۴۴۳ھ یا ۴۴۴ھ کی بات نہیں بلکہ صفین کے بعد سے اس کا بیج پڑ گیا تھا۔ ❷ ...... تاریخ کامل میں فولاستون ہے۔

ہو گیا تھا اور بہت بڑی قوت حاصل کر لی تھی۔ پھر اس نے لشکریوں کے ساتھ کج ادائی، بداخلاقی اور برے برتاؤ شروع کر دیئے لشکریوں کے علاوہ ابونصر خسرو کے ساتھ بھی یہی برتاؤ کئے جس نے امیر ابوسعید کو فارس کے علاقوں پر قبضہ کے لئے بلایا تھا۔ ابونصر نے اس کی مخالفت پر کمر باندھی، لشکریوں نے اس کا ہاتھ بٹایا، فوج کے کمانڈر اس کے ہم آہنگ ہو گئے۔ پھر کیا تھا ایک فتنہ برپا ہو گیا عمید الدولہ ابونصر کو گرفتار کر لیا۔ اور ابومنصور فلاستون کی اطاعت کا اعلان کر کے حکومت کرنے کی غرض سے بلوالیا اور ابوسعید کو اصطخر سے اہواز کی جانب نکال دیا۔ ابومنصور، اہواز میں داخل ہوا اور تخت حکومت پر قابض ہو کر طغرل بیگ اور ملک الرحیم کا نام خطبہ میں پڑھا ان دونوں کے نام کے بعد اپنا نام داخل خطبہ کیا۔

بساسیری اور اکراد و اعراب کے واقعات:...... جب سلطان طغرل بیگ نے اکثر ممالک اور نیز دار الخلافت بغداد کے مضافات پر قبضہ کر لیا، حکومت حلوان تک اس کی حکومت کا سکہ چلنے لگا تو کردوں نے اس کے علم حکومت کی اطاعت قبول کر لی پھر ان کی غارتگری اور فتنہ انگیزی بہت زیادہ ہو گئی، ان کے دیکھا دیکھی عربوں نے بھی ہاتھ پاؤں نکالے۔ اور لوٹ مار شروع کر دی اور ملک گیری کی لالچ میں اٹھ کھڑے ہوئے چنانچہ حکومت کو ان کی سرکوبی کی طرف متوجہ ہونا پڑا چنانچہ بساسیری فوجیں لے کر روانہ ہو گیا اور بوازیج تک ان کا تعاقب کرتا گیا۔ ان میں سے ایک بڑے گروہ کو قتل کر دیا چنانچہ بہت سا مال غنیمت ہاتھ آیا باقی لوگ زاب عبور کر گئے اس طرح ان کی جانیں ہلاکت سے بچ گئیں۔ بساسیری کے دیلمی ساتھیوں نے بھی زاب عبور کرنے کا ارادہ کیا۔ مگر پانی زیادہ تھا اس لئے عبور نہ کر سکے۔ یہ واقعہ ۴۴۵ھ کا ہے۔

بساسیری اور خفاجہ کی جنگ:...... اس واقعہ کے بعد دبیس (والی حلہ) نے بساسیری کو خفاجہ سے جنگ کرنے کے لئے بلوایا۔ خفاجہ نے (والی حلہ) کے شہروں پر تباہی کا ہاتھ بڑھا رکھا تھا۔ (والی حلہ) ان کا مقابلہ نہیں کر پا رہا تھا چنانچہ اس نے بساسیری سے مدد مانگی چنانچہ بساسیری اس کی حمایت کے لئے پہنچ گیا۔ فرات عبور کر کے خفاجہ کو جامعین سے مار بھگایا۔ خفاجہ خشکی و بیابان کے راستہ بھاگے، اور بساسیری نے ان کا تعاقب کیا اور خفان پہنچ کر محاصرہ کر لیا اور سختی سے لڑائی شروع کر دی۔ چنانچہ خفاجہ کو انتہائی بیرحمی سے پامال کیا گیا ان کا مال و اسباب لوٹ لیا گیا۔ جانور پکڑے لئے گئے۔ مدتوں قلعہ خفان کا محاصرہ قائم رہا یہاں تک کہ بساسیری کے پرزور حملوں نے اس کو بھی فتح کر لیا۔ فتح ہونے کے بعد قلعہ خفان کو منہدم کر دیا گیا اس کے بعد بساسیری نے اس برج کو بھی کھود دینے کا ارادہ کیا جو اس قلعہ میں نہایت مستحکم بنا ہوا تھا۔ یہ برج کے مینار کی طرح بلند تھا۔ لوگوں کی روایت ہے کہ یہ مینار کشتیوں کی رہنمائی کے لئے ربیعہ بن مطاعم نے کافی رقم خرچ کر کے بنوایا تھا کیونکہ کشتیاں اسی طرف سے نجت کے لئے دریا کے راستے جاتی تھیں۔ چنانچہ بساسیری نے اس خیال سے اس مینار کو منہدم نہیں کرایا۔

قیدیوں کا انجام:...... دار الخلافت بغداد کی طرف خفاجہ کے قیدیوں کے ساتھ واپس چلا گیا اور بغداد پہنچ کر ان عرب قیدیوں کو جو اس کے ساتھ تھے پھانسی دے دی۔ تھوڑے دن آرام کر کے جری (حربی) ❶ پر حملہ کیا۔ اور نہایت سختی سے محاصرہ کر لیا۔ بالآخر اہل حربی پر سات ہزار دینار سالانہ مقرر کر کے صلح کر لی اور ان کو امان دے دی۔

ترکوں کا فتنہ:...... ترکی فوجیں جو دار الخلافت بغداد میں رہتی تھیں ان کا زور اور قابو حکومت و سلطنت پر حد سے زیادہ بڑھ گیا تھا پھر جب طغرل بیگ کا ظہور ہوا اور اس نے اپنے گرد و پیش کے شہروں پر قبضہ کر لیا اور تاتاریوں نے چاروں طرف سے ممالک اسلامیہ پر غارتگری کا ہاتھ بڑھایا۔ تب بغداد کی ترکی فوجوں کا حوصلہ بڑھ گیا۔ وزیر السلطنت سے ایک بڑی رقم کا مطالبہ کیا، اپنے وظائف اور تنخواہیں مانگیں (یہ واقعہ ماہ محرم ۴۴۶ھ کا ہے) مگر وزیر السلطنت مطالبہ پورا نہ کر سکا۔ اور دار الخلافت میں روپوش ہو گیا۔ فوجیوں نے تعاقب کیا اور دار الخلافت کے ملازموں سے وزیر السلطنت کو مانگا۔ لیکن ان لوگوں نے دینے سے انکار کر دیا چنانچہ شور و غل مچاتے ہوئے انہوں نے اراکین دربار خلافت سے مطالبہ کیا جب انہوں نے بھی کوئی مناسب جواب نہیں دیا تو خلیفہ تک اس جھگڑے اور قضیے کو پہنچا دیا۔ اراکین دربار خلافت اور فوجوں میں نوک جھونک ہوئی اور سخت کلامی تک نوبت پہنچ گئی۔ اس سے عوام الناس میں یہ مشہور ہو گیا کہ ترکی فوجوں نے دار الخلافت کا محاصرہ کر لیا ہے۔ پورے شہر میں سراسیمگی اور تشویش پیدا ہو گئی۔

---

❶ ...... ایک نسخہ میں خوی تحریر ہے جو صحیح نہیں، دیکھیں تاریخ الکامل ج ۶ ص ۱۷۴۔

بغداد کا ہنگامہ:......پھر بساسیری یہ ہنگامہ فرو کرنے کے لئے تیار ہو گیا بساسیری ان دنوں سلطان کی طرف سے بغداد میں نائب تھا۔ بساسیری دارالخلافت میں گیا۔ وزیر کے مکان کی تلاشی لی، غرضیکہ جہاں جہاں وزیرالسلطنت کے روپوش ہونے کا امکان تھا ہر جگہ کی تلاشی لی مگر وزیرالسلطنت کا کچھ پتہ نہ چل سکا۔ فوجیوں کا بلوائی گروہ ہلڑ مچاتا ہوا دارالروم پہنچ گیا اور اسے لوٹ لیا۔ بازاروں میں آگ لگا دی، ابوالحسن بن عبید (بساسیری کے وزیر) کا گھر لوٹ لیا۔ محلّہ والوں نے اپنے اپنے محلوں کی ناکہ بندی کر لی۔ فوجیوں نے مسافروں کو لوٹنا شروع کر دیا جو بغداد میں کسی ضرورت سے آئے تھے۔ غارت گری کا نتیجہ یہ نکلا کہ باہر سے غلہ کی آمد بند ہو گئی اور بغداد میں غلہ کا وجود مفقود ہو گیا۔ ان واقعات کے دوران بساسیری حفاظت کے لئے دارالخلافت ہی میں ٹھہرا رہا یہاں تک کہ وزیرالسلطنت پریشان ہو کر روپوشی سے نکل آیا اور اپنے ذاتی مال سے فوجیوں کے مطالبات پورے کئے۔

کردوں اور عربوں کی لوٹ مار:......بظاہر اس سے ایک اطمینانی صورت پیدا ہو گئی تھی لیکن اس غارتگری کا سلسلہ منقطع نہ ہو سکا۔ چنانچہ کردوں اور عربوں نے سر اٹھایا اور لوٹ مار شروع کر دی، دن دہاڑے جسے چاہا لوٹ لیا گاؤں قصبے اور شہر ویران ہو گئے قریش بن بدران والی موصل کے ساتھی بھی لوٹ مار کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے۔ کامل بن محمد بن مسیّب کو ''برواں ❶ ''میں جا کر گھیر لیا۔ اس کے مال و اسباب کو لوٹ لیا۔ بساسیری کے مویشی اور تجارتی اونٹنیاں بھی اس غارتگری کی نذر ہو گئیں۔ اس لوٹ مار اور غارتگری سے امن وامان کا نام ونشان بھی باقی نہ رہا۔ رعایا کی پریشانی کی کوئی حد نہ رہی۔ عوام اور خواص ایک حالت میں مبتلا ہو گئے۔ یہی وہ امور اور اسباب ہیں جن کی وجہ سے سلطنت و حکومت کی مستحکم بنیادیں ہل جاتیں ہیں اور چند دنوں کے بعد صفحۂ ہستی سے انکا نام ونشان مٹ جاتا ہے۔

دسکرہ اور دوران کی تباہی:......ادھر بنو بویہ کے حکمران پریشانیوں میں مبتلا تھے ادھر سلاطین سلجوقیہ کو کامیابی کا موقع مل رہا تھا۔ نظام الملک طغرل بیگ کا وزیر) یہ واقعات سنکر خوشی سے اچھل پڑا اور تاتاری فوجوں کو دسکرہ پر اتار دیا۔ ابراہیم بن اسحاق نامی ایک سردار اس فوج کا افسر اعلیٰ تھا۔ ابراہیم نے دسکرہ کو لوٹ کر رستبسادقا (روشنقباد) کا محاصرہ کر لیا اور اسے بھی بزور تلوار فتح کر کے قلعہ بردوان کی طرف بڑھا۔ اس قلعہ کا والی سعدی نامی ایک شخص تھا اس نے سلطان طغرل بیگ کی اطاعت سے انحراف کیا تھا ابراہیم کے پہنچنے پر سعدی نے قلعہ بندی کر لی، ابراہیم نے قلعہ بردواں کے قرب و جوار کو لوٹنا شروع کیا۔ زیادہ زمانہ نہیں گزرنے پایا تھا کہ قلعہ والوں نے محاصرہ کی سختی اور اطراف و جوانب کی ویرانی سے متاثر ہو کر قلعہ چھوڑ دیا۔ اور جلاء وطن ہو کر نکل گئے۔

اہواز کی تباہی:......انہی تاتاریوں میں سے ایک گروہ اہواز کی طرف گیا ہوا تھا۔ اس نے بھی اہواز کے قرب و جوار میں غارتگری اور قتل کا بازار گرم کر دیا۔ دیلمی اور ترک جوان کے ہم آہنگ اور ملے ہوئے تھے، بے حد خوفزدہ ہو گئے مقابلہ کا کیا ذکر ہے انہیں جان بچانے کی فکر پڑ گئی۔ اس سے تاتاریوں کے حوصلے بڑھ گئے۔ سلطان طغرل بیگ نے ابوعلی بن کالیجار (والی بصرہ) کو عساکر سلجوقیہ کے ہمراہ خوزستان پر حملہ کرنے بھیجا۔ لہٰذا وہ سیر کرتا اور تباہی مچاتا ہوا شاپور خورست پہنچ گیا دیلمیوں کو وعدہ اور وعید بھرا پیغام دیا چنانچہ اکثر دیلمی اس کے فرماں بردار ہو گئے اور ابوعلی، اہواز پر قابض ہو گیا۔ تاتاری لشکر نے اسے جی کھول کر لوٹا اور اہل اہواز سے تاوان وصول کیا۔ اکثر اہل اہواز عزت وآبرو بچانے کے لئے شہر چھوڑ کر بھاگ گئے۔

خلافت مآب اور بساسیری میں کشیدگی:......ہم اوپر تحریر کر چکے ہیں کہ ۴۴۶ھ میں قریش بن بدران نے بساسیری کے ساتھیوں کا اسباب وغیرہ لوٹ لیا تھا اس کے بعد ابوالغنائم اور ابوسعد یعنی مخلبان ❷ قریش کے دوست کے بیٹے دارالخلافت بغداد خفیہ طور پر آئے۔ بساسیری نے ان دونوں کو گرفتار کرنے کا ارادہ کیا، رئیس الرؤساء وزیرالسلطنت نے ابوالغنائم اور ابوسعد کو اپنی امان میں لے لیا۔ چنانچہ بساسیری کو اس سے ناراضگی پیدا ہو گئی وہ حربی کی طرف چلا گیا اور اس پر قبضہ کر کے واپس بغداد آیا لیکن دستور کے مطابق دربار خلافت میں حاضر نہ ہوا۔ طرہ اس پر یہ ہوا کہ خلیفہ وزیر السلطنت اور خدام دربار خلافت کی تنخواہیں موقوف اور بند کر دیں اور یہ مشہور کر دیا کہ وزیرالسلطنت نے طغرل بیگ کو خطوط لکھ کر لوٹ مار کرنے کے

❶......ہمارے پاس ابن خلدون کے نسخہ میں ج ۴ص ۴۹۳ پر ''بردوان'' ہے جبکہ (تاریخ الکامل) میں بردان ہے۔ ❷......تاریخ الکامل میں بھی اسی طرح ہے۔ جبکہ ہمارے نسخہ ابن خلدون میں ج ۴ص ۴۹۴ پر مخلبان ہے۔

لئے بلوایا ہے۔

انبار کی تباہی: ...... ذی الحجہ ۴۴۶ھ میں فوجیں آراستہ کر کے انبار پر یلغار کی۔ انبار پر اس وقت ابوالغنائم بن محلبان قابض تھا۔ منجنیقیں نصب کرائیں، محاصرہ کر لیا اور طاقت کے ذریعے انبار میں گھس گیا اور ابوالقاسم کو اس کے پانچ سو ممبران خاندان سمیت گرفتار کر لیا، اور شہر کو جی کھول کر لوٹ کر دارالخلافت بغداد واپس آ گیا پھر ابوالغنائم کو تشہیر کرا کے سولی دینے کا ارادہ کیا، مگر دبیس بن صدقہ نے سفارش کی۔ چونکہ دبیس نے بساسیری کا انبار کے محاصرہ میں ہاتھ بٹایا تھا اس لئے اس کی سفارش سے ابوالغنائم کو صلیب نہیں دی مگر دوسرے قیدیوں کو، سولی پر چڑھا دیا۔

ترکوں کا بساسیری پر حملہ: ...... بساسیری، بسا (فارس کا ایک شہر ہے) کے ایک تاجر کا غلام تھا۔ اس لئے بسا کی طرف منسوب کیا گیا کچھ عرصے بعد یہ بہاءالدولہ بن عضدالدولہ کے خادموں میں شامل ہو گیا اور اسی کے سایۂ دولت میں نشو ونما پائی، ہوشیار اور تجربہ کار بن گیا۔ مدتوں اس کی خدمت میں رہا پھر ملک الرحیم کی خدمت میں آ گیا ملک الرحیم اس کو اکثر مہمات کے سر کرنے پر مقرر کرتا تھا، اسی نے کردوں کو حلوان سے اور قریش بن بدران کو مغربی بغداد سے بے دخل کیا تھا، یہ دونوں سلطان طغرل بیگ کے علم حکومت کے مطیع تھے اس کے بعد بساسیر، ملک الرحیم کی خدمت میں واسط چلا گیا۔

بساسیری اور رئیس الرؤس میں ناچاقی: ...... بہر حال بساسیری اور رئیس کی کشیدگی روز بروز بڑھتی گئی۔ اسی دوران بساسیری کے وزیر ابوسعید نصرانی نے کئی مشکیزہ شراب دربار کے راستے روانہ کی۔ رئیس الروسا نے اس کی خبر ان لوگوں تک پہنچادی جو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کر رہے تھے۔ چنانچہ ان لوگوں نے اس کی ترغیب اور سازش سے مشکیزوں کو توڑ پھوڑ کر شراب کو پھینک دیا۔ اس سے بساسیری کو حد سے زیادہ غصہ اور رنج ہوا، اس نے فقہائے حنیفہ سے فتویٰ مانگا۔ فقہاءِ حنیفہ نے فتویٰ دیا❶ کہ چونکہ یہ مال عیسائی کا تھا اس لئے حفاظت کرنا لازم تھی اور مال کا ضائع کرنا ناجائز تھا جن لوگوں نے اسے ضائع کیا ہے ان سے تاوان وصول کیا جائے، اس واقعہ نے سونے پر سہاگہ کا کام دے دیا۔ کشیدگی کی کوئی حد باقی نہ رہی۔

بساسیری اور ترک: ...... چونکہ ترکوں اور بساسیری کے درمیان بھی کشیدگی چلی آ رہی تھی۔ اس لئے رئیس الروسا نے ان کو ابھار دیا ان لوگوں نے ہنگامہ برپا کر دیا۔ پھر بساسیری کی شکایات دربار خلافت میں پیش کر کے اس کا گھر لوٹ لینے کی اجازت مانگی، اسے اجازت دیدی گئی۔ پھر کیا تھا ترکوں نے تھوڑی ہی دیر میں اسے لوٹ لیا۔ اس موقع پر رئیس الروسا ایک چال اور چل گیا اور وہ یہ تھی کہ اس نے یہ خبر اڑا دی کہ بساسیری نے خلیفہ مستنصر علوی (والی مصر) سے ساز باز کر لی ہے اور اس کو بغداد اور عراق پر قبضہ کرنے کے لئے بلا رہا ہے۔ خلیفہ یہ سن کے آگ بگولا ہو گیا اس نے ملک الرحیم کو لکھ کر بھیجا کہ بساسیری کو ہمارے دربار خلافت سے فوراً ہٹا دو، اس نے علم خلافت کی مخالفت کی ہے اور خلیفہ مستنصر علوی سے ساز باز کر لی ہے۔ چنانچہ ملک الرحیم نے بساسیری کو دربار خلافت سے علیحدہ کر دیا (یہی واقعات عراق پر سلطان طغرل بیگ کے قابض ہونے اور ملک الرحیم کے گرفتار کئے جانے کے اسباب قویہ سے تھے۔ (مترجم)

ترکوں کی طغرل بیگ کی مخالفت: ...... طغرل بیگ نے بلاد روم پر جہاد کے لئے فوج کشی کی تھی اور وہاں سے کامیاب ہو کر "رے" واپس آ گیا۔ اور اس کے نظم ونسق سے فراغت حاصل کر کے ماہ محرم ۴۴۷ھ میں ہمدان پہنچا۔ دینور میں مقرر کئے ہوئے گورنروں قرمیسین اور حلوان وغیرہ کو لکھ کر بھیجا کہ "چونکہ اس سال میرا ارادہ حج کرنے کا ہے اور شام ومصر بھی یلغار کرنے کا ارادہ ہے اس کے علاوہ دولت علویہ سے نمٹنے کا بھی عزم ہے لہٰذا تم لوگ رسد جانور اور فوجیں وغیرہ تیار کر کے رکھو" یہ خبر مشہور ہوئی تھی کہ بغداد میں اوباشوں نے ہلڑ مچا دیا۔ ترکی فوجیں شور وغل مچاتی ہوئی ایوان خلافت پہنچ گئیں اور خلافت مآب سے درخواست کی "آپ ہمارے ساتھ طغرل بیگ سے مقابلے کے لئے خروج فرمایئے" ترکوں نے اسی پر اکتفا نہیں کیا بلکہ مسلح ہو کر بغداد سے نکل آئے اور بغداد کے باہر ایک میدان میں خیمے ڈال دیئے۔ اس وقت تک طغرل بیگ حلوان پہنچ گیا تھا اور اس کی فوج، خراسان کے راستے میں پھیل گئی تھی۔ لوگوں نے مغربی بغداد میں جا کر پناہ لی۔ اتنے میں ملک الرحیم واسط سے آ گیا۔ اس نے بساسیری کو راستے سے خلیفہ کے حکم کے مطابق علیحدہ کر دیا تھا چنانچہ بساسیری علیحدگی کے بعد سسرالی رشتہ کی وجہ سے دبیس بن صدقہ (والی حلہ) کے پاس چلا گیا۔

طغرل بیگ بغداد میں:......طغرل بیگ نے فدویت نامہ خلیفہ کی خدمت میں روانہ کیا جس میں اپنی اطاعت وفرماں برداری کا اظہار کیا تھا اور ترکوں کو بھی حسن سلوک اور احسان سے پیش آنے کا خط اپنے ایلچی کی معرفت بھیجا۔ ترکوں نے بجائے خط کے جواب کے وہ خط ہی واپس کر دیا اور خلیفہ سے درخواست کی کہ آپ ہم کو ہمیں طغرل بیگ سے مقابلہ اور دفاع کی اجازت دے دیجئے۔ مگر خلیفہ نے اس کا جواب دینے سے اعراض کیا۔ ملک الرحیم نے عرض کیا کہ ''اس جاں نثار نے ان باتوں کا فیصلہ خلیفہ کے ہاتھ میں دیدیا ہے جو مناسب سمجھیں عمل درآمد کرلیا جائے'' چنانچہ خلیفہ نے حکم صادر فرمایا ''مصلحت وقت یہ ہے کہ ترکی فوجیں اپنے خیموں کو چھوڑ کر حرم سرائے خلافت میں آجائیں اور طغرل بیگ کی خدمت میں اظہار اطاعت کا فدویت نامہ بھیج دیں'' چنانچہ اس حکم کے مطابق عمل درآمد کیا گیا۔ اس کے بعد خلیفہ نے خطیبوں کو طغرل بیگ کے نام کا خطبہ پڑھنے کا حکم دیا ادھر طغرل بیگ نے خلیفہ سے دارالخلافت بغداد میں داخل ہونے کی اجازت مانگی وزیر السلطنت رئیس الرؤس لشکر عظیم کے ساتھ جس میں قضاۃ، فقہاء، اعیان دولت اور بہت سے ملک الرحیم کے کمانڈر تھے استقبال کرنے نکلا، طغرل بیگ نے یہ سن کر وزیر السلطنت ابونصر کندری اور اپنی فوج کو پیشوائی کا حکم دیا۔ جمعرات کو جبکہ ماہ رمضان کے دو دن گزر چکے تھے طغرل بیگ دارالخلافت بغداد میں داخل ہو گیا اور باب شماسیہ میں قیام کیا، قریش (والی موصل) بھی یہ خبر سن کر طغرل بیگ کے پاس آ گیا۔ اس نے اس سے پہلے طغرل بیگ کے علم حکومت کی اطاعت قبول کر لی تھی۔

بغداد میں تاتاریوں کا انجام:......بغداد میں طغرل بیگ کے داخل ہونے کے بعد اس کا لشکر اپنی ضروریات کی چیزوں کی خریداری کے لئے سارے شہر میں پھیل گیا۔ اس سے پورے شہر میں تہلکہ سا پڑ گیا، عوام الناس نے سمجھا کہ ملک الرحیم نے طغرل بیگ کے لشکر سے لڑنے کی اجازت دیدی ہے چنانچہ چاروں طرف سے تاتاری لشکر پر مار دھاڑ شروع ہوگئی۔ جہاں پر جس نے تاتاریوں کو دیکھا ان پر ہاتھ صاف کر دیا۔ صرف محلہ کرخ والے اس ہنگامہ اور شورش میں شریک نہیں ہوئے بلکہ اس محلہ والوں نے تاتاریوں کو اپنے گھروں میں پناہ دی اور ان کی جیسا کہ مناسب تھا حفاظت کی۔

بغداد میں تاتاریوں کی لوٹ مار:......عوام الناس کی یہ شورش اسی پر بند نہ ہوئی بلکہ وہ ہلڑ مچاتے ہوئے طغرل بیگ کے کیمپ تک پہنچ گئے، ملک الرحیم اور اس کے کمانڈر اور حاشیہ نشین اس خطرے کے پیش نظر کہ کہیں وہ اس ہنگامہ کے محرک نہ سمجھ لئے جائیں، حرم سرائے خلافت میں جا کر قیام پذیر ہو گئے۔ طغرل بیگ کی فوج یہ ہنگامہ دیکھ کر مسلح ہو گئی، چنانچہ عوام بھاگ گئے اور قتل وغارت کا بازار گرم ہو گیا۔ کئی محلے لوٹ لئے گئے خلفاء کے محلات، اور رصافہ بھی اس لوٹ مار اور غارتگری سے محفوظ نہ رہ سکا۔ بغداد کے باشندوں نے اس خیال سے کہ ان مقامات کا احترام کیا جائے گا اور غارتگری سے یہ محفوظ رہیں گے اپنا مال واسباب یہیں اٹھا لائے تھے جسے تاتاریوں نے لوٹ لیا۔ غرض کہ لوٹ مار اور غارتگری سے بغداد کا کوئی محلہ سوائے محلہ کرخ کے محفوظ نہیں رہ سکا۔

ملک الرحیم کی گرفتاری:......اس کے دوسرے دن طغرل بیگ نے اس واقعہ کی اطلاع خلیفہ قائم کو دی اور اس سے اپنی ناراضگی ظاہر کی اور اس ہنگامہ وشورش کو ملک الرحیم کی طرف منسوب کیا اور یہ کہلوایا کہ اگر ملک الرحیم اپنے کمانڈروں کے ساتھ شاہی دربار میں حاضر ہو جائے گا تو اس کی اس واقعہ سے برأت سمجھی جائے گی ورنہ اسی کو ملزم قرار دیا جائے گا۔ چنانچہ خلیفہ نے ملک الرحیم اور اس کے کمانڈروں کو طغرل بیگ کی خدمت میں حاضری کا حکم دیا اور اپنے ایک خاص ایلچی کو ان لوگوں کی سفارش اور برأت کے لئے ان کے ساتھ بھیجا۔ چنانچہ ملک الرحیم اور اس کے کمانڈر خلیفہ کی ذمہ داری میں دربار شاہی میں حاضر ہوئے۔ اور جب ملک الرحیم اور اس کے کمانڈر پہنچے تو طغرل بیگ نے انہیں گرفتار کرا کے قلعہ سرداران بھیج دیا، جہاں پر ملک الرحیم کو قید کر دیا گیا۔

بنو بویہ کی حکومت کا خاتمہ:......یہ واقعہ ملک الرحیم کی حکومت کے چھٹے سال وقوع میں آیا۔ اس کی گرفتاری سے بنو بویہ کی حکومت کا خاتمہ ہو گیا۔ اس ہنگامہ میں قریش (والی موصل) اور عرب کا مال واسباب بھی لوٹ لیا گیا۔ اس نے پریشان ہو کر بدر بن مہلہل کے خیمہ میں جا کر پناہ لی۔ طغرل بیگ کو اس کی اطلاع ملی تو اس نے قریش کو بلوا کر خلعت فاخرہ عنایت کی اور جتنا مال واسباب لوٹ لیا گیا تھا اس کا معاوضہ دیدیا۔

بغداد پر طغرل بیگ کا قبضہ:......خلیفہ نے طغرل بیگ کے پاس اس واقعہ کی شکایت لکھی اور ان لوگوں کو رہا کرنے کو لکھا جنہیں طغرل بیگ نے

ملک الرحیم کے ساتھ گرفتار کرلیا تھا اور یہ دھمکی دی کہ یہ لوگ میری ذمہ داری پر تمہارے پاس گئے تھے اگر یہ لوگ رہا نہیں کئے جائیں گے تو میں دارالخلافت بغداد چھوڑ دوں گا۔ چنانچہ طغرل بیگ نے اس تحریر پر چند لوگوں کو رہا کر دیا اور ملک الرحیم کی فوج کو معطل کر کے یہ حکم دیا کہ تحصیل معاش کے لئے جہاں چاہو چلے جاؤ۔ چنانچہ ان میں سے ایک بڑا گروہ بساسیری کے پاس چلا گیا۔ جس سے اس کی تعداد بڑھ گئی۔ اسی سلسلہ میں طغرل بیگ نے ترکان بغداد کا بھی مال واسباب ضبط کر لیا اور نورالدولہ دبیس کو ممالک محروسہ سے بساسیری کے نکال دینے کا حکم دیا۔ چنانچہ بساسیری، رحبہ چلا گیا اور مستنصر علوی (والی مصر) کی خدمت میں اظہار اطاعت کے لئے فدویت نامہ لکھا اور اس کا فرمانبردار ہو گیا۔

اہل بغداد کی بے کسی:...... نورالدولہ دبیس نے اپنے زیر کنٹرول علاقوں میں طغرل بیگ کے نام کا خطبہ پڑھوایا سارے اطراف بغداد میں تاتاری لشکر پھیل گیا اور غارتگری کا بازار گرم ہو گیا۔ (غربی بغداد میں تکسریت سے نیل تک مشرقی بغداد میں مروامات تک اور نشیبی بغداد کو ان تاتاریوں نے لوٹ کر ویران کر دیا) اور یہاں کے اکثر باشندوں کو جلاوطن کر دیا۔ بغداد پر قبضہ کرنے کے بعد طغرل بیگ علاقے کے نظم ونسق کی طرف متوجہ ہوا، بصرہ اور اہواز کا ٹھیکہ ہزارسب کو دیا اور صرف اہواز میں اس کے نام کا خطبہ پڑھنے کی اجازت دی۔ امیر ابوعلی بن ملک کالیجار کو قرمیسین اور اس کا صوبہ عنایت کیا۔ اہل کرخ کو اذان فجر میں الصلوة خير من النوم ❶ کہنے کا حکم دیا۔ اور قصر حکومت کی تعمیر کا حکم صادر کیا چنانچہ جیسا کہ اس نے حکم دیا تھا تعمیر کیا گیا۔ ماہ شوال ۴۴۷ھ میں طغرل بیگ قصر حکومت میں آ گیا اسی وقت سے اس کا قدم حکومت وسلطنت پر جم گیا جس کی وارث اس کی آئندہ نسلیں اور اس کی سلجوقی قوم ہوئی۔ اسلامی دنیا میں جتنے عجمی حکمران ہوئے ان میں سے ان کی سلطنت نہایت عظیم الشان ہوئی۔ ان سے زیادہ عظیم کسی عجمی کی حکومت نہیں ہوئی۔ والملك لله يوتيه من يشآء۔

جرجان اور طبرستان کے حکمران بنو وشمکیر کی حکومت کے حالات

ہم اوپر تحریر کر چکے ہیں کہ مرداویح بن زمابر، اطروش کے دیلمی سرداروں میں سے تھا اور مرداویح نسباً جیل کے خاندان کا ممبر تھا جو دیلم کے بھائی تھے۔ ان سب کی ایک حالت تھی۔ ان میں سے بعضے علویوں کے سپہ سالار تھے جس کی وجہ سے علویوں کو حکومت وسلطنت حاصل ہوئی تھی یہاں تک کہ اطروش اور اس کی اولاد کی حکومت دولت عباسیہ کے ظہور اور غلبے کے وقت ختم ہوگئی چنانچہ اس کے سرداروں کے نام حکومت وسلطنت سے مٹا دیئے گئے اور یہ لوگ حکومت وسلطنت کی طلب اور تلاش میں ملک کے اطراف میں پھیل گئے۔ چنانچہ رے، اصفہان، جرجان، طبرستان، عراق، فارس اور کرمان پر ان لوگوں کا قبضہ ہو گیا۔ بنو بویہ نے خلیفہ وقت کو دبا لیا اور اپنے دور حکومت کے آخر تک اس کو شاہ شطرنج بنائے رہے۔ آپ اوپر پڑھ چکے ہیں کہ جس وقت مرداویح کا قدم حکومت پر جم گیا تو اس نے اپنے بھائی وشمکیر کو ۳۲۰ھ ❷ میں گیلان روانہ کیا رفتہ رفتہ اس کی حکومت کا سکہ چلنے لگا اور بڑے بڑے صوبے اس کے قبضہ میں آ گئے اور وہ اصفہان اور رے پر قابض ہو گیا۔ عظیم الشان بادشاہوں میں اس کا شمار ہونے لگا۔ ترکی غلاموں کو جو اس کی خدمت میں رہتے تھے اس کی سختی کی وجہ سے ناراضگی پیدا ہوگئی چنانچہ ان سب نے اتفاق کر کے ماہ محرم ۳۲۳ھ میں اسے مار ڈالا۔ تب اس کی فوج اس کے بھائی وشمکیر کے پاس رے میں جمع ہوگئی اور اسے مرداویح کی جگہ اپنا سردار بنا لیا۔

ماکان اور وشمکیر:...... وشمکیر نے تخت حکومت پر بیٹھنے کے بعد، ماکان بن کالی کے پاس کرمان میں اپنی اطاعت کا پیام بھیجا اور بہما ہی ابن محتاج رے میں بلا بھیجا۔ قبل اس کے ماکان بن کالی، کرمان پر ابوعلی بن الیاس سے قبضہ لے چکا تھا۔ ماکان نے وشمکیر کی تحریر پر کوئی توجہ نہیں کی اور کرمان سے دامغان کی طرف روانہ ہو گیا۔ وشمکیر یہ سن کر آگ بگولا ہو گیا اور ایک بڑی فوج کے ساتھ اپنے سپہ سالار تاتجیر دیلمی کو ماکان کے تعاقب پر مقرر کر دیا۔ ابن مظفر کا لشکر ماکان کی پشت پناہی پر تھا۔ چنانچہ دونوں فوجوں کی مڈبھیڑ ہوگئی۔ لڑائی ہوئی تو تاتجیر نے ان لوگوں کو شکست دے۔ وہ لوگ نیشاپور لوٹ آئے اور اس کی حکومت کی باگ ڈور ماکان کے قبضہ میں آ گئی جیسا کہ یہ واقعات اس سے پہلے لکھے گئے ہیں۔

---

❶ ...... جبکہ اس دوران اہل کرخ جو شیعہ تھے، فجر کی اذان میں حی علی خیر العمل کا اضافہ کرتے تھے۔ ❷ ...... ایک نسخہ میں ۴۲۰ھ تحریر ہے، جو غلط ہے۔ دیکھیں تاریخ الکامل ج ۸ ص ۱۳۹۔

وشمکیر کا رے پر قبضہ:......اس کے بعد تاتجیر نے جرجان کی جانب قدم بڑھائے اور وہیں ٹھہرا رہا یہاں تک کہ اس سال کے آخر میں گھوڑے سے گر کر مر گیا اس سے ماکان کو موقع مل گیا اس نے جرجان پر قبضہ کر لیا۔ ابن محتاج نے ۳۲۸ھ میں اس پر

حملہ کر دیا اور چند دنوں کے محاصرہ کے بعد فتح کر لیا۔ ماکان پریشان ہو کر طبرستان چلا گیا اور وہیں رہنے لگا۔ ادھر وشمکیر نے ایک فوج ماکان کی مدد کے لئے ابن محتاج سے جنگ کرنے کو روانہ کی ادھر رکن الدولہ نے موقع کو غنیمت سمجھ کر اصفہان پر حملہ کر دیا اور طاقت کے زور پر قابض ہو گیا۔ اس کامیابی سے رکن الدولہ اور والی خراسان کے علاقوں کی سرحد مل گئی اور وشمکیر تنہا ملک ''رے'' پر حکمرانی کرنے لگا۔

وشمکیر کا طبرستان پر قبضہ:......جب رکن الدولہ نے اصفہان پر قبضہ کر لیا اور ابوعلی بن محتاج والی خراسان سے اس کے اور اس کے بھائی عماد الدولہ (والی فارس) سے مراسم اتحاد پیدا ہوئے تو اس وقت ان دونوں نے ابوعلی بن محتاج کو وشمکیر سے ''رے'' چھین لینے کی ترغیب دی۔ غرض یہ تھی کہ اگر ابن محتاج اس مہم میں کامیاب ہو گیا تو اس کی وجہ سے اس کی حکومت کو استحکام حاصل ہو جائے گا۔ چنانچہ ابوعلی ابن محتاج، فوجیں مرتب کر کے ''رے'' کی طرف روانہ ہو گیا۔ وشمکیر نے اس کے مقابلے پر کمر باندھی اور ماکان سے امداد مانگی چنانچہ ماکان خود اس کی کمک پر آیا۔ رکن الدولہ کو اس کی خبر مل گئی اس نے بھی ابن محتاج کی مدد کے لئے فوجیں بھیج دیں چنانچہ مقام اسحاق آباد میں جنگ ہوئی۔ اور گھمسان کی لڑائی ہوئی جس میں وشمکیر شکست کھا کر طبرستان چلا گیا اور اس پر حاوی اور قابض ہو گیا۔ ماکان میدان کارزار میں مارا گیا۔ ابوعلی ابن محتاج نے رے پر اپنی کامیابی کا جھنڈا نصب کر دیا۔ بعدہ اپنی فوجوں کو جبل کے شہروں کی طرف بڑھنے کا حکم دیا۔ زنجان، ابہر، قزوین، کرج، ہمدان اور دینور کو علوان تک مفتوح کر لیا۔

حسن بن فیرزان کا جرجان پر قبضہ:......حسن بن فیرزان، ماکان کا چچازاد بھائی تھا۔ یہ نہایت جری اور دلیر شخص تھا چنانچہ جب ماکان میدان جنگ اسحاق آباد میں مارا گیا اور وشمکیر نے طبرستان پر قبضہ کر لیا تو وشمکیر نے حسن بن فیرزان کے پاس اپنی اطاعت قبول کرنے کا پیغام بھیجا۔ مگر حسن بن فیرزان نے نفی میں جواب دیا اور ماکان کے قتل کو وشمکیر کی طرف منسوب کیا وشمکیر نے یہ سن کر حملہ کر دیا حسن بن فیرزان ساریہ چھوڑ کر ابوعلی ابن محتاج، حسن کی امداد پر کمربستہ ہو گیا اور فوجوں کو مرتب کر کے وشمکیر کا ساریہ میں محاصرہ کر لیا پورا ایک سال کا محاصرہ کئے رہا یہاں تک کہ وشمکیر نے سامانی حکمرانوں کی اطاعت قبول کر لی اور اطمینان کے لئے اپنے سالار کو بطور ضمانت دیدیا۔ چنانچہ جنگ اور محاصرہ کا خاتمہ ہو گیا۔ پھر حسن بن فیرزان اور ابوعلی ابن محتاج، خراسان واپس آ گئے۔ تھوڑے دنوں بعد سعید بن سامان کی موت کی خبر مشہور ہوئی۔ تو حسن نے ابوعلی ابن محتاج پر یلغار کر دی اور اس کے علاقوں میں لوٹ مار کی اور ابن وشمکیر کو جو اس کے پاس تھا گرفتار کر کے جرجان کی طرف لوٹا اور اس کو ابراہیم بن سیجور والی خراساں سے چھین لیا۔

ابراہیم ابن سیجور نے نیشاپور میں جا کر دم لیا۔ ابوعلی ابن محتاج نے بھی علم بغاوت بلند کر دیا جیسا کہ ان کے حالات کے ضمن میں لکھا گیا۔

رے پر وشمکیر کا دوبارہ قبضہ اور ابن بویہ کا استیلاء:......جب ابوعلی خراسان کی جانب واپس آیا اور حسن بن فیرزان نے اس کے ساتھ جو کچھ کرنا تھا کر لیا، جو آپ اوپر پڑھ چکے ہیں تو وشمکیر نے رے کی طرف قدم بڑھائے اور خیبر کی مزاحمت کر کے قبضہ کر لیا پھر دلجوئی کے خیال سے حسن بن فیرزان سے خط وکتابت کی اور اس کے بیٹے سالار کو اس کے پاس واپس بھیج دیا۔ اس طرح دونوں کی صلح ہو گئی۔

وشمکیر کو شکست:......اس کے بعد رکن الدولہ بن بویہ ''کو رے'' پر قبضہ کی لالچ لگی کیونکہ وشمکیر کے پاس اول تو فوجیں کم تھیں دوسرے ان دنوں وشمکیر کو تنگ دستی گھیرے ہوئے تھی۔ چنانچہ لشکر آراستہ کر کے رے پر چڑھائی کر دی اور لڑ کر وشمکیر کو شکست دے دی۔ اس کے اکثر سپاہیوں نے امن حاصل کر لیا اور رکن الدولہ بن بویہ کی فوج میں آ گئے اور اس طرح ''رے'' پر رکن الدولہ کی حکومت کا جھنڈا نصب ہو گیا۔

وشمکیر کا فرار:......وشمکیر شکست کھا کر طبرستان کی طرف واپس ہوا تو حسن بن فیرزان نے چھیڑ چھاڑ کی اور شکست دیدی چنانچہ وشمکیر نے خراسان کا راستہ اختیار کر لیا حسن بن فیرزان نے رکن الدولہ سے خط وکتابت کر کے میل جول پیدا کر لیا۔

وشمکیر کا جرجان پر قبضہ:......جس وقت رکن الدولہ نے رے کو وشمکیر سے چھین لیا۔ وشمکیر بحال پریشان طبرستان کی طرف چل کھڑا ہوا حسن بن

قیرزان رکاوٹ بنا اور لڑ کر وشمکیر کو شکست دیدی تب وشمکیر خراسان چلا گیا اور امیر نوح بن سامان سے مدد مانگی۔ امیر نوح نے ایک فوج اس کی مدد پر مامور کر دی اور ابوعلی بن محتاج (والی خراسان) کو بھی وشمکیر کی مدد کرنے کی ہدایت کی۔ چنانچہ ابوعلی بن محتاج نے بھی اپنی فوجیں وشمکیر کے ساتھ جرجان فتح کرنے کو روانہ کیں۔ ان دنوں جرجان میں حسن بن قیرزان حکومت کر رہا تھا۔ وشمکیر نے اسے لڑ کر جرجان سے نکال دیا اور خود قابض ہو گیا۔

رکن الدولہ کا طبرستان اور جرجان پر قبضہ: ...... حسن بن قیرزان، وشمکیر سے شکست کھا کر رکن الدولہ بن بویہ کے پاس رے چلا گیا اور وہیں قیام پذیر ہو گیا۔ ۳۳۶ھ میں رکن الدولہ نے وشمکیر کے علاقوں پر حملہ کیا۔ وشمکیر بھی خم ٹھونک کر مقابلہ پر آ گیا۔ مگر شکست کھا کر بھاگ گیا۔ رکن الدولہ نے طبرستان پر قبضہ کر کے جرجان کی طرف قدم بڑھائے تو وشمکیر کے کمانڈروں نے اطاعت قبول کر لی اور امن حاصل کر کے جرجان رکن الدولہ کے حوالہ کر دیا۔ رکن الدولہ اپنی طرف سے حسن بن قیرزان کو جرجان پر مقرر کر کے ''رے'' واپس چلا گیا۔

وشمکیر اور منصور بن قراتکین: ...... وشمکیر شکست کھا کر جرجان پہنچ گیا اور امیر نوح ابن سامان سے پھر امداد کی درخواست کی۔ رکن الدولہ کی زیادتیوں کی داستان سنائی۔ امیر نوح نے منصور بن قراتکین (والی خراسان) کو وشمکیر کی کمک اور امداد کا حکم دیا۔ چنانچہ منصور، فوجیں مرتب کر کے وشمکیر کے ساتھ رکن الدولہ سے جنگ کرنے روانہ ہو گیا چونکہ منصور، وشمکیر کے ساتھ ظاہر داری کا برتاؤ کرتا تھا۔ اس لئے وشمکیر نے امیر نوح بن سامان کی خدمت میں اس کی شکایت کر دی چنانچہ امیر نوح نے اس کی جگہ ابوعلی بن محتاج کو مقرر کر دیا اور کوچ و قیام کرتا ہوا رے پہنچا جہاں رکن الدولہ سے جنگ ہوئی۔ لیکن کامیابی نصیب نہ ہوئی پھر ان لوگوں نے رکن الدولہ سے صلح کر لی جیسا کہ اوپر ہم تحریر کر چکے ہیں۔

رکن الدولہ کا طبرستان پر قبضہ: ...... اس کے بعد رکن الدولہ، وشمکیر کی طرف لوٹ پڑا۔ وشمکیر کو شکست ہوگئی اور وہ اسفرائن کی طرف بھاگ گیا، ادھر رکن الدولہ نے طبرستان پر قبضہ کر لیا۔ ساریہ کا محاصرہ کیا اور اس پر بھی اپنی حکومت کا جھنڈا لہرا دیا۔ وشمکیر پریشان ہو کر جرجان پہنچ گیا۔ رکن الدولہ نے تعاقب کیا اور جب جرجان میں بھی وشمکیر ہاتھ نہ آیا تو اس کی جستجو تلاش میں جیل تک چلا گیا اور اس پر بھی قابض ہو گیا۔

وشمکیر کی وفات بھستون ❶ کی حکومت: ...... جب بنو بویہ نے کرمان کو ابوعلی بن الیاس سے چھین لیا اور خود قابض ہو گیا تو وشمکیر سے کچھ بن نہ پڑا لہٰذا بھاگ کر امیر منصور بن نوح کی خدمت میں بخارا پہنچ گیا۔ بنو بویہ کی زیادتیوں اور ظلم کی شکایت کی، ممالک بنو بویہ کے علاقوں کی سرسبزی، شادابی اور قبضہ کی لالچ دلائی اور نیز اس کے خراسانی سرداروں کو بھی جھانسے دے کر ملا لیا۔ چنانچہ امیر منصور نے ابوالحسن محمد بن ابراہیم بن سیمجور والی خراسان کو وشمکیر کی ماتحتی میں رے پر حملہ کرنے کا حکم دیا۔ رکن الدولہ اس خبر سے مطلع ہو کر ان سے مقابلہ پر تیار ہو گیا۔ اور اپنے بیٹے عضد الدولہ کو بھی اپنی مدد پر بلوا لیا، جیسے ہی ابوالحسن وغیرہم نے خراسان سے رے کی طرف کوچ کیا رکن الدولہ نے میدان خالی پا کر خراسان کی طرف قدم بڑھایا ادھر ان لوگوں کو اس کی خبر ملی تو رے کی تسخیر سے رک گئے اور دامغان میں ٹھہر کر رکن الدولہ کے حالات دریافت کرنے کے لئے جاسوس بھیجے اسی دوران ایک دن وشمکیر شکار کھیلنے کے لئے گیا۔ ایک جنگلی سور سامنے آ گیا اس نے تیر چلایا مگر نشانہ خطا کر گیا۔ پھر سور نے اس پر حملہ کر دیا جس سے گھوڑا زخمی ہو کر گر پڑا۔ اس کے مرتے ہی سارا کھیل بگڑ گیا۔ اس کا بیٹا بھستون اس کی جگہ حکمران بنا۔ اس نے رکن الدولہ سے خط و کتابت کر کے صلح کر لی چنانچہ رکن الدولہ نے مالی اور فوجی مدد دی۔

بھستون کی وفات قابوس کی حکومت: ...... بھستون کے دور حکومت میں کوئی نمایاں کام ایسا نہیں ہوا جس کا خصوصیت کے ساتھ ذکر کیا جائے اس نے سات سال حکومت کر کے جرجان میں ۳۶۶ھ میں انتقال کیا۔

قابوس بن وشمکیر: ...... پھر اس کا بھائی قابوس اپنے ماموں رستم کے پاس کوہ شہریار میں تھا۔ بھستون ایک چھوٹا بیٹا چھوڑ کر مرا تھا۔ جو طبرستان میں اپنے نانا کی کفالت میں پرورش پا رہا تھا اس کے نانا جی کو ملک گیری اور ریاست کی لالچ لگی تو اپنے نواسہ کو لے کر جرجان پہنچ گیا اور ان سرداروں کو گرفتار کر لیا جن کے دل کا میلان قابوس کی طرف تھا۔ اس دوران قابوس پہنچ گیا فوجیوں نے اس کی آمد کی خبر سن کر نہایت جوش سے اس کا استقبال کیا اور اس

---

❶ ...... یہاں صحیح لفظ بیستون ہے دیکھیں (تاریخ الکامل ج ۵ ص ۳۴۹۔ مزید تاریخ ابی الزرعہ) اور تاریخ ابن الوردی۔

کو اپنا سردار تسلیم کر کے شہر پر قبضہ دلا دیا۔ نانا جی کے جتنے آدمی تھے وہ فرار ہو گئے پھر قابوس نے اپنے بھتیجے کو اپنی کفالت میں لے لیا، جرجان اور طبرستان کی حکومت اپنے قبضہ میں لے کر حکومت کرنے لگا۔

عضد الدولہ کا جرجان و طبرستان پر قبضہ: ......رکن الدولہ نے ۳۶۶ھ میں وفات پائی اور وفات کے وقت اپنے بیٹے عضد الدولہ کو اپنا ولی عہد بنایا اور تمام ممالک محروسہ کی حکومت اس کے سپرد کی، دوسرے بیٹے فخر الدولہ کو ہمدان اور جبل کے صوبوں کا حکمران بنایا، تیسرے بیٹے موید الدولہ کو اصفہان کی حکومت عنایت کی۔ بختیار بن معز الدولہ ان دنوں دار الخلافت بغداد میں تھا وہ میدان خالی پا کر حکومت بغداد پر قابض ہو گیا۔

عضد الدولہ کا فخر الدولہ پر حملہ: ......اس کے بعد عضد الدولہ نے اپنے بھائی فخر الدولہ پر فوج کشی کی، فخر الدولہ، ہمدان چھوڑ کر قابوس کے پاس جرجان بھاگ گیا اور عضد الدولہ نے ''رے'' میں پڑاؤ کر دیا۔ قابوس کے پاس اپنے بھائی فخر الدولہ کی طلبی کا پیغام بھیجا مگر قابوس نے انکار کر دیا۔ تب عضد الدولہ نے اپنے بھائی موید الدولہ کو خراسان میں یہ حکم بھیجا کہ تم فوجیں تیار و مرتب کر کے قابوس پر چڑھائی کر دو۔ اس کے ساتھ ہی بہت سا مال اور شاہی لشکر اس کی امداد پر روانہ کیا۔ چنانچہ ۳۷۱ھ میں معز الدولہ نے جرجان پر فوج کشی کی اور اسے قابوس سے چھین لیا۔

فخر الدولہ اور موید الدولہ کی جنگ: ......پھر فخر الدولہ اور موید الدولہ کی خراسان میں اس وقت مڈبھیڑ ہوئی تھی جبکہ حسام الدولہ ابوالعباس تاش، امیر ابوالقاسم بن نوح کی طرف سے خراسان کا گورنر بنا تھا۔ امیر ابوالقاسم نے تاش کو قابوس بن وشمگیر اور فخر الدولہ کی موید الدولہ کے مقابلے میں امداد کی ہدایت کی تھی اور یہ بھی حکم دیا تھا کہ جتنی جلدی ہو سکے قابوس کو اس کے علاقے واپس دلا دو چنانچہ تاش نے ایک بڑی فوج کے ساتھ جرجان پر یلغار کی اور دو مہینہ تک محاصرہ کئے رہا۔ محصوروں کا حال بہت تنگ ہو گیا پھر موید الدولہ جب محاصرہ نہ اٹھا سکا تو فائق سے ساز باز کر لی۔ (فائق تاش کے لشکر کا سپہ سالار اعظم تھا) اور خط و کتابت کر کے فائق کو ملا لیا، فائق نے مال و زر کی لالچ میں اقرار اور وعدہ کر لیا کہ جنگ کے وقت اپنے لشکر سمیت میں اپنے مورچہ کو چھوڑ دوں گا۔ اس قرارداد کے مطابق موید الدولہ نے جرجان سے نکل کر محاصروں پر حملہ کیا۔ فائق اپنے ماتحت لشکر کے ساتھ میدان جنگ سے بھاگ گیا۔ تاش اور فخر الدولہ تھوڑی دیر تک لڑتے رہے۔ جب کامیابی کی صورت نظر نہ آئی تو منہزم گروہ کے پیچھے خود بھی بھاگ کھڑے ہوئے موید الدولہ نے ان لوگوں کا تعاقب خراسان تک کیا۔

جرجان پر فخر الدولہ کا قبضہ: ......اس کے بعد وزیر السلطنت عتبی کو قتل کر دیا گیا۔ امیر ابوالقاسم بن نوح نے تاش کو بخارا میں بغرض انتظام و انصرام امور سلطنت طلب کر لیا۔ پھر ۳۷۲ھ میں موید الدولہ نے تاش پر فوج کشی کی۔ اس کے بعد اس کی موت کا واقعہ پیش آ گیا جیسا کہ ہم اوپر تحریر کر چکے ہیں۔ غرض یہ مہم یوں ہی ناتمام رہ گئی اور فخر الدولہ نے جرجان پر قبضہ کر لیا۔ اس کے بعد تاش اور ابن سیجور میں جھگڑا ہو گیا۔ نوبت جنگ تک پہنچ گئی۔ تاش شکست کھا کر جرجان پہنچ گیا جہاں فخر الدولہ نے بڑی آؤ بھگت سے استقبال کیا اور ایسی عزت و قدر سے ٹھہرایا کہ کسی نے ویسی قدر و منزلت نہ کی ہو گی جیسا کہ ان کے حالات کے ضمن میں تحریر کیا گیا۔

بر ستان پر قبضہ: ......جب فخر الدولہ نے جرجان، طبرستان اور رے پر قبضہ کر لیا اور لڑائیوں سے فراغت ملی تو ان احسان اور سلوک کے معاوضہ میں جو کسمپرسی اور بے وطنی کے دور میں قابوس نے اس کے ساتھ کیا تھا جرجان اور طبرستان، قابوس کو دینے کا ارادہ کیا اور اپنے وزیر السلطنت صاحب بن عباد سے اس بارے میں مشورہ کیا۔ مگر وزیر السلطنت نے اس رائے سے موافقت نہ کی۔ اس لئے قابوس جرجان چلا گیا۔ حکمرانان بنو سامان اس کو فوجی اور مالی امداد دیتے رہے لیکن اس غریب کو کامیابی حاصل نہ ہوئی پھر سبکتگین کا ان علاقوں پر قبضہ ہو گیا۔

جرجان اور طبرستان کی طرف قابوس کی واپسی: ......جب سبکتگین نے خراسان کی حکومت اپنے قبضہ میں لی تو قابوس سے وعدہ حتمی کر لیا کہ میں تمہیں جرجان اور طبرستان کی حکومت کی کرسی پر پھر بٹھا دوں گا، مگر ابھی ایفاء وعدہ کی نوبت نہ آئی تھی کہ سبکتگین بلخ گیا اور وہیں ۳۸۷ھ میں اس کی وفات ہو گئی۔ قابوس ۳۸۸ھ تک خراسان میں ٹھہرا رہا۔ اس کے بعد اصبہد نے قابوس کی امداد پر کمر باندھی اور ایک فوج لے کر جبل شہریار فتح کرنے کے لئے روانہ ہوا۔ رستم بن مرزبان (مجد الدولہ کا ماموں) جنگ جوؤں کو جمع کر کے مقابلہ پر آیا اور معرکہ آرائی کی چنانچہ رستم کی فوج میدان جنگ سے

بھاگ گئی اور اصبہد نے جبل شہر یار پر کامیابی کا جھنڈا گاڑ دیا اور شمس المعالی قابوس کی حکومت کا سکہ جاری کر دیا۔ جامع مسجد کے منبر پر اس کے نام کا خطبہ پڑھا گیا۔ اتفاق یہ کہ استبدادیہ ❶ کے مضافات میں ابن سعید کا نائب رہتا تھا۔ اس کا دلی میلان قابوس کی طرف تھا۔ اس نے یہ خبر سنی تو جامہ سے باہر ہو گیا۔ آمد کی طرف فوج لے کر روانہ ہوا اور بزور تلوار وہاں سے مجد الدولہ کی فوج کو مار کر بھگا دیا اور آمد پر قبضہ کر کے قابوس کے نام کا خطبہ پڑھا اور قابوس کو اس خوشی کی خبر دی۔

جرجان پر قابوس کا قبضہ: ......اس واقعہ کے بعد اہل جرجان نے قابوس کی خدمت میں طلبی کا خط روانہ کیا۔ چنانچہ قابوس نیشاپور سے جرجان روانہ ہو گیا۔ اصبہد بھی یہ خبر سن کر جرجان کی طرف چلا گیا۔ ابن سعید نے حکمت عملی سے لشکر جرجان کو ان کی مخالفت پر ابھار دیا چنانچہ وہ بجائے استقبال کے مقابلہ پر آ گیا۔ لڑائی ہوئی تو لشکر جرجان شکست کھا کر جرجان کی طرف لوٹا جہاں قابوس کے مقدمۃ الجیش سے مڈ بھیڑ ہو گئی۔ دوبارہ شکست کھا کر رے کی جانب بھاگ گیا۔ اس طرح شمس المعالی قابوس، ماہ شعبان ۳۸۸ھ میں کامیابی کے ساتھ جرجان میں داخل ہوا۔ اس کے بعد رے کی فوجیں، جرجان کے محاصرہ کے لئے آئیں اور حصار کر لیا اس دوران موسم سرما آ گیا اور بارش بھی شدت سے برسی رسد و غلہ بھی ختم ہو گیا۔ مجبوراً بادل ناخواستہ محاصرہ سے دست کش ہو کر کوچ کر دیا۔ ادھر قابوس نے ان کا تعاقب کیا اور میدان میں لڑ کر ان کو شکست دی۔ ان کے کمانڈروں کے ایک گروپ کو گرفتار کر لیا۔ اس طرح جرجان سے استرآباد تک کا علاقہ اس کے قبضہ میں آ گیا۔

مرزبان اور قابوس: ......ان مسلسل کامیابیوں سے اصبہد کا دماغ پھر گیا۔ حکومت و سلطنت کی ہوا دماغ میں سما گئی۔ مال و اسباب اور خزانوں پر جو اس کے پاس تھا غرور ہو گیا، اس نے اپنی بادشاہت کا اعلان کر دیا۔ مرزبان (مجد الدولہ کا ماموں) رے سے فوجیں لے کر اصبہد کی سرکوبی اور اسے ہوش میں لانے کے لئے روانہ ہوا دونوں میں گھمسان کی لڑائی ہوئی۔ آخر کار اصبہد کو شکست ہوئی اور اسے گرفتار کر لیا گیا۔ چونکہ مرزبان کو مجد الدولہ سے کشیدگی اور نفرت پہلے سے تھی اس لئے اصبہد پر فتح پانے کے بعد بلاد جبل میں شمس المعالی قابوس کی حکومت کا اعلان کر دیا اور اس کے نام کا خطبہ پڑھا۔ المختصر اس طور سے مملکت جبل، مملکت جرجان اور طبرستان سے ملحق ہو گئی۔ قابوس نے اپنے بیٹے منوچہر کو ان علاقوں کی حکومت دی۔ چنانچہ اس نے نیشاپور وغیرہ کو فتح کر لیا۔ اتنے میں وہ زمانہ آ گیا کہ محمود بن سبکتگین، خراسان پر قابض ہو گیا، چنانچہ قابوس نے فدویت نامہ روانہ کیا۔ تحائف اور ہدایا بھیجے اور اطاعت و فرمانبرداری کا اظہار کر کے اس سے صلح کر لی۔

قابوس کی معزولی: ......شمس المعالی قابوس نہایت رعب و داب والا انسان تھا۔ غصہ مزاج میں زیادہ تھا۔ فروگزاشت کرنے کا سبق ہی نہیں پڑھا تھا اس کے اعیان دولت ہمیشہ اس سے ڈرتے رہتے تھے۔ رفتہ رفتہ ان لوگوں کا خوف اس حد تک پہنچ گیا کہ ان لوگوں نے تنگ آ کر اس کی معزولی پر اتفاق کر لیا۔ قابوس اس وقت کسی قلعہ میں مقیم تھا۔ اعیان حکومت قابوس کو گرفتار کرنے کے لئے قلعہ کی طرف چلے مگر قابوس کو خبر ہو گئی اس نے دروازے بند کرا لئے۔ اعیان دولت نے ادھر ادھر جو کچھ پایا لوٹ لیا اور جرجان واپس آ گئے اور قابوس کی معزولی کا اعلان کر کے اس کے بیٹے (منوچہر) کو طبرستان سے بلوا لیا۔ قابوس کا بیٹا اس خیال سے کہ کہیں کسی دوسرے کو حکومت کے لئے منتخب نہ کر لیں نہایت عجلت میں پہنچ گیا۔ ساری فوج نے اس شرط پر کہ وہ اپنے باپ کو معزول کر دے اس کی اطاعت پر اتفاق کر لیا۔

قابوس کا قتل: ......چنانچہ اس نے اس شرط کو مجبوراً قبول کر لیا، ادھر قابوس، قلعہ سے نکل کر بسطام چلا گیا اور وہیں اس انتظار میں کہ بغاوت و فتنہ فرو ہو جائے قیام کر دیا۔ فوجیوں نے اس سے مطلع ہو کر بسطام کا رخ کر لیا اور منوچہر کو بھی اپنے ساتھ چلنے پر مجبور کیا۔ لیکن منوچہر بہانہ کر کے قلعہ انجیا میں رک گیا۔ قابوس کو ان واقعات سے خطرہ پیدا ہو گیا کہ کہیں حکومت و سلطنت قبضہ سے نکل نہ جائے اس لئے منوچہر کو تخت حکومت پر قائم رہنے کی اجازت دے دی مگر مفسدہ پردازوں نے اس پر قناعت نہ کی اور منوچہر سے قابوس کے قتل کی اجازت مانگی، پھر جواب آنے کا بھی انتظار نہ کیا اور قابوس کے مکان میں گھس گئے اس کے کپڑے اتار لئے۔ غریب قابوس سردی کی شدت سے کانپ رہا تھا پھر چلاتے چلاتے مر گیا۔ یہ واقعہ ۴۰۳ھ کا ہے جبکہ اس کی

❶ ......یہاں صحیح لفظ ''استدار یہ'' ہے۔ دیکھیں تاریخ کامل ج ۵ ص ۵۳۔

حکومت اور قبضے کو دس سال گزر چکے تھے۔ قابوس کے مرنے پر اس کا بیٹا منوچہر حکمران بن گیا، اور منبروں پر اس کے نام کا خطبہ پڑھا گیا۔ اسی زمانہ سے وہ اپنے باپ کے قاتلوں سے قصاص لینے کی تدبیریں کرنے لگا۔ چنانچہ بہت سوں کو ان میں سے حکمت عملی سے فنا کر دیا باقی لوگ گوشہ گمنامی میں روپوش ہو گئے۔

منوچہر کی وفات نوشیرواں کی حکومت: ...... جب سلطان محمود کے حاجب نے مجد الدولہ کو گرفتار کر کے رے پر قبضہ کر لیا سلطان محمود نے جرجان کی طرف اپنے لشکر کو بڑھایا، منوچہر بن قابوس جرجان چھوڑ کر بھاگ گیا چار لاکھ دینار فدویت نامہ کے ساتھ سلطان محمود کی خدمت میں روانہ کئے اور صلح کی درخواست کی اور جبال وغیرہ میں قلعہ نشین ہو گیا۔ سلطان محمود نے اس کی درخواست قبول کر لی اس کے بعد منوچہر ۴۲۶ھ میں انتقال کر گیا۔ اور اس کی جگہ اس کا بیٹا نوشیرواں حکمران بنا۔ سلطان محمود نے اس جانشینی کو بحال رکھا اور چار لاکھ دینار کے بدلے پانچ لاکھ دینار مقرر کر دیئے۔ چنانچہ سلطان محمود کے نام کا خطبہ بلاد جبل میں حدود آرمینیہ تک پڑھا گیا۔ سلطان محمود کے بعد مسعود (محمود کا بیٹا) ۴۳۰ھ میں جرجان اور طبرستان پر قابض ہو گیا اور اس نے بنو قابوس کی حکومت و سلطنت کا نام و نشان اس طرح مٹا دیا کہ گویا بالکل نہ تھی (والبقاء للہ وحدہ)

آذربائیجان کے حکمران مسافر دیلمی کے حالات

جس وقت دیلمیوں کا ظہور ہوا وہ سیلاب کی طرح تمام ملکوں میں پھیل گئے اور ممالک اسلامیہ کے صوبوں پر قابض ہو گئے ان دنوں ۳۳۰ھ میں آذربائیجان، رستم ❶ بن ابراہیم کردی کے قبضہ میں تھا جو کہ یوسف بن ابی الساج کا سردار تھا ابراہیم، خارجی المذہب اور ہارون ساوی (جس نے موصل پر خروج کیا تھا) غلام تھا۔ جب ہارون ساوی مارا گیا تو ابراہیم آذربائیجان بھاگ گیا اور کردوں کے کسی رئیس کی بیٹی سے نکاح کر لیا جس کے بطن سے رستم پیدا ہوا، رستم نے آذربائیجان میں نشو و نما پائی جب سن شعور کو پہنچا تو یوسف ابن ابی الساج نے اسے اپنی خدمت میں رکھ لیا۔ تعلیم و تربیت دلائی، رفتہ رفتہ سیاسی امور میں ایسا ماہر ہو گیا کہ یوسف ابن ابی الساج کے مرنے کے بعد آذربائیجان پر قابض ہو گیا اس کے لشکر میں زیادہ تر کرد تھے۔

لشکری اور رستم کی جنگ: ...... پھر جب دیلمیوں نے ملک گیری کے لئے قدم نکالا اور وشمکیر نے رے پر قبضہ کر لیا تو جبل کے صوبوں پر یشکری نامی ایک شخص قابض ہو گیا۔ یشکری نے مال و آلات حرب جمع کئے فوجیں فراہم کیں اور آذربائیجان پر قبضے کے لئے ۴۲۶ھ میں روانہ ہو گیا۔ رستم یہ خبر پا کر مقابلہ پر آیا آذربائیجان کے ایک میدان میں جنگ ہوئی۔ رستم شکست کھا کر میدان کارزار سے بھاگ گیا اور یشکری نے آذربائیجان کے تمام صوبوں پر قبضہ کر لیا۔ صرف اردبیل باقی رہ گیا۔ اہل اردبیل نے نہایت حزم و احتیاط سے قلعہ بندی کر لی تھی چنانچہ یشکری نے ان سے خط و کتابت شروع کی، اطاعت و فرمانبرداری کی شرائط پیش کیں اور امن دینے کا وعدہ کیا لیکن اہل اردبیل نے کچھ بھی توجہ نہ کی۔

اردبیل کا محاصرہ: ...... یشکری کو اس پر سخت غصہ آیا، لہٰذا فوجیں آراستہ کر کے اردبیل پہنچا اور محاصرہ کر لیا۔ محاصرہ میں نہایت سختی کا برتاؤ کیا۔ محاصرہ کے دوران شہر پناہ کی دیوار ایک جانب کی ٹوٹ گئی جس سے یشکری کو موقع مل گیا وہ شہر میں گھس گیا اور قابض ہو گیا مگر قبضہ اس صورت کا تھا کہ وہ دن میں اردبیل میں رہتا تھا اور جیسے ہی رات ہوتی اپنے لشکر میں آ جاتا تھا۔ چند دنوں کے بعد اہل اردبیل نے متفق ہو کر شہر پناہ کی دیوار دوبارہ درست کر لی اور یشکری کا قبضہ ختم کر دیا اور اس کی اطاعت فرمانبرداری سے منحرف ہو گئے چنانچہ یشکری نے دوبارہ اہل اردبیل کا محاصرہ کر لیا۔

رستم کی شکست: ...... اہل اردبیل نے رستم کو لشکری سے جنگ کرنے کو بلوالیا رستم ایسے ہی وقت کا منتظر تھا۔ لہٰذا اردبیل فوراً پہنچ گیا اور لشکری کی فوج سے لڑائی چھیڑ دی۔ اندر سے اہل اردبیل بھی لشکری سے لڑنے لگے لشکری دو طرف کی لڑائی کی تاب نہ لا سکا اور شکست کھا کر بھاگ گیا۔ اس کے بہت سے فوجی اور ساتھی مارے گئے۔ اور اس نے موقان میں جا کر پناہ لی۔ اصبہد بن دولہ سے مدد مانگی۔ اصبہد نے اس کی اشک شوئی کی، تواضع اور مدارات سے پیش آیا چنانچہ جب لشکری کو ایک گونہ اطمینان ہو گیا اور فوجیں بھی حاصل ہو گئیں تو پھر رستم کی طرف بڑھا۔ اس معرکہ میں رستم کو شکست

❶ ...... یہاں صحیح لفظ ''دیسم'' ہے۔ دیکھیں تاریخ کامل ج ۵ ص ۲۲۸۔

ہوئی اور وہ نہر ارس عبور کر کے وشمگیر کے پاس رے پہنچا اور اس سے لشکری کے خلاف امداد مانگی اور سالانہ خراج دینے کا وعدہ کیا۔

یشکری کا قتل:...... وشمگیر نے ایک فوج اس کی کمک پر روانہ کر دی، لشکری کا لشکر وشمگیر کی طرف مائل ہو گیا اور اظہار اطاعت کے لئے فدویت نامہ اس کی خدمت میں روانہ کیا۔ لشکری کو اس کی خبر مل گئی چنانچہ موصل پر قبضہ کے لئے زوزن کی طرف لوٹ پڑا اور آرمینیہ سے ہو کر گزرا اور اس کو لوٹتا ہوا زوزن پہنچ گیا۔ آرمن کے بعض رؤساء لشکری سے ملنے آئے اور کچھ زر نقد دے کر اپنے شہر کو اس کی دستبرد سے بچالیا لیکن اس کے ساتھ یہ بھی چال چلے کہ چند لوگوں کو کمیں گاہ میں بٹھا دیا کہ جب لشکری اس راستہ سے گزرے اس کا مال واسباب لوٹ لینا۔ اور پہاڑی درے میں جا کر روپوش ہو جانا چنانچہ ایسا ہی ہوا لشکری بے خبری کے ساتھ چلا جا رہا تھا کہ اچانک کمیں گاہ سے آرمینیوں نے نکل کر اسے اور جو لوگ اس کے ساتھ تھے قتل کر دیا۔

شکرستان بن لشکری:...... لشکری کی فوج نے اس کے بیٹے شکرستان کو اپنا سردار تسلیم کر لیا اور طرم ❶ آرمنی کے شہر کی طرف لشکری کے خون کا بدلہ لینے کے لئے واپس گئے۔ طرم آرمنی کے شہر کا سارا راستہ نہایت دشوار تھا اس سے آرمینیوں کو موقع ہاتھ آ گیا شکرستان سے لڑے اور اس کو بہت تنگ کیا۔ چنانچہ گنتی کے چند فوجیوں کے ساتھ شکرستان موصل پہنچا اور ناصر الدولہ بن ہمدان کے پاس قیام کیا۔ معاون آذربائیجان اسی کے قبضہ میں تھا اپنے چچا زاد بھائی ابوعبداللہ حسین بن سعید بن ہمدان کو اس کی حکومت پر مقرر کیا۔ شکرستان اور اس کے ساتھیوں کو ابوعبداللہ کے ساتھ روانہ کیا۔ رستم نے معاون میں اس سے جنگ لڑی اور ان پر غالب آ گیا چنانچہ یہ لوگ ناکامی کے ساتھ واپس ہوئے اور رستم آذربائیجان کا حاکم بن گیا۔

مرزبان بن محمد بن مسافر:...... محمد بن مسافر، دیلم کا نامی گرامی ممبر تھا اور طرم کی حکومت اسی کے قبضہ میں تھی اس کے بہت سے بیٹے تھے ان میں سلار صعلوک، وہشودان اور مرزبان بھی تھے اس کی ماں، حسان کی بیٹی تھی، وہشودان نے دیلم پر حکومت کی تھی جس کے واقعات اوپر بیان کئے گئے۔

صعلوک بن محمد اور رستم بن ابراہیم:...... رستم بن ابراہیم کردی، لشکری اور اس کے بیٹے کے مقابلے کے بعد آذربائیجان میں ٹھہر گیا اور اس کے پاس وہ دیلمی لشکر بھی مقیم ہو گیا جسے وشمگیر نے رستم کی مدد کے لئے بھیجا تھا کچھ عرصے بعد اس کی قوم کرد سے بعض لوگوں نے ہاتھ پاؤں نکالے اور گرد و نواح کے شہروں پر قبضہ کر لیا اور دو ایک قلعوں پر قابض بھی ہو گئے۔ رستم نے انہی دیلمیوں کی پشت پناہی سے ان کردوں پر فوج کشی کی اور صعلوک بن محمد کو قلعہ طرم سے اپنی کمک پر بلایا چنانچہ صعلوک دیلم کا ایک لشکر لے کر پہنچ گیا اور رستم کے ساتھ ان قلعوں کو فتح کرنے کے لئے بڑھا جن پر کردوں نے قبضہ کر لیا تھا۔ نہایت کم مدت میں وہ قلعے تسخیر ہو گئے اور ان میں سے ایک گروہ کو گرفتار کر لیا گیا۔

آذربائیجان پر محمد بن مسافر کا قبضہ:...... اس واقعہ کے بعد رستم کا وزیر ابوالقاسم علی بن جعفر جو کہ آذربائیجان ہی کا رہنے والا تھا رستم سے ناراض اور متنفر ہو کر طرم چلا گیا اور محمد بن مسافر کے پاس جا کر مقیم ہو گیا یہ وہ زمانہ تھا کہ محمد بن مسافر اور اس کے دو بیٹوں (وہشودان اور مرزبان) میں رنجش اور کشیدگی پیدا ہو گئی تھی اور ان دونوں نے بعض قلعوں پر قبضہ کر لیا تھا۔ پھر ان دونوں نے اپنے باپ محمد بن مسافر کو گرفتار کر کے اس کا مال واسباب اور خزانہ چھین لیا۔ وزیر ابوالقاسم، مرزبان کی خدمت میں حاضر ہوا۔ چونکہ یہ دونوں فرقہ باطنیہ کے ممبر تھے لہٰذا بہت جلد میل جول پیدا ہو گیا۔ وزیر ابوالقاسم نے آذربائیجان پر قبضہ کرنے کی تحریک کی اور اس کی زرخیزی کی لالچ دلائی چنانچہ مرزبان نے قلمدان وزارت ابوالقاسم کے حوالہ کیا اور مہم آذربائیجان کی تیاری کرنے لگا۔ وزیر ابوالقاسم نے ان دیلمی فوجوں کو جو رستم کے لشکر میں تھیں اور نیز کردوں کو جو اس کی قوم سے تھے خطوط لکھے۔ مال و زر دینے کا وعدہ کیا جب انہوں نے سازش کر لی تو مرزبان، آذربائیجان کی طرف اپنی فوجیں لے کر بڑھا رستم مقابلہ پر آیا۔ لڑائی ہوئی مگر عین معرکہ کے وقت دیلمی اور کردی فوجیں پناہ حاصل کر کے مرزبان سے جاملیں چنانچہ رستم میدان جنگ سے بھاگ کر آرمینیہ پہنچ گیا۔ حاجیق میں ویرانی (والی آرمینیہ) کے پاس جا کر مقیم ہو گیا اور مرزبان نے آذربائیجان پر قبضہ کر لیا۔ یہ واقعہ ۳۳۰ھ کا ہے۔

مرزبان اور ابوالقاسم کی ناچاقی:...... اس کے بعد وزیر ابوالقاسم نے مرزبان کے ساتھیوں اور مصاحبوں کے ساتھ کج ادائی اور بدخلقی شروع کر دی جس سے ان لوگوں کو ابوالقاسم سے نفرت پیدا ہو گئی۔ وقتاً فوقتاً مرزبان سے اس کی برائیاں اور چغلی کرنے لگے۔ ابوالقاسم کو اس کی خبر مل گئی۔

❶...... قزوین سے دکھائی دینے والے پہاڑوں میں دیلمی علاقوں کی طرف ایک بڑا علاقہ ہے۔

مرزبان کو تبریز پر قبضہ کرنے کی لالچ دی اور اس کے مال وزر پر قبضہ کرا دینے کا ضامن ہو گیا۔ چنانچہ مرزبان نے دیلمی لشکر کے ساتھ وزیر ابوالقاسم کو تبریز روانہ کیا اور تبریز کے قریب پہنچ کر اہل تبریز کو خفیہ پیغام بھیجا کہ تم لوگ کس خواب خرگوش میں ہو دیلمی لشکر تم لوگوں کے مال و اسباب پر قبضہ کرنے کے لئے آیا ہے۔ یہ سنتے ہی اہل تبریز بھڑک اٹھے۔ متفق ہو کر دیلمی لشکر پر ٹوٹ پڑے اور ان سب کو مار ڈالا۔ رستم بن ابراہیم کو طلبی کا خط لکھا۔ رستم اپنی فوجیں لے کر تبریز آ گیا اور قبضہ کر لیا ان کردوں تک اس کی خبر پہنچی جو امن حاصل کر کے مرزبان سے مل گئے تھے تو وہ مرزبان کا ساتھ چھوڑ کر رستم کے پاس آ گئے۔ مرزبان کو اس واقعہ سے سخت غصہ پیدا ہوا۔ لہٰذا وہ فوجیں مرتب کر کے تبریز پر چڑھ آیا اور رستم کا تبریز میں محاصرہ کر لیا۔

مرزبان اور ابوالقاسم کی صلح:..... اور وزیر ابوالقاسم سے خط و کتابت شروع کی۔ امان دینے کی قسم کھائی اور یہ وعدہ کیا کہ جو تمہارا مقصد ہو گا ہم وہ پورا کریں گے۔ وزیر ابوالقاسم نے جواباً لکھا کہ مجھے اپنی ذات کی سلامتی اور ترک عمل عنایت کیجئے سوائے اس کے میری اور کوئی تمنا نہیں ہے۔ مرزبان نے یہ درخواست قبول کر لی، اور دونوں میں دوبارہ مراسم پیدا ہو گئے۔ سوء مزاجی دور ہو گئی۔ القصہ محاصرے میں سختی شروع ہوئی تو رستم گھبرا گیا اور تبریز چھوڑ کر اردبیل کی طرف بھاگ گیا۔ وزیر ابوالقاسم تبریز سے نکل کر مرزبان کی خدمت میں نیازمندانہ حاضر ہوا آداب شاہی بجالایا۔ چنانچہ مرزبان نے اپنے وعدے پورے کئے اور تبریز پر قبضہ کر لیا۔ اس کے بعد مرزبان نے رستم کو کہلوایا کہ تمہارے لئے یہ مناسب ہو گا کہ تم اردبیل چھوڑ کر طرم کے کسی قلعہ میں جا کر قیام کرو ورنہ مجھے اپنے سر پہنچا ہوا سمجھو، رستم نے اس حکم کی تعمیل کی اور مرزبان نے وہیں قیام کر دیا۔

روس کا شہر مراغہ ❶ پر قبضہ اور مرزبان کی ان پر کامیابی:..... روس ترکوں کے جرگے کے ہیں، وطن کے لحاظ سے روم کے پڑوسی ہیں انہی مصاحبت کی وجہ سے ان لوگوں نے مذہب عیسائی اختیار کیا۔ ان کے مقبوضہ علاقے آذر بائیجان سے متصل و ملحق ہیں ان کا ایک گروہ دریا کے راستے ۳۳۲ھ میں آذر بائیجان کی طرف روانہ ہوا۔ پھر دریا سے شہر لہکنر ❷ میں آیا اور رفتہ رفتہ شہر مراغہ (صوبہ آذربیجان کا ایک شہر ہے) پہنچ گیا شہر مراغہ میں مرزبان کا ایک گورنر رہتا تھا اس نے روس کی آمد کی خبر سن کر فوجیں تیار کیں، تقریباً پانچ ہزار فوج لے کر مقابلہ پر آیا جن میں زیادہ دیلمی تھے اور باقی دوسری قومیں تھیں مگر روس نے انہیں شکست دے دی اور قتل و غارت کرتے ہوئے شہر میں داخل ہو گئے۔ قبضہ کر لیا امن وامان کا اعلان کرا دیا اور اہل شہر کے ساتھ اچھے برتاؤ کئے۔

مراغہ میں روسیوں کا قتل:..... اسلامی فوجیں یہ خبر سن کر چاروں طرف سے نکل پڑیں، روسیوں سے برسر پیکار لیکن کامیاب نہ ہو سکیں، شہر مراغہ کے عوام الناس اور بازاریوں نے روسیوں سے اندرون شہر مظاہرہ شروع کر دیا پھر جیسے ہی اسلامی لشکر شکست کھا کر واپس ہوا روسیوں نے قتل عام اور غارتگری کا بازار گرم کر دیا۔ مال و اسباب لوٹ لئے اور ہزاروں ❸ کو قتل اور بیشمار مسلمانوں کو گرفتار کر کے شہر بدر کر دیا مسلمانوں کو اس سے سخت صدمہ پہنچا۔

مرزبان کی روسیوں کے ساتھ جنگ:..... اس واقعہ سے مرزبان کی رگ حمیت جوش میں آئی اور وہ مسلمانوں ❹ کو جمع کر کے روسیوں کی سرکوبی کو روانہ ہو گیا۔ مراغہ کے قریب ایک دستہ فوج کو کمین گاہ میں بٹھا دیا اور خود روسیوں پر حملہ آور ہوا۔ روسیوں کی ہمتیں بڑھی ہوئی تھیں لہٰذا شہر مراغہ سے نکل کر مقابلہ پر آ گئے۔ مرزبان لڑتا ہوا پیچھے ہٹا اور روسی جوش کامیابی میں بڑھتے چلے آئے حتیٰ کہ کمینگاہ سے آگے بڑھ گئے مرزبان کے ساتھیوں پر روسیوں کا رعب غالب ہو گیا۔ اور وہ شکست پر تیار ہو گئے اور میدان جنگ سے بھاگ گئے اور مرزبان اپنے بھائی سمیت مرنے پر تیار ہو کر لوٹ پڑا ادھر ان مسلمانوں نے جو کمینگاہ میں تھے کمینگاہ سے نکل کر روسیوں پر پیچھے سے حملہ کر دیا روسیوں پر میدان جنگ باوجود وسعت کے تنگ ہو گیا اور سارے لشکر میں بھگدڑ مچ گئی۔ سردار لشکر مارا گیا۔ روسی لشکر کا زیادہ حصہ کام آ گیا۔ باقی لوگ شہر کی طرف بھاگے اور قلعہ ❺ میں جا کر پناہ لی اسی قلعہ میں روسیوں نے مسلمان قیدیوں اور مال و اسباب کو رکھا تھا۔

---

❶..... تاریخ ابن خلدون عربی ج ۴ ص ۵۰۲ پر مراغہ کے بجائے بردعہ ہے۔ مصحح۔ ❷..... تاریخ کامل میں لنکر ہے۔ ❸..... علامہ ابن اثیر تاریخ کامل میں لکھتے ہیں کہ شیعوں نے قتل و پامالی کے بعد دس ہزار مسلمانوں کو قید کیا تھا باقی لوگوں نے جامع مسجد کے پاس جا کر پناہ لی مگر ان اصل سیدوں کو اللہ کے گھر میں بھی پناہ نہ ملی۔ روسیوں نے ان کو بھی قتل کر ڈالا، صرف گنتی کے چند بچ گئے، جنہیں روسیوں نے قید کر کے جلاء وطنی کی سزا دی۔ (تاریخ کامل ج ۸ ص ۳۰۹ مطبوعہ مصر، مترجم) ❹..... مسلمانوں کی تعداد تیس ہزار تک پہنچ گئی تھی۔ (تاریخ کامل ج ۸ ص ۳۰۹ مطبوعہ مصر، مترجم) ❺..... اس قلعہ کا نام شہرستان تھا۔ تھی۔ (تاریخ کامل ج ۸ ص ۳۱۰ مطبوعہ مصر، مترجم)

روسیوں کی تباہی اور فرار:......مرزبان نے ان کا محاصرہ کرلیا اور رسد وغلہ کی آمد بند کردی ابھی محاصرے کا کوئی نتیجہ ظاہر نہ ہونے پایا تھا کہ ناصرالدولہ بن حمدان (والی موصل) نے اپنے چچازاد بھائی حسین بن سعد بن حمدان کو اسی سال ایک بڑی فوج کے ساتھ آذربائیجان کی تسخیر کے لئے روانہ کیا۔ مرزبان کو خبر ملی کہ لشکر موصل آذربائیجان سلماس ❶ تک پہنچ گیا چنانچہ مرزبان نے اپنے لشکر کے ایک حصہ کو روسیوں کے محاصرہ پر چھوڑ اور باقی لشکر کو لے کر حمدانی لشکر سے جنگ کرنے کے لئے روانہ ہوگیا چند دنوں تک دونوں فریق مصروف پیکار رہے اس کے بعد ناصرالدولہ نے اپنے چچازاد بھائی کو لکھ بھیجا کہ تم جنگ بند کر کے موصل واپس آجاؤ توزون کا انتقال ہوگیا ہے اور میں دارالخلافت جارہا ہوں، چنانچہ حسین بن سعد موصل واپس چلا گیا اور مرزبان اپنی فوج کے ساتھ روسیوں کے محاصرے پر دوبارہ واپس چلا گیا اور ایک مدت تک محاصرہ کئے ہوئے لڑتا رہا اتفاق سے روسیوں کے لشکر میں وبا پھوٹ نکلی، روسی اس غیبی مار سے گھبرا گئے چنانچہ جتنا مال واسباب لے سکے لے کر رات کے وقت قلعہ سے نکل کر لکھنر ❷ کشتیوں پر سوار ہوکر اپنے ملک لوٹ گئے اس طرح اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت وکرم سے اسلامی علاقوں کو ان کے وجود ننگ سے پاک وصاف کردیا۔

رے کی طرف مرزبان کی روانگی:......جب خراسانی لشکر رے کی طرف روانہ ہوا مرزبان کو یہ خیال پیدا ہوگیا کہ خراسانی لشکر کی اس نقل وحرکت کی وجہ سے اب مجھے کچھ دنوں کے لئے رکن الدولہ بن بویہ کی لڑائی اور مقابلے سے نجات مل جائے گی چنانچہ اسی لئے اس نے ایک ایلچی معز الدولہ کی خدمت میں بغداد روانہ کیا تھا جو بے نیل مرام واپس آ گیا مرزبان کو یہ امر ناگوار گزرا رے پر فوج کشی کرنے کا عزم کرلیا تسخیر رے کی خواہش پیدا ہوگئی۔ اسی دوران رے کے بعض کمانڈروں نے اس سے ساز باز کرلی اور رے قبضہ کرنے پر ابھارا۔ اور ناصرالدولہ بن حمدان نے مرزبان سے خط وکتابت شروع کی اور اس کو یہ رائے دی کہ رے پر قبضے سے پہلے دارالخلافت پر حملہ کردو میں تمہیں مالی اور فوجی مدد دوں گا لیکن مرزبان نے اس رائے پر عمل نہیں کیا۔ رے کی طرف فوجیں مرتب کر کے بڑھا رکن الدولہ کو اس کی خبر مل گئی اپنے بھائیوں عمادالدولہ اور معزالدولہ کو یہ واقعات لکھ بھیجے اور امداد طلب کی چنانچہ ان دونوں نے امدادی فوجیں روانہ کیں دارالخلافت بغداد سے سبکتگین (معزالدولہ کا حاجب) ایک فوج لے کر روانہ ہوا تھا اور رفتہ رفتہ دینور پہنچ گیا مگر دیلمی لشکر سبکتگین سے باغی ہوگیا اور وہ متفق ہوکر سبکتگین پر ٹوٹ پڑے ترکی فوج نے سبکتگین کی حمایت پر کمر باندھ لی اور سینہ پر ہوکر مقابلہ پر آئی دیلمی لشکر نے یہ دیکھ کر معذرت کرلی اور بدستور سابق اطاعت قبول کرلی۔

مرزبان کی شکست اور گرفتاری:......عمادالدولہ اور معزالدولہ کی امدادی فوجیں ابھی پہنچنے بھی نہ پائی تھیں کہ مرزبان نے رے پر حملہ کردیا مگر رکن الدولہ نے اس کو شکست دے دی (اس واقعہ میں محمد بن عبدالرزاق رکن الدولہ کے ساتھ) اور اسے گرفتار کرلیا مرزبان کا باقی لشکر بڑی مشکل سے جان بچا کر آذربائیجان پہنچا اور مرزبان کے باپ محمد بن مسافر کو اپنا امیر تسلیم کرلیا اس کا بیٹا دہشودان اس سے کشیدہ ناراض ہوکر اپنے قلعہ میں چلا گیا اور قلعہ نشین ہوگیا۔ اس کے بعد محمد بن مسافر نے لشکریوں کے ساتھ بے اعتنائی شروع کردی اور بداخلاقی سے پیش آنے لگا چنانچہ لشکریوں نے اس کے قتل کا مشورہ کیا مگر محمد بن مسافر کو کسی ذریعہ سے اس کی اطلاع مل گئی اور وہ اپنے بیٹے دہشودان کے پاس بھاگ گیا دہشودان نے اپنے باپ کو گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا اور حد درجہ کی سختی کی حتی کہ وہ بحالت قید قید حیات سے سبکدوش ہوگیا۔

محمد بن عبدالرزاق:......اس واقعہ کے بعد دہشودان کو خطرہ پیدا ہوگیا لہٰذا رستم کردی کو قلعہ طرم سے بلوالیا اور ایک بڑی فوج کے ساتھ محمد بن عبدالرزاق کے مقابلہ پر روانہ کردیا مگر رستم کردی کو اس واقعہ میں شکست ہوئی اس سے محمد بن عبدالرزاق کے حوصلے بڑھ گئے اور قوت بھی بڑھ گئی اس نے اطراف آذربائیجان میں قیام کرلیا اور خراج وصول کرنے لگا اس کے بعد ۳۳۸ھ میں محمد بن عبدالرزاق رے واپس چلا گیا اور امیر نوح بن سامان کی خدمت میں معذرت نامہ بھیج کر اپنی حکومت وسلطنت کی بنیاد مضبوط کی چنانچہ امیر نوح نے اس کی غلطی معاف کردی پھر اس کے بعد محمد بن عبدالرزاق طوس کی طرف لوٹ آیا اور رستم کردی آذربائیجان پر قابض ہوگیا۔ مرزبان شکست اور گرفتاری کے بعد قلعہ سمرم میں قید کیا گیا تھا۔ تھوڑی مدت کے بعد مرزبان نے (والی قلعہ سمرم) کو حکمت عملی قتل کردیا اور ۳۴۶ھ میں اپنے بھائی دہشودان کے پاس چلا گیا۔

---

❶......آذربائیجان کا مشہور شہر ہے۔ اس شہر کے اور آرمینیہ کے درمیان دو دن کا فاصلہ ہے۔ ❷......ابن اثیر میں لہنکر جبکہ ہمارے پاس ابن خلدون میں ج ۴ ص ۵۰۳ میں اس جگہ پر اللکن ہے۔

رستم کی علی بن نہشلی کے ساتھ جنگ:......علی بن نہشلی جو کہ رکن الدولہ کا سپہ سالار تھا کسی وجہ سے ناراض ہوکر دہشودان کے پاس آ گیا تھا۔ علی نے دہشودان کو رستم کردی کے خلاف ابھارا اور اس کے ملک پر قبضہ کرنے کی لالچ دلائی۔ چنانچہ دہشودان نے ایک فوج مرتب کی اور علی بن نہشلی کو اس کا افسر اعلیٰ مقرر کر کے رستم کردی پر حملہ کرنے کے لئے روانہ کیا۔ دیلمیوں کو بھی خط و کتابت کر کے ساتھ ملا لیا رستم کردی اس سے مطلع ہوکر مقابلہ کے لئے روانہ ہوا اور اپنے بھائی ابوعبداللہ نعیمی کو اردبیل میں چھوڑ گیا اس سے ابوعبداللہ کو موقع مل گیا رستم کردی نے ابوعبداللہ سے جتنا جرمانہ اور تاوان میں وصول کیا تھا اسے ابوعبداللہ نے جمع کیا اور سارے مال و اسباب سمیت علی بن نہشلی کے پاس بھاگ گیا اس واقعہ کی اطلاع رستم کردی کو آذربائیجان میں ملی چنانچہ بادل ناخواستہ اردبیل کی جانب لوٹ گیا دیلمیوں نے شور شغب مچایا اور مخالفت پر کمربستہ ہوگئے۔ چنانچہ رستم نے جو کچھ اس کے پاس زر نقد تھا وہ دیلمیوں کو دے کر راضی کیا اور علی بن نہشلی ❶ سے جنگ کرنے چل پڑا چنانچہ دونوں کا مڈبھیڑ ہوئی اور جنگ کے دوران دیملی فوج جو رستم کے رکاب میں تھی علی بن نہشلی سے مل گئی لہٰذا رستم شکست کھا کر آرمینیہ پہنچ گیا۔

معز الدولہ اور رستم:......جیسے ہی رستم، آرمینیہ میں داخل ہوا یہ خبر ملی کہ مرزبان جو کہ قلعہ سمیرم ❷ میں قید تھا قید سے بھاگ گیا ہے اور اردبیل و آذربائیجان پر قابض ہوگیا ہے اور رستم کی گرفتاری کے لئے اس نے ایک دستہ فوج کا روانہ کیا ہے یہ سنتے ہی رستم کے پاؤں کے تلے سے زمین نکل گئی پریشان ہوکر بھاگا اور دارالخلافت بغداد پہنچ کر دم لیا معز الدولہ نے بڑی آؤ بھگت کی عزت و احترام سے پیش آیا چنانچہ رستم نے بغداد میں معز الدولہ کے پاس قیام اختیار کیا۔ ۳۴۳ھ میں اپنے حامیوں کو آذربائیجان سے دارالخلافت بغداد بلوالیا چنانچہ جب اس کے حامی آذربائیجان سے بغداد آ گئے تو رستم نے معز الدولہ سے مدد کی درخواست کی لیکن چونکہ رکن الدولہ (برادر معز الدولہ) مرزبان سے صلح کر لی تھی اس لیے رستم کردی ناصر الدولہ بن حمدان کے پاس موصل چلا گیا اور اس سے مدد کی درخواست کی امیر ناصر الدولہ نے امداد کرنے سے انکار کر دیا چنانچہ رستم کردی سیف الدولہ کے پاس چلا گیا اور اسی کے پاس شام میں قیام اختیار کر لیا۔

رستم کی گرفتاری:......پھر جب ۳۴۴ھ کا دور آیا تو ایک جماعت نے جو کہ باب الابواب میں تھی مرزبان کے خلاف خروج کیا مرزبان ان کے مقابلہ پر نکلا اور کرد کمانڈروں میں سے ایک سپہ سالار کو رستم کردی کو ملانے کے لئے بھیجا ادھر رستم نے آذربائیجان پہنچ کر سلماس پر قبضہ کر لیا مرزبان کو ناگوار گزرا چنانچہ ایک کمانڈر کو ایک بڑی فوج دے کر روانہ کیا مگر رستم نے اس کمانڈر کو شکست دیدی پھر جب مرزبان کو اپنے باب الابواب والے مخالفین سے فراغت حاصل ہوئی تو آذربائیجان واپس آ گیا رستم کو مقابلے کی تب کہاں تھی۔ لہٰذا آرمینیہ کی طرف بھاگ گیا۔ اور ابن الدیرانی سے مدد مانگی مرزبان کو اس کی خبر مل گئی اس نے ابن الدیرانی کو لکھ بھیجا کہ رستم کو جو کہ میرا مخالف ہے میرے پاس بھیج دو۔ ابن الدیرانی نے رستم کو پابزنجیر مرزبان کے پاس بھیج دیا۔ مرزبان نے اسے جیل میں ڈال دیا پھر مرزبان نے وفات پائی فتنہ و فساد کے خوف سے مرزبان کے ساتھیوں نے ہی مرزبان کو قتل کر دیا تھا۔

مرزبان کی وفات:......۳۴۵ھ ❸ میں مرزبان آذربائیجان کے حکمران نے وفات پائی اور بوقت وفات وصیت کی کہ میرے بعد تخت حکومت کا مالک میرا بھائی دہشودان ہوگا اس کے بعد میرا بیٹا جستان ❹ اس وصیت سے پہلے ایک وصیت اپنے قلعہ داروں کو کی تھی کہ میرے مقبوضہ قلعوں کا مالک میرے بعد میرا بیٹا جستان ہوگا اس کے سوا کسی دوسرے کو اپنا آقا و سردار مت بنانا جستان کے بعد اس کے دونوں بھائی ابراہیم اور ناصر یکے بعد دیگرے مالک ہوں گے اگر ان دونوں میں سے کوئی زندہ نہ ہو تو میرے بھائی دہشودان کو حکمران بنانا۔

جستان بن مرزبان:......مرزبان کے مرنے کے بعد دہشودان نے پہلی وصیت کے مطابق قلعہ داروں کو اپنی حکومت تسلیم کرنے کو لکھا قلعہ داروں نے دوسرے وصیت پر عمل کرنے کا اظہار کیا دہشودان یہ رنگ دیکھ کر اردبیل سے طرم چلا گیا اور جستان تخت حکومت پر قابض ہوگیا قلمدان وزارت

---

❶......نہشلی، ہمارے نسخہ ابن خلدون میں (ج ۴ ص ۵۰۴) پر علی بن منکل ہے، جبکہ تاریخ کامل میں مسکی ہے۔ ❷......ایک نسخہ میں سیرم ہے، جو غلط ہے، تاریخ کامل ج ۵ ص ۲۸۸۔ سمیرم اصبہان اور شیراز کے بالکل بیچ میں واقع ایک شہر ہے۔ ❸......تاریخ کامل میں اس کی وفات ماہ رمضان ۳۴۶ھ میں ہے۔ ❹......تاریخ کامل میں "جستان کی بجائے جستان ہے۔

عبداللہ نعیمی کو سپرد کیا۔ مرزبان کے سارے کمانڈروں نے اس کی اطاعت قبول کر لی صرف جستان بن شرمون نے مخالفت کی اور آرمینیہ پر قابض ہونے کا ارادہ کر لیا جہاں پر وہ مرزبان کی طرف سے والی تھا۔

جستان ابوعبداللہ: ...... جستان بن مرزبان تخت حکومت پر بیٹھنے کے بعد عیش وعشرت میں مبتلا ہو گیا۔ لہو ولعب میں اوقات بسر کرنے لگا کچھ عرصے بعد اپنے وزیر ابوعبداللہ نعیمی کو گرفتار کر لیا چونکہ ابوعبداللہ نعیمی اور ابوالحسن عبداللہ بن محمد بن حمد دیہ، جستان بن شرمون کے وزیر کی جو کہ آرمینیہ پر قابض تھا سسرالی رشتہ داری تھی۔ اس لئے ابوالحسن کو ابوعبداللہ کی گرفتاری سے صدمہ ہوا اور اس کے دل میں جستان کی طرف سے کینہ پیدا ہو گیا جستان بن شرمون اور جستان مرزبان کے درمیان میں پہلے سے مخالفت چلی آ رہی تھی چنانچہ ابوالحسن کو موقع مل گیا اس نے اپنے آقا کو سمجھایا کہ آپ ابراہیم بن مرزبان سے خط وکتابت کیجئے اور اس کو حکومت کی طمع دیجئے۔ اس کی وجہ سے دونوں بھائیوں میں مخالفت پیدا ہو جائیگی اور آپ کو جستان بن مرزبان سے بدلہ لینے کا موقع بھی مل جائے گا چنانچہ جستان بن شرمون نے ایسا ہی کیا اور ابراہیم اس کے بہکاوے میں پھنس پڑا اردبیل سے آرمینیہ آ گیا اور جستان بن شرمون کے ساتھ مراغہ کی طرف بڑھا۔ اور اس پر قبضہ کر لیا جب جستان بن مرزبان کو اس کی خبر ملی تو اس کی آنکھیں کھل گئیں جستان بن شرمون اور اس کے وزیر ابوالحسن سے خط وکتابت کی اور نعیمی کو رہا کر دینے کا وعدہ کیا چنانچہ آپس میں صلح ہو گئی اور جستان نے ابراہیم کی امداد سے ہاتھ کھینچ لیا اس طرح دونوں بھائیوں پر جستان بن شرمون کے نفاق کی قلعی کھل گئی۔ دونوں نے جستان بن شرمون کی مخالفت پر قسمیں کھائیں اس دوران ابوعبداللہ نعیمی جستان بن مرزبان کے قید سے نکل کر بھاگ گیا۔

مستجیر باللہ کا قتل: ...... آذربائیجان میں ایک شخص (اولاد عیسیٰ بن مکتفی باللہ کی اولاد ہی سے) رہتا تھا اس نے خود کو مستجیر باللہ سے ملقب کیا ضامن آل محمد کی دعوت دیتا تھا اچھے کاموں کی ہدایت کرتا تھا عدل وانصاف سے کام لیتا تھا۔ رفتہ رفتہ اس کے مقلدوں اور اتباع کرنے والوں کی جماعت بڑھ گئی۔ ابوعبداللہ نعیمی کو اس کی خبر ملی موقان سے مستجیر کی خدمت میں پیغام بھیجا خلافت کی لالچ دی آذربائیجان پر قبضہ دلانے کا وعدہ کیا اور نیز اس کا وعدہ کیا کہ جب مالی اور فوجی قوت حاصل ہو جائے گی۔ تو دارالخلافت بغداد کا رخ کیا جائے گا غریب مستجیر اس جھانسے میں آ گیا لہٰذا جنگ پر آمادہ ہو گیا جستان وابراہیم بن مرزبان اس سے مطلع ہو کر میدان جنگ میں آئے اور جی کھول کر لڑے، اور مستجیر کو شکست دے کر اس کو قتل کر دیا۔

ناصر اور جستان کی گرفتاری: ...... دہشودان نے اس بات کا کہ میرے بھتیجوں میں اختلاف پڑ گیا ہے احساس کر کے پہلے ابراہیم کو بلایا اور اس کے بعد ناصر سے خط وکتابت کر کے جستان سے علیحدہ کر دیا ناصر اپنے بھائی سے علیحدہ ہو کر موقان چلا گیا لشکریوں کو مال وزر کی لالچ دیکر ملا لیا چنانچہ ناصر نے اردبیل پر حملہ کیا اور قابض ہو گیا پھر لشکریوں نے تنخواہ اور رسد کا مطالبہ کیا تو ناصر ادا نہ کر سکا اور اس کا چچا کے دہشودان بھی اس کی امداد سے منحرف ہو گیا اس وقت ناصر پر راز کھلا کہ میرے چچا نے مجھے دھوکا دیا ہے لہٰذا مجبوراً اپنے بھائی جستان کے پاس گیا اور اس سے معذرت کی چنانچہ آپس میں صلح ہو گئی۔ لیکن مالی حالت کمزور ہونے کی وجہ سے انتظام میں گڑبڑ پیدا ہو گئی۔ اطراف وجوانب کے امراء اور کمانڈروں نے بغاوت ومخالفت شروع کر دی ناداری اور کمزوری نے ان دونوں کو اپنے چچا دہشودان کی اطاعت پر مجبور کر دیا چنانچہ دونوں بھائیوں نے دہشودان کی خدمت میں صلح کا پیغام روانہ کیا اور اطاعت وفرمانبرداری کی قسمیں کھائیں اور اپنی ماں کے ساتھ دہشودان کی خدمت میں حاضر ہوئے مگر دہشودان نے بدعہدی کی اور ان لوگوں کو گرفتار کر لیا۔

ناصر اور جستان کا قتل: ...... جستان اور ناصر کی گرفتاری کے بعد آذربائیجان کی حکومت پر اپنے بیٹے اسمٰعیل کو مقرر کیا اور آذربائیجان کے اکثر قلعوں کو اس کے حوالے کر دیا ابراہیم بن مرزبان پریشان مراغہ پہنچ گیا ہوش وحواس بجا ہوئے تو اسمٰعیل سے جنگ کرنے کے لئے فوج تیار کرنے لگا دہشودان کو اس کی خبر ملی تو اس کے دونوں بھائیوں اور ماں کو قتل کر دیا۔ اور جستان بن شرموں کو ابراہیم سے جنگ کرنے کے لئے مراغہ کی طرف بڑھنے کا حکم دیا اور کثیر التعداد فوج اس کی کمک پر روانہ کر دی ابراہیم کو مقابلے کی تاب کہاں تھی لہٰذا مراغہ چھوڑ کر اطراف آرمینیہ میں جا کر پناہ لی یہ واقعہ ۳۴۹ھ کا ہے جستان بن شرمون نے مراغہ پر قبضہ کر لیا۔ اور اپنے علاقوں کی حدود کو آرمینیہ تک بڑھا لیا۔

اردبیل پر ابراہیم کا قبضہ:...... ابراہیم آرمینیہ میں پہنچ کر فوجیں تیار کرنے میں مصروف ہو گیا چونکہ آرمینیہ کے حکمران آرمن اور کرد تھے اس لئے ان لوگوں نے ابراہیم کی خاطر و مدارات حد سے زیادہ کی ابراہیم نے جستان بن شرمون سے مصلحتاً مصالحت کر لی اتنے میں اسمعیل بن دہشودان کی مرنے کی خبر آئی ابراہیم نے اردبیل کی طرف قدم نکالا اور اس پر قبضہ کر لیا ابوالقاسم بن میسکی دہشودان کے پاس واپس آ گیا۔ ابراہیم نے ان دونوں پر حملہ کیا اور شکست فاش دی یہ دونوں بھاگ کر بلاد دیلم پہنچ گئے اور ابراہیم نے دہشودان کے سارے مقبوضہ علاقوں پر قبضہ کر لیا۔

رکن الدولہ اور ابراہیم:...... دہشودان نے بلاد دیلم میں پہنچ کر فوجیں تیار کیں اور اپنے قلعہ طرم میں واپس آ کر ابوالقاسم بن ❶ میسکی کو ابراہیم کی جنگ پر روانہ کیا۔ ابوالقاسم نے ابراہیم کو شکست دے دی۔ ابراہیم بڑی مشکل سے اپنی جان بچا کر رے چلا گیا اور رکن الدولہ کے پاس جا کر پناہ لی۔ چونکہ رکن الدولہ نے ابراہیم کی بہن سے نکاح کر لیا تھا اس لئے نہایت محبت و عزت سے پیش آیا۔

ابراہیم بن مرزبان کا آذربائیجان پر دوبارہ قبضہ:...... آپ اوپر پڑھ چکے ہیں کہ ابراہیم بن مرزبان کو عساکر ابن میسکی کے مقابلے میں شکست ہوئی تھی اور ابراہیم فریادی صورت بنا کر رکن الدولہ کی خدمت میں پہنچا تھا چنانچہ رکن الدولہ نے استاد ابوالفضل ابن عمید کی کمان میں ایک بڑی فوج ابراہیم بن مرزبان کی حمایت پر روانہ کی۔ استاد ابوالفضل نے آذربائیجان پر قبضہ کر لیا اور اہل آذربائیجان کو ابراہیم کی اطاعت و فرمانبرداری پر مجبور کیا۔ چنانچہ تمام آذربائیجان والوں اور جستان بن شرمون اور کردوں نے بھی اطاعت قبول کر لی اور اس طرح آذربائیجان کے سارے علاقوں کی حکومت ابراہیم بن مرزبان کے قبضہ میں آ گئی۔

استاد ابوالفضل کا رکن الدولہ کو خط:...... اس کے بعد استاد ابوالفضل نے رکن الدولہ کی خدمت میں اس مضمون کا خط روانہ کیا کہ اگرچہ آذربائیجان کا صوبہ نہایت زرخیز اور سرسبز ہے اور اس میں آمدنی کے ذرائع کثرت سے ہیں لیکن ابراہیم بن مرزبان میں ایسی قابلیت نہیں ہے کہ وہ اس ملک کو اپنے قبضہ میں رکھ سکے۔ مجھ کو اس کی ناقابلیت کی وجہ سے ملک ہاتھ سے نکل جانے کا اندیشہ ہے لہٰذا مناسب یہ ہے کہ آذربائیجان کو آپ اپنے ممالک مقبوضہ سے ملحق کر لیجئے اور آذربائیجان کی جتنی آمدنی ہوتی ہی آمدنی کا کوئی صوبہ ابراہیم کو دیجئے۔ رکن الدولہ نے اس درخواست کو نامنظور کر دیا اور یہ لکھ کر بھیجا کہ جس شخص نے میرے سایہ عاطفت میں پناہ لی ہے اس کے ساتھ میں ایسا کام نہیں کروں گا۔ چنانچہ استاد ابوالفضل نے آذربائیجان، ابراہیم بن مرزبان کے حوالہ کیا اور واپس آ گیا۔

مولف کی وضاحت:...... (تبصرہ) بنو مسافر معروف بہ بنو سالار آذربائیجان کے حکمران کے حالات میں نے تاریخ کامل ابن اثیر ❷ سے نقل کئے ہیں۔ اتنا تحریر کرنے کے بعد ابن اثیر لکھتا ہے کہ ''وہی واقعہ پیش آیا جیسا کہ استاد ابوالفضل ابن عمید نے اپنے خط میں لکھا تھا چنانچہ رکن الدولہ نے ابراہیم کو گرفتار کر کے قید کر دیا۔ مجھے اس کے بعد ابراہیم اور اس کی قوم کے حالات سے کوئی واقفیت نہیں حاصل ہوئی۔ ابن اثیر نے سلطان محمود بن سبکتگین کے حالات کے ضمن میں لکھا ہے کہ محمود نے رے پر قبضہ کے بعد ۴۲۰ھ میں مرزبان بن حسین بن جبرائیل کو (جو کہ حکمرانان دیلم کی اولاد سے تھا اور محمود کی اطاعت قبول کر لی تھی) سالار کے علاقوں پر حملہ کرنے کے لئے روانہ کیا۔ سالار وہی ابراہیم بن مرزبان بن اسماعیل بن دہشودان بن محمد بن مسافر دیلمی ہے جس کے قبضہ میں شہر خان زنجان اور شہرزور وغیرہ جیسے شہر تھے۔

قزوین پر سالار ابراہیم کا قبضہ:...... چنانچہ مرزبان بن حسین نے ان علاقوں پر حملہ کیا اور دیلمی لشکر کو ملا لیا۔ سلطان محمود خراسان واپس گیا اور سالار ابراہیم قزوین کی طرف بڑھا اور اس پر قابض ہو گیا۔ سلطان محمود کی فوج کے بڑے حصے کو جو وہاں موجود تھی تیغ اجل کی نذر کر دیا۔ باقی سپاہیوں نے رے میں جا کے پناہ لی اور قلعہ نشین ہو گئی۔ مدتوں سلطان محمود اور سالار ابراہیم میں لڑائیاں ہوتی رہیں جس میں سالار ابراہیم کو کامیابی ہوتی رہی۔ بالآخر مسعود بن محمود نے سالار ابراہیم کی چند دستہ فوج کو اپنے ساتھ ملا لیا۔ ان لوگوں نے حاضر ہو کر اس قلعہ کے خفیہ راستے بتا دیئے۔ جس میں سالار ابراہیم رہتا تھا۔ چنانچہ مسعود بن محمود اپنے لشکر کے ساتھ اسی دشوار گزار راستے سے قلعے کے قریب پہنچ گیا اور ماہ رمضان ۴۲۶ھ میں حملہ کر دیا۔ اس میں

❶...... تاریخ کامل میں بھی اسی طرح ہے۔ جیسا کہ اشارہ کیا جا چکا ہے۔ ❷...... دیکھیں تاریخ کامل ج ۵ ص ۳۴۴۔

سالار ابراہیم کو شکست ہوئی اور مسعود نے اس کو گرفتار کر کے سرجہار بھیج دیا۔ سرجہار میں سالار کا بیٹا رہتا تھا۔ مسعود نے اسے کہلوایا کہ تم قلعہ سرجہار میرے حوالہ کر دو، مگر سالار کے بیٹے نے اس قلعہ کے بارے میں انکار میں جواب دیا لیکن باقی قلعوں کی کنجیاں حوالے کر دیں چنانچہ مسعود نے اس کا مال واسباب لے لیا اور اس کے بیٹے اور نیز ان کردوں پر جو کہ سرجہار میں تھے خراج مقرر کر کے رے واپس آ گیا۔

سالار کی وضاحت:...... یہ سالار جس کا تذکرہ آپ اوپر پڑھ چکے ہیں سالار اول نہیں ہے۔ سالار اول الگ شخص ہے اور یہ الگ۔ اس سالار کے حالات کا سلسلہ سالار اول کے پرانے حالات سے نہیں ملتا۔ اس کے بعد اس نے ان تاتاریوں کے حالات لکھے ہیں۔ جنہوں نے حکمرانان سلجوقیہ سے دوبدو جنگ کی تھی اور رے کے علاقوں میں پھیل گئے تھے۔ رے اور اس کے اکثر علاقوں پر قبضہ کر لیا تھا۔ ان میں سے ایک گروہ آذربائیجان پہنچ گیا تھا جس کے سردار بوقا، کوکتاش، منصور اور دانا تھے۔

تاتاریوں کا آذربائیجان میں داخل ہونا:...... بیان کیا جاتا ہے کہ یہ تاتاری طوفان بدتمیزی کی طرح آذربائیجان میں داخل ہوئے۔ ان دنوں آذربائیجان کا حکمران دہشودان بن مملاک نامی ایک شخص تھا۔ اس نے اس خیال سے کہ میں ان تاتاریوں کے شر وفساد سے محفوظ رہوں گا ان کی بیحد عزت کی اور اپنی بیٹی کا عقد ان کے سردار سے کر دیا۔ لیکن اس سے وہشودان کو کچھ فائدہ حاصل نہ ہوسکا۔ تاتاریوں نے نہایت بیرحمی سے شہروں کو لوٹا۔ ۴۲۹ھ میں مراغہ میں گھس گئے اہل مراغہ کو قتل کیا۔ مسجدوں کو جلا دیا اور بازاروں کو لوٹ لیا۔ اسی قسم کی حرکات ہمدانی کردوں کے ساتھ بھی کیں۔ چنانچہ ان سب نے متفق ہو کر ان سے مقابلے پر کمر باندھ لی۔ ابوالہیجا ابن ربیب الدولہ اور دہشودان (آذربائیجان کے والیوں) میں مصالحت ہوگئی اور یہ دونوں بھی تاتاریوں کو نکال باہر کرنے پر متفق ہوگئے۔ اہل ہمدان بھی ان دونوں کے ساتھ آ ملے۔ پھر کیا تھا تاتاریوں پر چاروں طرف سے مار دھاڑ شروع ہوگئی۔ چنانچہ تاتاریوں کا یہ گروہ آذربائیجان سے ناکام واپس ہوا اور رے میں پھیل گیا جیسا کہ آپ اوپر ان کے حالات کے سلسلہ میں پڑھ چکے ہیں۔ اور وہ تاتاری جو ان سے پہلے آذربائیجان میں آ گئے تھے ان سے اہل آذربائیجان سختی سے پیش آئے۔ دہشودان نے ۴۳۲ھ مقام تبریز میں ان کے استیصال اور قتل پر کمر باندھ لی۔ ان میں سے ایک گروہ کو دعوت کے بہانے سے بلایا اور تیس سرداروں کو گرفتار کر کے قتل کر دیا۔ باقی تاتاری، آرمینیہ سے بلاد ہکاریہ (صوبہ موصل کی طرف) بھاگ گئے۔ ان سے کردوں کی جنگیں ہوگئیں جنہیں ہم ان تاتاریوں کے حالات میں تحریر کر چکے ہیں جو موصل میں تھے۔ ابن اثیر نے بنومرزبان حکمرانان آذربائیجان کے حالات کا اعادہ نہیں کیا۔ آذربائیجان کے علاقوں پر طغرل بیگ کے صرف قابض ہونے ❶ کے واقعات لکھ دیئے ہیں لیکن حالات کی ترتیب دینے سے یہ سمجھ میں آتا ہے کہ بنومرزبان کے بعد کردوں نے آذربائیجان پر قبضہ کیا تھا۔ واللہ اعلم

طغرل بیگ کا آذربائیجان پر قبضہ:...... ابن اثیر نے لکھا ہے کہ ۴۴۶ھ میں طغرل بیگ، آذربائیجان کی طرف بڑھا۔ تبریز پر قبضہ کرنے کا ارادہ کیا۔ امیر منصور بن دہشودان بن محمد روادی (والی تبریز) نے اس کی اطاعت قبول کر لی اور طغرل بیگ کے نام کا خطبہ پڑھا۔ تحائف ہدایا اور خراج پیش کیا اور اپنے بیٹے کو بطور ضامنی کے طغرل بیگ کی خدمت میں بھیج دیا۔ طغرل بیگ نے امیر ابوالاسوار کی جانب توجہ کی۔ امیر ابوالاسوار نے بھی طغرل بیگ کے علم حکومت کی اطاعت قبول کر لی اور اپنے مقبوضہ علاقوں میں اس کے نام کا خطبہ پڑھا غرض اس اطراف کے تمام امراء اور حکمرانوں نے یہی طریقہ اختیار کیا جس کی وجہ سے ان کے علاقے انہی کے قبضہ میں رہ گئے۔ طغرل بیگ نے صرف ضامنی لینے پر اکتفا کیا اس کے بعد آرمینیہ کی طرف قدم بڑھایا چنانچہ اہل آرمینیہ بھی مطیع ومنقاد ہو گئے۔ پھر نہر ملاذکرد کا رخ کیا۔ یہ صوبہ عیسائیوں کے قبضہ میں تھا۔ طغرل بیگ نے اس صوبہ کو جی کھول کر لوٹا، دیہات، قصبوں اور شہروں کو ویران کر دیا۔ اسی مقام سے بلاد روم پر جہاد کی غرض سے فوج کشی کی اور اردن روم تک فتح کرتا چلا گیا اور نہایت سختی سے ان کو پامال کیا اور ابن سالار واپس آ گیا۔

فضلون کردی کا جہاد:...... ابن اثیر نے انہی واقعات کے دوران فضلون کردی کے جہاد کا ذکر کیا ہے جو اس نے ترکمان خزر پر کیا تھا جیسا کہ شروع میں بیان کیا گیا۔ ابن اثیر نے لکھا ہے کہ آذربائیجان کا ایک بڑا حصہ فضلون کردی کے قبضہ میں تھا چنانچہ اس نے ۴۲۱ھ میں خزر پر جہاد کیا اور ان کے

❶ دیکھیں تاریخ کامل، ج ۶ ص ۸۶

شہروں میں ہنگامہ کر کے واپس آ گیا۔ جیسے ہی فضلون کردی واپس ہوا خزر نے پوشیدہ تعاقب کیا اور بحالت غفلت حملہ کر کے قتل کر ڈالا...... ❶۔ زنجار شہر تفلیش کی طرف بڑھا۔ ابن اثیر نے لکھا ہے کہ ۴۲۹ھ میں ''بادشاہ زنجار'' نے بھی آذربائیجان پر فوج کشی کی تھی جن دنوں تاتاری، آذربائیجان میں بلڑ مچائے ہوئے تھے دہشودان (والی آذربائیجان) کو اس کی خبر مل گئی چنانچہ اس نے بادشاہ، زنجار سے مقابلے کی غرض سے تاتاریوں سے نرمی سے پیش آیا اور ان سے رشتہ مصاہرت قائم کر لیا تا کہ بادشاہ زنجار کے مقابلہ میں تاتاریوں سے مدد ملے۔ جیسا کہ اوپر ہم بیان کر چکے ہیں۔

بطیحہ کے حکمران بنوشاہین کے حالات:...... بنوشاہین حکمرانان بطیحہ کے سلسلہ میں ہم ان حکمرانوں کے حالات بھی تحریر کریں گے جنہوں نے اس کے اعزہ و اقارب وغیرہ میں سے بطیحہ میں حکمرانی کی تھی۔ اس کی ابتداء کیسے ہوئی اور حکومت کی باگ ڈور ان کے قبضہ میں کس طرح آئی۔ ان سب کو ہم احاطہ تحریر میں لائیں گے۔

عمران بن شاہین:...... عمران بن شاہین، جامدہ کا رہنے والا تھا مستقل مزاج، جوانمرد اور رعب وداب والا شخص تھا۔ بادشاہ وقت کی طرف سے خراج وصول کرنے کی خدمت پر مامور تھا۔ خراج کا بہت سامال اس کے قبضہ میں آ گیا تو اس کی نیت بدل گئی۔ حکومت نے مطالبہ کیا تو گرفتاری کے خوف سے بطیحہ کی طرف بھاگ گیا اور حکومت سے باغی ہو گیا۔ بطیحہ پہنچ کر ''نے'' کے جنگل اور چشموں کے درمیان رہنے لگا۔ پرندے اور مچھلیاں اس کی خوراک تھی راہ گیروں سے چھیڑ چھاڑ کر کے جو کچھ ان کے پاس ہوتا چھین لیتا تھا۔ رفتہ رفتہ رہزنوں کا ایک گروپ اس کے پاس جمع ہو گیا۔ جس سے اس کی قوت بڑھ گئی۔ چنانچہ بادشاہ وقت کی علانیہ مخالفت کرنے لگا۔ ابوالقاسم بن بریدی (والی بصرہ) سے راہ ورسم پیدا کی اور اس کی اطاعت قبول کر لی۔ ابوالقاسم نے اس خیال سے کہ آئندہ اس کے ضرر وایذا سے مسافر بے خطر ہو جائیں گے، جامدہ اور اس کے گرد ونواح کی نگرانی پر اس کو مقرر کر دیا اس سے اس کی قوت اور اس کی جمعیت میں تفاوت پیدا ہو گیا۔ آلات حرب اور مال واسباب بھی جمع کر لیا اس نے بطائح کے بلند ٹیلوں اور پہاڑیوں پر قلعے بنا لئے اور رفتہ رفتہ اس کے قرب وجوار کے مقامات پر قابض ہو گیا۔

عمران اور ابوجعفر:...... جب معز الدولہ دارالخلافت بغداد پر قابض ہوا اور اس نے سلطنت وحکومت کی باگ ڈور اپنے ہاتھ میں لی تو فرائض خلافت کی کفالت کرنے لگا اس وقت عمران کی روز افزوں ترقی، اطراف بغداد میں اس کے رعب وداب اور قلعوں نے معز الدولہ کو تردد اور پریشانی میں ڈال دیا۔ چنانچہ وزیر السلطنت ابوجعفر ضمیری کو عمران کی سرکوبی کے لئے روانہ ہونے کا حکم دیا۔ ۴۳۸ھ میں ابوجعفر بڑی فوج لے کر عمران سے جا بھڑا۔ دونوں کی متعدد لڑائیاں ہوئیں بالآخر ابوجعفر نے عمران کو شکست دے دی۔ اس کے بعد ابوجعفر شیراز چلا گیا۔ جیسا کہ بنو بویہ کے حالات میں ہم لکھ چکے ہیں۔

عمران کی طرف شاہی لشکر کی روانگی اور شکست:...... ابوجعفر کے واپس جانے کے بعد عمران اپنی پرانی حالت پر آ گیا۔ وہی لوٹ مار، وہی رہزنی اس کا شیوہ بن گیا۔ معز الدولہ نے اس کی گوشمالی کے لئے سرداران دیلم سے روز بھان نامی ایک سپہ سالار کو شاہی افواج دے کر روانہ کیا۔ عمران اس سے مطلع ہو کر دشوار گزار پہاڑیوں میں چلا گیا اور ایک مدت تک وہیں قلعہ نشین رہا۔ روز بھان نے گھبرا کر یلغار کر دی نتیجہ یہ ہوا کہ روز بھان کی فوج میدان جنگ سے بھاگ گئی۔ عمران نے جو کچھ روز بھان کے پاس تھا وہ سب لوٹ لیا جس سے عمران کی قوت، دو چند ہو گئی۔ دن دہاڑے قافلے لوٹ لینے لگا۔ اس مار دھاڑ سے شاہی فوج کے سپاہی بھی محفوظ نہ رہ سکے جب کبھی کوئی اپنی ضرورت کی غرض سے بصرہ سے نکل کر کسی دوسرے علاقوں میں جاتا تو عمران کے ساتھی ان کو بھی لوٹ لیتے تھے۔ معز الدولہ نے ایک دوسری فوج مہلبی کی کمان میں ۴۴۰ھ میں روانہ کی۔

عمران اور مہلبی میں صلح:...... چنانچہ مہلبی نے نہایت سختی سے بطائح پر حملہ کیا۔ عمران پھر دشوار گزار پہاڑیوں میں چلا گیا۔ مہلبی کے فوجیوں نے اچانک یلغار کرنے کی رائے دی مگر مہلبی نے انکار میں جواب دیا اس کے بعد روز بھان کی تحریک سے معز الدولہ نے ایسا ہی حکم صادر کیا۔ بمصداق حکم حاکم مرگ مفاجات، مہلبی تعمیل حکم پر تیار ہو گیا۔ چنانچہ اپنی فوج کے ساتھ دشوار گزار پہاڑیوں میں داخل ہوا۔ ادھر عمران نے پہلے سے کچھ لوگوں

---

❶...... اصل کتاب میں جگہ خالی ہے، مترجم۔ ہمارے پاس ج ۴ ص ۵۰۷ پر یہاں یہ الفاظ ہیں اور زنجار کے بادشاہ کے پیچھے پیچھے تفلیش تک قتل وغارت کرتے گئے۔ اور یہ بات بھی پیش نظر رہے کہ یہاں صحیح لفظ زنجار نہیں بلکہ ابخار ہے۔ تاریخ کامل ج ۶ ص ۹۶

کو کمیں گاہ میں بٹھا دیا تھا۔ پھر جیسے ہی مہلبی کی فوج کمیں گاہ سے آگے بڑھی عمران کے ساتھیوں نے حملہ کر دیا۔ سامنے دریا اور پیچھے پہاڑ کا بہت بڑا درہ تھا۔ نہ پائے رفتن نہ جائے ماندن کا مضمون ہو گیا۔ ساری فوج تباہ ہو گئی کچھ لوگ ڈوب گئے، کچھ قتل اور قید کر لئے گئے۔ مہلبی دریا میں کود پڑا اور تیر کر جان بچائی چونکہ روزبھان نے حملہ کرنے میں تاخیر کی تھی اس لئے اس مصیبت میں گرفتار نہیں ہوا۔ اس معرکہ میں عمران نے شاہی فوج کے نامی گرامی کمانڈروں کو گرفتار کر لیا تھا۔ معز الدولہ نے عمران کے قیدیوں کا ان سے تبادلہ کر لیا اور بطائح پر عمران کی حکومت کو تسلیم کر لیا۔ جس سے عمران کو ایک گونہ اطمینان حاصل ہو گیا اور اس کی قوت و شوکت بڑھ گئی۔

عمران کی وعدہ خلافی: ......۳۴۴ھ میں پھر عمران نے بغاوت کا علم بلند کیا۔ کیونکہ معز الدولہ کی علالت طول کھینچ گئی تھی۔ اہل بغداد کو اس کی موت کا یقین ہو گیا تھا۔ اسی دوران بہت سا مال و اسباب تجارت کے قافلہ کے ساتھ معز الدولہ کے پاس جا رہا تھا۔ عمران کو اس کی خبر مل گئی۔ رال ٹپک پڑی۔ سارا مال لوٹ لیا۔ اگرچہ صحت کے بعد معز الدولہ نے وہ مال و اسباب جسے عمران نے لوٹ لیا سب کا سب واپس لے لیا مگر دلوں کی صفائی نہ ہوئی۔ کدورت بڑھتی گئی۔ جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ ۳۵۵ھ میں معز الدولہ، واسط گیا، فوجیں مرتب کیں اور ابوالفضل عباس بن حسن کی کمان میں عمران سے جنگ کے لئے روانہ کیا۔ انہی دنوں نافع (ابن وجیہ والی عمران کا مولیٰ) معز الدولہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عمران کے مقابلے میں مدد کی درخواست کی۔ چنانچہ معز الدولہ ابلہ چلا گیا۔ جنگی کشتیاں، نافع کی ضمانت پر عمان روانہ کیں اور شاہی فوجیں جو ابوالفضل کے ساتھ تھیں بطائح کی طرف بڑھیں اور جامدہ میں پہنچ کر لڑائی کا مورچہ باندھا۔ نہروں کو بند کر دیا جن کے ذریعے سے جامدہ میں پانی آتا تھا۔ عمران، جامدہ کو چھوڑ کر پہاڑی دروں میں چلا گیا اور شاہی فوجیں اپنا سا منہ لے کر رہ گئیں اور معز الدولہ نے ابلہ سے واپس آ گیا۔ مگر راستے میں بیمار ہو گیا اور اسی بیماری کے زمانے میں افواج شاہی کو عمران کی جنگ پر دوبارہ روانہ کیا پھر دار الخلافت بغداد پہنچ کر مر گیا۔ اس کے بعد اس کا بیٹا عز الدولہ بختیار تخت حکومت پر بیٹھا۔ اس نے افواج شاہی کو واپس بلا لیا اور عمران سے صلح کر لی۔ چنانچہ عمران بلا تردد بطیحہ پر پھر سے حکمرانی کرنے لگا۔

عز الدولہ اور عمران: ......۳۵۹ھ میں بختیار اور عمران میں ان بن ہو گئی۔ بختیار ایک مہینہ تک واسط میں ٹھہرا ہوا شکار کھیلتا رہا اس کے بعد اپنے وزیر جنگ کو عمران سے جنگ کرنے کے لئے جامدہ اور بطیحہ روانہ کیا۔ وزیر جنگ نے جامدہ پہنچ کر پانی کی آمد کے راستے بند کر دیئے اور بند کے ذریعہ جامدہ کی نہروں کی طرف پھیر دیا اسی دوران دجلہ کا سیلاب آیا اور اس نے اسے خراب کر دیا۔ عمران، جامدہ سے دوسرے قلعہ میں چلا گیا اور اپنا سارا اسباب اٹھا کر لے گیا۔ جب سیلاب کم ہوا تو شاہی فوجیں عمران کو ڈھونڈنے لگیں مگر عمران کا پتہ نہ چلا۔ پریشانی اس پر یہ اور ہوئی کہ لشکریوں کو وزیر جنگ کے خلاف شورش پیدا ہو گئی۔ بختیار نے دس لاکھ درہم پر عمران سے صلح کرنے کا حکم دیا پھر جیسے ہی شاہی فوجیں واپس ہوئیں عمران کے ساتھیوں نے رہزنی شروع کر دی۔ شاہی فوج کا مال و اسباب بھی لوٹ لیا۔ بڑی مشکل سے ۳۶۱ھ میں بغداد پہنچیں۔

عمران کی وفات: ......ماہ محرم ۳۶۹ھ میں عمران بن شاہین اپنے ظہور و غلبہ کے چالیس سال بعد اچانک مر گیا۔ اگرچہ حکمرانوں اور خلفاء نے اس کی گرفتاری اور زیر کرنے میں بہت تگ و دو کی، بارہا فوجیں بھیجیں مگر عمران پر کوئی قابو نہ پا سکا۔ یہاں تک کہ وہ خود مر گیا اور پھر اس کی جگہ اس کا بیٹا حسن، بطیحہ میں حکمران بنا۔

حسن بن عمران بن شاہین: ......عضد الدولہ کو حسن کو زیر کرنے کی تمنا پیدا ہوئی۔ اس نے فوجوں کو مرتب کیا اور اپنے وزیر جنگ کی ماتحتی میں بطیحہ روانہ کیا۔ وزیر جنگ نے بہت خرچہ کر کے پانی کی آمد بند کر دی۔ اتفاق سے سیلاب آ گیا اور پانی کا بند ٹوٹ گیا اس کے بعد ایک مدت تک یہ دستور ہو گیا کہ وزیر جنگ جب پانی کا راستہ بند کر دیتا تھا تو حسن دوسری طرف سے پانی کا راستہ کھول دیتا تھا اسی ردوکد میں ایک دن دونوں کی مڈ بھیڑ ہو گئی جس میں حسن کو کامیابی ہوئی۔

حسن کی اطاعت: ......اس واقعہ میں وزیر جنگ کے ساتھ مظفر ابوالحسن اور محمد بن عمر علوی کوفی بھی تھا۔ مظفر نے وزیر کو حسن بن عمران سے سازش، افشاء راز اور خط و کتابت کرنے کا الزام لگایا وزیر کو یہ خیال پیدا ہوا کہ اگر عضد الدولہ تک یہ خبر پہنچ گئی تو اس کی آنکھوں میں میری قدر و منزلت باقی نہیں

رہے گی۔ رفتہ رفتہ اس خیال نے اس درجہ ترقی کی کہ وزیر نے خودکشی کر لی۔ اس کا دم آخر تھا کہ لوگوں کو اطلاع مل گئی۔ آپس میں گفتگو کرنے لگے کسی نے کہا یہ کام فلاں شخص کا ہے۔ وزیر کے کانوں تک یہ آواز پہنچی تو آنکھیں کھول دیں اور بولا مجھ کو کسی نے نہیں مارا مجھے خودکشی پر محمد بن عمر علوی نے مجبور کیا ہے۔ یہ کہہ کر مر گیا پھر لوگوں نے اسے اس کے وطن ❶ گازرون میں لے جا کر دفن کر دیا۔ عضد الدولہ نے اپنے ایک معتمد اسیر کو بھیج کر فوج کو واپس بلا لیا اور حسن بن عمران سے ادائے خراج کی شرط پر جس کو باہم طے کر لیا تھا صلح کر لی اور بطور کفیل ضامنی کے اس کے چند آدمیوں کو اپنے پاس رکھ لیا۔

حسن ❷ بن عمران کا قتل:..... حسن بن عمران اور اس کے بھائی ابوالفرج میں کچھ دنوں سے ناراضگی چلی آ رہی تھی۔ ابوالفرج موقع ڈھونڈھ رہا تھا۔ اتفاق سے ان دونوں کی بہن بیمار ہو گئی۔ ابوالفرج نے عیادت کی غرض سے حسن کو بلوایا اور چند آدمیوں کو اس کے گھر میں حسن کے قتل کی غرض سے چھپا دیا۔ چنانچہ جیسے ہی حسن بن عمران مکان میں داخل ہوا۔ ان آدمیوں نے دروازہ بند کر لیا اور اسے قتل کر دیا۔ ابوالفرج مکان کی چھت پر چڑھ گیا اور حسن کے ساتھیوں کو اس کے قتل سے مطلع کیا۔ انعام اور صلہ دینے کا وعدہ کیا چنانچہ حسن کے ساتھی یہ سن کر خاموش ہو گئے۔ چنانچہ ابوالفرج نے ان کو وعدہ کے مطابق انعام دیا اور لشکریوں نے اس کو حسن کی جگہ اپنا امیر تسلیم کر لیا۔ اس کے بعد ابوالفرج نے دارالخلافت بغداد میں اپنی حکومت کا خط بھیجا اور خلیفہ نے سند حکومت بھیج دی یہ واقعہ حسن کی حکومت کے تیسرے سال کا ہے۔

ابوالفرج کا قتل:..... حسن بن عمران کے قتل کے بعد وہ اشخاص جنہوں نے اسے قتل کیا تھا کمانڈروں کے پاس آ کر جمع ہوئے۔ سرداران لشکر، حاجب مظفر بن علی کے پاس حاضر ہوئے جو کہ عمران اور حسن کا مشہور اور اہم سردار تھا۔ واقعات بتائے اور ابوالفرج کی شکایتیں کیں۔ حاجب مظفر نے ان لوگوں کو دم دلاسا دیا لیکن وہ اس کی اشک شوئی سے راضی نہ ہوئے اور اسے ابوالفرج کے قتل پر آمادہ کر دیا۔ چنانچہ حاجب مظفر نے ابوالفرج کو اس کی حکومت کے چند مہینے بعد قتل کر کے اس کے بھائی حسن کے بیٹے ابوالمعالی کو اپنا حکمران بنا لیا چونکہ ابوالمعالی کم سن تھا ❸ اس لئے حکومت کا نظم ونسق خود حاجب مظفر سنبھالنے لگا۔ اور کمانڈروں میں سے جن جن کی طرف سے اسے خطرہ تھا ان سب کو تہ تیغ کر کے امور سیاست وحکومت پر حاوی ہو گیا۔

ابوالمعالی کی معزولی:..... کچھ عرصے بعد حاجب مظفر بن علی کو جو کہ ابوالمعالی کی حکومت کا منصرم تھا حکومت بطیحہ کی خواہش پیدا ہوئی چونکہ یہ ہوشیار، چلتا پرزہ تھا۔ ایک جعلی فرمان صمصام الدولہ سلطان بغداد کا مہری ودستخطی بنایا اور قاصد کے ذریعے سے جس پر آثار سفر نمایاں تھے ابوالمعالی کے دربار میں پیش کر دیا۔ فرمان میں لکھا ہوا تھا کہ ابوالمعالی کو بوجہ نالائقی اور کم سنی معزول کیا جاتا ہے اور حکومت حاجب مظفر بن علی کو عطا کی جاتی ہے۔ سرداران لشکر کو ہدایت کی جاتی ہے کہ اس فرمان کے مطابق عمل پیرا ہوں چنانچہ سرداران لشکر نے اطاعت کی گردن جھکا دی پھر حاجب مظفر نے ابوالمعالی اور اس کی ماں کو واسط بھیج دیا۔ تنخواہ مقرر کر دی۔ اہل بطیحہ کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آیا۔ ابوالمعالی کی معزولی سے عمران بن شاہین کے خاندان سے حکومت نکل گئی۔

علی بن نصر کی ولی عہدی:..... اس واقعہ کے بعد حاجب مظفر نے اپنے بھانجے علی بن نصر کو اپنی ولی عہد مقرر کیا اور علی کے بعد اپنی دوسری بہن کے بیٹے کو حکومت وامارت کی وصیت کی علی بن نصر کی کنیت ابوالحسن تھی۔ امیر مختار کے لقب سے خود کو ملقب کرتا تھا۔ دوسرے کا نام علی بن جعفر تھا اور اس کی کنیت بھی ابوالحسن تھی۔

مہذب الدولہ کی حکومت:..... ۳۷۶ھ میں حاجب مظفر تین سال حکومت کر کے مر گیا اس کے بعد اس کا بھانجہ ابوالحسن علی بن نصر جیسا کہ حاجب نے اس کو اپنا ولی عہد مقرر کیا تھا حکمران بنا شرف الدولہ سلطان بغداد کی خدمت میں فدویت نامہ بھیجا۔ اطاعت وفرمانبرداری کا وعدہ کیا۔ شرف الدولہ نے بطیحہ حکومت اسے سپرد کر دی اور مہذب الدولہ کا لقب دیا۔ مہذب الدولہ نے حسن سلوک کا رعایا کے ساتھ برتاؤ کیا۔ داد ودہش سے کام لیا، مظلوموں کی فریاد رسی، اس خبر کا مشہور ہونا تھا کہ چاروں طرف سے لوگوں کی آمد شروع ہو گئی۔ نامی گرامی ارباب علم وفن نے بطیحہ میں سکونت اختیار

❶..... ایک نسخہ میں اس کے بیٹے کی طرف مار کر دفن کیا جانا تحریر ہے۔ جو غلط ہے۔ تاریخ کامل ج ۵ ص ۴۳۴-۴۳۵۔ ❷..... تاریخ کامل میں حسن کی بجائے حسین ہے۔ لیکن صحیح یہی ہے۔ کیونکہ ابن خلدون کے علاوہ صاحب المرآۃ الزمان اور صاحب النجوم الزاہرۃ کی بھی یہی رائے ہے۔ ❸..... دیکھیں تاریخ مختصر ابی الفداء۔

کرلی۔ بڑے بڑے مکانات اور محل بنوائے گئے۔ اطراف وجوانب کے حکمرانوں سے خط وکتابت ہونے لگی۔ مراسم دوستانہ پیدا ہوئے، بہاء الدولہ نے اپنی بیٹی کا مہذب الدولہ سے عقد کردیا جس سے مہذب الدولہ کی شوکت وشان دوگنی ہوگئی یہاں تک نوبت پہنچ گئی تھی کہ جس وقت قادر ❶ و خلیفہ طائع سے خطرہ پیدا ہوا تھا اور جان کے خوف سے دارالخلافت سے بھاگا تھا تو بطیحہ ہی میں آ کر پناہ لی تھی چنانچہ تین سال تک نہایت عزت و احترام سے مہذب الدولہ کے پاس رہا تا آنکہ اسے ۳۸۱ھ میں خلافت کے لئے بطیحہ سے بغداد بلالیا گیا۔

ابن واصل اور مہذب الدولہ:......ابوالعباس ابن واصل، زرلوگ، حاجب کا نائب تھا۔ اسی کی خدمت میں ابن واصل کو عروج ملا ایک مدت کے بعد ابن واصل کو زرلوگ سے کشیدگی پیدا ہوئی تو ترک ملازمت کر کے شیراز چلا گیا اور فولاد کی خدمت میں رہنے لگا۔ فولاد نے اس کی بے حد عزت کی۔ زیادہ مدت نہ گزری تھی کہ فولاد سے بھی الگ ہوکر اہواز چلا گیا۔ پھر اہواز سے بغداد پہنچ گیا۔ بغداد میں بھی زیادہ دن قیام نہیں کیا۔ ابومحمد بن مکرم کی خدمت میں پہنچ گیا۔ پھر ابومحمد بن مکرم سے علیحدہ ہوکر بطیحہ میں مہذب الدولہ کی خدمت میں جا کر قیام پذیر ہوگیا۔ مہذب الدولہ نے اس کو ذمہ دار عہدہ پر مقرر کردیا۔ جب کرستان نے بصرہ پر قبضہ کیا تھا تو مہذب الدولہ نے اس سے جنگ کرنے کے لئے ابن واصل کو سردار لشکر مقرر کر کے بصرہ روانہ کیا۔ چنانچہ ابن واصل نے کرستان سے جنگ کی اور اس پر غالب ہوکر اسے مار ڈالا۔ اس واقعہ سے ابن واصل کے حوصلے بلند ہو گئے۔ وہ شیراز کی طرف چلا اور محمد بن مکرم کی کشتیوں پر قبضہ کرلیا۔ مال واسباب لوٹ کر نشیبی دجلہ کی طرف واپس آ گیا اور اس پر قابض ہوکر مہذب الدولہ سے بغاوت کا علم بلند کردیا۔ مہذب الدولہ کو اس کی خبر ملی تو ایک بیڑہ کشتیوں کا جس میں بڑے بڑے سورما اور جنگ آور سوار تھے روانہ کیا۔ اتفاق یہ کہ کچھ کشتیاں ہوائے مخالف کی وجہ سے غرق ہوگئیں باقی ماندہ کو ابن واصل نے گرفتار کرلیا اور ایلہ کی جانب واپس آ گیا۔

ابن واصل کا بطیحہ پر قبضہ:......مہذب الدولہ کو اس واقعہ سے بیحد صدمہ ہوا۔ ابوسعید بن ماکولا کی ماتحتی میں دوبارہ فوجیں روانہ کیں۔ مگر ابن واصل نے اسے بھی شکست دے دی۔ اس کے مال واسباب وآلات حرب چھین لئے اور بطیحہ کی طرف قدم بڑھائے۔ مہذب الدولہ میں مقابلے کی تاب نہ تھی اس لئے بطیحہ کو خیر آباد کہہ کر شجاع بن مروان اور اس کے بیٹے صدقہ کے پاس چلا گیا۔ ان لوگوں نے مہذب الدولہ کے ساتھ بدعہدی اور دغا کی اس کے مال واسباب کو لے لیا۔ تب بیچارہ مہذب الدولہ پریشان ہوکر واسط چلا گیا۔ ابن واصل نے بطیحہ پر قبضہ کر کے مہذب الدولہ اور اس کی بیوی بہاء الدولہ کی بیٹی کے مال واسباب کو ضبط کرلیا۔ لیکن کچھ سوچ کر بہاء الدولہ کی بیٹی کا مال اس کے باپ کے پاس بھیج دیا اور وہ اس واقعہ سے پہلے اپنے باپ کے پاس بغداد چلی آئی تھی۔

عمید اور ابن واصل کی جنگ:......اس کے بعد اہل بطائح میں ابن واصل کے خلاف شورش پیدا ہوئی۔ ابن واصل نے سات سو سواروں کو مجاورہ روانہ کیا اہل مجاورہ نے ان سے جنگ کی اور میدان جنگ اہل مجاورہ کے ہاتھ رہا ابن واصل کے سواروں کو شکست ہوگئی۔ ابن واصل کو اس سے اپنی جان کا خطرہ پیدا ہوگیا چنانچہ بطائح چھوڑ کر بصرہ واپس آ گیا اور استقلال وقوت کے ساتھ بصرہ میں قیام اختیار کیا۔ اہل بطائح کو ابن واصل کی مخالفت اور دشمنی سے خوف وخطرہ پیدا ہوگیا۔ ادھر بہاء الدولہ، ابن واصل کی روک تھام اور سرکوبی کی غرض سے فارس سے اہواز آ گیا اور عمید الجیوش ایک بڑی فوج کے ساتھ روانہ ہوا اور واسط پہنچا بہت سی کشتیاں حاصل کر کے بطائح کی طرف روانہ ہوگیا۔ ابن واصل بھی اس واقعے سے مطلع ہوکر بصرہ سے مقابلہ کے لئے نکل کھڑا ہوا۔ پھر دونوں حریف میدان جنگ میں آ گئے۔ جنگ ہوئی تو عمید الجیوش کی فوج میدان جنگ سے بھاگ گئی اور ابن واصل نے ان کے آلات حرب اور سارے اسباب لوٹ لئے اور کامیابی کے ساتھ بصرہ واپس آ گیا۔

بطیحہ کی طرف مہذب الدولہ کی واپسی:......عمید الجیوش، ابن واصل سے شکست اٹھا کر واسط میں جا کر مقیم ہوگیا تھا اور ابن واصل کے خلاف فوجیں فراہم کرنے میں مصروف تھا کہ یہ خبر ملی کہ ابن واصل کا گورنر بطائح، فوجیں مرتب کر کے مہذب الدولہ کو دارالخلافت بغداد بلا کر شاہی افواج کے ساتھ بطیحہ کی جانب روانہ کیا چنانچہ مہذب الدولہ دریا کے راستے جنگی کشتیوں کا بیڑہ لئے ہوئے ۳۹۵ھ میں بطیحہ پہنچ گیا اور بزور قوت قابض

---

❶......اس کتاب میں ۳۸۱ھ کے واقعات اور تاریخ کامل ج ۵ ص ۴۸۰ ملاحظہ فرمائیں۔

ہوگیا۔ گردونواح کے امراء حاضر ہوئے اس کی اطاعت قبول کی چنانچہ بہاءالدولہ نے پچاس ہزار دینار سالانہ خراج مقرر کیا۔

اہواز پر ابن واصل کا حملہ:...... ابن واصل ان دنوں خوزستان پر حملہ کے لئے فراہمی لشکر میں مصروف تھا۔ ملک گیری کی ہوا دماغ میں سما گئی تھی زیادہ تر دیلمی اور نیز دوسری فوجیں جمع ہوگئیں چنانچہ ان سب کو مرتب اور مسلح کر کے اہواز کی طرف روانہ ہوگیا۔ بہاءالدولہ نے اس سے مطلع ہوکر ابن واصل کے مقابلہ پر فوجیں روانہ کیں مگر ابن واصل نے کھلے میدان ان کو شکست دے دی اور دارالخلافت میں داخل ہوکر جو کچھ پایا لوٹ لیا۔ اس کے بعد خطرہ کے پیش نظر بہاءالدولہ کی خدمت میں صلح کا پیغام بھیجا۔ بہاءالدولہ نے مصلحتاً مصالحت کرلی، اور اس کے علاقوں میں چند علاقوں کا اضافہ کردیا۔

ابن واصل کا قتل:...... چونکہ بہاءالدولہ کے دل میں اس واقعہ سے ایک خلش باقی رہ گئی تھی اس لئے موقع پا کر ایک فوج، ابن واصل سے جنگ کرنے کے لئے روانہ کی اور خود اہواز کے طرف چلا گیا۔ ابن واصل نے بہاءالدولہ کی فوج کا تلوار اور نیزوں سے استقبال کیا، اس واقعہ میں بدر بن حسنو یہ بھی ابن واصل کا شریک اور مددگار تھا۔ بہاءالدولہ نے اپنے وزیرالسلطنت کو بطیحہ کی حفاظت پر مامور کیا تھا۔ وزیر نے اس کو دوبارہ شکست دے دی اور حسان بن محال خفاجی کوفی کے ساتھ کوفہ گیا کوفہ پر قبضہ کر کے بصرہ پر بھی قابض ہوگیا۔ ابن واصل شکست کھا کر بدر بن حسنو یہ کے پاس جانے کے قصد سے دجلہ کی طرف روانہ ہوگیا اور جامعین پہنچا۔ بدر کے ملازموں نے عزت واحترام سے ٹھہرایا۔ ابوالفتح بن عنان کے ساتھ جامعین کے قریب ہی تھے اس کی آمد کی خبر پا کر اچانک حملہ کردیا اور ابن واصل کو گرفتار کر کے دارالخلافت بغداد روانہ کردیا عمید الجیوش نے اسی حالت سے بہاءالدولہ کی خدمت میں بھیج دیا۔ بہاءالدولہ تو پہلے ہی سے خار کھائے بیٹھا تھا ۳۹۶ھ میں اس کو قتل کردیا جیسا کہ اوپر اس کے حالات کے سلسلے میں تحریر کیا گیا۔

مہذب الدولہ کی وفات:...... ان واقعات کے ختم ہونے پر ماہ جمادی الآخر ۳۸۰ھ میں مہذب الدولہ کی وفات ہوگئی۔ اس کا بھانجہ ابوعبداللہ محمد بن نسی ❶ اس کی حکومت وسلطنت کا منصرم ہی نہ تھا بلکہ درحقیقت اس کے بجائے حکومت اسی کے قبضہ میں تھی لشکریوں نے جمع ہوکر اس کو اپنا سردار تسلیم کرلیا چنانچہ اس نے ان لوگوں سے اپنی اطاعت وفرمانبرداری کی قسمیں لیں ابھی مہذب الدولہ کی وفات نہیں ہوئی تھی اور وہ بستر علالت پر پڑا ہوا موت کا انتظار کررہا تھا کہ ابوعبداللہ کو یہ خبر مل گئی کہ اس کے ماموں مہذب الدولہ کا بیٹا ''ابوالحسن احمد'' حکومت کا دعویدار ہے اور اس نے کمانڈروں سے ساز باز کر کے بعض فوجیوں سے اپنے باپ کے بعد اپنی حکومت کی بیعت لے لی ہے۔ ابوعبداللہ نے اس کی طلبی کا حکم صادر کیا۔ فوج نے حاضر کردیا ابوعبداللہ نے اس کو گرفتار کرلیا یہ خبرسن کر اس کی ماں (مہذب الدولہ کی بیوی ابوعبداللہ کی ممانی) دوڑی آئی اور اصل واقعہ بیان کیا لیکن نتیجہ کچھ نہ نکلا۔ اس کے دوسرے دن مہذب الدولہ کا انتقال ہوگیا اور ابوعبداللہ بن نسی تخت حکومت پر قابض ہوگیا۔ اور اپنے ماموں مہذب الدولہ کے انتقال کے تیسرے دن اپنے ماموں زاد بھائی ابوالحسن کو قید حیات سے سبکدوش کردیا۔

ابوعبداللہ کی وفات سرانی کی حکومت:...... ابوعبداللہ بن نسی اپنی حکومت کے تیسرے مہینہ مرگیا ابومحمد حسین بن بکر سراتی کو جو کہ مہذب الدولہ کے خواص سے تھا بالاتفاق سرداران لشکر نے اپنا امیر تسلیم کرلیا ابومحمد حسین بن بکر سراتی ❷ نے سلطان بغداد کی خدمت میں ہدایا اور تحائف روانہ کئے چنانچہ سلطان الدولہ نے اس کی حکومت تسلیم کرلی،

صدقہ کی حکومت:...... ابومحمد سرانی ۴۱۰ھ تک بطیحہ پر حکومت کرتا رہا پھر سلطان الدولہ نے کسی وجہ سے ناراض ہوکر صدقہ بن فارس مازیاری کو حکومت بطیحہ کی سند عنایت کی چنانچہ صدقہ نے بطیحہ پہنچ کر ابومحمد سرانی کو گرفتار کرلیا اور بطیحہ کی حکومت اپنے قبضہ میں لے لی ابومحمد سرانی اس وقت سے مسلسل قید ہی میں رہا یہاں تک کہ صدقہ نے وفات پائی اور اس کو قید سے نجات ملی جیسا کہ آئندہ بیان کیا جائے گا۔

صدقہ کی وفات:...... صدقہ بن فارس مازیاری نے اپنی حکومت کے دسویں سال ماہ محرم میں سفر آخرت اختیار کیا، سابور بن ❸ مرزبان اس کی فوج کا سپہ سالار اعظم تھا چونکہ ابوالہیجا محمد بن عمران بن شاہین اپنے باپ عمران کے مرنے کے بعد پریشان ہوکر بدر بن حسنو یہ کے پاس چلا گیا اور ایک

---

❶ ...... تاریخ کامل میں ینی ہے۔ ❷ ...... یہاں صحیح لفظ السراجی ہے تاریخ کامل ج ص ۶۴۰۔ ❸ ...... اس کا پورا نام سابور بن مرزبان بن مردان تھا، جبکہ تاریخ کامل میں مردان کی جگہ مروان ہے۔

عرصے تک وزیر ابوطالب کے یہاں ٹھہرا رہا چنانچہ سابور کو موقع مل گیا اور وہ بطیحہ کی حکومت پر قابض ہو گیا۔

سابور کی معزولی ابونصر کی حکومت: ...... کچھ عرصے بعد ابونصر بن مروان نے سابور کی مخالفت شروع کر دی سابور مقابلہ نہ کر سکا اور حکومت بطیحہ سے دست کش ہو کر جزیرہ بنی دبیس چلا گیا اور ابوعبداللہ حسین بن بکر سراتی کے ہاتھ میں آ گئی۔

اہل بطیحہ کی بغاوت: ...... ابوکالیجار نے ۴۱۸ھ میں اپنے وزیر السلطنت ابومحمد بن نابہشاد ❶ کو بطیحہ کو فتح کرنے کے لئے روانہ کیا چنانچہ وزیر السلطنت نے بطیحہ کو فتح کر کے ابوعبداللہ حسین بن بکر سراتی کو بطیحہ کی حکومت پر مقرر کر دیا مگر اس نے رعایا کے مال وزر پر طمع کا ہاتھ بڑھایا اور خراج کے علاوہ ایک مقدار میں نقد رقم ان پر مقرر کر دی جوان سے زبردستی وصول کرتا تھا اس سے رعایا نے پریشان ہو کر جلاوطنی اختیار کر لی جو باقی رہ گئے انہوں نے سراتی کو قتل کر دینے کا عزم کر لیا مگر کسی ذریعہ سے یہ خبر سراتی کو پہنچی تو وہ مردان لوگوں کے پاس گیا معذرت کی اور حسن سلوک کرنے کا وعدہ کیا لیکن اپنی بری عادات کو ترک نہ کیا چنانچہ اہل بطیحہ نے متحد ہو کر حملہ کیا اور اس کو اپنے شہر سے نکالدیا چنانچہ سراتی یزید بن مزید کے پاس چلا گیا۔

اہل بطیحہ کی گوشمالی: ...... بطیحہ میں ایک جماعت، جلال الدولہ کی فوج کی قید میں تھی اہل بطیحہ نے ان کو جیل سے نکالا اور ان کی مدد سے بطیحہ کا نظم ونسق سنبھالا اور اسی طرح بغاوت ومخالفت پر قائم رہے جیسا کہ مہذب الدولہ کے دور میں تھے اس کے بعد ابن طرانی آیا اور اس نے بطیحہ پر قبضہ کر لیا اور ۴۳۲ھ تک بطیحہ میں ٹھہرا رہا۔ پھر ابونصر بن ہثیم نے ابن طرانی پر فوج کشی کی اور اس کو زیر کر کے بطیحہ فتح کر لیا اور جی کھول کر اسے لوٹا چنانچہ اہل بطیحہ نے اس کی اطاعت قبول کر لی اور جلال الدولہ کو خراج دینے کا وعدہ کر لیا۔

ابوکالیجار کا بطیحہ پر قبضہ: ...... ۴۳۹ھ کا دور آیا تو ابوکالیجار نے اپنے وزیر السلطنت ابوالغنائم ابوالسعادات کو ایک بڑی فوج دے کر بطیحہ کے محاصرے اور فتح کرنے کے لئے روانہ کیا۔ چنانچہ ابوالغنائم نے بطیحہ پہنچ کر محاصرہ کر لیا ان دنوں ابومنصور بن حیثم، بطیحہ میں حکومت کر رہا تھا۔ ابومنصور اس کا مقابلہ نہ کر سکا اور صلح کی درخواست کی اسی دوران اس کے کمانڈر امن حاصل کر کے ابوغنائم کے پاس چلے گئے تھے۔ ان لوگوں نے اس کی کمزوری سے ابوالغنائم کو مطلع کر دیا اور یہ بھی ظاہر کر دیا کہ عنقریب ابومنصور شہر چھوڑ کر بھاگنے والا ہے چنانچہ ابوالغنائم نے ناکہ بندی کر لی جیسے ہی ماہ صفر آیا ابوغنائم نے جنگ چھیڑ دی اور کامیابی کا میدان اس کے ہاتھ رہا۔ ایک گروہ اہل بطیحہ کا مارا گیا متعدد کشتیاں ڈبو دی گئیں۔ بہت سے لوگ جنگل اور پہاڑوں میں متفرق ومنتشر ہو گئے۔ ابومنصور تن تنہا کشتی پر سوار ہو کر نکل کر بھاگا اس کے مکان میں آگ لگا دی گئی جو کچھ مال واسباب تھا لوٹ لیا گیا۔

بطیحہ میں ابن ابی الخیر کی حکومت: ...... اس کے بعد بنو ابی الخیر کا دور حکومت بطیحہ میں شروع ہو گیا۔ ان کی حکومت پانچویں صدی کے پہلے اور اس کے بعد بھی تھی میں نہیں کہہ سکتا کہ بنو ابی الخیر کس گروہ میں سے تھے۔ ہاں البتہ ابن اثیر نے لکھا ہے کہ ابوالخیر کے دو بیٹے تھے۔ اسمٰعیل اور محمد، اسمٰعیل کا لقب مصطنع تھا اور محمد کا لقب مختصر، یہ دونوں اپنی قوم کے سردار تھے۔ مختصر کے مرنے کے بعد اس کا بیٹا مہذب الدولہ سردار بنایا گیا ابن ہیثم والی بطیحہ سے اس کی لڑائیاں ہوئیں بالآخر مہذب الدولہ نے زمانہ گوہر آئین (شحنہ بغداد میں ابن ہثیم کو مغلوب کر دیا۔ اس کے بنو اعمام اور خاندان والے اس کی اطاعت کو اپنی عزت کا باعث سمجھتے تھے۔

صدقہ اور مہذب الدولہ کی جنگ: ...... سلطان محمد نے ۴۹۵ھ میں صدقہ بن مزید کو بطیحہ اور دجلہ کی گورنری عنایت کی اور شہر واسط کو بطور جاگیر مرحمت کیا اور چنانچہ صدقہ نے مہذب الدولہ احمد بن محدر بن ابوالخیر والی بطیحہ سے ضمانت لے کر بطیحہ کی حکومت پر برقرار رکھا۔ مہذب الدولہ نے اپنی اولاد کو بطیحہ کے صوبوں کی حکومتوں پر مامور کر دیا۔ حماد، مہذب الدولہ کا چچازاد بھائی تھا۔ صدقہ نے اسے واسط کے انتظام پر مقرر کیا تھا۔ مہذب الدولہ اپنے چچا اسمٰعیل کے بیٹے حماد سے نرمی اور ملاطفت کا برتاؤ کرتا تھا اور حماد کو ریاست وحکومت کی پڑی ہوئی تھی چنانچہ جب گوہر آئین (شحنہ بغداد) کا انتقال ہو گیا تو حماد اپنے چچازاد بھائی مہذب الدولہ سے لڑ پڑا۔ مہذب الدولہ نے بہت زیادہ کوشش اصلاح کی کی مگر کامیاب نہ ہو سکا چنانچہ نفیس بن مہذب الدولہ نے فوجیں حاصل کر کے مقابلہ کیا جس میں حماد کو شکست ہوئی اور اس نے صدقہ کے پاس جا کر پناہ لی اور اس سے فوجیں لے کر مہذب

❶ ...... یہاں صحیح لفظ بالشاز ہے۔ تاریخ کامل ج ۶ ص ۲۔

الدولہ سے دوبارہ لڑنے کے لئے بطیحہ آیا۔ مہذب الدولہ نے مقابلے پر کمر باندھی متعدد لڑائیاں ہوئیں۔ اور ابھی خاتمہ جنگ نہ ہوسکا تھا کہ صدقہ نے ایک تازہ دم فوج حماد کی مدد پر بھیج دی جس سے مہذب الدولہ کی فوج میدان جنگ سے بھاگ گئی۔ اس کی فوج کی زیادہ حصہ کام آ گیا۔ اس واقعہ سے حماد کی لالچ بڑھ گئی، اس نے صدقہ سے مزید مدد کی درخواست کی چنانچہ صدقہ نے اپنے سپہ سالار حمید بن سعید کو حماد کی مدد پر مامور کر دیا۔ مہذب الدولہ نے حمید بن سعید سپہ سالار لشکر کے پاس مصالحت کا پیغام بھیجا چنانچہ حمید نے اس کی درخواست کو قبول کرلیا اور صدقہ سے اس کی صلح صفائی کرادی اس کے بعد مہذب الدولہ نے اپنے بیٹے نفیس کو صدقہ کی خدمت میں روانہ کیا اور صدقہ نے درمیان میں پڑ کر حماد اور اس کے بنو اعمام مہذب الدولہ وغیرہم میں مصالحت کرادی۔ یہ واقعہ ۵۰۳ھ کے ہیں۔

نصر بن نفیس اور اس کے بعد مظفر بن حماد کی حکومت:...... دبیس بن صدقہ نے مسترشد کے دور خلافت اور سلطان محمود کے عہد حکومت میں بغاوت کا جھنڈا بلند کیا اس وقت برسقی، شحنہ بغداد تھا۔ اس نے بطیحہ کی حکومت دبیس کے قبضہ سے نکال کر اپنے خادم سبحان کو دے دی، سبحان نے اپنی طرف سے نصر بن نفیس بن مہذب الدولہ احمد بن محمد بن ابوالخیر کو مقرر کیا اور سلطان محمود نے برسقی کو جنگ دبیس سے روانگی کا حکم دیا چنانچہ برسقی دار الخلافت بغداد سے فوجوں کو مرتب کر کے روانہ ہو گیا۔ اس مہم میں نصر بن نفیس والی بطیحہ اور اس کا چچازاد مظفر بن حماد بن اسماعیل ابوالخیر بھی برسقی کے لشکر میں تھا۔ ان دونوں میں جیسا کہ آپ اوپر پڑھ چکے ہیں خاندانی دشمنی چلی آ رہی تھی چنانچہ برسقی اور دبیس کی جنگ ہوئی۔ دبیس نے برسقی کو شکست دے دی اور شاہی فوجیں شکست کھا کر بھاگ گئیں، لیکن نصر بن نفیس اور اس کا چچازاد حماد، ساباط میں ٹھہرے رہے۔ جیسے ہی شاہی فوجیں شکست کھا کر واپس پہنچیں مظفر بن حماد نے نصر ابن نفیس کو قتل کر کے بطیحہ پر قبضہ کرلیا اور دبیس کی خدمت میں فدویت نامہ روانہ کر دیا اور دبیس نے خلیفہ کی خدمت میں معذرت کا خط روانہ کیا اور اطاعت و فرمانبرداری کی قسم کھائی۔

ابن صدقہ کا انجام:...... اس واقعہ کی سلطان محمود کو خبر ملی تو منصور بن صدقہ برادر دبیس اور اس کے بیٹے کو گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا۔ نیل کی سلائیاں آنکھوں میں پھروادیں، دبیس کو اس سے سخت صدمہ ہوا۔ اپنے قبائل کو جو واسط میں تھے سلطان محمود کے خلاف ابھارنے کی کوشش کی مگر ترک رکاوٹ بن گئے۔ مہلل بن ابوالعسکر نے اپنے سپہ سالار افواج کو اس طوفان کو فرو کرنے کے لئے روانہ کیا اور مظفر بن حماد (والی بطیحہ) کو اہل واسط کے مقابلہ پر مدد دینے کا حکم بھیجا۔ لیکن مہلہل نے عجلت سے کام لیا اور ابھی مظفر بن حماد آنے بھی نہ پایا تھا کہ اہل واسط سے لڑائی چھیڑ دی۔ اہل واسط نے اس کو شکست دیکر اس کے مال واسباب اور آلات حرب لوٹ لئے غرض اسی طرح کی طوائف الملوکی کا بطیحہ میں دور دورہ رہا یہاں تک کہ بنو معروف نے بطیحہ کی حکومت اپنے ہاتھ میں لے لی اور خلفاء نے ان کو بطیحہ سے نکال دیا۔

بنو معروف کی بطیحہ سے جلاوطنی:...... بنو معروف بطیحہ کے حکمران چھٹی صدی کے آخر میں تھے۔ مجھے یہ معلوم نہیں ہوسکا کہ بنو معروف کا کس خاندان سے تعلق تھا۔ جس وقت خلافت بغداد خلافت کی ذمہ داریوں کو پورا نہ کرسکی اور حکمرانان سلجوقیہ کی استبدادی حکومت کا دور شروع ہوا اور رفتہ رفتہ اسلامی ممالک ان کے اقتدار سے نکلنے لگے۔ حلہ، کوفہ، واسط، بصرہ، تکریت، ہیت، انبار اور حدیثہ پر سلاطین سلجوقیہ کا قبضہ ہو گیا۔ اتنے میں ناصر کی خلافت کا دور آ گیا۔ بنو معروف نے بطیحہ کی حکومت پر قبضہ کرلیا۔ اس وقت ان لوگوں کا خاندانی بزرگ معلٰی نامی ایک شخص تھا۔

بنو معروف کا انجام:...... ابن اثیر نے لکھا ہے کہ بنو معروف، قبیلہ ربیعہ میں سے تھے، فرات کے مغربی حصہ میں سورا کے نشیبی جانب بطائح سے متصل رہتے تھے۔ جب ان کی ایذا رسانی، فتنہ انگیزی اور فساد کی شکایتیں بڑھ گئیں اور چاروں طرف سے واویلا مچا تو خلیفہ ناصر نے معذ الشریف ❶ (متولی بلاد واسط) کو بنو معروف کی سرکوبی کا حکم صادر کر دیا چنانچہ معذ الشریف اس حکم کے مطابق تمام ممالک اسلامیہ سے فوجیں حاصل کر کے بلاد بطیحہ ❷ کی طرف ۵۱۶ھ میں روانہ ہو گیا۔ بنو معروف مقابلہ نہ کرسکے اور شکست کھا کر بھاگ گئے، قتل اور دار و گیر کا ہنگامہ برپا ہو گیا۔ ان کا مال واسباب لوٹ لیا گیا۔

---

❶ ...... یہاں صحیح لفظ معد الشریف ہے۔ دیکھیں (تاریخ کامل ج ۷ ص ۵۶۸)۔ ❷ ...... بطیحہ کے مقبر نامی علاقہ کی طرف روانہ ہوا۔ ایک نسخہ میں مقبر کے بجائے ''عیر'' ہے جو غلط ہے۔ دیکھیں تاریخ کامل ج ۷ ص ۵۶۹۔

اسی وقت سے بطیحہ کا نظام حکومت درست ہوگیا۔ خلیفہ ناصر کے مقبوضہ علاقوں میں شامل ہوگیا اور کوئی رقیب حکومت و دولت میں باقی نہ رہا۔

دینوراور صامغان کے حکمران

بنوحسنو یہ کے حالات: ...... حسنو یہ بن حسین کردی، کردوں کے ایک گروہ میں سے تھا جو زیر نکاس کے نام سے مشہور تھا اور اس کا خاندان کو دولتیہ کے نام سے مشہور تھا۔ حسنو یہ قلعہ سریاج کا مالک اور بزرنکاں کا امیر تھا۔ اس نے حکومت اپنے ماموؤں دنداد اور غانم بن احمد بن علی سے وراثتاً حاصل کی تھی انہی کردوں کا ایک اور گروہ تھا جو عباسیہ کہلاتا تھا ان دونوں (دنداد اور غانم) نے اطراف دینور، ہمدان، نہاوند، صامغان اور بعض مضافات آذر بائیجان اور شہروز کی حدود تک پر غلبہ حاصل کرلیا تھا اور تقریباً پچاس سال تک ان علاقوں کے مالک وحکمران رہے۔ ان میں سے ہر ایک کے پاس ہزاروں کی تعداد میں فوج تھی۔ المختصر دنداد بن احمد ۳۴۹ھ میں انتقال کر گیا پھر اس کی جگہ اس کا بیٹا ابوالغنائم عبدالوہاب حکمرانی کرنے لگا یہاں تک کہ کردوں میں سے سادنجان نے اس کو گرفتار کرلیا۔ چنانچہ ابوالغنائم کے فوجیوں نے حسنو یہ کو اپنا امیر بنالیا اس نے ابوالغنائم کے قلعوں اور املاک پر قبضہ کرلیا اس کے بعد ۳۳۵ھ میں غانم بن احمد کا انتقال ہوگیا پھر اس کا بیٹا ابوسانم دیسم اس کے بعد قلعہ بستان میں حاکم بنا پھر ابوالفتح بن عمید نے اس سے حکومت و ریاست چھین لی اور اس کے قلعوں بستان وغانم، افاق وغیرہ پر قبضہ کرلیا۔

حسنو یہ کا کردار اور خوبیاں: ...... حسنو یہ نہایت خلیق اور سیرت کا بیحد اچھا انسان تھا حرمین میں ہر سال بڑی مقدار میں صدقہ بھیجا کرتا تھا۔ اپنے فرائض کو پورے طور سے انجام دیتا تھا۔ اس نے صخور مہندسہ میں قلعہ سرماج (یا سریاح) اور دینور میں ایک بہت بڑی جامع مسجد تعمیر کرائی پھر جب بنو بویہ حکمران بنے اور رکن الدولہ نے ''رے'' اور اس کے متصل علاقوں کو لے لیا تو حسنو یہ رکن الدولہ کے حامیوں اور معین و مددگاروں میں شامل ہوگیا۔ اس لئے رکن الدولہ، حسنو یہ کے ساتھ ہر قسم کی مراعات اور اس کے کاموں سے چشم پوشی کرتا تھا یہاں تک کہ ابن مسافر اور دیلمیوں سے لڑائی شروع ہوگئی جس میں حسنو یہ نے ابن مسافر کو شکست دیدی۔ ابن مسافر ایک محفوظ مقام میں قلعہ نشین ہوگیا مگر حسنو یہ نے اس کا محاصرہ کرلیا اور چاروں طرف آگ لگادی۔ جس سے ابن مسافر ہلاکت کے قریب پہنچ گیا۔ مجبور ہوکر امن کی درخواست کردی چنانچہ حسنو یہ نے اس کو امن دے دیا لیکن پھر بدعہدی کی۔ اس سے رکن الدولہ کے خیالات خراب ہوگئے اور حمیت قومی کی رگ جوش میں آ گئی۔ ۳۵۹ھ میں اپنے وزیر السلطنت ابوالفضل بن عمید کو بڑی فوج کے ساتھ حسنو یہ کو زیر کرنے روانہ کیا۔ ابوالفضل نے ہمدان پہنچ کر لڑائی کا نیزہ گاڑا اور حسنو یہ پر طرح طرح کی سختی کرنے لگا مگر اس دوران ابوالفضل مر گیا اور اس کے بیٹے ابوالفتح نے خراج دینے پر حسنو یہ سے صلح کرلی اور واپس چلا گیا۔

حسنو یہ کی وفات بدر کی حکومت: ...... ۳۶۹ھ میں حسنو یہ کی موت کا وقت آ گیا۔ ابوالعلاء، عبدالرزاق، ابوالنجم بدر، عاصم، ابوعدنان، عبدالملک اور بختیار اس کے بیٹے تھے۔ بختیار قلعہ سرماج کا مالک تھا اور اسی کے پاس حسنو یہ کا مال اور خزانہ تھا۔ اس نے عضدالدولہ کی خدمت میں فدویت نامہ بھیجا اور اطاعت قبول کرلی مگر کچھ عرصے بعد منحرف ہوگیا۔ عضدالدولہ نے ایک فوج بختیار کو زیر کرنے کے لئے بھیج دی جس نے اس کے سارے قلعوں پر قبضہ کرلیا۔ پھر جب عضدالدولہ اپنے بھائی فخر الدولہ سے جنگ کرنے کے لئے بڑھا اور ہمدان و ''رے'' پر قبضہ کر کے اپنے بھائی موید الدولہ کی حکومت میں ملحق وشامل کردیا اور فخر الدولہ، قابوس بن وشمکیر کے پاس چلا گیا تو عضدالدولہ نے حسنو یہ کردی کے علاقوں کی طرف پھر قدم بڑھایا اور نہاوند، دینور اور سرماج کو فتح کرلیا جو کچھ مال وخزانہ اس قلعہ میں تھا لے لیا یہ قلعہ نہایت عظیم الشان تھا اس قلعہ کے ساتھ اس کے دوسرے قلعوں پر بھی قبضہ کرلیا۔ حسنو یہ کی اولاد اس سے متاثر ہوکر وفد لے کر عضدالدولہ کی خدمت میں حاضر ہوئی لیکن عضدالدولہ نے عبدالرزاق، ابوالعلاء اور عدنان کو گرفتار کرلیا اور ان میں سے ابوالنجم بدر بن حسنو یہ کو اپنی خدمت کے لئے منتخب کر کے خلعت فاخرہ سے ممتاز کیا اور کردوں کی حکومت وسرداری عنایت کی۔ فوج اور آلات حرب سے اس کو مقبوض وقوی بنایا۔

حسنو یہ کی اولاد کا انجام: ...... چنانچہ بدر نے ان اطراف کا نظم ونسق درست کیا حکومت اپنے قبضہ میں لے لی کردوں کی آئے دن کی بغاوت اور

سرکشی کو روک دیا۔ جس سے حکومت و ریاست پر اس کے قدم جم گئے۔ اس کے بھائیوں کو اس سے حسد و رشک پیدا ہو گیا۔ چانچہ عاصم اور عبدالملک کھیل کھیلے اور علم بغاوت بلند کر دیا۔ مخالف کردوں کو متحد کر کے برسر جنگ آ گئے۔ عضدالدولہ نے بدر کی حمایت اور ان لوگوں کو ہوش میں لانے اور ان کی سرکوبی کے لئے فوجیں روانہ کیں۔ چنانچہ عاصم نے سینہ سپر ہو کر مقابلہ کیا مگر شاہی فوج نے اس کو شکست دے دی اور گرفتار کر کے ہمدان لے آئی۔ اس کے بعد پھر اس کی خبر نہ ملی یہ واقعہ ۳۷۰ھ کا ہے عضدالدولہ نے حسنویہ کے تمام بیٹوں کو بغاوت کے الزام میں قتل کر ڈالا اور ابوالنجم بدر کو بدستور اس کی حکومت پر قائم رکھا۔

بدر بن حسنویہ اور مشرف الدولہ کی جنگ:......پھر جب عضدالدولہ کی وفات ہوئی اور اس کا بیٹا صمصام الدولہ تخت حکومت پر بیٹھا تو (اس کے بھائی) مشرف الدولہ نے فارس میں علم مخالفت بلند کیا اور دارالخلافت بغداد پر قابض ہو گیا۔ فخر الدولہ بن رکن الدولہ، خراسان سے اصفہان اور رے اپنے بھائی موید الدولہ کے انتقال کے بعد واپس آ گیا۔ اس کی مشرف الدولہ سے کچھ چھیڑ چھاڑ ہو گئی تھی جس سے مشرف الدولہ کے دل میں فخر الدولہ کی طرف سے کشیدگی اور غصہ تھا۔ چنانچہ جب مشرف الدولہ کی حکومت دارالخلافت بغداد میں مستحکم اور مستقل ہو گئی اور حکومت بغداد، صمصام الدولہ نے اپنے قبضہ میں لے لی تو اس کو اپنے سپہ سالار قراتکین جہشاری کو زیر کرنے کا خیال پیدا ہوا۔ قراتکین نہایت طاقتور شخص تھا۔ مشرف الدولہ تو نام کا بادشاہ تھا سیاہ وسفید کا مالک قراتکین تھا اور یہ بات مشرف الدولہ کو برداشت نہیں تھی۔ اس لئے مشرف الدولہ نے فوجیں مرتب کر کے قراتکین کو بدر بن حسنویہ سے جنگ کرنے کے لئے روانہ کیا۔ اس روانگی اور جنگ سے مقصود یہ تھا کہ دو راحتوں میں سے ایک مشرف الدولہ کو حاصل ہو جائیں کہ یا تو قراتکین اس لڑائی میں کام آ جائے گا اور ہمیشہ کے لئے اس کے استبداد سے نجات مل جائے گی یا پھر بدر کے علاقے ہاتھ آ جائیں گے۔

بدر بن حسنویہ اور قراتکین:......۳۷۷ھ میں قراتکین اور بدر بن حسنویہ کی وادی قرمیسین میں جنگ چھڑی، بدر کو شکست ہوئی اور وہ روپوش ہو گیا۔ قراتکین اور اس کے ساتھی نہایت بے فکری سے لشکر گاہ اور خیموں میں آرام کرنے لگے چنانچہ بدر نے غافل پا کر ایسی تیزی سے دوبارہ حملہ کیا کہ قراتکین اور اس کے ساتھی ششدر رہ گئے، خود کو سنبھال نہ سکے اور نہ گھوڑوں پر سوار ہو سکے۔ بدر نے ان کے خون کا دریا بہا دیا اور جو کچھ ان کے پاس تھا سب پر قبضہ کر لیا۔ گنتی کے چند آدمیوں کے ساتھ قراتکین جان بچا کر نہرواں کے پل کی طرف بھاگا۔ اس کے باقی سپاہی بھی اس سے آ ملے۔ چنانچہ پریشان ہو کہ بغداد آ گیا۔

ناصر الدولہ:......اس واقعہ سے بدر کا دائرہ حکومت وسیع ہو گیا۔ اور وہ جبل کے صوبوں پر مستولی و قابض ہو گیا۔ قوت و شوکت بڑھ گئی۔ حکومت و ریاست میں استحکام و استقلال پیدا ہو گیا۔ اس وقت سے بدر کو متواتر کامیابی اور غلبہ حاصل ہوتا چلا گیا یہاں تک ایوان خلافت سے ۳۸۸ھ بہاء الدولہ کے دور میں اسے سند حکومت عطا ہوئی۔ اور ناصر الدولہ کا لقب دیا گیا۔ حرمین میں بیحد صدقات بھیجا کرتا تھا۔ عرب کو حجاز میں کھانا کھلواتا اور حاجیوں کی خاطر داشت کرتا تھا۔ اس کے ساتھیوں نے کردوں کے فساد اور رہزنی کو روک دیا تھا جس سے اس کی عزت بڑھ گئی اور اس کا ذکر خیر بلند ہو گیا۔

بدر بن حسنویہ و ابوجعفر کا بغداد کا محاصرہ:......ابوجعفر حجاج بن ہرمز، بہاء الدولہ کی طرف سے عراق کی حکومت پر مقرر ہوا۔ پھر بہاء الدولہ نے اسے معزول کر دیا اور ابوعلی ابن ابوجعفر استاد ہرمز کو اس خدمت کی عزت بخشی ابوعلی نے عمید الجیوش کا لقب اختیار کیا اور ابوجعفر، اطراف کوفہ میں قیام پذیر ہو گیا عمید الجیوش سے برسر جنگ آیا اگرچہ پہلی لڑائی میں عمید الجیوش نے ابوجعفر کو شکست دے دی۔ لیکن سلسلہ جنگ ۳۹۳ھ تک جاری وقائم رہا۔ بنوعقیل، خفاجہ اور بنواسد سے امداد لے کر دونوں فریق لڑتے رہے اور بہاء الدولہ، بصرہ میں ابن واصل سے مصروف جنگ تھا ۳۹۷ھ تک اس لڑائی کا سلسلہ جاری رہا۔ جب ابن واصل میں لڑائی کی طاقت باقی نہ رہی تو اس نے قلج (والی طریق خراسان) کو ملا لیا۔ چنانچہ دونوں عمید الجیوش سے جھگڑا کرنے پر تل گئے اتفاق یہ کہ اسی سال قلج مر گیا۔ عمید الجیوش نے اس کی جگہ ابوالفتح محمد بن عنان کو مقرر کیا جو کہ بدر بن حسنویہ کا دشمن اور مخالف تھا۔ بدر بن حسنویہ کو اس سے غصہ وملال پیدا ہو گیا، لہٰذا ابوجعفر کی طرف مائل ہو گیا اور اس کی مدد کے لئے کردوں اور اس کے سرداروں کو اپنا ہم آہنگ اور ہم صفیر بنا لیا، امیر ہندی بن سعدی، ابوعیسیٰ سادی بن محمد، ورام بن محمد اپنی اپنی فوجوں کے ساتھ بدر بن حسنویہ کے پاس آ گئے اور علی بن مزید بھی ان لوگوں کے

ساتھ شریک ہوگیا۔ کوچ و قیام کرتے ہوئے بغداد کی طرف بڑھے۔ بغداد سے ڈیڑھ کوس کے فاصلہ پر پڑاؤ کیا ابوالفتح بن عنان اس خبر سے مطلع ہو کر عمید الجیوش کے پاس آ گیا اور اس کے ساتھ دارالخلافت بغداد کی حمایت اور بدر بن حسنو یہ وغیرہ سے مقابلے پر تیار ہوگیا ابھی لڑائی کا آغاز نہیں ہوا تھا کہ ابن واصل کی شکست اور بہاء الدولہ کے غلبہ کی خبر پہنچ گئی چنانچہ سب کے سب سر پر پاؤں رکھ کر محاصرہ بغداد سے دست کش ہو کر بھاگ کھڑے ہوئے۔ ابوجعفر نے حلوان کا راستہ لیا، ابوعیسیٰ اس کے ساتھ تھا۔ پھر اس نے بہاء الدولہ سے سلسلہ خط و کتابت کا شروع کیا۔

بدر کی فرمانبرداری:...... اس کے بعد بدر ابن حسنو یہ نے رافع بن معین عقیلی کی ولایت کی طرف قدم بڑھایا اور بنومسیّب کے اتفاق اور مدد سے مار دھاڑ شروع کر دی۔ کیونکہ اس نے ابوالفتح بن عنان کو اپنے یہاں پناہ دی تھی اور اسی زمانہ میں اس نے حلوان اور قرمیسین پر قبضہ حاصل کر لیا تھا۔ چنانچہ بدر نے رافع کے علاقے فتح کرنے کے لئے ایک فوج روانہ کی جس نے اس کو تباہ کر دیا اور بہت سے مقامات کو جلا کر خاک وسیاہ کر دیا۔ ابوالفتح پریشان ہو کر عمید الجیوش کی خدمت میں دارالخلافت بغداد پہنچ گیا۔ چنانچہ عمید الجیوش نے اپنے پاس ٹھہرایا۔ امداد کا وعدہ کیا یہاں تک کہ بہاء الدولہ کو ابن واصل کی مہم اور اس کے قتل سے فراغت حاصل ہوگئی۔ اس وقت بہاء الدولہ نے عمید الجیوش کو بغرض اعانت ابوالفتح، بدر بن حسنو یہ کی سرکوبی کا حکم دیا۔ چنانچہ عمید الجیوش شاہی فوجوں کو لے کر نیشاپور پہنچ کر پڑاؤ کر دیا اس سے بدر بن حسنو یہ گھبرا گیا اور مصالحت کا پیغام بھیجا اور حملے کے اخراجات ادا کرنے کا وعدہ کیا عمید الجیوش اس پر راضی ہو گیا بدر بن حسنو یہ نے وعدے کے مطابق حملے کے اخراجات ادا کر دئے اور عمید الجیوش واپس بغداد میں چلا گیا۔

ہلال بن بدر بن حسنو یہ:...... ہلال بن بدر کی ماں، شاذ بیخان سے تھی جس کے قریبی عزیز ابوعنان اور ابوالشوک بن مہلہل وغیرہ تھے ہلال کے پیدا ہونے کے بعد ہی بدر نے اس کی ماں سے علیحدگی اختیار کر لی تھی۔ اس لئے ہلال نے اپنے باپ کے سایہ عاطفت میں نشوونما نہیں پائی۔ بلکہ اس سے علیحدہ اپنے ماموؤں کے ہاں پرورش پا کر جوان ہوا۔ ادھر بدر نے اپنے دوسرے بیٹے ابوعیسیٰ کو تعلیم وتربیت دی اور ولی عہدی کے لئے منتخب کیا تھا۔

شہرزور پر ہلال کا قبضہ:...... اس کے بعد ہلال، صامغان کا حاکم بنا، ابن مضاضی (والی شہرروز) کو اس کا پڑوسی ہونا پسند نہ تھا کیونکہ بدر کے اس سے مراسم اتحاد تھے۔ اس لئے ابن مضاضی ❶ نے ہلال کو حکومت صامغان سے روکا اور جب وہ اپنے ارادہ سے باز نہ آیا تو دھمکی آمیز پیغام بھیجا اور ادھر اس کے باپ (بدر) نے بھی دھمکی دی۔ مگر ہلال نے فوجیں تیار کر کے ابن مضاضی پر چڑھائی کر دی اور شہرروز کے قلعہ کا محاصرہ کر لیا۔ ابن فضاضی نے محاصرہ توڑنے کی بہت کوشش کی کامیاب نہ ہو سکا، اور ہلال نے قلعہ فتح کر کے ابن فضاضی کو مار ڈالا۔ اور اس کے گھر بار کو لوٹ لیا۔ اس واقعہ سے باپ بیٹے کی مخالفت بڑھ گئی۔

بدر کی گرفتاری:...... ہلال چلتا پرزہ تھا اور بدر جابر مزاج تھا۔ ہلال نے اپنے باپ بدر کے سرداروں اور دوستوں کو ملا لیا۔ سب کے سب بدر کا ساتھ چھوڑ کر کے ہلال کے پاس چلے گئے۔ پھر ہلال فوج کو مرتب کر کے اپنے باپ سے جنگ کرنے نکل کھڑا ہوا۔ دینور میں۔ باپ اور بیٹے کا مقابلہ ہوا۔ مقابلہ سے پہلے ہی بدر کی قسمت میں شکست لکھی جا چکی تھی لہٰذا گرفتار ہو کر اپنے بیٹے ہلال کے سامنے پیش کیا گیا۔ ہلال نے بدر کو عبادت کی غرض سے قلعہ دینور میں واپس بھیج دیا اور گذارے کے لئے پنشن مقرر کر دی اور جتنا مال واسباب تھا اس پر قبضہ کر لیا۔

قرمیسین پر ابوالفتح کا حملہ:...... بدر نے قلعہ پر قابض ہونے اور مستقل طور سے رہنے کے بعد قلعہ کو ہر طرح سے مضبوط و مستحکم کر لیا اور ابوالفتح بن عنان اور ابوعیسیٰ سادی بن محمد کے پاس استرآباد ❷ میں پیام بھیجا، کہ ہلال کے علاقے نہایت سرسبز اور آباد ہیں ذرا سی نقل وحرکت میں یہ مقبوضات ہاتھ آجائیں گے، لہٰذا موقع کو ہاتھ سے جانے نہ دینا چاہئے،، ابوعیسیٰ سادی پر بدر کا یہ جادو تو نہ چلا مگر ابوالفتح نے قرمیسین پر حملہ کر دیا اور قابض ہوگیا۔ دیلمی اس کامیابی کے بعد رعایا کے ساتھ نہایت بداطواری سے پیش آئے۔ ہلال نے ان پر جارحانہ حملہ کیا اور بہت سے دیلمیوں کو فنا کر دیا۔

فخر الملک اور ہلال کی جنگ:...... پھر بدر نے اپنے قلعہ سے بہاء الدولہ کی خدمت میں ہلال کے مقابلے میں امداد کی درخواست بھیجی چنانچہ بہاء

---

❶ ...... تاریخ کامل میں ابن الماضی ہے۔ ❷ ...... یہاں صحیح لفظ اسدآباد ہے دیکھیں تاریخ کامل ج ۵ ص ۵۸۱۔ اسدآباد سے عراق کی طرف اسدآباد اور ہمدان میں صرف ایک مرحلہ کا فاصلہ ہے۔ معجم البلدان۔

الدولہ نے اپنے وزیر السلطنت فخر الملک کو بڑی فوج کے ساتھ روانہ کیا۔ جو کہ کوچ و قیام کرتا ہوا سا پور خورست تک پہنچ گیا اس سے ہلال گھبرا گیا، ابو عیسیٰ بن سادی ❶ سے مشورہ کیا تو ابو عیسیٰ نے رائے دی ,,کہ بہتر یہ ہے کہ تم بہاء الدولہ کی اطاعت قبول کرلو اور اگر کسی وجہ سے اطاعت قبول کرنا پسند نہیں کرتے تو جنگ میں جلدی مت کرو۔ حیلے بہانوں سے وقت گزاری کرو، مگر ہلال نے ابو عیسیٰ کی رائے پسند نہ کی اور سازباز کا الزام لگا دیا۔ اتنے میں شاہی فوج آ گئی اور ہلال نے بھی مقابلہ کی تیاری کرلی۔ فخر الملک نے شاہی فوج کو میمنہ ومیسرہ سے مرتب کیا۔ ہلال نے یہ رنگ دیکھ کر کہلوا دیا۔ ,,میں مقابلہ کرنے نہیں بلکہ اظہار اطاعت کے لئے آیا ہوں،،۔

ہلال کی گرفتاری اور اطاعت:...... بدر نے اس امر کا احساس کر کے کہ ہلال کا جادو، وزیر پر چلنے ہی والا ہے ,,وزیر کو اصل واقعہ سے مطلع کیا اور یہ بات کہ یہ ہلال کی چال بازی ہے اور فریب ہے اس نے یہ ہلال کی حرکات وسکنات سے ثابت کر دیا۔ چنانچہ وزیر السلطنت کے خیالات تبدیل ہو گئے لشکر کو حملہ کرنے کا حکم دے دیا۔ پھر زیادہ عرصہ گزرنے نہ پایا تھا کہ ہلال کو باندھ کر حاضر کیا گیا۔ وزیر السلطنت نے اسے حکم دیا ,,کہ قلعہ کی چابیاں بدر کے حوالہ کر دو،، ہلال نے بادل ناخواستہ اس شرط پر کہ آئندہ اس کا باپ (بدر) اس سے کسی قسم کا جھگڑا نہ کرے گا۔ سر تسلیم خم کر دیا۔ اس کی ماں نے بھی ان لوگوں سمیت جو قلعہ میں تھے امن کی درخواست کی وزیر نے ان سب کو امن دے دیا، اور قلعہ پر قبضہ کرلیا۔ اور مال واسباب کو ضبط کرلیا قلعہ میں اس وقت چالیس ہزار تھیلیاں دینار کی تھیں، اور چار لاکھ تھیلیاں درہم کی، اس کے علاوہ جواہرات قیمتی قیمتی کپڑے اور بیشمار آلات حرب تھے۔ وزیر نے قلعہ بدر کے حوالہ کیا اور مال واسباب لے کر دار الخلافت بغداد واپس چلا گیا۔

طاہر بن ہلال کا شہرروز پر قبضہ:...... بدر بن حسنو یہ نے شہرروز، عمید الجیوش کے حوالہ کر دیا تھا اور عمید الجیوش نے اپنی طرف سے ایک شخص شہرروز میں بطور نائب مقرر کیا تھا جب واقعات بالا ۴۰۱ھ میں پیش آئے اور ہلال بن بدر ان دنوں قید تھا تو اس کا بیٹا طاہر فوجیں تیار کر کے شہرروز پر چڑھ آیا اور فخر الملک وزیر السلطنت کی فوج سے جو شہرروز میں تھی لڑائی چھیڑ دی۔ چنانچہ ماہ رجب میں وزیر السلطنت کی فوج کو شکست ہوگئی اور طاہر نے شہرروز پر قبضہ کرلیا اس پر وزیر السلطنت نے اسے عتاب آموز خط لکھا اور ان لوگوں کی رہائی کا حکم دیا جو اس وقت طاہر کے پاس قید تھے چنانچہ طاہر نے قیدیوں کو رہا کر دیا اور شہرروز بدستور اس کے قبضہ میں رہ گیا۔

بدر بن حسنو یہ اور اس کے بیٹے ہلال کا قتل:...... ۴۰۵ھ میں بدر بن حسنو یہ (امیر جبل) نے حسن بن مسعود کردی پر اس کے ملک پر قبضہ کرنے کی غرض سے حملہ کیا اور قلعہ کوسجہ ❷ (کوسجد) میں اس کا محاصرہ کرلیا۔ مگر اتفاقات کچھ ایسے پیش آئے کہ محاصرہ زیادہ دنوں تک قائم رہا مگر کوئی نتیجہ نہ نکل سکا بدر کے ساتھیوں نے گھبرا کر بدعہدی پر کمر باندھ لی اور اس کے قتل پر متفق ہو گئے۔ کردوں میں سے جورقان نامی ایک فرقہ نے اس کا بیڑا اٹھایا چنانچہ ان لوگوں نے بدر کو قتل کر دیا اور محاصرہ چھوڑ کر چلے گئے۔ شمس الدولہ بن فخر الدولہ والی ہمدان کے علم حکومت کی اطاعت قبول کرلی۔ حسین بن مسعود کردی نے بدر کی تجہیز وتکفین کرائی اور مشہد علی میں دفن کر دیا۔ طاہر بن ہلال اپنے دادا بدر کے خوف سے شہرروز کے آس پاس قیام کئے ہوئے تھا جب اس کو بدر کی موت کی خبر ملی تو اپنے دادا بدر کے علاقے پر قبضہ کرنے کی غرض سے خروج کیا۔ شمس الدولہ نے روک تھام کی مگر طاہر کے دماغ میں حکومت وامارت کی ہوا سمائی ہوئی تھی اس لئے لڑ پڑا۔ مگر شمس الدولہ نے اسے شکست دیکر گرفتار کرلیا اور ہمدان میں لیجا کر قید کر دیا اور بدر کے مقبوضہ علاقوں پر قبضہ کرلیا۔ کردوں میں سے شاد بخان اور کر یہ ابو الشوک کے دائرہ حکومت میں داخل ہو گئے۔

طاہر کی گرفتاری:...... طاہر کا باپ ہلال بن بدر اس زمانہ میں سلطان الدولہ کے پاس دار الخلافت بغداد میں قید تھا۔ سلطان الدولہ نے ان واقعات کی اطلاع پا کر ہلال کو قید سے رہائی دی۔ سامان جنگ اور کافی مقدار میں فوج دیکر شمس الدولہ سے ملک واپس لینے کے لئے روانہ کیا۔ چنانچہ شمس الدولہ اور ہلال کی معرکہ آرائی ہوئی۔ لیکن جنگ کے شروع ہونے سے پہلے ہلال کی قسمت میں شکست لکھی جا چکی تھی چنانچہ شمس الدولہ نے ہلال کو شکست دے دی اور پکڑ دھکڑ کے دوران گرفتار کر کے قتل کر ڈالا۔ شاہی فوجیں جو اس کے ساتھ تھیں وہ شکست کھا کر بغداد واپس چلی گئیں۔ شاپور

---

❶...... یہاں صحیح لفظ الشاذی ہے۔ دیکھیں تاریخ کامل ج ۵ ص ۵۸۱۔ ❷...... یہاں صحیح لفظ ''کوسجد'' ہے جیسا کہ لکھا ہے۔ دیکھیں تاریخ الکامل ج ۵ ص ۶۰۳

خورست، دینور، یزدجرد، نہاوند، استر آباد اور کچھ حصہ صوبہ اہواز کا بدر کے قبضہ میں تھا ان کے علاوہ ان قلعوں اور شہروں پر بھی اس کا قبضہ تھا جو ان مقامات کے درمیان میں تھے۔ عادل، عالی حوصلہ، بلند ہمت اور سخی تھا۔ جن دنوں بدر اور اس کا بیٹا ہلال مارا گیا تو بدر کا پوتا ''طاہر'' شمس الدولہ کے پاس ہمدان میں قید کی مصیبتیں جھیل رہا تھا۔

ابوالشوک: ...... ابوالفتح محمد بن عنان، کردوں میں سے شاذنجان نامی ایک گروہ کا امیر تھا۔ حلوان اس کے قبضہ میں تھا۔ بیس سال تک حلوان میں اپنی قوم پر امارت کرتا رہا۔ بدر بن حسنویہ اور اس کے بیٹے جبل کے صوبوں میں بوجہ ہمسائیگی اور رقابت، ابوالفتح محمد سے لڑا بھڑا کرتے تھے۔ ۴۰۱ھ میں اس نے وفات پائی اور اس کی جگہ ابوالشوک (اس کا بیٹا) حکمران بنا دارالخلافت بغداد سے شاہی فوجیں آئیں، ابوالشوک نے ان سے جنگ کی لیکن ہزیمت اٹھا کر حلوان میں قلعہ نشین ہو گیا۔ یہاں تک کہ وزیر فخر الملک، بہاءالدولہ کی طرف سے عمید الجیوش کے بعد عراق آیا تو ابوالشوک نے خط و کتابت کر کے صلح کر لی۔

ابوالشوک اور طاہر کی جنگ: ...... شمس الدولہ ابن معز الدولہ ابن بویہ نے اسی زمانہ میں طاہر ابن ہلال ابن بدر سے اطاعت و فرمانبرداری کی قسم لے کر اسے قید سے رہا کر دیا تھا اور اس کی قوم اور بلاد جبل کی حکومت و امارت عطا کی تھی۔ آپ اوپر پڑھ چکے ہیں کہ اس کی ابوالشوک (والی حلوان) سے خاندانی دشمنی اور پرانا جھگڑا چلا آ رہا تھا۔ طاہر کو قید سے رہا ہونے کے بعد ابوالشوک سے بدلہ لینے کا شوق پیدا ہوا چنانچہ اس نے فوجیں فراہم کیں آلات حرب جمع کئے اور ابوالشوک سے لڑائی چھیڑ دی۔ چنانچہ اس واقعہ میں ابوالشوک کو شکست ہوئی۔ اس کا بھائی سعدی بن محمد مارا گیا پھر کچھ عرصے بعد ابوالشوک نے فوجیں تیار کر کے جنگ کا دوبارہ سلسلہ چھیڑا۔ اتفاق یہ کہ اس واقعہ میں بھی اسے شکست ملی۔ حلوان میں واپس آ کر قلعہ نشین ہو گیا اور طاہر نے اس کے گرد و نواح کے شہروں پر قبضہ کر کے نہروان میں قیام کر دیا۔

طاہر بن ہلال کی موت: ...... ان دو لڑائیوں میں دونوں فریق قوت آزمائی کر چکے تھے اس لئے آئندہ لڑائی کا سدباب کرنے کے خیال سے دونوں نے صلح کر لی اور ابوالشوک نے اپنی بہن کا نکاح طاہر سے کر دیا جب طاہر کو ہر طرح سے اطمینان ہو گیا اور ابوالشوک کی طرف سے بے خوف ہو گیا تو ابوالشوک نے غفلت کی حالت میں طاہر پر حملہ کر کے اس کی آئندہ زندگی کا خاتمہ کر دیا اور اپنے بھائی سعدی بن محمد کے خون کا بدلہ لے لیا۔ طاہر کے ساتھیوں نے مقابر بغداد میں ہی لیجا کر دفن کر دیا۔ پھر ابوالشوک نے طاہر کے سارے علاقوں پر قبضہ کر لیا اور دینور میں جا کر قیام پذیر ہوا۔

ابن کاکویہ اور ابوالشوک: ...... پھر جب علاءالدولہ کاکویہ نے ۴۱۴ھ میں جب شمس الدولہ بویہ کی فوجوں کو شکست دیکر ہمدان پر اپنی حکومت کا جھنڈا گاڑا تو اس کی آنکھوں کو دینور پر کسی غیر کی حکومت ذرہ بھر بھی نہ بھائی۔ چنانچہ دینور کو ابوالشوک سے چھین لیا، شاپور خورست اور اس اطراف کے سارے شہروں پر قابض ہو گیا پھر ابوالشوک کے تعاقب میں چلا۔ مشرف الدولہ سلطان بغداد نے ابوالشوک کی سفارش کی چنانچہ علاءالدولہ اس کے تعاقب سے دست کش ہو کر واپس آ گیا۔

رے پر تاتاریوں کا حملہ: ...... اس کے بعد جب تاتاریوں کا زور و شور ہوا اور انہوں نے رے پر ۴۲۰ھ میں یلغار کی، ہمدان اور اس کے گرد و نواح میں استر آباد اور دینور تک لوٹ مار کرنے لگے تو ابوالفتح بن ابوالشوک نے تاتاریوں کے خلاف خروج کیا اور لڑ کر ان کو شکست دے دی۔ ان کے ایک گروپ کو گرفتار کر لیا۔ اس کے بعد تاتاریوں اور ابوالفتح کے درمیان صلح ہو گئی اور ابوالفتح نے ان کے قیدیوں کو چھوڑ دیا تو وہ واپس چلے گئے۔

ابوالشوک کی کامیابیاں: ...... ۴۳۰ھ میں ابوالشوک نے قرمیسین صوبہ جبل پر قبضہ حاصل کر لیا اور اس کے والی کو جو کہ اکراد، ترہیہ (توھیہ) سے تھا گرفتار کر لیا۔ والی قرمیسین کا بھائی، ابوالشوک کے خوف سے قلعہ ارنبہ کی طرف بھاگ گیا۔ شہر خولنجان ❶ بھی انہی کردوں کا تھا ابوالشوک نے اسے فتح کرنے کے لئے ایک فوج روانہ کی۔ مگر وہ فتح نہ ہوا لہٰذا واپس آ گئی۔ اہل شہر کو اطمینان ہو گیا مگر ابوالشوک نے اسی دن اپنی فوج کو پھر یلغار کرنے کا

---

❶ ...... خولنجان، ایک جگہ کا نام ہے۔ یاقوت حموی کے مطابق جڑی بوٹی کا نام ہے۔

حکم دے دیا۔ اس کی اطلاع نہ تو اہل قلعہ ارنبہ کو تھی اور نہ خوبنخان والے اس نقل وحرکت سے مطلع ہوئے۔ چنانچہ ابوالشوک کی فوجیں شہر اور نیز قلعہ میں گھس گئیں۔ مار دھاڑ شروع ہوگئی جس کو پایا مار دیا گیا جو کچھ پایا لوٹ لیا۔ چنانچہ اہل شہر نے اطاعت قبول کر لی اور امن کی درخواست کی۔ چنانچہ ان لوگوں کو امن دے دیا۔ اور محافظ فوج نے وسط شہر کے قلعہ میں جا کر پناہ لے لی اور قلعہ کے دروازے بند کر لئے۔ ابوالشوک کی فوج نے ان کا بھی محاصرہ کر لیا اور ماہ ذیقعدہ میں اس پر بھی قابض ہوگئی۔

ابوالفتح ابوالشوک اور اس کے چچا مہلہل میں مناقشہ:......ابوالفتح بن ابوالشوک اپنے باپ کی طرف سے دینور کا حاکم تھا۔ آدمی رعب داب والا تھا، سیاست میں بھی دخل تام تھا۔ حکومت وریاست پر اس کے قدم جم گئے اور اس نے متعدد قلعوں پر قبضہ کر لیا اور اس کے اطراف ومتعلقات کی تا تاری دست برد سے جیسا کہ چاہیئے تھی حفاظت کی۔ اس سے اس کا دماغ پھر گیا اپنے باپ ابوالشوک سے بھی بڑا ہونے کا خیال پیدا ہوگیا۔

ابوالفتح کی گرفتاری:......ماہ شعبان ۴۳۱ھ میں قلعہ یکورا❶ (یایلورا) پر حملہ کیا۔ اتفاق سے اس وقت والی قلعہ موجود نہ تھا مگر اس کی بیوی قلعہ میں موجود تھی۔ اس نے ابوالفتح کے خوف سے مہلہل کو کہلوا دیا کہ آپ آ کر قلعہ پر قبضہ کر لیجئے میں قلعہ کی چابیاں آپ کو دیدوں گی، مجھ میں ابوالفتح سے جنگ کی قوت نہیں ہے چنانچہ مہلہل جو اپنی محل سرا (واقع اطراف صامغان) میں تھا چنانچہ مہلہل یہ پیغام پا کر قلعہ سے ابوالفتح کی واپسی کا منتظر رہا اور فوجیں تیار کرتا رہا۔ چنانچہ جب ابوالفتح قلعہ کے محاصرہ پر اپنی فوج چھوڑ کر واپس گیا تو مہلہل اپنا لشکر لے کر پہنچ گیا اور ابوالفتح کی فوج کا محاصرہ کر لیا۔ اس دوران ابوالفتح قلعہ کے محاصرہ کے لئے دوبارہ واپس آ گیا چنانچہ مہلہل ایک مقام پر چھپ کر بیٹھ گیا، پھر جیسے ہی ابوالفتح کمیں گاہ کی جگہ سے آگے بڑھا مہلہل نے حملہ کر دیا اور لڑائی شروع ہوگئی۔ کامیابی کا سہرا مہلہل کے سر رہا۔ اور ابوالفتح گرفتار ہو کر مہلہل کے روبرو پیش کیا گیا جسے مہلہل نے جیل میں ڈال دیا۔

شہرزور پر حملہ:......ابوالشوک کو اس واقعہ سے بے حد صدمہ ہوا۔ اس نے لشکر حاصل کر کے شہرزور پر یلغار کر دی، مدتوں محاصرہ کئے رہا اس کے بعد مہلہل کے علاقوں کی طرف قدم بڑھایا۔ سلسلہ جنگ طویل ہوگیا مگر کوئی مقصد حاصل نہ ہوسکا یہاں تک کہ مہلہل نے علاء الدولہ بن کاکویہ کو ابوالفتح کے مقبوضہ علاقوں کی لالچ دی اور اس پر قبضہ کر لینے کی ترغیب دی۔ لہٰذا علاء الدولہ نے دینور اور قرمیسین پر ۴۳۲ھ میں قبضہ کر لیا۔

علاء الدین اور ابوالشوک کی صلح:......اس کے بعد ابوالشوک نے دقوقا پر چڑھائی کی (دقوقا پر مہلہل بن محمد کا قبضہ تھا، اور اپنے بیٹے سعدی کو آگے بڑھنے کا حکم دیا۔ سعدی نے اپنے باپ کے حکم کی تعمیل کی دقوقا کا چاروں طرف سے محاصرہ کر لیا اس کے بعد ہی ابوالشوک بھی آ گیا اور شہر پناہ کی دیوار توڑ کر شہر میں گھس گیا اور بزور تلوار قبضہ کر لیا شہر کے بعض محلوں کو لوٹ لیا کردوں کے اسلحہ اور مال واسباب چھین لئے اس نے دقوقا میں صرف ایک رات قیام کیا تھا یہ خبر ملی کہ اس کا بھائی سرخاب بن محمد اس کے علاقوں کی طرف بڑھ رہا ہے، اس خوف سے کہ کہیں بندنچن قبضہ سے نکل نہ جائے دقوقا سے لوٹ گیا اور جلال الدولہ سلطان بغداد سے امداد کی درخواست کی چنانچہ جلال الدولہ نے ایک لشکر اس کی مدد پر بھیج دیا جس کی وجہ سے ابوالشوک کے علاقے سرخاب کے دستبرد سے محفوظ رہے مہلہل نے یہ رنگ دیکھ کر علاء الدولہ بن کاکویہ کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنے بھائی ابوالشوک کی زیادتیوں کی شکایت کی اور اس کے مقابلہ پر مدد مانگی چنانچہ علاء الدولہ اپنی فوج کے ساتھ اس کی حمایت پر نکل پڑا (کوچ وقیام کرتا ہوا قرمیسین پہنچ گیا مگر ابوالشوک کو اس کی خبر مل گئی سووہ حلوان کی طرف لوٹ گیا علاء الدولہ نے تعاقب کیا رفتہ رفتہ مرج پہنچا اور ابوالشوک سے قریب ہوگیا ابوالشوک نے قلعہ پسروان میں جا کر قلعہ نشین ہونے کا عزم کر لیا اور علاء الدولہ کے پاس کہلوا دیا کہ اگر آپ نے مجھے زیادہ تنگ کیا اور مجھے کوئی بچاؤ کی صورت نہ دکھائی دی تو میں جلال الدولہ کو اپنے علاقے حوالے کر دوں گا بہتر یہ ہے کہ آپ مجھ سے صلح کر لیجئے اور مجھ سے لڑائی کا خیال چھوڑ دیجئے علاء الدولہ یہ پیغام پا کر صلح پر آمادہ ہوگیا چنانچہ اس نے دینور لے کر صلح کر لی اور لوٹ آیا۔

شہرزور کا محاصرہ:......پھر ۴۳۴ھ میں ابوالشوک نے شہرزور کی طرف قدم بڑھائے اور اس کا محاصرہ کر لیا اس کے گرد ونواح کے مقامات کو خوب لوٹا اور قلعہ تیرانشاہ (نبیز ارساہ) کا بھی محاصرہ کیا ابوالقاسم بن عیاض نے دفاع کیا اور اس کے بیٹے ابوالفتح کی رہائی کا وعدہ کیا جو اس کے بھائی مہلہل کے

❶...... تاریخ کامل میں بلوار تحریر ہے۔

ہاں قید تھا۔ مہلہل یہ خبر پا کر کہ ابوالشوک میرے علاقوں کی طرف غارتگری کے لئے آ رہا ہے شہر روز سے سندھ وغیرہ ابوالشوک کے علاقوں کی جانب لوٹ مار کرنے چلا گیا تھا لیکن جب ابوالقاسم بن عیاض نے کہلوایا کہ میں تمہارے بھائی ابوالشوک سے صلح کرادوں گا تو مہلہل نے لوٹ مار سے اپنا ہاتھ روک لیا مگر اس کے باوجود ابوشوک حلوان سے صامغان کی طرف بڑھ گیا اور مہلہل سے اپنا ہاتھ روک لیا بائیں مگر اس کے باوجود ابوالشوک حلوان سے صامغان کی طرف بڑھ گیا اور مہلہل کے علاقوں کو جی کھول کر لوٹا۔ مہلہل اس کے مقابلہ پر نہ آ سکا مگر لوگوں نے درمیان میں پڑ کر دونوں بھائیوں میں صلح کرادی اور ابوشوک واپس آ گیا۔

طغرل بیگ کے بھائی نہال کا ابوالشوک کی حکومت پر قبضہ:۔۔۔۔۔۔اس کے بعد ابراہیم نیال اپنے بھائی طغرل بیگ کے حکم سے ہمدان کے لئے کرمان سے روانہ ہوا اور پہنچتے ہی ہمدان پر قبضہ کرلیا کرساشق ابن علاء الدولہ اکرادحورقان کے پاس چلا گیا۔ ابوالشوک ان دنوں دینور میں تھا اس خبر کو وحشت اثر کوسن کر دینور چھوڑ کر قرامیسین چلا گیا چنانچہ نیال نے دینور پر بھی قبضہ کرلیا اور ابوالشوک کے تعاقب میں قرمیسین کی طرف روانہ ہوگیا ابوالشوک کو اس کی خبر مل گئی اس نے قرمسین کو بھی خیرآباد کہہ کر حلوان کا راستہ اختیار کیا اور اپنی فوج کو جس میں دیلمی اور کرد تھے شادنجان میں چھوڑ گیا پھر نیال نے شادنجان کی طرف قدم بڑھائے اور بزور تیغ شادنجان پر قبضہ کرلیا بہت بڑی خونریزی ہوئی جس میں ابوالشوک کی فوج کا بڑا حصہ کام آ گیا باقی سپاہیوں نے ابوالشوک کے پاس حلوان میں جا کر پناہ لی ابوالشوک نے اپنے اہل وعیال اور ذخیرہ کو قلعہ سیروان ❶ میں بھیج دیا اور خود حلوان میں قیام پذیر رہا۔

جورقان پر ابراہیم کا قبضہ:۔۔۔۔۔۔ نیال مہم شادنجان سے فارغ ہو کر صمیرہ ❷ کی طرف بڑھا اور اس پر کامیاب ہو کر اس میں لوٹ مار کی اور اس کے بعد ان کردوں پر حملہ آور ہوا جو صمیرہ کے قرب وجوار مقام جورقان میں ٹھہرے ہوئے تھے اس واقعہ میں بھی کردوں کو شکست ہوئی کرساشف بن علاء الدولہ انہیں کردوں کے پاس مقیم تھا ان کی شکست اسے جان کے لالے پڑ گئے کسی طرح جان بچا کر شہاب الدولہ کے زیر کنٹرول علاقے میں جا کر پناہ لی۔ نیال ماہ شعبان کے آخر میں جورقان پہنچا اور قبضہ کرلیا بازار لوٹ لیا مکانات کو جلا دیا اسی سلسلہ میں ابوالشوک کا مکان بھی آتش سوز اں کے نذر ہوگیا تاتاریوں کا ایک گروپ ان اصل رسیدوں کے تعاقب میں روانہ ہوا اور مقام خانقین میں پہنچ کر گھیر لیا اور جو کچھ ان کے پاس تھا لوٹ لیا بہت سے تیغ اجل کی نذر ہوگئے باقی لوگ اطراف وجوانب بلاد میں منتشر ہوگئے۔

مہلہل اور ابوالشوک کا اتحاد:۔۔۔۔۔۔ان واقعات نے ابوالشوک اور اس کے بھائی مہلہل کو خواب غفلت سے بیدار کردیا وہ مخالفت کا خیال ترک کر کے اتحاد کی طرف مائل ہوگئے چنانچہ آپس میں خط وکتابت شروع ہوئی ابوالشوک کا بیٹا ابوالفتح مہلہل کے ہاں قید میں مرگیا تھا مہلہل نے اپنے بیٹے ابوالغنائم کو ابوالشوک کے پاس بھیج دیا اور کہلوایا کہ میں قسم کھا کر کہتا ہوں کہ ابوالفتح کو میں نے نہیں قتل کیا بلکہ وہ اپنی موت سے خود مرگیا ہے اور اگر یہ بات ثابت ہوجائے تو میں بخوشی اجازت دیتا ہوں کہ ابوالغنائم یعنی میرے بیٹے کو اس کے بدلہ میں قتل کرڈالئے اس سے ابوالشوک کا دل صاف ہوگیا پھر دونوں نے اتحاد کی قسمیں کھائیں اور نیال سے مقابلے پر کمربستہ ہوگئے۔ چونکہ ابوالشوک نے سرخاب سے دور قلعہ بلونہ چھین لیا تھا اس لئے دونوں میں کشیدگی چلی آ رہی تھی سرخاب نے اس موقع کو غنیمت شمار کر کے بندنجیں پر چڑھائی کردی بندنجیں سعدی بن ابوالشوک کے قبضہ میں تھا سعدی مقابلہ نہ کرسکا اور بندنجین چھوڑ کر الیہ چلا گیا ادھر سرخاب نے بندنجین کو لوٹ لیا۔

ابوالشوک کی وفات:۔۔۔۔۔۔ ۴۳۷ھ میں ابوالشوک نے قلعہ سیروان مضافات حلوان میں وفات پائی پھر اس کا بھائی مہلہل اس کی جگہ حکومت کی کرسی پر متمکن ہوا کردوں کا گروہ اس کے بھتیجے سعدی بن ابی الشوک کی اطاعت سے منحرف ہو کر مہلہل کے پاس چلا گیا سعدی کو اس سے بے حد ملال ہوا لہٰذا وہ نیال (طغرل بیگ کے بھائی) کے پاس چلا گیا اور اس کو مہلہل کے علاقوں پر قبضہ کر لینے کی ترغیب دینے لگا۔

---

❶ سیروان، پہاڑوں میں واقع ایک علاقہ ماسبجان کا ایک گاؤں ہے۔ معجم البلدان۔ ❷۔۔۔۔ صمیرہ، اس نام کے دو علاقے ہیں ایک بصرہ میں نہر معطل کے کنارے دوسرا جبل اور خوزستان کے درمیان مہرجان قزق نامی علاقہ کا شہر ہے۔ دیکھیں معجم البلدان۔

قرمیسین پر قبضہ:...... جس وقت نیال نے حلوان کے قریب کردوں کو شکست دی تھی اس وقت قرمیسین پر بدر بن طاہر بن ہلال بن بدر بن حسنو یہ کو مقرر کیا تھا مہلہل نے ابوالشوک کی وفات کے بعد ۴۳۸ھ میں قرمیسین پر یلغار کی، چنانچہ بدر بن طاہر مقابلہ نہ کر سکا اور قرمیسین کو بے یارومددگار چھوڑ کر بھاگ گیا مہلہل نے اس پر قبضہ کرلیا اور اپنے بیٹے محمد کو دینور کی طرف بڑھنے کا حکم دیا دینور میں نیال کی فوجیں تھیں چنانچہ محمد نے انہیں میدان میں شکست دیکر دینور پر قبضہ کرلیا۔

سعدی بن ابوالشوک:...... مہلہل نے اپنے بھائی ابوالشوک کے بعد اس کے بیٹے کے تمام علاقوں پر قبضہ کرلیا اور مادر سعدی (یعنی اپنی بھاوج زوجہ ابوالشوک) سے نکاح کرلیا شادیاخان میں کردوں کے ساتھ بداخلاقی سے پیش آنے لگا اور معمولی معمولی باتوں پر بے حد سختی کرنے لگا سعدی نے نیال کو ان علاقوں پر قبضہ کر لینے کی ترغیب دی جیسا کہ آپ ابھی اوپر پڑھ چکے ہیں لہٰذا نیال نے تاتاریوں کا ایک لشکر سعدی کی سرکردگی میں شادیخان کی جانب ۴۳۹ھ میں روانہ کردیا سعدی نے حلوان پر قبضہ کر کے نیال کے نام کا خطبہ بڑھا اور شہر کے نظم ونسق سے فارغ ہوکر مابدشت ❶ کی جانب لوٹ گیا مہلہل کو اس نقل وحرکت کی خبر مل گئی فوراً حلوان پہنچ گیا اور اس پر قبضہ کر کے نیال کا خطبہ وسکہ موقوف کردیا۔

سعدی اور بدر کی جنگ:...... سعدی، مابدشت سے اپنے چچا سرخاب کی طرف لوٹا اور اس کے مال واسباب کو لوٹ لیا۔ اس کے بعد ایک دستہ فوج کو بندنجین کی جانب روانہ کیا جس نے سرخاب کے نائب کو گرفتار کرلیا اور شہر لوٹ کر تاراج کردیا۔ سرخاب نے قلعہ دور ❷ بلونہ میں جا کر پناہ لی۔ اور سعدی قرمیسین کی جانب واپس چلا گیا اور حلوان پر دوبارہ قبضہ کرلیا۔ مہلہل نے اس سے مطلع ہوکر اپنے بیٹے بدر کو حلوان فتح کرنے بھیجا چنانچہ اس نے حلوان پر اپنی کامیابی کا جھنڈا گاڑ دیا پھر سعدی نے تاتاریوں کو متحد کیا پھر حلوان کی طرف بڑھا اور بدر کو نکال کر اس پر قبضہ کرلیا حلوان پر قبضے کے بعد اپنے چچا مہلہل کی طرف قدم بڑھایا مہلہل نے گھبرا کر تیراز شاہ کے پاس قلعہ شہر روز میں جا کر پناہ لے لی ❸۔

سعدی کی گرفتاری:...... تاتاری لشکر نے اس اطراف کے شہروں اور نیز حلوان میں جی کھول کر لوٹ مار کی اور سعدی نے تیراز شاہ کا محاصرہ کرلیا احمد بن طاہر، نیال کا مشہور سپہ سالار اس مہم میں سعدی کے ساتھ تھا مہلہل نے تنگ آکر اپنے بھتیجے سے مل جانے کا ارادہ کیا مگر کردوں کی مخالفت نے اس کو اس سے باز رکھا اس کے بعد سعدی نے اپنے چچا سرخاب کا محاصرہ کرنے کے لئے دور بلونہ پر یلغار کی ابوالفتح بن دارم نامی سپہ سالار لشکر میں تھا ...... روانہ ہوا۔ پہاڑی درے بکثرت اور راستہ بے حد تنگ تھا۔ جس سے محاصرہ کرنے والوں کے حوصلے ٹھنڈے ہوگئے اور جان کے لالے پڑ گئے۔ سعدی اور ابوالفتح ❹ وغیرہ جیسے کمانڈر گرفتار کر لئے گئے اور تاتاری لشکر ان اطراف پر قبضہ کر لینے کے بعد ناکامی کے ساتھ واپس گیا۔

سعدی کی رہائی:...... جس وقت سرخاب نے اپنے بھتیجے سعدی بن ابی الشوک کو گرفتار کرلیا اس وقت اس کے بیٹے ابوالعسکر کو اپنے باپ کے اس فعل پہ سخت غصہ آیا اور کچھ تو بن نہ پڑا اپنے باپ سے علیحدگی اختیار کرلی۔ چونکہ سرخاب کرسی حکومت پر بیٹھنے کے بعد کردوں سے بدسلوکی کرنے لگا تھا اس لئے کردوں نے مجتمع ومتحد ہوکر سرخاب کو گرفتار کر کے نیالؔ کے پاس بھیج دیا، نیال نے اس کی آنکھیں نکلوالیں اور سعدی بن ابی الشوک کی رہائی کا مطالبہ کیا چنانچہ اس کے بیٹے ابوالعسکر نے سعدی کو چھوڑ دیا اور اپنے باپ سرخاب کی رہائی کی کوشش کرنے کی سعدی سے قسم لے لی۔ سعدی کی رہائی کے بعد کردوں کا ایک گروہ آکر مجتمع ہوگیا۔ ان سب کو فوج کی صورت میں مرتب کر کے نیال کی طرف روانہ ہوگیا چنانچہ نیال کو اس سے خطرہ پیدا ہوگیا اس نے منافرت کا اظہار کیا۔ چنانچہ سعدی نے دسکرہ کی طرف قدم بڑھایا اور ابوکالیجار کو اپنی اطاعت کا پیغام دیا۔

سعدی اور تاتاریوں کی جنگ:...... نیال، سعدی کی علیحدگی کے بعد قلعہ کلجان ❺ فتح کرنے روانہ ہوگیا۔ مگر قلعہ والوں نے اطاعت قبول نہ کی،

❶ ...... یہاں صحیح لفظ مایدشط ہے۔ دیکھیں تاریخ الکامل ج ۵ ص ۱۳۰۔ ❷ ...... تاریخ کامل ج ۵ ص ۱۳۰ پر دزدیلونہ تحریر ہے۔

❸ ...... تاریخ کامل ج ۵ ص ۱۳۰ کے مطابق یہاں صحیح لفظ ''تہران شاہ'' ہے۔

❹ ...... اس کا پورا نام ابن خلدون عربی جدید ایڈیشن کے مطابق ابوالفتح بن دارن ہے جبکہ تاریخ کامل ج ۵ ص ۱۳۰ پر دارم کے بجائے ورام ہے۔

❺ ...... تاریخ کامل میں سجل کان ہے۔

اور جنگ کے لئے آ گئے ۔ نیال نے اپنی فوج کے ایک حصہ کو قلعہ دور بلونہ کے محاصرہ پر روانہ کیا اور خود باقی فوج کے ساتھ بندنجین کی طرف بڑھا، قتل، غارت، سزا اور تاوان لینے کا کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا یہاں تک کہ بندنجین کے باشندے بلبلائے گئے ۔ انہی کا ایک گروپ فتح کی طرف روانہ ہو گیا۔ فتح میں مقابلے کی تاب نہ تھی لہٰذا مال واسباب اور ذخیرہ چھوڑ کر بھاگ کھڑا ہوا۔ نیال کی فوج نے تعاقب کیا۔ ایک میدان میں دونوں فریق کا سامنا ہو گیا مرتا کیا نہ کرتا بحکم ہر کہ تنگ آید بجنگ آید، لڑ پڑا۔ قسمت نے یاوری نہ کی نیال کے ساتھی کامیاب ہو گئے فتح نے اپنے احباب اور قرب و جوار کے حکمرانوں سے امداد کی درخواست کی مگر کسی نے سماعت نہ کی مجبور ہو کر جلاوطن ہو گیا۔ ان دنوں سعدی بن ابوالشوک، مقام باجین ❶ سے دو کوس کے فاصلہ پر پڑاؤ ڈالے ہوئے تھا۔ تاتاریوں نے اس پر شبخون مارا اور اس کے مال واسباب کو لوٹ لیا۔ تاتاریوں کی اس غارتگری سے کوئی شہر و قریہ ان ممالک کا نہ بچا۔ دسکرہ، ہارونیہ اور قصر نیشاپور وغیرہ ان کی غارتگری اور قتل کے نذر ہو گئے ان مقامات کے باشندے کچھ تو تاتاریوں کی تیغ اجل کے نذر ہو گئے اور کچھ دریا اور نہروں میں ڈوب کر مر گئے باقی لوگوں کو سردی نے ہلاک کر دیا سعدی بڑی مشکل سے اپنی جان بچا کر دیال پہنچ گیا اور وہاں سے ابو الاعز وبیس بن مزید کے پاس چلا گیا اور اس کے پاس مقیم ہو گیا۔

قلعہ سیروان پہ نیال کا قبضہ: ......اس کے بعد نیال نے قلعہ سیروان کا محاصرہ کیا، رسد وغلہ کی آمد بند کر دی اور قرب و جوار کے شہروں پر شبخون مارنے کے لئے فوجیں روانہ کیں۔ اس قتل وغارتگری کا سیلاب تکریت تک پہنچ گیا تھا۔ سیروان کے محافظوں نے بھوک اور فاقہ کشی سے تنگ آ کر اطاعت قبول کر لی۔ امن مانگا۔ نیال نے قلعہ پر قبضہ کر لیا اور وہاں پر سعدی کا جتنا ذخیرہ تھا سب پر قبضہ کر لیا۔ اور اپنے ساتھیوں میں سے ایک شخص کو قلعہ کا حاکم مقرر کیا۔ کچھ عرصے بعد حاکم قلعہ سیروان مر گیا۔

شہر زور کی فتح: ......پھر نیال نے اپنے وزیر کو شہر روز فتح کرنے کے لئے روانہ کیا چنانچہ وزیر السلطنت نے شہر روز پر بزور تیغ قبضہ کر لیا۔ مہلہل بھاگ گیا اور دور تک بھاگا چلا گیا۔ نیال کے لشکریوں نے میدان خالی پا کر قلعہ ہواز شاہ کا محاصرہ کر لیا اس سے مہلہل کو موقع مل گیا اہل شہر روز سے خط و کتابت شروع کی اور ان کو ان تاتاریوں پر اچانک حملہ کرنے پر ابھار دیا جو ان دنوں وہاں موجود تھے چنانچہ اہل شہر روز نے ایک دن غفلت میں تاتاریوں پر حملہ کر دیا اور ان سب کو موت کا پیالہ پلا دیا۔ نیال کا سپہ سالار یہ خبر سن کر شہر روز واپس گیا لیکن ناکام رہا۔ اس کے بعد تاتاریوں کا وہ لشکر جو بندنجین میں مقیم تھا نہر سلیلی کی طرف سیلاب کی طرح بڑھا اور ابو دلف قاسم بن محمد جاوانی سے جنگ لڑی۔ مگر ابو دلف نے ان کو شکست فاش دی اور کامیاب ہوا اور جو کچھ ان کے پاس تھا اس پر قبضہ کر لیا۔

علی بن قاسم اور تاتاریوں کی جنگ: ......ماہ ذی الحجہ میں تاتاریوں کا ایک گروہ علی بن قاسم کے مقبوضہ علاقوں پر حملہ آور ہوا اور لوٹ مار کا بازار گرم کر دیا۔ راستہ جانتا نہیں تھا لہٰذا ایک پہاڑی درے میں گھس گیا، اس سے علی بن قاسم کو موقع مل گیا۔ حملہ کر کے جو کچھ مال غنیمت اس کے ملک سے تاتاریوں نے حاصل کیا تھا سب کا سب واپس لے لیا۔ احمد بن طاہر (سپہ سالار نیال، قلعہ تیران شاہ کا مسلسل محاصرہ کئے رہا یہاں تک کہ ۴۴۰ھ کا دور آ گیا اور اس کے فوج میں وبا پھیل گئی۔ نیال سے امداد کی درخواست کی۔ نیال اس کو مدد نہ پہنچا سکا۔ احمد مجبور ہو کر محاصرہ سے دست کش ہو کر مابدشت ❷ چلا گیا۔

مہلہل بغداد میں: ......اس واقعہ کی خبر مہلہل تک پہنچ گئی اس نے اپنے بیٹوں میں سے ایک بیٹے کو شہر روز بھیج دیا جس نے شہر ورز پر قبضہ کر لیا۔ ادھر تاتاری فوجوں نے سیروان چھوڑ دیا۔ لشکر بغداد نے حلوان کی طرف کوچ کر دیا اور قلعہ حلوان کا محاصرہ کیا لیکن کامیاب نہ ہو سکا اور فقط اتنا مال ہاتھ آیا جس کو تاتاری لٹیرے چھوڑ گئے تھے۔ شاہی فوج نے بھی ان صوبوں کی بربادی میں پورا پورا حصہ لیا۔ اور مہلہل نے بغداد کا راستہ لیا اپنے مال و اسباب اور اہل وعیال کو بغداد میں ٹھہرایا اور اپنی فوج بغداد سے چھ کوس کے فاصلہ پر پڑاؤ ڈالنے کا حکم دیا۔ ان غارتگریوں کی خبریں سن کر بغداد سے ایک

---

❶ ...... ہمارے پاس نسخہ میں ج ۴ ص ۵۲۱ پر باجیین کے بجائے باجری ہے یہی زیادہ صحیح ہے۔ کیونکہ تاریخ کامل ج ۶ ص ۱۳۵ پر بھی یہی ہے۔ جبکہ ایک نسخہ میں باجس ہے جو درست نہیں۔

❷ ...... یہاں صحیح لفظ مایدشت ہے دیکھیں تاریخ کامل ج ۵ ص ۱۳۸

لشکر بندنجین کی طرف روانہ ہوا جس کی ان تا تاریوں سے جو اس وقت وہاں موجود تھے مڈ بھیڑ ہوئی۔ مگر تا تاریوں نے شاہی لشکر کو شکست دی اور سب کو قتل کر ڈالا، کوئی بھی زندہ نہ بچ سکا۔

مہلہل اور طغرل بیگ:......۴۴۳ھ میں مہلہل ابوالشوک کا بھائی سلطان طغرل بیگ کی خدمت میں حاضر ہوا سلطان نہایت عزت واحترام سے پیش آیا اور اسے اس کے علاقوں سیروان، دقوقا شہرزور اور صامغان کی حکومت عنایت کی۔ مہلہل نے اپنے بھائی سرخاب کی رہائی کی سفارش کی جو کافی عرصے سلطان کی قید میں تھا چنانچہ سلطان نے اس کی سفارش کو قبول کر کے سرخاب کو قید سے آزادی عنایت کردی اور قلعہ ماہکی کی جو اس کے زیر کنٹرول تھا حکومت سپرد کی سرخاب، قید سے رہائی پا کر قلعہ ماہکی طرف روانہ ہوا۔ سعدی ابن ابی الشوک بھی اس عنایات شاہی سے محروم نہیں رہا سلطان طغرل بیگ نے اس کو راوندین بطور جاگیر عنایت کیا۔

سعدی اور ابودلف کی جنگ:......پھر ۴۴۶ھ میں سلطان طغرل بیگ نے سعدی کو تا تاری افواج دے کر اطراف عراق کو فتح کرنے کے لئے روانہ کیا وہ پہلے تو مابدشت پہنچا پھر وہاں سے کوچ کر کے ابودلف جادالی کی جانب بڑھا، ابودلف مقابلہ نہ کر سکا بھاگ کھڑا ہوا۔ سعدی نے تعاقب کیا اور تھوڑی دور جا کر گھیر لیا اس کا مال واسباب لوٹ لیا۔ ابودلف تن تنہا اپنی جان بچا کر بھاگ نکلا۔

مہلہل کی گرفتاری:......سعدی کے چچازاد بھائی خالد اور مطرابن علی بن معن عقیلی کی اولاد سعدی کے پاس وفد لے کر حاضر ہوئے اور مہلہل کی زیادتیوں کی شکایت کی سعدی نے ان کی مدد اور اعانت کا وعدہ کر کے واپس بھیجا اور دھر راستے میں مہلہل کے ساتھی مل گئے چنانچہ بنوعقیل نے ان لوگوں کو گرفتار کر لیا۔ مہلہل نے فدیہ دیکر ان لوگوں کو چھڑایا اور موقع پا کر تل عکبرا پر ان لوگوں سے چھیڑ چھاڑ کی۔ بنوعقیل کو شکست ہوگئی چنانچہ مہلہل نے ان کے مال واسباب لوٹ لئے بنوعقیل پریشان ہو کر سعدی کے پاس سامرا پہنچے اور اپنے رنج وغم کی داستان سنائی اس پر سعدی کو طیش آ گیا فوجیں آراستہ کر کے اپنے چچا مہلہل کا تعاقب کیا۔ اور کامیاب ہو کر اسے اور اس کے بیٹے مالک کو گرفتار کر لیا۔ بنوعقیل کا جتنا مال مہلہل نے لوٹ لیا تھا سب کا سب واپس لے لیا اور حلوان واپس چلا گیا۔

ابن مہلہل کا شہرزور پر حملہ:......ان واقعات سے دارالخلافت بغداد میں بےچینی پیدا ہوگئی الملک الرحیم کی فوجیں جمع ہوئیں ابوالاغر دبیس بن مزید انہی فوجوں کے ساتھ تھا۔ سعدی کے بیٹے سلطان طغرل بیگ کے پاس بطور رہن تھا اور مہلہل سعدی کے ہاں قید کی مصیبتیں جھیل رہا تھا۔ سلطان طغرل بیگ نے سعدی کے بیٹے کو سعدی کے پاس بھیج دیا اور یہ کہلوایا کہ میں اس کو

مہلہل کے بدلے بھیج رہا ہوں لہٰذا تم مہلہل کو قید سے رہا کر دو، سعدی نے اس کے حکم کی تعمیل میں پس وپیش سے کام لیا بالآخر سلطان طغرل بیگ سے بغاوت کا اعلان کر کے حلوان کی طرف روانہ ہو گیا مگر اہل حلوان نے شہر میں گھسنے نہ دیا۔ ناچار رشقباد اور بروان کے درمیان تگ ودو کرتا رہا اور الملک الرحیم کی اطاعت قبول کر لی۔ سلطان طغرل بیگ کو سعدی کا یہ فعل ناگوار گزرا اس نے ایک لشکر بدر بن مہلہل کی کمان میں شہرزور کی طرف روانہ کر دیا۔ ابراہیم بن اسحاق (سعدی کا سپہ سالار) سامنے آ گیا۔ لڑائی ہوئی تو ابراہیم اپنی جان بچا کر قلعہ رشقباد کی جانب بھاگ گیا اور بدر بن مہلہل نے شہرزور کی طرف قدم بڑھایا۔ ابراہیم یہ سن کہ حلوان چلا آیا اور وہیں قیام پذیر رہا پھر ۴۴۶ھ میں بدر نے دسکرہ پر فوج کشی کی اس کو تاراج کر کے رشقباد پہنچ گیا۔ یہ قلعہ سعدی کے قبضہ میں تھا اس قلعہ میں اور قلعہ بردان میں سعدی کا مال واسباب اور ذخیرہ موجود تھا۔ قلعہ کا حاکم مقابلہ پر آیا لیکن اس کے حملوں نے قلعہ حوالے کر دینے پر مجبور کر دیا۔ قلعہ اپنے متعلقات سمیت خراب ویران کر دیا گیا۔

دیلمیوں کا انجام:......غرض کہ ہر طرف سے دیلمیوں پر واں کی گھٹا چھائی ہوئی تھی جس طرف جاتے تھے مار دھاڑ کے سوا ان کے ساتھ کوئی دوسرا سلوک نہیں کیا جاتا تھا۔ اسی دوران سلطان طغرل بیگ نے ابوعلی بن ابوکالیجار (والی بصرہ) کو تا تاری فوجوں کے ساتھ اہواز کی طرف روانہ کیا چنانچہ ابو علی نے اہواز پر قبضہ کر لیا اور تا تاری فوجوں نے اس کو خوب لوٹا رعایا کو اس سے بہت بڑی مصیبت کا سامنا کرنا پڑا۔ لوٹے گئے، مارے گئے جو کچھ مال و

اسباب اس غارت گری سے بچا، تاوان اور جرمانہ کی نذر ہو گیا الغرض سلطان طغرل بیگ کی حکومت کا سکہ دارالخلافت بغداد اور اس کے تمام ممالک متعلقہ میں چلنے لگا۔ کردوں کی حکومت ختم ہو گئی جو گنتی کے چند کردی حکمران باقی رہ گئے تھے وہ سلطان طغرل کے حاشیہ نشینوں میں داخل ہو گئے۔

﴿وَتِلْكَ الأَيَّامُ نُدَاوِلُهَا بَيْنَ النَّاسِ   وَاللهُ يُؤْتِي مُلْكَهُ مَنْ يَشَآءُ﴾
وَاللّٰهُ يَرِثُ الْأَرْضَ وَمَنْ عَلَيْهَا وَهُوَ خَيْرُ الْوَارِثِيْنَ.
لاارادّ لأمره
نَسْتَغْفِرُ اللهَ الْعَظِيْمَ وَنَتُوْبُ إِلَيْهِ

الحمد لله

اختتام تاریخ ابن خلدون جلد پنجم حصہ اول ودوم

